TIGHT BINDING BOOK

188388

OUP—390—29-4-72—10,000.
d 1978

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 905 Accession No. 29941

Author

Title

2927

This book should be returned on or before the date last marked below.

Checked 1979

ہوالکل

دربار آصف

مولف کتاب

مولوی غلام صمدانی خان صاحب گوہر مرحوم

باہتمام

محمد معین الدین مالک مکتبہ معینیہ شاہی دروازہ مکہ مسجد

صرف ٹائیٹل مطبع افضل المطابع چارمینار میں طبع ہوا

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنا کے لایق وہی خالق کون و مکان ہے جس نے ایک لفظ کن سے
تمام موجودات کو عالم ظہور میں لایا ؎ چوں ایں حرف کن صدائے از تو شد ✤
می شدہ آں دم مقرر شش جہات ✤ اور بمقتضائے رحمت عامہ و خاصہ آدم
(ابو البشر) کو اپنے اسمائے حسنیٰ و صفات اعلیٰ کا مظہر بنا کر اِنِّی جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کے عہدۂ جلیل القدر سے ممتاز کیا۔ اور برائے سکونت
اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ کا عالیشان محل عطا فرکر وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ
الشَّجَرَۃَ کی بتاکید اکید ممانعت فرمایا لیکن دنیا میں حضرت انسان کو آباد کرنا منظور تھا
اس لئے فَاَکَلَا مِنْھَا کا ظہور ہوا۔ پھر اِھْبِطَا مِنْھَا کے خطاب سے مخاطب
فرما کر ملک ہند کو اُن کے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشا۔ اور منصب خلافت و نبوت
عطا فرکر بہت سارے انبیاء و رسل کو پیدا کیا۔ پھر اس سلسلہ کو سید الانبیاء والمرسلین۔
؎ چوں برگزیدہ از ہمہ بودی تو اے شاہ ہدا ✤ پس زیں سبب در دو سرا می شدہ
خطاب مصطفےٰ ✤ شفیع المذنبین خاتم النبیین ؎ از بہتران تو بہتری شد ختم بر تو
سروری ✤ از راہ کہتر پروری کن عفو جملہ ہا خطا ✤ مظہر انوار رب العالمین ؎

کہ دیدترا عین ذات حق را دید ۔ کہ من رانی حدیث تو می شناست گواہ جامع کمالات و معجزات انبیاء سابقین خصوصاً معجزہ شق القمر اقتربت الساعۃ وانشق القمر نزدیک اشارہ انگشت تو قمر شق شد ۔ ثبوت او ست بقرآن نمی ترا قال فما ۔ در دریائے انا اعطیناک الکوثر طے کنندہ منازل سدرۃ المنتہیٰ و قاب قوسین او ادنیٰ و دنی فتدلی صاحب مازاغ البصر و ما طغیٰ مراحل پیمائے سبحان الذی اسریٰ ہے تو از ہمہ شدی افضل ازاں سبب نازم ۔ کہ وصف تست زاسری بعبدہ لیلاً ۔ خاتم الانبیا حبیب رب العلیٰ ہے خالق فدا برخوے تو واللیل وگیسوے تو والشمس وصف روئے تو ہم وصف صویت والضحیٰ ۔ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کہف الوریٰ سردار دو عالم فخر بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واز واجہ وذریاتہ وبارک وسلم پر ختم کیا ۔

پس ہزار ہا درود نامحدود اس حبیب رب العالمین زبدۃ العارفین سراج السالکین پر کہ جس کی شان میں خود خدائے عزوجل نے یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور تمام دنیا کو آپ کے نور سے منور کیا ہے دو نیم مہ سے ہے روشن آفاق ۔ مضمون یہ دل شمس و قمر سے پایا ۔

الغرض بقول ہے مقدور کس را نیست ایں حمد و ثنا کردن بالیقین ۔ چوں خالق جان آفریں خود می کند مدح و ثنا ۔ ہم نعت شریف آں اشعار پر ختم کرتے ہیں ہے ایکہ از تو شد ظہور کائنات ۔ ایکہ آساں شد ز تو مشکلات ۔ اے شفیع عاصیاں صد آفریں ۔ از وجودت یوم دیں باشد نجات آیہ لولاک می گوید ہمی ۔ دو جہاں را می شدہ از تو ثبات ۔ از ظہور پاک تو اے عین ذات ۔ سرنگوں در کعبہ شد لات

منات ۔ فاش روز و شب ہمی گوید مدام ۔ بر تو بر آل و صحابہ صد صلوات ۔

اما بعد امیدوار رحمت خدائے ارحم الراحمین و طلب گار شفاعت شفیع المذنبین خادم العلما ملاذ ارباب دانش و اصحاب بینش کی خدمت میں عرضپرداز ہے کہ کمترین کو مذاق علمی سے نہایت دلچسپی و دلدادگی ہے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی فیز اشاعت علوم و فراہمی کتب فن کا بھی شوق و ذوق ہمیشہ میرے پیش نظر رہتا ہے منجملہ اور علوم کے علم تاریخ ایک ایسا علم ہے کہ جس سے دنیا کے گذشتہ حالات تا بزمانہ حال ہمکو معلوم ہو سکتے ہیں اور ہم قرون ماضیہ کے حالات خواہ وہ معاشرتی ہوں یا سیاسی سے بخوبی واقف ہو کر اس کے عمدہ عمدہ نتایج کو پیش نظر رکھ کے اپنے عمل و کردار کی درستگی کر سکتے ہیں ۔ اور تاریخ ہی سے ہر صدی کے واقعات اور زمانے انقلابات اور بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کی سلطنتوں کے عروج و زوال کے علل و اسباب ظاہر ہوتے ہیں و نیز انکی انصاف پروری اور عدل گستری یا ظلم و جور سے جو وہ اپنی رعایا کے ساتھ خواہ وہ کسی قوم کے ہوں پیش آتے تھے اور اس سے انکی سلطنت اور خود انکی ذات پر کیا کیا اثر پڑتا تھا اور وہ انصاف پروری سے کس طرح اپنی سلطنت کو طاقتور اور ظلم سے نیست و نابود کر دیتے تھے یہ سب نصیحت خیز اور غیرت انگیز واقعات ہمکو معلوم ہوتے ہیں ۔ یوں تو ہزارہا کتب تواریخ ہیں مگر منجملہ ان کے جب میری نظر دربار آصف پر پڑی اور جب میں نے اس کا مطالعہ کیا تو اس کو اس فن میں نہایت کارآمد اور مفید پایا جس میں ہندوستان کے قدیم زمانے سے لیکر انتہائے زمانہ ۱۳۱۹ھ تک کے تمام واقعات و حالات تفصیل وار بیان کئے گئے ہیں شاہان ہندوستان کے حالات کے علاوہ دیگر ممالک کے واقعات پر بھی ضمناً روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اسلامی سلاطین مثلاً حضرت خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین و

خلفاے بنی امیہ و بنی عباسیہ کے حالات بھی درج کئے گئے ہیں۔ اور اس میں یہہ بات نہایت قابل تعریف ہے کہ مولف نے سلاطین دکن کے حالات نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ و نیز حضرت غفراں مکاں کے دور حکمرانی کے اکثر و بیشتر واقعات اور شاہان آصفیہ کے حالات بہت شرح و بسط کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ یہہ بات بھی قابل توصیف ہے کہ قدیم و جدید راجگان ہندوستان و سلاطین اہل اسلام و شاہان انگلستان کے تاج اور سکہ جات کے نقوش اور بڑے بڑے سلطنتوں کے تمغے اور دنیا کی زبانیں باعتبار حروف تہجی۔ تعداد حروف ہجا و حرکات و سکنات قران مجید و احوال دوازدہ ایمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دنوں اور مہینوں کے نام جو علیحدہ علیحدہ ہر ملک زبان میں استعمال کئے جاتے ہیں و نیز دنیا کی ہر ایک قوم کی آبادی اسموار بتائی گئی ہے اور ہندوستان کے نواب اور راجاؤں کو برٹش گورنمنٹ سے جو سلامی کی توپیں سر کی جاتی ہیں ان کی تعداد بھی نام بنام بتائی گئی ہے۔ غرض اس کتاب میں کچھ ایسے دلچسپ تاریخی معلومات بہم پہونچائے گئے ہیں جو بعد مطالعہ مفید اور کارآمد ثابت ہونگے۔ عالیجناب مولانا مولوی غلام صمدانی خاں صاحب گوہر مولف کتاب ہذا نے نہایت جانفشانی اور جان کاہی کے ساتھ معتبر اور مستند کتب تواریخ سے اخذ کر کے ایک ایسی یادگار زمانے میں چھوڑی ہے جو ہمیشہ صاحب ممدوح کے نام کو زندہ رکھیگی اور مستوجب تحسین و آفریں اہل علم و دانش رہیگی۔ مولف صاحب کے مختصر حالات ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپکا نام نامی مولوی غلام صمدانی خاں صاحب گوہر ابن محمد گوہر خاں ابن غلام امام خاں ابن محمد منور خاں ہے آپکے جد اعلی بعہد حضرت غفراں مآب میر نظام علیخاں بہادر اپنے وطن ہندوستان سے وارد دار الخلافہ حیدرآباد دکن ہوے۔ اور یہاں ملازمت اختیار کر کے اپنی بقیہ زندگی نہایت

عزت سے بسر کی۔ ان کے پوتے محمد گوہر خاں نہایت عاقل فہیم تھے جنکی ملازمت کا تعلق ابتداً نواب روشن الدولہ کی سرکار میں تھا۔ بعد انتقال نواب صاحب انکی صاحبزادی راحت النساء بیگم صاحبہ کے پاس رہا۔ آپ نہایت سخی اور فیاض ذی علم و بلند خیال تھے شمس الدین صاحب مرحوم خواہرزادہ سکندر یار جنگ مرحوم کی صاحبزادی قمر النساء بیگم صاحبہ آپ سے منسوب تھیں جن کے بطن سے ایک فرزند مسمی غلام صمدانی خاں صاحب گوہر بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ تولد ہوئے (جو مولف کتاب ہذا ہیں) آپ نے اپنے والد بزرگوار کی توجہ سے علم فارسی و عربی میں مہارت کلی حاصل کی۔ انگریزی اور تلنگی میں بھی حسب ضرورت لیاقت پیدا کی۔ طبیعت میں شاعری کا مذاق رکھتے تھے چنانچہ ایک دیوان الموسوم بہ نظم گوہر و نیز دیگر کتب یعنے ریاض آصف و نادل صادق رحیم النساء و تزک محبوبیہ وغیرہ آپکی تصانیف ہیں۔ آپ کا تعلق ملازمت محکمہ معتمدی مالگذاری سرکار عالی سے تھا۔ دربار آصف کو مکمل اور طبع کرنے کے بعد افسوس ہے کہ مولف صاحب کا انتقال ہوگیا جس سے ایک بہتر اور جامع تاریخ اشاعت سے محروم اور معرض گمنامی میں پڑگئی جب میں نے واقعات مذکورہ سنا تو مجھے بیحد تعجب ہوا کہ ایسے روشن زمانہ میں جبکہ ہمارے بادشاہ جم جاہ۔ کیوان کلاہ نظام ہمام خورشید مقام فصیح الکلام بلاغت نظام عالم علوم صوری و معنوی عالم تمامی سر خفی و جلی زیب رشک دہندہ رموزات شاعری زیبندہ رتبہ خلفائے۔ حلال مشکلات عربی۔ نکتہ رس رموزات فارسی معدن اسرار حقیقت فہمی مخزن فیوضات معرفت اندیشی رشک سحبان و ایل و انوری و طوسی مہر سپہر شگفتہ خیالی۔ ماہ سیمائے غذب المقالی یکتائے روزگار۔ شاہنشاہ تاجدار تعلم فرمائے سخنوران یگانہ والا تبار مشیخت آثار علامۂ زمانہ۔ سخنوریگانہ۔ دریائے اسرارات نکتہ دانی۔ سمرج بحر خوش بیانی شہسوار میدان سخن رانی۔ یکہ تاز مضمار لاثانی۔ شمع شبستان ضیاء

رازخدا بدرسیمائے تجلیات سرصفا۔ دقیقہ رس ہرایک فن غموض داں کتب زمن شہیر
مقال فلک خیال۔ سود عنایات والطاف ہائے معبود منبع تعلیمات کہیں وہیں برچشمہ
علوم فقہ وعقائد مبین۔ مصدر علوم گوناگون۔ مجمع فضائل بوقلمون۔ مفتاح گنج بلاغت مصباح
بزم فصاحت۔ مہر فلک عدالت۔ بدر برج سیاست اعلیحضرت قدر قدرت سکندر صولت
دارا حشمت فریدوں شوکت جمشید مرتبت۔ فروغ بخش دین اسلام۔ از عالیخاندان افضل البشر
بعد از انبیا بالتحقیق سیدنا حضرت ابوبکر الصدیق۔ وحید العصر انصاف پرور۔ عدل گستر تازہ کنندہ
عدالت عہد مزین المنبر والمحراب سیدنا عمر ابن الخطاب نگہدار شریعت صاحب حیا وایمان
از پرتو جامع القرآن سیدنا عثمان ابن عفان شہباز میدان شجاعت نظر کردہ شاہ ولایت
مظہر العجائب والغرایب سیدنا علی ابن ابیطالب ظل سبحانی خلیفہ رحمانی محی الملت والدین
سلطان العلوم رستم زمان ارسطوئے دوراں سلطان میر عثمان علیخان بہادر آصفجاہ سابع
شہنشاہ دکن فخر زمن۔ صانہا اللہ عن الشر والفتن۔ خلد اللہ ملکہ وزاد اللہ سلطنتہ و دولتہ
وحشمتہ کی نظر مبارک رعایا و برایا کی فلاح و بہبود کی طرف بائل مبذول ہے اور روز بروز نئے نئے
اصلاحات نظم ونسق عمل میں لائے جارہے ہیں۔ چنانچہ اسی دور مبارک میں اپنی رعایا کو تحصیل
علوم کی آسانی کے لئے عثمانی یونیورسٹی قایم کی گئی جو مادری زبان میں علوم وفنون کی
تعلیم کا پھلا اور بہترین طریقہ ہے ونیز انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہندی تعلیم بھی لازمی
گردانی گئی تاکہ معلومات مذہبی سے رعایا کے خیالات عاری نہ رہیں۔ علاوہ علمی کافی
دوافی ترقیات کے اہل ملک کی آسایش کے ہزارہا کام جاری ہوے۔ جس کے سبب سے
رعایا کا افلاس کوسوں دور ہوگیا۔ سب سے پہلے حضرت اقدس اعلیٰ کی نظر مبارک
علماؤں پر پڑی جنھوں نے اپنا پیشہ گداگری اختیار کر رکھا تھا۔ ہرایک کو حسب مراتب

وظیفہ مقرر فرمایا۔ بعدہ اپنا فیض غیر ریاستوں کے مدارس مثلاً علیگڈھ دیوبند و سہانپور و اجمیر شریف وغیرہ میں جاری فرمایا و نیز سیلاب زدگان تنجاور و کالی کٹ و جاپان وغیرہ میں یتیم اور بیوگان اور سمرنا کے مظلوموں کی امداد لاکھوں روپیوں سے فرمائی گئی۔ اور خلیفۃ المسلمین ٹرکی کے لئے ماہ بماہ ایک بخش قرار وظیفہ مقرر ہو۔ اور بیت المقدس کی تعمیر و ترمیم ایک کثیر المقدار رقم سے کی گئی اور بنظر سہولت نوٹ مٹی آڈر وی پی جاری فرمائی گئی و نیز برائے سہولت آمد و رفت جدید ریلوی جاری کئے گئے۔ مثلاً گدگ لائن بلہار شاہ لائن وغیرہ۔ بڑے بڑے تالاب عثمان ساگر و حمایت ساگر و نظام ساگر آسایش ملک و صلاح و فلاح رعایا کے لئے تعمیر کئے گئے۔ اور اضلاع و تعلقہ جات وغیرہ میں جہاں جہاں پانی کی سخت قلت تھی وہاں اعلیٰ پیمانہ پر آب رسانی کا انتظام کیا گیا۔ اور دواخانہ یونانی کے لئے از سر نو تعمیر و ترمیم کے لئے ۵ لاکھ روپیہ اور فرش فرنیچر وغیرہ کے لئے ۵ لاکھ روپیہ غرض جملہ دس لاکھ روپیہ کی منظوری دیگئی۔ اور اس یونانی دواخانہ میں بعد تیاری دوسو سے زاید مریض رہ سکیں گے و نیز کتب خانہ آصفیہ کے مکان کی تعمیر کے لئے ۳ لاکھ روپیہ کی منظوری مرحمت فرمائی گئی ہے۔

و نیز حرمین شریفین کے صدہا باشندوں کو جو حیدرآباد میں وارد ہوے تھے ان کو معقول طور پر وظیفہ ماہواری عطا کیا گیا۔ غرض اس وقت دنیاے اسلام وغیرہ کے ممالک آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں۔

خدا تعالےٰ کو منظور تھا کہ حیدرآباد میں نئے نئے کام ہوں اور خدا کی مخلوق ظل اللہ کے احسانات سے مستفید ہو۔ اس لئے ۲۹ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۳ ف م ۵ اپریل سنہ ۱۸۹۶ ع م ۲۹ اردی بہشت سنہ ۱۲۷۵ ف م یکم جیت سنہ ۱۸۰۰

روز دوشنبہ کی شب میں (صبح کو اس کے سہ شنبہ تھا) غرۂ باصرہ اقبال
خورشید افق جاہ جلال یادگار ظل ذوالجلال آقائے جہاں وجہانیاں سید عثمان علی
خاں بہادر دام اقبالہ وملکہ وسلطنتہ تولد ہوئے اور اس مسرت جاوید وبہجت مجید
میں ۱۴ رجب ۱۳۳۰ھ روز دوشنبہ جملہ دفاتر سرکار عالی کو عام تعطیل دیگئی اور غربا و
مساکین کو ہزار ہا روپیہ کی خیرات ومبرات تقسیم کئے گئے۔ نظم

بروں بنیم اوصاف شاہ از حساب ۔۔۔ نہ گنجد دریں تنگ میداں کتاب
جوان وجواں بخت روشن ضمیر ۔۔۔ بدولت جوان دبہ تدبیر پیر

ہم۔ ہمارے بادشاہ جم جاہ کی دریادل کے ثواب وحسنات کا
اندازہ نہیں کرسکتے چونکہ مولانا روم علیہ الرحمہ اپنی مثنوی میں ایک حکایت بیان
فرماتے ہیں کہ حضرت رابعہ بصری کے تمام گناہ صرف ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کے صلہ میں
معاف ہوئے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ایک پیاسے انسان کو پانی پلانے سے سات
سو نیکیوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس مبارک عہد عثمانی میں صرف
آبرسانی ہی کا کام اعلیٰ پیمانہ پر انجام پایا بلکہ ذریعہ تعمیرات سربفلک کشیدہ محلات و
عمارات جیسے ہائیکورٹ (عثمانیہ عدالت العالیہ)
سٹی کالج دواخانہ عثمانیہ افضل گنج دعمارت نمائش گاہ ومسجد
باغ عام وغیرہ وغیرہ نیار ہوئے۔
چنانچہ ضلع محبوب نگر دنانڈیڑ دلاتور وغیرہ اس کے بین مثالیں ہیں
اور روزانہ جدید منظوریاں صادر ہوتے جاتے ہیں۔ اور ایک سے ایک
بہتر جدید عمارت ہر سال تعمیر ہوتی رہتی ہے محکمہ آرائش بلدہ کی

کی حسن کارگزاری سے حیدرآباد فرخندہ بنیاد عروس البلاد نظر آرہا ہے۔ اور بہ نسبت سابق شہر اب بالکل نیا بنگیا ہے اور اپنی حسن وخوبی میں بے نظیر اور یکتائے زمانہ ہوگیا ہے۔ بازارات کا حسن منظر راستگی شہر۔ سڑکوں کی کشادگی اور ہر طرف چمن وسبزہ وغیرہ غرض دلچسپی کے تمام سامان مہیا کئے گئے ہیں۔ الغرض ہم سب کے دلوں سے یہہ دعا نکلتی ہے کہ الٰہی حیدرآباد فرخندہ بنیاد کی ترقیاں روز افزوں رہیں۔ اور ظل اللہ حضرت اقدس واعلیٰ کا سایہ ہمارا یہ مع شہزادگان وشہزادیان فرخندہ فال نخجستہ خصال ہم تمام رعایا کے سروں پر ابدالآباد قائم ودائم رکھے آمین وثم آمین۔

غرض کے ایسے علم دوست اور ذی محاسن بادشاہ کے زمانہ میں ایسی مفید اور کارآمد تاریخ کا معرض گمنامی میں پڑھجانا تعجب وحیرت سے خالی نہ تھا اس لیے یہہ نمک خوار سرکار ابد پائدار کو اس کی اشاعت کا خیال ہوا اور مولف صاحب مرحوم کے فرزند سے انکی حسب خواہش قیمت ادا کر کے تمام نسخے خرید لئے۔ دیباچہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد یہ نایاب تاریخ ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب ملک وقوم بلکہ دنیا کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ اور مولف کے ساتھ ساتھ اشاعت کنندہ کی یاد بھی تازہ رہیگی۔

اب ناظرین کرام سے التماس ہے کہ جب کبھی دربار آصف سے فائدہ اٹھائیں تو راقم اور مولف مرحوم کو دعائے خیر سے یاد فرماویں وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

حامد العلما محمد

کلام الملوک ملوک الکلام

حضرت ظل سبحانی نصیر الدین نواب میر عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کی نعتیہ غزلیات جن پر مولوی کمال الدین صاحب دوم تعلقدار وظیفہ یاب نے حسب اجازت حضرت اقدس واعلی خمسہ کیا ہے میں نے انکو تبرکاً وتیمناً تاریخ دربار آصف کے دیباچہ کے آخر میں درج کرنیکا شرف حاصل کیا ہے۔

حسام العلما

ملا مراد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے محمد مصطفے صدر العلی خوش آمدی — اے ضیائے دوسرا نور الہدی خوش آمدی
جذبا اے مصدر لطف وعطا خوش آمدی — مرحبا اے مظہر صدق وصفا خوش آمدی
اے مدار کن فکان صل علی خوش آمدی

گلشن عالم درون خار وخس مستور بود — از سیہ کاری خیابان جہاں معمور بود
ظلمت وکفر وضلالت پردہ دار نور بود — دار ہستی بے تو تیرہ چون شب دیجور بود
جلوہ افروز جہاں شمس الضحی خوش آمدی

پیشِ انوارِ جبینِ مہرِ رخشاں منفعل ماہِ تاباں ہم زآب و رنگِ خجالت مخجل
رونقِ کون و مکانی زیں دلیلِ مستقبل از فروغِ حسنِ تو روشن سرائے چشم و دل
اے مکینِ ہر دو جا بدرالدجیٰ خوش آمدی

دینِ ما در قعرِ دریائے فنا افتادہ بود در تلاطم ہا ز امواجِ ہوا افتادہ بود
دورِ مذہب از کنارِ مدعا افتادہ بود زورقِ ملت بگردابِ بلا افتادہ بود
بر تو رحمت از خدائے ناخدا خوش آمدی

آمدی اے شاہِ خوباں در عرب بارق وبرق از سوادِ غرب گردیدہ منور تا بشرق
نارسائیہا در آبِ انفعالم کرد غرق بے تو بودم بیقرار و مضطرب مانندِ برق
بہرِ تسکینِ دلِ این بے نوا خوش آمدی

ختم شد بر تو رسالت اے حبیبِ کبریا مرترا فرمود خالق نافعِ روزِ جزا
بر لبت اعجازِ عیسےٰ در دہن آبِ بقا یک نگاہِ لطفِ تو صد دردِ عصیاں را دوا
اے حکیم و حاکم و ارالشفا خوش آمدی

اے متاعِ دین و دنیا ذرہ از املاکِ تو برتر از گنج و گہر قدرِ خس و خاشاکِ تو
کے کشاید ناخنِ تدبیر جز ادراکِ تو عقدۂ عثماں شدہ حل از قدومِ پاکِ تو
وقتِ مشکل اے شہِ مشکلکشا خوش آمدی

دیگر

والضحےٰ وصفِ حسنِ ذیشان است لیلۃ القدر زلفِ پیچانست
عقدِ پروین نثارِ دندانست اے رخت آفتابِ رخشانست
وے جبینِ تو بدرِ تابانست

ابر جودستی از گهر بخشی نخل طورستی از ثمر بخشی
گنج و گوهر به بحر و بر بخشی شد ز دریا دلی و زر بخشی
منفعل کان و یم بپیمانست

بذل وجود از وجوتست عیان خاک کف پائے تو سرمۂ اعیان
صفتت فیض بخش و فیض رسان ذات پاک تو چشمۂ احسان
کف دست تو گوهر افشانست

شمع امکان جمال امکانت روکش یم کمال احسانت
اے سران زمانه فرمانت سر نه پیچیم ز حکم و فرمانت
در جهد تا دل و ستا جانست

بر زبان ما ست ذکر محمد تست هست ظاهر علوئے مرتبت
بر خواص و عوام مرحمتت فیض وجود عمیم و مکرمتت
آشکارا بود نه پنهانست

در غم هجر تست صبح و مسا دل مضطر طپان بشوق لقا
می کنم رخ بوادئے بطحا بحضوری اگر شود ایما
هیچ دشوار نیست آسانست

اے شهنشاه انس و جن و ملک جبه سائے در تو هفت فلک
شد وجود ستم بعدل تو حک رافت و لطف و رحم تو بنیک
دارو ئے درد جرم و عصیانست

انبیا مستظل رایت تو اولیا طالب هدایت تو

یادِ بیکسان عنایتِ تو جملهٔ مخلوق در حمایتِ تو

حامیت عونِ پاکِ یزدانست

بیحضور ستم از حضرتِ تو دور خجلستم ز فرطِ عجز و قصور

رحم فرما بحالتِ رنجور در فراقِ تو این دلِ مهجور

از جفائے فلک پریشان است

دار روے درد خستهٔ حالان کن نظرِ لطف بر غریبان کن

انچه شایانِ شانِ تست آن کن چشمِ رحمت بحالِ عثمان کن

که یک از کمترین غلامانست

دیگر

اختر صبح سعادت خال عنبر بوے تو شد هلالِ عید پیدا از خمِ ابروے تو

مرجعِ عالم توئی چشمِ خلائق سوے تو قبلهٔ حاجات گشته مومنان را روے تو

رهنمائے کافران را هم سرِ گیسوے تو

داشتم در سر هوائے قامتِ دلجوے تو کام جان را یافتم اندر خمِ گیسوے تو

طائرِ روحم به پرواز آمد اکنوں سوے تو سیرِ فردوس برین شد لاجرم در کوے تو

سوے علیین نه بینم جز رخِ نیکوے تو

راستی آموخت سرو از قامتِ دلجوے تو چشمِ حیرت گشت نرگس از خمِ ابروے تو

کرد سنبل را پریشان نکهتِ گیسوے تو در گلستانِ جهان از هر گل آید بوے تو

بلبلِ طبعم شده هم شیفته بر روے تو

خلق در طبعِ تو فرموده خداوندِ کریم صبر و استقلال و همت رحمت و لطفِ عمیم

بذل و احسان و کرم راهِ هدایت مستقیم　　رایتِ خلقت مزین زآیتِ خلقِ عظیم
مشتهر چون آفتاب آمد بعالم خوئے تو

دردرهِ عشقِ تو دائم آسمان گردنده شد　　مهر و مه از تابِ انوارِ رخت تابنده شد
عالمِ سفلی بفیضِ خاکِ پایت زنده شد　　از خرامِ نازِ تو کبکِ دری شرمنده شد
سرو و باغ دلربائی قامت دلجوئے تو

نامِ تو احمد محمد مصطفی بو القاسم است　　رحمتٌ للعالمینی لطفِ عامت دائم است
ریزه چینِ خوانِ جودت بر معن و حاتم است　　چون توئی فیاضِ عالم فیض از تو قائم است
فیض پرور فیضیاب از چشمهٔ نیکوئے تو

داد استاد ازل اکنون بما درس عجیب　　مر تسم بر لوحِ دل گردید آیات غریب
خال و خط پیشِ نظر در سینه ذکر یا حبیب　　ورد قرآن زخت الحمد لله شد نصیب
مدبسم الله خوانم از خمِ ابروئے تو

ناگهان افتاد از چشمِ خلایق سیم و زر　　رفته گشتی راهوا ای کیمیا بیرون ز سر
گشت اندر بحر و بر بے آبرو لعل و گهر　　سیل اکسیر از دلم بیرون شد از فیضِ نظر
چشم را کحل الجواهر هست خاکِ کوئے تو

شد بفیضِ جود تو دینار زر خرد مهره　　هفت اقلیم از نوالت کرده حاصل بهره
گنج قارون هست در دستت بقدر ذره　　هفت دریا پیشِ جودت کمترین از قطره
ابر نیسان را اگر شد آبرو از روئے تو

آمدم پیشِ تو مانندِ گدائے نامراد　　با تو میدارم توسل در معاش و در معاد
ای ابو القاسم رسولِ پاک ای والانژاد　　نقدِ دین قسامِ مطلق در کفِ لطفت نهاد

آفریں صد آفریں بر دست و بر بازوئے تو

حاضر آمد بر درت اے حضرتِ خیر البشر — چشم دارم کز تلطف انگبینی بر نثر
در هوائے کوئے تو میماند از خود بے خبر — چوں کمر بر بست عثماں از پئے عزم سفر
هاتفِ غیبش نمودہ یک اشارہ سوئے تو

(دیگر)

ماہ رخ تو با شندام الکتاب ما را — گویند شرح عارض والشمس والضحیٰ را
واللیل کرد قدر گیسویت آشکارا — قوسین چوں نگویم ابروئے مصطفیٰ را
مازاغ گفت ایزد آن چشمِ حق نما را

چوں شرک راہ یابد ظلمِ عظیم گردد — با خرقۂ ریائی کارِ تو کے برآید
اے صوفیٔ زمانہ اینست راہِ مقصد — از طاعتِ الٰہی دیدم جمالِ احمد
وز حبِ مصطفائی دریافتم خدا را

گم کردہ اند خود را در وادیٔ کشانِ وحدت — بگرفتہ اند راہِ بیگانہ طریقت
ساقی مدام دار و بر حال شان عنایت — با شند مست و بیخود از بادۂ حقیقت
کیفیتے چہ گویم پیرانِ پارسا را

یابد بہ حسبِ خدمت مزدور مزدِ خدمت — بردار دآنکہ محنت گردد حصول راحت
غواصِ بحرِ معنی دادست این بشارت — ہر کس کہ غوطہ زن شد در تلوزمِ محبت
دارم یقین کہ یابد آں دُرِّ بے بہا را

شاہ و فقیر ہر یک محتاج تو ضرور است — گر از خطا بپرسی سر تا بہ پا قصور است
امیدوار رحمت افتادہ در حضور است — اے مجمع کرامت از فیضِ تو چہ دور است

شاہا اگر نوازی درویشِ بے نوا را

بیرون کن از سرِ خود کبر و غرور و نخوت — با دشمنان و یاراں پیش آ بلطف و رحمت
باشد حباب آسا دور و زہ جاہ و دولت — گر آبرو تو خواہی اے دل بصدق نیت

در بحرِ حق فنا شو یابی دریں بقا را

در دل ہوائے وصلت در سر سرِ زیارت — در سینہ داغ الفت در دیدہ انتظارت
حقا بصدقِ نیت اینست ذوقِ حسرت — جاں را فدا نمائیم ما بر مزارِ حضرت

گر آستانہ بوسی گردد نصیب ما را

تا بیخودی نگردد زائل ز کے پرستاں — میخانہ تا نگردد بدنام نزدِ ایشاں
بارد بجائے یاراں بادہ ز ابرِ نیساں — دریائے فیضِ ساقی مژدہ دہد بمستاں

گیرید ساغرے یا ایہا الکرام را

سودائے زلفِ در سر در دیدہ عکسِ جاناں — در دل خیالِ لب در سینہ سوزِ پنہاں
جز دردِ عشق و الفت در خانہ کیست مہماں — اے خسرو حزیناں اے شاہِ نازنیناں

روشن کن از تجلی کاشانہ گدا را

در رنجِ ہجر ضبطِ افغاں کنم چہ گونہ — در دِ فراق دارم درماں کنم چہ گونہ
کارے کہ نیست ممکن الآں کنم چہ گونہ — من سوزشِ محبت پنہاں کنم چہ گونہ

آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا

اے مونسِ غریباں حامیِ بینوایاں — اے شافعِ شفیعاں درمانِ دردمنداں
اے سرورِ رسولاں اے شاہِ شہریاراں — اے تاجِ کجکلاہاں سلطانِ دینِ پناہاں

بر حالِ زارِ عثماں چشمِ کرم گشا را

کارسازے عجبے شعبدہ بازے عجبے — دیگر — بست بر روئے جہاں رنگ و طرازے عجبے
دلبر از عشق نہاں راز و نیازے عجبے — دید بازے عجبے کشتہ نازے عجبے
سینہ سوزے عجبے محرم رازے عجبے

کردہ اعجاز تو باطل ہمہ سحر و اعجاز — سرور کون و مکانی بحقیقت نہ مجاز
بود جبریل امینت ز ملائک ہمراز — انبیا راست تو را بط راز و نیاز
رمز دانے عجبے مخزن رازے عجبے

حور جنت بجمالت رخ خود را بنہفت — روز و شب خاک درت را مژہ رضوان رفت
ہر سخنداں بہ ثنا گوہر معنی سفت — زائر روضہ بگلگشت زیارت میگفت
این فضائے عجبے رنگ و طرازے عجبے

دل سوزان من از آتش عصیان بگداخت — غرقہ بحر گنہ موجہ طغیانم ساخت
لیکن آن شافع محشر بشفاعت پرداخت — یک نظر دید خطا ہا ز نظر دور انداخت
نکتہ سنجے عجبے نکتہ نوازے عجبے

آن یکے مرد خودش خواست گلستان جنان — داں دگر داشت ز لطف تو امید غفران
ہر یکے در سر خویش است بخود سرگردان — سرخوش بادہ توحید سر مستان
ہوشیارے عجبے مست نیازی عجبے

آمد آخر دلم از سوز محبت بگداز — طائر شوق کشاد این ہمہ بال پرواز
رخ نمودم سوی بطحا بسر صدق نیاز — سجدہ کردم بدر شاہ و شنیدم آواز
سجدہ گاہے عجبے جائے نمازے عجبے

سرِ سودای بت آئینه سیما دارم داغِ عشقم بدل اهلِ جنون جا دارم
عقل اگر از سرِ من رفت چه پروا دارم

محوِ عشقِ توام از عالمیان رو پوشم جز صدائے تو ندائے نرسد در گوشم
بادهٔ معرفتت خوردم و بس بیهوشم درجِ سربستهٔ راز ست لب خاموشم
چه گهرها که نهان در دلِ دریا دارم

چشمِ گریان شده اندر غمِ هجرانِ حبیبون گشته از سبزهٔ گلستان همه دشت و هامون
رفتم از خویش بعشقِ تو و گشتم مجنون تخته لاله شده دامنِ صحرا از خون
گلفشانی ز سرِ خار کف پا دارم

عاشق روئے تو در رنج و مصیبت باشد چشمِ او اشک فشان در غمِ فرقت باشد
در و هجرت بدلم وجهِ اذیت باشد دشمنِ زیست اگر هست محبت باشد
غمِ جان نیست که من چون تو مسیحا دارم

بسود یائے دلم تافت ضیائے ایمان سینهٔ من شده از مهرِ تو ماهِ تابان
کوکبِ بخت شد از نورِ محبت رخشان داغِ مهرِ نبوی داد فروغم **عثمان**
موسیِ وقتم و در کف ید بیضا دارم

دیگر

سود خود را در زیانِ خود توهم میکنم در رهِ پرخوں بسر بازی قدم میکنم
کے نگاهے بر شماتت هائے مردم میکنم منکه از مستی لبوئے خانه زه گم میکنم
نقدِ هستی وقفِ جام و شیشه و خم میکنم

سوز پنهان دارم اندر سینهٔ افگار خود — جز خیال او نمی بینم کسے غمخوار خود
محو حیرت گشته ام بر لذت آزار خود — هر شبے تا صبح بر حال دل بیمار خود
گاه میگریم چو شمع و گه تبسم میکنم

میرود بر عالم نیرنگ حکم آسمان — رنج و راحت در طریق عمر باشد همعنان
گشته ام همرنگ با نیرنگی باغ جهان — در خزان از دیدهٔ شبنم شوم گریه کنان
در بهاران از لب بلبل ترنم میکنم

جز غم عشقت هوائے نیست از روز الست — در دل شوریده ام نقش محبت رنگ بست
حسرت پابوس و ذوق جبه سائی در سرست — خواهم اندر پایت افتم دامنت گیرم بدست
چون ترا بینم ز شادی دست و پا گم میکنم

ظاهر چین جبین تصویر با من میکند — صورت سائل خبر از مدعایش میدهد
خود همون بیرون تراود آنچه در مینا بود — حال دل ناگفته عثمان آشکارا میشود
از زبان خامشی گویا تکلم میکنم

دیگر

وقت زعم که خیال رخ رنگین آمد — تلخی مرگ بکامم همه شیرین آمد
مژدهٔ دیدن آن دلبر خود بین آمد — در تب هجر مرا مرگ ببالین آمد
خوش طبیبے بعلاج من مسکین آمد

کند چشمهٔ حیوان ز غم و همه آزاد — خضر را عمر درازی نکند خرم و شاد
گشت معلوم ز بد مستی قیس و فرهاد — هر که این جام بنوشید بهایش جان داد
شربت تلخ اجل از همه شیرین آمد

بی مے عشق تو تخمیر شده آب و گلم — رفته از خویشم و بیطاقتم و مضمحلم
بخطائے دل سودا زده بس منفعلم — مستی چشم تو از باده طلب کرد دلم
شاد مان رفت بمیخانه و غمگین آمد

بودم از غفلت خود دست مے بیخبری — ناگهم گفت نباگه که بگلشن نگری
آذری بر نظرت باد که خوش میگذری — چه کرامت تو نمودی که نسیم سحری
در چمن لاله و گل آمد و رنگین آمد

نظر مرحمتش پرده ساتر بر عیب — خلق را کرمتش ریخته گوهر در جیب
بحر فیضش خبرے داده خود از عالم غیب — هست مواج کرم شاه رسالت لاریب
آنکه عثمان بکف تو گهر دین آمد

بلغ تسمیر

فہرست دربار آصف

نمبر	صفحہ	مضمون
		گلدستہ اول
		مقدمہ
۱	۱	ہندو و کن کا فرق اور انکا وجہ تسمیہ
۲	۲	شمال ہند کی قدرتی تقسیم
۳	۳	ہند کا وجہ تسمیہ وسعت و رقبہ
۴	۴	آبادی ہندوستان
۵	۵ و ۹	حدود ہندوستان و نواحی و تقسیم و حالات
۶	۱۰	ہندوستان کی انتظامی تقسیم پر یا سین سوائے نیپال کے سب پر حکومت گورنمنٹ انگلشیہ ہے
		گل اول
۷	۱۱	زمانہ ہنود۔ لفظ ہند کا انداز اور اسکی تحقیق
۸	۱۲ تا ۱۳	ہندوستان حالت قدیم
۹	۱۴ تا ۱۵	ماخذ اس میں اس زمانہ کے حالات درج ہیں
		لنکا راجہ راون نے سیتا جی کو پکڑ لیگیا پھر رام چندر جی نے واپس لائی۔
۱۰	۱۶ تا ۱۷	مہابھارت اس میں کوروا اور پانڈو کی لڑائی اور انکے کارنامہ عروج و زوال کے

نمبر	صفحہ	مضمون
۱۱	۱۸ تا ۲۰	مدہ اور اس کا بیان مہابھارت کے بعد ہندوستان کی حالت خراب ہونگی
۱۲	۲۱ تا ۲۵	ہندوستان پر مصریوں اور اہل فارس اور یونان کے حملے۔
۱۳	۲۶ تا ۲۸	قوم آریا کی سلطنت
۱۴	۲۹ تا ۳۵	جین مذہب کے واقعات یہ مذہب کیوں کر ترقی پذیر ہوا
۱۵	۵۰	حساب توریت یونانی
۱۶	۵۰	حساب توریت سامرہ
۱۷	۵۱	حساب توریت عبرانی
۱۸	۵۲	حساب مختلفہ اہل تاریخ انگریزی
۱۹	۵۳	مطابق قول جین خورزائی
۲۰	۵۳	مطابق قول نیائی
۲۱	۵۴	مطابق قول حمزہ اصفہانی
۲۲	۵۴	مطابق قول نصرالدین طوسی
۲۳	۵۵ تا ۵۷	مطابق قول یہود
۲۴	۵۸	جدول مطابقت سنین

۲۵	۸۰۵ تا ۸۰۸	سلسلہ فرمانروایان دارالملک اندرپت دہلی	۴۱	۱۳۲	امیر اسمٰعیل بن امیر ناصرالدین سبکتگین
		از ابتدائے راجہ جدھشٹر غایۃ رائے پتھورا	۴۲	۱۳۳ تا ۱۵۸	امین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی بن امیر ناصرالدین سبکتگین کے کارنامہ ہند کی لڑائی و حملے
۲۶	۸۰۸ تا ۸۱۸	نقشہ ہائے تاج قدیم راجگان ہندوستان			
		گل دوم			
۲۷	۸۲۳ تا ۸۲۶	عہد اسلام ملک عرب کے حالات	۴۳	۱۵۹	جلال الملۃ جلال الدولہ امیر محمد بن سلطان محمود غزنوی۔
۲۸	۸۲۷	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ وسلم			
۲۹	۸۵۸	نبوت سرکار کی	۴۴	۱۶۰ تا ۱۶۴	جلال الملۃ شہاب الدولہ امیر مسعود بن سلطان محمود غزنوی
۳۰	۸۵۹	ہجرت مدینہ منورہ			
۳۱	۸۵۹	اسلام کے فتوحات اور حضرت کی وفات	۴۵	۱۶۵	ابوالفتح قلب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن مسعود
۳۲	۹۰۴ تا ۹۰۹	عہد خلفائے راشدین کی خلافت			
۳۳	۹۰۹ تا ۹۹۵	عہد خلفائے بنی امیہ	۴۶	۱۶۶	ابوجعفر مسعود بن امیر مودود
۳۴	۹۹۵ تا ۱۱۱	ملک ہند پر مسلمانوں کی چڑھائی اور فتوحات	۴۷	۱۶۷	امیر ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی
۳۵	۱۱۲ تا ۱۱۳	عہد خلفائے بنی عباسیہ	۴۸	۱۶۷	رئیس الملۃ سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود
۳۶	۱۱۴ تا ۱۱۸	خاندان غزنویہ	۴۹	۱۶۸	جمال الدولہ فرخ زادبن سلطان مسعود
۳۷	۱۱۶ تا ۱۱۸	کابل کی ابتدائی حالت اور اہل ہند کی حکومت	۵۰	۱۶۹	ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی
۳۸	۱۱۹ تا ۱۲۱	کابل پر اہل عرب کے حملے اور مسلمانوں کی سلطنت کا آغاز تسلط	۵۱	۱۶۹	علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود
			۵۲	۱۷۰	سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی
۳۹	۱۲۳ تا ۱۲۳	الپتگین			
۴۰	۱۲۴ تا ۱۲۷	امیر ناصرالدین سبکتگین	۵۳	۱۷۱	مغزالدولہ شاہ بن مسعود بن ابراہیم

۵۴	۱۷۲ تا ۱۷۳	ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ	۶۸	۲۱۹	سلطان شہاب الدین محمد بن سلطان علاء الدین
۵۵	۱۷۴	ختم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی	۶۹	۲۲۰	سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین
۵۶	۱۷۵ تا ۱۸۶	خاندان غوری اور انکے حالات ہندوستان پر حکومت کیونکر کی	۷۰	۲۲۱ تا ۲۲۲	ناصر الدین خسرو خان
					گل چہارم
۵۷	۱۸۷ تا ۱۸۸	خاندان علامان سلطان قطب الدین ایبک	۷۱	۲۲۳ تا ۲۲۵	خاندان شاہان متعلق سلطان غیاث الدین تغلق شاہ
۵۸	۱۸۹ تا ۱۹۰	ابو المظفر سلطان شمس الدین التمش			
۵۹	۱۹۱	سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن التمش	۷۲	۲۲۶ تا ۲۲۹	سلطان مجاہد ابو الفتح محمد شاہ تغلق
۶۰	۱۹۲ تا ۱۹۳	سلطانہ رضیہ بنت سلطان التمش	۷۳	۲۳۰ تا ۲۳۵	سلطان فیروز شاہ تغلق بن رجب الاجب
۶۱	۱۹۴ تا ۱۹۵	سلطان معز الدین بہرام شاہ بن التمش	۷۴	۲۳۶	غیاث الدین تغلق شاہ کماتی بن فتح شاہ بن سلطان فیروز شاہ لاولد یک
۶۲	۱۹۶	سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ	۷۵	۲۳۰	سلطان ابو بکر ظفر خان بن فیروز شاہ لاولد یک
۶۳	۱۹۶ تا ۱۹۷	سلطان ناصر الدین محمود بن التمش	۷۶	۲۳۵	سلطان سکندر شاہ بن ناظر الدین محمد شاہ
۶۴	۱۹۸ تا ۲۰۱	سلطان غیاث الدین بلبن	۷۷	۲۳۹ تا ۲۴۰	سلطان ناصر الدین محمود شاہ ناصر الدین
۶۵	۲۰۲ تا ۲۰۳	سلطان معز الدین کیقباد ناصر الدین بغرا خان بن سلطان غیاث الدین بلبن	۷۸	۲۴۱ تا ۲۴۹	امیر تیمور کا حملہ
		گل سوم			**گل پنجم** (خاندان سلطان سادات)
۶۶	۲۰۴ تا ۲۱۰	خاندان شہریاران خلجیہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی	۷۹	۲۵۰ تا ۲۵۱	سید خضر خان بن ملک سلیمان
			۸۰	۲۵۲ تا ۲۵۳	ناصر الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان
۶۷	۲۱۱ تا ۲۱۵	سلطان علاء الدین الملقب سکندر ثانی	۸۱	۲۵۴ تا ۲۵۶	محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان

۸۲	۲۵۷ تا ۲۵۸	سلطان علاء الدین بن محمد شاہ	۹۱	۳۱۵ تا ۳۱۶	بقیہ حالات سلیم شاہ بن شیر شاہ
		گل ششم	۹۲	۳۱۷	فیروز شاہ بن سلیم شاہ
		(خاندان بادشاہان لودھی)	۹۳	۳۱۸ تا ۳۲۱	سلطان محمد شاہ عادل مشہور بہ عدل
۸۳	۲۵۹ تا ۲۶۴	سلطان بہلول لودھی بن کالا لودھی	۹۴	۳۲۲ تا ۳۲۴	واقعات ہمایون
		حمید خاں کے طلب پر دہلی آیا اور اپنے آقا کی وفاداری قابل دید ہے۔	۹۵	۳۲۵ تا ۳۵۸	شہنشا ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر شاہ غازی نے ملک ہندوستان پر چڑھائی کی قابل دید ہے۔
۸۴	۲۶۵ تا ۲۶۸	نظام خان سلطان سکندر بن سلطان بہلول			
۸۵	۲۶۹ تا ۲۷۹	سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی	۹۶	۳۵۹ تا ۳۸۲	شہنشا ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر شاہ غازی
		گل ہفتم	۹۷	۳۸۳ تا ۴۳۲	ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی اسی کے زمانہ میں ابو الفضل مارا گیا۔ بادشاہ موصوف کو بیجد رنج گذرا سرکوبی کیلئے فوج کو کوچ کا حکم دیا اور فتح پائی۔
		(خاندان تاجداران مغلیہ)			
۸۶	۲۸۰ تا ۲۸۲	سلطان ناصر الدین محمد بابر شاہ غازی			
۸۷	۲۸۳ تا ۲۸۶	سلطان نصر الدین محمد ہمایوں شاہ غازی ایک سرداری کے ہو کر ملک کا بادشاہ ہوا اور حکومت کی	۹۸	۴۳۳ تا ۴۹۲	ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی
		گل ہشتم	۹۹	۴۹۳ تا ۵۱۶	جلوس محمد اعظم شاہ بہادر
		(خاندان حکمرانان افغان)			
۸۸	۲۹۷ تا ۳۰۳	فرید خان شیر خان سوری بن حسن خان	۱۰۰	۵۱۷ تا ۵۱۸	محمد معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ
۸۹	۳۰۴ تا ۳۰۶	سلیم شاہ بن شیر شاہ سوری	۱۰۱	۵۱۹ تا ۵۲۱	محمد فرخ سیر بادشاہ
۹۰	۳۰۷ تا ۳۱۴	واقعات شہنشاہ ہمایوں	۱۰۲	۵۲۲	محمد شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات

۱۰۳	۱۷۲۳	رفیع الدولہ شاہ جہان ثانی	۱۱۳	۱۷۲۷	لارڈ کارنوالس گورنر جنرل
۱۰۴	۱۷۲۴ تا ۱۷۴۸	مرزا روشن اختر ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ	۱۱۴	۱۷۲۸ تا ۱۷۴۰	لارڈ مورنگٹن (مارکوئس آف ویلزلی) گورنر جنرل
۱۰۵	۱۷۲۹ تا ۱۷۵۴	احمد شاہ بادشاہ کے واقعات			
۱۰۶	۱۷۵۵ تا ۱۷۶۱	سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی	۱۱۵	۱۷۴۱	لارڈ کارنوالس گورنر جنرل
۱۰۷	۱۷۶۲ تا ۱۷۷۳	عالی گہر شاہ عالم بادشاہ	۱۱۶	۱۷۴۲ تا ۱۷۴۳	لارڈ منٹو گورنر جنرل
۱۰۸	۱۷۷۴	ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ ثانی	۱۱۷	۱۷۴۴ تا ۱۷۴۶	مارکوئس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل
۱۰۹	۱۷۷۵ تا ۱۷۷۶	محمد سراج الدین ابوالمظفر بہادر شاہ	۱۱۸	۱۷۴۷ تا ۱۷۴۸	لارڈ مہرسٹ گورنر جنرل
۱۱۰	۱۷۷۷ تا ۱۷۹۶	سلسلہ فرمانروایان اہل اسلام دارالسلطنت دہلی از ابتدائے سلطان شہاب الدین غوری لغایۃ ابوالمظفر محمد بہادر شاہ ادشا	۱۱۹	۱۷۴۹	لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل
			۱۲۰	۱۸۵۰	لارڈ اک لینڈ گورنر جنرل
			۱۲۱	۱۸۵۰ تا ۱۸۵۲	تخت نشینی ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند
		سنہ ونقشہ اسلام تاج وولایت وسکہ موجود ہے۔	۱۲۲	۱۸۵۳ تا ۱۸۶۶	افغانان کی پہلی لڑائی۔
			۱۲۳	۱۸۶۷ تا ۱۸۶۹	لارڈ ایمن براگو گورنر جنرل
		گل نہم	۱۲۴	۱۸۷۰ تا ۱۸۷۳	جنگ سندھ
۱۱۱	۱۸۲۲ تا ۱۸۲۱	(عہد صلیبیہ)	۱۲۵	۱۸۷۴ تا ۱۸۷۷	جنگ گوالیار
		مین واقعات انگلستان کے تاجر ہندوستان آنکر حکومت پیدا کی قابل دید ہے۔	۱۲۶	۱۸۷۸	لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل
			۱۲۷	۱۸۷۹ تا ۱۸۷۶	سکھوں کی اول لڑائی
			۱۲۸	۱۸۸۷ تا ۱۸۹۲	لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل
۱۱۲	۱۸۲۳ تا ۱۸۲۶	وارن ہیسٹنگز ہندوستان کا رول گورنر جنرل	۱۲۹	۱۸۹۳ تا ۱۸۹۵	برہما کی دوسری لڑائی
			۱۳۰	۱۸۹۶ تا ۱۸۹۷	اطاق اودھ (لکھنؤ)

۱۳۱	۱۶۹۸ء تا ۱۷۰۰ء	ارل کینگ گورنر جنرل
۱۳۲	۱۷۰۱ء تا ۱۷۲۴ء	واقعات غدر ۱۸۵۷ء م سنہ ۱۲۷۳ھ
۱۳۳	۱۷۲۵ء	لارڈ ایلجن گورنر جنرل
۱۳۴	۱۷۲۶ء تا ۱۷۲۷ء	سرجان لارنس گورنر جنرل
۱۳۵	۱۷۲۸ء	ارل میٹو گورنر جنرل
۱۳۶	۱۷۲۸ء	لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل
۱۳۷	۱۷۲۸ء	لارڈ لٹن گورنر جنرل
۱۳۸	۱۷۲۹ء	مارکوئس رپن گورنر جنرل
۱۳۹	۱۷۳۰ء تا ۱۷۳۱ء	ارل ڈفرن وآداگورنر جنرل
۱۴۰	۱۷۳۲ء	مارکوئس لینڈون گورنر جنرل
۱۴۱	۱۷۳۳ء	ارل ایلجن گورنر جنرل
۱۴۲	۱۷۳۳ء	لارڈ کرزن گورنر جنرل
۱۴۳	۱۷۳۴ء	وفات حسرت آیات ملکہ معظمہ قیصر ہند
۱۴۴	۱۷۳۴ء تا ۱۷۳۰ء	تخت نشینی وتاجپوشی (دارالاقبال انگلستان) ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند
۱۴۵	۱۷۳۹ء تا ۱۷۴۸ء	دربارہ تاجپوشی ہندوستان
۱۴۶	۱۷۴۹ء	ارل منٹو گورنر جنرل
۱۴۷	۱۷۵۰ء	شاہی تواضع قوانین
۱۴۸	۱۷۵۱ء	طرز حکومت ہندوستان
۱۴۹	۱۷۵۱ء تا ۱۷۵۴ء	تقسیم ملکی
۱۵۰	۱۷۵۵ء تا ۱۷۵۶ء	صوبہ جات کی گورنمنٹیں
۱۵۲	۱۷۵۷ء	ہندوستان کی فوجی طاقت
۱۵۳	۱۷۵۸ء	حیدرآباد کی کنسٹیچوٹ
۱۵۴	۱۷۵۸ء تا ۱۷۶۰ء	شاہان انگلستان کے تاج ونقشہ اور فوجی نشانات سلطنتوں کے پھریرے ومعرکہ۔

گلزار دوم

مقدمہ

۱	۱	ہندو دکن کا امتیاز۔ جنوبی ہند کی قدرتی صورت۔
۲	۲	دکن کا وجہ تسمیہ وسعت رقبہ حدود
۳	۳	زبان
۴	۴ تا ۶	دکن کا قدیم زمانہ
۵	۷ تا ۱۶	سلاطین دہلی سے دکن کے تعلقات

گل اول

(طبقہ بہمنیہ)

		سلاطین حسن آباد گلبرگہ شریف
۶	۱۷ تا ۲۱	سلطان علاءالدین حسن کانگوے بہمنی

۷	۲۱ تا ۲۷	سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگوے بہمنی۔	۱۷	۵۳ تا ۵۴	سلطان نظام الدین بن سلطان ہمایون ظالم بہمنی
۸	۲۸ تا ۲۹	سلطان مجاہد شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی	۱۸	۵۵ تا ۶۲	سلطان محمد شاہ ثانی بن سلطان ہمایون شاہ بہمنی
۹	۳۰	سلطان داود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوے بہمنی	۱۹	۶۲ تا ۷۲	سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی
۱۰	۳۱	سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوے بہمنی	۲۰	۷۳	سلطان احمد شاہ بن محمود شاہ بہمنی
۱۱	۳۱	سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی	۲۱	۷۳	سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی
۱۲	۳۳ تا ۳۴	سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی۔	۲۲	۷۴	شاہ کلیم الدین سلطان محمود شاہ بہمنی
۱۳	۳۵ تا ۴۰	سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزوں شاہ ابن سلطان داود شاہ بہمنی	۲۳	۷۵ تا ۸۴	یوسف عادل شاہ
۱۴	۴۱ تا ۴۴	سلطان احمد شاہ ولی بہمنی بن سلطان داود شاہ	۲۴	۸۵ تا ۸۸	اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ
۱۵	۴۵ تا ۵۰	سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بن سلطان احمد شاہ بہمنی	۲۵	۸۹	ملو عادل شاہ ابن اسمٰعیل عادل شاہ
			۲۶	۸۹ تا ۹۴	ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ
۱۶	۵۱ تا ۵۲	سلطان ہمایوں شاہ عالم بہمنی ابن علاء الدین بہمنی	۲۷	۹۵ تا ۹۹	ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

گل دوم

(طبقہ عادل شاہیہ)

سلاطین بیجاپور

۲۸	ابراهیم عادل شاه ثانی	۱۰۰ تا ۱۰۹	۴۳	برهان نظام شاه ثالث	۱۵۹ تا ۱۶۱
۲۹	سلطان محمد عادل شاه بن ابراهیم عادل شاه	۱۱۰ تا ۱۱۴	۴۴	حسین نظام شاه بن برهان نظام شاه ثالث	۱۶۲
۳۰	سلطان علی عادل شاه	۱۱۵ تا ۱۱۶	۴۵	مرتضی نظام شاه ثالث	۱۶۳ تا ۱۶۴
۳۱	سلطان سکندر عادل شاه	۱۱۷ تا ۱۱۹		**گل چهارم**	
	گل سوم			(طبقه قطب شاهیه)	
	(طبقه نظام شاهیه)			سلطان حیدر آباد	
	سلطان احمد نگر		۴۶	سلطان قلی قطب شاه	۱۶۵ تا ۱۷۱
۳۲	سلطان احمد نظام شاه بحری	۱۲۰ تا ۱۲۴	۴۷	جمشید قطب شاه بن سلطان قلی قطب شاه	۱۷۲ تا ۱۷۴
۳۳	برهان نظام شاه بن احمد نظام شاه بحری	۱۲۵ تا ۱۳۱	۴۸	سبحان قلی قطب شاه بن جمشید قطب شاه	۱۷۵
۳۴	حسین نظام شاه بن برهان نظام شاه بحری	۱۳۲ تا ۱۳۴	۴۹	ابراهیم قطب شاه بن سلطان قلی قطب شاه	۱۷۶ تا ۱۸۵
۳۵	مرتضی نظام شاه بن حسین نظام شاه	۱۳۵ تا ۱۴۴	۵۰	سلطان محمد قلی قطب شاه بن سلطان ابراهیم قطب شاه	۱۸۶ تا ۱۹۴
۳۶	میران حسین نظام شاه بن مرتضی نظام شاه	۱۴۵ تا ۱۴۶	۵۱	سلطان محمد قلی قطب شاه بن محمد امین بن سلطان ابراهیم قطب شاه	۱۹۵ تا ۱۹۷
۳۷	اسمعیل نظام شاه بن برهان نظام شاه	۱۴۷			
۳۸	برهان نظام شاه ابن حسین غلام شاه	۱۴۸ تا ۱۵۰	۵۲	سلطان عبد الله قطب شاه بن سلطان محمد قطب شاه	۱۹۸ تا ۲۱۰
۳۹	ابراهیم نظام شاه بن برهان نظام شاه	۱۵۱			
۴۰	احمد شاه بن شاه طاهر	۱۵۲ تا ۱۵۴	۵۳	سلطان ابو الحسن قطب شاه الملقب به تانا شاه	۲۱۱ تا ۲۱۶
۴۱	بهادر نظام شاه بن ابراهیم نظام شاه ثانی	۱۵۵ تا ۱۵۶			
۴۲	مرتضی نظام شاه بن شاه علی بن برهان نظام شاه اول	۱۵۷ تا ۱۵۸			

			خاندان آصفیہ	
		۱	گل اول	۱ تا ۲
			(شاہان آصفیہ)	
۵۴	۲۱۷ تا ۲۱۸	۲	لک فتح اللہ عماد الملک	۳ تا ۳۸ نواب میر قمر الدین خان فتح جنگ
۵۵	۲۱۹ تا ۲۲۱		علاء الدین عماد شاہ بن عماد اللہ فتح الملک	نظام الدولہ نظام الملک اصفجاہ
۵۶	۲۲۲ تا ۲۲۳	۳	دریا عماد شاہ بن علاء الدین عماد شاہ	۳۹ تا ۴۳ نواب میر احمد علیخان نظام الدولہ
۵۷	۲۲۴		برہان عماد شاہ بن دریا عماد شاہ	بہادر ناصر جنگ شہید
۵۸	۲۲۴ تا ۲۲۵	۴	تغال خان	۴۴ تا ۴۶ ہدایت محی الدینخان مظفر جنگ بہادر
			گل ششم	نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ
		۵	(طبقہ بریدشاہیہ)	۴۷ تا ۶۱ آصف الدولہ امیر الملک۔
			سلاطین محمد آباد بیدر	
۵۹	۲۲۶ تا ۲۲۸	۶	گل دوم	۶۲ تا ۸۶ نواب میر نظام علیخان بہادر ناصر جنگ
			ملک قاسم برید	نظام الدولہ نظام الملک اصفجاہ ثانی
۶۰	۲۲۹ تا ۲۳۴		امیر برید بن ملک قاسم برید	گل سوم
۶۱	۲۳۵ تا ۲۳۶	۷	علی بدشاہ بن امیر برید	۸۷ تا ۹۲ میر اکبر علیخان بہادر فولاد جنگ
۶۲	۲۳۷ تا ۲۳۸		ابراہیم برید بن علی برید	اسد الدولہ آصف الملک سکندر جاہ
۶۳	۲۳۹		قاسم برید ثانی بن علی برید	نظام الملک اصفجاہ ثالث
۶۴	۲۳۹		علی برید ثانی بن قاسم برید ثانی	گل چہارم
۶۵	۲۴۰ تا ۲۴۲		امیر برید ثانی بن علی برید ثانی	افضل الاراکین السلطنۃ میر
۶۶	۲۴۳ تا ۲۴۴	۸	مرزا علی	۹۳ تا ۹۷ فرخندہ علیخان بہادر ناصر جنگ
			گلزار سوم	ناصر الدولہ مظفر الملک نظام الملک
			مقدمہ	

			آصفجاہ رابع
			گل پنجم
۹	۹۸ تا ۱۰۰		میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ خامس
			گلزار چہارم (آصفیہ)
			مقدمہ
۱	۱		اعلیحضرت قدر قدرت رستم [illegible] نواب میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ سادس جی سی ایس آئی جی بی شہنشاہ دکن [illegible] ملک دولت
			گل اول
۲	۲ تا ۱۲		سلسلہ عالیہ ولادت مبارک [illegible] جلوس نطاب و انتخاب تخت نشینی قیام و تقرر صدر المہامی نوابی تعلیم و تالیق خطابات۔ تا بہ سنہ ۱۲۹۱ھ
			گل دوم
۳	۱۳ تا ۳۱		سفر دہلی نیز وش شرکت دربار قیصری دورہ گلبرگہ شریف اورنگ آباد۔
			انعقاد کونسل آف ایجنسی کلکتہ
			گل سوم
		۴	۳۱ تا ۸۴ جشن حکمرانی اسپیچ ولیراے بہادر جواب اعلیحضرت قدس داعی عطیہ خطابات مناصب یوم حکمرانی مہم علی بند تقریر گورنر جنرل صاحب مدار المہامی نوابی عماد السلطنت بہادر حکمنامہ نواب اعلیحضرت حضور پر نور
			گل چہارم
		۵	۸۴ تا ۹۸ انعقاد کونسل آف اسٹیٹ تقریر اعلیحضرت اقدس داعی عطیہ خطابات نوروز بابتہ سنہ ۱۳۰۱ف رونق افروزی و رونق افروزی اردو مسنجان نہضت افزائی سپلاد کھری عطیہ خطابات عید الفطر بابتہ سنہ ۱۳۰۱ف رونق افروزی یادگار پلی بجلہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ سنہ ۱۳۰۲ف رونق افروزی نوبران متعلقہ امرا آباد رونق افروزی ریجنٹ سفر نیگلیری انعقاد کونسل آف اسٹیٹ
			گل پنجم

۶	۷۰	انعقاد مجلس انتظام صرفخاص	۲۱	۸۶	مقدمہ منسٹر جیکب
۷	۷۰ تا ۷۱	سفر مدراس	۲۲	۸۶ تا ۸۹	ایڈریس نواب سر آسمانجاہ بہادر مدار المہام سرکار عالی۔
۸	۷۲	عطیہ خطابات جشن نوروز بابتہ ۱۳۰۲ سنہ			
۹	۷۳	دلالت باسعادت شہزادہ میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر	۲۳	۹۰	ورود لارڈ ولنگڈن و پیرائے بہادر
۱۰	۷۳	ورود لارڈ فرن کوز جنرل	۲۴	۹۰	رونق افروزی گنگوارم دقار آباد
۱۱	۷۴	انتقال شہزادہ اکبر نواب میر فاروق علیخان بہادر	۲۵	۹۱	نہضت افزائی چیف پی وکیسا منڈم دمانکوٹہ۔
۱۲	۷۵	سرافرازی وزارت بر نواب سر آسمان جاہ بہادر	۲۶	۹۱	نفاذ قانون مبارک
۱۳	۷۵	عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۰۵ سنہ	۲۷	۹۱	انعقاد کینیٹ کونسل
۱۴	۷۶ تا ۷۸	عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۰۵ سنہ	۲۸	۹۲ تا ۹۳	روانگی کیپا منڈرم دمانکوٹہ
۱۵	۷۹	تشریف آوری ڈیوک اف کنیاٹ	۲۹	۹۳ تا ۹۶	**گل ششم** عطیہ خطابات سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۲ سنہ
۱۶	۷۹	رونق افروزی قاضی پی	۳۰	۹۷	سرفرازی وزارت نواب سر دقار الملک بہادر
۱۷	۸۰	نہضت افزائی چیف پی	۳۱	۹۸	رونق افروزی وقار آباد
۱۸	۸۰ تا ۸۱	رونق افروزی پاکھال و امیر پیٹ یکدری	۳۲	۹۹ تا ۱۰۰	نہضت افزائے تالاب پاکھال
۱۹	۸۳ تا ۸۴	عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۰۸ سنہ	۳۳	۱۰۰ تا ۱۰۱	عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۲ سنہ
۲۰	۸۵	رونق افروزی مانکوٹہ	۳۴	۱۰۲	تشریف آوری لارڈ ایلجن و پیرائے بہادر
			۳۵	۱۰۳	انعقاد جشن دائمنڈ جوبلی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
			۳۶	۱۰۴ تا ۱۰۶	انعقاد جلسہ سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۶ سنہ
			۳۷	۱۰۷	

۳۷	۱۰۸	اسپیچ اعلیحضرت بمقام باغ عامہ بجواب ایڈریس	۵۶	۱۶۹	اڈریس کالیسٹ سبھا
۳۸	۱۰۹	اڈریس قرمیسان حیدرآباد بمقام باغ عامہ	۵۷	۱۷۰	اسپیچ اعلیحضرت
۳۹	۱۱۰	مناجات فرمیسان بمقام لاج موزیم آباد	۵۸	۱۷۱ تا ۱۷۲	اڈریس مرہٹہ سردارگان
۴۰	۱۱۱ تا ۱۱۵	خلاصہ اڈریس منجانب حکمار سندیافتہ سنکار دکن	۵۹	۱۷۳ تا ۱۷۴	اسپیچ اعلیحضرت
۴۱	۱۱۶	اسپیچ اعلیحضرت بجواب ایڈریس	۶۰	۱۷۵ تا ۱۷۶	اڈریس نوجوانان امرایان سرکار آصفیہ
۴۲	۱۱۷ تا ۱۱۸	اڈریس کالیسٹ سبھا مقام ملک پیٹھہ	۶۱	۱۷۷ تا ۱۷۸	اسپیچ اعلیحضرت
۴۳	۱۱۹	اسپیچ اعلیحضرت بجواب کالیسٹ	۶۲	۱۷۹ تا ۱۸۱	اڈریس برہمنان دکن
۴۴	۱۲۰ تا ۱۲۳	اڈریس افواج باقاعدہ سرکار عالی ملک پیٹھہ	۶۳	۱۸۲	اسپیچ اعلیحضرت
			۶۴	۱۸۳	ایڈریس پارسیان
			۶۵	۱۸۴	اسپیچ اعلیحضرت
۴۵	۱۲۴ تا ۱۲۶	اسپیچ اعلیحضرت اقدس بجواب افواج	۶۶	۱۸۵ تا ۱۸۸	اڈریس حکمار و ڈاکٹران دکن
۴۶	۱۲۷ تا ۱۳۳	اڈریس منجانب ملازمان صرفخاص ملک پیٹھہ	۶۷	۱۸۹ تا ۱۹۰	اسپیچ اعلیحضرت
۴۷	۱۳۴	اسپیچ اعلیحضرت اقدس بجواب ملازمان	۶۸	۱۹۱ تا ۱۹۲	اڈریس ارکان صفائی بلدچادرگھاٹ
۴۸	۱۳۵	اسپیچ صفائی چادرگھاٹ ملک پیٹھہ	۶۹	۱۹۳	اسپیچ اعلیحضرت
۴۹	۱۳۶ تا ۱۳۷	اڈریس تعلیمات ملک پیٹھہ	۷۰	۱۹۳ تا ۱۹۶	اڈریس جان نثاران صرفخاص
۵۰	۱۳۸ تا ۱۴۰	اسپیچ اعلیحضرت اقدس بجواب ارکان	۷۱	۱۹۷ تا ۱۹۸	اسپیچ اعلیحضرت
۵۱	۱۴۱ تا ۱۴۴	اڈریس رعایائے حیدرآباد	۷۲	۱۹۹ تا ۲۰۱	اڈریس افواج باقاعدہ
۵۲	۱۶۱ تا ۱۶۲	اڈریس مالکان اخبارات	۷۳	۲۰۲ تا ۲۰۴	اسپیچ اعلیحضرت
۵۳	۱۶۳ تا ۱۶۵	اسپیچ اعلیحضرت مقام باغ عامہ	۷۴	۲۰۴ تا ۲۰۸	اڈریس مہدویان
۵۴	۱۶۶	اڈریس رام گوپال سیٹھہ واقع فتح میدان			
۵۵	۱۶۷ تا ۱۶۸	اسپیچ اعلیحضرت اقدس اعلی			

۷۵	۲۰۸ تا ۲۰۹	اسپیچ اعلیحضرت	۶۱	۲۶۵	اقتدار
۷۶	۲۰۹ تا ۲۱۲	اڈریس رہبا کہتریاں	۶۲	۲۶۶ تا ۲۶۸	انتظام ڈیموریل فنڈ
۷۷	۲۱۳ تا ۲۱۶	اڈریس فوج بقاعدہ	۶۳	۲۶۹ تا ۲۷۴	سرفرازی خلعت و خدمت و زائد راجہ راجایان سرکش پرشاد میس السلطنت پنشکار بہادر
۷۸	۲۱۷ تا ۲۱۸	اسپیچ اعلیحضرت			
۷۹	۲۱۸ تا ۲۲۲	اسپیچ اعلیحضرت بجواب ریس عہدہ داران			
۸۰	۲۲۳	عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک ۱۳۱۶ھ	۶۴	۲۷۵ تا ۲۷۶	تقریر آنریبل کرنل ارزسٹیٹ بہادر
		گل ہشتم	۶۵	۲۷۷ تا ۲۷۸	جواب اعلیحضرت ظل سبحانی
۸۱	۲۲۴ تا ۲۳۵	سفر مبارک کلکتہ منگنگ ڈرانسوالی ۱۳۱۸ھ	۶۶	۲۷۹	تقریر مشرجی کہ سنس و اکرامنی مجید فینانس
۸۲	۲۳۵	موقوف جلسہائے سالگرہ مبارک	۶۷	۲۷۹ تا ۲۸۱	قواعد متعلقہ تقریر معتمد فینانس منظور اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ
۸۳	۲۳۶ تا ۲۴۴	تقریر نواب ویسرائے بہادر	۶۸	۲۸۲ تا ۲۸۴	رسمی و سرکاری تقاریب میں لباس کے قواعد
۸۴	۲۴۵ تا ۲۴۶	تقریر اعلیحضرت اقدس اعلیٰ بجواب اڈریس رعایاں گلبرگہ شریف			**گل نہم**
۸۵	۲۴۷ تا ۲۵۵	اسپیچ اعلیحضرت بجواب اڈریس رعایای حیدرآباد و آمد نام پلی	۶۹	۲۸۴	رونق افروزی لارڈ کرزن و میسرائے بہادر
۵۶	۲۵۵	جنگ ڈرانسوال	۷۰	۲۸۵ تا ۲۸۶	تقریر اعلیحضرت اقدس اعلیٰ
۵۵	۲۵۶ تا ۲۵۸	موقوفی جلسہ ہای سالگرہ مبارک ۱۳۱۸ھ بوجہ شیوع مرض محرقہ	۷۱	۲۸۷ تا ۲۹۰	اسپیچ ہز اکسلنسی لارد کرزن بہادر و میسرائے ہند
۵۸	۲۵۹ تا ۲۶۱	انتقال ذوک آف ایڈنبرا	۷۲	۲۹۱	تقریر مسٹر کیامس واکر بر خدمت معین المہامی فینانس
۵۹	۲۶۲ تا ۲۶۳	وفات حسرت آیات ملکہ منظر قیصر ہند	۷۳	۲۹۲ تا ۲۹۹	وائی مفارقت بر آثار انعقاد کنونشن آہن سلا ہوا گیا ہے برائے نظام کہ کس طرح پر لایا گیا ہے
۶۰	۲۶۵	اعلان	۷۴	۳۰۰	منتقلی مہاراجہ بہادر الہام سرکار عالی
			۷۵	۳۰۶	رونق افروزی اعلیحضرت ظل سبحانی بعزم شرکت تاجپوشی دہلی

۷۶	۳۰۷ تا ۳۰۹	فہرست عطیہ خطابات عید الضحیٰ ۱۳۲۰ف	۱۱	۱۱	آبادی۔
۷۷	۳۱۰ تا ۳۱۱	طغیانی رود موسیٰ	۱۲	۱۲	مذہب جنگلی اقوام۔ زبان
۷۸	۳۱۲ تا ۳۱۶	مسافرت بمبئی اعلیحضرت اقدس واعلیٰ	۱۳	۱۳	عمر۔ پیشہ۔ مکانات۔
۷۹	۳۱۶ تا ۳۱۷	سکہ محبوبیہ (جدید چارمینارسی) کی تکمیل و ترویج	۱۴	۱۴	قدیم حالت سلطنت اصلاح ریاست
			۱۵	۱۵	کونسل آف اسٹیٹ
۸۰	۳۱۷	اعلیحضرت ظل سبحانی چہل سالہ جوبلی کی کارروائی کا آغاز	۱۶	۱۶ تا ۱۷	فرمان خسروی و نفاذ قانونچہ مبارک
			۱۷	۱۸	کیبنیٹ کونسل
۸۱	۳۱۸ تا ۳۲۰	تقریر مہاراجہ مدار المہام سرکار عالی متعلق بجشن جوبلی	۱۸	۱۸	اختیارات مختص بذات اعلیحضرت
			۱۹	۱۹	اختیارات مدار المہامی
		گلزار انجمن آصفیہ	۲۰	۲۰	امور متعلقہ مدار المہام سرکار عالی
		مقدمہ	〃	〃	امور متعلقہ وزیر انواج
۱	۱	(موقع مصور طبعی)	〃	〃	〃 〃 وزیر عدالت
۲	۲	رقبہ عدد و معدنیات	〃	〃	〃 〃 وزیر کوتوالی
۳	۳	دریا، جھیل اور تالاب	〃	〃	〃 〃 وزیر غیر السنہ
۴	۴	نہر و نالہ آب گرم کے چشموں۔ رودکھات	〃	〃	〃 〃 وزیر مال
۵	۵	پہاڑ۔ گھاٹیاں۔ جنگلات	۲۱	۲۱	مجلس وضع قوانین
۶	۶	ریلوے	۲۲	۲۲	معتمدین سرکار عالی۔ انتظام علاقہ جات
۷	۷	سڑکیں۔ مسافر خانے۔ پیداوار	〃	〃	مالگذاری۔ پیمایش و بندوبست انعام
۸	۸	جنگلی جانور۔ پالو جانور۔ پرند	۲۳	۲۳	جنگلات۔ کسوٹ گیری۔ شعبہ فنانس
۹	۹	اشیائے مد آمد صنعت و حرفت تجارتی	〃	〃	سررشتہ عدالت کوتوالی و محاسب اضلاع
۱۰	۱۰	آب و ہوا۔ محیط	〃	〃	کوتوالی طلبہ۔ سررشتہ تعلیمات۔ کاغذ مہر دوار الضرب

۲۴	۲۴	نپہ خانجات بسترہ طبابت بسترہ تعمیرات	۳۹	۵۴	(صوبہ اورنگ آباد)
〃	〃	سترہ کورٹ آف وارڈز بسترہ ریلوے	۴۰	۵۵	حدود۔ رقبہ
〃	〃	دمعدنیات۔ عدل گستری۔ ہائیکورٹ	۴۱	۵۶	پہاڑ۔ آب وہوا۔ زبان آبادی
۲۵	۲۵	بوڈیشل کمیٹی۔ دارالقضاء۔ عدالت دیوانی			پیداوار۔ صنعت حرفت تقسیم اضلاع
〃	〃	عدالت فوجداری بلدہ۔ بوڈیشل انتظام	۴۲	۵۶	(ضلع اورنگ آباد)
〃	〃	نوعیت اراضی	۴۳	۵۷ تا ۶۰	تقسیم تعلقات
۲۶	۲۶	اراضی خالصہ صرفخاص۔ پائیگاہ جاگیر	۴۴	۶۰	ضلع بیڑ
۲۷	۲۷	راجایان۔ خراج گزار	۴۵	۶۱	پہاڑ۔ دریا۔ آب وہوا۔ آبادی زبان
۲۸	۲۸ تا ۲۹	تحصیل سہ اکمت	〃	〃	تقسیم تعلقات
۲۹	۳۰ تا ۳۳	اخراجات سلطنت	۴۶	۶۳	ضلع پربھنی
۳۰	۳۳	فوجی قوت	۴۷	۶۳	تقسیم تعلقات
۳۱	۳۴	فوج باقاعدہ۔ رسالہ بحوش امپیریل سروس	۴۸	۶۴ تا ۶۴	ضلع ناندیڑ
۳۲	۳۵ تا ۳۶	گولکنڈہ برگیڈ۔ نظام محبوب	۴۹	۶۵	تقسیم تعلقات
۳۳	۳۶ تا ۳۷	فوج بیقاعدہ			**گل دوم**
۳۴	۳۸	جمعیت پولیس۔ کوتوالی اضلاع			(صوبہ گلبرگہ سترنیل)
۳۵	۳۹ تا ۴۰	کوتوالی دیہات۔ جمعیت صرفخاص	۵۰	۶۶ تا ۶۷	سمت جنوبی
〃	〃	فوج پائیگاہ۔ فوج کنشجنت	۵۱	۶۸	حدود۔ رقبہ۔ دریا۔ آب وہوا۔ زبان آبادی
۳۶	۴۱ تا ۴۲	امور مذہبی	۵۲	۶۹	تقسیم اضلاع
۳۷	۴۳	کتب خانہ جات۔ تصنیف وتالیف	۵۳	۶۹	ضلع گلبرگہ
۳۸	۴۴ تا ۵۴	اخبارات۔ رسالہ جات۔ تقسیم مملکت	۵۴	۶۹	تقسیم تعلقات
		گل اول	۵۵	۷۰	ضلع بیدر

۵۶	۷۱	پہاڑ۔ دریا۔ زبان۔ تقسیم تعلقات
۵۷	۷۲	ضلع عثمان آباد
۵۸	۷۳	پہاڑ۔ دریا۔ زبان۔ آبادی تقسیم تعلقات
۵۹	۷۴	ضلع رائچور
۶۰	۷۵ تا ۷۹	دریا۔ زبان۔ آبادی تقسیم تعلقات
		گل سوم
۶۱	۷۹	(صوبہ ورنگل)
۶۲	۸۰	سمت شرقی
۶۳	۸۱	تقسیم اضلاع۔ ضلع ورنگل
۶۴	۸۲	تقسیم تعلقات
۶۵	۸۲	(ضلع کریم نگر)
۶۶	۸۳	تقسیم تعلقات
۶۷	۸۴	(ضلع عادل آباد)
"	"	تقسیم تعلقات
		گل چہارم
		(صوبہ گلشن آباد میدک)
۶۸	۸۵ تا ۸۶	سمت شمالی
۶۹	۸۷	تقسیم اضلاع
۷۰	۸۷	(ضلع میدک)
		تقسیم تعلقات
۷۱	۸۸ تا ۸۹	(ضلع نظام آباد)

		تقسیم تعلقات
۷۲	۸۹ تا ۹۰	(ضلع محبوب نگر)
"	"	تقسیم تعلقات
۷۳	۹۱ تا ۹۲	(ضلع نلگنڈہ)
"	"	تقسیم تعلقات
۷۴	۹۲	میسرم۔ دیورکنڈہ۔ بھونگیر
		گل پنجم
۷۵	۹۲ تا ۹۳	علاقہ صرفخاص
		(ضلع اطراف بلدہ)
۷۶	۹۴ تا ۹۶	حدود و رقبہ۔ پہاڑ۔ دریا تقسیم تعلقات
۷۷	۹۷	پل افضل گنج۔ پل چنیادروازہ۔ پل مولا
۷۸	۹۸	کوہ قدم رسول۔ سرور نگر
۷۹	۹۹	جامع مسجد۔ مکہ مسجد۔ شاہی عاشور خانہ
		نعل صاحب۔ حسینی علم۔
۸۰	۱۰۰	علم بی بی۔ لنگر۔ چشمہ بی بی
۸۱	۱۰۱	فلک نما۔ بمرکن الدولہ۔ باغ مہاراجہا
"	"	مارہ دری مہاراجہ چندولعل
۸۲	۱۰۲	باغ عامہ۔ پہاڑی حضرت باباشرف الدین
		صاحب قدس سرہ العزیز۔ پہاڑی حضرت
		شاہ محمود صاحب قدس سرہ العزیز
۸۳	۱۰۳	جائزکشن باغ جائرام باغ

			گل ششم	۱۴	۲۰ تا ۲۱ پاٹن پور ۔ سر شیر محمد خان بہادر
			(ملک مفوضہ برار)	۱۵	۲۲ سچین ۔ نواب سیدی نجف علیخاں
۸۴	۱۰۴ تا ۱۱۸	ملکیت کیونکر نظام سرکار سے گیا اس کو بخوبی پتہ چلیگا ۔		۱۶	۲۳ تا ۲۴ شجرہ و مکالمہ شمس الملک
				۱۷	۲۵ تا ۲۶ بنجرہ ۔ علاقہ مغربی ہند ۔ نواب سر سیدی احمد خان ابراہیم خان
۸۵	۱۱۹ تا ۱۲۰	برار ۔ حدود ۔ رقبہ ۔ آبادی			
		گلزار ششم		۱۸	۲۷ بالاشور ۔ علاقہ مغربی ہند ۔ نواب منور خان ۔ جی بابی
۱	۱ تا ۲	(دلیسی ریاستیں)			
		گل اول		۱۹	۲۸ فتحلی ۔ علاقہ مغربی ہند ۔ سلطان احمد
		(طبقہ اسلام)		۲۰	۲۹ تا ۳۰ لاہیج ۔ علاقہ مغربی ہند ۔ سلطان فضل بن محسن
۲	۳ تا ۵	رامپور		۲۱	۳۱ قشن ۔ مضافات ۔ علاقہ مغربی ہند ۔ سلطان علی بن عبد اللہ
۳	۶	بہاولپور			
۴	۷ تا ۱۰	بھوپال بیگمات		۲۲	۳۲ کوروائی ۔ نواب منور خان بہادر
۵	۱۱	ٹونک ۔ میر ابراہیم علیخان بہادر		۲۳	۳۲ تا ۳۴ بمبی ۔ علاقہ بمبی ۔ نواب جعفر علیخان بہادر
۶	۱۲	جاورہ ۔ افتخار حسنخان			
۷	۱۳	قلات ۔ میر محبوب خان سی ۔ آئی ۔ ای			
۸	۱۴	مالیر کوٹلہ ۔ نواب ابراہیم علیخان بہادر			
۹	۱۵	پاونی ۔ نواب ریاض الحسن خان بہادر			
۱۰	۱۶	خیرپور ۔ سر فیض محمد خان جی سی آئی ای			
۱۱	۱۶ تا ۱۷	جونا گڈھ ۔ نواب محمد رسول خان بہادر			
۱۲	۱۸	کھیاپاڑ ۔ مومن خان بہادر ۔ دلاور جنگ			
۱۳	۱۹	راوپی پور ۔ نواب محمد شیر خان جی ای			
			گل دوم	۲۴	۳۵ تا ۳۶ کشمیر ۔ پرتاب سنگھ
			(فرقہ ہنود)	۲۵	۳۷ تا ۳۸ پٹیالہ ۔ سری مہاراجہ اندر سنگھ
				۲۶	۳۸ تا ۴۰ بڑودہ ۔ ساجی راؤ مہاراجہ
				۲۷	۴۱ تا ۴۲ میسور ۔ سری کشن راج
				۲۸	۴۲ تا ۴۴ گوالیار

۲۹	۴۴ تا ۴۵	اندور - شیوا راو	۵۱	۷۳ تا ۷۴	دھار
۳۰	۴۶ تا ۴۷	کولھاپور مہاراجہ سرساہو چھتر	۵۲	۷۵	ڈونگرپور
۳۱	۴۸ تا ۵۰	میواڑ راٹا - ودیپور	۵۳	۷۶	جیلمیر
۳۲	۵۰ تا ۵۲	ڈاونگور	۵۴	۷۷	کشن گڈھ
۳۴	۵۲	بوندی	۵۵	۷۷	سروہی
۳۵	۵۴ تا ۵۴	بھرت پور	۵۶	۷۸	پرتاب گڈھ
۳۶	۵۴ تا ۵۵	بیکانیر	۵۷	۷۹	دھولپور
۳۷	۵۵ تا ۵۶	کوچن	۵۸	۸۰	اودےپور
۳۸	۵۶	جیپور	۵۹	۸۱	سکم
۳۹	۵۷ تا ۵۸	قرولی	۶۰	۸۲	نابہہ
۴۰	۵۹	کوٹہ	۶۱	۸۳ تا ۸۴	بنارس
۴۱	۶۰	کچھہ	۶۲	۸۵	کوچ بہار
۴۲	۶۱	جودھپور	۶۳	۸۶ تا ۸۷	پٹیالہ
۴۳	۶۲ تا ۶۴	ریوان	۶۴	۸۸	جیند
۴۴	۶۴	ابور	۶۵	۸۹ تا ۹۱	کپورتھلیہ
۴۵	۶۵	بانسوارہ	۶۶	۹۱	چمبہ
۴۶	۶۶	دتیا	۶۷	۹۲	سرمور ناہن
۴۷	۶۷	ایدر	۶۸	۹۳	فرید کوٹ
۴۸	۶۸ تا ۷۲	نیپال	۶۹	۹۴	منڈی
۴۹	۷۲	دیواس (پانچی کلان)	۷۰	۹۵	سکیت
۵۰	۷۳	دیواس (پانچی خرد)	۷۱	۹۶	کھلور یا بلاسپور

۷۲	۹۷ تا ۹۸	ٹھری گرہوال	۹۳	۱۱۹	منی پور اسام
۷۳	۹۹	جہالاور	۹۴	۱۲۰	کروندیا کالاہانڈی
۷۴	۱۰۰	ستیامو	۹۵	۱۲۰	کھچلی پور
۷۵	۱۰۱	جہانوا	۹۶	۱۲۱	میہر
۷۶	۱۰۲	رتلام	۹۷	۱۲۲	علی راجپور
۷۷	۱۰۳	چھنرپور	۹۸	۱۲۳	ناگور
۷۸	۱۰۴	سنگ گدھ	۹۹	۱۲۴	برونڈھ
۷۹	۱۰۵	اجے گڈھ	۱۰۰	۱۲۴	بردانی
۸۰	۱۰۶	پنا	۱۰۱	۱۲۵	مالیتانہ
۸۱	۱۰۷	راج گڈھ	۱۰۲	۱۲۶	دہرول
۸۲	۱۰۸	سمہر	۱۰۳	۱۲۶	سونہنہ
۸۳	۱۰۹	چرکھاری	۱۰۴	۱۲۷	راجکوٹ
۸۴	۱۱۰	سیلانہ	۱۰۵	۱۲۸	گمڑی
۸۵	۱۱۰ تا ۱۱۲	کوندل	۱۰۶	۱۲۹	بانسواڑہ
۸۶	۱۱۲	نواگر	۱۰۷	۱۳۹	دہرم پور
۸۷	۱۱۳	موروی	۱۰۸	۱۳۰	لونا واڑہ
۸۸	۱۱۴	بھاونگر	۱۰۹	۱۳۱	برید
۸۹	۱۱۵	دہرنگدرہ	۱۱۰	۱۳۱	ودہوان
۹۰	۱۱۶	راج پیپلا	۱۱۱	۱۳۲	ونکانیر
۹۱	۱۱۷	پوربندر	۱۱۲	۱۳۳	چھوٹا اودیپور
۹۲	۱۱۸	پٹڈکوٹہ	۱۱۳	۱۳۳	ساونت واڑی

۱۱۴	۱۴۰ تا ۱۴۱		ممتاز ہندو ریاستیں	۱۴	۲۱ تا ۲۳	تعداد حروف وہجات حرکات وسکنات قرآن شریف
۱۱۵	۱۴۲ تا ۱۴۳		دلی میں ایک نقشہ چھوٹی ریاستیں			
۱۱۶	۱۴۳ تا ۱۴۴		جو اسلام کا نقشہ باقی رہ گیا تھا	۱۵	۲۴	شاہان وقت کی سالانہ تنخواہ کا شمار
			گلزار ہفتم	۱۶	۲۴	اخراج ہند کی تفصیل
			متعلقہ	۱۷	۲۵	دنیا کی مختلف زبانوں میں سال کے بارہ مہینوں کے نام درج ہیں
			کارآمد ومفید معلومات			
۱	۱		ذکر اسم واقعات	۱۸	۲۶ تا ۲۷	نقشہ احوال جہاردہ معصوم علیہ الصلوٰۃ
			متعلق اول	۱۹	۲۸	ہندستان کے اعلیٰ حکام کی شاہرہ
۱	۱		ذکر معلومات	۲۰	۲۹	خاندان شاہی کے وظائف
۲	۱ تا ۳		دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے رائج الوقت سکہ	۲۱	۳۰	یورپین عہدہ داروں کے لئے قواعد
۳	۳		مکہ مکرمہ اور مصر (القاہرہ) سکہ کا انگریزی سکہ سے مقابلہ			سلامی ممالک محروسہ گورنمنٹ ہند کی ارسالی
۴	۴ تا ۶		نامور مسلمانوں کی مہریں	۲۲	۳۲	سالگرہوں یا خاص تخت نشینی سلامی
۵	۶		(۴) خلفائے امویہ کی مہریں	۲۳	۳۳	تمام دنیا کی مسلمانوں کی تعداد
۶	۶ تا ۷		(۵) خلفائے عباسیہ کی مہریں	۲۴	۳۴	رؤسائے ہند کی توپوں کی سلامی کا شمار
۷	۸ تا ۱۸		(۶) دنیا کی تمام بڑی بڑی سلطنتوں کے تمغے	۲۵	۳۶	بعض افسران ملک کے القاب بزبان انگریزی
۸	۱۸		دنیا کے بادشاہ کی سالگرہ کی تاریخ	۲۶	〃	بادشاہوں آمدنی بحساب فی منٹ اوسط
۹	۱۹		(۷) تفصیل سفراء ممالک غیر وہندوستان	۲۷	〃	انگریزی خطابوں کی تخصیص
۱۰	۱۹		(۹) دنیا کی زبانیں باعتبار حروف تہجی	۲۸	۳۸	دنیا کی آبادی
۱۱	۲۰		ہفتہ کے سات دنوں کے نام مختلف زبانوں میں	۲۹	〃	دنیا کے مسلمانوں کی آبادی
۱۲	۲۱		مختلف مقاموں میں سزائے موت کا طریقہ	۳۰	۴۰	پریسیڈنسیاں بورڈ آف کنٹرول
۱۳	۲۱		خلاصہ			

۸۹ مقدمہ

ہندو دکن کا فرق اور اون کا وجہ تسمیہ

کوہ بندھیاچل سے جو گجرات کے شمال مغرب سے مشرق کو گنگا تک چلا گیا ہے۔ برّاعظم ہندوستان کے شمالاً جنوباً دو حصے ہو جاتے ہین۔ ایک شمالی ہند دوسرا جنوبی ہند۔ اسکے شمالی ملک کو ہندوستان خاص اور جنوبی کو دکن کہتے ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ اس ملک کا نام جو دکن ہوا ہے وہ لفظ دند کا سے مشتق ہے جس کے معنی جنگل کے ہین اور جس مین راجہ رامچندر نے بن باس لیا تھا۔ مگر یہ خیال نہایت بعید ہے۔ بلکہ دکن کا لفظ سنسکرت کے لفظ دکھش کا بگڑا ہوا ہے جو جنوب کے معنی مین ہے اور بالکل صحیح ہے۔

غرض کہ مسلمانون کے زمانہ مین ہندوستان خاص اور دکن کی مصنوعی حد فاصل دریاے نربدا تھا۔ مگر چونکہ قومون کی قدرتی تفریق پہاڑون سے ہوا کرتی ہے اسلئے ہمنے ہندھیاچل کو ہی حد فاصل مانا ہے۔ بنگالہ جو بندھیاچل کے مشرق کو ہے اور گجرات جو اُسکے مغرب مین ہے نہ شمالی ہند مین داخل سمجھے جاتے ہین اور نہ جنوبی ہند مین۔ یہ دونون حصے جدا ہی ہین۔

شمالی ہند کی قدرتی تقسیم

ہندوستان خاص اون اضلاع کا نام ہے۔ جن مین دریاے گنگا اور سندھ بہتے ہین اور اسمین دریاے سندھ کے قریب کا ریگستان اور وسط ہند کا بلند حصہ بھی داخل ہے۔ دریاے سندھ کے قریب کا حصہ پنجاب دریاے جہیلم کے مشرق تک نہایت زرخیز اور دلکشا ہے۔ اور جہیلم کے مغرب مین ناہموار ہے۔ اور جہان پانچون دریا ملتے ہین۔ اور انکی دھارا ایک ہوکر پہاڑون اور بیابان کے بیچ کے میدان مین بہتی ہے۔ اور اوس پانی سے جسقدر زمین سیراب ہوتی ہے اوسقدر حصہ اوس میدان کا سرسبز ہے۔ اور جب یہ دہارا دریاے سندھ کی بھر کر قریب سمندر کے پہونچتی ہے تو اوسکی کئی دھارین ہوجاتی ہین اور اون سے ایک وسیع قطعہ زمین کا ایک مثلث کی صورت بنجاتا ہے۔ جو نہایت زرخیز ہے۔ وہ تمام میدان جسمین گنگا بہتی ہے باوجود اسکے کہ جن ندیون سے وہ ملک سیراب ہوتا ہے۔ اون کا مخرج اکثر کوہستان ہمالیہ مین بھی ہے۔ اور اون کے درمیان کی زمین بری بھلی دونون طرح کی ہے۔ جو نہایت وسیع اور زرخیز اور بارآور ہے۔ یہی سرزمین اون لوگون کی بود و باش کا مقام ہے۔ جو ہندوستان کی تاریخ مین اول درجہ رکھتے ہین اور اب بھی ہندوستان کے اور حصون سے یہانکے باشندے تعلیم و تربیت مین بڑھے ہوے ہین۔ اور اس ملک کے موقع وسطی اور آب و ہوا کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ہنرمندی مین یہ بڑھکر ہی رہین گے۔ اروالی پہاڑ کا سلسلہ مغربی ریگستان اور وسط ہند کے بیچ مین حد فاصل ہے۔ اور بندھیاچل کے مغربی سرے سے گجرات کے حد پر ملتا ہے۔ اور اجمیر سے آگے دہلی کے جانب پھیلتا چلا گیا ہے۔ یہہ مغربی ریگستان ایک نشیبی ملک ہے۔ اس کے جنوب و مشرق جودھپور کا زرخیز قطعہ ہے۔ باقی

اوس کا تمام حصہ ریت ہی ریت ہے۔ اور کوہ ارولی اور دریاے سندھ کے بیچ مین شمال کو ستلج تک اور جنوب مین سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ اسمین کہین کہین زرخیز قطعات بھی ہین۔ جسمین سب سے بڑا قطعہ جیسلمیر کا ملک ہے۔ اور ایک چھوٹا حصہ کچھ ریگستان اور کچھ سمندر کے درمیان ہے۔ جو ملک سندھ اور گجرات کے لئے ایک قسم کا پل اور رہگذر ہے۔ وسط ہند ان چارون قدرتی تقسیم کے حصون سے چھوٹا ہے۔ اور زمین اس کی ناہموار (۱۰۰۰ فیٹ سے ۱۵۰۰ فیٹ تک سطح سمندر سے بلند ہے۔ اس کے مغرب مین کوہستان ارولی اور جنوب مین بندھیاچل اور مشرق مین بندیلکھنڈ کی پہاڑیون کا سلسلہ ہے۔ شمال مشرق کو اس حصہ کی زمین ڈھلوان ہوکر اُن قطعات کی زمین سے جاکر ہموار ہوجاتی ہے۔ جس مین گنگا بہتی ہے۔ یہ زمین بھی زرخیز ہے۔

ہند کا وجہ تسمیہ

جسطرح دریاے جیحون کے مشرقی ملک کو عربون نے ماوراء النہر کہا۔ اسیطرح معلوم ہوتا ہے کہ دریاے سندھ کے پورب جو ممالک تھے۔ اون کو سندھ یا ہند خطاب دیا۔ جو عجمی تصرف سے ہندوستان ہوگیا۔ ورنہ سنسکرت مین جو قدیم زبان ہندوستان کی ہے۔ ہند یا ہندوستان نہین ہے۔ عربون کی چڑھائی کے پہلے کل ہندوستان کا صرف ایک نام بہارت ورش تھا۔ جس کے شمالی حصہ کو آریہ ورت اور جنوبی حصہ کو دکھنات کہتے تھے مسلمان مورخون نے بھی ہند کے جنوبی حصہ کو دکن لکھا ہے۔ یورپ والون نے اخیر زمانہ مین ہند کو انڈیا کردیا اور دکن کو اپنے تلفظ مین ڈکن کہنے لگے۔

وسعت و رقبہ

مملکت ہندوستان کل یورپ سے اگر روس خارج کردیا جاے تو بڑی ہے۔ بلا شمولیت بلوچستان کے (جسکا رقبہ ۱۳۰۰۰۰ مربع میل ہے) اور جو کہ ہندوستان کے ایک حد تک ماتحت یا اوس کا باجگذار ہے۔ ہندوستان ۸ سے لیکر ۳۶ درجہ عرض بلد شمالی اور ۶۷ سے (۱۰۰) درجہ طول بلد مشرقی پر مقام گرینج سے ہے۔ گر اوس کا دار الخلافت کلکتہ ۸۸ درجہ مشرقی طول بلد پر واقع ہے اپر برہما (شمالی برہما) کا رقبہ ۸۳۴۷۳ مربع میل ہے۔ ماتحت ریاستہاے شان کا رقبہ تخمیناً ۴۴۰۰۰ مربع میل ہے۔ اس تخمینہ کو کشمیر کے رقبہ ۸۰۹۰۰ مربع میل اور منی پور کے رقبہ ۸۰۰۰ مربع میل اور سکم کے رقبہ ۱۵۵۰ مربع میل مین شامل کرلیا جاوے تو کل ہندوستان کا رقبہ مع باجگذار ریاستون کے قریب ۱۶۰۰۰۰۰ میل مربع کے ہوجاتا ہے جس مین سے ۱۶۷۵۹۵ مربع میل زیر حکومت ریاستہاے دیسی اور باقی ماتحت سلطنت انگلشیہ ہے۔

آبادی ہندوستان

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان کی آبادی ۲۹۴۲۹۶۰۰۰ ہے جو سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری ۲۸۷۳۱۷۰۰۰ کے مقابلہ مین بقدر پون کروڑ کے زیادہ ہے۔ مگر یہ زیادتی چونکہ دس سال کے عرصہ مین ہوئی ہے اس لئے اُسکی سالانہ اوسط گذشتہ مردم شماری کے اوسط سے بدرجہا کم ہے۔ ۲۹۴۲۹۶۰۰۰ آدمیون مین ۲۳۱۰۸۷۰۰۰ آدمی برٹش علاقہ مین رہتے ہین اور باقی ۶۳۱۱۸۰۰۰ شخص ریاستون مین آبادی کے لحاظ سے سب صوبون مین اول درجہ پر صوبۂ بنگال ہے۔ دوسرے درجہ پر صوبہ جات متحدہ اودھ۔ تیسرے درجہ پر صوبہ بمبئی چوتھے درجہ پر پنجاب۔ اور پانچوین درجہ پر صوبۂ مدراس ہے۔ ہندوستان کی آبادی کا شمار کرتے وقت اس مین برہما۔ آسام۔ اور انڈمین بھی شامل کرلئے جاتے ہین۔ مگر لنکا بلحاظ آبادی و

انتظام وغیرہ کے ہندوستان سے بالکل مختلف ہے۔

۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق جزیرۂ انڈیمن کی آبادی صرف چوبیس ہزار تھی۔ مگر اب یہ تعداد بمقابلہ سابق کے کہین زیادہ ہے۔

حدود

گلگٹ سے جو سب سے آخر شمالی مقام ہے۔ جہان افواج برطانیہ مقیم ہین۔ راس کماری تک ۲۰۰۰ میل سے زاید فاصلہ ہے۔ اور اس سے کسی قدر کم فاصلہ کراچی کے بندر سندھ کا سدیا سے ہے۔ جو آسام کے مشرقی سرحد پر ہے۔ اپر برہما کے ماتحت جو ریاستین ہین اور جنکی سرحد ابھی قایم نہین ہوئی ہے وہ سدیا سے بڑھ کر مشرق کی طرف چلی گئی ہین۔ اور بلوچستان کے طرف انگریزی حکومت کراچی سے بڑھی ہوئی ہے۔ مشرق کے طرف کنگ ٹنگ کی ریاست نے جو میکانگ دریا کے کمبوڈیا تک چلی گئی ہے۔ ۱۸۸۹ء مین حکومت برطانیہ کو تسلیم کیا اور ایک باجگذار ریاست بن گئی۔ ادہر مغرب کی طرف گورنر جنرل کے ایجنٹ کی حکومت کو جو بلوچستان مین ہے۔ سرحد فارس کے بلوچی افسر تعلیم کرتے جاتے ہین۔

زبانین

ہندوستان مین بہت سی زبانین بولی جاتی ہین۔ مطابق مردم شماری ۱۸۹۱ء یوروپین زبانین اور نیز وہ زبانین ایکہزار سے کم آدمی بولتے ہین۔ وہ زبانین جنکو لوگ اپنی مادری زبان سمجھتے ہین ۷۸ ہین جو کہ ۱۲ مختلف زبانون کی شاخین ہین۔ ان مین سے ہر ایک کو کم از کم (۱۰۰۰۰۰) آدمی بولتے ہین۔

تقسیم وحالات طبعی پیداوار وغیرہ

صوبۂ برہما اوس قطعہ کے جو پہلے خود مختار تھا اور اب اپر برہما کہلاتا ہے۔ اور جو ۱۸۸۶ء کی ابتدا مین ایشیائی مقبوضات انگریزی سے ملحق کیا گیا تھا۔ خلیج بنگالہ کے مشرق مین واقع ہے اور جزیرہ نماے ہندوستان کا کوئی حصہ نہین ہے۔ لہذا اس صوبہ کو علیحدہ کرکے ہم بغرض تسہیل جغرافیہ ان تین حصص مین تقسیم کرتے ہین۔ طبقہ ہمالیہ شمالی دریائی سطحات اور جنوبی قطعات مرتفع انہین سے پہلے مین ہمالیہ کے سلسلہ کوہ اور اون کے جنوبی متعلقات شامل ہین۔ چونکہ یہ طبقہ علاقہ سرکار انگلشیہ سے علیحدہ ہے۔ لہذا اسے ہندوستان کی قدرتی شمالی سرحد ہی سمجھنا چاہیئے کہ اس مین دو سلسلہ کوہ ہین۔ جو شمالی مغرب سے جنوبی مشرق تک چلے گئے ہین اور اسکے بعد ایک سلسلۂ کوہ دور تک وادیون کا چلا گیا ہے۔ جنوبی سلسلہ جو ترائی کے جنگل سے بلند ہونا شروع ہوتا ہے۔ جو گنگا کے شمال مین اور اُسکے متوازی ہے۔ بیس ہزار فیٹ کی بلندی تک، سطح سمندر سے ہے۔ اور جس مین کہ تین بلند چوٹیان ہین۔ یعنے مونٹ ایورسٹ ۲۹۰۲ فیٹ بلند کنچن چنگا ۲۸۱۷۶ فیٹ بلند اور دھول گری (۲۶۰۰۰) فیٹ سے زاید بلند ہے ہمالیہ صرف ایک محافظ فصیل ہی نہین ہے۔ بلکہ اس کے نیچے جو منطقۂ حارہ کے قطعات ہین اُن کے واسطے پانی کا ذخیرہ ہے۔ اور اون قطعات کو سیراب کرتا ہے۔ ہمالیہ کے اطراف ایک قابل تعریف یکسان حالت کرۂ ارض کی قدرتی مختلف اقسام کی ظاہر کرتے ہین یعنے جون جون نیچے سے انسان اوپر چڑہتا ہے۔ اوس کو منطقۂ حارہ۔ منطقۂ معتدلہ اور منطقۂ باردہ بہ تدریج ملتے ہین۔ ہمالیہ کے پیداوار نباتات مین درخت خرما کے مختلف اقسام انگور کے درخت بکثرت۔ نباشپاتی۔ جو۔ لوبیا۔ اور بہت سے خانگی استعمال کی ترکاریان ہین تجارت کے لئے اس قطعہ مین۔ چیل۔ کوئلہ۔ جو۔ لوبیا۔ اور شہد بہت افراط سے پیدا ہوتا ہے۔ پھل پھول کے طرح حیوانون و چرند پرند کی بھی مختلف اقسام ہین۔ اور جانورون مین سے۔

(جنگلی بھینسا) مشکی ہرن۔ برفستانی گائی۔ جنگلی بھیڑ۔ اور بکری۔ ریچھ۔ عقاب۔ چکور۔ اور بہت سے اقسام تیتروں وغیرہ کے ہین۔ یہانکی رہنے والی اقوام آریہ۔ تورانی اور پھر دونون مل جل رہتی ہین۔ شمالی دریائی سطحات جو ہمالیہ کے دامن مین واقع ہین۔ اور ایک ساحل بحر سے دوسرے ساحل بحر تک چلے گئے ہین۔ ان مین وہ قطعے ہین جو دریائے سندھ۔ گنگا۔ جنوبی برہمپتر اور اون کے معاونون سے سیراب ہوتے ہین۔ ایک دوسرے کے قریب تر چار دریا ہمالیہ سے نکلتے ہین۔ ان مین سے دو پہاڑ کے شمال کو ہین۔ ایک تو سندھ جو مغرب کے طرف بہتا ہے۔ دوسرا برہمپتر جو مشرق کے طرف جاتا ہے۔ باقی دو جنوبی ڈھلوان پر ہین۔ ان مین سے ایک تو ستلج ہے۔ جو کہ مغرب اور جنوب مغرب کے ۹۰۰ میل تک بہہ کر اور دوسرے دریاؤن کو ساتھہ لیکر دریائے سندھ مین آملتا ہے۔ اور دوسرا دریا گنگا ہے جو جنوب مشرقی طرف کا ایکہزار چھہ سو میل کا سفر طے کرکے خلیج بنگالہ مین آگرتا ہے۔ اس اثنا مین برہمپتر جو شمال کے طرف پہاڑ کے ساتھہ ساتھہ جاتا ہے۔ جب ہمالیہ کی مشرقی حد پر پہونچ جاتا ہے تو یکبارگی جنوب کے طرف پھر جاتا ہے۔ اور پھر مغرب کے طرف بہتا ہے اور آخر مین گنگا سے آملتا ہے۔ اور پھر یہ دونون دریا ملکر خلیج بنگالہ مین آگرتے ہین۔ دریائے سندھ ۱۸۰۰ میل لمبا ہے۔ اور برہمپتر قریبًا ۱۵۰۰ میل۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کوہ ہمالیہ وہ پانی ہندوستان کو بھیجتا ہے۔ جو اس کے شمالی اور جنوبی دونون ڈھلاونون پر جمع ہوتا ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ زمین کی عجیب وضع ہے۔ اور اس کے بدولت ملک کو صرف زرخیزی اور شادابی ہی نہین حاصل ہوتی۔ بلکہ اس کی وجہ سے ملک حملہ کنندگان کی آماجگاہ بنگیا۔ سب سے بڑھکر دولت مند و زرخیز سب سے بڑھکر آباد و سرسبز اور سب سے بڑھکر خوش حال و مرفہ حصہ ہندوستان کا وہ حصہ ہے۔ جو ان تین بڑے دریاؤن

کے سطح مین واقع ہے اور جسکا رقبہ بحساب اوسط ۱۱۲۵۰۰۰ مربع میل ہے ان مین سے ہر ایک دریا ان سطحات کے واسطے جنکو یہ سیراب کرتا ہے بے بہا ہے۔ اور خصوصاً گنگا کے بے بہا ہونے مین تو شک ہی نہین۔ گنگا صرف بنگال کا شاہ راہ ہی نہین۔ بلکہ یہ اس کا بہشتی اور اسے زرخیز کرنے والا ہے۔ بجز اس کے مال کی آمد برآمد جہان ناممکن ہوتی۔ وہان بہت ہی گرانی ہوتی اور صوبہ تقریباً ایک جنگل ہوتا ہے۔ ہر سال لوئر بنگال مین تین فصلین ہوتی ہین۔ مٹر باجرا۔ اور تل۔ اپریل اور مئے مین پیدا ہوتی ہین۔ سب سے پہلے چانول کی فصل ستمبر مین اور اس سے بڑی، چانول کی فصل دو تین ماہ بعد سب سے بڑی نقولات کے قسم کی پیداوار شمال مغربی بنگال کی آم۔ کیلا۔ جنگلی کپاس اور ترہندی ہے۔ اور جو قطعہ کہ ڈلٹا مین واقع ہے۔ اس سے چانول بانس اور بہت سے اقسام کھجورون کے (ناریل کھجورا ریکا وغیرہ) حاصل ہوتے ہین۔ شمال مین بھر ہمکو غلہ۔ ہندوستانی گیہون۔ جوار۔ لوبیا۔ ملتا ہے۔ اور جنوب کے طرف نیل۔ روئی شکر۔ تمباکو۔ اور مختلف قسم کے رنگ ادویات اور مصالح بھی پیدا ہوتے ہین۔ اون مین مصبر۔ مٹی کا تیل۔ اور گوندمرلیش وغیرہ بھی شامل ہین۔ یہان تربوز۔ کدو۔ چائے کے درخت آم فیون کا درخت بیر اور سن بھی پیدا ہوتے ہین۔ بعینہ جس طرح ہمالیہ شمال کے طرف۔ اور کوہ سلیمان شمال مغرب کے طرف۔ ہندوستان کی قدرتی فصیلین ہین۔ اسیطرح بندھیاچل خلیج کمبے سے مشرق اور مغرب کی طرف چلا گیا ہے۔ شمال کی دریائی سطحات کی ایک مستحکم جنوبی سرحد ہے۔ جنوبی ہند یا دکن کی شکل مثلث نما ہے۔ اور زمانۂ قدیم سے موضوع ہے۔ اس کے دو طرف ساحل کارومنڈل اور مالابار ہین۔ جو اس کہاڑی پر مڑجاتے ہین۔ اور تیسری طرف بندھیاچل ہے۔ جو دریائے نربدا کے شمال مین واقع ہے۔ جن پہاڑون سے یہہ قطعہ محصور ہے اس کے

کوہستانی مثلث کو مشرقی اور مغربی گھاٹ مکمل کرتے ہین۔ چونکہ مغربی گہاٹ ساحل سمندر کے قریب واقع ہے اور دریا کے واسطے کوئی راستہ نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ ساحل مالابار پر دریائے تاپتی کے جنوب مین ہمکو کوئی ندی نہین ملتی تمام دریا جو بکثرت اور بڑے عظیم ہین۔ شرق کی طرف بہتے ہین اور مشرقی گہاٹ کے درون وغیرہ مین سے گرتے ہوے خلیج بنگال مین آگرتے ہین۔ چار بڑے دریا یہ ہین۔ جنوب کے طرف مہاندی ۵۲۰ میل طول۔ گوداوری ۹۰۰ میل طول کشنا ۸۰۰ میل طول۔ اور کاویری ۴۷۲ میل طول۔ شمال مغرب کے آخر مین بہی اور بندہیاچل کے جنوب مین اور اون کے متوازی۔ نربدا۔ اور تاپتی ملتے ہین۔ جو مغرب کی طرف بہتے ہین۔ سنت پڑا ان دونون کے عین بیچ مین واقع ہے۔ جنوبی ہندوستان کے جغرافیہ طبعی مین اس کی تواریخ کا بہت کچھ حصہ ہے۔ جنوب مغربی ساحل جو پہاڑون سے بندھے اپنی بالکل ابتدائی حالت مین ہے۔ اور بہت ہی کم ڈھلوان ہے۔ جنوب مشرقی سمت بہت کشادہ اور زیادہ تر قابل آمدورفت ہے۔ اور اسی وجہ سے تجارت تہذیب اور شائستگی کا بہت اثر پڑا ہے۔ ان طبقات کے کوہستانی سطحات اور خصوصًا مغربی گھاٹ اب تک منطقۂ حارہ کے جنگلی درختون سے ڈھپے ہوے ہین۔ آبنوس۔ ٹالی۔ یا شیشم انڈین مہوگنی بکثرت ہین۔ اور یہی حال بانس صندل وغیرہ درختون کا ہے۔ کافی کی کاشت بہت عمدہ ہوتی ہے اور چاول اور سنکونا (وہ درخت جس سے کونین بنتی ہے) پیدا ہونے لگے ہین۔ ہاتھی۔ چیتا۔ جنگلی بھینسا۔ ہرن۔ بھیڑیا۔ اور بہت سے چھوٹے شکاری جانورون سے شکاریون کو بہت کچھ شغل ملجاتا ہے۔ وادیون اور سطحات مرتفع مین بہت سی فصلین بکثرت پیدا ہوتی ہین۔ جنوبی سطح مرتفع سے پچھلے ایام مین بہت کچھ پیداوار معہ سونے کے حاصل ہوئی ہے۔ اور اب جو چیزین نکالی جاتی ہین۔ وہ زیادہ تر چونہ۔ کوئلہ۔ اور لوہا ہین۔ بعض سونے کی

کالون پر بھی میسور مین کامیابی سے کام ہوتا ہے۔

ہندوستان کی انتظامی تقسیم

ہندوستان مین تین طرح کی سلطنتین ہین (۱) سلطنت انگلشیہ (۲) ہندوستانی ریاستین (۳) غیر ملکون کی عملداریان۔

(۱) اس عظیم الشان سلطنت کا ۳/۵ حصہ تخت برطانیہ کے براہ راست زیر حکومت ہے۔ اور بغرض انتظام (۸) صوبون پر منقسم ہے۔ بنگال ممالک متحدہ آگرہ واودہ۔ (اسکے قبل اسکا نام ممالک مغربی وشمالی واودہ تھا) پنجاب۔ ممالک متوسط۔ برہما۔ آسام۔ مدراس۔ اور بمبئی۔ ہر ایک صوبہ ایک گورنر کے زیر حکومت ہے مگر سب نائب السلطنت (وایسرائے) گورنر جنرل بہادر ہند کے زیر فرمان ہین۔ اور وایسرائے بہادر سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا وزیر ہند کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو ایک کونسل کی امداد سے کام کرتا ہے جسمین ۱۵ ممبر ہوتے ہین۔ اس کونسل کا نام انڈیا کونسل ہے۔ اور ولایت (لنڈن) مین قایم ہے۔ اور یہ بجائے اسٹیٹ انڈیا کے اور بورڈ آف کنٹرول کے ہے۔ ۱۸۵۹ء کے ایک قانون کی رو سے سکرٹری آف اسٹیٹ کو اجازت ہے۔ کہ پانچ جگہ کونسل مین خالی رکھے۔ فی الحال کونسل مین ۱۳ ممبر ہین۔ شاہی توضیح قوانین۔ طرز حکومت سپریم گورنمنٹ کے صیغون وغیرہ کی تفصیل وجوڈیشل وانتظامی وغیرہ کی صراحت آیندہ بتفصیل حسب موقع درج کیجائے گی۔

(۲) ہندوستانی ریاستین دو قسم کی ہین۔ ایک تو باجگذار جن کے حکمران گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایۂ حمایت ہین۔ دوسری خودمختار جنکے فرمانروا باختیار خود حکومت کرتے ہین۔ یعنے باقی ۲/۵ دیسی ریاستون کے زیادہ تر ماتحت ہین۔ اور یہ دیسی رئیس سوائے نیپال اور بھوٹان کے جو غمال مین واقع ہین سب شہنشاہ معظم ایڈورڈ ہفتم کی سلطنت اور فرمانروائی کو تسلیم کرتے ہین۔

(۳) غیر ملکون کی عملداریان وہ ہین جو فرانس اور پرتگال کے زیر حکومت ہین۔

نوٹ۔ ہم نے ہندوستان کا رقبہ آبادی حدود اور انتظامی تقسیم وغیرہ جو بتلائی ہے وہ موجودہ حالت کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ سابقہ حالت اب باقی نہین رہی ہے۔ پس ایسی صورت مین اوسکا بتلانا بے ضرورت وغیر مفید تھا۔

گل اول

زمانۂ ہنود

لفظ ہنود کا ماخذ اور اوسکی تحقیق

یہ ایک عجیب بات ہے کہ ویدسمرتی درشن وغیرہ اہل ہنود کی قدیم سنسکرت کی کتابون مین لفظ ہندو نہین ملتا ہے۔ لیکن اہل فارس کی قدیم دینی کتاب ژندآوا سطہ مین ہندو نام ایک لفظ پایا جاتا ہے۔ جسکو قدیم فارسی مخزوطی حروف کے کتبون مین ہیدوس کہا گیا۔ لہذا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ہندو ژند زبان کا ہے۔ اور اہل ہنود کو یہ لقب پہلے فارسیون سے اور بعد ازان اور قومون سے حاصل ہوا۔

سپت سندھو اور ہپتہندو

رگوید مین کئی جگہ سپتہ سندھو کا بیان آیا ہے۔ سپتہ کے معنی سات اور سندھو کے معنی دریا کے ہین پس سپتہ سندھو سے سات دریا مراد ہین۔ ژندآوا سطہ مین بیان ہے کہ (آہورمزد) یعنے ہرمزد نے ابتدا مین سولہ سرزمین پیدا کین۔ جنمین سے ایک کا نام ہپتہ ہندو تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سنسکرت سپتہ سندھو اور ژند ہپتہ ہندو ایک ہی لفظ ہے۔ صرف زبان کے قاعدے کے مطابق حرف س ھ سے بدل گیا۔ گمان غالب ہے کہ یہ وہ سرزمین تھی جس مین سات دریا بہتے تھے۔ اس ہپتہ ہندو زمین کے باشندونکو ہندو یعنے دریا والی زمین کے رہنے والے نام دیا گیا۔ بعض عالم گمان کرتے ہین کہ ہندو لفظ کے اصلی معنی سیاہ ہین۔ اور ہندو سے کالا آدمی مراد ہے۔ انکے خیال کے مطابق اہل فارس نے بہ سبب دشمنی کے اونکو یہ لقب دیا۔ پر اس لفظ کے استعمال پر بغور سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کا یہ گمان غلط ہے۔ کیونکہ سنسکرت لفظ سندھو اکثر سمندر کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ زمانہ حال مین سمندر کا اک عام لقب کالا پانی ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ سندھو یا ہندو لفظ کے پہلے معنی سیاہ تو تھے۔ پر بعد ازان پانی کے رنگ کے لحاظ سے سمندر یا دریا کے واسطے مین استعمال ہوا اور آخر کار سات دریا والی زمین کے رہنے والون کو بھی دیا گیا۔ اکثر علما یہی گمان کرتے ہین کہ ان سات دریاؤن سے دریاے سندھ سرس وتی اور پنجاب کے پانچ دریا مراد ہین اور انہین دریاؤن کے کنارے پر اہل ہنود کے اجداد پہلے آباد ہوے۔ یونانیون نے اہل ہنود کو اندوئی لقب سے ملقب کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے یہ لفظ اہل فارس سے سیکھا۔

ہندوستان کی حالت قدیم

ہندوستان مین ابتدا وید ون کا زمانہ مانا گیا ہے۔ ہندؤن مین وید کو اناادی اور اپوزشیہ اور پرم آتما کے سانس سے پیدا ہونا مانا گیا ہے۔ نہ کہ انسان کی تصنیف یورپ کے علما پہلے

وید کو بارہ سو یا چودہ سو سال مسیح کے قبل کا بتلاتے تھے۔ پھر پروفیسر جیکوبی صاحب نے نجوم اور موسمون کے واقع ہونے سے حساب لگاکر یہ تحقیق کیا کہ وید مسیح سے چار ہزار سال قبل نازل ہوے مگر اسبات مین تو کسی کو بھی شبہ نہین ہے کہ دنیا کے تمام علمون مین وید سب سے پرانا ہے۔

ویدون مین رگوید سب سے پہلا ہے۔ بجز اسکے بہت سے منتر اس سے ہی لئے گئے ہین اور منوجی وغیرہ نے بھی صرف تین ویدون کو مستند مانا ہے۔ ہندؤن کا ہمیشہ سے یہی یقین چلا آتا ہے کہ جیسے دنیا کا آغاز نہین ہے۔ اوسیطرح ویدون کی بھی ابتدا نہین ہے اور جو جو کرم جس جس متنفس کے پہلی سرشٹی مین تھے۔ وہ ہی کرم اوس متنفس کے اس سرشٹی مین بھی ہین رشیون کے نام اور جو جو سرشٹی ویدون مین کہے گئے ہین اور ہر مخلوق کی صورت اور کرم ایشور نے وید کے شبدون سے ہی بنائے ہین۔ پرلی ہن۔ یہ سب بیج روپ سے رہتے ہین اور سرشٹی کے ظہور مین پرظاہر ہوجاتے ہین جیسے کہ ہر موسم کے علامات اس موسم مین ظاہر ہوکر آخر مین فنا ہوجاتے ہین اور پھر وقت پر ظاہر ہوتے ہین۔ ویسی ہی حالت سرشٹی کے ظہور اور فنا کی ہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش وغیرہ دیوتا۔ اور ہر متنفس کے کرم اور دہرم برابر ظاہر اور فنا ہوتے رہتے ہین۔ یہ ہی وجہ ہے کہ شبد یعنے وید جو دنیا یعنے سرشٹی کے ظہور اور فنا بتلاتا ہے۔ انادی ہے۔

اس بارہ مین کہ منترون کا سلسلہ کب مقرر ہوا اور کس نے مقرر کیا۔ اور کونسا منتر کس رشی کو ملا اختلاف رائے ہوسکتا ہے۔ مگر ست اور دہرم اور گیان کی اصلی غرض کشش مین کوئی فرق نہین ہوسکتا وید ایشور کا علم باطنی ہے۔ اور ہرنیہ گربھ (برہما) وغیرہ کو جو ایشور کے طرف سے ویدون کا ظہور ہوا اور جس کا ذکر شاسترون مین ہے۔ وہ یہہ بتلاتا ہے کہ جن جن رشیون اور

مہاتماؤن نے اپنے گیان اور تپ سے منتر درشن کی شکتی حاصل کی وہ منتراون کو سمادہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی۔

اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ فلان رشی کو فلان منتر کا درشن فلان وقت مین ہوا تو ہو سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ گیان یعنے علم جو اوس منتر مین ہے۔ اوس رشی ہی سے شروع ہوا ہوگا۔ معمولی طور پر ارتہہ سے شبد پہلے ہوتا ہے۔ یعنے اشیاء موجودہ کو ہی لفظا ظاہر کرتے ہین۔ لیکن وید کے شبد اور ارتہہ دونون نیتہ یعنے دوامی ہین۔ اور اون کا آپس کا تعلق بہی دوامی ہے دیوتاؤن وغیرہ کی جتنی سرشٹیان ہین وہ سب شبد کے ساتہہ ساتہہ ہوئے ہین۔

ویاس جی کا نام وید ویاس ہوا اوسکا سبب یہ ہے کہ ان ویدون کو اونہون نے ترتیب دی۔ اور اکھٹا جمع کیا۔

وید سے قدیم آریہ لوگون کے اوضاع و اطوار رسم و رواج طرز معاشرت کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حکمت اور فلسفہ مین انہین کہانتک دخل تھا۔ وید کا اصل اصول خدا کی توحید ہے۔

راماین

راماین تمام دنیا کے اتہاسون مین سب سے پرانی ہے۔ یورپ کے علما راوس کو پانسو برس قبل مسیح بتلاتے ہین۔ کوئی یہ بھی کہتے ہین کہ وہ رویک ماتر (خیالی قصہ) ہی ہے۔

اور اوس سے صرف آریون کا لنکا مین جانا ثابت کرنے کا مطلب ہے۔

راماین ایک اتہاس ہے۔ بمکو والمیک جی نے رام چندر جی (جو راجہ دسرتہہ والی اجودھیا کے بیٹے تھے) کے زمانہ مین بنایا تھا اور رامائن مہابھارت سے پہلے کی ہے۔ راماین مین چوبیس ہزار اشلوک ہین۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ اجودھیا کے مشہور راجہ دسرتھ کے چار لڑکے تھے۔ پہلی بی بی کوسلیا کے بطن سے رامچندر۔ دوسری بی بی کیکئی سے بھرت۔ اور تیسری بی بی سومترا سے۔ لچھمن اور ستروگن تقریباً اٹھارہ برس کی عمر مین رام چندرجی نے متھلا کے راجہ جنک کی بیٹی سیتاجی سے بیاہ کیا۔ جب راجہ دسرتھ ضعیف ہوے۔ اُن کا ارادہ ہوا کہ گدی اپنے بڑے بیٹے رام چندرجی کے سپرد کرکے سلطنت سے کنارہ کش ہوجائین۔ بھرت کی ماں کیکئی کو یہ بات نہ بھائی۔ اوس نے اپنے شوہر کو اس پر راضی کیا کہ رام چندرجی کو چودہ برس کے لئے جلاوطن کردیا جائے۔ اور بھرت گدی نشین ہو۔ رام چندرجی نے باپ کا حکم بلاعذر قبول کرلیا۔ جب سیتاجی نے سنا کہ اون کا شوہر بن کو جاتا ہے۔ وہ ساتھ ہولین۔ رام چندرجی اپنی بی بی سیتاجی اور اپنے سوتیلے بھائی لچھمن جی کے ساتھ دنداک کے جنگل کو نکل گئے۔ بیٹے کے فراق کا صدمہ راجہ کو ایسا شاق گذرا کہ تھوڑے ہی دنون مین وہ عالم بقا کو راہی ہوا۔ بھرت نے جو اپنے نانا کو دیکھنے گیا تھا نہین چاہا کہ اپنے بڑے بھائی کے ہوتے تخت پر بیٹھے۔ رام چندر کے نام سے سلطنت کرتا رہا۔

اس زمانہ مین لنکا کا راجہ اون سیتاجی کو پکڑ کر لیگیا۔ رام چندرجی نے دکن کے راجہ سگریوا اور اوس کے سپہ سالار ہنومان کی تائید سے اون کو شکست دیکر ہلاک کیا۔ اور سیتاجی کو واپس لائے۔ اس عرصہ مین جلاوطنی کا زمانہ ختم ہوچکا تھا۔ سیتاجی کے ساتھ رامچندرجی اجودھیا کو واپس آئے۔ اور آخر اپنے باپ کی گدی پر بیٹھے۔ سیتاجی کے نصیب مین ابھی بہت سی مصیبتین جھیلنی باقی تھین۔ لوگون کا خیال تھا کہ لنکا سے اونکا پاکدامن آنا ممکن نہین۔

رام چندرجی اونکو بہت چاہتے تھے۔ مگر عوام کی رائے سے بے التفاتی نہ کرسکے۔ آخر بیچاری سیتاجی کو جو اسوقت حاملہ تھین جلاوطن ہونا پڑا۔ بالمیکی رشی نے سیتاجی کو اپنے اسرم مین جگہہ دی۔ یہان اونکے دو جڑوان بیٹے لب اور کش پیدا ہوے۔ بالمیکی نے سیتاجی کو

رامچندر جی سے ملانے کی کوشش کی۔ لیکن اسمین کامیابی نہ ہوئی۔ تاریخ کے اعتبار سے رامچندر جی کا جنوبی ہند اور لنکا پر حملہ کرکے فتح پانا ایک سب سے بڑا واقعہ ہے۔

مہابھارت

دوسرا اتھاس مہابھارت ہے۔ ہندوستان کی کوئی دینی یا دنیوی چیز ایسی نہین ہے جو اسمین نہ ہو۔ اس مین کوئی شک نہین کہ اس کتاب مین بہت حصہ وقتاً فوقتاً شامل کیا گیا ہے۔ مگر تھوڑے غور سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کونسا حصہ بعد مین ملایا گیا ہے اور کونسا اصلی ہے لیکن پیچھے کے شامل کئے ہوئے حصہ سے بھی ہر طرح کے معلومات ہوتے ہین۔ مہابھارت کے مضمون کے تین تہہ ہین۔ پہلی تہہ آٹھ ہزار آٹھ سو اشلوکون کی ہے۔ اور اونکی بارے مین بیاس جی کہتے ہین کہ ان اشلوکون کو مین جانتا ہون اور شک جانتا ہے سنجے ممکن ہو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ یہ اشلوک مہابھارت کے اصلی اشلوک ہین۔ دوسری تہہ چوبیس ہزار اشلوکون کی ہے۔ کہ جنمین مہابھارت بغیر کہانیون کے کہی گئی ہے۔ تیسری تہہ ایک لاکھ اشلوکون کی ہے کہ جو آجکل مہابھارت کے نام سے مشہور ہے۔

ہری ونش پرب جو مہابھارت کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے۔ بلا شک بعد مین لکھا گیا۔ یہ نہین معلوم ہوتا کہ مہابھارت چوبیس ہزار اشلوک سے ایک لاکھ اشلوک کی کب ہوئی۔ مگر ان ایک لاکھ اشلوکون کا ذکر چوتھی۔ و پانچوین صدی عیسوی کی وان تیرون مین اور اشولاین گرہ سوتر مین موجود ہے۔ مہابھارت مین اون لڑائیون کا ذکر نہایت اہم کہلاتا ہے۔ جو خاندان بھرت کی دو شاخون کی درمیان واقع ہوئی تھین۔ جس کا اصل واقعہ یون ہے کہ کسی زمانہ مین بھرت نامی ایک راجہ تھا۔ جس کی شہرت اس قدر تھی کہ ہندوستان آج تک

اوسی کے نام سے بھرت ورنش کہلاتا ہے۔ بھرت کی نسل مین سے ایک نے ایک نیا راج قایم کیا۔ جسکی راجدھانی ہستنا پور تھی۔ یکے بعد دیگرے بہت سے راجا بلا شر و فساد ہستنا پور مین راج کرتے تھے آخر کار اون مین سے ایک راجہ دو بیٹے چھوڑ کر مرا۔ ایک کا نام دھرتراشٹ تھا اور دوسرے کا پانڈو۔ دھرتراشت چونکہ مادرزاد اندھا تھا۔ اوس کا چھوٹا بھائی پانڈو راجہ ہوا اور تھوڑے ہی دنون راج کرکے پانچ بیٹے چھوڑ کر مرگیا۔ یہ پانڈو کہلائے اور اوس اندھے راجہ کے سو بیٹے تھے جو کورو کے نام سے مشہور ہوے۔ پانڈو کے مرنے کے بعد دھرتراشت نے اپنے بڑے بیٹے درجودھن کو ہستنا پور کا راجہ بنایا۔ پانڈو اپنی مان کے ساتھ پنچال راجکی راجدھانی کمپلیا کو چلے گئے۔ وہ اسیسے وقت وہان پہونچے۔ جب کہ راجہ پنچال کی بیٹی درپدی کا سوئمبر ہونے والا تھا اور بہت سے راج کنور وہان جمع تھے پانڈون کے سنجھلے بھائی ارجن نے تیر اندازی مین اپنی مہارت دکھاکر بازی جیت لی۔ اور درپدی کو حاصل کیا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ درپدی کی بازی پانڈون نے جیت لی تو دھرتراشٹ نے ہستنا پور کی سلطنت کو دو حصہ کرکے آدھا کوؤن اور پانڈوون مین بانٹ دیا پانڈوون نے اندرپرست کو جو اب دہلی کہلاتا ہے۔ راجدھانی بنایا۔ اب کوروؤن کی عداوت بھائیون کے ساتھ یہانتک بڑھی کہ اون سے اون کا ملک چھین لینے کیلئے کوروؤن نے ایک نرالی تدبیر نکالی۔ اونھین جوے مین بلایا۔ درجودھن نے جدھشٹر سے بازی بندھی۔ اور لاگ کے پانسے سے بازی جیت لی۔ جدھشٹر نے اس بازی مین صرف اپنا راج ہی نہین کھویا۔ بلکہ خود اپنے کو اور درپدی اور اپنے بھائیون کو درجودھن کی غلامی مین دیدیا۔ اس موقع پر دھرتراشٹ بیچ مین پڑا۔ فریقین کا بیان سنکر یہ فیصلہ کیا کہ پانڈو غلام تو نہین ہوسکتے۔ مگر تیرہ برس کے لئے اپنے راج سے دست بردار ہوکر جنگل مین روپوش رہین تاکہ جنگ و جدل برپا نہو۔ اس فیصلے سے دونون فریق راضی ہوے اور پانڈو جنگل کو چلے گئے۔ تیرہ برس کے بعد جب واپس آئے اور اپنا راج طلب کیا تو اونکا

دعوے نامنظور ہوا۔ تب طرفین سے لڑائی کی تیاریان شروع ہوئین۔ قوم آریہ کے راجاؤن مین سے بعض تو پانڈوؤن کے حامی ہوئے۔ اور بعض نے کوروؤن کا ساتھہ دیا۔ میدان کرکھیتر معرکہ رزم قرار پایا۔ اٹھارہ روز لڑائی رہی۔ طرفین کے اکثر دلیران جنگ آزمودہ کام آئے۔ آخرکار انیسوین دن پانڈوؤن کو پوری فتح حاصل ہوئی۔ کوروسب کے سب جنگل مین مارے گئے۔ جودشٹر ہستناپور مین تخت نشین ہوے۔ مہابھارت مین اور بھی بہت سی داستانین ہین۔ لیکن سب سے بڑا واقعہ پانڈوؤن اور کوروؤن کی مشہور لڑائی ہے۔

بدھ اور اوس کا بیان

مہابھارت کے بعد ہندوستان کی حالت بگڑتی گئی۔ اور دن بدن خرابی بدنظمی جہالت مین ترقی اور دھرم مین کمی ہوئی۔ مختلف مذہب جاری ہوگئے۔ برہمنون کا زور بہت بڑہ گیا۔ مگر وہ بھی کرم کانڈ کے گہرے گڑھے مین گرکر اصلیت سے بے خبر ہوگئے۔ یہ حالت قریب ایکہزار سال کے رہی۔ پھر بدہ کی پیدائش مسیح کے پانسو سال قبل ہوئی۔ کوہ ہمالیہ کے دامن مین گورکھپور سے شمال کیجانب تقریباً پچاس میل فاصلے پر ایک چھوٹی سی سلطنت تھی جسکا نام کپلا وستو تھا۔ سنہ عیسوی سے قریب پانسو برس پہلے سورج بنس کی قوم سکھیا کا ایک راجہ شدھودن نام تھا۔ اون کا اکلوتا بیٹا سدھارتھہ نام (جو بعد مین بدھ بھگوان کے نام سے موسوم ہوا) کی شادی رانی یشودھارا سے کیگئی ۲۹ برس کی عمر تک اونہون نے کچھہ نہ کیا۔ اور اون کے باپ نے اس خیال سے کہ جیسا کہ جوتشیون نے کہا تھا۔ یہ چھوڑکر نہ چلے جاوین۔ اُن کو ایک باغ مین بند رکھا۔ مگر اونہون نے بازار مین پہلے ایک بوڈھے آدمی کو پھر ایک بیمار کو۔ پھر ایک لاش کو۔ اور آخر مین ایک سادھو کو دیکھکر دنیا کی حالت کو معلوم کیا۔ اور یہ خیال کرکے یہان پر سوائے دکھہ کے سکھہ نہین ہے۔ ایکرات

اپنی عورت اور لڑکے کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔ پہلے وہ بمبار راجہ کے دار الخلافت راج گیرہ مین پہونچے۔ اور وہان پر الرک اور درک دو سادھوؤن سے درشن شاستر پڑہا۔ مگر طبیعت کو اطمینان نہ ہوا اور اروویل کے جنگل مین جاکر چھ برس تک بہت سخت ریاضت کی۔ کہ جس سے بدن سوکھ کر کانٹا ہوگیا۔ اسس پر بھی اُن کی طبیعت کو سکون نہ ہوا۔ اور اونہون نے کہانا پینا پھر شروع کردیا۔ اس پر اون کے پانچون شش چھوڑ کر چلے گئے۔ مگر سدہارتھ جی اسی تلاش مین رہے کہ مجھے موکش کا راستہ کسی طرح سے ملے۔ چنانچہ اونہون نے گیا مین جاکر ایک درخت کے نیچے جو بعد کو بودھی درخت کے نام سے تمام دنیا مین مشہور ہوا۔ تپ کیا اور مختلف قسم کے خیالات کو جنکو للت وستر مین مار یعنے قاتل کی فوج بیان کی گئی ہے۔ دل سے ہٹا کر دس گھنٹہ کے بعد گیان اور بارہ گھنٹہ مین دویہ درشٹی حاصل کی۔ مگر وہ اس جگہ سے نہ اوٹھے۔ اور بچارین ہی بیٹھے رہے۔ اور اگلے روز جب اُن کے دل سے تمام میل دھل گیا تو اونہون نے یہ جانا۔ کہ مین نے انیک جنمون مین اس عمارت یعنے جسم کے بنانے والے کو تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملا۔ اب مین نے اوسکو پالیا۔ بار بار جنم لینا۔ اور مرنا بڑا دکھدائی ہے۔ اب میرے لئے پھر گھر نہ بنا دیگا مین نے اوسکے کھمبے توڑ دئے۔ میرا چت نروان مین پہونچ گیا۔ اور تمام خواہشات دل سے دور ہوگئین۔ مین نے چار چیزون کو اصلی پایا۔

(۱) تکلیف (۲) باعث تکلیف (۳) اوس کا رفع کرنا (۴) رفع کرنے کا ذریعہ۔

(۱) پیدائش موت بیماری طبیعت کے نامناسب چیزون کے آنے اور مناسب چیز کے جانے سے تکلیف ہے (۲) خواہش یا طمع باعث تکلیف ہے۔ (۳) وہ بذریعہ گیان کے رفع ہوسکتی ہے (۴) اور وہ گیان خواہشات کے دور کرنے سے لیگا۔ اس گیان کو حاصل کرکے وہ گیا سے بنارس مین آئے اور وہان پر اپنا مذہب عوام مین پھیلانا شروع کیا اور بدھ یعنے روشن

خیال) کے نام سے اپنے تئین مشہور کیا۔ اور اپنے نام سے ایک نیا مذہب جاری کیا۔ عمر کے باقی پینتالیس سال اپنے نئے دین کے پھیلانے اور اوس کے اصول وعقاید کی تعلیم مین بسر کئے اور ہر ہندو ملت کے لوگون کو اپنے نئے دین کا پیرو بنانا شروع کیا۔ اور اسکا عام اعلان کردیا کہ نجات کی راہ سب کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ بشرطیکہ وہ صدق دل سے اُسپر چلین۔ تھوڑے ہی عرصہ مین بدھ نے اپنے پرتاثیر وعظ وپند سے ہندوستان مین اپنے مذہب کا سکہ بٹھا دیا۔ پہلے اونکے مقلد بہت تھوڑے تھے پھر رفتہ رفتہ بہت بڑھ گئے بہت سے راجہ مثل بمبسار کے اُن کے مقلد ہوگئے۔ تیس برس تک اونہون نے یہی کام کیا اور دوسرون کو فائدہ پہونچانے اور اپنے نفس کو مارنے کا نمونہ دکھا دیا اون کے حیات مین بہار اور گردونواح کے اضلاع کے اکثر لوگ اون پر ایمان لائے۔ اور اونکے دین کو قبول کیا ان مین خاص اون کے خاندان کے لوگ اور راجہ مگدھ اور سرداران کو نسلا بھی تھے۔ اپنی کوشش کی کامیابی کے بعد بدھ نے اسّی برس کی عمر مین یہ کہکر کہ "سب چیزون کو فنا ہے۔ خود اپنے موکش کو اپنے آپ حاصل کرو"۔ نروان کو پراپت ہوے۔ اونکے بعد اونکے مذہب کی ازحد ترقی ہوئی ہند کے متفرق حصون مین بھی بدھ مذہب دیکھتے ہی دیکھتے پھیل گیا۔ اور آخر پھیلتے پھیلتے۔ تبت برہما۔ سیام۔ سراندیپ۔ چین۔ اور بہت سے ملکون مین بھی پہونچ گیا۔ بہت سے بدھ مذہب کے راجہ بڑے طاقتور ہوے ہین یون تو یہ مذہب ہزار برس تک ہند مین جاری رہا۔ لیکن مگدھ کا راجہ اشوک[1] کے

[1] ۲۵۷ قبل از مسیح کے قریب راجہ اشوک والی مگدھ وبہاربدہ مذہب کا بڑا راجہ ہوا۔ راجہ اشوک چندرگپت کا پوتا تھا اسکی سلطنت نیپال۔ کشمیر۔ سورت۔ اور قرب وجوار کے ملکون وافغانستان مین کوہ ہندوکش اور سندھ وبلوچستان تک تھی۔ راجہ کے پاس چھ لاکھ پیادے تین ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی علاوہ رتھون کے تھے وہ (۶۴۰۰۰) بدھ پوجاریون کو روز کھانا دیتا تھا اور اوس کو اپنے قلمرو مین بہت سے عبادت خانے بنوانے کی وجہ سے اُسکی ریاست کو دیہار ونکی ریاست کہتے تھے۔ اس سے مگدھ وبیش کا نام بہار ہوا اوس نے بدھ مذہب کے لئے بہت کچھ کیا اور اُس کو بہت

خاندان پر زوال آتے ہی ہندمین جابجا پر برہمنی مذہب زور پکڑنے لگا اور آخر ملک کے تمام لوگون نے اپنے پہلے دہرم کے طرف رجوع کی اور بدھ مذہب ہندوستان سے گویا معدوم ہوگیا۔

لیکن اب بھی مردم شماری سے معلوم ہوا ہے کہ کل انسان مین سے تیرہ فیصدی ہندو۔ اور ساڑے بارہ فیصدی مسلمان اور چالیس فیصدی بدھ مذہب کے لوگ ہین۔

ہندوستان پر مصریون اور اہل فارس اور یونانیون کے حملے

بیان کرتے ہین کہ سب سے پہلے مصر کے دو بادشاہون نے ہند پر حملہ کیا تھا پھر سیبا (بابل) کی مشہور شاہزادی سمیرامس نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ پنجاب کے راجاؤن نے اوسے شکست فاش دی۔ اس کے بعد اہل فارس کا حملہ ہو۔ دارابن بہمن بادشاہ فارس نے ہند کی دولت و شوکت کی شہرت سنکر ہند پر چڑہائی کی۔ اور سندھ کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین شامل کرلیا۔ سکندر کے زمانہ تک یہ دونون ملک فارس کے باجگذار رہے۔ دارا کی کل سلطنت سے جتنی آمدنی تھی۔ تہائی اُس کی ہند کے خراج سے وصول ہوتی تھی۔

تیسرا حملہ ہندوستان پر یونانیون کا ہوا۔ ۳۲۷ قبل از مسیح سکندر اعظم شاہ مقدونیہ نے تمین برس کی عسیر من فارس اور افغانستان کو فتح کرکے ہندوستان پر یورش کی۔ اوسوقت

(بقیہ صفحہ ۲۰) تقویت دی اس کو اوس نے پانچ چیزون کے ذریعہ سے کیا (۱) بڑی کونسل جمع کرنے سے (۲) بدھ مذہب کے اصول پتہر پر کہدوانیسے (۳) اُسکی پاکیزگی پر نظر رکھنے کے لئے ایک شاہی دفتر قایم کرنیسے (۴) اپدیشکون کے ذریعہ سے اُسکے اصول پہیلانے سے (۵) بدھ مذہب کے اصول و قواعد کی ایک مستند کتاب بنانے سے۔ ۱۲ آصف

ہندوستان کی حالت ایسی نہ تھی کہ اس بادشاہ عظیم الشان کی فوج کو کوئی روک سکتا۔ پنجاب مین بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین ایک دوسرے کے مخالف بجاے اسکے مقابلہ کرنے کے اُس کے ساتھہ شامل ہونیکو تیار تھین۔ چنانچہ بعض ریاستین سکندر کے زیر فرمان ہوگئین سکندر بلا مزاحمت دریاے جھلم تک بڑہتا چلا آیا۔ اس وقت پنجاب کے راجہ پورس نے تیس ہزار پیادے اور چار ہزار سوار اور تین سو رتھہ اور دو سو ہاتھیون سے سکندر کا مقابلہ کیا اور خوب داد شجاعت دی۔ اور اسکی فوج یونانیون سے نہایت دلیری اور بیباکی سے لڑی مگر سکندر کے فوج کی تعداد پچاس ہزار تھی اور آلات حرب بھی اس قسم کے تھے۔ کہ اون کا مقابلہ کرنا آسان کام نہ تھا۔ مزید برآن پورس کے رتھ کیچڑ مین پھنس گئے۔ اور اوس کے ہاتھی آگے نہ بڑہ سکے۔ اس لئے راجہ پورس کو شکست ہوئی۔ اس کے دو بیٹے جنگ مین کام آئے اور وہ خود زخمی ہوا۔ چونکہ سکندر خود بڑا دلیر تھا۔ دوسرونکی دلیری کی بھی داد دیتا تھا۔ اُس نے راجہ پورس کے دلیرانہ مقابلہ کی قدر کی اور اوسے صرف اوسکا راج ہی نہین پھیر دیا۔ بلکہ اپنے مفتوحہ ملکون مین سے بھی کچھہ اُسکے زیر حکومت کر دیا۔ اس کے بعد سکندر امرتسر کے طرف بڑہا اور بلاد گنگ کا قصد کیا مگر اُس کے لشکر نے پنجاب کی گرمی اور لو سے تنگ آکر آگے بڑہنے سے انکار کیا اور اپنے ملک پھر جانے کے لئے ضد کی جس سے سکندر لوٹ جانے پر مجبور ہوا۔ کچھہ فوج کو تری کی راہ سے روانہ کیا اور باقی کو اپنے ساتھہ خشکی سے لیچلا۔ بابل کے دلدل کے پاس پھونچکر اوسکو بخار آیا اور بتیس برس کی عمر مین اس دار فانی سے رحلت کی۔ سکندر[1] کے حملہ کا ہندوستان پر صرف

---

[1] سکندر کے ہمراہیون نے اُس زمانہ مین ملک کی حالت بہت اچھی بیان کی ہے۔ پنڈتون اور گیانون کی کثرت تھی۔ سکندر نے ایک ہمراہی کو کچھہ سادھوؤن سے کہ جنہون نے اُس کے پاس آنے سے انکار کیا تھا

یہ اثر ہوا کہ اوس نے چند راجاؤن کے ساتھہ اتحاد کرلیا۔ اور یونانی فوج شہرون مین تعینات کی اور کچھہ شہر آباد کئے۔ سکندر کی وفات کے بعد اُس کی عظیم الشان سلطنت اُسکے سپہ سالارونمین بٹ گئی۔ ایشیا ئی ممالک معہ ہند کی ریاست کے سلیوکس کے حصہ مین آئے۔

اوسی زمانہ مین چندرگپت[۱] نے اپنی دلیری و شجاعت سے مگدھ دیش مین اپنا راج قایم کیا تھا

بقیہ صفحہ ۲۲ ۔ ملنے کو بھیجا۔ اُس نے دیکھا کہ پندرہ آدمی شہر سے دو میل باہر دھوپ مین ننگے بیٹھے ہین اور کچھہ کھڑے ہین۔ اور کچھہ پڑے ہین۔ لیکن وہ اس جگہہ کو نہین چھوڑتے۔ ایک سادھو سے کہ جس کا نام کلانوس تھا۔ سکندر کے آدمی نے گفتگو کرنی چاہی۔ مگر اوس نے اوس کو بہت لاپروائی سے جواب دیا۔ اسپر دوسرے سادھو نے اس کو برا بھلا کہکر کہا کہ تو کیون اتنا غرور کرتا ہے غیر ملکون کے لوگون کے ساتھہ نیک برتاؤ کرنا چاہیئے۔ سکندر نے اسکو اپنے ساتھہ لیجانے پر بہت اصرار کیا مگر اوس نے جواب دیا کہ مین ایسے ہی اچھا ہون۔ اس جسم کے قایم رکھنے کو جو کچھہ چاہیئے۔ وہ سب یہان ہی موجود ہے اور جب یہ چھوٹ جاوے گا تو میرے گلے سے بڑی بلا ٹلے گی۔ اس سادھو کا نام منڈلس تھا۔ پھر سکندر نے کلانوس کو اپنے ساتھہ جانے کو کہا۔ اور وہ راضی ہوگیا۔ لیکن راستہ مین جاکے بیمار ہوگیا اور چتا بنا کر آگ مین جل گیا۔ سکندر نے اُسکی بڑی عزت کی۔ اور جب وہ چتا مین جلنے کو گیا تو بہت سا زر نقد وغیرہ اُس کو دیا۔ کہ جو اوس نے لوگون کو بانٹ دیا۔ اور خوشی خوشی چتا مین جاکر بھسم ہوگیا۔ ۱۲ مولف

[۱] چندرگپت کے باپ کا نام مرار داس تھا جو راجہ قوہری کا بیٹا اگرھہ کا راجہ تھا۔ جس نے ۴۰ سال کی عمر مین راجہ سیام کرن والی جھوسی کی راج کنیان چترونی سے شادی کی تھی۔ جس کے بطن سے چندرگپت پیدا ہوا۔ چنانچہ انہین ایام مین اوس خواص کو بھی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جو چترونی کے ساتھہ جہیز مین آئی تھی

اور بعد کو اُس کی اولاد نے اُس راج کو بہت بڑہایا۔ چنانچہ سیلوکس کا مقابلہ چندر گپت سے ہوا لیکن آخرمین صلح ہوگئی۔ سیلوکس نے چند ہاتھی اور دیگر تحائف لطور سالانہ خراج کے لیکر سندھ کی ریاست چندر گپت کو دیدی اور اپنی لڑکی بھی چندر گپت کو بیاہ کردی اُسکے دربار مین ایک ایلچی میگیتھنیس کو بھی مقرر کیا۔ اور چندر گپت نے نہایت اولوالعزمی اور نیکنامی سے ریاست کی اور اسکے بعد اُسکی اولاد اپنی آبائی ریاست پر حکمرانی کرتی رہی۔ چنانچہ چندر گپت کا پوتا راجہ اشوک بہت بڑا اور نامی راجہ ہوا ہے۔ گو چندر گپت بدھ مت کا قائل تھا مگر اوسکا پوتا راجہ اشوک

بقیہ صفحہ ۲۳ ۔ اب دونون کی پرورش ہونے لگی مگر افسوس ہے کہ چھ ماہ کے عرصہ ہی مین چترونی کا انتقال ہوگیا اور چندر گپت اوس خواص کے پاس پرورش پانے لگا اور اسی کو ماں سمجھتا تہا۔ چونکہ مراری داس بدھ مذہب کا دشمن تھا۔ اسلئے بدھ مت والون نے حملہ کرکے مراری داس کو قتل اور اوسکی راجدھانی کو تباہ و برباد کردیا۔ اسوقت چندر گپت کی عمر ۵ برس کی تہی بعد فتیابی جب بدھ مت والے محل مین گھس آئے تو وہنون نے چندر گپت کو تلاش کیا اتفاق کی بات ہے کہ چندر گپت خواص زادہ کے پلنگ پر سوتا تھا اور خواص زادہ چندر گپت کے پلنگ پر تھا خواص نے دریافت پر اپنے لڑکے کو چندر گپت بتلایا چنانچہ بدھ مت والون نے اس کمسن لڑکے کو قتل کرکے اوس خواص سندری کیجانب متوجہ ہوئے مہاندجوان بدھ مت والون کا افسر اور راجہ تھا اُسکو سندری کی صورت ایسی بھائی کہ وہ اسکو لیجانے پر آمادہ ہوا اور اپنے سپہ سالار کو کہا کہ اسکو سمجھا کے کے نہایت احتیاط کیساتھ راجدہانی کو پہونچا دیا جائے چنانچہ مہاندنے راجدہانی پہونچکر سندری سے اپنا مطلب بیان کیا اوس نے جواب دیا کہ ایک شرط کیساتھ یعنے اپنے بعد میرے بیٹے کو اپنا جانشین کرے چونکہ مہانند کی عورت مرچکی تھی اور اوسکی لڑکے جوبالغ ہوگئے تھے وہ انکو راج کاج کے بڑے بڑے مختلف عہدون پر مقرر کرچکا تہا۔ اس لئے اُس سندری کی شرط منظور کی چنانچہ ایکدت تک چندر گپت گمنامی کی حالت مین جہانند کے گہر مین بڑے ناز و نعم سے پرورش پایا بعد مین اپنی جرأت اور دلیری اور شجاعت و بہادری سے اپنے باپ کے خون کا بدلہ مہانند سے لیا اور اوسکی تمام اولاد کو قتل کردیا اور بدھ مذہب کے نام کا کلیاٹ کیا۔ ۱۲ مولف۔

بدھ مذہب کا بڑا حامی اور اوس کی ترقی مین کوشان تھا۔ راجہ اشوک نے ۲۶۰ قبل از مسیح سے ۲۲۳ تک بادشاہت کی۔ اور اوس کی سلطنت نیپال۔ کشمیر۔ سورت۔ اور قرب و جوار کے ملکون۔ افغانستان مین کوہ ہندوکش تک اور سندھ بلوچستان تک تھی۔ راجہ اشوک کے بعد مگدھ دیش کی شان و شوکت جاتی رہی اور اندھر دیش کے راجاؤن کو فروغ ہوا۔ اور ساڑے چار سو برس تک اون کا راج رہا۔ اس راجہ کو شو داشٹ کہتے تھے جو اب سورت ہے۔ اندھر کے بعد شونگ ران سے پایا جاتا ہے۔ کہ ابھیر۔ گردابلاس۔ شاک۔ یون۔ نوسار۔ مونڈ۔ موون۔ وغیرہ راجہ جنوبی ہندوستان مین ہوے۔ شمالی ہندوستان مین راجہ کنشک ۷۸ برس بعد مسیح کے ہوا اور اوسکا راج کابل سے یارقند اور آگرہ اور گجرات تک تھا۔ اسی زمانہ کے قریب ہندوستان پر یونان و توران و کابل و قندہار کے لوگون نے حملہ کیا۔ مگر کوئی اور پتہ اونکے حالات کا نہین ملتا اتنا معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ بکرماجیت کے سمیت اور شالیواہن کے شاکھے کے گپت نام سے بھی ایک سمت جاری تھا۔ یہ سمت گپت راجاؤن نے چلایا تھا اور وہ سنہ عیسوی سے ۳۱۹ منہا کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ ان راجاؤن کی تاریخ سکون سے معلوم ہوتی ہے اور الہ آباد مین جو اشوک کی لاٹھ ہے۔ اوس سے پتا لگتا ہے۔ کہ یہ لوگ بھی ایک مرتبہ ہندوستان کے راجہ تھے اور سو برس تک اون کی حکومت رہی۔

پھر وسط ایشیا سے ایک قوم جو ہن نام نے ہند پر حملہ کیا۔ وہ قنوج مالوہ اور گجرات فتح کرکے کچھ عرصہ تک حکمرانی کرتے رہے آخر مالوہ کے مشہور بادشاہ بکرماجیت نے ہندوستان سے اُن کو نکال باہر کیا۔

قوم آریا کی سلطنت

اگلے زمانہ مین کوہ ہندوکش کے شمالی جانب ایک قوم رہتی تھی۔ جسکو آریا کہتے تھے جون جون اُن کی تعداد بڑہتی گئی۔ ان مین سے اکثر وقتاً فوقتاً اپنا وطن چہوڑکر مختلف جوانب کو راہی ہوے جو پچہم کو گئے وہ۔ یونان۔ اطالیہ۔ جرمن اور دوسرے ملکون مین جا بسے۔ اور جو دکن کے طرف آئے انہون نے پنجاب کو اپنا مسکن بنایا۔ اور ہند کے قدیم باشندون کو تتر بتر کرکے جنگل اور پہاڑون کا راستہ بتایا۔ اور اُن کے ملک پر پورا قبضہ کرلیا۔

قوم آریا نے اپنی کوئی ایسی سلسلہ وار و معتبر تاریخ نہین لکہی جس سے اونکے قدیم حالات اچہی طرح روشن ہون اون کے حالات صرف قصہ کہانیون اور نظم اور مذہبی تحریرون مین مندرج ہین ان تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ عافیت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے تھے زراعت اون کا خاص پیشہ تھا۔ مویشی اُن کی اصل پونجی اپنے آبائی وطن چہوڑنے کے قبل ہی سے وہ ایسے حرفون اور دستکاریون سے واقف تھے جو آسایش کے ساتہہ مہذبانہ طور پر زندگی بسر کرنیکے لئے ضروری ہین پنجاب مین آنے کے بعد اُنہون نے کاشتکاری اور صنعت مین ترقی کی۔ وہ خوش نما شہرون اور خوش قطع مکانون مین رہنے لگے۔ ان شہرون مین حجام۔ درزی۔ بڑہئی لوہار۔ سنار۔ اور دوسرے پیشے والے موجود تھے۔ وہ کشتی بناکر سفر دریا بھی کیا کرتے تہذیب مین بھی آریہ لوگ اپنے ہمعصرون سے کہین بڑھے ہوے تھے۔ وہ عورتون کو عزت کی نگاہ سے دیکہتے اور شادی کو ایک متبرک رسم جانتے تھے۔ اس وقت ملک کا انتظام کسی صاحب اختیار کے متعلق نہ تھا ہر گھرانے کا بزرگ اپنے خاندان کا حاکم ہوا کرتا۔ اور وہ اُن کا پروہت یعنی پیشوای دین بھی ہوتا تھا۔ آریہ لوگ مخلوقات کے فیضرسان اور عظیم الشان چیزونکی (جیسے آسمان چاند سورج۔ آگ۔ پانی۔ ہوا وغیرہ) مورتین بنا بناکر پوجتے تھے۔ مگر جو عقلمند اور پڑہے لکہے تھے وہ صرف ایک خدا کے قائل تھے۔ اُسکو سب کا خالق جانتے اور مانتے تھے۔

ابتدا مین قوم آریہ کا ہر شخص سپاہی اور کاشتکار رہتا۔ اور جو بادشاہ ہوتا وہ پروہت کا کام بھی انجام دیتا۔ جون جون قوم آریہ کی تعداد بڑہتی گئی اور انکی سلطنت وسیع ہوتی گئی ہر کام ایک خاص گروہ کے ذمے ہوتا گیا۔ جب اُن کے سردار امور جنگ مین اس درجہ مصروف ہوے کہ پہروہ پروہت کے فرائض انجام دینے سے قاصر رہے تو پروہت کا ایک فرقہ علیحدہ ہوگیا اور جب ان کی سلطنت نے اور بھی ترقی کی اور ان کے دشمن بہت سے پیدا ہوگئے تو لشکریون کا ایک گروہ تیار کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اور سپاہیون کا فرقہ کاشتکارون سے علیحدہ کیا گیا یون پیشہ کے اعتبار سے قوم آریہ کے تین فرقہ ہوگئے۔ اول برہمن یعنے پروہت کا فرقہ جو مذہبی رسومات ادا کرتا اور راجاؤنکا مشیر و صلاح کار رہوتا۔ دوسرا چھتری یعنے جنگی فرقہ جو ملک کی حفاظت اور قوم پر حکمرانی کرتا۔ تیسرا ویش یعنے کاشتکارون کا فرقہ جو زمین جوتتا اور تجارت کرتا۔ ان کے علاوہ ایک چوتھا فرقہ شودر یا خادمون کا تھا۔ جو اور فرقون خصوصاً برہمنون کی ٹہل خدمت کرتا۔ ابتدا مین قوم آریہ کی یہ خاص تقسیم انتظام مملکت اور حسن معاشرت کی آسانی کے واسطے کیگئی تھی ورنہ سب آپس مین ایک تھے قومیت کا چندان بچار نہ تھا۔ مگر زمانہ جون جون گذرتا گیا۔ رئیسون کی تعداد اور ثروت مین ترقی ہوگئی۔ آخر ان کی نسل مین شرافت کا سلسلہ بھی قایم ہوگیا۔ چونکہ برہمن عالم پروہت اور فیلسوف تھے ان کی قدر و منزلت بہت بڑہ گئی۔ راجاؤن سے انکی عزت زیادہ کی جاتی تھی۔

* لیکن ان کی طرز زندگی نہایت دشوار قرار دیگئی تھی۔ انہین خط نفسانی سے باز رہنا اور تمام عمر دولت و حشمت شہرت و ناموری سے پرہیز کرنا پڑتا تھا پہلا حصہ انکی زندگی کا تجرد اور تحصیل علم مین صرف ہوتا تھا۔ دوسرا حصہ امور خانہ داری۔ کی انجام دہی مین۔ تیسرا جوگ مین جب انکو تارک الدنیا ہوکر جنگل مین رہنا پڑتا اور چوتھا محض یاد الٰہی مین۔

آریہ لوگ پہلے پنجاب کے اُس مقام پر بسے جو کہ دریاے سندھ

اور دریائے سرسوتی کے درمیان واقع ہے اور پھر دریائے درسوتی کے کنارے تک پہونچے اسوقت ان دونون دریاؤن کے درمیان کا خطہ برہاورت کے نام سے مشہور تھا قوم آریہ کی علداری مین یہ جگہ سب سے زیادہ متبرک سمجھی جاتی تھی۔ بعدازان آریہ لوگون نے رہیلکھنڈ جیپور۔ متھرا وغیرہ فتح کئے۔ اوراس حصہ کا نام برہمرشی رکھا اسیطرح رفتہ رفتہ قوم آریہ نے شمالی ہند کے کل ملکون کو فتح کرلیا۔ اورچند روز کے بعد دکن بھی ان کے قبضہ مین آگیا۔ ان مین جو بڑے نامی گرامی کشور کشا تھے اونہون نے راجہ اور مہاراجہ کا خطاب اختیار کیا انکے زیر حکومت ملک آباد اور رعایا شاد رہی۔ اس زمانے تک قوم آریہ یا تو جنگلیون کے ساتھہ لڑائی بھڑائی کرتی رہی یا کاشتکاری مین مشغول رہی بعد مین جب اُن کے فتوحات مستحکم ہوگئے اور لڑائی بھڑائی سے انہین فرصت ملی۔ ان مین سے چند نے علوم وفنون کی طرف رغبت کی اوران کو اس مین اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ اُستاد زمانہ بن گئے۔ بعض علم وفن مین تو یونانیون پر بھی سبقت لیگئے۔ ان لوگون نے فلسفہ کے چھہ مختلف مذاہب نکالے تھے۔ جنھین درشن کہتے ہین۔ علم ریاضی خصوصاً علم ہیئت مین بڑی دستگاہ حاصل کی تھی۔ طبابت۔ موسیقی۔ قانون۔ ادب وغیرہ مین بھی کمال دخل رکھتے تھے۔

جون جون آریہ لوگون کی تعداد اور قوت بڑھتی گئی اُنہون نے بڑی بڑی سلطنتین قایم کین۔ قدیم سلطنتون مین سے ایک اجودھیا کی سلطنت تھی جسے اب اودہ کہتے ہین یہان کوسلون کی حکومت تھی۔ راجہ دسرتھ کے بیٹے راجہ رامچندرجی یہان کے بڑے مشہور راجہ

لہ زمانۂ سابق مین دریای سندھ اور اسکی پانچ شاخون کے علاوہ پنجاب مین اور ایک دریا سرسوتی کے نام سے مشہور تھا اب یہ دریای سندھ تک نہین پہونچتا ہے بلکہ راستہ ہی مین ریگستان مین جذب ہوجاتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

ہوگذرے ہین۔

دوسری سلطنت متھلا کی ہے جسے آجکل ترہت کہتے ہین۔ متھلا ویدیہون کے قبضہ مین تھا۔ جنکا مشہور راجہ جنک بڑا علم دوست اور خود بھی بڑا ذی علم تھا۔ آریہ لوگونکی دادو قدیم علم ریاضی پانڈون اور پنچالون کے نام سے ہوگذرے ہین۔ پانڈونکی راجدھانی ہستنا پور دہلی سے اتر پورب گوشہ پر واقع تھی۔ اور پنچالون کا پایۂ تخت کمپلیا مین قنوج کے نزدیک تھا۔

دوسری مشہور سلطنت مگدھ کی تھی۔ بنگالہ۔ اوڑیسہ۔ اور گجرات بعد مین آریہ لوگون کے قبضہ مین آئے۔ اندھرا۔ پنڈیا۔ چیرا۔ اور چلا۔ ان چار خاندانون کے راجاؤن نے دکن مین بڑی بڑی سلطنتین قایم کین جنکا ذکر آگے آئے گا۔

بہار مین قوم آریہ کی ایک بڑی سلطنت تھی۔ جو مگدھ کی سلطنت کہلاتی تھی پاٹلی پتر جو آجکل پٹنہ کہلاتا ہے اُسکا پایۂ تخت تھا۔ حضرت عیسیٰؑ سے ۳۷۰ برس پیشتر نند نام ایک مشہور راجہ نے نصف صدی تک حکمرانی کی۔ ہندوستان مین سکندر کا حملہ اسیکے خاندان کے اخیر راجہ کے زمانہ مین ہوا۔ سکندر کے چلے جانیکے بعد چندر گپت نے چانک نام ایک تربرہمن کی مدد سے شاہی خاندان کے کل لوگون کو مرواڈالا اور خود تخت نشین ہوا۔

ماہرین نس سے چلا اس خاندان کے زمانۂ حکومت مین مگدھ دیس کی شوکت و حشمت کو بڑا عروج ہوا۔ چندر گپت نے کل شمالی ہند فتح کرکے بڑے کروفر سے تیس برس سلطنت کی۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدایش سے ۹۲ برس قبل وفات پائی۔ بندوسر اپنے باپ چندر گپت کے قدم بقدم چلا اور قریب پچیس برس تک حکومت کی۔ اسکا بیٹا اشوک اگلے زمانہ مین ہند کا بہت بڑا راجہ گذرا ہے۔ باپ کے مرنے پر وہ میلاد عیسیٰ سے ۲۵۸ برس قبل تخت نشین ہوا۔ اس کا بڑا بھائی باپ کے مرتے وقت راجدھانی سے غیر حاضر تھا۔ واپس آکر اشوک سے مقابلہ کرنا

چاہا۔ گرراد اگپت نے جو اشوک کا بڑا قابل وزیر تھا۔ اوس کے چھکے چھڑا دئے۔ آیندہ کی خلش سے محفوظ رہنے کے لئے۔ اشوک نے اپنے کل بھائیون کو قتل کرڈالا۔ اگرچہ ابتدائے سلطنت مین اس نے اسطرح خونریزی کی۔ لیکن آگے چلکر بدھ مذہب اختیار کرنے کے بعد اشوک دانا اور رحمدل اور محسن خلایق بن گیا۔ اُس نے بدھ مذہب کی اشاعت کے لئے بہت تدبیرین کین اسکی بڑی خواہش رہتی کہ کسیطرح رعایا کا بھلا ہو۔ اور اون کی بھلائی کے کامون مین جی جان سے کوشش کرتا عمدہ عمدہ نصایح اور احکام ملک مین جابجا چٹانون اور ستونون پر کھدواتا۔ اور اون کے ذریعہ سے رعایا کی تعلیم کرتا۔

راجہ بالکل خود مختار تھا۔ اور ہر شئے اوسکے حکم کے تابع تھی۔ شاہی حکم لوگون کو ایک صدر دفتر کے ذریعہ سے معلوم ہوتے تھے۔ کہ جسکے نائب عموماً شاہزادے یا شاہی رشتہ دار ہوتے تھے۔ ان افسرون مین سے ایک ٹیکسلا مین کہ جو ضلع راولپنڈی مین شاہ ڈہیری کے قریب دریافت ہوا ہے رہتا تھا۔ اس کے تحت مین وہ تمام ملک تھا کہ جو ستلج کے مغرب مین ہندوکش تک ہے۔ دوسرا اجین مین رہتا تھا۔ اُس کے تحت مین تمام غربی ہندوستان تھا اپنے باپ کے وقت مین اشوک خود اس حصہ پر حکمران تھا۔ تیسرا نایب جو سورنگری مین رہتا تھا۔ وہ جنوبی حصہ پر حکمران تھا۔ مفتوح ملک کے لئے ایک چوتھا نائب مقرر تھا اور وہ توسلی مین رہتا تھا۔ جو کہ غالباً آجکل جوگڈہ کہلاتا ہے۔ اجاتی کے قرب وجوار کے ملک نائبون کے تحت مین نہین تھے۔ اونکا انتظام خود راجہ کرتا تھا شاہی نائبون کے نیچے رجوک یعنے کشنر ہوتے تھے۔ جو کہ ہزارون رعایا پر حکمران تھے۔ اونکے نیچے پردیشک یعنے افسر ضلع تھے۔ اون کو عام طور پر چہاماتر کہتے تھے۔ اُن کا فرض تھا کہ راجہ کے رعایا اور یون وغیرہ لوگون مین دہرم کو پھیلائین رعایا کے آرام کا لحاظ رکھین۔ ناسناسب قیدیانہ کی شکایت کو دور کرین۔ اگر کوئی قیدی ضعیف العمر ہو یا اوس پر کسی بڑے خاندان کے پالنے کا بوجھ ہو

اور اوس کو پھانسی کا حکم ہوچکا ہو تو وہ اُس کو معافی دلوائین۔ شاہی خیرات تقسیم کرین۔ عورتون کی نگرانی کے لئے خاص افسر ہوتے تھے۔ یہ تمام افسر خاص افسر ضلع کے ساتھہ کام کرتے تھے۔

جانورون کو ناجایز طور پر مارنے یا تکلیف دینے یا ذبح کرنے کیلئے منع کرادیا تھا۔ انسان اور حیوانون کے لئے شفاخانے بنوائے۔ سڑکین تعمیر کرائین۔ کنوئین کھدوائے۔ رفاہ عام کے بہت سے کام کئے بیٹونکو ماں باپ سے گستاخی کرنے پر سزا مقرر تھی۔ انتظام جنگی کی اور بھی عجیب کیفیت تھی۔ سپاہی تلوار دونون ہاتھون سے مارتے تھے تاکہ زور کا ہاتھ پڑے۔ سوارون کے پاس دو بھالے ہوتے تھے۔ مگر پیادون کے مقابلہ مین اونکی ڈھالین چھوٹی ہوتی تھین۔ وہ گھوڑون پر نہ کاٹھی کستے تھے نہ دہانہ لگاتے تھے۔ بلکہ اون کے منہ پر ایک گول چیز بیل کے چمڑے کی جسمین لوہے کی کیلین اندر کو لگی ہوتی تھین لگاتے تھے۔ گھوڑے کے منہ مین ایک کیل دیجاتی تھی اور اسمین راس لگتی تھی جس وقت سوار اس کو کھینچتا تو اوس کیل سے گھوڑا رک جاتا تھا کیونکہ اسکی دو کیلین چبھنے لگتی تھین راجہ کے پاس چھ لاکھہ پیادے تیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی علاوہ رتھون کے تھے۔ اس تمام فوج کا انتظام تیس شخصون کے سپرد تھا۔ اور اون کی چھ جماعتین تھین۔ اور ہر ایک کے متعلق فوج کا ایک حصہ ہوتا تھا۔

(۱) فوج بحریکا حصہ (۲) رسد باربرداری وغیرہ کا مع باجے والون اور سائیسون کاریگرون اور کھسیارون کے (۳) پیادہ فوج کا حصہ (۴) سوارون کا حصہ (۵) لڑائی کے رتھون کا حصہ (۶) ہاتھیون کا حصہ۔ رودرمن مین جو پتھر ۱۵۰ھ عرمین کھودا گیا اس سے معلوم ہوا کہ کاٹھیاوار کے حاکم نے اشوک کے حکم کی تعمیل مین نہرین اور پل گرنار کے مصنوعی جھیل سے پانی لینے کیلئے بنائین۔ مالگزاری جمع کرنیکے افسر علیحدہ مقرر تھے اور یہ ہی زیادہ تر آمدنی کا صیغہ تھا تمام زمین راجہ کی تھی۔ بعضون کا قول ہے کہ کاشتکارون کو پیداوار کا صرف ۱/۴ ملتا تھا بعض کہتے ہین کہ وہ ۱/۴ سرکار مین دیتے تھے۔

بہرحال کاشتکار دنپر ظلم زیادتی نہ تھی علاوہ اس کے اُن کو اور بھی کچھ دینا پڑتا تھا شہر پاٹلی پتر کہ دارالخلافہ تھا۔ دریائے گنگ وسون کے میل پر جنوبی کنارہ پر اد جگہ تھا کہ جہاں آجکل پٹنہ اور بانکے پور واقع ہین دریائے سون اب دوسرے طرف ہوکر جاتا ہے اور اب گنگا دنیا پور مین ملجاتا ہے مگر پرانی دھار اب بھی معلوم ہوتی ہے یہ شہر ایک چوکور طول مین ۹ میل اور عرض مین ½ ۱ میل تھا اوسکی چار دیواری لکڑی کی بنی ہوئی تھی جسمین ۶۴ دروازے تھے اسکے چارون طرف ایک بڑی گہری خندق تھی اور اندر برج تھے۔ مگر اشوک نے باہر کی چاردیواری چونہ کی بنوائی اور بہت سی پتھر کی عمارتین ایسی ایسی نادر بنوائین کہ انکو لوگ بعد مین دیوتاون کی بنائی ہوئی کہنے لگے۔ اس شہر کا بہت سا حصہ بانکے پور کے نیچے دبا ہوا بھی نکلا ہے اور چند عمارتون کے اب بھی نشانات پائے گئے ہین اور چند جگہون پر کھودنے سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یونانی مسافرون نے جتنی اوسکی وسعت بتلائی تھی وہ صحیح ہے۔

اس وسیع شہر کا انتظام مثل فوج کے انتظام کے تیس آدمیون کے سپرد تھا۔ اور اونکی بھی ویسی ہی چھ جماعتین بنائی گئی تھین۔ پہلی کے متعلق صنعت اور کاریگرون کا انتظام دوسری کے ذمہ۔ پردیسیون کے رہنے اور کھانے پینے کا انتظام بیمار پردیسیونکو دوا دیجاتی تھی۔ اور اگر وہ مرجاتے تھے تو اون کو دفن کرادیا جاتا تھا۔ اور اونکی جائدادون کا انتظام سرکار کرتی تھی۔ اور جو کچھ آمدنی ہوتی تھی وہ انکے ورثار کو پہونچا دیتے تھے۔ تیسری کے ذمہ پیدائش اور موت کا لکھنا تھا۔ چوتھی کے ذمہ تجارت کا اہتمام تھا۔ جو ناپ اور وزن کی نگرانی کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ اس زمانہ مین ہر ایک موسم کی چیز مناسب وقت پر عام اشتہار کے ذریعے سے بیچی جاتی تھی۔ اور قیمتین مقرر تھین جو بیوپاری کہ ایک سے زیادہ چیزون مین تجارت کرنا چاہتا تھا۔ اُس کو دُگنا محصول دینا پڑتا تھا پانچوین کے متعلق کارخانہ جات کا انتظام تھا۔ اور اون کی بنائی ہوئی چیزین اسی طرح سے بکتی تھین جس طرح کہ باہر کی آئی ہوئین۔ چھٹی کے متعلق تمام فروخت شدہ چیزون پر محصول جمع کرنا تھا

اس سے بچنے کی سزا موت تھی چندرگپت کا قانون فوجداری بہت سخت تھا۔ اشوک نے اس مین چند ترمیمات کین۔ جب راجہ شکار کو جاتا تھا تو اگر کوئی شخص اس راستہ کے اندر جو رسی سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا آجاتا تھا تو اوس کو موت کی سزا دیجاتی تھی۔ اگر کسی کاریگر کے ہاتھہ یا آنکھہ کو نقصان پہونچایا جاتا تھا تو مجرم کو موت کی سزا ملتی تھی۔ اگر کسی کے اور کسی عضو کو نقصان پہونچایا جاتا تھا تو ایسا کرنیوالے کا وہی عضو اور سید ہا ہاتھہ کاٹ دیا جاتا تھا۔ جھوٹی گواہی دینے کی سزا مین ہاتھہ پاؤن کی انگلیان کاٹی جاتی تھین۔ بعض بعض جرایم کی سزا سر مونڈوانا تھی۔ جسکو لوگ سب سے بُرا خیال کرتے تھے۔ جو سلطنت کہ اشوک کو چندرگپت سے ملی تھی اوسکی وسعت سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کامل انتظام فوج کا بیرونجات کے حملہ روکنے کے لئے تھا۔ ویسا ہی کامل اندرونی انتظام بھی تھا۔ پاٹلی پوتر ایک بڑی بادشاہت کا تین نسل تک دارالخلافہ رہا۔ اور گو آجکل کے مہذبانہ طریقے وہان پر جاری نہین تھے مگر پھر بھی اشوک نے کابل اور گرنار مین کہ جو وہان سے ایک ایک ہزار میل سے زیادہ دور تھے۔ اپنی حکومت چلائی۔ وہ اتنا طاقتور تھا کہ اپنی سلطنت مین اپنے عہد حکومت کے نوین سال مین لڑائی بند کردی۔ اور سرحد کی جو بڑی جنگلی قومین تھین اون پر بردباری سے حکومت کی۔ بہت سی عمارتین بنوائین اور اپنے قلمرو مین لوگون کو پرہیزگاری اور نیک چلنی سکھائی۔

جسطرح اشوک کو ان باتون مین بزرگی تھی اسی طرح وہ بڑا جنگجو اور بہادر بھی تھا۔ اس نے صرف کل شمالی ہند ہی کو فتح نہین کیا۔ بلکہ علاوہ اس کے ہند کی سرحد کے باہر اور کئی ملکون مین بھی اپنا سکہ بٹھادیا تھا۔

اوس کے احکام جو بڑے بڑے لاٹون پر کندہ کئے گئے تھے یہ تھے۔

(۱) کوئی جانور کھانے یا یگ کے لئے ذبح نہ کیا جاوے (۲) انسانون اور حیوانون کے لئے دواخانے مقرر ہون۔ اور درخت وکنوئین سڑکون پر بنائے جاوین (۳) پانچ برس مین ایک دفعہ سب لوگ اپنے

گناہون کا اظہار کرین اور بدھ مذہب کے اصول مشتہر کئے جاوین (۴) زمانۂ سابق وحال کا مقابلہ کیا جاوے تاکہ لوگ راجہ کی حکومت مین خوشی سے بسر اوقات کرین (۵) بدھ مذہب کے وعظ کرنے والے غیر ملکون مین جاوین اور غیر ملکون کو اوس کا مقلد بناوین (۶) رعایا کی چال چلن کے نگران افسر مقرر ہون (۷) سب پر یہ ظاہر کیا جاوے کہ مذہب ایک ہے اور سب لوگ برابر ہین (۸) سابق راجاؤنکی آرام طلبی کا راجۂ حال کی پاکیزہ عادتون سے مقابلہ کیا جاوے (۹) نیکی کا کہ جس سے بہبودی ہوتی ہے برتاؤ کیا جاوے (۱۰) اس جہان فانی کی چند روزہ خوشی اور اوس بہبودی آخر کا کہ جسکو راجہ چاہتا ہے مقابلہ کیا جاوے (۱۱) دوسرون کو دہرم پر چلانا ہی سب سے بڑی خیرات خیال کیا جاوے (۱۲) نہانشکون سے مباحثہ کیا جاوے یہ احکام چودہ لاٹھون پر کندہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ دہلی۔ میرٹھ۔ الہ آباد۔ نندگڑھ۔ رام پوروا۔ سانچی وغیرہ مین اب بھی یہ لاٹھین موجود ہین۔ بعض احکام مینارون پر بھی کھدوائے گئے تھے۔ اون مین سے شہباز گڑھی مین جو پشاور سے چالیس میل پر ہے۔ مسیر اضلع ہزارہ پنجاب مین کالپی مین جو پندرہ میل منصوری پہاڑ سے ہے۔ سوتارا ضلع تھانہ مین جو بمبئی کے قریب ہے۔ کوہ گرنار مین جو خلیج بنگال پر واقع ہے۔ بہوبنیشور مین جو ضلع کٹک مین ہے۔ اور جوگڈہ مدراس مین موجود ہے۔ اوسوقت مین سنگ تراشی کی بڑی ترقی تھی۔ اور وہ سامان آسایش جو مغلون کے وقت مین مہیا تھا سب موجود تھا۔ لکڑی کا کام بہت خوبصورتی کیساتھ کیا جاتا تھا۔ اور نقاشی ایسی ہوتی تھی۔ کہ گویا چیز منہ سے بول رہی ہے

راجہ اشوک چالیس برس حکومت کرکے ۲۳۲ سنہ قبل از مسیح مرا۔ کہتے ہین کہ اوس نے اپنے مرتے وقت تمام راج دہرم ارتھ بدھون کی جماعت کو سون کردیا اور یہ کہا کہ مین اندر کے سورگ یا برہما کے لوک مین رہنا نہین چاہتا نہ مین ایسی جاہ وحشمت کو کہ جو شمل گنگا کی لہر کے آتی جاتی رہتی ہے چاہتا ہون مین تو اوس نفس کشی کا خواستگار ہون کہ جسکو رشی بڑا مانتے چلے آئے ہین مجھے وہ بہبودی درکار ہے کہ جس مین کبھی کمی نہین ہوتی۔

اوس زمانہ مین زبان پراکرت جو سنسکرت اور پالی کے بیچ مین تھی بولی جاتی تہی۔ بعض ناٹکون مین جو پراکرت زبان ملتی ہے وہ پالی سے بہت کچھہ مشابہت رکہتی ہے۔ اسی پراکرت زبان سے ہندی زبان بنی ہے۔ بڑے آدمی ہمیشہ سنسکرت بولتے تھے پالی یا پراکرت عوام مین رائج تہی۔ تمام مورخون کو جنہون نے اس بارہ مین تحقیقات کی ہے اتفاق ہے کہ ہندوستان کے لوگون نے خود اپنے حروف ایجاد کئے کسی غیر قوم سے لکہنا نہین سیکہا۔ یہ حروف مشابہ اُن حرفون کے تھے کہ جنمین اب سنسکرت اور ناگری لکہی جاتی ہے۔

گدہ ویش مین اشوک کے بعد دو سو برس تک جتنے راجہ ہوے اُن کے مفصل حالات معلوم نہین ہین۔ سنہ عیسوی کے شروع مین گدہ ویس کی آزادی جاتی رہی۔ قوم اندہرا نے اوسپر قبضہ کرکے قریب چار سو برس تک راج کیا۔ پھر گدہ سلطنت قنوج کا ایک جزو بن گیا۔

جین مذہب کے واقعات

یہان پر کسیقدر جین مذہب کے واقعات بہی ناظرینون کی معلومات کیلئے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مذہب بھی بہت قدیم ہے۔ جب بدھ مذہب ہندوستان سے رفتہ رفتہ اوٹھ گیا تو جین مذہب کو برابر ترقی ہوتی رہی۔ اور اس وقت بہی یہان پر اون کے ۱۴۸۴۳۴ متعلد موجود ہین۔ یہ لوگ بڑے مالدار اور تجارت پیشہ ہین۔ اون مین آپس مین بڑا اتفاق ہے۔ اور اون کی خیرات کی کوئی حد نہین ہے بہت سے خوبصورت جین مندر پارسناتھ کے پہاڑ پر۔ بنگال۔ کاٹھیاوار۔ پالی ٹانہ۔ آبو۔ وغیرہ مین موجود ہین۔ اور ہر بڑے شہر مین ایک نہ ایک مندر ان لوگون کا ضرور ملیگا۔ ویشنوی ہندؤن کو انکے خلاف کہین کہین سخت تعصب ہے۔ اور کہین نہین۔ اور بعض پورانون مین یہ لکہا ہے کہ متوالے ہاتہی کے سامنے چلے جاؤ مگر جین مندرمین نہ جاؤ بعض جگہ ویشنوی ہندؤن اور جینیون مین روٹی اور بیٹی کا بیوہار ہوتا ہے۔ بعض جگہہ نہین۔ اس فرقہ کی شروع تاریخ مین بہت اختلاف ہے۔ عقلاء یورپ انکو پہلے بارہوین صدی مسیح سے قبل کا

نہین مانتے تھے۔ مگر پروفیسر جیکوبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ جین شاستر چوتھی صدی قبل از مسیح مین بنایا گیا اور پانچوین صدی عیسوی مین وہ شاستر تحریر مین آیا۔ خود جین لوگ اپنے مذہب کو بدھ مذہب سے پہلے کا بتلاتے ہین اور اس مین کوئی شبہ نہین ہے کہ ویگمبری جین فرقہ اشوک کے وقت مین یعنے تیسری صدی قبل از مسیح موجود تھا۔ بدھ مذہب کے لوگون کا قول ہے کہ بدھ بھگوان کو پانسو تینتالیس برس قبل از مسیح اور مہاویر جینیون کے دیوتا کو پانسو چوبیس برس قبل از مسیح نروان پدلا۔ اور جین شاسترون کے بموجب وہ بدھ بھگوان کے گرو اور اون سے پہلے ہوئے تھے۔ جینیون کے یہان قریب قریب اتنا ہی بڑا شاستر ہے۔ جیسا اور ہندؤن مین اون کے گرنتھ یہی پوران کہلاتے ہین۔ اور آدی آدتر۔ چامنڈرائی۔ چتورونشتی وغیرہ پوران اور سدھانت اور آگم موجود ہین۔ آنگون اور سدھانتون کی وہی وقعت ہے کہ جو اور ہندؤن کے یہان وید کی علاوہ آگم اور سدھانتون کے اونکے یہان گیارہ انگ یعنے اچارانگ۔ سوترکرت انگ۔ استھان انگ وغیرہ ہین۔ اور ان کے سوائے اخلاق و طریقۂ برتاؤ و ریاضت و سدھی تیرتھ انکرون کے وقایعو پر سوتر وغیرہ موجود ہین۔ یہ لوگ دو فرقون مین منقسم ہین۔ ایک شویت امبر۔ دوسری ویگمبر یعنے ایک جو کپڑے پہنتے ہین۔ اور دوسرے وہ جو کپڑے نہین پہنتے۔ یہ دونون فرقے ویدون کو نہین مانتے۔ نہ اون کو ایشور کرت کہتے ہین بلکہ وہ اپنے سدھون کو کہ جنہون نے اپنے تپ سے سدھی پائی دیوتاؤن سے بھی بڑا سمجھتے ہین۔ جنوبی ہندوستان مین اون مین ذات کی تفریق ہے۔ شمالی ہندوستان مین وہ سب ایک قوم کے اور بیشتر ویش ہوتے ہین۔ انکے مندرون مین چڑھاوا لینے والے ہمیشہ برہمن ہوتے ہین۔ اون کو بھوجک کہتے ہین جینیون کی بہت سی رسمین وہی ہین کہ جو اور ہندؤن کی اور شادی غمی مین سولے ویدمنتر پڑھنے کے باقی سب کام ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسے کہ اور ہندؤن مین علاوہ شویت امبر اور ویگمبرون کے جینیون مین ایک یتی ہوتے ہین۔ کہ جو خیرات پر گذاوقات کرتے ہین اور دوسرے شراوک کہ جنکو عوام الناس سراوگی کہتے ہین یتی منہ کے سامنے کپڑا باندھتے ہین اور اپنے ساتھ جھاڑو رکھتے ہین تاکہ جانور منہ مین

نہ چلے جاوین یا بیٹھنے سے نہ مرجاوین وہ اپنے بال اوکھاڑتے ہین اور بڑے بڑے برت کرتے ہین۔ بعض اُن مین سے ایک ایک مہینہ تک نہین کہاتے شراوک لوگ معمولی ہندؤن کا سابرتاؤ کرتے ہین مگر وہ میتون کو بھی خیرات دیتے ہین۔ اور صرف اپنے تیرتھانکرون کو ہی مانتے ہین۔ یہ تیرتہہ انکر وہ لوگ ہوے ہین کہ جنھون نے اپنی پیت سے نروان پد کو پایا۔ ایسے چوبیس جن ہوے ہین۔ مگر اسوقت پارسناتھ جی سیوین اور مہابیر سوامی چوبیسوین تیرتھانکر کی زیادہ تر پوجا ہوتی ہے۔ مہابیر جی کپل کے راجہ کے یہان پیدا ہوے۔ انکے باپ نے انکا نام بردھمان رکھا تھا۔ اونہون نے یشودھارانی کے ساتھہ شادی کی اور اٹھائیس برس کی عمر مین سنیاس لیا۔ بہہ برس تک اونہون نے مون دھارن کرکے سمادہی لگائی۔ پھر مختلف مقامات پر گئے اور بڑی ریاضت کی اور تکلیف اوٹھائی۔ نو برس کے بعد اونہون نے اپنا مون برت یعنے زبان بند کہنا توڑا اور کئوشمبی مین جاکر سدھی پائی یہ پت ساڑھے بارہ برس کا تہا۔ اور اس مین اونہون نے پندرہ دن سے لیکر چہہ مہینے تک نہین کہایا۔ اون کا بڑا مقولہ یہ ہی تہا کہ جیو ہتیا کبہی نکرو۔ یعنے کبہی کسی کو مت ستاؤ۔ چنانچہ اب بہی جین دھرم کا یہی بڑا مقولہ ہے کہ اہنسا یعنے کسی کو آزار نہ پہونچانا ہی بڑا دھرم ہے۔ باقی اون کے خیالات اور برتاؤ وہی تھے کہ جو بدہ بہگوان کے تھے۔ اونہون نے بہت سے چیلے کئے۔ اور ضلع بہار اور الہ آباد اور کئوشمبی اور راج گڑہ مین اپنا مت پہیلایا پہر جسم کو چہوڑ کر نروان پد کو پراپت ہوئے۔ وہ دنیا کا کوئی لازوال قادر مطلق نہین مانتے تھے۔ نہ پران سے علیحدہ کوئی جیوآتما کہتے تھے۔ اون کا مقولہ تہا کہ صرف جیو یعنے پران اور اجیو یعنے مادہ ہی مختلف صورتون کو اختیار کرتے ہین۔ ان دونون کو فنا نہین۔ صورت اور حالت پلٹ سکتی ہے۔ گر مادہ اور پران ہمیشہ قایم رہتے ہین۔ سوائے خاص حالتون کے کہ جہان کوئی خاص پران جسم کا تابع نہ رہے۔ انکی مت مین موکش وہ ہے کہ جو بدہ بہگوان کا نروان یعنے جسم مین نہ آنا اور آواگون سے چہوٹنا۔ وہ انسان کا آٹہہ طرح کے کرمون سے کہ جن مین چار طرح کے اچہے اور چار طرح کے برے ہین۔ علیحدہ ہونا ہی بہبودی کا باعث کہتے ہین۔ جینیون کے یہان پانچ مہاورتا ہین یعنے بڑے کلام ہین (۱) کسیکو ایذا نہ پہونچانا۔ (۲) سچ بولنا (۳) ایماندار می کا برتاؤ

کرنا (۴) پاکدامن رہنا (۵) دنیا کی خواہشات چھوڑنا۔ اون کے یہان فیاضی سادہ دلی۔ مذہب کی تقلید اور تپ۔ یہ چار بڑے دھرم اور جیم۔ زبان اور دل کو قابو مین رکھنا۔ یہ تین بڑی قیدین مانی گئی ہین۔ یہہ لوگ بعض موقعون پر خاصکر برسات کے چار مہینون مین نمک۔ سبز ترکاری زمین کے اندر سے نکلنے والی نباتات نہین کہاتے۔ کپڑے مین چھانکر پانی پیتے ہین۔ صابون تیل۔ لوہا وغیرہ کا استعمال نہین کرتے۔ اور بعد غروب آفتاب کے رات کو کہانا نہین کہاتے۔ ان کے سد ہونکی مورتیان یوگ کے کسی آسن سے دھیان لگائے ہوئے بنائی جاتی ہین۔ خاصکر پارسناتھ جی اور مہاویر جی کی اور رشب دیوجی اور نیم ناتھ جی کی بڑی مانتا ہے۔ بسنت پنچمی۔ دیوالی۔ اور بہادون کا مہینہ بڑے پاک ہوتے ہین اون کے اتسو اور رتھ جاترا بڑی شان وشوکت سے ہوتے ہین۔ زیادہ تر یہہ لوگ مغربی اور جنوبی ہندوستان مین رہتے ہین۔ مگر کارومنڈل کے کنارے پر بھی پائے جاتے ہین۔ انکا عروج گیارہوین صدی عیسوی مین بہت ہوا اور جنوبی ہندوستان مین اون کے مذہب کے کوئی کوئی راجہ بھی ہوئے۔ بھگوان شنکر آچاریہ جی نے انکی مت کو سیت بھنگی نیائی کہکر کہنڈن کیا ہے۔ مگر وہ سنجیدہ بحث جو اونہون نے کی ہے۔ یہان پر لکھنی ضروری نہین ہے صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ وہ جینیون کی اس بات کو کہ دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہین ہے۔ یا پرماتما سے الگ کوئی جیو آتما نہین ہے۔ یا ہر ایک جسم مین الگ الگ جیو آتما ہے۔ اور جسم کے گھٹنے بڑہنے کے ساتھہ وہ گھٹتا بڑہتا رہتا ہے۔ جایز طور پر کہنڈن کرسکتے ہین۔

اسکے قبل ہم یہان تک بیان کرچکے تھے۔ کہ قوم اندھرا نے چار سو برس تک راج کیا۔ پھر گدہ ویس سلطنت قنوج کا ایک جزو بن گیا۔

قنوج کی سلطنت پر سب سے پہلے سورج بنسی راجاؤن نے حکومت کی چوتھی صدی مین یہ سلطنت خاندان گپت کے قبضہ مین آئی۔ اس خاندان کے تیسرے بادشاہ سمودر گپت نے کل شمالی ہند فتح کرلیا۔ تخمیناً چار سو پچاس عیسوی مین قوم ہن نے گپت خاندان کو قنوج سے نکالدیا۔ پھر مالوہ کے راجہ یکرماجیت نے

قوم ہن سے قنوج فتح کرکے اس سلطنت مین شامل کرلیا۔ یہان پر مختصر سا حال راجہ بکرماجیت کا بیان کیا جاتا ہے۔ ہند و مورخون کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت ۷۵ برس قبل از مسیح ہوا ہے۔ جسکا سمت ابتک جاری ہے اور انگریزی سنہ سے سمت ۱۳۶ برس پہلے کا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت ۵۶ برس قبل از مسیح ہوا۔ لیکن انگریز مورخون کا یہ خیال ہے کہ وہ چھٹی صدی عیسوی مین ہوے۔ اور پانسو چالیس عیسوی مین سمت قایم ہوا۔ اگرچہ سو برس پہلے کا ڈالا گیا۔ ہون ٹوسین چین کا مسافر کہتا ہے کہ بکرماجیت راجہ شلادت کے بعد ہوا جس سے پانسو اسی عیسوی ہوتے ہین۔ کلہن کشمیر کا مورخ بکرماجیت کو کنشک سے تیس راجاؤن کے بعد بتلاتا ہے جس سے یورپ کے مورخون کا خیال ہے کہ وہ پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین ہوے۔

امرسنگھ وارامیر۔ ولرچی۔ وہتری۔ کہنک۔ سنکو۔ بیتال۔ بہٹ گھٹکر۔ کالی داس۔ یہ راجہ بیر بکرماجیت کے نورتن تھے۔ یعنے درج عقل کے نوجواہر۔ ان مین سب سے بڑا ہوا کالی داس تھا۔ جو شکنتلا کا مشہور مصنف ہے۔ ان کے نسبت بھی انگریزی مورخون نے کہا ہے کہ وہ سب پانچوین یا چھٹی صدی مین ہوے۔ اور مالوے مین جو وہرم دیب بھی اسی راجہ بکرماجیت کے نام سے مشہور ہے بہرحال کچھ ہو۔ بکرماجیت جیسا راجہ ہندوستان مین بعد جدھشٹر اور اشوک کے نہین ہوا۔

فرشتہ لکھتا ہے کہ "راجہ بکرماجیت قوم پوار سے تھا۔ آغاز شباب مین لباس فقیری اختیار کرکے سیاحی کی۔ جب پچاس برس کی عمر کو پہونچا تو غیب سے اس کو حکم ہوا کہ سپاہ گری کر۔ چونکہ خدا کا حکم یون ہی تھا۔ بادشاہی کو پہونچ گیا اور خلق اللہ کو ظالمون کے پنجے سے نجات دی۔ اور روز بروز ترقی کرکے تھوڑی ہی مدت مین ملک نہروالہ اور مالوہ اپنے قبضہ مین لایا اور عدل و انصاف سے ہر شہر و دیار کے آدمیونپر اپنے احسان کا سایہ پھیلا دیا۔ یہانتک کہ مقناطیس نے لوہے کو اور کہربا نے کہاہ کو کھینچنا چھوڑ دیا۔ ہندؤن کا اعتقاد ہے کہ اوسکی حالت اہل دنیا سے بڑھی ہوئی تھی۔ جو کچھ اوسکے دل مین گذرتا تھا ہو بہو

ظہور مین آجاتا تہا۔ رات کو جو کچہہ اپنی رعیت کے حق مین سوچتا صبح کو روز روشن کیطرح ظاہر ہوجاتا۔ حالانکہ بادشاہ تہا۔ مگر رعیت کے ساتہہ برادرانہ سلوک کرتا تھا۔ گہر مین سوائے مٹی کے لوٹے اور چٹائی کے اور کچہہ نرکہتا تھا۔ اوس نے شہر اوجین کو آباد کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور قلعہ ہار کی بنیاد رکھی۔ بلکہ اوس مین سکونت بھی اختیار کی۔ مہاکال کا مندر اوجین مین بناکر برہمن اور جوگیون کے وظیفے مقرر کردئے۔ اور اون کو اوس بتخانہ مین رکہا۔ اور حکم دیدیا کہ شب و روز عبادت الٰہی مین مشغول رہو۔ اپنا تمام وقت یا تو خلق اللہ کی خدمت گذاری یا خالق کی پرستش مین صرف کرتا۔ ہندو اس راجہ کا بڑا اعتقاد رکہتے ہین۔ اور عجیب وغریب باتین اوس کی نسبت بیان کرتے ہین۔ اوسکی وفات سے ایک سنہ مقرر کرکے اپنے دفترون مین درج کرلیا ہے اس کتاب کی تحریر تک ۱۰۱۵ گذر چکے ہین۔ مگر ہندؤن کے حساب سے سمت ۱۶۶۳ بکرمی گذرے ہین۔ آردشیر بکرماجیت کا ہمعصر تہا۔ اور بعض اقوال کے بموجب شاہ پور کا ہم عہد ہوا۔ اوسکی سلطنت کے اخیر زمانہ مین سالباہن دکن کے ایک زمیندار نے اوسپر حملہ کیا۔ دریائے نربدا کے کنارے پر دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ سالباہن غالب آیا اور بکرماجیت قتل ہوا۔ اوس کے عہد کی روایتین بہت ہین۔ چونکہ اون مین سے کسی کو بھی عقل قبول نہین کرتی۔ اس لئے وہ یہان پر نہین لکہی گئین۔ بکرماجیت کے بعد ملک لوہ خراب رہا۔ اور کوئی حاکم منصف وسخی پیدا نہوا۔

اس موقع پر بکرماجیت کے پیدایش کے حالات جو مصنف مرآۃ السلاطین نے لکہے ہین وہ مثل قصہ اور کہانی کے ہین۔ اور اوس مین بجز کذب کے صدق کا نام نہین ملتا۔ چنانچہ ہم یہان پر مختصر ناظرینون کی دلچسپی کیلئے تحریر کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے ہمارے منصف مزاج ناظرین خود اندازہ کرسکتے ہین۔

چنانچہ مصنف مرآۃ السلاطین بحوالہ سنگہاسن بتیسی لکہتا ہے کہ "راجہ اندر کی محفل مین اوسکا بیٹا گندہرب سین ایک حور پر جو اوس کے باپ کی منظور نظر تھی۔ عاشق ہوا۔ جب راجہ کو خبر معلوم ہوئی تو بیٹے کو بددعا دی۔ جسکے باعث گندہرب سین عالم علوی سے عالم سفلی مین آیا۔ حالت یہ تھی کہ دن کو گدہا بنا رہتا۔ رات کو آدمی ہوتا

آخر دہارانگری کے نزدیک کسی تالاب مین رہنے لگا۔ دل مین کہا کہ اس راجہ کی لڑکی کو عقد کرنا چاہئے اتفاقاً ایک برہمن اشنان کیلئے تالاب پر آیا تو اس نے آواز دی کہ اے برہمن مین راجہ اندر کا لڑکا ہون۔ اپنے راجہ سے کہہ کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے۔ اوس کے عوض مین جو مدعا ہو اوس کا انصرام کرون گا۔ اگر اس کے برخلاف انکار کیا تو شہر کو تہ وبالا کردون گا۔ چنانچہ برہمن ایک دو بار تو اس آواز پر اعتماد نہ کیا مگر تیسرے بار یہ کیفیت راجہ سے جاکر عرض کی۔ راجہ متحیر ہوکر تالاب پر آیا۔ اور وہ آواز اپنے کانون سے بیواسطۂ غیر سنا۔ راجہ نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تو گندھرپ راجہ اندر کا لڑکا ہے تو بہت جلد شہر کے گرد حصار آہنی تیار کردے۔ اوس صورت مین اپنی دختر تجھے دون گا۔ گندھرپ سین نے فوراً بے وساطت مزدور اور معمار کے شہر کے گرد آہنی حصار تیار کردیا جس سے تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا۔ راجہ ایفائے وعدہ کے لئے تالاب پر آیا اور آواز دی کہ گندھرپ سین باہر نکل آ۔ بمجرد اس کہنے کے ایک گدھا تالاب سے نکل آیا۔ اس ہیئت کو دیکھکر راجہ نہایت شرمندہ اور متفکر ہوا کہ اگر لڑکی بیاہ دیتا ہون لوگ مجھے احمق کہینگے۔ اور انکار کرتا ہون تو معلوم نہین کہ یہ کیا آفت لائے۔ غرض طوعاً وکرہاً براجہ نے اپنی لڑکی کا عقد گندھرپ سین سے کردیا۔ اوسکا معمول یہ تہا کہ دن کو طوطیہ مین بشکل خرگہانس کہاتا تہا۔ اور شب مین آدمی ہوکر راجہ کی لڑکی سے عیش مناتا۔ ایک روز حسب معمول گندھرپ سین رات کے وقت محل مین گیا تہا۔ راجہ نے قابو پاکر اسکے خلعت خری کو جلادیا۔ گندھرپ سین محل سے نکل کر کہا کہ اے راجہ بہت اچھا کیا کہ اس جامۂ خری کو تونے جلادیا۔ کیونکہ راجہ اندر نے مجھے بددعا دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ جب تیرا جامۂ خری کوئی نابود کردے گا تب یہان آنے کی راہ ملیگی۔ قبل اسکے میرا ایک لڑکا بھرتری نام لونڈی سے ہوا تہا۔ اب بھی تیری لڑکی حاملہ ہے۔ اس مرتبہ وہ شیر نر پیدا ہوگا۔ جسنے ہزار ہاتھی کی قوت حاصل ہوگی۔ یہ کہکر فوراً آسمان کے طرف اڑگیا۔ راجہ کو خوف ہوا کہ اگر واقعی ایسا ہوا تو میری اولاد راج کرنا دشوار ہے۔ حکم دیا کہ وضع حمل ہوتے ہی لڑکے کا کام تمام کردیا جائے۔ جب اوسکی بیٹی کو یہ کیفیت معلوم ہوئی

تو اوس نے خنجر مار کر اپنی جان دیدی۔ مگر لڑکا زندہ اور صحیح وسلامت پیدا ہوا۔ جب یہ خبر راجہ کو معلوم ہوئی تو نہایت متاسف ہوا اور یتیم لڑکے پر رحم کہا کر پرورش کرنے لگا۔ اور بکرماجیت نام رکہا۔ اور بہرتری کی بھی پرورش شروع کی۔ جب یہ دونوں جوان ہوے تو راجہ نے بکرماجیت کو مالوہ کی حکومت عطا کرنی چاہی مگر بکرماجیت نے یہ عذر کیا کہ میرے بڑے بہائی بہرتری کے ہوتے ہوئے میرے لئے سرداری سزاوار نہین ہے مناسب یہ ہے کہ اوسکو مالوہ کی حکومت عطا کیجائے اور مین اوس کی وزارت سے سرفراز کیا جاؤن چنانچہ راجہ نے بکرماجیت کے معروضہ کو قبول کرکے مالوہ کی حکومت بہرتری کو اور وزارت بکرماجیت کو عنایت کی۔ چونکہ بھرتری عیش وعشرت کا دلدادہ تہا۔ اس لئے تمام ریاست کا بوجہہ بکرماجیت کے سر پڑا جس کے باعث بکرماجیت اکثر بہرتری کو نصیحت کرتا رہتا تہا۔ لیکن یہ نصیحت بہرتری کی بی بی اننگ سینا (جسے پنگلا بھی کہتے تھے) کو ناگوار گذری۔ اور بہرتری کو ورغلاں کر بکرماجیت کو شہر سے نکلوا دیا۔

ایک مدت کے بعد ایک برہمن نے کہین سے امرت پھل لاکر راجہ کے نذر کیا۔ راجہ نے وہ پھل رانی کو دیا چونکہ رانی میر آخور سے مبتلا تھی اس لئے وہ پھل رانی نے میر آخور کے حوالہ کی۔ وہ ایک بازاری قحبہ پر مبتلا تھا۔ اوس نے وہ پھل اوسکو دیدیا۔ اوس قحبہ کو خیال گذرا کہ حیات ابدی مجہہ جیسی بدکار کیلئے وبال ہے۔ اس لئے یہ پھل انعام کے لالچ مین راجہ کے پاس لیجا کر گذرانا۔ جب راجہ نے اوس پھل کو دیکھا تو متحیر ہوا۔ دریافت کرنے پر تمام واقعات ملشت ازبام ہوے۔ رانی نے کوٹھے سے گر کر جان دی۔ بعض کتابون مین درج ہے کہ یہ رانی صاحب عصمت تھی۔ اور واقعات اس طرح بیان کئے گئے ہین کہ راجہ بھرتری نے شکار کے موقع پر کسی عورت کو اوس کے شوہر کے ساتہہ مستی ہوتے دیکہہ لیا تہا۔ محل مین آکر رانی سے وہ واقعہ بیان کیا۔ رانی نے کہا کہ جلنا تو بہت آسان ہے لیکن محبت کا معنی تو یہ ہے کہ عورت شوہر کے مرتے ہی بلا کسی وسیلہ کے فوراً جان دیدے۔ راجہ اسکی تصدیق کے لئے موقع ڈہونڈتا تہا۔ ایک دفعہ شکار گاہ سے اپنا خون آلودہ جامہ دیکر یہہ کہلا بھیجا کہ راجہ کو کسی نے مار ڈالا۔ مبادا اس خبر کے سنتے ہی رانی فوراً جھروکہ

بعض نے لکھا ہے کہ راجہ بھرتری کی دو رانیان تھین۔ اور یہ راجہ دونون کو محبت کرتا تھا۔ جو رانی کہ پیر آخور سے مبتلا تھی۔ اوس کا نام اننگ سینا تھا۔ اور جو راجہ کے مرگ کی خبر سنکر جان دیدی اوسکو پنگلا کہتے تھے خیر کچھ ہو۔ اس کے بعد راجہ بھرتری نے ترک سلطنت کیا۔ اور اوس امرت پھل کی بدولت حیات جاوید پائی۔ چنانچہ ابتک زندہ ہے۔

جب راجہ بھرتری نے راج چھوڑ دیا تو ایک دیو سرپال نامی نے اُجین کی حکومت کرنے لگا۔ گر یہ عفریت آدم خور تھا۔ جس سے شہر کی تباہی اور انسانون کی صفائی ہونے لگی۔ آخر رعایا نے تنگ آکر اوس دیو سے یہ کہا کہ ایک آدمی آپ کی خوراک کے لئے روزانہ حاضر کیا جائیگا۔ جسکو اوس آدم خور نے قبول کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ جو شخص میری خوراک کے لئے حاضر کیا جائے وہ اوس روز تمام دن حکمرانی کرے اور رات کو میری خوراک بنے۔ چنانچہ یہ قاعدہ جاری ہوگیا۔ ایک دفعہ گجرات سے کسی بنجارے کا گذر اوجین کو تالاب ہوا۔ اور اس کے ساتھہ بکرماجیت بھی تھا۔ جسوقت رات ہوئی تو ایک شغال نے کہا کہ دو گھڑی بعد اس تالاب مین ایک لاش آویگی۔ اوس کے پاس چار لعل گران بہا اور ایک قیمتی فیروزہ ہے۔ جو شخص اس لاش کو میری خوراک کے لئے باہر نکالے وہ سلطنت پائے۔ چونکہ بکرماجیت جانورون کے زبان سے ماہر تھا۔ فوراً تالاب پر آبیٹھا۔ جب لاش آئی تو اوس کو باہر نکالا اور لعل و فیروزہ کو ہدست کیا۔ جب صبح ہوئی تو اجین کی سیر کو نکلا۔ شہر پناہ کے دروازے پر تجملات شاہی کا ہجوم دیکھا۔ اور ایک کمہار کے لڑکے کو حسب دستور تخت سلطنت پر بٹھانے کی کارروائی کیجارہی تھی۔ مگر اوس کے مانباپ اوس کے ساتھہ چھیڑ چلا رہے تھے۔ اس عجوبہ کارروائی سے بکرماجیت کو حیرت ہوئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ کمہار کا لڑکا شام کو اوس دیو لعین کا ناشتہ ہوگا۔ اس امر کے سننے سے اسکو رحم آیا اور کمہار سے کہا کہ تیرے لڑکے کے عوض مین جاتا ہون۔ ہرچند لوگون نے مسافر کشی سے انکار کیا۔ مگر بکرماجیت نے نہ مانا آخر بکرماجیت کو سوار کرکے شہر مین لائے۔ اور تخت سلطنت پر بٹھائے۔ اسکے بعد بکرماجیت نے حکم دیا۔

کہ عمدہ عمدہ لذیذ کھانے پکوا کر شہر کے دروازون پر رکھدیے جائین۔ چنانچہ کارپردازان ریاست نے اسکی تعمیل کی۔ اور وہ عفریت اپنے وقت مقررہ پر پہونچا اور وہ کھانے جو دروازون پر رکھائے گئے تھے۔ خوب پیٹ بھر کر کھائے۔ اور وہان سے شہر مین آیا بکراجیت کو بھی لقمہ کرنا چاہا۔ لیکن بکراجیت نے اوس دیو سے زور آزمائی شروع کی۔ اور اوس دیو کو مغلوب کیا۔ جب مارنے کا ارادہ کیا تو اوس نے اس شرط سے امان چاہی کہ پھر کبھی اس سلطنت کا رخ نہ کرونگا۔ اور کوئی مہم سخت پیش آجائے تو مدد کے لئے فوراً حاضر ہونگا۔ چنانچہ اس شرط پر بکراجیت نے اوس دیو کو زندہ چھوڑدیا۔ جب صبح ہوئی تو اعیان دولت وارکان سلطنت حاضر ہوئے۔ اور بخلاف دستور بکراجیت کو زندہ پایا۔ کمال مسرور ہوئے جب یہ معلوم ہوا کہ بکراجیت راجہ بھرتری کا بھائی ہے تو بیحد مسرت ظاہر کی۔ ایک مدت تک راجہ بکراجیت نے نہایت کامیابی کے ساتھہ سلطنت کی۔ اور اپنی قوت وشجاعت سے تمام ملک دکن۔ اڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات۔ فتح کیا۔ آخر مین ولایت اندرپت پر بھی اس نے قبضہ کیا۔

اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ آخر عمر مین سالباہن نام دکن کے زمیندار سے لڑائی کرکے شکست پائی اور قیدی ہوگیا۔ راجہ ولی اور راج ترنگنی مین یہ لکھا ہے کہ جب راجہ بکراجیت نہایت ضعیف و ناتوان ہوگیا تو سمندرپال جوگی نے (جو راجہ کا معتمد علیہ اور مصاحب تھا) کہا کہ اس پیکر ضعیف کو دور کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننے کے آرزو ہو تو مین اوسکی ترکیب سکھلاتا ہون۔ چنانچہ راجہ اوس کے دام تزویر مین آگیا۔ اور اس ترکیب مین مہارت کرکے ایک جوان قالب مین اپنی روح داخل کی۔ اور جوگی نے معاً اپنی روح راجہ کے قالب مین پھونچائی اور راجہ کی روح کو جو جوان کے قالب مین گئی تھی قتل کرڈالا۔ اور خود سریر آرائے سلطنت ہوا۔

بہرحال اس موقع پر ہم نے بکراجیت کے حالات تاریخ مرآۃ السلاطین سے بحوالہ سنگھاسن بتیسی اس لئے نقل کیا ہے کہ ناظرین کو اہل ہنود کے اعتقادات کا علم ہو۔ اور مورخون کے اختلاف کے حالات

معلوم ہوجائین۔ ورنہ اس خلاف قیاس قصہ کے لکھنے سے تاریخ کو طوالت دینا یا چڑے چڑیا کی کہانی کا بیان کرنا مقصود نہ تہا۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال کی نسبت اوپر دو روایتین بیان کئے گئے ہین۔ ایک تو سالباہن نے مندآ دکن کے ہاتھ شکست پاکر قید ہونا اور بعد مارا جانا۔ دوسرا سمندرپال جوگی کا قالب بدلنا۔ مگر پہلی روایت بہت صحیح معلوم ہوتی ہے۔ جبکا اکثر تواریخون مین ذکر ہے کہ جب راجہ بکرماجیت راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا تو دہلی کے لوگون نے سمندرپال جوگی کو دہلی کی حکومت پر بٹھایا۔ چنانچہ سمندرپال کے خاندان مین دہلی کی ریاست بقول ایک مورخ کے ۳۴۳ برس ۱۶ آدمیون نے ریاست کی۔ اور دوسرا مورخ اس سے کم بتلاتا ہے یعنے ۱۳ آدمیون نے ۲۳۲ برس حکومت کی۔ اور اس خاندان کے اخیر راجہ بکرم پال یا کہیم پال نے راجہ تلوک چند یا ملوک چند والی بہڑائچ پر لشکرکشی کرکے شکست پائی بلکہ جان سے مارا گیا۔

بہڑائچ کے خاندان مین سے دس آدمیون نے بقول ایک مورخ کے ۱۴۵ برس اور بقول دوسرے کے پچاس سال حکومت کی۔ چنانچہ اس خاندان کے اخیر راجہ گوبند چند کی بی بی مسماۃ پیم رانی نے بوجہ لاولدی کے ایک سال حکومت کرکے عالم بقا کو سدہاری۔ چونکہ اس خاندان مین کوئی وارث باقی نہین رہا تھا اس لئے ہر پریم فقیر کو گدی نشین کیا گیا۔ اس خاندان مین چار آدمیون نے ۵۱ یا ۵۳ برس حکومت کی۔ جب اس خاندان کے اخیر راجہ مہایا تریا جہا پریم نے ترک سلطنت کرکے فقیری اختیار کی تو اکثر راجاؤن نے دہلی پر قبضہ کرنا چاہا مگر راجہ دہی سین یا دیی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کرکے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ چنانچہ اس خاندان کے ۱۲ آدمیون نے ۱۲۵ یا ۱۵۰ برس تک کمال نیکنامی کے ساتھ حکومت کی مگر اس خاندان کا اخیر راجہ دہور سین یا دمور سین کی عیش پرستی شراب خواری اور ظلم و زیادتی کے باعث ارکان سلطنت و اعیان دولت نے کوہستان سوالک کے راجہ دیپ سنگھ کو بہی سے

سازش کرکے دہلی مین بلایا۔ جس نے دمودر سین کو قتل کرکے دہلی کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۲۰ آدمیون نے ۵۰۱ یا ۹۳۱ برس حکومت کی۔ اس کے بعد انکپال تنور نے دہلی پر قبضہ کیا چنانچہ اس خاندان کے ۲۰ آدمیون نے ۱۹۴ برس سات مہینے ۸ دن حکومت کرنیکے بعد اس خاندان کے آخیر راجہ پرتھی راج پر بلدیو چوہان نے فتح پائی۔ اور دہلی پر قبضہ کیا۔ اس خاندان کے صرف سات آدمی پچاونے سال حکومت کئے۔ اس کے بعد اس خاندان کے اخیر راجہ ناک دیو کے نیٹے رائے پتھورا پتھورا سے شہاب الدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری نے چڑہائی کی اور رائے پتھورا کو قتل کرکے دہلی پر قبضہ کیا۔ اور دہلی کی سلطنت مسلمانون کے گھرانے مین چلی گئی۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت کے بعد قنوج اور ایک خاندان کے ہاتھہ آیا۔ اس خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ پرش بردھن تھا جو سلادت کے نام سے مشہور ہے۔ اوس نے کل آریہ ورت پر اپنا تسلط جمایا اوس کے مرنے کے بعد سلطنت پر زوال آگیا۔ اور پال خاندان کے راجاؤن نے اوسپر قبضہ کرلیا سلطان محمود کے حملے تک پال خاندان کے راجہ قنوج مین سلطنت کرتے رہے۔

قدیم زمانے مین بنگالہ ہندوستان کے دوسرے حصون کی طرح جنگلی قومون سے آباد تھا۔ گدہ کی سلطنت قایم ہونے کے بعد قوم آریہ بنگالے مین آبسی۔ کئی سو برس تک بنگالہ گدہ کے زیر حکومت رہا۔ مسلمانون کی آمد تک خود مختار راجاؤن کے چار خاندان بنگالے مین حکمران رہے۔ پہلے دو خاندانون کے حالات کی کوئی تاریخ موجود نہین ہے۔ تیسرا خاندان پال کا ہو پال نے نوین صدی عیسوی مین قایم کیا۔ اس خاندان کے تیسرے راجہ دیو پال نے کل شمالی ہند کو فتح کرلیا۔ اور مہاراج ادھراج کا خطاب اختیار کیا۔ اُس کے بعد ایک صدی سے زیادہ شمالی ہند مین پال خاندان کے لوگ راج کرتے رہے۔

پال نپس کے بعد سین نپس دسوین صدی عیسوی مین ادیسور سے چلا۔ کچھہ زمانہ تک راجگان سین صرف شرقی بنگالہ مین حکمران رہے۔ جون جون پال کی قوت گھٹتی گئی۔ سینون کی

عملداری بڑھتی گئی۔ اور گیارہوین صدی کے آخر مین وہ لوگ پورے بنگالے کے مالک ہوگئے بلال سین اس نسل کا ایک راجہ تہا۔ اس نے ۳۵ برس سلطنت کی۔ اور اپنا دربار سرنوگرم۔ ندیا۔ اور گوڑ مین کرتا رہا۔ اس کے بعد اوس کا بیٹا لچھمن سین بھی بڑا وسی اختیار بادشاہ ہوا۔ اور عرصۂ دراز تک راج کرتا رہا۔ آخر ۱۱۹۸ء مین بختیار خلجی نامی ایک مسلمان افسر صرف اٹہارہ لشکریون کے ساتھ گہوڑون کا تاجر بنکر داخل ندیا ہوا۔ محل شاہی تک وہ بلا مزاحمت چلا گیا۔ اور ایسے وقت اندر گہس پڑا جب لچھمن سین کہانا کہا رہا تہا۔ چونکہ نجومیون نے پہلے ہی سے پیشین گوئی کی تھی کہ مسلمان عنقریب تمہارا راج لینے والے ہین۔ بختیار اور اوس کے ہمراہیون کا شور وغل سنتے ہی اس پر ایسا خوف طاری ہوا کہ محل کے چور دروازے سے فوراً بھاگ کہڑا ہوا۔ غرض اُس نے ایک کشتی لی۔ اور مشرقی بنگالے کی طرف بھاگا۔ وہ فوج جسے بختیار خلجی نے آس پاس کہین جنگل مین چھپا رکہا تھا۔ باہر نکل آئی۔ اور بنگالے کے دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا۔ مشرقی اور جنوبی بنگالے مین ہندوؤن نے اسکے بعد بھی الیسوین برس تک اپنے اختیارات قایم رکہے۔

اب ہم یہان پر دارالسلطنت اندرپت و دہلی کے ہندو فرمانرواؤن کا ایک تفصیلی نقشہ راجہ جدہشٹر سے رائے پتھورا تک تاریخ سلسلۃ الملوک مولفہ ڈاکٹر سر سید احمد خان مرحوم سے نقل کرتے ہین جس سے جملہ راجگان ہندوستان کے نام و سال جلوس اور مدت سلطنت وغیرہ کی توضیح و تصریح معلوم ہوجائیگی گو دوسری تواریخ مین بھی راجگان ہندوستان کی فہرستین مندرج ہین۔ لیکن ایک دوسرے مین بہت کچہ اختلاف ہے۔ ہمارے خیال مین تو نقشۂ ذیل بہ نسبت اون فہرستون کے نہایت معتبر و مستند معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر اصحاب کو اس سے اتفاق بھی ہے۔ مگر اس نقشہ کے درج کرنے سے قبل ہم کو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندؤن کا اعتقاد و پیدائش عالم اور زمانۂ طوفان و اختلاف و مطابقت سنین وغیرہ کے حالات کی تفصیل و صراحت و وضاحت کے ساتھ کردیجائے

تاکہ ہمارے معزز ناظرین کے سمجھنے مین آسانی ہو۔ اور کوئی مشکل باقی نہ رہے۔

اول یہ کہ ہندو زمانۂ قدیم کو مانتے ہین۔ اور بہت پرانی تاریخون کا ذکر اور نہایت پرانے حالات بیان کرتے ہین۔ مگر طوفان نوح کے قائل نہین ہین۔

اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ سلسلہ اب عالم مین ہے وہ سب طوفان نوحؑ کے بعد کا ہے۔

اب اس اختلاف کے باعث ہندؤن کی تاریخ کی صحت کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے طوفان نوح کا حال بیان کرنا چاہئے۔

واضح ہو کہ چار قومین مشتہ بالکتاب ہین (یعنے اگرچہ اپنے پاس اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب بتاتے ہین لیکن ہم لوگ اسکو نہین مانتے) اور حضرت نوحؑ کے طوفان کے قائل نہین۔ ایک ہندو (جنکی تاریخ ہم بیان کرتے ہین) دوسرے خطا اور چین والے۔ تیسرے مجوسی (یعنے پارسی آگ کے پوجنے والے) چوتھے اگلے زمانہ کے ترک۔ باقی وہ چار قومین جن پر اللہ نے کتاب نازل کی وہ سب طوفان کے قائل ہین۔

ایک وہ لوگ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اگلے نبیون کی امت مین تھے۔ دوسرے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت والے۔ تیسرے مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت والے۔ چوتھے مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت والے۔

بعضے مجوسیون نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ طوفان تمام عالم مین نہ تھا۔ بلکہ صرف بابل اور اسکے قرب وجوار مین تھا۔ اور عقبہ حلوان سے جو مدائن مین کا ایک شہر عراق عرب مین بغداد اور اصفہان کے بیچ مین ہے۔ طوفان نے تجاوز نہین کیا۔ اسی سبب سے کیومرث کی اولاد جو مشرق مین رہتی تھی طوفان سے بچ گئی۔ اسیطرح ترک اور ہند اور چین والے بھی کہہ سکتے ہین مگر یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ توریت مقدس سے ثابت ہوتا ہے کہ طوفان تمام عالم مین تھا۔ چنانچہ توریت مقدس کے رسالۂ پیدائش کے ساتوین باب کے انیسوین درس مین لکھا کہ پانی نے زمین پر بہت سے بہت غلبہ کیا۔

کہ جتنے اونچے پہاڑ آسمان کے نیچے تھے سب چھپ گئے۔ اور اسی باب کے تیئسوین درس مین لکھا ہے کہ خدا نے چاہا کہ تمام کائنات جو زمین پر ہے انسان اور چوپایہ اور حشرات اور پرند۔ جانور سب کو زمین پر سے مٹادے۔ صرف حضرت نوح اور جو اون کے ساتھہ کشتی مین تھے بچ گئے۔ ہندؤن کی تاریخ جو پانچ ہزار برس پہلے کی ہے وہ تو ایک افسانہ سا معلوم ہوتا ہے۔ الّا پانچ ہزار برس کی تاریخ جو ہم لکھتے ہین قریب القیاس اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بھی اوسی پر دلیل ہے کہ طوفان کے بعد جو حال ہے وہ صحیح اور اوس سے پہلے کا بطور کہانی ہے۔

اب یہ بات قابل بیان کے رہگئی کہ طوفان کو کتنی مدت ہوئی۔ خاص مسلمانون کے مذہبی کتابون مین طوفان کی مدت کا بیان نہین۔ الّا توریت مقدس مین کہ جسکو مسلمان بھی مانتے ہین۔ عالم کی پیدایش اور طوفان کا مذکور ہے۔ توریت مقدس کی کتابین جو پائی جاتی ہین تین ہین۔

ایک توریت سامریہ جسکو انگریزی مین سمارٹین کہتے ہین۔ دوسری اصل عربی۔ تیسری یونانی۔ جس کو انگریزی مین سپٹواجنٹ کہتے ہین۔ ان تینون توریتون سے مدت پیدایش عالم اور زمانہ طوفان کا مختلف نکلتا ہے مگر تاریخ والے یونانی توریت پر اعتبار کرتے ہین۔ کیونکہ اس توریت کا ترجمہ دوسو ستّر برس پہلے سن مسیحی سے بہتّر علماء یہود نے بطلیموس ثانی کے لئے جو اسکندر کے بعد دوسرا بطلیموس ہے کیا تہا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کے بعد عبری توریت پر یہودیون کی دشمنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کے سبب بہروسا نہین کرتے۔ اسی سبب ہم نے بھی جو طوفان کی مدت اختیار کی ہے۔ وہ یونانی توریت مقدس کے حساب پر درست ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ہم ان حسابون کو بیان کرتے ہین۔

حساب توریت یونانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
ازہبوط آدم تا طوفان	۲۲۴۲	اس مدت مین دو سو برس کی کمی کرنی چاہیئے	ازظہور بخت نصر تا غلبۂ سکندر ربردارا۔	۴۳۴	
ازطوفان تا ولادت ابراہیمؑ	۱۰۸۱		اززمان سکندر تا ولادت مسیحؑ۔	۳۰۴	
ازولادت ابراہیم تا وفات موسیٰ	۵۴۵		ازولادت حضرت مسیحؑ تا ہجرت	۶۳۱	
ازوفات موسیٰ تا ظہور بخت نصر	۹۷۹		ازہجرت تا الیوم ۱۹۰۶ء م سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	

جملہ میزان (۷۵۰۰)

اس حساب بموجب طوفان کو پانچہزار دوسو اٹھاون برس ہوے۔ اور یہ نقشہ جو ہندو فرمانروایان ہندوستان کا درج کیا جاتا ہے وہ طوفان سے دوسو ستائیس برس بعد کا ہے۔ ممکن ہے کہ اس مدت مین حضرت نوحؑ کی اولاد تمام عالم مین منتشر ہوگئی ہو۔ اور ہندوستان مین بھی آبسی ہو۔ کیونکہ طوفان کے ایک برس بعد بابل آباد ہوا۔ اور انسان عالم مین منتشر ہونے لگے۔ اور زبانون کی تبدیل شروع ہوگئی۔

حساب توریت سامریہ

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
ازہبوط آدم تا طوفان	۱۳۰۷	اس مدت مین سو برس کی کمی کرنی چاہیئے	ازوفات موسیٰ تا ولادت حضرت مسیحؑ	۱۷۱۷	
ازطوفان تا ولادت حضرت ابراہیمؑ	۹۳۷		ازولادت حضرت مسیحؑ تا ہجرت	۶۳۱	
ازولادت ابراہیمؑ تا وفات موسیٰ	۵۴۵		ازہجرت تا الیوم ۱۹۰۶ء م سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	

جملہ میزان (۶۴۲۱)

اس حساب بموجب طوفان کو پانچہزار ایک سوچودہ برس ہوے۔ مگر اس توریت پر تاریخ والے بھروسہ نہین کرتے

کیونکہ اس توریت سے ثابت ہوا کہ ہبوط آدمؑ اور طوفان مین ایکہزار تین سو سات برس کا فاصلہ ہے۔ اور جب طوفان آیا تو عمر حضرت نوحؑ کی بالاتفاق چھہ سو برس کی تھی۔ اور حضرت آدمؑ کی عمر بالاتفاق نو سو تیس برس کی ہوئی۔ تو اس سے لازم آیا کہ حضرت نوحؑ نے دو سو برس تک حضرت آدمؑ کو دیکھا ہو۔ اور نیز اپنے آبا و اجداد سے ملاقات کی ہو۔ اور یہ نہین ہوا۔ اس سبب سے اہل تاریخ نے اس توریت کو چھوڑ دیا۔

حساب توریت عبرانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
از ہبوط آدم تا طوفان	۱۶۵۶		از وفات موسیٰ تا ولادت مسیح	۱۷۱۷	اس حساب مین بہت اختلاف کیا گیا ہے
از طوفان تا ولادت حضرت ابراہیمؑ	۲۹۲		از ولادت حضرت مسیح تا ہجرت	۶۳۱	
از ولادت ابراہیم تا وفات موسیٰ	۵۴۵		از ہجرت تا الیوم سنہ ۱۹۰۷ء سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	

میزان جملہ (۶۱۲۵)

اس حساب بموجب طوفان کو چار ہزار چار سو انہتر برس ہوے مگر اس توریت پر بھی تاریخ والے بھروسہ نہین کرتے کیونکہ اس توریت کے بموجب طوفان مین اور ولادت حضرت ابراہیمؑ مین دو سو بیانوے برس کا فاصلہ ہے اور طوفان کے بعد حضرت نوحؑ بالاتفاق ساڑے تین سو برس زندہ رہے۔ اس سے لازم آیا کہ حضرت نوحؑ نے اٹھاون برس تک حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات کی ہو۔ اور یون نہین ہوا۔ کیونکہ حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ہودؑ کی امت ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی امت ہوئی۔ اس سبب سے اہل تاریخ نے اس توریت کو بھی چھوڑ دیا۔

علاوہ اس کے یونانی توریت کے اختیار کرنیکا بڑا سبب یہ ہے کہ کتب بنی اسرائیل مین خبر تھی کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پانچ ہزار برس کے بعد چھٹے ہزار برس مین پیدا ہونگے۔ یہ خبر یونانی توریت کے حساب بموجب صحیح پڑتی ہے۔ اور اور توریتون کا حساب ٹھیک نہین آتا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کے بعد یہودیون نے آپکی دشمنی سے زمانہ کی مدت کو کم کردیا۔ اس حکمت سے کہ جس زمانہ مین جو شخص پیدا ہوا تھا اس سے سو برس پہلے کی پیدائش بیان کی۔ مثلاً حضرت آدمؑ کی عمر دو سو تیس برس کی تھی۔ جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے۔ یہودیون نے بیان کیا کہ اس زمانہ مین حضرت آدمؑ کی عمر ایک سو تیس برس کی تھی۔ اسی طرح ہر جگہہ کمی کردی۔ کہ کسی کے عمر مین بھی کمی نہ ہوئی۔ اور زمانہ کی مدت کم ہوگئی۔ جب ایسا کرچکے تو کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ تو شروع پانچوین ہزار برس مین پیدا ہوگئے۔ اُن کی خبر تو چھٹے ہزار برس مین پیدا ہونے کی تھی۔

حساب مختار اہل تاریخ انگریزی۔

سال قبل سنہ مسیحی	نام واقعہ	زمانہ مابین الواقعتین	کیفیت	سال قبل سنہ مسیحی	نام واقعہ	زمانہ مابین الواقعتین	کیفیت
۴۰۰۴	ہبوط آدمؑ	۰		۳۳۱	غلبہ سکندر بر دارا	۴۱۶	
۲۳۴۸	طوفان	۱۶۵۶	موافق توریت عبری	۴	ولادت مسیحؑ	۳۲۷	
۱۹۹۶	ولادت ابراہیمؑ	۳۵۲	مخالف تینون توریتونکے	۰	شروع سنہ مسیحی	۴	
۱۴۵۱	وفات موسیٰ	۵۴۵	" " "	۰	از شروع سنہ مسیحی تا الیوم سنہ ۱۹۰۶ء	۱۹۰۶	
۷۴۷	سلطنت لفسر	۷۰۴					

جملہ میزان (۵۹۱۰)

اس حساب بموجب طوفان کو چار ہزار دو سو چوپن برس ہوے۔ مگر اس حساب پر بھی دو اعتراض ہوتے ہین

ایک یہ کہ تینون توریتون کے برخلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حساب سے بھی حضرت مسیحؑ کی ولادت چھٹے ہزار دین برس مین نہین آتی۔ اس واسطے اس حساب کو بھی چھوڑ دیا۔

اب ہم بیان پر مزید صراحت کے لیے دوسرے علمائون کے اقوال بھی لکھتے ہین۔ تاکہ ہمارے معزز ناظرینو کو ہبوط آدمؑ سے زمانہ ہجرت کے مابین مدت مین جو اختلاف ہے۔ وہ کما حقہ معلوم ہو جائے۔

مطابق قول ابوالحسن بن مسعود

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان نوحؑ تک	۲۲۵۶	اس وقت سے اسکندر رومی تک	۷۱۹
طوفان نوحؑ سے مولد ابراہیمؑ تک	۱۰۷۹	اُس وقت سے مولد عیسیٰؑ تک	۶۷۰
اُس وقت سے بنی اسرائیل تک	۵۶۰	اُس وقت سے خاتم الانبیا تک	۵۲۰
اُس وقت سے بنائے بیت المقدس تک	۶۵۶		

مطابق قول حسین خوارزمی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان نوحؑ تک	۱۰۵۷	موسیٰؑ سے داؤدؑ تک	۵۵۰۰
طوفان سے حضرت ابراہیمؑ تک	۱۲۴۰	داؤد سے عیسیٰؑ تک	۱۲۰۰
ابراہیمؑ سے موسیٰؑ تک	۷۷۰	اُس وقت سے خاتم الانبیا تک	۶۲۰

مطابق قول تباتی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان تک	۲۲۴۲	اُس وقت سے داؤدؑ تک	۵۰۰
اُس وقت سے وفات نوحؑ تک	۳۵۰	اُس وقت سے عیسیٰؑ تک	۱۱۰۰
اُس وقت سے ابراہیمؑ تک	۲۲۴۶	اُس وقت سے مولد نبوی تک	۶۳۰
اُس وقت سے موسیٰؑ تک	۷۰۰		

مطابق قول حمزۂ اصفہانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط آدم سے طوفان نوحؑ تک	۱۰۵۶	اُس وقت سے بنائے بیت المقدس تک	۴۸۰
طوفان سے ابراہیمؑ تک	۱۸۹۲	اُس وقت سے بیت المقدس کی بربادی تک	۴۱۰
ابراہیمؑ سے وفات یعقوبؑ تک	۳۰۷	اُس وقت سے ظہور اسلام تک	۱۵۵۰

مطابق قول نصیر الدین طوسی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
نجت نصر سے اسکندر تک	۴۲۴	اُسوقت سے ہجرت خاتم الانبیا تک	۳۳۸
اُسوقت سے آؤغستوس تک	۱۹۷	اُسوقت سے یزدجرد تک	۱۰
اُسوقت سے آنتی یوخس تک	۱۶۶	اُسوقت سے ہلاکو تک	۶۲۶
اُسوقت سے دقیانوس تک	۱۴۷		

مطابق قول یہود

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
وفات آدمؑ سے نوحؑ تک	۱۰۵۰	اُس وقت سے سلیمانؑ تک	۴۸۰
نوحؑ سے ابراہیمؑ تک	۸۹۴	اُس وقت سے سکندر تک	۵۲۴
اُس وقت سے موسیٰؑ تک	۵۰۰	اُس وقت سے ہجرت نبویؐ تک	۹۲۴

دوم یہ کہ ہندوؤن کے ہان مہابھارت کے بعد کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی۔ اور اسی سبب سے اگلے راجاؤن کا حال نہین پایا جاتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین یہ رواج تھا کہ ہر ایک خاندان کا بہاٹ اور جگہہ ہوتا تھا۔ وہی اس خاندان کے حال اور نسب سے واقفیت رکھتا تھا۔ اور اس خاندان کا سلسلہ اپنی پوتھیون مین لکھہ رکھتا تھا۔ اور جو کچھہ اور حادثات ہوتے تھے۔ وہ بہی اوسی پوتھی مین داخل ہوتے تھے۔ یہ دستور اب تک قایم ہے۔ ہندوستان کے جتنے قدیم زمیندار اور راجہ ہین۔ سب کے خاندان کے بہاٹ اور جگہہ اب تک موجود ہین۔ اور بدستور اوس خاندان کا حال اپنی پوتھی مین اب تک لکھتے ہین۔ اور درحقیقت جو حال اوس خاندان کا اُس سے معلوم ہوتا ہے اور طرح پر معلوم ہونا ممکن نہین۔ اور یہی دستور فارس کے ملک مین بھی تھا۔ کیونکہ شاہنامہ مین جہان یہ مذکور آتا ہے کہ دہقان کہن سال نے یہ بات کہی۔ اس سے وہی بہاٹ اور جگہہ مراد ہے۔ جبکہ ہندوستان کی حکومت ضعیف ہوگئی۔ اور مسلمانون نے غلبہ پایا۔ تب اُن کے عہد مین ہندوستان کے راجاؤن کا سلسلہ درست کرنا چاہا اور پہلی پرانی پوتھیان اور پتے تلاش ہوے اور اون سے فارسی مین کچھہ کچھہ ترجمہ ہوا۔ ان تاریخ کی کتابون اور پوتھیون کے ترجمون مین کئی خرابیان واقع ہوئین۔

ایک یہ کہ مثلاً کسی تاریخ کے لکھنے والے کو کوئی پہنہ پوتھی کا بابت کسی ایک خاندان کے نہین ملا تو اس کتاب مین سے وہ سارے کا سارا خاندان لکھنے سے رہ گیا۔

دوسری یہ کہ کسی پوتھی مین کسی راجہ کے اولاد کا مذکور تھا۔ حالانکہ وہ راجہ نہین ہوے۔ اور مسند حکومت پر

نہین بیٹھے۔ مگر تاریخ لکھنے والے نے ان سب کا نام سلسلۂ حکومت مین داخل کر دیا۔
تیسری، یہ کہ مثلاً کوئی راجہ دو یا تین نامون سے مشہور رہے۔ اسکو جدا جدا راجہ خیال کر کر ہر ایکا نام لکھدیا۔
چوتھی یہ کہ مدت سلطنت مین جسکے اسباب بہت مستعد خیال مین آسکتے ہین۔ اختلاف کیا ہے۔
جس نے اپنی کتاب مین سے کوئی خاندان سارے کا سارا حذف کر دیا ہے۔ اس نے تو مدت سلطنت حد سے
زیادہ بڑہادی ہے۔ اور جس کسی نے کچھ نام بڑہادئے ہین اُس نے مدت گھٹادی ہے۔ پھر اوسپر بھی
حساب کرو تو وہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب یقینی غلط ہے۔ اور ان سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ کاتبون نے
ان تاریخون کو غلط کر دیا ہے کہ ایک کتاب دوسری کتاب سے نہین ملتی۔
مسلمان بادشاہون کے عہد مین جو کتابین تصنیف ہوئی ہین یہ عیب اون مین بھی ہے۔ کہ اکثر کاتبون
نے ان کتابون کو نہایت غلط کر دیا ہے۔ یہان تک کہ اگر ایک ہی کتاب کا کسی دوسرے نسخہ سے مقابلہ
کیا جاوے تو آپس مین بہت تفاوت نکلتا ہے۔ علاوہ اس کے خود تصنیف کرنے والون نے بھی
اسپر خیال نہین کیا۔ کہ جو سنہ اور سال ہم لکھتے ہین وہ حساب کی رو سے بھی ٹھیک آتا ہے یا نہین۔ ان
خرابیون پر خیال کرنے سے آدمی بہت حیران ہو جاتا ہے اور یقین جانتا ہے کہ ہندوؤن کی تاریخ کا
سلسلہ درست ہونا نہایت دشوار ہے۔ ہم نے اپنی دانست مین اپنے مقدور بھر ان سب باتون پر خیال کیا
اور جہان تک ہو سکا ان خرابیون کو درست کیا۔ اور جس جگہہ ہم نے راجاؤن کی مدت سلطنت اور سال
جلوس مین اختلاف پایا تو اس کتاب کی بات معتبر جانی کہ جسکی مدت سلطنت اور سال جلوس حساب کے
رو سے بھی صحیح آن کر پڑے۔
علاوہ اس کے بعض سن ایسے ہین کہ وہ نہایت مشہور ہین۔ اور اون مین غلطی کا احتمال نہین۔ جیسے
سمت بکرماجیت یا ساکہا سالیاہن۔ یا سال کلجگ۔ اس کے سوا بعضے ایسی تاریخین ہین۔ جو اُسی زمانہ
کے مکانات پر کندہ ہین جیسے کہ سلطان شہاب الدین غوری کے فتح کرنے کی تاریخ پرتھیراج قطب الدین ایبک

مسجد قوت الاسلام کے دروازہ پر کندہ ہے۔ اس قسم کی سال اور تاریخ کو ہم نے بطور مرکز کے قرار دیا اور جس حساب سے یہ تاریخین صحیح نکلین اُسی حساب سے ہم نے صحیح جانا غرض کہ ہم نے اس تاریخ کے لکھنے مین وہ سعی اور کوشش کی ہے کہ ہماری دانست مین اس سے زیادہ صحت متصور نہین الاّ صحت ناموں مین ہم مجبور رہ گئے کہ راجاؤن کے ناموں کی صحت کما حقہ جیسا کہ ہم چاہتے تھے ویسی نہین ہوسکتی۔ علاوہ اس کے اصلی نام اور مشہور نام راجاؤن کے ہم نے اس کتاب مین لکھے ہین مگر ہم کو یقین ہے کہ ان ناموں کے سوائے اور بھی نام راجاؤن کے مشہور ہون۔ الا ان کا احاطہ کرنا ایک امر دشوار ہے۔

تیسری یہ کہ اس کتاب مین ہندو راجاؤن کی جسقدر مدت سلطنت لکھی ہے وہ سب شمسی حساب سے ہے۔ اور مسلمان[۵۱] بادشاہون کی مدت سلطنت قمری حساب پر ہے۔ کیونکہ تاریخ کی کتابون مین اسی قدر لکھا ہے۔ مگر امتداد زمانہ سب حساب شمسی مندرج ہے۔

چوتھی یہ کہ مولف کتاب دستور العمل نے مدت سلطنت راجاؤن کی انیک پال تنور تک لکھی ہے۔ اس مین ماہ اور یوم کی کسرات جو قلیل تھی چھوڑ دی ہے۔ اور جو کثیر تھی پوری کردی ہے۔ ہم نے بھی اسی دستور کو اختیار کیا۔ کیونکہ ان راجاؤن کا سلسلہ بلا کسرات بھی درست ہونا مشکل تھا۔ چہ جائیکہ اس مین حساب شہور اور ایام کا لکھا جاوے۔

پانچوین یہ کہ اس بیان پر یہ تصریح ہوئی ہے۔ کہ اگر کوئی سکہ کسی راجہ کا ہاتھ آوے اور جس قدر مدت سلطنت اُس راجہ کی اس کتاب مین لکھی ہے۔ اس سے ایک برس زیادہ کا سنہ اس سکہ مین

---

[۵۱] یہان صرف ہندو راجاؤن کا نقشہ دیا جائیگا۔ اور مسلمان بادشاہون کا نقشہ مسلمان بادشاہون کے حالات کے آخر مین درج ہوگا۔ ۱۲ مولف

پڑا ہو تو اس کتاب کی غلطی خیال نہ کرین اور جان لین کہ یہ ایک سن کی زیادتی اُس کسر کی بابت ہے جو واسطے سہولیت حساب کے چھوڑ دی گئی ہے۔

چھٹی یہ کہ اس کتاب مین جن سنون کا مذکور ہے۔ اُن کی تفصیل بقید مطابقت اس مقام پر لکھدیتے ہین

جدول مطابقت سنین

نام سنہ	تعداد سال	نام سنہ	تعداد سال
طوفانی	۵۲۵۸	سمت بکرماجیت	۱۹۶۳
ساکہا راجہ جدہشٹر	۵۰۳۱	عیسوی	۱۹۰۶
سال کلجگ	۵۰۰۷	ساکہا سالباہن	۱۸۲۸
اسکندری	۲۲۱۹	ہجری قمری	۱۳۲۴

سلسلہ فرمانروایان دارالملک اندرپت و دہلی از ابتدا راجہ جدہشٹر لغایت پتہورا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	میعاد فرمانروائی	مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدہشٹر[۱]	راجہ پانڈ	۳۶ طوفانی راجہ جدہشٹر ۳۴ سال قبل شروع کلجگ	ہستناپور	۴۹۷۷	۳۶ سال جنگ مہابھارت	کلجگ کے دسون برس مطابق چھتیسوین سال جلوس جدہشٹر کے کرشن وبلرام نے وفات پائی اور راجہ جدہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہمالچل مین اپنے تین برت مین ڈال کر گلا دیا۔ راجہ جدہشٹر کی اتباعت سے ہندوستان اور ساپ کے کاٹنے سے مرگیا۔
۲	راجہ پریکشیت	ابھیمن بن راجہ ارجن بن راجہ پانڈ	۳۶ سنہ جدہشٹر ۱۲ سال کلجگ	؍	۴۹۴۱	۶۰ سال	
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پریکشیت	۹۶ سنہ جدہشٹر	؍	۴۸۸۱	۸۵ سال	

[۱] یہان پر راجہ جدہشٹر کے تفصیلی حالات اور اوسکے بعد کے راجاؤن کا مذکرہ راجہ بکرماجیت تک جو شامل بسرو پا کہانی اور قصہ کے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اضافہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۴	راجہ شانیک عرف راجہ اشمید	راجہ جنمیجہ	۱۸۱ سنہ اجتیشہ	ہستناپور	۴۷۹۶	۸۳ سال	
۵	راجہ بہنسانیک عرف راجہ اوہن	راجہ اشمید	۲۶۴ سنہ	〃	۴۷۱۳	۸۸ سال	
۶	اشومی دھیج عرف راجہ جہاجی	راجہ اوہن	۳۵۲ سنہ	〃	۴۶۲۵	۸۲ سال	
۷	اہسن کرشن عرف چترتہہ	راجہ جہاجی	۴۳۴ سنہ	〃	۴۵۴۳	۷۵ سال	
۸	رہی عرف راجہ دشت دان	چترتہہ	۵۰۹ سنہ	اول ہستناپور پھر کنار گنگا کوشامبی نندی وبھدرا وتی پرت	۴۴۶۸	۷۶ سال	گنگا کے چڑھاؤ سے ہستناپور رہ گیا۔ اس سبب سے اس راجہ نے پہلے دکن میں گوتمی ندی کے کنارے پر قیام کیا تھا اور پھر ازسر نو یہیں چلا آیا۔
۹	راجہ چکر عرف اوگرسین	دشت دان	۵۸۵ سنہ	اندرپت	۴۳۹۲	۷۹ سال	
۱۰	راجہ چترتہہ عرف سوگرسین	اوگرسین	۶۶۴ سنہ	〃	۴۳۱۳	۸۰ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۸)

ہونے کے ابتدا مین چھوڑ دیا گیا تہا۔ وہ یہان پر سلسلہ کے لئے ناظرینون کے معلومات کے واسطے ہم اس نوٹ کے ذریعہ سے تحریر کرتے ہین۔ واضح ہو کہ یہ واقعات تاریخ مرآۃ السلاطین سے اخذ کئے گئے ہین۔ یعنے جب راجہ بچتر پانڈون کے دادا نے عالم عقبیٰ کی راہ لی تو اوس کا کوئی وارث نہ تہا۔ کارپردازون نے مشورہ کرکے سری بیاس جی (جنکے طول بقا اور نشو نما مین قدرت الٰہی پائی جاتی تھی) کے ذریعہ مرحوم راجہ کے رانیون کو تین لڑکے پیدا کرائے پہلی رانی نے اُس سراپا جلال کے مشاہدہ کی تاب نہ لاکر آنکھہ بند کرلی تہی۔ اسلئے اسکو نابینا لڑکا پیدا ہوا جسکا نام دہرتراشت رکہا گیا۔ دوسری رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی۔ اوس کا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا۔ تیسرے بار مین لونڈی سے بدرنام کا ظہور ہوا۔ چونکہ بڑا لڑکا دہرتراشت نابینا اور بدر لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تہا۔ لہذا پانڈ تخت نشین ہوا۔ یہ راجہ اکثر سیر و شکار مین مشغول رہتا تہا۔ اتفاقاً ایک روز وہ آہو نر و ماوہ جنگل مین خوش خرامان کر رہے تھے۔ راجہ نے تیر چلہ مین جوڑ کر چلایا دونون گرے۔ درحقیقت یہ آہو نہ تھے کوئی تپسوی آہو کے قالب مین اپنی عورت سے دل لگی کر رہا تہا۔ نزع کی حالت مین اوسکی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ کہ اے خداوند

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت دورانِ حکومت	مدت سلطنت	حالات
۱۱	کیرتھ عرف سونتھہ	سورسین	۴۴۷ء سنہ جدید	اندرپت	۴۲۳۳	۶۹ سال	
۱۲	برشت مان عرف رسمی یا سرلجی	سونتھہ	۸۱۳ سنہ	〃	۴۱۶۴	〃	
۱۳	سوسین عرف راجہ برچھل	رسمی یا سرلجی	۸۸۲ سنہ	〃	۴۰۹۵	۶۵ سال	
۱۴	راجہ سونتھہ عرف سکھپال	راجہ برچھل	۹۴۷ سنہ	〃	۴۰۲۰	۶۲ سال	
۱۵	راجہ نرچک شو عرف نرہر دیو	راجہ سکھپال	۱۰۰۹ سنہ	〃	۳۹۹۸	۵۱ سال	
۱۶	سکھی نل عرف سوچ رتھہ	نرہر دیو	۱۰۶۰ سنہ	〃	۳۹۱۷	۴۲ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۹)

جس رنگ سے اس نیرنگ ساز نے ہماری صحبت مین تفرقہ ڈالا۔ اوسیطرح یہ بھی زمانہ کی دورنگی دیکھے۔ مگر راجہ بید کیطرح کا نپا اور تخت سلطنت کو چھوڑکر جنگل مین عبادت کرنے لگا۔ اسکے بعد ایک روز اپنی عورت کنتی سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہے وہ دوزخ مین جاتا ہے۔ اور ہمارے مذہب مین جایز ہے کہ اگر بے اولاد یا رجولیت پر قادر نہو تو برہمن کے ذریعہ اولاد پیدا کرسکتا ہے چنانچہ بوجہ لاولدی ہم تینون بھائیون کی ولادت بھی بیاس جی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ کنتی نے جوابدیا کہ جان جانا بہتر ہے مگر غیر مرد کی مقاربت ناممکن۔ تاہم البتہ مجھے ایک ایسا افسون یاد ہے کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بلالون اور اوسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون، اگر تمھاری رضا ہے تو اس ڈھب سے اولاد کا ہونا ممکن ہے۔ راجہ نے اجازت دی۔ رانی خلوت مین گئی راجہ باہر پاسبانی کرنے لگا۔ قدرت الٰہی سے رانی بامراد ہوکر باہر آئی۔ نو مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا جسکا نام جدھشٹر رکھا گیا۔ پھر دوسرا لڑکا بھی اسیطرح پیدا ہوا۔ جو بھیم سین کے نام سے موسوم ہوا۔ بھیم سین نہایت قوی ہیکل تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر جنگل مین شیر نکلا۔ کنتی مارے خوف کے بھاگی۔ لڑکا گود سے چھوٹ کر پتھر پر گرا۔ لڑکے کو تو کوئی صدمہ نہ پہنچا۔ مگر پتھر ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ تیسری مرتبہ رانی نے ارجن کو جنا۔ اور راجہ پانڈ کی دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوے

نمبر شمار	نام بادشاہ	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۷	پرتھو عرف راجہ بھوبت	سورج رتھہ	سنہ ۱۱۰۲ جلد شہر	اندرپت	۳۸۷۵	۵۸ سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوبت	سنہ ۱۱۶۰	〃	۳۸۱۷	۵۶ سال	
۱۹	راجہ مبدہادے	راجہ سونی	سنہ ۱۲۱۶	〃	۳۷۶۱	۵۲ سال	
۲۰	ترپ لنجے عرف شرون چتر	مبدہادے	سنہ ۱۲۶۸	〃	۳۷۰۹	۵۶ سال	
۲۱	دھورنبہہ عرف بھیکم	شرون چتر	سنہ ۱۳۲۴	〃	۳۶۵۳	۴۸ سال	
۲۲	راجہ منی عرف بھیم سند کھہ یا بدارتھہ	راجہ بھیکم	سنہ ۱۳۷۳	〃	۳۶۰۵	۴۶ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰)

یہ پانچوں بھائی صورت۔ سیرت۔ شجاعت و دلیری مین یکتائے روزگار تھے۔

ہستناپور مین سلطنت کا کام دھرتراشٹ انجام دیتا تہا۔ جب دھرتراشٹ کی بی بی حاملہ ہوئی تو وضع حمل کے وقت ایک گوشت کا لتھڑا پیٹ سے نکلا۔ ہر ایک حیران تہا۔ تجویز ہوئی کہ اسکو باہر پھکوا دیا جائے۔ بیاسدیو نے آکر کہا کہ اس پارچۂ گوشت کو نظر سے دور نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے بہت سے بچے پیدا ہونگے۔ بعد ازان بیاسدیو نے اوس پارچۂ گوشت پر سرد پانی چھڑکا۔ فوراً اسکے سو ٹکڑے ہوگئے۔ ہر ایک ٹکڑے کو ایک ایک روغن کی ٹھلیا مین بحفاظت تمام رکہا گیا۔ بعد دو سال کے جب اون کو کہولے تو ہر ایک ٹھلیا سے ایک ایک لڑکا برآمد ہوا۔ سب سے بڑا درجودہن تہا۔ کہتے ہین کہ درجودہن ٹھلیا سے نکلتے ہی زمین کو پہاڑ کر گدہے کی طرح رینگنا شروع کیا۔ ان سو لڑکون کے سوا دوسری بی بی سے ایک لڑکا یجہہ نامی پیدا ہوا۔ چنانچہ دھرتراشٹ کی اولاد ایک سو ایک تہی۔ ان سب مین بڑا درجودہن تہا اوسپر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا تہا جب راجہ پانڈ نے دنیا کو چہوڑا تو اوسکی چہوٹی بی بی نعش کیساتہہ ستی ہوئی۔ اور باقی پانچ لڑکون کو لیکر کنتی ہستناپور چلی آئی۔ اکثر لوگون نے ان لڑکون کو راجہ پانڈ کا ہونا قبول کیا۔ مگر بعضون نے انکار کیا۔ جنمین سے ایک درجودہن بھی تہا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۲۳	بزہدرتہہ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتہہ	۱۴۱۸ء سنہ جدہشٹر	اندرپت	۳۵۵۹	۴۵سال	
۲۴	سوہوس عرف ادنی پال یا ردپال	راجہ دسوان	۱۴۶۳ء سنہ	〃	۳۵۱۴	〃	
۲۵	شتانیک عرف ابھی دھر	ادنی پال	۱۵۰۸ء سنہ	〃	۳۴۶۹	۵۱سال	
۲۶	دردمن عرف ونڈپان	راجہ ابھی دھر	۱۵۵۹ء سنہ	〃	۳۴۱۸	۳۹سال	
۲۷	بھیمی نرعرف دربل آ	ونڈپان	۱۵۹۸ء سنہ	〃	۳۳۷۹	۴۲سال	

جو کہتا تہا کہ راجہ پانڈ نے بسبب عاید کی بددعا کے عورت کی مقاربت چہوڑ دی تہی۔ پہر یہ اولاد کیسے ہوئی۔ فوراً آسمان سے آواز آئی کہ یہ راجہ پانڈ کے لڑکے ہین۔ اور فرشتون کے ذریعہ عالم وجود مین آئے ہین۔ اسی آواز کے ساتہہ آسمان سے ان پانچون بہائیون کے سر پر پہول کی بارش ہوئی۔ اور نوبت و نقارے کی آواز بہی آنے لگی۔ اس کے بعد سب نے ان لڑکون کو راجہ پانڈ کی اولاد سمجہنے لگے۔ بہیشم جو راجہ پانڈ کا چچا تہا ان لڑکون کی تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا۔ اور لایق و ہوشیار اُستادون کو مقرر کیا۔ چنانچہ تہوڑے ہی عرصہ مین یہ پانچون بہائی ہر ایک علم و ہنر مین طاق اور شہرۂ آفاق ہوگئے۔ چنانچہ جدہشٹر نہایت خوشخو اور نیک رو تہا۔ بہیم کشتی گیری اور گرز افگنی مین بےنظیر تہا۔ ارجن تیراندازی مین اپنا ثانی نرکہتا تہا۔ نکل اور سہدیو بہی تیغ زنی اور فنون سپہ گری مین بےمثل تہے۔ دہرتراشٹ کے بیٹے درجودہن کو ان بہائیون پر رشک آتا تہا۔ مگر بہیم سین کی طاقت سے خوفناک رہتا تہا۔ اور اکثر موقعون پر درجودہن بہیم سین کو مارنا چاہا۔ زہر دیا۔ دریا مین ڈالا۔ مگر بفضل الٰہی بہیم سین کا بال بیکا نہوا۔ آخر دہرتراشٹ نے جدہشٹر کی حسن لیاقت کو دیکہکر اپنا ولیعہد کیا۔ درجودہن کو بُرا معلوم ہوا۔ باپ سے شکایت کی۔ دہرتراشٹ نے بپاس خاطر اپنے بیٹے کے نصف ملک جدہشٹر کو اور نصف ملک درجودہن کو کر دیا۔ اور جدہشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بہائیون کے شہر پرناوہ مین مقیم ہو۔ درجودہن نے اپنے ہواخواہون کو حکم دیا کہ شہر پرناوہ کے مکانات گوندا ور رال سے تعمیر کرین

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ارجہ فرمانروائی	مدت سلطنت	حالات
۲۸	دنڈپانی عرف شانیک یا دشت پال	دربل رائے	۱۶۴۰ء سنہ ہجری	اندرپت	۳۳۳۷	۳۶ سال	
۲۹	راجہ بنی عرف کھیم پال	شانیک	۱۶۷۶ء سنہ	〃	۳۳۱۰	۵۸ سال	
۳۰	کشتی تک عرف راجہ کھین	کھیم پال	۱۷۳۴ء سنہ	〃	۳۴۴۳	۴۹ سال جملہ ۱۷۸۳ سال	شیرقی دیوں نے چندر بنسیوں کی قوم کو اکیز اسپاہ سے گرا کر اس حکومت کی۔ آخر کو بسراوہ وزیر نے راجہ کھین کو مارا اور گدی پر بیٹھا۔
۳۱	راجہ بسراوہ	۰	۱۷۸۳ء سنہ	〃	۳۱۹۴	۱۷ سال	
۳۲	سورج سین	بسراوہ	۱۸۰۰ء سنہ	〃	۳۱۷۷	۴۳ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۲)

جب پانڈو وہان مقیم ہوں تو ان مکانوں کو آگ دیدیں تاکہ یہ سب جل کر راکھ ہوجائیں۔ القصہ جب پانڈو وہان پہونچے تو یہ فریب اون پر ظاہر ہوگیا۔ چنانچہ خود وہی مکانوں کو آگ لگاکے نقب کے راستہ سے باہر نکل گئے۔ قضا کار ایک بھیل کی عورت معہ پانچ بچون کے اوسمین جل گئی۔ جاسوسون نے ان لاشون کو پانڈون کے لاشین تصور کرکے درجودہن کو خوشخبری دی۔ پانڈوون نے مکان سے نکلتے ہی جنگل کی راہ لی۔ سیر و شکار کرتے ہوئے شہر کمپلہ مین پہونچے۔ جہان کا راجہ دروپد تہا۔ اوس کی لڑکی نہایت حسین اور صاحب جمال تہی۔ اوس زمانہ مین اُس لڑکی کا سوئمبر تہا۔ تمام دنیا کے راجہ جمع تھے۔ راجہ دروپد نے ایک شہتیر میدان مین کہڑا کرکے ایک طلائی مچھلی اوسپر آویزان کرائی تھی۔ اور شہتیر کے نیچے ایک دیگ کلان مین روغن بھر کر رکہا تہا۔ اور اوس کے سامنے ایک زبردست کمان معہ تیر رکہی ہوئی تھی۔ شرط یہ تہی۔ کہ جو شخص اس کمان کا چلہ چڑہاکر اس شہتیر کی طلائی مچھلی کو مارکر دیگ مین گرائیگا۔ وہ اس حسین و مہ جمال لڑکی کا مالک و خاوند ہوگا۔ مگر کسی کی جرارت نہ پڑہی۔ آخر ارجن نے تیر لگایا اور مچھلی تڑپ کر دیگ مین گری۔ شرط پوری ہوئی۔ دروپدی کا عقد ارجن کے ساتھہ کردیا گیا۔ اس لڑکی کے تقدیر مین پانچ شوہر لکہے تھے۔ اس لئے اپنی مان کے ارشاد بموجب پانچون بہائیون نے اوسکو اپنی زوجیت مین قبول کیا۔ اور

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سورج سین	۱۸۴۳ سنہ مجہ شہتر	اندرپت	۳۱۳۴	۵۳ سال	
۳۴	راجہ اینک ساہ یا رب سین	بیرساہ	۱۸۹۶ سنہ	״	۳۰۸۱	۴۸ سال	
۳۵	راجہ ہرجیت یا پرسال	راجہ اینک ساہ	۱۹۴۴ سنہ	״	۳۰۳۳	۳۶ سال	
۳۶	راجہ درپہہ یا نرینپت	راجہ ہرجیت	۱۹۸۰ سنہ	״	۲۹۹۷	۴۴ سال	
۳۷	راجہ سدھی پال یا راجہ ہرجیت	راجہ درپہہ	۲۰۲۴ سنہ	״	۲۹۵۳	۳۰ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳)

ہر ایک نے ستر ستر روز کی باری مقرر کی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ہستناپور پہونچی۔ اور معلوم ہوا کہ پانڈو ابھی زندہ ہین۔ اور دروپدی سے شادی کی ہے۔ راجہ دھرتراشٹ نے اون کو بلا کر دوبارہ سلطنت کے دو حصے کرکے نصف اپنے بیٹے کورؤن کو اور نصف پانڈؤن کو عطا فرمائی۔ اور تاکید کی کہ باہم اخلاص و محبت سے رہین۔ اور پانڈوؤن کو اجازت دی کہ دریائے جمن کے کنارے شہر اندرپت مین مقیم ہون۔ جسے اب دہلی کہتے ہین۔ جب راجہ جدھشٹر اندرپت مین پہونچا تو اوس کو از سر نو رونق دی۔ اور اکثر ملک تسخیر کئے۔ دولت و حشمت خوب پیدا کی۔ جب ان امور ملکی سے فراغت پائی۔ راجسو رجگ کا انتظام کیا۔ راجسو رجگ کا معنی یہ ہے کہ تسم قسم کے کھانے ہزارہا برہمنون کو کھلائے جاتے ہین۔ اور چاندی سونے کے برتن خیرات کئے جاتے ہین۔ اور طرح طرح کے عطریات وغیرہ سے ہوم کیا جاتا ہے۔ عمدہ جگ یہ ہے کہ تمام روئے زمین کے راجہ اس مین شریک ہو کر آب کشی اور طعام پزی وغیرہ کی خدمتین اپنی ذات سے کرتے ہین۔ اور یہ عبادت اوس شخص کو نصیب ہوتی ہے کہ جسکے زیر حکومت سارے دنیا کے حاکم ہون۔ بہرحال راجہ جدھشٹر نے جگ کا انصرام کیا تو راجہ درجودھن بھی شریک ہوا۔ اور اس دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کہن بھر آنکلا۔ تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو اور چرکا دیا۔ جبوقت رخصت ہو کر

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۳۸	راجہ ہرست یا راجہ درہیہ	راجہ سہی پال	سنہ ۲۰۵۴ جدہشٹر	اندرپت	۲۹۲۳	۴۳ سال	
۳۹	راجہ سنجی	راجہ ہرست	سنہ ۲۰۹۷	〃	۲۸۸۰	۳۲ سال	
۴۰	راجہ امرجودہ	راجہ سنجی	سنہ ۲۱۲۹	〃	۲۸۴۸	۲۷ سال	
۴۱	امین پال یا راجہ بلارتھ	راجہ امرجودہ	سنہ ۲۱۵۶	〃	۲۸۲۱	۲۳ سال	
۴۲	راجہ سروہے	راجہ امین پال	سنہ ۲۱۷۹	〃	۲۷۹۸	۴۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۴) اپنے دارالخلافت ہستناپور مین پہونچا تو اپنے مصاحبون سے مشورہ کیا اور کہا کہ کسیطرح راجہ جدہشٹر کو زوال پہونچانا چاہیئے۔ نالائق مصاحبون نے یہ رائے دی۔ کہ قمار بازی کا نقشہ جمانا چاہیئے۔ اور اس ترکیب سے سارا کھیل بگاڑ کر اون کو زک دیا جائے۔ چنانچہ یہ بات مستحکم ہوئی۔ اور راجہ درجودہن نے راجہ جدہشٹر کو دعوت دیکر ہستناپور بلایا۔ پہلے پہلے لطف و محبت سے پیش آیا۔ بعد ازان مجلس قمار آراستہ ہوئی۔ ہار جیت شروع ہوئی۔ راجہ جدہشٹر کو سوائے ہار کے جیت کا پانسا تو ایک بھی نہ پڑا۔ چنانچہ ملک و دولت کے علاوہ اپنے چارون بھائی اور دروپدی بلکہ خود کو بھی ہار بیٹھا۔ پھر کیا تھا۔ درجودہن کی مراد برآئی۔ لیکن اسپر بھی چین نہ آیا۔ آخر بازی یہ قرار پائی کہ جو شخص ہارے۔ وہ بارہ برس معہ اپنے بھائیون کے جنگل مین رہے۔ اور جیت کی صورت مین اپنا ملک و مال واپس لیوے۔ گرمقدر تو برائی پر تھے۔ راجہ جدہشٹر نے یہ بھی بازی ہاری۔ اور اپنے بھائیون کو معہ دروپدی کے ساتھہ لیکر جنگل کی راہ لی۔ پورے بارہ سال صحرانوردی کی۔ بعد گذرنے مدت معہودہ کے درجودہن کو کہلا بھیجوایا۔ کہ ہمارا نصف ملک اور مال واپس دے۔ اگر اس مین کچھہ عذر ہو تو بالفعل رفع ضرورت کے لئے صرف پانچ موضع۔ کیتھل۔ کرنال۔ اندری۔ برناوہ۔ اندرپت دیئے جائین۔ ورنہ جنگ کے لئے تیار رہے۔ درجودہن نہایت مغرور تھا۔ صلح کی کوئی بات نہ سنی۔ جنگ پر آمادہ ہوا۔ کورکھیت (جسکو اب تھانیسر

نمبر شمار	نام بادشاہ	نام والد	سال جلوس	سال ولادت	مدت سلطنت	حالات
۴۳	راجہ پدماتھ	راجہ سروبی	[illegible]	۲۷۵۱	۵ سال	
۴۴	راجہ بل	راجہ پدماتھ	[illegible]	۳۰۴۱	[illegible] سال	[illegible] کہ اسوں نے پاتالپوری تک حکومت کی۔ بلیچرو [illegible] راجہ بل کو مارا۔ اور آپ گدی پر بیٹھا۔
۴۵	راجہ بیرباہ	۰	[illegible]	۳۰۵۳	۳۷ سال	
۴۶	مرار سنگھ	بیرباہ	۲۳۱۶	۳۰۵۸	۲۹ سال	
۴۷	فتح کرن یا ستیہ کرن	مرار سنگھ	۱۳۴۷	۳۰۸۳	۱۳ سال	

(تعلیقات صفحہ ۶۵) کہتے ہیں کہ کے مقام پر محمود نے ٹھہرا۔ اڑتالیس کوس تک صندل کا زار آباد ہوئی کہتے ہیں کہ طرفین کے لشکر کی تعداد ۱۹ لاکھ ۳۸ ہزار ایک سو ساٹھ نفر سوائے فیل اور اسپ وغیرہ حیوانات کے تھی جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مارے گئے۔ بجز ارجن کے کوئی نہ بچا یعنے پانچوں بھائی پانڈوان اور ایک کشن دوسرا سانگ جادو یہ سات آدمی پانڈوں کے جانب کے۔ اور چار آدمی یعنے کرو راستاد کرپا چارج برہمن۔ اور ورونہ چارج کا لڑکا اسوتھاما ان۔ اور کیرت برما جادو اور جیشن کوردن کے طرف کے جملہ ۱۱ نفر زندہ رہے۔ غرضکہ یہ جنگ کوروں اور پانڈوں کی نہایت عظیم الشان ہوئی۔ جسکی نظیر اوس وقت سے اب تک نہیں ملتی اور نہ آیندہ ملنے کی امید ہے۔ گر راجہ جدھشٹر نے فتح پائی۔ مگر اس قدر خونریزی سے سخت متالم و متاسف ہوا۔ ارادہ کیا کہ ترک سلطنت کرے۔ مگر بھیکم پتامہ جو ہنوز مجروح و نیمجان تھا۔ اس ارادے سے باز رکھا۔ چنانچہ بھیکم پتامہ کی فہمایش سے راجہ جدھشٹر نے تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ اور بیاس دیو کے حکم سے اسومیدھ جگ کی تیاری کی۔ اس جگ کی حالت یہ ہے کہ ایک گھوڑا تیز رفتار و عمدہ مطلق العنان چھوڑ دیا جاتا ہے اور تمام عالم میں اوس گھوڑے کو پھراتے ہیں۔ جس سرزمین میں وہ گھوڑا پہونچتا ہے۔ وہاں کا حاکم اوس کا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۴۸	مہی پت یا مہنی پت	شترکن	سنہ ۲۳۶۸ جشنہ	اندرپت	۳۶۰۹	۳۵ سال	
۴۹	مہاپال	مہی پت	سنہ ۲۳۹۳	″	۲۵۸۴	۴۱ سال	
۵۰	سروپ دت	مہاپال	سنہ ۲۴۳۴	″	۲۵۴۳	۲۸ سال	
۵۱	متر سین	سروپ دت	سنہ ۲۴۶۲	″	۲۵۱۵	۲۴ سال	
۵۲	راجہ سکھ دان	راجہ متر سین	سنہ ۲۴۸۶	″	۲۴۹۱	۱۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۶) استقبال کرتا ہے۔ اگر کوئی حاکم استقبال کو نہ آوے اس سے جنگ کی جاتی ہے جب اس گھوڑیمیدھ کو روکنے والا تمام دنیا میں کوئی نہیں ہوتا ہے تو یہ جگ سمراٹ پاتا ہے۔ اسی اصل راجہ بدھ نے یہ جگ بھی نہایت عزت و وقار سے تکمیل کو پہونچایا۔ جب کلجگ کا زمانہ شروع ہوا تو اپنے بھتیجے کے بیٹے پریکشیت بن ابھیمن بن ارجن کو گدی نشین کرکے خود معہ اپنے بھائیوں دروپدی کے جنگل کو سدھارا ایک عرصہ تک ٹھٹہ ملتان۔ و پنجاب کی سیر کی۔ بعد ازاں ہر ایک نے اپنے بدن کو برف میں گلا دیا۔

ہندوؤں کے اعتقاد میں زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہے۔ اول ست جگ ۱۷ لاکھ ۸ ہزار برس اسکی گردش میں امیر فقیر چھوٹے بڑے راست باز اور نیک خصلت پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اور اون کی زندگانی کی تعداد ایک لاکھ برس ہے۔ دوم ترتیا ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس۔ اس عہد میں بہ نسبت اول کے ہر امر کا دسوان حصہ رہتا ہے جیسے کہ عمر کل دس ہزار برس رہجاتی ہے۔ سوم دواپر ۸ لاکھ ۶۴ ہزار برس بہ نسبت ترتیا کے نوحصہ زائل ہوتے ہیں۔ عمر ہزار برس کی ہوتی ہے۔ چہارم کلجگ ۴ لاکھ ۳۲ ہزار برس اس عہد میں عمر و قوت اور نکوکاری سے دسوان حصہ رہ جاتا ہے۔ عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	امتداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھدان	سنہ ۲۵۰۳ جدہشٹر	اندرپت	۲۴۷۴	۲۹ سال	
۵۴	راجہ پال سنگھ	راجہ جیت مل	سنہ ۲۵۳۲	〃	۲۴۴۵	۴۰ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ پال سنگھ	سنہ ۲۵۷۲	〃	۲۴۰۵	۴۲ سال	
۵۶	راجہ شترمردن	راجہ کلمنی	سنہ ۲۶۱۴	〃	۲۳۶۳	۹ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شترمردن	سنہ ۲۶۲۳	〃	۲۳۵۴	۲۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۷) یہ زمانہ گذشتہ تینون دور سے نہایت زبون ہے۔ پانڈو اخیر زمانہ دواپر مین تھے۔ جب کلجگ شروع ہوا۔ اہل عالم کی وضع اور طور مین خلل واقع ہونے لگا۔ چنانچہ تمثیلاً اوسی زمانہ کا ایک قصہ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ہستناپور مین ایک مکان خریدا جب اوسکو توڑکر از سر نو بنوانا چاہا تو زمین مین سے بے شمار دفینہ نکلا۔ مشتری نے بایع کو اطلاع دی کہ مین نے مکان خریدا تھا۔ دفینہ جو نکلا ہے۔ وہ تیرا مال ہے لیجا۔ بایع یہ کہتا تھا کہ مین نے مکان سمیت اوس کے حق مرافق کے فروخت کیا ہے۔ جو کچھ اُسمین سے نکلا ہے وہ تیرا مال ہے۔ چنانچہ یہ جھگڑا راجہ جدہشٹر کے پاس آیا۔ راجہ نے اوس دفینہ کو چندے بمد امانت خزانہ مین رکھا۔ جب کلجگ شروع ہوا تو وہ مشتری اور بایع برخلاف سابق کے اوس دفینہ کو حاصل کرنے کی فکر کرنے لگے۔

الحاصل پرچھت تخت پر بیٹھ کر داد و دہش مین مصروف ہوا۔ یہ راجہ بھی اپنے بزرگون کی طرح شکار دوست تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شکار مین لشکر سے دور ہوگیا۔ پانی کی تلاش مین دوڑ دھوپ شروع کی۔ اتفاقاً ایک فقیر نظر آیا۔ جو یاد خدا مین مستغرق تھا۔ راجہ گھوڑے سے اُترکر پانی کا خواستگار ہوا۔ مگر وہ فقیر اپنے استغراق مین ایسا محو تھا کہ سر تک نہ اوٹھایا۔ راجہ کو غصہ آیا۔ کسی گوشہ مین ایک مردہ

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	استعداد فوج	مدت سلطنت	حالات
۵۸	راجہ پرکیہت	راجہ چوہان	سنہ ۲۶۵۸ جد ہشتم	اندرپت	۲۳۲۷	۱۴ سال	
۵۹	راجہ بیرسین	راجہ پرکیہت	سنہ ۲۶۶۴	〃	۲۳۱۳	۳۵ سال	
۶۰	راجہ اودپت	راجہ بیرسین	سنہ ۲۶۹۹	〃	۲۲۷۸	۲۴ سال جملہ ۴۴۰ سال	سولہ آدمیون نے ۴۴۰ برس تک حکومت کی آخر کو دہرنی دہر وزیر نے راجہ اودپت کو مارا اور آپ گدی پر بیٹھا۔
۶۱	راجہ دہرنی دہر	۰	سنہ ۲۷۲۳	〃	۲۲۵۴	۳۳ سال	
۶۲	راجہ سین دیج	راجہ دہرنی دہر	سنہ ۲۷۶۶	〃	۲۲۱۱	۵۶ سال	
۶۳	مہی کنٹک	سین دیج	سنہ ۲۸۲۲ جد ہشتم سنہ ۱۰ اسکندری	اندرپت دال بعد دہلی	۲۱۵۵	۴۱ سال	یہ راجہ اسکندر رومی کا معاصر تھا اور اسی راجہ کے زمانہ مین فتح مین راجہ دہلو راجہ تھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس راجہ دہلی کے راجہ فتح کے راجا ان کے حوالہ کیا۔ اسی سبب سے راجہ دہلو نے اپنے نام پر اندرپت مین دہلی شہر بسایا۔ اور اصلی نام دہلی کا دہلو ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۸)

سانپ پڑا تہا۔ گوشۂ کمان سے اوٹھا کر وہ سانپ اوس فقیر کے گلے مین ڈال دیا۔ اور آپ اپنے لشکر کی راہ لی۔ اُس فقیر کا ایک بیٹا سنگی نام کسی دوسرے مقام پر عبادت کرتا تہا۔ کسی نے اوسے جا کر کہا کہ راجہ پرکیہت نے تیرے باپ کی گردن پر مردہ سانپ ڈال دیا ہے۔ یہ سنتے ہی اوس نے پیچ و تاب کہایا اور بد دعا دی کہ راجہ پرکیہت تچھک کے کاٹ سے ایک ہفتہ مین نابود ہو۔ جب اوس فقیر کو اپنے بیٹے کے اس بد دعا دینے کی کیفیت معلوم ہوئی تو نہایت افسوس کیا اور راجہ کو خبر کر دی کہ ایک ہفتہ برابر ہوشیار رہے۔ چنانچہ راجہ نے دریائے گنگ مین ایک ستون بنوا کر اوس پر عمارت تیار کیا اور معہ اپنے لواحقین کے وہان رہنے لگا۔ مگر وہ دعا قبول ہو چکی تھی۔ اسلئے تچھک مار انسان کی صورت ہو کر راجہ پرکیہت کے کاٹنے کو چلا۔ راستہ مین ایک دہنتر نام حکیم سے ملاقات ہوئی۔ جو سانپ کے زہر کو دور کر سکتا تہا۔ اور اس واقعہ کو سنکر راجہ پرکیہت کے پاس جا رہا تہا تچھک نے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	اندراج دفتر	مدت سلطنت	حالات
۶۴	مہاجودہ	بہی کنشک	۲۸۶۳ سنہ جدید شہور	دہلی	۲۱۰۷	۵۴ سال	
۶۵	ہیر ناتھ	مہاجودہ	۲۹۰۸ سنہ	؍	۲۰۶۹	۲۰ سال	
۶۶	جیون راج	ہیر ناتھ	۹۳۶ سنہ	؍	۲۰۴۱	۴۵ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	۲۹۸۱ سنہ	؍	۱۹۹۶	۳۷ سال	
۶۸	راجہ انند جیک	اودی سین	۳۰۱۸ سنہ	؍	۱۹۵۹	۳۳ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۹) اوس کو جواہر دیکر واپس کردیا۔ اور آپ اپنے لڑکون کو برہمنون کی صورت بنا کر ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک پہل رکھا۔ اور خود ایک چھوٹا سا کیڑہ بنکر ایک میوہ کے اندر جا چھپا۔ اور اس حالت سے راجہ کی محفل مین پہونچا۔ اور راجہ پر بچہت کو کاٹکر اوس کا خاتمہ کیا۔ راجہ پر بچہت کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا راجہ جنجی تخت نشین ہوا۔ اور لاکھون بلکہ کروڑون سانپون کو آگ مین جلاکر اپنے باپ کا بدلہ لیا۔ اس راجہ کے بعد یکے بعد دیگرے جو راجگان ہندوستان ہوئے ہین اون کے نام نقشے سے بخوبی معلوم ہون گے۔ مگر تفصیلی کیفیت کسی تاریخ مین بھی نہین ملیگی۔ اس کیفیت مین اکثر مقام پر بیاسدیو کا نام آیا ہے چنانچہ ہم اس موقع پر ناظرین کے معلومات کیلئے اونکی پیدائش کے حالات جو ہنا ڈیپ ہین۔ بیان کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ چندیری مین ایک راجہ تھا۔ ایک روز شکارگاہ مین اپنی چہیتی رانی کا خیال آیا۔ شہوت غالب ہوئی۔ منزل ہوگیا۔ راجہ مذکور نے اون قطرات کو کسی درخت کے پتے مین رکھکر شاہین کے حوالہ کیا کہ رانی کو لیجاکر پہونچا دے۔ جب یہ شاہین چلا تو کہین دوسرے شاہین کی نظر اس پر پڑی۔ وہ سمجھا کہ کوئی غذا لیجا رہا ہے فوراً جھپٹا۔ باہم آویزش ہوئی۔ اور وہ قطرات

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	انتقال	عمر	حالات
۶۹	راجہ اجپال	راجہ انندجک	۳۰۷۱ سنہ ہجری	دہلی	۱۹۰۶	۱۰۰ سال	نوابیون نے ۳۷ برس حکومت کی آخر راجہ بھکونت کماؤن کے راجہ نے دلی کو فتح کیا۔
۷۰	راجہ بھکونت رہی	۰	۳۰۹۷	〃	۱۸۸۰	۱۳۰ سال	بکراجیت کی لڑائی مین مارا گیا۔
۷۱	راجہ بکراجیت والی اوجین	راجہ گندھرپ سین	۱۸۶۶ سنہ عیسوی	اوجین	۱۸۹۷	۹۳ سال	جبکہ راجہ بکراجیت راجہ سالباہن دکن کے راجہ کی لڑائی مین مارا گیا۔ دلی کے لوگون نے مل کر سمندرپال جوگی کو دلی کی حکومت پر بٹھادیا۔
۷۲	راجہ سمندرپال جوگی	۰	۱۷۷۴ سنہ عیسوی	دہلی	۱۷۷۴	۴۳ سال	
۷۳	راجہ چندپال	سمندرپال	۱۷۵۰ سنہ عیسوی	〃	۱۷۵۰	۲۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۰) دریائے جمن مین گرے۔ اتفاقاً ایک مچھلی منہ کھولے پھر رہی تھی۔ وہ قطرات اوسکے منہ مین ٹپکے۔ وہ مچھلی حاملہ ہوئی۔ اور ایک بار وہی مچھلی ماہی گیر کے جال مین پھنسی۔ جب شکاری نے اوس کو پاک وصاف کیا تو اس کے پیٹ مین سے دو بچے نر و مادہ توام نکلے۔ ماہی گیر نے لڑکے کو تو راجہ کے پاس پہونچادیا۔ اور لڑکی کی پرورش خود کرنے لگا۔ راجہ نے اوس لڑکے کا نام مین رکھا۔ جب وہ جوان ہوا تو دریائے ستلج کے کنارے کی جاگیر عطا کی۔ چنانچہ اوسی کے نام کی مناسبت سے اوس ولایت کا نام ماچھی وار مشہور ہوا۔ اور لڑکی کا نام ماہی گیر نے مچھودری رکھا۔ بعض دوجن گندھا بھی کہتے ہین۔ الحاصل جب وہ لڑکی جوان ہوئی تو ایک چھوٹی ڈونگی لیکر ہر ایک آیندہ و روندکو پار کرتی تھی۔ اتفاقاً دریا کے کنارے ایک روز پاراسر بن میکیت بن بشیت بن برہما کا گذر ہوا۔ جوان لڑکی کو دیکھ کر مباشرت کی لہر آئی۔ اس صحبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لڑکا اوسیوقت پیدا ہوا۔ جو پیدایش کے وقت ہی چودہ برس کا نظر آتا تھا۔ باپ نے اوسکا نام بیاسدیو رکھا۔ تفرقات باطنی کی وجہ سے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ دوام	مدت سلطنت	حالات
۷۴	نی پال	چندرپال	سمت ۱۰۶۰ ب / سنہ ۱۲۹ ع	دہلی	۱۷۲۳	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۱۰۸۱ ب / سنہ ۱۵۰ ع	〃	۱۷۰۲	۱۴ سال	
۷۶	سکھپال	دیس پال	سمت ۱۱۲۱ ب / سنہ ۱۶۴ ع	〃	۱۶۸۸	۱۹ سال	
۷۷	گوبندپال	سکھپال	سمت ۱۱۴۰ ب / سنہ ۱۸۳ ع	〃	۱۶۶۹	۱۸ سال	
۷۸	کمہہ پال	گوبندپال	سمت ۱۱۵۹ ب / سنہ ۲۰۱ ع	〃	۱۶۵۱	۲۲ سال	
۷۹	ہرچندپال	کمہہ پال	سمت ۱۱۸۱ ب / سنہ ۲۲۳ ع	〃	۱۶۲۹	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن ہرچندپال	سمت ۱۱۹۳ ب / سنہ ۲۳۶ ع	〃	۱۶۱۶	۱۵ سال	
۸۱	ہرپال	مہی پال	سمت ۱۲۰۸ ب / سنہ ۲۵۱ ع	〃	۱۶۰۱	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہرپال	سمت ۱۲۲۲ ب / سنہ ۲۶۵ ع	〃	۱۵۸۷	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۱۲۴۰ ب / سنہ ۲۸۱ ع	〃	۱۵۶۹	۱۵ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۱) کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی۔ اور مجبوری بعد اس واقعہ کے راجہ سنتن کے عقد میں آئی۔ ہم نے ان طول وطویل واقعات سے جو ناظرین کی سمع خراشی کی ہے۔ اوسکی معافی چاہتے ہین۔ دراصل ہمارا مطلب ہندوؤن کے اعتقادات کو ہدیۂ ناظرین کرنا۔ اور اون کے پرانے خیالات کو ظاہر کرکے اون پر روشنی ڈالنا تہا۔ ۱۲ مؤلف

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اقتدار بالغ	مدت سلطنت	حالات
۸۴	کرم پال یا کھیم پال	کرم پال	سنہ ۳۳۵ ب سنہ ۲۹۸ ع	دہلی	۱۵۵۴	۱۲ سال جلوس ۲۳۲ سال	تیرہ آدمیوں نے دو سو بتیس برس حکومت کی امیر کوراجہ ملوک چند والی بھٹرا یچ نے فتح پائی۔
۸۵	ملوک چند	۰	سنہ ۳۲۷ ب سنہ ۳۱۰ ع	〃	۱۵۴۲	۲ سال	
۸۶	کرم چند	ملوک چند	سنہ ۳۲۹ ب سنہ ۳۱۲ ع	〃	۱۵۴۰	۱۳ سال	
۸۷	کاہن چند	کرم چند	سنہ ۳۴۲ ب سنہ ۳۲۵ ع	〃	۱۵۲۷	ایک سال	
۸۸	رامچندر	کاہن چند	سنہ ۳۴۳ ب سنہ ۳۲۶ ع	〃	۱۵۲۶	۱۱ سال	
۸۹	دھیر چند	رامچندر	سنہ ۳۵۴ ب سنہ ۳۳۷ ع	〃	۱۵۱۵	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	سنہ ۳۶۹ ب سنہ ۳۵۲ ع	〃	۱۵۰۰	۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	سنہ ۳۷۵ ب سنہ ۳۶۸ ع	〃	۱۵۰۰	۱۶ سال	
۹۲	ہر چند	بھیم چند	سنہ ۳۸۷ ب سنہ ۳۸۰ ع	〃	۱۵۰۰	ایک سال	
۹۳	گوبند چند	ہر چند	سنہ ۳۹۵ ب سنہ ۳۸۱ ع	〃	۱۴۷۲	۱۳ سال	
۹۴	رانی پرم دیوی	زوجہ گوبند چند	سنہ ۴۵۱ ب سنہ ۳۹۱ ع	〃	۱۴۵۸	ایک سال جلوس ۸۵ سال	دس آدمیوں نے پچاسی سال حکومت کی۔ اور جب رانی پرم دیوی مری تو لوگوں نے ملکہ ہر پریم نصیر کو تخت پر بٹھا دیا۔
۹۵	ہر پریم	۰	سنہ ۴۵۲ ب سنہ ۴۳۵ ع	〃	۱۴۵۷	۸ سال	
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سنہ ۴۶۰ ب سنہ ۴۴۳ ع	〃	۱۴۴۹	۲۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سنہ ۴۸۰ ب سنہ ۴۴۳ ع	〃	۱۴۲۹	۱۶ سال	
۹۸	جہا یا تر	گوپال پریم	سنہ ۴۹۶ ب سنہ ۴۳۹ ع	〃	۱۴۱۳	۷ سال جلوس ۱۵ سال	
۹۹	رہی سین	۰	سنہ ۵۰۳ ب سنہ ۴۴۶ ع	〃	۱۴۰۶	۱۸ سال	

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	استمرار دور	مدت سلطنت	حالات
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سمت ۵۲۱ ب / سنہ ۴۶۴ ع	دہلی	۱۳۸۸	۱۲ سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سمت ۵۳۳ ب / سنہ ۴۷۶ ع	〃	۱۳۷۶	۱۵ سال	
۱۰۲	مادھو سین	کنور سین	سمت ۵۴۸ ب / سنہ ۴۹۱ ع	〃	۱۳۶۱	۱۵ سال	
۱۰۳	سور سین	مادھو سین	سمت ۵۶۳ ب / سنہ ۵۰۶ ع	〃	۱۳۴۶	۲ سال	
۱۰۴	بھیم سین	سور سین	سمت ۵۶۹ ب / سنہ ۵۱۲ ع	〃	۱۳۴۰	۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بھیم سین	سمت ۵۷۴ ب / سنہ ۵۱۷ ع	〃	۱۳۳۵	۵ سال	
۱۰۶	ہر سین	کان سین	سمت ۵۷۹ ب / سنہ ۵۲۲ ع	〃	۱۳۳۰	۹ سال	
۱۰۷	گھن سین	ہر سین	سمت ۵۸۸ ب / سنہ ۵۳۱ ع	〃	۱۳۲۱	۲ سال	
۱۰۸	نراین سین	گھن سین	سمت ۵۹۰ ب / سنہ ۵۳۳ ع	〃	۱۳۱۹	۲۷ سال	
۱۰۹	دمودر سین	نراین سین	سمت ۶۱۷ ب / سنہ ۵۶۰ ع	〃	۱۲۹۲	۱۱ سال جملہ ۱۲۵ سال	بارہ آدمیوں نے ۱۲۵ برس حکومت کی۔ انھیں کو ارکان ریاست نے راجہ دیپ سنگھ کو مہمان کے راجہ سے سازش کرکے دلی میں بلالیا۔
۱۱۰	راجہ دیپ سنگھ کوہی	۔	سمت ۶۲۸ ب / سنہ ۵۷۱ ع	〃	۱۲۸۱	۱۷ سال	
۱۱۰	رن سنگھ	دیپ سنگھ	سمت ۶۴۵ ب / سنہ ۵۸۸ ع	〃	۱۲۶۴	۱۴ سال	
۱۱۲	راج سنگھ	رن سنگھ	سمت ۶۵۹ ب / سنہ ۶۰۲ ع	〃	۱۲۵۰	۹ سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	سمت ۶۶۸ ب / سنہ ۶۱۱ ع	〃	۱۲۴۱	۴۵ سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	سمت ۷۱۳ ب / سنہ ۶۵۶ ع	〃	۱۱۹۶	۱۳ سال	

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	اندازہ زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۱۵	جیون سنگھ	ہرسنگھ	سمت ۶۲۶ / ع ۶۶۹ / س ۵۰ ھ	دہلی	۱۱۸۳	۷ سال جملہ ۱۰۵ سال	چھیاسی مہینوں نے ایک سو پانچ برس حکومت کی۔ اخیر کو انکپال تنور نے دلی پر قبضہ پایا۔
۱۱۶	انکپال تنور	اوکھرسین	سمت ۶۳۳ / ع ۶۷۶ / س ۵۷ ھ	〃	۱۱۷۶	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انکپال	سمت ۶۵۱ / ع ۶۹۴ / س ۵۷ ھ	〃	۱۱۵۸	۱۹ سال ایک شہر ۱۸ یوم	
۱۱۸	کنک پال	باسدیو	سمت ۶۷۰ / ع ۷۱۳ / س ۹۵ ھ	〃	۱۱۳۹	۲۱ سال ۳ شہر ۲۰ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	کنک پال	سمت ۶۹۳ / ع ۷۳۵ / س ۱۱۸ ھ	〃	۱۱۱۸	۱۹ سال ۶ شہر ۱۹ یوم	
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	سمت ۷۱۲ / ع ۷۵۴ / س ۱۳۵ ھ	〃	۱۰۹۵	۲۱ سال ۶ شہر ۲۰ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جیدیو	سمت ۷۳۳ / ع ۷۷۵ / س ۱۵۶ ھ	〃	۱۰۷۷	۱۴ سال ۲ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودی راج	ہرپال	سمت ۷۴۶ / ع ۷۸۹ / س ۱۷۳ ھ	〃	۱۰۶۳	۲۶ سال ۷ شہر ۱ یوم	
۱۲۳	بجہراج	اودی راج	سمت ۷۷۲ / ع ۸۱۶ / س ۲۰۱ ھ	〃	۱۰۳۶	۲۱ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	انکپال	بجہراج	سمت ۷۹۴ / ع ۸۳۷ / س ۲۲۳ ھ	〃	۱۰۱۵	۲۲ سال ۳ شہر ۱۰ یوم	
۱۲۵	رکھہ پال	انکپال	سمت ۹۱۶ / ع ۸۵۹ / س ۲۴۵ ھ	〃	۹۹۳	۲۱ سال ۶ شہر ۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھہ پال	سمت ۹۳۸ / ع ۸۸۱ / س ۲۶۸ ھ	〃	۹۷۱	۲ سال ۴ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سمت ۹۴۰ / ع ۸۸۳ / س ۲۷۰ ھ	〃	۹۶۹	۱۸ سال ۳ شہر ۱ یوم	
۱۲۸	سنکھن	گوپال	سمت ۹۵۸ / ع ۹۰۱ / س ۲۸۹ ھ	〃	۹۵۱	۲۵ سال ۲ شہر ۱۰ یوم	

نمبر شمار	نام خاندان	نام بادشاہ	سال جلوس	دارالسلطنت	امتداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۲۹	جیپال	سلکھن	سنہ ۹۹۳ بکرمی سنہ ۹۳۶ ہجری سنہ ۳۱۴ یزدگردی	دہلی	۹۲۶	۱۶ سال ۸ مہینہ ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنور پال	جیپال	سنہ ۱۰۰۰ بکرمی سنہ ۹۴۳ ہجری سنہ ۳۳۲ یزدگردی	〃	۹۰۹	۲۹ سال ۹ مہینہ ۱۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنور پال	سنہ ۱۰۲۹ بکرمی سنہ ۹۷۲ ہجری سنہ ۳۶۲ یزدگردی	〃	۸۸۰	۲۹ سال ۶ مہینہ ۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	سنہ ۱۰۵۵ بکرمی سنہ ۱۰۰۲ ہجری سنہ ۳۹۳ یزدگردی	〃	۸۵۰	۲۴ سال ۱ مہینہ ۶ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	سنہ ۱۰۸۳ بکرمی سنہ ۱۰۲۶ ہجری سنہ ۴۱۷ یزدگردی	〃	۸۲۶	۲۵ سال ۲ مہینہ ۱۳ یوم	
۱۳۴	اکرپال	مہی پال	سنہ ۱۱۰۸ بکرمی سنہ ۱۰۵۱ ہجری سنہ ۴۴۳ یزدگردی	〃	۸۰۱	۲۱ سال ۲ مہینہ ۱۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اکرپال	سنہ ۱۱۲۹ بکرمی سنہ ۱۰۷۲ ہجری سنہ ۴۶۵ یزدگردی	〃	۷۸۰	۲۲ سال ۲ مہینہ ۱۹ یوم تک علیحدہ ۷ سال ۸ مہینہ ۱ یوم	بیس آدمیوں نے چار سو اسی برس سات مہینے ۲۸ دن حکومت کی۔ اخیر کو بلدیو چوہان نے فتح پائی۔
۱۳۶	بلدیو	۰	سنہ ۱۱۵۲ بکرمی سنہ ۱۰۹۵ ہجری سنہ ۴۸۹ یزدگردی	〃	۷۵۷	۶ سال ۱ مہینہ ۴ یوم	
۱۳۷	امرگنکو	بلدیو	سنہ ۱۱۵۸ بکرمی سنہ ۱۱۰۱ ہجری سنہ ۴۹۹ یزدگردی	〃	۷۵۱	۵ سال ۲ مہینہ ۵ یوم	
۱۳۸	کہرپال	امرگنکو	سنہ ۱۱۶۳ بکرمی سنہ ۱۱۰۶ ہجری سنہ ۵۰۵ یزدگردی	〃	۷۴۶	۲۰ سال ۱ مہینہ ۵ یوم	
۱۳۹	مسمیر	کہرپال	سنہ ۱۱۸۳ بکرمی سنہ ۱۱۲۶ ہجری سنہ ۵۲۵ یزدگردی	〃	۷۲۶	۱۸ سال ۴ مہینہ ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	مسمیر	سنہ ۱۱۹۰ بکرمی سنہ ۱۱۳۳ ہجری سنہ ۵۲۸ یزدگردی	〃	۷۱۹	۱۴ سال ۴ مہینہ ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سنہ ۱۱۹۵ بکرمی سنہ ۱۱۳۸ ہجری سنہ ۵۳۳ یزدگردی	〃	۷۱۴	۳ سال ۱ مہینہ ۵ یوم	
۱۴۲	رائے پتھورا	ناک دیو	سنہ ۱۱۹۰ بکرمی سنہ ۱۱۴۱ ہجری سنہ ۵۳۶ یزدگردی	دہلی و اجمیر	۷۱۱	۹۴ سال ۵ مہینہ ایک یوم جلسہ شہر ۹۵ سال	سات آدمیوں نے پچانوے برس، چھ مہینے حکومت کی۔ اخیر رائے پتھورا راے عزالدین محمد بن سام معروف سلطان شہاب الدین غوری کی لڑائی میں ماراگیا اور سلطنت مسلمانوں کے گھرانے میں چلی گئی۔ اور اگرچہ غور کا بادشاہ غیاث الدین محمد بن سام سلطان شہاب الدین کہلاتا تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود اپنی ہی تلوار سے کی تھی اور سکہ و خطبہ اسی کے نام کا جاری ہوا تھا اس لئے سلطان شہاب الدین ہی کو ہم نے سلسلۂ سلاطین دہلی کا بانی شمار کیا ہے۔

یہ نقشہ ہندو حکمران دہلی کا ہے۔ اب آیندہ بادشاہان اسلام کے ختم حالات پر اون کا نقشہ درج کیا جائے گا۔ اور اب ہم انھین مختصر حالات پر زمانۂ ریاست اہل ہنود کو ختم کرتے ہین۔ جو ہمارے معزز ناظرین کی معلومات کے لئے کافی ہے۔ بلکہ کسی دوسری تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہی نہوگی کیونکہ ہم نے جس قدر چوٹی کی باتین تھین۔ وہ اخذ کرکے اسمین درج کردئے ہین۔ اب آخر مین ہندو راجاؤن کے تاج[1] کے چند نقشے جو ہمکو کتاب تاج دکشان مولفہ محمد رفیع صاحب رضوی عالی سے دستیاب

[1] تاج شاہی ٹوپی ہے۔ جسکو نظامی گنجوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سکندر نامہ مین یون لکھا ہے کہ ع کلاہ از کیومرث آفاق گیر جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولاً تاج کیومرث نے بنایا تھا۔

تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان مین جسوقت لباس پہننے کا رواج شروع ہوا تھا۔ اوس وقت بھی سر پر تاج کا نشان موجود تھا۔ یعنے جو گروہ محض وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اونکے تمام افراد کسی درخت کی پتلی لوچدار شاخ کا حلقہ بنا کر سر مین پہن لیتے تھے۔ اور جس شخص کے حلقہ کی شاخ مین پتیان اور پھول شامل ہوتے تھے۔ وہ اہل قوم کا سردار مثل بادشاہ کے سمجھا جاتا تھا۔

پہلے زمانہ مین تاج۔ بہادری۔ اخلاقی۔ گاؤزوری۔ ڈاکہ زنی اور شہسواری وغیرہ طریقون سے حاصل ہوتا تھا۔ اور جس شخص کو کسی گروہ پر تفوق حاصل ہوتا تھا۔ وہ اپنے لباس مین کوئی امتیازی نشان ضرور قایم کرلیتا تھا۔ پھر اس تاج کی حالت مین تبدیلی شروع ہوئی۔ یعنے پہلے جو تاج درختون کے پتون سے بنتا تھا۔ وہ مصنوعی بیل بوٹون سے بنایا جانے لگا۔ بعدہ جسقدر سلطنتین زیادہ ہوتی گئین۔ تاج مین اور بہی ترقیان ہوتی گئین۔ اور مختلف صورتون کے تاج بننے لگے۔ یونان کے زمانۂ عروج مین جو تاج بادشاہ تھا۔ وہ صرف ایک حلقہ تھا۔ جو زمانہ کی ترقی کیساتھ پر تکلف ہوتا گیا۔ مگر درخت کی ایک مصنوعی شاخ معلوم ہوتا تھا۔ اس تاج پر ان لوگون کو استحقاق حاصل ہوتا تھا جو گھوڑون اور جسمانی ورزشون مین فتح نمایان حاصل کرتے تھے۔

ہوئے ہین ایزاد کرتے ہین۔ اوراوس کے ساتہہ ساتہہ ہم نے سکہ جات کی بہت کچہہ تلاش کی۔ مگر باوجود تلاش کافی ہمدست نہوے۔ اگر کچہہ ملے بہی تو اون سے یہ پتا نہین چلتا کہ کس راجہ نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۷) سکندر اعظم کا تاج صرف ایک سادہ پٹی سونے کی تہی۔ جسمین بعد فتح ایران مینڈہے کے دو سینگ بہی شامل کرلئے گئے تھے۔

عرب مین پہلے سلطنت نہ تہی۔ لیکن جب اسلام نے عربون مین حکومت کی بنیاد ڈالی تو اوس کے ابتدائی فرمانروا اون مین تاج کا استعمال نہین ہوا۔ مگر جب عرب کی سلطنت ترکون مین آئی تو اون کے عمامے تبدیل بہ تاج کی صورت ہوتے گئے ترک قبل از اسلام خود پہنتے تھے۔ اور اون کا شاہی خود ایک منقش پٹی تہا۔ جسپر کلغی لگی ہوئی تہی۔ جب عربون کی سلطنت ترکون کے تصرف مین آئی۔ اور بعدہ ترکی حکمران اپنا قدیمی مذہب ترک کرکے مسلمان ہوتے گئے تو انہون نے اپنی قدیمی وضع مین بہی ترمیم کی۔ اور خود کے اوپر عمامہ باندہنا اختیار کیا۔

اس ترکی خاندان مین ایک خاندان چغتائیہ تہا۔ جس نے ہندوستان مین حکومت قایم کرلی تہی۔ جو مغلیہ کے نام سے اس وقت تک مشہور رہے۔ جب اس خاندان مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہوا تو اُس نے اپنے تاج کی صورت نئی کردی۔ اپنے زمانہ سابق مین چہار اخگان ہندوستان مین کہڑکی دار پگڑی پر ایک سرپیچ جسپر ترنج بنے ہوئے تھے بطور تاج کے استعمال کرتے تھے۔ اکبر نے اسی طرز کو تہوڑی سی ترمیم کے ساتہہ جاری رکہا۔

خاندان سلجوقیہ نے جو ترکون کی ایک شاخ ہے۔ اوس نے اپنا تاج اسطرح بنایا تہا۔ کہ خود مین جواہرات کے پہول لگائے تھے اور اوس کے اوپر عمامہ باندہکر اوسمین موتیون کی چند لڑیان لگادی تھین۔

بایزید یلدرم نے جب سلطان کا لقب اختیار کیا تو پہلے سلجوقی تاج کو اپنے خاندان مین جاری کیا تہا۔ یہ تاج اگرچہ اب استعمال نہین کیا جاتا۔ مگر موجود ہے۔

صوبۂ اودھ کے صوبہ دار نواب غازی الدین حیدر کو جب انرییل ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۱۹ء مین لقب شاہی دیا تو

اس سکہ کو تیار کرایا تہا۔ اور کس راجہ کے زمانے مین یہ سکے رایج تھے۔
البتہ ٹاڈ راجستان جلد اوّل مین چند سکہ جات کے نقشے (جو کہنڈرات اوجین و دیگر شہر ہائے قدیم سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۸) اوس کے لئے ایک نئی وضع کا تاج شاہی بنایا گیا۔ اس سے پیشتر جلال الدین محمد اکبر والی مندیش استعمال کیا کرتے تھے
ایران و مصر اور بابل کے حکمرانون کا تاج بہت قدیمی ہے۔
روما کے زمانۂ عروج مین تاج کی وہی شکل قایم رہی تھی۔ جو درخت کی مصنوعی شاخ سے بنایا گیا تہا۔ مگر بعد کو اوس مین
ظاہری شان و شوکت بہی ظاہر کی گئی۔
قسطنطین کے زمانہ مین تاج پر تکلف ہو کر مرصع ہوا۔ اور ایک اونچی ٹوپی کو چوڑی پٹی کے حلقہ مین لیکر سنہری نصف
محراب کی شکل بنایا گیا۔ اور محراب پر ایک کرّہ قایم ہوا۔ شاہ جسٹی نین نے اوس کرّہ پر صلیب بنوائی یہ وضع
ایسی مرغوب ہوئی۔ کہ یورپ کے تمام عیسائی سلطنتون نے اوسکی تقلید کی۔
پوپ کو چونکہ دنیا آخرت اور مذہب تینون کے اختیارات حاصل ہین۔ اس لئے اُس نے اپنے تاج کو ان تینون اختیارات
کا نمونہ ثابت کرنے کے لئے تین درجہ کا اونچا بنایا ہے۔
انگلستان مین جو تاج بنایا گیا۔ وہ حضرت داؤد کے تاج کی نقل تہا۔ جس مین سونے کی متعدد کوکلیان لگی ہوئی تھین۔ اور
کھوپری کے طرف کہلا ہوا تھا۔
ولیم اول نے اپنے تاج مین صرف چار میخین رہنے دین۔ جن مین سہ برگ پھول بڑہا کر خوبصورت کر دیا۔ جس سے وہ
کسی قدر اونچا ہی ہو گیا۔
ہنری اول نے اپنے تاج کے حلقہ کو جواہرات سے مرصع کر کے اوس مین خوشنمائی اور زیادہ کر دی۔
ہنری دوم۔ چارلز اول اور شاہ جان کے زمانہ مین اور ترقی ہوئی۔
ہنری سوم کا تاج صرف ایک حلقہ تہا۔ جو چند پتیون یا گہنڈیون سے کسیقدر بلند کر دیا گیا تہا۔

برآمد ہوئے) درج ہین۔ جن کے دیکھنے سے نام اور سنہ وغیرہ بھی نہین معلوم ہوسکتا۔ پس اس مجبوری کی وجہ ہم معزز ناظرین سے اس عدم تکمیل کی معافی چاہتے ہین۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۹) ایڈورڈ سوم نے سچے کام سے تاج کو خوبصورت بنایا جس مین چار بڑے اور چار چھوٹی چوٹی پتیان خوبصورت دوائر مین نظر آتی تھین۔ حلقہ مرصع تھا۔ جس سے آٹھ پھول ظاہر ہوتے تھے۔

رچارڈ دوم نے بھی تاج کی یہی شکل اختیار کی تھی۔

ہنری چہارم نے تاج کو موتیون سے رونق دی۔ اور اوسکی پتیان جواہرات سے مرصع کین۔

ہنری پنجم نے سب سے پہلے تاج مین محرابی شکل قایم کی۔ اس تاج کے بالائی حصہ پر کرہ زمین اور صلیب بنائی گئی جو روما کے تاج سے اخذ کیگئی تھی۔ یہ تاج انگلستان مین پسند ہوا۔

ہنری ششم کے تاج مین محرابین تھین۔

ایڈورڈ چہارم کے تاج مین چار نصف محرابین تھین۔

رچارڈ سوم نے جو تاج بنایا تھا۔ وہ ہنری پنجم کے تاج سے بہت مشابہ تھا۔ صرف اوسکی پتیان اور صلیب اوسکی نسبت زیادہ خوشنما اور موزون تھین۔

ہنری ہفتم نے اپنے تاج کو شاہان سابق سے زیادہ بلند کیا۔ اور اوسمین دو محرابین قایم کین۔ اور اوس کے حلقہ کو چار محرابون اور چار صلیبون سے اونچا کیا۔

ہنری ہشتم کے وقت مین یہ اسجاد زیادہ ہوئی کہ اسوقت تک جتنے تاج بنائے گئے تھے۔ سب کے پہننے سے سر کہلا رہتا تھا۔ ہنری ہشتم نے اپنے تاج کے نیچے آسمانی مخمل کی ٹوپی داخل کی۔

ملکہ الزبتھ کا تاج ہنری ہشتم کے تاج سے مشابہ تھا۔

جیمس اول اور چارلس اول نے تاج مین چار محرابین بنائین۔ یہ تاج سونے کا بنایا گیا تھا جسکا وزن بسات پونڈ پیرس

نقشہ ہائے تاج قدیم راجگان ہندوستان

تاج راجہ بکرماجیت	تاج کرشن عرف کنہیا	تاج راجہ رامچندر والی اجودھیا
تاج راجہ ملوک چند	تاج راجہ سالباہن	تاج راجہ بکرماجیت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۰) اور قیمت گیارہ ہزار ایک سو ایک روپیہ تھی۔ یہ تاج ۱۸۴۶ء مین پارلیمنٹ کی رائے سے تلف کروایا گیا چارلس دوم کا تاج سینٹ ایڈورڈ کے تاج کے مانند تھا۔

جارج سوم کی تاجپوشی کیوقت جو تاج تیار کیا گیا تھا اوسکی محرابون مین پہلے تاجون کے محرابون سے کچھ زیادہ خوبصورتی ظاہر کیگئی تھی۔ یہی تاج ولیم چہارم کی تاجپوشی کے وقت بھی سر پر رکھا گیا تھا۔

ملکہ معظمہ وکٹوریہ کا تاج سینٹ ایڈورڈ کے تاج سے مشابہ بنایا گیا تھا۔ جو شاہان گذشتہ کے تاجون سے زیادہ قیمتی تھا۔ اوزن صرف نتالیس اونس اور قیمت تین لاکھ ساٹھہ ہزار پونڈ تھی۔ یہ تاج سراپا جواہرات سے مرصع تھا۔

موجودہ شہنشاہ حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم دام اقبالہ کے تاج کے دائرے مین جس مین ہیرے لگے ہین۔ جنہین سے ہر ایک کی قیمت پندرہ سو پونڈ ہے۔ اس تاج کے وسط مین اوپر کی طرف دو ہیرے جڑے ہین۔ جو ہر ایک دو ہزار پونڈ قیمت کا ہے۔ اول الذکر ہیرون کے زاویہ پر چون چھوٹے ہیرے کھدے گئے ہین۔ اور ہر ایک کی قیمت سو پونڈ ہے۔ تاج کے گرد صلیبین ہین۔ ہر صلیب مین پچیس ہیرے بارہ ہزار پونڈ کے ہین۔ صلیب کے بالائی حصہ پر چار بڑے ہیرے قیمتی چار ہزار پونڈ کے ہین۔ بارہ ہیرونکا ایک پھول دس ہزار پونڈ کا ہے

تاج راجہ دیبی سین	تاج راجہ ہرپریم	تاج راجہ دیپ سنگھ
تاج راجہ لبسروا	تاج راجہ بربادہ	تاج راجہ دہرنی دہر
تاج پرتھی راج عرف رائے پتھورا	تاج راجہ جُدھشٹر	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸) جسمین اٹھارہ چھوٹے چھوٹے ہیرے جڑے ہین جنکی قیمت دو ہزار پونڈ ہے۔ محرابونمین موتی اور ہیرے لگے ہین جنکی قیمت دس ہزار پونڈ ہے اور جابجا اکثا لیس چھوٹے ہیرے بیالیس ہزار پونڈ قیمت کے ہین۔ تاج کی حلقہ مین موتیون کی قطار ہین اسکی قیمت تین ہزار پونڈ کل جواہرات ملاکر اس تاج کی قیمت ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ حضور ملکہ انگلنڈ مدظلہا کا تاج جو جواہرات سے سراپا مرصع ہے۔ اس مین چار صلیب ہین۔ سامنے صلیب مین کوہ نور نامی ہیرا جڑا ہے اور باقی تین صلیبون مین تین ہیرے جو قدر مین قریب قریب کوہ نور کے ہین جڑے ہین۔ آٹھ شاندار محرابین نکلی ہین۔ جنمین تہری قطار جواہرات کی ہے۔ بالا کی صلیب سے لیکر نیچے کے حلقہ تک کل بگہ جواہرات سے پُر ہے۔ اسمین ہیرونکی تعداد تین ہزار چھہ سو اٹھاسی ہے۔ اور وزن اس تاج کا بائیس اونس ہے۔ اتنا ہلکا تاج اسوقت تک کوئی نہین تہا۔ خلاصہ یہ کہ اسوقت دنیا کی سلطنتون مین مختلف قسم کے تاج کا استعمال ہے۔ مگر سب کی اصل کسی درخت کی شاخ ہی سے پائی جاتی ہے۔ جو کہ زمانہ کی ترقی کے ساتھہ تبدیل ہوکر دوسری صورتون مین ہوتی گئی۔ ۱۲ مولف۔

گل دوم

عہد اسلام

ملک عرب

عرب ایک جزیرہ نما ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہے۔ جو براعظم ایشیا کے جنوب مغربی گوشہ مین خلیج فارس اور بحر قلزم کے مابین واقع ہے۔ جو دکن سے مغرب رویہ کوئی ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ پر ہے اس کے انتہائے گوشۂ شمال پر بحر روم ہے۔ اور شمال و مغربی گوشہ پر نہر سوئز ہے۔ جس نے اسکو براعظم افریقہ سے جدا کر دیا ہے۔ یعنے مشرق مین خلیج فارس اور بحر عمان۔ جنوب مین بحر عرب۔ مغرب مین بحر قلزم یا بحر احمر۔ شمال مین ملک شام۔ رقبہ (۱۲۱۹۷) مربع میل ہے۔ عرض سے طول دگنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ طول پندرہ سو میل ہے۔ عرب کو ایران۔ سریا (شام) مصر۔ اتھی اوپیا (حبش) گھیرے ہوئے ہین۔ ۱۲° ۔ ۴۰ اور ۳۴° شمالی عرض بلد اور ۳۲° ۔ ۳۰ و ۶۰ مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کو جزیرۃ العرب بھی کہتے ہین۔ عرب کی وجہ تسمیہ مین اختلاف ہے بعض

انگریزی مورخ لفظ عرب کا ماخذ "عُربہ" بتاتے ہین۔ جسکے معنی عبرانی زبان مین ہموار بیابان کے ہین۔ چونکہ یہ ملک ریگستانی تھا۔ اس لئے اسکی رعایت سے اسکا نام عرب رکھدیا ہے۔ مگر موجودہ لغات عربیہ مین عربہ کے معنی نہر جاری کے ہین۔ البتہ "عرب" بکسر العین سے یہ ماخوذ ہوسکتا ہے۔ جسکے معنی گیاہ خشک کے ہین۔ اور عرب ایک خاص قوم کا نام ہے جو عجم نہ ہو۔ عرابہ کے معنی گندم گون کے بھی ہین۔ یہ سارا ملک نہایت گرم ہے۔ جابجا کثرت سے پہاڑ ہین۔ ملک بھر مین کوئی دریا ایسا نہین ہے۔ جو سمندر مین گرتا ہو۔ اس کے اکثر حصے ریگزار ہین۔ اور کہین کہین شاداب بھی ہین۔ بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عرب کے تین حصے کئے ہین۔ عرب الحجر۔ عرب الوادی۔ عرب المعمور۔ لیکن یہ صحیح نہین ہے۔ عرب اسکو نہین ملتے۔ عربی جغرافیون مین ملک عرب کی تقسیم پانچ حصون مین لکھی ہے۔ تہامہ۔ حجاز۔ نجد۔ عروض۔ یمن۔ یمن مین صنعاء وعدیدہ وغیرہ مشہور مقامات ہین۔ اس صوبہ کے ایک شہر سبا مین حضرت بلقیس جناب سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین حکمران تھین۔

عُمان" عرب کے جنوب و مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔ جو ایک علیحدہ خودمختار سلطان کے ماتحت ہے۔ اور امام مسقط (دارالسلطنت عمان) کہلاتا ہے۔ اسکے شمال و مغرب مین نجد واقع ہے۔ جسکا دارالسلطنت حائل ہے۔ اور جس مین وہابیون کی عملداری ہے۔ یمن کے شمال مین حجاز واقع ہے۔ جس مین مکہ۔ مدینہ۔ طائف تین مشہور مقامات ہین۔ بحر قلزم سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر اندرونی جانب مکہ معظمہ ایک درہ کوہ مین آباد ہے جسکے چارون طرف پہاڑیان محیط ہین۔ چار ہزار برس ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اونکے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک عبادت خانہ (جسکو خانہ کعبہ کہتے ہین) بنایا تھا۔ اور مکہ معظمہ کے بسانے والے بھی اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہین۔

مکہ معظمہ سے جانب جنوب ۱۰ میل کے فاصلہ پر "طائف" ایک نہایت سرسبز مقام ہے۔ مکہ معظمہ مین پرانا صرف ایک کنوان ہے۔ جسے چشمۂ اسمٰعیل و بیر زمزم بھی کہتے ہین۔ مکہ معظمہ کے شمال مین ۲۷۰ میل کے

فاصلہ پر مدینہ منورہ ہے۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے نسبتاً سرسبز ہے۔ موسم سرما مین یہان اچھی سردی پڑتی ہے۔ مکہ معظمہ سے بجانب شمال و مغرب، ۴۰ میل کے فاصلہ پر بحر قلزم کے کنارے "جدہ" ایک مشہور بندرگاہ ہے یمن کے جنوب و مشرق مین باب المندب کے پاس عدن کا بندر ہے (سنہ ۱۸۹۳ء سے انگلستان کے قبضہ مین ہے) عرب کے جنوب و مشرقی کنارے پر مسقط ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔

عربون کی غذا کا مدار زیادہ تر کھجور پر ہے۔ جس سال کھجور بار آور نہ ہو عرب مین قحط کا خوف ہو جاتا ہے۔ اسکی لکڑی سے پلنگ۔ صندوق۔ الماریان۔ پنکھے اور دیگر اشیائے خانہ داری بنتے ہین۔ عرب مین گیہون اور جو بوئے جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ کھجور کی سو سے زیادہ قسمین ہین۔ اور مختلف طور سے استعمال کیجاتی ہین۔ عربون مین مشہور ہے کہ ایک منتظم بیوی اپنے شوہر کو ایک مہینے تک مختلف طور سے تیار کی ہوئی کھجورین کھلا سکتی ہے۔ کھجور کی لکڑی جہت اور ایندہن کے کام آتی ہے۔ اسکے ریشے رسی بنانے کے کام مین آتے ہین۔ اور پتے۔ ٹوکرے۔ زنبیل وغیرہ کے بنانے مین۔ گو دانہ خشک ہونے کے اونٹون، گایون اور بھیڑون کو بطور غذا کے دیا جاتا ہے۔ تیل کی بھی وہان کاشت کیجاتی ہے۔ جس کا رنگ عربونکو بہت مرغوب ہے۔ پودھون کی خاک کو عام عرب صابون کی جگہہ استعمال کرتے ہین۔ چائے یہان کی بہت مشہور رہے۔ عرب ہی کی بدولت یورپ مین چائے پہونچی۔ اور دنیا کے دوسرے حصون مین کاشت کیگئی اب عرب مین چائے بہت تھوڑی پیدا ہوتی ہے۔ مگر نہایت عمدہ اور نفیس ایک قسم کا بابرا بھی وہان کا خاص غلہ ہے۔

عرب کے گھوڑے کل دنیا مین مشہور ہین۔ یہان سے کسی ملک کے گھوڑے اچھے نہین ہوتے۔ جنکی وفاداری اور جانبازی کے قصے مشہور ہین۔ عرب اپنی عزت و بزرگی گھوڑون ہی پر منحصر رکھتے ہین۔ گھوڑے دو قسمون مین منقسم ہین۔ ایک وہ جنکے نسل کا نسب نامہ لکھا ہوتا ہے۔ اور دوسرے وہ جنکا نسب نامہ نہین ہوتا۔ گھوڑون کے نسب نامے ایسی حفاظت سے نگاہ رکھے جاتے ہین۔ جیسے بادشاہون

اور شاہزادون کے۔

اس کے بعد اونٹ کا درجہ ہے جو ریگستان کا جہاز کہلاتا ہے۔ اونٹنیون کے دودھ کو اہل عرب غذا کے طور پر استعمال کرتے ہین۔

عرب کی آبادی ۶۰ لاکھ سے ایک کروڑ تک اندازہ کیجاتی ہے۔ اصلی آبادی کا اندازہ آجتک ٹھیک نہین کیا گیا ہے۔ یہ جو کچھ بھی ہے۔ یوروپین مبصرون کا ایک قیاس ہے۔ جو اوپر لکھا گیا۔ یہان کے باشندے دو طبقون پر منقسم کئے جاسکتے ہین۔ ایک وہ جو شہرون اور قریون مین رہتے ہین۔ اور دوسرے وہ جو خانہ بدوش ہین۔ اور جنکے رہنے کا کوئی خاص مقام نہین ہے۔ اور بدوی کہلاتے ہین۔ اہل عرب میانہ قد ہوتے ہین۔ ان کے بال اور آنکھین ہندوستانیون کی طرح سیاہ ہوتے ہین۔ انکا رنگ گندمی اور سانولا ہوتا ہے۔ وہ بالعموم قوی اور توانا ہوتے ہین۔

عربون کا قدیم یہی تمدن بھی عالم فریب تھا۔ لوک حمیر کی یادگارین۔ خط مسند کے کتابے اور الواح تبالعہ یمن کے آثار۔ بلقیس ملکہ سبا کی ارائشی چیزین عاد و ثمود کے عظیم الشان شہرون کے ڈھیے ہوئے منظر اور قیصر اوریلین کو شکست دینے والی ملکہ زبا (ملکہ زنوبیہ) کی برباد رفتہ عمارتون کے دلچسپ سین یا ایسی چیزین ہین کہ ایک قدامت پسند نگاہ کو خواہ مخواہ اپنی طرف مائل کرلیتی ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہین تاریخی یادگار۔ دن پر قدیم عربی تمدن کا سرمایہ بیرس مین فراہم کیا جارہا ہے۔ اور خاص اس طرز تمدن پر کتابین وضع ہورہی ہین۔

عربون کے قدیم تمدن کا اتنا اثر اب بھی باقی ہے کہ بدوی ہر چند بڑے جاہل اور وحشی ہوتے ہین۔ اور علم سے اونکو مطلق مس نہین۔ لیکن ابر کو دیکھکر بتادیتے ہین کہ یہ برسے گا یا نہین۔ رات کو تھوڑی سی زمین کھودکر اوسمین اپنا سر ڈالدیتے ہین۔ اور چند ساعت کے بعد بتادیتے ہین کہ یہان سے قافلہ فلان سمت کو گیا ہے۔ اور اتنی منزل کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا۔ اونٹون کے نقش قدم دیکھکر بقیہ حالات دریافت کرلیتے ہین

کس نسل اور کس قسم کا اونٹ ہے۔ اولدا ہوا ہے یا خالی۔ یہ شائبہ درحقیقت ایک بڑے مدون علم کا بقیہ ہے۔ جو امتداد جہالت کیوجہ سے جاتا رہا۔ مگر نمونہ کے لئے اس کا خفیف سا اثر اب بھی باقی ہے۔ ہمکو اسی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اصلی عرب عاربہ کا تمدن کیا رہا ہوگا۔ اور اون مین علم حیوانات معرفۃ الارض وتغیرات جوی کو کسقدر ترقی رہی ہوگی۔

قدیم زمانہ مین عرب کے لوگ کئی قبیلون پر بٹے ہوے تھے۔ اوس وقت اور ملک کے لوگون کی طرح اہل عرب بھی اکثر آپس مین لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر خونریزی ہوجاتی۔ اور خون کا بدلا لینا فرض سمجھا جاتا۔ صلح وامن کا عرب مین نام بھی نہ تھا۔ اون کا کوئی بادشاہ تھا۔ اور نہ کوئی غیر ملک کا بادشاہ اوس ریگزار ملک پر چڑھ کر جاتا تھا۔ اگرچہ ابتدا مین یہان خدا کی پرستش ہوتی تھی مگر رفتہ رفتہ تمام ملک عرب مین بت پرستی پھیل گئی۔ اہل عرب عقبیٰ کے خیال سے اور اعمال نیک و بد کی جزا و سزا سے محض ناواقف تھے۔ اور موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے بعد اگرچہ مذہب یہود و نصاریٰ بھی وہان شایع ہوا۔ مگر چونکہ اون کی صورت بھی بہت جلد بگڑ گئی۔ اس لئے وہ بھی بت پرستی سے کچھ کم نہ تھے۔ عرب مین باشندون کے اخلاق بگڑ گئے تھے۔ کشت وخون۔ شراب۔ قمار بازی۔ زنا۔ غارت گری۔ دختر کشی وغیرہ سخت جرایم اون کے روزمرہ کے کام تھے۔ اور جن گناہونکو انسان سنکر کانپ جاتے ہین۔ وہ اون کا کھیل تھا۔ سنہ عیسوی کی چھٹی صدی تک عربونکی یہی حالت رہی۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شارع اسلام کی ولادت مبارک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے پانسو برس کے بعد شہر مکہ معظمہ مین ۱۲ ربیع الاول سنہ ۸۸۳ سکندری روز دوشنبہ کو سنہ ہجری سے ۵۳ برس پہلے حضرت اسمٰعیل کی اولاد اور قبیلۂ قریش مین حضرت سرور کائنات مفخر موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے۔

آپ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ تین چار مہینے پہلے آپ کی ولادت سے آپکے والد کا اور چھ برس کی عمر مین آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کے دادا عبدالمطلب کرتے رہے۔ ابھی آپ سات سال کے بھی نہ ہوے تھے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی رحلت پائی۔ اور اپنے چچا ابوطالب کی سرپرستی مین آئے۔ تیرھوین برس مین آپ ابوطالب کے ساتھہ اور ۲۵ برس کی عمر مین بی بی خدیجہ کے نوکرون کے ہمراہ ملک شام مین تجارت کے واسطے تشریف فرما ہوے تھے۔ اور اسی سال مین آپنے بی بی خدیجہ سے نکاح کیا۔ جنکے بطن سے حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام پیدا ہوئین۔

نبوت

آپ عبادت کے واسطے مکہ سے تین میل کوہ حرا کے غار مین اکثر تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور کئی کئی روز تن تنہا وہان پر خدائے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اکتالیسوین برس، ماہ رمضان کو بقول دیگر ۴۰ سال ۹ روز کی عمر مین اول مرتبہ غار حرا مین آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اور حضرت نے پہلے مرتبہ وضو کرکے نماز پڑہی۔ اور اوسی روز حضرت نے اپنی بی بی خدیجہ سے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا۔ اور پھر علانیہ لوگون مین تبلیغ رسالت کرنے لگے۔ عورتون مین بی بی خدیجہ اور لڑکون مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اور جوانون مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا مسئلہ توحید ہے۔ حضرت نے بت پرستی کو منع کرنا اور توحید کو پھیلانا شروع کیا۔ مگر مکہ کے باشندے اپنے عقیدون پر جمے ہوے تھے۔ اس سے ناراض ہوے اور آپ کو وعظ و نصیحت اور مذہب کی اشاعت سے منع کرنے لگے۔ لیکن جب آپ اپنے ارادہ سے نہ پھرے۔ اور اشاعت اسلام مین نہایت سرگرمی ظاہر فرمائی تو اہل مکہ آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والون کو بہت تنگ کرنے لگے۔ اس وجہ سے آپ نے مکہ کے قرب وجوار کے

دیہات مین آنا جانا شروع کیا۔ مگر وہان بھی یہی صورت پیش آئی۔ اس عرصہ مین نبوت سے پانچوین سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہوگئے۔ اور ارکان اسلام پر علی الاعلان عمل کرنیکا طریق نکالا جس سے مکہ والے اور بھی ناراض ہوے۔ اور طرح طرح کے سختیان توڑنے لگے۔ اسوجہ سے کچھہ مسلمان اپنے وطن کو چھوڑکر سنجاشی بادشاہ حبش کے پاس چلے گئے۔

ہجرت مدینہ

جب نبوت کے گیارہوین سال ۵۱ سال کی عمر مین معراج ہوئی۔ اور بارہوین سال حج کے زمانہ مین کچھہ مدینہ کے لوگ آکر مسلمان ہوگئے۔ اور تیرہوین سال کامل امداد کا وعدہ کیا تو تمام مسلمان مدینے چلے گئے اس پر کفار قریش نے حضرت کے قتل کی تجویز کی۔ تاکہ وہ کہین جاکر اور قوت پاکر اون سے انتقام نہ لین تب حضرت رسالت پناہ اور ابوبکر نے رات کو گھر چھوڑکر مکہ کو الوداع کہا۔ اور مدینہ کے ارادہ سے ایک غار ثور مین قیام پذیر ہوے۔ تین دن تک اوسی غار مین رہے۔ کیونکہ ابوجہل نے حضرت کے قتل یا تلاش کردینے کے واسطے سو اونٹ انعام مین دینے کا وعدہ کیا تہا۔ چنانچہ چند متلاشی اس غار تک بھی پہونچے۔ مگر وہان کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا دیکھکر واپس چلے آئے تب آپ تیسرے دن اونٹنیپر سوار ہوکر وہان سے راتون رات مدینہ روانہ ہوے۔ اور بہزار مصیبت ۱۲ ربیع الاول ۶۲۲ء کو نبوت کے تیرہوین سال مدینہ جا پہونچے۔ یہی دن سنہ ہجری کا پہلا دن ہے۔ مگر حساب کے لئے یکم محرم سے سال ہجری شمار کیا جاتا ہے۔

اسلام کی فتوحات اور حضرت کی وفات

چونکہ اسلام کی اشاعت کی مزاحمت دفع کرنے اور اوسکی عزت قایم رکھنے کے لئے یہ ضرور تہا کہ ایذا دہندونکو

سزا دیکر اپنی حفاظت کیجائے۔ اس لئے مسلمانون کے مدینہ مین آتے ہی جہاد کی ابتدا ہوئی۔ اور حضرتؐ نے دشمنون کی تلاش اور غارت کرنے کے لئے مسلمانون کو بھیجنا شروع کیا۔ اور خود بھی غزوات کئے۔ مسلمانون کے پہلے لشکر نے مقام خلہ مین فتح پائی۔ اور پھر حضرت نے جنگ بدر مین جہان آپ صرف تین سو پانچ آدمیون سے ابوسفیان قافلہ سالار قبیلۂ قریش کے تجار کے قافلہ کی تلاش مین گئے تھے۔ اور جنکے بچانے کے واسطے ابوجہل نے ایکہزار آدمیون کے ساتھہ کوچ کیا تھا۔ ۱۷ رمضان سنہ ۳ ہجری مین ابوجہل کو قتل کرکے فتح حاصل کی۔ اس فتح سے مکہ والون کے دل شکستہ ہوگئے۔ اور گرد و نواح کے قبائل جلد جلد مسلمان ہونے لگے۔ چونکہ اون مین کوئی رشتۂ اتفاق ایسا نہ تھا۔ کہ جسمین پائداری ہوتی۔ اور استقلال قایم رہتا۔ اس لئے اگرچہ اہل قریش کو جنگ احد (شوال سنہ ۳) مین مسلمانون پر کسیقدر غلبہ رہا۔ مگر نئے اسلام کے جوش اور نکوئی کی برکت کے سامنے اون کی ہمتین پست ہوتی چلی گئین۔ اور رمضان سنہ ۸ مین مکہ بھی حضرت کے قبضہ مین آگیا۔ اور قریش مسلمان ہوگئے۔ اور لوگ آنحضرتؐ کو پیغمبر وقت اور سلطان الزمان ماننے لگے۔ اسلام نے اہل عرب کے دلون مین اتفاق و محبت و توحید کی بنیاد ڈالدی آپس کی نااتفاقی دور ہوگئی۔ اور لوگ متفق ہوکر دور دور ملکون کو فتح کرکے وہان اسلام جاری کرنے لگے آخر اسقدر اسلام کی ترقی اور اشاعت کے بعد آنحضرتؐ نے ترسٹھ برس کی عمر مین ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہ م سنہ ۶۳۲ع کو راہی روضۂ رضوان ہوے۔ یہ وقت ایسا تھا کہ قریب قریب تمام عرب مسلمان ہوچکا تھا۔ حضرت کو چار صاحبزادے۔ قاسم۔ طیب۔ طاہر۔ ابراہیم۔ اور چار صاحبزادیان۔ فاطمہؓ۔ زینبؓ رقیہؓ۔ ام کلثومؓ پیدا ہوے۔

خلفای راشدین کی خلافت

آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق آکہر سنہ ۱۱ ہ م سنہ ۶۳۲ عیسوی

خلیفہ منتخب ہوے۔ آپ کی ولادت ۵۸۳ عام الفیل ہے۔ اسوقت اسلامی حکومت صرف عرب مین محدود تھی۔ آپ نے اولاً عرب کا فساد فرو کرکے عراق اور شام کی طرف لشکر بھیجا۔ اور آپ کی دوسالہ خلافت مین اسلامی فتوحات کا بحر مواج اپنی آن بان دکھلانے لگ گیا تہا۔ ۶۳۳ء م ۱۲ھ مین جنگ سلاسل نے مسلمانون پر دیگر فتوحات کا دروازہ کہولدیا۔ اور مسلمان عراق عرب مین داخل ہوے۔ حرا کا شہر بھی قبضہ مین آگیا۔ چنانچہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ م ۶۳۴ء روز چہارشنبہ کو جبکہ آپکی وفات ہوئی۔ دمشق تک یہ ملک فتح ہوگیا تہا۔ آپ نے دوسال تین مہینے ۲۲ یوم خلافت کی۔ آپ کی چار بیبیان تہین۔ جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیان پیدا ہوئین۔ لڑکون کے نام عبداللہ۔ عبدالرحمن۔ محمد۔ اور لڑکیون کے نام اسماء (زوجہ حضرت زبیر بن العوام) حضرت عائشہ (زوجہ محبوبہ حضرت رسول اکرم صلعم) ام کلثوم تہین۔

۱۳ھ م ۶۳۴ء مین حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوے۔ ولادت یکم محرم ۴۳ عام الفیل ہے آپ کے عہد مین اسلام کی جو جلد جلد ترقی اور اوس کی بنیاد کی مضبوطی ہوئی۔ ایسی پہر کبہی نصیب نہین ہوئی۔ چنانچہ یرموک مدائن۔ حمص۔ حلب۔ قادسیہ۔ عجم۔ نہاوند وغیرہ کی فتوحات آپ ہی کے عہد بابرکت کا نتیجہ تہین۔ جسوقت حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تھے تو اہل عرب کی سلطنت نے اپنا قدم ملک عرب سے باہر نہین نکالا تہا۔ مگر آپ کے عہد خلافت مین ملک پر ملک فتح ہوتے گئے۔ عرصۂ قلیل مین سلطنت عرب کو وہ وسعت حاصل ہوگئی۔ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین کمتر ملیگی۔ متواتر فتوح سے ۶۳۴ء م ۱۳ھ مین یرموک کی لڑائی سے شام مین سلطنت اسلامیہ کو راہ ملی۔ اور ملک شام پر اہل اسلام کا پہریرا لہرانے لگا۔ ۶۳۵ء م ۱۴ھ مین دمشق۔ قادسیہ فتح ہوا۔ ۶۳۶ء م ۱۵ھ مین ایمیسا حمص۔ انٹی اوک۔ (انطاکیہ) اور یروشلیم (بیت المقدس) تسخیر ہوے اور ۶۳۷ء م ۱۶ھ مین عراق عرب کا قدیمی دارالسلطنت مدائن تصرف مین آگیا۔ اور ۶۳۸ء م ۱۷ھ مین فتح قیصاریہ سے ملک شام کی فتح درجۂ تکمیل کو پہونچی۔ الجزیرہ پر بھی قبضہ ہوگیا۔ مسلمانون نے بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد کئے

خرستان وتستر کا بھی اس سال اضافہ ہوا۔ ۱۴۲ھ ۱۲۱ھ مین نہاوند کی لڑائی نے ایران کے خاندان ساسانیہ کو بالکل سیتاناس کرکے خاک مین ملا دیا اور سارا ایران مسلمان ہوگیا۔

حضرت عمرؓ کے ہی عہد خلافت ۱۵ھ تا ۲۳ھ ۶۳۶ء تا ۶۴۳ء۔ مین عثمان بن عاص ثقفی حاکم بحرین وعمان نے حضرت کے بغیر صلاح ومشورہ کے عمان کی راہ سے ساحل ہند پر ایک لشکر جنگ وغزا کے لئے بھیجدیا۔ چنانچہ وہ لشکر بمبئی مین ٹانہ (تہانہ) تک آیا جس پر حضرت عمرؓ نے ناراض ہوکر یہ خط لکھا۔ کہ اے برادر ثقفی تو نے لکڑی مین گھن لگا دیا۔ اس مہم مین میرے آدمی شکست پاکر جتنے مارے جاتے۔ بخدا اتنے آدمی تیرے قبیلہ سے قتل کرتا۔۔

اسی زمانہ مین حکم برادر عثمان جو بحرین کا حاکم مقرر ہوا تھا۔ بہروچ پر فوج بھیجی۔ کشتیان لشکر سمیت دریا کی راہ سے روانہ کی۔ اور اس لشکر کا سردار اپنے بھائی مغیرہ بن العاص کو مقرر کیا۔ تاکہ اس راہ سے دیبل پر پہونچے۔ اس زمانہ مین ملک سندھ مین موج بن سیلج کا راج ۳۵ سال سے چلا آتا تھا۔ سمبا بن دیوراج یہان موج کی طرف سے حاکم تھا۔ افسوس ہے کہ اس لڑائی مین مغیرہ ابن العاص شہید ہوگیا۔

تھوڑے دنون کے بعد عراق کا حاکم ابوموسیٰ اشعری مقرر ہوا۔ ربیع بن زیاد حارثی کو اوس نے بلاد کرمان وسکران مین حاکم مقرر کیا۔ دارالخلافت سے ابوموسیٰ اشعری کے نام حکم آیا کہ "ممالک ومسالک ہند کا حال حتی الوسع دریافت کرکے اطلاع دے"۔ ابوموسیٰ اشعری ابھی مغیرہ کے مہم کا حال دیکھ چکا تھا۔ اوس نے خلیفہ کو جواب لکھا کہ "ہند وسندھ کا راجہ بڑا طاقتور اور متکبر بخبیث الباطن وبدہ پرست ہے"۔ اسپر حضرت عمرؓ نے تاکیدی احکام جاری کردئے۔ کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ بحری مہمات حضرت عمرؓ کو پسند خاطر نہ تھین۔ اس مین بہت سی مصلحتین تھین۔ آپ خوب جانتے تھے کہ اہل عرب سب طرف ساحل بحر پر بحری کامون مین مشاق نہین ہین بحر قلزم کے ساحل پر اہل عرب بحری کامون مین ایسے مشاق وچست وچالاک نہ تھے۔ جیسے کہ بحر ہند کے ساحل پر۔ جب ملک مصر فتح ہوا تو آپ نے عمر بن عاص سے پوچھا کہ سمندر کا حال کیا ہے تو اوس نے

جواب مین لکھا کہ سمندر ایک بڑا پوکھر ہے جس مین بعض بانی کو اسطرح کاٹ کے چلتے ہین۔ جسطرح لکڑی کے شہتیرون کو کیڑے" یہ دیکھکر حضرت عمرؓ نے بحری مہمات کی ممانعت فرمادی۔ لیکن تاہم یہی آپ کے عہد مین مسلمان تمام مصر۔ شام۔ ایران کے مالک ہوچکے تھے۔

مشہور ہے کہ اس عادل و فاتح خلیفہ نے سلخ ماہ ذیحجہ ۲۳ھ سنہ ۶۴۴ء روز شنبہ مین ابولولو کے ہاتھہ شہادت پائی۔ ۶۳ سال عمر تھی۔ آپ نے دس سال چھہ ماہ ۲۴ یوم خلافت فرمائی۔ آپ کی چھہ بیبیان منکوحہ اور دو سریہ جملہ آٹھہ تھین۔ ازانجملہ آپ کی ایک منکوحہ بی بی۔ ام کلثومؓ بنت اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ ابن ابیطالب علیہ السلام بھی تھین۔ لیکن حضرات شیعہ کو اس سے انکار ہے۔ اور اہل تسنن اس کی تصدیق کرتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جملہ ازواج و سریہ سے آپ کو نو فرزند اور چار صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ فرزندون کے نام عبدالرحمنؓ عبداللہؓ۔ زیدؓ۔ زید اصغرؓ۔ عبداللہ اصغرؓ۔ عاصمؓ۔ عیاضؓ۔ عبدالرحمنؓ اوسط ملقب بہ ابوالخیر۔ عبدالرحمن اصغر اور صاحبزادیون کے نام۔ حضرت حفصہؓ زوجہ رسول خدا۔ رقیہؓ۔ فاطمہؓ۔ زینبؓ ہین۔

۲۳ھ سنہ ۶۴۴ء مین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے۔ آپ کی ولادت ۶ سنہ عام الفیل ہے۔ آپ کے زمانہ مین بھی خراسان وغیرہ پر لشکر کشی کیگئی۔ بلخ تک فتوحات حاصل ہوچکی تھین۔ ۱۲ سال آپ نے خلافت کی۔ آخر اہل مصر نے خروج کیا۔ ۱۸ یا ۱۹ ذیحجہ ۳۵ھ سنہ ۶۵۶ء روز جمعہ کو غافقی شقی نے شہید کیا۔ عمر شریف ۸۲ سال تھی۔ سات بیبیون سے آپ نے نکاح فرمایا۔ آٹھہ فرزند۔ آٹھہ دختر پیدا ہوے۔ جنکے نام یہ ہین۔ عبداللہ اکبرؓ۔ عبداللہ اصغرؓ۔ عمرؓ۔ امانؓ۔ خالدؓ۔ ولیدؓ۔ سعیدؓ۔ فرازؓ۔ امانؓ اصغر۔ ارویٰؓ۔ مریمؓ۔ ام عثمانؓ۔ عائشہؓ۔ ام ابانؓ۔ ام عمرؓ۔ ام خالدؓ۔ روایت غیر مشہورہ مین وارد ہے کہ آنجنابؓ کے سوائے فرزندان دوختران مذکور کے اور بھی دو صاحبزادیان پیدا ہوی تھین۔ ایک صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلعم کے شکم محترم سے۔ اور دوسری

صاحبزادی ایک سریہ سے واللہ اعلم بالصواب۔

۳۵ھ ۶۵۶ء مین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ آپ کی ولادت ۳۰ عام الفیل ۳ قبل ہجرت ہے۔ آپ کا زمانہ اکثر خانہ جنگیون مین گذرا۔ لیکن حارس نے آپ ہی کے زمانہ مین سندھ کو فتح کرکے بہت کچھ لوٹا۔ اور بہت سے لونڈی غلام بناکر لیگیا۔ ۴ سال ۹ ماہ خلافت فرمائی۔ افسوس ہے کہ عبدالرحمن ابن ملجم نہروانی ملعون نے ۱۷ رمضان کو زخمی کیا۔ اور ۲۱ رمضان ۴۰ھ ۶۶۱ء کو آپ نے شہادت پائی۔

صحیح تاریخون مین ہے کہ جب تک حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول خدا صلعم زندہ رہین۔ جناب امیر نے خاتون جنت کے سوا کسی عورت سے نکاح نہین کیا۔ مگر حضرات شیعہ علل الشرائع مین لکھتے ہین کہ آنجناب نے ایک کنیز حبشیہ پر شیدا اور ابوجہل کی دختر پر فدا تھے۔ پھر بعد وفات حضرت خاتون قیامت کے آنجناب نے بہت سے نکاح کیے بعد دیگرے کئے۔ چنانچہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ آنجناب کے چار بیبیون سے کم ہون۔ اور سوائے چار بیبیون کے بہت سی زرخرید لونڈیان و سریہ بھی تھین۔ اور وہ بھی آنجناب کے تصرف مین تھین۔ اور اکثر اون مین سے اولاد بھی ہوئین۔ چنانچہ مشہور ترین ازواج کی تعداد نو تھی۔

اہل سیر آنجناب کی اولاد کی تعداد مین اختلاف رکھتے ہین۔ اکثر کہتے ہین کہ فرزندان و دختران بتیس ۳۲ تھے اور کتاب فصل الخطاب مین روایت پینتیس ۳۵ کی ہے۔ اور بعض کم و بیش لکھتے ہین واللہ اعلم بالصواب۔

پس موافق روایت اول کے آنجناب کی اولاد امجاد کی تعداد یہ ہے۔ ۱۶ صاحبزادے۔ اور ۱۶ صاحبزادیان۔ حضرت حسن علیہ السلام۔ حضرت حسین علیہ السلام۔ حضرت محسن علیہ السلام۔ محمد اکبر۔ عبداللہ اکبر۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ محمد اوسط۔ عبداللہ اصغر۔ محمد اصغر۔ یحییٰ۔ عون۔ عباس۔ جعفر۔ شفیق۔ زینب کبریٰ۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ ام الحسن۔ آمنہ الکبریٰ۔ ام ہانی۔ میمونہ زینب صغریٰ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ حمانہ۔ فضیلہ۔

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ مسلمانون مین اتفاق نہ رہا۔ خلافت سے سرتابی شروع کی۔ چنانچہ امیر معاویہؓ حاکم شام سے آن بن ہونے لگی۔ گو یہ جھگڑے حضرت خلیفہ چہارم کے ہی زمانہ سے پیدا ہوگئے تھے۔ مگر اب ترقی پذیر ہوگئے۔ چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے چھ ماہ کی خلافت کے بعد امیر معاویہؓ سے حسب ذیل شرایط پر صلح کرلی۔ اور خلافت سے دست بردار ہی ہوگئے فرمائی۔

اول امیر معاویہؓ شیعان علیؓ سے کچھ کینہ نہ رکھین۔ دوم خراج ملک ہوز کا ہر سال ہمارے خرچ کے واسطے مقرر کرین۔ سوم دو لاکھ درہم سوا خرچ مذکور کے اور بھی ہمکو مرحمت کرتے رہین۔ چہارم اہلبیت رسول اللہ کے پورے پورے حقوق ادا کرتے رہین۔ پنجم بنی ہاشم کے ساتھ انعام واکرام سے پیش آتے رہین۔ اور ہمیشہ انکو اپنے اور اپنے اہلبیت پر ترجیح دیتے رہین۔

بہرحال خلافت کا زمانہ ۱۱ سنہ م ۶۳۲ء سے ۴۰ سنہ م ۶۶۱ء تک رہا۔ اس کے بعد خلفاء بنی امیہ کو عروج ہوا۔

عہد خلفاء بنی امیہ

امیر معاویہؓ ۴۰ سنہ م ۶۶۱ء مین خلیفہ ہوے۔ آپ آنحضرتؐ کی قوم قریش مین امیہ خاندان سے تھے۔ اسلئے اس خاندان کا نام بنی امیہ یا اموی ہے۔ اس خاندان مین سلسلۂ خلافت قایم ہوا اور اسمین چودہ خلیفہ متواتر ہوے۔ ان کا دارالخلافہ دمشق تھا۔

امیر معاویہؓ کے عہد مین مسلمانون نے ۴۱ سنہ م ۶۶۱ء مین ہرات پر قبضہ کیا۔ خلفاء عرب سے کبھی ہندوستان کے کسی حصہ عظیم کا تعلق نہین ہوا۔ جب اہل عرب نے ہرات کو فتح کرلیا تو اسکے بعد ۴۴ سنہ م ۶۶۴ء مین وہ کابل مین آدھمکے اور یہان سے ملتان مین اترے۔ بہرحال افغانستان کو فتح کرکے دریائے اٹک تک

بڑھتے چلے گئے۔ سنہ ۶۷۴ء م سنہ ۵۴ھ مین بخارا فتح ہوا۔ دو سال بعد سمرقند مفتوحہ ممالک کی ذیل مین داخل ہوا۔ سنہ ۶۷۶ء م سنہ ۵۶ھ مین قیروان بسا کر اسے مقبوضات افریقہ کا دار الحکومت بنایا گیا۔ سنہ ۶۹۳ء م سنہ ۷۴ھ مین کارتھیج فتح ہوا۔ اور اہل عرب بحر الکاہل تک جا پہونچے۔ سنہ ۷۱۱ء م سنہ ۹۱ھ مین تانجیر سے ہسپانیہ مین داخل ہوے۔ سنہ ۷۱۲ء م سنہ ۹۳ھ مین ٹولیڈو فتح ہوا جس کی وجہ سے سلطنت گاتھک تمام و کمال مسلمانون کے زیر نگین ہوگئی۔ سنہ ۷۲۵ء م سنہ ۱۰۷ھ مین جنوب فرانس کی سمت فوج کشی ہوئی۔ گو چارلس ہمر نے سنہ ۷۳۲ء م سنہ ۱۱۴ھ مین ٹورس کے قریب فتح حاصل کی۔ مگر مسلمان برابر نربون پر قابض رہے۔ اور برگنڈی و ڈرفش پر حملے کرتے رہے۔ اسطرح مغرب مین خلفا کی سلطنت ایک صدی مین دور تک پھیل گئی۔ شمال مین اناطولیہ پر جو یونانیون کے قبضہ مین تھا مسلمان متصرف ہوسکے لیکن اونہون نے ارمینیا پر چڑھائی کی۔ اور سنہ ۷۸۰ء مین ارض روم پہونچگئے۔ بہر حال نہایت کامیابی کے ساتھہ خاندان بنی امیہ کے ارکان نے ۹۲ برس حکومت کی یعنے سنہ ۴۱ھ م سنہ ۶۶۱ء سے سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ء تک انکا عروج رہا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ کے خاندان نے اس بنی امیہ خاندان کے آخر خلیفہ مروان ثانی کو معزول کر کے اپنے خاندان مین سلسلۂ خلافت کو جاری کیا۔ اور سنہ ۱۴۵ھ م سنہ ۷۶۲ء مین بغداد کی بنیاد ڈالی اور اوس کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ چنانچہ خاندان عباسیہ کا پہلا خلیفہ سفاح تھا۔ جو سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ء مین تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۳۷ خلیفہ ہوے۔ تقریبًا چھہ سو برس تک انکی سلطنت رہی یعنے سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ء سے سنہ ۶۵۶ھ م سنہ ۱۲۵۸ء تک کمال آن بان سے حکومت کی۔ آخر مین اس خاندان کے آخری خلیفہ مستعصم کو ہلاکو خان نے نیست و نابود کر ڈالا۔ گو اسکے قبل ہی خلافت عباسیہ کے اعضا کمزور و ڈھیلے ہوگئے تھے۔ کیونکہ جب خلفاء عرب کی سلطنت کو یہ وسعت حاصل ہوئی۔ کہ بحر اطلنٹک سے سند تک اور بحر کیاسپین (خزر) سے رود نیل کے آبشارون تک پھیل گئی۔ جب سلطنت نے یہ وسعت عظیم پیدا کی تو ایک بادشاہ کا یہ کام نہ تھا۔ کہ وہ سب کو یکجا جمع رکھہ کر بادشاہی کرتا۔ پس ضرور تھا کہ وہ حصون مین

جدا جدا منقسم ہو۔ سب سے اول عبدالرحمن (جو بنی اُمیہ کے دسویں خلیفہ ہشام کا پوتا تھا) ۱۳۸ھ ۷۵۵ء مین بالکل اندلس (اسپین) کا خودمختار اور آزاد سلطان تسلیم کیا گیا۔ اور اس نے خاندان عباسیہ سے بالکل تعلق نہین رکھا۔ تیس برس بعد ادریس جو حضرت علیؓ کے اولاد مین سے تھا اور اس لئے وہ خاندان بنی اُمیہ اور خاندان عباسیہ دونون کا مخالف تھا۔ مراکش (مراکو) مین خاندان علویہ کی آزادانہ سلطنت قایم کی۔ اور ۱۷۲ھ ۷۸۸ء مین مدغار (صنعا) کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ باقی شمالی افریقہ کا ایک حصہ بھی خلافت سے نکل گیا۔ اسمین خاندان اغلبیہ کو غلبہ ہوا۔ اور ۱۸۴ھ ۸۰۰ء مین قیروان کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ آیندہ صدی مین مصر اور شام دونون خلافت کی فرمانبری سے نکل کر خودمختار فرمانروا ہوگئے۔

۲۶۴ھ ۸۷۷ء مین طولون آزاد بادشاہ ہوا۔ یہ سچ ہے کہ خاندان طولون کی حکومت کے بعد تیس برس تک خاندان عباسیہ کی طرف سے پھر یہان حاکم مقرر ہونے لگے تھے۔ مگر ۳۲۳ھ ۹۳۴ء مین اخشیدیہ خاندان نے اپنی سلطنت جدا جمائی۔ بعد اسکے دریاے فرات کے مغرب مین کسی ملک نے معاملات ملکی مین خلفاے بغداد کی اطاعت نہین کی۔ مگر دینی اطاعت کو نہین چھوڑا۔ خطبون مین اور سکون مین انہین خلفاے بغداد کا نام ہوتا تھا۔ مگر اسپین اور مراکش مین نہ سکہ پر انکا نام تھا نہ خطبہ مین انکا نام پڑھا جاتا تھا۔ مشرق مین بھی خاندان عباسیہ کی حکومت سے ملک آزاد ہوجاتے تھے۔ ۲۰۴ھ ۸۱۹ء مین مامون رشید کا نامور سپہ سالار طاہر ذوالیمینین جب مشرق مین نائب خلیفہ مقرر ہوا تو اوس نے خلیفہ سے سرتابی کی اور خودمختار ہوگیا۔ اس کے بعد اور خاندان صفاریہ۔ سمانیہ۔ غزنویہ پیدا ہوے۔ اور جدا جدا اپنی سلطنت کرنے لگے۔ خلفا کی دینی بزرگی کو یہ سارے خاندان تسلیم کرتے تھے۔ مگر مشرقی اضلاع ایران اور ماوراء النہر کی ساری دولت اور حکومت کو اپنے قبضۂ اقتدار مین رکھتے تھے۔ تیسری صدی کے وسط سے دولت عباسیہ مین ترکی سپاہ کا بڑا غلبہ ہوتا جاتا تھا۔ باقی ملک بھی خاندان بنی بویہ کے قبضہ مین آگئے۔

۳۳۴ھ ۹۴۵ء مین بغداد بھی انہین کے پاس تھا۔ مگر اس انقلاب سے خلفا کو تبدیلی آقا کے سوا اور

کچھہ فائدہ نہ ہوا یعنے پہلا گروہ ترکی غلاموں کے زیر اثر تھے۔ نواب اودھین ایک اور غیر قوم (بویہ فرمانروا ایران) کا دست نگر بننا پڑا۔ اس وقت سے ۱۲۵۸ھ م ۱۲۵۶ء تک جبکہ ہلاکو خان نے عباسی سلطنت کو نیست و نابود کر ڈالا۔ خلفائے بغداد محض دربار کرنے کے قابل رہ گئے تھے۔ مگر ان درباروں مین کوئی ملکی معاملہ پیش نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خلیفہ ناصر کی طرح بعض اوقات انکی حکومت محل کی چار دیواری کے باہر یا صوبۂ عراق عرب تک بھی وسیع ہوجاتی تھی۔

بہرحال خاندان عباسیہ کے خاتمہ پر ہسپانیہ۔ اندلس۔ شمالی افریقہ۔ مصر۔ شام۔ ایران۔ صوبہ جات آزوی جیحون۔ وغیرہ کے متعدد چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوگئے۔ اور ہر ایک حصہ سے۔ اکثر دس پانچ اور بعض حصون سے تو پندرہ بیس خاندانون کا ظہور ہوا۔ اور ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانے لگا۔ چنانچہ ہسپانیہ سے خاندان حمودیہ۔ عبادیہ۔ ریزی۔ جواہری۔ ذوالنونی۔ نصریہ۔ توجیبی وغیرہ نکلے۔ شمالی افریقہ سے مارینہ۔ حفصیہ۔ حمادیہ۔ محدثیہ۔ زیانیہ۔ شریفیہ۔ المرادیہ وغیرہ پیدا ہوے۔ مصر و شام مین طولونی۔ فاطمیہ ملوک۔ اخشیدی۔ ایوبیہ۔ خدیویہ۔ یمن مین نجاحیہ۔ حمدونیہ۔ طاہریہ۔ امامان۔ یعفوریہ۔ صلیحیہ۔ مہدویہ۔ رسولیہ۔ امامان رشید وغیرہ نکلے۔ قس علی ہذا اور بھی چھوٹی چھوٹی بہت سی ریاستین قایم ہوگئین۔ چونکہ ہم اس موقع پر ہندوستان کی تاریخ بیان کر رہے ہین اسلئے ان تمام حالات کا تفصیل کے ساتھہ یہان پر لکھنا خلط مبحث ہوگا۔ صرف ناظرین کی معلومات کے لئے اس قدر حالات خاندان بنی امیہ و خاندان عباسیہ وغیرہ کے بتا دئے گئے ہین۔ انشاء اللہ تعالے آیندہ حسب موقع بالتفصیل و بالتصریح ان تمام اسلامی خاندانون کا حال لکھا جائیگا۔ اب ہم یہان پر وہ حال لکھتے ہین کہ مسلمان ہندوستان مین کب اور کیسے آئے۔ ابتداءً انھون نے کہان قدم جمایا۔ اور پھر کہان تک ترقی کی۔ آخر ہندوستان پر کس زمانہ مین قبضہ ہوا۔

حضرت عمر خلیفۂ دوم کے حالات مین ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ آنجناب کو بحری مہمات پسند نہ تھین۔ اسلئے آپنے تاکید احکام

جاری کردئے تھے کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ لیکن یہ ممانعت حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم کے عہد مین دور ہوئی۔ پھر تو رفتہ رفتہ بحری مہمات کو ترقی ہوئی۔ اور اہل اسلام کو بحری مہمات سے فتوحات بھی بکثرت حاصل ہوے۔

ملک ہند پر مسلمانونکی چڑہائی اور فتوحات

جب خاندان بنی اُمیہ کا پانچوان خلیفہ عبدالملک اپنے باپ کی جگہ مسند خلافت پر بیٹھا تو اپنے فتحمند سپہ سالار حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ اس موقع پر راجہ سراندیپ (سیلون) نے کاہے کو حجاج کی عنایت و مہربانی حاصل کرنے کی غرض سے آٹھہ جہازون مین بہت سے تحائف عراق بھیجے۔ جنمین لونڈی غلام بھی تھے۔ اور راجہ کی عملداری مین جسقدر مسلمانون کے یتیم بچے تھے۔ وہ بھی ان جہازون مین سوار تھے علاوہ برین حج کے ارادہ سے کچھہ مسلمان بھی ان جہازون مین آکر بیٹھے تھے۔ جب یہ جہاز بلاد قادرون مین پہونچے تو باد مخالف نے راہ راست سے برگشتہ کرکے ساحل دیبل پر پہونچایا۔ یہان بحری قزاقون نے اون جہازون کو لوٹ لیا۔ اور مسلمان مرد و عورتون کو گرفتار کیا۔ اور شاہ سراندیپ کے معتمدون کی فریاد پر مطلق التفات نہ کی۔ جب یہ خبر حجاج کو پہونچی تو اوس نے راجہ داہر کے پاس (جو اوس سرحد کا حکمران تھا) سفیر روانہ کیا۔ اور خط مین یہ لکھا کہ "مسلمان مرد و عورتون کو رہا کیا جائے۔ اور تحائف وغیرہ واپس کرے"۔ لیکن داہر نے اوس کا یہ جواب دیا کہ "بحری قزاقون پر میرا بس نہین چلتا۔ اس لئے مجبور ہون"۔ جب حجاج کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو ہند و سندھ پر فوج کشی کی اجازت چاہی۔ اول تو خلیفہ نے انکار کیا۔ مگر حجاج کے اصرار پر دوبارہ اجازت دیدی۔ پس حجاج نے عبداللہ بن نبہان اسلمی کو دیبل پر روانہ کیا یہان اوسکو شکست ہوئی۔ اور جان سے بھی مارا گیا۔ پھر حجاج نے بدیل صحابی کو لکھا کہ وہ مکران جائے۔ اور محمد ہارون کو حکم دیا کہ سندھ پر چڑہائی کرنے کے لئے تیار رہے۔ عبداللہ بن قحطان کو حکم کیا

وہ عمان کی طرف سے وہان پہونچے۔ چنانچہ یہ چل کر نیرون مین بدیل سے ملا۔ بدیل تین سو آدمی لیکر مکران سے چلا۔ راہ مین محمد ہارون کا لشکر ملا۔ جب یہ لشکر لیکر بدیل دیبل پہونچا تو داہر کا بیٹا جے سیہ چار ہزار اسپ و شتر سوار لیکر مقابلہ کیا۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ بدیل کا گھوڑا ہاتھیون سے ڈر کر بگڑتا تھا۔ بدیل نے میدان جنگ مین نہایت جوانمردی وبہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر گھوڑے کی شرارت سے نیچے گرا۔ پھر کیا تھا۔ دشمنون نے ہجوم کرکے شہید کر ڈالا۔ اور مسلمانونکو سخت شکست ہوئی۔

جب حجاج کو بدیل کے شہادت کی خبر پہونچی تو نہایت غمگین ہوا۔ اور عہد کیا کہ بدیل کا بہت جلد انتقام لون گا۔ اور سرحد چین تک کسی کافر کو حسام اسلام سے زندہ نہ چھوڑون گا۔ اس موقع پر عامر بن عبداللہ نے کہا کہ ولایت ہند کی تولیت مجھے سپرد ہو۔ حجاج نے کہا کہ تجھ کو یہ طمع ہے۔ مگر منجمون نے یہ حکم لگایا ہی۔ کہ ولایت ہند عماد الدین محمد قاسم کے ہاتھہ سے فتح ہوگی۔

محمد قاسم کو اکثر مورخ محمد بن قاسم ثقفی اور ابو الفدا محمد بن القاسم لکھتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح ہے کہ محمد قاسم نوجوان۔ سترہ سالہ حجاج کا چچازاد بھائی اور داماد تھا۔ اور ملک فارس مین نہایت عقل و فراست وشجاعت سے کام کر رہا تھا۔ ہند کی مہم عظیم جو اوسکے حوالہ ہوئی۔ معلوم نہین کہ اس مین حجاج کی اس قرابت کو کتنا دخل تہا۔ اور اوس کی فرزانگی و دلاوری کا کتنا اثر تہا۔ مگر اس سفر مین خواہ اسکا سبب کچھ بھی ہو۔ حجاج کی پرلے درجے کی دانائی اور روشن ضمیری معلوم ہوتی ہے کہ اس نے فتح ہند کے واسطے ایسا دلاور شخص مقرر کیا کہ سب طرح سے لایق تھا۔

ولید بن عبدالملک سے حجاج نے ہند پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ لیکن ابتداءً خلیفہ نے اس عذر سے درخواست نامنظور کی۔ کہ قوم مخالف ہے اور ولایت دور دست تیاری لشکر اور اسباب جنگ کی درستی مین زر کثیر صرف ہوگا۔ جب حجاج نے مکرر معروضہ کیا اور بتلایا کہ لشکر اسلام کی ہزیمت کا بدلہ ضرور لینا چاہیئے۔ اور جنگ کا سامان ہر طرح موجود ہے۔ اور اس مہم مین جس قدر روپیہ صرف ہوگا

اوسکا دوچند خزانہ مین داخل کرنیکو تیار رہون۔ تب تو خلیفہ نے سفر سندھ کی اجازت دی۔ اور حجاج کی درخواست پر چھپہ ہزار سپاہ شام بھی روانہ فرمادی۔ جمعہ کے روز حجاج نے خطبہ پڑہا۔ اور لشکر کو کہا کہ زمانہ دور کر رہا ہے۔ اور حرب ہی ہمارا فخر ہے۔ ہم خداوند تعالیٰ کی ستایش زبان سے اور لشکر دل سے کرتے ہین۔ کیونکہ وہ ہمکو عظمت دیتا ہے۔ اور کسی دروازہ کو ہم پر بند نہین کرتا۔ بدیل کے مفارقت کی آواز اب تک کان مین آرہی ہے۔ اور لشکر اسلام کے مصائب یاد دلاتی ہے۔ واللہ سچ کہتا ہونکہ تمام عراق کا مال اور جو کچھہ میرے پاس ہے۔ اوس کو اس کام مین جبتک نہ خرچ کرون اور انتقام نہ لون تب تک آرام وچین نہین ہے" محمد قاسم کو بھی بہت کچھہ پند ونصایح کئے۔ جس وقت محمد قاسم کوچ کرکے شیراز مین پہونچا تو اوسکے پاس چھپہ ہزار سوار چھپہ ہزار جمازہ تین ہزار اشتر بختی بارکش موجود تھے۔ جب محمد قاسم کران پہونچا تو محمد ہارون سے ملاقات ہوئی اور وہ بھی ساتھہ ہولیا۔ لیکن ارمن بلیہ (ارمابیل) کے مقام پر محمد ہارون (جو پیشتر ہی سے علیل تھا) نے وفات پائی اسکے بعد محمد قاسم نے ارمن بلیہ کو فتح کیا۔ اور وہان سے دیبل کی جانب کوچ کیا۔

داہر کے بیٹے جے سیہ کو جو اسوقت نیرون (جسکو اب سندہ کہتے ہین) مین تھا۔ محمد قاسم کے آمد کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے باپ کو مطلع کیا۔ اور جنگ کی اجازت چاہی۔ داہر نے اوسکے جواب مین اجازت دیدی۔ جسمین لڑائی متواتر کئی روز تک ہوتی رہی۔ آخر لشکر اسلام غالب آیا۔ اور دیبل فتح ہوگیا۔ اور وہ مسلمان مردوزن جو سراندیپ کے جہازون کے لٹ جانے سے قید ہوگئے تھے رہائی پائے۔ اوران قیدیون کی حراست پر ایک پنڈت برہمن مقرر تھا۔ جو بعد فتح دیبل کے مسلمان ہوگیا۔ جسکو محمد قاسم نے اپنا نائب کرکے دیبل کی حکومت اوس کے سپرد کی۔ اور حمید بن دراع کو وہان کا شحنہ مقرر کیا۔ اور چار ہزار مسلمانون کو آباد کرکے ایک مسجد بنوادی۔ اوراس لڑائی مین جسقدر غنیمت ہاتہہ آیا تہا۔ اوسکا خمس معہ حاکم دیبل کی دولکھہ کیونکے

حجاج کے پاس بھیجدیا۔
جب راجہ داہر کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے نیرون کے حاکم کو لکھا کہ دریائے مہران سے عبور کرکے برہمن آباد مین آئے۔ اور حصار وغیرہ کی حفاظت مین سعی کرے۔ چونکہ اس کے قبل ہی نیرون کا راجہ حجاج کا مطیع ہوچکا تہا۔ اس لئے اوس نے داہر کی ایک نہ سنی اور محمد قاسم کے لشکر کو ہر طرح آسایش و آرام دیا۔ چنانچہ محمد قاسم نیرون کا انتظام کرکے آگے بڑہا۔ اور بھرج۔ سوستان۔ سیم وغیرہ کو فتح کیا۔ اسکے بعد آگے بڑہنے کا ارادہ کیا لیکن اس مقام پر حجاج کا ایک خط وصول ہوا جسمین لکہا تہا کہ کہین اور بنجاؤ نیرون کو واپس آؤ۔ اور مہران سے عبور کرنے کی تدبیر کرو۔ اور داہر سے لڑائی لڑو۔ اس حکم کے دیکہتے ہی فوراً محمد قاسم نیرون کو واپس آیا۔ اور وہان سے جہم ہوتا ہوا ساکرہ مین پہونچا۔ اور کشتیون کا پل بناکر معہ لشکر دریا عبور کیا۔ ادہر راجہ داہر نے لشکر اسلام کے دریا عبور کرنے کی خبر سنکر اپنے بیٹے جے سیہ کو لشکر کثیر دیکر لڑائی کے لئے روانہ کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو لشکر اسلام نے فتح پائی اور جے سیہ کا سارا لشکر مارا گیا۔ صرف جے سیہ بچکر نکل گیا۔ اسکے بعد محمد قاسم داہر سے لڑنے کے ارادہ سے آگے بڑہا۔ جب جے وار (جیپور) مین پہونچا تو داہر سے مقابلہ ہوا۔ اور متواتر پانچ روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر ۱۰ رمضان المبارک ۹۳ھ روز پنجشنبہ کو داہر مارا گیا۔ لیکن داہر کا بیٹا راجہ جے سیہ اور اوسکی بہن رانی بائی اور بہت سے عزیز و اقربا و امرا و سردار لشکر قلعہ راور مین پناہ گزین ہوئے۔ جب محمد قاسم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو قلعہ راور پر حملہ کیا۔ ادہر سے سرکردہ نے جے سیہ کو یہ مشورہ دیا۔ کہ یہان قلعہ مین محصور ہوکر لڑنا اچہا نہین ہے۔ بہتر یہ ہے کہ برہمن آباد چلے۔ جہان آپ کے باپ دادا کی میراث اور خزینے دفینے موجود ہین۔ اور وہان کی رعیت خاندان چچ کی ہوا خواہ بھی ہے۔ چنانچہ جے سیہ نے اس رائے کو پسند کرکے معہ اپنے متعلقین اور عزیز و اقربا کے برہمن آباد چلا گیا۔ لیکن اوسکی بہن رانی بائی قلعہ مین معہ لشکر موجود رہی۔ اور محمد قاسم سے غرب

جب شکست کی صورت اور قلعہ کے مفتوح ہونے کی علامت نظر آئی تو ایک گھر مین تیل وروئی جمع کرکے آگ لگادی اور خود معہ اپنے سہیلیون کے اوس مین گر کر خاکستر ہوگئی۔

جب قلعہ راور فتح ہوگیا تو قیدیون کا شمار کیا گیا۔ تیس ہزار تھے۔ منجملہ اون کے تیس امیرزادیان اور شہزادیان بھی تھین۔ جس مین ایک راجہ داہر کی حقیقی بھانجی سے سیہ نام موجود تھی۔ چنانچہ محمد قاسم نے داہر کا سر اور قیدیون کا خمس اور غنیمت وغیرہ کعب بن محارق کے ہاتھہ حجاج کے پاس بھیدیا۔ حجاج نے ایک عرضداشت کے ساتھہ داہر کا سر اور اوس کے چتر واعلام اور لونڈی غلام خلیفہ کی خدمت مین ارسال کیا۔ خلیفہ نے داہر کی بھانجی کے حسن وجمال کو دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ عبداللہ عباس نے اوسکے لئے درخواست کی تو کہا کہ اے عم زادے اس لونڈی کا جمال ایسا ہے کہ میرا دل اوس پر فریفتہ ہے مگر مناسب یہی ہے کہ تو اسے لے لے۔ چنانچہ خلیفہ کی اجازت سے عبداللہ عباس نے اُسکو اپنے گھر لایا۔ اور اپنی حرم بنایا۔ مگر کوئی اولاد نہوئی۔

اب راور سے محمد قاسم نے برہمن آباد جانے کا ارادہ کیا۔ اثنار راہ مین دو قلعے بہرور اور دھلیلہ واقع ہوئے جنمین سولہ ہزار سپاہی موجود تھے۔ اول بہرور کا محاصرہ کرکے دو مہینے کے عرصہ مین اوسکو فتح کیا۔ اسکے بعد دھلیلہ کو بھی لے لیا۔

اب محمد قاسم نے ہند کے بڑے بڑے نامور امرا ورؤسا کے نام اس مضمون کے پروانے روانہ کئے کہ دین اسلام یا اطاعت اسلام اختیار کرو۔ جب سی ساگر وزیر داہر نے یہ سنا تو محمد قاسم کے پاس آکر امان چاہی۔ چنانچہ محمد قاسم نے اوس کو امان دیکر عہدۂ وزارت عطا کیا اور بیوبہ پسر داہر کو بلاکر عہد وپیمان کرکے دھلیلہ کا راج اوراوسکے آس پاس کا علاقہ مشرق ومغرب مین دیدیا۔

محمد قاسم وہان سے کوچ کرکے ہرحلوالی کے کنارہ پر برہمن آباد کے مشرقی طرف اُترا۔ برہمن آباد مین چالیس ہزار لڑنے والے موجود تھے۔ لیکن بنے سیہ کو محمد قاسم کے جانب سے ایسا خوف دل مین

بیٹھ گیا تھا کہ محمد قاسم کے آتے ہی سب اہل وعیال ومال کو چھوڑ کر ریگستان کی راہ سے جے دار (جیپور) پہونچا۔ پھر یہان سے طاکیہ ہوتا ہوا کشمیر گیا۔ اور راجۂ کشمیر کو اپنے اس بے سروسامانی سے آنے کی اطلاع دی۔ راجۂ کشمیر نے نہایت تپاک کے ساتھہ ملاقات کی۔ اور موضع شاکلہا جاگیر کردی اور پچاس گھوڑے معہ زین اوس کے ہمراہیون کو دو سو خلعت گرانمایہ عطا کئے۔

ادہر برہمن آباد کے مقام پر چھہ ماہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ آخر شہر والون نے مجبور ہوکر امان چاہی اور برہمن آباد پر محمد قاسم کا قبضہ ہوگیا۔ یہان پر راجہ داہر کی ایک رانی لادی نام اور دو دختران دوشیزہ رہتی تھین۔ دوسرے مرد وزن کے ساتھہ یہ بھی قید ہوکر آئین۔ محمد قاسم نے لادی کو مسلمان کرکے حجاج کی اطلاع سے اپنے نکاح مین لایا۔ اور اون دونون لڑکیون کو معہ دیگر قیدیون کے مال غنیمت کے ساتھہ حجاج کے پاس روانہ کردیا۔ اور حجاج نے اون تمام کو عرضداشت کے ساتھہ خلیفہ کی خدمت مین بھیجا۔

ادہر محمد قاسم نے برہمن آباد کے قبضہ کے بعد لوہانہ پر بھی قبضہ کیا۔ اور اون پر خراج مقرر کرکے وداع مین حمید النجدی کو برہمن آباد کا انتظام سپرد کیا اور اوس کے نائب اور عمال مقرر کئے۔ اور مسجدونکی بنیاد ڈالی۔ اور جاٹون کے ملک کا انتظام کیا۔ پھر وہان سے ساوندی اور اسمہ کے طرف چلا۔ یہ دونون موضع بلا کسی لڑائی جھگڑے کے قبضہ مین آگئے۔ جب ان دونون کے انتظام سے فارغ ہوا تو الور پر لشکر کشی کی۔ کئی روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ مگر چند ہی روز مین الور کے باشندے مطیع ہوگئے۔ اور قلعہ حوالہ کیا۔ محمد قاسم نے رواح بن اسد کو یہان کا حاکم مقرر کیا۔

اب تھوڑا سا حال رے سیہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب اوسکو راجۂ کشمیر نے شاکلہا جاگیر دی تو اوس نے وہان چند روز قیام کرکے کوچ کو گیا۔ اور وہان کے راجہ دروہر رائے نے اسکا استقبال کرکے بڑی اؤبھگت کی۔ اور لشکر اسلام سے لڑنے کے لئے امداد کا وعدہ کیا۔ اور رے سیہ کو اپنا مہمان بنایا۔

اس راجہ کا یہ دستور تھا کہ ہر شنبہ کی شب کو خلوت خانہ میں عورتوں کے ساتھ شراب پیتا اور رقص دیکھتا۔ اور گانا سنتا۔ اس مجلس میں کسی اجنبی کو آنے کی ممانعت تھی۔ یہ ایک اتفاق کی بات تھی کہ جے سیہ اسی روز یہاں آیا کہ جو روز راجہ کے عیش و طرب کا تھا۔ راجہ نے بپاس خاطر مہمان جے سیہ کو اوس محفل میں شریک کیا۔ جے سیہ اس محفل میں آیا اور عورتوں کے اندر گردن جھکا کر بیٹھ گیا۔ درو ہر کی بہن جانکی جو نہایت حسینہ تھی۔ جے سیہ پر عاشق ہوگئی۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو بناؤ سنگار کر کے جے سیہ کے پاس پہونچی۔ اور مطلب برآری کی التجا کی۔ لیکن جے سیہ نے انکار کیا۔ جب جانکی ناامید ہوئی تو گھر جا کر دوسرے روز درو ہر سے کہی کہ کل رات جے سیہ میرے حرم سرا میں فعل بد کی نیت سے آیا تھا درو ہر اس کے سنتے ہی غصہ کے مارے آگ ہوگیا۔ اور جے سیہ کے مارنے کی فکر کرنے لگا۔ مگر جے سیہ کو کسی مخبر نے خبر کردی۔ اور وہ رات کو بغیر اجازت درو ہر کے کسا (جو جالندھر کی سرحد پر تھا) میں پہونچا اور راجہ بلہرا کا مہمان ہوا۔

جب محمد قاسم الور کے انتظام سے فارغ ہوا تو وہاں سے کوچ کر کے دریا ے بیاس کے جنوبی کنارہ پر یا ہیبہ میں پہنچا۔ یہاں کا رئیس گلسہ بن چندر بن سلاج راجہ داہر کا عم زادہ تھا۔ جب لشکر اسلام سر پر آیا تو معہ امرا و رؤسا ندر بن لیکر محمد قاسم کے پاس حاضر ہوا۔ چنانچہ محمد قاسم نے گلسہ کی لیاقت و حکمت پر خیال کر کے اوسکو تمام لشکر کا پیشوا بنایا۔ اور خزانہ کی کنجیاں اور اپنی مہر اوس کے حوالہ کی۔ غرض وہ سب کاموں میں محمد قاسم کا مشیر تھا۔ اسلئے اوسکا نام مبارک مشیر مشہور ہوا۔ اسکے بعد محمد قاسم حصار اسکلندہ پر پہونچا۔ سات روز تک خوب لڑائی ہوئی۔ آخر اسکلندہ کا راجہ بھاگ کر سکہ ملتان (یہ بہت بڑا قلعہ دریائے راوی کے جنوب میں ہے) کے راجہ بجہرہ کے پاس چلا گیا۔ اور اہل شہر نے امان چاہی۔ محمد قاسم نے اہل تجارت و زراعت کو امان دیدی۔ مگر قلعہ میں اگر چار ہزار ہتیار بند سپاہیوں کو قتل کیا۔ اور انکے اہل و عیال کو برده بنایا۔ اور قلعہ کا حاکم عقبہ بن سلمہ تمیمی کو

مقرر کرکے خود معہ لشکر کے سکہ ملتان کیجانب متوجہ ہوا۔ جب حصار کے سامنے لشکر عرب آیا تو اہل حصار باہر نکل کر لڑنے لگے۔ سترہ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا۔ محمد قاسم کے پچیس دوست اس لڑائی مین شہید ہوے۔ اور لشکر شام مین سے دو سو پندرہ آدمی مارے گئے۔ بجہڑ دریاے راوی عبور کرکے ملتان چلا گیا۔ محمد قاسم نے اپنے یارون کے مارے جانیکے سبب سوگند کھائی تھی کہ مین اس قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجادون گا۔ پس حکم دیا کہ سارے شہر کو برباد کردین اور وہ خود شہر کے نیچے جو گہاٹ تہا اتر کر ملتان پہونچا۔ گہاٹ پر دشمنون سے لڑائی صبح سے شام تک رہی۔ چنانچہ اسی طرح روزانہ پورے دو مہینے تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد سرنگ لگا کر حصار کو منہدم کیا اور اندر داخل ہوکر چھ ہزار جنگی سپاہیونکو قتل کرکے اون کے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنایا۔ باقی اہل تجارت وزراعت کو امان دی۔ چونکہ اس قلعہ کی فتح مین سپاہیون نے بڑی مدت تک طرح طرح کی آفتین سہین۔ اور مصیبتین اوٹہائی تھین۔ اس لئے محمد قاسم نے تمام غنیمت سپاہیون مین تقسیم کردی۔ چنانچہ جملہ ساٹھ ہزار درم چاندی کی تقسیم جب ہوئی تو ہر سوار کے حصہ مین چار سو درم چاندی آئی۔

اس کے بعد محمد قاسم نے کہا کہ اب دارالخلافہ کے خزانہ کے لئے بھی مال حاصل کرنیکی تدبیر کرنا چاہئے وہ اس معاملہ مین متفکر تہا کہ ناگاہ ایک برہمن آیا اور بیان کیا کہ پہلے زمانہ مین اس شہر مین رائے کشمیر کی اولاد مین سے جیون نامی راجہ تہا۔ اور اپنے مذہب کا بڑا پکا تھا۔ رات دن بتونکی پوجا مین لگا رہتا تھا۔ جب اوس کے خزانہ مین بیشمار روپیہ جمع ہوگیا تو اوس نے ملتان کے مشرقی سمت مین ایک حوض سوگز سے سوگز بنوایا۔ اور اوس کے گرداگرد درخت لگوائے۔ اور اوس کے درمیان مین ایک تبکدہ پچاس گز کا تعمیر کرایا۔ اور اوس مین ایک بت زرسرخ کا بنواکر رکہا۔ اور چالیس دیگین تین سو تیس من سونے کے ٹکڑون سے بہرکر ان کے نیچے دفن کین۔ اب وہ تمام دفینہ

بجسنہ موجود ہے نکال لیا جائے" چنانچہ محمد قاسم اوس پتہ پر جاکر دیکھا تو واقعی سونیکا بت موجود ہے۔ اور کہودنے پر وہ سونے کی دیگین بھی برآمد ہوئین۔ بت کا وزن دو سو تیس من تھا۔ اور چالیس دیگین جو نکلین تو اون مین سے تیرہ ہزار دو سو من سونا نکلا۔ محمد قاسم نے اوس تمام سونے کو معہ بت کے اور شہر ملتان کی غنیمت مین جو مروارید وجواہر ملے تھے۔ وہ سب شامل کرکے حجاج کے پاس بھیجدیا یہ اتفاق کی بات ہے کہ جس روز بت خانے کے سونے پر قبضہ ہوا تھا۔ اوسی روز حجاج کا خط اس مضمون کا آیا کہ "اے ابن عم جس روز تجھکو لشکر دیکر روانہ کیا تھا تو مین اسکا ضامن ہوا تھا۔ کہ اس لشکر کشی اور مہم مین جتنا روپیہ خرچ ہوگا۔ اتنا روپیہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے خزانہ مین داخل کرون گا۔ اب اس روپیہ کا ادا کرنا مجھہ پر واجب ہے۔ آجکی تاریخ تک مفصل ومجمل حساب سے معلوم ہوا کہ ساٹھہ ہزار درم وزن نقرہ تیرے خرچ مین آچکا ہے۔ اور جملہ غنیمت نقود واجناس واقمشہ ایک لاکھہ اٹھائیس ہزار درم وزن نقرہ پہونچ چکے ہین۔ تمکو چاہئے کہ جہان کہین شہر وقصبہ یا شہر ہو۔ وہان مساجد ومینار تعمیر کراؤ۔ اور خلافت کے نام کا خطبہ پڑہواؤ۔ اور سکہ جاری کراؤ۔ اب تک تم کو اپنے اقبال اور نصیبہ کی یاوری اور لشکر کشی سے جو کچہہ حاصل ہوا ہے۔ اس سے یہ توقع ہوتی ہے کہ آیندہ بھی جسطرف جاؤگے۔ فتح تمھارے آگے آگے آئیگی"۔

تمام روسا وشرفاء شہر سے محمد قاسم نے عہد وپیمان کا فیصلہ کرلیا۔ پھر یہان ایک جامع مسجد تعمیر کرائی جسکے مینار بڑے بلند تھے۔ امیر داؤد بن نصر بن ولید عمانی کو امیر ملتان مقرر کیا۔ خزیمہ بن عبدالملک بن تمیم کو دریاے جہلم کے کنارے پر قلعہ برہمپور مین۔ اور عکرمہ بن ریحان شامی کو سواد ملتان مین اور احمد بن حریمہ بن عتبہ مدنی کو حصار اجہتا دا اور کردر مین حاکم مقرر کیا۔ کشتیون مین خزانہ لاد کر دیبل مین بھیجا۔ کہ وہان سے دارالخلافہ کے خزانہ مین پہونچایا جائے۔ اور وہ خود ملتان مین ٹہیرا۔ اب پچاس ہزار سوار کے لشکر پر وہ حکمران تہا۔ محمد قاسم نے ابوحکیم شیبانی کو دس ہزار سوار کے ساتھہ

قنوج روانہ کیا۔ اور وہان کے راجہ کو کہلا بھیجوایا کہ سمندر سے لیکر کشمیر کی حد تک جتنے راجہ فرمانروا ہین۔ وہ سب اسلام کے مطیع اور امیر عماد الدین محمد قاسم لشکر کش عرب کے محکوم ہین۔ جنمین اکثر تو خراج دیتے ہین۔ اور بعض مسلمان ہوگئے ہین۔ پس تو بھی اسلام قبول کر یا جزیہ دینا منظور کرکے عہد و پیمان کرلے"۔ اور خود لشکر لیکر کشمیر کے طرف روانہ ہوا جسکو پنج مایات کہتے ہین۔

اوسوقت قنوج مین راجہ ہری چند پسر راجہ جے پال راج کرتا تہا۔ جب ابوحکیم شیبانی اردہار تک پہونچا تو اوس نے زید بن عمرو الکلابی کو سفیر بنا کے راجہ قنوج کے پاس بھیجا۔ سفیر نے راجہ ہری چند کو محمد قاسم کا پیام پہونچایا۔ جس کا جواب راجہ نے یہ دیا کہ اس ملک مین سولہ سو برس سے ہمارا راج چلا آتا ہے۔ اس عرصہ مین کسی مخالف کا یہ حوصلہ نہوا کہ ہماری سرحد پر قدم تو رکھہ سکے۔ اب تو اُلٹے پاؤن امیر کے پاس چلا جا۔ اور اُس سے کہدے کہ تم ہمارے سامنے آؤ تاکہ طرفین کی شجاعت کے جوہر کھلجائین"۔

جب محمد قاسم کے پاس سفیر نے یہ پیغام لایا تو اوس نے تمام اکابر و اعیان و امرا و سپہدار کو جمع کرکے اون سے مشورہ کیا۔ سب نے لڑنے کی رائے دی۔ چنانچہ لڑنے کی تیاریان ہونے لگین۔

یہان لڑائی کے لئے یہ سرگرمیان اور تیاریان ہو رہی تھین۔ وہان پردہ غیب سے اور ہی گل کہلا۔ کہ صبح کے وقت ایک سانڈنی سوار خلیفہ کا پروانہ لایا۔ جسکی روایت محمد بن علی ابوالحسن یہ بیان کرتے ہین کہ جب راجہ داہر مارا گیا تہا تو اوسکے دو شیزہ دختر اسیر ہوئی تھین۔ جنکو محمد قاسم نے خلیفہ کے پاس حجاج کے ذریعہ بھجوا دیا تہا۔ اور خلیفہ نے اون کو اپنی حرم سرا مین داخل کیا تہا۔ کچہہ مدت کے بعد خلیفہ کو دونون لڑکیان یاد آئین شب کو انہین بلایا۔ اور ترجمان کو حکم دیا کہ ان سے پوچھے کہ بڑی کونسی ہے اور چھوٹی کونسی۔ بڑی ٹہہر جائے۔ چھوٹی چلی جائے۔ وہ کسی اور شب کو بلائی جائے گی۔ ترجمان نے ان سے نام پوچھا۔ بڑی نے کہا۔ میرا نام سوریا دیبی ہے۔ اور

اور چھوٹی نے عرض کی کہ مجھے پرل دیبی کہتے ہین۔ بڑی کو خلیفہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ چھوٹی کو رخصت کیا۔ جب اوس کے چہرہ پر سے نقاب اوٹھایا تو حسن خداداد کا جلوہ نظر آیا۔ خلیفہ کا دل بے اختیار ہو گیا۔ لیکن اوس نے کہا کہ مین بدنصیبی سے حضور کے لایق نہین رہی ہون۔ محمد قاسم نے تین روز تک میری بہار لوٹی ہے"۔ خلیفہ نے یہ سنتے ہی قلم دوات منگا کر یہ پروانہ لکھا۔ کہ محمد قاسم جہان ہو۔ وہ اپنے کو گائی کی کچی کھال مین بند کر کے یہان پہونچائے"۔ اوسوقت محمد قاسم اوجہ مین تھا۔ پروانہ پڑھتے ہی کہا کہ حکم کی تعمیل کیجائے۔ چنانچہ محمد قاسم زندہ چرم خام مین سیا گیا۔ اور صندوق مین بند کر کے خلیفہ ولید کے حضور مین لایا گیا۔ خلیفہ نے دریافت کیا کہ محمد قاسم زندہ ہے یا مردہ۔ جسکا جواب یہ دیا گیا کہ حسب الحکم محمد قاسم چرم خام مین بند کیا گیا تو وہ دوسرے روز مر گیا۔ مگر ملک سندہ مین اُسکے مرنے سے کچھ خرابی نہین ہوئی۔ ملوک و امرا اپنے اپنے علاقونکا انتظام بخوبی رکھتے ہین۔ اور خلیفہ کے نام کا خطبہ بدستور پڑھا جاتا ہے۔ خلیفہ نے صندوق کھلوایا اور اون لڑکیون کو بلوایا۔ خلیفہ کے ہاتھہ مین ایک سبز شاخ حنا کی تھی۔ وہ محمد قاسم کے دانتون کو لگا کے یہ کہا کہ "اے لڑکیو تم نے دیکھا کہ ہمارا حکم ہمارے عاملون پر کیسا نافذ ہے کہ جسدم محمد قاسم کے پاس ہمارا حکم پہونچا۔ اُسی دم اُس نے ہمارے فرمان پر اپنی جان قربان کر دی"۔ دونو لڑکیان لاش کو خوشی خوشی دیکھتی تھین اور خلیفہ کو ہاتھہ اوٹھا کر دعائین دیتی تھین۔ اسکے بعد کہنے لگین کہ بادشاہ عادل پر لازم ہے۔ کہ وہ خطرناک کامون کو بہت سوچ سمجھہ کر کیا کرے۔ اور دور بینی کو کام مین لائے۔ دوست دشمن سے جو بات سنے اوس مین امتحان اور تحقیق کے بعد عدل کے موافق حکم دیا کرے۔ دنیا مین راستی کم اور جھوٹ بہت ہے۔ جب خلیفہ نے اون سے اس تمہید کا مطلب پوچھا تو اونہون نے صاف صاف بیان کیا کہ محمد قاسم بالکل بے گناہ تھا۔ وہ ہمارے باپ اور بھائی کی جگہ تھا۔ اوس نے ہمارے باپ کو مارا سارے خاندان کی دولت حکومت عزت

خاک مین ملائی۔ سکو بے خانمان کرکے جلاوطن کیا۔ رانی سے لونڈی بنایا۔ پس اب ہماری مراوین پوری ہوئین۔ اگر محمد قاسم مین عقل ہوتی تو یہان آتا۔ اور ایک روز رہتا۔ پھر چرم خام مین کھچوانا تو زندہ رہتا۔ اور یقینی خلاص ہوتا۔ مگر اس احمق کی یون جان جانی تھی۔ اور خلیفہ کے انصاف پر یہ بٹہ لگنا تھا۔ کہ دو لونڈیون کے کہنے سے اس بیگناہ جوانمرد کو مارڈالا جس نے ہندوستان کو راجاؤن کو معزول کرکے اسکی سلطنت کا سکہ جمایا۔ بلکہ لونڈیان اوسکی خدمت مین بھیجین۔ مندرونکو مسمار کرکے مسجدین بنوائین۔ خلیفہ نے جب یہ باتین سنین تو ندامت کے مارے سر جھکا لیا۔ اور ایک ہفتہ تک بیہوش رہا۔ جب ہوش آیا تو یہ حکم دیا کہ ان لڑکیون کو گھوڑون کی دمون مین باندہ کے شہر مین تشہیر کرکے رود دجلہ مین پھینک دین۔ بعض کہتے ہین کہ زندہ دیوار مین چنوا دینے کا حکم دیا۔

محمد قاسم دمشق مین دفن ہوا۔ اوس کی وفات کا افسانہ جو اوپر لکھا گیا ہے۔ وہ چچ نامہ اور تاریخ میر معصوم سے نقل کیا گیا ہے۔ مگر فتوح البلدان مین یہ لکھا ہے کہ خلیفہ ولید حجاج کے بعد جمادی الاول ۹۶ھ ۷۱۵ء مین اس دنیا سے رحلت کرگیا۔ سلیمان خلیفہ ہوا۔ جسکے حکم سے محمد قاسم معزول ہوکر بلایا گیا۔ قید ہوا۔ پاؤن مین بیڑیان پڑین۔ شکنجہ مین کھینچا گیا۔ غرض اوسکو یہانتک اذیتین پہونچائی گئین کہ جان نکل گئی۔ اوس نے ہندوستان مین کل سوا تین برس حکومت کی۔ اس موقع پر فتوح البلدان کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ محمد قاسم کے دونون مربی حجاج اور خلیفہ ولید مرچکے تھے۔ اور سلیمان حجاج سے عداوت قلبی رکھتا تھا اس لئے محمد قاسم کو شکنجہ مین کھینچا۔ اور مار ڈالا۔

بعض انگریز مورخ محمد قاسم کی وفات پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ گائی کی کھال مین سلوانے کی تعزیر اہل تاتار کے پاس مروج تھی۔ اہل عرب کا یہ دستور نہ تھا۔ مگر پھر انگریز مورخ ہی اس کا جواب دیتے ہین۔ کہ عرب کی تاریخ مین ایک مثال اس زمانہ سے پہلے کی موجود ہے کہ حجاج نے حاکم مصر کو

گدھے کی کھال مین سلوا کر بلوایا تھا۔ اور خلیفہ سلیمان نے موسیٰ سے بھی جس نے اسپین فتح کیا تھا محمد قاسم ہی کا سا سلوک کیا تھا۔ محمد قاسم ایسا ہر دل عزیز تھا کہ جب وہ واپس بلایا گیا تو اہل ہند اوسکے لئے روتے تھے۔ اور کیرج مین اوسکا بت بنا کے پوجنے کے لئے رکھا۔

خلیفہ سلیمان نے محمد قاسم کی جگہہ یزید کو مقرر کیا۔ وہ یہان سندہ مین آکر صرف آٹھارہ روز زندہ رہا۔ ہند کے راجاؤن نے سرکشی اختیار کی تھی۔ داہر کے بیٹے جے سیہ نے برہمن آباد پر قبضہ کرلیا۔ سندہ کے مورخ کہتے ہین کہ محمد قاسم کے جانے سے دو برس کے اندر بہت سا ملک محمد قاسم کا فتح کیا ہوا اہل ہند نے مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا۔ عامر بن عبداللہ نے بھی کچھہ دنون سندہ کی حکومت کی ہے۔

جب خلیفہ سلیمان ۹۹ھ ۷۱۷ء مین دنیا سے رخصت ہوا۔ اور عمر بن عبدالعزیز اوسکا جانشین ہوا تو اس نے تمام ہندوستان کے سلاطین و امراء کو اس مضمون کے خطوط لکھے کہ تم اسلام قبول کرو تاکہ تمکو سارے حقوق مثل مسلمانون کے حاصل ہوجائین۔ چنانچہ اس حکم کی بنا پر داہر کا بیٹا جے سیہ اور اکثر امیرزادے مسلمان ہوگئے۔ اور اپنے ہندی نامون کو بدل کر عربی نام رکھا۔

یہان کی سرحد پر نائب خلیفہ عمر بن مسلم الباہلی مقرر ہوا۔ پھر جنید بن عبدالرحمن المری نے حکومت کی۔ اس کے زمانۂ حکومت مین راجہ جے سیہ نے تمردی اختیار کی تھی۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور جے سیہ قتل ہوا۔ پھر جنید نے کیراج پر قبضہ کیا۔ گجرات و بیل مان کو بھی فتح کرلیا۔ بحر و بر مین اس نے اپنی فتوح سے بہت غنیمت اور دولت حاصل کی۔

۱۰۷ھ مین جنید کی جگہ تمیم بن زیاد العتبی مقرر ہوا۔ جسکو پہلے سندھ مین حجاج نے بھی بھیجا تھا۔ دماغ اور جسم اس کے دونون ضعیف تھے۔ وہ دیبل کے قریب میش آب مین مرگیا۔ تمیم ایک بڑا فیاض عرب تھا۔ اس نے ایک کرور اسی لاکھہ تاتاری درہم جو خزانہ سندہ مین تھے۔ خرچ کر ڈالے

بعد ازان تمیم کی جگہہ حکیم بن عوان الکلبی مقرر ہوا۔ کسہ کے سوا اور ہندؤن نے بھیرمت پرستی شروع کردی تھی۔ مسلمانون کے لئے کوئی پناہ کی جگہہ نہ تھی۔ اس لئے اس نے ایک شہر نہر کے مشرقی کنارہ پر آباد کیا۔ اور اوسکا نام المحفوظہ رکہا۔

حکیم کے ہمراہ عمر بن محمد بن قاسم تہا۔ جسکو حکیم نے المحفوظہ سے باہر لشکر کشی کے لئے روانہ کیا۔ اوس نے بہت کچہہ فتوح حاصل کین۔ اور امیر کا خطاب پاوسکو ملا۔ اوس نے نہر کے اس طرف ایک شہر آباد کیا۔ اور اوس کا نام المنصورہ رکہا۔ کچہہ روزون بعد حکیم مارا گیا۔ اسکے بعد یہان پر متواتر حاکم ہوتے رہے۔ یہان تک کہ خاندان بنی امیہ کا خاتمہ ہوا۔ اور خاندان عباسیہ نے تخت خلافت پر قدم رکہا۔

عہد خلفائے بنی عباسیہ

خاندان عباسیہ کی خلافت کے زمانہ مین ابومسلم نے سرحد سندہ کی حکومت پر عبدالرحمن کو امور کیا یہ سند مین طخرستان کی راہ سے آیا۔ اور سرحد پر منصور بن جمہور سے مقابلہ ہوا۔ یہ منصور خاندان بنی امیہ کے طرف سے آخری حاکم یہان کا تہا۔ عبدالرحمن کو شکست ہوئی۔ اور مارا بہی گیا۔ بعد ازان ابومسلم نے موسیٰ بن کعب التمیمی کو سندہ پر بہیجا۔ پہر منصور و موسیٰ مین لڑائی ہوئی مگر اس دفعہ منصور کو شکست ہوئی۔ اور وہ ریگستان مین بہاگ کر پیاس کے مارے مرگیا۔

چنانچہ سندہ مین یکے بعد دیگرے ہشام بن عمر التغلبی عمر بن حفص بن عثمان ہزارمرد۔ روح ابوالعباس۔ بشر بن داؤد وغیرہ نے حکومتین کین۔ غرض اس عہد خلافت مین ملک سندہ کی حکومت پر شوکت و شان رہی۔ اور شمالی ہند مین بہی راجاؤن کے دل پر اثر ہوا۔ اور خاندان تبت کے دل مین اہل عرب کا خوف پیدا ہوا۔ بہرحال خلافت عباسیہ کے چودہوین خلیفہ المہتدی رجو ۲۵۵ھ ۸۶۹ء مین تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ تک اہل عرب کا رعب اور خلافت کی

ہیبت سبھون کے دل مین طاری رہی۔ مگر المعتمد اور القادر کے عہدون کے درمیان جو نو خلیفون کی سلطنت ہوئی اون مین خلفاء کے اقتدار اور اختیار مین بتدریج تنزل ہوتا گیا۔ ترکی سپاہ روز بروز خود مختار اور آزاد اور فسادی ہوتی گئی۔ جس کا حال ہم نے مختصر طور پر اسکے قبل یہ بتلادیا ہے۔ کہ خلافت عرب کے ٹکڑے کیونکر ہوے۔ پس جب دل ہی بیمار ہو تو اور دوسرے اعضا کیسے صحیح رہ سکتے ہین۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

خلافت کی حکومت سے دور کے صوبے جدا ہو گئے۔ ملک سند کی حکومت کے چھوٹے چھوٹے حصے ہو کر اوس مین جدا جدا فرمانروا ہو گئے۔ گو خلیفہ کے معاملات ملکی مین وہ مطیع نہین رہے۔ اور نہ خراج بھیجا۔ مگر ہمیشہ صاحب اختیار ہونے کے لئے خلفاء کی چاپلوسی اور تملق کرتے رہے۔ ملک سند مین اہل عرب کی حکومت کا خاتمہ خلیفہ المعتمد کے زمانہ مین سمجھنا چاہئے۔ اس نے یہان کا حاکم یعقوب بن لیث مقرر کیا۔ اور بلخ و طخرستان کے سوا سجستان اور کرمان مین بھی اوسکے زیر حکم رہے۔

۔ اوسکے چند برس بعد دو بڑی ریاستین ملک سندہ مین ملتان۔ منصورہ قایم ہوئین۔

یعقوب بن لیث کا انتقال ۲۶۵ھ ۸۷۹ء مین ہوا اوسکے مرتے ہی یہ دونون ریاستین مطلق العنان اس سبب سے ہو گئین کہ اوسکے جانشین جو ہوے۔ وہ ضعیف العقل اور کم زور ہوے۔ اور آل سامان کے سلاطین کی سلطنت کا آغاز تہا۔ اُنکو فرصت نہوئی کہ اس طرف متوجہ ہوتے۔

افسوس یہ ہے کہ اگرچہ اہل عرب کا تعلق ملک سندہ سے تین سو برس تک رہا۔ مگر کوئی اثر اُن کے اس تعلق کا ملک پر باقی نہ رہا۔ اور کسی سیاح کو اس ملک مین سفر کرنے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کبھی اُنھون نے یہان قدم بھی رکھا تہا۔ نہ کوئی عمدہ مسجد انکی بنائی ہوئی نظر آتی ہے۔ نہ خانقاہ نہ کوئی اور عمارت نہ کوئی انکی زبان کا اثر ہے۔ نہ اونکے شہرون منصورہ محفوظہ البیضاء کا نام ونشان باقی ہے۔

حجاج نے جو اس مہم سندہ کا حساب وکتاب کیا۔ وہ اسطرح ہے کہ ساٹھ لاکھ درہم اوس نے

خرچ کئے۔ اور بارہ کروڑ درہم بچائے۔ چونکہ خلیفہ کا حصہ کل غنیمت کا پانچوان حصہ ہوتا ہے۔ تو کل غنیمت ساٹھ کروڑ درہم ہوئی۔ ایک درہم ۴ ۴ پائی کے قریب ہوتا ہے تو کل غنیمت ۱۳ کروڑ پچھتر لاکھ روپیہ کے قریب ہوتی ہے ملک سندہ کے باج و خراج کے نسبت مورخون مین بڑا اختلاف ہے یہ اختلاف ہونا ہی چاہئے۔ اس لئے کہ ہر سال مین زمین کی پیداوار کے خراج کی شرح بدلتی رہتی تھی۔ اور ملک کے حدود مین کمی و بیشی ہوتی رہتی تھی۔ ابن خلدون کی فہرست آمدنی سلطنت خلفاء مین لکھا ہے کہ صوبہ سندہ سے ایک کروڑ پندرہ لاکھ درہم اور پچھتر سیر روغن زیتون خراج مین آتے تھے۔ یہ حساب تخمینی معلوم ہوتا ہے۔ یہ خراج چھبیس ستائیس لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہوا۔ ہم نے ملک سندہ کی تاریخ اس زمانہ تک لکھی ہے۔ کہ اسکا تعلق اہل عرب سے رہا۔

خاندان غزنویہ

اسکے قبل ہم نے عہد خلفائے بنی امیہ مین بیان کیا ہے کہ سلطنت اسلامیہ یا ملک عرب متعدد متفرق حصون مین تقسیم ہوئی۔ اور مختلف خاندان[۵۱] پیدا ہوے۔ چنانچہ منجملہ اون خاندانون کے ایک خاندان آل سامان[۵۲] کا بھی تھا۔ جو سنہ ۲۶۱ھ م ۸۷۳ء سے سنہ ۳۸۹ھ م ۹۹۹ء تک وسط ایشیا مین ماوراء النہر اور

---

[۵۱] ان مختلف و متعدد خاندانونکے حالات تفصیلی طور پر انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ حسب موقع لکھے جائینگے۔ ۱۲ مولف۔

[۵۲] سامان بلخ کا ایک ایرانی سردار تھا جس نے اسد بن عبداللہ گورنر خراسان کی یقین دہانی سے زردشتی مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کیا۔ اور بیٹے کا نام اپنے محافظ و مربی کے نام پر اسد رکھا۔ اسد کے چارون لڑکون نے خلیفہ مامون کی ملازمت مین ایسی ناموری حاصل کی۔ کہ صوبہ جات کی گورنری پر ترقی پائی۔ نوح سمرقند۔ احمد فرغانہ۔ یحییٰ شاش اور الیاس ہرات کی حکومت پر فائز ہوا۔ نوح اپنے دیگر بھائیون سے زیادہ اولوالعزم تھا۔ وہ نہ صرف سمرقند مین احمد کا قائم مقام

ایران مین سلطنت کرتا تھا۔ اور اپنے گئے وقت مین بھی خراسان اور ماوراالنہر پر قبضہ وتصرف رکھتا تہا۔ انہین کے امیرالجیش نے خاندان غزنوی کی سلطنت کی بنا قایم کی۔ جس نے ہندوستان مین مسلمانون کی ایک مستقل سلطنت قایم کی۔ گو پہلے ملک سندھ پر اہل عرب کا دوسو برس تک تسلط رہا ہے۔ مگر سندہ کے طرف سے مسلمانون نے آکر اپنی سلطنت کو ہندوستان مین مستقل نہین کیا۔ بلکہ کابل کی جانب سے آکر اپنی سلطنت کو قایم کیا ہے۔ اسلئے اب کابل کا حال لکھنا ضرور ہے۔

(بقیہ نوٹ ۱۱۴) ہوا۔ بلکہ اس نے کاشغر کا بھی الحاق کرلیا۔ اس کے دوسرے لڑکے اسمٰعیل نے ۹۰۳ء مین صفاریون سے خراسان فتح کیا۔ اور طبرستان کے علویہ فرمانروا احمد بن زید کو شکست دی۔ اور خلیج فارس کے بڑے حصہ اور حدود ہند سے قریب بغداد تک کے ملک پر قابض ہوگیا۔ ماوراءالنہر مین اسکی حکومت خوب مضبوطی سے جڑ پکڑ گئی تہی۔ اور اوس کے فیض توجہ سے بخارا و سمرقند اسلامی دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کے لئے تہذیب وشائستگی۔ دینی و دنیاوی علوم اور ہر قسم کے ہنر وفن کے مرکز بنگئے۔ اسمٰعیل سامانی کے جانشین خراسانی اور سجستانی رعایا کی لیاقتون اور خاندان بویہ کے روز افزون عروج کے وجہ سے ضعیف ہوتے گئے۔ یہانتک کہ نصف صدی ہی مین انکی حکومت ماوراالنہر اور خراسان مین محدود رہگئی۔ ان صوبہ جات مین بھی اصلی اقتدار واختیار ترکی غلامون کے ہاتھ مین تہا جنہے تمام دربار بھرا ہوا تہا۔ ان مین سے ایک الپتگین نامی نے غزنوی خاندان کی بنیاد ڈالی۔ جو ۹۹۴ء سے ۳۸۴ھ مین سامانیون کے اس قطعہ ملک پر جو دریائے جیحون کے جنوب کی سمت تہا۔ متصرف ہوا۔ جیحون کے شمال مین ایلک خان (والی ترکستان) نے ان کی طاقت کی روکو روکدیا۔ ایلک خان نے فرغانہ سے سرحد چین تک کے ترکی قبایل کی سرگروہی حاصل کرکے ۹۹۰ء سے ۳۸۰ھ مین بخارا چھین لیا۔ اور آخرکار ۹۹۹ء سے ۳۸۹ھ مین اس نے خاندان سامانیہ کو تخت وتاج سے محروم کردیا۔ اگرچہ ابراہیم منتصر ۱۰۰۵ء سے ۳۹۵ھ تک حصول تخت کے لئے لڑتا رہا۔ بہرحال خاندان سامانیہ نے تقریباً ایک سو تالیس سال فرمانروائی کی اور اس خاندان مین ۱۱ حکمران ہوے۔ جانشین خانین ترکستان وخاندان غزنویہ نے پائی۔ ۱۲ مولف۔

کابل کی ابتدائی حالت اور اہل ہنود کی حکومت

ابوریحان بیرونی نے اپنی تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ پہلے زمانہ مین ملک تبت سے آئے ہوئے ترک کابل مین راج کرتے تھے۔ پہلا راجہ اون کا برہ تگین برگ تھا جب برہ تگین اول اول کابل مین آیا تو ایک غار مین رہنے لگا۔ یہ غار ایسا دشوار گذار تھا کہ جب تک کوئی شخص گھٹنون کے بل نہ چلے اندر نہین جا سکتا تھا۔ اس غار مین وہ چند روز کی خوراک رکھ لیتا تھا۔ پانی پینے کے لئے اُسکے اندر ایک چشمہ تھا۔ جسکا نام اب تک مشہور ہے۔ چند روز بعد دفعتًا برہ تگین غار سے نمودار ہوا۔ غار کے پاس آدمیون کا ہجوم رہتا تھا۔ انکو یہ معلوم ہوا کہ یہ ترک ابھی پیدا ہوا ہے۔ ترکی لباس زیب تن۔ کرتہ بدن پر۔ ٹوپی سر پر۔ بوٹ پاؤن مین۔ اسکی ہئیت عجیب وغریب تھی۔ چنانچہ کابل مین اس نے اپنے کو بادشاہ بنایا۔ اس کی خاندان مین ساٹھ پیڑی تک سلطنت متواتر چلی گئی۔

اس خاندان کے راجاؤن مین ایک راجہ کنک تھا جس نے پشور مین دھار بنایا تھا۔ وہ ابتک اوس کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ اسکے پاس قنوج کے راجہ نے کچھ تحفے بھیجے تھے۔ جسمین ایک نہایت عمدہ بافت کا کپڑا بھی تھا۔ راجہ کنک نے اوس کی پوشاک بنانی چاہی۔ درزی کو سینے کے لئے دیا گیا۔ لیکن درزی اُس کے سینے مین یہ عذر کیا کہ اس کپڑے پر آدمی کے پانون کا نقش ہے۔ جو کسر بیہنت مین وہ نقش شانون کے درمیان مین آتا ہے۔ راجہ نے یہ سمجھا کہ قنوج کے راجہ نے مجھے کمتر و ذلیل سمجھکر درپردہ گستاخی کی ہے۔ اور اسی بنا پر لشکر کثیر لیکر قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ جب قنوج کے راجہ کو یہ خبر لگی تو اپنے لشکر کی کمی کے باعث سخت ہراسان ہوا۔ وزیر نے یہ صلاح دی کہ میری ناک اور ہونٹ کٹوا لیجئے تو مین ایک ایسی چال چلتا ہون۔ کہ جس سے یہ بلا اوپر کا اوپر ٹل جائے گی۔ چنانچہ وزیر کے ساتھ یہی عمل کیا گیا۔ یہ نکٹا وزیر سرحد کی طرف چلا۔ جب کابل کے لشکر سے ملا تو اوس نے راجہ کے حضور مین حاضر ہوکر

عرض کیا کہ مین نے قنوج کے راجہ کو آپکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی فہمایش کی تھی۔ جسکا یہ ثمرہ ملا ہے میری صلاح یہ ہے کہ آپ جس راہ چل رہے ہین۔ وہ بہت دور کا راستہ ہے۔ مین آپ کو ایک نزدیک کا راستہ بتلاتا ہون جسمین ایک صرف ویرانہ حائل ہے۔ جب اوسکو عبور کیجئے تو قنوج آپ کے روبرو ہوگا۔ راجہ کنک وزیر کے فریب مین آگیا۔ اور اوس کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلا۔ وزیر نے راجہ کو ایسے ویرانے مین لیگیا۔ جس کی انتہا نہ تھی۔ راجہ نے اُس ویرانہ کا سبب پوچھا تو صاف صاف عرض کیا۔ کہ مین نے اپنے آقا کی سلامتی کے لئے یہ چال چلا ہون۔ اب آپکو اختیار ہے۔ راجہ نے یہ بات سنکر اپنا گھوڑا نشیب کی جانب لیچلا۔ اور تھوڑی دور جاکر اپنا نیزہ گاڑا۔ وہان سے پانی اُبلنا شروع ہوا۔ جب وزیر نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تو راجہ سے کہا۔ کہ آپ دیوتا ہین۔ میرا اور میرے آقا کا قصور معاف کردیجے۔ راجہ نے جواب دیا کہ تو اپنے ملک کو جا۔ تیرے راجہ کو کافی سزا ملگئی ہے چنانچہ جب وزیر قنوج آیا تو دیکھا کہ راجہ کے دونون ہاتھ اور پاؤن اوسی روز سے بیکار ہین کہ جس روز راجہ کنک نے زمین مین نیزہ گاڑا تھا۔

ان راجاؤن مین سب سے آخر راجہ کنور مان تھا۔ اور اوسکا وزیر کلر نام ایک برہمن تھا۔ وزیر کی قسمت نے یاوری کی۔ کہین سے ایک دفینہ پایا۔ بڑا صاحب مقدرت ہوگیا۔ اسی زمانہ مین راجہ کی قسمت پلٹ گئی۔ وزیر نے راجہ کی بدافعالی اور بدخیالی کی شکایتون پر راجہ کو قید کرکے پنڈت خانہ مین بھیجدیا۔ اور سامند برہمن کو اوس کا جانشین کیا۔ پھر باترتیب یکے بعد دیگرے راجہ ہوتے چلے جنکے نام۔ کملوا۔ بہیم جے پال۔ انند پال۔ نروجن پال۔ بہیم پال ہین۔

نروجن پال ۴۱۲ھ مین تخت نشین ہوا۔ اوس کے پانچ برس بعد بہیم پال نے تخت حکومت پر قدم رکھا۔ اس راجہ کے عہد مین ہند کے خاندان سے راجائی ایسی نکل گئی۔ کہ اس گھرانے کا کوئی چولہ پر ہانڈی چڑہانیوالا بھی کابل مین باقی نہ رہا۔ لیکن اس خاندان کے راجہ نہایت نیک مزاج۔ اور سخی و شجیع

ہوئے ہین۔ چنانچہ اسی خاندان کا ایک راجہ انندپال نام نے باوجود عداوت قلبی ہونے کے امیر محمود والی خراسان کو ایک موقع پر حسب ذیل خط لکھا تھا جس سے اوسکی دوراندیشی۔ اور بلند خیالی۔ علو حوصلگی ظاہر ہوتی ہے۔

"مین نے سنا ہے کہ تمھاری مملکت پر ترکون نے حملہ کیا ہے۔ اور سارے خراسان مین وہ پھیل گئے ہین اگر تم چاہو تو مین خود پانچہزار سوار۔ دس ہزار پیدل۔ سو ہاتھی ہمراہ لیکر تمھارے ساتھہ لڑائی مین شریک ہوسکتا ہون۔ اور اگر تم کو یہ زیادہ پسند ہو کہ مین اپنے بیٹے کو دو چند لشکر دیکر بھیجون تو وہ بھی مجھے منظور ہے۔ یہ کام مین اس نظر سے نہین کرتا۔ کہ آپ کی نظر التفات مجھہ پر ہو۔ بلکہ اس خیال سے کہ مین نے آپ کو مغلوب کرلیا ہے۔ مین نہین چاہتا۔ کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص اس امر مین موفقیت حاصل کرے"۔ یہ راجہ مسلمانون کا سخت دشمن اوسوقت سے تھا۔ کہ اوس کے بیٹے نروجن پال کو مسلمانون نے قید کیا تھا۔ مگر اوسکے برخلاف اوسکا بیٹا مسلمانون کا ہوا خواہ تھا۔

یہ بھی محققین نے تحقیق کیا ہے۔ کہ کابل مین جو کوہستان تبت سے ترک آئے تھے۔ اون کا مذہب بدھ تھا۔ انھون نے ہی یونانیون کی سلطنت کو مشرق مین استیصال کیا تھا۔ ان ترکون کے ہاتھ سے برہمنون کے ہاتھ مین اور برہمنون کے ہاتھہ سے راجپوتون کے ہاتھ مین سلطنت منتقل ہوئی۔

راجہ کنک کا نام اصل مین کنشکا تھا۔ پیشور مین اوس نے دہ بدہ مذہب والون کا معبد بنایا تھا۔ وہ اب تک موجود ہے۔ اسکو گورکھتری کہتے ہین۔ اس راجہ کا مذہب بدہ تھا کشورمان یا کشوزمان جو ہیروتی نے لکھا ہے۔ وہ کافرلینے سیاہ پوش قومون مین سے ایک قوم کا نام معلوم ہوتا ہے۔ چترال و گلگٹ کے فرمانروا اپنا لقب اب تک شاہ کٹور رکھتے ہین۔ چینیون نے جو ہندوستان کے سفرنامون مین کابل کا حال لکھا ہے۔ وہ ابوریحان بیرونی کی تاریخ الہند سے بہت ملتا جلتا ہے۔

کابل پر اہل عرب کے حملے اور مسلمانوں کی سلطنت کا آغاز و تسلط

حضرت عثمانؓ خلیفۂ سوم کی خلافت مین عراق کا والی عبداللہ مقرر ہوا۔ اسی کے زمانہ مین اول حملہ کابل پر ہوا ہے خلیفۂ سوم نے عبداللہ کو ہدایت کی کہ اضلاع ہند کا حال جاسوس بھیجکر دریافت کرے۔ چنانچہ جاسوسون کے دریافت سے معلوم ہوا کہ ہند پر حملہ کرنا آسان نہین ہے۔ صدہا مشکلات کا سامنا ہوگا۔ جب یہ خبر خلیفۂ سوم کو معلوم ہوئی۔ تو آپ نے حملہ کرنے سے منع فرمایا۔ مگر عبداللہ نے اپنے عم زاد بھائیون مین سے عبدالرحمن بن سمرا کو حکم دیا کہ وہ سیستان پر حملہ کرے۔ عبدالرحمن زرنج کے طرف بڑہا۔ بعد ازان زرنج اور کش کے درمیان جو ملک تھا۔ اوسکو فتح کرلیا۔ پہر زرنج اور ضلع داور کے درمیانی بلاد پر بھی قبضہ کیا۔ اور بست کو بھی لے لیا۔ اس کے بعد زابل کی جانب بڑہا۔

۴۵ھ مین جو امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ کابل کے مقابل آیا۔ یہان کے حاکم کابل شاہ (جو لنگڑا تھا) سے خوب لڑائیان لڑا۔ لیکن کابل شاہ قلعہ بند ہوگیا۔ چنانچہ اس محاصرہ نے ایک سال تک طول کھینچا آخر عبدالرحمن نے حملہ کرکے شہر کو لے لیا۔ کابل شاہ مسلمان ہوگیا۔

اس کے بعد مہلب بن ابی صفرہ جو خراسان مین بڑا صاحب اقتدار تھا مرو کے طرف سے زابل و کابل مین آیا۔ اور ہندوستان مین بناد (بنو) اور الہوار (لاہور) تک پہونچا۔ یہان سے دس بارہ ہزار مقیدی خراسان کو لیگیا۔

اسی زمانہ مین عباد بن زیاد سجستان کی راہ سے سرحد ہند پر لشکر کشی کی۔ اور رود بار ہند مند (ہلمند) کی راہ سے چلا اور کش مین آیا۔ صحرا کو قطع کرکے قندہار پہونچا۔ اگرچہ یہان کے ملک اس نے فتح کیا۔ مگر بہت مسلمانون کی جانین ضایع ہوئین۔

۶۲ھ مین یزید بن معاویہ نے خراسان و سیستان کی حکومت سلیم بن زیاد کو دی۔ جس نے اپنے چھوٹے

بھائی یزید بن زیاد کو سیستان مین حاکم مقرر کیا۔ یزید بن زیاد کو معلوم ہوا۔ کہ شاہ کابل نے تمرد اختیار کیا۔ اور ابو عبداللہ بن زیاد کو جو کابل مین حاکم تھا۔ گرفتار کرلیا۔ پس فوراً اُس نے کابل پر چڑھائی کی۔ مگر شکست پائی۔ جب سلیم بن زیاد کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے طلحہ بن عبداللہ کو کابل بھیجا۔ اس نے عبداللہ کو پانچ لاکھ درہم دیکر خریدا۔ سلیم نے طلحہ کو سیستان کا حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ طلحہ نے لشکر غور و بادغیس کو کابل بھیجکر اہالیان کابل کو جبراً و قہراً مطیع و منقاد کیا۔ اور خالد بن عبداللہ کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔ مگر پھر اوسکو معزول کیا۔ لیکن خالد عراق واپس نہ جاسکا۔ مجبوراً کوہ سلیمان مین جو پشاور اور ملتان کے درمیان ہے سکونت اختیار کی۔ اور اپنی بیٹی کسی مسلمان افغان کو بیاہ دی۔ جس سے دو بیٹے لودی اور سور پیدا ہوے۔ اور انھین کے نام سے لودی اور سوری افغان کہلاتے ہین۔ جنکی بادشاہت کا ذکر آیندہ آئے گا۔

سنہ ۶۸۳ء مین عبدالعزیز حاکم سیستان نے کابل سے لڑائی کی۔ شاہ کابل شکست پاکر مارا گیا۔ سنہ ۷۱۸ء مین عبدالملک بن مروان نے عبداللہ کو خراسان کی حکومت سے علیحدہ کرکے حجاج بن ثقفی کو مقرر کیا۔ اور عبداللہ بن ابی بکر کو سیستان بھیجا۔ جب عبداللہ نیمروز پہونچا تو حجاج نے کابل جانے کا حکم دیا۔ اس وقت کابل مین رتبل حکمران تھا۔ چنانچہ رتبل نے ایسی چال چلی کہ عبداللہ مجبور ہوکر سات ہزار درم (جسکے تین لاکھ روپیہ سکہ اکبر شاہی ہوتے ہین) رتبل کو دیکر جان بچائی جب حجاج کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے عبداللہ کو موقوف کرکے سنہ ۷۱۱ء مین عبدالرحمن بن اشعث کو رتبل سے لڑنیکے لئے کابل بھیجا۔ اور چالیس ہزار سپاہ اوسکے ساتھہ کی۔ مگر یہ بھی ناکام واپس آیا۔ حجاج نے عبدالرحمن کو لعنت ملامت کرکے پھر کابل کو بھیجا۔ اور عبدالرحمن نے رتبل سے سازش کرکے اول تو فتح پائی۔ اور دوبارہ شکست کھاکر بست کو بھاگ گیا۔ بست مین اوسکا ایک گماشتہ رہتا تھا۔ جسکے پاس اوس نے پناہ لی۔ لیکن اوس کورنمک نے حجاج کی خوشنودی کے لئے عبدالرحمن کو گرفتار

کرکے بھیجنا چاہا جب یہ خبر مرزبان کابل کو پہونچی تو اوس نے بست پہونچکر عبدالرحمن کو اس بلا سے نجات دلائی اور اپنے ملک مین لایا۔ لیکن حجاج نے ۸۴ھ مین رتبیل سے ایسی میٹھی میٹھی باتین بنائین کہ اوس نے اپنے مہمان عبدالرحمن کو باندہ کر حجاج کے پاس بھیجدیا مگر عبدالرحمن نے حجاج کے پاس پہونچنے سے پیشتر راستہی مین ایک بلند ٹیلے سے گر کر جان دیدی۔

۱۰۷ھ مین عہد خلافت ہشام بن عبدالملک۔ امین بن عبداللہ قشری حاکم خراسان نے غور و غرجستان و نیمروز کے علاوہ تمام کابل کو بھی فتح کیا۔

خلفاء المہدی اور الرشید کے عہد مین کابل کے راجہ سے خراج لیا جاتا تھا۔ اور جہان لوگ مسلمان ہوجاتے تھے۔ وہان مسلمان حاکم مقرر ہوتے تھے۔ چنانچہ ۱۷۵ھ سے ۱۹۳ھ تک یہی صورت رہی۔ جب المامون خراسان کا حاکم مقرر ہوا تو اوس نے دو چند خراج طلب کیا۔ اور کابل کو لے لیا۔ کابل کے راجہ نے اطاعت اختیار کرکے اسلام قبول کیا۔ خلیفہ مامون کے طرف سے شہر کابل مین ایک مسلمان گماشتہ رہتا تھا۔ خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ مین یہی حال رہا۔

پھر ۲۵۶ھ ۸۶۸ء مین خلفاء صفاریہ مین یعقوب بن لیث نے کابل کو فتح کیا۔ اور وہان کے مرزبان کو قید اور شاہ ارزنج کو قتل کیا۔ پھر تو سارا افغانستان مسلمان ہوگیا۔ چنانچہ یعقوب بن لیث کابل سے بہت غنیمت اور تین بادشاہون کے سر اور بہت سے ہندون کے بت لیجاکر خلیفہ بغداد کی نذر کے لئے بھیجا۔

مسلمانون کی مستقل حکومت کابل مین یعقوب بن لیث کے زمانہ سے سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ اوسکے نام کے بہت سے سکے جنمین ۲۶۰ھ و ۲۶۱ھ ضرب ہے۔ پنج شیر اور کابل کے شمال مشرق مین ملتے ہین۔

آل سامان کے زمانہ مین اس خاندان کا ایک غلام البتگین[1] نام اپنے آقاؤن سے جدا ہوکر غزنین اور

[1] البتگین اصل عبدالملک بن نوح دوم خاندان سامان کا پایخوان بادشاہ تہا) کا ترکی غلام تہا اس خاندان مین

کابل پر متصرف ہوا۔ اور ایک مستقل سلطنت قایم کی۔

الپتگین

عبدالملک ابن نوح سامانی کے زمانہ مین الپتگین اولاً افواج خراسان کا سپہ سالار رہا۔ بعد ازان خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب عبدالملک نے انتقال کیا تو امرا بخارا نے الپتگین کے پاس قاصد بھیجکر رائے دریافت کی۔ کہ اب آل سامان مین کسکو تخت نشین کرنا چاہیے۔ اور کون اس بارگران کے اوٹھانیکے لایق ہے۔ جسکا جواب الپتگین نے یہ بھیجا کہ عبدالملک کا بیٹا منصور ابھی تجربہ کار اور نوعمر ہے۔ البتہ اوس کا چچا بادشاہی کے لایق ہے۔ مگر قاصد کے پہونچنے کے قبل یہاں امرا نے اتفاق کرکے منصور کو تخت شاہی پر بٹھایا تھا۔ جب یہ جواب منصور کی نظر سے گذرا تو اوس کو بہت شاق گذرا۔ اور فوراً الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول کرکے دربار مین بلایا۔ لیکن الپتگین بہی تجربہ کار تہا۔ اوس نے دربار جانے مین اپنی جان کی خیر نہین دیکہی۔ اس لیے خراسان کو چہوڑکر اپنے خاصہ لشکر (جو تین ہزار غلاموں سے مملو تہا) کے ساتہہ غزنین آیا۔ چونکہ الپتگین کا باپ سامانی فرمانرواؤن کے جانب سے یہان کا گورنر رہ چکا تھا۔ پس الپتگین کو اپنے والد کے قایم مقام ہونے مین چندان دقت پیش نہ آئی۔ اور امیر الونک (جو اوس وقت غزنین کا حاکم تھا) سے غزنین چھین لی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۱) یہ دستور تہا کہ اکثر غلام امانت کے عہدون پر سرفراز ہوتے تہے۔ اور دور دور کے صوبون کے حاکم مقرر ہوتے۔ چنانچہ عبدالملک نے قدردانی سے الپتگین کو افواج خراسان کی سپہ سالاری پر مامور کیا تہا۔ بعد ازان ۹۶۱ء نہ ۹۶۲ء مین الپتگین خراسان کا حاکم مقرر ہوا جب عبدالملک کا انتقال ہوگیا تو الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول ہونا پڑا۔ اور ۹۶۲ء نہ ۹۶۳ء مین الپتگین غزنین چلا گیا۔ باقی حالات کتاب کے متن مین ملاحظہ ہون ۱۲ مولف۔

غزنین پر قبضہ کرنیکے متعلق جامع الحکایات مین یہ لکھا ہے کہ جب الپتگین شہر غزنین کے باہر ڈیرہ ڈالے پڑا رہا تھا اور شہر والون نے دروازہ بند کر رکھا تھا۔ اتفاقاً ایکدن اُس کے لشکر کے کچھ سوار نترک مین مرغ باندھے لئے چلے آتے تھے۔ الپتگین نے اون سے پوچھا کہ یہ مرغ وام دیکر خریدے گئے ہین یا یون ہی مفت ظلم سے لائے ہو۔ سوارون نے کہا کہ خرید کر لائے ہین۔

الپتگین کو اس بات کا یقین نہوا۔ گانون کے مقدم کو بلاکر دیافت کرنے سے ظاہر ہوا۔ کہ ہر روز یہ لوگ گانون مین جاکر زبردستی مرغ لاتے ہین۔ اور قیمت نہین دیتے۔ یہ سنکر حکم دیا کہ ان سوارون پر چوری کا الزام پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے فوراً قتل کئے جائین۔ مگر مصاحبون نے تخفیف سزا کے لئے منت وسماجت کرنے پر یہ تجویز کی۔ کہ ان سوارون کے کان چھید کر اوس مین مرغ لٹکائے جائین۔ اور تمام لشکر مین شہیر کی جائے۔ چنانچہ اسکی تعمیل فوری ہوئی۔ اور مرغون کے پھڑپھڑانے سے سوارون کے منہ زخمی ہوگئے اور اس انصاف کا اہل غزنین پر یہ اثر ہوا کہ اونہون نے شہر کے دروازے الپتگین کے لئے کھولدیے اور الپتگین بخوشی تمام شہر غزنین مین داخل ہوکر اوس پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد ہرات۔ بلخ۔ سیستان کو بھی فتح کیا۔ اور خود بالاستقلال بادشاہ بنگیا۔ منصور نے الپتگین پر دو دفعہ لشکر کشی کی۔ مگر دو دفعہ ہی الپتگین غالب رہا۔ بقول احمد اللہ مستوفی کے الپتگین نے پندرہ برس سلطنت کی۔ اسکے بعد توسیع ملک کے لئے موت نے مہلت نہ دی۔ آخر ۳۶۵ھ ۹۷۶ء مین وفات پائی۔

الپتگین کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین تخت غزنین پر قدم رکھا ہے۔ لیکن تاریخ فرشتہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب الپتگین نے انتقال کیا تو اوسکا بیٹا ابو اسحاق۔ سبکتگین کے ہمراہ بخارا روانہ ہوا۔ اسکے بعد امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا کی۔ اور انتظام ملکی و مالی سبکتگین کے تفویض پائے۔ چنانچہ ابو اسحٰق نے ایک سال کچھ مہینے سلطنت کی۔ اور ۳۶۷ھ ۹۷۷ء مین عقبیٰ کی راہ لی۔

ابو اسحٰق کے بعد بلکاتگین (جو الپتگین کا ترکی غلام تھا) بادشاہ ہوا۔ اس نے بھی دو سال حکومت

کرکے دنیا سے وداع ہوا۔ پھر امیر پری (جو بڑا مفسد وظالم تھا) تخت پر بیٹھا۔ اور ابوعلی الونک پسر شاہ کابل کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ جب وہ چرخ کی حد میں آیا تو امیر سبکتگین نے پانچ سو ترکی سواروں سے چھاپہ مارا۔ اور اوس کو قتل کیا۔

ادہر سبکتگین کو یہ فتح حاصل ہوئی۔ اور اُدہر امیر پری کے ظلم سے رعایا عاجز ہوگئی تھی۔ اسلئے سب امیروں نے اتفاق کرکے امیر سبکتگین کو غزنین کے تخت پر بٹھایا۔

امیر ناصرالدین سبکتگین[۵۱]

جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا تو حصار بست پر امیر طغان قابض تھا۔ مگر توزکان[۵۲] نے (جو آل سامان سے تھا) قلعہ بست کو غصب کرکے طغان کو نکالدیا۔ اور طغان نے امیر سبکتگین کے پاس حاضر ہوکر امداد چاہی۔ چنانچہ امیر سبکتگین نے طغان کی درخواست منظور کی اور قلعہ بست پر حملہ کرکے توزکان کو شکست دی۔ اور طغان کا قبضہ قلعہ بست پر کرادیا۔ مگر طغان نے خراج داخل کرنیکا جو وعدہ کیا تھا وہ ایفا نہ کیا۔ ایک روز شکار کے موقع پر امیر سبکتگین کے ہمراہ طغان بھی تھا۔ امیر نے خراج کا تقاضا کیا۔ طغان نے

---

۵۱ کہتے ہین کہ سبکتگین اصل مین ایران کا امیرزادہ اور نیروجرد کی نسل مین تھا۔ مگر ایک سوداگر ناصر یا حاجی نصر نام اوسکو ترکستان سے لاکر الپتگین کے ہاتھہ بیچا تھا۔ چونکہ سبکتگین فراست۔ لیاقت۔ دانائی۔ شجاعت مین بےنظیر تھا۔ اس لئے الپتگین نے اوسکو درجہ بدرجہ ترقی دیکر سپہ سالاری کا عہدہ عطا فرمایا۔ اور اوس کی نجابت وشرافت کے لحاظ سے اپنی بیٹی کا بھی نکاح کردیا۔ تاریخ فرشتہ مین سبکتگین کا نسب نامہ اسطرح لکھا ہے۔ امیر سبکتگین بن جوقان بن قراکلم بن قزل ارسلان بن قراخان بن فیروزبن نیروجرد والی ملک عجم۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ ہون۔ ۱۲ مولف۔

۵۲ تاریخ فرشتہ مین توزکان کا نام نہین ہے۔ بلکہ بانوزنام لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مولف۔

بیہودہ جواب دیا۔ اور تلوار کھینچکر امیر پر چلائی، جس سے امیر کا ہاتھہ زخمی ہوا۔ پھر کیا تھا امیر سبکتگین نے بھی طغان کے سر پر تلوار ماری۔ آدمیون نے بیچ بچاؤ کردیا۔ لیکن طغان امیر کی تلوار سر پر کھا کر ایسا بھاگا کہ پھر اسکو اس ملک کا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ادہر امیر نے قلعہ بست پر قبضہ کرلیا۔ اور نوزکان یا بقول فرشتہ پانور کا منشی ابوالفتح علی بن محمد (جو نہایت لایق اور انواع و اقسام کے فنون سے ماہر انشا پردازی اور خوشنویسی مین بعدیل و بنظیر تہا) نام قلعہ بست مین خانہ نشین تہا۔ امیر نے اوسکو تلاش کرکے بلوایا اور میر منشی گری کی خدمت پر سرفراز کیا۔ اسکے بعد ابوالفتح کو اپنا وزیر کرنا چاہا۔ مگر اوس نے پیرانہ سالی کا عذر کرکے خدمت وزارت قبول نہ کی۔ اور بقول فرشتہ ایک مدت کے بعد امیر سے کسی بات پر رنجیدہ ہوکر ترکستان چلا گیا۔

جب امیر سبکتگین نے قلعہ بست سے فرصت پائی تو قصدار (جو غزنین کے قریب ہے) پر حملہ کیا۔ اور وہانکے امیر کو شکست دیکر قید کرلیا۔ لیکن اطاعت و فرمانبرداری اور خراج داخل کرنیکا پیمان لیکر اوس امیر کو از سر نو قصدار کی حکومت سپرد کی۔

اسکے بعد امیر نے دیار ہند کا رخ کیا۔ اب یہان پر ناظرین کی معلومات کے لئے یہ بات بتلانا ضروری ہے کہ اہل اسلام نے ہندوکش سے مغرب کیطرف ایشیا میں اور افریقہ اور جنوبی یورپ مین اسپین اور پرتگال تک قبضہ کرلیا تہا۔ مگر پنجاب مین ایک چپہ بھر زمین بھی مسلمانون کے ہاتھہ نہ لگی تھی۔ اور ہندوستان کے فتح کرنے مین مسلمانون نے عمداً توقف کیا تھا۔ اس توقف کے دو سبب تھے۔ ایک تو یہ کہ ہند مین بعض قومین بڑی جوانمرد اور دلاور رہتی تھین۔ اور اہل عرب ہی کی شجاعت و جوانمردی تھی۔ جو انکو زیر کیا۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ ہندؤن کے راج کا جنگی انتظام ایسا مسلسل تھا۔ کہ وہ بیگانہ حملہ آورون کو بڑے بڑے الجھنون مین پھنسا کر کامیاب ہونے نہین دیتے تھے۔

ہندوستان کو ہندھیاچل پہاڑ نے دو شمالی اور جنوبی حصون مین تقسیم کردیا ہے۔ اور اس پہاڑ کے جنگلون

اور پہاڑیون نے اتر اور دکن کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی ہے۔ چنانچہ ہندوستان مین جسوقت کہ مسلمان آئے تو انکو آسانی کے ساتھہ آنا نہین ملا۔ کیونکہ بندہیاچل پہاڑ کے شمال مین ہندؤن کی تین بڑی ریاستین تھین۔ ایک شمال و مغرب مین دریائے سندہ کے میدان مین چارون طرف اور دریائے جمن کے اوپر کے حصہ مین راجپوت سلطنت کرتے تھے۔ یہ پرانے زمانہ کا مگدہ ویش (زمین متوسط) تھا جسکی راجدہانی قنوج تھی۔ دوسری دریائے گنگ کے جنوبی حصہ مین ہمالہ سے نیچے کے طرف بدہ مذہب کے راجہ جنکا لقب پال تھا حکمران تھے۔ بنارس سے بنگال کے ڈلٹا تک ملک آپنی کی قلمرو مین تھا۔ تیسری بندہیاچل کے شرقی و متوسط حصہ کے اضلاع مین بڑی جنگجو اور تندخو پہاڑی قومین رہتی تھین۔ اور مغربی انتہا مین نربدا کے ساحل کے طرف مالوہ کی ریاست تھی۔ جسکا راجہ بکرماجیت ہندو راجاؤن کا آفتاب مشہور ہے۔ اور انکے جنوب مین تین بڑی ریاستین چیرا۔ چولا اور پانڈیا تھین۔ ان راجون کے مجموعہ کا گروہ خواہ وہ آپس مین ہو یا دکن مین۔ آپس مین ایسا اتفاق کیا تھا۔ کہ بیگانہ اور غیر قوم کے حملہ آورون کو ہندوستان مین قدم نہین رکھنے دیتا تھا۔ اوران مین غیر قومون کے مقابلہ کا زور بھی تھا۔ اوران کی تعداد ایسی کثیر تھی کہ اونکا فتح کرنا بہت مشکل تھا۔ اگران گروہون کے مجموعہ پر فتح بھی حاصل کرلی جاتی تھی تو پھر ہر گروہ سے اور ہر گروہ کے افراد سے جدا جدا لڑنا پڑتا تھا۔ پھر بعد فتح کے بھی ہر راج مین سرکشی و تمردی کا مادہ موجود رہتا تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ سندھ مین باوجود سخت سعی و کوشش کے مسلمانون کی سلطنت کی ترقی بہت آہستہ آہستہ ہوئی۔

تین صدی بعد شمال و مغرب سے دو بڑے زبردست حملہ آورون کی سعی سے ۱۰۲۶ء و ۱۱۷۶ء کے درمیان پنجاب کے سرحدی حصہ پر مسلمانون کی حکومت قایم ہوئی۔ اور ۱۲۵۶ء مین تالی کوٹ کی فتح سے دکن مین مسلمانون کو مستقل حکومت ملی۔ اور سلطنت اسلام کو شہنشاہ اکبر کے زمانہ مین فروغ ملا۔ لیکن یہ فروغ بھی تھوڑے عرصہ کے لئے یعنے ۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۷ء تک رہا۔

اسکے بعد ہی پھر ملک مین ہندؤن نے اپنا تسلط قایم کرنا شروع کیا۔ اور جنوب سے مرہٹے۔ راجپوتانہ سے

راجپوت۔ اور شمال و مشرق سے سکھ مسلمانون پر غالب آگئے۔ اور جسوقت کہ انگریزون نے ہندوستان پر تسلط کیا تو وہ زمانہ ایسا تہا کہ عنقریب ہندوستان کی حکومت خاندان مغلیہ سے ہندوون کے ہاتھ مین جانیوالی تہی۔ بہرحال ہندو اپنی سلطنت کیلئے خاموش نہین بیٹھے۔ بلکہ اکثر مسلمانون سے لڑتے رہے۔ خیر آمدم برسر مطلب۔ جب امیر سبکتگین نے بست و قصدار سے فراغت پائی تو دیار ہند کے جانب توجہ کی۔ اور ہند کے چند قلعے ایسے فتح کئے کہ جہان نہ اہل اسلام کے گھوڑون کے سُم نہ اونٹون کے قدم پہرے تھے چنانچہ ان مفتوحہ قلعون مین جابجا مساجد بناکر اور تاخت و تاراج سے جو غنیمت ہاتھہ لگی اوسکو لیکر غزنین کے طرف مراجعت کی۔ اس وقت ہندوستان مین راجہ جے پال بن کنگ پال حکمران تھا۔ اور اسکی سلطنت کی وسعت لاہور سے بلخان اور کشمیر سے ملتان تک تہی۔ جسوقت کہ امیر سبکتگین نے ہند کے چند قلعے فتح کئے تھے۔ اوس وقت راجہ جیپال قلعہ بھٹنڈہ مین تھا جب اوس نے دیکہا کہ امیر نے اوسکی قلمرو مین دست درازی شروع کردی ہے سخت پیچ و تاب کھایا۔ اور آیندہ کے سدباب کیغرض سے لشکر جرار اور فیلان کوہ پیکر لیکر بلخان (جو کابل و پشاور کے درمیان واقع ہے) کے میدان مین امیر سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوا۔ ادہر امیر نے بھی غزنین سے جنبش کی۔ چنانچہ سرحد ملتان مین راجہ جیپال و امیر سبکتگین کے فیمابین چندروز تک خوب جنگ ہوئی۔ اس لڑائی مین امیر کا لایق بیٹا سلطان محمود بھی ہمراہ تھا۔

فرشتہ لکھتا ہے کہ سلطان محمود کو کسی نے یہ خبر دی کہ جیپال کی لشکرگاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے اوسکی تاثیر یہ ہے کہ جسوقت اوس مین تھوڑی سی نجاست ڈالدیجائے تو باد و باران کا ایسا طوفان پیدا ہوگا کہ جیپال کا تمام لشکر تباہ ہوگا۔ چنانچہ اسپر عمل کیا گیا۔ اور اوس شخص کے کہنے کے مطابق ایسا طوفان آیا۔ اور برف باری ہوئی کہ دن کی رات ہوگئی۔ دوسرے تاریخون مین لکھا ہے کہ کسی بڑہیا نے یہ ترکیب بتلائی تھی کہ جس سے سخت طوفان آیا۔ اور برف شدت سے گرا۔ مسلمان تو سردی کے عادی تھے۔ اسلئے اونکا کوئی نقصان نہ ہوا۔ مگر ہندون نے اس سردی کی آفت کبھی اوٹھائی نہ تھی۔ اسلئے ہزارون سپاہی

اور جانور سردی سے اکڑ اکر مرگئے۔ (یہ وہی میدان ہے جہان سردی کے ہاتھون سے یہی تکالیف لشکر ہند نے انگریزی افسرون کے ماتحت نوسو برس بعد اوٹھایا تھا) جب جیپال نے اپنے لشکر کی یہ تباہی دیکھی تو امیر سے صلح کی درخواست کی۔ امیر تو صلح پر راضی ہوگیا۔ مگر سلطان محمود نے اپنے باپ کو صلح سے روکا۔ جسکے باعث صلح مین کسیقدر توقف ہوا۔ جب راجہ جیپال کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے مکرر ایک دوسرے ہوشیار وہ سفیر کے ذریعہ سلطان محمود کے پاس کہلا بھیجوایا کہ آپ کو ہماری طمع دامنگیر ہے۔ لیکن ہم راجپوتون مین یہ دستور ہے کہ جب مایوسی اور اضطراب بڑھ جاتا ہے تو جو کچھ نقد وجنس ہوتا ہے اوسکو آگ مین جھونکتے ہین اور ہاتھی گھوڑون کو اندھا بناتے ہین۔ اور اہل وعیال کو آگ کے سپرد کرکے دشمن سے اسقدر لڑتے ہین کہ ایک متنفس بھی نہین بچتا۔ غرض کوئی چیز دشمن کے لئے سلامت نہین رکھتے۔ اگر اس وقت آپ صلح نہ کرینگے تو فتح کے بعد نقد وجنس کی جگہہ راکھہ کا ڈھیر اور غلام وباندی کے عیوض مردونکی ہڈیان دیکھینگے۔ اب محمود نے بھی دیکھا کہ ہندون کو مایوس کرنا اچھا نہین ہے۔ معلوم نہین کہ آگے کیا ہو۔ غرض باپ اور بیٹے دونون صلح پر راضی ہوے۔ اور راجہ جیپال نے اقرار کیا کہ دارالسلطنت جاکر عہدنامہ کے موافق ہاتھی۔ گھوڑے۔ مال ودولت بھیجوادونگا۔ اور ہر سال خراج بھی دیا کرونگا۔ اسکے بعد راجہ نے اپنے معتبر رشتہ دار اور ہمزیر طمانیت کے لئے امیر کے پاس چھوڑکر امیر کے چند معتمد ملازمونکو اوس مال ودولت وغیرہ کے سپرد کرنے کیلئے ساتھ لیگیا۔ مگر اپنے دارالسلطنت لاہور کو پہونچکر نقض عہد کیا۔ اور امیر کے معتمد ملازم جو ہمراہ گئے تھے۔ اونکو قید کرکے امیر کو لکھہ بھیجا۔ کہ میرے آدمیون کو آپ جبتک نہ چھوڑینگے۔ مین بھی انکو اوسوقت تک قید مین رکھونگا۔

اوس زمانہ کا دستور تھا کہ راجہ کے دربار مین ۳ امین بالمین پنڈت وچھتریون کے سردار کھڑے رہتے تھے۔ چنانچہ چھتریون کو راجہ کی یہ حرکت ناشائستہ پسند نہ آئی۔ اس لئے بالاتفاق اونہون نے عرض کیا۔ کہ نقض عہد کسی مذہب مین بھی جایز نہین ہے۔ اور راجاؤن کو اپنے قول واقرار کی پابندی کرنا ضرور ہے۔ اور چن کا

زرنا پاپ ہے۔ مگر پنڈتون نے یہ رائے دی کہ اگر راجہ امیر کو خراج کا جوابنگا تو سارے ہمسر راجاؤن مین خفت اور ٹھاکی پڑیگی۔ اور شرم وخجالت سے سر اونچا نہوگا۔ راجہ تو اول ہی سے نقض عہد پر تیار تھا۔ اسپر پنڈتون نے بھی بدعہدی کی صلاح دی۔ چونکہ ادبار وشکست کا زمانہ بھی سر پر سوار تھا۔ اس واسطے عہد وپیمان بھول گیا۔

جب امیر کو اس راجہ کی بدعہدی کی اطلاع ہوئی تو انتقام کی غرض سے لشکر کثیر ہمراہ لیکر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ اور سرحدی مقامات پر ایک آفت برپا کردی۔ ادہر جیپال نے دلی۔ اجمیر۔ کالنجر قنوج وغیرہ کے راجاؤن سے لشکر ومال کی امداد لیکر تقریباً ایک لاکھ سوار اور پیادہ ہائے بیشمار کے ساتھ سندھ کے پار ہوا۔ اور لمغان کے میدان مین اترا۔ طرفین نے خوب بہادرانہ کارزار کی۔ آخر جیپال کا لشکر تاب مقاومت نہ لاکر بھاگا۔ لشکر اسلام نے تعاقب کرکے ہزارون کو مارا۔ اور غنیمت وافر سے مالا مال ہوگیا۔ کردیزاور لغمان کے پرگنون سے جو لاہور کی سلطنت مین داخل تھے۔ بہت سا محصول وصول ہوا۔ راجہ کے ملک پر پیشاور تک قبضہ کیا۔ امیر نے پشاور مین دس ہزار سپاہیونکو ایک افسر کے ماتحت چھوڑکر غزنین کا راہ لیا۔ اس لڑائی کے بعد لمغان کے افغان اور ظلجی بھی امیر سبکتگین کے مطیع ہوکر اوسکی سپاہ مین بھرتی ہوے۔

انھین ایام مین امیر نوح بن منصور سامانی نے ابونصر فارسی کے ذریعہ سبکتگین کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ فائق امیر بخارا نے اوسکے شہرون مین ظلم وزیادتی شروع کردی ہے۔ ممکن ہو تو اسکا استیصال کیا جاے۔ آل سامان کی اس بے سہارا کا حال سنکر سبکتگین کی رگ حمیت حرکت مین آئی۔ اور فوراً ماوراء النہر کو روانہ ہوا۔ اور نوح بھی ولایت سرخس مین پیشوائی اور استقبال کے لیے آیا۔ امیر نے ملاقات سے پہلے امیر نوح سے یہ التماس کیا تھا۔ کہ ضعف پیری کے سبب سے بجاے گھوڑے پر سے اترنے اور رکاب پر بوسہ دینے سے معاف فرمائے نوح نے اوسکے التماس کو قبول کیا تھا۔ مگر جب امیر کی نظر نوح کے طلعت پر پڑی ہیبت شاہی نے بے اختیار اوسکو گھوڑے سے اتروالیا۔ اور رکاب پر بوسہ دلوایا۔ امیر نوح اس سے بہت خوش ہوا اور [illegible]

تجویز قرار پائی کہ امیر غزنین جاکر لشکر تیار کرکے لائے۔ چنانچہ امیر غزنین کو اور نوح بخارا کو گیا۔ جب فائق کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے رفیق امیر بوعلی سمجوری سے مشورہ کیا۔ کہ اگر سبکتگین کے مقابلہ مین شکست ہوجائے تو کہان پناہ لینی چاہئے۔ بعد رد و قدح کے یہ قرار پایا کہ فخرالدولہ دیلمی کے پاس جانا چاہئے۔ بعدازان ابوعلی سمجوری نے جعفر ذوالقرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر کیا۔ اور خراسان کے نفایس و ترکستان کے تحائف اوس کو دیکر فخرالدولہ دیلمی اور اوسکے وزیر کے پاس رشتۂ اتحاد مستحکم کرنیکے لئے روانہ کیا۔ اس عرصہ مین امیر غزنین سے نکلکر بلخ مین آیا۔ اور امیر نوح بھی بخارا سے چلکر اوس سے ملا۔ ادہر فائق اور امیر ابوعلی سمجوری لشکر گران لیکر روانہ ہوئے ہرات کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ امیر نے شکست دی۔ فائق اور سمجوری بھاگ کر نیشاپور پہونچے۔ اس فتح کے صلہ مین امیر نوح نے سبکتگین کو ناصرالدین کا خطاب اور سلطان محمود کو سیف الدولہ کا خطاب اور منصب امیرالامرائی (جو قبل ازین ابوعلی سمجوری کے نام تھا) عطا فرمایا۔ اسکے بعد امیر نوح بخارا کو واپس گیا۔ اور امیر و سلطان محمود نیشاپور آئے۔ فائق اور سمجوری جو پناہ گزین تھے۔ امیر کی آمد سنکر بھاگ گئے۔ اور فخرالدولہ دیلمی کے پاس پناہ لئے وہان سے امیر غزنین روانہ ہوا۔ اور سلطان محمود تنہا نیشاپور مین رہا۔

فائق اور سمجوری کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً یلغار نیشاپور آئے۔ اور سلطان محمود کا تمام اسباب و مال لوٹ لیگئے۔ ادہر امیر کو فائق و سمجوری کے اس ناشایستہ حرکت کی خبر ہونے پر لشکر جرار کے ساتھہ نیشاپور پہونچا۔ اور نواح طوس مین لڑائی ہوئی۔ امیر نے ان دونون کو پھر شکست دی۔ مگر فائق و سمجوری زندہ بھاگ کر قلعہ کلات مین چھپے۔ اس کے بعد امیر سبکتگین نے بیفکری کے ساتھہ غزنین مین ایک عرصہ تک حکومت کی۔ آخر ماہ شعبان ۳۸۷ھ ۹۹۷ء مین حدود بلخ کے اندر ترزد مین وفات پائی۔ ۵۶ سال کی عمر تھی۔ اوسکا جنازہ غزنین لیجاکر دفن کئے۔

مدت حکومت بیس سال ہے۔

امیر سبکتگین کے متعلق بیان دو حکایات لکھی جاتی ہین۔ گو یہ حکایات پایۂ تاریخ سے ساقط ہین۔ مگران مین ایشیائی مورخون کی انسانیت اور آدمیت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ کسطرح تاریخ سے حسن اخلاق کی تعلیم کرتے ہین۔ اور ہمیشہ سے

ایشیائی مورخ ان خوابون فالون طالعون کو تاریخ کا ایک دلکش جزو سمجھتے ہین۔ مگر انگریزی مورخ انکو بالکل تاریخی اعتبار سے فضول جانتے ہین۔ تاریخ بیہقی مین درج ہے کہ جب امیر سبکتگین کو جاتا تھا تو منزل فاکستر مین فروکش ہوا۔ اور یہانپر بہت کچھہ صدقہ وخیرات کیا۔ اسکے بعد گھوڑے پر سوار ہوکر تھوڑی دور پر ایک جگہہ کھودنے کا حکم دیا۔ کھودنے پر ایک لوہے کی میخ نکلی۔ امیر نے اوسکو دیکھکر گھوڑے سے اُترا اور بہت رویا۔ جائے نماز منگاکر دوگانہ شکر الٰہی بجا لایا۔ جب لوگون نے سبب پوچھا تو بیان کیا کہ میرے آقا کے پاس میرے سوا اور بارہ غلام تھے۔ اوس نے ہمکو جیحون سے پار اُتارکر شہر قان مین لایا۔ وہان سے گورکانان آیا۔ یہان کے بادشاہ نے سات غلام خریدے۔ پھر نیشاپور کے راہ مین مرورود اور خسرو مین چار غلام اور فروخت ہوے۔ اب مین اور ایک دوسرا غلام باقی رہے۔ مجھے سبکتگین دراز کہتے تھے۔ اتفاق سے میرے آقا کے تین گھوڑے میری ران کے نیچے زخمی ہوچکے تھے۔ جب مین خاکستر آیا تو ایک پیر میری ران کا گھوڑا زخمی ہوگیا۔ اسپر میرے آقا نے مجھے بہت مارا۔ اور قسم کہائی کہ نیشاپور مین جب قیمت پر بنے تجھے بیچ ڈالونگا۔ چنانچہ مین اسی رنج وغم مین سوگیا۔ حضرت خضر نے بشارت دی کہ تو بڑا نامور بادشاہ ہوگا۔ اور جب تو پھر اس سرزمین مین آئیگا تو تیرے ساتھہ بہت سا لشکر رہیگا۔ مگر خلق خدا کے ساتھہ انصاف کرنا۔ مین نے اُٹھکر غسل کیا۔ اور پچاس رکعت نماز پڑہی۔ اور اس میخ کو لیکر نشان کے لئے یہان گاڑدیا۔

صبح ہوے پر میرے آقا نے سفر کیا۔ اور وہ میخ طلب کی۔ جب مین نہ دے سکا تو تازیانون سے خوب مارا۔ اور پھر قسم کھائی کہ تجھے جس قیمت پر ہوسکے بیچ ڈالونگا۔ اور نیشاپور تک دو منزل پیادہ چلایا۔ وہان ابتگین نے مجھے اور میرے ساتھہ والے کو خریدلیا۔ اسکے بعد مین نے یہانتک ترقی کی۔

جامع الحکایات مین لکھا ہے کہ نیشاپور مین جب ابتگین کے خدمت مین سبکتگین رہتا تھا تو اوسکے پاس ایک گھوڑے کے سوا کچھہ اور نہ تھا۔ سارا دن جنگلون مین پھرتا اور شکار کھیلتا۔ ایکدن ایک ہرنی اپنے بچے کے

ساتھہ چر رہی تھی۔ اس نے گھوڑا دوڑا کر بچہ کو پکڑ لیا۔ اور خوشی خوشی لیکر چلا۔ ہرنی نے بھی گھوڑے کا پیچھا لیا۔ جب اس نے مڑکر دیکھا تو ہرنی پریشان ساتھہ آرہی ہے۔ اس نے ترس کھاکر بچہ کو چھوڑ دیا۔ اوسی رات رسول خدا صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اے امیر ناصر الدین تو نے ایک حیوان بیزبان پر رحم کیا ہے۔ اور خدا نے تیرے نام سلطنت لکھی ہے۔ پس تجھکو چاہئے کہ عالم خلائق کے ساتھہ بھی ایسا ہی رحم کا شیوہ رکھہ۔

امیر اسمٰعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین

امیر سبکتگین کا جب انتقال ہوا تو محمود کی عمر تیس برس کی تھی۔ اور وہ اسوقت نیشاپور میں تھا۔ امیر اسمٰعیل اسکا چھوٹا بھائی باپ کے پاس تھا۔ بعض مورخ یہ کہتے ہین کہ اس نے میدان خالی پاکر شہر غزنین میں تاج شاہی سر پر رکھا۔ مگر بعض کا یہ قول ہے کہ باپ کی وصیت کے موافق وہ قبتہ الاسلام بلخ مین تخت پر بیٹھا سپاہ کی دلجوئی اور امرا کی خاطرداری مین خزانہ کے منہ کھولدئے۔ جب یہ خبر محمود کو معلوم ہوئی تو اوس نے بھائی کے پاس ایک تعزیت نامہ ابوالحسن حموی کے ہاتھہ اس مضمون کا بھیجا۔ کہ "امیر سبکتگین میرا اور تمھارا پشت پناہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اے برادر عزیز مجھے دنیا مین کوئی چیز تجھسے زیادہ عزیز نہین ہے۔ اگر تیری عمر بڑی ہوتی۔ اور تو زمانہ کا تجربہ کار ہوتا۔ اور سلطنت کے دقایق سے اور ثبات ملک و دولت کے قواعد سے ماہر ہوتا تو میری عین آرزو ہوتی کہ تو تخت پر بیٹھے۔ باپ نے جو تجھکو اپنا جانشین کیا وہ مصلحت ملکی تھی۔ اگر تخت خالی رہتا معلوم نہین کیا فساد برپا ہوتا۔ تو پاس تھا۔ اس لئے تخت پر بٹھا دیا۔ اب انصاف کی نظر سے قائل کر۔ اور شریعت غرا کے موجب دولت اور ملک کی تقسیم کر۔ دارالسلطنت میرے حوالہ کر۔ بلخ و خراسان کا ملک تیرے لئے صاف کئے دیتا ہون"۔ مگر امیر اسمٰعیل نے یہ منصفانہ کلام بھائی کا نہ سنا۔ ناچار محمود نے بجز لڑائی کے چارہ نہ دیکھا۔ نیشاپور اور غزنین سے دونون بھائی بارادۂ جنگ چلے۔ ہرچند امیرون نے چاہا کہ اسمٰعیل بھائی کا کہنا مان جائے۔ اور لڑائی نہ ہو۔ مگر یہ بات بن نہ پڑی۔ دونون

بھائیون مین ایک سخت لڑائی ہوئی۔ بخت محمود کے ہاتھ رہا۔ غزنین فتح ہوگیا۔ اسمٰعیل گرفتار ہوا۔ ایکدن محمود نے بھائی سے پوچھا کہ اگر تو مجھپر فتح پاتا تو میرے ساتھہ کیا سلوک کرتا۔ جواب دیا کہ قلعہ مین قید کرتا۔ مگر آرام و آسایش کا سب اسباب مہیا کرتا۔ اس وقت تو اس بات کو محمود نے ٹال دیا۔ مگر پھر اسمٰعیل کو حرجان کے قلعہ مین قید کیا۔ اور سب چین و آرام کا اسباب اسکے لئے تیار کردیا۔ ساری زندگی قید مین بسر ہوئی۔ پورا اکیسال ہی اسمٰعیل نے سلطنت کی۔ من جفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ۔

امین الملتہ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی بن امیر ناصر الدین سبکتگین

سلطان محمود کی ماں امیان زابلستان کی نسل سے تھی۔ اسلئے اُسکو محمود زابل بھی کہتے ہین۔ اور اسکی تاریخ ولادت شب عاشورہ ۳۶۱ھ ہے۔ جب سلطان محمود کو بھائی کی لڑائی سے فرصت ملی۔ اور ۳۸۸ھ م ۹۹۸ء مین تخت غزنین پر رونق افروز ہوا۔ تو پہلے بلخ کے جانب توجہ کی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ امیر نوح نے خراسان مین امیر الامرائی کا منصب سلطان محمود کو اسکے باپ کے زمانہ مین ہی عطا کیا تھا۔ (جسکا ذکر اسکے قبل ہوچکا ہے) مگر امیر منصور ثانی بن نوح ثانی نے منصب مذکور بکتوزون کے تفویض کردیا تھا۔ اولاً سلطان محمود نے امیر منصور کے پاس ایلچی کے ذریعہ یہ شکایت پیش کی امیر نے جواب دیا کہ بلخ و ہرات و ترمذ کی عمارت تم کو دیگئی ہے۔ اور بکتوزون کو خراسان کی۔ کیونکہ وہ بھی ہماری دولت کا قدیمی بندہ ہے۔ پھر دوبارہ سلطان محمود نے ابوالحسن حموی کے ہاتھہ بہت سے تحائف وغیرہ ارسال کرکے وہی شکایت کہلا بھیجی۔ جب ابوالحسن بخارا پہونچا تو امیر منصور نے اوسکو منصب وزارت سے سرفراز کیا۔ پھر کیا تھا سلطان محمود کا جواب ملتوی رہگیا۔ آخر سلطان کو بلخ کے جانب توجہ کرنی پڑی۔ چنانچہ اولاً سلطان نیشاپور گیا۔ بکتوزون کو جب سلطان کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو فرار ہوگیا سلطان نے ایک عرضداشت قطع حجت کے لئے امیر منصور کو لکھی۔ لیکن امیر منصور نے اوسپر مطلق التفات

ہوگیا۔ بلکہ سپاہ جمع کرکے لڑنے کے ارادہ سے ایکدم خراسان ہوتا ہوا سرخس پہونچا۔ گو سلطان مین امیر منصور سے لڑنے کی طاقت اعلیٰ پیمانہ پر تھی۔ مگر کفران نعمت و بدنامی کی سرزنش سے خوف کرکے نیشاپور واپس چلا آیا۔ وہان سے مرغاب گیا۔ ادہر بکتوزون نے فائق کی صلاح سے غدر مچا دیا۔ اور امیر منصور کو گرفتار کرکے آنکھون مین سلائی پھیر دی۔ اور اوسکے بھائی عبدالملک ثانی کو جو ابھی خردسال تھا تخت پر بٹھا دیا یہ سب کچھ کرکے سلطان کے ڈر سے مرو کو چلا گیا۔ سلطان محمود کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً دون نکے امونکا تعاقب کرکے اولامر و پہونچا۔ جہان بکتوزون اور فائق سے مقابلہ ہوا۔ اور ادن دونون نکے امون نے شکست پائی۔ مگر فائق نے عبدالملک کو لیکر بخارا روانہ ہوگیا۔ اور بکتوزون نیشاپور گیا۔ انہین ایام مین اتفاقاً فائق نے انتقال کیا۔ اور ایلک[1] خان کاشغری نے بخارا پر چڑھائی کی۔ اور عبدالملک اور اوسکے تمام متبعین کا کام تمام کرکے دولت آل سامان کو جو ۲۸۹ سال تک فرمانروائی کی تھی۔ تباہ و برباد کر دیا۔ ادہر سلطان محمود بلخ و خراسان کی حکومت مین مصروف ہوا۔ اسی زمانہ مین سلطان کو خلیفہ بغداد القادر باللہ عباسی (جو خلفاے عباسیہ کا پچیسوان خلیفہ تھا) نے اوسکی جوانمردی اور شجاعت کا شہرہ سنکر

[1] ان خوانین کے حالات تاریخ مین بہت کم پائے جاتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے اختتام پر ختن و فرغانہ کی قبایل کو جو مسلمان ہو چکے تھے متحد کرکے صاحب تاج و تخت ہوئے۔ پہلے انکا دارالسلطنت کاشغر تھا لیکن ۹۹۹ھ م ۱۰۸۹ء مین سپلایمیون سے ماوراالنہر کا ملک فتح کرکے بخارا کو اپنا صدر مقام بنایا۔ جہان ایلک نصر کی قبایل پر جو کیا مین سے سرحد چین تک پھیلے پڑے تھے حکومت کرتا تھا۔ انہون نے جیحون کے جنوبی صوبجات پر بھی دندان آز تیز کئے تھے۔ مگر ۴۰۱ھ م ۱۰۰۹ء مین محمود غزنوی نے انکی شکست فاش دی۔ چنانچہ اسیوجہ سے ایک خانیہ کی حکومت ماوراالنہر کاشغر اور مشرقی تاتار مین محدود رہی۔ انکے دور حکومت مین ماوراالنہر سے بہت سی قومون مثلاً ترکمان۔ سلجوق وغیرہ نے ہاتھ پاؤن نکالے۔ جنہون نے بعد مین ایران کا رخ کیا۔ ۱۲ مولف۔

ایک خلعت فاخرہ امین الملتہ یمین الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ بعدازان سلطان اواخر ذیقعدہ ۳۹۰ھ مین بلخ وہرات ہوتا ہوا سیستان گیا۔ اور وہان کے حاکم خلف بن احمد کو مطیع کرکے غزنین مراجعت کی اس اثنا مین ایلک خان نے سلطان کو خراسان کی حکمرانی کی مبارکباد دی۔ جسکا جواب سلطان نے ابوالطیب سہل بن سلیمان معلوکی کے ہاتھہ ادا کیا۔ اور اوسکے ساتھہ تحائف نفیسہ بھی بھجوائے۔ چنانچہ ایلک خان نے بھی اکثر بیش قیمت اشیا سلطان کی خدمتمین بیتار روانہ کیا۔ اس طرفین کے ہدایا و تحائف نے یگانگت و دوستی کی بنیاد قایم کی۔ مگر یہ دوستی بہت جلد مبدل بہ عداوت ہوگئی جسکا بیان آیندہ ہوگا۔

جب ایلک خان کاشغری کے ہاتھہ آل سامان کا خاتمہ ہوگیا۔ تو سلطان محمود خود مختار بادشاہ بنگیا۔ خطبون اور سکون سے آل سامان کا نام نکال کر اپنا نام شریک وجاری کیا۔ اور اپنی سلطنت کا نظام وبندوبست کرکے یہ خیال کیا۔ کہ جہاد کے ذریعہ سے ہندوستان مین اسلام پھیلایا جائے۔ جس سے دنیا مین ہمیشہ کے لئے غازی کہلائے۔ چنانچہ یہ خیال پختہ ہوا۔ اور ہندوستان کیجانب توجہ کی۔

سلطان محمود کے بارہ حملے ہندوستان پر زیادہ مشہور ہین۔ مگر دراصل دہ سترہ دفعہ ہندوستان آیا ہے۔ اور ان جہات کی نسبت تاریخون مین بہت اختلاف ہے۔ اور ترتیب مین بھی اکثر جہات کو مورخون نے مقدم و موخر لکھا ہے۔ انگریزی مورخون نے اسمین بہت کچھہ موشگافیان کی ہین۔ اور اوسکی تحقیقات و دریافت مین خوب زور لگایا ہے۔ ہمارے معزز ناظرینون کو ذیل کے واقعات دیکھنے سے اوسکی تصدیق ہوجائے گی۔

تہم اول۔ فرشتہ اور نظام الدین احمد نے لکھا ہے۔ کہ سنہ ۳۹۱ھ سنہ ۱ مین سلطان محمود نے پہلے دفعہ ہندوستان کے جانب توجہ کی اور چند قلعے فتح کرکے اپنے جانب سے وہان حاکم مقرر کیا۔ اسکے بعد غزنین واپس آگیا۔ مگر اسکا ذکر تاریخ یمینی مین نہین ہے۔

تہم دوم سنہ ۳۹۱ھ سنہ ۱ مین دس ہزار چیدہ سوار لیکر ہندوستان روانہ ہوا۔ پشاور کے قریب اوسکے

باپ کا قدیمی دشمن جیپال والی لاہور بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل اور تین سو زنجیر فیل لیکر آمادہ پیکار ہوا۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۸ محرم ۳۹۲ھ روز دوشنبہ راجہ کو شکست ہوئی۔ پانچہزار ہندو مارے گئے اور خود راجہ معہ اپنے پندرہ عزیزون کے گرفتار ہوگیا۔ اس لڑائی مین غنیمت بیشمار ہاتہہ آئی۔ اور جیپال کے گلے مین بیش بہا مالا (جسکی قیمت ایک لاکہہ اسی ہزار دینار سرخ تھی۔) تہا۔ وہ بھی سلطان کے ہاتہہ لگا۔ علاوہ برین مورخون نے لکہا ہے۔ کہ راجہ کے ساتہہ اوسکے پندرہ عزیز جو گرفتار ہوئے تھے۔ ہر ایک کے گلے مین ایک ایک بیش قیمت مالا تہا۔ اون پر بھی سلطان نے قبضہ کیا۔ اسکے بعد قلعہ بہٹنڈہ[۱] (جو راجہ کا مسکن و مامن تھا) کو تاراج و تباہ کیا۔ اور راجہ جیپال کو ساتہہ لیکر غزنین آیا۔ یہان راجہ نے اپنا اور اپنے عزیزون کا زر فدیہ داخل کیا۔ اور خراج کا عہد و پیمان کرکے رہائی پائی۔ مگر جب اپنے ملک مین آیا تو راجہ نے متواتر شکست پانے اور قید ہونے کی ندامت مین اپنے بیٹے انند پال کو تخت نشین کرکے خود[۲] آگ مین جلکر خاکستر ہوگیا۔ اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۳ھ مین سیستان جاکر حنیفہ کو غزنین لے آیا۔

مہم سوم ۳۹۵ھ مین شہر بھاطیہ (بھٹنیر) کا رخ کیا۔ یہان کا رایہ بجے رائے اپنے مستحکم قلعے اور جرار فوج پر

---

[۱] انگریزی مورخون نے قلعہ بھٹنڈہ کی تحقیق مین بہت جانفشانی کی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ستلج پار تہا۔ سلطان پے در پے روک ٹوک دریا عبور کرکے فتح کرلیا۔ کرفیل لوگ کہتے ہین کہ وہ بڑا آباد اور نامی مقام تہا۔ لاہور کا راجہ کبھی لاہور مین اور کبھی اس قلعہ مین رہتا تہا۔ سر جان الیٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ قلعہ بہٹنڈہ کوئی نیا مقام نہین ہے۔ بلکہ وہ باٹیہ یا باٹی ہندیا والے ہند ہے۔ جیسا کہ تاریخ ہند مین لکہا ہے کہ یہ مقام دریاے سندہ کی مغربی کنارہ پر مشہور و معروف ہے۔ اٹک سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور لاہور و پشاور کے قدیمی شاہ اعظم سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ مشرقی قندہار کا دار السلطنت تہا۔ ابو الفدا۔ بیرونی۔ بیہقی نے سکندر اعظم کو اسکا بانی قرار دیا ہے۔ اب اسکو ہنڈ کہتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

کمال درجہ مغرور تہا۔ اور کسی کو شمار مین نہ لاتا تھا۔ چنانچہ یہان پر تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ آخر راجہ نے شکست پائی۔ اور قلعہ بند ہوگیا۔ مسلمانون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے خندق کے بھرنے مین مشغول ہوئے راجہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ایسا پریشان ہوا کہ رات کو پیادہ پا جنگل مین بھاگ گیا۔ لشکر سپاہ سلطانی نے تعاقب کرکے راجہ کو گھیر لیا جب کوئی مخلصی کی صورت نہ دیکھی تو خودکشی کرلی۔

مہم چہارم ۳۹۶ھ مین سلطان نے ملتان کے تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اس ارادہ کا باعث یہ ہے کہ شیخ حمید لودہی والی ملتان امیر سبکتگین کے ساتھہ اخلاص رکھتا تہا۔ اوسکا پوتا ابو الفتح یا داؤد بن نصیر بن شیخ حمید بہی چند روز اپنے دادا کے قدم بقدم چلا۔ مگر جب شہر بھٹنیر کے محاصرہ مین سلطان مصروف ہوا تو اس نے ناشایستہ حرکات شروع کین۔ اور سلطان مصلحت وقت کے لحاظ سے اوس سال تو کچہہ نہ بولا۔ مگر دوسرے سال سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ابو الفتح قرمطی ہوگیا ہے۔ اور ملتان کے مسلمانون کو بہی قرمطی بنانا

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۶

۲ ہندؤن کا یہ بہی عقیدہ ہے کہ جو راجہ دو مرتبہ مسلمانون سے شکست پائے یا قید ہووے تو پہر سلطنت کرنے کے قابل نہین رہتا۔ اس گناہ کا کفارہ آگ مین جلنا تجویز کیا ہے۔ ۱۲ مولف۔

۱ ہر مذہب کا یہ قاعدہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ جتنی مدت اوسپر گذرتی ہے۔ اوتنی اوسکی تفریق ہوتی ہے یعنے بدعتی فرقے نئے نئے پیدا ہوتے جاتے ہین۔ مذہب اسلام بہی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہ تہا۔ اسمین بہی بدعتی فرقے پیدا ہونے شروع ہوے۔ بعض فرقون نے وہ بدعات اختراع کین کہ اصل اسلام کا حصہ انکے مذہب مین تہوڑا ہی باقی رہا۔ ان بدعتی فرقون سے ایک فرقہ قرمطی بہی ہے۔ یہ فرقہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہے۔ گو ان دونو فرقون کے مسائل مین فرق ہے۔ مگر مورخ اپنی لاعلمی سے صرف ایک لفظ ملاحدہ کہکر ایسا خلط ملط کرتے ہین۔ کہ معلوم نہین ہوتا کہ ان کی ملاوٹ کس فرقے سے ہے۔ ایک شخص عبداللہ بن میمون نے جو ایرانی تہا۔ مذہب اسماعیلیہ کو اختیار کیا۔ اس نے عرب کے غلبہ ہی کو مٹانیکا ارادہ نہین کیا بلکہ اسلام اور سارے مذہبون کے خاک مین ملانے کا قصد کیا۔ اوسکے مذہب کا خلاصہ یہ تہا کہ سارے

چاہتا ہے۔ چنانچہ اوسکے انسداد کے لئے عین موسم باران مین ملتان کو چلا۔ راستہ مین تمام دریا طغیانی پر تھے۔ لہذا سلطان نے راجہ انندپال کو لکھا کہ وہ اپنے ملک مین سے گذرنے دے۔ لیکن اوس نے منظور نہ کیا۔ اور مقابلہ کیلئے آمادہ ہوا۔ سلطان نے جبھی سب سمجھا کہ اول انندپال کی گوشمالی کیجائے۔ باوجودیکہ جنگل گنجان تھا۔ مگر سلطان درختون کو کاٹتا اور دہان کے آدمیون کو قتل کرتا انندپال کے جانب روانہ ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۷) مذہب یہودہ ہین۔ اس دنیا مین اور عقبیٰ مین نیک اعمالی کی جزا ہے۔ نہ بداعمالی کی سزا ہے۔

اس عبداللہ کے مریدون مین سے ایک شخص احمد نام تھا۔ جو قرامطی مذہب کا بانی ہے۔ چنانچہ اس کا عروج ۲۷۸ھ مین ہوا۔ قرمط کے معنی عربی مین خط کے باریک اور تنگ لکھنے کے ہین۔ اور کام کے نزدیک رکھنے کے۔ اور احمد کو قرمط اسلئے کہتے تھے کہ وہ پوشیدہ و باریک طور پر اپنے مذہب کی تلقین کرتا تھا۔ اسی کے نام سے اوس کے فرقے کا نام قرمطی ہوا۔ جسکی جمع قرامطہ آتی ہے۔ اس نے شہری و جنگلی قومون کو جنکا مذہب کچھ بھی نہ تھا۔ اور عقل سے بھی خارج تھے۔ اپنے دین کے طرف دعوت کی۔ اور یہ نامہ لکھا۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فرج بن عثمان رہنے والا قریہ عنصرانیہ کا لکھتا ہے کہ مین سچ کے طرف سے جو کلمہ ہے دعوت کرتا ہون۔ وہی مہدی تھا۔ وہی احمد بن محمد بن حنفیہ تھا۔ وہی جبرئیل تھا۔ اب انسان کی صورت سچ بنا ہے۔ اور مجھے کہا کہ تو داعی ہے۔ اور حجتہ ہے۔ اور ناقہ صالح و خر عیسی و یحیی ابن ذکریا و روح اللہ ہے"۔ اور اون کو یہ بھی بتلایا کہ نماز کی چار رکعتین ہین۔ دو طلوع شمس اور دو غروب شمس سے پہلے۔ ہر نماز کی اذان یہ ہے۔ "کہ مؤذن تین دفعہ کہے اللہ اکبر اور دو دو مرتبہ کہے اشہدان لا الہ الا اللہ۔ اور اشہدان آدم رسول اللہ۔ اور اشہدان نوحا رسول اللہ۔ اور اشہدان عیسی رسول اللہ۔ اور اشہدان محمد رسول اللہ"۔ اور اشہدان احمد بن محمد بن الحنفیہ رسول اللہ"۔

بیت المقدس کے طرف قبلہ ہے۔ اور اتوار کا دن یوم سبت ہے۔ اُس دن تعطیل چاہئے۔ اور ہر نماز مین سورہ فتح پڑھے۔ جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے۔ روزہ دو روز مہرجان اور نیم روز کے دن رکھے۔ شراب حرام

جب انندپال نے یہ حالت دیکھی تو شہر سے بھاگ کر جنگل مین پناہ لی۔ اور سلطان بھی اوسکے تعاقب مین وہین سر پر پہونچا۔ آخر انندپال مجبور ہوکر کشمیر بھاگ گیا۔ جب ابوالفتح نے راجہ انندپال کی یہ درگت دیکھی تو خیال کیا کہ ایسا بڑا راجہ تو سلطان کے ہاتون یون مارا جاتا ہے۔ پھر میری اصل اوقیمت کیا ہے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ تمام مال ہاتھیون پر بار کرکے سراندیپ چلا جاؤن۔ مگر سلطان بھی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۸) ہے حلال۔ جنابت سے غسل کرنا لازم نہین۔ مگر نماز کے واسطے ضرور فرض ہے۔ جن جانورونکو کچلی اور دانت ہون اونکا کھانا درست۔ اس فرقہ نے ۲۹۰ھ مین شام پر بڑا ہون تک حملہ کیا۔ اور ۳۱۱ھ مین بصرہ اور کوفہ کو لوٹا۔ اور ابوطاہر کو اپنا پیشوا بناکر ۳۱۹ھ مین شہر مکہ کو لے لیا۔ اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ اور حجرالاسود کو لیگئے بیس برس تک اپنے قبضہ مین رکھا۔ خاندان عباسیہ کا بیوان خلیفہ الراضی سالانہ روپیہ انکو اس واسطے دیتا تھا کہ وہ حاجیون کو حج کرنے دین۔ ہلاکو اور منگوخان نے اس فرقہ قرمطیہ اور اسماعیلیہ کے زن و مرد اور بچون کو قتل کیا۔ ابوریحان بیرونی نے لکھا ہے کہ قرمطی مشرق مین وادی سند تک پھیل گئے۔ ملتان کے بت اعظم کو توڑا۔ محمود غزنوی نے اسی فرقہ کا ملتان سے منہ کالا کیا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہان سے بالکل خارج نہین ہوے محمود غوری نے پھر اون کو ۵۷۱ھ مین ملتان سے نکالا ہے اور ۶۳۳ھ مین دہلی مین ان کا زور ہوگیا تھا۔ کہ یہان کی جامع مسجد مین بہت آدمیون کو قتل کیا تھا۔ مگر آخر کو قرمطیون مین سے کوئی باقی نہین رہا۔ سب قتل ہوے۔

تاریخ مذاہب الاسلام مولفہ مولوی محمد سخم الغنی صاحب رامپوری مین لکھا ہے۔ کہ مذہب قرامطہ کا پیشوا حمدان اشعث معروف بہ قرمط ہے۔ اور حمدان کو قرمط کہنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ وہ کوتاہ پا تھا۔ چلنے مین قریب قریب قدم رکھتا تھا۔ بعض کہتے ہین کہ واسط کے علاقہ مین قرمط ایک جگہ کا نام ہے جہان کا یہ رہنے والا تھا۔ اس شخص نے اپنے مقلدونکا نام قرامطہ رکھا تھا۔ اور یہ لقب اوسکے معتقدون مین اس قدر غالب و رائج ہوگیا کہ پھر کوئی آدمی مبارکیہ کو قرامط نہین کہتا تھا۔ صرف اوسی کے پیروون کو قرامطہ کہا کرتے تھے۔ ورنہ قرامطہ

اوس سے غافل نہ تھا۔ فوراً ملتان کا محاصرہ کرلیا۔ اور ابوالفتح اس خام سیالی مین محصور ہوگیا چنانچہ یہ محاصرہ سات روز تک رہا۔ آخر ابوالفتح نے منت وسماجت کرکے ان شرائط کیساتھ صلح کرلی کہ بیس ہزار درم سیخ ہر سال نذرانہ گذرانون گا۔ اور الحاد سے احتراز کرکے احکام شرعی کو ترویج دونگا۔ سلطان نے ان شرائط کو اس لئے منظور کرلیا۔ کہ ارسلان جاذب حاکم ہرات کے قاصد نے یہ خبر دی تہی کہ ایلک خانخا لشکر تباہی تجارہا ہے۔ پس سلطان کو جلد غزنین آنا چاہئے۔ چنانچہ سلطان اس خبر کے سنتے ہی ابوالفتح کی شرایط منظور کرکے بہاٹنڈہ راجپوتانہ مین آکھپال (جو پنجاب مین ابوعلی سیجوری کے ہاتھ گرفتار ہوکر مسلمان ہوگیا تہا۔ اب لوگ آپ بادشاہ ہی کہتے تھے) کے قلع کے فتح کرنے مین مصروف ہوگیا۔

اسکے قبل ہم نے سلطان اور ایلک خان کے اتحاد کی کیفیت کے ضمن مین یہ لکھا تھا کہ یہ دوستی بہت جلد مبدل بہ عداوت ہوگئی۔ چنانچہ وہ واقعہ یہی ہے کہ جب سلطان محمود ہم ملتان مین مصروف تہا تو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۹) لفظ سارے مبارکیہ کا ہے۔ اس لئے کہ مبارک کا یہ لقب تہا۔ اس کے اتباع اپنے قول کو علم بالمن کہتے ہین۔ شرایع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین۔ آیات قرآنی کو مأول بتاتے ہین۔ اور اسمٰعیل بن جعفر کو خاتم الائمہ اور زندہ جانتے ہین۔ اور حرام چیزون کو مباح سمجھتے ہین۔ مذہب قرمطی کی ابتدا ۲۶۴ھ مین ہوئی۔ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی نے ۳۰۹ھ مین حسین بن منصور حلاج کو اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کیا۔ پہر اسکو سولی دیدی اور لاش کو جلوا دیا۔ اور لوگون مین اعلان کیا گیا۔ کہ حسین فرقہ قرامطہ کا داعی اور الوہیت کا مدعی تہا۔ ابوالفدا نے لکہا ہے کہ حسین مقتدر کے وزیر حامد کے وجہ سے مارا گیا۔ جس کا قصہ بہت طویل ہے۔ بہرحال مذہب قرامطہ کے متعلق جس قدر اختلافات مورخون نے بیان کئے تھے۔ اون کو ہم نے ظاہر کردیا ہے اب زیادہ طوالت دینے کی ضرورت نہین۔ ۱۲ مولف۔

ایلک خان کو طمع دامنگیر ہوئی۔ اور ملک خراسان کو خالی پاکر اپنے سپہ سالار سیاوش تگین (جو اوس کا رشتہ دار بھی تھا) کو لشکر بیشمار کے ساتھہ خراسان بھیجا۔ اور جعفر تگین کو دار الملک بلخ پر شحنہ بنایا۔ ادہر سلطان مہم ہند سے نپٹکر سکھپال کے سپہ در کے لشکر جرار کے ساتھہ بلخ آیا۔ جعفر تگین کو جب یہ خبر لگی تو بلخ سے بھاگ کر ترمذ پہونچا۔ سلطان نے ارسلان جاذب کو دس ہزار سوار کے ساتھہ اوس کے تعاقب مین روانہ کیا۔ اور سیاوش تگین جب جیحون کے کنارے پر آیا تو دریا طغیانی پر تھا۔ اس لئے وہان سے واپس ہوکر مرو پہونچا۔ کہ بیابان کی راہ سے ماوراء النہر چلا جائے۔ وہان سے سرخس گیا۔ محسن ابن طاق نے روکا۔ مگر سیاوش نے اوسے شکست دیکر قتل کیا۔ ادہر ارسلان جاذب نے اوسے سرخس مین ٹہرنے نہ دیا۔ آخر سیاوش نیشاپور روانہ ہوا لیکن ہر منزل مین ارسلان جاذب اوسکا پیچھا کیا۔ جس سے اوسکا مال و اسباب بہت ضایع ہوا۔ پھر سیاوش نے شمس المعالی قابوس سے التجا کی۔ اور بہت مشکل کے ساتھہ بیابان کی راہ سے مرو روانہ ہوا۔ ارسلان کے انتظار مین سلطان مرو مین ٹہرا ہوا تہا جب سلطان نے دیکہا کہ سیاوش بیابان کی راہ سے اسطرف آتا ہے تو ابو عبد اللہ طائر کو لشکر عرب دیکر پیچہے بھیجا۔ سیاوش اور عبد اللہ کے درمیان خوب مقابلہ ہوا۔ اور عبد اللہ نے اوس کے بھائی کو معہ سات سو آدمیون کے قید کرکے غزنین روانہ کیا۔ اور سیاوش تگین نے جان بچاکر چند آدمیون کے ساتھہ ایلک خان کے پاس پہونچا۔ جب ایلک خان نے یہ حالت دیکہی تو قدر خان شاہ چین سے استمداد چاہی۔ چنانچہ قدر خان پانچہزار کی فوج سے ایلک خان کی کمک کو آیا۔ ادہر سلطان نے بہی ترکی۔ خلجی۔ افغانی۔ ہندی۔ غوری۔ لشکرون کو جمع کرکے بلخ سے چار فرسخ پر ایک وسیع میدان مین فروکش ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ ہزارون آدمی ایلک خان، اور قدغان کے مارے گئے یہ شکست ۳۹۷ھ م ۱۰۰۶ء مین ایلک خان کو ایسی ہوئی کہ پہر اوس نے خراسان لینے کا نام نہین لیا۔ آخر ۴۰۳ھ مین ایلک خان کا انتقال ہوگیا۔

تاریخ یمینی مین لکہا ہے کہ جب ایلک خان نے شکست کہاکر فرار پر کمر باندہی تو سلطان نے باوجود موسم سرما

ہونے کے اوسکا تعاقب کیا۔ اکثر سپاہی اس تعاقب سے ناراض تھے۔ کیونکہ سردی بہت سخت اور جان گسل تھی۔ مگر بمصداق حکم حاکم مرگ مفاجات لشکریون کو ناچار سلطان کا ساتھہ دینا پڑا۔ چنانچہ دو کوچ ہوے۔ تیسری کوچ پر برف شدت سے پڑی۔ سلطان کے لئے ایک بارگاہ کھڑی کرکے اوس مین اسقدر انگیٹھیان جلائی گئین کہ اکثر مقربان شاہی نے سرا کے کپڑے گرمی کے باعث اوتار ڈالے۔ اس اثنا مین دلچک نام ظریف (جس سے سلطان اکثر ہنسا کرتا تھا) بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا۔ سلطان نے کہا کہ تو باہر جاکر جاڑے سے کہہ کہ ہم یہان۔ ایسے گرم ہوگئے ہین کہ کپڑون کو اُتار کر پہنکنے کی نوبت آئی ہے۔ دلچک تعمیلاً باہر گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آکر عرض کی۔ کہ مین نے سلطان کا پیام جاکر کہا۔ اوس نے عرض کیا ہے کہ گو سلطان اور اوس کے مقربین تک میری رسائی نہین ہوسکتی۔ مگر آج کی رات شاگرد پیشہ کو خوب خبر لون گا۔ جس کے باعث کل کے روز سلطان اور اوس کے مقربین کو اپنے اپنے گھوڑون کی آپ خود خدمت کرنی ہوگی۔ حالانکہ یہ تمام گفتگو تمسخرانہ کی گئی تھی۔ مگر اوسکا اثر سلطان کے دل پر ایسا گہرا ہوا کہ فوراً ایلک خان کے تعاقب سے درگذر کرکے مراجعت کا حکم دیا۔

مہم پنجم۔ اس اثنا مین ہندوستان سے خبر آئی کہ سکھہ پال (جسکو آب سا یا نواسہ شاہ کہتے تھے) مرتد ہوگیا ہے۔ چونکہ سلطان نے مہم ملتان کے زمانہ مین ابوالفتح لودی سے صلح کرکے مہم بھٹنڈہ راجہ سکھپال کے تفویض کی تھی۔ اور آپ ایلک خان کی تنبیہ کے لئے غزنین چلا آیا تھا۔ جب اوسکی مرتدی کی خبر معلوم ہوئی تو فوراً کوچ پر کوچ کرتا ہوا ہندوستان آیا۔ مگر سلطان کے پہونچنے کے قبل ابونصر نے سکھپال کو گرفتار کرلیا تھا۔ چنانچہ سلطان سکھپال کو لیکر غزنین آیا۔ اور اوسکو تمام عمر قید مین رکھا۔

مہم ششم۔ ملتان کی تسخیر کیوقت انندپال سلطان کے تعاقب سے پریشان ہوکر کشمیر کے راجہ کے پاس پناہ لی تھی۔ گو اوس وقت سلطان نے درگذر کیا تھا۔ مگر وہ خلش اب تک سلطان کے دل مین باقی تھی۔ چنانچہ سنہ ۳۹۹ھ سنہ ۱۰۰۸ء مین سلطان نے ایک لشکر عظیم تیار کرکے انندپال کے سر پر پہنچا۔ اور انندپال بھی سلطان

ل نہ تھا۔ اوس نے بھی تمام ہندوستان کے راجاؤن کے پاس اپنے ایلچی بھیجکر سلطان کے ارادہ سے
ع کیا تھا۔ اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم میری امداد مین تاخیر کروگے تو سلطان محمود تباہ اور خاک سیاہ کردیگا۔
ندپال کی اس درخواست نے راجایان۔ اجین۔ کالنجر۔ قنوج۔ دلی۔ اجمیر گوالیار کے دل مین ایسا اثر
کیا ہر ایک نے اپنا اپنا منتخب لشکر انندپال کی کمک کے لئے پنجاب کو بھیجدیا۔ اکثر مورخون کا اتفاق
ہے کہ اس لڑائی مین بہانتک مسلمانون کے دفع کرنیمین کوشش کیگئی تھی کہ ہندوستان کی تمام
ارعورتون نے اپنا اپنا تمام زیور چاندی سونے کا گلا کر اور جواہر بیچکر اور مغلس عورتون نے چرخہ کات کر
ئی دیدیا تھا۔ غرضکہ اسوقت انندپال کے لشکر کی وہ کثرت اور ساز وسامان کی وہ افراط تھی
پہلے امیر سبکتگین کے زمانہ مین بھی جیپال نے نہین کیا تھا۔ چنانچہ پشاور کے مقام پر طرفین کے لشکر باہمی
ف کے چالیس روز تک پڑے رہے۔ اور دونون لشکرون نے اپنی اپنی حفاظت کیلئے گرداگرد عمیق
رقین کھدوائی تھین۔ آخر لڑائی کا آغاز ہوا۔ اس اثنار مین بیس ہزار گہکر سروپا برہنہ ہاتون مین طرح
ح کے ہتیار لئے ہوئے خندق پار ہوکر سلطان کے لشکر مین گھس آئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین تقریبًا
ی چار ہزار مسلمانون کو شہید کرڈالا۔ ان گہکرون کی دلیری دیکھکر سلطان کا ارادہ ہوا۔ کہ آج لڑائی
ختم کرے ناگاہ راجہ انندپال کی سواری کا ہاتھی نفط وتفنگ کے شور وغل سے بگڑا۔ اور بے تحاشا
پیچھے کو بھاگا۔ راجہ کی فوج نے جانا کہ راجہ بھاگا جاتا ہے۔ پھر کیا تھا۔ لشکر مین ہل چل پڑگئی۔ اور سپاہ کا
پیچھے کو پھر گیا۔

اللہ طائی نے پانچ چھہ ہزار عربی سوار۔ اور ارسلان جاذب نے چار ہزار ترکی۔ افغانی۔ خلجی۔ سوار لیکر
شباز روزان کا تعاقب کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھہ ہزار ہندو مارے گئے۔ تیس زنجیر فیل اور بیشمار
ت ہاتھ آئی۔

لطان نے اس فتح کے بعد نگرکوٹ کا محاصرہ کیا۔ چونکہ تمام فوج راجہ انندپال کی لڑائی مین شامل تھی

اور قلعہ بہادر سپاہیون سے خالی تہا۔ بیچارے پوجاریون نے اپنے سر پر جو یہ آفت دیکھی۔ تیسرے روز جان کی امان چاہی۔ اور قلعہ کے دروازے کہولدئے۔ چنانچہ یہ قلعہ بہت آسانی کے ساتہہ فتح ہوگیا۔ اور سلطان ابوالمظفر احمد بن محمد والی جرجان کو ہمراہ لیکر معہ دیگر قبرمین کے قلعہ مین داخل ہوا۔ جواہر کو خود سمیٹا۔ اور طلا و نقرہ اور تمام چیزون کو اوس کے دو حاجب تونتاش اور ایغ تگین نے جمع کیا۔ اونٹون پر جسقدر خزانہ بار ہوسکا بار کیا۔ باقی کو افسرون نے دامنون مین لیا۔ کہتے ہین کہ اس قلعہ سے ستر لاکہہ درہم سات لاکہہ دینار سرخ۔ سات سو من آلات نقرئی وطلائی۔ دو سو من کندن دو دو ہزار من نقرۂ خالص۔ بیس من انواع جواہر دستیاب ہوے۔ علاوہ برین طرح طرح کے کپڑے سوس کے تھے۔ جنکو بڈہے بڈہے آدمی کہتے تہے کہ ہم نے ایسے نفیس کپڑے کبھی نہین دیکھے۔ ایک چاندی کا گھر اتنا بڑا تہا کہ جسکا طول تیس گز اور عرض پچیس گز تہا۔ اور وہ ایسا بنا ہوا تھا کہ چاہو اوسکے ٹکڑے کرلو یا جوڑلو۔ ایک سائبان دیبا رومی کا چالیس گز طول بیس گز عرض کا تہا۔ جو دو سونے اور دو چاندی کے ڈہلے ہوے چوبون پر لگایا جاتا تہا۔ جب سلطان نے یہ بیشمار دولت پائی تو وہان سے غزنین کیطرف معاودت کی۔ چنانچہ سنہ ۴۰۸ھ مین غزنین کے باہر بارگاہ سلطانی ایستادہ کرکے چاندی اور سونے کے تختون پر وہ تمام جواہر چن دیا گیا۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ اس جواہر مین بعض الماس انار کے مقدار مین تھے۔ اس جواہر کے دیکہنے کے لئے ممالک غیر کے سفیر اور ترکستان کا بادشاہ طغان خان بھی آیا تہا۔ چنانچہ اون سب کا بیان ہے کہ کبھی اتنی دولت دیکہنے مین نہین آئی۔ اور نہ کبھی کتابون مین

۱؎ (حاشیہ صفحہ ۱۴۳) اوسوقت قلعہ نگرکوٹ کا نام قلعہ بہیم نگر تہا۔ چنانچہ نگرکوٹ بہیم نگر۔ کوٹ کانگڑہ ایک ہی نام ہین۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بلند پہاڑ پر چار و نظرف پانی سے گہرا ہوا ہے۔ تمام ہندوستان کے راجہ رؤسا امرا یہان کے مندر مین نقد و جواہر اور انواع و اقسام کے تحائف و نفائس چڑہاتا مین عبادت جانتے تھے۔ اور اسیوجہ سے طلا۔ نقرہ۔ جواہر وغیرہ کے یہا پر خزانے جمع ہوگئے تھے۔ جو کسی بادشاہ کے پاس بہی اسقدر نہونگے۔ اور یہ شہر ہندؤن کا جمع الاصنام کہلاتا تہا۔ ۱۲

پڑہی۔ کہ سلاطین ایران اور روم نے جمع کی ہو یہ دولت خزانہ قارون کو بہی مات کرتی تہی تین روز تک یہ جلسہ رہا۔ بڑے بڑے شاہانہ جشن ہوے۔ سلطان نے مستحقین کو بذل و احسان سے مستغنی کیا۔

۱۴۸ھ میں سلطان نے محمد بن سوری والی غور پر لشکر کشی کی۔ (یہ ملک ہرات کے مشرقی پہاڑون مین واقع ہے) بہت سے غوری قتل ہوے۔ اور محمد بن سوری گرفتار ہوا۔ مگر اوس نے خجالت کے مارے زہر آلود نگینے کو چوس کر جان دیدی۔ تاریخ یمینی مین لکہا ہے کہ غوریون نے پہلے اسلام نہین قبول کیا تہا اب قبول کیا۔ لیکن طبقات ناصری وغیرہ مین لکہا ہے کہ غوری حضرت علی علیہ السلام کی خلافت مین مسلمان ہوگئے تھے۔

۱۴۸ھ ہفتم۔ اس دفعہ سلطان نے ہندوستان کا عزم کرکے نارائن کے طرف کوچ کیا۔ ایک دو روز کی لڑائی مین نارائن کے راجہ نے صلح کرلی۔ اور ہر سال پچاس ہاتہی نفائس ہند سے لائے ہوے داخل کرنیکا وعدہ کیا۔ اور دو ہزار سپاہی سلطان کی خدمت کے لئے بہی حاضر کئے۔ چنانچہ ان شرائط کیوجہ سے امن وامان ہوگیا۔ اور ہندوستان وخراسان مین کاروان آنے جانے لگے۔

۱۴۸ھ ہشتم۔ جب ابوالفتح لودہی نے سلطان کو غور کے فتح مین مصروف دیکہا تو پہر سر اوٹہایا چنانچہ اسی باعث سلطان کو ملتان آنا پڑا۔ ایکدفعہ سلطان نے ملاحدہ وقرامطہ کو خوب درست کیا اور ابوالفتح کو قید کرکے غزنین لیگیا۔

۱۴۹ھ نہم۔ جب ہند مین شعار اسلام کا رواج ہوتا گیا۔ اور مساجد تعمیر ہوگئین تو سلطان نے ۱۴۹ھ مین لشکر گران کیساتہہ قلعہ تاردین پر چڑہائی کی۔ یہ قلعہ کوہ بال ناتہ پر واقع ہے۔ یہان کا راجہ نندرہ تہا۔ متواتر کئی روز تک لڑائی جاری رہی۔ اس کے بعد ہندؤن نے شکست کہائی۔ تاردین فتح ہوگیا اس لڑائی مین اس کثرت سے غلام ہاتہہ لگے۔ کہ بہت ارزان اور سستے بکے۔ جو لوگ کہ اپنے دیس مین بڑے آدمی تھے۔ وہ یہان دوکانداروں کے غلام بنے۔ چنانچہ دو لاکہہ غلام غزنین آئے تھے غزنین

اس سال مین بلاد ہند معلوم ہوتا تہا۔ سلطان کے لشکر مین ہر متنفس کے ساتہہ کئے کئے ہندی غلام تہے

سنہ ۴۰۳ھ مین التونتاش سپہ سالار اور ارسلان جاذب نے غرجستان کو فتح کیا۔ اسکے بعد سلطان نے خلیفہ عباسی القادر باللہ کو نامہ لکہا۔ کہ "بلاد خراسان کا اکثر حصہ میرے تصرف مین ہے۔ باقی حصہ جو حضرت کے غلامون کے پاس ہے۔ وہ بہی مجہے عنایت ہو"۔ خلیفہ نے ناچار اس درخواست کو منظور کیا۔ گر دوسری دفعہ سلطان نے خلیفہ کو لکہا۔ کہ "سمرقند بہی عنایت ہو"۔ جب یہ پیام خلیفہ کے پاس پہونچا تو خلیفہ نے ایلچی کی زبانی کہلا بہیجا۔ کہ "معاذ اللہ یہ کام مجہسے نہ ہوگا۔ میرے بغیر حکم سمرقند کی تسخیر کا اگر تو ارادہ کرے گا تو ایک عالم کو تیرے برخلاف شورش پر آمادہ کر دونگا"۔

سلطان کو اس جواب سے بڑا رنج ہوا۔ ایلچی کو کہا۔ کہ جاکر کہہ۔ کہ تو یہ چاہتا ہے کہ دار الخلافہ پر ہزار فیل چڑہا کر لیجاؤن۔ اور اوسکو برباد کرکے اسکی خاک ہاتہیون کی پیٹہہ پر غزنین مین لاؤن"۔ اسکے جواب مین خلیفہ کے پاس سے ایک نامہ وصول ہوا۔ جب کہولا گیا تو دیکہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکہا ہے۔ اور بعد اوسکے چند سطرون مین حروف مقطعات الم الم الم لکہے ہین۔ اور آخر مین الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔ تحریر ہے۔ باقی کچہہ نہین۔ سب دبیر و منشی حیران تہے کہ یہ کیا جواب ہے۔ تفاسیر مین ان حروف کی تفسیر دیکہی۔ مگر کچہہ نہ معلوم ہوا۔ خواجہ ابوبکر فرہستانی نے جرأت کرکے عرض کی کہ حضور نے جو ہاتہیون کا خوف دلایا تہا۔ اوسکا یہ جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے یہ سنتے ہی سلطان کے ہوش اُڑ گئے۔ اور جب ہوش مین آیا تو بہت رویا۔ خلیفہ کے رسول سے معذرت کی۔ اور بہت تحائف نذر کے لئے بہیجے۔ اور ابوبکر کو خلعت خاص عنایت کیا۔ سنہ ۴۰۴ھ مین ہندوستان کی فتوحات کا فتح نامہ خلیفہ کو لکہا۔ اور ایک پتہر (جس کی خاصیت یہ تہی کہ زخم پر لگانے سے اچہا ہوجاتا تہا) ہدیہ بہیجا۔

اسکے بعد ولایت خوارزم پر لشکر کشی کی۔ اور اوسکو فتح کرکے التونتاش کو وہان کا حاکم بنایا۔ اور

قیدیون کو غزنین لایا۔

۱۰ھم دہم۔ سلطان نے سنا کہ تھانیسر کے ملک مین ہاتھی بڑے زبردست ہوتے ہین۔ جو میدان جنگ مین خوب لڑتے ہین۔ چنانچہ اسی خیال پر سلطان نے تھانیسر پر چڑھائی کی۔ بقول تاریخ یمینی کے شام تک خوب لڑائی ہوئی۔ ہزارون ہندو مارے گئے۔ کشتون کا خون اس قدر بہا۔ کہ ندی کا پانی لال ہوگیا کوئی اوسکو نہ پیتا تھا۔ بہت سے ہاتھی ہاتھ آئے۔ فرشتہ لکھتا ہے کہ جب سلطان نے تھانیسر کا ارادہ کیا۔ تو انندپال کو رسد کے لئے لکھا۔ انندپال نے رسد کا انتظام کر دیا۔ مگر اپنے بھائی کو دو ہزار سوار کیساتھ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ معروضہ کرایا۔ کہ تھانیسر ہمارا معبد ہے۔ اگر خراج محصول مدنظر عالی ہو تو پچاس ہاتھی سالانہ نذر دیا کرون گا۔ سلطان نے جواب دیا کہ بت پرستی کی بیخ کنی کرنا اور شرع اسلام کا رواج دینا ہمارا کام ہے۔ جب دلی کے راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے سلطان کے روکنے کی تدبیرین شروع کین۔ مگر راجہ اپنے تدبیرون مین رہا۔ اور سلطان تھانیسر داخل ہوکر خوب دل کھولکر اوسکو لوٹا۔ بتون کو توڑا۔ سب سے بڑے بت جگ سوم کو غزنین بھیجا۔ کہ دہان بیرون کے تلے روندا جائے۔ غنیمت بیحساب ہاتھ آئی۔ ایک یاقوت جس کا وزن ساٹھ تولہ تھا۔ حاصل ہوا۔

۱۱ھم یازدہم۔ سنہ ۴۰۶ھ مین سلطان نے کشمیر کا ارادہ کرکے قلعہ لوہ کوٹ تک آیا۔ چونکہ یہ قلعہ مستحکم تھا۔ اس لئے محاصرہ طول کھینچا۔ اور کشمیر کے راجہ کو کمک بھی پہونچ گئی۔ برف بھی شدت سے پڑنے لگی۔ ناچار سلطان نے محاصرہ چھوڑکر غزنین کی راہ لی۔ اس سفر مین سلطان کا لشکر ایسے مقام پُرآب مین پہونچا۔ کہ جہان پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ چنانچہ بہت کچھ فوج ڈوب کر ہلاک ہوئی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ لشکر اسلام کو اس قدر صدمہ پہونچا۔ اور کوئی مقصد حاصل نہوا۔

۱۲ھم دوازدہم۔ پنجاب تو مدتون سے اہل اسلام کے قدم کا رمنا تھا۔ اب سلطان نے وسط ہند کا دروازہ اہل اسلام کے لئے کھولنا چاہا۔ اور ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیادے لیکر اولاً کشمیر آیا۔ اور جھلم۔

راجپوتانہ بیاس ستلج کو عبور کرتا ہوا ۱۸ رجب ۸۰۰ھ کو جمنا پار اُترا۔ راستہ مین برن کا قلعہ ملا۔ وہان کا راجہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر دس ہزار آدمیون کے ساتھہ مشرف باسلام ہوا۔ یہان سے قلعۂ مہابن پر لشکر کشی کی۔ وہان کا راجہ کل چند روز تک لڑتا رہا۔ تقریباً پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین مارے گئے۔ آخر راجہ نے ہی خنجر سے پہلے اپنی بی بی کو مار کر خود بھی مارلیا۔ سلطان کو ایک سو اٹھاون ہاتھی اور بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد متہرا پہونچا۔ یہان ہزارون بتخانے تھے۔ ان مین ایک مندر نہایت عظیم الشان تھا۔ جسمین پانچ سونیکے بت (جنکا طول پانچ گز تھا) ہوا مین معلق لٹک رہے تھے۔ ان بتون مین سے ایک کی آنکھہ مین یاقوت جڑے تھے۔ ہر ایک یاقوت کی قیمت پچاس ہزار دینار سے کم نہ ہوگی۔ چنانچہ ان بتون کا کل سونا اٹھانوے ہزار تین سو مثقال تھا۔ ان کے علاوہ چاندی کے دو سو بت تھے۔ سلطان نے ان سبکو توڑکر ہاتھیون اور اونٹون پر بار کرلیا۔ اور باقی بتخانے جلا دئے گئے۔ پھر وہان سے قنوج کیطرف کوچ کیا۔ جب قنوج کی فصیلون مین سلطان داخل ہوا تو وہمین سات قلعے جدا جدا بنے ہوے تھے۔ اور اوسکے نیچے گنگا بہتی تھی۔ قنوج مین دس ہزار بت خانے تھے۔ جنکو ہندو کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا نے دو دو تین تین ہزار برس کے قبل انکو بنائے ہین۔ سلطان نے ایک ہی دن مین سات قلعے لے لئے۔ قنوج کے راجہ کنور رائے نے اپنے ہاتھہ رومال سے باندھ کر معہ عیال واطفال سلطان کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے کمال درجہ اوس پر مہربانی فرمائی۔ اور تین روز تک اوسکا مہمان رہا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اگر کوئی دشمن تمکو ستائے تو مین فوراً آکر مدد کرون گا۔ بعد ازان شہر منج (جسکے کھنڈیر کانپور سے جنوب مین دس میل کے فاصلہ پر پڑے ہین) کو فتح کرتا ہوا قلعۂ آسی یا اسونی[1] کیطرف متوجہ ہوا۔ یہان کا حاکم

[1] قلعہ اسونی گنگا کے گوشۂ شمال مشرق مین فتحپور سے دس میل پر ہے۔ یہ بہت پرانا شہر ہے۔ اسکو اسونی کمار نامی موسیٰ کا بیٹا تھا بنایا تھا۔ اوس نے یہان پر طلدان کیا تھا۔ اور اس شہر کو اپنے نام پر بسایا تھا۔ ۱۲ مولف۔

چنڈیل بھور سلطان کی آمد دیکھکر بھاگ گیا۔ سلطان نے اوس کے پانچون قلعے منہدم کیا اور اکثر سپاہیون کو قتل واسیر کرکے تمام مال لوٹ لیا۔ وہان سے قلعہ شروا پہونچا۔ یہان کا راجہ چندرائے بڑے رتبے کا راجہ تہا۔ لیکن بہیم پال کی نصیحت سے لڑائی تو نہ کی۔ مگر تمام مال واسباب لیکر پہاڑون مین چلا گیا۔ آخر سلطان ۲۵ شعبان ۴۱۰ھ م ۶ جنوری ۱۰۱۹ء کو چندرائے کے سر پر پہونچا۔ اور ہزارون ہندو مارے گئے۔ ایک ہاتھی جو راجہ کا مشہور تہا۔ وہ خود سلطان کیطرف چلا آیا۔ جس کا نام خدادا رکہا گیا۔ اس لڑائی مین تین ہزار درم کی غنیمت ہاتہہ لگی۔ گر قیدی اس کثرت سے ہاتہہ آئے کہ دو سے لیکر دس درم تک ایک ایک قیدی فروخت ہوتا تہا۔ دور دور سے سوداگر خریدنے کو آئے۔ ماوراء النہر۔ عراق۔ خراسان۔ قیدیون سے بہر گیا۔ یہان سے ۴۱۲ھ مین کشمیر کا قصد کیا۔ کوہ لوٹ کا ایک مہینہ تک محاصرہ رہا۔ گر قلعہ نہایت مستحکم تہا۔ اس لئے سلطان محاصرہ اوٹہا کر لاہور آیا۔ چونکہ جیپال کا پوتا ضعیف ہوگیا تہا۔ اور اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لی تہی۔ اس لئے سلطان شہر لاہور پر قابض ہوا۔ اور اپنے امرائے معتمدین سے ایک کو صوبۂ پنجاب حوالہ کیا۔ اور اوس کے اضلاع مین عامل مقرر کئے۔ جب ان امور سے فراغت پایا تو غزنین کو مراجعت کی۔

سنہ ۱۳ ہم سنہ ۴۱۲ھ۔ کالنجر کے راجہ نندرائے نے قنوج کے راجہ کو سلطان محمود کی اطاعت کیوجہ سے دبانا شروع کیا۔ چونکہ سلطان نے قنوج کے راجہ سے امداد کا وعدہ کیا تہا۔ اس لئے فوراً کالنجر پر چڑہائی کی۔ مگر سلطان کے وہان پہونچنے تک کالنجر کے راجہ نے قنوج کے راجہ کا کام تمام کردیا۔ اور سلطان نے بہی وہان پہونچکر کالنجر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس لڑائی مین پانچسو اسی ہاتہی غنیمت مین آئے۔ اور راجہ نندرائے جان بچاکر بہاگ گیا۔ اسکے بعد سلطان غزنین کو واپس ہوا۔

سنہ ۱۴ ہم چہاردہم ۴۱۲ھ م سنہ ۱۰۲۱ء مین سلطان کو خبر لگی کہ قیرات[1] اور ناردین کے آدمیون نے بغاوت

[1] قیرات کا شہر ہندوستان اور ترکستان کے درمیان واقع تہا۔ جہان کے باشندے شیر پرست تہے۔ اور اسوقت قیرات و ناردین دو ملک ہین جنمین سے ایک اور ایک حصہ کافرستان کا واقع ہے۔ ۱۲ مولف۔

اختیار کی ہے۔ ان دونون دیار کے باشندے بت پرست تہے۔ چنانچہ سلطان نے قیرات پر حملہ کرکے اوسکو فتح کیا۔ اور یہان کا حاکم معہ تمام شہر کے مشرف باسلام ہوا۔ اور نارد ین کی فتح کے لئے سلطان نے حاجب علی بن ارسلان یا صاحب علی بن ایلدر کو بہیجا۔ اوس نے نارد ین کو سرسواری فتح کرکے اوس مقام پر ایک قلعہ بنوایا۔ اور علی قدر بن سلجوقی کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔

مہم پانزدہم۔ ۱۵ سنہ ۴۱۳ھ سنہ ۱۰۲۲ء مین ابدکا کنجر کی تادیب کیواسطے سلطان نے لاہور سے قصد کیا۔ جب گوالیر پہونچا تو پہلے اوس کا محاصرہ کیا۔ چار روز کے بعد راجہ نے امان مانگی۔ اور ۳۵ ہاتہی نذرانہ بہیجے۔ پہر سلطان یہان سے سیدہا کالنجر روانہ ہوا۔ یہ قلعہ سارے ہندوستان مین استحکام و متانت کی باعث بینظیر ہے۔ چنانچہ جب اوس کا محاصرہ ہوا تو نندراے نے تین سو ہاتہی تحفہ بہیجکر امان چاہی۔ اور بہت سا جواہر اور زر نقد بہی پیش کش کیا۔ سلطان نے اوسکی درخواست منظور کرکے وہان سے غزنین کو مراجعت کی۔

اب محمود کا دل لوٹ مار کے حملون سے بہر گیا تہا۔ اور ایسی مہمون مین اوسکو مزہ نہ آتا تہا۔ قنوج کی فتح کے بعد جسقدر حملے اوس نے کئے۔ وہ سب بمجبوری تہے۔ سلطان کی توجہ اس بات پر تہی کہ بتون کو توڑکر بت شکن کہلاؤن۔ چنانچہ اب اوس نے سومنات کا ارادہ کیا۔

مہم شانزدہم ۱۶۔ سومنات کا حملہ اہل اسلام کا ایک مشہور حملہ ہے۔ اب تو ہندوستان کے لوگ سومنات کا مقام بہی نہین جانتے۔ لیکن وہ اوسوقت بڑے تیرتہون مین گنا جاتا تہا۔ گرہن کے دن لاکہون آدمی دور دور سے یہان آتے تہے۔ مقام اس مندر کا وہان ہے۔ جہان اب جزیرہ نما گجرات مین بہاونگر ہے۔ وہ مہادیو کا مندر تہا۔ جس مکان مین سومنات تہا۔ وہان باہر کی روشنی نہ آتی تہی۔ جواہر اور الماس جو در و دیوار مین جڑے اور جڑاؤ قندیلون مین لگے ہوے تہے۔ اونکی جوت اور جگمگاہٹ سے دن رات وہان برابر تہے۔ چہپن ستون مرصع جواہرات کے لگے ہوئے تہے۔ دو سو من سونے کی

زنجیر لٹکتی تہی۔ مصارف کے واسطے دو ہزار گانون معاف تھے۔ دو ہزار پنڈے محافظت کے لیے معین تھے۔ دروازے کے سامنے سومنات کھڑا تہا۔ پورا پانچ گز لمبا تہا۔ دو گز زمین کے اندر اور تین گز باہر تہا گنگا اگرچہ چہہ سو کوس پر ہے۔ مگر روز تازہ گنگا جل سومنات کے اشنان کے لئے آتا تہا۔ پانچ سو گاین تین سو گوئے پوجا کیوقت بھجن گاتے اور ناچتے تہے۔ اس مندر مین اس قدر دولت تہی۔ کہ کسی راجہ کے خزانہ مین نہوگی۔ جب اس ہم سومنات کی تجویزین غزنین مین ہونے لگین تو ہزارون مسلمان ترکستان اور اور ملکون سے حرارت مذہبی کے جوش مین بلا تنخواہ و ماہوار کے صرف غنیمت کی امید مین سلطان کے ہمراہ ہوگئے۔ چنانچہ ماہ ستمبر سنہ ۱۰۲۴ء سنہ ۴۱۵ھ مین یہ فوج غزنین سے روانہ ہوئی۔ اکتوبر مین ملتان پہونچی۔ اب یہان سے جنگل ہی جنگل تہا۔ تیس ہزار اونٹون پر پانی غلہ زرلاد اگیا۔ اور ہر سپاہی کو تاکید ہوئی کہ اپنے کہانے پینے کا سامان ساتہہ رکہے۔ غرض یہ سب سامان درست کرکے ۳۵۰ میل لق و دق ریگستان کو طے کرکے سلطان اجمیر کے پاس پہونچا۔ جب اجمیر کے راجہ کو خبر ہوئی تو دار الخلافہ چہوڑ کر بہاگا۔ اسکے بعد نہاراگڈہ کا قلعہ نظر آیا۔ مگر محمود نے اوسکے محاصرہ کو بیسود جانا۔ اپنا سیدہا سفر منزل بمنزل طے کرنا شروع کیا۔ راہ مین جو اور قلعے پڑے۔ انکو ٹہکراتا ہوا چلا گیا۔ یہان سے گجرات کے مشہور شہر انہل واڑہ مین پہونچا۔ یہان کا راجہ بہی فرار پر کمر باندہا۔ مگر سلطان کسیطرح کا مزاحم نہوا۔ سیدہا سومنات کے دہن مین چلا۔ آخر سومنات پہونچا۔ کئی روز تک لڑائیان ہوئین۔ پانچہزار ہندو قتل ہوے۔ اور بہت سے کشتیون مین بیٹہکر گنگا بہا گنے کا ارادہ کیا۔ مگر تعاقب کیوجہ سے کچہہ مارے گئے۔ اور کچہہ ڈوب مرے بعد اس فتح کے محمود مندر کے اندر داخل ہوا۔ اور سومنات کی ناک تبر سے اوڑادی۔ اور توڑنیکا حکم دیا۔ پجاری پاؤن پر گر کر عرض کیے۔ کہ اس کے عوض جس قدر روپیہ فرمائیے۔ ہم نذر کرتے ہین سلطان نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بت فروش نام پانے سے بت شکن نام پانا بہتر ہے۔ چنانچہ اسکے بعد بت توڑا گیا۔ اسکے پیٹ مین سے اسقدر ہیرے موتی۔ جواہرات۔ بیش بہا نکلے۔ کہ اوس

نذرانہ کی اسکے آگے کچھہ اصل نہ تہی۔ اوس بت کے دو ٹکڑے مدینہ بھجوایا۔ اور دو غزنین روانہ کیا۔ جنمین سے ایک جامع مسجد مین اور ایک دیوان عام کے دروازے پر ڈالدیا۔ کہتے ہین کہ اس مہم مین کم از کم دس کروڑ روپیہ کا مال ہاتہہ آیا۔ انہل واڑکا راجہ پرم دیو گنڈابہ کے قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔ یہ قلعہ سمندر مین تہا۔ جب سمندر کا پانی اُترتا تو اوس تک رسائی ہوتی۔ محمود نے قلعہ فتح کیا۔ مگر راجہ ہاتہہ نہ آیا۔ ان فتوحات کے بعد انہل واڑہ مین سلطان نے تمام برسات کاٹی۔ اور اس ملک کی شادابی اور دل آرائی دیکھکر ارادہ کیا۔ کہ غزنین مسعود کو دیدیجے۔ اور اپنا یہان جداد ارالخلافہ بنائیے۔ اور سلطنت کو بڑہائیے۔ یہان رہنے سے اوسکا ارادہ تہا کہ لنکا اور سیلون کو فتح کرے۔ مگر مشیرون نے اسکے خلاف رائے دی۔ اور کہا کہ خراسان کو چہوڑنا اور گجرات کو دارالسلطنت بنانا مصلحت ملکی نہین ہے۔ آخر سلطان بہی مراجعت پر راضی ہوگیا۔ اور کہا کہ یہان پر کسی کو حاکم کرنا چاہئے۔ مقربون نے عرض کیا کہ یہین کے کسی شخص کو حاکم کرنا چاہئے۔ چنانچہ سومنات والون نے ایک مرتاض دالشلیم نام کو پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ اس لائق ہے۔ بعضون نے اس سے اختلاف کیا۔ اور کہا کہ ایک اور دالشلیم نہایت عاقل و دانا موجود ہے۔ جو اس مرتاض سے بہتر ہے اوسکو حاکم کیا جائے۔ لیکن سلطان نے اس مرتاض کو حاکم بنایا۔ مرتاض نے کہا کہ دوسرے دالشلیم کو میرے سپرد کیجے۔ ورنہ وہ تباہی لائیگا۔ سلطان نے دوسرے دالشلیم کو گرفتار کرکے اوسکے حوالے کرنا چاہا۔ مگر مرتاض نے کہا کہ بالفعل آپ ہی ساتہہ لیجائیے۔ جب مین مانگون تو حوالے کیجئے۔ خدا کی قدرت جب یہ دالشلیم غزنین سے گجرات آیا تو مرتاض اندہا ہوگیا تہا۔ اسلئے وہی قیدی دالشلیم گجرات کا راجہ ہوا۔ اور جو گہر کہ اسکے قید کرنیکے لئے بنایا تہا۔ اوسمین یہ مرتاض قید ہوا۔ سچ ہے چاہ کن را چاہ در پیش۔

اب جیسا اس ملک مین آنا سلطان کے لئے دشوار تہا۔ ویسا ہی واپس جانا بہی سخت مشکل تہا۔ اس لئے سلطان اوس راہ سے نہ گیا۔ جس راہ سے کہ آیا تہا۔ بلکہ بیابان اور ریگستان سندہ کی راہ اختیار کی اور ملتان جانیکا قصد کیا۔ راہبر ساتہہ لیا۔ مگر رہبر نے دہوکا دیکر ایک لق و دق بے آب جنگل مین پہونچایا جسکے

باعث بہت آدمی ہلاک ہوے۔ آخر ملتان کی راہ سے غزنین پہونچا۔

تاریخ فرشتہ مین سومنات کے توڑنے کا حال جو لکھا ہوا ہے اوجسکو کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ ایک کہانی بے اصل گھڑی ہوئی ہے۔ مگر دلچسپ ہونے سے بیان کی گئی۔ ابوریحان بیرونی نے لکھا ہے کہ سومنات لنگ کی شکل مین تہا۔ اور لنگ کو پیٹ نہین ہوتا۔ جو اوس مین جواہر بھرے جائین ہندوستان مین بارہ مندر لنگ کے ہین۔ انمین سے ایک سومنات بہی تہا۔ انگریزی مورخون نے ایک اور بے اصل کہانی گھڑی ہے۔ کہ سومنات کا صندلی دروازہ محمود نے غزنین لیگیا تہا۔ جسکو سرکار انگریزی نے ۱۸۴۲ء مین غزنین سے ممالک شمالی مین لائی۔ اور اوسکو فتح کا نشان بنایا۔ یہ سب بے اصل ہے۔ جب سلطان نے سومنات فتح کیا تو خلیفہ القادر باللہ عباسی نے سلطان کو خراسان ہندوستان۔ نیمروز خوارزم کا والی بہیجا۔ اور کہف الدولہ والاسلام خطاب عطا کیا۔ اور سلطان کے بیٹے مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملتہ اور دوسرے بیٹے امیر محمد کو جلال الدولہ جلال الملتہ اور اوس کے بہائی امیر یوسف کو عضد الدولہ مؤید الملتہ کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ اور یہ بہی اجازت دی کہ جسکو چاہو اپنا ولیعہد بناؤ۔

مہم ہفدہم۔ بعد ان تکالیف کے بہی سلطان کو چین نصیب نہوا۔ اور ایک فرقہ ہندوستان مین جاٹون کی سرکوبی کے لئے آنا پڑا۔ کیونکہ سومنات کی واپسی کے وقت ان جاٹون نے سلطان کو بہت تکلیف دی تہی۔ چنانچہ سلطان نے چودہ سو کشتیون کا ایک بیڑہ بنوا کر ملتان کے راستہ سے جاٹون پر حملہ کیا۔ اور اون پر فتحیابی حاصل کی۔ اسکے بعد غزنین واپس آیا۔

۴۱۸ھ مین سلطان نے ابوالحرب ارسلان کو امیر طوس مقرر کیا۔ اور سلجوقیون کے استیصال کے واسطے لکہا۔ لیکن ابوالحرب کو اوسمین ناکامیابی ہوئی۔ جس سے سلطان کو لکہا کہ خود تشریف لاکر انتظام فرمائیے تو مناسب ہے۔ یہان سے مین مجدالدولہ بن فخرالدولہ کی صغرسنی کے باعث اوسکی مان سیدہ سلطنت کرتی تہی۔ سلطان نے اوسکو لکہا کہ خطبہ اور سکہ میرے نام کا جاری کر۔ ورنہ لڑائی

کے لئے تیار رہو۔ سیدہ نے جواب دیا کہ سلطان اگر مجھ بیوہ پر فتح پائے تو کچھ نہیں اور شکست کھائے تو موجب بدنامی ہے۔ اس جواب سے سلطان چندے توقف کیا۔ جب وہ مرگئی تو ۴۲۰ھ مین عراق کو روانہ ہوا جب ماژندران پہونچا تو شمس المعالی قابوس نے بہت سے تحائف نذر گذرانے۔ وہان سے سلطان نے رے کی طرف کوچ کیا۔ مجد الدولہ معہ اپنے بیٹے ابو دلف کے گرفتار ہوا۔ اور غزنین بھیجا گیا۔ سلطان نے اوسکے تمام ملازمون کو جو فرقہ باطنیہ سے تھے دار پر کھینچا۔ اور فرقہ معتزلہ کے کوچے کاٹ کر خراسان بھیجدیا۔ مجد الدولہ کے کتب خانہ مین کتابین بہت تھین۔ ان مین سے جن کتابون مین اقوال اہل اعتزال اور حکما کے تھے اونکو جلادیا۔ باقی کتابون کو خراسان بھیجا۔ اور سلطان مسعود کو رے اور اصپہان سپرد کیا۔ اور ایران فتح کرکے غزنین آیا۔

پچیس برس کے عرصہ مین سلطان نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے۔ ان سب کا نتیجہ یہ تہا۔ کہ پنجاب کے مغربی اضلاع دولت غزنویہ کے تابع ہوگئے۔ قنوج اور گجرات مین سلطان کے تاخت وتاراج کی یاد باقی رہی۔ سلطان نے ہندوستان پر مستقل سلطنت کرنیکا قصد نہین کیا۔ اوسکا مقصود فرمانروائی کرنے سے زیادہ بت شکنی اور دولت گھسیٹنی تھی۔ اور اوس کے جاہ وجلال کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تمام اہل عرب اور ایرانی۔ اور ترکی سلطان کی اطاعت پوری پوری کرتے تہے۔

سلطان محمود دو سال سے اسہال یا سوء القنیہ مین مبتلا تہا۔ مگر اس مرض کی حالت مین وہ سارے کام کرتا تہا۔ آخر مرض نے زور پکڑا۔ اور ۲۳ ربیع الاول ۴۲۱ھ م ۱۹ اپریل ۱۰۳۰ء مین ۳۵ برس حکمرانی کرکے ۶۳ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ کہتے ہین کہ دو دن مرنے سے پہلے حکم دیا۔ کہ سارے جواہر خانے دولت وخزانے باہر لاکر سجاؤ۔ چنانچہ اسکی تعمیل ہوئی۔ اور سلطان پالکی مین بیٹھکر وہان آیا۔ اور تمام چیزون کو دیکھکر سرد آہین بہرتا تہا۔ اور روتا تہا۔ بعدازان حکم دیا کہ ان سب کو لیجاؤ۔ پہر اصطبل کے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ دیکھے۔ اُن کو بہی دیکھکر رویا اور یہ قطعہ پڑہا۔ **قطعہ**۔

زبیم تیغ جہانگیر و گرز قلعہ کشائے	جہان مسخر من شد چو من مسخر رائے
گہے بفر و بدولت ہمی نشستم شاد	گہے ز حرص ہمی رفتمے ز جائے بجائے
بسے تفاخر کردم کہ من کسے ہستم	کنون برابر بینم ہمی امیر و گدائے
ہزار قلعہ کشادم بیک اشارت دست	بسے مصاف شکستم بیک فشردن پائے
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت	بقا بقائے خدا لیست و ملک ملک خدائے

اب یہان پر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ فردوسی اور ایاز کے بھی کسیقدر حالات لکھدئے جائین۔ جو سلطان محمود کے عہد کا ایک اہم اور دلچسپ حصہ ہے۔ کہتے ہین کہ آخر عمر مین سلطان کو خبر ہوئی کہ ایک شخص نشاپور مین دولت بیشمار رکھتا ہے۔ فوراً حاضری کا حکم دیا۔ اور کہا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ مین کچھ بھی نہین ہون۔ البتہ دولتمند ہون۔ سب مال لے لیجئے۔ اور مجھے بدنام نکیجئے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ سلطان نے اوسکا مال لیکر اوسکے ایماندار ہونیکا فرمان لکھدیا۔

عراق کی فتح کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تہا۔ کہ وہان ایک قافلہ سوداگرون کا لٹ گیا۔ ایک عورت سلطان کے پاس فریادی آئی کہ چورون نے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ اور سب اسباب غارت کیا۔ محمود نے فرمایا۔ ملک دور و دراز کا انتظام سخت مشکل ہے۔ عورت نے کہا کہ جب تجھہ سے دور کے ملکون کا انتظام نہین ہوسکتا تو پھر کیون ملکون کو فتح کرتا ہے۔ کیونکہ حفاظت و حراست کی جوابدہی تیرے ذمہ ہے۔ اس کلام سے محمود نادم ہوا۔ اور عورت کو انعام وغیرہ سے راضی کیا۔ اور آیندہ کے لئے ایسا انتظام کیا۔ کہ قافلہ کا لٹنا موقوف ہوا۔

گو سلطان محمود کا مزاج سپاہیانہ تہا۔ مگر علوم و فنون و علم ادب کا بڑا شوق تہا۔ اور سب کامون مین کفایت شعار تہا۔ لیکن ہنر پروری اور علم کی قدرشناسی مین دریادل تہا۔ ایک عظیم الشان دارالعلوم بناکر اوس مین بڑا کتب خانہ جمع کیا تہا۔ عالمون کے وظیفون اور پنشنون مین ایک لاکھہ روپیہ سالانہ

صرف ہوتا تہا۔ اوسکی قدردانی اور جوہر شناسی نے چارون طرف سے اہل کمالون کو لاکر غزنین کے دربار مین جمع کردیا تہا۔ چنانچہ عصائر رازی اُستاد رشیدی طوسی۔ مینوچہر بلخی۔ فردوسی۔ حکیم عنصری۔ عسجدی۔ فرخی۔ دقیقی۔ جیسے نامور شعرا اوس کے دربار مین موجود تھے۔ سوا ان شاعرون کے چار سو اور شاعر بہی ملازم تھے۔ فردوسی[1] کل شعرا کا سرآمد تہا۔

نیرد جرد آخر ساسانی شہریار ایران نے ایران کے تمام بادشاہون کے حالات کیومرث کے زمانہ سے لیکر خسرو پرویز کی تخت نشینی تک بڑی تحقیق و تلاش سے یکجا جمع کئے تہے۔ جسکا نام پاستان نامہ تہا۔ جب اہل اسلام سلطنت ایران کے فرمانروا ہوے تو یہ کتاب نیرد جرد کے کتابخانہ مین اونکے ہاتہہ آئی۔ جب خراسان مین آل یعقوب کے ہاتہہ یہ پاستان نامہ آیا تو ابو منصور عبد الرزاق بن عبد اللہ فرخ معتمد الملک کو یعقوب بن لیث نے حکم دیا۔ کہ خسرو پرویز سے شہریار نیرد جرد کے مرنے تک واقعات جو واقع ہوے ہین۔ وہ لکہکر پاستان نامہ مین اضافہ کئے جائین۔ اس حکم کے موافق ۳۵۷ھ مین یہ کتاب مرتب ہوگئی اور اوسکی نقلین خراسان اور عراق مین پہیلین۔ آل سامان کو جب یہ کتاب ہاتہہ لگی تو اُنہون نے دقیقی شاعر کو حکم دیا۔ کہ اسکو نظم کرے۔ اوس نے دو ہزار شعر لکہا تہا۔ کہ کسی غلام نے اوسکو مار ڈالا جب دولت آل سامان کا زوال آیا اور سلطان محمود کا اقبال چمکا تو اوس نے آل سامان کی تقلید کی۔ اور پاستان نامہ کو نظم کرنا چاہا۔ فردوسی نے دقیقی کے نسبت یہ اشعار لکہے ہین۔ اشعار۔

یکایک از و بخت برگشتہ شد — بدست یکے بندہ برکشتہ شد
ز گشتاسب ارجاسب بیتے ہزار — بگفت و سر آمد بر و روزگار

---

[1] فردوسی شاداب ضلع طوس مین پیدا ہوا تہا۔ حاکم طوس نے ایک باغ بنایا تہا۔ اسکا نام فردوس کہا تہا۔ فردوسی کا باپ مولانا فخر الدین اوسکی باغبانی کرتا تہا۔ اس مناسبت سے وہ اشعار مین اپنا تخلص فردوسی کرتا تہا۔ ۱۲ مولفہ۔

ادہر فردوسی کو یہ آرزو ہوئی کہ مین اس کتاب کو نظم کرون۔ مگر باستان نامہ اس کے پاس موجود نہ تھا جب ایک دوست نے باستان نامہ لا دیا تو ابو منصور محمد امیر طوس نے فردوسی کو یہ نصیحت کی کہ جب یہ کتاب تمام ہو تو کسی بادشاہ کے نذر کرنا۔ چونکہ تمام ملکون مین مشہور تہا۔ کہ سلطان محمود شاعرون کا قدردان ہے۔ اس لئے فردوسی غزنین آیا۔ سلطان نے جملہ شعرائے دربار سے اسکے نظم کی فرمایش کی۔ مگر سب کی نظمون مین فردوسی کی نظم فائق معلوم ہوئی۔ سلطان نے فردوسی کو حکم دیا۔ کہ تو بہی باستان نامہ کو نظم کر۔ اور یہ بہی کہا۔ کہ ہر ہزار اشعار پر ہزار دینار طلا دون گا۔ فردوسی نے جب ایکہزار اشعار لکہے تو سلطان نے اپنے وزیر خواجہ احمد بن حسن میمندی کے ہاتہہ ہزار دینار بہیجے۔ مگر فردوسی نے کہا کہ مین اس کو ایکدم لون گا۔ اور اس رقم سے طوس کی ندی کی بند آب بناؤن گا۔

جب فردوسی شاہنامہ ختم کر چکا تو سلطان نے اپنے وعدہ کو وفا کرنا چاہا۔ مگر خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر نے (جو فردوسی سے دشمنی رکہتا تہا۔) عرض کی کہ اس بہاری صلہ سے فردوسی کو شادی مرگ ہو جائے گی غرض سلطان کو بہکا کر ساٹہہ ہزار مثقال نقرہ ایاز کے ہاتہہ اوسکے پاس بہیجا گیا اسوقت فردوسی حمام مین تہا۔ جب ایاز نے صلہ پیش کیا تو بہت غمگین ہوا۔ اور کہا کہ سلطان نے اپنا وعدہ وفا نہین کیا۔ ایاز نے وزیر کی خبث ذاتی کا واقعہ سنایا۔ فردوسی نے بیس ہزار مثقال حمامی کو اور بیس ہزار ایاز کو اور بیس ہزار فقاعی کو دیدیے۔ اور ایک پیالہ شربت کا پیا۔ اور ایاز سے کہا کہ سلطان سے عرض کرو کہ مین نے جو سنج اس کام مین اوٹہایا۔ وہ ان مثقال نقرہ کے لئے نہ تہا۔ جب ایاز نے سلطان سے کہا تو سلطان وزیر پر غصہ ہوا۔ وزیر نے عرض کی کہ بادشاہ کا صلہ ایک درم سے ہزار درم تک برابر ہے۔ مگر فردوسی نے جو اوس صلہ کو حقارت کی نظر سے دیکہا ہے۔ سخت گستاخی کی ہے۔ علاوہ برین فردوسی کا مذہب قرمطی اور معتزلی ہونے کے باعث لایق کشتنی و گردن زدنی ہے۔ سلطان بہی وزیر کے بہڑکانے سے سخت مشتعل ہو گیا تہا۔ مگر فردوسی کو جب خبر ہوئی تو اوس نے صبح حاضر ہو کر سلطان کے قدمون پر گرا۔ اور کہا کہ بندہ اون مین نہین ہے۔ بلکہ حاسدون نے مجہے ایسا بنایا ہے

اور اگر ہون بھی تو سلطان کی رعایا ہون۔ جیسا کہ دوسری رعایا گبر و جہود و ترسا سلطان کی رعایا ہونے کی وجہ سے امون و مصئون ہین۔ اوسیطرح یہ بندہ بھی قتل سے معاف کیا جائے۔ چنانچہ یہ اشعار بھی فی البدیہہ پڑہا۔

چو در ملک سلطان کہ چرخش ستود	سبے ہست ترسا و گبر و یہود۔
گرفتند در ظل عدلش قرار	شدہ امین از گردش روزگار
چہ باشد کہ سلطان گردون شکوہ	رہی را شمارد یکے زان گروہ

ان اشعار سے سلطان کا غصہ فرو ہوا اور قصور معاف کر دیا۔ پھر کیا تہا۔ فردوسی غزنین سے رخصت ہو گیا اور جاتے جاتے جامع مسجد کی (جہان سلطان آکر بیٹھتا تہا) دیوار پر یہ اشعار لکھہ گیا۔ اشعار۔

خجستہ درگہہ محمود زابلی دریاست	چگونہ دریا کہ آنرا کرانہ پیدا نیست
چہ غوطہا زدم و امدر و ندیدم در	گناہ بخت من است این گناہ دریا نیست

جب محمود نے یہ اشعار دیکہا اور فردوسی کی احباب نے سفارش کی تو حکم دیا۔ کہ ساٹہہ ہزار دینار طلا سرخہ خلعت شاہی فردوسی کے پاس بہیجدیا جاہئے۔ عجب اتفاق کی بات ہے کہ طوس کی ایک دروازہ سے یہ صلہ آیا۔ اور دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ جاتا تہا۔ کہتے ہین کہ اس صلہ کی رقم سے سلطان نے طوس کی ندی کا آب بند تعمیر کرا دیا جسکو ناصر خسرو نے اپنے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ جب مین طوس گیا تو ایک رباط تو تعمیر دیکہی جسکو لوگ کہتے تہے۔ کہ یہ رباط صلۂ فردوسی سے بنی ہے۔

فردوسی نے سلطان کی ہجو مین ایک مثنوی بھی لکہی ہے۔ جسکے متعلق مورخون کے مختلف خیالات ہین سلطان محمود کے اگرچہ کئے ہزار غلام تہے۔ لیکن اون مین ایاز ممتاز تہا۔ کہتے ہین کہ ایاز والی کشمیر کا بیٹا تہا۔ باپ کے ساتہہ شکار مین گیا تہا۔ چورون نے قابو پاکر پکڑ لیا۔ اور بدخشان لے گئے۔ اور ایک سوداگر کے ہاتہہ بیچا۔ سوداگر نے عمدہ طور پر تعلیم و تربیت کی اور غزنین لاکر سلطان کے ہاتہہ بیچا۔ ایاز حسن و جمال ظاہری کے علاوہ اخلاق پسندیدہ و صفات حمیدہ مین بھی فرد تہا۔ اور اسی کی باعث رفتہ رفتہ عروج و تقرب سلطانی حاصل کیا کہ آخر محمود کیساتہہ ایاز کا نام ضرب المثل ہو گیا ہے۔ چنانچہ ملا لالی نے ایاز و محمود کے نسبت ایک داستان بڑی رنگین لکہی ہے۔

جلال الملۃ جلال الدولہ امیر محمدؒ بن سلطان محمود غزنوی

سلطان محمود کے تین بیٹے تھے۔ امیر مسعود۔ امیر محمدؒ۔ امیر عبدالرشید۔ امیر مسعود اور امیر محمدؒ۔ دونون ایک ہی دن پیدا ہوے تھے۔ لیکن مسعود چند گھنٹے کا محمدؒ سے بڑا تھا۔ سلطان محمود نے بوجہ لیاقت و ہوشیاری ۱۰۰۸ء مین امیر مسعود کو اپنا ولیعہد کیا تھا۔ اور امیر مسعود باپ کے ساتھہ ہمیشہ جنگ و جدل مین رہتا تھا۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیشون نے امیر مسعود کی طرف سے سلطان کے دل مین ایسی بدی ڈالدی۔ کہ تھوڑی ہی مدت کے بعد سلطان نے امیر محمدؒ کو ولیعہد کردیا۔ اور حکم دیا کہ امیر محمدؒ کا نام اور لقب امیر مسعود کے نام اور لقب پر مقدم کیا جاے۔ سلطان کی اس کارروائی سے اکثر امراے دربار کو رنج ہوا۔ بلکہ بعض معتمد ملازمون نے مسعود سے کہا کہ سلطان آپ سے روز بروز زیادہ بدگمان ہوتا جاتا ہے۔ اگر حکم ہو تو ہم اس قصہ کو پاک کردیتے ہین۔ مسعود نے کہا کہ استغفراللہ مین اور یہ کام۔ مجھے تو اسکا خیال بھی حرام ہے۔

جب سلطان محمود کا انتقال ہوا تو امیر مسعود صفاہان مین تھا۔ ہرات سات سو فرسنگ غزنین سے دور تھا۔ اور امیر محمدؒ کو زکانان مین رہتا تھا۔ جب سلطان کو باغ پیروزہ مین دفن کیا گیا تو حاجب بزرگ امیر علی قریب نے امیر محمدؒ کو زکانان سے بلاکر سلطان محمود کی وصیت کے موافق تخت پر بٹھادیا۔ اور امیر مسعود نے باپ کے مرنے کی خبر سنکر تین روز تک ماتم کیا۔ اس کے بعد اپنے بھائی امیر محمدؒ کو یہ کہلا بھیجا۔ کہ ہم پشت و یک دل ہوکر موافقت کرلین۔ اور کل مخالفت کو بالکل دور کردین۔ تاکہ جہان مین ہمارا نام باقی رہے۔ چونکہ مین بڑا ہون۔ اس لئے خطبہ اور سکہ مین میرا نام اول رہے۔ مین عراق و روم کی سلطنت سنبھالتا ہون۔ اور تم غزنین و ہندوستان کو قبضہ مین رکھو۔ اگر ایسا کروگے تو بہت پچتاؤگے۔" امیر محمدؒ نے اسکا جواب اُسکے خلاف دیا۔ جس سے امیر مسعود نے صفاہان سے کوچ کرکے رے آیا۔ یہان پر امیر مسعود کو خلیفۂ بغداد کا ایلچی ملا۔ جو بہت سے تحفہ تحائف اور لوا و منشور لایا تھا۔ خلیفہ کی اس سرفرازی پر امیر مسعود کو بہت خوشی ہوئی اور

اس منشور کی نقلین سب ممالک کے حکام کے پاس بھیجی گئین۔ پھر وہان سے ہرات آیا۔ اور یہان غزنین مین تمام امرا امیر محمدؒ سے بددل تھے۔ چنانچہ امیر یوسف وحاجب بزرگ علی۔ بوسہیل ہمدانی۔ وخواجہ علی میکائیل سرہنگ بوعلی کوتوال وغیرہ نے اکثر عرایض غزنین سے امیر مسعود کے پاس بدین مضمون بھیجے۔ کہ تسکین وقت کے لئے ہم نے امیر محمدؒ کو تخت نشین کیا تھا۔ تاکہ کوئی اضطراب پیدا نہو۔ اُس سے سلطنت کا کام نہین چلیگا وہ شب و روز لہو ولعب مین مصروف ہے۔ چونکہ آپ ولیعہد ہین۔ اس لئے جلد آکر تخت پر بیٹھئے۔ امیر مسعود اس سے اور بھی قوی دل ہوا۔

ادہر امیر محمدؒ اول رمضان ۴۲۱ھ کو تکینا آباد آیا۔ اور رمضان کا سارا مہینا یہین رہا۔ عید کے روز اُس کے سر پر سے ٹوپی گر گئی۔ جسکو لوگ بڑی بدشگونی سمجھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ۳ شوال کی رات کو علی خویشاوند اور یوسف بن سبکتگین نے سازش کرکے امیر محمدؒ کو قید کردیا۔ اور خود امیر مسعود کیطرف روانہ ہوے۔ اور امیر مسعود ہرات سے نکلکر سیدہا تکینا آباد آیا۔ یہان امیر محمدؒ قلعۂ کوہ شیر بن حاجب بکتگین کی حراست مین معتقد تھا۔ چنانچہ امیر مسعود یہان آکر امیر محمدؒ کو قلعۂ مندیش کو بھیجدیا۔ اور آپ تکینا آباد سے پھر ہرات روانہ ہوا۔ وہان سے کوچ کرکے بلخ پہونچا۔ بعد ازان ۱۳ جمادی الاول ۴۲۲ھ کو غزنین کے طرف کوچ کیا۔ امیر محمدؒ کی سلطنت صرف پانچ مہینے رہی۔

جمال الملۃ شہاب الدولہ امیر مسعود بن سلطان محمود غزنوی۔

ماہ جمادی الآخر ۴۲۲ھ مین امیر مسعود غزنین داخل ہوکر تخت شاہی پر رونق افروز ہوا۔ لاکہون روپیہ خیرات و صدقہ مین دیا۔ اور اپنے بھائی امیر محمدؒ کو نابینا کرکے قلعۂ ولج مین قید کیا۔ اور خواجہ احمد بن حسن میمندی کو (جو سلطان محمود کے حکم سے قلعۂ کالنجر مین قید تھا) رہائی دیکر اپنا وزیر کیا۔ گو خواجہ نے اولاً وزارت سے انکار کیا۔ مگر مسعود کے اصرار سے آخر کو منظور کرلیا۔ اسکے بعد خواجہ حسنک میکانی (جو سلطان محمود کے آخری زمانہ کا وزیر تھا

اور سلطان محمود سے اکثر اوقات امیر مسعود کی شکل کہا یا کرتا تھا) کو قرمطی ہونیکا جرم لگا کر سنگسار کیا۔ اور علی اریارق (جو سلطان محمود کے زمانہ مین سپہ سالار تھا) کو قید کرکے غور بھیجدیا۔ اور ستگین غازی کو بھی مکر وحیلہ سے قید کرلیا۔ اور اپنے چچا یوسف بن سبکتگین کو بھی قلعہ درونہ کی ہوا بتلائی۔ بہرحال امیر مسعود نے تخت غزنین پر قدم رکھتے ہی اکثر امرا و سلطان محمود و امیر محمد سے (جو ایک زمانہ مین اوسکے خلاف تھے) اپنا دربار پاک وصاف کیا۔ چند روز تو امیر مسعود کو اپنے ہی امیرون کی سرکوبی کرنے مین گذرے۔ انہین ایام مین طغرل بیگ، وچقر بیگ (جو آل سلجوق[1] سے تھے) جیحون عبور کرکے نسا پہونچے۔

---

[1] اسلامی تاریخ مین سلاجقہ کا عہد مسلمانون کے لئے نہایت عروج واقبال کا زمانہ تھا۔ اور اسی خاندان کے نمودار ہونے پر بغداد کی خلافت کا صرف نام ہی نام باقی رہگیا تھا۔ وہ وسیع اور عظیم الشان سلطنت جو بغداد کے ایک خلیفہ کے زیر حکم رہتی تھی۔ اسوقت کثیر التعداد خاندانون مین بٹ گئی تھی۔ اور انہین سلاجقہ کی قوت وزور کے باعث بعد مین اسلامی ایشیا افغانستان کی مغربی سرحد سے بحیرۂ روم تک پھر ایک بادشاہ کے قبضہ مین آگیا۔ جو اجزائے سلطنت بکھر گئے تھے وہ پھر ایک رشتہ مین منسلک ہوے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خاندان سلاجقہ کو تاریخ مین مہم بالشان رتبہ عطا کیا جاتا ہے۔ خاندان مذکور سلجوق بن دیاک ترکمان امیر کی نسل سے تھا۔ یہ خان ترکستان کی ملازمت ترک کرکے مع اپنے قبیلہ کے وادی کرغیز سے جند (بخارا) چلا گیا۔ جہان اس نے اور اسکی قوم نے خلوص قلب سے اسلام قبول کیا۔ سلجوق اور اس کی اولاد نے سامانیون۔ ایلک خان۔ اور محمود غزنوی کی لڑائیون مین حصہ لیا۔ اور خاندان سلاجقہ کے دو بھائیون طغرل بیگ وچقرل بیگ نے رفتہ رفتہ اتنی طاقت پیدا کرلی۔ کہ وہ خراسان پر حملہ کرنے کے قابل ہوسکے غزنوی۔ افواج کو چند بار شکست دینے کے بعد وہ بعض بڑے بڑے شہرون پر متصرف ہوگئے۔ ۱۰۳۷ء ۴۲۹ھ مین مرو کی مسجد مین چقر بیگ داؤد کا خطبہ نماز کے بعد شہنشاہ کے خطاب سے اور اوسکے بھائی طغرل بیگ کا خطاب اسیطرح نیشاپور مین پڑھا گیا۔ بلخ۔ جرجان۔ خوارزم۔ اور طبرستان کا بھی بسرعت الحاق ہوگیا۔ اسکے بعد جبل ہمدان۔ دینا ور۔ حلوان۔ رے

اور وہان کے رعایا کو خوب لوٹا۔ امیر مسعود نے اونکے دفعیہ کے لئے بکتوزی خان کو سپاہ جرار کے ساتھ بھیجا۔ مگر اونہون نے اسکو شکست دی۔ اور اوسکے بعد سلطان مسعود کے تمام ممالک مین متفرق ہوکر غدر مچا دیا۔ پھر سلطان نے نیاشی کو سپہ سالار مقرر کرکے ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ وہ بھی تین سال تک ان سے لڑتا رہا۔ مگر ہمیشہ ناکام رہا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ خلی تگین کو سمرقند اور بخارا مین بڑا غلبہ ہوگیا ہے۔ چنانچہ اسکی گوشمالی کے لئے سلطان نے التونتاش کو ۴۲۳ھ مین روانہ کیا۔ اور غزنین سے پندرہ ہزار سوار اوسکی مدد کو اور روانہ کئے۔ التونتاش آب امویہ عبور کرکے بخارا کو فتح کیا۔ اور وہان سے سمرقند آیا۔ یہان خلی تگین سے لڑائی ہوئی۔ التونتاش مارا گیا۔ امرا نے صلح کرلی۔ ۴۲۴ھ مین خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر نے وفات پائی۔ سلطان نے اوس کی جگہہ ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد کو اپنا وزیر کیا۔ اس اثنار مین سلجوقی دریاے جیحون سے گذر کر نیشاپور مین آئے۔ اور سلطان مسعود نے ہند کے طرف جانیکا ارادہ کیا۔ اعیان سلطنت نے کہا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۱) اصفہان مفتوح ہوے۔ ۴۳۱ھ مین طغرل بیگ بغداد مین داخل ہوا۔ اور اس شہر خلافت مین بخطاب سلطان اوسکے نام کا اعلان ہوا۔ ترکی اقوام کے جوق جوق سپاہ مین داخل ہونے سے ان کی طاقت درجہ کمال کو پہونچگئی تمام مغربی ایشیا سرحد افغانستان سے ایشیاے کوچک کی یونانی و فاطمیہ سلطنتون کی حدود تک کا ملک ۴۵۰ھ سے پیشتر ان کے حیطۂ اقتدار مین آگیا۔

طغرل بیگ الپ ارسلان اور ملک شاہ بذات واحد اس وسیع سلطنت پر حکمران رہے۔ لیکن موخر الذکر کے انتقال پر برکیارق اور محمد دو بھائیون مین خانہ جنگیان شروع ہوگئین۔ اور خاندان سلاجقہ کی متعدد شاخون نے سلطنت کے مختلف حصون مین علیحدہ علیحدہ خود مختار حکومتین قایم کین۔ چنانچہ یہ تمام تفصیلی ذکر اور اون مختلف حصون کی خود مختار حکومتون کا حال آیندہ حسب موقع بیان کیا جائے گا۔ اب یہان صرف اس مختصر نوٹ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

کہ پہلے سلجوقیون کو ملک سے نکالئے تو پھر ہندوستان کا قصد کیجئے۔ مگر سلطان نے نہ مانا۔ اور ۱۹ ذی حجہ ۴۲۹ھ کو کابل کی راہ ہندوستان کو چلا۔ چنانچہ ۲۵ محرم کو دینار کوٹ پر دریائے جہلم کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ یہان چودہ روز تک بیماری سے فرلش رہا۔ جب صحت ہوئی تو ۱۰ ربیع الاول کو قلعۂ ہانسی پہونچا۔ اور اوسکو فتح کرکے قلعہ سونی پت کے طرف متوجہ ہوا۔ راجہ دیپال ہری جنگل مین بھاگ گیا۔ اور یہ قلعہ فتح ہوگیا۔ پھر یہان سے دیرہ رام گیا۔ رام نے نذرانہ دیکر صلح کرلی۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو غزنین کو مراجعت کی۔ یہان سلطان کی عدم موجودگی سے سلجوقی ترکمانون کی قوت بڑھ گئی تھی۔ اور مملکت مین شور و فساد برپا ہوگئے تھے۔

سلطان مسعود چند ے غزنین مین ٹھہر کر ۴۳۰ھ مین غزنین سے جرجان گیا۔ اور اکثر سرکشون کو سزا دی۔ پھر یہان سے بلخ۔ مرو۔ گورکان ہوتا ہوا دندانقان مین آیا۔ ۸ رمضان ۴۳۱ھ کو ترکمانون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے غزنین کی راہون کو بند کردیا۔ ناچار سلطان کو لڑنا پڑا۔ اس اثنار مین بڑے بڑے سردار غزنین کی ترکمانون سے جاملے۔ اور جو لشکر کہ سلطان کے ساتھہ تھا۔ اوس نے بھی دغا کی۔ آخر سلطان مسعود بہزار خرابی یکہ و تنہا غزنین کو بھاگا۔ اور یہان آکر اون سردارون کو جو لڑائی مین سے بھاگے تھے۔ ہندوستان کے قلعون مین مقید کیا۔ اب سلطان سلجوقیون کے ہاتھہ سے ایسا تنگ آگیا تھا۔ کہ اوس نے ارادہ کیا کہ ہندوستان سے فوج جمع کرکے لڑائی کیجائے۔ چنانچہ تمام خزانہ زر و درہم و جواہر و پارچہ اونٹون پر لادکر معہ عیال و اطفال ہندوستان کا عازم ہوا۔ وزیر نے بہت کچھہ فہمایش کی۔ اور ہندوستان کے عزم سے باز رکھنا چاہا۔ مگر سلطان نے ایک نہ مانی۔ اور سارے ملکون کا انتظام ارکان سلطنت کے سپرد کرکے لاہور کے جانب روانہ ہوگیا۔ خود دریائے سندہ سے اُترآیا تھا۔ اور خزانے دریا کے پار تھے۔ کہ خاص غلامون کے امیر نوشتگین کی نیت بگڑی اور آپس مین اتفاق کرکے خزانون کو لوٹ لیا۔ اور اندہنے امیر محمدؒ کے پاس جاکر اوسکو تخت پر بٹھایا۔ ہرچند امیر محمدؒ نے انکار کیا۔ مگر یہ کب ماننے والے تھے۔ آخر امیر محمدؒ کو ماننا پڑا۔ یہ سب اوسکو ساتھہ لیکر دریائے سندہ عبور کئے۔ اور سلطان مسعود سے لڑنا شروع کیا۔ سلطان مسعود پریشان ہوکر ربا طہ ماركلہ کو بھاگا

بہبون نے تعاقب کرکے گرفتار کیا۔ اور سلطان محمدؒ کے سامنے لائے۔ سلطان محمدؒ نے کہا کہ مین تیرے مارنے کا قصد نہین کرتا۔ جس جگہ تیرا جی رہنے کو چاہے بیان کر۔ تاکہ تجھکو اور تیرے اہل وعیال کو وہان بہیجدون۔ مسعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا۔ محمدؒ نے اوسکو متعلقین کے وہان بہیجدیا۔ اور ایک جماعت اوسکی حراست کے لئے متعین کردی۔ جب مسعود قلعہ کے طرف جاتا تہا تو اوس کے پاس ضروری خرچ کیلئے بہی روپیہ نہ تہا۔ بہائی سے طلب کرنے پر اس پست ہمت بہائی نے پانسو درم بہجوائے۔ ان درمون کو دیکہکر مسعود رونے لگا۔ اور کہا کہ کل میرے پاس تین ہزار خروار بار خزانہ تہا۔ آج ایک درم کا مقدور نہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جو شخص کہ یہ درم لایا تہا۔ اوس نے ہزار درم اپنے پاس سے امیر مسعود کو دیئے۔

چونکہ امیر محمدؒ اندہا تہا۔ اوس نے سلطنت کا کام اپنے پاس نرکہا۔ بلکہ وہ سب ۴۳۲ھ مین اپنے بیٹے احمدؒ کے حوالہ کیا۔ لیکن احمدؒ خود مخبوط الحواس تہا۔ چنانچہ اس مخبوط الحواسی کی وجہ ۴۳۳ھ مین سلیمان ولد یوسف بن سبکتگین اور پسر علی خویشاوند سے اتفاق کرکے بلا اطلاع اپنے باپ کے امیر مسعود کو تلوار سے مار ڈالا۔ بعض کہتے ہین کہ زندہ کنوئین مین ڈال کر مٹی بہروادی۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس پاگل نے باپ کو مجبور کرکے قتل کا حکم دلایا۔ سلطان مسعود نے دس سال سے کچہہ زیادہ سلطنت کی۔ امیر مسعود نہایت شجیع۔ سخی۔ کریم الاخلاق تہا۔

جب امیر مسعود مارا گیا تو امیر محمدؒ بہت رویا۔ اور جنہون نے مارا تہا۔ بہت لعنت وملامت کی۔

امیر مودود بن امیر مسعود کو (جو باپ کے مرنے کے وقت بلخ مین تہا) جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ارکین سلطنت کے مشورہ سے بامیان مین تخت نشین ہوا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ ماریکلہ پر فوج کشی کرکے باپ کے خون کا عوض لے لیکن ابونصر وزیر منع کرکے غزنین لایا۔ سارا شہر اوس کے استقبال کو گیا۔ غرض امیر مودود اچھی طرح سامان درست کرکے اپنے چچا امیر محمدؒ پر چڑہائی کی۔ دیپور مین مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی رہی دوسرے روز امیر مودود نے فتح پائی۔ امیر محمدؒ اور اوس کا بیٹا اور نوشتگین بلخی و پسر علی خویشاوند وسلیمان بن یوسف اسیر ہوکر قتل کئے گئے۔

ابو الفتح قطب الملت شہاب الدولہ امیر مودود بن سلطان مسعود

امیر مودود جب باپ کے قاتلون سے انتقام لے چکا تو اوس نے اس موضع پر جہان فتح ہوئی تھی۔ ایک رباط بنائی۔ اور قریہ آباد کرکے فتح آباد نام رکھا۔ اور وہان سے غزنین آکر تخت شاہی پر متمکن ہوا۔ اور منصب وزارت ابو نصر بن احمد کو دیا۔ اور ۴۳۳ھ مین ابو نصر کو معزول کرکے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا۔ اور ابو نصر کو سلطان محمد کے بیٹے ناصی حاکم پشاور سے لڑنے کے لئے ہندوستان روانہ کیا۔ چنانچہ ابو نصر نے ناصی کو قتل کرکے فتح پائی۔ امیر مودود کا چھوٹا بھائی مجدود اپنے باپ سلطان مسعود کے مرنے پر ملتان سے لاہور آیا۔ اور ایاز کی اعانت سے آب سند۔ تہانیسر۔ ہانسی پر اپنا قبضہ کیا۔ جب سلطان مودود کو یہ خبر لگی تو مجدود کی تنبیہ کے لئے ایک لشکر جرار بھیجا۔ مگر یہ لشکر ابھی لاہور ہی نہ پہونچا تھا۔ کہ عید الضحیٰ کی صبح کو مجدود اپنے خیمہ مین مردہ پایا گیا۔ اس کے بعد ایاز نے بھی وفات پائی۔ اور مجدود کے مرنے سے ہند کا علاقہ مودود سے متعلق ہو گیا۔ اور ملوک ماوراء النہر نے بھی اطاعت قبول کی۔ مگر سلجوقیون سے باوجود اس کے کہ امیر مودود نے چغربیگ کی بیٹی سے نکاح بھی کر لیا تھا۔ پہلی منازعت مین کوئی کمی نہوئی۔

جب سلطان مودود کو ملوک ہند نے دیکھا کہ وہ مغربی فتوحات مین مصروف ہے تو ۴۳۵ھ مین رائے دہلی اور دوسرے راجاؤن نے اتفاق کرکے ہانسی اور تہانیسر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ نگرکوٹ کو حاصل کرکے ازسر نو بت پرستی شروع کر دی۔ ادہر ملک پنجاب کے راجاؤن نے بھی سر نکالا۔ اور دس ہزار سپاہ لیکر لاہور کا محاصرہ کیا۔ مگر اتفاقاً لشکر ہنود مین کچھ ایسا اختلاف واقع ہوا۔ کہ محاصرہ چھوڑ کر اپنے اپنے ملک کو واپس چلے۔ جب لشکر اسلام نے اونکی کم ہمتی ملاحظہ کی تو اون کا تعاقب کرکے خوب قافیہ تنگ کیا۔ اور جسقدر قلعے کہ اون کے قبض و تصرف مین تھے۔ وہ سب واپس لیکر امان دیا گیا۔ اس فتح عظیم کی خبر جب ملوک ہند کو پہونچی تو سب مطیع ہو گئے۔ مسلمان بہت سی غنیمت اور پانچہزار مسلمانون کو جو ہندؤن نے

قلعون مین قید کر رکھا تہا۔ ساتہہ لیکر لاہور آئے۔

سنہ ۴۳۴ھ مین امیر مودود نے لشکر مرتب کیا۔ اور سنہ ۴۳۵ھ مین ارتگین حاجب کے ساتہہ طخارستان بہیجا۔ ارتگین نے ترکمانون کو شکست دیکر شہر بلخ مین امیر مودود کا خطبہ پڑہوایا۔ اس کے بعد جب ترکمانون نے بلخ پر حملہ کیا تو ارتگین نے خلیفہ سے مدد مانگی۔ جب خلیفہ نے منظور نہ کیا تو وہ غزنین واپس آیا۔ سلطان نے اس قصور مین اوسکو قتل کر ڈالا۔

بعد ازان طغرل حاجب کو لشکر بیشمار دیکر ترکمانون کی تنبیہ کے لئے بلخ روانہ کیا۔ چنانچہ طغرل نے اون کو شکست دی۔ اور سنہ ۴۳۸ھ مین علم بغاوت برپا کیا۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے علی بن خادم کو دس ہزار سوار کیساتہہ روانہ کیا۔ مگر طغرل بہاگ گیا۔ اور علی نے اوس کے لشکر کو غارت کیا۔ اور چند آدمیون کو پکڑ کر غزنین لایا۔

سنہ ۴۴۱ھ مین تمام ملوک ماوراء النہر اور بامیان نے امیر مودود سے عہد کیا۔ کہ ہم آپ کی اعانت کرکے ترکمانونکو خراسان سے نکال دینگے۔ جب امیر مودود اسی سال رجب کے مہینے مین غزنین سے لشکر فراوان لیکر روانہ ہوا تو اول ہی منزل مین درد قولنج پیدا ہوا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد انتقال کیا۔ ۳۹ سال کی عمر تہی۔ اور نو سال سلطنت کی۔

ابو جعفر مسعود بن امیر مودود

جب سلطان مودود نے سفر آخرت کیا تو علی بن ربیع نے اوس کے بیٹے ابو جعفر مسعود کو (جسکی عمر چار سال تہی) تخت سلطنت پر بٹہایا۔ مگر باشتگین (جو امرائے سلطان محمود سے تہا) نے اوس سے اتفاق نہ کیا۔ آخر آپس مین جنگ ہوئی۔ باشتگین غالب آیا۔ اور ابو جعفر مسعود کو تخت سے اوتار کر اوس کے چچا ابو الحسن کو تخت نشین کیا۔ ابو جعفر نے صرف پانچ روز سلطنت کی۔ اور علی بن ربیع

میرک وکیل کی امداد سے بہت کچھ زر و جواہر لیکر پشاور کو چلا گیا۔ اور وہان ملتان و سند ھ پر قابض ہوا

امیر ابو الحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی

غرہ شعبان ۴۴۱ھ کو ابو الحسن علی تخت نشین ہوا۔ اور امیر مودود کی زوجہ (جو جعفر بیگ کی بیٹی تھی) سے نکاح کیا۔ اور اپنے بھائی ایزد شاہ و مردان شاہ کو (جو قلعہ نائی میں تھے) غزنین بلا کر معزز عہدوں پر مامور کیا۔ اس اثنا میں عبد الرشید بن سلطان محمود نے ابو الحسن پر چڑھائی کی۔ اور ابو الحسن بھاگ گیا اور عبد الرشید ۴۴۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ ابو الحسن نے صرف دو سال سلطنت کی جب ابو الحسن گرفتار ہو کر آیا تو عبد الرشید نے اوسکو قلعہ وندی میں قید کیا۔

زین الملتہ سلطان عبد الرشید بن سلطان محمود

جب عبد الرشید تخت نشین ہوا تو نوشتگین حاجب کو ہندوستان کا امیر الامرا بنا کر لشکر کثیر کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ چنانچہ وہ یہان آکر قلعہ نگر کوٹ کو فتح کیا۔ اس کے بعد امیر نے طغرل حاجب کو (جو سلطان مودود کا سالا تھا) سیستان بھیجا۔ طغرل نے سیستان پر قبضہ کر کے جب خوب قوت حاصل کی تو نمکحرامی پر کمر باندھی۔ اور غزنین کو لے لیا۔ اس کافر نعمت نے امیر عبد الرشید اور سلطان محمود کی اولاد (جنکی تعداد تو یاگیارہ تھی) کو قتل کیا۔ اور سلطان مسعود کی دختر سے نکاح کر کے تخت غزنین پر قدم رکھا۔ جب نوشتگین حاجب کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے امرا غزنین کو غیرت دلائی۔ اور طغرل کے مارنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ

لہ عبد الرشید کو اکثر مورخ سلطان مسعود کا بیٹا بتاتے ہین۔ مگر صحیح یہ ہی کہ سلطان محمود کا بیٹا ہی۔ جو سلطان مودود کے حکم سے قلعہ بست مین مقید تھا۔ عبد الرزاق بن احمد حسن میمندی کو قید سے نکال کر اپنے ساتھ لیا۔ اور لشکر کو مطیع کر کے غزنین پر چڑھائی کی۔ ۱۲ مولف

نوروز کے روز جب طغرل تخت شاہی پر متمکن تھا تو ایک ترک سلحدار نے جرأت کرکے اس کو رنمک کا تلوار سے سر اوڑا دیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد جب نوشتگین غزنین آیا تو امیر ناصرالدین سبکتگین کی اولاد مین سے تین شخص۔ فرخ۔ ابراہیم۔ شجاع۔ (جو قلعون مین قید تھے۔ اور طغرل کی اون تک رسائی نہین ہوتی تھی ورنہ ان تینون کو بھی قتل کرتا۔) موجود تھے۔ اون کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ چنانچہ فرخ زاد کے نام قرعہ پڑا۔ اور سب امرا نے اتفاق سے فرخ زاد کو تخت نشین کیا۔ عبدالرشید کی سلطنت کی مدت ایکسال کی ۱۴۴۳ھ ۱۴۴۴ھ کے قریب رہی۔ اور طغرل نے چالیس روز حکومت کی۔

جمال الدولہ فرخ زاد[1] بن سلطان مسعود

جب فرخ زاد نے تاج شاہی سر پر رکھا تو کاروبار سلطنت نوشتگین کے حوالہ ہوے۔ اور داؤد سلجوقی کو غزنوی خاندان کے انقلاب کی خبر ہوئی تو فوج لیکر غزنین آیا۔ نوشتگین نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ پھر فرخ زاد لشکر عظیم لیکر خراسان روانہ ہوا۔ سلجوقیون کے سپہ سالار کلیارق نے مقابلہ کیا۔ اور ہزیمت اوٹھا کر بھاگ گیا چند سلجوقی امرا گرفتار ہوے۔ جب چقربیگ سلجوق کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو فرخ زاد سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ طرفین نے خوب جنگ رستمانہ کیا۔ مگر اس دفعہ سلجوقی غالب آے۔ اور کئی غزنوی امیر سلجوقیون کے ہاتھ اسیر ہوے۔ فرخ زاد نے یہ دانائی کی کہ سلجوقی امرا (جو اوسکے پاس قید تھے۔) کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ سلجوقیون نے غزنویون کی یہ مروت دیکھی تو اونہون نے بھی غزنوی امیرون کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد فرخ زاد نے ۳۴ سال کی عمر مین بعارضہ قولنج وفات پائی۔ مدت سلطنت چھ سال

---

[1] سلطان فرخ زاد کو روضۃ الصفا مین مسعود کا بیٹا لکھا ہے۔ اور احمد اللہ مستوفی کا قول ہے کہ عبدالرشید کا بیٹا ہے۔ مگر سکون سے روضۃ الصفا کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

۴۳۲ھ سے ۴۵۰ھ تک ہے۔

ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی

جب سلطان ابراہیم تخت نشین ہوا تو سلجوقیوں سے مصالحت کرلی۔ اور ملک شاہ سلجوق کی دختر کو اپنے بیٹے مسعود سے نکاح کیا۔ جب سلجوقیوں سے سلطان ابراہیم کی خاطر جمع ہوئی تو ہندوستان میں اوس نے لشکر بھیجا جس نے وہ ملک فتح کئے۔ جواب تک مسلمانوں نے نہیں کئے تھے۔ اور ۴۷۲ھ میں وہ خود ہندوستان آیا۔ قلعہ اجودھن (جواب پاک پٹن فرید شکر گنج کہلاتا ہے) کو مسخر کیا پھر رو پال کا قلعہ لیا۔ وہاں سے قلعہ درہ کو فتح کیا۔ ایک لاکھ لونڈی غلام اسیر کرکے غزنین بھیجے۔ اور غنیمت بھی بہت ہاتھ آئی۔ بعد ان فتوحات کے غزنین آیا۔

سلطان ابراہیم بڑا عابد و متقی تھا۔ باوجود عنفوان شباب کے کل ممنوعات شرعی سے دست کش تھا۔ سال بھر میں تین مہینے کے روزے رکھتا۔ اور خیرات بہت دیتا تھا۔ سلطان کو ۳۶ لڑکے اور ۴۰ لڑکیاں تھیں لڑکیوں کی شادی اکثر سادات عظام اور علما اعلام سے کی تھی۔ سلطان کی وفات ایک روایت کے موافق ۴۸۶ھ میں اور دوسری روایت کے مطابق ۴۹۲ھ میں ہوئی۔ پہلی روایت کے موافق سلطنت کی مدت ۳۱ سال اور دوسری روایت کے مطابق ۴۲ سال ہے۔

علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود

جب امیر مسعود بن ابراہیم تخت پر بیٹھا تو سلطان سنجر کی بہن مہد عراق سے شادی کی۔ اور ہندوستان کی امارت امیر عضد الدولہ کو دی۔ جب وہ مر گیا تو طغاتگین کو ہندوستان کا سپہ سالار مقرر کیا چنانچہ طغاتگین نے دریاء گنگ عبور کرکے وہاں پہونچا۔ جہان سوار سلطان محمود کے لشکر کے کوئی اور لشکر اسلام

نہین گیا تہا۔ اور بہت سی غنیمت لیکر لاہور واپس آیا۔ امیر مسعود نے بے خرخشہ واندیشہ ۶ برس ۴۹۲ھ ۱۰۹۸ء سے ۴۹۸ھ ۱۱۰۴ء تک سلطنت کی۔ وہ ۴۵۳ھ مین بمقام غزنین پیدا ہوا تہا۔ اور بعمر ۵۱ سال ۵۰۴ھ مین دار البقا کو سدہارا۔

تاریخ گزیدہ مین لکہا ہے کہ مسعود کی وفات کے بعد اوس کا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت پر بیٹہا۔ ایک سال اوسکی سلطنت پر گذرا تہا کہ ۵۰۹ھ مین اوسکا بہائی ارسلان شاہ نے اوسکو مار ڈالا۔ مگر دوسرے مورخ کمال الدین کی سلطنت کا ذکر بہی نہین کرتے ہین۔ بلکہ مسعود کے بعد ارسلان شاہ کی تخت نشینی لکہتے ہین۔

سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی

امیر مسعود کے بعد جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا تو اوس نے اپنے سب بہائیون کو قید کیا۔ لیکن ایک بہائی ابراہیم شاہ اس کے پنجہ سے نکل گیا۔ اور اپنے مامون سلطان سنجر کے پاس (جو اوسدنون اپنے بہائی محمد سلطان بن ملک شاہ کے طرف سے خراسان مین حاکم تہا) جاکر پناہ لی ہر چند ارسلان شاہ نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کو مانگا۔ مگر سلطان سنجر نے ایک نہ سنی۔ اور بہرام شاہ کی مدد پر آمادہ ہوگیا ارسلان شاہ نے اوس کے بہائی سلطان محمد سے سلطان سنجر کی شکایت کی۔ سلطان محمد نے سلطان سنجر کو اپنی کے ذریعہ یورش سے منع کیا۔ اور ایلچی کو یہ بہی کہدیا۔ کہ اگر سلطان سنجر غزنین روانہ ہوگیا تو کچہہ نہ کہنا۔ جب ایلچی خراسان آیا تو سلطان سنجر کو آمادۂ سفر پایا۔ اس لئے کچہہ نہ کہا۔ جب سلطان سنجر لشکر لیکر بست پہونچا تو ابوالفضل والی سیستان سے ملاقات ہوئی۔ اور دونون ملکر غزنین روانہ ہوے ارسلان شاہ بہی لشکر کو جمع کرکے لڑنے آیا۔ مگر شکست پائی۔ آخر ارسلان شاہ اپنی ماں سمیت عراق کے پانون پر گرا۔ اور دو ہزار دینار بہت سے تحائف دیکر سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اور صلح چاہی۔ یہان پہلے ہی اس کے ظلمون سے تنگ تہی۔ اور اپنے بچون کو قید مین کب دیکہہ سکتی تہی۔ اوس نے بہائی کی

پاس جاکر اوسکو اور بھی تیز کیا۔ سلطان سنجر نے واپسی کا ارادہ کیا تہا۔ مگر جب اپنی بہن سے ارسلان شاہ کے ظلم کی کیفیت سنی تو غزنین پر حملہ کیا۔ ارسلان شاہ نے تیس ہزار سوار اور بہت سے پیادے اور ایک سو ساٹھ ہاتھی لیکر مدافعت پر کمر باندہی۔ مگر ابو الفضل والی سیستان کے بہادرانہ حملوں نے غزنویون کو شکست دی۔ اور ارسلان شاہ ہندوستان کو بہاگ گیا۔ ۲۰ شوال ۵۱۰ھ کو سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا۔ اور خزانو پر دست دراز کیا۔ بہت کچہ زر و جواہر لیا۔ منجملہ اس زر و جواہر کے پانچ تاج تہے۔ کہ ہر ایک کی قیمت دو لاکہ دینار تہی۔ اور سترہ تخت سونے چاندی کے اور تیرہ سو زیور جواہر سے مرصع تہے۔

سلطان سنجر چالیس روز غزنین مین رہا۔ اور بہرام شاہ کو تخت نشین کرکے واپس ہوا۔ ادہر ارسلان شاہ ولایت ہند سے فوج جمع کرکے غزنین چلا۔ بہرام شاہ مین لڑنے کی طاقت نہ تہی۔ اس لئے وہ بامیان مین آیا۔ اور سلطان سنجر کے لشکر کو پشت پناہ بناکے دار السلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ ارسلان شاہ خوف وہراس کے باعث اپنے خانون مین بہاگ گیا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا۔ اور بہرام شاہ نے مروا ڈالا۔ اور خود مستقل بادشاہ ہوگیا۔ ارسلان شاہ نے تین سال سلطنت کی۔ اور ۲۷ سال کی عمر مین وفات پائی۔

معز الدولہ بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم

جب بہرام شاہ نے ارسلان شاہ سے فراغت حاصل کی تو ہندوستان آیا۔ اور یہان کے سرکشون کو گوشمالی دی۔ اس اثنار مین محمد بالیم سپہ سالار لاہور نے بغاوت کی۔ بہرام شاہ اوسکی سرکوبی کے لئے خود گیا۔ اور ملتان مین لڑائی ہوئی۔ باغی نے شکست پائی۔ اور اپنے دس بیٹون کو لیکر سرزمین جمجمہ مین بہاگا۔ پہر اوس کا پتا نہ لگا۔ کہ زمین کہا گئی یا آسمان۔ اس کے بعد بہرام شاہ سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار مقرر کرکے خود غزنین چلا آیا۔

ایک عرصۂ دراز تک اس بادشاہ کی سلطنت سرسبز رہی۔ مگر آخر وقت غوریون کے ہاتھہ سے سلطنت غزنین خاک مین مل گئی۔

غور جو سلطنت غزنین کا ایک صوبہ تہا۔ بہرام شاہ کے عہد مین قطب الدین محمد غوری سوری (جو بہرام شاہ کا داماد بہی تہا) غور مین حکومت کرتا تہا۔ ان دونون بادشاہون مین کچہہ جہگڑا ہوا۔ بہرام شاہ نے قطب الدین اپنے داماد کو غزنین بلا کر زہر دیدیا۔ جب یہ خبر اوس کے بہائی سیف الدین کو پہونچی تو وہ انتقام لینے کے لئے غزنین پر چڑہائی کی۔ بہرام شاہ نے بہاگ کر کان مین پناہ لی۔ اور سیف الدین نے غزنین پر قبضہ کیا۔ اور اپنے بہائی علاء الدین کو غور روانہ کر دیا۔ اور خود یہین رہا۔ جب موسم زمستان آیا۔ اور غور کی راہین برف سے مسدود ہوئین تو بہرام شاہ بہت سا لشکر لیکر غزنین پہونچا۔ چونکہ اہل غزنین سیف الدین سے بظاہر محبت کرتے تہے۔ اور در پردہ بہرام شاہ کا دم بہرتے تہے۔ اس لئے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ بہرام شاہ نے اول تو سیف الدین کا منہہ کالا کر کے تمام شہر مین تشہیر کیا۔ اور اس کے بعد قتل کر کے اوسکے سر کو سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اور سیف الدین کے وزیر سید مجد الدین کو بہی دار پر کہنچا۔ اور خود بہی چند روز کے بعد ۵۴۷ھ مین ۳۵ برس حکومت کر کے انتقال کیا۔[۱]

ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ

بعد انتقال بہرام شاہ کے اوس کا بیٹا خسرو شاہ تخت پر بیٹہا۔ اور سیف الدین کے قتل کی کیفیت (جو

[۱] ایک روایت یہ مشہور ہے کہ جب علاء الدین نے غزنین پر چڑہائی کی تو بہرام شاہ نے اپنے بیٹے دولت شاہ کو سپہ سالار لشکر مقرر کر کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور دولت شاہ مارا گیا۔ لشکر نے ہزیمت اوٹہائی۔ بہرام شاہ لاہور بہاگ گیا۔ دولت شاہ کے مارے جانیکا ایسا ملال ہوا کہ ۵۴۷ھ مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت ۳۵ سال یا ۴۱ سال ہے۔ ۱۲ مولف۔

بہرام شاہ نے تشہیر کرکے قتل کیا تھا۔ جب علاء الدین کو یہ خبر پہنچی کلیجے مین آگ لگ گئی۔ فوراً لشکر جرار تیار کرکے غزنین آیا۔ اور خسرو شاہ ہندوستان بھاگ گیا۔ اور لاہور مین اقامت کی۔ اگرچہ بہرام شاہ اور اہل غزنین کے ہاتھ سے غوریون نے بہت سے جور و ستم اوٹھائے تھے۔ اور اوس کے عوض مین جو کچھ علاء الدین کرتا۔ تھوڑا تھا۔ مگر حوادس نے غضب ڈھایا۔ اور ظلم و ستم توڑا۔ اوس کے نام کو دھبہ لگا تا ہے۔ کہ قیامت تک نہ مٹے گا چنانچہ علاء الدین نے غزنین پر قبضہ کرکے آگ لگادی۔ اور اس عروس البلاد کو تین دن یا سات دن تک ایسا جلایا کہ دھوئین سے دن رات معلوم ہوتا تھا۔ اور تمام باشندون کو قتل کیا۔ اور سارے شہر کو لٹوایا۔ اور حکم دیا کہ اس شہر کی تخریب و غارت و قتل مین کوئی بات اوٹھا نہ رکھی جائے۔ جب عوام کے قتل سے فارغ ہوا تو خواص پر ہاتھ صاف کیا۔ اور منتخب سادات غزنویہ کی ایک جماعت کے گلے مین تو برے خاک سے بھرے ہوئے ڈالدئے۔ اور اون کو فیروزہ کوہ مین لایا۔ اور وہان ان تو برون کی خاک کو اون کے خون سے گارا بنایا۔ اور برج فیروزہ کوہ مین اوس کو لگوایا۔ جب علاء الدین نے یہ سنا کہ سیف الدین کی تشہیر کے وقت عورتون نے دف و دائرہ بجایا تھا۔ تو اون کو بھی قتل کیا۔ کسی پر اوس نے رحم نہ کیا۔ جو چیزین خاندان غزنین کی یاد دلاتی تھین۔ اون کو بھی برباد کیا۔ قبرین اکھیڑ اکھیڑ کر پھینک دین۔ مردون کی ہڈیون مین آگ لگائی۔ سلطان محمود و سلطان مسعود کی قبرون کو اونکی شجاعت کے سبب سے اور سلطان ابراہیم کی قبر کو اوسکے زہد کے سبب سے چھوڑ دیا۔ غرض شہر غزنین کو جلا کر خاک سیاہ کیا۔ اور اس ظلم و ستم کے باعث جہان سوز لقب حاصل کیا۔

علاء الدین جہان سوز کی مراجعت کے بعد خسرو شاہ پائے تخت غزنین کی طمع اور سلطان سنجر کی امداد کی امید مین لاہور سے سپاہ آراستہ کرکے غزنین کا رخ کیا۔ ان ایام مین ترکون نے سلطان سنجر کو گرفتار کیا۔ اور غزنین پر بھی قبضہ کرلیا۔ خسرو شاہ نے ترکون کے ساتھ لڑنے کی اپنے مین ہمت نہ دیکھی۔ اور واپس ہوکر لاہور آیا۔ چنانچہ دس سال تک غزنین پر ترکان عراق کا قبضہ رہا۔ پھر غوریون نے غزنین کو اون سے

لے لیا۔ اس کے بعد امرا خسرو شاہ نے غوریون سے غزنین حاصل کیا۔

بعض کتابون مین لکھا ہے۔ کہ علاء الدین جہان سوز کے خوف سے جب خسرو شاہ لاہور چلا آیا تو علاء الدین نے گرم سیر و قندہار و تکینا آباد کو فتح کیا۔ اور سلطان محمد غیاث الدین کے حوالہ کرکے خود غور کو روانہ ہوا جب خسرو شاہ ہند سے فوج لیکر غزنین کو چلا تو علاء الدین نے خسرو شاہ سے بدین شرط مصالحت چاہی۔ کہ وہ تکینا آباد کے شہر اور قلعہ کو دیدے۔ اور خود غزنین پر قناعت کرے۔ مگر خسرو شاہ نے منظور نہ کیا تو علاء الدین غوری نے یہ رباعی لکھکر بھیجی۔ رباعی۔

اول پدرت نہاد کین را بنیاد	تا خلق جہان جملہ بہ بیداد افتاد
ہان تا ندہی زبہر یک تکیناباد	سر تا سر ملک آل محمود بباد

خسرو شاہ کو سلطان سنجر کی امداد کی بڑی امید تھی۔ مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ سلطان سعید سنجر کے عہد کا خاتمہ ہوگیا۔ اور خسرو شاہ علاء الدین کے خوف سے پھر لاہور بھاگ کر آیا۔ اور علاء الدین غزنین کو تسخیر کرکے غور گیا۔ اور ۵۵۸ھ سنہ ۱۱۶۰ء مین خسرو شاہ بمقام لاہور انتقال کیا۔ مدت سلطنت سات سال ہے۔

ختم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی

جب خسرو شاہ مرگیا تو اوس کا بیٹا خسرو ملک لاہور مین تخت پر بیٹھا۔ اور ہندوستان مین اچھی حکومت

لہ تاریخ قاضی بیضاوی مین لکھا ہے کہ علاء الدین غزنین مین اپنے دو بھتیجون غیاث الدین اور شہاب الدین کو چھوڑ گیا اور انہون نے خسرو شاہ کو مطمئن کردیا تھا۔ اسکے بعد خسرو شاہ مقید ہوکر ۵۵۸ھ مین انتقال کیا۔ اور خاندان غزنویہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اس روز کے بعد غیاث الدین کا بھی انتقال ہوا اور سارے ملک پر شہاب الدین قابض رہا۔ مگر خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ نظامی مین اس کے برخلاف سے نقل کیا ہے۔ کہ خسرو شاہ کے بعد خسرو ملک اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا ۱۲ مولف۔

جالی۔ لیکن شہاب الدین غوری (جو علاء الدین کا بھتیجا تھا) نے غزنین پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ ہندوستان کی طمع مین پشاور و افغانستان وملتان وسندھ کو مسخر کرکے ۵۷۶ھ مین لاہور کا رخ کیا۔ خسرو ملک قلعہ بند ہوگیا۔ شہاب الدین نے خسرو ملک کے ایک بیٹے خسرو سال ملک شاہ نام کو لیکر غور چلا گیا۔ پھر ۵۸۰ھ مین لاہور آیا۔ اور اس نواح کو تاراج کرکے سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک حاکم وہان مقرر کیا۔ اس کے بعد جب ۵۸۲ھ مین سلطان شہاب الدین لاہور آیا تو بیس ہزار سوار و اسپہ و سہ اسپہ سے لاہور پر ایک سخت یورش کی اور خسرو ملک کو گرفتار کرکے لاہور پر قبضہ کیا۔ اور دس سال تک خسرو ملک کو فیروزہ کوہ مین قید رکھا۔ اور اسکے بعد ۵۹۳ھ مین قتل کر ڈالا۔ خسرو ملک نے لاہور مین اٹھائیس سال حکومت کی۔ بقول ایک مورخ کے شہاب الدین نے خسرو ملک کو مع اوس کے بیٹے بہرام شاہ کے ۵۹۸ھ مین قتل کیا۔ بہرحال خسرو ملک پر آل سبکتگین کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ بقول تاریخ نظامی ۲۱۵ برس تک اس خاندان مین سلطنت رہی لیکن قاضی بیضاوی نے سلطان محمود سے خسرو شاہ تک ۱۶۱ برس لکھے ہین۔ اور قاضی یحیی قزوینی نے اس خاندان کے ۱۴ بادشاہ اور ۱۵۵ برس مدت حکومت بتلائی ہے۔

خاندان غوری[1]

جب علاء الدین جہان سوز غزنین کے کامون سے فارغ ہوا تو فیروزہ کوہ آیا۔ اور سلطان کا لقب اختیار کیا اور سلطان سنجر کو جو خراج دیا کرتا تھا۔ وہ نہ بھیجا۔ بلکہ ہرات و بلخ پر قبضہ کرلیا۔ اس پر سلطان سنجر نے لشکر کشی کی۔ اور علاء الدین اسیر ہوا۔ لیکن علاء الدین کی ذکاوت مشہور رہی۔ اور شعر خوب کہتا تھا۔ اس لئے

---

[1] غور کو غورستان بھی کہتے ہین۔ یہ کوہستانی ملک ہرات اور غزنین کے درمیان ہے۔ غوریون کے نسب کے متعلق عجیب روایات ہین۔ طبقات ناصری مین بحوالہ مولانا فخر الدین مبارک شاہ غوریون کے نسب کی ابتدا ضحاک سے کی گئی ہے

سلطان سنجر نے اوس کو رہا کرکے اپنا ندیم خاص بنایا۔ چند روز کے بعد سلطان سنجر نے اوس کو غور کی سلطنت دیدی
جس زمانہ مین کہ علاء الدین قید تہا تو غور مین دنگہ و فساد برپا رہتا تہا۔ اس لئے اعیان غور نے
ملک ناصر الدین محمد کو تخت پر بٹہایا تہا۔ مگر وہ بالکل عیش پرست تہا۔ جب علاء الدین رہا ہوکر آیا تو ناصر الدین کو
عورتون نے بستر مین دبا کر مار ڈالا۔ اور علاء الدین تخت پر بیٹہتے ہی بلاد بامیان اور طخارستان کا انتظام کیا۔ اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۵) کہتے ہین کہ جب ضحاک پر فریدون غالب ہوا تو ضحاک کے غیرون مین سے دو شخص جنکے نام سورو سام تہے۔
کوہستان بامیان (جو بلخ و کابل کے درمیان ہے) مین پناہ گزین ہوے۔ اور اس مقام کو مستحکم کیا۔ اور سور اپنے قبیلہ کا سردار اور سام
سپہ سالار ہوا۔ سور کی دختر سام کے بیٹے شجاع سے بیاہی گئی۔ جب سام مر گیا تو اوس کا بیٹا سپہ سالار ہوا۔ لوگون نے چچا اور بھتیجے
مین ایسا نفاق ڈالا۔ کہ شجاع اہل و عیال کو لیکر بلاد غور مین چلا آیا۔ اور یہان پہونچ کر کہا کہ میندیش۔ اس لئے اس مقام کا نام میندیش
ہی ہے۔ جب فریدون کو اس کی خبر لگی تو اوس نے اپنے لشکر کو بہیجا۔ مگر اس امر پر صلح ہوگئی۔ کہ اہل غور
خراج دیا کرین۔ اور فقط غور پر قناعت کرین۔ چنانچہ اس خاندان مین سلطنت مدت تک تسلسل بعد تسلسل چلی۔ جب شنسب حکمران ہوا تو
وہ حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک پر مسلمان ہوا۔ اور اس خاندان کا لقب شنسبانی ہوا۔ اس کے بعد کے حالات تاریخی
مین ہین۔ جس کا یون سلسلہ ملتا ہے کہ سلطان محمود نے محمد سور حاکم غور اور اوس کے بیٹے کو جب قید کیا تو محمد نے اپنے
بیٹے سے کہلا کہ میری عمر تو ختم ہوچکی ہے۔ مگر تو غور کو چلا جاتا کہ ہماری نسل باقی رہے۔ چنانچہ بیٹا بہاگ کر غور پہونچا۔ اور محمود کو جب
معلوم ہوا تو محمد سوری کو قتل کیا۔ اور حسن ابن محمد سوری کو غور کی حکومت پر قایم رکہا۔ حسن کا ایک بیٹا حسین تہا۔ جسکو سات
بیٹے ہوے۔ جب غزنین مین بہرام شاہ سلطان ہوا۔ اور اوسکی سلطان سنجر سے لڑائی ہوئی۔ تو حسین کے بیٹے سے اوس نے
مصالحہ کرکے اُن مین جوڑا تہا۔ اوس کو طلب کیا۔ اور ملک قطب الدین جو بزرگتر اولاد حسین مین سے تہا وہ غزنین گیا۔ اور
ایک مدت کے بعد کسی سبب سے بہرام شاہ نے اوس کو قتل کرڈالا۔ اور یہی اسباب غوریون اور غزنویون مین باعث عناد
ٹہرے ایک مورخ کا قول ہے۔ کہ جب محمد بن سوری کو سلطان محمود نے اسیر کیا تو غور کی حکومت اوس کے بیٹے ابو علی کے تفویض

قروم وبست کو تسخیر کیا۔ خراسان مین قلعہ تولک و غرجستان کو فتح کیا۔ اس کی آخر عمر مین ملاحد الموت کی
ہیبت آئے۔ اور وہ اُن پر مہربانی کرتا تہا۔ اس لئے بدنام بہی تہا۔ تھوڑے دنون بعد چار برس کچہہ ون سلطنت
کرکے ۵۵۱ھ م ۱۱۵۶ء مین انتقال کیا۔

علاء الدین کا انتقال ہوگیا تو سب اہلیان دولت نے متفق ہوکر اوس کے بیٹے سلطان سیف الدین
فیروزکوہ مین تخت نشین کیا۔

ہین کہ جب سلطان علاء الدین غزنین کو تباہ کرکے غور مین آیا تو اوس نے اپنے بھتیجون غیاث الدین محمد
زالدین محمد کو سنجر مین حاکم مقرر کیا تہا۔ ان دونون کے مزاج مین سخاوت و شجاعت بہت تہی۔ اس لئے

(ط صفحہ ۱۷۶) ہوئی۔ سلطان ابراہیم کے عہد مین جب ابوعلی قید ہوا تو محمد عباس اوسکا جانشین بنا۔ غرض سلاطین غوریہ کا خاتمہ
الدین حسن بن محمد بن عباس پر ہوگیا۔ اس کا بیٹا سام سلاطین غزنویہ کے خوف سے ہند مین آیا۔ ایک تنخا مین نوکر ہوا۔ لیکن ایک
کے بعد دریا کے راستہ سے غور چلا۔ بادمخالف نے کشتی کو غرق کیا۔ مگر اعزالدین حسین بن سام بچگیا۔ اور ایک تختے کے سہارے
ے جا لگا۔ راستہ مین قزاقون سے ملا۔ اور بہ لحاظ جوان و قوی ہیکل ہونے کے قزاقون نے اپنا سردار بنایا۔ چند روز
د سلطان ابراہیم کے آدمیون نے ان سب کو گرفتار کیا۔ سلطان نے گردن مارنیکا حکم دیا۔ جلاد نے جب مارنا چاہا
ن نے اپنی بیگناہی کی فریاد مچائی اور جلاد کو اپنی سرگذشت سنائی۔ جلاد نے رحم کہا کر سلطان کے پاس کہلا بہیجا۔ اور
ن نے بہی اوس کے چہرہ سے آثار نجابت ملاحظہ کرکے اپنے مقربون مین داخل کیا۔ چند روز کے بعد اپنی لڑکی کا عقد اوس سے
جب سلطان مسعود بن ابراہیم تخت نشین ہوا تو حسین کو غور کا حاکم بنایا۔ جب حسین مرگیا تو بہرام شاہ اور حسین کی اولاد مین
رنگ ہوئی پہر صلح ہوگئی۔ اس کے بعد حسین کی اولاد مین سے علاء الدین جہان سوز نے خاندان غزنویہ پر
ستم ڈہائے ہین۔ اون کو ہم نے بہرام شاہ غزنوی کے عہد مین بیان کیا ہے۔ متن مین ملاحظہ
ا مولف۔

وہ مرجع خلائق بنگئے۔ لیکن علاء الدین کو وہم ہوا کہ ان دونون کے باعث میرا بیٹا سیف الدین سلطنت سے محروم نہ ہوجائے۔ چنانچہ اسی خیال سے اوس نے ان دونون کو قلعۂ جرجان مین قید کردیا تہا۔ مگر جب سیف الدین تخت نشین ہوا تو اوس نے اپنے چچازاد بہائیون کو قید سے رہائی دی۔ جب یہ رہائی پائے تو ان مین سے سلطان غیاث الدین سیف الدین کی خدمت مین رہنے لگا۔ اور معزالدین اپنے چچا ملک فخرالدین مسعود کے پاس بامیان چلاگیا۔

سیف الدین محمد اکیدان تیرانداز رہا تہا۔ اور اوس کے ساتہہ درمش بن شیش سپہ سالار غور اور اوس کا بہائی ابوالعباس بہی موجود تہے۔ امرائے غورمین یہ دستور تہا کہ جس کسی کو خلعت دیتے۔ اوس کے ساتہہ مرصع دستانے بہی عطا کرتے تہے۔ چنانچہ ملک ناصرالدین حسین نے درمش سپہ سالار کو خلعت کے ساتہہ دستانے بہی عطا کیا تہا اور یہ دستانے سلطان سیف الدین کی ہوی کے ہاتہہ کے تہے۔ اور اس موقع پر وہ دستانے درمش کے ہاتہہ مین تہے۔ جب سیف الدین نے ان دستانون کو دیکہا تو غیرت آئی۔ اور درمش کو کہا۔ کہ چاندماری سے تیر نکال لا۔ جب وہ تعمیل حکم کے لئے چلا تو سلطان نے اوسکو اک تیر ایسا لگایا۔ کہ جگر کے پار ہوگیا۔ اوسکا بہائی ابوالعباس بادشاہ کی اس حرکت سے سخت مشتعل ہوا۔ لیکن اوس وقت تو خاموش رہا مگر موقع کا طالب تہا۔ چند روز کے بعد امرائے غزان نے غور کی نواح مین تاخت وتاراجی شروع کی۔ سیف الدین اونکی سرکوبی کے لئے لشکر لیکر نکلا۔ اور شہر ورزق پر لڑائی شروع ہوئی۔ اور سلطان بہی لڑائی مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ ابوالعباس تو موقع کا طالب تہا۔ سلطان کے پہلو مین آکر ایک نیزہ ایسا مارا۔ کہ وہ گہوڑے سے نیچے گرا۔ جب سلطان گرا تو لشکریون کے دل چھوٹ گئے۔ اور بہاگڑ پڑی۔ اس پریشانی مین کسی نے سلطان کی خبر نہ لی۔ وہ زندہ تہا

لہ غیاث الدین اور معزالدین دونون حقیقی بہائی تہے۔ اور غیاث الدین کی عمر معزالدین سے تین برس کچہہ دن بڑی تہی۔ اور پہلے غیاث الدین کا نام شمس الدین تہا۔ اور اوسکے بہائی معزالدین کا نام شہاب الدین۔ ۱۲ مولف۔

ایک غزکی نگاہ جو پڑی تو کمر کی تلاشی لینی شروع کی۔ جب کمر حلقہ نہ کھلی تو اوس نے کمربند پر چھری لگائی۔ چھری کی نوک پیٹ مین اُتر آئی۔ اور سلطان سیف الدین کی روح پرواز کر گئی۔

غیاث الدین اس لڑائی مین سلطان سیف الدین کے ساتھہ تھا۔ جب سیف الدین مارا گیا۔ اور لشکر شکست کھا کر بھاگا تو ابو العباس سب امرا و شرفا لشکر کو جمع کر کے غیاث الدین کے پاس آیا۔ اور اوس کو تخت نشین کیا اور سب سے بیعت کرائی۔

جب شہاب الدین نے اپنے بھائی کے بادشاہ ہونے کی خبر سنی تو وہ چچا سے اجازت لیکر بامیان سے بھائی کے پاس شیر کوہ مین آگیا۔ اور دیکھا کہ ابو العباس تمام امور سلطنت مین دخیل ہے تو اوسکو ملک سیف الدین کا مارا جانا یاد آیا۔ اور بھائی سے مشورہ کر کے ایک روز سر دربار ابو العباس کا سر ایک ترک کے ذریعہ اُڑوا دیا گیا۔ اب ابو العباس کے قتل کے بعد ملک فخر الدین مسعود کو بہتیجون کی سلطنت کی طمع دامنگیر ہوئی۔ اور تاج الدین یلدوز حاکم ہرات۔ اور علاء الدین قماج والی لمغ سے استمداد چاہی۔ چنانچہ وہ دونون رضامند ہو کر ملک فخر الدین کی مدد کو چلے۔ راستہ مین سلطان غیاث الدین کے لشکر نے ان دونون کو مار ڈالا اور یلدوز کا سر اور قماج کا علم ملک فخر الدین کے پاس بھیجا گیا۔ اوس نے یہ دیکھکر پشیمان ہوا۔ اور مرلحت پر کمر باندھی۔ اس اثنا مین چاردن طرف سے افواج غور نے گھیر لیا۔ اور غیاث الدین و شہاب الدین نے پیونچ کو چچا کو اپنے ساتھہ لشکر گاہ مین لایا۔ اور تخت پر بٹھا کر دست بستہ کھڑے رہے۔ اور کہے کہ اگر سلطنت منظور ہے تو کیجئے۔ بہتیجون کی ان سعادتمندانہ حرکات سے ملک فخر الدین ایسا محجوب ہوا کہ غیاث الدین کو تخت پر بٹھا کر خود بامیان چلا آیا۔ اور بہتیجون نے ایک منزل تک اوس کو پہونچا دیا جب ملک غور مین غیاث الدین کا تسلط ہو گیا تو اوس نے داور اور گرم سیر کو تسخیر کیا۔ پھر بادغیش کو لیا۔ اور ۵۶۷ھ م ۱۱۷۳ء مین ترکون کے ہاتھہ سے غزنین کو فتح کیا۔ اور شہاب الدین کو وہان مسلط کر کے خود فیروزکوہ آیا۔ دو سال کے بعد ہرات پر لشکر کشی کی۔ اور اوس کو فتح کر کے پوشنج پر قبضہ کیا۔ جب ملوک

سیستان نے دیکھا۔ کہ سلطان کا تسلط اکثر بلاد خراسان پر ہوگیا ہے تو اونہون نے اطاعت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد شاد باج مسخر کرکے مرو کو تسخیر کیا۔ غرض کل خراسان مین اوسکا فرمان نافذ ہوگیا۔

اب یہان پر سلطان شہاب الدین کے فتوحات اور ہندوستان پر چڑہائی کے حالات بیان کئے جاتے ہین جب شہاب الدین غزنین کے بندوبست سے فارغ ہوا تو ۱۱۷۵ء سنہ ۵۷۱ھ مین ملتان کو فتح کیا۔ اس کے بعد اوچہ کو لیا۔ اور ان دونون کو علی کرماج کے حوالہ کرکے خود غزنین آیا۔ ۱۱۷۷ء سنہ ۵۷۳ھ مین گجرات پر حملہ کیا۔ اور راجہ بھیم دیو نے مسلمانون کو شکست دی۔ اس کے بعد ۱۱۸۶ء سنہ ۵۸۲ھ مین خسرو ملک سے لاہور لیا۔ اور خسرو ملک کو اور اوس کے بیٹے کو قید کرکے اپنے بھائی غیاث الدین کے پاس بھجوادیا۔ جو بعد مین دونون قتل کئے گئے۔ جنکا حال اسکے قبل ناظرین ملاحظہ کرچکے ہین۔

۱۱۹۱ء سنہ ۵۸۷ھ مین سلطان شہاب الدین پھر ہندوستان کا رخ کیا۔ اور قلعہ بھٹنڈہ (جو راجگان عظیم الشان کا پایہ تخت تہا) راجۂ اجمیر کے آدمیون سے چھین لیا۔ اور ملک ضیاء الدین تولکی کو حاکم مقرر کرکے مراجعت کا ارادہ کیا۔ اس اثنا مین خبر لگی کہ راجہ پتھورا اور گوبند رائے دو لاکھ سوار تین ہزار ہاتھی کے لشکر سے بھٹنڈہ کے چھڑانے کے لئے آرہے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی شہاب الدین نے مراجعت کو فسخ کرکے مقابلہ پر کمر باندہی اور تہانیسر و کرنال کے درمیان لڑائی کا آغاز ہوا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ مگر مسلمانون کو شکست[1] ہوئی۔ اور چالیس میل تک ہندؤن نے مسلمانون کا تعاقب کیا۔ اور سلطان شہاب الدین بہی اس معرکہ مین گوبند رائے سپہ سالار لشکر ہنود کے ہاتہہ زخمی ہوا۔ مگر ایک خلجی غلام کی چالاکی سے زندہ رہا۔ ورنہ ہندؤن نے

[1] یہ شکست جو مسلمانون نے اوٹہائی۔ وہ صرف ہندو راجاؤن کی متفقہ کوشش کا نتیجہ تہا۔ کیونکہ سلطان شہاب الدین کے عہد مین راجپوتون کی چار بڑی سلطنتین ہندوستان مین تہین۔ چنانچہ دہلی مین راجپوتون کی قوم توماریا تومار راج کرتی تہی۔ تو اجمیر مین چوہان راجپوتون کی سلطنت تہی۔ اور قنوج مین قوم راٹھور کے راجپوت حکمران تہے۔ اور گجرات مین گہیلے

اس کے مارنے مین کسر اوٹھا نہ رکھی تھی۔ اس کے بعد شہاب الدین لاہور آیا۔ اور وہان چند روز قیام کرکے غور گیا۔ اور اپنے بھائی سے ملا۔ مگر اس شکست کی خلش اوس کے دل مین ایسی ہوتی تھی۔ کہ اوس نے مدتتک ہندؤن سے بدلہ نہ لے لیا۔ تب تک حرم سرا مین بستر پر نہ سویا۔ اور کپڑے بھی نہین بدلے۔ چنانچہ ۱۱۹۱ء مین ایک لشکر عظیم ترک و تاجیک افغانون کا جمع کرکے کوچ کا حکم دیدیا۔ اور آٹھوین روز خود سوار ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۰) قوم کے راجپوت فرمانروائی کرتے تھے۔ دہلی کے راجہ انگ پال کو کوئی بیٹا نہ تھا۔ صرف بیٹیان ہی تھین۔ جنمین سے ایک کی اولاد قنوج کا راجہ تھا۔ اور دوسرے کی اولاد پرتھی راج تھا جسکو انگ پال نے متبنیٰ کرلیا تھا۔ اس سبب سے پرتھی راج دونون سلطنتون والی اجمیر کا راجہ ہوگیا۔ اجمیر کی سلطنت اوسکو اپنے باپ سومیشور سے ہاتھ آئی اور دہلی کی سلطنت نانا سے میراث پائی۔ لیکن یہ میراث راجہ جے چند (جو قنوج کا راجہ تھا) کو نہ بھائی۔ یہی راج مغربی و شمالی حملون کی ٹکرون کا جواب دے سکتے تھے۔ مگر اون مین ایسی پھوٹ پڑگئی۔ کہ پرتھی راج کے ماتحت ۱۰۸ راجاؤن مین سے صرف ۶۴ راجہ باقی رہگئے۔ اس باہمی نفاق و عداوت پر ایک اور تازیانہ یہ پڑا۔ کہ راجہ جے چند والی قنوج نے جب اشومیدھ یگ کیا تو دہلی کے راجہ پرتھی راج (رائے پتھورا) کو دربانی کی خدمت کے لئے بلایا۔ مگر پرتھی راج شریک نہ ہوا۔ راجہ جے چند کو تو اوسکی ہتک و حقارت کرنا مقصود تھا۔ اس لئے پرتھی راج کی ایک بدصورت و بدقطع مورت بناکر دروازہ کے پاس کھڑی کردی۔ اور اس اشومیدھ یگ کے ضمن مین راجہ جے چند کی راج کنیان کا سویمبر بھی (جس مین لڑکی اپنے شوہر کو پسند کرتی ہے) تھا۔ اور اطراف واکناف کے بڑے بڑے راجہ اس محفل مین شریک تھے۔ چنانچہ لڑکی سب وستور ایک موتیون کا مالا ہاتھ مین لیکر دربار مین آئی۔ اور تمام راجاؤن کے حلقہ کے طرف اپنی شرگین آنکھون سے دیکھتی ہوئی۔ مغرورانہ رفتار سے دروازہ پر پہونچی۔ اور پرتھی راج کی بدوضع و بدقطع صورت کے گلے مین مالا ڈالدیا۔ سب متحیر و متعجب ہوے۔ اور راجہ جے چند شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا۔ اوسیوقت یہ خبر پرتھی راج کو بھی پہونچ گئی۔ اوس نے منتخب و چیدہ سوارون کے ساتھ یلغار کرکے سب کے روبرو سے اس لڑکی کو اپنے گھوڑے پر سوار کرکے چلتا بنا۔ پرتھی راج کے اس قدر جلد موقع پر پہونچ جانے کا

وہان سے دیپالپور ہوتا ہوا ملتان پہونچا۔ اور ایک دربار منعقد کرکے سب امیرون اور سردارون کو بلایا۔ اور کہا کہ سال گذشتہ جو داغ اسلام پر داغ لگا ہے اوس کو مٹانا چاہیئے۔ سب نے تلوارون پر ہاتھ رکھکر قسم کہائی۔ غرض شہاب الدین وہان سے نکل کر لاہور آیا۔ اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو ایلچی بناکر رائے پتھورا کے پاس اجمیر بھیجا۔ نامہ کا مضمون یہ تہا کہ اسلام کی اطاعت قبول کرو۔ جب راجہ نے اس نامہ کو دیکھا تو سخت غضبناک ہوا۔ اور غرور و تکبر کے کلمات لکھکر شہاب الدین کے پاس روانہ کیا۔ شہاب الدین نے اوس کے جواب مین نہایت تحمل و بردباری سے یہ لکھا۔ کہ راجہ کی صلاح نیک ہے۔ مگر مین اپنے بڑے بہائی کا فرمانبردار ہون۔ جبتک وہان سے کوئی فیصلہ نہو۔ مین اوس مین کچھہ ردوبدل نہین کرسکتا۔ اور وہان سے جواب آنے کے لئے عرصہ ہوگا۔ لہذا چند روز کی مہلت عطا ہو۔ جب یہ عاجزانہ جواب رائے پتھورا کے پاس پہونچا تو سارے لشکر مین فتح کے نقارے بجائے گئے۔ اور عیش و طرب منانے لگے۔ یہان تو راجہ کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۱) سبب یہ تہا کہ وہ اپنے چند شجیع اور بہادر سوارون کیساتہہ مخفی طور پر اس محفل کا رنگ دیکھنے کیلئے اس نواح مین ٹہرا ہوا تہا۔

اس واقعہ کو بعد راجہ جے چند نے پرتہی راج کا بہت دور تک تعاقب کیا۔ مگر ناکام پہرا۔ یون تو اول ہی سے راجہ جے چند پرتہی راج سے عداوت رکہتا تہا۔ مگر اس واقعہ سے اس کا زبردست دشمن بن گیا۔ خود مین تو اتنی ہمت و جرأت نہ تہی کہ پرتہی راج پر لشکر کشی کرتا۔ مگر اس کا عوض یون لیا کہ افغانون کو بلاکر دہلی پر حملہ کرا دیا۔ اور پرتہی راج کی سلطنت کی بربادی کی۔ آپ الگ رہا۔ لیکن دہلی کی فتح کے بعد مسلمانون نے اس کو بہی نہ چہوڑا۔ اور اس ہندو راجاؤن کی نااتفاقی نے ہمیشہ کے لئے ہندوستان کی سلطنت کہو دی۔ ۱۲ مولف۔

لشکر اس غفلت مین تہا۔ اور ادہر شہاب الدین دریا پار اُتر کر بے طرح اون پر ٹوٹ پڑا جس سے راجہ کے لشکر مین بدحواسی پہیل گئی۔ مگر پرتہی راج (جسکو رائے پتہورا بہی کہتے ہین) نہایت دلیر و شجیع تہا۔ لشکر کی اس بدحواسی پر بہی مسلمانون سے کلہ بکلہ خوب لڑا۔ مگر مسلمانون نے شکست دی۔ چنانچہ اس لڑائی مین گوبند رائے نایب السلطنت اور بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ راجہ پرتہی راج بہی گرفتار ہوکر بری گت سے مارا گیا۔ اوس کی رانی بہادری سے چتا مین جل مری۔ اب یہان سے شہاب الدین اجمیر کو گیا۔ اور اوس کو فتح کرکے وہان کی حکومت پرتہی راج کے بیٹے یا اور کسی رشتہ دار کو دیدی۔ اور قطب الدین ایبک کو قصبۂ کہرام مین (جو دلی سے ستر کوس ہے) اپنے طرف سے ہندوستان کا نائب مقرر کیا۔ اور خود غزنین چلا گیا۔

قطب الدین ایسا لائق و ہوشیار تہا۔ کہ اوس نے دلی کے اون اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان واقع تہے۔ پرتہی راج کے سب رشتہ دارون سے چھین لیا۔ میرٹھ کول اور دلی کو فتح کرکے دلی کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور اسلامی حکومت کے تمام آئین و دستور جاری کئے۔

۱۱۹۴ء سنہ ۵۹۱ھ مین شہاب الدین پہر ہندوستان آیا۔ اور راجہ جے چند والی قنوج کو اٹاوہ کے جانب شمال مین چندوارہ کے اندر شکست فاش دی۔ راجہ کے آنکہہ مین قطب الدین ایبک کے ہاتہہ سے تیر لگا جس کے باعث راجہ ہاتہی پر سے گر کر مر گیا۔ اس فتح سے مسلمانون کا قبضہ قنوج اور بنارس پر ہو گیا۔ اور بنگالہ کا دروازہ مسلمانون کے لئے کہل گیا۔ اور قنوج کے راٹھور چہتریون نے ملک چہوڑ کر دریای سندہ کے مشرقی کنارہ پر راجپوتانہ کی ریاستین قایم کین۔ اب شہاب الدین بنارس مین آیا۔ اور ایک ہزار بتخانے توڑے۔ اور بہت کچہہ غنیمت حاصل کرکے غزنین روانہ ہوا۔

اجمیر کا راجہ جو شہاب الدین نے مقرر کیا تہا۔ اوس کے ہاتہہ سے اجمیر کو ہیمراج (جو پرتہی راج کا غریز تہا) نے چھین لیا۔ قطب الدین نے ۱۱۹۱ء سنہ ۵۹۱ھ مین ہیمراج پر حملہ کرکے اوسکو شکست دی۔ اور اجمیر پر

قبضہ کیا۔ وہان سے گجرات جاکر خوب لوٹا۔ سنہ ۵۹۲ھ سنہ ۱۱۹۵ء مین شہاب الدین پھر ہندوستان آیا اور ملک بیانہ پر قبضہ کرکے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا۔ ہنوز قلعہ فتح نہ ہوا تہا کہ ایک ضرورت کی باعث سلطان نے غزنین مراجعت کی۔ اور ملک بیانہ کا انتظام اور قلعہ گوالیار کا محاصرہ بہاء الدین طغرل کے تفویض کیا۔ چنانچہ طغرل نے ایک عرصہ کے بعد گوالیار کو فتح کیا۔ اس کے بعد طغرل مرگیا۔

اس اثنا مین قطب الدین ایبک نے گجرات وناگور کے راجاؤن اور سیوات کی پہاڑی قوم سے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پاکر اجمیر مین قلعہ بند ہوگیا۔ جب غزنین سے امداد آئی تو قطب الدین کو رہائی ملی۔ اور رہائی کے بعد دشمنون سے خوب انتقام لیا۔ اور وہان سے گجرات پر چڑہائی کی۔ اور کوہ آبو کے جاگیردار کو شکست دیکر گجرات کو تہ وبالا کیا۔ دو سے سال بنارس مین کالنجر وکالپی اور روہیلکہنڈ مین بدایون کو فتح کرلیا۔ امرا غور مین سے ایک امیر محمد بختیار خلجی نام پرگنہ دوآبہ وغیرہ کا جاگیردار نہایت شجیع وجوانمرد تہا۔ قطب الدین نے اوس کو خلعت وغیرہ دیکر بہار کو بہیجا۔ چنانچہ بہار کو اوس نے فتح کرکے بہت سا مال لیکر قطب الدین کے خدمت مین حاضر ہوا۔ قطب الدین نے اوسکو اس کارنمایان کے صلہ مین بہار اور بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا اوس نے وہان پہنچ کر شمالی حصہ صوبہ بہار اور دارالسلطنت لکھنوتی کو فتح کرکے تمام صوبہ بنگالہ پر قابض ہوگیا۔

ادہر ہندوستان مین تو یہ فتوحات ہو رہی تھین۔ اور اُدہر شہاب الدین خوارزم کے بادشاہ (جس نے سلجوقیون کی سلطنت کو خاک مین ملاکر وسط ایشیا مین اپنی ایک سلطنت قایم کی تہی) سے لڑائی مین معروف تہا۔ طوس اور سرخس کے مقام پر سنہ ۵۹۹ھ سنہ ۱۲۰۲ء مین شہاب الدین کو سلطان غیاث الدین محمد کے انتقال کی خبر پہونچی چنانچہ سلطان فوراً غزنین آیا۔ اور اپنے بھائی کی وصیت کے موافق تاج سر پر رکہا۔ غرض سلطان شہاب الدین تمام سلطنت کا انتظام کرکے سنہ ۶۰۰ھ سنہ ۱۲۰۳ء مین خوارزم پر چڑہائی کی۔ اور خوارزم قلعہ بند ہوا۔ اس اثنا مین بادشاہ خطا کا سپہ سالار قرابیگ اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند۔ خوارزم شاہ کی مدد کو پہونچے سلطان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے خوارزم کا محاصرہ چہوڑکر خراسان چلا۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کرکے سلطان کو

شکست دی جب سلطان وہان سے بھاگا جاتا تہا تو راستہ مین قراہیک وسلطان عثمان کے لشکر نے سلطان کو گہیر لیا۔ مگر یہ بہی گرتے پڑتے قلعہ اندخود مین (جو ہرات وبلخ کے درمیان ہے) پناہ گیر ہوا۔ پہر سلطان عثمان کی وساطت سے صلح ہوگئی۔ اور سلطان نے قلعہ اوس کے حوالہ کرکے پریشان حال مراجعت کا قصد کیا۔

جسوقت کہ سلطان میدان جنگ سے بھاگا تہا تو اوس کا ایک غلام ایبک نام ہمراہ تھا۔ اوس نے جانا۔ کہ سلطان مارا گیا۔ اور اس کے ساتہہ اوسکو سندہ کی سلطنت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ سلطان کے مرنے کی افواہ چارون طرف اوڑادی۔ اور خود ملتان آیا۔ اور وہان کے حاکم میرحسن کو خلوت مین لیجاکر قتل کیا۔ اور ایک جعلی فرمان دکھاکر ملتان کا حاکم بنگیا۔ ادہر کہکر کی قوم نے لاہور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور جہلم و سودرہ مین شور وفساد مچایا۔ اودہر سلطان قلعۂ اندخود سے غزنین آیا۔ مگر یلدوز نے سلطان کو قلعہ مین داخل ہونے ندیا۔ ناچار سلطان ملتان آیا۔ یہان ایبک نے اطاعت نہ کی۔ لیکن سلطان نے لڑکر اوسکو گرفتار کیا۔ اور سرحد ہندوستان سے سپاہ جمع کرکے غزنین پر قبضہ کیا۔ اور یلدوز کا گناہ امرا کبار کی سفارش سے معاف کردیا۔ اسنے مین خوارزم سے صلح ہوگئی۔ غرض اس موقع پر سلطان سے سب پہر گئے تہے۔ مگر قطب الدین ایبک وفادار رہا۔ اب سلطان نے قطب الدین کو ہمراہ لیکر گہکرون[1] کی خوب گوشمالی کی وہان سے لاہور آکر قطب الدین کو رخصت کیا۔

---

[1] گہکرون کا کچہہ مذہب نہ تہا جس کسیکر لڑکی پیدا ہوتی۔ وہ دروازہ پر کہڑا ہوکر پکارتا۔ کہ اسکو کوئی شخص زوجیت مین قبول کرے۔ اگر کوئی قبول کرتا تو وہ لڑکی اسکے حوالہ کردیتا۔ ورنہ قتل کرڈالتا۔ ایک عورت کئی خاوند کرتی تہی۔ مسلمانونکو تکلیف دینا اونکے پاس ثواب عظیم تہا۔ لیکن سلطان کے آخر ایام سلطنت مین ایک مسلمان اونکے پاس قید ہوا۔ جس نے اسلام کی خوبیان جتلاکر اونکو مسلمان ہونے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ گہکرون کے سردار نے سلطان کے پاس حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔ اور اپنی تمام قوم کو بہی مسلمان بنایا۔ سلطان نے اوسکو خلعت فاخرہ مرحمت کرکے اوس کوہستان کی حکومت کا فرمان لکہدیا۔ ۱۲ مولف۔

جب سارے ہندوستان مین امن وامان ہوگیا تو ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء مین سلطان لاہور سے غزنین چلا گیا۔ اور بہاء الدین سلم والی بامیان کو لکھا۔ کہ ہمارا ارادہ ترکستان کے کفارون سے لڑنیکا ہی۔ اسلئے تم ایک لشکر آب جیحون کے کنارے پر جمع کرو۔ غرض کہ اوسی سال ۲ شعبان کو سلطان کا خیمہ موضع دلیک مین دریاے سندہ کے ایک پرفضا مقام پر قایم کیا گیا تہا۔ کہ چند بدمعاش گکھرون نے (جنکے عزیز واقارب لشکر سلطانی کے ہاتہہ مارے گئے تھے) آدہی رات کے وقت دریا کو عبور کرکے خیمہ مین گہس گئے۔ اور سلطان شہاب الدین کو چھریون سے قتل کر ڈالا۔ کہتے ہین کہ سلطان کے جسم پر ۲۲ چھریان پڑے تہے۔ آخر سلطان کا جنازہ بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال سے غزنین روانہ ہوا۔ اور بڑے بڑے حکام جنازہ کے ساتہہ تہے۔ کسی شاعر نے وفات کی تاریخ حسب ذیل کہی ہے۔

شہادتِ ملک بحر و بر شہاب الدین — کزابتدائے جہان ہمچو او نیامدیک

سوم ز غرۂ شعبان بسال ششصد و دو — فتادہ در رہ غزنین بمنزل دلیک

سلطان شہاب الدین نے ۳۲ سال کچہہ ماہ حکمرانی کی۔ تاریخ فرشتہ مین لکہا ہی۔ کہ خزانۂ سلطانی مین سونا اور جواہرات کی پانچ من ہیرا تہا۔ پس طلا و نقرہ و دیگر نقود و اموال کا اس سے قیاس ہوسکتا ہی۔ کہ کس قدر کثرت سے ہوگا۔ اس نے نو مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ دو مرتبہ شکست پائی۔ اور سات بار کامیاب ہوا۔ سلطان کا کوئی لڑکا نہ تہا۔ صرف ایک لڑکی تہی۔ سلطان اپنے ترکی غلامونکو اولاد سمجہتا تہا۔ اور اونکی تعلیم وتربیت اعلی پیمانہ پر مثل فرزندون کے کراتا تہا۔ چنانچہ تین غلام اوسکی وفات کی وقت بڑے بڑے صوبجات حکمران تھے۔ یعنے قطب الدین ایبک ہندوستان مین۔ تاج الدین یلدوز غزنین مین۔ اور ناصر الدین قباچہ سندہ اور ملتان مین۔ اگرچہ اوسکی وفات کے بعد اوسکا بھتیجا سلطان محمود تخت پر بیٹہا۔ مگر ساری سلطنت ان غلامون کے ہاتہہ مین تہی۔ اور بامیان کی سلطنت پر اوس کے عزیز واقارب حکومت کرتے تھے۔ فقط اوس کے پاس غور وہرات وسیستان اور شرقی خراسان باقی تہا۔ فیروزکوہ دارالسلطنت تہا

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا تو اوس نے قطب الدین ایبک کو بادشاہی کا خطاب اور رتبہ سپہ سالاری کا عطا کیا۔ غزنین کی سلطنت کے دعویدار بامیان کے بادشاہ کی اولاد مین سے پیدا ہوے۔ مگر اوس نے تاج الدین یلدوز کی حکومت مین رخنہ اندازی نہ کی سلطان محمود نے پانچ چھہ برس کے بعد وفات پائی۔ تو اوسکے مغربی ملکون مین لڑائیان اور فساد برپا ہوے۔ اور شاہ خوارزم نے غوریونکے آخری بادشاہ جلال الدین بن بہاء الدین کو قتل کرکے خاندان غوریہ کا خاتمہ کردیا۔ ان لڑائیون کا ذکر یہان مناسب معلوم نہین ہوتا۔ البتہ ہم ان مسلمانون کے حالات و شجرات آیندہ فرمانروایان اسلام کے سوانحات مین بیان کرینگے غرض اب غزنین اور غور سے ہندوستان کو کچھہ تعلق نرہا۔ اور ہندوستان بجائے خود ایک مسلمانونکی سلطنت ہوگئی۔ ہندوستان کا سب سے پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک ہوا۔ اور خاندان غوری کی حکومت سنہ ۵۴۳ھ م ۱۱۴۸ء سے سنہ ۶۱۲ھ م سنہ ۱۲۱۵ء تک تقریباً ستر برس قایم رہی۔

خاندان غلامان

سلطان قطب الدین ایبک

سلطان قطب الدین[1] ۱۸ ذی قعدہ سنہ ۶۰۲ھ روز سہ شنبہ کو دہلی سے آکر لاہور مین تخت نشین ہوا۔ پھر چند روز کے بعد دہلی مین آیا۔ اس اثنا مین تاج الدین یلدوز نے لاہور پر چڑھائی کرکے قبضہ کرلیا۔ مگر انجام اوسکا یہ ہوا کہ

[1] قطب الدین ایبک کو ایک سوداگر ترکستان سے نیشاپور مین لیگیا۔ اور قاضی فخر الدین بن عبد العزیز کوفی رجو فرزند امام اعظم ابو حنیفہؒ سے تھے کے ہاتھہ بیچا۔ اونہون نے اسکو اپنی اولاد کے برابر تعلیم کیا۔ چنانچہ قطب الدین بہت جلد حافظ قرآن مجید ہوگیا اور عربی فارسی مین اچھی لیاقت پیدا کی۔ پھر ایک سوداگر نے بہت سا روپیہ دیکر قاضی صاحب سے اوسکو خرید لیا اور

سنہ ۶۰۳ھ سنہ ۱۲۰۶ء مین قطب الدین نے اوسکو غزنین سے نکال باہر کیا۔ اور خود چالیس روز تک غزنین مین رہا۔ اور تاج شاہی سر پر رکھکر تخت پر جلوس کیا۔ لیکن تاج الدین یلدوز نے پھر قطب الدین سے غزنین کو لے لیا۔ اور قطب الدین وہان سے لاہور چلا آیا۔ اور عیش و آرام مین زندگی بسر کرنے لگا۔ آخر سنہ ۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۰ء مین چوگان کھیلتے کھیلتے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ قطب الدین نے بیس برس تک دہلی مین حکومت کی۔ سولہ برس سلطان شہاب الدین کی ماتحتی مین اور چار برس خود مختاری مین گذرے۔ قطب الدین کے انتقال کے بعد امرا سلطنت نے اوس کے بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا۔ مگر اس مین سلطنت کی قابلیت نہ تہی۔ چنانچہ چند ہی روز مین اکثر ملک قبضہ سے نکل گئے۔ اور ہر جہات پر دنگا و فساد شروع ہو گیا۔ آخر امیر علی اسمٰعیل اور امیر داؤد ویلمی نے شمس الدین التمش کو جو قطب الدین کا داماد اور پسر خواندہ تہا) بدایون سے طلب کیا۔ اور وہ اپنی جمعیت سے دہلی مین آکر قبضہ کر لیا۔ اور آرام شاہ شہر سے نکل گیا۔ اس کے بعد تھوڑا سا لشکر جمع کر کے شمس الدین سے لڑا۔ مگر شکست پائی۔ اور مر گیا۔ آرام شاہ نے ایک سال بہی سلطنت نہ کی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۷) سلطان شہاب الدین کے خدمت مین نذر کیا۔ اوسکو ایک کہنے کا یہ سبب ہو کہ اسکی چھنگلیا ٹوٹی ہوئی تہی۔ سلطان نے اوسپر عنایت و مہربانی شروع کی۔ اکبر و نکاذ کہے کہ مجلس عیش و طرب مین سلطان نے اوسکو بہت کچھ انعام دیا۔ اوسنے یہ سب انعام فراشون اور ملازمون کو بانٹ دیا۔ جب سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور میر آخوری کے عہدہ سے ممتاز کیا۔ اسکے بعد اجمیر کی فتح پر ہندوستان کا سپہ سالار ہوا۔ سخاوت و شجاعت مین یکتا تہا۔ اور فیاضی اس قدر بڑہی ہوئی تہی۔ کہ لاکہون روپیہ دیتا تہا۔ اور اسی باعث لک بخش لقب ہوا۔ عمائد سلطنت سے محبت پیدا کرنیکے لئے اوسنے اون سے اپنے رشتے کر لئے تہے۔ چنانچہ تاج الدین یلدوز کی لڑکی سے خود شادی کی۔ اور ناصر الدین قباچہ کو اپنی ایک بیٹی دی۔ جب وہ مر گئی تو دوسری بیٹی سے نکاح کیا۔ شمس الدین التمش کو بہی ایک بیٹی دی تہی۔ ۱۲ مولف۔

اسوقت ممالک ہندوستان کے چار حصے ہوگئے تھے۔ یعنے سندھ ناصرالدین قباچہ کے تصرف مین تھا۔ اور بنگال پر ملوک خلجی کا قبضہ تہا۔ اور دہلی مین سلطان التمش حکمران تھے۔ اور مملکت لاہور کبھی تاج الدین یلدوز کے پاس کبھی ناصرالدین قباچہ کے قبضہ مین۔ کبھی شمس الدین التمش کے قبضہ مین رہتی تہی۔

ابوالمظفر سلطان شمس الدین التمش

جب سلطان شمس الدین التمش[1] ۶۰۷ھ م ۱۲۱۱ء مین تخت پر بیٹھا تو امرار قطبی نے لشکر جمع کرکے

---

[1] طبقات ناصری مین لکہا ہے کہ شمس الدین التمش ترکان فرافتائی سے تہا اور اوس کا باپ قبیلۂ البری سے ایلم خان نام مشہور امراء وقت سے تہا۔ اسکو التمش اس لئے کہتے تہے کہ وہ چاند گہن کی رات مین پیدا ہوا تہا۔ اسکا واقعہ حضرت یوسف کے قصہ سے بالکل مشابہ ہے۔ کیونکہ اس کے حقیقی بہائیون نے اس کے حسن وجمال اور لیاقت وذراست پر رشک کرکے اسکی سیر کے بہانے باہر لیگئے۔ اور ایک سوداگر کے ہاتہہ بیچ ڈالا۔ اس سوداگر نے بخارا لیجاکر صدر جہاں کے ہاتہہ بیچا۔ وہان سے حاجی بخاری نے خریدا۔ اور اوس سے حاجی جمال الدین جست قبا نے مول لیا۔ اس کے بعد جست قبا نے اوسکو غزنین لایا۔ التمش کیساتہہ ایک اور غلام ایبک بہی تہا۔ سلطان معزالدین محمد ایک کی قیمت ہزار دینار رضا چاہی۔ مگر جست قبا راضی نہوا۔ سلطان نے حمایت کردی کہ کوئی ان غلامون کو نہ خریدے۔ چنانچہ جست قبا ایک برس غزنین مین رکہکر بخارا چلا گیا۔ وہان سے پہر غزنین آیا۔ اوسی زمانہ مین قطب الدین گجرات کو فتح کرکے غزنین آیا تہا۔ جب اوسنے دونو غلامونکی شہرت سنی تو سلطان سے خریدنیکی اجازت چاہی۔ مگر سلطان نے جوابدیا کہ مین نے اسکے قبل حمایت کردی ہے کہ کوئی انکو غزنین مین نہ لے۔ البتہ دہلی مین یہ فروخت ہوسکتے ہین۔ جب قطب الدین دہلی آیا تو التمش اور ایبک کو ایک لاکہہ جیتل مین خریدا۔ اور ایبک کا نام طغاج رکہا اور اوسکو ہیٹہنڈہ کا امیر کیا۔ لیکن طغاج ملک تاج الدین یلدوز کی لڑائی مین جو قطب الدین سے ہوئی تہی۔ مارا گیا۔ اور التمش کو پہلے میرشکار کا عہدہ دیا۔ بعد ازان گوالیار کا حاکم بنایا۔ جب اوسکی لیاقت زیادہ دیکہی تو بدایون کا نائم مقرر کیا۔ اور اپنی بیٹی کا نکاح بہی اوس کے ساتہہ کردیا۔ ۱۲ مولف۔

لڑائی شروع کی۔ چنانچہ سلطان نے جمنا کے میدان مین اون کو شکست دی۔ اور نامی سردارونکو قتل کیا اس کے بعد تاج الدین یلدز کو (جس نے خوارزم شاہ سے شکست پاکر ہندوستان کی طمع مین پنجاب و تھانیسر پر قبضہ کرلیا تہا) تراوری کے میدان مین جنگ کرکے گرفتار کیا۔ اور قلعہ بدایون مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مرگیا۔

۶۱۴ھ م ۱۲۱۷ء مین ناصرالدین قباچہ سے لڑائی ہوئی۔ اور وہ شکست کہاکر بہاگ گیا۔ اور سلطان فتح و نصرت کیساتہہ دہلی آیا۔ اس عرصہ مین طوفان چنگیز خانی کی خبر پہونچی۔ اور جلال الدین شاہ خوارزم چنگیز خان کے ہاتہون تباہ ہوکر دریاے سندہ کے اس طرف بہاگ آیا۔ اور اوسکے پیچہے مغلونکی فوج بہی ملتان و سندہ مین داخل ہوئی۔ سلطان التمش بہت سا لشکر لیکر سلطان جلال الدین کے مقابل ہوگیا اور جلال الدین وہان سے نکل کر ہند و سیستان کی جانب چلتا بنا۔ یہان ناصرالدین قباچہ سے لڑائی ہونے کے باعث کچ و مکران کی راہ سے باہر چلا گیا۔ اوس کے ساتہہ ہی مغلونکی فوج بہی اُلٹی چلی گئی۔ مگر اتنے ہی دنون مین مغلونکی فوج درود نے یہ رنگ دکہایا کہ دس ہزار ہندؤن کو لونڈی غلام بنایا۔ اور جب رسد کی تنگی ہوئی تو ان بیچارے قیدیون کو قید حیات سے رہائی دی۔

۶۲۲ھ م ۱۲۲۵ء مین سلطان نے غیاث الدین حاکم بنگال پر لشکر کشی کی۔ اور اسکو مطیع کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کرایا۔ اور اپنے بڑے بیٹے کو ناصرالدین کا خطاب دیکر ولایت لکہنوتی (جسمین تمام بنگالہ داخل تہا) کا حاکم مقرر کرکے خود دہلی مراجعت کی۔ اسکے بعد ۶۲۳ھ مین قلعہ رنتھنبور پر لشکر کشی کی۔ (اس قلعہ کے نسبت اکثر مورخون کا قول ہے کہ ستر سے زیادہ بادشاہون نے اسپر حملہ کیا تہا مگر یہ اسقدر مستحکم و مضبوط تہا کسی سے فتح نہ ہوا تہا) اور چند ہی مہینون مین سلطان نے اوسکو فتح کرلیا۔ اس کے دوسرے سال قلعہ مندور (جو حدود سوالک مین ہے) پر قبضہ کیا۔ اس اثنا مین ناصرالدین قباچہ نے سلطان سے پرخاش شروع کی۔ اس لئے سلطان ۶۲۵ھ مین اوسکی تنبیہ کے لئے چلا۔ اور قلعہ اوچہ کا

محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ناصرالدین قباچہ نے اپنے تئین دریائے سندہ مین غرق کیا۔ اسکے بعد سارا ملک سمندر تک سلطان کے قبضہ مین آگیا۔ اور ملک سنان الدین حبش والی دیول وسندہ نے بھی اطاعت قبول کی۔ اور ۶۲۶ھ مین خلیفہ مستنصر عباسی نے شمس الدین کے لئے خلعت بھیجا۔ چنانچہ سلطان نے نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھہ اوسکو پہنا۔ اور بہت خوشی منائی۔ اس عرصہ مین سلطان کے بیٹے ناصرالدین حاکم لکھنوتی کے انتقال کی خبر پہونچی۔ سلطان نہایت مغموم ہوا۔ اور مرحوم بیٹے کا خطاب اپنے چھوٹے بیٹے کو دیا۔ اور ۶۲۷ھ مین ملک خلجی (جو لکھنوتی مین غدر مچایا تہا) کو گرفتار کرکے لکھنوتی کی حکومت علاءالدین جانی کو عطا کی۔ اس کے بعد ۶۲۹ھ مین قلعۂ گوالیار کا گیارہ مہینے تک محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور دیوگیر والی قلعہ بہاگ گیا۔ ۶۳۲ھ مین سلطان نے بلاد مالوہ پر یورش کی۔ اور قلعہ بھیلسہ کو فتح کرکے وہانکے قدیمی بتخانہ کو مسمار کیا۔ اور راجہ بکرماجیت کی مورت معہ دیگر مورتون کے دہلی کی مسجد کے نیچے دفن کرادیا۔ ان فتوحات کے بعد سلطان نے ملتان و پنجاب کیجانب کوچ کیا۔ مگر یہ سفر ایسا نامبارک ہوا کہ راستہ ہی مین بیمار ہوگیا۔ اور دہلی آکر ۲۶ روز زندہ رہا۔ آخر ۲۰ شعبان ۶۳۳ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۲۳۶ء مین اس دار فانی سے رخصت ہوا۔ مدت سلطنت ۲۶ سال ہے۔

ابتک سلطان کی یادگار دہلی مین حوض شمسی اور قطب کی لاٹہہ موجود ہین۔ یہہ لاٹہہ عجائب روزگار ہے۔ ابتک اوسکے پانچ کہنڈ موجود ہین۔ اور اسی گزاونچی ہے۔ ورنہ پہلے سات کہنڈ تہے۔ اور سو گز بلند تہی۔ اوس کا محیط بنیاد مین پچاس گز اور آخر پر دس گز ہے۔ اسمین ۳۷۸ چکردار زینے بنے ہوے ہین۔

سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن التمش

سلطان رکن الدین باپ کے زمانہ مین لاہور کا حاکم تہا۔ سلطان نے سند وملتان سے واپس ہوتے ہوے اوسکو دہلی ساتھہ لایا تہا۔ باپ کے مرنے کے وقت رکن الدین دہلی مین موجود تہا۔ چنانچہ ۶۳۳ھ مین

سلطان رکن الدین تخت نشین ہوا۔ اور کاروبار سلطنت کو طاق پر رکھکر رات دن عیش وطرب تاج ورنگ مین مشغول ہوا۔ اوس کی مان شاہ ترکان (جو ترکی کنیز تہی) نے رشک وحسد سے سلطان کے چھوٹے بیٹے کی آنکھون مین سلائی پھروا کر قتل کروادیا۔ اور امور سلطنت مین دخل دینے لگی۔ اوس کے ان حرکات ناشائستہ سے ارکان دولت متنفر ہوگئے۔ اور شاہزادہ غیاث الدین محمد (جو رکن الدین کا چھوٹا بھائی تہا) حاکم اودہ نے اطاعت چھوڑ دی۔ علاوہ برین ملک اعزالدین محمد سالاری صوبہ بدایون۔ ملک علاءالدین شیرخان حاکم لاہور۔ ملک اعزالدین کبیر خانی والی ملتان۔ ملک سیف الدین کوچی فوجدار ہانسی وغیرہ نے اتفاق کرکے علم مخالفت بلند کیا۔ سلطان رکن الدین اونکی سرکوبی کیلئے بہت سا لشکر لیکر پنجاب کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ مین تمام امراء اوس سے علحدہ ہوکر دہلی آئے اور سلطان التمش کی بیٹی سلطانہ رضیہ کو تخت دہلی پر متمکن کیا۔ اور رکن الدین کی مان شاہ ترکان کو قید کرلیا۔ جب رکن الدین نے یہ خبر سنی تو دہلی مراجعت کی۔ اور ۶۳۴ھ مین طرفین کے لشکر کا مقابلہ ہوا۔ اور رکن الدین گرفتار ہوگیا۔ چنانچہ چند روز کے بعد اسی قید مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت چھ مہینے آٹھ روز ہے۔

ابن بطوطہ لکھتا ہے۔ کہ جب رکن الدین نے اپنے بھائی معزالدین کو مارڈالا اور رضیہ (جو اسکی حقیقی بہن تہی) کی ملامت پر اوس کے بھی قتل کے درپے ہوا۔ جمعہ کی نماز کو رکن الدین گیا ہوا تہا کہ رضیہ بالاخانہ پر چڑہ کر چلائی کہ رکن الدین نے معزالدین کو مارڈالا ہے۔ میرے قتل کا ارادہ رکہتا ہے۔ لوگون نے یہ سنکر رکن الدین کو گرفتار کرکے رضیہ کے پاس لائے۔ اور معزالدین کے قصاص مین وہ قتل ہوا۔ رضیہ کا بھائی ناصرالدین بہت کم عمر تہا۔ اس لئے رضیہ تخت پر بیٹھی۔

سلطانہ رضیہ بنت سلطان التمش

سنہ ۶۳۶ھ مطابق ۱۲۳۶ء مین رضیہ بیگم تخت پر بیٹھی۔ خدا نے اوسکو شاہان عادل کی خوبیان عطا کی تہین۔ اور امور سلطنت مین اوس کو اچھا ملکہ تھا۔ التمش کی زندگی مین ہی اوس کی لیاقت و فراست ظاہر ہوچکی تھی۔ چنانچہ التمش نے گوالیار کی واپسی پر تاج الملک محمود وزیر سلطنت کو حکم دیا تہا۔ کہ رضیہ کو ولیعہد لکہدیا جائے۔ مگر تاج الملک نے بیٹون کا حوالہ دیا۔ اور اون کی حق تلفی جتلائی۔ سلطان نے جواب دیا۔ کہ وہ آوارہ اور لہو و لعب کے دلدادہ ہین۔ اس لئے سلطنت کی سنبھال اون سے نہ ہوسکیگی۔ گو رضیہ عورت ہے مگر اون مردون سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ میرے بعد رضیہ کے سوا کوئی سلطنت کے لائق نہوگا چنانچہ بادشاہ کی وہ پیشینگوئی اسوقت ظہور مین آئی۔ بہرحال رضیہ بیگم نے انتظام ریاست مین دلچسپی سے حصہ لیا۔ اور چند ہی روز مین رکن الدین کے زمانہ کی خرابیون کو دور کیا۔ مگر اکثر امراء دولت اوس کے مخالف ہوگئے۔ رضیہ نے بہی اون کا کئی دفعہ مقابلہ کیا۔ آخر اون مین سے چند مخالفون کا قلع قمع ہوگیا چنانچہ سیف الدین کوچی معہ اپنے بھائی فخرالدین کے قتل ہوا۔ ملک علاء الدین مارا گیا۔ اور ملک نظام الدین کوہ سرمور مین فوت ہوا۔ اس کے بعد رضیہ نے خواجہ مہذب غزنوی کو نظام الملک کا خطاب عطا کرکے اپنا وزیر بنایا۔ اور ملک سیف الدین ایبک کو لشکر کی نیابت تفویض ہوئی۔ اور قتلغ خان خطاب دیا گیا۔ ملک اعزالدین کبیر خانی کو لاہور کی حکومت عطا ہوئی۔ اور قلعہ رنتہنبور مین ہندون نے جن مسلمانون کو قید کر رکہا تہا۔ قلعہ پر چڑہائی کرکے رہائی دلائی گئی۔ اب لکہنوتی سے لیکر دیبل و سند تک کل امراء اور ملوک رضیہ بیگم کے مطیع و منقاد تھے۔ مگر یہ صورت بہت جلد بدل گئی۔ کیونکہ رضیہ نے امیر جمال الدین یاقوت حبشی میر آخور کو اس قدر بڑہایا۔ کہ امیر الامرا بنا دیا۔ اور ایسا مقرب کیا۔ کہ رضیہ کو گھوڑے پر سوار ہوتے وقت وہی حبشی ہمیشہ بغل مین ہاتہہ دیکر سوار کراتا۔ خصوصاً یہ ناشائستہ حرکت امراء ترک کو غیرت دلائی۔ اولاً حاکم لاہور نے اطاعت سے منہ موڑا۔ رضیہ نے لشکر لیکر چڑہائی کی۔ حاکم لاہور نے مصلحت وقت کے لحاظ سے اطاعت کرلی۔ اس لئے رضیہ نے ملتان و قراقش بہی اوسکے تفویض کیا

اس کے بعد ملک التونیہ (جو ترکان چہلگانی سے تھا) نے بغاوت کی۔ رضیہ اوسکی سرکوبی کے لئے لشکر فراوان کے ساتھہ بھٹنڈہ کی جانب روانہ ہوئی۔ اثنار راہ مین امرا ترک نے یاقوت حبشی کو قتل کرڈالا۔ اور رضیہ بیگم کو گرفتار کرکے قلعہ بھٹنڈہ بھیجدیا۔ اور خود دہلی مین آکر معزالدین بہرام شاہ بن التمش کو تخت پر بٹھایا اودہر رضیہ نے ملک التونیہ کو اپنا پرچایا۔ کہ دونون مین نکاح ہوگیا۔ اس کے بعد ان دونون نے جاٹون اور گہکرون کو جمع کرکے دہلی پر حملہ کیا۔ اور ملک اعزالدین بلبن نے بہرام کے حکم سے انکا مقابلہ کرکے شکست دیا۔ پھر چند روز کے بعد رضیہ نے اپنے پراگندہ لشکر کو جمع کرکے دہلی پر چڑہائی کی لیکن بلبن کے ہاتھہ مکر رہزیمت اوٹھائی۔ رضیہ اور ملک التونیہ دونون گرفتار کئے گئے۔ بہرام شاہ نے اونکو قتل کرڈالا۔ رضیہ کی مدت سلطنت تین برس چھہ مہینے چھہ دن ہے۔

ابن لبطوطہ لکھتا ہے۔ کہ جب رضیہ شکست کہاکر بھاگی تو بھوک کے مارے ایک کسان سے کہانا مانگکر کھائی۔ اور وہین سورہی۔ اُسوقت یہ مردانہ لباس مین تھی۔ کسان نے دیکھا۔ کہ اسکے کپڑونکے نیچے ایک قباء مرصع ہے۔ اور غور کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ عورت ہے چنانچہ قبا کی حرص مین اوسکو قتل کرڈالا۔ تمام لباس اوتارلیا۔ گھوڑا بھی لے لیا۔ اور کھیت مین دبا دیا۔ جب ان کپڑونکو بازار مین بیچنے گیا تو اہل بازار نے کوتوال کو اطلاع کی۔ کوتوال نے لیجاکر خوب مارا۔ آخر کو اوس نے رضیہ کے قتل کا اقرار کیا اور لاش کو بتلادیا۔ آخر بہرام شاہ کے حکم سے لاش کو غسل دیا۔ کفن پہنایا۔ اور جمنا کے کنارے پر دجو شہر سے ایک فرسنگ کا فاصلہ ہے دفن کیا۔

سلطان معزالدین بہرام شاہ بن التمش

در رمضان سنہ ۶۳۷ھ م ۱۲۲۹ء کو بہرام شاہ تخت نشین ہوا۔ رضیہ سے جسقدر لڑائیان ہوئین اور جسطرح اوسکا فیصلہ ہوا۔ وہ اس کے قبل بیان ہوچکا ہے۔ بہرام شاہ برائے نام بادشاہ تھا کیونکہ امور سلطنت کا

اختیار و اقتدار اختیار الدین و نظام الملک مہذب الدین کے ہاتھ مین تہا۔ اختیار الدین نے تو بہرام شاہ کی بہن سے نکاح کرکے گہر پر ہاتہی باندہنا اور تین دفعہ نوبت کا بجوانا اوس زمانہ مین یہ باتین بادشاہونکے لئے مخصوص تہین) شروع کیا۔ بہرام شاہ ان حرکات سے تنگ آکر دونون کے قتل کے لئے دو ترک مقرر کئے۔ چنانچہ اختیار الدین مارا گیا اور مہذب الدین زخم کہاکر نکل گیا۔ اس کے بعد بدر الدین سنقر سلطنت کے کامون مین دخیل ہوا۔ اور سلطان کے معزول کرنے کے متعلق صفر ۶۳۳ھ مین صدر الملک تاج الدین کے گہر پر امرا کبار کو جمع کرکے مشورہ کیا۔ اور صدر الملک مہذب الدین وزیر کے گہر جاکر اوس کو بہی اس جلسہ مین شریک ہونیکی دعوت دی۔ اتفاقاً اوسوقت سلطان کا ایک معتبر آدمی وزیر کے پاس بیٹہا ہوا تہا۔ وزیر نے اوس کو گوشہ مین چھپاکر صدر الملک کی تمام گفتگو سنوادی اور سلطان کو اس کے ذریعہ کہلا بہیجا۔ کہ سلطان خود سوار ہوکر صدر الملک کے جلسہ کو متفرق کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس خبر کے سنتے ہی سلطان وہان پہونچا۔ اور سب کو گرفتار کرکے سنرائین دین۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ چنگیز خانی مغلون نے خراسان و غزنین سے آکر لاہور کا محاصرہ کیا ہے اوس وقت لاہور مین قراقش حاکم تہا۔ اوس نے مغلون کا اچھا مقابلہ کیا۔ مگر اہل لاہور نے اوس کا ساتہہ نہ دینے سے وہ دہلی کو چلا آیا۔ اور ترکون نے ۱۶ جمادی الثانی ۶۳۹ھ کو لاہور پر قبضہ کرلیا۔ بہرام شاہ نے نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری وکیل سلطنت کو معہ دیگر امرا کے لشکر کثیر دیکر مغلون کی مدافعت کیلئے روانہ کیا جب یہ لشکر دریا رہیاس کے کنارے پہونچا تو مہذب الدین نے ایک عرضی بہرام شاہ کو یہ لکہی کہ حضور نے امرا منافق کی جماعت میرے ساتہہ کی ہے۔ جس سے کام خراب ہونیکا اندیشہ ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ خود حضور تشریف لائین۔ ورنہ یہ فرمان روانہ کرین۔ کہ بندہ اور قطب الدین جس طرح ہوسکے اس جماعت کو ٹہکانے لگائے۔ سلطان نے سادگی سے یہ جواب دیا کہ اس وقت تو اون سے جیسا ہوسکے کام لیا جائے۔ جب کام سے فرصت ملے تو مین اونکو اچھی طرح سزا دونگا۔ یہہ تحریر

مہذب الدین منافق نے امرا لشکر کو دکھا کر بدظن کیا۔ اور سلطان کے معزول کرنے مین اونکو اپنا متفق بنایا ہر چند سلطان نے اون کی دلدہی اور تسلی مین کوشش کی۔ مگر کامیابی نہوئی۔ مہذب الدین کل امرا کو لیکر دہلی آیا۔ اور بہرام شاہ کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ یہ محاصرہ ساڑے تین مہینے تک برابر رہا۔ اور طرفین سے خوب کشت و خون ہوا۔ آخر ذی قعدہ ۶۳۹ھ مین مخالفون نے شہر کو لے لیا۔ اور بہرام شاہ کو گرفتار کرکے چند روز قید مین رکھا۔ بعد ازان قتل کیا۔ سلطنت کی مدت دو سال ایک مہینہ پندرہ یوم ہے۔

سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ

سلطان بہرام شاہ کے بعد ملک عزالدین بلبن بزرگ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ مگر امرا نے منظور نہ کیا۔ سلطان شمس الدین کے بیٹے ناصر الدین و جلال الدین اور رکن الدین فیروز شاہ کا بیٹا سلطان علاء الدین مسعود قصر سفید مین مقید تھے۔ امرا نے اون کو رہا کرکے سلطان مسعود شاہ کے سر پر ۶۳۹ھ مطابق ۱۲۴۱ء مین تاج شاہی رکھا۔ اور جلال الدین کو قنوج۔ ناصر الدین کو بہرائچ کی حکومت دیگئی۔ علاء الدین کی مے نوشی نے سلطنت مین خرابیان پیدا کین اور ۶۴۲ھ مطابق ۱۲۴۴ء مین مغلون نے بنگالہ پر یورش کی۔ ادہر سے بھی مقابلہ ہوا۔ اور مغل چلتے بنے۔ لیکن امرا نے علاء الدین کی ایم الخمری سے تنگ آکر اوس کو قید کیا۔ اور بہرائچ سے ملک ناصر الدین کو بلا کر بادشاہ بنایا۔ مدت سلطنت چار سال ایک ماہ ہے۔

سلطان ناصر الدین محمود بن التمش

۲۳ محرم ۶۴۴ھ مطابق ۱۲ جون ۱۲۴۶ء کو قصر سبز مین سلطان ناصر الدین دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور ملک غیاث الدین بلبن خرد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ اور خان اعظم الغ خان کا خطاب دیا۔ اور اوس کے حقیقی بھائی شیر خان کو خان معظم کا خطاب دیکر ملتان و پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ کہکرون کو گوشمالی دی گئی۔ اور ملتان و لاہور کے

قدیم جاگیر دار جو مغلون سے ساز باز رکھتے تھے۔ اون کو معزول کرکے اون کی اولاد کو مامور کیا گیا۔ اسکے بعد غیاث الدین نے نہدو راجاؤن کی خوب تنبیہ کی۔ اور دلی سے کالنجر تک حکومت کو قایم کیا۔ پھر میوات و کوہ پایہ کو فتح کیا۔ اس اثنا مین ملک اغر الدین حاکم اوچہ و ناگور نے بغاوت کی۔ سلطان نے اوس کی بھی سرکوبی کی۔ اور قلعہ نرور کو جاہر دیو سے لیا۔ چندیری اور مالوہ مین اپنے حاکم مقرر کئے۔ یہہ سب کچھہ فتوحات جو سلطان کو حاصل ہوے۔ وہ غیاث الدین بلبن کی بدولت تھے۔

۶۵۱ھ مین عماد الدین ریحانی نے سلطان سے لگا بجھا کر بلبن کو اقطاع جھانسی مین بھجوا کر خود وزیر ہوگیا لیکن اس کی زمانۂ وزارت مین اکثر صوبہ جات مین بغاوت و سرکشی شروع ہوگئی۔ آخر سلطان کو صوبہ داران اودہ۔ بدایون سرہند وغیرہ کی سفارش پر بلبن کو پھر وزیر کرنا پڑا۔ اس اثنا مین ملکۂ جہان والدۂ سلطان ناصر الدین نے قتلغ خان سے نکاح کرلیا۔ جس سے سلطان کو بیحد ملال ہوا۔ اور قتلغ خان کو اودہ کی جاگیر دیکر رخصت کیا۔ پھر وہان سے بھٹرائچ پر بدل دیا۔ ۶۵۵ھ مین قتلغ خان اور کشلیخان حاکم سندنے وے پال راجہ جیت پور کی اعانت سے علم مخالفت بلند کیا۔ غیاث الدین بلبن نے حسب الحکم سلطان اون پر چڑھائی کرکے شکست دی۔ بلبن کی سفارش پر کشلیخان کی خطا معاف ہوکر پھر سندہ کی حکومت اوس کو ملگئی۔ مگر قتلغ خان کا حال معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ شکست کہا کر کہان چلا گیا۔ اور ۶۵۷ھ ۱۲۵۹م مین بلبن نے میواتیون کی بیخ کنی کی۔ اور ہزارون میواتی مارے گئے۔

انہین ایام مین ہلاکو خان نبیرۂ چنگیز خان کا ایلچی دہلی آیا۔ بلبن نے پچاس ہزار سوار۔ اور دو لاکھ پیادے دو ہزار ہاتھی۔ تین ہزار عراوہ آتشبازی لیکر تزک و احتشام کیساتھہ ایلچی کا استقبال کیا۔ سلطان نے ایلچی کو قصر سفید مین ٹھہرایا۔ اور ملاقات کیوقت ایک طرف سادات و مشایخ اور دوسری طرف عراق۔ خراسان و ماوراء النہر کے شاہزادے اور ہندوستان کے راجہ راؤ مہاراج وغیرہ کو کھڑا کرکے ایسی تزک و شوکت دکھلائی۔ کہ ایلچی بھی دنگ رہ گیا۔ اور اسی نمایشی کارروائی کی بدولت ہلاکو خان

ہندوستان کو بچایا۔ آخر ۱۱ جمادی الاول ۶۶۴ھ ۲۰ فبروری ۱۲۸۶ء کو سلطان نے وفات پائی۔ مدت سلطنت بیس برس کئی مہینے ہے۔

یہ سلطان نہایت شجیع۔ سخی۔ زاہد و عابد تھا۔ صرف دربار مین تکلفات برتے جاتے تھے۔ ورنہ گھر بالکل سادہ تھا۔ ایک ہی منکوحہ زوجہ تھی۔ جو تمام گھر کا کام کہانا پکانا اوس نیکبخت بی بی کو اپنے ہاتھہ سے کرنا پڑتا تھا۔ ایکدفعہ اُس بی بی نے سلطان سے کہا کہ ایک لونڈی روٹی پکانے کے لئے خرید کر دیجائے۔ جس کا جواب سلطان نے یہ دیا کہ بیت المال مین بندگان خدا کا حق ہے۔ میرا مال اوسمین نہین ہے۔ غرض سلطان نے ساری عمر فقیرانہ بسر کردی۔ قرآن شریف کی کتابت پر گذر اوقات تھی۔ کبھی خزانہ شاہی سے ایک پیسا بھی نہین لیا۔ طبقات ناصری اسی بادشاہ کے عہد مین تصنیف ہوئی ہے۔

سلطان غیاث الدین بلبن

سلطان ناصر الدین کے تخت و تاج کا کوئی وارث نہ تھا اور سلطان غیاث الدین[1] بلبن اوسکی زندگی مین

---

[1] غیاث الدین کا باپ بغداد مین دس ہزار خانوادہ کا سردار اور امیر کبیر تھا جب مغلون نے اس دیار کو فتح کیا تو یہہ اُن کے ہاتھہ اسیر ہوا۔ ایک سوداگر نے خرید کر کے جمال الدین بصری کے ہاتھہ بیچا۔ اور جمال الدین نے سلطان التمش کے نذر کیا۔ التمش نے اوس کی لیاقت و فراست کے سبب سے روز افزون ترقی کی حتے کہ اپنی دامادی کی عزت بخشی۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ فقیر بنجاری نے ذکر کیا کہ بلبن کو مین نے دیکھا وہ نہایت کوتاہ قد اور حقیر و کریہ منظر تھا۔ مین نے اوس سے کہا ترک (ترک تحقیر) اوس نے جواب دیا لبیک یا خوند اور اس کے بعد کہا کہ تو مجھے اس زمان سے جو بازار مین غلام بیچ رہا ہے خرید لے مین نے کہا اچھا اور جتنے پیسے اوس کے پاس تھے وہ دیکر مول لیا۔ اتفاقاً التمش نے سمرقند و بخارا وغیرہ سے غلاموں کے خریدنے کے لئے ایک تاجر بھیجا تھا۔ چنانچہ اوس تاجر نے سو غلام خریدے۔ جنمین ایک بلبن بھی تھا جب سب غلام سلطان کے

کل سلطنت کا مختار رہتا۔ چنانچہ ۶۶۴ھ مطابق ۱۲۹۶ء مین تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس اثنا مین میواتیون نے پھر سر اوٹھایا۔ سلطان نے بذات خود متوجہ ہوکر اُن کی سرکوبی کی۔ اور ایک لاکھہ میواتی قتل ہوے اور دہلی کی نواح مین جو جنگل کہ میواتیون کے ملجا و ماوا بنے ہوے تھے۔ اونکو کٹوا کر صاف میدان کردیا۔ اسکے بعد بدایون اور امروہہ کی حاکمونکی زبانی ملک کٹہیر کی سرکشی کا حال معلوم ہوا۔ اوسیوقت سلطان پانچہزار سوار لیکر وہان پہونچا۔ اور اون کی قرار واقعی تنبیہ و تادیب کی۔ کچھہ روزون دلی مین آرام لیا۔ پھر کوہستان جود کو تاخت و تاراج کیا۔ گھوڑے اس کثرت سے ہاتھہ آئے۔ کہ چالیس ٹنکہ کو ایک گھوڑا ملنے لگا۔ اس کے تیسرے سال لاہور گیا۔ اور وہان کی حصار کو ازسرنو تعمیر کیا۔ کیونکہ یہہ حصار سلطان التمش کی اولاد کے عہد مین مغلون نے تباہ و برباد کردیا تھا۔ جب ان کاموں سے فراغت پائی تو اقطاع داران شمسی کا بندوبست کیا چنانچہ سلطان کی اس عاجلانہ توجہ اور فوری انتظام کے باعث پندرہ سولہ سال تک سلطنت مین امن رہا۔ کسی مفسد نے سر نہ اوٹھایا۔ اس کے بعد طغرل خان حاکم لکھنوتی نے (سلطان کے مرنے کی غلط افواہ پر) جمعیت کثیر کو جمع کرکے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ اور مغیث الدین اپنا لقب کیا۔ سلطان نے ۶۷۹ھ مطابق ۱۲۷۹ء مین اتیکین موے دراز کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مگر اتیکین نے شکست پائی۔ سلطان نے خفا ہوکر سپہ سالار کو دار پر کھینچا۔ اور دوسری فوج پھر روانہ کی۔ اتفاقاً اس فوج نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۸)

روبرو لائے گئے تو وہ سب کو لیلیا۔ مگر بلبن کو بوجہ بدصورتی کے لینے سے انکار کیا۔ بلبن نے کہا۔ یہہ غلام آپنے کسکے لئے خریدے ہین۔ بادشاہ نے سنکر کہا کہ اپنے لئے۔ بلبن نے جواب دیا کہ یہہ سب غلام تو آپ اپنے نفس کے لئے خریدے ہین اور مجھے آپ خدا کیلئے خرید لیجئے۔ اس بات پر سلطان نے اوسکو خرید لیا۔ چنانچہ یہی بدصورت بلبن رفتہ رفتہ ترقی کرکے بادشاہی کے درجہ پر پہونچا۔ گو سلطان التمش کے چالیس غلام ترکی بڑا جاہ و منصب رکھتے تھے۔ جو چہل گانی مشہور تھے اور خواجہ ناش لقب تھا۔ مگر آپس کی نااتفاقی کا سب کے سب شکار ہوگئے۔ اور بلبن بازی لیگیا۔ ۱۲ مولف۔

بھی ہزیمت اوٹھائی۔ آخر سلطان خود لشکر کثیر لیکر چلا۔ جب گنگا پار ہوا تو طغرل خان سلطان کی آمد سے مخوف ہوکر بھاگ گیا۔ مگر ملک محمد شیر انداز حاکم کوئل نے تعاقب کرکے طغرل کو قتل کیا۔ اور سلطان لکھنوتی پہونچ کر وہان کے سرداروں اور امیروں کو دار پر کھینچا۔ اون کے عورتوں اور بچونکو بھی قتل کیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے بغراخان کو وہان کا پادشاہ کرکے خطبہ اور سکہ اوسی کے نام کا جاری کرایا۔ اس کے بعد دلی آیا۔ اس اثنار مین سلطان کا چچا زاد بھائی شیر خان حاکم سرحد ہند نے انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ خود سلطان نے اوس کو زہر دلوا کر مارا۔ بہرحال جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو سلطان نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو قاآن الملک کا خطاب دیکر ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ہند کی سرحدون مین مغلون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کردیا۔ اور اپنا ملک اون کے قبضہ سے نکال لیا۔

جب ارغون خان بن آباق خان بن ہلاکو خان نے تخت ایران کو زینت دی تو تیمور خان (جو چنگیز خانی امرائے عظام سے تھا) حاکم ہرات و قندہار و بلخ و بدخشان وغیرہ نے اپنے عزیزون کا انتقام لینے کی غرض سے بیس ہزار سوار لیکر دیبال پور و لاہور کے درمیان تاخت و تاراج شروع کی۔ ذیحجہ ۶۸۳ھ مین محمد سلطان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر جرار کے ساتھہ اون کا مقابلہ کیا۔ کئی مغلون کے سردار قتل ہوئے۔ اور فرار پر کمر باندہی۔ محمد سلطان نے بہت دور تک اون کا تعاقب کیا۔ اور نماز ظہر ادا کرنے کے لئے ایک تالاب پر وضو کرکے پانچ سو آدمیون کے ساتھہ نماز پڑہنے لگا۔ اس نواح مین ایک مغل سردار دو ہزار سوار سے کمین مین بیٹھا ہوا تھا۔ اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور حملہ کیا۔ سلطان محمد نے بھی مقابلہ مین کوتاہی نہ کی۔ مگر مشیت ایزدی کا علاج نہین۔ ایک تیر ایسا لگا کہ سلطان محمد کی روح فوراً مفارقت کرگئی۔ اس لڑائی مین حضرت امیر خسرو بھی شہزادہ کے ہمراہ رکاب تھے۔ اسیر ہوئے۔ اور مشکل سے چند روز کے بعد رہائی پائی۔ جب سلطان کو شاہزادے کے شہید ہونیکی

خبر پہونچی تو بہت کچہہ غم والم کیا۔ اور خان شہید کے تمام اقطاع وجاگیر اور مارات شاہی اوسکے نوجوان بیٹے کیخسرو کو مرحمت کی۔ اور ملتان کو بھیجدیا۔ اس کے بعد اپنے چھوٹے بیٹے بغراخان کو لکھنوتی سے دلی بلایا۔ اور تاکید کی کہ اب تو میرے نزدیک سے دور مت ہو۔ چنانچہ بغراخان نے باپ کے حکم کی تعمیل کی مگر چند روز کے بعد بلا اجازت شکار کا بہانہ کرکے لکھنوتی چلا گیا۔ سلطان کو بغراخان کی اس حرکت سے سخت صدمہ ہوا جس سے بیمار ہوگیا۔ حالت بیماری مین اپنے وزیر کو بلا کر کہا۔ کہ بغراخان تو چلا گیا۔ اگر تخت خالی رہیگا تو جھگڑے پیدا ہونگے۔ پس مناسب یہ ہے کہ میرے بعد کیخسرو بن محمد سلطان کو بلا کر تخت نشین کیا جائے۔ اس وصیت کے تیسرے روز سلطان بعمر ۸۰ سال ۶۸۶ھ مین انتقال کیا۔ مگر وزیر نے وصیت کے خلاف بغراخان کے بیٹے کیقباد کو بادشاہ بنایا۔ اور کیخسرو کو ملتان ہی مین قایم رکہا۔ سلطان کی مدت سلطنت ۲۲ سال کئی ماہ ہے۔

اس بادشاہ نے ایام جوانی مین خوب رندی اور آزادی کی تہی۔ مگر جب بادشاہ ہوا تو توبہ کرلی۔ صوم وصلوٰۃ کا اس قدر پابند تھا۔ کہ اشراق وچاشت وتہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی۔ کبھی بیوضو نہین رہتا تہا۔ وعظ کی مجلسون مین اکثر جاتا تہا۔ بغیر موزہ وٹوپی کے اوس کو کسی خدمتگار نے نہین دیکھا۔ مجلس مین کبھی قہقہہ مار کر نہین ہنستا تہا۔ جب بادشاہ ہوا تو اول سپاہ کا انتظام کیا۔ اُس نے ایک دستور العمل بنایا تہا جس سے اراذل کو ملکی کام نہین ملتا تہا۔ اراذل سے ایسی نفرت تہی۔ کہ کبھی کسی رذیل سے گفتگو تک نہ کی۔ ہندوؤنکو معزز عہدہ کا ملنا موقوف کردیا تہا۔ دربار عام اس شان وشوکت سے ہوتا تہا۔ کہ بہت دور دور سے لوگ دیکہنے کو آتے تہے۔ اس بادشاہ کی اقبالمندی یہ بہی تہی۔ کہ اکثر ملکون کے بادشاہ وشاہزادے اور امرا مغلون سے تنگ ہوکر اس کے پاس رہتے تھے۔ چنانچہ پندرہ بادشاہ دیگر ممالک کے اُس کے دربار مین میہمان تھے۔ اور دہلی کے اکثر محلے اور بازار انہین بادشاہون اور شاہزادون کے نامون سے موسوم ہیں۔ سنجری۔ خوارزمی۔ ویلمی۔ علوی۔ اتابکی۔ غوری۔ چنگیزی۔ رومی۔ سنقری۔ مینی۔ مرغلی وغیرہ آباد

ہو گئے تھے۔ انصاف کی یہ حالت تھی کہ ملک فتیق بدایون کے صوبہ دار نے حالت مستی مین ایک فراش کو مار ڈالا۔ جب اوس کی بی بی سلطان کے پاس فریاد آئی تو سلطان نے ملک فتیق کو اس قدر روے لگوائے کہ وہ مر گیا۔ جب ہیبت خان صوبہ دار اودہ نے نشہ مین ایک شخص کا خون کیا۔ اور اوس کی عورت نالشی ہوئی تو سلطان نے صوبہ دار کو پانچسو دُرّے مار کر عورت کے حوالہ کیا۔ اور کہا کہ یہہ آج سے تیرا غلام ہے۔ سلطان نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو جو دس الفصیحتین کی تھین۔ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہین۔ مگر ہم یہان طوالت کے خیال سے درج کرنا مناسب نہین سمجھتے۔

سلطان معزالدین کیقباد بن ناصرالدین بغراخان بن سلطان غیاالدین بلبن

سنہ ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء مین کیقباد تخت پر بیٹھا۔ معزالدین لقب ہوا۔ اوس وقت بادشاہ کی عمر ۱۷ یا ۱۸ سال کی ہوگی۔ تعلیم و تربیت اچھی پائی تھی۔ لیکن جوانی کی بدولت عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ کیلوکھری مین ایک عیش خانہ بنایا۔ رات دن ناچ رنگ ہونے لگے۔ ملک نظام الدین برادر زادہ و داماد ملک الامرا فخرالدین کو دادبیگی کی خدمت عطا کی۔ مگر نظام الدین امور سلطنت مین ایسا حاوی ہوگیا کہ بادشاہ برائے نام رہگیا جب نظام الدین نے امور سلطنت مین اچھا دخل پیدا کر لیا تو بادشاہت کی سوجھی۔ اور امرائے دولت کے تباہ و برباد کرنے پر کمر باندھی۔ چنانچہ کیقباد کو پٹی پڑھا کر ملتان سے کیخسرو کو بلایا۔ اور راستہ مین زہر دیکر مار ڈالا اور نو مسلم مغلون کو قتل کر کے جمنا مین بہا دیا۔ ملک شادی امیر ملتان اور ملک توزکی حاکم برن کو بھی ٹھکانے لگایا۔ نظام الدین کی ان حرکات ناشایستہ پر اوس کا بوڑھا چچا ملک فخرالدین بہت کچھ فہمایش کیا۔ مگر نظام الدین کے سر مین تو سلطنت کا سودا سمایا ہوا تھا۔ وہ کب کسیکی بات خیال مین لانے والا تھا۔ جب کیقباد کے باپ معزالدین کو یہ حالت معلوم ہوئی تو اوس نے بیٹے کو بہت کچھ نصیحتین لکھین۔ مگر یہان کسی پر بھی عمل نہوا۔ آخر باپ نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور کیقباد نے بھی اس کو منظور کیا۔ اور یہ تجویز ٹھہری کہ باپ بیٹون کی ملاقات اودہ کے

مقام پر ہو۔ کیقباد نے تنہا جانے کا ارادہ کیا۔ مگر نظام الدین نے ایسا لگایا بجھایا۔ کہ کیقباد لشکر و جلوس شاہی کے ساتھہ روانہ ہوا۔ جب باپ نے یہ خبر سنی تو خود بھی لشکر کے ساتھہ چلا۔ گھاگرہ ندی کے ایک طرف باپ کا لشکر اور دوسرے طرف بیٹے کا لشکر اوترا۔ تین روز خاموشی مین گذرے۔ چوتھے روز باپ نے بیٹے کے آنکی آرزو کی۔ مگر نظام الدین نے عرض کیا۔ کہ آپ کا جانا واب بادشاہی کے خلاف ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ آپ تخت پر بیٹھین۔ اور باپ آکر ادب سے مجرا بجا لائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باپ نے جوش محبت مین یہ ذلت بھی گوارا کی۔ جب بغراخان دربار مین آیا تو چوبدار نے للکارہ روبرو جہان پناہ سلامت کی صدا لگائی۔ اور پکارا کہ لکھنوتی کے گنہگار کو امان امان امان۔

اس موقعہ پر باپ کو تین دفعہ زمین بوس ہونا پڑا۔ باپ نے محبت کے مارے سب کچھہ کیا۔ اور یہ ناخلف تخت پر بہت کیطرح بیٹھا دیکھا کیا۔ باپ ان حرکات ناشایستہ سے زار زار رونے لگا۔ اب تو بیٹے کو بھی تاب نہ رہی۔ دوڑکر قدمون پر گر پڑا۔ دونون گلے ملکر بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر باپ نے بیٹے کو تخت پر بٹھاکر خود دست بستہ کھڑا رہا۔ حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین باپ بیٹے کی ملاقات کا حال خوب لکھا ہے۔ غرض باپ نے بیٹے کو خلوت مین بہت کچھہ پند و نصایح کرکے نظام الدین کے اصلی منشا سے آگاہ کیا۔ اور چند روز کے بعد بنگالہ کو روانہ ہوا۔ ادہر کیقباد بھی دہلی کو چلا۔ جب دار السلطنت پر پہونچا تو پہلے نظام الدین کا کام زہر دیکر تمام کیا۔ اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک نغیرش خلجی (جو نائب سماند و میر جاندار تہا) کو بلاکر شایستہ خان کا خطاب دیا۔ اور عارض ممالک مقرر کیا۔ اقطاع برن بھی اوس کے حوالہ کئے۔ اور کثرت شراب سے بادشاہ لقوہ و فالج مین مبتلا ہوا۔ ہاتھہ پاؤن رہ گئے۔ امرائے دولت نے اوس کے بیٹے کیومرث کو (جو تین سال کا تہا) حرم سے باہر نکال کر تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ شمس الدین خطاب دیا۔ اب سلطنت مین دو فریق ہوگئے۔ ایک فرقہ خلجیون کا تہا۔ یہ سب ملک جلال الدین کے ہمراہ بہار پور مین آگئے۔ اور دوسرا فرقہ ترکون کا تہا۔ وہ کیومرث کو ساتھہ لیکر چبوترۂ ناصری کے میدان مین آئے۔

اور ملک خلجی کے بیٹے جو بڑے بڑے جوانمرد دلیر تھے۔ وہ پانچسو سوار لیکر شمس الدین کے لشکر مین گھس گئے اور اوس کو تخت سے اتار لیا۔ اور ترکون کے سردار ملک ایتمر کچن اور ملک ایتمر سرخہ مار ڈالے۔ اور اکثر امراء و ملوک نے جلال الدین فیروز خلجی سے بیعت کی۔ اور ترکون کے لڑکون نے جنکے باپ دادا کو کیقباد نے قتل کرایا تھا کیلوکھڑی پہونچکر کیقباد کا کام لات گھونسون سے تمام کردیا۔ اور لاش کو دریائے جمنا مین ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۱۷ محرم ۶۸۹ھ کا ہے۔ کیقباد کی مدت سلطنت تین سال کئی ماہ تھی۔ اور اس خاندان مین سلطان قطب الدین ایبک سے معز الدین کیقباد تک دس بادشاہ ہوے۔ اور شمس الدین کیومرث کو بھی اگر شمار کرلیا جائے تو گیارہ بادشاہ ہوتے ہین بہرحال اس خاندان غلامان مین دہلی کی سلطنت تقریباً ۶۶ سال رہی۔ اس کے بعد تو خاتمہ ہوگیا۔ اور خاندان خلجی نے عروج پکڑا۔

گل سوم

در خاندان شہریاران خلجیہ

سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بن لغرش خلجی

سلطان جلال الدین فیروز نے چند روز تو کیومرث[1] شاہ شمس الدین کی نیابت مین کام کیا۔ اور اسکے بعد

[1] تاریخ فرشتہ مین بحوالہ نظام الدین احمد بخشی یہ لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین کا نسل چنگیز خان کے داماد قلج خان سے ملتا ہے

اوس کم سن بچے کو قید کرکے قتل کر ڈالا۔ اور آپ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ء مین بمقام کیلوگڑھی تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس وقت سلطان کی عمر ستر برس کی تھی۔ چونکہ اکثر امرا قدیمی کی نظرون مین خلجی بیقدر تھے۔ اور ہر ایک اونکی اطاعت باعث ننگ و عار سمجھتا تھا۔ اس لئے سلطان نے دلی مین رہنا مناسب نہ سمجھا۔ اور کیلوگڑھی کی عمارتونکو (جو کیقباد کے زمانہ مین اوجھری تھین) پورا بنوایا۔ اور جمنا کے کنارے ایک باغ تیار کیا۔ امرا کو یہ حکم دیا کہ وہ شاہی محلات کے اطراف اپنے اپنے مکان تعمیر کرائین۔ گو امرا کو یہ امر پسند نہ تھا۔ مگر شاہی حکم کی تعمیل ضرور تھی۔ غرض اس بادشاہ کی توجہ سے پرانی دلی اجڑکر نئی دلی آباد ہوگئی۔

اس کے قبل تاج شاہی کا رنگ سرخ تھا۔ لیکن اس رحمدل بادشاہ نے اپنا تاج سفید بنوایا۔ اور اپنے اخلاق و احسان سے چند ہی روز مین امرا و دلی کو اپنا ثنا خوان بنالیا۔ اس کے بعد اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخانان اور منجھلے بیٹے کو ارکلی خان اور چھوٹے بیٹے کو قدر خان کے خطابات سرفراز کیا۔ اور اپنے بھائی کو یعرش خان کا خطاب اور عرض ممالک کا عہدہ تفویض کیا۔ اور اپنے دونون حقیقی بھتیجے علاء الدین کو امیر توزک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۴) واقعات یہ ہین کہ چنگیز خان کا داماد قالج خان اپنی بیوی سے مال کہتا تھا۔ جب چنگیز نے سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب کیا اور وہان سے اپنے وطن کو مراجعت کی تو قالج مع اپنی بیس ہزار خانوادون کے جدا ہوکر کوہستان غور و ہزجستان مین قیام کیا۔ جب چنگیز مرگیا تو اسکی اولاد نے قالج کی کچھ پروا نہ کی۔ جب سلاطین غور نے ہندوستان کو تسخیر کیا تو قالج کی اولاد نے ہندوستان آکر سلاطین و امرا کی ملازمت اختیار کی۔ چنانچہ جلال خلجی اور سلطان محمود خلجی مندوی دونون قالج کے پوتے ہین۔ قالج کی تحریف ہوکے خالج بنا۔ اور کثرت استعمال سے الف ساقط ہوکر خلج ہوگیا۔ صاحب تاریخ سلجوقیان یہ لکھتا ہے۔ کہ ترک ابن یافث بن نوح کے گیارہ بیٹون مین ایک کا نام خلج تھا۔ جسکی اولاد کو خلجی کہتے ہین۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ خلجی ایک تاتاری قوم ہے۔ جس کا ایک گروہ دریاے سیحون کی تخرج کے پاس دسوین صدی مین بستا تھا۔ ۱۲ مولفہ

۵ اس کمسن لڑکے کیومرث نے صرف تین مہینے کئی دن سلطنت کی۔ ۱۲ مولف۔ (یہ نوٹ صفحہ ۲۰۴ سے متعلق ہے)

اور الماس بیگ کو الغ بیگ کا خطاب اور آخور بیگی کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ ان کے علاوہ بہت سے امرا کو خطابات اور جاگیرین عنایت کین۔ جب ان امور سے فرصت پائی تو دہلی آکر اپنے دونون بھتیجے علاء الدین والماس بیگ کے ساتھہ اپنی دو بیٹیون کی شادی بہت دھوم دھام سے کی۔

سلطان کی تخت نشینی کے دوسرے سال ملک چھجو کشلی خان (جو بلبن کا عقیقی بھتیجا تھا) حاکم کٹیہر مانک پور نے امیر علی جاندار حاکم اودھ کی اعانت سے چتر شاہی سر پر رکھا۔ اور سلطان مغیث الدین کا لقب اختیار کیا۔ چند روز کے بعد لشکر کثیر جمع کرکے دہلی پر چڑھائی کی۔ ادہر سے سلطان جلال الدین خلجی بدایون کے حدود مین آیا۔ اور لڑائی چھڑی۔ ملک چھجو شکست فاش اوٹھا کر بھاگ گیا۔ مگر چند روز کے بعد ایک غلام نے ملک چھجو کو معہ دیگر امرا باغی کے گرفتار کرکے سلطان کے پاس بھیجا۔ چنانچہ یہ واقعہ حضرت امیر خسرو (جو سلطان کے مقرب تھے) نے اپنا چشمدید تاریخ فیروز شاہی کے مصنف سے یون بیان کیا ہے۔ کہ جب یہ امرا باغی اور ملک چھجو سلطان کے سامنے آئے تو ان کی حالت نہایت خراب اور مصیبت ناک تھی۔ سلطان نے دیکھا تو خوب چلا کر رویا۔ اور حکم دیا کہ مین نے ان تمامون کا قصور معاف کردیا۔ فوراً ان کو لیجاؤ۔ اور حمام کرکے نفیس کپڑے پہناؤ۔ جب اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور تمام باغی امرا سلطان کی عنایت سے اچھی حالت مین دربار آئے تو سلطان نے اون سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ تم نے جو مجھہ پر چڑھائی کی تھی وہ حق بجانب تھی۔ مگر خدا کی مرضی کچھہ اور تھی۔ اس مین کسیکو چارہ نہین ہے۔ سلطان کے اس منصفانہ کلام سے سب کے سب خجل و پشیمان ہوئے۔ اور گردنین جھکالین۔ اس کے بعد سلطان نے ملک چھجو کو محافہ مین بٹھا کر ملتان بھیجدیا۔ اور اوس کے عیش و آرام کا سامان مہیا کردینے کے لئے تاکید کردی۔ اور باقی امرا کو بھی خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔ اور اپنے بھتیجے علاء الدین خلجی کو کڑہ مانکپور کی حکومت عطا کی۔ اس موقع پر ملک احمد چپ (جو سلطان کا قدیمی رشتہ دار تھا) نے عرض کی کہ بادشاہت کا بڑا جز سیاست ہے۔ اگر اس طرح سرکشون کو معافی دیجائے گی تو سلطنت کا کام چلنا دشوار ہے۔ جسکا جواب سلطان نے یہ دیا۔ کہ مین کسی مسلمان کے خون سے

اس بڑھاپے مین ہاتھہ رنگنا نہین چاہتا۔ مجھے بادشاہی چھوڑنا آسان ہے مگر خدا کے غضب اوٹھانیکی طاقت نہین۔ کیا تونہین جانتا۔ یہ کل کی بات ہے۔ کہ مین اور میرا بھائی سلطان بلبن کے نوکر تھے۔ اوسکا احسان ہماری گردن پر ہے۔ اور یہ باغی امراد ہ ہین۔ کہ سلطان بلبن کے عہد مین ہم دونون بھائیون کو آرزو ہتی تھی۔ کہ یہ لوگ ہمارے سلام کے جواب مین علیک کہین۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھکو بادشاہی کے درجہ پر پہنچایا ہے تو اوس کا یہ معنی نہین ہے۔ کہ مین سلطان بلبن کے اعوان وانصار وامرا کا خون کرون"۔ آخر سلطان کی اس رحمدلی سے اکثر اطلاع مین بغاوتین پھیلین۔ مگر بہت جلد رفع ہی ہوگئین۔ اس اثنا مین ایک درویش سید مولانا نام جرجان سے شیخ فریدالدین شکر گنج کی زیارت کے لئے ہندوستان آیا۔ اور چند روز اجودہن مین شیخ کی خدمت کرکے دہلی آیا۔ اور یہان ایک عظیم الشان خانقاہ بنائی۔ جسمین فقرا مساکین اور مسافرون کو دو وقت کھانا دیا جاتا تھا۔ درویش کی یہ عادت تھی۔ کہ خود جانوں کی روٹی کھاتا اور ایک چادر اوڑھتا۔ خانقاہ کے خرچ کی یہ صورت تھی کہ روز ہزار من سیدہ پانچسو من گوشت۔ تین سو من شکر تری دو سو من نبات۔ سو من گھی۔ مطبخ مین صرف ہوتا۔ بظاہر درویش کو کوئی آمدنی نہ تھی۔ لوگو کا خیال تھا کہ اوسکو کیمیا بنانی آتی ہے۔ ایک اور بات اس سے زیادہ حیرت خیز تھی۔ کہ جب کوئی چیز مول لیتا یا کسیکو دینا چاہتا تو اوس سے یہ کہتا کہ اوس بوریہ یا پتھر کے نیچے جس قدر روپیہ یا اشرفی ہے لے لو۔ چنانچہ بوریہ یا پتھر اوٹھانے پر اوسیقدر روپیہ یا اشرفی موجود ہوتے۔ درویش کے اس تصرف سے غربا و مساکین کے علاوہ امرا دربار کی بھی آمد ہونے لگی۔ بلکہ سلطان کا بڑا بیٹا خانخانان درویش کا ایسا معتقد ہوا۔ کہ درویش نے اسکو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا۔ ان آنے جانے والون مین قاضی جلال الدین کاشانی بڑے فتنہ انگیز تھے۔ چنانچہ قاضی نے درویش کو سلطنت کی طمع دلائی۔ اور دس ہزار آدمیون کو پوشیدہ طور پر بیعت بھی کرائی۔ درویش اپنی سادگی سے قاضی کے دام مین آگیا۔ اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ جمعہ کے روز بوقت سواری سلطان کا کام تمام کیا جائے۔ مگر اتفاقاً یہ راز طشت از بام ہوگیا۔ اور سلطان خفیہ بھیس بدل کر وہان گیا۔

اور صورت واقعہ کو پالیا۔ اس کے بعد سب کو بلا کر دریافت کیا۔ لیکن ہر ایک نے کانون پر ہاتھہ رکھا اور لاعلمی ظاہر کی۔ چونکہ سلطان خود اپنی آنکھون سے صورت واقعہ کو دیکھا تہا۔ اس لئے حکم دیا۔ کہ شہر کے باہر خوب آگ روشن کیجائے۔ جب آگ روشن ہوئی تو درویش کو حکم دیا۔ کہ معہ رفقا اس آگ مین کود ین۔ اور اپنی صداقت کا ثبوت دین۔ علما نے عرض کیا۔ کہ اسلام مین درب جایز نہین۔ آگ کا کام جلانا ہے۔ اس مین جہوٹے اور سچے دونون برابر ہین۔ آخر علما کی سفارش پر یہ کارروائی موقوف رہی مگر سلطان نے سب کو جلاوطن کیا۔ اور سید مولا کو بالاخانہ کے نیچے کہڑا کر کے بہت کچہہ سخت وسست کہا۔ ایک حیدری فقیر بادشاہ کے اس غصہ پر اوس کو استرہ سے زخمی کر ڈالا۔ اور سلطان کا منجھلا بیٹا ارکلی خان مست ہاتھی کو پیل کر درویش کا کام تمام کر دیا۔ مگر اس سید مظلوم کا خون وہ رنگ لایا۔ کہ ۶۹ء مین ایسا قحط پڑا کہ ایک چیتل کو ایک سیر اناج فروخت ہوا۔ سوا لک مین ایسی گرانی ہوئی کہ اکثر لوگ بھوک کی تاب نہ لاکر جمنا مین ڈوب ڈوب کر مر گئے۔ اسی سال بادشاہ کا بڑا بیٹا اختیار الدین خانخانان بیمار ہو کر مر گیا۔ ۱۲۹۱ھ ۱۲۹۲ھ مین عبداللہ نبیرہ ہلاکو خان نے دس پندرہ من دنی تمن دس ہزار سوار ہوتے ہین) مغلون کے ساتہہ لیکر ہندوستان پر چڑہائی کی۔ سلطان بہی لشکر کثیر لیکر دہلی سے نکلا۔ ہر رام پر لڑائی ہوئی۔ مغلون نے شکست پائی۔ اور صلح کی نوبت آئی۔ سلطان نے عبداللہ کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس کے بعد عبداللہ واپس چلا گیا۔ مگر الغو خان نبیرہ چنگیز خان کئی ہزار مغلون کے ساتہہ سلطان کے ہمراہ دہلی آیا۔ اور مسلمان ہوا۔ سلطان نے الغو کو اپنی داماد ی سے مشرف کیا۔ اسی سال سلطان نے مندور و جہان کے قلعہ جات فتح کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی۔ اور سلطان کے بہتیجے علاء الدین نے بہیلسہ کے حملہ کی اجازت چاہی۔ جب سلطان نے اجازت دی تو اوس نے بہیلسہ پر لشکر کشی کر کے قبضہ کیا۔ اور بہت کچہہ غنیمت ہمراہ لیکر دہلی آیا۔ سلطان نے اس کارنمایان کے صلہ مین علاء الدین کو اودہ کی بہی حکومت عطا کی۔ کہتے ہین کہ علاء الدین کی بیوی بہت تیز مزاج تہی۔ اس کے باعث اوسکی زندگی تلخ رہتی تہی۔

اور بھیلسہ کے مقام پر علاء الدین کو معلوم ہوا تھا کہ دکن مین قلعہ دولت گڈہ خزانہ اور جواہرات سے معمور ہے چونکہ علاء الدین کو ایک تو دیوی سے دوری اختیار کرنی اور دوسرا قلعہ دولت گڈہ کے خزانون کی طمع دامنگیر تہی۔ اس لئے اوس نے بلا استمزاج سلطان کے محض اقطاع چندیری کے انتظام کی اجازت لیکر پانچ چھہ ہزار سوار کی جمعیت سے دکن کا رخ کیا۔ اور کڑہ مین علاء الملک کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا۔ اور بطور یلغار دو دو تین تین دن کے سفر کو ایک ایک دن طے کرتا ہوا دیوگیر پہونچا۔ وہان کا راجہ رام دیو اس ناگہانی بلا سے بہت گھبرایا۔ کیونکہ اوس وقت اوسکا لشکر اوس کے بیٹے کے ساتھہ کہین دور گیا ہوا تہا آخر ہمت کرکے دو چار ہزار آدمیون سے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پائی۔ علاء الدین وہان کے مہاجنون اور برہمنون کو خوب لوٹا رام دیو کے طویلہ سے (۱۰۰۰) گھوڑے (۴۰) زنجیر فیل لیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کرکے یہ مشہور کیا۔ کہ فلان راہ سے ۲۰ ہزار مسلمانون کا لشکر آتا ہے۔ راجہ نے خوف کے مارے پچاس من سونا اور کئی من موتی اور اقمشۂ نفیسہ دیکر صلح کرلی۔ جب یہ خبر رام دیو کے بیٹے کو معلوم ہوئی تو وہ فوراً علاء الدین کے سر پر پہونچا۔ اور اون اشیاء کی واپسی چاہی۔ علاء الدین ڈرنے والا آسامی نہ تہا۔ اوسی تہوڑے سے لشکر کو لیکر ایسا مقابلہ کیا کہ ہندؤن کے چھکے چھوڑا دئے۔ آخر رام دیو کے بیٹے نے بہی شکست پائی۔ اور اس تکبر و سرکشی کے عوض مین بقول تاریخ فرشتہ علاوہ سابقہ تحائف کے ۶۰۰ من سونا۔ ۷ من موتی۔ ۲ من جواہر ہزار من چاندی۔ ۴ ہزار جامۂ ابریشمی وغیرہ پیشکش کرکے صلح کرنی پڑی۔ اور ایلچپور معہ توابع و مضافات کا محاصل سالانہ کڑہ مانک پور کو بہیجنے کا وعدہ کیا گیا۔ اب علاء الدین نے ان سب غنایم کو لیکر قیدیون کو رہائی دی۔ اور پچیسوین دن محاصرہ اوٹہا کر کڑہ کو روانہ ہوگیا۔ ۱۲۹۵ء مین جب سلطان جلال الدین شکار کھیلنے کو الیار گیا تو علاء الدین کی اس پوشیدہ کارروائی کا واقعہ طشت از بام ہوگیا۔ اس خبر کے سننے سے سلطان کو بہت مسرت ہوئی۔ اس عرصہ مین علاء الدین کی عرضداشت بہی پہونچی جس مین بلا اجازت جانیکی معافی چاہی گئی تہی۔ اور یہ بہی لکہا تہا۔ کہ جسقدر مال و دولت غنیمت مین ملی ہے وہ سب حضور کی نذر ہے

لیکن ارکان دولت جو زمانہ دیدہ اور سرد و گرم روزگار چشیدہ تھے علاء الدین کے مکر و فریب سے آگاہ تھے۔ اس لئے سلطان کی خیر منا رہے تھے۔ واقعی ادہر ایسا ہی نقشہ تہا۔ کہ علاء الدین لکھنوتی جانے کی تیاری کر رہا تہا۔ اور ظفر خان کے ذریعہ دریائے گہاگرہ سے پار ہونے کے لئے کشتیون کا بہی انتظام ہو چکا تہا۔ ادہر علاء الدین کا بہائی الماس بیگ جو بادشاہ کے پاس تہا۔ وہ اپنے بہائی کے طرف سے امید دلا رہا تہا۔ اور سلطان کے سر پر قضا کہیل رہی تہی۔ آخر سلطان نے کڑہ جانیکا ارادہ کیا۔ احمد چپ کو معہ لشکر خشکی کی راہ سے روانہ کر کے خود چند ہوا خواہون کے ساتہہ گنگا پار ہوا۔ جب کشتی مقام مذکور پر پہونچی تو علاء الدین نے حاضر ہو کر قدم چوما۔ سلطان نے محبت سے دہلکے طمانچے لگائے۔ اور کشتی مین کہینچا۔ اتنے مین علاء الدین کے اشارہ پر جو اول ہی سے انتظام ہو چکا تہا۔ محمود بن سالم سامانی نے سلطان پر تلوار کا وار کیا۔ مگر یہہ تلوار کاری نہ لگی۔ اس لئے دوسرا ہاتہہ چلایا۔ سلطان زخم کہا کر پانی کے طرف دوڑا۔ اور کہا کہ اے بدبخت علاء الدین یہہ کیا کیا۔ اختیار الدین نے پیچہے سے اس جلیل القدر سلطان کو زمین پر گرا کر سر کو تن سے جدا کیا۔ سلطان روزہ سے تہا۔ اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری تہا۔ یہ حادثہ افطار کے وقت ۱۷ رمضان ۶۹۵ھ ۹ جولائی ۱۲۹۵ء کو واقع ہوا۔ بعد ازان بادشاہ کے ہمراہ جو کشتی مین سوار تہے قتل کئے گئے لیکن ان نمکحرامون کا انجام بہی اچہا نہ ہوا۔ چنانچہ محمود بن سالم جذام مین مبتلا ہوا۔ اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا۔ غرض جس قدر لوگ کہ سلطان کے شہید کرنے مین شریک تہے۔ وہ تین چار برس کے عرصہ مین فنا ہو گئے۔ خود علاء الدین کا خاندان بہی تباہ ہوا۔ اوسی کے پروردون نے اوس کے بیٹون کو اندہا اور اوس کی لڑکیون کو ہندؤن کے حوالہ کیا۔ بہرحال سید مولا کے قتل نے جلال الدین کی وہ گت بنائی۔ اور جلال الدین کے قتل نے علاء الدین پر یہ آفت ڈہائی۔

سلطان جلال الدین کے شہید ہونے کی خبر جب ملک احمد چپ کو پہونچی تو وہ لشکر لیکر دہلی واپس آیا۔ اور سلطان کے چہوٹے بیٹے قدر خان کو رکن الدین ابراہیم شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹہایا۔ جب یہہ

کیفیت سلطان کے بڑے بیٹے ارکلی خان کو معلوم ہوئی تو وہ بہت مغموم ہوا۔ اور ملتان ہی مین رہا۔

سلطان علاء الدین الملقب بہ سکندر ثانی

۲۲ ذی حجہ ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء مین سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے بھائی الماس بیگ کو الغ خان اپنے سالے سنجر کو الپ خان۔ اور ملک نصرت جلیسری کو نصرت خان۔ اور ملک ہزبر الدین کو ظفر خان کے خطابات عطا کیا۔ اور تمام دوستون کو بڑے بڑے عہدے دیکر امیر کر دیا۔ اس کے بعد عین برسات مین دہلی کو روانہ ہوا۔ ہر منزل پر جہان اُترتا۔ پانچ من سونے کے ستارے منجنیق مین رکھکر اوڑاتا۔ جس سے تمام قصبات و دیہات مین شہرت ہوگئی۔ کہ علاء الدین سونے کا مینھ برساتا ہے۔ اور بجیاب لوگ کر کہتا ہے چنانچہ جب وہ بدایون مین پہونچا تو ۵۶ ہزار سوار ۶۰ ہزار پیادے جمع ہوگئے۔ برن کے مقام پر امرا جلالی بھی ایک ایک کرکے آملے۔ جنکو علاء الدین نے بیس بیس تیس تیس پچاس پچاس من سونا دیکر خوش کیا۔ اور تمام لشکر مین ہر ایک سپاہی کو تین تین سو ٹنکہ انعام دیا گیا۔ جب ملکہ جہان کو علاء الدین کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے ارکلی خان کو لکھا۔ کہ سب امرا و ملوک علاء الدین سے ملگئے ہین۔ تیرا چھوٹا بھائی کمسن و ناتجربہ کار ہے۔ مین عورت ناقص العقل ہون۔ اور مین نے تیرے ہوتے ہوے جو اوس کو تخت پر بٹھایا۔ خطا کی۔ اب خطا معاف دیگر ملک پدر گیر پر عمل کر۔ مگر ارکلی خان نے جواب دیا کہ اب میرے سے کچھ نہین ہوسکتا۔ جب ملکہ جہان کو بڑے بیٹے کیطرف سے یہ جواب صاف ملا تو رکن الدین رات ہی کو کچھ روپیہ خزانہ سے لیکر معہ اپنی ماں اور اہل حرم کے ملتان روانہ ہوا۔ اور ملک احمد چپ وغیرہ بھی چلتے بنے۔ صبح کو علاء الدین بلا کسی کشت و خون کے ۶۹۶ھ مین تخت دہلی پر رونق افروز ہوا۔ اور کوشک لال کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ دوسرے روز لشکر کو چھ ماہ کی تنخواہ انعام دی۔ اس کے بعد الغ خان و ظفر خان کو چالیس ہزار سوار دیکر ملتان بھیجا۔ وہ چھ مہینے تک ملتان کا محاصرہ رہا۔ آخر ارکلی خان

قدر خان شیخ رکن الدین کے ذریعہ عہد و پیمان کرکے الغ خان کی ملاقات کو گئے۔ اور الغ خان اون کو لیکر دہلی روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین ملک نصرت خان نے الغ خان اور ملک احمد چپ کی آنکھون مین میل کچھوائی۔ سارا مال چھین لیا۔ اور بیوی بچون کو جدا کرکے مظلوم شاہزادون کو قلعہ ہانسی مین قید کیا۔ ارکلیخان کے دو بیٹون کو مار ڈالا۔ ملک احمد چپ اور ملکہ جہان کو دہلی مین نظر بند کیا۔ اوسی سال دو افغان حاکم ماوراء النہر نے ایک لاکھ مغل سے ہندوستان پر حملہ کیا۔ الغ خان اور ظفر خان نے جالندہر مین مقابلہ کرکے شکست دی۔ بارہ ہزار مغل مارے گئے۔ اس فتح کے بعد سلطان علاء الدین نے الغ خان کے اتفاق سے اون نمکحرام امراء کو جو اولاد جلالی سے بیوفائی کرکے علاء الدین سے ملے تھے۔ گرفتار کرکے قتل و قید کیا۔ اور اون کا مال تقریبًا ایک کروڑ روپیہ کا خزانہ مین داخل ہوا۔

۶۹۷ھ مین الغ خان اور ملک نصرت نے گجرات پر چڑھائی کی۔ اور اوس کو تاخت و تاراج کرکے فتح کیا۔ گجرات کا راجہ کرن رائے بھاگ کر رام دیو والی دیوگڈہ کے پاس چلا گیا۔ اُس کی رانیان اور لڑکیان خزانہ۔ ہاتھی وغیرہ امراء شاہی کے ہاتھ آئے۔ ان مین سب سے حسین کنولا دیوی (کولا دیبی) تھی۔ اس کے بعد مسلمانون نے سومنات کے مندر کو اکھیڑ کر دہلی بھیجدیا۔ پھر ملک نصرت کھمبات گیا۔ وہان سے بھی بہت کچھ غنیمت حاصل کی۔ وہان سے واپس ہوکر جب جالور پہونچا تو خمس غنائم پر جھگڑا ہوا۔ نو مسلم مغل سردار بگڑ بیٹھے۔ اور ملک نصرت کے بھائی اعز الدین کو مار ڈالا۔ الغ خان کا بھانجا بھی قتل ہوا۔ آخر ملک نصرت نے اونکو متفرق کیا۔ اور فتح و نصرت کے ساتھ دہلی آیا۔ سلطان نے کنولا دیبی کو مسلمان کرکے عقد کیا۔ اور ظفر خان نے قلعہ سیستان کو فتح کرکے سترہ سو مغل قید کرکے دلی بھیجا۔ اس فتح سے ظفر خان کا نام ہندوستان مین سکندر ثانی ہوگیا جس سے علاء الدین کو بھی حسد ہوا۔ اور اوس کے خرابی کی فکر مین لگا۔ اس اثنار مین قتلق خان خواجہ پسر دو اخان دولا کہہ سوار سے ہندوستان آیا۔ سلطان علاء الدین نے علاء الملک کو تمام خزانہ وغیرہ سپرد کرکے کیلی کے مقام پر مغلون کا مقابلہ کیا۔ اس

موقع پر ظفرخان (جو فوج میمنہ کا سردار تہا) اٹہارہ کوس تک مغلون کو قتل کرتا ہوا چلا گیا۔ اور الغ خان (جو فوج میسرہ کا سردار تہا۔) اوسکی کمک کو نہ جانے سے ایک مغل سردار طرغی خان نے ظفرخان کو گہیر کر قتل کر ڈالا۔ آخر مغل اپنی ولایت کو چلے گئے۔ اور سلطان کو مغلوں کی شکست اور ظفرخان کے قتل سے دوہری فتح ہوئی۔ جب مصالح ملکی علاءالدین کے حسب مراد برآئے۔ اور خزانے روز بروز معمور ہوے تو نشہ کی حالت مین اوس نے ارکان دولت سے یہ کہنے لگا۔ کہ اب مجھے دو مہمین درپیش ہین۔ ایک تو حضرت رسول اللہ صلعم نے چار یارون کی اعانت سے جو شریعت پیدا کی تہی۔ مین بہی الغ خان ظفرخان نصرت خان۔ الپ خان کی امداد سے کوئی نیا مذہب نکالون۔ دوسرا کسی معتمد کو دہلی سپرد کرکے خود سکندر رومی کیطرح اقلیم کشائی کرون۔ سلطان کی اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ اور خوب حاشیے چڑہائے۔ مگر علاءالملک کوتوال دہلی نے ایسی نصیحت کی کہ پہر سلطان ایسے بیہودہ خیالات کو بالکل چہوڑ دیا۔

سنہ ۶۹۹ھ مین سلطان نے الغ خان کو قلعہ رنتہنبور بہیجا۔ پہر ان دونون نے قلعہ مہابن کو لیا۔ پہر رنتہنبور کا محاصرہ کیا۔ وہان کے راجہ ہمیر دیو نے ایسا سخت حملہ کیا۔ کہ نصرت خان مارا گیا۔ اور الغ خان کو محاصرہ چہوڑ کر جہابن آنا پڑا۔ جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو غصہ مین لشکر کثیر لیکر خود نکلا۔ اور تلپت مین مقام کیا۔ یہان ایک روز گہوڑے پر سوار ہوکر شکار کو نکلا۔ اتفاقاً رات ہوگئی۔ لشکر مین نہ آسکا۔ اور وہین شب باش ہوا۔ صبح کو ایک ٹیلہ پر بیٹہا ہوا فرغہ کا شکار دیکہہ رہا تہا۔ کہ سلطان کا بہتیجا سلیمان المخاطب اکت خان (جو وکیل ورتہا) نے چچا کے مارنے کے لئے سو نو مسلم مغل سوار کے ساتہہ شیر شیر کہکر تیر برسانا شروع کیا۔ غلامون نے سینہ سپر ہوکر سلطان کو پشت پر لے لیا۔ اور اکثر آدمیون نے سلطان پر سپر ین ڈالدین۔ اب سلیمان گہوڑے سے اُتر کر بادشاہ کا سر قلم کرنا چاہا۔ غلامون نے واویلا مچایا۔ کہ بادشاہ مارا گیا۔ اس احمق نے اوسکو سچ جانا۔ اور خوشی خوشی بارگاہ مین آکر تخت پر جلوس کیا۔ اور لوگون سے کہا۔ کہ مین نے سلطان کو مار ڈالا ہے۔ لشکر مین مبارک سلامت ہونے لگی۔ جب یہ احمق حرم سرا مین

جانا چاہا تو ملک دینار نے مقابلہ کیا۔ اور کہا کہ جبتک بادشاہ کا سر نہ بتلاؤ گے۔ حرم سرا میں جانے نہ دونگا وہان علاء الدین جو تیرون کے زخمون سے بیہوش پڑا تھا۔ ہوش مین آیا۔ اور زخمون کو باندھکر لشکرگاہ کو چلا۔ سلطان جب لشکر مین پہونچا تو اکت خان افغان پور بہاگ گیا۔ مگر سلطان کے حکم سے گرفتار ہوکر قتل ہوا۔ بادشاہ نے اوس کے بھائی قتلغ خان کو بھی سمہ سراہیون کے مار ڈالا۔ اسکے بعد رنتھبور پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ سلطان کے بہانجے امیر عمر اور منگو خان (جو حاکم اودھ و بدایون تھے) نے بغاوت کی ہے۔ سلطان نے اس بغاوت کو اہم نہ جانا۔ اور دہلی کے امراء کو اون کی سرکوبی کے لئے لکھا۔ چنانچہ وہ دونون گرفتار ہوکر قتل کئے گئے۔ انہین ایام مین ملک معزالدین کوتوال قدیم کا غلام زادہ حاجی مولا شہر کے اوباشون کو جمع کرکے بایزید کوتوال کو مار ڈالا۔ کوشک لال اور شہر پر قبضہ کیا۔ قیدیونکو چھوڑ دیا۔ اور خزانہ و سلح خانہ قیدیون مین تقسیم کرکے اونکو ساتھہ لیا۔ اور شہزادہ علوی کو (جو سلطان التمش کی اولاد مین تھا) تخت پر بٹھا دیا۔ زبردستی لوگون سے بیعت کرائی۔ لیکن ایک ہفتہ کے اندر ملک حمیدالدین نے امروہہ و بدایون سے آکر حاجی مولا اور علوی کو قتل کیا۔ ادھر سلطان اکیسال کے بعد سنہ ۷۰۷ھ مین قلعہ رنتھبور کو فتح کیا۔ اور الغ خان کو وہان چھوڑ کر دلی آیا۔ مگر پانچ چھہ ماہ کے بعد الغ خان بیمار ہوکر دہلی آرہا تھا۔ کہ راستہ مین وفات پائی۔ سلطان نے اپنے مشیرونکو جمع کرکے کہا کہ اس سال متواتر چار بغاوتین ہوچکی ہین۔ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے۔ کہ آیندہ بغاوت وسازش نہونے پائے۔ چنانچہ مشیرون نے بغاوت کے اسباب کی تدبیرین نکالین۔ سلطان نے رعایا کیلئے قوانین وضوابط مقرر کئے۔ اور خود شراب خواری سے توبہ کی۔ عیش خانون کو طلاق دیدیا۔ اور تمام مایحتاج اشیاء اور غلہ کی ارزانی کا معقول بندوبست کیا۔ الغرض اس انتظام واہتمام سے بغاوتونکا سدباب ہوا۔ اور رعایا فارغ البال ہوئی۔ اس اثنا مین مغلون کے دوسردار ترتاک و علی بیگ نے ۴ ہزار سوار سے امروہہ پر چڑہائی کی۔ سلطان نے ملک تغلق کو امروہہ بھیجا۔ لشکر اسلام نے فتح پائی

اکثر مغل اسیر ہوے۔ اور علی بیگ و ترتاک کو ایک ہندو نے زندہ گرفتار کیا۔ سلطان نے کل مغلونکو مہاوتون کے سرو ارون کے قتل کرڈالا۔ پھر علی بیگ و ترتاک کے انتقام کے لئے دو اخان کا امیر بزرگ کنک بہت سا لشکر لیکر سوالک آیا۔ ادھر سے ملک تغلق نے مقابلہ کیا۔ اور ہزیمت دی۔ کنک ہی گرفتار ہوگیا۔ سلطان نے کوشک ہزارستون کے سامنے تمام مغلون کو ہاتھیون کے پاؤن کے نیچے کچلوا دیا۔ اور بدایون دروازے کے برج مین بجائے پتھرون کے مغلون کے سر لگوائے۔ اسکے بعد اقبال مند مغل نے لشکر گران لیکر ہندوستان پر چڑھائی کی۔ اور غازی ملک تغلق نے مقابلہ کرکے اکثر کو قتل اور باقی کو اسیر کیا۔ جو ہاتھیون کے نیچے کچلوائے گئے۔ بہرحال کوئی مغل زندہ نہ بچا۔ پھر تو مغلون کے دل مین ایسا رعب چھایا۔ کہ ہندوستان کا نام خواب مین بھی نہ لیا۔ سلطان تغلق شاہ (جو اوس زمانہ مین غازی ملک کہلاتا تھا) حاکم دیپال پور و لاہور کا خراسان و ہندوستان مین بڑا شہرہ ہوا۔ چنانچہ ملک قطب الدین کے عہد تک اوس نے مغلونکو ادھر رخ بھی کرنے نہ دیا۔

۷۱۳ھ مین سلطان نے چتوڑگڈھ کا محاصرہ کرکے چھ مہینے کے بعد فتح کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے خضرخان کو دیکر خضرآباد نام رکھا۔ وہان کا راجہ تو قید ہوگیا۔ گراہل وعیال کو صحرا نوردی نصیب ہوئی۔ اس اثنا مین کسی نے سلطان سے کہا۔ کہ راجہ کی رانی پدمنی نام نہایت خوبصورت ہے اس کے سنتے ہی سلطان پدمنی کا مشتاق ہوگیا۔ اور راجہ کو اوس کے طلب کرنے پر مجبور کیا۔ آخر راجہ نے اپنے عیال کو طلب کیا۔ چونکہ راجہ کی بیٹی بہت عقلمند تھی۔ اوس نے اپنے قدیم ملازمون کو بلاکر نشیب و فراز جتلائی۔ اور سات ڈولیون مین ملازمون کو مسلح بٹھاکر روانہ ہوئی۔ اور مشہور کیا کہ یہ تمام ڈولیان رانی پدمنی کے سہیلیون کی ہین۔ غرض یہ ڈولیان رات کے وقت دلی مین داخل ہوئین۔ وہان عورتون کے خیال سے پہرہ کا سخت بندوبست کیا گیا تھا۔ جس سے باہر کے لوگون پر یہ بھید بالکل نہ کھلا۔ جب ان راجپوتون نے راجہ کو رہائی دیکر گھوڑے پر سوار کیا اور

باہر نکلے تو عام طور پر کہل پل مچ گئی۔ طرفین سے خوب مقابلہ ہوا۔ بہت سے راجپوت مارے گئے۔ مگر راجہ ملوہ نکل گیا۔ سلطان کو تو پدمنی کی لو لگی ہوئی تہی۔ اوسیوقت قلعہ چتور پہونچا۔ اور راجہ سے پھر قلعہ لے لیا۔ لیکن مطلب بر نہ آیا۔ کیونکہ اس ہنگامۂ محشر خیز میں پدمنی عصمت کی حفاظت کے لئے چتا بنواکر مع خاندان کے جلکر بہم ہوگئی۔ جب سلطان قلعہ لیکر پدمنی کے محل پر پہونچا تو ایک راکھہ کے ڈہیر کے اطراف چند عورتون کو روتے دیکھا۔ جنہون نے سلطان کو دیکھکر ایک مٹھی راکھہ اوڑائی۔ اور کہا۔ کہ یہ پدمنی ہے۔ سلطان کو اس واقعہ سے سخت ملال ہوا۔ اور بے نیل و مرام دارالخلافہ کو واپس آیا۔ انہین ایام مین معلوم ہوا۔ کہ رام دیو والی دیوگڈہ نے تین سال سے خراج نہین بہیجا ہے۔ سلطان نے ملک کافور کو دکن روانہ کیا۔ اور الغ خان حاکم گجرات اور یمین الملک ملتانی حاکم ملوہ کو بہی لکہہ بہیجا۔ کہ اس مہم مین ملک کافور کی امداد کرین۔ جب ملک کافور دیوگڈہ پہونچا۔ تو رام دیو اپنے بیٹے سنکل دیو کو قلعہ مین چہوڑ کر بہت سے تحفہ و تحائف کے ساتہہ ملک کافور کے پاس آیا۔ اور پچہلے تقصیرات کی معافی چاہی۔ اور بہت سا نذرانہ لیکر دہلی آیا۔ بادشاہ نے ایک لاکہہ ٹنکہ و چتر اور رائے رایان کا خطاب دیکر رخصت کیا۔

یہ واقعہ بہی یہان درج کرنے کے لائق ہے۔ کہ جب کملا دیوی کو معلوم ہوا کہ ملک کافور دیوگڈہ گیا ہے تو اوس نے سلطان سے عرض کی کہ جب مین راجہ کرن کے گہر مین تہی تو پروردگار عالم نے مجہے دو لڑکیان عطا کی تہین بڑی تو اوسی زمانہ مین مر گئی۔ مگر چہوٹی دیول دیبی موجود ہے۔ اگر کسیطرح وہ آجائے تو میری تمنا بر آئے۔ سلطان نے ملک کافور کے نام فرمان لکہا۔ کہ راجہ کرن۔ دکن کے نواح مین رہتا ہے۔ اوس سے جسطرح بنے۔ دیول دیبی حاصل کرکے یہان بہیجدیجائے۔ چنانچہ ملک کافور نے راجہ کرن سے دیول دیبی کو لیکر بحفاظت تمام دہلی روانہ کیا۔ اوس وقت دیول دیبی کی عمر آٹہہ سال کی تہی۔ جب وہ یہان آئی تو مان بہت خوش ہوئی۔ اور سلطان کا بڑا بیٹا خضر خان اسکا عاشق زار ہوگیا۔ مگر خضر خان کی مان نے یہ خبر سنکر فوراً اپنے بہائی الپ خان کی بیٹی سے خضر خان کی شادی کردی۔ جس سے خضر خان کو بہت رنج ہوا۔

آخر چند روز کے بعد حضرت سلطان نظام الدین اولیاء کی توجہ سے خضر خان کی شادی دیول دیبی سے ہی ہوگئی۔ کہتے ہین کہ اس نیکبخت بی بی نے ہر ایک مصیبت مین اپنے خاوند خضر خان کا ساتھ دیا۔ بلکہ جب خضر خان گوالیار مین قتل ہوا تو دیول دیبی کے دونون ہاتھ اپنے خاوند کے گلے مین پڑے ہوے زخمی ہوے اور وہین قتل ہوکر خاوند کے ساتھ دفن ہوئی۔ اس واقعہ کے تفصیلی حالات آیندہ حسب موقع بیان کئے جائین گے۔ بعض مورخون کا قول ہے۔ کہ دیول دیبی خضر خان کے قتل کے بعد زندہ رہی۔ اور اوس کی دو شادیان ہوئین۔ ایک، تو خاوند کے قاتل سے۔ دوسری سلطنت کے غاصب خسرو خان سے۔ الغرض جب ملک کافور دکن مین پہنچا تو سلطان نے راجہ رسل دیو سے قلعہ سیوانہ لیا۔ اور قلعہ جالور کانیر دیو سے فتح کیا۔ یہان ایک نادر واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ جب قلعہ جالور فتح ہوا تو کانیر دیو سلطان کی خدمت مین رہنے لگا۔ ایک دن سلطان نے کہا کہ ہندوستان مین کوئی ایسا زمیندار نہین ہے جو میرے لشکر کا مقابلہ کرے۔ کانیر دیو نے جہالت سے کہا کہ مین سلطان سے مقابلہ کرکے کامیاب نہون تو گردن مار دیجائے۔ بادشاہ چین بجبین ہوکر خاموش رہا۔ جب کانیر دیو اپنے ملک کو چلا گیا تو دو چار ماہ کے بعد سلطان نے اپنی لونڈی گل بہشت کو لشکر دیکر قلعہ جالور بھیجا۔ گل بہشت نے مردانہ مقابلہ کیا جس سے قریب تہا کہ قلعہ فتح ہوجاوے۔ مگر دفعتاً گل بہشت بیمار ہوکر مرگئی۔ اوس کا بیٹا شاہین کرنیکو نکلا۔ کانیر دیو نے دہوکا دیکر شاہین کو مار ڈالا۔ جب سلطان کو یہ خبر پہونچی تو سید کمال الدین کو روانہ کیا جس نے قلعہ فتح کرکے راجہ کو معہ متعلقین قتل کیا۔ ۱۳۰۹ء مین سلطان نے ملک کافور کو پھر دکن روانہ کیا۔ چنانچہ ملک کافور شمالی تلنگانہ مین اندور کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ ورنگل کو بھی کئی مہینہ کے محاصرہ مین فتح کیا۔ اور راجہ کو معہ عیال و اطفال اسیر کرکے دہلی واپس آیا۔

اسوقت کابل اور سندھ سے لیکر بنگالہ اور گجرات کا سارا ملک فتح ہوگیا تہا۔ اور دکن مین بھی فتوحات کاملہ حاصل ہوئی تھین۔ اب سلطان کا ارادہ ہوا۔ کہ ساحل سمندر کے ملکون کو فتح کرے۔ چنانچہ ۱۳۱۰ء مین ملک کافور

خواجہ حاجی کو کرناٹک بھیجا۔ کرناٹک کو راجہ بلال دیو نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر اہل اسلام نے فتح پائی۔ راجہ کو قید کیا۔ تہخانوں کو توڑا۔ سیت بندرامیشور مین ایک مسجد[1] بنائی۔ بہت سے خزانے اور دفینے ہاتھ لگے۔ ان سب کو لیکر ۷۱۱ھ مین ملک کافور دلی آیا۔ اور ۱۲۳۱ ہاتھی۔ ۲۰ ہزار گھوڑے ۹۶ من سونا اور موتیون کے صندوق۔ بہت سے کوشک ہزارستون کے سلطان کو نذر گزرانا۔ سلطان اس فتح کی خوشی مین ہر ایک امیر کو ۵۰ من سونا اور مشایخ و مستحقین کو ڈیڑھ من سونا یا اس سے کم علیٰ قدر مراتب عطا کیا۔ اسکے بعد سلطان نے نومسلم مغلون کو کیفرکردار موقوف کر دیا۔ مغل بیچارے فاقہ کشی سے تنگ آکر سیرگاہ مین سلطان کے مارنے کا ارادہ کیے۔ مگر سلطان کو اسکی خبر ہوگئی۔ اور سلطان نے ایسا فرعونی حکم دیا کہ ایک روز مین ۲۰ یا ۳۰ ہزار نومسلم مغل قتل ہوے۔ اور اون کے زن و فرزند لونڈی غلام بنائے گئے۔ اسکے بعد خبر ملی کہ دیوگڈہ کا راجہ رام دیو مرگیا۔ اور اس کا بیٹا جانشین ہوا تو خراج بھیجنا موقوف کر دیا۔ چنانچہ ۷۱۳ھ ۱۳۱۳ء مین ملک کافور دیوگڈہ جاکر راجہ کو قتل کیا۔ اور تمام مہاراشٹر اور کرناٹک پر چڑھائی کرکے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین سلطان بیمار ہوگیا۔ اور ملک کافور کو دکن سے اور الغ خان کو گجرات سے طلب کیا۔ اس عرصہ مین خضر خان کی والدہ نے الغ خان کی بیٹی سے شادی خان کی شادی کرنے کی اجازت چاہی۔ ملک کافور کو موقع ہاتھ آیا۔ اور سلطان سے خضر خان اور الغ خان وغیرہ کی خوب دل کھول کر شکایت کی۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ لوگ حضرت کے تمام کرنے کی فکر مین لگے ہوے ہین۔ چونکہ سلطان کا مزاج اول ہی سے متشکی تہا۔ جب یہ گفتگو ملک کافور کی سنی تو فوراً خضر خان اور شادی خان کو قید کرکے قلعہ گوالیار بھیجدیا۔ اور خضر خان کی ماں کو دلی مین قید کیا۔ الغ خان بیچارہ بے گناہ قتل ہوا۔ یہان تو یہ حالات گذر رہے تھے۔ وہان ملک مین غدر مچا ہوا تہا۔ رانا ہمیر نے چتوڑگڈہ پر قبضہ کیا۔ اور رام دیو کے داماد ہرپال دیو نے دکن مین فساد کھڑا کیا۔

[1] فرشتہ لکھتا ہے کہ یہ مسجد میرے زمانہ تک موجود اور مسجد ملائی کے نام سے موسوم تھی۔ ۱۲ مولف۔

جب ان بدنظمیون کی خبر سلطان کو ہوئی تو بہت صدمہ ہوا جس سے بیماری نے طول کھینچا۔ آخر شوال ۷۱۵ھ ۱۷ دسمبر ۱۳۱۵ء کو وفات پائی۔ بعض کہتے ہین کہ ملک کافور نے زہر دیکر مارا۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔

اس بادشاہ کے عہد مین دس باتین عجیب وغریب تھین۔ کہ کسی اور بادشاہ کے عہد مین نہین سنین۔ اول غلے اور کپڑے اور اشیاء ضروری کی ارزانی۔ دوم ہمیشہ لڑائیون مین فتحیاب ہونا۔ سوم مغلون کا استیصال چہارم تھوڑے خرچ مین بہت لشکر کا رہنا۔ پنجم سرکش دشمنون کا سزا پانا اور مطیع رہنا۔ ششم راستون کا امن۔ ہفتم بازاری آدمیون کا سچ بولنا۔ ہشتم ہزارون مساجد وقلعے حوضون کا بننا۔ چنانچہ ستر ہزار معمار وکاریگر ہر وقت موجود رہتے تھے۔ نہم مسلمانون کا پابند شرع رہنا۔ دہم ہر فن کے عالم باکمال اور اولیائے کبار کی فراوانی۔ حالانکہ سلطان بے علم وبیدین تھا۔ اور مذہب وشریعت کو بعوذ باللہ ایک ڈھکوسلا اور مکاری جانتا تھا۔

سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین

۷ شوال ۷۱۵ھ کو ملک کافور نے سلطان شہاب الدین عمر کو تخت نشین کیا۔ اور سلطان کا ایک نوشتہ ارکان سلطنت کو یہ بتلایا۔ کہ بادشاہ نے خضر خان کو ولیعہدی سے معزول کرکے شہاب الدین کو ولیعہد کیا ہے۔ چنانچہ ملک کافور اس پانچ چھ برس کے لڑکے کو سامنے کرکے آپ خود حکومت کرنے لگا۔ اور ملک اختیار الدین ہیل کو گوالیار بھیجکر بادشاہ کے دونو بیٹے خضر خان وشادی خان کو اندھا کیا۔ اور باوجود خوجہ ہونیکے سلطان شہاب الدین کی ماں سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد سلطان کے تیسرے بیٹے مبارک خان کے قتل کی کوشش کیگئی۔ مگر مشیت ایزدی مین کسکو چارہ ہے۔ جو ایک مبارک خان کے قتل کے لئے مقرر ہوے تھے۔ اونہین مین سے مبشر وبشیر نے ملک کافور کا خاتمہ کردیا۔ چنانچہ سلطان کے انتقال کو ۳۵ روز گذرے تھے۔ کہ نہ وہ ملک کافور رہا۔ اور نہ اوس کا کوئی مصاحب قتل سے بچا۔ بعد ازان مبارک خان کو قید سے نکال کر سلطان شہاب الدین کا نائب بنایا۔ دو مہینے بھی پورے نہوے تھے

مبارک خان نے شہاب الدین کی آنکھون مین سلائی پھیر کر قلعہ گوالیار مین قید کر دیا۔ اور خود سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ سلطان شہاب الدین نے تین ماہ کی سلطنت کی۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین

۷ محرم ۷۱۶ھ م ۲۴ مارچ ۱۳۱۶ء کو قطب الدین تخت نشین ہوا۔ پہلے مبشر دبشیر نمک حرامون کو قتل کیا۔ اور باقی باغیون کو بھی اقطاع و دروازہ پر پھینکدیا۔ اور ایک نوعمر پرتاپی حسن نامی نومسلم (جسکو ملک شادی نے پالا تھا) کو خسرو خان کا خطاب اور منصب وزارت عطا کیا۔ اور اپنا منظور نظر بنایا۔ قید خانون سے سترہ ہزار قیدیون کو رہائی دی۔ جلاوطنون کو وطن آنے کی اجازت ہوئی۔ سپاہ کو چھ ماہ کی تنخواہ انعام مین ملی۔ ۷۱۷ھ م ۱۳۱۷ء مین سلطان نے دیوگڈھ پر چڑھائی کی۔ اور دلی مین ایک نوعمر غلام بچہ شاہین نام کو وفادار الملک کا خطاب دیکر اپنا نائب مقرر کیا۔ دیوگڈہ کا راجہ ہرپال دیو زندہ گرفتار ہوا۔ سلطان نے اوس کی کھال کھچوائی۔ اور ملک یک لکھی کو دیوگڈہ کی حکومت عطا کرکے دلی واپس آیا۔ اس اثنار مین سلطان علاء الدین کے چچازاد بھائی ملک اسد الدین نے تخت لینے کی فکر کی۔ راز افشا ہوا۔ سلطان نے ملک اسد الدین کو معہ اوس کے عیال و اطفال کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ملک شاہ گوالیاری کو قلعہ گوالیار بھیجکر سلطان علاء الدین کے چاروں بیٹے شہاب الدین۔ ابوبکر۔ شادی خان۔ خضر خان کو قتل کرایا۔ دیول رانی بھی اپنے عاشق خضر خان کے ساتھ قتل ہوگئی۔ پھر سلطان نے ملک دینار کو ظفر خان کا خطاب دیکر گجرات کا حاکم بنایا۔ اور اوس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ مگر چند ہی روز کے بعد ظفر خان کو بھی مروا ڈالا۔ اور گجرات کی حکومت خسرو خان کے ماموں یا بہائی حسام الدین کو دی۔ خسرو خان کو تلنگانہ کی مہم پر بھیجا۔ خسرو نے وہان پہونچکر اوس نواح کے راجاؤنکو خوب لوٹا۔ چنانچہ مہتلی کے راجہ سے ۹۲ ہاتھی اور ایک پارچہ

الماس (جسکا وزن ۴ درم تھا) لیا۔ وہان سے ملیبار ہوتا ہوا دہلی آیا۔

چونکہ خسرو خان سلطان کا منظور نظر تھا۔ اس لئے تمام سلطنتی کامون مین دخیل ہو گیا۔ اور اس قدر قدرت حاصل کی کہ ہزارون امراء دہلی کو قتل کرایا۔ بہت سے خاندانون کو تباہ و تاراج کیا۔ آخر سلطنت پر دانت لگایا۔ اور اپنے بھائی بند ہندو سپاہیون کو محل شاہی کی حفاظت تفویض کی۔ گو خسرو خان مسلمان ہو گیا تھا مگر باطن مین اپنے ہندو مذہب پر قایم تھا۔ اور ہمیشہ اپنے مذہب اور مذہب والونکی تائید کرتا۔

۵ ربیع الاول ۷۲۰ھ م ۲۴ مارچ ۱۳۲۰ء کو رات کے وقت خسرو خان کے چچا مندل نے صبے یا خسرو خان چند بدمعاشون کو لیکر سلطان کے قتل کرنے کے لئے محل سلطانی مین آیا۔ اولاً قاضی ضیاء الدین سے مقابلہ ہوا۔ جاہر پرداری نے اون کا کام تمام کیا۔ مگر قاضی کے آدمیون نے شور مچایا۔ جس سے سلطان بیدار ہو گیا۔ اور خسرو خان جو اوس کے پہلو مین سو رہا تھا۔ کہا کہ جا کر دیکھو کہ یہ کیا شور ہے۔ اوس ملکحرام نے کہا۔ کہ گھوڑے چھوٹ گئے ہین۔ اور اون کے پکڑنے کے لئے یہ غل ہو رہا ہے۔ اس عرصہ مین تمام بدمعاش قصر ہزارستون پر چڑھ آئے۔ اور بادشاہ کا سامنا ہو گیا۔ سلطان نے ان بدمعاشونکو دیکھکر محلسرا کے طرف بھاگا۔ مگر خسرو بال پکڑکر کھینچا۔ اور جاہر نے تلوار چلائی۔ سلطان گرا۔ خسرو چھاتی پر چڑھا۔ اور سر کاٹ کر نیچے پھینکدیا۔ اس کے بعد خسرو محل مین گھسا۔ اور سلطان کے کم سن بچے فرید خان و منکو خان کو اونکی ماؤن کے گود سے لیکر مار ڈالا۔ اور خاندان ہمایون کو ملیامیٹ کر دیا۔ گویا خاندان خلجی کا مقطع نامبارک یہ مبارک تھا۔ اس نے چار برس چار مہینے سلطنت کی۔ الغرض خاندان خلجیہ مین دہلی کی سلطنت تقریباً ۳۵ برس رہی۔

ناصر الدین خسرو خان

صبح کو یہ ملکحرام تخت پر بیٹھا۔ اور ناصر الدین خسرو خان اپنا لقب رکھا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ دیوان ہی سے

اس نے نکاح کیا۔ اور بڑے بڑے باعصمت امیرون کی بیبیون کو ہندؤن کے حوالہ کیا۔ اگرچہ بظاہر لقب اور نام مسلمانون کا تہا۔ مگر باطن مین کٹا ہندو تہا۔ مسجدون کی محرابون مین بت رکہواتا۔ اور ہندؤن سے سجدا تا۔ قرآنون کو اوپر تلے رکہکر مونڈہے کرسی بنواتا۔ اوراون پر ہندؤن کو بہٹاتا۔ مورخون کی رائے ہے کہ اگر خسرو خان کوئی عالی خاندان ہوتا تو ضرور ایسا زبردست راجہ ہوتا۔ کہ مسلمانون کو پہر سلطنت کا ہاتہہ آنا مشکل ہوتا۔ مگر ذات اوس کی پرواری تہی۔ اور پروار ایسی قوم ناپاک ہندؤنکی ہے کہ اونکو ٹہہرمین ہندو گہر تک بنانے نہین دیتے تھے۔

خسرو خان اپنے ہندو بہائی بندونکو بڑے بڑے عہدے عطا کیا۔ اور مسلمانون مین بہی بعض اعلیٰ خدمات تقسیم کین۔ چنانچہ ملک فخرالدین جوناخان کو میر آخور مقرر کیا۔ مگر جوناخان کا باپ ملک غازی حاکم دیپالپور سلطان قطب الدین کے انتقام کی فکر مین لگا ہوا تہا۔ اور جوناخان بہی موقع کا طالب تہا۔ آخر ایک روز چند نفر ملازمون کے ہمراہ جوناخان دیپالپور چلدیا۔ خسرو خان نے بہت کچہہ تعاقب کیا۔ مگر ہاتہہ نہ آیا۔

اب ملک غازی امرا رنمک حلال کو ساتہہ لیکر کمال تجمل کے ساتہہ بقول فغانی دہلی آیا۔

مسیحا یار خضرش رہنما و ہمنان یوسف		فغانی آفتاب این بین اعزازمی آید	

اوہر خسرو خان نے خزانہ کا تمام روپیہ لشکر مین تقسیم کردیا۔ دو ڈہائی سال کی تنخواہ پیشگی دیدی۔ مگر اس فیاضی سے بہی کچہہ کام نہ نکلا۔ بلکہ اکثر امرا دہلی لڑائی سے کنارہ کش ہوے۔ جس سے خسرو خان کا دل شکستہ ہوگیا۔ لیکن پہر بہی اندرپت کے مقام پر ملک غازی سے مقابلہ کیا۔ شکست کہائی۔ اور خود بہاگ کر ملک شادی کے باغ مین چہپا۔ آدمیون نے گرفتار کرکے لایا۔ آخر ۲۳ رجب ۷۲۱ھ ہم ۲۲ راگست ۱۳۲۱ع کو قتل کیا گیا۔ خسرو خان کی مدت سلطنت چار ماہ کئی روز ہے۔

گل چہارم

خاندان شاہان تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ

سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع کو کوشک سیری مین سلطان غیاث الدین[1] تغلق تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔

---

[1] فرشتہ لکھتا ہے کہ تغلق کے نسب کے نسبت مین نے لاہور کے آدمیون سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سلطان غیاث الدین تغلق کا باپ ملک تغلق سلطان غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تہا۔ اوس نے یہان کسی جاٹ کی عورت سے نکاح کرلیا جس سے سلطان غیاث الدین تغلق پیدا ہوا مخففین سطر پر کہ تغلق اصل مین تغلغ تہا۔ اس کی لفظ کو ہندیون نے مقلوب کرکے تغلق بنالیا ہو۔ اور بعض نے تغلق کا تغلونیا ہے۔ ابن بطوطہ کہتا ہے کہ اس کی خانقاہ مین شیخ امام الدین نے مجھسے بیان کیا کہ سلطان تغلق کی قوم ان ترکون مین سے ہے۔ جسکو عرب مین کرونہ کہتے ہین۔ جو سندہ ترکستان کے پہاڑون مین رہتی ہے۔ ابتداء غازی ملک سندہ مین آکر ایک سوداگر کی نوکری گہوڑونکے چرانیکی کی۔ بعدازان سلطان علاالدین کے بہائی الغ خان حاکم سندہ کے پاس پیادون مین نوکر ہوا۔ پہر سوارون مین بہرتی ہوا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے امیر کبیر ہوگیا۔ اس نے سلطان کی مسجد مین جائے مقصورہ پر یہ لکھوایا ہے۔ کہ "مین تاتاریون سے ۲۹ دفعہ لڑکر شکست دیا ہون۔ اسواسطے غازی ملک لقب پایا"۔ ۱۲ مولف۔

اور خضر خان کے زمانہ کی عنوانیوں کو ایک ہفتہ مین درست کیا۔ سلطان علاء الدین کی لڑکیوں کے نکاح بڑے بڑے امراء سے کر دیا۔ اور بڑے بیٹے جونا خان کو الغ خان کا خطاب و چتر عطا کر کے ولیعہد بنایا دوسرے چار بیٹون کو بہرام خان۔ ظفر خان۔ محمود خان۔ نصرت خان کے خطاب دئے۔ اور بہرام ایبہ حاکم اجمیر (جس نے دہلی کی چڑہائی کے وقت اسکی بہن) کو اپنا بہائی بنایا۔ اور کشلو خان کو ملتان و سندھ کی حکومت دی۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے بیٹے الغ خان کو ورنگل و تلنگانہ کی فتح کے لئے دکن روانہ کیا۔ جب یہ لشکر ورنگل پہونچا تو راجہ نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر چند روز کے بعد محصور ہو گیا۔ قریب تہا کہ الغ خان فتحیاب ہو۔ اس اثنا مین شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر (جو الغ خان کے خاص مصاحب تھے) نے لشکر مین یہ مشہور کر دیا۔ کہ سلطان کا دہلی مین انتقال ہو گیا۔ جس سے الغ خان کے ہمراہی سرداروں نے بغاوت شروع کی۔ اور الغ خان محاصرہ اوٹھا کر بڑی مشکل سے دلی آیا۔ جب سلطان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اوس نے شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کو زندہ درگور کیا۔ باقی دوسرے امراء (جنہون نے بغاوت کی تہی) کو خوب مزا چکھایا۔ اور چار مہینے کے بعد الغ خان کو پھر ورنگل بہیجا۔ اس دفعہ الغ خان نے قلعہ ورنگل کو فتح کیا۔ اور وہان کے راجہ لدردیو کو سو عیال و اطفال اسیر کر کے دلی بہیجا۔ پھر جاج نگر پر چڑہائی کی۔ اوس کو بہی لے لیا۔ اور چالیس زنجیر فیل غنیمت مین ہاتہہ آئے۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو دلی واپس آیا۔ انہین ایام مین مغلون نے سرحد پر حملہ کیا۔ اور قرار واقعی سزا پائی۔ ۷۲۴ھ مین لکہنوتی و سنارگانون کی شورش کے دفع کرنے کے لئے سلطان خود روانہ ہوا۔ اور الغ خان کو دہلی مین اپنا نائب مقرر کیا۔ چنانچہ سلطان ناصر الدین بن غیاث الدین بلبن لکہنوتی کا حاکم تہا۔ جب سلطان کے آمد کی خبر سنی تو استقبال کو آیا۔ مگر سنارگانون کے حاکم بہادر شاہ نے سلطان کا مقابلہ کیا۔ اور شکست پائی۔ اسکے بعد سلطان نے ناصر الدین کو اطاعت کے صلہ مین چتر و باش اور لکہنوتی کی حکومت کے علاوہ سنارگانون اوڑہا کر

اور کوا کی حکومت بھی عطا کی۔

فتوح السلطان مین لکھا ہے۔ کہ وہان سے سلطان ترہت آیا۔ اور دو تین ہفتہ مین قلعہ کو فتح کرکے راجہ کو اسیر کیا۔ اور ترہت کی حکومت احمد خان پسر تلیغہ کے تفویض کی۔ اس کے بعد دہلی کو واپس ہوا جب الغ خان نے باپ کے آمد کی خبر سنی تو افغان پور کے قریب دریا کے کنارہ تغلق آباد سے ۳ میل کوس پر ایک چوبی محل تین یا چار روز کے عرصہ مین تیار کرایا۔ جب بادشاہ آیا تو اوس روز اوسی محل مین باش ہوا۔ صبح کو کھانا کھانے کے بعد سب امرا اوس محل سے نکل آئے۔ صرف سلطان اور اوس کا چھوٹا بیٹا محمود معہ دو چار مقربین کے محل مین بیٹھے رہے۔ الغ خان نے گھوڑے ہاتھی پیش کیے۔ انہین اوس محل کی چھت گر پڑی۔ اور سلطان معہ اپنے بیٹے و دیگر پانچ رفیقون کے اندر دب کر مر گیا۔ یہ واقعہ ۱۳۲۵ء کو ہوا۔ مگر اس واقعہ کے نسبت اکثر مورخون مین اختلاف ہے۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے موافق رائے لگائی ہے۔ چنانچہ بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ محل ہاتھی گھوڑون کی دوڑ کے صدمہ سے گر گیا۔ حاجی محمد قندہاری لکھتا ہے۔ کہ مکان پر بجلی گری۔ بعض کا قول ہے کہ یہ کارروائی الغ خان کی اشارے سے ہوئی۔ اور صدر جہان گجراتی کا قول ہے۔ کہ الغ خان نے ایک طلسم بنوایا تھا۔ جب اوسکو توڑا تو مکان گر پڑا۔ ابن بطوطہ بیان کرتا ہے۔ کہ حسب ایما الغ خان احمد بن ایاس میر عمارت نے اوس کو شک کا ایک حصہ ایسا بنایا تھا۔ کہ جب ہاتھی کے پیر کی دھمک ہو تو وہ فوراً گر پڑے۔ چنانچہ اسی وجہ سے الغ خان نے اپنے عہد شاہی مین احمد بن ایاس کو خواجہ جہان کا خطاب اور وزیر اعظم کا عہدہ عطا کیا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا سے سلطان رنجیدہ تھا۔ اور بنگالہ کی واپسی پر حضرت کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ مین دہلی آتا ہون آپ باہر چلے جائیے۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ کہ "ہنوز دہلی دور است"۔ چنانچہ یہ ضرب المثل اب تک مشہور ہے۔ بہرحال سلطان نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت چار سال کچھ مہینے ہے۔ حضرت امیر خسرو نے اسی بادشاہ کے نام تغلق نامہ لکھا تھا۔

سلطان مجاہد ابوالفتح محمد شاہ تغلق

سلطان کے سوم کے روز الغ خان نے سلطان محمد شاہ کے لقب سے تخت دہلی پر قدم رکھا۔ یہ بادشاہ عجائب روزگار سے تھا۔ اوس کی ذات جامع اضداد تھی۔ بھلائیان برائیون پر پردہ ڈالتی تھین۔ اور برائیان بھلائیون کو خاک مین ملاتی تھین۔ فیاض ایسا کہ روپیہ کو ٹھیکری سمجھا۔ عالمون اور فاضلون کو لاکھون روپیہ دیا۔ اس کے ایک دن کا خرچ دوسرے بادشاہون کے سالہاسال کے خرچ کے موافق تھا۔ محتاج خانے۔ شفاخانے۔ مسافرخانے اس کے عہد مین بکثرت تعمیر ہوے۔ صوم وصلوٰۃ کا سخت پابند تھا۔ حرام دلنے سے سخت دور رہتا تھا۔ مگر مسلمانون کا خون جایز تھا۔ کوئی ہفتہ خالی نہ جاتا کہ کسی مولوی۔ مفتی۔ قاضی۔ صوفی۔ قلندر کا قتل نہ ہوتا ہو۔ اوس کے دماغ مین یہ خبط سمایا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرح پیغمبری اور بادشاہی دونون کرون علاوہ برین تحریر و تقریر مین بےنظیر تھا۔ اس پر خوشنویس اور شاعر بھی تھا۔ علم معقول۔ منطق۔ الہیات طبعیات۔ ریاضیات۔ طب وغیرہ مین اعلیٰ درجہ کا تبحر حاصل تھا۔ ان اعلیٰ صفات کے ساتھ مجنون بھی ضرور تھا۔ چنانچہ اوس نے چند منصوبے ایسے سوچے تھے۔ کہ جن سے عام بغاوتین ہوین عمارتون کی تباہی وغیرہ ظہور مین آئی۔ یہان پر اون منصوبون کا ذکر مجملاً ناظرینون کی معلومات کیلئے کیا جاتا ہے۔ اول تو اوس نے سکندر کیطرح ہفت اقلیم کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور رقم کے بڑھانیکے لئے تانبے کا سکہ چلانا چاہا۔ جس سے سلطنت کا اعتبار جاتا رہا۔ دوم تین لاکھ ستر ہزار مغل کی بھرتی کرکے ایران و توران کی تسخیر پر کمر باندھا اور ایک ہی سال مین خزانہ کا دیوالہ نکل گیا۔ سوم اپنے بھانجے خسرو ملک کو ایک لاکھ سوار دیکر چین پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جو سب کے سب سفر کے مصائب و آلام کے شکار ہوگئے۔ جو باقی واپس آئے۔ اون کو بھی اوس نے قتل کروالا۔ چہارم دیوگڈھ

دولت آباد کے نام سے موسوم کرکے اوس کو دارالخلافہ بنانا چاہا۔ اور دلی کے باشندون کو قطعی حکم دیدیا گیا۔ کہ وہ دلی کو بالکل خالی کرکے ویران بنادین۔ اور دولت آباد کو بسائین۔ چنانچہ اس نادرشاہی حکم کی بنا پر بہت سی رعایا تباہ و برباد ہوگئی۔ اس اثنا مین تیمورشلین خان بن داؤد خان حاکم الوس چغتائی نے ۷۲۷ھ م ۱۳۲۷ء مین ہندوستان پر یورش کی۔ اور لمغان سے ملتان تک تباہ و تاراج کیا۔ بادشاہ نے اس بلا کو بہت سے جواہرات۔ سونا۔ چاندی۔ دیکر ٹالا۔ بہرحال بادشاہ کی جنونی طبیعت نے بہت کچھ ظلم وستم رعایا کی جان پر ڈھائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر امرا نے بغاوت شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلے بہاءالدین گرشاسب حاکم ساگر نے (جو بادشاہ کا بہانجا تھا) علم بغاوت کھڑا کیا۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے خواجہ جہان کو بھیجا۔ بہاءالدین شکست پاکر راجہ کنبیلا کے پاس چلا گیا۔ اور خواجہ جہان تعاقب کرکے وہان بھی پہونچا۔ اور راجہ بہاءالدین کے بچانے کے لئے خواجہ جہان سے خوب لڑا۔ آخر شکست پاکر مارا گیا۔ لیکن اوس کے گیارہ بیٹے اسیر ہوے۔ جنکو بادشاہ نے مسلمان کرکے زمرۂ امرا مین داخل کیا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ راجہ کے ان بیٹون مین سے ایک بیٹے ناصرالدین مختیار نامی کو مین نے دیکھا ہے۔ جو سلطان کا مہردار رہتا۔ اور راجہ کنبیلہ مارے جانے کے بعد بہاءالدین بلال دیو کے پاس گیا۔ لیکن اوس نے پناہ نہ دی۔ بلکہ گرفتار کرکے خواجہ جہان کے حوالہ کیا۔ اور سلطان نے اوس کی کھال کھچوا کر گھاس بھروایا۔ اور تمام شہر مین تشہیر کیا۔ اس کے بعد سلطان نے قلعہ کندھانہ (جو نواح دولت آباد مین واقع تھا) پر چڑھائی کی وہان کا راجہ ناک نایک چند روز لڑتا رہا۔ پھر اطاعت کرلی۔ سلطان نے اوس کو امراء اعظم مین منسلک کیا۔

۷۴۲ھ م ۱۳۴۱ء مین ملک بہرام ایبہ کشلو خان حاکم ملتان نے سرکشی کی۔ سلطان نے مقابلہ کرکے اوس کو ہزیمت دی۔ اور جب وہ اسیر ہوکر آیا تو قتل کرڈالا۔ انہین دنون مین ملک فخرالدین نے

لکھنوتی کے حاکم قدرخان کو قتل کرکے لکھنوتی اور چٹگانون پر قبضہ کیا۔ اور سید حسن شاہ نے ملک تلنگانہ مین بغاوت کی۔ سلطان نے احمد ایاز کو نائب مقرر کرکے دہلی بھیجا۔ اور خود دیوگڈہ سے سید حسن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ جب سلطان ورنگل پہونچا تو لشکر مین وبا شروع ہوئی۔ بہت سے امرا مرگئے۔ اور خود سلطان بھی وبا مین مبتلا ہوا۔ ناچار ملک نائب وعماد الملک نائب وزیر کو ملک تلنگ کا کام سپرد کرکے واپس ہوا۔ موضع بیرمین سلطان کا ایک دانت گرگیا۔ جسکو سلطان نے بڑی دھوم دھام سے دفن کیا۔ اور ایک گنبد پرتکلف بنوایا۔ جو ابتک موجود اور گنبد دندان محمد تغلق سے مشہور ہے۔ وہان سے پٹن پہونچا۔ اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ملک بیدر تفویض کیا۔ پھر دیوگڈہ ہوتا ہوا دہلی آیا۔ اور جو لوگ کہ حسب الحکم سلطان دہلی سے آکر دیوگڈہ مین آباد ہوگئے تہے۔ اون کو پھر دہلی جانے کا حکم دیا۔ جن مین اکثر لوگ دہلی گئے۔ اور بعض دیوگڈہ ہی مین رہے۔ اس اثنا مین شاہو افغان کی بغاوت پر سلطان متوجہ ہوا۔ مگر اوس نے بہت جلد اطاعت کرلی۔ اور افغانستان کو روانہ ہوگیا۔ بعدازان سلطان نے سنام وسامانہ کے سرکشون کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور ۷۳۳ھ مین کہکرون کے سردار ملک چند کی بغاوت فرو کرنے کے لئے خواجہ جہان کو بھیجا۔

اب سلطان کے دل مین یہ خیال جما۔ کہ خلیفہ عباسی کی اجازت لینا چاہئے۔ چنانچہ حاجی سعید کو عرضی دیکر مصر روانہ کیا۔ جب وہان سے منشور وخلعت آیا تو استقبال کرکے دہلی لایا۔ اور سکہ مین اپنے نام کی جگہہ خلیفہ کا نام تحریر کرایا۔ اور جمعہ وعیدین کے خطبون مین سے اون بادشاہون کا نام نکلوادیا۔ کہ جنہون نے خلیفہ کے بلا اجازت سلطنت کی تہی۔ یہانتک کہ اپنے باپ کا نام بھی خطبہ مین رہنے نہ دیا۔ اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑہایا۔ بدر چاچ کے اکثر قصائد اس خلعت ومنشور کے واقعات سے مملو ہین۔

اس عرصہ مین کشنا نایک پسر لدر دیو نے بلال دیو راجہ کرناٹک کو ادبہار کر سپاہ اسلام کی راہ مین ایک شہر بلال دیو کے بیٹے بیجن رائے کے نام سے بیجن نگر آباد کروایا۔ (جو بعد مین بیجاپور مشہور ہوا) اور بلال دیو کی مدد سے ورنگل کو مسلمانون کے قبضہ سے لے لیا۔ غرض تلنگانہ اور کرناٹک کی راجاؤن نے باہم اتفاق کرکے ۷۴۴ھ مین دوبارہ آزادی حاصل کی۔ اور سلطان دہلی سے نکل کر قصبہ کمپور کے پاس دریا گنگ کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ اور اوس مقام کا نام سرگ دواری (جنت کا دروازہ) رکھا۔ جب سلطان سرگ دواری مین تہا۔ تو چار بغاوتین متواتر وقوع مین آئین۔ اول نظام پائین نے کڑہ مین بغاوت کی۔ اور سلطان علاء الدین اپنا لقب کیا۔ سر پر تاج رکہا۔ مگر عین الملک نے فوراً سرکوبی کی۔ دوم شہاب سلطان نصرت خان حاکم بیدر نے سر اوٹہایا جسکو قتلغ خان نے سیدہا کیا۔ سوم علی شاہ (جو ظفر خان کا بہانجا تہا) اپنے بہائیون کو جمع کرکے۔ (جنہین حسن کانگوئی بہی تہا) گلبرگہ کے صوبہ دار کو مار ڈالا۔ اور غدر مچایا۔ اوس کی بہی تنبیہ قتلغ خان نے خوب کی۔ چہارم عین الملک نے سرکشی کی۔ جسکو سلطان نے خود مقابلہ کرکے شکست دی۔ جب عین الملک اسیر ہوکر آیا تو سلطان نے اوس کو خلعت دیا۔ اور کہا کہ "یہ ساری شرارت لوگون کی تہی۔ جس مین عین الملک کو بالکل دخل نہین ہے۔" اس کے بعد سلطان نے قتلغ خان کو مالوہ سے بلایا۔ اور اوس کی جگہ عزیز حمار کو حاکم کرکے مالوہ بہیجا۔ اس کم ظرف نے چند امیر صدہ (مغل کے وہ سردار جنکے زیر حکم سو سوار ہون) کو علانیہ لعنت و ملامت کرکے قتل کیا۔ جس سے تمام مغل سرکشی پر کمر باندہے۔ اور نواح گجرات مین بلوہ مچا دیا۔ سلطان خود اون کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اور اکثر مقامات پر اون کو شکست دی۔ لیکن اس پر بہی اون کی سرکشی کم نہ ہوئی۔ بلکہ ان امیر صدہ کے ہاتہہ عزیز حمار اور پسر رکن الدین تھانیسری۔ ملک احمد لاچین وقتاً فوقتاً مارے گئے۔ اور عالم الملک قید ہوگیا۔ اوران مغلون نے سارے ملک مرہٹہ کو اقطاع مین تقسیم کیا۔ اور اسمعیل فتح کو نصیر الدین کا

خطاب دیکر اپنا بادشاہ بنایا۔ لیکن سلطان بہی فوراً بہڑوچ سے دولت آباد آیا۔ اور مقابلہ کرکے شکست دی۔ عماد الملک کو ان باغیون کے گرفتار کرنے کے لئے گلبرگہ بہیجا۔ ابہی یہ کام ختم نہ ہوا تہا کہ ملک طغی نے گجرات مین فساد برپا کیا۔ اور ملک مظفر حاکم نہروالہ کو مار ڈالا۔ اس خبر کے سنتے ہی سلطان گجرات کو دوڑا۔ اور قلعۂ دیوگڈہ کے محاصرہ کو اور امیرون کے تفویض کیا۔ جب بادشاہ گجرات کو چلا تو دکہنیون نے تعاقب کرکے خزانہ اور ہاتہی چہین لیا۔ آخر سلطان بہڑوچ پہونچا۔ اور طغی کنبایت چلا گیا۔ سلطان نے ملک یوسف کو تعاقب مین روانہ کیا۔ مقابلہ کیوقت لشکر شاہی کو شکست ہوئی۔ اور ملک یوسف مارا گیا۔ جب سلطان نے یہ متوحش خبر سنی تو خود کنبایت پر چڑہائی کی۔ طغی وہان سے بہاگ کر اساول (جسکو اب احمد آباد کہتے ہین) پہونچا۔ سلطان بہی اوسکا پیچہا لیا۔ آخر طغی شکست کہاکر ٹہٹہ چلا گیا۔ سلطان گجرات و نہروالہ کے انتظام مین مصروف ہوا۔ جب یہ فساد فرو ہوا تو اور گل کہلا۔ امیران صدہ نے حسن کانگوی کو سلطان علاء الدین کا خطاب دیکر اپنا سرگروہ بنایا۔ اور عماد الملک (جو سلطان کا داماد تہا) کو قتل کرکے دکن پر قبضہ کرلیا۔ اسمٰعیل مخ مستقی ہوا۔ اب سلطان کو سخت تردد پیدا ہوا۔ اور دو برس گجرات مین رہکر لشکر کا انتظام کیا۔ وہان سے پہلے ٹہٹہ کو روانہ ہوا۔ سنجار تو اول سے سلطان کا منکر تہا۔ ایک روز مچھلی کہائی۔ سنجار نے معلوت کی۔ خدا خدا کرکے ٹہٹہ پہونچا۔ آخر ۲۱ محرم ۷۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۳۵۱ء کو انتقال کیا۔ مدت سلطنت ۲۷ سال ہے۔

سلطان فیروز شاہ تغلق بن سپہ سالار جب

جب محمد تغلق کا انتقال ہوا تو مغلون نے بہت کچہہ شور و شغب مچایا۔ اور خداوند زادہ (جو محمد سلطان تغلق کی بیٹی تہی) نے امراء کے پاس یہ پیام بہیجا۔ کہ ملک داؤد (جو اوس کا

بیٹا تہا، کے ہوتے ہوے فیروز شاہ کو تخت نشینی کا حق نہین ہے۔ مگر امرا کو تو فیروز شاہ کی بادشاہی منظور تہی۔ اس لئے کسیکی ایک نہ چلی۔ ۲۴ محرم ۷۵۲ھ ۲۳ مارچ ۱۳۵۱ء کو فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔

یہان دہلی کی حالت سنئے کہ سلطان محمد آخر دفعہ دولت آباد گیا تو دہلی مین ملک احمد کبیر تغلق خان فیروز شاہ کو چہوڑ گیا تہا۔ جن مین سے ملک احمد اور تغلق خان تو سلطان کے قبل ہی دنیا سے چل بسے تھے۔ اور فیروز شاہ کو سلطان نے اپنے پاس طلب کرکے خواجہ جہان کو اپنا نائب بنا کر دہلی بہیجا تہا۔ خواجہ جہان کے پاس ملک قوام الملک خان جہان اور ملک حسن و حسام الدین وغیرہ موجود تھے۔ جب خواجہ جہان نے سنا کہ سلطان نے انتقال کیا۔ اور مغلون نے

۱؎ فیروز شاہ ۷۰۹ھ ۱۳۰۹ء مین پیدا ہوا۔ اسکے باپ کا نام سپہ سالار رجب تہا جو غیاث الدین تغلق کا بہائی تہا کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین کے زمانہ مین تین بہائی۔ تغلق۔ رجب۔ ابوبکر۔ خراسان سے دہلی آئے۔ اور سلطان نے اونکی لیاقت دیکہکر تغلق کو دیپال پور کی حکومت دی۔ اور دوسرے بہائیونکو اعلیٰ مناصب پر فراز کیا۔ تغلق کا خیال ہوا کہ اپنے بہائی رجب کی شادی کسی اعلیٰ گہرانے کی لڑکی سے کیجائے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ رائل بہٹی کی بیٹیان بہت خوبصورت ہین۔ تغلق نے پیام بہیجا۔ رائل نے منظور کیا۔ جب تغلق نے سنا کی تو اپنی ایک لڑکی بی بی نائلہ نام حوالہ کی۔ تغلق نے اوسکا نام بی بی کدبانو رکہا۔ اور رجب سے شادی کی چند سال کے بعد فیروز شاہ پیدا ہوا۔ سات برس کی عمر مین باپ مرگیا۔ تغلق نے اپنے بہتیجے کی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کی۔ اور آئین ملک داری اور قوانین بادشاہی سکہائے اس عرصہ مین تغلق کا انتقال ہوگیا۔ اور محمد شاہ تغلق بادشاہ ہوا۔ اوسوقت فیروز شاہ کی عمر ۱۸ سال تہی سلطان نے اوسکو نائب باربک کا خطاب دیا۔ اور بارہ ہزار سوار متعین کئے۔ اسکے بعد مملکت دہلی کو چار حصونمین تقسیم کیا تو ایک ربع فیروز شاہ کے حوالہ کیا۔ بہرحال ۴۵ سال تک فیروز شاہ محمد شاہ کی زیر تعلیم رہا۔ جب سلطان کا حال برا ہوا تو اوس نے فیروز شاہ کو ولیعہد کیا۔ اور وصیت کی کہ میرے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہو۔ ۱۲ مولف۔

سرکشی کی۔ تاتار خان اور سلطان فیروز غائب ہین۔ تو اُس نے ایک مجہول النسب ۶ سالہ لڑکے کو تخت دہلی پر بٹھایا۔ اور غیاث الدین محمود کے نام سے ملقب کیا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا۔ کہ فیروز شاہ زندہ ہے۔ اور امرا نے ٹہٹہ مین اوسکو تخت نشین کیا ہے۔ چنانچہ عنقریب دہلی آیا چاہتا ہے۔ تو اپنی غلطی پر سخت نادم ہوا۔ اور فوراً ۲۰ ہزار کا لشکر جمع کرکے منتظر رہا۔ مگر امرا دہلی خواجہ جہان کی اس حرکت سے سخت متنفر اور فیروز شاہ کی سلامتی کی دعائین مانگتے تھے۔ بلکہ اکثر امرا نے تو کنارہ کشی کرکے سلطان فیروز شاہ کے استقبال کو چلے گئے۔ آخر مین قوام الملک خان جہان بہی دہلی سے چلتا بنا۔ اور فیروز شاہ سے جا ملا۔ اب تو خواجہ جہان کے ہوش اڑ گئے۔ خود بہی فیروز شاہ کے جانب چلا۔ اور اپنی تقصیرات کی معافی چاہی فیروز شاہ کا ارادہ معافی دینے کا تہا۔ مگر امرا کے کہنے سے سامانہ کو بہیجدیا۔ اور تیر خان نے راستہ مین خواجہ جہان کا کام تمام کیا۔ فیروز شاہ مع الخیر دہلی داخل ہوا۔

یہ اسی بادشاہ کا ایجاد ہے۔ کہ افسرون وعہدہ دارون کو نقد تنخواہ کے عوض زمین دیہات جاگیر عطا کین اور وراثت کا طریقہ بہی اسی سلطان کا جاری کیا ہوا ہے۔ کہ باپ کی جگہ بیٹا۔ اور وہ نہو تو داماد ورنہ غلام۔ اور جب غلام بہی نہ ہو تو قریب کا رشتہ دار۔ اگر وہ بہی موجود نہ ہو تو بیوی کا کوئی قریبی رشتہ دار مقرر کیا جائے۔ دلی کے قیام کے زمانہ مین فیروز شاہ کی یہ عادت تہی۔ کہ ہر جمعہ کو خداوندزادہ کے سلام کو جاتا۔ اور جامہ خانہ مین یہ دونون بیٹہتے۔ اور خداوندزادہ کا خاوند ملک خسرو سامنے کہڑا رہتا۔ اور اوس کا بیٹا ملک داؤد مان کے پیچہے بیٹہتا۔ تقریباً ایک گہنٹہ یہ محفل رہتی۔ ایکدن حسب معمول فیروز شاہ خداوندزادہ کے پاس بیٹہا ہوا تہا۔ کہ داؤد ملک نے (جو اس سازش مین شریک نہ تہا) بادشاہ کو ایسے اشارے کئے۔ کہ جس سے سلطان متوہم ہوکر فوراً برخاست کیا۔ ہر چند خداوندزادہ نے روکا۔ مگر فتح خان کی عیادت کا بہانہ کرکے چلتا بنا۔ بعد مین معلوم ہوا کہ خداوندزادہ نے بادشاہ کے مارنے کے لئے محل کے بغلی حجرون مین چند زرہ پوش سپاہیون کو چہپا رکہا تہا۔

اس کے بعد سلطان نے خداوندزادہ کو گوشہ نشین کیا۔ اور اوس کا تمام اسباب ضبط کرکے خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اور خسرو ملک کو جلاوطنی کا حکم ہوا۔ اور ملک داؤد کو دربار کی حاضری کا فرمان عطا کیا۔

اسکے بعد خطبہ وعیدین مین سلاطین ماضیہ کے اون نامون کو شریک کرنے کا حکم دیا۔ جو سلطان محمد تغلق کے زمانہ مین موقوف کر دئیے گئے تھے۔ اور اپنے نام کے ایعنی محمد بن فیروز شاہ وعلاء الدین سکندر شاہ کے نامون کو بھی زیادہ کیا۔

۷۵۸ھ م ۱۳۵۷ء مین حاجی الیاس حاکم لکھنوتی شمس الدین کا لقب اختیار کرکے بغاوت پر کمر باندھی۔ سلطان نے دہلی مین خان جہان کو نائب بناکے خود لکھنوتی کے جانب کوچ کیا۔ اور چند روز کے مقابلہ مین اوسکو شکست دی۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین ایک لاکھ اسی ہزار بنگالی مارے گئے۔ پھر وہان سے دہلی مراجعت کی۔ اور اوسی زمانہ مین الہ کا نام آزاد پور رکھا۔ اور پنڈوہ کو فیروز آباد سے موسوم کیا۔ جب دہلی پہونچا تو کولراس بزرگ و کولراس کوچک کے مقامات پر حصار فیروزہ کے نام سے ایک شہر آباد کیا۔ اور بیٹے کے تولد کی خوشی مین فتح آباد کی بنیاد ڈالی۔ جمنا کے کنارے گاوین گاوین کی جگہہ پسند کرکے فیروز آباد کا شہر آباد کیا۔ اس اثنا مین شمس الدین نے سلطان فخر الدین حاکم سنارگاؤن کو مار ڈالا۔ اور اوس کا داماد ظفر خان سلطان کے پاس دادخواہ آیا۔ سلطان اوس کی استمالت کرکے چند روز کے بعد شمس الدین کی سرکوبی کے لئے لکھنوتی روانہ ہوا۔ اور دریائے گومتی کے کنارے چھہ مہینے قیام کرکے سلطان محمد تغلق جوناخان کے نام پر شہر جونا پور آباد کیا۔ جواب جونپور کے نام سے موسوم ہے جب شہر آباد ہوچکا تو متواتر کوچ کرکے بنگالہ پہونچا۔ اس عرصہ مین شمس الدین کا انتقال ہوچکا تھا۔ اور اوس کا بیٹا سلطان سکندر سلطنت کرتا تھا۔ جب اوس نے سلطان کی آمد دیکھی تو اکدالہ مین جا چھپا اور سلطان نے محاصرہ کرلیا۔ مگر آخر مین وزرا نے صلح کرادی۔ پھر ظفر خان کو سنارگاؤن مین تخت نشین کرنا چاہا۔ جس کو سلطان سکندر نے بھی بخوشی منظور کیا۔ مگر ظفر خان انکار کردیا۔ اور سلطان کے ہمراہ پالین چلا

جنکے نام چہل و دخت گانی لبست و پنج گانی لبست و چہار گانی وغیرہ تھے۔ سلطان کو رفاہ عام کا بڑا خیال تھا چنانچہ اکثر خیرات خانے اور شفاخانے بنوائے۔ اور غلامون کے جمع کرنیکا شوق اس قدر تھا کہ اُس نے اپنے زمانہ مین ایک لاکھ اسی ہزار غلام جمع کرکے دنیا بھر کی صنعت و حرفت سکھلائی تھی۔ قدیم کتابون کے ترجمون کا بھی سلطان کو از حد شوق تھا چنانچہ اکثر سنسکرت کے کتابون کا ترجمہ اس کے عہد مین ہوا ہے۔ اور خود سلطان نے ایک کتاب فتوحات فیروز شاہی لکھی تھی۔ اور فیروز آباد کی جامع مسجد مین ایک گنبد پشت پہل بنا کر پہلو مین اس تاریخ کا ایک ایک باب کندہ کرایا تھا جس مین سلطان کے فتوحات اور نصائح درج ہین۔ جو اب زر سے لکھنے کے لائق ہین۔ مگر ہم مجبوراً بلحاظ طوالت اوس کو نظر انداز کرتے ہین۔

غیاث الدین تغلق شاہ ثانی بن فتح شاہ بن سلطان فیروز شاہ بارہویں

تغلق شاہ نے اپنے دادا فیروز شاہ کے انتقال کے روز فیروز آباد مین غیاث الدین تغلق شاہ کا لقب اختیار کیا۔ اور تاج شاہی سر پر رکھا۔ ملک زادہ فیروز بن ملک تاج الدین کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر اپنا وزیر بنایا۔ اور شہزادہ ناصر الدین محمد شاہ کے قتل کے لئے رائے کمال الدین و امیر شاہ سامانہ کو لشکر کثیر دیکر سرمور روانہ کیا۔ چنانچہ ایک دو لڑائیان ہوئین۔ اور ناصر الدین نگرکوٹ بھاگ گیا۔ آخر فوج ناکام واپس آئی۔ اس کے بعد تغلق شاہ نے اپنے حقیقی بھائی سالار شاہ کو قید کیا۔ اور تغلق شاہ کا چچیرا بھائی ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے رکن الدین نائب وزیر اور بندگان فیروز شاہی کو اپنا طرفدار بنا کر ۲۱ صفر ۷۹۱ھ م ۱۹ فبروری ۱۳۸۹ء کو حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک مبارک کبیر ہی امیر الامرا خان جہان وزیر اور تغلق شاہ یہ تینون مارے گئے۔

تغلق شاہ کی مدت سلطنت پانچ مہینے ۱۸ روز ہے۔

ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز شاہ بارک

بندگان فیروز شاہی کی امداد سے ابوبکر شاہ تخت نشین ہوا۔ اور رکن الدین کو وزیر بنایا۔ مگر رکن الدین نے وزیر ہوتے ہی ابوبکر کے مارنے کی فکر کرنے لگا۔ جب امرا رشاہی کو اوس کی بدنیتی معلوم ہوئی تو اونہون نے اوس کا خاتمہ کردیا۔ اس اثنا مین امیران صدہ نے سلطان شہ خوشدل (جو ابوبکر کا خیرخواہ تہا) حاکم سامانہ کو قتل کرڈالا۔ اور اوس کا سر محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ بہیجکر امداد کا وعدہ کیا۔ جب کوٹ مین محمد شاہ کو ملک سلطان کے مرنے کی خبر پہونچی تو سامانہ آیا۔ اور ۱۰ ربیع الآخر ۷۹۱ھ کو تخت پر بیٹہا اور ۲ ہزار سوار لیکر ابوبکر سے لڑنے کے لئے دہلی آیا۔ دو روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ تیسرے روز محمد شاہ نے شکست کہا کر جلیسر مین پناہ لی۔ اور اپنے بیٹے ہمایون خان کو سپاہ جمع کرنے کے لئے سامانہ روانہ کیا۔ اس عرصہ مین ملک سرور شحنۂ شہر و ملک الشرق و ناصر الملک والی ملتان و خواص الملک والی بہار۔ وغیرہ پچاس ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر سلطان محمد سے آملے۔ سلطان محمد نے ملک سرور کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر وزیر بنایا۔ اور ماہ شعبان ۷۹۱ھ مین پہر دہلی پر چڑہائی کی۔ کنڈالی کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ اس دفعہ بہی سلطان محمد کو شکست ہوئی۔ اور بہاگ کر جالیسر آیا۔

محرم ۷۹۲ھ مین شاہزادہ ہمایون خان ملوک و امرا کو جمع کرکے پانی پت مین مقیم ہوکر نواح دہلی کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ سلطان ابوبکر نے ملک شاہین عماد الملک کو چار ہزار سوار سے روانہ کیا۔ جب مقابلہ ہوا تو ہمایون کو شکست ہوئی۔

جمادی الاول ۷۹۲ھ مین ابوبکر سپاہ کو جمع کرکے جلیسر کیطرف گیا۔ اور سلطان محمد جلیسر سے نکلکر دوسرے راستہ دہلی آیا۔ اور ہمایون کے محل مین اترا۔ جب ابوبکر کو یہ خبر لگی تو وہ لشکر سمیت دہلی

واپس آیا۔ اور ملک بہاء الدین محافظ دروازہ کو قتل کیا۔ اس اثنار مین سلطان محمد جو دروازے سے جالیسر کو چلتا بنا۔ مگر اُس کے امرا و ملوک بہت کچھ اسیر و قتل ہوے۔ خلیل خان نائب باربک و ملک آسمیل (جو فیروز شاہ کا نواسہ تہا) اسی موقع پر مارے گئے۔

ماہ رمضان مین مبشر حاجب سلطان قدیمی بندگان فیروز شاہی کے ساتہہ ملکر ابوبکر کے برخلاف سلطان محمد سے سازش شروع کی۔ جب ابوبکر کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو وہ ناہر کے کوٹلہ کو چلا گیا۔ ادہر ملک مبشر نے سلطان محمد کو ابوبکر کے بہاگنے کی اطلاع دی۔ سلطان محمد ۲۹ رمضان کو جالیسر سے دہلی آیا۔ اور کوشک فیروز آباد مین سر پر تاج رکہا۔ مبشر حاجب کو اسلام خان کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔

شاہزادہ ہمایون خان و اسلام خان وغیرہ کو ابوبکر سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ ابوبکر اور بہادر ناہر میواتی نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست اوٹہائی۔ آخر ابوبکر و ناہر نے عفو تقصیر چاہی۔ سلطان نے ناہر کو خلعت عنایت کیا۔ اور ابوبکر کو قلعہ میرٹہہ بہیجدیا۔ چند روز کے بعد ۲۰ ذی حجہ ۷۹۲ھ کو ابوبکر نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت ایک سال چہہ ماہ ہے۔

سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باربک

جب محمد شاہ نے ابوبکر سے فراغت حاصل کی تو اٹاوہ گیا۔ اور راجہ ناہر سنگہہ کو خلعت دیکر دہلی آیا ۷۹۴ھ مین ناہر سنگہہ اور سردار دہرن سنگہہ نے بغاوت کی۔ سلطان نے ایک طرف تو اسلام خان کو بہیجا۔ اور دوسرے طرف آپ روانہ ہوا۔ چنانچہ دونون کی سرکوبی کی گئی۔ پہر وہان سے سلطان گنگا پار جاکر قنوج اور دلمئو کے سرکشون کو درست کیا۔ اور جلیسر آیا۔ یہان ایک قلعہ تعمیر کرکے محمد آباد نام رکہا اس عرصہ مین خواجہ جہان کا فرستادہ آیا۔ کہ اسلام خان کا ارادہ بغاوت کا ہے۔ جس سے سلطان دہلی واپس آیا۔ اور اسلام خان کو قتل کرکے خان جہان کو وزارت دی۔ مقرب الملک کو محمد آباد بہیجدیا

۹۵ھ مین سلطان نے میوات کو تاخت وتاراج کیا۔ اور ربیع الاول ۹۶ھ مین شاہزادہ ہمایون کو شیخا گہکر (جو لاہور مین بغاوت کر رہا تہا) کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ شاہزادہ لاہور کو جانیوالا تہا۔ کہ دفعتاً سلطان محمد نے ۱۷ ربیع الاول ۹۶ھ مین وفات پائی۔ مدت سلطنت چہہ سال سات مہینے ہے۔

سلطان سکندر شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ

سلطان کا منجھلا بیٹا ہمایون خان ۱۹ ربیع الاول ۹۶ھ مین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور سکندر شاہ کا خطاب اختیار کیا۔ خواجہ جہان وزیر ہوا۔ اور کل ارباب دخل بدستور سابق بحال رہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یہ بادشاہ ایک مہینہ ۱۶ روز سلطنت کرکے ۲۰ جمادی الاول ۹۶ھ کو قبر کی خوابگاہ مین سویا۔

سلطان ناصرالدین محمود شاہ بن محمد شاہ ناصرالدین

۲۰ جمادی الاول ۹۶ھ کو قصر ہمایون مین ناصرالدین محمد شاہ کا چہوٹا بیٹا محمود۔ خان جہان وزیر کی کوشش اور دیگر امراء کی اعانت سے تخت نشین ہوا۔ اور سلطان ناصرالدین محمود لقب پایا۔ خواجہ جہان بدستور وزارت پر رہا۔ اور مقرب الملک کو مقرب خان کا خطاب دیکر وکیل السلطنت و امیر الامرا بنا دیا۔ عبدالرشید سلطان کو سعادت خان کا خطاب ملا۔ ملک سارنگ خان دیبالپور کا حاکم مقرر ہوا۔ ملک دولت خان دبیر وعارض ملک وعماد الملک بنایا گیا۔ گر دہلی کی سلطنت مین اب کچہہ دم باقی نہ تہا۔ اور ممکن نہ تہا کہ یہ سلطان اس بگڑی سلطنت کو سنبہال لیتا۔ پورب مین ہندوون نے شورش برپا کر رکہی تہی۔ جونپور اور اوس کے نواح مین زمینداروں نے غلبہ پا لیا تہا۔ آخر سلطان خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیکر قنوج سے بہار تک کا انتظام سپرد کیا۔ اور رجب ۹۶ھ مین

۲۰ زنجیر فیل اور لشکر کثیر کے ساتھہ رخصت کیا۔ ملک الشرق اٹاوہ۔ کوئل۔ اور نواح قنوج کے سرکشون کو مطیع بناتا ہوا۔ جونپور پہونچا۔ اس کے بعد کٹرہ۔ اودہ۔ سندیلہ۔ دلمؤ۔ بہرائچ۔ بہار۔ ترہت وغیرہ پر بھی قبضہ کیا۔ اور راے جاج نگر شاہ لکھنوتی کو بھی پیشکش بھیجنے پر راضی کیا۔ ادہر سارنگ خان بیانہ پور سے لاہور گیا۔ اور شیخا کھکر کو شکست دیکر لاہور پر قبضہ کیا۔ اور اپنے بھائی ملک کندھو کو عادل خان کا خطاب دیکر لاہور تفویض کیا۔ اور خود دیپال پور چلا آیا۔ شعبان ۸۹۶ھ مین بادشاہ نے مقرب الملک مقرب خان کو دہلی سپرد کیا۔ اور خود سعادت خان بارک کو ساتھہ لیکر بیانہ و کوالیار کے طرف روانہ ہوا۔ ملک علاء الدین اور ۔۔ خان نے سعادت خان کے مارنے کی فکر کی۔ مگر قبل از وقوع واقعہ سعادت خان کو خبر ہوگئی۔ اوس نے مبارک خان اور علاء الدین کو تو وہان تمام کیا۔ اور ملو خان بھاگ کر دہلی آیا۔ تین ماہ کے بعد جب سلطان دہلی کے قریب آیا تو مقرب خان نے بغاوت کی۔ اور سلطان کو دہلی مین آنے ندیا۔ دو چار روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس کے بعد مقرب خان کے ہواخواہون نے بادشاہ کو سعادت خان سے جدا کرکے دہلی لیگئے۔ سعادت خان نے دیکھا۔ کہ سلطان بھی چلاگیا۔ اور برسات کا موسم سر پر ہے۔ اس لئے وہ محاصرہ چھوڑکر فیروزآباد آیا۔ مقرب خان نصرت خان بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ کو میوات سے بلاکر ربیع الاول ۸۹۷ھ مین فیروزآباد کے تخت پر بٹھایا۔ اور نصرت شاہ اوس کا خطاب رکھا۔ آخر امراء نصرت شاہ اور سعادت خان مین پھوٹ پڑی۔ اور سعادت خان بھاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی آیا۔ مگر چند روز کے بعد مقرب خان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور ۔۔ خان کو اقبال خان کا خطاب دیکر سیری کا قلعہ سپرد کیا۔ ادہر نصرت شاہ نے محمد مظفر کو تاتار خان کا خطاب دیکر وکیل و وزیر مقرر کیا۔ اب دہلی و فیروزآباد مین دو بادشاہ تہے۔ جو شطرنج کے بادشاہون سے مشابہ تہے۔ اور روزانہ دہلی و فیروزآباد کے درمیان (جو پانچ کوس کا فاصلہ تہا) کشت وخون کا بازار گرم رہتا تہا۔ مگر علٰحدہ کسیکو بھی نہ ہوتا تہا۔ حالت یہ تہی۔ کہ نصرت خان کے قبضہ مین

اضلاع دوآب واقطاع سنبھل وپانی پت وجھجر ورہتک تھے۔ اور سلطان محمود کے پاس سوائے دہلی و سیری کے قلعون کے کچھہ بھی نہ رہا تہا۔ اور امراء لوگ اپنے اپنے اقطاع مین خود سر حاکم وفرمانروا بنے بیٹھے تھے۔ تین برس تک برابر اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ادہر سارنگ خان حاکم دیپال پور نے (جو سلطان محمود کے طرف سے حاکم تہا) ۸۹۵ھ مین خضر خان حاکم ملتان کو شکست دیکر ملتان پر قبضہ کرلیا۔ اور امیر غالب خان سے سامانہ لے لیا۔ غالب خان نے پانی پت مین تاتارخان کے پاس پناہ لی۔ سلطان ناصر شاہ (نصرت خان) دس ہاتھی اور کچھہ لشکر تاتارخان کے پاس بھیجا۔ اور ہدایت کی۔ کہ سامانہ سارنگ خان سے لیکر غالب خان کا قبضہ کرادے۔ چنانچہ تاتارخان اور سارنگ خان کا مقابلہ ہوا۔ سارنگ خان شکست کہاکر ملتان کے طرف بھاگا۔

شوال ۸۹۶ھ مین اقبال خان عرف ملوخان (جو سارنگ خان کا بہائی تہا) نصرت شاہ کی خدمت مین آیا۔ اور قسم وعہد کرکے نصرت شاہ کو حصار جہان پناہ مین لیگیا۔ مگر یہہ نمکحرام تیسرے ہی روز قسم وعہد سے پھر گیا۔ اور نصرت شاہ سے مقابلہ کیا۔ نصرت شاہ معہ اہل وعیال پانی پت چلاگیا۔ اور فیروزآباد پر اقبال خان نے قبضہ کرلیا۔ آخر امیرون نے نصرت شاہ اور سلطان محمود کے درمیان صلح کرادی۔ ادہر اقبال خان مقرب الملک پر چڑہائی کرکے اوس کو قتل کیا۔ سلطان محمود برائے نام بادشاہ تہا۔ سارے کام سلطنت کے اقبال خان کے ہاتھہ تھے۔ ذی قعدہ ۸۹۶ھ مین اقبال خان پانی پت گیا۔ اور تاتارخان کو شکست دی۔ تاتارخان اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات چلاگیا۔ غرض اقبال خان کا ایسا اقبال چمکا۔ کہ وہی بالکل سلطنت کا مالک ہوگیا۔

امیر تیمور کا حملہ

اس اثناء مین خبر پہونچی۔ کہ امیر تیمور صاحبقران نواح ہندوستان مین داخل ہوگیا ہے۔ اور عنقریب دہلی

آیا چاہتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی ملوخان کے ہوش اڑ گئے۔ اور سلطان محمود کو سکتہ ہو گیا۔ ہر ایک نے بچاؤ کی فکر کی۔ اور جو کچھ ٹوٹا پھوٹا لشکر موجود تھا اوسکو آراستہ کیا۔ مگر دل قابو سے جاتا رہا تھا۔ اور ہمت بھی

(نوٹ متعلق صفحہ ۲۴۱) ۱۵ ہندوستان کے حملہ کے متعلق تیمور لکھتا ہے کہ جب میں نے سنا کہ جو مسلمان کافر کو قتل کرتا ہے۔ وہ غازی کہلاتا ہے اور کفار کے ہاتھ مارے جانے سے جنت میں جاتا ہے۔ اس فقرہ کے سنتے ہی غازی بننے کا شوق پیدا ہوا۔ اور خیال کیا کہ چین کو فتح کروں۔ یا ہندوستان کو تسخیر کروں۔ آخر قرآن شریف میں فال دیکھا تو ایک آیت نکلی جسکا مضمون یہ تھا کہ اُے پیغمبر تو کفار و مشرکوں سے لڑ اور اون کے ساتھ سختی کر۔ فال تو ٹھیک نکلی۔ مگر چین و ہندوستان کا تصفیہ نہوا۔ اس لئے میں نے امراء کو جمع کر کے اون پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ تمامون نے ہندوستان پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ اور میرے مرشد حضرت شیخ زین الدین نے بھی ہندوستان فتح کرنے کی دعا دی۔ اس اثنا میں سرحد کابلستان سے شاہزادہ پیر محمد (حاکم کابل غزنین قندہار وغیرہ کا حاکم تھا) کی عرضی آئی۔ کہ قدوی اپنے مفوضہ اقطاع کا بندوبست کر کے ہندوستان کے بعض اضلاع کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور دریافت سی یہ معلوم ہوا۔ کہ فیروز شاہ کے مرنے کے بعد دارالسلطنت دہلی پر لوا اور سارنگ خود مختار ہو گئے ہیں۔ اور سلطان محمود کو برائے نام بادشاہ بنا رکھا ہے۔ چنانچہ جب مجھے یہ حالات معلوم ہوئے تو میں نے ایک خط سارنگ کے پاس بھیجا کہ شہنشاہ تیمور نے حکم دیا ہے کہ ہندوستان کا خراج وصول کرنہ اگر کوئی سرکشی کرے تو اون کو قرار واقعی گوشمالی دے۔ گو سارنگ نے ایلچی کی تعظیم و تکریم تو بہت کچھ کی۔ مگر جواب مغرورانہ دیا۔ اس لئے میں لشکر کو جمع کر کے ہندوستان کے جانب روانہ ہوا۔ اور کوہ سلیمان کے افغانوں کو تباہ کرتا ہوا سندھ اُترا۔ وہان سے اوچہ کو فتح کیا۔ جب ملتان پہونچا تو سارنگ قلعہ بند ہو گیا۔ اب میں نے اوس کا محاصرہ کر لیا ہی اور بوجہ استحکام قلعہ کا آسانی سے فتح ہونا ناممکن ہے۔ پس اس وقت حضور کی ہدایات کا منتظر ہوں" اس خط کے دیکھنے سے میرا عزم مصمم ہو گیا۔ آخر ۸۰۰ھ ۱۳۹۸ء میں لشکر کو جمع کر کے دارالسلطنت سمرقند سے ہندوستان روانہ ہوا۔ جب آب جیحون کو عبور کر کے امرداب پہونچا۔ تو وہان کے مسلمانان شریف و وضیع نے کفار گبر و سیاہ پوش کے ظلم و ستم کی شکایت کی۔ اور میں نے بھی ہندوستان جانے کے قبل ان کفاروں کی سرکوبی مناسب سمجھی۔ گو اس ارادہ میں مجھے بہت کچھ سختیاں جھیلنی پڑیں لیکن

جواب دے چکی تھی۔ اوو ہر تیمور پانی پت سے نکل کر موضع جہان نما کو تاخت و تاراج کرتا ہوا حصار فیروزی آیا۔ یہان کے حاکم میمون نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ ہزارون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۲) بانفنال قادر متعال مین نے کٹور و سیاہ پوش کے کفارون کی اچھی طرح تادیب کی۔ اور مرزا پیر محمد کی امداد کے لئے امیر سلیمان کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ ۸ محرم ۸۰۱ھ کو دریاے سندھ اترا۔ یہان اسکندر شاہ والی کشمیر کا ایلچی آیا۔ اور اطاعت و انقیاد کا اظہار کیا جسکو مین نے حکم دیا کہ اسکندر شاہ معہ اپنے لشکر کے دیپال پور مین ہمارے لشکر سے آکر ملے۔ اس کے بعد جب دریاے جہلم کے کنارے پہونچا تو وہان کے جزیرہ کا حاکم شہاب الدین مبارک شاہ تمیمی نے مقابلہ کیا۔ مگر دو چار روز کی لڑائی مین جزیرہ پر قبضہ ہوگیا۔ اور تمیمی اوچہہ کی طرف بھاگا۔ پھر مین شہر تلمبا مین آیا۔ (جو ۷ میل ملتان سے اسطرف ہے) یہان کی سرکش رعایا کو سزا دی۔ اور تمنہ نے امان چاہا وہان سے نصرت گھکر کو شکست دیکر شاہ نواز ہوتا ہوا دریاے بیاس کے کنارے پہونچا۔ اس عرصہ مین مرزا پیر محمد جہانگیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ سارنگ نے اطاعت کرلی۔ اور ملتان فتح ہوگیا۔ بعد ازان ۱۴ صفر کو جب پیر محمد آیا تو بیان کیا کہ ملتان کی فتح کے بعد اس قدر بارش ہوئی کہ تمام گھوڑے تباہ ہوگئے۔ اور اہالیان ملتان نے مخالفت اختیار کی۔ اور مذدی مجبوراً حضرت کی قدمبوسی کے لئے چلا آیا۔ مین نے اوس کو گلے لگایا۔ قتلی دی اور تیس ہزار گھوڑے۔ اوس کے لشکر کے لئے دیا۔ اور وہان سے دیپال پور اور شہر پنڈوقلعہ بھٹنیر کو فتح کرکے اجودھن آیا۔ شیخ فرید شکر گنج کی زیارت کی۔ پھر سرستی فتح آباد قلعہ اہرونی کو تاخت و تاراج کرتا ہوا تونسہ مین آیا۔ اور ہزارون جٹون کو فی النار کرکے گھگر کی ندی پر قیام کیا۔ دوسرے روز پل کوپلہ سے نکل کر کیتھل پہونچا۔ یہان سب طرف کی فوج اکٹھی ہوگئی۔ اور امرا و شاہزادے جمع ہوے۔ مین نے اس لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ برمغار (سپاہ کے دست راست کا بازو) پر مرزا پیر محمد جہانگیر۔ مرزا رستم۔ امیر سلیمان شاہ۔ اور دیگر امرا کو مقرر کیا۔ اور جرمغار (سپاہ کے دست چپ کا بازو) پر سلطان محمد خان۔ مرزا خلیل سلطان۔ مرزا سلطان حسین

قید ہوے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ ملوخان چار ہزار سوار پانچہزار پیادے ۔ ۲۷ جنگی ہاتھی لیکر جہان نما کے قریب ٹہرا ہوا ہے۔ چنانچہ صاحبقران نے مقابلہ کیا۔ اور ملوخان شکست پاکر دہلی کو بہاگا۔ صاحبقران کے لشکر نے تعاقب کرکے دہلی کے دروازہ تک پہونچا دیا۔ اور مع الخیر معاودت کی۔ اس عرصہ مین امیر جہان شاہ اور دیگر امرا تجربہ کار نے عرض کیا۔ کہ اس وقت ہمارے لشکر مین ایک لاکھہ ہندی قید ہین۔ کہین ایسا نہو کہ ہمکو لڑائی مین مشغول دیکھکر سرکشی پر آمادہ ہوجائین۔ اور ہمکو دہلی والون کا مقابلہ چہوڑکر ان کی سرکوبی کرنی پڑے۔ اور دشمن فائدہ اوٹہائے۔ صاحبقران نے امرا کے اس معروضہ کو پسند کیا۔ اور حکم دیا کہ ہر ایک افسر و سپاہی اپنے اپنے قیدیون کو قتل کرڈالے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور ایک لاکھہ[1] قیدی قتل ہوا۔ بعدازان ۷ ربیع الثانی روز سہ شنبہ کو سلطان محمود اور ملوخان نے دس ہزار سوار چالیس ہزار پیادے۔ اور ۱۲۵ ہاتھی کے ساتھہ لشکر صاحبقران کا مقابلہ کیا بگتانیون کے تیرون کی بوچھاڑ نے ہاتھیون کو ٹہرنے نہ دیا۔ تیر و شمشیر سے اونکی سونڈون کو زخمی کیا۔ سلطان محمود اور ملوخان بہاگ کر شہر مین پناہ لئے۔ اور آدہی رات کو دونون بہاگ کر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۳) امیر جہان اور دیگر امرا کو قایم کیا۔ اور قول (درمیان سپاہ) مین توقان سان نیز توقان کلان۔ امیر اللہ داد علی سلطان تواچی۔ اور باقی امرا (توقانات و امرا توقانات اپنے پاس رکہے اس ساری لشکر کا پہیلاؤ ۲۰ میل طول اور ۲ میل عرض مین تہا۔ ۲۲ ربیع الاول کو اسندی کو قلعہ مرہ (جو کیتہل سے سات کروہ ہے) منزل ہوئی دوسرے تغلق پور کی قلعہ مین قیام ہوا۔ یہان کے لوگ بہاگ گئے تہے۔ لشکریون نے اون کے گہر و قلعہ کو آگ لگادی ۲۴ ربیع الاول کو پانی پت مین مقام ہوا۔ باقی حالات دہلی پہونچنے اور لڑنے کے متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

[1] اکثر مورخون کو قیدیون کی تعداد مین اختلاف ہے۔ چنانچہ ملفوظات و ظفرنامہ تیموری مین ایک لاکھہ اور طبقات اکبری مین پچاس ہزار لکہا ہے۔ اور مورخون کا قول ہے کہ پندرہ برس کی عمر سے بڑے قیدی قتل کرنیکا حکم تہا۔ العلم عند اللہ۔ ۱۲ مولف

کوہ بیابان مین روپوش ہوگئے۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ ایک گجرات اور دوسرا برن گیا۔ صاحبقران کو جب یہ خبر ہوئی تو تعاقب مین سپاہ روانہ کیا۔ وہ تو ہاتھ نہ آئے۔ لیکن ملوخان کے دو بیٹے خداداد و سیف الدین عرف ملک شرف الدین گرفتار ہوے۔ صاحبقران نے رات تمام دہلی کے دروازون پر پہرہ چوکی کا کیا اور ۸ ربیع الثانی ۸۰۱ھ روز چہارشنبہ کو دہلی مین داخل ہوا۔ اہل دہلی کو امان دی۔ فتح وظفر کے نقارے بجنے لگے۔ اس کے بعد ہاتھی طلب ہوے۔ جب نیلبانون نے ہاتھیون کا تماشہ دکھایا تو صاحبقران نہایت خوش ہوا۔ اور حکم دیا کہ ان ہاتھیون مین سے ۱۰ سمرقند ۱۰ تبریز۔ ایک ایک آوزبا بجہان و شروان۔ اور ۵ ہرات کو بھیجے جائین۔ تاکہ وہان کے شاہزادے ان عجیب الخلقت جانورون کو دیکھکر مسرور ہون۔ جب جمعہ ہوا تو تیمور نے جامع مسجد مین اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اور گذشتہ پادشاہون کے نامون کو خطبہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد شبستان بزم ترتیب دیگئی۔ جام ارغوانی چلنے لگا۔ مطربون نے مبارکبادی کی تان لگائی۔ شاہزادے اور امرا و اعیان دولت عطاء شاہانہ سے مالامال ہوے۔ چنانچہ پانچ روز تک مسلسل یہ جلسہ رہا۔ اس کے بعد کچھ ایسے اسباب پیدا ہوے۔ کہ تمام لشکر شہر مین داخل ہوگیا۔ اور اہالیان شہر کو لوٹنے اور انکے عیال و اطفال کو اسیر کرنے لگا۔ اکثر معززین نے غیرت کے مارے عورتون اور بچون کو گھرون مین بند کرکے آگ لگادی۔ اور خود لڑکر جان دیدی۔ چنانچہ اس طریقہ سے ہنگامۂ کارزار بہت گرم ہوگیا۔ اور بہت سے لوگ اپنے اہل و عیال کو لیکر پرانی دلی کی جامع مسجد مین جمع ہوگئے۔ لشکر تیموری نے خانۂ خدا مین بھی گھسکر اون پناہ لینے والون کو ہلاک کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تینون شہر سیری۔ جہان پناہ۔ پرانی دلی غارت و تباہ ہوگئے اور غنایم و فتوحات مین طرح طرح کے جواہر موتی۔ یاقوت۔ الماس۔ اور اقمشہ۔ و نفائس گوناگون۔ اور سونے چاندی کے برتن۔ نقد روپیہ اور اشرفی معتدبہ ہاتھ آئے۔ اور ہزارون بچے مرد و عورت اسیر ہوے۔ آخر امیر تیمور ۱۵ روز کے قیام کے بعد دہلی سے نکلا۔ اور فیروزآباد ہوتا ہوا قلعہ میرٹھ پر چڑھائی کی۔ الیاس افغان حاکم میرٹھ نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کہائی۔ اور مارا گیا۔ یہان سے تیمور دریائے گنگ کو عبور کرکے

راستہ مین سردار مبارک خان کے لشکر کو شکست دیتا ہوا درہ کوپلہ (ہردوار) پر حملہ کیا۔ اس عرصہ مین ملک شیخہ سے مقابلہ ہوا۔ امیر نے اوس کو بھی شکست دی۔ پھر کوہ سوالک وجموں کے بدمعاشون کی تنبیہ کی۔ اور لاہور کو تسخیر کرکے دریائے چناب کو عبور کیا۔ اور ہندو شاہ خزانچی کو سمرقند بھیجا۔ تمام امرا کو خلعت فاخرہ عطا کرکے اون کے مقامات پر روانہ کردیا۔ اور خضر خان[1] کو ملتان کی حکومت مرحمت کی۔ اور آپ تعجیل تمام سمرقند کے جانب کوچ کیا۔

اب دہلی کے واقعات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب لشکر تیموری پامال کرکے چلتا بنا تو دو مہینے تک وبا و قحط کا دور رہا جس سے بچے بچائے آدمی بھی ہلاک ہوگئے۔ اور چرند و پرند کا تک نام و نشان نہین رہا۔ اس کے بعد رجب ۸۰۱ھ مین سلطان ناصر الدین نصرت شاہ (جو اقبال خان کے خوف سے دوآبہ چلا گیا تہا) تھوڑی سی فوج کے ساتھہ میرٹھہ آیا۔ پھر وہان سے فیروز آباد پہونچا۔ اور ویران دہلی پر قبضہ کیا۔ اس عرصہ مین شہباز خان اور ملک الیاس بھی نصرت شاہ کے پاس آگئے۔ اب نصرت شاہ کو کسی قدر تقویت ہوگئی۔ تو اس نے اقبال خان کی سرکوبی کے لئے شہباز خان کو روانہ کیا۔ مگر راستہ ہی مین چند زمیندارون نے شہباز خان کو قتل کیا۔ اور اقبال خان نے اوس کے لشکر و مال پر قبضہ کرکے دہلی آیا۔ جب نصرت شاہ نے اوس کی آمد دیکھی تو دہلی چھوڑ کر میوات بہاگا اور اوسی جگہہ انتقال ہوا۔ اب تو اقبال خان کا ستارہ چمکا۔ اور دہلی تصرف مین آئی۔ اوس نے سیری مین قیام کیا۔ اور جو لوگ کہ مغلون کے خوف سے ادہر اودہر

[1] خضر خان کو جب سارنگ خان نے گرفتار کرکے قلعہ مین قید کیا تہا تو یہ کسی طرح اوس قلعہ سے بہاگ کر ملک اہوون کے پاس چند روز رہا نہ مین رہا۔ اور وہان سے نکل کر فیروز آباد کے مقام پر امیر تیمور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ہمیشہ ہمراہ رکاب رہا۔ چنانچہ اسی باعث تیمور نے ملتان کی حکومت عطا کی۔ بعض مورخون کا قول ہے۔ کہ ملتان کے علاوہ لاہور و دیپال پور کی بھی حکومت سرفراز کرکے دہلی کی حکومت بھی اوس پر مستزاد کی تہی۔ ۱۲ مولف۔

چلے گئے تھے۔ اون کو جمع کرکے پھر سیری کو ازسر نو سرسبز و آباد کیا۔ لیکن صرف دوآبہ اور دارالسلطنت پر اقبال خان کا قبضہ تھا۔ باقی ملک مین طوائف الملوکی تھی۔ چنانچہ گجرات مین اعظم خان۔ مالوہ مین دلاور خان قنوج۔ اودھ۔ کٹیر۔ دلمئو۔ سندیلہ۔ بہرائچ۔ بہار۔ جونپور مین خواجہ جہان سلطان الشرق ملتان۔ دیپالپور نواح سند مین خضر خان۔ سامانہ مین غالب خان۔ بیانہ مین شمس خان۔ کالپی۔ مہوبہ مین محمود خان پسر ملک زادۂ فیروز حکمرانی کر رہے تھے۔ اقبال خان ان امیرون کو مطیع کرنے کے خیال سے اول تو بیانہ پر چڑھائی کرکے شمس خان کو ہزیمت دی۔ پھر راجہ رائے سنگھ والی کٹیر سے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین خواجہ جہان نے وفات پائی۔ اور اوس کا متبنےٰ ملک مبارک جانشین ہوا۔ اور مبارک شاہ اپنا خطاب رکھا۔ اقبال خان نے شمس خان۔ اور مبارک خان کو ہمراہ لیکر مبارک شاہ پر لشکرکشی کی۔ مبارک شاہ بھی مقابلہ کے لئے نکلا۔ چنانچہ دریائے گنگ ان دونون لشکرون کے درمیان حائل تھا۔ دو مہینے تک یہ دونون لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ مگر کسی نے گنگا اُترنے کی جرأت نہ کی۔ آخر دونون چلتے بنے۔ اثنار راہ مین اقبال خان نے دغا سے مبارک خان اور شمس خان کو قتل کر ڈالا۔ اسی سال ملغی خان داماد غالب خان نے لشکر کثیر جمع کرکے نواح اجودھن مین خضر خان کا مقابلہ کیا۔ اور شکست پاکر بصوبہ بہو دچلا آیا۔ لیکن غالب خان نے اوس کو مار ڈالا۔ ۸۰۴ھ مین سلطان ناصرالدین محمود شاہ (جو ظفر خان حاکم گجرات کی بدسلوکی سے مالوہ مین رہتا تھا۔) اقبال خان کے پاس دہلی آیا۔ اقبال خان اوس کو لیکر ابراہیم شاہ (جو اپنے بھائی مبارک شاہ کے مرنے پر تخت جونپور پر بیٹھا تھا) پر حملہ کیا۔ مقابلہ مین دونون برابر رہے۔ اس کے بعد اقبال خان دہلی آیا۔ اور محمود شاہ ملک زادۂ ہروی کو نکال کر قنوج پر قابض ہوگیا۔

۸۰۵ھ مین اقبال خان نے گوالیار کی عزیمت کی۔ اور اوس کو شکست دیکر دہلی آیا۔ اس عرصہ مین تاتار خان اپنے باپ ظفر خان حاکم گجرات کو اساول (احمد آباد) مین قید کرکے اپنا خطاب ناصرالدین محمد شاہ رکھا۔ اور دہلی کو فتح کرنے کی غرض سے لشکر کثیر کے ساتھ روانہ ہوا۔ مگر راستہ مین شمس خان نے

زہر دیکر مار ڈالا۔ اور قنوج اساول سے ظفر خان کو رہائی دی۔ ۸۰۶ھ مین اقبال خان نے اٹاوہ کو چار مہینے تک محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور اس کے بعد اس ہیروت نے قنوج پر چڑہائی کی۔ سلطان محمود قلعہ بند ہوا۔ چونکہ قلعہ مستحکم تہا۔ اس لئے اقبال خان کی وہان کچہہ نہ چلی۔ آخر مایوس ہوکر محاصرہ اوٹہالیا۔ اور سامانہ جاکر بہرام خان کو مطیع کیا۔ اور اوس کو ساتہہ لیکر ملتان کی جانب متوجہ ہوا۔ جب تلونڈی پہونچا تو بہرام خان کی کہال کہچوائی۔ پہر وہان سے اجودہن آیا۔ اور خضر خان حاکم ملتان سے مقابلہ ہوا۔ ۱۹ جمادی الاول ۸۰۸ھ کو اقبال خان نے شکست پائی۔ اور گہوڑے سے گرکر زخمی ہوا۔ اسلام خان لودہی نے سر کاٹ لیا۔ جب یہ خبر دہلی پہونچی تو دولت خان لودہی اور اختیار خان وغیرہ نے محمود شاہ کو قنوج سے بلاکر جمادی الثانی ۸۰۸ھ مین تخت دہلی پر بٹہایا۔ دوآبہ کا فوجدار دولت خان مقرر ہوا۔ فیروز آباد اختیار خان کے سپرد ہوا اور جمادی الاول ۸۰۹ھ مین بادشاہ نے دولت خان کو سامانہ روانہ کیا۔ اور خود سلطان ابراہیم پر فوج کشی کی۔ کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کو امرا نے صلح کرادی۔ اس کے بعد سلطان ابراہیم نے قنوج کو لے لیا۔ اور ۸۱۰ھ مین دہلی کے جانب کوچ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ اعظم ظفر گجراتی نے الپ خان والئ منڈو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر قابض ہوگیا ہے۔ اور جونپور کی تسخیر کا قصد ہے۔ اس خبر کے سنتہی سلطان ابراہیم فرحا خان کو کچہہ سپاہ کے ساتہہ برن مین چہوڑا۔ اور آپ جونپور آیا۔ ادہر محمود شاہ برن پر حملہ کرکے قلعہ لے لیا۔ اور فرحا خان مارا گیا۔ دولت خان جو سامانہ کو بہیجا گیا تہا بہیرم خان سے مقابلہ کرکے سامانہ فتح کرلیا۔ جب خضر خان کو سامانہ کی تسخیر کا حال معلوم ہوا تو یلغار دولت خان کے سر پر پہونچا۔ دولت خان بہاگا۔ اور خضر خان سامانہ پر قبضہ کرکے زیرک خان کے تفویض کیا۔ اور ۸۱۳ھ مین خضر خان نے قلعہ رہتک کا محاصرہ کیا۔ اور یں خان قلعدار نے مصالحت کرلی۔ پہر مکرر ۸۱۴ھ مین خضر خان رہتک گیا اور اوریں خان سے بمشکش لیکر کنار نول۔ میوات۔ تجارہ۔ سرتہہ وغیرہ کو غارت کرتا ہوا دہلی پہونچا۔ اور سیری کا محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین اختیار خان حاکم فیروز آباد نے خضر خان سے سازش کرکے قلعہ تفویض

کردیا۔ چنانچہ چند روز خضر خان فیروز آباد مین قیام کرکے اہل دلی کو خوب تنگ کیا۔ لیکن رسد کی تکلیف سے کچھ عرصہ کے بعد فیروز پور چلا گیا۔ اور رجب ۸۱۷ھ مین سلطان محمود بیس برس دو ماہ سلطنت کرکے انتقال کیا۔ اب فیروز شاہ کے خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور دہلی کی سلطنت سے خاندان تغلق مین تقریباً ۹۶ برس رہی۔

سلطان محمود کے انتقال پر ارکان شاہی نے دولت خان لودہی سے بیعت کی۔ اور ۸۱۶ھ م ۱۴۱۳ع مین دولت خان ٹھہر گیا۔ اس اثنا مین خبر ملی کہ سلطان ابراہیم نے سلطان محمود کے بیٹے قادر خان کو کالپی مین گھیر رکھا ہے۔ دولت خان کے پاس سلطان ابراہیم کے مقابلہ کا لشکر نہ تھا۔ وہ دہلی چلا آیا۔ اور خضر خان ساٹھ ہزار سوار کے ساتھ حصار فیروزہ رہتک۔ میوات۔ سنبھل وغیرہ کو لوٹتا ہوا حصار سیری پہونچا۔ اور دولت خان کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ چار مہینے تک دولت خان قلعہ کو سنبھالا رہا۔ مگر اکثر امرا خضر خان سے مل گئے۔ آخر دولت خان نے امان چاہی۔ اور ۱۵ ربیع الاول ۸۱۷ھ م ۱۴۱۴ع کو دہلی پر خضر خان کا قبضہ ہوگیا۔ اور دولت خان حصار فیروزہ مین قید ہوا۔ چند روز کے بعد مرگیا بعض کا قول ہے کہ قتل کیا گیا۔ بہرحال دولت خان نے ایک برس تین مہینے سلطنت کی۔

دولت خان نے کبھی کوئی خطاب یا لوازم و مراتب شاہی اختیار نہین کیا۔ صرف ملو خان المخاطب اقبال خان کی طرز و روش پر حکومت کرتا رہا۔ اور سکہ مین بھی فیروز شاہ یا اوسکی اولاد مین سے کسی ایک کا نام رہتا تھا۔

گل رعنا

خاندان سلاطین سادات

سید خضر خان بن ملک سلیمان

جب خضر خان[1] نے دہلی پر قبضہ کیا تو اولاً اپنے نام کے ساتھ کوئی بادشاہ کا لقب ایزاد نہیں کیا۔ بلکہ اپنے کو امیر تیمور کا نائب کہتا تھا۔ چنانچہ سکہ و خطبہ میں بھی امیر تیمور کا نام رکھا۔ اور امیر تیمور کے بعد مرزا شاہرخ کا نام داخل کیا۔ اکثر اوس کو رایات اعلیٰ اور سند عالی کہتے تھے۔ مگر آخر میں خضر خان کے نام خطبہ پڑھا گیا۔ اور سکہ میں بھی اوسکا نام درج ہوا۔

بہرحال دہلی کے قبضہ کے بعد خضر خان نے ملک الشرق ملک تحفہ کو تاج الملک کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔ اور باقی امراء کو بھی حسب مناسب خطابات عطا کئے ۸۱۷ھ میں تاج الملک نے بدایوں و کٹہیر روہیلکھنڈ

---

[1] خضر خان سید صحیح النسب تھا۔ اسکے دادا ملک سلیمان کو نصیر الملک مرداں نے بیٹا کر کے پالا تھا۔ ایک روز ملک مرداں نے حضرت سید السادات اجلال بخاری قدس سرہٗ کی دعوت کی جب آپ تشریف لائے تو ملک سلیمان نے آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا نہ دیکھنے کے لئے سامنے رکھا حضرت نے ملک مرداں سے فرمایا کہ اس سید زادہ سے ایسی خدمت لینا مناسب نہیں ہے چنانچہ اوس نمک حرام ملک سلیمان کے صحیح النسب ہونے کا حال معلوم ہوا۔ علاوہ بریں خضر خان کے اخلاق و اوصاف سخاوت و شجاعت جملہ تواضع صداقت و تقویٰ و اخلاق و حلم سے بھی سیادت ٹپکی پڑتی تھی۔ بہرحال ملک مرداں کے فیروز شاہ کے زمانہ میں ملتان کی حکومت تفویض تھی۔ جب اوسکا انتقال ہو گیا تو اوسکا صاحبزادہ ملتان جانشین ہوا۔ اور ملتان کی حکومت پائی۔ ملک شیخ کی وفات پر ملک سلیمان ملتان کا حاکم ہوا۔ جب وہ بھی مر گیا تو اوسکا بیٹا خضر خان حکومت ملتان سے سرفراز ہوا۔ اگرچہ تیمور لنگ خاں نے اوس کو ملتان سے نکال دیا تھا۔ پھر تیمور کی عنایت سے ملتان کا حاکم ہوا۔ باقی حالات متن میں دیکھو۔ ۱۲ مولف۔

کے متمردون کی سرکوبی کی۔ اوراون سے خراج وصول کرکے کھور (شمس آباد) وکمبل (کمپلہ) وسکینہ ہوتا ہوا دہلی آیا۔ اور ۸۱۸ھ مین خضرخان نے اپنے بیٹے ملک الشرق ملک مبارک کو اقطاع فیروزپور وسرہند پر مقرر کیا۔ اس اثنا مین ترک چکون نے ملک سدھو کو مار ڈالا۔ اور بغاوت برپا کی۔ داؤدخان اور زیرک خان نے اون کی گوشمالی کرکے دریائے ستلج کے پار پہنچا دیا۔ پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قلعہ ناگور کا محاصرہ کیا۔ جس کے دفعیہ کے لئے خود خضرخان روانہ ہوا۔ اور گجراتی مالوہ کو بھاگ گیا۔ خضرخان پھر وہان سے فتحیاب ہوتا ہوا گوالیار وبیانہ سے خراج وصول کرکے دہلی آیا۔ ۸۲۰ھ مین خبر آئی کہ ملک طغائی نے علم بغاوت برپا کیا ہے۔ چنانچہ اوس کے دفعیہ کے لئے زیرک خان حاکم سامانہ بھیجا گیا۔ جب زیرک خان قریب آیا تو باغی بھاگ گئے۔ مگر زیرک خان نے تعاقب کرکے ملک طغی کو مطیع کیا۔ اور ملک سدھو کے قاتلون کو (جو ملک طغی نے پناہ دیا تھا) اسیر کرکے دہلی بھیجدیا۔ ۸۲۱ھ مین تاج الملک کھیڑ جاکر راجہ ہرسنگھ سے خراج وصول کیا۔ اور ۸۲۲ھ مین خود خضرخان نے کول کے مفسدون کی تنبیہ کی۔ اتنے مین خبر آئی کہ قوام خان اور اختیارخان نے خانہ زادان سلطان محمود سے سازش کرکے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی خضرخان دہلی کے جانب کوچ کیا۔ اور قوام خان واختیارخان کو معہ خانہ زادان محمود شاہ کے قتل کرڈالا۔ اس کے بعد یہ خبر اڑی کہ باجوارہ کے پہاڑون مین ایک شخص اپنے کو سارنگ خان کہتا ہے (حالانکہ سارنگ خان صاحبقران کے حملہ کیوقت فوت ہوچکا تھا) اور اکثر لوگ اوس کے پاس جمع ہوتے ہین جس سے آیندہ بغاوت کا اندیشہ ہے۔ خضرخان نے ملک شاہ لودہی المخاطب اسلام خان کو جلی سارنگ خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جب ملک شاہ وہان پہونچا تو جلی سارنگ بھاگ گیا۔ اور چندروز کے بعد وہی جلی سارنگ ملک طغی کے پاس جاکر مارا گیا۔ اوہر تاج الملک اٹاوہ روانہ ہوا۔ اور وہان کے راجاؤن سے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین ملک طغانے دوبارہ سرکشی کی۔ خضرخان نے ملک خیرالدین وزیرک خان کو اوس کی تنبیہ کے لئے نامزد کیا۔ جب دونون کا مقابلہ ہوا تو طغانی بھاگ کر

جسرتہہ گہکر کے پاس پناہ لی۔ اور طغا کے اقطاع زیرک خان کے حوالہ ہوے۔ اور ملک خیرالدین دہلی آیا۔ ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء مین خضرخان نے میوات پر لشکرکشی کی۔ بعض نے اطاعت کی۔ اور باقی بہادرناہر کے کوٹلہ مین پناہ گزین ہوے۔ آخر خضرخان نے کوٹلہ فتح کرکے برباد کیا۔ اور گوالیار روانہ ہوا۔ ۷ محرم ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء کو تاج الملک کا انتقال ہوا۔ اور اوس کا بڑا بیٹا ملک الشرق ملک سکندر وزیر مقرر ہوا۔ خضرخان گوالیار و اٹاوہ سے خراج لیتا ہوا دہلی مراجعت کیا۔ اور ۱۲ جمادی الاول ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء کو وفات پائی۔ مدت سلطنت ۷ سال دو ماہ دو یوم ہے۔

معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضرخان

خضرخان نے اپنی وفات سے تین دن پہلے مبارک خان کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا۔ چنانچہ مبارک خان ۱۹ جمادی الاول ۸۲۴ھ کو تخت پر بیٹھا۔ اور معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ لقب اختیار کیا۔ اس عرصہ مین جسرتہہ گہکر اور ملک طغا نے بغاوت کی۔ اور تلونڈی۔ لدہیانہ۔ روپر کو تاخت و تاراج کرتے ہوے جالندہر پہونچے۔ زیرک خان حاکم جالندہر نے صلح کرلی۔ اور اپنے بیٹے کو اوّل (ضمانت) مین دیا۔ بعد ازان قلعہ خالی کرکے طغا کے حوالہ کیا۔ جسرتہہ نے زیرک خان کو قید کرکے لدہیانہ لیگیا۔ اور وہان سے سرہند پہونچا۔ ملک سلطان شاہ حاکم سرہند قلعہ بند ہوا۔ اور بادشاہ سے امداد چاہی۔ بادشاہ باوجود موسم بارش کے شہر سے سرہند روانہ ہوا۔ جب جسرتہہ کو بادشاہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو سرہند کا محاصرہ چہوڑکر بہاگا۔ بادشاہ نے اوس کا تعاقب کرکے بہت سے سوار و پیادے مارے۔ یہان راجہ جمبو نے بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور محرم ۸۲۵ھ مین بادشاہ لاہور پہونچا۔ یہان شہر مین اُتو بول رہا تہا۔ چنانچہ بادشاہ ایک مہینہ مقیم رہا۔ اور نئے عمارات و قلعہ کی تعمیر کرائی۔ اور شہر کو آباد کرکے ملک الشرق ملک محمود حسن کو وہان کی حکومت عطا کی۔ اور خود لاہور آیا۔ ۸۲۶ھ مین بادشاہ نے کہیروا اٹاوہ کے راجاؤن کو مغلوب کیا۔ اس کے بعد گوالیار

دمیوات۔ دبیانہ کی جہات فتح کین۔ اس اثنا مین سید صالح حاکم سرہند کے غلام فولاد نامی نے سرکشی کی۔ جسکے اندفاع کے لئے خود بادشاہ آیا۔ اور سرہند کا محاصرہ کرلیا۔ جب چند روز محاصرہ پرگذرے۔ فولاد نے یہ چال چلی کہ امیر شیخ علی حاکم کابل کو مبلغ خطیر بھیجکر اپنی امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ امیر شیخ علی کیا آیا کہ بلا آئی۔ کیونکہ اوس نے تمام اقطاع کو چھاڑ دینا شروع کی۔ اور بادشاہ بھی خائف ہوکر چلتا بنا۔ جب شیخ علی لاہور و دیپال پور کو لوٹتا ہوا ملتان آیا تو عماد الملک حاکم ملتان نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ اور جو بقدر اوس نے اس لوٹ مین جمع کیا تہا۔ وہ سب چھین لیا۔ آخر شیخ علی بیک بینی و دو گوش ہندوستان سے کابل روانہ ہوگیا۔ البتہ قلعہ سیور (شور) مین اپنے بھتیجے ملک مظفر کو قلعہ دار کیا۔ اس فتح نمایان سے بادشاہ عماد الملک کے جانب سے ایسا کھٹکا۔ کہ اس کو ملتان سے دہلی بلالیا۔ اس اثنا مین جسرتہہ گہکر کی بغاوت آغاز ہوئی۔ اور فولاد غلام نے بہی سرکشی شروع کی۔ اور جسرتہہ نے امیر شیخ علی حاکم کابل کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ شیخ علی اول ہی سے جلا بیٹہا تہا۔ فوراً آدھمکا۔ بہرحال ان تینون نے چارون طرف خوب لوٹ مچادی۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو لشکر کثیر کے ساتہہ مقابلہ کو نکلا۔ اور امیر شیخ علی بادشاہ کی آمد دیکہکر بارتوت کو بہاگا۔ ادہر بادشاہ بہی اوس سے مطمئن ہوکر دہلی چلا آیا اور فولاد و جسرتہہ کی تنبیہ کے لئے دوسرے امراد کو روانہ کیا۔ مگر چند روز کے بعد پہر شیخ علی لشکر کثیر لیکر دریا رہیاس کے کنارے کے ملکون کو تباہ و تاراج کرتا ہوا آگے بڑہا۔ اور لاہور کو بہی لے لیا۔ ادہر بادشاہ نے بہی عماد الملک کو روانہ کیا۔ اور خود بہی لشکر کثیر کے ساتہہ مقابلہ کو نکلا۔ چونکہ شیخ علی ایک مرتبہ عماد الملک سے شکست پاچکا تہا۔ اس لئے اوس پر ایسا خوف غالب ہوا۔ کہ بہاگتا بنا۔ اور بادشاہ سیدہا قلعہ شور پر پہونچا۔ اور امیر مظفر کو ایسا تنگ کیا۔ کہ آخر اوس نے امان چاہی۔ اور اپنی بیٹی کا نکاح بادشاہ کے بیٹے سے کردیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے عماد الملک کو دیپال پور جالندہر۔ لاہور عطا کیا اور شمس الملک کو بیانہ کی حکومت دی۔ چونکہ وزارت و دیوان اشراف کے کام ملک سرور الملک

وزیر سے اچھے نہین چلتے تھے۔ اس لئے ملک کمال الدین کو دیوان اشراف کا کام سپرد کیا۔ اور سرور الملک پر صرف وزارت قایم رکھی۔ بادشاہ کی یہ کارروائی سرور الملک کو ناگوار گذری۔ اور اوس نے چند امرا کو اپنا شریک بنا کر بادشاہ کے قتل کے درپے ہوا۔

۱۷ ربیع الاول ۸۳۵ھ کو سلطان نے جمنا کے کنارے شہر مبارک آباد کی بنیاد رکھی۔ اور اوس کے آباد کرنے کے لئے نہایت سرگرمی کے ساتھ اہتمام و انتظام شروع کیا۔ اس عرصہ مین فولاد غلام مارا گیا۔ اور اوس کا سر بادشاہ کے پاس آیا جس سے بادشاہ کو کمال مسرت ہوئی۔ اور ۹ رجب ۸۳۵ھ روز جمعہ کو بادشاہ حسب عادت معہودہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ مبارک آباد کی عمارت خاص مین اُتر کر نماز جمعہ کی تیاری کی۔ اس موقع پر اون سازش کنندون مین سے سدہ پال نامی نے قریب پہونچکر سلطان کے فرق مبارک پر تلوار ماری۔ باقی نکمحرام بھی پل پڑے۔ اور سلطان کو شہید کیا۔ مدت سلطنت ۳ سال تین مہینے ۱۶ روز ہے۔

محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان

سلطان کی شہادت کے روز ہی ارکان دولت نے اتفاق کر کے خضر خان کے پوتے فرید خان کے بیٹے (جو مبارک شاہ کا متبنےٰ ابھی تھا) محمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور سرور الملک وزیر کو خان جہان کا خطاب ملا۔ اس نکمحرام وزیر نے سدہ پال وسدارن کہتری اور اوس کے قرابتیون کو مبارک شاہ کے قتل کے صلہ مین مملکت بیانہ و امروہہ۔ دنارنول و کہرام وغیرہ کی حکومت عطا کی۔ اور امرا و بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے بلا کر قتل کیا۔ رانو سیہ (جو سدہ پال کا غلام تھا) کو بیانہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا مگر یوسف خان اودھی ہنڈون سے بیانہ آیا۔ اور رانو سیہ سے لڑ کر اوس کے عیال و اطفال کو اسیر کیا۔ اور اوسکا سر کاٹ کر دروازہ پر لٹکایا۔ اب تمام ملک مین سرور الملک کی وفا بازی و کمینہ پن کی شہرت پھیل گئی۔ اور بدایون سنبھل وغیرہ کے حکام نے علانیہ بغاوت شروع کی۔ سرور الملک نے اعظم سید خان و

سدہارن اور اپنے بیٹے یوسف خان کو کمال الملک کے ہمراہ ان امیرون کی مخالفت دور کرنے کے لئے برن بھیجا۔ یہان کمال الملک اس فکر مین ہوا کہ کسیطرح اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام لے۔ مگر اس فکر کی خبر سرور الملک کو ہوگئی۔ اوس نے ملک ہشیار غلام کو بہت سا لشکر دیکر یوسف وسدہارن کی محافظت کے لئے روانہ کیا۔ جب یوسف وسدہارن کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو یہ دونون ملک ہشیار کو لیکر دہلی بھاگ گئے۔

اب کمال الملک نے بھی امراء موافق کو جمع کرکے لشکر گران کے ساتھہ علانیہ دہلی پر حملہ کیا۔ ناچار سرور الملک سیری مین حصاری ہوا۔ اور تین مہینے تک لڑتا رہا۔ سلطان محمد شاہ نے اپنی آنکھون سے سرور الملک کی بیوفائی کا تماشا دیکھا تھا۔ اس لئے وہ خیال کرنے لگا۔ کہ کسیطرح کمال الملک سے ملکر سرور الملک کا کام تمام کیا جائے۔ لیکن سلطان کا یہ خیال سرور الملک پر ظاہر ہوگیا۔ اور ۸ محرم ۸۳۸ھ کو اوس نکمحرام نے اپنے سابقہ معاونون کو لیکر سلطان کے قتل کرنے کے لئے سراپردۂ شاہی مین گھس گیا۔ وہان بادشاہ بھی ہوشیار اور ایک جماعت مسلح و مستعد پاس رکھتا تھا۔ جب وزیر کو اس حالت مین دیکھا تو اوس کے قتل کا اشارہ کیا۔ چنانچہ اس مستعد جماعت نے وزیر کا کام تمام کیا۔ اور اوس کے رفقا میران صدر کے بیٹے وغیرہ کی بھی گردن اڑائی گئی۔ سدہ پال نے خود اپنے ہاتھہ سے اپنے گھر کو آگ لگاکر عیال و اطفال کو فی النار والسقر کیا۔ اور خود بھی لڑکر مارا گیا۔ اور سدہارن گرفتار ہوکر سلطان شہید کے مقبرہ کے پاس قتل ہوا۔ ملک ہشیار و ملک مبارک (جو سرور الملک سے منسوب تھے) کو لعل دروازہ پر پہانسی دیگئی اور کمال الملک دہلی مین داخل ہوا۔ تمام باغیون کو گرفتار کرکے قتل کیا۔ دوسرے روز کمال الملک اور تمام امراء نے دوبارہ بادشاہ سے بیعت کی۔ اور بادشاہ اون کی منظوری سے دوبارہ تخت پر بیٹھا۔ کمال الملک کو کمال خان کا خطاب اور منصب وزارت ملا۔ اور ملک منے من کو غازی الملک کا خطاب اور اقطاع امروہہ و بدایون مرحمت ہوے۔ ملک الہ داد لودہی نے تو خود کوئی خطاب نہ لیا

کر اپنے بھائی کو دریا خان کا خطاب دلایا۔ اس کے بعد محمد شاہ ملتان کی سیر کو گیا۔ وہان عماد الملک نے ملازمت حاصل کی۔ پھر سلطان دہلی آیا۔ اور عیش و عشرت مین مشغول ہوگیا۔ تمام کام امیرون اور وزیرون کے حوالہ ہوا۔ اس عرصہ مین ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کے مرنے کے بعد حاکم سرہند ہوا۔ اور بلا اجازت سلطان کے دیبال پور و لاہور پر قبضہ کیا۔ بادشاہ نے اوس کے دفعیہ کے لئے حسام خان کو روانہ کیا۔ گر حسام خان نے اوس کے مقابلہ مین شکست کہائی۔ اور دہلی چلا آیا۔ ملک بہلول نے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ اگر آپ حسام خان کو مار کر حمید خان کو وزیر بنائیے تو مین اطاعت کے لئے حاضر ہون۔ بادشاہ نے اوس کے کہنے پر حسام خان کو مار ڈالا۔ اور حمید خان کو وزیر بنایا۔ جب یہ خبر دوسرے امرا کو پہونچی تو وہ بد دل ہوگئے اور اطاعت سے منہ موڑا۔ ادہر ابراہیم شاہ شرقی نے اکثر پرگنات دبالئے۔ اور بعض امرا نے سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ کو دہلی طلب کیا۔ چنانچہ ۸۴۴ھ سنہ ۱۴۴۰ء مین سلطان محمود دہلی سے دو کوس پر آگیا۔ اور ملک کا انتظام کرنا شروع کیا۔ اس واقعہ سے محمد شاہ نہایت مضطرب ہوا۔ اور ملک بہلول کو منت کرکے بلایا۔ بادشاہ کی اس طلب پر ملک بہلول بیس ہزار سوار لیکر آیا۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ سلطان محمود کو فکر ہوئی کہ کسیطرح صلح ہوجاوے۔ مگر غیرت کے سبب صلح کا لفظ زبان پر نہ لاتا تہا۔ دوسرے روز معلوم ہوا کہ سلطان احمد گجراتی منڈو مین آتا ہے۔ اب تو سلطان محمود کے رہے سہے ہوش بہی اڑ گئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے بغیر ارکان دولت و امرا کے مشورہ کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بہیجا۔ وہ تو خدا سے ہی چاہتا تہا۔ فوراً صلح منظور کرلی۔ اور اوسی وقت کوچ کیا۔ ملک بہلول کو بادشاہ کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ آخر پیچ و تاب کہا کر محمود کا تعاقب کیا۔ اور بہت سے سپاہیونکو مار کر بیشمار مال لوٹ لایا۔ اور دہلی کی آبرو رکہہ لی۔ بادشاہ بہلول سے اس قدر خوش ہوا کہ اوس کو اپنا بیٹا بنایا۔ اور خان خانان خطاب دیا۔ ۸۴۵ھ مین بادشاہ سامانہ آیا۔ اور لاہور و دیبال پور کی حکومت ملک بہلول کو دیکر تاکید کی۔ کہ جسرتہہ کی سرکوبی کرے۔ اس کے بعد سلطان دہلی چلا گیا۔ ملک بہلول

لاہور مین ایسا قوی ہوگیا۔ کہ جسرتہ گکھڑ نے بھی صلح کرلی۔ اب بہلول کے دل مین دہلی کی سلطنت کی امنگ آئی۔ اور بلا وجہ سلطان سے مخالفت کی۔ انہین ایام مین اکثر امرا و زمیندار متمرد ہوکر محمود خلجی سے ملگئے اور محمد شاہ بھی بیمار ہوکر ۸۴۹ھ مین اس دنیا سے رخصت ہوا۔ مدت سلطنت بارہ برس چند ماہ ہے۔

سلطان علاء الدین بن محمد شاہ

ارکان دولت نے محمد شاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے علاء الدین کو تخت نشین کیا۔ ۸۵۰ھ مین علاء الدین بیانہ گیا۔ اثنار راہ مین معلوم ہوا کہ سلطان ابراہیم دہلی پر یورش کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ خبر غلط تھی۔ مگر بادشاہ ایسا گھبرایا۔ کہ فوراً دہلی چلا آیا۔ اس کے بعد بادشاہ ۸۵۱ھ مین بدایون گیا۔ مدتون وہان رہا۔ جب دہلی واپس آیا تو کہنے لگا کہ مین آیندہ ہمیشہ کے لئے بدایون مین رہنا چاہتا ہون۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ سارے ہندوستان مین طوائف الملوکی ہوگئی تھی۔ چنانچہ دکن۔ گجرات۔ مالوہ۔ جونپور بنگالہ کے حاکم خود بادشاہ صاحب سکہ وخطبہ ہوگئے تھے۔ پنجاب مین پانی پت سے لاہور تک۔ ہانسی حصار ناگور مین ملتان تک ملک بہلول فرمانروائی کرتا تھا۔ پہر دلی سے سرائے لاڈو تک احمد خان میواتی سنبھل سے گذر خواجہ خضر تک دریا خان لودہی۔ کول جلالی معہ مضافات مین علیی خان۔ رابری مین قصبہ بہوگاؤن تک قطب خان۔ کنپل وپٹیالی مین رائے پرتاب۔ بیانہ مین داؤد خان خود مختار تھے گوالیار۔ دھولپور۔ بہدور مین جداجدا راجہ راج کرتے تھے۔ غرض سلطنت دہلی کی حدود شہر پناہ کے ایک جانب۔ ایک میل باقی۔ اور اطراف ۱۲ میل سے زیادہ نہین تھے۔ یہ مثل اسی پر صادق آتی تھی کہ "بادشاہی شاہ عالم تا حویلی پالم"۔ اس اثنار مین ملک بہلول نے دہلی پر حملہ کیا۔ مگر ناکام واپس ہوا۔ قطب خان ورائے پرتاب نے حمید خان کو وزارت سے علیحدہ کرنے کی تجویز بادشاہ سے عرض کی۔ بادشاہ تو عقل سے بے بہرہ تھا۔ فوراً حمید خان کو معزول اور مقید کیا۔ اور اپنے دو سالون مین سے

ایک کو شحنہ اور دوسرے کو دیوان امیر کوہی کے عہدہ پر مامور کرکے دہلی مین چھوڑا اور خود بدایون چلا گیا چند روز کے بعد ان دونون مین تنازع ہوئی۔ ایک مارا گیا۔ دوسرا قصاص مین قتل ہوا۔ بادشاہ اپنے عیش مین اس قدر مصروف تہا۔ کہ اس واقعہ کی خبر ہی نہ لی۔ اتنے مین قطب خان اور رائے پرتاب بدایون آئے۔ اور بادشاہ سے حمید خان کے قتل کی اجازت چاہی۔ ادہر حمید خان کے بہائیون کو جب یہ خبر لگی تو وہ فوراً حمید خان کو قید سے نکال کر دہلی لیگئے۔ حمید خان حرم شاہی مین گہس کر بادشاہ کے بیٹون و بیٹیون اور بیویون کی سخت توہین و تذلیل کی۔ اور خزائن و اسباب شاہی پر متصرف ہوا اس پر بہی بادشاہ بدایون سے نہ نکلا۔ اب حمید خان کو فکر ہوئی کہ کسی کو بادشاہ بنا کر خود مرے اوڑاون چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اوس نے بہلول لودہی کو لاہور سے طلب کیا۔ بہلول تو اسی دہن مین بیٹھا تہا۔ فوراً چل نکلا۔ اور چلتے چلتے علاء الدین کو لکہا کہ "حمید خان کے دفع کرنے کے لئے دہلی جاتا ہون"۔ علاء الدین نے اوس کا جواب یہ دیا کہ "تم کو میرے باپ نے بیٹا بنایا تہا۔ اب رشتہ سے تم میرے بڑے بہائی ہو۔ دہلی کی سلطنت تم کو مبارک ہو۔ اور مجہے صرف بدایون کی حکومت کافی ہے" چنانچہ علاء الدین اس کے بعد بدایون مین مدتون جیتا رہا۔ آخر ۸۸۳ھ مین انتقال کیا۔

علاء الدین کی مدت سلطنت ۷ سال چند ماہ اور حکومت بدایون ۲۸ سال ہے۔ اب یہان پر خاندان سلاطین سادات کا خاتمہ ہوگیا۔ اس خاندان نے تقریباً چالیس سال دہلی کی سلطنت کی۔

گل شش‌م

خاندان پادشاہان لودھی

سلطان بہلول لودھی بن کالا لودھی

۸۵۴ھ مین ملک بہلول[1] لودھی حمید خان کے طلب پر دہلی آیا۔ چندر وز تک حمید خان کی آؤبھگت خوب کی۔ اور علاء الدین کے نام کو ہی خطبہ اور سکہ مین حسب سابق رہنے دیا۔ اس کے بعد حمید خان کو قید کر کے

---

[1] لودھی افغانون کی ایک جماعت ہندوستان مین تجارت کے لئے آیا کرتی تہی۔ اور تجارت کی بدولت اُن کا شمار دولتمندون مین تہا۔ چنانچہ سلطان بہلول ہی اوسی جماعت مین سے تہا۔ سلطان فیروز شاہ کے عہد مین سلطان بہلول کا دادا ملک بہرام اپنے بڑے بہائی سے خفا ہو کر ملتان آیا۔ اور ملتان کے حاکم ملک مردان کا نوکر ہو گیا۔ جب ملک بہرام کا انتقال ہوا تو اوس کے پانچ بیٹے ملک سلطان شہ۔ ملک کالا۔ ملک فیروز۔ ملک محمد۔ ملک خواجہ چندے ملتان مین رہے۔ جب ملتان کی حکومت خضر خان کو ملی تو ملک سلطان شہ اوس کا ملازم ہوا۔ اور ایک جماعت افغان کا سردار رہا۔ خضر خان اور ملو اقبال خان کی لڑائی مین ملک سلطان شہ نے ملو کو قتل کیا۔ خضر خان نے اوسکے صلہ مین سرہند کی حکومت دی۔ اور اسلام خان خطاب عطا کیا۔ اور ملک کالا اپنے چھوٹے بھائی اسلام خان کے

۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء مین تخت پر جلوس کیا۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ سلطان بہلول لقب رکھا۔ سلطان کو نو بیٹے تھے۔ بارک شاہ۔ خواجہ بایزید نظام خان۔ مبارک خان۔ عالم خان

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۹)

طرف سے دوراہ مین حاکم تہا۔ کسی وجہ سے افغان نیازی کے ہاتہہ ملک کالا مارا گیا۔ اوسکی شادی چچا کی بیٹی سے ہوئی تہی۔ اس وقت بہلول ماں کے پیٹ مین تہا۔ وضع حمل کے دن قریب تہے۔ کہ اتفاقاً اکدن اوس حاملہ پر مکان کا چھت گر پڑا۔ حاملہ تو مرگئی مگر بچہ کو (جو زندہ تہا) پیٹ چاک کرکے نکالے۔ اور عقیقہ سے اوس کا نام بلور رکہا گیا۔ پر بہلول ہوا۔ ایک مہینہ کا تہا کہ اوسے اوس کے چچا اسلام خان کے پاس سرہند لائے۔ اس لایق چچا نے بہتیجے کی پرورش تربیت و تعلیم مین اچہی نگہداشت کی۔ اور ایک لڑائی مین اوس کی جوانمردی دیکہکر اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اسلام خان ایسا صاحب مقدور و وزنی اختیار تہا۔ کہ بارہ ہزار افغان اوس کے گہر سے تنخواہ پاتے تہے۔ جب اسلام خان مرا تو اپنے بیٹو کو محروم کرکے داماد کو قایم مقام کیا جس سے اوس مین نزاع شروع ہوئی۔ اور اوس جماعت کے تین ٹکڑے ہوے۔ تہوڑے ملک بہلول کیساتہہ ہوے۔ بعضے اسلام خان کے بہائی ملک فیروز سے متفق ہوے۔ چند اسلام خان کے بیٹے قطب خان کے حامی ہوے مگر ان سب مین ملک بہلول غالب رہا۔ اور بتدریج دونون قوتون کو گہٹایا۔ آخر قطب خان سلطان محمد شاہ کے پاس آیا۔ اور سرہند پر حملہ کرنیکی ترغیب دلائی۔ سلطان نے ملک سکندر تحفہ وجیہ تہہ کہکر سرہند بہیجا۔ چند روز طرفین سے لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد ملک فیروز نے عہد و پیمان کے ساتہہ صلح کی۔ اور اپنے بیٹے شاہین خان و ملک بہلول کو بہتیجے کو اہل و عیال کے پاس چہوڑکر سکندر تحفہ وجیہ تہہ کے پاس آیا۔ لیکن سکندر وجیہ تہہ نے عہد شکنی کی۔ اور ملک فیروز کو قید کرکے باقی افغانون کو مار ڈالا اور اون کے اہل و عیال پر چڑہائی کرکے قتل کیا۔ چنانچہ اس لڑائی مین ملک فیروز کا بیٹا شاہین خان بہی مارا گیا۔ صرف ملک بہلول بہاگ کر نکل گیا۔ جس نے دوسرے آشنا ؤن سے قرضہ لیکر افغانون کو جمع کیا۔ اور چند روز تک اصلاع کے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا۔ جب اوس کے پاس لشکر کی کافی مقدار جمع ہوگئی تو سرہند پر قبضہ کرلیا اور ملک فیروز بہی قید سے بہاگ کر ملک بہلول کے پاس آیا۔ اور قطب خان بہی پشیمان ہوکر ملک بہلول کا ساتہہ دیا

مشہور بہ سلطان علاء الدین۔ جمال خان۔ میان یعقوب۔ فتح خان۔ میان میٹھی۔ جلال خان۔ جب سلطان کو حمید خان سے نجات ملی تو اپنے بیٹے بایزید اور امرا معتمد کو دہلی سپرد کرکے ممالک ملتان و پنجاب کے انتظام کے لئے دیبال پور گیا۔ اور محمود شاہ شرقی حاکم جونپور (جو سلطان علاء الدین کا داماد بھی تھا) نے ۸۵۵ھ مین دہلی پر چڑھائی کی۔ اور مدت تک اوس کا محاصرہ قایم رکھا۔ سلطان بہلول نے ملک روہ کے افغانون سے مدد چاہی۔ جب وہ پہونچے تو دیبال پور سے دہلی کے جانب کوچ کیا۔ محمود نے محاصرہ چھوڑا۔ راستہ مین دونون کا مقابلہ ہوا۔ محمود شکست پاکر جونپور چلتا بنا۔ اور سلطان بہلول نے کل ممالک کا دورہ کرکے انتظام کرلیا۔ اتنے مین سلطان محمود لشکر گران کے ساتھہ جونپور سے نکلا۔ اور شمس آباد مین سلطان بہلول سے مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی مین بہلول کا سالا قطب خان فریق ثانی کے ہاتھہ گرفتار ہوگیا۔ اس اثنا مین محمود شاہ نے وفات پائی۔ اور اوس کا بیٹا بھیکن خان محمد شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس انقلاب کے باعث طرفین مین صلح ہوگئی۔ سلطان بہلول ابھی دہلی کو پہونچا ہی نہ تھا۔ کہ اوس کی ملکہ شمس خاتون کا پیام آیا۔ کہ جبتک میرا بھائی قطب خان رہائی نہ پائے تم پر خواب و خور حرام سمجھو۔ چونکہ سلطان کو اس ملکہ سے بہت محبت تھی۔ اس لئے وہ دہلی سے واپس ہوا۔ اور محمد شاہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ اتفاقاً محمد شاہ کا بھائی جلال خان سلطان بہلول کے ہاتھہ گرفتار ہوگیا۔ اور دوسرا بھائی حسین خان مقام جنگ سے بھاگ کر جونپور پہونچا۔ جس سے محمد شاہ کے حواس جاتے رہے۔ اور خیال گذرا۔ کہ مبادا حسین خان جونپور جاکر فساد برپا کرے

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۶۰) سلطان محمد شاہ نے حسام خان وزیر الممالک کو لڑنے کو بھیجا۔ گر ملک بہلول کے مقابلہ مین اوس نے شکست پائی۔ جس سے ملک بہلول کی قوت اور بھی بڑھگئی۔ چنانچہ پانی پت تک اپنی حدود حکومت کو وسیع کیا۔ باقی حالات حسام خان کا قتل۔ ملک بہلول کا سلطان محمد شاہ کا بیٹا بنانا وغیرہ سلطان محمد شاہ کے سلطنت مین اوپر بیان کردئے گئے ہین۔ ۱۲ مولف۔

اس لئے محمد شاہ - سلطان بہلول کے مقابلہ سے منہ موڑکر جونپور واپس چلا۔ جب سلطان بہلول نے یہ حالت دیکھی تو تعاقب کرکے بہت کچھ اسباب ہاتھی گھوڑے لوٹ لیا۔

محمد شاہ کا خیال بہت صحیح تھا۔ چنانچہ حسین خان جونپور پہونچکر دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا۔ اور ۸۸۳ھ مین تخت شاہی پر جلوس کیا۔ اس کے بعد محمد شاہ[1] مارا گیا۔ اور سلطان بہلول سے حسین شاہ نے ایک مدت کے لئے صلح کرلی۔ اور قطب خان کو خلعت دیکر سلطان بہلول کے پاس بھیجدیا۔ بہلول نے بھی شاہزادۂ جلال خان کو اعزاز کے ساتھہ سلطان حسین کے پاس روانہ کیا۔ جب مدت معہودہ گذرگئی تو پھر ایک لڑائی ان دونومین بمقام چندوار عمل مین آئی۔ لیکن ارکان دولت نے تین سال کے لئے صلح کرادی۔ اس تین سال کے گذرنے پر حسین شاہ نے اٹاوہ پر دھاوا کیا۔ اور اوس کو فتح کرکے احمد خان میواتی۔ اور رستم خان حاکم کول کو اپنا طرفدار بنایا۔ اس کے بعد حسین شاہ ایک لاکھہ سوار اور ایکہزار فیل لیکر دہلی متوجہ ہوا۔ سلطان بہلول نے حسین شاہ کو پسپا کیا۔ اس اثنار مین سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا۔ اور حسین شاہ تعزیت کے لئے بدایون آیا۔ اور علاء الدین کے بیٹے سے بدایون چھین لیا۔ اور سنبھل کے حاکم مبارک خان پسر تاتار خان کو بھی قید کیا۔ اور ۸۸۳ھ مین پھر دہلی پر حملہ کیا۔ اسدفعہ سلطان بہلول حسین شاہ کا بہت سا مال و اسباب غارت کیا۔ اور تیس چالیس امرا شرقیہ بھی اسیر ہوئے ان اسیرون مین حسین شاہ کی زوجہ ملکۂ جہان بھی تھی۔ جسکو سلطان بہلول نے معتمد خواجہ سراؤن کے ہمراہ حسین شاہ کے پاس بھیجدیا۔ اور خود آگے بڑہ کر کنپل۔ پٹیالی۔ شمس آباد۔ سکیت مارہرہ۔ جالیسر وغیرہ پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد پھر حسین شاہ سے لڑائی ہوئی۔ اور حسین شاہ شکست پاکر جمنا پار ہوا۔ لیکن تعاقب کے خوف نے ایسا پریشان کیا۔ کہ سارے اہل وعیال دریامین غرق ہوگئے۔ آخر حسین شاہ

---

[1] - اس واقعہ کا تفصیلی تذکرہ سلاطین جونپور کی تاریخ مین ہم آیندہ بیان کرینگے۔ ۱۲ مولف۔

اٹاوہ مین پناہ گزین ہوا۔ مگر سلطان بہلول بھی تعاقب مین چلا آرہا تھا۔ چنانچہ اٹاوہ آکر محاصرہ کیا۔ اب یہان سے بھی حسین شاہ بھاگا۔ اور سلطان بہلول نے اٹاوہ پر قبضہ کرلیا۔ حسین شاہ جونپور آیا اور بہلول بھی سر پر پہونچا۔ چونکہ حسین شاہ متواتر لڑائیون سے خستہ حال ہوگیا تھا۔ اس لئے جونپور چھوڑکر بنگال کو بھاگ گیا۔ اور سلطان بہلول نے جونپور کو تسخیر کرکے اپنے بیٹے باربک شاہ کو شاہان شرقیہ کے تخت پر بٹھایا۔ اور کالپی پر قبضہ کرکے اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون کے حوالہ کیا۔ اور خود چندوارہ ودھولپور ہوتا ہوا دہلی پہونچا۔

سلطان بہلول اور شاہ جونپور مین ۲۶ برس تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اس طول وطویل لڑائی کا یہ انجام ہوا کہ ۸۸۳ھ ۱۴۷۸ء مین جونپور ہمیشہ کے لئے سلطنت دہلی کا تابع ہوگیا۔ اس کے بعد اودیپور کے رانا نے بغاوت کی۔ سلطان نے قطب خان اور خان جہان فرملی کو روانہ کیا۔ رائے پور مین رانا کا بھتیجا چترسال دس ہزار فوج سے مقابلہ کیا۔ پہلے تو لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ مگر آخر کو قطب خان اور خان جہان فرملی نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا۔ کہ چترسال مارا گیا۔ اور ہندؤن کے سرون کا ایک مینار بنگیا۔ پھر رانا نے صلح کرلی۔ اودیپور مین نماز ہوئی۔ سلطان کے نام کا سکہ جاری ہوا۔ اس عرصہ مین ملتان سے خبر آئی۔ کہ احمد خان بھٹی ۲۰ ہزار سوار کے گھمنڈ پر برگشتہ ہوگیا ہے۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے اپنے بیٹے شاہزادہ بایزید کو ۳۰ ہزار سوار دیکر روانہ کیا۔ ادہر احمد خان نے اپنے بھتیجے نورنگ خان کو ۱۵ ہزار سوار سے مقابلہ کو بھیجا۔ نورنگ ایک عورت پر ایسا عاشق تھا کہ لڑائیون مین بھی ساتھ رکھتا تھا۔ جب وہ مقابلہ کو آیا تو خوبصورتی مین مصروف ہوگیا۔ اور اپنے ایک سردار داؤد خان کو ۱۰ ہزار سوار سے شاہزادہ سے لڑنیکو بھیجا۔ اتفاقاً داؤد خان مارا گیا۔ اب نورنگ کو مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر ایک زنبورک کی گولی نے نورنگ کا کام بھی تمام کیا۔ جب یہ خبر اوس کی معشوقہ کو پہونچی تو اوس نے خود کو مسلح کیا۔ اور اپنے بھائی کے ذریعہ لشکر مین یہ افواہ اڑادی کہ احمد خان

بیٹا آیا ہے۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ سب سلامی اتارین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس مرد انہ عورت نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا۔ کہ لشکر شاہی نے ہزیمت اوٹھائی۔ جب احمد خان کو اوس کی یہ مردانہ ہمت اور دلیری معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور دس ہزار روپیہ کے جواہر اوس کو عنایت کیا۔ اور شہزادہ بایزید کو سر لشکر احمد خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر نے احمد خان کو قتل کر کے اوس کے علاقہ کو تباہ و تاراج کیا۔ اور شاہزادہ فتح و نصرت کے ساتھ باپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ چونکہ اب سلطان کی عمر بہت متجاوز ہوگئی تھی۔ اس لئے اوس نے اپنے ملک کو اس طرح تقسیم کیا۔ کہ جونپور تو شاہزادۂ بارک کو دیا۔ اور کٹر مانک پور شاہزادۂ عالم خان۔ بہرائچ اپنے بہانجے شیخ محمد فرملی مشہور کالا پہاڑ۔ لکھنؤ و کالپی اپنے پوتے اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید۔ بدایون امیر خان جہار [illegible] کے تفویض کیا۔ دہلی اور میان دوآب کا بہت سا ملک۔ شہزادۂ نظام خان کو دیکر اپنا ولیعہد بنایا۔ مگر اکثر امرا اوس ولیعہدی سے ناراض اور اعظم ہمایون کی ولیعہدی چاہتے تھے۔ اور سلطان کو بھی کوئی چارہ نہ تھا آخر شاہزادۂ نظام طلب کیا گیا۔ لیکن وزیر عمر خان نے نظام خان کو لکھا۔ کہ پادشاہ تم کو قید کرنا چاہتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم آنے مین دیر لگاؤ۔ چنانچہ نظام شاہ نے عمر خان کی نصیحت پر عمل کیا۔ اس عرصہ مین سلطان بیمار ہوکر بہدالی کے قریب بمقام ضلع سکیت ۹۴۴ھ مین انتقال کیا۔ کسی نے اوسکے مرنے کی حسب ذیل تاریخ کہی ہے۔

ہشت صد و نود و چار رفت از عالم — خدیو ملک ستان و جہان کشا بہلول
ملک ستان بود لیکن وقع اجل — بود محال بشمشیر و خنجر مصقول

مدت سلطنت ۳۸ سال ۸ مہینے ۷ دن ہے۔

نظام خان سلطان سکندر بن سلطان بہلول

جب بہلول نے انتقال کیا تو نظام خان کی ماں زین[1] نے اپنے بیٹے کو دہلی کہلا بھیجا۔ کہ فوراً چلا آ۔ ورنہ تمام امرا تیرے بڑے بھائی بارک شاہ کو (جسکی ماں پٹھانی تھی) یا بادشاہ کے پوتے اعظم ہمایون کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ ان امرا مین سے عیسیٰ خان لودہی (جو سلطان بہلول کا بھانجا اور بھائی تھا) بارک شاہ کا طرفدار تھا۔ اور خانخانان فرملی (جو سب امرا مین زیادہ با اختیار تھا وہ نظام خان کی تائید مین زور دے رہا تھا۔ آخر تمام امرا مین جھگڑا شروع ہوا۔ اور فرملی اپنے متفقہ امرا کے ساتھہ بادشاہ کی نعش قصبہ جلالی لایا۔ اتنے مین نظام خان بھی حسب الطلب ماں کے ہوا کیطرح پہونچا۔ اور ۷ شعبان ۸۹۴ھ روز جمعہ کو اٹھارہ برس کے سن مین کالی ندی کے کنارے ایک بلند مقام پر (جسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہین) سریر آرا ہوا۔ اور سلطان سکندر غازی لقب رکھا۔ اس کے بعد باپ کا جنازہ دہلی بھیجا۔ اور عیسیٰ خان پر یورش کرکے مغلوب کیا۔ لیکن اوسکا گناہ معاف کردیا۔ اور خود دہلی مراجعت کی۔

سلطان سکندر اپنے باپ کیطرح افغانون سے برادرانہ پیش آتا تھا۔ چنانچہ کبھی اکابر قوم کے آگے تخت پر نہین بیٹھا۔ اسوقت اوسکے چھہ بیٹے تھے۔ ابراہیم خان۔ جلال خان۔ اسمٰعیل خان۔ حسین خان۔ محمود خان۔ اعظم ہمایون خان۔ الغرض جب سلطان سکندر کو سب طرح سے اطمینان ہوا تو انتظام سلطنت کے لئے دورہ کیا۔ جب پرگنہ راہری گیا تو عالم خان عرف بادشاہ علاء الدین برادر سلطان سکندر وہان سے بھاگ کر عیسیٰ خان کے پاس پٹیالی پہونچا۔ سلطان نے تعاقب کرکے عیسیٰ خان کو شکست دیا۔ اس کے بعد جونپور پر حملہ کیا۔ بارک شاہ بدایون کو بھاگ گیا اوسکا بیٹا مبارک خان گرفتار ہوا۔ پھر سکندر نے بدایون کا محاصرہ کیا۔ بارک شاہ نے اطاعت کرلی

[1] زین دراصل سنار کی لڑکی تھی۔ مگر سلطان بہلول کی چاہتی بی بی ہونیسے اس سفر مین بادشاہ کے ہمرکاب تھی۔ ۱۲ مولف۔

سکندر نے اوس کو کمال اعزاز کے ساتھ لاکر جونپور مین تخت نشین کیا۔ اور اوس کے پاس اپنے معتمد مقرر کئے۔ اور وہان سے نکل کر کالپی۔ بکسر۔ چنیر۔ گوالیار۔ بیانہ کا انتظام کرتا ہوا دہلی پہونچا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ جونپور کے زمینداروں نے جوگا کو اپنا سردار بناکر ایک لاکھ سوار و پیادے جمع کیا ہے۔ مبارک خان لوہانی کو شکست دی ہے۔ اور راجہ سہیلدو والی پٹنہ نے مبارک خان کو قید کرلیا ہے اور اوس کے بھائی شیر خان کو مار ڈالا ہے۔ سلطان اس خبر کے سنتے ہی جونپور روانہ ہوا دسوین روز جوگا کے سر پر پہونچا اور بابک شاہ بھی دلمو کے مقام پر سلطان سے ملا۔ سہیلدو راجہ پٹنہ نے خوف سلطانی سے مبارک خان کو چھوڑ دیا۔ اور جوگا وہان سے بھاگ کر قلعہ جوند (جونہ) مین سلطان حسین شرقی کے پاس پناہ لیا۔ سلطان سکندر جوگا کے تعاقب مین قلعہ جوند پہونچا۔ اور سلطان حسین کو لکھا کہ آپ کو مین چچا تصور کرتا ہون پس بہتر یہ ہے کہ آپ جوگا کو نکالدین۔ مگر سلطان حسین نے اسکا جواب ایسے نا ملائم و نامرغوب الفاظ مین دیا۔ کہ مجبوراً سلطان سکندر کو سلطان حسین سے مقابلہ کرنا پڑا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان حسین شکست کھاکر بہار کو بھاگا۔ اور اوس کے تمام امرا گرفتار ہوے۔ بعد ازان سلطان اودہ۔ کنٹوٹ۔ اریل۔ کڑہ کا انتظام کرتا ہوا دلمو آیا۔ یہان شیر خان برادر مبارک خان لوہانی کی بیوہ سے نکاح کیا۔ پھر شمس آباد۔ سنبھل کے سرکشون کی تنبیہ کرکے سنہ ۹۰۰ مین راے سہیلدو والی پٹنہ کی گوشمالی کے لئے پٹنہ روانہ ہوا۔ جب راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ سرگجہ کی طرف بھاگا۔ اور رستہ مین مرگیا۔ سلطان کے بہت سے گھوڑے اس پٹنہ کے سفر مین مرگئے۔ جس سے اکثر سوار پیدل ہوگئے۔ جب سلطان نے یہ حالت دیکھی تو لشکر کی درستی کے لئے جونپور آیا۔

ادہر لکھمی چند پسر راجہ سہیلدہر نے سلطان حسین کو ترغیب دی۔ کہ سلطان سکندر کی اس بے سروسامانی سے اگر تم فائدہ اوٹھاؤ تو مناسب ہے۔ چنانچہ سلطان حسین اوس کے کہنے سے لشکر کثیر لیکر بہار سے نکلا۔ جب سکندر کو اوس کے عزم کی خبر ہوئی تو راجہ سالباہن کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے

لڑائی ہوئی۔ سلطان حسین شکست کھاکر پٹنہ کو بھاگا۔ جب سلطان سکندر نے تعاقب کیا تو وہان سے نکلکر بہار گیا۔ اور ملک کھنڈو کو بہار مین چھوڑکر خود کہیل گانون مین پہونچا۔ علاء الدین بادشاہ بنگالہ نے اوسکو عزت کے ساتھہ رکھا۔ سلطان حسین بھی بادشاہی کے خیالات چھوڑکر باقی عمر یہین بسر کردی۔ اور اسکے ساتھہ ہی شاہان جونپور کی سلطنت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

اب سلطان ملک کھنڈو کے سر پر بہار پر پہنچا۔ اور اوس کو فتح کرکے محبت خان کو دیا۔ اور وہان سے رہت ہوتا ہوا علاء الدین شاہ بنگالہ پر حملہ کیا۔ موضع بارہ مین دو بہار لڑائی کے بعد صلح ہوگئی۔ پھر سلطان پٹنہ کے طرف گیا۔ اور راجہ سالباہن کی لڑکی سے شادی کرنا چاہا۔ مگر راجہ نے انکار کیا۔ جس سے سلطان غضبناک ہوکر اوس پر حملہ کیا۔ اور راجہ قلعہ باندھوگڈہ مین محصور ہوگیا۔ چونکہ یہ قلعہ مضبوط تھا۔ اس لئے ناکامی رہی۔ اور سلطان جونپور آیا۔ یہان مبارک خان حاکم جونپور سے محاصرہ لیا تو بہت سارا تغلب ظاہر ہوا جب سلطان نے بازیافت چاہی تو اکثر امرا افغانی شفیع ہوے۔ اس اثنا مین چوگان بازی کے موقع پر ہیبت خان شروانی دریا خان خضر خان وغیرہ مین ناچاقی ہوئی۔ اور ہیبت خان شروانی نے ۲۲ امرا کو اپنے ساتھہ متفق کرکے شہزادہ فتح خان بن سلطان بہلول سے کہا۔ کہ اکثر سردار سکندر سے ناراض ہین۔ اور آپ کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ مگر یہ گفتگو فتح خان نے شیخ طاہر اور اپنی ماں کے مشورہ سے سلطان سکندر سے کہدی۔ جس کے باعث سلطان سکندر امرا افغان سے بدگمان ہوا اور اون کو ادہر ادہر پریشان کردیا۔

۹۰۵ھ مین سلطان نے اصغر حاکم دہلی کو اوس کی بدکرداری و بدعملی کیوجہ سے قید کرکے اپنے بیٹے اسمٰعیل خان کو دہلی کا انتظام تفویض کیا۔ اس کے بعد رائے مانک دیو سے دہولپور لے لیا۔ اور ۹۱۰ھ مین مندرایل کے قلعہ کو تسخیر کیا۔ اور ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء مین جمنا کے کنارے شہر آگرہ[1] آباد کیا۔ پھر یہان سے

[1] کہتے ہین کہ جب سلطان سکندر مین بیٹھکر شہر آباد کرنے کے لئے یہان آیا تو اوس کو دو ٹیلے نظر آئے۔ مبتر ملا خان منجم سکندر

نکل کر جمنا کے کنارے پر جو سرکش مقیم تھی۔ اون کی سرکوبی کی۔ ۳ صفر ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء کو آگرہ مین ایسا سخت زلزلہ آیا کہ اچھے اچھے عالیشان عمارات گر گئین۔ پہاڑ تک ہل گئے۔ گویا قیامت کا نمونہ تھا۔ مورخون کا قول ہے کہ یہ زلزلہ خاص آگرہ ہی مین نہین۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبون مین موجود تھا۔

۹۱۲ھ مین سلطان نے آونت گڑھ (اودیت نگر) تھنکر کو فتح کیا۔ اس لڑائی مین راجپوت بہت قتل ہوے۔ اور سلطان نے تہخانون کو توڑ کر مسجدین بنائین۔ اس کے بعد محرم ۹۱۳ھ مین آگرہ کے طرف مراجعت کی۔ راستہ مین پانی کی قلت سے ۸۰۰ آدمی مر گئے۔ اور راستہ کی ناہمواری سے بہی بہت سے آدمی تباہ ہوے۔ ۹۱۴ھ مین قلعہ نرور کا محاصرہ کیا گیا۔ پہر سلطان نے ۹۱۵ھ مین چندیری ناگور سیوس پور پر قبضہ کیا۔ اور احمد خان پسر مبارک خان حاکم لکھنؤ کو الحاد کے جرم مین قید کر کے اوسکے منجھلے بھائی کو لکھنؤ کا حاکم بنایا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک سلطان اپنے دارالخلافہ مین امن وچین سے گذارا۔ آخر ذی قعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء کو وفات پائی۔ مدت سلطنت ۸ سال ۵ ماہ ہے۔

کہتے ہین کہ یہ بادشاہ حسن اخلاق اور سخاوت مین بیمثل تہا۔ اور طبیعت سادگی پسند تھی۔ رند واوباش محفل مین بار نہ پاتے تھے۔ علما۔ صلحا۔ فقہا کی صحبت مرغوب تھی۔ محتاجون اور غریبون کی دستگیری فرض عین سمجہتا تہا۔ اس کے مبارک عہد مین اشیا کی خوب ارزانی رہی۔ سلطان کو اپنے مذہب کا تعصب بڑا تھا۔ چنانچہ اکثر مندرون کو مسمار کر کے مساجد تعمیر کرائین۔ ہندؤن کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۷) پوچہا کہ کونسا ٹیلہ تمہاری رائے مین شہر کے لئے مناسب ہے اوس نے کہا کہ آگرہ (اگلا) سلطان نے مسکرا کر کہا کہ اسکا نام آگرہ رکہا جائے گا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ یہان ایک قدیمی کانون تہا۔ متہرا کا راجہ گنیش اگر کسی پر خفا ہوتا تو وہ اسکو یہان قید کرتا۔ سلطان محمود نے اسکو غارت کر کے کورہ بنا دیا تہا۔ اب سلطان سکندر نے اسکو آگرہ بنایا۔ بعض کا قول ہے آگرہ کی وجہ تسمیہ آگورسی مشتق ہوکر جسکے معنی نمکدان کے ہین۔ کیونکہ یہان کی زمین سے نمک بہت نکلتا تہا۔ ۱۲ مولف۔

حکم تھا کہ وہ داڑھی اور سر نہ منڈائین۔ بادشاہ کو موسیقی کا بھی بہت شوق تھا۔ اور یہ چار راگ۔ مالکوس کلیان۔ کانٹرا۔ حسینی بہت پسند تھے۔ ہر کام کے واسطے ایک وقت معین تھا۔ اس مین کبھی فرق نہ پڑتا تھا۔ ایک دفعہ کیسکو کچھ مقرر کرتا تو پھر اوس مین تغیر نہ کرتا۔ اسی سلطان کے عہد مین ہندوؤن نے فارسی پڑھنا شروع کیا۔ ورنہ اس کے قبل ہندو فارسی پڑھنا معیوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ سلطان کو جب نوکری کے لئے فارسی خوان ہندوؤن کی ضرورت ہوئی تو فرمایا۔ کہ تم ہندو بچے ایسے ہیں کہ فارسی میداند جواب ملا کہ کوئی نہین۔ تو اول اوس نے برہمنون کو فارسی پڑھنے کے لئے فرمایش کی مگر برہمنون نے دھرم وکرم کا عذر کرکے انکار کیا۔ پھر چھتریون سے کہا گیا تو اونھون نے کہا۔ کہ ہم اہل سیف ہین ہمکو اہل قلم بننا جائز نہین۔ اس کے بعد ویش سے سوال ہوا تو تجارت کا حیلہ بتلایا۔ لیکن شودرین سے کایستھون نے جو پہلے سنسکرت کی لکھائی کی اجرت سے اوقات بسر کرتے تھے) فارسی پڑھنا قبول کیا۔ اور زبان دانی کے باعث مسلمانون کی عہد سلطنت مین بہت کچھ ترقی اور عروج پایا۔

سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی

جب آگرہ مین سلطان سکندر کا انتقال ہوا تو امرا دعائذا فغان نے سلطان ابراہیم کو ۲۴ سنہ ۹۲۳ھ مین تخت دہلی پر بٹھایا۔ اور اوس کے حقیقی بھائی جلال خان کو سلطان جلال الدین کا خطاب دیکر مملکت جونپور کو روانہ کیا۔ جب خانجہان لوحانی ربری سے سلطان ابراہیم کے پاس آیا تو اوس نے اس مشترکہ بادشاہی کو مناسب نہ جانا۔ اور سلطان ابراہیم کو جلال خان کے واپس بلانے کی رائے دی۔ چنانچہ ابراہیم نے ہیبت خان گرگ انداز کو جلال خان کے واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ ادھر جلال خان کو بھی اسکی خبر ہوگئی تھی۔ اس لئے وہ گرگ انداز کے مکر وحیلہ مین نہ آیا۔ اور سیدھا جونپور چلا۔ اب ابراہیم نے یہ چال چلی۔ کہ جونپور کے ماتحت حکامون کو فرمان وخلعت بھیجا۔ اور لکھا کہ

جلال خان کی اطاعت نہ کیجائے۔ چنانچہ اون حکامون نے جلال خان سے سرتابی کی۔ آخر جلال خان کالپی چلا گیا۔ اور وہان کے رؤسا کو متفق کرکے علانیہ بغاوت برپا کی۔ اور سکہ وخطبہ بھی اپنے نام سے جاری کیا۔ اسوقت اعظم ہمایون کالنجر کے محاصرہ مین مشغول تہا۔ جلال خان نے اونس کو منت ولجاجت سے اپنا شریک ومعاون بنایا۔ اور یہ دونون ملکر جونپور کے جانب چلے۔ پہلے سعید خان حاکم اودہ پر حملہ کیا۔ وہ بیچارہ لکہنو بھاگ گیا۔ جب ابراہیم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ۲۴ ذیحجہ ۹۲۳ھ کو جونپور کے طرف کوچ کیا۔ اس اثنا مین اعظم ہمایون معہ اپنے بیٹے فتح خان کے جلال خان سے برگشتہ ہوکر ابراہیم کے پاس چلا آیا۔ اودہر جلال خان اپنے اہل وعیال کو کالپی مین چھوڑکر ۳۰ ہزار سوار اور منتخب ہاتہی کے ساتہہ آگرہ روانہ ہوا۔ یہان ابراہیم نے کالپی کا محاصرہ کیا۔ اور چند روز کی لڑائی مین اوس کو فتح کرکے خوب لوٹا۔ اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ جلال خان آگرہ گیا ہے تو ابراہیم نے ملک آدم گہکر کو جلال خان کے دفعیہ کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچا تو جلال خان پر ایسا رعب ڈالا۔ کہ وہ کم ہمت باوجود ۳۰ ہزار سوار اور ۶۰ جنگی ہاتہی کے امارات شاہی کو ملک آدم کے پاس بہیجکر صلح پر راضی ہوگیا۔ ہرچند امرا نے سمجہایا۔ مگر اس کم ہمت نے لڑنے سے انکار کردیا۔ جب ابراہیم کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے صلح سے ناراضی ظاہر کی۔ اور جلال خان کے استیصال کے درپے ہوا۔ اب جلال خان بھاگ کر راجہ گوالیار کے پاس پناہ لیا۔ سلطان ابراہیم نے امیر الامرا اعظم ہمایون شروانی حاکم کٹہ کو ۳۰ ہزار سوار اور بیشمار پیل دیکر گوالیار بھیجا۔ چنانچہ اعظم ہمایون نے وہان پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور راجہ مان سنگہ متوفی والی گوالیار کا بیٹا بکرماجیت ایک عرصہ تک لڑتا رہا۔ مگر اعظم ہمایون نے قلعہ بادل گڈہ کو فقیون سے اوڑا کر گوالیار فتح کیا۔ اور جلال خان یہان سے بھاگ کر سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ کے پاس گیا۔ لیکن محمود نے اسکی آؤبھگت نہ کی۔ جسکے باعث جلال خان کٹہ کنٹنگہ کو روانہ ہوا یہان گونڈون کی جماعت نے جلال خان کو گرفتار کرکے سلطان ابراہیم کے پاس بہیجدیا۔ سلطان نے

احمد خان کو اشارہ کرکے راستہ مین جلال خان کو قتل کراڈالا۔ اس کے بعد ابراہیم ایسا معزز ہوگیا۔ کہ جو امرا سلطان بھلول و سکندر کے زمانہ مین برابر بیٹھتے تھے۔ اونکو دست بستہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور میان بہوا امیر اعظم کو قید کرکے ملک آدم کے حوالہ کیا۔ بعدازان ایک مکان بناکر اوس کے تہ خانہ مین بارود بچھوایا۔ اور میان بہوا کو رہا کرکے حکم دیا۔ کہ تم اور دوسرے امرا اس مکان مین بیٹھکر سلطنت کے انتظام مین مشورہ کرو۔ چنانچہ میان بہوا معہ دیگر امرا کے جب اوس مکان مین پہونچے تو بارود کو آگ دیدگئی جس سے وہ مکان معہ امرا موجودہ کے آسمان پر چلا گیا۔ اس واقعہ پر چند روز بھی گذرے نہ تھے۔ کہ اعظم ہمایون کو فریب سے بلاکر قید کیا۔ جب یہ خبر اوس کے بیٹے اسلام خان کو پہونچی تو اوس نے کثرہ مانک پور مین بغاوت پر کمر باندھی۔ سلطان نے اسلام خان کی سرکوبی کے لئے احمد خان کو بھیجا جب احمد خان قنوج کے قریب قصبہ بانگرمؤ مین پہونچا تو اعظم ہمایون کا غلام اقبال خان نام پانچ ہزار سوارون سے مقابلہ کرکے احمد خان کو شکست دیا۔ جب سلطان کو شکست کی خبر معلوم ہوئی تو اور پچاس ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ دس ہزار افغان مارے گئے۔ اسلام خان اور اقبال خان بھی قتل ہوے۔ سعید خان لوحانی اسیر ہوا۔ غرض باغیون نے شکست پائی۔ اس اثنا مین رانا سنگا نے سرکشی کی۔ سلطان نے اوسکی سرکوبی کے لئے میان لکھی کو روانہ کیا۔ اور میان حسین خان و میان معروف کی چال سے میان لکھی نے رانا سنگا پر فتح پائی۔ مگر رانا سنگا نکل گیا۔ اس کے بعد بہادر خان لوحانی حاکم بہار نے سرکشی کی۔ اور اپنے نام کا سکہ وخطبہ جاری کیا۔ اور سلطان محمد اپنا خطاب رکھا۔ اتنے مین فتح خان پسر اعظم ہمایون بھی دس ہزار سوار لیکر اوس کے پاس آیا۔ نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور نے بھی سلطان محمد سے موافقت کرلی۔ چنانچہ سلطان محمد کی سرکوبی کے لئے سلطان ابراہیم نے کئی دفعہ لشکر بھیجا۔ مگر سلطان محمد کی ہمیشہ فتح ہوتی رہی۔ جس سے صوبہ بہار بادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا۔

اسی زمانہ مین دولت خان لودھی حاکم پنجاب نے علم مخالفت بلند کیا۔ اور اپنے بیٹے دلاور خان کو ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے پاس کابل بھیجا۔ اور سلطان ابراہیم کی ظالمی و بدمزاجی و امراء کی تباہی و نا اتفاقی اور سپاہ کی خواری وغیرہ کے واقعات کی اطلاع دیکر ہندوستان کی تسخیر کی استدعا کی۔ بعض مورخ بیان کرتے ہین کہ عالم خان علاء الدین (جو سلطان ابراہیم کا چچا یا بھائی تھا) قید سے بھاگ کر کابل گیا۔ اور بابر شاہ کو ہندوستان کے تسخیر کی صلاح دی۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ بابر شاہ مرزا کامران کی شادی مین مصروف تھا۔ اس نوید جان افزا کے سنتے ہی دوگانۂ شکر ادا کیا۔ اور یہ دعا مانگی کہ اے خدا اگر ہندوستان کی سلطنت میرے قسمت مین لکھی ہے تو ہندوستان کے آم میرے لئے تحفہ بھجوا۔ جسکو مین نیک فال سمجھونگا۔ اتفاق کی بات ہے کہ آمون کا موسم تہا۔ دولت خان نے شہد کے ہانڈیون مین سچے آم رکھکر احمد خان کے ہاتھہ بابر شاہ کو تحفہ بھجوایا۔ جب دلاور خان نے یہ تحفہ نذر کیا تو وہ تخت سے اُتر کر شکر الٰہی بجالایا۔ اور دلاور خان و احمد خان کو خلعت و گھوڑے عطا کیا۔ دولت خان کے لئے بہی دس گھوڑے عراقی اور بعض نفیس کتانی کپڑے روانہ کیا۔ اور خود ہندوستان چلنے کی تیاری شروع کردی۔ جہانگیر قلی خان کو دو ہزار مغل کے ساتہہ آگے روانہ کیا۔ کہ وہ راستون اور پلونکی درستی کرے اور کشتیون کے بنانے کی لکڑی بہم پہونچائے۔ اور علاء الدین عالم خان کے ساتہہ بہی مغل اور امرا کو بھیجا۔ کہ وہ ملک ہند کی تسخیر مین مشغول ہون۔ چنانچہ علاء الدین اس لشکر کے ساتہہ راستہ مین رئیسون کو تابع بناتا ہوا سیالکوٹ سے لاہور آیا۔ یہان دولت خان اور علاء الدین نے مغل سرداران سے کہا کہ بابر کے آنے سے پہلے تم ہماری اعانت و کمک سے دہلی کو تسخیر کرو۔ مگر وہ نہ مانے۔ آخر علاء الدین اون سے علیحدہ ہوکر دہلی کے جانب کوچ کیا۔ جب یہ خبر سلطان ابراہیم نے سنی تو دہلی سے چھ کوس آگے آکر علاء الدین کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ لیکن علاء الدین نے شبخون مار کر ابراہیم کے لشکر کو درہم برہم کردیا۔ جب صبح ہوئی تو ابراہیم نے علاء الدین کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور علاء الدین شکست پاکر پنجاب

واپس ہوا۔ اور ابراہیم دہلی مین رہا۔ اب ناظرین بابر کی روانگی کے واقعات ملاحظہ فرمائین۔ چنانچہ غرہ صفر ۹۳۲ھ م ۱۵۲۵ء کو بابر[۵] نے کابل سے ہندوستان کے جانب کوچ کیا اور دریائے سندہ کو

[۵] بابر کے پچھلے حالات وواقعات اور اوس کے حسب ونسب سے ہم اپنے ناظرینون کو انٹروڈیوس کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ موجن کا قول ہے کہ حضرت نوح کے بیٹے یافث کو الاطو کے تھے۔ ترک۔ چین۔ سقلاب۔ منج (منگ) کماری (کیمال) فلج۔ خزر۔ روس۔ سرسان۔ غرز۔ یاجج۔ بعض مورخ ۸ بیٹے لکھتے ہین۔ الغرض یافث کے انتقال کے بعد اوسکا بڑا بیٹا ترک (جسکو یافث اوغلان بھی کہتے ہین) جانشین ہوا۔ اوس نے مردانگی اور مظلوم رسی سے سلطنت کی۔ اور اسی کو زمانہ مین کہانے مین نمک ڈالنے کی رسم جاری ہوئی۔ جب اسکی زندگی کا خاتمہ ہوا تو۔ النجہ خان تخت نشین ہوا۔ اس نے پیری کے زمانہ مین اپنے بیٹے دیپ باتوی کو جانشین کرکے خود عزلت اختیار کی۔ اس کے بعد اسکا بیٹا گیوک خان حاکم ہوا۔ پھر اسکے بیٹے النجہ خان نے سریر سلطنت پر قدم رکھا۔ اسکو دو توام لڑکے پیدا ہوے۔ ایک کا نام مغل (جو اصل مین مونگ اول تھا جس کے معنی فرمانروہ وسادہ دل کے ہین) دوسرے کا نام تاتار رکھا۔ اور اپنی زندگی مین تمام ملک کے دو حصے کرکے نصف نصف دونون کو دیدیا۔ مغل خان کو چار بیٹے ہوے۔ تمر خان۔ آذر خان۔ کرخان۔ اوزخان۔ جب مغل کا انتقال ہوا تو قراخان اورنگ نشین ہوا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا آغوزخان مالک تاج وتخت ہوا۔ کہتے ہین کہ آغوزخان نے اپنی ہمت بلند اور شجاعت ارجمند سے ملک ایران۔ توران۔ مصر۔ روم۔ شام۔ افرنج کو اپنے قبضہ مین لایا تھا۔ اور ترکون کے نام جو ایغوز۔ قانقلی۔ قبچاق۔ قارلیغ۔ خلج وغیرہ۔ اب تک زبان زد خلایق ہین۔ وہ سب اسکے جودت طبع کا نتیجہ ہین۔ آغوزخان کو چھ بیٹے تھے۔ کن خان۔ آئی خان۔ یولدوزخان۔ کوک خان۔ طاق خان تنگیزخان۔ چنانچہ آغوزخان بہتر برس سلطنت کرکے راہی عدم ہوا۔ اور اپنے بیٹے آئی خان کو سلطنت تفویض کی جب آئی خان نے وفات پائی تو اوسکا بیٹا ملیدوزخان تخت پر بیٹھا۔ اوس کے بعد اوس کا بیٹا منگلی خان سریر آرا ہوا جب یہ بھی راہی عدم ہوا تو اوس کا بیٹا تنگیزخان حاکم ہوا۔ اس نے زمانۂ پیری مین اپنے بیٹے ایلخان کو

عبور کرکے منزل بہ منزل قیام کرتا ہوا سیالکوٹ پہونچا۔ ادہر دولت خان اور غازی خان منحرف ہوکر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۳) سلطنت تفویض کی۔ اور خود گوشہ نشین ہوا۔ لیکن ایلخان پر تورا دتا تمار نے شبخون مار کر بجز چار اسم کے باقی تمام کا خاتمہ کر ڈالے۔ ان چار میں ایک تو ایلخان کا بیٹا قیان۔ دوسرا اوسکا پسر خال تلوز اور وہ انکی حرمین باقی رہین۔ اور یہ چارون رات کو بھاگ کر ایک خوشگوار مرغزار مین پناہ گزین ہوے جسکو ترک ارکنہ قون (کہتے) بولتے ہین۔ کہتے ہین کہ یہ ہولناک واقعہ آغوزخان کے مرنے کے ہزار سال بعد وقوع مین آیا۔ یہان قیان دنکوز کی اولاد واحفاد کثرت سے ہوئی۔ چنانچہ قیان کی اولاد کو قیات۔ اور دنکوز کی اولاد کو ورلگین کہتے ہین۔ یہ قیان کی اولاد دو ہزار برس تک ارکنہ قون مین پڑی رہی۔ اس زمانکا حال کچھ نہین معلوم ہوتا۔ بیچارے دو ہزار سال کے بعد نوشیروان کے آخر عہد مین جب قیات ورلگین باہر نکلنا چاہے تو ایک پہاڑ (جسمین معدن آہن تھی) انکے راستہ کو روکا۔ آخر قلون نے سرخ کرکے بارہ سنگے کی کہالون کی دھونکنیان بنائین۔ اور کوئلون اور لکڑیون سے آگ روشن کی۔ ہوا سے آگ کو بھڑکایا۔ اور آگ نے کوہ آہنی کو پانی کیطرح بہایا۔ یہ رستہ دلان سے نکل کر کئی تاتار کو بزور شمشیر لے لئے۔ اور سرحد آباد ہوے اس زمانہ کے مورخون نے چار ہزار سال کا تخمینہ کیا ہے۔ جسمین اونکی ۴۰ نسلین ہوئین۔ اور ہزار سال سمجھے اور گذرے جس سے ۲۵ نسلین ہوئین۔ مگر زمانہ حال کے مورخ اس تخمینہ کو غلط کہتے ہین۔ اور یورپ کے مورخ تو ایک فسانہ سمجھتے ہین غرض قیان کی نسل سے تیمور تاش ہے۔ جو سرورق دفتر ہذا سے سربلند ہوا۔ اوسکا بڑا بیٹا منگی خواجہ مسند ریاست پر بیٹھا اور اوس کا بڑا بیٹا ملید وخان قیات اور ورلگین کے نکل آنیکے بعد ۱۱ سال سے سردار ہوا۔ اوسکے بعد اوسکے فرزند بطنا بعد بطن ارکنہ قون مین قبائل کی سرداری کرتے تھے۔ ملید وخان کے نبیسے نے ایسی یاری کی کہ اولوس مغل کو آباد کیا۔ اوس کا بیٹا جوئینہ بہادر باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا۔ جوئینہ بہادر کی بیٹی اکنقوا کا قصہ نہایت عجیب ہے کہتے ہین کہ جب آلنقوا بالغ ہوئی تو اپنے چچا کے بیٹے سے جو قلتاق کا فرمانروا تھا بیاہی گئی۔ اوس سے دو بیٹے ملکدی یک جدی پیدا ہوے۔ جب خاوند مرگیا تو وہ بیٹون کی پرورش اور الوسی کی سرپرستی کے جانب متوجہ ہوئی۔ ایکرات

تیس ہزار سوار سے قصبہ کلانور پر قبضہ کیا۔ اتنے مین دلاور خان لوحانی اور عالم خان بارگاہ باری مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۴) اوسکے گھر مین ایک نور پیدا ہوا۔ اور منہ کی راہ سے پیٹ مین گیا۔ اور حاملہ ہوئی۔ تمام رشتہ الدان نے لعن طعن شروع کیا۔ مگر جب یہ واقعہ دوسرے روز انہون نے اپنی آنکھون سے دیکھا تو اوس کا احترام کرنے لگے۔ جب حمل کے دن پورے ہوے تو تین بیٹے بوتون[1] قفقی (جس سے قوم قفقین پیدا ہوئی۔) یوسفی[2] شامجی (جس سے قبیلہ سالجیوت منسلب ہوا۔) اور بنجیر قاآن[3] (جسکی اولاد کو نیرون کہتے ہین۔) پیدا ہوئے۔ اور بنجیر قاآن ذوقرنین کی سلطنت کو زینت دی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ بوقا اور توقیا۔ چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد بوقا خان جانشین ہوا اس کے بعد اوسکا بیٹا دوتین خان تخت پر بیٹھا۔ مگر بہت جلد مرگیا۔ اسکو[4] نو بیٹے تھے۔ اوسکی بیوی منولون (جو عقل و تدبیر مین یکتا تھی) نے اپنے بیٹون کو ایک گوشہ مین رکھکو تربیت کرنے لگی۔ افسوس ہے کہ درگین کی قوم مین سے فرقہ جلائر نے منولون اور اوس کے بیٹون کو قتل کر ڈالا۔ نوان بیٹا قائدوخان اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہ کرنیکے لئے تاچین گیا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بچ گیا۔ اور اہل چین کی مدد سے تخت پر بیٹھا۔ اسکو تین بیٹے تھے۔ چنانچہ اوس کے انتقال کے بعد اوسکا بڑا بیٹا بایسنغر خان حاکم ہوا۔ اور اوس کے مرنے پر اوس کا بیٹا توقو خان سریر آرا ہوا۔ اسکے دو بیویان تھین۔ ایک سے سات لڑکے۔ دوسری سے دو توام بیٹے قبل و قاچولی پیدا ہوے۔ جب تومنہ خان مرنے لگا تو یہ وصیت کی۔ کہ آیندہ قبل خان اور اوس کی اولاد تخت نشین ہوا کرے۔ اور قاچولی اور اوس کی اولاد سپہ سالاری کا عہدہ انجام دے۔ جب تومنہ خان مرگیا تو قبل خان تخت پر بیٹھا۔ اور قاچولی سپہ سالار ہوا پھر قبل خان کے مرنے پر اوس کے چھ بیٹون مین سے قوبلہ خان جانشین ہوا۔ جب یہ بھی راہی عدم ہوا تو اوسکا بھائی برتان بہادر نے سلطنت کی عنان سنبھالی۔ اور قاچولی کے مرنے پر اوس کا بیٹا ایرومچی برلاس سپہ سالار ہوا۔ اس کے بعد برتان بہادر نے ملک عدم کا رستہ لیا۔ اور اوس کا بیٹا میوکائی بہادر سلطنت کا مالک ہوا انہین ایام مین ایرومچی برلاس نے وفات پائی۔ اسکے ۹ بیٹے تھے۔ ان سب مین سوغوجمین ولاور تھا۔ اور یہی

حاضر ہوئے۔ اور دولت خان نے بھی اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ چنانچہ بابر نے اوسکو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۵) اپنے باپ کا جانشین (سپہ سالار) ہوا۔

۵۶۲ھ مین بیسوکائی بہادر کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام توجین رکھا گیا۔ جو بعد مین چنگیز خان کے نام سے مشہور رہا۔ اس بیسوکائی کے مرنے کے بعد یہی مالک تاج و تخت ہوا۔ اور سوغوجین کے انتقال پر اوسکا بیٹا قراچار نویان سپہ سالار ہوا چنگیز کے تفصیلی واقعات لکھنے کے لئے ایک علیحدہ دفتر چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بہ موقع مجمل طور پر اس کے حالات ہم ضرور لکھین گے۔ مگر یہان صرف اس قدر لکھنا کافی ہے۔ کہ چنگیز نے بیس برس کے عرصہ مین دنیا کے بہت بڑے حصہ کو فتح کیا۔ اور سلطنت کو عظیم الشان بنادیا۔ آخر ۱۸ صفر ۶۲۴ھ مین بعمر ۶۴ سالہ سفر آخرت کیا۔ اسکو چار بیٹے تھے۔ جوجی۔ اوکدائی۔ چغتائی۔ تولی یا تولو

چنگیز نے اپنی زندگی مین اوکدائی خان کو خانی حوالہ کی۔ اور چغتائی خان کو ولایت ماوراء النہر ترکستان۔ بعض حدود خوارزم ولایت الیغور و کاشغر۔ بدخشان۔ بلخ۔ غزنین۔ عطا کی۔ لیکن جب ۶۳۵ھ مین چغتائی خان کو سفر آخرت درپیش ہوا تو اوس نے سلطنت اور اپنے بیٹون کو امیر قراچار نویان کے تفویض کیا۔ چنانچہ پندرہ روز کے بعد قراچار نے چغتائی کے پوتے بلاکو خان کو دادا کا جانشین کیا۔ اور قراچار بھی ۶۵۳ھ مین بعمر ۸۰ سالہ انتقال کیا۔ اور قراچار کے ۱۰ بیٹون مین سے ایکبل خان اپنے باپ کا جانشین (سپہ سالار) ہوا۔ پر ایکبل خان کی اولاد مین امیر البنگدای خان سب سے زیادہ لائق تھا وہ اپنے باپ کا قایم مقام ہوا۔ اور امیر الامرا کا خطاب پایا۔ اسلام سے یہی مشرف ہوا۔ جب وہ اس جہان سے رخصت ہوا تو اوس کا اکلوتا بیٹا امیر برکل جانشین ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا امیر طراغائی اپنی موروثی خدمت پایا۔

امیر طراغائی کے گہر نگینہ خاتون کے بطن سے شہر سبزہ مین ۲۵ شعبان ۷۳۷ھ کو امیر تیمور صاحبقران پیدا ہوا جس نے اپنی ایام سلطنت ۳۷ سالہ مین ولایت ماوراء النہر خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان۔ عراقین۔ آذربائیجان۔ فارس مازندران۔ کرمان۔ دیار بکر خوزستان۔ مصر۔ شام۔ روم۔ وغیرہ کو فتح کیا۔ دشت قبچاق کے فساد کو پاک کیا۔

معاف کیا۔ مگر اوس کا سارا مال واسباب سپاہیون مین تقسیم کردیا۔ چند روز کے بعد دولت خان قید ہی مین

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) ۷۹۵ھ مین ایران کے شاہ منصور کو گرفتار کرکے شیراز مین قتل کیا۔ پھر بغداد کو لیا۔ ۸۰۱ھ مین دریاے فرات کو عبور کرکے ہندوستان پر یورش کی۔ بعد ازان دمشق پر حملہ کیا۔ اور ۸۰۴ھ مین ایلدرم بایزید سلطان روم جب گرفتار ہوکر آیا تو کمال اعزاز واحترام کرکے تاج بخشی کی۔ ۸۰۷ھ مین تیمور نے امیرزادہ الغ بیگ۔ امیرزادہ ابراہیم سلطان۔ امیرزادہ انجل۔ عمر شیخ۔ امیرزادہ احمد۔ یا یقرا کی شادیون کا جشن کان گل مین اس دھوم دھام سے کیا کہ دنیا کا کوئی ملک اور شہر اتنی نرمایہ ہوگا۔ جہان کا آدمی اس جشن مین شریک ہوا ہوگا۔ اور تمام ملکون کے شہریار و شاہزادے اور اونکے سفیر بھی موجود تھے۔ بہرحال تیمور نے نہایت کامرانی ومسرت سے سلطنت کی آخر ۱۷ برس کی عمر مین اپنے پوتے پیر محمد جہانگیر کو اپنا قایم مقام کرکے ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ روز چہارشنبہ کو بوقت شب رحلت کی۔ کسی نے انتقال کی تاریخ کہی ہے

رباعی۔ سلطان متور آنکہ چرخ راول خون کرد + وزخون عدو روے زمین گلگون کرد + در ہفتدہ شعبان سوی علیین شتافت + فی الحال زرضوان سر و پا بیرون کرد۔

صاحبقران تیمور کو چار فرزند تھے۔ اول غیاث الدین جہانگیر مرزا جو باپ کے سامنے ۷۷۶ھ مین بمقام سمرقند رحلت کیا۔ اوسکے دو بیٹے تھے۔ پہلا محمد سلطان جسکو تیمور نے اپنا ولیعہد کیا تھا مگر روم کی فتح کے بعد ۸۰۵ھ مین انتقال کیا۔ دوسرا پیر محمد (جو غزنہ وحدود ہند کا حاکم تھا۔ جسکو تیمور نے اپنے مرنیکے وقت ولیعہد بنایا تھا۔ افسوس ہے کہ اس نے ۸۰۹ھ مین پیر علی یار کے ہاتھ شہادت پائی۔ دوم مرزا شیخ عمر (حاکم فارس) جو اپنے باپ کے سامنے ۷۹۶ھ مین دنیا سے رخصت ہوا۔ سوم جلال الدین میران شاہ مرزا۔ چہارم میرزا شاہرخ (حاکم خراسان) جو ۴۳ سال ایران وتوران پر سلطنت کرکے ۸۵۰ھ مین وفات پائی۔

جلال الدین میران شاہ کو عراق۔ عرب۔ عجم۔ آذربایجان۔ دیاربکر۔ شام وغیرہ کی حکومت تفویض تھی۔ ایک روز شکارگاہ مین گھوڑے سے گرا۔ دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا۔ کہ مدتون مخبوط الحواس رہا۔ آخر ۸۱۳ھ مین قرا یوسف ترکمان نے تبریز پر حملہ کرکے میران شاہ کو شہید کیا۔ اس کو آٹھ بیٹے تھے۔ ابابکر مرزا۔ عثمان چلپی مرزا۔ الکر مرزا۔ عمر خلیل۔ سلطان محمد مرزا۔

مرگیا۔ اب بابر ملوت پر قبضہ کرکے غازی خان کے تعاقب مین کوہ سوالک کے طرف گیا۔ مگر غازی خان ہاتھ نہ آیا۔ بابر وہان سے واپس ہوکر سامانہ دسنام پہونچا۔ اس اثنا مین حمید خان خاص خیل سلطان ابراہیم

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) ایکل مرزا۔ سیورغتمش۔ دیگر سلطان احمد مرزا کو دو بیٹے تھے۔ سلطان ابوسعید مرزا۔ اور منوچہر مرزا۔ بعد انتقال سلطان محمد مرزا کے سلطان ابوسعید مرزا سریر آرائے سلطنت ہوا۔ ترکستان۔ ماوراء النہر۔ ہندستان۔ کابل۔ غزنین قندہار۔ اور حدود ہندوستان پر تصرف کیا۔ آخر آذون حسین آق قویونلو نے آذربائیجان کی لڑائی مین بتاریخ ۲۳ رجب ۸۷۳ھ ابوسعید مرزا کو گرفتار کرلیا۔ سیکوبادگار محمد میرزا نے شہید کیا۔ اولاد ابوسعید مرزا کا بیٹا۔ عمر شیخ مرزا اندجان مین تخت نشین ہوا۔ اکیدت تک نہایت کامرانی سے سلطنت کی۔ مگر افسوس ہے کہ ۴ رمضان ۸۹۹ھ کو ایک جنڈ عمارت سے گرا۔ اور انتقال ہوگیا مرحوم کو تین بیٹے اور پانچ لڑکیان تھین۔ اول ظہیر الدین محمد بابر۔ دوم جہانگیر مرزا۔ سوم ناصر مرزا۔ ۶ محرم ۸۸۸ھ مین قتلغ نگار خانم کے بطن سے بابر پیدا ہوا۔ بابر کی ان کا نسب اسطرح ہے۔ قتلغ نگار خانم بنت یونس خان بن مویں خان بن شیر علی اوغلان بن محمد خان بن خضر خواجہ خان بن قتلق تیمور خان بن اسیتو غاخان بن دواخان۔ بن براق خان بن بیسوق توابن موالکان بن چغتائی خان بن چنگیز خان۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابر کا نسب ان کی طرف سے چنگیز خان اور باپ کے طرف سے چوتھی پشت مین امیر تیمور تک پہونچتا ہے۔ اوسکی دو ہیال ترک اور ننہیال مغل تھی۔ باپ کے مرنے پر بابر تخت نشین ہوا۔ تخت نشینی کے پہلے ہی سال مین بابر کے چچا احمد مرزا نے حملہ کیا۔ دو چار لڑائی کے بعد صلح ہوگئی اسکے بعد بابر کے ماموں محمود خان نے لشکر کشی کی۔ مگر یہ بھی ناکام واپس گیا۔ ان دو سے فرصت ہوئی تو ابوبکر میرزا دولات حاکم کاشغر نے چڑھائی کی۔ لیکن صلح سے کام نکل گیا۔ بہرحال اکیدت تک بابر بہت سختیان جھیلا۔ اور سمرقند کی سلطنت سے بھی محروم ہوا۔ چپہ بھر زمین اوسکے پاس نہین رہی۔ مگر آخر تقدیر نے پلٹا کھایا۔ اور روز بروز فتوحات کی دروازے کھلنے لگے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے خجند۔ سمرقند۔ فرغانہ۔ بلخ۔ کابل۔ بخارا وغیرہ کو فتح کیا۔ اس کے بعد ہندوستان پر یورش کی۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲ مولف۔

حصار فیروزہ سے لشکر کثیر کے ساتھ بابر سے لڑنے آیا۔ بابر نے مقابلہ کے لئے شہزادہ ہمایون کو روانہ کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو حمید خان نے شکست پائی اور بہت سے ہاتھی ہمایون کے ہاتھ آئے۔ اسکے بعد بابر آگے روانہ ہوا۔ اور ۳ جمادی الثانی ۹۳۲ھ روز پنجشنبہ کو پانی پت کے قریب منزل ہوئی۔ بابر کے ہمراہ صرف پندرہ ہزار سوار تھے۔ ادھر سلطان ابراہیم ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار ہاتھی کے لشکر سے پانی پت کے اوس طرف ۶ کوس پر اترا ہوا تھا۔ روزانہ بابر کے سپاہی سلطان ابراہیم کے لشکر پر شبخون مارتے اور سیکڑوں کو کاٹ کر لیجاتے۔ مگر چند روز سلطان ابراہیم نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔ آخر رجب ۹۳۲ھ روز جمعہ کو دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ پندرہ سولہ ہزار آدمی مارے گئے اور اس کشت وخون میں سلطان ابراہیم بھی قتل ہوا۔ باقی لشکر نے فرار پر کمر باندھی۔ اور سپاہ بابری نے تعاقب کرکے ہزاروں کو قتل واسیر کیا۔ اور ظاہر طبری سلطان ابراہیم کا سر کاٹ کر بابر کے روبرو لائے۔

خاندان تیموریہ سلاطین مغلیہ

سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ غازی

بعد فتح و نصرت کے بابر دہلی مین داخل ہوا۔ بزرگان دین کے مزارات کی زیارت اور اکثر مقامات عجیبہ کی سیر کی۔ اور ولی بیگ قزل کو دہلی کی شقداری کا منصب عطا کرکے دولت بیگ کو دیوان دہلی مقرر کیا۔ اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کرکے پھر وہان سے تغلق آباد ہوتا ہوا آگرہ پہونچا۔ ہمایون اول ہی سے آگرہ مین موجود تہا۔ جب یہ سب قلعہ مین داخل ہوے تو راجہ بکرماجیت والی گوالیار (جو سلطان ابراہیم کے ساتھہ بابر سے لڑکر مارا گیا تہا۔) کے اہل و عیال (جو قلعہ آگرہ مین موجود تھے۔) نے بہت سا جواہر ہمایون کے نذر کیا۔ اون مین وہ نامور[1] ہیرا (جسکو سلطان علاء الدین دکن سے لایا تہا۔) بہی تہا جسکی قیمت کا تخمینہ جوہریون نے ۸۸۰۰۰۰ پونڈ کیا تہا۔ اور وزن مین ۸ مثقال تہا۔ اسکے بعد بابر نے ابراہیم کی ماں کو سات لاکھہ ٹنکہ کی جاگیر دی۔ اور آگرہ سے ایک کوس پر محل مین اوسکو بہجوادیا۔ اور

---

[1] یہ وہی ہیرا ہے جسکو کوہ نور کہتے ہین اور اسوقت ملک معظم کے تاج مین نصب ہے۔ ۱۲ مولف۔

خود سلطان ابراہیم کے محل مین اترا۔ ہرچند بابر نے ہندوستانی امرا کی بہت کچھہ تسلی وتشفی کی۔ مگر پھر بھی اکثر امرا نے اطاعت نہ کی۔ اور مخالفت پر کمر باندھی۔ چنانچہ قایم خان نے حصار سنبھل سنبھالا۔ نظام خان نے بیانہ مین اپنا رنگ جمایا۔ راجہ حسن خان نے میوات مین علم مخاصمت بلند کیا۔ دھولپور مین محمد زیتون نے منازعت اختیار کی۔ گوالیار کو تاتار خان سارنگ خانی نے مستحکم کیا۔ رابری مین حسین خان لوحانی۔ اٹاوہ مین قطب خان۔ کالپی مین عالم خان نے سرکشی کی۔ اسپر طرہ یہ کہ ان لوگون نے بہادر خان پسر دریا خان کو اپنا بادشاہ بنایا۔ سلطان محمد خطاب دیا۔ اور لڑائی پر آمادہ ہوے۔ ان امرا کا خیال تہا کہ بابر بھی مثل تیمور کے ہندوستان کا جواہر اور روپیہ لوٹ مار کرکے چلتا ہوگا۔ اور اسی خیال نے اون کو اس سرکشی پر امادہ کیا تہا۔ مگر بابر کا تو ارادہ اور ہی کچھہ تہا۔ وہ تو ہندوستان مین ہمیشہ کے لئے اپنا قدم جمانا چاہتا تہا۔ اس اثنا مین گرمی اس شدت کی پڑی کہ بہت سے آدمی لشکر بابری کے لوؤن سے مرگئے۔ جس سے اکثر امرا اور لشکری گہبراکر واپس جانے کی تیاریان کرنے لگے۔ جب بابر نے یہ حالت دیکھی تو بہت کچھہ فہمایش کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سب کے دل ٹھکانے ہوے۔ مگر خواجہ کلان کو یہ فہمایش کارگر نہوئی۔ اور وہ بابر سے رخصت لیکر کابل چلا گیا اور جاتے وقت دہلی کی دیوارون پر یہ شعر لکھہ گیا۔ ؎

اگر بخیر وسلامت گذر زسند کنم سیاہ روئے شوم گر ہواے ہند کنم

اس کے بعد بابر نے ہندوستانی امرا کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ اون مین سے بعض نے تو خود عفو تقصیر چاہی۔ اور اکثرون نے لڑائی لڑکر جان دی۔ آخر بیانہ۔ اٹاوہ۔ میوات وغیرہ فتح ہوے۔ انہین ایام مین سلطان ابراہیم کی مان کی ترغیب پر ہندوستانی باورچیون نے بابر کو زہر دیا۔ لیکن زندگی باقی تہی۔ چند روز کی علالت کے بعد درست ہوگیا۔ اور اس جرم کی پاداش مین سلطان ابراہیم کی مان کو گرفتار کرکے عبدالرحیم کے سپرد کیا۔ اور تمام نقد وجنس

غلام دولتاہی جھجین لایا۔ اور بابر ابراہیم کے بیٹے کو مرزا کامران کے پاس کابل بھیجدیا۔ سنہ ۹۳۳ مین بابر نے رانا سنگا پر فتح پائی اور گوالیار پر قبضہ کیا۔ اور جمادی الاول سنہ ۹۳۳ روز شنبہ کو شراب سے توبہ کی اور چاندی ہونے کے تمام صراحی و پیالے توڑ کر محتاجون کو تقسیم کیا۔ شراب مین نمک ڈالکر سرکہ بنایا۔ اور اس ترک کے بدولت شیخ زین نے بابر کے حکم سے فرمان لکھکر تمام قلمرو مین بھیجا۔ اسکے بعد چندیری اور قلعہ رنتھبور کو فتح کیا۔ پھر بہار و بنگال پر فوجکشی کی۔ اور ہمایون کو جو اس سے قبل بدخشان بھیجدیا گیا تھا۔ واپس بلایا۔ مرزا ہندال کو بدخشان بھیجا۔ چند روز کے بعد سنبھل مین ہمایون کو ایسا بخار چڑہا۔ کہ رفتہ رفتہ بہت ترقی کیا جب بابر کو خبر ہوئی تو آگرہ طلب کیا۔ ہرچند اطبا نے علاج مین سر مارا۔ مگر صحت کی صورت نظر نہ آئی۔ میر ابوالبقا نے عرض کی۔ کہ جب کسی مرض مین اطبا مجبور ہو جائین تو سب سے زیادہ عزیز چیز کو تصدق کرکے دعا مانگنا چاہئے۔ بابر نے کہا کہ بجز میرے کوئی شے ہمایون کو عزیز نہین ہے۔ اس لئے مین اپنے کو اوسپر فدا کرتا ہون۔ چنانچہ بابر نے ایسا ہی کیا۔ اور تین دفعہ ہمایون کے گرد پھرا۔ دعا قبول ہوئی۔ اور ہمایون روز بروز تندرست ہونے لگا۔ ادہر بابر کی حالت ردی اور خراب ہوتی چلی۔ آخر بابر نے ہمایون کو اپنا جانشین کیا۔ اور ۵ جمادی الاول سنہ ۹۳۷ھ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۵۳۰ء کو وفات پائی۔ حسب وصیت لاش کابل بھیجی گئی۔ بہشت روزی باد۔ ۹۳۷ تاریخ وفات ہے۔ بعد مرنیکے فردوس مکانی خطاب ہوا۔

انہین ایام مین خلیفہ نظام الدین نے بابر کے داماد مہدی خواجہ بادشاہ کو تخت نشین کرنا چاہا تھا۔ مگر محمد مقیم کی نصیحت پر یہہ خیال باطل دل سے دور کیا۔ بلکہ مہدی کو دربار مین آنیکی ممانعت کرادی بابر عربی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی زبانون سے ماہر تھا۔ شعر خوب کہتا تھا۔ اسکے تصنیفات سے دیوان بابری۔ واقعات بابری۔ کتاب مبین اسوقت بھی موجود ہین۔ بابر کی ایجادون مین سے ایک خط بابری تھا۔ چنانچہ قرآن مجید اوس خط مین لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجا تھا۔ بہرحال بابر من حیث المجموع

جمیع صفات حسنہ کا عطر مجموعہ تھا۔ جہانتک اوسکی تعریف کیجائے۔ وہ کم ہے۔ جملہ مدت سلطنت ۲۹ سال جسمین ہندوستان کی حکومت صرف ۶ برس ہے۔ بابر کے چار بیٹے تھے۔ مرزا ہمایون مرزا کامران۔ مرزا ہندال۔ مرزا عسکری۔

سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی

ہمایون ۲۴ برس کی عمر مین ۹ جمادی الاول ۹۳۷ھ م ۲۹ جنوری ۱۵۳۰ء کو تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا۔ تاریخ جلوس خیر الملوک ہے۔ تخت نشینی کے بعد باپ کی وصیت کے موافق کابل و قندہار مرزا جہانگیر مرزا کامران کو۔ اور سرکار سنبھل مرزا عسکری کو۔ اور سرکار الور مرزا ہندال کو عنایت کی۔ اور مرزا سلیمان کو بدخشان مرحمت کیا۔ اسطرح سارا ملک تقسیم کرکے اپنے واسطے وہ تھوڑا سا ملک رہنے دیا۔ جو ابھی فتح ہوا تہا۔ ۹۳۸ھ مین قلعہ کالنجر کو فتح کیا۔ اس کے بعد سلطان محمود لودہی سکندر لودہی سے لڑکر جونپور پر قبضہ کیا۔ ۹۴۹ھ مین سلطان محمود وہیں مرگیا۔ حسب سابق جنید برلاس کو جونپور سپرد ہوا۔ جب ان دونون سے فرصت ملی تو بادشاہ نے قلعہ چنارگڈہ پر شیر خان[1] کا مقابلہ کیا۔ مگر اس شرط پر صلح ہوگئی۔ کہ شیر خان کا بیٹا عبد الرشید عرف قطب خان بادشاہ کی ملازمت مین ہمیشہ رہے۔ اس اثنار مین مرزا کامران نے مرزا عسکری کو قندہار تفویض کرکے ہندوستان کا رخ کیا۔ اور میر یونس علی حاکم لاہور کو فریب دیکر لاہور پر قبضہ کیا۔ اور ازراہ مکاری بھائی کو لکھا کہ "یہ ملک مجھے عنایت ہو" ہمایون کو تو اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرنا تہا۔ چنانچہ بطیب خاطر لاہور کی

[1] یہ وہی شیر خان ہے۔ جو خاندان سوری کا ہیرو ہے۔ جس نے ہمایون کو شکست دیکر ایک مدت تک دہلی کی سلطنت کی جسکا ذکر آیندہ تفصیلی طور پر لکھا جائے گا۔ ۱۲ مولف۔

حکومت مرزا کامران کو دیدی۔ مزید برآن حصار فیروزہ کی بھی حکومت عطا کی۔ اس عرصہ مین محمد زمان نے بغاوت کی۔ بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو تنبیہ کے لئے بھیجا۔ جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو قلعۂ بیانہ مین قید کیا۔ گروہ بھاگ کر سلطان بہادر حاکم گجرات کے پاس پہونچا۔ اسوقت گجرات کی سلطنت ایک بڑی زبردست اور دہلی کے ہم پلہ ہوگئی تھی۔ کیونکہ خاندیس۔ احمد نگر۔ برار وغیرہ کے بادشاہ اوسکے مطیع تھے۔ علاوہ برین مالوہ کی سلطنت پر بھی اوس نے قبضہ کیا تہا۔ جب ہمایون نے سلطان بہادر کو لکھا کہ محمد زمان کو ہمارے پاس بھیجدیا اپنی سلطنت سے نکال دو تو اوسکا جواب اوس نے خلاف مروت دیا۔ اور تاتارخان کو ۳۲ کروڑ روپیہ سپاہیون کی تنخواہ مین تقسیم کرنے کے لئے دیکر قلعۂ رنتہنور کو بھیجا۔ اور سلطان علاءالدین[1] پدر تاتارخان کو ایک فوج عظیم کالنجر جانیکے لئے دی۔ اور برہان الملک ملتانی کو گجراتیون کی فوج کے ساتہہ پنجاب کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور خود سلطان بہادر نے چتور کا محاصرہ کیا۔ باقی امیرون کو فتنہ انگیزی کے لئے ادہر ادہر بھیجدیا۔ بادشاہ نے ان تمامون کے دفعیہ کے لئے مرزا عسکری۔ مرزا ہندال۔ یادگار ناصر مرزا۔ اور امرا کو اٹہارہ ہزار سپاہ دیکر بھیجا۔ جب یہ لشکر دشمن کے قریب پہونچا تو وہ بہاگنے لگے۔ مندرایل مین لڑائی ہوئی۔ اور مخالفین نے شکست پائی۔ جس سے بیانہ اور اوس کے مضافات پر ہمایون کا قبضہ ہوگیا۔ اب

---

[1] یہ وہی سلطان علاءالدین ہے۔ جس کا اصلی نام عالم خان تہا۔ جو سکندر سوری کا بہائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تہا۔ سکندر کے مرنے پر اس نے ابتداءً حدود سرہند مین سلطنت کا دعوے کیا۔ اور ابراہیم سے شکست پاکر بابر کا طرفدار ہوا۔ اور بابر کے ساتہہ ابراہیم سے لڑا۔ بابر نے اس کو بدخشان دیا تہا۔ مگر یہ وہان سے بہاگ کر گجرات مین سلطان بہادر کی پناہ مین تہا۔ اور اس کا بیٹا تاتارخان تو اول ہی بہاگ کر گجرات آگیا تہا۔ ۱۲ مولف۔

ہمایون بہادر شاہ کی سرکوبی کے ارادہ سے ۹۴۱ھ مین گجرات روانہ ہوا۔ ادہر سلطان بہادر نے چنور کا محاصرہ کرکے اوس کو فتح کیا۔ اتنے مین ہمایون پہونچا۔ اور طرفین سے مقابلہ ہوا۔ سلطان بہادر کو شکست ہوئی۔ اور وہ منڈو کیطرف بھاگا۔ ہمایون نے تعاقب کرکے منڈو کا محاصرہ کیا۔ جب منڈو کو فتح کیا تو سلطان بہادر وہان سے بھاگ کر چاپانیر پہونچا۔ جہان خداوندخان (جو سلطان مظفر کا وزیر اور اوستاد تھا۔) اور رومی خان (افسر توپخانۂ سلطان بہادر) ہمایون کے پاس حاضر ہوے۔ بادشاہ نے ان دونون پر بہت کچھ نوازش و سرفرازی کی۔ پھر یہان سے بادشاہ گجرات کے جانب الیغار متوجہ ہوا۔ جب بادشاہ چاپانیر پہونچا تو سلطان بہادر وہان سے نکل کر کمبایت گیا۔ بادشاہ بھی اوس کے تعاقب مین کمبایت آیا۔ اور وہ یہان سے بھاگ کر دیپ چلا آیا۔ بادشاہ اوس کے تعاقب مین لشکر کو روانہ کرکے خود چاپانیر واپس آیا۔ اور قلعہ کو فتح کرکے بہت سی غنیمت حاصل کی۔ جب بادشاہ کو منڈو اور گجرات کی فتح نصیب ہوئی تو وہ ایسا عیش و عشرت مین غرق ہوا کہ سلطنت کے جانب مطلق توجہ نہ کی۔ اور محاصل و خراج کے وصول کرنے مین بالکل غفلت کی۔ جس سے زمیندارون اور رعایا نے سلطان بہادر کو عرضی لکھی۔ کہ کسیکو یہان بھیجکر تحصیل وصول کیجئے۔ چنانچہ اس خدمت کے لئے عماد الملک نے بیڑا اوٹھایا۔ اور دو سو سوار کے ساتھہ احمدآباد روانہ ہوا۔ راستہ مین اکثر معزز و معتمد اشخاص کو جاگیرین اور مواجب مقرر کیا۔ جس سے وہ لوگ اسکے ساتھہ ہوگئے۔ خصوصًا سورت اور کاٹھیاوار کے زمیندار اس قدر اوس کے ساتھہ ہوے کہ احمدآباد پہونچنے تک عماد الملک کے ساتھہ دس ہزار سوار کا لشکر ہوگیا۔ اس کے بعد مجاہد خان حاکم چونا گڈھ بھی دس ہزار سوار سے آملا۔ اور رفتہ رفتہ عماد الملک کی فوج تیس ہزار ہوگئی۔ جب ہمایون کو یہ خبر ہوئی تو وہ خواب غفلت سے چونکا۔ اور تردی بیگ کو چاپانیر تفویض کرکے خود احمدآباد آیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ اور عماد الملک شکست کہاکر بھاگا۔ بادشاہ نے

گجرات کا انتظام کرکے بندر دیپ کیطرف (جہان سلطان بہادر تھا) روانہ ہوا۔ اس اثنا مین دارالخلافہ سے متوحش خبرین آئین کہ محمد سلطان مرزا نے قنوج سے جونپور تک لے لیا ہے۔ اور آگرہ مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہین۔ مالوہ مین سکندر خان اور ملوخان نے سر اوٹھایا ہے۔ درویش علی کتاب دار حاکم اوجین کو باغیون نے گولی سے ہلاک کیا۔ بادشاہ یہ سنتے ہی مرزا عسکری کو گجرات بھیجا۔ اور خود بہڑوچ وسورت وآسیر ہوتا ہوا برہان پور آیا۔ پھر یہان سے منڈو پہونچا۔ جب باغیون نے بادشاہ کی معاودت کی خبر سنی تو فرار و پوشیدہ ہوگئے۔ مگر گجرات کی ہوا پھر بدلی اور بہادر شاہ نے پرتگیزون سے صلح کرکے پانچ چھ ہزار حبشیون کا لشکر جمع کیا۔ اور گجرات کے تمام شہرون پر قبضہ کرنے لگا۔ جب مرزا عسکری نے یہ حالت دیکھی تو یادگار ناصر مرزا کو پٹن سے احمد آباد بلا لیا۔ ادھر وہ آیا۔ اور ادھر دریا خان وحافظ خان نے پٹن پر قبضہ کرلیا۔ ایک روز مرزا عسکری شراب کے نشہ مین کہنے لگا۔ کہ مین ظل اللہ ہون۔ غضنفر کو کانے چپکے سے کہا۔ کہ "ہستی اما خویش ہستی"۔ اسپر عسکری خفا ہوکر غضنفر کو قید کیا۔ لیکن وہ بھاگ کر بہادر شاہ کے پاس پہونچا۔ اور یہان کی تمام کیفیت بیان کردی۔ اور احمد آباد پر حملہ کرنے کی صلاح دی۔ چنانچہ بہادر شاہ نے مرزا عسکری پر یورش کی۔ اور عسکری بھاگ کر چانپیر آیا۔ پھر وہان سے آگرہ روانہ ہوا۔ اور ادھر بہادر شاہ عسکری کا تعاقب کرتا ہوا چانپیر آیا۔ تردی بیگ نے قلعہ حوالہ کیا۔ اور خود خزانہ لیکر بادشاہ کے پاس پہونچا۔ پھر بادشاہ کے ساتھ آگرہ روانہ ہوا۔ ادھر مرزا ہندال (جو بادشاہ کی طرف سے آگرہ کا حاکم تھا) قنوج فتح کرکے شاہ مرزا کو بہت بھاری شکست دی۔ اور شاہ مرزا کوچ بہار کو بھاگ گیا۔ اور ہندال نے اوس کا تعاقب جونپور تک کیا۔ جب ہمایون کے آگرہ آنے کی خبر سنی تو جونپور سے واپس ہوا۔ بادشاہ کے آگرہ جانے پر بھوپال رائے حاکم ہیاگڈہ نے قلعہ منڈو پر قبضہ کیا۔ اتنے مین ملوخان بھی منڈو آیا۔ اور

تخت پر بیٹھکر بادشاہ اپنا لقب رکھا۔ اور میران محمد فاروقی بھی برہان پور سے یہان آگیا۔ غرض بہادر شاہ کو ملک مالوہ اور گجرات پھر ہاتھ لگ گئے۔ ادہر ۹۴۳ھ م ۱۵۳۶ء مین امیر جنید برلاس حاکم جونپور کے انتقال پر شیر خان افغان نے بہار۔ جونپور۔ قلعہ چنار پر تصرف کیا۔ اور بنارس کو تاخت و تاراج کرکے گورکھپور کا محاصرہ مدتون تک رکھا۔ اب ہمایون سخت پریشان ہوا۔ کیونکہ اگر وہ مالوہ اور گجرات کے لئے بہادر شاہ کی سرکوبی کو جائے تو جونپور بہار وغیرہ کو خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ اور اگر جونپور بہار کے لئے شیر خان کے سر پر پہونچتا ہے تو گجرات مالوہ سے ہاتھ دہونا ہوتا ہے۔ آخر ہمایون نے اولاً شیر خان کی سرکوبی مناسب سمجھی۔ اور داروغگی آگرہ کی حکومت میر محمد بخشی کے تفویض کرکے چنارگڈہ پہونچا۔ اس اثنا مین مرزا محمد زمان گجرات سے آیا۔ اور عفو تقصیر چاہا۔ بادشاہ نے خلعت خاصہ فیلکمر بند و اسپ و شمشیر سے سرفرازی بخشی۔ اور چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد چنارگڈہ کو فتح کیا۔ اور ہر شیر خان نے شہر گور کو لے لیکر اور ملک بنگال و بہار کے بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اب محمود شاہ بادشاہ بنگالہ شیر خان سے شکست کھاکر ہمایون کے پاس آیا۔ ہمایون نے جونپور وغیرہ کو ہندو بیگ کے تفویض کرکے بنگال کا رخ کیا۔ جب شیر خان کو ہمایون کے اس طرف آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے بیٹے جلال خان اور خواص خان سپہ سالار کو گڑہی ترائی کے قریب مقرر کرکے بنگال کی غنیمت کو لیکر رہتاس چلا گیا۔ جب جلال خان کے لشکر سے شاہی لشکر کا مقابلہ ہوا تو شاہی لشکر نے شکست پائی۔ اور جلال خان فتح کے نقارے بجاتا ہوا باپ کے پاس روانہ ہوا۔ جب جلال خان چلا گیا تو بنگال کا راستہ صاف ہوگیا۔ اور بادشاہ بخوف و خطر بنگال مین داخل ہوا۔ چند روز عیش و عشرت مین ایسا مشغول ہوا۔ کہ ادہر امرا دولت نے مرزا ہندال کو ابھار کر اوس کے نام کا خطبہ پڑہوا دیا۔ اور اوس کو لیکر آگرہ

روانہ ہوے۔ یادگار ناصر مرزا اور فقیر علی نے جب یہ حالت دیکھی تو مرزا کامران کو اطلاع کی اور وہ فوراً چل نکلا۔ جب ہندال نے کامران کی آمد سنی تو الور کا رخ کیا۔ مگر کامران نے اوسکی تسلی و تشفی کرکے بلوالیا۔ اب فتنہ پرداز امرا نے ان دونون بھائیون کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ ہمایون کے آگے آپ کا چراغ جل نہین سکتا۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ اس وقت ہمایون کی کمک نہ کیجئے۔ اور ہمایون شیر خان سے شکست اوٹھاکر خود بخود تباہ ہوجاتا ہے۔ پھر مزے سے آپ دونون بادشاہت کیجئے۔ جب اس مفسدہ کی خبر ہمایون کو بنگال پہونچی تو وہ وہان سے روانہ ہوا۔ اور خانخانان لودی کو آگے ہی منگیر بھیجا۔ اتنے مین شیر خان کا سپہ سالار خواص خان منگیر آیا۔ اور خانخانان کو قید کرکے شیر خان کے پاس بھیجدیا۔ بادشاہ اس خبر کے سننے سے نہایت متردد ہوا۔ اور مرزا عسکری کو نشیب و فراز سمجھا کر آگرہ کیجانب کوچ کیا۔ چونسہ کے مقام پر شیر خان نے راستہ روکا۔ جس سے بادشاہ کو دو تین مہینے یہان ٹھہرنا پڑا۔ امداد کے لئے بھائیون کو بہت کچھ لکھا۔ پند و نصایح کئے۔ مگر اون معزو سرکش بھائیون نے ایک نہ سنی۔ ادہر شیر خان سے دو چار چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی ہوئین۔ لیکن کچھ کام نہ نکلا۔ آخر بادشاہ نے ملا محمد برغیر کو شیر خان کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا۔ اور یہ طے پایا۔ کہ کل ملک بنگال اور بہار معہ قلعہ چنار کے شیر خان کے قبضہ مین رہے۔ لیکن شیر خان ہمایون کو اپنا بادشاہ جانے۔ اور اپنے ملک مین اوسکا خطبہ پڑہائے۔ گو اس صلح سے شیر خان نے بادشاہ کے سمجھانے کے لئے اتفاق کرلیا۔ اور عہد و پیمان کیا۔ مگر باطن مین وہ بدعہد کچھ اور ہی خیال مین لگا ہوا تھا۔ جب یہ صلح ہوگئی تو لشکر شاہی بیفکری کے ساتھ سفر کرنا شروع کیا۔ شیر خان تو ایسے موقع کا طالب تھا۔ چنانچہ ۹ صفر ۹۴۶ھ ۲۷ جون ۱۵۳۹ء کو شبخون حملہ کیا۔ جس سے لشکر شاہی کے بہت سے افسر و سپاہی قتل ہوے۔ اور بادشاہ کے حل حاجی بیگم کو لشکر مخالف نے اسیر کرلیا۔ الغرض ہمایون

اس بیسروسامانی مین یکہ وتنہا دریا کے جانب چلا جب پل پر آیا تو اوسے شکستہ پایا۔ توقف مین جان کا اندیشہ تہا۔ اس لئے گہوڑے کو دریا مین ڈالدیا۔ مگر گہوڑا ران کے تلے سے نکل گیا۔ اور پادشاہ غوطے کہانے لگا۔ اتفاقاً شاہی بہشتی نظام نام مشک کے اندر ہوا بہر کر تیرتا جاتا تھا۔ وہ پادشاہ کا خضر راہ بنا۔ اور مشک پر بٹھا کر دریا پار اوتار دیا۔ پادشاہ نے اس اہم خدمت کے صلہ مین اوس سے دوپہر کی پادشاہی دینے کا وعدہ کیا۔ ادہر لشکر شاہی کے آٹھ ہزار سپاہی اور بڑے بڑے افسر بحر فنا مین غرق ہوے۔ تمام خیمے اسباب۔ توپخانہ۔ غلہ۔ خزانہ۔ سب کچھ شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ اور ہمایون دریا پار اتر کر گنگا کے بائین کنارہ پر کچھ دنون توقف کیا۔ یہانپر مرزا عسکری معہ دیگر امرا کے تھوڑی سی جمعیت کے ساتہہ پادشاہ سے ملا۔ اور یہ سب ایک ساتہہ ہوکر آگرہ کے جانب روانہ ہوے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ میر فرید غورا در شاہ محمد افغان یہ دونو آگے پیچھے قابو طلب آرہے ہین۔ اس خبر نے سب کے ہاتہہ پاؤن سرد کر دیئے۔ لیکن اس مشکل کے وقت راجہ پرہان کام آیا۔ اور عرض کیا کہ "مین میر فرید غور کو روکتا ہون۔ حضور شاہ محمد افغان پر حملہ کر کے نکل جائین"۔ چنانچہ اس ترکیب سے پادشاہ نے نجات پائی۔ اور کالپی کی راہ سے آگرہ آیا۔

ادہر شیر خان نے حاجی بیگ کو پادشاہ کے پاس آگرہ بھیجدیا۔ اور خود بنگال پہونچا۔ جہانگیر قلی کو شکست دیکر بنگال فتح کیا۔ اور جونپور معہ اوس کے مضافات کے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اپنا خطاب شیر شاہ رکہا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ سکہ جاری کیا۔ علاوہ اس کے لشکر کثیر کے ساتہہ اپنے بیٹے قطب خان کو کالپی اور اٹاوہ کی فتح کے لئے بہیجا۔ اب ہمایون کی وسیع سلطنت ایسی تنگ ہوگئی تہی۔ کہ آگرہ اور دہلی کی فصیلون کے اندر اوسکی صدر گہی رہتی بلکہ ان شہرون کی رعایا بہی محفوظ نہ تہی۔

جب ہمایون آگرہ مین آیا تو مرزا کامران نے استقبال کیا۔ اور مرزا ہندال کا قصور معاف ہون
اتنے مین نظام سقہ بھی پہونچا۔ بادشاہ نے اپنے وعدہ کو ایفا کیا۔ اور دوپہر کے لئے اوسکو تخت پر
بٹھایا۔ البتہ بعض احکام و امور پادشاہی کو (جسکی اوس کے ظرف مین گنجایش نہ تھی) مستثنا
کرکے حکمرانی کا اختیار دیا۔ مشہور ہے کہ اوس نے مشکین کتوا کر چام کے دام چلائے۔ اون پر ملمع
کرایا۔ اور اپنا نام اور اپنی سلطنت کا سکہ اوس پر نقش کرایا۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا۔ ہمایون نے ہمایون
کو جمع کرکے مجلس شوریٰ مقرر کیا۔ اور شیر خان کی قوت توڑنیکے لئے تجویزین سوچنی بانے لگین۔ مگر
بھائیون کی نااتفاقی نے ہمایون کی ایک بھی چلنے نہ دی۔ خصوصاً مرزا کامران نے اورون کو بھی
اپنے ساتھہ ہمراہ کیا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ قطب خان کالپی اور اٹاوہ پر حملہ کیا چاہتا ہے۔
پادشاہ نے ناصر مرزا و قاسم حسین خان و اسکندر سلطان کو حکم دیا۔ کہ اوس کا مقابلہ کرین۔ چنانچہ
ان تینون نے مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ اور قطب خان اس لڑائی مین مارا گیا۔ اس کے بعد
خود پادشاہ معہ لشکر شیر خان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مرزا کامران علالت کا بہانہ کرکے
معہ لشکر لاہور چلا گیا۔ اور ایسے نازک وقت مین بھائی کا کچھہ خیال نہ کیا۔ مرزا کامران کے جانے
سے شیر خان کو اور تقویت ہوئی۔ آخر ہمایون نے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ اور شیر خان بھی
دوسرے کنارہ پر اترا۔ تقریباً ایک مہینے تک یہ دونون لشکر بیکار رہے۔ آخر محرم ۹۴۷ھ
مے ۱۵۴۰ء کو طرفین سے مقابلہ ہوا۔ لشکر شاہی نے ہزیمت اوٹھائی۔ پادشاہ (بقول تاریخ
رشیدی مولفہ مرزا حیدر) ننگے سر ننگے پاؤن ایک گھوڑے پر سوار (جو تردی بیگ نے مستعار
لادیا تھا۔) ساٹھہ آدمی کے ساتھہ دریا سے پار ہوا۔ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین یہ لکھا ہے کہ
جب شاہی لشکر نے شکست پائی تو خود پادشاہ نے دو دفعہ لشکر مخالف پر حملہ کیا۔ اور اوسکے
دو غنیرے شکستہ ہو گئے۔ گو قانون نہین ہے۔ کہ پادشاہ خود مرتکب جنگ ہو۔ لیکن بھائیونکی

نا اتفاقی اور امرا کی بزدلی نے پادشاہ کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے بعد بعض دوست
ہوا خواہوں نے پادشاہ کو اس جانبازی سے روکا۔ اب پادشاہ متردد ہوا کہ کیا کیا جائے۔ اتنے
مین ایک ہاتھی پر نظر پڑی فیلبان کو اشارہ سے بلایا۔ جب وہ ہاتھی لایا تو سوار ہو گیا۔ اور کہا کہ
ہاتھی کو دریا مین ڈال دے۔ اول ہی سے اوس ہاتھی پر ایک خواجہ سرا کافور نامی بیٹھا ہوا تھا۔ اوسنے
آہستہ سے عرض کیا۔ کہ کہین یہ نمکحرام فوجدار حضور کو دشمنون مین نہ پھنسا دے۔ بہتر یہ ہے کہ اس موذی کا
سر اوڑا دیجیے۔ فدوی خود ہانکے گا" پادشاہ نے اوس کے کہنے پر عمل کیا۔ اور خواجہ سرا نے دریا
کے کنارے پادشاہ کو اوتار دیا۔ یہان پر مقدم بیگ نے اپنا گھوڑا پیشکش کیا۔ پادشاہ سوار
ہو کر آگرہ کے جانب چلا۔ اتنا راہ مین مرزا عسکری اور مرزا ہندال بھی مل گئے۔ کچھ بچی بچائی
فوج بھی ساتھ ہو گئی۔ جب یہ سب آگرہ پہونچے تو بادشاہ نے مرزا ہندال کو کہلا کہ قلعہ کے اندر
سے اہل وعیال اور خزانہ وجواہر لے آئے۔ چنانچہ ہندال نے تعمیل کی۔ اس کے بعد بادشاہ ان
سب کو لیکر دہلی آیا۔ پھر وہان سے نکل کر سرہند ہوتا ہوا ماچھی واڑہ گیا۔ اتنے مین شیر شاہ تعاقب
کرتا ہوا دہلی آگیا۔ اور پادشاہ ماچھی واڑہ سے کوچ کر کے لاہور پہونچا۔ اور کامران کی فہمایش کی۔
اتفاق کے لئے باپ کی نصیحت و وصیت یاد دلائی۔ مگر کامران کی مفسدہ پرداز طبیعت کے
روبرو ہمایون کی ایک نہ چلی۔ بلکہ کامران نے اسی نا اتفاقی پر اکتفا نہ کی۔ اور قاضی عبداللہ
صدر کو شیر شاہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ تم وہان دہلی مین کیا کر رہے ہو آگے بڑھو۔ اور لاہور آؤ
حالانکہ شیر شاہ دہلی مین پس وپیش کرتا ٹھہرا ہوا تھا۔ اور لاہور پر حملہ کرنے کا بالکل ارادہ نہ تھا۔ مگر جب
اوس نے کامران کی طلبی اور بھائیون کے نا اتفاقی کی خبر پائی تو فوراً چل کھڑا ہوا۔ چنانچہ جب
شیر شاہ لاہور آیا تو کامران نے بغیر کسی مزاحمت کے لاہور حوالہ کر دیا۔ اب پادشاہ مجبوراً وہان سے
بھی جان بچا کر چناب کے طرف کوچ کیا۔ اور کشمیر کی تسخیر کے ارادہ سے مرزا حیدر کو ۵۰۰ آدمیون کے

ہمراہ اول روانہ کرکے خود بھی اودہر کا رخ کیا۔ جب بادشاہ ہزارہ مین پہونچا تو کامران نے کابل جانیکی اجازت لی۔ اور چلتا بنا۔ بادشاہ کے کشمیر کے جانب توجہ کرنیکے وجوہات یہ تھے کہ چند امرا کشمیر نے (جو والی کشمیر کے مخالف تھے) مرزا حیدر سے یہ کہا تھا کہ کسیطرح بادشاہ کو کشمیر لیجاکر والی کشمیر کو خارج کیا جائے۔ مگر جب لاہور کے تباہی کی خبر ان امرا کشمیر کو ہوئی تو انہون نے اپنے سابقہ ارادہ کو فسخ کیا۔ اور کسی نے بادشاہ کی ہمراہی نہ کی یہ تو تاریخ رشیدی کا قول تھا لیکن ابوالفضل نے یون لکھا ہے کہ جب بادشاہ کشمیر کے ارادے سے روانہ ہوا تو مرزا ہندال دیادگار ناصر مرزا و قاسم حسین سلطان اصرار کرکے سندہ کے طرف لیگئے۔ اور خواجہ کلان بیگ (جو بادشاہ کے ہمراہ ہونے کا قصد کیا تھا) سیالکوٹ سے مرزا کامران کے ہمراہ ہوگیا۔ اور جواہر واقعات ہمایونی کا قول یہ ہے کہ خواجہ کلان بیگ حاکم بہرہ نے ہمایون اور کامران (دونون) کو بہرہ آنیکی التجا کی تھی۔ جب ہمایون بہرہ آیا تو معلوم ہوا کہ کامران نے پیش قدمی کرکے خواجہ کلان سے گہرا یا اور اس کو اپنے ساتھہ لیگیا۔ آخر ہمایون وہان سے بے نیل و مرام حسین تمر سلطان حاکم خوشاب سے ملا۔ اور ان واقعات سے ایسا حیران ہوا۔ کہ کشمیر کا ارادہ ترک کرکے ہندال و یادگار کے ساتھہ بہکر کی مہم مین شریک ہونے کا ارادہ کرکے حاکم خوشاب کو بھی ساتھہ لیا۔ اور ادہر حیدر مرزا اپنی جوانمردانہ کوششون سے کشمیر کا فرمانروا ہوگیا۔ ادہر بادشاہ چناب و سندہ کے درمیانی جنگل کوٹ ملی کرکے گل بلوچ پہونچا۔ پہر یہان سے نکل کر اوچہ ہوتا ہوا بہکر کے سامنے قصبۂ لہری مین خیمہ زن ہوا۔ اور مرزا شاہ حسین حاکم ٹھٹہ کو طلب کیا۔ لیکن وہ مدتون ٹالتا رہا۔ اب بادشاہ مجبوراً قلعہ بہکر کا محاصرہ کرکے لشکر کو وہان چہوڑا۔ اور خود دارہیلا گیا۔ اور ناصر مرزا سے ملکر ہندال کے پاس پاتر آیا۔ یہان ہندال کی ماں دلدار بیگم نے بادشاہ کی دعوت کی۔ اور سب بیگمات کو اس دعوت مین شریک کیا۔

ان مین ہندال کے اُستاد شیخ علی اکبر کی بیٹی حمیدہ بیگم[1] (۱۴ سالہ ناکتخدا) بہی میہمان تہی۔ پادشاہ اوسکو دیکہتے ہی فریفتہ ہوا۔ اور ۹۴۹ھ مین اوس سے نکاح کرکے بہکر کو ساتہہ لیتا آیا۔ اور ناصر مرزا کو بہکر کا محاصرہ تفویض کرکے خود سیہوان کا محاصرہ کیا۔ ایک مدت ان محاصرون پر گذر گئی۔ مگر کوئی قلعہ بہی فتح نہ ہوا۔ اس عرصہ مین شاہ حسین نے یہ روباہ بازی کی۔ کہ ناصر مرزا کو یہ پیام بہیجا کہ "مین تجہکو اپنی بیٹی دیتا ہون۔ اور اپنا جانشین بناتا ہون"۔ جس سے ناصر مرزا اوس کے دام مین آگیا۔ اور پادشاہ سے بگاڑ کرلی۔ جب پادشاہ نے دیکہا۔ کہ روزگار ناسازگار ہے تو قلعۂ سیہوان کا محاصرہ اوٹہالیا۔ اور وہان سے کوچ کرکے دریائے سندہ کو بڑی مشکل و محنت سے عبور کیا۔ مگر اس نازک موقع پر ایک مصیبت اور پیش آئی۔ کہ اکثر امرا و لشکری پادشاہ سے کنارہ کرکے ناصر مرزا سے جاملے۔ جس سے پادشاہ کو سخت مایوسی کا سامنا ہوا۔ آخر مالدیو حاکم جودہ پور کے پاس جانیکے ارادہ سے چلا۔ مگر جب جودہپور کی نواح مین پہونچا تو راجہ کی نیت ڈانوان ڈول پائی۔ اور یہ ارادہ پایا گیا۔ کہ اگر موقع ملے تو پادشاہ کو گرفتار کرکے شیر خان کے حوالہ کردے۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ راجہ کے چند جاسوسون نے لشکر شاہی مین آکر بہت سے آدمیون کو قتل کیا۔ اور پادشاہ کے خاصہ کا گہوڑا بہی مار ڈالا۔ چنانچہ اس واقعہ سے ایسا تفرقہ پڑا۔ کہ لوگ بہاگنے لگے۔ دو چار امرائے شاہی نے بہاگ کر مالدیو کے پاس پناہ لی۔ تروی بیگ بہی اس نازک وقت پر ایسا بیموت ہوا۔ کہ پادشاہ کے طلب پر اپنا گہوڑا سواری کے لئے نہ دیا۔ ناچار پادشاہ اونٹ پر سوار ہوکر اپنے باقی ماندہ آدمیون کے ساتہہ امرکوٹ کے جانب روانہ ہوا۔ اس اثنا مین ایک مصیبت تازہ پیش آئی۔ کہ فوج مخالف کے پندرہ سو سوارون نے تعاقب کرکے پادشاہ پر حملہ کیا۔ اور

---

[1] اسی حمیدہ بیگم کے بطن سے آیندہ اکبر تولد ہوا۔ ۱۲ مولف۔

ادہر سے صرف بائیس آدمیون نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر تقدیر کی یاوری سے شیخ علی بیگ نے جو پہلا تیر چلایا اوس سے مخالفون کا سردار ہلاک ہوا۔ سردار کا ہلاک ہونا تھا۔ کہ وہ تمام نامرد بھاگ گئے۔ بادشاہ نے دو گانۂ شکر ادا کیا۔ اور چلتا بنا۔ اور سیکڑون مصیبتین جھیلتا ہوا امرکوٹ پہونچا۔ وہان کا راجہ بادشاہ کے ساتھہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ اور رسد وغیرہ کا بھی بندوبست کردیا۔ چنانچہ ہمایون سات ہفتے امرکوٹ مین مقیم رہا۔

اسکے بعد بادشاہ حمیدہ بیگم (جو اسوقت حاملہ تھین) اور اہل وعیال کو امرکوٹ مین چھوڑ کر بیگ کے بھائی خواجہ معظم کو گھر کا منتظم مقرر کیا۔ اور خود جون کے طرف روانہ ہوا۔ ۵ رجب ۹۴۹ھ ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو وضع حمل ہوا۔ بادشاہ امرکوٹ سے ۱۲ کوس ایک حوض پر مقیم تھا۔ کہ تردی بیگ نے یہ مژدہ سنایا۔ اوس وقت بادشاہ کے پاس بجز ایک نافہ مشک کے کچھہ اور نہ تھا۔ اس لئے اوس کو توڑ کر ایک ایک ٹکی امیرون مین تقسیم کردی۔ اور لڑکے کا نام جلال الدین محمد اکبر رکھا۔

ادہر ناصر مرزا کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ کہ وہ شاہ حسین مرزا کے وعدہ پر بہکر مین پڑا ہوا تھا۔ جب بادشاہ روانہ ہوا تو شاہ حسین اپنے وعدہ سے پلٹ گیا۔ اور ناصر مرزا کو بہت خرابی کے ساتھہ اپنے حدود سے باہر کیا۔ ناصر مرزا تباہی کے عالم مین وہان سے نکل کر قندہار آیا۔ اور مرزا کامران کے ساتھہ کابل گیا۔

جب ہمایون جون مین پہونچا تو جانی بیگ قزاق سے لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔ اس وقت بادشاہ کے پاس پندرہ سولہ ہزار سوار کی جمعیت ہوگئی تھی۔ چند روز بادشاہ نے جون مین قیام کیا۔ اور امرکوٹ سے مریم مکانی اور شاہزادہ اکبر کو بلایا۔ اور اپنے نورچشم سے آنکھون کو تازگی بخشی۔ پھر یہان سے نکل کر شاہ حسین کے سر پر پہونچا۔ لیکن یہان ایک تازہ گل یہ کھلا کہ خواجہ غازی نے امرکوٹ کے رانا سے ایسی نامناسب گفتگو کی

کہ وہ ناراض ہوکر معہ لشکر بادشاہ کے پاس سے چلا گیا۔ اب بادشاہ کے پاس وہی اوس کے قدیمی خیرخواہ باقی رہ گئے۔ اس عرصہ مین، ۱۰ محرم ۹۵۰ھ کو بیرام خان[1] حدود گجرات سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ کو بیرام خان کے آنے سے بہت خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد شاہ حسین سے دو چار مقابلے ہوے۔ آخر صلح پر تصفیہ ہوگیا۔ اور بادشاہ وہان سے کوچ کرکے ۱۰ ربیع الاول ۹۵۰ھ، ۱۰ جولائی ۱۵۴۳ء کو دریا عبور کیا۔ اور ڈھائی برس تک ملک سندہ اور اوس کی نواح مین ٹھہرا رہا۔ جب بادشاہ کو بالکل مایوسی ہوئی۔ کہ وہ ملک سندہ سے لشکر جمع کرکے دوبارہ ہندوستان مین نہین جاسکتا تو وہان سے قندہار چلتا بنا۔

اب کامران کی سنیے کہ اوس نے پنجاب کو شیر شاہ کے حوالہ کرکے خوشاب گیا۔ پھر وہانسے کابل آیا۔

---

[1] بیرام خان ترک تہا۔ بدخشان مین پیدا ہوا۔ بلخ مین تعلیم پائی۔ سولہ برس کی عمر مین ہمایون کی سپاہ مین داخل ہوا۔ قنوج کی لڑائی مین شریک تہا۔ جب شکست ہوئی تو سنبھل کیطرف راجہ تیرسین کے پاس چلا گیا۔ مدتون اوس کے پاس رہا۔ جب شیر شاہ کو خبر ہوئی تو راجہ سے طلب کیا۔ راجہ نے مجبور ہوکر بھیجدیا۔ چنانچہ مالوہ کی راہ مین شیر خان کی خدمت مین پیش ہوا۔ شیر شاہ نے کمال خاطرداری اور تعظیم کی۔ اور باتون باتون مین یہ بھی کہا کہ "ہرکہ اخلاص دارد خطائی کند"۔ بیرام خان نے اوسکی تصدیق کی اور کہا کہ "ہرکہ اخلاص دارد خطا نخواہد کرد"۔ اسکے بعد برہان پور کے پاس یہ اور ابوالقاسم حاکم گوالیار شیر شاہ کی لشکر سے گجرات کیطرف فرار ہوے راہ مین شیر شاہ کی ایلچی سے دوچار ہوے۔ اوس نے ابوالقاسم کو جو بہیس صورت مین نمودار کہتا تہا۔ بیرام خان سمجھکر پکڑ لیا۔ ہرچند بیرام خان نے جوانمردی سے کہا کہ مین بیرام خان ہون۔ اوہ ہر ابوالقاسم کی بہادری دیکھکے کہتا تہا کہ مین بیرام خان ہون یہ میرا غلام ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ابوالقاسم کو ایلچی نے اپنے ساتہ لیگیا۔ اور بیرام خان کو چہوڑ دیا۔ جب ابوالقاسم شیر شاہ کے پاس پہنچا تو اوسکو قتل کرڈالا۔ اور بیرام خان گجرات گیا۔ اور سلطان محمود کے پاس چند روز رہا۔ پھر وہان سے سفر حجاز کیلئے رخصت لیکر بندر سورت آیا۔ یہان سے ماڈھا گیا۔ وہانسے اپنے بادشاہ کی خدمت مین جون آپہونچا۔ ۱۲ مولف۔

اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ مرزا عسکری (جو اوس کے ساتھہ تھا۔) کو غزنین اور اوس کی حدود کی حکمرانی حوالہ کی۔ جب بادشاہ قندہار کے متصل پہونچا تو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ اسلئے قندہار مین داخل ہونا مناسب نہ سمجھا۔ اور مستنگ کے طرف باگ موڑی۔ ادہر کامران برادر نامہربان نے بادشاہ کی گرفتاری کے لئے عسکری کو تعاقب مین روانہ کیا۔ مگر بادشاہ کو اس کی خبر ہوگئی۔ اوس نے اکبر کو (جسکی عمر اوسوقت یکسالہ تہی۔) نوکرون کی حفاظت مین چھوڑا۔ اور حمیدہ بیگم کو گہوڑے پر بٹھاکر صرف چالیس آدمیون کے ساتھہ آگے چل نکلا۔ باقی سب کو معہ خیمون اور پرتبل کے یہین چھوڑ دیا

جب عسکری وہان پہونچا تو معلوم ہوا۔ کہ ہمایون تو آگے روانہ ہوگیا۔ البتہ اوسکا بیٹا اکبر معہ چند ملازمون کے یہان موجود ہے۔ عسکری نے تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ اور اکثر آدمیونکو شکنجہ مین کہینچا۔ پہر وہان سے نکل کر قندہار آیا۔ اور اکبر کو اپنی بیوی سلطانی بیگم کے حوالہ کیا۔

ادہر ہمایون گرم سیر (جسکا تعلق قندہار سے ہے) پہونچا۔ یہانسے سیستان (جو شاہ ایران کا علاقہ ہے) بہت قریب تہا۔ بادشاہ نے ایک محبت نامہ (جسمین بھائیونکی دشمنی اور امرا کی بیوفائی کے حالات درج تہے) شہنشاہ ایران کے پاس روانہ کیا۔ اور یہ شعر نامہ کے عنوان پر لکہا ؎ کہ گذشت برما انچہ گذشت ؎ چہ بدریا چہ بکہسار و چہ دشت۔ مگر آپ جواب آنے تک گرم سیر مین ٹہہر نہ سکا۔ ناچار سیستان مین داخل ہوگیا۔ کیونکہ عبدالحی کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ کامران نے بادشاہ کی گرفتاری کیلئے ایک لشکر قندہار سے روانہ کیا ہے۔ الغرض جب ہمایون شاہ ایران کی عملداری مین ایک جھیل کے کنارہ پر مقیم ہوا تو احمد سلطان حاکم سیستان نے لوازم مہمانداری اچھی طرح بجالایا۔

اب ہم ہمایون کے حال کو اسی مقام پر چھوڑتے ہین۔ اور ناظرینکو شیر شاہ کے واقعات سے معرفی کراتے ہین۔ پہر اوسکے بعد ہمایون کا ایران مین رہنا۔ ہندوستان کا دوبارہ فتح کرنا۔ تحریر کرینگے۔

گل ہشتم

خاندان حکمرانان افغانان

فرید خان شیر شاہ[1] سوری بن حسن خان

جب ہمایون لاہور سے چلتا ہوا تو شیر شاہ خوشاب آیا۔ اور خواص خان کو ہمایون کے

[1] افغان سوری کے خاندان کی وجہ تسمیہ بیان کیجاتی ہے کہ سلاطین غور کا ایک شہزادہ سور نامی ملک روہ مین چلا آیا تہا۔ گو ٹہانون کی عادت غیر کف مین لڑکی دینے کی نہین ہے۔ مگر بلحاظ شہزادہ کی علو نسبی کے افغانون نے اوسے لڑکی دی جب اولاد ہوئی۔ وہ افغان سور کہلانے لگے۔

کہتے ہین کہ سلطان بہلول لودہی کے عہد مین شیر شاہ کا دادا ابراہیم خان سور قصبۂ شرغری۔ (جو کوہ سلیمان کا قطعہ ہے) سے دہلی آیا۔ اور مہابت خان سور داؤد شاہوخیل (جو ہریانہ اور بہکل کا جاگیردار تہا۔) کا نوکر ہوا پہر وہان سے نکل کر حصار فیروزہ مین سارنگ خان کا ملازم ہوا۔ اور ابراہیم کا بیٹا حسن خان (جو شیر شاہ کا باپ تہا۔) مسند عالی خان اعظم عمر خان سروانی کلکاپوری کا نوکر تہا۔ جب تاتار خان کا انتقال ہوا تو سلطان بہلول نے لاہور کی حکومت عمر خان کو دی۔ اور عمر خان نے کئی گانون حسن خان کو جاگیر مین دئے۔

تعاقب مین روانہ کیا۔ اور آپ گہکرون کی سرکوبی کے لئے کابل و ہندوستان کی حد پر ایک قلعہ رہتاس نام مستحکم تعمیر کرایا۔ اور خضر خان حاکم بنگال کو سلطان محمود شاہ بنگال کی دختر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۷) ابوالفضل کا قول ہے کہ شیر شاہ کا دادا ابراہیم گھوڑون کی سوداگری کرتا تہا۔ اور اوسکا بیٹا حسن خان سپاہیون مین نوکر تھا۔ مدت تک دادا رے مل کی نوکری کی۔ اس کے بعد نصیر خان لوہانی کا ملازم ہوا۔ جب نصیر خان مرگیا تو اوس کے بہائی دولت خان کے پاس نوکر رہا۔ اور چند روز کے بعد اپنے بیٹے فرید خان (شیر شاہ) کو مسند عالی کے پاس لیجا کر ملازمت کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ فرید اوسوقت بہت خورد سال تہا۔ تاہم حسن کی سفارش پر مسند عالی نے ایک کانون طبہونامی اوس کو دیا۔ اس عرصہ مین ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔ اور حسن خان کو مسند عالی کی سفارش پر جمال خان نے اوس کے باپ ابراہیم کی جاگیر عطا کی۔ اور اس کے علاوہ سہسرام۔ حاجی پور۔ خاص پور ٹانڈہ۔ حسن خان کو جاگیر مین دیکر پانچ سو سوارون کا جاگیر دار مقرر کیا۔ حسن کو آٹھ بیٹے تھے۔ فرید خان نظام خان۔ بہائی کے بطن سے تہے۔ علی خان۔ یوسف خان خرم خان۔ شادی خان۔ سلیمان خان۔ احمد خان۔ دوسرے منکوحہ اور حرم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ حسن نے تمام بیٹون کو اپنے جاگیرات کا انتظام تفویض کیا تہا۔ چنانچہ فرید کے ذمہ بہی گانون آئے۔ چونکہ فرید لایق اور ہوشیار تھا۔ اس لئے اپنے مفوضہ دیہات کا انتظام نہایت عمدگی سے رکہا۔ لیکن ایک مدت کے بعد علاقی مان کی نیش زنی سے حسن نے وہ پرگنات فرید سے لے لئے۔ اور فرید برداشتہ خاطر ہوکر آگرہ آیا۔ اس کے چند روز بعد حسن کا انتقال ہوا تو دولت خان کی سفارش پر ابراہیم شاہ لودہی نے وہ دو پرگنے فرید کے نام کردئے۔

جب ۹۳۲ھ مین بابر نے ہندوستان پر چڑہائی کی۔ اور سلطان ابراہیم شہید ہوا۔ اور ہندوستان بابر کے ہاتہ آیا تو اکثر نواح مین طوائف الملوکی ہوگئی۔ چنانچہ بہار خان نے بہار مین اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا۔ اور سلطان محمد

سے نکاح کرنے کے جرم مین معزول کرکے قاضی فضیلت کو بنگال کی حکومت تفویض کی۔ پھر وہان سے آگرہ آیا۔ چند روز قیام کرکے امرا منڈو کی تنبیہ کے لئے کوچ کیا۔ جب گوالیار آیا تو ابو القاسم نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۸) لعب اختیار کیا۔ اس موقع پر فرید خان نے چالاکی کرکے بہار خان کے پاس حاضر ہوا۔ اور چند ہی روز مین اپنے حسن خدمات سے اوسکو نہایت خوش کیا۔ ایک روز بہار خان شکار کھیل رہا تہا۔ اور فرید بھی ساتھہ تہا۔ اتنے مین ایک شیر جنگل سے نکلا۔ جسکو فرید نے تلوار سے مارلیا۔ بہار خان نے اوس کی جرأت پر تحسین و آفرین کی۔ اور شیر خان کا خطاب دیا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کا نائب مقرر کیا۔ مگر چند روز کے بعد محمد خان حاکم چونڈہ کی (جو شیر خان کے بہائی سلیمان کا ہواخواہ ہوگیا تہا) افترا پردازی اور لشکر کشی سے وہ دونون قصبات شیر خان کے قبضہ سے جاتے رہے۔ اور شیر خان مجبوری کی حالت مین اپنے بہائی نظام خان کو لیکر سلطان جنید برلاس کے پاس ٹپنہ چلا گیا۔ جنید برلاس نے شیر خان کو لشکر سے کمک دی۔ اور وہ گئے ہوئے قصبات پھر شیر خان کے ہاتہہ آگئے۔ بلکہ اکثر خالصہ کے دیہات پر بہی اس نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد شیر خان جنید برلاس کے ذریعہ بابر شاہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور ایک عرصہ تک بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ اور پھر وہان سے نکل کر اپنے جاگیرات مین آگیا۔ چند روز اپنے جاگیرات کا انتظام کرکے پھر سلطان محمد حاکم بہار کے پاس گیا۔ اور سلطان نے حسب سابق اپنے بیٹے جلال خان کی تربیت اوسکے سپرد کی۔ اس اثنا مین سلطان محمد کا انتقال ہوگیا۔ اور جلال خان کی ماں دودو نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی۔ اور شیر خان کو اوسی خدمت پر برقرار رکہا۔ جب اس دودو کا بہی انتقال ہوگیا تو جلال خان کی کمسنی سے تمام ملک بہار کا انتظام و اہتمام شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ اس کے بعد سلطان محمود حاکم گور و بنگالہ نے بہار پر حملہ کیا۔ اور شیر خان نے مقابلہ کرکے شکست دی اور بہت سا مال و خزانہ اس لڑائی مین شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ جس کے باعث وہ بہت دولت مند ہوگیا۔ اب شیر خان اور لوہانیون مین مخالفت بڑہنے لگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جلال خان نے شیر خان کو رخصت

تعاقب مین روانہ کیا۔ اور آپ گہکرون کی سرکوبی کے لئے کابل وہندوستان کی حد پر ایک قلعہ رہتاس نام مستحکم تعمیر کرایا۔ اور خضرخان حاکم بنگال کو سلطان محمود شاہ بنگال کی دختر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۷) ابوالفضل کا قول ہے کہ شیر شاہ کا دادا ابراہیم گھوڑون کی سوداگری کرتا تہا۔ اور اوسکا بیٹا حسن خان سپاہیون مین نوکر تھا۔ مدت تک دادا رے مل کی نوکری کی۔ اس کے بعد نصیر خان لوہانی کا ملازم ہوا جب نصیر خان مرگیا تو اوس کے بہائی دولت خان کے پاس نوکر رہا۔ اور چند روز کے بعد اپنے بیٹے فرید خان (شیر شاہ) کو مسند عالی کے پاس لیجاکر ملازمت کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ فرید اوسوقت بہت خورد سال تہا۔ تاہم حسن کی سفارش پر مسند عالی نے ایک کانون طہونامی اوس کو دیا۔ اس عرصہ مین ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔ اور حسن خان کو مسند عالی کی سفارش پر جمال خان نے اوس کے باپ ابراہیم کی جاگیر عطا کی۔ اور اس کے علاوہ سہسرام۔ حاجی پور۔ خاص پور ٹانڈہ۔ حسن خان کو جاگیر مین دیکر پانچ سو سوارون کا جاگیردار مقرر کیا۔ حسن کو آٹہ بیٹے تھے۔ فرید خان نظام خان۔ بہائی کے بطن سے تہے۔ علی خان۔ یوسف خان خرم خان۔ شادی خان۔ سلیمان خان۔ احمد خان۔ دوسرے منکوحہ اور حرم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ حسن نے تمام بیٹون کو اپنے جاگیرات کا انتظام تفویض کیا تہا۔ چنانچہ فرید کے ذمہ بہی گانون آئے۔ چونکہ فرید لائق اور ہوشیار تھا۔ اس لئے اپنے مفوضہ دیہات کا انتظام نہایت عمدگی سے رکہا۔ لیکن ایک مدت کے بعد علاقی مان کی نیش زنی سے حسن نے وہ پرگنات فرید سے لے لئے۔ اور فرید برداشتہ خاطر ہوکر آگرہ آیا اس کے چند روز بعد حسن کا انتقال ہوا تو دولت خان کی سفارش پر ابراہیم شاہ لودہی نے وہ دو پرگنے فرید کے نام کردئے۔

جب ۹۳۲ھ مین بابر نے ہندوستان پر چڑہائی کی۔ اور سلطان ابراہیم شہید ہوا۔ اور ہندوستان بابر کے ہاتہ آیا تو اکثر نواح مین طوائف الملوکی ہوگئی۔ چنانچہ بہار خان نے بہار مین اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا۔ اور سلطان محمد

سے نکاح کرنے کے جرم مین معزول کرکے قاضی فضیلت کو بنگال کی حکومت تفویض کی۔ پھر وہان سے آگرہ آیا۔ چند روز قیام کرکے امراء منڈو کی تنبیہ کے لئے کوچ کیا۔ جب گوالیار آیا تو ابو القاسم نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۸) لقب اختیار کیا۔ اس موقع پر فرید خان نے چالاکی کرکے بہار خان کے پاس حاضر ہوا۔ اور چند ہی روز مین اپنے حسن خدمات سے اوسکو نہایت خوش کیا۔ ایک روز بہار خان شکار کھیل رہا تہا۔ اور فرید بہی ساتھہ تہا۔ اتنے مین ایک شیر جنگل سے نکلا۔ جسکو فرید نے تلوار سے مارلیا۔ بہار خان نے اوس کی جرأت پر تحسین و آفرین کی۔ اور شیر خان کا خطاب دیا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کا نائب مقرر کیا۔ مگر چند روز کے بعد محمد خان حاکم چونڈہ کی (جو شیر خان کے بہائی سلیمان کا ہوا خواہ ہوگیا تہا) اقتدار پروازی اور لشکر کشی سے وہ دونون قصبات شیر خان کے قبضہ سے جاتے رہے۔ اور شیر خان مجبوری کی حالت مین اپنے بہائی نظام خان کو لیکر سلطان جنید برلاس کے پاس ٹپنہ چلا گیا۔ جنید برلاس نے شیر خان کو لشکر سے کمک دی۔ اور وہ گئے ہوئے قصبات پھر شیر خان کے ہاتہہ آگئے۔ بلکہ اکثر مخالفہ کے دیہات پر بہی اس نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد شیر خان جنید برلاس کے ذریعہ بابر شاہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور ایک عرصہ تک بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ اور پہر وہان سے نکل کر اپنے جاگیرات مین آگیا۔ چند روز اپنے جاگیرات کا انتظام کرکے پہر سلطان محمد حاکم بہار کے پاس گیا۔ اور سلطان نے حسب سابق اپنے بیٹے جلال خان کی تربیت اوسکے سپرد کی۔ اس اثنا مین سلطان محمد کا انتقال ہوگیا۔ اور جلال خان کی ماں دودو نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی۔ اور شیر خان کو اوسی خدمت پر برقرار رکہا۔ جب اس دودو کا بہی انتقال ہوگیا تو جلال خان کی کمسنی سے تمام ملک بہار کا انتظام و اہتمام شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ اس کے بعد سلطان محمود حاکم گور و بنگالہ نے بہار پر حملہ کیا۔ اور شیر خان نے مقابلہ کرکے شکست دی اور بہت سامان و خزانہ اس لڑائی مین شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ جس کے باعث وہ بہت دولت مند ہوگیا۔ اب شیر خان اور لوہانیون مین مخالفت بڑہنے لگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جلال خان نے شیر خان کو رخصت

قلعۂ گوالیار حوالہ کردیا۔ راجہ پرتاب پسر بہوپت شاہ حاکم چندیری۔ درائے سین۔ اور لودخان (جس نے اپنا خطاب قادر شاہ رکھا تھا) حاکم قلعۂ منڈو۔ اجین۔ سارنگ پور۔ قلعہ رنتھبور وغیرہ نے بھی اطاعت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۹) کیا۔ اور آپ بہار کو چھوڑ کر سلطان محمود حاکم بنگال کے پاس چلا گیا۔ ادھر شیر خان اپنو جاگیر مین جاکر نئی سپاہ بھرتی کیا۔ اور وہان سے نکل کر بہار کو پس پشت رکھا۔ اور بنگال پر حملہ کیا۔ شاہ بنگال نے ابراہیم قطب شاہ کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مگر شیر خان نے اوسکو شکست دی۔ اور خزانہ و ہاتھی و توپ خانہ یہ سب شیر خان کے ہاتھہ لگے۔ اور وہ تمام ملک بہار کا مالک ہوگیا۔ اس اثنار مین تاج خان سارنگ خانی حاکم چنار (جو اپنی چاہتی بی بی لاڈ بیگم کے باعث اپنے بیٹون پر ظلم و ستم کرتا تھا) کو اوس کے بیٹے نے مار ڈالا۔ اور اوس کی بیگم لاڈ ملکہ نے شیر خان سے نکاح کرکے قلعہ چنار اوس کے حوالہ کردیا۔ اور نکاح کے روز بیگم نے ۵۰ اعدد جواہر بیش بہا اور سات من موتی اور ۵۰ من سونا اور بہت سے اشیا شیر خان کے نذر کی۔ اور تاج خان کی اولاد دربدر ہوگئی۔ اس کے بعد نصیر خان کی بیوی گہرکشائین کے مرنے سے ۶۰ من یا ۶۰۰ من سونا شیر خان کے ہاتھہ لگا۔ غرض شیر خان اب صاحب قلعہ و خزانہ ہوگیا۔

ادھر سلطان محمود پسر سلطان سکندر کو مسند عالی اعظم خان۔ ہمایون ثانی۔ مسند عالی عیسیٰ خان۔ سیان بایزید فرملی وغیرہ امرائے پٹنہ مین بادشاہ بنایا۔ اور بہار آکر شیر خان کو بھی ہمراہ لیا۔ اور لکھنؤ کٹرہ مانک پور پر بھی قبضہ کرلیا۔ جب ہمایون کو یہ خبر لگی تو وہ بھی لڑائی کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ لکھنؤ کے قریب ان دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا۔ چونکہ شیر خان کو سلطان محمود کے ہمراہ ہوکر ہمایون سے لڑنا منظور نہ تھا۔ اسلئے وہ لڑائی چھڑتے ہی چلتا بنا جس سے سلطان محمود کے لشکر کی قوت ٹوٹ گئی۔ اور ہمایون کو فتح نصیب ہوئی۔ اکثر امرا اس جنگ مین مارے گئے اور سلطان محمود ملک پٹنہ مین ایسا گوشہ نشین ہوا۔ کہ پھر دوبارہ بادشاہی کا نام نہ لیا۔ چنانچہ ۹۴۹ھ مین انتقال کیا۔ جب سلطان محمود پر ہمایون غالب ہوا تو شیر خان سے قلعۂ چنار لینا چاہا۔ اور شیر خان اپنے بیٹے جلال خان وغیرہ کو

قبول کی. گرد وچار روز کے بعد ملوخان بھاگ گیا. اور شیر شاہ کے حکم سے ہیبت خان نے اوس کو گرفتار کرکے قتل کیا. اس کے بعد شیر شاہ نے دریاخان گجراتی کو قلعہ اجین اور عالم خان کو سارنگ پور

(بقیہ فوٹ صفحہ ۳۰۰) چنار مین چھوڑکر خود معہ اہل وعیال کوہستان بہارکنڈہ مین چلا گیا. ہمایون نے ہرچند چنار کے لینے مین کوشش کی. مگر کچھ بن نہ پڑی. اس اثنار مین معلوم ہوا کہ بہادر شاہ والی گجرات نے مندو پر قبضہ کرکے دہلی کا ارادہ رکھتا ہے. اس خبر سے بادشاہ متوحش ہوا. اور شیرخان اس موقع کو غنیمت جانا. اور بادشاہ سے اس شرط پر صلح چاہی. کہ چنار مجھے عنایت ہو. اور میرا بیٹا قطب خان بادشاہ کی خدمت مین جانفشانی کے لئے حاضر رہے گا. چونکہ یہ موقع ہی ایسا تہا. کہ ہمایون نے اس شرط کو منظور کرلی. اور محاصرہ اوٹہاکر آگرہ روانہ ہوا اب شیرخان کو فرصت ملی. اور اکثر افغانون کو تلاش کرکے اس نے نوکر رکہنا شروع کیا. اور اپنا خطاب حضرت اعلی رکہا. انہین ایام مین بی بی فتح ملکہ (جو میان محمد کا لاپہاڑ خواہر زادہ سلطان بہلول کی بیٹی تہی) کا خزانہ بھی حکمت عملی سے شیر شاہ نے حاصل کیا. کہتے ہین کہ فتح ملکہ کے پاس ۶۰۰ من سونا اور بیش قیمت جواہر وغیرہ تہے یہ سب شیرخان کے ہاتہہ آئے. جس سے شیرخان نے اپنے لشکر کو خوب آراستہ کیا. اور سلطان محمود حاکم بنگالہ پر چڑہائی کرکے گرد ونواح کا سارا ملک لے لیا. اور ہمایون بہار وبنگال کے لینے کے لئے کوچ کیا. جب چنار آیا تو شیرخان نے اپنے اہل وعیال کو قلعہ بہرکنڈہ سے نکال کر قلعہ رہتاس لیگیا. اور راجکشن حاکم رہتاس سے ایسا فریب چلا کہ وہ بیچارہ اپنے ہاتہون سے قلعہ حوالہ کرکے بہاگا. اور ہمایون چنار کو فتح کرکے بنارس آیا. اس اثنار مین شیرخان کے سپہ سالار خواص خان نے گور کو فتح کیا. اور وہان کے بیشمار خزانون پر قبضہ کرلیا. اب ہمایون نے ایک وکیل شیرخان کے پاس بہیجا کہ بہار حوالہ کردے. شیرخان نے جواب دیا کہ مین بہار اوس صورت مین دونگا. کہ بنگال کی (جسکو شیرخان نے فتح کیا ہے) حکومت بادشاہ مجھے عطا کرے. بادشاہ اس بات پر راضی ہوگیا تہا. مگر سلطان محمود شاہ بنگالہ کے وکیل نے کہا. کہ شیرخان نے ہمکو بہت تنگ کیا ہے. اور تمام ملک کو لے لیا ہے.

عطا کرکے خود رنتھبور کے راستہ سے آگرہ آیا۔ اور ہیبت خان نیازی کو فتح خان قزاق کی سرکوبی اور ملتان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ہیبت خان نے فتح خان وہند و بلوچ اور بخشو لنگا۔ یہ تینو کو مقید کیا اور ملتان پر قبضہ کرکے شیر شاہ کو اطلاع دی۔ شیر شاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین ہیبت خان کو مسند عالی اور اعظم ہمایون کا خطاب عطا کیا۔ اور ملتان مین ایک شہر آباد کرکے شیر گڈھ نام رکھا۔ اسکی بعد شیر شاہ نے قلعہ رائے سین[1] کو فتح کرکے پورن مل کی جان بخشی کی۔ لیکن چندیری کے معزز خاندان کی عورتون نے سر راہ شیر شاہ کو کھڑا کرکے کہا۔ کہ اس پورن مل کافر نے ہمارے خاوندون کا گلا کاٹا۔ اور ہم کو لونڈی بنایا۔ ہماری کنواری لڑکیون کو پاتر بنا کر نچوایا۔ تمام مال واسباب چھین لیا۔ اور تو حاکم دیندار ہوکر اوس کا عوض نہین لیتا ہے۔ کل کے روز خدا کو کیا منہ دکھائے گا۔ قیامت کے دن تیرا دامن اور ہمارا ہاتھ ہوگا۔ اس واقعہ کے سننے سے شیر شاہ کو بیحد رقت ہوئی۔ اور قول شکنی سے متردد ہوا۔ مگر علماء اسلام کی اجازت سے پورن مل اور اوسکے عیال واطفال وغیرہ کو اوسیوقت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰۱) لے لیا ہے۔ اگر بادشاہ امداد کرے تو ہم تابعداری کے لئے حاضر ہین۔ بادشاہ نے پہلے ارادہ کو ملتوی کرکے حاکم بنگال کی مدد کے لئے کوچ کیا۔ اور خانخانان یوسف خیل کو شیر خان کی سرکوبی کے لئے بہار کی طرف بھیجا۔ جب شیر خان کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کو لشکر کثیر کیساتھ گورمین چھوڑکر خود تمام خزانون کو رہتاس لے آیا جب ہمایون بنگال کے نواح مین پہونچا تو جلال خان سے مقابلہ ہوا۔ اور لشکر شاہی نے شکست پائی۔ باقی حالات اسکے قبل ہمایون کے تذکرہ مین بیان ہوئے ہین۔ ناظرین متن ملاحظہ کرین۔ ۱۲ مولف۔

[1] قلعہ رائے سین کا راجہ پورن مل بڑا ظالم اور مسلمانون سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس ظالم نے چندیری کے اکثر معزز مسلمانون کے بیویون اور لڑکیون کو پاتر بنا کے گلی گلی نچوایا تھا۔ اور اون کے خاندون کو طرح طرح کے عذاب دیکر مارا تھا۔ ۱۲ مولف۔

فی النار و السقر کیا۔

۹۵۲ھ م ۱۵۴۴ء کو شیر شاہ نے مال دیو راجہ ماڑواڑ پر چڑھائی کی۔ اور اوس کو شکست دیکر کل ملک ناگور اجمیر۔ قلعہ جودھپور۔ اور ماڑواڑ کے اضلاع کو اپنے قبض و تصرف مین لایا۔ مگر راجہ بھاگ گیا۔ پہر پہان سے نکل کر چتوڑ کے راجہ کو مطیع کیا۔ اس کے بعد کالنجر کا محاصرہ کیا۔ لیکن تسخیر قلعہ مین بمضرورت تاخیر ہو رہی تھی۔ اس کا سبب مورخون نے یہ لکھا ہے۔ کہ کالنجر کے راجہ کے پاس ایک پاتر نہایت حسین و جمیل تھی۔ شیر شاہ کو اوس کے زندہ گرفتار کرنے کا بہت خیال تہا۔ اور حملہ کرنیمین اوس کو یہ شک ہوتا تہا۔ کہ کہین راجہ اوس کو جلانہ دیوے۔ الغرض ۸ ربیع الاول ۹۵۲ھ م ۱۵۴۵ء روز جمعہ کو گیارہ بجے دن کے شیر شاہ نے دریا خان کو حقہ ہائے آتشین کے لانیکے لئے حکم دیا۔ جب وہ آئے تو شیر شاہ مورچہ سے اُتر کر وہان آیا۔ اور قلعہ کی دیوار پر حقہ ہائے آتشین چلنے لگے۔ اتنے مین ایک حقہ قلعہ کی دیوار کو لگ کر الٹا آیا۔ اور جو حقے کہ دہرے ہوے تھے۔ اوس مین گرا جس سے یکایک تمام حقون مین آگ لگ گئی۔ بہت سے آدمی زخمی ہوے۔ اور شیر شاہ بہی نیم سوختہ نکلا۔ مگر اس مردہ حالت مین بہی اوس نے امرا کو تاکید کی کہ قلعہ فتح کرو۔ چنانچہ تمام فوج نے چارون طرف سے قلعہ پر حملہ کرکے مغرب تک فتح کرلیا۔ جب شیر شاہ کو خبر پہونچی تو اوس کے چہرہ پر بشاشت کے آثار نمودار ہوے۔ آخر۔ ۱۳ ربیع الاول ۹۵۲ھ م ۱۵۴۵ء کو شیر شاہ نے اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ اور پندرہ سال امارت اور پانچ سال سلطنت کی سہسرام مین مدفن بنا۔ گو شیر شاہ کی عمر کا بہت بڑا حصہ لڑائیون مین صرف ہوا۔ مگر اس حال مین بہی انتظام ملکی رفاہ عام کے کامون مین مصروف رہا۔ ابوالفضل کا یہ الزام۔ کہ اوس نے سلطان علاء الدین کے قوانین کو تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کرکے خلق کو دکہلایا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ خود ابوالفضل نے اکثر قوانین شیر شاہی کو بدلکر آئین اکبری بنایا ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ شیر شاہ کو قوانین کی ایجاد کا خداداد استعداد تہا۔ چنانچہ بہت سے

بانسواڑہ چلا گیا۔ مگر چند روز کے بعد دولت خان اجیلا[1] (جو شجاعت خان کا متبنےٰ اور بادشاہ کا منظور نظر تھا) کی سفارش پر بادشاہ نے شجاعت خان کا قصور معاف کر کے سارنگ پور و رائے سین کی حکومت تفویض کی۔ اُدھر اعظم ہمایون نے پھر لشکر تازہ جمع کر کے سرکشی شروع کی۔ اور بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا۔ اس دفعہ بھی اعظم ہمایون کو شکست ہوئی۔ اور یہ سب بھاگ کر گکھڑون کی پناہ مین کشمیر کے اطراف پہاڑون مین پھیلے۔ اب بادشاہ گکھڑون کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا۔ چنانچہ گکھڑون اور افغانون کے درمیان خوب لڑائیان ہوئین۔ سارنگ سلطان (جو گکھڑون کا نامور سردار تھا) اور اوسکا بیٹا کمال خان گرفتار ہوئے بادشاہ نے سارنگ کی تو کھال کھچوائی۔ اور کمال کو قید کر کے گوالیار بھیجدیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے یہان پانچ قلعے۔ شیر گڈھ۔ اسلام گڈھ۔ اسیر گڈھ۔ فیروز گڈھ۔ مانگڈھ تعمیر کرائے۔

اعظم ہمایون جو کشمیر کے نواح مین پناہ گزین تھا۔ اوس کو کشمیریون نے قتل کر ڈالا۔ اور اوس کے بھائی سعید خان کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ اس اثنار مین مرزا کامران (جو ہمایون سے لڑکر کابل سے بھاگا تھا) سلیم شاہ کے پاس آیا۔ اور کابل کے لینے کے لئے امداد چاہی۔ سلیم شاہ نے ہمو بقال کو اوس کے استقبال کے لئے بھیجا۔ جس سے کامران کو ملال ہوا۔ جب دربار مین آیا تو نقیب نے گردن پکڑکر پیش کیا۔ اور پکار کر کہا کہ "بادشاہ نظر۔ کامران مقدم زادۂ کابل دعا میکند"۔ اور سلیم شاہ نے صرف تکبر سے خوش آمدی کہا۔ یہ سب کارروائی کامران کے لئے سخت بے عزتی کا باعث ہوئی۔ مگر کامران مجبور تھا۔ کرتا تو کیا کرتا۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ جب وہ دربار مین آتا تو افغان اوسے مورد (مرغ) آیا کہتے تھے۔ آخر کامران ایک روز زنانی لباس بھیس بھاگ گیا۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ

---

[1] اجیلا کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رات کو بادشاہ اور اوس کے محلون کے درمیان سڑک پر مشعلین جلتی رہتی تھین۔ ۱۲ مولف۔

ہمایون نے کابل کو فتح کرکے ہندوستان آگیا ہے۔ اوسدن سلیم شاہ گلے مین جوکین لگائے بیٹھا تھا۔ جب یہ خبر سنی تو جوکون کو گلے سے پھینک کر لشکر جرار کے ساتھہ لاہور پہونچا چونکہ ہمایون کسی ضرورت کے سبب سے اٹک عبور کیا تہا۔ مگر جیسا آیا۔ ویسے ہی الٹا چلا گیا۔ جب سلیم نے ہمایون کو واپس جاتے دیکہا تو خود بہی واپس چلا آیا۔

اب ہم ناظرینون کی واقفیت کیلئے اون واقعات کو بیان کرتے ہین۔ جو ہمایون کو ایران مین پیش آئے۔ چنانچہ اس کے قبل ہم نے ہمایون کو سیستان مین چہوڑا تہا۔ اب پہر وہین سے اوسکے حالات کو تحریر کرتے ہین۔

واقعات شہنشاہ ہمایون

جب ہمایون کا رقعہ شاہ طہماسپ[1] صفوی کو پہونچا تو نہایت مسرت ظاہر کی۔ نقارہ شادیانہ بجوایا اور جواب مین تحف و ہدایا ارسال کیا۔ نامہ کے عنوان پر یہ شعر لکہا تہا۔

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد۔ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد۔

چنانچہ شاہ ایران کا نامہ پہونچتے ہی ہمایون سیستان سے روانہ ہوا۔ راستہ مین شاہانہ خاطرداریان ہوتی رہین۔ اعزاز و اکرام مین بہت کچہہ اہتمام کیا گیا۔ پہلے ہمایون ہرات پہونچا وہان سے جام آیا۔ اور حضرت زندہ پیل احمد جام قدس سرہ العزیز کی مرقد پر فاتحہ پڑہ کے پہر مشہد مقدس کی زیارت سے فیضیاب ہوا۔ اور ایک بڑی کمان آستانہ کے دروازے پر بطور نذر کے چڑہائی۔ اور دامغان و بسطام ہوتا ہوا حوالی رے مین پہونچا۔ یہان شاہ ایران کا خط آیا کہ

[1] مورخ لکہتے ہین کہ اسوقت شاہ طہماسپ صفوی کی عمر ۲۰ سال تہی۔ مگر نہایت عقیل و شجاع تہا۔ ۱۲ مولف۔

مین قزوین آگیا ہون۔ اب ہمایون بہی آگے بڑہا۔ اتنے مین شاہ ایران قزوین سے نکل کر سلطانیہ اور ابہر کے درمیان ایک مقام پر فروکش ہوا۔ اور ہمایون بہی قزوین ہوتا ہوا ایہان پہونچا۔ آخر جمادی الاول ۹۵۱ھ کو دونون بادشاہون کی ملاقات ہوئی۔ چند روز خوب مہانداریان ہوئین اسکے بعد طہماسپ نے ہمایون کو شیعہ مذہب اختیار کرنیکے لئے مجبور کیا۔ اور بہت کچہہ زور ڈالا۔ چنانچہ قاضی القضاۃ ایران نے شاہ طہماسپ کے تین سوال ہمایون کے سامنے پیش کئے جسکا صحیح حال کسیکو معلوم نہین۔ مگر مورخ اپنے اپنے قیاس پر یہ لکہتے ہین کہ شاید ان سوالات کا مطلب یہہ ہوگا۔ کہ اول وہ شیعہ مذہب اختیار کرے۔ دوسرا ہندوستان مین بہی اشاعت کرے۔ تیسرا قندہار حوالہ کرے۔ لیکن ہمایون نے صرف پہلی شرط کے پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ باقی دو شرطون کا پورا کرنا اپنے حد اختیار سے باہر بتلایا۔

اب ہمایون نے ایک الماس گران بہا۔ (جو لاقیمت تہا) اور دو سو پچاس لعل بدخشانی شاہ طہماسپ کے پاس بیرام خان کے ہاتہہ روانہ کیا۔ شاہ طہماسپ نے بیرام خان کو خان کا خطاب اور علم و نقارہ عطا کیا۔ بہرحال اسی جد وجہد اور رد و قدح مین دو تین مہینے گذر گئے۔ اکثر مورخون کا قول ہے کہ آخر ہمایون نے مذہب تشیع اختیار کیا۔ چنانچہ عبدالقادر بدایونی لکہتا ہے کہ ہمایون شیعہ ہوگیا اور تبرا بہی کیا۔ بعض مورخ لکہتے ہین کہ وہ سنی گیا تہا سنی واپس آیا۔ لیکن ہماری رائے مین ہمایون کے مذہبی معاملہ کا فیصلہ کرنا دشوار ہے۔ الغرض شاہ طہماسپ نے ایک روز ہمایون کی دعوت کی۔ اور اپنے پیلر مین بٹہایا۔ تمام خیمے۔ گہوڑے۔ اونٹ۔ اور ہر ایک ضروری اشیاء دکہا کر کہا۔ کہ یہ سب آپکے نذر ہین۔ اور ان کے سوا میر ابہٹا مرزا مراد اور بارہ ہزار سوار آپ کے ساتہہ جائینگے کہ آپ کا ملک آپ کو دلادین۔ اس کے بعد دونون بادشاہ آپس مین خدا حافظ کہکر جدا ہوے۔ اور ہمایون اردبیل و تبریز کی راہ سے چلا۔ وہان سے جب سبزوار آیا تو مریم زنانی کو ایک لڑکی

پیدا ہوئی۔ یہان سے مشہد مقدس کی زیارت کی۔ اور وہان سے نکل کر سیستان پہونچا۔ پھر گرمسیر آیا۔ میر عبدالحی (جو مرزا کامران کے جانب سے گرمسیر کا حاکم تہا) نے اطاعت کی۔ وہان سے قلعۂ سبت کو بادشاہ نے لڑکر فتح کیا۔ جب کامران کو ہمایون کے ان فتوح کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے پہلے مرزا عسکری کے پاس قندہار سے شاہزادہ اکبر کو کابل بلالیا۔ اور ہمایون قلعۂ سبت کی فتح سے فارغ ہوکر قندہار کا محاصرہ کیا۔ چند روز تک تو مرزا عسکری نے مقابلہ کیا۔ مگر جب قوت نہ دیکہی تو تقصیرات کی معافی چاہی۔ ہمایون نے بہائی کے خطاؤن کو معاف کیا۔ مگر نظر بند رکہا۔ اور قندہار معہ وہان کے موجودہ خزانون کے شاہ طہماسپ صفوی کے علاقہ دار بداغ خان کے حوالہ کرکے اپنی شرط پوری کی۔ اس کے بعد کابل کی تیاریان شروع ہوگئین۔ جب یہ خبر کامران کو پہونچی تو اوسنے مرزا سلیمان کو بدخشان روانہ کیا۔ اور ناصر مرزا بہی کابل سے بہاگ کر بدخشان پہونچا۔ مرزا ابراہیم تو اول ہی مرزا سلیمان کے ساتہہ راہی ہوگیا تہا۔ اب صرف مرزا ہندال باقی رہ گیا۔ اوسکو بہی کامران نے ناصر مرزا کے تعاقب مین روانہ کیا۔ چونکہ مرزا ہندال کامران کی بدسلوکی سے تنگ آگیا تہا۔ اس لئے وہ ناصر مرزا کا تعاقب چہوڑکر ہمایون کے پاس قندہار آگیا۔ ان واقعات سے کامران کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ اتنے مین ہمایون کابل پہونچا تو مرزا کامران اپنے اہل و عیال کو لیکر غزنین کے طرف فرار ہوگیا۔ ۱۲ رمضان ۹۵۲ھ کو ہمایون کابل مین داخل ہوا۔ اور مرزا ہندال کو کامران کے تعاقب مین روانہ کیا۔ چونکہ اکبر یہین موجود تہا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کو دیکہکر بہت خوش ہوا اوسوقت اکبر کی عمر دو سال و دو ماہ آٹہہ روز کی تہی۔

یہان مریم زمانی بیگم بہی قندہار سے آئین۔ اور بادشاہ نے شاہزادہ اکبر کا ختنہ نہایت تکلف سے کیا۔ ادہر مرزا کامران جب غزنین پہونچا تو کسی نے شہر مین آنے نہ دیا۔ آخر بیچارہ خضر خان ہزارہ کے پاس پہری گیا۔ پہر وہان سے نکل کر سندہ مین پناہ لی۔ انہون ناصر مرزا کی شرارت سے

تھی اس لئے پادشاہ نے اوس کو قید کیا۔ بلکہ چند روز کے بعد قتل کر ڈالا۔ اور خود مرزا سلیمان کی سرکوبی کیلئے بدخشان روانہ ہوا۔ دو چار لڑائیون کے بعد مرزا سلیمان بھاگ گیا۔ اتنے مین خبر آئی کہ کامران نے غزنین اور کابل پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور شہر مین ایک فتنۂ آشوب مچا ہوا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ فوراً کابل روانہ ہوا۔ مگر مرزا کامران قلعہ بند ہوگیا۔ چند روز تک طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ مگر فتح کسی کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ اور کامران محاصرہ سے ایسا گھبرایا۔ کہ پہلے تو امرا کے اون اہل وعیال کو جو کابل مین تھے قتل کر ڈالا۔

اسکے بعد شاہزادۂ اکبر[1] کو توپون کی زد مین بٹھا دیا۔ اور بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر مجھے چلے جانے کا رستہ نہ دیا جائیگا تو مین شہزادۂ اکبر کے ٹکڑے آپ ہی کے توپون سے اڑا دون گا۔ اب تو بادشاہ بھی سخت پریشان ہوا۔ اور توپین چلانے والون کو منع کردیا۔ بعض مورخون نے لکھا ہے۔ کہ جب اکبر کو توپون کی زد مین کھڑا کیا تو ماہم انکہ اکبر کو چھاتی سے لگا کر کھڑی ہوئی۔ ابوالفضل نے تو اکبر کی یہ کرامت بیان کی ہے۔ کہ جب یہ امر ناپسندیدہ کامران نے اختیار کیا تو قدر اندازون کے ہاتھون لرزہ پڑگیا۔ تیر ٹیڑھے جانے لگے۔ تفنگ کے فتیلے سرد ہوگئے۔ سنبل خان میر آتش کی مزاج حرارت امتزاج مین برودت آگئی۔ وہ تیز نگاہ تھا۔ اکبر کو شناخت کیا۔ تو اوسکو معلوم ہوا۔ کہ آگ کے سرد ہونیکا یہ سبب تھا۔ اوس وقت اوس نے توپخانہ سے ہاتھ کھینچا۔ بہرحال ایک مدت کے بعد کامران جون قلی آقا کے مورچال سے نکل کر بدخشان بھاگا۔ بعض مورخ لکھتے ہین۔ کہ مرزا سنبل نے عمداً جانے دیا۔ خیر کچھ بھی ہو۔ ہمایون کو فتح ہوئی۔ اکبر کی جان بچی۔ کامران زندہ نکل گیا۔ اور کوہ اسنالف مین

[1] جب ہمایون کابل فتح کرکے بدخشان کی تسخیر کیلئے گیا تھا۔ تو اپنے بیٹے اکبر اور ساتھ متعلقین کو کابل مین چھوڑا تھا کیونکہ کامران تو بھاگ گیا تھا۔ اور ہمایون کو یہ خیال نہ تھا کہ کامران اوسکے بعد آکر کابل پر قبضہ کرلیگا۔ اور یون ظلم ڈھائیگا۔ ۱۲ مولف۔

فرار شدہ جمعیت کو جمع کرکے شیر علی حاکم غوری کو جا دبوچا۔ اور قلعہ کو لے لیا۔ پھر وہان سے بدخشان آیا مگر مرزا سلیمان نے امداد سے انکار کیا۔ جب یہان سے مایوس ہوا تو اوزبکون کے پاس رجوع لاکر کے خاندان کے جانی دشمن تھے بلخ گیا۔ پیر محمد خان والی توران نے خوب آؤ بھگت کی۔ اور اس مخالفت برادری کو اپنے لئے شگون نیک سمجھا۔ اور اپنے جید لشکر کے ساتھہ کامران کو بدخشان فتح کرنیکو روانہ کیا۔ چنانچہ مرزا سلیمان سے فراخ بدخشان مین لڑائی ہوئی۔ میدان کامران کے ہاتھہ رہا۔ اور سلیمان کوہستان مین بھاگ گیا۔ جب بدخشان پر کامران کا قبضہ ہوگیا تو اوزبکی قوت پیدا ہوگئی۔ ہمایون بھی لشکر کو جمع کرکے بدخشان روانہ ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی آخر ہمایون نے فتح پائی۔ اور کامران نے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی۔ چونکہ بادشاہ رحمدل تھا قصور معاف کرکے بھائی کو اپنے گلے سے لگایا۔ مرزا عسکری جو قندہار کی فتح کے زمانہ سے نظربند تھا۔ وہ بھی آج کے روز رہا ہوا۔ چند روز تک فتح و نصرت کے شادیانے بجے۔ اسکے بعد بادشاہ نے کامران۔ ہندال۔ سلیمان وغیرہ کو اپنے اپنے جاگیرات پر روانہ کردیا۔ پھر جب بلخ کی تسخیر کے لئے نکلا تو ہر ایک کو معہ سپاہ کے بلا بھیجا۔ ہندال۔ سلیمان۔ ابراہیم وغیرہ تو آگئے۔ مگر کامران نے دھوکا دیا۔ بادشاہ راستہ مین بہت کچھہ کامران کے آنیکا انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آیا۔ آخر بادشاہ بلخ پہنچا پیر محمد خان والی توران سے ایک دو لڑائیان بھی ہوئین۔ جسمین بادشاہ کو کامیابی رہی۔ مگر کامران کے نہ آنے سے تمام امرا اور لشکر مین یہ خیالات ہونے لگے۔ کہ ادہر بادشاہ کو متوجہ دیکھکر کہین کامران کابل پر قبضہ نہ کرلے۔ چنانچہ اسیوجہ سے بلخ کی مہم ناتمام چھوڑنی پڑی۔ اور امرا کی بددلی نے بادشاہ کو کابل مراجعت کرنے پر مجبور کیا۔ جب بادشاہ کابل آیا تو معلوم ہوا۔ کہ واقعی کامران نے پھر بغاوت اختیار کی ہے۔ اور اکثر قلعون پر تصرف کیا ہے۔ مگر کابل پر قبضہ نہین ہوا۔ اب اس موقع پر اکثر ہواخواہون نے عرض کیا۔ کہ کامران کی بغاوت کی کوئی انتہا نہین رہی۔ اب

کسی صورت اوس کو ٹھکانے لگانا چاہیئے۔ ورنہ کامران کی زندگی مین بادشاہ کو آرام ہرگز نصیب نہ ہوگا۔ آخر بادشاہ بھی راضی ہوگیا۔ اور کامران کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ادہر کامران نے بھی لشکر کو تیار کرکے مقابلہ کیا۔ اس دفعہ بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ اور ہمایون زخمی ہوکر کوہستان مین روپوش ہوا۔ مخالفون نے ہمایون کے مرنے کی اُڑادی۔ جس سے ہمواخواہون کو تردد و پریشانی نصیب ہوئی۔ اور کامران خوشی کے نقارے بجاتا ہوا کابل کی تسخیر کے لئے آدھمکا یہان کابل مین شاہزادہ اکبر کی نیابت مین قاسم خان برلاس انتظام کرتا تہا۔ چند روز اوس نے کامران کو قلعہ مین داخل نہونے دیا۔ مگر محاصرہ مین سختی ہوئی تو مجبوراً قلعہ حوالہ کیا۔ چنانچہ اب اکبر تیسری دفعہ چچا کے قبضہ مین آیا۔ جب ہمایون کو خبر پہونچی تو ادہر اودہر سے لشکر جمع کرکے کابل آیا۔ طرفین سے خوب نبرد آزمائی ہوئی۔ کامران شکست پاکر بہاگا۔ اور ہمایون کابل مین داخل ہوا۔ شاہزادہ اکبر کو گلے لگایا۔ مرزا عسکری کو قید کیا۔ لیکن چند روز کے بعد عسکری کو حجاز روانہ کیا۔ جس نے ۹۵۵ھ مین مکہ و شام کے درمیان انتقال کیا۔ بادشاہ نے محبت کی ترقی کے لئے مرزا سلیمان کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور سلیمان کو بدخشان کی حکومت از سر نو مرحمت کی۔ اور اپنی بیٹی بخشی بانو بیگم کی شادی سلیمان کے بیٹے ابراہیم سے کردی۔

ادہر کامران اس آوارگی و سرگردانی مین بہی چین سے نہ بیٹھا۔ بلکہ خلیل اور مہمند کے افغانون کی جماعت کو جمع کرکے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ بادشاہ نے بہی مقابلہ پر کمر باندہی۔ آخر ۲۱ ذی قعدہ ۹۵۸ھ روز دوشنبہ کو کامران اور ہمایون کے لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ کامران کو پہر شکست نصیب ہوئی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اس لڑائی مین افغانان مہمند کے ہاتہہ مرزا ہندال[1] مارا گیا۔

[1] مرزا ہندال ۹۲۴ھ مین پیدا ہوا تہا۔ کوکب برج شاہنشاہی بود۔ تاریخ ولادت ہے۔ ۳۲ برس کی عمر پائی۔ ۱۲ مولف۔
۹۲۴ھ

اس کے مرنے کی تاریخ نشخون ہے۔ دوسرے روز ہمایون نے مرزا ہندال کی تمام جاگیر اور کل خدم و حشم شاہزادۂ اکبر کے تفویض کیا۔ اور اوس کی بیٹی کی نسبت بھی شاہزادے سے کردی۔ اسکے بعد بادشاہ نے افغانون سے ایک اور جنگ کی۔ اور اون کے گوسفند مویشی بہت ہاتھ لگے۔ اور اونکو ایسی ہزیمت ہوئی۔ کہ پھر اونہون نے کامران کی حمایت کا ارادہ نکیا۔ جب کامران کو ان افغانون کی امداد سے مایوسی ہوئی۔ تو وہ ہندوستان روانہ ہوا۔ اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی سے استعانت لینے کے لئے بن (یہ وہ مقام ہے کہ جہان سلیم شاہ اون روزون فروکش تھا۔) پہونچا۔ گو سلیم شاہ نے کامران سے امداد کا تو وعدہ کیا۔ مگر استقبال وغیرہ کا برتاؤ اچھا نہ کیا۔ بلکہ یہ فکر مین ہوگیا۔ کہ کامران کو قید کرلے۔ جب کامران نے سلیم شاہ کی نیت بدلی پائی۔ تو زنانہ بھیس[1] بناکر بھاگا۔ اور سلطان آدم گہکر کے پاس پناہ لینا چاہا۔ چونکہ سلطان آدم ہمایون کا طرفدار اور دوست تہا۔ اس لئے اوس نے بلطائف الحیل کامران کو نظر بند کرکے ہمایون کے پاس لے آیا۔ امرا نے تو قتل کی رائے دی۔ مگر بادشاہ نے رحم کیا۔ اور قتل کے عوض اوسکی آنکھون مین نشتر لگوا کر نابینا کیا۔ اس واقعہ کی تاریخ لفظ نیشتر سے نکلتی ہے۔

افسوس ہے۔ کہ کامران کی ہوا و ہوس سلطنت اور بلند نظری نے اوسکی آنکھون کو کور کیا۔ کسی ملکی کام کے لائق نہ رکھا۔ اس نے اپنے خاندان کو بہت نقصان پہونچایا۔ چنانچہ بھائی کو ہندوستان کی بادشاہی سے نکلوایا۔ اور ایران کے بادشاہ کا ممنون منت ہنوایا۔ دشمنون کو یہ فائدہ پہونچایا۔ کہ ہندوستان مین افغانون کا بول بالا ہوا۔ اور سور خاندان بادشاہ ہوا۔ الغرض اس کے بعد کامران نے مکہ معظمہ جانے کی اجازت لیکر اولاً دریا سند کی راہ ٹھٹھہ مین آیا۔ یہان اوسکے خسر شاہ حسین حاکم ٹھٹھہ نے ایک محل سکونت کے لئے اور ایک جاگیر اوس کے گذارہ کیواسطے مقرر کردی۔ اور حج کے

[1] یہ تذکرہ ہم نے اسکے قبل سلیم شاہ کے حالات مین تحریر کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ ۱۲ مولف۔

جانے سے منع کیا۔ مگر کامران نے نمانا اور روانہ ہوا۔ اوس کی بیوی چوچک بیگم ارغون (جو شاہ حسین کی بیٹی تھی) نے بھی اپنے خاوند کا ساتھہ دیا۔ گو باپ نے اپنی بیٹی کو روکا۔ لیکن وہ بھی ثابت قدم رہی۔ اور ایسے برے وقت مین اپنے خاوند کا ساتھہ نہ چھوڑا۔ کہتے ہین کہ یہ بی بی کامران کی موت تک اوس کے ہمراہ رہی۔ چنانچہ کامران نے تین حج کئے۔ اور ۱۱ ذیحجہ ۹۶۴ھ کو انتقال کیا۔ اب بادشاہ کو اپنے بھائیون سے نجات ملی تو کشمیر کی تسخیر کا ارادہ ہوا۔ اور اسی ارادہ سے بادشاہ نے اٹک[1] کو عبور کیا تھا۔ مگر امراء دولت اور لشکریون نے جنگو گہر چھوڑے ہوے مدت مدید گذری تھی۔ کشمیر چلنے پر راضی نہوے۔ اور صلاح دی۔ کہ اب یہان سے کابل چلنا چاہیے۔ اور وہان چند روز قیام کرکے سامان جنگ اور لشکر کثیر کیساتھہ پہلے پنجاب پر یورش کرکے ہندوستان کو فتح کیا جائے۔ پھر وہان سے کشمیر کا ارادہ ہو تو مناسب ہے۔ لیکن ایسی خراب حالت مین نہ تو ہندوستان مین افغانون کا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ اور نہ کشمیر کی تسخیر ممکن ہے۔ آخر بادشاہ کو بھی مجبوراً امراء کی نااتفاقی سے کابل واپس ہونا پڑا۔ جب بادشاہ بکرام (جو اب پشاور کے نام سے مشہور ہے) آیا تو یہان کے قلعہ کو تباہ و برباد پایا۔ فوراً اوس کی درستی کا حکم دیا۔ جب وہ درست ہوگیا تو سکندر خان ازبک کو اوسکی حراست تفویض کرکے کابل روانہ ہوا۔ اور اوائل ۹۶۵ھ مین کابل پہونچا۔ اس زمانہ مین ہمایون کی حالت اوسکی ابتدائی سلطنت کی حالت سے بالکل مختلف تھی۔ اوس نے بہت کچھہ کھوکر سیکھا تھا۔ اور تکلیفین اوٹھاکر تجربہ حاصل

---

[1] یہ وہی واقعہ ہے جسکو ہم نے اسکے قبل سلیم شاہ کے حالات مین بیان کیا ہے۔ کہ ہندوستان مین یہ خبر اڑی کہ ہمایون کابل فتح کرکے ہندوستان آگیا ہے جسکے سنتے سے سلیم شاہ (جو اوسدن جمنے مین جوکین لگائے بیٹھا تھا) فوراً اٹھہ ہوکر لشکر کثیر کیساتھہ لاہور پہونچا تھا۔ مگر ہمایون پھر اٹک سے واپس چلے جانے پر سلیم شاہ بھی اُلٹا چلا آیا تھا۔ ۱۲ مولف۔

کیا تھا۔ اوس کے بھائی جو اوس کے سارے منصوبون اور تدبیرون کے سدراہ ہوتے تھے۔ سب دفع ہوگئے تھے۔ الغرض اسوقت ہمایون کو ہندوستان لینے کی فکر لگی ہوئی تھی۔

اب ہم ہمایون کو چند روز کے لئے کابل مین چھوڑتے ہین۔ اور سلیم شاہ بن شیر شاہ کے واقعات کو پھر بیان کرنے شروع کرتے ہین کہ جہان ہم نے چھوڑ دیا تھا۔

بقیہ حالات سلیم شاہ بن شیر شاہ

جب سلیم شاہ کو معلوم ہوا کہ ہمایون کسی ضرورت سے اٹک عبور کیا تھا۔ مگر پھر الٹا چلا گیا تو یہ بھی لاہور سے واپس ہوکر گوالیار آیا۔ اور یہان چند روز شکار مین گذارا۔ اس بادشاہ کا یہ قاعدہ تہا۔ کہ جب کسی امیر سے بدگمان ہوتا یا اسکو قوت مین زیادہ پاتا تو کسی نہ کسی حیلہ سے اوس کو قتل یا قید کرتا چنانچہ اپنے سالے مبارز خان سے بھی اوسکو کدورت تھی۔ ایک دن اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی یا بانو سے کہا۔ کہ مین نے تیرے بیٹے کے لئے سلطنت کی راہ صاف کردی ہے۔ مگر تیرا بھائی مبارز خان خار راہ ہے۔ اگر تو اپنے بیٹے کو عزیز رکہتی ہے۔ تو مجھے اجازت دے۔ تاکہ مین اس کانٹے کو دور کردون۔ اور اگر بھائی کی محبت غالب ہے تو بیٹے سے ہاتھ دھو رکھہ"۔ بائی نے یہہ جواب دیا۔ کہ "میرا بھائی عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا ہے۔ اوس کو بادشاہی سے کوئی سروکار نہین ہے" ہرچند سلیم شاہ نے سب طرح سے سمجہایا۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ آخر سلیم شاہ کی پیشین گوئی بہت صحیح نکلی۔ جسکا ذکر آیندہ آئے گا۔

سلیم شاہ کے عہد مین فرقۂ مہدویہ کا بھی بہت زور ہوا تھا جنکے واقعات مورخون نے یہ لکھے ہین کہ ایک شخص حسن نامی ملک بنگالہ کے مشایخ کبار مین سے تھا۔ جب وہ بیانہ آیا تو شیخ سلیم چشتی کا خلیفہ اور سجادہ نشین ہوا۔ اور اوس کے انتقال پر اوس کا بیٹا شیخ علائی قایم مقام ہوا۔ اتفاقاً شیخ عبدالقدوس گنگوہی

(جو شیخ سلیم چشتی کا مرید کامل تھا) مکہ معظمہ کا حج کرکے بیانہ مین آیا۔ اور فرقہ مہدویہ[1] کی دعوت دینی شروع کی۔ شیخ علائی بہی اوس کا معتقد ہوگیا۔ چند روز مین ان دونون نے ایک جماعت کثیر کو اپنا معتقد بنالیا۔ اب تو نوبت فساد کی پہونچی جس سے شیخ عبداللہ نے شیخ علائی کو حج جانے کی صلاح دی۔ اور اپنے ۳۷۰ خانوادون کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب جودہ پور کے حدود مین خواص پورہ پہونچا تو خواص خان بھی اوس کا معتقد ہوگیا۔ مگر چند روز کے بعد وہ اس عقیدت سے پھر گیا۔ اور یہ حالت شیخ علائی کو معلوم ہونے پر وہان سے نکلا۔ اور حج کا ارادہ فسخ کرکے الٹا بیانہ چلا آیا۔ جب اس فرقہ کی کیفیت بادشاہ کو معلوم ہوئی تو علمائے وقت سے فتوٰی چاہا سب نے بالاتفاق شیخ علائی کے قتل کا فتوٰی دیا۔ مگر بادشاہ نے اوس پر عمل نہ کیا۔ بلکہ شیخ علائی کو قصبہ ہنڈیہ (جو سرحد دکن مین ہے) مین جلا وطن کیا۔ یہان بہی شیخ نے وہ کہیل کھیلا کہ سب اوس کے معتقد ہوگئے۔ پھر علمار نے اوس کے قتل پر زور دیا۔ لیکن بادشاہ قتل سے درگذر کرکے علائی کو بہار مین شیخ بڑے (یہ شیخ بڑا دانشمند اور طبیب کامل تہا۔ شیر شاہ اس شیخ کا کمال درجہ معتقد تہا) کے پاس بھیجدیا۔ جب شیخ بڑے نے اوس کے حالات کو دیکہا تو اوس نے بہی علمائے وقت کے ساتہہ اتفاق کرکے قتل مناسب سمجہا۔ اب تو بادشاہ کو مجبوراً اوس پر عمل کرنا پڑا۔ اس اثنار مین علائی کے حلق مین ناسور ہوگیا تہا۔ مگر سلیم شاہ نے اوس کو طلب کرکے تازیانے لگوائے۔

[1] اس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ سید محمد جونپوری مہدی موعود ہے۔ سید محمد کا باپ میر سید خان نوین صدی کی وسط مین بمقام جونپور پیدا ہوا تہا۔ اور لوگونکو کہتا تہا کہ آسمان سے آواز آئی ہے کہ مہدی موعود مین ہون۔ ہزارہا آدمی اوسکے مرید ہوے۔ مگر دشمن بھی بہت تھے بمن سوتنگ ہوکر گجرات گیا۔ اور سلطان محمود والی گجرات کو معتقد بنایا۔ پہر وہان سے حج کو گیا۔ یہان سے بہی نکالا گیا۔ اسکے بعد ہندوستان کا ارادہ کرکے نرہ اور بلوچستان کی راہ سے گجرات آتا تہا۔ کہ ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء مین انتقال کیا۔ اوسکی قبر باوجود شاہ ایران کی مزاحمت کے زیارت گاہ خلائق ہے۔ ۱۲ مولف۔

چونکہ وہ اول ہی سے بیمار رہتا۔ اس لئے تیسرے تازیانہ پر روح نے مفارقت کی۔ یہ واقعہ ۹۵۵ھ کا ہے۔ ذاکراللہ اوسکی تاریخ ہوئی۔ علائی کے مرنے کے بعد اس فرقہ کا اجتماع متفرق ہوگیا۔ افسوس ہے کہ اس واقعہ کے پانچوین سال ۹۶۰ھ مین سلیم شاہ نے مرض حبس البول سے وفات پائی۔ نو برس سلطنت کی۔ اور اسی سال مین سلطان محمود پادشاہ گجرات اور نظام الملک بحری پادشاہ دکن نے بہی انتقال کیا۔ میر سید نعمت اللہ رشوتی تخلص نے ان تینون کے وفات کی تاریخ حسب ذیل لکہی ہے۔ **قطعہ**

سہ خسرو را زوال آمد بہ یکبار — کہ ہند از عدل شان دارالامان بود
یکے محمود شاہنشاہ گجرات — کہ ہمچون دولتِ خود نوجوان بود
دوم اسلیم شاہ آن کان احسان — کہ فرزند عزیز شیر خان بود
سوم آمد نظام الملک بحری — کہ در ملک دکن خسرو نشان بود
زمن تاریخ فوتِ این سہ خسرو — چہ می پرسی ز دال خسروان بود ۹۶۰ھ

فیروز شاہ بن سلیم شاہ

جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا فیروز خان (جسکی عمر دس سالہ تہی) تخت نشین ہوا۔ فیروز شاہ اپنا خطاب رکہا۔ اور اوس کے نام کا سکہ وخطبہ جاری ہوا۔ مگر افسوس ہے کہ مبارز خان (جو فیروز شاہ کا مامون اور سلیم شاہ کا چچازاد بھائی و سالہ تہا) بن نظام نے تخت نشینی کے تیسرے ہی روز اپنے معصوم و کمسن بھانجے کو خود اپنے ہاتہون سے اوسکی ماں یعنے اپنی بہن کے روبرو قتل کر ڈالا اس موقع پر بہن نے بھائی کے پاؤن پڑی۔ ہاتہ جوڑی۔ ناک رگڑی۔ گڑگڑائی۔ اور کہا کہ خدا کے واسطے قتل نہ کر۔ بلکہ قید کر۔ یا مین خود اسے ایسے دور دراز مقام پر لیجاتی ہون۔ کہ کوئی اسکو جانے گا بہی نہین۔ پادشاہی تجہے مبارک ہو۔ یہ معصوم ناکردہ گناہ ہے۔ مگر اس سنگدل نے بہن کی بات نہیں

بالکل توجہہ نہ کی۔ اور اپنا کام پورا کیا۔ سلیم شاہ نے جو پیشین گوئی کی تھی۔ وہ من وعن صحیح ہوئی فیروز شاہ کی مدت سلطنت صرف ۳ یوم ہے۔

سلطان محمدؐ شاہ عادل مشہور بہ عدلی

مبارز خان جب بھانجے کا خاتمہ کرچکا تو دوسرے روز سنہ ۹۶۰ھ سنہ ۱۵۵۳ء مین تخت نشین ہوا۔ اور اپنا خطاب سلطان محمدؐ شاہ عادل رکھا۔ عوام الناس نے الف کو گرایئے تانیث لگا عدلی کہنے لگے۔ جب اوسکے ظالمانہ حرکات دیکھے تو اندھلی (نابینا) مشہور کیا۔ یہ بادشاہ جاہل علم سے بیزار۔ نہایت نابکار۔ زناکار احمق۔ ستم شعار۔ ناحق پرست۔ اور پاجیون کا یار رہتا۔ سوائے ان بیہودون کے دل کبھی کسیکو نہ دیا تھا۔ چونکہ اس نے محمد تغلق شاہ کا خطاب اختیار کیا تھا۔ اس لئے اب اوس کے ہم پلہ و اسم بامسمّیٰ بننے کے خیال سے فیاضی پر کمر باندھی خزانون کے منہ کھولدیا۔ اور بہت بیدردی کے ساتھہ روپیہ (جو شیر شاہ نے برسون کی محنت مین جمع کیا تھا) اوڑایا۔ جب شہر کے بازارون مین اوسکی سواری جاتی تو تیرون کے پیکان ایک تولہ سونیکے بنے ہوے خانہ کمان مین رکھکر چارون طرف پھینکے جاتے جو کوئی لاتا۔ دس روپیہ پاتا۔

اس بادشاہ نے پاجیون اور کمترون کو بڑے بڑے عہدون پر سرفراز کیا۔ چنانچہ وزارت و وکالت کے عہدے شمشیر خان (جو شیر شاہ کا غلام اور خواص خان کا چھوٹا بھائی تھا) اور دولت خان لوحانی کو تفویض کیا۔ ہیمو[1] بقال کو مطلق العنان کرکے جمیع مہمات مالی و ملکی کا مالک بنایا۔ جس سے تمام

[1] اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ ہیمو ریواڑی (جو قصبات میوات سے ہے) کا رہنے والا ذلیل بقال تھا۔ اور اوسکی ذات ڈھوسر (جو بنیون مین سب ذاتون سے کم ہے) تھی۔ وہ سر پنک کا ٹوکرا دھرے ہوے گلی گلی

امرا مین ناراضی پھیل گئی۔

ایک روز دیوانخانہ مین بادشاہ دربار عام کر رہا تہا۔ جاگیرات کے تغیر و تبدل پر محمد شاہ فرملی کے بیٹے سکندر خان نے سرمست خان کو خنجر سے مارا۔ اور بادشاہ کا پیچھا کیا۔ مگر بادشاہ کی زندگی باقی تہی۔ اندر بہاگ کر دروازہ بند کرلیا۔ اور سکندر تقریباً ۷ آدمیون کو مار کر خود بہی ابراہیم سور (جو عدلی کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱۸) (نمک لونکے) پہرتا تہا۔ اتفاقاً سکار سلیم شاہ کے بیٹون مین (جنکو بازارین کوتوالی پولس کے اختیارات بہی ہوتے ہین) نوکر ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اپنی کارروائی اور خدمتگذاری سے ایسا روشناس ہوا کہ اکثر مہمات ملکی و مالی مین دخل پیدا کیا۔ جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا۔ اور عدلی کو ریاست ملی تو اوسکو دنیا سے بیخبر دیکہکر جمیع کارخانۂ حکومت کو اپنے ہاتہ لیا۔ اور امارت عظمیٰ کو پہونچ گیا۔ بادشاہ برائے نام رہگیا تہا۔ ہیمو اپنے اختیار سے افسرون کا عزل و نصب کرتا۔ اور جاگیر و نکو لیتا دیتا۔ کل خزانون پر قبضہ کرلیا تہا۔ اول رائے کا خطاب پایا۔ پہر راجہ ہوا۔ اور راجہ بکراجیت کی ہمنامی پر فخر کرتا تہا۔ اپنی جرأت و جسارت سے اکثر لڑائیونمین کامیاب رہا جس سے خلقت مین مشہور ہوگیا۔ اسکے بعد جرات و جلادت کی نوبت یہ پہونچی۔ کہ وہ شہنشاہ اکبر کا مقابلہ کیا۔ بہرحال اپنے کو ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچایا۔ وہ بڑا مدبر اور سپہ سالار تہا۔ عدلی کی سلطنت کو نہایت نازک وقتون پر بچایا۔ اور بہت دنون تک خاندان تیموریہ کے مقابل افغانون کی سلطنت کو سنبہالے رہا۔ صورت مین کریہہ۔ اور کوتاہ قد تہا۔ کبہی اوس نے تلوار ہاتہہ مین نہ لی۔ گہوڑا چڑہنا آتا نہا۔ ہمیشہ چوڈول یا ہاتہی پر سوار ہوکر میدان جنگ مین جاتا۔ اور ایسا بہادر و باقبال تہا۔ کہ ۲۲ لڑائیون مین فتح پائی۔ ۱۲ مولف۔

بہنوئی تھا) کے ہاتہہ مارا گیا۔ اور محمد شاہ فرلی کا بہی خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد اکثر امرا نے علانیہ بغاوت شروع کی۔ سب سے اول تاج خان نے لشکر شاہی سے مقابلہ کیا۔ اور ہیمو نے شکست دی۔ تاج خان بنگالہ کو بھاگ گیا۔ اگرچہ ہیمو کی شجاعت نے تاج خان کی سرکشی کو دبا دیا تہا۔ مگر بغاوت کا بازار چارون طرف گرم تہا اور عدلی سے سب امیر بیزار تھے۔

ادہر ابراہیم خان سور بہی بغاوت کے ارادہ سے اپنے باپ غازی خان کے پاس جونپور اور بہنڈون کا حاکم تہا چلا گیا۔ بادشاہ نے عیسیٰ خان نیازی کو اوس سے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ کالپی مین لڑائی ہوئی۔ عیسیٰ خان نے شکست پائی۔ اور ابراہیم[۱] لشکر جمع کرکے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اور تخت پر بیٹھکر سلطان ابراہیم اپنا خطاب رکہا۔ خطبہ اور سکہ بہی اپنے نام کا جاری کیا۔ اسکے بعد آگرہ اور اوسکے نواح پر بہی قبضہ کیا۔ اور بادشاہ کے اکثر امرا اوس سے جاملے۔ آخر بادشاہ دہلی اور آگرہ سے ہاتہہ اوٹھایا۔ اور چنار کو اپنا دارالقرار ٹہرایا۔

اسوقت تمام سلطنت پٹہان افغان بادشاہون مین منقسم تہی۔ عدلی[۲] بہار۔ جونپور اور گنگا کے شرقی ملک کے بڑے حصہ مین بادشاہ تہا۔ سلطان ابراہیم دہلی۔ آگرہ۔ دوآبہ۔ اور جمنا کے مغربی اضلاع اور کالپی کے اضلاع زیرین مین فرمانروا تہا۔ احمد خان سور[۳] (جو عدلی کا بہنوئی اور شیر شاہ کا چچازاد بہائی تہا۔ سلطان سکندر کا خطاب اختیار کیا تہا۔) پنجاب مین حکمران تہا۔ شجاعت خان[۴] (جسکو

---

[۱] شیر شاہ کا چہوٹا بہائی نظام خان تہا۔ اوسکو ایک بیٹا اور تین بیٹیان تھین۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ اوسکا بیٹا اور تینون داماد بادشاہ ہوے۔ چنانچہ بیٹا تو یہی مبارز خان۔ المتخلص بہ محمد شاہ عدلی تہا۔ اور ایک داماد سلیم شاہ بن شیر شاہ (جسکی سلطنت کا حال اسکے قبل تحریر ہوا) تہا۔ دوسرا ابراہیم سور (جس نے آگرے دہلی پر قبضہ کرکے سلطان ابراہیم خطاب رکہا اور سکہ و خطبہ جاری کیا) تہا تیسرا سکندر سور (جسکی بادشاہی کا ذکر آگے آئیگا) تہا۔ ۱۲ مولف۔

سجاول خان بھی کہتے تھے) مالوہ مین سلطنت کرتا تھا۔ سلطان محمد شاہ سور بنگال مین خود مختار شاہ تھا۔ لیکن احمد خان سور پنجاب پر ہی قانع نہین رہا۔ بلکہ دہلی کی سلطنت کی ہوس کی۔ اور ابراہیم سے لڑنے چلا۔ ابراہیم کے پاس ۷۰ یا ۸۰ ہزار سوار جمع تھے۔ مگر سکندر کی خوش اقبالی نے ۱۰ یا ۱۲ ہزار سوار سے اوسکو شکست دی۔ اور دہلی و آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ابراہیم بھاگ کر سنبھل گیا۔ کچھ روزون کے بعد ۳ ہزار سوار جمع کرکے کالپی کے طرف روانہ ہوا۔ مگر ہیمو بقال نے اوسکو شکست دیکر پنجان کردیا آخر ابراہیم بیانہ بھاگا۔ اور ہیمو بھی تعاقب کرتا ہوا بیانہ پہونچا۔ اور محاصرہ کیا۔ یہ زمانہ قحط سالی کا تھا۔ لاکھون جانین ضایع ہوئین۔ اور محاصرہ نے طول کھینچا۔ اس اثنا مین محمد خان سور حاکم بنگالہ نے اپنا خطاب سلطان جلال الدین رکھا۔ اور بنگالہ سے جونپور تک قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد آگرہ اور کالپی کے جانب بڑھا۔ جب ہیمو نے اس بلا کا نزول دیکھا تو بیانہ کا محاصرہ اوٹھا کر ادھر رجوع ہوا ادھر ابراہیم بیانہ سے نکلکر ہیمو کے لشکر پر گرا۔ مگر شکست پاکر ملک بہٹہ کو گیا۔ جہان میانی افغانون کا طرفدار ہوکر بہادر پسر شجاعت خان حاکم مالوہ سے مقابلہ کیا۔ یہان بھی شکست نصیب ہوئی۔ اسکے چند روز بعد سلیمان کرانی نے ۹۷۰ھ مین ابراہیم کو اڑیسہ بلا کر دغا سے مار ڈالا۔ یہان ہیمو اور محمد خان سور کے مقابلہ کا چرچا گہٹہ مین یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہیمو کو فتح نصیب ہوئی۔ اور محمد خان کی اس لڑائی مین جان گئی۔

اب ہم یہان سے ناظرینون کو ہمایون کے حالات کے جانب متوجہ کرتے ہین۔ اور محمد شاہ عدلی کے بھی تذکرہ کو انہین حالات کے سلسلہ مین ختم کرینگے۔ کیونکہ عدلی کے انتقال پر خاندان سوری کا خاتمہ ہوگیا۔ اور خاندان مغلیہ کو عروج و ترقی نصیب ہوئی۔ اور اسی خاندان کے ممبرون مین ہندوستان کی سلطنت ایک مدت تک قایم رہی۔ جب خاندان مغلیہ کا تنزل ہوا تو انگریزون کے اقبال کا ستارہ چمکا۔ جو اس وقت تک ہندوستان اونہین کے قبضہ مین معراج ترقی پر جلوہ افروز ہے

واقعات ہمایون

ہمایون چند روز کابل مین رہا۔ اور سمرقند و بخارا اور تمام اطراف کے شہرون سے سپاہ فراہم کیا۔ تمام بیگمات کو کابل مین چھوڑا۔ اور مرزا محمد حکیم کو کابل مین اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ منعم خان کو صوبہ کابل کے خدمات و مہمات تفویض کین۔ اور شاہزادہ اکبر (جسکی عمر ۱۲ سال ۸ ماہ کی تھی) کو ساتھ لیکر اوسط ذیحجہ ۹۶۱ھ مین ہندوستان کے طرف روانہ ہوا۔ سلخ محرم ۹۶۲ھ کو بکرام (پشاور) پہونچا۔ سکندر خان ازبک حاکم پشاور کو منصب و خطاب سے سرفرازی بخشی۔ ۵ صفر ۹۶۲ھ کو دریاے سند (سیلاب) پر تین روز قیام کیا۔ اور اس مقام پر بیرام خان کابل سے سامان جنگ اور لشکر لیکر آملا۔ اس وقت ہمایون کو ہندوستان پر حملہ کرنیکے لئے بہت اچھا موقع حاصل تھا۔ کیونکہ سارے ملک مین فساد و بغاوت کا بازار گرم تھا۔ سلطنت کے چار دعویدار کھڑے تھے۔ دارالسلطنت کا یہ حال تھا۔ کہ کبھی اُس نے قبضہ کیا تو کبھی اس نے تسخیر کیا۔ لاہور کا حاکم سکندر شاہ سور پنجاب کی ساری فوج دہلی لیگیا تھا۔ اور ہر پنجاب فوج سے بالکل خالی پڑا تھا۔ اس اثنا مین تاتار خان کاسی نے بھی قلعہ رہتاس چھوڑکر چلتا بنا۔ چنانچہ بادشاہ نے سندہ کو عبور کرکے قلعہ رہتاس پر قبضہ کیا۔ پھر جہلم و چناب پار اُترا۔ اور تمام پنجاب کے شمالی حصہ کا مالک ہوگیا۔ ۲ ربیع الثانی ۹۶۲ھ کو لاہور مین داخل ہوا۔ جب سکندر شاہ کو ہمایون کے پنجاب پر قبضہ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے تاتار خان کو ۳۰ ہزار فوج دیکر ہمایون کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور خود بہت بڑی سپاہ کے ساتھ شاہ صدلی سے لڑائی جاری رکھی۔ اور ہمایون نے تاتار خان کے مقابلہ کے لئے بیرام خان۔ خضر خان۔ تردی بیگ خان۔ سکندر خان ازبک کو روانہ کیا۔ چنانچہ ان دونون لشکرون مین سرہند کے مقام پر ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔ تاتار خان شکست کھاکر بھاگا۔ بیرم خان نے فتح پاکر سرہند پر قبضہ کیا۔ غنیم کا بہت سا اسباب اور ہاتھی گھوڑے

لشکر شاہی کے ہاتھہ آئے۔ بادشاہ نے بیرام خان کو اس کارنمایان کے صلہ مین خانخانان و یار وفادار کا خطاب عطا کیا۔ جب اس شکست کی خبر سکندر شاہ کو ہوئی تو وہ شاہ عدلی کا مقابلہ چھوڑکر، یا، ہزار سوار جنگی ہاتھی و توپخانہ کے ساتھہ پنجاب کیطرف روانہ ہوا۔ ۲۲ شعبان ۹۶۲ھ کو سرہند کے میدان مین جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون کو شکست نصیب ہوئی۔ اور سکندر شاہ بھاگ کر کوہ سوالک مین پوشیدہ ہوا۔ اس فتح عظیم کا فتحنامہ شاہزادہ اکبر کے نام لکھا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے صوبہ پنجاب کو سکندر خان ازبک کے تفویض کرکے خود ساماند آیا۔ اور چند روز قیام کرکے کوچ کیا۔ غرہ رمضان ۹۶۲ھ کو سلیم گڈھ (جو دہلی کے شمال مین واقع ہے) مین فروکش ہوا۔ اور اسی ماہ مبارک کی چوتھی تاریخ کو اورنگ سلطنت پر بیٹھا۔ یہ دن ہمایون کو ہی نصیب ہوا۔ کہ شکست کے بعد فر سلطنت پر پہونچا۔ اب بادشاہ نے اپنے ملازمون کو مناصب اعلیٰ اور جاگیرین لایق عطا کین۔ چنانچہ سرکار حصار اور اوسکی نواح شاہزادہ اکبر کی جاگیر مقرر ہوئی۔ (گو وہ ابھی فتح نہ ہوا تھا) سرہند اور پرگنات متفرقہ بیرام خان کو عنایت ہوے۔ اون کے سوائے قندہار بھی اوسکی جاگیر مین تھا۔ تردی بیگ خان کو سیوستان اور سکندر خان ازبک کو آگرہ۔ علی قلی خان کو سنبھل۔ حیدر محمد خان آختہ بیگی کو بیانہ روانہ کیا۔ اور مصطفےٰ آباد کو (جسکا محصول چالیس لاکھہ ٹنکہ تھا)۔ آنحضرت کی روح پرفتوح کے نذر کیا۔ خود بادشاہ دارالسلطنت دہلی کے قلعہ مین رہا۔ اس عرصہ مین اتکہ خان نے حصار فیروزہ کو رستم خان سے لے لیا۔ اور علی قلی شیبانی نے سنبھل پر قبضہ کیا۔ حیدر محمد خان آختہ بیگی نے غازی خان پدر سلطان ابراہیم سور کو قتل کرکے بیانہ پر عمل دخل کرلیا۔ ادہر تو ہندوستان مین ہمایون کو یہ فتوحات نصیب ہو رہے تھے۔ اور اُدہر کابل مین مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بدعہدی کرکے اندراب و اکمش پر قبضہ کرلیا تھا۔

انہین ایام مین بادشاہ کو ابوالمعالی (جو ہمایون کا لاڈلا متبنیٰ تھا) کے بداعمالیون کی خبر پہونچنے پر

شاہزادہ اکبر کو اوس طرف روانہ کیا۔ اور بیرام خان شہزادہ کا اتالیق مقرر ہوا۔ اوہر شہزادہ دہریانہ پہونچا تہا کہ خبر آئی۔ کہ پادشاہ زینہ پر سے گر پڑا ہے۔ بیرام خان نے آگے جانے مین صلاح نہین دیکہی اور کلانور تک واپس آیا تہا۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر پہونچی۔ بیرام خان نے شہزادہ اکبر کو ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء روز جمعہ کلانور کے باغ مین تخت خلافت پر بٹہایا۔

کہتے ہین کہ جب ۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو ہمایون نے وفات پائی تو امرا نے ۱۷ روز تک اس واقعہ کو عوام سے پوشیدہ رکہا۔ کیونکہ وارث تاج وتخت (شاہزادہ اکبر) فاصلہ پر تہا۔ امرائے عظام چاروں طرف ممالک محروسہ مین گئے ہوے تھے۔ سیاہ دشمنون سے گہری ہوئی تہی۔ اور مرزا کامران کا بیٹا ابوالقاسم بغل مین موجود تہا۔ بہرحال یہ وقت بڑا ہی نازک تہا۔ مگر تردی بیگ نے بڑی وفاداری اور ہوشیاری کی۔ اول تو پادشاہ کے مرنے کو چہپایا۔ اور پوشیدہ طور سے تمام

لہ واقعات یہ ہین کہ بادشاہ دہلی کے انتظام سے فراغت پاکر تردی بیگ کو دہلی تفویض کیا۔ اور خود آگرہ جانا چاہتا تہا پیش خیمہ بہی جا چکا تہا۔ چنانچہ ۲۷ ربیع الاول ۹۶۳ھ روز جمعہ کو سہ پہر مین کتاب خانہ کے چھت پر برآمد ہوکر شاہ دیدار عالم شاہ (جو سفر حجاز سے واپس آئے تہے) اور جنتائی خان (جو کابل سے منعم خان کو عرایض لایا تہا) کو اوسطرف کا حال دریافت کرنیکی غرض سے طلب کیا۔ جب ان سے فارغ ہوا اور شام اتر چکا ارادہ کیا۔ زینہ پر قدم رکہا تہا کہ موذن نے مغرب کی اذان دی تعظیم اذان کیلئے بیٹہنا چاہا تو پاؤن پوستین کو دامن مین الجہا چونکہ زینہ شفاف اور چکنے تھے۔ عصا چہسلا۔ سر کے بل زمین پر گرا۔ دائین شقیقہ مین ضرب آئی۔ اور داہنے کان سے چند خون کے قطرے نکلے آدمی محل مین لیگئے۔ اوسوقت ہوش تہا۔ خود خلاکر شیخ جولی کے ہاتہہ اکبر کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اسکے بعد بیہوش ہوگیا چار روز تک متواتر غشی رہی۔ طبیبون نے بہت کچہہ علاج کیا۔ مگر صحت نہوئی۔ چوتھے روز ۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ ۲۴ جنوری ۱۵۵۶ء کو وفات پائی۔ بعد مرنیکے جنت آشیانی خطاب ہوا۔ اسکے انتقال کی مشہور تاریخ "ہمایون بادشاہ زبام اُفتاد" ہے۔ ہمایون کو دو بیٹے۔ محمد حکیم مرزا اور محمد اکبر مرزا تھے۔ ۱۲ مولف۔
۹۶۳ھ

امارات ولوازمات شاہی (جیغہ تاج۔ جواہر وغیرہ) اکبر کے پاس بھجوادیا۔ ۲۸ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو جب اور سب امرا جمع ہوگئے تو تردی بیگ نے شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جس سے خلق اللہ کو تسکین ہوئی۔ ہمایون ۹۱۳ھ مین پیدا ہوا تہا۔ ولادت کی تاریخین۔ سلطان ہمایون فال۔ شاہ نیر مذکر بادشاہ صف شکن ہین۔ اور ۹۳۷ھ مین تخت شاہی پر بیٹھا۔ خیر الملوک تاریخ ہے۔ اسوقت اوسکی عمر ۲۴ سال کی تہی۔ مدت سلطنت ۱۵ سال کچھ ماہ ہے۔ جس مین وہ ۱۶ سال بہی داخل ہین۔ کہ جو سرگردانی اور پریشانی مین گذرے تھے۔ کہوئی ہوئی سلطنت اوسکو ملی تہی۔ مگر موت نے فرصت نہ دی۔ اس بادشاہی پر ۶ ماہ گذرے تہے۔ سارے منصوبے دل کے دل مین رہے۔ ہمایون کی تعلیم اچہی ہوئی تہی۔ علوم عقلی ونقلی مین کافی مہارت تہی۔ خصوصًا علم ریاضی مین خوب استعداد تہا۔ کئی جگہ رصد بنانیکا ارادہ کیا تہا۔ بہت سے آلات رصد ترتیب دئے تھے۔ طبیعت نہایت موزون پائی تہی۔ صرف ایک رباعی نمونۃً ہدیۂ ناظرین ہے۔

اے دل مکن اضطراب در پیش رقیب — حال دل خود بگوے با ہیچ طبیب
کار یکہ ترا بآن جفا کار افتاد — بس قصہ مشکل است و بس امر عجیب

اوس کی طبیعت مین قوت اختراع بہت تہی۔ اوامر و نواہی الٰہی کا ایسا پابند تہا۔ کہ بے وضو خدائے عزوجل کا نام نہین لیتا تہا۔ صوم وصلوٰۃ و فرض وسنن وتلاوت قرآن کا بڑا مقید تہا۔ کبہی قسم نہ کہاتا۔ اور فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔ بہت غصہ ہوتا تو صرف لفظ سفیہ بولتا۔ یہ بادشاہ دل کا رحیم ہاتہ کا کریم تہا۔ مروت واخلاق کا تو اوسی پر خاتمہ تہا۔ اور خطا بخشنے مین فیاض تہا۔

شہنشاہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

اکبر کے وقت سے یہ کہنا درست ہے کہ مسلمانون کی سلطنت ہندوستان مین ہوئی۔ ورنہ پہلی

سلطنتون کو دہلی کی سلطنت کہنا مناسب نہوگا۔ کیونکہ صرف ممالک مفصلۂ ذیل داخل حکومت تھے۔ یعنے وہ ملک جسکو ۱۸۵۷ء مین ممالک مغربی وشمالی کہتے تھے۔ اور بنگال پریسیڈنسی کا وہ حصہ جسکو مغربی بہار اب کہتے ہین۔ اور ممالک متوسط۔ راجپوتانہ کے بعض اضلاع۔ اور پنجاب۔ البتہ سلاطین تغلق کچھ عرصہ تک یہ دعوے کرسکتے ہین۔ کہ وہ بنگال اور دکن پر بھی فرمانروا تھے مگر شمال سے ہندوستان پر ایسے حملے ہوے کہ دکن کے ہندو راجاؤن نے اپنے کو آزاد کرلیا۔ اور دہلی کی سلطنت سے کچھ تعلق نہ رکھا۔ تلنگانہ کرناٹک کے راجہ خودمختار ہوگئے۔ بہرحال اکبر کے زمانہ مین مسلمانون نے ہندوستان کے تمام حصص پر قبضہ کیا۔ ورنہ اس کے بیشتر یہ صورت مفقود تھی

الحاصل جب ہمایون کا انتقال ہوا تو بیرام خان نے شاہزادہ اکبر کو ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ ۱۴ فروری ۱۵۵۶ء۔ روز جمعہ کلانور کے باغ مین تخت نشین کیا۔ اسوقت بادشاہ کی عمر ۱۳ برس نو ماہ کی تھی۔ تمام مالی وملکی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتھ رہا۔ اکبر محبت سے اوسکو خان بابا کہتا تھا۔ بادشاہ نے اوّل شاہ ابوالمعالی (جو ہمایون کا متبنّے اور اکبر سے ہمسری کا دعوے کرتا تھا) کو قید کرلیا۔ مگر وہ ایسا چالاک تھا۔ کہ چند ہی روز مین قلعہ لاہور سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے قصبۂ دہمری مین سلطان سکندر کو شکست دی۔ اور کابل سے تمام بیگمات اور ملازمون کے اہل وعیال کو طلب کیا۔ کیونکہ اکثر سپاہی اور امراء اپنے بال بچون کی یاد مین کابل جانا چاہتے تھے۔ اور کابل کی حالت یہ تھی۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر پر مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بغاوت کرکے محاصرہ کیا تھا۔ مگر منعم خان حاکم کابل نے ازراہ ہوشیاری اور دوراندیشی ان شرائط پر صلح کرلی تھی۔ اول مرزا سلیمان کا خطبہ کابل مین پڑھا جائے۔ اور دوم آب بارن سے بدخشان تک مرزا کا قبضہ رہے۔ بہرحال ان دو شرائط پر کابل کا پیچھا چھٹا۔ اور تمام بیگمات اور سپاہیون کے اہل وعیال ہندوستان کو آئے۔ اور ہمایون نے پچاس ہزار سوار۔ ایک ہزار فیل۔ اکاون کمان

پانسو ترپون کے ساتھہ دہلی پر حملہ کیا۔ تردی بیگ حاکم دہلی نے بہت کچھہ جانفشانی کی۔ مگر بے حاصل ہوئین۔ اور دہلی پر ہیمو کا قبضہ ہوگیا۔ اب تو ہیمو نے اپنا لقب راجہ بکرماجیت رکھا۔ اور ہندوستان سے مغلون کے استیصال کا عزم جزم کیا۔ جب جالندہر مین اکبر کو اس حادثہ کی خبر معلوم ہوئی تو کم عمری کے باعث بہت گھبرایا۔ اور سخت دلگیر ہوا۔ امراؤن نے بھی صلاح دی۔ کہ اب کابل واپس جاکر وہان سے تمام سامان درست کرکے ہیمو کے مقابلہ کے لئے ہندوستان آنا چاہئے۔ امیرون کی اس کم ہمتی سے اکبر کو اور بھی مایوسی ہوئی۔ بیرام خان سے کہا کہ آپ اب ہمت و کوشش کیجئے ورنہ یہ تمام کاروبار بنا بنایا تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ آخر بیرام خان نے کوشش کرکے تمام امیرون کو جنگ پر آمادہ کیا۔ بادشاہ جالندہر سے نکل کر سرہند آیا۔ اور ہیمو بھی اس خبر کے سنتے ہی دہلی سے نکلا۔ محرم ۹۶۴ھ کو موضع کہروندہ مین جنگ عظیم واقع ہوی۔ بادشاہ نے باوجود قلت سپاہ کے فتح پائی اور ہیمو کو اس گیرودار مین ایک تیر ایسا لگا۔ کہ آنکھہ کو پھوڑ کر سر سے پار نکل گیا۔ شاہ قلی خان نے ہیمو کے ہاتھی کو گرفتار کرکے لایا۔ اور بیرام خان نے ہیمو کے سر کو تن سے جدا کیا۔ بادشاہ نے اسکا سر کابل کے دروازہ پر اور دھڑ دہلی کے دروازہ پر لٹکانے کے لئے بھیجا۔ اس لڑائی مین پانچ ہزار آدمی ہیمو کے قتل ہوے۔ پندرہ سو ہاتھی بادشاہ کے ہاتھہ لگے۔ خزانہ اور جواہر کا بھی اس پر قیاس کرنا چاہئے۔ بگرفت ہیمورا۔ اس فتح کی تاریخ ہوئی۔ ۹۶۴ھ اور امرا و جان نثار کو بادشاہ نے طرح طرح کے نوازشات سے سرفراز کیا۔ علی قلی خان شیبانی کو خان زمان خان۔ اور سکندر خان کو عالم خان عبداللہ خان ازبک کو شجاعت خان۔ پیر محمد خان شروانی کو ناصر الملک کے خطابات عطا ہوے۔

اس اثنا مین خبر آئی کہ شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے الور اور تمام میوات مین فساد مچا رکھا ہے۔ بادشاہ نے ناصر الملک کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ناصر الملک کے پہونچتے ہی حاجی خان بھاگ گیا۔ اور سارے میوات پر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا۔ یہانتک حدود مین

ایک قصبۂ دیونی ماچاری تہا۔ جس مین ہیمو کا باپ معہ اہل وعیال اور اوس کا مال واسباب اندوختہ موجود تہا۔ مولانا پیر محمد نے اوس ۸۰ سالہ بوڈہے کو قتل کرکے تمام مال واسباب خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اور حاجی خان بھاگ کر اجمیر و ناگور پر (وہان کے راجہ کو شکست دیکر) قبضہ کرلیا۔ بادشاہ نے حسن خان میواتی کے چچازاد بھائی جمال خان کی ایک لڑکی سے خود شادی کی۔ اور دوسری لڑکی کا بہرام خان سے نکاح کیا۔ اس عرصہ مین سلطان سکندر نے پیر محمد خان پر حملہ کرکے لاہور کو تصرف مین لایا۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ بادشاہ کے آمد کی خبر سنکر سکندر کوہ سوالک مین جا چہپا۔ مگر بادشاہ بہی اوس کے تعاقب مین چلا۔ سکندر نے وہان بہی جب پناہ کی صورت نہ دیکہی تو بہاگ کر قلعۂ مانکوٹ مین چلا گیا۔ لشکر شاہی نے مانکوٹ کا محاصرہ کیا لیکن قلعہ ایسا مستحکم واستوار تہا کہ ۸ ماہ محاصرہ پر گذر گئے۔ فتح کی صورت نہ نکلی۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ محمد شاہ سور کا بیٹا (جو گور مین حکمران تہا) خضر خان (جس نے سلطان بہادر اپنا خطاب رکہا تہا) شاہ عدلی سے (جو ہیمو کے مرنیکے بعد چنار مین حکومت کرتا تہا) لڑا۔ اور ۹۶۲ھ مین شاہ عدلی[1] مارا گیا۔ اس خبر نے سکندر کو نا امید کیا۔ اور حالت یاس مین بادشاہ سے جان بخشی چاہی۔ اکبر نے اوسکے معروضہ کو قبول کیا۔ اور خرید بہار جاگیر دیکر روانہ کردیا۔ قلعۂ مانکوٹ پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ مگر اس کے دو سال بعد سکندر کا انتقال ہوگیا۔ جب ان امور سے بادشاہ کو فراغت

[1] شاہ عدلی کے انتقال پر اوسکا بیٹا شیر شاہ چنار مین تخت نشین ہوا۔ مگر اوسکی سلطنت اتنی مختصر اور کم عمر ہوی کہ اکثر مورخون نے اوسکا ذکر تک بہی نہین کیا ہے۔ اس بادشاہ کے بعد سور خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ ہندوستان مین افغانونکی سلطنت اکیسو چھ برس تک رہی جسمین بابر و ہمایونکی سلطنت جملہ معترضہ کیطرح داخل ہے۔ افغانون کی سلطنت کا آغاز سلطان بہلول لودہی سے ہوا۔ ۱۲ مولف۔

حاصل ہوئی قولا ہور آیا۔ اور وہان سے دہلی پہونچا۔ ہمایون کی بہانجی سلیمہ سلطان بیگم (بنت ہمایون نے اپنی زندگی مین ٹہرائی تہی) کی شادی بیرام خان سے کردی۔ انہین ایام مین سنبھل و سرونج کی فتوحات بادشاہ کو نصیب ہوئین۔

شہنشاہ اکبر کی کم سنی و ناتجربہ کاری کے باعث بیرام خان ایسا مطلق العنان ہوگیا تہا۔ کہ تمام سیاہ وسپید کا مالک تہا۔ گہٹانا بڑہانا اوسکے یا مین ہاتہہ کا کہیل تہا جس امیر سے خوش ہوتا۔ اوس کو درجہ اعلیٰ پر بہٹہاتا۔ اور جس کسی سے خفا ہوتا۔ اوس کو قعر مذلت مین ڈالتا۔ مگر اوس نے صرف اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ اکثر امرا پر ظلم و زیادتی بہی شروع کی۔ چنانچہ ابوالمعالی اور ناصر الملک پیر محمد خان اسی بیرام خان کی وجہ مقید ہوے۔ اور مرزا تردی بیگ و مصاحب بیگ (پسر خواجہ کلان) اور خواجہ جلال الدین محمود بجوق بہی اسی کے حکم پر قتل ہوے۔ جسمین بادشاہ کی مرضی کو بالکل دخل نہ تہا۔ آخر یہ ظلم و زیادتی رنگ لائی۔ اور تمام امرا بیرام خان سے بدظن ہوے۔ خود بادشاہ بہی اوسکی ظالمانہ کارروائی سے سخت متنفر ہوا۔ اور ماہم انگہ (جو اکبر کی لایق و ہوشیار اتا تہی) کو اکبر نے بیرام خان کی اس مخالفانہ کارروائی کے انسداد کے لئے اپنا رازدار بنایا۔ اور اوسکو اجازت دی کہ کسیطرح بیرام خان کو امور سلطنت سے علیحدہ کرنیکی کارروائی کرے۔ ماہم انگہ نے اور ہم خان اور مرزا شرف الدین حسین وغیرہ کو اس امر سے مطلع کیا۔ وہ تو اول ہی سے بیرام خان پر دانت لگائے بیٹہے تہے۔ فوراً ۱۲ جمادی الثانی ۹۶۷ھ کو شکار کے بہانے اکبر کو دہلی لیگئے۔ اور مرزا ابوالقاسم پسر مرزا کامران کو بہی اپنے ساتہہ لے لئے۔ کیونکہ اونکو خوف تہا کہین بیرام خان مرزا ابوالقاسم کو اپنا عصا بنا کر فتنہ و فساد برپا نہ کرے۔ جب بادشاہ دہلی پہونچا تو ایک فرمان بہ بیرام خان کے نام بہ مضمون صادر کیا کہ اب ما بدولت کا ارادہ بلا کسی کے صلاح و مشورہ کے انتظام سلطنت انجام دینے کا ہے۔ اس لئے آیندہ تمہاری خدمات کی ضرورت نہین ہے۔ بیرام خان کو

جب یہ فرمان پہونچا تو اوس کے آنکھون مین اندہیرا چھا گیا۔ اور نکحرامی پر کمر باندہی۔ ابو المعالی کو قید سے رہا کر دیا۔ تاکہ ملک مین شورش برپا کرے۔ اور خود بہی لڑائی پر آمادہ ہوا۔ مگر بادشاہ نے مقابلہ کر کے شکست دی۔ اور سخت نفرین وملامت کی۔ جس کے باعث اس فعل ناشایستہ سے محجوب ہو کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور حج کی اجازت لیکر روانہ ہو گیا۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین خانخانان کا بہت سا مال واسباب لٹ گیا۔ منجملہ اون کے ایک علم مرصع تہا جسمین موتی اور جواہر جڑے ہوے تھے۔ اور ایک کروڑ کی لاگت مین خانخانان نے مشہد مقدس مین حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کے روضۂ منورہ پر بہیجنے کے لئے تیار کرایا تہا۔ قاسم ارسلان نے علم امام ہشتم اسکی تاریخ نکالی تہی۔

اکبر نے خانخانان کو خلعت فاخرہ اور پچاس ہزار روپے لوازم سفر کے لئے عطا فرمائے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ احمد آباد کے مقام پر مبارک خان لوحانی (جس کے باپ کو ہیمو کے جنگ مین بیرام خان نے اپنے ہاتہہ سے مارا تہا) نے ۹۶۸ھ مین شہید کیا۔ بیچارہ حج بہی کرنے نہ پایا۔ اس واقعہ کی تاریخ کسی نے۔ شہید شد محمد بیرام۔ لکہی ہے۔ مبارک خان نے اوس کے قتل پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ تمام مال واسباب بہی غارت کیا۔ اس کے بعد بیرام خان کا بیٹا مرزا عبد الرحیم (جسکی عمر اوسوقت ۵ سالہ تہی۔) اور سلیمہ سلطان بیگم معہ دیگر متعلقین کے بحال تباہ آگرہ آئے۔ بادشاہ نے عبد الرحیم کی تربیت وپرورش اپنے ذمہ لی۔ پہر بتدریج اوس کو مدارج عالی پر پہونچایا۔ اور خانخانی کا مرتبۂ اعلی عطا کیا۔ چونکہ سلیمہ سلطان بیگم نہایت لایق اور حسن وجمال مین یکتا شعر بہی خوب کہتی تہی۔ اسلئے بادشاہ نے اوسکو اپنے نکاح مین لایا۔

اب اکبر کے لئے سخت مشکلات کا سامنا اور ذاتی جوہر ولیاقت ہمت وجرأت تبلانے کا زمانہ تہا۔ کیونکہ اب تک بیرام خان کے صلاح ومشورہ سے تمام کام انجام پاتا تہا۔ گو بیرام خان نے

بہت کچھہ ظلم و زیادتی کی۔ اور اکثر امرا کو مار ڈالا قید کیا۔ مگر انتظام سلطنت مین اوسکو اچھا ملکہ اور تجربہ تہا۔ جرات و ہمت مین اورون سے اوسکا نمبر بڑہا ہوا تہا۔ جس سے کسیکو انکار نہین ہوسکتا۔ لیکن اکبر بہی اس تہوڑی سی مدت مین بیرام خان کی عاقلانہ پالیسی سے ذرا واقف ہوگیا تہا۔ چنانچہ بادشاہ نے آیندہ کے لئے بہت کچھہ منصوبے باندہے۔ مگر اوسکی تکمیل کے لئے ایک عرصۂ دراز کی ضرورت تہی۔ اس لئے سردست استحکام سلطنت کے لئے ان تین امور کی پیروی کی۔ اول کل ہندوستان کی سلطنت ایک ہاتہہ کے نیچے اسطرح لائی جائے۔ کہ کل رؤسا و رعیت پر اقتدار اور اون کے دل مین بادشاہ کا وقار پیدا ہو۔ اور وہ دل و جان سے وفادار ہوجائین۔ دوم جو ملک کہ قبض و تصرف سے نکل گیا ہے۔ اوس کو دوبارہ حاصل کرے۔ سوم ملک کے نظم و نسق کو عمدہ حالت پر لائے۔

اس اشارہ مین معلوم ہوا۔ کہ باز بہادر ممالک مالوہ مین سخت ظلم و زیادتی کر رہا ہے۔ بادشاہ نے ادہم خان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ ادہم خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور باز بہادر شکست پاکر بہاگا۔ مگر ادہم خان نے مالوہ پر قابض ہوتے ہی بغاوت شروع کی۔ اب خود بادشاہ مالوہ کے جانب متوجہ ہوا۔ ادہم خان نے ازراہ عاقبت اندیشی بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوکر معافی چاہی۔ اکبر چند روز مالوہ مین رہا۔ اور پیر محمد خان شروانی کو مالوہ کی حکومت عطا کرکے واپس ہوا۔ ادہر پیر محمد خان باز بہادر کے تعاقب مین ایک عرصہ تک پہرتا رہا۔ ایک دن نربدا کی ندی مین گہوڑے کی شرارت سے گر کر جان دیدی۔ اس کے بعد بادشاہ نے مالوہ کی حکومت عبداللہ خان ازبک کو عنایت کی۔ لیکن چند روز کے بعد عبداللہ خان نے بہی بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ خود متوجہ ہوکر اوس کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور عبداللہ خان بہاگ کر چنگیز خان حاکم گجرات کے

پاس پناہ لیا۔ اس کے بعد خبر آئی۔ کہ جونپور مین خان زمان خان نے بغاوت پر کمر باندہی ہے اب بادشاہ کو اس کی فکر ہوئی۔ اور لشکر جرار کے ساتہہ اوس کی تنبیہ کے لئے چلا۔ چنانچہ راستہ مین چنار گڈہ کو بہی فتح کیا۔ اور جونپور پہونچکر خان زمان کے لشکر پر فتح پائی۔ بہادر خان اور خان زمان خان مارے گئے۔ منعم خان کو جونپور و بنارس وغازی پور وغیرہ عطا ہوے۔ اس اثنا مین ولایت پٹنہ اور گڈہ کو خواجہ عبدالمجید خان آصف خان نے فتح کیا۔ اور چوراگڈہ کی فتح سے بہت سا جواہر۔ چاندی۔ سونا ہاتہہ آیا۔ جس سے آصف خان کو غرور و تکبر ہوگیا۔ اور تمام غنیمت آپ خود ہضم کرکے بغاوت اختیار کی۔ مگر چند ہی روز مین اپنے افعال ناشائستہ سے توبہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ اور ولایت گڈہ مین مہدی قاسم خان مامور ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے کمال خان گہکر کی اسپندعا پر اوس کے چچا سلطان آدم (جو نافرمان و سرکش ہوگیا تہا) پر فوج کشی کرکے شکست دی۔ اور اوس کا تمام ملک کمال خان گہکر کے تفویض فرمایا۔

اب یہان کسیقدر کابل کے حالات لکہے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا تہا کہ مرزا سلیمان نے منعم خان سے اس امر پر صلح کرلی۔ کہ کابل مین اوس کے نام کا خطبہ پڑہایا جائے۔ اس کے بعد بادشاہ نے منعم خان کو کابل سے بلالیا تو اوس نے اپنے بیٹے غنی خان کو کابل کی مہمات کا انتظام تفویض کیا۔ مگر یہ ایسا کم حوصلہ اور عیش پرست تہا کہ چند ہی روز مین ماہ چوچک بیگم والدہ مرزا محمد حکیم نے اوسکو کابل سے نکال دیا۔ اور مرزا محمد حکیم کی وکالت فضیل بیگ کو عطا کی۔ چونکہ فضیل بیگ نابینا تہا۔ اس لئے اوسکا بیٹا ابوالفتح کام انجام دینے لگا۔ لیکن یہ دونون باپ بیٹے بہی چند روز کے بعد ایسے بدمست ہوے کہ آخر بیگم نے ان دونون کو قتل کراڈالا۔ اس اثنا مین ابوالمعالی آوارہ ہوکر کابل آیا

اور بیگم کو ایسا پرچایا کہ بیگم نے اپنی بیٹی خیر النسا کا اوس سے عقد کرکے وکیل مطلق بنایا۔
اس ابوالمعالی کو ربا طن نے اوسط شعبان ۹۷۱ھ مین بیگم کو عدم کا راستہ بتایا۔ اور مرزا محمد حکیم کو
کمسن تصور کرکے خود حکومت کرنے لگا۔ گو مرزا محمد حکیم کمسن تہا۔ مگر ان کے غم نے اوسکو سخت
مغموم کیا۔ اور پوشیدہ طور پر مرزا سلیمان کو کابل آنے کی تکلیف دی۔ چنانچہ مرزا سلیمان کابل
آکر ابوالمعالی کو گرفتار کرلیا۔ اور مرزا حکیم نے اوس کو پھانسی دیدی۔ اب سلیمان نے یہ چال
چلی۔ کہ اپنی بیٹی کو بدخشان سے بلاکر مرزا حکیم کو نکاح کردیا۔ اور کابل پر اپنا تسلط کرکے مرزا حکیم کی
فکر مین ہوا۔ جب یہ خبر حکیم کو معلوم ہوئی تو وہ اپنے بہائی شہنشاہ اکبر کے پاس ہندوستان
بھاگ گیا۔ اکبر نے میر محمد خان کو لشکر کثیر دیکر حکم دیا کہ کابل پر مرزا حکیم کا قبضہ کرادے۔ جب
لشکر شاہی کابل آیا تو سلیمان بھاگ گیا۔ اور حکیم کابل مین داخل ہوا۔ اسکے بعد مرزا فریدون
(جو مرزا حکیم کا ماموں تہا) نے اوس کو یہ پٹی پڑہائی۔ کہ پنجاب و لاہور پر قبضہ کرلیا جائے۔
چونکہ مرزا حکیم عقل سے بے بہرہ تہا۔ فریدون کے دام مین آگیا۔ اور پنجاب پر لشکر کشی کی
جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا۔ اور فوراً پنجاب آیا۔ بادشاہ
کے آمد کی خبر سنکر حکیم پھر کابل بھاگ گیا۔ مگر چند روز کے بعد مرزا حکیم نے پھر لاہور کے
نواح مین شورش مچادی۔ اس دفعہ بادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے علاوہ کابل کا انتظام
بھی مناسب سمجھا۔ اور آگرہ سے روانہ ہوا۔ جب حکیم کو یہ خبر لگی تو وہان سے بھاگا
اور بادشاہ کابل آیا۔ اور یہان ازسر نو انتظام کرکے مرزا حکیم کو بلایا۔ اور تسلی و تشفی کرکے
اوس کے قصور کو معاف کیا۔ اور پھر زابلستان کی حکومت عطا کی۔ مگر افسوس ہے کہ چند
ہی روز کے بعد ۹۹۳ھ مین مرزا حکیم نے وفات پائی۔ بادشاہ کو بھائی کے مرنیکا بہت
غم ہوا۔ مرحوم کے دونون بیٹے افراسیاب و کیقباد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے

بادشاہ اون کی تعلیم وتربیت مین کمال توجہ مبذول کی۔ اس کے بعد بادشاہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اجمیر شریف کا ارادہ کیا۔ راستہ مین کلادلی کے مقام پر چغتائی خان کے توسط سے راجہ بہاری مل کچواہہ نے ملازمت حاصل کی۔ اور اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ سے بڑی دھوم دھام کے ساتھہ کی۔ یہ پہلا ہی راجپوت ہے جس نے بادشاہ کو اپنی بیٹی دی۔ بعد فراغ زیارت بادشاہ نے سیرٹھہ کے راجہ مالدیو پر چڑھائی کرکے قلعہ میرٹھہ کو فتح کیا۔ اس کے بعد ۹۷۴ھ مین ابراہیم حسین مرزا۔ الغ مرزا۔ محمد حسین مرزا۔ مسعود حسین مرزا۔ (جو خاندان تیموریہ کے شاہزادے تھے) نے فساد برپا کیا۔ ان مرزاؤن نے چندروز مالوہ کو اپنا مامن بنایا۔ پھر وہان سے گجرات گئے۔ اور سلطان محمود کے غلام چنگیز خان کو اپنا مددگار بنایا۔ بادشاہ گجرات گیا۔ اور مخالفین کو شکست دی۔ گجرات کے امرانے اطاعت کی۔ ابراہیم حسین مرزا شکست کھاکر زخمی ہوا۔ اور اوسی زخمون کے باعث مرگیا۔ مسعود حسین مرزا گرفتار ہوکر آیا۔ اور مطیع ہوا۔ ۹۷۲ھ مین بادشاہ نے قلعہ آگرہ کی بہی بنیاد رکہی۔ اور ۹۷۵ھ مین قلعہ چتور[۵۱] کی فتح کے لئے رانا اودی سنگھ کے سر پر پہونچا۔ چند روز تک مقابلہ کی لڑائیان ہوئین۔ اسکے

[۵۱] کہمان رس مین (یہ ایک کتاب ہے جسمین رانا کہمان کی داستان لکہی ہے) لکہا ہے کہ میواڑ کے چوراسی مضبوط قلعون مین چتوڑ کوٹ (چتوڑ کا قلعہ) سب سے زیادہ مستحکم واستوار ہے۔ وہ زمین کی سطح سے اسقدر اونچا نکلا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا ہے۔ اوسکی چوٹی پر سو گنگا بہتی ہے۔ اسکے قبل ۱۰ محرم ۶۰۳ھ مین سلطان علاء الدین نے ۸ ماہ ۷ روز مین اس قلعہ کو فتح کیا تہا۔ چونکہ رعایا سلطان سے لڑی نہین۔ اس لئے اونکو امن دیا گیا تہا۔ اس دفعہ خوب لڑائی ہوئی۔ اسلئے شہنشاہ اکبر نے قتل عام کا حکم دیا۔ جس سے ہزارہا راجپوت قتل ہوئے۔ اور اونکی عورتین جنایین جل گئین۔ ۱۲ مرتب۔

رانا قلعہ بند ہوگیا۔ بادشاہ بھی بہت سختی کے ساتھہ قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تقریباً چھہ ماہ تک یہ محاصرہ رہا جب رانا کا سپہ سالار جیل (جسکو خود بادشاہ نے نشانہ بنایا) مارا گیا تو تمام سپاہ پست ہمت ہوگئی۔ اور رانا نے اپنی عورتون کو جوہر (چتا) کیا۔ آخر ۲۵ شعبان ۹۷۸ھ کو یہ قلعہ فتح ہوا۔ بہت سی غنیمت ہاتھہ آئی۔ رانا بھاگ گیا۔ جب قلعہ فتح ہوا تو بادشاہ اجمیر شریف کو پیادہ پا گیا۔ کیونکہ اوس نے چیتوڑ کی فتح کے لئے یہ منت مانی تھی۔ الغرض بادشاہ زیارت سے فارغ ہوکر آگرہ آیا۔ پھر چند روز کے بعد قلعہ شیرگڑھ و قلعہ کالنجر (جہان شیر شاہ نے جان دی تھی) پر چڑھائی کرکے ان دونون کو فتح کیا۔ ۹۸۰ھ مین بروہی کا راجہ مطیع ہوا۔ یہان سے بادشاہ کھمبایت گیا۔ اور دریا شور کی سیر کی۔

اسکے بعد بادشاہ صورت کیجانب کوچ کیا۔ اور ایک ماہ ۷ روز کے محاصرہ مین یہ قلعہ ۲۳ شوال ۹۸۰ھ کو فتح ہوا۔ یہان سے علاوہ غنیمت کے بڑی بڑی بہاری توپین (جنکو سلطان روم نے فرنگیون سے بنا دہندوستان لینے کے ارادہ سے جوناگڈہ کو اپنے لشکر کے ساتھہ بھیجا تھا۔ مگر کچھہ موانع ایسے عارض ہوے کہ لشکر سے کچھہ کام نہ ہوسکا تو توپون کو قلعۂ جوناگڈہ مین چھوڑ گیا۔ چند روز یہ توپین سمندر کے کنارے پڑی رہین۔ جب خداوندخان نے قلعہ سورت بنایا تو ان توپون کو قلعہ پر لگوایا) ہاتھہ آئین۔ بادشاہ نے ان توپون کو آگرہ بھجوایا۔ ۹۸۱ھ مین بادشاہ نے نگرکوٹ فتح کیا۔ اسی مقام پر بہداس ساکن کالپی (جو کبت گوئی مین یکتا تھا) بادشاہ کا نوکر ہوا۔ رفتہ رفتہ شرف ندیمی حاصل کیا۔ اول کب رائے (ملک الشعرا) کا خطاب ہوا۔ بعد ازان راجہ بیربر (یعنے بہادر نامور) کا خطاب اور نگرکوٹ کی جاگیر سے سرفرازی پائی۔ اسی سال بادشاہ دوبارہ گجرات گیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ محمد حسین مرزا اور اختیار الملک مارے گئے۔ بادشاہ فتح و نصرت کیساتھہ واپس ہوا۔ ۹۸۲ھ مین داؤد خان سے لڑائی ہوئی تو قلعہ پٹنہ ہاتھہ آیا۔ اس اثنا مین نعم خان خانخانان مرگیا۔ اور اوس کی جگہہ خان جہان خان مقرر ہوا۔ چند روز کے بعد

قلعہ شیرگڈہ و قلعۂ رہتاس بھی فتح ہوے۔ اور خان جہان نے سات گانون پر لشکر کشی کی۔ جمشید مارا گیا۔ متی نے اطاعت کرلی۔ اور سات گانون پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ مگر ۹۸۲ھ مین خان جہان کا انتقال ہوا۔ اور مظفر خان نے اوس کی جگہ حکومت بنگالہ سے سرفرازی پائی۔ اس عرصہ مین امراء بہار و بنگال نے سرکشی پر کمر باندہی۔ اور مظفر خان کو باغیون نے مار ڈالا۔ آخر بادشاہ کو توجہ کرنا پڑا جب باغیون نے بادشاہ کی آمد دیکہی تو متفرق ہوگئے۔ اور جو پورین متفق ہوکر فساد مچایا۔ اور بادشاہ کی ہمت و جرات نے ان مخالفین کو نیچا دکہایا۔ اکثر مخالفین مارے گئے۔ چند روز تک بہار و بنگال مین بہی افراتفری رہی۔ لیکن ۹۹۶ھ مین بادشاہ نے سعید خان کو حکومت بنگالہ اور راجہ مان سنگہ کو صوبۂ بہار عطا فرمایا تو انتظام کی حالت درست اور فتنہ و فساد کی جڑ اوکھڑ گئی اس کے بعد راجہ مان سنگہ نے حاکم اڑیسہ کو بہی بادشاہ کا مطیع بنایا۔ اور لہمی نرائن مرزبان کوچ بہار نے بہی اطاعت کی۔

بنگال اور بہار دونون ملکون کی حالت ایسی تہی۔ کہ وہان امن و امان کا مستقل طور پر قایم رہنا دشوار تہا۔ مگر راجہ مانسنگہ نے سترہ برس مین بیسون لڑائیون کے بعد صوبجات بنگالہ و اڑیسہ و بہار پر شاہی قبضہ کرادیا۔ جب بنگالہ و بہار کا قلع قمع ہوگیا تو بادشاہ نے اپنی عنان عزیمت مہمات گجرات کے جانب مبذول کی۔ کیونکہ مظفر حسین مرزا کی فتورش نے گجرات کو تہ و بالا کر رکہا تہا۔ مگر اقبال شاہی غالب آیا۔ اور مظفر حسین مرزا شکست کہاکر گرفتار ہوا۔ اس فتح کو چند روز ہی گذرنے نہ پائے تہے کہ اعتماد خان گجراتی نے ایک مجہول النسب لڑکے کو جسکا نام منو تہا۔ لاکر ہمایون کیا۔ کہ یہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ اس کی ماں حرم خاص سلطان کی تہی۔ سلطان اسقاط حمل کے لئے اس کو میرے حوالہ کیا تہا۔ مین نے اب تک چہپا رکہا۔ امرا نے بہی اعتماد خان کے بیان کو تسلیم کیا۔ اور منو کو مظفر شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹہایا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر لگی تو گجرات کی جانب

امرا، شاہی کو روانہ کیا۔ تین چار لڑائیاں خوب زور و شور سے ہوئیں۔ شاہی لشکر کو ہمیشہ فتح حاصل ہوئی۔ اور مظفر شاہ گجراتی بار بار شکست کھایا۔ اور بے آبروئی کے ساتھ بھاگتا پھرا۔ آخر سنہ ۱۰۱۷ھ میں گرفتار ہوا۔ اور خودکشی کرلی۔ مظفر شاہ کے مرتے ہی گجرات کے سب جھگڑے تمام ہوے۔ جب ولایت گجرات ممالک محروسہ میں داخل ہوئی۔ اور اکثر بنادر اوس کے پادشاہ کے قبضہ میں آئے۔ اس اثنا میں کچھ جوناگڈھ وغیرہ بھی فتح ہوے۔

جب رانا اودی سنگھ سنہ ۹۸۰ھ میں مرگیا تو اوسکا بیٹا رانا پرتاب سنگھ (دیکھا) جانشین ہوا۔ گو وہ نامرد باپ کا بیٹا تھا۔ مگر جوانمرد دادا رانا سنگھا کا پوتا تھا۔ دادا کی بہت سی صفات اوسمیں موجود تھیں۔ لیکن اوس کے پاس کوئی ملک نہ تھا۔ اور نہ خزانہ۔ خاندان پر بھی ادبار آچکا تھا۔ البتہ اوس کے قدیمی جان نثار راجپوت اوس کے ساتھ خون بہانے کو موجود تھے۔ رانا اودی کے بہادر کمبل میر (کنبھل میر) میں اپنی شکستہ قوت کو جمع کر رہا تھا۔ اور اوس کے دماغ میں یہ خیال سمایا ہوا تھا۔ کہ میں اوس سورج بنسی قوم کا راجہ ہوں۔ کہ جسکی چوکھٹ پر پہلے سارے ہندوستان کے راجہ سر رکھا کرتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میں اکبر کے سامنے سر نیچا کروں۔ چنانچہ اس سرکشی کی حالت جب اکبر کو معلوم ہوئی تو اوس کی سرکوبی کے لئے راجہ مان سنگھ کو معہ دیگر امرا روانہ کیا۔ اور طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ مان سنگھ نے فتح پائی اور رانا شکست کھا کر بھاگا۔ بہت سی غنیمت ہاتھ آئی اور رانا کا مشہور ہاتھی رام پرشاد بھی گرفتار ہوا۔ اس عرصہ میں گوکندہ اور امید فتح ہوے۔ ادھر قلعہ سوانہ میں چند رسین نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے امرا کو روانہ کیا۔ لڑائی کا بازار خوب گرم ہوا۔ چندرسین نے شکست پائی۔ اور قلعہ سوانہ امرا شاہی کے قبضہ میں آیا۔ اسکے بعد سروہی بوندی۔ ابوگڈھ۔ جالور بھی فتح ہوے۔ بوگڈھ کے راجہ نے سرتابی کی تو اوس کی قرار واقعی تنبیہ کیگئی۔ اب بادشاہ نے کشمیر کی تسخیر کے لئے مرزا قراباہادر برادر مرزا حیدر کو رگان کو روانہ

کیا۔ مگر قراہبادر کی ناتجربہ کاری سے لشکر شاہی کو شکست ہوئی۔ اور کشمیریون نے فتح پائی۔ جب بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی تو خود روانہ ہوا۔ اور یوسف خان مرزبان کشمیر کو شکست دی۔ مگر بادشاہ کی معاودت پر پھر وہی بغاوت و سرکشی پیدا ہوئی۔ پھر دوبارہ بادشاہ کشمیر کو گیا تو باغیون کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور کشمیر پر اپنا پورا تسلط بٹھا دیا۔ جس سے کشمیر کی شورش آیندہ کے لئے مٹ گئی۔ پھر بادشاہ سری نگر آیا۔ اور زعفران زار کی سیر کی۔ دیوالی کا تماشا دیکھا۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو دارالخلافت کو معاودت کی۔ اور ۱۰۰۰ھ میں تیسرے دفعہ بادشاہ کشمیر کو گیا۔ اور جمیل غوری (جو اپنے کو مرزا سلیمان کا بیٹا عمر شیخ بتلاتا تھا) کی شورش کو مٹایا۔ اور سری نگر کے پاس ایک شہر آباد کیا۔ رام گڈھ۔ جسرو تھہ۔ جموں۔ مانکوٹ۔ لکھنپور فتح ہوے۔ اور وہان کے زمیندار و مرزبان مطیع ہوے۔ بادشاہ مع الخیر آگرہ آیا۔

جب سلطنت شاہی پر کشمیر کا اضافہ ہوا تو تبت خرد کے حاکم علی رائے نے بادشاہ سے درخواست کی۔ کہ میری لڑکی شاہزادہ سلیم سے بیاہی جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ اور بیاہ ہوگیا۔ مگر چند روز کے بعد علی رائے نے تبت بزرگ پر چڑھائی کر کے قبضہ کیا۔ اس کے بعد بادشاہ سے سرتابی کی۔ بادشاہ نے سیف اللہ خان کو اوس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ جب سیف اللہ خان وہان پہونچا تو علی رائے بغیر لڑے بھاگ گیا۔ بادشاہی لشکر جہانتک گھوڑے جا سکتے تھے۔ جاکر لٹا چلا آیا۔ اس اثنا میں ملک سندھ کے بلاد بھکر۔ ٹھٹھہ۔ امرکوٹ وغیرہ پر شاہی قبضہ ہوا۔ اور قلمرو شاہی میں کل سیوستان کا اضافہ ہوگیا۔ اور بنہ کا قلعہ باندھو بھی ہاتھ آیا۔

اب قندہار کے معاملات ملاحظہ فرمائیے۔ ہم نے اسکے قبل بیان کیا ہے۔ کہ ہمایون نے اپنے عہد پیمان کے موافق قندہار شاہ طہماسپ کو دیدیا تھا۔ اکبر نے بھی اوس کو جایز رکھا۔ اور شاہ طہماسپ نے اپنے برادرزادہ سلطان حسین مرزا پور بہرام مرزا کو قندہار کی حکومت عطا کی تھی۔ اور سلطان

حسین مرزا نے اپنی عاقلانہ پالیسی سے طہماسپ اور اکبر دونون کو راضی رکھا تہا۔ جب اوسکا انتقال ہوا تو اوس کے چار بیٹے مظفر حسین مرزا۔ رستم مرزا۔ ابو سعید مرزا۔ سنجر مرزا۔ مین باہمی مخالفت ہونے لگی۔ اور ان نوخیز لوہون نے طہماسپ و اکبر دونون کا خیال نہ رکہا۔ اس اثنا مین طہماسپ مرگیا۔ اور شاہ اسمٰعیل تخت ایران پر بیٹہا تو شاہ قلی سلطان ذوالقدر کو قندہار کا حاکم مقرر کیا۔ اور ان چارون کے مارنے کے لئے بداغ خان کو بہیجا۔ خدا کی شان کہ شام کو حکم دیا۔ اور صبح خود شاہ اسمٰعیل مرگیا۔ جس سے یہ بیگناہ بچ گئے۔ اور سلطان محمد خدابندہ ایران کا بادشاہ ہوا۔ اب اکبر نے ان چارون کی سرکوبی کے لئے قرابیگ اور مرزا بیگ کو لشکر دیکر روانہ کیا۔ جب ان مرزاؤن نے لشکر شاہی کے آمد کی خبر سنی تو اون مین سے رستم مرزا پیشدستی کرکے بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کی خطا معاف کی۔ جب مظفر حسین مرزا کو بہائی کے جانے کا علم ہوا تو اوس نے قرابیگ و مرزا بیگ کو قندہار حوالہ کرکے خود بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ اور سو اسپ عربی۔ ایک مہرہ عجیب (جو سانپ کاٹے آدمی کا زہر چوس کر اچھا کر دیتا تہا) نذر گذرانا۔ بادشاہ نے مظفر کو پنجہزاری منصب اور اقطاع سنبہل عطا فرمایا۔ ادہر قرابیگ نے قندہار کے متعلقہ مقامات داور و گرم سیر پر بہی قبضہ کیا۔ اس فتح سے کیچ و مکران بہی قلمرو مین آگئے۔ اب لشکر شاہی نے راستہ مین بلوچستان کے بلوچون کی (جو سرکش و مغرور ہو گئے تہے) خوب گوشمالی کی۔ اور الوس کاکر (جو رہزنی اور لڑائی کرتا تہا) کو بہی سزا دی۔

۹۸۱ھ مین راجہ کجلی (جو ولایت ملیبار کے قریب ہے) نے بادشاہ کے پاس اپنا ایلچی روانہ کیا۔ اور نظام الملک دکنی والی احمد نگر کا معتمد وفاخان معہ نفیس ہاتہیون وغیرہ کے حاضر دربار شاہی ہوا۔ عادل شاہ حاکم بیجاپور کے تحائف بہی بادشاہ کی نظر سے گذرے۔ قطب الملک والی گولکنڈہ نے بہی ایک عرضداشت معہ اشیاء نادرہ کے ارسال کی۔ سطور بالا کے دیکہنے سے یہہ ظاہر

ہوتا ہے۔ کہ اقطاع دکن مین بہی اکبر کی شہنشاہی تسلیم کیجاتی تہی۔ مگر فرشتہ لکھتا ہے کہ شاہان دکن نے اکبر کی شہنشاہی کو نہین تسلیم کیا۔

۹۹۱ھ مین مرتضیٰ نظام شاہ والی احمد نگر کا چہوٹا بھائی برہان الملک (جو اپنے بہائی سے بغاوت کرکے لڑا[۱] اور شکست پایا) احمد نگر سے بہاگ کر آیا۔ اور قطب الدین کے ذریعہ بادشاہ کا آستانبوس ہوا۔ بادشاہ نے اپنی مہربانی و عاطفت سے برہان الملک کو سربلند کیا۔ چند روز کے بعد جب خبر آئی۔ کہ مرتضیٰ نظام شاہ نے وفات[۲] پائی۔ اور دکن مین شورش برپا ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو دکن روانہ کیا۔ اور خان اعظم وراجہ علیخان مرزبان خاندیس کو حکم دیا۔ کہ عمدہ لشکر کے سامان مہیا کرکے اوس کے ساتہہ کرین۔ چنانچہ خان اعظم نے چغتائی خان وچندہ خان کو دو دو ہزار سوار اور تین سو بندوقچیون کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر بڑاڑ کے راستہ مین زمینداروں نے شورش کرکے چغتائی خان کو قتل کیا۔ اور چندہ خان قید ہوا۔ جس سے برہان الملک ناکام مالوہ واپس آیا۔ اسکے بعد راجہ علیخان مرزبان خاندیس نے اپنے منتخب لشکر کے ساتہہ برہان الملک کی ہمراہی کی۔ جب برہان الملک بڑاڑ آیا تو امرا بڑاڑ ساتہہ ہوگئے۔ اب تو برہان الملک کو بہت کچہہ قوت حاصل ہوئی۔ اور مرزا پور کے مقام پر جال خان سے مقابلہ ہوا۔ برہان الملک فتح نصیب ہوئی۔ اور جال خان مارا گیا۔ اسمٰعیل گرفتار ہوکر قید ہوا۔ اس فتح کے بعد راجہ علیخان

---

[۱] اس لڑائی کی تفصیل سلاطین دکن کے حالات مین لکہی جائے گی۔ ۱۲ مولف۔

[۲] مرتضیٰ نظام شاہ کی وفات پر اوسکا بیٹا میران حسین تخت نشین ہوا۔ مگر مرزا خان سپہ سالار نے میران حسین کو قید کرکے برہان الملک کے بیٹے اسمٰعیل کو بادشاہ بنایا۔ جال خان دکنی نے علاوہ احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ مرزا خان نے میران حسین کو قتل کرڈالا آخر جال خان غالب آیا۔ اور مخالفون کو گرفتار کرکے مارا لیکن اوسی اسمٰعیل کو بادشاہ بنانا پڑا۔ ۱۲ مولف۔

خاندیس چلا گیا۔ بعد برہان الملک نے احمد نگر پر چکرانی کرنی شروع کی۔ لیکن افسوس ہے کہ بادشاہ کی امداد و اعانت کا شکریہ کچھ بھی ادا نہ کیا۔ اور بادشاہ کی نوازشوں کو یک لخت بھول گیا۔ اور کامروائی کے خمار میں رعایا کو تکلیف دینے لگا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو ۹۹۱ھ میں اپنے مخصوص ملازمون کو دکن کے حاکمون کی رسالت کے لئے منتخب کیا۔ چنانچہ ملک الشعرا فیضی فیضی کو راجہ علیخان حاکم اسیر و برہانپور کے پاس بھیجا۔ اور فیضی کو یہ بھی تاکید کی کہ راجہ علیخان کے پاس سے ہوکر برہان الملک کے پاس بھی جائے۔ اور خواجہ امین الدین کو برہان الملک کے پاس احمد نگر روانہ کیا۔ پیر محمد امین کو عادل خان حاکم بیجاپور پاس۔ اور مرزا منیر کو قطب الملک حاکم گولکنڈہ کے نزدیک جانیکے لئے حکم دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سلطان مراد کو ملک مالوہ اس خیال سے دیا۔ کہ اگر مرزبانان دکن پر نصیحت اثر نکرے تو وہ انکو سزا دینے کے لئے آمادہ ہو۔ شہزادہ مالوہ کے طرف روانہ ہوا۔ مگر مرزا کو کہ حج کو چلے جانے سے بادشاہ نے مراد کو گجرات بھیجدیا۔ اور مرزا شاہرخ کو مالوہ روانہ کیا۔ جب فیضی برہانپور پہونچا تو راجہ علیخان نے فرمان شاہی کو سر پر رکھا۔ اور اطاعت قبول کی۔ پھر فیضی برہان الملک کے پاس گیا۔ جہان ناکامی ہوئی۔ کیونکہ برہان الملک نے فرمان شاہی کے جانب مطلق توجہ نہ کی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اوس نے شاہزادہ دانیال کو برہان الملک کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اور مالنسنگھ و خانخانان کو بھی شاہزادہ کی ہمراہی کا حکم ہوا۔ مگر دانیال کی سستی کے باعث بادشاہ نے دکن کی مہم مراد کے حوالہ کی۔ اور مراد دکن کے جانب روانہ ہوگیا۔ مگر اوسکے ہمراہی امراء کی دوروئی سے بہت کچھ خرابیان پھیلیں۔ تاہم مراد احمد نگر کے جانب چلا۔ جب قلعہ چاند کے قریب پہونچا تو چاند بی بی ہمشیرہ برہان الملک[1] لڑائی کے لئے آمادہ ہوئی۔ اور لڑائی چھڑی جسمین

[1] اب ہم یہان ناظرینکی معلومات کیلئے مختصر برہان الملک کا حال لکھتے ہین۔ یعنے جب احمد نگر پر برہان الملک کا تسلط

شاہی فوج غالب رہی۔ مگر سپاہ کی دوروئی سے نہ قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ مغروروں کا تعاقب کیا گیا۔ اس عرصہ مین غنیم کی امداد کے لئے عادل شاہی اور قطب الملکی افواج بھی آگئی۔ چنانچہ دوسرے روز ایک جنگ عظیم ہوئی۔ طرفین کے نامی گرامی سردار رہے گئے۔ حالانکہ غنیم کے پاس ساٹھہ ہزار کا لشکر تھا اور افواج شاہی مین ۱۵ ہزار سوار تھے۔ مگر لشکر شاہی نے فتح پائی۔ غنیم کے چالیس ہاتھی اور توپخانہ ہاتھہ آیا۔ راجہ علیخان مرزبان خاندیس لڑائی مین مارا گیا۔ قلعہ کاویل۔ قلعہ سبل گڈہ قلعہ کہرلہ۔ قلعہ ناسک (یہ چارون قلعے بڑاڑ سے متعلق تھے) کو لشکر شاہی نے فتح کیا۔ مگر سپاہ و امرا کی نااتفاقی سے شاہزادہ مراد احمدنگر کی مہم سے ناکام پھرا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو ابوالفضل کو روانہ کیا۔ اور اتفاق و یکجہتی سے کام کرنے کی ہدایت کی۔ اور مہم کی تکمیل کے لئے زور دیا۔ اس اثنا مین مراد سخت بیمار ہوگیا۔ چند ہی روز کے بعد ۱۰۰۶ھ مین انتقال کیا۔ بادشاہ کو بیٹے کے مرنے سے سخت رنج والم ہوا۔ مگر مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہے۔ آخر شاہزادہ دانیال کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۱) ہوا تو چند روز کے بعد اس نے عادل شاہ حاکم بیجاپور کے غلام دانا دخان حبشی کو پناہ دیا۔ جس سے عادل شاہ نے لڑائی کی برہان الملک شکست پایا۔ اور بیمار ہوگیا۔ جب زیست سے ناامید ہوا تو اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو قید سے نکال کر ولیعہد کیا۔ اور ۱۰ شعبان ۱۰۰۳ھ کو برہان الملک کا انتقال ہوگیا۔ اس اثنا مین عادل شاہ نے چڑھائی کی اور اس لڑائی مین ابراہیم مارا گیا۔ منجھو آنکیہ برہان شاہ نے ایک لڑکے کو احمدنگر کو خاندان نظام شاہی سے خیال کرکے تخت نشین کیا۔ اور ابراہیم کے بیٹے بہادر جو شیرخوار تھا کو قید کروالا۔ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خاندان نظام شاہ سے نہین ہے اس لئے منجھو نے اوس کو معزول کرکے قید کیا۔ اور اوس کے بیٹے احمد شاہ کو بادشاہ بنایا۔ اور منجھو کے مخالفون نے احمدنگر کے ایک طفل مجہول النسب کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اور دس بارہ ہزار سوار جمع کرکے میان منجھو کو قلعہ مین محصور کیا بہرحال احمدنگر مین ایک عام شورش مچی ہوئی تھی ۱۲ مولف۔

حسم وکن تفویض ہوئی۔ اور ابوالفضل کو شاہزادہ کی ملکی ومالی مہمات کی سربراہی کے لئے بادشاہ نے فرمان بھیجا۔ یہان ابوالفضل نے مراد کے انتقال کے بعد سپاہ کو تسلی آمیز باتون سے یکرنگ کیا۔ اور جو کچھ روپیہ ساتھہ تہا سپاہ مین تقسیم کیا۔ جس سے سپاہ نے قوت تازہ پائی۔ اور دانیال کے آنے تک ابوالفضل نے شہر بیر اور قلعہ قلتوم وقلعہ پرنالہ فتح کئے۔ اور چاندبی بی (جس نے برہان الملک کے پوتے بہادر کو بادشاہ بنایا تہا) اور ابہنگ خان (سپہ سالار فوج احمدنگر) کے شورشون کو بہی مٹاتا رہا۔ اس عرصہ مین دانیال کا نزول اجلال ہوا۔ اور ابوالفضل حسب الطلب بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ اس اثنا مین بہادر خان خلف راجہ علیخان مرزبان خاندیس کی جو شامت آئی تو بغاوت پر کمر باندہی۔ اور بادشاہ بہی فوراً قلعہ آسیر کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ اول تو بہادر خان نے اپنے لشکر کے گھمنڈ پر مغرور رہا۔ مگر جب ابوالفضل نے قلعہ چن قلعہ سنہل۔ قلعہ مالی کڈہ۔ فتح کئے تو بہادر خان کی آنکہین کہلین اور امان طلب کیا۔ بادشاہ نے بہادر خان کی تقصیرات معاف فرمائین اور قلعہ اسیر پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ اودہر دانیال نے قلعہ ناسک کو فتح کیا۔ مگر احمدنگر کے محاصرہ کے لئے جب وہان سے فوج بلائی گئی تو یہ قلعہ ہاتہہ آیا ہوا نکل گیا۔ چاندبی بی محاصرہ سے تنگ آکر صلح کی خواہش کی۔ مگر ابہنگ خان اس کے خلاف تہا۔ جب چاندبی بی کے صلح کی کارروائی کا علم حبشہ خان خواجہ سرا کو ہوا تو اوس نے چاندبی بی کو مار ڈالا جس سے صلح کی کارروائی ناتمام رہ گئی۔ اور ابہنگ خان بہت سے زنگی اور دکہنی لیکر شاہزادہ دانیال کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ آخر ۱۰۰۹ھ مین قلعہ احمدنگر پر بادشاہی قبضہ ہوگیا۔ اور برہان الملک کا پوتا بہادر ہاتہہ آیا۔ گرانمایہ جواہر ومرصع آلات وعجیب کتب خانہ اور بہت سا مال واسباب اور ۲۵ ہاتہی غنیمت مین حاصل ہوے۔ اس کے بعد قلعہ جیر بہی (یہ آباد شہر نظام الملک کے باپ دادا کا تہا) فتح ہوا۔ اور دانیال نے احمدنگر کو مرزا شاہرخ کے تفویض کرکے خود بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے دانیال کو خاندیس کی حکومت عطا فرمائی۔ اور اوس

ملک کا نام اوس کے نام پر دانديس رکھا۔

دانیال کے واپس جاتے ہی احمدنگر مین پھر بغاوت کے آثار پیدا ہوگئے۔ اور دکن کے خود غرض فراہم ہوکر شورش برپا کرنے لگے۔ مرتضیٰ نظام الملک کے چچا شاہ علی کے بیٹے علی کو ان باغیون نے اپنا سردار بنایا۔ اور اطراف واکناف مین تاخت وتاراج شروع کردی۔ ادہر راجو اور عنبر جیو نے بھی سرکشی پر کمر باندہی۔ ان تینون نے اقطاع احمدنگر مین ایک اودھم مچادی۔ جب بادشاہ کو ان سرکشون کی خبر ہوئی تو ابو الفضل اور خانخانان وغیرہ کو اون کی تنبیہ وسرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ان باغیون سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ اور لشکر شاہی نے متعدد لڑائیون مین فتح پائی۔ اور باغیونکو ہمیشہ شکست نصیب ہوتی رہی۔ مگر ایک سرکش بھی گرفتار ہوا اور نہ قتل کیا گیا۔ جس سے اون کی سرکشی کی بنیاد اوکھڑ نہ سکی۔ بعض بعض موقعون پر ان باغیون نے عجز والحاح کرکے صلح کرلی اور امان چاہی۔ مگر پھر چند روز کے بعد صلح نامہ کو طاق مین رکھدیا۔ اور لڑائی کو موجود ہوگئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے ابو الفضل کو فرمان بھیجا۔ کہ اپنا لشکر اپنے بیٹے شیخ عبد الرحمن کے تفویض کرکے خود حاضر درولت ہو۔

اون دنون شاہزادہ سلیم کے ارتالیسندیدہ وعادات ناملایم کے باعث بادشاہ شہزادے سے سخت ناراض تہا۔ اور سلیم کے ہواخواہون نے سلیم کے ذہن نشین یہ بات کی تہی۔ کہ یہہ ساری ناراضی بادشاہ کی ابو الفضل کی غمازی کے سبب سے ہے۔ جس سے سلیم ابو الفضل کے قتل کے درپے ہوا اور جب ابو الفضل (حسب الطلب بادشاہ کے) دکن سے نکلا تو سلیم نے نرسنگہ بندیلہ (جو ابو الفضل کے راستہ مین تہا) کو اپنی عنایات خاص کا امیدوار کرکے حکم دیا کہ کسیطرح ابو الفضل کا کام تمام کردے۔ چنانچہ یہ نامعقول اپنی جماعت کو لیکر ایک گوشہ مین چھپا رہا۔ اور ابو الفضل اوس مقام پر آتے ہی حملہ کیا۔ افسوس ہے کہ غرہ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو بیگناہ ابو الفضل نے شہادت پائی

جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو دو دن تک چیخین مار کر روتا رہا۔ اور اس عرصہ مین کچھ کہا یا اور نہ آرام کیا۔ جب ہوش آیا۔ رائے رایان۔ راجہ راج سنگھ۔ رامچند ربندیلہ۔ ضیاء الملک وغیرہ کو حکم دیا۔ کہ اسیوقت جاکر زر سنگھدیو کو معہ متعلقین قتل کر دیا جائے۔ کہتے ہین کہ شہنشاہ اکبر نے عمر بھر کبھی ایسا سخت حکم جاری نہین کیا۔ مگر جسکو خدا رکھے تو اوسے کون چکھے۔ امراء شاہی نے بہت کچھ اوس کی گرفتاری مین سر مارا۔ اور مدتون تعاقب کیا۔ لیکن وہ ان لوگون کے ہاتھ نہ آیا۔ اور زندہ رہا چنانچہ جہانگیر کی سلطنت مین صاحب منصب ہوا۔

سنہ ۱۳ آمین عادل خان مرزبان بیجاپور نے بادشاہ سے یہ التجا کی۔ کہ اوس کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ دانیال سے کیا جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ دلہن بیجاپور سے احمد نگر آئی۔ اور دولہا بھی برہانپور سے احمد نگر گیا۔ ساعت سعید مین عقد کا مبارک رسم ادا ہوا۔ مگر چند ہی روز مین بادہ پیمائی کی کثرت سے دانیال نے انتقال کیا۔ جس سے بادشاہ کو سخت صدمہ

اب ہم یہان پر اکبر کی اون لڑائیون کا حال بھی تحریر کرنا مناسب سمجھتے ہین کہ جو شمال و مشرقی افغانون کے ساتھہ ہوئی تھین۔ چنانچہ جب اکبر کی توجہ شمال مشرقی کے طرف ہوئی تو افغانستان مین ایک مذہبی[1] طوفان اُٹھہ رہا تھا۔ جسکا روکنا اکبر کو ناگزیر تھا کیونکہ اوس کے ساتھہ یہ خوف لگا ہوا تھا۔ کہ کہین توران کوئی خوفناک حملہ نہ کرے۔ دوسرا

---

[1] پچیس برس پہلے سے افغانستان مین ایک نیا مذہب روشنائی پھیل رہا تھا اس فرقہ کا بانی بایزید انصاری تھا۔ جسکا مولد جالندھر تھا۔ اور وہ بابر کے افغانستان کی سلطنت لینے سے ایک پہلے پیدا ہوا تھا۔ بایزید کا خیال یہ تھا کہ افغانون کی سلطنت پھر بحال ہو۔ اسکی ماں کا نام بانمین تھا۔ اسکا باپ اور اوس کے خاوند کا دادا دونو سگے بھائی جالندھر مین رہتے تھے۔ مگر اوس کا خاوند

یوسف زیون کا سرگزوہ راہ زنی اور خلق آزاری پر کمر باندہا تہا۔ ۹۹۴ھ مین بادشاہ نے زین خان کو کلتاش کو اون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اور اوس کے پیچھے راجہ بیربرادر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۵) عبداللہ کافی گورام (یہ مقام کوہستان افغانستان مین دو دریاؤن گوتل اور قورم کے درمیان ہے) مین رہتا تہا۔ جب مغلون کا تسلط بڑہنے لگا تو بایزید کی ماں اپنے خاوند کے پاس کافی گورام چلی گئی۔ اور بایزید وہین پرورش پایا۔ عبداللہ کو بیوی کے ساتہہ التفات نہ تہا۔ آخر طلاق دیدی۔ بایزید کو سوتیلی ماں اور سوتیلے بہائی یعقوب سے بہت ایذا پہونچی۔ کیونکہ اوس کو علم کا بہت شوق تہا۔ شیخ بہاءالدین زکریا کی اولاد کے پاس تعلیم کے لئے بہیجدیا۔ چندروز کے بعد بایزید نے گہوڑون کی سوداگری کرنا شروع کی۔ اور سمرقند سے ہندوستان آیا۔ جب کالنجر پہونچا تو ملا سلیمان (یہ اسماعیلیہ مذہب رکہتا تہا) سے بیعت کی۔ یہان مدتون مذہب اسماعیلیہ کی تعلیم پائی۔ پہر اپنے وطن کافی گودام کو گیا۔ اور پہاڑ کے غار مین خلوت نشین ہوا۔ بایزید کا مذہبی خیال خدا کے باب مین ہمہ اوست (وحدت الوجود) کا تہا۔ عبداللہ کو جب خبر ہوئی تو بحالت غضب غار مین پہونچا۔ اور بیٹے کو زخمی کرکے اس مذہب وخیال سے توبہ کرائی۔ اور سنت جماعت کے مذہب پر معاودت کرنے کے لئے عہد لیا۔ مگر جیسا باپ متعصب تہا۔ بیٹا اپنے مذہب کے تعصب مین باپ کا باپ تہا۔ اس کے بعد وہ تنگرہار کو چلا گیا۔ ہشنغر کے سردار سلطان احمد نے اوس کا خیر مقدم کیا۔ یہان بایزید نے اپنے مذہب مین بہت سے افغانون کو مرید کیا لیکن تاجیک کے سنی ملانے تنگ کیا تو پشاور چلا گیا۔ اور غزی خیل افغان۔ خلیل اقوام۔ محمود زئی۔ عمر زئی کے افغانون کو اپنے پکے چیلے بنایا۔ غرض اب وہ دونون دین ودنیا کا رہنا بنگیا۔ مذہبی وملکی معاملات مین دلچسپی لینے لگا۔ اور کہنے لگا کہ مجہکو الہام ہوتا ہے

حکیم ابو الفتح کو بھی اعانت و امداد کے لئے بھیجا۔ مگر جو لوگ کہ امداد کے لئے بھیجے گئے تھے۔ انہون نے زین خان کی مفید تجویزون پر عمل نہ کیا۔ اور اپنی اپنی رائے زنی کرنے لگے جس سے یوسف زیون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۶) خدا کو دیکھتا ہون۔ خدا کے ساتھ رہتا ہون۔ اور خلیفۃ اللہ ہون۔ یہان اوس نے اپنا نام روشنائی رکھا مریدون نے پیر روشنائی کے نام سے مشہور کیا۔ اب تو قرآن کے اسرار بیان ہونے لگے ایک کتاب خیر البیان تصنیف کی۔ نماز مین قبلہ کے طرف منہ کرنا درست نہ سمجھا۔ وضو کی ضرورت نہ رکھی رمضان کے روزون کو فضل بہار مین دس یوم مقرر کئے۔ اور اپنے دشمنون کو مارنیکے لئے اجازت دی مسلمان اور ہندؤن کو بے ایمان بتلایا۔ اور اون کے مال کو غارت کرنے اور لوٹنے کا حکم دیا۔ خصوصاً ترک سنیون کا تو بیحد دشمن تھا۔ اپنے دشمنون پر چھوٹے چھوٹے حملے بھی شروع کر دئے۔ اور کوہستانی آزاد قومون کو جہاد کی ترغیب دی۔ اور خود بہت سی سپاہ لیکر تنگ بار کے میدان مین اترا۔ محسن غازی سے لڑکر شکست پائی۔ اور وہان سے بھاگ کر ہشت نگر آیا۔ سفر کی تکان سے بخار مین مبتلا ہوا۔ اور اسی مرض مین انتقال کیا۔ مگر اس کے مرنے سے روشنائی مذہب کی روشنی بالکل بجھی نہین۔ اور وہ شاہجہان کے زمانہ تک کچھ نہ کچھ اپنی چمک دکھاتی رہی۔ چنانچہ بایزید کی وفات پر اوسکا بڑا بیٹا عمر تلوار کو ہاتھ مین لیا۔ اور مریدونکو جمع کرکے لڑائی شروع کی۔ اور اپنے باپ کی ہڈیونکو ایک تربت مین رکھکر لڑائی مین لیجاتا تھا۔ مشرقی یوسف زیون سے مقابلہ ہوا جنہون نے عمر اور اوسکے بھائی خیر الدین کو شکست دیکر مار ڈالا۔ اور ان دونون لاشونکو معہ بایزید کی ہڈیون کے جلا کر خاکستر کیا۔ اور یہ خاک دریائے سندھ مین ڈالدیگئی اور بایزید کا چھوٹا بیٹا جلال الدین تخت پر بٹھایا گیا ۹۸۰ھ مین جب اکبر کابل سے لاہور آیا۔ تو جلال الدین (۱۴) سال کو یوسف زیون سے لیلیا۔ مگر یہ بہادر لڑکا مرض چیچک مین مبتلا ہوکر بھاگ گیا۔ اوزبک۔ افریدی۔ اور کئی قومون سے اخلاص پیدا کرکے یہ لڑکا ایسی خوفناک شکل بنا۔ کہ اوسکے شطہ اکبر تک پہنچنے لگے اکبر نے اوسکا نام جلالہ تاریکی اور اوسکی فرقہ کا نام تاریکیان کہا۔ اس جلالہ نے اپنے طرفدار ایسے پیدا کئے کہ شہنشاہ اکبر کا پوتا شاہ اسکا خطاب ہوا۔ اس نے ہندؤ جہاد کیا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف

اور روشنائیون کے مقابلہ مین ہمیشہ شکست حاصل ہوتی رہی۔ بلکہ ایک لڑائی مین راجہ بیربر مارا گیا۔ اور بہت سے نامور امرا اور سپاہ موت کا شکار بنے۔ اس واقعہ کے سننے سے بادشاہ کو بیحد ملال ہوا۔ خصوصاً بیربر کے مرنے سے طرح طرح کے رنج بادشاہ کو ہوئے اب خود بادشاہ نے جانیکا ارادہ کیا۔ مگر امرا کی التجا سے اپنا جانا موقوف کرکے کنور مان سنگھ کو روانہ کیا۔ اور اسمٰعیل قلیخان وزین خان کوکلتاش کو بھی مان سنگھ کی اعانت کیلئے بھیجا چنانچہ یہ تینون یوسف زیون اور روشنائیون کے ساتھ متعدد جنگ کرکے ہمیشہ فتح پائے یوسف زیون کے سردارون نے تو تنگ آکر امان چاہی۔ اور جلالہ آوارہ ادبار ہوکر الوس یوحانی کی مدد سے تاجرانہ طور پر غزنین آیا۔ اور شریف خان سے لڑکر غزنین کا مالک ہوگیا۔ لیکن شادمان ہزارہ نے جلالہ کو شکست دی۔ اور وہ زخمی ہوکر کوہ رباط مین پناہ لیا۔ ۱۰۰۷ھ مین مراد بیگ وہان پہونچکر جلالہ کا کام تمام کیا۔ اس اثنا مین زین خان نے قلعہ بنیر۔ قلعہ چنکاری۔ قلعہ کنشان۔ بجور۔ سواد وغیرہ کو فتح کیا۔ اور دریا ستلج کے کنارہ کاہلور تک تنگاپوکی۔ جس سے راجہ نگرکوٹ۔ راجہ کودھیو۔ راجہ مو۔ راجہ جسوال۔ راجہ کاہلور۔ راجہ گوالیار۔ راجہ چندہ پال۔ راجہ سیبہ۔ راجہ مانکوٹ۔ راجہ جسرونہ۔ راجہ کلنور راجہ شیرکوٹ بہرتہ۔ راجہ قلعہ بہیا۔ زمیندار سکنٹ۔ راجہ ملادیہ۔ راجہ بھیمری وال مطیع ہوے۔ اور زین خان ان راجاؤن اور زمیندارون کو معہ پیشکش کے لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس فتح اور کامیابی پر کمال مسرت ظاہر فرمائی اور زین خان وغیرہ کو عنایات شاہانہ سے سرفراز کیا۔

اب ہم یہان پر ناظرینون کو توران کے حالات سے انٹرڈیوس کراتے ہین۔ یعنے جب بادشاہ دریائے سندہ کے کنارہ پر مقیم تہا تو زابلستان جانیکے ارادہ سے دریا سندہ پر

ایک مستحکم پل بنوایا۔ جس سے توران مین ایک عجیب تھلکہ پڑا۔ اور بادشاہ کے آنے کا ایسا خوف بندہا۔ کہ بلخ کے دروازے اکثر بند رہتے تھے۔ فرمانروائے توران عبداللہ خان[1]

[1] عبداللہ خان ازبک شہنشاہ اکبر کا ہم پلہ کہلاتا تہا۔ اور اوسکا سلسلۂ نسب قا آن بزرگ چنگیز خانکی سولہوین پشت مین اسطرح ملتا ہے۔ عبداللہ خان بن سکندر خان بن جانی بیگ۔ بن محمد سلطان بن ابوالخیر خان بن شیخ دولت اغلان بن ابراہیم بن بولار بن سورانچہ سلطان بن محمود خواجہ خان بن قا آن بابی بن رابل باک بن نیکا تیمور۔ بن باداقل بن جوجی بوقا۔ بن شیبان۔ بن جوجی بن چنگیز خان۔

سنہ ۹۴۰ھ مین عبداللہ خان پیدا ہوا۔ اس کے ورثہ مین نہایت چہوٹی سی ریاست قرمینیہ آئی۔ جس کو اوس نے اپنی بہادری سے بہت بڑہایا۔ یہ زمانہ وہ تہا کہ براق خان بن سوبچک خان بن ابوالخیر خان (جو ترکستان وماوراء النہر پر غالب ہوا تہا) کا انتقال ہونیسے قوم ازبک کی فرمانروائی متفرق ہوگئی تہی۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ وہ ساری قوم کا سردار ہوتا۔ چنانچہ برہان بخارا مین اور سلطان سعید خان سمرقند مین پیر محمد خان بلخ مین حکومت کرتے تہے۔ عبداللہ خان اپنی مردانگی سے سب پر غالب آیا۔ اور کہا کہ اس لوس مین میرے باپ سکندر خان سے کوئی بڑا نہین ہے۔ اسلئے بزرگون کے آئین کے موافق خطبہ وسکہ اسکے نام پر جاری ہونا چاہئے۔ جسکو سب نے ناگزیر منظور کیا۔ اور سنہ ۹۶۶ھ مین عبداللہ خان نے اپنے باپ کو ساری قوم ازبک کا خاقان بنایا۔ گو سکندر خان خاقان تہا۔ مگر سلطنت کا مختار و مدار علیہ عبداللہ خان تہا۔ اس نے اپنے باپ کی زندگی مین سمرقند تاشقند۔ ترکستان۔ فرغانہ۔ اندجان فتح کرلیا۔ اور باپ کی وفات پر کل قوم ازبک کا خاقان ہوگیا۔ ازبکونکی جو متفرق ریاستین تہین۔ وہ سب اسکے قبضہ مین آکر ایک ہوگئین۔ اب عبداللہ خان نے خراسان کا حصہ عظیم اور خوارزم صعد بدخشان کے فتح کیا۔ ان فتوح نے عبداللہ خان کی قوت کو بہت مستحکم کیا جس سے اکبر کا ہم پلہ کہلانے لگا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

نے مصلحت وقت کے لحاظ سے نیازمندی اور نیایش گری اختیار کی۔ بہت سے تحف وہدایا ارسال کیا۔ اور ایلچی کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ آپ اور ہم ملکر شاہ ایران سے عراق۔ خراسان۔ فارس کو لے لینگے۔" جسکا جواب بادشاہ نے مرزا فولاد کے ہاتھ یہ روانہ کیا کہ "شاہ ایران خاندان نبوت سے انتساب رکھتا ہے۔ اسکا پاس ہمکو ہے۔ آئین وکیش کے اختلاف کو ملک ستانی کیلئے سرمایۂ آویزش نہین کرنا چاہئے۔ سوائے اسکے میرے اور شاہ ایران کے درمیان دوستی و آشنائی ہے۔ اس لئے میرا ارادہ اوس سے لڑنیکا ہرگز نہین ہے۔" اسکے بعد بھی والی توران کے ایلچی اکثر آتے رہے۔ چنانچہ احمد علی اور ملا حسینی ایلچیان توران بیمار ہوکر ہندوستان ہی مین مرگئے

توران وایران کے بادشاہونکو جو مراسلات ابوالفضل سے لکھا کر شہنشاہ نے بھیجے ہین وہ ڈپلومیٹک تحریرات کے ایشیائی زبان مین بیمثل نمونے ہین۔ اور وہ تمام رقعات ایک جائے کتابی صورت مین ابوالفضل کے نام سے موسوم اور طبع ہو چکے ہین۔ اور اکثر طالب علم استفادہ حاصل کرتے ہین۔ جن سے ہمارے ناظرین خوب واقف ہین۔ اسلئے ہم کو اون رقعات کے نقل یا ترجمہ کرنے کی چندان ضرورت نہین ہے۔ الغرض اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان بادشاہون مین ہمیشہ اتحاد و وداد کی نیت رہی۔ اور مدام یکجہتی سے گذری۔

اگرچہ عبداللہ خان دادگری کیساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔ مگر اوس کے بیٹے عبدالمومن نے ظلم و زیادتی سے اکثر خاندانون کو تباہ کیا۔ اور تخت نشینی کی آرزو نے تو اسکو باپ کی جان لینے پر بھی آمادہ کیا۔ چنانچہ اس بدبخت کے اشارہ سے محمد باقی وکیل نے زہر دیکر عبداللہ خان کا کام تمام کیا۔ مگر چند ہی روز عبدالمومن نے سلطنت کی۔ اسکے بعد اوس کو لوگون نے مار ڈالا اور باقی خان حاکم ہوا۔ اس کے بعد ماوراءالنہر طوائف الملوک بنگیا۔ ادہر شاہ ایران نے

خراسان لے لیا۔ لیکن اکبر نے اس موقع سے فائدہ اُٹھانا نہ چاہا۔ ورنہ اکثر امرا نے بادشاہ کو توران فتح کرنیکی صلاح ورائے دی تھی۔

اب ہمکو یہان پر عہد اکبری کے بعض حوادث بدخشان کا بیان بھی اجمالاً تحریر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یعنے مرزا شاہرخ بن مرزا ابراہیم اپنی مان خانم کے بہکانے سے اکثر اپنے دادا مرزا سلیمان حاکم بدخشان سے لڑتا رہا۔ فتح وشکست کی حالت دونون طرف برابر رہی۔ بعض موقعون پر پوتے اور دادا مین صلح بھی ہوجاتی تھی۔ مگر مرزا سلیمان کو پوتے کے ان حرکات ناشایستہ سے ہمیشہ ملال رہتا تھا۔ آخر مرزا سلیمان کو حج کی سوجھی۔ اولاً وہ اکبر کے پاس ہندوستان آیا۔ بادشاہ نے اوسکی حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کرکے بنگالہ کی حکومت عطا کی۔ مگر بدخشان کی سلطنت اور پوتے سے عوض لینے کی آرزو کے باعث مرزا سلیمان نے بنگالہ کی حکومت پسند نہ کی۔ اور حجاز کی اجازت لیکر روانہ ہوا۔ جب مرزا شاہرخ کی والدہ خانم کو مرزا سلیمان کے ہندوستان جانے اور اکبر سے ملاقات کرنیکی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے بھی اپنے ارادت وعقیدت کی ایک عرضداشت معہ تحائف وہدایا کے بادشاہ کی خدمت مین ارسال کی۔ بادشاہ نے اوسکو قبول فرماکر نہایت نوازش فرمائی۔ اس اثنا مین مرزا سلیمان جو حجاز کے ارادہ سے روانہ ہوا تھا۔ اوس ارادہ کو ناتمام چھوڑکر ایران گیا۔ اور شاہ اسمٰعیل طہماسپ سے مرزا شاہرخ کی سرکوبی کے لئے امداد چاہی۔ چنانچہ شاہ ایران نے کچھ سپاہ اوسکی کمک کے لئے نامزد کی۔ جب سلیمان ہرات مین پہونچا تو شاہ اسمٰعیل کے انتقال کی خبر سنی۔ جس سے اوسکو بڑی مایوسی ہوئی۔ آخر وہان سے نکلکر قندہار آیا۔ اور مرزا مظفر حسین حاکم قندہار سے اعانت کی درخواست کی۔ مگر اوس نے منظور نہ کیا۔ پھر مرزا سلیمان کابل آیا۔ اور مرزا محمد حکیم کو اپنی امداد پر آمادہ کرکے شاہرخ سے لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور حدود طالقان مین دادا پوتے کے درمیان لڑائی

ہوئی۔ مگر محمد قلی نے مصالحت کرادی۔ اور سلیمان و شاہرخ مین ملک کی تقسیم بھی ہوگئی۔ مرزا محمد حکیم کابل چلاگیا۔ چند روز بھی امن و امان سے نہین گذرے۔ کہ پھر سلیمان و شاہرخ مین نزاع پیدا ہوگئی۔ آخر اس آپس کی نااتفاقی و نزاع کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ خان حاکم توران نے بدخشان پر قبضہ کرلیا۔ اب تو دونون پر اوبار آیا۔ انہین ایام مین شاہرخ کی والدہ خانم کا بھی انتقال ہوگیا۔ باقی جو کچھ بچا بچایا ملک دادا پوتے کے قبضہ مین تھا۔ اون مین سے ایک ایک کرکے والی توران کے قبضہ مین جانے لگا۔ مگر اس وقت سلیمان و شاہرخ مین ملاپ ہوگیا تھا۔ مگر یہ اتفاق لاحاصل تھا۔ کیونکہ ملک تو دشمن کے قبضہ مین جاچکا تھا۔ آخر شاہرخ اپنے تینون بیٹے حسن و حسین اور بدیع الزمان کو معہ اپنے عیال و چند ملازمون کے ساتھ لیکر ہندوستان روانہ ہوا۔ اور مرزا سلیمان کو مرزا حکیم نے کچھ دیہات لمغانات مین دیدئے۔ جہان وہ بدخشان لینے کے منصوبے سوچنے لگا۔ اب شاہرخ کی سنئے کہ وہ سیکڑون مصیبتین و شوار گذار راستون کی جھیلتا۔ اور دشمنون و قزاقون سے مقابلہ کرتا ہوا بہزار خرابی فتحپور سیکری مین بادشاہ کا قدمبوس ہوا۔ بادشاہ نے شاہرخ پر کمال درجہ عنایت و شفقت مبذول کرکے اپنی بیٹی شکر النسا بیگم کا نکاح کردیا۔ اور مالوہ کی صوبہ داری اور شصت ہزاری منصب سے بھی ممتاز کیا۔ چنانچہ مرزا شاہرخ کا ذکر اس کے قبل گجرات و احمد نگر کی لڑائیون مین بیان ہوا ہے۔ جس سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہین۔

ادھر مرزا سلیمان نے مرزا حکیم کی امداد سے کچھ بدخشی و کابلی سپاہ لیکر بدخشان کی فتح کے لئے خیم پر یورش کی۔ مگر افسوس ہے کہ شکست پائی۔ ناچار وہان سے بھاگ کر زابلستان کا رخ کیا۔ اور کنور مان سنگھ کے ذریعہ بادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اکبر نے مرزا کو لاہور مین رکھا۔ چند روز کے بعد ۹۹۷ھ مین بعمر ۷۷ سالہ اس دنیا فانی سے

رخصت ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے زین خان کوکلتاش کو زابلستان کی راہ مین امن امان قایم کرنے اور وہان کے راہزنون اور قزاقون کو سزا دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور زابلستان کے راستہ برامن ہوگیا۔ اس اثنا مین ایک شخص ہمایون نامی اپنے کو مرزا سلیمان کا بیٹا بنا کر کہمار مین حکومت کرنے لگا۔ مرزا بدیع الزمان (جو بادشاہ کا خواہرزادہ تھا) کچھ سپاہ لیکر حصار سے گیا۔ اور اوس سے لڑکر غالب ہوا۔ ہمایون مارا گیا۔ مرزا نے بادشاہ کے نام کا خطبہ اور سکہ بدخشان مین جاری کیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آلات جنگ سے اوس کی امداد کی۔ اور ملک محمد بدخشی کو لعل بدخشان کی کان کا داروغہ بنا کے بھیجا۔ مگر ابھی یہ سامان بدیع الزمان کے پاس نہین پہنچا تھا۔ کہ باقی خان حاکم توران نے ایک لشکر گران بدخشان بھیجا۔ لڑائی ہوئی تورانیون نے فتح پائی۔ بدیع الزمان زندہ گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ بادشاہ نے یہ واقعہ سنا تو باقی خان کے بھائی پایندہ خان (جسکو ولایت گرم سیر مین شاہ بیگ خان نے گرفتار کیا تھا) کو مرزا والی کے حوالہ کیا جس نے اپنے بھائی بدیع الزمان کے خون کا انتقام لیا۔

اب کچھ حالات شاہزادہ سلیم[1] (جہانگیر) کے لکھے جاتے ہین۔ کہ جسوقت بادشاہ ۹۷۷ھ

[1] شاہزادہ سلیم اکبر کا لاڈلا بیٹا اور صفتون مراد دن کا فرزند تھا۔ کیونکہ جب بادشاہ کو ۳ ربیع الاول ۹۷۷ھ کو دو بیٹے توام حسن حسین پیدا ہوے۔ اور ایک ہی مہینے کے بعد انتقال کر گئے جس سے بادشاہ ہمیشہ ملول و مغموم رہتا تھا۔ ایک دفعہ موضع سیکری مین ایک درویش شیخ سلیم نام صاحب حال کے پاس گئے اور شیخ کی حالت توجہ و بیخودی مین پوچھا۔ کہ مجھکو کتنے فرزند پیدا ہونگے۔ شیخ نے جواب دیا۔ کہ خداوند عالم تین فرزند عطا کریگا۔ بادشاہ نے کہا کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ مین رکھونگا۔

مین دکن کیجانب روانہ ہوا تو سلطان سلیم کو شہنشاہی کا خطاب دیکر اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور شاہزادہ باپ کے جانیکے بعد چندروز شکار کھیلتا رہا۔ وہان سے رانا کے استیصال کے لئے اودیپور گیا۔ اور رانا کو ہستان مین بھاگ گیا۔ واپسی پر بعض خوشامدی مقربون اور ہمنشینون نے شاہزادہ کو یہ پٹی پڑہائی کہ بادشاہ تو دکن کی تسخیر مین مشغول ہے۔ اس موقع پر یہ بہتر ہوگا۔ کہ اکبرآباد کے پرگنے جو سیورجاگیر ہین۔ اون پر قبضہ کرلیا جائے۔ شاہزادہ کو بھی یہ بات پسند آئی۔ اور اکبرآباد۔ اودھ بہار۔ کالپی۔ جونپور وغیرہ صوبون پر تصرف کرکے اپنے مصاحبون مین تقسیم کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو سخت ملول ومغموم ہوا۔ مگر مراد ودانیال کی بیوقت موت نے بادشاہ کی کمر توڑدی تھی۔ اب صرف سلیم ہی زندہ تہا۔ اس سے سختی نکرسکا۔ بلکہ لطف وشفقت سے بھرا فرمان بھیجا لکھا۔ اور دکن کی مہم خانخانان وابوالفضل کے تفویض کرکے معاودت فرمائی۔ شاہزادہ بادشاہ کی آمد سنکر اکبرآباد ہوتا ہوا الہ آباد گیا۔ اور انہین ایام مین ابوالفضل کا کام تمام کرنیکی پوری تیاری کے ساتھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵۳) شیخ نے کہا کہ ہم نے اوس کو اپنا ہم نام کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے بھی فرمایا کہ (جہانگیر) تہی) شیخ کے گہر بھیجدیا۔ جہان ۱۷ ربیع الاول ۱۰۱۷ھ روز چہارشنبہ کو فرزند نرینہ تولد ہوا۔ سلیم نام رکھا گیا۔ مگر بادشاہ سلیم کو ہمیشہ شیخو بابا کہتا تہا۔ کبھی سلیم کہکر نہین بلایا۔ اس کے بعد بادشاہ نے دو سرے لڑکی جو دنیا پیدا ہوگئی پیادہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اجمیر جاوینگے اور اوس کو وہ موضع سیکر ۱۴ یا ۱۵ برس کے عرصہ مین ایک عظیم الشان شہر بنا دیا۔ ۱۰۰۸ھ مین شاہزادہ مراد پیدا ہوا جسکا انتقال ۱۰۰۷ھ مین بعمر ۳۰ سالہ ہوگیا۔ اوسکو ایک بیٹی تہی جسکی شادی جہانگیر نے اپنے بیٹے پرویز سے کی۔ ۱۰۱۲ھ مین شاہزادہ تولد ہوا۔ جس نے ۲۰ شوال ۱۰۳۱ھ مین بعمر ۳۳ سالہ وفات پائی۔ اسکے تین بیٹے۔ طہمورث۔ ہوشنگ۔ بایسنغر چار بیٹیان۔ سعادت بانو۔ بلاقی بیگم۔ ماہی بیگم۔ برہانی بیگم تہین۔ ۱۲ مولف۔

تمام کیا۔ بادشاہ نے ایک اور فرمان بیٹے کے پاس یہ بھیجا۔ کہ صوبہ بنگالہ [illegible] ہم نے تمکو مرحمت کیا۔ فوراً وہان جاکر انتظام کرو۔ اس کے بعد اپنی بیوی سلطان سلیمہ بیگم کو بھی [illegible] دلجوئی کے لئے روانہ کیا۔ مگر سلیم کے دل سے وسوسہ اور دغدغہ دور نہوا۔ اور ایک عرضداشت باپ کے پاس اپنی دادی مریم مکانی کے بھیجنے کے لئے دوست محمد کے ہاتھہ بھجوائی۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنی ماں (مریم مکانی) کو روانہ کیا۔ اور سلیم دادی کے ساتھہ آگرہ آیا۔ اور دادی کے محل مین باپ بیٹے کا قرآن السعدین ہوا۔ بیٹا باپ کے قدمون پر گرا۔ باپ نے گلے لگایا۔ اور اپنی دستار اوس کے سر پر باندہی جانشینی کی نوید سنائی۔ مگر چند روز کے بعد شاہزادہ نے وہی بدچلنیان شروع کردین۔ اس اثنار مین مریم مکانی (اکبر کی ماں) نے انتقال کیا۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ روز دوشنبہ کو بادشاہ کا مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہوا۔ بخار کی شدت اسہال دموی کی کثرت ہوئی۔ راجہ مان سنگھ اور خان اعظم (جو انتظام سلطنت کے اعلیٰ رکن تھے) نے یہ صلاح و سازش کی۔ کہ بادشاہ کی وفات پر سلیم کے بیٹے خسرو (جو راجہ مان سنگھ کا بھانجا اور خان اعظم کا داماد تھا) کو تخت نشین کیا جائے۔ اوران دونون نے قلعہ آگرہ کی (جہان اکبر بیمار پڑا تھا) اپنی سپاہ سے خوب حفاظت کی۔ جب سلیم کو اس سازش کی خبر لگی تو وہ آگرہ سے کچھہ دور چلا گیا۔ اور سلیم کا دوسرا بیٹا خرم (شاہجہان) دادا کی بیمارداری مین پلنگ سے لگا رہا۔ جب بادشاہ نے زندگی سے مایوسی دیکھی تو فوراً سلیم کو بلایا۔ اور اپنی خاص تلوار۔ دستار۔ خلعت شاہانہ اوسکو پہناکر بادشاہ بنایا۔ اور آیندہ انتظام سلطنت وخاندان کی خبرگیری کے لئے وصیت کی۔ اور ملا صدر جہان کے ہاتھہ پر توبہ کرکے انتقال کیا۔ اکبر کی تاریخ وفات مین مورخون کا اختلاف ہے مگر زیادہ تر صحیح تاریخ ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ ہے۔ ۶۳ سال کی عمر تھی۔ ۴۹ سال ۸ ماہ سلطنت کی۔ اور بعد مرنیکے عرش آشیانی خطاب پایا۔

اکبر کے انتقال کے وقت متروکات کی تفصیل یہ تھی۔ دس کروڑ روپیہ طلائی۔ ہزار کروڑ کے لعل خاصہ۔ دس من پختہ طلا غیر مسکوک۔ ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک۔ ۶۰ من پختہ پول سیاہ۔ ۵ ہزار کروڑ تنکہ۔ ۱۲ ہزار اسپ خاصہ ۶ ہزار فیل خاصہ۔ ۵ ہزار حلقۂ آہو۔ کچھ کم ہزار چیتا۔ غرضکہ اس متروکات سے اور اشیاء کا بھی قیاس ہوسکتا ہے۔ کہ کس کثرت سے ہوگا۔ قطعہ تاریخ انتقال حسب ذیل ہے۔

جلال الدین محمد شاہ اکبر — زدنیا گشت سوئے خلد راہی

چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست — ندا آمد کہ یک ظل الٰہی

اب ہم کو آئین اکبری سے انتظام سلطنت اکبری کا حال ناظرین کے لئے اجمالاً لکھنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا انتظام ہندوستان مین پہلے کسی بادشاہ و راجہ و مہاراجہ کے عہد مین نہین ہوا۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ ان اصول کا تخم شیر شاہ نے بویا تھا۔ جسکو اکبر نے بار کیا۔ اور شیر شاہ کے تمام ضوابط و سررشتہ مدستور قایم رکھے۔ شہنشاہ اکبر شیر شاہ اور سلیم شاہ کی قابلیتون دلیاقتونکا قایل تھا۔ اور اونکو ملائک السلاطین کہتا تھا۔ جب ہندوستان مین انگریزی سلطنت کا آغاز ہوا تو ہندؤن کے آئین و قوانین تو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے تھے۔ انگلستان کے انگریزی قوانین اول تو کچھ تھے ہی نہین۔ اور جو تھے اون مین ایک قانون بھی ایسا نہ تھا۔ کہ وہ ہندوستان مین جاری ہوسکتا۔ اس لئے ناچار برٹش گورنمنٹ کو مسلمانون کے قوانین پر (جو یہان جاری تھے) چلنا پڑا۔ یہ مسلمانی قوانین اکثر وہ تھے۔ جو آئین اکبری مین لکھے ہوے ہین۔ مگر برٹش گورنمنٹ نے بتدریج اوسکو ایسا بدلا کہ بالکل اوس کی کایا پلٹ ہوگئی۔ تاہم ان قوانین اور آئین اکبری کے قوانین کے اصل اصول مین مشابہت و مماثلت باقی ہے۔ آئین اکبری کو انگریزی قوانین کا پرووٹائپ (اصل) کہتے ہین۔

الغرض اکبر نے بہت کچھ آئین مقرر کئے تھے۔ جن پر ابتک عملدرآمد ہو رہا ہے۔ چنانچہ آبادی خزانہ۔ اجناس۔ دارالضرب۔ عمارت۔ تقسیم سپاہ۔ دربار۔ کورنش و تسلیم۔ ایستادن و نشستن۔ محصول زمین۔ گز۔ پیمانہ وغیرہ کے آئین مقرر تھے۔ اور آبدارخانہ۔ فراش خانہ۔ میوہ خانہ۔ خوشبوخانہ۔ توشک خانہ۔ تصویرخانہ۔ کتاب خانہ۔ شکارخانہ۔ توپ خانہ۔ فیلخانہ۔ گاڑیخانہ۔ اشترخانہ وغیرہ کے جدا جدا صیغے قایم تھے۔ اکبر کے زمانہ مین سکون کے نام مختلف و متعدد تھے۔ طلائی سکون کے نام (سہنسہ۔ رہس۔ آتمہ۔ بنست۔ چگل۔ لعل جلالی گرد۔ آفتابی۔ الٰہی۔ لعل جلالی۔ عدل گنگہ۔ مہرگرد۔ محرابی۔ معینی۔ چارگوشہ۔ گرد۔ دہن لعل۔ سلیمی۔ ربی۔ من۔ نصف سلیمی۔ پنج۔ پانڈو۔ ثمنی۔ کلا۔ ذرہ) تھے۔ اور نقروی سکے (جلالہ۔ درب۔ چرن۔ پانڈو۔ اشٹ۔ وسبا۔ کلا۔ سوکی) کہلاتے تھے۔ مسی سکون کو (دام۔ ادھیلا۔ پاؤلا۔ دمڑی) کہتے تھے۔ اور ان تمام طلائی۔ نقروی۔ مسی سکون کا وزن مختلف اور صورت متفرق تھی۔ علیٰ ہذا ہر ایک کی قیمت مین بھی کم و زیادتی تھی۔ ۹۹۲ھ مین امیر فتح اللہ شیرازی نے بادشاہ کے حکم سے تاریخ الٰہی کا آغاز کیا۔ سال و ماہ شمسی کو حقیقی سمجھا۔ اور سال کبیسہ کو دور کیا۔ مہینون اور دنون کے فارسی نام قایم رکھے۔ مہینے کے دن ۲۹ سے ۳۲ تک کئے گئے۔ ابوالفضل نے لکھا ہے کہ ۱۰۳۲ھ م سنہ الٰہی مین بادشاہ کے قلمرو مین ۲۷۳۷ قصبے اور ۵۰ اسرکار تھین۔ جب بندوبست دہ سالہ ہوا تو سارے ملک کی آمدنی مین ارب ۶۲ کروڑ ۹۷ لاکھ ۵۵ ہزار ۲ سو ۴۶ دام ہوئی۔ اور ۱۲ لاکھ برگ تنبول۔ بادشاہ نے ملک کے ۱۲ حصے کرکے ہر ایک کا نام صوبہ رکھا جسکی تفصیل یہہ ہے الہ آباد۔ آگرہ۔ اودہ۔ اجمیر۔ احمد آباد۔ بہار۔ بنگالہ۔ دہلی۔ کابل۔ لاہور ملتان۔ مالوہ۔ جب برار و خاندیس و احمدنگر فتح ہوگئے تو یہ تین صوبے اور زیادہ ہوکر ۱۵ صوبے ہوگئے۔ شہنشاہ اکبر ایام طفلی مین علم سے بے بہرہ رہا۔ بڑی عمر مین لکھنا پڑھنا سیکھا۔ اور خدا

ذہانت جودت طبیعت نے ارباب علم کی صحبت سے اوسکو نظم و نثر کے دقائق پر خوب حاوی کردیا۔ اور علم کی قدرشناسی سے اکثر کتب سنسکرت اور عربی کے ترجمے کئے گئے۔ چنانچہ سنسکرت سے اتھربن وید۔ مہابھارت۔ رامائن۔ لیلاوتی۔ تاجک۔ ہرنس۔ مل دیو۔ سنگاسن بتیسی۔ اور عربی سے جامع رشیدی۔ معجم البلدان۔ کلیلہ دمنہ وغیرہ کے فارسی ترجمے اسی بادشاہ کے عہد میں ہوے۔ اور تاریخ الفی۔ تاریخ کشمیر۔ داستان امیر حمزہ وغیرہ کی تصنیف ہوئی۔

بادشاہ کے مذہبی خیالات کا اصل حال ابوالفضل اور عبدالقادر بدایونی کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے ان دونوں میں بڑا اختلاف ہے۔ بدایونی کے بیان سے بادشاہ بیدین ثابت ہوتا ہے ابوالفضل لکھتا ہے۔ کہ بعض باتیں اکبر نے مصلحت وقت اور اقتضائے سلطنت کے لئے اختیار کی تھیں عبدالقادر اپنے بیان کی تصدیق میں بادشاہ کے یہ حرکات وسکنات اور ارادت وعقیدت پیش کرتا ہے۔ کہ اکبر نے علما کی تکفیر و تذلیل کی۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کو یک لخت موقوف کیا۔ خطبوں سے نعت نکالدیگئی۔ آفتاب پرستی۔ آتش پرستی۔ ہوم (حقیقت کیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑھایا۔ اول مجتہد۔ بعد امام مہدی آخرالزمان۔ آخر میں پیمبر پھر وہاں سے خدا بنا۔ جدید دین کے بعد اوتار ہوا۔ اور علانیہ طور پر کلمہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑھنا قرار پایا۔ شراب نوشی کی اجازت دی۔ گوشت کھانیکی ممانعت کی۔ اپنے مذہب کا نام توحید الٰہی رکھا۔ اسلام کی مخالفت کی۔ ختنہ اور جزیہ معاف کیا۔ ابوالفضل نے لکھا ہے کہ اکبر نے کبھی خدائی یا پیغمبری کا دعوے نہیں کیا۔ یہ سب افترا ہے۔ مگر بات تو یہ ہے۔ کہ اکبر نے ۱۰۱۴ھ میں وفات پائی۔ اور عبدالقادر کی تاریخ ۱۰۰۴ھ کے حالات پر ختم ہوئی۔ ابوالفضل ۱۰۱۱ھ میں انتقال کیا۔ اور اکبر کے مرنے سے پہلے اوسکی آئین اکبری اور اکبر نامہ ختم ہوگئے۔ اسلئے اکبر کے مذہبی خیالات کے تغیرات کا ذکر آخر دس برس میں کسی مورخ نے نہیں لکھا۔ اکبر کے خیالات مذہبی ہمیشہ بدلتے رہتے تھے

معلوم نہین کہ اس آخر دس سال مین کیا کیا تغیر و تبدل ہوا۔ جہانگیر کی توزک جہانگیری کا ترجمہ انگریزی زبان مین میجر پرائس صاحب نے کیا ہے۔ جسمین یہ فقرہ لکھا ہے کہ شہنشاہ نے سب سے بڑے مولوی کے ہاتھہ پر توبہ کی۔ اور کلمہ پڑہ کر عنبتی مسلمانونکی طرح وہ اس دنیا سے رخصت ہوا

اکبر نے منصب کے ۶۶ مراتب مقرر کئے تھے۔ اور منصب کا پایہ دو ہزاری سے دہ ہزاری تک تہا۔ پنجہزاری سے زیادہ کا منصب اپنے خاص فرزندون کے لئے تجویز کیا تہا۔ الغرض شہنشاہ اکبر کے آئین سلطنت پر نظر ڈالنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ من حیث المجموع جملہ صفات نیک وخصائل حمیدہ کا مجموعہ تہا۔ اور رعایا کے ساتھہ ایسی محبت و ہمدردانہ پیدا کی تہی۔ کہ ہندو مسلمان آپس مین برادرانہ برتاؤ رکہتے تھے۔ اور بادشاہ کے فرمان کو الہام یا وحی تصور کرتے تھے۔ زندگی مین تو اچھی ہی گذری۔ مگر بعد رحلت بہی ہندؤن نے اس قدرت الٰہی کو اپنے معبودون کے طرح پوجا۔ اور بعض مسلمانون نے بہی اسکو ولی جانا۔ اوسکے قبر کا ایک بدیہی تصرف یہ ہے۔ کہ جسوقت قیصر ہند کا نائب السلطنت لارڈ ناردہہ بروک گورنر جنرل اوس کی قبر کی زیارت کو آیا تو اپنے جیب خاص سے دس ہزار روپیہ کا غلاف قبر پر چڑہایا۔ بس اس سے زیادہ کوئی معیار انسان کی عزت کا نہین ہے۔ کہ حیات اور وفات کے بعد خلائق کے عوام و خواص کا۔ اور مخالف موافق کا مقبول ہو۔ تمام مہذب قومین شہنشاہ اکبر کا نام نہایت تعظیم و تکریم سے لیتے ہین۔

شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی

شہنشاہ جہانگیر ۸ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو بعمر ۳۸ سالہ دار الخلافہ آگرہ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ نور الدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب دنام رکہا۔ اور ایک زنجیر عدل دغا

طلا کی جس کا طول ۳۰ گز تھا۔ ستم رسیدون اور مظلومون کی دادخواہی کے لئے تیار کی۔ جسکا ایک سرا قلعہ کے بڑے کنگرہ سے استوار کرکے دوسرا سرا دریا کے کنارے ایک میل سنگین سے مستحکم کیا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے دوازدہ احکام جاری کئے جسکا ملخص یہ تھا۔ کہ رعایا سے راستون شہرون۔ اور بندرگاہون کا محصول نہ لیا جائے۔ جاگیردار اپنے اپنے علاقون مین مسافرون کے آرام کے لئے مسجد سرا۔ چاہ بنوائین۔ ہر ایک میت (خواہ مسلمان ہو یا ہندو) کا مال اوس کے وارثون کو دیا جائے۔ اگر لاوارث ہو تو اوس مال کو سرا۔ مسجد۔ چاہ وغیرہ۔ بنانے کے کام مین لگایا جائے۔ تمام مسکرات کو کوئی بنائے۔ اور نہ بیچے۔ کسی جرم کی سزا مین ناک۔ کان نہ کاٹے جائین۔ کوئی جاگیردار یا عامل خالصہ رعایا کی زمین زبردستی نہ لے۔ بے حکم شاہی کوئی جاگیردار یا عامل وہان کے آدمیون سے رشتہ پیدا نکرے۔ بڑے بڑے شہرون مین شفاخانے بنائے جائین۔ اور دوا و غذا کا خرچ سرکار سے ملا کرے۔ سوداگرون کو کوئی تکلیف نہ دیجائے۔ کوئی عامل کسی قصبہ یا گاؤن مین بلا کرایہ رعایا کے مکان مین اقامت نکرے۔ ان احکام کی اجرائی کے بعد بادشاہ نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیون کی رہائی کا حکم دیدیا۔ کہتے ہین کہ صرف قلعۂ گوالیار سے ۷ ہزار قیدی چھوٹے۔ اب اس پر سے تمام قلعون کے قیدیون کی تعداد کا قیاس لگانا چاہیے۔ کل ہندوستان مین باستثناء ملک بنگال ۲ ہزار ۴ سو قلعے نہایت مستحکم و استوار تھے۔

سونے چاندی کے سکے جو مسکوک ہوے۔ ہر ایک کا نام بادشاہ نے جداگانہ رکھا۔ چنانچہ طلائی سکے[1]

---

[1] نورشاہی ۱۰ تولہ۔ نورسلطانی ۵ تولہ۔ نوردولت ۲۰ تولہ۔ نورکرم ۱۰ تولہ۔ نورمہرہ ۲۰ تولہ۔ نورجہانی یک تولہ۔ نورانی نصف تولہ۔ رواجی پاؤ تولہ۔ کوکب ۱۰ تولہ۔ کوکب اقبال ۵۰ تولہ۔ کوکب ۲۰ تولہ۔ کوکب بخت ۱۰ تولہ۔ کوکب سپہر ۵ تولہ۔ جہانگیری یکتولہ۔ سلطانی نصف تولہ۔ شاہی پاؤ تولہ۔ خیر قبول ۱/۱۲ حصہ۔ ۱۲ مولف

نورشاہی۔ نورسلطانی۔ نوردولت۔ نورکرم۔ نورمہر۔ نورجہانی۔ نورافی۔ رواجی سے موسوم ہوے اور نقرئی سکے۔ کوکب۔ کوکب اقبال۔ کوکب مراد۔ کوکب بخت۔ کوکب سعد۔ جہانگیری۔ سلطانی نثاری۔ خیر قبولی۔ نام پائے۔ تانبے کے سکون کے بھی علیحدہ علیحدہ نام رکھے گئے۔ اکثر سکون کو اشعار[1] اور کلمہ سے زینت دی گئی۔ بعدازان بادشاہ نے اپنے بیٹے خسرو کو ایک لاکھ روپیہ مرحمت کرکے حکم دیا۔ کہ قلعہ کے باہر جو منعم خان خانخانان کی حویلی ہے۔ اوسکو اپنی سکونت کیلئے درست کرے۔ اور سعید خان کو پنجاب کی حکومت عطا کی۔ شیخ فرید بخاری (جو عہد اکبری مین میربخشی تھا) کو خلعت و شمشیر و مرصع و دوات و قلم مرصع عنایت کرکے پہلی خدمت پر بحال رکھا۔ مقیم کو کہ وزیر خان کو ممالک محروسہ کی وزارت دی۔ خواجہ فتح اللہ اور عبدالرزاق معمور جسب سابق خدمات بخشی گری سے ممتاز ہوے۔ امین الدولہ آتش بیگی کی خدمت پایا۔ شریف خان (جو جہانگیر کی خردسالی کا رفیق تھا) کو منصب پنجہزاری ذات و سوار و خطاب امیرالامرائی عطا کرکے وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور رانا کی گوشمالی کے لئے اپنے بیٹے پرویز کو نامزد کرکے آصف خان پنجہزاری کو اوس کا اتالیق بنایا۔ اور مہر آل تمغا (آل تمغا وہ ہے کہ بادشاہ کسیکو کوئی جاگیر بطریق ملکیت عطا کرے) جو پہلے شنجرف سے لگائی جاتی تہی۔ اوس مین بادشاہ نے یہہ ایزاد کی کہ مہر لگنے کی جگہ طلا پوش کرکے مہر لگائی جائے۔ اور اوسکا نام التون تمغا (مہر زرین) رکھا جائے۔ مرزا زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی (جو خردسالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تہا۔ اور احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہونچا تھا) کو منصب ہزار پانصدی

[1] سکہ کا مضمون تفصیل کیساتہہ ہم آیندہ کسی مقام پر لکھینگے جسمین سکہ کی ابتدا اور ہر ایک زمانہ کی ترکیب و وضع نقش و نگار اور وزن و فیرہ کی تصریح (ناظرین کی معلومات کیلئے) وکیسپ پیراہ مین بیان کرینگے۔ ۱۲ مولف۔

اور خطاب نہابت خان سے سرفرازی بخشی۔ الغرض جہانگیر نے اپنے جلوس کے موقع پر ہر ایک امیر کو خطاب منصب خدمت وغیرہ سے ممتاز کیا۔ انہیں ایام مین جہانگیر کا بیٹا خسرو بتاریخ ۱۷ آ سنہ ۱۰۱۴ کو ۳۵۰ سوار کے ساتھہ بھاگ گیا۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ جب امیر الامرا نے پادشاہ کو یہ خبر کی تو سخت متردد ہوا۔ اور شیخ فرید کو اوسکی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ اور خود اوس کے تعاقب مین چلا۔ اودہر خسرو سیدہا لاہور پہونچکر اوس کا محاصرہ کیا۔ مگر دلاور خان اوس کے اول ہی قلعہ کے دروازے اور برج مستحکم و استوار کر لیا تہا۔ نو روز تک خسرو نے قلعہ کا محاصرہ رکہا۔ جب اوس کو معلوم ہوا کہ پادشاہ خود اوس کے تعاقب مین آرہا ہے تو محاصرہ چہوڑکر پادشاہ کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ اسوقت خسرو کے پاس پچاس ہزار کے قریب لشکر جمع ہوگیا تہا۔ جسکا گہمنڈ اوس کو بہت تہا۔ اتنے مین شیخ فرید خسرو کے قریب آیا۔ اور لاہور سے بہادر خان بہی اوس کی امداد کے لئے آگیا۔ کیونکہ خسرو نے لاہور کا محاصرہ اوٹھا دیا تھا ان دونون کے پاس تخمیناً ۱۴ یا ۱۵ ہزار سوار تھے۔ جب اس لشکر قلیل کا مقابلہ خسرو کے لشکر کثیر سے ہوا تو ایک جنگ عظیم ہوئی۔ جسمین دس ہزار آدمی مارے گئے۔ مگر خسرو شکست پاکر بھاگا۔ اوس کا ایک صندوقچہ جسمین دو کروڑ مثقالی اشرفی کے جواہر تھے لشکر شاہی کے ہاتہہ آیا۔ اس عرصہ مین پادشاہ بہی اوس موقع پر آپہونچا۔ اور لشکر شاہی کی فتح پر دوگانہ شکر ادا کیا۔ دوسرے روز سودہرہ کے گہاٹ پر خسرو اور اوس کے ہمراہی حسین بیگ عبدالرحیم وغیرہ گرفتار ہوے۔ جب پادشاہ کے روبرو خسرو آیا تو پادشاہ نے اوسکو مسلسل کرکے دلاور خان کے حوالہ کیا۔ اور حسین بیگ و عبدالرحیم کو گاؤدوزکی کہالون مین بندکرکے تشہیر کیا۔ حسین بیگ تو اوسی روز مرگیا۔ مگر عبدالرحیم زندہ رہا۔ اس کے بعد خسرو کے ۷ سو ہمراہیون کو پادشاہ نے دار پر کہینچا۔ اور شیخ فرید کو منصب پنجہزاری عطا کرکے مرتضیٰ خان کا خطاب عطا کیا۔ اور ابوالقاسم

دلاور خان کو بہی بخشیاری منصب۔ نقارہ۔ علم۔ اسپ معہ ساز مرصع و کمربند مرصع سے سرفرازی بخشی۔
انہین ایام مین خبر آئی کہ قزلباشون نے حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے قندہار پر چڑہائی کی ہے
اور شاہ بیگ حاکم قندہار قلعہ بند ہوگیا ہے۔ پادشاہ نے مرزا غازی بخشیاری کو فوج شایستہ کے
ساتہہ شاہ بیگ کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اور خود بہی اوس کے پیچہے روانہ ہوا۔ اودہر پرویز
سے رانا عاجز ہوکر (رانا کی تنبیہ کے لئے پرویز کا جانا اس کے قبل ہم نے بیان کیا ہے) صلح کا خواستگار
ہوا۔ اور اپنے بیٹے باکہہ کو پادشاہ کی خدمت مین رہنے کے لئے شاہزادہ کے پاس بہیجدیا۔
پرویز نے بہی اقتضائے وقت کے لحاظ سے صلح کرلی۔ اور باکہہ کو لیکر پادشاہ کی خدمت مین
حاضر ہوا۔ پادشاہ نے اس فتحیابی پر شاہزادہ کو سرفراز کیا۔ اور خود ہری پور و پرگنہ چندالہ وغیرہ
ہوتا ہوا کشمیر پہونچا۔ زعفران[1] زار کی سیر کی۔ پہر وہان سے منزل بمنزل کوچ و قیام کرتا ہوا کابل
آیا۔ اتفاقاً سفر کی تکان سے امیرالامرا بیمار ہوگیا۔ اور بیماری نے طول کہینچی۔ اس لئے وزارت
کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ اور قزلباشون نے حاکم ہرات کی اعانت سے جو قندہار
پر چڑہائی کی تہی۔ وہ پادشاہ کے آنیکے قبل ہی متفرق و ناکام ہوکر چلے گئے تھے۔ اس اثنا مین آگرہ
سے اسلام خان کی عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی کہ علی قلی شیرافگن[2] خان نے قطب الدین خان

---

[1] تمام عالم کے پہولون مین دل شاخ بعد ازان برگ پہر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے چانگشت
اوسکی ساق برآمد ہوتی ہے تو پہول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیان ہوتی ہین نکلتا ہے۔ اور چار ریشہ نارنجی مثل گل مصفر
درازی مین ایک پور کے برابر اوس کے اندر ہوتے ہین۔ زعفران خشک ڈہیلون کی زمین مین (جس کو پانی
نہین دیا جاتا) پیدا ہوتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

[2] اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری مین یہ لکہا ہے۔ کہ علی قلی ابتداء شاہ اسمٰعیل والی ایران کا سفرچی تہا۔ بعد ازان

حاکم بنگال کو بمقام بردوان (علاقہ بنگالہ) مار ڈالا۔ اور مقتول کے ہمراہیون نے شیر افگن کو بھی اوسیوقت قتل کیا۔"

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۳) عہد اکبری مین قندہار کی راہ سے ہندوستان آیا۔ اور ملتان مین خانخانان کے یہان (جو مہم ٹھٹہ پر جارہا تھا) نوکر ہوا۔ مہم ٹھٹہ مین علی قلی سے خدمات پسندیدہ ظہور مین آئین۔ چنانچہ مراجعت پر خانخانان نے بادشاہ کی خدمت مین سفارش کی۔ بادشاہ نے خانخانان کی سفارش پر ایک مناسب منصب عطا کی۔ انہین ایام مین مرزا غیاث بیگ کی بیٹی مہرالنسا (نورجہان) سے علی قلی کا نکاح بھی ہوا۔

مرزا غیاث بیگ خواجہ محمد شریف طہرانی کا بیٹا تھا۔ اوس کے واقعات یہ ہین کہ محمد شریف طہرانی محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر تھا۔ جب محمد خان مرگیا تو محمد شریف شاہ طہماسپ کے پاس حاضر ہوا۔ شاہ موصوف نے اوس کو منز کی وزارت تفویض فرمائی۔ جسوقت ہمایون ایران گیا تھا تو شاہ ایران کے احکام ہمایون کی مہمانداری اور تواضع وتکریم کے متعلق اسی محمد شریف کے نام صادر ہوے تھے۔ الغرض محمد شریف کو دو فرزند آقا طاہر اور مرزا غیاث بیگ تھے۔ مرزا غیاث کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تھا۔ اور شاہ طہماسپ نے مرزا غیاث کو خراسان کی حکومت عطا کی تھی۔ مگر چند روز کے بعد مرزا غیاث محاسبۂ سرکاری اور حوادث روزگار کے باعث وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر تماش معاش مین ہندوستان کا ارادہ کیا۔ اسکے ساتھ دو لڑکیان اور ایک لڑکا اور ایک حاملہ بی بی تھی۔ جب قافلہ ہند کے ساتھ روانہ ہوا تو راستہ مین ایک مصیبت اوپر آئی۔ کہ رہزنون نے اس کا تمام مال واسباب لوٹ لیا۔ صرف دو اونٹ سواری کے باقی رہ گئے۔ اور قندہار کے مقام پر بی بی کی زچگی بھی ہوگئی۔ لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بیسامانی مین لڑکی کا پیدا ہونا بھی آفت ومصیبت کا سامنا ہوا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے۔ آخر کلیجہ پر پتھر رکھا اور اوس لڑکی کو ایک پارچہ مین لپیٹ کے ایک درخت کے نیچے حافظ حقیقی کے تفویض کیا۔ اسکے بعد اوس لڑکی کے رونے پر ایک شخص وہان پہونچا اور لڑکی کو لیکر ملک مسعود قافلہ سالار کے پاس لایا۔ چونکہ قافلہ سالار کو کوئی اولاد نہ تھی

پادشاہ کو قطب الدین کے مارے جانیکا سخت رنج ہوا۔ اور شیر افگن کے گھربار کی ضبطی کا حکم دیا۔ اور خود چند روز کابل مین قیام کرنیکے بعد دارالخلافہ کو معاودت کی۔ اور آگرہ پہونچکر راجہ مان سنگھ کے بڑے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۴) اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھتے ہی محبت آئی۔ مہرالنسا نام رکھا۔ اور پرورش پر مستعد ہوا۔ دایہ کی تلاش کیگئی۔ لیکن بجز اوسکی ماں کے کوئی عورت شیر دار نہ ملی۔ اب اوسی عورت کو (جو لڑکی کی خاص ماں تھی) اوس کے دودھ پلانے پر مقرر کیا گیا۔ اور مناسب حال اون کے کھانے پینے سواری وغیرہ کا بھی بندوبست قابل اعتبار نے کردیا۔ خدا کی شان کہ لڑکی کی لڑکی کا تھہ آئی اور قوت و سواری کا بھی آسرا ہوگیا۔ اور مرزا غیاث کے حسب و نسب کا حال ملک مسعود پر ظاہر ہونے سے بہت افسوس کیا۔ جب قافلہ ہندوستان پہونچا تو ملک مسعود فتحپور مین شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ارمغان و تحائف گذرانا۔ اس کے بعد مرزا غیاث اور اوسکے بیٹے ابوالحسن کو (اونکی شرافت خاندانی اور جوہر ذاتی کا اظہار کرکے) بھی پیش کیا۔ اس موقع پر مرزا نے اپنے باپ کے خدمات کے حقوق (جو [illegible] مین ہمایون کے ساتھہ عمل مین آئی تھین) بھی جتایا۔ بادشاہ نے مرزا غیاث کو دیوانات کا دیوان مقرر کیا۔ اور رفتہ رفتہ لیاقت و ہوشیاری کے باعث ترقی ہونے لگی۔ ادہر قافلہ سالار اور مرزا غیاث کی بیبیونکی آمد و رفت محل مین ہونے لگی۔ جنمین مہرالنسا (نورجہان) بھی ساتھہ رہتی تھی جب یہ سیانی ہوئی تو شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کی نگاہ اوسپر پڑنے لگی۔ ایک روز مینا بازار مین شہزادہ (شراب سے مخمور) سیر کررہا تھا۔ اتفاقاً مہرالنسا بھی وہان آپہونچی۔ اوسوقت شاہزادہ کے ہاتھہ مین دو کبوتر تھے۔ شاہزادہ نے مہرالنسا سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ "بی لڑکی ذرا ہمارے کبوترلے لو مین پھول توڑونگا" مہرالنسا نے کبوترلے لئے۔ شہزادہ پھول توڑنے مین مصروف ہوا۔ اس عرصہ مین مہرالنسا کے ہاتھہ سے ایک کبوتر پھڑک کر اڑگیا۔ جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک ندارد تھا۔ پوچھا کہ کبوتر کیسے اڑگیا۔ مہرالنسا نے دوسرا کبوتر ہاتھہ سے چھوڑکر عرض کیا کہ صاحب عالم وہ کبوتر ایسا اڑگیا تھا۔ مہرالنسا کے اس بھولے پن نے شاہزادہ کے عشق کے زخم پر اور نمک چھڑکا۔ اور

بیٹے جگت سنگھ کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اس کے بعد مہابت خان کو رانا کے استیصال کو بھیجا۔ اور خانخانان کو ولایت نظام الملکیہ کی فتح کے لئے روانہ کردیا۔ انہین ایام مین ۵ لاکھ کے صرفہ سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۵) رفتہ رفتہ اکبر کے کان تک پہونچی تو اوس نے نوذا مہر النسا کا نکاح علی قلی سے کردیا جب شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بھی اوس کی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ شاہزادہ نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ اکبر کے انتقال پر جہانگیر بادشاہ ہوا تو شیر افگن کو صوبہ بنگال مین ایک جاگیر عطا کی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا۔ کہ اوس کی طبیعت شورش طلبی پر مائل ہے تو جہانگیر نے قطب الدین خان کو بنگال کا صوبہ بنا کر رخصت کرتے وقت یہ کہا۔ کہ اگر شیر افگن خیرخواہ و دولت خواہ ہو تو بحال رہنے دینا۔ ورنہ ہماری درگاہ مین روانہ کرنا۔ اگر آنے مین تساہل کرے تو سزا سے کوتاہی نکرنا۔ چنانچہ قطب الدین بنگالہ پہونچکر اوسکو بلایا لیکن وہ آنے مین عذر کرتا رہا۔ آخر قطب الدین بردوان (جو شیر افگن کے تیول مین مقرر تھی) گیا۔ اور شیر افگن کو ہدیہ دونوکردن کے ساتھ ملاقات کو آیا۔ دونون مین باتین ہونے لگین۔ شیر افگن کو قطب الدین کے تیور سے غدر کا اندیشہ ہوا۔ اس لئے پہلے خود ہی تلوار کا ایسا کاری زخم لگایا۔ کہ آنتین نکل پڑین۔ اور جانبر نہو سکا۔ قطب الدین کے دمیون نے اوسے بھی قتل کر ڈالا۔ یہ واقعات تو اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری کے تھے۔ مگر اور مورخ اس واقعہ کا سبب کچھ اور ہی پیرایہ مین لکھتے ہین۔ گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہین۔ مگر دلچسپ بہت ہین۔ اس لئے ہم بھی ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

کہتے ہین کہ جب اکبر نے مہر النسا کا نکاح شیر افگن سے کردیا تو جہانگیر پر کوہ غم ٹوٹا۔ مگر کرتا تو کیا کرتا۔ مجبور رہا۔ لیکن جب خود جہانگیر بادشاہ ہوا تو وہ عشق پھر اپنی تاثیر دکھایا۔ سنجویز یہ ہوئی کہ کسیطرح علی قلی کا کام ایسا تمام کیجے کہ الزام نہ آئے۔ چنانچہ علی قلی کو بلا بھیجا۔ اور ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ علی قلی جرأت و بہادری مین یکتائے روزگار تھا ہاتھی کو مغلوب کیا۔ جب اس سے بھی کام نہ نکلا تو ایک روز جنگل مین شیر سے مقابلہ کروایا۔ مگر اس بہادر شیر نے

اکبر کا مقبرہ اور باغ تیار ہوا۔ اودہر مہابت خان سے رانا کے مہم کا انصرام خاطر خواہ نہ ہونے پر یہاں سے بادشاہ نے عبداللہ خان کو بھیجا۔ اور شاہزادہ پرویز کو دکن کی مہم پر روانہ کیا۔ اور شاہزادہ کی کمک کے لئے خانخانان اور خانجہان کو بھی مقرر کیا۔ ۱۰۱۸ھ مین بمقام پٹنہ (صلاقہ بہار) ایک جعلی شاہزادہ خسرو پیدا ہوا۔ اور باغیون کی بہت بڑی جماعت سے وہان کے شہرون کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن افضل خان حاکم بہار نے ہوشیاری سے بہت جلد اس فتنہ کو فرو کردیا۔ اسی سال مہرالنسا بردوان مقید ہوکر بادشاہ پاس آئی۔ بادشاہ نے علانیہ نکاح کا پیغام بھیجا۔ مگر مہرالنسا نے جوانمردی اور استقلال سے یہ جواب دیا۔ کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکھنا وفاداری سے دور ہے۔ اس بدنصیب کی تقدیر مین جو لکھا تھا سو ہوگذرا۔ اب اس بیکس بیوہ پر رحم فرمائے۔ اور اُس مردہ کی روح کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۶) اوس جنگلی شیر کو مار لیا۔ جب یہ وار بھی خالی گیا تو شیر افگن خان کا خطاب دیکر ایک زردار کے ذریعہ اوسکے پاس اپنا مدعا کہلا بھیجا۔ لیکن اُس غیرتمند نے اس بے غیرتی کو گوارا کرنا نہ چاہا۔ اور نوکری کو طلاق دیکر اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹھا۔ بادشاہ نے اپنے کو قطب الدین کو بنگالہ کا صوبہ دار کرکے شیر افگن کے ارنیکی ٹپی پڑھائی۔ اور قطب الدین بنگالہ ہوتا ہوا بردوان پہونچا۔ شیر افگن خان ملاقات کو آیا۔ اثنا گفتگو مین قطب الدین نے ایسے نامناسب الفاظ زبان سے نکالے جو ناشائستہ کنایون کا برتاؤ کیا۔ کہ شیر افگن اونکا متحمل نہو سکا۔ اور جان لیا کہ سوائے مرنے مارنیکے اور کوئی تدبیر نہین ہوسکتی۔ اسلئے بیخودی مین قطب الدین کا کام تمام کیا۔ اوسکے آدمیون نے اسکو بھی کچھ نہ چھوڑا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اُس نے قطب الدین کو ناحق مارا۔ بہتر تو یہ تھا کہ مہرالنسا کا کام تمام کرتا۔ جو اس ساری فساد کی جڑ تھی۔ گو ایک راوی نے یہ بدنہاد بہانہ اوسکے واسطے گھرون مین نکالنا چاہا ہے کہ شیر افگن نے قطب الدین کو مار کر مہرالنسا اور اوسکی ماں کے مارنیکے لئے گھر تک (زمرد ثمین چور) پہونچا تھا۔ لیکن مہرالنسا کی ماں نے ہوشیاری کرکے دروازہ بند کرلیا۔ اور رو کر یہ کہنے لگے کہ مہرالنسا نے شوہر کے مرنیکی خبر سنکر باولی مین ڈوب گئی۔ اب گھر مین آنیسے کیا فائدہ ہے۔ باہر اپنے زخمونکا علاج کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ روایت بہت ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف۔

تکلیف نہ دیجئے"۔ اس جواب سے بادشاہ کی محبت غضب سے بدلگئی۔ اور کنیزان منصوبہ مین داخل کرکے اپنی علاتی ماں سلطان سلیمہ بیگم کے سپرد کیا۔ مگر دو سال کے بعد طرفین کی محبت نے رنگ دکھایا۔ اور شرعی طور پر نکاح ہوگیا۔ بادشاہ نے مہرالنسا کو پہلے نورمحل پھر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب عطا کیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بیبیان بہت بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہین۔ مگر نورجہان کے سامنے سب کا چراغ گل تہا۔ رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوس کے ہاتہہ اور اختیار مین آگئی۔ خلوت وجلوت مین اوسی کا جلوہ تہا۔ آخر سکہ مین بہی اوسکا نام شریک ہوا۔ ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صدزیور بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر۔ اور اوس کی مہر مین یہ سجع کندہ کیا گیا۔ ؎ نورجہان گشت بفضل الہٰ سکہ سیم وزر از جہانگیر شاہ۔ خطبہ مین بہی اوس کا نام پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی وعدالت کے سوا سارے کاروبار ملکی ومالی مین بادشاہ کی جگہہ وہ کارفرما ہوئی۔ بادشاہ کسی وقت اسکو جدا نکرتا تہا۔ حتیٰ کہ دربار مین بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکھے نورجہان بیٹہتی تہی سواری۔ شکار۔ جنگ وغیرہ مین بہی ہاتہی پر سوار بادشاہ کے ساتہہ رہتی۔ اور نورجہان کا باپ مرزا غیاث المخاطب بہ اعتماد الدولہ بادشاہ کا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اور بہائی مرزا ابوالحسن المخاطب بہ آصف خان یمین الدولہ نے سپہ سالاری فوج کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ جہانگیر اکثر کہا کرتا تہا کہ "مین سلطنت کو نورجہان کے ہاتہہ دو شراب کے پیالون اور ایک سیخ کے کباب پر بیچ چکا ہون۔

نورجہان عجب سلیقہ مند عورت تہی۔ طبیعت مین اختراع اور جدت بہت تہی۔ چنانچہ زنان ہند کے اکثر زیور ولباس اوسی کے وضع کئے ہوئے ہین۔ جنکا ابتک رواج ہے۔ فیاضی اور حاتم دلی مین بہی یکتا تہی۔ ہر سال ہزارون مغلون کو مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ کربلائے معلیٰ۔ نجف اشرف کی زیارت کرنیکے لئے روپے بہیجتی تہی۔ ہزارون یتیم وبیکس لڑکیون کی شادی کرادی۔ گہوڑے پر خوب سوار ہوتی تہی۔ اکثر سوقع پر تیر کا شکار بہی کی ہے۔ طبیعت موزون تہی۔ مخفی تخلص تہا

حاضر جوابی مین جواب نہ تہا۔ ایک دن طالب آملی (جو جہانگیر کے زمانہ مین ملک الشعرا تہا) سے کہی کہ تو نے اب تک ہماری مدح مین کوئی شعر نہ کہا۔ آملی نے جواب دیا کہ جسکو مین نے نہ دیکہا ہو اوس کی مدح کیا کرون۔ آملی کا جواب فی البدیہہ کیا خوب دی ہے۔

بلبل از چمن بگذرد گر چمن نبیند مرا		بت پرستی کے کند گر برہمن نبیند مرا
در سخن پنہان شدم چون بو بگل در برگ گل		میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک دفعہ بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہہ شعر پڑہا۔

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر		شدہ است قطرۂ خون مست گریبان گیر

یہہ اشعار نور جہان کے ہین

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم		بندۂ عشقم و ہستا و دو دولت معلوم
زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما		ہول ہجران گذراندیم قیامت معلوم

الغرض ۱۰۲۱ھ مین اسلام خان حاکم بنگالہ نے عثمان افغان کا کام تمام کیا۔ (جو بنگال مین اکبر کے زمانہ سے بغاوت و شورش مچا رہا تہا) اوسکا بہائی اور بیٹا مطیع ہوے۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ عبداللہ خان نے ملک عنبر کے مقابلہ مین شکست پائی۔ بادشاہ کو اس خبر سے سخت ناخوشی ہوئی۔ آخر خانخانان اور خواجہ ابوالحسن کو جو ہم دکن پر مقرر کیا۔ اور شاہزادۂ خرم (شاہجہان) کو رانا کی مہم پر بھیجا خان اعظم کو شاہزادہ کے ساتہہ کیا۔ مگر وہان جاکر خان اعظم نے شاہزادہ کے ساتہہ موافقت نہ کی۔ بادشاہ نے اسکو واپس بلالیا۔ وہ چار لڑائیان رانا سے شاہزادہ نے کین جسمین رانا مجبور ہو کر امان کی درخواست کیا۔ اور اپنے بیٹے رانا کرن کو صلح کے لئے بہیجا۔ شاہزادہ نے رانا کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور مصالحت کے بعد شاہزادہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین شاہزادہ کو اور اسکے منصب دوازدہ ہزاری پنجہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ فرمایا۔ اور رانا کرن پر بہی عنایت کی

اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ بہادر (جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تہا) نے انتقال کیا۔ اور گوا کے پرتگیزون نے فرنگیون کے مقابلہ مین مقرب خان حاکم بندر سورت سے شکست پائی۔ ان خوشخبریون نے بادشاہ کے مزاج کو بیحد فرحت بخشا۔ ۱۰۲۴ھ کو شاہزادۂ خرم کے تلاوان کا دن تہا۔ اس لئے بادشاہ اپنے بیٹے (خرم) پر جبر کرکے شراب[۵۱] پلائی۔ ورنہ اس کے قبل شاہزادۂ خرم اس بلائے بے درمان سے آشنا نہ تہا۔ اتنے مین خبر آئی کہ خانخانان کے بیٹے شہنواز خان نے ملک عنبر کو دو چار لڑائیون کے بعد شکست دیا۔ بہت سے ہاتھی اور گہوڑے مال و اسباب غنیمت مین ہاتھ آئے۔ ملک عنبر شکست کہاکر کہاگ گیا اور ابراہیم خان ولایت کو کہیرہ کو فتح کیا۔ الماس[۵۲] کی کان ہاتھ آئی۔ ۱۰۲۵ھ مین ہندوستان کے بعض مقامات پر وبائے عظیم پھیلی۔ اس نے بہت سے دیہات اور قصبات کے انسانون کو معدوم کیا۔ اس وبا کی صورت

---

۵۱ خود جہانگیر ۱۵ برس تک شراب کے مزے سے واقف نہ تہا۔ اس کے بعد ایک موقع پر اوستاد شاہ قلی نے شراب پلائی۔ جب مزا لگا تو نو برس کے عرصہ مین عرق و درآفشہ کے ۱۰ پیالے دن اور رات مین پینے لگا۔ جنکا وزن ہندوستانی ۶ سیر ہوتا تہا۔ آخر عشہ ہوگیا۔ حکیم ہمام کے معروضہ پر فلونیا (افیون بھنگ) کو زیادہ کرکے شراب کو کم کردیا۔ چنانچہ دکہانا موقوف کرکے صرف رات کو ۲ پیالی (ہر ایک پیالہ کا وزن ۱۵ مثقال تہا) پیتا تہا۔ کچہہ دنون کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا۔ افیون کی مقدار صبح مین ۸ رتی اور شب مین ۶ رتی رکہی گئی تہی۔ ۱۲ مولف۔

۵۲ کوکہرہ مین الماس عجب ترکیب سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنے جن دنون مین گدابون و آب کندون مین پانی کم ہوتا ہے تو جس گوراب مین الماس ہوتا ہے وہان جھینگے ڈہیرون جمع ہوجاتے ہین۔ آدمی اون سوراخون کے گرد پتھر لگاتے ہین۔ پہر کدال اور بہاڑے سے گورابون کو گز دیڑہ گز نیچے بیجا کر اون کے گرد کہودتے ہین۔ جو سنگ ریگ ریزہ نکلتے ہین اونمین تلاش کرکے چہوٹے بڑے الماس نکالتے ہین۔ کبہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک لاکہہ قیمت کا بہی الماس اوس گوراب مین سے ہاتہہ لگتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

یہ تھی کہ ابتداء گھر مین سوراخ سے ایک چوہا مدہوش نکلتا۔ اور دیوارون سے سر ٹکرا کر مر جاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑ کر صحرا کو چلے جاتے تو جان سلامت رہتی۔ ورنہ تھوڑے عرصہ مین تمام آبادی اوس دیہ کے صحراے عدم مین چلے جاتے۔ خصوصاً کشمیر و لاہور کی تو حالت یہ تھی۔ کہ گھر کے گھر میتون سے بھرے پڑے تھے۔ کفن و دفن کی فرصت نہ تھی۔ جان کے خوف سے کوئی مردہ کے نزدیک نہ جاتا تھا کہتے ہین کہ ایک عزیز کے مرنے پر ایک درویش نے اوس مردہ کو گہانس پر غسل دیا۔ دوسرے روز وہ درویش مر گیا۔ جس گہانس پر غسل دیا گیا تھا۔ اوس کو ایک گائے نے کہایا۔ وہ بہی چل بسی۔ گائے کا گوشت کتا کہایا۔ وہ بہی وہین ڈھیر ہو گیا۔ غرض ہندوستان مین ایک آفت عظیم مچی ہوئی تھی۔ لیکن چند ماہ کے بعد فضل الٰہی ہو گیا۔

اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ پرویز مہم دکن مین زیادہ دلچسپی نہین لیتا۔ اس لئے بادشاہ نے اوسکو بلا لیا۔ اور خرم کو روانہ کیا۔ شاہزادہ خرم نے حکمت عملی سے عادل خان اور عنبر کو مطیع کیا۔ چنانچہ عادل خان نے ڈیڑہ لاکھ ہون۔ دو لاکھ روپیہ کے جواہر۔ پچاس ہاتھی۔ پچاس گھوڑے عراقی و عربی۔ (کل نقد و جنس ۵ لاکھ روپیہ کا تھا) بادشاہ کی خدمت مین پیشکش روانہ کیا۔ اور سفیرون کو دو لاکھ روپیہ دیا قطب الملک نے بہی اسی قدر روپیہ کے پیشکش بہیجے۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیشکشین آئین کہ کبہی پہلے ابتک کسی بادشاہ کے پاس نہین آئی تھین۔

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو تفویض فرمائی۔ اور خود فتح و نصرت کے ساتہہ معہ الخیر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین شاہزادہ کو منصب سی ہزاری و ۲۰ ہزار سوار اور خطاب شاہ جہان سے ممتاز کیا۔ اور تخت کے نزدیک ایک صندلی پر شاہزادہ کی نشست مقرر کر دی۔ اسی زمانہ مین امریکہ سے ہندوستان کو تمباکو آیا تھا۔ لیکن اوسوقت اکثر طبیعتون اور مزاجون کو اسکا استعمال فساد پیدا کرتا تھا۔ اس لئے

بادشاہ نے اوس کے ممانعت کی عام منادی کرادی۔ اور انہین ایام مین شاہ عباس والی ایران نے بہی اپنے مملکت مین تنباکو کے استعمال کو بالکل موقوف کیا۔ لیکن خان عالم ایلچی (جو جہانگیر کے طرف ایران مین رہتا تہا) کو تنباکو کی ایسی لت تہی۔ کہ وہ تنباکو کے بغیر ایک دم نہین رہ سکتا تہا۔ چنانچہ اوس کی عرضداشت پر شاہ ایران نے یہ شعر لکہا۔ ؎

رسول بار میخواہد کند اظہار تنباکو		من از شمع وفا روشن کنم بازار تنباکو	

اس بیت کے جواب مین خان عالم نے یہ شعر لکہکر بہیجا۔ ؎

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو		زلطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو	

یا تو ایک زمانہ مین تنباکو کی یہ ممانعت و نفرت تہی۔ اور اب یہ حال ہے۔ کہ کوئی متنفس اوس کے استعمال سے باقی نہین رہا ہے۔ بچے جوان۔ بوڈہے۔ مرد۔ عورت۔ مسلمان۔ ہندو۔ نصاریٰ۔ یہود مجوس۔ جملہ اشخاص کے طبایع کو مرغوب ہے۔ اور تنباکو کی حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہے۔ سب ماکولات و مشروبات پر اوس کو تقدم دیا جاتا ہے۔ اور مہانون و اخلاص مندون کے لئے حاضر و بہترین تحفہ سمجہا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا نفع کم اور ضرر بہت ہے۔ لیکن کوئی خیال نہین کرتا۔ انہین ایام مین بادشاہ شکار کو گیا تہا۔ نورجہان ساتہہ تہی۔ جنگل مین چار شیر نظر آئے۔ نورجہان نے بادشاہ سے

لہ۔ ایک دفعہ اس کے قبل شکارگاہ قدیم مین قراول احاطہ ایک بڑا شیر گہیر کر لائے تھے۔ اور بادشاہ پر خواب مستاد کا غلبہ تہا۔ بندوق خاصہ فتیلۂ روفن کیے ساتہہ مسند فاص پر رکہی ہوئی تہی۔ نورجہان اور دوسرے محلات شاہی بہی موجود تھے۔ محل کلان نے بندوق سے شیر کو مار لیا۔ شیر کے چیخون نے بادشاہ کو بیدار کیا۔ دیکہا تو شیر زمین پر تڑپ رہا ہے۔ اور رانی خوشی خوشی بندوق ہاتہہ مین لیکر کہڑی ہے۔ گر نورجہان لرزان و ترسان ہے۔ کیونکہ نورجہان اوسوقت اس فن سے عاری تہی۔ اور اب یہ حال ہوا کہ اوس نے چار شیر مارے۔ ۱۲ مولف۔

اجازت لیکر دو کو توبندوق کا نشانہ بنایا۔ اور دو کو دو دو تیرون مین نیچے گرادیا۔ اس نشانہ بازی اور کمانداری کے جلد دین بادشاہ نے نورجہان پر سے ایکہزار اشرفی نثار کی۔ اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی مرحمت کی۔ سنہ ۱۰۱۷ھ کو میر جملہ[1] عرف میر محمد امین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پچاس ہزار کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے اوسپر بہت عنایت کی۔ انہین ایام مین بادشاہ نے عادلخان والی بیجاپور کو اپنی شبیہ اور ایک لعل گران بہا لعل خاصہ روانہ کیا۔ اور خطاب والا فرزندی کے ساتھہ نام ملک دکن کی سرداری وسری بہی دی گئی۔ شاہزادۂ سرو جو ایک مدت مدید سے قید تہا۔ بادشاہ نے محبت پدری سے اوسکے جرایم معاف کرکے رہا کیا۔

سپہ سالار خانخانان کی عرضداشت سے معلوم ہوا۔ کہ ملک عنبر نے عہد شکنی کرکے دکن مین فساد مچایا ہے بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے شاہجہان کو روانہ کیا۔ اس موقع پر شاہجہان نے فتح دکن کے لئے شراب سے توبہ کی۔ اسوقت اوس کی عمر ۳۱ سالہ تہی۔ اور شباب کا زمانہ تہا۔ مگر اوسکا دل غالب آیا۔

	حبذا شاہی کہ در عہد شباب		شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

چند روز خوب گھمسان لڑائیان ہوئین۔ آخر شاہجہان کو فتح اور ملک عنبر کو شکست نصیب ہوئی اور ملک عنبر نے شاہجہان سے عفو تقصیرات چاہی۔ شاہزادہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے اوسکی

[1] ابتداء میر جملہ عراق سے دکن آکر قطب الملک کا نوکر ہوا تہا۔ چند روز کے بعد صاحب مدار سلطنت ہوگیا جب قطب الملک نے انتقال کیا۔ اوسکا بیٹا سلطان محمد بادشاہ ہوا تو میر جملہ سے موافقت نہ ہوئی۔ اور میر جملہ وہان سے نکلکر عادلخان کے پاس بیجاپور آیا۔ اوس نے بہی کچہہ آؤ بھگت نہ کی۔ پہر وہان سے برداشتہ خاطر ہوکر ایران چلا گیا۔ اور شاہ عباس کی خدمت مین ایک لاکھہ روپیہ کے جواہر پیش کیا۔ مگر شاہ کے جانب سے کوئی التفات نہوا۔ اسلئے وہ ایران سے ہندوستان آکر جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ۱۲ مولف۔

درخواست کو منظور کیا۔ اور بادشاہ کو اس فتح کی خوشخبری دی۔ اس اثنار مین نورجہان کی والدہ کا انتقال ہوا۔ اور ۱۰۳۱ھ مین نورجہان کے باپ اعتماد الدولہ نے بھی وفات پائی۔ انہین دنون خسرو نے بھی دردِ قولنج سے سفرِ آخرت کیا۔ بعض کا قول ہے۔ کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ العلم عند اللہ۔

اسی سنہ مین خبر آئی کہ شاہ عباس والی ایران نے قندہار کا محاصرہ کیا ہے۔ اس خبر کے معلوم ہونے سے جہانگیر کو تعجب ہوا۔ کہ باوجود یکانگت و اخلاص کے دفعتاً شاہ عباس نے قندہار پر کیون چڑہائی کی۔ چنانچہ بادشاہ نے شاہجہان کو دکن سے قندہار جانے کے لئے فرمان بہیجا۔ لیکن اس موقع پر نورجہان نے عرض کی۔ کہ باوجود دو سر فرزند کے موجود ہوتے ہوے شاہجہان کو دکن کے دور و دراز راہ سے بلانا اور قندہار پر امور کرنا رائے صواب کے خلاف ہے۔ مناسب یہ ہے کہ شہریار[1] کو قندہار کی مہم تفویض کیجاے۔ ادہر شاہجہان فرمان کے موافق دکن سے کوچ کر چکا تہا۔ ادہر بادشاہ نورجہان کے معروضہ کو قبول کرکے قندہار کی مہم شہریار کے سپرد کی۔ اور شاہجہان کو لکہہ بہیجا۔ کہ اب تمہارے آنیکی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ ہم نے شہریار کو مہم قندہار پر مقرر کیا ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ تم دکن مین رہو۔ اور ادہر آنیکا قصد ہرگز نکرو۔ اس اثنار مین شاہ ایران نے

[1] جہانگیر کے پانچ بیٹے تہے۔ اول خسرو (جسکا حال ہی مین انتقال ہوگیا تہا۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین) دوم پرویز۔ سوم خرم (جو شاہ جہان کے لقب سے مشہور ہوا) چہارم شہریار (جو نورجہان کی دامادی مین آیا تہا) اسکو نورجہا کی وہ بیٹی جو شیر افگن خان کے نطفہ سے پیدا ہوئی تہی منسوب تہی۔ اور الی نسبت کے سبب سے نورجہان شہریار کو بہت محبت کرتی تہی۔ گو شہریار سب سے چہوٹا تہا۔ مگر نورجہان کا ارادہ تہا۔ کہ بادشاہ کے بعد شہریار ہی تخت نشین ہو۔ اور وہ اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہونیکے لئے بادشاہ کو شاہجہان کے جانب سے ہمیشہ بدظن کرتی رہتی تہی۔ اور اسوقت مہم قندہار کے متعلق بہی نورجہان نے وہی چال چلی۔ ۱۲ مولف۔

قندار پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک نامہ بھیجا۔ جسکا ملخص یہ تہا۔ کہ مین نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اور ون کے تصرف مین آگئے تھے۔ سب لے لئے۔ اور قندار کو بوجہ آپ کی محبت و اخلاص کے آپکے قبضہ مین رہنے دیا۔ خیال تہا کہ قندار آپ خود حوالہ کرینگے۔ مگر آپنے توجہ نہ کی۔ آخر مجھے خود قندار حاصل کرنا پڑا۔" اس کا جواب بادشاہ نے یہ دیا۔ کہ "آپ نے ابتک کسی وقت بہی قندار کی خواہش ظاہر نہ کی۔ اور ناحق اس کوردہ کی تسخیر کے لئے تکلیف اوٹھائی۔ اگر مجھے آپکے خیال کا صدق بہی معلوم ہوا ہوتا تو مین قندار پر اپنا قبضہ ایک منٹ بہی گوارا نکرتا۔ لیکن اوس برادر کا مگار کا یون دفعتًا قندار کی تسخیر کے لئے توجہ فرمانا سخت حیرت خیز ہے"۔ غرض مہم قندار مین تو التوا ہوا۔ مگر دوسرا یہ گل کہلا۔ کہ جب جہانگیر کا تکیہ (جسمین ادہر آنیکی ممانعت کیگئی تہی) شاہجہان کے پاس پہونچا تو وہ نہایت رنجیدہ اور آشفتہ ہوا۔ اور جان گیا کہ یہ ساری چال نورجہان کی ہے۔ اس لئے شاہجہان نے ارادہ کیا۔ کہ کسیطرح باپ کی خدمت مین حاضر ہوکر برات حاصل کیجائے۔ مگر نورجہان کے بہکانے سے بادشاہ کو بہی ایسی ضد ہوئی کہ وہ شاہجہان کو اپنے پاس آنیکی اجازت نہ دیا۔ جس سے شاہجہان کے ملال کو اور ترقی ہوئی۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ ادہر بادشاہ نے شاہجہان کی مدافعت کے لئے شاہزادہ پرویز کو لشکر کثیر کے ساتہہ روانہ کیا۔ چنانچہ شاہ جہان اور پرویز مین متعدد لڑائیان مختلف مقامات پر ہوئین۔ شاہجہان کو ہمیشہ شکست ہوتی رہی۔ اور اس خانہ جنگی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ طرفین کے بہت سے نامی گرامی سردار و امیر مارے گئے۔ جب شاہجہان متواتر شکستون سے شکستہ دل ہوا تو ایک عرضداشت جہانگیر کے پاس روانہ کی۔ اور اپنے تقصیرات کی معافی مانگی۔ خیر یہ تو صلح ہوگئی۔ مگر ایک اور آشوب یہ برپا ہوا۔ جسکے واقعات یہ ہین۔ کہ قدیم سے مہابت خان اور آصف خان (برادر نورجہان) مین عداوت قلبی تہی اس اثنار مین مہابت خان بنگالہ کی حکومت سے سرفراز ہوا۔ چند روز کے بعد اوسکے ظلم و زیادتی اور رقم سرکاری کے غبن کی شکایت آصف خان نے اس تمہید سے بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کی۔ کہ بادشاہ نے

فوراً مہابت خان کو طلب کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ جبتک مہابت خان بادشاہی مطالبون سے اپنے کو سبکدوش نہ کرے۔ اوس وقت تک کورنش و ملازمت سے محروم رہے۔ جس سے مہابت خان سخت مایوس اور شکستہ دل ہوکر نئے نئے تدابیر سوچنے لگا۔ ایک روز دریا بہت پر لشکر کے عبور کے لئے پل بنایا گیا۔ اور حسب دستور بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے امراء اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ چنانچہ کل ارکان دولت اور امرائے ذوی الاقتدار۔ دنامی منصبدار یہانتک کہ آصف خان۔ فدائی خان خواجہ ابوالحسن وغیرہ بھی پار چلے گئے۔ ادہر بادشاہ کی خدمت مین نورجہان اور معدودے چند عہدہ دار باقی رہ گئے۔ مہابت خان تو قابو طلب تہا۔ فوراً ہزار سوار کے ساتھہ بادشاہ کے خیمہ کا محاصرہ کرکے اور اپنی فوج و سردارونکو تاکید کی۔ کہ اگر اوس کنارے سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دیجائے۔ اور کسیطرح کمک آنے نہ پائے۔ اسکے بعد خود بادشاہ کے خیمہ مین آیا۔ اوس وقت بادشاہ آرام مین تھا۔ جب اسکے یون بے محابا خیمہ مین گہس کر آنے سے شور مچا تو بیدار ہوا۔ اور مہابت خان کو کہا۔ کہ اے نمکحرام یہ آنا کیا ہے۔ اوس نے جوابدیا۔ کہ مجھے یقین تہا۔ کہ آصف خان کی دشمنی سے رہائی ملنا مشکل ہے آخر جان پر کھیلا۔ اور حضور کی پناہ مین آیا ہون۔ بعدازان بادشاہ کا ارادہ ہوا۔ کہ اس دخل در معقولات کی سزا دے۔ مگر میر منصور بدخشی نے ترکی زبان مین بادشاہ کو سمجہایا۔ کہ یہ وقت تحمل و بردباری کا ہے چنانچہ میر منصور کے کہنے سے بادشاہ اپنے قصد کو ملتوی کیا۔ اور مہابت خان کی تسلی و دلدہی شروع کی۔ اتنے مین مہابت خان کی تمام فوج خیمۂ شاہی مین بہر گئی۔ جب اس واقعہ کی خبر نورجہان کو ہوئی تو بہت افسوس کی۔ اور تبدیل وضع کرکے جواہر خان خواجہ سرا کے ساتہہ پل سے باہر چلے گئی۔ کسی نے اوسکو روکا تک نہین۔ اور رہائی کے گہر پہونچ کر اوسکو اور تمام امراء کو لعنت و ملامت کی۔ مگر اب کیا ہوسکتا تہا۔ ہر ایک اپنی غفلت پر نادم تہا۔ ادہر مہابت خان بادشاہ کو مجبور کرکے ہاتہی پر سوار کیا۔ اور اپنے خیمہ مین لایا۔ اوس کے بیٹون نے نذر پیش کی۔ اور خود بادشاہ کے اطراف تین بار

تصدق ہوا۔ لیکن نورجہان کے چلے جانے پر بہت افسوس کیا۔ اور بادشاہ سے عرض کی۔ کہ ابتک آصف خان ظل سبحانی کے کل کاروبار چلاتا تھا۔ اب یہ فدوی انجام دیگا۔ چنانچہ مہابت خان اس نظربندی کے ساتھ بادشاہ کو حسب دستور مقررہ روزانہ تخت پر بٹھاتا۔ اور خود کاردان و دستوردون کے دستور کے موافق کٹہرا ہوتا۔ تمام مطالب و وقائع اطراف بلاد کو عرض کرتا۔ اور بادشاہ جو حکم دیتا۔ اوس کے موافق احکام لکھتا اور اجرا کرتا۔ چنانچہ چند روز اسیطرح گذرے۔ آخر نورجہان اور آصف خان نے لشکر شاہی کے ساتھ حملہ کیا۔ مگر شکست ہوئی۔ نورجہان خود بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ مہابت خان نے بھی اوس کے آنے کو غنیمت سمجھا۔ اس کے بعد مہابت خان نصف جمعیت بادشاہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر باقی نصف کے ساتھ آصف خان کے سر پر پہونچا۔ اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد آصف خان اور اوس کے بیٹے ابوطالب اور دانیال کے بیٹون وغیرہ کو گرفتار کرلیا۔ آصف خان کی بڑی بے حرمتی کی۔ اور اپنے ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس آیا۔ یہان نورجہان بادشاہ کی رہائی کی تدبیرین روزانہ کرتی رہتی تہی۔ آخر یہ تجویز نکالی۔ کہ ایک رسالہ احدیون کا بنایا۔ اور منتخب و بہادر سپاہی اس مین بھرتی کئے گئے۔ اور بادشاہ اس نظربندی کی حالت مین شکار کے لئے کابل گیا۔ مہابت خان بھی معہ اپنی فوج کے سایہ کے موافق لپٹا رہا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ ملک عنبر حبشی نے بعمر ۸۰ سالہ اجل طبعی سے انتقال کیا۔ جب اس کو بھی دو چار ماہ گذر گئے۔ اور بادشاہ کابل سے ہندوستان آیا تو نورجہان کے اشارہ سے مہابت خان کو کہا۔ کہ بعض واقعہ طلبون نے اپنے ملازمون کو برطرف کردیا ہے۔ اگر امرا کے سپاہ کی موجودات لیجائے تو کوئی قباحت نہین ہے۔ مہابت خان نے رضامندی ظاہر کی۔ دوسرے روز تمام فوج جمع ہوئی۔ اور ایک حملہ ایسا کیا۔ کہ بادشاہ مہابت خان کی نظربندی سے باہر ہوا۔ اور خوب کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ جب مہابت خان نے دیکھا۔ کہ اب کام بگڑ گیا ہے۔ اور کسی طرح

بن نہین سکتا۔ فورًا لڑائی سے کنارہ کرکے آب بہت و آب رہتاس سے پار ہوگیا۔ پادشاہ نے بہی مصلحت وقت کے لحاظ سے اوس کے تعاقب کو منع کیا۔ اور افضل خان کے ہاتہہ مہابت خان کے پاس کہلا بہیجا کہ تم نے اس لڑائی سے جو کنارہ کیا۔ وہ بہت اچہا ہوا۔ اب تم آصف خان اور اوس کے بیٹے ابوطالب وغیرہ کو رہا کردو۔ ہم تمہاری تقصیر معاف کردینگے۔ اور یہان سے تم شاہجہان کے تعاقب مین ٹہٹہ جاؤ۔ مگر مہابت خان بہی ایک گرگ باران دیدہ تہا۔ بادشاہ کے فرمان کا یہ جواب لکہا۔ کہ مین نورجہان کے جانب سے مطمئن نہین ہون۔ اسلئے جبتک کہ مین لاہور نہ پہونچون۔ آصف خان وغیرہ کو رہا نہین کرسکتا۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ کہ جب بادشاہ کا لشکر سے بہت دور ہوگیا۔ اور تعاقب کا خوف نہ رہا۔ آصف خان ابوطالب وغیرہ کو اسپ و خلعت و فیل تواضع کرکے رہا کیا۔

اب شاہجہان کے واقعات ملاحظہ کیجئے۔ کہ جب اُس کو مہابت خان کی گستاخی کا حال معلوم ہوا تو باوجود قلت سپاہ کے ارادہ کیا۔ کہ باپ کی خدمت مین حاضر ہوکر مہابت خان کو اس کرتوت کی تنبیہ دے۔ لیکن جب یہ خیال آیا۔ کہ ابہی بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے۔ اور نورجہان کا دل بہی صاف نہین ہوا۔ تو تجویز یہ کی کہ ولایت ٹہٹہ مین چند روز گوشہ نشینی مین بسر کیجے۔ اور اگر ممکن ہو تو شاہ ایران کے پاس پہونچ کر (کیونکہ ایام شاہزادگی مین شاہ جہانکی خط و کتابت شاہ عباس سے کمال اخلاص و محبت کے ساتہہ جاری تہی) اوس کی مہربانی اور اعانت سے اس شورش و فساد کے عناد کو دور کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس بخت و پزمین شاہجہان ٹہٹہ آیا۔ اس اثنار مین شاہزادۂ پرویز درد قولنج سے بعمر ۴۳ سال ۶ ماہ صفر ۱۰۳۵ھ کو انتقال کیا۔ اور فتح خان پسر عنبر نے نظام الملک کے ایماسے ملک بادشاہی مین فساد برپا کیا۔ اور حمید خان حبشی (جو نظام الملک کا متقدم علیہ تہا) نے خانجہان سے ایسا رشتۂ محبت مستحکم کیا۔ کہ

چار پانچ لاکھ ہن اور دو تین لاکھ روپیہ کے جواہر خانجہان کے حوالے کرکے بالاگھاٹ کا ملک خرید لیا۔ یہ ملک وہ تھا کہ جسکو اکبر و جہانگیر نے ہزارون جانین کھوکر اور کروڑون روپیہ خرچ کرکے حاصل کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ خانجہان کی خودغرضی نے اوس کو یون مفت و برباد و رائگان کیا۔

اب مہابت خان کی سنیے۔ کہ وہ چند روز اد ہر اور خستہ حال پھرتا رہا۔ اس کے بعد سوچا کہ بادشاہ کے پاس جانے کی کوئی صورت تو نہین رہی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ شاہجہان کا دامن سنبھالے۔ چنانچہ اسی ارادہ سے وہ ٹھٹہ آیا۔ اور شاہجہان سے اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ شاہجہان بھی بمقتضاء وقت اوسکی تقصیرات سے درگذر کیا۔

اور بادشاہ کشمیر کی سیر کو آیا۔ چند روز سیر مین گذرے کہ دفعتًا بادشاہ دمہ کے مرض مین سخت مبتلا ہوا۔ زیست سے ناامیدی پائی گئی۔ اور ایسے وقت مین شہزادہ شہریار کو داماد الشغلب کا مرض دامنگیر ہوا۔ اور داڑھی موچھ کے بال اُلٹکر لنڈ منڈ ہوگیا۔ اور علاج کے غرض سے لاہور کی ٹھانی۔ گو نورجہان اس موقع پر شہریار کے جانے کو ناپسند کرتی تھی۔ مگر اوس نے ایک نہ مانا۔ اور چل بسا۔ اب بادشاہ بھی کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑکر لاہور کے جانب روانہ ہوا۔ راستہ کے اوتار چڑھاؤ نے مرض کو اور زیادہ کیا۔ ہچکی جاتی رہی۔ افیون و شراب سے نفرت ہوگئی۔ لاہور بھی نہ پہونچنے پایا کہ راستہ مین بمقام بھمبر ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو سفر آخرت کیا۔ ۶۰ سال کی عمر تھی۔ ۲۲ برس یا ۲۱ سال ۸ ماہ ۸ روز سلطنت کی۔ کسی نے (خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت) مین تاریخ وفات نکالی ہے۔ بعد مرنیکے بادشاہ کا لقب جنت مکانی قرار پایا۔

جہانگیر کے مرنے سے نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی۔ سارا بھاگ خاک مین ملا۔ بہت روئی اور پیٹی۔ مگر اس حال مین بھی اپنے داماد شہریار کے تخت نشین کرنے کا خیال نہ چھوڑی

چنانچہ اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور امور مصلحت ملکی کے لئے بلایا۔ مگر وہ نہین آیا۔ کیونکہ اوس کو بھی اپنے داماد شاہجہان کے تخت نشین کرنے کی فکر لگی ہتی۔ مگر مشکل یہ تہی۔ کہ شاہجہان بہت دور تہا۔ اس لئے آصف خان نے خسرو کے بیٹے داور بخش کو قید سے نکال کر تخت پر بٹھایا۔ چتر سر پر رکہا۔ اور منزل بمنزل اوس کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اس کے بعد بنارس داس (پیک) کو اپنے ہاتہہ کی انگوٹہی دیکر شاہجہان کے پاس کہلا بہیجا۔ کہ جہانگیر کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب آپ بہت جلد آگرہ آکر تخت شاہی کو زینت دیجئے۔ ادہر نورجہان اپنے رفیق آخرت کی نعش کو لیکر لاہور آئی۔ اور اپنے باغ مین دفن کیا۔ جب شہریار کو جہانگیر کے مرنے کی خبر لاہور پہونچی تو اوس نے اپنی بیوی (جو نورجہان کی بیٹی تھی) کے ایما سے اپنے کو بادشاہ بنایا۔ اور امرا و سپاہ کا دل اپنے اختیار مین لانے کے لئے ایک ہفتہ کے عرصہ مین تقریباً ۷ لاکہہ روپیہ بخشش کردئے۔ اور بایسنغر خان پسر دانیال کو سپہ سالار بنا کر آصف خان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اُدہر سے آصف خان بہی داور بخش کو تحمل بادشاہی کے ساتہہ لیکر نکلا۔ جب طرفین سے لڑائی ہوئی تو آصف خان غالب آیا۔ اور شہریار معہ اپنی بیوی کے گرفتار ہوگیا۔ تیسرے روز آصف خان نے اوس کی آنکہون مین سلائی پہیر کر اندہا کیا۔ خلاصۃ التواریخ سبحان سنگہ عارف مین لکہا ہے۔ کہ شہریار نے یہ رباعی بہ بیہہ پڑہی۔ **رباعی**۔

زنرگس گلاب ارچہ نتوان کشید	کشید ند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من	بگو کور شد دیدۂ آفتاب

اب شاہجہان کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ بنارس جیندر (جہان شاہجہان تہا) پہونچا۔ اور شاہجہان کو بادشاہ کے مرنے کی خبر اور آصف خان کی انگوٹہی پیش کرکے سلطنت کی خوش خبری سنائی۔ بیٹا باپ کے مرنے کی خبر سنکر بہت رویا۔ اور مراسم عزاداری کرنا چاہا۔ مگر مہابت خان نے عرض کی

کہ یہ وقت دیر کرنے کا نہین ہے۔ چنانچہ شاہجہان اوس کے کہنے سے دارالخلافہ کی جانب کوچ کیا۔ خود تو آگرہ چلا۔ اور خدمت پرست خان کو آصف خان کے پاس لاہور بھیجا۔ اور یہ حکم دیا کہ دفع آشوب وقیام امن کے لئے شہریار کا کام تمام کیا جائے۔ جب خدمت پرست خان لاہور پہونچا۔ اور آصف خان کو یہ پیام دیا تو اوس نے شہریار۔ داورنجش کرشاسف (جو داورنجش کا بھائی تھا) طہمورث وہوشنگ (یہ دونون دانیال کے بیٹے تھے) ان پانچون کو قتل کر ڈالا لیکن بایسنغر خان (پسر دانیال) بچ کر نکل گیا۔ اودہر شاہجہان گجرات دیپور وغیرہ ہوتا ہوا اجمیر شریف گیا۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرکے سرقد مبارک کے غربی سمت مین ایک سنگ مرمر کی مسجد کی تیاری کا حکم دیا۔ پھر وہان سے نکل کر ۲۰ جمادی الاول ۱۰۳۷ھ کو دارالخلافہ آگرہ مین نزول کیا۔ لیکن نجومیون نے جلوس کی ساعت بارہ روز کے بعد نیک بتلائی۔ چنانچہ اون ایام کے گذرنے کے بعد تخت شاہی پر قدم رکھا۔

اب ہم جہانگیر کے عادات وخصائل۔ علمی مذاق۔ وشاعری کے مختصر حالات۔ سرطامس رو سفیر الیسٹ انڈیا کمپنی کے اجالی واقعات پر اس سوانح کو مکمل کرتے ہین۔

چنانچہ جہانگیر عدل وانصاف مین کسی کی رو ورعایت نہین کرتا تہا۔ اور انتظام واستحکام سلطنت کے لئے اکثر لوگون کو اوس نے سزادی۔ خیرات ومبرات مین نہایت سیر چشم۔ اور مذہب کے معاملہ مین بالکل بے تعصب تہا۔ اوس کے نزدیک ہندو اور مسلمان دونون برابر تہے۔ علمیت واجبی تہی۔ خط بہی کچا تہا لیکن طبیعت بہت موزون پائی تہی۔ شاعری کا مذاق بہی اچہا تہا۔ چنانچہ اوسکی طبع زاد غزل کے چند شعر یہان نقل کئے جاتے ہین۔

غزل

من چو کنم کہ تیر غمت بر جگر رسد	تا چشم نارسیدہ و گریہ گر رسد
مستانہ می خرامی و مست تو عالمے	اسپند میکنم کہ مبادا نظر رسد

دروصل دوست مستم و درہجر بیقرار		وادا زچنین غمے کہ مرا سر بسر رسد	
مدہوش گشتہ ام کہ بپویم رہ وصال		فریاد ازان زمان کہ مرا این خبر رسد	
وقت نیاز و عجز جہانگیر ہیچ مپرس		امید آنکہ شعلۂ نورا ثر رسد	

جہانگیر علم نجوم کا بہت معتقد تہا۔ اور خدا پرستون و درویشون کی صحبت اوس کو بہت پسند تہی۔ ایک پندنامہ اپنے فرزندون اور با اخلاص مریدون کے لئے لکہا تہا۔ اکثر پند و نصایح معمولی ہین لیکن بعض مین جدت بہی ہے۔

جہانگیر کے عہد سلطنت مین اکثر انگریز اور اہل فرنگ دربار مین جمع ہوگئے تہے۔ چنانچہ ابتدا ۱۶۰۰ء مین کپتان ہاکنس ہندوستان آیا۔ (جس نے جیمس اول شاہ انگلستان کا خط اپنے ساتہہ لایا تہا۔) اور انگریزون کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے اوس نے دو برس تک بہت کچہہ کوشش کی۔ اور ہر روز بادشاہ کے دربار مین حاضر رہتا تہا۔ چنانچہ اس روزانہ حاضر باشی کے باعث اکثر اوقات جہانگیر کے ساتہہ ہم پیالہ و ہم نوالہ بہی رہا۔ مگر اس کے مقابل پرتگیزون نے ایسے جوڑ لگائے۔ کہ اوس کو اپنے ارادہ مین کامیابی حاصل نہوئی۔ بلکہ ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری ہوگیا۔ اور اوس کی دو سالہ محنت خاک مین ملگئی۔ آخر ہاکنس ۱۶۱۱ء مین معہ اپنی بیم کے انگلستان کو روانہ ہوگیا۔ اوس کے بعد سر طامس[1] رو ممبر پارلیمنٹ ۱۶۱۵ء مین وارد

[1] سر طامس ۱۵۸۱ء مین پیدا ہوا تہا۔ اکسفورڈ یونیورسٹی مین تعلیم پائی۔ وکالت کی لیاقت حاصل کی۔ اور جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوسکو نائٹ کا خطاب عطا کیا۔ ویسٹ انڈیس کے سفر مین ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کیلئے منتخب کیا گیا۔ ۱۶۰۹ء مین ایمزون کے کنارہ پر آیا۔ اور ۱۶۱۴ء مین مباحثہ کے لئے کامن ہوس مین کہڑا ہوا۔ اسکے بعد ۱۶۱۵ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کے لئے ہندوستان آیا۔ اور یہان سے واپس جانے پر ٹرکی کا انگریزی سفیر مقرر ہوا۔ کئی برس قسطنطنیہ مین رہا۔ پہر یورپ کا سفیر بنایا گیا۔ آخر ۱۶۴۴ء مین ۷۳ سال ۷ سال انتقال کیا۔ ۱۲ مولف۔

ہندوستان ہوا۔ جہانگیر نے اوس کے حال پر کمال التفات کیا۔ اور کہا۔ کہ شاہ انگلستان میرا شاہی برادر ہے۔ لیکن جب چند روز کے بعد سفیر نے عہدنامہ کی درخواست کی تو اراکین سلطنت نے اوس کی مخالفت کی جس کی وجہ سے سر طامس رو بھی مثل کپتان ہاکنس کے اپنے مقصد مین ناکامیاب رہا۔ علاوہ برین انگریزی تحائف جہانگیر کے نظرون مین جچے بھی نہین۔ کیونکہ اس مین صرف انگریزی باجے۔ چاقو۔ کارچوبی سگراف۔ تلوار۔ انگریزی گاڑی۔ نامی بادشاہون کی تصویرین وغیرہ تھین۔ اور اسی لئے انگریزی سفارت کا ذکر مسلمانون کی کسی تاریخ مین نہین ہے۔ اور نہ جہانگیر نے اپنی توزک مین اسکا حال لکھا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ اوس زمانہ مین انگلستان کی سفارت۔ سفارت ہی نہین سمجھی گئی۔ اور سفارت انگلینڈ کی وقعت پیدا ہونے مین دو امر مانع تھے۔ ایک تو تحائف کا کم قیمت ہونا۔ دوسرا تجارت کا عہدنامہ چاہنا۔ ہمارے خیال مین تو اوس وقت بہ نسبت انگریزون کے پرتگیزون کی تجارت فروغ پر تھی۔ اور اسی سر طامس کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرتگیزون کے تحائف بیش قیمت جواہر یعنے لعل۔ زمرد۔ الماس کے ہوتے تھے۔ اور یہی باعث تھا۔ کہ اوس زمانہ مین پرتگیزون کی کمان چڑھی ہوئی تھی۔

ہاکنس طامس کے علاوہ ہربرٹ۔ چیری۔ برنیر۔ ڈاکٹر برنارڈ۔ طامس کوریٹ۔ میٹری چین (پادری) وغیرہ انگریزون نے بھی اپنے سیاحت نامون مین عہد جہانگیری کے واقعات کو قلم برداشتہ جو جی مین آیا۔ وہ لکھہ دیا ہے۔ اور اوس کی تحقیق و تصدیق مین مطلق توجہ نہین کی ہے۔ جس سے یہ سیاحت نامے اصلی تاریخون کے مقابلہ مین بالکل وقعت کی نظر سے نہین دیکھے جاتے۔

ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی

۸ر جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ ۱۴ر فبروری ۱۶۲۸ء کو دولتخانۂ ارک دارالخلافہ اکبرآباد مین ساڑھے

تین گھڑی بعد شاہجہان[1] نے سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا۔ اور خطاب ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی مقرر پایا۔ اور اسی خطاب سے فرامین اور مہر اوزک مزین کی گئی۔ مہر اوزک مین جہانگیر کے نام تک باپ دادا کے نام کندہ تھے اس کا نام نہ سپہر مشہور تھا۔ اب اس بادشاہ کا نام بھی بیچ مین درج ہوکر نہ سپہر کا مرکز بنا۔ تخت نشینی کی مسرت مین جیسا جشن شاہانہ باہر دربار مین ہوا۔ ویسی ہی مجلس ملوکانہ اندر محل مین ممتاز الزمانی بیگم (شاہجہان کی چاہتی بی بی) اور جہان آرا بیگم مشہور بہ بیگم صاحبہ (شاہجہان کی بڑی لاڈلی بیٹی) نے آراستہ کی۔ اس کے بعد بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور ۶ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دئے۔ اور ۱۱ لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کیا۔ جہان آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور ۴ لاکھ روپیہ بخشش ہوئے۔ اور ۶ لاکھ روپیہ

[1] شاہجہان سنہ ۱۰۰۵ھ مین بمقام لاہور پیدا ہوا۔ دادا اکبر نے خرم نام رکھا۔ اور پیدائش کے تیسرے روز اکبر نے خرم کو اپنے گھر بلایا۔ اور کہا کہ مین اس کو اپنی فرزندی مین لیتا ہون۔ بعد ازان اپنی سب سے پہلی بی بی نہ بیگم الزمانی (جو سلطان بیگم جس کے بطن سے اب تک کوئی فرزند پیدا نہ ہوا تھا) بنت مہدال مرزا کو خرم کی پرورش سپرد کی۔ چنانچہ اس پوتے نے اپنے دادا کو نفس واپسین تک نہ چھوڑا۔ جب اکبر مرگیا تو خرم اپنے باپ جہانگیر کے گھر آیا۔ چند روز قرباپ کے ساتھ ساتھ گذرے۔ اس کے بعد جہانگیر نے خرم کو اودھپور کے رانا کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ پھر تسخیر دکن کے واسطے بھیجا۔ جب خرم نے ان دونون مہمات مین کامیابی حاصل کی تو جہانگیر نے شاہجہان کا خطاب اور اپنے تخت کے پاس بیٹھنے کو طلائی صندلی کا اعزاز عطا کیا۔ اہی شاہجہان دکن ہی مین تھا کہ بادشاہ نے اکبر کو ہم قدم پرنا مزد کیا۔ مگر نور جہان کے بہکانے سے پرویز مقرر کیا گیا۔ آخر انہین جھیلون کے باعث ایک عرصہ تک جہانگیر و شاہجہان مین جنگ رہا کی۔ یہ تمام حالات ہم نے جہانگیر کے تذکرہ مین کسی قدر تفصیل سے لکھدئے ہین۔ جنکے مکرر اعادہ کی یہان ضرورت پائی نہین جاتی۔ ۱۲ مولف۔

سالیانہ قرار پایا۔ اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ خزانہ سے نقد دیا جائے۔ اور نصف روپیہ کی جاگیر دیجائے۔ اس کے علاوہ ممتاز زمانی کو ۵ لاکھ روپے اس لئے سپرد ہوے کہ جب دارا شکوہ شجاع۔ اورنگ زیب لاہور سے آئین تو یہ شاہزادے داود (جہانگیر) کے ساتھ لاہور میں تھے) ساڑے چار لاکھ روپیہ اون میں اس طرح تقسیم کئے جائیں۔ کہ دارا شکوہ کو ۲ لاکھ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ۔ اورنگ زیب کو ایک لاکھ روپیہ اور مراد بخش (الف خان) دروشن راے بیگم و نربابا نو بیگم میں تقسیم کئے جائیں۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور شاہ شجاع کو ساڑے سات سو روپیہ یومیہ اور اورنگ زیب کو پانچ سو روپیہ اور شاہزادہ مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دئے جائیں۔ ماسوا اسکے ۱۲ لاکھ روپیہ سادات۔ مشائخ۔ فضلا صلحا۔ وغیرہما کو عطا ہوے۔ اور اپنے خسر آصف خان یمین الدولہ کو (جو ابھی لاہور میں شاہزادوں کے لانیکے لئے ٹھہرا ہوا تھا) عموی دانا کے لقب سے ملقب کرکے ایک خلعت (جو بادشاہ جلوس کے روز پہنا تھا) اور منصب ہشت ہزاری ذات و ہشت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ عطا فرمایا۔ اور بندر لاہری بطریق انعام کے مرحمت کیا۔ مہابت خان کو خطاب خانخانان منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و سپہ سالاری و علم و نقارہ و تومان و تورغ اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے معہ ساز نقرہ و طلا و ۵ فیل و ۴ لاکھ روپیہ نقد عنایت ہوے۔ وزیر خان (جو وزیر تھا) کو منصب پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و اسپ طویلہ خاصہ اور ایک لاکھ روپیہ انعام ملا۔ الغرض سید مظفر خان بارہہ تہتموری۔ دلاور خان برچ۔ بہادر خان روہیلہ۔ سردار خان۔ راجہ بیتھلداس پسر راجہ گوپال داس گور۔ مرزا مظفر کرمانی۔ راجہ منروپ ولد راجہ جگناتھ کچواہہ۔ قلیچ خان۔ خواجہ قاسم۔ سید امانی۔ رضا بہادر خدمت پرست خان۔ یوسف محمد خان تاشکندی

جان نثار خان۔ لہراسپ خان ولد مہابت خان خانخانان۔ دیانت خان دشت بیاضی
یکہ تاز خان۔ نصیب شیرانی ترخان میانہ ابراہیم حسین خان رحمت خان۔ زبردست خان
خواجہ برخوردار وغیرہ۔ حسب مراتب مناصب وانعامات سے سرفراز کیے گئے۔ انمین
اکثر جہانگیر کے زمانہ کے امراء اور شاہجہان کی ایام شاہزادگی کے رفقا تھے۔ چونکہ بادشاہ
مراسم ملت مصطفوی وشریعت محمدی کا پابند تھا۔ اس لئے عہد اکبری کے سجدہ کو موقوف
کیا۔ اور مہابت خان کے التماس پر زمین بوس (دونون ہاتھ زمین پر ٹیک کر پشت دست
پر بوسہ دین) مقرر کیا۔ مگر اسمین بھی سجدہ کی مشابہت ہونے سے اسکو بھی موقوف کرکے
تسلیم چہارم (تسلیم چہارگانہ) قرار دیا۔ اور سادات وفضلا ودرویش وزاویہ نشین کو پابوسی
کی ملاقات کے وقت سلام علیکم کہنے اور رخصت کے موقع پر فاتحہ پڑھنے کی اجازت دی
اور سال وماہ قمری کو (جو تاریخ ہجری پر مبنی ہے) جاری کیا۔ ۱۰۳۷ھ مین آصف خان
شاہزادون کو لیکر لاہور سے آیا۔ اور بادشاہ نے آصف خان کو وکالت کی خدمت اور
اونکے حوالہ کی۔ اور پچاس لاکھ روپیہ کی جاگیر ومنصب نہ ہزاری ذات ونہ ہزار سوار
دو اسپہ وسہ اسپہ سے سرفرازی بخشی۔ ممتاز الزمانی بیگم وعالم بیگم وشاہزادون وشاہزادیون
وغیرہ کو ایک کروڑ روپیہ کے جواہر ومرصع آلات وخلعت وخنجر مرحمت ہوے۔ اس
اثنا مین محمد خان والی بلخ وبدخشان نے کابل پر حملہ کیا۔ حالانکہ اوس کا بھائی امام قلیخان
والی توران بہت تاکید کے ساتھ منع کرتا رہا۔ مگر اس نے بھائی کی ایک نہ سنی۔ جب
بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو مہابت خان خانخانان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔
جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نذر محمد خان شکست کھاکر بھاگا۔ اور کابل بدستور ملازمان شاہی کے
قبض وتصرف مین رہا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے نظام الملک سے تمام محال بالاگھاٹ

(جو خان جہان لودہی نے نظام الملک کے ہاتھہ بھیجا تھا) واپس ملے۔ اور خان زمان نے
قلعہ بیر فتح کیا۔ ولیر خان نے خواجہ نظام تاجر سے ایک سفید ہاتھی (۶ ہزار شاہی ہاتھیون
مین ایک یہی سفید تھا۔ اکبر کو تمام عمر سفید ہاتھی کی آرزو رہی مگر دستیاب نہوا) خرید کر کے
بطور پیشکش بادشاہ کے پاس بھیجا۔ ۱۰۳۰ھ مین خانجہان لودی (جس نے ملک بالاگھاٹ
جو خان نظام الملک کے ہاتھہ بھیجا تھا) اپنے جرایم و ناشایستہ افعال کے خوف و
توہم کے باعث ایک رات اپنے متعلقین و اسباب وغیرہ کو لیکر لشکر شاہی سے بھاگ گیا۔
جب بادشاہ کو خبر ہوی تو خواجہ ابوالحسن خدمت پرست خان۔ حمید مظفر خان۔ نصیر خان
وغیرہ نامی امرا کو اوس کے تعاقب مین روانہ کیا۔ طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ خانجہان کے
اکثر خویش و فرزندان اس جنگ مین مارے گئے۔ لیکن خانجہان نے بھاگ کر برہان نظام الملک
کی پناہ لی۔ انہین ایام مین شاہ عباس والی ایران نے انتقال کیا۔ اور شاہ صفوی اوسکا
قایم مقام ہوا۔ بادشاہ نے میر برکہ کو ایلچی مقرر کر کے تہنیت و تعزیت نامہ لکھا۔ اور نظام الملک
و خانجہان کی سرکوبی کے لئے ۱۰۳۱ھ مین تین فوجین بسرکردگی ارادت خان ناظم دکن و
راجہ جگت سنگھ و شایستہ خان خلف آصف خان روانہ کین۔ اور ارادت خان کو اعظم خانی کا
خطاب عطا کر کے کل سپاہ کا سپہ سالار بنایا۔ فوجون کی روانگی کے بعد معلوم ہوا کہ ارادت خان
اور شایستہ خان مین موافقت نہین ہے۔ اس لئے بادشاہ نے شایستہ خان کو طلب کر کے
عبداللہ خان کو اوس کی جگہہ بھیجدیا۔ اس اثنا مین جادو رائے نظام الملکی (جو اپنے بیٹون
اور بھائیون وغیرہ کے ساتھہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا تھا) پھر نظام الملک کی ملازمت کے
ارادہ سے دولت آباد روانہ ہوگیا۔ لیکن نظام الملک نے اوس کی بیوفائی کا خیال کر کے
اوس کو اور اوس کے دو بیٹے مسمیان بسوا و راگھو۔ اور ایک پوتے بسونت رائے ان چارونکو

قتل کر ڈالا۔ جب جادو رائے کی بیوی اور کرپا بائی کو معلوم ہوا تو وہ اپنے بھائی جگ دیو کو لیکر معہ زر و زیور ہاتھی۔ گھوڑے۔ سپاہ وغیرہ کے حدود نظام الملکی سے نکل کر بادشاہ کے پناہ مین آئی۔ بادشاہ نے اوس کے بھائی جگدیو اور پوتے تیغ رائے کو منصب و بحالی جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور خانجہان کے تعاقب مین جو سردار گئے تھے۔ ایک مدت کے تعاقب مین خانجہان اور اوس کے معاون دریاخان دبہادرخان کو قتل کرکے اونکے سر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کئے۔ چونکہ اس مہم مین عبداللہ خان نے خدمات شایستہ بجالائے تھے۔ اس لئے بادشاہ نے فیروز جنگ و خان جہان کا خطاب عطا کرکے منصب شش ہزاری و شش ہزار سوار سے سرفراز فرمایا۔ اس اثنار مین جادو رائے کا داماد ساہوجی بھونسلہ (جو نظام الملک کے لشکر مہنود کا سردار تھا) معہ اپنے بھائی میناجی و بیٹے ساماجی کے اعظم خان کے ذریعہ بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اپنے خطاؤن کی معافی چاہی۔ بادشاہ نے اُس کو منصب پنجہزاری ذات و سوار۔ (خافی خان منصب شش ہزاری و پنجہزار سوار لکھا ہے) اور دو لاکھ روپیہ انعام مرحمت کیا۔ اور میناجی کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار اور ساماجی ولد ساہوجی کو دو ہزاری ذات ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

سنہ ۱۱۱۸ھ مین بمقام دکن و گجرات امساک باران سے غلہ کی گرانی ایسی سخت ہوئی۔ کہ پناہ بخدا۔ یعنے ایک مدت تک کتے کا گوشت بکتا رہا۔ جب یہ بھی ہو گیا تو مردون کے گوشت کی خرید و فروخت ہونے لگی۔ اور قبرستان کے ہزارون قبرین (مردہ کے گوشت کی جستجو مین) کھد کر زمین کے برابر ہو گئین۔ اور دفن و کفن کا طریقہ یک لخت موقوف ہو گیا۔ اسی زمانہ مین ایک عورت روتی پیٹتی قاضی کے پاس آئی۔ اور کہی کہ مین نے ہمسایہ کو اپنا جگر پارہ فروخت کرکے بچانے کے لئے دیا تھا۔ مگر ہمسایہ نے اوس کی ہڈی کا بھی ایک ریزہ مجھے کھانے نہ دیا۔

اور خود ہی کہا گئے۔ الغرض ہزارون دیہات ویران ہوگئے۔ لاکھون بندگان خدا اجل کے نذر ہوے۔ بادشاہ اور اوس کے امرا نے متعدد مقامات پر لنگر خانے جاری کئے۔ خصوصًا برہان پور مین ایک بہت بڑا لنگر خانہ بادشاہ نے قایم فرمایا۔ اس عرصہ مین اعظم خان نے نظام الملک کے مشہور قلعے۔ قلعہ بیر۔ قلعہ ستونڈ۔ قلعہ تلتم۔ قلعہ مالگاؤن۔ قلعہ قندہار۔ حصار راجوری وغیرہ کو فتح کیا۔ لیکن قلعہ پرینڈہ پر قبضہ نہو سکا۔ مگر جب عادل خان نے نظام الملک کے فوج کی امداد و اعانت کرکے شاہی لشکر کا مقابلہ کیا تو اکثر امرا شاہی (جو اعظم خان کے ہمراہ تھے) اور لشکر کا بہت بڑا حصہ مارا گیا۔ آخر اعظم خان ناکام بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا انہین ایام مین ۷ ذی قعدہ ۱۰۴۰ھ کو ممتاز محل[1] (جو شاہجہان کی روح جان پرور و ہمدم و محرم بستر تھی) نے درد زہ سے سفر آخرت کیا۔ بادشاہ کو اس محرم و ہمدم دیرینہ کا اس قدر

[1] جب بادشاہ (شاہجہان) کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۱۴ روز کی تھی تو جہانگیر نے ۱۰۱۵ھ مین نواب عالیہ بیگم (ممتاز الزمانی بیگم جسے ممتاز محل) بنت آصف خان بن الدولہ سے منگنی کا رسم کردیا۔ اس کے بعد جہانگیر نے اپنے بیٹے کے ساتھ مظفر حسین مرزا کی بیٹی کا نکاح کیا۔ (جسکے بطن سے ایک بیٹی پرہیزبانو بیگم ۱۲ جمادی الاول ۱۰۱۷ھ کو پیدا ہوئی) اور منگنی کے پانچوین سال ۳ ماہ ۲ دن بعد ۱۰۲۱ھ مین عالیہ بیگم کا نکاح بھی شاہجہان سے جہانگیر نے کردیا۔ اسوقت بیگم کی عمر ۱۴ سال ایک ماہ ۱۰ روز کی تھی۔ اس نکاح کے پانچوین سال ۲ رمضان ۱۰۲۶ھ کو جہانگیر نے باقتضاء مصلحت ایک اور نکاح اپنے بیٹے (شاہجہان) کا شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان کی بیٹی سے کردیا تھا۔ جسکے بطن سے ۱۲ رجب ۱۰۲۸ھ کو دارالخلافہ اکبرآباد مین ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جہان افروز نام رکھا۔ مگر ایک سال ۹ ماہ کی عمر مین بمقام برہان پور وہ لڑکا مرگیا۔ الغرض بادشاہ (شاہجہان) کے تین نکاح ہوے تھے۔ مگر بادشاہ کو محبت ممتاز محل کے ساتھ تھی۔ وہ کسی امر مین اوسکی مخالف نہ تھی۔ سفر، حضر، تکلیف، راحت ہر ایک وقت مین

غم ہوا۔ کہ مدتون روتا رہا۔ اور دو سال تک عطر لگاتا۔ رنگین کپڑے۔ جواہر پہننا چھوڑ دیا۔ ایک ہفتہ جھروکہ مین نہین بیٹھا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ سلطنت کو بیٹون مین تقسیم کرکے معبود حقیقی سے لو لگائے۔ مگر ارکان دولت اور اعیان ریاست اس ارادہ کے مزاحم ہوے۔ اس غم نے بادشاہ کو دو صدمہ دیا۔ کہ تھوڑے دنون مین تمام داڑھی سفید ہوگئی۔ اور بوڑھون سے بدتر نظر آنے لگا۔ الغرض ممتاز محل کی نعش برہان پور مین (باغ زین مین) بطور امانت زمین کے سپرد ہوئی۔ اور چھ ماہ کے بعد ۷ جمادی الاول ۱۰۴۱ھ کو ممتاز محل کی نعش۔ شاہ شجاع۔ وزیر خان۔ سنی النساء بیگم

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۸) ممتاز محل ساتھ رہتی تھی۔ اس بیگم کو ۲۰ سال کے عرصہ مین ۱۴ بچے ۸ لڑکے ۶ لڑکیان پیدا ہوے جنین ۷ زندہ رہے۔ انتقال کیوقت بیگم کی عمر ۳۸ سال ۲ ماہ تھی۔ تاریخ رحلت (جاے ممتاز محل بنت آصف اولاد کی تفصیل نقشہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوسکتی ہے۔

نمبر شمار	نام	تاریخ ولادت	کیفیت	نمبر شمار	نام	تاریخ وفات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	حوراالنسا بیگم	۸ صفر ۱۰۲۳ھ	تولد بمقام آگرہ بہر سال ایک ماہ قبل	۸	شریا بانو بیگم	۲ رجب ۱۰۳۱ھ	۲ شعبان ۱۰۳۱ھ کو بہر بیماری وفات پائی
۲	جہان آرا بیگم	۲۱ صفر ۱۰۲۳ھ	بیگم صاحب بادشاہ بیگم عرف بیگم	۹	پسر	۱۰۳۲ھ	نام رکھنے سے پہلے مرگیا۔
۳	محمد داراشکوہ	۲۰ صفر ۱۰۲۴ھ	تولد بمقام اجمیر شریف	۱۰	مراد بخش	۲۰ ذیحجہ ۱۰۳۳ھ	تولد بمقام قلعہ رہتاس۔
۴	شاہ شجاع مہپا	۱۰ جمادی الثانی ۱۰۲۵ھ	تولد بمقام اجمیر شریف	۱۱	لطف اللہ	۴ صفر ۱۰۳۶ھ	۷ رمضان ۱۰۳۶ھ کو بہر بیماری وفات پائی
۵	روشن آرا بیگم	۲ رمضان ۱۰۲۶ھ	تولد بمقام برہان پور	۱۲	دولت افزا	۴ رمضان ۱۰۳۶ھ	۴ رمضان ۱۰۳۶ھ کو بہر بیماری وفات پائی
۶	اورنگ زیب	۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ		۱۳	حسن آرا بیگم	۱۰ رمضان ۱۰۳۹ھ	واپسی اجل نے بالا۔
۷	اسد بخش	۱۱ محرم ۱۰۲۹ھ	بسن ۲ سال ۱۰ ماہ بمقام برہانپور فوت	۱۴	گوہر آرا بیگم	۱۵ ذیقعدہ ۱۰۴۳ھ	برہانپور مین پیدا ہوئی جسکی والدہ کے ساتھ ہی مان مرگئی۔

(جو ملکہ مرحومہ کی وکیل تھی) کے ساتھہ اکبرآباد روانہ کیگئی۔ اور شہر کے جنوب رویہ ایک زمین نہایت رفعت و نزاہت رکھتی تھی۔ (یہان راجہ مانسنگھ کی حویلی تھی۔ جواب اوسکے پوتے راجہ جے سنگھ پاس تھی۔ جس کو اس زمین کے معاوضہ مین بادشاہ نے خالصہ کی زمین دی) ۱۵ جمادی الثانی ۱۰۴۳ھ کو ممتاز محل وہان دفن ہوئی۔ اور ۲۰ برس کے عرصہ مین ۵ لاکھہ روپیہ کی لاگت سے وہ بےنظیر مقبرہ تیار ہوا۔ جواب تک دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے۔

ممتاز محل کے خزانہ مین ایک کروڑ روپیہ نقد جمع تھا۔ بادشاہ نے اوس مین سے نصف روپیہ اپنی چاہتی اور لاڈلی بیٹی (بیگم صاحب) کو عطا کیا۔ اور باقی نصف شاہزادون مین تقسیم فرمایا۔ اور مرحومہ کے تمام جذبات و جاگیرات بھی بیگم صاحبہ کے سپرد ہوے۔

اس اثنا مین فتح خان پسر عنبر کی ایک عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی۔ کہ "اس خدمتگار نے برہان نظام الملک کو (جو حضور سے مخالفت رکھتا تھا) مقید کیا ہے۔ اب مراحم شاہی کا امیدوار ہون"۔ بادشاہ نے اس کو نمک کی اس کارروائی پر سخت نفرین و لعنت کی۔ لیکن مصلحت ملکی کے لحاظ سے یہ جواب دیا۔ کہ "اگر تو ہمارا سچا ہوا خواہ ہے تو نظام الملک کی آلایش سے جہان کو پاک کر"۔ افسوس ہے کہ اس فتح خان نمکحرام نے اپنے ولی نعمت برہان الملک کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور مشہور کیا۔ کہ وہ اجل طبعی سے مرگیا۔ اسکے بعد بارہ بڑے بڑے نامی سردارون کو قتل کرکے نظام الملک کے بیٹے حسین کو (جو دس برس کا تھا) تخت نشین کیا۔ اپنے بڑے بیٹے عبدالرسول کے ہاتھہ آٹھہ لاکھہ روپیہ پیشکش بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اسی سال ۱۰۴۴ھ مین بادشاہ نے نصیری خان کو بالاگھاٹ جانیکی اجازت دی۔ اور اوسکے التماس پر ماہی مراتب[1] عنایت ہوا۔ اسکے بعد بادشاہ نے آصف خان یمین الدولہ کو محمد عادل خان

[1] اس سے قبل سلاطین دہلی مین ماہی مراتب کا رواج نہ تھا یہ پہلا ہی موقعہ ہے۔ جو نصیری خان کو بادشاہ نے ماہی مراتب عطا فرمایا۔ ۱۲ مولف

حاکم بیجاپور کی تنبیہ و سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ چند روز تک خوب لڑائیاں ہوتی رہین لیکن جب عمادل خان جنگ سے مجبور ہوا تو صلح و پیشکش کے بہانہ امروز فردا کے وعدون پر آصف خان کو مدتون ٹالا۔ اس عرصہ مین قحط سالی کا پیش خیمہ آیا۔ کاہ و دانہ کی کمیابی سے گھوڑے اور غلہ کی گرانی سے آدمی ایسے مجبور ہوے کہ ناچار آصف خان نے اس مہم کو ناتمام چھوڑکر واپس ہوا اور شولاپور کے قریب (جو بادشاہی علاقہ تہا) چھاؤنی کی۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو بادشاہ نے مہابت خان خانخانان کو دکن کی صوبیداری عطا کرکے یہ مہم اوسکے تفویض کی اور آصف خان کو اپنے پاس بلالیا۔ اس اثنا مین مخبرون نے بادشاہ کو خبر دی۔ کہ بندر ہگلی[1] کے فرنگیون نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالا ہے۔ اور اس دیار کے مسافرون اور مسلمانون

---

[1] ہگلی بکسر اول و ثانی مین خور کہتے ہین۔ دریاے شور سے جدا ہوکر قریب ۲۰ کروہ کے راج محل کے طرف منشعب ہوا تہا۔ پہلے زمانہ مین وہان کے لوگ راج محل کو آگ محل کہتے تھے۔ جب راجہ مانسنگہ صوبہ دار بنگالہ ہوا تو اوس نے اپنی اقامت کے لئے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنا کر اوس کا نام راج محل رکہا۔ اکبر نے اوسکو اکبرنگر سے موسوم کیا۔ اور راج محل سے ۷ کروہ پر ایک جگہہ بنگالہ اور بہکر کی سرحد ہے۔ جسکے شمال مین دریاے گنگ اور دریاؤن سے مکرر بہت عریض بہتا ہے۔ اس کے جنوب مین ایک رفیع طولانی پہاڑ ہے۔ جسکو گڈہی کہتے ہین راج محل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے۔ اور اس گنگ و خور کے اتصال سے جانب راست خلیج گنگ کے کنارہ پر بندر ساتگاؤن واقع ہے۔ ساتگاؤن سے راج محل کو کشتی ۱ روز مین پہونچتی ہے۔ بنگالیون کے عہد مین فرنگی سوداگرون کا گروہ جو سراندیپ مین رہتا تہا۔ ساتگاؤن مین آمد و رفت کرتا تہا۔ ساتگاؤن سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ ان کی آبادی تہی۔ اور بدید و فروخت کے بہانہ سے چند فرنگیون نے چند مکانات بنگالی طرز کے وہان بنالئے تھے۔ ایک مدت مین ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی سے

تکلیف دہی پر کمر باندھی ہے۔ اکثر مسلمانون کو اسیر کرکے اپنے مذہب مین شامل کرتے ہین
چنانچہ اس خبر کے گوش گذار ہونے سے بادشاہ سخت برآشفتہ ہوا۔ اور جب قاسم خان
بنگالہ کی صوبہ داری دیکر روانہ کیا تو رخصت کے وقت اس قوم کے استیصال اور قلعہ کی تسخیر کے
متعلق بھی ہدایت و تاکید کی۔ قاسم خان وہان پہونچتے ہی بندر ہگلی کے جانب لشکر کشی کرکے
ساتھہ روانہ ہوا۔ ۲۶ ذی حجہ ۱۰۴۱ھ کو خوب لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام کو اوس کے محاصرہ مین
ساڑھے تین مہینے گذر گئے۔ اس کے بعد نقبین لگائین۔ اور بہت سے فرنگی بخار دوخان
کے طرح ہوا مین اڑ گئے۔ اکثر پانی مین ڈوب مرے۔ الغرض ابتدا پیکار سے انتہاے
کارزار تک دس ہزار فرنگی مارے گئے جسمین مرد عورت بوڑھے۔ جوان۔ بچے۔ سب
شامل ہین۔ ان کے علاوہ (۱۰۴۴) عیسائی عورت و مرد اسیر ہوے۔ اور تخمیناً دس ہزار
آدمی جو قید فرنگ مین تھے۔ رہا کئے گئے۔ البتہ متعدد فرنگی کشتیون مین بیٹھہ کر سلامت
نکل گئے۔ ۱۱ محرم ۱۰۴۳ھ کو یہ اسیران فرنگ بادشاہ کے روبرو پیش ہوے۔ بادشاہ نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۲) وہان فرنگی بہت جمع ہو گئے۔ اور انہون نے بڑے بڑے توپخانے اور مضبوط نالے
توپ تفنگ اور آلات جنگ سے اوسکو مستحکم کر دیا۔ کچھہ عرصہ کے بعد ایک معمورہ بزرگ بنا اور بندر ہگلی کو نام مشہور
ہوا۔ اسکے ایکطرف دریا تھا اور تین طرف اسکے خندق کھود کر خور (نالہ) کا پانی چھوڑ دیا۔ اس بندر مین فرنگ جہاز ونکی آمد
شد و رفت شروع ہوئی جس سے بندر سانگاؤن کا بازار سرد ہوا۔ اور وہ رونق نرہی اسکے بعد ہگلی کو فرنگیون نے بندر کرکے
دیہات بہرگئے جو نالہ کے دونون طرف واقع تھے۔ تھوڑے روپیون مین اجارہ لیکر عملداری کرلی۔ اور اون مین اضافہ کیا۔ اور اون
لبض کو سمجھا کر کے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر بنصاری بناتے۔ اور ثواب عظیم کا خیال سے فرنگستان بھیجتے۔ الغرض کنار آب گنگ پر
کے رہنے والون مین سے جو کوئی ہاتھہ آتا اوسکو اسیر کرکے یہ عمل کرتے۔ ۱۲ مولف۔

اسلام کی دعوت دی۔ جنمین بعض تو مسلمان ہوے۔ اور اکثر مسلمان نہونے کی وجہہ سے مقید رہے۔ اون کے اصنام (جو انبیا کی تماثیل تھین) جنمین ڈبو دیے گئے۔ انہین ایام مین محمد خان قلعدار کالنجر (جو نظام الملک کا مامور کیا ہوا تہا) نے ملازمان بادشاہی کو قلعۂ مذکور حوالہ کیا۔ بادشاہ نے اس جلد دین اوس کو چار ہزاری منصب دو ہزار سوار دو پچاس ہزار روپیہ نقد سے سرفرازی بخشی۔ شعبان ۱۰۴۳ھ مین سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادۂ دارا شکوہ کا نکاح ہوا۔ اس شادی مین ۳۲ لاکھ روپیہ صرف ہوے۔ اور اس شادی کے ۲۲ روز بعد رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے شہزادۂ شجاع کا عقد بندہا گیا۔

اسی سال نذر محمد خان والی بلخ اور شاہ عباس والی ایران کے پاس سے ایلچی آئے۔ لاکھون روپیہ کے تحائف بارگاہ شاہی مین گذرانے۔ بادشاہ نے بہی اون دونون کے پاس اپنے ایلچیون کے ذریعہ تحائف روانہ فرمایا۔

اس اثنا مین حسب دستور سالانہ ہاتہیون کی لڑائی ہوئی۔ تمام شہزادے گھوڑون پر سوار لڑائی کی سیر دیکھہ رہے تھے۔ شاہزادۂ اورنگ زیب کے دل مین کچھہ ایسی سمائی۔ کہ اوس نے اپنے گھوڑے کو اون مست ہاتہیون کے قریب لیگیا۔ اور اس قدر نزدیک ہوا۔ کہ اون لڑنے والون مین سے ایک ہاتہی شہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شہزادہ باوجود کمسن ہونے کے بڑی ہمت کی۔ اور ایک برچہا مار کر ہاتہی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ اتنے مین ہاتہی شاہزادہ کو معہ گھوڑے کے دانتون کے نیچے کرلیا۔ شہزادہ گھوڑے سے جدا ہوکر چستی و چالاکی سے متواتر تلوار مین ہاتہی پر مارین۔ شاہزادۂ شجاع نے بہائی کا یہ حال دیکہا تو اوس کی مدد کو دوڑا۔ مگر گھوڑے کے چراغ پا ہونے سے گر گیا۔ اور راجہ مے سنگہ نے قریب پہونچ کر ہاتہی پر برچہے لگائے۔ اوس کے ساتہہ ہی گرز بردار اور جلوے خاص کے آدمیون نے ایسے گرز و حربے لگائے۔ کہ ہاتہی

بھاگ گیا۔ دونون شاہزادون کی جان بچی۔ بادشاہ دونون کو گلے لگایا۔ اور اورنگ زیب کو اشرفیون کے پانچ خریطون سے تولا۔ اور کہا کہ "بیٹا ایسی جگہہ اڑا نہین کرتے۔ ہٹ جاتے ہین" اورنگ زیب نے ہاتہہ جوڑکر عرض کیا۔ کہ "غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا"

اب مہابت خان خانخانان کی مہم دکن کے واقعات بیان کئے جاتے ہین

یعنے جب مہابت خان نواح دکن مین پہونچا تو عادل خان نے فتح خان کو ایسی پٹی پڑہائی کہ وہ اُس کا شریک حال ہوکر بادشاہ سے باغی ہوگیا۔ اور یہہ دونون ملکر مہابت خان کا مقابلہ ہر ایک مقام پر کرنے لگے۔ مگر مہابت خان اپنی جرأت و بہادری سے اُن دونون کا مقابلہ کرکے قلعہ کالنہ بہاکوٹ وغیرہ کو فتح کیا۔ اور ان لڑائیون مین دکھنیون کے اکثر سردار مثلاً یاقوت خان وغیرہ مارے گئے۔ اور نامی سردار سودا جی گرفتار ہوا۔ اسی ضمن مین مجلدار خان قلعدار قلعہ ترنیک (جو فتح خان کے ظلم سے آزردہ رہتا تہا) نے مہابت خان کو قلعہ سپرد کرنے کا پیغام دیا۔ اور ملازمت شاہی مین داخل ہونے کی آرزو کی۔ مہابت خان نے اوسکو یہ جواب بہیجا۔ کہ تیرے قلعہ کے نزدیک قلعہ بیجاپور مین ساہو کے عیال و اطفال مقیم ہین۔ تو اون کو پہلے ٹھکانے لگا کر یہان آ۔ چنانچہ مجلدار خان اپنے ہمراہیون کے ساتہہ بیجاپور گیا۔ اور ساہو کے علاقہ دارون پر یورش کرکے مال و اثر معہ عیال و دختر ساہو اور مبلغ ایک لاکھہ پچاس ہزار ہون۔ چار سو گہوڑے۔ چار ہاتہی لیکر مہابت خان کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس کارنمایان کے صلہ مین مہابت خان نے اوس کو بادشاہ کی اجازت سے خلعت و منصب و انعام سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد مہابت خان فتح خان کے سر پر جو قلعہ دولت آباد مین پناہگزین تہا روانہ آیا[1]

[1] کہتے ہین کہ قلعہ دولت آباد مین نو قلعے ہین (جو نو حصار کے نام سے مرسوم ہین) جنمین سے ۵ قلعے

ہوسنجا۔ یہان بھی خوب لڑائیان ہوئین۔ ۲۰ روز تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ آخر فتح خان مجبور ہوکر قلعہ کی کنجیان مہابت خان کو حوالہ کین۔ اور مہابت خان قلعہ مین داخل ہوکر حسن نظام الملک (جو صغیر سنی کے وجہ سے اب تک فتح خان کے قید مین تہا) اور اوس کے واسبتون وغیرہ کو اسیر کرلیا۔ فتح خان پر بھی نگرانی رکہی۔ جب بادشاہ کو اس فتح عظیم کی خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور نصیری خان کو خان دوران کا خطاب عطا فرمایا کیونکہ اس مہم وکن مین مہابت خان کے ساتہہ نصیری خان خدمات شایستہ بجالایا تہا۔ اور حسن نظام الملک کو قلعۂ گوالیار مین مثل بہادر نظام الملک کے قید کرنے کا حکم دیا۔ فتح خان کا جرم معاف کرکے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۵) روے زمین پر اور ہم مدور قلعے سنگ مصفا کے سرکردہ پر نمودار ہوے ہین۔ ۵۵ درجہ شاہجہانی (ایک کروہ دس جریب کے برابر ہوتا ہے) اس کا دورہ اور ارتفاع ۱۴ درجہ ہے۔ اسکے گرد ۴۰ گز عریض ۴۰ گز عمیق سنگ خارا مین خندق کھدی ہوئی ہے۔ پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک سیڑہیون ایسی بنائی ہے کہ دن کو چراغ بغیر نظر نہین آتی۔ تمام زینے پتہر مین تراشے ہین۔ پانی کوہ مین ایک آہنی دروازہ ہے۔ اس دروازہ سے حصار مین آتے ہین اور ایک بڑا توا لوہے کا لگایا ہے۔ جو ضرورت کیوقت گرم کرنے سے آنیوالونکی راہ کو روکدیتا ہے۔ اول اسکا نام دارا گیر اور دلگیر تہا۔ جب محمد تغلق نے اسکو فتح کرکے دہلی کو رہنیوالونکو یہان بسانا اور دارالخلافہ بنانا چاہا تو اسکا نام دولت آباد رکہا۔ مگر تہوڑی مدت مین سلطان محمد تغلق کو ملک تسخیر مین فتنہ وفساد پیدا ہوا۔ اور اوس کے جور وظلم سے اکثر موروثی ملک بہی اوسکے قبضہ مین باقی نرہے۔ جن لوگونکو دہلی سے لاکر یہان بسایا تہا۔ وہ بہی چلے گئے اور سلطان علاء الدین بہمنی نے بہی اپنے جلوس کے بعد اس علم سے آباد کئے ہوے شہر کو پسند نہین کیا۔ گلبرگہ کا نام حسن آباد رکہکر اپنا دارالسلطنت بنایا۔ جس سے دولت آباد ویران ہوگیا۔ اور سوا رقعہ کے (جسکو اب اورنگ آباد کہتے ہین) کے آبادی نہ رہی۔ ۱۲ مولف۔

دو لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کیا۔ اتنے مین خانخانان کی عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی کہ افواج شاہی۔ تردوات شاقہ۔ وقلت اذوقہ سے نہایت فرسودہ حال ہوگئی ہے۔ اگر بادشاہ کسی بادشاہزادے کو معہ افواج تازہ وسامان شایستہ کے دکن روانہ فرمائے تو مثل نظام شاہیون کے خاتمہ کے عادل خان والی بیجاپور کا بھی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ بادشاہ نے خان خانان کے معروضہ کو درجہ قبولیت بخشا۔ اور شاہزادہ شجاع کو نامی امرا اور لشکر کثیر کے ساتھہ دکن روانہ کیا۔ اس اثنار مین خبر آئی۔ کہ ساہو بھونسلہ نے نظام الملک کے کسی خویش کو (جو قلعۂ انجرائی مین قید تہا۔ رہا کرکے) بادشاہ بنا کر نواح دکن مین فساد وفتنہ برپا کیا ہے۔ اور عادل خان نے قلعہ پرینڈہ (جو نظام الملک کا تہا) سے قلعدار آقا رضوان کو باغ سبز دکہلا کر اوس پر قبضہ کرلیا ہے۔ جب شاہزادہ وہان پہونچا تو متواتر لڑائیان ہوئین۔ اکثر لڑائیون مین شاہی لشکر کو فتح وکامیابی حاصل رہی۔ اور عادل خان کی فوج شکست شکست پائی۔ لیکن نتیجہ کچہہ نہ نکلا۔ کیونکہ عادل خان نے اطاعت کی۔ اور نہ بیجاپور پر قبضہ ہوا۔ البتہ کسی قدر فتنہ وفساد کی شورش تھمگئی۔ الغرض شجاع کو بہی ناکام واپس ہونا پڑا۔ اور اسی واپسی پر بادشاہ نے خان خانان اور شاہزادہ پر بہت کچہہ زجر وتوبیخ کی۔ اور چند روز کے بعد مہابت خان خان خانان (جسکا اصلی نام زمانہ بیگ تہا) اپنے مرض کہنہ بہگندر (ناسور) سے ۱۴ جمادی الاول ۱۰۴۴ھ کو انتقال کیا۔

۱۰۴۴ھ مین بادشاہ نے یہہ خیال کیا۔ کہ جواہر خانے مین طرح طرح کے جواہر جو بیکار رکہے ہوے ہین۔ اون کو کسی کام مین لگانا چاہیے۔ جس سے زیب وزینت اور نمائش کے علاوہ سلطنت کو بہی فروغ ہو۔ چنانچہ جواہر خاصہ (جنکی قیمت دو کروڑ روپیہ تہی) کے علاوہ دوسرے بیش قیمت جواہر وزنی۔ ۵ ہزار مثقال قیمتی۔ ۸ لاکھ روپیہ کے بادشاہ نے انتخاب

کرکے بے بدل خان داروغہ زرگری خانہ کے تفویض کیا۔ اور اوس کے ساتھہ ایک لاکھہ تولہ طلا (قیمتی ۱۴ لاکھہ روپیہ) بھی دیا۔ اور یہہ فرمایش کی کہ ایک تخت شاہی جسکا طول سوا گز عرض ڈھائی گز۔ ارتفاع پانچ گز جواہر سے مرصع تیار کیا جائے۔ چنانچہ اس تخت کی جہت کا اندرونی رخ کچھہ میناکار کچھہ مرصع۔ اور بیرونی رخ لعل و یاقوت وغیرہ سے مغرق بنایا گیا۔ اور یہہ جہت بارہ زمرد کے ستونون پر قایم ہوا۔ اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع تیار کئے گئے۔ اور ان دونون مورون کے بیچ مین ایک درخت۔ لعل و الماس زمرد۔ مروارید سے مرصع لگایا گیا۔ چڑھنے کے لئے زربان کے تین پایہ جواہر آبدار سے مرصع بنائے گئے۔ گیارہ تختے جواہر سے مرصع تخت کے دور پر تکیہ لگانے کے لئے نصب ہوے۔ بیچ کا تختہ۔ (جس پر بادشاہ تکیہ لگاکے بیٹھتا تہا) ۱ لاکھہ روپیہ قیمت کا تہا۔ اس تختہ مین جو جواہر لگے تھے۔ اون مین ایک لعل لاکھہ روپیہ کا (مسکو شاہ عباس والی ایران نے زنبیل بیگ کے ہاتھہ جہانگیر کے پاس بہیجا تہا) اور جہانگیر نے دکن کی فتح کے جلدو مین شاہ جہان کو مرحمت کیا تہا۔ اس مین اول نام صاحبقران میرزا شاہرخ مرزا الغ بیگ منقوش تہا۔ پہر شاہ عباس۔ جہانگیر۔ اکبر۔ شاہ جہان کے نام کندہ کئے گئے تھے) منصب تہا۔ اور یہہ تخت طاؤس ایک کڑور روپیہ کے صرفہ سے سات سال مین تیار ہوا تہا۔ جس کی تاریخ (سریر ہمایون صاحبقرانی) ہے۔ جب یہ تخت تیار ہو گیا تو اوس پر جلوس فرما کر اپنی بخشش سے تمام خلقت کے جیب و دامان دولت سے بہر دیا۔ شاہزادون اور امراؤن کو لاکہون روپے نقد بیش بہا خلعت ملے۔ چنانچہ دس روز مین ایک ہزار خلعت عطا ہوے۔ اور طالب کلیم قصیدہ کے صلہ مین (جو اس موقع پر کہا تہا) سونے سے تولا گیا۔ اور اوس کے ہمونن (۵۰۰) روپیہ مرحمت ہوے۔ اس موقع پر

۴۲ لاکھ کی نذرین گذرین۔

اس اثنار مین جھجھار سنگھ پسر بسنگدیو (جو ابوالفضل کو مارا تھا) کے بغاوت کی خبر سنکر ہوئی۔ بادشاہ نے اوس کی سرکوبی کے لئے عبداللہ خان فیروز جنگ۔ سید خانجہان خان دوران خان کو روانہ فرمایا۔ چنانچہ ان امرا کی کوشش و تردد سے جھجھار سنگھ مارا گیا۔ اور اوس کے تلعے۔ خزانے۔ دفینے (جنکا شمار ایک کروڑ روپیہ تھا) تصرف شاہی مین آئے۔ اور اسی ضمن مین قلعہ چاندہ۔ جہانسی۔ دتیہ۔ اوندچہ (یہ قلعہ سنگ چینی کا بنا ہوا تھا) بھی فتح ہوے اس کے بعد بادشاہ نے ایک فرمان عبداللطیف گجراتی کے ہاتھہ قطب الملک والی گولکنڈہ کے پاس۔ اور ایک فرمان مکرمت خان دیوان سیوتا کے ذریعہ عادل خان والی بیجاپور کے نزدیک (کیونکہ یہ دونون منحرف ہوکر شورش کا بہیجنا موقوف کردئے تھے) روانہ کیا۔ اور ساہو بھونسلہ کی تنبیہ کے لئے (جو ایک مہم الانسب کو نظام الملک بنا کر نواح دکن کے تلعے تصرف مین لارہا تھا) خان دوران خان۔ بہادرخان۔ خان زمان خان۔ شائستہ خان وغیرہ کو ۴۰ ہزار سوارون کے ساتھہ بھیجا۔ چنانچہ ان نامی سردارون سے خاندوران خان نے کلیان۔ نارائن پور۔ کمالور۔ شولاپور نہراپور کے قلعے فتح کئے۔ اور شائستہ خان نے سنگیر۔ جنیر کے تلعے حاصل کئے۔ اللہ وردی کا قبضہ قلعہ انجرائی۔ کانجنہ۔ ناکنجنہ۔ رولہ۔ جولہ۔ انہونت۔ کول۔ پوسرا۔ اچلاگر۔ تین وغیرہ پر ہوا۔ سید خانجہان کو قلعہ سراوہون۔ قلعہ کامٹی۔ قلعہ دیوگاؤن۔ ہاتھہ آئے۔ شاہ بیگ نے قلعہ چارکونڈہ کو لیا۔ اور خان زمان نے ساہو کا تعاقب کرکے اوس کی مٹی خراب کی۔ بہرحال ان نامی سردارون کے ذریعہ دکن کے مستعد تلعے شاہی قبضہ مین آئے۔ اب سفارت کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب عبداللطیف گولکنڈہ پہونچا تو

قطب الملک نے استقبال کیا۔ اور کمال درجہ آؤبھگت سے پیش آیا۔ اس کے قبل جو شاہ ایران کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ وہ موقوف کرکے شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑھایا۔ اور خطبہ مین اصحاب کبار کے نام نامی داخل کیا۔ اور بادشاہ کے نام کا سکہ اوسی وقت مضروب ہوا۔ چالیس لاکھ روپیہ نقد وجواہر ومرصع آلات سونے کے ہودج فیل وسوار اس اسپ کی پیشکش گذرانی۔ بہرحال قطب الملک نے ایسی اطاعت کی کہ اوسوقت تک کسی والی گولکنڈہ نے اس طرح نہ کی تھی۔ اور عرضداشت کا القاب (خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے۔

مرید دیرینہ وروشن ضمیر خواہ مخلص قدوی ملاذ اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہدنامہ یہ ہے۔ کہ حضور نے از روے کرم نظری ورافت جبلی اس ناحیہ خجستہ کو بشرائط ذیل نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ نیازمند کو جو مرحمت فرمایا ہے تو یہ مرید صورتی صدق اعتقاد سے اوس کا پابند رہے گا۔ اول چار یار باصفا کا نام خطبہ مین (جمعہ وعیدین) پڑھا جاے گا۔ دوم سکہ حضور کے نام کا ہوگا۔ سوم سنہ جلوس سے دو لاکھ ہن (آٹھ لاکھ روپیہ) اون چار لاکھ ہن مین سے (جو مین نظام الملک کو دیتا تھا) سال بسال داخل کرونگا۔ حضور نے سنہ جلوس پیشکش کا بالقطع ۳۴ لاکھ روپیہ مقرر کیا تھا۔ اوس کا آٹھ لاکھ روپیہ باقیماندہ اور ۲۶ لاکھ ہن بابت سال نہم جلوس آیا ہون۔ پیشکش حال کے ہاتھی گھوڑون کی نسبت جو حضور نے مقرر کی ہے۔ اور جو گولکنڈہ مین مقرر ہوئی تھی۔ ان دونون کا فرق جو کچھ ہوگا۔ وہ بھی گذرانون گا۔ اور اس قول کے استحکام کے لئے مین نے مولانا عبداللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کھائی ہے۔ اگر اس کے خلاف سرزد ہو تو اولیاے دولت کو اختیار رہے کہ وہ مجھسے تمام ملک لے لین۔ اسکے ساتھ حضور کو میری امداد بھی کرنی واجب ہے۔ کیونکہ عادل خان کی دست درازی ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ اب عادل خان کی سنئے کہ اوس نے پہلے تو فرمان شاہی کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ مگر جب ابراہیم شاہی نے

اکثر قلعے فتح کئے تو گھبرایا۔ اور اطاعت پر کمر باندھی۔ سالانہ ۲۰ لاکھ روپیہ پیشکش کا مقرر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کو اپنی ایک شبیہ معہ چوکٹے کے اور ایک عہدنامہ سرفراز فرمایا۔ چنانچہ فرمان مذکور کے جواب مین عادل خان نے جو عرضداشت لکھی ہے اوس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

عرضداشت۔ بندہ فدوی۔ برشاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم۔ ذرہ وار بموقف عرض ایستادہا۔ حضرت صاحبقرانی میرساند۔ حضرت کی شبیہ پہونچی۔ میری مجال نہین جو اس عطیہ عظمیٰ کا شکریہ ادا کرون۔ مین نے حضرت کی دعا کو شب و روز وظیفہ بنایا ہے۔ اور پیشکش مکرمت خان کے ہاتھ روانہ کی ہے۔ آیندہ اطاعت مین سرمو قصور نہوگا۔ عادل خان نے اس عرضداشت کے گرد ایک غزل حافظ شیراز کی آب زر سے لکھی تھی۔ جس سے گمان ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے عندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لئے لکھا تھا۔

غزل

جوز اسمہ نہاد حمائل برابرم — یعنے غلام شاہم و سوگند میخورم
شکر خدا ازمد و بخت کارساز — کامے کہ خواستم زخدا شد میسرم
گر دید نام شاہجہان حرز جان کنم — دانی خجستہ نام براحد مظفرم
شاہا من از بعرش رسانم سریر فضل — مملوک این جنابم و مسکین این درم
گر یاورت نمیشود از بندہ این حدیث — از گفتہ کمال دلیلے بیاورم
برمن فتادہ سایہ خورشید سلطنت — اکنون فراغت است زخورشید خاورم
نامم زکارخانہ عشاق محو باد — گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
اے شاہ شیر گرچہ گردوارشود — در سایہ تو ملک قناعت میسرم
عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود — در شاہراہ عمر ازین عہد نگذرم

پادشاہ دین جو عہد نامہ کا خلاصہ لوح زرین پر رقم کر کے محمد زمان مشرف اصطبل کے ہاتھ روانہ فرمایا تھا اسکو بقل بھی ناظرین کی اطلاعات کے لئے ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

عالیجاہ وشوکت پناہ۔ عدالت ونصفت دستگاہ۔ زبدۂ ارباب دول۔ عمدہ اصحاب ملل۔ خلاصۂ مہربان۔ عادل خان بنور عنایات پادشاہانہ مفتخر ومستظہر بودہ بداند۔ کہ چون درینولا۔ این عدالت پناہ بیاری بجستہ اعتیار بندگی واطاعت نمودہ عرائضے کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت تقصیرات گذشتہ آن عدالت پناہ را عفو فرمودیم۔ ودر مقام عنایت آمدہ تمام ملکے کہ از عادلخان مرحوم بطریق ارث یافتہ بود۔ برو مسلم داشتم۔ واز روئے مردنوازی از ملک نظام الملک سرمحال ونکور وقلعہائے کہ دران محال است۔ وقلعہ شولاپور ومحال متعلقہ آن وقلعہ پرینڈہ وچاردہ محال متعلق بان قلعہ وولایت کوکن باقلعہائے کہ دران است وپرگنہ بہالکی وچیت گوپا۔ وجالنہ را بآن عدالت مرتبت عنایت نمودم۔ ومقرر است کہ سائر ملک نظام الملک بممالک محروسہ منتظم باشد اما این عنایات مشروط است۔ بانکہ نظام الملک ونظام الملکیہ اصلا درمیان نباشند۔ وآن عدالت پناہ متعرض محال کہ از سابق وحال درین سرحد ضمیمۂ ممالک محروسہ گشتہ نگردد وازحدود خود کہ درین مرتبہ قرار یافتہ تجاوز ننماید۔ واگر بندہ از درگاہ والا از روئے بے سعادتی فرار نماید ادا در ملک خود جائے ندہد۔ خدا ورسول راشاہد این مراتب ساختہ حکم میفرمائیم۔ کہ مادام کہ این عدالت پناہ واولاد واحفاد او بشرایط مذکورہ عمل نمایند وخلاف آن نہ کنند۔ انشاء اللہ تعالے از ما واز فرزندان کامگار ما واز برخوردار ما واز امرائے عالی مقدار ما خرابے بملک آن عدالت پناہ نخواہد رسید۔ وخلاف عہود یکہ درین لوح طلا کہ در ثبات ثانی لوح محفوظ است۔ منقوش گشتہ بعمل نخواہد آمد۔ واین قول وقرار مثلا بعد نسل ہمچو سکندر راستوار خواہد بود۔ تحریر ۲۳ ذیحجہ ۱۱۴۵ھ ۹ خرداد سنہ ۹ جلوس مقدس۔

بعد ازان بادشاہ نے ولایت[1] دکن کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کے تفویض فرمائی اور شہزادہ اپنے مفوضہ ملک کے جانب روانہ ہوگیا۔ اس اثنا مین ایک جعلی بالیسنغر خان پیدا ہوا۔ حالانکہ اصلی بالیسنغر خان (جو شہریار کا سرلشکر لاہور مین بنا تہا) قلعہ کوالاس مین (جس کا تعلق قطب الملک سے تہا) حتف الف (ایسی موت جو بے سبب بستر پہ ہو) سے مرگیا تھا جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو بادشاہ نے اوس کو دار پر کھینچا۔ ۱۰۴۶ھ آمین عبداللطیف نے عرض کیا۔ کہ جس وقت مین سفارت پر گیا تھا۔ قطب الملک کے ہاتہہ مین ایک انگشتری یاقوت کی بہت بیش بہا دیکھی تھی۔ جو سرکار کے لایق ہے۔" چنانچہ بادشاہ نے اوس کو طلب کیا۔ اور ۵۰ ہزار روپیہ اوسکی قیمت قرار پاکر پیشکش مین محسوب ہوئی۔

اور بادشاہ نے خانہ دوران خان کو اودگیر اور اودسہ کے قلعون کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ جو ۳ ماہ کے عرصہ مین یہ دونون قلعے فتح ہوے۔ سید سفتاح قلعدار نے اسمٰعیل[2] نبیرہ ابراہیم عادلخان کو

---

[1] ولایت دکن مین ۶ قلعے تھے جنمین ۳ اونچے پہاڑ و نیز اور ازمین پر بنے ہوے تہے جسکے چار صوبے۔ ایک دولت آباد سہ احمدنگر اور اور محال کے جسکو صوبہ دکن کہتے ہین۔ یہ ولایت جب نظام الملک سے تعلق رکہتی تہی تو پہلے اوس کا حاکم نشین (صدر مقام) احمدنگر تہا۔ پہر دولت آباد ہوگیا۔ دوسرا[2] تلنگانہ (یہہ صوبہ بالاگہاٹ مین واقع ہے) تیسرا[3] خاندیس۔ جسکا حصار آسیر اور شہر برہان پور مشہور ہین۔ یہ شہر قلعہ مذکور سے ۴ کروہ پر ہے۔ چوتھا[4] برار جسکا صدر مقام الچپور ہے۔ اور نواح الچپور مین اس کا مشہور قلعہ کاویل پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے۔ ان چارون صوبون کی مجموعی وارب دام ہے۔ جو دوازدہ ماہ کے حساب سے ۵ کروڑ روپیہ ہوتے ہین۔ ۱۲ سولف۔

[2] یہ اسمٰعیل درویش محمد کا بیٹا ہے جو ابراہیم عادل خان کا بڑا بیٹا۔ اور محمد قلی قطب الملک کا بہانجہ تہا۔

بہی (جو ایک مدت سے قید تھا) حوالہ کیا۔ جب وہ پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو پادشاہ نے اوسکا وظیفہ مقرر کرکے اکبرآباد مین رہنے کی اجازت عطا کی۔ اور خاندوران اوسہ واود گیر کے فتح سے فارغ ہوکر کوکنکیر مین آیا (جو قطب الملک کی سرحد پر ہے) اور قطب الملک سے ایک عمدہ اور بیش قیمت ہاتھی گج موتی نام معہ ۲۰۰ ہزار مہر (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغۂ نظمبندی مین حاصل کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ انھین ایام مین خان زمان نے ساہو بھونسلہ کا قافیہ ایسا تنگ کیا۔ کہ وہ آخر حسب قرارداد شاہی عادل خان کی نوکری قبول کی۔ اور قلعہ خیر معہ دیگر مستحکم و مضبوط قلعون کے مثلاً ترنبک۔ ترکلواری۔ ہرس۔ جودہن۔ جوند۔ برسر۔ لشکر شاہی کے حوالہ کیا۔ اور جس مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر لئے پھرتا تھا۔ اوس کو بھی خان زمان کے تفویض کیا۔ جب یہ نظام الملک بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا تو بادشاہ نے اسکو بھی اون دو نظام الملک کے ساتھہ (ایک عہد جہانگیر مین احمدنگر کی فتح کے بعد اور دوسرا عہد شاہجہان مین دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا) قلعہ گوالیار مین قید کیا۔ اور اسی سال اورنگ زیب کی شادی شاہنواز خان سپہ سالار رستم صفوی کی بیٹی سے نہایت تکلف و اہتمام کے ساتھہ عمل مین آئی۔ اسی زمانہ مین خان زمان خان نے دکن مین وفات پائی اور میر جملہ۔ میر بخشی (جو جہانگیر کے عہد مین قطب الملک کے پاس سے ایران ہوتا ہوا یہان آیا تھا) نے نقرہ دفائح سے انتقال کیا۔ اس عرصہ مین ظفر خان صوبہ دار کشمیر نے (حسب الحکم شاہی) تبت پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۳) ابراہیم عادل شاہ کی خواہش یہ تھی کہ اوسکا چھوٹا بیٹا محمد جانشین ہو۔ چنانچہ جب ابراہیم کا انتقال ہوا تو محمد جانشین ہوا۔ اور درویش محمد ابنا کیا گیا۔ اوس کی عورتون نے اسمٰعیل کو (جو ۴ سال کا تھا) پرشید و نظام الملک کے پاس بھیجدیا تھا۔ تاکہ دشمنون کے ہاتھہ سے اوسکی جان بچے۔ اور نظام الملک نے سید نصراللہ فلعدار اورنگ آباد کو اوسکی نگہداشت سپرد کی تھی۔ جبکو دس سال ہوگئے تھے۔ ۱۲ مولف۔

چڑھائی کی۔ اور متواتر لڑائیون کے بعد ابدال حاکم تبت نے اطاعت کی۔ اور بادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن ظفرخان اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راستہ بند نہ ہو جائے۔ ولایت تبت کو ابدال کے وکیل محمد مراد کے تفویض کر کے فوراً واپس ہوا۔ اور کوئی لایق انتظام نہ کر سکا۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اوس کی اس نافہمی کی کارروائی پر بہت پیچ و تاب کھایا۔ اس اثنار مین سعید خان حاکم کابل کے عرضداشت سے معلوم ہوا۔ کہ علی مراد خان حاکم قندہار[1] (جو شاہ ایران کے جانب سے تھا) قلعہ کے حوالہ

[1] اس کے پچھلے واقعات یہ ہین کہ شاہ عباس والی ایران نے جہانگیر کے عہد مین زنبیل بیگ ایلچی (ایران) کے اشارہ پر (جس وقت کہ جہانگیر اپنے بیٹے شاہجہان کی بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف تھا) بلا کسی اطلاع و سبب کے دفعتاً چڑھائی کر کے ۴۵ دن کے محاصرہ کے بعد ۱۰۳۲ھ مین عبدالعزیز خان قلعدار سے قلعہ قندہار کو لے لیا تھا۔ اور جہانگیر نے اوس کے واپس لینے کے لئے اول شاہجہان کو اور بعد مین نورجہان کے عرضہ پر شہریار کو لشکر کشی کے ساتھ بھیجنا چاہا تھا۔ اس اثنار مین شاہ ایران کا نامہ آیا تھا۔ اور جہانگیر نے جواب بھی اوسکا تھا وغیرہ۔ چنانچہ یہ واقعات اس کے قبل عہد جہانگیری مین ہم نے بیان کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ الغرض شاہ ایران نے قندہار پر قبضہ کر کے وہان کی حکومت گنج علیخان حاکم کرمان کے (جس کو شاہ ایران بابا کہتا تھا) تفویض کی تھی۔ جب وہ مر گیا تو اوس کا بیٹا علی مردان خان (جسکو شاہ ایران بابائے ثانی لکھتا تھا) حاکم مقرر ہوا تھا۔ بہرحال قندہار کا اسطرح چلا جانا جہانگیر کو بھی شاق گذرا تھا۔ مگر مجبوری کے وجہ سے چندے التواء ہوا۔ اس عرصہ مین عمر آخر ہو گئی۔ اور یہ حسرت بھی ساتھ گئی۔ لیکن جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اوس کے دل مین بھی یہ خار ہمیشہ کھٹکتا رہتا تھا۔ مگر انتظامون اور بندوبستون کی شورش نے بادشاہ کو اس طرف متوجہ ہونے نہ دیا۔ جب اوس سے فراغت ملی تو بادشاہ نے سعید خان حاکم کابل کو لکھا کہ ہمارا ارادہ قندہار پر لشکر کشی کرنے کا ہے۔ پس اولاً تمکو چاہئے کہ کئی دو ہوشیار کاروان کابلی کو بھیجکر حصار کی کیفیت اور لشکر کی حالت دریافت کرو۔ اور اگر ممکن ہو تو علی مردان خان کو ہماری

کرنے پر آمادہ اور مدد کا طالب ہے۔ بادشاہ نے فوراً سعید خان کو اوس کی مدد کے لئے لکھا۔ اور قلیچ خان حاکم ملتان کا منصب اضافہ کرکے قندہار کی حکومت عطا کی۔ اور حکم دیا۔ کہ فوراً لشکر شالیستہ کیکر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۵) اطاعت پر مائل کیا جائے۔ چنانچہ سعید خان نے پری آقا الملقب بہ ذوالقدر خان کو تمام واقعات ذہن نشین کرکے پوشیدہ طور پر قندہار بھیجا۔ اُس نے وہان جاکر علی مردان خان کو بہت کچھ سمجھایا اور پٹی پڑھایا۔ مگر وہ گرگ کہن اس کے دام مین نہ آیا۔ بلکہ سعید خان کو زبانی یہ کہلا بھیجا۔ کہ آیندہ ایسے پیغام کی ضرورت نہین جب بادشاہ کو سعید خان کے ذریعہ علی مردان خان کا عندیہ معلوم ہوا تو قندہار کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور سعید خان کو بھی تیار رہنے کے لئے فرمان بھیجا۔ اتفاقاً یہ خبر علی مردان خان کو بھی ہوگئی تو اوس نے قندہار کی حصار کو مستحکم کیا۔ اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک جدید قلعہ بھی تیار کیا۔ اور اوس کی اطلاع شاہ ایران کو دیکے امداد کی استدعا کی۔ لیکن وہان علی مردان خان کے بعض دشمن بھی موجود تھے۔ جنھون نے شاہ ایران کو اسکے جانب سے بدظن کیا کہ وہ امداد دینے کے عوض اوس کی جان کا خواہان ہوا۔ اور سیاوش قولاقاسی حاکم شہد کو بظاہر علی مردانخان کی کمک کو روانہ کیا۔ اور باطن مین اوسکو سمجھا یا۔ کہ جب موقع ملے تو علیمردان کو گرفتار کرکے یا اوس کا سر اوتار کر بھیجدے۔ لیکن شاہ کے اس باطنی ارادہ کی کیفیت علی مردانکو بھی ہوگئی۔ جس کے باعث وہ نہایت بددل ہوا۔ اور کہا۔ کہ بادشاہ نے میرے حقوق پر کچھ خیال نہ فرمایا۔ اور میری جان کا درپے ہوا۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ مین شاہجہان کی اطاعت کرکے قلعہ قندہار بلاکسی مزاحمت کے حوالہ کردون۔ اور سیاوش کو (جو بادشاہ کا فرستادہ ہے) قلعہ مین قدم نہ رکھنے دون۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ جب سیاوش آیا تو اوس کو باہر ہی رکھا۔ قلعہ مین آنے نہ دیا۔ اور سعید خان حاکم کابل۔ عوض خان قاقشال حاکم غزنین کو اپنے ارادہ کی اطلاع اور اعانت کی استدعا کہلا بھیجی۔ اور شاہجہانکو بھی ان تمام واقعات کی ایک عرضداشت روانہ کی۔ چنانچہ سعید خان اور عوض خان لشکر جرار کے ساتھ

قندہار کے جانب کوچ کرے۔ اس کے بعد شہزادہ شجاع کو بھی ۲۰ ہزار سوارون کے ساتھہ دس لاکھہ روپیہ اخراجات کے لئے سرفراز کرکے قندہار روانہ کیا۔ ادہر سیاوش نے ان تمام واقعات کی خبر شاہ ایران کو بھیجی۔ چنانچہ شاہ ایران نے سیاوش کی کمک کے لئے خراسان سے کسی قدر فوج روانہ کی۔ لیکن پادشاہی لشکر کی تعداد عظیم کے لشکر سے بہت بڑی ہوئی تھی۔ الغرض جب سعید خان حاکم کابل۔ عوض خان قاقشال حاکم غزنین۔ قلیچ خان حاکم ملتان۔ اور شاہزادہ شجاع قندہار پہونچے۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۰۵۳ھ کو طرفین کے لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی فتح پایا۔ اور سیاوش شکست کھاکر چلتا بنا۔ جب شاہ صفی کو اس شکست کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت آشفتہ ہوا۔ اور کہا کہ میں ایروان اور بغداد کا خیال چھوڑ دیسکتا ہون۔ لیکن قندہار کی تسخیر سے ہاتھہ نہین اوٹھا سکتا۔ عنقریب جانی خان قورچی باشی کو لشکر خراسان و عراق کے ساتھہ روانہ کرون گا۔ جو اس شکست کا بدلہ لیگا۔ مگر شاہ صفی کی یہہ گفتگو ایک مجذوب کی بڑ ٹہہری۔ کیونکہ اوس نے کوئی لشکر بھیجا۔ اور نہ قندہار کے جانب توجہ کی۔ بلکہ مجبوراً لہو کے گھونٹ پی کے خاموش ہورہا۔ اس کے بعد سعید خان اور قلیچ خان نے

(البقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۶) علی مردان خان کی کمک کو آگئے۔ اور علی مردان خان نے ان دونون کو معہ لشکر اندر بلالیا اور اُسی وقت شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور سکہ جاری کیا۔

جب بادشاہ کو علی مردان خان کی عرضداشت پہونچی تو بادشاہ نے فوراً قلیچ خان ناظم ملتان کو اضافہ منصب کرکے پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار و دہزار سوار دواسپہ و سہ اسپہ سے سرفراز کرکے قندہار کی صوبہ داری تفویض کی اور حکم دیا۔ کہ لشکر ملتان کو لیکر قندہار کے جانب کوچ کرے۔ اور اوسکی کمک کیلئے شہزادہ محمد شجاع کو بھی ۲۰ ہزار سوار کے ساتھہ قندہار روانہ کیا۔ وزیر خان حاکم پنجاب کو تاکید کی کہ غلہ جمع کرکے کابل کو روانہ کرے۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

قلعہ بست۔ قلعہ داور۔ قلعہ کشک نخود۔ قلعہ سیر مذاب۔ قلعہ ارک قلعہ گرشک۔ قلعہ فولاد۔ قلعہ ولی چک وغیرہ کو فتح کیا۔ اور چند قلعہ خاران قلی حاکم فراہ (جو شاہ ایران کا علاقہ تھا) کے بھی لے لئے۔ الغرض تمام ولایت قندہار اور اوس کے ساتھہ قلعے بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آئے۔ اور اُسی سال علاء الدین فتحپوری الملقب بہ اسلام خان نے پرگنہ ہاجو سے ولایت کوچ ہاجو۔ اور لچھمی نراین سے ولایت کوچ بہار اور سرگ دیو سے ولایت آسام۔ سخت خونریزی اور لڑائی کے بعد حاصل کیا۔

جب شاہجہان نے اورنگ زیب کو ایالت دکن سے سرفراز فرمایا تو اوس کی خواہش پر ولایت بگلانہ کے تسخیر کے بھی اجازت عطا کی تھی۔ چنانچہ شہزادہ جب دکن پہونچا تو ۷ رشعبان ۱۰۴۷ھ کو ۳ ہزار سوار ۲ ہزار پیادے سرداری مالوجی دکنی بگلانہ کی تسخیر کے لئے روانہ فرمایا

لہ کوچ ہاجو دریاے برہم پتر پر ہے۔ یہ دریا بہت بڑا ہے اسکا عرض ۲ کروہ ہے اور ولایت آسام کے وسط سے جنگل مین آتا ہے وہان سے جہانگیر نگر (ڈاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے۔ اسوقت یہانکا مرزبان پرمیشور تھا۔ ۱۲ مولف۔

لہ کوچ بہار برہم پتر سے بہت دور ہے۔ اس ولایت سے ۲۰ روز مین جہانگیر نگر داخل ہوتے ہین۔ یہانکا مرزبان پرمیشور کے دادا کا بھائی لچھمی نراین تھا ۱۲ مولف۔

لہ آسام کی ولایت اکیطرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے۔ اور جسکو ہندوستانی زبان مین ہاگرا (اگر) کہتے ہین۔ یہان بھی ہوتا ہے ہاتھی بھی بکثرت موجود ہین۔ کم قیمت سونا بھی۔ یک دو ہونے تک ملتا ہے۔ اُس زمانہ مین یہان کا مرزبان (راجہ) سرگ دیو تھا جسکے پاس ایکہزار ہاتھی اور لاکھہ پیادے موجود تھے۔ ۱۲ مولف۔

لہ بگلانہ مین ۲۲ قلعے ۲۲ پرگنے ۱۰۰ قرئے ہین۔ اور ۴۰۰ اسال سے یہانکی مرزبانی ہرجی زمیندار سال کے سلسلہ مین چلی آتی ہے۔ اس ولایت کا محصول تقریباً ۱۵ لاکھہ تھا۔ پہلے زمانہ مین یہان کے راجہ صاحب سکہ تھے۔ اور اس کا طول ۱۰۰ کروہ ہے اور عرض ۶۰ کروہ ہے۔ شرق مین چاندور پرگنہ دولت آباد۔ غرب مین بندر سورت و

لشکر شاہی نے اوسکا محاصرہ کرلیا۔ چند روز کی لڑائی کے بعد بہرجی نے امان طلب کی۔ اور ولایت بگلانہ کی ۹ قلعون کی کنجیان شہزادہ کے پاس بھیجدین۔ شاہزادہ نے بہرجی کو اپنے عنایات وبخشش سے مالا مال کردیا۔ اور قلعون کی حفاظت اپنے امرا کی تفویض کی۔

۱۰۴۳ھ مین ملک رخنگ بھی بادشاہ کے قبضہ مین آیا۔ اس اثنا مین علی مردان خان قندہار سے آیا۔ بادشاہ نے منصب کا اضافہ کرکے پانچ لاکھ روپیہ انعام اور بگلانے کے کپڑون کے دس بقچے عطا فرمائے۔ اور کشمیر کی صوبہ داری عطا کی۔ ۱۲ رمضان ۱۰۴۳ھ کو افضل خان وزیر نے ۶۰ سالہ انتقال کیا۔

قندہار کے وقائع سے معلوم ہوا۔ کہ شاہ ایران قندہار کے فتح کرنے کے لئے آتا ہے۔ بادشاہ نے اوس کی مدافعت کے لئے داراشکوہ کو پچاس ہزار سوار سے قندہار روانہ فرمایا۔ اور خود بھی حضرت بابر کے مزار کی زیارت کے لئے کابل کو چلا۔ چنانچہ چار ماہ کابل مین قیام کرنے کے بعد بادشاہ وہان سے لاہور واپس ہوا۔ اور شاہ ایران کے آنے کی جو افواہ تھی۔ وہ مٹ جانیسے داراشکوہ بھی کابل سے چلا آیا۔ اسی سال بادشاہ نے میر ظریف کو گھوڑے خرید کرلانے کے لئے روم روانہ کیا۔ اور ایک کمر مرصع۔ گران بہا مع محبت نامہ کے قیصر روم کے لئے میر ظریف کو دی۔ جب میر ظریف مصر ہوتا ہوا موصل پہونچا تو سلطان مراد (جو بغداد کی مہم مین مصروف تھا) اور اوسکی وزیر اعظم محمد پاشا سے موصل مین ملاقات ہوئی۔ ظریف نے بادشاہ کا نامہ اور کمر مرصع قیصر کے روبرو پیش کیا۔ اور اپنے طرف سے بھی ہزار نفیس پارچے ہندوستانی نذر گذرانے۔ قیصر نے بادشاہ کے نامہ کو بہت عزت سے لیا۔ اور کمر مرصع کے تحفہ سے بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد قیصر نے ظریف کو۔ ہزار قروش (جسکے ۲ ہزار روپے ہوتے ہین) عنایت کئے۔ اور کہا۔ کہ بغداد کی مہم کے انصرام کے بعد تمکو معاودت کی اجازت دیجائے گی۔ جب تک تم موصل مین

بادشاہ کے لئے گھوڑے خریدو۔ چنانچہ قیصر جب بغداد فتح کرچکا تو بادشاہ کے محبت نامہ کا جواب لکھا۔ اور ارسلان آقا کو سفیر بنا کر ظریف کے ہمراہ کیا۔ ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری کا (جسکا زین مرصع بالماس تھا) اور قبائے مروارید و زر دوم کے طرح کی اور ایک اور گھوڑا خاص بطور ارمغان کے دیا۔ اور رخصت کیا جب ظریف مع ارسلان آقا کے دریا کی راہ سے ٹھٹھہ ہوتا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے قیصر کے ایلچی کو ۴۵ ہزار روپیہ انعام عطا کیا۔ کشمیر کی بھی سیر کرائی۔ اور چند روز کے بعد رخصت کر دیا۔

سنہ ۱۰۵۱ھ مین بادشاہ نے موسوی خان صدر کے توسط سے سعد اللہ[۵۱] خان کو طلب فرمایا۔ اور مناسب

---

۵۱ مُلّا سعد اللہ خان کا مولد و منشاء لاہور۔ اور شیخ سعد اللہ لاہوری کے نام سے مشہور تھا۔ جو فضیلت اور علوم معقول و نقلی و حفظ قرآن مجید و حسن تحریر و تقریر کے زیور سے آراستہ تھا۔ یہ شیخ سابق مین بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا۔ مگر روزانہ کو مقرر ہونے سے چلا گیا تھا۔ اس دفعہ بادشاہ نے بلا کر مناسب پر مقرر کیا۔ خلعت و اسپ بھی دیا۔ دو تین روز کے عرصہ مین روزانہ کے عوض منصب مرحمت ہوا۔ ایک سال کے عرصہ مین منصب ہزاری ذات و سوسوار خطاب و خدمت عرضہ داشت کا رہے معزز ہوا۔ پھر غسل خانہ کی داروغگی عنایت ہوئی۔ دوسرے سال منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار خدمت خانسامانی سے مفتخر ہوا۔ سال چہارم مین وزارت کل ہندوستان سے سرفرازی پائی۔ ساتوین سال ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ دو سہ اسپہ دو کروڑ دام انعام سے سربلندی حاصل کی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ بادشاہ کے مزاج مین اسقدر دخل پیدا کیا۔ کہ سوائے مقدمات وزارت کے تمام امور کل و جزوی مالی و ملکی مین بدون اوس کی صلاح و مشورہ کے اجرا کار کی صورت متعذر رہتی۔ یہانتک نوبت پہونچی۔ کہ شاہزادہ دارا شکوہ کو باوجود ترجیح و ولیعہدی اور اختیار سلطنت کے اس پر حسد ہوا۔ اور جیب کاوشین شروع کین۔ مگر کوئی ضرر پہونچا نہ سکا۔ ۱۲ مولف۔

یومیہ مقرر کرکے خلعت و اسپ سے سرفرازی بخشی۔ ۱۷ شعبان ۱۰۴۸ھ کو آصف خان یمین الدولہ خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی۔ جس سے بادشاہ کا عیش کمکدر ہوا۔ امین امام مین زمیندار جام نے اطاعت کی۔ اور شاہزادہ مراد بخش نے قلعہ ہالامون (پالامو) قلعہ مکوٹ۔ قلعہ نورپور۔ قلعہ بھاری قلعہ دھمال۔ قلعہ نارائگڈہ وغیرہ فتح کیے۔ اس اثنا مین قندہار کی تسخیر کے لئے شاہزادہ ایران کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے دارا شکوہ اور مراد بخش کو معہ منتخب و چیدہ امرا تقریباً ساٹھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچے تو معلوم ہوا کہ شاہ صفی کا انتقال ہوگیا۔ اور شاہ عباس تخت نشین ہوا۔ اور یہ مہم اسی طرح ملتوی رہ گئی۔ بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی دارا شکوہ اور مراد بخش کو معہ امرا و فوج کے طلب کرلیا۔ اور ۲۲ ربیع الثانی ۱۰۴۸ھ کو شاہزادہ مراد کا نکاح شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی سے ۴ لاکھ مہر پر باندھا گیا۔ اور ۶ لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ اس جشن مین خرچ ہوے۔ ۱۰۵۲ھ مین بمقام لاہور خلیل اللہ خان کے اہتمام سے ایک دلکشا باغ شالامار ایک سال چار ماہ دو یوم کے عرصہ مین چھ لاکھ روپیہ کے صرفہ سے تیار ہوا۔ اور علی مردان خان کے انتظام سے ایک عمدہ نہر (آب راوی سے) ایک لاکھ کے خرچ سے بنی۔ لیکن اس نہر کا پانی شہر کے لئے کفاف نہ کرنے سے اور ایک لاکھ روپیہ سے ملا علارالملک کو مرحمت ہوے۔ چنانچہ ملا نے ۴ کوس تک ایک نئی نہر کھود دی۔ جس سے پانی کی کثرت ہوگئی۔ اور وہ کمی کی شکایت جاتی رہی۔ ۱۰۵۳ھ مین اورنگ زیب کو بیٹا پیدا ہوا۔ شاہ معظم نام رکھا گیا۔ اور اسی سال بادشاہ کی چاہتی بیٹی بادشاہ بیگم (اپنی سالگرہ کے روز) شمع کی لو سے جلگئی۔ بادشاہ کے دل پر سخت صدمہ ہوا۔ تقریباً چھ ماہ کے بعد بیگم صاحبہ کے زخم چنگے ہوے۔ اور صحت کی خوشی مین بادشاہ نے متواتر جشن کئے۔ جسمین تقریباً ۷۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوے۔ امین امام مین چند کارروائیان اورنگ زیب سے ایسی صادر ہوئین۔ جو بادشاہ کے خلاف طبع گذرین۔ اور اورنگ زیب نے لازم پیش بینی کرکے تلوار کھول گوشہ نشینی اختیار کی۔ بادشاہ نے اوس کی جاگیر کو ضبط کرکے خالصہ مین شریک کیا

اور دکن کی صوبہ داری خاندان کو مرحمت ہوئی۔ ۱۰۵۴ھ مین دارا شکوہ کو ایک بیٹا پسر شکوہ نام پیدا ہوا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ امام قلی خان حاکم ماوراالنہر اپنے بھائی نذر محمد خان حاکم بلخ کے ظلم وستم سے بیت اللہ شریف کو چلا گیا ہے۔ بادشاہ نے ترحم فرما کر ایک لاکھ روپیہ اوس کے پاس روانہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ روپے پہونچنے کے قبل ہی مدینہ منورہ مین اوس کا انتقال ہو گیا۔ اور اوس کے اسباب مین سے ایک مروارید امرودی (جسکا وزن ۴۳ رتی قیمتی ۳۰ ہزار کا تھا) چند گھوڑے بادشاہ کے پاس آئے۔ جوہریون نے موتی کی قیمت پچاس ہزار آنکی۔ بادشاہ نے اس موتی کو اور آسپہ پنج[1] مین (اس موتی کے علاوہ کہ پنج مین سابق کے ۴۴ دانے قیمتی ۴ لاکھ روپیہ کے اور موجود تھے) داخل کیا۔ مگر چند روز کے بعد اس موتی کو تسبیح خاص کا امام بنایا۔ اور آخر دم تک اس تسبیح کو اپنے پاس رکھا۔ اور اسی سال بادشاہ نے بادشاہ بیگم کی سفارش پر اورنگ زیب کا قصور معاف کر کے حسب دستور سابق جاگیر بحال فرمایا۔ اور پانزدہ ہزاری منصب و دہ ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کہمرد اور اوس کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے سبحان قلی کو دیا ہے۔ اس خبر کے سننے سے بادشاہ سخت برآشفتہ ہوا۔ اور بلخ و بدخشان کی تسخیر امیرالامرا علی مردانخان کے تفویض کی۔ اور کمک کے لئے راجہ جگت سنگھ[2] اور

---

[1] شاہجہان جسروز تخت پر بیٹھا جواہر خانہ مین اکرور کے جواہر و مرصع آلات موجود تھے جنمین سے ۱۰۵۴ھ تک دو کرور روپے کے جواہر انعام دار خان مین ۵۰ لاکھ کے جواہر مجونون اور صد قومین اوزن دجشن کے موقع پر صرف ہوے۔ باقی جواہر کے منجملہ کرور کے جواہر جواہر خانہ انعام مین اور تمہ توشک خانہ مین پوشاک خاص کے موجود تھے۔ اسمین دو تسبیحین بہت نایاب تھین جنمین ۱۲۵ دانے مروارید کے (جنمے کا وزن ۲۳ رتی تھا) اور ۷۷ دانے یاقوت کے تھے۔ اور ان دونون کی قیمت ۲ لاکھ روپیہ تھی ۱۲ مولف۔

[2] راجہ جگت سنگھ وہان جاکر چند لڑائیون مین خود جا کر مردی اور سپاہیگری دکھائی۔ مگر افسوس ہے کہ وہین انتقال ہو گیا۔ اور راجہ کلیان رائے قلعہ متھرا کا حاکم

شاہزادہ مراد کو ۶ ہزار کی فوج سے روانہ کیا۔ اس اثنا مین دکن سے خبر آئی کہ خاندوران خان کو ایک کشمیری بچہ نے (جسکو خان مذکور نے مسلمان کرکے اپنے خدمتگارون مین رکھا تھا) مار ڈالا۔ اس تجربہ کار امیر کے مارے جانے سے بادشاہ کو بہت رنج ہوا۔ اور ۱۰۵۵ھ مین اسلام خان کو دکن کی صوبیداری پر بھیجا۔ اور سعداللہ خان کو وزارت کل کی خدمت عطا کی۔ اور اصل منصب پر اضافہ کرکے پنجہزاری پانصد سوار سے ممتاز فرمایا۔ ۲۹ شوال ۱۰۵۵ھ کو نورجہان بیگم (جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی) نے انتقال کیا۔ اور اپنے بھائی آصف خان کے مقبرہ کے پہلو مین دفن ہوئی۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ بادشاہ نے علی مردانخان وجگت سنگھ کو بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور آپ ۱۸ صفر ۱۰۵۶ھ کو خود لاہور سے کابل گیا۔ اس اثنا مین خسروخان پسر دوم نذر محمدخان (جو بدخشان وقندز مین تھا) اوزبکیہ کے ظلم اور نذر محمدخان کی کس مپرسی سے تنگ آکر شاہزادہ مراد کے ذریعہ (کابل مین) بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور خلعت و منصب و انعام سے سرفرازی پائی۔ قلیچ خان وخلیل اللہ خان نے کہمرد اور غوری کو فتح کیا۔ شاہزادہ مراد و امیرالامرا کا قندز و بلخ پر قبضہ ہوگیا۔ مگر نذر محمدخان نے فرار پر کمر باندہی۔ شاہزادہ کے حکم سے بہادرخان و اصالت خان نے اوس کا تعاقب کیا۔ چونکہ قندز و بلخ کی رعایا اوزبکیون اور لالامان کے ظلم وسختی سے نالان و پریشان تھی۔ اس لئے اوسکھون نے شاہی فتح کو اپنے لئے بہت غنیمت تصور کیا۔ منصور حاجی چغتائیہ نے قلعہ ترندبھی ملازان شاہی کے حوالہ کیا۔ اور بہادرخان و اصالت خان نے نذر محمدخان کا جو تعاقب کیا تھا۔ راستہ مین ان دونون کا اوس سے مقابلہ ہوا۔ طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر نذر محمدخان شکست کھاکر اندخان کے طرف نکل گیا۔ اور اس جنگ پرآشوب مین بعض معتمدون نے سبحان قلی خان پسر نذر محمدخان کو اوس سے جدا کرکے بخارا کو چلتے بنے۔ آخر بہادرخان و اصالت خان کو ناکام واپس آنا پڑا۔ اس اثنا مین شاہزادہ مراد نے ناموافقی آب وہوا کا بہانہ کرکے بلخ سے واپس ہونے کی بادشاہ سے اجازت چاہی۔ جس کا

جواب پادشاہ نے یہ دیا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اس ولایت کا انتظام تمھارے سپرد کرین۔ پس بہتر ہے کہ تم اپنی واپسی کا خیال دور کرو۔ مگر شاہزادہ نہ مانا۔ جس سے پادشاہ کو بیحد رنج ہوا۔ اور شاہزادہ کے منصب و جاگیر سابقہ مین تنزل و تغیر کرکے ملتان کی صوبہ داری عطا کی۔ اور سعداللہ خان جملۃ الملک کو تمام انتظامی امور کی فہمایش کرکے بلخ روانہ کیا۔ سعداللہ خان وہان پہونچکر پادشاہ کے حسب منشا پہلے تو مراد کی فہمایش کی۔ لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا۔ پھر نجابت خان پسر مرزا شاہرخ کو بلخ کی حکومت دینی چاہی۔ مگر اوس نے قبول نہ کیا۔ آخر بہادر خان و اصالت خان کو باتفاق بلخ کی حکومت کرنیکی ہدایت کی۔ اور قلیچ خان کو بدخشان کا حاکم بنایا۔ بہرام و عبدالرحمن پسران نذر محمد خان کو معہ دیگر افغانون کے جو بلخ مین اسیر تھے) پادشاہ کے پاس روانہ کرکے خود بھی واپس ہوا۔ پادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین سعداللہ خان کو شش ہزاری منصب و پنجہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اسنے مین خبر آئی کہ نذر محمد خان ایران گیا ہے۔ اس لیے پادشاہ نے میر عزیز کے ہاتھ ایک نامہ شاہ ایران کو بھیجا۔ اور خود ۹ شعبان ۱۰۵۹ھ کو کابل سے کوچ کیا۔ اور جاتے وقت اورنگ زیب کو ۹ شعبان کی حکومت عطا کرکے دوازدہ ہزاری منصب دہ ہزار سوار جس مین شصت ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ ۶ لاکھ روپیہ نقد و خلعت گران بہا سے سرفرازی بخشی۔

اب نذر محمد خان کے واقعات سنئے۔ کہ وہ بیچارہ آوارہ کوہ و بیابان مین مارا مارا پھرتا ہوا ایران پہونچا اور شاہ ایران سے مدد چاہی۔ چنانچہ شاہ نے اوس کے حسب منشا فوج وغیرہ سے اعانت کی۔ جب اسکو کمک ملی تو پھر بلخ پر آدھمکا۔ بہادر خان اور اصالت خان نے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ جس سے نذر محمد خان کو متواتر شکستین ہوین۔ آخر وہان سے مایوس شاہ ایران کی جمعیت کو کہپا کر عبدالعزیز خان والی توران کے پاس اعانت کی التجا لیگیا۔ عبدالعزیز خان اوسکی پریشانی پر رحم کہاکر معہ فوج جرار اوسکے ساتھ ہوا۔ اب یہ دونون ملکر بلخ پر حملہ کئے۔ بہادر خان اور اصالت خان نے اون کا مقابلہ کیا

اور اورنگ زیب بھی کابل سے کمک کے لئے آگیا۔ جس سے ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا۔ اس عرصہ مین ایک اور آفت کا سامنا بادشاہی لشکر کے لئے یہ ہوا۔ کہ وہان کے اکثر باویہ نشین قبایل (الوسات داوسیاقات) مثلاً اوزبکیہ اور المانیہ وغیرہ نے بادشاہی لشکر کو جنگ مین مصروف دیکھکر نواح بلخ و بدخشان کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔ اب بادشاہی لشکر کو اون کی سرکوبی اور تنبیہ بھی کرنی پڑی۔ الغرض ولایت بلخ و بدخشان مدتون میدان کارزار بنا رہا۔ اور متعدد لڑائیان ہوئین۔ طرفین کے ہزارون آدمی مارے گئے۔ اکثر نامی سردارون نے جام شہادت نوش کیا۔ ایک دفعہ تو برابر سات دن اور سات رات مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ مگر ہر موقع پر اورنگ زیب کی فتح رہی۔ آخر عبدالعزیز خان متواتر شکستون سے مایوس ہوکر توران چلا گیا۔ اوزبکیون والمانیون کا بھی غرور ٹوٹا۔ اب نذر محمد خان کی حالت وہی پلاس کے تین پات کی ہوگئی۔ اور بجز اطاعت کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ آخر امان کا طالب ہوا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو اورنگ زیب کو لکھا۔ کہ اب نذر محمد خان ہمارے رحم وکرم کا امیدوار ہوا ہے۔ اس لئے تم اوسکو ولایت بلخ و بدخشان تفویض کرکے ہمارے پاس چلے آؤ۔" چنانچہ اورنگ زیب نے نذر محمد خان کو بلخ و بدخشان کی حکومت حوالہ کرکے وہان سے کوچ کیا۔ بادشاہ نے نذر محمد خان کے لڑکون اور اوس کے متعلقین کو (جو مہم بلخ مین اسیر ہوے تھے) انعام وخلعت سے سرفراز کرکے اوس کے پاس روانہ کردیا۔ مگر نذر محمد خان کا بڑا بیٹا خسرو خان (جسکو ہندوستان کا مزا لگ گیا تھا) واپس جانے پر راضی نہوا۔ اور بادشاہ کی ملازمت ہی مین رہا۔

مورخون نے لکھا ہے کہ بلخ کی آغاز تسخیر سے اورنگ زیب کی مراجعت کی تاریخ تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی تنخواہ مین اور دو کروڑ روپیہ اس مہم کی ضروریات مین خرچ ہوا۔ طرفین سے جمع کثیر قتل ہوئی۔ اور جنگ ہفت شبانروزہ مین اوزبک ۹ ہزار لشکر شاہی کے ۵ ہزار قتل ہوے۔ مال مویشی۔ رعایا جو فنا و غارت ہوے۔ اوسکا حساب خدا جانتا ہے۔

اس اثنا مین شاہزادہ شجاع بنگالہ سے بادشاہ کے پاس آیا۔ اور مراد بخش کا قصور بھی معاف ہوکر منصب وغیرہ کی بحالی ہوئی۔ ۱۰۵۸ھ مین ایک الماس ناتراشیدہ وزنی (۱۰۸) رتی قطب الملک نے (حسب الحکم شاہی) بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ اتفاقاً اوسی روز ایک شمامہ عنبر وزنی (۸۰) تولہ (جو قندیل کی صورت تھا) قیمتی دس ہزار روپیہ بادشاہ کی نظر سے گذرا۔ بادشاہ نے اوس شمامہ کو طلا مین مشبک کرکے انواع واقسام کے جواہر سے مرصع کردیا۔ اور اس الماس ناتراشیدہ کو تقریباً (۷۰) رتی ترشوا کر (جو بعد ترکشنے کے وہ الماس ستورتی وزن عیب سے خالی ڈیڑھ لاکھ روپیہ قیمت کا ہوگیا تھا) اوس پر نصب کردیا۔ چنانچہ یہہ قندیل بعدیل قیمتی ڈھائی لاکھ روپیہ کی تیار ہوئی اُس کا نام گل محمدی رکھا گیا۔ بادشاہ نے اس قندیل کے ساتھہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد سید احمد مہدوی کے ہاتھہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ یہ قندیل روضہ منورہ مین لگائی جائے۔ اور روپیہ فقرا و مساکین مین تقسیم ہو۔ ۱۰۵۸ھ مین خبر آئی کہ عبدالعزیز خان والی توران نے نذر محمد خان پر چڑھائی کی ہے۔ بادشاہ نے اوس کی امداد کے لئے بہادر خان اور رائے سنہیلداس کو روانہ کیا۔ جس سے عبدالعزیز خان کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ مگر افسوس ہے کہ دوسرے سال اوس کے بیٹے سبحان قلی خان نے یورش کرکے بلخ پر قبضہ کرلیا۔ اور باپ (نذر محمد خان شکست کھا کر بیت اللہ شریف چلدیا۔ لیکن رستہ مین انتقال ہوگیا۔

اسی سال ۱۰۵۸ھ مین بادشاہ نے دارالملک دہلی مین نورگڈھ (سلیم گڈھ) سے متصل اور پرانی دہلی کی فصیل سے اور جمنا کے کنارے شاہجہان آباد کی بنیاد رکھی۔ اور ایک جامع مسجد بھی۔ لاکھ کے خرچ سے تیار کی۔ انھین ایام مین خبر آئی کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قندہار پر فوج کشی کی ہے پس فوراً بادشاہ نے اورنگ زیب و سعداللہ خان کو معہ دیگر امرا و فوج کثیر کے قندہار کی حفاظت کے لئے روانہ کیا۔ مگر یہ وہان پہونچنے بھی نہ پائے۔ کہ شاہ ایران نے عبدالعزیز قلعدار کو تنگ کرکے

قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قلعہ بست و زمین داور پر بھی ایرانیون کا تسلط ہوگیا۔ اس کے بعد شاہ ایران محراب خان کو قندہار کی حکومت تفویض کرکے خود ایران کو چلا گیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی تو سخت افسوس کیا۔ اور اورنگ زیب کو لکھا کہ فوراً قندہار کا محاصرہ کیا جائے۔ اور خود بھی کابل کو گیا۔ اورنگ زیب نے ہر چند کوشش کی۔ مگر قندہار رہا تہہ نہ آیا۔ اس اثناء مین قحط سالی کا ایسا سخت دورہ ہوا۔ کہ بادشاہ نے اورنگ زیب کو واپسی کا حکم دیا۔ اور تسخیر قندہار کا مسئلہ سال آیندہ پر موقوف رہا۔

۱۰۵۹ھ مین قیصر روم کا ایلچی سید محی الدین معہ ارمغان بیش بہا حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بھی قیصر روم کے لئے عمدہ تحائف روانہ فرمایا۔ ۱۰۶۱ھ مین مکرر بادشاہ نے اورنگ زیب و سعد اللہ خان کو قندہار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ اس دفعہ بہ نسبت سابق کے سامان و سپاہ زیادہ ہمراہ کی۔ اور معاقب خود بھی کابل مین جاکر ٹھہرا۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر محراب خان قلعدار کی ہوشیاری اور بہادری سے اورنگ زیب و سعد اللہ خان کو کامیابی حاصل نہوئی۔ جب محاصرہ کو طول ہوا تو بادشاہ نے مجبوراً پھر واپس بلالیا۔ گو شاہجہان کو مہم قندہار مین دو دفعہ ناکامیابی ہوئی۔ مگر وہ دل شکستہ نہوا۔ چنانچہ ۱۰۶۲ھ مین سہ بارہ قندہار کے مہم کی تیاریان شروع کین۔ اور داراشکوہ نے خواہش کی۔ کہ اس موقع پر غلام کو روانہ فرمایا جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ اور سپاہ و سامان کثیر کے ساتھ ہمراہ دیا۔ اور یہ بھی ہدایت کی۔ کہ اس دفعہ بخلاف سابق کے پہلے داور و بست وغیرہ کا محاصرہ کیا جائے۔ جب یہ فتح ہوجائین تو قندہار کے لینے کی تجویز کرنا چاہئے۔ جب داراشکوہ وہان پہونچا تو بادشاہ کی ہدایت کے موافق اول قلعہ بست و قلعہ کرسنگ کا محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ بعد ازان قندہار پر توجہہ کی۔ چنانچہ بہ نسبت سابق کے اس دفعہ جنگ و جدل کا بازار

خوب گرم رہا۔ اکثر شاہی امرا اجل کے نذر ہوے۔ آخر بصد ایوسی داراشکوہ کو (حسب الطلب پادشاہ کے) واپس ہونا پڑا۔ پھر تو بادشاہ کو آیندہ قندہار کی مہم پر فوج بھیجنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور قندہار ہمیشہ کے لئے شاہ ایران کے قبض و تصرف مین رہا۔ ۱۰۶۷ھ سنہ آمین بادشاہ نے داراشکوہ کو خلعت گران بہا و سربند مرصع قیمتی ۴ لاکھ۔ ۳ ہزار روپیہ۔ ۳۰ لاکھ نقد خطاب شاہ بلند اقبال سے سرفراز کرکے اورنگ خلافت کے قریب بیٹھنے کے لئے طلائی صندلی مرحمت کی۔ اس اثنا مین رانا جگت سنگھ (جو خلاف معاہدہ قلعہ چتوڑ کی تعمیر و ترمیم کرلیا تھا) کی سرکوبی کی گئی۔ اور قلعہ تعمیر شدہ ڈھا دیا گیا۔ سرمور کایون کے راجاؤن نے اطاعت قبول کی۔ اور قلعہ دون دچاندی فتح ہوے۔

انہین ایام مین میر محمد سعید[۵۱] المخاطب بہ میر جملہ وزیر قطب الملک نے قطب الملک کے خون ہراس کے باعث شاہزادۂ اورنگ زیب (جو دکن کا حاکم تہا) کا دامن سنبھالا۔ کیونکہ

---

۵۱ میر محمد سعید اردستانی اصفہان کے سادات سے تہا۔ کہ یہ الماس فروش تاجر اوسکو ملازم رکھکر گولکنڈہ لایا۔ اور مرتے وقت اپنا تمام مال و اسباب اوس کے حوالہ کردیا۔ بعد ازان محمد سعید نے اپنی حسن لیاقت سے بہری تجارت مین بڑی دولت کمائی۔ اور ایشیا کے تمام دربارون مین جانے لگا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ اوس کی لیاقت و دولت کے باعث میر جملہ کے خطاب سے سرفراز کرکے اپنا وزیر کیا۔ چنانچہ امور مملکت کا مدار اوسی کی رائے پر منحصر تہا۔ اور اسی نے کرناٹک مین سے ایک ولایت جسکا طول ۵۰ کوس اور عرض بیس کوس محاصل ۴ لاکھ روپیہ تہا فتح کی۔ جسمین الماس کی کانین اور استوار و مضبوط قلعے مثلاً کچی کوٹ و سدہوٹ موجود تھے۔ اب تک قطب الملک کے اسلاف مین سے کسیکو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہ ہوا تہا۔ الغرض میر جملہ کی ثروت و مکنت اسقدر بڑہی ہوئی تہی کہ

میر جملہ کے بیٹے محمد امین نے کچھ ایسے ناشائستہ حرکات قطب الملک کے دربار مین کئے تھے کہ قطب الملک اوس سے سخت ناراض ہوگیا تہا۔ اور میر جملہ کو خیال تہا کہ کہین قطب الملک اوسکی جان و آبرو کو برباد نہ کرے۔ چنانچہ اسی لئے میر جملہ نے قبل از وقوع واقعہ شہزادہ کو اپنا پشت پناہ بنالیا۔ شہزادہ نے اوس کی تسلی و تشفی کرکے منصب سے سرفرازی بخشی۔ اور قطب الملک کو لکہا کہ میر جملہ ہماری ملک ملازمت مین داخل ہوا ہے۔ لہذا تم اوس کے بیٹے محمد امین کو معہ وابستگان و مال و متاع کے ہمارے پاس بہیجدو۔ لیکن قطب الملک نے اس کی تعمیل نہ کی۔ بلکہ فوراً محمد امین اور اوسکی مصاحبون کو قلعہ مین قید کردیا۔ اور سب مال و متاع کی ضبطی کا حکم دیا۔ جب شاہزادہ کو اوسکی خبر ہوئی تو اُس نے بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے قطب الملک پر چڑہائی کی۔ پہلے اپنے بیٹے سلطان محمد[1] کو سپاہ کثیر کے ساتہہ بہیجا۔ اور اوس کے پیچہے خود بہی کوچ کیا۔ چنانچہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۸) پانچ ہزار سوار وہ اپنی ذات سے نوکر رکہتا تہا۔ جسکے باعث اوسکے ہمسر و ہم رتبہ حسد کرنے لگے۔ اور ایسی چالین چلین کہ بادشاہ کا دل اوس سے برگشتہ ہوگیا۔ ۱۲ مولف۔

[1] خافی خان لکہتا ہے کہ جب اورنگ زیب نے قطب الملک پر چڑہائی کرنا چاہا تو پہلے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی سے سلطان محمد شادی کرنے کے لئے بنگالہ جاتا ہے اور مین شکار کو جاتا ہون چنانچہ سلطان محمد روانہ ہوا۔ اور اورنگ زیب بہی قندہار کا رخ کیا۔ جب سلطان محمد قطب الملک کے دار الخلافہ کے قریب پہونچا (کیونکہ اوسوقت بنگالہ کو جانے کے لئے قطب الملک کے علاقہ سے گذرنا پڑتا تہا) تو قطب الملک نے اوسکی ضیافت کی تیاری کی۔ مگر سلطان محمد نے حیدرآباد کا محاصرہ کرکے لڑائی کا سلسلہ آغاز کردیا۔ اب قطب الملک کی آنکہین کہلین۔ اور اصل مطلب سے آگاہ ہوا۔ اور عالم مجبوری مین حیدرآباد سے بیاگ کر قلعہ گولکنڈہ مین پناہ لی۔ ادہر سلطان محمد حیدرآباد مین داخل ہوکر اوسکو خوب لوٹا۔ اور تاراج کیا۔ اور اکثر مکانات کو آگ لگادی۔ مگر یہ روایت دل سے گہڑی ہوئی معلوم

سلطان محمد نے وہان پہونچکر لڑائی شروع کردی۔ اور قطب الملک کو ایسا تنگ کیا۔ کہ وہ مجبور ہوکر معافی چاہا۔ اور محمد ہادی کو معہ اپنے مان کے سفارش کے لئے شاہزادہ کے پاس بھیجا۔ اور بطریق تحائف ایک صندوقچہ بھی جواہر کا روانہ کیا۔ مگر میر جملہ کے مال و اسباب کے بھیجنے مین پس و پیش کرنے لگا۔ جس کے باعث جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ اتنے مین اورنگ زیب بھی آپہونچا۔ اب تو باپ اور بیٹے نے ایک آفت مچادی۔ اور حیدرآباد کو لے لیا۔ لیکن قطب الملک اسکی اول ہی تمام جواہر اور قیمتی اشیاء کو لیکر قلعۂ گولکنڈہ مین چلا گیا تہا۔ سلطان محمد نے حیدرآباد کی تسخیر کے بعد قلعہ گولکنڈہ کا بھی محاصرہ کیا۔ اب تو قطب الملک کی جان پر آبنی۔ آخر حسب ذیل شرائط پر صلح ہوگئی۔

(۱) سنوات گذشتہ کی پیشکش کی بابتہ ایک کروڑ روپیہ ادا کیا جائے۔ (۲) قطب الملک کی بیٹی کا نکاح سلطان محمد سے ہو۔ (۳) محمد امین کو رہا کرکے میر جملہ کا تمام مال و اسباب واپس دیا جائے۔" چنانچہ صلح کے بعد شادی کے رسومات نہایت تکلف و اہتمام سے انجام پائے اور قطب الملک ۱۴ لاکھ کے جواہر معہ اور لوازمات دسکا رہ ام نگر (جو سرحد مراٹہ و بیدر مین واقع ہے)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۹) ہوتی ہے۔ کیونکہ آداب عالمگیری (جو قطب الملک و اورنگ زیب کی تحریرات و مراسلات کا مجموعہ ہے) مین اورنگ زیب کے نامہ کا یہہ مضمون ہے۔ کہ اگر تم میر جملہ کے متعلقین کو نہ بھیجوگے تو سلطان محمد تمہاری کوئی کو پہونچے گا۔" پس یہ فقرہ ایسا صاف ہے۔ کہ اورنگ زیب نے سلطان محمد کی روانگی کو بالکل ظاہر کردیا تہا۔ جس سے خافی خان کی تحریر غلط ثابت ہوتی ہے۔ اور الفنسٹن صاحب نے بھی اپنی تاریخ مین اس غلط روایت کی سرخی۔ "اورنگ زیب کا حملہ و دغابازی سے حیدرآباد پر" جو قایم کی ہے۔ وہ قابل اعتبار نہین ہے۔ ۱۲ مولف۔

کے بیٹی کے جہیز مین دیا۔ میر جملہ نے اورنگ زیب کی اپنے مکان پر ضیافت کی۔ اور ایک پارچۂ الماس ناتراشیدہ۔ دو عدد لعل۔ نو قطعہ زمرد۔ ۶۰ دانہ مروارید۔ یک عدد نیلم و زنجیر فیل نر۔ یک زنجیر یادہ بازین طلا و یراق نقرہ۔ و راس اسپ اورنگ زیب کو نذر گذرانا۔ سلطان محمد و سلطان معظم کو بھی عمدہ تحائف دئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے میر جملہ کے لئے پنجہزاری منصب۔ چار ہزار سوار۔ معظم خان خطاب روانہ فرمایا۔ جب میر جملہ بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا تو شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار۔ خدمت وزارت و قلمدان مرصع ۵ لاکھ روپیہ نقد بطور انعام سے سرفرازی پائی۔ میر جملہ نے بھی ایک پارچۂ الماس وزنی ۲۱۶ سرخ قیمتی دو لاکھ ۱۶ ہزار روپیہ۔ ۷ زنجیر فیل۔ عمدہ یراق طلا بادشاہ کے ملاحظہ مین پیشکش کیا۔ میر جملہ کو وزارت دینے کے اسباب یہ تھے۔ کہ اسی سال اواخر جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۶ھ مین سعد اللہ خان وزیر اعظم بعارضۂ فالج انتقال کیا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسی موقع پر سعد اللہ خان مرحوم کے فرزندون لطف اللہ وغیرہ کو معہ ہمشیرزادہ یار محمد و ملازم عمدہ عبد النبی کے منصب و خلعت سے ممتاز کیا۔ اور رگھناتھ پیشکار خالصہ و تن (جو سعد اللہ خان کا تربیت یافتہ اور میر جملہ کے تقرر تک وزارت کا کام انجام دے رہا تھا) کو رائے رایان کا خطاب دیا۔ چندر بھان (جو طلب نویسی مین بینظیر اور افضل خان وزیر کا تربیت یافتہ تھا) کو رائے کا خطاب عطا کر کے دار الانشا کی خدمت تفویض کی۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ علی عادل شاہ نے وفات پائی۔ اور کوئی وارث باقی نہ رہنے کے باعث امرا نے سکندر (جسکو علی عادل شاہ نے بجائے بیٹے کے پرورش کیا تھا) کو حاکم بنایا ہے۔ لیکن بعض امرا سکندر کے مجہول النسب ہونے کے سبب سے اوس کی حکومت کو اچھی نظر سے نہین دیکھتے تھے۔ چنانچہ بادشاہ نے تسخیر بیجاپور کے لئے اورنگ زیب کو حکم دیا۔ اور معظم خان میر جملہ کو بھی شاہزادہ کی اعانت کے لئے معہ فوج کے روانہ فرمایا۔ چنانچہ اورنگ زیب نے پہلے بیدر کا محاصرہ کیا۔

اور ۱۲ روز کی مدت مین سیدی مرجان قلعدار نے محاصرہ کی سختیون سے تنگ آ کر قلعہ حوالہ کر دیا۔ بعد ازان گلبرگہ پر چڑھائی کی۔ اور دو چار لڑائیون کے بعد غنیم پسپا ہوا۔ اور قلعہ پر لشکر شاہی کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن اس موقع پر غنیم کے اشارہ سے سیواجی و شاہ جی بھونسلہ جو احمد نگر کے نواح مین تاخت و تاراجی کر رہے تھے۔ اورنگ زیب نے اونکی بھی قرار واقعی سرکوبی کی۔ جب بیدر و گلبرگہ پر قبضہ ہو گیا تو بیجاپور یون کے ہمتین پست ہو گئین۔ سکندر نے امان چاہی۔ اور ایک کروڑ پچاس لاکھہ کی پیشکش پر تصفیہ ہوا۔ علاوہ برین قلعہ پرنیڈہ۔ ولایت کوکن محال دنکو بھی تصرف شاہی مین آئے۔ ۷ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ کو بادشاہ حبس بول کی شکایت مین مبتلا ہوا۔ بہر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضا اسفل مین ورم آیا۔ گو حاذق طبیبون نے معالجہ کیا۔ مگر فائدہ اصلا نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ مسلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیادت ہو گیا۔ اور مرض کا ایسا اشتداد ہوا کہ مردہ کی شکل ہو گئی۔ ۷ روز تک منہ مین کھیل کا دانہ تک نہ گیا۔ بارے شربت کے استعمال سے فائدہ ہوا۔ مادہ اللہم واشربہ مقویہ نے طبیعت کو بحال کیا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے دارا شکوہ (جو سب بیٹون سے بڑا اور پیارا جسکو باپ اپنے پاس سے جدا نکرتا تھا) کو پنجاہ ہزاری منصب و چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ایک کروڑ دام انعام سے سرفراز کیا۔ پھر اوس کے تھوڑے ہی روز بعد شصت ہزاری منصب۔ چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ۔ ایک تسبیح مروارید قیمتی ۸ لاکھہ روپیہ و ۱۴ لاکھہ روپیہ کے مرصع آلات و صوبہ بہار کی صوبیداری سے مفتخر و ممتاز کیا۔ اور بادشاہ کی علالت کے باعث تمام احکام و فرامین کی اجرائی وغیرہ بھی دارا شکوہ کے ہاتھہ آئی۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بادشاہ اپنے حال کو متغیر دیکھکر اپنے چند خاص ارکان سلطنت کی سمیت بھی دارا شکوہ سے کرائی۔ پھر کیا تھا دارا شکوہ کا دماغ آسمان پر پہونچا۔ اور بھائیون کی تحقیر پر کمر باندھی۔ باپ کو چند روزہ مہمان اور خود کو بادشاہ تصور کر کے

ایسے احکام جاری کئے جو سررشتۂ ملک رانی و قانون پاسبانی کے خلاف تھے۔ اوس نے تو اسپر ہی اکتفا نہ کی۔ بلکہ بنگالہ۔ احمد آباد۔ دکن (جہان اوس کے تینون بھائی رہتے تھے) کے قاصدون و مسافرون کی راہ بند کی۔ اور دکلا رسے دربار کے وقایعون کے نہ لکھنے کا مچلکہ لیا۔ مگر اس قدر احتیاط پر بھی ڈاک چوکی کے ذریعہ بادشاہ کی بیماری کی شدت اور اوسکی طول مدت کی خبر پھیل گئی تھی۔ جب دارا کے بھائیون کو یہ خبر پہونچی۔ کہ باپ آفتاب برلب بام ہے اور دارا سلطنت پر مستلط ہو گیا ہے۔ تو اول مرزا مراد نے گجرات (احمد نگر) مین تخت شاہی پر قدم رکھا اور لقب مروج الدین اختیار کیا۔ دوم بنگال مین مرزا شجاع نے بھی تخت شاہی۔ قدمون کے تلے بچھایا۔ اب رہا اورنگ زیب۔ اس نے ایسی دانائی کی کہ بظاہر تو تخت پر نہین بیٹھا۔ لیکن در پردہ سب کچھہ سامان شاہی تیار کر لیا۔ اور باپ کی عیادت کے لئے اورنگ آباد سے کوچ کیا۔ اس عرصہ مین بادشاہ تندرست و صحیح ہو گیا تھا۔ جب اوس نے بیٹون کے یہ ناشایستہ حرکات سنے تو پہلے خواجہ شہباز خواجہ سرا کو مراد بخش کے سر پر بندر سورت کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور شجاع (جو ملک کو تاخت و تاراج کر رہا تھا) کی سرکوبی کے لئے شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھہ ایک لشکر جرار بھیجا۔ اور جے سنگھہ کو شاہزادہ کا اتالیق بنا کر ہمراہ کیا۔ چنانچہ خواجہ شہباز بندر سورت کا محاصرہ کر کے چندہی روز مین فتح کر لیا۔ اور مراد یہ صورت دیکھکر بلا کسی مزاحمت کے چلتا بنا۔ اور شجاع نے سلیمان شکوہ سے مقابلہ کیا۔ آخر دو چار لڑائیون کے بعد شکست فاش اوٹھائی۔ اور پٹنہ کو بھاگ گیا۔ تمام کارخانون وغیرہ پر شاہی قبضہ ہو گیا۔ بہت سے نامی امرا (شجاع کے ہمراہی) اسیر ہوے۔ جنکو دارا شکوہ نے نہایت ذلیل و خوار کیا۔ بلکہ اکثر امرا کے ہاتھہ کاٹے۔ بعضون کو قتل بھی کیا۔ اس عرصہ مین شجاع نے بادشاہ کی خدمت مین معافی جرایم کی عرضداشت بھیجی۔ جو منظور ہو گئی۔ اور بنگالہ کی

بدستور سابق بحالی کی گئی۔ اور سلیمان شکوہ کو واپسی کا حکم ہوا۔
جب دارا شکوہ ان دونوں کو نیچا دکھایا تو اب اوس کو اورنگ زیب کے تباہ کرنیکی فکر ہوئی۔
اور بادشاہ کو ایسی پٹی پڑھائی۔ کہ وہ اوس کے دام مین آگیا۔ اور ایک فرمان اورنگ زیب کے
نام یہ صادر کیا گیا۔ کہ جو امرا و سپاہ مہم بیجاپور کے لئے ہمراہ کئے گئے تھے۔ وہ واپس کردئے جائین۔
چنانچہ اس فرمان کا اثر یہ ہوا کہ اکثر امرا اورنگ زیب کی بلا اجازت واپس ہوگئے۔ مگر معظم خان
شاہنواز خان۔ سنجابت خان۔ یہ تینون نامی امرا اورنگ زیب سے جدا نہ ہوئے۔
اس کے بعد دارا شکوہ کی رائے سے بادشاہ نے مراد کو یہ لکھا کہ تم بڑار کو جاؤ۔ اگر نجاؤ گے تو
سزا پاؤ گے۔ اور اورنگ زیب کے نام یہ فرمان گیا۔ کہ میر جملہ[1] کو جو تم نے دولت آباد مین قید
کردیا ہے۔ اوس کو رہا کرکے ہمارے پاس روانہ کردو۔ مگر ان فرمایش کے جوابات مراد اور
اورنگ زیب نے کچھ بھی نہ دیے۔ تو بادشاہ نے مہاراجہ جیونت سنگھ کو صوبیداری مالوہ اور
قاسم خان کو صوبیداری احمد آباد (یہ دونون صوبے اورنگ زیب و مراد بخش سے متعلق تھے)
سے سرفراز کرکے روانہ کیا۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ مراد اور اورنگ زیب ملازمت شاہی کا قصد
کرین تو انکو وہین سے واپس کردیا جائے۔ چنانچہ یہ دونون سردار یہانسے روانہ ہوکر اجین مین

---

[1] معظم خان میر جملہ کی جان سخت عذاب مین تھی۔ کیونکہ اس کا تمام کنبہ آگرہ مین تھا۔ اور اورنگ زیب کی رفاقت مین
یہ خوف لگا ہوا تھا۔ کہ کہین دارا شکوہ اونکو ضرر نہ پہونچائے۔ اسلئے ایک چال اورنگ زیب نے یہ چلی کہ معظم خان پر نافرمانی کا
جرم قایم کرکے دولت آباد مین قید کردیا۔ جس سے بادشاہ اور دارا شکوہ کو معظم خان کے جانب سے کوئی مخالفت پیدا
نہ ہوا۔ بلکہ بادشاہ نے اورنگ زیب کی اس حرکت پر بہت لعنت و ملامت کی۔ الغرض اس ترکیب سے معظم خان
اورنگ زیب کا رفیق بنا رہا۔ اور اودہر دارا شکوہ کے ہاتھ کنبہ بھی سلامت رہا۔ ۱۲ مولف۔

بدستور سابق بحالی کی گئی۔ اور سلیمان شکوہ کو واپسی کا حکم ہوا۔

جب داراشکوہ ان دونون کو نیچا دکھایا تو اب اوس کو اورنگ زیب کے تباہ کرنیکی فکر ہوئی۔ اور بادشاہ کو ایسی پٹی پڑھائی۔ کہ وہ اوس کے دام مین آگیا۔ اور ایک فرمان اورنگ زیب کے نام یہ صادر کیا گیا۔ کہ "جو امرا و سپاہ مہم بیجاپور کے لئے ہمراہ کئے گئے تھے۔ وہ واپس کردئے جائین" چنانچہ اس فرمان کا اثر یہ ہوا کہ اکثر امرا اورنگ زیب کی بلا اجازت واپس ہوگئے۔ مگر معظم خان۔ شاہنواز خان۔ نجابت خان۔ یہ تینون نامی امرا اورنگ زیب سے جدا نہ ہوئے۔

اس کے بعد داراشکوہ کی رائے سے بادشاہ نے مراد کو یہ لکھا۔ کہ "تم برار کو جاؤ۔ اگر نجاؤ گے تو سزا پاؤ گے"۔ اور اورنگ زیب کے نام یہ فرمان گیا۔ کہ "میر جملہ[1] کو جو تم نے دولت آباد مین قید کردیا ہے۔ اوس کو رہا کرکے ہمارے پاس روانہ کردو"۔ مگر ان فرامین کے جوابات مراد اور اورنگ زیب نے کچھ بھی نہ دئے۔ تو بادشاہ نے مہاراجہ جونت سنگھ کو صوبیداری مالوہ اور قاسم خان کو صوبیداری احمد آباد (یہ دونون صوبے اورنگ زیب و مراد بخش سے متعلق تھے) سے سرفراز کرکے روانہ کیا۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ مراد اور اورنگ زیب ملازمت شاہی کا قصد کرین تو اونکو وہین سے واپس کردیا جائے۔ چنانچہ یہ دونون سردار یہانسے روانہ ہوکر اجمین مین

---

[1] معظم خان میر جملہ کی جان سخت عذاب مین تھی۔ کیونکہ اس کا تمام کنبہ آگرہ مین تھا۔ اور اورنگ زیب کی رفاقت مین یہ خوف لگا ہوا تھا۔ کہ کہین داراشکوہ اونکو ضرر نہ پہونچائے۔ اسلئے ایک چال اورنگ زیب نے یہ چلی کہ معظم خان پر نافرمانی کا جرم قایم کرکے دولت آباد مین قید کردیا۔ جس سے بادشاہ اور داراشکوہ کو معظم خان کے جانب سے کوئی مظنہ پیدا نہ ہوا۔ بلکہ بادشاہ نے اورنگ زیب کی اس حرکت پر بہت لعنت و ملامت کی۔ الغرض اس ترکیب سے معظم خان اورنگ زیب کا رفیق بنا رہا۔ اور اودہر داراشکوہ کے ہاتھ کنبہ بھی سلامت رہا۔ ۱۲ مولف۔

محبوس کرے۔ اور آپ آب نربدا کو عبور کرکے دیپال پور آیا۔ یہان مراد بخش احمد آباد سے آکر ملاقی ہوا۔ جب یہ دونون ملکر چلے تو جسونت سنگھ اور قاسم خان مزاحم ہوے۔ اورنگ زیب نے اون کو لکھہ بھیجا۔ کہ ہمارا ارادہ لڑنے کا نہین ہے صرف والد کی قدمبوسی کو جاتے ہین۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہماری مزاحمت سے کنارہ کرو۔ یا ہمارے ساتھہ چلو۔ مگر یہ دونون تو داراشکوہ کی پٹی پڑہائے ہوئے تھے۔ اس لئے اورنگ زیب کی تحریر کو نمانا۔ اور جنگ پر آمادہ ہوے۔ پھر کیا تھا۔ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اورنگ زیب کی فتح ہوئی۔ اور جسونت سنگھ و قاسم خان شکست کھا کر بھاگے۔ چنانچہ اس لڑائی مین اورنگ زیب کے جانب سے مرشد قلیخان مارا گیا۔ اور ذوالفقار خان زخمی ہوا۔ اور کسیقدر سپاہ بھی تلف ہوئی۔ مگر جسونت سنگھ و قاسم خان کی فوج کے ۶ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بڑے بڑے سردار ہلاک ہوے۔ تمام کارخانجات بادشاہی اور داراشکوہی اورنگ زیب کی سرکار مین ضبط کرلئے گئے اب اورنگ زیب اس فتح کے بعد اجمین سے کوچ کرکے گوالیار آیا۔ اور ادہر بادشاہ کو اس شکست کی خبر معلوم ہوئی تو بہت پیچ و تاب کہایا۔ لیکن داراشکوہ فوج کثیر کے ساتھہ اورنگ زیب کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ گو بادشاہ نے بہت کچھہ منع کیا۔ مگر وہ نمانا۔ آخر بادشاہ نے اس موقع پر ایک خط بیگم صاحب کے جانب سے اورنگ زیب کو نصیحتانہ لکھا۔ جسکا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا کہ حضرت نے شاہزادہ کلان کو ایسے اختیارات عطا فرماے ہین۔ کہ وہ نیازمند کی ایذا دہی پر کمر باندہا ہے۔ اور حضرت کو بالکل بے اختیار کردیا ہے۔ اور آپ حسب مشار حضرت کے نام سے فرامین جاری کرتا ہے۔ چنانچہ اب نیازمند سے لڑنے کے لئے دھولپور آیا ہے۔ اور فدوی کا ارادہ بجز ملازمت قبلہ و کعبہ کے اور کچھہ نہین ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے صوبہ پنجاب کو چلا جائے۔ اور اس فدوی کو حضرت کی خدمت مین رہنے دے۔ الغرض ۱۷ رمضان ۱۰۶۸ھ کو

سموگڈھ کے نزدیک ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر دونون لشکرون مین ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اس دفعہ بھی اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی۔ مگر مراد بخش بہت زخمی ہوا۔ اور دارا شکوہ کے بہت سے نامی سردار مارے گئے۔ اور وہ خود بھاگ کر اکبر آباد آیا۔ لیکن خجالت کے باعث باپ سے نہ ملا۔ اور رات ہی کو جواہر۔ اشرفی۔ زیور۔ طلا۔ نقرہ۔ آلات ضروری جس قدر ہوسکا۔ ہاتھیون اور خچرون پر بار کرکے معہ اپنے متعلقین کے لاہور کو روانہ ہوگیا۔ جب اورنگ زیب فتح و نصرت کے ساتھ اکبر آباد آیا۔ تو تمام امرا شاہی حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے دوسرے روز فضل خان کے ہاتھ بیش بہا تحائف۔ عمدہ جواہر اور ایک شمشیر عالمگیر (جس سے بہتر کوئی دوسری شمشیر خاندان تیموریہ مین نہین سمجھی جاتی تھی۔) اورنگ زیب کے پاس روانہ کیا۔ اور ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ عالمگیر بھی باپ کے پاس جانے کو تیار ہوگیا۔ مگر افسوس ہے کہ بعض مفسدون نے اوس کو بہکایا۔ خصوصاً خلیل اللہ خان (جو بادشاہ کا ہی بھیجا ہوا تھا) نے تو ایسی ڈینگ ماری۔ کہ اورنگ زیب نے ملنے کے ارادہ کو فسخ کردیا۔ اور بادشاہ کو نظر بند کرنے کی مصلحت ہونے لگی۔ اور اکبر آباد کا محاصرہ کرلیا گیا۔ جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو بیٹے کو پھر ایک خط آشتی کے لئے لکھا۔ جسکا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا۔ کہ اگر حضرت قلعہ کے دروازے اور مدخل و مخارج میرے آدمیون کے تفویض فرمائین تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے۔ بادشاہ نے فوراً قلعہ خالی کردیا۔ اور بیٹے کے ملازمون کو تمام کارخانہ جات تفویض کردئے۔ چنانچہ ۱۷ رمضان ۱۰۶۸ھ کو شاہزادہ محمد سلطان۔ ذوالفقار خان۔ شیخ میر۔ بہادر خان۔ اسلام خان۔ داخل ہوئے۔ اور بادشاہی آدمیون کو آمد و رفت کے لئے منع کیا۔ تمام کارخانون اور خزانون پر مہرین لگادین الحاصل اب وہی قلعہ (جہان شاہ جہان نے برسون فرمانروائی کی تھی۔) بادشاہ کے لئے آخر عمر تک زندان بنا رہا۔ اورنگ زیب کا خیال تھا۔ کہ باپ کو خوش رکھون۔ اور اوس کے

نام سے سلطنت کرون۔ مگر جب اوس کو یہ معلوم ہوا۔ کہ باپ کے دل سے داراشکوہ کی محبت کبھی دور نہ ہوگی۔ تو مجبور ہوکر اوس نے یہ چال چلی۔ لیکن باپ جبتک زندہ رہا۔ تعظیم و تکریم کرتا رہا۔ جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر بھی اورنگ زیب باپ کے پاس نہ آیا تو بیگم صاحبہ (شاہجہان کی چاہتی بیٹی) باپ کا پیام[1] لیکر بھائی کے لشکر مین آئین۔ اور بھائی سے یہ کہی۔ کہ باپ کی خواہش ہے۔ کہ پنجاب مین دارا رہے۔ مراد کو گجرات اور شجاع کو بنگالہ دیا جائے۔ دکن محمد سلطان کے تفویض ہو۔ اور شاہ بلند اقبال کا خطاب باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ (اورنگ زیب) کو مبارک ہو۔ لیکن اورنگ زیب نے اسکو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ جبتک دارا کا معاملہ فیصل نہوگا۔ مین حضور مین آنے کی جرأت نہین کرسکتا۔ آخر بیگم صاحبہ مایوس ہوکر چلی گئین۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے پھر بھی باپ کے پاس جانیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر شایستہ خان اور شیخ میر نے منع کیا تھا۔ اتنے مین ایک اور شگوفہ یہ کھلا کہ بادشاہ کا خاص شقہ داراشکوہ کے نام کا ماہرول (جو نہایت معتبر و معتمد بادشاہی چیلہ تھا) نے پیش کیا۔ جسمین لکھا تھا۔ کہ داراشاہ آباد مین ثابت قدمی اختیار کرے۔ وہان خزانہ اور لشکر کی کمی نہین ہے۔ ہرگز وہان سے آگے نہجائے۔ کہ ما بہ دولت یہان مہم کا فیصلہ فرماتے ہین۔ پس اس شقہ خاص نے تو اورنگ زیب کو بادشاہ سے اور بھی بدگمان کرادیا۔ چنانچہ اوس نے پھر باپ کے پاس جانیکا نام تک نہ لیا۔ اور باپ کی زندگی مین کبھی نہ گیا۔ جعفر خان وزیر۔ حکیم تقرب خان۔ رائے رایان راجہ رگھناتھ

[1] باپ اور بیٹے کی خط و کتابت جو باپ سے ملنے کے ارادہ مین معتمد داراسی زمانہ مین بہت کچھ طول طویل ہوئی تھی جسکے نقول عمل صالح۔ عالمگیرنامہ۔ منتخب اللباب مین کسیقدر باہمی فرق کیساتھ موجود ہین۔ جنمین سے ہمنے بعض بعض موقع پر ایک دفتر مین لکھ بھی دیا ہے۔ اور باقی طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کردی گئی۔ ۱۲ مولف۔

دیوان سلطنت معہ عملہ وفعلہ و دیوانی کے آگئے۔ اور اورنگ زیب نے ایک شاہانہ دربار عام کیا۔ لیکن مسند پر شاہزادون کی طرح بیٹھا۔ اور نذرین شاہانہ طور پر سب امرا و منصبدارون سے لین۔ پھر شان و شکوہ کے ساتھہ ہاتھی پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین چلا گیا۔ اور محمد سلطان باپ کے حکم سے بادشاہی خزانون کا رخانون۔ توشہ خانون وغیرہ کو سر بمہر کردیا۔ ۲۱ رمضان ۱۰۶۸ھ کو شاہ جہان ایسا قیدی ہوگیا۔ کہ جس کی تاریخ عاقل خان نے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار کہی ہے۔

اس کے بعد اورنگ زیب کا داراشکوہ کے تعاقب مین جانا اور متعدد لڑائیون کے بعد اوسکا گرفتار ہونا۔ مرنا۔ اور مراد کا قید کیا جانا وغیرہ حالات ہم اورنگ زیب کے تذکرہ مین بیان کرینگے۔ اب یہان صرف شاہ جہان کی وفات (شاہ جہان عالمگیر کے عہد پادشاہی مین ایک مدت تک زندہ رہا ہے) کی کیفیت اور چند مختصر واقعات لکھدینا مناسب سمجھتے ہین۔

الغرض شاہجہان اس نظربندی کی حالت مین تقریبًا نو سال تک زندہ رہا۔ اور اس عرصۂ دراز مین شاہ جہان اور اورنگ زیب کے درمیان نوشتجات گلہ مند و شکوہ آمیز معذرت و خشونت کے جو بھیجے گئے ہین۔ اون کا یہان پر لکھنا محض تاریخ کو طوالت دینا اور ناظرینون کی سمع خراشی کرنا ہے۔ ہم اون کو یک لخت قلم انداز کرتے ہین۔ لیکن اسی خط و کتابت کا ایک دلچسپ واقعہ جو خافی خان نے لکھا ہے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ایک ثقہ زادے سے (جو مشرف جواہر خانہ کا پیشکار رہا) یہ سنا گیا کہ داراشکوہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ مین بادشاہ کو مطلع کرکے اپنے خدمہ محل کے جواہر و مروارید قیمتی ۲۷ لاکھہ روپیہ کے چھوڑ کر باہر گیا تھا۔ اور ہزیمت پانے کے بعد اون کے لینے کی فرصت نہ ملی۔ جنکو شاہ جہان نے عالمگیر کے طلب کرنے پر بعد ردو قدح بسیار طوعًا و کرہًا اوس کے

پاس بھیجدیا۔ لیکن ایک تسبیح مروارید (جس کے ۱۰۰ دانہ غلطان ہمرنگ وہموزن تھے) قیمتی ۴ لاکھ روپیہ جو بہت تلاش سے ہاتھ آئی تھی۔ اور اوسکا امام بڑی سعی سے میسر ہوا تھا وہ اور ایک الماس کی آرسی (جو ہمیشہ شاہ جہان کے گلے مین رہتی تھی) عالمگیر کے پاس نہ بھیجا جسپر عالمگیر نے لکھا۔ کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات مین سے ہین انکو گوشہ نشینی مین پاس رکھنا تقویٰ کے برخلاف ہے۔ اس تحریر کو دیکھکر شاہ جہان سخت آشفتہ خاطر ہوا۔ آرسی کو تو گلے سے اوتار کر خواجہ سرا کے حوالہ کردی۔ مگر تسبیح کے لئے فرمایا۔ کہ اسپر اوراد پڑھے جاتے ہین۔ اس کو ہادن مین کوٹ کر اورزم کرکے دونگا۔ جب خواجہ سرا نے یہ سخت پیام عالمگیر سے عرض کیا تو پھر اوس نے اوس کو طلب نہ کیا۔ چنانچہ مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان کے پاس رہی۔

الغرض جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعہ اکبرآباد مین گوشہ گزین ہوا تو اوس نے روز و شب کو وظائف و طاعات و عبادات و ادائے فرائض و سنت مین تقسیم فرمایا۔ ہمیشہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا۔ اور اوس کے آیات لکھتا۔ اور اوسکو پڑھتا۔ احادیث و بزرگان سلف کا حال سنتا۔ اوراد و وظائف و بخشش و بخشایش کرتا رہتا تھا۔ آخر ۱۱ رجب ۱۰۷۶ھ روز یکشنبہ کو تیل ملنے سے بدن مین حرارت پیدا ہوئی۔ حبس بول پیچش۔ شکم کا عارضہ عارض ہوا۔ ۱۱ روز اس مرض مین گذرے۔ پھر پندرہ جراح کے علاج سے افاقہ ہوگیا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوگیا۔ ہونٹ و زبان خشک رہنے لگے۔ اس کو اپنی موت کا یقین ہوا۔ اور اپنے اسباب تجہیز و تکفین کو خوب ترتیب دیا۔ تمام بیٹون کو بلایا۔ اور تسلی و تشفی کی۔ اور اون سے آیات قرآنی پڑھوائے۔ خود کلمہ شہادت پڑھا۔ اور آیہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار پڑھکر شب دوشنبہ ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ کو انتقال فرمایا۔ ایک شخص نے شاہجہان وفات کرد۔ تاریخ کہی ہے۔ شاہجہان کی عمر

بحساب قمری ۷۶ سال ۳ ماہ ۲۷ روز تھی۔ اور بحساب شمسی ۷۴ سال کو تین روز کم تھے۔ اور ایام فرمانروائی بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۸ روز تھے۔ جب اس سانحہ کی خبر عالمگیر کو ہوئی تو بہت رویا۔ اور فردوس آشیانی کے لقب سے ملقب کیا۔ خود ۲۰ شعبان کو شاہ جہان آباد سے دارالخلافہ آیا۔ اور دوسرے روز بادشاہ کے مزار کی زیارت کی۔ ۱۲ ہزار روپیہ مجاوروں کو دیا۔ اور قلعہ مین جاکر بیگم صاحب اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اتروایا۔

بادشاہنامہ مین سلطنت کے بیسوین سال کے آخر مین یہ لکھا ہے۔ کہ شاہ جہان کی مملکت کا طول لاہری بندر سے سلہٹ تک دو ہزار کروہ بادشاہی کے قریب (ہر کروہ کے ۵ ہزار دراع۔ اور ہر دراع کے ۲۴ انگشت قسادی الخلقت) اور عرض قلعہ بست سے قلعہ اڑلیسہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے تہا۔ اس معمورۂ عالم کے صوبجات ۲۲ تھے جن مین چند سرکارین اور ہر سرکار مین چند پرگنے اور ہر پرگنے مین متعدد دیہات تھے۔ ساری ولایت کی جمع آٹھہ سو اسی کروڑ لیعنے آٹھہ ارب اسی کروڑ دام تہی جسکی تفصیل ناظرینون کی دلچسپی کے لئے ذیل مین تبلائی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامونین	جمع روپیہ مین	نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامونین	جمع روپیہ مین
۱	صوبۂ پایۂ تخت شاہجہان آباد (دہلی)	۲ کروڑ	۵ کروڑ	۶	صوبہ برار	۵۵ کروڑ	۱ کروڑ ۲۲ لاکھ ۵۰ ہزار
۲	صوبۂ مستقر الخلافہ اکبر آباد	نوے کروڑ	سوا دو کروڑ	۷	احمد آباد	۴۳ کروڑ	۱ کروڑ ۷ لاکھ ۸۵ ہزار
۳	صوبۂ دارالسلطنت لاہور	〃	〃	۸	صوبۂ بنگالہ	۵۰ کروڑ	۱ کروڑ ۲۵ لاکھ
۴	صوبہ اجمیر	۶۰ کروڑ	ڈیڑھ کروڑ	۹	صوبۂ الہ آباد	۴۰ کروڑ	۱ کروڑ
۵	دولت آباد	۵۵ کروڑ	۱ کروڑ ۲ لاکھ ۵۰ ہزار	۱۰	صوبۂ بہار	〃	〃

سنتے ہی اورنگ زیب اکبر آباد کا انتظام کرکے ۲۲ رمضان کو شاہ جہان آباد روانہ ہوا۔ اورادھر دارا شکوہ اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کے انتظار مین دہلی ٹھہرا ہوا تہا۔ جب اوس کو اورنگ زیب کے آنے کی خبر معلوم ہوئی، تو بلا انتظار سلیمان شکوہ کے لاہور کو چلتا بنا۔ جب اورنگ زیب متھرا مین داخل ہوا تو مراد بخش کو اسیر کرکے شیخ میر کے ذریعہ شاہجہان آباد

لہ کہتے ہین کہ مراد کے دل مین (اورنگ زیب کو سلطنت حاصل ہونے سے) نفاق و مخالفت پیدا ہوگئی تہی۔ اور ہمسری کا دعوے کرنا شروع کیا تہا۔ باوجود قلت خزانہ روز بروز لشکر کی تعداد بڑہا رہا تہا۔ اور اکثر امرا کو سازش سے اپنا طرفدار بنا لیا تہا۔ اور اصراف و بے اعتدالی کی تو حد نہ تہی۔ جب اورنگ زیب اکبر آباد سے نکلا تو ساتھ چلنے مین عذر و حیلہ کرنے لگا آخر ہمراہ ہوا تو پیچھے پیچھے قابو طلب چلا۔ الغرض انہین وجوہات سے اورنگ زیب نے تنبیہ و تادیب کے لئے اسیر کیا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ مراد بالکل سادہ لوح تہا۔ اورنگ زیب کے دلفریب وعدون اور نقد و جنس کے تواضعات سے بہت خوش تہا۔ اور وہ یہ سمجھتا تہا۔ کہ اورنگ زیب کبھی بدعہدی نکریگا مگر دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند کے مضمون سے بالکل بیخبر تہا۔

ڈاکٹر برنیر کا قول ہے کہ خواجہ شہباز اور دیگر رفقا نے مراد کو سمجھایا تہا۔ کہ اورنگ زیب کو دارا کے تعاقب مین جانے دیتے۔ اور آپ محافظ بادشاہ ہونے کے اکبر آباد مین رہے۔ مگر مراد اس دانشمندانہ رائے کو نہ مانا۔ اگر مانتا تو اورنگ زیب کو بڑی مشکل پیش آتی۔ لیکن اوس نے بہائی کے وعدون پر اعتماد کیا۔ کیونکہ یہ قول و بیان قرآن مجید پر ہوئے تہے۔ آخر مراد اورنگ زیب کے ساتھ ہوگیا جس روز کہ قید ہونے والا تہا۔ اوس روز بہی دوستون نے جانے کو منع کیا تہا۔ مگر وہ گیا۔ اورنگ زیب نے پہلے تو اوس کو ساتھ لیکر کہانا کہایا۔ پہر کابل و شیراز کی عمدہ شراب کی بوتلین منگوائین

روانہ کر دیا۔ اور مراد کے ہمراہی امرا کی خاطر خواہ ترقی کی گئی۔

اس اثنا مین سلیمان شکوہ کے ہمراہی نامی سردار مثلاً راجہ جے سنگھ و راجہ جسونت سنگھ وغیرہ بھی اورنگ زیب سے آملے۔ اودھر دارا کی سنے جب وہ دہلی سے نکلکر لاہور پہونچا تو موسم بارش سر پر آگیا تہا۔ خیال کیا کہ راستہ کی تکلیف سے اورنگ زیب لاہور نہ آئیگا۔ مگر اودہر کوچ کیا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۴) اور خود یہ کہکر کہ صاحب عالم مین مسلمان ہون اس لئے اس صحبت مین نہین رہ سکتا۔ آپ کی صحبت مین میر خان اور اور احباب رہینگے" چلتا بنا۔ مراد تو شراب کا دلدادہ تہا۔ اس عمدہ شراب کو اس قدر اوایا۔ کہ نشہ مین بے خبر ہوگیا۔ اورنگ زیب کی مراد برآئی۔ میر خان نے تلوار و جمدہر لے لیا۔ منوچی سے پادری گیٹ روایت کرتے ہین۔ کہ تلوار و جمدہر اورنگ زیب کے پوتے اعظم پسر شاہزادہ محمد نے (جو ۶ برس کا لڑکا تہا۔) لے اوٹھائے تہے۔ کیونکہ اورنگ زیب نے اعظم سے کہا کہ تم مراد کے ہتیار لاؤ۔ تو اوس کے صلہ مین ایک جواہر انعام دینگے۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے مراد کو جگایا۔ اور دو تین لاتین رسید کین۔ اور کہا کہ اس کمبخت شرابی کے ہاتھ پاؤن باندہ کر لیجاؤ تاکہ اس میشرمی کا سونا وہان سوئے۔ وہان تو حکم کی دیر تہی۔ سپاہی دوڑے۔ اور ہتکڑی و بیڑی ڈالکر کشان کشان لے چلے۔ مراد ہر چند چلایا۔ چیخا۔ رویا۔ مگر سننے والا کون تہا۔ اوس کے آدمیون نے کچھ کرنا چاہا تو میر آتش قلی (جو مراد کا میر آتش تہا) نے سب کو خاموش کیا۔ جسکو اورنگ زیب نے اول ہی گانٹھ لیا تہا۔

وڈ صاحب کا قول ہے کہ جب اورنگ زیب متھرا آیا تو مراد نے بہائی کی دعوت کی۔ اور اوس کے آنے پر شہباز خواجہ سرا جو مراد کا راز دار رہتا تہا نے مراد کے کان مین کہا۔ کہ عمدہ پوشاک مین چلک کرنے کا وقت یہی ہے۔ یعنے اورنگ زیب کو قتل کرنا چاہئے۔ مگر اورنگ زیب اس بات کو بہانپ گیا

جب وہ مراد کی کارروائی سے فارغ ہوا تو پہلے بہادر خان اور خلیل اللہ خان کو لشکر جرار کے ساتھہ لاہور روانہ کیا۔ چونکہ بخشیون نے اورنگ زیب کی تخت نشینی کیلئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۵) فوراً پیٹ کے درد کا بہانہ کرکے رخصت ہوا۔ تیسرے روز خود نے مراد کی دعوت کی۔ خوب ناچ رنگ رہا۔ اورنگ زیب نے پابندی اسلام کو سلام کرکے اپنے ہاتھہ سے بھائی کو خوب شراب پلائی۔ اور اوس کے امرا کو بھی بدمست کیا۔ جب سب بیہوش ہوے تو پہلے ہتیار اوہرائے بعد ازان مراد کے ہاتھہ باندھنا شروع کیا۔ جب وہ جاگا اور غل مچانا چاہا تو کہا کہ اگر ذرا بھی غل مچائے۔ اور ہاتھہ ہلائے تو قتل کردئے جاؤگے۔ اس دھمکی نے خوب کام کیا۔ اور وہ بیچارہ چپ چاپ دستگیر ہوا۔ اوس کے رازدار شہباز کو بھی اسیر کرلیا۔

ظفرنامہ مین لکھا ہے۔ کہ جب اورنگ زیب آگرہ سے نکلا تو معلوم ہوا کہ مراد بھی آگرہ سے کوچ نہین کیا۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار کی مسلح فوج بھی اوس کے پاس جمع ہوگئی ہے۔ علاوہ اس کے اکثر ظاہر پرست امرا نے بھی اوس کی ہمراہی کرلی ہے تو اورنگ زیب نے اوس کے کوچ کرنیکی وجہ دریافت کی۔ جسکے جواب مین مراد نے اپنی ناداری ظاہر کی۔ اور فوج کی پریشان حالی تبلائی پس اورنگ زیب نے ۲ لاکھہ اوسی وقت اوس کے پاس بھیجدئے۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ بالفعل اس کو صرف کرو۔ اور باقی حسب وعدہ خزانہ و غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔ اور واراکی مہم کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کشمیر۔ پنجاب۔ کابل۔ ملتان۔ یہ چارون آپ کے تفویض ہون گے۔ اس سے اطمینان رہے۔ آپ فوراً آیئے۔ تاکہ اتفاق سے اس بڑی مہم کو جو درپیش ہے سرانجام دیا جائے۔" چنانچہ مراد آیا۔ اور اسیر کرلیا گیا۔

سیرالمتاخرین کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ اس فساد کی ابتدا یہ ہوئی۔ کہ مراد نے اورنگ زیب کو لکھا

غرۂ ذی قعدہ روز جمعہ مقرر کیا تہا۔ مگر اس قدر فرصت کہان تہی۔ کہ شاہ جہان آباد داخل ہوکر اپنے خاندان کے رسم و آئین کے موافق تخت نشین ہوتا۔ اس لئے باغ اعزآباد مین۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۶) کہ وعدہ یہ تہا۔ کہ ملک و دولت بالسّاصفہ تقسیم ہوگا۔ اب اوسکا ایفا کیجئے اورنگ زیب نے جواب دیا۔ کہ ابہی جنگ باقی ہے۔ کیونکہ بادشاہ زندہ ہے۔ جسکی توجہ داراشکوہ کے طرف بہت ہے۔ پس اس وقت اس گفتگو کا محل نہین ہے۔ اس جواب سے مراد کی فی الجملہ تسکین ہوگئی۔ اور آگرہ سے چلا۔ مگر بہائی کے لشکر سے ایک کوس دور رہتا تہا۔ جب متہرا پہونچے تو مراد کے حرکات و سکنات کو اولیا دولت نے کیفیتی دیکہ جہنی کے خلاف تصور کرکے اورنگ زیب کو اس سے مطلع کیا۔ اب اورنگ زیب کو اوس کے اسیر کرنے کی فکر ہوئی۔ پہلے اوس کے امراء کو گانٹہا۔ اس کے بعد مراد کو بلایا۔ مگر وہ نہ آیا۔ آخر شکار کے موقع پر نورالدین (جو مراد کا ملازم اور اورنگ زیب کا سمجہایا ہوا تہا) نے مراد سے کہا۔ کہ آپ کے بہائی پیٹ کے درد سے تڑپ رہے ہین۔ اور محبت کے مارے بار بار آپ کا نام لیتے ہین۔ ایسے موقع پر چلنا ضرور ہے۔ چنانچہ یہہ سیدہا سادہا اوس کے دہم مین آگیا۔ اور اورنگ زیب کے خیمہ مین پہونچا۔ بہائی سے ملا۔ مزاج پرسی کی۔ کہانا کہایا۔ آرام کے لئے پلنگ پر گیا۔ جب وہ ہتیار کہول کر آرام کرنے لگا۔ تو اورنگ زیب حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آئی۔ اور ہتیار وغیرہ اوٹہا کر لیگئی۔ شیخ میر وغیرہ پہونچے یا دانکی آہٹ پاکر جاگا۔ مگر معاملہ دگرگون تہا۔ ہتیار بہی غائب ہوچکے تہے۔ آہ سرد کہینچا اور کہا کہ مجہہ صاف باطن کے ساتہہ یہہ چال خلاف عہد و پیمان کیون کی گئی ہے۔ اورنگ زیب جو پس پردہ موجود تہا۔ جواب دیا۔ کہ تم سے اندنون کچہہ ایسی باتین سرزد ہوئین۔ کہ جس سے فساد کا احتمال اور بربادی مخلوق کا گمان تہا۔ اس لئے تمہاری مزاج کی اصلاح کرنا اور زمانہ کی

مقررہ ساعت مین تخت نشین ہوا۔ اور سکہ و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھکر داراکی سرکوبی کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ سلیمان باپ سے ملنے لاہور آتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اورنگ زیب نے امیر الامرا کو اوس کی راہ روکنے کے لئے روانہ کیا۔ اب سلیمان کا قصہ سنئے۔ کہ جب آب گنگ عبور کرکے ہردوار آیا تو اوسکے لشکر سے ایک ایک کرکے اکثر سردار چلتے بنے۔ اور باقی امرا آپس کی نااتفاقیون سے آگے چلنے کے بارہ مین نئی نئی باتین نکالنے لگے۔ آخر بیچارہ مجبور ہوکر پرگنہ ندین آیا۔ پھر وہان سے نکل کر چاندی پہونچا اور سری نگر کے راجہ سے امداد چاہی۔ اس عرصہ مین امیر الامرا جسکو اورنگ زیب نے روانہ کیا تہا سر پر پہونچا۔ پھر کیا تہا۔ سلیمان کے ہاتھ پاؤن پھولے۔ اور بقیہ یارون نے بھی جدائی اختیار کی۔ صرف محمد شاہ کوکہ اور ۱۷ آدمی باقی رہ گئے۔ اس موقع پر پہاڑی آدمیون نے ہوشیاری کرکے غیر متعارف رستہ سے سلیمان کو سری نگر لے گئے۔ چونکہ سلیمان کے پاس کچھ جواہر مرصع آلات و اشرفیان ہمراہ تہین اس لئے سری نگر کے زمیندار نے اوسکی لالچ مین سلیمان کو نظر بند رکھا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۷) کشمکش۔ کن کمن کے درد سر سے چھڑانا ضروری تہا۔ پس لازم ہوا کہ چند روز تم کو گوشہ عافیت مین رکھا جائے۔ خدا نہ کرے کہ آپکی جان کو کوئی صدمہ پہونچے۔ اور نہ میرے دلمین اسکا خیال ہے۔ اور جو عہد و پیمان تمہارے ساتھ ہوے ہین اون مین کسیطرح کا خلل نہین آئیگا اور تمہاری جانثار خدا کی ضبط و حمایت مین ہے۔ پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے بہتری سمجھکر حزن و ملال کو طبیعت مین جگہ نہ دے۔ الغرض اس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کو اختلاف ہے۔ مگر فصل معاملہ مین سب متفق ہین اور اورنگ زیب کے دلائل عاقلانہ تدابیر پر مبنی تہے۔ ۱۲ مولف۔

دارا کے واقعات سنے کہ اوس نے لاہور کے خزانہ کو اس کثرت کے ساتھہ صرف کیا۔ کہ اوس کے پاس تھوڑے ہی عرصہ میں ۲۰ ہزار سپاہی جمع ہوگئے۔ علاوہ بریں دارا نے اکثر امرائے شاہی کو بھی اپنا طرفدار بنالیا۔ اور مرزا شجاع کو بھی امداد کے لئے لکھا۔ مگر پہلی لڑائی میں اورنگ زیب سے شکست کھاکر وہ ایسا بزدل ہوگیا تھا۔ کہ اورنگ زیب کے مقابل آنے کو ڈرتا تھا۔ ورنہ اس کثیر التعداد سپاہ سے اگر مقابلہ کرتا تو نتیجہ عمدہ نکلتا۔ لیکن اوس نے لاہور کا خزانہ اور طلا و نقرۂ غیر مسکوک۔ نفیس اشیا وغیرہ لیکر ملتان روانہ ہوا۔ اور وہان کے خزانہ سے بھی تقریباً ۲۰ لاکھہ روپیہ لیکر قندہار کے ارادہ سے چلتا بنا۔ اوسکی اس بزدلی پر اکثر سردار و امرا نے ساتھہ چھوڑا۔ اور اورنگ زیب کے پاس حاضر ہوئے جب اورنگ زیب نے دیکھا۔ کہ دارا فرار ہوگیا تو اپنے بیٹے شہزادۂ اعظم کو لاہور کی حکومت تفویض کی اور شاہزادۂ معظم کو (جو برہان پور میں تھا) لکھا کہ معظم خان میر جملہ کو قلعہ ارک سے رہا کرکے ہمارے پاس روانہ کردو۔ اسکے بعد خود شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ شیخ میر اور صف شکن خان کو حکم دیا۔ کہ دارا کا تعاقب کرکے ممالک محروسہ سے اوسکو نکال دیا جائے۔

اب مرزا شجاع کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ اوس نے دارا کے لکھنے پر بنگالہ سے حرکت کی۔ یہان یہ امر قابل تحریر ہے کہ اورنگ زیب کو شجاع سے بہت محبت تھی۔ اور ہمیشہ اوس کی خاطرداری کیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب اورنگ زیب کو پہلی دفعہ دارا پر فتح نصیب ہوئی تو شاہ جہان سے کہکر شجاع کے اقطاع۔ بنگالہ۔ سونگیہ پرگنہ بہار (جسکی حکومت کے شجاع کو مدتون آرزو تھی۔) اضافہ کرایا تھا۔ اور یہہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ اب تو اس کو لے لو۔ اور آیندہ جب مجھے دارا پر کامل فتح حاصل ہوگی تو باقی دوسرے مطالب بھی تمہارے برلاؤن گا۔ اورنگ زیب کی اس کارروائی سے شجاع خوش ہوا

اور دارا کی شکست کے لئے دعائین مانگتا تہا۔ مگر جب اورنگ زیب دارا کے تعاقب مین پنجاب کے سمت بہت دور نکل گیا۔ اور دارا نے بہی اُس کو امداد کے لئے لکہا تو سمجہا کہ اب میدان خالی ہے۔ اور اورنگ زیب کے آنے مین بہی عرصہ درکار ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ الہ آباد و اکبر آباد کے جانب چلئے۔ اگر قسمت یاور ہین تو اس تیز دستی مین سلطنت ہاتہہ آجاتی ہے۔ الغرض شجاع کے بنگالہ سے نکلنے کے یہی اسباب قوی تھے۔ جب اورنگ زیب کو شجاع کے ارادہ کی خبر ہوئی تو اوس نے ایک پیغام تحریر کیا۔ مگر شجاع نے نہ مانا۔ اور آگے بڑہ کر قلعہ رہتاس و قلعہ چنار پر قبضہ کر کے الہ آباد پہونچا۔ اب اورنگ زیب کو اوس کی مدافعت لازم ہوئی۔ چنانچہ محمد سلطان اور خاندوران کو شجاع کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ کیا۔ اور خود بہی شکار کا بہانہ کر کے اودہی جانب چلا۔ آخر طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ شجاع بہاگ گیا اوس کے تمام ہاتہی گہوڑے۔ اور خزانہ کا بیشتر حصہ لشکر شاہی کے ہاتہہ آیا۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے محمد سلطان اور معظم خان کو شجاع کے تعاقب مین روانہ کیا۔

اب کسقدر حالات دارا کے لکہے جاتے ہین۔ کہ وہ ملتان سے نکل کر اوچہ۔ چنیوٹ۔ آہن محل۔ بکسر ہوتا ہوا باحالت خراب ٹہٹہ آیا۔ شیخ میر و صف شکن خان جو اوس کے تعاقب مین روانہ ہوے تھے۔ ہر ایک مقام پر اوس کو خوب پریشان کیا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے لون و دونون کو معہ لشکر بلا لیا۔ جب ان دونون کے تعاقب سے دارا کا پیچہا چہوٹا تو پہر خود سری کا سودا اوس کے سر مین چکر لگانے لگا۔ چنانچہ کچہہ روز کے بعد شہنواز خان کو اعانت پر آمادہ کر کے احمد آباد گیا۔ یہان شہنواز خان کی ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری مراد سے بیاہی گئی تہی صوبہ دار تہا۔ اوس نے دارا کی

امداد پر کمر باندھی۔ جس سے دارا کو بیحد تقویت ہوئی۔ اس عرصہ میں ۲۰ یا ۲۲ ہزار سوار بھی جمع ہو گئے۔ بندوبست کمبلیت۔ بہروچ وغیرہ پر دارا کی جانب سے عامل مقرر ہوئے راجہ جیونت سنگھ (جو راجپوتوں کا نامی سردار تھا) کے گانٹھنے کی تدبیر کیگئی۔ حکام بیجاپور و حیدرآباد سے امداد کے لئے خط و کتابت ہونے لگی۔ آخر راجہ جیونت سنگھ نے دارا کو خط کے ذریعہ اجمیر بلایا۔ جب اس تمام کارروائی کی خبر اورنگ زیب کو ہوئی تو فوراً مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ ادہر دارا بھی راجہ جیونت کی تسخیر پر اجمیر آ گیا۔ مگر راجہ جے سنگھ نے راجہ جیونت کو دارا کی امداد سے منع کیا۔ جس سے وہ دارا سے بغیر ملے اپنے ملک کو چلا گیا جب یہہ کیفیت دارا کو معلوم ہوئی تو بہت گھبرایا۔ مگر اسوقت گھبرانا لاحاصل تھا۔ آخر مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں شہنواز خان اور شیخ میر وغیرہ مارے گئے۔ آخر اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی دارا شکوہ بحالت خرابی اپنے بیٹے سپہر شکوہ و فیروز مسوائی معہ محل خاص کے کسیقدر جواہر اشرفی ہمراہ لیکر احمدآباد فرار ہوا۔ باقی حشم و خدم خزانہ۔ جواہر۔ اپنے معتمد خواجہ سراؤں کے تفویض کرکے تاکید کی کہ پیچھے چلے آئیں مگر افسوس ہے کہ یہہ سب اسباب راستہ میں راجپوتوں نے لوٹ لیا۔ اور تمام خزانہ۔ جواہر وغیرہ غارت ہو گیا۔ البتہ خواجہ سرا اور دیگر ملازم بہزار خرابی دارا سے ملے۔ اورنگ زیب نے بہادر خان اور راجہ جے سنگھ کو دارا کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اور بہر رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ کو جلوس ثانی کی مبارک رسم ادا کی اپنا لقب ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی رکھا۔ عہد سابق میں روپیہ اشرفی کے ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسماء مبارک ہوا کرتے تھے۔ جو ہر کس و ناکس کے ہاتھوں اور پاؤں میں آتے ناپاک مقامات پر جاتے تھے۔ اسلئے عالمگیر نے اسکو بدل کر اشرفی پر یہہ تحریر کرایا کہ شعر سکہ زد در جہان چو بدر منیر

شاہ اورنگ زیب عالمگیر بر اوزر روپیہ پر یہہ اشعار کندہ ہوئے اشعار۔ ازسکۂ اقبال شد
مہر نظیر + سیم و زر م ستارہ شد نقش پذیر + ازسکۂ او غلغلہ در چرخ اوفتاد + گردید زر ازسکۂ
او عالمگیر + اسکے بعد نوروز کے جشن کو (جو آتش پرستون سے منسوب تھا) موقوف
کرکے جشن عید الفطر مقرر کیا۔ اور اکبر کے زمانہ سے جو ماہ الہی کا (جو آتش پرست مجوسیون
کا دستور تھا۔) رواج چلا آتا تھا اوسکو بند کرکے قمری ماہ و سنہ کا رواج دیا۔
اب دارا کے بقیہ حالات ملاحظہ فرمائیے کہ جب وہ اورنگ زیب سے شکست کھاکر بھاگا
تو احمد آباد آیا (جہان اوسکے خواجہ سرا و ملازم تمام خزانہ و اسباب راجپوتون کے حوالہ کرکے
بحالت خراب آکر ملے تھے۔) لیکن قلعہ دار نے اندر آنے نہ دیا۔ پھر وہان سے مایوس ہوکر
پرگنۂ کچھی پہونچا۔ اور کانجی کولی (جو اوس نواح کے رہزنون کا سردار تھا۔) سے اعانت
نہ چاہی اور اوس نے دارا کو گجرات کی سرحد سے باہر کردیا۔ وہان سے اوسنے ہر طرف امداد و
اعانت کی فکر مین سرگردان پھرتا ہوا ملک جیون زمیندار دہاندر کے پاس گیا۔ اس محسن
کش نے بظاہر خوب آؤ بھگت کی۔ اور گہرے اتارا۔ اس اثنار مین دارا کی چاہتی بیوی
نادرہ بیگم (دختر پرویز) مرض اسہال سے قضا کی۔ اور مرحومہ کے حسب وصیت نعش لاہور
مین میان میر (جو دارا کا مرشد تھا) کے مقبرہ مین دفن کرنے کے لیے گل محمد خواجہ معقول
وغیرہ (جنکی تعداد ۷۰ اسم تھی) کے ساتھہ بھیجدیگئی۔ اب دارا کے ہمراہ چند ناکارہ آدمی باقی
رہگئے تھے۔ اس حالت مین اوس نے ملک جیون کے ہمراہ تمام نقد و جنس لیکر ایران کی
ارادہ سے قندہار کے جانب روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین ملک جیون تو بہانہ کرکے علحدہ
ہوگیا۔ اور اوسکے بھائی نے حملہ کرکے دارا شکوہ کو معہ شہر شکوہ کے گرفتار کرلیا۔ اسکے
بعد ملک جیون نے مرزا جے سنگھ و بہادر خان (جو دارا کے تعاقب مین لگے ہوئے تھے)

کو اسکی خبر کردی - اور باقر خان نوجدار بہکر کے ذریعہ سے بادشاہ کو علیحدہ اطلاع کی چنانچہ وسط ذیحجہ مین بہادر خان اون دونون قیدیون کو لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اوسیوقت حسب الحکم بادشاہ کے ان دونون کو ہاتھی پر کھلے ہودے مین بٹھاکر تمام شہر مین تشہیر کرنیکے بعد خضر آباد کے خواص پورہ مین قید کردیا گیا افسوس ہے کہ دوسرے ہی روز الحاد کے جرم مین داراشکوہ قتل کیا گیا اور اوسکی لعش ہاتھی پر ڈال کر تمام شہر مین تشہیر کرکے ہمایون کے مقبرہ مین دفن کیگئی - اور شپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار روانہ کیا - ملک جیون کو اسکی غابان کے صلہ مین سختیار خان کا خطاب عطا ہوا - جب ان امور سے بادشاہ نے فراغت پائی تو متعدد ناجایز مثیات کا محاصل (جسکی آمدنی کروڑون روپیہ تھی) ایک لخت موقوف کردیا اور بلا عوض وجیہہ کو منصب کی خدمت پر مامور کرکے تمام مسکرات وزنا وغیرہ کی ممانعت کے احکام جاری کیے گئے - چونکہ بادشاہ نماز پنجگانہ کا پابند تھا اسلیے اپنے آرام گاہ کے قریب ایک مسجد (موتی مسجد) تعمیر کرائی -

اب شجاع کے حالات سنیے کہ جب وہ الہ آباد سے شکست کھاکر بہاگا تو بنارس آیا - پھر وہان سے پٹنہ ہوتا ہوا - مونگیر کے قلعہ مین پناہ گزین ہوا - محمد سلطان و معظم خان نے جو اوسکے تعاقب مین روانہ ہوے تھے - مونگیر پہونچکر محاصرہ کرلیا - جس سے شجاع کو یہان بھی امن نہ ملا - آخر یہان سے بھی نکلا اور راجمحل مین چند روز بسر کرکے اکبرنگر آیا - چنانچہ اس مقام پر طرفین سے خوب جنگ و پیکار رہی - مگر فتح کسیکو بھی نصیب نہوئی اس اثنار مین شاہزادہ سلطان محمد (جو معظم خان کی حکومت سے برداشتہ خلل

بہ بادشاہ نے تمام لشکر کا غرل و نصب اور نیک و بد کا اختیار معظم خان کو دیا تھا - اور شاہزادہ کو ہر ایک جنگ و جدل مین اوسکی اتباع اور تقلید کرنی پڑتی تھی - ۱۲ مصنف

رہتا تھا، کو شجاع نے اپنی بیٹی (جو پہلے سے سلطان محمد کو منسوب تھی) دینا قبول کرکے ایسا بہکایا کہ شاہزادہ رات کے وقت معہ جواہر و اسباب فرار ہوکر شجاع سے ملگیا۔ اور شادی بھی ہوگئی۔ شاہزادہ کے اسطرح چلے جانے سے لشکر میں تزلزل واقع ہوا۔ لیکن معظم خان نے ہر ایک کی تسلی و تشفی کی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو داؤد خان صوبہ دار بہار کو معظم خان کی امداد کے لئے حکم دیا۔ اور دلیر خان کو بھی معہ لشکر کثیر روانہ کیا۔ اسکے بعد خود بھی چلا۔ مگر شجاع کے پاس سلطان محمد کی زیادہ دن بناہ نہوی۔ آخر وہ وہاں سے بھاگ کر پھر معظم خان کا شریک ہوگیا لیکن بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلاکر قلعہ گوالیار میں قید کردیا۔ اودہر شجاع شکست کھاکر جہانگیر نگر کو بھاگا۔ تمام مال و اسباب جواہر و اشرفی معظم خان کے ہاتھہ لگا۔ یہاں بھی اوسکا تعاقب کیا گیا۔ دو چار لڑائیوں کے بعد شجاع معہ اپنے بیٹوں اور رفیقوں کے جنکی تعداد چالیس تھی۔ حاکم رخنگ و چاٹگام کی پناہ میں چلا گیا۔ اس اثنا میں سیواجی کے تاخت و تاراج اور توڑ و غلبہ

بلا رخنگ کا نام اصل میں راکینگ ہے۔ جسکو مسلمانوں نے رخنگ اور انگریزوں نے اراکان۔ برہما والوں نے یاکینگ بنا لیا ہے۔ ۱۲ مؤلف۔

☒ ہندوؤں کے جغرافیہ کے موافق دکن اوس ملک کو کہتے ہیں جو نربدا اور مہاندی کے جنوب میں واقع ہے۔ اگرچہ دکن کے حصے بہت ہیں۔ لیکن اون میں پانچ بہت بڑے ہیں (۱) ڈراوڈ (۲) کرناٹک (۳) اندھرا یا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکوں کے باشندوں کے ساتھہ مقابلہ کرتے ہیں تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والوں کو مرہٹہ کہتے ہیں لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندوں کے تمام جماعتوں میں مہاراشٹر کے جن خاندانوں میں سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے اونکو مرہٹہ کہتے ہیں۔ مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک میں مرہٹہ نہیں کہلاتا۔ مہاراشٹر کے حدود ہر زمانہ میں بدلتے رہے ہیں۔ مراٹھوں

کی کیفیت بادشاہ کے گوش گزار ہوی تو فوراً امیر الامرا صوبہ دار دکن کو اوسکی تنبیہ و استیصال کے لئے فرمان شاہی نافذ ہوا۔ چنانچہ امیر الامرا اورنگ آباد سے پرندا اور چاکن کی جانب روانہ ہوا۔ جب سیواجی کو امیر الامرا کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ وہان سے نکل کر دوسری سمت چلا گیا۔ امیر الامرا نے قصبۂ سوپہ اور سیوا پور پر قبضہ کیا۔

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۴۴) اوس سرزمین مین بستی ہے جو کوہستانون کے سلسلے اور ایک خط کے درمیان واقع ہے۔ یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی النگ مین سلسلۂ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے۔ اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدار اور چاندہ کے درمیان وار دھا پر گزرتا ہوا کھینچا جاتا ہے۔ یہہ دریا اوسکی مشرقی حدار سمندر مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلۂ کوہ سہیادری خوشنما خط و خال ہے۔ جسکو گھاٹ کہتے ہین۔ جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے۔ وہ سمندر سے ۲۰ یا ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گو وہ بہت اونچا نہین ہے صرف ۳ ہزار فیٹ سے ۵ ہزار فیٹ تک بلند ہے۔

جطرح کہ ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے۔ ایسے ہی مہاراشٹر کی تاریخ مین بھی مسلمانون کے حملے سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشٹر کے اصلی باشندے کرسی ہین (جو گنواری گانا چاہتے ہین) یہان ایک راج تھا جسکی راجدھانی تاگا راتھی۔ سالباہن نے یہان کے راجاؤن کی قوت کو خاک مین ملا دیا وہ ایک رذیل قوم سے تھا۔ اوس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا۔ جو قوم راجپوت سسودیہ کی نسل سے تہا۔ جب اوسنے راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا تو ایک عورت اپنے بچے کو لیکر سلامت نکل گئی۔ اور ست پوڑے کے پہاڑون مین اوس لڑکے کی پرورش رہی۔ یہی لڑکا رانا کے بنس کا بانی ہوا۔ چتوڑ کے رانا سے اودیپور کے رانا پیدا ہوے۔ اور اسی خاندان سے مرہٹون کی قوم کا بانی بھی پیدا ہوا۔ چنانچہ مرہٹے اپنے کو

ادہر سیواجی امیرالامرا کی رسد لوٹنے لگا۔ پھر وہان سے امیرالامرا نے پونہ مین قیام کرکے حصار چاکنہ کی فتح پر کمر باندہی۔ چنانچہ (۵۶) روز کے محاصرہ مین قلعہ فتح ہوا۔ اور اسلام آباد نام رکہا گیا۔ جعفرخان (جو مالوہ مین تھا) امیرالامرا کی مدد کے لئے مامور ہوا۔ اور قلعۂ پرینڈہ مین علی عادل شاہ کے جانب سے غالب حاکم تھا۔ اس نے امیرالامرا کو بلا کسی

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۵) رانا کی نسل اور چتہری ہونیکا دعویٰ کرتے ہین چتہریون کا قول ہے کہ ہم ماں پیٹ سے سپاہی پیدا ہوئے۔ اور مرہٹے بھی اپنے نسبت یہی دعویٰ کرتے ہین۔ لیکن دونون مین فرق صرف اسیقدر ہے کہ راجپوتون کی جب عزت پر حرف آتا ہے تو جان دیدیتے ہین۔ ورنہ خالی وقت بیکار و کاہل رہتے ہین۔ برخلاف اسکے مرہٹے اپنی عزت کے علاوہ غرض و مطلب کے لئے بھی جانکو جوکہونمین ڈال دیتے ہین۔ راجپوتون کے چہرہ سے شرافت و وجاہت پائی جاتی ہے۔ اور مرہٹون کی صورت سے اکہڑپن اور گنوارپن ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہہ دونون کسیکے دشمن ہو جائین تو راجپوت کو دانا دشمن اور مرہٹے کو بیحد ناک و ناحنا ترس دشمن سمجہنا چاہیئے

مرہٹون کے شعبے سو سے بھی زیادہ ہین۔ بھونسلہ۔ سرکے۔ کہورپرے۔ ریکاری۔ پالکر۔ کایکواڑ۔ جادو۔ مان دیوی۔ سرولی۔ کوجر۔ چوہان۔ پنوار۔ یادہو۔ ہنالکر۔ پان دہار وغیرہ اور ہرایک کی وجہ تسمیہ بھی علیحدہ علیحدہ بیان کیجاتی ہے۔ مگر ہم یہان پر صرف بھونسلہ خاندان کی وجہ تسمیہ لکہینگے۔ کیونکہ سیواجی اسی خاندان سے تہا بھونسلہ معنے زمین سلہ معنے خار یعنی خاردار زمین اور سلہ سال بھی مخفف ہے۔ اور یہہ لفظ اکثر راجاؤن کے نامون مین ہوتا ہے جیسا کہ درجن سال۔ بیری سال۔ ستر سال۔ بعض حضرات بھونسلہ کی جگہ کہو سلہ استعمال کرتے ہین۔ جسکے معنے مرہٹی زبان مین آشیانہ کے ہین۔ اور وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ انکا مورث اعلیٰ ایک کم ذات عورت پر مبتلا ہوکر شہر چہوڑ دیا تھا۔ اور ایک غیر معروف مقام پر

رہتا تھا، کو شجاع نے اپنی بیٹی (جو پہلے سے سلطان محمد کو منسوب تھی) دینا قبول کرکے ایسا بہکایا کہ شاہزادہ رات کے وقت معہ جواہر و اسباب فرار ہوکر شجاع سے ملگیا۔ اور شادی بھی ہوگئی۔ شاہزادہ کے اسطرح چلے جانے سے لشکر مین تزلزل واقع ہوا۔ لیکن معظم خان نے ہر ایک کی تسلی و تشفی کی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو داؤد خان صوبہ دار بہار کو معظم خان کی امداد کے لئے حکم دیا۔ اور دلیر خان کو بھی معہ لشکر کثیر روانہ کیا۔ اسکے بعد خود بھی چلا۔ مگر شجاع کے پاس سلطان محمد کی زیادہ دن بناہ نہوی۔ آخر وہ وہان سے بھاگ کر پھر معظم خان کا شریک ہوگیا لیکن بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلاکر قلعہ گوالیار مین قید کردیا۔ اُدھر شجاع شکست کھاکر جہانگیر نگر کو بھاگا۔ تمام مال و اسباب جواہر و اشرفی معظم خان کے ہاتھ لگا۔ یہان بھی اوسکا تعاقب کیا گیا۔ دو چار لڑائیونکے بعد شجاع معہ اپنے بیٹون اور رفیقون کے جنکی تعداد چالیس تھی۔ حاکم رخنگ و چاٹگام کی پناہ مین چلا گیا۔ اس اثنا مین سیواجی کے تاخت و تاراج اور قوت و غلبہ

---

[1] رخنگ کا نام اصل مین راکینگ ہے۔ جسکو مسلمانون نے رخنگ اور انگریزون نے اراکان۔ برہما والون نے یاکینگ بنا لیا ہے۔ ۱۲ مؤلف۔

[2] ہندون کے جغرافیہ کے موافق دکن اوس ملک کو کہتے ہین جو نربدا اور مہاندی کے جنوب مین واقع ہے۔ اگرچہ دکن کے حصے بہت ہین۔ لیکن اون مین پانچ بہت بڑے ہین (۱) ڈراوڈ (۲) کرناٹک (۳) اندھرا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کے تمام جماعتین جو مہاراشٹر کے جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے اونکو مرہٹہ کہتے ہین۔ مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کے حدود ہر زمانہ مین بدلتے رہے ہین۔ مرہٹون کا

سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے پر کمر باندہی - چنانچہ بادشاہ نے کنور رام سنگھ کو سلیمان شکوہ کے لانیکے لئے روانہ کیا - جب سلیمان شکوہ کو پرتہی سنگھ کا منشا معلوم ہوا تو اول نے

بقیہ نوٹ از صفحہ (۴۴۷) ظاہر ہوتا ہے کہ یزدجرد کو چار لڑکیان تھین - جسکا علم پارسیون کو نہین ہے - یا اہل اسلام نے کسی اجنبی کی دختر کو یزدجرد کی (جو محمد بن ابی بکر سے بیاہی گیئن) لڑکی سمجھا ہو - واللہ اعلم - تاریخ مین مرہٹون کا ذکر قوم کی صورت مین کسی جگہ نہین آیا - جب مسلمانون نے اول اول دکن پر حملہ کیا تو کہین مرہٹون کا نام بھی نہین دیکھا - البتہ یہ لوگ ستر ہوین صدی مین اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے جنکو اور قومون نے محض اجنبی اور جدید قوم سمجھا - چنانچہ سلطنت بہمنیہ کے زمانہ مین مرہٹون نے چند مرتبہ سلطان حکام سے سرکشی کی ہے - ایک مرتبہ ورنگ راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مار ہی ڈالا ہے - جب خاندان بہمنیہ کے ٹکڑے ہو گئے تو مرہٹون نے معقول تنخواہین اور جاگیرین حاصل کین - دیسکھ و منصب ار بھی کہلائے - اور حکام دکن کی جانب سے راجہ نایک مراؤ کے خطابات بھی پائے -

تاریخ فرشتہ مین جو قوم پرگی کا ذکر ہوا ہے اوس سے بھی قوم مرہٹہ مراد ہے - اور احمد نگر - گولکنڈہ بیجاپور بیدر وغیرہ مین بعض بعض مرہٹے عہدہ خدمات و منصب پر بھی مامور تھے -

کہتے ہین کہ راجہ رانا بھیم (جو اودیپور کے اضلاع سے تھا) حاکم اجمیر کے دو لڑکے تھے - رام سنگھ باگہ سنگھ - جب بھیم مرگیا تو رام سنگھ تخت نشین ہوا - اور باگہ سنگھ وطن سے نکل کر دکن آیا اور نربدا کے متصل ابی موہن مرزبان کے پاس رہنے لگا - رفتہ رفتہ اوسکے نام کا رخانوں کا مختار ہو گیا - اور باگہ سنگھ بھونسلہ کے نام سے شہرت پائی - جب ابی موہن مرا تو اوسکے کم سن بیٹے کے بلوغ تک کاروبار کو سنبھالا رہا - اسکے بعد وہان سے نکل کر دیول گانو مین سکونت اختیار کی - یہان ایک منجا سی لڑکی سے عشق ہو گیا - جسکا ثمرہ چند روز کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا - جسکے

گنور رام سنگھ سے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی - چند آدمی قتل ہوئے - لیکن سلیمان شکوہ گرفتار ہوگیا - جب بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے جان بخشی کرکے قلعۂ کوالیار مین قید کیا - اس عرصہ مین بصرہ و توران اور ایران کے ایلچی تحائف لائے - بادشاہ نے ہر ایک کو انعام و اکرام سے سرفراز کرکے صحہ تحایف

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۸) باعث اوسکے ہم قوم نفرت کرنے لگے - آخر انکے طعن و تشنیع سے بیزار ہوکر وہان سے بھی نکلا - مگر اسکی شہرت ایسی ہوگئی تھی کہ اوس لڑکے کو کوئی ہمقوم بیٹی دینا پسند نکرتا تھا مجبوراً قوم ریڈی سے ایک لڑکی اوسکے ساتھہ منسوب کیگئی - اور باگہ سنگھ کے مرنے پر اوسکا بیٹا دیول گاؤن مین کشتکاری کرنے لگا - اس کو دو بیٹے ہوئے - مالوجی یا بابوجی - اور روٹوجی یا تپھوجی یا بنوجی - (اکثر تواریخون مین ناموں کا سخت اختلاف ہے) مالوجی کو ایک مدت تک اولاد نہوئی تھی شاہ شریف (جنکا مزار احمد نگر مین ہے) کی دعا سے سالہا سال کے بعد دو بیٹے وجود مین آئے - جنکے نام شاہ صاحب کے نام پر شاہ جی - شرفا جی رکھے گئے - روٹوجی کو تو آٹھہ لڑکے کھیلوجی - بناجی وغیرہ پیدا ہوے اور ایک عرصہ کے بعد یہ دونون بھائی مع اپنے عیال و اطفال کے دیول گاؤن سے نکل کر دیوندہ یا دیلور (جو دولت آباد کے متصل ہے) آئے - یہان لکھوجی جادو راؤ (جو دیوگڈہ کے راجہ کی اولاد سے نظام شاہ کی سرکار مین ۱۲ ہزار سپاہ کا سرکردہ تھا) دیسمکھ سرکار دولت آباد کے پایین بارگیرون مین نوکر ہوئے - بابوجی کا بیٹا شاہ جی نہایت شکیل و خوبصورت تھا - اسلئے جادو راؤ اوسکو اکثر پیار کیا کرتا تھا - ایک دن ہولی کے تہوار مین جادو راؤ کے مکان پر تمام احباب جمع تھے - اور اونکی اکلوتی لڑکی - (جو نہایت حسین تھی) اوسکے زانو پر بیٹھی ہوئی تھی اسمین شاہ جی بھی اپنے باپ کے ساتھہ آیا - جادو راؤ نے اوسکو محبت سے اپنے نزدیک بلاکر دوسرے زانو پر بٹھایا - اور کہا کہ کیا اچھا ہوگا کہ ان دونوکی آپس مین شادی ہوجائے

وہدایا رخصت کیا - انہین ایام مین قلعہ کہاتا کہری فتح ہوا - اور چنپت بندیلہ (جو زمنی کرتا تہا) مارا گیا - شاہزادہ محمد معظم کی شادی راجہ روپ سنگھ کی بیٹی سے عمل مین ائی - ولایت پلاون (پالامو) تسخیر ہوی -

اسکے قبل ہم بیان کر چکے ہین کہ شجاع - معظم خان خانخانان سے شکست کہاکر

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۹) اس بات کے سنتے ہی بابوجی نے تمام مجلس کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ لوگ شاہد رہین - کیونکہ آج سے جادو راؤ کی بیٹی شاہ جی کی دلہن ہوگئی - آخر اس گفتگو کا نتیجہ یہہ نکلا کہ طرفین سے رنجش ہوئی - اور جادو راؤ نے ان دونون بھائیون کو برطرف کردیا - اور یہ دونون وہان سے نکل کر پھر ریول گاؤن آئے - اور وہی اپنا سابقہ پیشہ زراعت کا کرنے لگے - چنانچہ دو تین سال کے بعد ایک رات یہ دونون زراعت کی حفاظت کے لئے کہیت مین سو رہے تھے کہ ایک دیوی نے بابوجی کو عالم رویا مین کہا کہ یہان بہت بڑا خزانہ دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور مین تجھکو ۷ پشت تک راج بخشتی ہون - جب یہ بیدار ہوا تو بھائی سے ذکر کیا اور دونون نے ملکر کہودا تو واقعی سات کڑاؤ اشرفیون سے بھرے ہوے نکلے - دونون نے اپنے گھر لایا - دوسرے روز چار کونڈہ آئے - اور سیونا نایک (جو بڑا مہاجن تھا) سے یہہ تمام کیفیت من و عن بیان کی - اور امداد چاہی - اوس نے امداد کا وعدہ کیا - اور کہا کہ تم میرے ہے یہ وعدہ کرو کہ جب تک تمہارے گھر مین راج رہیگا خزانہ داری کی خدمت میرے خاندان مین رہنا چاہئے جب طرفین سے قول و قرار ہوگیا تو سیونا کی معرفت ایک ہزار گھوڑی خریدے گئے - اور ہر ایک پر ایک ایک بہادر شجیع بارگیر مقرر ہوا - اب یہ دونون بھائی وہ ایک ہزار سوار ہمراہ لیکر نہایت شوکت و شان سے بناکہ (جو ۱۲ ہزار سوار قزاقی کرتا تھا) ساکن بہل تر کے پاس پہونچے - اور اوس سے دو ہزار سوار کی امداد چاہی - بناکہ نے اون کی خواہش پوری کی - اور یہ دونون تین ہزار سوارون کے ساتھہ

حاکم رنگ کی پناہ مین چلاگیا - اور خانخانان شجاع کے تعاقب مین چلا اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ مرزبان کوچ بہار و حاکم آسام نے اکثر شاہی علاقون پر قبضہ کرلیا ہے اور ولایت کامروپ کو (باجو و گواہٹی) جو ایک مدت سے ممالک محروسہ مین تھی - بہیم نارائن زمیندار کوچ بہار اپنے وزیر بہولا ناتھ کو بھیجکر تصرف کیا چاہتا ہے

تقیید نوٹ صفحہ (۴۵۰) ایلورہ آئے - اور دولت آباد (جو نظام شاہ کا پایہ تخت تھا) کی مسجد مین رات کیوقت ایک سوراخ کرکے ڈالدئے - اور اوسکے گلے مین ایک پرچہ بدین مضمون لکھکر باندہا کہ تم بادشاہ سے جادو راؤ کی بدعہدی کی داد چاہتے ہین " جب یہہ کام کرچکے تو فوراً اپنے تن واپس آئے - صبح مین نظام شاہ کو یہ خبر ہوی چنانچہ جادو راؤ کو بلاکر فہمایش کی - اب تو جادو راؤ کو ماننا پڑا - نظام شاہ نے دونون بھائیون کو معہ عیال و اطفال طلب کیا - اور ہر ایک کو خلعت و شمشیر و فیل و منصب سے سرفراز ہی بخشی - اوسکے بعد جادو راؤ کی بیٹی جیجا بائی کی شادی شاہ جی سے ہوگئی - اور یہ سب بخوشی و خرمی دولت آباد مین رہنے لگے - شاہ جی کو نظام شاہ کے دربار مین بہت کچھہ اعزاز و تقرب حاصل ہوگیا اور ایک زمانہ کے بعد بابو جی اور بنو جی کا انتقال ہوگیا - نظام شاہ بھی چل بسا - جیجا بائی کے بطن سے شاہ جی کو ایک لڑکا سنبھاجی نام پیدا ہوا - نظام شاہ کے دو بیٹے بہت کمسن تھے اسلئے بلکہ زمانی نے شاہ جی کو اون بچون کا اتالیق و ادیب مقرر کیا - جادو راؤ کو اپنے داماد شاہ جی سے حسد پیدا ہوا - اس اثنا مین شاہ دہلی کی جانب سے میر جملہ ۶۰ ہزار سوار سے مملکت نظام شاہی پر آدھمکا - جادو راؤ اوس سے ملگیا - اور اکثر نظام شاہی قلعون کے فتح کرنے مین مدد دی - شاہ جی مکلۂ زمانی کو معہ شاہزادون کے لیکر قلعۂ ماہولی مین پناہ گزین ہوا - اور پوشیدہ طور پر والیٔ بیجاپور سے مدد چاہی - جب اوس نے مدد کا وعدہ کیا تو شاہ جی اپنے

اس خبر کے سنتے ہی خانخانان نے شجاع کا تعاقب چھوڑ کر کوچ بہار و آسام کیجانب رجوع کیا۔ لیکن کوچ بہار و آسام کے ولایات ایسے دشوار گزار مقامات سے تعلق رکھتے ہین کہ فوراً اونکی تسخیر و فتح ناممکن ہے۔ چنانچہ خانخانان کو ان ولایات کی تسخیر مین سخت مشکلات کا سامنا رہا آخر ایک مدت کی محنت و مشقت کے بعد ان شرارتون

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۱) بیٹے سنبھاجی کو لیکر ماہولی سے نکلا اور بیجاپور کا رخ کیا اس وقت اوسکی عورت جیجا بائی حمل سے تھی۔ ہمراہ چل نہ سکی چونکہ جاورا کے شاہ جی کے تعاقب مین آرہا تھا۔ اسلئے اوس حاملہ کو چند آدمیون کے ساتھہ ایک گاؤن مین چھوڑ کر آپ چلتا بنا۔ جب جادو راؤ وہان پہونچا تو اپنی بیٹی کو اس مصیبت مین پایا۔ محبت پدری نے جوش کھایا۔ چند سوار ساتھہ کر کے قلعہ سیوری بھیجدیا۔ یہان وضع حمل ہوا۔ مئی ۱۶۲۷ء مطابق ۱۰۳۶ھ سکین سیواجی پیدا ہوا۔ اس عرصہ مین میر جملہ دہلی روانہ ہوگیا۔ اور ساباجی انند (جو کارپرداز ریاست تھا) بیگم اور شاہزادون کو قلعۂ ماہولی سے نکال کر دولت آباد لایا۔ اس عرصہ مین ایک نووارد تاجر ملک علی نام (جسکے چہرہ سے فراست و لیاقت عیان تھی) کی ساباجی سے ملاقات ہوگئی۔ ساباجی اوسکا اسقدر گرویدہ ہوا کہ بعد عہد و پیمان تمام مملکت نظام شاہی کا نظم و نسق اوسکے حوالہ کیا۔ چنانچہ ملک عنبر نے جس طریق سے ریاست نظام شاہی کو اپنے قبضۂ قدرت مین کیا وہ اس تاریخ کے دیکھنے والون سے پوشیدہ نہین۔ جب شاہ جی بیجاپور گیا تو والیٔ بیجاپور نے کمال درجہ قدر افزائی فرمائی۔ اور کچھہ عرصہ کے بعد قلعۂ چاکن و پونہ کی حکومت عطا کی۔ شاہ جی نے دادا جی کوندیو کو اپنا نائب مقرر کر کے قلعۂ چاکن و پونہ کا انتظام تفویض کیا۔ اور یہ بھی ہدایت کی کہ سیواجی کو (جو قلعۂ سیوری مین تھا) پونہ مین رکھکر اپنے زیر نگرانی اوسکی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کرے۔ اور آپ والیٔ بیجاپور سے کرناٹک کے حملہ کی اجازت لیکر اوسطرف چلدیا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین پالا کنبگیری کے زمیندار کو شکست دیکر اوس

مصالحت ہوگئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی - اور راجہ بنام کی بیٹی - بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ ۲۰ ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی خانخاناں کی سرکار کے واسطے اور پانچ ہاتھی دلیر خان کے لئے بھیجے - اسکے بعد بارہ مہینے کی تین چوماہہ فصلون مین تین لاکھ تولہ چاندی اور نوے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرنے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۲) : متعلقات قبضہ کرلیا - مگر اس خونگین سنبھاجی (جو سیواجی کا بڑا بھائی تھا) مارا گیا - شاہ جی نے اسکو جاداؤ سے کی کارستانی سمجھا - اور غائبانہ جیجابائی (سیواجی کی ماں) کو طلاق دیکر بہان کے ایک زمیندار کی بیٹی تو کا بائی سے شادی کرلی - اس سے ایک لڑکا ایکاجی نام پیدا ہوا اسکے بعد شاہ جی نے مدہل و چنجاور پر بھی حکمت عملی سے قبضہ کیا - اور یہ دونون علاقے اپنے بیٹے ایکاجی کے سپرد کیا چنانچہ ایکاجی کو تین بیٹے ہوئے شاہ جی - شرف جی - توکوجی - اول الذکر دونون لاولد مرگئے - مگر آخر الذکر توکوجی کو اولاد ہوئی جو ایک مدت تک مدہل و چنجاور کے راج اونکے قبضہ مین رہے - جب شاہ جی نے ایکاجی کو اون علاقون پر مسلط کیا تو خود وہان سے نکل کر بھاگر گڑھی متصل بالاپور کلیار مین سکونت اختیار کی -

اب سیواجی کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ داداجی نے سیواجی کو ہر ایک قسم کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر دلوائی چنانچہ شہسواری شمشیر زنی - تیر اندازی - نیزہ بازی وغیرہ مین طاق ہوگیا - اسکے بعد داداجی نے زمانہ کے تمام نشیب و فراز بتلائے جب سیواجی کی عمر ۱۷ سالہ ہوئی تو کھل کھیلا - غارت گری اور رہزنی - ظلم و زیادتی پر کمر باندھی یہ ظالمانہ کارروائی داداجی کو پسند نہ آئی - ہر چند فہمایش کی مگر سیواجی ایک بھی نہ مانا - آخر داداجی نے زہر کھا کر جان دیدی پھر کیا تھا سیواجی خود مختار ہوگیا - داداجی کا تھوڑا بہت جو خوف تھا وہ بھی جاتا رہا - پہلے اس نے نیلکنٹھ راؤ اور اوسکے بھائیون کو مار کر قلعہ کوٹہ و پورندہر پر قبضہ کرلیا - اور ۲۰ ہزار مادری پیادون کو ملازم رکھکر رات دن

اور ہر سال بیس ہاتھی پیشکش مقرری دیا کرے جب یہہ سب کچھہ طے ہو گیا تو خانخانان نے وہان سے مراجعت کی - پادشاہ نے خانخانان کو اس کارنمایان کے صلہ مین منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ایک جاگیر ایک کروڑ دام کی - توان - طوغ - وخلعت خاص مرحمت کیا - مگر افسوس ہے کہ ۱۰ رمضان ۱۰۳۷ھ

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۳) لوٹ مار شروع کردی - اسکے بعد قلعہ چاکن - راج گڈہ سنجوانی - سولاپور کو تصرف مین لایا - اور قلعہ تورنا - و ہرچند گڑہ کو نظام شاہ سے بطور تعہد حاصل کیا - رعایا پر اسقدر ظلم و زیادتی شروع کی کہ والی بیجاپور تنگ آکر اوسکو طلب کیا - مگر سیواجی اپنی جور و کاسی بائی کے کہنے سے بیجاپور نہ گیا - ابتک چھپا چھپا کارروائی کرتا تہا لیکن اسکے بعد تو والی بیجاپور سے کھلم کھلا بغاوت شروع کی ۱۰۴۱ھ مین مولانا احمد حاکم کلیان نے تین لاکھہ اشرفی والی بیجاپور کو روانہ کیا تھا - جسکو سیواجی نے راستہ مین لوٹ لیا - اور اکثر قلعے ٹالا - نکونا - بھونپت کلیان وغیرہ فتح کیا - اب والی بیجاپور سخت مشتعل ہوا - اور شاہجی کو لکھا کہ تمہارے بیٹے کو ان افعال ناشایستہ کی سزا دو - اور لوٹ مار کی ممانعت کرو - جسکا جواب شاہجی نے یہ دیا کہ میں خود اوسکے بیجا حرکات سے بیزار ہون - آپ کے جو مرضی مین آئے اوسکے ساتھہ سلوک کیجیے - شاہ بیجاپور نے دیکھا کہ اس سے بھی کام نہین نکلتا - اور سیواجی اپنے حرکات سے باز نہین آتا تو اوس نے یہ چال کی کہ اوس نواح کے ایک زمیندار بابجی گھوڑے پوری کو (جو شاہجی کا رفیق تھا) لکھا کہ کسیطرح شاہجی کو گرفتار کرکے بھیجدے - چنانچہ اوس گندم نما جو فروش دوست نے شاہجی کو دعوت دیکر اپنے گھر بلایا - اور قید کرکے شاہ بیجاپور کے پاس بھیجدیا جب سیواجی کو اپنے باپ شاہجی کے قید ہونیکی خبر ہوئی تو سخت پریشان ہوا - اور کسقدر لوٹ مار کم کردی - کیونکہ اوسکو یہ خیال تہا کہ کہین میری لوٹ مار کی وجہ سے والی بیجاپور شاہجی

کر خانخانان نے انتقال کیا - اس اثنا مین راجہ ستر سال زمیندار جام پر اوس کے
چچا رائے سنگھ نے چڑھائی کر کے بھتیجے کو بیدخل کر دیا - جب ستر سال بادشاہ
کے پاس دادخواہی کو آیا تو بادشاہ نے قطب الدینخان حاکم جوناگڈہ کو سرکوبی کے
لیئے روانہ کیا - چنانچہ اس لڑائی مین رائے سنگھ مارا گیا - پھر ستر سال ریاست

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۴) کا خاتمہ نہ کردے - چنانچہ شاہجی چار برس تک قیدخانہ کی سیوا کرتا رہا -
آخر سیواجی نے شاہجہان بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھا - چنانچہ شاہ جہان کے باعث شاہ جی
کی رہائی بھی ہوگئی - اور پنجہزاری کا منصب بھی اوسے ملا - یہہ زمانہ وہ تھا کہ ملک کرناٹک مین
بے انتظامی کی آفت برپا تھی - اسلیئے والی بیجاپور نے شاہ جی کو رہا کر کے کرناٹک کے انتظام پر
روانہ کیا - اب سیواجی باپ کے رہا ہونے سے شیر ہوگیا - اور پھر اپنے وہی قدیم چالین چلنے لگا
دریائے وارنا اور کشنا کے دوآبہ کے بڑے حصہ پر ایک راجہ جولی فرمان روا تھا - سیواجی
نے اوسکی بربادی پر کمر باندھی - اور حکمت عملی سے اوسکو مار کر اوسکے متعلقات پر قابض ہوگیا - اور
اس فتح کی یادگار مین ایک قلعہ پرتاب گڈہ تعمیر کیا - اس کے بعد اوس نے دہلی کی سرحد پر لوٹ
مچائی - اول خیر کوٹا - پھر احمدنگر پر چھاپہ مارا - جب اورنگ زیب نے تنبیہہ کرنا چاہی تو معذرت
کرلی - اسکے بعد زمانہ نے کروٹ بدلی - اور اورنگ زیب بھائیون سے لڑا جھگڑا اور باپ
کو معزول کر کے خود بادشاہ بنا - ادہر عادل شاہ والی بیجاپور نے انتقال کیا - اور علی عادل شاہ
جانشین ہوا - اس نوجوان شاہ بیجاپور نے سیواجی کی سرکوبی مقدم جانکر افضل خان سپہ سالار
کو سیواجی کے سر پر بھیجا - لیکن سیواجی نے روباہ بازی سے افضل خان کو مارا اور بیجاپوری
لشکر کو تباہ و برباد کیا - پھر دوسری فوج والی بیجاپور نے رستم خان کے ماتحت روانہ کی - اور سیواجی
نے رستم خان کو بھی پرنالہ کے قریب شکست دیدی - اب تو سیواجی اور تیز ہوا - راج گڈہ کو

جام پر متمکن ہوا۔

اب کسیقدر حالات مراد بخش کے لکھے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے مراد بخش کو قلعۂ گوالیار مین قید کیا تھا۔ اور اوسکی محبوبہ سوسن بائی کو بھی (اوسکی خواہش پر) ساتھ کردیا تھا۔ اس گرفتار اجل (مراد) کو جو خرچ بادشاہ سے ملتا اوسکا نصف اون مغلون کے خیرات دینے اور کہانا کھلانے مین صرف کرتا جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بیٹھے تھے یا جو مسافر مغل وارد ہوتے۔ آخر ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوس بالا کو وقت معین سے اطلاع دی۔ اس بادہ نوش نے اوسی رات کو سوسن بائی سے وہ تمام حقیقت بیان کرکے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو پھر ہم تم ملینگے اور نہین تو

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۵۵) اپنا دارالریاست بنایا۔ ۱۶۷۴ء مین شاہ بیجاپور نے شیوجی کو صلح پر مجبور کیا۔ ۱۶۷۵ء مین شاہ جی کے ساتھ شیوجی کرناٹک کی مہم پر گئے۔ ۱۶۷۶ء مین خود علی عادل شاہ فوج لیکر شیوجی کے مقابلہ کو آیا۔ مگر کرناٹک کے فساد کی خبر سنکر واپس چلا گیا۔ جس سے شیوجی کو فرصت ملی۔ اب اوس نے اپنے باپ کے دشمن یعنی جاگیردے پوری پر چڑھائی کی۔ اور اوسکو مطیع کرڈالا۔ اسوقت شیوجی کے قبضہ مین متعدد قلعون کے علاوہ بہت سے بندرگاہ بھی تھے۔ اسلئے اوس نے جہازون کا بیڑا بنایا۔ اور گوا لیارسے توپخانہ منگایا۔ اسکے بعد ۱۶۷۸ء مین شاہ جی نے شیوجی کی والی بیجاپور سے صلح کرادی۔ اور خود بیٹے (شیوجی) سے ملنے آیا۔ اب شیوجی نے اپنی دارالریاست کو زہری مین منتقل کرکے اوسکا نام رائے گڈھ رکھا۔ اس وقت مین شاہ جی کے پاس کل ولایت کانکان۔ کلیان سے گوا تک تھی۔ جسمین (۱۶۰) میل کا فاصلہ تھا۔ اور عرض سو میل سے زیادہ تھا۔ فوجی قوت مین (۵۰ ہزار) پیادے

خدا حافظ ہے۔ سوسن بائی یہہ گفتگو سنکر رونے پیٹنے لگی۔ جس سے نگہبانان قلعہ کو خبر ہوی اور مشعل وغیرہ روشن کر کے کمنہ وغیرہ کو پیدا کیا۔ جب یہہ خبر بادشاہ کو ہوی تو اوس نے اس دغدغہ کو ہمیشہ کے لئے مٹانا چاہا۔ اور علی نقی (جسکو مراد بخش نے مارا تھا) کے بیٹون کو باپ کے خون کے دعوے کے لئے آمادہ کر کے عدالت مین رجوع کرایا۔ بڑے بیٹے نے تو انکار کیا۔ مگر چھوٹا بیٹا بادشاہ کے دام مین آگیا۔ اور دعوی کیا۔ قاضی نے قصاص کا حکم دیا۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۱۱۸ھ کو دو چیلون نے اس شہزادہ کو تنگنائے زندان سے نجات دی۔ ۲۷ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو فاضل خان وزیر اعظم نے انتقال کیا۔ بادشاہ کو اسکے مرنیکا بڑا افسوس ہوا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ سیواجی نے جنیر کے شمال مین کئے قلعون پر قبضہ کر لیا۔ اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا۔ اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر (بادشاہ) نے اپنے ماموں امیر الامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کو سیواجی کی سرکوبی کے لئے لکھا۔ چنانچہ امیر الامرا نے ایک بڑا لشکر لیکر پونہ کے جانب روانہ ہوا۔ پہلے قلعہ چاکن کو نرسلا سے فتح کیا۔ اور سیواجی امیر الامرا کی آمد سنکر راجگڈہ سے سنگڈہ چلا گیا۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ مہاراجہ جودہ پور کو بھی امیر الامرا کی کمک کے لئے بھیجا۔ اور امیر الامرا قلعہ چاکن فتح کر کے پونہ مین سیواجی کی خاص حویلی مین اترا۔ اور سیواجی کے گرفتار کرنیکے لئے جابجا فوجین مقرر کین مرہٹون کی آمد و رفت کو شہر مین بند کر دیا۔ مگر سیواجی ایک برات کے بہانہ کو توال شہر سے

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۵۶) (۷ ہزار) سوار موجود تھے۔ جب والی بیجاپور سے صلح ہوگئی تو سیواجی نے مغلون کے جانب رخ کیا۔ اور شاہ دہلی کے متعلقہ ملکات پر دست درازی شروع کی۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمایئے ۱۲ مولف۔

اجازت لیکر معہ مختصر جماعت کے شہر مین داخل ہوا - اور آدہی رات کو مکان کے عقب کی دیوار پہاند کر یہ سب مکان مین داخل ہوئے - جب شایستہ خان نے غل غپاڑا دیکہا تو مقابلہ کیا - ایک مرہٹے نے ایسی تلوار لگائی کہ شایستہ خان کا انگہوٹھا جاتا رہا - اور محل کے لونڈیون نے شایستہ خان کو ایک محفوظ جگہ مین لیجاکر پوشیدہ کیا الغرض سیواجی نے شایستہ خان کو زخمی کرکے اکثر چوکی پہرہ والون کو تہ تیغ کیا - اور شایستہ خان کا بیٹا ابوالفتح خان بھی اس لڑائی مین مارا گیا - اور شایستہ خان کے دو حرم بھی قتل ہوے - ایک جمعدار جو شایستہ خان کا ہم شبیہہ تہا اوسکو مرہٹون نے شایستہ خان کے گمان مین قتل کرکے اوسکا سر نیزہ پر چڑہایا - اور چلتے بنے - جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو شایستہ خان کو بنگالہ کی صوبہ داری پر روانہ کردیا - اور دکن کی صوبہ داری پر شاہزادہ محمد معظم کو مقرر کیا - اور راجہ جسونت سنگھ شاہزادہ کی کمک کے لئے معین ہوا - اسکے بعد سیواجی نے ناسک کی جاترا کا بہانہ کرکے چار ہزار سوار سے سورت پہونچا - اور اس دولتمند شہر کو چہہ دن تک برابر لوٹتا رہا - اس موقع پر انگریزون نے بہت کوشش کی اور اپنے مال کے علاوہ اہل شہر کے بھی کسیقدر مال کو سیواجی کے دستبرد سے بچایا - ورنہ اگر اوسکو انگریزون اور ڈچون کے کوٹہیون کا بھی مال ملجاتا تو مالامال ہوگیا ہوتا پھر بھی لاکہون کے نفع مین رہا - بادشاہ نے اس حفاظت کے صلہ مین انگریزون کو اون کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کردیا - انہین ایام مین سیواجی کے باپ شاہ جی نے گہوڑے پر سے گرکر جان دی باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کہل کہیلا - رائے گڈہ مین اپنی ریاست کا انتظام کیا - اور اپنے نام پر راجگی کا ٹکڑہ لگایا - روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ جمایا - جب بادشاہ نے دیکہا کہ راجہ جسونت سنگھ نے اب تک سیواجی کے

ایک قلعہ پر بھی قبضہ نہین کیا - اسلئے اوسکو طلب کرکے راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کو دکن روانہ کیا - چنانچہ راجہ جے سنگھ نے آتے ہی پورندہر و دمال کے قلعون کو فتح کیا اور سیواجی کے آباد ملک پر جھاڑو پھیر دی - اسکے بعد سیواجی کے دارالحکومت راج گڈہ اور کندانہ کا محاصرہ کیا - چند روز کی متواتر جنگ سے اب قریب تہا کہ قلعون پر قبضہ ہوجائے - جس سے سیواجی کے ہوش وحواس جاتے رہے - اور عفو تقصیرات کی درخواست کی - اور خود معہ چند مقربون کے راجہ کے پاس چلا آیا - راجہ نے بعزت تمام روبرو بلایا اور گلے لگایا - اور ہدایت کی کہ اب بہتر یہہ ہے کہ تمام قلعون کو حوالہ کرکے بادشاہ کی ملازمت واطاعت پر کمر باندہو - الغرض راجہ جے سنگھ نے ان تمام واقعات کی بادشاہ کو اطلاع دی - وہان سے عفو قصور کا فرمان آیا - اور سیواجی کے بیٹے (جو ۵ سالہ تہا) کے لئے پنجہزاری کا منصب عطا ہوا - چنانچہ اسکے بعد سیواجی نے اپنے کل ۳۵ قلعون مین سے ۲۳ قلعون کی کونجیان معہ جمع محصول (۴۰ لاکھہ روپیہ) راجہ کے حوالہ کرکے باقی بارہ چھوٹے قلعے اپنے تصرف مین رکھا - اسکے بعد بادشاہ نے جے سنگھ کو حکم دیا کہ سیواجی کے قلعون کا بندوبست کرکے والی بیجاپور کی سرکوبی کرو - کیونکہ کئے سال سے خراج دینے مین لیت ولعل کررہا ہی - جب یہہ خبر والی بیجاپور کو ہوئی تو اوس نے ملا احمد نائت کو راجہ کے پاس بہیجا - اور خراج کے بہیجنے کا وعدہ کیا - ملا احمد ایک عالم متبحر تہا - بحسب ظاہر تو سفارت کے لئے آیا تہا اصل مین اوسکا ارادہ بادشاہ کی ملازمت کرنیکا تہا - جب راجہ کو معلوم ہوا تو اوس نے بادشاہ کو لکھا - اور بادشاہ نے ملا احمد کو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرفراز کرکے اپنے پاس بلایا - اور راجہ کو خفیہ لکھا کہ جب وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا - مگر ملا احمد بادشاہ کے پاس حاضر ہونے نہ پایا کیونکہ احمد نگر کے راستہ مین

او سکا انتقال ہوگیا۔ آخر بادشاہ نے او سکے بیٹے اسد اللہ کو بلاکر منصب ہزار و پانصدی
اور اکرام خان کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اس اثنا رمین سیف خان حاکم کشمیر نے بست
کو فتح کرکے بادشاہ کے نام کا سکہ جاری کیا اور ایک مسجد تعمیر کراکے خطبہ پڑہایا۔
ان دنون مین بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا۔ اور اپنے نونہال۔
معزالدین کو ہمراہ لایا۔ اسی سال ۱۰۶۶ھ مین شاہ جہان نے انتقال کیا۔
اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ چاٹگام ورخنگ کے زمینداروں نے اکثر ممالک محروسہ کے
لوٹ مار پر کمر باندہی ہے۔ اسلئے بادشاہ نے امیرالامرا صوبہ دار بنگالہ کو اونکی سرکوبی کے
لئے لکھا چنانچہ امیرالامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو اونکے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور
چاٹگام کے فرنگی (جو زمیندار چاٹگام سے بددل تھے) بھی لشکر شاہی کے ہمراہ ہوگئے۔ خوب
لڑائیان ہوئین۔ طرفین کے آدمی مارے گئی۔ قلعہ چاٹگام بادشاہی سپاہ نے فتح کرلیا۔ حاکم
چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بہائی تہا معہ بیٹے اور خویشون وغیرہ کے گرفتار ہوا۔
بہت سی کشتیان اور توپین۔ ہاتہ آئین۔ بندر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر
رکہا گیا۔ جس سرزمین مین کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہین چمکا تہا اوس مین اذان دیگئی۔
بزرگ امید خان نے فتح نامہ معہ قیدیون کے حضور شاہی مین بہیجا۔ اور مورد عنایت ہوا۔
اب دکن کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ جب راجہ جے سنگھ سیواجی کے مہم سے فارغ ہوا تو موکل
افواج و سرداران نامدار سیواجی کو ہمراہ لیکر ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ
مین جسقدر قلعے ملے یا نظر آئے وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح کرلئے گئے
اپنے مین شیرزہ خان مہدوی۔ خواص خان۔ جادورائے وغیرہ سرداران بیجاپور نے
۱۲ ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ خوب زدوخورد ہوئی۔ فتح لشکر شاہی کو نصیب ہوئی الحاصل

روزانہ لڑتے بھڑتے لشکر شاہی بیجاپور سے ۵ کوس پر پہونچا۔ اور والی بیجاپور نے ۳۰ ہزار کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین مقرر کیا۔ اور قلعہ کے اطراف کے تمام تالاب کنوون۔ باؤلیون کو زقوم وخاک سے بھر دیا اور اس نواح مین کوئی اثر آب وآبادانی کا نہ چھوڑا۔ اور ۵۔ ۶ ہزار سوار کو ممالک شاہی کے تباہ وبرباد کرنیکے لئے روانہ کیا۔ دو چار روز بیجاپور کے نواح مین خوب جنگ وپیکار ہوتی رہی۔ لیکن آب وغلہ کی کمیابی نے لشکر شاہی کو واپس ہونے پر مجبور کیا۔ اور جو بیجاپوری فوج ممالک شاہی کو برباد کر رہی تھی۔ اونکی مدافعت کے لئے لشکر شاہی نے نواح بیجاپور سے کوچ کیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ قطب الملک حاکم گولکنڈہ نے علی عادل خان والی بیجاپور کی مدد کے لئے پہلے ہی چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بھیجا تھا۔ اور اب مکرر اپنے خواجہ سرا سنگینام خان کے ہمراہ ۶۰ ہزار سوار ۲۵ ہزار پیادے روانہ کیا ہے۔ الغرض لشکر شاہی نے ممالک شاہی کے بچانے کیلئے فوج غنیم سے خوب جنگ کی۔ طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ فوج کا بھی بہت کچھ نقصان ہوا۔ لشکر شاہی نے ملک بیجاپور کو خوب لوٹا گھسوٹا۔ لیکن متواتر جنگ وپیکار سے تنگ آگئی تھی۔ موسم برشکال بھی سر پر تھا۔ اسلئے راجہ جے سنگھ نے بیجاپور کا محاصرہ چھوڑکر حسب فرمان شاہی فوج کو لیکر اورنگ آباد چلا گیا۔ اور بیجاپوریون کا بھی قافیہ تنگ تھا۔ قلعہ کا آذوقہ ختم ہوچکا تھا۔ اس موقع پر لشکر شاہی کا محاصرہ اوٹھا کر چلا جانا ان کے لئے نجات کا باعث ہوا۔ مارچ ۱۶۶۶ء مین سیواجی معہ اپنے بیٹے سنبھاجی کے ایک ہزار مادلی اور پانچ سو منتخب سوار لیکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے دہلی روانہ ہوا۔ جب سیواجی دہلی کے قریب پہونچا تو بادشاہ نے رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ اور مخلص خان کو استقبال کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو

ناگوار گذرا۔ جب دربار مین پہونچا تو (۱۵۰۰) اشرفی (۶۰۰۰) روپیہ نقد (۳۲۰۰۰) روپیہ نذر گذرانی۔ بادشاہ نے پنجہزاری منصب کے امرا مین بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چونکہ یہ منصب اوسکے بیٹے سنبھاجی اور رفیق بیتاجی یالکر کو ملا تھا۔ لہذا وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا منصب قبول نہ کیا اور راجہ جے سنگھ نے بادشاہ سے جن مہربانیون کا وعدہ کیا تھا۔ اون مین سے اکثر کو اوس نے نہ پایا۔ اور اودہر بادشاہ کے دل مین اوسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ خلعت وجواہر وقبل ہوا وسکے لئے موجود کئے گئے تھے اوسکو عطا کئے جائین۔ اوسکے چہرہ پر جہالت وخجالت آمیز عرق ظاہر ہوا۔ چنانچہ ضعف دل کا اظہار کرکے ایک گوشہ مین جاکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور تہوڑی دیر کے بعد کنور رام سنگھ سے گلہ وشکوہ کرکے اپنے کو ضائع کرنیکا قصد کیا۔ ہرچند کنور رام سنگھ نے تسلی دی مگر فائدہ نہوا۔ بادشاہ سے ادب وآداب کے خلاف اوسکی ادائین معروض ہوئین تو بادشاہ نے کم توجہی سے بغیر کسی سرفرازی کے رخصت کردیا۔ اور حکم دیا کہ سیواجی مجرے کو نہ آئے۔ اور اوسکا بیٹا۔ رام سنگھ کے ہمراہ دربار مین حاضر ہوا کرے۔ اور مولا دخان کوتوال شہر کو اوسکی نگہبانی اور چوکی پہرہ کا حکم دیا اور راجہ جے سنگھ کو لکھا کہ سیواجی کے ساتھ کیا قول وقرار تم نے کیا ہے اوس سے اطلاع دو۔ جب سیواجی نے بادشاہ کی عدم توجہی دیکھی تو بہت پریشان ہوا۔ اتنے مین راجہ جے سنگھ کی عرضداشت آئی کہ "قندوی نے سیواجی سے عہد وپیمان کرکے۔ اور عنایات والطاف شاہی کا امیدوار بناکر دہلی روانہ کیا ہے۔ اور اوس نے بھی عہد واثق کیا ہے۔ کہ آئندہ فرمان برداری اور اطاعت مین سرگرم رہون گا" جب بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کی عرضداشت کا یہہ مضمون دیکھا تو سیواجی کی نسبت بدی

وغیرہ کے اوٹھا دینے کا حکم دیا۔ مگر سیواجی بادشاہ سے ایسا خوف تھا کہ پہرہ چوکی بٹھا
(۲۷ صفر) ۱۰۷۶ھ کو تبدیل وضع کرکے معہ اپنے بیٹے کے بھاگ گیا۔ مگر افسوس ہے کہ

* اوپر جو حالات کہ ہم نے لکھے ہین وہ عالمگیر نامہ کے تھے۔ باقی دوسرے مورخون نے یہہ لکھا ہے کہ اوس نے اپنے کو بیمار بنایا۔ چند روز دق وسل کا علاج ہوتا رہا۔ پھر صحت یابی کی شہرت دی اور حکمار ارباب طرب وغیرہ کو انعام واکرام دیکر برہمنون کو بڑے بڑے پٹارون مین مٹھائی بھیجنا شروع کیا۔ اسیکے بعد ایک ہمراز کو اپنے پلنگ پر لٹاکر وہ اور اسکا بیٹا یہہ دونون پٹارون مین بند ہوکر بھاگ گئے۔ اور متھرا پہونچکر داڑھی موچھہ منڈائی۔ اور بھیوت اپنے اور بیٹے کے جسم پر مل کر غیر مشہور گھاٹ سے پار ہوگیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے گرفتاری کا حکم دیا۔ اور رام سنگھ کو منصب سے معطل کرکے مجرے سے منع کیا۔

اب سیواجی کی سنئے کہ وہ بنارس ہوتا ہوا دکن پہونچا۔

کرنیل ڈف صاحب یہہ لکھتے ہین کہ جب بادشاہ نے سیواجی کو مجرے سے منع کیا تو بہت گھبرایا۔ اور دکن جانیکی اجازت چاہی۔ لیکن بادشاہ نے اجازت نہ دی بلکہ نظر بند کیا۔ اب سیواجی نے اکثر امراو دربار کو تحفہ وتحایف بھیجکر اپنا یار ومددگار بنایا۔ اور چند روز بیماری کی شہرت دی۔ پھر تخفیف مرض کا اظہار کرکے برہمنون کو پن دینا شروع کیا۔ اور بڑے بڑے پٹارون مین مٹھائیان بھر کر بانٹا۔ پہلے پہلے چوکی پہرہ والون نے کھول کر دیکھا۔ پھر تو وہ بھی انجان ہوگئے۔ اس کے بعد سیواجی اپنے بیٹے کو لیکر پٹارون مین بیٹھا۔ اور چوکی پہرہ سے نکل گیا۔ دوسرے روز متھرا پہونچا۔ جہان اوسکے دوست نیتاجی اور بالوس رائے انتظار کر رہے تھے۔ اونہون نے اوسکے لئے سارا سامان تیار کردیا۔ چونکہ سنبھاجی کم سن تھا۔ اور چلنے کی طاقت نہ تھی اسلئے اوسکو ایک برہمن کے حوالے کرکے سیواجی گوسائین کے بھیس مین دکن کیجانب چلتا بنا۔ ۲ دسمبر ۱۶۶۶ء برہن راج گڈھ آیا۔

بادشاہ نے سیواجی کو بجائے دوست بنانے کے دشمن بنالیا۔ اگر دوست بنالیتا تو مہاراشٹر دکن مین بادشاہ کو سیواجی سے بہت بڑی مدد ملتی۔

اب کسیقدر حالات ایران کے ملاحظہ کیجے کہ اسکے آگے ہم بیان کیا ہے کہ شاہ ایران نے ایلچی روانہ کیا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اوسکے جواب مین تربیت خان کو سفیر بناکر ایران بھیجا۔ جب یہہ سفیر ایران پہونچا تو شاہ ایران کم التفاتی سے پیش آیا۔ اور ولایت بادشاہی کے سرحد مین لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا۔ اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال کے بعد تربیت خان ایران سے نکلا۔ اوسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھہ تعین کی۔ اور فرخ آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھہ ۴ ربیع الاول ۱۰۷۶ھ کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔ اور ۴ ہزار سوار ہمراہ کئے۔ مگر شاہ عباس جب فرخ آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے مرض سے چند روز مین مرگیا۔ اور بھی مرنا اوسکا بڑا بیٹا

بقیہ نوٹ از صفحہ (۴۶۳) ڈاکٹر برنیر کی داستان سنئے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب سیواجی دہلی آیا تو یہان شائستہ خان کی بیوی موجود تھی۔ وہ اس امر پر مصر ہوی کہ اس نے میرے بیٹے کو مارا اور خاوند کو زخمی کیا۔ شہر سورت کو لوٹا۔ لہذا وہ مقید ہونا چاہیئے۔ جب سیواجی کو یہہ خبر ہوئی تو بہیس بدل کر بھاگ گیا ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کو بھی نے جب اورنگ زیب کی شان و شوکت دیکھی تو ہوش اڑگئے اور بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو دربار کی عظمت نہ دیکھہ سکا اور بھاگ گیا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ جب سیواجی بھاگ کر متہرا پہونچا تو بہیس بدل داڑھی مونچھہ منڈا۔ بہبوت لگا۔ بچے کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ اور تمام جواہر عنا شرفی جو ہمراہ تھے ہاتھہ کی لکڑیون کو خالی کرکے اونکے

جانشین ہوا - عالمگیر کو اوسکے مرنیکا افسوس ہوا اور کہا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا لطف اوٹھتا - اب مروت وفتوت کا اقتضا نہین کہ ایران پر لشکر کشی کیجائے - چنانچہ شہزادہ کو واپسی کے لئے لکھا - اس اثناء مین اعتماد خان ایک ترکمان سپاہی کے ہاتھ مارا گیا - اور راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کے حکم سے بیتاجی سپہ سالار سیواجی کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس بھیجا - بادشاہ نے فدائی خان کو اوسکی حراست پر مقرر کیا - آخر بیتاجی مسلمان ہوگیا - اور بادشاہ نے بہت کچھہ سرفراز وممتاز کیا - انہین ایام مین دلیر خان نے چاندہ و دیوگڈہ کو فتح کرکے وہان کے زمینداروں سے خراج وصول کیا - ۱۰۷۸ھ مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا - اور بادشاہ نے بیتاجی کو منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار سے سرفراز کرکے محمد قلی خان کا خطاب عطا کیا - اور بادشاہ کے جلوس سال دہم کا جشن نہایت تکلف سے ادا ہوا - اس جشن مین ایران - توران بلخ - بخارا حضرموت - عرب کے ایلچی موجود تھے جنکو انعام وخلعت ملے - اسکے بعد بادشاہ نے محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا - اور مہاراجہ جسونت سنگھ و راجہ رائے سنگھ و صف شکن خان وصفی خان وغیرہ کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا - اور راجہ جے سنگھ کو اورنگ آباد سے دہلی آنیکا حکم دیا لیکن راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہوکر مرگیا - انہین ایام مین قوم یوسف زئی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۴) اندر بہرا - جب بنارس پہونچا تو یہان کے فوجدار نے گرفتار کیا سیواجی نے دو جواہر بے بہا رشوت دیکر خلاصی پائی - چونکہ سنبہا کمسن تہا اور چلنے سے پاؤن مین چہالے پڑگئے تھے - اسلئے بنارس کے پروہت کب کلس کے پاس اوسکو چہوڑکر روانہ ہوا - پہر بہاروٹینہ وچاندہ کی راہ سے حیدرآباد آیا اور عبداللہ قطب الملک کو سبز باغ دکھاکر جمعیت شایستہ مصالح قلعہ گیری لیکر روانہ ہوا - ایک روایت یہ ہے کہ وہ حیدرآباد کو ابوالحسن تانا شاہ کے زمانہ مین آیا - اور والی گولکنڈہ کی فوج کی مدد سے کرناٹک فتح کیا

(جو سرکشی پر کمر باندہی تھی -) کی تادیب وتنبیہ کیگئی - اور عبداللہ خان والی کاشغر جو اپنے بیٹے کی بدسلوکی سے تنگ آکر بیت اللہ جانیکے ارادہ سے کمال جمعیت وسامانی کیساتھہ حدود شاہی مین آیا تھا - اوسکی خبر سنکر بادشاہ نے اپنے پاس آٹھہ مہینے مہمان رکھا - اور ۱۰ لاکھہ روپیہ کے خرچ سے اوسکی مہمانداری کی - اور جاتے وقت دو لاکھہ روپیہ مع ساز وسامان کے دیکر رخصت کیا -

سنہ ۱۰ مین بادشاہ نے محصول راہداری اور باندارای وغیرہ کو موقوف کیا - اور کلاونون ونامی خوانون سے جو سرکار مین نوکر تھے سرود خوانی سے توبہ کراکے مناصب ومراتب کو زیادہ کیا کہتے ہین کہ ایک قوالون کی جماعت نے ایک جنازہ بڑی شان وشوکت سے اٹھایا اور اوسکے پیچھے روتے پیٹتے چلے - جب درشن کے جھروکے کے پاس پہونچے تو بادشاہ نے جنازہ کی کیفیت پوچھی - قوالون نے عرض کیا کہ راگ مرگیا ہے اوسکو دفن کرنے لیجاتے ہین حکم دیا کہ ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا اور ندا نہ آئے - اسکے بعد بادشاہ نے درشن کے جھروکہ کا بیٹھنا موقوف کردیا - اور سخنہن وشاعرون (جو ہمیشہ تخت مین حاضر رہتے تھے) کو بھی برخاست کیا - اور ساعت کے دیکھنے تقویم کے بنانے اور رکھنے کا رواج بھی کم کردیا گیا - جب اہل دفتر نے عرض کیا کہ بغیر تقویم کے حساب تنخواہون وغیرہ کا ہونا ناممکن ہے تو فرمایا کہ ؎ لاولالب لاولا لاشمس صہ است ہلال وکط کط لال مشہور کوتہ است پر حساب کرکے شمسی مہینون کے سررشتہ کو نگاہ رکھین -

پھر کسیقدر حالات سیواجی کے بیان کئے جاتے ہین کہ جب وہ دہلی سے بھاگ کر دکن آیا اور والی گولکنڈہ کی مدد سے ازسرنو قلعجات شاہی پر قبضہ کرکے راجگڈہ مین مستقل ہوا

نقیبہ نوٹ صفحہ (۴۶۵) فتح کرکے بدستور سابق راجگڈہ مین مستقل ہوا - باقی حالات اس مین ملاحظہ کیجئی ۱۲ مولف

تو چند روز کے بعد ولایت کلیان کو فتح کرلیا - اور بندر سورت پر تاخت کی - اور اکثر حاجیوں کو لوٹا (اوس زمانہ مین سورت باب الحج کہلاتا تھا) جب بادشاہ کو خبر ہوی تو دلیر خان اور خانجہان کو سیواجی کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا - اور سورت کے متصل نئے قلعے تعمیر کرنیکا حکم دیا - جب سیواجی نے اپنا قافیہ تنگ دیکھا تو راجگڈہ کو چھوڑ کر قلعہ راہری مین سکونت اختیار کی - اور یہان ایک مستحکم قلعہ تیار کرکے چین سے گذارنے لگا - آخر بادشاہ نے ظاہر داری کرکے سیواجی سے صلح کرلی - اور باطناً محمد معظم کو لکھا کہ کسیطرح سیواجی کو قتل یا قید کیا جائے - اسکے بعد بادشاہ نے سیواجی کو راجہ کا خطاب عطا کرکے ملک برار مین ایک نئی جاگیر بھی دی - بہرحال ۱۰۷۰ھ تک دکن مین امن رہا - بعد ازان جب بادشاہ نے دیکھا کہ سیواجی یون دام مین نہین آتا تو علانیہ اوسکے گرفتاری کا حکم دیا - اب سیواجی نے بھی پھر اپنا پرانا طریقہ لوٹ مار کا جاری کردیا - اور قلعہ سنگ گڈہ و پورندھر کو فتح کیا - اور سیوینری جنجیرہ وغیرہ پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہا - اور فتح خان (جو عادل شاہ کی طرف سے وہان کا حاکم تھا) نے بھی امان کا قول لیکر جنجیرہ حوالہ کرنے پر آمادہ تھا - مگر فتح خان کے تین حبشی غلام سیدی حسین سیدی یاقوت - سیدی خیریت (جو اوسکی فوج کے سپہ سالار تھے) نے فتح خان کو قید کرکے سیدی حسین کو اپنا سردار بنایا - اور خانجہان صوبہ دار دکن سے امداد چاہی - خانجہان نے اونکو منصب و خطاب عطا کرکے امداد کا وعدہ کیا - چنانچہ سیدی حسین نے ایک روز دھاوا کرکے دندا راجپوری کے قلعہ کو مرہٹون سے لے لیا - اور اوسکے اطراف کے قلعون پر بھی قبضہ کیا - سیواجی نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے - مگر حبشیون کے مقابل دال نہ گلی

البتہ ایام مین سیواجی کا بیٹا سنبھاجی بھی بنا بن سے آگیا - اور سیواجی نے بہر بندر سورت پر چڑھائی کرکے ۳ روز تک خوب لوٹا - اور کہ شنکر کا ترنبکیشور واجے سے آیا ہوا تھا اوسکا مال

بہی اوڑایا۔ جب وہان سے واپس ہوا تو راستہ مین داؤد خان سے مقابلہ ہوا۔ خوب ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ اور سیواجی شکست کھاکر بھاگا۔ سیواجی کے سپہ سالار پرتاب سنگھ نے خاندیس کے نواح کو تباہ و تاراج کرکے آخر کو خاندیس سے چوتھہ مقرر کرالی۔ یہ پہلا ہی موقعہ ہے کہ سیواجی نے بادشاہی ملک سے چوتھہ لی۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ سیواجی کی جرات روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ تو اوس نے مہابت خان کے ماتحت ۱۰۸۱ھ مین ۴۰ ہزار کی فوج دکن کو روانہ کیا۔ مہابت خان نے آتے ہی قلعہ اوندھ و پٹہ لے لیا۔ پھر چاکنہ اور سہسر کا محاصرہ کیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ مگر قلعے سر نہوے۔ انہین ایام مین بادشاہ نے شریعت کے موافق تجارت کے مال پر ڈھائی روپیہ فیصدی زکواۃ مسلمانون سے اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ مقرر کیا۔ اور ۱۰۸۲ھ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ جب مسلمان بادشاہ کے سلام کو آئین تو سلام علیک کہین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھہ نہ کہین۔ اسی سال ایک فرقہ ست نامی فقیرون کا قصبۂ نارنول مین پیدا ہوا۔ اور کسی بات پر حاکم نارنول کو مار ڈالا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوی تو فوج بھیجی گئی مگر اتفاقاً فوج شاہی کو ہزیمت ہوی۔ لوگون نے مشہور کر دیا کہ وہ ایسے ساحر ہین کہ اون پر تلوار اور گولی کارگر نہین ہوتی۔ اب جسکو دیکھو اونکے مقابلہ پر جانیکو گھبراتا ہے۔ آخر بادشاہ نے قرآن کی وہ آیتین فوج کے سردارون کو لکھکر دین کہ جنکی تاثیر سے جادو کا اثر زایل ہوتا تھا۔ الحاصل فوج شاہی فتح یاب ہوی اور اونکا فساد مٹا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دارالحرب مین تفریق ہونیکے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ چنانچہ جزیہ نے مذہبی عداوت کی آگ کو تو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا۔ اب چھہ مہینے بعد اس واقعہ نے اور اوس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگھ کے انتقال پر اوسکی زوجہ

اور دو بیٹے کسن وطن جانیکے لئے چل کھڑے ہوے عالمگیر کو معلوم ہوا تو کوتوالی کے نام حکم دیا کہ اونکو نظر بند کیا جائے - کیونکہ عالمگیر کو جسونت سنگھ سے قدیمی کینہ تہا - اس موقع پر راجہ جسونت سنگھ کے چند ملازمون نے یہہ چال کی کہ بادشاہ سے اپنے جانیکی اجازت حاصل کرکے راجہ کے لڑکون کو غلامون کی شکل بنایا - اور اونکی جگہ غلامون کو رکہہ چھوڑا اور رانی کو مردانہ لباس پہناکر اوسکی جگہہ ایک کنیز کو عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ کرکے خیمہ کے اندر بٹہایا - اسکے بعد دونون کنورون اور رانی کو لیکر چلتے ہوے - جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوس نے کوتوال سے رانی اور کنورون کو طلب کیا - کوتوال نے ان جعلی کنورون اور رانی کو خیمہ سے لیجانا چاہا - راجہ متوفی کے ملازمون نے اخفائے راز کے لئے اونکے دینے مین مزاحمت کی - اور کشت خون کی نوبت آئی - سو پچاس آدمی مارے گئے - آخر وہ جعلی کنور و رانی بادشاہ کے پاس آئے - بادشاہ نے اونکو حرم سرا مین بہیجا بیگمون نے اونکو متبنیٰ کیا - اور رانی بیگمون کی پرستار بنی - ادہر اصلی رانی اور کنور صحیح وسلامت جودہ پور داخل ہوے - چنانچہ بڑے کنور اجیت سنگھ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی - اور آخر دم تک اورنگ زیب کا دشمن بنا رہا - بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین ہے رانی نے فقط مہاراجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اوسکو بیٹا بنایا ہے - اور اصلی اولاد اوسکی میرے پاس ہے - مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگھ سے بیاہی تو اوسکا شبہ دور ہوا - اور جودہ پور پر چڑہائی کی - اودیپور کے رانا نے جودہ پور کے اعانت پر کمر باندہی - جسکی باعث بادشاہ نے رانا کو جزیہ دینے کے لئے لکہا - اور جسونت سنگھ کے

* مآثر عالمگیری مین لکہا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کابل مین مرگیا اوسکو کوئی اولاد نہ تھی - مرنیکے بعد

فرزندان نامشخص کو جودہ پور سے نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ جہانگیر نے حسب الحکم بادشاہ کے جودہ پور جاکر خوب تاخت و تاراج کیا۔ اور بتوں کو توڑ ڈالا۔ اس اثنا میں

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۹) اور سکے معتمد نوکروں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو رانیاں حاملہ ہیں۔ جب مہاراجہ کے متعلقین لاہور میں آئے تو دونوں سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ملازموں نے بادشاہ سے اطلاع کر کے منصب و راج کی درخواست کی۔ بادشاہ نے کہا کہ جب یہ بڑے ہونگے تو منصب و راج عنایت ہوگا۔ راجپوتوں نے دوبارہ درخواست کی۔ اس اثنا میں ایک لڑکا مرگیا۔ اور بادشاہ نے دونوں رانیوں اور ایک لڑکے کو نظر بند کیا۔ اس پر راجپوتوں نے لڑائی پر کمر باندھی۔ اور خوب کشت و خون ہوا۔ جسمیں رانیاں بھی ماری گئیں۔ اور لڑکا ایک شیر فروش کے پاس چھپایا گیا مگر کوتوال نے تلاش کر کے لایا۔ بادشاہ نے اوسکا نام محمدی راج رکھا۔ اوہر راجپوتوں نے جودہ پور پہونچکر دوجلی لڑکے راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کر کے فتنہ انگیزی شروع کی۔ بادشاہ نے سربلند خان کو جودہ پور کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے سرکش راجپوتوں کو قتل کر کے جودہ پور کو تباہ کیا۔ اور رانا نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے خانجہاں کو اس ضلع کے بندوبست پر روانہ کیا۔ چند روز کے بعد رانا نے تمردی اختیار کی۔ اس موقع پر خود بادشاہ نے ارادہ کیا اور شاہزادہ محمد اعظم و شاہزادہ محمد معظم و شاہزادہ محمد اکبر یہہ تینوں کو بھی معہ فوج ہمراہ لیا۔ اور وہاں پہونچکر رانا کے تمام ملک کو پامال و تاراج کر ڈالا۔ رانا نے اپنے اور جسونت سنگھ کے عیال و اطفال کو لیکر دشوار گزار پہاڑوں میں چلا گیا۔ اور شاہی لشکر نے وہاں بھی تعاقب نہ چھوڑا آخر رانا نے تنگ آکر یہہ مکاری کی۔ کہ پہلے شاہزادہ محمد معظم کو بغاوت پر مایل کرنا چاہا۔ مگر وہ مایل نہوا پھر اوس نے شاہزادہ محمد اکبر پر افسون چلایا۔ یہاں اوسکا افسون کارگر ہوا۔ اور شاہزادہ نے راجپوتوں کی اعانت پر باپ سے بغاوت اختیار کی۔ جب یہہ خبر شاہزادہ محمد معظم کو پہونچی تو

خبر آئی کہ محمد اکبر نے راجپوتون سے سازش کر کے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اور ۷۰ ہزار کی فوج سے مقابلہ کے لئے نکلا ہے۔ بادشاہ اس خبر کے سنتے ہی محمد معظم کو بلایا اور شہاب الدینخان بہادر پسر فلیچ خان کو لشکر کی تعداد معلوم کرنیکے لئے بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدینخان بہادر نے محمد اکبر کے لشکر کی حقیقت دریافت کر کے بادشاہ کو اطلاع دی اور اوسکے ساتھہ اپنے بھائی مجاہد خان کو بھی ہمراہ لیتے آئے بادشاہ نے کمال عنایت سے شہاب الدینخان بہادر کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد اکثر نامی سردار محمد اکبر سے جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے جس سے محمد اکبر کی فوج مین تزلزل واقع ہوا۔ جب راجپوتون نے یہ حالت دیکہی تو وہ بھی چلتی ہوے۔ اب شہزادہ اکبر بھی فرار ہوا۔ اور دکن پہونچا۔ یہان خانجہان صوبہ دار دکن کو اوسکے گرفتاری کا حکم پہونچ چکا تھا۔ اسلئے محمد اکبر بیسروسامانہ ہوتا ہوا راہری آیا۔ اور سنبہاجی نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ اور چند روز میہمان رکہا۔ پہر یہان سے نکل کر ایران کے ارادہ سے جہاز مین بیٹہا۔ باد مخالف نے جہاز کو بہراکر کے مسقط مین پہونچایا۔ امام مسقط نے محمد اکبر کو نظر بند کر کے عالمگیر کو لکھا کہ اگر آپ دو لاکھہ روپیہ نقد اور مسقط کے اجناس کا جو بندر سورت جاتے ہین

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۷۰ اوس نے باپ کو لکھا۔ لیکن بادشاہ نے اسکو محض بہتان سمجھا۔ اور جواب لکھا کہ لہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالیٰ شمارا ہمیشہ برصراط مستقیم رہبری نماید۔ درآلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ گرچند روز کے بعد یہ راز افشا ہوگیا۔ اور خبر آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ بھی جاری کیا۔ اور منور خان کو ہفت ہزاری منصب عطا کر کے امیر الامرا کا خطاب دیا۔ مجاہد خان وغیرہ کے معقول اضافے کئے باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائے ۱۲ مولف

شہاب الدینخان سے مراد غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر ہے۔ جو نواب آصف جاہ بہادر کے پدر بزرگوار تھے ۱۲ مولف

محصول معاف کیجئی تو مین محمد اکبر کو گرفتار کرکے بھیجدیتا ہون" بادشاہ نے اوسکے حسب منشا حکم صادر کیا اور محمد فاضل کو محمد اکبر کے لانیکے لئے بھیجا - جب یہ خبر شاہ سلیمان والی ایران کو ہوی تو اوس نے امام مسقط کو لکھا کہ ہمارے مہمان کو نہایت اہتمام کے ساتھہ ہمارے پاس روانہ کردو - ورنہ تمہاری تنبیہ کے لئے فوج بھیجی جائیگی - ناچار امام مسقط نے شاہزادہ کو ایران روانہ کردیا - جب شاہزادہ ایران پہونچا تو والی ایران نے بہت خاطرداری کی - اور امداد کے طلب پر کہا کہ جبتک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو - جب تمکو بھائیون سے کام پڑیگا اوسوقت امداد کرینگے - چند روز کے بعد شاہ سلیمان مرگیا - اور سلطان حسین جانشین ہوا - اس نے باپ سے زیادہ شہزادہ کی مہمانداری کی - ایک وقت شاہزادہ نے باپ کے مرنیکی خبر جھوٹی اوڑا کے طالب امداد ہوا - شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا - جب تحقیق ہوجائیگی تو ہم امداد کرینگے - جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہوا تو شاہزادہ بہت خفیف ہوا - اور ناموافقتی آب وہوا کا بہانہ کرکے سرحد خراسان مین رہنے کی اجازت لی - چنانچہ شاہ ایران نے اجازت دیکر خرچ وراہہ مقرر کردیا - اور وہان کے حکامون کو لکھدیا کہ بروقت ضرورت چار ہزار سوار سے شہزادہ کی مدد کیجاے - مگر افسوس ہے کہ محمد اکبر کو کبھی ہندوستان مین قدم رکھنا نصیب نہوا - اور عالمگیر کے آخر عہد ۱۱۱۷ھ مین اوسکو موت آگئی -

اورنگ زیب نے جو جودہ پور اور دیپور کے ملکون کو تاخت وتاراج کیا اوس سے راجپوت دب گئے - مگر مرنہین گئے اور اس جنگ وجدل نے اونکے ملک اور مذہب پر ایسا زخم وداغ لگایا جو کبھی نہ بھرا - عالمگیر کے ابتداے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی - اب وہ اس سے ایسی جدا ہوگئی - کہ پھر اوسکے ملنے کی توقع نہین رہی

صرف رام سنگھ مہاراجہ جیپور جسکے ناتے رشتے بادشاہ سے بہت تھے وہ تو راجپوتون کا شریک نہوا - باقی اور راجپوت سب متفق ہوگئے - ادہر بادشاہی فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی تو ادہر راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے - اور بادشاہ مندرون کو توڑکر مسجدین بناتا تو راجپوت مسجدون کو ڈہاکر مندر بناتے -

اب دکن کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ خانجہان صوبہ دار دکن نے دکن مین مرہٹون کے قلعہ جات کی تسخیر مین بہت کچھہ جوڑ اگائے - مگر کامیابی نہین ہوی - ادہر سیواجی نے کوکنڈا جاکر بہت کچھہ روپیہ خراج کے طور پر وصول کیا - اور وہان سے آکر ملک شاہی مین لوٹ مار چلادی - ۱۶۷۲ء مین علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج سے مرگیا - اوسکا بیٹا سکندر عادل شاہ پانچ سال کا تہا - اور شاہ بی جی بیٹی تھی - عبدالمجید وزیر اور خواص خان عبدالکریم بہلول خان - مظفر خان یہ ارکان سلطنت تہے یہ سب اپنے اپنے مطلب پر لگے ہوے تھے - سلطنت کا کوئی خیرخواہ نہ تھا - اب سیواجی نے سوچا کہ بجاے مغلون سے لڑنیکے بیجاپور پر حملہ کرنے مین فائدہ ہے - چنانچہ ۱۶۷۳ء مین اس نے پنالہ کو لے لیا - اور ہبلی کو لوٹا - اور راجہ بیڈر پور سے خراج وصول کیا - اور کئے مہینے کے محاصرہ مین ستارہ پر بھی قبضہ کیا - اب اوسکے دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کیطرح شان و شوکت سے ریاست کرے - ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھکر رائے گڈہ کی راجدھانی مین راجگدی پر جلوس کیا - اور تمام شاہانہ رسمین ادا کین - اور بہت بڑا دربار کیا - سونے روپے مین تلا - اور سردارون کو خلعت و منصب و انعام سے سرفراز کیا - اور افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدل کر کہا - اور جنہڈا جسکو بہگوا کہتے تھے نارنجی رنگ کا بیل کی دم کی صورت کا بنوایا - اسکے بعد سیواجی نے بیجاپور و کانگن ہے

چوتھ لینے پر کربانڈہی۔ کہتے ہین کہ اس نے پرتگیزون سے بھی چوتھ لی۔ البتہ انگریزون سے چوتھ مانگی نہین۔ ۱۶۷۵ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی شروع کی۔ اور سیواجی بھی ملک شاہی مین غدر مچایا۔ برہان پور و ماہور کو خوب لوٹا۔ قلعہ نوبندا کو فتح کیا۔ بعد ازان باپ کی جاگیر (جو کرناٹک و میسور مین تھی) پر قبضہ کرنیکے لیے روانہ ہوا۔ اور چلتے چلتے والی گولکنڈہ سے اتفاق کرکے ۳۰ ہزار سوار اور ۴۰ ہزار پیادے گولکنڈہ سے ہمراہ لیا۔ اور والی گولکنڈہ کو یہ سمجھایا کہ۔ اپنے باپکے موروثی ملک کے علاوہ جسقدر ملک بیجاپور والونکا فتح ہو اوسکا نصف دیا جائیگا۔ اور اوسکے معاوضہ مین روپیہ اور توپخانہ سے مدد کیجاے۔ الغرض سیواجی اس کروفر کے ساتھ کرناٹک و کڈپہ ہوتا ہوا۔ جنجی کے قریب پہونچا۔ اور جنجی پر قبضہ کرکے باپ کے ملک پر آدھمکا۔ یہان اوسکا سوتیلا بھائی وینکاجی حکمران تھا۔ چنانچہ سیواجی نے اوسے کہا کہ نصف ملک حوالہ کرو۔ مگر اوس نے انکار کیا۔ آخر سیواجی نے جبراً باپکے علاقون مین سے کولہار۔ بنکاپور۔ کوتگا۔ بالاپور وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ویلور و تنجور کو بھی فتح کرکے کرناٹک سے چوتھ اور سردیسکھی لی جب بادشاہ کو سیواجی اور والی گولکنڈہ کے موافقت کی خبر ملی تو اوس نے دلیر خان کو لکھا کہ والی گولکنڈہ پر فوج کشی کیجاے اور عبدالکریم وزیر بیجاپور سے اس مہم مین مدد لیجاے چنانچہ دلیر خان نے گولکنڈہ پر حملہ کیا۔ مگر مادھو نرپت (جسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چھوڑ رکھا تھا) نے حملہ کو روکا۔ جنوری ۱۶۷۶ء مین عبدالکریم وزیر مرگیا۔ دلیر خان نے اوسکی جگہہ مسعود خان حبشی داماد سیدی جوہر کو (جو ادھونی کا جاگیردار تھا) مقرر کیا۔ جب سیواجی کو یہ حالات معلوم ہوے تو اوس نے کرناٹک سے کوچ کیا۔ اور جنجی اور اوسکے مضافات اپنے سوتیلے بھائی سنبانجی کے بسر کیا۔ اور مفتوحہ ملک مین سے قطب الملک کو کچھہ بھی نہ دیا۔ سیواجی کے ادھر آتے ہی وینکاجی نے کرناٹک پر حملہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ جب سیواجی کو معلوم ہوا تو باپکا تمام ملک

ونکاجی کو دیدیا اور نصف محاصل دینے کا اقرار لیا۔ ادھر عالمگیر نے سلطان معظم کو بیجاپور سے خراج وصول کرنیکے لئے روانہ کیا۔ جب دلیر خان نے معہ سلطان معظم کے بیجاپور کا محاصرہ کیا مسعود خان وزیر نے سیواجی سے مدد طلب کی۔ اوس نے وعدہ تو کیا مگر مقابلہ پر نہ آیا بلکہ ارادہ مکاری شاہی ملک پر لوٹ مار مچادی۔ چنانچہ خاندیس و ہرنگاون۔ جالنہ کو تباہ و تاراج کیا۔ مگر دلیر خان نے اوسکے ان حرکات پر بالکل توجہ نہین کی۔ اور بیجاپور کے محاصرہ کو نہ چھوڑا۔ مسعود خان نے تنگ آکر پھر سیواجی کو مدد کے لئے لکھا۔ اس دفعہ اوس نے اوسکے بلانے پر فوج لیکر بڑھا۔ اس اثنار مین خبر آئی کہ سنبھاجی (سیواجی کا بیٹا) دلیر خان کے پاس چلا گیا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی سیواجی کے ہوش اڑ گئے اور ادھر دلیر خان نے یہہ کیفیت بادشاہ کو لکھہ بھیجی بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو قید کرکے روانہ کرو۔ لیکن دلیر خان نے چشم پوشی کی۔ اور سنبھاجی یہان سے بھاگ کر باپ کے پاس چلا گیا۔ جب سیواجی کو بیٹے کی فکر سے نجات ہوی تو بیجاپوریون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ اور دلیر خان کو ایسا تنگ کیا کہ اوس نے بیجاپور سے محاصرہ اوٹھالیا۔ اور بیجاپوریون نے اس امداد کے معاوضہ مین سیواجی کو اضلاع گوپال اور بلاری دیکر اوسکے باپکی جاگیر کا بھی پورا اختیار دیدیا۔ اور ونکاجی اس امر سے بردا شتہ خاطر ہوکر تارک الدنیا ہوگیا۔ اسکے بعد سیواجی بخار مین مبتلا ہوا اور بعمر ۵۳ سال ۱۶۸۰ء م ۲۴ ربیع الآخر ۹۱ھ مین انتقال کیا۔ سیواجی کے دو بیٹے تھے۔ ایک سنبھاجی (جو دلیر خان کے پاس سے جانے پر باپ کے حکم سے پنالہ مین قید تھا۔) اور دوسرا راجہ رام (جو دس برس کا تھا)

* سنبھاجی ایک برہمن کی عورت سے ملوث تھا۔ اسلئے سیواجی خفا ہوکر چند روز کے لئے قلعہ پرنالہ مین قید کردیا تھا۔ چنانچہ یہ اوس قید سے بھاگ کر دلیر خان کے پاس آیا تھا ۱۲ مولف

※ مولف تاریخ بساط الغنایم لکھتا ہے کہ سیواجی کی دوسری بی بی سورابائی نے زہر دیکر سیواجی کا خاتمہ کیا۔

راجہ رام کی ماں سورا بائی بڑی ہوشیار و عاقلہ تھی۔ اوس نے سیواجی کی موت کو چھپایا۔ اور راجہ رام کو تخت نشین کرنا چاہا۔ مگر سنبھاجی کو بھی کیفیت معلوم ہوگئی۔ اور وہ یلغار آیا۔ جون ۱۶۸۰ء مین رائے گڈہ کی راج گدی پر بیٹھا۔ ہر ایک نے اطاعت کی۔ جب سنبھاجی مستقل ہوگیا تو سورا بائی کو قتل کرکے راجہ رام کو قید کیا۔ اور پنڈت کلوشا (کب کلس) کو وزیر کیا۔ یہ وہی پنڈت ہے جس نے سنبھاجی کو بنارس مین چند روز رکھکر سیواجی کے پاس پہونچا دیا تھا۔ الغرض سنبھاجی نے اپنے مخالفون کو نیست و نابود کرکے ظلم و زیادتی اور عیاشی پر کمر باندھی۔ اور اورنگ زیب و والیان بیجاپور و گولکنڈہ سے بھی بگاڑ کرلی۔ بلکہ انگریزون اور پرتگیزون کو بھی اپنا دشمن بنالیا۔

اب بادشاہ برہانپور سے کوچ کرکے اورنگ آباد آیا۔ اسکے بعد قلعۂ سالیر و رام سیج تلکگاؤن وغیرہ فتح ہوئے۔ غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر نے قلعۂ ادھونی کو فتح کیا ۱۶۹۰ء مین شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا۔ ۷ لاکھ ۲۶ ہزار روپیہ خرچ ہوے۔ اس اثنار مین میر ہاشم پسر سید مظفر وزیر۔ ابوالحسن والی گولکنڈہ سے برداشتہ خاطر ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اسکی وجہ یہ تھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۵) کیونکہ بعض مفسدون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ سیواجی نے اپنے بیٹے سنبھاجی کو ولیعہد کرنیکے لئے بلایا ہے۔ اور تیرا بیٹا راجہ رام (جسکو نو ولیعہد بنانا چاہتی ہے) محروم ہوجاتا ہے چنانچہ اس وحشت ناک خبر کے سننے سے سورا بائی نے یہہ کام کیا ۱۲ مولف

* کہتے ہین کہ جسوقت سنبھاجی تخت پر بیٹھا تو موجودات خزانہ و اسباب کی تفصیل یہہ تھی کہ پچاس ہزار لاکھ ہون۔ زیور طلا ۴ پلہ ۹ کھنڈی۔ تانبا ۱۳ پلہ ۳ کھنڈی۔ آلات آہنی ۲۰ ہزار کھنڈی۔ آلات سرب ۵۰ پلہ ۴ کھنڈی۔ آلات جست ۴۰ پلہ ۴ کھنڈی۔ چاندی ۴ پلہ ۴ کھنڈی۔ چانول ۲۰ پلہ

کہ ابوالحسن نے سید مظفر وزیر کو قید کر کے اکنا اور مادنا کو منصب وکالت اور اختیار سلطنت دیدیا تھا۔ چنانچہ میر ہاشم نے وہان کے تمام پوست کندہ حالات اور ابوالحسن کے ظلم وزیادتی اور افعال وخصائل کے واقعات بادشاہ سے عرض کر کے اپنے باپ کی رہائی چاہی۔ اور یہہ بھی بیان کیا کہ ابوالحسن نے چند سیر حاصل پرگنے سرکار گولکنڈہ وراجگیر تعلقہ صوبہ مظفر نگر کے اس دعوے سے کہ وہ پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے تصرف کر لئے ہین۔ ان تمام واقعات کے سننے سے بادشاہ کو حیدرآباد کی تسخیر اور ابوالحسن کے استیصال کی فکر ہوئی۔ شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور مرزا محمد مشہور بہ سلیمانی کو ابوالحسن کے پاس یہہ پیام دیکر بھیجا کہ تمہارے پاس جو دو الماس نایاب ہین اون کو اونجائف کے ساتھہ معہ پیشکش روانہ کرو۔ اور خفیہ طور پر مرزا محمد کو یہہ بھیجا کہ ہم کو الماسون کی احتیاج نہین ہے۔ بلکہ ہمارا مقصد یہہ ہے کہ جو افعال قبیحہ ہمارے گوش زد ہوئے ہین اونکی تحقیقات کیجائے۔ جب مرزا محمد وہان پہونچا تو ابوالحسن نے قسم کہاکر کہا کہ وہ الماس میرے پاس موجود نہین ہین۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ افواج شاہی بسرکردگی شاہزادہ محمد معظم وخانجہان بہادر کوکلتاش حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آرہی ہے۔ اب ادہر بھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۶) خشت فولاد ۴ ہزار کہنڈی۔ فرد (۶۰) لاکھہ روپیہ۔ ۴ دسبوچے جسمین ۲۳ لاکھ ہون تھے۔ مگر اشرفی اور روپیہ خزانہ مین موجود نہ تھا۔ شاید کہ دوسرون کے تحویل مین ہو۔ اور جواہر خانہ مین الماس۔ پتہ۔ مانگ۔ پکھراج۔ مروارید۔ مرجان۔ تہینہ۔ نیلم۔ کومیدک انگوٹھیان مرصع۔ پڑتلی مرصع پدک مرصع۔ طرہ مروارید۔ سرپیچ مرصع۔ چندن رنگھہ پیس پھول۔ بازوبند۔ کرن پھول وغیرہ بلاقید شمار وقیمت تھے تخمیناً ۶۰ کروڑ کے ہونگے۔ جابدارخانہ مین پارچہ پٹنی زردوزی ایک لاکھہ تھان۔ سیلہ زردوزی وسادہ (۵) لاکھہ تھان۔ پارچہ ابریشم (۴) لاکھہ تھان۔ شال ۵ لاکھہ۔ مکربند گجرات ۵۰ ہزار۔

لڑائی کی تیاریان ہونے لگین - الغرض طرفین کا مقابلہ ہوا - کشت وخون کا بازار خوب گرم رہا - فوج شاہی نے فتح پائی - ہرچند محمد معظم نے ابوالحسن کی سفارش کی - اور بادشاہ کے فرمایشات کی تعمیل پر توجہ دلائی - مگر مفید نہوا - آخر لڑائی کا سلسلہ پھر شروع ہوا - چنانچہ چار پانچ مہینے اسمین گذر گئے - اس اثنا مین محمد ابراہیم سپہ سالار فوج گولکنڈہ ابوالحسن سے ناراض ہوکر شہزادہ شاہ عالم کے پاس حاضر ہوا - جس سے دکھنیون مین اور بھی پریشانی پھیلی اور ابوالحسن خواص باختہ ہوکر بغیر مصلحت ارکان دولت کے رات کے وقت تمام محلات کو ساتھ لیکر معہ زیور وزر نقد وغیرہ حیدرآباد سے قلعہ گولکنڈہ مین پناہ گزین ہوا - ادہر شاہی فوج نے حیدرآباد مین لوٹ مار مچادی اور حیدرآباد کے تجار و ساکنین کو تمام فوج اور شہر کے اوباشون نے اسقدر بیدردی سے لوٹا کہ معاذ اللہ جدہر دیکھو ہاے واے کی فریاد وزاری تھی - آخر ابوالحسن نے شہزادہ کے پاس اپنے معتمد ملازمون کو بھیجکر صلح وامن کی درخواست کی اب شہزادہ کو بھی رحم آگیا - اسلیئے اوس نے کہلا کہ اگر تم پیشکش مین سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ روپیہ سوار وجہہ مقرری سالانہ کے ادا کرکے دونون بھائی اکنا اور مادنا کو بیدخل کرو - اور گڈھی سیرام پر کنہیر - اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آئے ہین دست بردار ہوجاؤ تو

بقیہ نوٹ: (صفحہ ۴۷۷) کنواب ۵ لاکھ تھان - ہمرو ایک ہزار تھان بقرلا ایک لاکھ طاقہ موجودات خوشبو خانہ - وقبول خانہ مین لونگ ۲۰ ہزار پلہ ۳۰ کہنڈی - جوتری ۳۰ کہنڈی - جوز ۳۰ ہزار کہنڈی - زعفران ۴ کہنڈی عنبر ۱ ہزار کہنڈی - ارگجہ ۲ کہنڈی چندن ۵۰ ہزار پلہ ۵۰۰ کہنڈی صندل ۵ کہنڈی - کافور ۲ کہنڈی عود ۱ کہنڈی - گلاب ۲ ہزار کہنڈی - منقہ ۵ کہنڈی - اخروٹ ۳ پلہ ۳ کہنڈی - بادام ۲ کہنڈی کھجور ۳۰ ہزار کہنڈی - کھوپرا ۵۰ کہنڈی - الائچی ۳ کہنڈی - روغن چنبیلی ۵ کہنڈی - روغن چنبیلی ۲ کہنڈی روغن خوشبو ۱۰ کہنڈی - گوگل ۵ کہنڈی ہلدی ۵۰۰ کہنڈی - مرچ - خشخاش سپاری وغیرہ بھی ۱۰ کہنڈی تھی

مین بادشاہ سے عرض کرکے معافی جرایم کی سفارش کرونگا - ابوالحسن نے جملہ شرایط منظور کرکے اکنا اور مادنا کے قید مین تامل کیا تو بعض سرداروں نے ان دونون بھائیون کو قتل کرڈالا - اور انکے سر شہزادہ کے پاس بھیجدئے - اور ابوالحسن نے سید مظفر کو بھی رہا کرکے شہزادہ کے پاس روانہ کیا -

جب شہزادہ نے بادشاہ کو ان واقعات کی اطلاع دی اور صلح کے لئے درخواست کی تو بادشاہ نے بحسب ظاہر منظور فرمایا - لیکن خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و منصوب کیا - اور گرانی غلہ کے باعث شاہزادہ حیدرآباد سے نکل کر کھیر چلا آیا - اور میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحتاً ابوالحسن کے لئے بادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے قریب آیا - لیکن خاص و عام مین یہہ شہرت ہوی کہ جواہر و خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور ایلچی فریبی کے لئے ہے - اور میر ہاشم حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے چنانچہ اسی خیال سے ابوالحسن کی فوج نے اوسپر دھاوا کرکے میر ہاشم اور ایک دو سردار کو زخمی کیا - اور باقی فوج غارت ہوی - انہین ایام مین بموجب حکم شاہی قلیچ خان بہادر عرف عابد خان شائستہ فوج کے ساتھہ شاہزادہ کے پاس آئے -

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۸) گیہون - چانول - ماش - مونگ - اوہر - روغن زرد - روغن کنجد - ہڑتال - ابرک - شنگرف - اجواین وغیرہ وغیرہ ہزارہا کھنڈی - تلوار - کہانڈہ - برچھا - بھالا - جمدہر - سپر چلتہ - زرہ - تیر حلقہ کمان وغیرہ کی تعداد بھی ہزارون تھی - ۵۰۰ گھوڑے عراقی ۶۰۰ ترکی - ۱۰۰۰ دکھنی - ۱۰۰۰ مادیان - ۱۰۰۰ ایابو - ۳۰۰ اونٹ - ۱۰۰ اگاؤ - ۵۰۰ جانور شکر ۱۲۵ فیل - ۱۰۰ غلام و چیلہ - ۶۰۰ کنیزان - اور قلعجات کی تعداد تقریباً تین سو سے زیادہ ہوگی - اس تمام اسباب دولت و مقبوضات کی تفصیل کے دیکھنے سے ناظرین سیواجی کی حشمت و شوکت کا اندازہ کرسکتے ہین گے تمام

اب کیفیت حالات بیجاپور کے ملاحظہ فرمایئے - چونکہ سکندر عادل شاہ والی بیجاپور مرہٹون کی مدد کرتا تھا - اسلئے بادشاہ نے شہزادہ محمد اعظم کو فوج شائستہ کے ساتھ بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - طرفین سے خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا - لیکن غلہ کی گرانی اور کمیابی نے شاہی فوج کی حالت نہایت زبون کردی - جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو بادشاہ نے غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ اور مجاہد خان وغیرہ کو رسد کے پہنچانیکے لئے مامور کیا چنانچہ غازی الدینخان بہادر ۲۰ ہزار بیل غلہ کے لیکر شاہزادہ کے لشکر میں اوسوقت پہونچے کہ جب فوج بیجاپور نے شہزادہ کا محاصرہ کرلیا تھا - اور جانی بیگم محل خاص شہزادہ (جو دارا شکوہ کی بیٹی تھی) عماری میں پردہ سے باہر ہوکر تیر چلاتی تھیں اور امرا کی تسلی و دلدہی میں کوشش کرتی تھیں الحاصل یہہ مرقع دیکھتے ہی فیروزجنگ بہادر نے حملہ کرکے شہزادہ کو گھوڑے سے نکال لایا - اور شاہزادہ نے بے اختیار انکو گلے لگایا - اور بادشاہ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ جیسے حق سبحانہ تعالی نے فیروزجنگ کی تردد سے اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے - ایسی اوسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے" - جب بیجاپور کے محاصرہ نے طول کھینچا تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ میں شولاپور سے بیجاپور آیا - آخر غازی الدینخان فیروزجنگ بہادر کی سعی و تردد سے ۱۰۹۶ھ میں بیجاپور فتح ہوا - اور سکندر عادل شاہ قلعہ کی کنجیاں لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - بادشاہ نے ایک دربار عام کرکے اوسکو خلعت خاصہ اور سکندر خان کا خطاب عطا کرکے ایک لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر فرمایا اور قلعہ دولت آباد بھیجدیا کہتے ہیں کہ بادشاہ نے یہہ کہا اور بیک کہ بدستیاری فرزند ارجمند پے زیور تنگ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۸۱) فہرست ہمارے سامنے اسوقت موجود ہے - مگر لحاظ طوالت عرض اسیقدر لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے ۱۲ مولف -

غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ مفتوح گردید۔ ۱۰ سکے بعد نواح بیجاپور کا بندوبست کر کے
۲۲ ذیحجہ ۹۷ھ کو شورا پور کے جانب کوچ کیا۔ اور وہان سے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز
کی زیارت کیلئے گلبرگہ آیا۔ یہان سے سعادت خان حاجب کے نام فرمان بھیجا کہ بہت
جلد ابوالحسن سے پیشکش وصول کر کے روانہ کرو۔ یہان سعادت خان نے ابوالحسن سے
تقاضا شروع کیا تو اوس نے کہا کہ اسوقت سرِدست زر نقد پیش کش کا بھیجنا متعذر ہے
البتہ جو کچھ جواہر میرے پاس موجود ہے وہ پیشکش کے معاوضہ مین گذرانتا ہون۔ چنانچہ ابوالحسن
نے تو عدد خوانچہ جواہر و زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگا کے سعادت خان
کے پاس بھیجا۔ اور اوس نے اون خوانچون کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کر دیا۔ اس
اثنار مین معلوم ہوا کہ بادشاہ گولکنڈہ کی تسخیر کے لئے آرہا ہے۔ اس خبر کے سننے سے
ابوالحسن کی جان کلی بادشاہ کے پاس عفو جرایم کے عریضے اور تحائف گذرانا۔ مگر مفید نہوا
جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو لڑنے پر کمر باندہا۔ انہین ایام مین غازی الدینخان بہادر
ابراہیم گنڈہ کو فتح کر کے بادشاہ کے پاس حاضر ہوے۔ ۲۴۔ ربیع الاول ۹۸ھ کو بادشاہ
قلعہ گولکنڈہ سے ایک کوس پر مقیم ہوا۔ اور لڑائی شروع ہوی طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے
چنانچہ اسی جنگ مین قلیچ خان بہادر پسر غازی الدین خان بہادر کے دائین ہاتہہ مین گولہ لگا
دو تین روز بعد انتقال کیا

بعض غازون اور مفسدون نے بادشاہ کو یہہ سمجہایا کہ محمد معظم۔ ابوالحسن سے سازش
رکہتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ شہزادہ سے ایسا بدگمان ہوا کہ ۱۸۔ ربیع الثانی ۹۸ھ کو محمد معظم
اور اوسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلا کر مقید کیا۔ اور تمام کارخانے ضبط کر لئے
بلکہ اوسکی بیگم نور النسا بیگم کو بھی قید کیا۔ اسکے بعد لڑائی کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ الحاصل

اور آخر ذی قعدہ ۹۵ سنہ مین روح اللہ خان نے رنمست خان افغان پشی کی وساطت سے عبد اللہ خان (جو ابو الحسن کا معتبر لازم تھا) کو ایسا پرچایا کہ اوس نے قلعہ مین آنے کے لئے راستہ دیدیا۔ ایک پہر رات باقی تھی کہ روح اللہ خان بختیار خان۔ رنمست خان صف شکن خان وغیرہ حصار کے اندر داخل ہوے۔ اور شاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھہ ہاتھی پر سوار دروازہ پر منتظر رہا۔ اس موقع پر عبد الرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا۔ اور خوب لڑا۔ یہانتک کہ خون مین چور ہو گیا۔ جب ابو الحسن کو معلوم ہوا تو محل خاص مین آیا۔ سب کو تسلی دی۔ اور کہانا طلب کیا۔ اتنے مین روح اللہ خان اور بختیار خان پہونچے۔ جب ابو الحسن کہانے سے فارغ ہوا تو مالہ ہاے مروارید گردن مین ڈال کر گھوڑے پر سوار۔ محمد اعظم کے پاس آیا۔ اور مالہ مروارید گردن سے اتار کر نذر دیا۔ شاہزادہ نے اوسکو قبول کر کے پیٹھہ پر ہاتھہ رکھا۔ اور تسلی دی۔ اسکے بعد بادشاہ کے پاس لایا۔ بادشاہ نے عزت کے ساتھہ دولت آباد بھیجدیا۔ اور اوسکے اخراجات وغیرہ کیلئے معقول وظیفہ مقرر کیا ابو الحسن کا جو مال ضبط ہوا اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ ۶۸ لاکھہ ۵۱ ہزار ہون۔ ۲ کروڑ ۵۳ ہزار روپیہ یعنی جملہ ۶ کروڑ ۸۰ لاکھہ ۱۰ ہزار روپیہ۔ اسکے سوا جواہر و مرصع آلات و ظروف طلا و نقرہ۔ اور جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ کروڑ ۱۳ لاکھہ دام دفتر مین لکھی تھی۔

جب حیدر آباد کے انتظام سے بادشاہ فارغ ہوا تو ولایت سکھر (جو حیدر آباد و بیجاپور کے درمیان واقع ہے) پر حملہ کر کے اوسکو بھی تسخیر کیا۔ اور نصرت آباد نام رکھا۔

انہین ایام مین شیخ نظام حیدر آبادی الملقب بہ مقرب خان نے (جو کولاپور مین رہتا تھا) سنبھاجی کا عشر تکدہ (جو سنگمیشر مین تھا) دریافت کر کے یلغار سر پر پہونچا۔ راجہ صاحب معہ رفقا کے نشہ مین چور تھے۔ اسلئے کچھہ بن نہ پڑی۔ اور مقربخان نے

سنبھاجی اور کلوشا پنڈت کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لایا۔ بادشاہ نے اسلام کی دعوت کی سنبھا نے انکار کیا۔ اور بہت کچھ سخت سست بادشاہ کو کہا۔ بادشاہ غصہ مین آکر پہلے اوسکی زبان کٹوائی۔ پھر آنکھون مین لوہے کی سلائیان پھروائین۔ اسکے بعد گردن اڑائی۔ اور کلوشا کا بھی کام تمام کیا۔ جب سنبھاجی مارا گیا تو سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اوسکے بھائی راجہ رام نے سنبھاجی کے بیٹے ساہو کو رائگڈہ مین تخت نشین کیا۔ لیکن اعتقاد خان الملقب بہ ذوالفقار خان نے قلعہ کا محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ۱۵ محرم ۱۱۰۰ھ کو وہ شیر خوار راجہ اور اوسکی مان گرفتار ہوکر آئے۔ لیکن بادشاہ نے اونکو قید و قتل نہین کیا۔ البتہ یہہ تاکید کی کہ پردہ نشون سے نہ ملین۔ اس اثنار مین قلعہ پنالہ وغیرہ بھی ذوالفقار خان نے فتح کئے۔ اور راجہ رام پائین گھاٹ کو بھاگ گیا۔ اور جہار اشٹر کے اضلاع کا دورہ کرکے جنجی مین راجگڈھ پر بیٹھا اور اوسکے طالع کی یاوری سے ایک صلاح کار معقول پنڈت پرہلاد ہاتھہ لگ گیا۔ اب بادشاہ نے قلعہ جنجی کی تسخیر کے لیے ذوالفقار خان کو روانہ کیا۔ اور مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کھیڑہ کی فتح کے لیے بھیجا۔ اور ہر شاہی ملک مین راجہ رام کے دو چالاک و لایق سپہ سالار شتاجی گھورپوری اور دنیاجی نے خوب لوٹ مار مچادی۔ کام بخش نے قلعہ واکن کھیڑہ کی فتح مین بہت کوشش کی۔ مگر بیسود ہوئی آخر بادشاہ نے نجم الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجکر شاہزادہ کو ذوالفقار خان کی مدد کے لئے جنجی روانہ کیا۔ جب شاہزادہ جنجی آیا تو ذوالفقار خان کو ناگوار گذرا۔ اور اوس نے جنجی کے تسخیر مین نرمی شروع کردی۔ جس سے صرف محاصرہ مین پانچ برس گزر گئے اور قلعہ فتح نہو سکا بادشاہ اس معاملہ پر خبر پاکر شاہزادہ اور حمدۃ الملک کو طلب کرلیا اور ذوالفقار خان کو بدستور رہنے دیا۔ پھر کیا تھا ذوالفقار خان نے شعبان ۱۰۹۶ھ مین

جنجی کو فتح کیا۔ مگر راجہ رام اور اوسکے اہل وعیال کو نکل جانے دیا۔ چنانچہ بادشاہ اس موقع پر حیدر علیخان بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد و رانا و حربی گرفتیت۔ گر فتنش چندان کار نہ بود اما از اغماض کہنہ علان از دست رفت۔ الغرض اس فتح سے متعدد قلعے ملک کرناٹک کے اور رکھے بنا در فرنگ ممالک محروسہ میں ایزاد ہوئے اس اثنار میں سنبھاجی اور دنیاجی کی آپس میں رقابت و عداوت پیدا ہوی۔ اور مرہٹون کے اتفاق کو کیڑا لگ گیا۔ انہیں ایام میں بادشاہ نے ابوالحسن والی گولکنڈہ کی چار لڑکیان جو ناکتخدا تھیں۔ اون کے شادیکی تجویز کی بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔ اور درخواست کی کہ میں بادشاہ کے ہاتون پر وضو کیوقت پانی ڈالنے کے لئے مقرر کیے جاؤں تو باعث فخر ہے۔ بادشاہ نے اوسکا یہ میہ مقرر کر کے اوسکو باپ کے پاس رہنے دیا۔ دوسری لڑکی کو سکندر عادل شاہ والی بیجاپور سے شادی کر کے اوسکو حبس میں اوسکا ہمدم بنایا۔ تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے عقد باندہا۔ چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان میں بیاہ دیا۔ جسکو ابوالحسن نے پسند نہیں کیا۔ اس عرصہ میں روح اللہ خان میر بخشی اور امیر الامرا شائستہ خان نے انتقال کیا۔ اور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہو گیا تھا۔ مگر بفضلہ تعالی شفا حاصل ہوئی بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضی نے خواب میں آکر اوسے اچھا کر دیا۔

اسکے قبل ایک مقام پر لکھا گیا ہے کہ بادشاہ نے محمد معظم کو قید کر دیا تھا۔ چنانچہ انہیں ایام میں محبت پدری نے جوش کھایا۔ اور شاہزادہ رہا کیا گیا اور بادشاہ نے بہادر شاہ کا خطاب عطا کر کے اکبر آباد کے بندوبست کے لئے روانہ کیا۔ اور اوسکے دونون بیٹون معز الدین و محمد عظیم کو بھی ہمراہ کیا۔

سنتاجی اور دنیاجی کی عداوت نے اسقدر ترقی کی کہ ایک دوسرے کے دشمن جانی ہوگئے آپس مین خوب لڑائیان ہوئین سنتا شکست پاکر پہاڑون مین بھاگ گیا۔

بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ کو اوسکی گرفتاری کا فرمان بھیجا اس حکم کے پہونچتے ہی آپ اوسطرف روانہ ہوئے۔ اس اثنار مین ناگجی میانے دیسکا کہ مسور نے جسکے بھائی کو سنتا نے ایک موقعہ پر ہاتھی کے پاؤن تلے کچلوادیا تھا) سنتا کے بھاگنے کی خبر پاکر اپنے آدمیون کے ساتھہ سنتا کے تعاقب مین گیا۔ اور اوسکو قتل کرکے اوسکا سر توبرہ مین ڈال گھوڑے کے پیچھے باندہ دنیاجی کے پاس خوشخبری دینے چلا۔ اتفاقاً راستہ مین وہ توبرہ گر پڑا۔ اور فیروز جنگ بہادر کے ہمراہیون کو ملا۔ اور آپکے روبرو پیش کیا گیا۔ آپنے فوراً اوس سر کو خواجہ بابا کے ہاتھہ بادشاہ کے پاس روانہ کردیا۔ بادشاہ شکرانہ الٰہی بجالایا اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیکر سنتا کے سر کی تشہیر تمام بلاد دکن مین کرائی۔ گو سنتا کے وجود سے دنیا پاک ہوی۔ مگر مرہٹون کی خیرہ سری اور تعدی کم نہ ہوئی۔ اسلئے بادشاہ نے مرہٹون کے قلعون کی تسخیر کے لئے خود ارادہ فرمایا۔ چنانچہ پہلے بسنت گڈھ فتح ہوا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام رکھا گیا۔ پھر قلعہ ستارہ پر حملہ کیا۔ اس لڑائی مین شاہی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ لیکن جب محاصرہ مین سختی کیگئی تو قلعدار نے امان چاہا۔ اور محمد اعظم کی وساطت سے یہ قلعہ فتح ہوا۔ اسلئے اعظم تارہ بادشاہ نے نام رکھا۔ ۲۵۔ رمضان ۱۱۱۷ھ کو خبر آئی کہ راجہ رام بڑا لڑکے گہر جاتا تھا راستہ مین مرگیا۔ تین خرد سال بیٹے اور دو رانیان چھوڑ گیا۔ ۱۰ شوال کو اطلاع ہوئی کہ مرہٹون نے اوسکے بڑے بیٹے کو جانشین کیا تھا۔ مگر وہ بھی چیچک سے مرگیا۔ اب راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی نے اپنے بیٹے کو گدی نشین کیا ہے۔ ان مقدمات خوشخبرون سے بادشاہ نے شاہانہ فتح کے بجانے کا حکم دیا۔ اور خود

دوگانہ شکرادا کیا۔ اسکے بعد قلعہ پرلے تسخیر کرکے بادشاہ نے بھوسال گڈہ کی جانب کوچ فرمایا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو شب کے وقت غیر موسم بارش اس زور وشور سے ہوی کہ سیلاب بلا مین تمام لشکر مبتلا ہوا۔ اور ہر طرف فریاد و الامان بلند ہوئی اسوقت بادشاہ جائے ضرور مین تھا۔ سمجھا کہ دشمن نے ناگہان حملہ کیا ہے۔ جس سے یہہ شور وغوغا مچا ہے چنانچہ اس اضطراب مین اٹھا۔ پاؤن پھسلا اور پاؤن مین ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہوی۔ اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھہ آئی۔ اسکے بعد لشکر شاہی نے قلعجات پرنالہ۔ دارون گڈہ۔ ناندگیر۔ چندن۔ ونڈن فتح کئے۔ جسکے نام علی التسلسل بادشاہ نے نبی شاہ درگ۔ صادق گڈہ۔ نام گیر۔ مفتاح۔ مفتوح رکھے۔ اب پادشاہ۔ قلعہ کھیلنا کے جانب روانہ ہوا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم و مستند تھا۔ چنانچہ اس قلعہ کی تسخیر مین فوج شاہی کو نہایت مصائب وسختیان جھیلنی پڑین۔ اور اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور ایک مدت کے بعد قلعہ فتح ہوا بادشاہ نے اسکا نام سنگر لنار کہا۔ اسکے بعد قلعہ بہادر گڈہ اور گنڈانہ فتح ہوے۔ اور بارش کا موسم سر پر آیا۔ بادشاہ نے لشکریون کے آرام کے لئے برسات کا موسم پونہ مین گذارا۔ اس اثنار مین شاہزادہ کام بخش کا بیٹا محمد محی الدین (جو رانی مسنور پوری کے بطن سے تھا) بعمر دہ سالہ انتقال کیا۔ اور شیخ صلاح الدین کی مزار کے پاس دفن کیا گیا۔ اسلئے بادشاہ نے پونہ کو محی آباد سے موسوم کیا۔ اب بادشاہ قلعہ راج گڈہ کی فتح کو چلا۔ یہہ قلعہ نہایت تنگ و تاریک مقام پر سیواجی نے تعمیر کیا تھا۔ اس کی تسخیر مین شاہی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ آخر دو مہینے کے محاصرہ مین راجا جی قلعہ دار نے پناہ مانگی اور قلعہ کے کونجیان حوالہ کین۔ اسکا نام بادشاہ نے نبی شاہ گڈہ رکھا۔ پھر قلعہ ٹونا فتح ہوا۔ اور وہان سے قلعہ ماکنگیر کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کی فتح مین چین قلیچ خان بہادر (آصف جاہ)

اور محمد امین خان بہادر تردد شائستہ بجا لائے۔ اور اس محاصرہ مین اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور فوج شاہی کا بہت بڑا حصہ تلف ہوا۔ لیکن آخر الامر فتح نصیب ہوئی۔ اور بادشاہ نے اس قلعہ کا نام رحمن بخش رکھا۔ انہین ایام مین بادشاہ درد مفاصل کی وجہ سے علیل ہوگیا۔ خشی اور بیخودی کی نوبت آئی۔ بلکہ ایک دو دفعہ ناخوش خبرین بھی مشہور ہوگئین۔ مگر حکیم حاذق خان (صادق خان) نے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا۔ اب بادشاہ وہان سے کوچ کرکے احمد نگر آیا۔ اور خبر پایا کہ احمد نگر مکان استقام سفراست بادشاہ کی قلعہ گیری سے مرہٹون کے فساد و دوڑ کرنے مین کچھ فائدہ نہ دیا۔ ہر چند بادشاہ نے خود اونکے ملک مین اگر یلغار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا۔ لیکے ہزار آدمی مارے گئے بڑے بڑے قلعے فتح کئے۔ اور مرہٹون کو پے خان و مان کیا۔ مگر پھر بھی اپنے مادۂ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔

جب شاہزادہ محمد اعظم نے باپ کے اعلالت کی خبر سنی احمد آباد سے آنا چاہا۔ اور آپ ہوا کی ناموافقت کا بھی عذر کیا۔ لیکن بادشاہ نے اجازت ندی اور لکھا کہ مابہم درایا مخراف مزاج اعلیحضرت عرضداشت بہین مضمون ارسال داشتہ بودیم در جواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بایشان سازگار است مگر ہوائے نفس امارہ۔ لیکن محمد اعظم نے مکرر اجازت چاہی۔ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً طلب فرمایا۔ اونہون اپنے بیٹے محمد عظیم کو (جو عظیم آباد پٹنہ مین تھا) بھی بلا لیا۔ چنانچہ محمد اعظم حضور مین رہکر عمدۃ الملک اسد خان اور ایک جماعت کثیر کو اپنا رفیق بنایا۔ علاوہ برین اوسکو اپنی شجاعت کا بھی غرور تھا۔ اور احمد آباد مین کچھ خزانہ اور لشکر بھی جمع کرلیا تھا۔ اب یہان اس تاک مین تھا کہ بادشاہ کے رکاب مین جو خزانہ اور فوج ہے اوس پر بھی قبضہ کرلے۔ اور انہین خیالات بالا سے اپنے برادر کلان محمد معظم بہادر کو بھی ہستی نہین

سمجھتا تھا - اور کام بخش کا تو عدم وجود اوسکے نزدیک ایک تھا - جب بادشاہ نے اوسکی
اطوار وارادہ پر قطع ڈالی تو یہہ کام کیا کہ محمد کام بخش کو بیجاپور روانہ کیا - اور محمد اعظم کو حکم دیا کہ
صوبہ بالا گھاٹ چلا جائے - جب یہہ دونون شاہزادے روانہ ہوئے تو بادشاہ بخار شدت کے ساتھہ
چڑھا - چار روز تک باوجود اشتداد مرض پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھہ ادا کی - اس
حالت مین حمید الدین خان نے منجمون کی تجویز سے عرضی بھیجی کہ ایک فیل اور ایک دانہ الماس
بیش قیمت صدقہ کیا جائے - بادشاہ نے اوس پر لکھا کہ "فیل تصدق برآوردن طریقہ
ہنود و اختر پرستان است - چار ہزار روپیہ نزد قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانند"
اور یہہ بھی لکھا کہ "این خاکسار را ازو بمنزل اصل رسانیدہ بخاک سپارند و بہ ترتیب تابوت
نہ پردازند" کہتے ہین کہ بیٹون کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھکر حمید الدین خان کو
دیا تھا - بعض کہتے ہین کہ اوسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا - جسمین لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی
اور شمال شرقی صوبون پر قبضہ کرے - اور دلی کو دار السلطنت بنائے - اور اعظم شاہ آگرہ
اور جنوب مغرب کے ملکون پر سارے دکن سمیت قابض ہو - اور آگرہ کو دار السلطنت
ٹھہرائے - مگر گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو ریاستین کام بخش پاس رہین" - اسکے سوا ایک
اور وصیت نامہ تھا کہ جسمین اوس نے اپنی تجہیز و تکفین کے نسبت یہہ لکھا تھا - کہ "ساڑھے چار روپیہ
جو میرے ہاتھہ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین - اوسمین تجہیز و تکفین ہو - اور
آٹھہ سو پانچ روپیہ جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوے ہین - مساکین مین تقسیم ہون" -
الحاصل ۲۸ ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ ۳۰ چیت روز جمعہ بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھکر کلمہ توحید
کا ذکر شروع کیا اور ایک پہر دن چڑھے اس دار فنا سے روضہ جنان کو تشریف فرما ہوا -
قاضی و علماء وصلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوے - جنازہ گی نماز پڑھی

نعش کو خوابگاہ مین رکھا۔ نواب زینت النسا بیگم اور شاہزادہ معظم اعظم جو اردو سے معلے سے ۲۵ کروہ پر تھے۔ روز دوشنبہ کو آئے۔ محمد اعظم روز دوشنبہ نعش کو اپنے کندھے پر رکھکر دیوان عدالت تک لیگیا۔ اور آگے اوسکو روانہ کیا۔ شیخ زین الدین کے مقبرہ مین بادشاہ نے اپنے حین حیات قبر بنائی تھی وہان وصیت کے موافق دفن کیا۔ اور کئے سیر حاصل دیہات و پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کئے گئے اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوے۔ اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لئے مقرر ہوئے۔ بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ۲½ گز ہے اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہین ہے۔ تعویذ مجوف ہے۔ کہ اوسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اسمین بوتے ہین۔ بادشاہ کا نام مرنیکے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر ۹۱ سال ۱۳ یوم اور ایام سلطنت ۵۰ سال ۲ ماہ ۲۷ یوم تھے۔

عالمگیر خدا پرست۔ سچا دیندار تھا۔ خوف الٰہی اوسکو ہمیشہ رہتا تھا۔ چنانچہ اوسکے آخری وقت کے خطوط اس امر کی شہادت دیتے ہین۔ کلمات طیبات مین ناظرین ملاحظہ کرین۔ یہان اونکا لکھنا محفوظ الت ہے۔ عالمگیر کے اعمال و افعال و عقاید حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ فرایض خمسکا پابند تھا۔ نماز پنجگانہ مسجد مین جماعت کے ساتھ ادا کرتا تھا۔ سنن و نوافل و سنتین بھی برابر جاری تھے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے اور تراویح و ختم کلام مجید بھی ناغہ نہوتا تھا۔ علاوہ رمضان کے روزون کے ہر ہفتہ مین ۳ دن دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ کو بھی روزہ رکھتا تھا۔ اعتکاف بھی بیٹھتا۔ زکوٰۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا۔ اوسے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج نہ کرسکا۔ لیکن کارخانہ حج کے ساتھ بہت کچھ رعایت کرتا تھا۔ ہمیشہ باوضو رہتا۔ کلمہ طیبہ اور

اذکار و ادعیہ ماثورہ کو پڑھتا۔ لیالی متبرکہ مین شب بیدار رہتا۔ اہل اللہ سے اکثر صحبت رہتی تھی۔ کل ملاہی و مناہی و مسکرات و محرمات سے محترز رہتا۔ کبھی اوس نے شراب کو لب نہین لگایا۔ سوائے زوجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت نہین کی۔ سرود کے استماع سے بھی۔ کلی پرہیز تھا۔ لباس نامشروع کبھی نہین پہنا۔ ظروف نقرہ و طلا کو مطلقاً کام مین نہین لایا۔ زردوزی جواہر نگار۔ رنگین لباس خود بھی چھوڑ دیا۔ اور امیرونکو بھی منع کیا۔ ضلالت و جہالت۔ مناہی و ملاہی کے رسوم مٹانے مین کمال درجہ سختی کی۔ کسبیون کو شہر کے باہر آبادی سے دور رہنے کا حکم دیا۔ اور امتیاز کے لئے لال کپڑے پہننے کا فرمان صادر کیا۔ چنانچہ اسی وجہ سے انگریزون مین کسبیون کا نام لال بیوی مشہور ہوا۔ عالمگیر نے کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہین کیا۔ بلکہ اوسکے عہد کی تاثیر سے دارالخلافہ کے اطراف مین خود بخود ہندو مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ بلغور فانے و محتاج خانے مستعد دارالخلافہ اور شہرون مین غربا و مساکین کے لئے مقرر تھے۔ بادشاہ علوم دینیہ۔ تفسیر حدیث فقہ سے بخوبی واقف تھا۔ علاوہ برین حافظ قرآن تھا۔ خط نسخ کے لکھنے مین کمال قدرت تھی۔ نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا۔ انشا پردازی اور نظم مین اچھا ملکہ تھا۔ فارسی۔ ترکی۔ چغتائی زبان خوب کرتا تھا۔ فتاوی عالمگیری اسی بادشاہ کے عہد کی نادر بےمثل یادگار ہے۔ اور خاص بادشاہ کے تصنیفات۔ کلمات طیبات۔ رقعات کرام۔ دستور العمل اگاہی بیش بہا۔ نسخے ہین۔ اور ایک کتاب آداب عالمگیری ہے جس کو قابل خان نے اورنگ زیب کے ملفوظات جمع کئے ہین۔ وسعت مملکت مین عالمگیر بلاواسطہ سلطنت کرتا تھا۔ اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی سلطنت سے جیحوں اور بخارا کے خانات تک تھی۔ جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی۔ جو اب

برٹش گورنمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے۔ مشرق مین مین پوری تک جو اڑیسہ مین ہے۔ اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہے۔ محاصل سلطنت کے حساب مین دو وقتین پیش آتی ہین۔ اول سکون کے قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کسقدر محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا۔ اور کتنا سائر ابواب سے۔ اب ان دونون کو بالتفصیل بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ علاوہ برین اکثر مورخون کے بیان مین آمدنی سلطنت کے متعلق بہت کچھ اختلاف پیدا ہے۔ چنانچہ برنیر ۲۲ کروڑ۔ تھیونوٹ ۲۶ کروڑ۔ بختاور خان ۳۰ کروڑ۔ نقشہ جات سرکاری ۴۰ کروڑ۔ منکی ۴۴ کروڑ۔ رمیوسیو ۳۳ کروڑ۔ ولیم ہاکنس ۵۰ کروڑ۔ ڈاکٹر جیمبلی گیری ۸۰ کروڑ۔ طامس صاحب ۱۰۰ کروڑ لکھتے ہین۔ ان آمدنیون مین ایک اختلاف اور بھی ہے۔ بعض بعض نے تو کل سارے زمین کی کل آمدنی بھی بتلایا ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ صرف سائر کی یا زمین کی آمدنی اسقدر تھی۔ واللہ اعلم بالصواب عالمگیر کے اوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اوس نے اپنے بیٹون کو طاعت وصلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے۔ حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر ضرورت آگاہ اقسام کے خطوط لکھنے سے ماہر۔ زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے۔ اور بیٹیان بھی عقاید حق اور احکام ضروریۂ دینیہ سے واقف ما در تلاوت و کتابت قرآن مجید مین مشاق تھین۔ بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین جنکے نام و تاریخ ولادت و وفات۔ نقشہ مندرجہ صفحہ (۴۹۲) مین ملاحظہ کیجئے۔

نمبر سلسلہ	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
۱	۲	۳	۴
۱	زیب النسار	۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۹ع	۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۳ع
۲	محمد سلطان	۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۹ع	۱۰۸۸ھ / ۱۶۷۸ع
۳	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ع	۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۲ع
۴	زینت النسار	۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ع	۱۱۱۰ھ / ۱۷۰۰ع
۵	بدر النسار	۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ع	۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۱ع

نمبر سلسلہ	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
۱	۲	۳	۴
۶	زبدۃ النسار	۱۰۶۱ھ / ۱۶۵۱ع	۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۷ع
۷	اعظم شاہ	۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۳ع	۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۸ع
۸	اکبر شاہ	۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ع	۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۶ع
۹	مہر النسار	۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ع	۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۶ع
۱۰	کام بخش	۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۷ع	۱۱۲۰ھ / ۱۷۱۰ع

بیٹوں کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ اول محمد سلطان نواب بائی کے بطن سے۔ حافظ کلام مجید عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ کی نوشت وخواند میں بہرہ کافی رکھتا تھا۔ دوم محمد معظم شاہ عالم۔ نواب بائی کے بطن سے۔ حافظ قرآن۔ علم قرأت وتجوید سے آگاہ ایام شباب کو تحصیل علم میں ایسا صرف کیا کہ علم حدیث میں اوسکو قدوۃ المحدثین کہتے تھے۔ فقہ میں قرآن وحدیث سے استخراج مسائل کرلیتا تھا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی خوب بولتا تھا۔ اقسام کے خطوط میں استاد۔ اکثر شب کو نوافل ادا کرتا۔ نماز وظائف وتلاوت قرآن مجید روزانہ برابر جاری تھی۔ اوقات کا پابند۔ انصاف پسند۔ رحم دل۔ سیدھا سادہ تھا۔ سوم محمد اعظم دلرس بانو بیگم دختر شاہ نواز خان صفوی کے بطن سے تھا۔ بادشاہ اسکو بہت پیار کرتا اور صاحب بے بدل وبدل نزدیک کہتا تھا۔ چہارم محمد اکبر۔ دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ بادشاہ اسکی دوخوبیاں بتلاتا ہے ایک نماز جماعت سے پڑھتا

کوئی جمعہ ترک نہین کرتا اور مخالفان دین سے کچھ باک نہین رکھتا - دوم شہر معلی مین بامام موسیٰ رضا کے مرقد کی زیارت کی تھی - پنجم کام بخش - بائی اودیپور کے بطن سے حافظ قرآن کتب متداولہ مین سب بھائیون سے زیادہ ماہر - ترکی زبان اور اقسام کے خط لکھنے مین مہارت شجاعت وسخاوت جبلی تھی -

بیٹیون کا حال یہ ہے کہ اول زیب النسا بیگم - بیگم کے بطن سے - حافظ کلام مجید تھی (جسکے عوض بادشاہ نے ۳۰ ہزار اشرفیان دی تھین -) علوم فارسی وعربی مین بہرہ تمام - اقسام خطوط - نستعلیق - وشکستہ - مین خوشنویس - علم کی قدرشناس تصنیف وتالیف مین مصروف رہتی تھی - علما صلحا فضلا شعرا - اکثر انعام سے مستفید ہوتے تھے - چنانچہ ملا صفی الدین اردبیلی (جو کشمیر مین رہتا تھا -) نے اوسکے حکم سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کرکے زیب التفاسیر نام رکھا - علاوہ اسکے اور بہت سی کتابین اور رسالے اوسکے نام پر تصنیف ہوئے ہین - دوم زینت النسا بیگم یہہ بھی بیگم کے بطن سے تھی - عقاید حقیہ واحکام ضروریہ دینیہ سے آگاہ - اول درجہ کی سخی تھی - سوم بدر النسا بیگم نواب بائی کے بطن سے - حافظ قران مجید - علم دینی سے واقف تھی - چہارم زبدۃ النسا بیگم - یہہ بھی بیگم کے بطن سے تھی - پسر شکوہ پسر دارا شکوہ سے نکاح ہوا - جس مہینہ مین باپ مرا اوسی مہینے مین یہہ بھی مرگئی - پنجم مہر النسا بیگم - اورنگ آبادی محل کے بطن سے - ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی گئی تھی - ۱۱۱۶ھ مین وفات پائی -

جلوس محمد اعظم شاہ بہادر

محمد اعظم شاہ جب عالمگیر کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوا تو امرا حاضرین وخدمۂ محل کی تسلی اور

تالیف قلوب کی - اور مایحتاج سفر کے سرانجام کرنیکا حکم دیا - اور منجمون کے کہنے سے ۱۰ ذیحجہ ۱۱۱۸ھ کو تخت شاہی پر جلوس فرمایا - اور سکہ پر یہہ شعر منقوش ہوا - شعر سکہ زد در جہان بدولت جاوید بادشاہ ممالک اعظم شاہ پسر شاہزادہ بیدار بخت جو احمد آباد مین تھا - اوسکو اپنی نیابت مین مقرر کیا - اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شہزادہ کو حکم ہوا کہ سرحد مالوہ پر پہونچکر حکم کا منتظر رہے - ابراہیم خان نے احمد آباد مین پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت کو پہونچایا تو اوس نے کہا کہ اب ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہوگیا - عالمگیر بادشاہ کی قدر خلقت نہین جانتی تھی - اب اس سے زیادہ کچھ نہین ہے کہ چند روز میرے باپ کو سلطنت نصیب ہو اور خونریزی ہو - اس عرصہ مین عید الضحی آئی - ابراہیم خان ناظم نے اعظم شاہ کے نام کا خطبہ پڑہایا - ابراہیم خان چاہتا تھا - کہ بیدار بخت کو اگر وہ جانیکا حکم ہو تو مین ساتھہ جاؤن - اگر اعظم شاہ کے دل مین بیدار بخت کی جانب سے وسوسہ نہوتا تو اوسکو اگرا باد بھیجدیتا - جہان بیدار بخت کا خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا - اور وہان نوکر ۲ کروڑ روپیہ سوا ر اشرفی و روپیہ غریب نواز (جو پانسو تولہ وزن مین تھا) و طلا و نقرہ و آلات غیر مسکوک کے موجود تھا - وہ ہاتھہ آتا - قلعدار منتظر تھا کہ وارثان ملک مین سے جو پیشتر آئے اوسکو خزانہ و قلعہ حوالہ کرے - یہ کام مصلحت عقل اور رائے صائب کے موافق تھا - مگر تقدیر الہی مین کچھہ اور تھا -

اب کام بخش کی سنئے کہ اوسکو قلعہ پرینڈہ مین باپ کے مرنیکی خبر ہوئی - اور محمد امین خان ایک جماعت کو لیکر اعظم شاہ کے پاس چلا گیا - جس سے کام بخش کے لشکر مین تفرقہ پڑا - لیکن احسن خان نے باقی لشکر کو تسلی دیکر قلعہ بیجاپور کے تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا - اور نیاز خان قلعدار سے قلعہ کی کنجیان لین - اب کام بخش نے احسن خان کو منصب پنجہزاری سے سربلند کرکے بخشیگری پر مستقل اور حکیم محمد محسن کو تقرب خان کا خطاب دیکر قلمدان وزارت عطا کیا - اور

جشن جلوس کرکے خطبہ مین اپنا لقب دین پناہ پڑہوایا۔ اور سکہ مین یہہ شعر مسکوک کرایا۔ شعر
در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ ۔ بادشاہ کام بخش دین پناہ ۔ اسکے بعد کام بخش نے گجرکہ

* ہم نے اس سے قبل اسی تاریخ مین ایک مقام پر ناظرین سے وعدہ کیا تھا کہ سکہ کے تاریخی حالات کسیقدر تفصیل کے ساتھہ لکھینگے۔ مگر موقع نہین ملا۔ اب ہم یہان اوس وعدہ کو ایفا کرتے ہین۔

سکہ عربی لفظ ہے۔ جسکے معنے کوچہ۔ محلہ۔ راستہ۔ بازار کے ہین۔ اور اون آہنی ٹکڑون کا نام ہے جسپر حرف یا تصویر کندہ ہوتی ہے۔ اور اوسکے اندر چاندی اور سونیکی ٹکلی رکہکر نقش ابہارتے ہین۔ عربی مین مذیم و مذم۔ اردو مین بالا یائی۔ اور اصطلاح زبان فارسی مین بمعنی طرز و روش مستعمل ہے۔ اور عرف عام مین اوس فلز مسکوک کو کہتے ہین جسپر بادشاہ یا حاکم وقت کا کچہہ نشان ہو۔ اور داد و ستد خرید و فروخت مین کام آئے۔ پہلے زمانہ مین سکے مختلف دہاتون کے بنتے تہے۔ چنانچہ یونانیون نے لوہے کا سکہ بنایا تھا۔ پہر تانبے۔ پیتل اور چاندی کا جاری کیا۔ رومیون نے پہرت کے سکے بنائے تھے۔ چین مین ابتک پیتل کا سوراخدار پیسہ اور چاندی کا روپیہ رائج ہے۔ ہندوستان اور یورپ مین تانبے کا پیسہ۔ چاندی کا روپیہ۔ اور سونے کی اشرفی چلتی ہے۔ لیکن ہر ولایت مین پیسہ اور روپیہ کے نام مختلف ہین۔ اب بہی سکے مختلف دہاتون کے بنتے ہین زیادہ تر بادشاہون کے سنہ جلوس سے اور کبہی بیادگار واقعات عظیم جاری کئے جاتے ہین ان مین جاری کنندہ کا نام یا تصویر ہوتی ہے۔ اکثر دیوتاؤن اور جانورون کی شکلین۔ درختون اور پہلون کی صورتین بہی بنائی جاتی ہین۔ اگلے زمانہ کے آدمی دہاتون کو صاف کرنا نہین جانتے تہے۔ اسلئے اونکے سکے بدصورت ہوتے تہے۔ شاہان روم نے کئے دہاتون کو ملاکر سکے بنوائے تہے۔ پہلے پہل دنیا مین سکون کا رواج ممالک شرقیہ سے ہوا۔ پہر اور جگہہ پہیلا۔ ابتدا اسکی تانبے سے ہوئی پہر سونے تک پہونچی۔ اس ابتدائی حالت مین کوڑیونکا بہی نام لیا جاتا ہے۔ لیکن یہہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بجز ہندوستان کے کسی ملک مین کوڑیون نے یہہ رتبہ نہین پایا ہے۔ جو سکہ کی حد مین داخل ہوسکین۔ تاریخون سے یہہ بہی

دوالکفیرہ کو تسخیر کیا۔ اور احسن خان کو قلعۂ کرنول کی تسخیر پر بھیجا۔ یوسف خان قلعدار کرنول نے احسن خان کو تین لاکھ روپیہ دیکر اس بلا کو سر پر سے ٹالا۔ اب یہاں سے احسن خان نے ارکاٹ کا رخ کیا۔ اور

نقیہ نوٹ صفحہ ۴۹۵ پایا جاتا ہے کہ قیمت کا سکہ اول چین مین جاری ہوا۔ بعض سکے ولادت مسیح سے دو ہزار سال پیشتر کے مدین۔ کتب تواریخ یہہ بھی بتارہے ہین کہ اول چینیون نے کاغذ کا سکہ (نوٹ) تجویز کیا تھا۔ اس صدی مین مغل قبلا خان خاتم چین نے اس سکہ کو زیادہ تر رواج دیا۔ اور ملک فارس مین کیخاتو نے سکۂ مذکور کا ناقص نمونہ جاری کیا۔

ابتدا مین دھاتون کے ٹکڑے ہی چلتے تھے۔ اون پر کچھ نقش وغیرہ نہوتا تھا۔ سکہ ہائے یونانی مقدار وزن پر محسوب ہوتی تھی۔ یونان مین طالیت نام سکہ تیس سیر کا تھا۔ اور یہی مختلف وزن وشکل کے طالیت تھے۔ ہیرودطس مورخ کا بیان ہے کہ ملک لیدیا مین جو یونان کے قریب ہے سکون پر نقش شروع ہوے۔ یونانی سکون کے حاشیے کٹے ہوتے تھے۔ اور روہان کا درم ۶۶ گرین (ایک گرین آدھی رتی کے قریب ہوتا ہے) کا ہوتا تھا۔ اور پانچ آنہ مین چلتا تھا۔ مورخین کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح سے چار سو سال قبل یونانیون تانبے کے سکے چلتے تھے۔ اور تین سو برس پہلے چاندی کے سکے جاری ہوے۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ سونیکا سکۂ فیلقوس بادشاہ مقدونیہ سے پہلے جاری نہ تھا لیکن جیلین شاہ جزیرۂ صقلیہ کے طلائی سکے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ فیلقوس سے پہلے سے جاری تھا اسلئے کہ جیلین جزیرۂ صقلیہ مین حضرت مسیح سے چار سو اکیانوے برس پیشتر حکمران تھا۔ رومیون نے اہل صقلیہ سے سکے سیکھے۔ اور مدت تک روم مین تانبے کے سکے رائج رہے۔ پھر چاندی کے جاری ہوے۔ رومیون کا ایک سکہ دس روپیہ قیمت کا تھا۔ قسطنطین شاہنشاہ روم نے اپنے آخر زمانہ مین ایک نئے قسم کا سکہ ایجاد کیا تھا۔ اور اوسکا نام نومس (صرۂ زر) رکھا تھا۔ اسکا رواج ترکستان ہمایتک ہے۔ روم مین نہایت قدیم سکۂ دینارائی تھا۔ پھر دوتاؤن وآمیون کی شکلین بنی تھین۔ سکہ ہیرکو سکہ اکثر صاف تھے

اعظم شاہ وسط دیسمبر ۱۷۱۲ء میں جملۃ الملک امیر الامرا اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و دیگر امرائے نامدار کو ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کو چلا۔ لیکن تین جلیل القدر مغلوں کے سرگروہ سردار لینے

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۹۶) اسلامی سکے دو طرح کے ہیں ایک سکہ نقرہ دوسرا سکہ طلا۔ درہم و دینار کا وجود قرآن مجید کی عبارتوں میں بھی پایا جاتا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ نام تمدنی ہیں نہ اصطلاحی۔ یہی سبب ہے کہ مختلف زبانوں میں بھی ایک لفظ مختلف تلفظات سے مستعمل ہے جس سے زبان کے قومی اتحاد کا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ عرب میں درہم۔ فارس میں درم۔ لاطینی میں ڈرام۔ اور ہندی میں دام کہا جاتا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب نے سلطنت و حکومت پانے پر بھی کبھی سکہ کو رواج نہیں کیا۔ بلکہ جس زمانہ میں سلاطین میں و ملوک حمیر کا دورہ تھا اور سوقت بھی سکہ کو رواج میں دوسرے ہی ملکوں کا زیر بار احسان رہا۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ درہم فارسی کا معرب ہے اور دینار (سکہ طلا) اصل میں قیصر دینور کے طرف منسوب ہے۔ جو علوبہ ہمدان ملک فارس کا ایک گاؤں ہے جہاں اسکا دار الضرب تھا۔ اسی مناسبت سے دنار نام کہوایا جو کثرت استعمال سے دینار ہوگیا۔ جسکو ہم عربی لفظ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عجمی ہے۔ جو قبل از اسلام ملک عرب کا افسر سمجھا جاتا تھا۔ علم حدیث کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی سکہ بھی درہم و دینار نہ ہے جو بتعلیم الٰہی جاری ہوا جسکو دیکھکر شیطان نے سجدہ کیا اور اپنی کامیابی کا نہایت پرزور آلہ بنایا۔ قدیم تاریخ سے پایا جاتا ہے کہ درہم و دینار کا رواج ملک ایران سے ہے۔ اور آخری زمانہ میں ملک روم نے اوسکی ہمسری کا دعویٰ کیا۔ جس سے ابتدائے اسلام تک عرب میں ایران کے سکے جاری تھے۔ آگے چلکر اسلامی سکہ بھی انہیں دونوں سکوں کا پیرو بنا۔ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جاتا کہ عرب میں کتنے سکے جاری تھے۔ تاہم اسقدر ثابت ہوتا ہے۔ کہ درہم کے تین سکے عرب میں رائج تھے عبیدیہ۔ سمریہ۔ بغلیہ۔ اور ان سکوں کے اوزان بھی مختلف تھے۔ جس سے ایک خفیف کہلاتا تھا جسکا طبری بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرا سکہ ثقیل بعض کا قول ہے کہ چہار دانگ کے درہم کو طبری۔ دہ دانگ کے درہم کو مغربی اور ایک دانگ کے درہم کو یمنی کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے سب کو جمع کرکے مجموعہ کے آدھے کے

خان فیروز جنگ بہادر اور چین قلیچ خان خانہ دوران خان بہادر (آصف جاہ) و محمد امین خان بہادر نے اعلم شاہ کی بعض بد وضعی و بد سلوکی سے افسردہ خاطر ہو کر ترک رفاقت کی۔ اور اورنگ آباد میں آکر

قیمہ نوٹ صفحہ (۴۹۷) برابر ایک مدن کا درہم جاری کیا۔ فاضل بخشی لکھتا ہے کہ پہلے زمانہ میں درہم و دانگ تھا۔ ایک کا نام ہشت دانگی کوشش دانگی تھا۔ دوسرا نقص درہم چہار دانگ کسری زائد۔ (دانگ = ۲ قیراط اور قیراط = ۲ طسوج۔ اور طسوج = ۲ حبہ) دینار سونے کا سکہ ہے۔ جبکا وزن ایک مثقال یعنے بقدر ۱۰ درہم کے (ایک مثقال = ۶ دانگ اور ایک دانگ = ۴ طسوج اور ایک طسوج = ۲ حبہ اور ایک حبہ = ۲ جو اور ایک جو = خردل اور ایک خردل = ۲ خاشاک اور ایک خاشاک = فتیل اور ایک فتیل = ۲ نقیر اور ایک نقیر = ۲ قطمیر اور ایک قطمیر = ۲ ذرہ۔ پس اس حساب سے ہر مثقال میں ۹۶ جو ہوتے ہیں پہلہات میں درہم کا معیار پیمایش پر ہے۔ مگر معاملات دنیا میں وزن پر ان عددوں کا مدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثقال کا اطلاق دینار پر ہوتا ہے۔ حالانکہ دینار پر سکہ کا نام تھا۔ اور مثقال کا وزن جو الٹیار کے نزدیک ۴۲ ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور اصطلاح شرعی میں ۲۰ قراط اور فراد میں چھ ہے۔ جو تین چاول مثقال بحساب جو ساٹھ کے برابر ہے ہوتا ہے۔ اور بحساب چاول ۱۲۰ چاول کے برابر اور دوسرا سکہ اسکا نام ہے صنمی کہا جاتا ہے۔ جو تین ربع مثقال صیرفی ہوتا ہے۔ اسی حساب سے درہم کا وزن بھی معلوم ہو گیا۔ کیونکہ مشہور رہے ہے۔ ۱۰ درہم بوزن ۷ مثقال نصرتی ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بہت سی روایات و حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملات باہمی میں بعوض قیمت یا اجرت درہم سے ایک دانگ (ایک دانگ ۶ رتی) چاندی بقدر ضرورت توڑ لیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس قلیل وزن کا سکہ باعتبار پیمایش بہت بڑا ہوتا ہے کہ سے کم انگوٹھے کے پور کے برابر ہوتا ہے۔ اور زیادہ کف دست کے اس پشت کے برابر جو ہاتھ کے پھیلانے میں ہر چار سمت کے مقابل میں گڑھا سا بیچ میں معلوم ہوتا ہے۔ اس پیمانہ کا سکہ قبل اسلام ہی سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی سکہ بھی اسی انداز کا بننا شروع ہوا۔ عہد رسول خدا تک تو اس سکہ کا پتا نہیں لگتا۔ مگر اسکے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ رزق افسر مدینہ مقرر فرماتے تھے تو حکم دیا کہ موافق وزن اہل مکہ معاملہ کریں

اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوئے۔

اب شاہ عالم بہادر شاہ کے حالات ملاحظہ فرمائے کہ شاہ عالم کو بادشاہ کی خبر ۲ ذیحجہ کو پشاور میں ہوئی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۸) لیکن حضرت عمر بن الخطاب کے متعلق اسقدر بیان کیا گیا ہے کہ جب زمین کا خراج مقرر کیا گیا تو رعایا سکہ کے طالب ہوئے کہ اسی تقبیل سکہ سے ادا کریں۔ عمر پر رعایا نے بہت کچھ عذر کیا۔ تب حکم دیا کہ سکہ کا وزن سوا درہم کیا جائے۔ جب ہی سے یہ سکہ درہم بغلی رائج ہوا جسکا وزن ۱۰ دانق تھا۔ اس سکہ کے ضرب کا نام راس البغلی تھا۔ اسلئے اسکا نام درہم بغلی مشہور ہوا۔ اسکی شان یہ تھی کہ ایک طرف تو کسریٰ شہنشاہ عجم کی تصویر تھی۔ بوکسری پہنچی ہے۔ اور اسکے نیچے بحروف فارسی نوشتہ خوب کھا تھا۔ کیونکہ دراصل یہ سکہ کسرائی تھا۔ مرد۔ اسکے وزن میں تبدیلی کیگئی تھی۔ لیکن علمائے لغت کی تحقیقات اس باتوہ میں مختلف ہے۔ بعضوں نے بغلی بسکون غین و لام پڑھا ہے۔ اور بعض نے بفتح غین و تشدید لام۔ اس اختلاف لغت کے بعد وجہ تسمیہ میں بھی اختلاف ہے۔ (۱) بغلا یک قصبہ کا نام ہے۔ جو شہر حلہ کے قریب صوبہ عراق میں تھا۔ اسکی طرف نسبت ہے۔ (۲) راس البغل ایک بادشاہ کا نام تھا جسنے خفیف و ثقیل اوزان کو برابر کرکے ۱۰ دانق والے سکہ کو رائج کیا (۳) راس البغل ضرب کا نام ہے۔ اوسکے طرف اسکی نسبت ہے۔

جس روایت میں حضرت عمر کا نام لیا گیا ہے وہ غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر سکہ بدلنے کی ضرورت لاحق ہوتی تو کسرائی سکہ تصویر دار مجوسی کے جاری کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ وہ خود اسلامی سکہ جاری کر سکتے تھے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ رعایا کے عرض و معروض پر اونہوں نے اس کسرائی سکہ کا لینا قبول کیا ہو۔ جسکا وزن ۱۰ دانق ہوا۔ جسکے مرافق آخر تین اسی وزن کے سکے زیادہ تر بنوائے گئے۔ اور وہی مشہور ہوا۔ کوئی صورت اس امر کا مدعی نہیں ہے کہ حضرت عمر نے کوئی سکہ جاری کیا ہے۔ بلکہ سب نے اولیت اجرائے سکہ کو عبدالملک کے طرف منسوب کیا ہے۔ جو بنی امیہ کا پانچوان فرمان روا اور سلطنت مروانی کا دوسرا بادشاہ ہے۔ کہتے ہیں کہ عبدالملک مروان کے زمانہ میں رومی دینار اور کسروی درہم مروج تھے۔ اسکے حکم سے حجاج یوسف نے

کیونکہ بادشاہ نے شاہ عالم کو صوبہ داری کابل پر روانہ کیا تھا۔ الحاصل جب بادشاہ کے مرنیکی خبر سنی تو ارسی روز پشاور سے کوچ کیا۔ اور لاہور کے قریب منعم خان ۴۰ لاکھ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمت میں پہنچا

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۹) درہم پر سکہ لگایا۔ اور ایک گروہ یہہ کہتا ہے کہ حجاج نے دراہم مغشوشہ کو خالص کیا۔ اور اللہ احد اور اللہ الصمد کا سکہ اوسپر لگایا۔ اور ان دراہم کا نام مکرر ھعہوا۔ اسواسطے کہ اس میں خدا کے نام کا احترام نہیں ہوتا تھا۔ آدمیوں نے اس تغیر کے سبب سے اسکا نام بیہہ رکھا۔ بعد حجاج کے عمر ابن ہبیرہ نے بعہد حکومت یزید بن عبد الملک عراق کی سلطنت میں دراہم کو حجاج سے بہتر بنایا۔ اور خالد بن عبد اللہ قسری والی عراق نے اوسکو زیادہ پاک کیا۔ پھر یوسف عمر نے اوسکو نکال پر پہونچایا۔ یہہ بھی کہتے ہیں کہ اول جس نے درہم پر سکہ لگایا وہ مصعب بن زبیر تھا اور اوسکے طرح طرح کے وزن ۱۰ یا ۹ یا ۸ یا ۷ مثقال کے بنائے جاتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اول درہم یا درہام کی شکل کھجور کی گٹھلی کی سی تھی حضرت عمر فاروق کی خلافت میں اسکی شکل گول بنائی گئی۔ مولف گنج شائگان لکھتا ہے کہ حضرت عمر نے اپنا سکہ جاری کیا تھا۔ جو مجھے دستیاب ہوا تھا یہہ سکہ مختلف نام کا تھا۔ جسپر عبارت بھی مختلف تھی مثلاً لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ۔ یا قل ہو اللہ احد۔ چنانچہ یہہ قل ہو اللہ احد والی اثر زمان احد یہ کہلاتی ہیں بہرحال یہہ زیادہ ثابت ہوتا ہے کہ درہم و دینار کا اسلامی سکہ بزمانہ حکومت عبد الملک جاری ہوا۔ نقش دینار بزبان رومی تھا۔ اور نقش درہم بزبان فارسی۔ وجہ اوسکی کتاب محاسن و مساوی میں امام ابراہیم بن محمد بیہقی نے یہہ لکھا ہے کہ امام کسائی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں ہارون کے پاس گیا۔ اوسکے سامنے بہت سا مال پڑا ہوا تھا۔ جسکو وہ ارکان سلطنت و خدام میں تقسیم کر رہا تھا۔ ہارون کے ہاتھ میں ایک چکدار درہم تھا۔ اوسکو بتلا کر مجھسے پوچھا کہ سب سے پہلے کس نے اس سکہ کو ملاوٹ فقرہ میں جاری کیا۔ میں نے جواب دیا کہ عبد الملک ہارون نے ایجاد کا سبب پوچھا۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی۔ ہارون نے کہا کہ اصل یہہ ہے کہ بزمانہ سابق تمام کا غذ روم میں بنکے کارخانہ سے آتا تھا۔ اور اہل مصر نصرانی قیصر روم کے مذہب پر تھے اسلئے طراز مصر کی ان سب کاغذ نکا اس عنوان سے ہوتا تھا۔ ابن۔ ابن

تاجدار عالم نے اوسکو وزارت کی مبارکباد دی۔ سلخ محرم یا غرہ صفر کو نواح لاہور مین مقام کرکے اپنے خطبہ اور سکہ کا حکم دیا۔ اور کہا کہ روپیہ کے وزن مین نیم ماشہ بڑہا کر میرے نام کا سکہ لگایا جائے۔ مگر ارباب

تنبیہ نوٹ صفحہ (۵۰۰) ایک کاغذ پر کہ منحصر ہے۔ بلکہ ظروف۔ پارچہ وغیرہ جو معرض تبادر ہوتا۔ اون سب پر بھی معرکہ تھا کیونکہ یہہ کل منقشین رومیون سے متعلق تھین۔ اور عبدالملک کی خلافت تک بھی رومی معرکہ جاری رہا۔ چونکہ یہہ معرکہ زبان رومی مین بخط طغرا تھا۔ اسلئے کسیکو خبر نہوئی۔ ایک مرتبہ عبدالملک کو شک ہوا مترجم کو کہا کہ اسکا ترجمہ عربی مین کرو۔ اوس نے بیان کیا کہ اقانیم ثلثہ اب۔ ابن۔ روح کے نام کا معرکہ اسمین بنایا گیا ہے۔ عبدالملک نے سنکر کہا کہ یہہ قاعدہ اسلام کے خلاف ہے۔ موقوف ہونا چاہیئے۔ فوراً اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان (جو مصر کا گورنر تھا) کو اس عیسائی معرکہ کی موقوفی کو لکھا۔ اور شہد ان لا الہ الا ہو کے معرکہ کی تیاری کا حکم دیا۔ جب اس نئے معرکہ نے رواج پایا تو اوسکی خبر قیصر روم کو ہوئی اوس نے ایک خط مشتمل عبدالملک کو یہہ لکھا کہ خلفائے لاسبق نے رومی معرکہ کو جاری رکھا تھا۔ کبھی اعتراض نہین کیا۔ اب جو تم نے اوسکو موقوف کیا ہے پس یہہ بتلاؤ کہ وہ صواب پر تھے یا برسر خطا۔ اور اب تم برسر خطا ہو یا صواب پر۔ اور اس خط کے ساتھ تحفہ ہدایا بھی روانہ کیا۔ اور قدیم معرکہ کی اجازت چاہی عبدالملک نے تحفہ لیا اور نہ جواب دیا۔ پھر مگر قیصر نے تحفہ ہائے سابق المضاعف کرکے بھیجا اور جواب چاہا۔ اس دفعہ بھی عبدالملک نے سفیر کو معہ تحایف واپس کر دیا۔ اب قیصر بہت درہم و برہم ہوا اور سہ بارہ ایک خط یہہ لکھا کہ تم نے میرے ہدیہ کو واپس کیا۔ اور جواب نہ دیا جس سے میری تذلیل و تحقیر ہوئی۔ اب تمکو لازم ہے کہ میرا ہدیہ قبول کرو اور قدیم معرکہ کی اجازت دو ورنہ قسم ہے مسیح کی کہ مین سکۂ درہم و دینار مین تمہارے پیغمبر کے نام گالیان (نعوذ باللہ) نقش کراؤنگا۔ جو تمہارے ملک مین مروج ہوگا۔ کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اسلامی ملک مین سکہ نہین ہے۔ قیصر کے اس خط نے عبدالملک کے سخت متردد کیا۔ علما۔ فضلا۔ صلحا کو جمع کرکے مشورہ لیا۔ مگر کسی سے جواب بن نہ پڑا۔ آخر روح بن زنباع وزیر اعظم نے جرات کرکے عرض کیا کہ تو اس معاملہ کو جناب حضرت امام باقر سے رجوع کر یہ معاملہ انہین سے

کی تنخواہ میں داد و ستد پہلے ہی سکہ کے وزن کے موافق ہوتی تھی - اسلئے یہ سکہ رائج نہوا - یہاں کا بیٹا محمد منصر الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا - اور دوسرے بیٹے محمد عظیم صوبہ دار بنگالہ کو فرمان بھیجا کہ وہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۱) حل ہوگا - چنانچہ عبد الملک نے کوفہ مدینہ منورہ کے نام خط لکھا کہ فوراً حضرت کو تعظیم تکریم سے روانہ کرو جب حضرت تشریف لائے تو یہ سارا ماجرا عرض کیا - آپ نے فرمایا کہ ریگدان کو بلوا کر وہ درہم و دینار سکہ کے ضرب کراؤ - اور سکے ایک طرف کلمۂ توحید دوسری جانب اسم مبارک آنحضرت کا کنات اور اوسکے حاشیہ پر نام خلفاء راشدین و نام ضرب ثبت ہو - اسکے بعد آپ نے اوسکے اوزان یہ بتلائے - کہ اسبات تین سکے درہم کے ہوں ایک بغلی (جو دس مثقال کے دس ہوتے ہیں) دوسری خفاف (جو مثقال کے دس) ہوتے ہیں تیسرے (جو مثقال کے دس ہوتے ہیں) یہ کل ۳۰ مثقال ہوئے اسکو تین پر تقسیم کیا تو ۱۰ مثقال ہوئے اس ۱۰ مثقال کے دس درہم ہوئے - اور اسی مثقال کی قیمت کے سونے کا دینار بنایا - سکا خود دس درہم ہوا - سکہ درہم کا نقش فارسی میں تھا اسلئے نقش بھی فارسی میں رہنے دیا - اور دینار کا سکہ رومی حروف میں - کیونکہ اسی انداز کے سکے کی چلن تھی - اور ڈالنے کا سانچہ کانچ کا بنوایا کہ زیادتی اور کمی سے محفوظ رہے - چنانچہ عبد الملک نے ایسا ہی کیا - اور روم کے سکے کو موقوف کرایا - قیصر روم کے ایلچی کو جب ارشاد و انعام یہ جواب دیا کہ تو نے جس بات کی دھمکی دی ہے وہ پورا کر - مگر خدا اوسکو کبھی چلنے نہ دیگا اب میں نے تیرے سکہ کو اپنے ممالک میں باطل کر دیا ہے - جب یہ جواب پھر کر پہونچا تو وہ دم بخود خاموش ہو گیا - جب لوگوں نے اوس سے کہا کہ اوس سکہ کا امر کیوں نہیں کرتا تو جواب دیا کہ جب اہل اسلام اس سکہ سے داد و ستد کرینگے تو پھر اس قسم کے سکہ سے کیا فائدہ ہوگا - یہ حکایت بیان کر کے ہارون نے وہ درہم اتہ سے پھینکدیا - تاریخ تمیس میں ہے - کہ یہ واقعہ ضرب درہم و دینار کا ۷۶ھ میں واقع ہوا اسلام کا پہلا سکہ یہی ہے - ورنہ اس کے قبل رومی اور کسرائی سکے جاری تھے اور مختصر جامع سے نقل کیا ہے کہ نقش سکہ قل ہو اللہ احد تھا - اور سکے حروف عربی میں تھے - کیونکہ اسکے قبل رومی اور عجمی

آکر آباد آئے۔ اسکے بعد خواجہ ابوالمعالی سے ۴۰ لاکھ روپیہ لیکر آگے بڑھا۔ سہسرام میں وزیر خان نے ۴۰ لاکھ
پیش کش گذرانی۔ اور یاد اخر صفر میں شاہجہان آباد کے نواح میں پہنچا۔ اور ۲۰ ہزار سوار

[illegible] سوار ۵۰۲ حروف کے سکے مروج تھے۔ مگر یہ روایت قابل قبول نہیں کیونکہ مورخ معتبر نے اس
کی کوئی وجہ نہیں بیان کی ہے۔ ممکن ہے کہ بعد ایک بادشاہ اور نے اسکے بعد اختراع کیا ہو کہ قل ہو اللہ
اور کاسکہ کندہ کرایا۔ ورنہ جناب امام [illegible] ہر گز ایسی رسم کو پسند نہ کرتے جس سے کفار و غیرہ حروف قرآنی کی توہین
مضمون سندرجۂ بالا پر دو اعتراض کئے جاتے ہیں ایک یہ کہ حضرت امام زین العابدین کی موجودگی میں
(کیونکہ آپکا انتقال ۹۵ھ میں ہوا۔ اور یہ واقعہ ۱۰۰ھ کا ہے) عبد الملک نے امام محمد باقر کو کیوں طلب
کیا۔ جو ابھی ان میں لکھا ہے کہ اسکے قبل عبد الملک نے ایک مرتبہ حضرت امام زین العابدین کو قید
کرکے طلب کیا تھا۔ اور کچھ دور جانے کے بعد انداز اجازت آپ زہر کو دغا کرکے بذریعہ طے الارض عبد الملک
کے پاس پہونچے۔ اور فرمایا کہ مجھے کیا مطلب ہے۔ عبد الملک بیان کرتا ہے کہ میرا دل خوف سے کانپا
اور حجاج کو لکھا کہ فرزندان عبد المطلب کے قتل سے خوف کرنا۔ چنانچہ ایسی دہشت غالب عبد الملک کو عمر
کے زمانہ رہنے سے مانع ہوئی ہوگی۔ اور یہی باعث تھا کہ حضرت امام باقر کی طلبی کے متعلق روح
بن زنباع نے عرض کیا۔ کیونکہ ائمہ اہلبیت کے صغیر کبیر علوم لدنیہ میں سب مساوی ہیں۔ صحیح سے
ثابت ہے کہ رسول اللہ نے جابر کو خاص طور پر امام محمد باقر کی بشارت دی تھی کہ حضرت امام حسینؑ کے پوتے
محمد نام باقر لینے علم کو شگافتہ کرنے والے علم اولین و آخرین کے ہونگے اور اے جابر تو اونکی زیارت کریگا اور میرا
سلام پہونچانا۔ دوسرا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ اسکے قبل ملک میں عیسوی کا سکہ جاری تھا۔ اب حضرت عمر
کو اپنا سکہ جاری کرنا پڑا۔ سونے اور چاندی کے سکے ڈھلنے لگے۔ لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ۔ سورۂ قل ہو اللہ
ان سکوں پر مضروب ہوتا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اسلامی سکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ سے جاری تھا۔
اسکی اصل حقیقت تھی۔ وہ حیاۃ الحیوان سے لکھی گئی۔ کہ حضرت عمرؓ نے وہی نوشیروانی سکہ جاری کیا تھا

لیکر محمد سید ارنجت کے پہنچنے سے پہلے اکبرآباد آگیا۔ اور جہانگیر خان صوبہ دار کو مغلوب کرکے اوسکا مال ضبط کیا اور خزانہ پر قبضہ کرکے باپ (بہادر شاہ) کو عرضداشت لکھی بہادر شاہ اس خبر کے سنتے ہی شادیانہ بجانے کا حکم دیا۔ اور شاہجہان آباد سے ۳۰ لاکھ روپیہ لیکر اکبرآباد کے طرف چلا۔ اکبرآباد کے خزانہ مین تیرہ کروڑ روپیہ نقد اور اشرفیان مروپیہ غریب از بیحد و بیشمار تھا۔ چنانچہ شاہ عالم نے چار کروڑ روپیہ اور اشرفیان خزانہ سے نکال کر ملازمان قدیم و جدید کی تنخواہ تقسیم کی۔ اور شاہزادون و امرائے نامی کو فاکھون روپیہ انعام دیا۔ اور خان زمان کو پنجہزاری پنجہزار سوار کا منصب اور صاحب السیف والقلم وزیر با فرہنگ عمدۃ الملک بہادر ظفر جنگ کا خطاب سرفراز کرکے وزارت حوالہ کی۔ کہتے ہین کہ شاہزادہ محمد عظیم الشان صوبۂ بنگالہ سے ۱۱ کروڑ روپیہ ہمراہ لایا تھا۔ اور تیس ہزار سوار کی موجودات باپ کو دکھلائی قیاساً اسی ہزار سوار تھے۔ اور محمد اعظم شاہ توپخانہ اور ۳۵ ہزار سوار موجودی جو بجاے فوجبندی ۸۰ یا ۹۰ ہزار سوار ہوتے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا۔ جب محمد اعظم کو الہ آباد

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۳) جسپر نوشیروان کی تصویر تھی۔ اور اوسکے سامنو نوش خور لکھا ہوا تھا۔ نہ کہ لا الٰہ الا اللہ کہ سکہ جاری کیا ہو یا سورۂ الحمد۔ یا قل ہو اللہ احد۔ وہ سرا سر دروغ لکھتا ہے کہ رسول اللہ کے وقت مین نوشیروان کا سکہ جاری تھا۔ جسپر اوسکا نام اور آتشکدہ کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اور ہرقل بادشاہ روم کا بھی سکہ جاری تھا۔ جسپر حضرت عیسیٰ کی نصف تصویر بنی ہوی تھی۔ لیکن علامۂ دمیری نے نوشیروان کی تصویر کو لکھا ہے مگر آتشکدہ کا ذکر نہین کیا۔ اسلامی سکہ کے اجرا کی بابت یہی قول متفق ہے کہ اسکی ابتدا بعہد عبد الملک بتعلیم حضرت امام محمد باقر ہوئی۔ اور اوسکے قبل مختلف سکے جاری تھے۔ کسی اسلامی بادشاہ نے اسپر توجہ نہین کی تھی۔ اب ہم اس سکہ کے مضمون کو جو بہت طویل ہوگیا ہے۔ اس مقام پر ختم کرتے ہین۔ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ کسی مناسب موقع پر شاہان ہند کے سکون کو نقشے اشعار۔ اوزان وغیرہ درج کرینگے ۱۲ مؤلف

اوسکو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھ اکبرآباد مین موجود ہین۔ یہہ سنکر اپنی حقیقی بہن زیب النسار اور فضول اسباب کو گوالیار مین چھوڑا۔ بیدار بخت کو ہراول کیا۔ اور ۲۵ ہزار سوار لیکر اکبرآباد متوجہ ہوا۔ جب بادشاہ نے اوسکے آمد کی خبر سنی تو ایک نصیحت نامہ یہہ لکھا کہ "باپ نے جو وصیت نامہ تقسیم ملک کے باہین لکھا ہے جسمین دکن کے کل ۶ صوبون مین چار صوبے سمیت صوبہ احمدآباد کے تم کو دئے جائین۔ انکے سوا مین ایک دو اور صوبے بھی تم کو دیتا ہون۔ کیونکہ مین نہین چاہتا کہ مسلمانون کی خونریزی ہو۔ اگر اس پر ناراض ہو تو بہتر یہہ ہے کہ تم ہم مقابلہ کرین۔ دیکھین پروردگار عالم کسکو فتح نصیب کرتا ہے" اعظم شاہ نے اس نصیحت نامہ کو دیکھکر برآشفتہ ہوا۔ اور کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بھی نہین پڑہی جسمین شیخ سعدی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ دو بادشاہی در اقلیمے نگنجند۔ اور آستین چڑہا کر یہہ شعر پڑہا۔ بیت چو فردا برآید بلند آفتاب + من و گرز و میدان و افراسیاب اسکے بعد بہادر شاہ کو معلوم ہوا کہ محمد اعظم شاہ آپ چنبل پر تصرف کرنا چاہتا ہے اس لئے اوس نے حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان و آغر خان معبر آب پر تصرف کرین۔ اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اترنے دین اور آپ اپنے چار بیٹون معز الدین (جہاندار شاہ) محمد عظیم (عظیم الشان) رفیع القدر (رفیع الشان) رحمت اختر (جہان شاہ) کو ہراول۔ جہانفار۔ برانفار۔ ملتمش۔ پر مقرر کرکے سمیت فوج جرار سوار ہوا۔ اودہر اعظم شاہ اپنے بڑے بیٹے بیدار بخت کو مقدمۃ الجیش بنا کر اور دوسرے بیٹے والاجاہ کو دست راست پر تعین کیا۔ اور تیسرے بیٹے عالی تبار کو (جو خرد سال تھا) اپنے ساتھ ہاتھی پر بٹہا کر مقابلہ کو چلا۔ جب طرفین سے

مقابلہ ہوا۔ پہلے دفعہ اعظم شاہ کا پلہ بھاری رہا۔ مگر اسکے بعد جنگ کا رُخ پلٹ گیا ہر چند ذوالفقار خان نے جنگ کے ملتوی کرنے کے لئے معروضہ کیا مگر اعظم شاہ کی ضدی طبیعت نے نمانا۔ اور ہنگامۂ کارزار برابر گرم رکھا۔ اس اثنار مین اعظم شاہ کے امرائے نامی مین خان عالم۔ امان اللہ خان۔ منور خان۔ تربیت خان۔ قطب خان۔ راجہ رام۔ راجہ دلیپ سنگھ وغیرہ کشتہ ہوئے۔ اس پر اور غضب یہہ ہوا کہ بیدار بخت وولاجاہ بھی قتل ہو گئے۔ جب اعظم شاہ نے دونون کے مرنیکی خبر سنی تو ایک آہ سرد کھینچی اور شہزادۂ عالی تبار جو ہاتھی پر ہمراہ تھا۔ اوسکو سپرد کیے نیچے سلار کہا۔ اتنے مین اعظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ خود بھی زخمون مین چور سکرات کی حالت مین گرفتار تھا کہ رستم دل خان نے ہاتھی پر سوار کو اوسکا سر جدا کیا۔ اور بہادر شاہ کے ہاتھی کے پاؤن تلے ڈالدیا۔ اور مبارکباد دی بہادر شاہ نے اوسکے طرف تُند نگاہ سے دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر آئے اس اثنار مین آصف الدولہ اور اوس کا بیٹا ذوالفقار خان رومال سے ہاتھہ باندھکر حاضر ہوئے۔ بہادر شاہ نے اونکے ہاتھہ کھلوائے۔ اور ملبوس خاص عنایت کیا۔ بعد ازان آصف الدولہ کو منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور وکالت کُل کے جلیل القدر عہدہ سے سرفرازی بخشی۔ منعم خان کو جملۃ الملک کا خطاب اور وزارت اعظم کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ اور بھائی کے بیٹے شاہزادۂ عالی تبار پر ترحم کرکے مادام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا۔ اور عزت کے ساتھہ مطلق العنان کیا۔ پھر دو رکعت نماز شکر ادا کرکے عالی تبار محمد بیدار بخت کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا۔ اور گلے لگایا۔ پدرانہ دستِ شفقت

اونکے سر پر رکھا۔ اور محمد اعظم و بیدار بخت و والا جاہ کی لاشون کو غسل و کفن کے بعد ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرایا۔ اور خانخانان (جسکو اس لڑائی مین بہت گہرا زخم لگا تھا) کی عیادت کو گیا۔ اور یار وفادار سے مخاطب کیا۔ ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا۔ اور باقی امرا کو بھی خطابات و انعامات سے ممتاز کیا۔ اور اپنے چارون بیٹون کو خطابات و مناصب اعلیٰ سے مفتخر فرمایا۔ اسکے بعد بادشاہ نے راجہ اجیت سنگھ کی شورش و فساد کو مٹایا۔ آخر اوس نے مجبور ہوکر اطاعت کرلی۔ اب بادشاہ نے محمد کام بخش کو لکھا کہ "والد نے تمکو بیجاپور کی صوبیداری دی تھی۔ لیکن مین حیدرآباد کی صوبہ داری اوس پر ایزاد کرتا ہون اور زمانہ قدیم سے جو پیشکش داخل ہوتی ہے۔ وہ بھی معاف کیجاتی ہے۔ مگر شرط یہہ ہے کہ رعایا کے امن و آرام مین کوشش کرو اور میری خوشنودی کو مدنظر رکھو"۔

اودہر کام بخش کی سنئے کہ اوس نے احسن خان کو ہمراہ لیکر حیدرآباد کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ اور رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد کو بپیغام التیام افزا سے اپنا طرفدار بنایا۔ چنانچہ رستم دل خان ۵ ہزار سوار سے کام بخش کے پاس حاضر ہوگیا۔ مگر قلعدار نے یہہ عذر کیا کہ "جبتک بادشاہ کا حکم نہ آئے مین قلعہ پر قبضہ نہین دے سکتا"۔ جب اوس نے صاف جواب دیدیا تو یہہ مصلحت ٹھہری کہ قلعدار پر رسد و غلہ مسدود کیا جائے۔ اس اثناء مین بعض بدخواہون اور مفسدون نے کام بخش کو یہہ سمجھایا کہ رستم دل خان۔ احسن خان۔ سیف خان۔ احمد خان یہہ چارون اتفاق کرکے آپکو جامع مسجد مین جمعہ کے روز قید کرنیکی تجویز مین ہین۔ چونکہ کام بخش اول ہی سے سودائی مزاج تھا۔ جب یہہ سنا تو نہایت آشفتہ ہوا۔ اور چارون کو قید کرکے طرح طرح کے عذاب دیکر مار ڈالا۔ انہین ایام مین بہادر شاہ کا ایلچی معتبر خان وہ خط لایا۔ اس موقع پر اون مفسدون نے کام بخش کے یہہ ذہن نشین کیا کہ بادشاہ نے معتبر خان کو آپکے قید کے لئے روانہ کیا ہے۔ اس بات کے سنتے ہی

کام بخش نے حکم دیا کہ ایلچی کے ہمراہ جسقدر آدمی آئے ہین وہ اپنا نام لکھکر لائین تاکہ اونکو یومیہ وغیرہ مقرر کیا جاے۔ اس یومیہ کی شہرت نے اکثر طالبعلمون وغیرہ کو ناحق بلا مین پھنسایا۔ یعنے اون لوگون نے ایلچی سے ملکر اپنا نام بھی ہمراہیون مین لکھا دیا۔ اب کام بخش نے اون لوگونکو دعوت دیکر طلب کیا۔ جب وہ آئے تو سب کو قتل کرڈالا۔ اور ایلچی کو قید کیا۔ بادشاہ کا جواب نہایت سخت درشت لکھا۔ جب بہادر شاہ نے کام بخش کی ظلم وزیادتی اور خودسری کی خبر سنی اور جواب لاطائل دیکھا تو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اور آخر شوال مین حیدرآباد کے قریب پہونچا۔ بہادر شاہ کے ہمراہ (۸۰) ہزار سوار تھے۔ اور کام بخش کی حالت یہہ تھی کہ اوسکی قتل وخونریزی کے باعث اکثرون نے اوسکا ساتھہ چھوڑدیا تھا۔ جب بہادر شاہ کے مقابلہ کو نکلا تو صرف چار ہزار سوار ساتھہ تھے۔ اس دیوانگی کو اوسکے ملاحظہ کرکے بہادر شاہ نے اپنے بیٹون اور خانخانان کو مقابلہ کے وقت تاکید کی کہ کسیطرح کام بخش کو زندہ گرفتار کرین۔ مگر افسوس ہے کہ مقابلہ مین کام بخش سخت زخمی ہوکر گرفتار ہوا۔ اور اوسکی مختصر فوج شکست کھاکر بھاگ گئی۔ کام بخش کا ایک بیٹا فیروزمند بھی اس لڑائی مین مارا گیا۔ جب کام بخش کو بہادر شاہ کے روبرو لائے تو بہادر شاہ بہت رویا۔ اور جراحون کو علاج کے لئے تاکید کی۔ مگر کام بخش علاج کا مانع ہوا۔ اور بہادر شاہ سے کہا کہ میرے ہاتھی پر ایک چھوٹا صندوق سربمہر ہے جسمین اکثر وہ قیمتی جواہر ہین جو اعلیحضرت نے مجھکو دئے تھے۔ وہ تمہارے لئے تحفہ ہے۔ اس گفتگو کے بعد کام بخش کی روح پرواز کرگئی۔ اور بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنیکا حکم دیا۔ اور اوسکے بیٹے محمد السنہ وغیرہ کو سلطان العنان کہا اور تین روز تک اسم تعزیت ادا کی

اب کسیقدر حالات ساہو خلف سنبھاجی کے بیان کئے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ جب ساہو گرفتار ہوکر آیا تو عالمگیر نے اوسکو کم سن دیکھکر عذاب وشکنجہ مین نہین کھینچا بلکہ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار۔ راجہ کا خطاب وخلعت عطا کرکے معتاز کیا

اور اوسکے دونون چھوٹے بھائی مدن سنگھ۔ واود ہوسنگھ پر بھی بحال مہربانی مبذول فرمائی۔
اور کسیطرح کا قید و بند اونکے ساتھہ نہین رکھا مگر ہارکشتن و بچہ مارنگا پیدا شدن و آنش۔
کشتن و انگر گذاشتن کا رخنہ مندان نیست کا بالکل خیال نرکھا۔ چنانچہ جب عالمگیر کا انتقال ہوگیا
تو راجہ ساہو نے ذوالفقار خان نصرت جنگ کی سفارش سے حسب الحکم اعظم شاہ پوری پوری
مطلق العنانی حاصل کی۔ اور اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے جانب لڑائی مین متوجہ پاکر آپ سرحد دولہم
سے پچاس ساٹھہ آدمیون کے ہمراہ شاہزادہ کی رفاقت سے جدا ہوا وہان سے موہن سنگھ
زمیندار بیجاگڈہ اور انبو مرہٹہ معروف بہ پنڈاڈاکو کے پاس آکر اون کے ذریعہ مرہٹون کی فوج
عظیم جمع کرکے اپنے آبائی قلعے تسخیر کرنا شروع کیا۔

انہین ایام مین نیماجی سندیہ یا لوٹ مار سے تائب ہوکر بادشاہ کی ملازمت اختیار کیا۔ اور
ابتدائے عہد خاندان تیموریہ مین یہ قاعدہ تھا کہ ایک خطاب دو آدمیون کو نہین دیا جاتا تھا۔
لیکن اس عہد مین صفدر خان مالی متعینہ احمد آباد کا یہہ خطاب موروثی تہا۔ اور وہ دوسرے شخص
کو بادشاہ نے خطا کیا تو صفدر خان نے اپنے خطاب کی بحالی چاہی۔ بادشاہ نے اوس پر یہہ
لکھا کہ "بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد"۔ چنانچہ اس روز سے ایک خطاب دو تین
آدمیون کو ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب۔ نوبت۔ نقارہ۔ فیل۔ جیغہ۔ سرپیچ
کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا اور اسی سال پاپ رائے ڈاکو زجوذات کا سیندہی قوم
تھا۔ اور لوٹ مار سے بہت کچھہ دولت جمع کی تھی۔ شاہ پور مین ایک کڈہی بناکر اوسکے اطراف
والکنات کو تاخت و تاراج کرتا رہتا تھا۔ گرفتار ہوکر اپنے کردار بد کی سزا کو پہونچا۔ اوسکا سر بادشاہ
کے پاس بہیجا گیا۔ اور اعضا حیدرآباد کے دروازے پر لٹکائے گئے۔ اس اثنار مین خبر آئی کہ
راجپوتون نے نواح اجمیر مین شورش مچائی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ اونکی سرکوبی کیلئے

روانہ ہوا۔ جب دریائے نربدا عبور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ دارالخلافہ پنجاب مین سکھون کا فساد روز بروز ترقی پذیر ہے۔ لیکن بادشاہ نے سوچا کہ سکھون کا فساد مٹانا راجپوتون کی سرکشی اور شورش کے

بعد سلطان بہلول لودہی کے زمانہ مین کانک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۶۹ء کو موضع تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع لاہور مین گورو نانک پیدا ہوئے۔ انکی پیدائش کی جگہ ایک پختہ عمارت نانکانہ بنی ہوی ہے۔ جہان میلا ہوتا ہے۔ انکے باپکا نام کالو چند بیدی تھا۔ جو قوم کا کھتری۔ اسکے حسب ونسب کو راجہ رام چندر سے سکھ ملاتے ہین۔ اور انکے کرامات غیرہ کو بہت بیان کرتے ہین۔ مسلمان یہ کہتے ہین کہ سید حسن درویش (جو صاحب کشف وکرامت تھے) کی نظر توجہ سے گورو نانک اپنے آبائی مذہب سے برگشتہ ہوکر فقرا صوفیہ کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ انکا مذہب مثل کبیر داس کے تھا۔ اور خاص مطلب صلح کل یعنے ہندو اور مسلمانون کو متحد کرنا چاہتے تھے۔ معراج کے باب مین نانک کا یہ دوہرہ ہے۔

شعر نانک تہہ مین در نہین منی گیو کس بار ۰ جیے جیہہ سے اچہیہ نکس جات ہے پار ۔ یعنے اے نانک آسمان مین دروازہ نہین۔ منی کیونکر چلے گئے۔ جیسے مینک سے نگاہ پار جاتی ہے۔ آخر ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی عمر مین اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۱۵۳۹ء کو دنیا سے سفر کیا۔ نانک کے دو بیٹے تھے ایک سری چند جس نے درویشی مین گذاری۔ دوسرا لکھمی چند جو مال ودولت کا خواہان تھا۔ کرتارپور مین اوسکی زمینداری بھی تھی۔ جسکی اولاد کو سکھ اب تک صاحب زادہ کہتے ہین۔ الغرض گورو نانک کے جانشین اونکے دورن بیٹے بھی نہین ہوے۔ بلکہ گورو انگد ہوے۔ جو بعد سکندر لودہی ۱۵۱۷ء مین بمقام فیروزپور پیدا ہوے۔ اور سمت ۱۵۸۸ مین نانک کے چیلے بنے۔ گورمکھی حرفون کو انہون نے ہی ایجاد کیا۔ جنمساکھی کتاب لکھی۔ کہتے ہین کہ جب ہمایون شیرشاہ سے شکست پاکر بہاگا گورو انگد سے ملا۔ گورو نے تعظیم کی۔ ہمایون غصہ مین تلوار مارنیکا قصد کیا۔ گورو نے کہا کہ یہہ شمشیر شیرشاہ پر کیون نہ چلائی۔ وہان سے تو بہاگ آئے۔ اب فقیر پر تلوار چلاتے ہو۔ اس جواب سے ہمایون نے معافی مانگی۔ گورو نے کہا کہ چندہ سال کے بعد پھر تم ہندوستان کے بادشاہ ہوگے۔ اور اکبر کے پیدا ہونیکا مژدہ دیا۔ اصل یہ گورو سمت ۱۶۰۵ م ۱۵۵۲ء مین بمقام کھنڈور ۳ سال ۲ ماہ ۹ یوم کی عمر مین گدی نشین ہوے۔ ۱۲ سال ۹ ماہ ۶ یوم

مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے۔ اسلئے بادشاہ نے راجپوتون کی سرکوبی مقدم جانی اور
اجین سے راجپوتانہ روانہ ہوا۔ اور اجمیر پہونچکر اودیپور وجودہ پور کے طرف فوجین بھیجین دو چار

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۰) گدی نشینی کی۔ اور ۷۴ سال ۱۱ ماہ ۱۵ یوم مین سفر آخرت کیا۔ ان کے جانشین گورو امرداس
کہے۔ جو بعہد سکندر عودہی ۹ بیساکہ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ۸۹۹ھ/۱۴۹۶ء کو موضع باسر پرگنہ امرت سر مین
تیج بہان بہلے کھتری کے گھر پیدا ہوے۔ سمت ۱۶۰۹ مین گورو انگد نے گدی پر بٹہایا۔ کہتے ہین کہ اکبر نے بھگوانداس
کھتری کو گورو کے پاس بھیجکر چتوڑ کے فتح کی دعا چاہی۔ گورو نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پہوٹیگا تو چتوڑ گڈہ
ٹوٹیگا۔ اکبر نے کاریگرون کو بھیجکر ۱۶۱۶ء مین باولی کا کڑہ توڑوا دیا۔ اوسیوقت چتوڑ گڈہ فتح ہوگیا۔ آخر گورو
امرداس نے ۲۲ برس گدی نشینی کرکے ۹۵ سال ۳ ماہ ۱۳ یوم کی عمر مین انتقال کیا۔ ان کے جانشین
گورو رام داس ہوئے۔ جو گورو امرداس کے داماد تھے۔ اور ۴۲ کا تک بدی دوج سمت ۱۵۹۱ م سنہ ۱۵۳۳ء
کو لاہور مین بعہد شیر شاہ ہرداس سوڈہی کے گہر پیدا ہوئے کہتے ہین کہ جب اکبر لاہور کو گیا تو گورو سے ملنے
آیا۔ اور موضع سنطان ونڈ و تونگ وغیرہ قصبات گرد و نواح کی زمین گورو چک کے ساتھہ شامل کرکے گورو جی کو
دیدی اور سند معافی لکھدی۔ امرت سر اسی زمین پر گورو جی نے آباد کیا۔

گورو رام داس کے تین بیٹے پرتھی چند۔ مہادیو۔ ارجن تھے۔ گورو جی نے ارجن کو گدی پر بٹہاکر ساون
سنہ ۱۶۳۲ مین بعمر ۴۹ سال ۱۰ ماہ ۴ دن دنیا سے چل بسے۔ گورو ارجن بیساکہ سر رشتی سنہ ۱۶۲۰ م سنہ ۱۵۶۳ء
کو بعہد اکبر شاہ موضع گوئیند وال مین پیدا ہوئے تھے۔ انہون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا لوگون کو
اپنے فرقہ مین شامل کیا۔ چنانچہ اسی گرو کے عہد سے سکہون مین فقیری کے ساتھہ دنیا داری شروع ہوی
سکہون کی تواریخون مین لکھا ہے کہ دنیا کی دولت گورو نانک سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر اور گورو انگد سے
۶ کوس پر اور گورو امرداس کے دروازہ پر اور گورو رام داس کے قدمون پر اور گورو ارجن کے گہر مین بھی
گورو رام داس کی اولاد مین گدی کے لئے ہمیشہ جھگڑے اور فساد ہوتے رہے۔ اور گورو ارجن سے

معرکون کے بعد راجپوتون نے اپنے تفصیرات کی معافی چاہی - اور بعض شرایط پیش کین چونکہ بادشاہ کو سکھون کے طرف سے اندیشہ تھا - اسلئے اوس نے راجپوتونکے شرائط کو بتقاضا وقت

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۱) پہلے کسی گورو کے عہد مین گورون کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی روپیہ وصول نہین ہوتا تھا - مگر گورو ارجن نے ہر تعلقہ مین ایک کارکن مقرر کیا - جو دسوندھ (دسوان حصہ) جمع کرتا تھا - چنانچہ اس طریق سے انہون نے لاکھون روپیہ پیدا کیا - اور امرت سر کے تالاب کے اندر مندر بنا یا اور اسکی بنیاد میان میر فقیر سے رکھوائی - اکبر شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۶۱۲ مین یہہ مندر ڈھا دیا تھا - اس گورو کے زمانہ مین امرت سر مین بڑی رونق ہوئی - ساہوجی نے ۲۲ ذاتون کے آدمیون کو لاکر اسمین بسایا - آخر گورو ارجن نے دیوان چندو لال کے ظلم سے جیٹھ سدی چوتھہ سمت ۱۶۶۳ م ۱۶۰۶ء مین پرلوک گون ہوے ۴۳ برس کی عمر تھی - ان کے بیٹے گورو ہرگوبند (جو اساڑھ سمت ۱۶۵۳ م ۱۵۹۶ء مین پیدا ہوے تھے) بعمر ۱۱ سال سمت ۱۶۶۳ مین گدی نشین ہوئے - اب گورو نے فقیرانہ طریقہ کے خلاف کمر مین دو تلوارین باندین - اور سپاہیانہ کرتب مین مہارت پیدا کی - چندر لال سے اپنے باپ کا بدلہ لیا - اور ظاہری اسباب درست کرکے فقیر سے راجہ بنگئے - اور دربار امرت سر کے سامنے ایک چبوترہ موسوم بہ اکال بنگاہ تیار کرکے دربار داری شروع کی - اس گورو نے اکثر لڑائیان بادشاہ (شاہجہان) سے لڑی ہین - آخر ۴۸ سال ۹ ماہ ۴ یوم کی عمر مین ۳۷ برس ۱۰ ماہ گدی نشینی کرکے ۵ اپریت سمت ۱۷۰۱ کو دنیا سے چل بسا اب گورو ہرگوبند کا پوتا گورو ہرائے گدی نشین ہوا - داراشکوہ اسکا بہت معتقد تھا - انہون نے ۳۱ سال کی عمر مین ۷ سال ۵ ماہ ۸ یوم گدی نشینی کرکے ۱۶۶۱ء مین اس سنسار کو چھوڑا - اور انکا بیٹا ہرکرشن ۵ سال ۳ ماہ ایک یوم کی عمر مین جانشین ہوا - مگر اوسکا بڑا بھائی رام رائے اورنگ زیب کے پاس فریاد کیا کہ وہ قابل گدی نشینی نہین ہے - اسلئے اورنگ زیب نے اوسکو دہلی طلب کیا جب وہ دہلی آیا تو چیچک سے مرگیا - اسکے بعد گورو ہرگوبند کا سب سے چھوٹا بیٹا گورو تیغ بہادر

منظور کرلیا - اور وہان سے کوچ کرکے لاہور کی سمت چلا - جب لاہور داخل ہوا تو حکم دیا کہ مساجد مین اذان وخطبہ اثنا عشری پڑہا جائے جس پر اہل تسنن نے بلوہ کیا - اور خطیب کو قتل کرڈالا - اور شاہی حکم کو چلنے نہ دیا - انہین ایام مین تلسی بائی مرہٹن نے ۱۵ یا ۱۶ ہزار سوار سے بیجاپور پر چڑہائی کی - اور میر احمد خان صوبہ دار مارا گیا - شہر پر لوٹ مار سے جہاڑو پھر گئی - اور بہادر شاہ نے محمد معظم خان و رستم دل خان وغیرہ کو بڑی بہاری فوج کے ساتھہ سکھون کے استیصال کے لئے روانہ کیا - سکھون نے بہی خوب دل کہولکر مقابلہ کیا - آخر کو شکست کہاکر قلعہ لوہ گڈہ مین محصور ہوگئے - لشکر شاہی نے سکھون کو ایسا تنگ کیا کہ ہزارہا سکھ فاقہ کشی سے قلعہ مین مرگئے - اور تمام جانور ذبح کرکے کہا گئے - جب بندہ (سکھون کا گرو) نے رستگاری مشکل دیکہی تو ایک کہتری کالو نام (تنباکو فروش) کو لباس فاخرہ اپنی جگہہ پہنا کر بٹہایا - اور خود بہیس بدل کر چلتا ہوا -

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۲) سنہ ۱۶۰۷ مین گدی پر بیٹہا - اورنگ زیب نے اوسکو دہلی بلایا - چنانچہ ۱۶۳۱ء مین وہ دہلی آیا تو قتل کیا گیا - دہڑ کو الگ چاندنی چوک مین رکہدیا - لکہی نے اوسکو اپنے گہر مین جلایا - جہان سر کٹا تہا وہان ایک مندر بنا ہوا ہے جسکو سیس گنج کہتے ہین اب گورنمنٹ باپ کا جانشین ہوا - یہی گورو ہے جس نے سکھون کو فرمان روا بنایا - اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپئے ہوا - اور سب طرح کا سامان جنگ تیار کرکے بادشاہ بنا - لوہ گڈہ - انند گڈہ - پہول گڈہ - فتح گڈہ نام کے قلعے تعمیر کرایا - بہت سے کوہستانی راجاؤن کو شکست دیا - لیکن اورنگ زیب سے انند پور مین بہت بہاری شکست پائی - اور مجبور ہوکر بہاگا - اور اوسکی والدہ اور اوسکے دو بیٹے جانی خان مورنڈہ کے ہاتہہ مارے گئے - جب اورنگزیب مرگیا تو بہادر شاہ نے گورو گوبند کو اپنا معاون بنایا - سکہہ کہتے ہین کہ اعظم شاہ گورو گوبند کے تیر سے مارا گیا اور گورو گوبند بہادر شاہ کے ساتہہ دکن کے سفر مین موجود تہا - گورو کے پیٹ مین ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا - جس سے وہ جانبر نہو سکا - اور کانک سدی اچی ۱۷۰۶ء کو چل بسا -

الغرض خانخانان نے کمال کوشش سے قلعہ کو فتح کیا۔ اور خوشی خوشی بندہ کی گرفتاری کے لئے اوسکے مقام پر گیا۔ وہان رکھا کیا تھا۔ جب اصل واقعہ پر خانخانان کو اطلاع ہوی تو بہت پیچ وتاب کہایا اور دریافت سے معلوم ہوا کہ بندہ راجہ برتی کے علاقہ مین پناہ گیر ہوا ہے۔ فوراً خانخانان راجہ کے سر پر چڑھ دوڑا۔ اور راجہ کو معہ مرید گرفتار کر کے پنجرۂ آہنی مین بند کیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اس اثنا مین جی قلیچ خان بہادر (آصف جاہ) صوبہ دار اودہ نے بادشاہ کی سفلہ نوازی اور ناقدردانی سے منصب وخدمت کا استعفا پیش کر کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور اپنا تمام نقد وجنس فقرا ومساکین مین تقسیم کر دیا۔ سنہ ۱۰۳۴ھ مین منعم خان خانخانان نے انتقال کیا۔ اب یہ فکر ہوی کہ خدمت وزارت پر کسکو مامور کیا جائے۔ آخر یہ تجویز ٹھہری کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونون بیٹے بخشی الملکی اور صوبہ داری دکن پر مامور کئے جائین۔ مگر ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لئے چھوڑنا نہین چاہتا تھا۔ اسلئے اوس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جبتک میرا باپ عہدۂ وزارت پر بدستور سابق نہ مقرر ہو مجھے وزارت کے قبول کرنیمین کوئی فخر نہین ہے۔ الحاصل بادشاہ نے یہ تجویز کی کہ مستقل وزیر مقرر ہونے تک سعد اللہ خان پسر عنایت اللہ خان (دیوان تن وخالصہ شاہزادۂ عظیم الشان) کی نیابت مین امور وزارت کو انجام دے۔ انہین ایام مین غازی الدین خان فیروز جنگ

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۱۳) گورو گوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بھیجا۔ بابا بندہ قوم کا راجپوت تھا۔ پہلے اسکا نام لچھمن داس بیراگی تھا۔ جب وہ ناندیڑ صوبۂ دکن مین گورو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکھا۔ جسکی لڑائیون کا حال آگے بیان کیا جائیگا۔ لاہور اور اودھ کے نواح مین ان سکھون نے بہادر شاہ کے عہد مین مسلمانون پر وہ ظلم وستم کئے ہین کہ معاذ اللہ۔ جسکے سنتے سے جسم کانپ اوٹھتا ہے۔ اور آنکھون مین خون اوتر آتا ہے۔ ۱۲ مولف

گجرات مین رحلت پائی۔ ۱۴ محرم ۲۲ سالہ کو بادشاہ کے مزاج مین خلل پیدا ہوا۔ حکم دیا کہ سارے کتے شہر سے باہر نکالدئے جائین۔ اور کوئی ہندو داڑہی نہ رکھے۔ چند روز کے بعد بادشاہ کی مزاج پر خفقان کا ایسا غلبہ ہوا کہ لاہور مین ۱۹ محرم ۲۳ سالہ کو راہی روضۂ رضوان ہوا۔ ۴۳ سال کی عمر پائی۔ مدت سلطنت پانچ سال ۲ ماہ تھی۔

اسکے قبل بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ (بہادر شاہ) کو چار بیٹے تھے جنمین عظیم الشان بہت چلتا پرزا تھا۔ اور باپ کی زندگی ہی مین تمام امور ریاست پر متصرف ہو گیا تھا۔ اکثر جلیل القدر فوجی افسر۔ مالی حکام اوس سے متفق تھے۔ خزانۂ شاہی بھی اوسیکے قبضہ مین تھا۔ اور اُسکے خانگی ملازمون کی تعداد اسقدر بڑہی ہوی تھی کہ باقی تینون شاہزادون کے تمام ملازم اکٹھا کرین تو بھی اوسکے نصف نہین ہوتے تھے۔ الغرض عظیم الشان نے باپ کے انتقال کے بعد کمال تزک و احتشام کیساتھ میدان جنگ مین ڈیرہ لگایا۔ اور جابجا غنیم کے لشکر کی افراد کیلئے ناکہ بندیان کین۔ یہہ سب کچھہ کیا مگر امیر الامرا کو اپنے سے سخت ناراض کر لیا جسکا نتیجہ بہت برا نکلا۔ اور امیر الامرا معز الدین کے پاس چلا گیا۔ مہابت خان عظیم الشان کے پاس آیا۔ جب تینون بہائیون نے عظیم الشان کی صولت و شوکت ترقی پر دیکہی تو آپس مین بالمناصفہ تقسیم کا عہد کر کے عظیم الشان کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ متواتر پانچ روز تک جنگ ہوتی رہی۔ اور عظیم الشان فوج مخالف مین ایسا گہر گیا کہ نکلنا مشکل ہوا۔ تیرون اور بندوقون کی بوچہاڑ سے زخمون مین چور ہو کر عماری مین جان دی۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ عظیم الشان جس ہاتھی پر سوار تھا وہ آدمیون کی نظرون سے غائب ہو گیا۔ جس سے گمان کیا جاتا ہے کہ توپ کے گولے سے اوڑ گیا۔ ایک روایت یہہ بھی ہے کہ وہ دریا مین گر پڑا۔ پھر اوسکا کوئی نشان ظاہر نہوا۔ اور خزانہ کے ایک سو اسی ۱۸۰ اراب جس مین ۵۰ اشرفیون اور ۱۰۰ روپیون سے بھرے ہوے تھے معز الدین کے

ہاتھ لگے - ذوالفقارخان نے ثالث بنکر یہہ تجویز کی کہ اوسکو پانچ حصون مین تقسیم کرکے تین حصے - معزالدین اور دو حصے دونون بھائیون کو دئے جائین - ارادت خان کا قول ہے کہ معزالدین نے ذوالفقارخان کے مشورہ سے دونون بھائیون کو ہوا بتایا - فرخندہ اختر نے (رفیع الشان) تو معزالدین کا ساتھہ دیا - اب جہان شاہ اور معزالدین مین فوج کشی ہوئی - مگر معزالدین کے مقابلہ مین جہان شاہ مفلس وقلاش تھا - اسلئے اکثر اوسکے ہمراہیون نے کنارہ کشی کی - آخر پانچ چھہ ہزار سوار سے جہان شاہ نے مقابلہ کیا - طرفین سے خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا - اتنے مین جہان شاہ کا بیٹا فرخندہ اختر مارا گیا - جہان شاہ کے آنکھون مین اندھیرا چھا گیا - تھوڑی دیر کے بعد ایک گولی جہان شاہ کو بھی لگی - جس سے اوسکی ارمان بھری جان نکل گئی - اب امیرالامرا نے دیکھا کہ رفیع الشان کو بھی ٹھکانے لگایئے تو سلطنت مین کوئی کسکا باقی نہین رہتا ہے - چنانچہ معزالدین کو اس امر پر آمادہ کرکے صبح مین رفیع الشان پر حملہ کیا گیا - اوسکے تمام ہمراہیون نے بیوفائی کرکے بالکل علیحدگی اختیار کی - جس سے رفیع الشان تنہا رہگیا - چونکہ یہہ شہزادہ غیرت دار اور بہادر مزاج تھا - جب ہمراہیون کے فرار کی حالت دیکھی - اور اپنی تنہائی کا خیال کیا تو موت سامنے پھر گئی - فوراً تلوار کھینچکر ہاتھی پر سے کود پڑا - اور جوانمردانہ لڑکر جان دیدی اور اوسکے تین بیٹے محمد ابراہیم - رفیع الدولہ - رفیع الدرجات زخمی ہوے مگر زندہ رہے - معزالدین نے فتح کا نقارہ بجوایا - اور خوش خوش اپنے خیمہ کو گیا - افسوس ہے کہ ان شہزادون کی لاشین تین دن اور تین رات جنگ گاہ مین پڑی رہین معزالدین نے تیسرے روز ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنے کا حکم دیا -

محمد معزالدین جہاندار شاہ بادشاہ

جب معزالدین تینون بھائیون سے فارغ ہوا تو ۲۰ محرم ۱۱۲۳ھ کو ۵۲ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور جہاندار شاہ لقب رکھا۔ محمد کریم و شاہزادہ ہمایون بخت (جو ۹-۱۰ سالہ لڑکے تھے) اور جہانشاہ کے دونون بیٹون اور رفیع الشان کے فرزندون کو قلعۂ شاہجہان آباد روانہ کیا۔ رستم دل خان۔ الہ وردی خان۔ مخلص خان کے بند بند جدا کئے گئے حیات خان وغیرہ کو قید نصیب ہوا۔ تواالوت ڈوم۔ ڈھاریون کی بن آئی۔ راگ کا بازار گرم ہوا۔ قریب تہا کہ قاضی قرا یہ کش اور مغنی پیالہ و نشہ آصف الدولہ اسد خان کو وکالت اور اسکے بیٹے ذوالفقار خان کو وزارت کے عہدے عطا ہوئے۔ اب بادشاہ لاہور سے دہلی آیا۔ اور اپنی منظور نظر معشوق لال کنور کو امتیاز محل کا خطاب سرفراز کیا۔ اور لال کنور کے حقیقی بھائی خوشحال خان کو منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار اور اکبرآباد کی صوبہ داری مرحمت کی۔ اور اوسکے چچازاد بھائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا۔ کہتے ہین کہ لال کنور کا سالانہ خرچ دو کروڑ روپیہ مقرر تھا۔ شاہجہان آباد کی ایک کنجڑن لال کنور کی دوگانہ مشہور تھی۔ اوسکا اقبال ایسا چمکا کہ اوسکی سواری مین سوار روپیا دے چلنے لگے۔ بادشاہ کی یہہ حالت تہی کہ اپنی معشوقہ کو لیکر رات مین رتھہ پر سوار بازار و خرابات خانون مین جاتا۔ اور ہر ہفتہ بادشاہ اور لال کنور ایک چادر لپیٹ کر خواجہ نصیرالدین رح کے مزار کے پاس جو چشمہ ہے اوسمین نہاتے۔ اور اکثر بازار مین کدو۔ ککڑی خرید کرتے۔ بہرحال بادشاہ کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔ اور امیرالامرا کے ہاتہہ مین مثل کٹ پتلی کے ناچتا تھا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ محمد فرخ سیر پسر عظیم الشان (جو بہار کا صوبہ دار تھا) اپنے باپ وچچا کے قتل کی۔

* اورنگ زیب نے اپنے پوتے عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا تو اوس نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ ابھی عظیم الشان راستہ مین تہا کہ اورنگ زیب نے انتقال کیا۔ آخر وہ اپنے باپ (بہادر شاہ) کے پاس آیا۔ اور اعظم شاہ و محمد کام بخش کے مقابلہ مین ساتھہ رہا۔ اور باپ کی بادشاہی مین مدار علیہ بنا رہا۔ یہہ سب کچھہ ہوا کیا۔ مگر فرخ سیر نے وہان سے حرکت نہ کی۔ اسکے بعد جب بہادر شاہ نے انتقال اور عظیم الشان کو

کیفیت سنکر جنگ کے ارادہ سے دارالخلافہ آرہا ہے۔ اور سید حسین علیخان و سید عبداللہ خان اوسکے ہمراہ ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ نے راجہ محمد خان بانگپوری کو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کرکے روانہ کیا۔ اور عبداللہ خان کو صوبہ داری سے معزول کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے اعزالدین کو پچاس ہزار سوار و پیادہ کے ساتھہ فرخ سیر سے لڑنے بھیجا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ لیکن اعزالدین ایسا گھبرایا کہ رات کو جسقدر جواہر و اشرفیان اوٹھا سکا لیکر اکبرآباد چلدیا۔ جب صبح کو شاہزادہ کے فرار کی خبر معلوم ہوی تو لشکر نے بھی بغیر مقابلہ کے اپنا راستہ لیا۔ اور اکثر سردار فرخ سیر سے جاکر ملے۔ اس شکست کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ آخر ۸ ہزار سوار اور ایک لاکھہ پیادہ لیکر فرخ سیر کے مقابلہ کو چلا۔ ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے بادشاہ پر ایسا خوف چھایا کہ وہ بغیر کسی سے مشورہ کرے اکبرآباد ہوتا ہوا شاہجہان آباد چلا گیا۔ امیرالامرا نے بہت کچھہ زور لگایا مگر بادشاہ کی عدم موجودگی مین سپاہ کا اٹھانا دشوار تھا۔ اسلئے بھاگڑ مچگئی۔ اور امیرالامرا بھی بادشاہ کی تلاش مین شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ ادھر بادشاہ تبدیل وضع کرکے امیرالامرا کے باپ آصف الدولہ اسد خان کے گھر پہونچا۔ اور فرخ سیر متبع و ظفر کے تھکارے بچاتا ہوا اکبرآباد آیا۔ اور اسد خان نے بادشاہ کو نظربند کرکے فرخ سیر کے حوالہ کیا۔ اسکے بعد فرخ سیر نے امیرالامرا اور اسد خان کو طلب کیا۔ جب یہ دونون باپ بیٹے آئے تو امیرالامرا کو تو قتل کیا۔ اور اوسکی لاش کو تشہیر کا حکم دیا۔ اسد خان کی خطا معاف کرکے گھر بھیجدیا۔ مگر تمام جاگیر و منصب ضبط کرلیگئی چنانچہ بادشاہ نے صرف دہ مہینے سلطنت کی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷) بھائیون نے مکر یا تو یہ خبر فرخ سیر کو ہوئی تو وہ باپ کا بدلہ لینے کے لئے وہان سے نکلا۔ اور سید عبداللہ خان و حسین علیخان (جو سادات بارہ سے تھے) کو ہمراہ لیا۔ یہ دونون عظیم الشان کے عہدہ مین الہ آباد بہار کے صوبہ دار تھے اور حسین علیخان سے فرخ سیر نے یہ وعدہ کیا کہ اگر مین بادشاہ ہونگا تو تمکو مدارالمہام کرونگا چنانچہ یہ دونون بھائی ادھر اودھر سے لشکر جمع کرکے فرخ سیر کے ہمراہ ہوگئے۔ ۱۲ مولف

محمد فرخ سیر بادشاہ

غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ مین محمد فرخ سیر تخت نشین ہوا سید عبد اللہ خان کو قطب الملک و یار وفادار ظفر جنگ کا خطاب ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و رخدمت وزارت عطا ہوئی سید حسین علیخان امیر الامرا فیروز جنگ بہادر کے خطاب و منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار خدمت میر بخشی سے سرفرازی پائی - قلیچ خان بہادر نظام الملک فتح جنگ خطاب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب صوبہ داری دکن مرحمت ہوی قاضی عبد اللہ تورانی نے خانخانان - میر جملہ کا خطاب منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے مفتخر ہوا - ۱۷ محرم ۱۱۲۴ھ کو جہاندار شاہ قتل کیا گیا - اور اوسکا سر نیزہ پر لگا کر تمام شہر مین تشہیر کیگئی - اس اثنا مین مہاراجہ اجیت سنگھ کی سرکشی کی خبر آئی - امیر الامرا حسین علیخان تادیب کے لئے روانہ ہوا - مہاراجہ نے صلح کرلی - اور اپنی لڑکی بادشاہ کے عقد مین دی - اور سالانہ پیشکش بھیجنے کا وعدہ کیا - انہین ایام مین میر جملہ کی چالبازیون اور فتنہ انگیزیون سے شاہ و وزیر مین مخالفت ہوگئی - اعز الدین پسر جہاندار شاہ گرفتار ہوکر آیا - اور اوسکی آنکھون مین سلائی پھیری گئی - علاوہ اسکے محمد ہمایون بخت (جو فرخ سیر کا چھوٹا بھائی تھا رد الابتار - (جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تھا) بھی اندھے بنائے گئے - اسی ظلم و زیادتی سے بادشاہ کا ایک خورد سال لڑکا مرگیا - اور بادشاہ و وزیر کی عداوت کا یہ نتیجہ نکلا کہ چند روز دونون بھائیون نے دربار کا آنا چھوڑ دیا - اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کی - لیکن بادشاہ کی والدہ نے اونکے گھر جاکر تسلی و تشفی دی - اور پھر بدستور دونون بھائی امور سلطنت کو انجام دینے لگے - اب یہہ تجویز ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کی صوبہ داری پر جائے - اور امیر الامرا دکن کی صوبہ داری پر روانہ ہو - اور نظام الملک بہادر اورنگ آباد کے صوبہ دار رہین - چنانچہ اول الذکر دونون اپنی اپنی صوبون پر

روانہ ہوگئے۔ جب امیر الامرا دکن پہونچا تو داؤد خان پنی نے مخالفت کی۔ طرفین سے خوب گشت وخون ہوا۔ آخر داؤد خان مارا گیا۔ اور امیر الامرا فتح وفیروزی کے ساتھہ اورنگ آباد داخل ہوا۔ انہین ایام مین عبدالصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی اور بابا بندہ معہ سات پیسیو سکھون کے گرفتار ہوا۔ بادشاہ نے اون سبکو قتل کرڈالا۔ اور بابا بندہ کو معہ اوسکے بیٹے کے طرح طرح کے عذاب دیکر مارا۔ یہانتک کہ اوسکی پالی ہوی ایک بلی کو بھی مارکر نیزہ پر لٹکایا۔ ۲ فروری ۱۷۱۳ء کو راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی کا نکاح نہایت دھوم دھام سے بادشاہ کے ساتھہ عمل مین آیا۔ انگریزی تاریخون مین لکھا ہے کہ بادشاہ اس شادی کرنے سے قبل ایسے مرض مین مبتلا ہوگیا تھا کہ وہ اس شادی کا مزا نہین اٹھا سکتا تھا۔ اسی زمانہ مین پریسیڈنٹ کلکتہ نے دو ایلچی کمپنی کے جانب سے معہ تحائف بادشاہ کی خدمت مین روانہ کئے تھے۔ اونکے ساتھہ ڈاکٹر گبرائیل ہملٹن بھی تھا چنانچہ اس ڈاکٹر کے معالجہ سے بادشاہ کا وہ مرض جاتا رہا۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے اوسکو کہا کہ جو انعام تیرا جی چاہے مانگ۔ اس ڈاکٹر نے اپنے ذاتی نفع کا خیال نکرکے اپنے قوم کی بہتری کے لئے ہندوستان مین تجارت کی آزادی اور محصول کی معافی مانگی۔ جسکو بادشاہ نے بطیب خاطر عطا کیا۔

گو ظاہراً بادشاہ و وزیر مین صفائی ہوگئی تھی۔ مگر باطن مین دونون ایک دوسرے کے لئے قابو طلب تھے۔ انہین ایام مین ۸۰۰۰ ہزار سوار و منصبدارون (جو برطرف ہوگئے تھے) نے محمد امین خان بخشی و خانہ دوران خان نائب امیر الامرا امیر جملہ کے گھر پر دھنا دیا۔ اور یہ مشہور ہوا کہ بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت مخالفہ رفیق ہونگے۔ اور قطب الملک کے گھر پر یورش و شورش کرینگے۔ اس خبر کے سنتے ہی قطب الملک نے بھی اپنی فوج متفرق کو فراہم کرلیا۔ طرفین سے کشت وخون کی نوبت بھی آئی ۱۷۱۲ء مین اسد خان۔ آصف الدولہ پدر ذوالفقار خان مرحوم نے انتقال کیا اور دکن مین مرہٹون نے امیر الامرا کو ایسا تنگ کیا کہ اوس نے آخر مجبور ہوکر چند محال کی چوتھہ دینے پر صلح کرلی۔

اور بادشاہ سے اوسکی اجازت چاہی۔ مگر بادشاہ نے بعض مفسدون کے بہکانے سے اوسکو منظور نہین کیا۔ اور محمد مراد بخش کشمیری کے (جو رکن الدولہ اعتقاد خان کے خطاب سے ممتاز تھا) مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سادات بارہہ کی سرکوبی کیلئے نظام الملک بہادر صوبہ دار مراد آباد۔ اور سربلند خان بہادر صوبہ دار عظیم آباد و راجہ اجیت سنگھ صوبہ دار احمد آباد کو معاون بنانا چاہیئے۔ چنانچہ یہ تینون سردار اپنے اپنے صوبون سے بادشاہ کے حکم پر دارالخلافہ حاضر ہوئے۔ بعد مشورہ سبھون نے عرض کیا کہ پہلے خدمت وزارت کسی کے سپرد کیجیئے۔ تاکہ قطب الملک کا زور گھٹے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ وزارت کے لئے میری نظر مین بجز اعتقاد خان رکن الدولہ کے کوئی دوسرا لایق نظر نہین آتا۔ چونکہ اعتقاد خان ایک کمینہ اور ارذل شخص تھا۔ اور صرف بادشاہ کی عنایت سے اعلیٰ خطاب و منصب پایا تھا۔ اسلئے بادشاہ کی اس گفتگو سے تمام امرا کا دل شکستہ ہوگیا۔ اودہر قطب الملک نے ان امرا کو اعلےٰ مناصب و خطاب کا امیدوار کر کے اپنا طرفدار بنالیا جب بادشاہ کے بدارادون کی خبر امیر الامرا کو ہوی۔ اور قطب الملک نے بھی بہائی کو لکھا کہ بادشاہ کی نیت بخیر نظر نہین آتی۔ فوراً چلے آؤ تو امیر الامرا اورنگ آباد سے کوچ کر کے دارالخلافہ کے قریب آگیا۔ اور اپنے ساتھ ۱۰ ہزار سوار مرہٹون کی فوج بھی لیتا آیا۔ اور علانیہ بغاوت پر کمربستہ ہی بادشاہ کو قطب الملک نے لکھا کہ فدوی شرف ملازمت کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ لیکن خوف ہے کہ ملازمان شاہی فدوی کے ساتھ بدسلوکی کرین۔ لہذا۔ تمام قلعہ کا انتظام فدوی کے تفویض ہو۔ بادشاہ تو زمانہ کی نیرنگیون سے بیخبر تھا۔ فوراً اجازت دیدی اور اپنے علاقے کے تمام چوکی پہرے برخواست کردئے اور قطب الملک نے اپنا انتظام کرلیا۔ اسکے بعد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور رنج و شکایت کے دفتر کھولے۔ گفتگو نے طول کھینچا۔ بدمزگی کی نوبت آئی۔ اور بادشاہ بدماغ ہوکر محل مین چلا گیا۔ اور قلعہ کے باہر یہ افواہ اوڑی کہ قطب الملک مارا گیا۔ پھر کیا تھا۔ کشت و خون کا بازار گرم ہوا۔ سیکڑون نامی امرا مارے گئے۔ اور ہزارون گھر تاراج ہوے خصوصاً میر بخشی

لڑائی مین بہت تباہ وخراب ہوے - اور سر قطب الملک نے بادشاہ کو محل سے نکلنے کے لیے کہلا بھیجا مگر کچھ فائدہ نہوا - اور محل کی کنیکیں جنگ کے لیے تیار رہوئین - آخر مجم الدین علیخان اور پسر صلابت خان رو بیدہ محل مین گھس گئے - اور عورتون کو مار پیٹ کی - بادشاہ کا پتا لگایا - اور بڑی بیحرمتی سے باہر لیکر لائے - ہرچند بادشاہ کی ماں بیٹیون اور بیگمون نے منت وسماجت کی - مگر وہان سننے والا کون تہا - الحاصل فرخ سیر کی آنکھون مین سلائی پھیری گئی - اور قلعہ کے اندر قید کیا - اسکے بعد عورتون کا تمام زیور لوٹا اور اونکو بیحرمت کیا - فرخ سیر نے چھ سال ۳ ماہ ۴ یوم سلطنت کی -

چونکہ فوج سیر کی قبضہ سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا تھا - اسلیے قطب الملک اور امیر الامرا نے ابوالبرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان یعنے بہادر شاہ کے پوتے کو تخت پر بٹہایا - یہ شہزادہ سات برس سے قید تھا - اس عزل ونصب کی تاریخ ایک شخص نے فاعتبروا یا اولی الابصار کہی ہے -

محمد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات

یکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ سنہ عیسوی کو رفیع الدرجات سریر آرا ہوا - اس شہزادہ کی عمر ۲۰ سال تھی اور مرض دق مین مبتلا تھا - جب تخت نشینی کے رسوم ادا ہوے - تو قطب الملک نے اپنے مخالفون کو قید کیا - اور اونکے گہر بار منہ کھلے گئے - راجہ اجیت سنگھ کی خاطر کل ہنود جزیہ سے معاف ہوے - اسکے بعد فوج سیر کو زہر دیکر اسکا خاتمہ کیا - اور تمام جواہر ومرصع آلات رفیع الشانی پر یہہ دونون بہائی متصرف ہوے - بادشاہ کی شہادت پر پانچ پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ جمادی الثانی ۱۱۳۱ھ کو قلعہ اکبرآباد کے ہزاریون نے نیکوسیر پسر محمد اکبر نبیرہ بہادر شاہ کو بتحریک

۱۱۳۹ھ سنہ من محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تہا تو اورنگ زیب نے اوسکے بیٹے نیکوسیر اور

محبوس تہا اکبرآباد مین بادشاہ بنایا۔ اور بیم وزیر یہ سکہ لگایا **شعر** زر زد سکہ صاحب قرانی + شہ نیکوسیر تیمور ثانی + جب یہ خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو اونہون نے راجہ بہیم اور چورامن جاٹ کو اونکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس اثنار مین رفیع الدرجات کا حال ابتر ہوا۔ اوس نے سیدون سے کہا کہ اگر میرے بڑے حقیقی بہائی۔ رفیع الدولہ کو تخت نشین کرکے میری زندگی مین اوسکے نام کا خطبہ و سکہ جاری کرو تو بڑا احسان ہوگا۔ سادات نے اس امر کو قبول کیا اور رفیع الدولہ کو تخت پر بٹہایا۔ اس تخت نشینی کے تیسرے روز رفیع الدرجات نے انتقال کیا۔ تین ماہ دس یوم برائے نام سلطنت کرگیا

رفیع الدولہ شاہجہان ثانی

۲۸ رجب ۱۱۳۱ھ کو رفیع الدولہ تخت نشین ہوا۔ اور شاہجہان ثانی لقب پایا۔ اسکے بعد قطب الملک بادشاہ کو لیکر نیکوسیر کی تنبیہ کے لئے فوج شاہنشہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ طرفین سے کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ جب قلعہ کا آذوقہ آخر ہوا تو ہزاریون نے صلح چاہی۔ اور نیکوسیر کو حوالہ کیا۔ قطب الملک نے شہزادہ کو قید مین بہیجدیا۔ اور تین چار سو برس سے جو جواہر وخزانہ اکبرآباد مین دو تین کروڑ کے قریب جمع ہو رہا تھا۔ جسمین ایک چادر مروارید (جو شاہجہان نے ممتازمحل کی قبر کے لئے بنوائی تھی) اور نورجہان کا اختراع کیا ہوا۔ جوڑہ چتی اور ایک ٹیکہ بڑا بیش بہا تھا وہ سب حسین علیخان امیرالامرا کے ہاتھ آیا۔ اور اوسکے بہائی عبداللہ خان کو صرف اکیس لاکھ روپیہ ملا۔ جس سے دونون بہائیون مین مخالفت وعداوت کے آثار پیدا ہوگئے۔

اس اثنار مین رفیع الدولہ نے مرض اسہال سے سفر آخرت کیا۔ تین ماہ ۱۰ دن برائے نام سلطنت کی

تعلیقات صفحہ (۵۲۲) دو بیٹیون کو تعینکرکے قلعہ اکبرآباد بہیجدیا تھا۔ ان بیٹیون مین سے ایک کی شادی رفیع الشان سے اور دوسری کی شادی جہان شاہ سے ہوئی تھی۔ اور نیکوسیر ۱۲ سال سے قلعہ مین زندگی کے دن کاٹ رہا تھا۔ ۱۲ آصف

اب سادات بارہ نے روشن اختر پسر جہان شاہ (جو قلعہ سلیم گڈھ میں قید تھا) کو سلطنت کے لئے انتخاب کیا۔ اور روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی۔

مرزا روشن اختر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

روشن اختر کے سر پر ۱۲ ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ ۱۷ ستمبر ۱۷۱۹ء کو دہلی میں تاج رکھا گیا۔ اور ابو الفتح یا ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ لقب ہوا۔ چند روز کے بعد محمد شاہ نے سید دان کے ہاتھ سے رہائی پانیکی تدابیر کرنے لگا۔ لیکن قدسیہ بیگم (جو اوسکی نانی تھی) نہایت عاقلہ اور فرزانہ تھی۔ اسلئے وہ حسب صلاح وقت سررشتہ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔ اور محمد شاہ کو بھی معاملتاً روکتی رہتی تھی۔ اس اثنا میں مہیلا رام ناگر صوبہ دار الہ آباد نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا گرجن بہادر جانشین ہوا۔ اور مخالفت پر کمر باندھی۔ حسین علیخان امیر الامرا اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مگر چند شرائط پر صلح ہوگئی۔ اسوقت آصف الملک نظام الملک بہادر صوبہ دار مالوہ تھے۔ اور کل امرائے مغلیہ انکو اپنا مرشد و پیشوا جانتے تھے۔ جس سے قطب الملک اور امیر الامرا جلتے تھے۔ اور آپکے خراب کرنیکے لئے طالب تھے۔ چنانچہ حسین علیخان نے گرد ہر کے۔ حاملہ سے فارغ ہوکر نظام الملک بہادر کو یہ لکھا کہ میں چند روز دکن کے انتظام کے لئے مالوہ (جو دکن سے قریب ہے) رہنا چاہتا ہوں۔ اور آپ الہ آباد۔ اکبر آباد۔ برہانپور۔ ملتان ان چار صوبوں میں سے جس صوبہ پر جانا پسند کرتے ہو چلے جاؤ۔ اور قطب الملک نے آپ کے وکیل کو مخاطب کرکے کلمات نامناسب تند و تلخ زبان سے نکالے۔ جس سے نظام الملک بہادر کمال برافروختہ خاطر ہوئے۔ اور انہیں ایام میں محمد شاہ بادشاہ نے اعتماد الدولہ کے ذریعہ سادات بارہ کے تسلط و ترقی اور اپنے مجبور یوں اور بے دستوں کا اظہار کرکے طالب امداد و اعانت ہوا۔ چنانچہ یہ تمام حالات ہم نے نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر

سوانح عمری مین بالتفصیل لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کرین۔ الحاصل نظام الملک بہادر نے بحکم ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کو سرمایۂ ہمت بنایا۔ اور وسط جمادی الآخر ۱۱۳۲ھ مین اپنے ہواخواہون وفدویون کو ہمراہ لیکر ۶ ہزار سوار کی جمعیت سے اجین پہونچے۔ اور وہان سے نکل کر دکن کی جانب متوجہ ہوے راستہ مین قلعۂ آسیر وبیجاگڈہ وبرہان پور وغیرہ پر قبضہ فرمایا۔ اتنے مین عوض خان بہادر ناظم صوبۂ برار (جو آپکے قریبی رشتہ دار تھے) بھی فوج بیشمار کے ساتھہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوے جب سیدون کو آپکے اسطرح چلے جانے اور دکن کے علاقہ پر قبضہ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو بہت پیچ وتاب کھاے۔ اور حسین علیخان نے اپنے بخشی لشکر دلاور علیخان کو ۱۳ ہزار کی فوج کیساتھہ آپکے مقابلہ پر بھیجا۔ اور عالم علیخان (جو حسین علیخان کا بہانجا یا بھتیجا اورنگ آباد مین حسین علیخان کیطرف سے نایب صوبہ تھا۔) کو بھی اورنگ آباد سے معہ لشکر نکل کر نظام الملک پر حملہ کرنے کے لئے کہلا بھیجا۔ چنانچہ عالم علیخان ۲۰ ہزار سوار لیکر اورنگ آباد سے کوچ کیا۔ جب نظام الملک بہادر نے ان دونون کے آمد کی خبر سنی تو پہلے دلاور علیخان کا مقابلہ مناسب جانا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ غنیم کے لشکر نے شکست پائی اور دلاور علیخان مارا گیا۔ اُس کے بعد عالم علیخان پہونچا۔ اور وہ بھی شکست کہاکر قتل ہوا۔ اور ان دونون کے قتل کی خبر سامات بارھہ کو پہونچی تو وہ سخت غمگین وپریشان ہوے۔ اب یہہ تجویز ہوی کہ حسین علیخان امیرالامرا بادشاہ کو لیکر نظام الملک پر چڑہائی کرے۔ اور عبداللہ خان قطب الملک شاہجہان آباد جاے۔ آخر یہہ تجویز پختہ ہوی۔ اور امیرالامر بادشاہ کے ہمراہ معہ فوج شائستہ دکن کے جانب روانہ ہوا۔ ۶ ربیع الحجہ ۱۱۳۳ھ کو بادشاہ منزل تورہ مین پہونچا۔ اور مرزا حیدر کشمیری نے (جو اعتماد الدولہ اور میر محمد امین کے مشورہ سے ہوا تھا۔) راستہ مین جب امیرالامرا پالکی مین بیٹہا ہوا گھر کو آرہا تھا۔ ایک خنجر مارکے اوسکا کام تمام کیا۔ اور خود بھی مارا گیا۔ اور امیرالامرا کے بہانجے عزت خان نے شاہی محل پر چڑہائی کی۔ مگر اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی

بٹھاکر اپنی فوج سے اوسکا دفعیہ کیا۔ اور عزت خان مارا گیا۔ بہرحال امیر الامرا کے مارے جانے سے خوب کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ خوب لوٹ مار ہوئی۔ اسکے بعد بادشاہ شادیانۂ فتح و ظفر بجاتا ہوا داخل محل ہوا۔ اعتماد الدولہ کو وزیر الممالک ظفر جنگ کا خطاب اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ و یک کرور پچاس لاکھ دام خدمت وزارت بادشاہ نے عطا کی۔ صمصام الدولہ۔ قمر الدینخان۔ حیدر علیخان۔ سعادت خان بھی خطابات ومناصب خدمات سے سرفراز ہوئے۔ جب امیر الامرا کے قتل کی خبر سید عبداللہ خان قطب الملک کو پہونچی تو اوس نے شاہجہان آباد پہونچکر رفیع الشان کے بیٹے سلطان ابراہیم کو بتاریخ ۱۱ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ تخت نشین کیا۔ اور ابوالفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب رکھا۔ اور تمام امرا کو مناصب وخطابات وخدمات عطا کرکے اونکی دلجوئی دلداہی کی۔ اور لشکر کثیر فراہم کرکے محمد شاہ کے مقابلہ کو چلا۔ ادہر محمد شاہ امیر الامرا کو ٹھکانے لگاکر دار الخلافہ کو واپس ہوا۔ اور ایک مقام پر دونون لشکرون نے ہنگامۂ کارزار گرم کیا۔ اکثر نامی امرا اور سردار مارے گئے۔ لشکر غنیم نے شکست پائی۔ اور سید عبداللہ خان قطب الملک اور اوسکا بھائی نجم الدین علیخان۔ اور سلطان ابراہیم گرفتار ہوے۔ بادشاہ فتح وظفر ۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ کو فتح پور سے کوچ کرکے دار الخلافہ شاہجہان آباد آیا۔ اور سید عبداللہ خان ونجم الدین علیخان وسلطان ابراہیم کو قلعہ مین قید کیا جن امرا نے اس مہم مین جانفشانی کی تھی اونکو مناصب وخطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس اثنا مین اجمیر و احمد آباد سے راجہ اجیت سنگھ کی ظلم وزیادتی کی خبرین پہونچین۔ بادشاہ نے راجہ کو دونون صوبون سے معزول کرکے مظفر خان وصمصام الدولہ کو مرحمت فرمایا۔ انہین ایام مین محمد امین خان چین بہادر وزیر نے انتقال کیا۔ عنایت اللہ خان۔ کو وزارت کی نیابت تفویض ہوئی۔ اور نظام الملک بہادر کو بادشاہ نے دکن سے بلاکر ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۳۳ھ کو قلمدان وخلعت وزارت عنایت فرمایا۔ نظام الملک بہادر

نیکنامی کے ساتھہ وزارت کرنی چاہی - مگر بادشاہ کی کوکی رحیم النساد (جو نہایت چالاک و پرفن اور امور ریاست مین دخیل بادشاہ کے منہہ چڑھی تھی) اور بعض مفسد پیشہ امرا کی چالاکیون سے آپ اپنے ارادہ مین کامیاب نہو سکے - سلخ ذیحجہ ۱۱۳۴ھ کو سید عبد اللہ خان نے انتقال کیا - بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا - برہان الملک سعادت خان کو صوبہ اکبر آباد کے علاوہ صوبہ اودہ بھی مرحمت ہوا - اسی زمانہ مین ایک نئے مذہب نمود و انمود نے بہت فروغ پایا - اور

* ایک شخص میر محمد حسین نام شہید قدس سرہ رہنے والا کابل آکر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے پاس بہت رسوخ پیدا کیا - اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے نکاح کرکے بہت ترقی پائی - اور عالمگیر کے لئے بہت سے تحائف کابل سے لیکر لاہور آیا - اتنے مین معلوم ہوا کہ عالمگیر مر گیا - پھر کیا تھا اوس نے وہ تمام تحفے ۶۰ یا ۸۰ ہزار روپیہ کو بیچکر اوس سرمایہ کو بغل مین دبایا - اور توکل و فقر کا جامہ پہنا - چونکہ علمی لیاقت معقول تھی - اسلئے وہ چار طالبعلمون کو شاگرد بنایا - اور ایک نئی زبان کا رنگ جمایا - قدیمی فارسی کے الفاظ متروک جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے اون مین امالہ و اشباع و قواعد غریبہ خرچ کئے - اور اوسکو اپنے شاگردون کو تعلیم کیا - اور اسی مین اپنی بات چیت شروع کی - پھر ایک نیا مذہب اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا گھڑا - اور خود بیگوگ ہونے کا دعوی کیا - ایک کتاب اجورہ مقدسہ تالیف کی وہ اوسکی زبان منتزع مین قرآن تھا - جو اوسپر خدا نے ہری بھٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے) مین نازل کیا تھا - یہہ پہاڑی اوسکے دائمی کرہ طور تھی اوسپر جاتا - اور کوئی کوئی ڈکھوسلا گھبرا تا تھا وہ بیان کرتا تھا کہ پیغمبر اولوالعزم کے بعد نو بیگوگ ہوے ہین - خاتم الانبیا کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضی اور آٹھوین حضرت امام رضا تھے نو ان بیگوگ مین بارہون - امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونون ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تہین مگر بعد ازان وہ دونون جدا ہو گئین - بیگوگیت نے مجھہ مین امامت نے حضرت امام نقی مین انتقال کیا - اور مین خاتم البیگوگیت ہون - پانچوقت کی نماز کے سوا ر صبح شام دوپہر کو تین بار زمزمہ کرتین - بوہین پڑھی جاتین کہ مریم کی شکل پر چار عضین ایک دوسرے کی طرف منہہ کئے ہوے کہڑی ہوتین اور زبان نوایجا دمین کچھہ پڑھنت پڑھی جاتی - غرض کفر کی باتین کرتا - جو شخص مرید ہوتا اوسکو

حیدر علی خان احمد آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہہ غازی الدین بہادر خلف نظام الملک بہادر نے سرفرازی پائی۔ اتنے مین جاٹون نے سر اوٹھایا۔ نظام الملک بہادر نے قرار واقعی اونکی تنبیہ کی۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین شاہ والی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا۔ اور سلطان حسین کو قید کیا۔ شاہزادہ طہماسپ مع برادر و پسران سلطان قلعہ اصفہان سے نکل کر لشکر کے فراہم کرنیمین مشغول ہین" نظام الملک بہادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس موقع پر اگر حضور والی ایران کی اعانت کرین تو اوسکا عیوض ہوجاتا ہے۔ جو شاہ ایران نے ہمایون کے ساتھہ شیر شاہ کے وقت نیک سلوک کیا تہا۔ بادشاہ نے کہا کہ ایسا کوئی شخص نظر نہین آتا کہ جسکے تفویض یہ کام کیا جائے"۔ نظام الملک بہادر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو یہہ فدوی اس کام کو انجام دیتا ہے"۔ اوسوقت تو بادشاہ چپ رہا۔ مگر جب امرا سے مشورہ کیا تو اون مفسدون نے نظام الملک بہادر کی جانب سے بادشاہ کو بدظن کیا۔ اور کچہہ عجب ہی پٹی پڑہائی۔ جب نظام الملک بہادر نے بادشاہ کو اپنے

تعلیقہ نوٹ صفحہ (۵۲۷) عجیب و غریب رکہتا۔ اپنا نام نمود اللہ نمود ظاہر کہا۔ اور شاگرد کا نام فراموش رکہا۔ غرض اقوال کاذبہ۔ اور افعال باطلہ کو شایع کرتا رہتا۔ اور دنیا کو اپنے جال مین پہنساتا۔ اسکے اعتبار کی یہانتک نوبت پہنچی کہ فرخ سیر بادشاہ چپ کر اوسکی ملاقات کو گیا۔ مگر اوس نے حجرہ کا دروازہ نہ کہولا۔ جب بادشاہ بہت گڑگڑایا تو اندر بلایا۔ جب بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر تک نہ کی خود ایک اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف بادشاہ کو نذر دیا۔ اور اوسکی لکھائی کے سترہ روپیہ لیا۔ جب محمد شاہ بادشاہ کا زمانہ آیا۔ تو محمد امین خان وزیر نے سپاہیون کو گرفتار کرنے روانہ کیا۔ اتنے مین محمد امین خان درد قولنج مین مبتلا ہوگیا۔ اور وہ سپاہی الٹے چلے گئے۔ لوگون مین یہہ مشہور کیا کہ مین نے محمد امین خان کے جگر پر تیر مارا ہے۔ وہ کبھی زندہ نہ بچے گا۔ مین مسجد مین شہید ہونیکے لئے آیا ہون۔ میرا باپ بہی مسجد مین شہید ہوا تہا۔ گو مین بہی خود ایک دفعہ شہید ہوچکا ہون۔ اب مین دوبارہ شہید نہین ہونگا۔ اتفاقاً وزیر نے انتقال کیا۔ پہر تو اسکی شہرت بہت دور دور تک ہوئی۔ الغرض قریب بوقت کے بعد یہہ خود دانہ دانہ ہوا۔ پہر کچہہ مدت یہہ سلسلہ اسکی اولاد مین جاری رہا۔ مگر ۱۲۹۶ھ مین کوئی اس نسل کا باقی نہ رہا۔ ۱۲ منہ

جانب سے بدظن دیکھا تو اپنے فرزند غازی الدین خان بہادر کو نائب و نیز مقرر کرکے شکار کے بہانہ سے دکن روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو کل دکن کی صوبہ داری عماد الملک مبارز خان نام حیدرآباد کے نام عطا کردی۔ اور عماد الملک حیدرآباد سے نظام الملک کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ ہرچند نظام الملک بہادر نے سابقہ دوستی کی نظر کرکے عماد الملک کو پند و نصائح لکھے۔ مگر بیسود ہوئے۔ آخر لڑائی ہوئی۔ اور عماد الملک معہ اپنے دو بیٹوں کے مارا گیا۔ اور دو بیٹے قید ہوئے۔ پھر وہاں سے نظام الملک نے حیدرآباد کا قصد فرمایا۔ اور خواجہ احمد خان پسر مبارز خان سے قلعہ گولکنڈہ حاصل کیا۔ اور اوس نواح کے سرکشوں کی تادیب و تنبیہ کرکے سرکاری رقم وصول کی۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بمصلحت وقت قیل وجواہر اور خطاب آصف جاہ سے سرفرازی بخشی۔ اسکے بعد نظام الملک بہادر نے مرہٹوں کی بھی خوب خبر لی۔ اب بادشاہ نے قمرالدین خان کو وزارت عطا کرکے آصف جاہ بہادر کو وکالت کا منصب عنایت فرمایا۔ آصف معہ جلعت و فیل و جواہر بھیجا۔

اب کسیقدر مرہٹوں کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ ساہو خلف سنبھاجی نے ستارہ کو پایتخت بنایا۔ اور تارا بائی زوجہ راجہ رام نے جب اوسکا بیٹا سیواجی مرگیا۔ تو راجہ رام کے دوسرے بیٹے سنبھاجی دوم کو (جو دوسری رانی سے تھا۔) کولاپور میں تخت نشین کیا۔ یہ دونوں خاندان آپس میں حسب نسب آصف جاہ نے مرہٹوں کی قوت توڑنے کے لئے سنبھاجی دوم کی طرفداری کی (یہ صورت ایسی تھی کہ ساہو کا زور ٹوٹ جاتا۔ لیکن بالاجی وسوانا تھ پیشوا کی لیاقت و دیانت نے ساہو کے زور کو دوبالا کردیا۔

پیشوا سیواجی اول نے اپنی سلطنت میں دو بڑے عہدے قائم کئے تھے ایک پیشوا یعنی بعد نائب السلطنت دوسرا پیشوا۔ گو اسکے قبل مہتدلایق شخص پیشوا ہو چکے تھے۔ مگر جو وقت ساہو کے زمانہ میں بالاجی وسوانا تھ ایسا پیشوا ہوا کہ ساہو کی ریاست روز افزوں ترقی پانے لگی۔ بالاجی قوم کا برہمن کانکن کا رہنے والا کسی گاؤں کا موروثی پٹواری تھا۔ اور اپنی فطرت و جوانمردی کے باعث بہت جلد ترقی پائی۔ اور ساہو کا قوت بازو بنگیا۔ مالگزاری کا بندوبست ایک نئی طرز پر مقرر کیا۔ ۱۲ مولف

اور بہت کچھ اصلاحین کین۔ جب بالاجی کا انتقال ہوگیا تو اوسکا بیٹا باجی راؤ باپ کا جانشین ہوا۔ یہ بھی نہایت لایق وہوشیار تھا۔ گو اسکو اوسکے باپ کے تمام اختیارات حاصل نہ تھے۔ کیونکہ سری پت راؤ پت نیدہی اوسکا بڑا مخالف تھا۔ مگر بہت جلد اوس نے اپنی پرزور تقریر اور جرات و بہادری سے ساہو کے دل پر اپنا سکہ بٹہادیا۔) اور ممالک دکن مین یہ حکم دیا کہ راجہ ساہو کو چوتھ و سردیسکھی نہ دیجائے کیونکہ اول اسکا تصفیہ ضرور ہے کہ یہہ حق سنبھاجی دوم کا ہے یا ساہو کا۔ جب راجہ ساہو کو یہہ خبر ہوی تو اوس نے فوراً جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر بالاجی نے اوسکو اس ارادہ سے روکا۔ اور آپ منتخب فوج لیکر گجرات پر یورش کی۔ اور اوسکو تباہ و تاراج کیا۔ ادہر آصف جاہ نے پونہ پر حملہ کیا۔ مگر کچھہ کام نہ بن سکا۔ اور بالاجی گجرات کو تباہ کرکے پونہ آیا۔ اور آصف جاہ کو ایسا تنگ کیا کہ آخر ۱۷۲۹ء مین اس اقرار پر صلح ہوی کہ چوتھ و سردیسکھی کی تمام باقیات کا روپیہ ساہو کو ادا کیا جائے۔ اور چند ضلع اپنے ملک کے آیندہ معمول ادا کرنیکی ضمانت مین ساہو کے تفویض ہون۔ یہہ پہلا ہی رخنہ ہے کہ آصف جاہ نے ساہو کے مقابلہ مین شکست پائی۔ اور سری پت راؤ جو ساہو کا پت نیدہی تھا نے سنبھاجی تانی کو لاپور کے راجہ کو گرفتار کرکے شکست دی۔ اور ۱۷۳۱ء مین اوسکو مجبور کرکے یہہ دستاویز لکھالی کہ تمام مرہٹونکا سردار اور ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے۔ اور وہ خطہ تنوالی کولاپور پر قابض ہوگیا۔

اب آصف جاہ نے دوسری تجویز یہ کی کہ ڈمبک راؤ دہابری کو (جو مرہٹون کا بڑا سردار تھا۔ اور گجرات مین مرہٹون کی حکومت اوسکی وجہہ سے جمی تھی۔ اور وہ پیشوا سے بعض وجوہ کے باعث بہت بلتا تھا۔) اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور وہ ۳۰ ہزار سپاہ کو لیکر یہہ ارادہ ہوا کہ راجہ ساہو کو پیشوا اور برہمنون کے پہندے سے نکالے۔ مگر باجی راؤ نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ اور ڈمبک مارا گیا جس سے آصف جاہ کا یہہ وار بھی خالی گیا۔ آخر ڈمبک راؤ کے بیٹے کو گدی نشین کرکے بالاجی گیکواڑ کو گجرات کا انتظام تفویض کیا۔ کیونکہ یہہ اوسکا کمسن تھا۔

اودھر باجے راؤ نے جب مالوہ پر قبضہ کیا تو اوس نے اپنی سپاہ کے تین بڑے افسر اودجی پنوار ملہر راؤ ہلکر راناجی سیندیہا مقرر کئے۔ اودا جی ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ اوس نے ملک دھار پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدوں پر واقع ہے قبضہ کیا تھا۔ مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج جو سیندیہا اور ہلکر کے گھرانے کو حاصل ہوا۔ حالانکہ ملہر راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا۔ جو دریائے نیرا پر پونہ کے جنوب میں بکریاں چراتا تھا۔ البتہ راناجی سیندیہا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز شمار ہوتا تھا۔ مگر تنگدستی کے باعث اوس نے باجی راؤ کے خدمت گاروں میں نوکری کرلی۔ اور اپنی بہادری۔ اور جرأت سے سپہ سالار ہوگیا۔ اس اثنا میں بادشاہ نے راجہ اجیسنگھ کو (جو اپنے باپ اجیت سنگھ کو مار ڈالا تھا) گجرات کی صوبیداری عطا کی۔ چنانچہ اس نے وہاں پہونچکر سربلند خان کو گجرات سے باہر کیا اور پیلاجی گائیکواڑ کو دغا سے مار ڈالا۔ جب پیلاجی مارا گیا تو اوسکے بھائی بندوں نے گجرات پر حملہ کیا۔ اور اوسکو تاراج کرکے تمام ملک آپس میں بانٹ لیا پھر جودہ پور پر یورش کی راجہ نے دیکھا کہ گجرات تو گیا مگر قدیمی آبائی ملک جودہ پور بھی چلا جاتا ہے۔ اس لئے یلغار گجرات سے نکل کر جودہ پور روانہ ہوا۔

اب مالوہ کی سنئے کہ یہاں راجہ گردھر صوبہ دار تھا۔ باجی راؤ نے اوس پر یورش کرکے ایسا تنگ کیا کہ اوس نے بادشاہ سے امداد چاہی۔ مگر وہاں سے کچھ جواب نہ آیا۔ آخر گردھر لڑائی میں مارا گیا اور اوسکا بیٹا دیارام اوسکی جگہہ مقرر ہوا۔ یہ بھی مرہٹوں سے لڑتا رہا۔ اور بادشاہ کو کمک کے لئے بہت کچھہ لکھا۔ لیکن وہاں کون سنتا تھا۔ غرض دیارام بھی مرگیا۔ ۱۷۴۳ء میں محمد خان بنگش اوسکی جگہہ معین ہوا۔ مگر اوسکو بندیلوں سے ایسا معرکہ پڑا کہ اودھر جانیکی نوبت نہ آئی۔ اور بادشاہ نے راجہ جیسنگھ والی جے پور کو صوبہ مالوہ عطا کیا۔ مرہٹوں نے راجہ کا دم ایسا ناک میں کیا کہ اوس نے ۱۷۴۹ء میں یہ صوبہ باجے راؤ کو دیدیا۔ اور گجرات و مالوہ کے صوبوں کے نکل جانے سے

سلطنت کو بہت ضعف ہوگیا۔ جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹون کا تسلط ہوگیا اور بادشاہ نے اوسکے تدارک کی کچھ بھی فکر نہ کی تو اب اونکا حوصلہ اور بڑھا۔ اور صوبۂ الہ آباد و اکبرآباد پر دانت لگایا اور بالفعل ہر ہٹے راجہ بندیلکھنڈ کی طلبی پر دکھیونکہ محمد خان بنگش نے راجہ بندیلکھنڈ کو بہت مجبور کر دیا تھا بندیلکھنڈ چڑھ دوڑے۔ اور محمد خان گھبراکر قلعہ چیتلگڈھ مین محصور ہوا۔ مرہٹون نے قلعہ کا اس سختی سے محاصرہ کیا کہ قلعہ والون کے ٹکٹکے بندھ گئے۔ ہے کہتے نمک نہ چھوڑے۔ جب یہ خبر محمد خان کے بیٹے اور بیوی کو ہوئی (جو فرخ آباد مین تھے) تو اونہون نے بادشاہ سے امداد کے لئے استغاثہ کیا۔ دہلی کی سلطنت مین ایسی قدرت ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی۔ آخر اوس نے اقوام سے جمع کیا۔ اور اوسکی بیوی نے رہیل کھنڈ کے پٹھانون کے پاس اپنی چادر بھیجی (پٹھانون مین اس طرح چادر بھیجنا سخت ضرورت کی حالت مین عزت بچانیکے لئے درخواست کرنا ہے) چنانچہ افغانون نے فوراً بندیلکھنڈ پہونچکر محمد خان کو قلعہ سے نکالا۔ اور جوانمردی سے اوسکو الہ آباد پہونچادیا۔ وہ تو بچ گیا۔ مگر صوبہ نہ بچا۔ اور بندیلکھنڈ کے راجہ نے باجی راؤ کو اس حسن خدمت کے عوض مین جمنا کے کنارے پر جھانسی کا علاقہ دیا۔ بعد ازان جب وہ مرنے لگا تو باجیراؤ کے لئے اپنے حقوق بندیلکھنڈ مین چھوڑ گیا جسکے سبب سے کل ملک مرہٹون کے ہاتھہ لگ گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ راجہ نے باجیراؤ کو متبنّٰے کیا تھا۔ اسکے بعد مرہٹون نے گوالیار تک اپنے قبضہ کو بڑہایا۔ پھر وہان سے محالات اکبرآباد و اجمیر پر بھی دست درازی شروع کی انہین ایام مین بمقام پونہ اک خاندان پیشوا سلا نے سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی جس سے ناگپور کے ریاست کی بنیاد پڑی۔ اگرچہ یہہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی۔ مگر اوس نے مغلون کے ساتھہ لڑنے مین پیشوا کے درمیان کچھہ خلل نہین ڈالا۔ جب مرہٹون کی شوخی اور دلیری مدسے متجاوز ہوئی تو بادشاہ نے مظفر خان میر آتش امیر الامرا صمصام الدولہ۔ اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ کو افواج شائستہ کے ساتھہ اونکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مگر یہہ اونکے ہاتھہ نہ آئے۔ آخر یہ لوگ مایوس ہوکر الٹے چلے آئے۔ ۱۱۷۶ھ

بادشاہ نے امیر الامرا کو دوبارہ مرہٹون کی تنبیہ کے لیے بھیجا۔ اور راجہ جے سنگھ کو بھی ہمراہ کیا۔ یہہ سب ملکر اجمیر کی راہ مین دشمن کے منتظر بیٹھے رہے۔ مگر کسی کی یہ جرأت نہوی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتے جب امرا کی یہہ کم ہمتی یہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودھ نے دیکھی تو محض غیرت کے باعث اوس نے اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کو ہمراہ لیکر معہ فوج جرار مرہٹون کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اودہر مرہٹون کے سردار ملہار راؤ ہلکر نے راجہ بہدورا کے ملک کو برباد کرکے سعدآباد دبالیسپر یورش کی۔ اتنے مین برہان الملک بلائے بیدرمان کیطرح ملہار راؤ پر گرا۔ اکثر مرہٹون کو قتل اور مین عدہ نامدار سردارون کو اسیر کیا۔ جب وہ بھاگے تو چار کوس تک اونکے تعاقب مین گیا راستہ مین کشتون کے پشتے لگا دئے۔ اور ملہار راؤ زخمی ہوا۔ اسکے بعد برہان الملک نے بلاجے راؤ پر حملہ کرنیکے ارادہ سے آگے روانہ ہوا۔ جب یہ خبر امیر الامرا کو معلوم ہوی تو برہان الملک کی اس بہادری کو اوس نے بری نظر سے دیکھا۔ اور اوسکو لکھا کہ مین بھی آتا ہون ہم تم ملکر بلاجی راؤ پر حملہ کرینگے چنانچہ امیر الامرا اپنے مقام سے حرکت کرکے برہان الملک کے پاس پہونچا۔ اور طرفین سے ضیافتون کے سامان ہونے لگے۔ اودہر ملہار راؤ نے بلاجے راؤ کو جاکر اپنی شکست کی خبر سنائی۔ بلاجے راؤ نے دیکھا کہ برہان الملک۔ اور امیر الامرا ضیافتون مین مشغول ہین۔ اور شاہجہان آباد فوج سے خالی ہے۔ اسلیے اوس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمایئے۔ اور برہان الملک سے مرہٹون نے جو شکست اوٹھائی ہے۔ اوس بدنامی کا دھبہ اون کے دامن سے مٹائے۔ چنانچہ بلاجے راؤ بڑی بڑی منزلین طے کرتا ہوا۔ ۸ ربیع الثانی ۱۱۵۱ھ کو تغلق آباد آیا۔ اوسدن کالکا کا میلا تھا۔ یہان ہندو اور مسلمان لاکھون جمع تھے اس نے میلے کو خوب لوٹا۔ پھر رات کو قطب صاحب کی مزار کے قریب آیا۔ اور عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دوکانون کو جلایا۔ اور غارت کیا۔ دوپہر کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا۔ اس عرصہ کے

سننے سے دہلی مین کھلبلی پڑگئی۔ بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پھوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے اور تال کٹورہ کے پاس لڑائی شروع ہوی۔ دو چار غیرت مند امیر مارے گئے۔ باقی بیچارے اپنا سا منہ لیکر شہر مین چلے آئے۔ جب یہہ خبر اطراف مین مشتہر ہوی تو اطراف کی فوجین بھی جمع ہونے لگین۔ اور برہان الملک کے آمد کی بھی خبر گرم ہوی۔ باجی راؤ نے دیکھا کہ اب کام بگڑ گیا۔ فوراً وہان سے کوٹلہ اور ریواڑی وپاٹودہی کے طرف جاکر اونکو خاطرخواہ لوٹا۔ اور اسی راہ سے گجرات و مالوہ چلا گیا۔ بعد ازان باجی راؤ نے بادشاہ سے عہدنامہ کی بابت خط وکتابت شروع کی۔ اور بادشاہ بھی مالوہ و گجرات دینے پر آمادہ ہوا۔ مگر امرائے شاہی نے اتفاق نکیا۔ جب یہہ ماجرا اتفاقی اوسکو معلوم ہوی تو اوس نے اور پاؤن بڑہایا۔ متہرا۔ الہ آباد۔ بنارس وجو ہندؤن کے مقدس مقام ہین کو بھی مانگا۔ اب بادشاہ نے دیکھا کہ مرہٹون کی حرص اور زیادہ ہونے لگی تو اوس نے ۱۱۵۰ھ مین آصف جاہ بہادر کو طلب کیا۔ الغرض آصف جاہ بہادر ربیع الاول ۱۱۵۰ھ مین دہلی پہونچے۔ اور دکن مین اپنے بیٹے غازی الدینخان بہادر کو نائب مقرر کیا۔ بادشاہ نے اس موقع پر مالوہ کی صوبہ داری (جو اوسکی قبل باجی راؤ کے حوالہ کیگئی تھی) غازی الدینخان بہادر کے نام وحبت فرمائی۔ اور آصف جاہ بہادر کو حکم دیا کہ جو کچھہ جنگ کا سامان درکار ہو وہ ریاست سے مہیا کرلیا جائے۔ مگر سلطنت اسوقت ایسی ضعیف ہوگئی تھی کہ کہین سے بھی سامان جنگ عمدہ مہیا نہ ہوسکا۔ بالآخر آصف جاہ بہادر نے اپنے ہمراہی ۳۵ ہزار سوار اور بعض راجپوت راجہ اور صفدرجنگ کا توپخانہ وغیرہ لیکر مرہٹون کی سرکوبی کو روانہ ہوے۔ ادہر باجی راؤ نے اس سے دوچند فوج لیکر دریاے نربدا سے پار اترا۔ شاہی لشکر کا قیام بھوپال کے نواح مین تھا چنانچہ پیشوا نے اس فوج کو گھیر لیا۔ اور ایسا تنگ کیا کہ آصف جاہ بہادر کو بجز مصالحت کے کچھہ بن نہ پڑی کیونکہ برہان الملک صوبہ دار اودہ کی کمک کے انتظار مین آپ ٹھہرے ہوے تھے۔ اور باجی راؤ نے راستہ کو ایسا روکا تھا کہ برہان الملک کی فوج آپ کے لشکر

نہ مل سکی مجبوراً یہہ عہدنامہ ہوا کہ سارا ملک مالوہ باجیراؤ کے تفویض کیا جائیگا۔ اور لڑائی کا خرچ پچاس لاکھہ روپیہ شاہی خزانہ سے ادا ہوگا۔ غرض یہہ عہدنامہ آصف جاہ بہادر نے بادشاہ کی دستخط کے لئے خود لیکر آئے۔ اور پیشوا اپنے ملک کو چلا گیا۔ ہنوز اس عہدنامہ پر بادشاہ کی دستخط مزین نہیں ہوئی تھی کہ ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء میں نادر شاہی بلا موجود ہوئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب کچھ

بیان اسوقت ہندوستان کی حالت وہی تھی جو تیمور اور بابر کے عہد میں ہو رہی تھی۔ اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آئے۔ سو لئے اسکے ایران کے ملک کا بھی حال ایسا ہی ہو رہا تھا۔ اب یہاں پہلے کسیقدر ایران کا حال لکھا جاتا ہے۔ ایشیا کے ملکوں کا یہہ دستور ہو گیا تھا کہ کسی خاندان کا عروج دو سو برس سے زیادہ نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ ایران میں خاندان صفوی کو دو سو برس کا عرصہ ہو چکا تھا اسلئے اوسکا حال ایسا پتلا ہو گیا تھا کہ مغربی افغانوں نے ایران پر حملہ کیا ۱۱۳۴ھ ۱۷۲۲ء میں محمود خان نے اصفہان کو فتح کر لیا۔ اور حسین شاہ والی ایران گرفتار ہو گیا اور محمود خان نے دارالخلافہ پر قبضہ کر کے خود بادشاہ بنگیا۔ اب اوس نے باقی ملک کے فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ اسمیں کبھی فتح اور کبھی شکست پاتا رہا۔ آخر تین برس کے بعد ۱۱۳۷ھ میں اوسکا انتقال ہو گیا۔ اور اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا جانکہ یہہ جوانمرد صاحب تدبر تھا مگر اسوقت آفت یہہ پڑی کہ ایران میں افغانوں کے تسلط سے بدنظمی پھیلی۔ اور پیشتر سے شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ آخر صلح ہو گئی لیکن ایران کی سلطنت سے بہت سے اضلاع علیحدہ ہو گئے۔ شاہ ایران تو قید تھا۔ اوسکا بیٹا طہماسپ نکل گیا تھا۔ اور شمالی مغربی اضلاع میں جو افغانوں نے ابتک فتح نہیں کیا تھا۔ وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور روم و روس سے پیغام و سلام شروع کر کے یہ اقرار کیا کہ اگر مجھے میرا آبائی ملک افغانوں سے دلاوین تو میں آپکو وہ اضلاع جو اونہوں نے قبضہ کیا ہے۔ دیدونگا۔ اس اثنا میں پیشتر اعظم مر گیا۔ فقط شاہ روم نے اوسکی درخواست منظور کی۔ لیکن اشرف نے شاہ روم کو کچھہ تو تلوار سے اور کچھہ اس لعنت و ملامت سے روکا کہ شیعوں کے عوض سنیوں کا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ اب طہماسپ تھک کر بیٹھ گیا۔ مگر ۱۱۴۲ھ ۱۷۲۹ء میں یاوری قسمت سے طہماسپ کو نادر شاہ مل گیا۔ جسنے اوسکو اوسکے باپ دادا کے تخت پر ایک دفعہ بٹھا دیا۔

بٹھاکر اپنی فوج سے اوسکا دفعیہ کیا۔ اور عزت خان مارا گیا۔ بہرحال امیر الامرا کے مارے جانے سے خوب کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ خوب لوٹ مار ہوئی۔ اسکے بعد بادشاہ شادیانۂ فتح و ظفر بجاتا ہوا داخل محل ہوا۔ اعتماد الدولہ کو وزیر الممالک ظفر جنگ کا خطاب اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ و یک کرور و پچاس لاکھ دام خدمت وزارت بادشاہ نے عطا کی۔ صمصام الدولہ۔ قمر الدینخان۔ حیدر علیخان۔ سعادت خان بھی عطابات و مناصب خدمات سے سرفراز ہوئے۔ جب امیر الامرا کے قتل کی خبر سید عبداللہ خان قطب الملک کو پہونچی تو اوس نے شاہجہان آباد پہونچکر رفیع الشان کے بیٹے سلطان ابراہیم کو بتاریخ ۱۱ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ تخت نشین کیا۔ اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب رکھا۔ اور تمام امرا کو مناصب و خطابات و خدمات عطا کرکے اونکی دلجوئی دلداہی کی۔ اور لشکر کثیر فراہم کرکے محمد شاہ کے مقابلہ کو چلا۔ ادہر محمد شاہ امیر الامرا کو مہکانے لگا کر دار الخلافہ کو واپس ہوا۔ اور ایک مقام پر دونون لشکرون نے ہنگامۂ کارزار گرم کیا۔ اکثر نامی امرا اور سردار مارے گئے۔ لشکر غنیم نے شکست پائی۔ اور سید عبداللہ خان قطب الملک اور اوسکا بھائی نجم الدین علیخان۔ اور سلطان ابراہیم گرفتار ہوے۔ بادشاہ بفتح و ظفر ۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ کو فتح پور سے کوچ کرکے دار الخلافہ شاہجہان آباد آیا۔ اور سید عبداللہ خان و نجم الدین علیخان و سلطان ابراہیم کو قلعہ مین قید کیا جن امرا نے اس مہم مین جانفشانی کی تھی اونکو مناصب و خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس اثناء مین اجمیر و احمد آباد سے راجہ اجیت سنگھ کی ظلم و زیادتی کی خبرین پہونچین۔ بادشاہ نے راجہ کو دونون صوبون سے معزول کرکے مظفر خان و صمصام الدولہ کو مرحمت فرمایا۔ انہین ایام مین محمد امین خان چین بہادر وزیر نے انتقال کیا۔ عنایت اللہ خان۔ کو وزارت کی نیابت تفویض ہوئی۔ اور نظام الملک بہادر کو بادشاہ نے دکن سے بلاکر ۱۰ جمادی الثانی ۱۱۳۳ھ کو قلمدان و خلعت وزارت عنایت فرمایا۔ نظام الملک بہادر نے

نیکنامی کے ساتھہ وزارت کرنی چاہی۔ مگر بادشاہ کی کوکی رحیم النساد جو نہایت چالاک و پرفن اور امور ریاست مین دخیل بادشاہ کے منہہ چڑھی تھی) اور بعض مفسد پیشہ امرا کی چالاکیون سے آپ اپنے ارادہ مین کامیاب نہو سکے۔ سلخ ذیحجہ ۱۱۳۴ھ کو سید عبداللہ خان نے انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ برہان الملک سعادت خان کو صوبہ اکبرآباد کے علاوہ صوبہ اودہ بھی مرحمت ہوا۔ اسی زمانہ مین ایک نئے مذہب نمودونمود نے بہت فروغ پایا۔ اور

* ایک شخص میر محمد حسین نام شہد قدس کا رہنے والا کابل آکر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے پاس بہت رسوخ پیدا کیا۔ اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے نکاح کرکے بہت ترقی پائی۔ اور عالمگیر کے لئے بہت سے تحائف کابل سے لیکر لاہور آیا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ عالمگیر مرگیا۔ پھر کیا تھا اوس نے وہ تمام تحفے ۷۰ یا ۸۰ ہزار روپیہ کو بیچکر اوس سرمایہ کو بغل مین دبایا۔ اور توکل و فقر کا جامہ پہنا۔ چونکہ علمی لیاقت معقول تھی۔ اسلئے وہ چار طالبعلمون کو شاگرد بنایا۔ اور ایک نئی زبان کا رنگ جمایا۔ قدیمی فارسی کے الفاظ متروک جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے اون مین امالہ واشباع وقواعد عربیہ خرچ کئے۔ اور اوسکو اپنے شاگردون کو تعلیم کیا۔ اور اسی مین اپنی بات چیت شروع کی۔ پھر ایک نیا مذہب اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا گھڑا۔ اور خود بیگوگ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایک کتاب اجورہ مقدسہ تالیف کی گو وہ اوسکی زبان مخترع مین قرآن تھا۔ جو اوسپر خدا نے بھولی بھٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے) مین نازل کیا تھا۔ یہ پہاڑی اوسکے واسطے کوہ طور تھی اوسپر جاتا۔ اور کوئی نکوئی ڈھکوسلا گھڑلاتا۔ وہ بیان کرتا تھا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم کے بعد نو بیگوگ ہوے ہین۔ خاتم الانبیا کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضیٰ اور آٹھون حضرت امام رضاؑ تھے نو ان بیگوگ مین ہیون۔ امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونون ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تہین مگر بعد ازان وہ دونون جدا ہوگئین۔ بیگوگیت نے مجھہ مین اور امامت نے حضرت امام نقی مین انتقال کیا۔ اور مین خاتم البیگوگیت ہون۔ پانچوقت کی نماز کے سوا صبح شام دوپہر کو تین بار ذکر کرین۔ جو یون پڑہی جاتین کہ مربع کی شکل پر چار شخص ایک دوسرے کی طرف منہہ کئے ہوے کہڑی ہوتین اور زبان نوا بجا دین کچھہ پڑہنت پڑہی جاتی۔ غرض کفر کی باتین کرتا۔ جو شخص مرید ہوتا اوسکو

حیدر علی خان احمد آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہہ غازی الدینخان بہادر خلف نظام الملک بہادر نے سرفرازی پائی۔ اتنے مین جاٹون نے سر اوٹھایا۔ نظام الملک بہادر نے قرار واقعی اونکی تنبیہ کی۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین شاہ والی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا۔ اور سلطان حسین کو قید کیا۔ شاہزادہ طہماسپ مع برادر و پسران سلطان قلعہ اصفہان سے نکل کر لشکر کے فراہم کرنیمین مشغول ہین۔ نظام الملک بہادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس موقع پر اگر حضور والی ایران کی اعانت کرین تو اوسکا عیوض ہوجاتا ہے۔ جو شاہ ایران نے ہمایون کے ساتھہ شیر شاہ کے وقت نیک سلوک کیا تہا۔ بادشاہ نے کہا کہ ایسا کوئی شخص نظر نہین آتا کہ جسکے تفویض یہ کام کیا جائے۔ نظام الملک بہادر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو یہہ فدوی اس کام کو انجام دیتا ہے۔ اسوقت تو بادشاہ چپ رہا۔ مگر جب امرا سے مشورہ کیا تو اون مفسدون نے نظام الملک بہادر کی جانب سے بادشاہ کو بدظن کیا۔ اور کچھہ عجب ہی پٹی پڑہائی۔ جب نظام الملک بہادر نے بادشاہ کو اپنے

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۲۷) عجیب وغریب رکہتا۔ اپنا نام نمود اللہ نمود رکہا۔ اور شاگرد کا نام فراموش رکہا۔ غرض واقعال کا ذبہ۔ اور افعال باطلہ کو شایع کرتا رہتا۔ اور دنیا کو اپنے جال مین پہنساتا۔ اوسکے اعتبار کی یہانتک نوبت پہنچی کہ فرخ سیر بادشاہ چھپ کر اوسکی ملاقات کو گیا۔ مگر اوس نے حجرہ کا دروازہ نہ کہولا۔ جب بادشاہ بہت گڑگڑایا تو اندر بلایا۔ جب بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر تک نہ کی خود ایک اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف بادشاہ کو نذر دیا۔ اور اوسکی لکھائی کے سترہ روپیہ لیا۔ جب محمد شاہ بادشاہ کا زمانہ آیا۔ تو محمد امین خان وزیر نے سپاہیون کو گرفتار کرنے روانہ کیا۔ اتنے مین محمد امین خان درد قولنج مین مبتلا ہوگیا۔ اور وہ سپاہی الٹے چلے گئے۔ لوگون مین یہہ مشہور کیا کہ مین نے محمد امین خان کے جگر پر تیر مارا ہے۔ وہ کبھی زندہ نہ بچے گا۔ مین مسجد مین شہید ہونیکے لئے آیا ہون۔ میرا باپ بھی مسجد مین شہید ہوا تہا۔ گو مین ہی خود ایک دفعہ شہید ہوچکا ہون۔ اب مین دوبارہ شہید نہین ہونگا۔ اتفاقاً وزیر نے انتقال کیا۔ پہر تو اوسکی شہرت بہت دور دور تک ہوئی۔ الغرض تین برس کے بعد یہ نمود دانمود نابود ہوا۔ پہر کچھہ مدت بہ سلسلہ اولاد مین جاری رہی۔ اگر ۱۲۹۶ فصلی مین کوئی اس نسل کا پانی دیدیا اور نام لیوا نہ رہا۔ ۱۲ امعاف

جانب سے بدظن دیکھا تو اپنے فرزند غازی الدین خان بہادر کو نائب وزیر مقرر کر کے تسخیر کے بہانہ سے دکن روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو کل دکن کی صوبہ داری عماد الملک میر فیروز خان نام حیدرآباد کے نام عطا کردی۔ اور عماد الملک حیدرآباد سے نظام الملک کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ ہر چند نظام الملک بہادر نے سابقہ دوستی کو نظر کرکے عماد الملک کو پند و نصائح لکھے۔ مگر بیسود ہوئے۔ آخر لڑائی ہوئی۔ اور عماد الملک معہ اپنے دو بیٹوں کے مارا گیا۔ اور دو بیٹے قید ہوئے۔ پھر وہاں سے نظام الملک نے حیدرآباد کا قصد فرمایا۔ اور خواجہ احمد خان پسر مبارز خان سے قلعہ گولکنڈہ حاصل کیا۔ اور اوس نواح کے سرکشوں کی تادیب و تنبیہ کرکے سرکاری رقم وصول کی۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بمصلحت وقت قیمتی جواہر اور خطاب آصف جاہ سے سرفرازی بخشی۔ اسکے بعد نظام الملک بہادر نے مرہٹوں کی بھی خوب خبر لی۔ اب بادشاہ نے قمرالدین خان کو وزارت عطا کرکے آصف جاہ بہادر کو وکالت کا فرمان عنایت آمیز معہ خلعت و فیل و جواہر بھیجا۔

اب کسیقدر مرہٹوں کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ ساہو ولد سنبھاجی نے ستارہ کو پایہ تخت بنایا۔ اور تارا بائی زوجہ راجہ رام نے جب اوسکا بیٹا سیواجی مرگیا۔ تو راجہ رام کے دوسرے بیٹے سنبھاجی دوم کو (جو دوسری رانی سے تھا۔) کولاپور میں تخت نشین کیا۔ یہ دونوں خاندان آپس میں حریف تھے۔ آصف جاہ نے مرہٹوں کی قوت توڑنے کے لئے سنبھاجی دوم کی طرفداری کی (یہ صورت ایسی تھی کہ ساہو کا زور ٹوٹ جاتا۔ لیکن بالاجی وسوانا تھ پیشوا[1] کی لیاقت و دہانت نے ساہو کے زور کو دوبالا کردیا۔

---

[1] سیواجی اول نے اپنی سلطنت میں دور بڑے عہدے قائم کئے تھے ایک پیشوا (یہی بعد نائب السلطنت ہوا) دوسرا پیشوا۔ گو اسکے قبل متعدد لائق شخص پیشوا ہو چکے تھے۔ مگر اسوقت ساہو کے زمانہ میں بالاجی وسوانا تھ ایسا پیشوا ہوا کہ ساہو کی ریاست روز افزوں ترقی پانے لگی۔ بالاجی قوم کا برہمن کانکن کا رہنے والا کسی گاؤں کا موروثی پٹواری تھا۔ اور اپنی فطرت و جرات و ہمت کے باعث بہت جلد ترقی پائی۔ اور ساہو کا قوت بازو بنگیا۔ مالگزاری کا بندوبست ایک نئی طرز پر مقرر کیا۔ ۱۲ مولف

اور بہت کچھ اصلاحین کین۔ جب بالاجی کا انتقال ہوگیا تو اوسکا بیٹا باجی راؤ باپ کا جانشین ہوا۔ یہہ بھی نہایت لایق وہوشیار تھا۔ گو اسکو اوسکے باپ کے تمام اختیارات حاصل نہ تھے۔ کیونکہ سری پت راؤ پت نیدھی اوسکا بڑا مخالف تھا۔ مگر بہت جلد اوس نے اپنی پرزور تقریر اور جرات و بہادری سے ساہو کا دل پر اپنا سکہ بٹہادیا۔) اور ممالک دکن مین یہ حکم دیا کہ راجہ ساہو کو چوتھہ و سردیسمکھی نہ دیجائے کیونکہ اول اسکا تصفیہ ضرور ہے کہ یہہ حق سنبھاجی دوم کا ہے یا ساہو کا۔ جب راجہ ساہو کو یہہ خبر ہوئی تو اوس نے فوراً جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر بالاجی نے اوسکو اس ارادہ سے روکا۔ اور آپ منتخب فوج لیکر گجرات پر یورش کی۔ اور اوسکو تباہ و تاراج کیا۔ ادہر آصف جاہ نے پونہ پر حملہ کیا۔ مگر کچھہ کام نہ بن سکا۔ اور بالاجی گجرات کو تباہ کرکے پونہ آیا۔ اور آصف جاہ کو ایسا تنگ کیا کہ آخر ۱۷۲۹ء مین اس اقرار پر صلح ہوی کہ چوتھہ و سردیسمکھی کی تمام باقیات کا روپیہ ساہو کو ادا کیا جائے۔ اور چند مضبوط قلعے اپنے ملک کے آیندہ محصول ادا کرنیکی ضمانت مین ساہو کے تفویض ہون۔ یہہ پہلا ہی رفت ہے کہ آصف جاہ نے ساہو کے مقابلہ مین شکست پائی۔ اودہر سری پت راؤ (جو ساہو کا پت نیدھی تھا) نے سنبھاجی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیر کر شکست دی۔ اور ۱۷۳۱ء مین اوسکو مجبور کرکے یہہ دستاویز لکھالی کہ تمام مرہٹون کا سردار اور ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے۔ اور وہ خطہ حوالی کولاپور پر قابض رہیگا

اب آصف جاہ نے دوسری تجویز یہ کی کہ ٹرمبک راؤ دابہری کو (جو مرہٹون کا بڑا سردار تھا۔ اور گجرات مین مرہٹون کی حکومت اوسکی وجہہ سے جمی تھی۔ اور وہ پیشوا سے بعض وجوہ کے باعث بہت جلتا تھا۔) اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور ۳۵ ہزار سپاہ کو لیکر یہہ ارادہ ہوا کہ راجہ ساہو کو پیشوا اور برہمنون کے پھندے سے نکالے۔ مگر باجی راؤ نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ اور ٹرمبک راؤ مارا گیا جس سے آصف جاہ کا یہ دار بھی خالی گیا۔ آخر ٹرمبک راؤ کے بیٹے کو گدی نشین کرکے بیلاجی گیکواڑ کو گجرات کا انتظام تفویض کیا۔ کیونکہ یہہ لڑکا کمسن تھا۔

ادھر باجے راؤ نے جب مالوہ پر دھاوا کیا تو اوس نے اپنی سپاہ کے تین بڑے افسر اودجی پنوار ملہر راؤ ہلکر راناجی سیندیہا مقرر کئے۔ اودا جی ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ اوس نے ملک دھار پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدوں پر واقع ہے قبضہ کیا تھا۔ مگر اوسکی اولاد نے اوسکی اولاد کو وہ عروج حاصل نہوا جو سیندیہا اور ہلکر کے گھرانے کو حاصل ہوا۔ حالانکہ ملہر راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا۔ جو دریائے نیرا پر پونہ کے جنوب میں بکریاں چراتا تھا۔ البتہ راناجی سیندیہا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز شمار ہوتا تھا۔ مگر تنگدستی کے باعث اوس نے باجی راؤ کے خدمت گاروں میں نوکری کرلی۔ اور اپنی بہادری۔ اور جرات سے سپہ سالار ہوگیا۔ اس اثنا میں بادشاہ نے راجہ اجیسنگھ کو جو اپنے باپ اجیت سنگھ کو مار ڈالا تھا۔ گجرات کی صوبیداری عطا کی۔ چنانچہ اس نے وہاں پہونچکر سربلند خان کو گجرات سے باہر کیا اور پیلاجی گائیکواڑ کو دغا سے مار ڈالا۔ جب پیلاجی مارا گیا تو اوسکے بھائی بندوں نے بغاوت شروع کیا۔ اور اوسکو تاراج کرکے تمام ملک آپس میں بانٹ لیا پھر جودھپور پر بورش کی راجہ نے دیکھا کہ گجرات تو گیا مگر یہی آبائی ملک جودھپور بھی چلا جاتا ہے اس لئے یلغار گجرات سے نکل کر جودھپور روانہ ہوا۔

اب مالوہ کی سنئے کہ یہاں راجہ گردھر صوبہ دار تھا۔ باجی راؤ نے اوس پر یورش کرکے ایسا تنگ کیا کہ اوس نے بادشاہ سے امداد چاہی۔ مگر وہاں سے کچھ جواب نہ آیا۔ آخر گردھر لڑائی میں مارا گیا اور اوسکا بیٹا جے یارام اوسکی جگہہ مقرر ہوا۔ یہ بھی مرہٹوں سے لڑتا رہا۔ اور بادشاہ کو کمک کے لئے بہت کچھہ لکھا۔ لیکن وہاں کون سنتا تھا۔ غرض جے یارام بھی مرگیا۔ ۱۷۴۳ء میں محمد خان بنگش اوسکی جگہہ معین ہوا۔ مگر اوسکو مرہٹوں سے ایسا معرکہ پڑا کہ اودھر جانیکی نوبت نہ آئی۔ اور بادشاہ نے راجہ جے سنگھہ والی جے پور کو صوبہ مالوہ عطا کیا۔ مرہٹوں نے راجہ کا دم ایسا ناک میں کیا کہ اوس نے ۱۷۴۸ء میں یہ صوبہ باجے راؤ کو دیدیا۔ اور گجرات و مالوہ کے صوبوں کے نکل جانے سے

سلطنت کو بہت ضعف ہوگیا۔ جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹون کا تسلط ہوگیا اور بادشاہ نے
اوسکے تدارک کی کچھ بھی فکر نہ کی تو اب اونکا حوصلہ اور بڑہا۔ اور صوبۂ الہ آباد و اکبرآباد پر دانت لگایا
اور بالفعل ہر ہٹے راجہ بندیلکھنڈ کا طلبی پر (کیونکہ محمد خان بنگش نے راجہ بندیلکھنڈ کو بہت مجبور کر رکھا تھا)
بندیلکھنڈ پر چڑھ دوڑے۔ اور محمد خان گھبراکر قلعۂ چیتلکوٹہ مین محصور ہوا۔ مرہٹون نے قلعہ کا اس سختی سے محاصرہ کیا
کہ قلعہ والون نے گائے گھوڑے گدہے کتے تک نہ چھوڑے۔ جب یہ خبر محمد خان کے بیٹے اور بیوی کو پہونچی
(جو فرخ آباد مین تھے) تو اونہون نے بادشاہ سے امداد کے لئے استغاثہ کیا۔ دہلی کی سلطنت
مین ایسی قدرت ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی۔ آخر اوس نے اقوام سے جمع کیا۔ اور اوسکی بیوی نے
روہیل کھنڈ کے پٹھانون کے پاس اپنی چادر بھیجی (پٹھانون مین اس طرح چادر بھیجنا سخت ضرورت
کی حالت مین عزت بچانیکے لئے درخواست کرنا ہے) چنانچہ افغانون نے فوراً بندیلکھنڈ پہونچکر محمد خان کو
قلعہ سے نکالا۔ اور جو اغزوی سے اوسکو الہ آباد پہونچا دیا۔ وہ تو پہونچ گیا۔ مگر صوبہ نہ بچا۔ اور بندیلکھنڈ
کے راجہ نے باجے راؤ کو اس خدمت کے عیوض مین جمنا کے کنارے پر جھانسی کا علاقہ دیا۔ بعد ازان
جب وہ مرنے لگا تو باجیراؤ کے لئے ایسے حقوق بندیلکھنڈ مین چھوڑ گیا کہ جسکے سبب سے کل ملک مرہٹون کے
ہاتھہ لگ گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ راجہ نے باجیراؤ کو بیٹا کیا تھا۔ اسکے بعد مرہٹون نے گوالیار تک اپنے
قبضہ کو بڑہایا۔ پھر وہان سے محالات الہ آباد و اجمیر پر بھی دست درازی شروع کی انہین ایام مین بمقام
پونا خاندان پیشوا نے سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی جس سے ناگپور کے ریاست کی بنیاد پڑی۔
اگرچہ یہہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی۔ مگر اوس نے مغلون کے ساتھہ لڑنے مین پیشوا کے درمیان
کچھہ خلل نہین ڈالا۔ جب مرہٹون کی شوخی اور دلیری حد سے متجاوز ہوی تو بادشاہ نے مظفر خان میر آتش
امیر الامرا صمصام الدولہ۔ اعتماد الدولہ۔ قمر الدین خان وغیرہ کو افواج شائستہ کے ساتھہ اونکی سرکوبی کے
لئے روانہ کیا۔ مگر یہہ اونکے ہاتھہ نہ آئے۔ آخر یہہ لوگ مایوس ہوکر لوٹے چلے آئے۔ رفیقہ ۱۳۶۰ھ

بادشاہ نے امیر الامرا کو دوبارہ مرہٹون کی تنبیہہ کے لئے بھیجا۔ اور راجہ جے سنگھ کو بھی ہمراہ کیا۔ یہہ سب ملکر اجمیر کی راہ مین دشمن کے منتظر بیٹھے رہے۔ مگر کسی کی یہ جرات نہوی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتے جب امرا کی یہہ کم ہمتی برہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودہ نے دیکھی تو محض غیرت کے باعث اوس نے اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کو ہمراہ لیکر معہ فوج جرار مرہٹون کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اودہر مرہٹون کے سردار ملہار راؤ ہلکر نے راجہ بہدورا کے ملک کو برباد کرکے سعد آباد وبالیسر پر یورش کی۔ اتنے مین برہان الملک بلائے بیدرمان کیطرح ملہار راؤ پر گرا۔ اکثر مرہٹون کو قتل اور مین عمدہ نامدار سردارون کو اسیر کیا۔ جب وہ بہاگے تو چار کوس تک اونکے تعاقب مین گیا راستہ مین کشتون کے پشتے لگا دئے۔ اور ملہار راؤ زخمی ہوا۔ اسکے بعد برہان الملک نے بلاجے راؤ پر حملہ کرنیکے ارادہ سے آگے روانہ ہوا۔ جب یہ خبر امیر الامرا کو معلوم ہوی تو برہان الملک کی اس بہادری کو اوس نے بری نظر سے دیکھا۔ اور اوسکو لکھا کہ مین بھی آتا ہون ہم تم ملکر باجی راؤ پر حملہ کرینگے چنانچہ امیر الامرا اپنے مقام سے حرکت کرکے برہان الملک کے پاس پہونچا۔ اور طرفین سے ضیافتون کے سامان ہونے لگے۔ اودہر ملہار راؤ نے بلاجے راؤ کو جاکر اپنی شکست کی خبر سنائی۔ بلاجے راؤ نے دیکھا کہ برہان الملک۔ اور امیر الامرا ضیافتون مین مشغول ہین۔ اور شاہجہان آباد فوج سے خالی ہے۔ اسلئے اوس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمایئے۔ اور برہان الملک سے مرہٹون نے جو شکست اوٹھائی ہے۔ اوس بدنامی کا دھبہ اون کے دامن سے مٹائے۔ چنانچہ بلاجے راؤ بڑی بڑی منزلین طے کرتا ہوا۔ ۸ ربیع الثانی سنہ کو تغلق آباد آیا۔ اوسدن کالکا کا میلا تھا۔ یہان ہندو اور مسلمان لاکھون جمع تھے اس نے میلے کو خوب لوٹا۔ پہر رات کو قطب صاحب کی مزار کے قریب آیا۔ اور عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دوکانون کو جلایا۔ اور غارت کیا۔ دوپہر کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا۔ اس خبر کے

سنتے ہی دہلی میں کھلبلی پڑنے لگی۔ بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پھوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے اور تال کٹورہ کے پاس لڑائی شروع ہوی۔ دو چار غیرت مند امیر مارے گئے۔ باقی بیحیا اپنا سا منہ لیکر شہر میں چلے آئے۔ جب یہہ خبر اطراف میں مشتہر ہوی تو اطراف کی فوجیں بھی جمع ہونے لگیں۔ اور برہان الملک کے آمد کی بھی خبر گرم ہوی۔ باجی راؤ نے دیکھا کہ اب کام بگڑ گیا۔ فوراً وہاں سے کوٹلا اور ریواڑی و پاٹودی کے طرف جاکر انکو خاطرخواہ لوٹا۔ اور اسی راہ سے گجرات و مالوہ چلا گیا۔ بعد ازاں باجی راؤ نے بادشاہ سے عہدنامہ کی بابت خط و کتابت شروع کی۔ اور بادشاہ بھی مالوہ و گجرات دینے پر آمادہ ہوا۔ مگر امرائے شاہی نے اتفاق نکیا۔ جب یہہ نااتفاقی اوسکو معلوم ہوی تو اوس نے اور پاؤں بڑھایا۔ متھرا۔ الہ آباد۔ بنارس (جو ہندوؤں کے مقدس مقام ہیں) کو بھی مانگا۔ اب بادشاہ نے دیکھا کہ مرہٹوں کی حرص اور زیادہ ہونے لگی تو اوس نے ۱۱۵۰ھ میں آصف جاہ بہادر کو طلب کیا۔ الغرض آصف جاہ بہادر ربیع الاول ۱۱۵۱ھ میں دہلی پہونچے۔ اور دکن میں اپنے بیٹے غازی الدینخان بہادر کو نائب مقرر کیا۔ بادشاہ نے اس موقع پر مالوہ کی صوبہ داری (جو اوسکی قبل باجی راؤ کے حوالہ کیگئی تھی) غازی الدینخان بہادر کے نام بحال فرمائی۔ اور آصف جاہ بہادر کو حکم دیا کہ جو کچھ جنگ کا سامان درکار ہو وہ ریاست سے مہیا کر لیا جائے۔ مگر سلطنت اوسکی ضعیف ہوگئی تھی کہ کہیں سے بھی سامان جنگ عمدہ مہیا نہ ہو سکا۔ بالآخر آصف جاہ بہادر نے اپنے ہمراہی ۳۵ ہزار سوار اور بعض راجپوت راجہ اور صفدر جنگ کا توپخانہ وغیرہ لیکر مرہٹوں کی سرکوبی کو روانہ ہوے۔ ادھر باجی راؤ نے اس سے دو چند فوج لیکر دریا نربدا سے پار اترا۔ شاہی لشکر کا قیام بھوپال کے نواح میں تھا چنانچہ پیشوا نے اس فوج کو گھیر لیا۔ اور ایسا تنگ کیا کہ آصف جاہ بہادر کو بجز مصالحت کے کچھ بن نہ پڑی کیونکہ برہان الملک صوبہ دار اودھ کی کمک کے انتظار میں آپ ٹھہرے ہوے تھے۔ اور باجی راؤ نے راستہ کو ایسا روکا تھا کہ برہان الملک کی فوج آپ کے لشکر

نہ ملسکی مجبور آیہ عہدنامہ ہوا کہ سارا ملک مالوہ باجیراؤ کے تفویض کیا جائیگا۔ اور لڑائی کا خرچ پچاس لاکھ روپیہ شاہی خزانہ سے ادا ہوگا۔ غرض یہہ عہدنامہ آصف جاہ بہادر نے بادشاہ کی دستخط کے لئے خود لیکر آئے۔ اور پیشوا اپنے ملک کو چلا گیا۔ ہنوز اس عہدنامہ پر بادشاہ کی دستخط مزین نہیں ہوئی تھی کہ ۱۱۵۱ھ م ۱۷۳۸ء مین نادر شاہی بلا موجود ہوئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوے کہ سب کچھ

بہ اسوقت ہندوستان کی حالت وہی تھی جو تیمور اور بابر کے عہد مین ہو رہی تھی۔ اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آئے۔ سو لئے اسکے ایران کے ملک کا بھی حال ایسا ہی ہو رہا تھا۔ اب یہان پہلے کسیقدر ایران کا حال لکھا جاتا ہے۔ ایشیا کے ملکون کا یہہ دستور ہوگیا تھا کہ کسی خاندان کا عروج دو سو برس سے زیادہ نہین رہتا تھا۔ چنانچہ ایران مین خاندان صفوی کو دو سو برس کا عرصہ ہو چکا تھا اسلئے اوسکا حال ایسا پتلا ہو گیا تھا کہ مغربی افغانون نے ایران پر حملہ کیا ۱۱۳۴ھ م ۱۷۲۲ء مین محمود خان نے اصفہان کو فتح کر لیا۔ اور حسین شاہ والی ایران گرفتار ہو گیا۔ اور محمود خان نے دار الخلافہ پر قبضہ کر کے خود بادشاہ بنگیا۔ اب اوس نے باقی ملک کے فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ اسمین کبھی فتح اور کبھی شکست پاتا رہا۔ آخر تین برس کے بعد ۱۱۳۵ھ مین اوسکا انتقال ہو گیا۔ اور اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا حالانکہ یہہ جوانمرد و صاحب تدبر تھا مگر اسوقت آفت یہہ پڑی کہ ایران مین افغانون کے تسلط سے بدظنی پھیلی۔ اور پیشتر عظیم شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ آخر صلح ہو گئی لیکن ایران کی سلطنت سے بہت سے اضلاع علیحدہ ہو گئے۔ شاہ ایران تو قید تھا۔ اوسکا بیٹا طہماسپ نکل گیا تھا۔ اور شمالی مغربی اضلاع مین جو افغانون نے بنک فتح نہین کیا تھا۔ وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور روم و روس سے پیغام و سلام شروع کر کے یہ اقرار کیا کہ اگر مجھے میرا آبائی ملک افغانون سے دلا دین تو مین آپکو وہ اضلاع جو اونہون نے قبضہ کیا ہے۔ دیدونگا۔ اس اثنا مین پیشر اعظم مر گیا۔ فقط شاہ روم نے اوسکی درخواست منظور کی۔ لیکن اشرف نے شاہ روم کو کچھ تو تلوار سے اور کچھ اس لعنت و ملامت سے رنگا کر شیعون کے عوض سنیون کا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ اب طہماسپ ٹھک کر بیٹھ گیا۔ مگر ۱۱۴۲ھ ع مین یادری قسمت سے طہماسپ کو نادر شاہ مل گیا۔ جسنے اوسکو اوسکے باپ دادا کے تخت پر ایک دفعہ بٹھا دیا۔

بھول گئے۔ بادشاہ نے تھوڑی بہت فوج جمع کی۔ اور راجہ جے سنگھ و دیگر راجاؤن نے اسوقت امداد بہم
لیت ولعل کیا۔ لیکن آصف جاہ بہادر اپنے لشکر سے بادشاہ کی مدد کو حاضر ہوے۔ اور برہان الملک آوغیرہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۳۵) نادرشاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تہا۔ اور اوسکا باپ امام قلی قوم افشار سے تہا۔ وہ کچھ تہوڑے
کا آدمی نہ تہا۔ بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین۔ نادرشاہ کی ولادت ۱۱۰۰ھ ہے۔ چنانچہ نادر، ابرس کی عمر مین
اوزبکون کے ہاتھ جو خراسان لوٹنے آئے تھے۔ گرفتار ہوگیا۔ اور اوسکی نانی بہی اوسکے ساتھ پکڑی گئی۔ ماں تو قید مین
مرگئی۔ مگر نادر چار سال کے بعد قید سے چہوٹا۔ اور وطن آیا۔ ایک امیر بابل بیگ کا نوکر ہوا۔ اوسکو قتل کرکے اوسکی
لڑکی کو بہگایا اور نکاح کرلیا جس سے رضا قلی مرزا پیدا ہوا۔ پہر ایزبکون کو ساتھ لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرنے
لگا۔ والی خراسان نے اوسکو نوکر رکہکر اوزبکون سے لڑایا۔ اس جنگ مین اوس نے وہ شجاعت و مردانگی بتلائی کہ سپاہی
سے افسر بنا۔ مگر یہان کچہہ ایسے نامناسب حرکات کیا کہ والی خراسان نے لکڑیان مار کر نکال دیا۔ اب وہ مشہد گیا۔ اوسکا
چچا کلات مین ایک چہوٹے قبیلۂ افشار کا سردار تہا۔ اوسکے پاس چلا گیا چچا بہی اوسکی حرکات سے تنگ آکر نکال دیا۔
پہر اوس نے لوٹ مار شروع کردی۔ یہ وقت وہ تہا کہ دولت صفویہ پر زوال آرہا تہا۔ اور سارے ملک مین
شور وغوغا مچ گیا تہا۔ اس موقع پر ۳۰ ہزار فتنہ پرپا کرنیوالے نادر کے جہنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔ اور اوسکو اپنا
امیر بنایا۔ اب اوس نے خراسان پر سخت خراج لگایا۔ چچا نے اوسکے اقتدار کو روز افزون دیکہا تو خط لکہا کہ
شاہ طہماسپ کی نوکری کرکے افغانون سے لڑنے جاؤ۔ اور بادشاہ کی مدد کرو۔ نادر نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ
پہلے جرمون کو معاف کردے تو مین خدمتگزاری کیلئے حاضر ہون۔ چنانچہ اوسکے قصور معاف کئے گئے۔ مگر اوس نے
ایک نیا قصور اور یہ کیا کہ اپنے چچا کو اپنے ترقیون کا مانع سمجہکر قتل کرڈالا۔ اور خراسان مین افاغنہ سے لڑنے تیار ہوا۔
اب فتوحات نادری سے بادشاہی ہمون کو رونق حاصل ہوی۔ اور افغان خراسان سے نکالدئے گئے۔ مگر
بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک وحسد تہا چنانچہ ایک مہم جسمین نادر مصروف تہا بادشاہ نے اوسکو طلب کیا
اور وہ آنے سے انکار کردیا۔ بادشاہ نے اوسکے انکار پر اوسکو باغی کہا نادر اس لفظ کو سنکر کچہہ ایسا مشتعل ہوا کہ بادشاہ

اپنا آنکلا۔ تو نجابہ لیکر آودہ سے نکلا۔ جب بادشاہ کے قریب پہونچا تو ایرانیوں نے راستہ روکا اور شاہی
لشکر سے ملنے نہ دیا۔ ہنگامۂ رزار گرم ہوا۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو برہان الملک کی امداد کیلئے خانہ دوراں کو
(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۵) فوج لیکر جھک پڑا۔ اور ایسا مغلوب کیا کہ جو اوس نے کہا بادشاہ کو وہ ماننا پڑا۔ اب بادشاہ کا
کچھ اختیار باقی نہیں رہا۔ اسکے بعد نادر نے اپنے ملک کے امیروں کو غفلت سے بیدار کیا۔ اور مرد بنایا۔ پھر تھوڑے
دنوں میں کیطرح سارے ملک کو اور ملک کے ملک صوبہ کے صوبے فتح کرتا چلا۔ ۱۷۴۳ء میں ایران کو پٹھانوں سے
بالکل رہا کر دیا۔ اسکے عوض بادشاہ سے چار ملک عظیم خراسان ترکستان ہندوستان کرمان۔ بخشے اپنا آدھا ملک حکومت
کرنے بادشاہ کو بھیجدیا اجازت دی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکھے اور سلطان کا لفظ اپنے نام پر بڑھائے۔ مگر اوس نے انکار
کیا۔ ۱۷۳۶ء میں اوس نے روسیوں کو بحر خزر پر روک کر اپنے احکام کے۔ اتھ صلح کرلی۔ اہل عرب کو مغرب میں
لگے بڑھنے نہ دیا۔ سلطان روم کو مال سے خارج کر دیا۔ اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنوں کے قبضہ میں چلے
گئے تھے اون سب کو دوبارہ لے لیا۔ یہ سب کام ۱۷۴۷ء تک کر لئے ۱۷۴۷ء میں ایران کی سلطنت کو وہ
وسعت دی کہ اوسکے حدود قدیمی صورت پر قائم ہو گئے۔ پھر ۱۷۵۰ء تک میں خاندان صفویہ کا خاتمہ کیا۔ اور
دفعتاً مذہب کیں بدل ڈالا۔ شیعہ سے سنی ہو گیا۔ پھر سنی سے شیعہ ہوا۔ حقیقت میں نادر کا کوئی مذہب سوائے خود بینی کے
نہ تھا۔ اب وہ مستقل بادشاہ ہوا۔ اور سکہ اپنے نام کا چلایا۔ اوسکے سکہ میں ایک طرف نادر شاہ ایران زمین وخسرو
گیتی ستان دوسری طرف الخیر فیما وقع منقش تھا۔ ۱۷۴۱ء میں اوس نے اپنے استحکام سلطنت کے لئے افغانوں کو
اپنا رفیق بنایا۔ اور اسی سال ہندوستان پر آندھی کیطرح چڑھ آیا۔ کہتے ہیں کہ جب نادر نے خلجیوں کا ملک فتح کر لیا تو
تیموریہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈانڈا میل گیا اب ہندوستان پر چڑھائی کرنیکے لئے بہانہ ڈھونڈھنے
لگا۔ آخر یہ چال چلی کہ محمد شاہ کو لکھا کہ میرا ارادہ قندہار کے افغانوں پر حملہ کرنیکا ہے۔ اور وہ لوگ کابل سے فرار ہو کر
ہندوستان میں آ رہتے ہیں۔ اسلئے آپ صوبہ دار کابل کو لکھیے کہ افغانوں کو فرار کا موقع نہ دے بلکہ جہاں تک ممکن ہو انکو مار ڈالے
جب محمد خان نادر شاہ کا ایلچی یہاں آیا تو محمد شاہ کا اسوقت یہ حال تھا کہ وقت ہاتھ میں جام اور بغل میں دلارام

روانہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ لڑائی مین خاندوران خان زخمی ہوگیا۔ اور میدان جنگ مین بڑے بڑے سردار کام آئے۔ ادہر ایرانیون نے امیرالامرا خاندوران خان کے تمام ڈیرون کو لوٹ ڈالا۔ آخر اس بیچارہ کو ایک بیچوبہ ڈیرے مین ملازمون نے اوتارا۔ اور اعتماد الدولہ۔ آصف جاہ۔ خواجہ سرایان شاہی عیادت کے لئے آئے تو وہ بیہوش تھا۔ اتنے مین ہوش آیا تو کہا کہ ہم نے تو اپنا کام تمام کیا۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ مگر اتنا ہم کہے جاتے ہین کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کے لئے اور نادرشاہ کو دلی مین بس لیجانا۔ جسطرح ہو سکے اس بلا کو اسی جگہ سے ٹالنا۔" اسکے بعد خاندوران نے انتقال کیا۔ اب برہان الملک کی سنئے کہ اوسکو تزلبا شون نے گھیر لیا۔ ایک نوجوان برہان الملک کا ہموطن گھوڑا دوڑا کر اوسکے ہاتھی کے سامنے گیا۔ برہان الملک نے اوسپر تیر چلانا چاہا۔ اوسپر اوس نوجوان نے یہ کہا کہ محمد امین دیوانہ شدہ بالکہ میجنگی" اور یہہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑا۔ اور گھوڑے کو اوس سے باندہا

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۳۷) کسکو دماغ تھا کہ نامہ کا جواب لکھتا۔ اور نادرشاہ کو کون مانتا تھا۔ اب فکر یہہ ہوئی کہ جواب کیا لکھین۔ اور جواب لکھین تو القاب کیا ہونا چاہئے۔ بس ایسی سوچ بچار مین ایک سال گذر گیا۔ نادرشاہ نے دیکھا کہ ایلچی ابتک ہندوستان سے واپس نہ ہوا۔ پھر اوس نے دوسرا ایلچی بھیجا۔ یہہ بھی بھین کا ہو رہا۔ جس سے رگ نادرشاہی غضب مین آئی۔ اور قندہار فتح کرکے کابل پر حملہ کیا۔ ناصرخان صوبہ دار کابل نے شکست پائی۔ اور کابل پر نادر کا قبضہ ہوگیا۔ یہان سے نادر نے ایک اور ایلچی کو بھیجا۔ مگر یہہ ایلچی جلال آباد مین مارا گیا۔ جب یہہ خبر نادر کو ہوئی تو آگ ہو گیا۔ شعبان ۱۱۴۷ھ مین کوچ کرکے جلال آباد آیا۔ اور وہان قتل عام کرکے پشاور پہونچا۔ پھر دریا اٹک عبور کرکے پنجاب مین قدم رکھا۔ زکریا خان صوبہ دار لاہور نے مقابلہ کیا۔ مگر پسپا ہوکر اطاعت اختیار کرلی۔ اور نادرشاہ وہان سے نکل کر دلی کے قریب آگیا۔ اب محمد شاہ خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور اوسکے اندفاع کی فکرین کرنے لگا۔ مگر ہوتا ہی کیا تھا۔ باقی حال متن مین ملاحظہ کیجئے ۱۲ مولف۔

اور خود رسہ پکڑکر ہاتھی پر چڑہا۔ اور عماری کے اندر برہان الملک پاس جا بیٹہا۔ برہان الملک ایران کے دستور سے واقف تہا۔ اسلیئے اطاعت اختیار کرلی۔ اور پنجۂ تقدیر کا اسیر ہوا۔ نادر نے برہان الملک کے تقصیرات معاف کردئے۔ اور اوسکو اپنے ساتہہ دسترخوان پر بٹہایا۔ اتنے مین برہان الملک کو خبر ہوئی کہ امیرالامرا مرگیا۔ اوسکو ایک مدت سے امیرالامرائی کی لوگلی ہوئی تہی اسلیئے اوس نے نادر کو دو کروڑ روپیہ پر راضی کرلیا۔ اور بادشاہ کو لکھا کہ جلد انتظام کیجے۔ بادشاہ نے آصف جاہ کو نادر کے پاس بھیجا۔ اور آصف جاہ نے برہان الملک کے ذریعہ نادر سے ملکر دو کروڑ روپیہ بھیجنے کا وعدہ کرلیا۔ اور وہان سے رخصت ہوکر بادشاہ سے تمام حقیقت حال بیان کردی۔ بادشاہ اوسکے صلہ مین آصف جاہ کو امیرالامرائی کا خلعت بیش بہا مرحمت فرمایا۔ دوسرے روز ۱۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو محمد شاہ نادر کے بلانے سے اوسکی ملاقات کو گیا۔ نادر نے نصراللہ مرزا کو استقبال کے لیے بھیجا۔ اور آپ بھی خیمہ کے باہر تک استقبال کیا۔ اور شکایت کی کہ میرے خط کا جواب آپ نے ندیا جسکے باعث مجھے یہانتک آنا پڑا۔ بادشاہ نے کہا اسقدر تغافل نہوا ہے۔ محمد شاہ نے جواب دیا کہ اگر یہہ تغافل نہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر حاصل ہوتی۔ اس جواب سے نادر بہت خوش ہوا۔ غرض بادشاہ ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا۔ اب یہان سے مورخون کی گہڑت شروع ہوتی ہے۔ برہان الملک نے دیکہا کہ امیرالامرائی تو آصف جاہ کو مل گئی اب اوس نے اپنا غصہ یون نکالا کہ نادر کو لکہا کہ بجز آصف جاہ احدے مقتدر امیر سے نمی تواند آپ نے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ پر قناعت اختیار کی۔ اور ہندوستان کے جواہرات و خزانون کو چہوڑ دیا۔ اگر حکم ہو تو مین اپنے پاس سے دو کروڑ روپیہ داخل کرسکتا ہون۔ آپ شاہجہان آباد چلکر اُن قارونی خزانون پر قبضہ کیجئے۔ نادر شاہ یہہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور آصف جاہ کو سوال و جواب کے بہانہ سے طلب کرکے نظربند کرلیا۔ اور کہا کہ بادشاہ کو بلواؤ۔ ہرچند آصف جاہ نے کہا کہ یہہ عجب شکنی ہوتی ہے۔ مگر وہ نمانا۔ آخر بادشاہ آیا۔ اور نادر نے اپنے خیمہ مین اُتارا۔ اور بولا کہ اسباب

تجمل سلطنت اور مستورات حرم سرا کو مع عملہ فعلہ کے یہان بلا لو مجبوراً بادشاہ نے نادر کے حکم کی تعمیل کی۔ اور تمام شاہی کارخانون پر نادر کے آدمیون کا قبضہ کرا دیا۔ الغرض غرۂ ذیحجہ ۱۱۵۱ھ مین شاہجہان آباد کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوئے۔ نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اترا۔ اور اپنے سپاہیون کو جابجا حفاظت کے لئے بھیجدیا۔ اتفاقاً عید اور نوروز دونون ایک روز واقع ہوئے۔ اسلئے بڑی دھوم دھام سے جشن ہوا مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ چوتھے روز بھنگیڑ خانہ مین ایک بھنگیڑ نے یہہ نوپ لگائی کہ واہ محمد شاہ رنگیلے تیرا کیا کہنا ہے مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھ سے مروا ہی دیا۔ یہہ ہوائی خبر سارے شہر مین پھیل گئی۔ اب دلی والے قزلباشون کے قتل پر پل پڑے۔ جب نادر کو خبر ہوئی تو اوس سے رات بھر صبر کیا۔ اور صبح کو سوار ہو کر نکلا۔ اور روشن الدولہ کی مسجد مین تاوار کھینچکر بیٹھ گیا۔ اور قتل عام کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا کشتون کے پشتے لگ گئے۔ کیسکو یارا تھا جو شفاعت کرسکے۔ آخر بادشاہ۔ قمر الدینخان اور آصف جاہ کو لیکر نادر کے پاس آیا۔ اور اپنی رعایا کا قصور معاف رہنیکے لئے کہا۔ نادر نے محمد شاہ کے کہنے کو سن لیا۔ اور تلوار کو نیام کر لی۔ شہر مین پھر امن و امان ہو گیا۔ اب اس مین مورخون کو اختلاف ہے کہ کسقدر آدمی شہر کے مرے۔ آٹھ ہزار سے دیڑھ لاکھ تک تخمینہ کیا ہے۔ اور نادر شاہ کے آدمی جو ہندوستانیون کے ہاتھ سے گئے وہ سات سو یا ہزار بیان کئے جاتے ہین۔ اس اثنا مین برہان الملک مرض سرسام سے مرگیا۔ اور اوسکی جگہہ سر بلند خان ہندوستانی اور طہماسپ خان ایرانی کا ذکر ہوئے ہوئے۔ اول انہون نے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا۔ بیگمات تک کا زیور اتروا لیا۔ تخت طاؤس بھی لے لیا۔ اسکے بعد بڑے امیرون کے گھر قبضہ کیا پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا سے مال حاصل کیا گیا۔ اکثر غیرت مند زہر کھا کر مر گئے کہ ہر دولتمند کے گلے پر چھری رکھی ہوئی تھی۔ اور اہل صوبہ سے ریزون کے بقایا کا روپیہ وصول کیا گیا جب نادر کو خوب معلوم ہو گیا کہ اب کوئی بکایا روپیہ کے ہاتھہ لگنے کا باقی نہین رہا تو اوس نے

مراجعت کا ارادہ کیا۔ اور محمد شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور عہدنامہ لکھایا جسمین دریا سندھ کے مغرب طرف کا تمام ملک اوسکی قلمرو مین داخل ہوا۔ پھر اوس نے امرا اعیان سلطنت کو بلاکر بادشاہ کی خیرخواہی کے لئے تاکید کی۔ اور اطراف کے عاملون کے نام یہ گشتی بھیجی۔ کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو۔ آخر فقرہ اس تحریر کا یہہ تھا کہ من و محمد شاہ یک روحیم و دو بدن اگر خدانخواستہ بتو طغیانی شما بالنسبۃ بہ بادشاہ کوشش زدہ شود نام شما را از صفحہ خلقت محو خواہم کرد۔ الغرض ۵۹ روز کے بعد نادر دہلی سے رخصت ہوگیا۔ اور جو لوٹ کہ ہندوستان سے لیگیا اوسکے تخمینہ مین زمین و آسمان کا اختلاف ہے۔ کوئی سترکروڑ بتلاتا ہے۔ کوئی پندرہ کروڑ لکھتا ہے اور بہت سے جواہرات جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہوسکتا الیامل نادر کے آنے اور جانے کے مابین جو کچھہ واقعات کہ تحریر کئے گئے ہین وہ مورخانہ نہین باقی جسقدر باتین کہی جاتی ہین وہ سب زٹل ہین۔ یعنے آصف الدولہ اور سعادت خان نے نادر کو بلایا۔ یا سعادت خان نے بہکاکر نادر کو دلی مین لایا۔ اس سے زیادہ انگریزی مورخ ایک مخصب کی نقل بیان کرتے ہین۔ وہ یہہ کہ آصف جاہ کو نادر نے کہا کہ تو نے ہمکو قندہار سے بلایا۔ اور پچاس کروڑ روپیہ کا وعدہ کیا۔ اب وہ فوراً حاضر کر۔ آصف جاہ نے یہہ سنکر برہان الملک سے کہا کہ اب زندگی بیکار ہے کیونکہ اس قزلباش بچہ نے لعنت و ملامت پر کمر باندہی ہے۔ برہان الملک نے آصف جاہ سے اتفاق کیا۔ اور دونون زہر کھانے پر آمادہ ہوے۔ مگر برہان الملک نے زہر کہاکر جان دی۔ اور آصف جاہ مزے سے اپنے گھر بیٹھے رہے۔ یہہ سب من گھڑت داستان ہے۔ جب نادر شاہ یہان سے چلا گیا تو اول اوسکا اثر یہ ہوا کہ سلطنت دہلی سے تین زرخیز صوبے بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ علیحدہ ہوگئے۔ اور اون مین ایک نئی علی وردی خان کی علیحدہ ریاست قائم ہوگئی۔ اور باجے راؤ

۱؎ جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکا داماد شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ پایا ہوا۔ مگر اماد و خسر مین ہمیشہ ان بن رہتی تھی۔ اور شجاع الدولہ کی بی بی زیب النسا معہ اپنے بیٹے سرفراز خان کے باپکے گھر

جونادر کی آمد سے سہما ہوا بیٹھا تھا۔ پھر سر اوٹھایا۔ اور آصف جاہ پر سابقہ عہد نامہ پر بادشاہ کی دستخط کرانیکے لئے زور ڈالا۔ جو اسکے قبل ہم بیان کر چکے ہیں۔ لیکن اسوقت باجی راؤ پیشوا کے بھی بہت سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۱) رہنے لگی۔ نانا اسے کو بہت چاہتا تھا۔ چونکہ جعفر خان کا اصلی نام مرشد قلی تھا۔ اسلئے اوس نے اپنے نام پر مرشد آباد بنا کر کے وہین رہتا تھا۔

شہزادہ اعظم شاہ کے رفقا مین ایک شخص مرزا محمد تھا۔ اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی اور حاجی احمد نہایت ہوشیار و لائق تھے۔ جب اعظم شاہ مارا گیا تو مرزا محمد تنگ دستی سے لاچار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس آیا۔ اور اپنے بیٹون مرزا محمد علی اور حاجی احمد کو نہایت اطفال کے طلب کرلیا۔ چنانچہ بہر دونون شجاع الدولہ کے مقرب ہوگئے اور اپنے حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب انتظام کیا۔ اسکے بعد شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کرکے مرزا محمد علی کو مرزا محمد علی وردی خان کا خطاب دلایا۔ اودہر جعفر خان نے جب اپنا وقت قریب دیکھا تو اپنے نواسہ علاء الدولہ سرفراز خان کو جانشین کیا۔ جب شجاع الدولہ کو یہہ خبر ہوئی تو اوس نے بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی نظامت و دیوانی ندو بکو مرحمت ہو۔ اسکے بعد خود اپنے دوسرے بیٹے محمد قلی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا۔ اڑیسہ مین قایم مقام کرکے مرشد آباد پہونچا۔ اتنے مین بادشاہ کے پاس سے سند بھی آگئی۔ پھر کیا تھا شجاع الدولہ چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہوگیا۔ اور سرفراز خان دیکھتا ہی رہگیا۔ ناچار باپ کی خدمت مین حاضر ہوکر مبارکباد دی۔ اب شجاع الدولہ نے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ رکھا۔ دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ اور مرشد قلیخان اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈاکہ کا حاکم اور محمد علی وردیخان کو عظیم آباد مین اپنا نائب مقرر کیا۔ اور بادشاہ کے پاس سے مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری منصب دلادیا۔ جس زمانہ مین کہ نادرشاہ دہلی آیا تو شجاع الدولہ رہچکا تھا۔ اور سرفراز خان باپ کا جانشین تھا۔ حاجی احمد و محمد علی وردیخان ریاست مین بالکل دخیل تھے۔ اس اثنار مین سرفراز خان سے اون دونون بہائیون کی بگڑگئی اور بادشاہ نے نادر کیلئے زر کثیر کا مطالبہ کیا۔ محمد علی وردی نے پسر فراز خان کو لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح دی

حریف پیدا ہوگئے تھے۔ اور باجے راؤ کا بھائی چمناجی کانکن والوں سے لڑ رہا تھا۔ مگر اوسکو اوپر فتح نہین حاصل ہوئی۔ کیونکہ کولابہ کا مشہور قزاق آنگریا برائے نام ساہو کا مطیع تھا۔ اور وہ اپنی

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۲)۔ جس سے سرفراز خان کے دل مین شبہ گذرا۔ دونون کو خدمات سے موقوف کردیا۔ اب علی وردیخان نے اپنے پرانے دوست مؤتمن الدولہ محمد اسحٰق خان کی سعی سے ایک کروڑ نذرانہ دینے کے وعدہ پر بادشاہ سے یہہ حکم منگالیا کہ سرفراز خان کا گھر ضبط کرکے تینون صوبے اوس سے لے لئے جائین۔ غرض ۱۱۵۲ھ مین علی وردیخان ان تینون صوبون کا مالک ہوگیا۔ اور سرفراز خان کا گھر ضبط کرکے بادشاہ کا نذرانہ بھی بھیجدیا۔ پھر اس نے اڑیسہ پر یورش کی۔ مرشد قلیخان بھاگ گیا۔ اور علی وردی نے اپنے بھتیجے صولت جنگ کو وہان کا صوبہ مقرر کیا۔ مگر صولت جنگ کے ظلم و زیادتی سے رعایا ناراض ہوگئی۔ اور باقر علیخان داماد مرشد قلیخان سے سازباز کرکے صولت جنگ کو گرفتار کرادیا۔ جب علی وردی کو معلوم ہوا تو فوراً چڑھ دوڑا۔ اور باقر علیخان کو شکست دیکر اپنے بھتیجے کو چھڑالیا۔ اس عرصہ مین راجہ رگھوجی بھوسلہ کے سپہ سالار بہاسکر پنڈت نے ۲۵ ہزار سوار سے ملک بنگال مین لوٹ مار مچادی۔ علی وردی یہہ خبر سنکر دوڑا آیا۔ مرہٹون نے دس لاکھ روپیہ طلب کیا۔ مگر اس نے دینا قبول نکیا۔ آخر لڑائی ہوئی۔ مرہٹے شکست پاکر بھاگے۔ پھر کچھ دنون بعد مرہٹون نے گنگ پور پر حملہ کیا۔ یہان بھی علی وردی نے اونکو شکست دی۔ جب بادشاہ کو علی وردی کے اس کارنمایان کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے اعلیٰ مناصب و عمدہ خطاب سرفراز فرمائے۔ اور صفدر جنگ داماد برہان الملک کو اعانت کے لئے روانہ کیا۔ لیکن علی وردی نے اوسکا آنا مصلحت نہ سمجھا۔ اور دس لاکھ روپیہ خرچ سفر دیکر الٹا واپس کردیا۔ پھر بادشاہ نے بالاجی راؤ کو امداد کے واسطے روانہ کیا۔ اتنے مین۔ راگھوجی بھوسلہ۔ بہاسکر پنڈت کی شکست سے طیش مین آکر خود لشکر کثیر کے ساتھ علی وردیخان کے ملک پر چڑھ دوڑا۔ بالاجی جو بادشاہ کے طرف سے آچکا تھا۔ اوس نے راگھوجی کو شکست دیکر بنگال سے باہر کیا۔ دوسرے برس بہاسکر پنڈت نے فوج جرار سے پھر بنگال پر یورش کی۔ اس دفعہ علی وردی نے مصطفیٰ خان و راجہ جانکی رام کے ذریعہ بہاسکر کو معہ دوسرے سردارون کے

رہزنی کو بجری چوتیہ کہا کرتا تھا۔ انگریزوں نے بھی پرتگیزوں کی مدد سے اوسپر حملے کئے۔ مگر کچھ نہ کرسکے۔ ہالینڈ والوں نے بھی بہت زور ڈالا۔ لیکن پسپا ہوے۔ ایک دفعہ انگریزی بیڑے کی مدد سے پیڑو والے نے بھی حملہ کیا۔ مگر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۳) تصفیہ کے لئے اپنے پاس بلاکر قتل کرڈالا۔ اور سپاہ پر حملہ کرکے شکست دیدی۔ اور مصطفےٰ خان اپنے سپہ سالار سے جو بہار کی صوبہ داری کا وعدہ کیا تھا۔ اوسکو وفا نہ کیا۔ مصطفےٰ خان اس بات سے رنجیدہ ہوکر استعفا دیدیا۔ اور ستر لاکھ روپیہ اپنی تنخواہ کے لیکر مع ہزار فوج کے بہار لینے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ بہار مین علی وردی کا بہنوئی میت جنگ حاکم تہا۔ چنانچہ مصطفےٰ خان کو اس سے تین شکست ہوتی رہی۔ بلکہ ایک لڑائی مین وہ مارا گیا۔ انہین ایام مین بہرار کے بھونسلہ جی نے بنگال پر حملہ کیا مگر ناکام پھرا۔ اور علی وردی نے اپنی شجاعت و بہادری سے اوسکو ہمیشہ شکست دیتا رہا۔ اسکے بعد علی وردی نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی۔ اس تقریب مین اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر و عطا اللہ بگڑ بیٹھے۔ علی وردی نے اونکو موقوف کردیا۔ اسکے قبل اور دو سردار شمشیر خان و سردار خان بھی موقوف کردئے گئے تھے۔ چنانچہ ان دونون موقوف سرداروں نے مرہٹون کے سپہ سالار جانوجی کو اوبہار کر مرشد آباد پر حملہ کرادیا۔ مگر علی وردی نے اسوقت بھی مرہٹون کو مار کر بھگا دیا۔ اتنے مین ایک گل بہر کھلا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو بہار مین مقیم تھے انہون نے اوباشون اور بدمعاشون کو جمع کرنا شروع کیا۔ چونکہ بہار مین میت جنگ صوبہ دار تھا۔ اوس نے اپنے چچا کو لکھا کہ ان دونون سردارون کی خطا معاف کرکے نوکر رکھ لیجی۔ ورنہ آیندہ بہر دونون میت فساد برپا کرینگے۔ آخر بھتیجے کے کہنے کو اوس نے منظور کرلیا۔ جب میت جنگ نے اونکو بلاکر یہہ خوشخبری سنائی تو اون نمکحرامون نے تنہائی کا موقع دیکھکر میت جنگ کو مار ڈالا۔ اور پٹنہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ان بدمعاشون نے یہہ اسی پر اکتفا نکیا۔ بلکہ علی وردی کے بہائی حاجی احمد کو (جو بہائی سے زیادہ ہوکر خانہ نشین تھا) گرفتار کرکے ایسی سختی کی کہ وہ بیچارہ مرگیا۔ اور میت جنگ کی بی بی (جو علی وردی کی بیٹی تھی) کو بھی لے اوڑے۔ یہہ خبر علی وردی خان کو ہوی تو اوس نے اپنے چند منتخب لوگون کو لیکر باغیون کی سرکوبی کو چلا۔ اور پچھلے باغون سے

کوئی فیصلہ نہوا۔ اودہر جنجیرہ کے مسلمان حبشی پیشوا کے سخت دشمن تھے جو اوسکو چین لینے نہین دیتے تھے۔ ان سب سے زیادہ باجے راؤ کا قومی دشمن رگھوجی بھونسلہ تھا۔ بہرحال باجے راؤ کے بہت دشمن موجود تھے۔ انہین ایام مین باجے راؤ نے دیکھا کہ آصف جاہ بہادر دہلی مین ہین تو اس نے اونکے ملک پر حملہ کیا۔ نامر خنگ بہادر (جو باپ کے قایم مقام تھے) نے دس ہزار سپاہ سے مقابلہ کرکے باجے راؤ کو شکست دی۔ اور وہان سے احمد نگر پہونچکر پونہ کا قصد کیا۔ مگر باجے راؤ نے ۱۷۵۳ء مین صلح کرلی اسوقت باجی راؤ بڑی بڑی پریشانیون مین مبتلا تھا۔ اس موقعہ پر اوس نے جو گرد کو خط لکھا ہے اوس سے مایوسی ٹپکتی ہے۔ لکھتا ہے کہ "مجھے بڑی بڑی مشکلات پیش ہین قرض دینا ہے۔ سب طرف سے مایوسی نے گھیر رکھا ہے۔ میرا حال اسوقت ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص زہر کھانے بیٹھا ہو۔ اب مین ستارہ جاتا ہون۔ جہان میرے دشمن بہت ہین۔ اگر اسوقت موت آجائے تو اوسکا ممنون ہونگا" الغرض جب وہ ہندوستان خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ مین دریا نربدا پر انتقال کیا۔ اسکے تین بیٹے تھے۔ بالاجی راؤ (جو باپکی جگہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۴۴) چشم پوشی کرکے مرید جنجیرہ کو کنک کا صوبہ دار بنایا۔ اور رشن آباد کو عطا داللہ اور ایک اپنے بھتیجے کے سپرد کیا۔ جب باغیون سے مقابلہ ہوا تو شمشیر خان مارا گیا۔ باغیون کی فوج نے شکست پائی۔ علی وردی کی بیٹی بھی صحیح وسلامت اونکے ہاتھ سے دستیاب ہوی۔ اسکے بعد ایک آفت یہہ پیا ہوی کہ اوسکا وزیر سراج الدولہ اوس سے باغی ہوگیا۔ اور مرشد قلی خان نے پھر لشکر کشی کرکے حملہ کیا۔ اب تو علی وردی کو بجز صلح کے کچھہ بن نہ پڑی ۱۱۶۰ھ مین صلح کرکے کٹک اونکے حوالہ کیا۔ اور بنگال کی چوتھہ ۱۲ لاکھ روپیہ سالانہ قرار پائی۔ پانچ سال کے بعد جمادی الاول ۱۱۶۵ھ مین بعمر ۸۰ سال مرض استسقا سے علی وردی خان مہابت جنگ کا انتقال ہوگیا۔ اور سراج الدولہ اپنے نانا کا جانشین مقرر ہوا۔ ۱۲ مولف

(۱) بھونسلہ خاندان کا بانی رگھوناتھہ تھا۔ جو لشکر کے آس پاس کے ملک کا رہنے والا سوارون مین نوکر تھا۔ جب راجہ ساہو دلی سے چھوٹ کر آیا تو یہ اوسکا رفیق ہوا۔ راجہ نے اوسکو ہرار اور راوسکے آگے جو جنگلی ملک تھا اوسکا حاکم مقرر کردیا۔ جب ۵۰ کر کیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہوا بلکہ راگھوجی بھونسلہ اوسکا چچیرا بھائی جانشین ہوا۔ جو راجہ کا رفیق و ہمراز تھا۔ ۱۲ مولف

پیشوا ہوا۔) رگھناتھ[2] نے شیر بہادر[3] (یہ مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اسکے زیر حکومت سارا بندیلکھنڈ تھا۔ بانڈیکے نواب اسی کی اولاد مین ہین)۔

جسوقت بالاجی مراتو رگھوجی بھوسلہ (جو کرناٹک مین سپہ سالاری کر رہا تھا۔) ستارہ دوڑا آیا۔ اور باپوجی نائک (جو بڑا دولتمند اور باجی راؤ کا قرضخواہ تھا۔) کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھ لایا۔ اب باپوجی نے بالاجی سے اپنا قرضہ طلب کیا (جو اوس نے اوسکے باپ باجے راؤ کو دیا تھا۔) اور رگھوجی نے راجہ سے کہا کہ پیشوائی کا عہدہ باپوجی کو دیا جائے۔ اسوقت بالاجی کے دیوان نے ہوشیاری کرکے تھوڑے دنون مین باپوجی کا تمام قرضہ چکا دیا۔ اور وہ اپنا سا منہہ لیکر چلا گیا۔ اس اثنا مین بالاجی کا چچا چمناجی مرگیا۔ اور ایک بیٹا سدیشو راؤ ۱۲ سال کا چھوڑ گیا۔ بالاجی باپ سے بھی زیادہ ہوشیار نکلا۔ اور باپ کے اکثر رقیبون سے محبت پیدا کی۔ چنانچہ بادشاہ کی جانب سے علی وردی خان کی مدد کو بنگالہ جاکر رگھوجی کو شکست دی۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے صوبہ مالوہ خطا کیا اور ۱۱۵۶ھ مین شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین نائب مقرر ہوا۔ اور ۱۱۵۵ھ مین اون صوبون مین سے چوتھ وصول کرنیکی اجازت حاصل کرلی جنمین کبھی کبھی اوسکا باپ لوٹ گھسوٹ کیا کرتا تھا۔ مگر بادشاہ نے اوسکی سند مرحمت نہین فرمائی۔ اس عرصہ مین رگھوجی نے ستارہ مین اوسکے برخلاف سازش قایم کی۔ اب تو اوسکے چھکے چھوٹے۔ اور اپنے تمام حقوق جو دریائے نربدا اور مہاندی کے پار ملکون مین تھے وہ تمام ۱۱۵۶ھ مین رگھوجی کو دیدیا۔

اب کسیقدر آصف جاہ بہادر کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ کہ ۱۱۵۴ھ مین ناصر جنگ بہادر نے اپنے باپ آصف جاہ کے مقابل بغاوت اختیار کی۔ اور آصف جاہ بہادر نے دہلی سے آکر بیٹے کو مغلوب کیا۔ اسکے بعد ارکاٹ کے فساد و شور شکے مٹانے مین مشغول رہے۔ یہ تمام واقعات ہم نے اسی تاریخ مین آصف جاہ کے سوانح مین تفصیل سے لکھا ہے۔ آخر ۱۱۶۱ھ مین بعمر ۷۰ سالہ آصف جاہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ اس کے برس روز بعد دسمبر ۱۷۴۸ء مین راجہ ساہو بھی مرگیا۔ اسکی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور کولاپور کے راجہ (جو اسی نسل سے تھے) بھی لاولد تھے۔ اب مرہٹون کا یہہ ارادہ ہوا کہ سیواجی کے بڑے چچا دوجی کی اولاد مین سے کسی کو

بنیائے کرین - مگر راجہ کی رانی سکوا رہائی چاہتی تھی کہ کوئی کمسن لڑکا متبنی کرکے مین خود راج چلاؤن سا تنے مین ایک گل یہہ کہلا کہ رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی جو ابتک زندہ تھی اوسنے کہا کہ سیواجی دوم کے مرنیکے بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے - جسکو مین نے ابتک چھپا رکھا تھا - یہہ راج میرے اوس پوتے کا حق ہے - بالاجی کی جان اسوقت دو عورتون کے درمیان ضیق مین تھی - مگر اوس نے راجہ کے مرض الموت مین راجہ سے ایک سندیہہ لکھوالی تھی کہ اوسکو تمام مرہٹونکی سلطنت کا اختیار اس شرط پر دیا جاتا ہے کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارا بائی کے پوتے رام راجہ کے نام سے قائم رکھے چنانچہ بالاجی نے تارا بائی کی طرفداری کرکے رام راجہ کو گدی پر بٹھایا - اور تمام مرہٹون کی فوج کو داد و دہش سے اپنا بنالیا - اور رام راجہ بھی پیشوا کے قبضہ مین آگیا - اس اثنا مین بالاجی کو اورنگ آباد جانا پڑا جب وہ اودہر گیا تو ادہر تارا بائی نے رام راجہ سے کہا کہ تو تمام اختیار پیشوا سے چھین لے - اور خود مختاری سے اوسکو روک - مگر راجہ مین اتنی ہمت کہان تھی - اسلئے اوس نے مجبوری ظاہر کی تارا بائی نے دیکھا کہ کام اسطرح نہین چلتا تو اوس نے رام راجہ کو قید کرکے یہہ مشہور کیا کہ وہ جھوٹا اور فریبی ہے - اور دراصل میرا پوتا نہین ہے - اور اپنی کمک کے لئے دمتاجی گاٹکواڑ کو بھی (جو پیشوا سے چلتا تھا) بلالیا - ہرچند پیشوا کی طرفدار سپاہ نے مقابلہ کیا - گر دمتاجی نے اوسکو شکست دیکر بہت سے قلعے فتح کرلیا - بالاجی کو جب یہہ خبر ہوی تو وہ فوراً دوڑا آیا - اور ۱۱۶۴ھ مین دمتاجی کو دغا سے قید کرلیا - اب ہم مرہٹون کی تاریخ بیان کرتے کرتے بہت دور نکل آئے اور شاہان دہلی کا سلسلہ ناتمام رہگیا - اسلئے ہم مرہٹون کے حالات کو پھر کسی موقع پر آیندہ بیان کرینگے اب یہان سے دہلی کے حالات لکھتے ہین - ۱۱۵۴ھ مین معتمن الدولہ اسحٰق خان شوستری نے انتقال کیا اور اوسکی بیٹی کی شادی ابوالمنصور خان صفدر جنگ سے ہوی - اور غازی الدین بہادر خلف آصف جاہ کی شادی قمرالدین خان کی بیٹی سے عمل مین آئی - اور علی محمد خان افغان نے سرکشی کی - پہلے بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے ہرنند کو بھیجا مگر وہ شکست کہاکر مارا گیا - پھر تو خود بادشاہ مقابلہ کو چلا - علی محمد خان نے معافی چاہی - بادشاہ نے اوسکی خطا معاف کرکے سرہند کا صوبہ دار مقرر فرمایا - ۱۱۶۱ھ مین بادشاہ

اپنے ملازمون کے ہاتھ مارا گیا۔ اور احمد خان نے (جو پہلے نادر شاہ کا سیاول تھا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے بڑے پایہ کا افسر ہوگیا تھا) نادر کے مرنے پر خود غزنین و قندہار پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ اور احمد شاہ درّانی لقب رکھا۔ اور ناصر خان صوبہ دار کابل (جو نادر کے زمانہ تھا) کو اوسکے عہدہ پر حسب سابق بحال رکھا۔ لیکن پانچ لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا۔ اور روپیہ وصول کرنیکے لئے اپنے سوار اوسکے ساتھ کابل کو بھیجا۔ جب ناصر خان کابل آیا تو اپنے تول سے پلٹ گیا جس سے شاہ ابدالی چڑھ دوڑا وہ بھاگ کر پشاور آیا۔ اور احمد شاہ بھی اوسکے تعاقب مین چلا آیا۔ یہان پہنچکر اب کا حال ابتر دیکھا۔ اس اثنا مین شاہنواز خان صوبہ دار لاہور نے شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر۔ شاہ ابدالی تو یہ معاملہ سے چاہتا تھا۔ اوس نے کہا کہ بہت اچھا۔ مگر ادینہ بیگ (جو ایک بڑا مفسد پیشہ تھا۔) نے قمر الدین خان وزیر کو لکھ بھیجا کہ تمہارا معاملہ شاہ ابدالی سے سازباز کہتا ہے۔ اسپر قمر الدین خان نے بہانجے کو لکھا کہ بیٹا اب تک ہمارے ہان نمک حرامی نہین ہوئی۔ خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا۔ پانچون صوبے کشمیر۔ لاہور۔ ملتان۔ کابل تمہارے قبضہ مین رہینگے۔ اب شاہنواز خان کو تقویت ہوئی اور احمد شاہ سے نقص عہد کیا۔ اس اثنا مین ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان کے پاس آگیا تھا۔ اب احمد شاہ نے ایفاء وعدہ کے لئے شاہنواز خان کو

* ۱۱۵۶ھ مین زکریا خان اعز الدولہ صوبہ دار لاہور کے مرنے پر اوسکا بیٹا میر یحیی خان لاہور پہنچا۔ اور اوس پر قبضہ کیا۔ اوسکے بعد دوسرا بیٹا شہنواز خان لاہور آیا۔ اور باپکا ورثہ چاہا۔ دونون بھائیون مین لڑائی ہوی۔ انجام یہ ہوا کہ میر یحیی خان اور اوسکا بیٹا قید ہوے۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ اور شاہنواز خان لاہور کا مالک ہوا مرزا مقیم جو بڑا شیطان تھا۔ شاہنواز خان کو سمجھایا کہ تم فقط قمر الدین خان کے بہانجے ہو۔ تمہارا بہائی یحیی خان اوسکا داماد بھی ہے اب وہ بادشاہ کے پاس گیا ہے۔ ضرور بادشاہ اور وزیر ملکر تم سے سمجھینگے۔ بہتر یہ ہے کہ اسوقت شاہ ابدالی جو حریف پر موجود ہے اوس سے اتحاد و رفاقت پیدا کیجی۔ وہ اوسکے کہنے مین آگیا۔ باقی حالات تزک مین ملاحظہ کیجی۔ ۱۲ مولف

خط لکھا تو اوسکا جواب اولٹا ملا اسلئے وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے شیخ عمر کو اوسکے پاس بھیجکر اطاعت کی خواہش کی۔ مگر شاہنواز خان نے اطاعت تو نہ کی بلکہ اوسکے بیٹے کو قید کر لیا۔ اور مقابلہ کو نکلا۔ اوہر بادشاہ کو بھی احمد شاہ کے آنیکی خبر ہو گئی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے شاہنواز خان کی کمک کو اپنے بیٹے مرزا احمد کو سپہ سالار بنا کر لشکر کثیر کیساتھ روانہ کیا تھا۔ اور اس لشکر کیساتھ قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ وغیرہ بڑے بڑے رتبہ کے امیر تھے۔ الغرض احمد شاہ دریائے ستلج پار ہو کر ۳ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو سرہند پر قبضہ کر لیا۔ اب دونو لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ قمر الدین خان مارا پڑا۔ رہا تھا کہ اچانک گولے آ لگا کہ وہ واصل بحق ہوا۔ گو وزیر مارا گیا۔ مگر لشکر شاہی نے درانیوں کا دوبدو دل کھولکر مقابلہ کیا۔ پچیس دن احمد شاہ درانی شکست کھا کر اپنا راستہ لیا۔ اور شاہزادہ احمد فتح و ظفر کے ساتھ دہلی واپس ہوا۔ راستہ میں خبر پہنچی کہ محمد شاہ بادشاہ نے مرض اسہال سے ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء کو کوچ آخرت کیا

احمد شاہ بادشاہ

غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ م ۱۷۴۸ء مین احمد شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اوسوقت اوسکی عمر ۲۰ سال تھی۔ اور اوسکے دربار مین بڑے بڑے لایق اہلکار جمع تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید سلطنت عروج و ترقی پائے۔ مگر نتیجہ اوسکے خلاف نکلا۔ اسی سال آصف جاہ بہادر نے دکن مین انتقال کیا۔ اور ابو المنصور خان صفدر جنگ کو قلمدان وزارت عطا ہوا۔ آصف جاہ کے بڑے بیٹے غازی الدین خان کو (جو دہلی مین تھے) مشرف دیوان خاص اور بخشی گری رسالہ والاشاہی کے خدمات سرفراز ہوئے۔ اور ناصر جنگ بہادر (جو آصف جاہ کے دوسرے بیٹے اور دکن مین باپ کے قائم مقام تھے) کو بادشاہ نے دکن سے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کے لیے طلب کیا۔ جب وہ برہان پور پہنچے تو واپسی کا حکم دیدیا۔ کیونکہ احمد شاہ ثانی اسوقت شمالی مہمات مین مصروف

ہوگیا تھا۔ اسکے بعد بادشاہ خود عیش و عشرت مین ایسا مشغول ہوگیا کہ رات دن می نوشی اور مجالون کی صحبت رہنے لگی۔ اور طبلہ سارنگی کا بازار گرم ہوا اتنے مین علی محمد خان مرگیا۔ اور اوسکا بیٹا اسعد خان جانشین ہوا۔ صفدر جنگ اول ہی اوسکے طرف سے خار کھائے ہوے تھا۔ اب اوس نے قائم خان کو لکھا کہ سعد اللہ خان پر چڑھائی کرکے اوسکے ملک پر قبضہ کرلے۔ جب قائم خان اور سعد اللہ خان کا مقابلہ ہوا تو قائم خان شکست کھاکر بھاگ گیا۔ اور صفدر جنگ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرکے کوئل لایا۔ اور خود فرخ آباد پہونچکر قائم خان کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا۔ اور اوس ملک پر اپنے جانب سے نول رائے کو نائب مقرر کیا۔ ۱۱۶۳ھ مین بادشاہ دہلی واپس آیا۔ قائم خان کے بہائی احمد خان (جو صفدر جنگ کے پاس رہتا تھا) نے دیکھا کہ بہائی کا ملک ہاتھ سے جاتا رہا تو اوس نے روہیلونکی امداد سے نول رائے کو قتل کرکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ صفدر جنگ کو معلوم ہوا تو وہ سورج مل جاٹ کو ساتھ لیکر پٹھانون سے لڑنے آیا۔ لیکن جنگ مین شکست پائی اور زخمی بھی ہوا۔ آخر دلی کو لوٹا۔ ادھر احمد خان نے اودھ والہ آباد کا محاصرہ کرکے خلد آباد سے لیکر قلعہ تک ساری شہر مین آگ لگادی۔ اور خوب لوٹا۔ صفدر جنگ نے دیکھا کہ احمد خان کی روز بروز ترقی پذیر ہے تو اوس نے ملہار راؤ ہلکر اور جے آپا سندیا کو بہت سا ملک اور دولت دینے کے وعدہ سے اپنی امداد پر آمادہ کیا۔ اور سورج مل جاٹ کو بھی ساتھ لیکر جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ کو دہلی سے جالیسر و سعد آباد آیا۔ یہان احمد خان کے طرف سے شادل خان حاکم تھا۔ اول اوسکو شکست دی۔ جب احمد خان نے سنا بلغار آیا۔ اور سعد اللہ خان رہیلہ بھی احمد خان کی اعانت کو آگیا۔ ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا۔ دس بارہ ہزار افغان مارے گئے۔ اور احمد خان و سعد اللہ خان نے شکست پاکر کوہ کمایون مین پناہ لی۔ اب سرحد کوئل و جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کے سب پہاڑیون تک مرہٹون کا قبضہ ہوگیا۔ اور اونکو چوتھ وصول کرنیکی اجازت بھی مل گئی۔ انہین ایام مین

ذوالفقار جنگ صوبہ دار اجمیر و اکبرآباد نے مہاراجہ سنگھ و بخت سنگھ سے جنگ کرکے شکست پائی۔
اور بادشاہ نے اوسکی امیر الامرائی و صوبہ داری چھین کر قید کردیا۔ اس اثنار مین یکایک خبر آئی کہ احمد شاہ درانی
لاہور کے قریب آگیا ہے۔ معین الملک ناظم صوبہ نے اوسکا مقابلہ کیا۔ چہار مہینے تک لڑائی ہوتی رہی۔
اور ادینہ بیگ و کوڑا مل نے معین الملک کی اعانت سے چشم پوشی کی جس سے معین الملک کو آخر
شکست ہوگئی۔ لیکن معین الملک نے چالاکی کرکے شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ اوس نے نہایت
اعزاز و اکرام کیا۔ اب یہان بادشاہ نے صفدر جنگ کی طلبی مین متواتر خطوط روانہ کئے۔ وہان جنگ
ملہار راؤ سے زرخطیر کا وعدہ کرکے یہہ طے کیا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور و ملتان کا انتظام وہ خود
کرلے۔ چونکہ صفدر جنگ اس کارروائی کے طے کرنے مین مشغول تھا۔ اسلئے وہ جلد دارالخلافہ نہ آسکا۔
اور یہان نواب بہادر (جاوید) خواجہ سرا نے (جو بادشاہ کا منہ چڑھا تھا) شاہ درانی کو ملتان و لاہور کے
صوبے دیکر صلح کرلی۔ اور احمد شاہ درانی یہہ دونون صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا۔ جب صفدر جنگ
مع ملہار راؤ کے دہلی آیا تو صلح کی کیفیت سنکر نہایت برہم ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ ملہار راؤ
سے جو زرخطیر دینے کا مین نے وعدہ کیا ہے وہ کس گھر سے دون۔ اسپر امیر الامرا فیروز جنگ خلف
آصف جاہ بہادر نے وجو ناصر جنگ کے مرنیکے بعد دکن کے چھ صوبون کے لئے بادشاہ سے درخواست
کرتا تھا۔ اور بادشاہ اوس سے بھاری نذرانہ مانگتا تھا کہا کہ اگر دکن کے چھ صوبے مجھے عنایت
ہون تو مین ملہار راؤ کو اپنے ساتھہ لیجاکر وہ روپیہ دلوا دیتا ہون۔ بادشاہ نے اوسکی درخواست
منظور کی۔ اور فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو اپنا نائب مقرر کرکے ملہار راؤ کو ساتھہ لیکر دکن
روانہ ہوا۔ ادہر صفدر جنگ نے جاوید خواجہ سرا کو ایک روز اپنے گھر ضیافت مین بلاکر قتل کروالا۔

* ناصر جنگ کے مارے جانیکے واقعات۔ اور ظفر جنگ کی تخت نشینی پر اونکا بھی مارا جانا اور صلابت جنگ کا تخت پر بیٹھنا وغیرہ
تمام تفصیلی حالات ہم نے اسی تاریخ مین ناصر جنگ کی سوانح مین بیان کرچکے ہین ناظرین ملاحظہ فرمالین ۱۲ مولف۔

چونکہ بادشاہ از خواجہ سرا کو بہت چاہتا تھا۔ جب اوس نے سنا تو صفدر جنگ سے ناراض ہو کر اوسکے
انتقام کے درپے ہوا۔ اور فیروز جنگ اورنگ آباد پہونچا تو اوسکے بھائی صلابت جنگ نے لڑائی پر کمر
باندھی۔ مگر ابھی جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ یکایک فیروز جنگ کا انتقال ہو گیا۔ یہان صفدر جنگ
نے شہاب الدینخان کو بادشاہ سے غازی الدینخان عماد الملک کا خطاب دلوایا۔ اسوقت شہاب الدینخان
کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ مگر ایک آفت روزگار دیدہ کار آتش تھا۔

جب صفدر جنگ نے جاوید کا کام تمام کیا تو اب اوسکو انتظام الدولہ خانخانان (جو قمر الدین خان
وزیر کا داماد تھا) اور غازی الدینخان (جو خانخانان کا بہانجا تھا) کے ٹھکانے لگانیکی فکر ہوی۔ مگر
یہہ دونون اوسکے دام مین نہ آئے۔ اسکے بعد صفدر جنگ نے ایک بیقاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین
بھیجی۔ بادشاہ اس گستاخی پر بہت خفا ہوا۔ اور صفدر جنگ کی جانب کے قلعہ دار اور اوسکے آدمیون کو
قلعہ سے باہر کر دیا۔ جس سے شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ صفدر جنگ نے دیکھا کہ بات بگڑ گئی۔
اسلیے اوس نے صوبہ اودہ جانے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے فوراً اجازت دیدی۔ اب وہ یہان
سے رخصت ہو کر دو تین روز شہر کے آس پاس پڑا رہا کہ شاید بادشاہ بلالے۔ مگر بادشاہ نے اوسکی جانب
مطلق توجہ نکیا۔ اور سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ و غازی الدینخان کا انتظام ہو گیا۔ صفدر جنگ نے
سورج مل جاٹ و اندر گسائین کو ہمراہ لیکر لڑائی پر کمر باندھی۔ چنانچہ ایک دو روز ہنگامہ کارزار گرم رہا
اتنے مین غازی الدینخان نے ایران و توران کا جہگڑا اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کر دیا۔
جس سے صفدر جنگ کے ہمراہی سردار (جو اکثر روہیلے سنت جماعت تھے) اوسکی رفاقت ترک کر کے
بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ اور ہولکر بھی بادشاہ کی مدد کو آگیا۔ پھر بھی صفدر جنگ نے چھ مہینے
تک لڑائی کو جاری رکھا۔ آخر ہار کر ۱۵ ہوسنگ کو پیام مین پڑکر صلح کرادی۔ اور صفدر جنگ
اودہ والہ آباد کی صوبہ داری پر چلا گیا۔ خانخانان نے قلمدان وزارت سنبھالا۔ غازی الدین خان امیر الامرا

مدار المہام سلطنت ٹھہرا۔ چونکہ جاٹوں نے امیر الامرا کا ساتھ دیا اسلیئے عماد الملک نے ملہار راؤ کو لیکر جاٹوں پر چڑھائی کی۔ سورج مل قلعہ کمبھیر میں محصور ہوگیا۔ تین ماہ محاصرہ پر گذر گئے مگر قلعہ فتح نہوا۔ اب عماد الملک نے دیکھا کہ بجز توپخانہ کے کام نہ چلیگا تو اوس نے عاقبت محمود خان کو بادشاہ کے پاس توپخانہ کے لیئے روانہ کیا۔ خانخانان نے دیکھا کہ اگر توپخانہ گیا تو جاٹ شکست پائینگے۔ اور عماد الملک مرہٹوں سے ملکر معلوم نہیں کہ کیا کیا فساد مچائیگا۔ اسلیئے اوس نے توپخانہ نہیں بھیجا۔ جس سے عماد الملک رنجیدہ ہوکر نجیب خان اور عاقبت محمود خان کے ذریعہ وزیر کے تمام محالات پر قبضہ کرلیا۔ جب وزیر کو معلوم ہوا تو اوس نے نجیب خان کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ مگر اوس نے بادشاہ کے خوف سے معافی چاہی اور اون محالات مقبوضہ کو چھوڑ دیا۔ اب خانخانان نے ارادہ کیا کہ مرہٹوں کی ترقی روکدی جائے۔ ورنہ یہ ضرور ملک بادشاہی میں ایک نہ ایک دن تباہی لائینگے۔ چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اوس نے ایک محضر تیار کرکے راجپوتانہ کے راجاؤں کی اوسپر دستخط کیا۔ پھر اوس محضر کو سورجمل وصفدر جنگ کے پاس روانہ کیا۔ اور لکھا کہ بادشاہ جب کوئل پہونچے تو وہاں صفدر جنگ آکر ملے۔ اور یہہ سب ملکر آگرہ آئین۔ یہاں راجپوت وجاٹ جمع ہوکر مرہٹوں کا مقابلہ کرین۔ اور ایک خط عماد الملک کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے لئے آتے ہین۔ اتفاقاً جو محضر کہ جاٹوں کے پاس جا رہا تھا وہ عماد الملک کے ہاتھ پڑگیا۔ اور اوس نے وہ خط الٹا بادشاہ کو لعنت ملامت کرکے بھیجدیا۔ خود تو جاٹوں کے محاصرہ مین مشغول رہا۔ اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنے کے لئے بھیجدیا۔ ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی خیموں پر گولے برسانا شروع کیا۔ سارا لشکر بادشاہ کا بھاگ گیا۔ صرف تین سو آدمی رہگئے۔ بادشاہ و وزیر بجز ازمصیبت دہلی پہونچے۔ بادشاہ قلعہ مین گیا۔ اور وزیر خیمہ مین اترا۔ سارا اسباب مرہٹونکے ہاتھ آیا۔ دوسرے روز عماد الملک محاصرہ چھوڑ کر چلا آیا۔ اور بادشاہ کا لشکر تباہ ہوکر جو راستہ مین ملتا گیا اوس نے اونکو تسلی وتشفی دی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ جو پیچھے رہگیا تھا اوسکے ساتھ عماد الملک وملہار راؤ

دہلی پہونچے۔ اب بادشاہ نے عماد الملک کے متعلق وزیر و امرا سے مشورہ کیا۔ نوسہیوں نے کہا کہ "عماد الملک مرہٹوں سے ملگیا ہے۔ اوس سے اطاعت کی توقع نہین۔ بہتر یہہ ہے کہ صفدر جنگ وسورجمل کو بلاکر مرہٹون کا قلع قمع کیا جائے"۔ لیکن عماد الملک تو راستہ ہی مین لشکر شاہی کو دم و دلاسا دیا تھا۔ اسلئے اون کے افسرون نے لڑائی سے انکار کردیا۔ بادشاہ نے کہا کہ عماد الملک میرا نمک پروردہ ہے وہ کبھی دغا نکریگا۔ اور وزیر سے کہا کہ تم چند روز گھر مین بیٹھے رہو۔ اور باہر نہ نکلو"۔ ہرچند وزیر نے بادشاہ کو سمجھایا کہ یہہ رائے اپکی خطا پر ہے مگر وہ نہ سمجھا۔ اب وزیر اپنے گھر جاکر اپنی حفاظت کا سامان خوب جمع کیا۔ یہان عماد الملک کی جانب سے عاقبت محمود خان بادشاہ کا وزیر بنا۔ اور تمام امرا کو جمع کرکے یہہ تقریر کی کہ "احمد شاہ بادشاہ سے سلطنت کی سنبھال اسوقت ناممکن ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ کسی دوسرے شاہزادہ کو تخت نشین کیا جائے"۔ الغرض عماد الملک کے خوف سے علمانے بھی بادشاہ کی معزولی کے نسبت فتوی لکھدیا۔ اور ۱۵ شعبان ۱۱۶۷ھ م جولائی ۱۷۵۴ء کو احمد شاہ معزول ہوکر قید خانہ مین گیا۔ اور سلطان عزیز الدین بن محمد معز الدین جہاندار شاہ کو تخت نصیب ہوا۔ احمد شاہ نے ۶ سال ۱ ماہ سلطنت کی۔ افسوس ہے کہ اس بادشاہ کے عہد مین اکبر اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہوگئی۔ اگرچہ بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین ابتک چلی جاتی تھی۔ مگر اوسکے قبضہ مین دوآبہ کے چند ضلعے اور جنوب مین ستلج کے کنارے ایک ضلعہ رہ گئے تھے۔ گجرات مرہٹون کی پامالی مین تھا۔ بنگالہ۔ بہار۔ اڑیسہ پر علی وردی خان کے جانشین متصرف تھے۔ اودہ مین صفدر جنگ کا ڈنکا بجتا تھا۔ وسط دوآب مین بنگش حکمرانی کرتے تھے۔ اور روہ اضلاع جنکو اب روہیلکھنڈ کہتے ہین روہیلون کے پاس تھا۔ پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تھا۔ باقی سارے ہندوستان مین ہندو مسلط تھے۔ صرف دکن کا ٹکڑا اونکے ہاتھون سے بچا ہوا تھا۔ اور وہان بھی آصف جاہ بہادر کی اولاد مین جھگڑا جاری تھا۔ میدان سلطنت مین کچھ کچھ انگریزی سوداگر بھی پیر جماتے جاتے تھے۔ اور بادشاہ پتھر کے بتکے مثال تھا۔ خواہ پرستش کی یا توڑ پھوڑ کر پھینکا

سلطان عزیزالدین عالمگیر ثانی

سلطان عزیزالدین نے اپنا لقب عالمگیر ثانی رکھا۔ اور عماد الملک نے وزارت کی باگ سنبھالی۔ احمد شاہ اور اوسکی مان صاحب زمانی کو اندھا کیا۔ خانخانان وزیر کو دھکا نے گرایا۔ ۱۷۶۷ء میں صاحب جلب نے انتقال کیا۔ اوسکا بیٹا شجاع الدولہ جانشین ہوا۔ سین داغ کے رسالہ نے وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ وزیر نے پرگنات پانی پت ورہتک تنخواہ مین دیدئے۔ تین چار مہینے تک رسالہ والون نے رعایا سے روپیہ وصول کرکے خوب مزا اوڑایا۔ اب وزیر نے اون محالات کو قطب شاہ روہیلہ کے حوالے کیا۔ جس سے دونون مین لڑائیان شروع ہوئین۔ آخر قطب شاہ نے فتح پائی۔ اسکے بعد وزیر لاہور پر قبضہ کرنیکے ارادہ سے پانی پت پہونچا۔ جہان سین داغ کے سواردن نے وزیر کو گرفتار کرکے بہت بعزتی کی۔ جب بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ وزیر کو چھوڑدو اور اپنی تنخواہ اگر لیجاؤ تو اونہون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھاکر عزت کے ساتھہ روانہ کردیا۔ اور وزیر اپنے خیمہ مین آتے ہی سپاہیون کو رسالہ سین داغ کے سوارون کے قتل کا حکم دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سب کے سب جان ومال سے برباد ہوگئے۔ بادشاہ نے دہلی مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور عماد الملک وزیر نے شاہزادہ عالی کو ہروجہ سے ایکر لاہور کی جانب کوچ کیا۔ ادرلہ پہنچکر مرزا اویس بیگ کو اپنے ساتھہ ملالیا۔ اور سید جمیل الدینخان کے ساتھہ سپاہ روانہ کرکے معین الملک کی بی بی (جو اوسکی ممانی ہوتی تھی۔ اور اوسکی لڑکی سے عماد الملک کی

* شاہ ابدالی نے ملتان ولاہور کے صوبے معین الملک پسر قمرالدینخان کے حوالے کئے تھے۔ جب وہ گھوڑے سے گرکر مرگیا۔ تو دسکا کم عمر بیٹا میر مومن صوبہ دار رہا۔ چند روز کے بعد اوسکا انتقال ہوگیا تو ابدالی نے معین الملک کے داماد خواجہ موسیٰ کو صوبہ دیا۔ اور بہکاری خان رستم جنگ کو مدار المہام بنایا۔ لیکن معین الملک کی بیگم نے ایک دن اوسکو زہر دلاکر سولی دیدی۔ تب مرزا اویس بیگ نے خفیہ خفیہ اپنے نام نائب صوبہ داری کی سند شاہ ابدالی سے نکالی۔ ۱۲ مولف

نسبت ٹھہری تھی) کو لکھا کہ اپنی لڑکی کو بھیجدے۔ اوس بیچاری نے لڑکی کو مع جہیز کے بھیجدیا۔ اوسکے بعد عماد الملک نے اودیپیگ کو اپنے سرداروں کے ساتھ معہ فوج لاہور بھیجکر اپنی ساس کو گرفتار کرا کے طلب کیا۔ جب وہ لدھیانہ آئی عذر معذرت پر کی اور تیس لاکھ روپیہ لیکر لاہور و ملتان کی صوبہ داری اودیپیگ کو دیکر اور دہلی۔ واپس آیا۔ جب شاہ ابدالی کو عماد الملک کی کارستانی معلوم ہوی تو فوراً لاہور آیا۔ اور اودیپیگ بھاگ گیا۔ پھر شاہ ابدالی سرہند پہونچا۔ عماد الملک بھی نجیب خان کو لیکر مقابلہ کو چلا۔ مگر اسکی سفاکی اور بیباکی سے اکثر سپاہ نجیب خان کے شاہ ابدالی سے جاکر ملگئی۔ اب عماد الملک نے دیکھا کہ بجز اطاعت کے چارہ نہین ہے۔ تو وہ اپنی ساس کے پاس دوڑا گیا۔ اور اوس سے سفارش کرائی۔ اور شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کی بھی خوشامد درآمد کی۔ غرض ان حکمتون سے اپنا قصور شاہ ابدالی سے معاف کرالیا اور وزارت کو بھی قائم رکھا۔ اسکے بعد احمد شاہ ۱۱۶۷ھ مین شاہجہان آباد آیا۔ بادشاہ سے ملاقات کی۔ اور اس مہم کا خرچ وصول کرنے کے لئے عماد الملک کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے اور اپنے ایک سردار خان جہان کو جاٹون سے خراج لینے کو بھیجا اور خود شہر سے روپیہ وصول کرنیکا ارادہ کیا۔ عماد الملک نے درانیون کے سردار جان نثار خان۔ اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی و مرزا بابر کو ہمراہ لیکر فرخ آباد گیا۔ اور روہان سے پیشکش وصول کرکے پانچ لاکھ روپیہ شجاع الدولہ سے لیا۔ پھر فرخ آباد آکر شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ خانجہان کو جاٹون سے خراج لینے مین کامیابی نہین ہوئی۔ البتہ عزالدین قلعہ دار آگرہ سے کئی لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور روہان سے نکل کر شہر متھرا پر (جہان ہیلا ہور رہا تھا) دفعتاً آگرا اور خوب لوٹا۔ ادہر شاہ ابدالی بھی شہر کو دو مہینے تک برابر لوٹتا رہا۔ بڑے بڑے امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا تک نہ چھوڑا یہ کام سب تمام کرکے شاہ درانی الوپ شہر کی چھاؤنی مین گیا۔ اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کیا۔ اتنے مین گرمی ایسی پڑی کہ اوسکے لشکر کے ہزارون آدمی مرگئے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری خبر آئی۔ اور اب یہان لوٹنے کیلئے بھی کچھ نہ رہا تھا

غرض شوال ۱۱۷۱ھ میں جون ۱۷۵۸ء میں اپنے ملک کو سیدھا چلا گیا۔ اور جاتے جاتے نجیب جلن روہیلہ کو نجیب الدولہ کا خطاب دلا کر بادشاہ کا امیر الامرا مقرر کر گیا۔ اور محمد شاہ کی بیٹی جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کا بادشاہ کی بھتیجی سے نکاح کر کے اوسکو لاہور۔ ملتان۔ سندھ کا ناظم مقرر کیا اور خانجہان کو اوس کا سپہ سالار بنایا۔

جب احمد شاہ درانی دہلی سے چلا گیا۔ تو عماد الملک فرخ آباد سے نکلا اور نجیب الدولہ کی مخالفت کے باعث احمد خان بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا۔ اور رگھوناتھ راؤ ملہار راؤ ہلکر کو دکن سے بلا کر شاہجہان آباد کا محاصرہ کر لیا۔ ۲۷ روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر بادشاہ نے ہلکر کو رشوت دیکر محاصرہ سے نجات پائی۔ اور عماد الملک نے نجیب الدولہ کو شہر سے نکال دیا اور وہ اپنی جاگیر سہارنپور وغیرہ کو چلا گیا۔ اسکے بعد بادشاہ کے طرفداروں کو نظر بند کیا۔ اور عالی گوہر (جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا) کو بھی قابو میں لانا چاہا۔ بہت کچھ تدبیریں کیں۔ مگر وہ جرأت کر کے یہاں سے نکل گیا۔ اور نجیب الدولہ کے پاس آٹھ ماہ تک رہا۔ اس زمانہ میں ملک بنگالہ میں انقلاب عظیم پڑا اور جعفر خان انگریزوں کی حمایت سے اوسپر مسلط ہو گیا تھا۔ اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو کہا کہ آپ بنگالہ جائیے۔

اب کسقدر حالات مرہٹوں کے ملاحظہ کیجئے کہ جب شاہ درانی اپنے ملک کو گیا تو تیمور شاہ کو پنجاب کا ناظم اور خانجہان کو اوسکا نائب مقرر کر گیا تھا۔ خانجہان نے ادینہ بیگ کو (جو مکار و دغاباز تھا۔) دوآبہ جالندھر میں اپنا نائب بنایا۔ چند روز کے بعد جب اوسکو بلایا تو وہ نہ آیا اور بھاگ گیا اسلئے دوآبہ میں مراد خان بھیجا گیا۔ ادھر ادینہ بیگ نے سکھوں کو اپنا طرفدار بنا کر دوآبہ پر یورش کی۔ اور اوسکو خوب لوٹا۔ ادھر مراد خان خانجہان کے پاس لاہور چلا گیا۔ اب ادینہ بیگ نے دیکھا کہ صرف سکھوں کی اعانت سے کام نہیں بنے گا تو اوس نے رگھناتھ اور سمشیر بہادر کو طلب کیا۔ مرہٹے تو ایسے موقعوں کے منتظر ہی رہتے تھے۔ شعبان ۱۱۷۱ھ میں دونوں پنجاب آئے۔ اول سرہند میں عبد الصمد خان کو

جوزا نیون کے طرف سے حاکم تھا اڑکر مارا۔ اور لاہور و پنجاب پر قبضہ کرلیا۔ اور امینہ بیگ سے ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ ٹھہرا کر اوسکو لاہور کا صوبہ دار بنایا۔ رگھناتھ و شمشیر بہادر تو دکن چلے گئے۔ لیکن جنکوجی کو راجپوت راجاؤن سے لڑنیکے لئے دہلی میں چھوڑ گئے ۱۱۷۲ھ مین امینہ بیگ مرگیا۔ جنکوجی نے سرہند کی صوبیداری امینہ بیگ کے دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ امینہ بیگ کی بی بی کو دیا اور لاہور پر ساما مرہٹہ کو مقرر کیا۔ اس اثنا مین دتاجی سندیہا و بیلاجی ہندے کے فتح کرنیکے لئے جمنا پار اترا۔ اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ چونکہ اوسمین مقابلہ کی طاقت موجود نہ تھی اسلئے وہ چلتا بنا۔ ادھر دتاجی نے گوبند رام بندیلہ کو ۲۰ ہزار کے لشکر سے چاندپور و مدینہ کو خراب کرنیکے لئے چھوڑ دیا۔ اور نجیب الدولہ نے سعداللہ خان۔ رحمت خان۔ دوندے خان۔ شجاع الدولہ کو اپنے ساتھ موافق کرکے گوبند رام بندیلہ سے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ مرہٹون نے شکست پائی۔ اور اونکا بہت سا سامان انکے ہاتھ آیا۔ جس سے دتاجی کی قوت ضعیف ہوگئی۔ جمادی الاول ۱۱۷۴ھ مین اوس نے شجاع الدولہ وغیرہ سے صلح کرلی۔ اور ہر احمد شاہ درانی کو مرہٹون کے پنجاب پر قبضہ کرنیکی خبر معلوم ہوی تو وہ فوراً آپہونچا۔ سامانا لاہور سے بھاگا۔ صدیق بیگ وغیرہ بھی پوشیدہ ہوگئے۔ اور احمد شاہ دوآبہ آیا۔ انہین ایام مین شجاع الملک نے اپنے خالو نظام الدولہ کو قید خانہ مین قتل کرڈالا۔ اور مہدی علیخان کشمیری کی پگڑی پڑھا کر بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اوس نے بادشاہ کے پاس جاکر عرض کیا کہ فیروز شاہ کے ٹیلہ مین ایک درویش کامل ٹھہرے ہوے ہین۔ جو قابل زیارت ہین۔ چونکہ عالمگیر ثانی کو فقراؤن سے اعتقاد تھا اسلئے وہ اس شیطان کشمیری کے ہمراہ وہان تنہا گیا۔ صرف مرزا بابر (جو بادشاہ کا داماد تھا) ہمراہ تھا۔ جب بادشاہ وہان پہونچا تو اس نمک حرام کشمیری نے بادشاہ کو ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ م ۱۷۵۹ع مین قتل کرڈالا۔ اور سر کو تن سے جدا کرکے بیدردی سے کرجناتی بیت مین پھینکدیا۔ بدمعاشون نے لاش پر سے کپڑے تک اتار لیے

مرزا بابر رہی ہوکر قلعہ سلیم گڑھ مین قید ہوا۔ کئے روز بعد اس کشمیری کے حکم سے عالمگیر ثانی (بادشاہ) کی لاش ہمایون کے مقبرہ مین دفن ہوئی۔ اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر بٹھاکر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نمانا۔ شاہزادہ عالی گہر (جو ولیعہد تھا) دہلی مین نہ تھا بلکہ بنگال مین اپنی سلطنت کے جانیکی تدبیرین کر رہا تھا۔ اب شاہزادون نے متفق ہوکر بغیر بادشاہ کے لڑائی کے کام کو جاری رکھا۔ ادہر احمد شاہ درانی نے دتتاجی سندیہیا کو شکست دی سندیہیا کی دو تہائی فوج مارگئی اور خود سندیہیا بھی قتل ہوگیا۔ جنکوجی نے اس شکست کی خبر ہلکر کو پہونچائی۔ وہ فوراً ڈرانیون پر چڑھ دوڑا۔ مگر ڈرانیون نے اس غضب کا حملہ کیا کہ ملہر راؤ ہلکر صرف تین سو سوارون کو لیکر بھاگ گیا۔ اور اوسکا باقی لشکر مارا گیا۔ اور تمام اسباب ڈرانیون کے ہاتھہ لگا۔ اسکے بعد شاہ درانی نے شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ اور آپس مین اتحاد محبت کے وعدے ہوئے۔

جب دکن مین دتتاجی سندیہیا کے قتل اور ہلکر کی بربادی کی خبر پہونچی تو سداشیو راؤ عرف بھاؤ بڑے کروفر کے ساتھہ دکن سے کوچ کیا۔ اور بسواس راؤ پسر بالاجی راؤ بھی اوسکے ساتھہ تھا۔ جب یہہ لشکر اکبرآباد پہونچا تو سورجمل جاٹ ۳۰ ہزار سوار سے آکر ملا۔ اور راستہ مین راجپوتونکی فوج بھی شامل ہوتی گئی عماد الملک (جو متہرا مین تھا) بھی آگیا۔ اب یہہ سب ملکر ۹ ذیحجہ ۱۱۷۳ھ کو شاہجہان آباد وافل ہوے۔

---

* یہہ بالاجی کا بیٹا اور بالاجی راؤ کا بھتیجا اور بھائی ہے۔ اسکے ہندوستان آنیکے واقعات درخون نے یہہ لکھے ہین کہ جب رگھناتھہ راؤ دکن گیا تو مہمات ہندوستان کے اخراجات کا قرض ایک کروڑ روپیہ اپنے گھر سے دیا پڑا۔ اس زمانہ مین سداشیو راؤ احمد نگر پر قبضہ کرکے اورنگ زیب کی لڑائی مین بہت سا ملک اور دولت حاصل کیا تھا۔ انفرض کام دونون نے دکن مین کئے تھے اوسکے مقابلہ مین رگھناتھہ جی کے کام بیوقعت تھے۔ اسلئے سداشیو نے اپنے بھائی رگھناتھہ کو فضول کہا۔ جسپر رگھناتھہ طیش مین آکر کہا کہ اسدفعہ آپ ہندوستان خاص کی لڑائی پر تشریف لیجائیے تو ساری حقیقت کھل جائیگی۔ چنانچہ اسی گفتگو سے سداشیو راؤ ہندوستان کا رخ کیا۔ اور رگھناتھہ دکن کی جماعتین لگا دیں۔

بہاؤ سعد اللہ خان کی حویلی مین اترا۔ اور قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ یعقوب علیخان قلعہ دار نے کسیقدر مقابلہ کے بعد قلعہ حوالہ کیا۔ بہاؤ نے شنکر راؤ کو قلعہ سپرد کرکے شجاع الدولہ کے ذریعہ شاہ درانی سے صلح کرنی چاہی۔ مگر خود شجاع الدولہ اس امر پر راضی نہوا۔ اب بہاؤ نے دیوان خاص کے چہندی کو جو نقرہ مینا کاری کا تھا۔ اوتار لیا۔ اور قدم شریف و حضرت نظام الدین اولیا۔ کی درگاہ مین جو اسباب سونے چاندی کا تھا۔ اوسکو بھی لیکر ٹکسال مین سکہ بنا ڈالا۔ اور غلہ کی کمیابی سے ۲۹ صفر ۱۱۷۴ھ کو بہاؤ نے شاہجہان ثانی کو (جو نام کا بادشاہ تھا۔) معزول کرکے مقید رکھا۔ اور جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گہر کو تخت پر بٹھایا۔ اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا۔ بہاؤ کا تو ارادہ یہہ تھا کہ بسواس راؤ کو تخت پر بٹھاے۔ مگر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کے مخصون سے رستگاری حاصل کرکے اس ارادہ کی تکمیل کیجیے۔ بعد ازان بہاؤ یہان سے نکل کر کنجپورہ پر حملہ کیا۔ اور اوسکو فتح کرکے بہت سے درانی سردار قتل کر ڈالے۔ اس اثنا مین سورجمل جاٹ اوس سے علیحدہ ہوگیا۔ الغرض جب شاہ درانی کو کنجپورہ کے فتح کی خبر ہوئی تو وہ فوراً انوپ شہر سے کوچ کرکے بہاؤ کے مقابل آیا۔ اسوقت درانی کے سپاہ کی تعداد صرف پچاس ہزار سوار (جنمین ہندوستانی پیادے تیس توپین نہین۔ اور بہاؤ کے پاس ۲۵ ہزار سوار (جو قواعد دان ۵ ہزار پیادے دوسو توپین سوار قلعہ شکن توپون کے ابراہیم بیگ خان گردی (جو فرانسیسی جنرل بسی کا شاگرد رشید تھا) کے ماتحت تہین۔ علاوہ اسکے اور لشکر راجپوتون کا (جو ساتھ ہوگیا تھا) تھا۔ جنکی جملہ تعداد تین لاکھ کے قریب تہی۔ الحاصل دونون نے اپنے اپنے اطراف لشکر کا حصار باندہا۔ روز چھیڑ چھاڑ ہونی شروع ہوی۔ ۸ ربیع الاول کو شاہ درانی نے بہاؤ کے توپخانہ پر یورش کی۔ شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ بہاؤ کا سر اڑا بلونت مارا گیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ گوبند رائے بندیلہ ۱۰ ہزار سپاہ و خزانہ و سامان رسد سے مرہٹون کی اعانت کو اٹاوہ سے چلا آتا ہے شاہ درانی نے

عطائی خان دُرّانی کو ہزار سوار سے اوسکے مقابلہ کو روانہ کیا۔ یہہ لشکر اول شاہجہان آباد گیا۔ اور لشکر راؤ قلعدار کو قتل کر کے اوسپر قبضہ کیا۔ پھر جلال آباد مین گوبند رائے سے مقابلہ ہوا۔ اور گوبند رائے مارا گیا۔ سارا سامان رسد و خزانہ دُرّانیون کے ہاتھ لگا۔ ادہر بہاؤ کا قافیہ رسد کی عدم موجودگی سے تنگ ہو رہا تھا۔ آخر اوس نے شجاع الدولہ کی معرفت صلح چاہی۔ ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہو گئے مگر نجیب الدولہ نے اتفاق نکیا۔ جس سے صلح کی کارروائی ہونے نپائی۔ جب بہاؤ بہت تنگ ہوا تو ۱۴ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ کو دُرّانیون سے مقابلہ کیا۔ خوب جنگ رستخیز ہوی۔ پہلے دُرّانیون کا پلّہ ہلکا رہا۔ بعد ازان دُرّانیون نے اس غضب کا حملہ کیا کہ مرہٹون کو شکست ہو گئی۔ لشکر دُرّانی نے ۲۰-۲۰ میل تک فرار شدہ مرہٹون کا تعاقب کر کے قتل کیا۔ باقی جو بچے اونکو گنواروں نے مار ڈالا۔ بسواس راؤ بہاؤ بھی مارے گئے۔ جنکو جی سندیہیا اور ابراہیم خان گردی بھی قتل ہوے شمشیر بہادر بھی بہادر گتے ہوے مارا گیا۔ صرف ملہار راؤ اور آپاجی سندیہیا (لنگڑا ہو کر) بچکر بالوہ گئے ان دو سردارون کے سوا کوئی نامی سردار نہ بچا۔ یہہ شکست مرہٹونکو ایسی ہوی کہ ابتک کبھی نہین ہوی تھی بالاجی راؤ بھی اس صدمہ سے چند روز کے بعد مر گیا۔ اس فتح کے بعد شاہ دُرّانی پانی پت سے دہلی آیا۔ شاہزادہ عالی گہر (شاہ عالم) کو بادشاہ مقرر کیا۔ چونکہ شاہزادہ موجود نہ تھا۔ اسلئے اوس نے اوسکے بیٹے جوان بخت کو بادشاہ کا نائب بنایا۔ اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کو وزیر نجیب الدولہ کو امیر الامرا بنانیکی سفارش کی۔ اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کر کے شجاع الدولہ کو اودہ۔ و الہ آباد کے صوبون پر روانہ کر دیا۔ اور خود قندہار چلا گیا۔

اب کسیقدر عماد الملک کا حال سنئے کہ وہ چند روز سورجمل ٹھاکر بھرتپور کے پاس رہا۔ پھر دکن گیا۔ بیس برس تک یہیں بدلے پڑا پھرا ۱۷۹۰ء مین انگریزی ایلچی کے ہاتھ آیا۔ گورنر جنرل نے مکہ معظمہ بھیجدیا آخر عمر مین ہندوستان آیا۔ احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص پیدا کیا۔ ملتان کے صوبہ دار

یارانہ جوڑا۔ چند روز کے بعد انتقال ہو گیا۔

عالی گہر شاہ عالم بادشاہ

ہم نے اسکے قبل لکھا ہے۔ کہ نجیب الدولہ نے عالی گہر کو بنگالہ جانیکی صلاح دی تھی۔ اور محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد (جو شجاع الدولہ کا چچازاد بھائی تھا) نے بھی اوسکو بنگال پر چڑھائی کرنیکے لئے طلب کیا تھا کیونکہ یہہ زمانہ وہ تھا کہ انگریز اور سراج الدولہ مین لڑائی ہو رہی تھی۔ چنانچہ وہ پہلے لکھنؤ آیا۔ اور شجاع الدولہ سے ملکر الہ آباد پہونچا۔ محمد قلی نے بہت کچھ اُوبھگت کی۔ اور شاہزادہ نے محمد قلی کو بنگال و بہار و اڑیسہ کی سند لکھدی۔ الغرض نومبر ۱۷۶۰ء مین شاہزادہ کرم فرما سامی پارا اترا۔ اتنے مین باپ (عالم گیر ثانی) کے قتل کی خبر آئی۔ شاہزادہ نے اوسیوقت تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور شاہ عالم لقب رکھا۔

انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تھا تو اوس نے بہار مین راجہ رام نرائن کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ چنانچہ شاہ عالم پہلے بہار پھونچکر اوسکو شکست دیا۔ اتنے مین نواب کی فوج کو انگریزی کنٹنجنٹ کی امداد پہونچنے سے ۱۸ فروری ۱۷۶۱ء کو بادشاہ نے شکست کھائی۔ اب بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ مرشد آباد کو لے لے۔ مگر انگریزون نے پھر بادشاہ کو شکست دی۔ اس اثنا مین ایک فرانسیسی افسر معہ شیرلا (جسکے ساتھہ سو فرانسیسی سپاہ تھی) بادشاہ کے ساتھہ مل گیا۔ اب بادشاہ یہان سے کوچ کرکے ان فرانسیسون کی مدد سے پٹنہ کا محاصرہ کیا۔ کپتان نوکس جو دوان سے یلغار پٹنہ آکر بادشاہ کو شکست دیا۔ اور بادشاہ گیا کی جانب بھاگا۔ اوسکو یہہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھہ دیگا۔ مگر خادم حسین خان کے سوائے کسی نے بادشاہ کی کمک نہ کی۔ جب بادشاہ کو خادم حسین خان کی کمک ملگئی تو پھر اوس نے پٹنہ پر حملہ کیا۔ لیکن اسدفعہ بھی کپتان نوکس نے شکست دیدی اور کپتان مونسیر لابی گرفتار ہو گیا۔ دو برس تک بادشاہ اسیطرح شکست اوٹھاتا رہا۔ آخر مایوس ہو کر ارادہ کیا کہ انگریزونکی

اعانت سے دہلی کے تخت پر بیٹھے - اتنے مین شجاع الدولہ بادشاہ کے پاس آیا - اور اوسکو لیکر الہ آباد پہونچا - کالپی مین جسقدر مرہٹے تھے - اونکو نکال دیا - بندیلکھنڈ کا بھی انتظام کیا - اسکے بعد جہانسی کے قلعہ کو فتح کرکے پھر الہ آباد مین آگیا - بادشاہ نے شجاع الدولہ کو خلعت وزارت عطا کیا - اب میر محمد قاسم خان عالیجاہ انگریزون سے شکست پاکر بادشاہ کے پاس آیا - اور شجاع الدولہ سے مدد چاہا - شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھہ لیکر بنارس کے جانب انگریزون سے لڑنے چلا - ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو بمقام بکسر انگریزون نے بادشاہ کو شکست دیدی - اسکے دوسرے روز بادشاہ انگریزی لشکر مین چلا آیا انگریزون سے عہد و پیمان کرلیا - بنگال - بہار - اڑیسہ کی دیوانی بلا شرکت غیرے بطور التمغار کارکپنی کو دیدی - اور خراج دیوانی جو اب تک لیا جاتا تھا - وہ معاف کردیا - اسکے علاوہ سرکار بنارس و غازیپور بھی بطور جاگیر کے دیدئے - اور ۲۶ لاکھ روپیہ (جو پہلے نواب دیتا تھا -) بادشاہ کو سرکار انگریزی سالانہ ادا کرنا قرار پایا - اب صرف صوبۂ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا - اور شجاع الدولہ یہان سے بہاگ کر روہیلکھنڈ کے افغانون اور ملہار راؤ ہلکر کی مدد لیکر کانپور کے قریب انگریزون سے لڑا مگر شکست اوٹھا کر اپنے ملک کو چلا گیا - اور بادشاہ الہ آباد مین انگریزونکا ایک پنشن دار ہوگیا - اسوقت بادشاہ کے پاس مرزا نجف خان - اور امیر الدولہ سارے گھر کے مدار المہام بنے ہوے تھے - اور مرزا سعادت علی خلف شجاع الدولہ - نائب وزیر تھا -

اور ہر دہلی کے حالات سنئے کہ شاہزادۂ جوان بخت نائب بادشاہ - اور نجیب الدولہ امیر الامرا تھا انہین ایام مین سورجمل جاٹ نے میدان خالی پاکر سرکشی اور بغاوت شروع کی تھی - چونکہ نجیب الدولہ جبری اور بہادر تھا - اسلئے اوس نے بلوچون کی امداد سے جاٹون کی خوب سرکوبی کی - آخر سورج مل جاٹ سید محمد خان کے ہاتھہ مارا گیا - لیکن اوسکے بیٹے جواہر سنگھ نے ملہار راؤ کو لیکر دہلی پر حملہ کیا - دو تین مہینے نجیب الدولہ پریشان رہا - اسکے بعد صلح ہوگئی - اتنے مین سکھون نے دہلی پر یورش کرنی چاہی - اور

سارے ملک مین غدر مچادیا۔ مگر اسوقت شاہ ابدالی نے لاہور آکر اونکو شکست دی۔ اور وہ بیچارے
بہاگ گئے پھر آلاجاٹ نے سرہند مین دو لاکھ فوج جمع کرکے دہلی کو برباد کرنا چاہا۔ اس دفعہ بھی شاہ ابدالی
۹۰ کوس دو روز مین طے کرکے آپہونچا۔ اور پانی پت کے مقام پر اونکو شکست دی۔ ۲۰ ہزار آدمی اونکے مارے
گئے۔ اور شاہ ابدالی نے نورالدین خان کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا۔ اور پھر وہ کبھی ہندوستان کو نہین آیا

کچھ حالات مرہٹون کے ملاحظہ کیجئے کہ جب انہون نے ۱۷۶۷ء مین آپس کے جھگڑون سے
فرصت پائی تو جیپور۔ و بھرتپور کو لوٹتے ہوے دہلی پر آدھمکے۔ نجیب الدولہ نے ملکر کے اتفاق
سے مرہٹون کے ساتھ صلح کرلی۔ اور روسطہ دوآبہ کے اضلاع اونکے حوالے کئے۔ چند روز کے بعد
نجیب الدولہ کا انتقال ہوگیا۔ اور اوسکا بیٹا ضابطہ خان جانشین ہوا۔ جب مرہٹے دوآبہ کے حصہ مین
پہیلے تو تمام روہیلکھنڈ پر فرخ آباد کے سیوا قبضہ کرلیا۔ یہانتک کہ ۱۷۷۱ء مین دارالسلطنت پر
بھی قابض ہوگئے۔ گو جوان بخت کو بدستور قائم رکھا۔ مگر اوسکے طرف سے خود انتظام کرنے لگے۔ اور
ضابطہ خان اپنی ریاست رامپور کو چلا گیا۔ اودہر شاہ عالم الہ آباد مین رہتے رہتے تنگ ہوکر
شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ مگر اوسکو وہان تک پہونچانیوالا کون تھا۔ آخر مرہٹے اس کام پر مقرر
ہوے۔ جب بادشاہ نے انگریزون سے رائے لی تو اونہون نے اس ارادہ کو اپنی مرضی کے خلاف بتلایا
لیکن شجاع الدولہ نے تائید کرکے مئی ۱۷۷۱ء مین بادشاہ کو دہلی پہنچایا۔ راستہ مین بادشاہ فتح گڈھ
مین اترا۔ مظفر الدولہ پسر احمد خان بنگش نے پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ بادشاہ نے برسات
کے سبب یہان مقام کیا۔ اسوقت تین ہزار مرہٹون کی سپاہ دہلی مین تھی۔ مادھوجی سندیہا
پہلے فرخ آباد مین بادشاہ پاس آیا۔ اور اپنے عہد و پیمان بادشاہ سے ٹھہرا گیا۔ ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء
کو بادشاہ قلعہ مین داخل ہوا۔ عبدالاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب بنا۔ مجدالدولہ کا خطاب پایا۔
مرزا نجف خان نے سپاہیون کو جمع کرکے سپاہ سالار بنا۔ اور بادشاہ کے حکم سے ضابطہ خان جو اپنے

علاؤ سہارنپور وغیرہ مین رہتا تھا) پر حملہ کرکے اوسکو شکست دی - ضابطہ خان تو شجاع الدولہ کے پاس بھاگ گیا - لیکن اوسکے اہل وعیال اور خزانہ شاہی لشکر کے ہاتھہ لگا - ان مین اوس کا بڑا بیٹا غلام قادر خان ایسا خوبصورت تہا - کہ جب بادشاہ کے پاس بہیجا گیا تو اوس نے محل سرا کی زینت بنایا - ۱۷۷۲ء مین روہیلون نے شجاع الدولہ سے اتفاق کرکے مرہٹون کے اخراج کی فکر مین ہوئے - اور ضابطہ خان نے شجاع الدولہ کی تحریک سے مرہٹون کے ساتھہ سازش کی اور مرہٹون نے اوس سے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرا قصور معاف کراکے امیر الامرائی کا خطاب دلائینگے - بعد ازان مرہٹون نے رنجیت سنگھہ کو اوکسا کر بلپ گڈہ پر حملہ کرایا - رئیس بلپ گڈہ نے بادشاہ سے مدد چاہی - مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے ایک فوج جرار اوسکے مدد کو بھیجدی - مرہٹون نے رنجیت سنگھہ کی اعانت کرکے بادشاہی لشکر کو پسپا کیا - سنیدہیا اس لڑائی سے کنارہ کرکے جیپور کے لوٹنے کو چلا گیا - ٹوکاجی ہلکر اور مرہٹے دہلی کے طرف بڑہے - مرزا نجف خان نے مقابلہ کیا لیکن شکست پائی - آخر حسام الدولہ کے ذریعہ سے صلح ہوگئی - ضابطہ خان امیر الامرا ہوا - اور اضلاع دوآب مرہٹون کے حوالے ہوئے اسکے بعد مرہٹون نے مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کرکے روہیلکہنڈ پر حملہ کیا - دوآبۂ زیرین کے صوبے بادشاہ نے انگریزون کو دیدئے تھے - اور انگریزون نے اوسکو پچاس لاکھہ پر شجاع الدولہ کے ہاتھہ بیچڈالے تھے - اسلئے انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کی رفاقت مین مرہٹون سے لڑنیکو روہیلکہنڈ مین متعد ہوئی - جب مرہٹون نے یہہ حالت دیکھی تو وہ اٹاوہ کو چلے گئے - اور مرزا نجف خان شجاع الدولہ - اور انگریزون کی سفارش سے بادشاہ کے پاس پھر اپنے عہدہ پر بحال ہوگیا - ضابطہ خان جاٹون کے پاس چلا گیا - حسام الدولہ قید ہوا - اوسکی جگہہ عبد الاحد خان کشمیری مدار المہام مقرر ہوا ۱۷۷۳ء مین مرزا نجف خان نے جاٹونکی خوب سرکوبی کی (جو اندرون فتوش مچا رہے تھے) اور پھر ایک فرانسیسی

بہ یہہ ایک بات نیک حرام متقی و فرانسیسی افسر تھا - اوسکا قاعدہ تھا کہ جس کسیکو زبردست پاتا اوسکی نوکری کر لیتا پہلے یہ میر عالم اچھا کا

(جو جاٹون کا ملازم تھا) مرزا نجف خان کی ملازمت مین آگیا۔ اتنے مین ضابطہ خان نے سکھون سے سازش کرکے بغاوت برپا کی۔ چنانچہ نجف خان نے اوسکی بھی خاطر خواہ خبر لی۔ آخر اوس نے اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ نجف خان نے اوسکا قصور معاف کرکے اوسکی بہن سے نکاح کرلیا۔ اور پھر اوسکو سہارنپور کی فوجداری بادشاہ سے دلوادی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہوگیا۔ امیر الامرا دوبارہ آگرہ مین گیا۔ اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوس سے عہد پیمان کرنے چاہے۔ مگر اوس نے شمرو کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اسلئے عہد و پیمان نہوے۔ اسوقت اودھ مین آصف الدولہ بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا۔ اور شمرو کو سردھنہ دیا گیا۔ سرہند مین ملا احمد داد خان فوجدار مقرر ہوا۔ ۱۷۷۳ء مین سکھون نے سرہند کے فوجدار احمد داد خان کو شکست دیکر مار ڈالا۔ جب یہہ خبر بادشاہ کو ہوی تو عبد الاحد خان کشمیری ایک شاہزادہ کو ہمراہ لیکر فوج شایستہ کے ساتھ سکھون کے مقابلہ گیا۔ مگر سکھون نے شکست دیدی۔ اور عبد الاحد خان بھاگ گیا۔ اب مرزا نجف خان (امیر الامرا) روانہ ہوا۔ اور میرٹھ کے قریب سکھون کو شکست دی اور ۲۰ ہزار سکھہ معہ اپنے افسر کے مارے گئے۔ راستہ مین عبد الاحد خان کشمیری مرزا نجف خان کے ہاتھہ لگا۔ مرزا نے اوسکو قید کرکے اوسکا گھر بار ضبط کرلیا اور ۴۰ لاکھہ کا سرمایہ جو ضبطی مین آیا وہ خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ ۴ مئی ۱۷۷۳ء کو شمرو مرگیا۔ اوسکی قبر پر پرتگیز یہہ تاریخ لکھی ہے کہ "یہہ بڑا سفاک بیرحم بیوفا جاہل ایمان تھا"۔ اوسکی لشکر کی سرداری بادشاہ نے اوسکی بیگم کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۶۵) نوکر تھا۔ وہان نمکحرامی پر پھنسی کہ میر قاسم کو پکڑکر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور خود بھی شجاع الدولہ کا نوکر ہوگیا۔ اسکی بیٹی جواہر مل۔ راجہ جیپور وغیرہ کا ملازم ہوا۔ اور سب کو تباہ کرکے اب مرزا نجف خان کا دامن پکڑا۔ ۱۲ مولف۔

بیگم یہہ بیگم ایک عرب کی بیٹی کسی کے پیٹ سے تھی ۱۷۵۲ء مین بمقام کوتانہ پیدا ہوی جب باپ مرگیا تو سوتیلے بھائی سے تنگ ہوکر وہ اور اوسکی ماں مین دلی جا رہے۔ اتنے مین شمرو سے آشنائی ہوگئی۔ پھر اوس نے شادی کرلی اور اس نے عیسائی مذہب اختیار کرکے جوہانا نام رکھا۔ گو اسوقت شمرو کا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے موجود تھا۔ مگر مرزا نجف کی سفارش سے بادشاہ نے اوسکے لشکر کی سرداری بیگم کو عطا کی ۱۲ مولف

عطا کی - ۲۶ - اپریل ۱۷۶۲ء کو مرزا نجف خان نے انتقال کیا - اوسکا نلیٹھ بیٹا (جسکو اوسکی بہن نے بھی بیٹے کیطرح پالا تھا -) افراسیاب خان خلعت امیر الامرائی سے سرفراز ہوا - مگر بعد مین مرزا نجف کے ایک قریبی رشتہ دار مرزا شفیع نے کچھہ ایسے جوڑ توڑ لگائے کہ افراسیاب خان بھاگ گیا - اور بادشاہ نے امیر الامرائی کا خطاب مرزا شفیع کو دیا - لیکن چند روز کے بعد مرزا شفیع بھی بھاگ گیا - یہ سلطنت کے رد و بدل کو مرہٹے دور سے تاک لگائے بیٹھے تھے - جب انگریزون کو معلوم ہوا تو انہون نے اس خوف سے کہ مرہٹے بازی نلیجائین - بادشاہ کے پاس اپنے دو افسر بطور سفیر بھیجے - یہ ایلچی ابھی سلطنت مین داخل نہوے تھے کہ ایک گل یہ اور کھلا کہ مرزا شفیع مرزا محمد بیگ ہمدانی کو (جو آگرہ مین صوبہ تھا) ساتھہ لیکر آیا اور بادشاہ کے پاس یہ درخواست کی کہ ہمارے پرانے متوسل لطیف خان (یہہ نواب وزیر کا نائب تھا - جو لشکر کے ساتھہ دہلی مین رہتا تھا -) اور مسٹر لوئی (یہ شمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا -) کو صلح کے تمام شرائط ٹھہرانے کا اختیار دیکر ہمارے پاس بھیجدو - چنانچہ یہہ درخواست بادشاہ نے منظور کی - اور ان دونون کو روانہ کیا - ہر چند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ کیا کرتے ہو ان سرکشونکی تنبیہ کرو - مگر سب کی عقل جاتی رہی - یہ دونون ایلچی وہان جاکر مارے گئے - پھر محمد بیگ و مرزا شفیع کے آپسمین جھگڑا شروع ہوا - اسوقت بادشاہ بھی بڑا دق تھا - مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلاکر اوسکو بھی راضی کرلیا - اور مرزا شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلا دیا - عبد الاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا - ۲۳ ستمبر ۱۷۶۳ء کو مرزا شفیع آگرہ سے آگرقلعہ مین جانا چاہا - مگر کسی نے جانے نہ دیا - اسکے بعد محمد بیگ صلح کے بہانہ مرزا شفیع کے پاس جاکر اوسکو مار ڈالا - بعض کہتے ہین کہ اوسکے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے مارا - الغرض یہہ کام افراسیاب کی تحریک سے ہوا - کیونکہ اسکے بعد وہ امیر الامرا بن گیا - چونکہ مرزا جوان بخت کا دل دہلی سے بیزار ہوگیا تھا - اسلئے وہ ۱۴ اپریل کو (سیکڑون مصیبتین جھیل کر) انگریزون کے پاس چلا گیا - اب یہان محمد بیگ نے وزیر و افراسیاب خان کو

تکلیف پہونچانا شروع کیا - اور وزیر نے مادہوجی - سندیہیا کا رخ کیا - بادشاہ بھی اپنے اہلکارون سے بیزار تھا - وہ بھی اپنے تئین سندیہیا کے حوالے کرنا چاہا - اور دہلی سے نکل کر آگرہ چلا - سندیہیا بھی آگرہ اسی نظر سے آیا کہ دونون ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین - مجدالدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانے سے منع کیا - جس سے بادشاہ خفا ہوکر اوسکا گھر ضبط کرلیا - اور اوسکو قید خانہ بھیجدیا - جہان وہ ۱۷۸۸ء مین مرگیا - اب سندیہیا - اور افراسیاب خان کی ملاقات ہوی - دونون نے محمد بیگ پر حملہ کرنا چاہا - مگر ۱۸ نومبر ۱۷۸۸ء کو مرزا شفیع کے بہائی زین العابدین نے افراسیاب کو مار ڈالا - اور خود سندیہیا کے پاس چلا گیا - راجہ بہت بہادر سارے مغلیہ امیرون کو سندیہیا کے خیمہ مین لیگئے - وہان باہم مبارکباد دیگئی اول سے والی اودہ تو وزیر تھا - اب پیشوا امیر الامرا مقرر ہوا - اور مادہوجی سندیہیا نائب امیر الامرا قرار پایا - آگرہ - دہلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوے - ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا - ۶۵ ہزار روپیہ ماہوار بادشاہ کے خاص اخراجات کے لئے معین ہوی - انگریزونسے جو شرقی صوبون کا خراج لیا جاتا تھا وہ بھی بادشاہ نے معاف کردیا - ۱۷۸۵ء مین ضابطہ خان مرگیا - محمد بیگ کے پاس سے سپاہ بھاگ گئی - وہ بھی سندیہیا کے پاس چلا آیا - ۲۷ مارچ ۱۷۸۵ء کو آگرہ کا قلعہ سندیہیا کے حوالے کیا گیا - اب مغلونکے پاس سوا علیگڈہ کے قلعہ کے کچھ نہ رہا - یہہ قلعہ افراسیاب خان کی بی بی اور بچون کے پاس تھا سندیہیا نے اونکو ڈرا دہمکا کے قلعہ و مال اور اسباب پر قبضہ کرلیا - اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے کو مقرر کردیا - محمد بیگ ہمدانی کو راگھوگڈہ کی فتح کے لئے روانہ کیا - جب سارے دوآبہ مین سندیہیا کا عمل دخل ہوگیا تو - اب اوس نے جوان بخت کو دہلی آنیکے لئے لکھا - مگر نواب اودہ - اور انگریزون نے اوسے جانے نہ دیا - کیونکہ اگر وہ دہلی چلا جاتا تو مرہٹون کا پیر پورا جم جاتا - اور سرکار کمپنی و نواب اودہ کے دوآبہ مین اچھا نہوتا - ۱۷۸۵ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چھاؤنی قائم کی - ۸ مارچ ۱۷۸۵ء کو کلکتہ گزٹ مین مشتہر کیا گیا کہ مسلمانون کی سلطنت تو نہایت حقیر و ذلیل ہوگئی ہے ہندؤن سے

ہمکو کوئی خوف نہیں ہے اگر آپ دیوان نے صلاح دی کہ مسلمانوں کو تقویت دیکر ہندوؤں کو مغلوب کرنا چاہیئے
مگر ہمکو ایسے کام کرنیکی کچھ ضرورت نہیں جو ہندوستان کو ناگوار گذریں۔ اور سلطنت جو ہر سر زوال
ہے وہ حقیقت میں ہماری خفی دشمن در قریب ہے اوسکے حامی اور مددگار رہوں"۔ اسکے بعد
گورنر نے ایک اپنا وکیل پیشوا کے دربار میں بھی بھیجدیا۔ ادہر سید میاں نے استقلال حکومت کے لیے
کو تو اعدوان بنایا۔ جسکا لائق افسر ایم ڈی بورین اور سپہ سالار آپا کانڈی راؤ تھا۔ اور امیر زادونکو
جو سپاہ کی تنخواہ میں جاگیریں دیگئی تھیں وہ ضبط کرلیں۔ اور نرائن داس (جسکے پاس خراج کی آمدنی کا حساب
رہتا تھا) کو موقوف کرکے اوسکی جگہ شاہ نظام الدین عرف شاہجی کو مقرر کیا۔ اور راجپوتانہ سے
مایوس ہوا تو اوس نے علانیہ بغاوت اختیار کی۔ اور ہر چند کہ سید میاں نے قاعدہ رکھوگڈھ فتح نہ ہوسکا۔ اور
راجپوتوں نے اتفاق کرکے ایک لاکھ فوج۔ چار سو توپیں لاکھ روپیہ میں جمع کیں۔ مگر سید میاں کو سنیدیا
بھی فوج لیکر مقابلہ کو روانہ ہوا۔ دو روز تک خوب ہنگامۂ کارزار گرم رہا مگر راجپوتوں کا ہار گیا۔ تیسرے
روز ۱۲ ہزار مغلوں کی سپاہ تنخواہ کے مطالبہ میں سید میاں کے خیمہ کو گھیر لیا۔ اور انہوں کو کہلا بھیجا
کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمہارے ساتھ رہیں۔ راجہ نے روپیہ کا وعدہ کرلیا۔ اور سپاہ ادہر سے
جاکر مل گئی۔ قحط سالی نے مرہٹوں کا ناطقہ اور بھی تنگ کیا۔ آخر سید میاں الور کو چلا گیا۔ اور اسمٰعیل بیگ
(محمد بیگ کا بیٹا) ہزار سوار و چار پلٹنیں۔ چھ توپیں لیکر آگرہ روانہ ہوا۔ اب سید میاں نے رنجیت سنگھ
جاٹ کی کمک لیکر پھر راجپوتوں سے لڑنے چلا۔ اور پونہ کو بھی کمک کے لئے تاکید لکھا۔ ادہر شاہ عالم نے
راجپوتوں سے خفیہ طور پر پیغام و سلام شروع کیا۔ اتنے میں غلام قادر خان (جو بعد الدولہ ہوشیار جنگ
کا اپنے باپ ضابطہ خان کے انتقال کے بعد باون محال میں جانشین ہوا تھا) غوث گڈھ سے دہلی
آیا۔ اور راجپوتوں نے ایک اور شکست اسماجی کو دیدی۔ جس سے سید میاں لاچار ہوکر جنگ سے ہاتھ
اوٹھایا۔ اور کوئیا پہ چلتا بنا۔ اسمٰعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ کرلیا۔ غلام قادر خان نے منظور علیخان ناظر

کی توسط سے اپنے باپ کی جاہ و منصب کا بادشاہ سے طالب ہوا۔ سیندہیا کے داماد (جو اسوقت دہلی کا وکیل مطلق تھا) اور شاہ نظام الدین (جو دہلی کا ناظم تھا۔) نے غلام قادر خان کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ شروع کی۔ اور انہی گولون سے جواب دیا۔ اور مغلون سے سازش کرکے شہر مین داخل ہوا۔ منظور عیاں کے ذریعہ دیوان خاص مین جاکر پانچ اشرفیان بادشاہ کے نذر کین۔ اور امیر الامرائی کی درخواست کی۔ دو تین روز کے بعد کچھ سوارون کو لیکر قلعہ کے اندر مقیم ہوا۔ اس عرصہ مین ثمرو کی بیگم (جو سکھون سے لڑنے گئی تھی) پانی پت سے قافلہ مین آگئی۔ اور غلام قادر کو خبر کرکے پھر اپنے لشکر مین چلا گیا۔ اب بادشاہ کو جو طیش و غصہ آگیا تو اوس نے نجف قلی خان کو ریواڑی سے اپنی اعانت کو طلب کیا۔ ۶ ہزار سپاہی ذات سے نوکر رکھے۔ اور اپنے سونے چاندی کے برتن گلاکر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کردیئے۔ چنانچہ بہت سے شاہی سپاہ اور ثمرو کی بیگم نے غلام قادر کے لشکر پر گولہ باری آغاز کی۔ اسوقت سیندہیا گوالیار مین تھا اور اوسکے ایک سردار۔ للھو اوا داکو جو اگرہ مین تھا۔ اسمٰعیل بیگ نے گھیر رکھا تھا۔ اب اسماجی کچھ سپاہ لیکر جو دہلی آیا تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی۔ اور غلام قادر امیر الامرا بنگیا۔ اور بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے اوسکے سر پر گوشوارہ باندھا۔ اسکے بعد غلام قادر نے علی گڈھ کا قلعہ لے لیا۔ اور اسمٰعیل بیگ پر جاکر اگرہ کے محاصرہ مین شریک ہوگیا۔ جب مرہٹون کو دکن اور جاٹون کی کمک پہونچ گئی تو ان دونون نے فوراً اوٹھا دیا۔ ۲۴ اپریل ۱۷۸۷ء کو متھورا سیکری مین لڑائی ہوی۔ رانا خان (مرہٹون کا سردار) بھرت پور چلا گیا۔ پھر اسمٰعیل بیگ نے اگرہ کا محاصرہ کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر کو روانہ ہوا۔ سال ۱۷۸۷ء کے آخر مین والی جودہ پور کا ایلچی معہ معقول نذرانہ۔ اور سونیکی کنجی کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ مجھے سنگھ نے یہہ بھیجا ہے۔ اور حضور سپاہ لیکر چلین اور اجمیر پر قابض ہوجائین۔ پرتاب سنگھ راجہ جے پور کی بھی یہی تمنا ہے۔ ۵ جنوری ۱۷۸۸ء کو بادشاہ فوج لیکر روانہ ہوا۔ اور سیندہیا سے طوطے کی طرح آنکھین پھیر لین۔ راستہ مین نجف قلی خان باغی نے شاہی لشکر سے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھاکر معافی چاہی۔

اور بادشاہ سے سیندھیا کے خوف اور راجپوتوں کی نامعتبری قول سے اوٹھا دہلی واپس چلا آیا۔ شمرو کی بیگم کو زیب النسا کا خطاب عطا کیا۔ جوان بخت کے چلے جانے سے بادشاہ کا دوسرا بیٹا اکبر شاہ ولیعہد ہو گیا تھا اسلئے جوان بخت نے ولیعہدی کے لئے یہ کوشش کی کہ نواب اودھ سے کچھ سپاہ لیکر دہلی آیا۔ اور جارج سوم شاہ انگلستان کو ایک خط لکھا۔ جسکا ماحصل یہہ تھا کہ بعض مفسدا ایکین کی فتنہ پردازیوں سے ممالک ہندوستان معرض خطر میں ہے۔ اور بادشاہ مجبور ہو گیا ہے۔ سیندھیا نے سلطنت میں اپنا رنگ جمایا ہے۔ اور سرکشوں کو سرکشی پر آمادہ کرتا ہے۔ بادشاہ نے اونکی سرکوبی اور اپنی اعانت کے لئے گورنر جنرل۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو درخواست بھیجی اور اسکی امید میں۔ نواب وزیر اودھ میں چار سال تک متوقف رہے۔ مگر ابتک کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔ اب امید ہے کہ آپ گورنر جنرل یا وزیر سلطنت کو بادشاہ کی امداد کے لئے حکم دینگے جس سے آپکی نیکنامی متصور ہے۔" مگر تحقیق سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ خط انگلستان کو نہیں گیا۔ اور جوان بخت نے اسمٰعیل بیگ کی امداد سے قلعہ آگرہ فتح کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا۔ آخر مایوس ہو کر انگریزوں کے پاس بنارس چلا گیا۔ اور یہیں ۱۸۰۰ء میں مرگیا۔ اس شاہزادہ کا نام جہاندار شاہ مشہور ہے۔

ادھر راجپوتوں اور مرہٹوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لکھوا دادا کی حمایت کے واسطے سیندھیا آگرہ آیا۔ اور اسمٰعیل بیگ کی مدد کو غلام قادر بھی آپہونچا۔ فیروزآباد میں لڑائی ہوئی قلعہ آگرہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔ غلام قادر شاہدرہ سے قلعہ شاہی پر گولہ زنی کرنے لگا۔ بادشاہ گھبرا کر سیندھیا کو بلایا۔ مگر وہ بادشاہ کی طرف سے بدمزاج سا ایسا خفا تھا۔ کہ نہ آیا۔ صرف امباجی کو دو ہزار سوار دیکر بھیجدیا۔ اور شمرو کی بیگم کو لکھا کہ بادشاہ کی مدد کرے۔ اتنے میں ہلپ گڈھ کے جاٹ بھی بادشاہ کی کمک کو آگئے۔ غلام قادر نے یہہ سامان دیکھا تو۔ خوت گڈھ سے اپنے سب رفیقوں کو بلا لیا اور اسمٰعیل بیگ نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کی طرف سے توڑ لیا۔ اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہہ حال دیکھکر ہندو بھی چلتے بنے صرف ہمت بہادر گوسائیں بادشاہ کے ساتھ رہگیا۔ اور سکو بھی مسلمانوں نے دھمکیاں دیکر علیحدہ کر دیا۔ آخر بادشاہ مجبور ہو کر غلام علیخان نائب کرور بیعہ

اسمٰعیل بیگ و غلام قادر کو بلایا۔ یہہ دونون آئے۔ الحاصل غلام قادر امیرالامرا۔ اسمٰعیل بیگ سپہ سالار ہوگیا۔ مادہوجی سیندہیا اپنے عہدہ سے موقوف ہوا۔ اب غلام قادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ متہاجلک مرہٹون کی بیخ و بنیاد ہندوستان سے اوکھاڑ دینا چاہیئے۔ اہلکاران شاہی نے بھی تائید کی۔ مگر مستاں داس خزانچی نے کہا کہ شاہی خزانہ مین اس خرچ کے لئے روپیہ موجود نہین ہے۔ غلام قادر یہہ بات سنکر آگ ہوگیا۔ کہین بادشاہ نے ایک خط سیندہیا کو امداد کے لئے لکھا تھا۔ وہ غلام قادر کے ہاتھ لگ گیا تھا اسوقت اوس نے وہ خط بادشاہ کے روبرو ڈالدیا۔ اور بادشاہ کے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈالدو اونہون نے اطاعت کرلی۔ اب اس کمبخت نے بادشاہ کو قید کیا۔ اور سلیم گڈہ سے کسی مرزا کو بلا کر تخت پر بٹہادیا۔ بیدار بخت اوسکا لقب رکھا۔ تین روز بادشاہ پر بیت گئے دانہ نہ گذرگئے۔ اسکے بعد غلام قادر نے قلعہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اور نئے بادشاہ کے ذریعہ سے تمام بیگمات کا زیور اتروالیا۔ اور شاہ عالم بادشاہ پر دولت و خزانہ بتانیکے لئے طرح طرح کے ظلم و ستم توڑے۔ اور جسمانی تکلیفین دین۔ یہانتک کہ بیدار بخت کے ہاتھ خوب پٹوایا۔ بیگمانون کو اسقدر زدوکوب کی کہ اونکے نازک جسم نیلگون ہوگئے۔ اور تمام محلات کے معزز و محترم بیگمات کو قلعہ سے باہر نکالدیا۔ دیوان خاص مین بادشاہ کے برابر تخت پر جا بیٹھا حقہ کے دم سامنے لگانے لگا۔ اور تخت کو جلاکر تمام چاندی اور سونا نکال لیا۔ تین روز کے بعد وفینون کی آرزو مین سارا فرش اکھڑوا ڈالا۔ اگست کو اس مردود نے پھر شاہ عالم کو دیوان خاص مین بلایا۔ اور خزانون کا پتہ پوچھا۔ بادشاہ نے لاعلمی ظاہر کی تو آنکھین نکال لینا چاہا جسپر بادشاہ نے کہا کہ یہہ وہ آنکھین ہین جو ساٹھ برس تک کلام اللہ پڑھتی رہی ہین۔ اونپر رحم کر۔ یہ سنکر اوس ظالم نے بادشاہ کے بیٹے اور پوتون کو مارنا شروع کیا۔ اسپر بادشاہ نے کہا کہ اے سفاک! اپنی آنکھین نکال لے۔ کیونکہ یہہ ظلم ان سے دیکھا نہین جاتا۔ غرض وہ بیرحم تخت پر سے کود اور بادشاہ کو نیچے لٹاکر چھاتی پر چڑہ ایک آنکھ اپنے خنجر سے نکال لی۔ دوسری آنکھ نکالنے کے لئے یعقوب علی کو حکم دیا۔

اوس نے انکار کیا تو فوراً تلوار سے اوسکا سر اوڑا دیا۔ اسکے اس خوف سے اور پٹھانون نے دوسری آنکھ نکال لی۔ اور بادشاہ کو سلیم گڈھ لیجاکے۔ اسوقت قلعہ کی حالت۔ شاہزادے اور شاہزادیون کا ماتم قلم سے بیان نہین ہوسکتا۔ ۱۲ اگسٹ کو اس ملعون نے کئے لاکھ روپیہ اسمٰعیل بیگ کے پاس بھجوائے جب رعایا نے یہہ حال سنا تو بھاگنا شروع کیا۔ اتنے مین ۱۴ اگسٹ کو مرہٹے آگئے۔ اور شہر والونکی تفتیش کی۔ غوث گڈھ کی راہ بند کردی بہت سے روہیلون کو مار ڈالا۔ اسمٰعیل بیگ مرہٹون سے ملگیا۔ اب غلام قادر گھبرایا۔ اور سلیم گڈھ کی میگزین کو اڑاکر میرٹھہ کے قلعہ مین چلا گیا۔ ادہر پونہ سے توکاجی۔ ملکر مرہٹون کی کمک کو معہ فوج کثیر آگیا۔ ان سب نے ملکر قلعہ میرٹھہ کا محاصرہ کیا۔ اور غلام قادر سارے بیش بہا جواہر اپنے ساتھہ لیکر تنہا قلعہ سے فرار ہوا۔ چنانچہ ۱۲ کوس نکل آیا۔ اب اوس نے ارادہ کیا کہ جمنا پار ہوکر سکھون سے مل جائے۔ مگر تقدیر مین تو کچھہ اور ہی لکھا تھا۔ گھوڑا ایک کنوین مین جا پڑا۔ اور گھوڑا تو نکل گیا۔ مگر سوار اُٹھہ نہ سکا۔ جب صبح ہوی اور دھوپ نکلی تو اوس زمین کا کشتکار برہمن ہیلون کی جوڑی لیکر کنوین پر چرس کھینچنے آیا۔ دیکھا تو حضرت پڑے ہوے ہین۔ فوراً پہچان گیا۔ اور کہا کہ نواب صاحب آپ یہان کہان۔ غلام قادر نے جواب دیا کہ مین نواب نہین بلکہ ایک غریب سپاہی ہون۔ مجھے تو خوشخبری کا راستہ بتلا اور یہہ گلے کا ہار لیلے۔ اوس نے اچھا کہکر گھر لایا اور مرہٹون کو خبر کردی۔ مرہٹون نے اوسکو گرفتار کرکے سیندہیا کے پاس متہرا روانہ کیا۔ اور میرٹھہ کا قلعہ پٹھانون نے خالی کردیا۔ بیدادبخت گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ منظور علیخان کو ہاتھی کے پیر سے باندہکر مرہٹون نے مارا۔ سیندہیا نے غلام قادر کو گدہے پر بٹھاکر تشہیر کی۔ پھر اوسکی زبان کاٹی۔ اور آنکھین پھوڑ ڈالین۔ ناک۔ کان ہاتھ پیر کاٹے۔ اسطرح لوتہڑا بنا کر بادشاہ کے پاس دہلی بھجوایا۔ لیکن راستہی مین اوسکا کام تمام ہوگیا۔

اب سیندہیا نے پھر شاہ عالم کو تخت پر بٹھایا۔ اور نو لاکھ روپیہ سالانہ اخراجات کے لئے مقرر کیا اسکے بعد بھی بہت سے جھگڑے اور لڑائیان ہوئین۔ آخر ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک انگریزی فوج لیکر دہلی مین

داخل ہوے۔ اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا۔ بادشاہ کی پنشن ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مقرر کردی۔ شاہ عالم ۴۸ برس تک تخت نشین رہا ۱۸۰۶ء مین انتقال کیا۔

ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت کے مرنے پر یہی شہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد تھا۔ جب شاہ عالم مرگئے تو اکبر شاہ ثانی ۱۸۰۶ء م ۱۲۲۱ھ مین تخت نشین ہوے۔ اسوقت انکی عمر ۳۱ سالہ تھی۔ اور ۱۷۷۳ء م ۱۱۸۷ھ مین تولد ہوے تھے۔ چونکہ یہہ بادشاہ ہاتھون کے تنگ نہ تھے اسلیے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ کفاف نہین کرتا تھا۔ اول اول تو انھون نے شاہ عالم کی اندوختہ رقم کو صرف مین لایا پھر انگریزون سے اضافہ کے لئے درخواست کی۔ لارڈ منٹو نے التفات کیا۔ اور انگریزی گورنمنٹ نے یہہ وعدہ کیا کہ جب ہماری گورنمنٹ کا انتظام مالی درست ہوجائیگا تو تمرو اضافہ کیا جائیگا۔ مگر اکبر شاہ کو تاب کہان چنانچہ اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس رہتا تھا۔ لکھا کہ گورنمنٹ کا مقرر کردہ وظیفہ مکتفی نہین ہوتا لہذا تم نواب وزیر کے اتفاق سے اضافہ کے لئے کوشش کرو۔ اتفاقاً یہہ خط مسٹر بلی رزیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھ پڑگیا۔ اوس نے شہزادہ کو اس مطلق العنانی سے روکا۔ اور بادشاہ کو بھی رزیڈنٹ دہلی نے سمجھایا۔ کہ ان حرکات سے بغیر نقصان کے آپکو کوئی نفع نہوگا۔ اس اثنا مین ایک ہندو اور ایک مسلمان ان دونون بدمعاشون نے ایک مولوی صاحب کی اعانت سے چیف جسٹس سل صاحب کا خط بادشاہ کے سامنے پیش کرکے کہا کہ ہم کلکتہ جاکر مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کرالتے ہین۔ اور اضافہ کی بھی کارروائی کرتے ہین۔ یہہ کہا تو بادشاہ راضی ہوگئے اور ان دونون کو کلکتہ بھیجا۔ مولوی صاحب۔ بادشاہ کے پاس سمجھانے کو رہگئے غرض ایک مدت تک ان بدمعاشون نے بادشاہ کو خوب لوٹا۔ جب گورنمنٹ کو معلوم ہوا تو اوس نے لارڈ مٹکلف کے ذریعہ بادشاہ کو سمجھایا کہ ایسے دھوکہ بازون کی جال مین نہ

آیندہ نہ آیئے۔ اتنے میں مرزا جہانگیر نے سیٹن صاحب کو لولوکھکر تفنگچہ مار دیا۔ خیریت گذری کہ گولی ٹوپی پر لگی۔ اور شاہزادہ الہ آباد میں قید کیا گیا۔ یہاں بھی وہ بچلا نہ بیٹھا۔ شادی کی تقریب میں نواب وزیر کے پاس آمد و رفت ہوگیا۔ اور انگریزوں کے خلاف سازش کرنی چاہی۔ مگر راز کھل گیا۔ قلعہ میں بادشاہ کو کل اختیار تھا۔ وہاں انگریزوں کی حکومت کو دخل نہ تھا۔ اسلئے عجیب کیفیت تھی۔ سارے شہر کے بدمعاش چور قلعہ میں گھسے رہتے، شہزادے بھی طرح طرح کے ظلم و ستم برپا کرتے۔ الغرض اکبر شاہ ثانی نے بعمر ۸۰ سالہ ۳۷ سال ۴ ماہ ۴ روز ۱۸۳۷ء میں انتقال کیا۔

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

اکبر شاہ ثانی کے انتقال پر ابوظفر بہادر شاہ ۱۲۵۳ھ م ۱۸۳۷ء میں تخت نشین ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت ابوظفر ۱۲۰۸ھ م ۱۷۷۵ء ہے۔ بہادر شاہ کی تعلیم اچھی ہوئی تھی۔ شاعری کا مذاق اعلیٰ پیمانہ پر تھا۔ حضرت ذوق سے تلمذ تھا۔ اسوقت چار دیوان آپکے موجود ہیں۔ تصوف میں کمال تھا۔ خاندان چشتیہ میں مرید تھے۔ اور خود بھی اوروں کو مرید کرتے تھے۔ کثیر الازواج و کثیر الاولاد بھی تھے دو ولیعہد آپکے سامنے مر چکے تھے۔ اسوقت مرزا قویاش ولیعہدی کے مستحق تھے۔ لیکن بادشاہ اپنے چھوٹے بیٹے مرزا جوان بخت کو ولیعہد کرنا چاہتے تھے۔ الغرض یہ زمانہ وہ تھا کہ بادشاہ کی قدر کم ہوتی جاتی تھی۔ لارڈ ڈلہوزی نے نذر دینا بھی بند کر دیا تھا۔ اب قلعہ اوباشوں اور بدمعاشوں کا ملجا و ماوا نہیں رہا تھا۔ مجرم فوراً گرفتار ہوکر چلا آتا تھا۔ بردہ فروشی بھی یک لخت موقوف ہوگئی تھی۔ کوئی فرضدار عدالت کی ڈگری سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا تھا۔ مئی ۱۸۵۷ء م ۱۲۷۳ھ میں بغاوت کا بازار بنگالے کی انگریزی سپاہ نے گرم کیا۔ اور وہ بادشاہ جو ایک مقررہ وظیفہ پر گذر کرتا تھا۔ اب باغیوں نے اوسکو اپنا بادشاہ بنا کر لاکھوں روپیہ خزانہ میں جمع کرا دیا۔ اور ہزاروں سپاہ بے طلب

جمع ہوگئی - ایک زمانہ گذر گیا تھا کہ کسی نے چھوٹی کوڑی بھی نذر مین پیش نہین کی تھی کہ اچکل شاہ اودھ والی رامپور وغیرہ کی پیشکشین داخل ہونی شروع ہوئین - اور چار وطرف سے عمائد ملک کے عرائض آنے لگے - اور اکثر نوابون - راجاؤن کے وکیل بھی حاضر ہوگئے - چنانچہ یہہ ہنگامہ ستمبر ۱۸۵۸ء تک برپا رہا ۷۲ - ۷۳ لڑائیان ہوئین - سب مین باغیون نے شکست پائی - آخر سرکار انگریزی نے دہلی کو فتح کیا - اور باغی رفوچکر ہوے - اور بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے کو انگریز کے حوالہ کیا - رنگون کو جلاوطن ہونا پڑا - جوان بیٹے اور پوتے سامنے قتل کئے گئے - گورنمنٹ انگریزی نے ہندوستان پر اپنا پورا پورا تسلط جمایا - چند روز کے بعد ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا لقب اختیار کر کے تخت ہندوستان کو زینت بخشی - اور خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا - اور بالآخر بہادر شاہ ثانی ۱۸۶۲ء م ۱۲۷۹ھ مین بمقام رنگون بحالت قید انتقال کیا -

ہم نے گورنمنٹ انگریزی کے تسلط کے واقعات اور مرہٹون و ٹیپو سلطان کی لڑائیون کے حالات - غدر کے سوانحات وغیرہ کو عمداً یہان چھوڑ دیا ہے - اور سلاطین مغلیہ کے حالات مین اونکو بیان کر کے زیادہ طول دینا اور خلط ملط کرنا مناسب نہین سمجھا چنانچہ اسی لئے شاہ عالم - اکبر شاہ ثانی - ابو ظفر بہادر شاہ کے حالات بالکل مختصر لکھے گئے ہین - اب آیندہ گورنمنٹ برطانیہ کے حالات مین بالتفصیل غدر اور لڑائیون کا ذکر کیا جائیگا -

اب ذیل مین اون فرمان روایان اہل اسلام کا ایک تفصیلی سلسلہ نقشہ کی صورت مین درج کیا جاتا ہے۔ جو ناظرینون کی مزید معلومات و دلچسپی کا باعث ہوگا۔

سلسلۂ فرمانروایان اہل اسلام دار السلطنت دہلی از ابتدائے سلطان شہاب الدین غوری بغایتہ ابو المظفر محمد بہادر شاہ بادشاہ

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	استمداد زمانہ	مدت سلطنت	سال وفات	مدت عمر	مدفن	حالات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۴۳	شہاب الدین الملقب بابو المظفر سلطان معز الدین محمد	بہاء الدین سام	غوری	.	۵۸۷ھ ۱۱۹۱ء سے ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء	محل فتح مرضع زراعتی بمرد ملاڈری کنار آب سرستی	غزنی	۶۶۱	۱۵ سال	سوء شبان ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء	.	غزنی اپنے بیٹے کے مقبرہ مین۔	لاہور سے غزنی جاتے ہوئے دمیک کے مقام مین گکھڑون نے مار ڈالا۔ اور غور کی سلطنت پر اوسکا بھتیجا سلطان محمد قابض ہوا اور چونکہ قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کے طرف سے ہندوستان کا سپہ سالار تھا۔ اور اوس نے بہت سی مہم سر انجام کی تھی۔ اسواسطے سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخشی۔ اور خط آزادی اور چتر بادشاہی بھیجدیا۔ اور قطب الدین لاہور آکر تاج و تخت پر بیٹھا۔
۱۴۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	.	۲۰ رمضان ۶۰۲ھ ۱۲۰۵ء سے ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	۶۴۷	۴ سال چند ماہ	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	لاہور	.	لاہور مین بروقت چوگان بازی گھوڑے سے گر کر مرگیا۔ امرا نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھلایا۔
۱۴۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	.	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء سے ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	〃	〃	۶۴۲	چند ماہ	.	.	.	امیر علی اسمٰعیل سپہ سالار و امیر والا و دیگر امرا نے اس بادشاہ کی حرکتون سے ناراض ہوکر سلطان شمس الدین التتمش جو بدایون کا حاکم تھا۔ دہلی مین بلایا۔ اور آرام شاہ سے لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نے شکست پائی۔ اور سلطان شمس الدین التتمش تخت پر بیٹھا۔

۱۴۶	سلطان الاعظم ظل اللہ علاء الدنیا والدین قطب الاسلام والمسلمین ایبک	ایلم خان	ترک	۰	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	دہلی	قصر سفید واقع قلعہ رائے پتھورا	۶۴۲ھ	۶۱۲ھ	۴ سال	بیمار ہوکر مرگیا۔ تاریخ فرشتہ مین سلطان شمس الدین کا تخت پر بیٹھنا ۶۰۷ھ مین لکھا ہے۔ اور خلاصۃ التواریخ مین ۶۰۸ھ مین۔ اور تاریخ فرشتہ مین مدت سلطنت ۲۶ برس اور خلاصۃ التواریخ مین ۲۸ برس مندرج ہین۔ ان دونون تاریخون مین ۳ برس کا اختلاف ہے۔ اسی سبب سے سال جلوس رکن الدین فیروز شاہ کا بموجب تاریخ فرشتہ کے ۶۳۳ھ مین اور بموجب خلاصۃ التواریخ کے ۶۳۵ھ مین آتا ہے۔ اور یہہ اختلاف آخر تک چلا جاتا ہے۔	قلعہ رائے پتھورا عقب مسجد قوۃ الاسلام	۰	۲۵ شعبان ۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء	۴ سال
۱۴۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	″	۰	روز شنبہ ۱۸ شعبان ۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء	قلعہ رائے پتھورا	″	۶۱۷ھ	۶۱۸ھ ۶ ماہ ۲۰ یوم	۰	ملک سیف الدین حاکم ملتان کی تنبیہ کو پنجاب کے طرف روانہ ہوا۔ اسکے پیچھے امرائے سلطان رضیہ کو تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی مین آیا۔ اور کیلوکہری کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ اوسی لڑائی مین پکڑا گیا۔ اور قید مین مرگیا۔
۱۴۸	رضیہ سلطانہ بنت	شمس الدین التمش	″	۰	۶۳۴ھ ۱۲۳۶ء	قلعہ رائے پتھورا	″	۶۱۶ھ	۴ سال ۶ شہر ۶ یوم	۰	شاہجہان آباد بمقام پلیسنگی گذر بیگان جبکہ ملک التونیہ بھٹنڈا کے حاکم سے لڑائی ہورہی تھی۔ اسوقت امرا نے مخالفت کرکے سلطان رضیہ کو قلعہ بھٹنڈا مین قید کیا۔ اور دہلی مین بہرام شاہ کو تخت پر بٹھادیا۔ بعد اوسکے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کرلیا۔ اور دو دفعہ بہرام شاہ سے لڑی۔ آخر کو مارگئی۔
۱۴۹	معز الدین بہرام شاہ	شمس الدین التمش	″	۰	روز شنبہ ۲۰ رمضان ۶۳۷ھ ۱۲۳۹ء	″	″	۶۱۳ھ	۲ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	۰	نظام الملک مہذب الدین اور اور امرا کے مخالفت کرکے بادشاہ کو دہلی مین محصور کیا۔ اور ۱۱ مہینے تک ہر روز لڑائی رہی آخرکار بادشاہ کو پکڑکر باہر لائے اور ملک معز الدین بلبن امیر الامرا تخت پر بیٹھ گیا۔ مگر اور امراء اوسکی بادشاہت پر راضی نہوے۔ اور علاء الدین کو جو قصر سفید مین قید تھا بادشاہ کیا۔
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	″	۰	ذیقعدہ ۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء	″	″	۶۱۱ھ	۲ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	۰	اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوے۔ اور سلطان ناصر الدین کو چراغ سے بلاکر بادشاہ کیا اور ۲۶ محرم ۶۴۴ھ ۱۲۴۶ء

۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک	۰	دیبجہ ۶۰۳ھ / ۱۲۰۵ء	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶۰۷ھ	۳۰ سال	۱۵ جمادی الاول ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء	۰	دہلی		سنہ ۶۳۴ھ میں علاء الدین کو قید کر لیا اور یہ اوسی زمانہ میں مقید مر گیا۔
۱۵۲	الغ خان الملقب بہ سلطان غیاث الدین	علاء الدین بن شمس الدین التمش	ترک	۶۰۵ھ / ۱۲۰۸ء	جمادی الاولی ۶۶۴ھ / ۱۲۶۵ء	″	″	۵۸۷ھ	۲۱ سال چند ماہ	۶۸۵ھ / ۱۲۸۶ء	۸۰	دار الامان		بیمار ہو کر مر گیا۔ اور ملک فخر الدین کوتوال اور اور امرا نے آپس میں صلاح کر کے معز الدین کیقباد کو بادشاہ بنایا۔
۱۵۳	معز الدین کیقباد عرف قاآن اعظم الملقب بہ سلطان شمس الدین	ناصر الدین بغرا خان بن غیاث الدین بلبن	ترک	۶۶۷ھ / ۱۲۶۸ء	۶۶۷ھ / ۱۲۶۸ء	″	قصر کیلوکہری	۵۶۶ھ	سال چند ماہ	۶۸۷ھ / ۱۲۸۸ء	۳۰ سال	۰		بادشاہ کو فالج ہو گیا۔ اس سبب سے امرا نے اوسکے بیٹے کیومرث کو تخت پر بٹھایا۔ مگر امرائے خلجی نے خفا ہو کر کیومرث کو بہادر پور میں پکڑ لیگئے۔ اور بادشاہ کو لاتوں سے مار ڈالا۔ اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا۔ ۱۳۔ آدمیوں نے ترکوں میں سے جو سلاطین غوریہ کے غلاموں میں سے تھے سو برس تک بادشاہت کی۔ بعد اوسکے سلطنت خاندان غلجیہ میں چلی گئی۔
۱۵۴	جلال الدین فیروز شاہ طریقہ خلجیہ خلجی		خلجی ترک	۶۱۵ھ / ۱۲۲۱ء	۶۸۸ھ / ابتدا ۱۲۸۹ء	کیلوکہری	دہلی	۵۶۳ھ	۷ سال چند ماہ	۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	۷۰ سال	۰		ملک علاء الدین نے دغا سے بادشاہ کو کڑہ مانک پور میں بلایا۔ اور جب بادشاہ کشتی میں سے اترتا تھا اوسوقت اوسکو تلوار مار کر مار ڈالا۔ جب یہ خبر دلی میں پہونچی تو ملکۂ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	علاء الدین فیروز شاہ	خلجی	۰	رمضان ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	کوشک سبز	″	۵۵۷ھ	۴ ماہ	۰	۰	۰		سلطان علاء الدین سے لڑ کر بھاگ گیا۔ اور سلطان علاء الدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی	۰	۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	قلعہ رائے پتھورا	دہلی قلعہ کی رتبندی	۵۵۷ھ	۳ سال چند ماہ	پنجشنبہ ۱۵ شوال ۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ء	۰	قلعہ رائے پتھورا عقب مسجد قوۃ الاسلام		بیمار ہو کر مر گیا۔ امرا نے باہم صلاح کر کے شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا۔
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ء	قلعہ علائی	دہلی	۵۳۶ھ	۳ ماہ چند یوم	۰	۰	۰		مبارک خان ایک تدبیر سے ملک نائب السلطنت کافور کو مار کر آپ سلطنت ہوا۔ اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا۔ اور آپ بادشاہ ہوا۔

۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی	.	محرم ۷۱۷ھ / ۱۳۱۷ء	قلعہ علائی	دہلی	۵۳۵	۴ سال ۱ ماہ ۲۷ یوم	شب پنجم ربیع الاول ۷۲۰ھ / ۱۳۲۰ء	.	.	حاجی بیگ نے بسازش خسرو خان کے بادشاہ کو قصر ہزار ستون میں مارا۔ اور خسرو خان تخت پر بیٹھا۔		
۱۵۹	حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو خان	.	بردار	.	ربیع الاول ۷۲۱ھ / ۱۳۲۱ء	قلعہ علائی قصر ہزار ستون	؍	۵۳۱	۴ ماہ چند یوم	آخر ماہ جمادی الثانی ۷۲۱ھ / ۱۳۲۱ء	.	.	غازی الملک تغلق شاہ دیپالپور کے حاکم نے خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض علائی کے کنارہ پر نکلا۔ اور میدان اندرپت میں لڑائی ہوئی۔ اور خسرو خان ہار کر تلنگ میں پہنچا۔ آخر کار پکڑا کر مارا گیا۔ اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا۔		
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلق شاہ	ملک تغلق	ترک	.	غرہ شعبان ۷۲۱ھ / ۱۳۲۱ء	قلعہ علائی	دہلی تغلق آباد	۵۳۱	۴ سال چند ماہ	۲۵ ربیع الاول ۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ء	تغلق آباد	.	اپنے خان اوسکے بیٹے نے قریب افغان پور کے ایک محل بنایا تھا اوسمیں بادشاہ کہانا کھا رہا تھا کہ مکان گر پڑا۔ اور بادشاہ دب کر مر گیا۔ اور سکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔		
۱۶۱	سید محمد عارف تغلق شاہ	غیاث الدین تغلق شاہ سالار رجب	؍	.	ربیع الثانی ۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ء	تغلق آباد	دہلی و تغلق آباد	۵۲۸	۲۰ سال	۲۱ محرم ۷۴۵ھ / ۱۳۵۱ء	.	.	سفر تہوز میں بیمار ہو کر تہہ سے چودہ کوس ورے وسندہ کے کنارے پر مر گیا۔		
	فیروز شاہ	سالار رجب و فخر جہاں		۶۹۹ھ / ۱۲۹۸ء	۲۳ محرم ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء								احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے دہلی میں غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا۔ کہ فیروز شاہ نے اوٹھا دیا۔ بعد چند مدت کے فیروز شاہ نے اپنے بھتیجے جی شہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا۔ اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا۔ اور جب وہ مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا۔ مگر امرا نے اوس سے مخالفت کی۔ اور لڑکر سرمور کے طرف بھگا دیا۔ اور تغلق شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ اور اوسی عرصہ میں فیروز شاہ مر گیا۔ اور تغلق شاہ مستقل بادشاہ رہا۔		
	غیاث الدین تغلق شاہ ثانی	غیاث الدین تغلق شاہ	ترک	۷۵۳ھ / ۱۳۵۲ء	۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء				۸ سال ۷ ماہ ۲۰ یوم	۱۳ شعبان ۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ء	۱۱ سال	حوض خاص			
۱۶۲	شہزادہ فتح خان	فیروز شاہ			۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء	سیہوان	شہر دہلی فیروز آباد	۵۰۱							
	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ			۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ء										
۱۶۳	غیاث الدین تغلق شاہ ثانی	شاہزادہ فتح خان	؍	.	۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ء	فیروز آباد	دہلی	۴۶۴	۵ ماہ ۱ یوم	۲۱ صفر ۷۹۱ھ / ۱۳۸۸ء	.	.	ملک رکن الدین وزیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا۔ اور ابو بکر شاہ کو تخت پر بٹھلایا۔		

۱۶۴	ابوبکر شاہ	ظفر خان بن فیروز شاہ	ترک	۰	صفر ۷۹۱ھ / ۱۳۸۸ء	فیروز آباد	دہلی	۷۶۴ھ	۱ سال ۶ ماہ چند یوم	۱۰ ربیع الاول ۷۹۲ھ / ۱۳۸۹ء	۱۷ ربیع الاول ۷۹۳ھ / ۱۳۹۰ء	۰	۰	پدر بادشاہ اور اکثر اپنے سے مخالف دیکھ کر ابوبکر شاہ کو پکڑ کر قلعہ ہبرہ میں قید کیا۔ اور ناصر الدین محمد شاہ دلی میں آکر تخت پر بیٹھا۔ اور بعد لڑائیوں کے ابوبکر شاہ کو پکڑ کر قلعہ ہبرہ میں قید کیا۔ اور وہ وہیں مر گیا۔
۱۶۵	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ	″	″	۱۹ رمضان ۷۹۲ھ / ۱۳۸۹ء	″	″	۷۶۳ھ	۳ سال ۵ ماہ چند یوم	۱۷ ربیع الاول ۷۹۶ھ / ۱۳۹۳ء	۱۲ سال	خوف خاص		بیمار ہو کر بالسرین مر گیا۔ ہمایوں خان سکندر اور سکندر بادشاہ ہوا۔
۱۶۶	علاء الدین سکندر شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	″	۰	۱۹ ربیع الاول ۷۹۶ھ / ۱۳۹۳ء	فیروز آباد	″	۷۵۹ھ	۱ سال چند یوم	ربیع الاول ۷۹۶ھ / ۱۳۹۳ء	۰	خوف خاص		بیمار ہو کر مر گیا۔ بعد اور سکے پندرہ روز تک امرا میں گفتگو ہوتی رہی۔ کہ کسکو بادشاہ کریں آخر محمود شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
۱۶۷	ناصر الدین محمود شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	″	″	جمادی الاول ۷۹۶ھ / ۱۳۹۳ء	فیروز آباد	″	۷۵۹ھ	۱۹ سال ۸ ماہ چند یوم	ذیقعدہ ۸۱۵ھ / ۱۴۱۲ء	۰	۰		اس بادشاہی سلطنت میں نہایت زلزلہ رہا۔ سعادت خان نے نصرت شاہ کو فیروز آباد میں تخت پر بٹھا دیا تھا۔ اور پیر اقبال خان فیروز آباد پر قابض ہو گیا۔ اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا۔ اور کبھی پیر آگیا۔ اور اسی دھمیان میں امیر تیمور دلی میں آیا۔ آخر کو یہ بادشاہ بیمار ہو کر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مر گیا۔ امرا نے دولت خان کو بادشاہ کیا۔
	ناصر الدین نصرت شاہ	شہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ	″	۰	۷۹۷ھ / ۱۳۹۴ء تا ۸۰۱ھ / ۱۳۹۸ء	شہر فیروز آباد	″	۷۵۸ھ و ۷۵۹ھ						
		اقبال خان عرف ملو		پٹھان	۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ء تا ۸۰۲ھ / ۱۳۹۹ء	کوشک ہزاری		۷۵۵ھ و ۷۵۶ھ						
	امیر تیمور	امیر خان	چغتائی	۰	شب سہ شنبہ بست و ہفتم شعبان ۸۰۱ھ / ۱۳۹۸ء	شہر فیروز آباد	مقتدر	۷۵۴ھ	۱۵ یوم	۱۰ شعبان سنہ مذکور	۱۱ ماہ ۲۰ یوم	سمرقند		
۱۶۸	دولت خان طبقہ سادات	۰	لودھی	۰	محرم ۸۱۶ھ / ۱۴۱۳ء	کوشک ہزاری	دہلی	۷۳۹ھ	ایک سال دو ماہ چند یوم	۸۱۷ھ / ۱۴۱۴ء		۰	۰	خضر خان نے دلی پر فوجکشی کی۔ اور دولت خان کو شک سبزی میں محصور ہوا۔ آخر کار خضر خان کے پاس چلا آیا۔ اور اوس نے فیروز آباد میں قید کر دیا۔ اور وہیں مر گیا۔
۱۶۹	خضر خان	ملک سلیمان	سید	۰	۱۵ ربیع الاول ۸۱۷ھ / ۱۴۱۴ء	کوشک ہزاری	″	۷۳۸ھ	۷ سال دو ماہ ۲ یوم	۱۰ جمادی الاول ۸۲۴ھ / ۱۴۲۱ء	۰	دہلی		اٹاوہ میں بیمار ہو کر دلی میں آیا۔ اور مر گیا۔ اور اوس کا بیٹا تخت پر بیٹھا۔

۱۷۰	معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ	خضرخان	سید	۰	۱۷ جمادی الاول ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء	کوشک بیرہ	دہلی	۱۳۱ھ	۳۷ سال ۱ ماہ چند یوم	۹ ربیع الاول ۸۳۷ھ ۱۴۳۳ء	۰	دہلی مبارک آباد	قلعہ مبارک آباد میں جو اس بادشاہ نے دریا کے کنارے پر بنایا تھا میران صدر اور قاضی عبدالصمد نے اوس بادشاہ کو مار ڈالا اور سرورالملک وزیر کو خبر کی۔ اوس نے صلاح کر کے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فرید خان بن خضرخان	〃	۰	۹ رجب ۸۳۷ھ ۱۴۳۳ء	〃	〃	۱۹ھ	۱۲ سال چند ماہ	۸۴۹ھ ۱۴۴۵ء	۰	۰	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۱۷۲	سلطان علاءالدین عالم شاہ	محمد شاہ	〃	۰	۸۴۹ھ ۱۴۴۵ء	〃	〃	۷ھ	۵ سال چند ماہ	۸۶۳ھ ۱۴۷۸ء	۰	۰	بادشاہ بدایون میں جا پڑا۔ اور ملک بہلول لودہی دہلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹھا۔
۱۷۳	سلطان بہلول طبقۂ افغانی	ملک کالا	لودہی	۰	۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء	〃	〃	۸ھ	۳۸ سال ۸ ماہ ۷ یوم	۸۹۴ھ ۱۴۸۹ء	۰	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی۔	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور خانخانان قمری نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	〃	۰	قصبہ جلالی ۸۹۴ھ ۱۴۸۸ء	دہلی یا آگرہ	〃	۳۶ھ	۲۸ سال ۹ ماہ پنج یوم	یکشنبہ ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء	۰	دہلی	اس بادشاہ کے عہد میں ہندوؤں نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا۔ ۱۰۰ برس سے پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا۔ آخر بیمار ہو کر مر گیا۔
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	〃	۰	ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء	آگرہ	آگرہ	۳۸ھ	۸ سال چند ماہ	۸ رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء	۰	پانی پت	پانی پت کے میدان میں بابر بادشاہ کی لڑائی میں مارا گیا۔ اور مغلوں کے خاندان میں بادشاہت چلی گئی۔
۱۷۶	ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ طبقۂ مغول	عمر شیخ مرزا	چغتائی	۸۸۹ھ ۱۴۸۴ء	رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء	دہلی	〃	۳۲۷ھ	۴ سال ۱۰ ماہ چند یوم	دوشنبہ ۶ جمادی الاول ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء	۴۹ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہو کر مر گیا۔
۱۷۷	نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ طبقۂ اول	بابر بادشاہ	چغتائی	ذیقعدہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ء	جمادی الاول ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء	آگرہ	آگرہ بعد دہلی	۲۲۲ھ	۱۱ سال ۵ ماہ چند یوم	اربع ۱۱ ربیع الاول ۹۶۲ھ ۱۵۵۶ء	۴۹ سال ۳ ماہ ۲۵ یوم	دہلی مقبرۂ ہمایون	شیر شاہ کی لڑائی میں شکست ہوئی اور بادشاہ ایران کے پاس چلا گیا۔

۱۷۸	الملقب بہ فرید خان شیر شاہ طبقۂ افغانان	حسن	پٹھان	سور	رجب ۹۴۸ھ / ۱۵۴۲ء	۹۴۸ھ / ۱۵۴۲ء	آگرہ	دہلی	۳۱۱	۸ سال ۸ ماہ ۱۵ یوم	۱۲ ربیع الاول ۹۵۲ھ / ۱۵۴۵ء	۸ سال ۸ ماہ چند یوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی میں بارود سے جلکر مر گیا۔	
۱۷۹	جلال خان الملقب بہ اسلام شاہ	شیر شاہ	پٹھان	سور	۹۶۳ صفر ۹۵۲ھ / ۱۵۴۵ء	۹۵۲ھ / ۱۵۴۵ء	قلعۂ کالنجر	″	۳۰۶	۸ سال ۱ ماہ ۸ یوم	۱۷ ربیع الاول ۹۵۳ھ / ۱۵۴۶ء	۸ سال ۳ ماہ چند یوم	۲۵ جمادی الاول ۹۶۱ھ / ۱۵۵۳ء	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور فیروز خان تخت پر بیٹھا۔	
۱۸۰	فیروز شاہ	اسلام شاہ	پٹھان	سور	ربیع الثانی ۹۶۱ھ / ۱۵۵۳ء	۹۶۱ھ / ۱۵۵۳ء	دہلی	″	۲۹۹	۳ یوم	۲۶ جمادی الاول ۹۶۱ھ / ۱۵۵۳ء	۳ سال چند یوم	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ / ۱۵۵۳ء	میاں زخان اس کے ماموں نے مار ڈالا۔ اور آپ تخت پر بیٹھ گیا	
۱۸۱	مبارز خان الملقب بہ محمد عادل شاہ	نظام خان	پٹھان	سور	شعبان ۹۶۱ھ / ۱۵۵۴ء	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ / ۱۵۵۴ء	″	″	۲۹۹	۱۱ ماہ ۷ یوم	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ / ۱۵۵۴ء	۰	۰	ابراہیم خان نبی عم شیر شاہ سے لڑ کر شکست پائی۔	
۱۸۲	سلطان ابراہیم	۰	پٹھان	سور	۹۶۳ھ / ۱۵۵۶ء	۶ جمادی الاول ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء	″	″	۲۹۸	۲ ماہ ۱۰ یوم	۹۷۵ھ / ۱۵۶۷ء	۱۰ سال	۰	احمد خان نبی عم شیر شاہ سے لڑکر شکست پائی۔	
۱۸۳	احمد خان الملقب بہ سکندر شاہ	حسین خان	″	″	ربیع الاول ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء	۹ رجب ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء	فرح	″	۲۹۸	دو ماہ	۰	۰	۰	ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالہ کے طرف بھاگ گیا۔	
۱۸۴	نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ طبقۂ مغول	بابر بادشاہ	چغتائی		شنبہ ۸ محرم ۹۳۷ھ / ۱۵۳۰ء	رمضان ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء	دہلی	″	۲۹۸	۶ ماہ چند یوم	۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ / ۱۵۵۵ء	۱۵ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرۂ ہمایون	شیر منڈل دافع قلعہ کہنہ مین سے اترتے وقت گر پڑا۔ اور کئے دن کے بعد انتقال کیا۔	
۱۸۵	ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	″		شنبہ ۷ ربیع الثانی ۹۶۳ھ / ۱۵۵۵ء	۸ رجب ۹۶۳ھ / ۱۵۵۶ء	کلانور	آگرہ	۲۹۷	۱۴ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	۲۷ ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء	۴۹ سال ۱۱ ماہ ۲۸ یوم	اکبر آباد بمقام شکستہ باغ مشہور بہ سکندرہ	بیمار ہو کر مر گیا۔	
۱۸۶	ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ	اکبر بادشاہ	″		چہارشنبہ ۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ / ۱۵۶۹ء	پنجشنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء	آگرہ	″	۲۹۷	۲۲ سال ۱ ماہ ۱۳ یوم	۲۷ صفر ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء	۵۷ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	لاہور	بیمار ہو کر مر گیا۔ آصف خان نے بنظر مصلحت داور بخش کو بادشاہ کر دیا۔ اور خفیہ شاہجہان کو بلایا۔	

۱۸۷	میرزا لطیف المخاطب بہ سلطان خسرو دین و دادبخش بہادشاہ	شہزادہ سلطان	چغتائی	۱۰۱۰ھ ۱۶۰۱ء	قریبہ ۱۰۱۰ھ ۱۶۰۱ء	ربیع الاول ۱۰۱۵ھ ۱۶۲۶ء	راجپوری	آگرہ	۲۲۶	۴ ماہ چند یوم	۳۶ سال ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء	۴ سال ۱۰۵۶ھ ۱۶۴۶ء	جبکہ شاہجہان لاہور مین پہونچا تو آصف خان نے اس بچارے کو مار ڈالا۔ اور شاہجہان کو تخت پر بٹہایا۔
۱۸۸	شہاب الدین محمد جہانگیر شاہجہان بادشاہ	جہانگیر شاہ	〃	پنجشنبہ ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۷ء	روز پنجشنبہ یکم ربیع الاول ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	لاہور	آگرہ بعد شاہجہان آباد	۲۲۶	۴ سال چند ماہ	شب شنبہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۰۷۶ھ ۱۶۶۵ء	۳۸ سال ۱۰۶۷ھ ۱۶۶۶ء	آگرہ تاج گنج	عالمگیر اوسکو قید کر کے خود تخت پر بیٹہا۔ اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری مین انتقال کیا
۱۸۹	ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	شاہجہان	〃	شنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ ۱۶۱۸ء	روز جمعہ یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ ۱۶۵۷ء	اکبر آباد متصل تیندہ	دہلی	۱۹۵	۴۹ سال ۷ یوم	روز جمعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	۹۲ سال ۱۷ یوم	اورنگ آباد خلد آباد	بیمار ہوکر مر گیا۔ محمد معظم منعم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹہا۔ اور اپنے بہائیون سے لڑکر فتحیاب ہوا۔
۱۹۰	محمد اعظم شاہ	اورنگ زیب عالمگیر	〃	ساعت ۱۰۵۳ھ ۱۶۴۳ء	غرہ رجب ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	لاہور	احمد نگر	۱۴۶	۱ سال یک ماہ ۲۱ یوم	۲۱ محرم ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۷ء	۶۳ سال ۱ ماہ	دہلی قطب صاحب	بمقام مرضع جائیو مضاف صوبہ اکبر آباد اپنے بہائی سے لڑکر فتح پائی۔ آخر کو آپ بہی بیمار ہوکر مر گیا۔ اور اوسکی بیوی کا بادشاہت پر لڑائی ہوی۔ اور معزالدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا
۱۹۱	معزالدین جہاندار شاہ عظیم الشان رفیع الشان نجستہ اختر	شاہ عالم بہادر شاہ	〃	۱۰ رمضان ۱۰۶۳ھ ۱۶۶۱ء	۱۲۷۳ھ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد و بعد فتح لاہور بکالہ شاہجہان آباد شاہجہان آباد		۱۴۰	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ۸ محرم ۱۱۲۷ھ ۱۷۱۳ء	۵۲ سال ۳ ماہ ۲۹ یوم	دہلی پرتھی چبوترہ مقبرہ ہمایون	فرخ سیر سے لڑکر مارا گیا۔ اور قلعہ دہلی مین مارا گیا۔
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	〃	روز پنجشنبہ ۱۰ ذوالحجہ ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۳ء	۸ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	آگرہ بعد شاہجہان آباد		۱۳۹	۶ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	۱۱ سال ۵ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبداللہ خان اور حسین علیخان نے زہر دیکر مار ڈالا۔

۱۹۳	محمد ابوالبرکات سلطان رفیع الدرجات	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	۱۷ ذیحجہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد	دہلی	۱۳۴	۳ ماہ ۱۱ یوم	۲۰ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	۳ سال ۵ ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار ہو کر مر گیا۔ عبداللہ خان اور حسین علیخان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا۔ اور اکبر ثانی اور مرزا بابر کے ہزاروں سپاہیوں نے نیکوسیر کو تخت پر بٹھایا۔ مگر نیکوسیر پکڑا گیا۔
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدرجات ثانی جہان بادشاہ غازی سلطان نیکوسیر	رفیع الشان بن بہادر شاہ	〃	۵ صفر ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	〃	〃	〃	۳ ماہ ۲۸ یوم	۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	۳ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیماری سے مر گیا۔ عبداللہ خان اور حسین علیخان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نے مروا ڈالا تو عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھایا۔ مگر وہ مغلوب ہوا۔
۱۹۵	روشن اختر ابوالفتح ناصر محمد شاہ بادشاہ غازی سلطان ابراہیم ثانی بادشاہ	مخجستہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ / رفیع الشان بن بہادر شاہ	〃	۱۷ شعبان ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء / ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء / ۱۱ ذیحجہ ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۹ء	۱۱ محرم ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء / ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء	〃	〃	〃	۱۲ سال ۵ ماہ	۱۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء / ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء	۱۲ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	دہلی درگاہ حضرت قطب الدین اوشی	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۱۹۶	مجاہد الدین ابونصرت احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی	محمد شاہ	〃	۱۲ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	۲ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	پانی پت	〃	۱۰۴	۶ سال ۵ ماہ ۸ یوم	۲۸ شوال ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	۶ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عماد الملک نے پکڑا۔ اور اندھا کر کے قید کر دیا۔ کہ بعد چند مدت کے بیماری سے مر گیا۔
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی غازی / احمد شاہ درانی	معز الدین جہاندار شاہ	〃	۱۹ ربیع الثانی ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء / ۱۰ جمادی الاخر ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء / ۱۱ شعبان ۱۱۷۱ھ ۱۷۵۶ء	روز شنبہ ۱۰ جمادی الاخر ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء	شاہجہان آباد	〃	99	۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ یوم	روز پنجشنبہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء	۵ سال چند ماہ	〃 ہمایون	عماد الملک کے کہنے سے مالجہ ماس خان۔ اور حبش علی خان نے مار ڈالا۔ اور ذی المملت کو تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ عالم نے بنگالہ میں تخت پر جلوس کیا۔ مگر سلطنت شاہ عالم کی قایم رہی۔

۱۹۸	ابوالمظفر جلال الدین سلطان محمد اکبر شاہ عالم بادشاہ	عالمگیر ثانی	چغتائی	۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء	۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء	۱۴ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء	علیم آباد	دہلی	۹۳	۵۱ سال	۷ روز دنیا ۱۱۲۱ھ ۱۸۰۶ء	۱۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا مگر بعد مارے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ درہم ہوگیا۔ آخر کار جنرل لیک نے انگریزی عملداری کی توفیق کیا۔ اور سکہ انگریزی کی عملداری ہونے تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا۔
	محی الملت الملقب شاہجہان ثانی													
	احمد شاہ درانی				۱۱۶۳ھ ۱۷۵۹ء									
	بیدار بخت	احمد شاہ			۱۱۶۷ھ ۱۷۶۰ء									
۱۹۹ طبقہ چہارم	شاہ جاہ سوم	شاہ جاہ دوم	چغتائی	۱۱۷۳ھ ۱۷۶۰ء	۰	فتح دہلی ۱۱ ستمبر ۱۸۰۳ء	لنڈن	۴۹	۱۹ سال	۱۱۷۶ھ ۱۸۰۳ء	اہمال	قلعہ نزل	اگر انگلنڈ کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہوگئی۔ الا ہمیشہ اس خاندان پر یہی لقب بادشاہی کا اور تخت و چتر اور نشانہ شاہجہان آباد کی حکومت قایم رہی۔
	ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ	شاہ عالم	چغتائی	۱۱۷۳ھ ۱۷۶۰ء	۱۱۷۳ھ ۱۷۶۰ء	۷ رمضان ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء	شاہجہان آباد	۴۰	۳۱ سال ۹ ماہ ۲۱ یوم	۱۲۳۷ھ ۱۸۲۰ء	۶ سال ۱۱ ماہ ۲۱ یوم	دہلی قطب صاحب		
۲۰۰	شاہ جاہ چہارم	جاہ سوم	جرمن	۰	۰	۱۲۴۶ھ ۱۸۳۰ء	لنڈن	۳۲	۶ سال ۵ ماہ ۱۲ یوم	۱۲۴۶ھ ۱۸۳۰ء	اہمال	قلعہ نزل		
۲۰۱	شاہ ولیم	جاہ چہارم	جرمن	۰	۰	۱۲۴۶ھ ۱۸۳۰ء	لنڈن	۲۳	۷ سال ۱۱ ماہ ۱۲ یوم	۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء	اہمال	قلعہ نزل		
	ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ	اکبر شاہ	چغتائی	۱۱۹۳ھ ۱۷۷۹ء	۱۱۹۳ھ ۱۷۷۹ء	۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء	دلہی شاہجہان آباد	۰	۱۵ سال ۴ ماہ ۲۰ روز	۱۲۷۰ھ ۱۸۵۳ء	۲ سال ۱۰ ماہ ۱۲ روز	گرفتار	یہ رایہ نام بادشاہ غازی مغفور کی فرمانروا تھا۔ جو شاہ عالم کے عہد کے باعث گورنمنٹ برٹش نے افطار ہند لقب کر دیا اور ملکہ وکٹوریہ کے خود قیصر ہند کا لقب اختیار کیا۔

یہاں پر سلاطین اہل اسلام کے تاجوں کے چند نقشے اجمالاً کتاب تاج و نشانہا انتخاب کرکے لکھے جاتے ہیں جنمیں شاہان دہلی کے علاوہ دیگر ممالک ایران معرب ترکی غیرہ کے تاجوں کے نقشے شاہی فوجی نشانات مرقوم ہیں

تبلائے جاتے ہیں

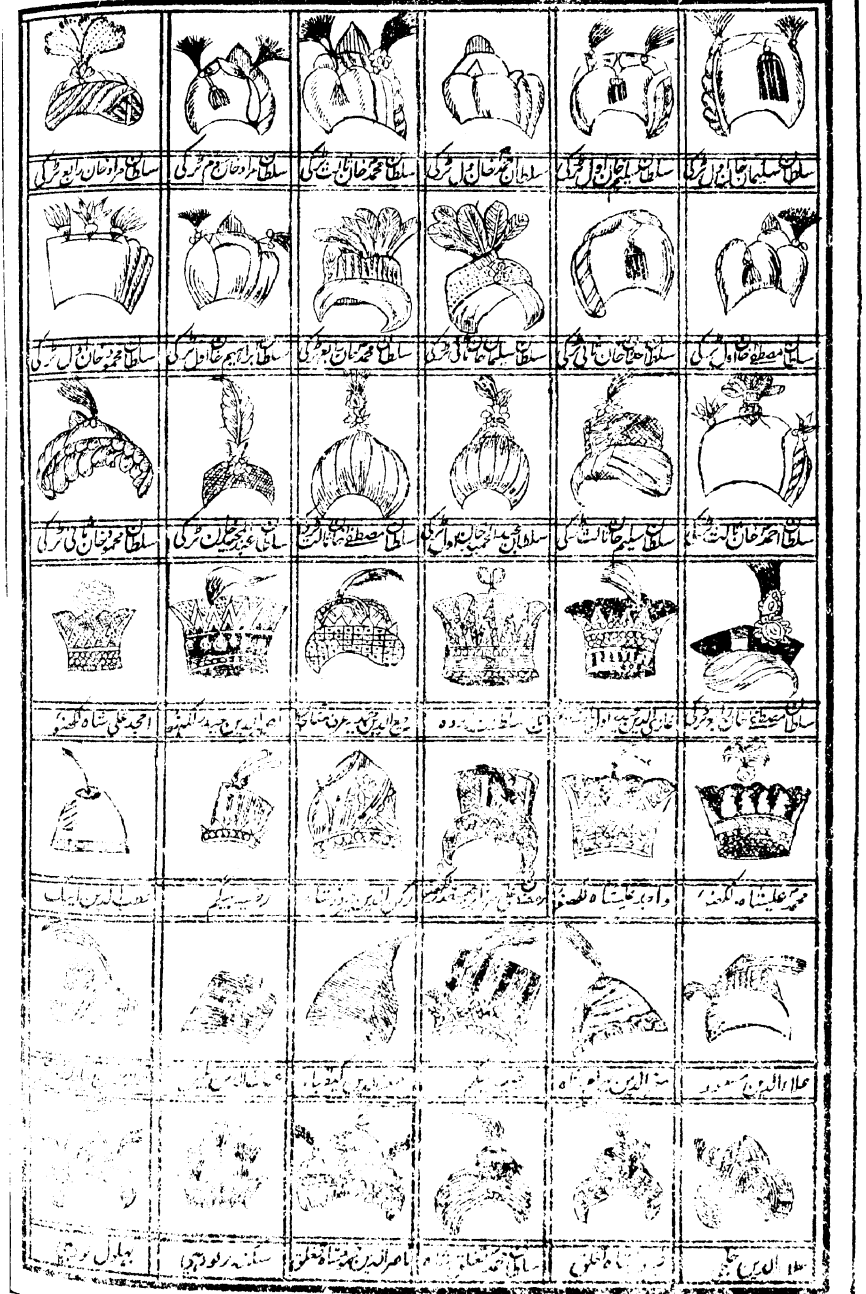
سلطان سلیمان جاہ اول ترکی
سلطان سلیم جہان اول ترکی
سلطان محمد خان اول ترکی
سلطان محمد خان ثالث ترکی
سلطان مراد خان رابع ترکی
سلطان مصطفےٰ خان اول ترکی
سلطان احمد خان اول ترکی
سلطان سلیم جہان ثانی ترکی
سلطان محمد خان رابع ترکی
سلطان ابراہیم خان اول ترکی
سلطان محمد خان اول ترکی
سلطان احمد خان ثالث ترکی
سلطان سلیم جہان ثالث ترکی
سلطان مصطفےٰ خان ثالث ترکی
سلطان عبد الحمید خان ثانی ترکی
سلطان عبد المجید خان ترکی
سلطان محمد خان خامس ترکی
سلطان مصطفےٰ خان ثانی ترکی
خان الدین حیدر اول
ناصر الدین حیدر عرف منا جان
امجد علی شاہ لکھنؤ
محمد علی شاہ لکھنؤ
واجد علی شاہ لکھنؤ
علاء الدین سکندر
سلطان محمد مغلانی
ناصر الدین محمد شاہ مغل
سلطان محمد مغلانی
بہادر شاہ مغل

سکندر شاہ سور
محمد شاہ عدلی
شیر شاہ
شیر شاہ
سلیم شاہ
سلیم شاہ
نصیر الدین محمد ہمایون
ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
نور الدین جہانگیر بادشاہ
نور الدین جہانگیر بادشاہ
شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ
محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ
ایضاً
محمد معظم لقب بہادر شاہ
معز الدین جہاندار شاہ
ایضاً
جلال الدین فرخ سیر
محمد فیلدہ امیر کامگار خجستہ بنیاد
شمس الدین ابو المظفر محمد شاہ
رکن الحق والدین ابو الفتح محمد شاہ
غیاث الدین شاہ عالم ثانی
خجاد الدین احمد شاہ
محی الملتہ
غازی الدین عالمگیر ثانی
عالمگیر شاہ عالم
عالمگیر شاہ عالم
معین الدین اکبر ثانی
بہادر شاہ
سراج الدین ابو نظفر بہادر شاہ
معین الدین اکبر ثانی
محمد شجاع شہزادہ
مراد بخش شہزادہ
دارا شکوہ شہزادہ
شہزادہ سلیمان دارا بخش
شہزادہ ابو نظفر محمد حیات بخت بہادر
مراد شاہ خلف الصدق شاہجہان
فرید الدین محمد سلطان ابراہیم
مراد بخش شہزادہ
شہزادہ محمد دارا بخت خلف الصدق

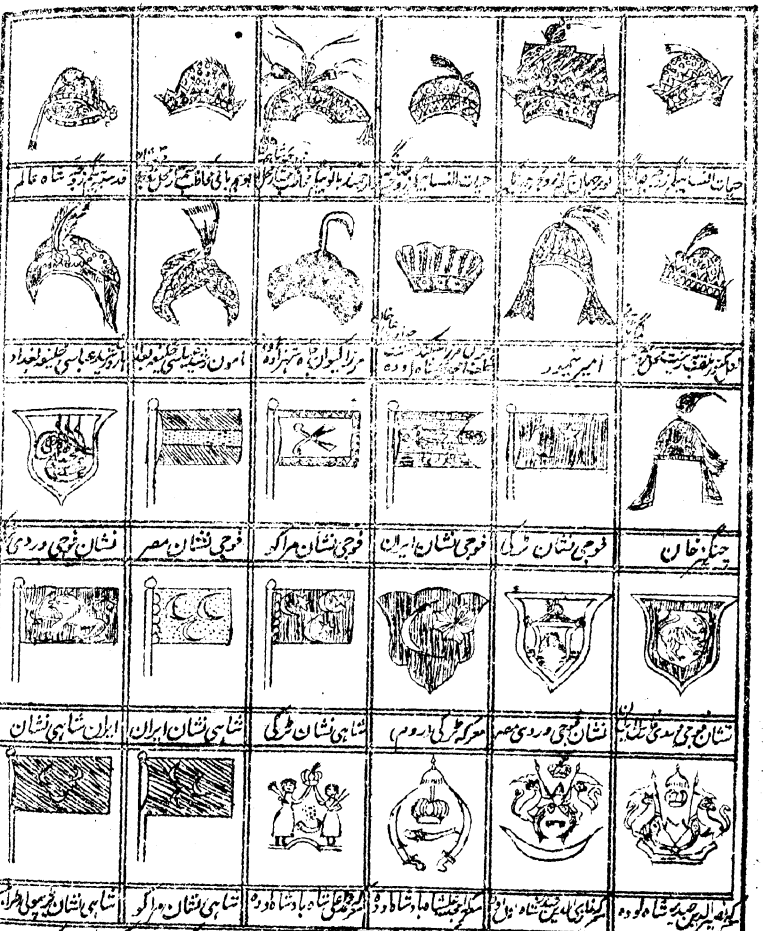

ایسیان بعض سلاطین منکلیہ شاہان ایران کے سکوں کا شعار (جو اپنے اپنے زمانہ حکمرانی میں سکہ پر کندہ کراتے تھے) نمونتاً ناظرینکی دلچسپی کے لئے درج کئے جاتے ہیں اور اسکے بعد سکوں کے نقشے درج کئے جائینگے

سکہ پر زر کردنام سلطنت راد جہان	سکہ نادر شاہ	نادر ایران زمین گنجرد گیتی ستان
ہست سلطان بر سلاطین جہان	〃	شاہ شاہان نادر صاحب قران
نگین دولت دین چونکہ رفتہ بود از جا	〃	بنام نادر ایران قرار داد خدا

خادم شاه نجف ریبندهٔ تاج و نگین — سکهٔ نادرشاه — بادشاه داد گستر نادر ایران زمین

نادرم در ملک ایران قادرم بر هر دیار — 〃 — لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

سکه زد بر سیم و زر از فضل رب العالمین — 〃 — بادشاه هفت کشور نادر ایران زمین

بر عرش بر برین فگنده مسند — سکهٔ محمد شاه قاچار اشرفی — شاه هشته انبیا محمد

سکه زد بر هفت کشور چتر زد بر مهر و ماه — 〃 — ناصر دین محمد ناصر الدین بادشاه

رای او سکهٔ اصابت زد — رباعی — گشت نقد جهان تمام عیار

حرم او خطبهٔ عدالت خواند — سکهٔ نامعلوم — شد ترازوئے ملک او تیار

خورشید که هفت بحر از و گوهر یافت — رباعی — سنگ سیه از پرتو آن جوهر یافت

کان از نظر تربیت او زر یافت — سکهٔ شهنشاه اکبر — وان زر شرف از سکهٔ شه اکبر یافت

این سکه که پیرایهٔ امید بود — 〃 — یا نقش دوام و نام جاوید بود

سیمای سعادتش همین بس که بدهر — | یک ذره نظر کرده خورشید بود

این نقد روان گنج شاهنشاهی — 〃 — با کوکب اقبال کند همراهی

خورشید به پرورش از ان رو که بدهر — | یابد شرف از سکهٔ شاهنشاهی

این سکه دست بخت را زیور باد — 〃 — پیرایهٔ نه سپهر هفت اختر باد

زین نقد ی ست کار او چون زر باد — | در دهر روان بنام شاه اکبر باد

خط نور بر زر کلک تقدیر — سکهٔ نورالدین جهانگیر — رقم زد شاه نورالدین جهانگیر

شد چو خور زرین سکهٔ نورانی جهان — 〃 — آفتاب مملکت تاریخ آن شد

روے زر را ساخت نورانی بر نگ مهر و ماه — 〃 — شاه نورالدین جهانگیر ابن اکبر بادشاه

بدهر باد روان تا فلک بود در دور — 〃 — بنام شاه جهانگیر سکهٔ لاهور

شهنشاه اکبر جهانگیر شاه — 〃 — زر و نور داد احمد آباد را

بحکم شاه جهانگیر یافت صد زیور — سکهٔ نورجهان بیگم — بنام نورجهان بادشاه بیگم زر

سکہ بر مہرے دو صد زد از لطف الٰہ	سکۂ شاہجہان بادشاہ	ثانی صاحبقران شاہ جہان دین پناہ
از صدق ابوبکرؓ شد ایمان انور	〃	اسلام قوی دست شد از دست عمرؓ
دین تازہ شد از شرم و حیائے عثمانؓ		از علم علیؓ یافت ولایت زیور
سکہ زد در جہان چو بدر منیر	سکۂ اورنگ زیب عالمگیر	شاہ اورنگ زیب عالمگیر
سکہ زد در جہان بفضل الٰہ	سکۂ شاہ عالم بہادر شاہ	شاہ ہندوستان بہادر شاہ
در دکن زد سکۂ بخورشید و ماہ	سکۂ کام بخش	بادشاہ کام بخش دین پناہ
بزد سکہ در دہر چون مہر و ماہ	سکۂ جہاندار شاہ	ابوالفتح غازی جہاندار شاہ
سکہ زد از فضل حق بر سیم و زر	سکۂ فرخ سیر	بادشاہ بحر و بر فرخ سیر
زد سکہ بہند با ہزاران برکات	سکۂ رفیع الدرجات	شاہنشہ بحر و بر رفیع الدرجات
سکہ زد در ہند از فضل الٰہ	سکۂ بیدار شاہ	حامی دین نبی بیدار شاہ
سکہ زد بر ہفت کشور سایۂ فضل الٰہ	سکۂ عالی گوہر شاہ عالم ثانی	حامی دین محمد شاہ عالم بادشاہ
حامی دین محمدؐ سایۂ فضل الٰہ	〃	سکہ زد در ہفت کشور شاہ عالم بادشاہ
سکہ مبارک صاحبقران ثانی ۔ ثر	سکۂ معین الدین اکبر ثانی	محمد اکبر نسل چنگیز خانی ثر
بسیم و زر زدہ شد سکہ بفضل الٰہ	سکۂ محمد ابوظفر بہادر شاہ	سراج دین ابوظفر شہ بہادر شاہ
بزر زدہ سکۂ نصرت طرازی ثر	〃	سراج الدین بہادر شاہ غازی
بزر زد سکۂ صاحب قرانی ۔	〃	سراج الدین بہادر شاہ ثانی
چلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین ۔	〃	خط شعاع سے اوسپر جو یہ نہو تحریر
ابوظفر شہ والا گہر بہادر شاہ		سراج دین نبی سایۂ خدائے قدیر
جہان مسخر و عالم مطیع خلق مطاع		فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر
سکہ زد بر سیم و زر از فضل ذوالمنن	سکۂ غازی الدین حیدر لکھنؤ	غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن
بدہر سکۂ ثانی زدہ ز لطف الٰہ	سکۂ نصیر الدین حیدر	سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ ثر

سکهٔ زد بر سیم و زر از فضل حق ظل اله	سکهٔ نصیر الدین حیدر	نائب مهدی نصیر الدین حیدر بادشاه
بگیتی سکه زد چون مهر انور	〃	شه عالم نصیر الدین حیدر
سکهٔ زد بر سیم و زر تا بنده مثل مهر و ماه	〃	ظل سبحانی نصیر الدین حیدر بادشاه
بدهر سکهٔ شاهی زده ز لطف اله	〃	سپهر مرتبه شاه جهان سلیمان جاه
بجود و کرم سکهٔ زد در جهان	سکهٔ محمد علی شاه	محمد علی بادشاه زمان
در جهان زد سکهٔ شاهی تبائید اله	سکهٔ امجد علی شاه	ظل حق امجد علی شاه زمن عالم پناه
سکهٔ زد اندر جهان چون ماه بدر	سکهٔ مرزا رمضان علی بر جیس قدر	شاه رمضان علی بر جیس قدر
بزد سکهٔ در دهر چون مهر بدر	〃	ابو الحرب فا آن بر جیس قدر
سکهٔ زد از فضل حق بر اشرفی مهر بدر	〃	اختر سلطان عالم میرزا بر جیس قدر
سکهٔ زد بر سیم و زر چون مهر بدر	〃	نیر دین میرزا بر جیس قدر
زر و سیم را سکهٔ زد تخت سنگهه	سکهٔ مهاراجه تخت سنگهه دالی هاڑواڑ	بعهد کوئین شاه هند و فرنگ
زد بعهد کوئین چو سکه بخت	سکهٔ مهاراجه جسونت سنگهه	گشت جسونت سنگهه وارث تخت
سکهٔ زن بر سیم و زر از اوج ماهی تا بماه	سکهٔ احمد شاه درانی	حکم شد از قادر بیچون احمد بادشاه
چرخ می آرد طلا و نقره از خورشید و ماه	سکهٔ تیمور شاه بن دوانی	تا زند بر چهره نقش سکهٔ تیمور شاه -
جمال دولت پاینده قسمت ازلی است	سکهٔ شیر علی خان والی کابل	زبعد دوست محمد امیر شیر علی ست
سکهٔ زد در جهان بآسانی	سکهٔ ٹیپو سلطان فتح علی خان	شاه ٹیپو سکندر ثانی - شیر
سکهٔ زد بر هفت کشور خادم محراب شاه	سکهٔ احمد الله شاه عرف نقاره شاه باعلی ۱۸۵۵ء صور	حامی دین محمد احمد الله بادشاه
	سکهٔ حیدر علی خان والی	

دین احمد در جهان از فتح حیدر روشن است

ذیل مین چند چیدہ و منتخب سکّون کے نقشے جو اکثر خصوصاً بادشاہان اہل اسلام دہلی و بعض عموماً سلاطین و خلفائے ماسلف سے تعلق رکھتے ہین) درج کئے جاتے ہین۔

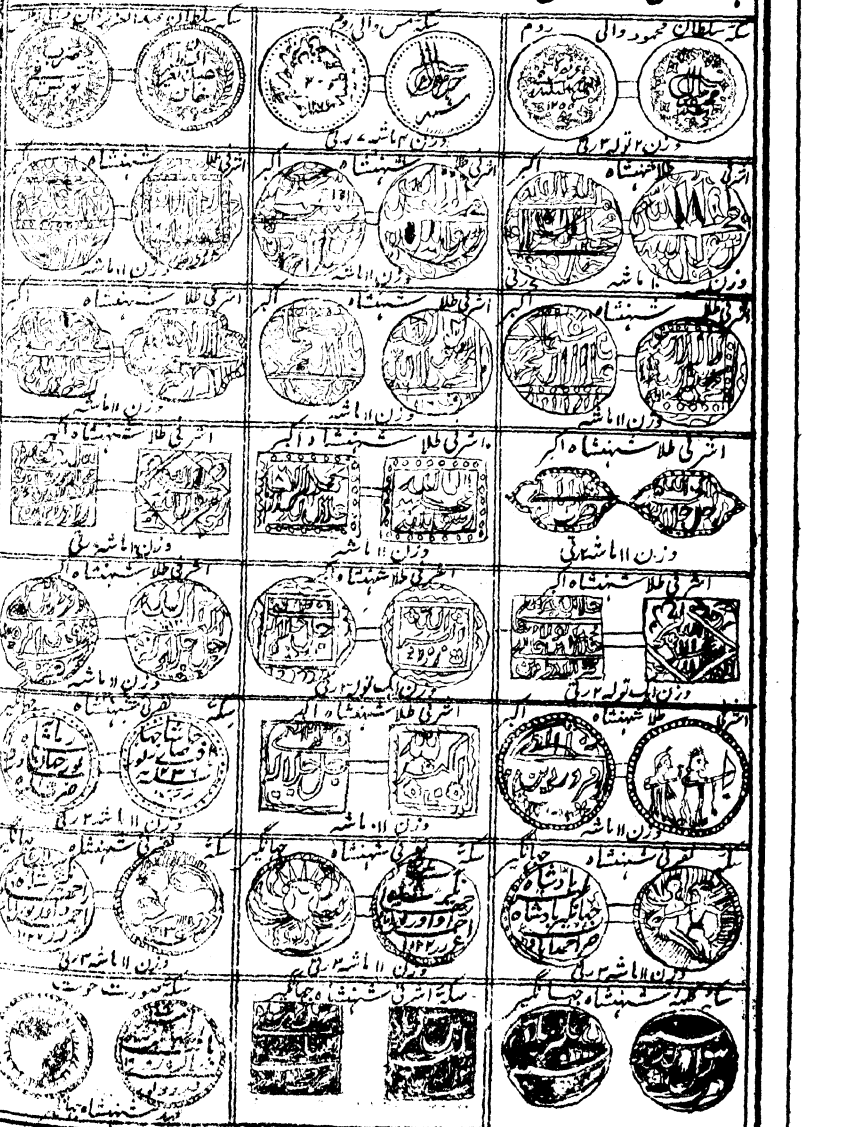

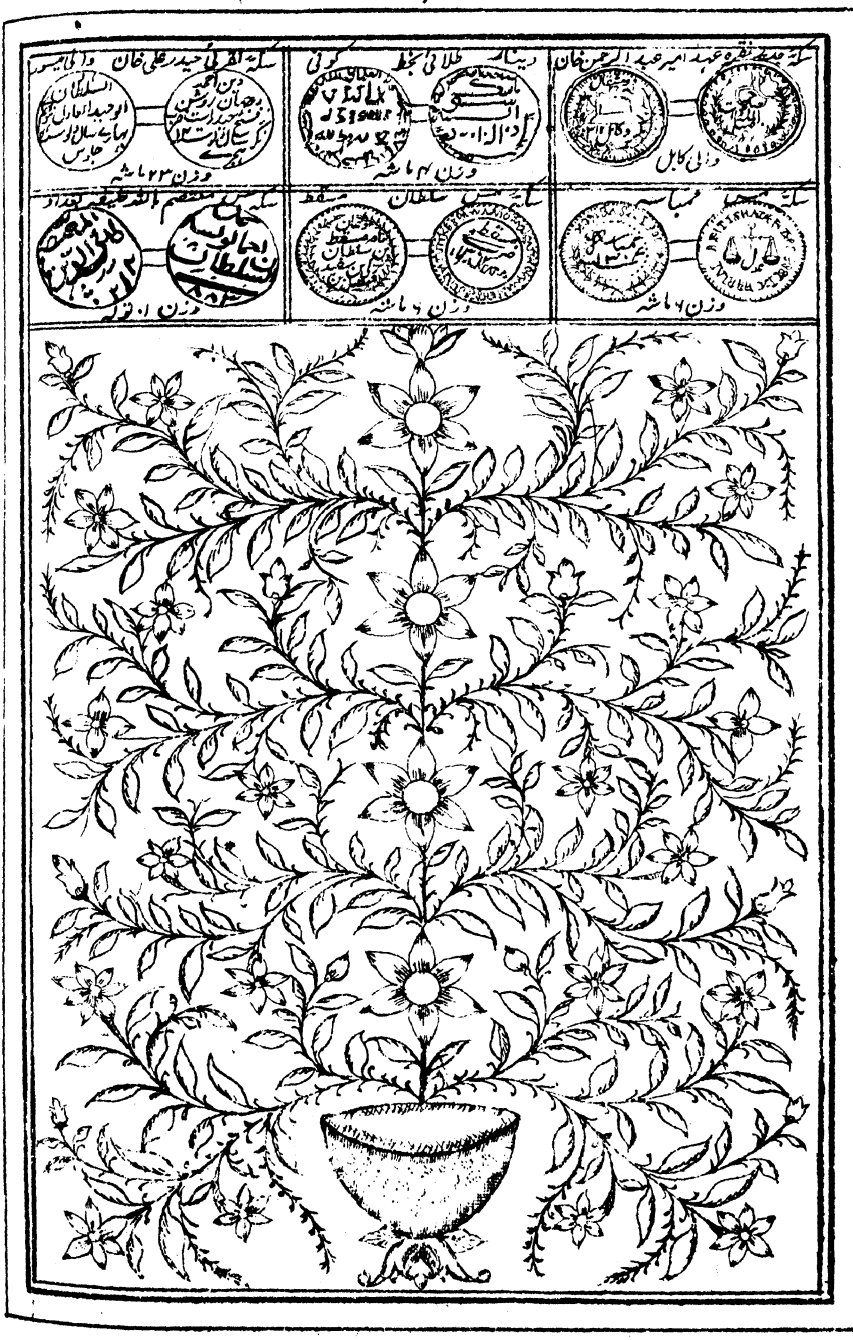
سکهٔ جدید نقرهٔ عهد امیر عبدالرحمن خان
وزن کابل
دینار طلای بخط کوفی
وزن ۴ ماشه
سکهٔ الطان حیدر علی خان والی میسور
وزن ۲۳ ماشه
سکهٔ محمد
وزن ۶ ماشه
سکهٔ حسن سلطان
وزن ۶ ماشه
سکهٔ سلیم
وزن ۱۰ توله

گل نغمہ

عہد صلیبیہ

دنیا کی تواریخ مین خوش اقبالی کی کوئی ایسی عجیب وغریب مثال موجود نہین ہے۔ جیسی کہ انگلستان کی کہ تاجرون کی کمپنی نے ہندوستان مین ایک عظیم الشان سلطنت جمالی۔ اور یہہ کیا کچھہ کم حیرت انگیز امر ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک سے ہزارہا کوسون کے فاصلہ پر ہے۔ ایک یورپ مین ہے تو دوسرا ایشیا مین۔ اور دونون کے نسل و مذہب مین ہی زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ انگلینڈ و ہندوستان کے درمیان بحر اٹلانٹک و بحر ہند کے ہزارون میل حائل ہے۔

ہندوستان کی دولت کی شہرت یورپ مین ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ یہان کا اسباب تجارت زمانۂ قدیم سے یورپ مین بڑی قدر کے ساتھہ دیکھا جاتا تھا۔ اٹھارہ سو برس تک ٹولمی کے زمانہ سے اسکندریہ شرقی تجارت کا بڑا مقام تہا۔ روم کے بادشاہون نے ریڈسی کی تجارت کو اپنے قبضہ مین کرنیکی بڑی کوشش کی تھی۔ آٹھوین و نوین صدی مین قسطنطنیہ یورپ کی تجارت کی بڑی جگہہ تھی پہر وینس اور جینوا مین ایشیا سے بہت سا مال جاتا تہا۔ یہانتک کہ پندرہوین صدی مین وینس مین کل تجارت ایشیا کی جمع ہوتی تھی سکندر اعظم کے وقت مین ہندوستان کی دولت و عظمت کے نسبت یورپ کے لوگون کے خیالات عجیب وغریب تھے۔ وہان کے شاعر اس ملک کو سونے اور ہیرے سے بہرا ہوا کہتے تھے۔ اور یورپ کی وہ قومین جو بحیرۂ روم کے ساحل پر آباد تہین ہندمین تجارت کے لئے آیا کرتی تہین۔ مگر اہل اسلام کے تسلط نے اس آمد و رفت کو مسدود کر دیا۔ اور اس زمانہ کے

آخر مین یہہ حال رہگیا کہ ہندوستان کی عمدہ پیداوار کو اہل عرب تری کی راہ سے بحر قلزم مین جہاز و نہین لاد کر اور خشکی مین ایران کی راہ سے کاروان اسباب تجارت لیجا کر شام اور مصر کی بندرگاہون مین پہونچاتے تھے - پندرہوین صدی کے آخر تک یورپ کی کسی قوم نے یہان آنیکا قصد نہین کیا - سنہ ۱۴۹۲ع مین جب کولمبس نے ہندوستان کو اٹلانٹک کے پار جاکر دریافت کرنیکا ارادہ کیا تو وہ بجاے ہندوستان پہونچنے کے امریکہ پہونچ گیا - اور کیپ گڈ ہوپ بھی اسی زمانہ مین دریافت ہوگیا جس کے سبب سے بحری تجارت کے لئے ایشیا کے ساتھہ میدان فراخ ہوگیا - چنانچہ ۱۴۹۷ع مین واسکوڈی گاما لسبن سے جہاز پر سوار ہوکر کیپ گڈ ہوپ کے راستہ کالی کٹ پر لنگر ڈالا - گو عرب کے لوگون سے جنکے ہاتھہ مین اوسوقت سمندری تجارت تھی - اوسکا مقابلہ کیا - گرلیپار کے راجہ (زامورن) نے اوسپر بڑی عنایت کی - اور پرتگال کے بادشاہ کو لکھا کہ واسکوڈی گاما کے آنے سے بڑی خوشی ہوی - پس آیندہ آپ ہم سے سلسلۂ تجارت قایم کیجی - جس سے پرتگال والون کے دل مین بڑے بڑے خیالات پیدا ہوے - اور ۱۵۰۰ع مین اونہون نے ۱۳ جہاز اور بارہ سو سپاہی اس ہدایت سے بھیجے کہ مذہب عیسوی کو پھیلائین اور اگر ضرورت ہو تو تلوار کو کام مین لائین - اس اثنا مین جب پوپ الگزنڈر نے پرتگال اور اسپین کے درمیان نامعلوم غیر عیسائی دنیا کو تقسیم کیا - تو اہل پرتگال کو ہندوستان کیلاب سب سے پہلے پرتگال کے دلیرا ے فرانسیس آف المیڈا نے ۱۵۰۵ع سے ۱۵۰۹ع تک کالیکٹ اور کوچین مین بڑے بڑے کوٹھیان قایم کین ملنکا اور مالدیو جزایر پر قبضہ کیا - اور گوا* کو دار السلطنت مقرر کیا - سیام و بحر ہند کے جزائر کا بھی مالک ہوگیا - آخر سولھوین صدی مین اٹلی کے شہرون مین

* گوا تک پرتگیز انڈیا کا دار الخلافہ ہے - چنانچہ اب پرتگیزون کی عملداری ہندوستان مین صرف گوا - دامن اور دیو جو مغربی کنارۂ بحر ہند پر ہین رہگئی ہے - اور یہ بارہ لاکھ سے زیادہ اون کی رعایا نہین - پہلے اور زمانہ کی سلطنت کا رقبہ (۲۴۰۰۰) میل مربع سے زیادہ ہے - ۱۲ منہ

ونیز اور جنوا کے شہرون سے تجارت بالکل چھین کر اہل پرتگال کے اجارہ مین آگئی مگر یہہ اجارہ اہل پرتگال کے پاس بہت دنون تک نہین رہا۔ کیونکہ ۱۵۸۰ء مین اہل ہالینڈ نے اہل پرتگال کو پامال کردیا۔ اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ جب فلپ دوم کے زیر فرمان پرتگال اور اسپین کا الحاق ہوگیا۔ اور چند روز کے بعد ان دونون متحدہ سلطنتون مین بغاوت پھوٹی تو فلپ دوم نے لزبن کے بندرگاہ اہل ڈچ کے واسطے بند کردئے ورنہ قبل ازین یہ صورت تھی کہ اہل پرتگال ہندوستان کے اشیاء لزبن لاتے اور وہان سے ڈچ خرید کرکے اور ممالک مین لیجاتے۔ اب مجبوراً اہل ڈچ کو خود جاکر تجارتی اشیا ہندوستان سے لانیکی ضرورت پڑی چنانچہ ۱۶۰۲ء مین اہل ڈچ نے باہم متفق ہوکر ایک کمپنی موسوم بہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی قایم کی۔ اور سنہ ۱۶۱۰ء و سنہ ۱۶۲۱ء مین بڑے بڑے پرتگیزی بستیون پر قابض ہوگئے۔ اور پچاس برس کے عرصہ مین اہل ڈچ کی کوٹھیان ہندوستان۔ لنکا۔ سماٹرا۔ ریڈسی۔ خلیج فارس۔ ملاکا وغیرہ مین قایم ہوگئین۔ جزیرۂ جاوا مین انہون نے ایک شہر بیٹویا کی بنیاد ڈالی۔ اور آسٹریلیا کو دریافت کیا۔ ہرکہ مین نیو امسٹرڈم کے نام سے ایک جگہ (جواب نیویارک کہلاتی ہے) بنائی۔ الحاصل سترہوین صدی مین ڈچ لوگ تمام دنیا کی سمندری تجارت کرنیوالے قومون مین اول درجہ پر ہوگئے۔ اور آخر پرتگیزون* کو بالکل نکالدیا۔ انگلستان کے لوگ ہمیشہ سے ہندوستان کی طرف آنکھ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ مگر ۱۵۷۹ء سے پہلے وہان کا کوئی شخص ہندوستان نہین پہونچ سکا۔ اسی سال طامس اسٹیفن ہندوستان مین آیا۔ اور جب انگلستان واپس گیا تو ہندوستان کی تعریف بہت کچھہ اپنے ہم جنسون کے روبرو بیان کی۔ جس سے انگلستان کے لوگون کو

* پرتگیزون مین تجارت کا مادہ بالکل نہ تھا۔ اور یہان کے لوگون کے ساتھہ اونہون نے بڑی بیرحمی کی صرف البوکرک نے ہندو اور مسلمانونسے اچھا سلوک رکھا تھا۔ ورنہ اوس کے جسقدر جانشین گئے وہ سب ظالم و جابر و بیرحم تھے۔ چنانچہ پرتگیز رفتہ رفتہ ۱۶۳۹ء مین ہندوستان سے نکل گئے ۱۲ مولف۔

ہندوستان کے ساتھہ تجارت کرنیکا بڑا شوق پیدا ہوا۔ پھر ۱۵۸۳ء مین تین انگریز رلیف[1] فج۔ چیمس[2] نیوبیری۔ اور لیڈس[3] ہندوستان مین آئے۔ مگر پرتگیزون نے اونکو قید کرلیا۔ آخرکار نیوبیری تو گوا مین دوکان کرنے لگا۔ لیڈس بادشاہ دہلی کا نوکر ہوگیا۔ اور فج انگلستان کو واپس گیا۔ ۱۵۹۹ء مین ڈچ لوگون نے سیاہ مرچ کی قیمت تین شلنگ فی پونڈ سے چھہ شلنگ اور آٹھہ شلنگ کردی۔ اس پر لنڈن کے سوداگرون نے ایک جلسہ کرکے ہندوستان کے ساتھہ سیدہی تجارت کرنیکا ارادہ کیا۔ اس اثنا مین ملکہ ایلزبتھہ نے ہالینڈ کی ری پبلک (سلطنت جمہوری) کی آزادی کو تسلیم کیا۔ اور اسپین کے ساتھہ جنگ کو اختیار کیا تو دونون ملکون کی بحری فوجین متفق ہوکر پرتگال کی ایشیائی دارالاقامتون کے طرف جو اسپین کے بادشاہ کے قبضے مین تھین روانہ ہوئین۔ چنانچہ ۳۱ دسمبر ۱۶۰۰ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی[4] جسکا پورا نام دی گورنر اینڈ کمپنی آف مرچنٹس آف لنڈن ٹریڈنگ ٹو دی ایسٹ انڈیز تھا) قایم ہوی۔ اور ملکہ ایلزبتھہ نے ہالینڈ کے اتحاد کی باعث کمپنی مذکور کو چارٹر فرمان دیا جس سے مشرق کے طرف انگریزون کی تجارت شروع ہوئی۔

اسی زمانہ مین اہل اسپین کے اجارہ تجارت کے برخلاف قوم ڈچ نے یہ اعلان کیا کہ یورپ کے ساری قومون کو ایشیا کے ساتھہ تجارت کرنیکا حق بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے حاصل ہے۔

سولھوین صدی کے آخر مین اہل اسپین یہ دعوی کرتے تھے کہ ایسٹ انڈیا سب ہماری سلطنت کا ایک حصہ ہے۔ اور اسمین ہم بھی کو تجارت کرنیکا حق ہے۔ چنانچہ ۱۶۰۶ء مین اہل ہالنڈ کو اہل اسپین نے دھمکایا کہ خبردار کبھی ایسٹ انڈیا سب مین تجارت کرنیکے طرف رخ نہ کرنا۔ مگر پھر اہل اسپین ایشیا

[1] اس کمپنی کا سرمایہ پہلے ستر ہزار پونڈ تھا پھر چار لاکھہ پونڈ ہوگیا۔ اور ایک سو پچیس[125] حصہ دار تھے اس کے بعد اور اور کمپنیان اسکے مخالف پیدا ہوئین۔ مگر آخر کو اسی کمپنی مین سب مل گئین۔ اور اس کمپنی نے ۱۶۱۳ء اور ۱۶۱۲ء کے درمیان بارہ سفر ہندوستان کے کئے۔ اور انمین سو فیصدی کا منافع اوسکے حصہ دارون کو ہوا۔ ۱۲ مولف

اور یورپ مین اپنے سرکش اور باغی اضلاع کے ساتھ لڑائیون مین ایسے مصروف ہوے کہ بحر ہند کے سواحل پر پرتگیزون کی قدیمی سلطنت کا زوال بہت جلد آگیا - اور آخر اہل اسپین کو قوم ڈچ کی آزادی کو تسلیم کرنا پڑا - اگرچہ قوم ڈچ نے اہل اسپین کے خلاف مین تجارت کی آزادی کا اعلان کردیا تھا - مگر اونکی پالیسی یہ تھی کہ وہ تجارت کا اجارہ اپنے ہی ہاتھ مین رکھنا چاہتے تھے - گو پرتگال نے ۱۶۴۰ء مین اپنے تئین آزاد کیا - اور اپنے پہلے منصب (جو اوسکو مشرق مین حاصل تھا) پہونچنے کے لئے تھوڑی بہت کوشش بھی کی مگر اوسکو ایک ایسے عہد نامہ پر مجبوراً دستخط کرنا پڑا کہ جسکی رو سے اوسکے پاس گوا اور ہند کے مغربی کنارے کے بعض چھوٹے چھوٹے بندرگاہ رہگئے - اور مونسٹر کے صلحنامہ کے مطابق اہل ہالینڈ کے قبضہ مین وہ سارا ملک رہا جو اوس نے فتح کیا تھا - اب اہل ہالینڈ نے یہہ ظاہر کیا کہ تمام بحیرون اور جزیرون مین یورپ کے اور قوتون پر اونکی قوت غالب ہی - واقعی انگلش اوسوقت بہ نسبت ڈچ کے ضعیف تھی - جب ڈچ نے یہہ مصمم ارادہ کرلیا کہ ایسٹ انڈیا کی تمام تجارت سے انگریزون کو بالکل خارج رکھین تو دونون مین لڑائی جھگڑے شروع ہوئے - چنانچہ سترہوین صدی کی تاریخ انہین دونونکی لڑائیون سے بھری پڑی ہے -

ایسٹ انڈیا کا لفظ اوس زمانہ کے اصطلاحات کے موافق ہند ہی سے مخصوص نہ تھا - بلکہ خلیج بنگال کی شرقی سمت کے ممالک معہ ابنا ہائے ملاکا اور جاوا - اور کل سپائس آئلینڈس اور آگے شرقی جانب مین جاوا - اور بحر چین جیسے سیلی بس اور مولک کا کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا - اور اول نصف سترہوین صدی مین سپائس آئلینڈس کے ساتھ تجارت بڑی وقعت اور منفعت رکھتی تھی - پرتگال اور اسپین کے شخصی سلطنتون کے بحری محققون جو اول آئے - اونہون نے اپنے بادشاہون کے نام سے زمین پر قبضہ کرنیکا اور چہار زرانی کے استحقاق کا دعوی کیا - اور بادشاہون نے بھی اونکے فتوحون کو اپنی سلطنتون کا تکملہ اور اضافہ جانا - ڈچ کی رسی پبلک یعنی سلطنت جمہوری، اور ایسٹ انڈیا کمپنی مین

تعلقات نہایت قریب تھے۔ اگرچہ انمین ظاہری حسب ضابطہ تمیز کیجاتی تھی۔ لیکن اس کے خلاف انگریزون نے ابتداہی سے جو نظام اختیار کیا۔ اوسکو اٹھارہوین صدی کے آخر تک برقرار رکھا۔ اور اس نظام کے موافق اسٹیٹ غالب شریک ہونیکا منصب رکھتی تھی۔ مگر اپنے ذمہ کسی قسم کی جو کہون نہ لیتی تھی۔ اور خفیف سی جوابدہی رکھتی تھی۔ اور کبھی کبھی کسی موقع پر مداخلت اسلئے کرتی تھی کہ کمپنی کی منفعت کا ایک شاہی حصّہ لے لیتی تھی۔ اور کمپنی کو نیا چارٹر (سند شاہی) اوسوقت تک نہ دیتی تھی کہ جبتک اوس سے بہت سی بہینٹ وصول نہ کرلیتی۔ البتہ جب کبھی قومی اغراض یا اغراض ملکی و تجارتی آپڑتے تو اوسکی امداد بھی کرتی تھی۔ اور کمپنی خود اپنے قیمتی اجارۂ تجارت سے مسلح رہتی تھی۔ اور اپنے ہی مخازن سے کام چلایا کرتی تھی۔ اور بہ نسبت اسٹیٹ کی امداد کے زیادہ تر اپنی دولت و طاقت پر اعتماد رکھتی تھی۔ چنانچہ وہ یورپ کی پہر نیوالی قومون سے سولہوین صدی سے اٹھارہوین صدی تک بڑے بڑے لڑائیان لڑی۔ جسکی قدر و منزلت یہ قانونی زمانہ کچھ نہین کرتا۔ اگر ہند مین یا خلیج فارس مین انگریزی تاجر اس بات پر مجبور ہوتے کہ ڈچ و فرانسیس و پرتگیزون سے جاونکے لڑائی جھگڑے ہوتے تھے اونکے علاج کے لئے انگلینڈ سے رجوع کرین تو بہت جلد اونکی بیخ کنی ہوجاتی۔ اور اسی لئے انہون نے یہ کام نہین کیا۔ اور اسٹیٹ کے آگے مصیبت کے وقت کبھی ہاتھ نہ پھیلایا۔ بلکہ خود اپنے ہی ہتیار آپ سنبھالے۔ اور بڑی بڑی لڑائیان لڑے ۱۶۰۸ء مین کپتان ہوکنس۔ سورت سے بادشاہ دہلی (شہنشاہ جہانگیر) کے دربار مین سفیر ہوکر آیا۔ اور شہنشاہ نے اوسکی بہت کچھ خاطر مدارات کی۔ اور ۱۶۰۹ء مین انگریزون کو عدن مین تجارت کرنیکی آزادی دیگئی۔ بعد ازان ۱۶۱۵ء مین جیمز اول (شاہ انگلنڈ) نے سر طامس رو کو سفیر بناکر شہنشاہ جہانگیر کے دربار مین بھیجا۔ جسکو صرف مختلف تجارتی حقوق ہی حاصل نہ ہوے۔ بلکہ شہنشاہ مغلیہ کے دربار مین بطور سفیر کے رہنے کی اجازت بھی مل گئی۔ اور اسی سال انگریزون نے سورت مین اپنی کوٹھی بنائی۔ اور کہاگرا۔ احمد آباد۔ بیجاپور۔ اجمیر مین اوسکی شاخین مقرر کین۔ پھر ۱۶۲۰ء مین آگرہ

اور پٹنہ مین بھی کوٹھیان قایم کیگئین۔

۱۶۲۲ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے سورت مین ایک اپنا چھوٹا سا بیڑا تیار کرکے خلیج فارس کو اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ شاہ عباس والی ایران کی مدد کرکے جزیرہ ہرمز سے پرتگیزون کو (جسپر اونکا قبضہ سو سال سے چلا آتا تھا۔ اور اس کی وجہ سے وہ کل خلیج فارس پر ایسے حکمران تھے کہ کوئی اوسمین دخل نہین دیسکتا تھا) نکال دے۔ چنانچہ انگریزون نے فتح پائی اور پرتگیزون نے قلعہ حوالہ کردیا۔ اور خود گوا مین چلے آئے۔ اب پرتگیز اس شکست کا انتقام لینے کے درپے ہوے۔ اور انگریزون نے بھی اپنی تجارت کی محافظت کا بہت کچھ سامان کیا۔ ۱۶۲۳ء مین اہل ڈچ نے ایمونیا (جو جزائر ملاکا مین سب سے بڑا تھا) مین تمام انگریزونکو بڑی بیرحمی سے قتل کرڈالا۔ جسکے باعث انگریزی تاجرون کے دلون مین جوش انتقام اٹھا۔ اور اپنی تجارت کی گرم بازاری کے لئے سب سے زیادہ اہتمام کیا۔ ۱۶۳۳ء مین انگریزون کو بنگال مین تجارت کرنیکی آزادی دربار مغلیہ سے عطا ہوی۔ ۱۶۳۸ء مین انگریزون نے سورت مین کمپنی کا بڑا کارخانہ قایم کیا۔ اور اسی سال مین انگریزونکو ایک چھوٹا سا خطہ مچھلی پٹم کے نیچے ۶۱ میل طول و ایک میل عرض عطا ہوا۔ جہان اونھون نے ایک کوٹھی قائم کی۔ اوسکے گرد ایک فصیل کھینچی۔ اور اوسپر توپین لگاکر قلعہ سینٹ جارج اوسکا نام رکھا۔ جو ۱۴ سال بعد ۱۶۵۳ء مین یہہ بستی صوبہ مدراس کے نام سے خود مختار ہوگئی۔ ۱۶۴۰ء مین ایک کوٹھی ہگلی مین گنگا کے دہانہ کے قریب قایم کیگئی۔ ۱۶۴۵ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک ڈاکٹر مسٹر بنٹن شاہجہان کے علاج کے لئے آگرہ آیا۔ اور خاندان شاہی کا ڈاکٹر مقرر ہوا۔ جسکے سبب سے بادشاہی دربار مین انگریزونکا رسوخ زیادہ ہوگیا۔ اور بادشاہ نے بالعوض اوسکی خدمت کے

بجز گویورپ مین انگلینڈ و پرتگال (اسوقت پرتگال اسپین کے ماتحت تھا) کے درمیان گہری دوستی و مصالحت تھی۔ لیکن بحر ہند مین اوسکے برعکس پرتگیزون اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مابین سخت لڑائیان ہورہی تھین۔ کیونکہ پرتگیزون کی آمد و شد نے کمپنی کی تجارت مین رخنہ اندازی کی تھی۔ ۱۲ مولف۔

انگریزون کو اور بھی حقوق مفید تجارت عطا کئے۔

سترہوین صدی کے وسط مین ایشیا کے جنوبی سواحل پر خلیج فارس سے لیکر چین کی سرحد تک کمپنی کی تجارت ہونے لگی۔ اور ڈچ کی تجارت کی بھی حدود تھین ان دونون قومون مین بڑی رقابت تھی۔ اور تجارت کی اس وسیع راہ مین جو دونون کے لئے ایک ہی تھی آپسمین خوب مٹ بھیڑین ہوتی تھین۔ اسوقت انگلینڈ مین بادشاہ اور پارلیمنٹ کے بیچ مین ایسے جھگڑے ہو رہے تھے کہ اس نے انگریزی اولوالعزمی کو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے نہین دیا۔ اور کمپنی کے جو لڑائی جھگڑے اپنے رقیبون سے ہوتے اونمین گورنمنٹ پوری تائید نہین کرتی تھی۔ ہالینڈ۔ اور پرتگیزون کے لئے بادشاہی امداد بڑی پشت پناہ بنتی۔ اور مشرق مین تمام مہمات اور ملکی معاملات مین نوعی حکومت کو بہت باوقعت بناتی۔ لیکن انگریزی کمپنی کو بغیر اپنے بادشاہ کی تائید کے ان دونون بادشاہی قومون سے اپنے بل پر پڑنا پڑتا تھا۔ الحاصل سترہوین صدی کے بڑے حصے مین ایشیائی تجارت مین ہالینڈ کو تفوق حاصل رہا۔ چنانچہ اہل ہالینڈ نے مشرق مین اہل پرتگال کے قبضہ و دخل کو بہت کم کردیا۔ اور رایت منتخب مقامات مین اپنی تجارت گاہون کو قایم کرلیا۔ لیکن جب انگلینڈ مین کرومویل کی زبردست حکومت ہوئی تو انگریزون نے بھی پھر اپنا جاہ و منصب حاصل کرلیا ۱۶۵۴ء مین ڈچ و انگلینڈ کے مین عہدنامہ لکھا گیا۔ جسکے موافق انگریزون کو ان نقصانات کا معاوضہ ملا جو امبوینا مین ڈچ کی خونی کاون سے ہوا تھا۔ اور بحرہاے ہند مین انگریزون کے تجارت کی تجدید ہوگئی۔ اگرچہ ایشیا مین انگریزون کے ساتھ ڈچ کی عداوت اور اونکے کامون کی مداخلت بیحد کم ہوگئی۔ مگر وہ کسی طرح موقوف نہین ہوی۔ اس اثنا مین کرومویل کو نقد روپیہ کی سخت ضرورت پڑی جب لنڈن کمپنی نے بہت سے روپیہ نذرانہ کے اوسکے روبرو پیش کئے تو اوس نے ان کو بھی سند تجارت دیدی جس سے ڈچ کی قوت پھر گئی۔ اور انہون نے آزاد تاجرون کو جو انگریزی کمپنیون کے تاجرون کے علاوہ تھے آسانی سے شکار کیا۔ چونکہ ایسٹ انڈیا مین ڈچ کے پاس جنگی سامان بہت اور بحری لشکر

وا نہ تھا۔ اسلئے اوس نے عہدنامہ کے خلاف انگریزی انجنیون کو بڑا دق کیا۔ اور انگریزون کو ایشیا کے مشرقی کناروں سے خارج کردیا۔ سیلون پر قبضہ کرلیا۔ جاوا مین جو انگریزون کا صدر مقام پلیٹم تھا۔ اوسکو محصور کیا پھر سپاس آلینڈس مین انگریزون کی بیخکنی کے لئے بڑار روپیہ لگایا۔ اس عرصہ مین انگلینڈ مین چارلس دوم تخت نشین ہوا۔ اس واقعہ نے انگلینڈ کے پولیٹکل تعلقات بالکل بدل دئے۔ اور تجارت کے نظام مین اثر عظیم پیدا کیا۔ کمپنی تو یہہ چاہتی تھی کہ اوسکے اختیارات وسیع ہون۔ اور چارلس دوم کی یہ خواہش تھی کہ اوسکے چارٹر (فرمان) موجودہ مین سے کروم ویل کا نام میٹ دیا جائے۔ پس اوس نے کمپنی کو ایک نیا فرمان عطا کیا اور اوسکے رو سے یہہ اختیار دیا کہ وہ باستثنار قوم عیسائی کے جس قوم سے چاہین لڑائی کرین۔ حالانکہ درحقیقت کمپنی کی آزار رسان دشمن عیسائی قومین تھین۔

۱۶۶۱ء مین چارلس دوم کی شادی کتہرائن آف برگنزا سے ہوی تو گورنمنٹ پرتگال نے منجملہ اور اشیار کے جزیرہ بمبئی بھی جہیز مین دیا۔ جو پانچ سال کے بعد حسب دستور یہہ جزیرہ شاہ انگلستان کو ملگیا جس نے اوسکے تمام حقوق ۱۶۶۸ء مین (۱۰) پونڈ سالانہ پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھہ فروخت کردئے۔ اسی سال لنڈن کمپنی کے قبضہ مین سینٹ ہلینا بھی آیا۔ اور چارلس دوم نے لنڈن کمپنی کو ایسٹ انڈیا اس مین کل انگریزی تجارت حوالہ کی۔ اور لیسنس (اجازت نامہ) دیا کہ وہ اپنے سکے جاری کرے عدالت کا انتظام رکھے۔ ناجایز تجارت کرنیوالون کو سزا دے جب ایسٹ انڈیا کی تجارت کا یہ انتظام کیا گیا تو اوسپر ڈچ کو بہت غصہ آیا۔ اس اثنار مین ونکرک فرانس کے ہاتھہ بیچا گیا۔ جسکے باعث فرانسیش* تنگ بحیرون مین پہونچ گئے۔

* فرانسیسون کا آغاز ہندوستان مین ۱۶۰۴ء سے ہے۔ اور فرانسیسون نے ۱۶۰۴ء سے ۱۷۶۱ء تک پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی قایم کین ڈوپلے انکی کوٹھیون کا گورنر بڑا لایق ہوا۔ اور اوسکا خیال تھا کہ مغلون کے زوال پر مین ہندوستان مین اپنی سلطنت قایم کرون۔ چنانچہ ایک عرصہ تک فرانس کے لوگ انگریزون کے ساتھہ کامیابی سے لڑتے رہے۔ مگر فرانس کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس روپیہ نہ تھا اور ملک کے انتظام مین خرابی تھی۔ اور وہ اپنی تجارت کو بمقابلہ یورپ مین

اب تو ڈچ اور بھی چونک پڑے۔ مشرقی معاملات مین ڈچ اور انگریزون کے درمیان جھگڑے بڑھتے گئے۔ اور وہ زیادہ سخت ہوتے گئے۔ ڈچ نے یہ ارادہ مصمم کرلیا کہ وہ اپنی ایشیائی تجارت مین انگریزون کو روکین۔ اور انکی مداخلت کو بالکل دور کرین۔ لوئی چاردہم کو اوسکے وزیر کول برٹ نے ملک کی ترقی۔ دولت و تجارت کے لئے ترغیب دیکر فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی۔ اور وہ دوسرے سال ہالینڈ کے ساتھہ اسوجہہ سے شریک ہوگئی کہ انگریزون کے ساتھہ لڑے۔ اور ڈچ اور انگریزون مین جو بحری لڑائی ٹھنی اس نے دونون قومون کو ضعیف کردیا۔ اور ان دونون قومون کو یورپ اور ایشیا مین فرانس کے طرف سے بھی دغدغہ لگا ہوا تھا۔ اسلئے ۱۶۶۷ء مین بریڈا کا صلحنامہ لکھا گیا۔ جس سے تجارت کے متعلق سب جھگڑے طے ہوگئے

اسوقت مغربی مین بحری قوتین انگلش۔ ڈچ۔ فرنچ۔ میدان تجارت مین ایک دوسری کی رقیب تھین اور ہر ایک بحر ہائے ایشیا مین سبقت لیجانا چاہتی تھین۔ اسپین و پرتگال بہت پیچھے ہٹ گئے تھے اس زمانہ مین ایسٹ انڈیا اس مین انگلش کمپنی کے کارخانے بانٹم کی پریسیڈنسی معہ میکسر اور مچھلی پٹنم

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰۵) اپنا رعب قایم کرنے کے کمتر سمجھتے تھے۔ اسلئے وہ کچھہ نہ کرسکے۔ ہنٹر صاحب کا قول ہے کہ پرتگیز کی وجہہ سے ناکامیاب ہوے کہ اونھون نے اپنی طاقت سے زیادہ کام ہندوستان کو فتح کرنے اور عیسائی کرنیکا اوٹھایا۔ ڈچ کے ناکامی کی یہہ صورت ہے کہ وہ کل تجارت کو اپنے ہاتھہ مین رکھنا چاہتے تھے۔ اور یہ امر بغیر بہت سے قیمتی جنگی جہازون کے بیڑون کے ناممکن تھا۔ اور فرانسیسی اسلئے ناکام ہوے کہ اونکے ہموطنون نے اونکی مدد نہین کی حالانکہ اونکے ہتیار تیز اور جنرل لایق تھے۔ اور بڑے بڑے لیتوفر ہندوستان مین اونکی طرف سے پہنچے گئے۔ لیکن یہ دربار فرانس کی خرابی اور ان لوگون کی عدم توجہی سے کچھہ نہ کرسکے۔ اگر فرانس کا بادشاہ اور اونکے وزیر اونکی مدد کرتے تو وہ ہندوستان کے بہت بڑے حصہ کے آجکے دن مالک ہوتے۔ اب اسوقت جرمنی کے لوگون کی ہندوستان کے ساتھہ بڑی تجارت ہے۔ اور کلکتہ۔ بمبئی مین اونکا بڑا دخل ہے۔ جرمنی کے سوداگرون کے گماشتے چانول۔ سن۔ روئی کے پیدا ہونیکے مقامات و دیگر شہرون مین برابر موجود ہین۔ ۱۲ مولف

ہند کے اور مقامات اور ساحل کارومنڈل و خلیج بنگال مین قلعہ سینٹ جارج معہ کوٹھیون کے اور ساحل مغربی پر بمبئی۔ سورت اور اوسکے ماتحت اور مقامات تھے۔

ہند کے اس سمت مین یہ امر بڑا اعظیم الشان ہے کہ ابتدا مین مشرق مین انگلینڈ کی کامیابیان زیادہ تر فرانس کے اغلاط پر اور مغرب مین ہالینڈ کی بدنصیبیون پر منحصر ہین۔ اس زمانہ مین غیر سلطنتون کے ساتھ انگلینڈ کے تعلقات غیر منفصل تھے۔ ۱۶۶۵ء مین ہالینڈ اور انگلینڈ کے مابین لڑائی تھی ۱۶۶۶ء مین ہالینڈ سے فرانس ملگیا۔ لیکن ۱۶۶۸ء مین انگلینڈ۔ ہالینڈ۔ سوئیڈن یہ تینون ملکر فرانس کے خلاف ہوگئے۔ ۱۶۷۲ء مین ہالینڈ پر فرانس اور انگلینڈ ملکر حملہ آور ہوے۔ اسطرح جو جلد جلد ٹھاٹھہ بدلے گئے اوسکے اسباب ایک درجہ تک ایشیائی تجارت سے بھی مربوط تھے۔

۱۶۶۱ء و ۱۶۶۰ء کے درمیان جب انگریزی تجارت بہت بڑھکر قوی ہوگئی تو ایشیا مین انگریز اپنے رقیب مخالف ڈچ سے تجارت مین سربرآوردہ ہوگئے۔ یورپ مین انگریزون اور ڈچ کے مابین اتحاد تھا تاکہ فرانس زیادہ زبردستی سے ملک ستانی نہ کرسکے۔ مشرق مین انگریزون کی تجارت کے لئے ہالینڈ کی قوت کو زیر کرنا بڑا ضروری تھا۔ مگر انگریز مغرب مین ہالینڈ کو سہارا دینے مین اپنی بڑی غرض رکھتے تھے۔ ایشیا مین تجارت کی ترازو یورپ کی پولٹیکل ترازو سے مطابقت و موافقت رکھتی تھی انگلش کو یہہ مشکل پیش تھی کہ اگر وہ ڈچ کو فرانس کے خلاف سہارا دیتے تو وہ اونکو ایشیا سے نکال باہر کرتے۔ اور اگر وہ فرانس کے ساتھہ برخلاف ہالینڈ کے ہوتے تو ایک بحری قوت کو شکستہ کرکے دوسری بحری قوت کو اونکی جگہہ قایم کرتے۔ جو پہلے سے زیادہ دہشتناک تھی۔ اور اسوقت فرانسیسی بڑے ہوے تھے ۱۶۶۰ء مین فرانسیس کمپنی نے ایسٹ انڈیا کے واسطے ایک بیڑا تیار کیا۔ اور ہالینڈ سے لڑنے کیلئے بھیجا۔ ۱۶۷۲ء مین (جب انگلینڈ و فرانس کے فیما بین اتحاد تھا) ایک فرانسیسی بحری سپاہ ڈی لاہے کے ماتحت ہندوستان کو روانہ ہوی۔ جو سیلون مین ٹرنکومالی کے عمدہ

بندر مین اگریسی - اور مدراس کے قریب سینٹ تھومی پر قبضہ کیا - گو اسطرح ساحل کورومنڈل پر فرانسیس کا پہلی دفعہ نمودار ہونا انگریزون کو خار معلوم ہوتا تھا - مگر انگریزون کی شائستگی و تہذیب کا مقتضا یہ نہ تھا کہ وہ اپنے دوست فرانسیسون سے مقابلہ کرتے - مگر دوسری صدی مین تو اس ساحل پر فرانسیسون سے انگریزون کی خوب لڑائیان ہوئین - پھر ان دونون مقامات کو ڈچ نے فرانس سے لے لیا -

سترہوین صدی کے آخر مین دو بحری قومین جنسے انگلینڈ کو مشرق مین خوف تھا وہ آپسمین لڑنے لگین - جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ فرانسیس و ڈچ ناتوان ہوگئے - جسکی وجہ سے انگریزون کو بہت فائدہ حاصل ہوا - اور ایشیائی فتوح و تجارت مین متواتر آہستہ آہستہ سب سے آگے پیش قدمی کی - اس زمانہ سے ایسٹ انڈیا کی تجارت کو بڑا فروغ ہوا - اور ہندوستان کے سواحل پر انگریزون کا قدم اچھی طرح جم گیا - ۱۶۸۴ء مین سر جان چائیلڈ بمبئی کا گورنر جنرل مقرر ہوا - اور ۱۶۸۵ء مین سورت کی کوٹھی کمپنی نے چھوڑ دی اور بمبئی اوسکی جگہہ مغربی بستی قرار پائی - ۱۶۸۶ء مین کمپنی کے لوگون پر ہوگلی مین رہتے تھے اوس صوبہ کے حاکم نے بہت ظلم کیا - اسلئے کمپنی نے وہان دلدل و ترائی مین فورٹ ولیم کی بنیاد ۱۶۸۸ء مین رکھی یعنے تین چھوٹے چھوٹے گانون سوتانتی - گوبندپور و کالی گہاٹ حاصل کرکے فورٹ ولیم بنایا گیا - جسکی قسمت مین بعد کو شہر کلکتہ ہونا لکھا تھا - اور چیف بنگال ایجنسی ہگلی سے کلکتہ مین منتقل ہوی - اور جزیرہ نمائے ہند کے مشرقی کنارون پر مدراس مرکزی مقام ہوا - الحاصل یہہ تینون شہر جو اسوقت پریسیڈنسی (احاطے) ہوگئے ہین - اوسوقت برٹش سلطنت کے قایم ہونیکے چارون ستون مین مرکز تھے - اب ایسٹ انڈیا کمپنی نے - اپنا انتظام آزادانہ شروع کیا - اور اپنے مقامات کے گرد حصار بنائے - اپنے سکے جاری کئے - غرض اپنی حدود مین ایک خود مختار سلطنت جمائی اور اپنے حقوق کی حفاظت جو اونکو حسب فرامین حاصل تھی، دشمنون کی مدافعت اور چھوٹے چھوٹے رئیسون کے آپس کی لڑائی مین طرفداری وغیرہ کرنیکی غرض سے ہندوستانی سپاہ بھرتی کی - اور انگلینڈ مین

بڑی سپاہ تیار کی۔ شاہ انگلینڈ جیمس، سے کمپنی کے گورنر کے لئے صلح وجنگ کا حکم حاصل کیا۔ اور مغربی ہندوستان
مین بادشاہ کی حکومت سے لڑنے پر کمپنی نے کمر بستہ کی۔ مگر آخر کو ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ کیونکہ اونکی سپاہ اورنگ زیب
کچھ دور فاصلہ پر تھا۔ اور بمبئی مین ایسٹ انڈیا کمپنی کی سپاہ مین ۱۵ اگورے اور ہندوستانی سپاہ تھی۔ گورنر
اپنے قلعہ اور شہر مین محصور ہوگیا۔ حبشی شیدیون کے بیڑے نے اُسکا دم ناک مین کیا۔ مشرقی بنگال و شمال و غربی
سمت مین بھی جو جنگ کیگئی اونمین بھی انگریزونکو فاش شکست اوٹھانی پڑی۔ کمپنیون پر حملے ہوے۔
شہنشاہ ہند نے حکم صادر کیا کہ مدراس سے انگریز نکال دئے جائین۔ یہان کے پریسیڈنٹ کے پاس
قلعہ مین ۱۵ اگورے اور دو سو سپاہی تھے۔ جب اونہون نے یہ سنا کہ جنوب کیطرف بادشاہی لشکر آتا ہے تو اُنکا
دم نکل گیا۔ ۱۶۸۹ء مین سرجان چائلڈ مرگیا۔ جو کمپنی کے پالیسی جنگ کی جان تھا۔ آخر کمپنی نے بڑی عاجزانہ عرضی
اپنے معافی قصور کی اورنگ زیب کے پاس بھیجی۔ شہنشاہ نے اپنے کرم و رحم سے قصور معاف کیا۔ تو کورٹ
ڈائرکٹرز اس قسم کی عرضی بھیجنے پر کمپنی سے ناراض ہوئے۔ مگر یہان بیچارے کے کمپنی کے پاس چارہ ہی کیا تھا۔
اس اثنا مین ۱۶۹۸ء مین ایک اور کمپنی بنام انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی۔ اس کمپنی کے مقابلہ پر قایم ہوئی۔
جسکا سرمایہ دس لاکھ پونڈ تھا۔ اب نتیجہ یہ ہوا کہ تجارت مین ابتری ہوئی۔ اور کمپنی کے اندرونی معاملات
مین بڑے الجھیڑے پڑے۔ گو یہ دونون کمپنیان انگلینڈ سے متعلق تھین اور دونون کے سر پر انگریزی پھریرا لہراتا تھا۔
مگر وہ آپس مین ایک دوسرے کو غارت کرنا چاہتی تھین۔ اور ہر ایک کمپنی شہنشاہ ہند کے دربار مین اپنا رسوخ
پیدا کرنے کے لئے جوڑ توڑ کرتی تھی۔ چنانچہ اس نئی کمپنی نے گورنمنٹ کو بیس لاکھ پونڈ کا تمسک لکھدیا کہ اوسکو
تجارت کا فرمان ایسا ملے کہ اوسکے سوا دوسری کمپنی تجارت نکرے۔ اب اس سے ایسٹ انڈیا کی تجارت
کے کثیر منفعت کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ اوسوقت کیا سرسبزی کی حالت ہوگی۔ مگر آخر مین جنوری ۱۷۰۲ء
مین دونون کمپنیان متحد ہوگئین اور اونکا نام دی یونائٹڈ کمپنی آف مرچنٹس ٹریڈنگ ٹو دی ایسٹ انڈیز
کھا گیا۔ اور دونون کمپنیون کا سرمایہ ایکجا کیا گیا۔ غرض یہ دونون ملکر ایسی زبردست کمپنی ہوئی جسنے

جنوبی ایشیا مین اپنے مقام کو بڑا مستحکم بنالیا۔ اور آئندہ ۱۵۰ برس تک انتظام سلطنت کیا۔ اور شہر لنڈن اوسکا پشت پناہ بنا رہا۔

۱۷۰۷ء مین جب اورنگ زیب نے وفات پائی تو ہندوستان کا انتظام بگڑا۔ اور اوسکی اولاد مین تخت نشینی کے لئے ہنگامی برپا ہوئے۔ اوسکے علاوہ مرہٹون نے بڑی شورش کر رکھی تھی۔ اونکے گروہ کے گروہ متوسط و شمالی اضلاع مین لوٹ مار کرتے پھرتے تھے دکن مین نظام نے اپنی سلطنت جما رکھی تھی ہندوستان کا سب سے زیادہ زرخیز صوبہ (بنگال) ایک عالی ہمت بلند حوصلہ افغان کے قبضہ مین تھا۔ پنجاب مین سکھون نے سر اٹھا رکھا تھا۔ اودہ مین بادشاہ کے ایک عہدہ دار نے اپنے خاندان کی سلطنت کا ڈول ڈال رکھا تھا۔ اور دوآبہ کے اضلاع مین غاصب وجود سر پیدا ہو رہے تھے۔ غرضکہ سولھوین صدی مین جس سلطنت کو بابر نے قایم کیا تھا اورنگ زیب کے بعد اسطرح ٹکڑے ہو رہے تھے۔ جب سلطنت مغلیہ کا عروج تھا تو کابل اور قندہار بھی اوسکے صوبے تھے۔ مگر وہ اورنگ زیب کے آخر ایام مین ہندوستان کی سلطنت سے خارج ہوگئے تھے۔ ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد کا برقرار رکھنا ہندوستان کے امن و امان کے لئے ضروری ہے۔ جب ہندوستان کے ہاتھ سے افغانستان نکل گیا تو اوسط ایشیا سے ہندوستان پر حملے ہونے لگے۔ اورنگ زیب کی وفات سے تیس ۳۰ سال بعد نادرشاہ ایک بلند اقبال ایرانی سپاہی ایران کی بادشاہت کو غارت کرکے خود بادشاہ بنا اور ہندوستان پر چڑھائی کی۔ دہلی مین قتل عام کیا۔ اور بادشاہ کی کل دولت کو چھین کر سندہ کے پار لیگیا۔ جب نادر اپنے خیمہ مین مارا گیا تو۔ احمد شاہ ابدالی نے افغانستان کو فتح کرکے ۱۷۴۸ء مین پنجاب کو لے لیا۔ جنوب و مغرب مین مرہٹون کا طوفان برپا تھا۔ خلاصہ یہ کہ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کے تنزل کا آغاز ہوا۔ اور اوسکے انجر پنجر ڈھیلے ہونے شروع ہوئے۔ جو بادشاہ ہوا وہ ملک داری سے غافل اور عیاشی و نفس پرستی مین کامل ہوتا گیا۔ بجائے دن بدن

شاعرون نے اوسے سلطنت کے کام کا نہ رکھا۔ آخرکار کوئی وارث ہندوستان کی سلطنت کا نرہا۔ اور اس لاوارث شے کے سب طرف سے خواہان پیدا ہوگئے۔ ہر طرف ملک مین شور و شر اور فتنہ و فساد پیدا ہوا۔ ایک طرف راجپوتون کی جنگجو قوم سلطنت لینے کے لئے کمر باندہی۔ دوسری جانب پٹھانون نے سر اوٹھایا۔ روہیلکہنڈ کو دبالیا۔ سکھون نے ایک اپنی نئی ریاست قایم کرلی جس کے آس پاس جاٹون نے جداہی اپنا ڈنکہ بجایا پھر اون سب کا مرہٹون نے سر کچلا۔ ہر رئیس مرہٹون کے نام سے کانپتا تھا۔ اونہون نے سلطنت مغلیہ کا کوئی حصہ اپنی لوٹ مار سے خالی نہین چہوڑا۔ اب ایسے شور و شر کے زمانہ مین پولٹیکل اکھاڑے مین دو پہلوان تو مین انگلش و فرنچ کشتی لڑنے کے لئے اترین۔ اٹھارہوین صدی کی شروع مین بحری مہمات کیوجہ اون مین تنزل آیا تھا۔ مگر پھر وہ یوروپ سے بڑی آن بان کے ساتھ سمندر پار آئین۔ اور اپنے مقابلہ مین سب یوروپین رقیبونکو پیچھے ہٹا دیا پر تگیز جو اس راہ کے اول موجد تھے وہ بہت پیچھے ایک مقام پر نچلے ایستادہ تھے اور ڈچ جو پرتگیزون کے قدمون پر چل رہے۔ اور اونکی تجارت و مملکت کا بڑا حصہ چہین لیا تھا۔ اون کی قوت بھی اس سبب سے شکستہ ہوگئی تھی کہ اونکے ملک ہالینڈ پر فرانسیسون نے متواتر حملے کئے تھے۔ اسلئے اب انگریزون کو بحری تجارت کے پرانے رقیبون سے فراغت حاصل ہوگئی تھی۔ ۱۷۲۰ء مین ڈینیز ڈین مارک والے) ڈچون نے ان اضلاع مین وہ جھگڑے ہی کرنے چہوڑ دئے تھے جو وہ اپنی حشمت و قوت کے حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے۔ اور اونکی بڑی تجارتگاہین یہان سے منتقل ہوکر جنوب مشرق مین سیلون۔ جاوا ملوکہ۔ سپائس آئیلنڈس مین چلی گئین تھی۔ اسوقت سوائی اونکی کوٹھیون کے جو چنسورا۔ نیگاپٹم۔ جانبا پٹم وغیرہ مین ملتی ہین اور کوئی نشان انکے ملک مین آنیکا باقی نہین ہے۔ ہیبر صاحب لکھتے ہین کہ ۱۷۲۱ء مین صرف (۷۰) اور ۱۷۹۱ء مین (۹۷) ڈچ ہندوستان مین پائے گئے۔ اور منجملہ (۱۷) مقامات کے جہان اون کی کوٹھیان تہین۔ اب ایک بھی ایسی جگہہ نہین ہے جہان اونکا نام و نشان ہو۔ ۱۲ مولف۔

ایسٹ انڈیا کمپنی ہی بالکل معدوم ہوگئی تھی۔ ۱۷۲۲ء مین آسٹریا کے شہنشاہ نے نیدرلینڈس کے اہل آسٹریا کے تاجرون کو فرمان عطا کیا تھا۔ جسکے موافق اوسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی مجاز تھی کہ وہ تجارت کرے جہازون کو مسلح رکھے۔ ہندوستان کے سلاطین وامرا سے عہد وپیماں کرے جس سے دوسرے یوروپین قومون کو خوف پیدا ہوا۔ جو بحری تجارت کرتے تھے۔ آخر انگلینڈ و فرانس۔ ہالینڈ نے ملکر اوسکو لڑائی کے ایسے خوف دلائے کہ شہنشاہ آسٹریا صلح کرنے پر راضی ہوگیا۔ اور اوس نے اس کمپنی کو بالکل دبا دیا۔ اب فرانسیس بتدریج ہندوستان مین اپنے قدم مستحکم جماتے جاتے تھے۔ اگرچہ ۱۷۴۸ء مین متواتر یوروپین لڑائیون کے سبب سے کمزور ہوگئے تھے۔ مگر اسکے بعد تیس برس تک ایسا امن وامان کا زمانہ آیا کہ پھر اونمین۔ الوالعزمی کا جوش اوٹھا۔ اور اب فرانس مین لوگون کو روپے سے منفعت حاصل کرنیکا خبط سمایا۔ جسکے باعث اونکی ایسٹ انڈیا کمپنی انقلابات مین مبتلا ہوی۔ مگر پھر سنبھالی گئی۔ بحر ہند پر ملکی کی تجارت کی پھر جلد ترقی ہوگئی۔ ۱۷۱۵ء مین فرانسیسون نے موریشس پر قبضہ کیا۔ جسکو ہالینڈ والون نے چھوڑ دیا تھا۔ اور انگریزون کے ہمسایہ مین ساحل ہند کارومنڈل پر پانڈیچری مین اپنا دارالاقامت مقرر کیا اور اوسکو ایسا آباد کیا کہ (۷۰) ہزار آدمیون کی آبادی ہوگئی۔ اسمین کمپنی کے اول گورنر لی نوٹر اور ڈوپلے مقرر ہوئے جنہون نے بڑی لیاقت و دانش سے کمپنی کا کام انجام دیا ۱۷۴۱ء مین ڈیوماس کی جگہ بڑا صاحب لیاقت گورنر ڈوپلے مقرر ہوا اوس نے دریا ہگلی کے کنارے پر چندرنگر مین فرانسیسی کوٹھی مقرر کی۔ اوسکو اس شہر مین سارے سول اور ملٹری اختیارات حاصل تھے۔ اوس نے اپنی عقل و دوراندیشی سے کمپنی کے کامون کو بہت رونق دی۔

اب ہندوستان کی تجارت سے منفعت اوٹھانے کے لئے دو رقیب انگلش و فرانسیس تھے۔ انکی رقابت تجارت نے پولیٹکل رقابت کی صورت اختیار کی۔ اور تجارت سے سلطنت حاصل کرنیکے دونون قومین منصوبے کرنے لگین ۱۷۴۴ء تک انکے کاروبار دوستانہ تھے۔ اور ہر ایک سازوسامان مین

برابر تھی۔ صرف تجارت سے مطلب تھا۔ ملک کے اندرونی معاملات سے کچھ سروکار نہ تھا۔ فرانس کی ایسٹ انڈیا کمپنی بالکل اپنے بادشاہ سے تعلق رکھتی تھی اور وہ سلطنت کی قرضدار بھی تھی ۱۷۲۳ء مین بادشاہ نے اوسکے ڈائرکٹر مقرر کئے جنہون نے کمپنی کے کامون مین مداخلت کی۔ اور اوسکے برخلاف انگلش کمپنی اپنی گورنمنٹ کی قرضدار نہ تھی۔ بلکہ اوسنے خود خزانۂ شاہی کی بڑی امداد قرض دیکر کی تھی۔ اور وہ خود پارلیمنٹ مین اپنا اختیار و وثوق رکھتی تھی۔ اور اپنے معاملات کی خود جوابدہ تھی۔ الحاصل سلطنت مغلیہ کی تباہی و بدنظمی کے زمانہ مین بنگال کی کوٹھیون کی بہ نسبت دکن کی کوٹھیان زیادہ آزاد تھین۔ کیونکہ اونکی گردن مین بادشاہ کی اطاعت کی رسن پڑی ہوئی تھی جنوب مشرقی ساحل کورومنڈل پر پونڈیچری فرانسیسی کمپنی اور مدراس انگلش کمپنی کی دارالاقامتین تھین۔ اور یہ دونون دکن کے ایک بڑے صوبے کرناٹک مین واقع تھے۔ اور دکن پر نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر حکمران تھے ۱۷۴۵ء مین جب یورپ مین فرانس و انگلینڈ کے مابین جنگ کے اشتہار کی خبر ہندوستان پہونچی تو ہندوستان مین ان دونون کمپنیون کی عداوتون کی آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ آخر ۱۷۴۶ء مین فرانس و انگلینڈ کے درمیان آتش کارزار گرم ہوئی۔ اور یہان ان دونون کمپنیون نے بھی جنگ کی تیاری کی ۱۷۴۶ء مین انگریزی بیڑے نے پانڈیچری پر حملہ کیا۔ اور مورشیس کے فرانسیسی بیڑے سے مٹ بھیڑ ہوی۔ اور دونون بیڑے خوب لڑے اتنے مین انگریزی بیڑا سیلون کو چلا گیا۔ اور فرانسیسیون نے مدراس کا محاصرہ کیا۔ انگریز مجبور ہوکر مدراس فرانسیسیون کے حوالہ کیا۔ اور یہ وعدہ ہوا کہ انگریز تین مہینے کے اندر تاوان جنگ ادا کرین تو مدراس اونکو واپس دیدیا جائے۔ جب نواب کرناٹک نے اپنے علاقہ مین ان دونون کی کارستانیان دیکھین تو اوس نے ڈیوپلے (فرانسیسی گورنر) سے مدرس مانگا۔ جب اوس نے انکار کیا تو نواب نے محاصرہ کیا۔ لیکن ڈیوپلے نے اپنی فرانسیسی سپاہ سے ایک ہی حملہ مین ہندوستانی سپاہ کو جو نواب کے ساتھ تھی بھگا دیا۔ اب سارے کرناٹک مین فرانسیسونکی شجاعت کی دہاک بندہ گئی۔

کیونکہ یہ پہلی ہی لڑائی تھی جو ہندوستانی اور فرنگستانی لشکرون مین ہوی تھی - اسکے بعد ڈیوپلی نے مدراس کے انگریزی گورنر و افسرون کو قید کرکے پانڈیچری لیگیا - اور انگریزون کے قلعہ ڈیوڈ کو بھی گھیر لیا - مگر ناکام رہا - ۱۷۴۸ء مین خبر آئی کہ یورپ مین انگریزون اور فرانسیسون مین صلح ہوگئی - جسکی وجہ سے یہان بھی ان دونون قومون نے لڑائی کو موقوف کرادیا - اور انگریزون کو فرانسیسون نے مدراس واپس دیدیا - اور اوسکے عیوض مین انگریزون نے شمالی امریکہ مین لوئس برگ واپس دیا - یورپ کی صلح نے انگریزون اور فرانسیسیون کو آپس مین لڑنے سے منع کردیا تھا - اسلئے اونکی سپاہی بیکار رہتی - یہ ایک قدرتی قاعدہ ہے کہ جب بالکان سپاہ کے پاس اسقدر سپاہ ہوتی ہے کہ اونکی حفاظت کی ضرورت سے زاید ہوتی ہے - تو وہ اور ونکی تخریب مین اپنے ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین - یہان تو ہندوستانی والیان ملک یہ تمنا یہ چاہتے تھے کہ فرنگستانی سپاہی تنخواہین اور خدمت ہم سے لین - اسلئے دونون قومین مہمات عظیم مین فوج کشی کرنے مین اپنی منفعت کثیر کی امید کرتی تہین کہ اونکی تجارت کو وسعت ہوگی - ملک بھی کچھ ہاتھ آئیگا - رقیب پر بھی نقصان پہونچایا جائیگا احتمال ہوگا - چنانچہ ان ترغیبون کی چال مین اول انگریز پیشے - مرہٹون کی ریاست تنجور کے راجہ کو اوسکے بھائی نے نکال دیا تھا - انگریز اس راجہ کو گدی پر بٹھانے کے لئے گئے - مگر وہان ایسی بری طرح لڑے کہ شکست پائی اور اپنی فوج کا سارا خرچ اوٹھانا پڑا - اور کچھ زمین بھی دینی پڑی - اس اثنار مین نواب آصف جاہ والی دکن نے انتقال کیا - اور جانشینی کے لئے اونکے بیٹے ناصر جنگ اور نواسے مظفر جنگ مین فساد برپا ہوا - اور دونون مسلح ہوکر برسر جنگ ہوئے - اوہر کرناٹک مین بھی سعادت اللہ خان کے وارثون مین جانشینی کے لئے فساد برپا ہوا - حالانکہ قبل ازین سعادت اللہ خان صوبہ کرناٹک کے انتقال پر اونکے وارثون مین شورش پیدا ہوی تھی - لیکن اوسوقت آصف جاہ بہادر زندہ تھے - جو اپنی حکمت عملی سے اس شورش کو دبا دیا تھا - اب تو یہان خود آصف جاہ کی وفات کے باعث لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے - اب اوس کا دبانے والا کوئی بھی موجود نہ تھا - الحاصل جب ان دونون جانشینون کے ملکون مین چل چلاؤ ہوگئی

توڈپوپلے (فرانسیسی گورنر) نے چندا صاحب کی (جو کرناٹک کی نوابی کا امیدوار تھا) اپنی سپاہ سے بڑی امداد کی۔ اور کرناٹک کے فرمانروا نواب انور الدینخان پر بہت جلد حملہ کیا۔ اور شکست دیکر اوسکو قتل کیا۔ اب چندا صاحب فتحیاب ہوکر اپنی فوج کو مظفر جنگ کے لشکر سے ملایا۔ اور دونون پانڈیچری گئے۔ یہان فرانسیسون نے اونکا بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا۔ اور ان دونون نے اہل فرانس کو بہت سا ملک دیا۔ جسکا بڑا حصہ خاص ڈیوپلے اور اوسکی بی بی کو ملا۔ اب فرانسیس مظفر جنگ کو دکن مین نظام اور چندا صاحب کو کرناٹک مین نواب بنانے کے علانیہ سعی کرنے لگے۔ ادہر انگریزون نے ناصر جنگ بہادر کے پاس اپنی چھ سو سپاہ بھیجی۔ اور محمد علی (جو ناصر جنگ کے طرف سے کرناٹک مین نواب مقرر ہوا تھا) کی بھی اعانت کی۔ چنانچہ محمد علی نے چندا صاحب کے ہاتھون سے قلعہ ترچناپلی کو بچا رکھا۔ لیکن چندا صاحب نے معہ فرانسیسی سپاہ کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ کرناٹک دار السلطنت ارکاٹ کو کلایو نے دلاوری و مردانگی سے فتح کرلیا ہے جسکے باعث فرانسیسون کی توجہ قلعہ ترچناپلی کے طرف سے ہٹ کر ارکاٹ کے طرف ہوگئی۔ اور محاصرہ کی فوج کا بہت بڑا حصہ ارکاٹ کے تسخیر کے لئے بھیجا گیا۔ گو فرانسیسون نے ارکاٹ پر سخت حملے کئے۔ مگر کلایو اور لارنس نے دلیرانہ حملون کا دفعیہ کیا۔ اسکے بعد انگریزون نے چندا صاحب کے سپاہ کو پریشان کردیا۔ اور فرانسیسی افسرون کو گرفتار کیا۔ اور ترچناپلی کو محاصرہ سے خلاصی دی۔ ادہر مرہٹون نے محمد علی سے سازش کرکے چندا صاحب کو قتل کڈالا۔ اور مظفر جنگ بھی حیدرآباد کے طرف جاتا تھا کہ ایک لڑائی مین افغانون کے ہاتھ مارا گیا۔ ناصر جنگ بہادر تو اوسکے قبل ہی ہمت بہادر کے ہاتھ شہید ہوے تھے اب صلابت جنگ بہادر دکن کے فرمانروا (جو فرانسیسی افسر تھا) نے صلابت جنگ کے پاس پہونچکر بڑا رسوخ حاصل کیا۔ اور ساری سپاہ کا سپہسالار ہوگیا۔ اور صلابت جنگ نے بوسی کو چار ضلع جو اب تک شمالی سرکارین کہلاتے ہین بالائے گھاٹ کے مشرق مین دیدئے۔ جن کی آمدنی اوسکی سپاہ کے خرچ کے لئے وافر تھی۔

ہو گیا تھا۔ اسکے علاوہ سندیہ سے گوالیار کے شمال مغرب تک کا علاقہ بھی سندیہ سے لیا گیا تھا۔ اور دولت راؤ سندیہ سے بھی کسی قدر صلح کی گفتگو پیش تھی۔ اتنے میں کپتان پوپ ہم نے بڑی بہادری سے قلعہ گوالیار کو سندیہ سے لے لیا۔ جس سے سندیہ نے انگریزوں سے اتفاق کرنے میں اپنی بہتری دیکھی۔ اور انگریزوں نے بھی مناسب سمجھکر اوسکو یہ اجازت دیدی کہ وہ مغلوں کے بادشاہ کے پاس جو دہلی کے اطراف چند اضلاع باقی ہیں۔ اون میں وہ اپنے ارادہ کو پورا کرے۔ اور انگریزوں و مرہٹوں کے درمیان بیچ بچاؤ کرتا رہے۔ الحاصل اس طرح سے ہیسٹنگز نے بہت سے نقصان اور ٹھاکری ۱۷۸۳ء میں اس لڑائی کو صلح پر ختم کیا۔ اور بعد میں ہیسٹنگز کے ماخوذ ہونیکی بھی وجوہ قرار پائے۔ چونکہ کمپنی اسوقت بہت زیر بار ہو گئی تھی۔ اسلئے ہیسٹنگز نے چیت سنگھ راجہ بنارس سے ایک بہت بڑی رقم وصول کی۔ اور اودھ کی بیگموں سے بھی تقریباً دس لاکھ پونڈ کا گید اودھ حیدر علی کرناٹک میں انگریزوں کے متفرق مقامات کی تسخیر میں مصروف ہوا۔ سر ائر کوٹ نے حیدر علی کو دبا کر پورٹ نووں میں گھیر لیا۔ اور اوسکو شکست فاش دیکر لنگر انداز ہوا۔ اور انگریزوں کے بیڑے سے فرانسیسوں کا ایک جنگی بیڑا امیر البحر سفرن کے ماتحت ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اور انگریزوں کے بیڑے سے جسکا امیر البحر سر ہیوز تھا۔ مقابلہ ہوا۔ چنانچہ ان دونوں بیڑوں میں پانچ بحری لڑائیاں ہوئیں۔ مگر فتح انگریزوں کے سر رہی ۱۷۸۳ء میں بوسی فرانس سے ایک بڑی کمک فرانسیسی سپاہ کی لیکر آیا لیکن اسکے قبل ہی۔ دسمبر ۱۷۸۲ء میں حیدر علی اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اب اوسکا بیٹا سلطان ٹیپو فرانسیسوں کے ساتھ ہوا۔ اور گڈالور کے سامنے انگریزوں کو شکست دی۔ اتنے میں یورپ سے انگلینڈ و فرانس کے درمیان مصالحت کی خبر آئی۔ جس سے سفرن تو اپنا بیڑا لیکر فرانس کو چلا گیا۔ اب سلطان ٹیپو تنہا رہ گیا۔ اور بالآخر انگریزوں اور ٹیپو میں صلح ہو گئی۔ اور ۱۷۸۴ء کے موسم بہار میں وارن ہیسٹنگز بھی گورنر جنرلی کے عہدہ سے مستعفی ہو کر ولایت چلا گیا ہوس آف لارڈز میں اوس پر اف کامنس کے طرف سے اوپر استغاثہ دائر ہوا۔ اور تند کار۔ بنارس بیگمات۔ حیدر علی مرہٹوں کی سازش

ہوگیا۔ آخر ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو کلکتہ سے ۱۲۰ میل شمال رویہ پلاسی کے مقام پر انگریزون اور سراج الدولہ کے مابین بہت بڑی لڑائی ہوئی جسمین سراج الدولہ نے شکست پائی۔ اب کلایو صاحب نے میر جعفر کو جو اول ہی سے تیار کر رکھا تھا مرشد آباد کے تخت پر بٹھلا دیا۔ اور ہندوستان کی سب سے زرخیز صوبہ بنگالہ پر اپنا تصرف کر لیا۔ اور اون اضلاع سے فرانسیسیون کو خارج کر دیا۔ اس لڑائی مین کلایو صاحب اور اوسکے ماتحتونکو لاکھون پونڈ کا فائدہ ہوا۔ پھر نواب نے ۸۲۲۰ میل مربع زمین جو حقوق زمینداری ایسٹ انڈیا کمپنی کو دیدی۔ الحاصل یہی پلاسی کی لڑائی شروع تاریخ سلطنت انگریزی کی ہندوستان مین شمار کیگئی ہے۔ اسکے بعد کلایو صاحب نے کرنل فورڈ کو بھیجا کہ فرانسیسیونکو اونکے اضلاع عظیم شمالی سرکارون سے نکال دے۔ چنانچہ کرنل نے وہان جاتے ہی اونکو نکال دیا یہ شمالی سرکارین سرکار نظام نے بوسی کو اسلئے دی تہین کہ اونکی آمدنی سے سپاہ کا خرچ چلائے۔ اب اونکے اسطرح چہین جانے سے حیدرآباد مین بوسی کی بڑی گرگری ہوی۔ اور اوسکے جاہ و منصب پر بڑی آفت آئی ۱۷۵۸ء مین کلایو صاحب کو مغلون کی ریاست مین پنجہزاری کا رتبہ اور ایک بڑا قطعہ زمین کا کلکتہ کے پاس دیا گیا۔ یہ جاگیر پہر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ مین آگئی۔ اور کلایو صاحب کو اوسکا معاوضہ دیا گیا۔ اس اثنار مین لالی بھی آپہونچا۔ اور آتے ہی قلعہ ڈیوڈ کو لے لیا۔ مگر بسبب روپیہ کی کمی سے مدراس پر حملہ نکر سکا۔ البتہ رقم کے حاصل کرنیکے لئے تنجور پر یورش کی۔ لیکن کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ بلکہ اور مالی دقتین پیدا ہوگئین۔ اتنے مین انگریزون کے جنگی جہاز بھی آگئے۔ فرانسیسی جہازون سے اونکا کئی دفعہ مقابلہ بڑی تیزی و تندی سے ہوا۔ مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہو سکا۔ فرانسیسی بیڑے کو بہت نقصان پہونچا۔ اور لالی نے بوسی کو حیدرآباد سے اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ جب بوسی حیدرآباد سے چلا گیا تو سرکار نظام کے دربار مین انگریزونکا رعب و اثر قایم ہوگیا۔ اور پھر فرانسیسیون کو سرکار نظام کے دربار مین فضیلت حاصل نہوی۔ اسوقت لالی چارون طرف سے مصیبتون مین گہیرا ہوا تھا۔ چند مہینے تک کرناٹک مین دونون کی سپاہین آپس مین لڑتی رہین۔

جنوبی ایشیا مین اپنے مقام کو بڑا مستحکم بنالیا۔ اور آئندہ ۱۵۵ برس تک انتظام سلطنت کیا۔ اور شہر لنڈن اوسکا پشت پناہ بنا رہا۔

۱۷۰۷ء مین جب اورنگ زیب نے وفات پائی تو ہندوستان کا انتظام بگڑا۔ اور اوسکی اولاد مین تخت نشینی کے لئے ہنگامے برپا ہوئے۔ اوسکے علاوہ مرہٹون نے بڑی شورش کر رکھی تھی۔ اونکے گروہ کے گروہ متوسط و شمالی اضلاع مین لوٹ مار کرتے پھرتے تھے دکن مین نظام نے اپنی سلطنت جما رکھی تھی ہندوستان کا سب سے زیادہ زرخیز صوبہ (بنگال) ایک عالی ہمت بلند حوصلہ افغان کے قبضہ مین تھا۔ پنجاب مین سکھون نے سر اوٹھا رکھا تھا۔ اودہ مین بادشاہ کے ایک عہدہ دار نے اپنے خاندان کی سلطنت کا ڈول ڈال رکھا تھا۔ اور دوآبہ کے اضلاع مین غاصب وخودسر پیدا ہو رہے تھے۔ غرضکہ سولھوین صدی مین جس سلطنت کو بابر نے قایم کیا تھا اورنگ زیب کے بعد اسطرح ٹکڑے ہو رہے تھے۔ جب سلطنت مغلیہ کا عروج تھا تو کابل اور قندہار بھی اوسکے صوبے تھے۔ مگر وہ اورنگ زیب کے آخر ایام مین ہندوستان کی سلطنت سے خارج ہوگئے تھے۔ ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد کا برقرار رکھنا ہندوستان کے امن و امان کے لئے ضروری ہے۔ جب ہندوستان کے ہاتھ سے افغانستان نکل گیا تو اوسط ایشیا سے ہندوستان پر حملے ہونے لگے۔ اورنگ زیب کی وفات سے تیس سال بعد نادرشاہ ایک بلند اقبال ایرانی سپاہی ایران کی بادشاہت کو غارت کرکے خود بادشاہ بنا اور ہندوستان پر چڑھائی کی۔ دہلی مین قتل عام کیا۔ اور بادشاہ کی کل دولت کو چھین کر سندہ کے پار لیگیا۔ جب نادر اپنے خیمہ مین مارا گیا تو احمد شاہ ابدالی نے افغانستان کو فتح کرکے ۱۷۴۸ء مین پنجاب کو لے لیا۔ جنوب و مغرب مین مرہٹون کا طوفان برپا تھا۔ خلاصہ یہ کہ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کے تنزل کا آغاز ہوا۔ اور اوسکے انجر پنجر ڈھیلے ہونے شروع ہوئے۔ جو بادشاہ ہوا وہ ملک داری سے غافل اور عیاشی و نفس پرستی مین کامل ہوتا گیا۔ بھانڈون مسخرون

میر جعفر کو معزول کرکے اوسکے دیوان میر قاسم کو اوسکی جگہ بٹھا دیا۔ میر قاسم نے اپنی نوابی کے لئے انگریزونکو بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر یہان خزانہ مین رکھا ہی کیا تھا۔ اسلئے وہ وعدہ کو ایفا نکر سکا۔ اب پہلے سے بھی بہت زیادہ معاملہ کی صورت بگڑ گئی۔ اور کمپنی و میر قاسم کے فیما بین بڑا خطرناک بگاڑ ہوگیا۔ بدنظمی کا کچھ علاج نہ ہوا۔ جسکے باعث خزانے خالی ہوگئے حکومت کی صورت بگڑ گئی۔ حاصل ملکی مین کمی ہوئی۔ بالاے ہند سے راہونکے پر خوف وخطر ہونے سے تجارت بند ہوگئی۔ مسٹر ایلس (جو پٹنہ کی کوٹھی کے افسر تھے۔) نے شہر پٹنہ کو لے لیا۔ مگر وہ اوسکو قبضہ مین نہ رکھ سکا۔ جب وہ اولٹا پھرا تو۔ اوسکا کل گروہ گرفتار ہوگیا۔ لیکن کمپنی کی سپاہ آپہنچی۔ اور نواب کو شکست دیدی۔ اس سے اوسکو ایسا غصہ پڑا کہ اوس نے سب انگریزی قیدیون کو مار ڈالا۔ اور سرحد سے باہر جاکر نواب وزیر۔ (شجاع الدولہ) سے جا ملا۔ اسوقت شاہ عالم (بادشاہ) بھی شجاع الدولہ کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ اب تینون ملکر انگریزون سے لڑنے کے لئے بنارس چلے۔ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو بمقام بکسر انگریزون سے لڑائی ہوئی۔ شجاع الدولہ نے شکست پائی انگریز فتحیاب ہوے۔ اس بدعملی کے انتظام کے المناک نتائج جو ظہور مین آئے تو کمپنی ہوش سے کام کرنے لگی۔ اور اوس نے اپنے کل اختیارون کو چھوڑ دیا۔ اور میر جعفر کو پھر مسند ریاست پر بحال کیا۔ ۱۷۶۵ء مین میر جعفر مرگیا۔ اور اسی سال کلایو صاحب بھی ولایت سے بنگال آگئے۔ اور شاہ عالم (بادشاہ) خود انگریزون کے خیمہ مین گیا۔ اور بنگال و بہار واڑیسہ کے دیوانی کی سند بلا شرکت غیرے بطور التماس عطا کی۔ اور خراج دیوانی جو ابتک لیا جاتا تھا وہ معاف کیا۔ ۲۶ لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا اوسکا ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا۔ اور سرکار بنارس وغازی پور بھی بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دیے گئے۔ اور انہین ایام مین نواب اودہ و لارڈ کلایو کے باہم بھی ایک عہدنامہ مرتب پایا۔ مگر اسی سال ۱۷۶۵ء سے پھر زمانہ نے اپنا رنگ بدلا۔ اور اسی سنہ کے بعد انگریزونکے لڑائی جھگڑے ہندوستانی سلطنتون سے مدراس و بمبئی مین شروع ہوئے۔ کیونکہ شمالی ہند کے ملکون

مین مرہٹون کے غارتگریون - اور حیدر علی والی میسور کی دست درازیون نے شیرازۂ انتظام کو درہم وبرہم کردیا تھا - ان کے علاوہ سکھ اور روہیلون کی مداخلت ومزاحمت نے جدا تنگ کر رکھا تھا - اور انگریزون کی سلطنت کو جو کہون مین ڈال دیا تھا - چونکہ مرہٹون وسکھون اور روہیلون مین ایک طرحکی قومیت وعصبیت پائی جاتی تھی - اسلئے اون سے انگریزون کے سپاہیون کو سخت لڑائیان لڑنی پڑین - اسوقت حیدر علی کا اقبال زورون پر تھا - اور اوسکی بہادری وناموری کی شہرت اطراف مین پہنچی ہوئی تھی میسور پر اوسکو اختیار کامل حاصل تھا - اسکے علاوہ اوس نے دکن مین جس زمین کے اوپر پالون کہا اوسکو اپنے ہاتھ مین لے لیا - اوسکے ہمسائے اوس سے سخت خوف کہاتے تھے - لیکن مرہٹے اور سرکار نظام یہ دو بڑے دشمن اوسکے تھے - مگر اوس نے مرہٹون سے بھی خوب لڑائیان لڑا - اور سرکار نظام کے ملک کا بھی ایک بڑا حصہ دبا بیٹھا - اور میسور سے کرناٹک تک دھکانے لگا - جسکی حفاظت کی جوابدہی مدراس گورنمنٹ کے ذمہ تھی - اس اثنا مین انگریزون وسرکار نظام (میر نظام علیخان بہادر) اور مرہٹون (پیشوا) تینون کے فیما بین عہد وپیمان کی سلسلہ جنبانی ہوی - لیکن ابھی انگریزون اور سرکار نظام کے عہدنامہ پر دستخط بھی نہونے پائے تھے کہ حیدر علی ایک لشکر جرار حیدرآباد کے ملک پر چڑہا لایا - سرکار نظام نے عہدنامہ کے موافق مدراس گورنمنٹ سے امداد کے لیے سپاہ طلب کی اس موقع پر پیشوا نے اضلاع میسور کو خوب تباہ کیا - حیدر علی نے اس بلا کو کچھ روپیہ دیکر اپنے ملک سے ٹالا - اب میر نظام علیخان نے مدراس کی سپاہ کو ساتھ لیکر میسور پر چڑہائی کی لیکن لڑائی کے قبل ہی کچھ عہد وپیمان ہوگئے - اب حیدر علی انگریزون پر جہکا - اور ان دونون کے خوب لڑائیان زور وشور کے ساتھ ہوئین - آخر اس جنگ کا خاتمہ ۱۷۶۹ء مین صلح پر ہوگیا - مرہٹون نے اس موقع پر بھی کرناٹک مین خوب جہاڑو پھیری - مگر ان لڑائیون مین سرکار کمپنی کا بہت سا خزانہ* خالی ہوگیا جس پر لنڈن کے ڈائرکٹر کمپنی پر بہت کچھ ناراض ہوئے

* ۱۷۶۶ء مین لارڈ کلایو نے بنگال کے سب صیغون کی کل آمدنی کا چار کروڑ روپیہ - اور کمپنی کی نقد آمدنی کا بیس لاکھ روپیہ بتلایا کل اخراجات

اسکے بعد انگریز۔ حیدر علی۔ مرہٹے۔ یہ تینون نے ملکر آپس مین ایک دوسرے کی مدد و اعانت کا عہد و پیمان کرلیا۔ اور اس قسم کا عہد و پیمان انگریزون نے سرکار نظام سے بھی کیا۔ مگر اوسکے بعد جب مرہٹون اور حیدر علی کے لڑائی ہوئی تو

نقد نوٹ صفحہ (۶۲۰) کے ایک کروڑ سرسٹھ لاکھ روپیہ کا تخمینہ کیا تھا۔ کورٹ ڈائرکٹر جب اس مال و دولت کے مالک ہوئے تو انہون نے اپنے حصہ کی قیمت بڑہائی۔ اونکا سرمایہ دو کروڑ سرسٹھ لاکھ روپیہ کا ہوگیا۔ اور نفے حصہ ساڑے بارہ فیصدی منافع تقسیم ہوا۔ ہندوستان سے کمپنی کے ملازم مال و دولت سے ایسے مالامال ہوکر انگلستان گئے کہ اونہون نے بڑی بڑی جاگیرین اور جاہ و منصب کے اعلےٰ عہدے

خریدے ۱۷۶۶ء مین وزیر اعظم نے پارلیمنٹ مین اجلاس کرکے کمپنی کی نسبت یہہ قانون جاری کیا۔ کہ کچھ برسون تک کمپنی چالیس لاکھ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیا کرے۔ بعد ازین ۱۷۷۳ء مین جو تحقیقات ہوی تو معلوم ہوا۔ کہ کمپنی کا خرچ ۱۷۶۵ء سے بڑہکر ستر لاکھ روپیہ سے ایک کروڑ ستر لاکھ روپیہ ہوگیا ہے۔ اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ ۱۷۶۵ء مین برٹش گورنمنٹ کو نقد محصولات سے اور چاہ کی کفالت سے اور کمپنی کے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ ملنے سے کچھہ ہی کم دو کروڑ روپیہ سالانہ سے اوپر آمدنی بہ نسبت کمپنی کی آمدنی کے ہوی۔ تو برٹش قوم نے کمپنی کے فائدہ دن بدن نا انصافی سے زیادہ حصہ لیا۔ حقیقت مین کلایو کے فتوح سے جو اضلاع حاصل ہوے تھے۔ اونکے محاصل کو اسٹیٹ جمع کرکے اوس مین سے بطور خراج شاہی کے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ ادا کرنی تھی۔ مگر ان محاصل ملکی کے قبضہ مین آنے سے کمپنی کی تجارت کی نظام مین ایک انقلاب پیدا کیا کہ ۱۷۶۵ء مین سرکاری آمدنی کا بڑا حصہ تجارت مین اسطرح لگایا جاتا کہ اسباب اور نقد روپیہ اور صنعت کے اشیا خرید کرکے یورپ کو بھیجی جاتین۔ لارڈ کلایو ایسا عالی دماغ و روشن ضمیر تھا کہ وہ اپنی مستقل صیغت کے سبب سے سب سرشتون کا انتظام بخوبی رکھتا تھا۔ ۱۷۶۷ء مین جب وہ ولایت چلا گیا تو ہر سرشتہ کی چستی مین سستی آئی۔ اور خزانہ فضول کامون مین ضائع ہوا۔ اور گورنمنٹ کے ایجنٹ (اہلکار) اپنے نجی تجارت کرنیلگے۔ مدراس گورنمنٹ حیدر علی کی مخرب ناک لڑائیون مین مصروف ہوی۔ اور ۱۷۷۰ء مین ایک خطرناک قحط نے بنگال کو غارت کیا۔ اب کمپنی نے یہ ظاہر کیا کہ ہم چالیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا نہین دیسکتے۔ کیونکہ کمپنی قرض سے ایسی زیر بار ہو رہی تھی کہ خزانہ شاہی سے قرض لینے کی خواستگار تھی۔ جب کمپنی نے دوالہ نکلنے کا اقرار کیا تو لارڈ نورتھ وزیر اعظم نے کمپنی کی اصلاح کی جانب توجہہ کی۔ ۱۷۷۳ء مین آخر کار دو ایکٹ پاس ہوئے۔ ایک یہ کہ کمپنی کو وزرا ایک

بموجب عہد نامہ کے دونون نے انگریزون سے امداد طلب کی۔ لیکن انگریزون نے ڈائرکڑن کی سابقہ لعنت وملامت کی باعث دونون کی مدد سے انکار کردیا۔ جس سے وہ دونون ناراض ہوگئے۔ اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب مرہٹون نے حیدر علی کو شکست دین تو اوس نے انگریزون پر بدعہدی کا الزام لگایا۔ اور اون کا ایذارسان دشمن بنا اور انتقام کے موقع کا منتظر رہا۔

وارن ہیسٹنگز
ہندوستان کا اول گورنر جنرل

۱۷۷۲ء مین وارن ہیسٹنگز بنگال پریسیڈنسی مین کلکتہ مین گورنر مقرر ہوا تھا۔ اور ۱۷۷۴ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ (یہ ملکہ معظمہ کے دادا تھے) ہندوستان کا اول گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اسوقت مرہٹون کا زور وشور تھا۔ ستلج سے لیکر راس کماری تک ہندوستان کی ہر ریاست اور سلطنت مرہٹون سے خائف تھی۔ اور وہ سب والیان ملک کو دھمکاتے تھے۔ راجپوتانہ اور روہیلکھنڈ کو لوٹتے اور اون سے چوتھ وصول کرتے تھے۔ دہلی۔ آگرہ۔ الہ آباد کے اطراف مسلمانون کی ریاستون کو اجاڑتے تھے۔ اور مرہٹون کے مختلف سردارون نے

تعمیہ نوٹ صفحہ (۶۲۱) کروڑ چالیس لاکھ روپیہ اس کے سب اقرارون کے ایفا کرنیکے لئے قرض دے۔ دوسرے ایکٹ نے کمپنی کے کونسٹی ٹیوشن (قانون) کو بدلدیا۔ اور ہندوستان مین اسکے انتظام کو پارلیمنٹری خطاب دیا۔ امداد باوشاہی حق کی جانجو متعلق تھی وہ اس ایکٹ سے استوار کیگئی۔ انڈیا مین گورنر جنرل مع اپنے کونسل کے مقرر ہوا۔ اور اوسکو اختیار تینون پریزیڈنسیون پر دیدیا گیا۔ کلکتہ مین گورنر جنرل کا ہم پلہ ایک سپریم کورٹ قایم ہوا۔ ۱۲ مولف۔

اپنی اپنی جدا جدا ریاستین وحکومتین قایم کرلی تھین - مگر پیشوا کی سرداری کو ہر ایک تسلیم کرتا تھا - شاہ عالم بادشاہ الہ آباد مین رہتا تھا - اور اوس خراج سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا - جو ۱۷۶۵ء مین لارڈ کلایو نے اوسکے لئے مقرر کیا تھا - شمالی مغربی اضلاع مین جب مرہٹے غارت گری کے لئے آئے تو شاہ عالم نے اون سے امداد چاہی اونہون نے شاہ عالم کی مدد کرکے تخت دہلی پر اوسکو بٹھایا - اور خود ٹٹی (بادشاہی) کے اوجھل مین شکار کھیلنے لگے - اکثر اضلاع کو تسخیر کیا - بہت دولت حاصل کی - لیکن بادشاہ کو محتاج اور اپنا دست نگر بنا رکھا - انگریزون سے بھی اضلاع کوڑا و الہ آباد (جو بادشاہ نے کمپنی کو دیوانے کے ساتھ عطا کئے تھے) کے طالب ہوے - چونکہ یہہ دونون اضلاع بنگال واودہ کی سرحدون پر واقع تھے - اسلئے یہان مرہٹون کا عمل دخل ہونا دونون کی امن وعافیت مین زہر قاتل سے کم نہ تھا - ۱۷۷۲ء مین مرہٹے روہیلکھنڈ پر حملہ آور ہوئے - اور روہیلون نے مرہٹون سے بچنے کے لئے نواب وزیر سے چالیس لاکھ روپیہ کے وعدہ پر مدد چاہی - نواب تو خود اپنے ملک کی فکر مین بیٹھا ہوا تھا - اوس نے مرہٹون سے لڑنے کے لئے انگریزونکو اپنا شریک بنایا - چنانچہ کلکتہ کی گورنمنٹ نے روبرٹ بارکے ماتحت ایک انگلش بریگیڈ بھیجی - اور اوسکو ہدایت کی کہ وہ نواب وزیر کی امداد مین سعی کرے اور جو عہد وپیمان ہون اونمین وہ وزیر کا طرفدار رہے - روہیلون نے جو چالیس لاکھ روپیہ دینے کا عہد نامہ نواب وزیر کو لکھدیا تھا - اوسکی تصدیق انگریزی کمانڈر نے بھی کی تھی - اس عرصہ مین برسات آگئی اور مرہٹے خود بخود روہیلکھنڈ سے واپس چلے گئے - مگر ۱۷۷۳ء کے آغاز مین وہ پھر روہیلون کے سر پر آدھمکے اسوقت نواب وزیر روہیلے اور انگریز یہہ تینون نے آپس مین ملکر مرہٹون کو پرے ہٹا دیا - اب نواب وزیر نے اپنا از موعود روہیلون سے مانگا - حافظ رحمت خان (جو روہیلون کا سب سے بڑا سردار تھا) نے ٹال کا جواب دیا اسپر نواب وزیر سر روبرٹ بارکی طرف مخاطب ہوا جس نے عہد نامہ کی تصدیق کی تھی - مگر وہ پورا کرانے کا ضامن نہ ہوا تھا - آخران معاملات کے باعث روہیلون سے لڑائی شروع ہوئی اور انہین وجوہ سے

وارن ہیسٹنگز پر طرح طرح کے الزام لگائے گئے۔ اور پولیٹکل جرم قایم کیا گیا۔ اور پارلیمنٹ کے طرف سے اوسپر طعن و تشنیع ہوی۔

۱۷۷۳ء مین نواب وزیر نے گورنر جنرل سے بنارس مین ملاقات کی۔ اور کہا کہ روہیلون نے اپنا وعدہ وفا نہین کیا اسلئے آپ میری مدد کرکے روہیلکھنڈ کا مالک بنا دیجے۔ اور اس خدمت کا معاوضہ خاطرخواہ لیجے۔ گورنر جنرل نے نواب وزیر کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ کیونکہ انگریزون کا اس مین یہ فائدہ تھا کہ جب روہیلکھنڈ اودھ سے پیوستہ ہو جائیگا تو گنگا کے طرف سے جو حملے خیبر دن کے کمپنی کے ملک پر ہوتے تھے وہ مسدود ہو جائینگے۔ چنانچہ ۱۷۷۴ء مین نواب وزیر اور انگریزون نے ملکر روہیلکھنڈ پر حملہ کیا۔ اور خوب بہادری سے لڑے۔ روہیلون نے شکست پائی۔ حافظ رحمت خان (جو روہیلون کا بڑا سردار تھا۔) جنگ مین کام آیا۔ اور روہیلون کی قوت بالکل شکستہ ہو گئی۔ اب روہیلکھنڈ نواب وزیر کے قبضہ مین آیا۔ جسکے باعث اوسکا قبضہ بالاے گنگ سے ہمالیہ تک ہو گیا اور مغرب کے طرف سے حملہ آورونکے روکنے کے لئے دریاے سرحد ہو گئی۔

بمبئی کے پریسیڈنٹ نے سالسٹی اور بسین پر قبضہ کرنیکے لئے رگھناتھ راؤ پیشوا سے (جو اسوقت ساقط الاختیار ہو گیا تھا) یہ عہد و پیمان کیا کہ انگریز اوسکی معاونت کرکے پھر اوسکو پیشوا بنا دینگے۔ اور وہ اس خدمت کے معاوضہ مین بعض اضلاع کمپنی کے حوالہ کریگا۔ جب اس عہد نامہ کی نقل پریسیڈنٹ کلکتہ کے پاس آئی تو اوس نے پریسیڈنٹ بمبئی پر بڑی لعنت و ملامت کی۔ اور اس ذمہ داری سے بچنے کے لئے لکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ خط بمبئی پہنچے پریسیڈنٹ بمبئی نے سالسٹی اور بسین کو فتح کرکے اپنے قبضہ مین لایا تھا۔ لیکن اراس مین اوسکو شکست فاش ہوئی۔ اب ہیسٹنگز نے ناچار بمبئی کے سپاہ کی مدد کے لئے فوج بھیجی۔ اور ہر ہٹون سے مصالحت کی کوشش کی۔ الحاصل ان فضول لڑائیون کی وجہ سے کمپنی کا بہت سا روپیہ خرچ ہو گیا۔ اس اثنا مین یورپ مین یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ نے انگلینڈ کی

اطاعت سے بالکل اپنے آزاد ہونیکا اشتہار دیا۔ اور اہل فرانس نے اس موقع پر جنگ ہفت سالہ مین جو ذلتین انگلینڈ کے ہاتون اونکو پہونچی تہین اونکا انتقام لینے کی غرض سے امریکہ کا ساتھ دیا۔ اب انگلینڈ کو ناگزیر فرانس سے بھی بگاڑ کرنا پڑا ۱۷۷۷ء مین فرانسیس کا ایک ایجنٹ ہند مین آیا۔ اور مرہٹون سے اس شرط پر اتحاد پیدا کرنا چاہا کہ سمندر کے مغربی ساحل پر اوسکو ایک بندر دیدیا جائے۔ پونہ مین پیشوا نے اسکی طلب خلاف اس درخواست کی تائید کی جس سے انگریزون کے کان کھڑے ہوے۔ ۱۷۷۸ء مین انگریزون کے پاس یورپ سے خبر آئی کہ سارا ٹوگا مین ہرگورے نے اپنے تئین اہل امریکہ کے حوالہ کیا۔ اور فرانس و اسپین نے بھی جنگ کا اشتہار دیا اس عرصہ مین جنرل کوربون سے ایک فرانسیسی جہاز نے حیدر علی کے لئے جنوبی ساحل سمندر پر افسرون اور جنگی سامان کو اوتارا۔ اب انگریزون نے ہند مین فرانسیسون کے جتنے دارالاقامتین تہین اون پر قبضہ کرنیکا قصد کیا۔ اور مرہٹون سے جو اسی عہد و پیمان ہوے تھے وہ سب بالائے طاق رکھے گئے۔ رگھوناتھ راؤ کی اعانت کے لئے سپاہ کو دوبارہ سفر کرنیکا حکم دیا گیا۔ لیکن اس دوسری دفعہ مین بھی انگریزون کو ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ اور مرہٹون کے بڑے بڑے سردارون مین جو پھوٹ ڈلوانیکی کوششین کیگئی تہین وہ ناکام رہین۔ اب ہیسٹنگز نے مدراس گورنمنٹ کو لکھا کہ فوراً بندر ماہی پر (جو فرانسیسون سے تعلق رکھتا ہے۔) قبضہ کرلے۔ گو اس موقع پر حیدر علی نے بہت کچھ مزاحمت کی۔ مگر مدراس گورنمنٹ نے بندر ماہی پر قبضہ کرلیا۔ جولائی ۱۷۸۰ء مین حیدر علی کرناٹک کے میدانون مین ایک لشکر جرار لیکر اترا۔ اور کرناٹک کے ملک کو مدراس کے قرب جوار تک خوب لوٹا۔ انگریزی سپاہ نے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پائی اوسکے بعد حیدر علی نے بڑے زور سے مدراس پر حملہ کیا۔ ہیسٹنگز نے بھی کچھ توقف نہین کیا۔ کلکتہ سے روپیہ بھیجا۔ اور سر آئر کوٹ کے ماتحت لشکر بھیجی۔ جس نے شہر مدراس سے حیدر علی کے ہٹا دینے کا انتظام کیا۔ مگر دفعتاً پھر ایسا حملہ ہوا کہ گورنر جنرل کی ساری تدبیرین کام نہ آئین اب حیدر علی اور مرہٹے ایک ہی وقت مین ہیسٹنگز کے ہاتھ کے پاس تھے اسوقت ہیسٹنگز کا خزانہ خالی

ہوگیا تھا۔ اسکے علاوہ سیندیہا سے گوالیار کے شمال مغرب تک علاقہ رہا تھا۔ اور دولت راؤ سیندیہا سے بھی کمپنی کی صلح کی گفتگو درپیش تھی۔ اتنے مین کپتان پوپ ہم نے بڑی بہادری سے قلعہ گوالیار کو سیندیہا سے لے لیا۔ جس سے سیندیہا نے انگریزون سے اتفاق کرنے مین اپنی بہتری دیکھی۔ اور انگریزون نے بھی مناسب سمجھکر اوسکو یہ اجازت دیدی کہ وہ مغلون کے بادشاہ کے پاس جو دہلی کے اطراف چند اضلاع باقی ہین۔ اون مین وہ اپنے ارادہ کو پورا کرے۔ اور انگریزون و مرہٹون کے درمیان بیچ بچاؤ کرتا رہے۔ الحاصل اس طرح سے ہیسٹنگز نے بہت سے نقصان اور ٹھاکری ۱۸۰۳ء مین اس لڑائی کو صلح پر ختم کیا۔ اور بعد ہیسٹنگز کے ماخوذ ہونیکی یہی وجوہ قرار پائے۔ چونکہ کمپنی اسوقت بہت زیر بار ہوگئی تھی۔ اسلئے ہیسٹنگز نے چیت سنگھ راجہ بنارس سے ایک بہت بڑی رقم وصول کی۔ اور اودہ کی بیگمون سے بھی تقریباً دس لاکھ پونڈ حاصل کیا اور ہر حیدر علی کرناٹک مین انگریزون کے متفرق مقامات کی تسخیر مین مصروف ہوا۔ سر ایر کوٹ نے حیدر علی کو دبا کر پورٹ نیوون مین گھیر لیا۔ اور اوسکو شکست فاش دیکر لنگر انداز کر دیا۔ ۱۷۸۲ء مین فرانسیسون کا ایک جنگی بیڑا امیر البحر سفرن کے ماتحت ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اور انگریزون کے بیڑے جسکا امیر البحر سر ہیوز تھا۔ مقابلہ ہوا۔ چنانچہ ان دونون بیڑون مین پانچ بحری لڑائیان ہوئین۔ مگر فتح انگریزون کے سر رہی ۱۷۸۳ء مین پوسی فرانس سے ایک بڑی کمک فرانسیسی سپاہ کی لیکر آیا لیکن اسکے قبل ہی۔ دسمبر ۱۷۸۲ء مین حیدر علی اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اب اوسکا بیٹا سلطان ٹیپو فرانسیسون کے ساتھ ہوا۔ اور گڈالور کے سامنے انگریزون کو شکست دی۔ اتنے مین یورپ سے انگلینڈ و فرانس کے درمیان مصالحت کی خبر آئی۔ جس سے سفرن تو اپنا بیڑا لیکر فرانس کو چلا گیا۔ اب سلطان ٹیپو تنہا رہگیا۔ اور بالآخر انگریزون اور ٹیپو مین صلح ہوگئی۔ اور ۱۷۸۴ء کے موسم بہار مین وارن ہیسٹنگز بھی گورنر جنرلی کے عہدہ سے مستعفی ہوکر ولایت چلا گیا ہوس آف لارڈز مین اوسپر الزامات کا مس کے طرف سے اوسپر استغاثہ دائر ہوا۔ اور بندگار۔ بنارس۔ لکھنؤ۔ حیدر علی مرہٹون کی

الزام اوسپر لگائے گئے۔ اور یہہ مقدمہ سات برس تک اڑرہا۔ آخر وہ سب الزامون سے بری ہوا۔

جسوقت ہیسٹنگز ہندوستان سے رخصت ہوا تو اوسوقت سندھیا شہنشاہ دہلی کا وزیر اعظم ہوگیا تھا۔ اور بادشاہ کو اپنے قابو مین کرکے آگرہ اور دہلی پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور ایسا خود اعتماد ہوا کہ شہنشاہ دہلی کے نام سے صوبہ بنگال کا خراج کمپنی سے طلب کیا۔

لارڈ کارنوالس گورنر جنرل

جب ۱۷۸۶ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے تو اوسوقت انگریزون اور ہندوستانی والیان ملک کے درمیان صلح تھی۔ مگر مرہٹون نے سرکار نظام کو اپنے ساتھہ متفق کرکے ٹیپو سلطان پر ایک حملہ کیا تھا۔ اور انگریزون نے اس لڑائی مین شرکت کرنے سے انکار کردیا تھا۔ ۱۷۸۵ء مین ٹیپو سلطان نے اپنا ایک سفیر قسطنطنیہ بھیجا جسکی آؤبھگت سلطان روم نے بہت کچھہ کی۔ اور اسی سال اوس نے ایک سفیر شہنشاہ لوئی شانزدہم والی فرانس کے پاس بھی روانہ کیا تھا۔ وہان بھی اسکے سفیر کی کمال درجہ خاطر و مدارات ہوی۔ یہ دونون باتین ایسی ہوئین کہ اوسکا دماغ فلک چہارم پر ہوگیا۔ اور کوئی بھی اوسکی نظر مین نہین سماتے لگا اس اثنار مین ٹیپو سلطان نے ٹراونکور کے راجہ پر جو انگریزون کی حمایت مین تھا، حملہ کیا اب انگریزون کو مداخلت کرنا ضرور ہوا۔ اسلئے اونہون نے مرہٹون اور سرکار نظام کو اپنے ساتھہ متفق کرکے ٹیپو سلطان پر چڑھائی کی اور ٹیپو کو مغلوب کیا۔ اور اوسکی دارالسلطنت مین اوسکو محصور کرلیا۔ ایک سال تک یہ لڑائی قایم رہی۔ اسکے بعد ۱۷۹۲ء مین ٹیپو سلطان صلح پر مجبور ہوا۔ جسکے باعث اوسکا نصف ملک اوسکے ہاتھہ سے نکل گیا۔

۱۷۹۳ء مین لارڈ کارنوالس اپنا زمانہ ختم کرکے ہندوستان سے رخصت ہوے۔ اور لارڈ منگٹن کے آنے تک سر جان شور (لارڈ ٹین متھ) گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اس اثنار مین مرہٹون نے سرکار نظام پر حملہ کیا۔ اور سرکار نظام نے سر جان شور سے امداد چاہی۔ لیکن اوس نے انکار کردیا۔ جس سے مرہٹون نے سرکار نظام کا بہت کچھہ نقصان کیا۔ آخر مین صلح ہوگئی۔ اسکے بعد سلطان ٹیپو نے انگریزونکے

تنگ کرنیکے لیے شاہ زمان ابدالی سے دوستی پیدا کیا۔ اور ہندوستان پر حملہ کرنیکی اوسکو ترغیب دلائی۔ چنانچہ ۱۷۹۸ء مین شاہ زمان نے پنجاب مین سفر کیا۔ اور لاہور کو لے لیا۔ اتنے مین اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکے مغربی اصلاع مین ایرانیون نے لوٹ مار مچادی ہے۔ اب اوسکی حفاظت کے لیے ۱۷۹۸ء مین اس ہندوستان کی مہم کو ادہوری چہوڑکر شاہ زمان چلتا بنا۔ جب وہ چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے ایک مخفی سفارت بحر ہند کے پار آئل آف فرانس مین بہیجی۔ جسکو فرانسیسی گورنر نے قبول کرلیا۔ اور ۱۷۹۹ء مین بونا پارٹ نے سلطان ٹیپو کو قاہرہ سے خط لکھا کہ "مین بحر احمر کے کناروں پر بیشمار لشکر لیکر آگیا ہون۔ میری آرزو ہے کہ انگلش کے آہنی جوئے کے تلے سے اپکو نکال لون بہتر ہے کہ آپ اپنا کوئی ایجنٹ بہیجدین" لیکن مصر مین خود فرانسیس جلدی سے الگ ہوگئے۔ اسلیے یہہ قول و قرار بہی ناتمام رہگئے۔

لارڈ مورنگٹن (مارکوہیس آف ویلزلی) گورنر جنرل

۱۷۹۸ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ مورنگٹن (جو بعد مین مارکوہیس ویلزلی ہوئے) نے کلکتہ آتے ہی اول یہہ کام کیا کہ سرکار نظام اور مرہٹون سے دوستانہ روابط بڑہائے۔ اور عہد و پیمان کرلیے۔ اور سرکار نظام کے پاس جو فرانسیسی فوج تہی وہ برخاست کردینگی۔ اور انکی جگہہ انگریزی فوج ملازم رکہہ لیگئی۔ مرہٹون نے وہی اپنی سابقہ فوج کو قایم رکہا۔ اب گورنر جنرل نے ٹیپو سلطان کو بہی فوج فرانسیسی کر برخاست کے لیے لکہا۔ مگر اوس نے ٹالمٹول کیا۔ اور خط کا جواب نہایت گستاخانہ دیا۔ ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل نے ایسٹ انڈیا کمپنی اور اوسکے رفیق سرکار نظام اور مرہٹون کے طرف سے ٹیپو سلطان کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ بعد ازان ان تینون کی فوجین روانہ ہوئین۔ ٹیپو سلطان بہی مقابلہ کے لیے نکلا۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ اور انگریزون نے ٹیپو سلطان کے تمام مقامات پر قبضہ کرلیا۔ مئی ۱۷۹۹ء مین قلعہ پر حملہ ہوا۔ اور ٹیپو سلطان قلعہ کے

‡‡ یہہ جو جنوبی ہند مین واقع ہے۔ اوسکا بانی حیدر علی تہا۔ اوسکی قایم کی ہوی حکومت صرف ۴۸ سال تک قایم رہی

دروازہ پر زخمی ہوکر گرا۔ ایک سپاہی نے گولی مار کر اوسکا خاتمہ کردیا۔ جنرل بیرڈ نے اوسکی نعش کو پالکی مین رکھوا کر اوسکے محل مین بھجوادیا۔ دوسرے دن اوسکا جنازہ قلعہ سے لعل باغ مین پہونچایا گیا جہان وہ اپنے شیرول

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۸) کیونکہ حیدر علی کے بیٹے ٹیپو سلطان کی وفات کے ساتھ ہی میسور کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

حیدر علی کے حسب نسب کی نسبت مورخین مین بہم اختلاف ہے۔ ایک مورخ اوسے نسل قریش سے بتلاتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ حیدر علی کا جدامجد جسکا نام حسن تھا۔ اپنے کو یحییٰ کی اولاد مین سے بتاتا تھا۔ بغداد سے ہجرت کرکے آبسا تھا۔ جہان اوسکو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جسکا نام ولی محمد رکھا گیا حسن اور اوسکے ماموں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ جسکے بعد وہ گلبرگہ کو نقل سکونت کرکے میسور کی مشرقی حدود مین بنگام کولار جا بسا۔ اور ۱۶۱۰ء کے قریب انتقال کیا۔ اسکے چار بیٹے تھے جنمین سب سے چھوٹے بیٹے کا نام فتح محمد تھا۔ جو فوج مین بھرتی ہوکر کنجی کوٹ کے محاصرہ مین نام پیدا کیا۔ سیرا کے صوبہ دار نے خوش ہوکر اوسکو نایک کے عہدہ پر ترقی دی۔ اسکے بعد فتح محمد کو صوبہ دارون کی جلد جلد تبدیل ہونے کے باعث کاٹ اور چتور مین فوجی خدمت پر جانا پڑا۔ وہان بھی اس نے بہت کچھ شہرت و نامدری حاصل کی بالآخر کارجب وہ میسور آیا تو اوسے یہان فوجدار (سپہ سالار) کے منصب پر مامور کردیا گیا۔ اور بودی کوٹہ جاگیر بھی عطا ہوی۔

فتح محمد نے پہلے تو ایک سیدانی سے شادی کی۔ جسکے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوے۔ دوسرے دفعہ اوس نے ایک شخص کے دو بیٹیون کیساتھ شادی کی۔ انمین سے چھوٹی بہن کے بطن سے دو بیٹے شہباز عرف آملیل اور حیدر علی پیدا ہوے مسٹر ولکس مصنف تاریخ جنوبی ہند لکھتے ہین کہ حیدر علی کا جد امجد محمد بھلول پنجاب کا ایک مسلمان فقیر تھا۔ جو اپنے وطن کو خیرباد کہکر اپنے دو بیٹون علی محمد اور ولی محمد کیساتھ جنوبی ہند مین چلا آیا۔ اور ریاست حیدرآباد کے شہر الند مین سکونت اختیار کی۔ پھر اس شہر سے علی محمد اور ولی محمد نقل سکونت کرکے سیرا واقع میسور کے صوبہ دار کے پاس پہونچے اور فوج مین بھرتی ہوگئے۔ جہان سے وہ کولار مین جا بسے۔ یہان علی محمد کا انتقال ہوگیا۔ مگر اوسکی بیوہ بیوی اور بیٹے فتح محمد کو اوسکے بھائی ولی محمد نے گھر سے نکال دیا۔ لیکن یہ حسب و نسب زیادہ درست نہین معلوم ہوتا کیونکہ مورخین کی کثرت رائے اسکے خلاف ہے۔

باپ حیدر علی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ اوسکے جنازہ کے ساتھ انگریزی فوج کی چار کمپنیاں تھیں جب جنازہ لعل باغ کی پھاٹک پر پہونچا تو فوج نے سلامی اوتاری۔ اور نعش کے دفن ہونے پر ۱۲ ہزار روپیہ

تقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۹) الحاصل اورنگ زیب کے عہد میں سیرا (جو سلطنت دہلی کے نائب سلطنت کا پیشخت قرار دیا گیا تھا) پر دلاور علی خان نائب السلطنت کے عہدہ پر مامور تھا۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا عبد الرشید خان نائب السلطنت کی منصب پر قایم ہوا۔ اور فتح محمد اوسکے دربار میں ملازم تھا۔ اسکے بعد سعادت اللہ خان نواب ارکاٹ سے جو لڑائی ہوئی اوسمیں فتح محمد اور عبد الرشید خان دونوں مارے گئے۔ اور عبد الرشید خان کی جگہ جو صوبہ دار مقرر ہو کر آیا اوس نے فتح محمد کی بیوی اور بچوں کو ستا کر اپنے ملک سے نکالدیا۔ اب یہ مفلوک الحال خاندان دکن کو خیرباد کہکر بنگلور میں جا بسا۔ جب فتح محمد کا بڑا بیٹا شہباز سن بلوغ کو پہونچا تو بنگلور کی فوج میں ملازم ہوا۔ اور اپنی حسن لیاقت سے جلد جلد ترقی کر کے منصبداروں میں داخل ہو گیا۔ اسکو دو سو سواروں اور ایک ہزار پیادوں کی منصبداری ملگئی۔ جب میسور کے دیوانی نے قصبہ دیوان ہالی کو جو بنگلور سے ۲۳ میل شمال کو واقع ہے۔ فتح کرنیکے لئے فوج روانہ کی تو اوسمیں شہباز کے سوار اور پیادے بھی شامل تھے۔ یہاں شہباز کا بھائی حیدر علی بھی اپنے بھائی سے آملا۔ اگرچہ حیدر علی اسوقت فوج میں ایک والنٹیر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ لیکن اپنی مردانگی اور بہادری سے بڑا نام پیدا کیا۔ اس زمانہ میں ریاست میسور کا وزیر ناتراج تھا۔ جو حیدر علی کی دلاوری سے خوش ہو کر اوسکو ایک چھوٹی سی فوج کا کمانڈر بنا دیا۔ اسکے بعد حیدر علی۔ ناتراج وزیر میسور کے حکم سے مختلف لڑائیوں میں۔ شریک رہا۔ اور ہمیشہ کامیابی حاصل کی۔ اور بہت سا روپیہ جمع کیا۔ اسوقت اسکے پاس اوسکی غیر تعلیم یافتہ فوج کے علاوہ پندرہ سو سوار۔ اور تین ہزار پیادے ہو گئے۔ حیدر علی بذات خود جاہل مطلق تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے اوسکو ایک مرہٹہ برہمن کہانڈے راؤ ملگیا۔ جو ایک تعلیم یافتہ شخص تھا۔ اوس سے حیدر علی نے کچھ پڑھ لکھا۔ بعد ازاں حیدر علی دندیگل کا فوجدار بنا دیا گیا۔ یہاں رہ کر پانڈیچری سے فرانسیسی سپاہیوں کو بلایا۔ اور اونکی مدد سے سامان جنگ کا ایک کارخانہ کھولا اور اوس نوع کے سرداروں۔ اور امیروں کو لوٹ کر بہت سی دولت جمع کی۔ اور فوج کی تعداد بھی بڑھائی۔

ہوں کو تقسیم کئے گئے۔ اسکے بعد لارڈ مورنگٹن نے ٹیپو سلطان کی سلطنت کے کچھ حصے آپ لئے اور کچھ سرکار نظام اور مرہٹون کے حوالے کئے۔ اور جو حصہ کہ باقی رہا اوسمین اوس راجہ کی سلطنت قائم کیا

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۰) اس اثنا مین بالاجی راؤ پیشوا فوج کا ایک پایہ تخت میسور مین آگودا۔ اور رقم کا مطالبہ کیا جسمین ۵ لاکھ نقد دیدی گئے۔ اور باقی رقم کی کفالت مین چند اضلاع اوسکے سپرد کئے گئے۔ اتنے مین دیوراج اور نانراج مین جھگڑا پیدا ہوگیا جسکے باعث حیدر علی میسور طلب کیا گیا۔ یہان جب وہ آیا تو فوج کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ پایا۔ آخر اوسکی فہمایش کرکے اور کچھ روپیہ دے دلاکر بغاوت کو رفع کیا۔ اور چار ہزار سپاہ کو تخفیف کردیا۔ جب مرہٹون کی سپاہ اپنے ملک کو واپس چلی گئی تو حیدر علی نے ضلع بدنہ کی مالگزاری ادا کرنے مین ڈھیل کی اسپر پیشوا ناراض ہوگیا۔ اور ایک فوج گوپال ہری کے سپہ سالاری مین میسور پر روانہ کی جس نے آتے ہی بنگلور کا محاصرہ کرلیا۔ اب حیدر علی نے اپنے ایک افسر لطف علی بیگ کے ذریعہ جینا پٹم کا محاصرہ کیا۔ جس سے گوپال ہری نے بنگلور کا محاصرہ اوٹھا دیا۔ اور آخر کار ۳۲ لاکھ روپیہ پر تصفیہ ہوگیا۔ اور مرہٹون کی فوج واپس چلی گئی۔ اسکے بعد حیدر علی سرنگاپٹم پھر پہنچکر وہان کے راجہ سے فتح حیدر بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ اسی زمانہ مین چکا کرشنا راج والی میسور کی والدہ نے جو نانراج کی وزارت و خودمختاری سے مجبور تھی۔ اپنے مشیر کہانڈے راؤ کے ذریعہ حیدر علی کو ہموار کرکے نانراج کو وزارت سے موقوف کرائی۔ لیکن اب بجائے نانراج کے اوس رانی کو حیدر علی کا دست نگر بننا پڑا۔ جب اوس نے دیکھا کہ ایک بلا سے چھوٹ کر دوسری بلا مین مبتلا ہوئی تو اب اوس نے اوسی کہانڈے راؤ کے ذریعہ حیدر علی کی قوت توڑنے کے لئے مرہٹون سے سازش کی اور حیدر علی جسوقت کہ سرنگاپٹم مین تھا۔ تو مرہٹون نے رانی کی جب ایما ایک دم اوسپر چڑھ دوڑے۔ اور حیدر علی گھبرا کر وہان سے بھاگا اسی زمانہ مین پیشوا کی فوج نے پانی پت کے میدان مین احمد شاہ درانی کے ہاتون شکست پائی اور اس خبر کے سنتے ہی مرہٹون کی فوج جو حیدر علی کے تخریب مین تھی وہ پونہ طلب کرلیگئی۔ اب حیدر علی کو کچھ اطمینان حاصل ہوگیا۔ تو وہ کہانڈے راؤ کے سر پر پہنچا اور نانراج کو مہرا بنا کر دلوائی کا خطاب خود حاصل کیا۔ اور کہانڈے راؤ کے تمام مقبوضہ تلعون پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد

جسکو حیدر علی نے خارج کیا تھا۔

جب میسور کی ریاست کے ٹکڑے ہو گئے تو گورنر جنرل نے دو بڑی توقندین آگے لگائین۔ اول کہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۱) میسور کے راجہ نے کہانڈے راؤ کو حیدر علی کے حوالہ کر دیا۔ حیدر علی نے اوسکو ایک آہنی پنجرہ
مین بند کر کے مار ڈالا۔ پھر اوس نے نواب صلابت جنگ بہادر سے حیدر علی خان بہادر کا خطاب حاصل کر کے چکا لا پور
راے درگ۔ پرپان ہالی چیتل درگ کے خود مختار سردارونکو اپنا مطیع و باجگزار بنایا۔ اور سیرا پر بھی قبضہ کر لیا بعد ازان
شہر بیدنور کو فتح کیا۔ جہان اوسکو ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کی دولت ملی حیدر علی نے بیدنور کا نام حیدر نگر رکھا۔ اب حیدر علی
نے نواب سوانور کے ملک پر چڑھائی کی اور قلعہ دھارواڑ کو لے لیا۔ اسکے بعد پیشوا نے حیدر علی پر یورش کی اور چاروں طرف
سے اوسکو گھیر کر لیا۔ آخر صلح پر اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔ جب حیدر علی کو پیشوا سے رسنگاری ملی تو اوس نے ملیبار کو فتح
مین لایا۔ اور راجہ چکا کرشنا راج کے مرنے پر اوسکے بیٹے نانراج کو حیدر علی نے گدی پر بٹھایا۔ مگر کل اختیارات اپنے
ہاتھ مین رکھا۔ چند روز کے بعد اوسے معلوم ہوا کہ نانراج خود مختاری کی فکر مین ہے تو فوراً اوسکی ذاتی جائداد ضبط کر کے
اوسکے محل کو لٹوا دیا۔ ۱۷۶۷ء مین انگریزون حیدر علی اور سرکار نظام کے خوب جنگ ہوی۔ اور ان لڑائیون مین طرفین
کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ آخر ۲۹ مارچ ۱۷۶۹ء کو حیدر علی اور انگریزون کے درمیان صلحنامہ مرتب کیا گیا۔ جسکی رو سے
ایک نے دوسرے کا ملک جس پر کہ جنگ مین قبضہ کر لیا گیا تھا واپس کر دیا۔ اسکے بعد مادھو راؤ نے حیدر علی پر چڑھائی کی۔ اور
اوسکے شمالی اور مشرقی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ اور خاص خاص قلعون مین اپنی فوج تعینات کر دی۔ اور میلکوٹی کے مندر کو
(جو فرقہ سری وشنو برہمنون کا معبد تھا) مرہٹون نے خوب لوٹا۔ پھر حیدر علی نے صلح کر لی۔ اور ۱۵ لاکھ روپیہ نقد مرہٹون کے
حوالہ کیا۔ بعد باقی کے بعوض کچھ اضلاع رہن کر دئے۔ اس عرصہ مین حیدر علی کو معلوم ہوا کہ میسور کا راجہ نانراج مرہٹون سے
سازش رکھتا ہے۔ ۱۷۷۰ء اوسکو گدی سے اوتار کر اوسکی جگہہ اوسکے بھائی چامراج کو بٹھا دیا۔ ۱۷۷۱ء مین (جبکہ پیشوا
نارائن راؤ کے وفات پر اوسکی جانشینی کے لئے پونہ مین جھگڑا برپا تھا) حیدر علی کو رگ پر چڑھ دوڑا۔ اور اوسکو فتح
کر کے دہان کے راجہ کو قید کر کے سرنگاپٹم روانہ کیا۔ اور پھر بعجلت تمام اوس نے کل ملیبار کو فتح کر لیا۔ ۱۷۷۶ء مین راجہ چامراج

کراوس نے اپنے ایک دیرینہ دشمن کو ہٹایا۔ جسکی والاجاہی نے بیس برس تک دکن کے درمیان انگریزون کے مالک مقبوضہ کو معرض خوف خطر مین ڈالے رکھا تھا۔ اور دکن زیرین کے ساحل بحر پر پوری حکمرانی حاصل کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۲) مرنے پر حیدر علی نے ایک کم سن لڑکے کو جامراج کے نام سے گدی نشین کیا۔ اسکے بعد بلہاری کو لے لیا۔ اور کڈپہ پر چڑہائی کرکے اوسکو بھی حاصل کیا۔ اور وہان کے راجہ مراری راؤ کو قید کرکے سرنگاپٹم بھیجدیا۔ پھر چیتلدرگ پر قبضہ کرکے وہان کے پالیگار کو بھی قید کرلیا۔ بعد ازان کڑپہ کے نواب عبدالحلیم خان پر چڑہائی کی نواب اپنے مین مقابلہ کی قوت نہ پاکر رسد ہوٹ بھاگ گیا۔ لیکن بعد مین معہ خاندان گرفتار ہوگیا۔ حیدر علی نے اوسکو سرنگاپٹم مین قید کرکے اوسکی خوبصورت بیگم سے شادی کرلی۔ اور اوسکا نام پختی بیگم رکھا۔ کہتے ہین کہ حیدر علی اس بیگم کو بہت چاہتا تھا۔ جب وہ مرگئی تو اوسکا مقبرہ دیلور مین تیار کرایا۔ جو ابتک موجود ہے۔ الحاصل اس فتح کے بعد حیدر علی کا رعب چارون طرف چھاگیا۔ اور اوس نواح مین سب نے اوسے اپنا فرمانروا تسلیم کرلیا۔ اب حیدر علی نے اپنے مختلف صیغون کے انتظام کے طرف توجہ مبذول کی۔ اور میر محمد صادق کو زیر مال کا منصب عطا کیا۔ اور شامایا برہمن کو پولس کا افسر اعلےٰ مقرر کیا۔ اور نواب سوانور کے بڑے بیٹے کو اپنی بیٹی دی۔ اور اوسکی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے کریم کیساتھ کیا۔

۱۷۷۰ء مین حیدر علی نے میسور کے خاص خاص مقامات کو مستحکم کرنیکے بعد انگریزون پر حملہ کرنیکی تیاریان کین۔ اور ۴۰ ہزار فوج فراہم کرکے معہ فرانسیسی سپاہ کے جولائی ۱۷۸۰ء مین پہاڑی درون کو عبور کرکے آگے بڑہا۔ اور جو ملک سامنے آیا اوسکو برباد کرتا ہوا سینٹ ٹامس تک پہونچا۔ اور اپنے بیٹے کریم کو پورٹو نووو پر (راجہ پانڈیچری کے جنوب مین ہے۔) حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پھر یہان سے حیدر علی نے ارکاٹ کا رخ کیا۔ انگریزونکی فوج سر ہیکٹر منرو کے زیر کمان آپہونچی۔ اور ارکاٹ کا محاصرہ اوٹھا دیا۔ اتنے مین مدراس کا سپہ سالار بھی انگریزی فوج کی مدد کے لئے پونچی ورم آپہونچا۔ اور کرنیل بیلی بھی کورٹیلا پہونچکر دریا کے جنوبی کنارے پر لشکر ڈالدیا۔ یکایک بارش ایسی ہوی کہ دریا مین سیلاب آگیا۔ جسکی وجہ سے کرنل بیلی عبور نکرسکا۔ اب حیدر علی نے اپنے دوسرے بیٹے ٹیپو کو دشمن کی فوج کی نقل و حرکت کی اطلاع دینے کے لئے پرمبا کم بھیجا۔ حاصل کلام طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اس اثنار مین کرنیل بیلی زخمی ہوگیا۔ اور حیدر علی متواتر ۱۲ حملے

جسکے سبب سے فرانسیسونکی مداخلت کا اندیشہ بہت کم ہوگیا۔ دوم سب سڈیری عہد وپیمان تمام والیان ریاست کے روبرو (جن سے کوئی بھی تعلق انگلش گورنمنٹ کا ہے) پیش کیا گیا۔ جسکا مطلب

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۳) ایسے کہ کہ انگریزی فوج مین بھاگڑ مچگئی۔ اور کرنیل بیلی مجبور ہوکر صلح کا جھنڈا بلند کردیا۔ لیکن حیدر علی نے کچھ لحاظ نہ کیا اور آگے بڑہکر انگریزی سپاہ کو قتل کرنا شروع کیا۔ کہتے ہین کہ اگر لالی اور پیورن (جو فرانسیسی افسر تھے) حیدر علی کو اس حرکت سے منع نکرتے تو انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا۔ تب بھی اس لڑائی مین (۷۰۰) یورپین قتل ہوے۔ اور باقی سپاہ معہ کرنیل بیلی وسر ڈیوڈ بیر ڈ کے گرفتار کرلئے گئے۔ جنکو حیدر علی نے بعد مین قتل کرادیا۔ اسکے بعد حیدر علی فرانسیسی انجینیرونکی مدد سے قلعۂ ارکاٹ پر قبضہ کرلیا۔ جب یہہ خبر بنگال پہونچی تو وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے سرایری کوٹ کے ماتحت ایک شائستہ فوج روانہ کی۔ اور انگریزی جہازون کا بیڑہ معہ سر ایڈورڈ ہوہ جنرل کے مدراس آپہونچا۔ چیلامبرم پر دونون طرف سے لشکر کشی کی تیاریان شروع کیگئین۔ جب دونون فوجون مین مقابلہ ہوا تو سرایری کوٹ غالب آیا۔ اور موتی پالیام پر قبضہ کرلیا۔ حیدر علی کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ اسکے بعد بھی متعدد لڑائیان ہوئین جنمین طرفین کا سخت نقصان ہوا لیکن حیدر علی نے بہت سے ملک ادہر ادہر سے فتح کرلیا۔ اس عرصہ مین حیدر علی کی پشت مین سرطان نکلا۔ اور چند روزہ علالت کے بعد اوس نے نرسنگھ رایا نائیت کے مقام پر (جو چتوڑ کے نزدیک ہے) اپنی فوج مین، ۷ دسمبر ۱۷۸۲ء مطابق ۱۱۹۵ھ کو انتقال کیا جسکی تاریخ وفات یہہ ہے **اشعار** کہ این شاہ آسودہ راچیست نام + چہ تاریخ رحلت نمود است او + یکے زانمیان گفت تاریخ ونام + کہ حیدر علی خان بہادر بگو۔

۱۱۹۵ھ

کہتے ہین کہ جب حیدر علی کے دو بڑے معتمد مشیر پرنیا اور کرشنا راؤ کو حیدر علی کے موت کی خبر ہوئی تو انہون نے اس واقعہ کو ٹیپو سلطان کے آنے تک مخفی رکہا۔ کیونکہ ٹیپو سلطان دوسرے مہم پر گیا ہوا تھا۔ جب ٹیپو کو معلوم ہوا تو بنسلہ کے مقام پر اپنے باپ کے لشکر سے آملا۔ ٹیپو سلطان ۱۷۵۳ء مین فخر النساء دختر میر معین الدین (جو چند سال تک کڑپہ کے صوبہ دار تھے) کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اور دیوان ہالی مین ایک فقیر رہتا تھا۔ جسکا حیدر علی بہت معتقد تھا۔ چنانچہ اوس فقیر کے نام پر اسکا نام ٹیپو سلطان رکھا گیا۔

یہہ تھا کہ تمام والیان ریاست اپنی فوج کو کم کریں۔ اور بیرونی محافظت۔ اور اندرونی امن وحافیت کے لئے سب سے زیادہ زبردست قوت انگریزی پر اعتبار کریں گورنمنٹ انگریزی اونکے لئے سپاہ کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۴) اس اثنا رمین جنرل بیتھور نے شیخ ایاز صوبیدار سیدنور کی سازش سے بیدنور پر قبضہ کرلیا۔ اور شیخ ایاز تمام خزانہ وزر وجواہر لیکر بھی بھاگ گیا۔ جب یہہ خبر ٹیپو سلطان کو ہوسی تو اوس نے فوراً دھاوا کیا۔ اور بیدنور کو انگریزونکے قبضہ سے چھین لیا۔ اور جنرل بیتھور۔ اور اوسکے افسرون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالکر سرنگاپٹم بھیجدیا۔ یہان وہ تمام ہمارے فاقونکے ہلاک ہوگئے۔ اسکے بعد ٹیپو سلطان نے منگلور کا محاصرہ کرکے اوسکو لیا۔ اور انگریزی فوج وہان سے مجبور ہوکر پلی چری کو چلی گئی۔ ٹیپو نے اس فتح کی یادگار مین تیس ہزار عیسائیونکو جو ساحل سمندر پر رہا کرتے تھے۔ جلاوطن کیا۔ اور میسور کی سرزمین مین لیجاکر جبراً اسلام قبول کرایا۔ اور اونکو اپنی فوج مین بھرتی کیا۔ اور اسی فرقہ کے لوگون کو محمدی لقب دیا گیا۔ پھر ٹیپو نے کورگ کے ملک کو تباہ کیا۔ ادہر انگریزون نے کرنل فلرٹن کے ماتحت ٹیپو کے ملک پر فوج بھیجی۔ جس نے کوئمبتور اور مدورہ کے بہت سے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ مگر اس اثنا رمین مارچ ۱۷۸۴ء کو ٹیپو اور انگریزون کے مابین عہدنامہ ہوگیا۔ جس سے کرنل فلرٹن کے مقبوضہ مقامات واپس ہوگئے۔ اب ٹیپو نے اون مرہٹہ سردارون پر فوج کشی کی جو کرشنا اور تنگبھدرا کے درمیان حکومت کرتے تھے۔ چنانچہ رامدرگ اور نارگند کو لیا۔ اور وہان کے دونون سردارون کو قید کرکے قلعہ بھیجدیا۔ اور اس موقعہ پر ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔

۱۷۸۶ء مین انگریزون نے سرکار نظام اور مرہٹون سے اتحاد پیدا کرکے ٹیپو کے ملک پر فوج روانہ کی۔ جسمین مرہٹون کی فوج کا سپہ سالار ہری پنتھ اور نظام کا منیر تھا۔ ٹیپو نے خبر پاتے ہی مقابلہ کے لئے چلا۔ اور اپنے سپہ سالار برہان الدین کو ان دونون فوجون کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور خود ادہونی پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن مہابت جنگ خلف بسالت جنگ نے قلعہ کو بچالیا۔ جب ٹیپو وہان سے چلا گیا تو مہابت جنگ نے تمام مخالفت کو لیکر حیدرآباد چلا آیا۔ اور قلعہ خالی چھوڑ دیا۔ یہ خبر ٹیپو کو ہوی تو ادہونی پر اگر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے نکلکر قلعہ سوانور کو لے لیا۔ پھر ۱۷۸۷ء مین منیم سے صلح کرلی۔ اور ہونی و نارگند وغیرہ کے علاقے واپس دیدیا۔ اور سرنگاپٹم آکر میسور کے پرانے شہر کو مسمار کیا۔ اور اسکے بعد بلمبار۔ کالی کٹ

ایک تعداد معین بہرتی کرکے اوسکو قواعد دان بنائینگے اور اوسکی تنخواہ کا خرچ رئیسون کو ادا کرنا پڑیگا۔
اس سب سڈیری عہدنامہ پر ان کو والی اودھ اور نظام حیدرآباد نے بلا عذر قبول کرلیا۔ اور سنہ ۱۷۹۲ء مین

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳۵) کوئی بورم وغیرہ کا انتظام کرکے ۱۷۸۵ء مین ایک سفیر سلطان روم کے پاس اور دوسرا سفیر پرس کو بھیجا۔ ان دونون سفیرون کی وہان بخوب آؤ بھگت ہوی۔ جب وہ خوش خوش واپس آئے تو ٹیپو کا دماغ عرش بریں پر ہوگیا

سنہ ۱۷۸۹ء مین ٹیپو نے قلعہ ٹراونکور پر حملہ کیا۔ (جو انگریزون کی سرپرستی مین تھا۔) اور ٹراونکور کی فوج نے اوسکو پسپا کردیا لیکن آخر مین ٹیپو غالب آیا۔ اور مندرون و مکانات وغیرہ کو آگ لگادی۔ اتنے مین بارش اس زور سے ہوئی کہ لڑائی تھم گئی۔ اور ٹیپو پالی گہاٹ کیطرف واپس لوٹا۔ اور جنرل میڈوز گورنر مدراس نے کوئمبتور پالگہاٹ فتح کرلیا۔ اس عرصہ مین ٹیپو بھی مقابل آگیا۔ اور طرفین سے ہنگامۂ جدل برپا ہوا۔ مگر انگریز غالب رہے۔

جنوری ۱۷۹۱ء مین لارڈ کارنوالس گورنر جنرل نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ مین لی۔ اور بنگلور کا محاصرہ کرنا چاہا۔ ٹیپو بہت کچھ مزاحم ہوا۔ اور سکے نوائیان ہوئین مگر لارڈ کارنوالس نے بنگلور پر قبضہ کرلیا۔ اور یہان سے پھر سرنگاپٹم کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہان بھی خوب جنگ ہوا مگر رسد کی کمی کی وجہ سے لارڈ کارنوالس کو ناکام ہو واپس لوٹنا پڑا۔ جسکی وجہ سے ٹیپو کے سر سے بلا ٹلگئی۔ ادہر لارڈ کارنوالس نے بنگلور پہونچکر مرہٹون کو ۴۰ لاکھ روپیہ قرض دیا۔ اور انکی فوج کو شمال و مشرق ملک کی تسخیر کے لئے مامور کرکے نظام کی فوج کو شمال مغربی ملک کے فتح کرنیکے لئے مقرر کیا۔ اور خود بارہ محل کو روانہ ہوا۔ جب ٹیپو نے یہ خبر سنی تو اوس نے کوئمبتور کے قبضہ کے لئے اپنے سپہ سالار قمرالدین کو روانہ کیا۔ جس نے بہت بڑی محنت سے اوس پر قبضہ پایا۔ اور ادہر انگریزی فوج نے اول تو انڈیر درگ کے قلعہ کو لیا پھر سوانڈرگ کے قلعہ کو فتح کرکے زمین سے ملادیا۔ بعد ازان۔ اترادرگ کے قلعہ کو حاصل کیا۔ اور اوسکے ساتھ چند چھوٹے چھوٹے قلعون کو بھی تسخیر کرلیا اور اس سے فارغ ہو کرلارڈ کارنوالس نے ۵ فروری ۱۷۹۲ء کو سرنگاپٹم سے ۷ میل کے فاصلہ پر اپنا لشکر ڈالا۔ یہان نظام کی فوج سمعہ سرجان کینارڈے رزیڈنٹ حیدرآباد کے آملی۔ اب گورنر جنرل نے اپنی فوج کو تین حصون مین تقسیم کرکے حملہ کردیا۔ اور پہلے ہی حملہ مین سرنگاپٹم کے مشرقی حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اس پر اوسنے غضب یہ ہوا کہ جو فوج اہل کورگ سے بنائی گئی تھی وہ ٹیپو سے علیحدہ ہو کر انگریزون سے ملگئی

سرکار نظام نے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ کے لئے بہت سے اضلاع اپنی ریاست کے سب سڈیری فوج کی تنخواہ کے لئے دیدئے - اور نواب وزیر الدولہ نے بھی اپنے سرحد کے سارے اضلاع کمپنی کے حوالے کئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۶) کیونکہ ٹیپو نے اسکے قبل اہل کورگ پر بہت کچھ ظلم وستم توڑے تھے - اور اونکے سردار دیراج کو مدتوں میسور میں قید رہنا پڑا تھا - اب وہ سردار انگریزون کا طرفدار ہوکر سامان رسد اور فوجی مدد دینے لگا - الحاصل اس موقع پر ٹیپو نے بہت کچھ زور مارا مگر کچھ نہو سکا - اور انگریزون کے آگے اوسکی ایک نہ چلی - اتنے مین بمبئی سے ۲۰ ہزار یورپین اور ۲۰ ہزار دیسی فوج جنرل ایبرکرامبائی کے زیر کمان لارڈ کارنوالس کی مدد کو آگئی - جس سے ٹیپو کے ہاتھ پاؤن پھول گئے آخر مجبور ان شرایط پر ٹیپو کو صلح کرنا پڑا - (۱) ٹیپو سلطان اپنا آدہا ملک دیوے (۲) تین بلین سے زیادہ روپیہ اخراجات جنگ کی عوض ادا کرے (۳) جتنے آدمی اوس نے انگریزون یا اونکے مددگارون کے جنگ مین قید کرلئے ہین اون کو رہا کردے - (۴) اپنے دونون بیٹون معزالدین اور عبدالخالق کو انگریزی لشکر مین بطور یرغمال کے بھیجدے -

الحاصل ایک بلین روپیہ تو اوسیوقت انگریزون کو دیا گیا - اور باقی روپیہ کے لئے ٹیپو نے اپنی رعایا سے بہت سختی کی - اور اوسکو بالکل مفلس بناکر وصول کیا - جب پورا روپیہ انگریزون کو وصول ہوگیا تو ۱۷۹۲ء مین معزالدین اور عبدالخالق (جو میجر ڈورٹن کی نگرانی مین تھے) واپس کردئے گئے -

اوس کے بعد لارڈ کارنوالس ولایت چلے گئے - اور سرجان شور گورنر جنرل ہوے - یہہ بھی رخصت ہوئے - اور لارڈ مورنگٹن گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے - اس عرصہ مین ٹیپو سلطان نے زمان شاہ امیر افغانستان - اور سلطان سلیم شاہ روم - نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس یہ تینون کے پاس اپنے سفیر بھیجکر امداد کی درخواست کی - اور انگریزون کو ہندوستان سے نکالدینے کی کوشش کرنے لگا - یہہ زمانہ وہ تھا کہ نپولین تمام یورپ فتح کرنیکے ارادہ سے نکلا تھا - جس سے انگریزونکو خوف ہوا کہ کہین شہنشاہ فرانس مصر کے راستے سے ہندوستان کو کوئی فوج روانہ نہ کردے - اسلئے گورنر جنرل نے فرانسیسون کی قوت توڑنے کے لئے ہندوستانی والیان ریاست سے عہدو پیمان کرنے شروع کیا - اور اون رؤسا کے پاس جو فرانسیسی سپاہ و افسر ملازم تھے اونکے نکالنے کے درپے ہوا

جسمین روہیلکھنڈ بھی شامل تھا۔ اب اس کارروائی سے برٹش گورنمنٹ کے ملک مین بہت بڑی افزودنی ہوگئی۔ لیکن اس عہد و پیمان مین مرہٹے شریک نہین ہوے۔ اسوقت مرہٹون کے تین

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۷) چنانچہ گورنر جنرل کے کہنے کے موافق ۱۔ اول سرکار نظام نے اپنے پاس سے فرانسیسونکو علیحدہ کیا۔ مگر مرہٹے اس بات کو قبول نہ کیے۔ اور ٹیپو سلطان تو بالکل ٹالتا رہا۔ حالانکہ گورنر جنرل نے اس بارہ مین ٹیپو کے ساتھ بہت کچھ مصلحت آمیز مراسلت کی۔ مگر تمام بیسود رہی۔ بلکہ گورنر جنرل کی تحریرات کے جوابات ٹیپو کے پاس سے نہایت گستاخانہ طریقہ سے وصول ہوے۔ آخر مجبوراً گورنر جنرل نے ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی اور اوسکے رفیق نظام و مرہٹون کے طرف سے ٹیپو سلطان کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ اور جنرل ہیرس ۱۵ ہزار پیادے نو ہزار سوار سو یورپین توپخانہ مین ۲۵ سو لشکری اور ہراول ایک سو توپین لیکر میسور کے طرف بڑھا۔ اور سرکار نظام کے طرف سے ۱۶ ہزار خراجگزار فوج (۱۶۰۰۰) فرانسیسی جوان ۶ ہزار غیر قواعدان سپاہ ۵ ہزار ہوی۔ ان دونون کا ٹوٹل جو میدان مین لڑسکتی تھی ۴۰ ہزار تھا۔ مزید برآن بمبئی کے (۶۴۰۰) جوان جنرل اسٹوارٹ کے زیر کمان بھی پہنچ گئے۔ اسوقت ٹیپو کے پاس ۳۳ ہزار پیادے ۱۵ ہزار سوار ایک زبردست توپخانہ موجود تھا۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ اول تو ٹیپو کا سپہ سالار محمد رضا مارا گیا۔ جسکا صدمہ ٹیپو کو بہت سخت ہوا۔ اسکے بعد انگریزی فوج نے بڑھتے بڑھتے سرنگاپٹم کا محاصرہ کرلیا۔ آخر ٹیپو نے مجبور و پریشان ہوکر صلح کی خواہش کی۔ جنرل ہیرس نے حسب ذیل شرایط کے ساتھ صلحنامہ مرتب کرکے ٹیپو کے پاس روانہ کیا۔

(۱) ٹیپو سلطان اپنا نصف ملک انگریزون اور اونکے رفیقون کے حوالہ کردے۔ (۲) دو ملین روپیہ مصارف جنگ کے لئے ادا کردے۔ (۳) اس روپیہ کا نصف فی الفور ادا کرے (۴) باقی نصف چھ ماہ کے اندر ادا کرے (۵) تمام قیدیان جنگ کو رہا کردے (۶) اپنے دو بیٹے اور چار بڑے سردارون کو انگریزی لشکر مین بطور یرغمال کے بھیجدے (۷) صلح ۲۴ گھنٹہ کے اندر ہوجائے۔

لیکن ٹیپو سلطان نے اس صلح نامہ کے شرایط کا کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ یہ عہدنامہ اوسکی تباہی کا پیش خیمہ تھا۔

بڑے سردار سندیہیا - ہلکر راجہ ناگپور آپس مین اپنی اپنی فوقیت و برتری کے لئے ہتیار چلا رہے تھے۔ اوران تینون سردارون کا افسر پیشوا جو پونہ مین رہتا تھا - اوسکو بھی یہہ تینون ملکر ڈراتے دہمکاتے تھے۔ اس اثنا رمین ہلکر نے پیشوا پر چڑہائی کی - (کیونکہ پیشوا نے ہلکر کے بہائی کو بڑے ظلم سے مارا تھا -) اور پیشوا کی امداد پر سندیہیا آگیا - طرفین مین ایک جنگ عظیم ہوی سندیہیا کو شکست ہوگئی - اوپیشوا بہاگ کر ایک قلعہ مین جا چہپا - اور وہان سے اپنا ایک ایلچی انگریزون کے پاس بہیجکر امداد کی درخواست کی اور خود بہت جلد بمبئی سے بسین جا پہنچا - اور سب سے پہلی عہد و پیمان پر راضی ہوگیا - گورنر جنرل کا تو مقصد اعظم یہی تہا - اوس نے فوراً پیشوا سے بسین مین عہد و پیمان کرلیا - اس کے بعد پیشوا اپنی دارالسلطنت پونہ مین انگریزی سپاہ کو ساتہہ لئے ہوے داخل ہوا - اس سپاہ کے کمانڈر جنرل آہرلونی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۸) اور ادہر محاصرہ کی کارروائی برابر جاری رہی - ٹیپو سلطان نے بہی قلعہ کی محافظت مین کوئی کسر باقی نہ رکہی - لیکن کبتک آخر قلعہ فتح ہوا - اور ٹیپو سلطان قلعہ کی پہاٹک پر زخمی ہوکر مارا گیا - جس سے اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا - اور ہمیشہ کے لئے اوسکا نام سلطنت سے خارج ہوگیا - جنرل بیرڈ نے ٹیپو کی نعش پالکی مین رکہواکر اوسکے محل مین روانہ کردی - اور خاص خاص امرا کے مکانون پر حفاظتی پہرے مقرر کردیا - اس پر بہی خاین لوگ چور دروازے سے بہت سا مال اوڑا لیگئے - اور جو کچہ اونکی دست برد سے بچا وہ کم قیمت تہا - علاوہ کتب خانہ کے اور جو چیزین ملین اونمین ایک تخت ایک ہودج - بندوق - اور تلوارین جواہرات جڑے ہوے تھے - اور نقرئی و طلائی و چینی ظروف - قالین اور جواہرات شامل تھے - سرنگاپٹم کے محاصرہ مین میسور کی ۹ ہزار - پاہ ہلاک ہوی - اور انگریزون کی طرف سے ۸۹۲ یوروپین مارے گئے - اور زخمی ہوے - مزید برآن ۶۵ - افسر اور ۶۳۹ دیسی سپاہی کام آئے لیکن کہتے ہین کہ ٹیپو سلطان کے محل مین انگریزون نے بہت سے چیزین پائین - جو مالیت مین ۱۶ لاکہ روپیہ ہندوستانی سکہ میسور یا ۲۰ لاکہ ۸۰ ہزار پونڈ کے برابر تہین - مزید برآن ۹ لاکہ کے جواہرات بہی انگریزون کے ہاتہہ لگے تھے مال و زر کے علاوہ ۹۲۹ توپین بہی ملی تہین -

اب تو انگریزون کی سمت سٹیری فوجین چار طرف سے زبردست ریاستون (میسور۔ حیدرآباد۔ لکھنؤ۔ پونہ) مین مقیم ہوگئین جس سے ان ریاستونکے تمام جھگڑے برٹش گورنمنٹ کی ثالثی سے فیصل ہونے لگے۔ دوسرے مرہٹے سردارون کو پیشوا کے عہد و پیمان ناگوار گذرے۔ اور گورنمنٹ کو لکھا کہ پیشوا کو بغیر ہماری منظوری کے عہد و پیمان کرنیکا اختیار نہین تھا۔ اسکے بعد اونہون نے برٹش کے خلاف سازش شروع کی جسمین راجہ ناگپور (جسکو عوام راجہ برار کہتے تھے۔ اور سندیہیا شریک تھے۔ ہلکر اس سازش مین شریک نہوا۔ انہون دونون نے ملکر حیدرآباد کی سرحد پر چڑھائی کی۔ چونکہ عہد و پیمان کی رو سے حیدرآباد کی حفاظت گورنر جنرل پر واجب تھی۔ اسلئے اوس نے اوادل تو سندیہیا کو اس ارادہ سے منع کیا۔ مگر جب وہ نمانا تو جنرل ویلزلی اور جنرل ایک کے ماتحت شایستہ اور جرار فوج روانہ کی چنانچہ جنرل آرتھر ویلزلی نے بمقام ایسیی ۱۸۰۳ء مین سندیہیا کی سپاہ پر حملہ کیا۔ اور قطعی فتح حاصل کی۔ اسکے بعد وہ برار کے طرف بڑہا۔ اور ارگاؤن مین راجہ ناگپور کو شکست فاش دی۔ اور حملہ کرکے گاول گڈہ کا قلعہ لے لیا۔ اور جنرل لیک نے حملہ کرکے علی گڈہ کو فتح کیا۔ اور دہلی مین جو سندیہیا کی سپاہ تھی اوسکو پراگندہ کرکے دہلی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ کے ذات کی محافظت اپنے ذمہ لی۔ الحاصل ان سخت لڑائیون کا نتیجہ یہ نکلا کہ سندیہیا کی فوقیت و علوئیت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اور بادشاہ دہلی سے اوسکا تعلق جاتا رہا۔ آخر سندیہیا اور راجہ ناگپور نے حسب ضابطہ بسین کے عہدنامہ کو تسلیم کیا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۹) کتب خانہ جو قلمی دستیاب ہوا اون کی تفصیل یہان لکھنا محض طوالت ہے۔ لیکن اونکی جملہ تعداد (۱۰۸۷) تھی۔ اور ان کتابون مین سے ایک قرآن مجید جو نہایت نایاب تھا وہ نوٹلہ ہڈسر کے کتب خانہ مین بھیجدیا گیا۔ باقی کتابین فورٹ ولیم کلکتہ مین داخل کردیگئین۔ ان کتابون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان مین سے کچھ کتابین تو راجگان بیجاپور و گولکنڈہ کی تھین۔ مگر زیادہ تر چنگیز خان و امیر سوا نورنگزیب کے لوٹ مین جیدرآباد آگئی تھین۔ ۱۲ مولف۔

اور عہد و پیمان ہوئے کہ انگریزی سپاہ اونکی محافظت کرے سندیہا نے برٹش کو اپنے تمام شمالی اضلاع جو جمنا کے دونوطرف تھے۔ اور اپنے مغربی ساحل کے تمام بندرگاہ اور ملک مقبوضہ دیدئے۔ دہلی کا شہر جو شہنشاہ مغلیہ کا قید خانہ تھا۔ انگریزون کے حوالہ کیا۔ اور اپنے تمام فرانسیسی افسرونکو موقوف کرکے اس امر کو منظور کرلیا۔ کہ اوسکی سرحد کے قریب ایک بڑی سپاہ انگریزی کی رہا کرے جسکا خرچ وہ خود دیا کریگا۔ راجہ ناگپور نے بڑا ڈپہر نظام کو حوالہ کیا۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ضلع کٹک دیدیا جو خلیج بنگال پر مدراس کے اضلاع بالا۔ اور بنگال کے جنوب مغربی اضلاع کے درمیان واقع تھا۔

اب صرف ہلکر اس عہد و پیمان سے علیحدہ رہا۔ اسلئے گورنر جنرل نے اوسکو بھی مجبور کیا۔ مگر جب وہ نمانا نوجنرل لیک کے ماتحت فوج بھیجی۔ جس نے نومبر ۱۸۰۵ء مین بمقام دیگ ہلکر پر حملہ کیا۔ اور اوسکی سپاہ کو منتشر کرکے شکست دی۔ اور ہلکر پنجاب مین جاکر پناہ گزین ہوا۔ لیکن پھر وہ برٹش گورنمنٹ سے عہد و پیمان کرنے پر راضی ہوگیا۔ اور اپنے ملک مین پھر آگیا۔

اب لارڈ ولزلی نے سب سندیری عہد و پیمان کے موافق اپنی سپاہ کے ڈویژن مقرر کئے۔ جنمین ۲۲ ہزار سپاہی تھے۔ اور جنکی چھاؤنیان۔ الہ ہندوستانی ریاستون کے اندر یا اونکی سرحدون پر رہتی تہین۔ جو اپنی ریاستون کی آمدنی سے اوسکا خرچ دیتے تھے۔ اب آیندہ ان ریاستون مین بلا اجازت گورنمنٹ کے فرنگستانی افسرون کا نوکر رکھنا۔ یا اونکا آپس مین اٹنا یا خط و کتابت کرنا سب کچھ ممنوع و موقوف کردیا گیا۔ اسکے بعد لارڈ ویلزلی ولایت کو رخصت ہوگئے۔

لارڈ کارنوالس گورنر جنرل

۱۸۰۵ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ کارنوالس دوبارہ گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر آئے۔ مگر یہہ یہان آتے ہی تین مہینے کے اندر مرگئے۔ جس سے وہ کون نمایان کام نہ کرسکے۔ اب کچھ

مدت کے لئے جارج بارلو گورنر جنرل قرار پائے تو دیکھا کہ خزانہ خالی پڑا ہے۔ اور قرض بہت بڑھگیا ہے۔ اور تجارتی مال کا خرید کرنا بند ہوگیا ہے۔ اسلئے۔ انہون نے اون ہندوستانی ریاستون سے جن سے خاص عہد وپیمان نہین تھے۔ بالکل قطع تعلق کیا۔ اور لارڈ ولزلی نے۔ جو سندیا کے ساتھ عہد وپیمان کرنیکا منصوبہ باندھا تھا۔ وہ چھوڑ دیا۔ اور مرہٹون کے ممالک کے متصل۔ جو چھوٹی چھوٹی ریاستین تہین۔ وہ اپنی قسمت پر چھوڑ دین اور انگریزون نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کردیا کہ ہم لڑائی جھگڑون سے جدا رہینگے۔ اور علی العموم ہندوستان کے عام کاروبار مین شریک نہونگے۔ اور اپنے ہمسایون کے جھگڑون مین کوئی حصہ نہین لینگے۔ مگر اس پر پورا پورا عملدرآمد نہین کیا گیا۔ اگر کیا جاتا تو۔ انگریزون کی عام بے اعتباری ہوجاتی۔ اور پولیٹکل اثر بھی جاتا رہتا

۱۸۰۷ء مین شاہ ایران۔ اور روسیون کی آپس مین لڑائی ہوی۔ جسمین شاہ ایران نے نپولین سے امداد کی درخواست کی۔ اور اسی قسم کی درخواست کلکتہ مین برٹش گورنمنٹ کے پاس بھیجی۔ اس زمانہ مین یہان ہندوستان مین تخفیف خرچ کی پالسی غالب ہورہی تھی۔ اسلئے شاہ ایران کی امداد کی کچھ صورت نہوی۔ لیکن فرانسیسی۔ جو اسوقت روسیون کے ساتھ جنگ کررہے تھے۔ وہ فورًا ایرانیون کی امداد کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اور اپنا ایک ایلچی ایران بھیجا۔

۱۸۰۷ء مین فریڈلینڈ مین لڑائی ہوی۔ جسمین نپولین کو فتح ہوی۔ اور اسکے سبب سے شہنشاہ روس کی دشمنی دوستی سے بدلگئی۔ اور فرانس وروس آپس مین ایک دوسرے کے دوست ہوگئے۔ جس سے خشکی کی راہ سے ہندوستان پر حملہ ہونیکا خوف پیدا ہوگیا۔ چنانچہ اوسوقت سے ابتک یہہ خوف نہین دور ہوا

لارڈ منٹو گورنر جنرل

۱۸۰۷ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ منٹو گورنر جنرل ہوکر آئے۔ اور فرانسیسونکی مخالفت اور انکی مہم روکنے کے لئے (جو بحر اسود وکیسپین کے طرف سے ہونیوالی تھی) تمام سلطنتون کے

فرمانروایون کے پاس (جو شمالی مغربی سرحد یا اوس سے پرے تھے) اپنی سفارت بھیجی - چنانچہ لاہور - سندھ - افغانستان - ایران یہ چارون ریاستون مین کلکتہ سے سفیر روانہ کئے گئے - اسکے بعد انگلینڈ سے بھی ایران مین ایک سفیر آیا - اور بہت سی تکرارون کے بعد یہ عہد و پیمان مرتب ہوے کہ انگلینڈ - ایران کی امداد - زر اور سپاہ سے اوس حالت مین کرے کہ جب ناحق کوئی اوسپر حملہ آور ہو - افغانستان مین جو انگریزی سفیر مونٹ سٹورٹ الفنسٹن صاحب گئے تھے - اونہون نے پشاور پہونچکر دیکھا کہ کل ملک مین لڑائیان ہو رہی ہین - اور شاہ شجاع فقط اپنے دار السلطنت کے حواشی پر قبضہ رکھتا ہے - درانی سلطنت پر مغرب کے طرف سے ایرانیون نے حملہ کیا ہے - اور مشرق مین اوسکو سکھون نے دبایا ہے - جس سے سلطنت کے ٹکڑے ہو رہے ہین اور ہر ایک جگہہ جدا جدا سردار حکومت کرتے ہین - بہرحال الفنسٹن صاحب نے شاہ شجاع سے عہد و پیمان کر لئے - مگر یہہ عہد و پیمان شاہ شجاع کے شکست پانے سے بیکار ہو گئے - اور شجاع بھاگکر جلاوطن ہوا - جسکو تیس برس بعد انگریزون نے تخت سلطنت پر بٹھایا - اور اپنی سپاہ اور اوسکی جان کو ٹھکانے لگایا -

۱۸۰۸ء مین اسپین مین بلوہ و غدر ہوا - اور روس و فرانس کے درمیان کشیدگی ہو گئی - جسکے باعث نپولین - یورپ کے کامون مین ایسا مشغول ہوا کہ اوس نے ایشیا کی مہمات کو بالکل چھوڑ دیا - اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ ہونیکا خوف مردہ ہو گیا -

۱۸۱۰ء مین لارڈ منٹو نے جاوا وغیرہ سے فرانسیسون کو نکال دیا - کیپ گڈ ہوپ اور موریشس پر قبضہ کر لیا - اور ہندوستان مین کوئی ایسی ریاست باقی نہین رکھی کہ وہ اپنی قوت کو انگریزون کی قوت کا ہمسر جانکر برابری کا دعوے کر سکے - سب بڑی بڑی ریاستین سب سندیری عہد و پیمان کی پابند تھین مغربی وسط ہند مین بڑودہ - پونہ - حیدرآباد - اور دکن میسور اور ٹراونکور - اور شمال مغرب مین اودہ اور اوسکے ساتھہ بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین یہ سب ایک ہی بادشاہی کے ماتحت محفوظ تھین -

البتہ انگریزی عملداری کی سرحدون سے پرے پنجاب مین رنجیت سنگھ کی سلطنت بڑھ رہی تھی۔ اور ہمالیہ پہاڑ کی جنوبی ڈھلان پر نیپال کی گورکھا اسٹیٹ تھی۔ وسط ہند مین تین ریاستین تھین جنکو برٹش ممالک گھیرے ہوے تھے۔ وہ ابھی حسب ضابطہ انگریزی تسلط کے اندر نہین آئی تھین۔ اور وہ تین خاندانون سے متعلق تھین۔ جو مرہٹون کے ابتک چلے جاتے تھے۔ گوالیار مین سندیہیا۔ اور اندور مین ہلکر۔ اور ناگپور مین بھونسلا۔ ان تین مین گائکواڑ بڑودہ کے فرمانروا خاندان کا اضافہ ہوسکتا ہے گو اوسکا حال و درجہ مختلف ہے۔

مرہٹون کی حدود سے پرے مغربی ریگستان کے طرف جودھپور راجپوتون کی ریاستین تھین۔ وہ کل سب سیڈیری عہدوپیمان سے خالی چھوڑدیگئی تھین۔ اور ممالک متوسط کے آوارہ گرد غول صاحب ثروت و امارت ہوکر اونکو لوٹتے تھے۔ چنانچہ امیر خان ایک نام آور بہادر بڑے دل گردہ کا راجپوتانہ مین رہتا تھا جسکے پاس کم ازکم تیس ہزار سپاہی تھے۔ اور اوسکے ساتھہ زبردست توپخانہ بھی تھا۔ اوسکو کسی گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اوسکی بسر اوقات صرف لوٹ مار پر منحصر تھی۔ اوسکے علاوہ دوسرے پنڈارے تھے۔ جنکا عام پسند سرغنہ چیتو تھا۔ جسکے پاس دس ہزار سوار تھے۔ اور انکا صدر مقام مالوہ تھا۔ جو زرخیز و شاداب و سرسبز اضلاع کی لوٹ گھسوٹ سے اپنا گذارہ کرتے تھے۔ اسمین شبہین کہ یہہ پنڈارے پونہ۔ ناگپور۔ گوالیار کے راجاؤن سے درپردہ سازش رکھتے تھے۔

مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل

سنہ ۱۸۱۴ع مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل ہند کی خدمت پر مقرر ہوکر آئے۔ اور اسی سال نیپالی افسرون نے انگریزی عملداری پر حملہ کیا۔ اور اون اضلاع پر قبضہ کرلیا۔ جو بنگال سے علاقہ رکھتے تھے۔ لارڈ ہیسٹنگز نے اون اضلاع کے خالی کرنے پر زور دیا

مگر وہ نمانے - بلکہ جنگ کی تیاری شروع کی - کیونکہ گورکھوں* کو یقین تھا کہ اونکے پہاڑون کے اندر انگریز نہین داخل ہو سکینگے - اب انگریزون نے تین مختلف مقامات پر جدا جدا حملہ کیا - اور انگریزی فوج نے پہاڑون کے اندر اپنا قدم جمالیا - گو گورکھون نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا - مگر انگریزون نے مجبور کردیا - آخر صلحنامہ ہوگیا - اور ہمالیہ کی ترائی کا بڑا حصہ مع متصل کے جنگل کے جو حال کی مغربی سرحد ریاست نیپال سے شمال مغرب مین دریائے ستلج تک پھیلتا ہے - برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا - جس سے انگریزی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا چینون کی سلطنت سے ملگیا -

اس اثنا مین ممالک متوسط مین لٹیرون کے غول کی تعداد - اور بیباکی و گستاخی بہت بڑھگئی - مرہٹون کے راجہ بظاہر تو پنڈارون کے حامی ہونے سے انکار کرتے تھے - مگر در پردہ اونکے مددگار تھے

* گورکھون کی قوم کو ہتائی - اور ہندوستانی ہندؤن کے باہم اختلاط سے پیدا ہوی تھی - ۱۷۶۸ء مین بنگال کے مغربی ہمالیہ پہاڑ کی جنوبی ڈھلانون کی مرتفع زمینون - اور دروں پر انکے ایک راجہ نے اپنا قبضہ کرلیا - اودھ اور روہیلکھنڈ کے اوپر جو سلسلۂ کوہستان ہے - اوسکے شمال مغرب کے ان اضلاع مین جنہین گنگا جمنا کا پانی پہنچتا ہے - پنجاب کے حدود تک فوجکشی کی - اسطرح جو ملکات حاصل کیگئی تھی وہ ایک شخص کے زیر فرمان نہ تھی بلکہ وہ اس گروہ کے ہاتھ مین تھی - جو غالب جرگون کے سپہ آرا افسرون کا تھا - وہ اصلی راجہ کو اپنا تابع رکھتے - اور اوسکے نام سے نیپال مین حکمرانی کرتے تھے - گورکھون کے سپاہ کی وردی و ہتیارون کی وضع وطرح فرنگستانی طرز کی تھی ہمیشہ سے گورکھے انگریزی نمونہ کی نقل فوجی کامون مین بڑی ہنرمندی سے اتارتے تھے - اور اونھون نے بہت جلد پہاڑی چھوٹے چھوٹے ریاستون کو اپنا تابع بنالیا تھا - بلکہ اون کا استیصال کردیا تھا -

اب گورکھون نے ہمالیہ کی ترائی مین انگریزون کی عملداری مین دست درازی شروع کی - اور پہاڑی مرتفع زمینون پر قبضہ کرلیا - ۱۲ مولف

اب پنڈارون نے مدراس پریسیڈنسی کے بعض اضلاع پر دست درازی شروع کی۔ اور بنگال کی سرحد کو بھی لوٹا۔ امیر خان جو پٹھانون کا سرغنہ تھا اوس نے جیپور کا محاصرہ کیا یہان کے راجہ نے انگریزون سے استعانت چاہی۔ لارڈ ہیسٹنگز نے جیپور کو اپنی حراست مین لے لیا۔ اور راجہ ناگپور سے سب سڈیری عہد و پیمان کرلئے جس سے مرہٹون کی ریاستون کے مجموعہ کا ایک رکن اعظم ٹوٹ گیا۔ لیکن یہ راجہ اپنے عہد و پیمان پر قائم نہ رہا۔ اور در پردہ پونہ مین پیشوا سے خط و کتابت کرنے لگا۔ اودہر پیشوا بھی سامان جنگ تیار کرنا شروع کیا۔ اور برٹش رزیڈنٹ نے سب سڈیری سپاہیون کو پونہ سے طلب کرلیا۔ جس سے پونہ مین غدر و بلوہ کا خوف ہونے لگا۔ اب پیشوا گھبرایا اور ۱۸۱۷ء مین ایک صلحنامہ پر دستخط کردیا۔ اور سب سڈیری فوج کے بڑہانے کے عوض مین ملک دیدیا اور مرہٹون کی ریاستون مین اپنی بزرگی کے دعوؤن سے بھی دست بردار ہوا۔

لارڈ ہیسٹنگز نے لیٹرون کے غولون کے انتظام پر کمر باندہی۔ اور امیر خان افغان کو بھی فہمایش کیگئی کہ وہ اپنی سپاہ کو برطرف کرے۔ اور جو ملک اوسکو دیا جائے اوسمین وہ فراغت سے حکمرانی کرے جسکی متکفل انگریزی گورنمنٹ ہوگی۔ اوس نے اس بات کو مان لیا۔ اسکے بعد جب پنڈارون کے استیصال کے لئے سنید سیاسے شرکت کی درخواست کیگئی تو وہ بادل ناخواستہ شرکت کا وعدہ کیا۔ مگر پھر اوس نے علانیہ برٹش گورنمنٹ سے دشمنی ظاہر کی۔ اور پونہ مین جو انگریزی سپاہ تھی۔ اوسپر حملہ کیا۔ ناگپور کے راجہ نے اعلان کیا کہ وہ مرہٹون کی قوم کا سردار ہے۔ اور برٹش رزیڈنسی سے لڑنے کے لئے سپاہ بہیجی۔ اگرچہ ناگپور مین کوئی سخت لڑائی نہین ہوئی۔ مگر مرہٹون کو دونون جگہ ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ ہلکر کی سپاہ نے پیشوا کی سپاہ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اوس نے مہیدی پور مین انگریزون سے شکست پائی۔ اب گورنر جنرل کی پالیسی جو ہندوستان مین امن و امان قایم کرنے کی تھی اوسکے برخلاف مرہٹون کی کوشش کا خاتمہ ہوا۔ اور انگریزی سپاہ نے پیشوا کا تعاقب کیا۔ اسکے ساتھ

بھی دو ایک لڑائیان ہوئین - لیکن آخر مین اوسکی سپاہ بھی پراگندہ و تباہ ہوگئی - اور اوسکے سارے قلعہ چھن گئے - اور اوسکا تعاقب یہان تک کیا گیا کہ آخر مین اوس نے ۸ لاکھ روپیہ پنشن کے مقرر ہونے پر اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کیا - اسکے بعد بٹھور مین رہنے لگا - لارڈ ہیسٹنگز نے یہ فیصلہ کیا کہ دکن کی حکمرانی مین آیندہ اوسکا اور اوسکے خاندان کا کوئی حصہ باقی نرہے - اور اوسکا تمام علاقہ احاطہ بمبئی مین شامل کرلیا گیا - ناگپور کی ریاست نے بھی اپنے بڑے بڑے اضلاع برٹش گورنمنٹ کے حوالے کئے - ستارہ کی ریاست سیواجی کی اولاد کے لئے - از سر نو مرتب ہوی - اور راجپوتانہ کی ریاستون مین - جدا جدا راجہ مقرر ہوئے - اور برٹش گورنمنٹ اونکی محافظ و متکفل بنی اور مرہٹون کے بڑے راجہ جو چھوٹے چھوٹے راجاؤن سے خراج لیتے تھے - وہ موقوف کیا گیا - اور یہ شرط ٹھہری کہ وہ خراج برٹش خزانہ کی توسط سے ادا کیا جاوے - ان تدابیر سے مرہٹون مین پیشوا کی حکمرانی کا چراغ بالکل گل ہوا - اور تین بڑے خاندان سیندھیا - ہلکر - اور ناگپور کے بھونسلا جو اکثر برٹش گورنمنٹ کے مقابلہ مین کھڑے ہوتے تھے - وہ ہندوستان مین امن و امان رکھنے کے لئے پابند کئے گئے - اور پنڈارون کا گروہ بھی مستاصل کردیا گیا - مرہٹون کی ریاست کے لئے ملکون کے حدود بہت اچھی طرح مقرر کیگئین - اور لوٹ مار و غارتگری کا نام نابود کردیا گیا - بڑی بڑی ریاستون مین - برٹش رزیڈنٹ مقرر ہوا - تاکہ وہ گورنمنٹ کی اعلےٰ خدمات کو بجا لائے - اور تمام سب سڈیری فوجین جنکا انصرام ریاستین کرین وہ ہر جگہہ برٹش کی ہدایتونکے موافق اعلی ملٹری حکومت کہین

لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل

لارڈ امہرسٹ ۱۸۲۳ء مین بعہد جارج رابع شہنشاہ انگلینڈ بہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے - جو اپنے باپ جارج ثالث کے ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء کو انتقال کرنے پر تخت نشین ہوئے تھے - گورنر جنرل ہندوستان ہوئے

اسوقت انگریزون کی ریاست محروسہ مین برہماؤ* الون نے دست درازی شروع کی - اور شمال شرق مین اوس ملک کو تسخیر کرنیمین مصروف ہوے - (جسکو اب انگریزی عملداری مین آسام کا صوبہ کہتے ہین - جو منی پور کے گرد ہے -) جو برٹش گورنمنٹ کی حراست و محافظت مین تھا - اور بنگال کے ضلع سلہٹ کو بھی دھمکانے لگے - اور ایک جزیرہ پر بھی قبضہ کرلیا - جو اراکان کے کنارہ پر برٹش سے متعلق تھا - جس سے مجبوراً ۱۸۲۴ء مین - لارڈ ایمہرسٹ نے پیگو پر فوج بھیجی - برہمیون نے بڑی سینہ زوری اور دلیری سے انگریزی سپاہ کا مقابلہ کیا - مگر آخر کو مجبور ہوکر اطاعت قبول کرلی - اور حسب شرایط صلح نامہ ۱۸۲۶ء مین آسام - اراکان - تنیسرم کے اضلاع انگریزی حکومت مین الحاق کئے گئے برہما سے جو ملک حاصل ہوا اس نے انگریزی عملداری کی شرقی سرحد کو قایم و محفوظ کردیا -

جنوری ۱۸۲۷ء مین بہرت پور کے قلعہ کو (بہرت پور مین ایک غاصب نے اپنا راج قایم کرلیا تھا) لارڈ کومبرمیر نے حملہ کرکے فتح کیا - یہہ وہ قلعہ تھا کہ جس کے فتح کرنے مین ۱۸۰۵ء مین لارڈ لیک ناکام رہے تھے -

اب ہندوستان کے اندر دو سلطنتین ہین - ایک انگریزون کی - دوسری سکھون کی اور امیرین سندہ منکل سے ہندوستان کے فرمانروایون کی فہرست مین داخل ہوسکتے ہین - رنجیت سنگھ نے سکھون کی سلطنت کو معراج پر پہونچایا تھا -

* جس زمانہ مین کہ کلاہو بنگال کو محکوم کر رہا تھا ۱۷۵۷ء مین الوم پرانے پیگو کو فتح کرکے برہما کی سلطنت کو بنایا تھا - اور وہ بہت وسعت پاگئی تھی - جنوب کے طرف خلیج بنگالہ کے شرقی کنارہ تک اوسکی وسعت تھی - اوس نے تمام کوہستانی اضلاع جو ہندوستان کی شرقی سرحد پر واقع ہین مطیع کرلئے تھے - اور برہما کی فوجین شرق بنگال کی زمینون کے طرف برابر چلی آتی تھین - جس سے برہما و بنگال کی گورنمنٹون مین سرحد کے لئے جھگڑے ہونے لگے - ۱۲ مولف

لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل

۱۸۲۸ء مین لارڈ ولیم بنٹنگ (بعہد جارج رابع شہنشاہ انگلینڈ) ہندوستان کے گورنر جنرل ہوئے ان کے زمانہ تک ایسٹ انڈیا کمپنی کی حیثیت دو طرح پر تھی۔ ایک تجارتی دوسری حاکمانہ مگر یہہ آتے ہی تجارتی حیثیت جاتی رہی۔ اور محض حاکمانہ حیثیت قایم رہی۔ صدر امین۔ صدر امین اعلےٰ۔ ڈپٹی کلکٹر وغیرہ کے عہدے قایم کئے۔ اور ٹھگون کو جو تمام ملک متوسط۔ حیدرآباد۔ اودہ۔ نربدا کنہد۔ راجپوتانہ مین لوٹ مار کرتے تھے۔) غارت کیا۔ کہتے ہین کہ ۶ ہزار ٹھگ گرفتار ہوے۔ جنہین پندرہ سو کو پھانسی دیگئی۔ باقی دایم الحبس کئے گئے۔ ستی کا مذموم رسم موقوف ہوا۔ اور گورنر جنرل کی کونسل مین ایک ممبر قانونی بھی مقرر کیا گیا چنانچہ اول ممبر لارڈ میکالے ہوئے۔ جنہون نے تعزیرات ہند بنائی۔ جو ابتک جاری ہے۔ اسکے بعد تعلیم کا مسئلہ چھیڑا گیا۔ اور ہندوستان کے ساتھ رسل و رسائل بذریعۂ دخانی طاقت کے جاری ہوی۔ کمپنی کی نوکریان زیادہ تر تعلیم یافتہ ہندوستانیونکو ملنے لگین

۱۸۳۳ء تک گورنر جنرل صرف بنگال کا گورنر جنرل ہوتا تھا۔ لیکن اس سال مین پارلیمنٹ نے گورنمنٹ ہند کے لئے جو ایکٹ پاس کیا۔ اوسکی رو سے گورنر جنرل ہندوستان کا قایم کیا گیا اور گورنر جنرل کو تمام ہندوستان کے لئے۔ ایکٹ صادر کرنے کا اختیار دیا گیا۔ پہلے کوئی یوروپین ہندوستان مین نہین رہسکتا تھا۔ لیکن اس ایکٹ کے رو سے وہ قید دور کر دیگئی۔ اور انڈین سول سروس کے امیدوارون کے لئے ایک کالج ہیلبری مین قایم کیا گیا۔

لارڈ ولیم بنٹنگ کے جانشین ایک سال کے لئے سر چارلس مٹکاف ہوئے۔ جنہون نے اخبارات کو آزادی دی۔

لارڈ اک لینڈ گورنر جنرل

۱۹۳۶ء مین لارڈ اک لینڈ بعہد ولیم رابع شہنشاہ انگلینڈ (یہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے - جنکا اصلی نام ڈیوک کلیرنس تھا جو اپنے بڑے بھائی - جارج رابع کے بعد جنکا ۲۶ جون ۱۸۳۰ء کو لاولد انتقال ہوا ولیم رابع کے لقب سے تخت نشین ہوے) گورنر جنرل ہندوستان ہوکر آئے - مئی ۱۸۳۶ء مین ایک ایکٹ پاس کیا کہ یوروپین کے دیوانی مقدمات کو ہندوستانی جج اپنی عدالتون مین فیصل کیا کرین - جس سے انگریزون کو خوف پیدا ہوا - اور اونہون نے اس قانون کا نام بلاک ایکٹ (اندھیر کا قانون) رکھا - اور اسکے منسوخ ہونیکے لئے ولایت مین اپیل کی - مگر وہان لارڈ میلبورنکی وزارت زبردست تھی ڈائرکٹرون کے آگے کچھہ نہ چلی - ایکٹ بدستور جاری رہا -

صوبہ اڑیسہ کے مہاندی کی جنوبی جانب مین پہاڑون کے درمیان شمالی سرکارون کے پاس جو ملک ہے اوسمین قوم کہانڈ (کھونڈ) رہتی ہے - جب ۱۸۳۵ء مین راجہ گنسور نے سرکار انگریزی سے بغاوت کی تو اوسکا ملک ضبط کرلیا گیا - اوسوقت یہہ حال کھلا کہ یہ قوم پر تھوی کی پوجا کرتی ہے - اور اوسپر انسان کا بلدان چڑھاتی ہے - میجر میکفرسن نے اوس قوم کا مقابلہ کرکے اس وحشی رسم کو موقوف کیا -

اب ہم ذیل مین ضمناً سلطنت انگلینڈ کے مختصر حالات جو اس زمانہ اور ملکہ معظمہ سے متعلق ہین چند فقرات مین بیان کرکے اوسکے بعد پھر ہندوستان کے واقعات لکھینگے -

تخت نشینی ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند

ولیم رابع شہنشاہ انگلینڈ نے (یہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے -) ۲۰ جون ۱۸۳۷ء کو ۷۲ سال کی عمر مین

لاولد انتقال کیا - چونکہ اسوقت ملکۂ معظمہ کے سوا تخت کا وارث کوئی نہ تھا - اسلیے آپ ۲۱ رجون ۱۸۳۷ء کو تخت انگلینڈ پر رونق افروز ہوئین - اُسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کچھ روزون کی تھی -

ملکۂ معظمہ کے باپ کا نام ڈیوک آف کینٹ تھا - (جنکا اصلی نام اڈورڈ آگسٹس تھا -) جو جارج سیوم - اور ملکہ شارلٹ کے پسر چہارمی تھے - اور اونہون نے ۲۹ رمی ۱۸۱۸ء کو شہزادی وکٹوریا لوئیسا

بلا جیہ جارج سوم نے ۲۹ رجنوری ۱۸۲۰ء کو ۶۲ سال کی عمر مین انتقال کیا تو اوسکے بڑے چار بیٹون (جارج چہارم - ڈیوک آف یارک ڈیوک آف کلیرنس - ڈیوک آف کنٹ) مین سے خلف اکبر جارج چہارم ۱۸۲۰ء مین تخت نشین ہوا - اسکو صرف ایک بیٹی شارلٹ ہوی - جسکی شادی ڈیوک لیوپولڈ سیکس کوبرگ سے عمل مین آئی - اور ۱۸۱۷ء مین زچگی کی بیماری سے اوسکا انتقال ہوگیا - اگر وہ زندہ رہتی تو اپنے باپ کے بعد وہی ولدث تاج وتخت ہوتی اب اوسکے مرنے پر جارج چہارم کے دوسرے بھائی ڈیوک آف یارک کا نمبر تھا - مگر وہ بھی جنوری ۱۸۲۷ء مین لاولد مرگیا الحاصل جب ۲۶ رجون ۱۸۳۰ء کو جارج چہارم کا بعمر ۶۹ سال لاولد انتقال ہوا تو اوسکا تیسرا بھائی ڈیوک آف کلیرنس ولیم چہارم کے لقب سے تخت پر بیٹھا - اور سکو دو بیٹے ہوئے - مگر دونو کم سنی ہی انتقال کرگئے - اب ولیم چہارم کے انتقال پر تخت نشینی کا حق ڈیوک آف کنات کو (جو ملکۂ معظمہ کے والد ماجد تھے) حاصل تھا - لیکن یہہ تو کئے سال قبل ۱۴ رجنوری ۱۸۲۰ء کو انتقال کرگئے تھے اور اونکے انتقال کی وجہ سے اسوقت حق سلطنت ملکۂ وکٹوریا کو پہونچتا تھا - اور یہہ بھی گمان تھا کہ شاید ولیم چہارم کو کوئی اور اولاد ہوجائے - لیکن آخر تک کوئی اولاد نہ ہوئی - اور ۲۰ جون ۱۸۳۷ء کو ۷۲ سال کی عمر مین ولیم چہارم کا بھی انتقال ہوگیا - اب بجز ملکۂ وکٹوریا کے کوئی وارث سلطنت باقی نہ تھا - اسلیے ملکۂ وکٹوریا تخت نشین ہوئین - ۱۲ مولف

ملکۂ وکٹوریا لوئیسا کی پہلی شادی آئرنسٹ چارلس سوروئی بادشاہ لی نگین سے اونکی پہلی بی بی سونی سہزیٹ کے مرنے پر ہوئی تھی - اور یہان وکٹوریا لوئیسا کو ایک لڑکا شہزادہ چارلس اور ایک لڑکی شہزادی فیوڈورا پیدا ہوے - اسکے بعد اونکا خاوند آئرنسٹ چارلس مرگیا - اور ۱۸۱۸ء مین اونہون نے دوسری شادی ڈیوک آف کنات سے کرلی - ۱۲ مولف

(یہ ملکہ معظمہ کی والدہ ہین) سے جو چہارم فرنسس فریڈرک این کونی ڈیوک آف سکس کوبرگ سال فیلڈ کے دختر نیک اختر اور آئرنسٹ چارلس مورونی بادشاہ لی تنگین کی بیوہ تہین شادی کی تھی۔ چنانچہ وکٹوریا لوئیسا کے بطن سے ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء کو ملکہ معظمہ پیدا ہوئین۔ اور اسکے دوسرے سال جنوری ۱۸۲۰ء کو ملکہ معظمہ کے باپ ڈیوک آف کینٹ کا انتقال ہوگیا۔ اور ملکہ معظمہ اپنی شفیق ماں (وکٹوریا لوئیسا) کے زیر نگرانی پرورش پائین۔

جب ملکہ معظمہ تخت نشین ہوئین تو ہینوور* کی ریاست انگلینڈ سے علیحدہ کر لیگئی۔ کیونکہ سٹلک قوانین کے موافق ہینوور کی ریاست مرد سے مخصوص ہے۔ عورت اوس پر بادشاہت نہین کرسکتی۔ چنانچہ علیحدہ کر لینے کے بعد ملکہ کا چچا ڈیوک آف کیمبرلینڈ ارنسٹ ہینوور کا بادشاہ بنا۔ اور جارج سوم کا سب سے چھوٹا بیٹا اڈالفس فریڈرک ڈیوک آف کیمبرج جو ۲۱ سال سے ہینوور کا ولیعہد تھا وہ اسوقت بلالیا گیا۔

اب ہم پھر ہندوستان کی تاریخ کے جانب متوجہ ہوتے ہین۔ ۷ جولائی ۱۸۳۷ء کو دفعتاً ناصر الدین حیدر والی لکھنؤ کا انتقال ہوگیا۔ مشہور ہے کہ کسی نے اوسکو زہر دیدیا۔ اسوقت لکھنؤ مین کرنیل جان لو رزیڈنٹ تھے۔ بادشاہ کے مرنے پر شاہ مرحوم کی والدہ نے منا جان کو۔ (جو دراصل شاہ مرحوم کا بیٹا نہ تھا) تخت پر بٹھانا چاہا۔ حالانکہ سلطنت کا وارث بادشاہ کا چچا محمد علی شاہ مخالفون کی قید مین موجود تھا۔ مگر کرنیل لو نے انگریزی فوج کے زور سے ۸ جولائی ۱۸۳۷ء محمد علی شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور بیگم و منا جان کو گرفتار کر کے بنارس بھیجدیا۔ محمد علیشاہ نے پانچ سال سلطنت کی۔ اور ۱۸۴۲ء مین وفات پائی۔ اوسکا بیٹا امجد علیشاہ سریر آرا ہوا۔ اس تاریخ مین

* ہینوور کی ریاست جرمنی مین واقع ہے ۱۷۱۴ء مین جارج اول شہنشاہ انگلینڈ۔ اوسکا بہن فرمانروا قایم ہوا تھا۔ جو ملکہ معظمہ کی تخت نشینی تک شہنشاہان انگلینڈ سے ہی اوسکا تعلق رہا۔ ۱۲ مولف

قحط سالی نے ہندوستان مین اپنا منہ دکھایا۔ جس سے امدادی کام شروع کئے گئے۔ ملک کی پیمایش ہوی۔ اور گنگا کی نہر کلان تعمیر پائی۔

افغانستان کی پہلی لڑائی

اگسٹ ۱۸۳۸ء کے شروع مین ایرانی ہنوز ہرات کے گرد خیمہ زن تھے کہ ہندوستان مین ایک لشکر جرار جمع ہونیکی تیاریان لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے شروع کردین جسکی خاص وجہ یہہ تھی کہ یہہ فوج شاہ شجاع کے ساتھہ قندہار و کابل جاکر دوست محمد خان کو تباہ کرے اور شاہ شجاع کو تخت نشین کرے

نوٹ جنگ افغانستان کے اسباب ناظرین کے سمجھنے کے لئے ہم نہایت تفصیل کے ساتھہ یہان لکھتے ہین افغانستان ایک کوہستانی وسیع ملک ہے جسکا رقبہ جزائر برطانیہ اعظم کے رقبہ سے وسعت مین دوچند ہے۔ اور یہہ ملک ایران کے اضلاع خراسان اور ہندوستان کے اضلاع پنجاب کے درمیان واقع ہے۔ اسکی مصنوعی سرحد جنوبی بلوچستان۔ اور شمالی سرحد ممالک ازبکیہ (جو روس کے تابع ہین) ہے۔ اس ملک کے تین حصے ہین۔ ایک حصہ کابل معہ اضلاع مضافات ہے جو ہندوستان کے مغلون کی سلطنت مین داخل تھا۔ دوسرا حصہ ہرات اور وادی ہری رود ہے۔ جو ایران سے متعلق تھا۔ تیسرا حصہ وہ ہے جسمین دریائے ہیلمند بہتا ہے۔ اور اس مین قندہار ہے۔ اس حصہ پر سلطنتون کے لڑائی جھگڑے رہتے تھے کوئی اسمین مستقل سلطنت جمنے نہین پاتی تھی۔ اور فرمان روائی اسکی بدلتی رہتی تھی۔ ہندوستان اور افغانستان کے حد فاصل اونچے اونچے پہاڑ ہین۔ اور ان پہاڑون کے درمیان بڑے بڑے دشوار گزار دشت ناک درے ہین۔ جن کے اندر سے ہوکر پنجاب اور کابل کے درمیان آمد و رفت ہوتی ہے۔ ہندوستان پر وسط ایشیا کے سب حملے اوسی ہی درون سے آئے ہین۔ اور اب بھی اگر کوئی حملہ آور خشکی کی راہ سے ہندوستان پر حملہ کرنا چاہے تو وہ صرف اسی جانب سے حملہ کرسکتا ہے۔ ورنہ سوائے اس طرف کے اور سب جانبون مین سمندر ہے جسکو انگریزون نے

اور رعیہ کارروائی خاص لارڈ آگف لینڈ گورنر جنرل کی طبیعت کے من مانے تھی - کیونکہ کونسل کو اس جنگ کابل کی نسبت بالکل اختلاف تھا - اور کونسل کے ممبرون نے اس امر کی شکایت بھی انگلینڈ کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۳) اپنی بحری قوت سے بخوف وخطر بنا رکھا ہے - اس بھی افغانستان کا ملک ہے جسکے طرف سے برٹش گورنمنٹ کو اندیشہ حملہ ہونیکا رہتا ہے - اور روس اوسکے طرف جلد جلد بڑھا چلا آتا ہے - روسیون نے اٹھارھویں صدی مین یورپ مین پولینڈ کو فتح کیا - ترکون کی سلطنت کے عمدہ عمدہ صوبے لے لئے - پولینڈ کو حصون مین تقسیم کرلیا ہے اب ایشیا مین سائبریا کے جنوب کے طرف بہت سا ملک لے لیا ہے - جگزارٹس پر اپنے قلعے بنا لئے ہین - اور اوکس کے طرف دانت لگا رہا ہے - خیوا اور بخارا تو تقریبا روسیہ کے مقامات کو اپنا تابع بنا لیا ہے - ایران کے شمالی اضلاع بھی اوس نے لے لئے ہین - ہرات جو ہمیشہ کلید ہند مشہور رہا ہے - اسپر روسیون کی پیش قدمی سے مدبران انگلش کو متردد کرتی ہے -

احمد شاہ درانی نے افغانستان کے تینون حصون کو (جسکا اوپر ذکر ہوا) ملا کر ایک سلطنت بنائی - جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا تیمور شاہ زمان پاینده خان بارک زئی (جو امیر دوست محمد خان کا باپ تھا) کے بدولت ۱۷۹۹ء مین افغانستان کے تخت پر بیٹھا - کیونکہ درانی کا بیٹا تیمور شاہ جو شاہ زمان کا باپ تھا - اول ہی مرچکا تھا - اور رنجیت سنگھ والی لاہور زمان شاہ کی بہت تعظیم وتکریم کرتا تھا - اور اوسی کے نام سے پنجاب پر حکومت کرتا تھا - نپولین بوناپارٹ بھی انگلینڈ کی سفرت رسانی کے لئے زمان شاہ کو اپنے کام کا اوزار جانتا تھا - اور خود زمان شاہ کا مقصد برٹش انڈیا پر حملہ کرنیکا تھا - انگریزون نے اس طوفان سے بچنے کے لئے کپتان ملکم کو سفیر بنا کر طہران بھیجا - اور شاہ ایران کے ساتھ ۱۸۰۱ء مین فرانس اور افغانستان کے برخلاف عہدنامہ ہوگیا - اتنے مین زمان شاہ نے پاینده خان (جسکے بدولت سلطنت ملی تھی) اپنے سے علیحدہ کردیا - اور پاینده خان نے بادشاہ کے برخلاف سازش کی - جب وہ کھل گئی تو زمان شاہ نے پاینده خان کو گرفتار کرکے مارڈالا - اب پاینده خان کے اکیس بیٹے اس انتقام کے لئے کھڑے ہوگئے چنانچہ پاینده خان کے بڑے بیٹے فتح خان نے زمان شاہ کے سوتیلے بھائی محمود شاہ کو بادشاہ بنا دیا - اور زمان شاہ کی آنکھین نکلوا کر قید کیا - لیکن اس جانشینی پر زمان شاہ کے حقیقی بھائی شجاع شاہ

لکھ بھیجی تھی - الحاصل ستمبر و اکتوبر کے مہینوں میں جنٹلین - اور پلٹین اور توپخانے ستلج کے ریگستان کے طرف سے فیروزپور کو روانہ ہوتے رہے - اور بمبئی میں جدا ایک لشکر کی تیاری ہو رہی تھی - نومبر کے آخر ہفتہ میں

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۴) محمود شاہ میں لڑائیاں شروع ہوئیں - جسکا حال یہہ ہوا کہ کبھی ایک بھائی فتح پاکر کابل میں بادشاہ ہوتا تو کبھی دوسرا بھائی اوسکو شکست دیکر تخت پر بیٹھتا - الحاصل جب شاہ شجاع کابل میں بادشاہ تھا تو - برٹش گورنمنٹ نے میجر ہوٹ سٹورٹ الفنسٹن کو سفیر بناکر پشاور بھیجا تھا - شاہ شجاع نے سرکار انگریزی سے دوستی کا وعدہ کیا تھا - اور اس کے معاوضہ میں رقم کی امداد چاہی تھی - لیکن لارڈ منٹو (جو اوسوقت گورنر جنرل تھے) نے رقم کی نسبت التفات نہ کیا - ۱۸۰۹ء میں محمود شاہ نے شاہ شجاع کو شکست دیکر سندھ اوتار دیا - رنجیت سنگھ نے اوسکو مقید کیا - اور دہوکا دیکر دنیا کا مشہور الماس کوہ نور اوس سے چھین لیا - اب یہہ ہیرا انگلینڈ کے تاج شاہی میں اپنا نور دکھا رہا ہے - الحاصل شاہ شجاع بہت سی مصیبتیں اوٹھاکر ۱۸۱۶ء میں لدھیانہ میں انگریزوں کے سائیہ عاطفت میں آیا - اوسکا بھائی زمان شاہ بھی اس جلاوطنی میں اوسکے ساتھہ رہا - اس اثنا میں فتح خان وزیر کے چھوٹے بھائی دوست محمد خان نے ایک سدوزئی (محمود شاہ وغیرہ سدوزئی خاندان سے ہیں) شہزادی کو ہجرت کیا - جس سے کامران (جو ولیعہد تھا) کو طیش آیا اوس نے فتح خان وزیر کو قید کرکے آنکھیں نکال لیں - اور سخت ایذائیں دیکر مارا - پھر کیا تھا وزیر کے بھائیوں نے سارے ملک کو حصوں میں تقسیم کرکے قبضہ کرلیا - اب سدوزئی کا ادبار آیا - اور بارک زئی کا اقبال چمکا - آخرکار ۱۸۲۶ء میں دوست محمد خان کابل کا فرمانروا ہوگیا -

اب کسیقدر حالات ایران کے اسی زمانہ کے متعلق ملاحظہ کیجئے ۱۸۱۳ء میں روس کے شہنشاہ پال نے جارجیا کو ایران سے لیکر روس میں شامل کرلیا - اس پر ایران نے انگریزوں سے مدد چاہی - مگر انگریزوں نے توجہ نہ کی - آخر ایران نے ۱۸۰۷ء میں فرانس سے رجوع کیا - نپولین نے روسیوں کے مقابلہ میں امداد دینا قبول کیا - اور ایران نے یہہ وعدہ کیا کہ وہ فرانسیسوں کے ساتھہ ہندوستان پر حملہ کرنے میں شریک ہوگا - لیکن ۱۸۰۷ء میں فرانس اور روس کے مابین اتحاد ہوگیا - جس سے ایران کا معاہدہ مفقود ہوگیا - ۱۸۱۴ء میں سرکار انگریزی نے سرحدی سلطنتوں سے

فیروزپور میں یہہ فوج جمع ہوگئی - اس میں ۱۴ ہزار سپاہ انگریزی اور ۶ ہزار فوج شجاع کی تھی - اور کل سپاہ کے سپہ سالار سر جان کین تھے - اگر ہم اس جنگ کے پوری تفصیل کے ساتھہ واقعات لکھیں تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۵) معاہدہ کرلینا بہتر جانا - چنانچہ ہنری ڈجونی سفیر بنا کر طہران بھیجا گیا - اور ایران سے فی الفور معاہدہ ہوگیا - جسکے رو سے انگریزوں کو رقم اور سپاہ سے ایران کو بوقت جنگ مدد دینا قرار پایا - ۱۸۳۶ء میں روس نے ایران کے ساتھہ جنگ شروع کی - ایران نے اس موقع پر انگریزوں سے امداد چاہی - مگر انگریزوں نے کان پر ہاتھہ رکھہ لیا - جس سے ایران کو مصیبت اوٹھانی پڑی - اور روس سے نہایت عاجزانہ عہدوپیمان کرلیا گیا - اور اس عہدوپیمان کی رو سے ایران کے ملک کے بہت سے صوبے روسیوں کو دینے پڑے - اور تاوان جنگ میں اتنا روپیہ دینا پڑا کہ جسکا ادا کرنا ایران کے لئے ناممکن تھا - آخر میں انگلینڈ اس حرکت سے سخت خجل ہوا - اور دولاکھ پچاس ہزار تمن (جو تین کروڑ روپیہ سے زیادہ ہوتے ہیں) ایران کو تاوان جنگ میں روسیوں کو دینے کے لئے بھیجا اور ساتھہ ہی معاہدہ میں رقم کی امداد کا فقرہ آیندہ کے لئے حذف کردیا گیا -

اب روسیوں نے ایران کے ساتھہ متفق ہوکر ہرات پر قبضہ کرنا چاہا - گو اسوقت افغانستان کے صوبوں میں سدوزئی پر بارکزئی فتحیاب ہوئے تھے - لیکن صرف ہرات محمود شاہ کے قبضہ میں تھا - اور وہاں اوسکا بیٹا حکومت کرتا تھا جب فتح علی شاہ والی ایران نے ۱۸۳۴ء میں انتقال کیا تو اوسکا پوتا شاہزادہ محمد مرزا (محمد شاہ) (جو عباس مرزا کا بیٹا تھا) تخت پر بیٹھا - اور روس کی درپردہ اشتعال سے ہرات کے لینے کا قصد کیا - انگریزوں نے ہرچند اس مہم کی موقوفی کے لئے زور لگایا - مگر کچھہ نہوسکا - علاوہ بریں انگریزوں کو حسب معاہدہ سابقہ (جو ایران کے ساتھہ ہوا تھا) ایران و افغانستان کی لڑائی میں مداخلت کا حق بھی نہ تھا - البتہ اوس صورت میں حق ہوسکتا تھا کہ جب دونوں میں سے کوئی ایک فریق انگریزوں کو واسطہ بنانا چاہے - الحاصل محمد شاہ نے نومبر ۱۸۳۷ء کو پچاس ہزار کے لشکر کے ساتھہ ہرات کا محاصرہ کیا - اسوقت محمد شاہ کے ساتھہ روسیوں کے افسر اور ایجنٹ برابر موجود تھے - بلکہ روس نے پچاس ہزار تمن اس جنگ کے لئے محمد شاہ کو قرضہ دیکر وعدہ کیا تھا کہ اگر ہرات فتح ہوجائے تو یہہ قرضہ بالکل معاف کردیا جائے گا -

ایک ضخیم کتاب ہوجائیگی - اسلئے مختصر صرف ضروری واقعات لکھتے ہین -

۳۰ دسمبر ۱۸۳۸ء کو لارڈ آک لینڈ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ملاقات فیروزپور مین ہوئی - اور رخصت کی وقت

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۶) اب ایرانیون نے ۲۳ جون ۱۸۳۷ء کو حملہ کیا - مگر کامیابی نہین ہوئی - اور بہت سا نقصان ہوا - اتنے مین خبر آئی کہ بمبئی کی ایک سپاہ نے خلیج فارس مین جزیرۂ کوک پر قبضہ کرلیا ہے - جس سے محمد شاہ ۹ ستمبر ۱۸۳۷ء کو ہرات سے چلا گیا - چنانچہ ساڑھے نو مہینے محاصرہ رہا -

ادہر لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے الگزینڈر برنیز کو سفیر بنا کر کابل مین دوست محمد خان کے پاس بھیجا - دوست محمد خان نے سفیر کی بہت کچھ آؤ بھگت کی - اور روسیون کی پیش قدمی ہرات پر روکنے کے لئے راضی ہوگیا - مگر اوسکے ساتھہ - دوست محمد خان نے اسکے معاوضہ مین انگریزی سفیر سے اپنی یہہ خواہش ظاہر کی کہ پشاور کا صوبہ (جسکو رنجیت سنگھ نے اوسکے دو بھائیون کو شکست دیکر اوسکو لیا - اور پنجاب مین شامل کرلیا ہے) رنجیت سنگھ سے اس شرط پر واپس دلادیا جائے کہ وہ رنجیت سنگھ کو اوسکا باج وخراج بھی دیگا -

پشاور کا صوبہ رنجیت سنگھ کے ہاتھہ جانیکی یہہ کیفیت ہے کہ شاہ شجاع لدہیانہ مین بیٹھے بیٹھے رنجیت سنگھ سے سازش کرکے فروری ۱۸۳۳ء مین کابل لینے کی غرض سے روانہ ہوا - گو اس موقع پر اوس نے انگریزون سے بھی مدد چاہی تھی - مگر انگریزون نے مدد کا دینا قبول نکیا - لیکن اوسکے چار مہینے کی پنشن ۱۶ ہزار روپیہ پیشگی دیدی - جس سے اوسکو اس جنگ مین کسیقدر مدد ملی - الحاصل شاہ شجاع نے امیران سندہ پر فتحیاب ہوکر قندہار پہنچا - اور اوسکے حصار کا محاصرہ کیا - جب دوست محمد خان کو معلوم ہوا تو اوس نے کابل سے آکر محاصرہ کو اوٹھا دیا - اور شاہ شجاع شکست کھاکر پھر لدہیانہ چلا آیا - لیکن دوست محمد خان جب اس محاصرہ کے اوٹھانے مین مشغول تھا - تو رنجیت سنگھ کی فوج نے دریائے اٹک کو عبور کرکے صوبۂ پشاور کو اوسکے دو بھائیون سے چھین لیا - اور افغانونکو درۂ خیبر سے نکال دیا - دوست محمد خان نے ہر چند پشاور سے سکھون کو نکالنے کی کوشش کی - مگر کارگر نہوی -

الحاصل امیر دوست محمد خان نے جو خواہش ظاہر کی تھی - اوسکے نسبت گورنر جنرل نے بالکل نفی مین جواب دیدیا - اسکے بعد

گورنر جنرل نے دو گھڑ چڑھی تو ہمین مہاراجہ کو نذر دین - اودہر فوج نے سندہ کے جانب سفر شروع کیا امیران سندہ کو مجبور کر کے فوج اونکے حدود سے گذری - اور وہ بیچارے انگریزون کو کچھہ دنون کے لئے دریائے سندہ کے کنارے پر سکھر اور روڑی کے درمیان کے جزیرہ کا قلعہ بکھر حوالے کر دیا - اور مصالحت ثلاثہ کے عہدنامہ مین شاہ شجاع کو جو رقم خراج دینے کی مقرر ہوی تھی وہ بھی ان امیرون نے ادا کی - حالانکہ ایک مدت ہو چکی تھی کہ امیران سندہ نے اپنے کنبہ کے کو کابل کے جوے سے نکال چکے تھے اور شاہ شجاع خود قرآن مجید پر قسم کھا کر اپنے دعوؤن کو چھوڑ چکا تھا - اسکے علاوہ ۶۰ - فروری کو امیران سندہ سے یہ نیا عہد و پیمان ہوا کہ تھوڑی سپاہ سندہ مین رکھی جائے - اور تین لاکھ روپیہ سالانہ اوسکا خرچ وہ ادا کرین - اب فوج سندہ پار ہو کر شکارپور ہوتی ہوی درۂ بولان کے پاس داور کے طرف چلی - ۱۰ مارچ کو جب داور پہونچی تو بیماری کے سبب سپاہ بہت ضعیف ہو گئی - اونٹ گھوڑے - اور بہیر کے آدمی بہت مر گئے - اسباب کے خوردبیان تلف ہو گئین - راستہ مین صحرانورد بلوچیون نے بہت ستایا - الحاصل جیتین اوٹھاتی ہوی وادئ شال کی مرتفع زمین کوئٹہ مین پہونچی - اور یہان بمبئی - اور شجاع کی سپاہ کا انتظار کیا گیا - ۶ اپریل کو کل سپاہ جمع ہو کر کابل کی سڑک پر ہوی - وہان سے خان قلات کے علاقہ مین آئی - اس عرصہ مین بہت کچھہ نقصان ہو گیا - آخر ۲۵ جولای ۱۸۳۹ء کو قندہار پہونچی - شہر کے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۷) امیر اور ہر میجسٹی سفیر نے (جو امیر کا طرفدار سمجھا جاتا تھا) اس معاملہ کی نسبت بہت کچھہ گورنر جنرل کو التفات کرنا چاہا - لیکن وہ اپنی سابقہ ہٹ پر قایم رہا - کیونکہ گورنر جنرل کی نیت مین تو شجاع کو سلطنت افغانستان دلانا - اور اوسکی وجہ سے اوسکی تقدیر مین جنگ افغانستان کی ندامت اوٹھانا لکھا تھا - اب امیر نے گورنر جنرل کی جانب سے بالکل مایوسی دیکھی تو اوس نے اپنا رخ روس کی جانب کیا - اور ادھر گورنر جنرل نے رنجیت سنگھ - اور شاہ شجاع کو متفق کر کے افغانستان مین انقلاب پیدا کرنے اور شاہ شجاع کو سلطنت دلانے کے لئے ۲۶ جون ۱۸۳۹ء کو معاہدہ کر لیا - جسپر تینون کی دستخط ہو گئے اب اسکے بعد کے واقعات ناظرین مین من ملاحظہ فرمائین ۱۲ مولف

امرا اس کے آتے ہی فرار ہو گئے۔ انگریزون نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور حسب دستور شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن رعایا نے اس تخت نشینی کے متعلق کسی قسم کی خوشی نہین منائی کیونکہ وہ اول ہی سے شجاع کو پسند نکرتی تھی۔ اور اب تو اوس نے انگریزون کو اونکے ملک مین لایا تھا۔ اس سبب سے اور بھی متنفر ہو گئی۔ اسکے بعد قندہار مین ایک دستہ سپاہ چھوڑ دیگئی۔ اور باقی فوج غزنین کے طرف چلی۔ غزنین کے افغانون نے تھوڑا بہت مقابلہ کیا۔ انگریزون نے شہر کے دروازہ کو بارود سے اوڑا کر اندر گھس گئے۔ افغان پریشان ہو کر بھاگے۔ اور کسیقدر گرفتار بھی ہو گئے۔ امیر دوست محمد خان کا بیٹا حیدر سلطان بھی قید ہوا۔ اور غزنین کے فتح ہو جانے سے دوست محمد خان کو بڑا صدمہ پہونچا۔ اور شاہ شجاع کا بیٹا شاہزادہ تیمور اپنی فوج کو جو درہ خیبر کے طرف سے جلال آباد کی جانب لیجا رہا تھا۔ اوسکے روکنے کے لئے امیر نے اپنے بیٹے اکبر خان کو بھیجا۔ مگر پھر اوسکو بہت جلد کابل کی محافظت کے لئے بلا لیا اور خود ارگندی مین کابل سے پچیس میل پر غزنی کی سڑک پر آیا۔ پھر اپنی چوبین توپین چھوڑ کر میان کیطرف بھاگا۔ اور اوسکا بیٹا اکبر خان کابل کے جانب مراجعت کیا۔ جیمس اوٹرم صاحب امیر کے تعاقب مین چلے۔ لیکن جب وہ بامیان پہونچے تو معلوم ہوا کہ امیر شایگان چلا گیا ہے۔ آخر انگریزی لشکر ۶ اگست ۱۸۳۹ء کو کابل پہونچ گیا۔ اور شاہ شجاع سر تا پا جواہر مین غرق گھوڑے پر سوار کابل کے بازارون سے گذر کر بالاحصار مین داخل ہوا۔ مگر رعایا مین سے کسی شخص نے بھی سلام نکیا۔ اور نہ کسی افغان سردار نے آکر مبارکباد دی۔

گورنمنٹ نے اپنی فتحمند سپاہ کے افسرون مین سے سر جان کو (پیر) میگناٹن کو (بیرونٹ) ویڈ صاحب کو (نائٹ) کے خطابات عطا کئے۔ اور میگناٹن صاحب شاہ شجاع کے دربار کے رزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اور برنیز صاحب اونکے نائب قرار پائے۔ اس اثنار مین بمقام لاہور راجہ رنجیت سنگھ نے ۲۷ جون ۱۸۳۹ء مین انتقال کیا۔ اور لارڈ اکلینڈ نے یہ تصفیہ کیا کہ افغانستان کی

حملہ آور سپاہ کا ایک حصہ واپس بلالیا جائے - اور باقی سپاہ کابل - غزنی - جلال آباد کی محافظت کے لئے وہان متعین رہے - وسط ستمبر ۱۸۳۹ء مین جب جنرل ولٹ شہر کابل سے واپس آنے کے لئے تیار ہوئے تو میکناٹن صاحب نے اونکو قلات پر قبضہ کرنیکا حکم دیا - چنانچہ ۱۵ اکتوبر کو ایک سخت لڑائی کے بعد قلات پر انگریزی قبضہ ہوگیا - اور قلات کا سردار محراب خان معہ دوسرے بڑے بڑے سردارونکے اس جنگ مین مارا گیا - اوکین صاحب بنگال کی تھوڑی سی سپاہ کے ساتھہ جلال آباد و خیبر کی راہ سے پشاور کو چلے - خیبر کے افغانون نے علی مسجد کے پاس کین صاحب پر حملہ کیا - دو چار لڑائیان ہوئین - آخر میکناٹن صاحب کے ایجنٹ کپتان میکسن نے اون افغانون کو اسی ہزار روپیہ سالانہ پر آیندہ حملہ نہ کرنے کے نسبت راضی کرلیا اتنے مین خبر آئی کہ روس ۲۴ ہزار سپاہ اور ۷۲ توپون کے ساتھہ خیوا پر بڑھا چلا آتا ہے - کیونکہ ترکمانون نے اوسکی رعایا کو گرفتار کرکے لونڈی اور غلام بنالیا ہے - اس خبر کے سننے سے انگریزون کو تردد پیدا ہوا - اور ایک سفیر خان خیوا کے پاس روانہ کیا گیا - خان خیوا سفیر سے اچھی طرح ملا - اور اوسکی رائے سے اون گرفتار شدہ لونڈی اور غلامون کو آزاد کردیا - جس سے روس کی پیشقدمی دور ہوئی - اسکے بعد معلوم ہوا کہ آرتھر کونولی جو سفیر بناکر قوقان بھیجا گیا تھا - وہ بخارا بھی گیا - اور وہان خان بخارا نے اوسکو قید کرلیا ہے - اب میکناٹن صاحب اوسکے رہا کرانیکی فکرین کرنے لگے - اس عرصہ مین یہہ کیفیت آئی کہ امیر دوست محمد خان جو خان بخارا کے پاس امداد کی غرض سے گیا تھا - اوسکو بھی امیر بخارا نے دغابازی سے مقید کیا ہے - اور اب اوسکے عیال و اطفال کی گرفتاری کی فکرمین لگا ہوا ہے - میکناٹن صاحب نے اس خبر کو سنکر ڈاکٹر لورڈ کو جو بامیان مین ایجنٹ تھا لکھا کہ اگر امیر کے اہل و عیال گورنمنٹ سے پناہ کے خواستگار ہون تو اون سے پناہ کا وعدہ کرلیا جائے اس اثنار مین بامیان کے سرحد پر افغانون نے فساد شروع کیا - ڈاکٹر لورڈ نے فوج کے ذریعہ اس فساد کو میٹا اور اسکے ساتھہ قلعۂ ہزارہ پر بھی قبضہ کرلیا - اس قبضہ نے ازبکون کو غضبناک کردیا - اور خان بخارا

بھی ایسا مشتعل ہوا کہ۔ امیر دوست محمد خان کو اوس نے رہا کر دیا۔ اور اوسکی تائید پر کمر باندہی۔ اب امیر نے علم جہاد بلند کیا۔ جس سے ہزارون افغان جمع ہوگئے۔ اور انگریزی سپاہ سے مقابلہ کیا۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزی سپاہ فتحیاب ہوئی۔ اور امیر اپنے دو بیٹون اکبر خان اور افضل خان کے ساتھہ پہاڑون مین بھاگا۔ اور سرداران خلم و قندہار نے انگریزون سے صلح کرلی پھر چند روز کے بعد امیر نے جنرل سیل کی فوج سے مقابلہ کیا۔ مگر اس دفعہ بھی اوسنے ہزیمت اوٹھائی۔ آخر امیر مجبور ہوکر ایک روز تنہا میگناٹن صاحب کے پاس آیا۔ اور اپنی تلوار زندہ دیکر جان کی امان چاہی۔ میگناٹن صاحب نے امیر کو تلوار واپس دیدی اور نہایت عزت و حرمت کیساتھہ اوسکو کابل لایا۔ پھر یہان سے سر ولوبائی گوٹن کی حراست مین امیر کو لدہیانہ روانہ کیا۔ پھر وہ لدہیانہ سے گورنر جنرل کے پاس کلکتہ آیا۔ اور ہر کابل مین غزنی اور قندہار کے پہاڑی قومون نے سر اوٹھایا۔ اور انڈرسن صاحب کی فوج پر حملہ کیا۔ مگر انگریزی فوج کے روبرو شکست پائی آخر ۳۰ ہزار سالانہ پر اونکو رانی کرکے یہہ فساد رفع کیا گیا۔ اسنے مین کوئٹہ اور قلات کے اقوام بارہی۔ کاکر۔ بلوچ نے بلوہ کیا۔ ناصر خان پسر محراب خان (جو سابق مین قلات کا سردار تھا۔ اور انگریزون کے مقابلہ مین جان دی تھی) انکا پیشوا بنا۔ انگریزی سپاہ نے دو چار لڑائیون کے بعد اس بلوہ کو بھی دفع کیا۔ اور ناصر خان بلوچستان کے جنگل مین بھاگ گیا۔ اسکے بعد خیال کیا گیا کہ اب شور و شر کا طوفان تھم گیا۔ مگر وہ خیال غلط نکلا۔ چنانچہ ۱۸۷۶ء کے اواخر مین جب افغان سردارون نے دیکھا کہ ایک سال ہوگیا مگر انگریزی فوج کابل سے نہین جاتی تو اونہون نے آپس مین سازشین کرنی شروع کین جسمین پہلے پہل ایک سردار اختر خان (جسکو زمین دار کے مالک ہونے سے دست بردار ہونا پڑا تھا) نے اپنے ملازمون کو جمع کرکے فوج شاہی پر حملہ کیا۔ لیکن نائٹ صاحب نے اوسکو شکست دیدی۔ ۱۸ ڈسمبر ۱۸۷۶ء کو شاہ شجاع اور میگناٹن نے ویلو بائی کوٹن کو نائٹ کمانڈر آف دی باتھہ کا خطاب دیا۔ چند روز کے بعد ویلو بائی ہندوستان کو واپس آئے۔ اور اونکی جگہہ۔

جنرل النفسٹن سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور اکبر خان کو جو شاہ شجاع کی اطاعت کا حلف اوٹھا چکا تہا۔ اہل ہرات نے برانگیختہ کیا۔ اور بہت سے درّانی جرگے اوسکے علم کے نیچے دوڑے آئے۔ ناٹ صاحب نے شمالی مغربی اضلاع کے سرکشون کی گوشمالی کی۔ اور ایک سردار اکرام خان نامی کو عدول حکمی کی علت مین توپ سے اوڑا دیا۔ لوڈ صاحب ہرات سے بلالئے گئے۔ اور شہزادہ کامران کو جو روپیہ دیا جاتا تھا۔ وہ موقوف کر دیا گیا۔ انگریزی افسرون نے جب کابل مین امن وامان دیکھا تو اپنے اہل وعیال کو بھی وہان بلالیا۔ اس اثنار مین ہندوستان کے فضول خرچیون کی نسبت انڈیا ہوس کی سیکرٹ کمیٹی (رازدار کمیٹی) نے گورنر جنرل کو لکھا کہ افغانستان کے جہگڑون مین۔ جو بیدریغ روپیہ لگایا جارہا ہے۔ وہ موقوف کردے کیونکہ اسوقت سوا کروڑ روپیہ سالانہ کا خرچ ہندوستان کے ذمہ اور بڑہگیا تھا۔ اب گورنر جنرل نے میگناٹن کو لکھا کہ افغان امیرون کو حفظ امن کے لئے جو روپیہ دینے کا معاہدہ کیا گیا ہے وہ موقوف کردیا جائے۔ اور کسیقدر سپاہ بھی ہندوستان کو واپس بہیجدی جائے۔ چنانچہ میگناٹن نے سردارون کو بلاکر اوس سے اگاہ کیا۔ بہرحال یہی وجوہ مندرجہ بالا افغانون کی سرکشی کے لئے بہت زیادہ ہوگئے۔

۶ اکتوبر ۱۸۴۱ء کو ایک کالم کرنیل مونٹیہہ کے ساتہہ کابل سے ہندوستان کو واپس روانہ کیا گیا جسکو راستہ مین افغانون سے بہت کچہہ لڑنا اور نقصان اوٹھانا پڑا۔ اتنے مین سیل صاحب بھی ایک کالم کے ہمراہ کندمک ہوتے ہوئے جلال آباد چلے۔ ان پر بھی افغانون نے بہت کچہہ ظلم توڑا۔ اب یہان کابل کی سنئے کہ یکم نومبر کو غلزئیون نے انگریزون سے انتقام لینے کا مشورہ کرکے ۲ نومبر کو برنیز صاحب کے مکان پر حملہ اور بلوہ کی ابتدا کی۔ اور اس حلہ مین برنیز معہ اپنے بہائی کے مارا گیا۔ اسکے بعد ان بلوائیون نے اونکے مکان اور خزانہ کو آگ لگادی۔ اور تمام بازارات و دوکانات کو لوٹ کر تباہ و تاراج کردیا۔ میگناٹن صاحب کو جب اسکی خبر ہوی تو اونہون نے بلوائیون کے روکنے کے لئے جنرل النفسٹن سے مشورہ کیا۔ اور شیلٹن صاحب اونکے روکنے کے لئے بہیجے گئے۔

گرلیوہ فرو نہ ہوا۔ اور لحظہ بلحظہ ترقی پذیر ہوتا چلا۔ بلوائیون نے کمسٹریٹ کا گودام بھی لوٹ لیا۔ جس سے فوج کی رسد کی حالت نازک ہوگئی۔ میگناٹن نے قندہار کی فوج کو امداد کے لئے طلب کیا۔ لیکن وہ راستہ مین برف کی شدت سے کابل آنہ سکی۔ اب یہان روزانہ بلوائیون کا ستم انگریزی فوج پر بہت زیادہ ہونے لگا۔ اور اس لڑائی مین اکثر انگریزی سردار مارے گئے۔ مجبوراً میگناٹن نے افغان سردارون سے مصالحت کرنی چاہی۔ ۲۷ نومبر کو ایک مجلس منعقد ہوی جسمین میگناٹن صاحب اور افغان سردارون کے نائب جمع ہوئے اور سردار عثمان خان کے پیش کردہ شرایط پر بحث شروع ہوی اور دو ہفتے اسی بحث مین گذر گئے۔ آخر ۱۱ دسمبر ۱۸۴۱ء کو کمسٹریٹ کا ایک منشی کاغذ لایا۔ جس پر افغانون کے بڑے بڑے سردارون کے دستخط تھے۔ اور اوسمین میگناٹن سے چھاؤنی کے باہر ملاقات کرنیکی درخواست تھی۔ چنانچہ دوسرے روز میگناٹن معہ کپتان ٹرور و میکنزی وجارج لارنس کے سردارون کی ملاقات کو قلعہ سے دوسو گز کے فاصلہ پر گئے۔ یہان اکبر خان اور دوسرے افغان سردارون سے ملاقات ہوی۔ اور شرایط ذیل گورنمنٹ و محمد اکبر خان کے درمیان قرار پائے۔

(۱) کابل مین جو انگریزی فوج موجود ہے وہ ہندوستان واپس جائے۔ (۲) کل سردار انگریزی فوج کو سفر مین کوئی تکلیف نہ پہنچے بار برداری اور رسد سے مدد دیجائیگی۔ (۳) جلال آباد کی متعینہ فوج بھی پشاور کو واپس جائے۔ (۴) غزنی کی فوجین بھی فوراً پشاور کے طرف کوچ کرین (۵) قندہار و افغانستان کے حدود کی سپاہین سفر کے ضروری بندوبست ہونے پر درۂ بولان کے طرف سے ہندوستان واپس ہون (۶) دوست محمد خان کا تمام اسباب و جائداد و محلوکہ واپس دیجائے۔ (۷) انگریزی افسرون کے اسباب کی جو افغانستان مین چھوڑدیا جائے۔ اوسکی حفاظت کرکے مناسب وقت پر ہندوستان بھیجدیا جائے۔ (۸) شاہ شجاع کو اجازت ہے کہ وہ ایک لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے افغانستان مین اوقات بسر کرے یا برٹش سپاہ کے ساتھہ چلا جائے۔ (۹) اگر شاہ شجاع برٹش سپاہ کے ساتھہ چلا جائے

اوسکے متعلقین جو یہان رہین۔ اونکی ہر طرح حفاظت رہے (۱۰) جب برٹش سپاہ مع الخیر ہندوستان پہونچے تو فی الفور امیر دوست محمد خان معہ اہل وعیال و دیگر افغانون کے جو ہندوستان مین مقیدین افغانستان کے پہونچنے کا بندوبست کیا جائے۔ (۱۱) جب امیر کابل مین واپس آسنیکے لئے پشاور مین پہونچے تو شاہ شجاع کے متعلقین یہی ہندوستان واپس کردئے جائین (۱۲) ان شرایط کی تکمیل کیلئے کابل مین چار معتبر برٹش افسر بطور ضمانت چھوڑ دئے جائین۔ اور جب امیر کابل آجائے تو وہ ہندوستان واپس کردئے جائین (۱۳) محمد اکبر خان۔ محمد عثمان خان اور دو بڑے سردار برٹش سپاہ کے ساتھ پشاور تک جائین (۱۴) افغانستان سے برٹش فوج واپس ہونے کے بعد افغانون۔ اور انگریزون کے درمیان رشتۂ اتحاد اسیا رہے کہ گورنمنٹ کی بلا رضامندی افغان کسی دوسری گورنمنٹ سے معاہدہ نکرین۔ اور بوقت ضرورت برٹش سے مدد لین (۱۵) اگر افغانون کی مرضی ہو تو ایک انگریزی سفیر کابل مین رہے۔ جس سے اتحاد مستحکم ہو۔ (۱۶) کسی شخص کو گذشتہ جنگ مین شریک ہونیکی وجہ سے سزا نہ دیجائے۔ اور ہر ایک شخص مجاز ہوگا کہ وہ برٹش سپاہ کے ساتھ ہندوستان چلا جائے (۱۷) اگر چند انگریزی کے افسر اور فوج جو کسی باعث افغانستان کو فوراً نہ چھوڑین تو اون کی امداد و محافظت کیجائے۔ (۱۸) سامان رسد مہیا کرکے اوسکی قیمت لیجائے۔

الحاصل ان شرایط کی تکمیل کے لئے افغانون کی جانب سے محمد اکبر خان کا معتمد موسی خان اور انگریزون کی جانب سے کپتان ٹریور مقرر ہوئے۔ لیکن اسکے بعد افغانون نے رسد اور دانہ چارہ کا کوئی بندوبست نکیا۔ جب میگناٹن صاحب نے محمد اکبر خان کو لکھا تو اوس نے جواب دیا کہ جبتک انگریز قلعون کو خالی نکرینگے اوسوقت تک افغانون کو انگریزون کے کابل سے چلے جانیکا اطمینان نہوگا۔ آخر مجبوراً انگریزون نے قلعون کو فوج سے خالی کردیا۔ اور افغانون نے اونپر قبضہ کرلیا اس اثنا مین افغانون کے ہاتھ میجر ہملیج پولیٹیکل ایجنٹ قلات غلزئی کا ایک خط لگ گیا۔ جسمین اونہونے

کابل کے ایک بڑے مہاجن کو یہ لکھا تھا کہ "تم حسب مقدور ہماری مدد کرو۔ جب ہماری فوجین افغانستان پر دوبارہ قبضہ کرینگے تو تمکو بہت بڑا انعام دیا جائیگا" اس تحریر نے افغانون کو سخت ناراض کردیا۔ اور میگناٹن صاحب جب ۲۱ دسمبر کو سردارون سے ملاقات کرنیکے لئے گئے تو سردارون نے بد اخلاقی کا برتاؤ کیا۔ ہرچند میگناٹن صاحب نے کہا کہ میجر لیپچ کو اس عہدنامہ کی خبر نہین ہے اور اُنہون نے یہہ خط نادانستہ لکھا ہے۔ مگر اس عذر کا اثر سردارون پر بالکل نہ ہوا۔ ۲۲ دسمبر کو سردار سلیم خان۔ سردر خان لوہانی وغیرہ نے ایک صلحنامہ لایا جسمین لکھا تھا کہ شاہ شجاع بادشاہ رہے۔ اور محمد اکبر خان بطور وزیر کے اوسکے ساتھ رہے۔ اور بہ ہزار روپیہ سالانہ برٹش گورنمنٹ سے پایا کرے قلعہ محمد شریف خان مین ایک رجمنٹ اور بالاحصار مین دوسری رجمنٹ سرکار انگریزی کی رہے۔ انگریزون کی فوجین افغانستان مین موسم بہار تک مقیم رہین۔ امین اللہ خان جو مفسدہ پرداز ہے وہ محمد اکبر خان کے حوالہ کیا جائے" مگر میگناٹن صاحب نے سب شرطون کو منظور کیا۔ لیکن آخری شرط جو امین اللہ خان کے حوالہ کرنیکی تھی اوس سے انکار کیا۔ اور قبل از دوپہر میگناٹن صاحب نے کپتان ٹریور۔ میکنزی۔ کپتان جارج لارنس کو لیکر محمد اکبر خان کے پاس گئے۔ اور اکبر خان کو گرانٹ صاحب کا گھوڑا۔ اور لارنس صاحب کا دونالی تپنچہ (قبل ازین ان دونون سے اکبر خان نے خواہش کی تھی) حوالہ کیا تھوڑی دیر بھی نہین گزری کہ دفعتاً اکبر خان نے بگیر بگیر للکارا۔ افغانون نے ان چارون سردارون کو پکڑلیا۔ لارنس۔ میکنزی۔ ٹریور کی مشکین باندہی گئین۔ اور افغان اپنے گھوڑون کے پیچھے بٹھاکر لیچلے راستہ مین ٹریور گھوڑے سے گرا۔ ایک افغان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور میکنزی و لارنس قلعہ محمود آباد مین قید کئے گئے۔ محمد اکبر خان نے میگناٹن صاحب کو تپنچہ مار کر ہلاک کیا۔ انکا سر کابل کے چوک مین پھرایا گیا اور دھڑ بازارون مین گھسیٹا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ الفنسٹن صاحب سپاہ سالار نے انگریزی فوج کے ذریعہ اونکا کوئی انتقام نہین لیا۔ بلکہ اسکے برعکس میجر ایلارڈ پوٹنجر کو معاہدہ کی تکمیل کرنیکے لئے اکبر خان کے

پاس بھیجا۔ سابقہ عہدنامہ مین ترمیم ہوکر یہہ شرایط ٹھہرین کہ تمام توپین سوائے ۶ میدانی توپون کے اور تمام بچی ہوی بندوقین۔ ہتیار اور خزانے کے تمام سکے افغانون کے حوالے کیے جائین۔ اور پشاور تک بخیر و عافیت پہونچانے کے معاوضہ مین ساڑے بارلاکھ روپیہ دیے جائین۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۸۴۲ء کو اس عہدنامہ پر اٹھارہ افغانون کے سردارون کی مہرین ثبت ہوئین۔ اور ۶ جنوری کو انگریزی فوج نے جلال آباد کی جانب کوچ کیا۔ جسمین (۶۹۰) گورے (۴۸۴) ہندوستانی پیدل سپاہی اور (۱۷۰) ہندوستانی سوار (۶) گھوڑچڑھی گورون کی توپین۔ اور تین ہاری توپین تہین پہیر کے بارہ ہزار آدمی فوج کے پیچھے لگے ہوے تھے۔ موسم جاڑے کا تہا۔ زمین اور پہاڑ برف سے ڈھکے ہوے تھے۔ سردی گرم کپڑون کے اندر چبید ڈالتی تھی۔ اس پر اور مصیبت یہہ ہوی کہ راستہ مین افغانون نے خلاف معاہدہ قتل و خونریزی پر کمر باندہی کبھی چندا ول پر تو کبھی ہراول کی فوج پر حملہ کرتے۔ اور جان و مال کا نقصان پہونچاتے۔ بہیر کے ہزارون آدمی مارے گئے۔ اور بہت سے سردی اور برف سے مرگئے۔ لیڈیان جو پالکیون اور ڈولیون مین ابتک سوار ہوتی تہین اونکے لیے اب کہار زندہ نہ رہے اسلیے مجبوراً اونٹون کے کجاؤن مین بیٹہنا پڑا۔ اور فوج کے خرد کابل پہونچنے تک چندا ول کی ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹ بالکل قتل ہوگئی۔ گو انگریزی کی فوج کے ہمراہ اکبر خان موجود تہا۔ مگر افغانون کی زیادتی کا وہ کچہہ دفعیہ نکرسکا۔ ۱۲ جنوری کو دادی جگدلک کے نیچے جب فوج پہونچی تو جنرل سپاہ سے جدا ہوگیا۔ اور سپاہ بغیر جنرل کے سفر کرنا شروع کی۔ اتنے مین افغانون کا ایک گروہ چہرے اور تلوارین لیکر سپاہیون اور بہیر پر آن پڑا۔ مورچون کے آگے مردون کے ڈہیر لگ گئے۔ چند افسر اور تہوڑی سپاہ جو افغانون سے لڑتی ہوی باہر نکل گئی۔ وہ گندمک جاتے ہوے سب ماریگئی۔ اور بارہ افسر جو اپنے ہمراہیون سے جدا ہوے تھے وہ بھی فتح آباد کے قریب قتل ہوگئے چنانچہ ۶ جنوری کی صبح کو جو ہزارون آدمی کابل سے جلال آباد کو جانے کے قصد سے روانہ ہوے تھے

اونمین صرف ڈاکٹر برائڈن ۱۳ر جنوری ۱۸۴۲ء کو اپنے ہموطنون کی کہانی سنانے کے لئے جلال آباد پہونچا۔ جب یہہ خبر لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل کو ہوئی تو اونکی زندگی تلخ ہوگئی۔ اور اونکی نیکنامی ہمیشہ کے لئے خاک مین ملگئی۔ اب اونکو یہہ فکر پیدا ہوئی کہ کسیطرح باقی فوج افغانستان سے باہر نکال لیجاے اور ہر افغانستان مین باقی انگریزی فوج کی یہہ حالت تہی کہ جنرل نات صاحب معہ اپنی فوج کے قندہار مین قلعہ بند تھے۔ اور غزنی مین کرنیل پامر سپاہ کو لئے ہوئے حصارنشین تھے۔ لیکن رسد کی قلت نے اونکو باہر نکالا۔ اور افغانون نے حملہ کرکے اونکو معہ بقیہ فوج کے قید کرکے کابل بہیجا۔ اور غزنی پر قبضہ کرلیا۔ جلال آباد مین سیل صاحب فوج کے ساتھہ محصور بیٹھے تھے۔

لارڈ ایلن برا گورنر جنرل

۲۸ر فروری ۱۸۴۲ء کو لارڈ ایلن برا گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور لارڈ آک لینڈ رخصت ہوے۔ اسوقت خزانہ بالکل خالی۔ قرض کا بار بہت بھاری۔ افغانستان کا جھگڑا مزید برآن موجود تہا جس سے نئے گورنر جنرل کو مشکلات کا سامنا تھا۔ الحاصل لارڈ آک لینڈ کی اندہادہند کارروائی نے یہہ روز بد دکھایا تھا۔ مگر اسکے ساتھہ ہی اونکے بعض کارروائیان قابل تعریف بھی تہین۔ چنانچہ تعلیم و تمدن کی اشاعت مین اونہون نے بہت کچھہ اعانت کی۔ عدالت مین شہادت کے متعلق جو قرآن مجید وگنگا جل اوٹھانیکا طریقہ تہا۔ اوسکو موقوف کرکے صرف خدا کو حاضر و ناظر جانکر ایمان سے اقرار کرنا اور سچ کہنا مقرر کیا۔ سابق مین دیولون اور مندرون مین جو چڑہاوا چڑہایا جاتا۔ وہ ملک کی آمدنی مین شمار ہوتا تھا۔ اور حاجتریون سے ٹیکس لیا جاتا تھا۔ یہہ سب موقوف کردیا۔

اب لارڈ ایلن برا نے پہلا کام افغانستان کی مہم کا کیا۔ اور جنرل پالک کو سپاہ سالار مقرر کرکے

بھیجا۔ جنکے ساتھہ سرہنری لارنس اور کلرک صاحب تھے۔ گلاب سنگھہ راجہ جموں بھی انگریزون کی اعانت پر مستعد ہوگیا۔ چنانچہ جنرل پالک درۂ خیبر کے طرف بڑھے۔ آفریدیون نے مقابلہ کیا۔ پالک نے اونکو شکست دیکر قلعۂ علی مسجد لے لیا۔ اور یہ قلعہ سکھون کے سپرد کرکے آگے چلے۔ پھر اکبر خان نے حملہ کیا۔ اوسکو بھی انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ جب اکبر خان نے ہزیمت اوٹھائی تو وہ انگریزی قیدیون کو بدیع آباد سے کابل روانہ کردیا۔ افسوس ہے کہ راستہ مین قیدیون نے بہت تکلیفین اوٹھائین۔ جنرل انفسٹن کا تو ۱۴ اپریل کو انتقال ہوگیا۔ اکبر خان نے اونکی نعش جلال آباد بھیجی اور ۷ اپریل ۱۸۴۲ء کو کابل مین شاہ شجاع کو۔ نواب زمان شاہ کے بیٹے نے قتل کرکے خندق مین ڈالدیا۔ اسکے بعد نواب زمان شاہ نے شہزادۂ فتح جنگ (جو شاہ شجاع کا بیٹا تھا) کو بادشاہ اور محمد اکبر خان کو وزیر بنانیکی سازش شروع کی۔ ادہر جنرل پالک لڑتے بھڑتے جلال آباد سے سیل صاحب کو لیکر وادی شنواری و تزئین کے مقامات کو تباہ کرتے کابل پہونچے۔ اور جنرل نات جو قندہار مین قلعہ بند تھے۔ وہ بھی قندہار سے نکلے۔ اور راستہ مین افغانون کا مقابلہ کرتے اور اونکو ہزیمت دیتے ہوئے پہلے غزنین آئے۔ اور افغانون سے جنگ کرکے قلعۂ غزنین کو لیا محمود غزنوی کے مقبرہ کا جو صندل کی لکڑی کا دروازہ تھا۔ اوسکو اتار لیا۔ اسکے بعد شہر اور قلعہ کو مسمار کرکے آگے قدم بڑھایا۔ آخر بہزار مصیبت کابل آئے۔ اور جنرل پالک سے ملے۔ اب جنرل پالک کو قیدیون کے چھڑانے کی فکر ہوئی۔ اور اونہون نے سر جمنڈ شکسپیر چیہ سو فنر لباش سوارون کے ساتھہ اکبر خان کے پاس بھیجا۔ لیکن سر جمنڈ کو بہت دور جانا نہ پڑا کہ صالح محمد خان قیدیون کو لئے ہوئے اونکے سامنے آیا۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ اکبر خان نے تمام قیدیون کو صالح محمد خان کی

* کہتے ہین کہ یہہ دروازہ پہلے سومنات کا تھا۔ جسکو محمود غزنوی نے غزنی لیگیا تھا۔ مگر کسی دوسری تاریخ سے محمود کا سومنات کے دروازہ کو لیجانا ثابت نہین ہوتا۔ ۱۲ مولف

حراست مین (صالح محمد اول انگریزی سپاہ مین نوکر تھا سنہ ۱۸۱۹ء مین معہ اپنی کمپنی کے دوست محمد خان کے پاس بامیان چلا گیا تھا۔ حکم روانہ کیا تھا۔ جو ترکستانی انکو نکے پاس غلامون کی طرح رہکے جاتے۔ لیکن صالح محمد نے قیدیون سے بیس ہزار روپیہ نقد اور بارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن کی دستاویز لکھا لیکر اونکو انگریزی فوج مین لا رہا تھا۔ پالک صاحب کو قیدیون کی اسطرح بلا جنگ وجدل کے رہائی پانا بیحد خوشی کا باعث ہوا اسکے بعد اونہون نے چارچتر کے بازار کو (جہان میگناٹن کی لاش تشہیر کیگئی تھی) جو علی مردان خان نے شاہجہان کے عہد مین بنایا تھا۔ مسمار کرکے ڈہیر بنا دیا۔ اور تمام فوج کو کابل کے بازارات و مکانات لوٹنے کا حکم دیا۔ جس سے ہزارون مکانات و دوکانات تباہ و تاراج ہوگئے۔ صرف قزلباشون کا محلہ (جو انگریزون کا ہوا خواہ تھا) فوج کے حملے سے بچا۔ جب اس انتقام سے پالک صاحب کو فرصت ملی تو اونہون نے ۱۲ اکتوبر کو ہندوستان کے طرف کوچ کیا۔ نا بینا زمان شاہ اور اوسکا بہتیجا فتح جنگ بہی فوج کے ہمراہ ہوگئے۔ واپسی مین بہی انگریزی فوج پر ہر چند افغانون نے بہت سارے حملے کئے۔ مگر پالک و ناٹ کی دلاوری نے اونکی ایک نہ چلنے دی۔ اور ہر ایک موقع پر افغانون نے شکست پائی۔ جلال آباد مسمار کرکے گورنر جنرل کے حکم پر سکہون کے حوالہ کیا گیا۔ غلی مسجد کے مقامات زمین کے برابر کردئے گئے۔ جب یہہ انگریزی لشکر فیروزپور پہونچا تو گورنر جنرل نے فوج کا استقبال کیا۔ اور فیروزپور مین ایک بہت بڑا جشن اس فتح کی خوشی مین منایا گیا۔ سپاہیون کے ریویو ہوے۔ پالک اور سمیت ہوئے سپاہیون کو مٹہائی کہلائی گئی۔ امیر دوست محمد خان کو بغیر کسی شرط کے اجازت دیگئی کہ وہ اپنے مقلس دنبخر ملک کو چلا جائے۔ اور گورنر جنرل نے بذریعہ اشتہار کے اس امر کا اظہار کیا کہ افغان جسکو چاہین اپنا بادشاہ بنائین گورنمنٹ اوسمین دخل ندیگی۔ اور وہ صنعلی دروازہ ہندون کو دیا گیا کہ اوسکو از سر نو سومنات مین لگائین۔ الحاصل اس جنگ افغانستان مین گورنمنٹ

ستر اکروڑ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔ لیکن حاصل کچھ بھی نہ ہوا۔

جنگ سندہ

جب انگریزون نے افغانستان مین پریشانی اوٹھائی۔ اور وہان سے انگریزی سپاہیون کو واپسی کا حکم دیا گیا تو آئندہ کے لئے مغربی سرحد سلطنت کی دریائے سندہ قرار پائی۔ اور سابقہ عہدنامہ مین از سرنو ترمیم وتبدیل کی کارروائی کیگئی۔ کرنیل جیمس اوٹرم پولیٹکل ریذیڈنٹ سندہ نے اس جدید عہدنامہ مین یہ شرایط داخل کی تہین کہ کراچی اور سکہر مین انگریزی سپاہ کی دو چھاؤنیان ڈالی جائین۔ اور کل محصول دریائی موقوف ہو۔ دخانی جہازون کے لئے لکڑی دینے کی جو قید ہے وہ بالکل اوٹھا دیجاے۔ اور سکہر بکہر کے ماتحت شکارپور پر بھی معہ مضافات انگریزون کا قبضہ

* ۱۸۳۲ء مین برٹش گورنمنٹ کو خیال ہوا کہ مغربی سرحد پر جو وحشی قومین آباد ہین اون سے رشتۂ اتحاد مربوط کیا جاے چنانچہ اس کام کے لئے سر ہنری پوٹنجر کو سندہ بھیجا۔ اور ان شرایط پر امیران سندہ سے عہدنامہ مرتب کیا گیا کہ دریائے سندہ انگریزی تجارت کے لئے کھلا رہے۔ مگر مسلح جہازون کی آمدورفت مسدود ہو۔ اور خاص قیود کے ساتھ سوداگر مسافر آیا جایا کرین۔ اسکے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی شرطین بھی تہین۔ اسکے بعد ۱۸۳۳ء مین یہ شرایط اور بڑہائے گئے کہ حیدرآباد مین ایک پولیٹکل ایجنٹ مستقل رہے۔ اور وہ اپنی حفاظت کے لئے سپاہ بھی رکھے۔ جب افغانستان کو سپاہ جانے لگی تو سندہ سے گذرنے کی کارروائی ہوی۔ اور اسکے ساتھ افغانستان کی لڑائی کے اختتام تک قلعہ بکہر مستعار لے لیا گیا۔ پھر امیران سندہ سے شاہ شجاع کو ۲ لاکھ روپیہ خراج کے نام سے دلایا گیا۔ اور ایک فوج محافظت ملک سندہ کے لئے مقرر کرکے اسکے اخراجات تین لاکھ سالانہ قرار پائے۔ چند روز کے بعد اوس پر پچاس ہزار روپیہ کا اور اضافہ کرکے وہ میر شیر محمد کو دیا ٹہرا۔ دریائے سندہ کے سارے محصول راہداری بھی معاف کئے گئے۔ بہرحال امور مندرجۂ بالا نے امیران سندہ کے دل مین کدورت پیدا کی۔ اب اس پر ایک اور جدید عہدنامہ کی تجویز ہوئی۔ جسکا حال فٹن مین ملاحظہ فرمایئے ۱۲ مولف۔

اوران شرایط کے عوض ان امیرون کو وہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ خراج معہ باقیات معاف کردئے جائینگے

اس اثنا مین لارڈ ایلن برا گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے - اور اونہون نے شرایط بالا پر یہہ فقرہ اور بڑہایا کہ جن امیرون کی بدخواہی ثابت ہوجائے تو اونکو یہہ سزا دیجائیگی کہ اونکا تھوڑا سا ملک جیسن کرہا دل خان کو دیدیا جائیگا - چنانچہ کرنل اوٹرم نے جون ۱۸۴۲ء مین یہہ انتظام پیش کیا کہ سیوہن کوٹ (جو ہادل خان سے ۱۸۳۹ء مین چھین لیا گیا تھا) حیدرآباد کے امیر نصیرخان سے لیکر ہادل خان کو دیدیا جاوے - اتنے مین گورنر جنرل نے ایک دوسرا اضافہ یہہ کیا کہ بونگ بڑا جو ہادل خان سے ناحق لے لیا گیا تھا - اور اب وہ میر رستم کے قبضہ مین تھا اوسکو لیکر ہادل خان کو واپس دیا جائے الحاصل جو اضلاع کہ ضبط ہوے اونکی سالانہ آمدنی ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھی - اور انتظامات مین جو اور ضبطیان ہوئین وہ سب ملکر چار لاکھ چھیالیس ہزار روپیہ کی ہوئین - جسکے برابر امیرون کو خراج معاف کیا گیا تھا

اب کرنل اوٹرم کی جگہہ سر چارلس نیپر سندہ کے سپہ سالار اور پولیٹکل ایجنٹ مقرر ہوے - اور ۱۳ نومبر ۱۸۴۲ء کو اونکے پاس گورنر جنرل کا یہہ حکم آیا کہ اور زیادہ ملک ہادل خان کی سرحد سے روڑی تک ضبط کیا جائے - جسکی آمدنی آٹھہ لاکھ چالیس ہزار پانچسو روپیہ سالانہ ہے - یعنے پہلی ضبطی پر تین لاکھ چوانوے ہزار روپیہ کا اور اضافہ کیا چنانچہ جنرل نیپر نے علی مراد کے ساتھہ ایسا انتظام کیا کہ بالاے سندہ کے امیرون کا ملک پچاس ہزار سات سو پچیس روپیہ سالانہ آمدنی کا ضبط کیا - بس سے کل ملک ضبط شدہ کی تعداد تیرا لاکھ سینتالیس ہزار سات سو پچاس روپیہ ہوی - اور کل ملک کی آمدنی بیس لاکھ اونتالیس ہزار پانچسو سالانہ تھی - اسکے علاوہ

---

* سالہا سال کا عرصہ گزرا تھا کہ نال پوری بلوچون نے سندہ سے کلورائی قومون کو خارج کرکے اپنی حکمرانی قایم کی تھی - اور سندہیون کو اپنا تابع بنالیا تھا - اور اپنی پہاڑی قومون کو میدانون پر فرمانروائی کرنیکے لئے نیچے لے آئے تھے - اور انہین کو جتالی بلوچی - میدانی بلوچی - خاص سندہی اور ہندو قومین مربوط تہین - آخر دو قومون پر پہلی قوم

جنرل نیپر نے امیرون کو اونکے نام کے سکے ڈھالنے سے بھی منع کیا۔ چونکہ امیران سندہ پہلے عہدنامہ سے ہی رنجیدہ اور ملول تھے۔ اب یہہ جدید عہدنامہ اور ضبطی ملک کی کارروائی نے اونکے زخمون پر اور نمک چھڑکا۔ اب امیران سندہ نے سازش شروع کی۔ اور انگریزون کے خلاف فوج کو جمع کیا۔ شیر سنگھ مہاراجہ لاہور سے امداد کی درخواست کی۔ ناجایز محصول لینا اور تجارت و جہازرانی کو روکنا چاہا۔ ناسیدا اسکے اور بھی بہت سی خلاف کارروائیان کین۔ لیکن ان امیرون مین سے علی مراد (جو میر رستم کا بھائی تھا۔) علیحدہ ہوگیا۔ اور جنرل نیپر کو اس سازش و کارستانیون کی خبر کردی۔ جنرل نیپر نے جب میر رستم سے اس سازش کی وجہ پوچھی تو اوس نے انکار کردیا۔ اور اپنی دستار امارت اپنے بھائی علی مراد کو دیدی۔ مگر در پردہ اونکا مدد و معاون بنا رہا۔ اب امیرون نے امام غور و غور شاہ اور دیبجی کے قلعون مین انگریزون سے لڑنے کے لیے فوج جمع کی۔ قلعہ امام غور مین میر رستم کا بیٹا محمد حسین فوج کا افسر بنا۔ اور قلعہ غور شاہ مین میر رستم کے بھتیجے نصیر خان نے افسری کی جگہہ سنبھالی۔ آخر جنرل نیپر فوج و توپخانہ کے ساتھہ ان سردارون کی سرکوبی کے لیے آگے بڑھا

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۷۱) حکمران تھی۔ اور دوسری قوم کے امیر بلی قوم کے سردار تھے تالپوری بلوچون مین چار ریاستین تھین تھا۔ یعنے ملک کو چار بھائی آپس مین تقسیم کرکے قابض ہوتے۔ اور مشترک۔ فرمان روائی کرتے تھے۔ اور اونکی اولاد کی اولاد مین یہی دستور چلا آتا تھا۔ لیکن اسوقت اون مین تین ہی خاندان حیدرآباد خیرپور۔ اور میرپور حکمران تھے۔ اول جنوب مین دوسرا شمال مین۔ تیسرا مشرق مین جسکی حد ریگستان تھی۔ اس چار پارٹنام سے یہہ دستور نکلا کہ بھائی کا جانشین بھائی ہوتا بیٹا نہوتا۔ اور اسکے سر پر دستار امارت ہوتی۔ جسوقت سر چارلس نیپر سندہ مین آئے تو حیدرآباد مین نصیر خان۔ خیرپور مین میر رستم۔ میرپور مین شیر محمد صاحب دستار تھے۔ اور میر رستم بڑا بوڑھا تھا۔ اس نے کلورائی کے امیرونکو سندہ سے خارج کیا تھا۔ ۱۲ مولف

اور خوب جنگ وجدل کا بازار گرم ہوا۔ ۱۵ جنوری ۱۷۹۹ء کو جنرل نے قلعۂ امام غوسکے دروازے کو اڑا دیا۔ جس سے امیرون کے دل مین خوف پیدا ہوا۔ اور اونہون نے اپنے اپنے وکلا جنرل کے پاس بھیجدیئے۔ اور مہلت چاہی۔ الحاصل ۱۲ فروری کو حیدرآباد مین جدید عہدنامہ پر امیرون کی دستخطین اور مہرین ثبت ہوگئین اسکے دوسرے دن امیرون نے جنرل کو اطلاع دی کہ بلوچی سپاہی ہمارے اختیار مین نہین رہے۔ اگر آپ ریذیڈنسی مین رہینگے تو اسکا نتیجہ جو کچھ ہو اوسکے جوابدہ ہم نہین ہین۔ چنانچہ ۱۳ فروری کو ریذیڈنسی پر تین طرف سے پیدل اور سوارون نے حملہ کیا۔ (چوتھی طرف تو دریا تھا) طرفین سے لڑائی خوب جم کر ہوی۔ ۱۴ فروری کو میانی کے جنگ نے اس جنگ کا فیصلہ کردیا۔ بلوچیون نے شکست پائی۔ اور انگریز فتحیاب ہوے۔ جنرل نے حیدرآباد پر قبضہ کرلیا۔ اور دو کروڑ روپیہ کا مال غنیمت انگریزون کے ہاتھ لگا۔ اور چند امیران سندہ قید کرلئے گئے۔ اب ایک نازک معاملہ پیش آیا کہ امیرون کی عورتین قلعہ مین ہین جنکی نگہبانی پر آٹھ سو بڑی زبردست دلاور تالپوری بلوچی موجود تھے۔ جنکو امیرون کا حکم تھا کہ اگر ذرا بھی عورتون کی بیعزتی ہو تو وہ اونکا گلا کاٹین اور لڑکر اپنا راسنہ لین۔ جنرل نے پہلے قید شدہ امیرون کو انگریزی فوج کی نگرانی مین اونکے باغات کو بھیجدیا۔ جہان وہ چند روز رہے۔ اور اسکے بعد عورتون کو تین دن آزادی دی کہ لونڈیان اپنے گذارہ کے لئے کچھ لوٹ لین۔ چنانچہ وہ بہت سا روپیہ لوٹ کرلیگئین (کیونکہ وہان خزانہ مین قریب تین کروڑ کے روپیہ علاوہ مستورات کے زیورات اور جواہرات کے تھا) اب تمام عورتون اور بی بیون اور لونڈیون کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے آقاؤن اور خاوندون کے پاس چلے جائین یا سندہ مین رہین مگر اونہون نے دوسری بات پسند کی۔ اور کوئی عورت اپنے آقاؤن۔ اور خاوندون کے پاس نہ گئی۔ ابتک جتنے امیرون نے اپنے تئین حوالہ کیا تھا۔ اور باقی امیر میدان جنگ کے لئے تیار تھے۔ چنانچہ میرپور کا امیر علیمحمد خان بیس ہزار بلوچیکو

لیکر موضع دبا کے قریب مورچے جمایا۔ ۲۴ مارچ ۱۸۴۳ء کو جنرل نیپر نے ۶ ہزار سپاہ سے اون پر حملہ کیا۔ خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ آخر بلوچ شکست کھاکر بھاگے۔ اور بہت سے مارے گئے اور اس فتح کے بعد انگریزوں کے ہاتھ کل ملک سندہ آگیا۔ شرقی صحرا مین امرکوٹ (جو شہنشاہ اکبر کی جنم بھوم تھی) بھی آسانی سے فتح ہوگیا۔ تباہ و قید شدہ امیر جلاوطن ہوئے یا مقید ہوکر بمبئی بھیجے گئے۔ اور اونکے ملک منضبطہ کا ایک حصہ پہلے ملک کے مالکون نواب بہاول پور۔ اور جودہ پور جیسلمیر کے راجاؤن کو دیا گیا۔ اول جنرل نیپر ملک سندہ کے گورنر مقرر ہوئے۔ پھر اوسکے بعد یہہ ملک بمبئی پریسیڈنسی کے متعلق ہوگیا۔

جنگ گوالیار

افغانستان مین لڑائی کی آگ بڑی بھڑکی تھی وہ بجھی ہی تھی کہ اوسکی چنگاریان ملک سندہ مین پہنچنے لگین۔ ابھی یہان وہ بالکل خاکستر ہوئی تہین کہ ریاست گوالیار مین شرارے دکھانے لگین

* دربار گوالیار ایک مجلس شوریٰ ہوتی ہے جسکا صدر انجمن مہاراجہ ہوتا ہے۔ اگر وہ نابالغ ہو تو مہاراجہ کی ماں (مہارانی) اسپر وہ صدر انجمن ہوتی ہے۔ اور اراکین مجلس ریاست کے امرائے موروثی اور بڑے پنڈت عالم اور افسران سپاہ ہوتے ہین۔ مگر اسوقت مہاراجہ اور مہارانی دونون کم عمر تھے۔ کیونکہ ۱۸۲۷ء مین جب دولت راؤ سندیہا لاولد مرگیا۔ تو مہارانی بیجا بائی اوسکی جانشین ہوئی۔ اور اپنے شوہر کے سب سے قریب رشتہ دار جنکوجی راؤ سندیہا کو گود لیا۔ ۱۸۴۳ء مین جب وہ ستارہ برس کا ہوا تو مہارانی سے لڑکر ریاست کے اختیارات لے لیا۔ اور مہارانی آگرہ چلی گئین۔ ۷ فروری ۱۸۴۴ء کو جنکوجی راؤ سندیہا دفعتاً لاولد مرگیا۔ اوسکی بیوہ رانی تارا بائی جسکی عمر ۱۳ برس کی تھی۔ اپنے شوہر کے قریبی رشتہ دار بھگیرت راؤ سالکو دربار کی معرفت سے متبنے کیا۔ چونکہ یہہ دونون کمسن تھے۔ اسلئے کرنیل سپارس صاحب ریذیڈنٹ۔ مہاراج منوں کے

چنانچہ گوالیار کی ایک پلٹن کا افسر ایشور سنگھ اپنی پلٹن لیکر لوہ گیا تو وہان رعایا پر ظلم وستم شروع کیا جب رزیڈنٹ کو خبر ہوی تو اوس نے اوسکو حکم بہیجا کہ پلٹن کو وہان چہوڑ کر خود تنہا یہان چلا آئے لیکن وہ خلاف حکم پلٹن کے ساتھ کیمپ مین آیا - اور یہان کی دوسری پلٹنون مین بھی بغاوت پہیلانے لگا - ۱۸ مئی ۱۸۴۳ع کو مہارانی نے رزیڈنٹ کو لکہا کہ "مین ماما صاحب کی بہتجی سے مہاراجہ کا بیاہ کرنا چاہتی ہون - اور کل ٹیکے کی رسم ادا ہوگی" چنانچہ اوسکا ظہور دوسرے روز برابر ہوگیا پہر ۲۱ مئی کو مہارانی نے سوائے ماما صاحب کے تمام سردارون کو کیمپ مین جمع کرکے رزیڈنٹ کو ماما صاحب کی شکایت لکہی - اور اوسکے موقوفی کی درخواست کی - ہرچند رزیڈنٹ نے مہارانی کو سمجہایا - مگر اوسکا اثر کچہہ بھی نہوا - اور ماما صاحب کو لشکر گوالیار سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا - چنانچہ یہہ بیچارہ سرونج چلا گیا - اور رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کو اس امر کی اطلاع کی - مگر گورنر جنرل نے اس کارروائی مین مداخلت کرنا نامناسب سمجہا - اور رزیڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ چند روز کیلئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۷۴) مامون ماما صاحب کو مدار المہام مقرر کیا - گو اس تقرر سے برٹش گورنمنٹ کی توہین نا مقصود تہی مگر دربار کے ممبرون نے اوسکے اوکہاڑ پچہاڑ مین یہ شبہ دلانیان کرنے لگے -

اسوقت دربار کے تین ممبر بڑے صاحب لیاقت تہے - ایک بالو سنتو لیا - (جو امارت مین سب امرائے ریاست سے بڑہا ہوا تہا) دوسرا رام راو پہلیا (جو اپنی نوجوانی مین مرہٹہ گورنمنٹ کا افسر بنگلا رڈلیگ کے ماتحت اونکے دشمنون سے لڑا تہا) تیسرا دادا خاص جی والا تہا - جو برٹش گورنمنٹ کو ضرورت کے وقت ایک کروڑ روپیہ دلوا دیا تہا - اور ریاست کے کل جواہر اسکے پاس رہتے تہے - محل مین بھی اسکو بہت دخل تہا - اور بے تکلف محل مین آتا جاتا تہا - لیکن ان تینون کے علاوہ ایک عورت مرزا خن نامی بڑی پرفن و مکار مہارانی کے ناک کا بال تہی چونکہ مہارانی کو مدار المہام سے سخت عداوت تہی اسلئے یہہ عورت بھی مدار المہام کی جانی دشمن بنگئی - ۱۲ مولف

کوالیار سے باہر چلا جائے۔ جسکی تعمیل مین رزیڈنٹ دہولپور چلا گیا۔ مہارانی کو رزیڈنٹ کا اسطرح چلا جانا ناگوار معلوم ہوا۔ اب اوس نے داداخاص جی والا کو مدار المہام مقرر کیا۔ جس سے کوالیار مین بدعملی اور بے انتظامی کا مرکز بنگیا۔ مہارانی نے رزیڈنٹ کو کوالیار آنیکے لئے لکھا۔ جسکا جواب اوس نے گورنر جنرل کی ہدایت پر یہہ دیا کہ جبتک داداخاص جی والا کو مدار المہامی سے موقوف کرکے جلاوطن یا برٹش گورنمنٹ کے حوالہ نکیا جائیگا۔ اوسوقت تک میرا (رزیڈنٹ) آنا ناممکن ہے۔ مگر رزیڈنٹ کی یہہ تجویز داداخاص جی نے مہارانی کو نہین بتلائی۔ جب اوسکی خبر گورنر جنرل کو ہوئی تو اوسکو داداخاص جی کی اس مجرمانہ حرکت پر بہت غصہ آیا۔ اور اوس نے مہارانی کو بہت ڈانٹ بتلائی اتنے مین بابو ستونت لیا دیسمکھ نے داداخاص جی کو گرفتار کرکے رزیڈنٹ کو اطلاع دی۔ رزیڈنٹ نے اوسکا شکریہ ادا کیا۔ اور قیدی کو اپنے سوارے کرنیکی تاکید کی۔ اس اثنا مین کرنیل سپائرس رزیڈنٹ دہولپور سے ناگپور مین رزیڈنٹی پر بدل گئے۔ اور کرنیل سلیمن اونکی جگہہ مقرر ہوکر آئے اس نئے رزیڈنٹ کو آئے ہوئے چند روز بھی نہین گذرے تھے کہ بابو ستونت لیا۔ اور داداخاص جی مین توپ بازی ہونے لگی۔ مگر مہارانی نے اسکو موقوف کرایا۔ اتنےمین گورنر جنرل کو تاب نہ رہی۔ اور اوس نے اگرہ اگرہ اودھ کور سپاہ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ اور اپنے ارادہ کی اطلاع مہارانی کو بھی کردی مہارانی نے گھبراکر داداخاص جی کو گرفتار کرکے گورنر جنرل کے پاس اگرہ بھیجدیا۔ گورنر جنرل نے مہارانی کا شکریہ ادا کرکے یہہ لکھا کہ "جبتک حدود کوالیار پر امن وعافیت رہنے کی ضمانت نہ دیجائے گی تب تک انگریزی فوج بڑہنے سے نہین رکے گی" جب مہارانی نے گورنر جنرل کی یہہ پالیسی دیکھی تو بہت پریشان ہوئی۔ اور خاص خاص سرداروں کو مصالحت کیلئے گورنر جنرل کے پاس بھیجا چنانچہ ان سرداروں کے مراجعہ مین عہدنامہ کے شرائط طے ہوئے۔ اور بنگونا سے گورنر جنرل نے مہارانی کو یہہ لکھا کہ "کل تک اس عہدنامہ کی تصدیق ہوجانا چاہیئے ورنہ سدانہ پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ

دیا جائیگا" لیکن جب وہ عہد نامہ مہارانی کی تصدیق ہوکر دوسرے روز واپس نہ آیا تو گورنر جنرل نے
اپنی سپاہ کو چنبل سے پار اوتارا۔ اودہر گوالیار کی فوج نے جب انگریزوں کی سپاہ کو چنبل پار اترتے
دیکھا تو مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے۔ چنانچہ چوندا۔ مہاراج پور۔ پنار۔ وغیرہ کے مقامات پر دو چار لڑائیاں
ہوئیں۔ جنمین گوالیار کی فوج نے شکست پائی۔ اور مہارانی مجبور ہوکر عہد نامہ کے شرائط کو منظور
کرلی۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۴۳ء کو مہاراجہ مہارانی۔ گورنر جنرل یہہ تینوں ایک مجلس مین جمع ہوئے۔
اور طرفین سے تپاک کیساتھ ملاقات ہوئی۔ اور ۱۵ جنوری ۱۸۴۴ء کو عہد نامہ کی تکمیل ہوگئی
جس سے اختیارات سلطنت ایک کونسل کے سپرد ہوئے۔ اور باقی سپاہ برطرف کردیگئی۔ برطرف
شدہ سپاہ کا ایک حصہ نئی کنٹنجنٹ مین بھرتی ہوگیا۔ باقی کو تین مہینے کی تنخواہ انعام دیکر رخصت
کردیا گیا۔ عہد نامہ مین بارہ دفعات تھے۔ جنکا ملخص یہان درج کیا جاتا ہے ۱ سندھیا مین جو کنٹنجنٹ
موجود ہے اوسکی تعداد بڑہائی جائے۔ اور اوسکے خرچ کے لئے ایک مستقل آمدنی بعض اضلاع
کی مقرر کیجائے۔ اگر اون اضلاع کی آمدنی اٹہارہ لاکھ روپیہ (جو کنٹنجنٹ کا سالانہ خرچ ہے) سے
زاید وصول ہو تو وہ اضافہ مہاراج کو دیا جائے گا۔ اگر کم ہو تو اوسکی کمی مہاراج سے لیجائیگی۔ اور اون
اضلاع مین برٹش گورنمنٹ اپنا بندوبست رکھیگی۔ اور ۶ ۳ لاکھ روپیہ جو گورنمنٹ کا گوالیار
کے طرف باقی ہے۔ وہ (۱۴) روز مین ادا کردیا جائے۔ ورنہ اوسکے معاوضہ مین بھی چند اضلاع پر گورنمنٹ
اپنا قبضہ کریگی۔ اور اوس روپیہ کا سود بھی بحساب فیصدی پانچ روپیہ کے لیا جاے گا۔ (یہہ روپیہ
خرچ جنگ کا تھا جو دربار نے فوراً ادا کردیا۔ جس سے اضلاع دینے کی نوبت نہ آئی) اور آیندہ گوالیار
مین ۹ ہزار سپاہ اور ۳۲ توپین رکہی جائین۔ باقی بیس ہزار سپاہ موقوف ہوا (یہہ موقوف موقوف
کردیگئی) اور جہانسی کی نامور بڑی توپ آگرہ میگزین مین بہیجدے (چنانچہ بہیجدیگئی) اور جبتک
مہاراجہ بالغ نہون اراکین ریاست رزیڈنٹ کی صلاح سے ریاست کا کام انجام دین۔ مہارانی

تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن دیجائے"

الحاصل جب عہدنامہ کی تکمیل ہوگئی تو گورنر جنرل ۲۸ فروری ۱۸۴۳ء کو کلکتہ واپس آئے۔ اتنے مین ولایت سے کورٹ ڈائرکٹرز نے اونکو بلالیا۔ اب اونکی غیرحاضری مین ولیم فریزر برڈھاحب کونسل کے وائس پریسیڈنٹ ہوے۔ انہون نے اپنی چندروزہ حکومت مین لاٹری کا ڈالنا موقوف کردیا۔ جوانگلستان کے نمونہ پر ہندوستان مین بھی بنائی گئی تھی۔ اور بردہ فروشی کے قانون کو بھی کسیقدر بڑھایا

لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل

یہہ بیان کرنا یہان ضروری ہے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے ناراض ہوکر وزارت انگلستان کے خلاف لارڈ ایلن برا کو دوہی سال مین ہندوستان سے بلالیا تھا۔ اسلیے کورٹ اور وزارت مین رنجش پیدا ہوگئی۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کی ناراضی کے یہہ اسباب تھے کہ لارڈ ایلن برا اونکو مانتے نہ تھے۔ اس نہ ماننے کی وجوہ یہہ تھے کہ لارڈ ایلن برا پہلے انگلستان مین کورٹ ڈائرکٹرز کے بورڈ کنٹرول رہ چکے تھے۔ اور وہ وہان کورٹ پر حکمرانی کرنے کے عادی تھے۔ جب وہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے تو عادت کے موافق اوس پر حکمرانی کرنے لگے۔ حالانکہ اب وہ اوس کے ماتحت تھے۔ الحاصل کورٹ نے ناراض ہوکر اونکو بلالیا۔ اور اونکی جگہہ کورٹ ڈائرکٹرز و وزارت انگلستان نے متفق ہوکر اونہین کے ایک قریبی رشتہ دار لارڈ ہارڈنگ کو گورنر جنرل مقرر کیا۔ چنانچہ لارڈ ہارڈنگ (بعہد ملکۂ معظمہ) ۲۳ جولائی ۱۸۴۴ء کو کلکتہ پہونچے۔ اونکو آئے ہوے دو ہفتے بھی نہین ہوے تھے کہ محمد امجد علی شاہ والی اودہ کی بدنظمی و ابتری کی رپورٹ ہوئی۔ اور پالک صاحب رزیڈنٹ اودہ نے گورنر جنرل کو یہہ رائے دی کہ اودہ کی حکومت

گورنمنٹ اپنے قبضہ مین لے لے - مگر گورنر جنرل نے ایسی سختی مناسب نہ سمجھی اور نہایت سنجیدگی سے والی اودھ کو تنبیہہ کیا - اس اثنار مین میر محمد خان نے دکن کے روہیلون کی امداد سے بھوپال کی بیگم پر حملہ اور ہوا - ایجنٹ بھوپال نے بیگم کی طرفداری کرکے اوس باغی کو شکست دی - اور میر محمد خان گرفتار کرکے بیگم کے حوالہ کیا گیا - اسکے بعد کولہاپور و ساونت واڑی مین ان دونون ریاستون میں سیواجی کی خاندان والے حکمران ہین فساد برپا ہوا - کرنیل اوٹرم نے انگریزی سپاہ سے اس فساد کو رفع کیا - اور باغی پیشوا کے ملک مین مفرور ہوے - کولہاپور مین انگریزی ایجنٹ کی بجگہہ ہندوستانی ایجنٹ مقرر ہوا - اور ساونت واڑی کے معاملات ملکی کرنیل جیکب کے حوالے ہوے - اور کرنیل اوٹرم ستارہ مین رزیڈنٹ رہے - جہان سیواجی کی ایک شاخ کو راجہ پرتاب سنگھ نے پھر سرسبز کیا -

سکھون کی اول لڑائی

ناظرینون کو معلومات حاصل ہونیکے لئے - یہہ ذکر ضروری ہے کہ - ۱۸۳۹ء مین جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قضا کی تو اوسکے بعد چھہ برس کے عرصہ مین جلد جلد انقلاب پر انقلاب ایسے واقع ہوے - اور راجہ پر راجہ ایسے دغا و فریب سے قتل کئے گئے کہ اون کی نظیر تاریخ مین کم ملیگی - سارے ملک مین بدعملی و بے انتظامی پھیل گئی الحاصل ۱۸۴۳ء مین لاہور کی سلطنت پر ایک خورد سال لڑکا مہاراجہ دلیپ سنگھ نام راجہ ہوا - اوسکی مان رانی جنڈان نائب السلطنت ہی جو اکثر دربار مین اجلاس کرتی تھی - اور معاملات سلطنت مین دیوان دینا ناتھ - بھائی رام سنگھ - سرلال سنگھ سے صلاح مشورہ لیتی تھی - لیکن اسوقت اصل اقتدار و اختیار سپاہ خالصہ کے پنچون کے ہاتھ مین تھا - جو وہ چاہتی سو کرتے تھے

اب سپاہ خالصہ کے پنچون نے گلاب سنگھ کو وزیر بنانا چاہا۔ مگر اوس نے منظور نکیا۔ پھر وزارت کے لئے تیج سنگھ حاکم پشاور سے درخواست کیگئی۔ وہ بھی انکار کرگیا۔ آخر اس عہدہ وزارت کے لئے پانچ چٹھیاں ڈالی گئین جنکو مہاراجہ دلیپ سنگھ نے نکالا جسمین لال سنگھ کے نام کی چٹھی نکلی۔ لیکن اسکو سپاہ خالصہ نے مانا۔ اور سلطنت کے کاروبار رانی ہی کے نام سے ہوتے رہے۔ جس کے معاون لال سنگھ و تیج سنگھ تھے۔

جب سپاہ خالصہ کی قوت بہت بڑھ گئی تو اوس نے یہ خواہش کی کہ شیر سنگھ کے بیٹے کو جو ابھی نابالغ تھا۔ پنجاب کا مہاراجہ بنائین۔ لیکن یہ بات دربار کو معلوم ہوگئی۔ اسلئے اوس نے تجویز کی کہ سپاہ کو کسی کام ایسا بتا دیا جائے کہ وہ اوس مین مصروف ہوجائے۔ اور اس قسم کی سازشین نکرنے پائے چنانچہ سپاہ کو اول یہ صلاح دیگئی کہ وہ جمون پر چڑھائی کرکے راجہ گلاب سنگھ سے روپیہ وصول کرے سپاہ کو تو حکم کی دیر تھی فوراً جمون پر چڑھکر گلاب سنگھ کو لاہور لائی اور اس سے ایک کروڑ روپیہ وصول کیا۔ پھر دربار نے فوج کو مولراج پر حملہ کرنیکی ترغیب دی۔ پھر کیا تھا یہ سپاہ وہان پہونچکر اوس سے بھی اٹھارہ لاکھ روپیہ کھینچ کرلائی۔ جب یہ دونون کام سپاہ نے کردئے تو رانی کو فکر ہوئی کہ اب انکو اور کسیطرف بھیجنا چاہیئے۔ تاکہ سلطنت مین امن وچین رہے۔ اسلئے اب یہ تجویز پیش کیگئی کہ ستلج عبور کرکے برٹش گورنمنٹ پر حملہ آور ہون۔ سپاہ نے اوسکو بھی مان لیا۔ مگر حرب وضرب کے سامان کے لئے شور مچایا۔ جب وہ اونکو ندیا گیا تو کچھ مدت کے لئے ہندوستان کے حملہ کا خیال چھوڑ دیا۔

اس اثنا مین دربار امرتسر چلا گیا۔ اور نومبر کی شروع مین پھر لاہور واپس آیا۔ اب لال سنگھ علانیہ وزارت کا کام رانی کے ماتحت انجام دینے لگا۔ اور تیج سنگھ کمانڈر انچیف بنا۔ اسی زمانہ مین یہ جھوٹی افواہین گرم ہوئین کہ انگریزی سپاہ لاہور پر حملہ کرنے کے لئے

ستلج کے جنوب و مشرق کیطرف سے چلی آرہی ہے۔ اور اس جھوٹی خبرون نے لاہور میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اور راجہ لال سنگھ۔ اور دیوان دینا ناتھ نے ایک جعلی خط بھی ستلج کے پار کے سکھ افسرونکا انگریزی فوج کی چڑھائی کے متعلق فوج کو پڑھکر سنایا۔ جس سے لاہور کی سپاہ سخت مشتعل ہوی اور انگریزی سپاہ سے لڑنیکے لئے تیاری کرنے لگین۔ اودھر لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے یہہ حفظ ماتقدم کیا کہ فیروزپور۔ لدھیانہ۔ انبالہ یہ تینون مقامات پر تیس ہزار سپاہ۔ ۱۔ ۶۸ توپین مہیا کین۔ ان کے علاوہ میرٹھ مین بھی دس ہزار سپاہ اور ۲۸ توپین موجود تہین۔ اور سندہ سے ۵۶ کشتیان تیار کراکے منگائی گئین۔ گیارہ سو گھوڑے توپون کے واسطے گورنمنٹ بمبئی اور مدراس سے مستعار لئے گئے۔ اس اثنا مین ۸ دسمبر ۱۸۴۵ء کو سکھون کی فوج ستلج کے ڈائین کنارے پر نمودار ہوی۔ اور ۱۱ دسمبر کو فیروزپور کے قریب آئی۔ سر جان اٹ ٹلیر سپہ سالار فوج فیروزپور نے اونکا مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر سکھون کی فوج یہان سے نکل کر مدکی چلی گئی۔ ۱۲ دسمبر ۱۸۴۵ء کو گورنر جنرل نے بھی جنگ کا اشتہار دیدیا۔ اور سر ہیوگاف کمانڈر انچیف انبالہ کی انگریزی فوج لیکر مد کی پہونچے۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ آخر مین انگریزون نے فتح پائی اور دشمن کے سترہ بہاری توپین چھین لین۔ اور اس جنگ مین خود گورنر جنرل نے بھی کمانڈر انچیف کے ماتحت ایک جنرل کی حیثیت سے فوج کو لڑایا۔ جنگ کے خاتمہ پر انگریزی سپاہ مین ۲۱۵ مقتول اور ۶۵۷ مجروح ہوے۔ جنرل سیل اور میجر جنرل کیسکل مارے گئے۔ اسکے بعد گورنر جنرل نے انگریزی فوج کو فیروز شہر پر چڑھائی کی یکا حکم دیا۔ جہان سکھون کی ۳۵ ہزار فوج مورچے بناکر ٹھہری تھی۔ انگریزی فوج نے جاتے ہی حملہ کردیا۔ شام تک خوب گھمسان لڑائی ہوی۔ اور میدان سکھون کے ہاتھ رہا۔ دوسرے دن پھر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ اس دفعہ انگریزی سپاہ نے فیروز شہر سے دشمن کو نکال دیا۔ اور اونکے سارے مورچے چھین لیا۔ ۷۰ توپین بھی ہاتھ آئین۔ لیکن انگریزی سپاہ کا نقصان بہت ہوا۔ الحاصل اس لڑائی نے

خالصہ سپاہ کو بیدل کر دیا۔ تیج سنگھ کمانڈر انچیف مجبوراً گورنر جنرل کے پاس مصالحت کے لئے آیا۔ گورنر جنرل نے فرمایا کہ صلح جبتک نہین ہوگی۔ کہ انگریزی سپاہ سلطنت کے اندر داخل نہین ہوگی۔ اسکے بعد انگریزی سپاہ تقریباً ایک ماہ خوراک وسپاہ کے انتظار مین بیکار بیٹھی رہی۔ جبکہ دشمن کی فوج نے ضعف پر حمل کیا۔ اور ایک فوج جرار رنجور سنگھ مجیٹھیہ برادر سردار لہنا سنگھ کے ماتحت ستلج کے پار پہلوے سے اتری۔ لڈوالا کا راجہ (جو پہلے انگریزون کا دوست تھا) بھی رنجور سنگھ سے آملا۔ اب ان دونون نے مکام تلونڈہ بدووال کے مقام پر سر ہنری اسمتھ کی فوج سے مقابلہ کیا چونکہ سر ہنری کی فوج بہت کم تھی اسلئے اوسکو شکست ہوگئی۔ سکھون کو انگریزی سپاہ کی خوجیان اور بار برداری کے جانور ہاتھ آئے۔ اور کئے انگریز بھی قید ہوگئے۔ اب رنجور سنگھ سکھون کی فوج لیکر جگراؤن ہوتا ہوا علی وال پہونچا۔ اور سر ہنری اسمتھ بھی گیارہ ہزار سپاہ کیساتھ ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ء کو مقابلہ کی غرض سے علی وال گیا۔ خوب آتش کارزار گرم ہوی۔ انگریزی سپاہ نے علی وال کو لیا اور سکھ دریا کے پار بھاگے۔ بیسیون سیکڑون ڈوب گئے۔ علی وال کی لڑائی کا اثر فوراً یہہ ہوا کہ ستلج کی انگریزی عملداری کے طرف کے تمام قلعے خالی ہوگئے۔ اور سارا ملک انگریزون کے قبضہ مین آگیا۔ اور دربار لاہور کانپ اٹھا۔ لال سنگھ وزیر اعظم اپنے عہدہ سے معطل ہوا۔ گلاب سنگھ جمون سے لاہور آیا۔ اوس نے سپاہ کو سمجھایا۔ اور اوسکی حماقت پر افسوس کیا۔ پھر اوس نے سر ہنری ہارڈنگ سے مصالحت کی کارروائی شروع کی۔ گورنر جنرل نے جواب دیا کہ پہلے سپاہ خالصہ کو موقوف کیا جائے گلاب سنگھ نے لکھا کہ اس سپاہ کے موقوف کرنے مین ہم بے اختیار ہین کیونکہ سپاہ خالصہ سب پر غالب ہے۔ وہ کسی سے مغلوب نہین ہوتی۔

اس اثنار مین۔ پھر سکھون نے فیروزپور سے بیس میل کے فاصلہ پر سبراؤن مین ایک دمدمہ بنایا۔ اور تیج سنگھ کے ماتحت ۱۵ ہزار سپاہ یہان پر انگریزون سے لڑنیکی تیاریان کرنے لگی۔ جب انگریزی فوج کو

اسکی خبر ہوئی تو اوس نے خود بھی مقابلہ کے لیے حرکت کی - اور مقابلہ ہونے پر خوب جوش و خروش کے ساتھ طرفین نے جنگ کیا - آخر انگریز فتحیاب ہوئے تیج سنگھ بھاگ گیا - اور شام سنگھ (جو اٹاری کا راجہ دربار کا طرفدار تھا) نے بہادرانہ لڑکر جان دی - اس جنگ مین انگریزون کے ۶۰ توپین ۲۰۰ شتری زنبورکین بہت سے علم اور اسباب حرب و ضرب افراط کیساتھ ہاتھ لگا - اور اس فتح سے سکھون کی سپاہ بالکل شکستہ و پراگندہ ہوگئی - اب گورنر جنرل نے ستلج کو سٹلج کے پار اتارا - اور ۱۱ فروری ۱۸۴۶ء کو قصور پر قبضہ کیا - اتنے مین سکھون کے ایلچی آئے - اور صلح کی گفتگو کی - مگر گورنر جنرل نے ایک اشتہار دیا جسمین ظاہر کیا گیا کہ سکھون نے ۱۸۰۹ء کے عہدنامہ کے خلاف انگریزون پر حملہ کیا - اسلیے اب گورنمنٹ کا منشا یہ ہے کہ تحصیل تاوان جنگ دامن و عافیت رکھنے کے لیے لاہور کی مملکت مین سے ایک حصہ برٹش گورنمنٹ اپنے قبضہ مین لے لیگی - مجبوراً رانی اور دربار نے راجہ گلاب سنگھ - دیوان دینا ناتھ - فقیر نورالدین - سردار سلطان محمد خان بارک زئی کو گورنر جنرل کے پاس مصالحت کے بھیجا جو گورنر جنرل کے پیش کردہ شرایط کو منظور کرلیا - ۱۸ فروری ۱۸۴۶ء کو مہاراج معہ گلاب سنگھ دھیان سنگھ وغیرہ گے گورنر جنرل کی ملاقات کو آئے - اور اپنے قصور کی معافی چاہی - اسکے بعد لاہور مین قلعہ اور شہر کے دروازون پر انگریزی مسلمان نجیبونکی پلٹنین متعین کیگئین - اور اونکو حکم دیا گیا کہ کوئی مسلح سکھ شہر مین نہ آنے پائے - ۲۰ فروری کی صبح کو لاہور کے سامنے انگریزی سپاہ داخل ہوئی اور میانمیر کے میدانون مین اپنے خیمے گاڑے - ۵ مارچ کو گورنر جنرل نے لاہور مین پڑاؤ کردیا - ۹ مارچ ۱۸۴۶ء م ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ کو ایک دربار ہوا جسمین عہدنامہ پر طرفین کی دستخط ہوئے - اس عہدنامہ کے ۱۶ دفعات کا ملخص یہ تھا کہ مہاراجہ ہمیشہ کے لیے میدانی اور کوہستانی ملک کو جو دریائے بیاس اور ستلج کے درمیان واقع ہے - اور اس دوآبہ کے تمام قلعون - اور ملکون کی حکومت اور اپنے حقوق کو آنریبل کمپنی کے حوالہ کرتے ہین - اور تاوان جنگ جو ایک کروڑ پچاس ہزار روپیہ قرار پایا ہے

وہ اوانکرنیکی صورت مین اوسکے عوض ایک کروڑ روپیہ کا ملک ہمیشہ کے لئے کمپنی کو دیا جائے گا - سرکش سپاہ سے ہتیار لیکر اونکو موقوف کیا جائیگا - آیندہ صرف ۱۲ ہزار سپاہ رکھی جائیگی - ۳۶ توپین برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کردیجائینگی - جن دریاؤن پر برٹش کا قبضہ ہے اوسکا محصول دریائی برٹش ہی لیگی - اگر کسی ضرورت کیوقت برٹش سپاہ لاہور سے گزرے تو کوئی مزاحمت نکیجائیگی - اور رسد و باربرداری کا بخوبی انتظام کردیا جائیگا - برٹش گورنمنٹ کی بلا منظوری کسی یوروپین کو نوکر نہین رکھا جائیگا - مہاراجہ گلاب سنگھ والی جمون کی ریاست آیندہ دربار لاہور کے ماتحت نہین سمجھی جائیگی - بلکہ وہ آزاد رہیگی - وغیرہ وغیرہ -

اس عرصہ مین ۱۱ مارچ کو لاہور گورنمنٹ نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ مہاراجہ کی ذات اور دارالسلطنت کی محافظت کے لئے جبتک دوسری سپاہ کا انتظام نہو انگریزی سپاہ متعین کیجائے - چنانچہ اس درخواست کی بنا پر عہدنامہ بالا کی مندرجہ دفعات کے ساتھ - اور (۸) دفعات بڑہائے گئے - جسکا مطلب یہہ تھا کہ صرف ایک سال کے لئے حسب ضرورت انگریزی سپاہ لاہور مین رکہی جائیگی - اور وہ سپاہ قلعہ اور شہر لاہور پر بالکل قابض ہوگی - اور لاہور کی سپاہ شہر کے اندر سے نکال دیجائیگی - اور انگریزی سپاہ کا خرچ مہاراجہ کو ادا کرنا پڑیگا - وغیرہ وغیرہ -

جب گورنر جنرل نے لاہور کے معاملات سے فراغت پائی تو ۱۵ مارچ ۱۸۴۶ء کو مہاراج کا خطاب گلاب سنگھ کو دیا گیا - اور اوسکے ساتھ ہی ۱۶ مارچ کو ایک عہدنامہ لکھا گیا - جسکا ماحصل یہہ تھا کہ مہاراجہ گلاب سنگھ اور اوسکے وارثون کو ہمیشہ کے لئے تمام کوہستانی ملک مع اوسکے توابع کے برٹش گورنمنٹ حوالہ کرتی ہے - جو دریائے سندہ کے مشرق - اور دریائے راوی کے مغرب مین واقع ہے - جسمین چمبا داخل ہے - مگر لدہول خارج - اور اس ملک کے معاوضہ مین گلاب سنگھ سرکار انگریزی کو پچہتر لاکھ روپیہ نانک شاہی ادا کرینگے - اور سالانہ نذرانہ ایک گھوڑا - ۱۲ عدد

نسل کی شالی بہیڑین جنمین چہہ نر اور چہہ مادہ ہون - اور تین جوڑے کشمیری شال کے گورنمنٹ کو دئے جائین گے وغیرہ وغیرہ -

اب اسکے بعد گورنر جنرل نے سرجان اٹ لمگو لاہور کی سپاہ کا سپہ سالار مقرر کیا - اور کرنیل ہنری لارنس کو لاہور کا زیڈنٹ قرار دیا - اور (۲۵۰) تو پین (جو سکھون سے لیگئی تہین) لاہور سے کلکتہ بھجوائین انگلینڈ سے اس فتح عظیم کے شکریہ مین گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کو پیرکا - ہنری ہمنٹ کو پیرونٹ کا جنرل گلبرٹ کو نائٹ کا خطاب آیا - جتنے سپاہی لڑائی مین شریک تہے - اون مین سے ہر ایک کو ایک میڈل - اور بارہ مہینہ کا پورا بہتہ دیا گیا - اور صوبہ کشمیر مین جو دربار کے طرف سے شیخ امام الدین حاکم تہا - اوسکو گورنر جنرل نے حکم دیا کہ کشمیر کا قبضہ گلاب سنگہہ کو دیدے مگر اوس نے لال سنگہہ اور رانی کے خفیہ خطوط کی بنا پر قبضہ دینے سے انکار کیا - جسکی سرکوبی کے لئے ہنری لارنس انگریزی فوج لیکر کشمیر گئے - لیکن لڑائی نہین ہوئی - اور امام الدین خوف کے مارے ہنری لارنس کے پاس حاضر ہوگیا - اور وہ خفیہ خطوط پیش کردیا - ہنری لارنس نے کشمیر پر گلاب سنگہہ کو قبضہ دلاکر مراجعت کی - اس کے بعد گورنر جنرل کے حکم سے اون خطوط کی کمیشن کے ذریعہ تحقیقات ہوی - اور لال سنگہہ مجرم قرار پایا - آخر عہدۂ وزارت سے اوسکو معزول کرکے دو ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیگئی - اور بنارس کو جلاوطن کیا گیا -

چونکہ اسوقت مہاراجہ کی عمر نو سالہ تہی - اور بعض خود سر و نالایق سردارون کیوجہہ سے روزانہ ایک نہ ایک فساد کہڑا رہتا تہا - اسلئے گورنر جنرل نے تمام سردارونکو جمع کرکے کونسل آف ریجنسی کے قایم کرنیکی تجویز کی - جسکو اکثر سردارون نے پسند کیا - اور پہر ایک جدید عہدنامہ اسکے انتظام کے متعلق بہیروں وال مین مرتب کیا گیا - جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ مہاراجہ کے بلوغ تک یہ ریجنسی قایم رہیگی - اور اسکے ممبر مجلس رزیڈنٹ ہونگے - جنکو انتظام سلطنت مین سیاہ و سپید کرنیکا

حق حاصل رہیگا - اور کونسل رجنسی کے اول ممبر لفٹ سردار تیج سنگھ - سردار شیر سنگھ (اٹاری والا) دیوان دینا ناتھ - فقیر نورالدین - سردار رنجیت سنگھ (کلووالا) سردار رنجور سنگھ (مجیٹھیہ) بھائی بہادر سنگھ سردار عطر سنگھ - سردار شمشیر سنگھ (سندیہ سیانوالا) رہینگے - اور برٹش گورنمنٹ کو لاہور اسٹیٹ ۲۲ لاکھ روپیہ نانک شاہی سالانہ دو قسطون مین ادا کریگی - رانی کو اوسکے اور اوسکے وابستون کے خرچ کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ دئے جائینگے - وغیرہ وغیرہ -

بموجب ان گورنر جنرل نے ہنری لارنس کے چھوٹے بھائی جان لارنس کو پنجاب کا نیا ملک جو حال ہی کا دوآبہ ہاتھ آیا تھا - اوسکا کمشنر مقرر کردیا - اور این روئے سٹلج کے اضلاع کے پولیٹیکل انتظامات میجر میکسن کے سپرد ہوے - اتنے مین ۱۸۴۶ء کے ختم ہونے سے پہلے ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو رپورٹ کی کہ جبتک رانی اپنی عداوت و نفرت سے باز نہین آتی - کیونکہ اوسکا عاشق زار لال سنگھ نکال دیا گیا - اور اوسکو سلطانی اختیارات سے محروم کردیا گیا ہے - اسلئے اوس نے رزیڈنٹ ہنری لارنس) کو بھگانے لگانے اور تیج سنگھ کو قربانی بنانے کی تجویز مین کر رہی ہے - چنانچہ ۸ اگست کو تیج سنگھ کے راجہ ہونیکی تقریب مین سکھ سردارون اور انگریزی افسرون کا مجمع ہوا - ایک گھنٹہ تک مہاراجہ کا انتظار کیا گیا - مگر رانی نے عمداً مہاراجہ کو روکے رکھا - اور رانی کے بہکانے پر مہاراجہ نے تیج سنگھ کے ماتھے پر راجگی کا تلک لگانے سے انکار کیا - آخر ایک گرو نے اوسکی پیشانی پر تلک لگایا - جس سے مہاراجہ کی حقارت ہوی اور رانی کی سازشین ظاہر ہوگئین - اب بہتر یہ ہے کہ رانی کو مہاراجہ سے علیحدہ کردیا جائے" گورنر جنرل نے اس رپورٹ کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ رانی کو قیدیونکے طرح لاہور سے شیخاپور بھیجدیا جائے چنانچہ ہنری لارنس نے اوسکی تعمیل کردی -

۱۸۴۷ء کے اواخر مین مولراج* دیوان ملتان نے دربار اور رزیڈنٹ لاہور کو اطلاع دی

* ستمبر ۱۸۴۴ء مین ساون مل دیوان ملتان کو ایک آدمی نے مار ڈالا - اب اوسکی جگہ اوسکا بیٹا مولراج دیوان ہوا

کہ افزایش خراج کیوجہ سے میرا استعفا منظور کرلیا جائے - اور مجھے ایک جاگیر مرحمت ہو - اور پہلے حساب کے دینے پر مجبور کیا جاؤں گا لیکن رزیڈنٹ نے اسمین دخل دینے سے انکار کردیا - اور دربار نے اوسکا استعفا طلب کیا جب استعفا اوس نے بھیجدیا تو اوسکی جگہہ دربار نے سردار کہان سنگھ کو تنخواہ مقرر کرکے روانہ کیا پانچ سو سپاہ اور سرکار کمپنی کے دو افسر ونس اگنیو اور لفٹنٹ انڈرسن بھی ہمراہ کردئے گئے -

لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل

اس اثنا رمین ۱۲ جنوری ۱۸۴۸ء کو لارڈ ڈلہوزی بعہدہ ملکہ معظمہ گورنر جنرل مقرر ہوکر ہندوستان

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۸۶) - چونکہ وہ بہت بڑا دولت مند تہا - اسلئے دربار نے اوسکی جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ طلب کیا - جب اوس نے اس رقم کثیر کے دینے سے انکار کیا تو آخر یہہ فیصلہ ہوا کہ اوس رقم کا پانچوان حصہ ادا کیا جائے - ابھی یہہ رقم ادا نہیں ہوئی تھی کہ پنجاب مین سپاہ خالصہ اور انگریزی فوج کی لڑائیان ہونے لگین - جس سے یہہ کارروائی ناتمام رہگئی - جب دربار نے گورنر جنرل سے معاہدہ کرلیا - اور پنجاب مین امن وامان ہوگیا تو پہر مولراج سے نذرانہ کا اٹہارا لاکھ روپیہ سالانہ طلب کیا گیا - اب مولراج نے اوسکے بھی دینے سے انکار کردیا - جس پر دربار نے جنگ کے لئے سپاہ بہیجی - جنگ کے مقام پر مولراج نے اوس سپاہ کو شکست دیدی جسکے باعث اوسکے علاقہ سے ضلع جہنگ علیحدہ کرلیا گیا - اور باقی ملک پر تہائی خراج بڑہایا گیا - اب مولراج نے انگریزی گورنمنٹ سے اس مقدمہ کے فیصلہ کی درخواست کی اور زر مطالبہ کو باقساط ادا کرنیکا وعدہ کیا اب دربار نے اوسکا مقبوضہ ملک صرف تین سال کے لئے اوس پر بحال کیا - مولراج اس پر بھی راضی ہوگیا - مگر برٹش گورنمنٹ کی کفالت چاہی برٹش گورنمنٹ نے اس امر کو منظور نکیا - اسکے بعد مولراج ملتان کو چلا گیا - اور وہان سے استعفا دینا چاہا - باقی حالات متن مین ملاحظہ ہون ۱۲ مولف -

اور لارڈ ہارڈنگ رخصت ہوے - سرہنری لارنس رزیڈنٹ لاہور بھی رخصت لیکر لارڈ ہارڈنگ کے ساتھہ ولایت چلے گئے - اور اونکی جگہہ سر فریڈرک کیری رزیڈنٹ لاہور مقرر ہوئے -

جب سردار کہان سنگھ معہ دونون انگریزی افسرون کے ملتان پہونچا تو مولراج نے نہایت عاجزی وانکساری کیساتھہ اون سے ملاقات کیا - اور قلعہ کی کنجیان اونکے حوالہ کردین اسکے بعد ایک سپاہی نے آنگلینو صاحب کو زخمی کیا - اور دوسرے سپاہی نے انڈرسن صاحب کو بھی مارا - مولراج کے ایک رشتہ دار نے دونون کو ہاتھی پر ڈالکر عیدگاہ کو (جہان لاہور کی فوج کا کیمپ تھا) روانہ کیا - آنگلینو صاحب نے اس حالت مین بھی اس واقعہ کی رپورٹ رزیڈنٹ لاہور کو بھیجی - اور جنرل کورٹ لینڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان مین - لفٹنٹ ایڈورڈس کو بنون مین اطلاع دی - مولراج سے مجرمون کو مانگا - اوس نے جواب دیا کہ قلعہ کی سپاہ سرکش ہوگئی ہے - مجرمون کے حوالہ کرنیمین مجبوری ہے - آپ اپنی حفاظت کرین - اتنے مین ۲۰ اپریل کی شام کو باغیون نے عیدگاہ پر حملہ کیا - اور آنگلینو صاحب و انڈرسن صاحب کے سر کاٹ لے گئے - اور وہ دونون سر مولراج کے پاس پہونچے تو اوس نے اس کام کے کرنے والون کو بہت سا انعام دیا - اودہر لفٹنٹ ایڈورڈس مسلمانون کی سپاہ بہرتی کرکے مینون سے نکلے - کوڑا خان (جو قوم کہوسہ کا سردار تھا) بھی انکے ساتھہ ہوگیا - جب یہہ ڈیرہ غازی خان پر پہونچے تو وہان کے حاکم لونگامل نے جلال خان تغاری تمن دار کی کمک سے ایڈورڈس کی سپاہ پر حملہ کیا - خوب گھمسان لڑائی ہوئی - اور کوڑا خان کی بہادری سے دشمنونکو شکست ہوی - لونگامل گرفتار ہوگیا - اس بہادری کے صلہ مین کوڑا خان کو عالیجاہ کا خطاب دیا گیا اور بہت بڑی پنشن جاگیر عطا ہوی - اتنے مین جنرل کورٹ لینڈ بھی ڈیرہ اسماعیل خان سے نواب بہاولپور کی فوج لیکر آپہونچے - اب یہہ دونون آگے بڑہے - اودہر سے مولراج کی فوج جنرل رنگ رام کے ماتحت مقابلہ کے لئے آئی - کیری مقام پر لڑائی ہوی دشمنون کی فوج نے شکست پائی

جنرل رنگ رام بھاگ گیا۔ اور اس شکست سے سندھ اور چناب کے درمیان کا کل ملک۔ اور چناب وستلج کے درمیان کا تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ۲۰ جون کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے بھی لفٹیننٹ ایڈورڈس کی اطاعت قبول کی۔ اور ۲۲ جون کو شیخ امام الدین ۴ ہزار سکھوں کی فوج لیکر لاہور سے آیا۔ اور انگریزی فوج کے ہمراہ ہوگیا۔ مولراج نے مہاراج سنگھ گرد کے جوش دلانے پر یکم جولائی کو سدوڈا سام کے مقام پر ۱۲ ہزار سپاہ سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ بڑے شور و زور سے لڑائی ہوئی۔ آخر مولراج شکست پاکر ملتان بھاگا۔ اور ہر لاہور میں سکھ سرداروں اور رانی نے انگریزوں کے قتل کی سازشیں شروع کیں۔ لیکن اسکا بھانڈا بہت جلد پھوٹ گیا۔ پندرہ مجرم گرفتار ہوے۔ جنمیں گنگا رام دوانی کا وکیل تھا اور کاہن سنگھ (سکھوں کے توپخانہ کا سابق کرنیل) کو تو فوراً پھانسی دیدیگئی اور رانی فیروزپور بھیجی گئی۔ اسکے بعد رزیڈنٹ نے چتر سنگھ کے بیٹے شیر سنگھ کو ایک لشکر کے ساتھ انگریزی فوج کی مدد کو ملتان بھیجا۔ اور اسکے علاوہ لاہور و فیروزپور سے سات ہزار سپاہ اور ایک لائق توپخانہ بھی روانہ کیا۔ اب یہ تمام فوج عنکر قلعۂ ملتان کا محاصرہ کرلی۔ اور مولراج کو قلعہ خالی کرنیکا حکم دیا گیا۔ مگر جب وہ نہ مانا تو حملہ کرکے پہلے ہمند کر بھی کو فتح کیا۔ اتنے مین شیر سنگھ دغابازی کرکے مولراج سے مل گیا۔ اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے نام سے قومی علم بلند کیا گیا۔ اب تک تو صرف ملتان کی لڑائی تھی۔ مگر اب یہان سے تمام پنجاب کا ملک بگڑ گیا۔ اور چاروں طرف سے سکھوں نے بغاوت و سرکشی پر کمر باندھی۔ چتر سنگھ (جو شیر سنگھ کا باپ تھا) نے ہزارہ مین فساد برپا کیا۔ اور شیر سنگھ اپنے باپ سے ملنے کے لئے ملتان سے چلا گیا۔ اب سکھوں کی اس بغاوت و سرکشی مین کسر یہہ رہگئی تھی کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ انکے پاس نہ تھا۔ کیونکہ رزیڈنٹ نے مہاراجہ کو قیدیون کی طرح چوکی پہرہ مین رکھا تھا۔ ادھر گورنر جنرل نے بھی کلکتہ سے حرکت کی اور بیس ہزار فوج معہ ایک سو توپخانہ لیکر سکھوان کے مقابلہ کو نکلا۔ مگر گورنر جنرل کے آنے تک رام نگر مین شیر سنگھ سے لارڈ گاف نے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی۔ پھر یہان سے شیر سنگھ شادلا پور گیا۔ جہان جنرل تھیک ویل نے

اوسکو شکست دی - اور جرنیل وش صاحب نے بھی کی سپاہ آتے ہی ملتان کا محاصرہ سختی کے ساتھ شروع کیا اور پہلے ہی دفعہ ساون مل کے مقبرہ اور ٹیلی مسجد و خاص عام باغ کو لے لیا - جامع مسجد کا ایک برج جو اڑایا گیا تو مولراج کا میگزین بھی اڑ گیا - ۲ جنوری ۱۸۴۹ء کو انگریزون نے شہر پر قبضہ کر لیا - آخر مولراج مجبور ہو کر بلا کسی شرط کے اپنے کو جرنیل کے حوالہ کر دیا - اور اوسکی تمام سپاہ نے اپنے ہتیار انگریزی افسرون کے سپرد کر دئے - گو ملتان مین بہت دولت جمع تھی - مگر جنرل نے اپنی سپاہ کو اوسکے لوٹنے کی ممانعت کر دی - اور وہ تمام زر نقد و اسباب دربار کی باقیات مین دیدیا گیا - ۲۶ جنوری کو انگلینو اور انڈرسن کی لاشین قبر سے نکال کر فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیگئین - اسکے بعد چیلیان والا مین لارڈ گاف نے سکھون سے مقابلہ کیا - جہان انگریزی سپاہ کو بہت نقصان اوٹھا کر پسپا ہونا پڑا - اس عرصہ مین دوسرے مقامات پر جو سرکشیان اور فسادات ہو رہے تھے - اونکے حالات یہہ ہین کہ چتر سنگھ پشاور داخل ہو کر سلطان محمد خان کے ذریعہ میجر لارنس کو بلا کر نظر بند کر لیا - نکلسن پٹھان سوارون کے ساتھ سکھون سے لڑتا بھڑتا لاہور چلا گیا - اور ہربرٹ اٹک کے قلعہ سے باہر نکل گیا - بہائی مہاراج سنگھ گردنے اپنے چیلون کو جمع کر کے بہت کچھ فساد برپا کیا - اور ریاست نورپور کے وزیر کے بیٹے رام سنگھ نے آوارہ گردون کے ایک گروہ کو جمع کر کے قلعہ شاہ پور لے لیا - جے سون تارپور کیوٹی کے راجاؤن نے سرکشی اختیار کی - جنکا برنز صاحب نے خوب زور توڑا - اس اثنا مین لندن سے جنرل لارڈ گاف کی جگہہ لارڈ گف کمانڈر انچیف افواج ہندوستان مقرر ہو کر روانہ ہوے کیونکہ جب ولایت مین چیلیان والا کے جنگ کی شکست کی خبر پہونچی تو وہان کے لوگون کو خیال ہوا کہ اسکا باعث لارڈ گاف کی سستی اور ضعیف العمری ہے - مگر اوس جدید کمانڈر انچیف کے ہندوستان پہونچنے تک یہان لارڈ گاف نے ہی تمام جنگ کا خاتمہ کر دیا - جسکا ذکر آگے آئیگا -

اسوقت شیر سنگھ گجرات مین آکر ٹہرا - اور اوسکا باپ چتر سنگھ بھی وہان پہونچ گیا - اب سکھون نے امیر دوست محمد خان کو پشاور لینے کی تحریص دلا کر اپنی مدد پر کابل سے بلایا - اور وہ بیچارہ ان سکھون کے

دہوکے مین آکر سندہ پر سفر کیا۔ اور اٹک کو فتح کرلیا۔ اسکے بعد اپنے بیٹے اکرم خان کو تین ہزار درانی سپاہ کے ساتھ خیر سنگھ کے لشکر مین بھیجا۔ ۲۱ تاریخ کو سکھہ اور افغانون نے انگریزون سے جنگ عظیم کی۔ لارڈ گاف نے اپنی سپاہ کو اس خوبی کے ساتھ لڑایا کہ دوپہر کے قبل دشمن پریشان ہوکر بھاگ گئے اور بہت سا اسباب انگریزون کے ہاتھہ لگا۔ اور افغان گجرات سے نکل کر درہ خیبر کو چلے گئے۔ سکھون کا خاتمہ ہوگیا۔ خالصہ کا زور ٹوٹ گیا۔ شیر سنگھ نے اپنے کو انگریزون کے حوالہ کردیا۔ اور سکھون کی ۱۶ ہزار سپاہ نے معہ ۳۴ توپون کے برٹش جنرل کے قدمون پر اپنے ہتیار رکھہ دیئے۔ اب گورنر جنرل نے پنجاب سے سکھون کی عملداری کو بالکل برخاست کرکے انگریزی عملداری مین الحاق کرلیا اور لاہور مین ایک دربار منعقد کرکے مہاراجہ دلیپ سنگھ کی پنشن پانچ لاکھہ روپیہ سالانہ قرار دی۔ اسوقت مہاراجہ کی عمر ۱۲ سال تھی وہ اسی وقت عیسائی ہوگیا۔ اور گورنر جنرل کیساتھہ ولایت گیا۔ ڈاکٹر سرلوجن اوسکی تربیت و تعلیم کیلئے مقرر کیا گیا۔ جب یہہ مہاراجہ بڑا ہوا تو ملکۂ معظمہ کا درباری اور اسکاٹ لینڈ کا اشراف مالک زمین ہوگیا۔ جب دلیپ سنگھ معزول ہوا تو گورنمنٹ کا پچاس لاکھہ روپیہ تنخواہ سپاہ کے بابتہ قرضہ تھا۔ جسکے عوض اوسکا تمام مال و اسباب ضبط کرلیا گیا۔ اور دنیا کا مشہور الماس کوہ نور۔ (جسکو رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع سے لیا تھا) بھی ہاتھہ آیا۔ گورنر جنرل نے وہ الماس ملکۂ معظمہ کے پاس لندن بھیجدیا۔ جو تاج شاہی مین نصب کیا گیا۔ لارڈ ڈلہوزی کو مارکوئس۔ لارڈ گاف کو وسکونٹ۔ گلبرٹ وہیلر کو گرینڈ کراس اوبتھہ۔ کیمبل وچیپ دیلیر جنرل وش کو نائٹ کمانڈر۔ گاف کے کپتانون کو کمپینیون آف آرڈر کے خطابات عطا ہوئے۔ نواب بہاول پور کو ایک لاکھہ روپیہ کا ملک دیا گیا۔ اور تمام خرچ سپاہ کا ملا۔ شیخ امام الدین بھی انعام پایا۔ چھتر سنگھہ اور راجہ کے دو بیٹے شیر سنگھہ و عطر سنگھہ کے تمام جاگیرات ضبط کرلئے گئے۔ اور اونکے گذارہ کے لئے تھوڑی زمین دیدیگئی۔ اور اپنے گانون اٹاری مین رہنے کا حکم ہوا۔ اسکے چند روز بعد جب شیر سنگھہ و لال سنگھہ نے امرتسر مین اور حاکم رائے نے سیالکوٹ مین فسادہ

پروازی کی تو انگریزی افسرون نے اونکو گرفتار کرلیا - اور قلعۂ فورٹ ولیم مین قید کئے گئے اور وہین مرگئے - مولان کی نسبت کمیشن نے پھانسی کا حکم دیا - مگر پھر وہ جلاوطنی سے مبدل ہوا - اس اثنا مین موت نے اوسکا خاتمہ کردیا پنجاب کے انتظام کے لئے چند افسرون کا ایک بورڈ مقرر کیا گیا - اور وہان کی کل رعایا سے ہتیار لے لئے گئے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار ہتیار جمع ہوے - جنمین اسکندر کے زمانہ کے ہتیار تین صدی پیشتر حضرت عیسٰی کے بھی تھے - لاہور مین تیس کے قریب نانک شاہی روپیہ مختلف قسم کا چلتا تھا وہ موقوف کرکے انگریزی سکہ جاری کیا گیا - اور پنجاب کی آمدنی جو الحاق کے وقت ۱۳ لاکھ تھی - وہ ۱۸۵۶ء تک ۲۰۵ لاکھ ہوگئی - ۱۸۵۳ء مین گورنر جنرل نے بورڈ کو موقوف کرکے جان لارنس کو پنجاب کا چیف کمشنر مقرر کردیا - اور انتظام کی حالت کو بالکل بدلدیا - اسی زمانہ مین رانی جنڈان عرف رانی چاند کنور نے (جو بنارس مین بحالت جلاوطنی رہتی تھی) ہیس بدلکر نیپال گئی - اور وہان سازش کا بازار گرم کیا - گورنمنٹ نے اسکا تمام اسباب بنارس مین ضبط کرکے ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن مقرر کردی - آخر وہ مجبور ہوکر اپنے بیٹے کے پاس ولایت چلی گئی - اور نابینا ہوکر ۱۸۶۳ء مین انتقال کی -

۱۸۴۸ء مین جب ستارہ کا راجہ آپا صاحب (جو سیواجی کی اولاد مین تھا) لاولد مرگیا - تو اوسکی رانی کو متبنا کرنے کی اجازت نہین دیگئی - اور گورنر جنرل نے ستارہ کو انگریزی عملداری مین داخل کرلیا - ۱۸۵۰ء مین آفریدیون نے سر اوٹھایا - جارج لارنس نے انگریزی فوج سے اونکی سرکوبی کرنی چاہی - خوب لڑائیان ہوئین - مگر آفریدی مطیع نہین ہوے - اس اثنا مین بہوپال و نیپال کے درمیان جو سکم کی چھوٹی ریاست ہے وہان کے راجہ نے ڈاکٹر ہوکر کیمبل کو قید کرلیا - انگریزی فوج نے وہان جاکر راجہ کو بھگادیا - اور دارجلنگ کے قبضہ کا کرایہ جو گورنمنٹ اپنی خوشی سے راجہ کو چھ ہزار روپیہ سالانہ دیتی تھی وہ موقوف کردیا گیا - کھانڈ قوم سے انسانی قربانی کی علت چھوڑائی گئی - چنانچہ کمنڈی کا مذموم رسم مہریاہ (دختر کشی) موقوف کیا گیا - اور میسور مین جو راجہ کی ظلم و زیادتی سے رعایا سرکش ہوگئی تھی - اوسکا انسداد کیا گیا - کہ راجہ کرشنا راج

تخت سے اتار دیا گیا۔ اور ۱۴ لاکھ روپیہ سالانہ اوسکی پنشن مقرر کیگئی۔ اور تمام انتظام گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ مین لے لیا۔

برہما کی دوسری لڑائی

۱۸۵۱ء مین برہمیون نے انگریزی جہازون کے مالکون کو گرفتار کرلیا۔ اور رنگون کے تاجرون کو بہت ستایا تو گورنر جنرل نے گورنمنٹ برہما کو لکھا۔ کہ اس نقصان کے معاوضہ مین ۱۰ ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرے۔ اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے۔ جب یہہ پیام راجہ کے پاس پہونچا تو اوس نے منظور کرلیا۔ مگر ۶ جنوری ۱۸۵۲ء کو جب کپتان لیمبرٹ گورنر آوا سے ملنے گیا تو وہ اوس سے عمداً نہین ملا۔ اور کپتان کی سخت تذلیل کی۔ پھر کیا تھا کم موڈور لیمبرٹ نے تمام انگریزی سوداگرون اور رعایا کو اپنے جہاز مین سوار کرا لیکر آگے بڑھا۔ جس پر برہمیون نے توپ کے گولے برسانا شروع کیا۔ اب تو پوری لڑائی شروع ہوگئی۔ اور اسکی خبر گورنر جنرل کو ہوی تو وہ خود فوج لیکر پہونچے۔ کیونکہ اسوقت کوم صاحب کمانڈر انچیف سندہ مین تھے۔ چنانچہ گورنر جنرل نے پہونچتے ہی پہلے پیگو ڈون پر حملہ کرکے اوسکو فتح کرلیا۔ پھر پیگو ڈا پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد برہمیون نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ مگر انگریزی فوج نے اونکو پسپا کردیا۔ اور برہمیون کا بہت سا اسباب یعنے ۹۲ بندوقین و آہنی توپین۔ ۸۲ جنگل* اور سیکڑون چقماقی بندوقین بارود گولے انگریزون کے ہاتھ لگے۔ ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون نے بسین کو لے لیا۔ جس سے تمام سواحل بحری سیندوانی سے مول مین تک برہمی راجہ زرین پا کے جوتے کے تلے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اسطرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی ہوی۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے ہم قوم برہمیون کی حکومت و ظلم سے سخت ناراض تھے

* جنگل ایک ہتیار ہوتا ہے جسکو دیوار مین لگاکے اوسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق و لوٹی ہوی دھاتون کے ٹکڑے یہ خون کی بہری ہوی بوتلین اور کٹی ہوی گولیون کے بکس بھر کر پھینکے جاتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

اور انگریزی فوج کی مدد سے راجہ تہارا داوی کی سپاہ کو ان اضلاع سے نکالنے پر تیار تھے۔ جو سو برس پہلے تمام برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہان یہہ امر قابل اظہار ہے کہ پیگو اور آوا۔ مین یہہ تعلقات تھے کہ انھین کبھی پیگو پر آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا۔ ۱۷۵۷ء مین المپیرا نے پیگو کو بالکل فتح کرکے آوا کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ اور ان دونون شہرون مین ہمیشہ کیس مین جنگ و پیکار رہتی تھی۔ الحاصل متعدد لڑائیون کے بعد ۲۱ ڈسمبر ۱۷۵۲ء کو صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی عملداری مین داخل کیا گیا۔ اور یہی سپاہ یہان سے نکالدیگئی۔ اور اس فتح سے ارکان اور مولمین کے درمیان سواحل بحری پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ اور دریائے ایراوتی مین پردیسی تجارت کا دروازہ کھل گیا۔ بعدازان کئے مہینے تک لڑائی نہین ہوی۔ اس اثنا مین آوا کا نیا راجہ جو اپنے بھائی کو تخت سے اوتار کر راجہ ہوا تھا۔ اوس نے انگریزون کے پاس اپنے سفیر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ میادے اون سے نہ لیا جائے۔ پیگو مین بسین یا کوئی اور بندرگاہ اون کے پاس رہنے دیا جائے۔ گورنر جنرل میادے دینے پر راضی ہوگیا۔ مگر باقی پیگو پر برابر قبضہ رکھنا چاہا۔ جسپر ایلچیون نے کہا کہ اگر پیگو بھی دیدیا جائے تو بہت سا زر نقد اوسکے معاوضہ مین دیا جائیگا۔ مگر یہہ درخواست گورنر جنرل نے نامنظور کی۔ اور پندرہ مہینے کے بعد اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ اسمین دو کروڑ روپے گورنمنٹ کے خرچ ہوگئے۔ لیکن ایک اچھی وسعت کا صوبہ گورنمنٹ کے ہاتھہ آیا۔

۱۸۵۳ء مین راگھوجی بھونسلہ راجہ ناگپور بعمر ۴۴ سالہ لاولد مرگیا۔ اس نے بھی کوئی تبنیٰ نہین لیا تھا۔ اگر لیتا تو بھی کیا ہوتا۔ کیونکہ گورنر جنرل کے پاس تبنیت کوئی چیز ہی نہین تھی۔ چنانچہ ریاست ستارا کو اسکے قبل اونہون نے انگریزی عملداری مین ملالیا تھا۔ اب ریاست ناگپور بھی ضبط کرلی۔ اور اسکے ساتھہ اعلان کردیا گیا۔ کہ اگر کوئی راجہ لاولد مریگا تو اوسکی ریاست ضبط کرلیجائیگی۔ اسی سال ۱۸۵۳ء مین یہہ کارنظام سیہ (یہہ) نواب ناصر الدولہ بہادر تنخواہ کنٹنجنٹ کے قرضہ کی ادائی مین اضلاع برار و رائچور و نلدرگ بھی لے لئے گئے جسکے تفصیلی واقعات برار کے حالات مین درج ہین۔ ۱۸۵۴ء مین

علاقہ بند یلکھنڈ کی ایک چھوٹی ریاست جھانسی کا راجہ گنگا دھر لاولد مرگیا - اور یہہ بھی مثل ستارہ و ناگپور کے انگریزی عملداری مین لے لیگئی - رانی نے بہت کچھہ واویلا مچایا - مگر گورنر جنرل نے ایک نہ مانی - اس اثنار مین راجپوتانہ کی ایک چھوٹی ریاست قرولی کا راجہ نوجوان مرگیا - اسکو بھی مثل دوسری ریاستون کے گورنر جنرل نے ضبط کرنا چاہا - جس سے راجپوتانہ کی تمام ریاستون مین تہلکہ پڑگیا - مگر سر ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ نے یہہ لکھا کہ راجپوتانہ کی ریاستین سرکار کمپنی کی عملداری سے صدہا سال پیشتر سے چلی آتی ہین - اسلئے انکا نابود کرنا مناسب نہین ہے - کورٹ ڈائرکٹرون نے بھی اتفاق کرلیا جس سے گورنر جنرل کو اسکی ضبطی مین ناکامی ہوی - اور راجہ کا بھائی مدن پال ریاست پر بیٹھا - مگر اس زمانہ مین سنبھل پور کی ریاست راجہ نراین سنگھ کے مرنے سے ضبط کرلیگئی - اتبک تو گورنر جنرل نے لاولد راجاؤن کی ریاستون کو ضبط کیا تھا - اسکے بعد بڑے بڑے پنشن یابون پر بھی ہاتھہ پھیرنا شروع کیا - چنانچہ جب باجے راؤ پیشوا (جسکو آٹھہ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن ملتی تھی) بٹھور مین مرگیا - تو اسکی پنشن اوسکے پسماندون پر جاری نہین کیگئی - حالانکہ پیشوا نے اپنی زندگی مین ایک لڑکے کو متبنے کیا تھا - اور وصیت نامہ مین یہ لکھا تھا کہ "دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا گنگا دھر راؤ چھوٹا بیٹا - اور رسد اشیوراؤ پنت دادا دوسرا بیٹا ہے - اوسکا بیٹا نیڈو رنگ راؤ میرا پوتا ہے - پس یہہ تینون بیٹے اور ایک پوتا میرے مالک ہین - اور دوندو پنت نانا پیشوا بوجہ کلانیت گدی کا وارث ہے" لیکن گورنر جنرل نے اس وصیت نامہ کا کچھہ بھی لحاظ نہین کیا - اور پنشن کا کوئی حصہ اوس کے خاندان پر جاری نہین کیا - البتہ بٹھور کی جاگیر نانا صاحب کے قبضہ مین دیدی - یہ امر یہان قابل ذکر ہے کہ باجے راؤ متوفی نے جنگ افغانستان کے وقت گورنمنٹ کو پانچ لاکھ روپیہ قرضہ دیا تھا - اور پنجاب کی لڑائی کے وقت ایک ہزار سوار و ایک ہزار پیدل اپنے ذاتی اخراجات سے ملازم رکھکر گورنمنٹ کی امداد کو تیار ہوگیا تھا - مگر گورنر جنرل نے اون خیر خواہیون کا بھی کوئی خیال نہین کیا -

چونکہ پیشوا کو معقول پنشن ملتی تھی - اور وہ زیادہ مصرف بھی نہ تھا - اسلئے اوس نے تقریباً ۳۰ لاکھ روپیہ جمع کیا تھا - جبکا مالک نانا صاحب ہوا - اور پنشن کی اجرائی کے لئے گورنر جنرل کے فیصلہ کا اپیل ولایت مین کورٹ ڈائرکٹروں کے پاس ایک مسلمان عظیم اللہ خان کو بھیجکر دایر کیا - لیکن کامیابی نہین ہوی آخر تھک کر بیٹھہ گیا - اسی زمانہ مین کرناٹک کے نواب اور تنجور کے راجہ نے لاولد انتقال کیا - گورنر جنرل نے فوراً اونکی پنشن موقوف کردی - اور خطاب و منصب بھی ضبط کرلیا - لیکن اراکین خاندان کے نام مختصر پنشن جاری کی -

الحاق اودہ (لکھنؤ)

اس اثنار مین اودہ کی بدانتظامیون کی کیفیت اور وہان کے عہدہ دارون کے ظلم و ستم کی کہانی - بادشاہ وقت (واجد علی شاہ) کے لہو و لعب کی سرگذشت گورنر جنرل کو معلوم ہوی تو اونہون نے اب بالکل اودہ کی بادشاہی کا نام ملیامیٹ کردینا چاہا - کیونکہ اوسکے قبل لارڈ ولزلی لارڈ ولیم بنٹنگ - لارڈ آک لینڈ نے اپنے اپنے عہد گورنر جنرلی مین اودہ کے شاہان وقت کو اس بدنظمی اور ظلم و ستم و لاپروائی کی نسبت بہت کچھہ ہدایتین کی تھین - مگر کسی شاہ وقت نے بھی اونپر عمل نہین کیا - جب واجد علی شاہ کا زمانہ آیا اور بدنظمی روبہ ترقی نظر آئی تو لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے لکھنؤ پہونچکر واجد علی شاہ کو بہت کچھہ ڈانٹ ڈپٹ بتلائی - اور نصیحت و ہدایت کی - جس سے وہ ایسا ڈر گیا کہ گورنر جنرل کے روبرو زبان سے کچھہ بول نہ سکا - اور ایک کاغذ کے تختہ پر یہہ لکھا کہ مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون - آپنے جو صلاح و مشورہ دیا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ باپ بیٹے کو دیتا ہے - اسکا مین ضرور لحاظ رکھونگا - مگر پھر وہ سارنگ و ستار راگ و رنگ مین ایسا مصروف ہوگیا - کہ اوسکا خیال نہ رکھا - اتنے لارڈ ڈلہوزی کے گورنر جنرلی کا زمانہ تھا - اور اونکی پالیسی سے ہمارے

ناظرین اس کے قبل کے واقعات دیکھکر خود سمجھ سکتے ہین - الحاصل اب گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کی منظوری سے یہہ فیصلہ کیا کہ اودہ سرکار کمپنی کے ملک مین الحاق کیا جائے - اور کرنیل اوٹرم رزیڈنٹ اودہ کو اپنے ارادہ کی اطلاع کی - اور اس جدید عہدنامہ پر بادشاہ کی دستخط لینے کے لئے حکم دیا - چنانچہ کرنیل اوٹرم ۴ فروری ۱۸۵۶ء کو بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لئے محل پر پہونچے - جہان بادشاہ اور اوسکے بھائی اور بعض معتمد وزرا نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا - اب رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کا حکم بادشاہ کو بتلایا - بادشاہ نے حکم دیکھتے ہی اپنی دستار اتار کر رزیڈنٹ کے ہاتون مین رکھ دی - اور کہا کہ "بٹش کو اختیار رہے کہ میرے ساتھ اور میرے ملک کے ساتھ جو چاہین کرین - مین صرف یہہ چاہتا ہون کہ انگلینڈ جاؤن اور تخت کے آگے اپنا دردبیان کرون" - رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ "آپکو اختیار رہے جہان چاہین جائین - اب آیندہ آپکو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کریگا" - گو بادشاہ نے عہدنامہ پر دستخط نہین کیا - اور نہ اوس وظیفہ کو قبول کیا - مگر اسکے بعد ۱۳ فروری ۱۸۵۶ء کو اودہ کا الحاق ہوگیا - چند روز کے بعد واجد علی شاہ معہ اپنے وزیر علی نقی خان و متعلقین کے ولایت کے ارادہ سے وخانی جہاز مین سوار ہوا - لیکن جب وہ کلکتہ آیا تو دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا - یہان کی آب ہوا اوسکو ایسی بھائی کہ آخر دم تک یہین کا ہو رہا - البتہ واجد علی شاہ کا بیٹا (ولیعہد) اور اوسکی مان یہہ دونون انگلینڈ گئے - ملکہ معظمہ سے چند منٹ کی ملاقات ہوی نذر پیش کی - مگر اپنے مقصد مین کامیاب نہوے - افسوس ہے کہ اس مشن نے اس سفر مین فقط اپنا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان بھی اوٹھایا - چنانچہ بادشاہ کا ولیعہد اور اوسکی مان دونون وہین مرگئے اور سپیری لاجیس کے قبرستان مین دفن ہوے -

اب گورنر جنرل نے ممالک مغربی و شمالی مین بندوبست و مالگزاری کا انتظام کیا - اور تعلقدار جو اپنے تعلقہ کی رعایا پر ظلم و ستم کرتے تھے - وہ حقوق تعلقداری سے محروم کئے گئے - اور اُن کے

دیہات تعلقداری کا ایسا بندوبست ہوا کہ تعلقدار وںکے پاس روپیے کے چار آنے رہگئے۔ معاوضہ دانعامات دلاخراجی زمینات تمام ضبط کرلیگئین۔ برہمنون کی پنڈتائی موقوف ہوی۔ ہندو بیواؤن کی دوبارہ شادی کرنیکے متعلق ایک ایکٹ جاری ہوا۔ اور عورتونکو اپنے فعل کی مختاری دیگئی۔

اب ہم یہان پر چند مفید اصلاحات و رفاہ عام کے کامون کی تفصیل (جو لارڈ ڈلہوزی کے عہد گورنر جنرلی کے ہین) لکھتے ہین۔ یعنے پہلی ریل ہندوستان مین گریٹ انڈین پنشولا ریلوی ۱۸۵۳ء مین بمبئی سے تھانہ تک جاری ہوی۔ اور رفتہ رفتہ اسقدر بڑھی کہ تمام ملک مین ریل ہوگئی۔ چنانچہ ۱۹۰۰ء مین (۲۴۰۰۰) میل ریل تیار تھی۔ اور تمام بندرگاہون کو بھی آزاد کردیا گیا۔ تار کا انتظام ایسا ہوا کہ اسکی بدولت انگریز عذر مین کامیاب ہوے۔ اسوقت ہندوستان مین (۱۳۰۰۰) میل تار لگا ہوا ہے۔ ڈاکخانے قایم کیے گئے۔ اور نیم آنہ کے ٹکٹ پر خطوط کا جانا قرار پایا۔ اب تو ڈاکخانے بہت کچھ ترقی پاگیا ہے۔ اور ایک بڑی بہاری سنڈوکی دوکان وتجارت کی کوٹھی ہوگئی ہے بہت سی چیزین اوسکی معرفت فروخت ہوتی ہین۔ لوگون کا روپیہ اوسمین برابر جمع ہوتا (سیونگ بنک) ہوتا ہے۔ جان تک کا بھی بیمہ اوس مین ہونے لگا ہے۔ الحاصل صیغہ تعمیرات بھی اسی گورنر جنرل کے زمانہ مین قایم ہوا۔ ہر احاطہ مین انجنیری کے مدرسے قایم کیے گئے۔ گنگا کی نہر ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے خرچ سے تیار ہوی۔ ہگلی پر ایک عالیشان پل بنایا گیا۔ بہت بڑی بڑی عمارتین تعمیر ہوئین۔ کالکتہ بمبئی۔ مدراس مین تین یونیورسٹیان قایم کیگئین۔

ازل کیننگ گورنر جنرل

۲۹ فروری ۱۸۵۶ء کو ارل کیننگ بعہد ملکۂ معظمہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور

لارڈ ڈلہوزی ولایت چلے گئے - ابھی ارل کیننگ نے گورنمنٹ ہوز مین قدم رکھا ہی تھا کہ ایران کے ساتھ پرخاش کی نحوست کا آغاز ہوا - چنانچہ جب گورنر جنرل کو معلوم ہوا کہ ایران نے ہرات پر چڑھائی کی ہے تو اوس نے بمنظوری کورٹ ڈائرکٹرز اس مہم کی سپہ سالاری کرنیل اوٹرم کے تفویض کی

پس کے واقعات یہ ہین کہ جب افغانستان پر انگریزون نے قبضہ کیا تو یہہ بات ٹھہری کہ سدوزئی شاہ کامران ہرات کا فرمانروا رہے - لیکن اوسکا وزیر یار محمد ہمیشہ یہہ کہتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے حوالہ کرتا ہون - لیکن جب انگریزون نے افغانستان کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی برائے نام بادشاہی سے اپنے تئین آزاد کرکے خود فرمانروائی شروع کی - دس برس کے بعد جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جانشین ہوا - چونکہ اوسمین فرمان روائی کی لیاقت نہ تھی - اسلیے اوس نے ہرات کو ایران کے حوالہ کردیا - ۱۸۵۲ء مین ایران کی سپاہ نے ہرات پر قبضہ کرلیا - مگر جب برطانیہ اعظم نے ایران کو دھمکایا تو اوس نے بمجبوری ہرات سے اپنی سپاہ ہٹالی - اور معاہدہ کیا کہ ہرات آزاد رہیگا - اسکے بعد طہران مین سفارت انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوی - اور جنگ کریمیا کے خاتمہ پر جب روسیون کا قبضہ ایشیا مین قبرس پر ہوا تو ایران نے برٹش کی دوستی مین کوئی فائدہ نہ دیکھا - اور روسیون کا دامن پکڑا - ۱۸۵۵ء مین سفارت انگلشیہ پر طعنہ زنی ہوئی - اور سفیر ترکستان کی سرحد مین چلا گیا - اور ہرات مین ایسی سرکشی ہوئی کہ - یار محمد کا بیٹا مارا گیا - اور اوسکی جگہہ یوسف خان جانشین ہوا - جو سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کامران کا بھتیجا تھا - ایران تو اول ہی سے ہرات پر دانت لگائے بیٹھا تھا - اب قندہار پر بھی اوس کی نیت دوڑی - لیکن امیر دوست محمد خان نے جب ۱۸۵۵ء مین اوس کا سوتیلا بھائی قندہار کا فرمانروا کہن دل خان مرگیا - تو قندہار کو کابل مین داخل کرلیا - اور ایران نے خلاف معاہدہ ہرات پر فوج بھیجدی - جس سے یوسف خان گھبرایا - اور دوست محمد خان کو امداد کیلئے بلایا - اتنے مین یوسف خان کا مدارالمہام حیلی خان اوسکو قید کرکے دشمنون کے کیمپ مین بھیجدیا - کیونکہ اوسکو یہہ خوف ہوگیا تھا کہ کہین یوسف خان ہرات کو دغابازی کرکے اہل ایران کے حوالہ نکردے - باقی حالات

متن مین ملاحظہ فرمائیے ۱۲ مولف -

اور یہہ قرار پایا کہ امیر دوست محمد خان کو پشاور کانفرنس مین بلاکر اسکے نسبت مشورہ لیا جاے۔
الحاصل جب امیر کو بلایا گیا تو وہ معہ اپنے دو بیٹون و بعض چیدہ مشیرون و منتخب سپاہ کے سرحد
پر آیا۔ اور یکم جنوری ۱۸۵۷ء کو درۂ خیبر مین جان لارنس اور سر ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور سے
ملاقات کی۔ جب امیر سے ہرات کا ذکر چھیڑا گیا تو اوس نے جواب دیا کہ انگریز خلیج فارس کیطرف سے
حملہ کرین۔ اور مجھے روپیہ اور ہتیار دین تو مین ہرات کی دیوار ونکی بنیاد کو اوکھیڑ کر پھینک دونگا۔ اور
رقم و ہتیار کی تعداد جب امیر سے پوچھی گئی تو اوس نے پہلے ۶۴ لاکھ روپیہ سالانہ (جبتک لڑائی
ختم ہو) امداد طلب کی۔ اور پچاس توپین ۸۰ ہزار بندوقین بہت سا سامان جنگ مانگا۔ لیکن
بعد مین چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ تا اختتام جنگ پر تصفیہ ہوگیا۔ گورنر جنرل نے
اسکی منظوری بھی دیدی۔ ۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء کو طرفین کے دستخطون سے عہدنامہ بھی مرتب ہوگیا
اسکے بعد امیر اپنے وطن کو چلا گیا۔ اور بمبئی سے انگریزی سپاہ بوشہر پر حملہ کرنیکے لیے روانہ ہوی۔ پہلے
انگریزی سپاہ نے جزیرہ کرک لے لیا۔ اور دو چار لڑائیون کے بعد بوشہر بھی فتح ہوگیا۔ ۶۵ توپین
اور بہت سا سامان ایرانیون کا ہاتھہ آیا۔ پھر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوی۔ اسیطرح دو
چار لڑائیون کے بعد ہمرہ پر بھی انگریزون نے قبضہ کرلیا۔ آخر ایرانی مجبور ہوکر صلح کے خواستگار ہوے
اور ۴ مارچ ۱۸۵۷ء کو انگلش و ایرانی کمشنرون نے عہدنامہ پر دستخط کیا۔ جسمین شاہ ایران نے یہہ
وعدہ کیا کہ آیندہ وہ ہرات اور کسی اور افغانی صوبہ پر دعوے نہین کریگا۔ بعد ازان ایرانی ہرات
سے چلے گئے۔ اور انگریزی فوج بھی وہان سے برخاست ہوگئی۔ اب امیر نے اپنے بھتیجے احمد خان کو ہرات

* امیر دوست محمد خان جو سکھون کے ساتھہ ملکر انگریزی فوج سے لڑا تھا اوسکی صفائی اسکے قبل ہی ہوگئی تھی۔ یعنے
۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات مین دوست محمد خان اور سرکار انگلشیہ کے مابین
اتحاد و مصالحت کا عہدنامہ ہوگیا تھا۔ ۱۲ مولف۔

حاکم مقرر کیا۔ اور ایران کی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

واقعات غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ

اس عالمگیر غدر کا آغاز اپریل ۱۸۵۷ء سے ہوا۔ اور آہستہ آہستہ بڑھتا چلا۔ اس اثنا میں نامعلوم چپاتیوں کی تقسیم بھی۔ تمام دیہات و قصبات میں جابجا نہایت سرعت کیساتھ ہوئی۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء

* یوں تو انگریزوں کے عہد میں ۱۸۵۶ء سے ۱۸۵۹ء تک یعنے اس ایک صدی میں اکثر مختلف سنین و متفرق مقامات پر گورکی سرکشیاں۔ اور ہندوستانی سپاہ کی بغاوتیں ہوئیں۔ جنکا دسیوقت انسداد ہوگیا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کا غدر تمام ہندوستان میں عالمگیر تھا۔ شاذونادر ہی مقامات اس غدر کے اثر سے محفوظ رہے۔ مگر وہ بھی بالکل ایسے محفوظ نہیں رہے۔ بلکہ بغاوت شروع ہوتے ہی وہاں کے لائق حکام یا مدبر والیان ریاست اور انکے ہوشیار مددگار الہامون نے اپنی ہوشیاری دلیاقت و دلیری سے اوسکو فرو کردیا۔ جس سے اوسکے جانسوز شعلے بلند ہونے نہ پائے۔ اب ہم یہان پر اون سابقہ سرکشیون اور بغاوتون کے معدودے چند نام معہ وجوہ لکھتے ہین۔ (۱) بمقام بنگال گورے اور ہندوستانی سپاہ حصول انعام کے لئے (۲) بنگال کے انگریزی افسر ڈل ہوزی کی موقوفی پر (۳) ہندوستانی افسرون کے تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی کے موقع پر (۴) ۱۸۵۶ء میں ساحل مدراس کی سپاہ ان قواعد کے پاس ہونے پر کہ قواعد کے وقت قشقہ نہ لگائین اور بالی نہ پہنین ٹہڈی پر واڑہی نہ رکھین۔ انگریزی گول ٹوپی پہنین۔ (۵) ۱۸۶۴ء میں بمقام بارک پور نصف بہتہ کے حکم پر (۶) سندہ۔ پنجاب۔ اودھ کے الحاق پر۔ انکے علاوہ حیدرآباد دکن۔ نندیدرگ۔ پالی ام کوٹا۔ مدراس۔ پٹنہ کے مقامات پر بھی چھوٹی چھوٹی سرکشیان ہوئین۔ اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے اسباب یہ بتائے جاتے ہین کہ جب موریشس۔ وجاوا کی لڑائی مین جو فرانسیسون سے ہوئی بنگال کی سپاہ نے جہاز مین سوار ہونے سے انکار کردیا تو ایک ایکٹ پاس ہوا۔ جسمین عام بہرتی ہونے مین سمندر جانیکی شرط لگائے گئی۔ پھر سکھون کی بہرتی ہوئی۔ عیسائی مذہب کی اشاعت مین انگریزون نے سرگرمی بتلائی۔ راجپوتانہ کی پولیٹکل جھوٹی افواہ اڑی

میرٹھہ کی سپاہ نے بغاوت کی - پھر تو تمام ہندوستان مین بغاوت پھیل گئی - چنانچہ میانمیر - گوبند گڈہ - فیروزپور - پھلور - پشاور - راول پنڈی - نوشہرہ - جالندھر - لدھیانہ - بارک پور - انبالہ - وانا پور - پٹنہ - آرہ - بہار - آگرہ - کوالیار - علی گڈہ - بلند شہر - مین پوری - اٹاوہ - بھرت پور - متہرا - بنارس - جھانسی - بندیلکھنڈ - لوگاؤن الہ آباد - باندہ - مالوہ - فتحپور - اندور - سیہور - بھوپال - جے پور - جودہ پور - الور - اودیپور - لکھنؤ - کانپور - پالامئو - سنگھابھوم - روہیلکھنڈ - نگینہ - بھیلی - آوا - کولہاپور - سیتل پور - سیمل پور - اسیرگڈہ مندسور - دھارمہد پور - بان پور - للت پور - ساگر - ناگپور - جبل پور - چندیری - جالون - نرسنگ پور - ناگور - راحت گڈہ - رتنہ گڈہ - گڑھاکوٹہ - کڑوی - ڈیرہ اسماعیل خان - اٹاوہ - آگرہ - ساسیہ - بوندی - جھالرپٹن - پرتاب گڈہ - اندگڈہ - اعظم گڈہ - جونپور - سہارنپور - مظفرنگر - شاہجہانپور - دہلی - بدایون - مرادآباد - بجنور - فتح گڈہ - فرخ آباد - ملاؤن - ہردوئی - محمدی - بہرائچ - بٹھولی - فیض آباد - مالاپور - سلطان پور - سلونی - دربار - پوروا وغیرہ وغیرہ مین بغاوت کا خوب زور و شور ہوا - البتہ بعض اضلاع (وہان کے لایق حکام کے حسن تردد اور بہادری سے) اور ہندوستانی ریاستین اس بلائے بیدرمان سے محفوظ رہین - خصوصاً اس موقع پر ریاست سرکار نظام (حیدرآباد دکن) تو نواب سر سالار جنگ اعظم مدارالمہام دکن کی مدبری اور فراست کے باعث بغاوت سے کوسون دور اور بالکل مستثنیٰ تھی - جسکا اعتراف خود گورنمنٹ آف انڈیا - نے نہایت قابل قدر اور قیمتی الفاظ مین کیا ہے -

اس بغاوت کے بڑے مقامات دہلی - کانپور - لکھنؤ تھے - جنکے حالات قابل تحریر ہین - خصوصاً دہلی کے واقعات کا لکھنا ضرور ہے - کیونکہ یہ مقام شاہان مغلیہ کا دارالسلطنت ہے - اور خاندان

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۱) ۱۸۵۷ء مین اگر یزون پر بوجہ ایک صدی گزرنیکے زوال آنیکی پیشین گوئی کیگئی - چلے کارتوس جس مین سور اور گائی کی چربی لگی ہوئی تھی دیسی سپاہ کو دیئے گئے - وغیرہ ۱۲ مولف -

مغلیہ کا آخری بادشاہ (بہادر شاہ) اسی مقام پر تھا۔ جسکو ان باغیوں نے چند روز تک جبراً اپنا بادشاہ بنا رکھا تھا۔ چنانچہ ۱۱ مئی سے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء تک یعنے چار مہینے چار روز بہادر شاہ نے باغیوں کی وجہ سے فرمان روائی کی۔

دہلی کے باغی سپاہ کی تعداد صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ مگر اندازہ پندرہ ہزار سے تیس ہزار تک کیا گیا ہے اور مرزا خضر سلطان، جو باغی سپاہ کا جنرل تھا وہ اپنی تحریر میں پیدل ۱۰ یا ۹ ہزار اور سوار ۱۰ یا ۸ ہزار بیان کرتا ہے۔ اور جو باقی سپاہ کہ دہلی آئی تھی۔ وہ علی گڈھ بلند شہر۔ میرٹھہ۔ حصار۔ سرسیہ۔ رٹک کی متہرا۔ فیروزپور۔ انبالہ۔ ہانسی۔ بریلی۔ نصیرآباد۔ بیجی۔ جالندھر کی تھی۔ اور انمین خاص دہلی کے باغی بھی شریک تھے۔ الحاصل میرٹھہ* کی سپاہ نے باغی ہوکر انگریزی افسروں اور انکے میموں بچوں کو مارا۔ اور وہاں سے نکلکر دہلی پہونچے۔ اس عرصہ میں دوسرے اضلاع کے باغی بھی آپہونچے۔ اور دہلی کی سپاہ بھی باغی ہوگئی۔ بس پھر کیا تھا فوراً ان باغیوں نے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ (بہادر شاہ) کو

* میرٹھہ دہلی سے ۳۶ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں کی چھاؤنی بہت بڑی ہے۔ جسکا احاطہ پانچ میل کا ہے۔ ۱۲ واف

مذاسوقت بادشاہ کی حالت اور اوسکی عظمت و وقعت کی صورت حطرح تھی۔ وہ یہاں ناظرینوں کے معلومات کے لئے بیان کرنا ضرور ہے۔ الغرض پہلے عظمت و وقعت شاہی کا بیان سینے کہ اول ہی سے ہر ایک گورنر جنرل یعنی نے اپنے اپنے عہد میں بادشاہ کی تعظیم و تکریم وقتاً فوقتاً گھٹاتا رہا۔ جب لارڈ ایلن برا کی گورنر جنرلی کا زمانہ آیا تو اونہوں نے بادشاہ کے پاس نذر کا بھیجنا موقوف کردیا۔ جو عیدین و نوروز و سالگرہ کے موقعوں پر رزیڈنٹ کے معرفت گورنر جنرل کے کانڈر انچیف کی جانب سے داخل ہوا کرتی تھی۔ اور گورنر جنرل کی مہر میں جو فدوی خاص کے الفاظ تھے۔ وہ حذف کردئے گئے۔ اور ہندوستانیوں کو ممانعت کیگئی کہ وہ اپنی اپنی مہروں میں بادشاہ کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال نکریں۔ شاہی سکے جو دس پندرہ وضع کے مختلف مقامات پر مسکوک ہوتے تھے۔ وہ موقوف کردئے گئے۔ اور طرطاس مثلف ایجنٹ دہلی کو بادشاہ اپنے شئون میں فرزند ارجمند لکھتا تھا۔ جب ہارڈی صاحب ایجنٹ ہوکر آئے تو

جبراً محل سے بلاکر اپنا بادشاہ بنایا۔ اور دیوان خاص مین نذرین پیش کین ۲۱ توپ کی سلامی سر ہوگئی
اور بہادر شاہ کی بادشاہی کا ڈہنڈورا پیٹا گیا۔ دیوان عام و خاص مین ہندو باغیون نے اپنا بستر جمایا

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۳) اونہون نے بادشاہ کو ہدایت کی کہ آیندہ ہمکو آپکا فرزند بنانا منظور نہین۔ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ کی سواری نکلتی تو اوسکی جلوکاٹ کر کوئی انگریز نہین جا سکتا تھا۔ لیکن بعد مین یہہ قاعدہ توڑ دیا گیا۔ بہرحال بادشاہ کی عزت و وقعت کچھہ بھی باقی نہین رہی تھی۔

اب بادشاہ کی مالی حالت۔ اور موجودہ صورت کا ملاحظہ کیجی کہ بادشاہ کو گورنمنٹ انگریزی ایک لاکھہ روپیہ ماہانہ پنشن دیتی تھی اور دیڑھ لاکھہ روپیہ سالانہ کی آمدنی بادشاہ کو کوٹ قاسم سے ہوتی تھی۔ اسکے علاوہ شہر مین بتول شاہی کے کرایہ کی آمدنی علیحدہ بادشاہ کو ہوتی تھی۔ اس جملہ آمدنی مین سے ایک ہزار روپیہ ماہانہ بادشاہ کے بہتیجون کو جو لکھنؤ مین تھے۔ دینا پڑتا تھا۔ الحاصل اس اثنار مین بادشاہ نے ایک نوجوان امیرزادی زینت محل سے شادی کی۔ اوسکو ایک بیٹا جوان بخت نام پیدا ہوا۔ چونکہ یہہ زمانہ بادشاہ کی ضعیفی کا تھا۔ اسلیے زینت محل بادشاہ پر بہت حاوی تھی۔ اور اوسکا منشار یہہ تھا کہ بہادر شاہ کے بعد سب سے چہوٹا بیٹا جوان بخت بادشاہ ہو۔ چنانچہ ۱۸۴۸ء مین جب دارا بخت ولیعہد کا انتقال ہوا تو (اسوقت بہادر شاہ کی عمر ۷۰ سال سے زاید تھی۔) لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل نے مرزا فخرالدین فتح الملک کو (جو بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا ۳۰ سالہ جوان تھا) ولیعہد کرنا چاہا۔ کیونکہ یہ شاہزادہ انگریزون کی سوسائٹی کا بدل خلطان تھا۔ لیکن بادشاہ نے ناراضی ظاہر کی۔ اور یہہ بھی عذر کیا کہ اوسکی ختنہ ہونے سے ناقص الاعضا سمجھا جاتا ہے۔ اور تخت نشینی کے لئے صحیح الاعضا ہونا ضرور ہے۔ اسکے واقعات یہہ ہین کہ اکبر کے زمانہ سے یہہ مذموم رسم جاری ہوگیا تھا۔ کہ جو ولیعہد ہوتا وہ ختنہ نہین کراتا۔ بلکہ اکثر شاہزادے تخت و تاج کی ہوس مین اپنی ختنہ نہین کراتے تھے۔ الغرض بادشاہ کا یہہ عذر نامسموع ہوا۔ اور گورنر جنرل نے فتح الملک کو اس شرط پر ولیعہد بنا دیا کہ وہ اپنے بادشاہی کے زمانہ مین قلعہ کی بود و باش ترک کرے۔ اور قطب صاحب مین جاکر رہے۔ کیونکہ حسب رواج شاہان سلف بہادر شاہ قلعہ مین رہتا تھا۔ اور انگریزونکا ارادہ اوسکے بعد قلعہ پر قبضہ کرنیکا تھا۔ جب فتح الملک ولیعہد ہوگیا تو بادشاہ۔ اور زینت محل دستا فسوس ہاتھ ملکر رہگئے

اور اسکے بھی بیس گھوڑے باندھے۔ گو بادشاہ نے باغیون کے اس کارستانی کی اطلاع لفٹنٹ گورنر آگرہ کو کردی۔ مگر اوس پر کوئی توجہ نہین ہوی۔ اسوقت ہندو باغی بادشاہ پر ایسے حاوی ہوگئے تھے کہ جو چاہتے وہ بادشاہ سے کرا لیتے۔ بلکہ وہ خود اپنی خود مختاری سے کرتے تھے پہلے ان باغیون نے بادشاہ پر دباؤ ڈالکر ایک حکم یہ جاری کرایا کہ شہر مین یا اوسکے باہر کوئی گائی ذبح نکیجائے۔ اور بقرعید مین گائی کی قربانی نہو۔ بیلون پر جو کوڑا کرکٹ لادکر لیجانیکا دستور تھا وہ موقوف کرکے اونکے عیوض گدھون پر لیجانا قرار پایا۔ اور دس پانچ سایان گائی قصابون کو ان ہندو باغیون نے قتل بھی کرڈالا۔ اب مسلمانون نے ہندوؤن کی اس خودسری کا انسداد کرنیکے لئے مولوی محمد سعید کو اپنا پیشوا بناکر جامع مسجد مین ایک جھنڈا کھڑا کیا جب بادشاہ کو خبر ہوی

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۴) ۱۰ جولائی ۱۸۵۷ء کو فتح الملک کا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ اب بادشاہ نے اپنے آٹھ بیٹون کی دستخط سے ایک محضر تیار کیا جسمین تحریر تھا کہ ہم مرزا جوان بخت کی ولیعہدی پر راضی ہین۔ اور یہ محضر سر آکلف ایجنٹ دہلی کے پاس بھیجا گیا۔ مگر اوسکے دوسرے ہی روز مرزا قریش (عرف مرزا قویاش جو سب مین بڑا بیٹا تھا) نے ایجنٹ کو اطلاع دی۔ کہ بادشاہ نے ہماری تنخواہون کے اضافہ کا وعدہ کرکے محضر پر مہر کرالیا ہے۔ لیکن ہمین زینت محل کی سازش ہے۔ چونکہ مین سب مین بڑا ہون اسلئے ولیعہدی کا حق میرا ہے۔ گورنمنٹ انصاف کرے۔ اس عرصہ مین بادشاہ حفظ صحت و تفریح طبع کی غرض سے قطب صاحب مین جاکر رہا۔ اور وہان بڑے بڑے مکانات قلعہ کے مکانات کے نامون پر تعمیر کرانے لگا۔ اور ایک قبر بھی اپنے لئے سنگ مرمر کی وہان تیار کرائی۔ زینت محل بادشاہ کے ساتھ قلعہ یا قطب صاحب مین نہین رہتی تھی بلکہ وہ لال کنوے کی بڑی حویلی مین ہمیشہ سے مقیم تھی۔ اور ہر روز ۹ بجے بادشاہ کے پاس جاتی۔ اور سہ پہر سے اپنی حویلی کو واپس چلی آتی۔ اوسکی سواری مین ڈنکہ بجتا تھا۔ شہر والون نے اس ڈنکہ کی وجہ سے اوسکا نام ڈنکہ بیگم رکھدیا تھا۔ اسوقت بادشاہ خود قلعہ کا رہنا ترک کرکے بدشگونی کا باعث ہوا تھا۔ ۱۲ مولف۔

* وہابیون و جہادیون کا بھی دہلی مین مجمع ہوگیا تھا۔ چنانچہ اول سب سے مولوی رحمت اللہ کرانہ سے آیا۔ گراوس نے جہاد کے عیوض بلوہ کی صورت دیکھی تو واپس چلا گیا۔ پھر ٹونک سے وہابی آئے جنکے سرغنہ مولوی عبد الغفار۔ مولوی سرفراز علی

تو ہندو اور مسلمانون کی باہمی فسادات بڑھنے کے خیال سے ادسکو اکھیڑ ڈالا اور ہندوؤن کی خلوص دلی کے باعث جو شہر کے دوکانات بند ہوگئے تھے بادشاہ خود سوار ہوکر تمام بازارات کے دوکانات کو کھلوادیا اس اثنا میں ہندو باغیون نے پل نمک اور خزانہ کو لوٹا۔ میگزین کو اڑایا۔ جیل خانہ کے قیدی چھوڑ دئے دہلی گزٹ پریس۔ لوہارخانہ میگزین کا اسلحہ۔ اور دو بلی کالج کو غارت کیا۔ ٹیلیگراف کو توڑا۔ اور لوٹا۔ اور بہت سے انگریز اور ادکی بیبیون اور بچون کو جہان پایا وہان قتل کرڈالا۔ اور بہت سے انگریز مرد عورت اور ادکے بچون کو تلاش کرکے لایا۔ اور بادشاہ کے دیوان عام مین جمع کیا۔ اسکے بعد ان باغیون نے شہر کے مکانات کو لوٹا۔ اور بلا امتیاز ہندو اور مسلمانونکو قتل کیا۔ اس عرصہ مین بادشاہ کے پاس نیمچ۔ جہانسی۔ دیبالپور۔ الہ آباد۔ متہرا۔ بلند شہر۔ رڑکی۔ ہانسی۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ نظیر آباد۔ ساگر۔ جبلپور۔ فیروزپور۔ انبالہ۔ پہلور۔ سیالکوٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۵) مقرر ہوئے۔ اور باغی سپاہ کے افسران اعلیٰ بخت خان۔ غوث محمد خان۔ مولوی امام خان رسالدار نے ادکو مدد دی۔ اسکے بعد جے پور۔ ہانسی۔ حصار۔ ہوہاں سے بھی جہادی پہنچی۔ انکی اعانت تو بادشاہ نے کچھ بھی نہ کی کیونکہ خزانہ خالی تھا۔ البتہ نواب محی الدین خان و برنڈ بے صاحب نے دو ہزار روپے۔ اور حجۃ شریف دہلی کا ناموزد تنہا اپنے گھر کو صاحب فروخت کرکے ان جہادیون کے ساتھ شامل ہوگیا۔ اور جہاد کے نفوذ پر بخت خان نے کچھ جعلی اور کچھ اصلی مہرین ثبت کرائین چنانچہ بعض صدر الدین خان کو بھی مجبور کرکے اس پر مہر کرائی۔ لیکن مولوی محبوب علی و خواجہ ضیاء الدین نے ہرگز مہر نہ کی۔ الغرض جب فتح مل گیا تو ایک دو حملے ان جہادیون نے انگریزونکی فوج پر کیا۔ اسکے بعد ان جہادیون نے مسجدین سنبھالین۔ اور اختتام جنگ تک بھولے سے بھی لڑائی کا نام نہ لیا۔ ۱۲ سولف

نیز اس بغاوت مین باغیون کا بہت بڑا حصہ ہندو مذاہب کا تھا۔ اور مسلمان باغیون کی تعداد بالکل کم تھی۔ ۱۲ سولف

ان باغیون نے جو شہر کے اکثر مکانات کو لوٹا۔ اور ہندو مسلمانون کو قتل کیا اوسکے اسباب [illegible] اگر جس کسیکو انگریزی لباس پہنا دیکھا اوسکو وہین ڈھیر کردیا۔ اور انگریزون کی پناہ دہی یا انگریزون سے سازش کرنیکی جس کسی مسلمان یا ہندو کے نسبت خبر پائی فوراً اوسکے مکان پر چڑھ دوڑے اور اوسکو تباہ و غارت کیا۔ ۱۲ سولف

جہاں دار پنڈی۔ گوالیار۔ فتح گڈھ۔ مظفر نگر۔ گوڑگاؤن وغیرہ کے باغیوں کی عرایض آئین۔ اور محمود خان نواب نجیب آباد۔ رئیس بریلی۔ نواب رامپور۔ راجہ مین پوری نے بھی درخواستین بھیجین۔ رؤسار جھجر و بلب گڈھ و فرخ نگر نے بادشاہ کی امداد کے لیے سواروں کو روانہ کیا۔ اور راؤ تلا رام رئیس ریواڑی نے کئے ہزار روپے۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اشرفیان گذرانین۔ ان سب مین لکھنؤ کی نذر بہت بڑی تھی۔ جسمین سے سکہ کی اشرفیان۔ دو گھوڑے۔ دو ہاتھی۔ ایک کلاہ بیش بہا جسکو موتی لگے ہوئے تھے۔ ایک جقہ بازو بند الماس پیوند شامل تھے۔ اسکے بعد بادشاہ نے فوجی۔ اور رقمی امداد کے لئے والیان جے پور۔ جودہ پور۔ الور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ جیسلمیر۔ پٹیالہ۔ چھد۔ جھجر۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر۔ بریلی وغیرہ کو اپنے دستخطی نسخے لکھے جنکے جوابات صرف جھجر۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر۔ بریلی سے حسب دلخواہ آئے۔ مگر راجگان جے پور۔ الور۔ جودہ پور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ جیسلمیر۔ پٹیالہ۔ جموں وغیرہ نے بادشاہ کے شقوق پر التفات ہی نہین کیا۔ بعد ازان بادشاہ نے مفتی صدرالدین خان صدرالصدور۔ مولوی عباس علے صدر امین۔ رحیم علیخان منصف دہلی۔ مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار جہرولی کو بھی (جو سرکار کمپنی کے زمانین اون عہدون پر بیکار گذارتھے) اپنے اپنے مفوضہ کام کو انجام دینے کے لئے احکام بھیجا۔ لیکن کسی نے منظور نہین کیا۔ اور نواب امین الدینخان و ضیاء الدینخان جاگیرداران لہارو۔ نواب حسن علیخان برادر نواب جھجر نواب حامد علیخان کو دربار کی حاضری کے فرامین روانہ کئے گئے۔ گو یہ لوگ حسب الحکم حاضر بارگاہ شاہی تو ہوئے۔ لیکن کوئی درخواست وغیرہ اپنے متعلق نہین دی۔ اور جب بادشاہ نے ان لوگون سے روپیہ طلب کیا تو عذر کیا۔ جسپر مرزا ابو بکر رئیل باغیان نے چند سوارون کو بھیجکر حامد علیخان کے گھر کو تو لوٹ لیا۔ اور امین الدینخان و ضیاء الدینخان کے گھر کو لوٹنا چاہا تو اونہون نے مقابلہ کیا۔ جسکے باعث اونکا گھر غارتگری سے بچگیا

* یہ زمانہ وہ تھا کہ اکثر شاہزادے شہر کے ساہوکارون اور بڑے آدمیون کو لوٹتے پھرتے تھے۔ چنانچہ منشی کندن سنگھ۔ رائے جیون لال۔ راجہ داس گوکلوالہ۔ منشی آغا جان۔ منشی سعادت علی۔ (جو بڑی بڑی رقم والے تھے) ان شاہزادونکے

اس زمانہ کی گپ شپ جو شہر میں ارہی تھی اور سکایان بھی دلچسپی سے خالی نہوگا کہ دہلی کے صادق الاخبار اردو اخبار میں یہ خبریں شائع کیگئیں کہ شاہ ایران انگلک سے آگیا ہے۔ جسکے ساتھ پانچ لاکھ کا لشکر ہے۔ اور شاہ ایران کے حامی شہنشاہ فرانس و شہنشاہ روس اور سلطان روم ہیں۔ امیر دوست محمد خان والی کابل بھی انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں مدد دینے پر آمادہ ہے۔ اسکے علاوہ بعض اشخاص نے بہادر شاہ نعت اللہ ولی ہاسوی کے قصیدہ میں چند اشعار اپنے جانب سے ایزاد کرکے بطریق پیشین گوئی عوام کو بہکانے لگے۔ اور روز خواندوالا بنتی دہلی آکر اپنے کو خلیفہ سوات کا ایلچی بتلایا۔ اور یہ بیان کیا کہ چودہ سو ہادی مع نذر یہ خلیفہ کے پاس سے آنے والے ہیں۔ خود بادشاہ کے بیٹے مرزا حمید شکوہ مرزا مہر اور مرزا نجبت (جو لکھنؤ میں رہتے تھے) نے چوٹ موٹ بادشاہ کے شیعہ ہوجانیکی خبر اڑادی۔ اور حسن عسکری کے ذریعہ شاہ ایران سے مراسلات بھی ہونے لگی۔ بہرحال اسوقت تمام دہلی میں سازشوں کا بازار گرم تھا اور بادشاہ کے عزیز رشتہ دار۔ فرزند۔ برادر۔ اعزا۔ احباب۔ ملازم وغیرہ سب بغاوت میں شریک تھے۔ دہلی کی سازش۔ نامہ نگاری۔ وغیرہ میں ہر ایک حصہ لے رہے تھے۔ اور روزانہ ایک نئی خبر تراشتے تھے۔ اور ان سب میں بادشاہ مجبور۔ بے دست و پا کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔

اب یہاں پر کسیقدر انتظامی حالات بھی لکھے جاتے ہیں جو بادشاہ نے شہر دہلی اور اصلاح و باغی راجہ کی نسبت کئے تھے۔ بعض دمول الگذاری کے لئے راجہ تلارام جاگیردار لبواڑی کو سند دوام دیگئی۔ اور اودھ کا صوبہ ڈاکٹر وزیر خان (جو پہلے انگریزی علاقہ میں آگرہ کالج اسسٹنٹ تھا) مقرر ہوا۔ خان بہادر خان

نقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۷) ہاتوں سخت عذاب میں مبتلا تھے۔

باغی سپاہ کے افسر اعلے بھی شاہزادے تھے۔ چنانچہ بادشاہ کے بیٹوں میں مرزا مغل کمانڈر انچیف مرزا خضر سلطان جنرل۔ مرزا کوچک سلطان دہلی کی جنتوں کا کرنل۔ اور بادشاہ کے پوتوں میں مرزا ابوبکر سوار کا کرنل۔ مرزا عبداللہ عرف مرزا امنیڈ ہو۔ میرٹھ کی پلٹنوں کا کرنل تھا۔ ۱۲ مولف۔

(جو حافظ رحمت خان کی اولاد مین تھا) روہیلکھنڈ کی گورنری سرفراز ہوئی۔ اور علی قاسم کو اضلاع الہ آباد کا صوبہ
سنبھالا گیا۔ مولوی فیض اللہ و مرزا خضر سلطان اور رزا مغل عدالتی کام پر مقرر ہوئے۔ معین الدین حسن خان
خلف نواب قدرت اللہ خان شہر کا کوتوال قرار پایا۔ پھر وحید الدین خان کی سفارش سے قاضی فیض اللہ
کو توال ہوا۔ اور قاضی عبدالرحیم کو نائب کوتوال کی خدمت ملی۔ مگر بعد مین قاضی فیض اللہ نے خدمت
کوتوالی سے استعفا دیدیا۔ اور سید مبارک شاہ ساکن رام پور کوتوال ہوگیا۔ اور فوج کی رسد کا انتظام
محبوب علیخان وزیر سادر میر نواب پسر سید تفضل حسین وکیل کے تفویض ہوا۔

اس اثنا مین ہندوستان سپاہ نے تنخواہ کے لئے بادشاہ پر سختی شروع کی۔ لیکن خزانہ مین روپیہ کب تھا
مجبوراً بادشاہ نے ایک روپیہ نو آنہ فیصدی سود پر ساہوکارون سے کچھ قرضہ لیا۔ اتنے مین کوٹ قاسم
سے (جو بادشاہ کا علاقہ تھا) غلام فخرالدینخان تحصیلدار نے تیس ہزار روپیہ بھیجا۔ الغرض یہہ سب رقم
محبوب علیخان وزیر کے ذریعہ بادشاہ نے بحساب فی سوار نو روپیہ اور فی پیادہ سات روپیہ تقسیم
کرنیکا حکم دیا۔ مگر باغی سوارون نے تیس روپیہ ماہانہ کے حساب سے تنخواہ مانگی۔ اور فساد برپا کیا۔
آخر بیس روپیہ ماہانہ پر تصفیہ ہوا۔ اور تنخواہ تقسیم کردگئی۔

۱۴ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ کو محبوب علیخان (خواجہ سرا جو بادشاہ کا وزیر تھا۔) نے انتقال کیا۔ جو ایک مدت سے

* بادشاہ کو موکبی سے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ پنشن ملتی تھی وہ اوسکی اولاد و شاہزادون۔ اور ملازمون کی تنخواہ مین صرف ہوجاتی
تھی۔ اب جب خود رہا تو تمام شاہزادے اور ملازم پھر کے مرنے لگے۔ کیونکہ غدر کے پہلے کبھی تو پنشن نہین ملتی تھی۔ اور جسقدر لوٹ مار سے رقم
وصول ہوتی تھی وہ باغیون کے پاس تھی بادشاہ کو اوسمین سے ایک حبہ بھی نہین ملتا تھا۔ البتہ جو رقم کہ اوسکو بعض رؤسا اور والیان ریاست
کے پاس سے بلاور نذر روانہ یاد وصول ہوتی تھی۔ وہ اول ہی اوس نے اونہین باغی سپاہیون کی تنخواہ کے نذر کرچکا تھا۔ ۱۲ مولف

* سپاہ کی تقسیم تنخواہ کا کوئی باضابطہ حساب نہ تھا۔ اور اس باغی سپاہ مین بریلی کی باغی بریگیڈ پہنچے سے مزے مین تھی کیونکہ اوس نے اول ہی
۶ ماہ کی پیشگی تنخواہ بادشاہ سے لی تھی۔ اور اوسکے سپہ سالار کے پاس چار لاکھ روپیہ (جو غارتگری سے حاصل کیا گیا تھا) موجود تھا۔ ۱۲ مولف

مرض استقا مین مبتلا تھا۔ اسکا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکلا۔ شاہ کریم اللہ جہان آبادی کے مقبرہ مین (جو خاتم کے بازار مین ہے) دفن ہوا۔ سوم کی فاتحہ مین شہر کے تمام رئیس اور امرا آئے۔ ہزارہا آدمیون کا مجمع رہا۔

آغاز جولائی ۱۸۰۶ء مین بادشاہ کے پاس ایک شخص سخت خان نامی چند باغی سوارون کے ساتھ بڑے کروفر سے دہلی آیا۔ بادشاہ نے اوسکے استقبال کے لئے اپنے خسر نواب احمد قلی خان کو بھیجا۔ جب وہ آیا تو اوس سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے خاصہ سے ستر توڑے بھجوائے۔ اور تمام باغی سپاہ کا اوسکو افسر اعلےٰ قرار دیا۔

اب ہم بادشاہ اور اوسکی باغی سپاہ دہلی کے واقعات کو یہان چھوڑ کر انگریزون کے حالات لکھتے ہین کہ اس بغاوت کی خبر جب لارڈ کیننگ گورنر جنرل کو ہوئی تو اونہون نے اسکا انتظام کیا کیا۔ اور کسطرح باغیون کے سرکوبی کر کے اور سرنو دہلی کو فتح کیا۔ اور تمام ہندوستان کی بغاوت کسطرح رفع کیگئی۔ اور سرکشون کو کیا کیا سزائین دیگئین۔ الغرض جسوقت گورنر جنرل کو کلکتہ مین اس بغاوت کی خبر ہوئی۔ اور خود بنگال کی سپاہ بھی باغی ہوگئی تو گورنمنٹ فوج اور توپخانے۔ اور سکھ سپاہ سے (یہ لوگ باغی نہین ہوئے تھے) اس بغاوت کے انسداد پر کمر باندھی۔ اور جنرل این سن کمانڈر انچیف (جو اسوقت اپنے ہیڈ کوارٹرس اسٹاف کے ساتھ شملہ پر تھے) کو مناسب ہدایتین کین۔ اسکے علاوہ جنگ بہادر والی نیپال نے پانچ ہزار گورکھون کی فوج انگریزی سپاہ کی مدد کے لئے بھیجی اور مہاراجہ رنبیر سنگھ والی کشمیر نے میجر لارنس کے ماتحت جمون کنٹنجنٹ کو دہلی کی بغاوت فرو کرنیکے لئے روانہ کیا

---

* اسوقت محبوب علیخان وزیر کی قبر کا نشان بھی باقی نہین ہے۔ البتہ اوسکے نام سے ایک سرا سبزی منڈی مین مشہور ہے گو یہ خانہ سرا تھا۔ مگر بادشاہ کی عنایت سے وزیر سلطنت ہوگیا تھا۔ اور ملازمون کی تنخواہ اپنے زمانۂ وزارت مین ماہ بماہ تقسیم کرانیکی وجہ سے بہت نیکنام تھا۔ ۱۲ مولف

* سخت خان نے بادشاہ کے روبرو اپنا نسب تیمور سے ملادیا تھا۔ اور بادشاہ پر ایسا جادو کیا تھا کہ بادشاہ اوسکے مقابلہ مین شہزادون کی بھی کوئی بات نہین سنتا تھا۔ اور اوسکو فرزند کا خطاب عطا کر کے تمام باغی سپاہ۔ اور شہر دہلی پر نیم بادشاہ بنا دیا تھا۔ یہ شخص ایسا سفاک وظالم تھا کہ شہر والون نے اوسکا نام کمبخت خان رکھا تھا۔ ۱۲ مولف

سردار نیر خان - جہاراجہ پٹیالہ - راجہ جیند بھی معہ اپنی سپاہ کے انگریزی فوج کی اعانت کے لئے شریک ہوگئے - الحاصل کمانڈر انچیف معہ فوج و توپخانہ ۱۴ مئی کو شملہ سے نکل کر انبالہ آیا - اور وہاں سے کرنال گیا - افسوس ہے کہ یہاں ۲۷ مئی کو کمانڈر انچیف نے ہیضہ سے انتقال کیا - اب سر ہنری برنارڈ اسکا قایم مقام ہوا - اور دہلی کی جانب کوچ کیا - جب غازی الدین نگر (غازی آباد) پہونچا (جو ہنڈن کے قریب دہلی سے ۱۱ میل پر ہے) تو باغیوں نے مقابلہ کیا - خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا - اور باغی شکست کھاکر دہلی بھاگ گئے - پھر انگریزی سپاہ روزانہ باغیوں کو سپاہ کرتی ہوئی سلیم گڑھ کی - اور ۸ جون کو باولی کی سرائے پاس باغیوں سے ایک اور گھمسان لڑائی ہوئی - جب انگریزی فوج نے اسمیں بھی کامیابی حاصل کی تو آگے قدم بڑھایا - اور فتح گڑھ کے پاس ہندو راؤ کی کوٹھی میں مورچے جمائے - ۸ جون کو انگریزی سپاہ نے دہلی پر پہلا حملہ کیا - مگر نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑا - دوسرے روز باغیوں نے کوٹھی پر یورش کی انگریزی فوج نے بھی اچھی طرح مدافعت کی - آخر باغی ناکام واپس ہوے - اس اثنا میں ۵ جولائی کو سر ہنری برنارڈ کا بھی ہیضہ سے انتقال ہوگیا - اب جنرل ریڈ کے ہاتھ تمام فوج کی کمان تفویض ہوئی لیکن یہ بھی ۱۷ جولائی کو بیمار ہوکر شملہ چلے گئے - اور بریگیڈیر آرچ ڈیل سپہ سالار مقرر ہوئے - اور پنجاب سے جنرل نکلسن بھی معہ اپنی سپاہ کے کیمپ میں آگئے - اسوقت انگریزی لشکر میں ۸ ہزار سپاہی ۵۳۵ بیمار - ۳۰۴ زخمی موجود تھے - اور لڑائی کا سلسلہ باغیوں کے ساتھ روزانہ جاری تھا جسمیں طرفین کا نقصان کچھ کم و زیادہ ہوتا جاتا تھا - آخر ۱۴ ستمبر کو انگریزوں نے حملہ کرکے شہر کے بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا - اسکے بعد قلعہ اور سلیم گڑھ بھی فتح ہوگیا جس سے تمام شہر دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا - دوسرے روز بادشاہ مرزا الٰہی بخش

مرزا الٰہی بخش (ایسے نواب شمس الدین خاں بہادر کے داماد تھے) انگریزوں کو غدر کے زمانہ میں دہلی کے حالات کی اطلاع - اور ہر طرح مدد دیتے تھے - اسکے علاوہ انگریزوں نے دہلی میں ڈیڑھ سو ایک جاسوسی کا مقرر کیا تھا جسمیں دہلی کے چند آدمی معتبر تھے اور اخبار نگار و منشی وغیرہ بھی تھا جسکو مرزا الٰہی بخش اعانت و استداد کرتے تھے - ۱۲ مولف

کی صلاح سے ہمایون کے مقبرہ مین چلا گیا۔ اور باغیون کا سپہ سالار بخت خان بھی معہ اپنی سپاہ کے بادشاہ سے جدا ہوکر اپنا راستہ لیا۔ اب ہاڈسن صاحب (۵۰) سوار ہمراہ لیکر مقبرہ کو گئے۔ اور دو گھنٹہ کی پس وپیش کے بعد بہادر شاہ نے جان بخشی کے قول پر اپنے کو ہاڈسن صاحب کے حوالہ کیا۔ اور باہر آکر اپنی چاہتی بی بی زینت محل اور اوسکے بیٹے جوان بخت کی جانون کی امان کے وعدہ پر ہتیار بھی دیدئے ہاڈسن صاحب نے بادشاہ کو لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک کے راستہ شہر مین لاکر زینت محل کی حویلی مین نظر بند کیا۔ اور یوروپین گارڈ دروازہ پر متعین کردی۔ پہر اون مخبرون نے (جو بادشاہ کو گرفتار کرلایا تھا) ہاڈسن صاحب کو اطلاع دی کہ بادشاہ کے دو بیٹے۔ اور ایک پوتا جو انگریزون کے قتل مین حصہ لیتے تھے۔ مقبرہ مین موجود ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی ہاڈسن صاحب جنرل ولسن سے اونکے قتل کی اجازت لیکر معہ میک ڈونیلڈ و منشی رجب علی۔ اور مرزا الہی بخش کے مقبرہ مین پہونچا۔ اور تینون شہزادون مرزا مغل و مرزا خضر سلطان۔ مرزا ابوبکر کو گرفتار کرلیا۔ اور رتھون مین سوار کرکے دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر لایا۔ پھر اونکو رتھون سے اوتار کر برہنہ کیا۔ اور ایک سوار کی قرابین سے خود ہی ان تینون کو مار ڈالا۔ اور اُن لاشون کو کوتوالی مین لاکر ۲۴ گھنٹہ لٹکا رکھا۔

ہم یہان پر ناظرینون کی معلومات کے لئے۔ مقتولین ومجروحین وگم شدگان کا ایک نقشہ (جو ابتدا جنگ ۳۰ مئی سے دہلی کی تسخیر ۲۰ ستمبر تک ہوے) ذیل مین درج کرتے ہین۔

تفصیل	یوروپین فوج	ہندوستانی فوج	سوار	توپخانہ	انجینیر	سپاہی	افسران	عورتین	ہندوستانی	میزان
مقتول	۴۶	۱۴	۸۰	۷	۱۰۱۲	۸۶۵	۱۳۹	۵۷۲	۴۴۰	۱۰۱۲
مجروح	۱۴۰	۴۹	۲۰۷	۱۰	۲۷۹۵	۲۳۸۹	۱۸۶	۱۵۶۶	۱۲۲۹	۲۷۹۵
گم شدہ	۰	۰	۱	۰	۳۰	۲۹	۵۳	۱۳	۱۷	۳۰
میزان	۱۸۶	۶۳	۲۸۸	۱۷	۳۸۳۷	۳۲۸۳	۳۷۸	۲۱۵۱	۱۶۸۶	۳۸۳۷

الغرض اسکے بعد فتح کی توپین سر کیگئین۔ اور گورنر جنرل کو اس فتح کی اطلاع دیگئی۔ ۲۷ ستمبر کو اتوار کے روز

فتح کی شکرگزاری مین نماز پڑہی گئی - سرکولن کیمبل تمام سپاہ کے سپہ سالار اعظم مقرر ہوئے - کرنل برن شہر کے ملٹری گورنر قرار پائے - اب کرنل برن نے باغی سردارون کو پکڑ منگایا - اور اون سے قیمتی اسباب واشیا لیکر چھوڑ دیا - آخر دہلی کی یہ حالت ہوی کہ تمام شہر خالی ہوگیا - البتہ لالہ بھیرو داس گماشتہ کمسریٹ کی خیرخواہی کے باعث نیل کا کٹہرہ آباد رہا - اور اسکے علاوہ حکیم محمود خان کا مکان جسکو مہاراجہ پٹیالہ سے تعلق تھا بچگیا مرزا اسداللہ خان غالب بدرالدینخان مہرکن - اہل کمال ہونے سے محفوظ رہے - دیوان نہال چند دیوان مہاراجہ پٹیالہ کے مکانات بھی اس دارو گیر سے چھوٹے بہت سی شہزادیان - اور شریف زادیان ننگے پیر - بے پردہ باہر نکل آئین - جو اکثر صحرا نورد ہیمن مرگئے بعض تو کنوؤن مین گر کر جانبحق دین - اکثر کنوئین عورتون کی لاشون سے بھر گئے - جب صاف کئے گئے تو مہا لاشین کنوؤن سے برآمد ہوئین - الحاصل گورون نے تمام گہرون مین جہاڑو پھیر دی -

اسوقت یہہ حال تھا کہ انگریزی سپاہ بلا تمیز دوست و دشمن کے جس مرد کو سامنے آتا دیکھتی فوراً گولی مار دیتی خصوصاً سکھون اور گورکھون نے بہت سے مسلمانونکو مارا - اور اپنے گورو تیغ بہادر کا بدلہ لیا چیلون کا کوچہ تو تمام فنا ہوگیا - کیونکہ یہان ایک انگریز زخمی ہوا تھا یا مرا تھا - کہتے ہین کہ اوسکو نواب شیر خان کے بیٹے محمد علیخان نے یا حکیم فتح اللہ خان نے اسلئے مارا یا زخمی کیا تھا کہ وہ اونکے زنانخانہ مین بدنیتی سے گھسنا چاہتا تھا - پھر کیا تھا - کرنل برن کا حکم ہوا کہ اوس محلہ کے تمام مردون کو مار ڈالو یا گرفتار کرکے لاؤ - چنانچہ اکثر مارے گئے - اور باقی جو گرفتار ہوکر آئے انکو ریت مین کھڑا کرکے بندوقون کی باڑ چلائی گئی - جسمین صرف دو شخص بچ گئے - ایک مرزا مصطفےٰ بیگ (جو بعد مین رسالدار ہوگیا) دوسرا وزیرالدین (جو کانپور کی بیبی کا سررشتہ دار رہا) افسوس ہے کہ ان مقتولون مین ایک بیگناہ مولوی امام بخش صہبائی (جو دہلی کالج کے مدرس اول تھے) معہ اپنے کنبہ کے جسمین ۱۲ مرد تھے - مارا گیا - اور دوسرا بیگناہ سید احمد میان امیر پنجہ کش (جو خوشنویسی مین لاجواب تھا) قتل ہوا - رابرٹس صاحب

اپنی تاریخ چہل و یکسالہ مین لکھتے ہین کہ جب مین چاندنی چوک مین گیا تو تمام مُردون کا بازار بھرا ہوا تھا۔ جس پر مین پاؤن رکھتا ہوا گیا" الغرض جو شہر مین قتل ہوے اونکا اندازہ سولہ سو انگریزی تاریخون مین لکھا ہوا ہے۔ لیکن اسکا علم خدا کو ہے۔

یہہ بات غور کے لایق ہے کہ مئی کے مہینے مین تو باغیون کو انگریزون کی تلاش تھی۔ اور اب ستمبر کے مہینے مین انگریزون کو شاہزادون اور باغیون کی جستجو تھی۔ شاہزادون کی فجری کرنیوالا ایک شاہزادہ مرزا کالے بابر کا بیٹا تھا۔ جو شاہزادون کو نشاندہی کرکے گرفتار کراتا۔ اور اونکو تعلیم کرتا کہ تم حاکون کے روبرو یہ کہو کہ ہم بادشاہ کے قریبی رشتہ دار ہین۔ جس سے وہ تمکو بادشاہ کے پاس بھیجدینگے۔ مگر دراصل وہ اپنا رسوخ بڑہانا چاہتا تھا کہ مین نے ایسے بڑے شاہزادے کو شکار کرکے لایا۔ الحاصل جو شاہزادے کہ گرفتار ہوکر قتل ہوے۔ اونکی تعداد (۲۹) بیان کیجاتی ہے۔ انمین بوٹے ہے۔ لنگڑے لولے۔ مریض سب کوئی پہانسی پائے چنانچہ سب سے زیادہ بوڑہا شاہزادہ مرزا قیصر۔ اکبر شاہ کا بہائی تھا۔ اور مرزا محمود شاہ۔ اکبر شاہ کا پوتا وجع مفاصل مین مبتلا تھا۔ اسکی لاش پہانسی پر گولا گٹھری ہوکر لٹکنی تھی۔ حضرت دوعق کا بیٹا فوق بھی (جو ایام غدر مین بادشاہی اہلکار تھا) پہانسی پایا۔

دہلی کی ایجنٹی مین سات ریاستین جہجر۔ بلبہہ گڈہ۔ فرخ نگر۔ بہادر گڈہ۔ لہارو۔ پاٹودی۔ دوجانہ تھین جہجر کا مرزبان نواب عبدالرحمن خان محض نالایق وعیاش تھا۔ جب سر تھیوفلس مٹکف بہاگ کر اوسکے ریاست مین گئے۔ تو وہ اونکو پناہ نہین دیا۔ اور بادشاہ کے پاس بہت سے عرایض بھیجا۔ اسلیے جہجر کی ریاست ضبط کرلیگئی۔ اور نواب قید ہوکر دہلی آیا۔ دیوان عام مین قید کیا گیا۔ بلب گڈہ کا راجہ ناہر سیولا اور مسلمان مشہور تھا۔ جس نے اپنے عرایض سے دفتر شاہی کو بھر دیا تھا۔ ۱۷ نومبر کو وہ بھی گرفتار ہوکر قلعہ آیا۔ احمد علیخان رئیس فرخ نگر بھی مقید ہوا۔ لہارو کے رئیس امین الدینخان وضیاء الدینخان دہلی سے بہاگکر دوجانہ گئے تھے۔ وہ بھی وہان سے گرفتار ہوکر آئے۔ بہادر جنگ خان رئیس

بہادر گڈھ و دادری بھی نظربند کیا گیا۔ الحاصل ان سات میں سے پانچ رئیس قلعہ میں قید رہے۔ اور باقی دو رئیس پاٹودی اور دوجانہ کے آزاد رہے۔ کیونکہ یہہ دونون بغاوت میں شریک نہیں تھے۔ آخرمیں جہجر۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر کے رئیسون کو جدا جدا توپ مین پھانسی دیگئی۔ اور ہر ایک کی پھانسی کا وقت سہ پہر تھا۔ انکی پھانسی کے دن شہر کے دروازے بند کرائے جاتے تھے۔ ضیاء الدینخان کئی مہینے قلعہ مین نظربند رہے۔ اور بہت دنون تک مارشل لا کے محکمہ مین دس سے چار بجے تک اونکو کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ کیونکہ یہہ دونون بادشاہ کے دربار کے حاضرباشون مین تھے۔ مگر بادشاہ کے کسی فرمایش کی انہون نے تعمیل نہین کی۔ اور نہ کوئی درخواست دی۔ اسلئے بیجرم ثابت ہوئے۔ اور جان لارنس کلکٹر میجسٹریٹ کی مہربانی سے ریاست لوہارو بھی بدستور بحال رہی۔ بہادر جنگ رئیس دادری کا جرم پھانسی اور قید کے لایق نہ تھا۔ اسواسطے صرف ریاست ضبط کرکے اوسکو لاہور مین رہنے کا حکم دیا گیا۔ اور ہزار پانسو روپیہ کی پنشن کردیگئی۔ اکبر علیخان رئیس پاٹودی نے باغی سوارون کو ہلاک کیا تھا۔ اور حسن علیخان نواب دوجانہ نے بادشاہ سے خط وکتابت نہین کی تھی۔ اس لئے یہہ دونون اپنی اپنی ریاست پر بحال رہے۔

پہاڑی پر پہلے ہی سے ایک فہرست ۹۶۔ اشخاص کی ایسی تیار کیگئی تھی کہ وہ گرفتار ہوتے ہی بلاکسی دریافت کے دار پر چڑہائے گئے۔ اور شہر مین مجرمون کی بھی کوئی کمی نہین تھی۔ جو حق وناحق نشاندہی کرکے گرفتار کرادیتے تھے۔ چنانچہ مخبری مین گامی خان اور فخرالدینخان نے بڑا نام پایا۔ لیکن بعد مین گامی خان خود اپنے تئین پھانسی سے بچا نہ سکا۔

باغیون مین چہار قسم کے مجرم قرار دئے گئے تھے۔ جنمین اوّل تو بادشاہی خاص بردارونکی جماعت تھی جو قلعہ مین انگریزون کے معصوم بچون اور عورتون کو قتل کرکے منہہ کالا کیا تھا۔ انمین تو ایک بھی پھانسی سے نہ بچا۔ دوم وہ ملازمین جو میگزین میں انگریزون کے ساتھ شرارت سے کام کئے تھے۔ انکا سردار

کریم بخش تھا۔ انمین بہت تھوڑے بھاگ کر بچے۔ باقی تو برابر پھانسی پائے۔ سوم زخمی جہادی۔ جو مسجدون مین پڑے ہوئے تھے۔ اور زخمی سپاہی جو بھاگ نہین سکتے تھے۔ یہہ بھی دار پر کھینچے گئے۔ چہارم باغی تلنگے جو آس پاس مین چھپے ہوئے تھے۔ وہ گرفتار ہوکر اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ پنجم اجمیری دروازہ کے موچی جو اپنی دوکانون کے بانس نکال کر سرتھیو فلس مٹکف کے مارنیکے لئے تیار ہوئے تھے۔ جب وہ گھوڑے پر سوار اجمیری دروازہ سے باہر اپنی جان بچانے کے لئے۔ جا رہے تھے یہ بھی سزا پائے۔ ششم میواتی اور گوجر تھے جو شہر مین بہت کچھ دھوم مچائی تھی۔ اونکو بھی پھانسی ملی۔ کوتوالی اور ترپولیہ کے درمیان جو حوض تھا۔ اوسکے تین طرف پھانسیان کھڑی کیگئی تھین۔ اسمین ایک دفعہ دس بارہ آدمیون کو پھانسی لگ سکتی تھی اور جس روز پھانسی پانے والے زیادہ ہوتے تو اون مین سے ایک گروہ پھانسی پر چڑھتا تو دوسرا گروہ کپڑا دیکھتا تھا۔ زیادہ تر عمائدین شہر جسمین بعض بڑے عالیخاندان شرفا تھے۔ یہہ سمجھکر اور بھاگے تھے کہ وہان دہلی کے آدمی بڑے بااختیار ہین انکی جانین بچا لینگے۔ مگر غلام فخر الدین خان مخبر عزرائیل بن کر وہان بھی پہونچا۔ اور ایک ایک کو چن کر گرفتار کرایا۔ انمین سے کچھ تو وہین پھانسی پر لٹکائے گئے۔ اور باقی دہلی آکر پھانسی پائے۔ انکی ٹاٹ بافی جیلخانہ اور سر کے نبار سی دوپٹے جو پھانسی کے وقت اتارے گئے تھے۔ اونکو لیکر پھانسی دینے والا اعلاً نہال ہوگیا۔ پھانسی پانے والون کی تعداد تاریخ مین چار سو بیان کیگئی ہے۔ مگر اوسکی ٹھیک تعداد خدا ہی جانتا ہے۔ نواب محمد حسن خان کو اسلئے پھانسی دیگئی کہ اوس نے ایک میم کو گھر مین چھپایا تھا۔ مگر جب شیطان نے ورغلانا تو اوسے حاملہ کردیا۔ نواب کی بی بی جو بنوچاری کسبی تھی اوسکے ساتھ اس میم نے اچھا سلوک کیا۔ اوسکا سارا مال و متاع لوٹ سے بچایا۔ اور کچھ روپیہ اپنے پاس سے دیکر اوسکی آرام و آسایش کا سامان کردیا۔

ایک دفعہ بارہ آدمی صرف سپاہیانہ صورت رہنے کیوجہہ بلا کسی جرم کے گرفتار ہوکر کوتوالی آئے

اور بعض مسلمان جوان تمو مندو جیہہ کو بھی مختلف قسم کی سزائین - قید - جرمانہ - فصل ضامنی وغیرہ کی دیگئین شہر کے رؤسا اور عمائدین مین سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہین تھا - جو قلعہ یا کوتوالی یا کرنیل برن کی کوٹھی کے حوالات مین نہ رہا ہو - لطف یہہ ہے کہ یہہ بڑے بڑے رئیس حوالات مین ایک ہی پائخانہ کی کھڈی پر بیٹھے ہوے آپسمین صحبت باتین کرتے تھے - اور بعض ایسے بھی بیفکرے تھے کہ وہان گنجفہ چوسر شطرنج کھیلتے تھے - حالانکہ یہہ روز اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے - کہ ان مین سے ایک دو کو روز پھانسی ملتی تھی - کہتے ہین کہ ایک غریب آدمی جب حوالات سے چھوٹ کر آیا تو وہ بیان کرنے لگا کہ آج مین نے جانا کہ شہر سے جلاوطن ہوا - ورنہ حوالات مین روزانہ نواب حامد علی خان - مفتی صدرالدین خان - حکیم احسن اللہ خان - نواب احمد علی خان - سید سردار مرزا اور انکے بھائی - اور بہت سے امیرزادے و شرفا و رؤسا شہر سے بے تکلف باتین برابر کی ہوا کرتی تھین -

انگریزی سپاہ مین زیادہ تر پنجابی اور سرحدی قومین فارنگری مین بڑا کمال رکھتی تھین - اور شکاری کتون کیطرح گلی کوچون مین پھرتے دیوارون پر تھپکیان مار کر اندر کے روپیہ کو پہچانتے اور زمین پر پانی ڈالکر جذب ہوجانے سے جانتے کہ یہان دفینہ ہے - چنانچہ تین دن تک سرکار نے تمام سپاہ کو لوٹ کی اجازت دیدی تھی - اسکے بعد خود سپاہ نے درخواست کرکے ایک محکمہ پرائز ایجنسی کا قائم کرایا - جسمین تین دن کی لوٹ کے بعد شہر کا کل مال و متاع سب قسم کا جو لوٹ سے جمع ہوا تھا - وہ نیلام کیا گیا - اور اوس سے جو روپیہ وصول ہوا وہ بھی سپاہ مین تقسیم کردیا گیا -

جب تلنگے باغی شہر مین گھسے تو اکثر لوگون نے اپنا تمام سیم و زر - جواہر - لباس - اسباب وغیرہ کو تہہ خانون اور کوٹھیون مین بند کرکے متبرعارنگ کے ذریعہ وہان پر شناخت کے لئے ایک نامعلوم تیغہ لگا دیا تھا - لیکن

* بعض ذی اختیار انگریز بیچ مہینون سے روپیہ لیکر معافی کی سند لکھدیتے تھے - مشہور ہے کہ نواب حامد علیخان - مفتی صدرالدین خان - سکندر لال نے زرکثیر دیکر اپنی اپنی جانین بچائین ۱۲ مولف

جب پرائز کمیٹی نے مکانوں کو کھودنا شروع کیا۔ تو وہ معتبر معمار خود کمیشن کی لالچ میں وہ نامعلوم تہ خانے بتلادئے جس سے دفن کیا ہوا مال بھی شہر والوں کے پاس باقی نہیں رہا۔ اور طرفہ یہہ کہ اس کھدائی میں قدیم زمانہ کے نامعلوم دفینے بھی نکل آئے۔ چنانچہ نواب محمد امیر خان کے مکانمیں سے ساٹھہ ہزار روپیہ ڈیک کے سکہ کا برآمد ہوا۔ اب شہر میں کچھہ بھی مال باقی نہیں رہا تو کرنیل برن نے پہلے ہندوؤں کے محلوں کو اون سے جرمانہ وصول کرکے آباد کرنا شروع کیا۔ چنانچہ نیل کے کٹہرہ کے ہندوؤں سے ۵۰ ہزار روپیہ لیا گیا۔ اور اس جرمانہ سے بھی لاکھوں روپیہ وصول ہوگئے۔ اتنے میں نیکلسن سرجان لارنس دہلی آئے۔ اور مارچ ۱۸۵۸ء میں انہوں نے دہلی میں مسلمانوں کے آباد ہونیکا حکم نافذ کیا۔ سنہری مسجد میں منشی دیوکی نندن (جو چوکیدارہ کا بخشی تھا) رجسٹر لیکر بیٹھا۔ اور ہر ایک کے مکان کی نشاندہی اوس رجسٹر سے کیگئی۔

اس غدر میں ہندو بہت نفع میں رہے۔ کیونکہ اکثر مالدار مسلمانوں نے باغیوں کی گڑبڑ میں اپنے پاس کے پرامیسری نوٹ ۴۵ فیصدی کے حساب سے ہندوؤں کے ہاتھہ بیچڈالا۔ اور بہت سے بڑے بڑے مکانات

ہوا اکثر ناخلف بیٹوں نے اپنے اپنے باپوں کا مال بنا کر کمیشن لیا۔ اور بعض اشخاص نے مجبوراً خود اپنا مال بتا کر اوسمیں سے حصہ لیا۔ ایک صاحب بادشاہ کے بیٹے جواں بخت کو ہاتھی پر عماری میں بٹھا کر لال کنوے پر زینت محل کے مکان میں لیگئے۔ اور جواں بخت سے زینت محل کا تمام زر و زیور کا حال پوچھہ لیا۔ اسکے بعد اوس زر و زیور کو نکالا۔ معلوم نہیں کہ خود لے لیا۔ یا پرائز کمیٹی کے حوالہ کیا۔ سرحدی قوموں میں بعض ایسے بھی پکے مسلمان تھے کہ اونہوں نے کسی کے مال کو نہیں چھیڑا۔ البتہ جہاں کہیں قرآن شریف کو دیکھا تو اوسکو کمال احترام کے ساتھہ سر پر رکھکر لایا۔ ۱۲ مولف

* اس آباد ہونیکے متعلق ایک شرط یہ لگا دیگئی کہ ہر ایک مالک مکان ڈیڑھ روپیہ دیکر ووٹ کی دو چارپائیاں اور ایک چکی خرید لے۔ چنانچہ اس ترکیب سے تمام شہر کی ہزاروں چارپائیاں اور چکیاں جو جمع ہوی تھیں وہ سب فروخت ہوگئیں۔ افسوس ہے کہ مئی ۱۸۵۷ء میں جب آبادی کا تخمینہ ہوا تو موجودہ آبادی سابقہ آبادی کی چوتھائی بھی نہ تھی۔ اور ۱۸۵۹ء تک اکثر مسلمانوں کے مکان منطلی سے واگذار نہیں ہوے۔ اور بغیر پاس کے شہر میں آنا ممنوع تھا ۱۲ مولف

وغیرہ کلان محل۔ مرزا محمد سنجت کی حویلی۔ جیجر والون کی کوٹھی۔ پیشیش محل۔ نواب منصور خان کی حویلیان جو ایک ایک محل کی برابر تھین، بھی ہندؤن نے خرید لیا۔ اور نیلام کا بھی بہت سامال نہایت ارزان انہین ہندؤن نے لے لیا۔ اور بعد مین خاطرخواہ نفع پر فروخت کیا۔ الغرض انہین وجوہ مندرجۂ بالا سے اکثر ہندو بہت مالدار اور صاحب جائداد ہوگئے۔

غدر کے بعد بہت سے لوگون کو معاوضے بھی ملے۔ جنمین سب سے بڑا معاوضہ مرزا الہی بخش کو ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ کا مختلف زمانون مین گورنمنٹ کی خیرخواہی۔ اور مخبری کی باعث حاصل ہوا۔ نواب امین اللہ خان عرف منشی امجان کو (جو ریاست الور مین گورنمنٹ کے خیرخواہ تھے) ۱۵ ہزار روپیہ ملا ہوسے گورنمنٹ نے بادشاہ کی تذلیل و تحقیر مین کوئی کسر باقی نہین رکھی چنانچہ قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بہادر شاہ کی ایک تصویر بناکر اوسکے گلے مین پہانسی ڈالی جب ہزارہا مسلمان مارے گئے تو اونکی جوان عورتین یا کنواری لڑکیان لاوارث ہوگئین۔ ان مین بعض کو تو مسلمان سپاہیون نے نکاح پڑہا لیا۔ اور اپنے ساتھ لیگئے۔ اور بعض کو رسالدارون۔ اور صوبہ دارون نے عقد کرلیا۔ شہزادیان تو اول ہی سے بدنام تہین۔ وہ قلعہ سے نکلتے ہی کہل کہیلین خصوصًا بہادر شاہ کی بیٹی ربیعہ بیگم نے اپنا نکاح حسینی باورچی سے اسلیے پڑہایا کہ وہ ہر روز تہ دیگی کہلایا کریگا۔ فاطمہ سلطان نے تو مشنریون کے زنانہ اسکول مین معلمی کا پیشہ کرلیا۔ اور سیکڑون نے بدکاری کا کسب اختیار کیا۔ بعض بڑی بڑی حسین عورتین انگریزون کے گھر بیٹھ گئین۔ دہلی مین پہلے بہت ہی کم خانگیون کے گھر تھے۔ اور اشراف اونکو اپنے محلہ مین آباد نہین ہونے دیتے تھے لیکن غدر کے بعد سے ہر محلہ مین تین چار گھر خانگیون کے ہوگئے۔

مفتی صدرالدین آزردہ۔ نواب مرزا خان (فصیح الملک) داغ۔ نواب محمد مصطفیٰ خان شیفتہ نے نہایت دلچسپ و حسرت انگیز شہر آشوب لکھے ہین۔ جنمین غدر کے تمام واقعات بتلائے گئے ہین۔ ہم یہان محض طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرتے ہین۔ اسکے بعد شاہجہان آباد کا نام لارنس آباد رکہا گیا

اور مارشل لا بہت دنون تک جاری رہا۔ دہلی پر پل پہرنے کی تجویز ہوی۔ جامع مسجد کو گرجا بنانے یا کھود کر پھینکدینے کی کارروائی چلی۔ لیکن نیکلسن جان لارنس نے نہایت تحمل و بردباری سے گورنمنٹ کے اس غصہ کو روکا۔ اور اس کارروائی کو موقوف کیا۔ البتہ اس غدر کے زمانہ مین مسلمان بھائیون نے مندرون کو خراب کیا اور بتون کو توڑا تو ہندو اور سکھ سپاہ نے اکثر مسجدون کو خراب کیا۔ ہر حال اس زمانہ مین دہلی تہ و بالا ہو رہی تھی۔

اب یہان کسیقدر حالات بادشاہ کے لکھے جاتے ہین کہ بادشاہ کے جرایم کی تحقیقات کے لئے ۵ ہر جنوری ۱۸۵۸ء کو ایک کمیشن مقرر ہوا۔ جسمین غلام عباس بادشاہ کا وکیل اور میجر ایف جی۔ گورنمنٹ کا وکیل مقرر ہوا۔ کمیشن کا اجلاس دیوان خاص مین ہوتا تھا۔ جہان بادشاہ قیدیون کیطرح آتا۔ اور پلنگڑی پر کبھی بیٹھتا تو کبھی لیٹتا۔ چپراسیون اور چوبدارون نے اوسکے خلاف شہادتین دین۔ بادشاہ پر چار جرم لگائے گئے تھے۔ اول ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء سے ۱۷ اکتوبر ۱۸۵۷ء کے درمیان باوجود گورنمنٹ کے پنشن خوار ہونے کے باغیون کی اعانت کی۔ دوم مرزا مغل اپنے بیٹے۔ اور بہت سے ممالک مغربی کے باشندون کو مفسدہ پردازی کی ہمت دلائی۔ سوم گورنمنٹ کی حکومت سے انحراف کرکے اپنے کو بادشاہ یا شہنشاہ مشتہر کیا۔ چہارم قلعہ کے اندر باغیون کو (۴۹) انگریز مرد عورتون اور بچون اور دو غلے انگریزون کے قتل کرنیکی ترغیب دی۔ اور مختلف رؤسا کو احکام بھیجے۔ یہ سب امور بموجب ایکٹ (۱۶) مصدرہ ۱۸۵۷ء جرایم مین داخل ہین۔ الحاصل ۴۸ دن اس تحقیقات مین کمیشن کے صرف ہوے۔ گواہونکی شہادتین لی گئین۔ اور بادشاہ نے بھی اپنی برات کے نسبت بہت کچھ بکبکا پیٹا۔ مگر کچھ بھی نہوا۔ آخر جرایم مندرجہ بالا کا گورنمنٹ کے نزدیک جرم قرار پایا۔ اور سزا یہہ دیگئی کہ برہما (رنگون) کو جلاوطن کیا گیا۔ اوسکے دو بیٹے جوان بخت۔ عباس شاہ۔ اور دو بی بیان۔ زینت محل و تاج محل ہمراہ گئین۔ تاج محل تو کلکتہ سے واپس چلی آئی اور باقی تینون نے بادشاہ کی رفاقت

اور اسکے بعد ۷ نومبر ۱۸۶۲ء کو بعمر ۸۹ سال بہادر شاہ کا وہین انتقال ہوگیا۔ اور اسوقت وہان پر اوسکی قبر کا نشان بھی باقی نہین رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جب گورنمنٹ نے دہلی کو فتح کیا تو اب دوسرے اضلاع کی بغاوت رفع کرنے اور باغیون کے ناجایز قبضہ کو اوٹھانے اور اونکو سزا دینے کے لئے فوج کو روانہ کیا۔ پہلے ولیعہد خان (جو بادشاہ کا سدھی تھا) سے مالاگڈھ پر لڑائی ہوی۔ اسکے بعد بلند شہر اور علیگڈھ پر قبضہ کیا گیا۔ وہان سے ملتان کو دوسری کی سرکشیان دور کیگین۔ پنجاب مین امن و آمان قایم کیا گیا۔ پھر یہ فاتح فوج کانپور پہونچی۔ یہان نانا راؤ اور اوسکے لایق افسر تانتیا ٹوپی نے انگریزون کا خوب مقابلہ کیا۔ آخر دو چار لڑائیون کے بعد کانپور پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ نانا بھاگ گیا۔ انگریزون نے نانا کی جاگیر بٹھور کو غارت کرکے اوسکے محل کو آگ لگادی۔ اسکے بعد انگریزی سپاہ لکھنؤ گئی۔ اور جنگ بہادر والی نیپال کی اعانت سے پانچ چار لڑائیون کے بعد لکھنؤ بھی ہاتھ آیا۔ گورنر جنرل نے باستثنا چند تعلقداروں کے باقی تعلقداران اودھ (لکھنؤ) کی جملہ اراضی کو ضبط کرنیکا حکم دیا۔ لکھنؤ کی فتح کے بعد انگریزی فوج آگرہ بڑھی۔ اور پالامیو۔ سنگہا۔ سیتل پور۔ سیل پور۔ اڑیسہ۔ بہار۔ روہیلکھنڈ۔ نگینہ۔ بریلی کو باغیون سے خالی کیا۔ اس اثنار مین مولوی احمد اللہ شاہ باغی سے (جس نے بہت بڑی فوج جمع کرلی تھی۔) دو چار لڑائیان انگریزی فوج

چنانچہ حیدرآباد دکن کی کنٹنجنٹ کا بریگیڈ بھی سنٹرل انڈیا کی بغاوت رفع کرنیکے لئے بھیجا گیا۔ جس نے نہایت بہادری اور دلیری سے وہان کی بغاوت کو رفع کیا۔ اور عہدہ ناموری کیساتھ کامیاب واپس ہوا۔ ۱۲ مولف

نیز کانپور کی بغاوت مین نانا صاحب نے بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ اور دوستی کے پردہ مین بہت سے انگریزون اور اونکے میمون و بچون کو قتل کرایا تھا۔ اوسکی فوج کے ایک افسر تانتیا ٹوپی نے باغیون کی سپاہ مین اپنی ہوشیاری و لیاقت و دلیری کی باعث بڑا نام پیدا کیا۔ اور ایک مسلمان نواب بنے صاحب بھی نانا کی سپاہ کے چند روز سپہ آرا بنے رہے ۱۲ مولف۔

کی بہت سخت ہوئین - آخر وہ باغی مولوی - راجہ پویان کے ہاتھ مارا گیا - اور اسطرح انگریزی فوج کو اوس باغی مولوی سے جلد چھٹکارا ملگیا - پھر یہان سے آوا - کولہاپور - اسیر گڈہ - مندسور - دہار - مہد پور - بان پور - لکت پور - ساگر - ناگپور - جبل پور - چندیری - جہانسی - جالون - نرسنگ پور - ناگور - راحت گڈہ - پارتہ گڈہ - گڑہاکوٹا - مدن پور وغیرہ کے باغیون کا انسداد کیا گیا - بعد ازان جہانسی کی رانی سے لڑائی ہوی - یہان تانتیا ٹوپی بھی - موجود تھا - دو چار لڑائیون کے بعد رانی معہ تانتیا ٹوپی کے بھاگ گئی - اور یہہ دونون معہ نانا صاحب و راؤ صاحب کے (جو نانا کا بھتیجا تھا) گوالیار کو چلے گئے - اب انگریزی فوج نواب باندہ - اور راجہ کرڈی کا بندوبست کرکے گوالیار پہونچی - یہان بھی ایک دو لڑائیان ہوئین - اور باغی شکست پاکر بھاگے - راستہ مین جہانسی کی رانی کو کسی سوار نے مار ڈالا - اور باغیون نے اوسکی لاش کو وہین پہونک دیا - الحاصل اسکے بعد بیل گاؤن - نارگنڈی - سندیلہ - ایٹھی - رامپور - ڈیرہ اسماعیل خان - اٹاوہ - اگرہ کو انگریزی فوج نے فتح کیا - اور تانتیا ٹوپی و نانا راؤ یہان سے بھاگ کر جیپور گئے - وہان مان سنگھ اور فیروز شاہ بھی (جو باغیون کے سرغنہ تھے) انکے شریک ہوگئے - اور ان پانچون نے انگریزی فوج کو ایک عرصہ تک بہت ستایا - اور مختلف مقامات پر انگریزی فوج کا مقابلہ کیا - اور آخر مین جب بہت مجبور ہوے تو جنگلون مین روپوش ہوگئے - اور انگریزون نے بھی رفتہ رفتہ جنوری ۱۸۵۹ء تک تمام ہندوستان پر قبضہ کرلیا - اور بغاوت کا نام باقی نہین رکھا -

اب ہم یہان پر چند باغیون کے حالات جو کسیقدر دلچسپ ہین لکھتے ہین - ۱۸۵۹ء مین نانا راؤ - بالا راؤ - عظیم اللہ (جو سرغنہ تھے) نیپال کی ترائی مین مرگئے - فیروز شاہ حاجیکے لباس مین انگریزون سے بچکر مکہ معظمہ اور مکہ معظمہ چلا گیا - سلطان روم نے اسکے ساتھ بہت کچھ سلوک کیا - آخر مکہ معظمہ مین مرگیا - اور سرسا مین ایک بوڑھے ٹھاکر نراین سنگھ نے (جو مان سنگھ

کا رشتہ دار تھا۔) اپنے تئیں میڈ صاحب کے حوالہ کیا اور مان سنگھ کے معتمد مختار کو میڈ صاحب کے پاس لایا۔ اور اوسکی معرفت میڈ صاحب۔ اور مان سنگھ مین عہد و پیمان ہوے۔ اسکے بعد مان سنگھ نے اپنے کو حوالہ کردیا۔ اور اوسکے تمام اہل و عیال جو شہر کے قریب تھے انگریزی کیمپ مین آگئے اجیت سنگھ (یہ بھی سرغنہ تھا) تھوڑے آدمیون کے ساتھہ پندرہ میل کے فاصلہ پر جنگل مین رہتا تھا۔ میڈ صاحب فوج لیکر وہان پہونچے۔ اور وہ وہان سے بھاگ کر نیرونج چلا گیا۔ ۸ اپریل ۱۸۵۹ء مین تانتیا ٹوپی۔ کو مان سنگھ نے دغا سے گرفتار کرادیا۔ جو بعد تحقیقات ۱۸ اپریل ۱۸۵۹ء کو پھانسی پایا۔ راؤ صاحب سنہ ۱۸۶۰ء مین پنجاب کے شمالی پہاڑون مین جاتریون کے بھیس مین پکڑا گیا۔ اور ۲۰ اگسٹ کو پھانسی دیگئی۔ بنی مادھو۔ بلدان سنگھ۔ گورکھون کی لڑائی۔ مین قتل ہوے۔ خان بہادر خان کو مارچ ۱۸۶۰ء مین پھانسی ملی۔ محمود خان نواب نجیب آباد دایم الحبس ہوکر چلاوطن ہوا۔ جوالا پرشاد ۳ مئی ۱۸۶۰ء کو پھانسی پر لٹکا۔ امیر سنگھ برادر کنور سنگھ۔ گورکھپور مین گرفتار کیا گیا اودھ کی بیگم کاٹھہ مانڈو مین مدتون آرام کے ساتھہ رہی۔ تفضل حسین خان نواب فرخ آباد بھی جلاوطن ہوا۔ بہت سے باغی سرغنے جو بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے تھے وہ پکڑے گئے اور اونکے جرایم کی تحقیقات ہوکر سزا ملی یا بری کیے گئے۔ کئے سو مجرم سپاہی جزیرۂ انڈمان (کالے پانی) مین بھیجے گئے۔ الحاصل دسمبر کے اندر ایک لاکھہ آدمی سے زیادہ مارے گئے یا پھانسی پائے۔

اب انتظامی حالات ملاحظہ کیجیے کہ ۱۳ فروری ۱۸۵۸ء کو ہوس کامنس مین لارڈ پامرسٹن نے یہہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان مین براہ راست بادشاہی گورنمنٹ قائم ہو۔ اور اوسکا انتظام انگلینڈ مین کسی منسٹر کے سپرد ہو۔ جسکی امداد کونسل کیا کرے۔ ۲ اگسٹ ۱۸۵۸ء کو ملکۂ معظمہ نے بھی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ اور یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو ہندوستان کی (۲) زبانون مین ایک شاہانہ اشتہار شایع ہوا۔ جسمین ملکۂ معظمہ نے اپنی ہندوستانی رعایا کے ساتھہ نہایت فیاضی سے اپنے نیک ارادون کا

اظہار کیا۔ لارڈ کیننگ کو اول وایسرائے یعنے نائب ملکہ معظمہ کا لقب ملا۔ غدر کے رفع کرنے سے ہندوستان کا قرض ۴۰ کروڑ سے زیادہ ہوگیا۔ اور سپاہ کی تغیرات سے دس کروڑ روپیکا اور خرچ بڑھگیا۔ اب گورنمنٹ کو آمدنی بڑہانے کی فکر ہوی۔ لارڈ سیٹن لی سکرٹری آف اسٹیٹ نے ایک زاید کونسلر رائٹ آنریبل جیمس ولسن کو بھیجا۔ جو خزانہ اور مال کے کاموں مین ید طولے رکھتا تھا چنانچہ اس زائد کونسلر نے گورنر جنرل کے ساتھ ۱۸۵۹ء و ۱۸۶۰ء کے موسم سرما مین تمام ملک کے اندر دورہ کیا۔ اور جب کلکتہ واپس آیا تو اوس نے تین نئے ٹیکس پیش کئے جنمین سے ایک انکم ٹیکس کی تجویز منظور ہوی۔ انکم ٹیکس چار فیصدی اون آدمیون پر لگایا گیا جنکی آمدنی پانچ سو روپیہ سالانہ سے زاید تھی۔ اور اس سے کم آمدنی رکھنے والون پر کم انکم ٹیکس مقرر ہوا۔ اور یہ انکم ٹیکس پانچ سال کے لئے امتحاناً لگایا گیا تھا جس سے سالانہ دو کروڑ روپیہ کی آمدنی بڑہی۔ گولڈسن صاحب نے خزانہ و مال کے ابواب مین بہت سی تدبیرین ایجاد کین۔ لیکن اوس پر عملدرآمد ہونے سے پیشتر وہ اگست ۱۸۶۱ء مین اس دنیا سے اٹھگئے۔ انکے جانشین سیموئل لینگ صاحب مقرر ہوئے۔ لارڈ کیننگ نے ایک کارخطیم یہ کیا کہ راجگان پٹیالہ۔ جیند۔ نابہہ۔ کپورتھلہ۔ جے پور۔ اودے پور۔ قرولی۔ سندیہا۔ سرکار نظام اور اون کے لایق وزرار کو ملک اور خطاب عنایت کئے۔ اور اونکو متبنے کرنیکی سند بھی دی۔

جولائی ۱۸۵۹ء مین ایک شاہی کمیشن منعقد ہوا۔ جسکے ممبر بڑے بڑے مدبران ملکی اور فوجی تھے۔ اونکے روبرو سپاہ کے مرتب کرنیکے نسبت بارہ سوال پیش ہوئے جنمین سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ ہندوستان مین یوروپین سپاہ کی تعداد کسقدر ہونا چاہئے۔ آخر بہت سی رد و قدح کی بعد ۶۵ ہزار کی تعداد قرار پائی اور ہندوستانی سپاہ مین سکھ۔ گورکھے۔ پٹھان و نیز اونکی ذات کی قومین بھرتی ہوئین۔ یوریون کی تخصیص سپاہ کے ساتھ نہین رہی۔ جس سے بنگال مین یوروپین و ہندوستانی سپاہ کی نسبت دو اور ایک اور مدراس و بمبئی مین ایک اور تین کی ہوگئی۔ اور چند کو ہستانی

توپخانون کے سیوا کوئی توپخانہ ہندوستانیون کے قبضہ مین نہین رکھا گیا۔

آگے یہ قاعدہ تھا کہ گورنر جنرل کی کونسل مین ہر ایک تجویز پیش ہوتی اور تمام ممبرون کے مباحثہ کے بعد غلبۂ آرا پر تصفیہ ہوتا۔ اب ہر ایک ممبر کے ساتھ ایک محکمہ مخصوص کر دیا گیا۔ اور وہ اوسکا ذمہ دار قرار پایا چونکہ اسوقت سپاہ کا خرچ ۱۸ کروڑ تھا۔ اور ریلوی کی تیاری کے لئے ۲۰ کروڑ کی ضرورت تھی۔ اسلئے گورنر جنرل نے اپنے حسن انتظام سے پونے چار کروڑ روپیہ کی تخفیف کی ۱۸۵۶ء مین کل تجارت ۶۰ کروڑ روپیہ کی تھی۔ اور ۱۸۶۰ء مین ۸۰ کروڑ روپیہ کی ہوگئی ۱۸۶۱ء مین بارش کی کثرت سے ملک کی وسط مین گنگا کے جنوب سے گوداوری کے وادی تک تمام سڑکین بہ گئین۔ اور پل ٹوٹ گئے۔ لاکھون کسانون کی امیدین خاک مین مل گئین۔ اور شمال مین اسکے برعکس بارش کی قلت سے قحط واقع ہوا۔ اسی زمانہ مین چین کی لڑائی کا آغاز ہوا جسمین ہندوستان سے چند سکھون کی رجمنٹین سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چین بھیجی گئین۔ جنہون نے ٹاکو کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ پھر پیکن کی خبر لی۔ لیکن ۲۴ اکتوبر ۱۸۶۰ء کو صلح ہوگئی۔ اس اثنا مین ایسٹ انڈیا ریلوی کلکتہ سے الہ آباد تک کھل گئی۔ جس سے تجارت کا بازار گرم ہوا۔ اور سال آیندہ سکم (جو نیپال و بھوٹان کے درمیان ایک ریاست تھی) کے راجہ کی گستاخی پر اوسکا الحاق انگریزی عملداری مین کر لیا گیا۔ جیوٹ (سن) روئی۔ اور چاہ کی کاشت سے منفعت کثیر حاصل ہوی۔ جنگلات محفوظ کئے گئے۔ اور چین چونا (کونین) کے کاشت کا آغاز ہوا۔ مارچ ۱۸۶۲ء مین لارڈ کیننگ ولایت چلے گئے۔ اور اسی سال جون مین مر گئے۔

لارڈ ایلجن گورنر جنرل ہندوستان

۱۲ مارچ ۱۸۶۲ء کو لارڈ ایلجن (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ ان کے

عہد مین دوست محمد خان نے سلطان خان حاکم ہرات پر چڑہائی کی مگر گورنر جنرل نے کسی کی مدد نہین کی۔ بلکہ ہندوستانی وکیل کو کابل سے بلالیا۔ اس اثنار مین دوست محمد خان مئی ۱۸۶۳ء مین مرگیا اور ستانا (جو مہابن کے ڈہلانون پر پشاور کے شمال مین سندہ و جہیلم کے دریاؤن کے درمیان اور ہندوکش کی ایک شاخ ضلع ہزارہ سے لگا ہوا ہے) کے متعصب المذہب مسلمان (جہان بانی رجمنٹون کے سپاہیون اور وہابیون کا اجماع ہوگیا تھا۔ اور جنکو پٹنہ کے وہابی زر سے امداد دیتے تھے انگریزی عملداری مین روزانہ جھگڑے کرتے تھے۔ انکی سرکوبی کے لئے ۶ ہزار سپاہ سر ٹیرل اسمیتھ کے ماتحت بہیجی گئی۔ اور ان سرکشون کی امداد پر سرحدی قومون کے ۶۰ ہزار آدمی جمع ہوگئے جس سے سخت مقابلہ ہوا۔ اب انگریزی لشکر کو امداد کی ضرورت ہوی۔ اس عرصہ مین لارڈ ایلجن* گورنر جنرل (جو ثملہ کے مغربی پہاڑون مین دورہ کر رہے تھے) کا ۲۰ نومبر ۱۸۶۳ء کو انتقال ہوگیا۔ اور مستقل وایسرائے کے آنے تک سر ولیم ڈینی سن گورنر مدراس۔ گورنر جنرلی کے کام کو انجام دینے لگے۔ چونکہ ان کو سرحدی لڑائی بالکل پسند نہ تھی۔ اور وہان سرپول بھی زخمی ہوکر اپنا کام جنرل کاردوسکے تفویض کردئے تھے۔ اور جنرل نے اقوام کی خدمات کو خوشی سے قبول کرلیا تھا کہ سرکش قومون نے انگریزی سپاہ کے روبرو ایمیلا کو جلادیا۔ اور متعصب مسلمان موقع پاکر بہاگ گئے۔ آخر ۲۰ دسمبر کو انگریزی سپاہ ناکام وہان سے واپس ہوی۔ اور اس مہم نے دشمنونکو اچھا سبق پڑہایا۔ اور گورنمنٹ کو بھی تنبہ کیا۔

سر جان لارنس گورنر جنرل بہادر

۱۲ جنوری ۱۸۶۴ء کو سر جان لارنس بعہدہ ملکہ معظمہ وایسرائے ہوکر ہندوستان آئے۔ اس اثنار مین

* لارڈ ایلجن کے عدل گستری کی یہ یادگار رہبت بڑی ہے کہ انہون نے پنجاب مین ایک گورہ کو ہندوستانی کے مارڈالنے پر پھانسی کا حکم دیا تھا مولف۔

افغانستان مین فساد برپا ہوا۔ اسوقت دوست محمد خان کا بیٹا شیر علیخان امیر کابل تھا۔ اوسکے بھائی اور بھتیجون نے جھگڑا شروع کیا۔ جس سے کبھی اوسکا ایک بھائی۔ افضل خان اور کبھی دوسرا بھائی۔ اعظم خان امیر کابل ہوتے تھے۔ جان لارنس نے ان جھگڑون مین بالکل مداخلت نہین کی۔ بلکہ جو کوئی ان بھائیون مین کابل۔ قندہار۔ ہرات کا امیر ہوتا۔ اوسکو یہی امیر تسلیم کر لیتے۔ اسکے بعد گورنر جنرل کو ایک چھوٹی سی لڑائی بھوٹانیون سے لڑنی پڑی (جو سکم کے مشرق مین بنگال و آسام کے شمال سرحد پر تبت کے جنوب مشرق مین ہے۔ اسمین کئی لاکھ تاتاری بدھ مذہب کے رہتے ہین۔ اور یہان کے راجہ تھوڑا سا خراج آسام کے راجاؤن کو دیتے ہین۔ اور لاسا کے لاما کو اپنا فرمان روا مگر روحانی مانتے ہین۔ اسوقت بھوٹان کا اصلی راجہ معزول تھا۔ اور اوسکا ایک باغی سردار ٹونگ سپن اس امر کی کوشش کر رہا تھا کہ خود راجہ ہو جائے چنانچہ جنوری ۱۸۶۴ء کو آنریبل ایشلی ایڈن سفیر ہوکر بھوٹان گئے۔ لیکن بھوٹانیون نے سفیر کی بالکل آؤ بھگت نہین کی مجبوراً فوج کے ذریعہ اونکی رہنمائی کی گئی۔ آخر اس شرط پر صلح ہوگئی کہ سب دوارون اور اوسکی متصلہ زمینون کو جو مفتوح ہوئے ہین گورنمنٹ کے حوالے کئے جائین۔ جنکا طول ۱۸ میل اور عرض ۲۵ میل تھا۔ چونکہ بھوٹان کی آمدنی اسی ملک پر موقوف ہے اسلئے گورنمنٹ نے اوسکے لگان کے ادا کرنیکا وعدہ (بشرطیکہ بھوٹانی اپنا چال وچلن درست رکھین) کر لیا۔ پھر یہان چار کی کاشت کا انتظام ہوا۔ اور چاول و لکڑی کی پیداوار کا بندوبست کیا گیا۔ ۱۸۶۵ء مین بارش کی کمی سے بنگال کے اضلاع زیریں (اڑیسہ) مین قحط نمودار ہوا۔ اور ۱۸۶۸ء مین کوہ سیاہ کی جنگجو قوم پر لشکر کشی کی گئی۔ کیونکہ دھاجہ کے حسن زئی افغان جرگہ نے اوسپر حملہ کیا۔ اور انگریزی عملداری کے ۲۰ دیہات کو تاراج کر دیا تھا۔ آخر ایک جرار فوج بھیجی گئی۔ جس نے دشمنون کے تعلقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور خان اگرور کو قید کیا۔

ارل میو گورنر جنرل بہادر

۱۲ جنوری ۱۸۶۹ء کو ارل میو (جو آئرلینڈ کے امیر کبیر تھے) وایسرائے ہند ہوکر آئے۔ اور انبالہ میں ایک بڑا شاندار دربار کرکے امیر شیر علیخان والی کابل کو مدعو کیا۔ ۱۸۷۰ء میں ہز رائل ہائنس ڈیوک آف ایڈنبرا نے ہندوستان کی سیر کو نزول اجلال فرمایا۔ اور ۸ فروری ۱۸۷۲ء کو ارل میو (جبکہ وہ جزیرہ انڈمان میں تھے) پورٹ بلیر پر ایک دائم الحبس قیدی کے ہاتھ قتل ہوئے

لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل بہادر

۳ مئی ۱۸۷۲ء کو لارڈ نارتھ بروک (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان پہونچے جب ۱۸۷۳ء میں (بہار) قحط ہوا تو گورنر جنرل نے خزانہ شاہی سے قحط زدوں کی امداد ایسی کی کہ بفضلہ تعالیٰ قحط نہایت کامیابی کے ساتھ رفع ہوگیا۔ اور ۱۸۷۵ء میں مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ ظلم و زیادتی کے باعث معزول کیا گیا۔ اور ایک لڑکا اوسی خاندان کا تخت بڑودہ پر بٹھایا گیا ۱۸۷۶ء کے موسم سرما میں ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز (شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم) نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ اور ہر ایک مقام پر نہایت تپاک و خلوص قلبی کے ساتھ پذیرائی کی گئی

لارد لٹن گورنر جنرل بہادر

۱۲ اپریل ۱۸۷۶ء کو لارڈ لٹن (بعہد ملکہ معظمہ) وایسرائے ہند ہوکر آئے۔ ان کے عہد میں

یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی مین دربار قیصری منعقد ہوا جسمین (۶۳) ہندوستانی والیان ریاست اور اکثر امرائے دولت مدعو کئے گئے تھے۔ اور حضور ملکۂ معظمہ نے جو قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا تھا اوسکا اعلان اس دربار مین کیا گیا۔ الحاصل چند روز دہلی مین خوب چہل پہل اور دھوم دھام رہی۔ اسوقت ملک دکن مین بہت بڑا قحط واقع ہوا جس سے ۵۰ لاکھ آدمی ہلاک ہوئے ۱۸۷۸ء مین افغانستان کی صورت خوفناک ہوگئی۔ کیونکہ امیر شیر علیخان نے روسیون سے سازش شروع کی۔ اور برٹش سفیر کو کابل مین داخل ہونیکی اجازت نہین دی۔ جب روسی سفیر کابل مین آیا تو اوسکی خوب آؤبھگت کی۔ آخر گورنمنٹ انگریزی کو اشتہار جنگ دینا پڑا۔ اور انگریزی سپاہ درۂ خیبر و درۂ کرم اور بولان کی راہون سے افغانستان مین داخل ہوی۔ درون مین کوئی مقابلہ عظیم نہین ہوا۔ اور امیر شیر علیخان کابل سے بھاگ گیا۔ جو بعد مین مرگیا۔ مئی ۱۸۷۹ء کو بمقام گندمک اوسکے بیٹے یعقوب خان اور انگریزون کے بیچ صلحنامہ ترتب ہوا۔ اور اس صلحنامہ کی رو سے برٹش کی سائنٹفک سرحد ان درون کے پار تک قرار پائی۔ کابل مین ایک برٹش رزیڈنٹ کا رہنا طے پایا۔ اسکے چند مہینون بعد افغانون نے برٹش رزیڈنٹ سر لوئس کیوگناری کو معہ اوسکے ہمراہیون کے دغا سے مار ڈالا۔ جب یہ خبر کلکتہ پہونچی تو پھر ایک حملہ کابل پر کیا گیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یعقوب خان نے سلطنت کو ترک کیا۔ اور انگریزون نے اوسکو قید کرکے ہندوستان بھیجدیا۔ اس عرصہ مین انگلستان مین پارلیمنٹ کے ممبرون کا جو انتخاب ہوا تو لبرل وزیر منسٹری کو شکست ہوی جسکی وجہ سے لارڈ بیکنسفیلڈ مستعفی ہوئے۔

مارکوئیس رپن گورنر جنرل بہادر

۸ جون ۱۸۸۰ء کو مارکوئیس آف رپن (بعہد ملکۂ معظمہ) گورنر جنرل ہندوستان ہوکر آئے۔ اسی سال ہرات کی سپاہ سے جسکا سپہ سالار ایوب خان تھا۔ قندہار دریائے ہیلمند کے درمیان برٹش بریگیڈ

کو شکست ہوی - اور جنرل سر فریڈرک رابرٹس نے فوج کو کابل سے قندہار لیجاکر یکم ستمبر ۱۸۸۰ء کو - ایوب خان کو شکست فاش دی - اب برٹش گورنمنٹ نے امیر عبدالرحمن خان کو (جو دوست محمد خان کا پوتا تھا) امیر کابل تسلیم کیا - اور انگریزی سپاہ کابل و قندہار سے واپس بلالیگئی - اسکے بعد ایوب خان ہرات سے فوج لیکر آیا - اور امیر عبدالرحمن خان کو شکست دیکر قندہار پر قبضہ کرلیا - مگر یہ فتحیابی چند روزہ تھی کیونکہ اسکے بعد عبدالرحمن خان نے اپنی فوج لیجاکر ایوب خان کو پوری ہزیمت دی - اور قندہار پر قبضہ کرلیا - ۱۸۸۴ء مین امیر کی منظوری سے سرحدی کمیشن مقرر ہوا - اور روسی کمشنروں کی شرکت سے افغانستان کی شمالی مغربی سرحد مقرر کردیگئی - ۲ فروری ۱۸۸۴ء کو لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر - اعلیحضرت اقدس ماعلے سرکار نظام کے رسم حکمرانی کے جلسہ مین حیدرآباد دکن رونق افروز ہوے - اور ۵ فروری کو ایک عالیشان دربار مین آپ نے ایک قیمتی و بیش بہا تقریر دلپذیر (جو آب زر سے لکھنے کے لایق ہے) فرمائی - چنانچہ اس جشن کے واقعات کو ہم نے اعلیحضرت اقدس ماعلے کے حالات مین بالتفصیل لکھا ہے -

ارل ڈفرن وآواگورنر جنرل بہادر

۱۳ ڈسمبر ۱۸۸۴ء کو ارل آف ڈفرن وآوا (بعہد ملکہ معظمہ) وایسرائے ہند ہوے - اور ۱۸۸۵ء مین بمقام راولپنڈی ایک دربار شاہی منعقد کرکے امیر عبدالرحمن خان کو مدعو کیا گیا - اور اسی سال موسم گرما مین برہما کے آزاد راجہ تھیبو نے گورنمنٹ کے ساتھہ سرکشی اختیار کی اور اپنے رشتہ دارون کے قتل سے اپنے راج کو داغ لگایا - آخر گورنمنٹ کو اوسکی خبر لینی پڑی - اور رنگون - بنگال - مدراس سے سپاہ بھیجی گئی - ۲۰ نومبر ۱۸۸۵ء کو انگریزی سپاہ نے اوسکی راجدہانی منڈلا پر قبضہ کرلیا - اور تھیبو نے مجبور ہوکر اپنے تئین حوالہ کیا - گورنمنٹ نے پہلے اوسکو قید کرکے رنگون بھیجا - پھر معقول کمیشن مقرر کرکے مدراس مین نظر بند کردیا - اور یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو اوپر برہما - انگریزی عملداری مین شامل ہوگیا

اسی سال نیشنل کانگریس کا آغاز ہوا جسمین ہندوستان کے تمام حصّون سے ڈیلیگیٹ مقرر ہوکر آئے - اب اس کانگرس کا اجلاس ہر سال ڈسمبر مین بمقام کلکتہ - مدراس - بمبئی - الہ آباد ہوا کرتا ہے - اور اس مین ایسی تجاویز پر مباحثے ہوتے ہین کہ ہندوستانیون کو قوانین بنانے اور پولٹکل کامون مین حصہ لینے کے متعلق زیادہ اختیارات دیئے جائین اور وایسرائے بہادر گورنران و لفٹنٹ گورنران کے لیجسلیٹو کونسل کے ممبر جو اب تک بالکل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے - وہ الیکشن (انتخاب) سے مقرر کئے جائین - لیکن اہل ولایت کانگریس کی اس خواہش و درخواست کو قبل از وقت جانتے ہین - اور کہتے ہین کہ ابھی ہندوستانیون مین ایسی لیاقتین پیدا نہین ہوئین کہ وہ اپنے ریپریزنٹیو (قایم مقام) انتخاب سے مقرر کرسکین - اسی موقع پر ایک بڑا کیمپ آف اکزرسائز پانی پت کے میدان مین جمع کیا گیا - اور ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد استوار و محکم کیگئی - اس اثناء مین روسیون نے مرو کو (جو ہرات کے مقابل دوسو میل پر واقع ہے) لے لیا - اور ۳۰ مارچ کو پنجدہ پر روسیون اور افغانون مین جنگ ہوی - افغانی نقصان اوٹھاکر ہٹ گئے - اب انگریزون کو مجبوراً جنگ کی تیاری کرنی پڑی - اس موقع پر اکثر ہندوستانی والیان ریاست نے گورنمنٹ کی نسبت اپنی خیرخواہی کا اظہار کیا - اس عرصہ مین روسی صلح پر راضی ہوگئے اور سرحد کے مقرر کرنے کے لئے انگریزی اور روسی کمیشن مقرر ہوا - ۱۸۸۵ء مین ملکہ معظمہ کے عہد حکومت پنجاہ سالہ کی تقریب مین گولڈن جوبلی کے جلسے تمام ہندوستان مین نہایت دھوم دھام - اور تزک و احتشام کیساتھ انجام پائے - اور اس مبارک تقریب مین ہندوستانیون کو خطابات عطا ہوئے - ۱۸۸۸ء مین ارل ڈفرن اپنے عہدہ سے دست بردار ہوکر ولایت چلے گئے - اور ملکہ معظمہ نے ہندوستان کے حسن خدمات کے صلہ مین اونکو ڈفرن و آوا کا مارکوئیس مقرر فرمایا -

مارکوئیس لینڈون گورنر جنرل بہادر

۱۷ ڈسمبر ۱۸۸۸ء کو مارکوئیس آف لینڈون (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ انکے زمانہ مین سرفریڈرک رابرٹس کمانڈر انچیف ہندوستان نے ہندوستان کی سرحد شمالی و مغربی کو ایسا مضبوط و مستحکم کیا کہ جس سے ہندوستان پر کسی حملہ آور کا احتمال نہین رہا۔ اور افغانستان کے جانب سے تمام درے مسدود کردئے گئے۔

قبل ازین ہندوستانی والیان نے ملک ہند کی محافظت کے لئے اپنی سپاہ اور خزانہ کے حوالے کرنیکی جو گورنمنٹ سے درخواست کی تھی وہ ان کے زمانہ مین منظور ہوگئی۔ اور تمام ہندوستانی ریاستون مین امپیریل کنٹنجنٹ کا بندوبست اسطرح کیا گیا کہ ہندوستانی والیان ملک تھوڑی سپاہ اس قسم کی رکھین کہ اوسکی ڈسپلین اور ڈرل بالکل انگریزی سپاہ کی طرح ہو۔ اور اوسکا سارا خرچ اپنی ذات سے اوٹھائین اور ہمیشہ انگریزی افسر اس فوج کا معائنہ کرتے رہین۔ اور جب کبھی جنگ کا موقع ہو تو یہ امپیریل کنٹنجنٹ انگریزی سپاہ کی ہمراہ لڑائی مین جائے۔

اس عرصہ مین مشرقی بنگال مین ایک واقعہ یہ ہوا کہ منی پور کا راجہ اپنے خانگی فسادات کے باعث بھاگ کر انگریزی عملداری مین آیا۔ جب آسام کے چیف کمشنر مسٹر کوئنٹن۔ اسکی تحقیقات کے لئے منی پور گئے تو وہان کے غاصب راجہ نے انکو ایک مجلس مین بلاکر معہ ہمراہین دغا سے مار ڈالا۔ جسپر گورنمنٹ بہت برافروختہ ہوی۔ اور انگریزی سپاہ کو منی پور بھیجکر اوس غاصب راجہ سے پورا پورا انتقام لیا۔

جب ۱۸۹۱ و ۱۸۹۲ء مین روس کی پیشقدمی پامیر کے طرف سرعت کیساتھ ہونے لگی تو گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے مقبوضہ مقامات کو (جو چترال کی جانب تھے) مستحکم کیا۔ اور پامیر کے تمام ڈھلانون پر (جو ہندوستان کے طرف ہین) قبضہ کرلیا۔ جس سے جنگ تیراہ و چترال کا آغاز ہوا۔

اور ۱۸۹۵ء مین امیر الملک نے (جو نظام الملک مہتر چترال کا سوتیلا بھائی ہے) مہتری حاصل کرنے کے لئے نظام الملک مہتر چترال کو (جب وہ بروز کے خان شہزادہ خان کے مکان کو دعوت مین جا رہا تھا) اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے قتل کرادیا۔ اور خود چترال پر قابض ہوگیا۔ جب اسکی خبر سر جین میجر رابرٹسن ایجنٹ متعینہ گلگٹ کو ہوئی تو چترال کے انتظام کے لئے جا پہونچا۔ چونکہ ایجنٹ کے ساتھ فوج بہت کم تھی اسلئے امیر الملک کے دو اعلیٰ فوجی افسر شیر افضل خان اور عمرا خان نے ایجنٹ کا محاصرہ کرلیا۔ گورنر جنرل نے اس خبر کے سنتے ہی انگریزی فوج روانہ کیا۔ چنانچہ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اور چند افسر انگریزی فوج کے مارے گئے۔ آخر امیر الملک نے شکست پائی۔ اور شیر افضل خان گرفتار ہوگیا۔ (جو قید کرکے ہندوستان بھیجا گیا) اسکے بعد گورنمنٹ نے چترال کو فتح کرکے شجاع الملک کو دیدیا

ارل ایلجن گورنر جنرل بہادر

۲۷ جنوری ۱۸۹۳ء کو ارل ایلجن (بعہد ملکۂ معظمہ) وایسرائے ہند ہوکر آئے انکے زمانہ کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء مین ملکۂ معظمہ کی عہد حکومت شصت سالہ کی تقریب مین ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے تمام ہندوستان مین نہایت دھوم دھام سے ہوئے۔ اور تمام رعایا نے اس مسرت و خوشی مین نہایت صداقت و عقیدت کے ساتھ حصہ لیا۔

لارڈ کرزن گورنر جنرل بہادر

۶ جنوری ۱۸۹۹ء کو لارڈ کرزن نے (بعہد ملکۂ معظمہ) ارل ایلجن گورنر جنرل بہادر سے ہندوستان جنت نشان کی وایسرائلٹی (گورنر جنرلی) کا چارج لیا۔ آپ کے زمانہ مین ہندوستانکے

مہتر چترال کو گورنمنٹ آف انڈیا۔ اور دربار کشمیر جانب سے سالانہ تیس ہزار روپیہ ظلیفہ دیا جاتا ہے ۱۲ مولف۔

مختلف صیغون مین بہت سی اصلاحین ہوئین - چنانچہ یونیورسٹی کمیشن - فیمین کمیشن - اوریگیشن کمیشن - پولیس کمیشن وغیرہ کو آپ ہی نے جاری فرمایا - اور آپ ہی کے عہد مین صوبۂ بنگال کی تقسیم ہوئی - جسپر بنگالیون نے بہت کچھ شور و واویلا مچایا - اور بنگالی اخبارات نے بغاوت آمیز مضامین لکھنا شروع کیا - مگر گورنمنٹ نے اوسپر کچھ التفات نہین کی - جسکے باعث بنگالیون کی خودسری اور بڑھگئی - اور گورنمنٹ کے خلاف بنگالیون نے صدہا جلسے منعقد کئے - اور بندی ماترم کی للکار لگائی - گورنمنٹ بھی اس موقعہ پر چوکی نہین - چنانچہ دو چار سرپرآوردہ بنگالیون کو سزا بھی دیدی - اور پھر رہا بھی کردیا - اور بنگالی اخبارات کے ایڈیٹرون کو بھی سزائین ہوئین - مگر افسوس ہے کہ اسوقت ۱۹۰۸ء تک بھی بنگالیونکی شورش رفع نہین ہوئی اور انڈین کیڈٹ کورز (جس مین والیان ملک کے صاحبزادے اور امرازادے شریک ہین) قایم کی - کرنل مہاراجہ سرپرتاب سنگھ والی ایدر کو اوس کا آنریری کمانڈنگ افسر مقرر کیا -

وفات حسرت آیات ملکہ معظمہ قیصرہند

افسوس ہے کہ آپ ہی کے وائسرائلٹی کے زمانہ مین نیکدل دہردلعزیز ملکہ معظمہ نے لنڈن مین صرف ایک ہفتہ کی علالت کے بعد ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کی شام کو ساڑے چھ بجے بعمر ۸۱ سال ۸ ماہ - ۶۳ سال ۷ ماہ بینظیر حکمرانی کرکے بعارضۂ فالج انتقال فرمایا -

تخت نشینی و تاجپوشی (انگلستان) ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصرہند و آنجہانی

۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو مرحومہ کے بڑے صاحبزادے پرنس آف ویلس شاہ البرٹ ایڈورڈ -

حسب وصیت اپنی والدۂ معظمہ کے ایڈورڈ ہفتم* کے القاب سے تخت نشین تخت برطانیہ ہوئے

*اس سے قبل ایڈورڈ نام کے چھ بادشاہ سلطنت انگلینڈ پر تخت نشین ہو چکے ہیں۔ اسلئے آپ ایڈورڈ ہفتم سے موسوم ہوئے اور آپ کے موجودہ شاہی القاب وخطاب بزبان لاطینی یہ ہیں "ایڈورڈس ہفتم دی گریشیا برٹینیارم یکنل ایڈی ڈیفنسر اوی امپیریٹر" اور انگریزی زبان میں۔ ایڈورڈ ہفتم بائی دی گریس آف گاڈ آف دی یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ۔ کنگ ڈیفینڈر آف دی فیتھ امپیرر آف انڈیا۔ ہے۔ اسکے بعد بذریعہ اعلان ۹ نومبر ۱۹۰۱ء کو یہ اضافہ کیا گیا لاطینی میں بعد لفظ برٹینیارم کے الفاظ اٹ ٹریم "ٹرینسمیرینارم کوئی یون ڈیشنی سنٹ برٹینیکا۔ اور انگریزی میں الفاظ آف دی یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ کے بعد یہ الفاظ اینڈ آف دی برٹش ڈومینیس بیانڈ دی سیز (برٹش ممالک ہائے ماوراء البحر۔

۹ نومبر ۱۹۰۱ء کے اعلان کے رو سے پرنس آف ویلز (شہزادۂ ولیعہد بہادر) کے یہ خطابات مقرر ہوئے۔ ہز رائل ہائنس پرنس جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ ڈیوک آف کارنوال و یارک و ڈیوک آف روتھے۔ پرنس آف سیکس کو برگ گوتھا ڈیوک آف سیکسنی۔ ارل آف کیرک و نورینس۔ بیرن آف رینلفرو کیلارنی۔ لارڈ آف دی آئیلس و گریٹ اسٹیورڈ آف اسکاٹلینڈ۔ کے۔ جی و کے۔ ٹی و کے۔ پی و جی۔ سی۔ ایم جی و جی۔ سی۔ ای۔ آر پرنس آف ویلس وارل آف چیسٹر و ایوان

*سلطنت انگریزی کا رقبہ اتنا وسیع ہے کہ جسمیں آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا۔ رقبہ کا شمار سوا کروڑ مربع میل انگریزی ہے۔ اور اسمیں ایک پورا براعظم۔ ۱۰۰ جزیرہ نما۔ ۵۰ راسین۔ ۱۰۰۰ جھیلیں۔ ۲۰۰۰ دریا۔ ۱۰۰۰۰ جزیرے شامل ہیں۔ حاصل سالانہ بائیس کروڑ پونڈ یعنے ساڑھے تین ارب روپیہ ہے۔ اور یہ آمدنی وہ ہے کہ جسکی برابری دنیا میں کوئی سلطنت نہیں کرسکتی۔ تقریباً تمام دنیا کی چوتھائی ملک معظم کے تحت ہے۔ اور آبادی کا یہ حال ہے کہ سلطنت روس (جو دنیا میں سب سے بڑی رقبہ والی ریاست ہے۔) کی آبادی سے سہ چند زیادہ ہے۔ انگریزی سلطنت شخصی اور جمہوری کی معجون مرکب ہے۔ یہ بات کسی دوسری سلطنت کو حاصل نہیں ہے۔ ملک معظم کو اختیار ہے کہ کسی شخص کو پیر کا خطاب دیں۔ جسکو چاہیں وزیر بنائیں سلطنت کے تمام ملازموں کو ایک لخت موقوف کریں۔ پارلیمنٹ کے منظور شدہ قوانین کو

اور رسم تاجپوشی کا جشن (بمقام لنڈن) ۹ اگسٹ سنہ ۱۹۰۲ء کو ادا ہوا۔ پارلیمنٹ نے تاجپوشی کے اخراجات کے لئے ۱۲ لاکھ پونڈ (پونے انیس لاکھ روپیہ) منظور کیا تھا۔ کہتے ہین کہ ملکہ معظمہ کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۵) اپنی مرضی سے منظور و نامنظور کرین۔ ہر قسم کے سکون کو مسکوک یا بند کرنے کا حکم دین۔ ہر عہدہ کو منظور یا نامنظور کرین۔ ہر سلطنت کے سفیر کو طلب کرکے اپنی حضوری کی عزت عطا کرین یا تمام سفیرون کو ایک دم واپسی کی اجازت دین۔ تمام قیدیون کو (باستثنا مذہبی سزا یافتون کے) رہائی بخشین۔ تمام فوج کو بوقت ضرورت ایک جگہ طلب کرین۔ تمام بری یا بحری فوج کو موقوف یا بحال کرین۔ تمام بری اور بحری فوج کے آلات حرب و ضرب کسی ایک شخص کو بخش دین۔ اور ضرورت کے وقت ہر فرد رعایا کو جنگی خدمت کے لئے مجبور کرین۔ کسی جہاز یا ضروری سامان کو ضبط کرلین۔ اسکے علاوہ آپ بحیثیت حامی دین عیسوی ہونیکے تمام بشپون اور پادریونکے سردار رہین۔ اور جب کوئی بشپ مرجائے تو تاحکم ثانی دوسرے بشپ کے تقرر تک خود اوس عہدہ کے قایم مقام سمجھے جاتے ہین۔ کوئی جرم و گناہ آپکے وجود سے سرزد نہین ہوسکتا گویا پیدایشی معصوم مانے جاتے ہین۔ اور کوئی قانون آپکو گرفتار کرنیکی اجازت نہین دیسکتا۔ آپ اپنے محل کے نوکرون کی نسبت ہر طرح کی عدالتی احکام خودہی دینے کے مجاز ہین۔ ان احکام کی کوئی اپیل نہین ہوسکتی۔ آپکے پرایویٹ حالات و مقدمات بھی کسی عدالت مین پیش نہین ہوسکتے۔ لیکن پارلیمنٹ نے ان اختیارات شاہی کی نسبت چند قیدین بھی لگا رکھی ہین۔ یعنے بادشاہ کوئی قسم بلا منظوری پارلیمنٹ کے خزانۂ عامرہ سے ادا کرنیکا حکم نہین دیسکتا۔ مروجہ قوانین کے برخلاف کوئی حکم سوائے پارلیمنٹ کے منظوری کے جاری نہین کیا جاسکتا۔ کسی متعہد عہدہ دار قوم کو جلاوطنی کی سزا نہین دیسکتا۔ کسی شخص کو بدست خود گرفتار نہین کرسکتا۔ گو اپنے حکم سے تمام اعلی سے اعلی عدالتون کے فیصلون کو منسوخ کرسکتا ہے۔ مگر ججون کے فیصلہ یا ڈگری مین مداخلت نہین فرماسکتا۔ اور شاہی وظیفہ کا یہ طریقہ ہے کہ قانون انگلستان کی رو سے جو اراضیات و محالات تاجدار کے اخراجات خاص کے لئے وقف ہوچکے ہین وہ بھی پارلیمنٹ کو ہی تفویض ہوجاتے ہین۔ اور اونکے معاوضہ مین پارلیمنٹ بلحاظ حالات زمانہ کوئی ایسی معقول رقم خزانہ سے بادشاہ کے لئے منظور کرتی ہے جو اوسکے لایق ہو۔ چنانچہ ملکہ معظمہ کو ۳ لاکھ ۵ ہزار پونڈ سالانہ کے علاوہ ڈچی آف لنکاسٹر وغیرہ کے نام سے بھی معقول آمدنی تھی۔ لیکن ۱۸۸۹ء مین بصدارت ڈبلیو۔ ایچ اسمتھ صاحب

تاجپوشی مین ۹۰ ہزار چار سو ایک پونڈ (۱۰ لاکھ ۱۴ ہزار ۸۰ روپیہ) ولیم چہارم کی تاجپوشی مین ۴۳ ہزار ایک سو انسٹھ پونڈ۔ جارج چہارم کی تاجپوشی مین ۲ لاکھ ۴۳ ہزار تین سو اٹھاسی پونڈ

بقیہ نوٹ صفحہ (۳۶) ہوگیا تھا شاہی اخراجات کے جانچ پڑتال کے لئے مقرر ہوئی تو اسکو معلوم ہوا کہ ملکۂ معظمہ کے پاس کوئی پس انداز موجود نہیں ہے۔ کیونکہ فرمانروایان فرانس۔ روس۔ فارس وغیرہ کی جاگیرون مین علاوہ سلطنت کی رقم کے خود ملکۂ معظمہ نے بھی اپنی ذاتی رقم سے ۸ لاکھ ۲۴ ہزار پونڈ وقتاً فوقتاً صرف کئے تھے۔ الحاصل جب عورت کو اسقدر وظیفہ کافی نہو تو مرد کے لئے کیا کفایت ہوسکتا ہے۔ اسلئے ملک معظم کا وظیفہ ۵ لاکھ ۷۰ ہزار پونڈ (۸۵ لاکھ روپیہ) مقرر کیا گیا۔ اسکے علاوہ آپ اوس کثیر جائداد کے بھی مالک ہین جو ملکۂ معظمہ کے ترکہ مین آپکو پہنچا ہے۔ اس ترکہ کا اندازہ نہین کیا جاسکتا۔ کیونکہ دستور کے موافق بادشاہی وصیت نامون کو عدالت مین پیش ہونا یا جسٹری کرانیکی ضرورت نہین ہوتی۔ پس جو اشیا آپکو اور آپکے بھائی کو ترکہ سے ملے ہین اوسکی تعداد سوائے ملک معظم اور شاہی خاندان کے ممبرون کے دوسرا کوئی نہین جان سکتا۔ اور ملکہ الگزنڈرا کے لئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر وہ خدانخواستہ بیوہ ہوجائین تو اونکو ۷۰ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیا جائیگا۔ اسکے علاوہ ملک معظم کے دخترون کرنی دختر اثنا عشرہ ہزار پونڈ (۲ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ) وظیفہ مقرر ہے ۱۲ مولف۔

اوٹ متعلق صفحہ (۳۶) ملک معظم کا تاج ایک لاکھ پونڈ (۱۵ لاکھ روپیہ) کا ہے۔ جسمین تمام ہیرے جڑے ہوے ہین۔ پرنس آف ویلس کا تاج خالص سونیکا ہے۔ اوسمین جواہرات نہین ہین۔ چونکہ انگلستان مین شہنشاہ کے سوا دوسرے پرنس۔ شہزادگان خاندان شاہی۔ ارل۔ ڈیوک۔ مارکوئیس۔ بیرن۔ کونٹ بھی پہنتے ہین۔ اسلئے ہر ایک کے تاج کی وضع و ترکیب جداگانہ ہوا ہے مولف

اوٹ متعلق صفحہ (۳۶) تخت نشینی اور تاجپوشی مین جو بڑا طویل فاصلہ پڑگیا۔ اوسکے پہلے اسباب چار ہین۔ اول ملک معظم نے اپنی والدہ کے ماتم کی مدت متوسلان خاندان شاہی و ارکین سلطنت کے لئے ایک سال کی مقرر فرمائی۔ دوم ۱۴ اگست ۱۹۰۱ء کو ملک معظم کی ہمشیرہ پرنسس فریڈرک (جو شاہ جرمنی کی والدہ تھین) نے انتقال کیا جنکی تجہیز و تکفین مین آپکو جرمنی جانا پڑا۔ سوم ستمبر ۱۹۰۱ء کو مسٹر میکنلی پریسیڈنٹ امریکہ مارگیا۔ جسکا رنج آپکو بھی ہوا۔ چہارم جنگ ٹرانسوال اندنون بہت زور و شور سے جاری تھا۔ الحاصل اسکے بعد مارچ ۱۹۰۲ء مین تاجپوشی کے انعقاد ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کا اعلان کردیا گیا۔

صرف ہوئے تھے۔ یہ امر بھی یہاں قابل اظہار ہے کہ اس جشن تاجپوشی میں ہندوستان سے ہندی فوج کے ایک ہزار جوان (جنمیں تمام قومون کے آدمی مثلاً سکھ۔ ڈوگرے۔ آفریدی۔ راجپوت۔ جاٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۷) افسوس ہے کہ اس اثنا میں جب تیاری ہی شروع ہوگئی۔ اور مہمان بھی جمع ہوگئے تھے۔ کہ عین موقع پر یعنی ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء کو ملک معظم بیمار ہوگئے۔ پہلا پکہ دائین طرف کے پھیپھڑہ میں درد ہوا پھر دہان آماس ہوکر پیپ پڑگیا۔ آخر ۲۴ جون کو ڈاکٹر سر فریڈیرک ٹریوس نے عمل جراحی کیا۔ اور ساڑھے پانچ انچہ گہرا زخم لگاکر گیارہ چھٹانک پیپ نکالا۔ اب مجبوراً ۲۶ جون کو جو تاجپوشی کا رسم قرار پایا تھا وہ ملتوی کیا گیا۔ اور اس التوا سے جو نقصان ہوا۔ اوسکا اندازہ ایک یورو پین محقق ۵ لاکھ پونڈ۔ دوسرا ساڑھے تین لاکھ۔ پونڈ بتلاتا ہے۔ الحاصل اسکے بعد جب ملک معظم کو شفا کلی حاصل ہوگئی تو رسم تاجپوشی کی تاریخ ۹ اگست ۱۹۰۲ء قرار پائی اور تمام رسومات یکے بعد دیگرے طے پاکر تاریخ مقررہ پر تاجپوشی عمل مین آئی۔ گو اس جشن مین الکزرؤسا۔ امرا اور کابرین سلطنت کو دعوت تھی لیکن الکزرؤسا و امرا اپنے اپنے خاص وجوہات سے شریک نہوسکے۔ البتہ مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ جیپور۔ مہاراجہ کولہاپور۔ مہاراجہ بیکانیر مہاراجہ ایدر معہ ولیعہد بہادر۔ مہاراجہ کوچ بہار معہ رانی صاحبہ و سر سلطان آغا خان۔ و سر مہتہ شیدجی۔ جی جی بھائی۔ راجہ بھولی۔ نواب بہاسو۔ تعلقدار پرتاب گڈھ وغیرہ شامل تھے۔ خصوصاً مہاراجہ جیپور نے تو ایک پورا جہاز لنڈن کی آمد و رفت کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کرایہ سے لیا تھا۔ اور اوسکو گنگا کے پانی سے دھلواکر اوسمین ایک مندر پوجا کے لئے قایم کیا گیا تھا۔ اور چھ مہینے کے لئے تمام قسم کے جنس و اجناس بھی بھر لئے تھے۔ ۱۲ مولف۔

بنہ گو ملک معظم کی تاجپوشی کے لئے پارلیمنٹ نے ۱۶ لاکھ پونڈ کی منظوری دی تھی۔ مگر لنڈن کے ایک انگریزی اخبار نے لکھا تھا کہ درباری تلوارون۔ طلائی لیسون اور موٹر گاڑیون پر ۳۵ لاکھ اور آرائشی جلسون کے لئے پونے دو کروڑ روپیہ صرف ہوئے تھے۔ حالانکہ اس رقم کا تعلق پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم سے بالکل نہین ہوتا۔ لیکن ہمارا یہ چاہتا ہے کہ پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم صرف مراسم تاجپوشی مین صرف ہوئی ہوگی۔ اور جن اخراجات کا ذکر اخبار نے کیا ہے وہ جداجدا محکمہ جات و مجالس نے اپنے طور پر خرچ کیا ہوگا ۱۲ مولف۔

مرہٹہ دکھنی - مرہٹہ کنکانی - برہمن - گوڑکہا - گڑھوالی - ٹامل - مولہہ - میرہزاری - پٹھان - بلوچی پٹھان - ملتانی پٹھان - پنجابی مسلمان - مدراسی مسلمان - ہندوستانی مسلمان - دکھنی مسلمان شامل تھے جو لنڈن بلائے گئے تھے - چنانچہ لنڈن مین تاجپوشی کا رسم نہایت دھوم دھام اور تزک واحتشام کیساتھ انجام پایا - اور تاجپوشی کے روز ہی شہنشاہ نے مسٹر بالفور کو وزیر اعظم مقرر کیا - اور مجلس کے ارکان بھی جدید مامور کئے گئے - اور لارڈ جارج ہملٹن (جو ابتک وزیر اعظم تھے -) وزیر ہند مقرر ہوئے -

اس اثنا مین ۲۹ - مارچ ۱۹۰۲ء کو لارڈ کرزن بہادر حیدرآباد دکن رونق افروز ہوئے - پھر چوتھے روز یکم اپریل روز شنبہ کو شکار کے لئے نرسم پیٹہ تشریف لیگئے - اور وہان سے ۱۳ اپریل کو حیدرآباد واپس آئے - ۱۴ اپریل کو پانچوین محرم کے لنگر مبارک کا معائنہ کرکے پرایویٹ طور پر حیدرآباد سے رخصت ہوگئے -

دربار تاجپوشی ہندوستان

جب لنڈن مین ملک معظم کی تاجپوشی کا رسم ادا ہوگیا تو لارڈ کرزن وایسرائے بہادر نے ہندوستان مین بھی ایک دربار تاجپوشی بمقام دہلی (حسب منظوری پارلیمنٹ و ملک معظم) قرار دیا - اور یکم جنوری ۱۹۰۳ء دربار تاجپوشی کی تاریخ مقرر ہوئی - اور اس جشن کی شرکت کے لئے گورنر جنرل بہادر نے (۱۱۱) والیان ریاست و دیگر امرائے - ذی دولت کو مدعو کیا - انکے علاوہ نوآبادیون کے قایم مقامون و دول غیر کے سفیرون اور اخبارات کے ایڈیٹرون وغیرہ کو بھی دعوت دیگئی* الغرض اس جشن کا انتظام واہتمام نہایت وسیع اور اعلےٰ پیمانہ پر کیا گیا تھا -

* دربار تاجپوشی کے مہمانون کی سرپراہی کا انتظام تین قسم پر تھا - اول وایسرائے بہادر کے پوروین مہمان - ایڈیٹران اخبار

کیونکہ وائسرائے بہادر کے پیش نظر یہ امر تھا کہ ہر طرح یہ جشن تاجپوشی ۔ اوس دربار قیصری ۱۸۷۷ء
سے بہت بڑھ چڑھ کر ہو ۔ جو اوسوقت لارڈ لٹن نے بمقام دہلی اپنی وائسرائلٹی کے زمانہ مین کیا تھا

بقیہ نوٹ صفحہ (۳۹۱) پنشنران غدر جنکے کیمپ و کہانے و سواری کے اخراجات گورنمنٹ کے ذمہ تھے ۔ دوم وہ لارڈ مین
افسر جنکے وہ کیمپ کا انتظام گورنمنٹ کے مناسب تھا ۔ اور باقی خورد و نوش و سواری کے اخراجات و انتظام اونہین کے
ذمہ تھا ۔ سوم ہندوستانی والیان ریاست ۔ انکے نسبت گورنمنٹ کو صرف کیمپ کی جگہ بتلا دینے کا کام تھا ۔ اور باقی
تمام اخراجات وہ اپنی رقم سے کرتے تھے ۔ ۱۲ مولف

* دہلی بھی ہندوستان مین ایک فخر البلاد شہر ہے ۔ جسکے کوچہ و بازارون کی بنیاد تاریخی زمانہ کے آب و گل سے پڑی ہے ۔
اور اسکے اطراف نہایت قدیم زمانہ کے آثار نظر آتے ہین ۔ اور اسکے نواح مین پتھر اور مٹی کے ڈھیرون کے نیچے شہر اندر پرست
کی خاک دبی ہوی ہے ۔ اور یہہ شہر زمانہ قدیم سے بڑے بڑے راجاؤن اور بادشاہون کی تاجپوشی کے رسمون سے ممتاز
چلا آتا ہے ۔ تاریخون کے دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی صدی ایسی نہین گذری جسکے اندر کوئی چھوٹا یا بڑا جشن دہلی
مین نہ قرار دیا گیا ہو ۔ بہرحال اس قسم کا جلسہ ہند مین کوئی نئی بات نہین ہے ۔ چنانچہ ایسے جلسون کا حال رامائن و مہا
بھارت (جو ہندوستان کی بہت پرانی تاریخین ہین) مین بخوبی درج ہے ۔ راجپوتون کے زمانہ مین ایسے جلسون کو سنبھو جگ
اور اسومیدھ جگ کہتے تھے ۔ اور مسلمانون کے عہد مین اوسکا نام دربار یا جشن رکھا گیا سب سے پہلے ۵ ہزار
برس پیشتر دریاے جمن کے کنارہ پر جہان زمانہ حال کی دہلی آباد ہے ۔) زمانہ سلف کے ہندو مہاراجہ جدیشٹر کا
دارالعدد تھا ۔ جس نے اپنے تئین تمام روے زمین کا فرمانروا مشتہر کرکے ایک بہت بڑا دربار کیا تھا ۔ اور اس دربار کی
شرکت کے لئے روس ۔ سیلون و چین و ہنگری وغیرہ کے دور دراز مقامات سے بڑے بڑے راجہ رئیسین ۔ دیوتا و امیر و غریب
و دہقانی وغیرہ آئے تھے ۔ درجودہن اور اونکے والد دھرتراشٹ ۔ مہارانی دروپدی اور اونکے والد ۔ راجہ سپال حکمران
چندیری بھی شریک تھے ۔ اور تمام اقلیم کے برہمن چھتری وغیرہ شدند ۔ اور پرانے رواج کے موافق مغز نہ جوئی عورتین اس کثرت
سے شریک تھے کہ جنکا شمار نہین ہو سکتا ۔ اس دربار کے لئے ایک انجنیر اور دوگرسی نامی نے مہامنڈل تجویز و ایجاد کیا تھا

چنانچہ اس جشن مین جو دربار تیار ہوا تھا۔ اوس مین بارہ ہزار نشستین تھین۔ اور حضور وائسرائے
کا۔ ایرڈ دولت۔ گورنران و لفٹنٹ گورنران و والیان ریاست و امرائے ہند کے کیمپ ایسے خوشنما۔

(۲ پوائنٹ صفحہ ۱۴۴) جسکا طول و عرض ڈیڑھ میل دریافتا۔ اسکی شکل مندر گنبد کے مثال تھی۔ جو ایک ہزار بلوری ستونون
پر کھڑا کیا گیا تھا۔ اور اسکے ایک جانب ایک تالاب اس خوبصورتی سے بنایا تھا کہ جسکا بیان احاطۂ امکان سے باہر ہے اسکے
تمام زینے باریک اور کنارون پر نہایت عمدہ پچکاری کی لگی تھی۔ اور احاطہ کی دیوار مین جواہر نصب تھے۔ چار پہاڑون پر ہزار
بہادر جوان پہرہ دیتے تھے۔ اس منڈل کے باہر مختلف اقوام کے لوگون کو رہنے کے لئے بہت سے مکانات خوشنما بنے ہوئے
تھے۔ اور ہر کمرہ مین مہمانون کے آرام کے لئے نفیس بستر اور لذیذ کھانا مہیا تھا۔ اسکی تیاری مین چودہ مہینے صرف ہوئے
تھے۔ مہتاج خانہ کا انتظام مہارانی اور بہنڈارہ کا اہتمام راجہ کے چھوٹے بھائی راجہ سہدیو کے تفویض تھا۔ الحاصل موسم
برسات کے ایک روز سعید مین مہاراجہ جو ہشٹر اس منڈل مین تخت طلائی پر متمکن ہوا۔ سونا کی اون پر چتر طلائی لگایا۔
اور اونکے بھائی مروجہ جنبان تھے۔ مقدس سری ویاس جی پوجاری نے اوس پانی سے اونکو متبرک کیا۔ جو متبرک دریاؤن
اور دور کے سمندرون سے لایا گیا تھا۔ سہر نام پنڈت نے دعا کی پڑھی گائے۔ دھومیا۔ اور جبانہ ولکیا وغیرہ نے دیوتاؤن
کو بھاگ دیا۔ روس و سیلون و چین کے راجہ اور پانڈو کے عزیز و اقارب نے نذرین پیش کین۔ اور بڑے عزت دار رشی
نارد جی نے اس ہندو مذہب کے ایک پارلیمنٹ مین صدارت کی جو اس منڈل کے ایک حصہ مین منعقد ہوئی تھی
جہان جوان و معمر رشی منی جمع تھے۔ اور زندگی کے ہر دن پر خوب بحث ہوی۔ اب سری کرشن (جو اس راج سوا جنا
کے خاص بانی مبانی تھے) نے اس جلسہ کے فریادیون کی فریاد ظاہر کرنے کے لئے راجہ سہپال حکمران چندیری کا سر قلم کر
کے مہاراجہ کے قدمون پر ڈال دیا۔ اسکے بعد مہاراجہ جدھشٹر نے ہاتھیون کا جلوس (جسمین ۲۵ ہزار لاثانی ہاتھی جنکی کانت
راجاؤن اور عزیزون نے پیش کیا تھا۔ موجود تھے) اور اس لاکھ فوج کا معائنہ کیا۔ اور نارد منی کے مشورہ سے اس دربار
کی یادگار مین اکثر مقامات پر مندرین اور تالاب بنوائے۔ تاجرون کے مال کا محصول معاف کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ کہتے ہین کہ اس
دربار مین تہیتر بھی تھا۔ اور مختلف ممالک سے پہلوان بھی آئے تھے۔ ارباب نشاط مین ارباسی۔ رام بائی اور بہت سے مشہور

اور آراستہ و پیراستہ تھے کہ جنکے دیکھنے سے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی تھیں - اور ڈاکخانے - تار گھر - سواری کی گاڑیاں - لائٹ دربار ریلوی - خورد و نوش کے ہوٹل وغیرہ کا انتظام نہایت عمدگی کیساتھ کیا گیا تھا - اور ملک معظم نے اس جشن کی شرکت کے لئے اپنے طرف سے اپنے چھوٹے بھائی ڈیوک آف کینٹ بہادر کو معہ ڈچس آف کینٹ صاحبہ کے ہندوستان روانہ کیا تھا - الحاصل ۲۹ ڈسمبر ۱۹۰۳ء روز دوشنبہ کو حضور وایسرائے کا دہلی میں داخلہ ہوا - اسٹیشن پر تمام عہدہ دار و والیان ریاست معہ اپنے اپنے جلو کی فوج کے حاضر تھے - جب جلوس کا تمام سامان اور فوج آگے بڑھی تو سوا بارہ بجے وایسرائے بہادر مہاراجہ صاحب بنارس کے ہاتھی (جسکا نام پھن تھا) پر جو نقرئی عجیب و غریب عماری کسا کھڑا تھا - سوار ہوئے - اور ڈیوک آف کینٹ مہاراجہ جیپور کے ہاتھی پر جو مہاراجہ بڑام پور کے نقرئی عماری کسی ہوئی تھی - بیٹھے - ان دونوں عماریوں کے بعد دائین جانب کی قطار مین سب سے پہلے سرکار حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی زرد عماری تھی پہر سی قطار مین یکے بعد دیگرے مہاراجہ کشمیر - مہاراجہ گوالیار - مہاراجہ اندور - مہاراجہ ریوان - مہاراجہ اورچہہ - مہاراجہ ونیا - راجہ دہار - راجہ دیواس کلان - راجہ دیواس خورد - مہاراجہ سمتہر - مہاراجہ چرکہاری - راجہ راجگڈہ - راجہ نرسنگھ گڈہ - مہاراجہ پٹیالہ - نواب بہاولپور - راجہ نابھہ - راجہ جیند - راجہ کپورتھلہ - راجہ ناہن سرمور - نواب مالیر کوٹلہ - راجہ فرید کوٹ - راجہ منی پور - ٹہاکر صاحب لڑی - اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار تھے - اور بائین طرف قطار مین سب سے پہلے مہاراجہ میسور تھے - اونکے بعد مہاراجہ ٹراونکور - مہاراجہ جیپور - مہاراؤ بوندی - مہاراجہ یکانیر - مہاراؤ کوٹہ - مہاراول صاحب قرولی - مہاراول صاحب جیسلمیر - مہاراجہ الور - نواب ٹونک - مہاراؤ صاحب سروہی - رانا صاحب جہالاوار - مہاراجہ کولاپور - راؤ صاحب کچھہ - میر صاحب خیرپور سندھ - سلطان صاحب شہر مکلا - ولیعہد صاحب سکم - مہاراجہ کوچ بہار - راجہ ہل پٹڑہ - نواب رامپور -

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۴۱) گانیوالیان حاضر تھین - اور چترسین (مشہور ستنی) نے اپنے گانے سے حاضرین کو محو حیرت بنا دیا تھا - ۱۲ مولف

مہاراجہ بنارس - راجہ ٹیہری گڑھوال - ٹھاکر صاحب موروی - راجہ بانسدا - راجہ ٹیرا کے ہاتھی تھے - اور سب سے اخیر نواب جنجیرہ اور اسکے بعد سابو اد گنائی برہما و سابو اگنگ ٹنگ برہما سوار تھے - مہاراجہ بڑودہ اپنی دوا گر مہارانی کے انتقال کی باعث اور مہاراناصاحب اودیپور اپنے ولیعہد کی بیماری کے سبب سے اسمیں شریک نہ ہوسکے -

۳۰ ڈسمبر ۱۹۰۲ء روز شنبہ کی سہ پہر کو نمایش صنعت وحرفت کا افتتاح ہوا - اور اکثر والیان ریاست نے اس نمایش سے بہت سے اشیا خریدکے خصوصاً سرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ نے تین لاکھ روپیہ کا سامان خرید فرمایا - اور وایسرائے بہادر نے اعلےٰ اشیا نمایش پیش کرنیوالون کو طلائی - نقرئی - برنجی تمغے - سرٹیفکیٹ نقد انعام عطا کیا - ۳۱ ڈسمبر ۱۹۰۲ء روز چہارشنبہ کو کوئی کارروائی نہیں ہوی -

یکم جنوری ۱۹۰۳ء روز پنجشنبہ کو عظیم الشان دربار ہوا - اس دربار میں بھی وایسرائے بہادر کی دائین جانب سب سے پہلے حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ معہ شہزادۂ ولیعہد بہادر و مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت مدار المہام کے اونچی افروز تھے - آپکے بعد مہاراجہ بڑودہ و مہاراجہ میسور وغیرہ کی کرسیان درجہ بدرجہ تھیں - بائین طرف سب سے پہلے مہاراجہ کشمیر معہ اپنے برادر اصغر کرنل سر راجہ امر سنگھ بہادر و ولیعہد بہادر سکم تھے - پھر درجہ بدرجہ بلوچستان آسام - بمبئی - ممالک وسطی بنگال و برہما کے والیان ریاست کی نشستیں تھیں - اول کیپٹن میکسول نقیب شاہی نے اعلان شاہی پڑھا - پھر حضور وایسرائے بہادر نے ایک دلچسپ تقریر فرمائی - بعد ازاں فارن سکریٹری نے تمام والیان ریاست کو وایسرائے بہادر کے حضور میں پیش کیا - یہاں بھی سب سے پہلے سرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ نے معہ ولیعہد بہادر و مہاراجہ مدار المہام کے حضور وایسرائے اور ڈیوک صاحب سے مصافحہ کیا - آپ کے بعد دوسرے

رؤسا و ایسرائے بہادر کے حضور مین پیش ہوئے - اور دربار برخاست ہوا - شام کو وایسرائے بہادر کے فرودگاہ مین تمام معزز یورپینون اور جلیل القدر مہمانون کی دعوت ہوی -

۲ جنوری ۱۹۰۳ء روز جمعہ کو صبح مین فوجی ورزشین ہوئین اور ۵ بجے کو قدسیہ باغ مین حضور وایسرائے کی طرف سے دیسی رؤسا و امرا کو گارڈن پارٹی دیگئی - رات کو روشنی اور آتشبازی کا سامان بندہا - اسی شب بہادران غندر عشرہ کی بھی دعوت ہوی -

۳ جنوری ۱۹۰۳ء روز شنبہ کو پھر ایک دربار منعقد ہوا جسمین والیان ریاست - اور انگریزی عہدہ دار و امرا و رؤسا و معززین کو جاگیرات حین حیات - القاب سلامی مین اضافہ تمغہ قیصر ہند درجہ اول - تمغہ قیصر ہند درجہ دوم و تمغہ جات و خطابات آرڈر آف دی باتھ (جی - سی - بی) کمپینین آف دی انڈین امپائر (سی - آئی - ای) کمپینین آف دی اسٹار آف انڈیا - (سی - ایس - آئی) نائٹ کمانڈران اسٹار آف انڈیا (کے - سی - ایس - آئی) نائٹ گرانڈ کمانڈران آف انڈین امپائر - (جی - سی - آئی - ای) نائٹ گرانڈ کمانڈران آف دی اسٹار آف انڈیا - (جی - سی - ایس - آئی) - آرڈر آف دی انڈین امپائر (کے - سی - آئی - ای) نائٹ ہڈ - نواب بہادر - نواب بیگم - خان بہادر نواب - خان صاحب شمس العلما - مہاراج و مہاراج - مہاراجہ - مہارانی - راجہ - دیوان بہادر راؤ بہادر - رائے بہادر - سردار بہادر - دیوان صاحب - راؤ صاحب - رائے صاحب - سردار صاحب دیوان - راؤ - رائے - سردار - مہا مہوپدھیایا عطا کئے گئے - چنانچہ اعلیحضرت سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو سب سے بڑا خطاب آرڈر آف دی باتھ نائٹ گرانڈ کراس سول ڈویژن (جی سی - بی) دیا گیا مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سرکار نظام نائٹ کمانڈر انڈین امپائر (کے - سی - آئی - ای) اور مسٹر فریدون جی جمشید جی (فریدون جنگ بہادر) پریویٹ سکرٹری مدار المہام سرکار نظام کمپینین آف دی انڈین امپائر (سی - آئی - ای) کے خطابات سے ممتاز ہوئے اور دیسی افسران فوج کو حسب مناسب اعزاز و انعام

سرفراز ہوا۔ اور ملک معظم کی اردلی کا بھی فخر عطا کیا گیا۔ اور دربار کے روز تمام ہندوستان کے جیلخانون سے جملہ ۱۶ ہزار ایک سو اٹھاسی قیدی رہا کئے گئے۔ جنمین دیوانی و فوجداری اور جزیرہ انڈمان کے دایم الحبس قیدی و سنگین جرایم کی مرتکبہ عورتین شامل تہین۔ انکے علاوہ اکثر قیدیون کی میعادین تخفیف کیگئی۔ اور دیوانی قیدی۔ (جو قرضہ کی علت مین قید تھے) جنکا قرضہ ایک سو روپیہ سے کم تھا خزانۂ سرکار سے ڈگریدارونکو اونکے بابتہ رقم ادا کرکے اونکو بھی مخلصی دیگئی۔

۴ جنوری ۱۹۰۳ء روز یکشنبہ کو کیمپ کے شرقی پولو گراونڈ کے میدان مین نماز و دعا کی مقدس کارروائی پادری ڈاکٹر کاپلسٹن صاحب بشپ آف کلکتہ (جو ہندوستان و سیلون کے اسقف اعظم ہین) کی پیشوائی سے ادا ہوئی۔ جسمین تمام اعلے و ادنے یورپین جنٹلمین و لیڈیان شامل تہین اور اسی روز سہ پہر مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے اپنے ایوان لیڈ کوسیل مین چند چیدہ چیدہ والیان ریاست اور یورپین حکام کو گارڈن پارٹی کی پر تکلف دعوت دی۔

۵ جنوری ۱۹۰۳ء روز دوشنبہ کو صبح مین ہندوستانی فوج کی تواعد ہوئی۔ اور سہ پہر مین ہندوستانیون نے وکٹوریہ گارڈن مین جلسہ کیا۔

۶ جنوری ۱۹۰۳ء روز سہ شنبہ کو سہ پہر مین فٹ بال کی آخری بازی اور شب کو اسٹیٹ بال (شاہی جلسۂ رقص) کی دعوت ہوی۔

۷ جنوری ۱۹۰۳ء روز چہارشنبہ کو صبح مین ہاکی کی آخری بازی۔ دوپہر مین والیان ریاستہاے ہند کا جلوس علیحدہ اور سہ پہر مین پولو کی آخری بازی ہوی۔

۸ جنوری ۱۹۰۳ء روز پنجشنبہ کو فوجی گویٹ ریویو (علیحدہ فوج شاہی) ہوا جسمین فوج کی تعداد ۳۷ ہزار بتلائے گئی تھی۔ لیکن افواج پریڈ کی صحیح تعداد ۲۹ ہزار چھ سو سولہ تھی جنکے ساتھ (۱۲۴) توپین تہین۔ اور اسوقت تمام فوج کی کمان ہز اکسلنسی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج ہندوستان

کے ہاتھ میں تھی۔ یہ امر بھی یہاں قابل اظہار ہے کہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری میں جو فوجی ریویو ہوا اوسمیں فوج کی تعداد ۵ ہزار تھی۔

۹ جنوری ۱۹۰۳ء روز جمعہ۔ رؤسا و امرا کو رخصتانہ پارٹیاں دیگئیں۔ چنانچہ سب سے پہلے میں۔ پولو گراؤنڈ پر جو ایٹ ہوم ہوا اوسکا نام راجپوت ایٹ ہوم تھا۔ جسمیں پولو اور فوٹ بال کا بھی اہتمام تھا۔ اور شام میں ایوننگ پارٹی۔ وائسرائے کے کیمپ میں دیگئی۔ چونکہ عطائے تمغہ جات وخطابات کے دربار میں صرف ہندوستانی آرڈر وخطابات وغیرہ ادا کردئے گئے تھے۔ لیکن انگریزی تمغہ جات وخطابات (جن جن والیان ریاست وعہدہ داران سرکاری کو عطا ہوئے تھے) کے رسوم انجام نہیں پائے تھے۔ اسلئے وہ رسوم بھی اسی ایوننگ پارٹی میں طے کئے گئے۔ اور ان رسوم کا انجام دینا ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کینٹ بہادر کے ذمہ قرار پایا۔ چنانچہ سب سے پہلے ڈیوک صاحب نے شہنشاہ معظم کے جانب سے سرکار نظام خلداللہ ملکہ کو اپنے ہاتھ سے جی۔ سی۔ بی کا تمغہ پہنایا۔ اور اسکے بعد دوسرے مختص والیان ریاست وعہدہ داران سرکاری کو ڈیوک صاحب اور وائسرائے بہادر نے اس اعزاز سے مفتخر فرمایا۔

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء روز شنبہ کو وائسرائے بہادر۔ اور ڈیوک آف کینٹ بہادر دہلی سے رخصت ہوئے۔ اسکے بعد تمام والیان ریاست وامرا و معززین ۱۱ سے ۱۵ جنوری تک دہلی کو خیرباد کہکر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے۔ اس دربار کے موقع پر گورنمنٹ نے جو مراعات فرمائے ہین۔ اوسکا ذکر بھی ضروری ہے۔ یعنے اون ریاستون کو جنہون نے قحط سالی مین گورنمنٹ سے قرضہ لیا تھا۔ تین سال تک اوسکا سود معاف کردیا گیا۔ جسکی تعداد تقریباً (۶۰) لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔ اور رعایا کے حق مین صرف پانچسو کی آمدنی والون کو انکم ٹیکس کی معافی دیگئی۔ نمک کے محصول مین بھی آٹھ آنہ کی تخفیف عمل مین آئی۔ جس سے گویا دو کروڑ دس لاکھ روپیہ سالانہ رعایا کو معاف ہوئے۔

کہتے ہین کہ دربار تاجپوشی ہندوستان کے اخراجات کا تخمینہ ۲۶ لاکھ روپیہ ہوا تھا - مگر بارہ لاکھ روپیہ پر تصفیہ ہوگیا - کیونکہ دربار کے اختتام پر جو سامان واسباب کہ فروخت کردیا گیا اوسکی رقم وضع جانے کے بعد گورنمنٹ کے صرف بارہ لاکھ روپیہ خرچ پڑے - اور رائل گورنمنٹوں کے اخراجات جو اس موقع پر ہوئے - اوسکی تعداد ۱۴ لاکھ روپیہ ہے - اور ان دونون کا ٹوٹل ۲۶ لاکھ ہوتا ہے - لیکن نمایش وسقی جنگ کے اخراجات اسکے سوا ہین - اور شاملین دربار (رؤسا والیان ریاست) کے اخراجات کا تخمینہ کوئی تین کروڑ روپیہ تو کوئی پانچ کروڑ روپیہ بتلاتا ہے - رعایا کے اخراجات کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ (۱۵ لاکھ روپیہ) سے زیادہ نہین ہوسکتا - جو روشنی - آتشبازی تقسیم شیرینی زیچون کو، طعام وپارچہ (غربا کو) ودیگر کھیلون مین صرف ہوا -

جولائی ۱۹۰۳ء مین گورنر جنرل (لارڈ کرزن بہادر) نے ایک سفارت باستحقی تبت کو بھیجی - تبت کے لاما نے سفارت کو آنے نہین دیا - مگر انگریز گھسے چلے گئے - آخر ایک زمانہ کے بعد متعدد لڑائیون کے پیش آنے پر لاما نے مجبور ہوکر انگریزون سے معاہدہ کرلیا - جس سے سفارت کامیاب

* والیٔ بہاولپور نے تو اپنی اسپیچ مین اخراجات خزانۂ عامرہ ۸۴ ہزار پونڈ (ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ) اور اخراجات ٹوکل گورنمنٹ ۹۰ ہزار پونڈ (پونے چودہ لاکھ روپیہ) بلا ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ (سوا چھبیس لاکھ روپیہ) بتلایا ہے - اور اسکے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لنڈن کی آبادی جو چار کروڑ دس لاکھ ہے وہان کی تاجپوشی پر ایک لاکھ پونڈ خرچ ہوئے تھے - جو آبادی مذکورہ کے لحاظ سے فی کس چھ پنس ہوتے ہین - اور برطانیہ نے ۷۰ ہزار پونڈ ہندوستانی مہمانون کی خاطر داری پر صرف کیے ہین - ہندوستان کی آبادی ۳۰ کروڑ ہے جو رقم تاجپوشی ۱۰ ایک لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کو ہندوستان کی آبادی پر تقسیم کیا جائے تو فی کس دو پائی ہوے - جو بمقابلہ لنڈن کے کچھ بھی نہین ہے ۱۲ مولف -

* تبت چین کا ایک صوبہ ہے - اور وہان کا لاما روس و فرانس سے اتحاد رکھتا تھا - اسلیے انگریزون کو بھی دوستی پیدا کرنیکی خواہش ہوی ۱۲ مولف -

ہوسکتے - یہہ خاص امپیریل کونسل کا ذکر ہے - اور اسکے علاوہ بنگال - بمبئی - مدراس - پنجاب برہما مین مقامی کونسلین قائم کیگئی ہین -

طرز حکومت ہندوستان

ہندوستان کی مالگزاری یا محاصل کے خرچ کے اخراجات وزیر ہند کے دست قدرت مین ہین - جسکے ماتحت ایک کیٹی یا کونسل ہوتی ہے - یہہ وزیر انگلستان مین معاملات ہندوستان پر غور و پرداخت کرتا ہے - بعض اوقات خفیہ معاملات (معاملات خارجیہ) مین یہہ وزیر مطلق العنان کارروائی کرتا ہے - اور اگر مناسب سمجھے تو کیٹی کی رائے کے برخلاف کاربند ہوتا ہے - مختصر یہہ کہ کل معاملات ہند کو یہہ وزیر ہند بطور قایم مقام ملک معظم کے طے کرسکتا ہے - وایسرائے ہندوستان کا تقرر بادشاہ وقت یا وزیر کے اختیار مین ہے - وینز گورنران بمبئی و مدراس و کمانڈر انچیف ہر احاطہ جنگی لاٹ و ممبران کونسل گورنر جنرل و ممبران کونسل گورنر بمبئی و مدراس - وجمان ہائیکورٹ بمبئی و مدراس کا تقرر بھی اسی وزیر ہند کے اختیار مین ہے - البتہ لفٹنٹ گورنر کا تقرر گورنر جنرل خود کرتا ہے - مگر وزیر ہند کی منظوری لینی پڑتی ہے - اور یہہ سب عہدے بجز ججی ہائیکورٹ کے میعادی ہوتے ہین - اور یہہ میعاد عموماً پانچ سال سے زیادہ نہین ہوتی -

وزیر ہند کے ماتحت ہندوستان مین سب سے اعلےٰ حاکم گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے - گورنر جنرل کی کونسل مین ۷ ممبر ہوا کرتے ہین - انمین جنگی لاٹ بھی شامل ہے - جو بلحاظ عہدہ کے ممبر ہوتا ہے - وینز ممبر تعمیرات کا افسر - اور وہ گورنر و لفٹنٹ گورنر جسکی قلمرو مین اس کونسل کا اجلاس ہو وہ بھی اس کونسل کے ممبر سمجھے جاتے ہین - اور ہندوستان کے نافذ العمل جملہ قوانین وایکٹ گورنر جنرل باجلاس کونسل کے نام پر عمل پذیر ہوتے ہین - گورنر جنرل کو اختیار ہوتا ہے -

میرا استعفا ملک معظم کی خدمت مین پیش کردین - آخر لارڈ کرزن کا استعفا قبل از ختم مدت پیش ہوکر منظور ہوگیا - اور آپ کی جگہہ گورنر جنرلی کی خدمت پر لارڈ منٹو بہادر کا تقرر عمل مین آیا -

اس اثنا مین سیاحت ہند کی غرض سے بڑا ہانس پرنس آف ویلز ۹ نومبر ۱۹۰۵ء کو بمبئی مین رونق افروز ہوے - اور ۱۸ نومبر کو لارڈ منٹو ہندوستان آئے - لارڈ کرزن نے لارڈ منٹو کو وائسرائلٹی کا چارج دیکر اوسی روز ولایت کے قصد سے جہاز پر سوار ہوگئے -

ارل منٹو گورنر جنرل بہادر

۱۸ نومبر ۱۹۰۵ء کو ارل آف منٹو بہادر بعہدہ ایڈورڈ ہفتم وارد ہندوستان ہوے - جو اسوقت ۱۹۱۰ء تک بھی گورنر جنرلی کی خدمت پر مامور ہین - آپکے عہد کے بڑے واقعات یہہ ہین کہ نومبر ۱۹۰۵ء مین ہز ہانس پرنس آف ویلز نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفرازی بخشی - اور تمام ہندوستان کی سیر فرمائی ۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو ہز ہانس امیر حبیب اللہ خان بہادر والی کابل آگرہ داخل ہوے - ۳۱ توپ کی سلامی امیر صاحب کے اعزاز مین سر کیگئی - اور ۳۲ ہزار فوج (یہہ کل ہندوستان کی فوج کا ساتوان حصہ ہے) کی قواعد آپکو تبلائی گئی - اور ایک دربار عظیم الشان منعقد کرکے گورنر جنرل نے امیر کی خدمت مین (جی - سی - بی) کا تمغہ پیش کیا - اسکے بعد آپکا پورا لقب وخطاب ہز میجسٹی - سراج الملت والدین - امیر سر حبیب اللہ خان جی - سی - بی + جی - سی - ایم جی - امیر افغانستان ولحقات پڑہکر سنایا گیا - پھر امیر ہندوستان کے اکثر مشہور مقامات کی سیر کرکے کابل کو واپس چلے گئے -

۱۱ نومبر ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کو ارل منٹو گورنر جنرل بہادر حیدرآباد تشریف لائے - اور ۱۶ نومبر کی شام کو مراجعت فرماے کلکتہ ہوے -

اب ہم ذیل مین شاہی توضیح قوانین ۔ طرز حکومت ہندوستان ۔ پریوی کونسل کے حیثیت تقسیم ملکی وغیرہ کے حالات ناظرین کی معلومات کے لئے لکھتے ہین ۔

شاہی توضیح قوانین

ایسٹ انڈیا کمپنی کو اصلی وارثان ملکہ الزبتھ نے ۱۶۰۰ء کے اختتام پر عطا کیا تھا ۔ اور ریگولیٹنگ ایکٹ ۱۷۷۳ء سے ہندوستان مین پہلا گورنر جنرل اور اسکی کونسل مقرر ہوئی ۔ اور یہ پہلا قانون تھا جس سے ایسٹ انڈیا کمپنی بطور ایک حکمران جماعت کے قرار پائی ۔ اسکے بعد ۱۷۸۴ء مین انڈیا بل جاری ہوا ۔ جسکے رو سے صرف بطور نام کورنمنٹ ہندوستان لورڈ آف ڈائرکٹرس مین رہی ۔ مگر دراصل بورڈ آف کنٹرول کے ماتحت ہوگئی ۔ جس کا پریسیڈنٹ ہندوستان کی حالت بطور کیبل کے پارلیمنٹ مین پیش کرتا تھا ۔ ۱۸۱۳ء مین ہندوستان کی تجارت عام کر دیگئی ۔ اور ۱۸۳۳ء مین چین کی تجارت بھی چھوڑ دیگئی ۔ اس اثنار مین گورنر جنرل کی کونسل مین ایک قانونی ممبر کا اضافہ کیا گیا ۔ اور نارتھ ویسٹرن علیحدہ صوبے بنادئے گئے ۔ اور ۱۸۵۳ء مین بنگال ایک لفٹنٹ گورنر کے ماتحت کیا گیا ۔ ایکٹ ۲۱ و ۲۲ وکٹوریا کوڈ نمبر (۱۰۶) قانون دربارہ عمدہ حکومت ہند پر شاہی منظوری ۲ر اگست ۱۸۵۸ء کو ملی ۔ اسکے رو سے تمام مقبوضات ایسٹ انڈیا کمپنی سے منتقل ہوکر ملکہ معظمہ کے زیر فرمان آگئے ۔ اور ۱۸۷۷ء مین ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا ۔ اور وہ تمام اختیارات جو اب تک ایسٹ انڈیا کمپنی اوڈر آف کنٹرول کے تھے سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ۔ اور انکی معاون کونسل کو تفویض کئے گئے ۔ اس کونسل کے ممبرون کی تعداد جنکو سکرٹری آف اسٹیٹ مقرر کرتی ہے اب تیرہ ۱۳ ہین ۔ اور ایکٹ مجریہ ۱۸۸۹ء کی رو سے یہ دس ۱۰ سے کم اور اسے زاید نہین

ہوسکتے - یہہ خاص امپیریل کونسل کا ذکر ہے - اور اسکے علاوہ بنگال - بمبئی - مدراس - پنجاب برہما مین مقامی کونسلین قائم کیگئی ہین -

طرز حکومت ہندوستان

ہندوستان کی مالگزاری یا محاصل کے خرچ کے اخراجات وزیر ہند کے دست قدرت مین ہین - جسکے ماتحت ایک کیٹی یا کونسل ہوتی ہے - یہہ وزیر انگلستان مین معاملات ہندوستان پر غور و پرداخت کرتا ہے - بعض اوقات خفیہ معاملات (معاملات خارجیہ) مین یہہ وزیر مطلق العنان کارروائی کرتا ہے - اور اگر مناسب سمجھے تو کیٹی کی رائے کے برخلاف کاربند ہوتا ہے - مختصر یہہ کہ کل معاملات ہند کو یہہ وزیر ہند بطور قایم مقام ملک معظم کے طے کرسکتا ہے - وایسرائے ہندوستان کا تقرر بادشاہ وقت یا وزیر کے اختیار مین ہے - وینز گورنران بمبئی و مدراس و کمانڈر انچیف ہر احاطہ جنگی لاٹ و ممبران کونسل گورنر جنرل و ممبران کونسل گورنر بمبئی و مدراس - وجمان ہائیکورٹ بمبئی و مدراس کا تقرر بھی اسی وزیر ہند کے اختیار مین ہے - البتہ لفٹنٹ گورنر کا تقرر گورنر جنرل خود کرتا ہے - مگر وزیر ہند کی منظوری لینی پڑتی ہے - اور یہہ سب عہدے بجز ججی ہائیکورٹ کے میعادی ہوتے ہین - اور یہہ میعاد عموماً پانچ سال سے زیادہ نہین ہوتی -

وزیر ہند کے ماتحت ہندوستان مین سب سے اعلےٰ حاکم گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے - گورنر جنرل کی کونسل مین ۷ ممبر ہوا کرتے ہین - انمین جنگی لاٹ بھی شامل ہے - جو بلحاظ عہدہ کے ممبر ہوتا ہے - وینز ممبر تعمیرات کا افسر - اور وہ گورنر و لفٹنٹ گورنر جسکی قلمرو مین اس کونسل کا اجلاس ہو وہ بھی اس کونسل کے ممبر سمجھے جاتے ہین - اور ہندوستان کے نافذ العمل جملہ قوانین وایکٹ گورنر جنرل باجلاس کونسل کے نام پر عمل پذیر ہوتے ہین - گورنر جنرل کو اختیار ہوتا ہے -

کہ کثرت رائے کے برخلاف بھی اگر مناسب سمجھین تو کاربند ہون جب اس کونسل کا اجلاس وضع آئین قوانین کے لئے ہو تو زاید ممبر بھی شریک کئے جاتے ہین۔

سپریم گورنمنٹ کے صیغے

گورنمنٹ ہند کا کام ۶ محکمون پر منقسم ہے۔ محکمۂ مال و تجارت۔ محکمۂ داخلہ۔ محکمۂ محاصل و زراعت محکمۂ جنگی۔ محکمۂ قوانین۔ پبلک ورکس و محکمۂ خارجہ۔ اور ہر ایک محکمہ ایک ایک سکرٹری کے تفویض و نیز ایک ایک ممبر کے زیر نگرانی ہے۔ جو ہر ایک بات کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اور اگر کسی معاملہ مین تغیر ترمیم و تبدیل کی ضرورت ہو تو وہ معاملہ کونسل مین غور کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور محکمۂ خارجہ مین کورنر جنرل خود ملکی معاملات کی غور و پرداخت کرتا ہے۔ محکمۂ مال و تجارت مین آمد و خرچ اسٹامپ آبکاری۔ ڈاک خانہ وغیرہ کا انتظام متعلق ہے۔ محکمۂ داخلہ مین سررشتہ تعلیم۔ سررشتہ طب۔ حفظان صحت جڈیشل (عدالت دیوانی و فوجداری) میونسپل۔ لوکل گورنمنٹ پولس۔ دینیات کا تصفیہ ہوتا ہے۔ محکمۂ محاصل و زراعت مین معاملہ سرکار جنگلات۔ زراعت و کاشتکاری ملک کا حساب کتاب کیا جاتا ہے۔ محکمۂ جنگی کے تحت جنگی بیڑے۔ اور جنگی افواج ہے۔ محکمۂ قوانین مین قانونی ممبر کونسل کے قوانین بناتا ہے اور پیش کرتا ہے۔ پبلک ورکس (کاروبار رفاہ عام) مین معاملات ریل۔ تار برقی۔ سڑک۔ نہار۔ عمارات وغیرہ طے پاتے ہین محکمۂ خارجہ مین اون تعلقات خارجی کے نسبت (جو ہندوستان۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ نیپال و دیگر ممالک سے ہین) غور ہوتا ہے۔ وزیر لاٹ صاحب کے ایجنٹونسی جو بعض خود مختار و باجگزار ریاستون مین متعین ہین خط و کتابت ہوتی ہے

تقسیم ملکی

آجکل یہ کہنا کہ ہندوستان احاطون پر منقسم ہے۔ بجا نہین۔ کیونکہ احاطون مین اوسوقت

منقسم تھا۔ جبکہ پہلے پہل انگریزون کی تین بستیان۔ فورٹ سینٹ جارج بمبئی۔ و مدراس و فورٹ ولیم کلکتہ مین قایم ہوئی تھین۔ اسوقت برٹش انڈیا ۱۳ لوکل گورنمنٹون مین منقسم ہے۔ مثلاً گورنران مدراس و بمبئی۔ لفٹنٹ گورنران بنگال۔ ممالک مغربی و شمالی جسمین اودھ بھی شامل ہے۔ پنجاب برہما۔ چیف کمشنران آسام۔ ممالک متوسط۔ برار (یہان کا چیف کمشنر حیدرآباد کا ریزیڈنٹ ہوتا ہے۔ اجمیر میروارہ (گورنر جنرل راجپوتانہ کا ایجنٹ یہان کا چیف کمشنر ہوتا ہے۔) کورگ (یہان کا چیف کمشنر میسور کا ریزیڈنٹ ہوتا ہے۔) بلوچستان۔ جزائر انڈمان۔

یہ حکام اعلےٰ بہت سی حد تک خود مختار ہین۔ لیکن گورنران بمبئی و مدراس کو بہت خود مختاری حاصل ہے۔ کیونکہ بعض خفیف معاملات مین وہ بغیر وساطت گورنر جنرل کے براہ راست وزیر ہند سے خط و کتابت کر سکتے ہین۔

برٹش انڈیا مین اسوقت (۲۵۰) اضلاع ہین۔ اور ضلع کے افسر کو ڈپٹی کمشنر یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا کلکٹر مجسٹریٹ کہتے ہین جو اپنے مفوضہ ضلع کا خود مختار اور حاکم صوبہ کے نزدیک ہر ایک بات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

سپریم گورنمنٹ کلکتہ (۱) گورنر جنرل بہادر (ماہوار ۲۵۰۰۰ علاوہ الاونس) (۲) پریویٹ سکرٹری (۱۰۰۰ ماہوار) (۳) اسسٹنٹ پریویٹ سکرٹری (۴) ملٹری سکرٹری (۱۵۰۰ ماہوار) (۵) چار یورپین ایڈیکانگ (۶) دو دیسی ایڈیکانگ (۷) سرجن (۲۲۰۰ ماہوار)

کونسل گورنر جنرل بہادر = (۱) غیر معمولی ممبر (۲) پانچ معمولی ممبر (ہر ایک کی ماہوار تنخواہ ۶۶۶۶ روپیہ) (۲) زاید ممبر (۴) زاید ممبر برائے وضع قوانین (۵) سکرٹری کونسل (ماہوار ۳۵۰ روپیہ)

سکرٹریان گورنمنٹ ہند = (۱) محکمۂ داخلہ (۲) محکمۂ محاصل و زراعت (۳) محکمۂ مال و تجارت (۴) محکمۂ خارجیہ (ہر ایک کی ماہوار تنخواہ ۲۰۰۰ روپیہ) (۵) محکمۂ جنگی (۶) محکمۂ کار و بار عامہ۔

ایجنٹان گورنر جنرل بہادر = (۱) سنٹرل انڈیا (ماہوار تنخواہ ۲۵۰۰ روپیہ) (۲) راجپوتانہ

(للعت ۴۲۰۰ صما) (۳) بلوچستان (للعت ۴۵۰۰ صما) (۴) رزیڈنٹ حیدرآباد (صت ۵۰۰۰ صما) (۵) رزیڈنٹ میسور (للعت ۴۵۰۰ صما) (۶) رزیڈنٹ کشمیر (اعت ۲۶۰۰ صما) (۷) رزیڈنٹ بڑودہ (اعت ۲۵۰۰ صما) (۸) رزیڈنٹ نیپال (اعت ۲۲۰۰ صما) (۹) رزیڈنٹ گوالیار (اعت ۲۱۵۰ صما) (۱۰) پولٹیکل ایجنٹ خلیج فارس (اعت ۲۴۰۰ صما) (۱۱) پولٹیکل اسسٹنٹ عدن (سعت ۳۵۰۰ صما) (۱۲) کانسل جنرل بغداد (اعت ۲ صما)۔

جنگی عملہ = (۱) ڈائرکٹر جنرل توپخانۂ ہند (۲) ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس (۳) کمشنری جنرل انچیف (۴) ڈائرکٹر جنرل صیغہ طب۔

ہیڈ کوارٹرس اسٹاف افواج ہند = (۱) کمانڈر انچیف ہند (ماہوار ۸۸۳۳ صما) (۲) سکرٹری صیغۂ جنگ (۳) اڈجوٹنٹ جنرل (۴) کوارٹر ماسٹر جنرل (۵) پرنسپل میڈیکل آفیسر افواج حضور عالم پناہ ہند (۶) جج ایڈوکیٹ جنرل ہند (۷) پرنسپل وٹرینری افسر ہند۔

لفٹنٹ جنرل افواج = (۱) لفٹنٹ جنرل مدراس کمانڈ (۲) لفٹنٹ جنرل بمبئی کمانڈ (۳) لفٹنٹ جنرل بنگال کمانڈ (۴) کرنل پنجاب کمانڈ۔

کمانڈران درجۂ اول و درجۂ دوم = (۱) کمانڈر سکندرآباد (۲) اودہ (۳) میرٹھ (۴) لاہور (۵) پونا (۶) برہما (۷) حدود پنجاب (۸) کوئٹہ (۹) راولپنڈی (۱۰) مہاؤ۔ کمانڈران درجۂ دوم (۱) کمانڈر پشاور (۲) مدراس (۳) بلگوم (۴) جنوبی (۵) بمبئی (۶) سندہ (۷) نربدا (۸) آگرہ (۹) آسام (۱۰) ناگپور (۱۱) روہیلکھنڈ (۱۲) حیدرآباد (۱۳) سرہند (۱۴) ویسہ (۱۵) پریسیڈنسی (۱۶) ڈیرہ جات (۱۷) عدن (۱۸) مانڈلے (۱۹) بندیلکھنڈ (۲۰) بنگلور۔

کرنل اسٹاف کمیڈنگ سٹیشن = (۱) ریاست ہائے شان (۲) بولری (۳) سیالکوٹ (۴) دہلی (۵) فیروزپور (۶) کانپور (۷) ملتان (۸) فیض آباد (۹) افواج کوہاٹ کرم (۱۰) نصیرآباد (۱۱) راولپنڈی

عملۂ پاوریان = (۱) بشپ کلکتہ (۲) بشپ مدراس (۳) بشپ بمبئی (۴) بشپ لاہور

(۵) بشپ رنگون (۶) بشپ ٹراونکور (۷) بشپ چھوٹا ناگپور (۸) بشپ لکھنؤ (۹) اسسٹنٹ بشپ کلکتہ (۱۰) اسسٹنٹ بشپ مدراس (۱۱) اسسٹنٹ بشپ بمبئی (۱۲) اسسٹنٹ بشپ آگرہ۔

صوبہ جات کی گورنمنٹین۔

صوبہ مدراس = (۱) گورنر (ماہوار ۱۰۰۰۰ روپے) (۲) پریویٹ سکرٹری (الصماً ۱۵۰۰) (۳) ملٹری سکرٹری (الصماً ۱۰۰۰) (۴) یوروپین ایڈیکانگ (۵) دیسی ایڈیکانگ (۶) میڈیکل افسر (الصماً ۱۰۰۰) (۷) دو کونسلر (ہر ایک کی ماہوار صمتاً ۵۳۳۳) (۸) ایڈیشنل ممبر آئین و قوانین سازی۔ (۹) ہیس ممبر کونسل (۱۰) چیف سکرٹری (سمتاً ۲۷۰۰) (۱۱) سکرٹری صیغہ آمدنی (سمتاً ۳۱۲۵) (۱۲) سکرٹری لوکل دیپوسل (الصماً ۲۵۰۰) (۱۳) سکرٹری کاروبار رفاہ عام (الصماً ۲۰۰۰) (۱۴) چیف جسٹس ہائیکورٹ (صمتاً ۵۰۰۰) (۱۵) چار جج (ہر ایک کی ماہوار للعمتاً ۴۰۰۰) (۱۶) ایڈوکیٹ جنرل (الصماً ۱۸۰۰)۔

صوبہ بمبئی = (۱) گورنر (ماہوار ۱۰۰۰۰ روپے) (۲) پریویٹ سکرٹری (الصماً ۱۵۰۰) (۳) ملٹری سکرٹری (۴) یوروپین ایڈیکانگ (۵) دیسی ایڈیکانگ (۶) میڈیکل افسر (الصماً ۱۰۰۰) (۷) دو کونسلر (ہر ایک کی ماہوار صمتاً ۵۳۳۳) (۸) اکس ایڈیشنل ممبر کونسل (۹) چیف سکرٹری معاملات مالیہ داخلہ اور مختلف صیغہ جات (سمتاً ۳۴۵۰) (۱۰) سکرٹری پولیٹیکل دیوانی و آئین سازی (سمتاً ۳۱۲۵) (۱۱) ایجوکیشنل اور جنرل وغیرہ (الصماً ۲۵۰۰) (۱۲) پبلک ورکس (الصماً ۲۵۰۰) (۱۳) چیف جسٹس ہائیکورٹ (صمتاً ۵۰۰۰) (۱۴) چیف جج (ہر ایک کی ماہوار للعمتاً ۴۰۰۰) (۱۵) کمشنر سندھ (للعمتاً ۴۰۰۰) (۱۶) پولیٹیکل رزیڈنٹ عدن (سمتاً ۳۱۲۵)۔

صوبہ بنگال = (۱) لفٹنٹ گورنر* (ماہوار سمتاً ۸۳۳۳) (۲) پریویٹ سکرٹری (للعمتاً ۹۹۰)

* بنگال کا تعلق پہلے براہ راست گورنر جنرل کے ماتحت تھا۔ لیکن ۱۹۰۵ء میں یہاں لفٹنٹ گورنر مقرر ہوا۔ ۱۲ مولف

(۳) ایڈیکانگ (۴۵۲ء ۱۴ء) (۴) لفٹنٹ گورنر میر مجلس کونسل وامنع آئین وقوانین (۵) ۱۸ ممبر کونسل
(۶) چیف سکرٹری (۳۳۳۳ء) (۷) سکرٹری خارجہ امور معاملات (۲۹۱۶ء) (۸) سکرٹری پولیٹیکل
صیغہ داخلہ (۲۶۱۶ء) (۹) سکرٹری پبلک ورکس (۲۵۰۰ء) (۱۰) چیف جسٹس ہائیکورٹ
(۶۰۰۰ء) (۱۱) دس جج (ہر ایک کی ماہوار للعنت ۲۱۳۵ء) (۱۲) ایڈوکیٹ جنرل (۲۱۳۵ء)

ممالک مغربی وشمالی اودھ = (۱) لفٹنٹ گورنر (ماہوار ۹۳۳۳ء) (۲) پریویٹ سکرٹری
(۲۲۵۰ء) (۳) ایڈیکانگ (للعنت ۶۲۴۴ء) (۴) چیف سکرٹری (۳۰۰۰ء) (۵) سکرٹری دوم (۲۲۵۰ء)
(۶) سکرٹری سوم (۱۶۸۸ء) (۷) لفٹنٹ گورنر پریسیڈنٹ کونسل (۸) چودہ ممبر کونسل (۹)
چیف جسٹس ہائیکورٹ (۵۰۰۰ء) (۱۰) پانچ جج (ہر ایک کی ماہوار للعنت ۴۰۰۰ء) (۱۱) جوڈیشل
کمشنر اودھ (۳۵۰۰ء) (۱۲) ایڈیشنل کمشنر اودھ (۳۳۳۳ء)۔

پنجاب = (۱) لفٹنٹ گورنر (ماہوار ۸۳۳۳ء) (۲) پریویٹ سکرٹری وایڈیکانگ (للعنت ۶۲۴۴ء)
(۳) دس ممبر کونسل وامنع آئین وقوانین (۴) چیف سکرٹری گورنمنٹ (۲۵۰۰ء) (۵) ریونیو وفنانشل
سکرٹری (۲۴۵۰ء) (۶) جوڈیشل وجنرل سکرٹری (۱۱۰۰ء) (۷) سکرٹری پبلک ورکس (للعنت ۶۴۴۴ء)
(۸) فنانشل کمشنر (۳۵۰۰ء) (۹) کمشنر بندوبست (۳۰۰۰ء) (۱۰) چیف جج چیف کورٹ
(۳۶۶۶ء) (۱۱) چار جج (ہر ایک کی ماہوار ۳۰۰۰ء)۔

جنوبی وشمالی برہما = (۱) لفٹنٹ گورنر (ماہوار ۹۳۳۳ء) (۲) پریویٹ سکرٹری (۳) ایڈیکانگ
(۴) لفٹنٹ گورنر پریسیڈنٹ کونسل وامنع قوانین (۵) سات ممبران کونسل (۶) چیف سکرٹری
(۳۰۰۰ء) (۷) سکرٹری (۲۴۰۰ء) (۸) چیف جج چیف کورٹ (۲۴۰۰ء) (۹) تین جج (۱)
جوڈیشل کمشنر اپر برہما (۳۰۰۰ء)

صوبجات متوسط (۱) چیف کمشنر (ماہوار للعنت ۴۶۶۶ء) (۲) سکرٹری چیف کمشنر (۲۵۰۰ء) (۳) جڈیشل کمشنر (۳۱۶۶ء)

آسام = (۱) چیف کمشنر (۲) سکریٹری (۳)۔

برار = پہلے برار کا تعلق (ہمیشہ سے) رزیڈنٹ حیدرآباد دکن (ماہوار) سے رہتا تھا۔ مگر اب دراڑ پٹہ ہو جانے سے، ممالک متوسط میں برار کا الحاق ہو گیا۔ اور چیف کمشنر ممالک متوسط سے راست طور پر تعلق بھی قایم ہو گیا ہے۔

اجمیر میروارہ = (۱) راجپوتانہ کا ایجنٹ یہاں کا چیف کمشنر ہوتا ہے (ماہوار)۔

کورگ = رزیڈنٹ میسور یہاں کا چیف کمشنر ہے (ماہوار)۔

بلوچستان ایجنسی = ایجنٹ و چیف کمشنر بلوچستان (ماہوار)۔

جزائر انڈمان = یہ مقام جس دوام العبور دریائے شور کے مجرمون کا ہے۔

جزائر نیکوبار = چیف کمشنر سپرنٹنڈنٹ (ماہوار)۔

پرتگالی ہند = یہ پرتگال والون کا علاقہ ہے۔ جسمین گوا دیو، نیچم، ڈامن اور ڈیو تین مشہور مقام ہین۔ محاصل ۲۰ لاکھ پونڈ ہے۔

فرانسیسی ہند = یہ فرانسیسیون کا علاقہ ہے۔ جسمین پانڈیچری۔ چندرنگر اور کرکی کال تین مشہور مقام ہین۔

ہندوستانی فوجی طاقت

مقام	سوار گورہ	سوار ہندوستانی	پیدل گورہ	پیدل ہندوستانی	توپخانہ گورہ	توپخانہ ہندوستانی	سپاہ ہندوستانی	سپاہ ہندوستانی	سپاہ ہندوستانی	سپاہ ہندوستانی	مجموعہ فوج
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
پنجاب	۱۰۷۰	۲۱۷۲	۱۲۷۴۸	۰	۱۹۰۹۰	۹۳۶۳	۲۴۰۷	۳۹۰۳۵	۰	۴۸۳۰۶	۶۸۰۹۶
بنگال	۱۸۵۴	۴۲۰۴	۱۵۷۱۸	۴۱	۲۱۸۱۵	۶۹۶۷	۷۷۰	۲۲۹۲۹	۱۲۴۵	۳۲۰۳۸	۵۳۹۵۳
مدراس	۱۲۶۸	۲۳۶۰	۱۰۳۰۸	۸۴	۱۳۹۹۷	۱۷۹۳	۳۹۱	۳۹۲۵۰	۱۵۲۲	۲۹۹۵۶	۴۲۹۵۳
بمبئی	۶۴۳	۳۸۱۸	۱۱۶۱۴	۵۳	۱۶۱۲۸	۴۶۵۳	۷۸۰	۲۴۱۶۴	۹۰۱	۳۰۵۹۸	۴۶۷۲۵

حیدرآباد کنٹینجنٹ = سوار (۶ رجمنٹ) توپخانہ (۴ توپ وغیرہ) پیدل (۶ پلٹن) باڈیگارڈ وغیرہ (۱۶۹۹)

میزان کل = انگریزی رسالہ جات (۷۳۰۹) متفرق افسر (۷۸۹) دیسی رسالہ جات (۱۴۵۶۲) جملہ (۲۱۹۴۰)

سلسلۂ فرمانروایان جلیلیہ دارالسلطنت ہندوستان۔

نمبر شمار	خاندان وغیرہ	نام ہدیہ	قومیت	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال وفات	مدت عمر	مدفن	حالات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳
۲۰۲	ملکہ وکٹوریا	ڈوک آف کینٹ بن جارج سوم	جرمن	۱۸۱۹ء / ۱۲۳۵ھ	۱۸۳۷ء / ۱۲۵۳ھ	لنڈن	لنڈن	۶۴ سال ۷ ماہ	۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء / ۲۳ رمضان ۱۳۱۹ھ	۸۱ سال ۸ ماہ	فروگمور	
۲۰۳	ایڈورڈ ہفتم	پرنس کنسرٹ البرٹ	جرمن	۹ نومبر ۱۸۴۱ء / ۲۴ رمضان ۱۲۵۷ھ	۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء / غرہ شوال ۱۳۱۹ھ	لنڈن	لنڈن	۹ سال ۱۰ ماہ				

اب ہم یہاں پر شاہان انگلینڈ کے تاجونکے چند نقشے اجمالاً کتاب تاج و نشان سے انتخاب کرکے لکھتے ہین۔ اور اسکے ساتھ شاہی اور فوجی نشانات سلطنتونکے پھریرے معرکے بھی بتلاتے ہین۔

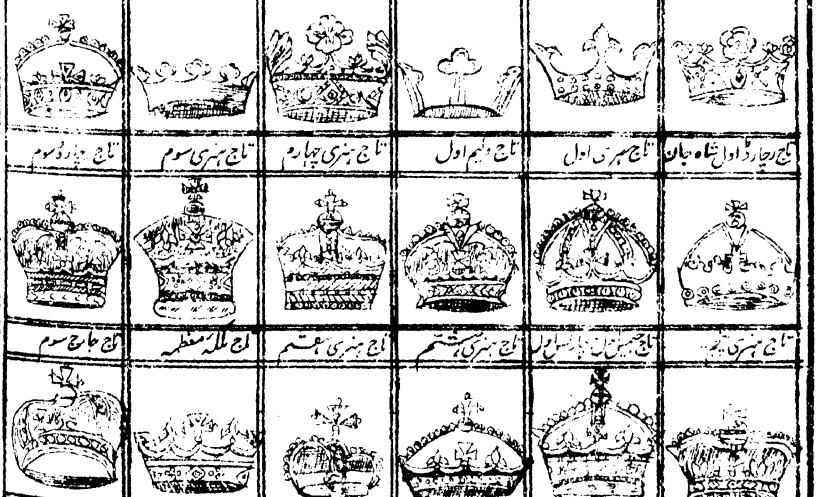

تاج ریچارڈ اول شاہ جہان | تاج ہنری اول | تاج ہنری دوم | تاج ہنری سوم | تاج ہنری چہارم

تاج ہنری پنجم | تاج جیمس اول پارسوا اول | تاج ہنری ہشتم | تاج ہنری ہفتم | تاج ملکہ معظمہ | تاج جارج سوم

تاج پارس دوم | تاج ملکہ وکٹوریہ | تاج ایڈورڈ ہفتم زمانہ ولیعہدی | تاج ملکہ الیسبی | تاج دیگر شاہزادہ ملکہ معظمہ | تاج ایڈورڈ ہفتم

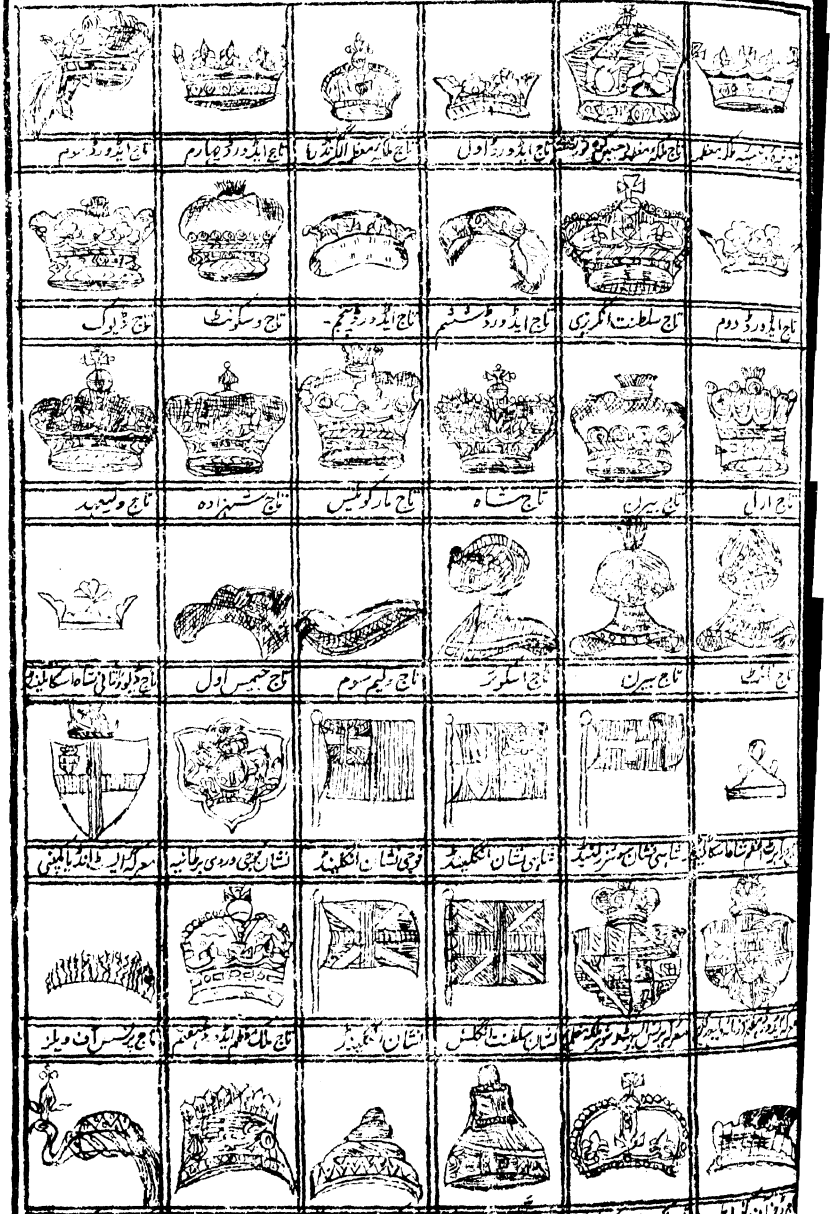
تاج ملکہ معظمہ مسمی وکٹوریہ
تاج ایڈورڈ اول
تاج ملکہ معظمہ الگزنڈرا
تاج ایڈورڈ چہارم
تاج ایڈورڈ سوم
تاج سلطنت انگریزی
تاج ایڈورڈ ششم
تاج ایڈورڈ پنجم
تاج ڈیوک
تاج ہنری دوم
تاج ہیرل
تاج شاہ
تاج مارگوئیس
تاج شہزادہ
تاج ولیعہد
تاج ہنری اول
تاج ہیرن
تاج اسکوئر
تاج ولیم سوم
تاج خمیس اول
تاج ہنری ہشتم
تاج ملکہ معظمہ الگزنڈرا
تاج ملکہ معظمہ وکٹوریہ
تاج ملکہ معظمہ الگزنڈرا
تاج ملکہ معظمہ الگزنڈرا

ذیل مین چند جدید اور منتخب شاہان انگلینڈ کے سکون کے نقشے درج کئے جاتے ہین۔

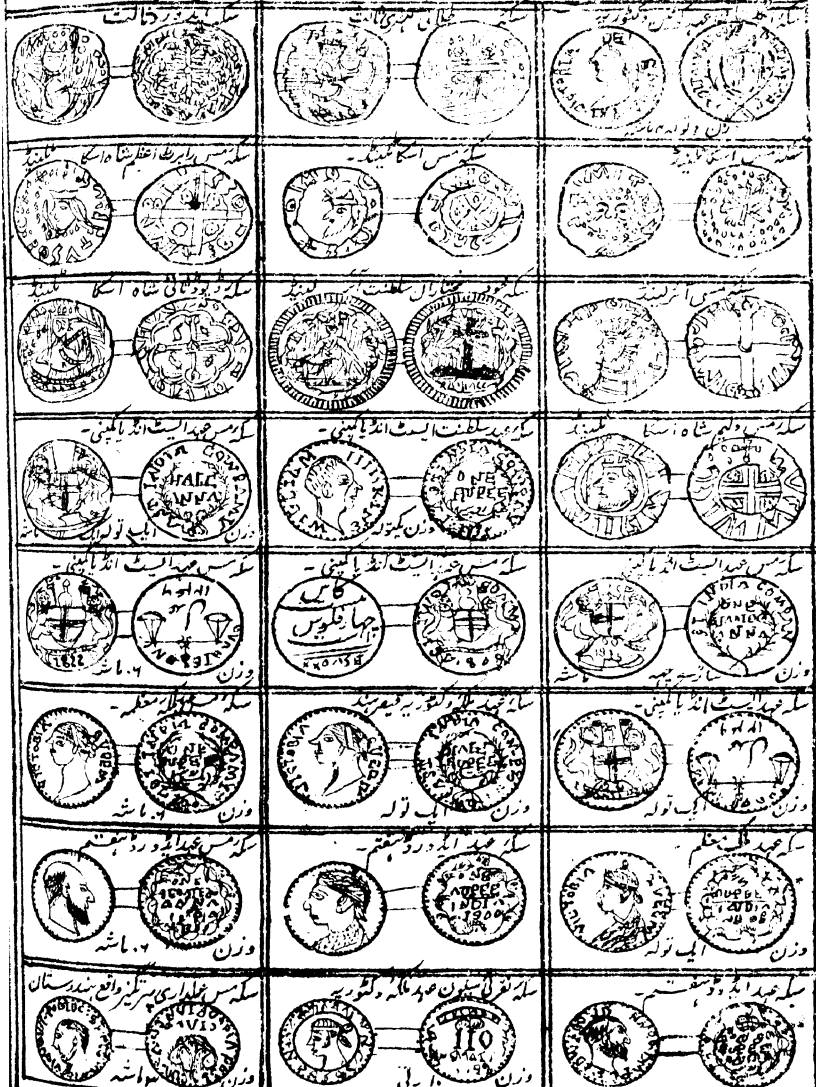
سکہ عہد ملکہ وکٹوریہ
سکہ عہد ملکہ وکٹوریہ
سکہ عہد ملکہ وکٹوریہ

فہرست مضامین گلزار دوم (دربار آصف) متعلق بہ حالات بادشاہان بہمنیہ عادل شاہیہ۔ نظام شاہیہ۔ قطب شاہیہ عماد شاہیہ۔ برید شاہیہ

نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
	مقدمہ	
۱	ہندو و دکن کا امتیاز۔ جنوبی ہند کی قدرتی صورت۔	۱
۲	دکن کا وجہ تسمیہ۔ وسعت رقبہ حدود	۲
۳	زبان۔	۳
۴	دکن کا قدیم زمانہ۔	۴
۵	سلاطین دہلی سے دکن کے تعلقات	۷
	گل اول	
	سلاطین بہمنیہ	
۶	سلطان علاء الدین حسن گنگو بہمنی	۱۷
۷	سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن۔	۲۲
۸	سلطان مجاہد شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی۔	۲۸

نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
۹	سلطان داؤد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن۔	۳۰
۱۰	سلطان محمود شاہ بن سلطان علاء الدین حسن۔	۳۱
۱۱	سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود شاہ بہمنی۔	۳۲
۱۲	سلطان شمس الدین بن سلطان محمود شاہ بہمنی۔	۳۳
۱۳	سلطان فیروز شاہ بن سلطان داؤد شاہ بہمنی۔	۳۵
۱۴	سلطان احمد شاہ بن سلطان داؤد شاہ بہمنی۔	۴۱
۱۵	سلطان علاء الدین شاہ بن سلطان احمد شاہ بہمنی۔	۴۵

نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
۱۶	سلطان ہمایون شاہ ظالم بن سلطان علاء الدین بہمنی۔	۵۱
۱۷	سلطان نظام شاہ بہمنی بن سلطان ہمایون شاہ ظالم۔	۵۳
۱۸	سلطان محمد شاہ ثانی بن سلطان ہمایون شاہ۔	۵۵
۱۹	سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی۔	۶۳
۲۰	سلطان احمد شاہ بن محمود شاہ بہمنی	۷۳
۲۱	سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی۔	〃
۲۲	شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی	۷۴
۲۳	شاہ کلیم اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی	〃
	گل دوم	
۲۴	یوسف عادل شاہ۔	۷۵
۲۵	اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ	۸۵

نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
۲۶	ملو عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ	۵۹
۲۷	ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ	〃
۲۸	ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ۔	۹۴
۲۹	ابراہیم عادل شاہ ثانی۔	۱۰۰
۳۰	سلطان محمد عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ	۱۱۰
۳۱	سلطان علی عادل شاہ ثانی۔	۱۱۵
۳۲	سلطان سکندر عادل شاہ۔	۱۱۷
	گل سیوم	
۳۳	سلطان احمد نظام شاہ بحری۔	۱۲۰
۳۴	برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری	۱۲۵
۳۵	حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری	۱۳۲
۳۶	مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ	۱۳۵
۳۷	میران حسین نظام شاہ بن مرتضیٰ نظام شاہ	۱۴۵
۳۸	اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ	۱۴۷
۳۹	برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ	۱۴۸

۷۸۶

مقدمہ

ہند و دکن کا امتیاز

کشور ہند کو مسلمانون نے دو حصون پر منقسم کیا ہے ایک کو شمالی ہند (ہندوستان) دوسرے کو جنوبی ہند (دکن) کہتے ہین۔

دکن ایک وسیع ملک ہے جو خط استوا سے (۸) درجون مین پھیلتا ہے۔ اس کا سب سے زیادہ عرض (۸۰۰) میل ہے۔

جنوبی ہند کی قدرتی صورت

جنوبی ہند۔ وسط ہند کی طرح بلند اور مثلث ہے۔ اور سب طرف سے پہاڑون نے گھیر لیا ہے۔ جن مین سے دو بڑے بڑے سلسلے جنوب کو چلے گئے ہین جس سے ایک جزیرہ نما کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان سلسلون کو گھاٹ کہتے ہین۔ مغربی گھاٹ بڑا اور بلند ہے۔ اور اوس کے دامن مین سمندر کی طرف جو خطہ زمین کا ہے وہ نہایت ہی پتلا اور ناہموار ہے۔ دکن کی بلند زمین ہموار ہے اور آبادی مین بے حد اختلاف ہے جو ملک کہ ست پڑا پہاڑ کے مشرق مین ہے اوسکے شرقاً و غرباً دریائے وار دھا سے دو حصے ہو جاتے ہین۔ یہ ورياست پڑا پہاڑ اور

ناگپور کے شمال و مغرب سے نکلتا ہے اور گوداوری مین جا کر ملتا ہے۔ اس کے شمال و مشرق مین جنگل ہے جس مین آبادی اور زراعت کم ہے۔ مگر اس کے جنوب و مغرب مین جو ملک ہے اوسمین اگرچہ مختلف قسم کی زمین ہے مگر کثرت سے بار آور اور زیر کاشت ہے۔ اڈیسہ کا ملک دکن مین گنا جاتا ہے اور تلنگانہ کے شمال مشرق کو بنگالہ تک سمندر کے کنارے کنارے چلا گیا ہے اور برار سے ملا ہوا ہے۔

دکن کا وجہ تسمیہ

اکثر کہتے ہین کہ دکن کا لفظ دنڈکا (جنگل) سے مشتق ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ دکھش (جنوب) کا لفظ بگڑ کر دکن ہو گیا ہے۔ العلم عند اللہ۔

وسعت رقبہ

دکن پانچ حصون پر منقسم ہے۔ دراوڑ[1]۔ کرناٹک[2]۔ (کرناٹا)۔ تلنگانہ[3]۔ (اندھرا) مرہٹہ[4] (مہاراشٹر)۔ اوڑیہ[5]۔ (اڈیسہ)

حدود

حدود مین بڑا اختلاف ہے۔ اسلئے ان کی حد مین علمانے وہ ٹھہرائی ہین کہ جہانتک ہر ایک ملک کی زبان بولی جاتی ہے۔ دراوڑ دیس جنوب مین۔ سمندر سے شروع ہوتا ہے۔ اور شمال مین اوس مفروضہ خط تک چلا گیا ہے جو مدراس کے شمال مین پولیکٹ سے بنگلور تک کھینچا جائے۔ پھر یہ خط گھاٹ کے خمدار حصے سے گذرتا ہوا مغرب کی جانب بالا بار اور

کنارہ کی حد فاصل تک اور کنارے کے پاس پاس سمندر تک اس طرح پر گذرے کہ اوس سے
مالابار اسی ملک مین شامل ہوجائے۔ دراوردیس کی شمالی حد کا ایک حصہ کرناٹا کی جنوبی
حد کا ایک جزو ہے۔ پھر یہ ملک مغرب مین مقام گوا تک سمندر سے اور گولاپور کے قریب
تک مغربی گہاٹ سے محدود ہے۔ شمالی حد اوسکی نہایت بڑے خط سے قایم ہوتی ہے۔
جو گولاپور سے بیدر تک کھینچا جاوے۔ مشرقی حد اس مفروضہ خط سے بنی ہے جو بیدر سے شروع
ہوکر ادھونی اور انندپور اور نندیرک بین گذرکے گہاٹ کے اوس مقام تک جو پولیکٹ
اور بنگلور کے درمیان ہے پہنچے۔ تلنگانہ کی مغربی حد اور کرناٹا کی مشرقی حد باہم مشترک ہے
مگر اوسکی مغربی حد مقام چاندہ تک (جو دریائے وار دہا پر واقع ہے) بڑہانی چاہیئے۔ اس مقام سے
شمالی حد مشرق کی جانب سوہن پور تک ہے اور مشرقی حد سوہن پور سے سیکاکول تک اور
سیکاکول سے سمندر کے قریب قریب پولیکٹ تک سمجھی جائے۔ جہان وہ اوس ملک سے ملتی ہے
جس مین تامل زبان بولی جاتی ہے۔ مرہٹ کی جنوبی حد کرناٹا اور تلنگانہ ہے۔ جو گوا سے
شروع ہوکر کولاپور اور بیدر مین گذر کر چاندہ مین ختم ہوتی ہے اور مشرقی حد دریائے وارد ہا
ساتہ ساتہ ست پڑا پہاڑ تک ہے۔ شمالی حد کو ست پڑے سے نندود تک سمجھنا چاہیئے۔
اور مغربی حد اوس خط مفروضہ سے قایم ہوتی ہے جو نندود سے وامن تک اور وامن سے
سمندر کے قریب قریب ہوتا ہوا گوا تک کھینچا جائے مہاراشٹر کے اوس حصہ کو کانکن کہتے ہین
جو مغربی گہاٹ اور سمندر کے درمیان سدا شیوگڈہ سے تاپتی ندی تک چلا گیا ہے۔
اوڑیسہ کی جنوبی حد تلنگانہ ہے اور مشرق مین سمندر ہے اور سوہن پور و مدنا پور واقع
بنگال تک ایک خط مفروضہ سے مغرب اور شمال کی حدین قایم ہوتی ہین۔

زبان

سنسکرت زبان کے مخلوط ہونے سے قبل دکن مین پانچ زبانین بولی جاتی تھین۔ ۱ تامل ۲ کناڑی ۳ تلنگی ۴ مرہٹی ۵ اوڑیا۔ علاوہ اس کے گوندی زبان بھی تھی۔ جو جنگلی بولی سمجھی جاتی تھی۔

دکن کا قدیم زمانہ

ہندوستان ہو یا دکن دونون کی قدیمی تاریخین تاریکی مین ہین مگر جس زمانہ سے کشور ہند کے کچھ تاریخی حالات معلوم ہوئے اون سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب شمالی ہند مین موریا بنس حکمران تھا تو دکن مین پانڈیا۔ چولا۔ چیرا۔ کرالا کے راج موجود تھے۔ چنانچہ یہی چولا اور کرالا کا ذکر اشوکا کی کتابون مین سنہ ۳۵۰ قبل از مسیح موجود ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اون کا وجود اس زمانہ سے بھی پہلے تھا۔ یہ چارون سلطنتین ہم زمانہ بیان کیجاتی ہین۔

پانڈیون کا راج پانچسو برس قبل از مسیح انتہائے جنوب مین قایم تھا جس کا دارالحکومت مدورا۔ اور اس راج کا بانی ایک کاشتکار پانڈے نامی۔ (اجودھیا کا رہنے والا) تھا اس راج کے صرف دو ضلع مدورا اور ترناولی تھے۔ مگر بعض اوقات کی بیشی بھی ہوتی رہی ہے۔ اس راج کے راجاؤن کو چولا خاندان کے راج سے ہمیشہ نزاع رہتی تھی۔ چند روز اتفاق بھی ہوگیا تھا۔ مگر قایم نہ رہا۔ سنہ ۹۰ء مین اس راج کو کمال عروج ہوگیا تھا۔ آخری راجہ اس جس کا نام گیارہوین صدی عیسوی تک زندہ رہا۔ اس راج کی زبان تامل (اردو) تھی۔ چنانچہ اس وقت کے بعض تصانیف تامل زبان مین اب بھی موجود ہین

چولا راج کا دارالسلطنت کانجی ورم اور بانی من نال خاص ہندوستان کا رہنے والا تھا آٹھوین صدی عیسوی مین اس راج نے کنارا اور تلنگانہ کے بڑے بڑے حصون پر قبضہ کرلیا تھا اور دارالسلطنت بھی تانجور مین منتقل کیا گیا تھا۔ مگر بارہوین صدی عیسوی مین ان کی قوت سلب ہوگئی اور اپنے قدیمی ملک پر قناعت کرنا پڑا۔ اور تیرہوین صدی عیسوی کے آخر تک خود مختار

اور کبھی بیجانگر کے محکوم رہے۔ لیکن اسی زمانہ مین سیواجی کے باپ شاہجی نے (جو والئے بیجاپور کی طرف سے راجہ کی مدد کو آیا تھا) فریب سے راج پر قبضہ کرلیا۔

چیرکا راج بہت چھوٹا تھا (جو پانڈیون اور مغربی سمندر کے درمیان واقع تھا) اس مین ٹراونکور اور ایک حصہ مالابار کا اور کوئمبتور (جو میسور کا مغربی حصہ ہے) شامل تھے مگر دسوین صدی عیسوی مین یہ راج بالکل برباد ہوگیا۔ اور اوس کے ملک کو ہمسایہ کے راجاؤن نے تقسیم کرلیا۔

کرالا کا راج (جس کو پرسورام چیتر یونکے قاتل نے اپنے خرق عادت کے ذریعہ سمندر کے کنکن سے سمندر سے نکالا تھا) کنارا کے کسی راجہ نے ہندوستان سے برہمنون کو بلاکر بسایا تھا۔ پھر یہان ایک چیتری راجہ مقرر ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے ملک کے دو حصے کنارا اور مالابار جدا جدا ہوگئے۔ نوین صدی عیسوی مین ملابار کا راجہ مسلمان ہوگیا تو رعایا نے چھوٹے چھوٹے راج قایم کرلئے۔ ان مین بڑی ریاست سامری کی تھی جسے انگریزی تاریخون مین زیمورن کہتے ہین۔ یہ لوگ ٹیپو سلطان کے حملہ تک وہان راج کرتے رہے کنارا کا ملک بھی چولا اور پانڈیا مین تقسیم ہوگیا تھا۔ اور ۱۱۰۰ء تک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین منقسم رہا۔ اس اثنا مین ایک بڑا خاندان راجپوتون کا بلال بنس قایم ہوا۔ (جو ہادو بنس بھی کہلاتا تھا) جنکا دارالریاست دوارسمندر مغربی میسور مین تھا اس خاندان نے ایسا غلبہ پایا۔ کہ تمام کرناٹا۔ مالابار۔ اور کسی قدر تلنگانہ پر قابض ہوگئے۔ چولا اور پانڈیہ کے بنسون کو خاک مین ملادیا مگر ۱۳۱۹ء مین یہ بنس بھی مسلمانون کے ہاتھ ختم ہوگیا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

ان راجون کے علاوہ چلوکیا قوم کا راج (جو پانڈوون کی نسل سے تھا) کلیان مین مدت سے چلا آتا تھا جس نے اودھ سے آکر ۵۵۰ء مین راج کی بنا ڈالی تھی۔ چوتھی پانچوین صدی مین اس راج کو بہت بڑی رونق رہی۔ تلنگانہ کا راجہ بھی ان کا مطیع تھا۔ مہاراشٹر۔ مرہٹ۔ کرناٹا۔ وغیرہ کے اکثر حصون پر یہ قابض تھے۔ اس خاندان کے ایک راجہ نے ایک عورت (جو گجرات کی وارث

تھی) سے شادی کرکے گجرات پر بھی ایک عرصہ تک عمل دخل رکھا تھا۔ ان کا مذہب تو وہ تھا اور اس راجپوت راجہ کرادوں کے وزیر نے تخت سے اوتار دیا۔ مگر وہ وزیر بھی مارا گیا۔ بعد ازاں ۱۱۸۳ء میں یہ راج کالا بھدر بانس کے قبضہ میں چلا گیا۔ یہ قوم مشیو کے لنگ کی پوجا کرتی تھی اور اس پوجا کا مالی پتہ سب سے پہلے اسی مذہب سے برہمن اور جینی دونوں متقرر ہے یہ راج بہت جلد مٹ گیا۔ لیکن لنگ کی پوجا اب تک باقی رہی

کہتے ہیں کہ مرہٹے میں مرہٹوں کا راج بھی قدیم سے رائج تھا۔ لیکن کہار شالیاہن (جس نے بکرماجیت کو شکست دی تھی) نے ان کا راج چھین لیا تھا۔ اور پیٹھن میں گوداوری کے کنارے اپنا پایہ تخت بنایا تھا اس کا سن جو سن سے (۷۷) برس بعد شروع ہوتا ہے۔ اب بھی ملک دکن میں مشہور ہے۔ اس کے بعد کا حال صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ تلنگانہ کے شرقی حصہ میں نویں صدی کے آخر جادو راجپوت حکمران تھے۔ جنکا دارالخلافہ دیوگڈھ تھا۔ جو اس وقت دولت آباد کہلاتا ہے۔ جب سلطان علاء الدین خلجی نے ۱۲۹۴ء میں حملہ کیا تو دیوگری میں اسی خاندان کا راجہ حکومت کرتا تھا۔ ایلورا کے بدھ مت مندروں کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مرہٹے کسی زمانہ میں بڑے ہنرمند ہوں گے مگر حال کے زمانہ میں جو کچھ لیاقت اون کو حاصل ہوئی تھی وہ صرف مسلمانوں کی صحبت کے اثر سے اونھوں نے حاصل کی تھی۔

ورنگل میں اندربنس کے راجہ حکومت کرتے تھے۔ غالباً یہ لوگ مگدہ دیس کے اندربنس والوں کے رشتہ دار تھے۔ اور اپنے ملک مفتوحہ کا نام اندھر رکھا تھا۔ جو تلنگانہ کا وسط ہے۔ انکی تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ بکرماجیت اور شالیاہن نہایت قدیم راجاؤں میں سے ہیں۔ انکے بعد چولا کے راجہ ہوئے اور ۵۱۵ء میں ایک یون خاندان پیدا ہوا۔ جس میں نو راجہ ہوئے اور ۶۹۳ء تک حکومت کرتے رہے۔ اس کے بعد اندربنس کے گنتی راجاؤں کا آغاز ہوا۔

مگراون کی نمودگیارہوین صدی مین کاکتی راجہ کے عہد مین ہوئی۔ اس راجہ کے وقت سے اون کی صحیح تاریخ شروع ہوتی ہے کہتے ہین کہ یہ راجا چلوکیا راجاؤن کا مطیع تھا۔ اور چولا راجاؤن پر اوسنے فتح حاصل کی تھی۔ بڑی قوت اس خاندان کو تیرہوین صدی کے اخیر مین ہوئی۔ اوس وقت گوداوری کا تمام جنوبی ملک ان کے قبض و تصرف مین تھا۔ اور غالباً اوڑلیسہ کا ملک بھی اکثر اور حیدرآباد و مدراس کا وہ تمام ملک جس مین تلنگی بولی جاتی ہے اس راج کے قبضہ مین رہا ہے۔ ۱۳۳۱ء مین مسلمانون کی فوج نے دہاوا کرکے اون کی دارالسلطنت کو فتح کیا۔ پھر وہ اوڑلیسہ کے باجگذار ہوگئے بعد مین یہ راج گولکنڈہ کی سلطنت مین داخل ہوگیا۔

اوڑلیسہ کے راجاؤن کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بکرماجیت اور شالباہن نے باری باری سے اوسپر قبضہ کیا۔ ایران اور دہلی۔ کشمیر اور سندھ سے یون لوگون نے چھٹی اور چوتھی صدی قبل مسیح کے درمیان بار بار حملے کئے۔ اخیر حملہ سمندر کی راہ سے ہوا۔ اس مین یون کامیاب ہوئے اور اوڑلیسہ پر (۱۴۶) برس قابض رہے۔ غالباً یہ یون اوس یونانی خاندان کے لوگ ہوتے جنھون نے سکندر اعظم کے بعد باختر یعنے بلخ مین سلطنت قایم کی تھی اور ہندوستان کے مختلف حصون پر اون کی اولاد نے مدت ہائے دراز تک حکومت کی ہے۔ یون لوگون کو یا مئتی کیسری نے ۴۷۳ء مین اوڑلیسہ سے خارج کیا۔ کیسری خاندان کے (۳۵) راجہ (۶۵) برس کے عرصہ مین ۱۱۲۳ء تک ہوے ہین۔ اس کے بعد گنگاوان خاندان کے ایک راجہ نے ان کا دارالحکومت لے لیا۔ جس کا خاندان مسلمانون کے عہد تک وہان راج کرتا رہا۔

سلاطین دہلی سے دکن کے تعلقات

جب شمالی ہند مین مسلمانون کے قدم آئے تو ایک مدت تک تو کسی نے جنوبی ہند کے جانب

توجہ نہ کی اور وہی قدیم راجاؤں کے خاندان دکن (جنوبی ہند) میں حکمران رہے۔ لیکن جب غزنویوں اور خوارزمیوں سے بعد خاندان غلامان (قطب الدین ایبک) نے ہندوستان میں اپنی مستقل حکومت جمائی۔ اور اون کے بعد خاندان خلجی کا عروج ہوا تو جلال الدین خلجی کا بھتیجا علاء الدین خلجی ۱۲۹۶ء میں دیوگڑھ پر حملہ کیا۔ اوس وقت دیوگڑھ کا حاکم رام دیو تھا۔ جسکو علاء الدین نے شکست دیکر بہت سا مال وجواہر حاصل کیا۔ اور اپنے مستقر مانکپور کو چلا گیا۔ اس کے بعد جب علاء الدین خود دہلی کا بادشاہ ہو گیا اور رام دیو نے خراج سے پہلو تہی کیا تو ملک کافور کو ایک لاکھ لشکر کے ساتھ دیوگڑھ روانہ کیا۔ رام دیو میں تو مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اسلئے اوس نے خراج دیکر صلح کر لی۔ اور خود دہلی گیا۔ سلطان کمال اعزاز و احترام کے ساتھ پیش آیا۔ چتر سفید اور رائے رایان کا خطاب عطا کر کے قصبۂ نوساری کی حکومت بھی مرحمت کی۔ پھر ۷۰۲ھ ۱۳۰۳ء میں ملک کافور نے ورنگل پر چڑھائی کی۔ پرتاب رُدر دیو (لدر دیو) قلعہ میں پناہ گزین ہوا۔ ملک کافور نے قلعۂ سارا رد ہنمکنڈہ کو فتح کر کے قلعۂ ورنگل پر حملہ کیا۔ اور قلعہ فتح کر کے بہت سے زمیندار اور راون کے زن و فرزند اسیر کیا۔ آخر راجہ لدر دیو نے تین ہزار ہاتھی اور (۷) ہزار گھوڑے بہت سا مال و اسباب دیکر خراج گذاری کے وعدہ پر صلح کر لی۔ اس کے بعد ۷۱۰ھ ۱۳۱۰ء میں ملک کافور اور خواجہ حاجی کو علاء الدین نے کرناٹک کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ چنانچہ کرناٹک کے راجہ بلال دیو سے سخت مقابلہ ہوا۔ اور لشکر سلطانی راجہ کی دار السلطنت دوار سمندر تک لڑتے لڑتے پہونچ گیا۔ اور اوس کو فتح کر کے راجہ کو قید کیا۔ پھر یہاں سے ملک کافور مدورا[1] پر حملہ کیا۔

---

[1] یہاں پر یہ تمام واقعات مختصر طور پر لکھے جائیں گے۔ کیونکہ ہم نے دہلی کے فرمانروا ؤں کی تاریخ میں ان واقعات کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔ مکرر بیان کرنا بے ضرورت ہے۔ ۱۲۔ مولف۔

مدورا کی سلطنت میں مالابار۔ ترچناپلی۔ تانجور بھی شامل تھے۔ اور یہاں کا راجہ کاس دیو تھا۔ جس کے خزانہ

اور سندر پانڈیہ مسلمانون کی آمد سے بھاگ گیا۔ آخر مسلمانون نے ۱۷ ذیقعدہ ۷۱۰ھ کو مدورا لے لیا۔ اور (۵۱۲) ہاتھی (۵۰۰) عربی اور شامی گھوڑے۔ (۵۰۰) من جواہرات لوٹ مین ہاتھ آیا۔ سیت بندہ رامیشور مین ان مسلمانون نے ایک مسجد بنائی۔ (یہ مسجد جہانگیر کے عہد تک وہان موجود تھی) اس کے بعد جب ۷۱۲ھ م ۱۳۱۲ء مین ملک کافور کو سنگل دیو کی بغاوت فرو کرنے اور کرناٹک کے فساد کو مٹانے جانا پڑا۔ تو اوس نے وہان پہونچکر راجہ سنگل دیو کو قتل کیا۔ اور گلبرگہ رائچور۔ مدگل۔ وابل۔ دوارسمندر پر قبضہ کرکے دیوگڈہ کو دکن کا دارالسلطنت بنایا۔ اس اثنا مین شوال ۷۱۶ھ م ۱۹ دسمبر ۱۳۱۶ء کو علاءالدین نے انتقال کیا۔ اور ملک کافور بھی قتل ہوگیا۔ ۲۲ مارچ ۱۳۱۷ء م ۷ محرم ۷۱۷ھ کو علاءالدین کا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ خلجی تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ ایک ہندو بچہ پر (جس کو خضر خان کا خطاب دیا تھا) ایسا فریفتہ تہا کہ تمام کاروبار ریاست اس کے دست قدرت مین دیدیا تھا۔ اس زمانہ مین ہرپال دیو (رام دیو کا داماد) نے ملازمان شاہی کو نکال کر ملک مرہٹ پر قبضہ کرلیا تہا جب سلطان کو یہ خبر ہوئی تو وہ فوراً وہان پہونچا۔ ہرپال کو شکست ہوئی۔ اور گرفتار ہوکر قتل کیا گیا دیوگڑہ مین سلطان نے ایک مسجد بنائی (جو ابتک موجود ہے) اور ملک بیگ لکہی کو دکن کا سرلشکر مقرر کرکے خود دہلی واپس آیا۔ بعد ازان سلطان نے اپنے معشوق خسرو خان کو مہابار کی تسخیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے تلنگانہ اور لنکی کے راجہ کو شکست دیکر بہت سا ہاتھی اور ایک لاکھ ۶ درم وزن کا حاصل کرکے دہلی واپس آیا۔ پھر اس نمک حرام نے ۷۲۱ھ م ۱۳۲۱ء مین مبارک خلجی کو قتل کیا

(بقیہ نوٹ صفحہ (۸)) کروڑ اشرفی بے شمار ہیرا لعل۔ موتی۔ یاقوت۔ جمع تہے۔ جب یہ راجہ ۷۵۹ھ مین مرگیا تو اوسکے دو بیٹے ہیر پانڈیہ۔ سندر پانڈیہ موجود تہے۔ سندر پانڈیہ حرامی تہا جس نے بڑے بہائی کو (جو جایز وارث تہا) ملک سے نکالکر آپ خود تمام سلطنت پر قابض ہوگیا تہا۔ (۱۲ مولف)

اور دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن اس کو نمک کو چند ہی روز مین اپنے کردار بد کی سزا مل گئی یعنی غازی خان تغلق کا حاکم لاہور نے خروج کرکے اوس کو قتل کیا۔ اور آپ غرۂ شعبان ۷۲۳ھ کو غیاث الدین تغلق کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ ۱۳۲۲ء کو اپنے بیٹے جوناخان کو ورنگل کے راجہ لدر دیو سے خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچا۔ ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا۔ مگر شیخ زادۂ دمشقی اور عبید شاعر کے جھوٹی خبرون کی اشاعت اور امرا علائی کی بغاوت سے ورنگل کی فتح نہ ہوسکی۔ اور شہزادے کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ لیکن ۷۲۳ھ م ۱۳۲۳ء مین جوناخان نے ورنگل پر دوبارہ چڑہائی کی۔ راجہ کو شکست دیکر سمعہ زن و فرزند اسیر کیا۔ اور قلعۂ ورنگل کو توڑکر سلطان پور نام رکھا۔ پھر وہان سے جاج نگر پر یورش کرکے وہان کے راجہ سے (۴۰) ہاتھی حاصل کیا۔ دہلی جاتے وقت لدر دیو کا قصور معاف کرکے ازسرنو ورنگل کی حکومت عطا کی۔ ۷۲۵ھ م ۱۳۲۵ء مین غیاث الدین تغلق کا انتقال ہوگیا۔ اور محمد تغلق (جوناخان) تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی ذات جامع الاضداد تھی۔ سپاہی کی حیثیت سے بہت اچھا تھا۔ مگر سلطنت کے داؤپیچ سے محض ناواقف تھا۔ چنانچہ چین و خراسان کی فتح کے خیال مین لاکھون سپاہ۔ تباہ و برباد کی۔ خزانہ کا تمام روپیہ بے ضروری الجواب مین خرچ کرڈالا۔ آخر تانبے کا سکہ چلانا چاہا۔ مگر کسی نے کوڑی کو بھی نہ پوچھا۔ اس اولٹ پھیر مین سلطنت کو بیحد نقصان پہونچا۔ اب بادشاہ کے دل مین ایک اور سودا سمایا کہ بجائے دہلی کے دیوگڈہ کو دارالسلطنت بنانا چاہیئے۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اوس نے دہلی والون کو دیوگڈہ جانیکا حکم دیا۔ اوس کا نام دولت آباد رکھا۔ اور وہان باغات لگوائے۔ محلات بنوائے۔ بہرحال خوب آرایش دی۔ جب دولت آباد حسب منشا سلطان کے آباد نہ ہوسکا تو پھر دہلی کو لوٹنیکا

* یہ دونون جوناخان کے ساتھ تھے۔ (۱۲۔ مولف)

حکم دیا۔ اس افراتفری مین رعایا بہت تباہ ہوئی۔ دہلی اور دولت آباد دونون ویران ہوگئے
۱۳۴۱ء مین سلطان دیوگڈہ آیا۔ پھر معبر کے ارادہ سے تلنگانہ کو چلا۔ جب ورنگل پہونچا تو وبا
مین مبتلا ہوا۔ ناچار ملک مقبول عماد الملک کو ملک تلنگ کا کام سپرد کرکے دیوگڈہ واپس ہوا
راستے وقت حوالی بیڑ مین اپنے دانت کا ایک بڑا مقبرہ بنوا کر اوسے دفن کیا۔ پٹن مین جاکر مجاہدہ کیا
مگر کامل صحت نہ ہوئی۔ آخر ملک شہاب سلطان (نصرت خان) کو ایک لاکھ ٹنکہ کے ٹھیکہ پر بیدر
اور قتلغ خان اپنے استاد کو دولت آباد سپرد کرکے دہلی روانہ ہوا۔ اس اثنار مین کشنا نائک
پسر لڈر دیو والئے ورنگل نے جب مسلمانون کی یہ بدنظمی دیکھی تو بلال دیو والئے کرناٹک کے
پاس گیا اور دونون نے مصلحت کرکے یہ صلاح کی کہ بلال دیو تو اپنی شمالی سرحد پر مسلمانون کی
روک کے لئے اپنا تخت گاہ قایم کرے۔ اور معبر و دوار سمندر و کنپلہ کو تصرف اسلام سے نکال
لے۔ اور کشنا نائک بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاکر ورنگل پر قبضہ کرے۔ چنانچہ کوہستان مین
بلال دیو نے ایک دشوار گزار مقام پر ایک شہر اپنے بیٹے بیجن رائے کے نام بیجن نگر بسایا جو رفتہ رفتہ
بیجانگر مشہور ہوگیا۔ پھر کشنا نائک نے بلال دیو کی مدد سے ورنگل پر قبضہ کرلیا۔ عماد الملک وزیر
بھاگ کر دولت آباد چلا گیا۔ اس کے بعد بلال دیو اور کشنا نائک نے رایان معبر و دوار سمندر
کو مدد دی۔ جو قدیم الایام سے راجہ کرناٹک کے باجگذار چلے آتے تھے اور اونھون نے ان مقامات کو

---

* حال کے انگریزی تحقیقات اور سکون و کتبون سے ثابت ہوتا ہے کہ ورنگل کے راجہ کی فوج کے دو سردار بھائی تھے
اور ہری ہر جو آپس مین بھائی تھے کرناٹک مین قسمت آزمائی کرنے کے لئے چلے گئے ان کے ساتھ ایک برہمن
ودیارن نامی بھی تھا جس نے ان دونون کی نسبت راجہ ہونیکی پیش گوئی کی تھی چنانچہ جب یہ کشنا اور تنگ بھدرا
کے سنگم پر پہونچے تو ادھر ادھر کے آدمی ان کے پاس جمع ہوگئے اور چند ہی روز مین ان کی قوت ترقی پاگئی۔ اگر مسلمان
اول ہی توجہ کرتے تو یہ قوت نہ بڑھتی۔ مگر اون کی غفلت و چشم پوشی اور آپس کی نااتفاقیون نے اس قوت کو بڑھا

بھی مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا۔

۱۳۴۵ء میں نصرت خان بیدر کا محاصل ہضم کرکے بغاوت پر کمر باندہا۔ بادشاہ نے قتلغ خان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ حصار بیدر کا محاصرہ ہوکر نصرت خان گرفتار ہوا۔ اسی زمانہ میں علی شاہ (ظفر خان علائی کا بھانجہ) نے اپنے سب بھائیون کو جمع کرکے شورش مچائی۔ اور گلبرگہ و بیدر کے صوبہ داروں کو مار ڈالا۔ آخر قتلغ خان نے اسکی بھی گوشمالی کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کردیا۔ بادشاہ نے اوس کو اور اوس کے بھائیون کو غزنین کیجانب جلاوطن کیا مگر پہر وہ دہلی آکر قتل ہوئے اس اثنا مین بعض مفسدون نے بادشاہ سے قتلغ خان حاکم دکن کی شکایت کی۔ حالانکہ بادشاہ کو اوسپر بہت اعتبار تہا۔ لیکن تاہم اوس نے قتلغ خان کو دکن سے طلب کیا۔ اور اوسکی جگہ اوسکا بھائی مولانا نظام الدین عالم الملک مقرر ہوا۔ اب بادشاہ نے دکن کی چار شقین کین اور اوسے شقدارون کو حوالہ کردیا۔ اور عماد الملک کو دکن کا سپہ سالار مقرر کرکے سرور الملک اور یوسف بقرا یہ دونون بہت بڑے امیر تھے) کو اوس کے ساتہ کیا۔ اور دکن کے خالصات کو (۷) کروڑ ٹنکہ سفید پر اون کو اجارہ مین دیا۔ اور حکم دیا کہ عالم الملک سے مشورہ کرکے دکن کا بندوبست کرتے رہین۔ اس کے بعد سلطان نے عزیز حماد نامی کو مالوہ کی حکومت تفویض کی اور روانہ کرتے وقت تاکید کی کہ جس قدر ملکون مین شورش

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۱) بالکل خیال نہ کیا۔ چنانچہ ان دونون نے ۱۳۴۷ء مین ایک شہر اپنے برہمن کے نام دولتآباد بسایا۔ جو رفتہ رفتہ بیجانگر ہوگیا۔ جسکے معنی فتح نگر کے ہین۔ اس زمانہ مین بیس سال تک مسلمانون مین خوب جہگڑے ہوتے رہے جس سے یہ سلطنت بہت جلد قایم ہوگئی۔ اور کرشنا سے جنوب کو مسلمانون کی عملداری کے آثار بہت جلد مٹ گئے اور ہندؤن کی ایک حکومت دریائے تنگبھدرا کی وادی مین کنجی ورم اور ارکاٹ تک اور بعد ازان مدورا تک پہیل گئی۔ اور دو سو برس سے زاید مسلمانون کی بہمنی حکومت کے مدمقابل بنی رہی۔ (۱۲۔ مولف)

پیدا ہوئی ہے وہ امیران صدہ کا باعث ہے۔ اس نالایق نے مالوہ جاکر ایک روز امیران صدہ کی دعوت کی۔ اور تقریباً (۷۰) آدمیون کو فریب سے قتل کر ڈالا۔ جب بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اوس کی بہت تعریف وتحسین کی۔ جب یہ خبر اطراف وجوانب مین مشہور ہوئی تو تمام امیران صدہ (یعنے سو سوار کا افسر) بگڑے اور موقع کے منتظر رہے۔ اس عرصہ مین ملک مقبل خان جہان وزیر گجرات کچھ خزانہ اور گھوڑے گجرات سے دہلی لیجا رہا تھا۔ ان امیران صدہ نے اوس کو لوٹ لیا۔ اور عزیز حمار کو بھی مار ڈالا۔ بادشاہ اون کی سرکوبی کے لئے خلاسر حد گجرات مین لڑائی ہوئی۔ باغیون نے شکست پائی۔ اور ملک مقبول عماد الملک نے اون کا تعاقب کرکے تباہ وبرباد کیا۔ جب یہ لوگ (امیران صدہ) وہان سے بھاگے تو مالوہ دکن وغیرہ مین پناہ گزین ہوئے۔ سلطان نے صرف گجرات کے امیران صدہ کے مارنے اور برباد کرنے پر اکتفا نہ کی بلکہ اوس نے احمد لاچین اور ملک علی سرجاندار کو عالم الملک (حاکم دکن) کے پاس بھیجکر حکم دیا کہ وہان کے امیران صدہ کو (جو مشہور ومعروف ہین) ان دونون کے ساتھ کرکے ڈیڑھ ہزار سوار کی حفاظت مین فوراً روانہ کرو۔ ظاہر مین تو یہ بتلایا کہ یہان لشکر کی ضرورت ہے اوس مین وہ آکر شامل ہوجائین۔ مگر باطن مین بادشاہ کا ارادہ اون کے قتل اور غارت کا تھا۔ چنانچہ جب یہ دونون امیر دولت آباد پہونچے تو عالم الملک نے رائچور۔ مدگل۔ گلبرگہ۔ بیجاپور۔ کنجوتی۔ رائباغ۔ کلہر پیکری۔ برار۔ رائگیر وغیرہ کے امیران صدہ کو طلب کیا۔ مگر وہ سلطان کی قہہاری سے ڈر کر نہ آئے۔ آخر عالم الملک نے جبر کا پیرایہ اختیار کیا۔ اور ملک احمد لاچین کو ڈیڑھ ہزار سوار دیکر اون کے سر پر بھیجا۔ چنانچہ لاچین نے نصیر الدین خلجی قزلباش حاجب۔ حسام الدین۔ اسمعیل مخ۔ حسن کانکو۔ نور الدین وغیرہ امیران صدہ کو گلبرگہ مین جمع کیا۔ پھر وہان سے عالم الملک کے پاس لاکر بادشاہ کے پاس لے چلا۔ مانکے ٹو

(جو قصبۂ دون وگچ کے مابین ہے) کے مقام پر لاچین نے کچھ ایسی وحشت انگیز باتین سنائین کہ اونہون نے آپس مین مشورہ کرکے واپسی پر کمر باندہی۔ جب لاچین مانع ہوا تو یہ لوگ (جنکے پاس اس وقت چار ہزار مسلح آدمی موجود تہے) حملہ کرکے لاچین کو قتل کر ڈالے۔ ملک علی سرجاندار بھاگ گیا۔ پہر وہان سے یہ لوگ دکن آئے۔ یہان بہت کچھ آدمی (جو بادشاہ سے ناراض تہے) اون سے شریک حال ہوگئے۔ اب ان سبہون نے دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ جب یہ خبر عماد الملک ترکمان الملقب بہ سرتیز (داماد محمد تغلق) سپہ سالار خاندیس و برار کو اچلپور مین پہونچی۔ اور اوسکے لشکر مین بہی بغاوت کے کچھ آثار نمودار ہوئے تو اوس نے ہوشیاری کرکے شکار کے بہانہ سلطان پور۔ ونندر بار کے طرف چلا گیا۔ جب وہان کے امرا نے دیکہا کہ وہ بہاگ گیا تو اوس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہان سے نکل کر دولت آباد آئے۔ اور اون محاصرہ کرنے والون سے مل گئے۔ جب اہل قلعہ نے محاصرین کی قوت مین روز افزون ترقی دیکہی تو عالم الملک (حاکم دکن) کو گرفتار کرکے سمۂ خزانہ اون کے حوالہ کر دیا۔ چونکہ عالم الملک نیک آدمی تہا اوسے تو کسی نے قتل نہ کیا۔ لیکن رکن الدین تہانیسری کے بیٹے وغیرہ بہت سے شاہی امرار کو مار ڈالا۔ اور دولت آباد کا خزانہ لوٹ کر آپس مین تقسیم کر لیا۔ اب جو گجرات کے امیر ادہر اودہر چہپے ہوے تہے وہ بہی ان سے آملے۔ باغیون کی جمعیت کو کثرت ہوگئی۔ اور محمد تغلق کے مقابلہ مین تمام دکن باغی ہوگیا۔ اور برسون کی محنت مین جو ملک کہ فتح ہوا تہا وہ یون دفعتاً ہاتہ سے نکل گیا۔

اس کے بعد اون لوگون نے آپس مین مشورہ کرکے اسمٰعیل[۱] مخ افغان (جو امرائے دو ہزاری سے تہا) کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور ناصر الدین شاہ کا خطاب دیکر سر پر چتر لگایا۔ حسن کانگو کو ظفر خان کا

۱۔ اسمٰعیل مخ کو بادشاہ بنانیکی وجہ یہ ہتی کہ اوس کا بہائی ملک گل افغان (جو محمد تغلق کا بڑے درجہ کا امیر تہا)

خطاب ملا۔ اور سیکری۔ رائباغ۔ مرج۔ کلہر۔ گلبرگہ۔ اسکو جاگیر مین دیگئی۔ بہرن راے حاکم حصار گلبرگہ کو (جو محمد تغلق کا بڑا امیر تھا) مار ڈالا۔ نورالدین نام ایک شخص خان جہان بن گیا۔ غرض تمام دکن تین مہینے کے اندر محمد تغلق کی حکومت سے نکل گیا۔ اور پھر مغلیہ عملداری تک دہلی کے قبضہ سے باہر رہا۔ یہ واقعہ ۱۳۴۷ء کا ہے۔

جب یہ متوحش خبر محمد تغلق کو ہوئی تو ملک کل افغان و عماد الملک سرتیز کو ساتھ لیکر موضع پٹن فراوان دولت آباد کو آیا۔ اور ناصر الدین شاہ بہی (۳۰) ہزار سوار سے بادشاہ کا مقابلہ کیا عین معرکہ کارزار مین یکایک نورالدین خانجہان کو تیر لگا۔ اور مارا گیا۔ جس سے اوس کے ہزارہا سوار متفرق ہوے اور ناصر الدین شاہ کو شکست ہوگئی۔ اس عرصہ مین شام ہوی اور دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل اترے۔ اب ان باغیون نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ ہمکو میدان مین بادشاہ سے مقابلہ کرنا اچھا نہین ہے۔ اسلئے مناسب یہ ہے کہ ناصر الدین شاہ تو دولت آباد مین رہکر قلعہ کی حفاظت کرے۔ اور حسن کانکو (۱۲) ہزار سوار سے گلبرگہ کو چلا جاے اور بادشاہ کو جسطرف سے چاہے تنگ کرے۔ باقی سردار بہی اپنے اپنے جاگیرات کی حفاظت کرین۔ اور بروقت ایک دوسرے کی مدد کرین۔ جب محمد تغلق یہان سے چلا جاے، تو پہر سب دولت آباد مین آجائین۔ چنانچہ ان سبہون نے اس مشورہ پر عمل کرکے رات ہی کو چلتے بنے۔ صبح کو بادشاہ نے میدان باغیون سے خالی دیکہا تو سخت تعجب کیا۔ اور وہان سے نکل کر دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ تین مہینے تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ طرفین کے آدمی مارے گئے مگر کسی کو بہی فتح نصیب نہ ہوئی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ ملک طغی شیخ معزالدین حاکم گجرات کو گرفتار کرلیا ہے۔ اور اوسکے نائب ملک مظفر کو مار کر بہروچ کا محاصرہ کیا ہے بادشاہ اس خبر کے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴) مالوہ مین بہت بڑی فوج سے پڑا ہوا تہا۔ اور امید نہی کہ ضرورت کے وقت کام آئیگا۔ ۱۲ منہ

سنتے ہی خداوندزادہ قوام الدین کو معہ دیگر امرا کے دولت آباد کا محاصرہ تفویض کرکے خود گجرات کے جانب کوچ کیا۔ جب بادشاہ یہاں سے روانہ ہوا تو راستہ میں ناصرالدین شاہ کے بعض امرا (جو ناسک و پاٹودہ میں پڑے ہوئے تھے) نے تعاقب کرکے بہت تنگ کیا۔ اور نربدا کے کنارے تک بادشاہ کے اسباب کو لوٹتے رہے اور بہت کچھ مال و اسباب لوٹ کر دولت آباد واپس ہوئے۔ ادھر حسن کانگو نے بادشاہ کے چلے جاتے ہی (۲۰) ہزار سوار کے ساتھ عماد الملک کے سر پر (جو بیدر میں ٹھہرا ہوا تھا) چڑھ دوڑا۔ تلنگانہ کے راجہ نے بھی حسن کی (۱۵) ہزار سپاہ سے امداد کی۔ ناصرالدین نے بھی پانچہزار کا لشکر بھیجدیا۔ اب حسن کے پاس (۴۰) ہزار آدمی جمع ہوگئے ملک سیف الدین غزنوی سپاہ سالار مقرر ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ عماد الملک مارا گیا۔ اور اوس کے ہمراہی قندہار و مانڈو کے جانب بھاگ گئے۔ حسن نے ملک سیف الدین کو قندہار و بیدر کا محاصرہ تفویض کرکے آپ ناصرالدین شاہ کی مدد کو دولت آباد آیا۔ جب محاصرین دولت آباد نے حسن کی آمد سُنی تو محاصرہ سے کنارہ کرکے دہلی اور گجرات کو چلتے بنے۔

گل اوّل

طبقہ بہمنیہ

سلاطین حسن آباد گلبرگہ شریف

سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی

جب دولت آباد کا محاصرہ اوٹھہ گیا تو ناصر الدین شاہ نے حسن کانگو (ظفر خان) کا نظام پور تک استقبال کرکے دولت آباد لایا۔ اور بہت کچھ اُو بھگت کی۔ (۱۴) روز تک خوب جشن رہا۔ اس عرصہ مین ناصر الدین شاہ کو معلوم ہوگیا کہ تمام لوگون کے دلون مین حسن کانگو کی عزت ہوگئی ہے۔ اور ہر ایک اوسکو بڑا مانتا ہے۔ اسلئے اوس نے تمام امرار کو جمع کرکے یہ بیان کیا کہ اب مین بوڑھا ہوگیا ہون اور سلطنت کا کام مجھ سے

گل اوّل

طبقہ بہمنیہ

سلاطین حسن آباد گلبرگہ شریف

سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی

جب دولت آباد کا محاصرہ اوٹھہ گیا تو ناصر الدین شاہ نے حسن کانگو (ظفر خان) کا نظام پور تک استقبال کرکے دولت آباد لایا۔ اور بہت کچھ اُو بھگت کی۔ (۱۴) روز خوب جشن رہا۔ اس عرصہ مین ناصر الدین شاہ کو معلوم ہوگیا کہ تمام لوگون کے دلون مین حسن کانگو کی عزت ہوگئی ہے۔ اور ہر ایک اوسکو بڑا مانتا ہے۔ اسلئے اوس نے تمام امرار کو جمع کرکے یہ بیان کیا کہ اب مین بوڑہا ہوگیا ہون اور سلطنت کا کام مجھ سے

شیخ برہان الدین (جو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی اجازت سے معہ چار سو درویشوں کے دکن آئے تھے) کو (۵) من طلا، (۱۰) من نقرہ۔ فقرا میں خیرات کرنے کے لئے عطا کیا۔ اور اسمٰعیل مخ سے ناصر الدین شاہ کا خطاب واپس لے کر امیر الامرا کا خطاب اور سپہ سالاری کی خدمت مرحمت کی۔ ملک سیف الدین غوری کو وکیل مطلق کی خدمت سے سرفراز کیا۔ قلعہ دولت آباد بہرام خان ماژندرانی کے تفویض کر کے خود گلبرگہ کو آیا۔ اتنے میں کانگوئے برہمن بہمی محمد تغلق کی نوکری چھوڑ کر چلا آیا۔ جس کو سلطان نے حسب وعدہ تمام ملک محروسہ کا محاسب کر دیا۔ الغرض اس کے بعد سلطان نے اپنی حسن تدبیر و رائے صائب و ضرب شمشیر سے تھوڑی مدت میں اس قدر ملک دکن فتح کر لیا کہ جس قدر محمد تغلق کے آخر عہد میں

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸) اوس وقت یہ نام بھی بقائے نام کے لئے اپنے نام کا جزو بنانا۔ چنانچہ اسی باعث حسن نے اپنے نام کے ساتھ کانگوئے بہمنی کا جزو بھی قایم کیا تھا۔ بلکہ اوس نے برہمن کے کہنے کے ساتھ ہی اپنی مہر میں حسن کانگوئے بہمنی کندہ کرالیا تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک روز حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی دعوت میں شاہزادہ محمد تغلق آیا تھا۔ جب دعوت ختم ہوئی اور دسترخوان اوٹھ گیا تو وہ شاہزادہ چلا گیا۔ پھر حسن کانگوئے بہمنی حضرت کی خانقاہ کے دروازہ پر آیا تو حضرت نے فرمایا "سلطان نے رفت و سلطان نے آمد" خدمتگار کو بھیجکر حسن کو بلایا۔ اور شیخ نے اوس کے حال پر بہت التفات فرمایا۔ اور خاص اپنی روٹی اوسکو کھلائی۔ اور کہا کہ چتر شاہی ایک مدت دراز اور محنت کے بعد دکن میں تجھے نصیب ہوگا۔

ایک مورخ حسن کا نسب اس طرح لکھتا ہے۔ سلطان علاء الدین حسن ابن کیکاؤس ابن محمد ابن علی۔ ابن حسن ابن سہام۔ ابن سلیمون ابن سلام۔ ابن ابراہیم۔ ابن نصیر ابن منصور ابن رستم ابن کیقباد ابن منوچہر ابن نامدار ابن اسفندیار ابن کیومرث ابن خورشید ابن صعصائی ابن فغفور ابن فرخ ابن شہریار ابن

اوس کے امرا کے تصرف مین تہا۔ امرائے تغلق وافغان وراجپوت کو جو سلطان تغلق کے جانب سے قلعہ بیدر و قندہار مین تھے اون کو لطف وملائمت سے مطیع ومنقاد کیا۔ اور دونون حصار دن پر اپنا قبضہ کرلیا۔ کولاس معہ مضافات رائے ورنگل سے لے لیا۔ گلبرگہ مین مسجد* وقلعہ کو کہ شکستہ ہورہے تھے تہوڑے ہی عرصہ مین تیار کرالیا۔ ادہر محمد تغلق ملک طغی کی بغاوت کے فرو کرنے مین ایسا مصروف رہا کہ اوس کو تا زیست دکن کی جانب توجہ کرنے کی فرصت ہی نہین ملی۔ آخر ۲۱ محرم ۷۵۲ھ کو انتقال ہوگیا۔ اور فیروز شاہ تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ مگر اس بادشاہ نے بہی دکن کا کبہی رُخ نہ کیا۔ اسلئے سلطان علاء الدین حسن کو اب اپنی حکومت مین کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ اب سلطان نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کی شادی ملک سیف الدین غوری کی لڑکی سے بڑے دہوم دہام کے ساتہ ادا کی۔ اور برابر ایک سال تک اس شادی کے جلسے رہے۔ دولہا کی خالہ جو ملتان مین رہتی تہی وہ بہی بلوائی گئی۔ غربا و مساکین لذیذ کہانے اور خیرات سے مستفیض ہوئے۔ امرا ورؤسا نے انعامات وخطابات سے سرفرازی پائی۔ اس اثنا مین اسمٰعیل مخ (جو اوّل ناصر الدین شاہ ہوگیا تہا) کو ملک سیف الدین غوری کی برتری و افسری بہت بری معلوم ہوئی۔ اور اس رنج کے باعث اوس نے سلطان کے مارنے کی فکر مین ہوا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹) عامر ابن شہد ابن ملک داؤد ابن ہوشنگ ابن نیک کردار ابن فیروز بخت ابن نوح ابن صالح اور صالح سے بہرام گور تک کو چند واسطے ہین۔ اور بہرام گور ساسان کی اولاد مین اور ساسان بہمن ابن اسفندیار کیانی کے نسل سے ہے مگر اس نسب نامہ پر مورخ اعتبار نہین کرتے کہتے ہین کہ خود اسفندیار نے اوسے عالی نژاد بنانے کے لئے بہمن کی نسل سے بنا دیا ہے۔ ۱۲ مولف

* یہ مسجد قرطبہ کی مسجد کے مشابہ ہے۔ (۲۱۶) فٹ مشرق و مغرب کو لمبی اور (۱۷۶) فیٹ جنوب شمال کو

اتفاقاً راز طشت از بام ہوگیا۔ سلطان نے سر دربار قاضی کے فتوے پر اسمٰعیل کو قتل کیا۔ اور اوسکے بیٹے بہادر خان کو باپ کے عہدہ پر مقرر کردیا۔ اور جو جاگیرات کہ اوسکے رشتہ دارون وغیرہ پر چلی آتی تہین حسب سابق بحال رکہا۔ بہرحال جس نے قصور کیا تہا اوسکو سزا دی۔ اور باقی اوس کے عزیز و اقارب سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اس کے بعد سلطان کو ملک گیری کی ہوس ہوئی۔ اسلئے عماد الدین تاشقندی اور مبارک خان لودہی کو کرناٹک کی طرف بہیجا۔ چنانچہ ان دونون نے دریائے نادلی اور بکری تک خوب تاخت و تاراج کیا۔ اور وہان کے راجاؤن کو مطیع کرکے دو لاکہہ اشرفی اور بے شمار جواہر و آلات و مروارید (۲۰۰) ہاتہی۔ ایک ہزار رقاص کنیزین حاصل کین۔ اور سالانہ خراج بہی مقرر کرالیا۔ جب کرناٹک فتح ہوگیا تو سلطان کا ارادہ گجرات و مالوہ کی فتح کا ہوا۔ اس عرصہ مین امرا گجرات ورئے ہرن پسر رائے کرن گجراتی نے گجرات پر حملہ کرنے کے لئے سلطان کے پاس درخواستین بہیجین اور سلطان کا ارادہ بہی گجرات کے جانب یورش کرنے کا ہوا۔ اسلئے پہلے اپنے بیٹے محمد کو معہ لشکر گجرات کے جانب روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچہے چلا۔ جب شاہزادہ قصبۂ نوساری پہونچا تو وہان شکار کی کثرت دیکہی۔ باپ کو لکہا کہ یہان شکار کثرت سے ہے جلد تشریف لائیے۔ چونکہ علاء الدین شکار کا بڑا شوقین تہا۔ فوراً جا پہونچا۔ ایک ماہ برابر شکار مین مصروف رہا۔ اتنے مین سلطان دفعتاً ہیضہ مین مبتلا ہوگیا۔ مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ گجرات کی مہم ملتوی رہگئی۔ اور جب گلبرگہ پہونچا تو صدر الشریف سمرقندی کے ہاتہہ پر تمام مناہی سے توبہ کی۔ اور قتلغ خان کے زمانہ مین جس طرح یہ ملک چار صوبون مین منقسم تہا اسیطرح

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰) چوڑی ہے اور رقبہ ۳۸۰۱۶ مربع فیٹ ہے۔ تمام ہندوستان کے مساجد کے مقابلہ یہ کل مسجد سقف ہے۔ افسوس کہ یہ مسجد اسوقت خراب حالت مین ہے۔ اگر سرکار نظام توجہ فرمائین تو یہ قدیم یادگار کچہ روزون باقی رہنی ہے ورنہ خدا حافظ ہے۔ ۱۲ مؤلف

چار صوبے کر کے گلبرگہ سے وابل ورایچور و مدگل تک کا علاقہ ملک سیف الدین غوری کے تفویض کیا۔ اور دولت آباد۔ جنیر۔ چاول۔ بیڑ۔ مونگی پٹن ملک مرہٹ اپنے بھانجے خان محمد خان ابن علی شاہ کو دیا۔ اور برار۔ ماہور۔ رام گڈھ۔ صفدر خان سیستانی کے حوالہ کیا بیدر و قندہار۔ اندور۔ کولاس۔ علاقہ تلنگ۔ اعظم ہمایون پسر ملک سیف الدین غوری کی حراست مین دیا۔ بیماری کا ہر چند علاج کیا گیا لیکن مطلق صحت نہین ہوئی۔ آخر ۶ ماہ کے بعد غرۂ ربیع الاول ۷۵۹ھ م ۱۳۵۸ء کو بعمر ۶۷ سال انتقال کیا۔ ۱۱ سال ۲ ماہ ۷ روز حکمرانی کی۔ تین بیٹے۔ محمد۔ داؤد۔ محمود تھے۔

سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگو بہمنی

شاہزادہ محمد حسب وصیت پدر تیسرے دن تخت نشین ہوا۔ اوس کو بادشاہی کی شان و شوکت اور اسباب و تجمل کا بڑا شوق تہا۔ چنانچہ چتر کے قبہ کو جواہرات سے خوب مرصع کیا۔ اور اوسپر ایک ہمائے مرصع کی صورت بنا کر لگائی۔ ہمامین وہ یاقوت نصب کیا (جو اسکو بہمانی نے سلطان علاء الدین حسن کو تحفتاً بہیجا تہا جس کی قیمت سے جوہری عاجز ہو گئے تھے) اور اسلحۂ خاص اوہانے والون کا نام سلحدار۔ جوانان خاصہ کا نام خاصہ خیل رکہا۔ پچاس سلحدار ہزار خاصہ خیل نوبت بہ نوبت روزانہ حاضر رہتے تھے۔ امرا اور منصبدار درباری اون کے ساتھہ باری باری سے آکر چوکی پہرہ دیتے تھے۔ اون مین ایک سردار رہتا تہا جس کو سرنوبت کہتے تھے۔ ان مین سے چوکی اول کی سرنوبت کو دوسرے سرنوبتپر فوقیت تہی جسے سرسرنوبت کہتے تھے۔ مملکت کے طرفدارون کے نام اسطرح مقرر کیا طرفدار دولت آباد سند عالی۔ طرفدار برار مجلس عالی۔ طرفدار بیدر و تلنگ اعظم ہمایون۔ طرفدار

تخت گلبرگہ و بیجاپور (جسکو وکالت کا منصب بھی تھا)۔ ملک نائب اور سپہ سالار الامیر الامرا کہلاتا تھا۔ چنانچہ یہ خطابات سلاطین اسلام کے آخر زمانہ تک برابر جاری رہے۔ جمعہ کے سوائے شب و روز وہ باپ کے تخت نقرہ پوسط ایوانمین پہرون بیٹھتا تھا۔ تعظیماً پہلے باپ کے تخت کو سجدہ کرتا۔ جب ظہر کی اذان ہوتی تو وہ تخت سے برخاست کرتا۔

ہر روز پانچ مرتبہ نوبت بجانے کا حکم دیا۔ سونے کا سکہ بھی جاری کیا۔ چاندی کا سکہ تو اول سے ضرب ہوتا تھا۔ دونون سکون کا وزن ۳ ماشے سے دو تولہ تک تھا۔ سکہ کے ایک طرف کلمۂ شہادت اور چار یارون کے نام اور دوسرے طرف بادشاہ کا نام اور تاریخ سکہ ہوتی تھی۔ انہین ایام مین محمد شاہ کی ماں ملکۂ حیات بی نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ اور وہان خیرات کرنے کے لئے چار سو من سونا اور ۷ سو من چاندی سلطان نے (جو اوس کے باپ نے فقرا و مساکین پر تقسیم کرنے کے لئے جمع کیا تھا۔) مان کے حوالہ کیا۔ کہتے ہین کہ ملکہ کے ساتھ ملازمین و اقارب کے علاوہ آٹھ سو بیوہ و مساکین عورتین تھین۔ جب ملکہ معظمہ کو پہونچین تو چار ہزار لڑکیون کی شادی کرائین اور بہت کچھ خیرات کیا۔ پھر وہان سے معاودت کرکے وطن آئین۔ محمد شاہ نے کلبرگہ تک مان کا استقبال کیا۔ اور مان نے جو جامہ خانہ کعبہ کا مشجر سیاہ لائی تھی اوس کا چبوترا بنایا۔ خلیفہ عباسی کا فرمان جو مان کے

---

* جب سلاطین بہمنیہ کی بادشاہت جاتی رہی تو سلاطین قطب شاہیہ کے پانچ نوبتین بیجاپور مین ۱۲ مولف

† اس سکہ کو رایان تلنگ و بیجانگر نے بوجہ تعصب رواج نہ دینے مین سخت کوشش کی۔ اور کثرت سے کھوٹا ڈالے آخر سلطان نے ۹۶۱ھ مین صرافون کا قتل عام کیا۔ اور دہلی کے کنتری صرافی پر مقرر ہوئے۔ اور برابر تا انقراض دولت بہمنیہ یہ سکہ جاری رہا۔ محمود شاہ ثانی کے زمانہ مین ہندؤن نے اس سکہ کو گلا کر ۶۔۷ سال کے عرصہ مین نیست و نابود کر دیا۔ اور پھر وہی رایان بیجانگر و تلنگ کا سکہ جو ہوا اور پرتاب کے نام سے مشہور رہتا جاری ہو گیا۔ مولف ۱۲

سالانہ آیا تھا اوس کی تعظیم و تکریم کی۔ اس اثنار مین راجایان تلنگ و بیجانگر نے اتفاق کرکے محمد شاہ کو لکھا کہ مدگل۔ رائچور۔ کولاس ہمارے تفویض کردئے جائین۔ چند روز تک تو محمد شاہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا مگر جب فوج کی درستی کرلی تو صاف و ہنکار و یا ۱۳۶۳ء مین رائے تلنگانہ نے اپنے بیٹے ناگ دیو کو بہت سی فوج دیکر معہ ۲۰ ہزار سوار رائے بیجانگر کے کولاس کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ سلطان نے بہادر خان اعظم ہمایون صفدر خان وغیرہ کو لشکر کر کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ فریقین مین خوب جنگ ہوئی۔ آخر مسلمان کامیاب ہوئے۔ راجہ مجبور ہوکر ایک لاکھ ہون ۲۵ ہاتھی نذر گزرانا۔ اسی سال ایک سوداگر کچھ گھوڑے محمد شاہ کے ملاحظہ مین لایا۔ جو ناکارہ ہونیکی وجہ سے ناپسند ہوئے۔ سوداگر نے عرض کیا کہ تاگدیو نے دیام پٹن مین میرے تمام عمدہ گھوڑے زبردستی چھین لیا۔ حالانکہ مین نے اوس سے کہا کہ یہ گھوڑے محمد شاہ کے لیے لیجا رہا ہون۔ مگر اوسنے ایک نہ مانی۔ یہ سنتے ہی محمد شاہ کو غصہ آیا اور اوسی وقت چار ہزار کا لشکر لیکر ملیغار ناگدیو کے سر پر پہونچا۔ اور شہر مین گھسکر ناگدیو کو پکڑ لیا۔ اور قتل کیا۔ چونکہ بادشاہ کے پاس اسقدر فوج ہمراہ نہ تھی کہ اوس ملک پر قبضہ کرسکے اسلیے جس قدر روپیہ لیا گیا لیکر پندرہ دن کے بعد وہان سے چلدیا۔ راستہ مین تلنگون نے بہت تنگ کیا۔ یہانتک کہ محمد شاہ بھی زخمی ہوا۔ جب گلبرگہ آیا تو چار ہزار آدمی مین سے پندرہ سو باقی رہ گئے تھے۔

۱۳۴۶ء مین محمد شاہ نے تلنگانہ پر فوج کشی کی۔ اور راجہ کو اسقدر مجبور کیا کہ آخر اوس نے ۳۰۰ ہاتھی۔ ۱۲ لاکھ ہون۔ ۲۰۰ گھوڑے اور گولکنڈہ معہ مضافات کے دیکر صلح کرلی۔ اب سلطنت بہمنی اور تلنگانہ کی سرحد گولکنڈہ قرار دی گئی۔ اس کے بعد تلنگانہ کے راجہ نے ایک تخت بھی نذر گزرانا۔ اب محمد شاہ نے اوس تخت کو دربار عام مین بچھا کر

باپ کے قدیم تخت نقرہ کو خزانہ مین داخل کر دیا۔ بہادر خان کو امیر الامرائی کا خطاب عطا کرکے اوس کی بیٹی سے اپنے بیٹے مجاہد شاہ کی شادی کر دی۔ اور اس شادی کا جشن مہینون ہوتا رہا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین تین سو قوال دہلی سے حاضر ہوئے۔ اور خوب محفل گرم رہی۔ محمد شاہ اوسی حالت مستی مین ایک فرمان وجیانگر کے حاکم کے نام لکھوا کر بھیجا کہ ان تین سو قوالونکو وہ وظیفہ دیا کرے۔ جب یہ لوگ وہان گئے تو راجہ نے اون کی بے عزتی کی اور شہر سے نکلوا دیا۔ اس کے بعد خود تیس ہزار سوار ۹ لاکھ پیادے ۳ ہزار ہاتھی لیکر سلطنت بہمنیہ پر چڑھائی کی۔ مدگل مین آٹھ سو آدمیون کا قتل عام کرکے قلعہ چھین لیا۔ اور قلعۂ ادھونی تک خوب تاخت و تاراج کی۔ جب یہ خبر محمد شاہ کو پہونچی تو عہد کیا کہ اون آٹھ سو مسلمانون کے عوض ایک لاکھ ہندؤن کو قتل کرون گا۔ اور اوسی وقت ۷۶۷ھ مین نو ہزار سوار سے کوچ کیا۔ اور دریائے کشنا کو عبور کرکے رائے بیجانگر کے مقابل ہوا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ راجہ بھاگ گیا۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین ستر ہزار ہندو مارے گئے ۳ سو توپین ۲ ہزار ہاتھی ۷ سو عربی گھوڑے اور ایک سنگاسن شاہی اور بے شمار غنیمت ہاتھ آئی۔ اب محمد شاہ نے راجہ کا تعاقب کیا۔ راجہ نے اپنے بہانجی بھوج مل رائے کو ۴۰ ہزار سوار ۵ لاکھ پیادون سے مقابلہ کو روانہ کیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی آخر بھوج مل رائے زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ محمد شاہ نے تو ہندؤن کے قتل کی قسم کھایا تھا۔ اسلئے اوس نے حکم دیدیا کہ قتل عام کیا جائے۔ جوان۔ بوڈھا۔ بچہ۔ عورت کوئی قتل سے

(نوٹ متعلق صفحہ ۲۴) یہ تخت اوس نے بادشاہ دہلی کی لئی بنوایا تھا۔ جو خالص سونے اور آبنوس کا تھا۔ اوسکی پوشش مینا سب رنگ کی ہونیکی باعث محمد شاہ نے اوسکا نام تخت فیروزہ رکھا اس تخت کا عرض ۲ گز اور طول ۳ گز تھا۔ یہ تخت سو برس تک رہا۔ اوسکے بعد فیروز کے نام سے ساڑھے گن مشہور تھا ہر سلطان اپنی تخت نشینی مین اوسکو جواہر سے مرصع کرتا۔ جب وہ آخر کو شکستہ ہوا تو چار کروڑ روپیہ اوسکی قیمت کا تخمینہ ہوا۔ ۱۲ مولف۔

خالی نہ رہے۔ آخر اس قتل عام سے راجہ کشن رائے بیجانگر میں محصور ہوگیا۔ ایک مہینے تک محمد شاہ محاصرہ کرکے لڑتا رہا۔ مگر شہر کی تسخیر ممکن نہ ہوئی۔ اب محمد شاہ نے اپنے کو بیمار بنایا اور کوچ کا حکم دیا۔ جب راجہ نے دیکھا کہ محمد شاہ بیمار ہوگیا تو بیجانگر سے نکل کر تعاقب کیا۔ جب راجہ بیجانگر سے کسی قدر فاصلہ پر آگیا تو دفعتاً محمد شاہ نے شبخون چھاپہ مارا۔ دس ہزار ہندو مارے گئے۔ ان متواتر شکستوں اور قتل عام سے بیجانگر کے معتبر اور نامدار لوگوں نے راجہ سے کہا کہ اب صلح کرے تو اچھا ہے ورنہ ہم کو تخت سے اوتار دیں گے۔ آخر راجہ نے صلح کا پیغام بھیجا۔ اور قوالوں کا وظیفہ دینا قبول کیا۔ محمد شاہ نے تو اپنے حکم کی تعمیل اور بات کی پچ پر یہ سب کچھ کیا تھا۔ جب اوس نے دیکھا کہ قوالوں کا وظیفہ راجہ نے منظور کرلیا ہے اور میری بات بالا رہی تو فوراً صلح سے اتفاق کرکے واپس ہوا۔

اب اودھر دارالسلطنت کی سنئے کہ یار لوگوں نے محمد شاہ کے مرنے کی خبر اوڑادی۔ اور بہرام خان مازندرانی نے (جس کو علاء الدین حسن اپنا بیٹا کہا کرتا تھا) کنبہ دیو مرہٹہ (سردار پائیگان) کے اغوا سے باغی ہوگیا۔ اور دولت آباد پر قبضہ کرلیا۔ راجہ بکلانہ اور بعض سرداران تراڑ نے بھی اوس کی اعانت پر کمر باندھی۔ جب محمد شاہ نے سنا تو بہرام خان کو لکھا کہ "تو اپنے ان حرکات ناشائستہ سے باز آ۔ اور اب تک جو قصور تو نے کیا ہے اوسکو معاف کرتا ہوں"۔ مگر وہ کور نمک اپنی بغاوت پر قایم رہا۔ آخر لڑائی ہوئی محمد شاہ نے فتح پائی۔ بہرام خان اور کنبہ دیو بھاگ کر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ دولت آبادی

* مشرقی بادشاہوں کی یہ ادائیں لایق افسوس ہیں کہ اپنی ایک بیہودہ بات کے پورا کرنے کے لئے ہزاروں جانوں کے جانے کا خیال نہیں کرتے۔ ۱۲ مولف۔

پاس (جو حضرت برہان الدینؒ کے خلیفہ و مرید تھے) پہونچے۔ شیخ نے اون کو گجرات چلے جانیکی صلاح دی۔ محمد شاہ نے ہرچند تعاقب کیا مگر وہ ہاتھہ نہ آئے۔ اب اوسکو معلوم ہوگیا کہ شیخ نے اون کو مدد دی ہے۔ چونکہ اسکے قبل جب تمام مشائخین دکن نے محمد شاہ کے ہاتھہ پر حاضرانہ و غائبانہ بیعت کی تھی تو شیخ نے یہ کہکر کہ بادشاہ شراب پیتا ہے۔ بیعت سے انکار کردیا تھا۔ اسلئے محمد شاہ اول ہی شیخ سے ناراض تھا۔ اب اور بھی خفا ہوا۔ اور کہلا بھیجا کہ اب میری بیعت کرو۔ شیخ نے اوس کے جواب مین یہ نقلی لکھکر بھیجی۔ کہ "ایک دانشمند ایک سید ایک مخنث اتفاقاً یہ تینون کسی کافر کے قید مین پڑگئے۔ کافر نے حکم دیا کہ تینون کو سجدہ کرو۔ اوّل الذکر دونون نے تو سجدہ کرلیا۔ مگر مخنث نے کہا کہ مین نے تمام عمر کوئی نیکی نہین کی ہے جس سے مجھے نجات کی امید ہو اسلئے مین سجدہ نہ کرون گا۔ اور مرنے کو بہتر سمجھون گا۔" پس میرا حال بھی مخنث کا سا ہی۔ اسپر بادشاہ بہت ناراض ہوا۔ اور شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ شیخ وہان سے نکل کر اپنے مرشد کے درگاہ مین آئے اور وہان عصا گاڑکے کہا کہ اب دیکھون مجھے یہان سے کون نکالتا ہے۔ محمد شاہ بڑا عقلمند تھا۔ درویش کے اصرار پر اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور یہ مصرع لکھکر بھیجا۔ ع۔ من زان تو ام تو زان من باش۔ اسپر شیخ نے فرمایا کہ اگر محمد شاہ غازی شرع کی اتباع کرے۔ تو مجھہ سے زیادہ کوئی اوس کا خیرخواہ نہ ہوگا۔ اور یہ اشعار لکھکر بھیجے۔ ؎ تا من بزیم بجز نکوئی نکنم + جز نیکدلی و نیکخوئی نکنم + آنہا کہ بجائے من بد بیہا کردند + تا دست رسد بجز نکوئی نکنم + غازی کے خطاب سے بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اپنے نام کے ساتھہ لفظ غازی کا اضافہ کیا۔ اور تمام شراب خانے موقوف کرادئے۔ اور ۶ یا ۷ مہینون مین تقریباً ۲۰ ہزار رہزنون کے

سرکاٹے گئے۔ جس سے ملک مین امن وچین ہوگیا۔ آخرکار ۱۷ سال ۹ ماہ ۵ یوم سلطنت کرکے ۹ ذیقعدہ ۷۷۶ھ م ۱۳۷۴ء کو محمد شاہ نے اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ کہتے ہین کہ اسکی سرکار مین ۳ ہزار ہاتھی تھے اور اول سے آخر تک اس نے ۵ لاکھ آدمیون کو قتل کیا تھا۔

سلطان مجاہد شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی

سلطان محمد شاہ کا بیٹا مجاہد شاہ (جو ملک سیف الدین غوری کا نواسہ تھا) سوم کی تخت نشین ہوا۔ اور خان محمد مسند عالی کو (بعض وجوہات سے) معزول کرکے اعظم ہمایون کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ اسکے بعد کشن رائے والی بیجانگر کو لکھا کہ "سلطنت بہمنیہ اور بیجانگر مین ہمیشہ دوآبہ کرشنا اور تنگ بہدرا کے سبب جھگڑا رہا کرتا ہے۔ اسلئے سلطنت بہمنیہ کی سرحد دریائے تنگ بہدرا مقرر کیجئے اور قلعہ بیکاپور وغیرہ ہمکو دیدیجئے"۔ مگر اوسنے اوس کے خلاف جواب بھیجا۔ مجاہد شاہ یہ سنکر لشکر کی تیاری کرنے لگا۔ اور پانچسو ہاتھی۔ خزانہ ہمراہ لیکر آب تنگ بہدرا سے عبور کیا۔ راستہ مین ایک شیر کی خبر ملی۔ جسکو مجاہد شاہ تنہا مارلیا۔ اس شجاعت کی ایسی دھوم مچی کہ بیجانگر والون کا دم مجاہد شاہ کے نام سے فنا ہونے لگا۔ اور کشن رائے بیجانگر کو ایک سردار کے تفویض کرکے خود کوہستان مین چلا گیا۔ اب مجاہد شاہ بھی اوسکے تعاقب مین جنگلون کو صاف کرواتا ہوا آگے بڑھا۔ جب سیت بند رامیشور مین پہونچا تو مسجد علائی (جسکو علاء الدین خلجی نے بنایا تھا) کی تعمیر کرائی۔ صدہا بتخانون کو توڑا۔ اور ویران کیا۔ جب کشن رائے مجاہد شاہ کے تعاقب سے مجبور ہوا تو بیجانگر مین آیا۔ اور مجاہد شاہ بھی اوسکے پیچھے چلا۔ یہان یہ امر قابل ذکر ہے کہ بیجانگر کی دو راہین تھین

ایک وسیع دوسری تنگ - چونکہ وسیع راستہ کو بیجانگر والے خوب مضبوطی سے روکے ہوئے تھے اسلئے سلطان تنگ راستہ سے (جسے سودرہ کہتے تھے) بیجانگر مین داخل ہوا اور سودرہ کے دہانہ پر اپنے چچا داؤد خان کو ۶ ہزار سوار اور بہت سے پیادے دیکر محافظت کے لئے ٹھیرایا - جب سلطان شہر مین داخل ہوا تو کشن رائے نے مقابلہ کیا خوب گھمسان لڑائی ہوئی - ایک ہندو نے سلطان کے سر پر تلوار ماری - مگر خالی گئی - جب یہ خبر داؤد خان کو پہونچی تو اوس نے نادانی کرکے سودرہ کے دہانہ کو خالی چھوڑ دیا - اور لشکر سلطانی مین آملا - جب سلطان کی نظر داؤد خان پر پڑی تو سخت منغص ہوا - اور غصہ مین اوسکو گالی دیکر کہا کہ تو نے دہانہ کو کیون خالی چھوڑ دیا - اگر کفار اوس دہانہ پر قابض ہو جائین تو پھر کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر ہو کر نہ جا سکیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار اوس دہانہ پر قابض ہو گئے - اور لشکر سلطانی کے نکلنے کے لئے کوئی راستہ باقی نہین رہا - آخر مجاہد شاہ نے توقف مین صلاح نہ دیکھی اور دہانہ کے طرف بڑھا - اور ایک زبردست حملہ ایسا کیا کہ دہانہ خالی ہو گیا - جس سے لشکر بآسانی باہر نکل گیا - (جس شخص نے اس ملک کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ مجاہد شاہ نے کیا کام کیا) الحاصل جب مجاہد شاہ نے دیکھا کہ ہندؤن کے فوج کی تعداد زیادہ ہے اور بیجانگر کا فتح ہونا دشوار ہے اسلئے ساٹھ یا ۷۰ ہزار مرد و زن قوم ہنود سے گرفتار کرکے اپنی دارالسلطنت کو معاودت کیا - راستہ مین قلعۂ ادھونی فتح کرنا چاہا مگر وہ بھی نہ ہو سکا - اور کشن رائے بھی اس بلا کے چلے جانے سے چپکا ہو رہا - اب مجاہد شاہ دریائے تنگ بھدرا سے اوتر آیا - اور حوالی مدگل مین سیر و شکار کے لئے گشت لگانے لگا - اب یہان سلطان نے صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کو رخصت کر دیا - اور خود آب کشنا کے کنارے مچھلی کے شکار کے لئے ٹھیر گیا - ۷ ذیحجہ

سنہ ۷۹ھ کو بادشاہ کی آنکھ آشوب کر آئی تھی اور وہ اپنے خیمہ مین سو رہا تھا۔ کہ آدھی رات کے وقت داؤد خان۔ خان محمد۔ مسعود خان تنبولدار یہ تینون خیمہ مین گھسکر مجاہد شاہ کو سوتے مین قتل کر ڈالے۔ مجاہد شاہ نے ۳ سال سلطنت کی۔

سلطان داؤد شاہ بھمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی بھمنی

چونکہ مجاہد شاہ کو کوئی اولاد نہ تھی اسلئے اوسکا قاتل چچا داؤد شاہ تخت نشین ہوا۔ اور مجاہد شاہ کے قتل کی خبر مشہور ہوتے ہی چارون طرف فساد کی صورتین پیدا ہوگئین۔ صفدر خان اور اعظم ہمایون بہی مبارک بادی کے لئے گلبرگہ نہ آئے۔ بلکہ برار اور دولت آباد چلے گئے۔ گلبرگہ کے امرا مین دو فریق ہوگئے۔ ایک تو داؤد شاہ کے طرفدار تھے۔ دوسرے سلطان علاء الدین حسن کے چہوٹے بیٹے محمود کو تخت نشین کرنا چاہتے تھے۔ ملک سیف الدین نہایت عاقل آدمی تھا اسلئے اوسنے داؤد شاہ کا استقبال کرکے تخت فیروزہ پر متمکن کیا۔ اور آپ منصب وکالت سے استعفا دیکر خانہ نشین ہوگیا۔ الغرض سب لوگ تو خاموش ہوگئے لیکن مجاہد شاہ کی بہن روح پرور آغا نے بالکل نہ مانا۔ اور ایک شخص باکہ نام کو (جو سلطان مجاہد شاہ کا رفیق تھا) داؤد شاہ کے قتل پر آمادہ کیا چنانچہ ۲۱ محرم سنہ ۸۰ھ کو جب داؤد شاہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد مین گیا تھا۔ باکر نے سجدہ کی حالت مین تلوار سے اوسکا کام تمام کردیا۔ اور باکر اوسی وقت خان محمد کے ہاتھ سے (جو وہان موجود تھا) مارا گیا۔

---

۱۲ - داؤد خان (جو سلطان کا چچا تھا) کو سودرہ چہوڑنے پر سلطان نے جو گالی دی تھی اوس کا کینہ اوس کے دل مین تھا اور خان محمد سند عالی کے دل مین جو سلطان نے اوس کو موقوف کردیا تھا وہ دشمنی ساتھ تھی یہ دونون امر کو ظاہر نہین ہین مگر مسعود خان تنبول دار کے دشمنی کا واقعہ یہ ہے کہ جب مجاہد شاہ ۴ سال تھا تو ایک روز خزانہ شاہی سے کئے

سلطان محمود شاہ بہمنی ابن سلطان علاء الدین حسن گنگوی بہمنی

داؤد شاہ کے مرنے کے بعد خان محمد نے چاہا کہ محمد سنجر پسر داؤد شاہ کو تخت نشین کرے مگر روح پرور آغا نے (جس کے پاس قلعہ سنجر اور محمود دونون رہتے تھے۔) امرا کے اتفاق سے محمد سنجر کو مکحول کرکے محمود کو تخت پر بٹھایا اور سیف الدین غوری کو جسب سابق منصب وکالت عطا ہوا۔ مسعود خان (جو مجاہد کے قتل مین شریک تہا) کو سولی دی گئی۔ اور خان محمد قلعۂ ساغر مین قید کیا گیا۔ جو چند روز کے بعد اجل طبعی سے قید ہی مین عالم بقا کو سدہارا۔ اور ملک مین جو بدنظمی پہیلی ہوئی تہی وہ محمود شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی معدوم ہوگئی۔ میر فضل اللہ انجو کو عہدۂ صدارت عطا ہوا۔ الغرض یہ سلطان نہایت سلیم النفس۔ خوش خلق۔ عدالت آثار تہا۔ سیوائے اپنی منکوحہ بی بی کے کسی دوسری عورت پر کبھی نگاہ نہ کی اور اعلےٰ درجہ کا خوشنویس تہا۔ قرآن خوب پڑہتا تہا۔ علوم متداولہ سے باخبر۔ عربی۔ فارسی فصیح بولتا تہا۔ علماء کی بیحد قدر کرتا تہا۔ اوسکی قدردانیٔ علم کا دور دور شہرہ ہوگیا تہا

خواجہ حافظ شیرازیؒ نے بہی ارادہ کیا تہا کہ اوس کے دربار مین آئین جب سلطان کو خواجہ کے قصد کی خبر معلوم ہوئی تو معقول رقم اور محمودی کشتی اون کے لئے روانہ کی چنانچہ خواجہ اوس رقم کو اپنے بہانجون اور بیوایون مین تقسیم کرکے ہندوستان کو چلے۔ جب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰) توڑے اشرفیون کے اوٹہا لایا۔ اور اپنے ہم عمرون مین تقسیم کردیا۔ اوسکی خبر مبارک تہنولدار نے (جو مسعود خان کا باپ تہا) سلطان کو دی تہی۔ سلطان نے بیٹے کو بلاکر دو چار تھپیان لگائی تہین۔ جب شاہزادہ کو مبارک کا چلی کہانا معلوم ہوا تو ایکہفتہ کے بعد شاہزادے نے مبارکسی کہا کہ مین سنتا ہون کہ تم بڑے طاقتور ہو آؤ ہم تم کشتی لڑین دیکہین کون بچاڑتا ہے مبارک بہی لڑنے پر تیار ہوگیا کیونکہ اوس وقت مبارک کی عمر تیس سال کی تہی اور شاہزادہ کا سن چودہ سالہ تہا۔ اوسنے

ہار مین پہونچے تو اون کا ایک دوست (جسے چورون نے لوٹ لیا تہا) مفلسی کی حالت مین ملا۔ خواجہ نے اپنا زادراہ اوسکو دیدیا۔ تاہم ایک بڑے سوداگر نے اپنے خرچ سے خواجہ کو ہرمز تک پہونچادیا اور خواجہ محمود شاہی کشتی مین سوار ہوے اتفاقاً باد مخالف چلنے لگی۔ ڈر کے مارے بہاز کو کے واپس چلے گئے۔ اور میر فیض اللہ انجو کو ایک غزل لکہہ بہیجی جسکا مطلع یہ ہے ؎

دمے باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد + بہے بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد + جب محمود شاہ کو خواجہ کے واپس جانے کی کیفیت معلوم ہوئی تو ہزار تنگہ طلائی (ساڑہے چار ہزار روپیہ) ملا محمد قاسم مشہدی کے معرفت خواجہ کے پاس روانہ کیا اس اثنا مین تہانہ دار ساغر نے اپنے بیٹون محمد اور خواجہ کے بہکانے سے بغاوت کی۔ سلطان نے یوسف اژدرنی کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ باغی مارے گئے۔ افسوس ہے کہ یہ رحم دل سلطان یکم رجب ۹۹ھ کو بعارضۂ تپ محرقہ اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۰ روز سلطنت کی۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی روز ملک سیف الدین غوری نے بہی ۱۰۷ برس کی سن مین انتقال کیا۔

سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

محمود شاہ کا بڑا بیٹا غیاث الدین ۱۷ برس کی عمر مین تخت پر بیٹہا۔ احمد بیگ قزوینی کو عہدۂ پیشوائی اور محمد خان خلف اعظم ہمایون کو خدمت سررشتہ عطا کی۔ اور صفدر خان سیستانی کے لئے صلابت خان کو مجلس عالی کا خطاب اور اوسکے باپ کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔ سلطان کی

(نوٹ بقیہ صفحہ ۳۱) خیال کیا کہ شاہزادہ بچہ ہے فوراً ہٹک دونگا۔ مگر غلط ثابت ہوا۔ شاہزادہ نے کشتی مین مبارک کو اوٹہا کر ایسا دے مارا کہ گردن ٹوٹ گئی اور اوسی وقت مرگیا۔ چنانچہ یہ بدلا اپنے باپ کے مارے جانے کا مسعود نے اب لیا۔ ۱۲ مولف۔

بہ سرفرازیان تغلچیین کو (جو محمود شاہ کا مغبچہ غلام منصب وکالت کا امیدوار تہا۔ اور اپنے بیٹے ملا حسین خان کو سلطنت بنانا چاہتا تہا) ناگوار گذرین۔ جب سلطان کو تغلچیین کے رنج کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے علانیہ کہا کہ مین غلامون کو شرفا سے برتر بنانا نہین چاہتا اون تو تغلچیین اول ہی سے جلا بہنا تہا۔ اب یہ گفتگو سلطان کی اور بہی آگ بہڑکائی اور سلطان کے قتل کو دپئے ہوا۔ ۱۷ ار رمضان ۹۹ھ کو اپنے گہر ایک تقریب کرکے سلطان کو بلایا چونکہ تغلچیین کی ایک بیٹی نہایت خوبصورت اور شکیلہ تہی جسپر سلطان فدا تہا۔ اوس نے یہ سمجہا کہ شاید یہ دعوت بیٹی کے پیشکش کرنیکی ہے۔ اسلئے بلا وسواس خوشی خوشی اوس کے گہر گیا۔ اوس بدبخت نے سلطان کو خوب بے ہوش کرکے آنکہین نکال لین اور سلطان کے ہمراہی ۲۴ بڑے بڑے امرار کو اندر بلا کر قتل کر ڈالا۔ اوس کے بعد اندہے سلطان کو قلعۂ ساغرین قید کرکے اوس کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو (جو کنیزک زادہ تہا) تخت نشین کیا۔ سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت ایک ماہ ۲۰ روز ہے۔

سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

سلطان شمس الدین پندرہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا اور تغلچیین کو ملک نائب کا خطاب اور امیر جملگی کا منصب دیا گیا۔ سلطان کی مان (جو سلطان غیاث الدین کے والدہ کی کنیز تہی) کو مخدومۂ جہان کا لقب عطا ہوا۔ دراصل شمس الدین برائے نام سلطان تہا۔ کیونکہ تمام امور پر تغلچیین حاوی ہو گیا تہا۔

اب یہ امر بتلانے کے قابل ہے کہ سلطان داؤد شاہ کے ۳ بیٹے تہے جن مین سے بڑے بیٹے محمد سنجر کو روح پرور آغا نے اندہا کیا تہا اور دوسرے دو بیٹے فیروز خان اور احمد خان

باپ کے قتل کے وقت ۷ اور ۶ سال کے تھے۔ سلطان محمود شاہ (جو لڑکوں کا چچا ہوتا تھا) نے ان کم سن لڑکوں کی تربیت و تعلیم میر فضل اللہ انجو کے تفویض کی۔ اور ان لڑکوں کو شاہزادوں کی طرح تعلیم دی۔ اور جملہ فنون سے ماہر کیا۔ چونکہ اسوقت تک محمود شاہ کو کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا تھا اسلئے اوس نے اپنی بیٹیاں ان دونوں کو دیکر فیروز خان کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ اس اثنا میں محمود شاہ کو لڑکا (غیاث الدین) پیدا ہوا تو اوس نے اوس لڑکے کو ولیعہد کرکے مرتے وقت فیروز خان اور احمد خان کو اوس کے اطاعت کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ یہ دونوں اپنے مرحوم چچا کی وصیت پر عمل پیرا تھے۔ لیکن جب تغلچین نے غیاث الدین کو نابینا کیا۔ اور شمس الدین کو تخت پر بٹھایا تو ان دونوں بھائیوں کی بیویوں نے (جو سلطان غیاث الدین کی بہنیں تھیں) اپنے شوہروں کو تحریص و ترغیب، دلائیں کہ اس نمکحرام تغلچین کا قصہ پاک کیا جائے۔

جب یہ خبر تغلچین کو ہوئی تو وہ ان دونوں بھائیوں کے قتل کے درپے ہوا اب یہ دونوں بھائی ساگر کی طرف بھاگ گئے۔ یہاں کے حاکم سد ہونے اون کی امداد پر کمربستہ ہوا اور تھوڑی بہت فوج لیکر گلبرگہ پر حملہ کئے۔ اور تغلچین بھی سلطان شمس الدین کو لیکر مقابل ہوا۔ آخر فیروز خان شکست پاکر ساگر کو بھاگ گیا۔ چونکہ دارالخلافہ میں تمام امرا اور رعایا تغلچین کے ظالمانہ کارروائیوں سے سخت متنفر تھے۔ اسلئے سبھوں نے بالاتفاق فیروز خان کو لکھا کہ آپ سلطان شمس الدین سے اپنے جرایم کی معافی کا صافی نامہ لکھوا کر گلبرگہ چلے آؤ اور فرصت کے وقت کام بناؤ۔ ہم امداد کو حاضر ہیں۔ چنانچہ فیروز خان نے شمس الدین کو معذرت نامہ لکھا اور وہاں سے معافی نامہ بھی آگیا۔ اب یہ دونوں بھائی گلبرگہ جانے کے لئے مشورہ کر رہے تھے کہ اس عرصہ میں ایک کشمیری فقیر نے باواز بلند کہا

کرتے فیروز خان روز افزون مین تجھے گلبرگہ لیجا کر بادشاہ بنانے کے لئے آیا ہون" فیروز خان نے فقیر کی صدا کو فال نیک سمجھی - اور احمد خان کو لیکر گلبرگہ داخل ہوا - دو ہفتہ بلا کسی روک کے گزرے - آخر تیس صفر ۸۰۰ھ کو دفعتاً ۳۰۰ سپاہیون سے اندر گھسکر تغلچین اور شمس الدین کو گرفتار کرلیا - اور تغلچین کا بیٹا مارا گیا - اس کے بعد تمام ارا کین دولت (جنہون نے امداد کا وعدہ کیا تہا) حاضر ہوئے فیروز خان تخت فیروزہ پر جلوس کیا اور روز افزون شاہ (جو فقیر نے کہا تہا) اپنا لقب رکہا سلطان علاء الدین حسن کی تلوار اپنے کمر مین باندہی - جب چند روز کے بعد امن و امان ہوگیا تو سلطان غیاث الدین کو بلا کر تغلچین کو اوسکے حوالہ کیا - اور اوس نے باوجود نابینائی کے ایک ضرب شمشیر مین اسے قتل کر ڈالا اسکے بعد فیروز شاہ نے شمس الدین کو مکحول کرکے مخدوم جہان کے ساتہ مکہ معظمہ بہیجنے کی اجازت دی - اور سالانہ پانچہزار فیروزشاہی، شہر مبان اور تحایف اوس کے پاس روانہ بہیجتا رہا - چنانچہ ۸۱۶ھ مین شمس الدین بمقام مدینہ منورہ انتقال کیا - سلطان موصوف کی مدت سلطنت ۳۷ روز ہے -

سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ ابن سلطان داؤد شاہ بہمنی

جب فیروز شاہ تخت نشین ہوگیا تو پہلے اپنے بہائی احمد خان کو امیر الامراء - خان خانان کا خطاب دیا - اور میر فضل اللہ انجو (اپنے اوستاد) کو ملک نائب کرکے وکیل سلطنت مقرر کیا - چونکہ سلطان کو عورتون سے زیادہ رغبت تہی اسلئے اوس نے مذہب امامیہ کے مطابق متعہ کو جائز رکہا - اور ایک ہی دن مین آٹہہ سو عورتون سے متعہ کیا - اوس کے محل مین سب قسم کی عورتین چرکسی - ترکی - روسی - گرجی - فارسی - خطائی - فرنگی - افغانی -

تلنگی - بنگالی - کنڑی - مرہٹی - راجپوتی وغیرہ موجود تہین - یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے
اپنی بیٹیان سیدون کو دین - اور اون کی بیٹیان اپنے بیٹون کے لئے لین - چنانچہ فیروز نے
انجو کی دختر کا نکاح اپنے بیٹے حسن خان سے کیا - اور اپنی بیٹی (جو سلطان محمود شاہ کی دختر کے
بطن سے تہی) صدر جہان کے بیٹے میر شمس الدین انجو کو دی واڑی کے ریلوی اسٹیشن سے
۵ میل پر اسنے ایک شہر فیروز آباد دیتو اندی کے کنارے بساکر اسے اپنا تخت گاہ بنایا تہا
سلطان کو تمام علوم مین دخل تہا - شعر بہی کہتا تہا عروجی اور فیروزی تخلص تہا - یہ قطعہ اوسکی
تصنیف سے ہے ؎ در آتش ہرزہ فکر زائل نکنی + اندیشہ بہر خیال مائل نکنی
این نقد خزینۂ دماغ است بکوش + تا حرف نجسہائے باطل نکنی + ۸۱۰ھ مین بمقام
دولت آباد ایک رصد بہی بنوائی تہی مگر بعض وجوہ سے وہ ناتمام رہ گئی - دکن مین جو
منصبداری پگڑی کا رواج ہے وہ دراصل اسی بادشاہ کی ایجاد ہے - اکثر مورخین بالاتفاق
بیان کرتے ہین کہ ۲۴ لڑائیان ہندؤن سے لڑا چنانچہ ۸۰۱ھ مین دیورائے والی بیجانگر پر فوج کشی
کی - اس لڑائی مین قاضی سراج نے حکمت عملی سے دیورائے کے بیٹے کو قتل کیا جس سے راجہ
کے حواس باختہ ہوگئے - اور گیارہ لاکھ ہون دیکر صلح کرلی - ۸۰۲ھ مین گونڈوانہ کے
راجہ نرسنگہ پر حملہ کیا - اس لڑائی مین بہت سے نامی سردار سلطنت بہمنیہ کے مارے گئے
آخر سلطان کو فتح نصیب ہوئی اور نرسنگہ نے اپنی بیٹی کا ڈولہ فیروز شاہ کو بہیجا - پانچ من
سونا - ۵۰ من چاندی چالیس ہاتہی داخل کرکے صلح کرلی اس اثنا مین امیر تیمور کے آمد کی
ہندوستان مین دہوم ہوئی - فیروز شاہ نے بہ اظہار اتحاد و اطاعت ایک عرضی لکہکر بہیجی تیمور نے
ایک فرمان فیروز شاہ کے نام بہیجا جس مین چتر اور جمیع لوازم شاہی کے رکہنے کی اجازت
اور دکن و مالوا و گجرات کی شاہی عطا کی - ۸۰۹ھ مین دیورائے مدگل کے ایک سردار کی

لڑکی کی خوبصورتی سُنکر ۵ ہزار سوار سے مدگل پر چڑھائی کی۔ زرگر اپنی لڑکی کو کہین لیکر بھاگ گیا۔ فولاد خان حاکم مدگل سے مقابلہ ہوا۔ جب فیروز شاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو فوج لیکر دیورائے کے پیچھے پیچھے بیجانگر تک چلا گیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ ۶۰ ہزار ہندو گرفتار ہوئے۔ آخر راجہ نے اپنی لڑکی اور ۱۰ لاکھ ہون ۵ من مروارید ۵۰ ہاتھی ۲ ہزار کنیز اور غلام بطریق پیشکش داخل کرکے صلح کرلی۔ اور بہت سا مال و اسباب جہیز کے طور پر بادشاہ کے حوالہ کیا۔ ۴۰ روز اس شادی کے جلسے رہے۔ اس کے بعد جب بادشاہ گلبرگہ کو لوٹ کر آیا تو پرتھال کو طلب کرکے اپنے بیٹے شاہزادہ حسن خان سے اوس کا نکاح بڑی دھوم دھام سے برضامندی والدین کردیا۔ ۸۱۵ھ مین جب بادشاہ گونڈوانہ سے (سرکشون کی تادیب کرکے) واپس آرہا تھا تو معلوم ہوا کہ ایک بزرگ سید محمد گیسو دراز دہلی کے طرف سے تشریف لائے ہین۔ بادشاہ معہ اپنے امراء و اولاد کے شہر سے باہر اون کے استقبال کو گیا اور بہت خاطرداری کی۔ لیکن اونہین علوم ظاہری خصوصاً معقول مین کچھہ دخل نہ تھا اسلئے بادشاہ نے پھر کچھہ توجہ نہ کی۔ البتہ بادشاہ کے بھائی احمد خان (امیر الامراء خان خانان) نے اون کے لئے خانقاہ بنوادی۔ اور معتقدین مین شامل ہوگیا۔ جب ۸۱۸ھ مین فیروز شاہ نے شاہزادہ حسن خان کو (جو کم عقل و عیاش تھا) ولیعہد کرکے سید صاحب سے دعا چاہی تو اونہون نے جواب دیا کہ

(بقیہ متعلق صفحہ ۳۶) علاقۂ مدگل مین ایک زرگر کی لڑکی پرتھال نامی نہایت خوبصورت تھی۔ بیجانگر کا ایک برہمن (جو بنارس کی جاتا تھا) کچھہ دنون کے لئے اوس زرگر کے مکان مین ٹھیرا۔ اوس نے اوس لڑکی کو دیکھہ پایا۔ جب بنارس کی تیرتھہ سے بیجانگر واپس آیا تو دیورائے سے اوس لڑکی کی خوبصورتی بیان کی راجہ اوسپر عاشق ہوگیا۔ اور برہمن کو اوس کے لانے کے لئے بھیجا۔ لیکن لڑکی چلنے پر راضی نہ ہوئی۔ کیونکہ راجہ کی ۱۲ ہزار عورتین تھین۔ لڑکی نے باپ سے کہا کہ مجھے ایک بزرگ نے بشارت دی ہے کہ تو عنقریب ایک مسلمان بادشاہ زادہ سے منسوب ہوگی۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم راضی

آپ نے اوس کو تخت دیا۔ میری دعا کی کیا حاجت ہے"۔ پھر مکرر فیروز شاہ نے منت و سماجت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "خداوند تعالیٰ نے سلطنت کا فرمان احمد خان کے نام لکھا ہے۔ دوسروں کے لئے کوشش لاحاصل ہے"۔ سید صاحب کے اس برملا جواب سے فیروز شاہ بہت غمگین ہوا۔ اور آپ کو باہر چلے جانے کی تاکید کی۔ چنانچہ آپ معہ اہل و عیال شہر سے باہر ٹھہرے۔ (جہاں اب آپکا مزار مبارک ہے) اور مریدوں نے وہاں پر ایک پرتکلف خانقاہ بنوادی۔ اس خانقاہ کے پاس ایک سرا اور ایک مدرسہ بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ عالمگیر نے بنوایا ہے ۱۰۸۲ھ میں بادشاہ نے قلعۂ پانگل (جواب تلنگانہ مشہور ہے) کی تسخیر کا ارادہ کیا اور دو برس تک محاصرہ رکھا۔ لشکر میں ایسی وبا پھیلی کہ بادشاہ کو بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔ دیورائے نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور باتفاق راجۂ تلنگانہ معہ لشکر کثیر حملہ کیا۔ گو اس وقت فیروز شاہ میں مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ مگر مجبوراً مقابلہ کیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ میر فضل اللہ انجو مارا گیا۔ بادشاہ کو شکست ہوئی احمد خان نے ہوشیاری کرکے بادشاہ کو ہنگامۂ کارزار سے نکال لایا۔ اور دیورائے کے ظلم و ستم کا ازدیاد ہوا۔ اب فیروز شاہ نے احمد شاہ گجراتی (والئے گجرات) سے امداد چاہی مگر وہ خود تخت نشین ہوکر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ اسلئے اوسنے نفی میں جواب دیا۔ آخر احمد خان نے خزانوں کے منہ کھول دئے اور لشکر جمع کرکے دیورائے کو مملکت بہمنیہ سے باہر کردیا۔ فیروز شاہ کے دلپر اس شکست کا ایسا سخت صدمہ ہوا کہ بیمار پڑگیا۔ اور مرض نے طول پکڑا۔ سلطنت کے سارے کاروبار اپنے دونوں غلام ہوشیار (عین الملک) اور بیدار (نظام الملک) کے تفویض کیا۔ اس موقع پر بعض بد اندیشوں نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۷) ۔ بہ رضا بیٹھے رہو۔ جب دیورائے نے لڑکی کے ناراضی کی خبر سنی تو فوراً لشکر لیکر مدگل پر حملہ کیا۔ ۱۲۔ مولف۔

بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ احمد خان کے تیور بُرے نظر آتے ہین آیندہ شاہزادہ حسن کا حکمرانی کرنا دشوار ہے بادشاہ بھی اون کے دم مین آگیا۔ اور اپنے بھائی احمد خان کے اندھا کرنے کا قصد کیا۔ اتفاقاً اوس کو خبر ہوگئی وہ فوراً اپنے بھائی علاء الدین کو لیکر چلتا بنا۔ پہلے سید محمد گیسو دراز کے پاس گیا۔ اور دعا چاہی سید صاحب نے اپنی پگڑی دوپارہ کرکے دونون کے سر پر باندھی۔ اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اور سلطنت کا مژدہ سُنایا۔ اس کے بعد احمد خان معہ چار سو معتبر آدمیون کے شہر سے نکلا۔ راستہ مین خلف حسن بصری (جو احمد خان کا پُرانا رفیق تہا) بھی ساتھ ہوگیا۔ جب بادشاہ کو احمد خان کے فرار کی خبر ہوئی تو عین الملک اور نظام الملک کو بہ ہزار سوار سے تعاقب مین روانہ کیا۔ اس موقع پر احمد خان بہت گھبرایا اور عالم یاس مین ایک درخت کے نیچے سوگیا۔ خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ سبز تاج دوازدہ ترک کا لیے ہوئے اوس کے طرف آرہے ہین اور اوسکے سر پر رکھکر یہ کہتے ہین کہ فلان گوشہ نشین نے یہ تاج تجھے بھیجا ہے"۔ جب آنکھ کھلی تو احمد خان کا وہ ہراس دور ہوگیا۔ اور خلف حسن بصری نے بھی تسلی دی۔ اتفاقاً کچھ بنجارے برار کے طرف سے بیل غلہ کے کلیانی لارہے تہے۔ اور چند لاہور کے سوداگر بھی تین سو گھوڑون کے ساتھ وہان ٹھہرے ہوئے تہے۔ خلف حسن بصری نے بنجارون اور سوداگرون کو دم دلاسا دے کے اون کے بیل اور گھوڑے لیکر اوسی نواح کے چند اوباشون اور اپنے ساتھ کے ملازمون کو بیلون اور گھوڑون پر سوار کیا۔ جس سے لشکر کی صورت بنگئی اور یہ مشہور کر دیا کہ امرار شاہی احمد خان کی مدد کو آرہے ہین۔ اس کے بعد احمد خان نے اپنے چند رفیقون کے ساتھ عین الملک اور نظام الملک سے مقابلہ کیا۔ اتنے مین خلف حسن بصری کی وہ مصنوعی فوج نمودار ہوئی۔ لشکر شاہی کے دل چھوٹ گئے۔ عین الملک اور نظام الملک بھی فرار

ہوگئے۔ اور اس انوکھی خداداد تدبیر سے احمد خان کی فتح ہوئی۔ لوٹ کا بہت سامال ہاتھ آیا۔ جس سے لشکر کا سامان درست ہوگیا۔ اب تو احمد خان گلبرگہ کی جانب بڑھا۔ چند شاہی امیر بھی اس سے مل گئے۔ فیروز شاہ اوسی مرض کی حالت مین ایک پالکی مین پڑکر اور حسن خان کو پادشاہ بناکر چار ہزار فوج سے احمد خان کے مقابلہ کو آیا۔ مگر اتفاقاً عین لڑائی کے وقت بے ہوش ہوگیا۔ لوگون نے اوسکے مرنے کی خبر مشہور کردی۔ اس وجہ سے تمام شاہی فوج بھاگ جاکر احمد خان سے ملی۔ ہوشیار (عین الملک) اور بیدار (نظام الملک) فیروز شاہ کو قلعہ مین لے گئے۔ احمد خان نے ادباً بادشاہ کا تعاقب نہ کیا۔ اگر کرتا تو گرفتار کرلیتا۔ الغرض قلعہ مین جانے کے بعد فیروز شاہ کو ہوش آیا۔ لڑائی کی تمام کیفیت ظاہر ہوئی۔ اور فوج کا احمد خان سے جاکر ملجانا بھی معلوم ہوا تو بیٹے کو بلاکر کہا کہ بادشاہی لشکر و امرار کے موافقت سے ہوتی ہے اور یہ دونون تیرے چچا کے مطیع ہوگئے ہین۔ پس مناسب یہ ہے کہ اب لڑائی موقوف کردے۔ بعد ازان فیروز شاہ نے اپنے معتبر آدمیون کے ذریعہ احمد خان کو قلعہ مین بلایا۔ وہ دوڑا ہوا آیا اور بھائی کے قدمون پر سر رکھکر زار زار رویا۔ بادشاہ نے اوسکے سر کو اوٹھاکر مسرت ظاہر کیا۔ اور کہا کہ الحمدللہ مین نے اپنی زندگی مین تجھے بادشاہ دیکھا۔ مین نے جو حسن کو بادشاہ بنایا تھا وہ محض شفقت پدری کا باعث تھا۔ ورنہ سلطنت کے لایق تو ہے۔ اور استحقاق بھی تیرا ہی ہے۔ جب تک مجھ مین دم ہے میری خبر گیری کرنا۔ اب تو خدا کے حوالہ اور حسن تیرے سپرد ہے۔ یہ واقعہ ۵ شوال ۸۲۵ھ کا ہے۔ اسکے دسوین روز ۱۵ شوال کو فیروز شاہ نے انتقال کیا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ احمد خان نے اپنے بہانجے شیر خان کے کہنے سے فیروز شاہ کا دم گھوٹ کر مار ڈالا۔ مگر یہ امر خلاف قیاس ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فیروز شاہ کی مدت سلطنت ۲۵ سال ۷ ماہ ۱۵ روز ہے۔ ملا داؤد

بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اس کے نام لکھی ہے۔ اوسمین لکھا ہے کہ علوم معقول و منقول مین فیروز شاہ کو پوری دستگاہ تھی تفسیر اصول حکمت طبعی و نظری مین کامل مہارت تھی اصطلاحات صوفیہ سے خوب واقف تھا ہفتہ مین تین روز شنبہ دوشنبہ چہارشنبہ کو طالبعلمونکو خود سبق پڑہایا کرتا تھا۔ قوت حافظہ غضب کی تھی کہ جو بات کبھی سُن لیتا اوسکو کبھی فراموش نہ ہوتی تھی۔ توریت۔ انجیل اور اور مذہب کی کتابین بھی پڑہا کرتا تھا۔

سلطان احمد شاہ ولی بہمنی بن سلطان داؤد شاہ

احمد شاہ کی عمر اسوقت پچاس سال سے زیادہ تھی۔ بہائی کے ساتھ لڑائیونمین بڑے بڑے کارہائے نمایان کئے تھے۔ سلطنت کے کامون کا خوب تجربہ تھا غرض کہ احمد شاہ تخت پر بیٹھکر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت کی خدمت اور ملک التجار کا خطاب دیا۔ ہوشیار اور بیدار نے چونکہ بہائی کے ساتھ وفاداری کی تھی اسلئے اول کو امیر الامرا اور منصب ہزار و پانصدی دوم کو سرلشکر دولت آباد کرکے دو ہزاری منصب عنایت فرمایا۔ اور فیروز شاہ کے بیٹے حسن خان کو فیروز آباد مین بھیجدیا۔ اور اوس کے عیش و آرام کا سامان بھی تمام وہان بہم کردیا۔ چچا کی حیات تک اوسکی زندگی خوب بسر ہوئی مگر اس کے بعد وہ مکحول ہوا اور قلعہ فیروز آباد مین مقید ہوکر وہین مرگیا۔ القصہ اب احمد شاہ چالیس ہزار سوار لیکر دیورائے کے سر پر دوڑا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ ایک بنیشکر کے کہیت مین دیورائے سو رہا تھا۔ جہان بادشاہی آدمی بنیشکر لوٹنے گئے۔ اور اوسکو مزدور سمجھکر بنیشکر کا گٹھا سر پر رکھکر لشکر مین لائے وہ بھی خاموش بلا کسی تکرار و ضد کے چلا آیا۔ کسی نے اوسکو پہچانا تک نہین۔ پہر گٹھا اوتار کر چلتا بنا۔ اودہر راجہ کے غائب ہونیکی خبر اوڑی لشکر تہ و بالا ہوگیا۔ اب راجہ یہان سے بہاگ کر لشکر مین پہونچا۔ ہر ایک کو تسلی و تشفی دی اسکے بعد گھمسان کا رزار گرم ہوا۔ ہزارون جانین تلف ہوئین۔ اس اثنا مین احمد شاہ شکار کو گیا۔ ایک ہرن کے تعاقب مین تنہا بہت دور نکل گیا۔ دشمن کے پانچہزار آدمیون نے گھیر لیا۔ اب بادشاہ کے لئے سخت مشکل کا سامنا تہا۔ اسنے مین ہمراہی کے دوسو آدمی پہونچ گئے۔ طرفین سے لڑائی شروع ہوئی

کہان دشمن کے پانچہزار اوو کدہر بادشاہ کے دوسو آدمی۔ الغرض بادشاہ کی جان جانے مین کوئی کسر باقی نہ تہی۔ مگر فضل الٰہی شامل حال تہا۔ اسلئے ایک شخص عبدالقادر بن عیسیٰ بن محمود بن عماد الملک سلحدارون کا سردار دوتین ہزار خاصہ خیل کے سپاہی لیکر عین موقعہ پر پہونچا اور غوری حملہ کرکے دشمنون کو پسپا کیا۔ اور بادشاہ کی جان بچائی۔ بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین عبدالقادر کو برادر جان بخش۔ یار حق گذار کا لقب اور خان جہان خطاب دوہزاری منصب دیکر بڑا کا سرلشکر کیا۔ اور اوسکے بہائی عبداللطیف کو (جو اوسکے ساتہہ تہا) خان اعظم خطاب۔ دوہزاری منصب عطا کرکے تلنگانہ کا سرلشکر بنایا۔ میر علی گرد کوکا فرکش لقب ہزاری منصب۔ قاسم بیگ کو صف شکن لقب۔ پانصدی منصب۔ اور کلہر جاگیر۔ مرحمت فرمائی اوسکے بعد بادشاہ نے بیجانگر کا محاصرہ کیا۔ اور راجہ نے مجبور ہوکر صلح کرلی۔ اور تمام پچہلا خراج (جو باقی تہا) خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اس سال ملک شاہی مین ایسا سخت قحط پڑا کہ تمام تالاب اور نہرین خشک ہوگئین۔ علما اور مشائخ نے نماز استسقا ادا کیا۔ مگر کچہہ بہی اثر نہ ہوا۔ آخر خود بادشاہ نماز استسقا پڑہنے گیا۔ کہتے ہین کہ اوس وقت بہت سخت کثرت سے بارش ہوئی۔ بادشاہ کا سر سجدہ مین تہا اور مینہہ برستا تہا۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ مین خدا کی رحمت سے نہا گون۔ سب کے کپڑے پانی مین بہیگ گئے۔ اور لوگ گہبرا کر پکارے کہ "اے احمد شاہ ولی تیری کرامات معلوم ہوگئی۔ گہر کو چل" بادشاہ خود بہی گہبرا گیا تہا۔ یہ حیلہ اوسکے لئے کافی ہوا۔ سجدہ سے سر اٹہایا اور گہر آیا۔ اوس روز سے اوسکا لقب احمد شاہ ولی مشہور ہوگیا۔ ۸۲۸ھ مین بادشاہ نے ورنگل کے راجہ پر فوج کشی کی۔ راجہ موعود (۷) ہزار آدمیون کے مارا گیا۔ اور صدہا برس کے دفینے بادشاہ کے ہاتہہ لگے۔ پہر تین چار مہینے کے عرصہ مین زمینداران تلنگ کو بہی تباہ و غارت کیا۔ اور تلنگ کا راج اس تاریخ سے نیست و نابود ہوگیا۔ ۸۲۹ھ مین سلطان نے ماہور پر

قبضہ کیا۔ اور حصار کلم کو حاصل کرکے حاکم گونڈوانہ سے الماس کی کان بھی چھین لی۔ اوسکے بعد ایلچپور میں ایکسال قیام کرکے قلعۂ کاویل تعمیر کیا۔ اس عرصہ میں ہوشنگ شاہ والیٔ مانڈو نے نرسنگ راے حاکم کہترلہ پر حملہ کیا۔ نرسنگ نے احمد شاہ سے امداد چاہی۔ چنانچہ ۸۳۳ھ میں سلطان نرسنگ کی مدد کو گیا۔ اور ہوشنگ کو شکست کھاکر بھاگا۔ بعد ازاں سلطان جب قلعۂ بیدر کے قریب آیا تو وہاں کنتون کے مقابلہ میں لومڑی کی بہادری دیکھکر خوش ہوا اور اوس بہادری کو وہاں کی آب وہوا کی تاثیر پر محمول کرکے ایک شہر آباد کیا۔ اور اپنا دارالسلطنت قرار دیکر احمد آباد بیدر نام رکھا۔ شیخ آذری نے ایک کتاب منظوم موسوم بہ بہمن نامہ (جس میں خاندان بہمنیہ کا ذکر ہے) بادشاہ کو نذر گذرانی۔ (۶) ہزار تنکہ عطا ہوا۔ پھر سلطان نے اپنے بیٹے علاء الدین کی شادی نصیر خان والی خاندیس کی بیٹی سے نہایت دھوم دھام سے کی۔ اب بادشاہ ضعیف

---

* خاندیس کی سلطنت کا بانی ملک راجہ پسر خان جہان (جو حضرت عمر فاروق کی اولاد میں احمد و علاء الدین خلجی دو محمد تغلق کے امیروں میں تھا) مگر بعد میں کچھ ایسے اسباب پیش آئے کہ ملک راجہ غریب ہوگیا۔ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے سواروں میں نوکری کرلی۔ لیکن اس ذلیل حیثیت پر بھی شکار کا شوق بیحد تھا۔ ایک روز ملک راجہ گجرات کے مقام پر شکار کھیل رہا تھا اور فیروز شاہ بھی گجرات اگر شکار میں مشغول تھا۔ اتفاقاً شکار کے تعاقب میں بادشاہ لشکر سے بہت دور نکل گیا۔ اور بھوک کی شدت سے بیتاب ہوکر ایک سایہ میں پڑ رہا۔ کہ ملک راجہ کا ادھر گذر ہوا۔ بادشاہ کو اس سقیم حالت میں دیکھکر ادب سے سلام کیا۔ اور اپنے پاس سے کھانا کھلایا جسکے صلہ میں بادشاہ نے تھانیر کا علاقہ (جو سرحد دکن پر واقع تھا) عطا کیا۔ چنانچہ ملک راجہ ۷۷۰ھ میں وہاں پہونچا اور راجا بھارجی کو مغلوب کرکے ۱۵ ہاتھی پیشکش لایا۔ اور اون ہاتیوں کو اہل دکن کے طرز پر آراستہ کرکے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور خاندیس کی سپہ سالاری کا فرمان روانہ کیا۔ اب ملک راجہ ۱۲ ہزار سوار کا مالک ہوگیا۔

ہوگیا تہا۔ اسلئے اوسنے تمام ملک کو اپنی اولاد مین تقسیم کردیا یعنے شہزادہ علاء الدین بڑے بیٹے کو ولیعہد اور اوسکے چہوٹے بہائی محمد خان کو شریک سلطنت مقرر کیا شہزادہ محمود خان کو ممالک رام گڈہ و ماہور و کلم و بڑار کا کچہ حصہ دکر دہان بہیجدیا۔ شہزادہ داؤد خان کو تلنگانہ دیا۔ اور سب بہائیون سے موافقت کی قسمین لین۔ ۱۳۳۳ء مین بادشاہ کو راجہ کاہنا (جو جاجا نگر کا راجہ تہا) کے باعث احمد شاہ گجراتی سے مقابلہ کرنا پڑا۔ گو نصیر خان والی خاندیس نے بہی بادشاہ کی مدد کی۔ مگر گجراتیون کے مقابلہ مین دکہنیون نے شکست فاحش اوٹہائی۔ پہر متبول مقام پر (جو گجرات کا علاقہ تہا) بہی دکہنیون و گجراتیون مین معرکہ کارزار گرم ہوا مگر اس دفعہ بہی گجراتی غالب رہے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے شاہ نعمت اللہ کرمانی کے تصرفات باطنی کی خبر سُنی تو حبیب اللہ سجنیدی (شاہ صاحب کے مرید تہے) اور شمس الدین قمی کے ہاتہ کچہ تحایف بہیجا۔ شاہ صاحب نے اپنے مرید ملا قطب الدین کے ذریعہ تاج دوازدہ ترک روانہ کیا۔ جب ملا بادشاہ کے سامنے آیا تو اوس نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جسے مین نے درخت کے نیچے خواب مین فیروز شاہ سے لڑنیکے قبل دیکہا تہا۔ اسلئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۳) اسلئے اوس نے گونڈواندہ پر حملہ کرکے راجہ کو اپنا باجگذار بنایا۔ اور اوڑیسہ کے راجہ سے دوستی پیدا کی۔ جب دلاور خان بڑا کا حاکم ہوا تو ملک راجو اور وہ بڑے یار غار بن گئے۔ اسکے بعد ملک راجو نے اپنے بڑے بیٹے کو دلاور خان کی بیٹی منسوب کی۔ اور اپنی بیٹی ہوشنگ کو دیا۔ آخر ۲۵ سال حکومت کرکے ۲ شعبان ۸۰۱ھ مین مرگیا۔ شیخ زین الدین دولت آبادی سے ملک راجہ کو خرقۂ خلافت بہی ملا تہا۔ مرتے وقت اپنے بڑے بیٹے ولیعہد نصیر خان کو دیا۔ اور چہوٹے بیٹے ملک افتخار کو قلعۂ تہالنیر حوالہ کیا۔ اب نصیر خان خاندیس کا حاکم ہوا۔ یہ بڑا چلتا پرزا تہا۔ چنانچہ حاکم ہوتے ہی پہلے اپنی ہمسائی آسا اہیر کے قلعۂ آسیر کو مکر و فریب سے لے لیا۔ اور دریائے تاپتی کے شمالی کنارے پر اپنے دادا پیر شیخ برہان الدین کے نام ایک شہر برہانپور (جو بعد مین خاندیس خاندان کا دارالسلطنت ہوگیا) آباد کیا اور اوس دریا کے جنوبی کنارے پر اپنے پیر و مرشد شیخ زین الدین کے نام زین آباد تعمیر کرایا۔ اوسکے بعد ۸۰۲ھ مین اپنے چہوٹے بہائی ملک افتخار سے قلعۂ تہالنیر خالی کرالیا اب ان فتوحات نے نصیر خان کو مغرور کیا۔ اسلئے اوس نے سلطان فیروز بہمنی پر (جو گجرات کا علاقہ تہا) بہی

ملا نے جب وہ تاج نکال کر دیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ وہی تاج دوازدہ ترک ہے جو مجھے خواب مین پہنایا گیا تہا۔ الحاصل شاہ صاحب کی اس کرامت سے بادشاہ بیحد معتقد ہوا۔ اور اون کے بیٹے کی طلب مین خواجہ عماد الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو بہیجا۔ چونکہ شاہ صاحب کا ایک ہی بیٹا خلیل اللہ شاہ تہا۔ اسلئے اونہون نے اپنے پوتے میر نور اللہ کو روانہ کیا۔ بادشاہ نے میر نور اللہ کا بندر چول تک استقبال کیا۔ اور ملک المشائخ کا خطاب دیکر اپنی بیٹی منسوب کی۔ اور ملاقات کے مقام پر ایک مسجد بنائی اور نعمت آباد گاؤن آباد کیا۔ جب شاہ نعمت اللہ کا انتقال ہوگیا تو اون کے بیٹے شاہ خلیل اللہ شاہ اپنے باقی دو بیٹون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کو لیکر دکن آئے۔ بادشاہ نے میر حبیب اللہ کو بہی اپنی ایک بیٹی دی۔ اور شاہزادہ علاء الدین کی بیٹی کا نکاح شاہ محب اللہ سے کیا۔ آخر ۲۸ رجب ۸۳۹ھ کو بارہ سال دو ماہ کی سلطنت کے بعد احمد شاہ مر گیا۔

سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بن سلطان احمد شاہ بہمنی ۴

سلطان علاء الدین نے دلاور خان افغان کو وکیل شاہی خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل اور عماد الملک غوری کو امیر الامرا مقرر کیا۔ اس کے بعد رائے بیجانگر کی (جو پانچ سالہ خراج نہین بہیجا تہا) سرکوبی کیلئے شاہزادہ محمد خان کو معہ عماد الملک و خواجہ جہان روانہ کیا۔ جب شاہزادہ نے وہان تاخت و تاراجی شروع کی تو راجہ ۲۰ ہاتہی ۸ لاکہہ ہون دیکر پیچہا چہڑایا۔ مگر محمد خان مدگل آکر علم بغاوت بہ پا کیا اور عماد الملک و خواجہ جہان (جو اوس سے متفق نہ تہے) کو مروا ڈالا۔ سلطان مقابلہ کو نکلا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ محمد خان شکست پاکر بہاگا۔ مگر سلطان نے خطا معاف کرکے بلالیا۔ انہی ایام مین شاہزادہ داؤد خان کا انتقال

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴ ۔ قبضہ کرنا چاہا۔ مگر احمد شاہ والی گجرات فوراً آپہونچا۔ نصیر ین تو والی گجرات سے مقابلہ کرنیکی ہمت نہ تہی اسلئے کمنت و سماجت کرکے صلح کرلی ۱۲ مولف ۔

ہوگیا۔ اور اوس کے اقطاع راجپور و مدگل سلطان نے محمد خان کو عطا کیا۔ سنہ ۸۴۰ھ مین سرکشان کرن کی تنبیہ کے لئے دلاور خان بھیجا گیا۔ اوسنے رایان رائیل و سنگسیر کو مطیع کیا۔ اور رائے سنگیر کی دختر (جس کا نام سلطان نے زیبا چہر رکھا) معہ ساز و سامان کے بادشاہ کے لئے لایا۔ بادشاہ اوسپر ایسا لٹو ہوا کہ اوسکی پہلی بی بی آغا زینب ملقب بہ ملکۂ جہان (جو نصیر خان والی خاندیس کی بیٹی تھی) ناراض ہوکر باپ کے پاس چلی گئی۔ اس اثنا مین دلاور خان پر رشوت کا الزام قایم ہوا۔ اوس نے وکالت سے استعفا دیدی۔ اس کے بعد ایک خواجہ سرا و سنوالملک وکیل مقرر ہوا۔ یہ ایسا مغرور تھا کہ ایک دفعہ شاہزادۂ ہمایون سے گستاخی کر بیٹھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہزادہ نے ایک سلحدار کے ذریعہ سے اوسکو قتل کروایا۔ اسپر وکالت کا منصب میان من اللہ دکھنی کو عنایت ہوا۔ سنہ ۸۴۱ھ مین نصیر خان اپنی بیٹی زیبا چہر کی خاطر والی گجرات و راجۂ گونڈوانہ کی مدد سے بڑاڑ پر حملہ کرکے قابض ہوگیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ بھی پڑھایا۔ خان جہان سرلشکر بڑاڑ قلعۂ پرنالہ مین پناہ گزین ہوا۔ اور اکثر امرائے بہمنیہ نصیر خان سے ملگئے جب سلطان علاءالدین کو معلوم ہوا تو امرائے دولت سے مشورہ کیا۔ مگر اس وقت امرائے بہمنیہ مین دو پارٹیان ہوگئین تھین۔ ایک امرائے دکھنی و حبشی (جو اہل سنت جماعت سے تھے) اور دوسرے امرائے غریب[1] (جو مذہب تشیع تھا) چنانچہ اس مذہبی دوعملی نے آپسمین اتفاق نام کو نہ رکھا تھا۔ اب اس موقع پر ہر ایک فریق اپنی اپنی جدا رائے دینے لگا۔ آخر سلطان نے خلف حسن بصری کو نصیر خان کے اندفاع کے لئے روانہ کیا۔ اور نصیر خان رہتنگیر کے مقام پر ٹھیرا ہوا تھا۔ اتنے مین حسن بصیری پہونچا۔ طرفین سے ہنگامۂ جدال و قتال گرم ہوا۔ چونکہ ہوشنگ شاہ والی مالوہ کا سنہ ۸۳۹ھ مین انتقال ہوچکا تھا۔ اور اوسکے بیٹے غزنین خان کا بھی ایک سردار نے زہر دیکر کام تمام کیا تھا۔ احمد شاہ گجراتی

---

[1] دکھنی اہل تشیع کا نام غریب رکھا تھا۔ ۱۲۔ مولف۔

کو بیدار مالوہ کی حمایت مین مصروف تہا۔ رایان گونڈوانہ نے بہی اعراض کیا۔ اسلئے نصیر خان کو کسی طرف سے بہی امداد نہ مل سکی۔ اور شکست کہاکر برہان پور رہا گیا جب حسن بصری وہان بہی پہونچا تو قلعۂ للنگ مین پناہ لی اس عرصہ مین لشکریان دکن نے خاندیس کو خوب لوٹ گہسوٹ کر قلعۂ للنگ کا محاصرہ کیا۔ ۳ ربیع الاول ۸۴۱ھ کو ۴۱ سالہ حکومت کے بعد نصیر خان کا انتقال ہوگیا۔ اور اوسکا میران عادل خان خاندیس کا حاکم ہوا جس نے والی گجرات سے مدد لیکر قلعۂ للنگ کا محاصرہ اوٹہانے آیا۔ ادہر حسن بصری محاصرہ سے دست بردار ہوکر فتح وظفر کے ساتہہ بیدر آیا۔ سلطان نے اس حسن خدمت کے صلہ مین حسن بصری کو اپنا خلعت خاص عنایت کیا۔ سلطان قلی (جو اس مہم مین کارہائے نمایان بجا لایا تہا) کو اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اور اس تاریخ سے عزیبون کو دست راست پر۔ اور کہلیون اور حبشیون کو دست چپ پر دربار مین جگہ ملنے لگی۔ چنانچہ اس تفریق نے مذہبی فساد کا تخم بویا۔ شیعہ سنی کے لغو جہگڑے برپا ہوئے۔ جس سے حکومت بہمنیہ تباہ و برباد ہوگئی۔

۸۴۴ھ مین دیورائے نے دس ہزار مسلمانون کو نوکر رکہکر اور باقی ۶۰ ہزار ہندو سپاہیون کے ساتہ سلطنت بہمنیہ پر حملہ آور ہوا اور قلعۂ مدگل پر قبضہ کرکے رائچور و بنکاپور کا محاصرہ کیا۔ غنا اور بیجاپور تک لوٹ مار مچادی۔ سلطان نے بہی پچاس ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ دیورائے کا بڑا بیٹا مارا گیا۔ ہندو شکست کہاکر بہاگے۔ مسلمانون نے تعاقب کیا۔ آخر دیورائے نے معذرت کرکے صلح کرلی۔ ۸۵۰ھ مین سلطان نے خلف حسن بصری کو کوکن کے بدمعاشون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے وہان جاکر اکثر راجاؤن کو مطیع کیا۔ اور خراج خواہ نذرانے۔ انہین مین سے ایک راجہ سرکہ نام جو قوم مرہٹہ سے تہا حسن بصری کو فریب دیکر رائے سنگسر کی تادیب کے لئے ایک دشوار گذار مقام پر لیگیا مگر اس موقع پر وہ کہنیون

نوٹ۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مسلمانون نے ایک ہندو راجہ کی نوکری کی۔ ۱۲۔ مولف۔

وحبشیون نے حسن بصری کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اور جس قدر سادات و مغل تھے وہ مرا گئے۔ رات کے وقت رائے سنگھیر نے سرکہ کے اشارہ سے ۳۰ ہزار فوج کو لیکر شبخون مارا۔ چنانچہ حسن بصری اور اوسکے ہمراہی (جن مین اکثر سادات کربلائی و نجفی تھے) شب کی تاریکی مین بکریونکی طرح دبج ہوگئے۔ اور جو کچھ بچ رہے وہ جاکنہ گئے اب دکھنیون اور حبشیون نے سلطان کو اس واقعہ سے اطلاع دی۔ اور اوس مین عداوتانہ یہ فقرہ بھی بڑھا دیا۔ کہ باقی ماندہ سادات و مغل جو قلعۂ جاکنہ گئے ہین اون کے اوضاع سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ زمینداران کوکن کے ساتھ اتفاق کرکے سلطان سے بغاوت کرین گے۔ سلطان یہ فقرہ دیکھتے ہی آگ ہوگیا۔ اور امرائے جاکنہ کے قتل کا حکم دیدیا۔ اور اسکی تعمیل کے لئے مشیر الملک دکھنی اور نظام الملک بن عماد الملک غوری کو روانہ کیا۔ ہر چند قلعۂ جاکنہ کے سیدون نے واویلا مچایا۔ اور بادشاہ کے پاس دو تین عرایض بھیجے مگر کسی نے اون عرایض کو سلطان تک پہونچنے نہ دیا۔ اور آخران ناخدا ترس دکھنیون نے مذہبی عناد کے باعث تمامون کو قتل کر ڈالا۔ چنانچہ ایک برس کے بچہ سے لیکر سو برس کے بوڑھے تک کسی مرد کو باقی نہ چھوڑا۔ ۱۲ سو سید۔۔۔ مغل اور ۵۰۰۰ یا ۶۰۰۰ بچے مارے گئے عورتون اور لڑکیون کی بڑی بے عزتی کی گئی۔ مگر تاہم قاسم خان صف شکن۔ قراخان گرد۔ احمد بیگ بکتاش وغیرہ تین سو آدمی بچکر نکل گئے۔ جب مشیر الملک کو اون کے نکل جانے کی خبر ہوئی تو ایک سردار داؤد خان نامی کو تعاقب مین روانہ کیا۔ اور وہ لوگ لڑتے پھڑتے بیڑ پہونچے جہان حسن خان دکھنی حاکم تھا۔ اسنے اون سب کو پناہ دی۔ داؤد خان مارا گیا۔ اس کے بعد حسن خان نے سلطان کو ان تمام واقعات کی اطلاع دی۔ جب سلطان کو اس ظلم کی حقیقت معلوم ہوئی تو دکھنیون کے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ مصطفےٰ خان سرآمد کارملکی اوسی وقت قتل کیا گیا۔ قاسم بیگ (خلف حسن بصری کی جگہ) دولت آباد کا سرلشکر مقرر ہوا۔ قراخان۔ احمد بیگ کو ہزاری منصب ملا غریبون کو ایکدم سے

وظائف وجاگیرات عطا ہونے لگین۔ مشیر الملک ونظام الملک گرفتار ہوکر قتل کئے گئے۔ اور اون کے گھر ضبط ہوئے۔

۱۰۵۷ھ مین بادشاہ کے پاؤن مین ایک زخم لگا۔ جس کے باعث وہ مدتون محل کے باہر نہ نکلا۔ لوگون نے اوس کے مرنے کی خبرین اوڑائین۔ جلال خان حاکم نلگنڈہ (جو سلطان احمد شاہ کا داماد تھا) نے اپنے بیٹے سکندر خان کو (جو سلطان علاء الدین کا بھانجا تھا) بادشاہ بنانا چاہا۔ اور بغاوت برکمر باندھی۔ تلنگانہ کے اکثر اقطاع پر قبضہ کرلیا۔ جب علاء الدین کو خبر ہوئی تو پہلے سکندر خان کو نصیحت کی۔ مگر وہ نہ مانا۔ اور سلطان محمود شاہ خلجی والئی مالوہ کو اپنا معین بنایا۔ اب علاء الدین نے دیکھا کہ نصیحت کارگر نہین ہوتی تو خواجہ محمود گاوان کو منصب ہزاری عطا کرکے جلال خان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ جب محمود خلجی کو معلوم ہوا کہ علاء الدین زندہ ہے تو آپ کنارہ کرکے چلا گیا۔ اور ایک امیر کو سکندر خان کی مدد کے لئے چھوڑا۔ خواجہ محمود نے نلگنڈہ کا محاصرہ کرکے باپ بیٹے کو ایسا مجبور کیا کہ آخر اون دونون نے امن چاہا۔ سلطان نے بھی اون کا قصور معاف کرکے پھر از سر نو نلگنڈہ کی جاگیر سے سرفرازی بخشی۔ کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین نہایت فصیح وبلیغ تھا۔ فارسی۔ وعربی مین اچھی دستگاہ تھی۔ کبھی کبھی جمعہ وعیدین کو مسجد جامع جاتا اور خطبہ پڑھتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ ۱۰۶۲ھ مین سلطان جمعہ کے روز مسجد مین گیا۔ اور خطبہ پڑھنے لگا۔ اور اس القاب سے اپنی ستایش کی کہ "السلطان العادل

بنظر یہ تمام ظلم وستم کے واقعات جو اوپر بیان ہوئے وہ تاریخ فرشتہ اور برہن نامہ سے لئے گئے ہین ان دونون تواریخ کے مصنف شیعہ تھے۔ اگر کولی دکن کا مصنف بھی اس واقعہ کو لکھتا اور اتفاق کرتا تو صداقت ہوجاتی۔ مگر اس وقت ہم واقعات بالا کو صرف ور مبالغہ تصور کرتے ہین۔ واللہ عالم بالصواب ۱۲ منہ

۱۰۶۴ھ۔ میران عادل شاہ حاکم خاندیس ۸ سنہ ۱۰۶۴ھ کو برہانپور مین قتل ہوا۔ اور اوس کا بیٹا غازی خان الملقب

الکریم الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلطان احمد شاہ ولی بہمنی آنحضرین ایک تاجر عرب (جس کے گھوڑے بادشاہ نے خریدنے اور کارکن قیمت کے دینے مین تساہل کرتے تھے۔ علاوہ برین یہ عرب سادات کنبہ سے بھی آوردہ تھا) منبر کے پاس آیا۔ اور سلطان کے طرف اشارہ کرکے کہا کہ لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا رحیم ولا رؤف ایھا الظالم الکذاب یقتل الذریۃ الطاہرۃ وتتکلم ھذا الکلام علی منابر المسلمین" عرب کے اسقدر کہنے سے بادشاہ بہت متاثر ہوا۔ اور زار زار رویا اور اسی وقت گھوڑون کی قیمت دلائی اور کہا کہ "وہ لوگ غضب الٰہی سے نجات نہ پائین گے جنہون نے مجھے دنیا و آخرت کا یزید و بدنام بنایا ہے" اس کے بعد وہ محل مین گیا۔ پھر کبھی باہر نہ نکلا۔ آخر اسی سال ۸۶۲ھ مین جب مرنے لگا تو اپنے بیٹے شاہزادہ ہمایون کو طلب کے ولیعہد کیا۔ سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ۲۴ سال ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹)۔ بہ بہادر خان حاکم خاندیس ہوا۔ اور گجرات مین احمد شاہ گجراتی ۸۴۶ھ مین مرگیا تو اوس کا بیٹا محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ ۸۵۵ھ مین امراء نے اوس کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اور اوس کے بیٹے قطب الدین کو تخت پر بٹھایا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ نے بیجہ ۸۳۸ھ کو مرگیا۔ تو غزنین خان کو ملک معینت اور اوس کے بیٹے ملک محمود نے کوشش کرکے تخت نشین کیا۔ مگر غزنین خان نے بے وقوفی کرکے ملک محمود سے دشمنی پیدا کرلی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک محمود نے غزنین خان کو زہر دیکر مارا۔ اور ۲۹ شوال ۸۳۹ھ کو خود تخت نشین ہوا۔ یہ شخص خلجی (غلزئی) قوم کا سردار بڑا صاحب حوصلہ اور لیاقت کا آدمی تھا۔ اوس وقت اسی کی حکومت زور و ن پر تھی۔ دہلی کی سلطنت برائے نام رہ گئی تھی۔ تمام ہمسایہ بادشاہون مین محمود خلجی زبردست تھا۔ ۱۲ منہ۔ مولف۔

سلطان ہمایون شاہ ظالم بہمنی ابن سلطان علاء الدین بہمنی

چونکہ ہمایون شاہ نہایت ظالم تہا۔ اسلئے بعض ارکان دولت مثلاً سیف خان۔ ملوخان۔ شاہ حبیب اللہ وغیرہ نے اوس کے چہوٹے بہائی حسن خان کو تخت نشین کیا۔ جب یہ خبر ہمایون کو پہونچی۔ تو اوسنے سکندر خان اور اوس کے بہائیون کو معہ ۵ جبہ پوش سواروں کے لیکر دیوانی نہ شاہی مین پہونچا۔ کسی نے مقابلہ نکیا حسن خان مارے خوف کے تخت کے نیچے اُترآیا اور ہمایون تخت نشین ہوا۔ سیف خان کو ہاتہی کے پاؤن سے بندہوا کر مروڈالا۔ شاہ حبیب اللہ کو قید کیا۔ ملوخان بہاگ گیا۔ اس کے بعد ہمایون شاہ نے محمود گاوان کو ملک التجار کا خطاب عطا کرکے وکیل شاہی اور طرفدار بیجاپور بنایا۔ ملک شاہ (جو سلاطین چنگیزیہ کے خاندان سے تہا) کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر تلنگانہ پر مقرر کیا۔ نظام الملک غوری کے بہتیجے کو نظام الملک کا خطاب اور ہزاری منصب مرحمت کرکے تلنگانہ مین جاگیر دیدی۔ مگر اس موقع پر اپنے یار غار سکندر خان کا (جو احمد شاہ کا نواسہ تہا) کچہہ بہی خیال نہ کیا۔ آخر وہ اپنے باپ کے پاس نلگنڈہ جاکر مخالفت برپا کیا۔ اور بادشاہ اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ہنگامہ پیکار خوب گرم رہا۔ سکندر خان مارا گیا۔ اور اوس کا بچہ جلال خان قید ہوا۔ بعدازان بادشاہ نے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک کو زمینداران تلنگانہ (کیونکہ رایان تلنگانہ نے سکندر خان کا ساتہہ دیا تہا) کی تنبیہہ کے لئے دیورکنڈہ بہیجا۔ مگر ان دونون افسرون کی نااتفاقی سے لشکر شاہی کو شکست نصیب ہوئی۔ جب یہ دونون افسر بادشاہ کے روبرو آئے تو بادشاہ نے شکست کی وجہ دریافت کی۔ خواجہ جہان نے نظام الملک کا قصور بتلایا۔ بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً نظام الملک کو مروا ڈالا۔ اور ۸۶۴ھ مین آپ خود دیورکنڈہ کی جانب چلا۔ اس اثنا مین شاہ حبیب اللہ

کے ساتھ مرید میدان خالی پاکر یوسف ترک کے پاس گئے۔ اور حبیب اللہ کو قید سے رہا کرنے میں اعانت چاہی۔ چونکہ یوسف (جو سلطان علاء الدین کا غلام تھا) حبیب اللہ کا مرید تھا اسلئے ۱۲ سو ۵۰ پیادے لیکر اون کے ساتھ مجلس کو گیا اور وہان کے افسر کو ایک جعلی فرمان بتا کر حبیب اللہ کو رہا کیا۔ شاہزادہ حسن خان ویحییٰ خان (پسران سلطان علاء الدین) کو بھی مخلصی دی۔ اور جلال خان بخاری کو بھی آزادی بخشی۔ کچھ اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایکدم تمام قیدیوں کی بیڑیاں کاٹ دین۔ جنکی تعداد ۷ ہزار کے قریب تھی۔ بادشاہ تو موجود نہ تھا۔ کوتوال شہر اس ہنگامہ سے بہت گھبرایا۔ تاہم جرأت کر کے شہزادہ یحییٰ خان و جلال خان کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ مگر حبیب اللہ اور حسن خان ہاتھ نہ آئے۔ اور یوسف ترک سے جا ملے۔ اب یہ سب ملکر قلعہ لے لینکی کوشش کرنے لگے۔ لیکن قلعہ والوں نے نزدیک آنے نہ دیا۔ آخر مجبور ہو کر بیڑ کے جانب چلے گئے۔ جب یہ خبر ہمایون شاہ کو پہونچی تو بہت پیچ و تاب کھایا۔ اور اوسی وقت ورنگل سے کوچ کر کے احمد آباد بیدر (دارالخلافہ) آیا۔ مجلس کے ۳ ہزار محافظون کو (اون کے غفلت کے جرم میں) قتل کروایا۔ کوتوال شہر کو لوہے کے پنجرہ میں بند کر کے مار ڈالا۔ اور ۸ ہزار سوار اور بے شمار پیادے ہمراہ لیکر حسن خان کے تعاقب میں بیڑ پہونچا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ بادشاہ کو فتح ہوئی۔ حبیب اللہ مارا گیا اور حسن خان و یوسف ترک وغیرہ گرفتار ہوئے۔ ہمایون شاہ نے گرفتار شدہ اشخاص کو طرح طرح کے عذاب سے قتل کرایا۔ اور اون کے متعلقین و ملازمین کو بھی چن چن کر دار پر کھینچا۔ ان وحشیانہ کارروائیون سے بادشاہ کا نام ظالم مشہور ہو گیا۔ جو اب تک تاریخون کے صفحات پر باقی ہے۔ الغرض جب بادشاہ کے ظلم و ستم کو ترقی ہوئی تو شوال ۸۶۵ھ میں شہاب خان خواجہ سرا نے محلات کے کنیزون کو اوسکے قتل پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ایک کنیز نے (جب وہ شراب پیکر مدہوش پڑا تھا) بادشاہ کے

سر پر لاٹھی کو اس زور سے مارا کہ خاتمہ ہوگیا۔ اس ظالم بادشاہ کی مدت سلطنت ۳ سال ۱ ماہ ۶ روز ہے۔

سلطان نظام شاہ بہمنی بن سلطان ہمایون شاہ ظالم بہمنی

اب اوس کا بڑا بیٹا نظام شاہ (جس کی عمر سالہ تھی) تخت نشین ہوا۔ اور بوجہ کم سنی کے اوس کی جان نرگس بی الملقب بہ مخدومۂ جہان مہمات سلطنت کو انجام دینے لگی۔ محمود دکاوان کو جملۃ الملک کا خطاب ملا۔ اور وزیر کل و طرفدار بیجاپور مقرر ہوا۔ اور خواجہ جہان ترک نے منصب وکالت اور طرفداری تلنگانہ سے سرفرازی پائی۔

جب گردونواح کے راجاؤں کو معلوم ہوا کہ سلطنت بہمنیہ کے تخت پر ایک بچہ بیٹھا ہے۔ تو ملک گیری کی حرص دامنگیر ہوئی۔ چنانچہ پہلے ۸۶۶ھ میں رایان اڑیسہ اور یانے سلطنت بہمنیہ پر فوج کشی کی۔ خواجہ جہان اور محمود دکاوان نے مخدومۂ جہان کی رائے سے اون کا مقابلہ کیا۔ اتنے میں شاہ محب اللہ نے (جو جہاد کے لئے لشکر کے ساتھ ہوگیا تھا) اپنے غازیون کو لیکر غنیم کے لشکر پر ایسا یچان حملہ کیا کہ رائے اڑیسہ کو شکست ہوگئی۔ ہزارون ہندو مارے گئے۔ آخر غنیم نے پانچ لاکھ روپیہ دیکر اپنی جان بچائی۔ اور چلتے بنے۔

اس بلا سے ابھی پورا امن بھی نہیں ملا تھا کہ سلطان محمود خلجی والی مالوہ آدھمکا۔ نظام شاہ بہمنی ارکان دولت کو ساتھ لیکر نکلا۔ قلعہ مارکے پاس مقابلہ ہوا۔ محمود خلجی کے بیٹے غیاث الدین کے آنکھ میں چوٹ آئی۔ اور مہابت خان وظہیر الملک (امرائے محمود خلجی) مارے گئے۔ محمود خلجی کا تمام لشکر تہ و بالا ہوگیا۔ اتنے میں ایک تیر سکندر خان کے ہاتھی کو لگا۔ جس سے وہ ہاتھی یہانتک بگڑا کہ سلطان نظام شاہ بال بال بچا۔ اب سکندر خان نے نظام شاہ کو وہان سے ہٹاکر پیچھے لے گیا۔ بادشاہ کا وہان سے ہٹنا تھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اور جو فتح کی صورت پیدا

ہوئی تھی۔ وہ شکست سے مبدل ہوئی۔ اور نظام شاہ کا تمام لشکر فرار پر کمر باندھا جب محمود خلجی نے یہ حالت دیکھی تو تعاقب کیا۔ اور ۷ روز کے محاصرہ مین قلعۂ بیدر لے لیا۔ اس وقت قلعۂ ارک کے سوائے بیدر۔ ٹراڈ۔ بیڑ۔ دولت آباد۔ وغیرہ کے اکثر علاقون پر محمود خلجی قابض ہوگیا تھا۔ جس سے یہ یقین ہوتا تھا کہ بہمنیون کی بادشاہت دکن سے جاتی رہی۔ اور خلجی مالک ہوگئے اب نظام شاہ کی سنئے۔ کہ اوس کو مخدومۂ جہان نے محمود کا دان کے ساتھہ فیروز آباد سے گئی اور ایک خط محمود شاہ گجراتی کو امداد کے لئے تحریر کیا۔ اور محمود خلجی کے چڑھائی کے واقعات کا بھی اظہار کیا۔ چنانچہ محمود شاہ گجراتی ۸ ہزار سوار سے اوسی وقت امداد کے لئے آپہونچا۔ جب محمود خلجی کو محمود گجراتی کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو احمد آباد بیدر سے نکل کر اپنے ملک مالوہ کو چلا۔ اور نظام شاہ کی فوج نے گجراتیون کے ساتھہ اوسکا تعاقب کیا۔ اب محمود خلجی کو بجز فرار کے چارہ نہ تھا۔ علاوہ برین راستہ مین راجہ گونڈوانہ نے محمود خلجی کو فریب دیکر ایک ایسے بے آب مقام پر لے گیا کہ پیاس کی سختی سے اوس کے ۵-۶ ہزار سوار مرگئے۔ اور بہت تباہی کے ساتھہ مالوہ پہونچا۔ اور ہر نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کو بہت سے تحائف دیکر فکریہ کے ساتھہ رخصت کیا۔ چونکہ اس لڑائی مین محمود شاہ خلجی نے سخت پریشانی اوٹھائی تھی اسلئے اوسنے ۸۶۷ھ مین دوبارہ دکن پر چڑھائی کی اس دفعہ بھی محمود شاہ گجراتی۔ نظام شاہ کی مدد کے لئے آگیا جس کے باعث محمود شاہ خلجی ناکام واپس ہوا۔ اس کے بعد مخدومۂ جہان نے نظام شاہ کا نکاح خاندان بہمنیہ کی ایک لڑکی سے نہایت دھوم دھام کے ساتھہ کیا۔ ۱۳ ذیقعدہ ۸۶۷ھ کو (شب زفاف تھی) دولہا دولہن حجرہ مین تھے۔ معلوم نہین کہ کیا حادثہ ہوا کہ نظام شاہ مرگیا۔ مدت سلطنت دو سال ایک ماہ ہے۔

۱؎ جب قطب الدین والی گجرات ۸۶۳ھ مین مرگیا۔ تو اوسکا بیٹا محمود شاہ گجرات کا حاکم ہوا گو اوس کی عمر اوس وقت ۱۱ سال کی تھی مگر نہایت سلیم الطبع۔ لایق اور ہوشیار تھا۔ ۱۲۔ مولف

سلطان محمد شاہ ثانی بن سلطان ہمایون شاہ بہمنی

چونکہ ہمایون شاہ کو تین بیٹے تھے جب نظام شاہ مرگیا تو اور دو بیٹے محمد خان اور احمد خان جو چھوٹے تھے۔ اب مخدومہ جہان نے محمد خان کو (جس کی عمر ۹ سال تھی) تخت نشین کیا۔ اور چھوٹے بیٹے احمد خان کو بھی جاگیر دیکر بھائی کی خدمت میں سپرد کیا خواجہ جہان اور محمود گاوان حسب دستور اپنے اپنے خدمات پر بحال رہے۔ لیکن خواجہ جہان جملہ امور سلطنت پر حاوی ہوگیا تھا اور کوئی امیر اوس کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا جس سے مخدومہ جہان کو شک پیدا ہوا کہ کہیں موقع پاکر نمکحرامی نہ کرے۔ چنانچہ اسی خیال سے ۸۷۴ھ میں عین دربار کے وقت نظام الملک کے ذریعہ خواجہ جہان کا کام تمام کیا گیا۔ اس کے بعد محمود گاوان کو خواجہ جہان کا خطاب امیر الامرائی کے ساتھ منصب وکالت بھی عطا ہوا۔ جب سلطان محمد شاہ کی عمر ۱۴ سال کی ہوگئی تو مخدومہ جہان نے شادی کرکے جملہ امور ریاست کا اختیار دیدیا۔ اور آپ سلطنت کے کاموں سے علیحدہ ہوگئی۔

۸۷۶ھ میں بادشاہ نے نظام الملک سرلشکر بڑار کو قلعہ کھیڑلہ (جو شاہان مالوہ کے قبضہ میں تھا) کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ سراج الملک قلعہ دار کھیڑلہ نے شکست پائی اور قلعہ پر نظام الملک کا قبضہ ہوگیا۔ اہل قلعہ نے امان مانگی لیکن ایک راجپوت نے (فریب سے) نظام الملک کو خنجر سے شہید کیا۔ جب یہ خبر یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان ترک (یہ دونوں نظام الملک کے منہ بولے بھائی تھے) کو (جو اس مقام سے ایک کوس کے فاصلہ پر ٹھیرے ہوئے تھے) پہنچی تو وہ دونوں یلغار آئے۔ اور تمام اہالیان قلعہ کو نظام الملک کے عوض میں قتل کر ڈالا۔ ادھر محمود خلجی والی مالوہ کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے ۸۷۱ھ میں مقبول خان کو بلج پور کی تباہی و بربادی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے شہر کو لوٹ

تاراج کر دیا۔ اس کے بعد محمود خلجی نے شریف الملک کے ذریعہ سلطان محمد شاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ آپس کے جنگ و جدل سے بجز نقصان کے کوئی مفاد نہین ہے۔ لہذا آیندہ کے لئے قلعۂ کھیرلہ کا تعلق مالوہ سے اور بیڑار کا دکن سے متعلق رہے۔ جس کو محمد شاہ نے بھی منظور کر لیا۔ اور پھر ان دونون خاندانون مین کبھی لڑائی نہ ہوئی۔

سنہ ۸۷۴ھ مین سلطان نے رائے سنگیسر کی سرکوبی اور کوکن کے قلعون کی تسخیر کے لئے خواجہ محمود کاوان کو روانہ کیا۔ چنانچہ خواجہ نے تین سال کے عرصہ مین اپنی حسن تدبیر سے کوکن کے اکثر قلعون کو فتح کیا۔ اور راجہ سنگیسر کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور جزیرہ گوا (جو بیجانگر کے مشہور بنادرمین سے تھا) کو بھی لے لیا۔ اس کے بعد دارالخلافہ بیدر آیا۔ بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین خواجہ کو اعظم ہمایون کا خطاب اور خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور فرامین و کتابت مین خواجہ کا القاب "حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب آصف والقلم۔ مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار محمود کاوان الملقب بہ خواجہ جہان" قرار دیا گیا۔ مخدومہ جہان نے بھائی کا رشتہ جوڑا۔ اور خواجہ کے غلام خوشقدم (جو اس مہم مین کارہائے نمایان بجا لایا تھا) کو کشور خان کا خطاب سرفراز ہوا۔ اور امرائے کبار مین شریک کیا گیا۔ اور اس موقع پر بادشاہ ایک ہفتہ تک خواجہ کے گھر مہمان رہا۔ جب بادشاہ وہان سے واپس آیا تو خواجہ پہلے حجرے مین جاکر خوب رویا۔ اس کے بعد تمام نقد و جنس جواہر و متاع نفیسہ محتاجون اور مساکینون کو خیرات کر دیا۔ اور خود سادہ درویشانہ لباس تہمن لیا۔

سنہ ۸۷۶ھ مین خبر آئی کہ رائے اوریا مر گیا۔ اور اوس کا چچازاد بھائی ہمیر تخت نشین ہوا۔ لیکن بنگل (جو اوریا کا متبنےٰ تھا) نے ہمیر کو تخت سے اوتار کر آپ بیٹھ گیا۔ اس عرصہ مین ہمیر نے سلطان سے

امداد چاہی۔ سلطان نے ملک حسن بحری کو نظام الملک کا خطاب عطا کرکے منگل راے کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ چنانچہ نظام الملک نے منگل راے کو شکست دیکر ہمیر کو تخت نشین کیا اور احمد ری دکندیر کو فتح کرتا ہوا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ اوس کی اس لائقہ خدمت سے خوش ہوکر خلعت خاص (جو بجز ظرفداران اربعہ کے کسی کو نہیں عنایت ہوتا تھا) مرحمت کرکے تلنگانہ کا سرشکر بنایا اور فتح اللہ عماد الملک کو سرلشکر برار۔ یوسف عادل خان سوائی کو سرلشکر دولت آباد کے خدمات سے ممتاز کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے یوسف عادل خان کو قلعہ انتور و ویرلکھیرہ کی تسخیر کے لئے حکم دیا یوسف عادل نے ان دونوں قلعوں کو تصرف میں لاکر لانجی کے قلعہ کو بھی فتح کیا ۸۷۸ھ میں کپنہ راے بلگوان اور حاکم منگا پور نے اجے راے پسر دیوراے والی بیجانگر کی ایما سے جزیرہ گوا پر چڑھائی کی۔ اون کی سرکوبی کے لئے بادشاہ خود روانہ ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ رستخیز ہوئی۔ آخر پرکمتہ راے نے امان چاہی۔ اور قلعہ حوالہ کردیا۔ بادشاہ وہان سے منظفر و منصور دارالخلافہ واپس ہوا۔ راستہ میں مخدومۂ جہان کا انتقال ہوگیا۔ جس سے بادشاہ کو بیحد ملال گذرا۔ کیونکہ مخدوم شاہ کو مخدومۂ جہان سے محبت مادری کے علاوہ دوسرا لنخ یہ تھا۔ کہ ایک عمدہ اور سچا مشیر باتبہ سے جاتا رہا۔ اس کے بعد دکن میں دو سال تک قحط کی بلا نازل رہی۔ ہزاروں آدمی مرگئے۔ ۸۸۳ھ میں معلوم ہوا کہ کندیر کے قلعہ دار کو اہل قلعہ نے مار ڈالا ہے اور ہمیر راے اوریا نے اوڑیسہ کے راجہ کو متفق کرکے اوسپر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ اوس جانب کوچ کیا۔ اور اول اڑیسہ پر حملہ کرکے خوب تاخت و تاراج کیا۔ راے اڑیسہ نے بہت سے تحایف اور ہاتھی ارسال کرکے صلح کرلی۔ پھر وہان سے نکل کر بادشاہ کندیر کا محاصرہ کیا۔ اور ۶ ماہ کے بعد فتح کرکے اندر داخل ہوا کے بتخانوں کو توڑا۔ بہت سے برہمنوں کو

* خاندان بہمنیہ میں یہ پہلا بادشاہ ہے کہ جس نے برہمنوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ ۱۲۔ سولف۔

اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ اور تنجانہ کے مقام پر مسجد بنوائی۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس موقع پر خواجہ کے ایما سے محمد شاہ کے نام کے ساتھ لفظ غازی ایزاد کیا گیا۔ اتنا سفر میں بادشاہ نے نرسنگہ[1] (اس راجہ کا مقام کرناٹک و تلنگ کے مابین تھا۔ اور ہمیشہ سلطنت بہمنیہ کے سرحد میں دست اندازی کرتا رہتا تھا) کے ملک کی تسخیر کے لیئے یوسف عادل خان کو روانہ کیا۔ اور خود مچھلی پٹن (جو نرسنگہ کے ملک سے تھا) کو لے لیا۔ راستہ میں ایک ویران قلعہ (جو شاید دہلی کے آثار سے تھا) کی ترمیم و تعمیر کرائی۔ اور خواجہ کو اپنا جانشین[2] و تاریکر پہنایا۔ اور اوس کا جامہ خود پہنا اور کہا کہ خداوند عالم کا فضل و کرم میرے حال پر دو طرح ہے۔ ایک تو شاہی اور ریاست خلق خدا کی اور دوسرا خواجہ جیسا نوکر عطا کیا ہے۔ پھر آگے چلکر بادشاہ نے شہر کنجی پر قبضہ کیا۔ اور وہاں کے قدیم و مشہور بتخانہ کو بسمار کر ڈالا۔ اوسکے بعد مع الخیر دار الخلافہ میں داخل ہوا۔

چونکہ اب ممالک محروسۂ بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تھا جس میں اصلاحوں کی ضرورت تھی۔ اسلیئے خواجہ نے بادشاہ کے مشورہ سے چار صوبوں (صوبۂ گلبرگہ۔ صوبۂ دولت آباد۔ صوبۂ تلنگانہ صوبۂ برار) کی تقسیم کو شکست کر کے تمام ملک کو آٹھ صوبوں پر منقسم کیا

چنانچہ بیجاپور[1] (جس میں معہ مدگل و رایچور دریائے بہیمانک ملک شامل تھا) پر خواجہ جہان محمود گاوان۔ حسن آباد[2] (جس میں گلبرگہ۔ ساگر۔ نلدرگ۔ ستولا پور وغیرہ شامل تھے) پر دستور دینار۔ دولت آباد[3] پر یوسف عادل خان جلیر[4] (جس میں کانکن کا علاقہ گوا اور بلگاؤں تک تھا) پر فخر الملک ترک (جو

---

[1] یہ راجہ نرسنگہ آئندہ چلکر بیجانگر کا راجہ ہو گیا تھا۔ جس کے خاندان کی حکومت آخر عہد تک باقی تھی۔ اوسکے بعد صرف ایک شخص رام راج نامی دوسرے خاندان کا وہاں راجہ ہوا۔ ۱۲۔ مولف۔

[2] آجتک کسی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا۔ کہ کسی بادشاہ نے اپنے نوکر کے ساتھ ایسا نیک سلوک کیا ہو۔ ۱۲ مولف۔

محمود کا وان کا رشتہ دار تہا) راجمندری (جس مین موسلی پٹم۔ نلگنڈہ۔ اور یادا تھل تہے) پر حسن نظام الملک، ورنگل پر اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان۔ کاویل پر فتح اللہ عماد الملک ماہور پر خداوند خان حبشی سرلشکر مقرر ہوئے۔ پہلے یہ قاعدہ تہا کہ ہر ایک صوبہ کے نام قلعے سرلشکر کے اختیار مین رہتے تہے۔ اب صرف ایک ایک قلعہ سرلشکرون کو دیا گیا۔ اور باقی تمام قلعے شاہی ملازمون کے سپرد ہوئے اور اس سے یہ منشا رکھا گیا تہا کہ اگر کوئی سرلشکر سرکشی کرے تو کامیاب نہ ہوسکے۔ قس علے ہذا خواجہ نے سلطنت مین اور بہی اصلاحین کین۔ گو ان اصلاحون سے سلطنت کو تقویت ہوئی۔ مگر خود غرض امرا کو ناگوار گذرا۔ اور سبہون نے نا اتفاقی کرکے خواجہ کی دشمنی پر کمر باندہی۔

اب اس وقت سلطنت بہمنیہ کی وسعت اس قدر بڑہ گئی تہی کہ بیچ مین جنوب کو صرف بیجانگر کا علاقہ باقی رہ گیا تہا۔ اور ممکن تہا کہ اگر اسی طرح زمانہ رہتا تو ایک سال کے اندر ہی بیجانگر کی سلطنت کا نام ونشان بہی نہ رہتا۔ مگر مشیت ایزدی تو دوسری طرح تہی۔ اب مخالفون نے دیکہا کہ یوسف عادل خان (جو خواجہ سے فرزندانہ عقیدت رکہتا تہا) نرسنگہ سے لڑنے گیا ہے۔ اور خواجہ سے

۱؎ ملازمون کی حیثیت اوس زمانہ مین بیٹون کی سی ہوا کرتی تہی۔ اور اسی لئے بڑے بڑے صاحب حوصلہ خود بخود امرا کے سلاطین کے غلام بنجایا کرتے تہے۔ اور اوسکو اپنی عزت و نامہوری کا باعث سمجہتے تہے۔ یہ وہ غلامی نہ تہی کہ جس غلامی کو یورپ والون نے انسان کی بڑے درجہ کی بےعزتی خیال کرتے ہین۔ چنانچہ ملک حسن بہی شاہی غلامون سے تہا۔ اور اوسکا نکاح شاہی حرم سرا کی ایک کنیز سے کردیا گیا تہا جسکو ایک بیٹا ملک احمد پیدا ہوا۔ اس مین ترکون کی شجاعت ہندؤن کی فطنت دونون موجود تہے۔ خواجہ نے باپ بیٹے کا ایک جا رہنا پسند نہ کیا۔ اور جب ملک حسن کو راجمندری کا سرلشکر کیا تو ملک احمد کو سہ صدی منصب دیکر خداوند خان حبشی کی مالکی مین ماہور کا جاگیردار کردیا۔ جو ملک حسن کو ناگوار ہوا۔ اور خود بہی بادشاہ سے علیحدہ ہونا نہین چاہتا تہا۔ اسلئے بادشاہ سے عرض کرکے اپنے بیٹے ملک احمد کو

بدلہ لینے کا اچھا موقع ہے۔ اسلئے ظریف الملک دکھنی اور مفتاح حبشی وغیرہ نے اتفاق کرکے خواجہ کے ایک حبشی غلام کو (جس کے پاس خواجہ کی مہر رہا کرتی تھی) رشوت دیکر اپنا دوست بنایا اور ایک روز اوس کو خوب شراب پلاکر بدمست کیا۔ اور ایک سفید کاغذ پر (غلام کو دھوکہ دیکر) مہر لگوائی۔ اوس کے بعد یہ سب ملکر ملک حسن نظام الملک کے پاس گئے۔ جس نے اوس کاغذ پر ایک رقعہ اوڑیسہ کے راجہ کے نام خواجہ کے طرف سے یہ لکھا کہ محمد شاہ شراب کی نشہ مین ہم لوگون پر ظلم وستم کرتا ہے۔ اور ہم اوس سے سخت متنفر ہین۔ اب تم فوراً آجاؤ ہم تمہاری امداد پر مستعد ہین جب یہ رقعہ تیار ہوگیا تو ظریف الملک اور مفتاح نے اوس کو بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ اوس وقت نظام الملک بھی روبرو موجود تھا۔ بادشاہ خواجہ کی مہر دیکھتے ہی آگ بگولہ ہوگیا۔ اور بغیر کسی تحقیقات و دریافت کے خواجہ کو بلاکر اوس کے قتل کا حکم دیدیا۔ چنانچہ ۵ صفر ۸۸۶ھ کو حبشی نے خواجہ کو قتل کر ڈالا۔ اتنے مین بیچارہ سعید خان گیلانی دیوانخانہ مین آیا۔ مخالفون نے اوس کا بھی (بلا حکم) کام تمام کردیا۔ خواجہ کے قتل کی تاریخ اس مصرع سے ہوئی ہے ع بیگانہ محمود کا دانشمند شہید ۸۸۶ھ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۹) - اپنی جگہ سرلشکر بناکر احمدنگر بھیجا۔ اور خود دارالخلافہ مین بادشاہ کے نزدیک رہا۔ ۱۲ سولف۔

نوٹ۔ خواجہ عمادالدین محمود گاوان کے آباؤ اجداد شاہان گیلان کے وزرا مین سے تھے۔ اور اون مین سے ایک شخص نے اپنی ذاتی کوششون اور قابلیت کی بدولت رشت کی بادشاہی حاصل کی تھی۔ اور یہ خود مختار حکومت اوسکے خاندان مین شاہ طہماسپ صفوی والی ایران کے زمانہ تک (جس نے اوس کا خاتمہ کیا) قایم رہی۔ خواجہ کا مولد قاوان علاقہ گیلان ہی ۸۰۵ھ مین پیدا ہوا جب چند علوم سے فارغ ہوا تو سیاحت کو نکلا۔ اور تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ شاہان عراق و خراسان نے وزارت دینی چاہی۔ مگر خواجہ نے قبول نہ کی۔ ۸۴۳ھ سال سن مین شاہ محب اللہ بہمنی نے کرمانی کی ملاقات کو دکن آیا۔ سلطان علاءالدین کی علم دوست طبیعت نے خواجہ کو رفتہ رفتہ بلند مرتبہ پر پہونچایا۔ ہمایون شاہ اور نظام شاہ کے زمانہ مین خواجہ کے لئے اچھے رہے۔ محمد شاہ کے عہد مین تو خواجہ مدارالمہام سلطنت

گویا بادشاہ نے غصہ مین خواجہ کے قتل کا حکم دیدیا تہا۔ مگر چند روز کے بعد بادشاہ پر خواجہ کی بیگناہی ثابت ہوگئی۔ اور مرنے دم تک خواجہ کا افسوس کرتا رہا۔ بلکہ یہ کہتا تہا کہ باطن مین مجھے خواجہ ہلاک کر رہا ہے۔ چنانچہ خواجہ کے قتل کی تاریخ سے بادشاہ کا حال روز بروز ابتر ہوتا چلا۔ اس اثنا مین فتح اللہ عماد الملک برار سے اور خداوند خان حبشی ماہور سے اپنے اپنے لشکر لیکر (بلا اجازت) بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ جب بادشاہ نے بلا طلب آنیکا سبب دریافت کیا تو دونون نے بالاتفاق عرض کیا کہ "حضرت نے صرف مفسدون کے کہنے پر خواجہ سے لایق و بزرگ شخص کو قتل کروادیا تو کسی دن ہمکو بہی قتل کرادینا کیا دشوار ہے"۔ جس کے جواب مین بادشاہ نے مخفی طور پر کہلا بہیجا کہ "اب تم فوراً دشمنان خواجہ کا پتا لگاؤ تا اون سے انتقام لیا جائے"۔ اتنے مین یوسف عادل خان بہی آگیا اور خواجہ کے قتل کے متعلق بہت افسوس کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے بیجاپور کا تمام علاقہ (جو خواجہ کے ماتحت تہا) یوسف عادل خان کو عطا کیا۔ اور دریا خان۔ ملوخان۔ فخر الملک وغیرہ امرائے مغل و ترک کو بیجاپور مین جاگیرات دین۔ حسن نظام الملک بحری سلطنت کا نائب اور پیشوا قرار پایا۔ نظام الملک دکہنی دولت آباد کا طرفدار مقرر ہوا۔ فتح اللہ عماد الملک۔ خداوند خان حبشی بدستور اپنے اپنے عہدون پر بحال رہے۔ فخر الملک کبیر فخر الملک صغیر (یہ ترکی غلام تہے اور ملک حسن کے طرفدارون مین شمار تہا) راجمندری اور ورنگل کے طرفدار ہوے۔ اب بادشاہ نے اندہا دہند تمام کام

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۰) اور کل سپاہ پر مختار ہوگیا۔ اس ترقی و عروج کے ساتہ خواجہ کے دشمن بہی ہزارون پیدا ہوگئے۔ جسکا انجام قتل پر ہوا۔ خواجہ شجاعت و سخاوت مین بے مثل تہا۔ ضلع بیدر مین اوس کا بنایا ہوا عالیشان مدرسہ اور مسجد تا حال یادگار ہین۔ خواجہ نے بیدر مین زعفران کی کاشت بہی کرائی تہی۔ مگر اس وقت کوئی اوس کا خیال تک نہین کرتا ہے۔ خواجہ کی تمام عمر کی کمائی غربا و مساکین پر وقف تہی۔ چنانچہ خواجہ کے بعد اوسکے خزانہ سے صرف ۳۰۰ لاری

ریاست کے ملک حسن نظام الملک کے تفویض کر دئے۔ چنانچہ وکالت۔ وزارت۔ امیر جلگی۔ اشراف۔ نظارت یہ سب خدمات اوسی ایک کے تفویض تھیں۔ بادشاہ کی اس کارروائی سے تمام امرائے ترک مدبول ہو گئے۔ چونکہ یوسف عادل خان کی قوت بہ نسبت دیگر امرا کے بہت بڑھی چڑھی تھی۔ اسلئے بادشاہ اوس کی خرابی کے درپے ہوا۔ اور بلگوین کے سیر کا بہانہ کر کے عادل خان عماد الملک۔ خداوند خان یہ تینوں کو طلب کیا۔ اور ان سب کو لیکر کوکن چلا۔ مگر یہ لوگ خوب ہوشیار تھے۔ اور بادشاہ کے رازدلی کو پا گئے تھے۔ اسلئے دور دور رہتے تھے اور سلام بھی دور ہی سے کر لیا کرتے۔ جب سیوائے حاکم بیجانگر نے سُنا کہ بادشاہ اس طرف آتا ہے تو لشکر کو تیار کر کے اوس کے دفعیہ کے لئے روانہ کیا۔ مگر بادشاہ کا خیال تو کچھ اور ہی تھا۔ اوس نے اوس کے جانب رُخ تک نہیں کیا۔ اب سیوا رائے نے بادشاہ کی اس بے پروائی کو دیکھکر گوا کے چھڑانے کی کوشش کی۔ بادشاہ یوسف عادل خان کو اوس کے اندفاع کے لئے حکم دیا اور خود فیروز آباد چلا آیا۔ بادشاہ کے دل پر رنج و ملال کا اس قدر ہجوم ہوا کہ صحت بالکل خراب ہو گئی۔ زندگی سے مایوسی نظر آئی۔ فوراً شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کر کے نظام الملک کو اوس کا وکیل السلطنت مقرر کیا۔ اور ایک محضر تیار کر کے شاہزادہ کی اطاعت کے لئے تمام امراء کی دستخطین لیں۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۱) (یہ قدیم چاندی کا سکہ ہے جو ۵۰ر کے برابر ہوتا ہے) نکلے۔ البتہ کتب خانہ میں ۳۵۰ کتب موجود ہیں جو طالب علموں کے لئے وقف تھے۔ خواجہ کو نظم و نثر میں اعلےٰ درجہ کا تبحر تھا۔ ایک دیوان فارسی اور ایک انشاء موسوم بہ روضۃ الانشاء (جس میں خواجہ کے وہ خطوط ہیں جو ملّا جامی علیہ الرحمہ کو لکھے تھے) مولانا نے خواجہ کے نام ایک قصیدہ بھی لکھا تھا۔ ناظرین کو خواجہ کی مکمل سوانح عمری دیکھنا مقصود ہو تو "سیرۃ الحلم" مولفہ مولوی محمد عزیز مرزا صاحب۔ بی۔ اے۔ معتمد محکمہ ہوم سکرٹری کو ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں خواجہ کی تفصیلی لائف موجود ہے۔ ۱۲۔ منہ۔ مؤلف۔

مگر یہ کاغذ کے گھوڑے کہیں چلا کرتے ہیں۔ جو ہونا تھا وہی ہوا۔ محمود شاہ کو خود یقین ہو گیا تھا اور وہ بار بار کہا کرتا تھا۔ کہ اب دولت بہمنیہ کا خاتمہ ہے۔ غرض کہ آپ ہی ضعیف ہو گیا تو بیدر کو چلا آیا طبیعت نے پلٹا کھایا۔ صحت ہو گئی۔ صرف نقاہت باقی تھی کہ سندھی کثرت سے پی اور جماع کر کے سو گیا۔ جب خواب سے اوٹھا تو سخت بخار آگیا۔ طبیب نے بید مشک اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ جس سے کہ طبیعت بحال ہوئی۔ جب حکیم صاحب اپنے گھر گئے تو بادشاہ نے اس غلط مقولہ کے فریب میں آیا کہ شراب زدہ را علاج شراب است۔ یعنے مقربین کے کہنے سے چند پیالے شراب کے پی لئے۔ اس کا پینا غضب ہوا۔ تمام علامات موت کے ظاہر ہو گئے۔ حالت سکرات میں جب ہوش میں آتا تھا تو کہتا تھا کہ باطن میں خواجہ مجھے ہلاک کرتا ہے۔ آخر غرہ صفر ۸۸۷ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۴۸۲ء کو عین عالم جوانی میں بعمر ۲۹ سالہ اس جہان سے اوٹھ گیا۔ گو برائے نام یہ سلطنت ایک عرصہ تک پھر بھی رہی لیکن درحقیقت اس بادشاہ کی موت سلطنت بہمنیہ کی موت تھی۔ اس کے مرنے کے بعد تمام دکن کی حالت خراب ہو گئی۔ اس کے مرنے کی تاریخ کسی شاعر نے خوب کہی ہے

دکن چوں شد خراب از رفتن او ۸۸۷ خرابی دکن تاریخ او شد۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔

سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی

اس وقت محمود شاہ کی عمر ۱۲ سالہ تھی۔ امراء نے اوسے تخت پر بٹھایا۔ نظام الملک، قوام الملک کبیر و صغیر۔ قاسم بیگ بریدی نے مبارک باد دی۔ مگر اس مجلس میں بعض نے کہا۔ کہ یوسف عادل خان وغیرہ امرائے ترک اس وقت موجود نہیں ہیں اون کے بغیر جلوس کرنا نہ چاہیئے تھا جس کا جواب ملک حسن نے یہ دیا کہ سلطنت کے معطل رکھنے سے خلل و فساد کا

اندیشہ رہتا ہے۔ اسلئے جلوس کر دیا گیا۔ جب امرائے ترک آئین گے اوس وقت پھر اسیطرح دربار کر دیا جائے گا۔

محمد شاہ کے زمانہ مین امرائے دولت چار نسلون کے تھے مغل۔ (ایرانی)۔ ترک۔ حبشی۔ دکھنی گو یہ چار نسلین بظاہر الگ الگ تھین۔ درحقیقت دو ہی فریق تھے۔ ایک طرف دکھنی حبشی (حنفی المذہب) دوسری جانب مغل۔ ترک (اہل تشیع) مگر ترکون مین بعض لوگ دکھنیون کا ہی ساتھہ دیتے تھے۔ فوجی لحاظ سے مغلون کو غلبہ تھا۔ اور یہ سب یوسف عادل خان کا دم بھرتے تھے۔ فتح اللہ عماد الملک (سندی النسل) اور خداوند خان حبشی سنی تھے۔ مگر محمود کا دان کے یہ دونون احسان مند تھے۔ اسلئے عادل خان کے طرفدار تھے۔ دکھنیون مین بڑا اس وقت ملک حسن نظام الملک تھا۔ اور بادشاہ کی قربت کی وجہ سے دربار مین اوسی کو غلبہ تھا۔ اور وہی بادشاہ پر پورا حاوی تھا۔ مگر اس ملک دکن کی رعایا کثرت سے ہندو تھی۔ اور یہانکے ریاستہائے ساحل کارومنڈل۔ اوریا۔ اوڑیسہ۔ گونڈوانہ مین تمام ہندو بھری ہوئے تھے جنسے شاہان دکن کو ہمیشہ لڑائی جھگڑے کا اتفاق رہا کرتا تھا۔ اسلئے یہ لوگ اکثر لایق نو وارد مسلمانون کی زیادہ قدر کیا کرتے تھے۔ دکن کے قدیم آرام طلب اور بے ہنر مسلمانون کی کم قدر ہوتی تھی اور اسی وجہ سے احمد شاہ ولی کے زمانہ سے دکھنی مسلمان اکثر تباہ ہوتے چلے آتے تھے۔ اون کو صرف تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ سر اوٹھانے کی مہلت ملی تھی۔ اس وقت اون مین اس قدر جان نہ تھی کہ مغلون اور ترکون سے میدان جنگ مین سبقت لیجائین۔ اور مغلون اور ترکون مین اتنی قوت تھی کہ اون کو نیست و نابود کر ڈالین۔ اس طرح پر دونون فریق کی قوت کچھہ کچھہ ملی ہوئی تھی جس سے محمود شاہ کو برائے نام تخت و تاج نصیب ہو گیا۔ لیکن اوس مین نہ تو عزم اور خود رائی بالکل نہ تھی علیش و عشرت کا بندہ تھا۔ اسلئے کسی نے اوسکی تباہ کرنیکی کوشش نہ کی۔ بلکہ اوسکو اپنی قوت کا آلہ بنا لیا۔

جب یوسف عادل کو محمد شاہ کی موت اور محمود شاہ کی تخت نشینی کی خبر ہوئی تو وہ مبارکباد کو دار الخلافہ آیا۔ اور شہر کے باہر اترا۔ بعد ایکہزار مغل اور ترک کیساتہ اندر آیا۔ اور بادشاہ کو مبارکباد دی۔ چونکہ ملک حسن کو یوسف عادل سے چشمک تہی۔ اور وہ جانتا تہا کہ اگر یوسف عادل کا خاتمہ ہوجائے تو پھر سلطنت بہمنیہ اپنی ہے۔ اسلئے اوس نے قوام الملک کبیر وصغیر کو ہمراہ لیکر یوسف عادل کے پاس گیا۔ اور کہا کہ جس طرح ہم شہر مین رہتے ہین اوسی طرح آپ سب امرائے ترک بہی شہر مین رہا کرین تو مناسب ہے۔ تاکہ ایک دوسرے کے مشورہ سے مہمات سلطنت انجام پائین یوسف عادل نے جواب دیا کہ مین سپاہی آدمی ہون امورات مالی وملکی مین مدرکہ نہین ہے۔ آپکو چاہیئے کہ حسب وصیت سلطان محمد شاہ مرحوم سلطنت کے کامون کو انجام دین۔ الغرض کچہ دیر تک فریقین مین گفتگو رہی۔ بعد اوس کے یہ ٹہرا کہ ملک حسن حسب دستور سابق فقط وکیل السلطنت رہے۔ باقی عہدے جنکا وہ ابتک کام کرتا ہے۔ دوسرون کو دئے جائین۔ چنانچہ مشورہ کے بعد وزارت قوام الملک کبیر سرلشکر ورنگل کو دی گئی۔ اشراف قیام الملک صغیر سرلشکر راجمندری کے حصے مین آئی۔ اور نظامت ولاور خان حبشی کو ملی۔ قاسم بیگ سرنوبت اور فرہاد الملک کوتوال شہر رہے۔ اور ایسے ہی اور عہدے بہی امرانے آپس مین تقسیم کرلئے۔ سلطان محمود شاہ سے ہر ایک کو خلعت ملا۔ دو تین مہینے تک مغل۔ ترک۔ دکہنی حبشی عاج اور انبوس کے مہرون کی طرح باہم ملے جلے رہے۔ اس وقت سرلشکرون کی تفصیل حسب ذیل تہی۔

(۱)۔ بیجاپور مین یوسف عادل خان۔ (۲) حسن آباد گلبرگہ مین دستور دنیا حبشی۔ (۳)۔ دولت آباد مین نظام الملک دکہنی۔ (۴)۔ بیجیر مین ملک حسن نظام الملک۔ (۵)۔ راجمندری مین قوام الملک صغیر۔ (۶)۔ ورنگل مین قوام الملک کبیر جس نے عادل خان دکہنی کو وہان اپنا نائب مقرر کر رکہا تہا۔ (۷)۔ کاویل مین فتح اللہ عماد الملک جس نے اپنے بیٹے علاء الدین کو اپنی جگہ

بھیجدیا تہا۔ (۸) ہورمین خداوندخان حبشی۔

اب ملک حسن نے قوام الملک کبیر (گو یہ ترک تہا مگر یوسف عادل سے عداوت قلبی رکھتا تہا) سے یوسف عادل کے قتل کی صلاح کی۔ اور عادل خان دکہنی کو (جو قوام الملک کبیر کی طرف سے ورنگل کی طرفداری کا کام کرتا تہا اور ہم خطابی کے سبب سے یوسف عادل خان کا جانی دشمن تہا) ورنگل سے اور فتح اللہ عماد الملک کو (جو یوسف عادل کا دوست دکہنی النسل تہا) بڑاڑ سے بہانہ مبارکباد طلب کیا۔ یہ دونوں ورنگل اور بڑاڑ کے لشکروں کو ساتہ لائے۔ اب ملک حسن نے عادل خان دکہنی سے کہا کہ تو ترکوں کو قتل کر ڈال۔ اگر تو نے قوام الملک کبیر یا یوسف عادل کو قتل کر دیا تو تجہے اون کی سرلشکری دلا دون گا۔ اور قوام الملک کبیر سے کہا کہ یوسف عادل کے قتل کے روز آپ اپنے مکان مین رہیئے یہ سادہ لوح ملک حسن کے فریب مین آگیا۔ اس کے بعد ملک حسن نے عادل خان دکہنی اور فتح اللہ سے کہا کہ اپنے اپنے لشکر بادشاہ کے ملاحظہ مین لائین۔ اوس وقت بادشاہ قلعۂ ارک کے برج مین بیٹہا ہوا تہا۔ جب یہ دونون سردار سلام کو آئے تو بادشاہ (حسب مشورہ ملک حسن) نے اون کو بلا کر کہا کہ آجکل ترک نہایت سرکش ہو گئے ہین۔ اون کو ٹہیک بنایا جاے۔ چونکہ فتح اللہ یوسف عادل کا دوست تہا اس لئے ملک حسن نے اوس کو وہین ٹہیرا لیا۔ اور دونون لشکر عادل خان دکہنی کے ماتہتی مین یوسف عادل کے فوج پر پل پڑے۔ اس ہنگامۂ کارزار مین قوام الملک کبیر مارا گیا۔ فرہاد الملک کوتوال گرفتار ہوا۔ ۲۰ دن تک متواتر یہ لڑائی جاری رہی۔ طرفین کے ۳ یا ۴ ہزار آدمی مارے گئے۔ آخر علما نے بیچ مین پڑ کر صلح کرا دی۔ یوسف عادل بیجاپور پہنچا گیا۔ اب ملک حسن کی بن آئی۔ اوس نے اپنے بیٹے ملک احمد کو پرگنات بیر

دوہارجاگیر مین دے دیا۔ فخر الملک دکہنی کو جو محمود کاوان کا غلام زادہ تہا) کو منصب ہزاری اور خواجہ جہان کا خطاب ملا۔ یہ فتح اللہ۔ قوام الملک کبیر کی جگہ وزیر و میر جملہ ہوا۔ اوس کا بیٹا علاء الدین نیابت بڑاڑ پر بہیجا گیا۔ عادل خان دکہنی سرلشکر دربگل کیا گیا۔ قاسم برید سپہ نوبت کوکوتوالی مل گئی۔ قوام الملک صغیر۔ راجمندری کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد چار سال تک امن وچین سے سلطنت کا کام چلتا رہا۔ اس اثنا مین دلاور خان حبشی نے بادشاہ سے کہا کہ نظام الملک اور فتح اللہ نے آپ کو عضو معطل بنا رکہا ہے۔ بادشاہ نے اوس کے جواب مین اون کے قتل کرنے کی ہدایت کی۔ اتفاقاً یہ دونون ایک رات سلطان کی ماں کے پاس گئے ہوئے تہے۔ جب وہان سے لوٹے تو راستہ مین دلاور خان اور ایک اوس کے ساتہی نے انہین گہیرا۔ خوب تلوار چلی نظام الملک کسیقدر زخمی ہوا۔ مگر دونون صحیح وسلامت نکل گئے۔ شہر کے باہر جاکر اپنے اپنے لشکرون کو جمع کیا۔ قاسم برید کو بہی ہوشیار کر دیا۔ اب قاسم برید نے قلعۂ ارک کے دروازے بند کرکے باہر سے اندر جانیکی سب کو ممانعت کر دی۔ بادشاہ نہایت پریشان ہوگیا۔ مجبور نظام الملک کے پاس آدمی بہیجکر عذرخواہی کی۔ نظام الملک نے اس شرط پر منظور کیا کہ دلاور خان قتل کر دیا جائے۔ مگر دلاور خان یہ سنتے ہی معہ اپنی فوج کے بہاگ گیا اور چند روز مین برہانپور پہونچا۔ فتح اللہ بہی ان جہگڑون سے گہبرا کر بڑاڑ کی سر لشکری پر چلا گیا۔ اس کے بعد ملک حسن نے ملک وحید اور ملک اشرف

(جو آپسمین حقیقی بھائی اور سابق مین محمود گاوان کے نوکر تھے) کو اپنی طرفداری کی وجہ سے امراء کے زمرہ مین داخل کیا۔ اور عہد و پیمان لیکر ملک وحید کو دولت آباد کی سرلشکری عنایت کی۔ فخر الملک دکھنی کو پرنیڈہ اور شولاپور کے علاقے مرحمت ہوئے۔ اور زین خان (جو فخر الملک کا بھائی تھا) کو بھی اوس کا شریک بنا لیا گیا۔ مگر فخر الملک نے بجز شولاپور کے زین خان کو کچھ بھی ندیا۔ اس اثنار مین عادل خان دکھنی سرلشکر ورنگل کا انتقال ہوگیا قوام الملک صغیر نے (سرلشکر راجمندری) ورنگل پر قبضہ کرلیا۔ جب ملک حسن کو معلوم ہوا تو شہر بیدر کی حفاظت اپنے ایک آوردے دلپسند خان کے حوالہ کی۔ اور محمود شاہ کو لیکر ورنگل پہونچا۔ قوام الملک مین مقابلہ کی قوت کہان تھی۔ اوس نے بادشاہ کی آمد دیکھکر راجمندری کو چلا گیا۔ اس اثنار مین ملک حسن کو اوس کے بیٹے ملک احمد نے یہ کہکر بھیجا کہ بہادر گیلانی نائب بندرگوا اور زین الدین علی جاگیردار جاگنہ میرے علاقہ کے جاگیرات پر دست درازی کررہے ہین۔ اوس کے استداد کا جلد انتظام کیجئے۔" اس وقت ملک حسن ورنگل مین مقیم تھا۔ اسلئے ملک احمد کے امداد کے لئے فخر الملک دکھنی اور ملک وحید کو حکم دیا

نوٹ۔ محمود گاوان کے نام کشور خان کو بندرگوا وغیرہ جاگیر تھے۔ وہ تو بیدر مین رہتا تھا۔ اور جاگیر پر ایک شخص نجم الدین گیلانی کو مقرر کیا تھا۔ جب نجم الدین مرگیا تو بہادر گیلانی (جو گوا کا کوتوال تھا) جاگیر کا نائب ہوا اور بندرگوا سے بندر دابل۔ گولاپور۔ کلہر۔ پنالہ تک قابض ہوگیا۔ بہادر گیلانی نے کچھ اسی پر اکتفا نکی۔ بلکہ یوسف عادل خان کی تحریک سے بندر چول وغیرہ پر بھی (جو ملک احمد پسر نظام الملک کے جاگیر مین تھے) لوٹ مار کرنے لگا اور بہادر گیلانی کی تقلید پر زین الدین علی جاگیردار جاگنہ بھی ملک احمد کے جاگیرات پر بات صاف کرنے لگا۔

۱۲ ... مولف۔

دربہادر گیلانی و زین الدین علی کی کمک پر یوسف عادل خان نے کمر باندھی۔ چونکہ تمام امرا ملک حسن (نظام الملک) سے ناراض تھے۔ بادشاہ کو اچھا موقع سمجھا کہ ملک حسن کے قتل کا حکم حاصل کرلئے۔ کہ ہین اڑتے اڑتے یہ خبر ملک حسن کو ہوگئی۔ وہ گھبرا کر آدہی رات کو ورنگل سے بھاگا۔ مگر شامت جوائی بجاپور کے بیدر پہونچا۔ دلیپند خان کو ہموار کرکے خزانۂ شاہی پر قابض ہوگیا۔ اور محمود شاہ کے مقابلہ کے لئے فوج جمع کرنی شروع کی۔ جب صبح کو یہ خبر محمود شاہ کو ہوئی تو فوراً ورنگل سے کوچ کرکے بیدر آیا۔ اور دلیپند خان کو خفیہ طور پر لکھا کہ "اگر تو نمک حلال و شاہی نوکر ہے تو فوراً نظام الملک کو قتل کرکے ہمارے پاس چلا آ"۔ چنانچہ دلیپند خان نے نظام الملک کو قتل کرکے اوس کا سر بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ اس کے بعد محمود شاہ بیدر مین داخل ہوا۔ اب مغلون اور ترکون کا عروج بڑہا۔ اور مہمات شاہی کے وہی مدار علیہ ٹھہرے۔ ادہر بادشاہ شراب و کباب و ناچ رنگ مین مشغول ہوگیا۔ جب ملک احمد نے اپنے باپ کے قتل کی خبر خبیر مین سنی تو بغاوت پر کمر باندہی۔ بیڑ اور تمام کوکن کے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے نام کے ساتھ نظام الملک کا خطاب بہی ایزاد کیا ادہر مغلون اور ترکون کا عروج دکہنیون اور حبشیون کو شاق گذرا۔ آخران سبھون نے مشورہ کرکے بادشاہ کے مارنے کا قصد کیا۔ اور ۲۱ ذیقعدہ ۸۹۲ھ کو رات کے وقت ایکہزار دکہنی و حبشی قلعہ مین گھسکر بادشاہ کے سر پر پہونچے۔ اس وقت بادشاہ اپنے یاران ہم پیالہ کے ساتھ عیش و عشرت مین مصروف تہا۔ ان کی صورت دیکھتے ہی شاہ برج کو بہاگا۔ تمام یاران جلسہ قتل ہوئے۔ جب باغیون نے دیکھا کہ بادشاہ بچ گیا تو وہ شاہ برج پہونچے اتنے مین کسی طرح مغلون اور ترکون کو اس واقعہ کی خبر ہوگئی۔ فرہاد خان۔ قاسم برید۔

نبذہ تاریخ قطب شاہی مین لکہا ہے کہ اس جلسہ مین سلطان قلی (سر سلسلۂ خاندان قطب شاہیہ) بہی دس سلحداروں سے موجود تہا۔ خود تو بادشاہ کے ساتھ شاہ برج جانے مین بچ گیا۔ مگر بہی کے سلحدار قتل ہوگئے۔ ۱۲ مولف۔

سیر خان اور ستانی وغیرہ نے تین چار سو مغلوں کو لیکر بادشاہ کے پاس پہونچے۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ سیکڑوں آدمی مارے گئے۔ صبح کو بادشاہ تخت پر برآمد ہوکر دکھنیوں اور حبشیوں کے قتل عام کا فرمان فنا فذکیا۔ چنانچہ تین دن تک برابر قتل کا بازار گرم رہا۔ آخر شاہ محب اللہ کی اولاد میں سے کسی بزرگ کی منت وسماجت پر بادشاہ نے موقوفی کا حکم دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے ملک احمد نظام الملک کی سرکوبی کے لئے شیخ مودی عرب المخاطب بہ بہادر الزمان کو بارہ ہزار سوار سے روانہ کیا۔ مگر ملک احمد نے اس حکمت سے جنگ کی کہ شیخ مودی کو باوجود اس قدر لشکر کثیر کے شکست ہوئی۔ اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ خود شیخ مودی کی بھی جان نہ بچی۔ اسی موقع پر ملک احمد نے قلعۂ جاکنہ کو بھی فتح کر لیا۔ جب بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی تو پھر ایک لشکر جرار غظمت الملک میر کے ہمراہ جنیر بھیجا۔ ملک احمد بھی اپنی فوج سے تیار ہوگیا۔ اور خواجہ جہان جاگیر دار پرنیڈہ وشولاپور نے اپنے بیٹے اعظم خان کو ملک احمد کی کمک کو بھیجا۔ اتنے میں بادشاہ نے غظمت الملک کو طلب کرکے اوس کی جگہ جہانگیر خان جاگیر دار۔ کولاس کو روانہ کیا۔ چند روز تک تو ملک احمد نے لشکر شاہی کو اپنے تعاقب میں کبھی پرنیڈہ اور کبھی پٹن اور کبھی پٹنگا پھراتا رہا۔ جس سے لشکر شاہی کو اطمینان ہوگیا کہ ملک احمد میں مقابلہ کی تاب نہیں ہے۔ اس اثنار میں برسات کا موسم آگیا۔ اور تمام امرار اور سردار۔ تاج۔ رنگ۔ شراب۔ کباب میں مصروف ہوگئے ملک احمد تو وقت کا منتظر تھا ۲ رجب ۸۹۵ھ کو رات کے وقت لشکر شاہی پر شب خون کرا۔ خوب لڑائی ہوئی ہزاروں آدمی مارے گئے۔ اور جہانگیر خان مع اکثر نامی امرار کے قتل ہوا۔ اور باقی سردار اسیر ہوئے۔ جن کو ملک احمد نے تمام لشکر میں تشہیر کرکے بیدر روانہ کر دیا۔ یہ فتح ملک احمد کو ایسی ہوئی کہ سب کے حوصلے اوس کے سامنے پست ہوگئے۔ اور سلطنت نظام شاہی کی ابتدا اسی فتح سے آغاز ہوئی۔

چنانچہ جب ملک احمد کو فتح نصیب ہوئی۔ تو اوس نے بادشاہ سے تمام تعلقات قطع کر دیئے اور یوسف عادل خان و فتح اللہ عماد الملک کے پاس ایلچی کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ خطبوں میں محمود شاہ کے نام کی جگہ اپنے اپنے نام درج اور جملہ لوازم شاہی کو علانیہ اختیار کریں۔

اس زمانہ میں سلطنت بہمنیہ کے حسب تفصیل ذیل امرا نے حصے بخرے کر رکھے تھے۔

۱	یوسف عادل شاہ	بیجاپور	۴	سلطان قلی قطب الملک	۷	خواجہ جہان	پرینڈہ و نرسنگپور	۱۰	قوام الملک صغیر	تلنگانہ کے علاقہ راجمندری کے علاقہ
۲	احمد نظام الملک	جنیر	۵	فتح اللہ عماد الملک	۸	ملک اشرف	دولت آباد	۱۱	خداوند خاں حبشی	ماہور کلیم علاقہ سیکر علاوہ بٹرار۔
۳	قاسم برید	بیدر، اوسہ قندہار وغیرہ	۶	میاں محمد امین الملک	۹	دستو دینا حبشی	کلبرگہ گنجوٹی اللہ وغیرہ	۰		

مگر ان گیارہ میں پانچ مقدم الذکر زبردست و صاحب قوت تھے۔ اسلئے انہیں پانچوں نے بقیہ چھ کا خاتمہ کر کے تمام ملک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اور یہی پانچ ایک مدت تک اپنی اپنی سلطنت علیحدہ قائم کر کے حکمران رہے۔ جس سے عادل شاہیہ۔ نظام شاہیہ۔ قطب شاہیہ۔ عماد شاہیہ برید شاہیہ خاندان بنگئے پڑی۔ اور اسی زمانہ سے سلطنت بہمنیہ نے روز بروز تنزل اختیار کیا۔ گو محمود شاہ کے بعد بھی خاندان بہمنیہ کے چار بادشاہ احمد شاہ۔ سلطان علاء الدین۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ کلیم اللہ تخت نشین ہوئے۔ مگر ان چاروں کی بادشاہی برائے نام تھی۔ اور یہ سب بریدیوں کے ہاتھ پر شطرنج کی پتلی کے ناچتے رہے۔ اب ہم یہاں سے محمود شاہ کے بقیہ حالات اور اوس کے بعد کے چار بادشاہوں کے واقعات اس مقام پر صرف سلسلہ کے لئے لکھدیتے ہیں۔ اور جنگ وغیرہ کے تفصیلی حالات اوان بعد بادشاہوں کے تذکروں میں بیان کریں گے۔

الحاصل احمد نظام الملک نے ۸۹۵ھ کے آخر مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور مثل شاہان دہلی و گجرات کے سفید چتر شاہی بنوایا۔ لیکن اس چتر کے نسبت خواجہ جہان وغیرہ نے کہا کہ ابہی بادشاہ زندہ ہے اسلئے آپکو سزاوار نہین۔ جس کا جواب احمد نظام الملک نے یہ دیا۔ کہ رفع حرارت کے لئے یہ چتر مین نے بنوایا ہے۔ اس کے بعد اوسنے ہر ایک کو چتر رکہنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ اسی زمانہ سے دکن مین علے العموم چتر لگانے کا دستور ہوگیا۔ اودہر یوسف عادل خان نے بہی ۸۹۶ھ مین اپنی بادشاہی کا اظہار کیا۔ پانچہزار غریبون اور ترکون نے اوسکی شاہی کو مان لیا۔ اس کے بعد اوس نے اپنا نام یوسف عادل شاہ رکہا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ چتر لگایا۔ پہر تو اسی سن مین فتح اللہ عماد الملک بہی صاحب خطبہ و چتر بنا۔ قاسم برید ترک (جو سرنوبت و کوتوال شہر تہا) نے دیکہا کہ اورون نے بازی لے گئی۔ اور محمود شاہ نرا مٹہو ہی بنا رہا۔ تو اب اسنے بہی منصب و کالت اور طرفداری حوالی تخت گاہ پر قبضہ کرلیا۔ اور قصبہ جات قندہار۔ اوسہ۔ اودگیر۔ کلیان۔ اپنی جاگیر مین لے جب وہان کے قلعون پر قبضہ کرنا چاہا۔ تو محمود شاہ نے اون امرار کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا۔ لیکن قاسم برید نے تین مرتبہ شکست دی اور قریب تہا کہ محمود شاہ کو نکالدے۔ اتنے مین دلاور خان حبشی جو ۸۹۱ھ مین ملک حسن کے خوف سے برہان پور کو بہاگ گیا تہا۔ اسوقت ایک معقول فوج لیکر محمود شاہ سے آملا۔ اور قاسم برید کو ایسی شکست دی کہ وہ گولکنڈہ کی طرف بہاگا۔ دلاور خان اوس کا تعاقب کیا۔ کولاس کے قریب ایک مست ہاتہی نے دلاور خان کو مار ڈالا۔ اور قاسم برید اس لطیفہ غیبی کے سنتے ہی واپس ہوا۔ اور دلاور خان کے تمام لشکر کو لوٹ کر بیدر آیا۔ محمود شاہ بہی اوس کو بمقتضائے وقت منصب وکالت عطا کیا۔ اب قاسم برید کی حکومت ایسی مستقل ہوگئی کہ محمود شاہ کی شاہی بجز نام کے مطلق باقی نہین رہی۔ اور اسی وقت سے قاسم برید کی بادشاہی بہی درحقیقت شروع ہوگئی۔ اس کے بعد بہی بعض لڑائیان بیجاپور و برار کے لشکرون سے محمود شاہ

درپیش آئین۔ آخر ۴ ذیحجہ ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء کو سلطان محمود شاہ نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت (۳۷) سال (۲۰) یوم ۴ ماہ۔

سلطان احمد شاہ بن محمود شاہ بہمنی

۹۲۷ھ میں ملک برید نے محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ یہ سلطان عیش و عشرت کا ایسا متوالا تھا کہ ملک برید نے اوس کے لئے شراب پینے کا سامان شاہانہ تیار کرادیا۔ وہ تو بادہ خواری میں مشغول ہوا۔ اور ملک برید سلطنت کرنے لگا۔ احمد شاہ اس قدر مصرف تھا کہ امیر برید کا مقرر کردہ وظیفہ اوس کو کفاف نہ کرتا تھا۔ اسلئے اوسنے تاج بہمنیہ کو (جو ۴۰ لاکھ کا تھا) خفیہ طور پر توڑ کر اوس کے موتی اور جواہر فروخت کرکے خوب عیش اڑایا۔ جب امیر برید کو معلوم ہوا تو اوسنے بہت کچھ آدمیوں کو مارا پیٹا۔ مگر اوس کا ایک ریزہ بھی ہاتھ نہ آیا۔ آخر احمد شاہ دو سال ایک ماہ کی سلطنت کے بعد ۹۳۰ھ میں زہر یا اجل سے فوت ہوا۔

سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی

امیر برید نے احمد شاہ کے مرنے کے بعد دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکھا۔ اور نہایت خوض و فکر کے بعد احمد شاہ کے بیٹے سلطان علاء الدین کو سریر آرا کیا۔ یہ بادشاہ بادہ نوشی کے مضرت سے واقف تھا۔ اسلئے اسنے شراب کو کبھی منہ سے نہ لگایا۔ اور امیر برید کی ظاہرداری میں بہت خاطر ملدات کرکے درپردہ مارنے کی فکر میں رہا۔ مگر بہت جلد پردہ فاش ہوگیا۔ امیر برید نے اوس کو معزول کرکے محبوس کیا۔ اور چند روز کے بعد مرگیا۔ مدت سلطنت (۲) سال (۳) ماہ تھی۔

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی

اب امیر برید نے شاہ ولی اللہ کو تخت پر بٹھایا۔ یہ بادشاہ امیر برید کی مٹھی میں تھا۔ اور نان و پارچہ جو کچھ وہ دیتا اوسی پر قناعت کرتا۔ آخر اس نے اپنی خلاصی کے لیے کوشش کی اور امیر برید کو معلوم ہو گیا تو اوسنے بادشاہ کو حرم سرا میں قید کر کے اوسکی مسکوکہ پر متصرف ہوا۔ اور چند روز کے بعد خاتمہ کر ڈالا۔ مدت سلطنت تین سال ہے۔

شاہ کلیم اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی

امیر برید نے شاہ ولی اللہ کے چھوٹے بھائی شاہ کلیم اللہ (جو یوسف عادل خان کا نواسہ تھا) کو بادشاہ بنایا۔ یہ بادشاہ چند روز محل سرا میں عزلت نشین رہا۔ اسنے میں ہندوستان میں بابر بادشاہ کے آمد کی دھوم مچی تو اس نے خفیہ طور پر ایک ایلچی کے ذریعہ اپنی مستخلصی کی استدعا کی۔ لیکن بابر شاہ نے اوسپر توجہ نہ کی۔ کیونکہ ہندوستان میں خود اوس کو ابھی استقلال نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ خبر فاش ہو گئی۔ اور بادشاہ گھبرا کر ۹۳۴ھ میں بیجاپور کی طرف گیا۔ وہاں اوس کے ماموں اسمٰعیل عادل شاہ نے اوس کی گرفتاری کا ارادہ کیا تو پھر وہاں سے نکل کر برہان نظام شاہ کے پاس احمد نگر پہونچا۔ نظام شاہ نے خوب آؤ بھگت کی۔ لیکن چند روز کے بعد شاہ کلیم اللہ زہر یا موت سے احمد نگر میں انتقال کیا۔ اور اوس کا تابوت بیدر کو لے گئے۔ شاہ کلیم اللہ کے بعد کوئی شخص خاندان بہمنیہ سے برائے نام بھی نہیں ہوا جس سے خاندان بہمنیہ کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

HYDERABAD

گل دوم

طبقۂ عادل شاہیہ

سلاطین بیجاپور

یوسف عادل شاہ

یوسف عادل شاہ سنہ ۸۹۶ھ سنہ ۱۴۹۰ء مین بہ مقام بیجاپور سریر آرا رہوا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ چتر لگایا۔ چونکہ وہ سادہ کار رہنے والا تہا۔ اسلئے عوام الناس نے بجائے سادی کے

نوٹ۔ یوسف کا نسب مورخون نے سلاطین عثمانیہ سے ملایا ہے۔ کہتے ہین کہ اوس کا باپ سلطان مراد ۸۵۵ھ مین جب مرگیا۔ تو اوس کا بڑا بیٹا سلطان محمد تخت نشین ہوا۔ اور اپنے چہوٹے بہائی یوسف کے قتل کا حکم دیا (کیونکہ ارکین سلطنت کی رائے ہوئی کہ بجز ولیعہد کے دوسرا شہزادہ زندہ نہ رہنا چاہیئے۔ تاکہ فساد و بغاوت کا خدشہ باقی نہ رہے) مگر اوس کی ماں نے کچھ ایسی چال چلی کہ یوسف کے عوض ایک غلام مارا گیا۔ اور یوسف بغرض پرورش خواجہ علاء الدین محمود گیلانی ساکن ساوہ کے حوالہ ہوا۔ اور خواجہ یوسف کو لیکر بغداد آیا۔ اور بہ مقام اوبہیل شیخ صفی کے درگاہ مین نیاز چڑہائی یوسف کو مرید کرایا۔ اور ساوہ اکر اپنے بیٹون کی طرح اوسکی تعلیم و تربیت کرنے لگا۔ یوسف کی ماں کو بہی اوسکی خیریت کی اطلاع دی۔ چنانچہ یوسف کی ماں نے یوسف کی دائی کے بچے کو غضنفر آقا۔ دلشاد آقا کو معہ چند تحائف کے

سوائی کا بھی خطاب دیدیا جب قاسم بریدنے اوس کا یہ عروج دیکھا تو راسے بیجانگر کو بیجانگر مین اوس وقت وزیر تمراج مالک ریاست تہا۔ کیونکہ اصل راجہ نہایت کم سن تہا۔ کہلا بہیجا کہ یوسف عادل خان نے ما دشاہ بہمنیہ سے بغاوت کی ہے۔ لہذا آپ بادشاہ کی امداد کیجیے تو آپ کو راچور و مدگل دیدیے جائینگے۔ چنانچہ تمراج ایک لشکر کثیر سے یوسف عادل شاہ کے ملک

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۵)۔ یوسف کے پاس جدیا۔ چند روز کے بعد یوسف کا ہمدرد کہا گیا۔ اور وہ ہان سے بہاگ کر قزوین پہر وہان سے ۹۶۴ھ مین خواجہ کے ساتہ ہندوستان کے سفر پر آمادہ ہوا۔ اور بندر ہرمز سے جہاز مین بیٹہکر بندر وابل مین اوترا۔ کہتے ہین کہ حضرت خضر علیہ السلام نے یوسف کو دو دفعہ بادشاہی کا مژدہ دیا تہا۔ اور ہندوستان جانیکی تاکید کی تہی۔ الحاصل یہ دونون بیدر آئے اور خواجہ نے محمود گاوان کی سعی سے یوسف کو نظام شاہ بہمنی کے ہاتہ بیچ ڈالا۔ یوسف چند روز شاہی چیلون مین رہا۔ اسکے بعد محمود گاوان نے اوسکو عزیز خان صیرافی کے حوالہ کیا۔ جب عزیز خان مرگیا تو یہی داروغہ اصطبل ہوگیا۔ اور منصب صدی سے ممتاز ہوا۔ بعد ازان ایک گناہ کی ناواقفی سے استعفا دیکر نظام الملک کے پاس پہنچا۔ اور اپنے حسن سلوک اور شجاعت و بہادری سے نظام الملک کو بہائی کہنے لگا۔ جب نظام الملک بڑا کا طرفدار ہوا تو یوسف کا منصب پانصدی ہوگیا۔ اور عادل خان خطاب ملا۔ اور رفتہ رفتہ اپنی کارگزاری اور لیاقت سے امرا شاہی مین داخل ہوا۔ پہر شدہ شدہ بیجاپور کا طرفدار بنگیا۔ جب محمود شاہ کے زمانہ مین سلطنت بہمنیہ کو ضعیف پایا تو لشکر کثیر جمع کرکے خود بادشاہ ہوگیا۔ اور بیجاپور کو دارالسلطنت قرار دیا۔

رفیع الدین شیرازی کا قول ہے کہ جب ۹۶۰ھ مین ایران سے دکن آیا اور ایک قصبہ کوکی نام مین پہونچا۔ جہان یوسف عادل شاہ اور اوسکی اولاد کی قبرین ہین وہان کے حفاظ اور خدام مین سے ایک شخص شمس الدین حضرتی نے اوس سے بیان کیا۔ کہ جس زمانہ مین جہان شاہ کی اولاد جہگڑ رہی تہی وہ دیار بکر مین تہا جب حسن بیگ نے

حملہ کرکے رائچور و مدگل پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قاسم برید نے بہادر گیلانی حاکم گوا (جس کے قبضہ
میں اس وقت بندر دابل چول۔ گلہر۔ پنالہ۔ کولاپور وغیرہ تھے) کو بھی یوسف عادل شاہ کی
تخریب کے لئے اشارہ کیا۔ اوس نے بھی فوراً ایک کرجام کھنڈی پر مستعرف ہوگیا۔ اب تو
یوسف عادل شاہ بہت گھبرایا۔ اس کے بعد اوس نے عہد کیا کہ اگر میں اس مخمصہ سے نجات
پاؤں تو مذہب تشیع کو رواج دوں۔ اور خطبہ اثنا عشری پڑھاؤں۔ اور ۸ ہزار سوار لیکر قاسم برید کے
مقابلہ کے لئے بیدر چلا۔ قاسم برید نے احمد نظام الملک کو مدد کے لئے طلب کیا۔ چنانچہ
نظام الملک خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو لیکر قاسم برید کی مدد کو آیا۔ ادہر سے قاسم برید محمود
شاہ بہمنی کو لیکر شہر سے نکلا۔ حوالی نلدرگ میں طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ قاسم برید نے
فتح پائی اور یوسف عادل شاہ شکست کھاکر بیجاپور چلا گیا۔ اس اثنا میں تمراج وزیر راجہ بیجانگر کو ساتھ لیکر
بیجاپور پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اور عادل شاہ بھی ۸ ہزار فوج سے آگے بڑھا۔ جب ۸۹۹ھ میں

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۶)۔ یہاں شاہ کو مار کر سلطنت پر قبضہ کیا تو اپنے بہنوئی احمد بیگ کو ساوہ کی حکومت دی۔
اوس نے ساوہ کی ایک امیر کی دختر سے شادی کی۔ جب احمد بیگ مرگیا تو اوس بی بی سے ایک بیٹا محمود بیگ رہا
جو اپنے باپ کی جائے پر ساوہ میں حاکم بنا۔ اور ۲۰ سالہ عمر میں لڑائی جھگڑے میں مارا گیا۔ اوسکے عیال و اطفال شیراز چلے
آئے۔ اوس کا بیٹا یوسف پریشان ہوکر لار چلا گیا۔ اور ایک بزرگ نے خواب میں خوشخبری دی جس سے وہ دکن
آیا کر چند روز رہکر پھر لار چلا گیا۔ جب دوبارہ اون بزرگ نے تاکید کی تو پھر دکن آکر خان سالار کے پاس رہنے لگا۔
کشتی میں اوس کا مشق بہت اچھا تھا۔ اسی زمانہ میں ایک امبو پہلوان دہلی سے آیا۔ اور دکن کے تمام پہلوانوں کو چت کیا
آخر یوسف نے اوسکو پچھاڑا۔ محمد شاہ بہمنی نے خوش ہوکر یوسف کو خلعت عطا کیا۔ کچھ دنوں بعد صدر کوتوالی کی
خدمت دی۔ پھر رفتہ رفتہ ترقی کرکے بادشاہی پر پہونچا۔ ۱۲ مولف۔

لڑائی ہوئی پہلے بیجاپوریون نے شکست اوٹھائی۔ مگر اتنے مین بیجانگر والے لوٹ مین مشغول ہوے اور جنگ کا رُخ بدلا۔ یوسف عادل شاہ کا دفعتاً حملہ کرنا تھا کہ ہندو بھاگے اور راجہ زخمی ہوکر راستہ مین مرگیا۔ اور یوسف نے راچور و مدگل پر قبضہ کرلیا۔ بیجانگر کی لوٹ سے یوسف نے دو زرہ بختی جوڑے اور چار گھوڑے محمود شاہ کو بطور ہدیہ بھیجے۔ انہین ایام مین محمود شاہ والی گجرات نے محمود شاہ بہمنی کو کہلا بھیجا کہ بہادر گیلانی نے حاجیون کے جہاز دین (جو گجرات سے جارہے تھے) لوٹ لیا ہے اور بہت شورش مچا رکھی ہے۔ اگر آپ سے اوس کا انتظام ہوسکتا ہو تو کیجئے۔ ورنہ مین خود کسی سردار کو بھیجکر نیست و نابود کردیتا ہون۔ محمود شاہ بہمنی نے قاسم بریدی کی صلاح سے یوسف عادل شاہ کو اعانت کے لئے لکھا۔ وہ بہادر گیلانی کی سرکوبی خدا سے چاہتا تھا۔ اسلئے ۵ ہزار سپاہ بسرکردگی کمال خان بادشاہ کی مدد کو بھیجی۔ اوس وقت بہادر گیلانی جام کہنڈی کے نواح مین تھا۔ جب بادشاہ کی آمد سنا تو بلگوان بھاگا۔ بادشاہ نے دو تین مہینے کے محاصرہ مین اوس کو فتح کرکے کمال خان کے سپرد کیا۔ اور بہادر گیلانی ایک لڑائی مین مارا گیا۔ اس کے بعد یوسف عادل شاہ نے بادشاہ کو بیجاپور بُلاکر دس روز مہمان رکھا۔ اور ضیافت شاہانہ بجالایا۔ پیشکش بیش بہا گذرانی مگر بادشاہ نے صرف ایک ہاتھی لے لیا۔ اور باقی پیشکش واپس کردی اور تنہائی مین کہا کہ اگر یہ پیشکش لیتا ہون تو قاسم بریدی لیتا ہے۔ اسکو تم امانت رکھو جب مین اسکے پنجہ سے خلاصی پاؤنگا تو لے لونگا۔ اب بادشاہ بیجاپور سے نکل کر بیدر آیا۔ اس عرصہ مین دستور دنیا رجبشی خواجہ سرا سرلشکر حسن آباد گلبرگہ کو بھی شاہی کی تمنا ہوئی۔ اوس نے نظام الملک کو پشت و پناہ بناکر گلبرگہ مین اپنے نام کا خطبہ پڑھایا۔ اور دارالخلافہ کے تصرف سے قصبات و مواضعات بھی نکال لیا۔ جب امیر کو خبر ہوئی تو یوسف سے کمک طلب کی۔ ادھر دستور نے بھی نظام الملک کی۔ چنانچہ محمود شاہ بہمنی قاسم برید کو ساتھ لیکر معہ فوج جرار نکلا۔ اور یوسف بھی

بادشاہ کی کمک کے لئے آگیا۔ دستور کے ساتھ نظام الملک اپنا لشکر لیکر پہونچا طرفین سے لڑائی ہوئی۔ سلطان قلی قطب الملک نے دستور کی فوج مین تزلزل ڈالدیا جس سے دستور شکست پاکر گرفتار ہوگیا۔ قاسم بریدنے قتل کرنا چاہا۔ مگر یوسف عادل خان نے بادشاہ ہی کو سفارش کرکے اوس کا قصور معاف کرایا۔ اور اوس کا ملک بدستور سابق دلوادیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے باغیون سے قلعہ ساگر فتح کرکے یوسف کو دیدیا۔ اور خود دار السلطنت کو مراجعت کی۔ سنہ ۹۰۳ھ مین محمود شاہ نے اپنے بیٹے احمد (چار سالہ تہا) کی شادی یوسف عادل شاہ کی بیٹی بی بی ستی (ایک سالہ تہی) سے بہت دھوم دھام کے ساتھ کی۔ اس سے بادشاہ کا مطلب یہہ تہا کہ کسی صورت قاسم بریدکے ہاتھ سے آزادی ملے۔ عادل شاہ نے کہا کہ اگر آپ قاسم بریدسے آزادی چاہتے ہین تو گلبرگہ۔ اندہ۔ گنجوٹی وغیرہ (جس مین دستور دینا رسرلشکر تہا) مجھے دیدیجئے۔ تاکہ مین یہان اپنی فوج رکھکر قاسم بریدکا کام تمام کرون۔ بادشاہ نے اچھا کہدیا۔ اور یوسف عادل شاہ نے اون محالات پر قبضہ کرلیا۔ دستور دینار یہان سے نکل کر قاسم بریدکی پناہ مین چلا گیا۔ اس کے بعد یوسف نے قطب الملک کو متفق کرکے قاسم بریدپر چڑہ دوڑا۔ گنجوٹی کے مقام پر خوب لڑائی ہوئی۔ ملک الیاس امین الملک اس لڑائی مین مارا گیا۔ یوسف نے اوس کے بیٹے میان محمد کو اوسکی جگہ گوا کا حاکم مقرر کیا۔ اور امین الملک کا خطاب دیا۔ اور بادشاہ سے کہا کہ سال آیندہ نظام الملک بحری اور عماد الملک کے اتفاق سے قاسم بریدکی خبر لیجائیگی۔ یہان سے یوسف بیجاپور کو چلا گیا۔ اور بادشاہ بیدر آیا۔ اور قاسم بریدیوسف کے خوف سے بہاگ گیا تہا بیدر پہونچا۔ اب تو اوس نے محمود شاہ بہمنی کو بہت تنگ کیا۔ سنہ ۹۰۴ھ مین یوسف نے دستور پر چڑہائی کی۔ اور دستور کی کمک پر نظام الملک آگیا۔ اسلئے یوسف کنارہ کرگیا۔ پہر یوسف نے دوسرے سال نظام الملک کو کہا کہ مملکت دکن مین اس قدر حکامون کی گنجایش نہین ہے۔ پس بہتر یہ ہے کہ آپ پرینڈہ۔ دولت آباد پر قابض ہوجائے اور مین دستور امین الملک کے

اقطاع پر قبضہ کرتا ہون۔ عماد الملک کو چاہیئے کہ خداوند خان حبشی کا ملک لے لے۔ اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ پر مستصرف ہو۔ الغرض یہ سب امور طے ہو گئے۔ سنہ ۹۱۰ھ مین قاسم برید مر گیا۔ اب یوسف نے میان محمد عین الملک کو اطاعت کے لئے لکھا۔ اوس نے فوراً قبول کر لی۔ اور بیجاپور حاضر ہوا۔ یوسف نے خلعت وغیرہ دیکر روانہ کر دیا۔ اوس کے بعد دستور کو بھی یوسف نے اپنی طرف پر مایل کیا۔ مگر وہ نمانا اور قاسم برید دخواجہ جہان دکھنی اور اوس کے بھائی زین خان کی امداد پر پھولا رہا۔ اب یوسف لڑنیکے لئے چلا۔ طرفین سے خوب جنگ رستمانہ ہوئی۔ دستور شکست کھا کر مارا گیا۔ یوسف کا برادر رضاعی غضنفر بیگ بھی قتل ہوا۔ اور دستور کے تمام اقطاع گلبرگہ و ساغر وغیرہ پر یوسف کا قبضہ ہو گیا۔ جب یوسف اس لڑائی مین کامیاب ہو کر بیجاپور آیا تو ۹۱۸ھ مین اوس نے خطبہ اثنا عشری پڑھوایا۔ اور اذان مین صحابہ کرام کے نام کے بعد علی ولی اللہ پڑھایا۔ اور اپنی تمام سلطنت مین مذہب تشیع کو رواج دیا۔ انہین ایام مین عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول کر کے پرگنہ ہکری و بگلوان جاگیر کر دیا۔ یوسف ہر کار روائی سے امیر برید پسر قاسم برید کو (جو مسنی تھا) بہت بڑا معلوم ہوا۔ اوس نے بادشاہ کو برانگیختہ کر کے عماد الملک۔ قطب الملک۔ خداوند خان۔ نظام الملک وغیرہ کی امداد سے یوسف پر چڑھائی کی۔ ان مین بجز قطب الملک کے سب سنی تھے اور قطب الملک نے اس وقت مصلحتاً بادشاہ کی اطاعت واجب جانی۔ الغرض یہ سب ملکر یوسف پر چڑھ دوڑے۔ اوس نے دیکھا کہ ان سب سے بسر آنا ناممکن ہے اسلئے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو (جو ۵ سالہ تھا) کمال خان دکھنی وغیرہ کے ساتھ بیجاپور بھیجا۔ اور خود عین الملک گنعانی کو ہمراہ لیکر ریڑ وغیرہ کو غارت کرنا شروع کیا۔ یہ اضلاع نظام الملک سے متعلق تھے۔ اوس نے اپنے ملک کو اس طرح برباد ہوتے دیکھا تو بادشاہ کو لیکر یوسف کا تعاقب کیا۔ اور یوسف وہان سے نکل کر دولت آباد کو لوٹتا ہوا بڑاڑ چلا گیا۔ اور فتح اللہ عماد الملک کو اپنا دوست بنا لیا۔ اب فتح اللہ نے نظام الملک کو کہا کہ آپ قاسم برید کے کہنے سے یوسف کو خراب کرنا چاہتے ہین

اگر ایسا ہوا تو آیندہ قاسم برید ہماری اور تمہاری اولاد کو تباہ کردے گا۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم بادشاہ سے کنارہ کرجاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نظام الملک بغیر اجازت کے بادشاہ کو چھوڑکر چلتا ہوا۔ اتنے مین قطب الملک بھی روانہ ہوگیا۔ اب قاسم نے دیکھا کہ دونون پہلو ٹوٹ گئے۔ تو عماد الملک کو مدد کے لئے بلایا۔ وہ تو یوسف سے ملا ہوا تھا۔ چند روز آتا ہون کہہ کر ٹالا۔ اس کے بعد قاسم نے زیادہ اصرار کیا تو یوسف کو ساتھ لیکر خود بادشاہ کے مقابلہ کو آیا۔ قاسم گھبراکر بادشاہ کے ہمراہ بیدر کو بھاگا۔ یوسف وعماد الملک نے بادشاہ کے لشکر وسامان کو بہت کچھ تباہ کیا۔ اب یہان سے یہ دونون اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔

۹۱۴ھ مین نظام الملک بحری نے انتقال کیا۔ اور ۹۱۵ھ مین البوکرک سردار پرتگیزان نے لنجوی بحری قزاق کے مشورہ سے گوا پر حملہ کرکے لے لیا۔ جب یوسف کو خبر ہوئی تو وہ فوراً تین ہزار خاصہ خیل سے پانچوین روز گوا آیا۔ اور پرتگیزون سے خوب جنگ ہوئی۔ آخر پرتگیز شکست کھاکر بھاگے۔ اور یوسف نے گوا پر قبضہ کرکے اپنے یہان کے ایک معتمد کو وہ قلعہ تفویض کیا۔

---

* نظام الملک گے لڑائیون وغیرہ کے حالات ہم نے عمداً یہان نہین لکھے ہین۔ کیونکہ یہ حالات عادل شاہیہ ہین۔ اگر یہان نظام الملک کے لڑائیون کے حالات بیان کرین تو بے لطفی ہوجائیگی۔ آیندہ ہم اون حالات کو سلاطین نظام شاہیہ مین بیان کرین گے۔ ۱۲۔ مولف۔

† ہجرت کی دوسری صدی مین کچھ مسلمان فقرائے عرب حضرت بابا آدم علیہ السلام کی قدم گاہ کی زیارت کے لئے سراندیپ آئے تھے۔ باد مخالف نے جہاز کو بیلیار کے کنارے کنکلور یعنی کلی کوٹ مین پہونچایا۔ یہان کا راجا اونکو اپنے دربار مین جگہ دیا۔ اور اون کا ایسا معتقد ہوا کہ خفیہ طور پر مسلمان ہوگیا۔ پھر اپنا ملک امرا مین تقسیم کرکے اون فقرون کے ساتھ مکہ کو چلا۔ راستہ مین اوس کا انتقال ہوگیا۔ مرنے کے آگے اوس نے مالک بن حبیب کے (جو

اس کے بعد یوسف عادل شاہ پچھتر برس کے سن مین بمرض سوداالقنیہ ۹۱۶ھ مین انتقال کیا اور قصبہ کہرکی مین اپنے پیر شیخ جلال المشہور بہ شیخ چندلے کے مزار کے پاس مدفن ہوا۔ ۲۰ سال دو ماہ سلطنت کی۔ یولجی خاتون (جو اندراپور کے حاکم وینکٹ راؤ (مکند راؤ) مرہٹہ کی بہن تھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۸۱) ان مسلمانون کا سرگروہ تھا) اپنے امرا کے نام ایک سفارشی خط لکھدیا کہ وہ ان مسلمانون کو اپنے ملک مین قیام کرنے کی اجازت دین۔ چنانچہ کرنکلور کے حاکم نے مسلمانون کی بڑی خاطر کی۔ اور مسلمانون نے یہان ایک مسجد بنائی۔ اور مکانات و باغات تعمیر کرائے۔ پھر مالک اپنے عیال و اطفال کو لیکر کولم چلا گیا۔ وہان بھی مسلمانون نے مسجد و مکانات بنائے۔ بحر قلین۔ درقین۔ قندریہ۔ خالیات۔ ناکنور منکلور۔ کالیکوٹ کا سفر کرکے ان مسلمانون نے دین برحق کی اشاعت کی۔ وہان کے اکثر سردار بھی مسلمان ہوگئے۔ بندرگوا۔ دابل جیول وغیرہ کے راجاؤن نے بھی مسلمانون کی اقامت کی اجازت دیدی۔ عرب سے اکثر مسلمان آنے جانے لگے۔ چنانچہ یہ آئندگان نوائے شاہ کہلاتے کہلاتے نوایت ہوگئے۔ اب ان مسلمانون نے لونگ۔ الائچی۔ مرچ۔ زیرہ۔ جواہرات وغیرہ کی تجارت ممالک یورپ سے بھی شروع کردی۔ اور تجارت نے ترقی پائی۔ یورپ والون کو اس لین دین سے بہت نفع ہوتا تھا۔ مگر وہ خود خشکی کے راستہ سے آکر اس تجارت سے نفع نہین اوٹھا سکتے تھے۔ کیونکہ درمیان مین بڑے بڑے پہاڑ و بیابان و دریا حائل تھے۔ اور ایران و روم کی سلطنتین بھی راستہ مین پڑتی تھین۔ اسلئے یہ لوگ بحری راستہ کے تلاش مین تھے کچھ کم ایکسو برس کی تلاش مین پرتگال والے (جو سابق مین مسلمانون کے زیر حکومت تھے) سب سے پہلے بحری راستہ پیدا کئے۔ اور اون کے بادشاہ امانویل نے اپنی دارالسلطنت لسبن سے واسکوڈیگاما کو تین جہاز دیکر ۸ جولائی ۱۴۹۷ء مین روانہ کیا۔ وہ افریقہ کے جنوب مین ہوکر ۳ رمضان ۹۰۳ھ م ۱۱ مئی ۱۴۹۸ء کو بندر قندریہ علاقہ کالی کوٹ مین جہاز کا لنگر ڈالا۔ اب واسکوڈیگاما نے ایک مسلمان باشندہ ٹونس کے ذریعہ کالی کوٹ کے راجہ سامری (زمورن) سے تجارت کی اجازت چاہی۔ مگر راجہ نے مسلمانون کے مشورہ سے

جس کو یوسف عادل شاہ نے وینکٹ راؤ پر فتح پانے کے بعد لوٹ مین اوس پر قبضہ کیا اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۸۲) اون کو تجارت کی اجازت دی۔ آخر واسکوڈیگاما کے مہینے کے بعد ناکام ۲۲ محرم ۹۰۵ھ م ۲۹ اگست ۱۴۹۹ء کو پرتگال چلا گیا۔ اور یورپ مین ہندوستان کا راستہ معلوم ہو جانے سے بیحد خوشی ہوئی۔ اور یورپ مین اسکی دھوم دھام مچگئی۔ دوسرے سال الوارز کابرل کے امیر البحری مین تیرہ جہازون کا بیڑہ بارہ سو آدمی کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس مین مذہب کی ہدایت کے لئے پادری بھی موجود تھے۔ یہ جہازہ ۸ صفر ۹۰۶ھ م ۱۳ ستمبر ۱۵۰۰ء مین کلی کوٹ آیا۔ اور راجہ سے میل جول کرکے کوٹھی بنانے کی اجازت لے لی۔ کلی کوٹ و کوچین کے راجاؤن مین اتفاق تھا۔ پرتگالیون نے کوچین کے جہاز لوٹ کر والی کلی کوٹ کو دیئے۔ اس سے پرتگالیون کی شہرت بڑھی۔ اب اونہون نے راجہ کو سکھایا کہ مسلمانون کی آمد و رفت عرب سے بند کردے۔ اوسنے اون سے کہا کہ جو کچھ تم سے ہوسکے کرو۔ اب اونہون نے مسلمانون کے ایک جہاز کا مال اپنے جہاز مین بھر لیا۔ جب مسلمان راجہ کے پاس فریاد گئے۔ تو اوس نے کہا تم سے بھی جو کچھ ہوسکے کرو۔ اب مسلمانون اور پرتگالیون مین جنگ شروع ہوئی۔ خشکی مین مسلمان غالب رہے۔ مگر پانی مین پرتگالیون نے مسلمانون کے جہازون کو خوب لوٹا۔ اور برباد کیا۔ اور خود کوچین چلے گئے۔ اسلئے کوچین نے اون کی آؤ بھگت خوب کی۔ اب یہان سے مال وغیرہ بھر کر کنانور ہوتے ہوئے اپنے ملک کو چلے گئے۔ پھر ۹۰۸ھ مین واسکوڈیگاما آیا۔ اور کلی کوٹ مین بہت سے آدمیون کو قتل کرکے چلا گیا۔ اب کلی کوٹ کے راجہ نے کوچین پر چڑھائی کی۔ اور والی کوچین شکست کھاکر جزیرہ وائی پین مین چلا گیا۔ شاہ پرتگال نے اوس کی امداد کے لئے الفنسو البوکرک کو روانہ کیا۔ کلی کوٹ والے اوس کو دیکھکر چلتے ہوئے۔ اور راجہ کوچین از سر نو اپنی گدی پر بیٹھا۔ دریا کے کنارے ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔ اوسے ڈھکو پرتگالیون نے گرجا بنا لیا۔ یہ سب سے پہلا گرجا ہے جو ہندوستان مین بنایا گیا۔ اس کے بعد البوکرک پرتگال روانہ ہوگیا۔ اور یہان ایک شخص پاشی کو چھوڑ گیا۔ کلی کوٹ نے پھر کوچین پر چڑھائی کی۔ مگر کوچین پرتگالیون کے ساتھ امن مین رہا۔ سنہ ۹۱۱ھ م ۱۵۰۵ء مین پرتگالیون نے المیڈ کو بھیجا۔ اور شاہ پرتگال نے اوس کو نائب السلطان کا خطاب

۔مسلمان کرکے نکاح مین لایا تہا) کے بطن سے ایک لڑکا اسمٰعیل۔ اور تین لڑکیان مریم سلطانہ۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۳) ۔ دیا۔ اور المیدا کو چین اگر بندرگاہ کولم (جسے اب کولان کہتے ہین) سے مسلمانون کے جہازون کا مال لوٹ کر اپنے جہازون مین بھرلیا۔ اور چلتا بنا۔

اسی زمانہ مین مصر کی حکومت خلفائے عباسیہ سے نکل کر ایک شخص قانصوہ ملوک مصر کے ہاتہ چلی گئی تہی۔ پرتگالی اوس کے جہازون کو بہی حیران کرتے تہے۔ کلی کوٹ کے راجہ سے تنگ ہوکر والی مصر۔ گجرات دکن سے امداد چاہی۔ والی مصر نے ایک بڑا امیر حسین کے ماتحت اور سلطان محمود شاہ گجراتی نے ملک ایاز امیر الامرا کے زیر حکومت روانہ کیا۔ یہ جہاز بندر دیو مین جمع ہوئے۔ چار سو غراب سامری کے اور عالم گوا کے بہی چند جہاز ساتہ تہے۔ المیدا نے اپنے بیٹے کو لڑائی کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ بندر جیول آیا تو مصریون سے مقابلہ ہوگیا۔ اور ملک ایاز بہی کمک پر پہونچا۔ پرتگالیون نے شکست پائی۔ المیدا کا بیٹا مارا گیا۔ اتنے مین الفنسو البوکرک ۱۵۱۳ء مین المیدا کی جگہ گورنر جنرل ہوکر آیا۔ مگر المیدا نے اوس کو جائزہ نہ دیا۔ اور خود فوج لیکر واپس پہونچا۔ اور یہان کے باشندون کا قتل عام کیا۔ اور شہر کو آگ لگا دی۔ وہان سے یہ ظالم بندر دیو آیا۔ میر حسین نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ اس کے بعد ملک ایاز نے المیدا سے صلح کرلی۔ اور المیدا البوکرک کو اپنا جائزہ دیکر پرتگال چلا گیا۔ مگر راستہ مین وحشیون کے ہاتہ مارا گیا۔ اب البوکرک نے ۱۰ رمضان ۹۱۵ھ ۱۵۰۹ء مین کلی کوٹ پر حملہ کیا۔ اوس وقت سامری وہان نہ تہا۔ پرتگالی اوسپر قابض ہوگئے۔ جامع مسجد کو جلا دیا۔ اتنے مین ناخدایون نے صلاح کرکے ۳۰ ہزار آدمی پرتگالیون پر ایک لخت آگرے۔ اور بہت سے پرتگالی مارے گئے آخر وہ بہاگ کر بندر کولم پہونچے۔ اور شہر سے دو میل پر ایک قلعہ بنایا۔ اب البوکرک نے گوا کے لے لینے کی فکر کی۔ باقی حالات تین مین دیکہئے۔ ۱۲۔ مولف۔

منکوحہ برہان نظام شاہ) خدیجہ سلطانہ (زوجہ علاء الدین عماد الملک) بی بی ستی (زوجہ احمد شاہ پسر محمود شاہ) تھیں۔

اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ

اسمٰعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا اور اوس کی کم سنی کی وجہ سے کمال خان دکھنی سرسر نوبت (جس کے لئے خود یوسف نے وصیت کی تھی) تمام امور سلطنت کا منتظم مقرر ہوا چونکہ یہ سنی تھا اسلئے خطبہ اثنا عشری موقوف کرکے خلفائے راشدین کا خطبہ پڑھوایا۔ اس اثنا میں پرتگیزون نے قابو پاکر گوا کو لے لیا۔ کمال خان نے بھی بمقتضائے وقت قلعہ دیکر صلح کرلی۔ دوسرے سال دریا خان اور فخر الملک (بیجاپور یون میں بڑے پایہ کے امیر تھے) نے انتقال کیا تو اون کی جاگیرین کمال خان نے اپنے عزیزون کے حوالہ کیا۔ مرزا جہانگیر و مرزا حیدر بیگ (یہ بھی اول درجہ کے امیر تھے) کے بھی چند پرگنے اپنے قرابتدارون کو دیکر اپنی قوت کو بڑھایا۔ اب کمال خان کو شاہی کی ہوس ہوئی۔ اوس کی تکمیل کے لئے اوسنے امیر برید کو گانٹھا۔ اور ملک کی طمع دلائی۔ امیر برید راضی ہوکر محمود شاہ کو قید کیا۔ اور لشکر لیکر گلبرگہ آیا۔ اور ساغر آئینگر وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اودھر کمال خان نے اسمٰعیل عادل شاہ اور اوس کی ماں کو قید کرکے شولاپور پر یورش کی۔ زین خان نے قلعہ حوالہ کردیا۔ اس کے بعد کمال خان بیجاپور آکر مغلون کو یک قلم موقوف کیا۔ اور تخت نشین ہونے کے لئے منجمون سے ساعت دکھوائی۔ اونہون نے عرض کیا کہ ۱۵ روز سخت ہین۔ اس کے بعد سولہوین روز تخت کو زینت دیجئے۔ اب کمال خان قلعہ ارک مین جاکر سواری کا بہانہ بنایا۔ اور اپنے بیٹے صفدر خان کو انتظام سلطنت ۱۵ روز کے لئے تفویض کردیا۔ یہ خبر اسمٰعیل کی ماں کو پہونچی تو اوسنے یوسف ترک (جو اسمٰعیل کا کاکا تھا) کو کمال خان کے

قتل پر آمادہ کرکے بظاہر اوس سے مج جانیکی افواہ اوڑائی۔ اور کمال خان کے پاس ایک بڑہیا کے ذریعہ اوس کی رخصت کے لئے کہلا بھیجا۔ جب وہ بڑہیا کمال خان کے پاس جاکر تمام قصہ بیان کی۔ تو اوس نے یوسف ترک کو سامنے بلایا۔ اور یوسف نے موقع پاکر کمال خان کا خنجر سے کام تمام کیا۔ اور خود بھی معہ اوس بڑہیا کے مارا گیا۔ جب صفدر خان کو معلوم ہوا تو اوس نے اسمٰعیل اور اوس کی ماں پر چڑہائی کی۔ یہان بوبوجی خاتون نے تمام مغلون کو بلاکر لڑائی پر آمادہ کیا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ اور صفدر خان مارا گیا۔ زمانہ نے رنگ بدلا۔ پہر اسمٰعیل عادل شاہ تخت نشین ہوا۔ اور اوس کی ماں نے دکہنیون اور حبشیون کو ایک لخت موقوف کرکے تمام مغلون کو نوکر رکہہ لیا۔ اور حکم دیا کہ آیندہ کوئی دکہنی یا حبشی ملازم نہونے پائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل برابر ۱۲ برس تک ہوتی رہی۔ خسرو ترک غلام (جو لار کا رہنے والا تہا) کو اسد خان کا خطاب اور بلگوان جاگیر ملی۔ یوسف کرخی غلام دیوان شحنہ مقرر ہوا۔ اور پہر خطبۂ اثنا عشری جاری کیا گیا۔ اور دستور دینار کے بیٹے فرزند جہانگیر خان نے دستور الممالک کا خطاب پایا۔ تو فوراً وہان جاکر امیر برید کے چار سو آدمیون کو مار کر نکال دیا۔ اور اس لڑائی مین امیر برید کے بہائی بہی مارے گئے۔ جب امیر برید کو معلوم ہوا تو اوس نے نظام شاہ قطب الملک۔ علاء الدین سپہ عماد الملک سے امداد چاہی۔ اور بادشاہ کو بہی ساتہ لے لیا۔ اور فوج کثیر سے اسمٰعیل پر حملہ کرنے چلا۔ راستہ مین جو اسمٰعیل کا ملک نظر آیا۔ اوس کو تباہ کر ڈالا۔ جب امیر برید اللہ پور پہنچا تو اسمٰعیل نے بہی بیجاپور سے حرکت کی۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ امیر برید شکست کہاکر بہاگا محمود شاہ اور اوس کے بیٹے احمد شاہ کو اسمٰعیل کے لوگون نے گرفتار کرلیا۔ اسی چپقلش مین محمود شاہ گہوڑے سے گرکر زخمی بہی ہوگیا۔ اسمٰعیل نے بادشاہ کی خوب آؤبہگت کی۔ اور بیجاپور لیجانا چاہا۔ مگر بادشاہ راضی نہ ہوا۔ اور چند روز اللہ پور مین رہکر اپنے زخمون کا علاج کیا پہر اوس کے بعد

بیدر روانہ ہوا۔ اسمٰعیل نے پانچہزار سوار سامنہ کردئے۔ امیر برید نے جب اس لشکر کو دیکھا تو بیدر سے بھاگ کر اوسہ آیا۔ کچھ دنون کے بعد جب اسمٰعیل کی فوج چلی گئی تو پھر بیدر آگیا۔ انہین ایام مین شاہ ایران کا ایک ایلچی ابراہیم ترکمان۔ اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس بیجاپور آیا۔ اور شاہ ایران کا خط پیش کیا جسمین محید السلطنۃ۔ والحشمۃ۔ والشوکۃ۔ والاقبال اسمٰعیل عادل شاہ درج تہا۔ اسکو دیکھکر اسمٰعیل بہت خوش ہوا۔ اور کہا کہ اب ہمارے گھر شاہی آئی۔ ایلچی کی بہت کچھ خاطر و مدارات کی۔ اور خطبہ مین شاہ صفوی کی سلامتی پڑہنے کا حکم دیا۔ انہین ایام مین محمود شاہ امیر برید کی سختیون سے گھبراکر علاالدین کے پاس بڑار بہاگ گیا۔ اور علاالدین بہادشاہ کو لیکر امیر برید سے لڑنے آیا۔ امیر برید کی کمک پر نظام شاہ نے خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو روانہ کیا۔ جب طرفین سے صف آرائی ہوئی تو بادشاہ کسی بات پر علاالدین سے ناراض ہوکر امیر برید کے پاس چلا آیا۔ اور علاالدین اپنے ملک کو چلا گیا۔ ۹۲۳ھ مین خداوندخان حبشی حاکم ماہور مرگیا تو اوس کا بڑا بیٹا حاکم ہوا۔ اوس نے دیکھا کہ دوسرے سردار اپنا اپنا ملک بڑہا رہے ہین۔ اسلئے اسنے بہی امیر برید کے پرگنات قندہار و اودگیر پر قابض ہوگیا۔ امیر برید کو معلوم ہوا تو وہ فوراً بادشاہ کو لیکر چڑہ دوڑا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ امیر برید غالب رہا۔ خداوند خان کا بڑا بیٹا اور نیز شرزہ خان اوس کا پوتا مارے گئے۔ اور خداوندخان کے دوسرے بیٹے غالب خان کی کمک پر علاالدین آپہونچا۔ امیر برید کے چھکے چھوٹے۔ مگر محمود شاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیکر علاالدین کا تابع کردیا۔ ۹۲۳ھ مین قوام الملک صغیر حاکم راجمندری نے سلطان قلی کے علاقون کو تاراج کرنا شروع کیا تو سلطان قلی فوراً فوج لیکر آیا۔ طرفین مین لڑائی ہوئی۔ سلطان قلی نے فتح پائی۔ اور ایلگندل و ملنکور پر قابض ہوگیا۔ اور قوام الملک سیدہا علاالدین کے پاس بڑار چلا گیا۔ ۹۲۷ھ مین اسمٰعیل عادل شاہ رائے بیجانگر سے اپنے علاقے مدکل ودراپکور حاصل کرنے کے لئے فوج لیکر روانہ ہوا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ اسمٰعیل نے شکست پائی۔

اور بہت سی سپاہ قتل و اسیر ہوئی۔ انہیں ایام میں اسمٰعیل نے اپنی بہن مریم سلطانہ کا نکاح نظام الملک سے کر دیا۔ مگر چند پرگنے جو جہیز میں دینے کو کہا تھا وہ نہ دئے۔ اسلئے آپس میں دشمنی ہوگئی۔ اور دوسرے سال نظام شاہ نے عادالملک کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑھائی کی۔ مگر اسمٰعیل نے دس ہزار سوار سے شکست دیدی۔ چالیس ہاتھی اور توپ خانہ عادل شاہیوں کے ہاتھ لگا۔ ۹۳۳ھ میں پھر نظام شاہ نے بیجاپور پر حملہ کیا۔ اس دفعہ بھی اسمٰعیل فتح یاب ہوا۔ اور نظام شاہ نے شکست کھائی۔ ۹۳۴ھ میں اسمٰعیل کی دوسری بہن خدیجہ سلطانہ کا نکاح عادالملک سے ہوگیا۔ اس اثنار میں بہادر شاہ گجراتی نے احمد نگر پر حملہ کیا۔ اور عادل شاہ نے نظام شاہ کی امداد کے لئے ۶ ہزار سوار اور لاکھ ہون امیر برید کے ہاتھ بھیجے۔ دو چار لڑائیاں ہوئیں۔ اس کے بعد بہادر شاہ گجرات کو چلا گیا۔ ۹۳۶ھ میں اسمٰعیل امیر برید کی سرکوبی کو چلا۔ اسد خان لاری نے بیدر کا محاصرہ کیا کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ طرفین کے نامی سردار مارے گئے۔ اور امیر برید نے عادالملک کے ذریعہ صفائی چاہی۔ مگر اسمٰعیل نے منظور نہ کی۔ اور ایک رات اسد خان شبخون مار کر امیر برید کو سمیت چار پائی گرفتار کرلایا۔ اسمٰعیل نے قتل کا حکم دیا۔ امیر برید قلعہ بیدر اور مخفی خزانوں کا پتہ بتلانے کے وعدہ پر رہا ہوا۔ لیکن امیر برید کے بیٹوں نے قلعہ کے دینے سے انکار کیا۔ آخر اسمٰعیل نے بیدر پر قبضہ کرلیا۔ ۱۲ لاکھ ہون نقد اور بیشمار اسباب طلائی و نقرادی ہاتھ آیا۔ اس کے بعد اس نے بیدر کے سوا باقی تمام ملک امیر برید کے حوالہ کر دیا۔ اور علاء الدین و امیر برید کو ہمراہ لیکر راچور و مدگل پر قبضہ کرلیا۔ رائے بیجانگر اسوقت خانگی جھگڑوں میں ایسا مبتلا تھا کہ ادھر متوجہ نہ ہوسکا۔ اب اسمٰعیل نے قلعہ بیدر کو قلعہ کلیان و قندھار کے معاوضہ میں امیر برید کے حوالہ کیا۔ اور وہاں سے بیجاپور آیا۔ امیر برید نے قندھار و کلیان کے وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ اور نظام شاہ کی کمک لیکر لڑنے آمادہ ہوا۔ اسمٰعیل بھی فوج لیکر نکلا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ اکثر نامی بہادر مارے گئے۔ اسمٰعیل نے فتح پائی۔ نظام شاہ شکست کھاکر

بھاگا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر اسمٰعیل کو قندہار و کلیان پر قبضہ نہ ملا چونکہ ۹۳۵ھ مین علاء الدین کا انتقال ہو گیا تہا۔ اسلئے اسمٰعیل و نظام شاہ نے یہ مشورہ کیا کہ سلطان قلی کا ملک اسمٰعیل لے لے اور نظام شاہ بڑار پر قبضہ کرلے۔ چنانچہ چند روز کے بعد اسمٰعیل نے امیر برید کے اتفاق سے سلطان قلی کے افواج مین تاخت و تاراج مچادی اور نلگنڈہ کا محاصرہ کیا۔ سلطان قلی خود تو مقابلہ کو نہ آیا مگر اپنی فوج کو روانہ کیا۔ اکثر لڑائیان ہوئین۔ عادل شاہیون کو فتح ہوتی رہی۔ جب قریب تہا کہ حصار فتح ہو جائے اتنے مین اسمٰعیل بیمار ہو گیا۔ چاہا کہ گلیرگہ جائے مگر قضا نے مہلت ندی ۱۶ صفر ۹۴۱ھ م ۱۵۳۴ء کو وفات پائی۔ یہ بادشاہ نہایت حلیم و کریم و سخی تہا۔ شاعری مین بہی خوب مہارت تہی۔ وفائی تخلص تہا۔ اور چار بیٹے ملوخان۔ انوخان۔ ابراہیم خان۔ عبداللہ خان موجود تہے۔

ملو عادل شاہ ابن اسمٰعیل عادل شاہ

اسمٰعیل کی وصیت کے موافق اسد خان نے ملوخان کو تخت نشین کیا۔ مگر یہ ایسا بادہ گسار تہا کہ رات دن اوسی مین مشغول رہتا۔ ریاست کی طرف مطلق توجہ نہ کرتا۔ اب اسپر طرّہ یہ ہوا کہ خوبصورت لڑکون کو زبردستی پکڑوانے لگا۔ ایک روز یوسف ترک شحنہ دیوان کے بیٹے کو (جو نہایت شکیل و طرحدار تہا) بہی طلب کیا۔ یوسف نے نہ بہیجا تو اوس کے قتل کا حکم دیا جس سے تمام امرا ناراض ہو گئے۔ اور بوبوجی خاتون کی مرضی سے اسد خان اور یوسف ترک نے ملوخان کو قید کرکے مکحول کیا۔ اور انوخان کے آنکہون مین بہی سلائی پہیری گئی۔ ابراہیم خان سریر آرا ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ ابن اسمٰعیل عادل شاہ

ابراہیم عادل شاہ تخت پر بیٹھتے ہی خطبۂ اثنا عشری موقوف کیا۔ اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا۔ اور پردیسی امرا کو موقوف کرکے اون کی جگہ معزول شدہ دکھنی اور حبشی امرا مقرر کیا۔ فارسی دفتر برخاست کرکے مرہٹی دفتر بنایا۔ اور ایک مرہٹے سردار کو ۱۲ ہزار پیادون کی سرداری دی۔ اس اثنا میں بیجانگر کی سلطنت تہ و بالا ہونے لگی۔ کیونکہ دیورائے والئے بیجانگر کے مرنے پر اوسکا وزیر تیما (بھیما) ایک بچہ کو تخت پر بٹھاکر خود حکومت کرنے لگا جب اوس بچہ میں سلطنت کی قابلیت پیدا ہوئی تو اوسکو مارکر دوسرا بچہ تخت نشین کیا۔ اسی طرح تین بچون کو مار ڈالا۔ اس کے بعد اپنے بیٹے رام راج کا بیاہ دیورائے کی پوتی سے کرکے رام راج کو تخت پر بٹھایا۔ اور خاندان شاہی کے تمام ذکور قتل کر ڈالا۔ مگر سادہ لوح نرسل اور ایک بچہ جس کی ننہیال اسی خاندان میں تھی بچگئے۔ اب رام راج نے ایسا سر اوٹھایا کہ تمام امرا بگڑ گئے۔ رام راج کو علیحدہ ہونا پڑا۔ اور ایک بچہ خاندان شاہی کا سریر آرا کیا گیا۔ اور اوس کی پرورش اوس کے ایک جنونی ماموں نرسنگھ راج نرسل راج کے تفویض ہوئی۔ اب رام راج امرائے سرکش کو تباہ کرکے اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو بیجانگر و رائے زادہ والا کیلا اور خود اطراف و اکناف کے سرکشون کی تنبیہ میں مشغول ہوا۔ اتفاقاً ایک حصار کے محاصرہ نے طول کھینچا۔ اور روپیہ کی ضرورت ہوئی تو اوس نے غلام کو لکھا کہ پچاس لاکھ ہون بھیجدے۔ جب غلام نے خزانہ کھولا تو جواہر بوقلمون اور خزانۂ بیشمار کو دیکھکر نیت بدل گئی۔ اور راجہ کے ماموں سے سازش کرکے بغاوت پر آمادہ ہوا۔ مگر نرسل راج نے فوراً اوس غلام کا خاتمہ کرکے رام راج سے صلح کرلیا۔ اور یہ قرار پایا کہ بیجانگر تو رائے زادہ کے پاس رہے اور رام راج کی مقبوضہ ولایت اوسی کے پاس رہے۔ رام راج نے اس کو غنیمت جانا۔ اور دم بخود ہو رہا۔ چند روز کے بعد نرسل راج کو سلطنت کا خبط سمایا۔ اپنے بہانجے کا دم گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور خود مسند شاہی

پر بیٹھا۔ ظلم و ستم شروع کیا۔ امرا نے رام راج سے اتفاق کرکے نرپل کو خراب کرنا چاہا۔ جب نرپل کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے ۶ لاکھ ہون ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر کمک کی درخواست کی۔ اور وعدہ کیا کہ ہر فتح پر ایک لاکھ ہون نذر دونگا۔ چنانچہ ۹۴۲ھ مین ابراہیم بیجاپور روانہ ہوا۔ لیکن رام راج نے نرپل کو کہلا بھیجا کہ اگر مسلمانون کا قدم یہان آیا تو پھر تمام ریاست تباہ ہوجائیگی۔ بہتر یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ کو واپس کردے۔ نرپل بھی اوس کے دام مین آگیا۔ اور ۴ لاکھ ہون نقد دیکر واپس جانے کے لئے کہلا بھیجا۔ جب ابراہیم واپس ہوا تو رام راج تمام ملازمون کو رشوت وغیرہ دیکر اپنا بنالیا۔ اور نرپل کے گرفتاری کی فکر مین ہوا۔ نرپل نے دیکھا کہ اب بچنا مشکل ہے۔ اور فرار کی راہ بھی مسدود ہے تو تمام گھوڑون کی کوچین کاٹین۔ ہاتیون کو اندھا کیا۔ یاقوت والماس و زبرجد وغیرہ (جو قرنون کا اندوختہ تہا) کو چکیون مین پیسکر آٹا بنایا۔ جب رام راج پکڑنے آیا تو خنجر سینہ مین مارلیا۔ اور جان دیدی۔ اس کے بعد رام راج تخت پر بیٹھا۔ یہ خبر ابراہیم کو ہوئی تو اسد خان کو قلعۂ اودھونی کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور رام راج کا بھائی تمٹیا درمی مقابلہ کو آیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اسد خان نے فتح پائی اور بہت سی غنیمت ہاتہ آئی۔ جب اسد خان بیجاپور واپس آیا تو ابراہیم نے اس کارنمایان کے صلہ مین اوس کے جاہ و منصب کو زیادہ کیا۔ اور تمام غنیمت اوسی کو بخشدی۔ یوسف ترک (جو منصب و کمالات دیگر جملگی سے ممتاز تہا) کو اسد خان کی ترقی بُری معلوم ہوئی۔ اور بادشاہ کو غیر واقعہ سمجھا کر اوسکے قید کرنے کی صلاح دی۔ بادشاہ بھی راضی ہوگیا۔ مگر اسد خان کو جب بادشاہ بلایا تو وہ اس واقعہ سے مطلع ہوکر نہ آیا۔ آخر بادشاہ نے اسد خان کے اقطاع کے قریب یوسف کو جاگیر دی جس سے ان دونون مین جنگ شروع ہوگئی۔ اسد خان فتح پایا۔ یوسف شکست کہاکر بہاگا۔ بادشاہ نے یوسف کو قید کیا۔ اور اسد خان کو کہا کہ تم جو چاہو اس کو سزا دو۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ

امیر برید کو لیکر خواجہ جہان کے پاس آیا۔ اور وہان سے کوچ کرکے عادل شاہیہ کے پانچ پرگنون پر (جو زین خان کے کہلاتے تھے) قبضہ کرلیا۔ اور اسد خان بھی اوس سے مل گیا۔ لیکن علاء الدین عماد شاہ نے اسد خان کی ابراہیم سے صفائی کرادی۔ اور شاہ طاہر کے ذریعہ برہان سے بھی صلح ہوگئی۔ برہان نے وہ پرگنے واپس کردئے۔ انہیں ایام مین امیر برید نے انتقال کیا۔ سنہ ۹۵۰ھ مین ابراہیم نے عماد شاہ کی بیٹی رابعہ سے نکاح کیا۔ چند روز بھی نہین گذرے کہ پھر برہان نے اون ساڑے پانچ پرگنون کے لئے (یہ وہ پرگنے ہین جو اسمٰعیل عادل شاہ نے اپنی بہن کے جہیز مین دینے کا وعدہ کیا تھا) رام راج حمید قلی قطب شاہ۔ علی برید۔ خواجہ جہان دکھنی کو متفق کرکے اقطاع عادل شاہیہ پر چڑھ دوڑا۔ اور اون پرگنون پر قبضہ کرلیا۔ قلعۂ شولاپور کا محاصرہ کرکے اوس نواح کو تباہ کیا۔ اور کئی دفعہ ابراہیم کی سپاہ کو شکست بھی دی۔ ادھر حمید قلی بیجاپور پر لشکر کشی کرکے پرگنۂ کاکنی مین ایک مستحکم حصار تعمیر کرایا۔ اور ولایت گلبرگہ تک قابض ہوگیا۔ اور رام راج قلعۂ رایچور کی تسخیر پر کمر باندھا۔ یہ چوطرفہ بلاؤن سے ابراہیم پریشان ہوگیا۔ مگر اسد خان کے مشورہ سے برہان کو وہ مابہ النزاع پرگنے دیدئے۔ اور رام راج سے بھی صلح ہوگئی۔ بعد اسد خان نے قلعۂ کاکنی کو (جو قطب شاہ نے بنایا تھا) بیخ دین سے اوکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور وہان سے قلعۂ ایتگیر پہونچا۔ حمید قلی نے مقابلہ کیا۔ اسد خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور لشکر ملنگ بھاگ گیا۔ اور اس لڑائی مین حمید قلی کا چہرہ اسد خان کی تلوار سے زخمی ہوا۔ اگرچہ جان بچ گئی۔ مگر مدت العمر کھانے پینے سے تکلیف رہی۔ سنہ ۹۵۱ھ مین رام راج کی تحریک سے برہان نظام شاہ نے گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ چند روز تک بہمانی طغیانی سے ابراہیم کو عبور نہ ہوسکا۔ آخر برسات کے بعد عبور کرکے برہان سے صف آرا ہوا اور اوسکو شکست دیکر بہت سا اسباب لوٹا۔ سنہ ۹۵۲ھ مین برہان نے ولایت علی برید مین تباہی

مچائی - علی بریدنے ابراہیم کو قلعۂ کلیان حوالہ کرکے امداد چاہی - وہ فوراً دوڑا آیا مگر لڑائی
مین دو دفعہ شکست پائی - خیال کیا کہ ان شکستون کا سبب امرار و سردارہین - اسلئے اوس نے
۱۰ برہمن اور ۷۰ مسلمان قتل کروالا جس سے تمام امرار مخالف ہوکر شہزادہ عبداللہ کو تخت نشین کرنا
چاہی - مگر یہ خبر ابراہیم کو ہوگئی - اور بہت آدمیون کو قتل کیا - عبداللہ بندر گوا بھاگ گیا - پرتگیزون
نے اوس کی اچھی طرح عزت و حرمت کی - اب ابراہیم اسدخان سے بھی بدگمان ہوا - اودہر عبداللہ
نے جمشید قلی اور برہان نظام شاہ سے اپنی تخت نشینی کے متعلق امداد چاہی - جب وہ راضی ہوگئے
تو پرتگیزون نے عبداللہ کے سر پر چتر رکھا - اور بیجاپور روانہ ہوئے - یہان جمشید و برہان نے
اسدخان کو متفق کرنا چاہا - مگر وہ ان کے دام مین نہ آیا - مگر چند روز کے بعد بیمار ہوگیا - برہان نے
اہل قلعہ سے سازش کی کہ اسدخان کے مرتے ہی قلعہ حوالہ کردین یہ خبر اسدخان کو ہوگئی تو تمام سازشیون
کو قتل کروایا - جب عبداللہ کے سرپرستون نے دیکھا کہ اسدخان ہموار نہین ہوتا - تو وہ سب
عبداللہ سے علیحدہ ہوگئے - اور پرتگیزون نے عبداللہ کو اپنے ساتھ بہرگو لیکر چلے گئے - اوس کے
بعد اسدخان نے وفات پائی - ابراہیم تلگاؤن آکر اوس کے تمام متروکہ پر قابض ہوگیا - اور اوسکے
پس ماندون پر عنایت و نوازش مبذول کی - کہتے ہین کہ قبا - زین - خنجر - یہ تینون اشیا اسدخان
کی ایجاد سے ہین - ہاتھی کے لئے بھی اوس نے دہانہ آہنی اختراع کیا تھا - مگر بیکار ثابت ہونے سے
آیندہ شہرت نہ ہوئی - اب ابراہیم نے اپنی بیٹی مہتاب بی بی کا نکاح علی بریدسے کرکے اوس کو
دوست بنالیا - ۹۵۹ھ مین رام راج و برہان نے اتفاق کرکے قلعۂ راچور و مدگل پر رام راج
نے قبضہ کیا - اور قلعۂ مشولاپور پر برہان قابض ہوگیا - بعد ازان جب برہان مرگیا - اور حسین شاہ
بادشاہ ہوا تو ابراہیم نے اوس سے خوب دوستی پیدا کی - مگر بہت جلد مخالفت بھی ہوگئی - اسی
عرصہ مین خواجہ جہان و کہنی حسین شاہ کے خوف سے بیجاپور آیا - اور اوس کے مشورہ سے ابراہیم

نے شولاپور پر قبضہ کرنے کے لئے رام راج کو مدد گار بنایا۔ اور سیف یمین الملک (جو سابق میں برہان کا سپہ سالار تھا اور کسی بات پر مخوف ہوکر عماد شاہ کے پاس چلا گیا تھا) کو بلاکر اسد خان کی جگہ دی۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو فوج شایستہ کے ساتھ شولاپور کے جانب کوچ کیا۔ اور ہمیر حسین نظام شاہ بھی مقابلہ کو آیا۔ شولاپور کے میدان میں خوب جنگ ہوئی۔ اتنے میں کسی نے ابراہیم سے کہا کہ یمین الملک گھوڑے سے اوتر کر حسین سے ملا۔ اور پان کا بیڑا لیا۔ کہ تجھے گرفتار کرکے حوالے کرے۔ یہ سنتے ہی ابراہیم لڑائی سے منہ موڑ کر بیجاپور روانہ ہوا۔ اب یمین الملک بھی اوس کے پیچھے چلا۔ جب ابراہیم نے دیکھا کہ وہ پیچھے آتا ہے تو اوس کا گمان اور قوی ہوا۔ جلد بھاگ کر بیجاپور میں داخل ہوگیا۔ اور یمین الملک کو سوقوفی کا حکم بھیجا۔ جس کے باعث وہ آزردہ ہوکر لڑنے پر آمادہ ہوا۔ ادھر ابراہیم کی سپاہ نے بھی مقابلہ کیا۔ مگر یمین الملک سے شکست پائی۔ ابراہیم نے رام راج کو، لاکھ ہون بھیجکر کمک چاہی۔ اوس نے اپنے چھوٹے بھائی وینکٹا دری کو بھیجدیا۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ یمین الملک شکست کھاکر لشکر نظام شاہ کیطرف چلا گیا۔ اور ابراہیم فتح وظفر کے ساتھ داخل بیجاپور ہوا۔ چند روز کے بعد ابراہیم امراض متضادہ ناسور۔ بواسیر۔ زلق الامعا۔ پیچش مطبقہ دوران سر میں گرفتار ہوا۔ ہر چند طبیبوں نے سر مارا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور ابراہیم نے بیماری سے تنگ ہوکر بہت سے طبیبوں کو مار ڈالا۔ باقی ماندہ بھاگ گئے۔ بیجاپور میں طبیب و دواساز کا نام نہ رہا۔ آخر دو سال کے بعد ۹۶۵ھ ۱۵۵۷ء میں ابراہیم عادل شاہ نے وفات پائی۔ مدت سلطنت ۲۴ سال چند ماہ ہے۔ اس کے دو بیٹے علی و طہماسپ اور دو بیٹیاں مہتاب بی بی (زوجہ علی بریدہ) ہدیہ سلطان (زوجہ مرتضیٰ نظام شاہ) تھیں۔

ابوالمظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

علی عادل شاہ کو کشور خان اور سکندر خان (جو بڑے پایہ کے امیر تھے) کی اعانت و امداد سے تخت شاہی نصیب ہوا۔ ورنہ اکثر امرار طہماسپ کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ سکندر خان نے شہر مرج کے متصل علی کے سر پر تاج رکھا اور تخت نشین کیا۔ اور وہاں سے نکل کر بیجاپور آیا تمام امرا نے اطاعت کرلی۔ چونکہ اس شاہزادہ کا اوستاد عنایت اللہ شیعہ تھا۔ اسلئے شاہزادہ بھی شیعہ ہوگیا۔ اور تخت نشین ہونے کے بعد مذہب تشیع کو جاری کیا۔ ۹۷۲ھ مین رام راج کی کمک سے حسین نظام شاہ پر حملہ کیا۔ ایک دو جنگ کے بعد حسین نے قلعۂ کلیانی حوالہ کرکے صلح کرلی۔ چند روز کے بعد حسین نے قطب الملک کو متفق کرکے بیجاپور پر چڑھائی کی۔ اور علی عادل شاہ نے رام راج کی مدد سے مقابلہ کیا۔ دو تین لڑائیون کے بعد علی عادل شاہ کا پلہ بھاری دیکھکر قطب الملک حسین کو چھوڑکر ادھر آگیا حسین یہ معاملہ دیکھکر بھاگا۔ اب یہ تینون نے اوس کا تعاقب کرکے احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ بیجانگر کے ہندؤن نے ملک کو خوب لوٹا۔ عمارات کو اکھیڑا اور جلایا۔ مسجدون مین گھوڑے باندہے۔ اون کی چھتون اور مصاحف کو خاکستر کیا۔ اس کے بعد علی نے شولاپور کا محاصرہ کرنا چاہا۔ تو کشور خان نے کہا کہ اگر اس وقت شولاپور فتح ہوگا تو یقین ہے کہ وہ رام راج لے لیگا۔ بہتر یہ ہے کہ فسخ عزیمت کرکے نلدرگ مین ایک مستحکم قلعہ بنائین اور اوس کے استظہار سے بتدریج قلعۂ شولاپور فتح کرین۔ علی نے اس تجویز کو مان لیا۔ اور ایک قلعہ مستحکم تیار کرکے اوس کا نام شاہ درگ رکھا۔ یہان سے تینون بادشاہ اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ مگر رام راج کے لشکریون نے جو مسجد وغیرہ کی بے حرمتی کی تھی۔ اوس سے ان مسلمان بادشاہون کو جوش آیا۔ اور رام راج کی خودسری اور متکبری بھی ان روزون بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اسلئے اب علی عادل شاہ حسین نظام شاہ۔ ابراہیم قطب شاہ۔ علی برید شاہ یہ چارون نے باہم مشورہ کرکے رام راج پر حملہ کرنیکی تیاری کی

اور حسین نظام شاہ نے اپنی بیٹی چاند بی بی کا نکاح علی عادل شاہ سے کر دیا۔ اور قلعہ شولاپور جہیز مین دیا۔ اس کے بعد علی عادل نے رام راج کے پاس ایلچی بھیجکر پرگنہ انیگری۔ ناگر کوٹ۔ قلعہ راچور۔ مدگل طلب کیا۔ رام راج نے ایلچی کو ذلیل کرکے نکالدیا۔ اب یہ چارون جہاد کے ارادہ سے ۲۰ جمادی الاول ۹۷۲ھ م ۱۵۶۵ء کو اپنے ملکون سے کوچ کرکے تالی کوٹ پہونچے۔ جب رام راج کو خبر ہوئی تو وہ مطلق خوف نہ کھایا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو ۲۰ ہزار سوار۔ ۵۰۰ ہاتھی ایک لاکھ پیادون کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا۔ اور خود بھی اوس کے تعاقب مین فوج تیاستہ کے ساتھ چلا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ دو تین روز تک خوب زور وشور سے لڑائی ہوئی۔ آخر مسلمانون نے فتح پائی۔ اور رام راج کو ایک فیلبان پکڑکر لایا اور نظام شاہ نے اوس کا سر اوڑا دیا۔ پھر کیا تھا ہندؤن کا لشکر بھاگا۔ مسلمانون نے کئے کوس تک اون کا تعاقب کیا۔ اور بیجانگر کی لوٹ مین اسقدر زر وجواہر ہاتھ آیا کہ لشکر اسلام مستغنی و بے نیاز ہوگیا۔ اس کے بعد لشکریون نے بتی تون کو مسمار کرکے زمین کا پیوند بنایا۔ وینکٹا دری برادر رام راج نے نہایت عاجزی ومنت سے تمام قلاع وبقاع عادل شاہیہ وقطب شاہیہ کو واپس کرکے نظام شاہ کو ہر طرح سے خوش کیا۔ اب یہ سب اپنے اپنے ملکون کو چلے گئے۔ لیکن اس تالی کوٹ کی لڑائی نے ہندؤن کو مردہ کر دیا۔ بیجانگر کا راج پھر ترقی نہ پایا۔ بیجانگر تو ایسا خراب و ویران ہوا کہ وینکٹا دری نے شہر پنکنڈہ مین دارالسلطنت بدلدیا۔ انہین ایام مین حسین نظام شاہ نے انتقال کیا۔ اور اوس کا بڑا بیٹا مرتضےٰ نظام شاہ جانشین ہوا۔ اب علی عادل شاہ اپنی سلطنت کو وسعت دینا چاہا۔ چنانچہ فوج لیکر راچور و مدگل۔ انیگری و ماگری کے قلعجات چند روز کے محاصرہ مین فتح کرلیا۔ اور اناگندی کا قلعہ (جو بیجانگر کی تباہی پر علی عادل نے بنایا تھا) تمراج (جو رام راج کا چھوٹا بیٹا تھا) اور بیجانگر کی خرابی پر علی عادل کے پاس آیا تھا) اور اناگندی

قریب ایک غار مین بسر کرتا تھا) کو دیدیا۔ اور تمام اثاثہ سلطنت حوالہ کرکے وہان کا ماجی بنایا۔ ۹۷۳ھ مین علی عادل شاہ نے چاہا کہ بنگنڈہ سے بنکٹادری کو معزول کرکے ملیمراج کو گدی نشین کرے۔ چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے فوج لیکر کرناٹک کا رخ کیا۔ ادھر بنکٹادری نے مرتضیٰ نظام شاہ کی والدہ خونزہ ہمایون کو نہایت منت و عاجزی سے اپنی کمک پر آمادہ کیا۔ جب علی عادل نے یہ سُنا تو اناگندی سے واپس ہوگیا۔ ۹۷۵ھ مین ۲۰ ہزار سوار بسرکردگی کشور خان سرحد نظام شاہیہ کی فتح کرنے کے لئے علی عادل نے بھجوایا۔ مرتضےٰ نظام شاہ بھی مقابلہ کو نکلا طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ کشور خان مارا گیا۔ اور بیجاپوریون کو شکست نصیب ہوئی۔ اسی سال علی عادل نے قلعۂ گوا کو پرتگیزون سے لینا چاہا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ اس کے بعد آوسے قلعۂ ادہونی کو فتح کرلیا۔ ۹۸۱ھ مین قلعۂ تورگل پر لشکر کشی کی۔ سات مہینے کے محاصرہ مین یہ قلعہ ہاتھ آیا۔ پھر قلعۂ دہارواڑ کو تسخیر کیا۔ اس کے بعد علی عادل نے مصطفےٰ خان اردستانی امیر جملہ وکیل السلطنت کی رائے سے قلعۂ بنکاپور کا محاصرہ کیا۔ یہان رامراج کا تبنول دار لبھہ رائے حاکم تھا۔ اوس نے قلعہ کی حفاظت مین بہت کچھ کوشش کی۔ اور اطراف کے قلعہ داروں سے مدد بھی لی۔ مگر مصطفےٰ خان کی حسن تدبیر سے ۱۳ مہینے کے عرصہ مین قلعہ فتح ہوگیا۔ علی عادل نے اس کارنمایان کے صلہ مین خلعت خاص و جاگیرات وغیرہ سے سرفراز کیا۔ اور اس فتح کی یادگار مین یہان ایک بتخانہ توڑکر مسجد بنوائی۔ پھر یہان سے قلعہ حبرہ و چندر کوٹی کا محاصرہ کیا گیا۔ یہ بھی چند روز کے محاصرہ مین فتح ہوگئے۔ اب علی عادل شاہ بیجاپور آیا۔ اور مصطفےٰ خان چندر کوٹی مین سرحد کی حفاظت کے لئے رہا۔ بادشاہ نے اپنی مہر اوسکو حوالہ کی۔ اور حکم دیا کہ جسوقت کسی فرمان پر اہل دیوان کا سکّہ لگایا جاوے تو وہ بیجاپور سے چندر کوٹی مین بھیجا جاوے۔ اگر اوس کا مضمون مصطفےٰ خان کے نزدیک معقول ہو تو وہ

بادشاہ کی مہر کرکے دار الملک مین بھیجدے۔ وہ موقوف و معطل رہے۔

دوسرے مصطفےٰ خان نے چندر کوٹی پر قلعہ بنانے کے لئے بادشاہ کو طلب کیا۔ جب بادشاہ آیا تو ایک مقام قلعہ کے لئے پسند کرکے تعمیر کا حکم دیا۔ اتنے مین شنکر نائک حاکم قلعہ کرور نے بادشاہ کو اپنے قلعہ مین آنیکی دعوت دی۔ اور بادشاہ وہان گیا۔ دو چار روز قیام کرکے واپس ہوا۔ اب مصطفےٰ خان نے شنکر نائک اور اوس کے اطراف کے اور دالیان ملک کو بادشاہ کی اطاعت کے لئے رائے دی۔ چنانچہ اون سبھون نے قبول کرکے ساڑے سات لاکھ ہون بادشاہ کو پیشکش گذرانی۔ اور ہر سال ساڑے تین لاکھ ہون خراج دینا قبول کیا۔ بادشاہ نے سبکو خلعت دیکر رخصت کیا۔ کہتے ہین کہ ان والیان ریاست مین۔ رانی ہردیوی و ہردیوی اور رانی باسلو بھی تہین۔ جن کے لئے بادشاہ نے زنانہ خلعت دیئے۔ مگر اون سبھون نے اوس کو قبول نکیا۔ اور کہا کہ ہم بظاہر عورت ہین لیکن اپنی مملکت کو ضرب شمشیر سے اپنے تصرف مین رکھتے ہین۔ جو مردون کا لازمہ ہے۔ بادشاہ اون کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوا۔ اور مردانہ خلعت عطا کیا۔ اس کے بعد مصطفےٰ خان نے بادشاہ کو پنگنڈہ کی تسخیر کی رائے دی۔ بادشاہ نے منظور کرلیا۔ اور تمام فوج جمع کرکے پنگنڈہ کے جانب چلا۔ نیکنا دری نوف کے مارے تمام خزانہ اور اسباب لیکر چندگیری مین چلا گیا۔ اور لشکر شاہی نے پنگنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ تین مہینے کے بعد قریب تہا کہ قلعہ فتح ہوجائے۔ مگر نیکنا دری نے ۵ لاکھ ہون پانچ بڑے ہاتھی پیش کرکے صلح کرلی۔ (جو سپاہ برکی کا امیر اعظم تہا) کے پاس بھیجکر اوس کو بادشاہ سے علیحدہ ہوجانے اور بغاوت کرنیکی صلاح دی۔ چنانچہ وہ نمکحرام اپنے چار ہزار سوار لیکر لشکر شاہی کو لوٹتا ہوا مورچہ سے باہر چلا گیا۔ دوسرے روز اور چار مرہٹہ سردار۔ پانچ ہزار فوج سے

برکی اوس زمانہ مین ہندو فوجی ملازمون کو کہا کرتے تہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ برکی بارگیر کا مخفف ہے

دشمن سے جاملے۔ اور رسد وغلہ لوٹنے لگے۔ اب بادشاہ کو مجبوراً معاصرہ سے دست کشی کرنی پڑی۔ اور بیجاپور چلا گیا۔ ادھر امرائے برکی اپنی اپنی جاگیرون پر قابض ہوگئے۔ بادشاہ نے اون کی سرکوبی کے لئے مرتضیٰ خان انجو کو بھیجا۔ مگر خاطر خواہ سرکوبی نہ ہوسکی۔ مصطفےٰ خان نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ ان کو تسلی و دلاسا دیکر بیجاپور طلب کیجئے۔ اور وہان سرکوبی کیجائے تو مناسب ہے چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اور اکثر امرائے برکی کو جب بیجاپور آئے تو قتل کر ڈالا۔ مگر ہنوز ہتھ نا لگ نہین آیا۔ اور نیگٹا دری کے پاس نیگنڈہ چلا گیا۔ ۹۸۸ھ مین جب مرتضیٰ نظام شاہ نے علی بریدشاہ پر حملہ کیا تو اوس نے علی عادل شاہ سے مدد مانگی۔ علی عادل نے مدد کا دینا اس شرط پر منظور کیا کہ جو دو حسین لڑکے اوس کے پاس ہین وہ اوسے دیدئے جائین چنانچہ علی بریدنے منظور کرلیا۔ اور علی عادل نے دو ہزار سوار سے اوسکی مدد کی۔ جس سے مرتضےٰ نظام شاہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور علی بریدکے سر سے بلا ٹلگئی۔ اب علی بریدنے حسب وعدہ اون لڑکون کو بیجاپور روانہ کیا۔ ایسی خبر کب چھپتی ہے۔ ان لڑکون کو بھی معلوم ہوگیا کہ وہ علی عادل کے پاس کس غرض سے بھیجے جاتے ہین۔ جب یہ لڑکے یہان آئے تو علی عادل کے بعض

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۸)۔ بارگیر کا معنی بوجھ اوٹھانیوالا۔ چونکہ امرا و عہدہ داران فوجی کے ہمراہ بوجھ اوٹھانے کے لئے ٹٹو وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اون کو بارگیر کہا کرتے تھے۔ پھر ان ٹٹوؤن کی نگرانی پر جو آدمی رہتے وہ بارگیر کہلانے لگے۔ بعد ازان جب فوج مین ایسے سپاہی بھرتی ہوئے۔ جن کے پاس گھوڑے نہ تھے اور سرکار نے اونہین گھوڑے دئے۔ تو وہ سپاہی بارگیر سے موسوم ہوئے۔ جو اپنا ذاتی گھوڑا رکھتے تھے۔ وہ سلحدار کہلاتے تھے۔ چونکہ یہ بارگیر اوس زمانہ مین اکثر ہندو ہوتے تھے۔ اسلئے انہین ہندو سپاہیون کو بارگیر کہتے کہتے برگی بارگی کہنے لگے تھے۔ یہ لوگ اوس زمانہ مین فوجی لیاقت مین کسی کام کے نہ تھے۔ البتہ مال چرا لانے یا کسی راستہ بتانے کو

حرکات سے ناراض ہوگئے۔ بڑے لڑکے نے ایک خنجر پائجامہ مین چھپا رکھا جب رات ہوئی اور علی عادل تنہا اوس کے حجرہ مین گیا۔ تو اوس لڑکے نے اوس خنجر کا ایسا وار کیا کہ بادشاہ کا کام تمام ہوگیا۔ یہ واقعہ ۲۳ صفر ۹۸۸ھ روز پنجشنبہ کو وقوع مین آیا۔ رفیع الدین شیرازی نے اس واقعہ کو اور رنگ سے بیان کیا ہے۔ مگر فرشتہ کا بیان جو اوپر لکھا گیا وہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ پر یہی العلم عند اللہ۔ چونکہ بادشاہ کو کوئی بیٹا نہ تھا۔ اسلئے اوس کے بھائی طہماسپ کا بیٹا ابراہیم عادل شاہ ثانی جانشین ہوا۔ علی عادل شاہ کے آخر عہد مین فوج کی تعداد اسی ہزار سوار ڈیڑھ لاکھ پیدل اور (۷۳۵) ہاتھی تھے۔ ۲۴ برس سلطنت کی اس کے عہد مین شہنشاہ اکبر کے دو ایلچی بیجاپور آئے تھے۔

ابراہیم عادل شاہ ثانی

جس وقت ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت پر بیٹھا تو اوس کی عمر نو برس کچھ ماہ کی تھی۔ کامل خان اور چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کو تمام اختیارات سلطنت ملے۔ لیکن دو مہینے کے اندر ہی چاند بی بی نے کمال خان کے خود سرانہ کارروائیون سے آزردہ ہوکر حاجی کشور خان ابن کمال کشور خان کے ہاتھ کمال خان کا خاتمہ کروا دیا۔ اور حاجی کشور خان وکیل السلطنت مقرر ہوا اس اثنا مین بہرا دالملک ترک میر نوبت مرتضےٰ نظام شاہ نے ۱۵ ہزار سوار سے سرحد عادل

فقیہ نوٹ صفحہ (۹۹)۔ قتل کرنے یا سامان رسد کو لوٹ لانے کے کام آتے تھے۔ غرض چھوٹے چھوٹے کاموں مین مدد دیتے تھے۔ سب سے پہلے انہین کمال خان دکھنی نے بھرتی کیا تھا۔ بعد ازان ابراہیم عادل شاہ نے اون سے بڑی فوج بنائی۔ ۱۲۔ مولف۔

شاہیہ پر یورش کی۔ حاجی کشور خان نے مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ ہاتھی اور اسباب غنیمت بہت ہاتھ لگا۔ اب کشور خان نے حکم دیا کہ جو ہاتھی لوٹ مین آئے ہین وہ ہمارے پاس داخل کئے جائین۔ جس سے امرا ناراض ہوئے۔ اور چاند بی بی کو کشور خان کے جانب سے بہکایا۔ مصطفےٰ خان کو بنکاپور سے طلب کرکے وکیل السلطنت مقرر کرنیکی تجویز کی۔ جب یہ خبر کشور خان کو ہوئی تو اوسنے محمد امین کے ہاتھ مصطفےٰ خان کو مروا ڈالا۔ اور چاند بی بی کو قلعہ ستارہ مین قید کیا۔ اس کے بعد امرائے حبشی کے قید کرنے کی فکر مین ہوا۔ لیکن امرائے حبشی نے اتفاق کرکے اوس کے مارنے کے لئے شاہ درگ سے بیجاپور لائے۔ کشور خان یہ خبر سنتے ہی بادشاہی جواہر و خزانہ اور چار سو سوار لیکر احمد نگر کے طرف بھاگا۔ لیکن احمد نگر والے اوس کے رہنے کے روادار نہ ہوئے۔ اب وہ گولکنڈہ کا رخ کیا۔ راستہ مین ایک شخص نے سید مصطفےٰ خان کے انتقام مین خنجر سے مار ڈالا۔ یہان دار السلطنت مین امرا حبشی کا عروج ہوا۔ اور اخلاص خان حبشی کو منصب وکالت ملا۔ اوس نے چاند بی بی کو قید سے رہا کیا۔ افضل خان شیرازی نے پیشوائی کی خدمت پائی۔ اور راسو پنڈت مستوفی الممالک بنا۔ گر چند روز کے بعد اخلاص خان نے ان دونون کا کام تمام کرکے حمید خان اور دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا۔ لیکن منصب پیشوائی پر جھگڑا پڑا۔ شاہ ابوالحسن اور مرتضےٰ خان انجو اس خدمت کی تاک مین تھے۔ مگر حبشیون کو یہ منظور نہ تھا۔ اسلئے اونہون نے مرتضےٰ خان اور اوس کے بھائی شاہ ابوالقاسم اور نیز شاہ فتح اللہ شیرازی کو خارج البلد کردیا۔ اور عین الملک کو منصب وکالت کی طمع دیکر اوسکی جاگیر سے بلایا۔ جب وہ قریب آیا تو یہ تینون حبشی اخلاص خان۔ حمید خان۔ دلاور خان اوسکے استقبال کو گئے۔ اوسنے ان تینون کو گرفتار کرلیا۔ اور جب بادشاہ کے سلام کو آیا تو یہان سب لوگون کو اپنے مخالف پایا۔ گھبراکر ان قیدیون کو چھوڑ جاگیر کو چلا گیا۔ ۹۸۹ھ مین ابراہیم

قطب شاہ مرگیا۔ اور اوس کا بڑا بیٹا محمد قلی تخت پر بیٹھا۔ چنانچہ محمد قلی نے بہزاد الملک و سید مرتضےٰ نظام شاہی سرداروں کو متفق کرکے شاہ ورگ کا محاصرہ کیا۔ محمد آقا قلعدار (جو ابراہیم عادل شاہ کے طرف سے تھا) نے خوب مقابلہ کیا۔ جب اون کا زور یہاں نہیں چلا تو وہ شاہ ورگ کے محاصرہ کو چھوڑ کر بیجاپور پر حملہ کرنے کے لئے چلے۔ اس وقت عادل شاہیہ فوج بیجاپور میں صرف دو تین ہزار تھی۔ امرائے حبشی تو قلعہ نشین ہوگئے۔ اور عین الملک و انکس خان وغیرہم امرا کو فرمان بھیجکر بلایا۔ یہ لوگ ۷ ہزار خاصہ خیل سے آموجود ہوئے۔ طرفین سے لڑائی شروع ہوئی غلبہ قطب شاہی و نظام شاہی فوجوں کو ہوتا تھا۔ اتنے میں قلعہ کی دیوار بھی گرگئی۔ مگر بیجاپوریوں نے جلدی کرکے اوٹھالی۔ اور عین الملک و انکس خان چونکہ حبشیوں کی حکومت سے ناراض تھے۔ اسلئے وہ قطب شاہ سے مل گئے۔ اب بیجاپور کی حالت بہت نازک ہوگئی جس سے ان حبشیوں نے اوس وقت یہ چال چلی کہ چاندبی بی سے جاکر کہے کہ ہم تو سب غلام ہیں اور اشراف ہماری حکومت سے راضی نہیں ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ کسی اصیل و شریف کو مہمات سلطنت تفویض کیجئے۔ تاکہ بدنظمی دور ہو۔ چاندبی بی تو یہ خدا سے چاہتی تھی۔ فوراً شاہ ابوالحسن ابن شاہ طاہر کو خلعت و منصب امیر جملگی عطا کیا۔ ابوالحسن نے امرائے برگی کو فرامین استمالت بھیجکر کرناٹک سے بلایا۔ اور سید مرتضےٰ (جو خاندان شاہ طاہر کا معتقد اور نظام شاہی سپاہ کا سرلشکر تھا) سے صلح چاہی۔ اس اثنا میں قطب شاہ (جو محاصرہ کی طوالت سے تنگ ہوگیا تھا) خود اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور نظام شاہی فوج بھی رخصت ہوگئی۔ اب پھر اخلاص خان اپنی خدمت وکالت پر آگیا۔ اور شاہ ابوالحسن کو قید کردیا۔ اور قطب شاہ جاتے جاتے امیر زنبیل کو ۷ ہزار سوار سے گلبرگہ کے فتح کرنے کو بھیجا۔ چنانچہ وہ وہاں جاکر مار پیٹ شروع کردیا۔ اور چند مقامات پر بھی قبضہ کرلیا۔ ادھر سے دلاور خان حبشی۔ عین الملک۔ انکس خان ۳۰ ہزار سوار لیکر مدافعت کو گئے

مرتضےٰ نظام شاہ نے امیر زنبیل کی مدد کو تین ہزار سوار روانہ کیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ دلاور خان نے اون کو شکست دیدی۔ اور (۱۲۰) ہاتھی معہ سامان جنگ عادل شاہیون کے ہاتھ لگا۔ اس فتح نے دلاور خان کو مغرور کیا۔ اب وہ منصب وکالت کی آرزو مین اخلاص خان حبشی کے سر پر جا پہونچا۔ اب یہ آپس کی لڑائی بیجاپور مین برابر چار مہینے ہوتی رہی۔ جس سے بیجاپور ویران ہوگیا۔ اور بلبل خان (جو اخلاص خان کا معتبر غلام تہا) بھی دلاور خان سے مل گیا۔ آخر دلاور خان نے اخلاص خان کو گرفتار کرلیا۔ اور اوسکی آنکھین نکلوا ڈالین۔ اس کے بعد دلاور خان نے اپنے چارون بیٹون کو منصب وامارت سے ممتاز کرکے بڑے بیٹے محمد خان کو بادشاہ کی تعلیم پر مقرر کیا۔ دوسرے بیٹے کمال خان کو منصب سہ سر نوبت دیکر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی کا شریک کردیا۔ تیسرے بیٹے خیریت خان کو بادشاہ کی ہمسبانی پر متعین کیا۔ چوتھے بیٹے عبدالقادر کو قلعہ بیجاپور کا تہانہ دار بنایا۔ چونکہ یہ خورد سال تہا۔ اسلئے اوس کا نائب ہوتی خان دکہنی مقرر ہوا۔ اور ہر ایک بیٹے کو دو دو ہزار سوار دیکر اپنے پاس چھ ہزار سوار رکہا۔ اور شاہی فوج مین ایک لاکہ پردیسی اور ۶۰ ہزار حبشی سپاہ رکہکر باقی کو عادل شاہیہ قلمرو سے نکالدیا۔ اور ابوالحسن (جو اخلاص خان کے حکم سے محبوس تہا) کو کھول کر کے شہید کرڈالا۔ بلبل خان کو بہی افسر اعلےٰ بنایا۔ مذہب امامیہ کو موقوف کرکے مذہب سنن کو رواج دیا۔ جب ان امور سے اطمینان کلی حاصل ہوگیا تو حمید خان کو بہی قید کیا۔ اور چاند بی بی کی مداخلت تمام امورات سلطنت سے بالکل اوٹہادی۔ اور بلبل خان کو کرناٹک کے نئے مقبوضہ ملک سے خراج وصول کرنے کے لئے بہیجا۔ بلبل خان وہان پہنچا تو رسب نائک حاکم خبتورہ کی سازش سے شنکر نائک حاکم قلعہ کدور نے اوس کو قید کرلیا۔ مگر چند روز کے بعد بلبل خان ایک گہانس کے گٹھے مین چہپ کر نکل آیا۔

۹۹۲ھ مین ابراہیم عادل شاہ کی بہن بی بی خدیجہ سلطانہ المشہور راجہ جیو کا نکاح مرتضےٰ نظام شاہ

کے بیٹے میران حسین سے ہوا۔ اور ۹۹۵ھ میں ابراہیم عادل شاہ نے محمد قلی قطب شاہ کی بہن چاند سلطان کو نکاح کیا۔ اس ہنگامہ میں مرتضےٰ نظام شاہ نے حالت جنون میں اپنے بیٹے میران حسین کو قتل کرنا چاہا تو ابراہیم عادل شاہ احمد نگر جاکر نظام شاہ کو قید کیا۔ اور میران حسین کو تخت پر بٹھایا اس ناخلف بیٹے نے باپ کو قتل کر ڈالا جس سے ابراہیم خفا ہو کر بیجاپور چلا آیا ۹۹۶ھ میں یہ افواہ اڑی کہ دلاور خان شاہزادہ اسمٰعیل (ابراہیم عادل شاہ کا چھوٹا بھائی) کو ابراہیم کی جگہ تخت نشین کرنا چاہتا ہے۔ اس افواہ سے تمام حرم میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ لیکن یہ کارروائی دلاور خان کے حاسدوں کی تھی جنکو اوس کی حکومت پسند نہ تھی جب یہ خبر دلاور خان کو ہوئی تو وہ سلطنت کا تمام کام چھوڑ کر گھر بیٹھ گیا۔ مگر چوتھے روز خود ابراہیم عادل شاہ اوس کے گھر جاکر ساتھ لیتا آیا جس سے شاہ و وزیر میں صفائی ہو گئی۔ اور بدستور تمام امور سلطنت انجام پانے لگے۔ دلاور خان نے پانچ چھ ہزار سوار جدید بھرتی کئے۔ بادشاہ اوس فوج کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور ایک لاکھ روپیہ کا خلعت دلاور خان کو عطا کر کے فوج کے اخراجات و تنخواہ کے لئے چند جاگیرات بھی سرفراز کیں۔ رایان ملیبار نے دس برس سے خراج نہیں دیا تھا۔ جو ساڑھے تین لاکھ ہون سالانہ کے حساب سے ساڑھے اکیس لاکھ ہون ہوتے ہیں اسلئے دلاور خان نے دس ہزار سوار سے ملیل خان کو اوس طرف روانہ کیا ۹۹۷ھ میں جمال خان مہدوی کی وجہ سے (جو سلطنت نظام شاہیہ کا کل مختار تھا) احمد نگر میں چار دن طرف مخالفت کا بازار گرم ہو گیا تھا۔ اس موقع پر دلاور خان نے ارادہ کیا کہ وہ کچھ نظام شاہی ملک فتح کرلے۔ چنانچہ بیجاپور کی موجودہ فوج کو ساتھ لیکر چڑھ دوڑا۔ اور ملیل خان کو (جو ملیبار گیا تھا) یہی حکم بھیجا کہ فوراً وہان کا کام چھوڑ کر چلا آئے۔ مگر ملیل خان ملیبار کے کامون میں ایسا مصروف تھا کہ نہ آسکا۔ اور دلاور خان شاہ درگ میں ایک مہینے تک اوس کا انتظار

کھینچا۔ آخر مجبوراً وہان سے آگے بڑھا۔ جمال خان بھی مقابلہ کو نکلا۔ آشٹی کے میدان مین یہ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل مین ۲۰ روز تک پڑے رہے۔ لڑائی کا سلسلہ مطلق شروع نہوا۔ اس کے بعد جمال خان نے خود صلح کی تحریک پیش کی۔ دلاور خان تو بلبل خان کے نہ آنے اور فوج کی کمی سے خود صلح کے خیال مین تہا۔ فوراً منظور کرلیا۔ مگر یہ شرط بھی اوس کے ساتہ پیش کی کہ خرچۂ جنگ (نقل بہا) اور میران حسین مقتول کی بی بی کو دیدو۔ جمال خان نے میران حسین کی بی بی کو پالکی مین سوار کرکے معہ کچھ ہزار ہون کے دلاور خان کے پاس بہیجدیا۔ اور فریقین اپنے اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ اس اثنا مین بلبل خان بھی راجایان ملیبار سے خراج وصول کرکے بیجاپور آیا۔ چونکہ دلاور خان کی طلب پر وہ نہین آیا تہا۔ اور بلا وجہ اوس کو شاہ درگ مین ایک مہینہ ٹہرے رہنا پڑا تہا۔ اور دلاور خان کے دل مین وہ غصہ بہرا ہوا تہا۔ لیکن بظاہر بلبل خان کی بہت کچھ آؤ بہگت کی۔ اور بادشاہ سے خلعت وغیرہ بہی دلایا۔ مگر چند روز کے بعد اوس کو قید کرکے معدوم البصر کردیا۔ ۹۹۸ھ مین اکبر کا ایلچی بیجاپور آیا۔ خوب خاطر و تواضع کی گئی۔ اور ۹۹۹ھ مین شہزادہ برہان (جو مرتضی نظام شاہ کا بہائی تہا۔ مگر بہائی کے خوف سے احمدنگر چہوڑ کر اکبرآباد مین اکبر کے پاس رہتا تہا) نے ابراہیم عادل کو لکہا کہ "مرتضے نظام شاہ کے انتقال پر میرا بیٹا اسمٰعیل جو ابہی بہت کم سن ہے تخت نشین ہوا ہے۔ جس سے کاروبار ریاست کی سنبہال نہین ہوسکتی اگر آپ امداد کیجئے تو مین تخت نشین ہوجاسکتا ہون۔ علاوہ براین شہنشاہ اکبر نے بہی فوج کے ساتہ امداد کی ہے اور سرداران برار بہی اعانت کا وعدہ کرتے ہین"۔ ابراہیم نے برہان کی مدد کا ارادہ کرکے

نہ میران حسین کے قتل کے واقعات اور جمال خان کے حالات تفصیلی طور پر سلطنت نظام شاہیہ کے سوانحات مین بیان ہوگئے ہین۔ آصف

در ربیع الآخر ۹۹۶ھ کو شاہ مرگ کی جانب کوچ کیا۔ اور وہاں سے آگے بڑھکر دارا سنگ
(دریا راسیون) میں بادشاہ (علی عادل) نے قیام کیا۔ اور دلاور خان۔ جمال خان کے مقابلہ
آگے بڑھا۔ جمال خان نے سید جلال الملک بہادری (جو بڑا رکا سرلشکر تھا) کو کہلا بھیجا کہ آپ شیر اور
برہان اور اوس کے ہمراہی راجہ علیخان (جو برہانپور کا حاکم تھا جس کو شہنشاہ اکبر نے برہان
کی مدد کے لیے ہمراہ کر دیا تھا) کو امراے بڑاڑ سے ملنے نہ دیجے۔ روکے رہئے۔ اور میں دلاور
خان سے صلح کی کارروائی کرتا ہوں۔ چنانچہ جمال خان نے دلاور خان کے مقابل آکر بہت
صلح کے لئے زور دیا مگر وہ نہ مانا۔ اور نہنگ خان حبشی بھی (جو جمال خان کی فوج کا امیر تھا)
جمال خان سے جدا ہو کر دلاور خان سے مل گیا۔ اس کے بعد طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم
ہوا۔ اس موقع پر عین الملک۔ آنکس خان۔ عالم خان (جو دلاور خان کے ساتھ تھے) نے
دلاور خان کو چھوڑ کر یا دشاہ کے پاس دارا سنگ کو چلے گئے جس سے دلاور خان
کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور جمال خان غالب آگیا۔ اور دلاور خان صرف سات آسیون کے ساتھ
دارا سنگ کو بھاگا۔ اور جمال خان بھی اوس کے تعاقب میں دارا سنگ آیا۔ مگر میں کہ
اسی مقام پر محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ (جو رخمی تھا) جمال خان کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ مگر بلا
الجلال قید سے چھوٹ گیا۔ اس عرصہ میں جمال خان کو معلوم ہوا کہ برہان اور راجہ علیخان امراے
بڑاڑ سے مل گئے ہیں۔ اسلئے وہ برہان کے مقابلہ کو دارا سنگ سے روانہ ہو گیا۔ ادھر دلاور خان
بھی اوس کے تعاقب میں چلا۔ اور علی عادل شاہ دارا سنگ میں رہا چونکہ علی عادل اسے جدا
ہو گیا تھا۔ اور دلاور خان کی خود مختاری اوس کو بھاتی نہ تھی اسلئے اوس نے عین الملک آنکس
علی خان سے ساز باز کر کے رات کے وقت عین الملک کے پاس چلا گیا۔ جب صبح کو امراء نے
دیکھا کہ بادشاہ عین الملک کے پاس چلا گیا۔ تو وہ بھی دلاور خان کو چھوڑ کر بادشاہ کے پاس

چلے گئے اور دلاور خان اس خبر کے سنتے ہی فی الفور اپنے بیٹوں اور ہوا خواہوں کو لیکر ۵-۶ ہزار سوار سے ابراہیم کے
مقابلہ میں چلا جب قریب پہنچا تو عین الملک نے حقیقت حال پر دلاور خان کو کہلا بھیجا کہ آپ کر بادشاہ کو بچانا ہم کسی طرح نہم
ہوگا اب دلاور خان کا قدم جمنا مشکل ہے صرف پانچ سو سوار دلاور خان کے ساتھ رہے باقی لیکر ابراہیم عادل کے پاس گئے اور چلنے کو کہا اور ابراہیم بادشاہ
کو ساتھ لیکر حاجی خیل کے جوان اوک خان دلاور خان پر تلوار مارکر دلاور خان تو بچا مگر گھوڑا زخمی ہو گیا
دلاور خان نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا۔ فوراً دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کے طرف بھاگ
اس عرصہ میں ادھر جمال خان مارا گیا۔ اور برہان تخت نشین ہوا۔ اور ابراہیم عادل شاہ بھی بھاگ
کر بیجاپور داخل ہوا۔ رومی خان کو وکیل السلطنت اور الیاس خان کو سپہ سالار نوبت بنایا
برہان شاہ نے دلاور خان کے بھگانے سے عادل شاہی ملک پر چڑھ دوڑا۔ پہلے پہلے
عادل سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی اور دلاور خان کو بحکمت عملی برہان سے جدا کر کے اپنے
بلایا جب وہ آیا تو اوسکی آنکھیں نکلوا کر قلعہ مہارہ میں قید کر دیا اور وہ وہیں ۱۰۱۶ھ میں مر گیا
ابراہیم نے ۱۰ ہزار سوار برگی فوج کے برہان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور الیاس خان رومی
کو بھی ۱۲ ہزار کی سپاہ سے اوسکی مدد کو بھیجا۔ چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو برہان کو شکست ہوئی۔
اوسکا ایک عمدہ سردار تورنگ خان مارا گیا۔ برہان نے مجبوراً ابراہیم سے صلح کر لی ۱۰۲۳ھ
شاہ ابراہیم نے منجھن خان پسر کمال کشور خان بزرگ کو بیلسار سے خراج وصول کرنیکے لئے
اور میر خان حبشی غلام علی عادل شاہ کو اخلاص خان کا خطاب دیکر اپنا پیشوا مقرر کیا۔
خان نے رایان بیلسار کو زیر کر کے تھوڑا بہت خراج وصول کیا تھا کہ اتنے میں ابراہیم کے
بھائی اسمٰعیل نے بلگوان (جہاں وہ قید تھا) میں بغاوت شروع کی جس سے منجھن خان کو
کام ناتمام چھوڑ کر بیجاپور آنا پڑا۔ عادل شاہیہ ملک میں بدنظمی پھیل گئی۔ برہان نظام شاہ
الملک نے اسمٰعیل کی اعانت پر کمر باندھی جس سے قضیہ نے طول کھینچا۔ الیاس خان

اور رومی خان دشمنون سے اتفاق کرنیکی تہمت مین قید کردئے گئے۔ عین الملک نے بلگوان مین اسمٰعیل کے سر پر چتر لگاکے بادشاہ بنایا۔ ابراہیم نے حمید خان حبشی کو قید سے رہا کیا۔ اور سرلشکر بناکر مقابلہ کو بھیجا۔ چنانچہ حمید خان نے حکمت عملی سے اسمٰعیل کو گرفتار کرلیا۔ اور عین الملک کا سر کاٹا گیا۔ اور برہان جو اسمٰعیل کی مدد کو آیا تہا وہ احمد نگر کو واپس گیا۔ اس کے بعد اسمٰعیل کو اندہا کیا گیا جس کی تکلیف سے وہ چند روز مین مرگیا۔ عین الملک کا بیٹا عالی خان یا غالب خان بیجانگر کے راجہ کے پاس چلاگیا۔ آنکس خان بہی چلاگیا تہا۔ مگر وہ پہر آگیا۔ بادشاہ نے اوس کا قصور معاف کرکے جاگیرات سابقہ بحال کردین۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ تپ محرقہ سے مرگیا۔ اور ابراہیم نظام شاہ (جس کی مان حبشن تہی) احمد نگر کے تخت پر بیٹہا۔ نظام شاہی امرا مین دو پارٹیان ہوگئین۔ اور طرح طرح کے فسادات کہڑے ہوگئے۔ ابراہیم عادل شاہ کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ احمد نگر کی جانب کوچ کیا۔ ابہی ابراہیم عادل اپنی ہی عملداری مین تہا کہ ابراہیم نظام شاہ کا سپہ سالار اخلاص خان ۳۰ ہزار فوج لیکر معۂ نظام شاہ کے مقابلہ پر آیا۔ ابراہیم عادل نے حمید خان اور شجاعت خان کو لڑنیکے لئے بہیجا۔ بہت سخت ہنگامۂ پیکار گرم ہوا۔ طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ ابراہیم نظام شاہ بہی قتل ہوا۔ اور ابراہیم عادل بیجاپور کو واپس آیا۔ یکم محرم ۱۰۰۰ھ کو ایک شخص میر محمد صالح ہمدانی۔ بیجاپور مین چند عدد موئے مبارک رسول مقبول صلعم کے لیکر آیا۔ بادشاہ نے اوسکی بڑی توقیر و تعظیم و تکریم کی۔ اور دو بال تبرکاً ایک طلائی ڈبیہ مین رکھہ لئے گئے (ایام متبرکہ مین اون کی زیارت کرائی جاتی تہی) محمد صالح کو ۱۰-۱۲ ہزار ہون عطا کرکے رخصت کیا

۱۰۱۳ھ مین ابراہیم عادل کی بیٹی کا نکاح شاہزادۂ دانیال پسر شہنشاہ اکبر کے ساتہ بمقام احمد نگر عمل مین آیا۔ مگر افسوس ہے کہ اسی سال ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۳ھ مین دانیال کا انتقال ہوگیا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ دکن۔ شاہان مغلیہ (اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان) کا جولانگاہ بنا ہوا تہا۔ خصوصاً عادل

شاہیہ۔ نظام شاہیہ۔ قطب شاہیہ علاقہ پر مغلون کے حملے ہو رہے تھے۔ چنانچہ یہ حالات ہمنے شاہان مغلیہ کے تذکرون مین بالتفصیل حوالۂ قلم کیا ہے۔ اسلئے اب ہم یہان سے عادل شاہیہ حالات نہایت اجمال کے ساتھ ختم کرین گے۔ کیونکہ اب یہان سے بیجاپور (عادل شاہیہ) کی شوکت وعظمت روز بروز زوال پذیر ہو رہی تھی ۱۰۳۶ھ مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) نے دو ایلچی ابراہیم عادل کے پاس بھیجے۔ ابراہیم نے اونکی بہت کچھ خاطر و مدارات کی۔ اور فرمانکو زمین بوس کرکے سر پر رکھا۔ اور شہنشاہ جہانگیر کی اطاعت کا اقرار کیا۔ ۶ لاکھ روپیہ نقد اور پچاس ہاتھی ۵۰۰ عربی گھوڑے دو لاکھ پچاس ہزار کے جواہر و آلات مرصع پیش کش مین بھیجا ۱۰۳۸ھ مین مرزا علی نے امیر برید ثانی کو نکالکر بیدر کا حاکم بن بیٹھا۔ اور ۱۰۳۷ھ مین ابراہیم عادل کے بیٹے کو اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اور پرگنہ چنگوپہ اوس کے جہیز مین دینے کا اقرار کیا۔ مگر شادی کے بعد وعدہ کے ایفا مین لیت و لعل کرنے لگا۔ ابراہیم فوراً چڑہائی کرکے مرزا علی کو سمعہ متعلقین قید کرلیا۔ بیدر اور اوسکے توابعات پر قبضہ کرکے داخل ممالک محروسہ کیا۔ ۱۰۳۱ھ مین کرناٹک کو بھی فتح کرکے اپنے علاقہ مین ملا لیا۔ ۱۰۳۴ھ مین ملک عنبر نے ابراہیم عادل کے نو تعمیر شہر نوا پیٹھ پور پر حملہ کرکے اوسکو خوب لوٹا اور تاراج کیا۔ اس اثنا مین علی عادل مرض کوہ سے سخت بیمار ہوگیا۔ ایک پرتگالی ڈاکٹر فرانسیسکو نام نے بادشاہ کا علاج کیا۔ مگر اوس نے اور مرض کی شدت بڑھ گئی۔ اب بادشاہ نے سمجھا کہ بہت جلد خاتمہ ہے۔ اسلئے اوس نے محمد امین کو بلاکر وصیت کی کہ میرے بعد میرا منجھلا بیٹا سلطان محمد تخت نشین کیا جائے۔ اس کے بعد ۹ محرم ۱۰۳۷ھ کو بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت باصفاہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ پورے پچاس برس سلطنت کی۔ اسکو چار بیٹے اول درویش بادشاہ (جو

نوٹ۔ جب محمد قلی قطب شاہ نے بھاگ نگر (حیدرآباد) کو آباد کیا تو ابراہیم عادل نے بھی بیجاپور سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک

ملکہ جہان کے بطن سے تہا۔ اور شیعہ اور سنا وون کی تربیت سے شیعہ ہوگیا تہا اسی لئے بادشاہ نے اوسکو اپنا ولیعہد نہین کیا) دوسرے سلطان محمد (تاج سلطان کے بطن سے تہا) سوم سلطان سلیمان (کمال خاتون کے بطن سے تہا) چہارم ایک اور پسر محل کے پیٹ سے تہا ابراہیم عادل کو علم موسیقی مین کامل دستگاہ تہی ہزارون آدمی اوس کے شاگرد تھے۔ اکثر لوگ اوسکو جگت گرو کہتے تھے۔ ایک دفعہ ہندؤن نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سارسستی (جو راگ کی دیوی ہے) کی پرستش کیجائے تو خوش آوازی ہمیشہ قایم رہتی ہے۔ چنانچہ اس بات کے سنتے ہی بادشاہ نے سارسستی کی پرستش شروع کردی۔ مگر شاہ صفیۃ اللہ کی نصیحت نے اسکی پرستش سے توبہ کروائی۔ اور اس بادشاہ کو نورس کا لفظ ایسا پسند تہا کہ اوسنے سال مین ایک دفعہ عید نورس مقرر کی۔ اور شہر کا نام بھی نورسپور رکہا۔ اپنی چاہتی بی بی کو نورس کا خطاب دیا خود اپنی مہر مین نورس کا لفظ کندہ کرایا۔ بہرحال جس چیز مین دیکہو نورس کی ہیرا پھیری کیجاتی تہی

سلطان محمد عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

۱۱ محرم ۱۰۳۷ھ کو مرزا محمد امین نے حسب وصیت سلطان محمد کو تخت نشین کیا۔ ابراہیم عادل کے بڑے بیٹے درویش بادشاہ کی آنکہون مین میل پہرائی گئی۔ اور باقی دونون بیٹونکو بہی ناقص العضو کرکے قید کیا گیا۔ مرزا محمد امین کو مصطفےٰ خان اور دولت خان کو خواص خان کے خطاب بادشاہ نے عطا کیا۔ بادشاہ دہلی کے پاس سے میر عبدالسلام ایلچی تعزیت و تہنیت کیلئے آیا عادل شاہ نے اوسکی خوب مدارات کی۔ جب شاہجہان تخت نشین ہوا تو محمد عادل نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۰۹) نہایت پاکیزہ و خوبصورت شہر آباد کرکے نورسپور نام رکہا۔ یہ شہر صرف ۶ برس آباد رہا۔ اسکے بعد عنبر نے اوسکو ایسا تباہ کیا۔ کہ پہر کبہی آباد نہوا۔ ۱۲ مؤلف۔

تہنیت و فرمان گزاری کی درخواست بھیجی - اور پیشکش روانہ کیا - اس میں ایک سیم وزنی (۵) مثقال تیس ہزار رقیت کا بھی تھا - شاہ جہان نے ۹ رجب ۱۰۳۸ھ کو محمد عادل کے لئے تشریف زرین مانا دری سمین خواجہ طاہر کے ہاتھ ارسال کیا - ۱۰۳۹ھ میں شیخ معین الدین بطریق سفارت شاہ جہان کے پاس سے بیجاپور آیا - اور شاہجہان کا یہ حکم سنایا - کہ جس وقت نظام شاہیہ سلطنت پر مادشاہی فوج حملہ کرے - تو محمد عادل شاہ بھی اپنی فوج سے امداد کرے - اور فتح کی صورت میں اس امداد کا معاوضہ نصف ملک نظام شاہیہ دیا جائے گا - محمد عادل نے منظور کیا - اور رندولہ خان کو سپہ سالار بنا کر دس ہزار فوج معہ دیگر امرائے نامی کے فوج شاہی کی اعانت کو بھیجا - چنانچہ عادل شاہیون نے حملہ کرکے کوکن کا تمام علاقہ بندر چول تک قبضہ کرلیا - برہان نظام شاہ نے سدی سما کو مقابلہ پر بھیجا - اس نے آتے ہی عادل شاہیون کو شکست دی - اور تمام ملک مفتوحہ چھین لیا - ادھر لشکر شاہی نے سلطنت نظام شاہیہ سے دیار و قندہار وغیرہ فتح کیا - اس کے بعد عادل شاہ نے نظام شاہ سے خفیہ طور پر ساز باز کرلی - اور لشکر شاہی کی امداد میں لیت و لعل کرنے لگا جس سے شاہجہان کو غصہ آیا - اور آصف خان کو عادل شاہ کی تادیب کے لئے روانہ کیا - جب آصف خان نے بیجاپور کا محاصرہ کیا - تو عادل شاہیون نے مقابلہ کیا - چند روز تک خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا - اس اثنار میں آصف خان کے لشکر کو رسد کی تکلیف ہونے لگی - مجبوراً محاصرہ چھوڑ کر واپس ہوا - ۱۰۴۲ھ میں سلطان عبداللہ قطب شاہ کی بہن سے عادل شاہ نے نکاح کیا - انہیں ایام میں سلطنت نظام شاہیہ

کا خاتمہ ہوگیا۔ اور احمد نگر پر شاہجہان کے امراء متصرف کرلیا اسکے بعد قلعۂ پرینڈہ کی تسخیر کے لئے شاہجہان نے مہابت خان و شہزادۂ شجاع وغیرہ کو روانہ کیا۔ عادل شاہیون نے لشکر شاہی کا خوب مقابلہ کیا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ اور ہر خواص خان عادل شاہی نے مصطفےٰ خان وزیر اعظم عادل شاہ پر غالب آکر بگلوان مین اوسکو قید کردیا۔ اور خواص خان کو اسقدر عروج حاصل ہوا کہ بادشاہ کے احکام بغیر اوسکی منظوری کے اجرا نہ ہونے لگے۔ اب بادشاہ (عادل شاہ) کی بھی آنکھین کھلین۔ آخر بادشاہ نے سیدی ریحان کے ذریعہ خواص خان کا کام تمام کیا۔ اور اوسکے عروج سے جو دغدغہ خاطر نشین ہوگیا تھا۔ وہ دور ہوگیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سیدی ریحان کو اخلاص خان کا خطاب دیکر منصب وزارت عطا کیا۔ اور مصطفےٰ خان خان بابا کو قید سے رہا کرکے منصب کارملکی اور احمد خان فرزند خداوند خان کو منصب سرسرنوبتی حوالہ کیا۔

۱۰۴۵ھ مین شاہجہان نے عادل شاہ کے پاس مکرمت خان کو بھیجا۔ کیونکہ دو چار سال سے عادل شاہ نے پیش کش کی رقم نہین بھیجی تھی۔ جب مکرمت خان بیجاپور پہونچا تو عادل شاہ نے کچھ توجہ نہ کی۔ اسلئے شاہجہان نے اوس کی تنبیہ کے لئے فوج بھیجی۔ چند روز طرفین مین جنگ کا بازار گرم رہا آخر عادل شاہ نے صلح کی درخواست کی۔ شاہجہان نے اوسکی درخواست منظور کرکے ایک عہدنامہ جسپر پنجہ کا نشان تھا۔ اور چند تعلقات سلطنت نظام شاہیہ کے عادل شاہ کو اور زائد کیے جس کے شکریہ مین عادل شاہ نے ایک عرضی جس کے اطراف حافظ شیراز کی غزل بھی تحریر کرکے بھیجا۔ چنانچہ عہدنامہ عرضداشت اور وہ غزل ہمنے شاہجہان کے

---

۱۲ سلطنت نظام شاہیہ سے اس کا تعلق تھا جس زمانہ مین کہ آقا رضوان پرینڈہ کا قلعہ دار تھا تو محمد عادل شاہ نے اوسکو بہت کچھ روپیہ دیکر قلعہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ جو ابتک اوسی کے قبضہ مین تھا۔ ۱۲ مولف۔

کے حالات مین لکھے ہین۔ اب یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ اس کے بعد ۱۰۴۶ھ مین اورنگ زیب کو شاہجہان نے دکن کا صوبہ مرحمت کیا۔ اور خاندوران نے سیدی مفتاح سے قلعۂ اودگیر فتح کیا۔ اس موقع پر سیدی مفتاح نے اسمٰعیل پسر درویش محمد پسر ابراہیم عادل شاہ کو خاندوران کے تفویض کیا۔ جو نظام شاہ کے زمانہ سے اوس کے پاس رہتا تھا۔ پھر قلعۂ اوسہ فتح ہوا۔ ساہوجی نے شاہجہان کے حکم سے مرتضےٰ نظام شاہ کو خانزمان کے حوالہ کرکے عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی۔ اور محمد عادل شاہ شاہجہان کو برابر سالانہ پیشکش کئے سال تک بھیجتا رہا۔ اس عرض مدت مین دکن کے صوبہ دارون مین بھی اکثر تغیر و تبدل ہوتا رہا۔ ۱۰۵۰ھ مین اسلام خان صوبہ دار دکن تھا۔ اس وقت دکن کے مغلیہ صوبون کی جمع حسب تفصیل ذیل تھی:-

صوبۂ دولت آباد	۵۵ کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۲ لاکھ ۵ ہزار روپیہ	صوبۂ تلنگانہ	۳۰ کروڑ دام	۷۵ لاکھ روپیہ
صوبۂ برہاڑ	۵۵ کروڑ دام	ایضاً	ولایت بجلانہ	۲ کروڑ دام	۵ لاکھ روپیہ
خاندیس	۴۰ کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ	جملہ میزان	دو ارب دام	۴ کروڑ ۵ لاکھ روپیہ

اسی سال ۱۰۵۰ھ مین عادل شاہ نے مصطفےٰ خان کو راجہ راہل کی سرکوبی کو بھیجا۔ اور کندی کوٹ کی تسخیر کی ہدایت کی۔ چنانچہ ملک ریحان کی بہادری سے مصطفےٰ خان کو راجہ راہل پر فتح نصیب ہوئی۔ اور کندی کوٹ بیتر کل جنجی وغیرہ کے قلعے بھی مفتوح ہوئے اور عادل شاہ نے ساہوجی (شاہجی) کو کولار۔ بنگلور۔ اوسکوٹہ۔ بالاپور جاگیر دی۔

* یہ سیواجی کا باپ ہے جس کے حالات ہم نے بتفصیل ہندوستان کے واقعات مین لکھے ہین ۱۲ مولف

اور صلح کر وا ئین ۲۲ گاؤن کی دیسمکھی عطا کی۔ مگر چند روز کے بعد اسی ساہوجی کا بیٹا سنبھاجی وہ پرکالہ آتش نکلا کہ اکثر عادل شاہی قلعجات وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ ہر چند عادل شاہ نے اسکی سرکوبی چاہی۔ مگر ممکن نہ ہو سکا۔ ان واقعات کو ہم نے ہندوستان کے حالات مین بخوبی واضح طور پر لکھا ہے۔ سنہ ۱۰۶۳ھ مین خان محمد عادل شاہی نے ہنمکنڈہ فتح کیا۔ اور سنہ ۱۰۶۴ھ مین ایلور بھی تسخیر ہوا۔ اسی سال بیجاپور مین ایک زلزلہ عظیم آیا۔ سنہ ۱۰۶۷ھ مین محمد عادل شاہ — بیمار ہوا۔ اور چند روز کی علالت کھینچکر ۲۸ محرم سنہ ۱۰۶۷ھ روز سہ شنبہ کو ۴۵ سالہ عمر مین انتقال کیا۔ اور اسنے تعمیر کردہ مقبرہ مین (جو گول گنبد کے نام سے مشہور ہے) دفن ہوا۔ یہ گنبد نہ صرف ممالک دکن کے عجائبات مین سے ہے۔ بلکہ تمام روئے زمین پر اوس کے برابر وسیع گنبد نہین ہے۔ اس بادشاہ کی مدت سلطنت ۳۰ برس ہے۔ اس کے انتقال کے نسبت ایک قصہ یہ مشہور ہے۔ کہ اسکے قبل سنہ ۱۰۵۰ھ مین بھی محمد عادل شاہ — بیمار ہوا تہا۔ اور زیست کی امید منقطع ہو چکی تہی۔ اسلئے اوسنے سید ہاشم صاحب (جو مشہور و صاحب کشف و کرامات بزرگ تہے) سے دعا چاہی۔ سید صاحب نے کہا کہ اب بادشاہ کی عمر آخر ہو چکی ہے۔ خیر ہم اپنی عمر مین سے دس سال اسے دیتے ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ تندرست ہو گیا۔ اور سید صاحب نے انتقال کیا اس کے بعد بادشاہ دس برس تک برابر زندہ رہا۔ جب مدت پوری ہو گئی تو سنہ ۱۰۶۷ھ مین رحلت کی۔ اسکے عہد مین عادل شاہی سلطنت انتہائے عروج پر تہی۔ اور ملک بیجاپور ۷ ارکار اور ۲۸۱ محال پر منقسم تہا۔ شاہی آمدنی ۷ کروڑ ۸۵ لاکہ ہوتی تہی۔ علاوہ اس کے بندرگاہون کی آمدنی ۹۷ ہزار روپیہ اور باجگذار راجاؤن کے پیشکش کی تعداد ۵ کروڑ

نوٹ۔ یہ تقسیم و آمدنی جو ہم نے بتلائی ہے وہ نواب آصف جاہ بہادر کے عہد کی ہے۔ جو ملک بیجاپور سے وصول ہوتی تہی کیونکہ

(۲۵) لاکھہ (۶۱) ہزار ہون عرض اس سلطنت کی کل آمدنی تقریباً (۱۱) کروڑ بارہ لاکھہ روپیہ ہوتی ہے۔ اور فوجی قوت مین (۸۰) ہزار سوار اور ۲ لاکھہ پیادے (۵۳۰) ہاتھی تھے بعض کا قول ہے کہ فوج کی تعداد تین یا ساڑھے تین لاکھہ سوار بیشمار پیادے (۱۵۰) ہاتھی سوائے اوس فوج کے تھے۔ جو تعلقات مین تحصیل مالگزاری و انتظام سلطنت کے کامون مین متعین رہتے تھے۔ محمد عادل شاہ اپنی سلطنت مین تمام بندرون سے خبر یہ بھی لیتا تھا۔

سلطان علی عادل شاہ ثانی

جب علی عادل شاہ ثانی تخت نشین ہوا تو اس نوجوان شاہ نے سیواجی کی سرکوبی مقدم جانی۔ اور افضل خان سپہسالار کو سیواجی کے سر پر بھیجا۔ لیکن سیواجی نے افضل خان کو مکر و فریب سے مار ڈالا۔ پھر سیواجی کی تنبیہ کیلئے رستم خان صلابت خان یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے مگران دونون نے ہزیمت اوٹھائی۔ آخر علی عادل شاہ خود فوج لیکر سیواجی کے مقابلہ کو آیا۔ اس اثنا مین کرناٹک کے فساد کی خبر معلوم ہوئی مجبوراً واپس جانا پڑا۔ اب سیواجی کو خوب صلح

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۱۴)۔ محمد عادل شاہ کے زمانہ کی آمدنی جو اس ملک کی تھی وہ ہمکو معلوم نہ ہوسکی۔ لیکن اسی آمدنی سے محمد عادل شاہ کے زمانہ کی آمدنی کا اندازہ بخوبی ہل سکتا ہے۔ بنادر کی تفصیل یہ ہے بندر[۱] دابل دیسوئی۔ (جو ستارہ کے مغرب مین ہے) بندر[۲] کہل سنی۔ بندر[۳] چول۔ (پونہ کے مغرب مین ہے) بندر[۴] سنکر۔ اسلام بندر۔ عرف راجہ پور۔ (جو پونہ کے مغرب مین ہے) بندر[۵] سالستی۔ بندر[۶] کہاری پٹن۔ بندر[۷] بہرچری۔ بندر[۸] ساتونی۔ بندر[۹] محمد آباد سدبوٹ۔ اور راجہ کے باج گذار کی فہرست یہ ہے۔ زمیندار سرینگ پٹن۔ دیگر زمیندارن سرینگ پٹن زمیندار سوندہا۔ زمیندار چنبل درگ۔ زمیندار چرچری۔ زمیندار ترکھیرا۔ زمیندار رتن گری۔ زمیندار سرپتی۔ زمیندار بابا گیر۔ زمیندار مالک پالہ۔ زمیندار چک پالہ۔ زمیندار کوچی کیرا

نوٹ۔ تاریخ رشید الدین خانی مین محمد عادل شاہ کے انتقال کے بعد سلطان محمود عادل شاہ کی تخت نشینی درج ہے۔ مگر کسی دوسری تواریخ مین محمود عادل کا پتہ نہین چلتا۔ اسلئے ہم نے محمود عادل کے حالات کو عمداً چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ تحقیق طور پر ثابت ہے کہ محمد عادل شاہ کے بعد علی عادل شاہ ثانی تخت نشین ہوا۔ ۱۲۔ مولف

اور اچھی طرح کھل کھیلا سنہ ۱۶۶۲ء مین رشاہ جی نے سیواجی اور علی عادل شاہ مین صلح کروادی۔
جب راجہ جے سنگ نے سیواجی کو مطیع کیا تو شہنشاہ اورنگ زیب نے راجہ کو حکم دیا
کہ وائی بیجاپور نے کئے سال سے خراج ادا نہین کیا ہے۔ فوراً اوسکی سرکوبی کیجائے۔
جب یہ خبر علی عادل کو معلوم ہوئی تو اوسنے ملا احمد نوایت کو راجہ کے پاس بھیجا۔ اور
خراج کے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ آخر راجہ جے سنگ نے ولایت بیجاپور
کی تسخیر پر کمر ہمت باندہی۔ راستہ مین جس قدر قلعے نظر آئے وہ سرسواری یا چند روز کے
محاصرہ کے بعد فتح کرلئے گئے۔ اتنے مین شرزہ خان مہدوی۔ خواص خان۔ جادو راے
وغیرہ سرداران بیجاپور نے ۱۲ ہزار سوار سے راجہ کا مقابلہ کیا۔ خوب زد وخورد ہوئی
لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ الحاصل لشکر شاہی نے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ چند روز تک متواتر
جنگ و پیکار کا بازار گرم رہا۔ اس اثنا مین موسم برشگال سر پر آیا۔ اور حسب فرمان شاہی راجہ
جے سنگھ کو محاصرہ اوٹھاکر اورنگ آباد جانا پڑا۔ ادہر بیجاپوریون کا بھی قافیہ تنگ تہا۔ اور قلعہ کا
اذوقہ ختم ہوچکا تھا۔ اس موقع پر لشکر شاہی کا بیجاپور سے محاصرہ اوٹھاکر چلا جانا بیجاپوریون کے لئے
نجات کا باعث ہوا۔ اس کے بعد سنہ ۱۶۷۳ء مین علی عادل شاہ مرض فالج سے راہی خلد بریں
ہوا۔ کہتے ہین کہ یہ بادشاہ نہایت ہوشیار۔ سپاہ دوست۔ شجاعت شعار۔ شجاعت
منش تہا۔ اور فضلا۔ علما کو بہت دوست رکہتا تھا۔ شاعرون کی بھی بہت عزت کرتا تہا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۱۵) زمیندار منصوری۔ زمیندار ہاکل واڑی۔ زمیندار ان ہاکل واڑی۔ زمیندار ہیرپن پلی۔ زمیندار
انا گندی۔ زمیندار کنکوری۔ زمیندار کنگ گیری۔ زمیندار یلاری۔ زمیندار کوری کوہٹہ۔ زمیندار سگرکو۔ چنانچہ یہ تمام
بنادر اور جملہ راجہ ہاے باجگزار سلطنت بیجاپور نواب آصف جاہ کے عہد مین مملکت دکن حیدرآباد
کے ماتحت وقبض وتصرف مین ہے۔ ۱۲۔ مؤلف۔

اور اوس کا سکہ (جانشین محمد است علی) تہا۔ بادشاہ کو ایک بیٹا سکندر عادل اور ایک بیٹی شاہ بی بی جی تہی۔ بعض مورخون کا قول ہی کہ سکندر عادل۔ علی عادل کا بیٹا نہیں بلکہ عبدالمجید وزیر اور خواص خان۔ عبدالکریم بہلول خان افغان مظفر خان اور سید مسعود حبشی ارکان سلطنت نے قیام نام و سلطنت کے لئے سکندر عادل کو علی عادل کا بیٹا بنا دیا تھا۔ واللہ عالم بالصواب ؎

سلطان سکندر عادل شاہ

عبدالمجید وزیر اور خواص خان۔ عبدالکریم بہلول خان مظفر خان اور سید مسعود حبشی ارکان سلطنت نے سکندر عادل کو تخت نشین کیا۔ مگر یہ سب اپنے اپنے مطلب پر لگے ہوئے تھے۔ سلطنت کا کوئی خیر خواہ نہ تہا چنانچہ سیواجی نے ۱۶۷۳ء مین قلعہ پنالہ کو لیا اور ہوبلی کو لوٹا۔ الغرض بہت سا علاقہ بیجاپور کا اپنے تصرف مین لایا۔ اس اثنا مین شہنشاہ اورنگ زیب نے سلطان معظم کو معہ دلیر خان سپہ سالار کے بیجاپور سے خراج وصول کرنے کے لئے دکن بہیجا۔ جب دلیر خان نے بیجاپور کا محاصرہ کیا تو مسعود خان وزیر نے (کیونکہ اوس وقت سید مسعود حبشی المخاطب مسعود خان وزیر السلطنت تہا) سیواجی سے مدد طلب کی چنانچہ سیواجی بیجاپوریون کی مدد کو آیا۔ اور دلیر خان کو ایسا تنگ کیا کہ اوس کو مجبوراً محاصرہ اوٹہانا پڑا۔ بیجاپوریون نے اس امداد کے معاوضہ مین سیواجی کو اضلاع کوپال و بلہاری دیکر اوسکے باپ کی جاگیر کا بہی پورا اختیار دیدیا۔ ۱۶۹۱ء مین سیواجی کا انتقال ہوگیا۔ اور پہر شہنشاہ اورنگ زیب نے شاہزادہ محمد اعظم کو فوج شایستہ کے ساتھہ بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ جب طرفین سے لڑائی کا سلسلہ

شروع ہوا تو بیجاپوریون نے خوب جی توڑکر مقابلہ کیا۔ لیکن سیواجی کے مرنے سے کوئی وقت پر مدد کرنے والا باقی نہین رہا تھا۔ اس اثنار مین غلہ کی گرانی اور کاہ ودانہ کی۔ یکمابی سے شاہی فوج مین ایک تھلکہ ڈالدیا۔ اور فوج کی حالت قاقون کے مارے روز بروز ابتر وخراب ہونے لگی۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو بادشاہ نے غازی الدین خان بہادر فیروزجنگ اور مجاہدخان وغیرہ کو رسد کے پہونچانے پر مامور کیا۔ چنانچہ غازی الدین خان بہادر ۲۰ ہزار بیل غلہ کے لیکر شاہزادہ کے لشکر مین اوس وقت پہونچے کہ جب بیجاپوریون نے شاہزادہ کا محاصرہ کرکے قافیہ تنگ کردیا تھا۔ اور جانی بیگم محل خاص شہزادہ عماری مین بیٹھی ہوئی پردہ سے باہر ہوکر تیر چلا رہی تھین اور امرار کی تسلی اور دلدہی مین کوشش کر رہی تھین۔ الحاصل یہہ مرقع دیکھکر فیروزجنگ نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا کہ شاہزادہ محاصرہ سے نکل آیا۔ اور اس جانبازی کے صلہ مین شاہزادہ نے آپکو بے اختیار گلے سے لگایا۔ جب اسکی خبر بادشاہ کو ہوئی تو فرمایا کہ "جیسے حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروزجنگ کے تردد سے اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے۔ ایسےہی اوس کے اولاد کی آبرو قیام تک خدا نگاہ رکھے" اسکے بعد بیجاپور کا محاصرہ طول کھینچا۔ آخر بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ مین سنولا پور سے بیجاپور آیا۔ اس عرصہ مین غازی الدین خان بہادر کے جن تردد سے ۱۰۹۷ھ مین بیجاپور فتح ہوگیا۔ اور سکندر عادل شاہ قلعہ کی کنجیان لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ایک دربار عام کرکے سکندر عادل کو خلعت خاصہ اور سکندر خان کا خطاب عطا فرمایا۔ اور ایک لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کرکے قلعہ دولت آباد بھیجدیا۔ اور بیجاپور کے فتح کی نسبت وقائع نگار کو حکم دیا کہ یہ فتح وقائع مین اسطرح درج کیجائے کہ "بدستیاری فرزند ارجمند۔ بے ریو درنگ غازی الدین خان بہادر فیروزجنگ مفتوح گردید" الحاصل

اسکے بعد جب گولکنڈہ فتح ہوا۔ اور شاہ ابوالحسن قلعہ دولت آباد بھیجا گیا تو اوس کی چار لڑکیان نوجوان اور ناکتخدا تھیں۔ بادشاہ نے اون کی شادی کرنی چاہی۔ جنمین بڑی لڑکی نے تو شادی سے انکار کر دیا۔ جس کو بادشاہ نے کچھ یومیہ مقرر کرکے باپ (ابوالحسن) کے پاس بھیجدیا۔ اور دوسری لڑکی کا عقد سکندر عادل (والی بیجاپور) سے کرکے اوس کو جس مین اوسکا ہمدم و ہمراز بنا یا۔ تیسری لڑکی عنایت خان کو ملی۔ اور چوتھی لڑکی نقشبندیہ خاندان کے ایک بزرگ سے بیاہی گئی۔ اب یہان سے عادل شاہیہ خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

گل سیوم

طبقہ نظام شاہیہ

سلاطین احمد نگر

سلطان احمد نظام شاہ بحری

احمد[۱] نظام الملک نے ۹۵۵ھ کے آخر مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا - اور سلاطین بہمنیہ کے نام کو خطبہ سے نکالڈالا - اور مثل شاہان دہلی وگجرات وغیرہ کے چتر سفید بنوایا - اسکے

---

[۱] احمد کا باپ حسن نظام الملک تہا - اصل مین یہ ملک حسن ذات کا برہمن تہا - اوس کا کوئی دادا یا پردادا تجارتی علاقہ بڑار کا کلکرنی (پٹواری) تہا - مگر ایک خط کے زمانہ مین اپنے وطن کو چھوڑ کر بیجاپور آیا جس زمانہ مین سلطان احمد[۲] بہمنی بیجاپور پر حملہ کیا تو یہ ملک حسن قیدیون مین گرفتار ہوکر آیا - اسکا نام تیماببٹ اور باپ کا نام بہریو (بہیرو) تہا

بعد اوسنے قلعۂ دندا راج پوری کو مصالحت سے لے لیا۔ اب اس کو قلعۂ دولت آباد لینے کی فکر ہوئی۔ وہان ملک اشرف و ملک وحید (یہ دونون حقیقی بہائی تھے جو سابق مین محمود گاوان کے ملازم اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے اعلیٰ درجہ پر پہونچے تھے) نے معقول انتظام کر رکھا تھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۰) سلطان احمد نے اوس کی نوعمری دیکھکر اپنے غلامون مین شامل کیا۔ اور حسن نام رکھا۔ اپنے بیٹے محمد شاہ کے ساتھہ اوسکو تعلیم و تربیت اچھی طرح دی محمد شاہ بچپنے مین اسکو حسن ابن بہیرو کی جگہ حسن بحری کہتا تھا۔ جب محمد شاہ جوان ہوا تو نام کی مناسبت سے اپنے شکاری جانورون کی افسری دی۔ اب یہان سے وہ رفتہ رفتہ ترقی کرنے لگا۔ منصب ہزاری اور نقارہ و ماہی مراتب بھی ملا۔ آخر نظام الملک بحری کے خطاب سے ممتاز ہوکر خواجہ جہان گاوان کی عنایت سے تلنگ کا طرفدار ہوا۔ خواجہ جہان کے مرنے پر اوسکا قایم مقام اور ملک نائب کا خطاب سپہ سالار کا منصب پایا۔ پھر سلطان محمود دہنی کا وکیل السلطنت ہوا۔ محمود نے اوسکی سابقہ جاگیر پر سیرا اور پرگنون کا اضافہ کیا جسکو ملک نائب نے اپنے بیٹے ملک احمد کے حوالہ کیا۔ اور خواجہ جہان دکھنی کے ہمراہ جنیر بھیجا۔ اب جنیر حاکم نشین ہوگیا تھا۔ یہان ملک احمد نے اقامت اختیار کی۔ اور قلعۂ بیر وغیرہ کا محاصرہ کرکے مرہٹون کو (جو یہان قابض ہوگئے تھے) شکست دی۔ بعد ازان جونر۔ لوہگڈھ۔ کندانہ۔ بہروپ وغیرہ کو جبراً مسخر کیا۔ اور کانکن پر بھی بالکل قبضہ کرلیا۔ قلعۂ دندا راج کی تسخیر مین تھا کہ باپ (نظام الملک بحری) کے قتل کی خبر سنی۔ فوراً جنیر آیا۔ اور اپنا لقب احمد نظام الملک بحری رکھا۔ اسکے بعد قلعۂ بیر و سیوگاون و پٹن پر قبضہ کیا۔ پھر خود سلطان محمود اوس کا استیصال کرنا چاہا۔ مگر ممکن نہ ہوسکا۔ شیخ مودی عرب جہانگیر خان وغیرہ بڑے بڑے سردار جمعیت کثیر کے ساتھہ احمد نظام الملک کی سرکوبی کو سلطان محمود نے بھیجے۔ سب کو اوسکے سامنے قتل و شکست نصیب ہوتی رہی۔ یہ تمام واقعات ہم نے سلاطین بہمنیہ کے حالات مین تفصیلی طور پر لکھے ہین۔ الغرض جب

اسلئے احمد نظام الملک نے یہ چال چلی کہ اپنی بہن بی بی زینب کا نکاح ملک وحید سے کر دیا۔ جب اوسکو لڑکا پیدا ہوا تو احمد نظام نے اوسکا نام موتی رکھا۔ (جو خود اوس کا نام لڑکپن میں تھا) اس اثنا میں ملک اشرف کو اپنے بہائی سے ایسی سخت عداوت ہوئی کہ اوس نے بہائی اور بھتیجے دونوں کو عدم کا راستہ بتلایا۔ اور خود حکام خاندیس و برار و گجرات سے دوستی پیدا کر کے اپنے بچاؤ کی صورت نکالا۔ جب زینب روتی ہوئی خیر میں بہائی کے پاس آئی تو اوس نے ۸۹۹ھ میں دولت آباد پر حملہ کی تیاری کی۔ اتنے میں یوسف عادل شاہ نے قاسم برید پر حملہ کیا۔ تو یہ اوسکے بلانے پر پہلے بیدر گیا۔ اور اوس جنگ کا خاتمہ کر کے ۹۰۰ھ میں دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ مگر تسخیر ممکن نہ ہوئی۔ آخر خیر چلا گیا۔ اور نظام باغ کے مقابل سین ندی کے کنارے ایک شہر آباد کر کے اوس کا نام احمد نگر رکھا۔ احمد نگر نام رکھنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ خود اوسکا نام احمد تھا۔ اور اوسکے وزیر و قاضی کے نام بھی احمد تھے۔ اس لئے اوسنے یہ نام رکھدیا۔ اس کے بعد اوس نے سال میں دو دفعہ دولت آباد پر حملے کرنے شروع کر دئے۔ ہمیشہ غلہ وغیرہ کو تباہ کر کے چلا جاتا تھا۔ چونکہ میران عینا والی خاندیس اور احمد نظام شاہ سے گہری دوستی تھی۔ اسلئے میران عینا دولت آباد کے تاخت و تاراجی میں دو ہزار سوار سے ہمیشہ احمد نظام شاہ کی مدد کرتا تھا۔ انھیں ایام میں محمود شاہ والئے گجرات نے میران عینا پر چڑھائی کی۔ کیونکہ دو چار سال سے اس نے والئے گجرات کو خراج نہیں بھیجا تھا۔ اور میران عینا نے گھبرا کر احمد سے کمک چاہی۔ یہ فوراً وہاں پہونچا۔ اور چال یہ چلی کہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۱) احمد نظام الملک کو خوب قوت و شوکت پیدا ہو گئی۔ تو اوس نے اپنے نام کا خطبہ پڑھایا۔ اور چتر لگایا۔ باقی حالات متن میں ملاحظہ کیجئے ۱۲ مؤلف۔

اپنے وزیر احمد نصیر الملک گجراتی کے ذریعہ اپنا رعب محمود شاہ پر اس طرح ڈالا کہ نصیر الملک نے محمود شاہ کے ایک مقرب کو لکھا کہ "ہر چند یہ بندہ احمد نظام شاہ کا غلام ہے۔ مگر پیدائش گجرات کی ہونے کے باعث محمود شاہ کی خیر خواہی ہر طرح مدنظر ہے۔ پس آپ محمود شاہ کو فہمائش کیجئے کہ آپ ہرگز اس وقت لڑائی کا ارادہ نہ کریں۔ کیونکہ احمد نظام شاہ کی جمعیت کے مقابلہ (جسکی تعداد بے انتہا ہے) میں سرپر ہونا مشکل ہے۔ اگر خدانخواستہ شکست ہوگئی تو سخت بدنامی کا باعث ہے" جب یہ خط محمود شاہ کے مقرب نے دیکھا تو بادشاہ سے اظہار کیا۔ اب بادشاہ کو صلح و جنگ میں تردد ہوا۔ ادھر دوسری یہ چال کی گئی کہ محمود شاہ کے فیل بحری سال (جو نہایت زبردست و مست تھا) کے فیل بان کو رشوت دیکر یہ وعدہ لیا گیا۔ کہ رات کے وقت ہاتھی کو لشکر میں چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ فیلبان نے حسب وعدہ ہاتھی کو چھوڑ دیا۔ جس سے تمام لشکر گجرات میں واویلا مچگیا۔ اور احمد نظام شاہ جو تاک میں بیٹھا ہوا تھا۔ شبخون کرا۔ محمود شاہ اس آفت ناگہانی سے مضطرب ہوکر معدودے چند آدمیوں کے ہمراہ تین کوس پر بھاگ گیا۔ جب صبح میں سرداران گجرات نے بادشاہ کو نہ موجود پایا۔ تو وہ بھی واپس ہوئے۔ اور بادشاہ سے جاملے۔ بادشاہ نے یہانتک چلے آنے کا بہانہ یہ کیا۔ کہ وہاں ہوا میں تعفن تھی، اسلئے شب میں بیقرار ہوکر چلا آیا تھا۔ الغرض اب طرفین سے صلح ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کو چلا گیا۔ جب احمد کو اس سے فرصت ملی تو اوسنے پھر دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ ملک اشرف نے محمود شاہ والی گجرات کو کمک کے لئے لکھا۔ اور وعدہ کیا کہ اس بلا سے نجات دلائیگا تو آپ کے نام کا خطبہ پڑھا جائیگا۔ چنانچہ محمود شاہ فوراً دولت آباد آیا۔ اور احمد نظام محاصرہ چھوڑ کر جنیر آگیا۔ ادھر ملک اشرف نے محمود شاہ کا خطبہ پڑھایا۔ جب محمود شاہ

رخصت ہوگیا تو دولت آبادی امراء وغیرہ جو ملک اشرف کی اس حرکت سے (جو اس نے محمود شاہ کے نام کا خطبہ پڑھایا تھا) ناراض تھے۔ انہوں نے احمد نظام کو لکھا کہ آپ جلد آکر دولت آباد پر قبضہ کیجیے۔ ہم ہر طرح اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔ وہ تو اس بات کا منتظر ہی تھا۔ فوراً چڑھ دوڑا۔ جب ملک اشرف پر اس سازش کا حال کھلا تو وہ اس غم و غصہ میں بیمار ہوا۔ اور دو چار ہی روز میں مرگیا۔ احمد نظام نے دولت آباد پر قبضہ کرکے اپنے ایک معتمد کے تفویض کیا۔ اور خود احمد نگر چلا آیا۔ راجہ بکلانہ وکالنہ کو بھی اپنا باج گزار بنایا۔ ۹۰۰ھ میں میران عادل شاہ ۷ برس حکومت کرکے مرگیا۔ اوس کو اولاد نہ تھی اسلئے اوس کا بھائی میران داؤد خان تخت پر بیٹھا۔ یہ بھی ۷ سال حکومت کرکے چل بسا۔ اوس کا بیٹا غزنین خان سریر آرا ہوا۔ مگر دس روز کے عرصہ میں ملک حسام الدین (جو معتمد علیہ تھا) نے زہر دیکر اوسکا خاتمہ کیا۔ اب فکر ہوئی کہ کس کو تخت نشین کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک شخص عالم خان نام (جو سلاطین خاندیس کی اولاد میں تھا) احمد نگر میں رہتا تھا۔ ملک حسام الدین نے احمد نظام سے و فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ سے اوس کو تخت نشین کیا۔ اکثر امراء و سرداران خاندیس نے اطاعت کرلی۔ مگر ایک امیر ملک لادن نے مخالفت کی۔ جس سے سلطنت تہ و بالا ہونے لگی۔ نصیر خان فاروقی مرحوم والیٔ خاندیس کے بیٹے حسن خان کو محمود شاہ گجراتی کی بیٹی (جو سلطان مظفر شاہ گجراتی کی حقیقی بہن تھی) منسوب تھی۔ اوس کا ایک بیٹا عادل خان نام تھا نیسر کے طرف رہتا تھا۔ جب اوس کو یہاں کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے نانا محمود شاہ کو لکھا کہ "خاندیس کی حکومت دلاوے"۔ چنانچہ محمود شاہ نے خاندیس پر توجہ کی۔ ملک حسام الدین نے احمد نظام اور فتح اللہ سے امداد چاہی یہ دونوں اپنی اپنی فوجیں لیکر خاندیس پہونچے۔ مگر پھر کیا سمجھے کہ چار چار ہزار فوج خاندیس میں چھوڑ کر یہ دونوں واپس چلے آئے

اودہر محمود شاہ خاندیس مین داخل ہوا۔ اور عالم خان یہ حالت دیکھکر احمد نظام کے پاس چلا آیا۔ اور عادل خان بروز عید الفطر ۹۱۳ھ مین خاندیس کے تخت پر بیٹھا۔ محمود شاہ نے اوسکو اعظم ہمایون کا خطاب دیا۔ اور سلطان مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی سے اوسکی شادی کردی۔ اور خود گجرات کو واپس ہوا۔ ۹۱۴ھ مین احمد نظام شاہ کا لایق کارکن نصیر الملک مرگیا۔ اور مکمل خان دکہنی اوس کی جگہ مقرر ہوا۔ اس کے بعد احمد نظام شاہ بیمار ہوا۔ جب بیماری نے طول کہینچی اور صحت نظر نہ آئی تو اپنے بیٹے برہان کو ولیعہد کیا۔ اور تمام امرا سے اوس کی اطاعت کی نسبت عہد و پیمان لیا۔ پہر اسی سنہ مین قاصد اجل کو لبیک کہا۔

احمد نظام الملک بڑا پرہیزگار اور متقی تہا۔ تمام عمر مین کسی غیر محرم عورت پر نگاہ تک نہ کی۔ شمشیر بازی مین اوس کو بڑا کمال تہا۔ اسی وجہ سے اس ملک مین شمشیر بازی کے جابجا ورزش خانہ بنگئے۔ جب کبہی اس فن کے متعلق دو شخصون مین جہگڑا ہوتا تو احمد نظام الملک اوس کا فیصلہ اسطرح کرتا کہ دونون کو لڑنے کا حکم دیتا۔ کوئی روز ایسا نہ ہوتا تہا کہ دو چار آدمیون کی لاشین نہ نکلتی ہون۔ ایک کالا چبوترہ اس فیصلہ کے لئے تیار کیا گیا تہا اور یہ نامعقول رسم تمام دکن مین پہیل گیا تہا۔ علما۔ مشائخ۔ امرا۔ ملوک تک اس خبط مین مبتلا تھے۔ اس مقابلہ کا نام یکیک رکہا گیا تہا۔ اس رسم کو انگریزی مین ڈیول کہتے ہین جس کا رواج تمام یورپ مین کثرت سے تہا۔ مگر ایشیا مین اسکی ابتدا نہین ہوئی۔ پہر رفتہ رفتہ اس مین کسی قدر کمی ہوتی گئی۔ اب ایشیا مین تو بالکل مفقود ہے۔ مگر یورپ مین اب بہی کہین کہین جاری ہے۔

برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری

برہان جب تخت نشین ہوا تو اسکی عمر سات سال کی تہی۔ مکمل خان بدستور سابق پیشوا اور امیر احمد

بنا رہا۔ اور اوس کا بیٹا میاں جمال الدین مخاطب بہ غریز الملک سرنوبت کیا گیا۔ اور تمام سلطنت انھین باپ بیٹون کا حکم چلنے لگا۔ دوسرے امرار (رومی خان۔ کرم خان۔ منیر خان۔ مکمل خان) جلنے لگے۔ اور بی بی عائشہ کو (جو برہان نظام شاہ کی دایہ تھی) گانٹھا۔ برہان کے چھوٹے بھائی راجہ حسین (جو ۴ سالہ تھا) کو تخت نشین کرنے کے خیال سے اوس کو قلعہ کے باہر لے چلے۔ اتنے مین بچہ کے غائب ہونیکی خبر ہوگئی۔ دایہ اور بچہ گرفتار ہوکر آئے۔ جب مکمل خان کو معلوم ہوا تو اوس نے شہزادون کی کمال احتیاط کی۔ اب اون امرار نے دیکھا کہ یہ چال نہ چل سکی۔ تو آٹھ ہزار آدمیون کو متفق کرکے بڑاڑ بھاگ گئے۔ اسی سال ۱۶ھ مین فتح اللہ عماد الملک مرچکا تھا۔ اور اوسکا بیٹا علاء الدین تخت پر بیٹھا تھا۔ چنانچہ علاء الدین کو شہ دیکر احمد نگر پر یورش کروائی۔ مکمل خان نے مقابلہ کرکے شکست دیدی۔ اور عادل خان والئے خاندیس کی توجہ سے صلح ہوگئی۔

کہتے ہین کہ نظام الملک کے اجداد مین کوئی برہمن پاتری کا کلکرنی تھا۔ اور وہ کسی باعث جلاوطن ہوکر بیجانگر گیا۔ جب نظام شاہیہ سلطنت کا آغاز ہوا تو وہ برہمن معہ عیال و اطفال احمد نگر آگیا۔ اور برہان کو سمجھایا کہ کسی طرح پرگنہ پاتری کو علاقہ بڑاڑ سے سلطنت نظام شاہیہ مین ملا لینا چاہیے۔ چنانچہ برہان راضی ہوگیا۔ اور علاء الدین کو لکھا کہ "پرگنہ پاتری ہمکو دیدیا جائے اور اسکے عوض جو پرگنہ آپ کو مطلوب ہو ہم سے لیجئے"۔ لیکن علاء الدین نے نہ مانا۔ اور ایک قلعہ جدید پاتری مین تعمیر کیا۔ برہان فوراً چڑھ دوڑا۔ مظفر شاہ گجراتی عماد الملک کی کمک پر آگیا۔ جس سے برہان ناکام واپس ہوا۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ ایک رنڈی آمنہ پر فریفتہ ہوا۔ اور اوسکو نکاح کرکے محل مین داخل کیا۔ مکمل خان اس بات سے ناراض ہوا۔ اور اپنی خدمت سے استعفا دیدیا۔ منصب پیشوائی شیخ جعفر دکھنی کو عطا ہوا۔ انھین ایام مین

شاہ طاہر احمد نگر آیا۔ بادشاہ نے کمال خاطرداری کی ۹۱۵ھ میں اسمٰعیل عادل کی بہن سے برہان نے نکاح کیا۔ اسکے عادل شاہی نے بی بی مریم کے جہیز میں شولاپور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اسمٰعیل نے انکار کر دیا۔ اس پر برہان بگڑ بیٹھا۔ اور شولاپور پر یورش کی۔ اسمٰعیل نے مقابلہ کر کے شکست دیدی ۹۳۳ھ میں برہان نے سلطان قلی قطب شاہ کی امداد سے پاتری پر قبضہ کیا۔ اور یہاں سے علاء الدین کے تعاقب میں ماہور گیا۔ اور خداوند خان حبشی کے بیٹے سے ماہور چھین لیا۔ اب علاء الدین ماہور سے نکلکر ایلچپور گیا۔ وہاں بھی برہان نے پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر وہ مجبور ہو کر برہانپور چلا گیا۔ سلطان محمد شاہ (والیٔ برہانپور خاندیس) نے علاء الدین کی کمک کی۔ اور برہان کو پسپا کیا۔ مگر برہان نے دوسرے روز ایسا سخت حملہ کیا کہ دونوں کو بھگا دیا۔ اسکے بعد علاء الدین شاہ اور محمود شاہ بہادر شاہ گجراتی سے مدد چاہی۔ اور بہادر شاہ محرم ۹۳۵ھ میں ان دونوں کی مدد کے لئے دکن آیا۔ برہان نظام شاہ گھبرا کر اسمٰعیل عادل اور قطب قلی سے اعانت طلب کی۔ اور امیر برید کو بھی بلایا۔ اور بہادر شاہ پہلے برہاڑ آیا۔ علاء الدین نے اوسکے نام کا خطبہ پڑھایا۔ بعد ازاں اوسنے برہان کی جانب توجہ کی۔ امیر برید نے بہادر شاہ کی فوج کا مقابلہ کر کے شکست

---

* مصر میں ایک شخص ابو القاسم محمد بن عبد اللہ المہدی حاکم ہوا ہے۔ اکثر کہتے ہیں کہ یہ مہدی نسل اسمٰعیل بن امام جعفر صادق سے تھا۔ مگر اہل تسنن کے نزدیک وہ عبد اللہ بن سالم مصری کی اولاد ہے۔ اور اہل عراق اوسے عبد اللہ بن میمون قداح کی اولاد میں بیان کرتے ہیں۔ الغرض اس مہدی کی اولاد میں مصر کی حکومت (۲۶۶) برس رہی۔ ایک شخص اسی خاندان کا اوایل کو حسین نقیر ہو گیا تھا جس نے مذہب تشیع کو بہت قوت دی۔ جب مصر کی حکومت ۵۶۷ھ میں خلفائے عباسیہ خاندان میں منتقل ہوئی تو ان مشایخوں کو معہ اولاد جلاوطن کر دیا گیا۔ یہ لوگ خود مضافات گیلان میں چلے گئے۔ تین سو برس وہاں رہنے سے سادات خوندیہ مشہور ہوئے۔ چنانچہ اسی خاندان میں شیخ طاہر پیدا ہوا۔ یہ شخص بڑا متبحر عالم اور فصیح اللسان تھا۔ مصر۔ بخارا۔ سمرقند۔ قزوین کے شیعہ اس کے

دیدی۔ مگر جب بہادر شاہ کا وزیر خداوند خان ۲۰ ہزار سوار سے آیا۔ اور بہادر شاہ نے علاء الدین
کو بھی۔ ۲ ہزار سوار ہمراہ کرکے مقابلہ کو بھیجا تو اب امیر برید و خواجہ جہان گھبرائے اور وہاں سے بھاگ کر
خیر آئے۔ سلطان بہادر شاہ سید ہا احمد نگر آکر باغ نظام مین قیام کیا۔ اب اوس کا ارادہ ہوا
کہ چند روز یہان قیام کرکے اس ملک کو گجرات مین ملا لیا جائے۔ لیکن ۴۰ روز کے قیام کے
بعد ایک مہیب خواب ایسا دیکھا کہ پریشان ہوکر اوسی روز وہان سے کوچ کرکے دولت آباد آیا۔
اور علاء الدین عماد الملک کو معہ چند امرائے گجرات کے دولت آباد کے محاصرہ پر چھوڑ کر خود محمد شاہ
فاروقی کے ساتھ دولت آباد بالا گھاٹ مین مقام کیا اور برہان نے شیخ جعفر کو معزول کرکے
ایک برہمن کانو نرسی کو پیشوائی کا عہدہ دیا۔ اور ہر چند بہادر شاہ کے دفعیہ مین کوشش کی۔ مگر
ہمیشہ شکست پائی۔ بالآخر صلح کی تجویز ہوئی اور برہان نے بھی احمد نگر مین بہادر شاہ گجراتی کا خطبہ پڑھوایا۔
اس کے بعد بہادر شاہ گجرات چلا گیا۔ ۹۳۷ھ مین بہادر شاہ گجراتی نے مالوہ پر چڑھائی کرکے محمود
ثانی خلجی کو گرفتار کرلیا۔ اور مالوہ کو گجرات مین ضم کیا۔ چنانچہ اس مہم کے لیے برہان نے غالباً

بقیہ (نوٹ صفحہ ۱۲۷)۔ مرید تھے۔ چونکہ شاہ اسمٰعیل والی ایران بھی پیری مریدی سے بادشاہی کے درجہ کو پہنچا تھا۔ اسلئے
اوسکو اوسکا دہان رہنا ناگوار گزرا۔ اور اوس کے استیصال کی فکر مین ہوا۔ لیکن شاہ حسین اصفہانی (جو شاہ اسمٰعیل کا
ناظر دیوان تھا) کے ذریعہ شاہ طاہر کو خبر ہوگئی۔ اوس نے پیری مریدی ترک کرکے کاشان کا مدرس ہوگیا۔ مگر یہان
بھی اوسکے بہت سے مرید جمع ہوگئے۔ آخر شاہ اسمٰعیل صفوی نے اوس کے قتل کا حکم دیا۔ اور یہ خبر پاکر دہان سے
بھاگا۔ سیدہا بیجاپور آیا۔ اسمٰعیل عادل نے توجہ نہ کی۔ پھر دہان سے پرینڈہ گیا۔ خواجہ جہان نے اپنے بچون کی تعلیم
اوسے نوکر رکھا۔ اس اثنا مین ملا پیر محمد اوستاد برہان شاہ (جو سنی تھا) پرینڈہ آیا۔ اور شاہ طاہر سے
ایک سال مین مجسطی (علم ہیئت کی ایک کتاب) پڑھی۔ جب احمد نگر واپس گیا تو برہان سے شاہ طاہر کی تعریف کی

کو بہادر شاہ کے پاس روانہ کیا۔ اتفاقاً اس وقت بہادر شاہ برہان پور مین محمد شاہ کے پاس پڑا ہوا تہا۔ اُس نے برہان کو وہان طلب کیا۔ یہ بہی مجبوراً یا دل ناخواستہ چلا آیا۔ اور ملازمین کی طرح بہادر شاہ کو سلام کرنا پڑا۔ اسکے بعد بہادر شاہ نے اپنا پٹکا کہول کر برہان کی کمر مین باندہا۔ اور خنجر و تلوار مرحمت کی۔ نظام شاہی کا خطاب دیا۔ اور سفید چتر جو سلطان محمود خلجی سے چہینا تہا وہ بہی برہان کو دیدیا۔ الغرض بہادر شاہ نے برہان کو نہایت خاطر و مدارات کرکے واپس کیا۔ ۹۳۸ھ مین اسمٰعیل اور برہان کے (امیر برید کے لئے) دو دو ہاتھ چل گئے۔ اسمٰعیل کو فتح اور برہان کو شکست ہوی۔ لیکن پہر دونون مین صلح ہوگئی۔ ۹۴۴ھ مین دفعتاً برہان کا بیٹا عبدالقادر سخت بیمار ہوا۔ جس سے برہان بیچین ہوگیا۔ نذرین مینتین مانین درگاہون پر چادرین چڑہائین۔ مگر تخفیف کی صورت نظر نہ آئی۔ اوس وقت شاہ طاہر نے برہان کو کہا کہ اگر آپ مذہب امامیہ اختیار کرنے اور خطبۂ اثنا عشری پڑہانے کا وعدہ کیجیے اور حضرات دوازدہ امام سے تائید چاہیئے۔ تو شہزادہ کو شفا ہوجاتی ہے۔ چونکہ اس سے قبل برہان فرقۂ مہدویہ کا معتقد تہا۔ اب شاہ طاہر کے کہنے سے مذہب تشیع اختیار کرنے پر رضامند ہوگیا۔ خدا کی قدرت کہ شہزادہ صحیح ہوگیا۔ پہر کیا تہا شاہ طاہر کی منہ مانگی مراد آئی۔ اور برہان معہ اپنے تمام متعلقین وغیرہ کے شیعہ ہوگیا۔ اور خطبۂ اثنا عشری پڑہوایا۔ اور سیاست تبرے بازی ہونے لگی۔ ملّا پیر محمدؒ کے اتفاق سے اکثر سنیون نے بادشاہ پر یورش کی۔ مگر شکست پائی۔ اور ملّا پیر محمدؒ اسیر ہوگیا جس سے یہ فتنہ فرو ہوا۔ لیکن جب احمد نگر مین لعن و طعن و تبرے کی کثرت ہوئی۔ تو سلطان محمود گجراتی سیران مبارک شاہ فاروقی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۸) برہان نے اوسکو طلب کرکے اپنی مجلس مین شریک کیا۔ ۱۲ مولف۔

ابراہیم عادل شاہ (جو اسمٰعیل عادل کے مرنے پر تخت نشین ہوا تھا) عماد الملک نے مذہبی خیال سے برہان پر چڑھائی کی۔ برہان نے سلطان گجرات و شاہ برہانپور کو تو اضعات زری سے راضی کرلیا۔ اور ابراہیم کا مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ اوسکے بعد یہی اور دو لڑائیاں ابراہیم اور برہان میں ہوئیں۔ اور ہر دفعہ برہان غالب رہا۔ ۹۴۹ھ میں اسد خان بلگلوانی اور ابراہیم عادل کے مابین رنجش ہوگئی۔ برہان نے امیر بریدکے اتفاق سے بیجاپور پر حملہ کیا۔ اور مشہور کیا کہ اسد خان نے مجھے بلایا ہے۔ ابراہیم عادل بیجاپور سے باہر نہ نکلا۔ اور برہان سولاپور کے ساڑھے پانچ پرگنوں پر قابض ہوگیا۔ اور خواجہ جہان کنہی کے حوالہ کرکے آگے بڑھا۔ بلگوان۔ مرج۔ کلبرگہ کو خوب لوٹا۔ اس کے بعد بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم کلبرگہ چلا گیا۔ اتنے میں عماد شاہ حاکم تراڑ ابراہیم کی کمک کو آگیا۔ اور اسد خان بھی ابراہیم سے مل گیا۔ جب طرفین سے مقابلہ ہوا تو برہان شکست کھاکر بھاگا۔ اور وہ مفتوحہ ساڑھے پانچ پرگنے واپس دیکر صلح کرلی۔ مگر ۹۵۰ھ میں پھر برہان نے جنبش قلی۔ دریا عماد شاہ۔ رامراج کی کمک لیکر ابراہیم پر حملہ کیا۔ اور شکست فاحش دی۔ آخر شولاپور کے ساڑھے پانچ پرگنے دینے پر تصفیہ ہوگیا۔ اسی سال شاہ طہماسپ والی ایران کا ایلچی برہان کے پاس آیا۔ شاہ نے آقا سلمان طہرانی سفیر کے ہاتھ بیش قیمت تحفے بھیجے تھے۔ جن میں ایک غلام ترک شاہ نام اور وہ بڑا انمول ہیرا (جو ہمایون بادشاہ نے اوسے دیا تھا) ایک زمرد جسپر خلیفہ معتصم باللہ عباسی کا نام منقش تھا۔ اور خود شاہ کے ہاتھ کی عقیق کی انگوٹھی جسپر کلمہ التوفیق من اللہ کندہ تھا۔ برہان نے سفیر کی بہت کچھ آؤبھگت کی۔ اور شاہ طاہر کو میٹھے حیدر کے ہمراہ کچھ تبرکات وغیرہ شاہ کو بھجوائے۔ ۹۵۳ھ میں برہان پر امراج کے استظہار سے کلبرگہ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ ابراہیم بھی مقابلہ کو نکلا۔ بارش کے باعث

تین مہینے تک لڑائی نہیں ہوئی۔ جب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا تو برہان بھاگا۔ ابراہیم کو (۲۵۰) ہاتھی (۱۷۰) توپیں ہاتھ آئیں۔ بعد ازاں برہان نے امیر برید کو اپنی موافقت کرنیکے لئے کہا۔ مگر اوسنے انکار کیا۔ اسلئے برہان نے علی برید پر چڑھائی کر کے قلعہ اوسہ کا محاصرہ کیا۔ اور علی برید بھی ابراہیم کی کمک لیکر مقابلہ کیا۔ مگر برہان نے ان دونوں کو شکست دی۔ اور قلعۂ اودگیر و قندہار فتح کر کے احمد نگر واپس ہوا۔ ۹۵۶ھ میں شاہ طاہر کا انتقال ہوگیا۔ اور برہان نے قاسم بیگ حکیم اور بہوپال راؤ کو اپنے کارپرداز مقرر کیا۔ اس کے بعد بادشاہ (برہان) نے قلعۂ کلیان پر حملہ کیا۔ علی برید کی مدد پر ابراہیم عادل شاہ آیا۔ اور قلعہ کی کمی سے لشکر نظام شاہیہ میں تزلزل پیدا ہوا جس سے برہان کو فکر ہوگئی۔ لیکن بہوپال راؤ نے سیف الدین عین الملک (جو ابراہیم کی مدد پر آیا تھا) کو رشوت دیکر ابراہیم سے جدا کیا۔ اور فوج کو ایک لخت عادل شاہیوں پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کی فوج شکست پاکر پریشان ہوگئی۔ اور ابراہیم جو اوس وقت عید کے لئے غسل کی تیاری کر رہا تھا۔ گھبرا کر بھاگا۔ اور قلعۂ کلیان کو برہان نے فتح کر لیا۔ اور ابراہیم وہاں سے بھاگ کر نظام شاہیہ ممالک کو خراب کیا۔ قلعۂ پرینڈہ پر قبضہ کر لیا۔ اور خود بیجاپور کو روانہ ہوا۔ جب برہان کو یہ خبر ہوئی تو بلغار آیا۔ اور عادل شاہیوں سے پرینڈہ لے لیا۔ اور خواجہ جہان دکھنی کے حوالہ کر کے احمد نگر آیا۔ اسکے بعد ۹۵۹ھ میں برہان نے رام راج کو متفق کر کے عادل شاہیہ ممالک پر یورش کی۔ برہان تو شولاپور پر قبضہ کیا۔ اور رام راج مدگل و رائچور کو لیا۔ پھر وہاں سے یہ دونوں اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ پھر ۹۶۱ھ میں رام راج کی صلاح سے برہان بیجاپور آیا۔ ابراہیم میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اسلئے پنالہ میں پناہ گیر ہوا۔ اب برہان بیجاپور کا محاصرہ کر لیا۔ قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے۔ مگر یکایک برہان بیمار ہوگیا۔

اور وہان سے احمد نگر آتے ہی مرگیا۔ جس سے بیجاپور کی فتح نہ ہوسکی۔ برہان نظام شاہ نے (۱۴۹۱ء) اس بادشاہت کی۔ لڑکپن میں سنی تہا۔ بعد عہدی ہوا۔ پہر متعصب شیعہ ہوگیا۔ اسکو چھہ بیٹے۔ حسین عبدالقادر (یہ آمنہ کے بطن سے تہے)۔ شاہ علی (یہ بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کے بطن سے تہا۔) شاہ حیدر (یہ خواجہ جہان دکہنی کا داماد تہا) محمد باقر (بیجاپور میں فوت ہوا) محمد خدابندہ (بنگالہ میں مرا) تہے۔ اسوقت تخت نشینی میں جھگڑا پیدا ہوا غریب وحبشی حسین کے طرفدار تہے۔ دکہنی اور ہندو عبدالقادر کے جانب ہوئے۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ حسین نے فتح پائی۔ اور عبدالقادر برار کو بہاگا۔ اور وہیں مرگیا۔ شاہ علی۔ محمد باقر۔ خدابندہ بیجاپور چلے گئے۔ شاہ حیدر پریندہ گیا۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری

جب حسین نظام شاہ تخت نشین ہوا تو باپ کی طرح خطبۂ امامیہ جاری رکہا۔ اور سرحد پر آکر ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلی۔ اسکے بعد اون لوگون کو خوب سزا دی جو عبدالقادر کی رفاقت اختیار کئے تہے۔ سیف خان عین الملک ہراسان ہوکر برار چلا گیا۔ اور خواجہ جہان دکہنی نے چاہا کہ ابراہیم کی مدد سے اپنے داماد شاہ حیدر کو احمد نگر میں تخت نشین کرے۔ حسین کو یہ خبر ہوتی ہی وہ پریندہ پر چڑھ دوڑا۔ خواجہ جہان۔ شاہ حیدر کو لیکر بیجاپور چلا گیا۔ اور حسین قلعۂ پریندہ کو فتح کرلیا۔ ادہر ابراہیم نے رامراج کو متفق کرکے سیف خان عین الملک کو بلگنڈہ سے بلایا۔ اور سیف الدولہ والاقتدار عضد السلطنۃ البباہرہ۔ امیر الامراء کا خطاب اور علاقۂ مان وپائین وتنگری ورائے باغ جاگیر اسکو دیکر اسد خان کا درجہ عطا کیا۔ شاہزادۂ شاہ علی کے سر پر چتر شاہی لگا کر اوس کو دو ہزار سوار سے سرحد پر بہیجا۔ اور خود شولاپور کا محاصرہ کیا۔ ادہر حسین کو دریا عادل شاہ نے

مدد دی۔ جب شولاپور کے مقام پر طرفین سے مقابلہ ہوا تو ابراہیم کا پلہ بھاری رہا۔ مگر بعض لوگون نے اوس کو یہ سمجھایا کہ عین الملک حسین سے ملگیا۔ وہ یہ سنتے ہی باوجود غالب ہونیکے لڑائی سے کنارہ کرکے سیدھا بیجاپور چلا گیا۔ جب عین الملک نے دیکھا کہ ابراہیم چلا گیا تو وہ خود بھی لڑائی سے مُنہ موڑا۔ اور حسین تو یہ خدا سے چاہتا تھا فوراً احمد نگر روانہ ہوا۔ ۹۶۳ھ مین حسین نے ابراہیم قلی کی رفاقت مین گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ اور ابراہیم نے رام راج کو متفق کرکے اوسکی مدافعت کی۔ اس اثنا مین ابراہیم قلی نے رام راج کے کہنے سے حسین کی رفاقت چھوڑ دی جس سے حسین کو مجبوراً گلبرگہ کا محاصرہ اوٹھاکر احمد نگر جانا پڑا۔ ۹۶۴ھ مین ابراہیم عادل نے رام راج کی مدد سے سیف خان عین الملک کو شکست دی تو وہ سعد صلابت خان کے بھاگ کر احمد نگر آیا۔ حسین نے فریب سے اون دونون کا خاتمہ کر ڈالا۔ جب یہ خبر سیف خان کے لشکر مین پہونچی تو اوس کا علام اوس کے عیال و اطفال کو لیکر گولکنڈہ فرار ہوگیا۔ اس عرصہ مین ابراہیم عادل شاہ مرگیا۔ اور علی عادل شاہ تخت نشین ہوا۔ اور ۹۶۶ھ مین حسین نے دریا عماد شاہ کی بیٹی دولت شاہ سے نکاح کیا۔ اور قلعۂ کالنہ کو ابن رائے سے لیا۔ ۹۶۸ھ مین علی عادل نے رام راج اور ابراہیم قلی کو متفق کرکے شولاپور و کلیان کے لئے حسین پر چڑھائی کی۔ احمد نگر سے دولت آباد تک۔ اور پرینڈہ سے جیر تک جس بستی مین گئے۔ اوسے خاک سیاہ کردیا۔ حضوصاً رام راج کے ہندو لشکریون نے احمد نگر کے مسلمانون پر بہت ظلم کیا اور اسلام کی ننگ کی۔ اب قریب تھا کہ احمد نگر فتح ہوجائے اور نظام شاہیہ حکومت جہان سے اوٹھ جائے۔ مگر ابراہیم قلی نے سوچا کہ اگر احمد نگر فتح ہوگیا تو علی عادل کی قوت بڑھ جائیگی۔ پھر میری سلطنت کی خیر نہین ہے۔ اسلئے اوسنے خفیہ طور پر قلعہ والون کو رسد پہونچایا۔ اور رام راج کو ایسا بہکایا کہ وہ محاصرہ چھوڑکر بیجانگر جانے پر آمادہ ہوگیا۔ لیکن علی عادل کے

اصرار پر ٹھہر گیا۔ ابراہیم قلی تو چلتا بنا۔ آخر حسین نے مجبور ہو کر صلح چاہی۔ رام راج نے تین شرطوں پر صلح منظور کی۔ ایک تو قلعۂ کلیان علی عادل کو دیا جائے۔ دوسری جہانگیر خان (جو رام راج کے لشکر کو بہت مضرت پہونچایا تھا) قتل کیا جائے۔ تیسری حسین شاہ پان استمالت رام راج کے پاس حاضر ہو کر کہائے۔ حسین نے ان تینوں شرطوں کو پورا کر کے اس بلا سے پیچھا چھڑایا۔

سنہ ۹۷ھ میں حسین نے ایک بیٹی بی بی خدیجہ (جو خونرہ ہمایون کے بطن سے تھی) شاہ جمال الدین حسن پسر شاہ حسین انجو کو بیاہ دی اور دوسری بیٹی بی بی جمال کا نکاح ابراہیم قلی سے کر دیا۔

اسکے بعد حسین اور ابراہیم قلی دونوں نے ملکر قلعۂ کلیان کا محاصرہ کیا۔ علی عادل نے رام راج علی بریدشاہ کو کمک پر لیکر مقابلہ کو آیا۔ خوب لڑائی ہوئی حسین کا توپ خانہ غنیم نے چھین لیا آخر حسین مجبور ہو کر محاصرہ اوٹھا کر احمد نگر چلا گیا۔ اور ابراہیم قلی گولکنڈہ کی جانب کوچ کیا۔ اور علی عادل و رام راج وغیرہ حسین کا تعاقب کر کے احمد نگر پہونچے۔ حسین تو خیبر چلا گیا۔ احمد کے پاس رام راج کا لشکر ایک نشیب میں فروکش تھا۔ شب میں خوب زور سے بارش ہوئی۔ اور ایک سیلاب عظیم ایسا آیا کہ رام راج کے ۱۲ ہزار آدمی بہہ گئے۔ جن میں (۲۰) بڑے بڑے افسر تھے۔ علاوہ ان کے (۳۰۰) ہاتھی ڈوب مرے۔ اب رام راج بد دل ہو کر بیجانگر چلا گیا۔ اور علی عادل بھی بیجاپور واپس ہوا حسین جیسے سے احمد نگر آگیا۔ اب حسین نے اپنی بیٹی چاند بی بی کا نکاح علی عادل سے کیا۔ چونکہ رام راج کی فوج نے احمد نگر میں مسلمانوں پر بہت ظلم کیا تھا۔ اور اسلام کی ہتک کی تھی۔ اسلئے سنہ ۹۷ھ میں جملہ سلاطین اہل اسلام (دکن) یعنی علی عادل حسین۔ ابراہیم قلی۔ علی بریدشاہ یہ سب اتفاق کر کے رام راج پر حملہ کرنے کے لیے بیجانگر چلے جب رام راج کو خبر ہوئی تو وہ بھی مقابلہ کو نکلا۔ تالی کوٹھہ کے مقام پر سخت جنگ ہوئی رام راج حسین شاہ کے ہاتھ گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد تمام مسلمان بیجانگر میں داخل ہو

خوب لوٹا۔ اور شہر کو ایسا تباہ و غارت کیا کہ پھر کبھی آباد نہ ہوا کہتے ہیں کہ بیجانگر کو مسلمانوں نے پانچ مہینے تک لوٹا۔ اسی لوٹ میں علی عادل کے حصہ میں ایک ہیرا آیا تھا جو ایک معمولی انڈے کے برابر تھا۔ جب مسلمان لوٹ مار سے فارغ ہوئے تو پھر اپنے اپنے ملکوں کو چلے گئے حسین جب بیجانگر سے احمد نگر آیا کثرت مباشرت اور افراط شراب خواری سے گیارہ دن کے بعد ۷ ذیقعدہ ۹۷۳ھ روز چہارشنبہ کو انتقال کیا۔ اسکو چار بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ جن میں مرتضےٰ اور برہان۔ چاند بی بی (زوجہ علی عادل) بی بی خدیجہ (منکوحہ بجمال الدین حسین انجو) خونزہ ہمایون مبانجیو بن خواجگی پسرزادہ جہان شاہ قراقوینلو بادشاہ آذربائیجان کے بطن سے اور شاہ قاسم شاہ منصور آفتابی بی (زن میر عبدالوہاب) بی بی حمال (زوجہ ابراہیم قطب شاہ) سریہ سے ہیں۔

مرتضےٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ

حسین نظام شاہ کے انتقال پر اوس کا بڑا بیٹا مرتضےٰ تخت نشین ہوا۔ خونزہ ہمایون متکفل امور سلطنت رہی۔ مگر عنایۃ اللہ پیشوا اور قاسم بیگ حکیم سے مشورہ لیکر احکام جاری کرتی تھی ۹۷۴ھ میں جب علی عادل نے بیکٹاوری پر حملہ کیا۔ تو خونزہ ہمایون اوسکے مدد کو گئی۔ علی عادل ناکام واپس ہوا۔ اسکے بعد خونزہ ہمایون نے خان اعظم تفال خان اور ابراہیم قلی کی کمک سے بیجاپور پر حملہ کیا۔ مگر کشور خان (جو اوسی وقت ترنمل سے آیا تھا۔) نے نظام شاہیون کی خوب درگت بنائی۔ تمام گھوڑے۔ ہاتھی۔ اسباب وغیرہ چھین لیا۔ آخر خونزہ ہمایون۔ نظام شاہ کو لیکر احمد نگر واپس ہوئی ۹۷۵ھ میں علی عادل اور مرتضےٰ شاہ نے اتفاق کرکے تفال خان حاکم برار پر چڑھائی کی۔ تفال نے دو لاکھ ہون اور ۵۰ ہاتھی بہت سے تحایف علی عادل کو دیکر راضی کرلیا۔ اور علی عادل نے مرتضےٰ شاہ کو برار سے واپس ہونیکی صلاح دی۔ اور یہ دونوں اپنے

اپنے ملک کو چلے گئے۔ پھر ۹۷۴ھ مین علی عادل اور مرتضےٰ شاہ کے دو دو ہاتہ ہو گئے۔ علی عادل کامیاب رہا۔ اور مرتضےٰ احمد نگر چلا گیا۔ ۹۷۵ھ مین علی عادل نے مرتضیٰ نظام کے بعض ولایات کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ چنانچہ قلعہ کندالہ فتح ہوا۔ پھر کشور خان کو سرحد پر بھیجا۔ خونزہ ہمایون نے دکہنی سردارون کو اوسکی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ حوالی قصبہ کیج مین دکہنیون نے شکست پائی۔ کشور خان نے رعایا سے ۲۴ لاکہ ہون کے قریب وصول کیا۔ اور یہان ایک قلعہ موسوم بہ دہارور تعمیر کرایا۔ چونکہ خونزہ ہمایون نے اپنے بہائیون اور نسوبون کو نظام شاہی آدہا ملک جاگیرون مین دیدیا تہا۔ اور وہ سپاہ کے جانب بالکل توجہ نہ کرتے تھے اسلیئے شاہ جمال الدین حسین اور مرتضےٰ خان وغیرہ نے مرتضےٰ نظام سے خونزہ ہمایون کی شکایت کی مرتضےٰ نظام نے اوسکے بندوبست و استیصال کے لئے حکم دیدیا۔ پھر کیا تہا حبشی خان فرہاد خان نے خونزہ ہمایون کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور خونزہ کے دونون بہائی عین الملک و تاج خان بہاگ گئے۔ جن مین عین الملک تو گجرات سے پکڑا آیا۔ مگر تاج خان قطب شاہیہ عملداری مین پناہ لیا۔ اس کے بعد مرتضےٰ نظام نے قلعۂ دہارور پر حملہ کیا۔ کشور خان عادل شاہی مارا گیا۔ اور قلعہ ہاتہ آیا۔ ادہر عادل شاہی امرا عین الملک اور نور خان نے لشکر کثیر کے ساتہ احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ جب مرتضےٰ نظام دہارور کو فتح کر لیا تو خواجہ میرک دبیر۔ فرہاد خان۔ اخلاص خان کو پانچ چہہ ہزار سوار سے اون کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچہے چلا۔ جب طرفین سے لڑائی ہوئی تو عادل شاہی لشکر نے شکست پائی۔ عین الملک مارا گیا۔ نور خان گرفتار ہوا۔ اور جسقدر ملک کہ کشور خان نے فتح کیا تہا وہ سب جاتا رہا۔ بعد ازان مرتضےٰ نظام ابراہیم قلی کو کمک بیجاپور پر چڑہ دوڑا جس سے علی عادل بہت گہبرایا۔ اور ابوالحسن (جو علی عادل کا پیشوا تہا) کی چال سے مرتضےٰ اور ابراہیم مین بگاڑ ہو گیا۔ اور ابراہیم چلتا بنا۔ مرتضےٰ نے اوس کے

ہاتھی اور گھوڑے لوٹ لئے اور بیجاپور کا محاصرہ چھوڑکر ابراہیم کا تعاقب کیا۔ اور اوسکو بہت نقصان دیا۔ پھر احمدنگر واپس ہوکر ملاحسین کو معزول کرکے جمال الدین کو پیشوا مقرر کیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ پرتگیزون نے قلعہ ریکنڈہ کو مستحکم و استوار کرکے اپنے حد سے قدم باہر رکھا ہے۔ اور مسلمانون کی حقارت و تذلیل پر کمر باندہی ہے جس سے مرتضےٰ کو حرارت آئی۔ اور ۹۷۹ھ مین لشکر جرار کے ساتھ قلعہ ریکنڈہ کا محاصرہ کیا۔ لیکن امرائے نظام شاہیہ کی شرارت سے پرتگیزون کی بیخ کنی نہ ہوسکی۔ آخر مرتضےٰ نظام ناکام احمدنگر واپس آیا۔ اب علی عادل اور مرتضےٰ نظام نے اتفاق کرکے بڑاڑ و بیدر پر قبضہ کرنیکی ٹھانی۔ سنہ ۹۸۰ھ مین مرتضےٰ نظام نے ایلچپور کے جانب کوچ کیا۔ ادہر تفال خان اور اوسکا بیٹا شمشیر الملک مقابلہ پر آئے۔ چنگیز خان نظام شاہی کی بہادری سے یہ دونون بھاگے اور (۲۷۰) ہاتھی غنیمت مین ہاتھ آئے۔ اس کے بعد مرتضےٰ نظام نے تفال خان کا تعاقب کیا۔ چھ ماہ تک وہ بیچارہ معہ اپنے بیٹے وغیرہ کے جنگل جنگل مارا پھرا۔ اور مرتضےٰ بھی اوس کے تعاقب کو نہ چھوڑا۔ اب قریب تھا کہ وہ گرفتار ہوجائے۔ ناگاہ میر موسےٰ ماژندرانی (جو سید مجذوب تھا) نے مرتضےٰ کی راہ روک کر کہا کہ بارہ امام کی محبت مین مجھکو ۱۲ ہزار ہون دیگر آگے پڑے۔ بادشاہ نے چنگیز خان کو حکم دیا۔ مگر خزانہ پیچھے رہجانے سے توقف ہوا۔ اور سید نے ضد کی کہ جب تک مجھکو ہون نہ ملین تجھے آگے جانے نہ دونگا بادشاہ نے بھی کہا کہ جب تک اوس کا سوال پورا نہ کیا جائے آگے نہ بڑہین۔ آخر ۱۲ ہزار ترکیب ۱۲ ہزار ہون سید کو دیکر آگے روانہ ہوا۔ اور اس توقف مین تفال خان خاندیس داخل ہوگیا۔ مرتضےٰ بھی اوسکے تعاقب مین خاندیس پہونچا۔ اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ تفال خان کو اپنے پاس سے علحدہ کردے۔ جب تفال خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ خود

ہان سے نکلکر برار آیا۔ اور شہنشاہ اکبر کو امداد کے لیے عریضہ لکھا۔ اکبر نے نظام شاہ کو ہر چند تفال کے تعاقب سے منع کیا۔ مگر وہ کب ماننے والا تہا۔ ادہر تفال خان خاندیس سے نکلکر پرنالہ مین پناہ لیا۔ اور شمشیر الملک کاویل مین جا چہپا۔ اب مرتضے پہلے پرنالہ کا محاصرہ کیا۔ ایک مدت تک یہ قلعہ فتح نہ ہوا۔ اس اثنا مین بادشاہ کو فرزند (حسین شاہ) تولد ہوئے کی احمد نگر سے خبر آئی۔ اور صاحب خان (جو ایک حسین لڑکا بادشاہ کا معشوق تہا) نے بہی احمد نگر چلنے پر ضد کی۔ اب مرتضے (بادشاہ) بہی چلنے پر آمادہ ہوگیا۔ لیکن چنگیز خان نے دیکہا کہ تین سال کی محنت برباد جاتی ہے تو اوس نے اور دو چار روز ٹہرنے کی بادشاہ کو صلاح دی۔ اتنے مین ایک تاجر لاہور سے چند گہوڑے تفال خان کیلیے لایا۔ اور چنگیز نے اوس تاجر سے ساز باز کرکے اوسکو قلعہ مین جانے دیا۔ اور قلعہ کے حارسین کو بہت کچہ رشوت دی گئی جس سے فوراً قلعہ فتح ہوگیا۔ اور تفال خان بہاگا۔ سید حسن استرآبادی نے پیچہا کرکے تیسرے روز مستجہور کے مقام پر اوسکو گرفتار کرلیا۔ بلدان قلعہ کاویل بہی مسخر ہوا۔ اور شمشیر الملک پکڑا آیا۔ اور عماد الملک (جو تفال خان کے قید مین تہا) بہی معہ اپنے تمام خاندان کے گرفتار ہوگیا۔ بادشاہ نے ان سبکو (جو تعداد مین چالیس تہے) ایک قلعہ مین قید کیا۔ اور یہ ایک ہی رات مین سب کے سب مرگئے۔ اکثر کا قول ہے کہ بادشاہ نے سبکو قتل کروایا۔ بعض کہتے ہین کہ یہ لوگ ایسے تنگ حجرہ مین بند کئے گئے تہے کہ دم گہٹ کر مرگئے۔ اس کے بعد عماد شاہیہ اور تفال خانیہ خاندانکا کوئی شخص باقی نہ رہا۔ اور وہ سلطنت کہ جسے فتح اللہ عماد الملک نے ۸۷۶ھ مین قایم کیا تہا ۹۸۳ھ مین (۱۰۶) برس کے بعد سلطنت احمد نگر مین شامل ہوگئی۔ اور بادشاہ (مرتضے) نے برار کا انتظام کرکے اوس کے تمام اقطاع اپنے امرا مین تقسیم کردیا۔

اور وہان سے بیدر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ ادہر برہان عماد شاہ کا دایہ زادہ میران محمد شاہ کے پاس جاکر کہا کہ مین برہان عماد شاہون مجھے بڑار کا ملک دلا دیجے۔ چونکہ اس کے قبل تفال خان نے گجراتیون کے مقابلہ مین محمد شاہ کو مدد دے چکا تہا۔ اب اس احسان کے ادا کرنے کے لئے محمد شاہ نے ۶ ہزار کی فوج اوس کے ساتہ کرکے بڑار پر بہیجا۔ برہان بڑار کے بہی کچہ لوگ تقریباً سات آٹہہ ہزار اون کے ساتہ شامل ہوگئے۔ اور اس جمعیت عظیم نے مرتضےٰ شاہ کے تہانون کو اکثر جگہ سے اوٹہا دیا۔ اور ملک مین خلل واقع ہوا۔ لہذا دلاور خان اور خورشید خان (جو مرتضےٰ شاہ کے جانب سے محافظ تہے) گہبرائے اور مرتضےٰ کو اطلاع دی۔ اوس نے بیدر کا ارادہ فسخ کرکے فوراً ادہر کا کوچ کیا۔ اور سید مرتضےٰ سبزواری کو ۸ ہزار سوار سے آگے بہیجا۔ خوب جنگ ہوئی۔ اور مرتضےٰ نے تمام ملک خاندیس پر جہاڑو پہیر دی۔ محمد شاہ نے مجبوراً چہ لاکہ مظفری (یہ گجراتی سکہ تہا۔ جو دو مظفری ایک نقرہ تنکہ یا روپیہ کے برابر ہوتی تہین) مرتضےٰ شاہ اور چار لاکہ چنگیز خان کو دیکر پیچہا چہوڑایا۔ جب بادشاہ کو ان امور سے فرصت ملی تو وہ پہر بیدر کے جانب چلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ کو خیال پیدا ہوا کہ اگر بڑار کی طرح بیدر بہی مرتضےٰ نظام شاہ کے ہاتہ آگیا تو پہر میری خیر نہین ہے۔ اور اس ساری کارروائی کا موجد چنگیز خان ہے۔ اگر اوس کا قصہ پاک ہوجائے تو پہر کچہ ڈر نہین ہے۔ اور اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اوسنے شاہ مرزا اصفہانی کو بظاہر فتح کی مبارکباد دینے مرتضےٰ کے پاس بہیجا۔ اور باطن مین چنگیز خان کے خاتمہ کرنیکی کارروائی سمجہا دی۔ جب مرزا مرتضےٰ کے پاس آیا تو اوسنے صاحب خان کو (جو بادشاہ کا معشوق تہا) گانٹہ کر یہ پٹی پڑہائی۔ کہ تو بادشاہ سے کہدے کہ چنگیز خان کا ارادہ ہے کہ وہ بڑار پر قابض ہوجائے اور بادشاہ سے بغاوت کرے چنانچہ صاحب خان نے بادشاہ سے

جاکر یہ واقعات بیان کر دیا۔ اور بعض وجوہات ایسے پیدا ہوئے کہ بادشاہ کو اوس کے کہنے کا یقین آگیا۔ اور زہر دیکر چنگیز خان کا خاتمہ کرا دیا۔ مگر چند ہی روز مین بادشاہ کو چنگیز خان کے پاکدامنی کی خبر ہوئی تو بہت پچتایا۔ لیکن کیا ہو سکتا تھا۔ اب بادشاہ نے قاضی بیگ یزدی کو پیشوا اور مرزا محمد نظیری و عین الملک نیشاپوری کو وزیر مقرر کر کے سید مرتضےٰ سبزواری کو بڑا لشکر دیکر روانہ کیا۔ اور خود بادشاہت سے کنارہ کشی کر کے قلعہ کے ایک مکان بغداد نام مین گوشہ نشین ہو گیا۔ شاہ قلی صلابت خان کو قلعہ کے دروازہ پر مامور کر کے حکم دیا کہ بجز صاحبخان کے کسی کو میرے پاس آنے نہ دے۔ ۹۸۴ھ مین جب شہنشاہ اکبر شکار کھیلتا ہوا سرحد مالوہ پر آیا تو مرتضےٰ شاہ صلابت خان کے کہنے سے لڑنے کے لئے دولت آباد روانہ ہوا اس اثنا مین اکبر شکار سے فارغ ہو کر واپس چلا گیا تو یہ پھر احمد نگر آکر عزلت نشین ہو گیا۔ اندنون صاحبخان کے تمام خویش و برادر بڑے بڑے منصب و خطاب سے سرفراز ہو گئے۔

اس کے بعد بادشاہ نے لباس درویشی کا پہن لیا۔ اور ایک روز حضرت امام رضا کی زیارت کے شوق مین پیادہ پا تین کوس تک نکل گیا۔ جب ارکان دولت کو معلوم ہوا تو اوسکے پیچھے دوڑے۔ اور منت و سماجت کر کے لائے۔ اس اثنا مین صاحبخان کی شرارت و بداطواری کی دھوم مچ گئی۔ اس بدبخت نے بہت سے امرا کو خراب و تباہ کیا۔ ایک دفعہ کل غریبون کے قتل کا حکم دیدیا۔ جس سے ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ صاحبخان نے دیکھا کہ اب تو بری ہوئی۔ فوراً بادشاہ سے جاکر کہدیا کہ غریبون نے جنگ پر کمر باندھی ہے۔ بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً اسوار ہو کر نکلا۔ غریبون نے بادشاہ کو دیکھا تو سب کے سب سلام کر کے اپنے اپنے مقامات کو لوٹ گئے۔ لیکن اسکے بعد بھی صاحبخان کی شرارت اور زیادہ ہو گئی تو بادشاہ نے اوس کے نکالدینے کا حکم دیا۔ صلابت خان تو اس کا منتظر تھا وہ

حکم کے ساتھہ ہی صاحبخان کو بہت بے عزتی کے ساتہ نکالا - اور وہ بیدر کے طرف چلا گیا - مگر چند روز کے بعد پھر بادشاہ کے عشق نے زور کیا تو خود پالکی مین سوار ہوکر صاحبخان کو لانے چلا - اور بیدر کی نواح مین اوسکو جا پکڑا - صاحب خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ صلابتخان کو جو میرا دشمن ہے شہر سے نکالدیجے - اور بیدر کو فتح کرکے میری جاگیر کردیجئے - تو مین ساتہ چلتا ہون - ورنہ مجھے معاف کیجئے" بادشاہ نے ان دونون شرطون کو منظور کرکے صلابت خان کو اوسکی جاگیر بیڑ پر بھیجدیا - اور خود بیدر کی تسخیر مین مشغول ہوا - علی بریدنے عادل شاہ سے کمک چاہی - اس اثنا مین شہزادہ برہان (جو قلعہ مین محبوس تہا) نے مجلس سے نکل کر احمد نگر مین بغاوت برپا کی جس سے بادشاہ پریشان ہوا - بکامحمد امیر شاہ اور مرزا یادگار کرکندی کے تفویض کرکے برہان کی سرکوبی کے لئے احمد نگر آیا - جب لڑائی ہوئی تو برہان شکست کہاکر بیجاپور کے طرف بہاگا - انہین ایام مین بادشاہ نے صلابتخان کو بیڑ سے بلالیا تہا - اس خبر کے سنتے ہی صاحب خان بگڑ گیا - اور اپنے ہمراہیون کو لشکر مین روانہ ہوا - بادشاہ نے دیکہا کہ صاحبخان پھر وہ ٹہکر چلا گیا - تو اوسنے سید مرتضی سرشار کو حکم دیا کہ جس طرح ہوسکے صاحب خان کو تسلی و دلاسا دیکر لے آئے - اور اگر کچھ سنڈر کرے تو قتل کردیجیو چونکہ تمام نظام شاہی امرا صاحب خان سے ناراض تھے اسلئے سید مرتضے نے خداوندخان کے ذریعہ صاحب خان کا خاتمہ کرادیا - اور بادشاہ سے عرض کی کہ وہ مرکر مارا گیا - بادشاہ بہی سنکر چپ ہوگیا - صاحب خان کے مارے جانے سے صلابت خان تمام سلطنت کا مختار ہوگیا - اسی زمانہ مین دو تین مرتبہ اکبر شاہ کے ایلچی بہی آئے - جن کی بہت کچھ مدارات و تواضع کی گئی - کہتے ہین کہ صلابت خان حبشی نہایت ہوشیار و لایق تہا - نظام شاہیہ سلطنت انتظام اسکے عہد مین عمدہ حالت پر رہا - اسی نے اسلامی سکہ کو رواج دینے اور ہندوون کے

سکہ کو دور کرنے کے لئے جابجا ٹکسالین مقرر کین اور ائمہ اثنا عشر کے نام کا سکہ مضروب کرایا۔ ایک طرف مرتضےٰ شاہ کا نام اور دوسرے طرف ائمہ اثنا عشر کے نام تھے۔ مگر سید مرتضےٰ سرلشکر بڑاڑ کو صلابت خان سے عداوت تھی۔ اسلئے اوسنے علاقۂ بڑاڑ مین ضرب نعانون کا کام چلنے ندیا۔ اس آپس کی رقابت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو صرافون نے اسلامی سکہ کو کالعدم کردیا اور اوس کا نام و نشان تک باقی نرکھا۔ ۹۸۸ھ مین علی عادل شاہ شہید ہوا اور اوس کا بھائی ابراہیم عادل تخت پر بیٹھا تو صلابت خان نے مرتضےٰ شاہ کو بیجاپور کی تسخیر پر آمادہ کیا۔ اور ابراہیم قطب شاہ کو بھی اعانت کے لئے بلایا۔ اور نظام شاہی فوج پر ایک چرکس غلام بہزاد الملک کو سپہ سالار بنا کر روانہ کیا۔ اور سید مرتضےٰ سرلشکر بڑاڑ کو بھی معہ فوج ساتھ کردیا۔ اب یہ سب ملکر بیجاپور قطب شاہ ودرک کا محاصرہ کئے۔ ادھر کشور خان عادل شاہی نے افضل خان کو معہ فوج مدافعت کے لئے بھیجا۔ ایک مہینے تک یہ دونون لشکر بیکار پڑے رہے۔ جب جنگ ہوئی تو سید مرتضےٰ کی چشمک سے (جو بہزاد الملک کے ساتھ تھی) بہزاد الملک نے شکست پائی۔ اس اثنا مین ابراہیم قطب شاہ کا انتقال ہوگیا۔ اور محمد قلی تخت نشین ہوا۔ جس سے قطب شاہی لشکر شاہ ودرک کا محاصرہ چھوڑ کر گولکنڈہ روانہ ہوا۔ الغرض انہین ابواب سے اس مہم مین کامیابی نہ ہوئی۔ بہزاد الملک اور سید مرتضےٰ بھی احمد نگر کو چلے گئے۔ ۹۹۲ھ مین مرتضےٰ شاہ نے اپنے بیٹے میران حسین کا نکاح خدیجہ سلطان (جو ابراہیم عادل کی بہن تھی) سے کمال تزک و احتشام کے ساتھ کیا۔ اور چاند بی بی (زوجہ علی عادل) اپنے بھائی مرتضےٰ شاہ سے ملنے کے لئے دولہن کے ساتھ بیجاپور سے آئی۔ انہین ایام مین صلابت خان اور سید مرتضےٰ کی آپسمین لڑائی ہوئی۔ اور سید مرتضےٰ شکست کھا کر گولکنڈہ کے پاس چلا گیا۔ اسکے آگے برہان شاہ (جو مرتضےٰ شاہ کا بھائی تھا) بھی اکبر کے پاس موجود

رہا۔ جب سید مرتضےٰ یہی وہاں پہونچگیا تو اکبر کو یہ دونوں نے سلطنت نظام شاہی کے فتح کرنیکی ترغیب دلائی۔ اور خود اکبر کا بھی ارادہ ایک مدت سے دکن کی تسخیر کا تہا۔ اسلئے اوس نے مرزا عزیز کو کہ (جو مالوہ کا حاکم تہا) کو دکن روانہ کیا۔ اور شاہ فتح اللہ شیرازی کو بھی اوس کے ساتھہ کر دیا۔ راجہ علی خان والی خاندیس کو اون کی اعانت کرنے کے لئے لکھا۔ جب یہ نظام شاہیہ سرحد پر پہونچے تو صلابت خان نے مدافعت پر کمر باندہی۔ خوب جنگ ہوئی۔ اور دکہنیون نے فتح پائی۔ اکبر شاہی امرا ناکام واپس ہوئے۔ اس کے قبل صلابت خان نے فتح شاہ پاتری (جو نہایت حسین تہا) کو مرتضےٰ شاہ کا جلیس بنایا تہا۔ اور اوس کے ذریعہ اپنا کام بادشاہ سے نکالتا تہا۔ اور یہ فتحی شاہ بادشاہ پر ایسا حاوی ہوگیا تہا کہ جو چاہتا وہ کرتا۔ اب اوس نے بادشاہ سے دو مالے مروارید و یاقوت کے (جو نہایت بیش بہا اور بیجانگر کی لوٹ مین ہاتہ آئے تہے) طلب کیا۔ بادشاہ نے صلابت خان کو دینے کیلئے حکم دیا۔ لیکن صلابت خان نے دوسرے مالے حوالے کئے۔ فتحی شاہ نے بادشاہ سے اسکی شکایت کی۔ آخر بادشاہ نے تمام جواہرات لانے کا حکم دیا۔ صلابت خان نے تمام جواہرات کو حاضر تو کیا لیکن وہ دو مالے اوس مین نہین لایا۔ جس سے بادشاہ کو غصہ آیا۔ اور تمام جواہرات کو آگ لگادی۔ جب صلابت خان کو خبر ہوئی تو وہ دوڑا آیا۔ اور بہ مشکل تمام جواہرات کو جلنے سے بچایا۔ تاہم بہت سے جواہر خراب ہوگئے۔ اس اثنا مین بعض مفسدون نے بادشاہ کو سمجہایا کہ آپ کی غفلت گزینی سے اکثر امرا آپکے بیٹے میران حسین کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ بادشاہ اس خبر کے سنتے ہی بیٹے کے قتل کے درپے ہوا۔ لیکن صلابت خان کی ہوشیاری سے وہ بچا رہا۔ ایک روز بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ایک حجرے مین نید کرکے آگ لگادی۔ مگر فتحی شاہ کی کوشش سے شہزادہ سلامت رہا۔ اس کے بعد بادشاہ کو

صلابت خان سے رنجش پیدا ہوئی۔ اور اوسکو بلا کر کہا کہ اگر تیرے قید کی قدرت مجھ میں ہوتی تو میں ضرور تجھے قید کرتا۔ لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ صلابت خان نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ کی یہی مرضی ہے تو میں خود قید ہو جاتا ہوں مگر حکم دیجئے کہ کس قلعہ میں قید رہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ دنڈ اراجپوری کے قلعہ میں قید ہو جا۔ صلابت خان کچھ عجیب سادہ مزاج تھا۔ اس حکم کے پاتے ہی فوراً گھر جاکر پاؤں میں زنجیر ڈالی اور پالکی میں سوار ہو کر قلعہ روانہ ہو گیا۔ ہر چند اوسکے عزیز و اقارب نے اُس کو مجنونانہ حرکت سے منع کیا۔ مگر وہ نہ مانا۔ اور اپنے بادشاہ کا حکم بجا لایا۔ اب بادشاہ نے قاسم بیگ حکیم کو وکالت اور مرزا محمد تقی نظیری کو وزارت عطا کی۔ اور ان دونوں کو حکم دیا کہ میران حسین کو قتل کر ڈالیں۔ مگر اونہوں نے نہ مانا تو اونکو موقوف کر کے قید کر دیا۔ اور مرزا محمد صادق اردوبادی کو وکیل کر کے شہنڈی کے قتل کے لئے کہا۔ اوسنے بھی انکار کیا۔ اب اوس کو بھی قید کر کے سلطان حسین سبزواری کو مرزا خان کا خطاب دیکر وکیل بنایا۔ اور اوسکو بھی وہی حکم دیا۔ اسنے ابراہیم عادل شاہ کو اس کی اطلاع دی اور کمک چاہی۔ چونکہ ابراہیم میران حسین کا سالہ تھا۔ اوسکو اپنے بہنوی کا بچانا ضروری تھا۔ اسلئے جمادی الاول ۹۹۶ھ میں تیس ہزار فوج سے احمد نگر آیا۔ اور مرزا خان کے اتفاق سے قدیم امراء کو گرفتار کر کے مرتضےٰ شاہ کو قید کر لیا۔ اسکے بعد میران حسین تخت نشین کیا گیا۔ اور اس ناخلف نے ۱۸ رجب ۹۹۶ھ کو ایک گرم حمام میں بند کر کے باپ کو مار ڈالا اس وقت ابراہیم عادل احمد نگر میں تھا۔ جب اوس نے سنا کہ میران حسین باپ کو مار ڈالا تو بہت ناراض ہوا۔ اور بغیر اجازت و ملاقات کے بیجاپور کو چلا گیا۔ مرتضےٰ نظام شاہ کی مدت سلطنت ۲۴ سال ۵ ماہ ہے۔

میران حسین نظام شاہ بن مرتضےٰ نظام شاہ

اوس وقت میران حسین کی عمر ۱۶ سالہ تہی۔ اور رات دن لہو و لعب مین مشغول اور اراذل و اجلاف کی صحبت مین مصروف رہتا تہا۔ مرزا خان تمام امور سلطنت کو انجام دیتا تہا۔ ایک دفعہ کسی نے بادشاہ سے کہدیا۔ کہ مرزا خان تیری گرفتاری کی فکر مین ہے۔ پھر کیا تہا مرزا خان کو گرفتار کرکے قید کیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تہی۔ تو فوراً رہا کر دیا۔ اس کے بعد مرزا خان کی رائے سے شاہزادہ شاہ قاسم اور اوسکی تمام اولاد وغیرہ کو قتل کر ڈالا۔ پندرہ شاہزادے ایک ہی دن مین قتل ہوئے۔ اب مرزا خان خود بادشاہ کی فکر مین ہوا۔ ہرچند بادشاہ کے رضاعی بہائی انکس خان و طاہر خان نے بادشاہ کو اس کی خبر کی۔ لیکن وہ اوس کو جہوٹ سمجہا۔ الغرض مرزا خان نے ایکروز بادشاہ کو آقا میر (مصاحب) کی عیادت کے بہانہ اوسکے گہر بلا کر قید کرلیا۔ اور قلعۂ لہارکر مین جو دو شہزادے اسمٰعیل و ابراہیم (یہ شہزادے برہان شاہ کے بیٹے تہے جو اکبر شاہ کے پاس رہتا تہا) قید تہے۔ اون کو رہا کرکے احمد نگر بلایا۔ اور اسمٰعیل کو بادشاہ بنایا۔ اس اثنا مین قلعہ کے باہر جمال خان مہدوی (جو منصبداران صدی مین تہا) اکثر دکہنی و حبشی منصبدارون سے اتفاق کرکے بلوہ کیا۔ اور اسمٰعیل کی تخت نشینی سے ناراضی ظاہر کی۔ مرزا خان نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر جب دیکہا کہ یہ بلوہ رفع نہین ہوتا۔ تو اوسنے مرزا حسین شاہ کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑہایا۔ اور مخالفین کے پاس بہیجدیا اس واقعہ سے مخالفون نے اور بہی بلوہ مین سختی کی۔ اور قلعہ کا دروازہ جلا کر اندر گھسے۔ مرزا خان قلعۂ سیر کو بہاگا۔ دکہنیون نے قلعہ مین جاکر پردیسیون کو مارا۔

میران حسین کی لاش دفن کی۔ چوتھے روز مرزا خان گرفتار ہوکر آیا۔ جمال خان نے اوسکو بُری طرح مارا۔ اور ہزاروں غریب سردار مارے گئے۔ میران حسین کی مدت سلطنت ۹ ماہ تین روز تھی۔ اب جمال خان نے سلطنت نظام شاہیہ پر قبضہ کرلیا۔ اور اسمٰعیل نظام شاہ کو ہی بادشاہ بنایا۔ خطبۂ اثنا عشری موقوف کرکے عقاید مہدویہ کو رواج دینا شروع کیا۔ اور ہندوستان کے اطراف وجوانب سے مہدویوں کو بلایا۔

نوٹ: تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویوں کی تعداد ہا یُون تک پہونچ گئی تھی۔ اور بارہا اون کے معتقد گنرسے ہوتے رہے ہین۔ ہندوستان مین بھی ایک مہدی گزرے ہین۔ اور اون کے معتقد اس وقت مین موجود ہین۔ اس فریق کے مہدی شہر جونپور مین ۹۴۷ھ مین پیدا ہوئے تھے۔ اون کا نام میران سید محمد مہدی تھا۔ اونہون نے شیخ دانیال جونپوری سے تعلیم پائی۔ اور مرید بھی ہوئے۔ اور عنفوان شباب مین درویشی اختیار کرکے اکثر لوگون کو مرید کیا۔ اس اثنا مین سلطان حسین حاکم دانا پور (جو دلیپت راؤ والی گوڑکا خراجگزار تھا) بھی اون کا مرید ہوگیا۔ اور کچھ دنون بعد اون کو لیکر دلیپت راؤ پر چڑھائی کی۔ ان کے ہاتھ دلیپت راؤ مارا گیا۔ پھر میران صاحب ۷ سال وجد کی حالت مین رہے۔ اور پانچ سال کسی قدر ہوش وباقی بے ہوشی طاری رہی۔ اور وطن سے ہجرت کرکے دانا پور کے جنگل مین گئے۔ اور مہدیت کے اہلمات ظاہر کئے۔ وہان سے چندیری ہوتے ہوئے مانڈو آئے۔ سلطان غیاث الدین ان کا معتقد ہوگیا۔ اور بہت سلوک کیا۔ پھر وہان سے چمپانیر ملک گجرات پہونچے۔ یہان بڑی عزت ہوئی۔ اب دولت آباد ہوتے ہوئے احمد نگر وارد ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ احمد نظام الملک زندہ تھا اور اوسکو اولاد کی خواہش تھی۔ میران صاحب سے اوسنے دعا چاہی۔ اتفاقاً شہزادہ برہان پیدا ہوا۔ جو آخر کو مہدوی فریق کو پسند کرنے لگا۔ اور اکثر مہدویون کو گجرات سے بلاکر نوکر رکھا۔ اور اپنی ایک بیٹی میران صاحب کے پوتے کو دی۔ پھر میران صاحب بیدر وگلبرگہ ہوتے ہوئے اور مرید کرتے

اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

اسمٰعیل نظام کی عمر اوس وقت ۱۲ سال کی تھی۔ اور ریاست کے تمام کام جمال خان انجام دیتا تھا۔ جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل تخت پر بیٹھا تو اوسکے باپ برہان نظام شاہ کو جو ایک مدت سے اکبر کے پاس رہتا تھا۔ اور اکبر نے سندہ و کابل کے درمیان ایک جاگیر اوسکو دیدی تھی۔ فوراً اوسکو طلب کرکے سلطنت نظام شاہیہ کے حاصل کرنے کے لئے معہ خرچ خرار روانہ کیا۔ اور راجہ علیخان والی خاندیس کو اوسکی امداد کے لئے لکھا۔ چنانچہ برہان اکبر سے رخصت ہوکر برگنہ ہنڈیہ آیا۔ اور یہان کے سرداروں اور زمینداروں کو قول و اقرار سے مطیع کیا۔ پھر برار کے جہانگیر خان حبشی نے پہلے تو اطاعت کی۔ مگر بعد مین جنگ پر کمر باندھی۔ طرفین کی لڑائی مین برہان کو شکست ہوئی۔ اور وہ وہان سے نکلکر ہنڈیہ آیا۔ اور خفیہ طور پر ابراہیم عادل شاہ سے خط و کتابت کرکے اپنا طرفدار بنایا۔ اور راجہ علی خان کی کمک لیکر آگے بڑھا۔ جمال خان بھی دس ہزار سوار سے مقابلہ پر آیا۔ لیکن اکثر امرائے نظام شاہیہ جمال خان سے علحدہ ہوکر برہان سے آملے۔ جس سے اوسکی کمر ٹوٹ گئی۔ مگر جماعت مہدویہ کے بھروسہ پر جنگ کو آغاز کیا۔ خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اتنے مین ایک گولہ جمال خان کی پیشانی پر لگا۔ اور اوسکا خاتمہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۴۶) ۔ بیت اللہ شریف گئے۔ وہان بھی اپنی مہدویت کا دعوی کیا۔ وہان سے احمد آباد گجرات آئے ۹۰۲ھ مین دوبارہ اپنی مہدویت کا دعوے علانیہ کیا جس سے اکثر لوگ ناراض ہوئے۔ یہان سے پٹن گئے۔ وہان سے ایک موضع مولی مین تیسرے بار مہدویت کا دعوے کیا۔ (۳۶۰) آدمیون نے تصدیق کی جب علماء سے بحث ہوئی تو رخ بڑھا۔ سلطان محمود والی گجرات نے فساد کے خیال سے نکال دیا۔ پھر سندہ ہوتے

میران حسین کی لاش دفن کی۔ چوتھے روز مرزا خان گرفتار ہوکر آیا۔ جمال خان نے اوسکو بُری طرح مارا۔ اور ہزارون غریب سردار مارے گئے۔ میران حسین کی مدت سلطنت دو ماہ تین روز تھی۔ اب جمال خان نے سلطنت نظام شاہیہ پر قبضہ کرلیا۔ اور اسمٰعیل نظام شاہ کو ہی بادشاہ بنایا۔ خطبۂ اثنا عشری موقوف کرکے عقاید مہدویہ کو رواج دینا شروع کیا۔ اور ہندوستان کے اطراف وجوانب سے مہدویون کو بلایا۔

نوٹ: تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویون کی تعداد دہا یون تک پہونچ گئی تھی۔ اور بارہا اون کے معتقد کثرت سے ہوتے رہے ہین۔ ہندوستان مین بھی ایک مہدی گزرے ہین۔ اور اون کے معتقد اس وقت مین موجود ہین۔ اس فریق کے مہدی شہر جونپور مین ۸۴۷ھ مین پیدا ہوئے تھے۔ اون کا نام میران سید محمد مہدی تھا۔ اونہون نے شیخ دانیال جونپوری سے تعلیم پائی۔ اور مرید بھی ہوئے۔ اور عنفوان شباب مین درویشی اختیار کرکے اکثر لوگون کو مرید کیا۔ اس اثنا مین سلطان حسین حاکم دانا پور (جو دلپت راؤ والی گوڑکا خراجگزار تھا) بھی اون کا مرید ہوگیا۔ اور کچھ دنون بعد اون کو لیکر دلپت راؤ پر چڑھائی کی۔ ان کے ہاتھ دلپت راؤ مارا گیا۔ پھر میران صاحب ۷ سال وجد کی حالت مین رہے۔ اور پانچ سال کسی قدر ہوش وباقی بے ہوشی طاری رہی۔ اور وطن سے ہجرت کرکے دانا پور کے جنگل مین گئے۔ اور مہدیت کے الہامات ظاہر کئے۔ وہان سے چندیری ہوتے ہوئے مانڈو آئے۔ سلطان غیاث الدین ان کا معتقد ہوگیا۔ اور بہت سلوک کیا۔ پھر وہان سے چمپانیر ملک گجرات پہونچے۔ یہان بڑی عزت ہوئی۔ اب دولت آباد ہوتے ہوئے احمد نگر وارد ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ احمد نظام الملک زندہ تھا اور اوسکو اولاد کی خواہش تھی۔ میران صاحب سے اوسنے دعا چاہی۔ اتفاقاً شہزادہ برہان پیدا ہوا۔ جو آخر کو مہدوی فریق کو پسند کرنے لگا۔ اور اکثر مہدویون کو گجرات سے بلاکر نوکر رکھا۔ اور اپنی ایک بیٹی میران صاحب کے پوتے کو دی۔ پھر میران صاحب بیدر وگلبرگہ ہوتے ہوئے اور مرید کرتے

اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

اسمٰعیل نظام کی عمر اوس وقت ۱۲ سال کی تھی۔ اور ریاست کے تمام کام جمال خان انجام دیتا تھا۔ جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل تخت پر بیٹھا تو اوسکے باپ برہان شاہ کو جو ایک مدت سے اکبر کے پاس رہتا تھا۔ اور اکبر نے سندہ و کابل کے درمیان ایک جاگیر اوسکو دیدی تھی۔ فوراً اوسکو طلب کر کے سلطنت نظام شاہیہ کے حاصل کرنے کے لئے سمت خوج جرار روانہ کیا۔ اور راجہ علیخان والی خاندیس کو اوسکی امداد کے لئے لکھا۔ چنانچہ برہان اکبر سے رخصت ہو کر پرگنہ ہنڈیہ آیا۔ اور یہان کے سردارون اور زمینداردن کو قول و اقرار سے مطیع کیا۔ پھر براڑ میں جہانگیر خان حبشی نے پہلے تو اطاعت کی۔ مگر بعد مین جنگ پر کمر باندھی۔ طرفین کی لڑائی مین برہان کو شکست ہوئی۔ اور وہ وہان سے نکلکر ہنڈیہ آیا۔ اور خفیہ طور پر ابراہیم عادل شاہ سے خط و کتابت کر کے اپنا طرفدار بنایا۔ اور راجہ علی خان کی کمک لیکر آگے بڑھا۔ جمال خان بھی دس ہزار سوار سے مقابلہ پر آیا۔ لیکن اکثر امرائے نظام شاہیہ جمال خان سے علحدہ ہو کر برہان سے آملے۔ جس سے اوسکی کمر ٹوٹ گئی۔ مگر جماعت مہدویہ کے بھروسہ پر جنگ کو آغاز کیا۔ خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اتنے مین ایک گولہ جمال خان کی پیشانی پر لگا۔ اور اوسکا خاتمہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۴۶)۔ بیت اللہ شریف گئے۔ وہان بھی اپنی مہدویت کا دعویٰ کیا۔ وہان سے احمد آباد گجرات آئے سنہ ۹۰۲ مین دوبارہ اپنی مہدویت کا دعوے علانیہ کیا جس سے اکثر لوگ ناراض ہوئے۔ یہان سے پٹن گئے وہان سے ایک موضع مولی مین تیسرے بار مہدویت کا دعوے کیا۔ (۳۶۰) آدمیون نے تصدیق کی جب علمار سے بحث ہوئی تو بیخ بڑھا۔ سلطان محمود والی گجرات نے فساد کے خیال سے نکال دیا۔ پھر سندہ ہوتے

ہوگیا۔ یاقوت خان۔ خداوندخان۔ سہیل خان یہ تینوں ملکر اسمٰعیل کو جنگ گاہ سے لے بھاگے جب برہان نے تعاقب کیا تو یاقوت خان اور خداوندخان مارے گئے۔ اسمٰعیل گرفتار ہوگیا۔ اور برہان فتح و نصرت کے ساتھ داخل احمدنگر ہوا۔ اور تخت شاہی پر قدم رکھا۔ اور راجہ علی خان کو رخصت کیا۔ اسمٰعیل کی مدت سلطنت دو سال ہے۔

برہان نظام شاہ ابن حسین نظام شاہ

جب برہان نظام شاہ تخت نشین ہوا تو مذہب مہدویہ کو برطرف کرکے خطبۂ اثنا عشری پڑھوایا۔ اور مہدویوں کو چن چن کر قتل کیا۔ اس اثنا میں دلاور خان (جو عادل شاہیہ سلطنت کا مدار علیہ تھا) ابراہیم عادل سے ناراض ہوکر برہان کے پاس آیا۔ برہان نے اوسکو منصب و خدمت سے سرفراز کیا۔ جب ابراہیم عادل نے اوسکو طلب کیا تو برہان برآشفتہ ہوا۔ اور لشکر لیکر ابراہیم پر چڑھ دوڑا۔ ادھر ابراہیم بھی مقابلہ کو نکلا۔ اور فریب سے دلاور خان کو برہان سے جدا کیا۔ اور اپنے پاس بلاکر قید کر ڈالا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا تو برہان نے شکست پائی۔ اور ڈیڑھ سو ہاتھی ابراہیم عادل کے ہاتھ آئے۔ جب برہان شکست کھاکر احمدنگر گیا تو کامل خان دکھنی اور اوسکے بھائیوں نے بادشاہ کو معزول کرکے اسمٰعیل کو تخت نشین کرنا چاہا۔ مگر یہ خبر برہان کو ہوگئی۔ اوسنے کامل خان اور اوس کے بھائیوں کو قتل کیا۔ اس سے دکھنیوں کی شورش اور بڑھی۔ اور یوسف خواجہ سرا (جو بادشاہ کا مقرب

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۴۷) ہوئے قندہار آئے۔ وہاں سے قرہ اگر ۹۷۰ھ میں انتقال کیا۔ ۶۳ برس کی عمر پائی۔ قندہار اور ڈھرہ کے حاکم مہدوی ہوگئے۔ اب ان کے معتقد گجرات وغیرہ میں پھیل گئے۔ ۱۲۔ مولف۔

اور نہایت وجیہہ و خوبصورت تہا) کے ذریعہ بادشاہ کے قتل کی کارروائی کی۔ چنانچہ ایکروز یوسف خنجر کا وار بادشاہ پر کیا چاہتا تہا کہ بادشاہ کی آنکھ کھل گئی۔ اور سازش بے کار گئی۔ بادشاہ نے یوسف کو صرف سرزنش کرکے ٹالدیا۔ اسکے بعد بادشاہ نے ابراہیم عادل سے صلح کرلی۔ سنہ ۱۵۰۰ء مین بادشاہ (برہان) نے یکدندہ کے پرتگالیون کے نکالنے کا ارادہ کیا۔ اور بندر جیول کو فوج بہیجکر حکم دیا۔ کہ سمندر کے کنارے ایک قلعہ تیار کرکے پرتگالیون کے جہازون کی آمد و رفت کو روکین۔ چنانچہ قلعۂ کہورلہ تیار ہوا۔ اور توپین وغیرہ اوسپر چڑہائی گئین۔ اودہر پرتگالیون نے تمام ہندوستان سے امداد طلب کرکے دو مرتبہ قلعہ پر شبخون جہاپہ مارا۔ اور دو دونین تین ہزار دکہنی قتل کرڈالے۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو سنہ ۱۵۰۳ء بارہ ہزار کی فوج پہر روانہ کی۔ اس دفعہ مسلمانون کو غلبہ رہا۔ سو پرتگالی۔ دو سو لشکر فرنگی مارے گئے۔ اور قریب تہا کہ پرتگیز تنگ ہوکر جلاوطن ہون۔ مگر بادشاہ (برہان) کی قوت شہوانی نے وہ زور کیا کہ کسی شریف کی جورو بیٹی اوسکی نظر مین نہین سماتی تہی۔ چنانچہ کسی کے کہنے پر کہ شجاعت خان حبشی کی بیوی بہت خوبصورت ہے فوراً اوسکو گرفتار کرکے طلب کیا۔ اور شجاعت خان کو حوالات بہیجدیا۔ اوس بیچارہ نے غیرت کے مارے خنجر مارکر اپنا کام تمام کیا۔ اس خبر سے فرہاد خان وغیرہ امرا کہورلہ سخت بددل ہوگئے۔ اور پرتگیزون کی لڑائی مین سستی کرنے لگے۔ جس سے پرتگیزون کو موقع ملا اور قلعہ پر حملہ کرکے دس بارہ ہزار آدمیون کو اونہون نے بکریون کی طرح ذبح کرڈالا اور پسماندہ بہاگ کر احمد نگر آئے۔ اب بادشاہ نئی فوج بہیجنے کے خیال مین تہا کہ اتنے مین اسمٰعیل برادر ابراہیم عادل شاہ (جو قلعۂ ملگوان مین قید تہا) قلعۂ ملگوان سے رہا ہوکر ابراہیم عادل پر چڑہائی کرنے کے لئے برہان سے مدد کا طالب ہوا۔ اور اس

مدد کے صلہ مین قلعۂ شولاپور دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ اسمٰعیل کی مدد کے لئے پہلے بلگوان جانے کا ارادہ کیا۔ جب قلعۂ پرینڈہ۔ جوالی مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل لڑکر مارا گیا۔ اس خبر کو سُنکر برہان احمد نگر واپس ہوا۔ ۹۳۰ھ مین جب ابراہیم عادل نے علی برید سے بیدر لینے کا ارادہ کیا تو اوسنے برہان کو مدد کے لئے طلب کیا۔ برہان نے وینکٹ اور راجہ نرسنگھ کنڈہ کو اور ار کر اپنے ساتھ لیا۔ اب یہ دونون ملکر علی برید کے پاس گئے۔ ادہر ابراہیم عادل بھی آپہونچا طرفین سے خوب سنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ ابراہیم عادل نے فتح پائی اور برہان شکست کھاکر بھاگا۔ اس شکست کا رنج اوسکو اس قدر ہوا کہ بیمار پڑ گیا۔ اور اسی بیماری مین اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو (جو حبشن کے بطن سے تھا) ولیعہد کیا۔ اور اسمٰعیل کو بہ وجہ مذہب مہدویہ رکھنے کے تخت سے محروم کر دیا۔ ورنہ یہ حق اوسی کا تھا۔ اور اس کے قبل بھی وہی تخت نشین ہوا تھا۔ اخلاص خان حبشی (جو بڑے پایہ کا امیر تھا) کو بادشاہ کی اس کارروائی سے سخت اختلاف تھا۔ اسلئے اوس نے قبل از قبل بادشاہ کے موت کی خبر اوڑادی۔ جس سے ایک قسم کا تہ و بالا مچ گیا۔ مرتضےٰ خان انکو تو اوس کے فریب مین نہ آیا۔ اور امرائے غریب کو لیکر احمد نگر چلا گیا۔ مگر بہادر خان گیلانی بادشاہ کی موت کا یقین کرکے بیجاپور بھاگ گیا۔ شیخ عبدالسلام عرب کو حبشیون اور دکھنیون نے مار ڈالا جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ فوراً اوسی مرض کی حالت مین قلعہ کے باہر نکلا۔ اور اخلاص خان کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور اخلاص خان پرینڈہ کی جانب بھاگا۔ اس کے بعد ۱۷ شعبان ۹۳۳ھ کو برہان نظام شاہ نے انتقال کیا۔ چار سال ۱۶ روز سلطنت کی

نوٹ۔ ان واقعات کو ہمنے سلطنت عادل شاہیہ کے تذکرہ مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ۱۲۔ مولف۔

مولانا ظہوری نے ساقی نامہ چار ہزار بیت کا اسی بادشاہ کے نام مزین کیا تہا۔ اکثر فارسی کے شعرا اسکو پسند کرتے ہین۔

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

حسب وصیت برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ تخت نشین ہوا۔ اور میان منجھو حاکم دکہنی (جو برہان نظام شاہ کا اتالیک تہا) وکیل السلطنت قرار پایا۔ اخلاص خان حبشی بہی اپنے تقصیرات کی معافی چاہکر احمد نگر آگیا۔ اس نے حبشیون اور مولدون کا ایک گروہ بناکر میان منجھو کی ہر ایک بات مین ضد کرنی شروع کی۔ اب ان دونون کی رقابت سے سلطنت کے کام ابتر ہونے لگے۔ جب اس ابتری کی خبر ابراہیم عادل کو ہوئی تو وہ بیجاپور سے شاہ درگ آیا۔ اخلاص خان نے بادشاہ کو اوس سے چلکر لڑنے کی رائے دی میان منجھو نے اسکے خلاف صلح کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر ابراہیم نظام شاہ اخلاص خان کی رائے پر کاربند ہوکر لڑنے چلا۔ ابراہیم عادل کا سرلشکر حمید خان مقابلہ پر آیا۔ میان منجھو نے حمید خان کو سمجھا کر لڑائی سے کنارہ کش کرنا چاہا۔ چنانچہ حمید خان میان منجھو کے کہنے سے لڑائی کو روکا۔ بادشاہ نے اس کارروائی کو اوسکی بزدلی تصور کرکے حملہ کردیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ اس اثنا مین ایک سپاہی نے بادشاہ کے سینہ مین ایک تیر یا نیزہ ایسا مارا کہ اوس کا انتقال ہوگیا۔ نظام شاہی فوج بہاگ گئی۔ میان منجھو سب سے پہلے احمد نگر آئے۔ ایک بارہ سالہ لڑکے احمد کو نظام شاہیہ خاندان کا خیال کرکے تخت نشین کیا۔ اور شاہ مقتول کا شیرخوارہ پسر بہادر شاہ قلعۂ جوندیر مین محبوس کیا گیا۔ ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چار ماہ ہے۔

احمد شاہ بن شاہ طاہر

جب احمد شاہ[1] بادشاہ ہوا تو چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ یہ نظام شاہی خاندان سے نہیں ہے۔ اسلئے اخلاص خان معہ دیگر امرا کے اوس کے معزول کرنے کی فکر میں ہوا۔ چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ طرفین سے جدال و قتال کی نوبت آئی۔ اخلاص خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ میاں منجھو بھی اوس کے دفعیہ میں کوشش کرنے لگے۔ اس اثنا میں اخلاص خان نے دولت آباد سے آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد (جنکو برہان شاہ نے قید کیا تھا) کو رہا کرا کے اپنا ممد و معاون بنایا۔ اور بہادر شاہ جو قلعہ جونیر میں قید تھا اوسکو بھی طلب کیا۔ مگر قلعدار نے میاں منجھو کا حکم مانگا۔ اسلئے ان حبشیوں نے میاں موتی ایک طفل مجہول النسب کو احمد نگر کے بازار سے پکڑا۔ اور شاہی خاندان سے منسوب کر کے بادشاہ بنایا۔ اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھایا۔ اس ترکیب سے اخلاص خان کے پاس دس بارہ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ اب میاں منجھو نے اون کے اس غلبہ کو دیکھکر شاہزادہ مراد حاکم گجرات کو مدد کے لئے طلب کیا۔ اور احمد نگر کے حوالہ کرنے کی استدعا بھی کی۔ ابھی یہ عرضی شاہزادہ کے پاس پہونچی بھی نہ تھی۔ کہ یہاں حبشی امرا میں مناصب و اقطاع کی تقسیم کے بابتہ جھگڑا پیدا ہوا

---

[1] نوٹ۔ جب برہان نظام شاہ اول مرگیا تو حسین شاہ تخت نشین ہوا۔ اور اوسکے دوسرے بھائی مذابندہ۔ شاہ علی۔ محمد باقر۔ عبدالقادر وغیرہ حسین شاہ کے خوف سے بھاگ گئے۔ ایک مدت کے بعد بعہد مرتضےٰ نظام شاہ ایک شخص شاہ طاہر نام احمد نگر میں آیا اور اپنے کو مذابندہ کا بیٹا بتلایا۔ اور کہا کہ میرا باپ فلان تاریخ بنگالہ میں مرگیا۔ صلابت خان وکیل السلطنت نے اوس کی تحقیقات کی جس سے وہ جھوٹا ثابت ہوا مگر عوام میں اوسکی شہرت

اور آپس میں لڑائی چھڑ گئی۔ جب دکھنی امراء نے یہ صورت دیکھی تو کنارہ کشی کر کے میاں بیجاپور سے آملے۔ اب میاں بیجاپور کی طاقت بڑھ گئی۔ اوس نے ۲۵ محرم ۹۸۴ھ کو قلعہ سے نکلکر حبشیوں پر حملہ کیا۔ موتی شاہ گرفتار ہوگیا۔ اور تمام حبشی سردار متفرق ہوگئے۔ میاں بیجاپور فتح و فیروزی داخل قلعہ ہوا۔ اسنے میں شہزادہ مراد سعد مرزا عبدالرحیم خانخانان و راجہ علی خان حاکم خاندیس تیس ہزار کی فوج سے احمد نگر آپہونچے۔ اور میاں بیجاپور سے قلعۂ احمد نگر کا مطالبہ کیا۔ اب میاں بیجاپور نے پریشان ہوکر اس بلائے خود خواندہ کے دفعیہ کی فکر یوں کی کہ پہلے تو قلعہ کو خوب مستحکم و استوار کیا۔ بعد ازاں انصار خان اور ملکۂ چاندبی بی کے سپرد خزانہ۔ جواہر۔ قلعہ وغیرہ کر کے خود عادل شاہ و قطب شاہ کی کمک لینے کیلئے احمد شاہ کو لیکر قلعۂ اوسہ گیا۔ ادھر چاندبی بی نے انصار خان کو قتل کر کے بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا۔ ۲۳ ربیع الثانی ۹۸۴ھ کو مغلوں نے قلعہ پر حملہ کیا۔ چاندبی بی نے اوس کی مدافعت کی۔ اس عرصہ میں موتی شاہ کسی طرح رہا ہوکر بہرا اخلاص خان کے پاس چلا گیا۔ دوسرے روز شہزادہ مراد نے احمد نگر کے تجار و رعایا کو امن کی منادی سنادی۔ لیکن شہباز خان کنبو نے بغیر حکم شہزادہ کے تمام رعایا و تجار کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اور شہر میں جھاڑو پھیر دی۔ جب شہزادہ کو اسکی خبر ہوئی تو بہت لعنت و ملامت کی۔ اس وقت احمد نگر کے پانچ دعویدار تھے۔ اول چاندبی بی (جو بہادر شاہ کو بادشاہ بنا رکھی تھی) دوم میاں بیجاپور (جو احمد شاہ کو تخت نشین کیا تھا) سوم اخلاص خان حبشی (جو موتی شاہ کے سر پر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۵۲) خدابندہ کا بیٹا ہونیکی ہوچکی تھی اسلئے صلابت خان نے اوسکو قلعہ میں قید رکھا۔ چند روز کے بعد وہ مرگیا۔ اور ایک بیٹا احمد نام چھوڑا۔ جسکو میاں بیجاپور نے دھوکہ میں بادشاہ بنایا۔ ۱۲ مؤلف۔

چیتہ لگایا تہا۔) چہارم آہنگ خان حبشی (جو بیجاپور کے سرحد پر شاہ علی ابن برہان شاہ اوّل کو جس کی عمر اس وقت (۷) سالہ تہی۔ بادشاہ بنانیکی فکر مین تہا) پنجم مغل (جو فوج لئے ہوئے احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول تہے) الغرض اس کشمکش مین چاندبی بی نے آہنگ خان کو اپنی مدد کے لئے قلعہ مین طلب کیا۔ اور وہ بہی لڑبہڑکر قلعہ مین داخل ہوگیا۔ لیکن شاہ علی (جس کو اوسنے بادشاہ بنایا تہا) قلعہ مین داخل نہوسکا۔ البتہ اوسکا بیٹا مرتضےٰ شاہ۔ آہنگ خان کے ساتہ قلعہ مین آگیا۔ اس اثنا مین عادل شاہ نے سہیل خان کے ہمراہ (۲۵) ہزار سوار کمک روانہ کیا۔ اور قطب شاہ کے طرف سے مہدی قلی سلطان ترکمان سرلشکر تلنگ ۶ ہزار سوار لیکر آیا۔ اور اخلاص خان۔ میان منجہو وغیرہ بہی (جو آپس مین لڑرہے تہے) سبکے سب متفق ہوکیدل ہوگئے۔ اور احمد نگر کے بچانے کے لئے مغلون کا مقابلہ کیا۔ یہان مغلونمین بہی نااتفاقی پہیلی ہوئی تہی۔ شہزادہ مراد اور خانخانان کی سخت ان بن تہی۔ اسلئے احمد نگر کا فتح کرنا آسان نہ تہا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مقدور یار مغلون نے قلعہ پر حملہ کیا۔ بقبین لگائین۔ بہت کچہ ہاتہ پیر مارے مگر فتح ممکن نہ ہوئی۔ اور چاندبی بی کی بہادری اور جرارت نے مغلون کے حملون کا اچہی طرح مقابلہ کیا۔ اور اون کی دال نہ گلنے دی۔ آخر شاہزادہ نے صلح چاہی۔ چاندبی بی بہی راضی ہوگئی۔ مگر چاندبی بی نے اس صلح کو کسی پر ظاہر ہونے نہدیا۔ اور کل برار کا علاقہ معہ چند پرگنات بیدر کے شہزادہ کو دیکر صلح کرلی گئی۔ شہزادہ۔ احمد نگر سے کوچ کرکے برار آیا۔ اور وہان کے بندوبست مین مشغول ہوا جب میان منجہو کو شہزادہ کے واپسی کی خبر ہوئی تو اوسنے احمد شاہ کو لیکر احمد نگر آیا۔ اور آہنگ خان نے چاندبی بی کی رائے سے اوسے قلعہ مین آنے نہ دیا۔ اور باہر نکالدیا۔ اور اوسی وقت قلعہ چوندے

بہادر شاہ کو طلب کرکے تخت نشین کیا۔ میاں منجھو نے لڑنے پر کمر باندھی۔ جب عادل شاہ کو اوسکی خبر ہوئی تو اوسنے میاں منجھو کو معہ احمد شاہ کے اپنے پاس بلالیا۔ اور اون کی فہمایش کرکے احمد شاہ کو ایک جاگیر دیدی۔ اور میاں منجھو اور اوسکے بیٹون کو اپنے امرا مین شامل کرلیا۔ الحاصل یہ فتنہ اس طرح میٹہ گیا۔ احمد شاہ کی مدت سلطنت آٹھ ماہ ہے۔

بہادر نظام شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی

جب چاند بی بی نے بہادر شاہ کو تخت نشین کیا تو محمد خان میان منتخب دایہ زادہ کو پیشوا بنایا چند روز مین اوس نے ایسا استقلال پیدا کیا۔ کہ تمام سلطنت مین اپنے لوگون کو پھیر دیا آہنگ خان اور حبشی خان کو قید کر ڈالا۔ جس سے اکثر امرا آزردہ ہوکر ادھر ادھر چلے گئے اب چاند بی بی گھبراکر عادل شاہ سے مدد کی خواستگار ہوئی ۱۰۰۵ھ مین عادل شاہ نے سہیل خان کو لشکر کثیر کے ساتھ روانہ کیا۔ جب وہ آیا تو محمد خان لڑنے تیار ہوگیا۔ آخر گرفتار کرکے قید کردیا گیا۔ اسکے بعد چاند بی بی نے آہنگ خان کو پیشوا مقرر کرکے سہیل خان کو باعزاز تمام رخصت کیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ مغلون نے نقض عہد کرکے اقطاع برار کے علاوہ پاتری وغیرہ پرہنی (جو برار سے خارج ہے) قبضہ کرلیا ہے۔ اسلئے چاند بی بی نے مغلون سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کو جمع کیا۔ عادل شاہ اور قطب شاہ نے بھی کمک کیلئے اپنے اپنے ملک سے فوج بھیجی۔ اب یہ سب ملکر قصبہ سون پت مین جمع ہوئے۔ ۷ جمادی الثانی ۱۰۰۶ھ کو طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ سہیل خان عادل شاہی نے اس جنگ مین کمال بہادری دکھلائی۔ راجہ علی خان والی خاندیس اور راجہ رام چند مارے گئے۔ مغلون کی بہت سی فوج غارت گئی۔ پہلے دفعہ دکھنیون نے فتح پائی۔ مگر دوبارہ خانخانان نے

اس زور کے ساتھ حملہ کیا۔ کہ دکھنیون کے پاؤن اوکھڑ گئے۔ سہیل خان بھی زخمی ہوا۔ اور تمام دکھنی فوج بھاگ کھڑی اس کے بعد شہزادہ مراد نے خانخاناں کو احمد نگر پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ مگر اوس نے اس موقع پر حملہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چونکہ اول ہی سے شاہزادہ اور خانخاناں مین کدورت تھی۔ اسلئے شاہزادہ نے باپ (اکبر) کو لکھا کہ خانخاناں کو بلا لیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے خانخاناں کو طلب کر لیا۔ اور اوسکی جگہ ابو الفضل کو سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابو الفضل یہان آتے ہی پرنالہ۔ کھرلہ۔ کادیل کے قلعون کو فتح کر لیا۔ اودہر آہنگ خان اور چاند سلطانہ مین رنجش پیدا ہوئی۔ آہنگ خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور چاند بی بی محصور ہو گئی۔ چند روز تک طرفین سے خوب جنگ کا بازار گرم رہا۔ عادل شاہ نے رفیع الدین شیرازی کو بھیجکر آپس مین صلح کرادی۔ مگر یہ صلح قایم نہ رہی۔ پھر وہی جنگ کی نوبت آئی۔ اور آہنگ خان نے قلعہ کا پھر محاصرہ کیا۔ علاوہ اسکے قصبہ بیڑ کو بھی مغلون سے لیا۔ انہین ایام مین شہزادہ مراد کثرت شراب خواری سے مر گیا۔ اکبر کو بہت رنج ہوا جب بیڑ پر دکھنیون کے قبضہ کر لینے کی خبر سنی تو شہزادہ دانیال کو دکن کی جانب روانہ کیا۔ اور خانخاناں کو ساتھ دیا۔ اور خود اکبر بھی ۱۰۰۱ھ مین دکن کیطرف کوچ کیا۔ لیکن اس اثنا مین معلوم ہوا کہ راجہ علی خان کا بیٹا بہادر خان جو خاندیس کے تخت پر بیٹھا ہے۔ نہایت سرکش و مغرور ہو گیا ہے۔ اسلئے خود اسیر کی تسخیر کو گیا۔ اور شہزادہ کو بدستور احمد نگر جانیکا حکم دیا۔ جب شہزادہ احمد نگر آیا تو آہنگ خان قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر چلتا بنا۔ اب شہزادہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ چاند سلطانہ کی رائے ہوئی کہ شہزادہ سے صلح کر لیجائے۔ جب یہ خبر حبیشہ خان حبشی کو (جو اس وقت قلعہ مین نامی سردار تھا) معلوم ہوئی تو اوسنے تمام لوگون کو چاند سلطانہ کے خلاف مین بغاوت پر آمادہ کیا۔ اور محل مین گھسکر اوس عفیفہ دوران کا

کام تمام کر ڈالا اس کے دوسرے روز شہزادہ دانیال نے سر نگین لگا کر قلعہ کو مسمار کر ڈالا۔ اور تمام اطفال و زنان جوان کو اسیر کیا۔ باقی جسقدر کہ قلعہ مین تھے سب یک قلم قتل کر ڈالے گئے جملہ مال و اسباب تاراج و برباد ہوا۔ بہادر شاہ بھی گرفتار کر لیا گیا۔ بعد ازان شہزادہ نے قلعہ کو اپنے معتمدون کے سپرد کر کے بہادر شاہ کو لیکر برہانپور (بادشاہ کے پاس) گیا۔ اکبر نے بہادر شاہ کو قلعہ کو لیا رن قید کر دیا۔ بہادر کی مدت سلطنت تین سال کئی ماہ ہے۔ اب اکبر قلعہ اسیر کو فتح کر کے اپنی دار السلطنت کو چلا گیا۔ اور سلاطین فاروقیہ خاندیس کا خاتمہ ہو گیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ ثانی بن شاہ علی بن برہان نظام شاہ اول

جب احمد نگر پر شہنشاہ اکبر کا قبضہ ہو گیا تو امرائے نظام شاہیہ نے مرتضے نظام شاہ کو تخت نشین کر کے قلعہ پرینڈہ کو دار السلطنت بنایا۔ اس وقت امرائے نظام شاہیہ مین عنبر حبشی اور راجو دکھنی بڑے پایہ کے امیر تھے۔ گر یہ دونون آپس مین ایک دوسرے کے رقیب بنے ہوئے تھے۔ اس وقت مرتضے نظام شاہ کے قبضہ مین صرف قلعۂ دسہ اور چند قریے موجود تھے۔ باقی تمام اقطاع پر عنبر اور راجو متصرف تھے۔ آخر مرتضے نظام شاہ نے امیر برید شاہی کو ان دونون کی قوت توڑنے اور خود کو با اختیار بنانیکے لئے بلایا۔ چنانچہ امیر برید مدد کے لئے آیا۔ لیکن جب لڑائی ہوئی تو عنبر مجیاب ہوا۔ اور مرتضیٰ نظام کو قید کیا۔ منجبن خان حبشی جو ایک مدت سے قلعۂ پرینڈہ کا قلعہ دار تھا۔ اوس نے ایک مدت تک عنبر کا مقابلہ کیا۔ اور قلعہ پر قبضہ ہونے دیا۔ مگر چند روز کے بعد عادل شاہ کے پاس بیجاپور چلا گیا۔ اب ملک عنبر نے پرینڈہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور مرتضے نظام کو رہا کر کے پرینڈہ مین رکھا۔ ۱۶۱۰ء مین عنبر اور راجو کے مستعد و بار لڑائیان ہوئین پہلے پہلے تو راجو کو غلبہ رہا۔ مگر جب عنبر نے خاکی خان کی

مدد لی تو راجو سے شکست پائی۔ آخر گرفتار ہو گیا۔ مرتضےٰ نظام نے جنیر کو وارالسلطنت بنایا۔
اور عنبر کا قبضہ کل نظام شاہی قلمرو پر ہو گیا۔ اس اثنا میں اکبر نے انتقال کیا۔ اور جہانگیر تخت پر
بیٹھا۔ شہزادہ پرویز کو ۲۰ ہزار سوار دیکر دکن روانہ کیا۔ اور خانخانان کو بھی دس ہزار سوار سے
مدد کو بھیجا ادھر عنبر نے امیر برید اور عادل شاہ سے کمک لیکر مقابلہ کو چلا۔ اور اپنے بیٹے غریب الملک
کی شادی ابراہیم عادل شاہ کے ایک غلام یاقوت خان کی بیٹی سے کمال دھوم دھام کے ساتھ
ادا کی۔ سنہ ۱۰۱۹ھ میں طرفین سے مقابلہ ہوا۔ دکھینیوں نے فتح پائی۔ اور احمد نگر پر بھی قبضہ کر لیا۔
جب اس شکست کی خبر جہانگیر کو ہوئی تو اوس نے خانخانان کو دکن سے بلایا۔ اور خان جہان
لودھی عبداللہ خان وغیرہ کو لشکر کثیر کے ساتھ دکن بھیجا۔ یہاں ملک عنبر نے بھی فوج کا خوب انتظام کیا
کئی ہزار مرہٹے بھی ملازم رکھے۔ اولاً عبداللہ خان سے عنبر کا مقابلہ ہوا۔ عبداللہ خان نے شکست
پائی۔ اور خان جہان بھی برہانپور چلا گیا۔ اب جہانگیر نے پھر خانخانان اور اوسکے بیٹے شہنواز خان
کو دکن کیطرف بھیجا۔ اس دفعہ شہنواز خان نے ملک عنبر کو شکست دی۔ اور تین کوس تک اوس کا
تعاقب کر کے ۳۰۰ ہاتھی اور اونٹ وغیرہ چھین لائے۔ اس کے بعد سنہ ۱۰۲۵ھ میں جہانگیر نے شہزادہ
خرم (شاہ جہان) کو روانہ کیا۔ جب شہزادہ دکن آیا تو عادل شاہ اور ملک عنبر نے اطاعت
کر لی۔ پیشکشیں داخل ہوئیں۔ احمد نگر اور نیز باقی تمام محالات بالاگھاٹ پر شہزادہ نے قبضہ کر لیا
چونکہ ملک عنبر نے ظاہرداری میں صلح و اطاعت کر لی تھی۔ اسلئے چند روز کے بعد اوس نے شاہی
علاقوں پر مداخلت و تاراج شروع کر دی۔ پھر جہانگیر نے شاہجہان کو روانہ کیا چنانچہ تمام حالات ہمنے
ہندوستان کے واقعات میں بالتفصیل بیان کر دیا ہے۔ اسلئے اب یہاں بالکل مختصر طور پر نوٹ
کیا جاتا ہے۔ الغرض شاہزادہ یہاں آتے ہی ملک عنبر پر ٹوٹ پڑا۔ اور متواتر شکستیں دیکر کیرکی (جو
اس وقت اورنگ آباد کہلاتا ہے) تک قبضہ کر لیا۔ اور ملک عنبر بھاگ کر دولت آباد گیا۔ پھر شہزادہ

دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ لیکن ملک عنبر نے مجبور ہوکر اطاعت و صلح کرلی جب شاہجہان دکن سے چلا گیا تو ملک عنبر نے یہان میدان خالی پاکر پھر فساد کھڑا کیا۔ قطب شاہی عملداری مین خوب لوٹ مار مچادی۔ ابراہیم عادل شاہ کا بیجاپور مین محاصرہ کرلیا۔ ابراہیم نے جہانگیر سے مدد چاہی سربلند رائے اور خنجر خان قلعہ دار احمدنگر بیجاپوریون کی کمک پر جہانگیر کے حکم سے آگئے۔ خوب لڑائی ہوئی۔ عنبر نے جہانگیری و عادل شاہی دونون لشکرون کو شکست دی اور بڑے بڑے امرار کو قید کرلیا اس اثنار مین نورجہان کے بہکانے سے جہانگیر اور شاہجہان مین رنجش پیدا ہوگئی۔ اور شہزادہ پرویز کو جہانگیر نے شاہ جہان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ ملک عنبر نے شاہجہان کو کمک دی۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر ہمیشہ شاہ جہان کو شکست نصیب ہوئی رہی۔ ۲۴ شعبان ۱۰۳۱ھ کو ملک عنبر بعمر (۸۰) سالہ اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ اس شخص نے بنام نہاد وزارت (۲۷) برس بادشاہی کی۔ اسکے دو بیٹے فتح خان اور چنگیز خان تھے فتح خان باپ کی جگہ وزیر ہوا۔

برہان نظام شاہ ثالث

جس وقت ملک عنبر مرا تو برہان نظام شاہ بادشاہ تھا اور برہان نظام شاہ اب کچھ نہ تھا۔ پورا جوان ہوگیا تھا۔ یہ معلوم ہونا نہایت دشوار ہے کہ مرتضےٰ نظام شاہ ثانی کب اور کیسے مرا۔ اور برہان نظام شاہ ثالث کس کا بیٹا تھا۔ اور کس طرح تخت نشین ہوا۔ چونکہ عبداللہ قطب شاہ کی تخت نشینی پر برہان نظام شاہ کے ایلچی کا جانا تاریخ قطب شاہی مین بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہین کہ مرتضےٰ ملک عنبر کے حین حیات ہی مرگیا تھا۔ اور برہان تخت نشین کیا گیا تھا۔ اور غالباً یہ مرتضےٰ کا ہی بیٹا تھا۔ الغرض برہان کے ایک غلام حمید خان حبشی کو اسوقت بہت بڑا عروج حاصل ہوا۔ اور اسکی زوجہ تمام محل مین کارپرداز و خود مختار بنی۔ بہرحال اندر اور باہران دونون جورو کا

خاوند کے حکم و احکام چلتے تھے۔ اس اثنار میں ابراہیم عادل نے نظام شاہی سلطنت پر چڑھائی کی۔ برہان نے چاہا کہ خود اوسکے دفعیہ کو جائے۔ مگر حمید خان کی زوجہ نے اوس کو روکا۔ اور کہا کہ فوج کی سرداری مجھے عنایت ہو۔ میں خود جاکر لڑون گی۔ اگر فتح پائی تو برسون تک یہ نام رہیگا کہ ایک نظام شاہی عورت نے ابراہیم عادل شاہ پر فتح پائی۔ اور اگر شکست ہوئی تو کوئی بدنامی نہیں ہے لیکن اتفاقاً جب اسنے مقابلہ کیا تو فتح ہوگئی کئی ہزار عادل شاہی فوج قتل و اسیر ہوئی یاقوت خان حبشی (جو نظام شاہی فوج کا سپہ سالار تھا) اور حمید خان کی بالکل نااتفاقی تھی۔ اسلئے یاقوت خان نے فتح خان پسر ملک عنبر کے مشورہ سے جہانگیر کی ملازمت اختیار کرلی۔ اور خان جہان (جو جہانگیر کیطرف سے دکن کا سپہ سالار تھا) کو حمید خان کی بیوی نے دم و دلاسا دیکر چار پانچ لاکھ ہون اور دو تین لاکھ روپیہ کے جواہر حوالہ کرکے نظام شاہی وہ سب ملک واپس لے لیا جو اکبر کے زمانہ سے اس وقت تک مغلون کی سلطنت میں داخل ہوچکا تھا۔ یہ وہ ملک تھا جو مدتون کی محنت برسون کی جان فشانی۔ کروڑون روپیہ کے نقصان سے حاصل ہوا تھا۔ اور جہانگیر کو مہابت خان وغیرہ کے جھگڑون میں اس کے طرف متوجہ ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اسنے میں جہانگیر بادشاہ کا انتقال ہوگیا اور شاہ جہان سریر آرا ہوا۔ انہیں ایام میں برہان نظام نے دو مرتبہ بیجاپور پر چڑھائی کی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اب شاہجہان نے برہان نظام کو لکھا کہ جو ملک کہ خان جہان سے بندیعۂ فریب حاصل کیا گیا ہے وہ واپس کردیا جائے اور آیندہ اطاعت اختیار کیجائے۔ اس فرمان کے پہونچتے ہی برہان کی آنکھیں کھلین۔ اور وہ تمام علاقہ حوالہ کردیا۔ اس عرصہ میں برہان نظام شاہ اور فتح خان وزیر کے مابین نااتفاقی ہوگئی۔ اور برہان نے فتح خان کو قید کیا۔ اور اوس کی جگہ مقرب خان وزیر مقرر ہوا۔ اس حرکت سے تمام عنبری قدیم سردارون نے

اطاعت سے منہ موڑا۔ اور ملک عنبر کا چھوٹا بیٹا چنگیز خان ۱۰۳۸ھ مین شاہجہان کے پاس چلا گیا۔
اسی ایام مین برہان نے جاد و رائے جاگیر دار سندکھیڑ کو قتل ڈالا۔ اوس کے دو بیٹے بھی
مارے گئے۔ آخر اوسکی زوجہ گرجائی یہان سے نکل کر شاہ جہان کے پاس چلی گئی۔ اس اثنا
مین خانجہان نے شاہجہان سے بغاوت کی۔ شاہجہان نے اوسکی سرکوبی پر فوج مقرر کی۔
اب وہ ادہر اودہر مارا مارا پھرنے لگا۔ جب نظام شاہی عملداری مین آیا تو برہان نے اوسکی
اعانت کی۔ شاہجہان کو معلوم ہوا تو اوسنے برہان کو اوسکی اعانت سے منع کیا۔ لیکن برہان
نے کچھ توجہ نہ کی۔ آخر شاہجہان خود دکن آیا۔ اور تمام فوج کو تین گروہون پر تقسیم کر کے نظام شاہی
ملک کو تباہ اور خانجہان کی تادیب کے لئے حکم دیا۔ برہان نے بھی شاہی فوج کا مقابلہ کیا۔
تھوڑے ہی دنون مین خانجہان گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اور اعظم خان نے قلعۂ دھارور کو فتح کیا۔
اس کے بعد شاہجہان نے عادل شاہ کو امداد کے لئے حکم دیا۔ اور یہ قرار پایا کہ جب نظام شاہی
سلطنت فتح ہو جائے تو علی السّویہ اوسکی تقسیم کر لیجائے۔ چند روز تو عادل شاہ نے بادشاہی
فوج کی مدد کی۔ مگر جب نظام شاہ نے قلعۂ شولاپور اوس کے حوالہ کر کے صلح کر لی تو اوسنے بادشاہی فوج
کی امداد سے ہاتھ کھینچا۔ اور درپردہ نظام شاہ کو مدد دینے لگا۔ عادل شاہ کے علیحدہ ہو جانے
سے بادشاہی فوج نے اپنا کام نہین چھوڑا۔ بلکہ اور بھی تیزی سے نظام شاہی سلطنت کے
قلع و قمع کی فکر کرنے لگے۔ چنانچہ متعدد قلعے فتح ہو گئے۔ قلعۂ قندہار بھی تسخیر ہو گیا۔ اب نظام شاہ
گھبرایا۔ کیونکہ اس وقت اوسکے پاس صرف دولت آباد اور اوسکے چند پرگنات باقی رہ
گئے تھے۔ جب کچھ نہ بن پڑی تو اوس نے فتح خان کو رہا کر کے پیشوا بنایا۔ اور مقرب خان
(جو سابق مین پیشوا تھا) آزردہ ہو کر شاہجہان کے پاس چلا گیا۔ ایک عرصہ تک ہنگامۂ کارزار
گرم رہا۔ اسی زمانہ مین برہان نظام شاہ کو کچھ جنون سا ہو گیا۔ فتح خان نے اوسکو قید کر لیا۔

اورنگ شاہ جہان کو لکھا کہ "میں نے برہان کو قید کر لیا ہے۔ عفو جرایم کا امیدوار ہوں"۔ شاہجہان نے جواب دیا۔ کہ "اگر تو ہمارا سچا خیر خواہ ہے تو برہان کو قتل کر ڈال"۔ افسوس ہے کہ اس نمکحرام نے برہان کو قتل کر ڈالا۔ اور اکثر اوس کے رفقا اور امرا کو گرفتار کیا اور مارا۔ اسکے بعد اوسکے بیٹے شاہزادہ حسین کو تخت نشین کیا۔ اور تمام واقعات کی ایک عرضی شاہجہان کو لکھا۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثالث

جب شاہ جہان کے پاس فتح خان کی عرضی پہونچی تو اوسنے اوسکی نمکحرامی پر بہت افسوس کیا۔ مگر بہ تقاضائے مصلحت امور ملکی جواب میں لکھا۔ کہ اگرچہ نظام الملک کا ملک قریب قریب فتح ہو گیا ہے۔ لیکن برہان کی یتیمی اور مظلومی کو دیکھکر ہم اوس حکومت کو بحال رکھنے میں تمہیں چاہیئے کہ جواہرات و مرصع آلات اور جو ہاتھی کہ حصار دولت آباد کے اندر ہیں اور قلعہ کا ذوقہ سے اون کی حالت ردی ہو رہی ہے۔ اونہیں ہمارے پاس بہم پیشکش اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیجدو"۔ جب فتح خان نے ہاتھی اور جواہرات کے بھیجنے میں تامل کیا تو شاہجہان نے ۲۳ جمادی الثانی ۱۰۴۱ھ کو دس ہزار سوار وزیر خان کے ہمراہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ اب فتح خان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور اپنے بیٹے عبد الرسول کے ہاتھ تیس ۳۰ ہاتھی ۹ گھوڑے اور جواہر و مرصع آلات قیمتی ۸ لاکھ روپیہ کے روانہ کیا۔ چند روز تو امن و چین سے گذرے۔ مگر جب خان زمان خان نے بیجاپور پر چڑھائی کی تو فتح خان عادلشاہ کی کمک دینے لگا۔ جس سے شاہجہان آزردہ ہوا۔ اور مہابت خان کو دولت آباد کے محاصرہ کا حکم دیا۔ ایک مدت تک فتح خان محصور رہا۔ آخر جب مجبور ہوا تو قلعہ کے کوتوال مہابت خان کے پاس بھیجدیئے۔ اور ۱۹ ذیحجہ ۱۰۴۲ھ کو حسین شاہ معہ اپنے توابع و لواحق

قلعہ سے نکلا۔ اب مہابت خان قلعۂ دولت آباد کی حراست اپنے آدمیوں کے تعویض کرکے
اور حسین نظام شاہ اور فتح خان کو ہمراہ لیکر برہان پور آیا۔ اور وہان سے ان دونوں کو شاہجہانآباد
بھیجدیا۔ شاہجہان حسین نظام شاہ کو قلعۂ گوالیار مین قید کیا۔ اور فتح خان کو وظیفہ مقرر کردیا۔

مرتضےٰ نظام شاہ ثالث

اب رندولہ خان اور ساہوجی و مراری راؤ دولت آباد سے مایوس ہوکر ناسک و ترنبک
کے طرف آئے تو اونہون نے مشورہ کرکے قلعہ انجرائی (جو خیر سے ۸ کوس پر تہا) مین نظام شاہی
خاندان کے کچہ لوگ نظر بند تہے۔ مرتضےٰ نام دس گیارہ سالہ لڑکے کو نکال کر قلعۂ پیم گڈہ (جسے شاہ گڈہ
بہی کہتے ہین) مین تخت نشین کیا۔ اور ساہوجی پیشوا مقرر ہوا۔ اس اثنا مین شہزادہ محمد شجاع
پرینڈہ آیا۔ جب اوسنے یہ خبر سنی تو مہابت خان کو ساہوجی کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔
چند روز تک خوب لڑائیان ہوئین اس اثنا مین مہابت خان مرگیا۔ اور خاندوران و
خانزمان۔ ملک دکن کے انتظام و بندوبست کے لئے مامور ہوئے۔ ساہوجی نے بہی
ان کا اچہی طرح مقابلہ کیا۔ اور کچہ مدت تک مرتضےٰ نظام شاہ کے نام سے بادشاہت
کرتا رہا۔ آخر جب خانزمان نے ساہوجی کا دم ناک مین کیا تو وہ بیجاپور کی طرف بہاگ گیا۔
اس اثنا مین عادل شاہ اور قطب شاہ نے شاہ جہان کی اطاعت کرلی۔ اور سالانہ پیشکش
مقرر کردیا۔ اور اکثر نظام شاہی علاقہ کو شاہ جہان نے عادل شاہ کے حوالہ کیا۔ اور اب
تو ساہوجی بہت گہبرایا۔ اور خان زمان نے اوسکا تعاقب کرکے مرتضےٰ نظام شاہ کا چتر و نشان
وغیرہ چہین لیا۔ اور ساہوجی قلعۂ ماہولی مین قلعہ نشین ہوگیا۔ اور خانزمان بہی فوراً محاصرہ کرلیا
الحاصل ساہوجی نہایت تنگ ہوکر اپنے تمام قلعے اور مرتضےٰ نظام شاہ کو خانزمان کے

تفویض کرکے خود عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی اور خانزمان مرتضےٰ نظام کو لیکر شہزادہ اورنگ زیب کے پاس دولت آباد آیا۔ اور دکن کی لڑائی کا جو ۱۰۳۹ھ مین خانجہان لودہی کی وجہ سے شروع ہوئی تھی۔ رجب ۱۰۴۶ھ مین مرتضےٰ نظام شاہ ثالث کی گرفتاری پر خاتمہ ہوا۔ اور ساہوجی نے جو نام کا نظام شاہ بنا رکھا تھا اب وہ بھی باقی نہ رہا۔ شاہجہان نے مرتضےٰ نظام کو قلعۂ گوالیار مین قید کردیا۔ اگرچہ حسین نظام شاہ کے قید ہونے پر ساہوجی نے مرتضےٰ نظام کو بادشاہ بنا کر تین برس اور یہی اس خاندان کو قایم رکھا۔ مگر درحقیقت نظام شاہی خاندان کی سلطنت اوسی وقت ختم ہوگئی۔ احمد نظام الملک نے ۸۹۱ھ مین اس سلطنت کو قایم کیا تھا۔ ۱۵۳ برس یہ حکومت قایم رہی (۱۳) بادشاہ ہوئے۔ اگر تین برس مرتضےٰ کی حکومت کے بھی شامل کرین تو (۱۵۶) برس اور (۱۴) بادشاہ ہوتے ہین۔

گل چہارم

طبقۂ قطب شاہیہ

سلاطین حیدرآباد

سلطان قلی قطب شاہ

جب سلطنت بہمنیہ کی قوت زائل ہونے لگی تو احمد نظام الملک و یوسف عادل شاہ نے ۸۹۵ھ و ۸۹۶ھ مین اپنے اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور تخت سلطنت پر قدم رکہا مگر سلطان قلی نے جلدی نہ کی۔ کیونکہ اوس کے پاس اوس وقت بہت ہی کم ملک کا

نوٹ۔ ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ مین شاہ خورشید ایرانی نے خانمان قطب شاہی کی تاریخ لکہی تہی۔ جو تاریخ فرشتہ کے مصنف کی نظر سے بہی نہین گزری۔ یہ تاریخ برگ صاحب مترجم تاریخ فرشتہ کو ہاتہ آئی۔ صاحب ممدوح نے

حصہ تھا۔ الغرض جب سلطان قلی نے قلعہ پانگل و کولیکنڈہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور محمود شاہ بہمنی کی سلطنت مین کچھ دم باقی نہین رہا تو ۹۱۸ھ مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور باوجود اس قدر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۵)۔ سلطان قلی کا نسب نامہ یہ لکھا ہے۔ شاہ سلطان قلی بن اویس قلی بن پیر علی بن امیر الومدن بن امیر اسکندر بن امیر قرا یوسف بن امیر قرا محمد بن امیر ترسون بن قرا منصور بن قرا نیرم بن قرا ترش بن امیر تورا بیگ غرض یہ سلسلہ اوغوخان تک اور پھر حضرت یافث بن نوح تک موخ نے پہونچایا ہے۔ آق قوئلو اور قرا قوئلو دو ترکی قومین ایک دوسرے کی رقیب تھین۔ اول قوم نے دوم قوم کے سردار امیر پیر قلی کو حکومت سے محروم کردیا تھا مگر دوسری قوم کے شاہ امیر حسن بیگ یا اوزون حسن بیگ نے امیر پیر قلی کو جس کا مزاج صلح جو تھا مطمئن کیا۔ اور پھر اوسکے خاندان کو ستایا چھوڑا۔ جب حسن بیگ مرگیا اوسکا بڑا بیٹا خلیل سلطان جانشین ہوا۔ اوس نے اویس قلی بن امیر پیر قلی قرا قوئلو کے ساتھ اپنے باپ کا برتاؤ برتا۔ مگر جب امیر یعقوب آق قوئلو بادشاہ ہوا تو یہان سلطنت نے بتلایا کہ سلطان قلی دلدادہ اویس قلی ہو رہا ہے۔ (اسی کی تاریخ کا بیان کرنا ہمارا اصلی مقصد ہے) وہ اپنے باپ کا بڑا لاڈلا تھا۔ قوم کی امید گاہ تھا۔ قوم جانتی تھی کہ اسکے سبب ہمارے دن پھرین گے اور حکومت پھر ہاتھ آئیگی۔ امیر یعقوب نے نجومیون سے سلطان قلی کی قسمت کا حال پوچھا تو اونہون نے پیشین گوئی کی کہ وہ بادشاہ ہوگا مگر ایران کا نہین بلکہ ہندوستان مین۔ پھر تو امیر یعقوب اوسکی جان کا خواہان ہوا یہ خبر اوسکے باپ کو ہوئی تو اوسنے اپنے بھائی امیر علی قلی کے ساتھ اوس کو ہندوستان بھیجدیا۔ مرغوب القلوب مین لکھا ہے کہ سلطان قلی قریۂ سعد آباد مملکت ہمدان کا رہنے والا امیر قرا یوسف ترکمان کے خاندان مین تھا۔ اوسکا خود بیان ہے کہ جب میری قوم قرا قوئلو کو قوم آق قوئلو نے مغلوب کرلیا تو مجھے بمجبوری اپنے بچپنے مین اپنے چچا امیر قلی کے ساتھ ہندوستان بھاگنا پڑا۔ چند روز دکن مین رہکر پھر مین اپنے باپ کے پاس ہمدان گیا۔ اتنے مین پھر ہماری قوم کے دشمنون کو غلبہ ہوا۔ اور امیر یعقوب بیگ میری جان کا خواہان ہوا تو مین نے پھر دکن کا قصد کیا

مختصر سلطنت کے شاہانہ ٹھاٹھ بنا دیے اور قطب الملک کے بجائے قطب شاہ اپنا لقب مقرر کیا۔ ایرانی بادشاہوں کے طور و طریق برتنے لگا۔ دن میں پانچ مرتبہ شاہان ایران کیطرح

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۶)۔ اور شاہ بہمنی کی نذر کے لئے چند گھوڑے اور تحایف لیکر شاہ نور الدین (جو میر ارسشتہ دار اور پیر و مرشد علم نجوم سے ماہر تھا) سے اجازت لینے گیا۔ اوسنے یہ خوش خبری دی۔ کہ تو ہندوستان کے ایک حصہ میں بادشاہ ہوگا۔ الغرض میں اوس سے اجازت لیکر اپنے چچا کے ساتھ ہندوستان کی جانب چلا۔ جب ہم بیدر آئے تو دو تین روز کے بعد محمود شاہ بہمنی کی ملازمت میں حاضر ہوئے۔ گھوڑے اور تحایف پیش کئے۔ بادشاہ نے ہمپر کمال مہربانی کی۔ چند روز کے بعد میرا چچا چلا گیا۔ اور میں بادشاہ کے حکم سے اکیلا یہاں رہگیا۔ محمود شاہ نے روز بروز منصب و خدمت کی ترقی کی۔ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان قلی بہارلو ترکوں میں سے اور ملی شکر کی قوم سے تھا۔ بعض اوسکو منداجہان شاہ مقتول و شاہ ایران کی اولاد بتاتے ہیں۔ مگر پہلی روایت صحیح ہے۔ الحاصل سلطان قلی علم حساب سے ماہر تھا۔ خط سیاق خوب لکھتا تھا۔ پہلے بادشاہ نے اوسکو محلات کا مشرف مقرر کیا۔ چند روز کے بعد ملک تلنگ میں چوروں اور لٹیروں نے لوٹ مار مچادی تو بادشاہ نے سلطان قلی کو وہاں کے انتظام پر بھیجا۔ اس نے وہاں جاکر اون کی خوب سرکوبی کی۔ اور قرار واقعی انتظام کیا۔ جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اپنا مقرب بنایا۔ ایک دفعہ شکار میں بادشاہ اوسپر ایسا خوش ہوا کہ (۱۵۰) عربی ترکی گھوڑے اور خلعت عطا کرکے کرٹکل جاگیر اور خواص خان کا خطاب مرحمت کیا۔ اسکے بعد ایک دفعہ بادشاہ جلسہ و راگ و رنگ میں مشغول تھا۔ اتفاقاً حبشیوں اور دکھنیوں کی جماعت نے بادشاہ کے محل میں گھسکر حملہ کیا۔ اوسوقت سلطان قلی موجود تھا۔ بہادری سے اوس حملہ کا مقابلہ کیا۔ اور بادشاہ کو وہاں سے قلعہ میں لیجاکر محفوظ مقام پر بٹھایا۔ اس لڑائی میں سلطان قلی کے پانچ ہمراہی مارے گئے۔ پھر تو حکیم خواجہ جہان کو خبر ہوئی۔ اور وہ سپاہیوں کو لیکر آگیا۔ تمام باغی بھاگ گئے۔ محمود شاہ نے سلطان قلی کو اپنا بچا نیوالا جانا۔ اور قطب الملک کا

نوبت بجواتا تھا۔ حالانکہ بیجاپور و احمدنگر و کاویل مین یہ قاعدہ جاری نہ تھا۔ سلطان محمود کو سلطان روم کا بادشاہ مانتا تھا۔ اور اوسکے حقوق کو یاد کرکے تحفے تحائف نذرانہ کی صورت مین اور پانچہزار ہون مختی برابر ماہ بماہ بھیجا کرتا تھا۔ کہ امیر برید بادشاہ سے نہ لے لے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۷)۔ خطاب دیکر دوسرے درجہ کا وزیر مقرر کیا۔ بعدازان خاندان بہمنیہ کے ضعف کے باعث امرائے کبار نے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور اپنے کو مطلق العنان بنایا۔ تو محمود شاہ بلک دنیا حبشی اور کالی خرقہ تمام انکی سرکوبی کے لئے چلا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ ملک دنیا گرفتار ہوگیا۔ الغرض اس لڑائی مین قطب الملک نے اپنی شجاعت کے جوہر خوب دکھلائے۔ اسلئے بادشاہ نے اوس کو صوبۂ تلنگانہ کا طرفدار دنیا گر امیر الامرا کا خطاب دیا اور اوسکی ذاتی جاگیر مین کوٹگیر اوٹکائی کا اضافہ کیا۔ اسکے بعد جب بہادر گیلانی حاکم گوا و دیبل وغیرہ نے شاہ گجرات کے جہاز لوٹ لئے تو شاہ گجرات نے محمود شاہ کو توجہ دلائی۔ محمود شاہ بہمنی اوسی وقت بہادر گیلانی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا۔ اور قطب الملک بھی اوس وقت ہمراہ تھا جب محمود شاہ قلعۂ مرج مین آیا تو پوٹانائک نے مقابلہ کیا۔ مگر قطب الملک کی بہادری سے پوٹانائک پسر پوٹانائک مارا گیا۔ اور ہندؤن کو شکست ہوئی۔ دوسرے روز پوٹانائک نے قلعہ حوالہ کیا۔ اور سالانہ خراج داخل کرنیکی قسم کہائی اور یہان سے نکلکر بادشاہ نے بہادر گیلانی کا مقابلہ کیا۔ اور اوسکی خوب تنبیہ کرکے دارالحکومت کو واپس آیا تو قطب الملک کی بہت کچھ ترقی کی۔

۹۰۸ھ مین محمود شاہ بیجانگر کے ہندؤن سے لڑنے چلا۔ قطب الملک بھی ہمراہ ہوگیا۔ رایچور و مدگل کے قلعے بادشاہ نے فتح کئے۔ اب امیر قاسم برید بادشاہ پر ایسا حاوی ہوگیا۔ اور اوس کو اس قدر تنگ کیا کہ بادشاہ نے قطب الملک و عادل شاہ سے امداد کی استدعا کی۔ چنانچہ قطب الملک وغیرہ بیدر پہونچے۔ جنگ عظیم ہوئی۔ قطب الملک نے فتح پائی اور قاسم برید قلعہ اوسہ کو بھاگ گیا پھر اول امرائے کبار نے بادشاہ کو تخت نشین کرکے اپنے اپنے علاقون کو چلے گئے۔ بعدازان جب یوسف عادل خان

صوبہ تک کہ قطب شاہ۔ دیوکنڈہ وغیرہ کے حصہ میں بحروف میں تھا تو قوام الملک صغیر حاکم راجمندری نے (جو بیلگندل و
نلگنڈہ کے علاقہ کا حاکم تھا) تلنگانہ کے شمالی و شرقی سمت میں کچھ دست درازی کی تھی۔ اسلئے قطب شاہ جب دیوکنڈہ وغیرہ کے
انتظام سے فارغ ہوکر واپس ہوا تو اس دخل در معقولات کی وجہ سے اپنے نقصان کا معاوضہ چاہا۔ قوام الملک نے انکار
کیا۔ سنہ ۹۳۳ھ میں قطب شاہ بیلگندل پہنچا۔ ظفر خیل سے لڑائی ہوئی اور قوام الملک شکست کھاکر بڑار چلا گیا۔ بیلگندل و
منصور کا علاقہ قطب شاہ کے ہاتھ آیا۔ قوام الملک بڑار جاکر عماد الملک کے قطب شاہ سے لڑنے کے لئے آمادہ کیا۔
جب قطب شاہ کو یہ خبر ہوئی تو اوس نے عماد الملک کو لکھا کہ آپ قوام الملک کی مدد
نہ کیجے۔ بلکہ اوسکو اپنے ملک سے نکالدیجے۔ علاوہ اسکے راکمپیٹر کے سات پرگنے جو خاص
محمود شاہ کی جاگیر میں تھے۔ آپ اون پر اسوقت قابض ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ پرگنے
مجھے ملنا چاہیے تھے۔ کیونکہ میں نے محمود شاہ بہمنی کی آخر وقت تک خدمت کی ہے
اور سالانہ رقم کثیر اوسکے اخراجات کے لئے دیتا رہا ہوں۔ قطب شاہ کی اس تحریر سے
عماد الملک سخت مشتعل ہوا۔ اور فوج لیکر حوالی راکمپیٹر میں پہونچا۔ قطب شاہ بھی تیار تھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۸)۔ اور آخر نظام الملک نے اپنا پانچ خطبہ پڑھا بادشاہی کی ہوس ہوئی۔ مگر اسکا مقبوضہ ملک اسقدر مختصر تھا
کہ جسپر شاہی کا اطلاق نہ ہوسکتا تھا۔ اسلئے پہلے اوس نے اپنے ملک کے بڑھانے کی فکر کی۔ اور ہمسایہ کے
زمیندار الکنڈہ کو زیر کرنا چاہا۔ چنانچہ موضع گولکنڈہ کے قریب ایک شہر محمد نگر آباد کیا۔ اسکے بعد دیکنی نائک ظفر خیل
راج کنڈہ پر چڑھائی کرکے اوسکو گرفتار کیا۔ اور قلعہ پر متصرف ہوا۔ پھر دیوکنڈہ کا قلعہ فتح کیا۔ جب کرشن راؤ
بیجانگر کے راجہ کو دیوکنڈہ کے فتح ہونیکی خبر ہوئی۔ تو وہ قطب الملک کی سرحد میں اگر خوب لوٹا اور قطب الملک
بھی اوسکا مقابلہ کیا۔ اور چند ہی روز میں قلعہ پانگل بھی لے لیا۔ یہاں سے گن پوروجاکر دو مہینے کے محاصرہ میں
اوسے بھی حاصل کیا پھر کوکل کنڈہ پر قبضہ کیا۔ الغرض بہت کچھ عرصہ میں قطب الملک نے تلنگانہ کے اکثر قلعوں کو

فوراً مقابلہ کیا۔ عماد الملک شکست کھاکر بھاگا۔ اور قطب شاہ نے راچکنڈہ پر قبضہ کرلیا۔ اور وہاں سے بہ فتح و فیروزی گولکنڈہ آیا۔ محمود شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شتاب خان نام زمیندار نے ورنگل پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور کھم مٹ و دیولکنڈہ کا علاقہ بھی اسی کے پاس تھا۔ اب سلطان قلی نے اوسپر چڑھائی کی۔ ہر چند اطراف واکناف کے زمینداروں نے اوسکی امداد مین جان لڑادی۔ مگر قطب شاہ نے ورنگل معہ اوسکے توابعات کے فتح کرلیا۔ ۹۳۵ھ مین خلعہ کوہ گیر لیا۔ اس کے بعد راجہ رام چندر پسر گجپتی (جسکا دارالقرار کنداپلی تھا) سے قطب شاہ نے مقابلہ کیا۔ راجہ رام چندر گرفتار ہوا۔ اور اوسکا بھتیجا دوتا دری شہزادہ حیدر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ سب ہاتھی اور خزانے چھن گئے۔ اور تمام ملک ساحل بحر تک قطب شاہ کے قبضہ مین آیا۔ اب قطب شاہ راجمندری گیا۔ یہان بھی خوب لڑائی ہوئی۔ ضلع ایلور مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ جب قطب شاہ فائز المرام گولکنڈہ واپس آیا۔ تو معلوم ہوا کہ اوسکی غیر حاضری مین وجیانگر کے راجہ کرشن رائے نے اوس کی سرحد کے بعض اضلاع پر حملہ کیا۔ اسلئے قطب شاہ فوراً لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اول کنڈبیر گیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پھر کوہستانی دو قلعون بیلم کنڈہ اور رامکنڈہ پر بھی شبخون مارا۔ اور کامیاب ہوا۔ مگر بہت نقصان اوٹھانا پڑا۔ قلعہ مین جو مال و اسباب ہاتھ لگا وہ سپاہ مین اوسی وقت تقسیم کردیا۔ یہان سہیل خان خواجہ سرا کو حاکم مقرر کرکے خود کنداپلی گیا۔ اس اثنا مین کنڈہ بیر مین لشکر شاہی کے بہت سے ہندو افسر شہزادہ حیدر خان سے باغی ہوگئے۔ اسلئے قطب شاہ کو مجبوراً

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۹)۔ فتح کرکے اپنے ملک مین شامل کرلیا۔ جب کسی قدر قوت بڑھ گئی۔ اور سپاہ وغیرہ بھی معقول تعداد مین ہوگئی تو اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور قطب شاہ نام رکھا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲ مولف۔

اپنے بیٹے کی سطوت قایم رکھنے کے لئے مراجعت کرنی پڑی۔ جب کرشن راؤ راجۂ وجیانگر نے مسلمانوں کی واپسی دیکھی تو بیلم کنڈہ وغیرہ پر حملہ کیا۔ سہیل خان نے فوراً قطب شاہ کو اطلاع دی۔ اور وہ ایلغار آیا۔ دشمن کی فوج کو تتر بتر کر دیا۔ اور تمام اسباب ہاتھی۔ گھوڑے۔ چھین لئے۔ آخر قلعۂ کنڈبیر کے راجہ نے تین لاکھ ہون سالانہ خراج دینے کے وعدہ پر قطب شاہ کا پیچھا چھوڑایا۔ اب سلطان قطب شاہ ایک عرصہ دراز کی لشکر کشی کے بعد اپنی دار السلطنۃ کو کوچ کیا۔ اثنار راہ میں سنا کہ اسمٰعیل عادل نے وجیانگر کے راجہ کے اغوا سے کویل کنڈہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ یہ سنتے ہی قطب شاہ فوراً کویل کنڈہ آیا۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ کہتے ہیں کہ تین مہینے تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اس عرصہ میں (۴۵) لڑائیاں ہوئیں۔ اور ایک لڑائی میں گنپور کے قریب سلطان قلی (قطب شاہ) کے چہرہ پر تلوار کا زخم لگا جس سے ناک کا کچھ حصہ اور ایک گال اُڑ گیا۔ اس زخم نے اوسکی صورت بگاڑ دی۔ اب قریب تھا کہ کویل کنڈہ تسخیر ہو جاتے اتنے میں اسمٰعیل عادل بیمار ہو کر ۱۶ صفر سنہ ۹۴۱ کو انتقال کیا۔ جس سے طرفین میں صلح ہو گئی۔ پھر اسی سال قطب شاہ نے ہیر برید پر چڑھائی کی اور کویل قلعہ کو ہیر کو فتح کر کے صلح کر لی۔

چونکہ ہری چند راجۂ نلگنڈہ نے اسمٰعیل کے حملہ کے وقت قطب شاہ کو ستایا تھا۔ اسواسطے اوسنے اب نلگنڈہ پر چڑھائی کی۔ ہری چند قلعہ میں محصور ہو گیا لیکن چند روز کی جد و جہد میں قلعہ فتح ہو گیا۔ اور راجہ ہری چند قید ہوا۔

قطب شاہ کا سب سے بڑا بیٹا حیدر خان مر چکا تھا۔ اب جمشید خان دوسرا بیٹا سب سے بڑا تھا۔ مگر قطب شاہ اوس کے چھوٹے بھائی قطب الدین کو تخت نشین کرنا چاہتا تھا۔ اس وجہ سے جمشید و قطب الدین میں عداوت ہو گئی۔ قطب شاہ کو معلوم ہوا تو اوسنے جمشید کو قید کر دیا۔

اسپ جمشید نے میر محمود مہدانی قلعدار گولکنڈہ کو بادشاہ کے قتل پر آمادہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ دوسری جمادی الثانی ۹۵۰ھ کو مسجد مین نماز کو آیا۔ اور اس نمکحرام نے تلوار کے ضرب سے بادشاہ کو شہید کیا۔ کہتے ہین کہ محمود نے ۲۲ وار متواتر کئے تھے۔ اس وقت بادشاہ کی عمر (۹۰) سال کی تھی۔ اور مدت سلطنت (۶۰) سال ہے۔ چھ لڑکے اور چھ لڑکیان تھے۔ (۱) حیدر خان۔ (جو باپ کی زندگی مین مرگیا) (۲)۔ یار قلی جمشید (بادشاہ ہوا) (۳) قطب الدین (جسکو جمشید نے اندھا کیا) (۴)۔ عبد الکریم (جو سرکشی کرکے ملک سے چلا گیا۔ اور پیچھے مارا گیا) (۵)۔ دولت خان (جس کو شہزادہ ماہ کہتے تھے) (۶) ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین مرا۔ ابراہیم (جو اپنے بھائی جمشید کے بعد مسند نشین ہوا)۔

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ

سلطان قلی کے مرتے ہی میر محمود قاتل گولکنڈہ آیا۔ اور شاہزادہ جمشید کو رہا کرکے اپنی حمایت کے ساتھ قطب الدین کے محل پر گیا۔ اور اوس کو اندھا کرکے محل شاہی مین آیا۔ اور رسوم کے موافق جمشید کو تخت پر بٹھایا۔ اور سارے ملک تلنگانہ مین اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ شاہان دکن نے تہنیت نامے بھیجے۔ اب جمشید نے ویور لکنڈہ مین احکام بھیجے۔ کہ وہان جو اوسکا چھوٹا بھائی ابراہیم حاکم قلعہ ہے وہ گرفتار کرکے بھیجدیا جائے۔ جب ابراہیم کو یہ خبر ہوئی تو وہ قاسم بریدکے پاس چلا گیا۔ اور اوس سے امداد چاہی۔ چنانچہ قاسم بریدنے ابراہیم کو لیکر گولکنڈہ پر چڑھائی کی اور جمشید کی مدد پر رمان نظام شاہ آگیا۔ اسلئے مجبوراً قاسم برید گولکنڈہ کی نواح سے ناکام واپس ہوا۔ اور ابراہیم اوس سے مایوس ہوکر رام راج کے پاس بیجانگر چلا گیا۔ رامراج نے

نوٹ رامراج کی تفتیش کے حالات یہ ہین کہ جب سلطان قلی نے بیجانگر کے بعض پرگنات پر قبضہ کیا تو اوس نے وہان

ابراہیم کی بہت کچھ آؤ بھگت کی۔ اور جاگیر مقرر کردی۔ اودہر برہان نظام شاہ نے جمشید اور علاء الدین عماد الملک کو متفق کرکے ابراہیم عادل پر چڑھائی کی جب ابراہیم عادل نے اس اتفاق اور چڑھائی کی خبر سنی تو وہ نظام شاہ کی سرحد پر آکر پرینڈہ کا محاصرہ کیا۔ اور برہان (جو شولاپور کی تسخیر میں مصروف تھا) کو یہ خبر ہوئی تو وہاں سے پرینڈہ آیا۔ خاص پور کے مقام پر سخت خونریزی ہوئی جس میں جمشید نے بڑی مردانگی دکھلائی۔ ابراہیم عادل شکست کھاکر بھاگا۔ اور اوس کا بہت سا اسباب و سامان غارت گیا۔ چند روز تک تو ابراہیم عادل نے سپاہ وغیرہ کی فراہمی میں گذارے۔ جب اوس سے اطمینان ہوگیا تو اوس نے جمشید قلی سے انتقام لینا چاہا۔ اور اسد خان کو لیکر قلعہ کاکنی آیا۔ اور اوسپر قبضہ کرکے خاک سیاہ کردیا۔ پھر ایگر پر بڑھا۔ جمشید نے دیکھا کہ اسد خان کا مقابلہ کرنا محال ہے اسلئے وہ گولکنڈہ چلا گیا۔ اب اسد خان نے تعاقب کیا۔ رستہ میں مقابلہ ہوا۔ خوب گھمسان لڑائیاں ہوئیں۔ اتفاقاً ایک لڑائی میں جمشید اور اسد خان مقابل ہوگئے۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی ایک دوسرے کو پہچانے تلواروں کے گیارہ وار آپس میں چل گئے۔ جمشید کے منہ پر اسد خان کے ہاتھ سے ایک السا زخم آیا کہ اگرچہ اوسکی جان بچ گئی۔ مگر مدت العمر کھانے پینے کی تکلیف رہی۔ اور چہرہ بالکل بدنما ہوگیا۔ اب جمشید گولکنڈہ کو بھاگا۔ ۹۵۱ھ میں علی بریدے ۸ ہزار سوار سے جمشید پر حملہ کیا۔ اور گولکنڈہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۲)۔ انتظام رام راج کے (جو شریف خاندان کا ہندو تھا) تفویض کیا۔ ۳ سال کے بعد عادل شاہ نے اون پر گنات کو تہ و بالا کیا تو رام راج وہاں سے بھاگ کر سلطان قلی کے پاس آیا۔ اور سلطان قلی نے اوسکی اس کرتوت سے ناراض ہوکر دور جانیکا حکم دیا۔ اب رام راج بیجانگر جاکر راجہ کرشن راج کا نوکر ہوگیا۔ اوسنے اسکی قدردانی کرکے اپنی بٹکا ہوا دی۔ جب کرشن راج مرگیا تو اوس کا بیٹا بالکل کم سن تھا۔ اسلئے رام راج نائب السلطنت قرار پایا۔ اور چند

کے قریب چلکور تک پہونچ گیا جمشید نے مقابلہ مناسب نہ سمجھا۔ اور گولکنڈہ کا معقول انتظام کرکے بیدر پر حملہ کردیا۔ جب علی بریدکو اسکی خبر ہوئی تو گولکنڈہ سے واپس ہوا۔ کلیپور کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ جمشید قلی کو غلبہ رہا۔ اسکے بعد صلح ہوگئی۔ اور فریقین اپنے اپنے ملک کو سدھارے چندروز بھی نہین گذرے کہ پھر بریدنے جمشید پر حملہ کرنے کی تیاری کی جب جمشید کو معلوم ہوا تو اوسنے خود علی بریدپر حملہ کیا۔ اور جگدیو راؤ نائک واڑی کو کولاس کے مقام پر ایک قلعہ کی تیاری کا حکم دیا۔ نارائن کھیڑہ کے مقام پر لڑائی شروع ہوئی۔ اور جمشید نے کولاس و نارائن کھیڑہ و حسن آباد پر قبضہ کرلیا۔ اور بہ فتح و فیروزی دارالسلطنت واپس ہوا۔ ۸۵۲ھ مین جمشید نے برہان کی مدد سے پھر بریدپر چڑھائی کی۔ اور اس دفعہ بریدسے قلعۂ میدک چھینا۔ اور فائز المرام گولکنڈہ مراجعت کی۔ اور یہان آکر برہان کو لکھا کہ قاسم بریدکی عادت ہوگئی ہے کہ وہ ہمیشہ ہمسایہ کے ملکون کو تاخت و تاراج کرتا ہے۔ پس بہتر یہ ہے کہ آپ اور ہم ابراہیم عادل کو متفق کرکے قاسم پر اسکے ملک پر حملہ کرین۔ اور فتح کے بعد تمام ملک آپس مین تقسیم کرلیا جائے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل ہوا پہلے برہان نے قندہار کو فتح کیا۔ قاسم بریدکو اس اتفاق کی خبر نہ تھی وہ یہ حالت دیکھکر ابراہیم عادل کے پاس گیا۔ ابراہیم نے اوسکو گرفتار کرکے قید کیا۔ قاسم بریدنے جمشید کو لکھا کہ آپ مجھے رہا کرادیجے تو مین اپنے ملک کا ایک حصہ آپ کے نذر کرونگا جمشید نے ابراہیم کو کہلا بھیجا کہ آپ قاسم بریدکو میرے پاس بھیجدیجے۔ چنانچہ ابراہیم نے اوسکو جمشید کے پاس بھیجا۔ اور جمشید اوسکو لیکر بیدر آیا۔ اور تخت نشین کیا۔ قاسم بریدنے اس احسان کے معاوضہ مین بہت سے قیمتی جواہر شاہان بہمنی کے (جو اوس کو ہاتھ لگے تھے) جمشید کے نذر کیا۔ اب جمشید وہان سے نکلکر

لفیفہ نوٹ صفحہ (۱۷۳) روز کے بعد اوس بچہ کو ٹھکانے لگا کر بیجانگر کی ریاست کا مالک ہوگیا۔ اور تخت سلطنت پر متمکن ہوا

کو گولکنڈہ آیا۔ اور یہان آتے ہی عیش و عشرت مین ایسا ڈوبا کہ رات دن نشہ مین مخمور رہنے لگا۔ آخر مرض سرطان مین مبتلا ہوا۔ بہردق ہوگئی۔ اور ۹۵۷ھ مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت (۷) سال ہے۔

سبحان قلی قطب شاہ بن جمشید قطب شاہ

اس وقت گولکنڈہ مین کوئی بڑا شہزادہ موجود نہ تہا۔ اسلئے امرائے غریب نے جن مین سید کمال الدین المعروف مصطفے خان اردستانی اور صلابت خان ترکی غلام تہے۔ جمشید کے بیٹے سبحان قلی کو جو دو سال کا تہا۔ تخت پر بٹہایا۔ چونکہ جگدیو راو کی اوطی زمانہ مین شان و شوکت بڑہی ہوئی تہی۔ اور مسلمانون مین کوئی شخص ایسا نہ تہا جو اوسکو نیچا دکہاتا۔ اسلئے بلقیس زمانی (جمشید کی ماں) نے بعض امرار کی صلاح سے سیف خان عین الملک کو احمد نگر سے بلایا۔ اور مہمات سلطنت کی انجام دہی انھین کی۔ جگدیو راو ناراض ہوکر بہونگیر گیا۔ اور دولت قلی کو (جمشید کا بہائی) قید سے رہا کرکے بادشاہ بنایا۔ سیف خان اوسکی تنبیہہ کے لئے چلا۔ جگدیو نے تقال خان وزیر دریا علی دستہ شاہ حاکم بڑاڑ کو مدد پر بلایا۔ سنگرم کے پاس طرفین کا مقابلہ ہوا۔ سیف خان غالب آیا۔ تقال خان بڑاڑ بہاگا۔ جگدیو قلعہ مین چہپا۔ مگر سیف خان نے اوسکو گرفتار کرکے قلعہ گولکنڈہ مین قید کردیا۔ اور دولت قلی کو بہونگیر کے قلعہ مین بدستور قید رکہا۔ اسکے بعد سیف خان کا اسقدر اقتدار بڑہا۔ کہ تمام امرائے غریب بے اختیار ہوگئے۔ آخر اونہون نے مصلحت کرکے رامراج کو لکہا کہ شہزادہ ابراہیم (جو تمہارے پاس مہمان ہے) کو بہیجدو تاکہ ہم اوسے بادشاہ بنائین۔ ابراہیم تو وہان ایک مدت سے اسی امر کا انتظار کر رہا تہا۔ اوسی وقت رامراج سے رخصت لیکر کوچ کیا۔ رام راج نے سپاہ سے مدد دینی چاہی۔ مگر اوسنے اس خوف سے انکار کردیا۔ کہ مبادا آیندہ رامراج کچہ ملک کا حصہ طلب کرے۔ الحاصل جب وہ سرحد قطب شاہیہ مین پہونچا تو پہلے

مصطفےٰ خان دستانی اس سے جاملا اور قلعہ دار کو گولکنڈہ نے قلعہ حوالہ کیا۔ اب ابراہیم نے یہاں کے مہاجنوں سے دو لاکھ روپیہ قرض لیکر فوج نوکر رکھی۔ اور لوازمۂ شاہی خریدا۔ مصطفےٰ خان کو میر جملہ مقرر کیا جب یہ خبر گولکنڈہ پہونچی تو سیف خان گھبرایا۔ اور اپنے چند رفقا کے ساتھ معہ فوج کے کھپنوارہ آیا۔ اور ابراہیم گولکنڈہ سے کوچ کرکے جب گولکنڈہ کی نواح میں آیا تو جوق در جوق امرا و سپاہی کھپنوارہ اوس سے آکر مل گئے۔ جگدیو راؤ جو قید تھا۔ ابراہیم نے اوسکو رہا کرادیا۔ حارسین گولکنڈہ نے اکثر امرائے مخالف (جو سیف خان کے وابستہ کہلاتے تھے) کو قتل کر ڈالا۔ اور ابراہیم بلا کسی دقت و جدال کے داخل دارالسلطنت ہوا۔ اور سبحان قلی (جو ابھی بچہ تھا) کو قید کرکے تمام خزانہ اور اسباب سلطنت پر قبضہ کرلیا۔ سیف خان کھپنوارہ میں بیٹھا ہوا یہ حالت دیکھ رہا تھا۔ اب اوس نے بھی ایک عرضی معافی جرایم کی ابراہیم کے پاس روانہ کی۔ مگر بعض امرائے غریب کی صلاح سے ابراہیم نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسلئے سیف خان ۵ ہزار سوار اور کچھ اثاثہ سلطنت قطب شاہی کا لیکر کولاس کی راہ سے سلطنت کے باہر چلا گیا۔

ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ

۱۲۔ رجب ۹۵۷ھ مطابق ۱۵۵۰ء روز دوشنبہ کو ابراہیم قلعۂ محمد نگر میں تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ اور ابراہیم قطب شاہ لقب ہوا۔ اوسی روز ۱۲ ہزار ہون خیرات کیا۔ اور اپنا نشان کبوتر رنگ کا

نجنہ۔ اس کبوتر رنگ کے واقعات یہ ہیں کہ جب ابراہیم رامراج کے پاس گیا تو اوس نے اوسکو ایک جاگیر دیدی۔ دراصل یہ جاگیر پہلے رامراج نے ایک حبشی امیر عنبر خان نام کو دی تھی۔ جب رامراج نے اوس سے لیکر ابراہیم کو دی تو اوسکو سخت برا معلوم ہوا جس وقت ابراہیم رامراج کے پاس جلنے لگا تو عنبر خان راستہ روک کر کھڑا ہوگیا۔

قرار دیا۔ مصطفےٰ خان سے اپنی بہن منسوب کرکے تمام امور ات سلطنت کا کارپرداز و پیشوا مقرر کیا۔
سنہ ۹۶۲ھ مین حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ نے اتفاق کرکے گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل نے گھبراکر رامراج سے کمک چاہی اور رام راج بے شمار فوج و ہاتھی لیکر گلبرگہ کا پہونچا۔ اور اپنے بھائی تیمراج کو ابراہیم قلی کے ملک مین لوٹ مار کو بھیجدیا۔ اس کے بعد رامراج نے ابراہیم قلی کو لکھا کہ آپکے اور ہمارے بزرگون کا ہمیشہ اتحاد رہا ہے اسلئے جنگ مناسب نہین ہے پس آپ عادل شاہ کے ملک کو لینے کی خواہش دل سے نکالدیجے۔ اور حسین نظام شاہ کو بھی سمجھاکر اس ارادہ سے منع کیجے۔ چنانچہ رامراج کی اس تحریر سے ابراہیم قلی نے محاصرہ اُٹھاکر اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب حسین نظام مہمان رہکر کیا کرتا۔ وہ بھی روانہ ہوا۔ اور ادھر رامراج کے دونون چھوٹے بھائی یلتم راج گوبندراج نے (جو ادھونی مین رہتے تھے) رامراج کی غیر حاضری مین بغاوت برپا کی۔ اور بیجانگر کے کچھ قلعے دبالئے۔ جب رامراج کو معلوم ہوا تو اوسنے ابراہیم قلی سے کمک چاہی۔ ابراہیم نے قبول خان سرنوبت و حمید خان ظہیر الملک کی سرکردگی مین ۶ ہزار سوار دس ہزار پیادے رامراج کی مدد کو بھیجے۔ باغی قلعہ مین محصور ہوگئے ۶ ماہ تک لشکر قطب شاہیہ نے رامراج کی فوج کے ساتھہ اون کا محاصرہ رکھا۔ آخر باغیون نے مجبور ہوکر قلعہ حوالہ کردیا۔ اور اطاعت قبول کی۔ رامراج اس فتح کے بعد قطب شاہی سردارون کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ رخصت کیا ابراہیم قلی نے اس حسن خدمت کے معاوضہ مین قبول خان کو عین الملک کا خطاب دیا۔ اس اثنا مین جگدیو راؤ کی ظلم و زیادتی

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۶) اور کہا کہ ہم اور تم آپس مین لڑین۔ جو کامیاب ہو وہی اوس جاگیر کا مالک ہوگا۔ ابراہیم نے ہر چند سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ آخر دونون لڑنے لگے عنبر خان مارا گیا۔ اور اوسکا کبودی نشان ابراہیم کے ہاتھہ لگا۔ ابراہیم نے اوس کو

حد سے تجاوز کرگئی۔ تمام مسلمان امرا رشاکی ہوئے۔ اتنے مین اوس کا بھائی آنکس راؤ بلا اجازت شاہی اپنی جاگیر کو چلا گیا۔ بادشاہ کو سخت غصہ آیا۔ اور جگدیو راؤ کے تائب و معاونین کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔ اب جگدیو راؤ ۳۰ ہزار آدمیون کو لیکر ایلگندل بھاگا۔ اور یہان سے ملک کو غارت کرتا ہوا بیڑاڑ پہونچا۔ برہان عماد شاہ نے بہت خاطر کی۔ اور ۱۰ ہزار سوار کا سپہ سالار بنایا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ برہان عماد کی لڑائی میران محمد فاروقی حاکم خاندیس سے ہو رہی تہی۔ جگدیو نے اس جنگ مین شریک ہوکر خاندیس کے لشکر کو شکست دی۔ اور بیڑاڑ کے اکثر زمیندار اونکو مطیع و باجگذار بنایا۔ اس بہادری و کارنمایان کے باعث اوسکا بہت کچہ نام ہوگیا۔ اب اوسنے اپنی جاگیر مین سپاہ جمع کرکے خاندیس و بیڑاڑ کے شاہون کے ساتہ برابری کا دعوی کرنے لگا برہان عماد اوسکی اس حرکت سے ناراض ہوا۔ اور اپنے علاقہ سے نکالدیا۔ جگدیو وہان سے نکلکر ایلگندل آیا۔ وہان سے بیجانگر کے جانے کا ارادہ کیا۔ جب ابراہیم قلی کو معلوم ہوا تو مصطفے خانکو اوسکے مقابلہ پر بہیجا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ نیکٹ راؤ برادر جگدیو راؤ مارا گیا۔ اور جگدیو شکست پاکر بیجانگر بہاگا۔ اوس کا تمام مال۔ خزانہ۔ ہاتھی گھوڑے فوج شاہی کے ہاتہ لگے۔ ۹۶۸ھ مین علی عادل شاہ۔ رام راج اور ابراہیم قلی یہ تینون اتفاق کرکے حسین نظام شاہ کے ملک پر ٹوٹ پڑے۔ اکثر نظام شاہی اقطاع کو تباہ و تاراج کیا۔ حسین نظام شاہ گہبراکر پٹن چلا گیا۔ اب ان تینون نے احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ ایک زمانہ کے جد و جہد مین قریب تہا کہ احمد نگر فتح ہوجائے۔ ابراہیم قلی نے دیکہا کہ اگر احمد نگر فتح ہوگیا تو علی عادل کی قوت زور پکڑیگی۔ کہین ایسا نہ ہو کہ وہ زور پکڑکر مجہے برباد نہ کردے۔ اسلئے اوس نے اون کا ساتہ چہوڑا۔ اور شب کے وقت بغیر اجازت اپنے ملک کے

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۷۔ مبارک سمجہکر رکہ چہوڑا تہا۔ اور جب بادشاہ ہوا تو اوسنے ہندی رنگ اختیار کیا۔ ۱۲ مولف۔

جانب چل نکلا۔ اسکے بعد حسین نظام شاہ نے قلعۂ کلیان علی عادل کے حوالہ کر کے صلح کر لی۔ اب علی عادل و رام راج بھی اپنے اپنے ملک کو لوٹے ۱۵۶۵ء مین حسین نظام شاہ نے اپنی بیٹی بی بی جمال کا نکاح ابراہیم قطب شاہ سے کر دیا۔ اس کے بعد ان دونون نے ملکر قلعۂ کلیان پر حملہ کیا۔ علی عادل و رام راج۔ علی برید۔ برہان عماد کی کمک لیکر مقابلہ کو نکلا۔ ایک دو لڑائی کے بعد حسین شاہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور ابراہیم قلی بھی گولکنڈہ کو مراجعت کیا۔ مگر اسمین علی عادل و رامراج کے سردارون نے اوس کا دم ناک مین کر دیا۔ اور انھین ایام مین رامراج نے قطب شاہی علداری مین گلبدیہ راؤ اور عین الملک کو بھیجکر لوٹ مار مچا دی۔ بہت سے نائکواڑی بھی باغی ہو گئے۔ اندر گنڈہ دشمن کے قبضہ مین چلا گیا۔ سدی تیماج نے مصطفےٰ نگر مین اور شتاب خان اور ودیادر نے راجمندری سے نکلکر ویلور کا محاصرہ کیا۔ اب بادشاہ (قطب شاہ) کو اندیشہ ہوا کہ سلطنت ہاتہ سے نکل چلی۔ اسلئے اوس نے چاہا کہ گولکنڈہ سے نکلکر دشمنون کا مقابلہ کرے۔ مگر خیر خواہون نے منع کیا۔ آخر مصطفےٰ خان کے ذریعہ رام راج سے صلح چاہی۔ اور قلعۂ گھنپورہ۔ کویل کنڈہ۔ پانگل یہ تینون رامراج کے حوالہ کر کے پیچھا چھڑایا۔ اس کے بعد رامراج اپنے ملک کو چلا گیا۔ اس وقت بیرونی دشمن تو چلے گئے۔ مگر اندرونی دشمن بغاوت پر آمادہ تھے۔ جس سے قطب شاہی سلطنت تزلزل حالت مین ہو گئی۔ سب سے اوّل ابراہیم قلی نے گولکنڈہ کے حصار کو گچ و سنگ سے مستحکم بنوایا۔ اور اسکے اندر بازار۔ دوکانات۔ پختہ مکانات وغیرہ تیار کرائے۔ اطراف مین باغات لگوائے۔ تمام امرا کو بھی مکانات کی تیاری کا حکم دیا۔ جب اس سے فارغ ہوا تو اندر کنڈہ کی تسخیر کے لئے مصطفےٰ خان کو بھیجا۔ کیسری راؤ گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ سادو راؤ نائک واڑی منتظم قلعۂ گولکنڈہ تمام نائک واڑیون کو متفق کر کے اس خیال مین ہے کہ کسی روز اگر بادشاہ شکار کو چلا جائے تو قلعہ پر قبضہ کر کے بادشاہ کو قلعہ مین داخل ہونے نہ دیا جائے۔ اور رامراج کو بلا کر قلعہ حوالہ کر دیا جائے

اب بادشاہ نے ایک روز شکار کا قصد کرکے تمام لشکر کے کوچ کا حکم دیدیا۔ نائک واڑی تو اسی کے منتظر تھے۔ فوراً انہوں نے مسلمان محافظوں کو اور خزانہ داروں کو جا دبایا۔ چونکہ بادشاہ ابھی قلعہ سے باہر نکلا نہ تھا۔ اور نائک واڑیوں کو خیال تھا کہ بادشاہ باہر چلا گیا ہے۔ الحاصل جب محافظوں نے شور مچایا تو بادشاہ نے قلعہ کے محاصرہ کا حکم دیا۔ اور اکثر نائکواڑیوں کے سرگروہوں کو گرفتار کرا کر قتل کر ڈالا جس سے تمام نائک واڑی ڈر گئے۔ اور پھر کسی نے دم نہیں مارا۔ ۹۷۳ھ میں بادشاہ نے دیلور و دہلی کے باغیوں کی سرکوبی کرکے اوپر قبضہ کرلیا۔ بعد ازاں ابراہیم قلی کا ارادہ ہوا کہ رائچور وغیرہ فتح کرے۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ رامراج نے اپنی ترقی و عروج کو کمال کے درجہ پہنچا کر مسلمانوں کی توہین و تحقیر کے درپے ہوا ہے۔ جس کے باعث تمام سلاطین اسلام اوس سے متنفر ہوگئے۔ چنانچہ علی عادل حسین نظام شاہ۔ علی برید وغیرہ نے اتفاق کرکے ابراہیم قلی کو لکھا کہ ہم سب سلاطین اسلام متفق ہوکر رامراج پر حملہ کریں۔ تاکہ اوس کے غرور و تکبر کی بیخ کنی ہو۔ الغرض ان سلاطین اسلام نے اتفاق کرکے رامراج پر چڑھائی کی۔ رامراج بھی مقابلہ پر آیا۔ اور اون کی متفقہ قوت سے بالکل نہیں گھبرایا تالیکوٹ کے مقام پر جنگ عظیم ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں نے فتح پائی۔ ہندو شکست کھا کر بھاگے ہزاروں مارے گئے۔ رام راج بھی قتل ہوگیا۔ اس لڑائی میں بیجانگر ایسا تباہ ہوا کہ پھر کبھی آباد نہ ہوا ہمنے اس لڑائی کے حالات کو عادل شاہی تذکرہ میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھدیا ہے اب یہاں اوس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ابراہیم قطب شاہ کے جتنے ضلع رامراج نے اس کے آگے ظلم و زیادتی سے لے لئے تھے۔ وہ سب قطب شاہ کو مل گئے۔ ۹۷۳ھ میں ابراہیم قلی کو ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد قلی رکھا گیا۔ ۹۷۳ھ میں ابراہیم قطب شاہ نے مرتضیٰ نظام شاہ کی کمک پر تقال خان وغیرہ کے ساتھ عادل شاہیہ ملک پر حملہ کیا۔ مگر علی عادل شاہ کی حسن تدبیر سے

کامیابی نہ ہوئی۔ آخر سب کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ اسکے بعد پھر ابراہیم نے بلتم راج و مرتضیٰ شاہ کے ساتھ علی عادل کے اضلاع پر حملہ کیا۔ اتنے میں مرتضیٰ شاہ نے بلتم راج سے دو لاکھ ہون کا مطالبہ شروع کیا۔ جس سے یہ اتفاق کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور سب اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ اور علی عادل شاہ کے اضلاع تاخت و تاراجی سے محفوظ رہے۔ لیکن مرتضیٰ شاہ جاتے جاتے ابراہیم قطب شاہ کے ملک کویل کنڈہ و گھنپورہ میں لوٹ مار مچا دی۔ ابراہیم نے صلابت خان عالم خان۔ مقرب خان کو مقابلہ پر بھیجا۔ خوب جنگ ہوئی۔ مقرب خان مارا گیا۔ اور نظام شاہی سرداروں میں معتمد خان سرنوبت قتل اور کمال خان نظام شاہی زخمی ہوا۔ مجبوراً نظام شاہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ دوسرے سال پھر مرتضیٰ نظام شاہ علی عادل کے ملک پر یورش کرنے کے لئے ابراہیم قطب شاہ سے مدد چاہی ابراہیم بھی مستعد ہو کر چلا۔ راستہ میں علی برید کو بھی ساتھ لے لیا۔ کالے چبوترہ کے پاس ابراہیم و مرتضیٰ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کلام مجید پر دونوں نے اتفاق کی قسم کھائی۔ جب یہ خبر علی عادل کو ہوئی تو اسنے اپنے پیشوا ابوالحسن پسر شاہ طاہر کو (جو اس لڑائی کا بانی تھا) قید کیا۔ سید مرتضیٰ (جو ابوالحسن کا بڑا دوست تھا) نے ابوالحسن کی رہائی کے لئے مرتضیٰ شاہ کو اس لڑائی سے باز رکھا۔ اور ابراہیم سے لڑنیکے لئے آمادہ کیا۔ اصل اس کارروائی کا ابوالحسن چھوٹ گیا۔ اور علی عادل سے جو لڑائی ہونے والی تھی موقوف ہوگئی۔ مگر مرتضیٰ شاہ اپنے معاون ابراہیم کے خیمہ و خرگاہ کو لوٹنا شروع کیا۔ بیچارہ ابراہیم گولکنڈہ بھاگا۔ اور مرتضیٰ نے تعاقب کیا۔ اس موقع پر ابراہیم کے بیٹے عبدالقادر نے باپ سے درخواست کی کہ اگر مجھے حکم ہو تو مرتضیٰ شاہ کے عقب میں جا کر ایسی سزا دوں کہ پھر اس قسم کی جرأت نہ کرے۔ چونکہ ابراہیم کو وہ معاملہ یاد تھا جو اوس کے بڑے بھائی جمشید نے اپنے باپ سے کیا تھا۔ اسلئے اوس نے سمجھا کہ عبدالقادر سے اراکین دولت مل گئے ہیں۔ اور میرے نقصان کے درپے

ہین - حالانکہ عبد القادر کے دل مین اس خیال کا سدرمق بھی موجود نہ تہا - اور یہہ صرف اوس نے مرتضےٰ نظام شاہ کی جرأت و بدعہدی کو دیکھکر عرض کیا تہا - لیکن اسی خیال سے ابراہیم قطب شاہ کو گلکنڈہ پہونچکر عبد القادر کو قید کیا - پہر زہر دیکر مار ڈالا - سنہ ۹۷۹ ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نے رفعت خان لاری المخاطب ملک نائب کو راجمندری کی فتح کیلئے بہیجا عین الملک صلابت خان ملک شیرین کو بہی ہمراہ کیا - اس وقت راجمندری اور مٹیاپور پر شتاب خان قابض تہا - طرفین سے خوب لڑائی ہوئی - آخر شتاب خان بہاگا - رفعت خان نے مٹیاپور پر قبضہ کرلیا - اس کے بعد شتاب خان کا تعاقب کیا - شتاب خان نے دویا ورراجہ قاسم کوٹہ کی مدد لیکر پہر مقابلہ مین آیا - لیکن اس دفعہ بہی شکست پائی - سنہ ۹۷۹ھ مین قلعہ راجمندری پر قطب شاہیون کا قبضہ ہوگیا - دویا ور تو قاسم کوٹہ چلاگیا - اور شتاب خان بیانگر کا راستہ لیا - اس کے بعد معلوم نہوا کہ وہ پہر کہان گیا - اب یہان سے رفعت خان قاسم کوٹہ کیطرف بڑہا - راستہ مین وینکٹ راج علاقہ گوپال وار کونم کا راجہ تہا - ۲ ہزار فوج سے مقابل ہوا لیکن شکست کہاکر بہاگا - یہ دونون مقام رفعت خان کے قبضہ مین آگئے - انہین مقامونکے پاس دو بہائی سردار راج و بہائی بلند رچہوٹے چہوٹے راجہ تہے - یہ تو بغیر لڑائی کے مطیع ہوگئے - اس کے بعد گوپال ویرائے کے علاقہ پر قبضہ کیا گیا - پہر ولب راج جو ویداوی کا راجہ تہا مسلمانون کے خوف سے ایک پہاڑی قلعہ دیورپورال مین جا چہپا - چار مہینے کے محاصرہ مین اوسنے بہی اطاعت کرلی - یہان سے علاقہ جسرا مین دو بہائی نرسنگہ و سورنگ خوب لوٹے - آخر گرفتار ہوگئے - اور ملک پر مسلمانون کا دخل ہوگیا - اب ایک اور زبردست راجہ دسنا دیو پر چڑہائی کی گئی - پہلے قلعہ پوتنور (جو دسنا دیو کے بہائی کے قبضہ مین تہا) فتح ہوا - اسکے بعد قلعہ کندہ دیوپلی فتح ہوئی - جب دارالحکومت پر حملہ کیا گیا تو دسنا دیو

لشکر کشی کے ساتھ مقابلہ کو آیا۔ مگر شکست اوٹھایا۔ تیس ہزار ہون چالیس ہاتھی سالانہ خراج قبول کرنے پر راضی ہوا۔ اب رفعت خان یہان سے فائز المرام گولکنڈہ واپس ہوا۔ اس عرصہ مین ابراہیم نے مرتضےٰ شاہ کو اوس کے بدعہدی کی سزا دینے کے لئے تفال خان سے مدد چاہا۔ تفال خان نے اپنے بیٹے تشمیر الملک کو دو تین ہزار سوار سے مدد کو بھیجا۔ اب یہ دونون مرتضےٰ شاہ کے طرف چلے۔ راستہ مین علی برید کو بھی ملالیا۔ اب تجویز یہ ہوئی کہ علی عادل کو بھی متفق کرین۔ لیکن یہ خبر مرتضےٰ شاہ کو بہت جلد ہوگئی۔ اور وہ پرتگالیون کا محاصرہ چھوڑ کر واپس ہوا۔ اور علی عادل کو تکالیف وغیرہ بھیجکر اپنا طرفدار بنایا۔ جب ابراہیم نے دیکھا کہ کھیل بگڑ گیا۔ تو تشمیر الملک کو رخصت کر دیا۔ علی برید بھی بیدر چلا گیا۔ اور ابراہیم گولکنڈہ آیا۔ اودھر علی عادل و مرتضےٰ شاہ نے اتفاق کرکے تنگانہ و بیدر کے جانب متوجہ ہوئے۔ مرتضےٰ شاہ بیدر آیا۔ اور علی عادل کمٹھانہ کے حوض پر ٹھیرا۔ ابراہیم نے صلابت خان و حبشی خان کو ۴ ہزار سوار۔ ۱۰ ہزار پیادون سے جنگ قرآتی کو بھیجا جس سے علی عادل اور مرتضےٰ شاہ کو اون کے ارادہ مین کامیابی نہ ہوئی اکثر دونون نے ۱۵۔ ۱۵۔ ہزار آدمی کو لاش کے پاس سرحد پر چھوڑ کر اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ ابراہیم نے امیر شاہ محمد کو ۸ ہزار سوار اور مرزا حسین بیگ ترکمان کو ۴ سو غریب جوان دیکر دفعتہ کو روانہ کیا۔ جب طرفین کا مقابلہ ہوا تو قطب شاہیون کو فتح نصیب ہوئی۔ مرزا حسین نے قلعہ دگلور لے لیا۔ الغرض دو چار روز تک خوب جنگ ہوتی رہی۔ قطب شاہیون کو ہمیشہ غلبہ رہا۔ آخرش نظام شاہی و عادل شاہی فوجین شکست کھا کر اپنے اپنے ملک کو واپس چلی گئین۔ ۹۸۵ھ مین وینکٹ دری و کپوری تمراج و نرسنگ راؤ (جو دو لاکھ ہون سالانہ کا خراج سلطان قلی کے زمانہ سے کوندیر کے نسبت دیا کرتے تھے۔ اب وہ کئی سال سے دینا موقوف کر دی تھے) پر ابراہیم نے امیر عماد الدین شیرازی المخاطب حیدر الملک کو حملہ کرنیکے لئے

بھیجا۔ چنانچہ حیدر الملک نے جاتے ہی پہلے قلعۂ دنگنڈہ پر قبضہ کیا۔ بعد ازاں کستوری رنگپا و مدہمانی جیسا سے حصار کجر کوٹہ کو لیا۔ پھر قلعہ کھم فتح کیا۔ اور قلعہ کنٹوم کو تسخیر کر کے یم گنڈہ بھی حیدر و قہر لے لیا۔ اب خاص کوندبیر کا محاصرہ کیا۔ لیکن محاصرہ نے طول کھینچا۔ اور ابراہیم نے میر شاہ قلی المعروف بہ میر شاہ میر کو کمک کے لئے بھیجا۔ بہت بڑی کوشش سے وہاں کا حاکم تمراج (بو رام راج کا دلاتا تھا) گرفتار ہوا۔ اور قلعہ بھی ہاتھ آیا۔ ۹۸۶ھ میں ابراہیم نے امیر زبیل کو سعد عالم خان کشور خان۔ حیدر خان سرنوبت کے کاکن کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اس وقت اس علاقہ پر عادل شاہ کے طرف سے ضیا دولت خان اور میان بدہو حاکم تھے۔ امیر زبیل نے اون کو شکست دیکر قبضہ کر لیا۔ اتنے میں خبر ملی کہ ۱۵ ہاتھی قلعہ ساغر سے بیجاپور جا رہے ہیں۔ چنانچہ اوسکے لوٹنے کے لئے امیر زبیل چڑھ دوڑا۔ سید اشرف قلعدار ساغر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھا کر گرفتار ہو گیا۔ اور امیر زبیل نے شہر ساغر کو جلا کر خاک کر دیا۔ اور قلعہ کو چھوڑ کر ملکھیڑ و اسیگیر کو محاصرہ کر کے لے لیا۔ ۹۸۹ھ میں ابراہیم نے نظام شاہ کے اتفاق سے بیجاپور پر حملہ کرنیکے لئے امیر شاہ میر کو روانہ کیا۔ اور امیر زبیل (جو ملکھیڑ و اسیگیر میں ٹھیرا ہوا تھا) کو لکھا کہ ملک مفتوحہ سے ایک لاکھ ہون اور دو ہزار کنڈی غلہ لشکر معہ فوج امیر شاہ میر کے لشکر سے فوراً مل جائے اور دونوں باتفاق بیجاپور پر حملہ کریں۔ چنانچہ امیر زبیل وہاں سے نکلا۔ راستہ میں امرائے بیجاپور نے قوام الدین محمد کے ذریعہ اوسکو روکنا چاہا۔ مگر امیر زبیل اون کو شکست دیکر امیر شاہ میر کے لشکر سے مل گیا۔ اب یہ دونوں معہ لشکر نظام شاہی فوج کے ساتھ بیجاپور پر آدھمکے۔ ایک عرصہ تک محاصرہ رہا۔ مگر رسد کی تکلیف سے محاصرہ اوٹھا دیا اور پرگنات گلبرگہ۔ مدرج۔ رائچور باغ وغیرہ کے تباہ کرنے کے لئے چلے۔ اور وہاں سے نلدرگ کی فتح کا مصمم ارادہ کر کے اوس طرف پہنچے۔ سید مرتضےٰ وغیرہ امرائے

نظام شاہی نے امیر شاہ میر سے کہا کہ اگر قطب شاہ کو یہان بلا لو تو بادشاہ کی موجودگی مین لشکر کا انتظام اچھا ہوگا۔

اب کسی قدر ابراہیم قطب شاہ کی سنئے کہ جب اوس نے امیر شاہ میر کو نظام شاہی فوج کی مدد کے لئے بھیجا تو ایک رائے راؤ برہمن زادہ کو (جو نہایت خوبصورت اور ذی فہم تھا) اپنا وکیل السلطنت بنایا۔ اور عزیز الملک۔ شریف الملک۔ برلاس خان۔ افضل خان وغیرہ بڑے بڑے سردارون کو دس ہزار سپاہ سے اوسکی ماتحتی مین دیدیا تھا۔ اوسکی خدمت کے لئے ہزار مشعلچی سرکار سے مقرر تھے۔ نوبت نقارہ بھی مل گیا تھا۔ اور ہر روز پاؤ سیر مشک وعنبر وعود اور دو من صندل اور انواع واقسام کی خوشبوئین کئی ہزار پان اوسے ملا کرتے تھے۔ یعنی وہ ایسا مقرب ہوگیا تھا کہ گویا وہ ہی سلطنت کرتا تھا۔ اب اوسنے خیر خواہی کے اظہار کے لئے فوج لیکر مرتضیٰ نگر گیا۔ وہان ہندؤن کو قتل کرکے ایک لاکھ ہون اور سونے چاندی کے بتون کو بتخانہ سے نکال لایا۔ اور تین لاکھ ہون اور ملک سے خراج وصول کیا۔ جب یہ فتح ونصرت کے ساتھ گولکنڈہ آیا تو اوسی روز ابراہیم قطب شاہ کی طبیعت بگڑی۔ بخار آگیا۔ ہر چند علاج کیا۔ افاقہ نہ ہوا۔ چند روز بعد بیگم ربیع الثانی ۹۸۸ھ روز پنجشنبہ نماز ظہر کے وقت بہ عمر (۵۱) سالہ انتقال کیا۔ جنازہ حسب دستور باغ لنگر مین دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۳۰ سال ۹ مہینے ہے۔ اسکے عہد مین قلعہ گولکنڈہ معہ مساجد ومدارس۔ لنگر دروازہ امام۔ ریاض مثل باغ ابراہیم شاہی۔ باغ گلشن۔ حوض حسین ساگر۔ کٹورہ کنکور۔ کٹورہ بدویل تعمیر پائے۔ اسکو بیس بچے پیدا ہوئے۔ اون مین ۶ لڑکے اور ۱۴ لڑکیان۔ سن بلوغ کو پہونچین۔ عبدالقادر مشہور بہ شاہ صاحب (یہ سید محمد گیسو دراز کے خاندان کی ایک لڑکی سے پیدا ہوا تھا۔ تاریخ قطب شاہی مین لکھا ہے کہ ابراہیم نے اوسے دیوڑھی گولکنڈہ مین قید کیا اور ۲۰ برس کی عمر مین وہ وہین مرگیا۔

فرشتہ کا قول ہے کہ ابراہیم نے زہر دیکر مار ڈالا۔ لیکن آیندہ معلوم ہوگا کہ ان دونون کتابون کی تحریر مین بڑا شک ہے۔ اور غالب ہے کہ وہ اس وقت نہین مرا تہا۔ باپ کے بعد ایک مدت تک زندہ رہا۔) مرزا حسین قلی (اس وقت ۲۰ سالہ تہا۔ باپ کے بعد ۶ برس زندہ رہا۔ اور محرم ۹۹۴ھ کو نام پلی کے حوض مین پیرنے گیا۔ اور ڈوب کر مرگیا۔ اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔ اسکی وجہ کچھ نہین معلوم ہوئی کہ اس شاہزادہ کے ہوتے ہوے محمد قلی چھوٹے کو تخت نشین کیون کیا گیا) محمد قلی (۱۴ رمضان ۹۷۳ھ کو پیدا ہوا) عبد الفتاح (۹۷۵ھ مین پیدا ہوا۔ علم تجوید مین بیمثل تہا۔ مرض صرع سے ۹۹۳ھ مین مرگیا) مرزا محمد خدا بندہ (جو محمد قلی کا حقیقی بہائی تہا ۹۷۶ھ مین پیدا ہوا۔ بہائی سے بغاوت کرکے ۹۹۳ھ مین گولکنڈہ مین محبوس ہوا ۱۰۰۱ھ مین مرگیا۔) محمد امین (اس وقت ۹ سالہ تہا۔ باپ بہت پیار کرتا تہا۔ اسکی ختنہ مین دو لاکھ ہون صرف ہوے۔ یہ ۹۹۳ھ مین مرگیا۔)

سلطان محمد قلی قطب شاہ بن سلطان ابراہیم قطب شاہ

سلطان محمد قلی تخت پر بیٹہا۔ اور اپنے خاندان کا لقب قطب شاہ اختیار کیا۔ اور وہ امرا جو نظام شاہی لشکر کی مدد کو گئے تہے۔ اون کو تسلی آمیز خط لکہا۔ اسکے بعد امیر شاہ میر کے کہنے پر خود بہی نلدرگ کے محاصرہ مین شریک ہونے کے لئے گیا۔ امیر شاہ میر کو وکیل السلطنت بنایا۔ اب نلدرگ کا محاصرہ سختی کیساتہ کیا گیا۔ قریب تہا کہ قلعہ فتح ہوجاے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ ۲۰ ہزار برگی سوار لشکر کے قریب آگئے ہین۔ اس سبب سے حملہ مین توقف ہوا۔ اس کے بعد ابراہیم عادل شاہ نے صلح کرلی۔ اور محمد قلی گولکنڈہ آیا۔ ۹۹۰ھ مین علی خان لر (جو لشکر کا رہنے والا تہا جس کو ابراہیم قلی نے ملک نائب کا خطاب دیکر مرتضے نگر پر مقرر کیا تہا مگر

رائے راؤ برہمن کی عداوت سے بیچارہ مجبور ہو گیا تھا) نے رائے پنکنڈہ کو مرتضےٰ نگر کے لینے کی ترغیب دی۔ رائے پنکنڈہ ۳۰ ہزار سپاہ سے اپنے داماد میکر تیما کو علی خان کے ساتھ بھیجا۔ اس نے قلعۂ کہم کا محاصرہ کیا۔ رائے راؤ نے مقابلہ کر کے شکست دی۔ علی خان اور میکر تیما پنکنڈہ بھاگے۔ مگر چند روز کے بعد علی خان نے خود مرتضےٰ نگر پر حملہ کیا۔ محمد قلی نے رحیم داد خان اور طاہر محمد خان کو مدافعت کے لئے روانہ کیا۔ جب علی خان یہ سنا تو جنگل میں بھاگا۔ قطب شاہی فوج نے تعاقب کیا۔ چند روز تو علی خان بھاگتا پھرا۔ مگر آخر کو مارا گیا۔ اس نمایاں خدمت کے صلہ میں طاہر محمد خان کو علم خان کا خطاب ملا۔ ۹۹۵ھ میں چاند سلطانہ ہمشیرہ محمد قلی کی شادی ابراہیم عادل شاہ سے ہوئی۔ ۹۹۹ھ میں اتفاقاً بادشاہ سیر کے لئے نکلا۔ موسیٰ ندی کے کنارے کا میدان سرسبز معلوم ہوا۔ ساعت مسعود میں شہر کی بنا ڈالی۔ چار مینار اور بڑے بڑے آٹھ پھاٹک چار طاق بنوائے۔ سڑکوں کے کنارے پانی کی نہریں جاری کیں۔ اور سایہ دار درخت لگوائے۔ اور اپنے رہنے کیلئے شمالی طرف کو مکانات تعمیر کرائے۔ اور اپنی معشوق بھاگ متی کے نام اس شہر کا نام بھاگ نگر رکھا۔ بھاگ متی کا رتبہ بہت بڑھا ہوا تھا۔ اکثر جلوس میں ایکہزار سوار چلتے تھے۔ اور دربار میں مثل امرا کے وہ آتی تھی۔ جب وہ مر گئی اور لوگوں نے ترس دلائی تو اس کے بعد اسکا نام حیدرآباد رکھدیا۔ ۱۰۰۰ھ میں محمد قلی نے موسلو پر حملہ کر کے فتح کیا۔ نندیال و کلکور کے راجہ مطیع ہوئے۔ اور جنگل مری حدول۔ نندیات۔ دول چتور گنڈی کے حاکم بھی باجگذار ہو گئے۔ چند روز کے بعد نرسم راج (جو کنڈیکوٹہ کا راجہ تھا) نے سرکشی کی۔ محمد قلی نے یورش کر کے قلعہ کو ڈھایا۔ اور سونے چاندی کی بت غنیمت میں ہاتھ آئے۔ آخر راجہ نے امان چاہی اور قلعہ پر محمد قلی کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد وینکٹ پتی (جو سیکنڈہ کا راجہ تھا) پر حملہ کیا۔ راجہ قلعہ بند ہو گیا۔ مدت تک محاصرہ کیا گیا۔ آخر رسد کی کمی سے ناکام واپس ہونا پڑا۔ اب سلطان محمد قلی نے افضل خان اور اژدہا خان کو کمیلند راجہ اودگیر کے سر پر بھیجا۔ قلعۂ اودگیر تو فتح ہوا۔ لیکن تمراج و گلرنگ پتی و سنو ہر راج نے سنجر خان کو محصور

کیا۔ مرتضےٰ خان نے بیجاپور کے عملداری مین لوٹ مار مچادی۔ ادہر محمد قلی نے رستم خان اور غضنفر خان کو پانچہزار سوار سے سنجر خان اور مرتضےٰ خان کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ جب ہندؤن سے مقابلہ ہوا تو ان سبھون کو شکست ہوئی۔ جب یہ خبر محمد قلی کو ہوئی۔ تو اوس نے اعتبار خان نیردی۔ علم خان۔ خانخانان۔ ساباجی۔ بہالے راؤ وغیرہ سلحداران غریب و ترکمان کو ہندؤن کی سرکوبی کے لئے بہیجا۔ اعتبار خان نے راجہ نرسایندوالی انیگیر پر فتح پائی۔ اور قلعہ پر قبضہ کیا۔ اور شہر کالستری تک خوب لوٹ مار مچادی۔ سال ۱۰۲۰ھ کے آغاز مین بعض پٹھان اور ہندو جاگیردارون نے سرکشی پر کمر باندہی۔ امین الملک دس ہزار سوار سرکوبی کے لئے گیا۔ اور اکثر مفسدون کو گرفتار کرکے قتل کیا۔ کمپلند کے چودہری کا سر اوڑا دیا۔ عظیم خان۔ بہالے راؤ۔ خانخانان۔ (جو اس بغاوت کے بانی تہے) کرناٹک کو بہاگ گئے۔ امین الملک نے رائے پنگنڈہ کی عملداری تک اون کا تعاقب کیا۔ دوسو چودہری اور نایکوڑ کو فوراً قتل کرڈالا جس سے خاطرخواہ انتظام ہوگیا۔ اور بغاوت فرو ہوئی۔ اسی سال سید میر عبدالقادر عرف شاہ صاحب ظاہر ہوئے۔ اور سلطنت قطب شاہیہ کا دعوےٰ کیا۔ اکثر لوگ اوسکے ہمراہ ہوگئے۔ شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے بہی اوسکی تصدیق کی اور اپنے خاندان کی ایک بیٹی بہی اوسکو دی۔ محمد قلی نے علی برید کو لکہا کہ اوس جعلی شاہ صاحب کو گرفتار کرکے روانہ کرے۔ جب علی برید نے گرفتاری کا ارادہ کیا تو شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے اوسکو بیجانگر کی عملداری مین بہجوادیا۔ یہان خداوندخان حبشی۔ خیرات خان

نوٹ۔ اس کے قتل محمد عبدالقادر کی موت زہر دینے کی نسبت اختلاف کیا ہے۔ وہ یہی باعث ہے۔ کیونکہ شاید ایسا ہوا ہو۔ کہ ابراہیم قطب شاہ نے عبدالقادر کو زہر دینے کے لئے حکم دیا تہا۔ مگر زہر دینے والون نے رحم کہاکر زہر نہ دیا۔ اور

پسر دلاور خان اوس کی مدد پر آمادہ ہوئے۔ اور چنتر شاہی اوسکے سر پر لگاکر بادشاہ بنایا۔ محمد قلی نے اعتبار خان کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے وہان جاکر اون باغیون کو شکست دی۔ اور شاہ صاحب بہاگ کر قلعۂ سم سیل مین پناہ گیر ہوا۔ جب دیکہا کہ یہان بہی امن نہین ملیگا تو بیجاپور چلا گیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ کے ملازمون مین داخل ہوکر پہر کبہی حکومت کا خیال نہ کیا۔ اس اثنا رمین مکند راج والی قاسم کوٹہ نے سرکشی پر کمر باندہی۔ برلاس خان اور غضنفر خان کو قید کرلیا۔ محمد قلی نے امین الملک کو بہیجا۔ سنکراج اور علم خان کو بہی ساتہ کیا۔ وینکٹ پتی والی پنگنڈہ۔ مکند راج کی مدد پر آگیا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ سنکراج وعلم خان مارے گئے۔ مکند راج شکست کہاکر قاسم کوٹہ پہاگا۔ اور وہان برلاس خان اور غضنفر خان کو جو قید تہے قتل کرڈالا۔ امین الملک نے وہان بہی تعاقب نہ چہوڑا۔ اب مکند راج مجبور ہوکر سیکاکول ومدرہ کے جانب بہاگا۔ اور قاسم کوٹہ پر خطیب شاہی قبضہ ہوگیا۔ وینکٹ پتی نے گہبراکر صلح کرلی۔ اور امین الملک مکند راج کا تعاقب کرتا ہوا پتاپور پہنچا۔ راجہ رام چندر (جو پتاپور کا راجہ تہا) نے اطاعت اختیار کرلی۔ اور مکند راج بنگالہ کے طرف نکل گیا۔ ادہر رویار قوم نے ایلور۔ نرسول۔ بہارجلی مین لوٹ مار مچادی۔ اور بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ محمد قلی نے اون کی سرکوبی کے لئے عادل خان اور چنگیز خان کو حکم دیا۔ ان دونون نے وہان جاکر خاطر خواہ اون کی مرمت کی۔ اور سالانہ حسب سابق خراج ادا کرنے کا وعدہ لیکر واپس ہوئے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۸۸)۔ بادشاہ کو لکہدیا کہ زہر دیکر کام تمام کردیا گیا۔ اور ابتک وہ کسی مقام پر پوشیدہ رہکر اس وقت خروج کیا ہوگا۔ واللہ اعلم عند اللہ۔ ۱۲۔ مولف۔

۱۰۰۸ھ مین جب ہندؤن نے دیکھا کہ شہنشاہ اکبر نے دکن پر چڑھائی کی ہے۔ جس سے قطب شاہ اودھر مشغول ہوگیا ہے۔ اسلئے اب اونہون نے سرکشی کا منصوبہ باندہا۔ اور راوت راؤ و ہری چند و سناد دیو و مکند راج یہ چارون اکٹھے ہوکر امین الملک کے لشکر پر شبخون مارنا شروع کیا۔ امین الملک نے بھی کمال بہادری کے ساتہ مقابلہ کیا۔ راوت راؤ مارا گیا۔ لیکن بقیہ تینون نے ایک مدت تک مسلمانون کو پریشان رکہا۔ اور ستواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ آخر چنگیز خان اور میر زین العابدین کی کوشش اور شاہ رضا خلف امین الملک کی ہوشیاری نے ہندؤن کو نیچا دکہایا۔ ہری چند شکست کہاکر بہاگ گیا۔ بہت سے ہندو سردار گرفتار ہوئے وسناد دیو نے مجبور ہوکر ۳ ہزار ہون ۵۰ ہاتہی سالانہ خراج پر اطاعت کرلی۔ بول باتر (جو مایۂ فساد تہا) کو مسلمانون نے وسناد دیو سے صلح کرتے وقت اوس سے لے لیا۔ اور قید کیا۔ مکند راج چلپور کے قریب الورہ کے درہ مین مورچہ باندہ کر مستعد ہوا چنگیز خان نے حملہ کرکے اوسکو نکالا۔ قلعۂ چلپور پر قطب شاہی قبضہ ہوگیا۔ اور مکند راج بنگالہ کے طرف بہاگ گیا۔

۱۰۰۹ھ مین راوت راؤ کے بیٹے کستہراج نے سرکشی شروع کی۔ اور مکند راج کو بنگالہ سے بلاکر اپنا ہمراز بنایا۔ پہر مدورا اور لوہوز کے قلعون پر قبضہ کیا۔ زین العابدین نے چنگیز خان۔ سید تاج۔ رضا خان وغیرہ کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ ہندو شکست کہاکر قلعۂ مدورا مین چھپے۔ گو مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ مگر آپس کی نااتفاقی اور مذہبی تعصب کی وجہ سے کامیابی نہین ہوئی۔ اور ہندؤن کی وہی سرکشی بدستور قایم رہی۔ اس وقت دہرما راؤ نے یہ تجویز پیش کی کہ مکند راج کو قاسم کوٹہ کا کسی قدر علاقہ دیکر مطیع کرلینا چاہیے۔ مگر زین العابدین نے اس تجویز کو ہرگز نہ مانا۔ آخر دہرما راؤ نے بادشاہ سے عرض کیا۔ اور زین العابدین کے طرف سے خوب بہکایا۔ الغرض بادشاہ نے زین العابدین کو ۱۰۱۱ھ مین

واپس بلالیا۔ اور اوسکی جگہ سید حسن ابن مصطفےٰ خان کو سالار کرکے بھیجا۔ اور حکم دیا کہ جلد اس فساد کا قلع وقمع کردے۔ سید حسن نے وہان جاتے ہی ہری چند کو قولنامہ دیکر بلالیا۔ اور اُنکی رائے سے سرحد کی حفاظت کے لئے تین قلعے بنائے۔ اور اون کے نام مصطفےٰ آباد۔ قطب شاہ آباد۔ محمد آباد رکھے۔ اب ہندوؤں کو اپنی تاخت وتاراج مین دقت ہونے لگی۔ کشمراج نے کشمراج کو محمد آباد پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا۔ مگر کشمراج مارا گیا۔ پھر اودے سنے رسوا نیر کو سردار بناکر روانہ کیا۔ یہ بھی قتل ہوا۔ پھر مکندراج نے اگین راجہ کو ۱۰ ہزار پیادون سے مصطفےٰ آباد پر بھیجا۔ اتفاقاً یہ بھی مسلمانون کے ہاتہ سے تمام ہوا۔ اور ایسے ہی بہلہ راج کا بھی خاتمہ ہوگیا جب ہندوؤن کو یہ متواتر تسلسل نقصان پہونچا تو اون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ آخر مکندراج۔ سید حسن سے شکست کہاکر پھر بھاگا۔ چونکہ سلاطین قطب شاہیہ شیعہ مذہب کے تھے۔ اسلئے اکثر امرا بھی مذہب تشیع کے پیرو تھے۔ یہ لوگ کسی سُنی المذہب کو امورات سلطنت مین دخل دینا پسند نہین کرتے تھے۔ یہ تو ممکن نہ تہا کہ شیعہ کثرت کے ساتہ ہون۔ اسلئے تمام مالگزاری و نیز متفرق کامون پر ہندو مامور تھے۔ صرف چند اعلےٰ عہدے مسلمانون کے ہاتہ مین تھے۔ باقی ہنود ہی ہنود مامور بکار تھے۔ اس کثرت ہنود کے سبب سے یہ بھی ہوتا کہ رفتہ رفتہ بعض ہندو بادشاہ کی مزاج مین دخیل ہوکر وزارت کے رتبہ کو عملاً پہونچ جاتے۔ اور یہی وجہ تھی کہ یہان اکثر فساد برپا رہتے تھے۔ اب محمد قلی نے تمام ارکین سلطنت کو جمع کرکے اون سے تقرر وزیر اعظم کے نسبت رائے لی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دوست کو پیش کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے میر محمد مومن استرآبادی کی سفارش سے زبدۂ آل طہٰ و یٰسین مرزا محمد امین کو پسند کیا۔ اور ۱۱ سنہ مین اپنا وزیر اعظم اور جملۃ الملک بنایا۔ قلمدان وزارت ایسا مرصع بجواہر عنایت کیا کہ جسکی روشنی سے آنکھین خیرہ ہوتی تھین۔ کہتے ہین کہ اس وزیر نے ہندوؤن کے زور کو بہت

کم کردیا۔ اور سواری راؤ برہمن کو (جو بادشاہ کا بہت منہ چڑھا تھا) نکال دیا۔ وزیر اعظم کی تنخواہ دو لاکھ ہون سالانہ مقرر تھی۔ ایک ہون ساڑے چار روپیہ کا ہوتا ہے۔ جس سے نو لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ ہوتی ہے۔ اس وقت وزیر اعظم حیدر آباد دکن کو بھی اوس کا نوان حصہ تنخواہ ملتی ہے۔ الحاصل اسی زمانہ مین شاہ عباس والی ایران نے اپنے ایک رشتہ دار اولغو سلطان کو بطریق ایلچی محمد قلی کے پاس بھیجا۔ اور بہت سے بیش بہا تحایف بھی روانہ کئے۔ محمد قلی نے ایلچی کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور بہت کچھ انعام واکرام دیا۔ مگر مغلون کی جنگ وجدال کے خوف سے یہ ایلچی دکن مین چھہ سال تک پڑا رہا۔ اور ۱۰۱۸ھ آمین رخصت ہوا۔ محمد قلی نے اپنے طرف سے مہدی قلی سلطان کو ساتھہ بھیجا۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ ۱۰۱۶ھ مین محمد قلی نے اپنی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان پسر شاہزادہ محمد امین سے کیا تھا۔ فرشتہ کا قول ہے کہ خود شاہ ایران کے بیٹے سے یہ شادی ہوئی۔ ۱۰۱۷ھ مین چند مغل پردیسی خصوصاً آگرہ۔ لاہور وغیرہ سے آکر حیدر آباد مین بس گئے تھے۔ ایک روز یہ مغل بغیر اجازت ۱۰۱۸ھ مین محمور کہبایت کہاٹ کے محلون اور باغون کے دیکھنے کو گئے۔ خواجہ سراؤن نے روکا۔ مگر یہ کب رکنے والے تھے۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو علی آقا کوتوال کو حکم دیا۔ کہ مغلون کو باہر نکال دے۔ یہ کیا تھا۔ تمام شہر کے اوباش ان پردیسی سوداگرون کے مال پر ٹوٹ پڑے۔ خوب لوٹا۔ اور بہت سے مارے گئے۔ جس سے ہنگامۂ عظیم برپا ہوا۔ آخر میر جملہ وزیر اعظم کی سعی سے یہ ہنگامہ فرو ہوا۔ اسی سال محمد قلی کے حقیقی بھائی خدابندہ نے بغاوت برپا کی۔ اور شاہ راجو صاحب (جو حضرت سید محمد بندہ نواز کی اولاد مین تھے) نے اپنے بڑے بڑے مریدون کو مثلاً عبد الکریم۔ حوالدار۔ انور خان فتح الملک حوالدار۔ حسن علی وغیرہ کو خدابندہ کے اعانت کی تحریک کی۔ اور یہ مشورہ ہوا کہ غریبون کو

مار کر دکھنیون اور سینیون کی بادشاہت قایم کیجائے۔ مگر اسکی خبر محمد قلی کو بہت جلد ہوگئی اوسنے تمام معسدون کو گرفتار کر کے قید کیا۔ اور چند روز کے بعد اون کو مار ڈالا۔ خدابندہ بھی معہ زن و فرزند اسیر ہو کر تمام فواید دنیوی سے محروم کیا گیا۔ سنہ ۱۰۱۸ھ مین شاہزادہ پرویز کے دکن آنیکی خبر گرم ہوئی تو قطب شاہی عملداری مین ہندؤن نے پھر سر اوٹھایا۔ اور دسناد دیو سید حسن سپہ سالار قاسم کوٹہ پر عالم غفلت مین حملہ کیا۔ مگر مسلمانون نے دلیری کر کے ہندؤن کو شکست دی۔ جب محمد قلی کو معلوم ہوا تو چنگیز خان اور دھرمارا ؤ کو کمک کے لئے بھیجا۔ اب ہندؤن نے دیکھا کہ مشکل ہوئی تو اونہون نے یہ تجویز نکالی کہ دسناد دیو کو بہانے سے بلا کر اوسکے بھتیجے کشنا راجہ کو گدی نشین کرین جس سے اس سرکشی اور بغاوت کا سدباب ہوجائیگا دسناد دیو کو خبر ہوئی تو وہ اس رنج مین بیمار ہوا اور چند روز کے بعد چل بسا۔ اب دھرمارا ؤ بھی ہندؤن کی رائے سے اتفاق کر کے کشنا راجہ کو قاسم کوٹہ کا حاکم بنایا۔ اور کشنا راجہ نے تین لاکھ ہون۔ تین سو ہاتھی اور جواہرات سالانہ خراج داخل کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن جب وہ مستقل ہوگیا تو وعدہ سے پلٹ گیا۔ پھر دھرمارا ؤ اور چنگیز خان نے وہان جاکر کشنا راجہ کی خوب درگت بنائی۔ اور وہان کے سرحد پر ایک قلعہ تعمیر کیا۔ اس کے بعد کشنا راجہ مجبور ہوکر اطاعت اختیار کی۔ سنہ ۱۰۱۹ھ مین پرتاب شاہ راجہ دستر نے سرکشی پر کمر باندہی۔ محمد قلی نے آسے راؤ نائک واڑی کو سپہ سالار مقرر کر کے اوسکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پھر بادشاہ نے سنہ ۱۰۲۰ھ مین محمد امین وزیر اعظم کو معہ لشکر جرار اوسکے سر پر بھیجا۔ یہ بھی بہت کچھ ہاتھ پیر مارے۔ مگر اوس کو مغلوب نہ کر سکے۔ جب محمد قلی کو خبر ہوئی تو مالک پت خانکو ۵ ہزار بندوقچی و بانکاری دیکر مدد کو بھیجا۔ اس اثنار مین محمد قلی کثرت شرابخواری کے باعث بیمار ہوا۔ اور ۴۹ سال کی عمر مین بتاریخ ۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ (۳۱) برس (۸) مہینے سلطنت

کرکے انتقال کیا۔ کہتے ہین کہ یہ بادشاہ بلال محرم کے دیکھتے ہی سیاہ رنگ کا ماتمی لباس پہنتا تہا۔ اور تمام ممالک محروسہ کے مسلمانون کو ماتم کرنے کا حکم تہا۔ دو بڑے بڑے وسیع مکان ایک تو محل سرا اور دوسرا وسط شہر مین بنوایا تہا۔ جو آلاوہ کے نام سے موسوم تہے۔ جہان گریہ وزاری کے مجلسین ہوا کرتی تہین۔ علاوہ اسکے اکثر لوگ چاندی۔ سونے۔ تانبے۔ پیتل وغیرہ کے اقسام اقسام کی مورتین بناتے تہے۔ اور ان کو اپنے مکانات کی دیوارون پر لٹکاتے۔ ان مین ہاتہی۔ شیر۔ اور دنیا کی تمام جانورون کی صورتین ہوتین۔ بعض تو خیالی صورت گہڑ لیتے تہے غرض بارار وز تک یہ حالت رہتی۔ نوین دن محمد قلی ہاتہی پر سوار مجلسون کے دیکھنے کو نکلتا۔ یمین ویسار۔ امرار وارا کین دولت ہوتے۔ اور ایک ہزار عورتون کے قریب بادشاہ کے آگے رقص کرتی اور کودتی اور چہلتی چلتی ہین۔ ۱۷ تاریخ کو خود بادشاہ کے یہان مجلس ہوتی۔ ان تمام مجالس کا خرچ تقریباً چار لاکہ روپیہ تہا۔ یہ بادشاہ سخی۔ فیاض۔ مسافرنواز بہت تہا۔ دار السلطنت مین کسی ہندو یا مسلمان غریب یا امیر کی شادی یا ختنہ ہوتی تو حسب حیثیت اون کے جوڑا ملا کرتا۔ بعضون کو زر نقد بہی دیا جاتا۔ محمد قلی کو عمارتون کے بنانیکا بہی بہت شوق تہا۔ چنانچہ موسے ندی کا پڑانا پل (یہ ۱۰۰۰ھ مین تعمیر ہوا) جامع مسجد (یہ ۱۰۱۸ھ مین تعمیر ہوئی) چارمینار (یہ ۹۹۹ھ مین تیار ہوا) چارکمان (یہ ۱۰۱۲ھ مین بنالی گئین) چارسو کا حوض۔ دارالشفا و کاروانسرا۔ محلات شاہی۔ دادمحل۔ ندی محل۔ بانات گہاٹ۔ خداداد محل محل باغ محمد شاہی۔ محل کوہ طور۔ جنان محل۔ بادشاہی عاشورخانہ۔ (۱۰۱۸ھ مین تیار ہوا) اسی بادشاہ کے بنائے ہوئے ہین۔ ان عمارتون کے سوا اور بہی بہت سے مکانات تعمیر کئے گئے تہے۔ میر ابوطالب جو محمد قلی کا ناظر الملک تہا۔ تعمیرات کے خرچ کی تعداد ستر لاکہ ہون بتاتا ہے۔ آجکل کے حساب سے ایک ہون سات روپیہ سے زاید کا ہوتا ہے۔

جس سے تقریباً پانچ کروڑ روپیہ ہوتے ہین۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ بن محمد امین بن سلطان ابراہیم قطب شاہ

چونکہ محمد قلی کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ اسلئے محمد قلی کی وصیت کے بموجب میر محمد مومن وزیر اعظم نے محمد قلی کے مرتے ہی قلعہ مین جاکر سلطان محمد (جو محمد قلی کے بہائی محمد امین کا بیٹا تہا) کو تخت نشین کیا۔ اس وقت اسکی عمر ۲۱ سالہ تہی۔ ابراہیم عادل شاہ اور مرتضےٰ نظام شاہ نے مراسم تعزیت و تہنیت کے ادا کرنے کے لئے اپنے اپنے ایلچی بہیجے۔ اس کے بعد سلطان محمد نے ۱۰۳۱ھ مین سید کمال الدین کو سپہ سالار مقرر کرکے راجہ دستر کے تصفیہ (یہ لڑائی محمد قلی کے زمانہ سے چہڑی ہوئی تہی) کے لئے روانہ کیا۔ راجہ دستر نے بہی بہ مقتضائے مصلحت اطاعت کرلی۔ ۵ رجب ۱۰۳۶ھ کو میر ملی اور جادو رائے ایلچیان شہزادہ خرم حیدرآباد آئے۔ چونکہ مملکت دکن مین مغلون کا غلبہ روز افزون ترقی پر تہا۔ ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر نظام شاہی نے بہی مغلون کی اطاعت اختیار کرلی تہی۔ اسلئے سلطان محمد نے ان ایلچیون کی آؤبہگت اچہی طرح کی۔ اور ۱۵ لاکہ پیشکش روانہ کیا۔ اور جس زمانہ مین کہ شہنشاہ جہانگیر۔ اپنے بیٹے شاہجہان پر نورجہان کے بہکانے سے خفا ہوا۔ اور شاہجہان کے ہمراہیون نے علیحدگی اختیار کی تو شاہجہان پریشانی کی حالت مین قطب شاہی عملداری مین سے ہوتا ہوا چینا پٹن آیا۔

نوٹ۔ سلطان محمد ۲۳۔ ربیع الثانی ۱۰۰۰ھ مین پیدا ہوا۔ چار سال کی عمر مین باپ مرگیا۔ محمد قلی نے بیٹے کے طور پالا۔ اور محمد نام رکہا۔ ہمیشہ ظل اللہ کے لقب سے پکارا کرتا تہا۔ ۱۰۱۶ھ مین محمد قلی نے اپنی بیٹی حیات بخش بیگم سے شادی کردی۔ اس شادی مین (۴۰) ہزار خلعت تقسیم ہوئے۔ اور ایک مہینے تک جشن ہوتا رہا۔ ۱۲ مولف۔

سلطان محمد نے اسموقع پر شہزادہ کی نہایت خاطرداری کی۔ اور بہت بڑی پیشکش بھیجی۔ سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین شاہ عباس والی ایران کا ایلچی حسین بیگ قشیجاقی ادائے مراسم تعزیت و تہنیت کے لئے آیا۔ سلطان محمد نے میرزین العابدین مازندرانی کو اوسکی مہمانداری کے بندوبست کے لئے دابل بھیجا۔ جب ایلچی سرحد مین داخل ہوا تو ابنیا قلی خان استقبال کو گیا۔ خود بادشاہ نے بھی کالے چبوترہ تک مشایعت کی۔ ایلچی نے والی ایران کے تحایف مین تاج مرصع۔ شمشیر و خنجر مکلل بجواہر۔ ۵۰ گھوڑے پیش کئے۔ اور دو برس چار مہینے تک وہ یہان رہا۔ سالانہ نو ہزار روپیہ ایلچی کو اخراجات کے لئے دئے جاتے تھے۔ آخر ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۵ مین ایلچی رخصت ہوا۔ ۴ ہزار روپون مدد خرچ راستہ کے لئے بادشاہ نے عطا کئے۔ اور ابن خاتون کو اپنی طرف سے ایران بھیجا۔ ۲۸ شوال سنہ ۱۰۲۲ کو سلطان محمد کے بڑا بیٹا۔ عبداللہ مرزا پیدا ہوا۔ منجمون نے زایچہ دیکھکر کہا۔ کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ شاہزادہ کی صورت بارا برس تک نہ دیکھے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل کیا گیا۔ اسکے بعد بادشاہ تقریباً بارا برس زندہ رہا۔ مگر اس زمانہ کے حالات کسی تاریخ مین نظر نہین آئے۔ معلوم نہین کہ اس عرض مدت مین سلطان محمد کو کسی سے جنگ کرنے کی ضرورت ہوئی۔ یا نہین۔ اور سلطنت کا انتظام کس طریق پر رہا وہ بھی نہین کھلتا۔ یون تو تاریخ قطب شاہی ہر طرح ہی ناکامل ہے۔ مگر سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ کی تو تاریخ ہی نہین ہے۔ الحاصل جب شہزادہ نے بارہوین سال مین قدم رکھا تو بادشاہ نے بڑی دھوم دھام سے جشن کیا۔ اور باپ نے بیٹے کی صورت کو دیکھا۔ گو منجمون کے کہنے کی تعمیل پوری پوری کی گئی۔ مگر تب بھی بادشاہ ہلاکت سے نہ بچا۔ دوسرے یا تیسرے روز بادشاہ کو بخار آیا۔ یونانی اور مصری حکیمون کی اختلاف رائے سے مرض مین ترقی ہوئی۔ ۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ کو ۴۳ سالہ عمر مین راہی خلد بریں ہوا۔ یہ بادشاہ صوم و صلوٰۃ کا بڑا پابند تھا۔ کہتے ہین کہ جس وقت بادشاہ کو

مسجد کی بنیاد رکھنے کے لئے ایسے آدمی کی تلاش ہوئی کہ جس کی کبھی تہجد کی نماز بھی قضا نہ ہوئی ہو تو بحر سلطان محمد قطب شاہ کے اور کوئی آدمی نہ ملا۔ اور اسی باعث خود سلطان محمد نے بنیاد کی پہلی اپنے ہاتھ سے قایم کیا۔ بادشاہ کو تاریخ کا بہت شوق تھا۔ شعر بھی خوب کہتا تھا۔ حیدرآباد کے جامع مسجد کی تعمیر (جواب مکہ مسجد سے موسوم ہے) اسی بادشاہ کے عہد حکومت مین شروع ہوئی تھی۔ مگر اوس کے ختم ہونے سے پہلے بادشاہ کی عمر ختم ہوگئی۔ پھر اوسے عبداللہ قطب شاہ اور ابوالحسن تانا شاہ نے بنایا۔ اورنگ زیب نے ختم کیا۔ تاریخ قطب شاہی مین اس مسجد کا خرچ تیس لاکھ ہون (تقریباً سوا کروڑ روپیہ) بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ تعداد بظاہر بعید القیاس معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب ہم ٹیورنیر ایک فرانسیسی جوہری کی تحریر دیکھتے ہین تو ذرا بھی شک کرنیکا موقع نہین رہتا۔ کیونکہ وہ اس مسجد کی تیاری کے لئے جو مصالحہ و سامان وہان موجود تھا اوسکو دیکھکر کہتا ہے کہ جب یہ مسجد بنجائیگی تو ہندوستان تو کیا ایشیا بھر مین ایسی مسجد نہ نکلیگی واقعی اسکی تیاری کا سامان تو ایسا ہی کیا گیا تھا۔ مگر سلطان محمد کی بے وقت موت اور آیندہ کے انقلابات و تردد ات سلطنت نے اوس ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا۔ احد جون تون پورا کر دیا گیا۔

سلطان محمد نے اپنے آخری زمانہ مین ایک اور شہر کی بنیاد سلطان نگر کے نام سے (سرور نگر کے متصل شرقی جانب) ڈالی تھی۔ بیرونی حصار اور چند مکانات بھی تیار ہوئے تھے۔ مگر بادشاہ کے مرنے سے کام موقوف ہوگیا۔ اس ناتمام عمارت مین ۱۴ لاکھ روپے صرف ہوگئے تھے۔ اس کے علاوہ بادشاہ نے قلعۂ گولکنڈہ کے قریب سلطان پور کے نام سے ایک قصبہ بھی آباد کیا تھا۔ بادشاہ کو پانچ بچے تھے۔ ایک تو عبداللہ مرزا (جو بادشاہ ہوا) دوسری ایک لڑکی (جو سلطان محمد عادل شاہ سے بیاہی گئی) تیسرا شاہزادہ محمد ابراہیم مرزا (کہتے ہین کہ یہ ابراہیم عادل شاہ

کی دختر کے بطن سے تھا۔ مگر ہمارے نزدیک ابراہیم عادل کی لڑکی اسکو منسوب نہین ہوئی۔ محمد قلی قطب شاہ کی لڑکی اوس کو دی گئی تھی۔ غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے) باقی دو لڑکے ایک عورت خورشید بی بی سے تھے۔ یہ بیگم تو سلطان محمد کی زندگی ہی مین مرگئی تھی۔ مگر لڑکے عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین موجود تھے۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ بن سلطان محمد قطب شاہ

سلطان عبداللہ قصر سنہ نشین محمدی محل مین تخت نشین ہوا۔ دوسرے روز ۱۴ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو دربار عام کیا۔ تمام امرا کو خلعت و مناصب عطا ہوئے۔ اور بادشاہ کی خوردسالی کے باعث پیشوا کی ضرورت پڑی۔ سلطان عبداللہ کی دادی زندہ تھی۔ اوسنے بعض خواجہ سراؤن کے اتفاق سے اپنے داماد شاہ محمد ابن شاہ علی عرب شاہ میرزادہ کو پیشوا مقرر کرایا۔ منصور خان حبشی (جو سابق مین لشکر رکاب کا حوالدار تھا) میر جملہ کیا گیا۔ مرزا رفیع صفہانی

نوٹ۔ سلطان عبداللہ کے پیدا ہونے پر جب منجمون نے بارہ برس تک بادشاہ کو بیٹے کی صورت نہ دیکھنی کی تاکید کی تو بادشاہ نے شاہزادہ کی پرورش میر قطب الدین نعمت اللہ کے تفویض کی۔ جو بادشاہ کے رشتہ داروں مین تھا۔ جب قطب الدین ۵ سال کے بعد مرگیا تو بادشاہ نے اپنے داماد مرزا شریف کو شہزادہ کی پرورش کے لئے مقرر کیا۔ ملک مبارک و ملک یوسف خواجہ سرا بھی خدمت مین رہنے لگے۔ تین برس کے بعد مرزا شریف بھی چل بسا۔ اب میر محمد مومن کی صلاح سے خواجہ مظفر علی اس کام پر مقرر ہوا۔ مولانا حسین شیرازی قرآن شریف کی تعلیم دینے لگا۔ دس برس کی عمر مین مظفر علی مرگیا۔ اور مولانا حسین شاہزادہ کی نگرانی کرنے لگا۔ اسکے بعد مولانا حسین کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور میر محمد مومن رکن اعظم نے بھی قضا کی۔ اسکے بعد خود بادشاہ بھی رحلت فرمایا۔ اب منصور خان حبشی

معزول ہوا۔ جسے سلطان محمدؒ نے صرف دو ہی مہینے سے خواجہ افضل ترک کو موقوف کرکے سرخیل کیا تھا۔ اب منصور خان حبشی کی سفارش سے خواجہ افضل پھر سرخیل ہوا۔ چار لاکھ ہون کی جاگیر مشروطی اوسکو دی گئی۔ چونکہ سلطان عبداللہ۔ شاہ محمدؒ کی قابلیت سے ناراض تھا۔ اسلئے جب علامہ شیخ محمد الشہیر ابن خاتون ایران کی سفارت سے واپس آیا تو اوسے نائب پیشوا مقرر کرکے شیخ کی طرح تخت کے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور اوسی کو اپنا دبیر بھی مقرر کیا۔ اب شاہ محمدؒ اور ابن خاتون مین رنج پیدا ہوگیا۔ اودہر منصور خان حبشی بے علم ہونے کے باعث (جو ہندو برہمنون کی مدد سے کام کرتا تھا۔) منصب میر جملگی کے ہندو ہی مالک ہوگئے۔ ملک یوسف ملک عنبر (جو سلطان محمدؒ کے بڑے مقرب تھے) امارت سے گرا دئے گئے۔ اور ملک عنبر کے تین سو گرجی و حبشی غلام اوس سے لیکر لشکر شاہی مین شامل کئے گئے۔ ان مین سے چار آدمیونکو فیروز خان۔ آدم خان۔ یاقوت خان۔ جمشید خان۔ کے خطابات دیکر فوجون کا سردار کیا گیا۔ قاسم بیگ کو قوال۔ حسن بیگ نائب کوتوال۔ مرزا قاسم بیگ اردستانی۔ ناظر الممالک اعتماد راؤ۔ دبیر فراہین ہندی۔ نارائن راؤ۔ مجموعہ دار یعنی مستوفی الممالک۔ سوری راؤ و شنب نویس مقرر ہوئے۔ دہرما راؤ و آسی راؤ بدستور اپنی اپنی خدمات پر بحال رہے۔ اس اثنا مین ابراہیم عادل شاہ۔ برہان نظام شاہ ثالث۔ شہزادہ شاہجہان کے پاس سے تعزیت و تہنیت کے لئے ایلچی آئے۔ کمال آؤ بھگت کی گئی۔ اور شاہ جہان کے ایلچی کو پیشکش کے ساتھ رخصت کیا گیا۔ جب شاہ جہان بادشاہ ہوا تو سلطان عبداللہ نے ایلچی کے معرفت مراسم تعزیت و تہنیت ادا کئے۔ اور حسب معمول پیشکش بھی بھیجا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۹۸)۔ ملک ایاس ملک یوسف۔ ملک عنبر نے شہر کا بندوبست کیا۔ اور سلطان عبداللہؒ کو تخت پر بٹھایا۔ ۱۲

سلطان عبداللہ ۱۲ ربیع الاول سے بارہ روز تک جشن میلاد النبی نہایت تکلف سے کرتا تھا۔ اور محرم شریف مین عام حکم دیدیا تھا۔ کہ نوبت و نقارہ نہ بجایا جائین اور کوئی شخص گوشت و پان نہ بیچے۔ قصابون اور تنبولیون کی دوکانات بند کرادی جاتی تھین۔ تمام ہندو اور مسلمانون کو ماتم کرنیکا حکم تھا۔ ملازمون نوکرون مرثیہ خوانون کو سیاہ و کبود جامے سبز و سیاہ عصایین دیجاتے تھے محرم کے بعد بادشاہ کوہ طور پر کامل ایک مہینے تک عیش اوڑاتا تھا۔ اور نوجوانی کے باعث بادشاہ کی طبیعت عیاشی کی جانب بیحد مائل رہتی تھی۔ جب بادشاہ کی یہ حالت ہوئی تو امرا نے قوت پیدا کی۔ خصوصاً منصور خان حبشی بڑا متکبر ہو گیا تھا۔ کوئی دوسرا امیر یا سردار اسکی نگاہ مین نہین بھرتا تھا۔ اور شاہ محمد اور قاسم بیگ کو توال کا دشمن بنگیا تھا۔ اب اوسنے ارادہ کیا کہ کسی دوسرے کو کوتوال مقرر کرے۔ اسلئے مرزا سید محمد اسفرائنی کو (یہ سلطان محمد قطب شاہ کا پہلے ندیم تھا۔ مگر کسی نامعلوم وجہ سے حرمین شریفین کے زیارت کا بہانہ کرکے چلا گیا۔ اور جہانگیر کا ملازم ہو گیا۔ ۲۹ شوال ۱۰۳۷ھ کو شاہجہان نے اوسے ہزار مہر عنایت کی تھین۔ مدت مدید سے وہین رہتا تھا۔ مگر یہ منصور خان کے زمانۂ حیات مین یہان نہین آیا) ہندوستان سے بلایا۔ اس اثنا مین قاسم بیگ کوتوالی سے خود بخود خدمت کوتوالی سے استعفا دیدیا۔ منصور خان کو یہ موقع اچھا ملا۔ اوس نے فوراً ملا محمد تقی قریشی حوالدار کو مچھلی پٹن سے طلب کیا۔ مگر بادشاہ کے روبرو پیش کرنیکا موقع نہ ملا۔ اس عرصہ مین حسن بیگ نائب کوتوال نے کوتوالی کا کام اس خوبی سے انجام دیا۔ کہ بادشاہ نے اوسکو کوتوال کرکے اپنا مقرب بنایا۔ منصور خان نے دیکھا کہ میری بات نہ چلی تو اوسنے ملا محمد تقی کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اور میر جملگی کا تمام کام اوس کے تفویض کیا۔ اتفاقاً غرۂ محرم ۱۰۳۸ھ کو منصور خان مرگیا۔ سرخیلی کا جھگڑا پیش ہوا۔ چونکہ ملا محمد تقی ایک سال سے اس کام کو انجام دیرہا تھا۔ اسلئے بادشاہ نے اوس سے پیشکش معمولی لیکر سرخیلی کا عہدہ دیدیا۔ ملا نے مقدمات دیوانی کے ضبط پر ایسی

توجہ کی کہ خیانت کا نام مٹا دیا۔ نارائن راؤ مجموعہ دار پر پانچ لاکھ ۳۵ ہزار کی غبن نکالی۔ اور یہ روپیہ وصول کر کے خزانہ عامرہ مین داخل کیا۔ اور کتنے ہی متمرد چودھریون کا سر قلم کر دیا۔ بادشاہ اوسکی کارگزاری سے خوش ہو کر شریف الملک کا خطاب عطا کیا۔ اور قلمدان مرصع جو مرزا محمد امین کے بعد کسی کو نہین دیا گیا تہا۔ وہ اوسے بادشاہ نے دیا۔ انہین ایام مین شاہجہان کے لشکر کشی کی خبر شایع ہوئی۔ بادشاہ نے ملا کو پچاس ہزار سون اور منصب سرداری علاوہ منصب سرخیلی کے مرحمت کر کے نئی فوج کے بھرتی کرنے کا حکم دیا۔ ملا نے غریب۔ دکہنی۔ عرب۔ افغان فراہم کر کے ایک فوج تیار کی۔ اور اپنی حسن کارگذاریون سے روز بروز ترقی حاصل کرنے لگا۔ اب بادشاہ نے سرداری عین الملکی (جو منصور خان سے متعلق تہی) آدم خان حبشی کو دی اور حوالداری فوج رکاب منصور خان کے بیٹے کو عنایت ہوئی۔ اسی زمانہ مین میر ابو المعالی دیانت خان عامل مرتضے نگر و مچھلی پٹن رعایا کے ہاتہ مارا گیا۔ اور خواجہ افضل ترک عامل سقر رہو کر وہان گیا۔ اور بد معاشون کو چن چن کر قتل کیا جس سے غریب رعایا کو امن ملا۔ ادہر شاہجہان نے باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اڑیسہ کو قطب شاہی عملداری پر چڑہائی کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور ایک ایلچی شیخ محی الدین نام قطب شاہ کے پاس معہ تحائف اسلئے بہیجا۔ کہ وہان کے حالات سے اطلاع دے۔ اور پیشکش وصول کر کے روانہ کرے۔ یہان قطب شاہ نے ایلچی کا بہت اعزاز و اکرام کیا۔ اور باقر خان نے قطب شاہی اکثر قصبات و پرگنات پر قبضہ کر لیا۔ گو قطب شاہ نے اوسکی مدافعت کے لئے فوج بہیجی۔ مگر حریف غالب رہا۔ منصور گڈہ۔ کہیرا پارہ وغیرہ باقر خان کے تصرف مین آئے جس سے قطب شاہی عملداری مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اکثر زمیندار سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ ملیا چودہری کلبگہ نے علانیہ بغاوت برپا کی۔ شریف الملک نے یوسف بیگ کو یا اہزار سوار

اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جسنے وہان جاکر دفعتاً حملہ کرکے اسکو مار ڈالا اور اوس کا تمام اسباب ضبط ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے باقر خان کی مداخلت روکنے کے لئے خواجہ افضل ترک کو (جو مرتضےٰ نگر کا حاکم تہا) قاسم کو بھیجا۔ اور شاہ محمد کو خدمت پیشوائی سے موقوف کرکے ابن خاتون کو پیشوا بنایا۔ شاہجہان کا ایلچی جو ایک مدت سے حیدرآباد مین ٹہیرا ہوا تہا۔ ۱۴ لاکھ روپیہ کے تحایف و ہدایا بطور پیشکش حوالہ کرکے رخصت کیا۔ اس اثنار مین سید محمد اسفرائنی (جسکو منصور خان نے بلایا تہا) ہندوستان سے آیا۔ اس وقت کوئی عہدہ خالی نہ تہا۔ اسلئے بادشاہ نے ۵ ہزار سالانہ اوسکا مقرر کرکے ندیموں مین داخل کیا۔ جب شاہ جہان کے پاس قطب شاہ کی پیشکش اور درخواست پہنچی تو اوس نے اون تعلقات مفتوحہ کو جو باقر خان نے فتح کئے تہے قطب شاہ کو واپس دیدیا۔ ۶ رمضان ۱۰۴۰ھ روز چہارشنبہ قطب شاہ کو لڑکی پیدا ہوئی۔ قطب شاہ نے اس خوشی مین انعام واکرام تقسیم کیا۔ اور تمام بازارات مین شیرینی بانٹی گئی۔ ۱۶ شوال ۱۰۴۱ھ کو ملا تقی شریف الملک نے رحلت کی۔ بادشاہ نے مرزا حمزہ استرآبادی کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ مین ویٹھوجی کا بیٹا مرہٹہ دو تین ہزار سوار سے (یہ سابق ہی نظام شاہ کا ملازم تہا) قطب شاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے اوسکو معہ فوج ملازم رکہ لیا۔ مگر ایک ہی ہفتہ کے بعد مرگیا۔ اور سیوجی ہرکارہ نظام شاہی کو اپنا وصی کرگیا۔ بادشاہ نے متوفی کے بہائیون اور بیٹون کو طلب کرکے خلعت و انعام دیا۔ اور تین لاکھ کی جاگیر مقرر کی۔ ۲۷ گہوڑے اور ۵ ہاتہی بہی مرحمت کیا۔ ۲۷ صفر ۱۰۴۱ھ روز چہارشنبہ کو (علی الاتصال چار مہینے کی بارش ہونے سے) دریائے موسےٰ مین ایسا سخت شدت سے سیلاب آیا۔ کہ پل پر سے پانی چلنے لگا۔ اور شہر کے اندر گہس گیا۔ تمام عمارات و مکانات ڈہادے۔ ۱۰۴۱ھ ہجری

مین سلطان عبداللہ کی داڑھی منڈھانے کے جشن کی تیاریان شروع ہوئین - اوس زمانہ مین دکن کا دستور تہا کہ جب پہلے ہی کوئی داڑھی منڈھاتا تو اوسکی خوشی کرتا - سلطان عبداللہ کی مان حیات بخش بیگم نے اس جشن کا ذمہ لیا - اور حیات نگر (جسکو بیگم نے آباد کرایا تہا) مین جشن کی تیاری کی گئی - چنانچہ ۲۴ رجب ۱۰۴۱ھ کو سلطان عبداللہ پہلے سید آباد - دوسرے روز منصور آباد - تیسرے روز حیات نگر جا پہونچا - بارا روز جشن رہا خلعت و انعام تقسیم کئے گئے - کہتے ہین کہ اس جشن مین دو لاکہہ ہون خرچ ہوے - تاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۴۱ھ ایک اور بیٹی سلطان عبداللہ کو پیدا ہوئی - ۱۲ جمادی الاول ۱۰۴۲ھ مین بادشاہ نے ابن خاتون کو پیشوائی سے معزول کرکے میر محمد رضا استرآبادی کو پیشوا مقرر کیا - اندنون مہابت خان سپہ سالار شاہجہان کی قلعۂ دولت آباد پر آنے کی خبر تہی - اہلی قطب شاہ نے سرحد کی حفاظت کے واسطے فوج بہیجی - اسی سال سلطان عبداللہ کی بہن کا نکاح محمد عادل شاہ سے ہوا - ۹ شوال ۱۰۴۳ھ کو ابن خاتون پہر پیشوا بنایا گیا - اور ۱۰۴۵ھ مین عبداللطیف ایلچی کے ذریعہ شاہجہان نے ایک فرمان عبداللہ قطب شاہ کے پاس روانہ کیا - جس مین پیشکش کی طلبی اور خطبۂ اثنا عشری کے موقوفی کے نسبت تحریک تہی - سلطان عبداللہ نے سفیر کی کمال خاطرداری کی - اور خطبۂ اثنا عشری کو موقوف کرکے خطبۂ چاریاری پڑہوایا - اور خطبہ مین خلفاے راشدین کے نام کے بعد شاہجہان کا نام بہی داخل کیا - شاہجہان کے نام کا سکہ مسکوک کیا گیا - بعد ازان ۴۰ لاکہہ روپیہ کا پیشکش شیخ عبداللطیف سفیر کے ہاتہ شاہجہان کے پاس بہیجا - اور ایک عرضی بہی اپنے سفیر محمد طاہر کے ذریعہ روانہ کی - ۱۰۴۶ھ مین شاہجہان نے عبداللطیف سفیر اور نہال چند جوہری (جو سفیر کے ساتہ گولکنڈہ ہو آیا تہا) کی تعریف و توصیف پر سلطان عبداللہ کے ہاتہ مین جو بیش بہا یاقوت کی انگشتری بہیجی تہی

طلب کیا۔ سلطان عبداللہ کو بجز بھیجنے کے کچھ بن نہ پڑا۔ چار وناچار انگشتری کو بھجوا دیا۔ اس انگشتری کی قیمت ۵۰ ہزار قرار پائی۔ جو پیشکش مین محسوب ہوئی۔ بعدازان شاہجہان نے سلطان عبداللہ کو ایک عہدنامہ لوح زرّین پر رقم کرکے روانہ کیا۔ اسی زمانہ مین خاندوران (جو بیجاپور کی تاخت پر آیا تھا) نے قطب شاہ سے ایک عمدہ ہاتھی گجموتی نام لیکر بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا۔ ۱۰۵۰ھ مین جب محمد عادل شاہ نے اپنی فوجین کرناٹک کے طرف بھیجین اور جدید ممالک فتح کرنا شروع کئے تو عبداللہ قطب شاہ نے بھی اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے جدید علاقون کا تسخیر کرنا ضروری سمجھا۔ اور میر محمد سعید[1] میر جملہ کی سپہ سالاری مین فوجین روانہ کین۔ چنانچہ میر جملہ نے کرناٹک کا ملک بہت کچھ فتح کیا جسکا طول ڈیڑھ سو کوس اور عرض تیس ۳۰ کوس۔ چالیس لاکھ روپیہ آمدنی تھی۔ اس مین الماس کی کان بھی تھی۔ پہلے قطب شاہی سرحد کہیم تک تھی۔ اب کنجی کوٹہ تک پہونچگئی۔ اسی زمانہ مین ایک فرانسیسی۔ سوداگر ٹیورنیر نامی دکن آیا تھا جس نے میر جملہ سے ملاقات کی۔ اور گولکنڈہ کے الماس کے کانون سے بہت کچھ الماس خریدا۔ مدتون یہان رہا۔ اس کے بعد بھی ٹیورنیر اور پانچ مرتبہ ممالک مشرقی کو آیا۔ ایک اور سیاح موسیو تھیونو بھی اسی زمانہ مین

نوٹ۔ مورخون نے لکھا ہے کہ میر محمد سعید قوم کا سید باشندہ ایران تھا۔ اردستان نواح اصفہان مین پیدا ہوا تھا۔ اس کے والدین خاندانی تھے۔ مگر غربت کے اسیر تھے اسنے لکھنا پڑھنا سیکھکر ایک جوہری کے پاس نوکر ہوگیا۔ یہ جوہری اکثر گولکنڈہ آیا کرتا تھا۔ جب وہ جوہری مرنے لگا تو سب مال واسباب محمد سعید کو دیدیا۔ پھر اسنے تجارت مین بہت دولت پیدا کی سلطان عبداللہ اسکی لیاقت کو دیکھکر نوکر رکھ لیا۔ اور روز بروز ترقی دیکر سپہ سالار کیا۔ اور میر جملہ کا خطاب دیا۔ موسیو تھیونو لکھتا ہے کہ وہ اصفہان کے ایک تیلی کا بیٹا اور اتنا بڑا امیر تھا کہ اوس کے پاس بیس اوقیہ کے برابر ہیرے تھے۔ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ میر جملہ بادشاہ گولکنڈہ کا وزیر اور اوسکی تمام فوج کا سپہ سالار تھا۔ گو خاندانی نہ تھا مگر ذی لیاقت ضرور تھا۔ یہ جملہ اکثر

دکن وارد ہوا تھا۔ ان دونوں کے سیاحت نامے انگریزی مین موجود ہین حال ہی مین اون سفر نامون کے چند ابواب کا (جو خاص دکن کی سیاحت سے تعلق رکھتے ہین) ترجمہ سررشتۂ علوم و فنون سرکار نظام مین کیا گیا ہے۔ ہم یہان بلحاظ طوالت اون سفرنامون کے حالات قلم انداز کرتے ہین اس زمانہ مین دکن کی طبی حالت نہایت خراب تھی یہان وقصبات مین اکثر بڈھے اور معمر لوگ (جنکو اپنی عمر مین بیماریون کا تجربہ ہوچکا ہوتا تھا) جنگلون سے بوٹیان اور جڑیان توڑلاکر مریضونکو دیتے تھے۔ بادشاہون اور امیرون کے پاس طبیب لوگ اسقدر کم تھے۔ کہ اون کی گنتی انگلیون پر ہوسکتی تھی۔ فن جراحی تو اونہین مطلق نہ آتا تھا جس وقت مسٹر جیفیر (قوم ڈچ) سفیر بٹاویہ سے سلطان عبداللہ کے پاس قطب شاہی عملداری مین تجارتی کوٹھیان کھولنے کے لئے ڈچ کمپنی کے طرف سے آیا تو اوسکے ساتھ ایک ڈاکٹر ویلان نامی بھی تھا۔ جب سلطان کو ڈاکٹر کی خبر ہوئی تو اوسنے باصرار مسٹر جیفیر سے اوسکو لے لیا۔ اور تین ہزار دوسو روپیہ ماہانہ پر نوکر رکھا۔ چونکہ سلطان کے سر مین اکثر درد ہوا کرتا تھا۔ اسلئے نظام الدین احمد طبیب کی رائے سے زبان کے نیچے اوس ڈاکٹر کے ہاتھ سے فصد کھلوائی۔ تین سو ہون انعام دیا۔ اسکے بعد بادشاہ کی بیگم اور والدہ نے بھی اپنی اپنی فصد کھلوائین۔

سلطان عبداللہ کو اولاد ذکور نہ تھی۔ صرف تین بیٹیان تھین۔ ۱۰۶۲ھ مین ایک شخص سید[۲] احمد نام

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۴)۔ سیرون کی کانون کے ٹھیکے لیا کرتا تھا۔ اوسکے پاس سیرون کی اسقدر کثرت تھی کہ اون کا شمار نہوتا تھا۔ بلکہ سیرون سے بھرے ہوئے ٹاٹ کے تھیلے گن لئے جاتے تھے۔ میر جملہ اپنی ذات سے بھی پانچہزار سوار نوکر رکھتا تھا۔ ۲ مؤلف۔ ایک شخص سید معصوم ابن میر غیاث الدین بن سید منصور شیرازی کا رہنے والا تھا۔ اور علمی لیاقت کے باعث مخلوق نے سید معصوم کو ستاد البشر کا خطاب دیا تھا۔ شیراز مین اس کا ایک مدرسہ بھی تھا۔ جسے مدرسۂ منصوریہ کہتے تھے شاہ عباس

عرب سے گولکنڈہ آیا۔ اور شاہی محل سرا کے دروازہ پر بستر جمایا۔ کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو ایک مقرب کے ذریعہ اوسکی خواہش دریافت کی گئی۔ سید احمدؒ نے اوس مقرب کو اس سنجیدگی سے جواب دیا۔ کہ جس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص بڑا دانشمند اور اعلیٰ خاندان ہے۔ مقرب نے تمام حال بادشاہ سے جاکر عرض کیا۔ بادشاہ نے اپنے دربار مین بلایا۔ اور اوس کی باتون سے بہت مسرور ہوا۔ لیکن جب اوسنے کہا کہ مین شہزادی سے نکاح کرنے آیا ہون تو اوسکو حیرت ہوئی۔ تمام لوگ دیوانہ خیال کرنے لگے۔ پھر سید احمدؒ نے کہا کہ اگر میرا نکاح شاہزادی سے نہ ہوگا تو اس ملک پر بلا نازل ہوگی۔ بادشاہ یہ سُنکر جھنجھلایا نہ بھیجدیا چند روز قید مین گذرے۔ اس کے بعد بادشاہ نے ایک جہاز مین سوار کراکے عرب کو روانہ کر دیا۔ دو سال بعد پھر سید احمدؒ گولکنڈہ آیا۔ اس دفعہ کچھ ایسی کارروائی کی کہ شاہزادی کی شادی اوس سے ہوگئی میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ سید احمدؒ اور سید سلطان دو شخص نجف کے رہنے والے سید تھے۔ میر جملہ نے اپنی لڑکیون کی شادی اون سے کرنے کے لئے اونہین بلایا تھا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے کہا کہ مین ان دونون کو اپنی بیٹیان دونگا۔ چنانچہ بادشاہ نے سید احمدؒ کو بڑی بیٹی دیدی۔ اس اثنار مین بادشاہ نے مکہ مسجد کی تعمیر (جو سلطان محمدؒ کے زمانہ مین ناتمام رہگئی تھی) کو آغاز کرنا چاہا۔ لیکن سید احمدؒ نے یہ کہکر موقوف کرادیا کہ اگر یہ مسجد تیار ہوئی تو قطب شاہی عملداری

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۵) صفوی کی بہن جب زیارت حرمین شریفین کو جانے لگی تو بادشاہ نے سید معصوم کو بلحاظ علمی شہرت کے اپنی بہن کے ساتھ کردیا۔ تاکہ ایام حج مین وہ شہزادی کو مناسک حج کی تعلیم دے۔ مگر راستہ مین سید معصوم کو شاہزادی سے کچھ تعلق ہوگیا۔ اور عرب مین جاکر ان دونون نے نکاح کر لیا۔ اب شیراز واپس جانیکی کوئی صورت نہ رہی۔ مدینہ مین یہ دونون رہنے لگے۔ ایک لڑکا پیدا ہوا۔ سید احمد نام رکھا گیا۔ جب سید احمدؒ جوان ہوا تو مدینہ مین ایک عورت سے نکاح کر لیا

پر آفت نازل ہوگی۔ چونکہ بادشاہ داماد کی بات بہت سنتا تھا۔ اسلئے تعمیر کو ملتوی کرادیا۔ اب میر جملہ کے حالات سنئے۔ کہ جب اوس نے کرناٹک کے ملکون کو فتح کیا تو اس کے بعد بادشاہ نے اوسکو دریائے گوداوری کے کنارے کے راجاؤن کو مطیع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس موقع پر بعض مفسدون نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اجکل میر جملہ کی قوت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور دولت بھی بیشمار ہے۔ اور اب وہ اپنے بیٹے کو تخت نشین کرنا چاہتا ہے۔ بادشاہ بھی مفسدون کے دام مین آگیا اور محمد امین کا خاتمہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ ان مفسدون نے تین چار مرتبہ اوسکو زہر دینے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔ اور یہ راز محمد امین پر کھل گیا۔ اوسنے فوراً باپ کو اس سے اطلاع دی۔ میر جملہ نے بیٹے کو کہا کہ بادشاہ سے اجازت لیکر یہان چلے آؤ۔ لیکن یہان تو بادشاہ نے اوسپر نگرانی رکھی تھی۔ کسی طرح جانا ممکن نہ ہوا۔ چونکہ محمد امین مین تحمل و بردباری نہ تھی۔ اسلئے اوسی وقت غصہ مین بادشاہ کے پاس گیا۔ اور کسی قدر گستاخانہ گفتگو کی جسکی پاداش مین بادشاہ نے محمد امین کو سعہ اوس کی ماں اور بہنون کے گرفتار کرکے جیلخانہ بھیجدیا۔ جب میر جملہ کو معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوا۔ اور شاہ شجاع (جو بنگالہ کا صوبہ دار تھا) سے مدد چاہی۔ مگر وہ راضی نہ ہوا۔ اب اوسنے اورنگ زیب کا دامن پکڑا۔ اور شاہجہان کی ملازمت اور اپنے بیٹے اور متعلقین کی رہائی کی خواہش و درخواست کی۔ جب اورنگ زیب نے شاہجہان کو یہ واقعہ لکھا تو اوس نے سلطان عبداللہ کو میر جملہ کے بیٹے اور متعلقین کی رہائی کے نسبت فرمان بھیجا۔ اور اوس کے مال منضبطہ کی واپسی کے لئے بھی ہدایت کی۔ ادھر اورنگ زیب نے شاہجہان کے فرمان کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۶) اوس کے بطن سے ایک لڑکا ۱۵ جمادی الاول ۱۰۵۲ھ کو سید علی نام تولد ہوا۔ بعد مین اوسکا نام سید علی معصوم ہوگیا۔ اس کے بعد سید محمد عرب سے نکلکر دکن آیا۔ اور جورو بچون کو مدینہ مین چھوڑا۔ ۱۲۔ مولف۔

تعمیل کرنے کی تاکید کی۔ مگر افسوس ہے کہ سلطان عبداللہ نے ایک کی بھی تعمیل نہ کی۔ آخر ۸ ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو اورنگ زیب نے اپنے بیٹے محمد سلطان کو سپاہ کثیر کے ساتھ گولکنڈہ کے طرف روانہ کیا۔ اور خود بھی پیچھے چلا۔ جب محمد سلطان نے قطب شاہیہ عملداری میں تاخت و تاراجی شروع کی تو سلطان عبداللہ کو ہوش آیا۔ تقصیرات کی معافی چاہی اور محمد امین کو معہ اوسکی والدہ کے رہا کرکے روانہ کیا۔ مگر مال و اسباب واپس نہ دیا۔ ادھر محمد سلطان بھی آگے بڑھا گیا۔ عبداللہ پریشان ہوکر معہ عیال و اطفال گولکنڈہ چلا گیا۔ اور تمام جواہرات و مرصع آلات بھی ساتھ لیگیا۔ جب محمد سلطان حسین ساگر کے کنارے مقیم ہوا تو عبداللہ کے پاس سے محمد ناصر آیا اور جواہرات و مرصع آلات سے بھرا ہوا صندوقچہ پیش کیا۔ ممکن تھا کہ صلح ہوجائے۔ مگر عبداللہ کی فوج نے شوخی و شرارت شروع کی۔ اور میر جملہ کا اسباب بھی ابتک واپس نہ آیا۔ اسلئے محمد سلطان کو غصہ آیا۔ اور محمد ناصر کو قید کرکے قطب شاہی فوج کا مقابلہ کیا۔ عبداللہ کی فوج شکست کھاکر بھاگی۔ دوسرے روز محمد سلطان نے حیدرآباد پر قبضہ کیا۔ عبداللہ سخت گھبرایا۔ اور حکیم نظام الدین کو معہ جواہرات و تحائف صلح کے لئے بھیجا۔ کسی قدر میر جملہ کا اسباب بھی واپس کیا۔ اتنے میں اورنگ زیب بھی حیدرآباد آگیا۔ ابھی صلح نہیں ہوئی۔ لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ قلعہ محمد نگر کا محاصرہ کیا گیا۔ اب عبداللہ نے میر فضیح اور اپنے داماد میر احمد کے ذریعہ اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ اس کے بعد اپنی ماں کو بھی اورنگ زیب کے پاس بھیجا۔ چنانچہ بہت سی ردّ و بدل کے بعد ان شرائط پر صلح ہوئی۔ کہ سنوات گذشتہ کی پیشکش کے بابتہ ایک کروڑ روپیہ ادا کرے۔ اور شاہزادہ محمد سلطان سے اپنی بیٹی کا نکاح کردے۔ میر جملہ کا باقی مال و اسباب واپس دے۔ الحاصل لڑائی موقوف ہوئی۔ اور دوسرے روز سلطان عبداللہ کی بیٹی سے شاہزادہ محمد سلطان کا نکاح ہوگیا۔ سرکار رام گیر اور ۴۰ لاکھ روپیہ کا سامان جہیز میں دیا گیا۔

اورنگ زیب نے میر جملہ کو کرناٹک سے طلب کیا۔ اور جو خلعت و فرمان کہ شاہجہان کے پاس سے آیا تھا وہ میر جملہ کو مرحمت ہوا۔ بعد ازاں میر جملہ نے اپنے مکان پر اورنگ زیب و محمد سلطان کی دعوت کی۔ پیش قیمت جواہر و مرصع آلات۔ ہاتھی۔ گھوڑے نذر گذرانے۔ اس عرصہ میں شاہجہان کا ایک اور فرمان آیا۔ جس میں میر جملہ کو منصب پانچہزاری۔ چار ہزار سوار۔ معظم خان خطاب عطا ہوا تھا۔ اب اورنگ زیب و سلطان محمد معہ اپنی فوج و ہمراہیوں کے گولکنڈہ سے رخصت ہوئے۔ میر جملہ بھی ہمراہ آگیا۔

یہ تمام واقعات جو ہمنے اوپر بیان کئے ہیں۔ ان کو خافی خان نے اپنی کتاب منتخب اللباب میں۔ ایک دوسرے پیرایہ میں لکھا ہے۔ اور الفنسٹن صاحب نے خافی خان کی تقلید کرکے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کی سرخی "اورنگ زیب کا حملہ غلبازی سے ہندوستان پر" قایم کی ہے۔ جو سراسر اتہام ہے۔ ڈاکٹر برینز نے بھی ایک دوسری جھوٹی روایت اپنی کتاب میں لکھکر بہتان کیا ہے۔ چنانچہ خافی خان۔ الفنسٹن۔ برینز کے تحریرات کو ہمنے بالتفصیل ہندوستان کے حالات میں لکھا ہے۔ ناظرین ضرور ملاحظہ کریں۔ اب یہاں مکرر اعادہ بے ضرورت ہے۔

جب میر جملہ شاہجہان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک خوان اشرفی اور دو خوان جواہر کے نذر کیا۔ شاہجہان نے منصب شش ہزاری و شش ہزار سوار سے ممتاز کرکے خدمت وزارت عطا کی۔ اور قلمدان مرصع و شمشیر و دو فیل و دو اسپ خاصہ با ساز و یراق طلا و نقرہ ۵ لاکھ روپیہ نقد مرحمت کیا۔ میر جملہ نے اس موقعہ پر ایک الماس جس کا وزن دو سو سولہ سرخ اور قیمت دو لاکھ سولہ ہزار تھی۔ معہ (۶۰) ہاتھی کے پیش کیا۔ یہ وہی ہیرا ہے۔ جو آجکل کوہ نور کے نام سے موسوم اور شہنشاہ انگلستان و قیصر ہند کے قبضہ میں ہے۔ اس کے قبل ہمنے بیان کیا ہے۔ کہ سلطان عبداللہ کو صرف تین لڑکیاں تھیں جنمیں سے

ایک کی شادی سید احمدؒ سے ہوئی تھی۔ دوسری کا نکاح شاہزادہ محمد سلطان خلف اورنگزیب سے ہوا۔ اب صرف تیسری لڑکی ناکتخدا باقی تھی۔ اس اثنار مین ایک شخص بلند نسب و عالی سید سلطان نام (جو سید احمدؒ کے باپ سید معصوم کے شاگردون مین سے تھا) کربلائے معلےٰ سے حیدرآباد آیا۔ اور سید احمدؒ کے مکان مین (بوجہ سابقہ شناسائی کے) ٹھیرا۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کا مقرب و ندیم ہوگیا۔ اب بادشاہ نے چاہا کہ وہ تیسری لڑکی ناکتخدا کا عقد اس سید عالی نسب سے کردے۔ چنانچہ شادی کے رسومات آغاز کردیے گئے۔ اس عرصہ مین معلوم نہین کہ سید احمدؒ اور سید سلطان کے فیما بین کیون رنجش و کدورت پیدا ہوگئی۔ اور عین شادی کے موقع پر سید احمدؒ نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ اگر شاہزادی کا عقد سید سلطان سے ہوگا تو مین حیدرآباد سے اسی وقت اورنگ زیب کے پاس چلا جاؤن گا۔ سید احمدؒ کی اس گفتگو سے بادشاہ و دیگر ارکان دولت کو سخت حیرت ہوئی۔ ہرچند اوسکی فہمایش کی گئی۔ مگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آیا۔ چونکہ بادشاہ کو سید احمدؒ کی خاطر مدنظر تھی۔ اسلئے شادی ملتوی کی گئی۔ اور یہ فکر ہوئی کہ انتظام تو سب ہوچکا ہے۔ اب لڑکی کا عقد کس سے کیا جائے۔ اتنے مین بادشاہ کی والدہ نے کہا کہ ابوالحسن جو مجھسے قرابت قریبہ رکھتا ہے اور ایک مدت سے شاہ راجو حسینی صاحب کی خدمت مین رہتا ہے۔ اگر اوس سے اس شاہزادی کا عقد کردیا جائے تو مناسب ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے بھی منظور کرلیا۔ اور اوسی وقت ابوالحسن کو بلاکر حمام کرایا گیا اور لباس مکلل پہناکر سہرا باندہا گیا۔ قاضی نے اگر صیغۂ نکاح پڑہا۔ بہرحال جو تقدیری امر تہا وہ ہوا۔ ادہر سید سلطان طلبی کا منتظر بیٹہا تہا۔ جب اوسکو معلوم ہوا تو فوراً حیدرآباد سے نکلکر اورنگ زیب کے پاس چلا گیا۔ کہتے ہین کہ وہان محمد امین خان کی لڑکی سے اوسکی شادی ہوگئی۔ مولف قطب شاہی کا قول ہے کہ سید سلطان حیدرآباد سے اورنگ آباد گیا۔ اور

محمد معظم خانخانان میر جملہ کی لڑکی سے نکاح کیا۔ ۲۸ شعبان ۱۰۸۰ھ کو بادشاہ کی والدہ حیات بخش بیگم نے انتقال کیا۔ اوس کے دو سال چار ماہ بعد ۳ محرم ۱۰۸۳ھ روز یک شنبہ کو سلطان عبداللہ راہی روضۂ رضوان ہوا۔ (۶۰) سال کی عمر تھی۔ (۴۸) سال سلطنت کی۔

سلطان ابوالحسن قطب شاہ المشہور بہ تاناشاہ

جب سلطان عبداللہ نے انتقال کیا تو بادشاہ کا بڑا داماد سید احمد کل کاروبار ریاست پر حاوی اور جملہ انتظام سلطنت اوسی کے تفویض تہا۔ مگر بدمزاجی اور سخت گیری کے باعث تمام ارکین سلطنت اور سرداران لشکر اوس سے ناراض تہے۔ حالانکہ سید احمد کو خیال تہا کہ بادشاہ کو تو کوئی فرزند نہین ہے۔ اسلئے بہ لحاظ داماد ی بزرگی سلطنت میرے ہی حصہ مین ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اوسنے بہت کچہ زور مارا۔ اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ محل مین اوسکی بیوی بہی ترکنون اور حبشنون کو لیکر مایل بہ فساد ہوئی۔ لیکن امرا و عمائدین ریاست مین سے کسی نے اوس کا ساتہ نہ دیا۔ اور تمام ابوالحسن کے طرفدارین گئے۔ الحاصل ۵ محرم ۱۰۸۳ھ کو باتفاق جملہ ارکین دولت ابوالحسن نے تخت سلطنت پر قدم رکہا۔ اور سید مظفر کو خدمت وزارت عطا ہوئی۔ مادنا اور نیکنا بدستور سید مظفر کی پیشکاری پر مامور رہے۔ بعد ازان سید احمد کو گرفتار کر کے قید کیا گیا۔ چند روز کے بعد سید مظفر نے چاہا کہ تمام امور ریاست پر خود حاوی ہو کر بادشاہ کو بے اختیار کر دے۔ جب بادشاہ کو اوس کا منشا معلوم ہوا سخت برآشفتہ ہوا۔ اس موقعہ پر مادنا نے چالاکی سے سید مظفر کو معزول و مقید کر کے آپ مدار المہام ریاست بنا۔ اور اوسکا بہائی نیکنا پیشکار ہوا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل اسلام قعر ذلت مین گرے۔ اور ہندو روز بروز مدارج بلند پر فایز ہونے لگے۔ اس اثنار مین خبر آئی کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بیجاپور کی تسخیر مین مشغول ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی

ابوالحسن نے اپنے ایلچی کے ذریعہ اورنگ زیب کو لکھا کہ "ابتک ہمنے آپکی اطاعت و ملازمت دل و جان سے بجا لائی۔ لیکن اب جو آپنے سکندر عادل شاہ پر (جو بالکل کم سن اور یتیم ہی) چڑھائی کی ہے۔ اور اوسکے ملک کی تسخیر پر کمر باندھی ہے۔ اسلئے ہم آیندہ آپکی اطاعت کرنا نہین چاہتے۔ اور ہم پر لازم ہے کہ اس وقت فوج سے آپکا مقابلہ کرین۔ اور راجہ سنبھا۔ (جو مرہٹون کا سردار ہے) کو بھی آپ کے مقابلہ پر مستعد و آمادہ کیا جائے۔ پھر دیکھا جائے گا کہ آپ مین کس کس کے مقابلہ کرنے کی طاقت و ہمت ہے" ہمارے معزز ناظرین ابوالحسن کے اس تحریر کا اندازہ کر سکتے ہین۔ کہ اوس نے مفت اور ناحق شہنشاہ ہند کو اپنا دشمن بنایا۔ اور اپنے ہاتھ سے خود اپنے پاؤن پر کلہاڑی ماری۔ چنانچہ جب یہ تحریر اورنگ زیب کے نظر سے گذری۔ تو بیحد غضبناک ہوا۔ اور کہا کہ "ابتک ہمنے اس چینی فروش میمون۔ بازو یا مرغ کوتاہ کی گوشمالی کو بے ضرورت سمجھا تہا۔ مگر اب یہ مرغی بانگ دینے لگی ہے۔ لہذا اب اوسکی سرکوبی مین دیر نہ کرنی چاہیئے" الحاصل اورنگ زیب نے شاہ عالم بہادر شاہ کو فوج شایستہ کے ساتھ ابوالحسن کے سر پر بھیجا۔ اور خانجہان کوکلتاش کو بھی ہمراہ کیا۔ ابوالحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان پلنگ حملہ شیخ منہاج۔ رستم راؤ مقابلہ پر آئے۔ طرفین سے جنگ کا نمونہ کارزار گرم ہوا۔ ابوالحسن کی سپاہ شکست کہا کر بہاگی۔ اور جان نثار خان (پسر قلعہ دار گلبرگہ) و پرویز بیگ (برادر قلعہ دار ماکل) نے قصبہ سیڈم وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ شہزادہ شاہ عالم رحم مجسم تہا۔ اسلئے اوسنے ابوالحسن کو لکھا کہ ابتک جسقدر قصبات و دیہات افواج شاہی کے قبضہ مین آگئے ہین۔ اوس سے آپ درگذر کیجیے تو بادشاہ کے پاس سفارش کر کے صلح کرا دیجائیگی۔ لیکن ابوالحسن نے نہ مانا۔ دوسرے روز پھر لڑائی ہوئی شیخ منہاج و رستم راؤ زخمی ہوئے۔ اور دکہنیون کی فوج بہاگی۔ بادشاہی سپاہ نے تعاقب کر کے خوب مارا اور لوٹا۔ اس اثنا مین بعض مفسدون نے ابوالحسن سے کہا کہ

تمام شکست، وخرابی خلیل اللہ خان کی وجہ سے ہے۔ جو در پردہ افواج شاہی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی ابوالحسن نے اوس کے قتل کی تجویز کی۔ اتفاقاً یہ خبر خلیل اللہ خان کو ہوگئی اور چچارہ یہاں سے بھاگ کر شاہ عالم کا دامن سنبھالا۔ شہزادہ نے خلیل اللہ خان کو منصب شش ہزاری۔ وشش ہزار سوار وخطاب مہتاب خان سے سرفراز کیا۔ اور خلیل اللہ خان کے چلے جانے سے وکیلوں کی قوت گھٹ گئی۔ ابوالحسن پریشان ہوکر حیدرآباد سے قلعہ گولکنڈہ چلا گیا۔ اوس جلدی میں جسقدر جواہر۔ اشرفی۔ ہون۔ وغیرہ ممکن ہوئے۔ ساتھ لیگیا۔ اکثر تجار ورعایائے حیدرآباد بھی اپنا اپنا مال واسباب لیکر معہ عیال واطفال حیدرآباد سے قلعہ کو چلے گئے جب یہ خبر شاہزادہ کو ہوئی تو اوسی وقت حیدرآباد آیا۔ فوج شاہی نے حیدرآباد اور محلات ابوالحسن کو لوٹ کر تباہ وتاراج کردیا۔ شہر کے اوباش ورندرعایا کے گھرون پر ٹوٹ پڑے۔ الغرض حیدرآباد میں سخت آفت مچ گئی۔ ابوالحسن یہ کیفیت سنکر نہایت عاجزی اور منت سے شہر کی بربادی کے جانب توجہ دلائی۔ اور اوس کے استیصال کے لئے درخواست کی۔ شہزادہ کو بھی شہر کی بربادی اور ابوالحسن کے حال زار پر رحم آیا۔ اسلئے ابوالحسن کو لکھا کہ اگر تم پچیس کروڑ پچیس لاکھ روپیہ پیشکش کی بابتہ داخل کرو۔ اور مادنا ونیکنا کو انتظام ریاست سے بیعمل کرکے قید کردو۔ اور جسقدر ملک مفتوحہ ہمارے قبضہ میں آیا ہے اوسکی گذاشت بیحیلہ وحجت بادشاہ کے پاس سفارش کرکے صلح کرادیتا ہون"۔ ابوالحسن پیشکش وغیرہ کی نسبت تو راضی ہوگیا۔ مگر مادنا ونیکنا کی موقوفی میں تامل کیا۔ لیکن بعض معزز سرداروں نے (جو اون دونون بھائیون کے ظلم وزیادتی سے پریشان تھے) بلا اجازت ابوالحسن کے مادنا ونیکنا کو قتل کرکے اون دونون کے سر شہزادہ کے پاس بھیجوادئے۔ اب شہزادہ نے بادشاہ کے پاس صلح کے متعلق درخواست بھیجی۔ اور اپنے جانب سے سفارش بھی کی۔ بادشاہ بھی راضی ہوگیا۔

اور میر ہاشم پسر سید مرتضیٰ حیدرآبادی (جو سابق میں قطب شاہیوں کا ملازم تھا) کے ہاتھ ابوالحسن کے لئے خلعت وجواہر روانہ کیا۔ لیکن یہاں بعض مفسدوں کو یہ اندیشوں نے ابوالحسن کو یہ پٹی پڑھائی کہ یہ تمام کارروائی فریب وجعل سے بھری ہوئی ہے۔ بادشاہ کا ارادہ ہے کہ میر ہاشم کے ذریعہ آپ کو گرفتار کرے۔ افسوس ہے کہ ابوالحسن ان مفسدوں کے دام میں آگیا۔ سچ ہے کہ جب قسمت کا بگاڑ ہوتا ہے تو آنکھوں پر پردے پڑجاتے ہیں۔ نیک وبد کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ شرزہ خان وعبدالرزاق لاری نے فوج کثیر کے ساتھ میر ہاشم پر حملہ کیا۔ وہ بیچارہ غافل تھا۔ لڑائی کا خواب و خیال تک نہ تھا۔ پھر بھی سنبھل کر مقابلہ کیا۔ مگر مارا گیا۔ اور اکثر اوسکے ہمراہی سردار زخمی ہوکر قید ہوئے اس وقت شاہزادہ (شاہ عالم) بوجہ گرانی غلہ وکمیابی رسد حیدرآباد سے کوچ کرکے کوہیر میں پڑا ہوا تھا۔ اسلئے وقت پر میر ہاشم کی مدد کرنہ سکا۔ اودہر بیجاپور کی تسخیر میں محمد اعظم شاہ معہ دیگر امرائے نامدار مصروف تھا۔ اور یہ مہم بہت طول کھینچی تھی۔ اسلئے اورنگ زیب نے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ وروح اللہ خان وغیرہ کو معہ دیگر امرائے کارآزمودہ کار محمد اعظم شاہ کی مدد کو بھیجا۔ اور خود بھی ۱۴ شعبان ۱۰۹۷ھ کو بیجاپور آیا۔ اس اثنار میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ شہزادہ شاہ عالم کی تساہلی اور درپردہ تائید سے ابتک گولکنڈہ پر قبضہ نہیں ہوا ہے۔ اور اس سازش وتائید کی تحقیق بھی ہوگئی تو اس کارروائی کے سرکاؤں کو قید واخراج کیا۔ اور شاہ عالم سے آزردہ وررنجیدہ ہوگیا۔ اس عرصہ میں فیروز جنگ بہادر کی حسن تدبیر سے اوائل ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ میں بیجاپور فتح ہوگیا۔ اور سکندر عادل شاہ بھی اسیر ہوا۔ بادشاہ کو اس فتح سے بہت خوشی ہوئی۔ وقایع نگار کو حکم دیا۔ کہ وقایع میں یہ تحریر کرے کہ "بیجاپور کو کوشش دقوت سے فرزند ارجمند لی ریو ورنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے فتح ہوا" اس کے بعد بادشاہ گلبرگہ شریف ہوتا ہوا حیدرآباد کے جانب چلا۔ اور سعادت خان (جو بادشاہ کے طرف سے ابوالحسن کے پاس بطریق سفارت رہتا تھا) کو

لکھا کہ بہت جلد ابوالحسن سے پیشکش مقررہ وصول کرکے روانہ کرے۔ لیکن اسوقت ابوالحسن میں اس قدر قوت و قدرت نہ تھی کہ پیشکش مطلوبہ کی فوری پابجائی کرسکے۔ تب بھی ابوالحسن نے چند خوان جواہر و زیور مرصع کے سعادت خان کے پاس بھیجا۔ اور باقی کی فکر کرنے لگا۔ اسے میں اورنگ زیب حیدرآباد آپہونچا۔ اب تو ابوالحسن کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ عفو جرایم کی امید باقی نہیں رہی۔ تنگ آمد بجنگ آمد پر عمل کیا۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اس موقع پر عابد قلیچ خان بہادر گولۂ زنبورک سے ہلاک ہوئے۔ ابوالحسن کے طرف سے شیخ منہاج۔ شیخ نظام مصطفےٰ خان المعروف بہ عبدالرزاق لاری۔ شرزہ خان وغیرہ نے خوب جوانمردی دکھلائی۔ آخر شیخ نظام اورنگ زیب کے طرف چلا گیا۔ اوس کے ساتھ اکثر اور نامی سردار بھی فوج شاہی میں مل گئے۔ البتہ عبدالرزاق لاری آخر وقت تک ابوالحسن کا ساتھ دیا۔ الحاصل عبدالرزاق لاری اور عبداللہ خان پنی کی حسن تردد سے جان فشانیوں سے قلعۂ گولکنڈہ کا محاصرہ طول کھینچا۔ اور روزانہ لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا جس میں طرفین کے اکثر نامی و گرامی سردار مارے گئے۔ آخر عبداللہ خان پنی خفیہ طور پر اورنگ زیب کا طرفدار بنگیا۔ اور دروازۂ قلعہ کے کھولدینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ کو مختار خان و روح اللہ خان۔ رستم خان۔ جان نثار خان۔ صف شکن خان۔ وغیرہ داخل حصار ہوئے۔ شہزادۂ اعظم شاہ بھی دروازہ کے پاس ٹہرا رہا۔ عبداللہ خان پنی نے حسب وعدہ دروازہ کھولدیا۔ جب یہ خبر عبدالرزاق لاری کو ہوئی تو بیتابانہ گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا اور فوج شاہی سے تنہا مردانہ وار جنگ کرکے زخمی ہوا۔ اور زخمون کی شدت کے باعث گھوڑے سے گر آیا۔ سپاہیون نے اوٹھاکر بادشاہ کے پاس پہونچایا۔ بادشاہ نے ملازمت کا سوال کیا۔ مگر اوس نمک حلال نے ایسے نازک موقعہ پر بھی انکار کردیا۔ تاہم بادشاہ نے اوسکی حفاظت و علاج کے لئے طبیبون کو

تاکید کی۔ اودہر سرداران لشکر شاہی قلعہ مین درآنہ گھسے محل مین کھلبلی مچگیا۔ ابوالحسن تمامونکو تسکین دیکر باہر آیا۔ اسوقت اوسکے خاصہ کا وقت تہا۔ دسترخوان بچہایا گیا۔ اتنے مین روح اللہ خان۔ مختار خان موجود ہوئے۔ طرفین سے سلام علیک ہوئی۔ اور ابوالحسن کہانے سے فارغ ہوکر گہوڑے پر سوار شہزادہ کے پاس آیا۔ اور ایک مالا موتیون کا نذر دیا۔ اس فتح کی تاریخ نعمت خان عالی نے خوب کہی ہے قطعہ ابوالحسن داشت جا بجا رحل + کرد بیرون ازان مکان تقدیر + چون برون رفت او بجاش نشست + شاہ اورنگ زیب عالمگیر + اورنگ زیب نے ایام محاصرہ کے زمانہ مین حیدرآباد کا نام دارالجہاد رکہا تہا۔ جب شاہ عالم کی سلطنت کا زمانہ آیا تو فرخندہ بنیاد کے نام سے موسوم ہوا۔ کہتے ہین کہ ابوالحسن کا مال واسباب نقد روپیہ جو ضبطی مین آیا اوسکی تفصیل یہ ہے۔ (۷۸) لاکہہ (۵۱) ہزار ہون۔ دو کروڑ ترپن ہزار روپیہ۔ سوائے جواہر مرصع آلات۔ وظروف طلا و نقرہ جیکی جمع داموں مین ایک ارب ۵۷ کروڑ ۳۱ لاکہہ دام دفتر مین لکہی گئی۔ اس کے بعد بادشاہ حیدرآباد سے نکل کر بیدر آیا۔ ابوالحسن ہمراہ تہا۔ قلعہ دولت آباد مین نظربند رہنے کا حکم دیا۔ اور خود شاہجہان آباد راہی ہوا۔ مورخون کا قول ہے کہ ابوالحسن کی عمر ۱۴ سال طفلی مین۔ ۱۴ سال تحصیل علوم مین۔ ۱۴ سال سید راجو حسینی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین۔ ۱۴ سال حکمرانی مین۔ ۱۴ سال قلعہ دولت آباد مین گذری۔ زمانہ قید مین ایک لڑکا بہی پیدا ہوا جیکو بندہ سلطان یا بندی سلطان کہتے ہتے۔ جب سن تمیز کو پہونچا تو عالمگیر نے دربار مین حاضر رہنے کا حکم دیا لیکن ابوالحسن کے قدیم ملازمون کی آؤ بہگت اور اس لڑکے کی نسبت ملاحظہ کرکے دربار موقوف کیا۔ اور نظربند رکہا۔ پہر معلوم نہ ہوا کہ وہ زندہ رہا یا مرگیا۔ آخر ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۲۱ھ روز پنجشنبہ کو ابوالحسن نے انتقال کیا۔ اور حسب وصیت سید راجو قتال حسینی قدس سرہ العزیز کی مزار کے قریب دفن ہوا۔ ابوالحسن کی چار لڑکیان تہین جنکی شادی شہزادہ عالمگیر کے

گل بیخم

طبقہ عمائے شاہیہ

سلاطین برار

ملک فتح اللہ عماد الملک

ملک فتح اللہ عماد الملک حسب تحریک احمد نظام الملک ۹۶۳ھ مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور چتر لگایا۔ صرف شاہ کا لفظ اپنے حین حیات کبھی استعمال نہین کیا۔ سنہ ۹۱۰ ہجری مین جب

نوٹ۔ فتح اللہ عماد الملک دراصل ہندو اور راجہ ہائے بیجانگر کی اولاد مین تہا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد مین گرفتار ہوکر آیا تہا۔ اور خان جہان سپہ سالار برار کو بطور غلام کے دیدیا گیا تہا۔ خان جہان نے اوسکی پرورش و تعلیم معقول کی۔ اور اوسکی حسن لیاقت کو دیکھکر اپنا معتمد بنایا جب وہ مرگیا تو فتح اللہ سلاطین بہمنیہ کے غلامون مین شامل ہوگیا۔ محمود گاوان کے طفیل مین عماد الملک کا خطاب اور برار کی سرلشکری اوسکو ملگئی تہی۔

برار کی سلطنت چہوٹی سی تہی۔ اوسکی تاریخ ہمسایہ کی تاریخ کے اندر بیان ہوگئی۔ اس ملک کی اصلی حدین تو بتانا بہت

یوسف عادل شاہ نے علانیہ مذہب تشیعہ کو جاری کیا تو امیر برید نے (جو سنی المذہب تھا) محمود شاہ بہمنی کو برانگیختہ کر کے قطب الملک و احمد نظام الملک کی مدد سے یوسف عادل پر چڑھائی کی۔ اور یوسف عادل گھبرا کر فتح اللہ عماد الملک کی پناہ میں بڑار چلا گیا۔ امیر برید و احمد نظام الملک نے تعاقب کیا۔ ان دونوں نے ایک تجویز نکالی۔ اور یوسف عادل بظاہر عماد الملک سے رنجیدہ ہو کر بیجاپور چلا گیا۔ عماد الملک نے احمد نظام الملک کو لکھا کہ "امیر برید نے مذہب کا بہانہ کر کے یوسف عادل کے ملک پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ اگر وہ بیجاپور پر قابض ہو گیا تو تمہاری اور ہماری خیر نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم اوسکی مدد سے کنارہ کشی کرو۔ علاوہ برین ہمکو کسی کے مذہب و اعتقاد سے کیا غرض ہے۔ اب یوسف نے میرے سامنے مذہب تشیع سے توبہ کر لی ہے۔ اور چار یاری خطبہ پڑھانیکا وعدہ بھی کیا ہے۔" الحاصل عماد الملک کی یہ تحریر کام کر گئی۔ اور ملک احمد چلتا بنا۔ اس کے بعد عماد الملک اور یوسف عادل دونوں نے اتفاق کر کے امیر برید پر حملہ کرنا چاہا جس سے وہ پریشان ہو گیا۔ اور محمود شاہ کو ہمراہ لیکر بیدر کو چلا گیا۔ ۹۱۶ھ میں فتح اللہ عماد الملک نے انتقال کیا۔ اور اوسکا بیٹا علاء الدین تخت پر بیٹھا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۱۷) مشکل ہے۔ وہ شمال و مغرب میں اجنتا کی پہاڑیوں سے جنوب میں گوداوری تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور مغرب میں پاتری کا علاقہ اسی میں داخل تھا۔ اورنگ آباد کے قریب زمین کے بہترین درجہ سے جنوبی حد شروع ہوتی ہے۔ اگر جالنہ نظام شاہی سلطنت میں شامل تھا۔ شرقی حد اوسکی نہیں ہیں۔ یہاں ایسا گھنا جنگل تھا کہ یہاں تک وہ پہنچے اوسکو پیدا سمجھ سکتے تھے۔ اگنور دریا بستا ہے۔ وہ نظام اسی ملک کا علاقہ تھا۔ گو مکرتی کہ ہم دائن گنگا کو اوسکی مشرقی حد مان لیں جس وقت بہامنی سلطنت کی بنیاد پڑی ہوئی ہے۔ اوس وقت اس ملک کا نام بدر تھا۔ اور سنسکرت

علاء الدین عماد شاہ بن عماد اللہ فتح الملک

سنہ ۹۱۶ مین جب علاء الدین تخت پر بیٹھا تو اوس نے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کی تقلید کرکے اپنے نام کے ساتھ عماد شاہ کا لقب زاید کیا۔ اور قلعۂ کاویل (گاویل) کو اپنا مستقر حکومت بنایا۔ اور اسی سال بعض امرائے نظام شاہی۔ تکمل خان پیشوا (جب احمد نظام الملک مرگیا اور برہان نظام شاہ ۷ سال تخت پر بیٹھا تو بادشاہ کی کم سنی کے باعث تکمل خان پیشوا تمام سلطنت پر حاوی ہوگیا تھا) سے آزردہ ہوکر بڑار آئے۔ اور علاء الدین کو ترغیب دی کہ اس وقت اگر احمد نگر پر حملہ کیا جائے تو بآسانی فتح ہوسکتا ہے۔ چنانچہ علاء الدین نے فوج جمع کرکے احمد نگر پر چڑھائی کی۔ اور چند قصبات و مواضعات پر قبضہ کرلیا۔ تکمل خان بھی برہان نظام شاہ کو لیکر نکلا۔ اور خواجہ جہان دکھنی بھی اوسکی مدد پر آگیا۔ قصبۂ رانوری مین لڑائی ہوئی۔ علاء الدین شکست پاکر برہانپور رہا گیا۔ تکمل خان تعاقب کرتا ہوا وہان بھی پہونچا۔ آخر عادل خان اعظم ہمایون والی خاندیس کی توجہ سے صلح ہوگئی۔ اس اثنا مین محمود شاہ بہمنی امیر برید کے ظلم و ستم سے گھبراکر علاء الدین کی پناہ مین بڑار آیا۔ علاء الدین نے خوب آؤبھگت کی۔ اور اوسکو لیکر معہ فوج امیر برید کے مقابلہ کو چلا۔ ادھر برہان نظام خواجہ جہان کو لیکر امیر برید کی کمک پر آیا۔ دونون طرف سے فوجین آراستہ ہوئین۔ اسوقت محمود شاہ غسل خانہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۱۸)۔ مین اس گھانس کو کہتے ہین جو ہندی مین دوب کہلاتی ہے۔ اور بدہرب کے معنے ہے گھانس کی زمین کے ہین۔ اسکی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک رشی کے لڑکے کی آنکھ دوب (گھانس) کے لگجانے سے جاتی رہی تھی۔ اوسنے بددعا کی کہ کبھی اس ملک مین گھانس نہ اُگے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اسوجہ سے اس ملک کا نام دوربہا ہوگیا پھر بگڑ کر بڑار ہوگیا۔ منہ

مین تہا۔ علاء الدین نے کہلا بہیجا کہ جلد سوار ہو جیئے۔ کہ ہنگامۂ کارزار گرم ہونے والا ہے مگر وہان تو محمود شاہ خواب خرگوش مین پڑا ہوا تہا۔ اسپر علاء الدین کو غصہ آیا۔ اور کہا کہ "ایسے بادشاہ سے کیا ہوتا ہے۔ جو ایسے نازک وقت مین بے ضرورت وقت رائیگان کر رہا ہے" جب اسکی خبر محمود شاہ کو ہوئی تو وہ غصہ مین گہوڑے پر سوار ہو کر امیر برید کے پاس چلا گیا۔ علاء الدین نے دیکہا کہ جس کے لئے یہ سامان جنگ ترتیب دیا گیا۔ وہ تو چلتا بنا۔ پہر معت مین فوج کٹانا بے فائدہ ہے۔ آخر اس خیال سے وہ بہی پٹار کو واپس ہو گیا۔

جب خداوند خان حبشی حاکم ماہور مر گیا تو اوس کا بڑا بیٹا حاکم ہوا۔ اور ۹۲۳ھ مین امیر برید کے علاقہ پر ہاتہ بڑہایا۔ اور پرگنات قندہار و اودگیر لے لیا۔ امیر برید کو خبر ہوئی تو وہ محمود شاہ کو لیکر آیا۔ ماہور کے قریب لڑائی ہوئی۔ حاکم ماہور اور اوس کا پوتا شرزہ خان مارے گئے۔ اور خداوند خان کے دوسرے بیٹے غالب خان نے علاء الدین سے استمداد چاہی جب علاء الدین آپہونچا۔ تو امیر برید گہبرایا۔ لیکن محمود شاہ نے یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیکر علاء الدین کا تابع کیا۔ اس اثنار مین قطب الملک نے قوام الملک کو شکست دیکر اوسکے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور علاء الدین قوام الملک کی تائید مین قطب الملک سے لڑنے کیلئے آمادہ ہوا۔ قطب الملک نے علاء الدین کو لکہا کہ آپ قوام الملک کی تائید بے ضرورت کر رہے ہین۔ حالانکہ آپ کے اور میرے کوئی عناد نہین ہے۔ لیکن اب آپ رائچور کے سات پرگنے (جو خاص محمود شاہ کی جاگیر مین تہے۔ اور علاء الدین نے اون پر قبضہ کر لیا تہا) مجہکو واپس دیجے۔ کیونکہ محمود شاہ کی جاگیر کا مجہ سے زیادہ کوئی مستحق نہین ہے۔ المحاصل اس کارروائی سے دونون مین جنگ ہوئی۔ علاء الدین شکست کہایا۔ اور قطب الملک نے رائچور کے پرگنون پر قبضہ کر لیا۔ ۹۲۶ھ مین برہان نظام شاہ نے علاء الدین کو کہلا بہیجا۔ کہ قصبہ

پاتری (جو برار کے علاقہ مین تہا) ہمکو دیدیجئے۔ اور اوسکے معاوضہ مین کوئی دوسرا قصبہ ہم سے لیجئے۔ علاء الدین نے نہ مانا۔ اور ایک قلعہ قصبہ پاتری مین اوسی وقت تعمیر کرایا۔ اب برہان نظام شاہ نے کمل خان کو روانہ کیا۔ اور اوسنے جاتے ہی قلعہ کو محاصرہ کرکے دو چار روز مین پاتری کو لے لیا۔ علاء الدین نے میران محمد شاہ حاکم خاندیس سے امداد چاہی محمد شاہ خود تو نہ آیا۔ لیکن اپنے نانا مظفر شاہ حاکم گجرات کو اوسکی مدد کے لئے لکھ بہیجا۔ مظفر شاہ نے حاکم ماہین کو حکم دیا۔ جب کمل خان کو معلوم ہوا کہ حاکم گجرات علاء الدین کی مدد پر آتا ہے تو وہ علاء الدین سے صلح کرکے احمد نگر واپس چلا آیا۔ ۹۳۳ھ مین علاء الدین نے سلطان قلی کی مدد سے پاتری کو لے لیا۔ اور برہان نظام شاہ کے آدمیون کو نکالدیا۔ جب برہان کو خبر ہوئی تو خواجہ جہان کو لیکر پاتری پر چڑہ گیا۔ اور قلعہ کو ڈہا کر پاتری پر پہر قبضہ کرلیا۔ پہر علاء الدین کے تعاقب مین ماہور پہونچا۔ اور غالب خان کو ماہور سے نکال کر خود قابض ہوگیا۔ اب علاء الدین پہر ایلچپور رہا گا برہان بہی وہان جا پہونچا۔ محمد شاہ والی خاندیس نے علاء الدین کے ساتہ ہوکر برہان کا مقابلہ کیا۔ پہلے دفعہ برہان کو شکست ہوئی۔ لیکن دوسرے روز برہان نے دونون کو بہگا دیا۔ اور اون کے بہت سے ہاتہی اور توپخانہ چہین لیا۔ ۹۳۴ھ مین اسمٰعیل عادل نے اپنی بہن خدیجہ سلطانہ کا نکاح علاء الدین سے کردیا۔ اور محرم ۹۳۵ھ مین بہادر شاہ والی گجرات محمد شاہ والی خاندیس کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے نظام شاہ سے لڑنے کیلئے معہ فوج گجرات دکن آیا۔ اور اس زبردست غنیم سے نظام شاہ کے ہوش فنا ہوئے۔ امیر برید۔ اسمٰعیل عادل قطب شاہ وغیرہ کو مدد کے لئے بلایا۔ امیر برید تو خود آیا۔ اور اسمٰعیل نے ۶ ہزار کی فوج بہیجدی۔ قطب شاہ بہانہ کرکے شریک نہ ہوا۔ ادہر بہادر شاہ پہلے بڑار پہونچا۔ اور ماہور و پاتری کے استخلاص کے لئے چند روز جالنہ مین قیام کیا۔ علاء الدین نے بڑار مین بہادر شاہ کے

نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد بہادر شاہ احمد نگر کے جانب کوچ کیا۔ علاء الدین بھی ہمراہ ہوا۔ راستہ مین امیر برید نے گجراتیون پر حملہ کیا۔ اور دو تین ہزار گجراتیون کو قتل کر ڈالا۔ بہت سا مال و اسباب بھی لوٹ لیا۔ اب تو بہادر شاہ کو غصہ آیا۔ اور خداوند خان کو ۲۰ ہزار سوار سے امیر برید کے سر پر بھیجا۔ عماد الملک کو بھی ۲۰ ہزار سوار سے اوس کے عقب مین روانہ کیا۔ اور خود بھی ان دونون کے پیچھے روانہ ہوا۔ اب تو امیر برید کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور خواجہ جہان کو ساتھ لیکر بیدر کا راستہ لیا۔ گجراتیون نے پیچھا نہین بھی اون کا تعاقب کیا۔ اب وہ یہان سے بھاگکر بیجاپور چلے گئے۔ اور بہادر شاہ احمد نگر کے باغ نظام مین قیام کیا۔ دو چار روز کے بعد بہادر شاہ نے ایک مہیب خواب دیکھا۔ اور گھبراکر احمد نگر کو چھوڑا۔ وہان سے دولت آباد کا محاصرہ کیا یہان نظام شاہیون سے ایک دو لڑائیان بھی ہوئین۔ گجراتی غالب رہے۔ آخر نظام شاہ مایوس ہوکر محمود شاہ اور علاء الدین کو صلح کے جانب مائل کیا۔ اور خداوند خان وزیر کے ذریعہ بہادر شاہ سے بھی مصالحت چاہی۔ الحاصل بہادر شاہ نے احمد نگر مین بھی اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور نظام شاہ سے تحفے تحایف لیکر ۹۳۶ھ مین گجرات چلا گیا۔ علاء الدین اور محمد شاہ بھی اپنے اپنے ملک کو واپس آئے۔ افسوس ہے کہ ۹۳۷ھ مین علاء الدین عماد شاہ نے وفات پائی۔ اور اوس کا بڑا بیٹا دریا عماد شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔

دریا عماد شاہ بن علاء الدین عماد شاہ

اب دریا عماد شاہ تخت پر بیٹھا۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور ابراہیم عادل شاہ گلبرگہ کو بھاگا۔ اتنے مین اسد خان (جو کسی بات پر ابراہیم سے ناراض ہوکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا تھا) برہان نظام کی موافقت چھوڑکر دریا عماد شاہ

پاس بڑار آیا۔ اور ابراہیم عادل کی مدد پر اوسکو آمادہ کرکے گلبرگہ لے چلا۔ چنانچہ ابراہیم عادل نے عادشاہ کی کمک سے برہان کا مقابلہ کیا۔ برہان شکست پاکر بیڑ کے جانب بہاگا۔ ابراہیم اور دریا عماد نے اوس کے ملک کو خوب لوٹا۔ اور تاراج کیا۔ آخر شاہ طاہر کی سفارش سے صلح ہوگئی۔ ۹۵۲ھ مین دریا عماد جمشید قلی۔ برہان نظام یہ تینون نے ملکر علی برید کے استیصال پر کمر باندہی۔ اودہر علی برید نے ابراہیم عادل کو اپنا پشت و پناہ بنایا۔ جب طرفین سے جنگ ہوئی تو ابراہیم و علی برید نے شکست کہائی۔ جمشید نے میدان لے لیا۔ برہان اوسہ اور اودگیر پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد صلح ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کو چلا گیا۔ ۹۶۶ھ مین حسین نظام شاہ نے دریا عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ دولت شاہ سے نکاح کیا۔ قصبہ سون پیٹ مین یہ مبارک رسم ادا ہوا۔ جب ۹۶۸ھ مین حسین نظام نے علی عادل پر حملہ کیا تو دریا عماد نے اپنے وزیر تفال خان کو معہ فوج شایستہ حسین نظام کی کمک پر بہیجا۔ چونکہ علی عادل کی امداد پر رامراج آگیا تہا۔ اسلئے تفال خان گہبراکر بڑار چلا گیا۔ اور حسین نظام بہی اپنے ملک کو لوٹا۔ ۹۶۹ھ مین اکبر شاہ نے مالوہ پر قبضہ کرلیا۔ اور باز بہادر حاکم مالوہ وہان سے بہاگ کر خاندیس آیا۔ اور ملا پیر محمد (جو اکبر کے طرف سے مالوہ کا حاکم مقرر ہوا تہا)۔ بہی باز بہادر کے تعاقب مین خاندیس پہونچا۔ میران مبارک خان والی خاندیس نے گہبراکر دریا عماد شاہ سے کمک چاہی۔ دریا عماد نے اپنے وزیر تفال خان کو لشکر جرار کے ساتہ مدد کو بہیجا۔ اب ان تینون نے ملا کو تنگ کیا۔ ایک موقع پر ملا بحالت پریشانی دریا مین گہوڑا ڈالا۔ اور اتفاقاً ڈوب گیا۔ اور یہ تینون مالوہ پہونچے۔ اور باز بہادر کو تخت نشین کرکے واپس ہوئے۔ اسی زمانہ مین چند روز کے بعد ۹۶۹ھ مین دریا عماد شاہ نے رحلت کی۔ اور اوسکا کمسن بیٹا تخت نشین ہوا۔

برہان عماد شاہ بن دریا عماد شاہ

سنہ ۹۶۹ھ مین برہان عماد شاہ سریر آرا ہوا۔ اور تفال خان پیشوا بنا۔ سنہ ۹۷۲ھ مین جب جملہ سلاطین اسلام نے متفق ہوکر رامراج پر چڑھائی کی۔ اور تالی کوٹہ کے مقام پر سخت لڑائی ہوئی۔ رامراج شکست کھاکر مارا گیا۔ اور بیجانگر تاخت و تاراج ہوا۔ تو برہان عماد شاہ بوجہ رنجید گی حسین نظام شاہ اس لڑائی مین شریک نہین ہوا۔ لیکن افسوس ہے کہ سنہ ۹۷۳ھ مین تفال خان پیشوا نے حاکم خاندیس اور نظام شاہ کی امداد سے سلطنت کو غصب کرلیا۔ اور برہان عماد شاہ کو معہ اوس کے بھائیون کے قلعہ پرنالہ مین قید کر ڈالا۔ اور خود اپنے سر پر چتر لگاکے بادشاہ بنا۔

تفال خان

اس عالی ہمت نائب السلطنۃ کی ذات مین وہ صفات شجاعت و سخاوت موجود تھین جو اوسپر شاہی کو موزون کرتی تھین۔ غصب سلطنت کے بعد اوسکی قوت ایسی جلد بڑھ گئی کہ شاہان احمد نگر و بیجاپور نے آپس مین اتفاق کرکے اوسکے استیصال پر کمر چست کی۔ اور ایلچپور تک خوب غارت کیا۔ تفال خان قلعۂ کاویل مین محصور ہوگیا۔ اور علی عادل شاہ کو (۵۰) ہاتھی اور بہت سے تحایف دیکر راضی کرلیا۔ اب علی عادل نے مرتضےٰ شاہ کو برسات کا بہانہ کرکے بڑاڑ سے واپس ہونے پر مجبور کیا۔ الغرض یہ دونون واپس چلے گئے۔ تفال خان خرابی سے بچ گیا۔ اور سنہ ۹۸۰ھ مین خود مرتضےٰ شاہ بڑاڑ پر حملہ آور ہوا۔ ادہر تفال خان اور اوس کے بیٹے شمشیر الملک نے مقابلہ کیا طرفین سے سخت جنگ ہوئی آخر تفال خان

اور شمشیر الملک شکست کھا کر بھاگے۔ مرتضےٰ شاہ اور اوس کے پیشوا چنگیز خان نے تعاقب کیا۔ تفال خان اور شمشیر الملک ایک مدت تک گونڈوانہ کے جنگل مین بھٹکتے پھرے۔ مرتضےٰ اور چنگیز نے بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ اوس کے بعد تفال خان برہانپور مین پناہ لیا۔ مرتضےٰ بھی وہین پہونچا۔ اور میران محمد شاہ والی خاندیس کو لکھا کہ تفال خان آپکے پاس پناہ گزین ہے۔ اوسکو نکال دیجئے ورنہ آپکے اور ہمارے بگڑ جائیگی۔ محمد شاہ کو تو سخت کا جھگڑا مول لینا خود منظور نہ تھا اسلئے اوسنے تفال خان کو رخصت کیا۔ اب تفال خان قلعۂ پرنالہ مین اور شمشیر الملک قلعۂ کاویل مین متحصن ہوئے۔ مگر مرتضےٰ شاہ ہی صندی طبیعت کا تھا۔ آخر قلعۂ پرنالہ اور قلعۂ کاویل دونون کو فتح کرکے تفال خان اور شمشیر الملک کو گرفتار کیا۔ اور برہان عماد الملک بھی اپنے خاندان سمیت قید ہوگیا۔ مرتضےٰ شاہ نے ان سبکو ایک قلعہ مین مقید رہنے کے لیے بھیجا۔ افسوس ہے کہ ایک ہی رات مین یہ سب کے سب مر گئے۔ بعض کا قول ہے کہ مرتضےٰ کے حکم سے وقت واحد مین یہ سب کے سب مارے گئے۔ یعنے پاسبان قلعہ نے اپکے ان سبکو ایسے تنگ حجرہ مین بند کیا کہ دم گھٹکر مر گئے۔ انکی تعداد چالیس تھی۔ اسکے بعد عماد شاہیہ اور تفال خانیہ خاندان کا کوئی شخص باقی نرہا۔ اور وہ سلطنت کہ جسے فتح اللہ عماد الملک نے ۸۷۶ھ مین قایم کیا تھا ۹۸۳ھ مین (۱۰۶) برس کے بعد سلطنت احمد نگر مین شامل ہوگئی۔ مرتضےٰ شاہ نے برار کا خوب بندوبست کیا۔ اور اپنے امرا مین اوسکو تقسیم کیا۔ چند روز کے بعد برہان عماد شاہ کا دایہ زادہ (جو کسی طرح بچ گیا تھا) اپنے کو برہان عماد الملک ظاہر کرکے میران محمد شاہ کی اعانت سے مرتضےٰ شاہ کے آدمیون کو نکال کر اکثر اقطاع پر قابض ہوگیا تھا۔ مگر مرتضےٰ شاہ نے سید مرتضیٰ سبزواری کو جمعیت شایستہ اوسکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ اور خود بھی پیچھے چلا طرفین سے خوب جنگ ہوئی جعلی برہان تو بھاگ گیا۔ اور محمد شاہ کو بھی شکست ہوئی۔ اب مرتضےٰ شاہ نے آسیر کا محاصرہ کیا جس سے محمد شاہ تنگ ہوا۔ اور

(۶) لاکھہ مظفری مرتضےٰ نظام شاہ کو اور (۸) لاکھہ چنگیز خان کو برسم تعل بہا دیکر اپنا پیچھا چھوڑایا۔ اور مرتضےٰ از سر نو بڑار کا بندوبست کرکے احمد نگر واپس ہوا۔

گل ششم

طبقۂ بریدشاہیہ

سلاطین محمد آباد بیدر

ملک قاسم برید

سنہ ۹۶ء میں جب احمد نظام الملک اور یوسف عادل شاہ و فتح اللہ عماد الملک نے اپنے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور چتر لگایا تو قاسم برید (جو اس وقت سر نوبت اور کوتوال شہر تھا) نے

نبذ:۔ قاسم برید کو خواجہ شہاب الدین علی یزدی ولایت سے لایا تھا۔ اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے بارہ سے اسے گرجی غلاموں میں فرد خت کر گیا تھا۔ قاسم برید کو باجا بجانا اور رکھنا اچھا آتا تھا۔ اسلئے بادشاہ اوسکو اپنے امراء میں داخل کیا۔ اسی زمانہ میں جالنہ کے اطراف بعض مرہٹہ زمینداروں نے سرکشی کی تھی۔ بادشاہ نے قاسم برید کو انکی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ اسنے

دیکھا کہ محمود شاہ کے میان ہٹوہی ہین تو منصب وکالت اور طرفداری حوالی تخت گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور قصبہ جات قندہار۔ اودسہ۔ اودگیر۔ کلیان۔ اپنی جاگیر مین لے لئے۔ جب دہان کے قلعون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو بادشاہی قلعہ دارون نے قبضہ دینے سے انکار کیا۔ اور محمود شاہ نے اون امرار کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا۔ قاسم برید نے دو تین دفعہ اون امرا کو لڑکر شکست دی۔ اب قریب تہا کہ محمود شاہ کو بیدر سے نکالدے۔ اتنے مین دلاور خان حبشی جو ۸۹۱ھ مین ملک حسن کے خوف سے برہانپور بہاگ گیا تہا۔ اوسوقت ایک معقول فوج لیکر محمود شاہ کے پاس آگیا۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ قاسم برید شکست کہاکر گولکنڈہ کے طرف بہاگا۔ دلاور خان تعاقب مین روانہ ہوا۔ جب کولاس کے قریب پہونچا تو ایک مست ہاتھی (جو دلاور خان کے لشکر مین چہوٹ گیا تہا) دلاور خان کو مار ڈالا۔ یہ معمولی قاعدہ ہے کہ سردار کے مارے جانے پر پھر لشکر نہین لڑتا۔ قاسم برید اس لطیفۂ غیبی کی خبر سنکر لوٹا۔ اور دلاور خان کے تمام لشکر کو لوٹ کر پھر بیدر واپس آیا۔ محمود شاہ بہی بمقتضائے وقت قاسم برید کو عفو تقصیر کا قولنامہ لکہہ بہیجا۔ اور منصب وکالت عنایت کیا۔ پھر وہ دارالخلافہ آیا۔ اب اوسکی حکومت ایسی مستقل ہوگئی۔ کہ محمود شاہ کی بادشاہی بجز نام کے متعلق نہین رہی۔ اور اسی وقت سے قاسم برید کی بادشاہی بہی درحقیقت شروع ہوگئی۔ الغرض جب

بقیہ نوٹ صفحۂ (۲۲۶)۔ اُن پر فتح پائی۔ اور مرہٹون کے بڑے سردار ساباجی کو قتل کر ڈالا۔ بادشاہ نے اس کام نمایان کے صلہ مین وہ علاقہ اسکی جاگیر مین دیدیا۔ قاسم نے وہان معقول انتظام کیا۔ اور رعایا کو راضی رکہا۔ ساباجی کی بیٹی سے اپنے بیٹے امیر برید کا نکاح کیا۔ اور اوسکے رشتہ دار جو تقریباً چار سو تہے۔ اون کو ملازم رکہہ لیا۔ رفتہ رفتہ یہ سب مسلمان ہوگئے جس سے اوسکو بڑی قوت حاصل ہوگئی۔ اس کے بعد محمود شاہ کے عہد مین قاسم برید کو سرنوبت کا

قاسم برید کو بادشاہ پر اس قدر غلبہ ہوگیا تو پہلے اوسنے یہ کارروائی کی۔ کہ رائے بیجانگر کو یوسف عادل کے ملک پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی۔ چنانچہ تراج وزیر یوسف کے ملک پر حملہ آور ہوا۔ اور رائچور و مدگل پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قاسم نے بہادر گیلانی حاکم گلبرگہ کو بھی یوسف عادل کے ملک پر تاخت کرنے کے لئے رغبت دلائی۔ بہادر تو اس بات کا منتظر ہی تہا۔ فوراً چڑھ دوڑا۔ اور قلعہ جمکہنڈی پر مستعرف ہوا۔ مگر یوسف نے چند روز کے بعد جمکہنڈی کا قلعہ بہادر سے واپس لے لیا۔ اور قاسم سے اس اشتعالک و ترغیب کا بدلہ لینے کے واسطے بیدر کے طرف بڑہا۔ قاسم نے نظام الملک سے مدد چاہی اور نظام الملک۔ خواجہ جہان حاکم برار کو لیکر آپہونچا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ اکثر نامی سردار مارے گئے۔ قاسم برید فتح پایا۔ اور یوسف بیجاپور بہاگا۔ آخر نظام الملک اور بہادر گیلانی سے صلح کرلی۔ اس کے بعد محمود شاہ بہمنی نے محمود شاہ والی گجرات کے لکھنے پر جب بہادر گیلانی پر چڑہائی کی۔ (چونکہ بہادر نے گجرات کے جہاز لوٹ لیا تہا) تو قاسم برید بھی ہمراہ تہا۔ اس لڑائی مین بہادر گیلانی مارا گیا۔ اور اوس کا تمام علاقہ شاہی قبضہ مین آیا۔ اور بادشاہ نے ازراہ سرفرازی بہادر کے بہائی ملک سعید کو اوس علاقہ پر مامور کیا۔ اور تمام مال و اسباب (جو بہادر کا فوج شاہی کے ہاتہ آیا تہا) بھی اوسکو دیدیا گیا۔ اور یوسف عادل نے بادشاہ کو معہ قاسم برید کے بیجاپور لے گیا۔ شاہانہ دعوت کی بہت سے تحائف دیا۔ بھی پیش کئے۔ مگر بادشاہ نے صرف ایک ہاتھی لے لیا۔ اور باقی تحائف واپس کرکے یوسف کو تکلیف مین کہا کہ یہ تحائف آپ امانت رکہئے جب مجہے ضرورت ہوگی منگالونگا

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۲۷) خطاب ملا۔ اور فرستہاد الملک کو توال کے مارے جانے پر بادشاہ نے کوتوالی کی خدمت بھی قاسم برید کے حوالہ کی۔ ۱۲۔ مولف۔

اگر اس وقت لیتا ہون تو قاسم برید سے لیگا سنہ ۹۰۳ھ مین محمود شاہ قاسم برید سے تنگ ہوکر بعض امرار کو اوسکے قتل کی رائے دی۔ لیکن کسی طرح قاسم برید کو معلوم ہوگیا۔ اوسنے ان سازش کنندون کو قتل کرادیا۔ اس موقع پر یوسف عادل و دستور دینا را در قطب الملک متفق ہوکر قاسم برید کو خاک مین ملانیکی تجویز سوچی۔ مگر قاسم برید محمود شاہ کی منت وسماجت کرکے اپنا قصور معاف کرالیا۔ اور محمود شاہ نے اب اوسکو وزارت سے علیحدہ کرکے اوسرا ور قندہار کیجانب بھیجدیا۔ سنہ ۹۰۳ھ مین محمود شاہ نے اپنے بیٹے احمد کی نسبت یوسف عادل کی بیٹی بی بی ستی سے کی۔ اس موقع پر قطب الملک۔ قاسم برید خواجہ جہان وغیرہ جمع ہوئے۔ اور بعد ختم رسم یوسف نے محمود شاہ سے کہا۔ کہ اگر آپ قاسم برید کے پنجہ سے رہائی چاہتے ہین تو مجھے حسن آباد گلبرگہ دیدیجئے۔ محمود شاہ راضی ہوگیا۔ چونکہ گلبرگہ کا تعلق دستور دینا رسے تہا۔ اسلئے یوسف و دستور کی خوب لڑائی ہوئی۔ قاسم برید و خواجہ جہان آلند کو بہاگے۔ اور اس لڑائی مین ملک الیاس عین الملک مارا گیا۔ اور بادشاہ نے یوسف کی سفارش پر اوسکے بیٹے سیان محمد کو عین الملک کا خطاب دیکر گوا کی حکومت سرفراز کی۔ اور یوسف فتح اور نصرت کے ساتہ بیجاپور چلا گیا۔ اور قاسم برید کی سرکوبی سال آیندہ پر موقوف رکہی گئی۔ بادشاہ بہی دارالخلافہ آیا چند روز کے بعد قاسم برید پہر بیدر آیا۔ اور محمود شاہ کو اسقدر مجبور کیا کہ وہ بلا اجازت قاسم کے پانی بہی نہین پی سکتا تہا۔ سنہ ۹۱۰ھ مین دفعتاً قاسم برید کا انتقال ہوگیا۔

امیر برید بن ملک قاسم برید

جب قاسم برید مرگیا تو اوسکا بیٹا امیر برید جانشین ہوا۔ اس نے محمود شاہ کو اپنے باپ سے بہی زیادہ تنگ کیا۔ اور سنہ ۹۰۸ھ مین جب یوسف عادل نے بیجاپور مین مذہب تشیع جاری کیا تو

امیر برید (جو حنفی المذہب تہا) نے محمود شاہ کو برانگیختہ کرکے قطب الملک کی اعانت سے یوسف پر حملہ کیا۔ اور احمد نظام الملک و خواجہ جہان بہی امیر برید کی کمک پر آگئے۔ یوسف نے جب یہ متفقہ قوت دیکہا تو گہبراکر بڑاڑ بہاگا۔ اور فتح اللہ عماد الملک کا دامن سنبہالا۔ اب فتح اللہ نے احمد نظام الملک کو کچہ ایسا لکہا کہ وہ کمک سے ہاتہ اوٹہاکر چلتا بنا۔ قطب الملک نے بہی اوسکی تقلید کی۔ اور امیر برید یہ حالت دیکہکر دنگ ہوا۔ اتنے مین فتح اللہ اور یوسف نے امیر برید پر چڑہائی کی۔ مجبوراً امیر برید اور محمود شاہ بیدر کو بہاگے۔ تمام مال و اسباب فتح اللہ اور یوسف نے لوٹ لیا۔ جب یوسف عادل مرگیا۔ اور اسمعیل عادل تخت پر بیٹہا تو اوسنے مرزا جہانگیر کو گلبرگہ جاگیر دیا۔ اوس نے وہان جاکر امیر برید کے چار سو آدمی (جن مین امیر برید کے بہائی بہی تہے) مار ڈالے۔ اسپر امیر برید کو سخت غصہ آیا۔ اور محمود شاہ کو لیکر بیجاپور پر چڑہائی کی۔ اللہ پور کے مقام پر طرفین سے جنگ ہوئی۔ امیر برید شکست کہاکر اولٹا بہاگا۔ اور اس لڑائی مین محمود شاہ گہوڑے پر سے گر پڑا۔ احمد بہی لشکر سے جدا ہوگیا۔ امیر برید کو پریشانی مین ان دونون کا خیال تک نہ رہا۔ محمود شاہ چند روز اللہ پور مین رہا۔ جب صحت ہوگئی تو بیدر آیا۔ اسکے بعد محمود شاہ اور اسمعیل عادل نے احمد شاہ اور بی بی ستی کی شادی گلبرگہ مین نہایت دہوم دہام سے ادا کی۔ اور بعد ختم شادی محمود شاہ اسمعیل کی پانچہزار فوج لیکر بیدر آیا۔ امیر برید۔ اس فوج کو دیکہکر ادسہ چلا گیا۔ جب اسمعیل کی فوج بیدر سے رخصت ہوگئی تو دوسرے ہی روز امیر برید بیدر آپہونچا۔ چند روز کے بعد محمود شاہ امیر برید کی سختیون سے گہبراکر علاء الدین عماد الملک کے پاس بڑاڑ چلا گیا۔ اور علاء الدین نے اوسکی خوب خاطرداری کی۔ اور فوج کثیر کے ساتہ امیر برید کے مقابلہ کو نکلا۔ جب لڑائی کا موقع آیا تو محمود شاہ کسی ایک بات پر علاء الدین سے رنجیدہ ہوکر قاسم برید کے

پاس چلا گیا - اور علاء الدین بڑا ڈو واپس ہوا - اتنوا امیر برید نے محمود شاہ کی ایسی گت بنائی کہ بادشاہ نہ تو زندون مین تہا اور نہ مردون مین - تمام محافظین قلعہ امیر برید کے ملازم تہے بادشاہ کے قبضہ مین اوسنے صرف ایک قصبۂ کہٹہانہ چہوڑ دیا تہا - اور باقی تمام علاقہ پر اپنا قبضہ کر لیا تہا امیر برید کا قیام قندہار اور اوسرین رہا کرتا تہا - کبہی کبہی بادشاہ کے پاس بہی چلا آتا تہا - جب بادشاہ اوس سے تنگی خرچ کا گلہ کرتا تو وہ کہتا کہ تمام ملک وزیرون نے دبا لیا ہے - جو کچہ باقی رہگیا ہے اوسکی آمدنی خیل وحشم اور فیلخانہ کے خرچ مین آتی ہے - کچہ نہین بچتا - الحاصل ۴ ذیحجہ ۹۲۴ھ کو محمود شاہ نے انتقال کیا - اور (۱۷۸) برس کے بعد اس خاندان سے سلطنت جاتی رہی - یہ بادشاہ بڑا پست فطرت ضعیف العقل عیش دوست - فراغت طلب تہا - اگر اس مین کچہ بہی لیاقت ہوتی تو اسکو بہت موقعے ایسے حاصل تہے کہ یہ اپنے باپ دادا کی سلطنت کو اچہی طرح حاصل کر سکتا تہا - اسوقت امیر برید کے پاس صرف تین چار ہزار سوارکی فوج تہی - دو تین ضلعون سے زیادہ اوسکا ملک نہ تہا - اوس نے سوچا کہ اگر مین خود بادشاہ بنتا ہون تو میرے زبردست ہمسائے مجہکو کب چین لینے دین گے - اس سے بہتر ہے کہ خاندان بہمنیہ مین سلطنت کا نام چلا جائے تاکہ میری حکومت بے کھٹکا باقی رہے - اسلئے اوس نے محمود شاہ کے بیٹے احمد کو تخت نشین کیا - چونکہ یہ بہی عیاشی مین باپ کا باپ تہا - طنبور - بساط - صراحی و قدح مرصع جو محمود شاہ کا رہ گیا تہا - وہ اوس کے حوالہ کیا - اور آدمیون کو متعین کر کے حکم کر دیا کہ وہ کسی غیر سے بات نہ کرنے پائے - اندنون قطب الملک نے خرچ کا بہیجنا موقوف کر دیا تہا - اس سبب سے احمد شاہ کو شراب و کباب کے لئے روپیہ کی تنگی ہونے لگی اب اوس نے تاج بہمنیہ مین سے جسکی قیمت چار لاکہ ہون تجویز کی گئی تہی جواہرات چہپا چہپا کر توڑے اور بیچ ڈالے - جب امیر برید کو خبر ہوئی تو اوس نے بہت آدمیون کو پکڑا -

مارا۔ قتل کیا۔ مگر جواہر ہاتہ نہ آئے۔ دو سال کے بعد ۹۲۷ھ مین احمد شاہ خود مر گیا۔ یا اوسکو زہر دیدیا گیا۔ اب امیر برید نے علاء الدین بن احمد شاہ کو بادشاہ بنایا۔ یہ بادشاہ کسیقدر عاقل اور ہوشیار تہا۔ اوس نے بظاہر امیر برید کی اطاعت کرنی شروع کی۔ اور در پردہ اوس کے قتل کے لئے چند سپاہیون کو آمادہ کیا۔ اور ایک روز اون سپاہیون کو محل مین بٹہا کر امیر برید کو بلایا۔ جب وہ آیا تو اون سپاہیون مین سے ایک شخص کو اتفاقاً چھینک آئی۔ امیر برید اجنبی آواز سے چوکنا ہو کر باہر نکل آیا۔ اور خواجہ سراؤن کو اندر بھیجکر تحقیقات کی تو اصل حال معلوم ہو گیا جس سے امیر برید تو بچگیا۔ اور وہ سب مجرم سمیت علاء الدین کے مارے گئے۔ یہ واقعہ ۹۲۹ھ کا ہے۔ علاء الدین کے قتل کے بعد امیر برید نے ولی اللہ بن محمود شاہ کا نام بادشاہ رکھدیا۔ اور روٹی کپڑا اوسے بہی دیتا رہا۔ جب تین برس کے بعد اس نے بہی اپنے استخلاص کی تجویز کی تو امیر برید نے اوسی جرم ہی مین قید کر کے مار ڈالا اور اوسکی بی بی بہت خوبصورت تہی۔ اوسکو اپنے تصرف مین لایا۔ اب کلیم اللہ ابن احمد شاہ (جو یوسف عادل شاہ کی دختر کے بطن سے تہا) بادشاہ بنایا گیا۔ ۹۳۲ھ مین اس بادشاہ نے اپنی مخلصی کے لئے ایک شخص کے ہاتہ شہنشاہ بابر کے پاس عرضی بہیجی۔ جب خبر فاش ہوئی تو وہ امیر برید کے خوف سے بیجاپور بہاگا۔ مگر جب اوس نے دیکہا کہ خود اوس کا مامون اسمٰعیل عادل شاہ اوس کے خلاف ہے اور گرفتار کرنا چاہتا ہے تو وہان سے نکلکر (۱۸) سوارون سے احمد نگر آیا۔ برہان نظام شاہ نے خوب آؤ بہگت کی۔ اور تعظیم و تکریم بہی کرنے لگا۔ شاہ طاہر نے دیکہا کہ اگر کلیم اللہ (بادشاہ) کی عزت امرا کے دل مین بیٹہ گئی تو پہر برہان نظام شاہ کی خیر نہیں ہے۔ اسلئے اوس نے برہان کو ایسی پٹی پڑہائی کہ وہ اوسکو پہر کبہی روبرو نہ بلایا۔ چند روز کے بعد کلیم اللہ اپنی موت سے یا زہر کے باعث راہی

معدوم ہوا۔ اسکے بعد امیر برید نے خاندان بہمنیہ مین کسیکو نام کا بادشاہ بھی نہ بنایا۔ ۹۳۵ھ مین محمد شاہ والی خاندیس اور علاء الدین والی برار کی استدعا پر بہادر شاہ والی گجرات نے احمد نگر پر چڑہائی کی تو برہان نظام شاہ نے امیر برید اور اسمٰعیل عادل کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا۔ اور امیر برید نے دو تین دفعہ گجراتیون کا مقابلہ کیا۔ داد مردانگی دی۔ مگر بہادر شاہ کے لشکر کثیر کے مقابلہ مین کسی کی بہی دال نہ گلی۔ اور بہادر شاہ احمد نگر آپہونچا۔ برہان نظام شاہ نے مجبوراً اوسکے نام کا خطبہ پڑہایا۔ پہر چند روز کے بعد بہادر شاہ گجرات چلا گیا۔ چنانچہ ان لڑائیون کے حالات ہم نے تفصیلی طور پر اسکے قبل خاندان نظام شاہیہ مین لکہہ چکے ہین اور اب مکرر اعادہ کی حاجت نہین ہے۔ ۹۳۶ھ مین اسمٰعیل عادل نے دس ہزار سوار سے بیدر پر چڑہائی کی۔ امیر برید نے مقابلہ کیا۔ اور قطب الملک بہی امیر برید کی کمک پر آیا لیکن امیر برید کے حصہ مین شکست رہی۔ اس کے بعد اوس نے علاء الدین والی برار کو لکہا کہ کسی طرح اسمٰعیل سے صلح کرادیجے۔ چونکہ علاء الدین خود ہی پریشان تہا۔ اور کسی طرح اسمٰعیل سے دوستی پیدا کرنا چاہتا تہا۔ اسلئے وہ امیر برید کی سفارش نہ کرسکا۔ بلکہ یہان آکر اوس نے اسمٰعیل کو فتح کی مبارکباد دی۔ اب امیر برید اور کیر سے علاء الدین کے پاس آیا۔ اور صلح کی سفارش کرنے کے لئے مجبور کیا۔ علاء الدین نے کہا کہ بیدر کا قلعہ اسمٰعیل کو دئے بغیر صلح کا ہونا دشوار ہے جس سے امیر برید ناراض ہوا۔ اور اوسکے لشکر کے قریب جا اترا۔ رات کو ایسا غافل سویا کہ اسد خان (سپہ سالار اسمٰعیل عادل شاہ) اوس کے خیمہ مین پہونچکر بیہوشی کی حالت مین گرفتار کرلایا۔ اسمٰعیل نے اوس کے قتل کا حکم دیا۔ مگر اوس کے بیٹے علی برید نے قلعہ بیدر اسمٰعیل کے حوالہ کرکے باپ کو چہڑالیا۔ اور اسمٰعیل کو قلعہ بیدر سے بارہ لاکھ ہون اور بے شمار اسباب طلائی و نقرئی ہاتہ آیا۔ اس کے بعد اسمٰعیل نے امیر برید کو آخر امیرالامرا

داخل کرلیا۔ اور بیدر کے سوا اوس کا تمام ملک پہراوسی کے حوالہ کیا۔ چند روز کے بعد بیدر بھی دیدیا۔ سنہ ۹۴۱ھ مین سلطان قلی نے امیر برید پر چڑہائی کی۔ اور علاقہ گجوبل وایلور وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ گو امیر برید نے بھی مقابلہ مین کوتاہی نہ کی۔ مگر مغلوب رہا۔ آخر قلعہ کوہر سلطان قلی کے حوالہ کرکے صلح کرلی۔ اور سنہ ۹۴۹ھ مین امیر برید نے شاہ طاہر کے سمجھانے سے قلعہ میدک کی کنجی بھی سلطان قلی کو بھیجدی۔ کیونکہ اسکے قبل سلطان قلی نے امیر برید کو کہلا بھیجا تہا کہ مین اسکی فتح کے بعد تم سے سمجھونگا۔ ورنہ قلعہ میدک و کولاس مجھے دیدو۔ اس دھمکی نے امیر برید کو ایسا پریشان کیا کہ وہ شاہ طاہر (جو برہان نظام شاہ کا پیشوا تہا) کے لکھنے سے قلعہ میدک کی کنجی اوسکو روانہ کردی۔ اور ۶ جمادی الثانی سنہ ۹۴۹ھ کو امیر برید کا انتقال ہوگیا۔ (۴۰) برس اسنے سلطنت کی۔ حالانکہ اسے اپنے ملک مین شاہی اختیارات حاصل تہے۔ مگر اوس نے اپنے کو ہمیشہ بادشاہ بہمنیہ کا وزیر بنائے رکہا۔ اور نہ محمود شاہ کی زندگی مین اور نہ اوس کے مرنے کے بعد کوئی شاہی خطاب لیا۔ اگرچہ وہ بڑا بہادر تہا۔ لڑائیون مین بارہا ذاتی شجاعت دکہائی تہی۔ مگر عیاش و غافل بڑا تہا۔ معاملات ملکی کے توڑ جوڑ نہین آتے تہے۔ اسی کوتہ اندیشی سے اپنے باپ کی سلطنت کا ایک حصہ کہویا تہا اور سنّی ہونے کے باعث شیعہ بادشاہون نے اوسکو نقصان بہت پہونچایا۔ اس کے نسبت ایک حکایت مشہور ہے۔ جس سے اسکی حماقت کا اظہار ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ ایک دفعہ شب کے وقت بہ مقام کہٹانہ موسم زمستان مین امیر برید باغ مین بیٹہا ہوا شراب پی رہا تہا۔ بستی کے قریب گیدڑ شور کرنے لگے۔ ہم نشینون سے پوچہا کہ یہ آج اس قدر کیون چلاتے ہین۔ کسی نے دل لگی سے کہدیا کہ جاڑے سے تنگ آکر فریاد لائے ہین۔ یہ سنتے ہی امیر برید نے اوسیوقت حکم دیدیا کہ تین ہزار لحاف تیار کرکے

جنگل و باغات مین ڈال دئے جائین تاکہ وہ اون مین بیسٹ کو آرام پائین۔

علی برید شاہ بن امیر برید

امیر برید کے انتقال پر اوسکا بیٹا علی برید قایم مقام ہوا۔ اور بخلاف اپنے اب وجد کے اس نے اپنے نام کے ساتھ شاہ کا دم چھلا بھی لگایا۔ اس اثنار مین ابراہیم قلی پسر سلطان قلی اپنے بھائی جمشید قلی سے تخت گولکنڈہ لینے کے لئے بیدر آیا۔ اور علی برید سے اعانت چاہی۔ علی برید نے اوسکی خوب آؤ بھگت کی۔ اور اپنی سپاہ آراستہ کرکے اوس کے ساتھ ہوا۔ جس سے جمشید کو قلعۂ گولکنڈہ مین محصور ہونا پڑا۔ اودہر برہان نظام شاہ نے علی برید کے ملک پر حملہ کیا۔ اور قلعۂ کوہیر کو محاصرہ کرکے لے لیا۔ علی برید کو خبر ہوئی تو گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر آیا۔ ابراہیم قلی بھی اپنے معاون کے چلے جانے سے بیجانگر کو چلتا بنا۔ اور جمشید قلی محاصرہ سے نکلکر پھر اپنے ملک کا مالک ہوگیا۔ ۹۵۱ھ مین جب برہان نے ابراہیم عادل پر حملہ کیا تو اودہر علی برید اور جمشید قلی کے دو دو ہاتھ ہوگئے۔ جمشید کو غلبہ رہا۔ پھر فریقین مین صلح ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگیا۔ لیکن ۹۵۲ھ مین پھر جمشید نے علی برید پر چڑھائی کی۔ اور نارائن کہیڑا و حسن آباد کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ متواتر لڑائیون کے بعد علی برید بیدر مین محصور ہوا۔ جمشید نے نارائن کہیڑا و حسن آباد پر قبضہ کیا۔ اور اسی موقع پر قلعۂ کولاس تعمیر کرکے اپنی ایک نامی سردار جگدیو کے حوالہ کیا۔ اس کے بعد جمشید گولکنڈہ چلا آیا۔ چند روز کے بعد برہان جمشید اور دریا عماد شاہ یہ تینون اتفاق کرکے علی برید پر آدھمکے۔ علی برید نے دیکھا کہ اب تینون سے مقابلہ کرنا دشوار ہے۔ اسنے ابراہیم عادل کو قلعۂ کلیان کے دینے کے وعدہ پر اپنی کمک کیواسطے بلایا۔ طرفین سے خوب گھمسان

لڑائی ہوئی۔ علی برید و ابراہیم عادل نے شکست پائی۔ جمشید نے قلعۂ بیدر کو پر قبضہ کیا۔ اور برہان اوسہ واد دگیر لے لیا۔ ۹۵۵ھ مین پھر ابراہیم و جمشید نے علی برید پر یورش کرنی چاہی بیچارہ گھبرا کر ابراہیم عادل سے مدد طلب کرنے خود بیجاپور گیا۔ اتنے مین برہان نے ابراہیم کو لکھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان لڑائی کا سبب یہی علی برید ہے۔ اگر اسکو تم ٹھکانے لگادو تو لڑائی جاتی رہتی ہے۔ ابراہیم نے برہان کی خاطر سے علی برید کو قید کرلیا۔ ادہر برہان نے قلعۂ قندہار فتح کیا۔ اس اثنا مین عبداللہ برادر ابراہیم عادل کا جھگڑا پیش آیا۔ اور برہان نے عبداللہ کی تائید مین بیجاپور پر چڑھائی کی اور یہ تجویز پائی کہ ابراہیم عادل کو معزول کرکے عبداللہ کو تخت نشین کیا جائے۔ جس سے ابراہیم تخت گھبرایا اور جمشید سے مدد مانگی۔ جمشید نے جواب دیا کہ اگر آپ علی برید کو (جو آپ سے مدد مانگنے آیا تھا۔ اور آپ نے دغابازی سے اوسکو گرفتار کرلیا ہے) میرے پاس بھیجدیجئے۔ اور صباح الخیر نام کا گھوڑا مع دو ہاتھیونکے عنایت کیجئے تو مدد کو تیار ہون۔ ابراہیم نے جمشید کی درخواست منظور کرلی۔ اور علی برید کو مع گھوڑے ہاتھیون کے جمشید کے پاس بھیجا۔ جمشید نے علی برید کو بیدر رخصت کیا۔ اور برہان کی فہمایش کرکے اوسکو احمدنگر واپس بھیجا۔ اب آپ ان امور سے فراغت حاصل کرکے گولکنڈہ آیا۔ ۹۵۷ھ مین برہان نے قلعۂ کلیان کا محاصرہ کیا۔ علی برید کی کمک پر ابراہیم عادل آیا طرفین مین ہنگامۂ کشت وخون گرم ہوا۔ کئی روز تک متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد قلعۂ کلیان برہان کے تصرف مین آیا۔ اور علی برید و ابراہیم عادل نے شکست خوردہ کہائی۔ ۹۷۲ھ مین دکن کے جملہ سلاطین اہل اسلام نے رام راج والی بیجانگر پر حملہ کیا۔ جس مین علی برید بھی شریک تھا۔ تالی کوٹہ کے مقام پر جنگ ہوئی مسلمانون نے فتح پائی۔ رام راج مارا گیا۔ اور بیجانگر کو مسلمانون نے ایسا تباہ کیا کہ پھر وہ آباد نہ ہوسکا۔ اور اس لڑائی

مین بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتہ لگا۔ جس کو تمام سلاطین اسلام نے آپس مین مساوی طور پر تقسیم کرلیا۔

سنہ ۹۸۰ھ مین مرتضےٰ نظام شاہ نے بیدر پر چڑہائی کی۔ علی برید گہبراکر علی عادل سے مدد کا طالب ہوا۔ اور علی عادل نے مدد کا دینا اوس سے اس شرط پر منظور کیا کہ جو دو حسین لڑکے اوس کے پاس ملازم ہین وہ حوالہ کردے۔ مجبوراً علی برید نے منظور کرلیا۔ اور علی عادل فوراً فوج شایستہ کے ساتہ بیدر آیا۔ دو چار لڑائیون کے بعد مرتضےٰ ناکام واپس ہوا۔ علی برید کا پیچہا چہوٹا۔ علی عادل نے لڑکون کا تقاضا شروع کیا۔ علی برید کو بہی ایفاے وعدہ ضرور ہوا۔ چنانچہ وہ دونون لڑکے علی عادل کے پاس بہیجے گئے۔ ایک رات علی عادل نے بڑے لڑکے کو خلوت مین بلایا۔ اور وہان کچہ ایسے ناگفتہ بہ واقعات پیش آئے کہ وہ لڑکا علی عادل کا کام خنجر سے تمام کیا۔ چنانچہ ان حالات کو ہمنے تذکرۂ عادل شاہیہ مین بالتفصیل بیان کیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمالین۔ الحاصل علی برید نے سنہ ۹۸۷ھ مین کوئی دو اسقوی باہ کہائی۔ اور بڑہاپے مین نوجوانی کے مزے لینے کا ارادہ کیا۔ مگر یہ دوا وبال جان ہوئی۔ اور اسی سال علی برید نے (۳۸) سال حکمرانی کرکے انتقال کیا۔

ابراہیم برید بن علی برید

علی برید کو دو بیٹے ابراہیم برید اور قاسم برید تہے۔ ارکان دولت و اعیان سلطنت نے ابراہیم برید کو بوجہ کلانیت تخت حکومت پر بہٹایا۔ لیکن سہیل خان دکہنی (جو امراے برید یہ مین سے تہا) نے ابراہیم کی حکومت سے اختلاف کیا۔ اور قاسم برید کو لیکر بیدر سے کوہیر بہاگ گیا۔ اور قاسم برید کی تخت نشینی کے لئے ابراہیم عادل سے کمک چاہی۔ چونکہ

اوس وقت بیجاپور مین خود جھگڑے اور فساد برپا تھے۔ اسلئے ابراہیم عادل اُسکو مدد نہ دے سکا۔ اب سہیل خان نے چند آدمی جمع کرکے بیدر کی نواح مین لوٹ مار شروع کردی۔ ابراہیم بریدنے (۳) ہزار سوار اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس سے سہیل خان اور قاسم برید جان بچاکر بیجاپور چلے گئے۔ مگر وہان اون کی کچھ دال نہ گلی۔ آخر مجبور ہوکر ابراہیم برید سے قول وقرار کرکے بیدر چلے آئے۔ لیکن ابراہیم کو قاسم کے اطوار سے خطرہ معلوم ہوتا تھا۔ اسلئے اوسنے قاسم کو قید کردیا۔ جب ۹۸۸ھ مین کشور خان عادل شاہی بیجاپور سے بھاگ کر احمد نگر گیا۔ اور وہان سے گولکنڈہ کو واپس ہوا تو اوس کا گذر بیدر مین بھی ہوا تھا۔ اس وجہ سے بعض لوگون نے ابراہیم عادل سے کہا تھا۔ کہ کشور خان اپنا کچھ مال اسباب ابراہیم برید کے پاس چھوڑ گیا ہے۔ جو لینے کے لایق ہے۔ حالانکہ یہ بات محض غلط تھی مگر ابراہیم برید کے انکار کو ابراہیم عادل نے نہ مانا۔ اور چاہا کہ اوسپر ۹۸۹ھ مین لشکر کشی کرے۔ لیکن عادل شاہی عملداری مین خود ہی فتنہ بپا تھا۔ جس سے ابراہیم عادل کا ارادہ دل کا دل ہی مین رہگیا۔ اور اسی سبب سے جب قطب شاہ اور نظام شاہ نے بیجاپور پر لشکر کشی کی تو ابراہیم برید بھی اون کے ساتھ نلدرگ و بیجاپور کو مدد کے لئے گیا تھا۔ جب وہان سے لوٹ کر آیا تو ۹۹۰ھ مین خاتونان حرم کی سفارش سے قاسم برید کا قصور معاف کرکے قید سے رہا کردیا۔ پھر جب دلاور خان نے بہرام حسین کو ابراہیم عادل شاہ کی بہن نہ دینے کے باعث سلطنت نظام شاہی پر چڑھائی کی تو ابراہیم برید۔ اوسہ۔ اودگیر۔ قندہار دلادینے کے وعدہ پر اوسکی مدد کو اوسکے محاصرہ کو گیا۔ لیکن جب وہ قصہ رفع ہوگیا تو بے نیل مرام واپس آیا۔ اور اپنے دل مین نہایت پشیمان ہوا۔ اور سوچ مین تھا کہ کیا کرے۔ اسی زمانہ مین مرزا عزیز کوکہ سپہ سالار اکبر بادشاہ نے دکن پر تاخت کی۔ ابراہیم برید نے سنی ہونے کے باعث اوسکی امداد پر کمر باندھی۔ تاکہ اکبر کے

خیر خواہون مین شامل ہوجائے۔ اور دکھنی بادشاہون کے مقابلہ مین اوسکو وقعت حاصل ہو۔ مگر مرزا عزیز کوکہ کو اپنی تاخت مین جب کامیابی نہ ہوئی تو ابراہیم برید چکا اپنے گھر مین بیٹھا رہا۔ بعدازان اخیر ۹۹۴ھ مین کل (۷) برس حکومت کرکے مرگیا۔

قاسم برید ثانی بن علی برید

چونکہ ابراہیم برید کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ اسلئے ارکان دولت نے اوس کے بہائی قاسم برید کو تخت نشین کیا۔ سنہ ۹۹۹ھ مین دلاور خان (جو ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت کا مختار کل اور وزیر اعظم تہا) ابراہیم عادل کے خوف سے بہاگ کر بیدر آیا۔ قاسم برید نے اوسکو چھہ مہینے تک اپنے پاس مہمان رکہا۔ اسلئے ابراہیم عادل۔ بیدر پر لشکر کشی کرنا چاہا۔ مگر پہلے اپنے بہائی اسمٰعیل کی بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف ہوا جس سے بیدر کا ارادہ ناتمام رہا۔ اس کے بعد دلاور خان بیدر سے برداشتہ خاطر ہوکر (کیونکہ دلاور خان بیجاپور کے محلات عادلشاہی کا رہا ہوا تہا۔ اوسکو بیدر کے برید یہ جہونپڑے کب بہاتے تہے) برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا۔ برہان نے اوسکی بڑی خاطر تواضع کی۔ اور اپنے امرا مین داخل کرلیا۔ چند روز کے بعد دلاور خان نے خود اپنے ہاتون سے اپنے پاؤن پر کلہاڑہی ماری۔ یعنی ابراہیم عادل کے پاس چلا گیا۔ اور ابراہیم نے دلاور خان کو قید کرکے اندہا بنا دیا۔ یہ واقعات بالتفصیل اسکے قبل عادلشاہیہ حالات مین بیان ہوچکے ہین۔ الحاصل تین برس کئی مہینے حکومت کرکے قاسم برید نے سنہ ۹۹۹ھ مین انتقال کیا۔

علی برید ثانی بن قاسم برید ثانی

امرائے دولت نے قاسم برید ثانی کے بیٹے علی برید ثانی کو سریر آرا کیا۔ اس وقت برید یہ سلطنت مین صرف حوالی بیدر کے ۸ محال (پرگنہ) باقی رہ گئے تہے۔ اوسکی خود مختاری صرف اس سبب سے تہی کہ پاس پڑوس والون کو اپنے دوسرے معاملات سے فرصت نہ تہی۔ اس اثنا مین ابراہیم عادل نے علی برید کو لکہا کہ امیر برید کے زمانہ مین بیدر عادل شاہی حکومت مین داخل ہوگیا تہا۔ اور یہ مقام اوسے دیا گیا تہا۔ مگر چونکہ اوسنے وعدہ پورا نہ کیا۔ اور وہ قلعے نظام شاہی حکومت مین چلے گئے اسلیے چاہیئے کہ قلعۂ بیدر واپس دیدیا جاے۔" اس پیغام سے علی برید کو سخت تشویش ہوئی اور برہان سے مدد چاہی۔ اب برہان اور دینکٹا دری والی پنکنڈہ یہ دونون ملکر ابراہیم عادل پر چڑہائی کئے۔ اور ابراہیم عادل نے محمد قلی قطب شاہ کو علی برید پر حملہ کرنے کی ہدایت کرکے خود برہان کے مقابلہ کو آگے بڑہا۔ ادہر دینکٹا دری نے قطب شاہ کی عملداری مین تاخت و تاراج مچادی۔ اور قطب شاہ۔ علی برید کو چہوڑکر اپنے ملک کی حفاظت مین مشغول ہوا۔ اس اثنا مین برہان بیمار ہوکر احمد نگر چلا گیا جس سے دینکٹا دری اور قطب شاہ بہی اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔ علی برید تباہی سے بچ گیا۔ الغرض علی برید ثانی بارا سال حکومت کرکے ۱۰۱۸ھ مین رہگراے عالم جاودانی ہوا۔

امیر برید ثانی بن علی برید ثانی

اب اوس کا بیٹا امیر برید ثانی تخت پر بیٹہا۔ مرتضےٰ نظام شاہ نے اوسکی تخت نشینی کا حال سنا تو اوس کو لکہا کہ "غنیور راجو میرے نوکرون نے مجہے بے بس کر رکہا ہے۔ اگر آپ میری مدد کرکے مجہے میرے دادا کا ملک دلادین تو مین اوسہ۔ قندہار۔ اور دیگر آپکو دیدونگا۔"

اور اوس کے ساتھ کچھ تحفے تحایف بھی بھیجے - امیر برید راضی ہو کر مرتضےٰ نظام شاہ کے پاس قلعۂ اوسہ کو گیا - مرتضےٰ نے دھوم دھام سے ضیافت کی - اس بیچ ملک عنبر بھی اپنے اعوان و انصار کو لیکر اوس طرف پہونچا - اور نظام شاہ کو شکست دیکر رنگ رائے کو گرفتار کر لیا - آخر مرتضےٰ نے گھبرا کر عنبر سے صلح کر لی - ۱۰۱۱ھ میں شہنشاہ جہانگیر نے شہزادہ پرویز و عبدالرحیم خانخانان کو دکن کی فتح کے لئے روانہ کیا - اس موقع پر ملک عنبر نے ابراہیم عادل اور امیر برید کو اپنی کمک پر آمادہ کیا - جب شہزادہ اور خانخانان برہانپور پہونچے تو ملک عنبر نے اپنی تمام فوج دس ہزار اور امیر برید ثانی کی دو ہزار سپاہ کو لیکر مقابلہ کو سرحد پر پہونچا - بہت زور و شور سے لڑائی ہوئی مغلوں نے شکست پائی - اور دس برس کے بعد نظام شاہی دار السلطنت (احمد نگر) پر ۱۰۱۹ھ میں دکھنیوں کا قبضہ ہو گیا - چونکہ امیر برید ثانی بڑا عیاش اور بے حیا تھا - کثرت سے عورتیں ڈال لی تھیں اور شب و روز شراب و کباب اور زنا میں مصروف رہتا تھا - دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہ تھی اور ایسا بے حیا تھا - کہ اپنے حرم کو اپنے ساتھ بازار میں لیکر پھرا کرتا تھا - خود تو کرسی پر سوار ہوتا اور خاتونان حرم پیادہ اوسکے ساتھ ساتھ چلتی تھیں - بازاری بے تکلف اون کو دیکھتے تھے - کسی ندیم نے جب اسکا سبب پوچھا تو کہا کہ سلاطین کے مستوراۃ کو کس کی مجال ہے کہ بری نگاہ سے دیکھ سکے - اور اون سے بدکاری کر سکے - جب اسکا اندیشہ نہیں تو پھر حجاب کی کیا ضرورت ہے - ایسی حالتوں کے جو نتیجے ہوتے ہیں وہ سب جانتے ہیں اسوقت جبکہ اوسکی دو ہزار فوج مغلوں کے مقابلہ کو گئی ہوئی تھی تو اس بے انتظامی اور بے پروائی سے اوس کے ایک امیر مرزا علی نے فائدہ اوٹھایا - اور خروج کر کے اوس کے چند ندیموں کو مار توڑ - امیر برید ثانی کو بھاگ نگر (حیدرآباد) کی طرف نکالدیا - اور خود بیدر

حاکم بن بیٹھا۔ اور اس طرح (۱۲۳) برس کی حکومت کے بعد بریدیہ خاندان ۱۸ شہزادون
خاتمہ کو پہونچا۔ اور امیر برید ثانی محمد قلی کے پاس رہنے لگا۔ پھر اوسکا حال نہین معلوم
کیا ہوا۔ لیکن اوس کا مقبرہ بیدر مین موجود ہے۔ شاید اوس کا جنازہ حیدرآباد سے
لے گئے ہون گے۔ اس وقت اُسکے قبضہ مین جو ملک تہا اوسکی جمع (۹۳۸۸۶۱) روپیہ تہی
اور اوسکی حدین یہ ہین۔ مشرق مین کولاس۔ بیدر۔ حیدرآباد۔ شمال مین ناندیڑ۔ دریاے
ماجرا۔ جنوب مین سرکار مظفرنگر۔ ملکھیڑ اور پرگنات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔
پرگنہ حویلی محمدآباد۔ حسن آباد۔ کاریگی مونگی۔ بہانکی۔ چنگوپہ۔ اکیلی۔ اودگر۔ نٹور۔
سلاطین بریدیہ کے مقبرے بیدر مین غربی جانب عیدگاہ کے پاس ہین۔ ان مین کوئی ترتیب
نہین ہے۔ قاسم برید بانی خاندان کا گنبد علی برید کی گنبد کے پہلو مین ہے۔ علی برید کا گنبد
اوس راستہ پر واقع ہے۔ جو بیدر سے خانان پور کو جاتا ہے۔ یہ گنبد بیدر مین سب سے
بڑا گنبد ہے اس کے پہلو مین ایک لنگر خانہ معہ شگفتگہ کے شاہراہ عام پر بنا ہوا ہے جس کی
وسط مین سنگ سیاہ سے علی برید کی قبر بنی ہے۔ گنبد کے چارون طرف چار دیواری
ہے۔ پہلے اوس مین باغات بہی تہے۔ ابتو اوسکے مجاور وہان کہیتی کرتے ہین۔ جنوب کے
طرف ایک عالیشان دروازہ ہے۔ اور اوسپر ایک خوبصورت دلکشا بالاخانہ بنا ہوا
ہے۔ اسی دروازہ سے خانان پور کو راستہ جاتا ہے۔ اس سے ایک گولی کے فاصلہ پر
خان جہان پسر قاسم برید کا گنبد ہے۔ عیدگاہ کے عقب مین ابراہیم برید۔ اور قاسم برید ثانی۔
اور علی برید ثانی۔ اور امیر برید ثانی کے چار گنبد ہین۔
سلاطین بہمنیہ کے گنبد بہی بیدر مین موجود ہین۔ اور جس ترتیب سے سلاطین بہمنیہ ایک
دوسرے کے بعد مرتے گئے ہین۔ اوسی ترتیب سے ان کی قبرین بہی ایک قطار مین

مشرق سے مغرب کو تلگھاٹ کے نیچے ایک کوس پر موضع اشٹور کے میدان مین بنائی گئی ہین - اور اون کے چھہ گنبد بڑے اور تین چھوٹے ہین - اوّل گنبد سلطان احمد شاہ والی بہمنی کا ہے - اوس نے خود اپنے زمانۂ حیات مین بنوانا شروع کیا تہا - اور اوسکے مرنے کے بعد اوس کے بیٹے علاء الدین نے تمام کرایا - اسی کے پاس کوئی دو گولی کے فاصلہ پر شاہ خلیل اللہ بت شکن کا گنبد چوکنڈی ہے - اسکو بہی علاء الدین نے بنوایا تہا دوسرا گنبد چینی خود علاء الدین کا ہے - جو اوسنے خود بنوایا ہے - تیسرا گنبد ہمایون شاہ بہمنی کا ہے جو خود اوسی کا تیار کرایا ہوا ہے - چوتہا گنبد نظام شاہ کا ناتمام پڑا ہوا ہے - پانچوان گنبد محمد شاہ لشکری کا ہے - جو بالکل ٹوٹ گیا ہے - چھٹا گنبد سلطان محمود شاہ کا ہے - جسے سلطان قلی قطب شاہ نے گولکنڈہ سے کاریگر اور روپیہ بہیجکر بنوایا ہے - اور تین چھوٹے گنبد ولی اللہ - کلیم اللہ - احمد شاہ ثانی کے ہین جنہین سلاطین بریدیہ نے برائے نام بادشاہ بنایا تہا -

مرزا علی

سنہ ۱۰۱۸ ہ مین مرزا علی نے علی برید کو نکال کر بیدر کا حاکم بن بیٹہا - اب اوس نے چاہا کہ خاندان عادل شاہیہ سے کچہ رشتہ پیدا کرے کہ جس سے یہ سلطنت دوست ہو جائے - اسلئے اوسنے اپنی بیٹی ابراہیم عادل شاہ کے بیٹے سے سنہ ۱۰۲۶ ہ مین بیاہ دی - اور پرگنہ چنگوپہ اوسکے جہیز مین دینے کو کہا - جب شادی ہو گئی تو اپنی چہوٹی سی سلطنت کا ایک بڑا پرگنہ ہاتہ سے جاتا دیکہکر دل دُکہا اور جی قرار کیا تہا اوس کے ایفا مین لیت ولعل کرنے لگا - ابراہیم کو غصہ آیا - سنہ ۱۰۲۹ ہ مین (۱۷) ہزار سوار مرزا علی سے چنگوپہ

حاصل کرنے کے لیے بھیجے۔ مرزا علی بھی مقابلہ کو نکلا۔ چونکہ مرزا علی کے تلکون سے اکثر سردار ناراض تھے۔ اب وہ عادل شاہ سے مل گئے۔ جب لڑائی ہوئی تو مرزا علی اور اوسکے متعلقین کو عادل شاہی فوج نے قید کرلیا۔ اور بیجاپور لے آئے۔ یہان اون کو ایسا قید کیا گیا کہ پھر اون کے مرنے جینے کا کسی کو حال نہین معلوم ہوا۔ تاریخ بریدیہ مین اسواقعہ کو محمد عادل شاہ اور شادی کی علی عادل شاہ سے منسوب کیا ہے۔ اور سنہ ۱۰۲۹ھ کے بجائے سنہ ۱۰۳۶ھ اور سنہ ۱۰۴۶ھ لکھا ہے مگر غلط ہے۔ اول نور علی عادل شاہ سنہ ۱۰۴۹ھ مین پیدا ہوا ہے۔ اوسکی شادی سنہ ۱۰۳۶ھ مین کیونکر ہوسکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ سنہ ۱۰۳۳ھ مین بیدر ابراہیم عادل کے قبضہ مین تھا۔ اور اوسنے [illegible] ابراہیم عادل شاہ پر چڑھائی کرنے کے وقت [illegible] سنہ ۱۰۳۶ھ کے بجائے سنہ ۱۰۲۶ھ ہونا چاہیے۔ اور اس ہماری رائے کی تصدیق تاریخ بیجاپور سے بھی ہوتی ہے۔ اوس مین اسکے فتح کی تاریخ سنہ ۱۰۲۹ھ کے قریب لکھی ہے۔ غرض جب مرزا علی قید ہوگیا تو ابراہیم نے بیدر اور اوسکے توابعات پر قبضہ کرکے اوسے داخل ممالک محروسہ کرلیا۔ اور مرزا علی کی بیٹی (اپنی بہو) کو دلجوئی کے لئے اس علاقہ کا مختار بنایا۔ اب بیدر کی حکومت کا جو نام باقی تھا۔ وہ بھی جاتا رہا۔

۸۰۶

مقدمہ

خاندان آصفیہ

خاندان آصفیہ کی ابتدا نواب قمرالدینخان فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ بہادر سے ہے۔ چنانچہ محمد شاہ بادشاہ جب سادات بارہہ کی خودسری اور مطلق العنانی ترقی پذیر ہوئی اور دربار شاہی کی رونق جاتی رہی۔ اور بادشاہ برائے نام سریر تاج رکھے تخت نشین تھے۔ لیکن تمام امور سلطنت وانتظام ریاست سید حسین علیخان امیرالامرا اور ان کے بھائی سید عبداللہ خان کے ہاتھہ مین تھے۔ اور ارکین سلطنت کا عزل ونصب ان کے بائین ہاتھہ کا کھیل تھا۔ الغرض دہلی کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔ نواب آصف جاہ بہادر جو عقل ودانش فہم وکیاست مین بےنظیر تھے۔ ایسی حالتین دہلی کا قیام نامناسب سمجھکر بادل ناخواستہ سنہ ۱۱۳۲ھ مین دکن کے جانب متوجہ ہوئے۔ اور دریائے نربدا عبور کرکے طالب خان سے قلعۂ آسیر اور محمد انور خان سے برہانپور ازروئے حکمت عملی حاصل فرمایا۔ جب یہ خبر امیرالامرا کو ہوئی تو ایک لشکر کثیر بسرکردگی سید دلاور خان بخشی

فوج آپ کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ موضع حسن پور مین مقابلہ ہوا۔ سید دلاور خان مارا گیا۔ نواب آصف جاہ بہادر فتح و ظفر کے ساتھ برہانپور داخل ہوئے۔ اور امیر الامرا نے سید دلاور خان کے شکست و مارے جانے کی خبر سنکر اپنے بھانجے سید عالم علی خان کو لشکر جرار کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا۔ آخر یہ بھی مارا گیا۔ اور آپ اورنگ آباد داخل ہوئے۔ اس اثنا مین میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو خنجر سے مار ڈالا۔ اور سید عبداللہ خان بھی قید ہو گیا۔ سادات بارہہ کا تختہ الٹ گیا۔ اور محمد امین خان اعتماد الدولہ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ بہت جلد اون کا انتقال ہو گیا۔ اب بجز نواب آصف جاہ بہادر کے اس بار عظیم کا اوٹھانیوالا دہلی مین کوئی دوسرا موجود نہ تھا۔ اس لئے بادشاہ نے آپ کو طلب کر کے قلمدان وزارت عطا فرمایا مگر چند ہی روز مین آپ کی طبیعت دہان کی صحبت سے اکتا گئی۔ کیونکہ دہان بادشاہ کا رنگ ہی کچھ اور تھا۔ اور امرا کے حسد و نفاق نے دربار کی صورت ہی کچھ اور کر دی تھی۔ اس عرصہ مین حیدر علی خان ناظم گجرات کی تنبیہ کے لئے آپ کو جانا پڑا۔ جب وہان کا انتظام کر کے واپس ہوئے تو اس حسن خدمت کے صلہ مین بادشاہ نے مالوہ اور گجرات کی صوبہ داری عطا فرمائی۔ اور دکن کی حکومت و وزارت بھی اوس کا ضمیمہ مقرر ہوئی۔ لیکن آپ نے وہانکی صحبت مین اپنا گذر مشکل دیکھا آخر علالت مزاج کا بہانہ کر کے مراد آباد جانے کی اجازت لی۔ اور وہان سے نکل کر سیدھا دکن کے جانب کوچ فرمایا۔ یہان حیدر آباد دکن پر امیر الامرا کے زمانہ سے مبارز خان عماد الملک ناظم تھا۔ جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنا تو مقابلہ کے لئے نکلا۔ نالہ شکر کھیڑہ کے نواح مین لڑائی ہوئی۔ مبارز خان مارا گیا۔ اور نواب آصفجاہ بہادر کو فتح نصیب ہوئی اور کل شش صوبۂ دکن کے آپ مالک و فرمانروا ہو گئے۔

گل اوّل

شاہان آصفیہ

نواب میر قمر الدین خان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ

آپ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کے خلف رشید اور عابد[1] فلیچ خان بہادر کے پوتے

---

[1] نسب نامہ یہ ہے۔ آصف جاہ بہادر ابن شہاب الدین غازی الدین خان فیروز جنگ ابن عابد[2] فلیچ خان ابن امیر اسمٰعیل عرف سالم شیخ بن عزیز ان عالم بن برہمد عالم شیخ صدقی علوی بن شیخ محمد مومن بن حضرت محمد درویش بن شیخ جاوید ثانی بن شیخ فتح اللہ ثانی بن شیخ جاوید الملقب بہ سرمت بن شیخ نجیب اللہ بن شیخ فتح اللہ بن شیخ کمال الدین بن شیخ علاء الدین شیخ قطب الاقطاب زین الدین بن ابی محمد حفص بن شیخ شہاب الدین بن سعد سہروردی قدس سرہٗ بن شیخ محمد بغدادی۔ بن محمد بہاء الدین بغدادی بن عبداللہ بغدادی بن عبدالرزاق بغدادی بن عبداللہ صوفی بن محمد سعید کنکی بن قاسم علی رومی بن نصیر الدین نصیری بن محمد قاسم کنکی بن عبداللہ بصری بن عبدالرحمٰن مکی بن ابو القاسم مکی بن ابو محمد مکی بن محمد بن امیر المومنین حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ مولف

[2] آپ کا اصلی نام عابد خان تھا آپکے والد بزرگوار عالم شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا برہمپور قدیم سے تھے۔ جنکے تصانیف نسخہ جواہر

سررشتۂ خاندان آصفیہ ہیں۔ ۱۴ ربیع الآخر ۱۰۸۲ھ تولد مبارک۔ اور نیک بخت تاریخ ہے۔ شہنشاہ عالمگیر نے آپ کا نام میر قمر الدین خان رکھا۔ اکثر شہنشاہ اورنگ زیب اور اسد خان حمدۃ الملک آپکے والد فیروز جنگ بہادر سے فرماتے تھے کہ میر قمر الدین خان کی پیشانی پر ستارۂ نیک بختی چمکتا ہے۔ آپ ایام طفولیت میں شامل اور اطفال کے کیوقت لہو ولعب میں مصروف تھوئے۔ چنانچہ اکثر آپ خود فرمایا کرتے تھے

بقیہ نوٹ صفحہ (۳) رشح النصایح۔ اعلام التقی۔ وغیرہ موجود ہیں۔ حضرت عالم شیخ کو دو فرزند اور ایک دختر تھی ایک خواجہ بہاء الدین دوسرے خواجہ عابد خان۔ دختر کا نام فاطمہ بیگم۔ اول الذکر فرزند تو قاضی سمرقند ہوئے۔ البتہ ان کے دونوں فرزند محمد امین خان نصرت جنگ اعتماد الدولہ وزیر الممالک اور محمد رعایت خان ہندوستان آئے۔ اور امراء کبار میں شریک ہوئے۔ شہنشاہ دہلی سے خطاب و منصب کی سرفرازی ہوئی۔ اور محمد امین خان بعہد محمد شاہ بہادر خدمت وزارت سے بھی ممتاز ہوئے۔ اور فاطمہ بیگم صاحبہ کی شادی خواجہ زادۂ سمرقند سے ہوئی۔ جنکے اولاد و احفاد کی تفصیل بہت کچھ ہے۔ خواجہ عابد خان کا مولد علی آباد۔ (جو سمرقند سے ۳ کوس پر ہے) ہے۔ آپ فارغ التحصیل ہوکر بخارا وغیرہ ملکوں کی سیر کرتے ہوئے بعہد شاہ جہان وارد ہندوستان ہوئے بادشاہ نے ازراہ قدردانی ابتداءً منصب چار صدی سے سرفراز فرمایا۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کی رفاقت میں متعین ہوئے۔ دکن سے دہلی آتے ہوئے شاہزادہ نے آپکے منصب میں دوصدی کا اضافہ اور قلیچ خان کا خطاب عطا کیا پھر منصب ہزاری پانصد سوار سے ممتاز ہوئے ۱۰۵۱ھ میں محکمہ صدارت کی خدمت مرحمت ہوئی۔ اور ۱۰۵۲ھ میں تین ہزار پانصدی منصب اور ہزار سوار کا اعزاز پایا۔ اسکے بعد ۱۰۵۷ھ میں ایک ہزاری منصب دوتین سو سوار کا اضافہ ہوکر اجمیر کی صوبہ داری اور خلعت وفیل سے سرفرازی پائی ۱۰۵۸ھ میں مبارز خان کے تغیر سے ملتان کی صوبہ داری پائی تسخیر بجاپور کے لئے حضرت خلد مکان نے نواح بجاپور میں ترکش دکمان کی سرفرازی فرماکر مورچال پر متعین فرمایا ۱۰۵۸ھ میں ملتان کی صوبہ داری سے معزول ہوکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسی سال حضرت لیکر حج کو تشریف لے گئے ۱۰۶۰ھ میں قلیچ خان کا خطاب عطا ہوا۔ اسکے بعد بادشاہ نے ایک اسپ باساز طلا۔ اور بندر سورت کی حکومت مرحمت کی

کہ مین نے کھیل کے جانب کبھی رغبت نہ کی۔ آپ کی طبیعت ہمیشہ تحصیل علوم کے جانب راغب رہی آپ علم معقول و منقول و تصوف مین بہرۂ کامل رکھتے تھے۔ یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہے۔ کہ جب کبھی والد بزرگوار کسی مہم کے متعلق جلسۂ شوریٰ فرماتے تو آپ اوس کی سماعت مین آدہی آدہی رات گذار دیتے اگر کبھی مشورہ طول کھینچتا اور رات زیادہ ہو جاتی تو آپ کے والد ماجد آرام

بقیہ نوٹ صفحہ (۴)۔ چند روز پادشاہزادۂ عالم کے ہمراہ محمد اکبر کے تعاقب مین مشغول رہے۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۰۹۲ھ کو خانہ زاد خان کے انتقال سے صدارت کل کا خلعت عنایت ہوا۔ اور ۱۰۹۳ھ مین شاہزادہ کے ہمراہ دکن تشریف لے گئے۔ اور خلعت خاصۂ اسپ و نقارہ سے سرفرازی پائی۔ ۱۳ ذی قعدہ ۱۰۹۶ھ کو ظفر آباد کی صوبہ داری اور ماہ و فیل و زرہ کا افتخار حاصل کیا۔ آخر کار ۱۰۹۸ھ مین قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ کے موقع پر ایک گولہ زنبورک کا آپکے سید ہے شانہ پر لگا۔ اور دست شانہ سے علیحدہ ہوگیا۔ آپ اس نازک حالت مین بھی گھوڑے پر سوار خیمہ کو آئے۔ پادشاہ نے جملۃ الملک کو آپ کی عیادت کے لئے روانہ فرمایا۔ اسوقت جراحان چالاک دست آپکے شانہ سے ہڈیون کے ریزے چن رہے تھے۔ آپ اوسی استقلال و ہمت کے ساتھ جملۃ الملک سے گفتگو فرمائے۔ پیشانی پر شکن تک نہ آئی۔ بائین ہاتھ سے قہوہ بھی نوش فرمایا۔ مگر افسوس ہے کہ قضا نے مہلت نہ دی۔ تیسرے روز ۲۴ ربیع الاول ۱۱۰۹ھ کو انتقال ہوگیا۔ آپ کا مقبرہ قلعہ گولکنڈہ کے متصل ہے۔ آپ کو تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیان ہوئین۔ اول غازی الدین خان فیروز جنگ صاحب دوم میر حامد خان صلابت جنگ مغز الدولہ بہادر سوم میر عبد الرحیم خان قہور جنگ نصیر الدولہ بہادر۔ صاحبزادیون کے نام خدیجہ بیگم و فاطمہ بیگم تھے۔

غازی الدین خان فیروز جنگ کا مولد توران ہے۔ چنانچہ آپ بعد بلوغ ۱۰۷۶ھ مین سمرقند سے وارد ہندوستان ہوئے اور ایک سپہ مناکار اورنگ زیب کو نذر گذرانی۔ اولاً سہ صدی منصب اور ۷۰۰ سوار سے سرفرازی پائی۔ کئی مہینے کے بعد آپ ہندوستان کا ارادہ فرمائے تو خواجہ یعقوب جوئباری اور رستم بے اتالیق کے ذریعہ سبحان علی خان

کرنے کے لئے تاکید فرماتے تو آپ بمجبوری لحاظ تعمیل وہان سے اوٹھ جاتے۔ مگر کسی گوشہ مین بیٹھکر رہکر تمام مشورہ سنتے۔ اور اپنے ذہن نشین فرمالیتے۔ زنانہ بلوغ سے آپ پابند شرع رہے کبھی نماز و روزہ آپ کا قضا نہ ہوا۔ آپکے چہرہ سے امارت و ریاست کے آثار ہویدا تھے۔ شاہنشاہ عالمگیر نے آپ کی تربیت و تعلیم مثل شاہزادون کے فرمائی ہے۔ جب آپکا سن چھ برس کا ہوا تو بادشاہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵)۔ والی توران سے رخصت چاہی۔ خان موصوف فالیز کی سیر کو جا رہا تھا۔ یہ سنکر فوراً خاصہ گھوڑا اور کہا کہ (تو بہ ہندوستان میروی۔ مردمعاوضہ خواہی شد) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کی دولت و حشمت اس درجہ کو پہونچی کہ سلاطین بلخ و بخارا کی ثروت و مکنت جسکے روبرو کوئی چیز نہین رہی۔ سنہ ۱۱۱۵ھ مین (جب حسن علی خان رانا کے تعاقب مین کوہستان اودیپور کا بار رہا تھا اور اوس کی صحیح خبر بادشاہ کو معلوم نہ ہوتی تھی) بادشاہ نے آدہی رات کے وقت (اسوقت آپ چوکی خانہ مین حاضر تھے) آپکو طلب کرکے حسن علی خان کی کیفیت دو روز کے عرصہ مین لانے کے لئے حکم دیا۔ چنانچہ آپ اوسیوقت بغیر کسی رہنما کے شاہی حکم پر کوہستان اودیپور گئے۔ اور وہان کی صحیح کیفیت دو روز کے اندر بادشاہ سے اگر عرض کی۔ بادشاہ اوسیوقت فوراً عنایت (حالانکہ اس وقت بخشی موجود نہ تھا) بواسطہ مراد خان سرچوکی خواصان دوصدی منصب کا اضافہ اور خانی کا خطاب۔ فیل و ترکش و کمان کی سرفرازی سے ممتاز و مفتخر کیا۔ اسکے بعد درگ داس وغیرہ راٹھورون کی سرکوبی کے لئے آپ مقرر کئے گئے۔ یہ راٹھور وہ تھے جو شاہزادۂ محمد اکبر سے (یہ شاہزادہ بادشاہ سے باغی ہوگیا تھا) ملے ہوئے تھے۔ چنانچہ جسوقت آپ وہان پہونچے تو شاہزادہ نے اپنی رفاقت کے لئے آپ کو بہت کچھ بلایا۔ اور مناصب اعلیٰ کا امیدوار کیا لیکن آپ نے اوسطرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور میر حسان (جو شاہزادہ کا رفیق تھا) کو ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے اس کارنمایان کے صلہ مین بادشاہ نے عرض کمر کی دارو گھگی مطلا کی۔ پھر اورنگ زیب نے آپ کو شاہزادہ اکبر کے لشکر کی حقیقت اور اوسکے ہمراہی راجپوتون کی قوت کا اندازہ اور وہان کی صحیح خبر لانے کے لئے بھیجا۔ اس دفعہ بھی آپنے شاہی حکم کی تعمیل بائین ہمین بجالائی۔ اور آپکے بھائی مجاہد خان جو شہزادہ کے ساتھ تھے۔ آپنے اون کو بھی اپنے

نے منصب چار صدی اور پچاس سوار سے ممتاز فرمایا۔ اسکے بعد خنجر مرصع اور اضافہ منصب چار صدی دو چار صد سوار سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ پھر نہ صدی منصب اور نو سو سوار کا اضافہ ہوا ۱۰۹۸ھ میں جوہر مرصع اور خلعت خاصہ معہ اضافہ منصب پانصدی و دو صد سوار جملہ دو ہزار و پانصدی منصب و دو ہزار سوار سے سرفرازی پائی۔ اور ۱۱۰۲ھ میں ایک زنجیر ہاتھی نیل اور چین قلیچ خان کا خطاب عطا ہوا

بقیہ نوٹ صفحہ (۶) رسالہ لے آیا۔ چنانچہ مجاہد خان کا شہزادہ سے علیحدہ ہونا ایسا خراب ہوا کہ شہزادہ کے لشکر میں خلل و فتور پڑ گیا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں اورنگ زیب نے فرط مسرت سے محمد مراد کے ذریعہ سے شیخ صاب الدین خان کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اور مجاہد خان بھی مورد عنایات شاہی ہوئے۔ ۱۰۹۳ھ میں گرز برداروں کی داروغگری عنایت ہوئی۔ اور ۱۰۹۴ھ میں غازی الدین خان بہادر کا خطاب بلا ۱۰۹۵ھ میں قلعہ راہیری (جو سیوا کا مسکن تھا) کے تسخیر کے لئے آپ بھیجے گئے۔ چنانچہ آپ نے قلعہ کو فتح کیا۔ جسکے صلہ میں بادشاہ نے فیروز جنگ کا خطاب اور نقارہ مرحمت فرمایا بعد ازاں جبوقت کہ محاصرۂ بیجاپور کے موقع پر شاہزادۂ محمد اعظم کی فوج میں غلہ کی گرانی ہوگئی تو بادشاہ نے آپ کو رسد کے فراہم کرنے کے لئے حکم دیا۔ چنانچہ آپ نے پیرانا ایک زمیندار کی رسد کو جو ۲ ہزار پیادگان جنگی کے ساتھ ابالیان بیجاپور کے پاس جارہی تھی۔ اون سے لڑکر وہ تمام رسد لیکر شہزادہ کے لشکر میں پہونچے۔ یہ وقت وہ تھا کہ سرداران بیجاپور نے شہزادہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اور شہزادہ کی ہمراہی فوج بہت قلیل اور غلہ کی عدم میسری سے اسقدر ضعیف و نزار ہوگئی تھی کہ غنیم کے مقابلہ کی تاب بالکل نہ تھی۔ یہاں تک مشکل کا سامنا ہوگیا تھا۔ کہ جانی بیگم بادشاہزادہ کی محل خاص ہاتھی پر سے مخالفوں پر تیر برسا رہی تھی۔ اس نازک موقع پر آپ اور آپکے بھائی مجاہد خان نے غنیم کے لشکر میں گھس کر وہ تیغ زنی کی کہ اون کے منہ پھر گئے۔ اور مخالفوں کو شکست نصیب ہوئی۔ شاہزادہ نے آپ کی بہت کچھ تعریف و توصیف فرمائی۔ اور فرط مسرت سے گلے لگایا۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ جب یہ خبر عالمگیر بادشاہ کو ہوئی تو بہ کمال عنایت یہ ارشاد فرمایا کہ حیاحق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کی وجہ سے اولاد تیمور یہ کی شرم رکھی ہے۔ ویسا ہی اوس کی آبرو اور اولاد کو قیامت تک رکھے۔ آمین ثم

ایک دفعہ بادشاہ نے ایک زمرد کی مہر جس میں چیر بانچ کندہ تھا۔ عنایت فرمائی ۱۳۰ھ میں بعض بدباطن خواجہ سرایوں کی غمازی کے باعث آپ اپنے والد بزرگوار سے رنجیدہ ہوکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے گو بادشاہ اس حرکت سے مسرور نہ ہوئے۔ لیکن فیروز جنگ صاحب کے پاس خاطر سے ایک مہینے تک سلام کا حکم نہ دیا۔ اوس کے بعد اسد خان کی سفارش پر روبرو طلب فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ جلد باپ سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۷)۔ آمین۔ اسکے بعد بادشاہ نے بیجاپور کی فتح آپ کے نام سے نامزدگی۔ اور فرزند ارجمند بیلے ریو ورنگ کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد آپنے قلعہ ابراہیم گڈہ عرف اودگیر (جو بعد مین فیروز گڈہ کے نام سے موسوم ہوا) کو فتح کیا۔ اور گولکنڈہ کے محاصرہ کے موقع پر خدمات نمایان بجالائے اور زخمی ہوئے۔ جب گولکنڈہ تسخیر ہوگیا تو بادشاہ نے آپکو منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ ۱۰۹۹ھ مین آپنے قلعۂ ادھونی کو (جو امتیاز گڈہ سے موسوم ہوا) سیدی مسعود بیجاپوری عادل شاہی کے ساتھ جنگ کرکے فتح کیا۔ بعدازان آپ سپہ کی سرکوبی پر مامور ہوئے۔ مگر اوس سمت کی آب وہوا کے اختلاف نے آپ کی بینائی کو صدمہ پہونچایا۔ الحاصل آپ کو عدم بصارت کی وجہ سے حضوری دربار سے معافی دی گئی تھی۔ مگر آپ کی بصیرت باطنی مین کوئی فرق نہ آیا تھا۔ اس لئے آپ اوس عدم بصارت کی حالت مین بھی فوجکشی فرماتے تھے۔ چنانچہ ۱۱۰۰ھ مین آپنے سپہ کے سرکو حضور مین ارسال کیا۔ اور موجب تحسین و آفرین ہوئے ۱۱۰۱ھ مین اسلام پور عرف دیوگڈہ کو فتح فرمایا۔ اور جسوقت کہ بادشاہ نے قلعہ کھیلنا کی تسخیر کے بعد بہادر گڈہ کے جانب ارادہ فرمایا تو آپ کی فوج دو توپخانہ وغیرہ کا ملاحظہ کیا۔ کہتے ہین کہ اس شان و تزک کا سامان کسی امیر کے پاس نہ تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کے ملاحظہ کے بعد شاہزادۂ بیدار بخت کو متنبہ کیا کہ باوجود داخل کشیر و خارج مضاعف کے تمہارے پاس مثل فیروز جنگ کے سامان جنگی و فوجی کچھ بھی نہین ہے۔ سخت افسوس و تعجب کا مقام ہے۔ الغرض اسکے بعد ۱۱۱۵ھ مین آپنے نیمسند ہیہ کو مغلوب کیا۔ جسکے صلہ مین سپہ سالار کا خطاب مرحمت ہوا۔ جب اورنگ زیب کا انتقال ہوا تو آپ اوسوقت بڑاڑ و الیچپور کی صوبہ داری پر امور اور الیچپور مین مقیم تھے۔ خلد مکان کے انتقال کی خبر آپ کو چار روز کے

ملاقات کرکے حاضر ہو جاؤ۔ اور ایک فرمان دستخط خاص سے فیروز جنگ بہادر کو یہ لکھا کہ "فدوی زادہ اخلاص پرور چین قلیچ خان بہادر میگوید "وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین"۔ چنانچہ آپ بادشاہ کے حکم پر والد بزرگوار کے خدمت مین گئے۔ اور چند ماہ کے بعد حاضر حضور ہوئے۔ بادشاہ نے گوش بند خانہ شال سے سرفراز کیا۔ سنہ ۱۱۰۹ھ مین کمر بند و خنجر عنایت ہوا۔ اور مہمندان ناگوری کی تنبیہ کے لئے (جو باگرو

تبدیلات صفحہ (۸) مین اتمگر چنانچہ اصل جب شاہزادہ محمد اعظم شاہ نے تخت پر قدم رکھا تو اسنگ جوانی کی وجہ آپ کے جانب بالکل التفات نہ کیا۔ حالانکہ آپ کو شاہزادۂ موصوف کے ساتھ کمال محبت و الفت تھی۔ جب شاہزادہ احمد نگر سے روانہ ہوا تو ذوالفقار خان نواح خجستہ بنیاد مین شاہزادہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ شاہزادہ نے فرمایش کی کہ کچھ صلاح وقت کے تدابیر عرض کرو۔ ذوالفقار خان نے عرض کیا کہ مناسب وقت یہ ہے کہ جب تمور خلد مکان کے قبایل کو دولت آباد مین چھوڑنا چاہیے اور مردان بادشاہی بالکل بے سرانجام ہین اس لئے خزانۂ محلات سے دو ماہہ تنخواہ تقسیم کیا جائے تاکہ اسباب وہیات درست کرین۔ اور سواری مبارک فرداپور سے بجائے بلکہ دیول گھاٹ سے چلے تاکہ فیروز جنگ بہادر بھی ہمراہ رہین۔ مگر شاہزادہ نے ایک بات پر بھی عمل نہ کیا۔ جسکے باعث روز بد دیکھا۔ اور تخت شاہی کے عوض تختۂ مرگ نصیب ہوا۔ اسکے بعد جب بہادر شاہ سریر آرا ہوئے تو ۱۸ ذیحجہ ۱۱۱۸ھ کو آپ اکبرآباد گجرات کی صوبہ داری پر امور کئے گئے۔ آخر اسکے چار سال بعد ۱۱۲۲ھ مین بمقام احمدآباد انتقال فرمایا۔ چنانچہ آپ کی نعش دہلی لیجا کر اجمیری دروازہ کے باہر اپنی بنائی ہوئی خانقاہ مین دفن کی گئی۔ آپ کی طبیعت بہت موزون تھی۔ کبھی کبھی بطرز اہل ایران اشعار بھی کہا کرتے تھے۔ اور حضرت خلد مکان (عالمگیر) کو آپ کی بات بہت مغتنم تھی۔ چنانچہ ایک وقت آپ کی علالت کے موقعہ پر بادشاہ نے اپنے دستخط خاص سے ایک فرمان تحریر فرمایا تھا۔ جسکا ترجمہ یہان پر ناظرین کی معلومات کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

"خان فیروز جنگ بگ مین چاہا تھا کہ اوس دولت خواہ کی عیادت کے لئے خود آؤن۔ لیکن کس منہ اور کس نظر سے دیکھون۔ اسلئے بنابتاً سیادت خان کو بھیجا ہون کہ تا میرے آنکھون سے دیکھین اور دلی الضیر کا اظہار کرین۔ اور مجھ کو خبر دین جو اس وقت ہم پہنچے

کے لواح مین تھے) مامور کئے گئے۔ جب آپ وہان سے فائز المرام ۱۱۳۱ھ مین واپس ہوئے تو پادشاہ نے مخلص خان بخشی الملک کو برم پوری و اسلام پوری کے دروازہ تک آپکے استقبال کو روانہ فرمایا۔ اور منصب و سوار کا اضافہ کیا۔ ۱۱۳۱ھ مین مورچال میرقی پر متعین ہوئے۔ اور منصب و سوار کا اضافہ فرمایا گیا۔ ایک سال کے بعد معمور خان کے تغیری سے کرناٹک بیجاپور کی فوجداری مرحمت ہوئی اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۹) - انگورہین۔ لیکن اطبار یونانی اور سرعہ مخلصان مزاجدان کیلئے مضر کہتے ہین۔ اس لئے ہمنے بھی اسے پرہیز گوارکیا۔ انشاء اللہ تعالی بعد صحت کاہل اور شقار عاجل کے ایجی کھائینگے۔ شعر مارب اپنی آرزو سے من چہ خواہی ای دوست تو بدین آرزو مرا برسان۔

مرحوم کی شادی سعید النسا بیگم بنت علامی نہامی سعد اللہ خان بہادر جملۃ الملک وزیر اعظم شاہجہان بادشاہ سے ہوئی جنکے بطن سے ایک فرزند موسوم بہ نواب قمر الدین خان آصف جاہ بہادر اور دو دختران اتقی احمدی بیگم و ہمشیرہ بیگم تولد ہوئین۔ چونکہ نواب سعد اللہ خان بہادر حضرت آصف جاہ بہادر کے نانا ہوتے ہین۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انکا بھی تذکرہ یہان پر لکھا جائے۔

سعد اللہ خان کا اصلی نام شیخ سعد اللہ ہے۔ انکا نسب بنی تمیم (جو شعبہ قریش تھے) سے ملتا ہے۔ اور لاہور وطن ہے۔ آپ جملہ علوم نقلی و عقلی مین کامیاب تھے۔ اور امانت و دیانت کا شہرہ دور دور مشہور تھا۔ چنانچہ جب یہ خبر شاہجہان کو ہوئی تو موسی خان صدر الصدور کے ذریعہ آپکو ۱۰۴۳ھ مین طلب فرمایا۔ اور خلعت خاص مرحمت فرما کر عرض مکرر کی خدمت عطا کی اور ایک سال کے بعد خطاب خانی و منصب ایک ہزاری اور خدمت داروغگی غسلخانہ سے سرفرازی بخشی۔ ۱۰۴۵ھ مین خانسامانی کی خدمت اور ایک ہزاری منصب کا اضافہ ہوا۔ اور ۱۰۴۸ھ مین منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور خدمت وزارت کل و خلعت خاص و قلمدان مرصع سے متفخر و مباہی ہوئے۔ ۱۰۵۵ھ مین منصب کا اضافہ اور فیل با ساق نقرہ کی سرفرازی ہوئی۔ اس کے بعد جب مراد بخش بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لئے مامور ہوا۔ اور اوس کی فتح ہونے کے بعد بادشاہ نے بلخ و بدخشان کی حکومت

اسی سال والد ماجد سے آزردہ ہوکر حاضر بارگاہ شاہی ہوئے۔ سنہ ۱۱۱۴ھ مین بیجاپور کی صوبہ داری اور سرپیچ واسپ وفیل کی سرفرازی سے مفتخر ہوئے۔ پھر تل کوکن واعظم نگر بیل گاؤن کی صوبہ داری اور ساتہہ گاؤن کی تہانہ داری اور سوارون کے اضافہ سے سربلندی پائی۔ اور کروڑ دام عنایت ہوئے سنہ ۱۱۱۶ھ مین کرناٹک کی فوجداری اور سوارون کا اضافہ پانچ لاکھ دام عنایت ہوئے۔ اور اسی سال الفرت آباد

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۰)۔ مراد بخش کے تعاقب کی۔ لیکن شاہزادہ اوس نواح مین رہنا پسند نہین کیا۔ اسلئے اوس حکومت سے ناراضی ظاہر کی۔ اور واپسی چاہی۔ چنانچہ بادشاہ نے شہزادۂ مراد کی فہمایش وانتظام رنج ومجتان کے لئے سعد اللہ خان بہادر کو روانہ فرمایا۔ آپنے وہان جاکر قرار واقعی انتظام کیا۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار واسپ عراقی بازین طلا سے ممتاز کیا۔ اور ۱۰۵۸ھ مین جشن جلوس تیاری دارالخلافہ شاہجہان آباد کے موقع پر خلعت عمدہ اور ایک ہزار سوار دو اسپہ دستہ اسپہ سے سرفرازی پائی۔ بعدازان جب ۱۰۵۸ھ مین شاہ عباس والئی ایران کے قندہار آنے کی خبر گرم ہوئی تو بادشاہ نے آپ کو دوسرے دو ہزار سوار دو اسپہ دستہ اسپہ عطا فرماکر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ہمراہ قندہار روانہ فرمایا۔ پھر ۱۰۵۹ھ مین دوسرے دو ہزار سوار دو اسپہ دستہ اسپہ ویک کروڑ دام انعام عنایت ہوئے اور ۱۰۶۱ھ مین جب بادشاہ لاہور سے کشمیر کا ارادہ کیا تو دوبارہ شاہزادۂ اورنگ زیب کے ہمراہ قندہار کو روانہ کیا۔ مگر دو دفعہ بھی بوجہ قحط سالی وآمد موسم سرما قندہار کی فتح ناممکن ہوئی۔ اور ناچار واپس ہونا پڑا۔ اسکے بعد بادشاہ نے آپ کو فوج شایستہ کے ساتہہ قلعۂ چتور کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ چنانچہ آپنے قلعۂ مذکور فتح فرمایا اور ۱۰۶۹ھ مین بخار مدۂ دردشکم مبتلا ہوئے۔ دو مہینے تک علاج رہا۔ مگر سود مند نہ ہوا۔ علالت کے زمانہ مین کئی بار بادشاہ آپ کی عیادت کو تشریف لائے۔ اور اظہار افسوس کیا۔ چونکہ عمر آخر ہو چکی تھی اس لئے اس سال آپ کا انتقال ہوگیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی بیحد ملال ہوا۔ مرحوم کے اوصاف حمیدہ وفضایل پسندیدہ خارج از بیان ہین جسکی تصدیق کلمات طیبات مولفۂ اورنگ زیب کے رقمہ جات سے ہوتی ہے۔ ۱۲ آصف

سنگرو ندکل وغیرہ کی حکومت عطا ہوئی۔ اور قلعہ دانگرہ کے تسخیر پر بھیجے گئے۔ چنانچہ آپنے اس موقع پر
کمال جرات و دلاوری سے اس مہم کو سر کیا۔ اور اس مہم مین ایک مقام پر آپکے اور محمد امین خان کے
گھوڑون کے پائون غار مین جانے سے زمین پر گرے جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دو گھوڑے
عربی باساز طلا روانہ فرمایا۔ اور ایک میش قیمت شمامۂ عنبر خاص آپ کے لئے بھیجا۔ جب آپ اس مہم سے
بفتح و فیروزی واپس آئے تو بادشاہ نے پنجہزاری منصب و پنجہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اور شمشیر مینا کار
و فیل خاصہ مرحمت فرمایا۔ اسکے بعد آپ رعایا کی تسلی اور پیشکش کے وصول کرنے کے لئے بھیجے گئے چنانچہ
اس کام کو آپنے بامین بہین انجام دیا۔ اور مورد تحسین و آفرین ہوئے۔ چند روز کے بعد ایک بیک بادشاہ
کا مزاج علیل ہوگیا اسوقت آپ اپنے تعلقہ مین تھے۔ اس متوحش خبر کے سنتے ہی فوراً حاضر حضور ہوئے
جب بادشاہ کو افاقہ ہوا۔ اور آپکے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور شاہجہانپور مین فیروز نگر قلعہ
کی فوجداری بھی مرحمت فرمائی۔ افسوس ہے کہ اسی سال شہنشاہ اورنگ زیب نے انتقال فرمایا۔ اور شاہزادہ
عالیجاہ محمد اعظم شاہ احمد نگر مین تخت نشین ہوا۔ اور اوسیوقت آپکے منصب مین پنجہزاری و یک ہزار سوار کا اضافہ
کرکے شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اور خان دوران کا خطاب بہ برہانپور کی صوبہ داری
مرحمت کی اور ہمراہ رکاب رہنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ منزل پانڈہارتک آپ شاہزادہ کے ہمراہ رہے لیکن
جب شاہزادہ کی متکبری اور نامناسب حرکات و سکنات کو دیکھا تو ترک رفاقت کرکے محمد امین خان کو
ہمراہ لیکر اورنگ آباد کے جانب کوچ فرمایا۔ اور شاہزادہ نے بھی اس موقع پر اغماض کیا۔ اور کہا کہ
جب اصل (یعنے شاہ عالم) مغلوب ہوگا تو یہ فروعات (یعنے امراء) کہان جائینگے۔ مگر مشیت ایزدی
تو کچھہ اور ہی تھی۔ چنانچہ جاجو کے نواح مین شاہ عالم سے جنگ ہوئی اور محمد اعظم شاہ مارا گیا۔ اور شاہ
عالم بہادر شاہ سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ آپ بھی دکن سے کوچ کر بادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے
بادشاہ نے وہی محمد اعظم شاہ کا عطیہ منصب و خطاب عطا کیا۔ اور صوبہ داری اودھ و فوجداری لکھنؤ سے

سرفرازی بخشی لیکن بادشاہ کے صحبت مین اکثر اراذل جمع ہوگئے تھے - اور عہد عالمگیری کے تمام باتین مفقود تھین - چونکہ آپ شہنشاہ عالمگیر کے تربیت یافتہ تھے - اسلئے یہان کی صحبت آپکے ناپسند ہوئی آخر منصب و نوکری ترک کرکے گوشہ نشینی - اختیار کی - گو بادشاہ نے بہت کچھ استمالت کی مگر آپنے قبول نہ کیا - اب آپ کی صحبت اکثر علما و فقرا کے ساتھہ رہتی تھی - اور سواری وغیرہ کا ترک و احتشام بھی یک لخت موقوف فرما دیا تھا - چنانچہ پالکی کا کپڑا تک آپنے بجائے بانات و مخمل کے مچھلی بندر کی جیٹ کا کردیا تھا - اور سواری کے وقت ہمراہی مین بجز ایک دو خدمتگار کے زیادہ نہ رکھتے تھے - کہتے ہین ایک روز آپ اوسی چیت سے منڈھی ہوئی پالکی مین ایک دو خدمتگار کے جلو کے ساتھہ سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کی زیارت کو تشریف لیجا رہے تھے - اتنا راہ مین مہابت خان کی سواری نہایت تجمل و احتشام کے ساتھہ نمودار ہوئی - چونکہ آپ اس نامعلوم حالت مین تھے - اس لئے کسی نے شناخت نہ کیا - جب مہابت خان کی پالکی آپ کی پالکی کے برابر آئی تو اوس نے آپ کو دیکھکر پالکی کو ٹھہرایا اور فوراً اوترکر آداب بجالایا - آپنے اوسکو قسم دیکر کہے کہ تم پالکی مین سوار ہوکر جاؤ - اس قدر کہنے مین تکلیف کرتے ہو - چنانچہ مہابت خان آپکے سوگند دینے سے پالکی مین بیٹھکر روانہ ہوگیا - ایک روز آپ پالکی مین بیٹھے ہوئے ایک فقیر کی ملاقات کو جارہے تھے - ہمراہی مین معدودے چند خدمتگار تھے - جب آپ گلی مین آپ کا گزر ہوا تو وہان سرراہ چند لڑکے کھیل کود مین مشغول تھے - وہ لڑکے راستہ سے نہ ہٹنے کی وجہ سے آپ کی سواری جانمین کسیقدر وقت پیش آئی - اس لئے آپنے راستہ مین سواری کے اہتمام کے لئے چند خدمتگارون کا اور اضافہ فرمایا - جب ایک مدت اس طریق پر گذری - اور بادشاہ کام بخش کی مہم سے فارغ ہوکر دکن سے اجمیر گیا - اور وہان سے کر دریافت آیا تو شاہزادۂ عالم الشان کے وسالت سے آپ کو طلب فرمایا - چنانچہ آپنے حاضر ہوکر بادشاہ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا - اور پھر رخصت لیکر دہلی آئے - اور وہی گوشہ نشینی اختیار کی - اسکے بعد بہادر شاہ کا انتقال ہوگیا - اور چارون شاہزادون مین

کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ جسکے تفصیلی واقعات ہمنے ہندوستان کے حالات کے حصہ مین بیان کئے ہین یہان اون کے مکرر لکھنے کی چنداں حاجت نہین ہے۔ چنانچہ تین شاہزادے اجل کے مذر ہوئے اور چوتھا شہزادہ معزالدین جہاندار شاہ کے لقب سے تخت شاہی پر قدم رکھا تو آپ کو ملازمت شاہی قبول کرنے کی ہدایت کی۔ اور منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار وخطاب فیروز جنگ کے عطیہ کی ترغیب دی مگر آپنے مطلق توجہ نہ فرمائی۔ اور انکار کردیا۔ لیکن جب جہاندار شاہ دارالخلافہ مین آیا تو اسد خان جملۃ الملک نے لحاظ سابقہ محبت والفت کے آپ کو اپنے ہمراہ پادشاہ کی خدمت مین لایا۔ اور اپنے بیٹے ذوالفقار خان کو (جو شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ سے آپکے ساتھ کدورت رکھتا تھا) آپسے صاف ہوجانیکی تاکید کی۔ چنانچہ اوس نے باپ کے کہنے سے سابقہ کدورت کو دورکرکے پادشاہ سے آپکو شش ہزاری منصب وشش ہزار سوار وماہی مراتب کا اعزاز دلوایا۔ اور پادشاہ بھی اپنے نزدیک بلاکر بہت کچھ لطف و نوازش کی گفتگو فرمائی۔ اور جاگیرات سیر حاصل کے دینے کا بھی وعدہ کیا۔ اسکے بعد پادشاہ نے شاہزادہ اعزالدین کو پچاس ہزار سوار کے ساتھ خواجہ حسین (جو کوکلتاشخان کا ہمزلف اور خان دوران کے خطاب و بخشیگری دوم کی خدمت سے ممتاز تھا) کی اتالیقی مین (بخلاف رائے ذوالفقار خان) فرخ سیر کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ لیکن ان دونون کی ناتجربہ کاری اور نادانی کے خیال سے حسب مشورۂ ذوالفقار خان آپکو شاہزادہ کی کمک کے لئے مامور کیا۔ افسوس ہے کہ اعزالدین کے دل مین فرخ سیر کی ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ وہ ایک چھوٹے سے مقابلہ کے بعد وہان سے بھاگ کر اکبرآباد آیا۔ ہرچند آپ جرارت و دلاوری سے مقابلہ کرنے کیلئے مصر ہوئے۔ اور تسلی وتشفی کی۔ مگر کچھ سود مند نہوی۔ اور یہان جہاندار شاہ بھی ایسا گھبرایا کہ کچھ بن نہ پڑی۔ جب آپنے پادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو کنارہ کشی مناسب سمجھی۔ چنانچہ جب طرفین سے مقابلہ ہوا۔ اور جنگ عظیم واقع ہوئی تو آپنے اول ہی سے علی اصغر خان میوانی کے ذریعہ سید حسین علیخان و عبداللہ خان سپہ سالاران لشکر فرخ سیر سے اپنی کنارہ کشی کا اظہار کیا۔ آخر اس جنگ کا نتیجہ

یہ ہوا کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی۔ اور جہاندار شاہ و ذوالفقار خان قتل کئے گئے۔ البتہ اسد خان کی جان بچی اور آپ کی سفارش پر حسین علیخان نے بادشاہ سے عرض کر کے اوسکے خورد و نوش و پارچہ وغیرہ کا بندوبست کر دیا۔ اور شاہزادہ اعزالدین نظر بند کیا گیا۔ اب فرخ سیر نے تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ اور تمام امورات ریاست کے مختار و جزو کل کے حاکم سید حسین علیخان امیر الامرا اور اوس کا بھائی عبداللہ خان قطب الملک ہوئے۔ چونکہ زمانہ سابقہ سے عبداللہ خان اور حسین علی خان آپ کو اپنا برادر بزرگ مانتے تھے اس لئے آپ کو یہ دونوں بھائی بادشاہ کی خدمت میں لیگئے۔ اور بادشاہ نے آپ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و دو اسپہ و خطاب نظام الملک فتح جنگ کہتے ہیں کہ اس خطاب کی تاریخ میں حضرت قطب الاقطاب سے آپکو بشارت ہوئی تھی۔) سے سرفراز کیا۔ اور صوبہ داری دکن مع فوجداری کرناٹک مرحمت کی۔ اور محمد امین خان کو اعتماد الدولہ کا خطاب شش ہزاری منصب شش ہزار سوار اور خدمت بخشی گری دوم عطا ہوئی۔ اس عرصہ میں معلوم ہوا کہ مرہٹوں نے دکن میں سورش برپا کر رکھی ہے۔ چنانچہ قطب الملک نے اس مہم کے لئے آپکو منتخب کیا۔ اور بادشاہ نے وقت رخصت خلعت خاصہ اور چار قبائے زردوزی و سرپیچ و جیغہ مرصع و بالائے مروارید شمشیر و جمدھر و اسپ عربی با ساز طلا عنایت کیا۔ اسکے بعد قطب الملک آپکے مکان میں آکر بلحاظ محبت قدیمانہ کے پانچ خوان پارچہ و دو رقم جواہر و شمشیر و خنجر بقبضۂ مرصع اور دو گھوڑے اور ایک ہاتھی پیش کیا۔ دوسرے روز آپنے قطب الملک کی بازدید کے لئے اوس کے مکان پر گئے۔ اور چار خوان پارچہ و دو رقم جواہر اور ایک عربی گھوڑا با ساز طلا و شمشیر و جمدھر مرصع مع قبضۂ مرصع تواضع کئے۔ میر جملہ نے بھی چار سپر عمدہ سلہٹ کے جوہردار دینا کار آپ کی خدمت میں گذرانا۔ اسکے بعد آپ مع فوج جرار دکن کے جانب روانہ ہوئے۔ جب سرونج پہونچے تو ایک فرمان اور صوبۂ ولایتی بادشاہ کا مرسلہ گرز برداروں نے لاکر پیش کیا۔ آپنے سات سو گرز برداروں کو اور دو سو روپیہ کہاروں کو انعام عطا فرمائے۔ پھر وہاں سے آپنے کوچ

نرمایا۔ راستہ مین بمقام اوجین ایک بیل گاڑی کا شکار کیا۔ وہان سے نکل کر اکبر آباد کے گھاٹ پر مچھلی کا شکار فرمایا۔ اور برہانپور ہوتے ہوئے اورنگ آباد جنت بنیاد (جو اوس وقت شش صوبۂ دکن کا دارالخلافہ تھا) پہونچے۔ جب سرداران مرہٹہ نے آپکے آمد کی خبر سنی تو غارتگری سے ہاتھ کھینچا۔ اور بغیر کسی جنگ وجدال کے چلتے بنے۔ اتنے مین رعایا نے غلہ کے گرانی کی شکایت پیش کی۔ آپنے محمد غیاث خان اور شیخ محمد اعظم دیوان کو کڑوڑہ سے مخلصہ لینے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ ادہر نصرت جنگ اور داؤد خان کے عاملون نے مرہٹون کے پناہ مین رہکر جاگیردارون اور زمیندارون سے تقریباً بیس لاکھ روپیہ بطریق صلعداری وصول کیا تھا۔ آپنے اوس کی دریافت کے لئے کہیم کرن دیوان کو (جو محمد اعظم کے تغیر سے خدمت دیوانی پر سرفراز ہوا تھا) حکم دیا۔ اور پٹانہ جات ومحالات کے بندوبست کے لئے محمد غیاث خان داروغۂ توپخانہ کو مامور کرکے شاہ گڑہ دانبر وغیرہ کے جانب روانہ فرمایا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ بعض مرہٹون نے موگی پٹن مین شرارت آغاز کی ہے۔ فوراً آپ، مرشوال ۱۱۳۶ھ مین چھ ہزار سوار وپانچ ہزار پیادہ وپانسو جزائر وبیس ضرب رہیکلہ سات لیکر موگی پٹن کے طرف کوچ کیا۔ جب آپ وہان پہونچے تو اسکے اول ہی مرہٹے آپکے آمد کی خبر سنکر فرار ہوگئے تھے۔ پھر آپنے وہان کا انتظام کیا اور صاحبزادگان بلند اقبال یعنی میر محمد پناہ فیروز جنگ بہادر ومیر احمد ناصر جنگ بہادر کی ختنہ کا رسم ادا کیا۔ چند روز تک اس کا جشن رہا۔ دیوگڈہ کے زمیندار نے ایک ہرن سفید رنگ اور چار چیتے ننگا تحفہ بھیجا۔ اور موگی پٹن کے فوجدار نے ایک مچھلی نہایت عظیم الجثہ یک من ۲۰ سیر وزن کی ارسال کی اتنے مین معلوم ہوا کہ آپکے اسطرف تشریف لانے کے بعد اورنگ آباد کے نواح مین مرہٹون نے ظلم وزیادتی شروع کی ہے۔ چنانچہ چند سوداگر سورت وگجرات کے (جس مین محمد ابراہیم تبریزی بخشی دافقہ نگار بکلانہ بھی تھا) جو اورنگ آباد آرہے تھے مرہٹون نے لوٹ لیا۔ اور اون کو شہید کر ڈالا اور چند پردہ نشین عورتین برہانپور سے بیل گاڑی پر سوار اورنگ آباد آرہی تھین۔ کولہ گاؤن کے

متصل مرہٹون نے اون کا تمام اسباب چھین لیا - اور اسی سال دکن و برہانپور کی دیوانی کی خدمت دیانت خان ابن امانت خان کی معزولی سے حیدر قلی خان اسفرائی عرف میرزا محمد رضا کے نام بادشاہ نے عطا کی - چونکہ حیدر قلی خان میر جملہ (جو بادشاہ کے مزاج مین کمال رسوخ رکھتا تھا) کا متوسل تھا - اس لئے اوس کے گھمنڈ پر اوس نے متصدیان و کڑوریان پر سختی اور ظلم و زیادتی شروع کی - جب آپ نے یہ سنا تو سخت برہم ہوئے - اور حیدر قلی خان کو دیوان خانہ مین طلب کر کے محمد غیاث خان اور سعد الدین خان خانسامان کے ذریعہ سخت ملامت کی - اور آیندہ اخلاق و نرمی کے برتاؤ کی ہدایت فرمائی - مگر وہ خود بہتیچ و تاب کھاکر بغیر باز یابی کے رخصت ہو گیا - اور اپنے کردار بد کو نہ چھوڑا - اس عرصہ مین خبر آئی کہ نواح جالنہ مین مرہٹون نے رعایا پر ظلم و زیادتی شروع کی ہے - آپ اس خبر کے سنتے ہی پہلے بہادر خان عرف ابراہیم خان کو روانہ فرمائے - اس کے بعد آپ نے بھی لشکر ظفر موج کے ساتھ کوچ کیا راستہ مین حیدر قلی خان بھی اپنے جمعیت کے ساتھ آملا - اور سلام کرنا چاہا - آپ نے جانقلستان خان میر ترک کو حکم کیا کہ جب تک وہ اپنے کردار کی اصلاح نہ کرے سلام کا موقع نہ دیا جائے - آخر حیدر قلی خان خفیف ہو کر بلدہ کے جانب مراجعت کیا - اور آپ بھی چند روز کے بعد بلدہ داخل ہوئے - انہین ایام مین خبر آئی کہ کنا جی دستاجی و رانوجی سرداران مرہٹہ نے محمد انور خان ضلعدار اٹنور و پہولمری و بیضاپور کو شکست کر کے پرگنۂ اٹنور کے قلعہ مین (جو مرہٹون نے داؤد خان کی فوجداری کے زمانہ مین یہ قلعہ نہایت مستحکم بنایا تھا) رکھا ہے - آپ نے فوراً بہادر خان عرف ابراہیم خان کو چار ہزار سوار و دو ہزار پیادہ کے ساتھ اون کی گوشمالی اور انور خان کی رہائی کے لئے روانہ کیا - خوب جنگ ہوئی - مگر اتفاقاً ابراہیم خان غنیم کے محاصرہ مین آگیا - اور آپ کے پاس کمک کی التجا کی - چنانچہ آپ نے ایک جمعیت شائستہ محمد غازی الدین خان بہادر ہین پور ریاست کی سرکردگی مین (جن کی عمر اس وقت نہ سالہ تھی) ابراہیم خان کی کمک کو روانہ کی اور محمد غیاث خان داروغہ توپخانہ کو اتالیق مقرر کیا - اور میر مرزا خان بخشی کو بھی ہمراہ کر دیا - جب یہ گئے تو

ایک مختصر سی جنگ کے بعد مرہٹے بھاگ گئے۔ اور لشکر اسلام نے اشتی کوس تک اون کا تعاقب کیا۔ اور اوسکے تعمیر کئے ہوئے اٹھور کے قلعہ کو مسمار کرکے زمین کے برابر کردیا۔ بہت سی غنیمت ہاتھ آئی۔ اور لشکر اسلام فتح و فیروزی کے ساتھ واپس آیا۔ محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ یہ فتح صاحبزادۂ بلند اقبال کی وجہ سے ہوئی لہذا صاحبزادہ کو فیروز جنگ کا خطاب عطا فرمایا جائے تو مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا۔ دو چار روز کے بعد ایک آبلہ آپکے سینہ کے پاس پیدا ہوا۔ ہر چند اطبا یونانی و ہندی نے علاج کیا۔ مگر صحت نہوئی۔ اتفاقاً ایک بہنوا گجرات سے تازہ وارد تھا۔ اوس کے علاج سے بیس روز مین بفضلہ تعالے شفا ہوگئی۔ آپنے اس معالجہ کے صلہ مین پانچہزار پانسو روپیہ اوس کے وزن کے موافق معہ خلعت کے عطا فرمائے اور نوروز تک جشن رہا۔ ہر امیر و سردار کو جاگیر و خلعت و جواہر وغیرہ سرفراز کیا۔ غازی الدین خان بہادر خلعت خاصہ و سرپیچ مرصع و اضافۂ پانصدی ذات و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے۔ اس اثنا مین محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ کنڈوجی مرہٹہ کلیانہ مین ایک قلعہ تعمیر کرکے بندر سورت و احمد آباد کے قافلون کو تاراج و تباہ کر رہا ہے۔ آپ نے خانمو صوف کو اوس کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ محمد غیاث خان نے وہان پہونچکر اوس قلعہ کو مسمار کیا اور کنڈوجی کو اسیر کرکے لے آیا۔ آپ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین جاگیر و منصب سے سرفراز کیا اور خیدر حسین کپردہنا جی جادو سیناپتی نے ملازمت حاصل کی۔ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار علم و نقارہ سے ممتاز ہوا۔ اور بائیس لاکھ روپیہ کی۔ جاگیر بھی بہالکی مین اوسکو عطا ہوئی۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ غرت سیکھی[1] فوجدار کرناٹک نے عبدالنبی خان فوجدار معزول سے شکست پائی ہے۔ آپنے اوس کی تنبیہ کے لئے کوچ فرمایا۔ قصبۂ انبر مین قیام تھا کہ خبر آئی حسن علی خان کو پادشاہ نے دکن کی صوبہ داری عطا کی ہے۔ اس خبر کے

[1] کہتے ہین کہ حسین علی خان امیرالامرا کو جو دکن کی صوبیداری پادشاہ نے عطا کی اوس کے اسباب یہ تھے کہ میر جملہ پادشاہ کا مقبل ہوگیا تھا۔ اور پادشاہ خود فرماتا تھا کہ میر جملہ کی زبان و دستخط مثل میری زبان و دستخط کے ہے۔ میر جملہ کی یہ حالت تھی کہ بغیر دسترس

سنتے ہی آپ نے دہان سے معاودت کی اور مخجستہ بنیاد آئے۔ اس عرصہ مین پادشاہ کا فرمان آپ کی طلبی مین آیا۔ اور ۱۱۲۶ھ مین آپ عازم دارالخلافہ ہوئے۔ پادشاہ نے آپ کو سنبھل و مرادآباد کی فوجداری عطا فرمائی۔ اور آپ زمینداران کوہ سوالک کی تادیب کے لئے روانہ ہوئے چنانچہ آپ نے اون سرکشون کی قرار واقعی تادیب کی۔ اور اپنے مفوضہ صوبہ کے انتظام مین مشغول ہوئے۔ ادہر پادشاہ اور وزیر مین روز بروز عداوت بڑہنے لگی۔ اور امیرالامرا بھی دو تین سال مخجستہ بنیاد مین اقامت کرکے اپنے بھائی قطب الملک وزیر کے بلانے سے دارالخلافہ چلا آیا۔ اب یہ دونون بھائی پادشاہ کے قید کرنے کی تدبیرین سوچنے لگے ادہر پادشاہ نے بھی صلاح و مشورے کیلئے (اعتقاد خان رکن الدولہ کے کہنے سے) نواب نظام الملک آصف سر بلند خان۔ راجہ اجیت سنگھ کو اون کے صوبہ جات سے بلالیا۔ مگر افسوس ہے کہ پادشاہ سے کچھ بن نہ پڑی اون دونون بھائیون نے میدان جیت لیا۔ یعنے پادشاہ (فرخ سیر) کو قید کرکے چند روز کے بعد قتل کرڈالا

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۸) وزیر کے جس کو چاہتا منصب و جاگیر عطا کرتا۔ اور یہ امر عبداللہ خان قطب الملک وزیر کے خلاف طبیعت تہا۔ اور میر جملہ ہمیشہ پادشاہ کو قطب الملک و امیرالامرا کے خلاف سمجہاتا تہا۔ اور ان دونون بہائیون کے جانب سے پادشاہ میر جملہ کے کہنے سے سخت بدظن تہا۔ حالانکہ ان دونون بھائیون نے اوس کی تخت نشینی کے متعلق کیا کیا جانفشانیان کی تہین اور ایک دفعہ جب اجیت سنگھ نے سرکشی پر کمر باندہی اور اکثر مسجدون کو گرایا۔ اور اذان کی ممانعت کی۔ گاؤکشی کو موقوف کیا تو پادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے لئے امیرالامرا کو بھیجا جب یہہ وہان گیا تو اجیت سنگھ خوف کے مارے کوہستان مین معہ عیال و اطفال کے جا چہپا اور مصالحت چاہی۔ امیرالامرا نے وہان کے مندرون کو توڑا۔ مسجدین تعمیر کرائین اور پیشکش گزرانیں۔ اس کے علاوہ پادشاہ کے لئے اجیت سنگھ کی لڑکی ڈولہ دینے کی شرط کی۔ چنانچہ پادشاہ نے کواص نوشالستہ خان کو وہان جاکر اوس کی لڑکی کو پادشاہ کے لئے لایا۔ بہرحال امیرالامرا اوس پادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری، اور بہبودی و خیرخواہی مین ہمیشہ کوشان رہتا تہا۔ مگر میر جملہ کی سعایت نے ان سب خدمات پر پانی پہیر دیا۔ اور پادشاہ کے دونون بہائیون کا جانی دشمن بنگیا۔ آخر یہ دونون بھائی ملازمت شاہی کو

اور ابوالبرکات رفیع الدرجات کے سر پر تاج رکھا۔ یہہ واقعات ہم یہان پر بالکل مختصر کرکے بیان کررہے ہین کیونکہ ہم کو تو نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے حالات تحریر کرنا ہین۔ علاوہ برین اسکے قبل ہمنے فرمانروایان ہندوستان کے حالات مین یہہ تمام واقعات تفصیل کے ساتھہ لکھہ چکے ہین۔ مکرر اونہین حالات کا لکھنا عبث و باعث طوالت ہے۔ الغرض رفیع الدرجات نے تخت نشینی کے تیسرے مہینے مین انتقال کیا۔ اور رفیع الدولہ (شاہ جہان ثانی) سریر آرا ہوئے۔ مگر یہہ بھی ایک ماہ ۲۰ روز کے بعد راہی خلد برین ہوئے۔ اب سادات بارہہ (قطب الملک و امیر الامرا) نے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو تخت نشین کیا۔ اور محمد شاہ پادشاہ لقب ٹھہرا خیر آمدم بر سر مطلب۔ نواب نظام الملک بہادر چند روز پادشاہ و وزیر کی مخالفت۔ اور پادشاہون کے رد و بدل کا تماشا دیکھتے رہے۔ اور اس کے بعد آپ کو مالوہ کی صوبہ داری تفویض ہوئی۔ چنانچہ آپ مالوہ تشریف لے گئے۔ اور اوس نواح کے سرکشون اور مفسدون کی گوشمالی اور تنبیہ مین مشغول ہوئے۔ اور اطراف و اکناف کے بعض تعلقات کو قبض و تصرف مین لائے۔ اور جمعیت سابقہ مین نو ملازم بھرتی کرکے فوج شایستہ ترتیب دی۔ جب یہ خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو آپ سے بدظن ہوئے۔ چنانچہ حسین علی خان نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۹) ۔ ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے۔ بعد ازان بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر جاکر دونون بھائیون کو بھی کر اور اطمینان دلاکر دیگر بادشاہ کے دربار مین حاضر ہونیکی تاکید کی۔ چنانچہ یہ دونون بھائی پھرائے۔ اور یہ یقینہ ہوا کہ میر جملہ اور امیر الامرا بادشاہ کے پاس دارالخلافہ مین رہینگے چنانچہ امیر الامرا کو اس لئے دکن کے صوبہ داری عطا کرکے بادشاہ نے اپنے کے جانب روانہ کردیا۔ اور آپ (آصف جاہ بہادر) کو ملک مالوہ اور سپہ سالاری اور میر جملہ کو عظیم آباد کی صوبہ داری پر بھیجا گیا۔ اس کے بعد [illegible] خان کا مارا جانا میر جملہ کا عظیم آباد سے آنا اور پھر اب پر مامور ہونا۔ اور امیر الامرا کا چندے خجستہ بنیاد مین رہنے کے [illegible] شاہ سے دارالخلافہ کو آنا وغیرہ وغیرہ تفصیل طور پر ہم نے اسی تاریخ کے حالات فرمان روایان ہندوستان مین لکھہ چکے ہین۔ اب مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔ ۱۲ مولف

آپ کو لکھا کہ "صوبہ جات دکن کے بندوبست کے لئے صوبۂ مالوہ کو مین اپنا مستقر بنانا چاہتا ہون پس آپ اکبرآباد - الہ آباد - برہانپور - ملتان - ان چارون صوبون مین سے جس صوبہ پر طبیعت چاہے اطلاع دیجئے تاکہ بادشاہ سے اوس صوبہ کی مامورمی کا فرمان آپکے مدتین بھیجدیا جائے" جب یہ تحریر آپکو پہونچی تو آپ سخت برہم ہوئے - اور سادات بارہہ کی خودمختاری و بادشاہگری - سلطنت مغلیہ کی برہمزنی و تباہی پر نظر کرکے توسل و تعلق شاہی کو ترک کرنا مناسب سمجھا - اور یہ دو امر مرکوز خاطر ہوئے - **اوّل** سادات بارہہ کے مقابلہ مین علم مخالفت بلند کیا جائے - اور اس ارادہ کو مصمم و مکمل کرنے لئے آپنے نصل علی خان کو راجہ جے سنگھ کے پاس روانہ کرکے اپنا مافی الضمیر لکھدیا - مگر اوس نے حسب مرضی آپکے جواب نہ دیا - جس سے اس ارادہ کی تکمیل نہو سکی **دوم** دکن کے جانب جانا چاہئے - کیونکہ اس کے قبل سہابز خان ناظم حیدرآباد نے اپنے معتمد محمد علی کے ذریعہ یہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر آپ دکن تشریف لائے تو بادشاہ کے خون کا انتقام سادات بارہہ سے لینے مین آپ کی ہمراہی کرتا ہون - اور چندرسین سپردہنا جادو بھی آپکے طلب مین ایک عرضداشت روانہ کیا تھا - اور محمد غیاث خان (جو آپکے خیرخواہ و خیرگال تھے) نے بھی دکن چلنے کی رائے دی تھی - بالآخر امر مؤخرالذکر قرار پایا - چنانچہ وسط جمادی الثانی ۱۱۳۲ھ مین آپ شیخ ابوالخیرخان - مرحمت خان - دلیرخان وغیرہ کو ہمراہ لیکر مع لشکر جرار سرونج کے طرف سے (دارالخلافہ آنے کی شہرت دیکر) روانہ ہوئے - جب موضع کاٹیا پہونچے تو پھر وہان سے دکن کے طرف کوچ فرمائے - جب آسیر پہونچے تو اول طالبخان قلعہ دار آسیر نے قلعہ کے تفویض کرنے مین پس و پیش کیا - مگر مرحمت خان نے جاکر کچھ ایسی پٹی پڑہائی - اور ڈرایا دہمکایا کہ آخر قلعہ کی کونجیان پیش کرنے مین پڑی - اسکے بعد آپنے صاحبزادگان بلند اقبال اور محلات مبارک کو بحفاظت تمام قلعۂ آسیر مین چہوڑکر برہانپور داخل ہوئے - یہان محمد انور اللہ خان دیوان برہانپور حاضر تھا - اور محمد انور خان ناظم برہانپور عالم علی خان کے پاس خجستہ بنیاد گیا ہوا تھا - چنانچہ انور اللہ خان نے بروج دبارہ کا بندوبست کرکے انور خان کو آپکے آنیکی اطلاع دی - اور انور خان یہہ خبر سنتے ہی راؤر پہنچا بنالکر کو لیکر دو روز کے

عرصہ مین برہانپور آگیا۔ اور شہر کی حفاظت مین مشغول ہوا۔ مگر آپ کی یاوری طالع سے اکثر اعیان شہر اور راؤ رنبھا بالکر خفیتاً آپکے شریک و موافق ہو گئے۔ اب محمد انور خان کے ہوش پراگندہ ہوئے۔ ناچار گردن اطاعت خم کی اور مصالحت پر کمر باندھی۔ اور ۱۴ رجب ۱۱۳۲ھ کو شہر کا قبضہ دیدیا۔ آپنے میر علی اکبر خان کو برہانپور کی صوبہ داری اور محتشم خان کو بخشی گری عطا کی۔ اس اثنار مین عوض خان بہادر صوبہ دار بڑاڑ (جو آپکے پھوپھا ہوتے تھے) ایک ہزار مین سو سوار سے حکیم محمد تقی اصفہانی کو معہ پانسو سوار کے ہمراہ لیکر آپکے پاس پہونچے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ امیر الامرا نے سید دلاور علی خان بخشی فوج کو آپکے تعاقب مین روانہ کیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ مہمات وغیرہ کا انتظام کرکے راج مکرائی پہونچے۔ ۱۳ شعبان کو طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ سید دلاور علی خان مارا گیا۔ اور فوج غنیم کے چار ہزار سوار و پیادے قتل ہوئے۔ آپکے جانب صرف بخشی خان و تبریز خان مارے گئے۔ اور عوض خان۔ محمد غیاث خان۔ عزیز بیگ خان۔ قادر داد خان زخمی ہوئے۔ بعد ازان آپ فتح و فیروزی داخل برہانپور ہوئے۔ اس عرصہ مین عالم علی خان (جو امیر الامرا کا بھتیجا بنیاد مین بحکومت کرتا تھا) نے تجمل بنیاد سے آپکے مقابلہ کے لئے تیس ہزار سوار کی جمعیت سے کوچ کیا۔ راستہ مین جب اوسکو دلاور علی خان کے مارے جانیکی خبر معلوم ہوئی تو سخت مشوش ہوا۔ سرداران مرہٹہ (جو اوس کے ہمراہی تھے) نے صلاح دی کہ اب یہان سے واپس چلنا بہتر ہے۔ مگر اوس نے نشہ جوانی کے ترنگ مین نمانا اور آگے بڑھا۔ جب آپ کو اوس کے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو آپنے دلاور علی اور شیر علی خان کے تابوت کو باعزاز تمام اوس کے پاس بھیجدیا۔ اور کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے چچاؤن کے پاس دار الخلافہ چلے جاؤ۔ ادہر سے کوئی مزاحم نہ ہوگا۔ مگر اوس نے آپ کی نصیحت کو قبول نہ کیا۔ آخر آپ نے برہانپور سے کوچ فرمایا۔ اور دریائے پورنا پر مقام کیا۔ شدت بارش سے دریا طغیانی پر تھا۔ طرفین کو چند روز ساحل پر قیام کرنا پڑا۔ اسکے بعد آپ دریا کے کنارے کنارے عبور کرنے کے غرض سے بڑاڑ کے سمت روانہ ہوئے۔ آخر ایک مقام پر دریا پایاب تھا۔ اس لئے آپنے معہ لشکر دریا کو عبور فرمایا

اودھر سے عالم علی خان بھی مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر بارش کی شدت اور راستے کے کیچڑ سے طرفین کو چند روز بیکار رہنا پڑا۔ اس اثنا مین غلہ کی کمیابی اور کاہ و دانہ کی عدم موجودگی سے آپکے لشکر کو تکلیف اوٹھانی پڑی۔ الحاصل ۶ شوال سنہ الیہ کو بالاپور کے نواح مین جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ مین عالم علی خان نے باوجود کم سنی کے (۲۲ سالہ تھا) کمال جرات و دلاوری سے مقابلہ کیا۔ لیکن زخمون مین چور ہوکر سفر آخرت کیا۔ اور اوسکے طرف کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور بعض سردار مثلاً امین خان عمر خان ترکتاز خان۔ فدوی خان۔ جنگ کے اختتام پر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپکے جانب بجز سید سلیمان (جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی اولاد مین تھا) اور شیخ نوراللہ کے کسیکو بھی ہلاکت کا صدمہ نہ پہونچا۔ البتہ متوسل خان۔ محمد حیات خان۔ محمد شاہ۔ کامیاب خان وغیرہ زخمی ہوئے۔ اور مرہٹون کی دست برد و شوخی سے کسیقدر خزانہ برباد گیا۔ جب یہ خبر خجستہ بنیاد پہونچی تو عالم علی خان اور حسین علیخان کے تمام متعلقین قلعہ دولت آباد مین سید مبارک خان قلعدار کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ انہین ایام مین مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور اوس کا حریف دلاور خان چھ سات ہزار سوار سے آپکے خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپ فتح و فیروزی داخل لشکر ظفر موج ہوئے۔

اب اودھر دار الخلافہ کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ جب امیر الامرا کو دلاور علیخان اور عالم علیخان وغیرہ کے مارے جانیکی خبر پہونچی تو نہایت متردد ہوا۔ آخر قطب الملک کو دار الخلافہ روانہ کرکے بادشاہ کو ہمراہ لیا۔ اور پچاس ہزار سوار سے آپکے مقابلہ کو اکبرآباد سے کوچ کیا۔ چونکہ فرخ سیر بادشاہ کے قتل کیوجہ سے اکثر امرا و [illegible] رعایا و تجار ان بھائیون سے متنفر ہوگئے تھے۔ اور ہر ایک ان کے قلع و قمع کے درپے تھا۔ چنانچہ محمد امین خان اعتماد الدولہ چین بہادر (جو نواب نظام الملک بہادر کے قریبی رشتہ دار تھے) نے میر حیدر کاشغری (جو کان دوعلات اور میر حیدر صاحب تاریخ رشیدی کی اولاد مین تھا) کو امیر الامرا کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور اس راز مین بجز بادشاہ کی والدہ (صدر النساء محل) اور

سعادت خان نیشاپوری فوجدار ہنڈول دبیانہ کے کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ کو مقام تورہ میں منزل ہوئی۔ اور امیر الامرا بادشاہ کو محل سرا میں پہونچا کر اپنے مقام کو واپس آیا۔ جب گلال باڑ کے دروازہ پر پہونچا تو میر حیدر نے اپنا معروضہ پیش کیا۔ امیر الامرا ٹہلنے میں مشغول ہوا۔ پھر کیا تھا میر حیدر نے ایک خنجر اوس کے پہلو میں ایسا مارا کہ خاتمہ ہوگیا۔ سید نور اللہ خان پسر سید اللہ خان مشہور بہ اولیا (جو امیر الامرا کے ہمراہ پیادہ پا چل رہا تھا) نے میر حیدر کا تلوار سے کام تمام کیا۔ مغلوں نے نور اللہ خان کو مار ڈالا۔ اور امیر الامرا کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے گئے جب حسین علی خان کے آدمیوں کو معلوم ہوا تو کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا۔ خواجہ مقبول ناظر سادات اور حسین علیخان کے سقہ وخاکروب نے نہایت جرات ودلاوری سے جنگ کرکے مارے گئے۔ اور حق نمک ادا کیا۔ اتنے میں سید عزت خان (جو حسین علیخان کا بھائی تھا) کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو چار پانچ سوار لیکر ہاتھی پر سوار بادشاہ کے دولتخانہ پر پہونچا۔ حیدر علی خان اور سعادتخان نے دانشمندی پر کمر باندھی۔ اور اعتماد الدولہ منہ پر شال ڈالکر ہمجا محل میں پہونچے۔ اور بادشاہ کو ہاتھی پر سوار کرکے آپ خواصی میں بیٹھے۔ غیرتخان سے مقابلہ ہوا۔ آخر غیرتخان مارا گیا۔ اور بادشاہ فتح وظفر داخل دولتخانہ ہوا۔ جب یہ خبر قطب الملک کو پہونچی تو کمال رنج وغم کیا۔ اور دہلی پہونچکر شاہزادہ سلطان ابراہیم ابن رفیع الشان کو قید سے رہا کرکے تخت نشین کیا۔ اور ابوالفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب قرار پایا اسکے بعد جمعیت کو فراہم کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ایک لاکھ سوار سے بھی زیادہ جمعیت جمع ہوگئی۔ اب بادشاہ کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا۔ ۱۳ یا ۱۴ محرم سنہ ۱۱۳۳ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا قطب الملک مسموم ہوکر انتقال کیا۔ اب ادھر کی سنئے کہ جب آپ (نواب نظام الملک بہادر) امیر الامرا کے مارے جانے اور قطب الملک کے گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو آپنے دوگانہ شکر ادا کیا اور رخت ہمجہان آباد جانے کیلئے جنبش سے کوچ فرمایا۔ اور مبارز خان رخصت لیکر حیدرآباد روانہ ہوا۔ جب [illegible] گل فرد اپور پہونچے تو سننے میں آیا

کہ اعتماد الدولہ محمد امین خان خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ اس خبر کے سنتے ہی آپ نے مجتبہ بنیاد کو معاودت فرمائی۔ اندنون افغانان بیجاپور نے کشتی پر کر باندہی تھی۔ اس لئے آپ مجتبہ بنیاد سے بیجاپور کے جانب روانہ ہوئے۔ تفاخرخان قلعہ دار بیجاپور نے شرف ملازمت حاصل کی۔ اور ابراہیم خان پنی کرنول سے اور عبدالنبی خان کڑپہ سے حاضر ہوئے۔ اور پیش کشین گذرانین۔ چنانچہ سپاہ کی تنخواہ پانچ مہینون کی ادا کی گئی۔ اس اثنا مین اعتماد الدولہ محمد امین خان وزیر نے رحلت کی۔ اور معزالدولہ حیدر قلیخان برہان الملک صمصام الدولہ۔ مبارزالملک سربلندخان وغیرہ نے وزارت کی خواہش کی۔ مگر بادشاہ نے عنایت اللہ خان کشمیری کو نایب وزیر مقرر کرکے آپ کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ چنانچہ فرمان شاہی اودھوفی کے مقام پر پہونچا۔ اور آپ فوراً بیجاپور کا انتظام کرکے مجتبہ بنیاد آئے۔ اور دیانت خان کو دیوان دکن۔ عضدالدولہ کو اپنا نایب مقرر کرکے دارالخلافہ کے جانب کوچ فرمائے۔ بادشاہ نے آپ کے استقبال کے لئے بخشی الملک صمصام الدولہ منصور جنگ بہادر کو روانہ کیا۔ جب آپ داخل دارالخلافہ ہوئے تو چند روز حاسدان بدکیش کے کہنے سے بادشاہ نے وزارت کے دینے مین تامل کیا۔ آخر ۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۳۴ھ کو خلعت وزارت مع خنجر و قلمدان مرصع و انگشتری الماس کے آپ کو عطا فرمایا۔ ہرچند آپ نے انتظام سلطنت و فراہمی خزانہ مین کوشش بلیغ فرمائی۔ اور اپنے زمانہ وزارت کو نیکنام بنانا چاہا۔ لیکن بعض مفسدون خصوصاً بادشاہ کی کوکی (حسین النسا یہ عورت نہایت پرفن و مکار و رشوت خوار تھی) کی شرارت و فتنہ پردازی سے دلی منشا کی تکمیل نہونے پائی۔ اور معزالدولہ حیدر قلی خان میرآتش ایسا مفسد تھا کہ ہمیشہ امورات وزارت مین دخل دیتا رہتا تھا جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اوسکو احمدآباد کی صوبہ داری عطا کرکے دارالخلافہ سے جدا کیا۔ اب اس نے وہان احمدآباد کے زمیندارون اور جاگیرداردن پر ظلم و زیادتی شروع کی۔ اور بغاوت پر کر باندہی۔ آخر بادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے لئے آپ کو روانہ فرمایا۔ اور خلعت و جواہر و فیل سے سرفراز کی بخشی۔ اور نو لاکھ روپیہ نقد اس مہم کے متعلق عطا کیا۔ چنانچہ آپ اوایل صفر سنہ ۱۱۳۵ھ مین احمدآباد کے جانب روانہ ہوئے۔ اور عضدالدولہ نایب

حجتہ بنیاد۔ نصیر الدولہ نایب برہانپور۔ دیانت خان دیوان دکن محتشم خان بخشی دکن بھی ہمراہی مین حاضر ہوگئے
جب آپ احمد آباد کے قریب پہونچے تو حیدر قلی خان بیماری کا بہانہ کرکے دار الخلافہ کو احمد آباد سے
چلا گیا۔ آپنے اپنے عموی برزگوار حامد خان بہادر کو احمد آباد کا نایب صوبہ دار مقرر کرکے اوایل جمادی آخر
مین دار الخلافہ واپس ہوئے۔ اور سرداران دکن کو بھی رخصت دی۔ راستہ مین بہوپال پہونچکر دوست محمد خان
سے اسلام گڈہ حاصل فرمایا۔ اور اپنے پہوپی زاد بھائی عظیم اللہ خان پسر رعایت خان کو نایب صوبہ دار مالوہ
کی خدمت پر مامور کیا۔ اور خود اوایل جمادی الآخر سنہ ۱۳۵ ہجری دار الخلافہ کے طرف مراجعت کی۔ پھر امور ملکی کے
بندوبست۔ خزانہ کی گرد آوری فساد و فتنہ کے دفع کرنے مین کوشش کرنے لگے۔ مگر مفسدون نے آپکی
ایک نہ چلنے دی۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین شاہ فرمانروائے ایران پر محمود خان شاہ
افغانستان غالب آیا۔ اور اصفہان سے شیراز تک قابض ہوگیا۔ سلطان حسین کو مقید کیا۔ شاہزادہ
طہماسپ سمہ برادر دلیران سلطان حسین قلعہ اصفہان سے نکل کر لشکر فراہم کرنیکی فکر مین ہین۔ اس متوحش خبر کو سنکر
آپنے بادشاہ سے عرض کیا کہ اوّل اجارہ محال خالصہ جس سے ملک کی خرابی و ویرانی ہوتی ہے برطرف
ہونی چاہیے دوم رشوت جس کا نام پیشکش رکھا گیا ہے۔ (جو بادشاہون کے داب ورائے سلیم کے خلاف
و بعید ہے) موقوف کیجائے سوم عالمگیر بادشاہ کے عہد کے موافق جزیہ جاری ہونا چاہیے چہارم شیر شاہ
نے جب ہمایون سے ہندوستان لے لیا تو ہمایون کے ایران جانے پر شاہ ایران نے کمک و امداد کی
اگر اس وقت افغانون کی اذیت کے دفعیہ کے لئے فرمانروائے ایران کی اعانت کیجائے تو مناسب ہے۔ بادشاہ
نے کہا کہ ہمارے پاس ایسا آدمی نہین جسکو اس مہم پر مامور کیا جائے۔ آپنے کہا کہ اگر اس خانہ زاد کو حکم ہو تو
دل و جان سے کوشش کریگا۔ جب بادشاہ نے دوسرے امرا سے مشورہ کیا تو اونہون نے کچھ ایسی حاسدانہ
مفسدانہ باتین عرض کین کہ بادشاہ آپ سے بدگمان ہوگیا۔ اور مخفی طور پر دکن کی صوبہ داری پیشکش کشیر دیکر
مبارز خان عماد الملک ناظم حیدر آباد کو عطا کر دی۔ چنانچہ اس کارروائی سے آپ بدل و برداشتہ خاطر ہو

براہ دور اندیشی ۱۱۳۶ھ مین ناسازی مزاج کے بہانہ سے چند روز کی رخصت حاصل کی۔ اور خدمت وزارت کی انجامدہی کے لئے اپنے فرزند غازی الدین خان بہادر کو اپنا نائب بناکر دارالخلافہ مین چھوڑا۔ اور دارالخلافہ سے کوچ کرکے دریائے گنگ کے کنارے سیر و شکار مین مشغول ہوئے۔ جب امرائے شاہی کو اصلی حالت سے اطلاع ہوئی تو آپ کی تالیف قلوب کے لئے محبت آمیز خطوط لکھے۔ اور دارالخلافہ چلے آنیکی استدعا کی۔ ظاہر مین تو توجہ و اخلاص کا برتاؤ تھا۔ مگر باطن مین یہ خیال تھا کہ آپ دارالخلافہ آتے ہی نظر بند کرلئے جائین۔ مگر آپ چیرہ دست اور دور اندیش تھے۔ اون کے اصلی مطلب کو پاگئے۔ اتنے مین احمد آباد و مالوہ کے جانب مرہٹون کے تاخت و تاراج کی خبر معلوم ہوئی۔ چونکہ یہ دونون صوبے آپ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے اون کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے آگے روانہ ہوئے جب مرہٹون کو آپ کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو چلتے بنے۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ مبارز خان عماد الملک حیدرآباد سے عازم خجستہ بنیاد ہوا ہے۔ اور عضد الدولہ بہادر (جو آپکے جانب سے خجستہ بنیاد مین نائب تھے) کو لکھا ہے کہ دکن کی صوبہ داری میرے نام بادشاہ سے [illegible] خجستہ بنیاد سے آپ رخصت ہوجائے۔" دوسری خبر دارالخلافہ سے یہ آئی کہ بادشاہ نے غازی الدین خان بہادر کو نیابت وزارت سے معزول کرکے خدمت وزارت اعتماد الدولہ قمر الدین خان کو عطا کی ہے۔ ان دو خبرون نے آپ کو اور بھی افسردہ خاطر کردیا۔ اور شبان کے عشرۂ ثانی مین وہان سے کوچ کرکے باندہ پہونچے اور خواجہ قلی خان قلعدار کو ہمراہ لیکر الوالخیر خان بہادر کو وہان کی قلعداری پر مامور فرمایا۔ پھر بدل جمعی تمام نربدا عبور کرکے اوایل رمضان مین برہانپور داخل ہوئے۔ اور وہان سے خجستہ بنیاد پہونچے۔ مبارز خان عماد الملک کو نصیحت* آمیز خطوط لکھے۔ لیکن مبارز خان کے سر پر تو اجل سوار تھی۔ اوس نے آپکے نصیحت کو نہ مانا اور آگے

* عالم علی خان کے جنگ کے موقع پر جب مبارز خان حیدرآباد سے نکل کر آپکے پاس آیا تھا۔ اور آپکے رفاقت پر کمر باندہی تھی تو یہ کہا تھا کہ جب تک بادشاہ آپ سے موافق رہے تب تک مین بھی بادشاہ کا نوکر رہون۔ اگر احیاناً اسکے خلاف ہو تو فوراً ترک ملازمت کرکے آپ کی خدمت

بڑھا چلا آیا۔ اب تو آپ بھی مجبتہ بنیاد سے نکل کر تالاب حیوت پر مقیم ہوئے۔ آخر قصبہ تشکر کثیر علاقہ صوبہ برار کے مقام پر طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ فریقین کے سردار ان نامی مارے گئے۔ اور مبارز خان کے دو بیٹے مسعود خان و اسد خان قتل ہوئے۔ دوسرے دو بیٹے محمود خان و حامد اللہ خان زخمی ہو کر گرفتار ہوئے۔ اسکے بعد خود مبارز خان عماد الملک بھی زخمی ہو کر راہی عدم ہوا۔ اور آپ بفتح و فیروزی مجبتہ بنیاد داخل ہوئے جب بادشاہ کو مبارز خان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو آپ کے سفوضہ صوبجات و قلعہ جات پر دوسرے امرا کو مامور کر کے روانہ کیا۔ چنانچہ مالوہ کی صوبہ داری گردھر بہادر کو عطا ہوئی۔ اور آپ کے جانب مالوہ مین علیم اللہ خان مہیب تھا۔ جب گردھر بہادر وہان پہونچا تو اوس نے جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر بادشاہ نے صمصام الدولہ کے ذریعہ اوسکو کہلا بھیجا کہ تم مالوہ مگردھر بہادر کے تفویض کر کے اجمیر کی صوبہ داری پر چلے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اوس نے مالوہ مگردھر بہادر کے تفویض کر کے اجمیر چلا گیا۔ اور قلعہ ماندو دیار قطب الدین علی خان پسر بہادر خان کی سپرد ہوا۔ اور آپکے طرف سے وہان ابو الخیر خان بہادر تھے۔ جب آپکو قطب الدین علیخان کی ماموری کی خبر ہوئی تو ابو الخیر خان کو طلب فرما لیا۔ اور بلا کسی جدوجہد کے قطب الدین علیخان ماندو دیار پر قابض ہوا۔ اور گجرات کی صوبہ داری پر سربلند خان دلاور جنگ اور نائب صوبہ داری پر شجاعت خان مقرر ہوئے۔ اور آپ (نظام الملک بہادر) کے طرف سے وہان جامد خان مامور تھے بجب شجاعت خان وہان پہونچا تو حامد خان نے مقابلہ کیا۔ آخر شجاعت خان مارا گیا۔ جب شجاعت خان کے بھائی ابراہیم علیخان کو بھائی کے مارے جانیکی خبر ہوئی تو اوس نے پیلاجی گیکواڑ کو ہمراہ لیکر حامد خان کے سر پر پہونچا۔ لیکن جامد خان نے اسکو بھی مار لیا۔ پیراو اسکا بھائی رستم علیخان مقابلہ کو آیا۔ اور پسپا ہوا۔ جب بادشاہ سے یہہ خبر سنی تو سربلند خان کو پاس لاکھ روپیہ دیکر گجرات روانہ کیا۔ اس سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۷) - رفاقت مین حاضر ہو جاؤنگا۔ چنانچہ اوس کی اخلاص آمیز گفتگو پر آپنے اعتماد کر کے بادشاہ سے ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار و خطاب عماد الملک دلایا تھا۔ اور اپنے پاس سے ہی مراتب و اگلی جہا لردار عطا کی تھی۔ اور ہمیشہ ہر ایک معاملہ مین اوسکی رعایت آپکے لحاظ خاطر رہتی تھی۔ مگر اوس محسن کش نے اون ایام کو بالائے طاق رکھکر مقابلہ پر کمر باندھا۔ ۱۲ مولف

بھی خوب جنگ ہوئی آخر الامر سربلند خان غالب آیا۔ اور حامد خان وہان سے نکل کر محبت بنیاد پہونچے۔ اور آپ (نظام الملک بہادر) مبارز الملک پر فتح پانے کے بعد حیدرآباد کے جانب روانہ ہوئے۔ وہان مبارز الملک کا بیٹا خواجہ احمد خان اپنے باپ کے جانب سے نایب تھا۔ جب باپ کے مارے جانیکی خبر پہونچی تو تمام مال ومتاع لیکر قلعہ گولکنڈہ گیا۔ اور مستدل خان خواجہ سرا (جو مبارز خان کے دوسرے بیٹے کے طرف سے نایب قلعدار تھا) سے جنگ کرکے قلعہ مین داخل ہوا۔ آخر ربیع الثانی ۱۱۳۶ھ کو آپ نواح حیدرآباد مین پہونچے۔ اور گوشہ محل کے باغ مین قیام فرمایا۔ اور ایک سال تک خواجہ احمد خان قلعہ گولکنڈہ مین قلعہ بند رہا۔ اور آپ کے عالون کو قبضہ نہونے دیا۔ آخر ۱۱۳۸ھ مین قلعہ کی کونجیان آپکے حوالہ کین۔ آپنے حیدرآباد دکن کا قرار واقعی انتظام کیا۔ اور مبارز خان کے بیٹون مین خواجہ احمد خان کو شہامت خان اور خطاب اور خواجہ مسعود خان کو مبارز خان کا خطاب عطا کرکے جاگیرات عمدہ محاصل سے سرفراز فرمایا اوس کے متعلقین ودوستون کو بھی انعام واکرام سے مالامال کیا۔ اور زمینداران واکنکرہ۔ کو سیر۔ الگنڈل (جو سرکشی وبغاوت کرتے تھے) کی تنبیہ وتادیب کرکے مرہٹون کے ظلم وزیادتی کا بھی انسداد فرمایا۔ چوتھہ وسردیسکھی کو یکلخت موقوف کیا۔ اب بادشاہ نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے آپ کی استمالت و موافقت پر کمر باندہی۔ اور ایک فرمان کے ذریعہ دکن کی صوبہ داری اور وکالت معہ خلعت وفیل وجواہر وخطاب آصف جاہ عطا فرمایا۔ ۱۱۳۸ھ مین آپنے میر علی اکبر خان دیوان برہان پور کو ارادت خان دیوان دکن کا نائب اور محمد عاقل خان کنبو کو برہان پور کا دیوان۔ حامد خان کو صوبہ دار ناندیڑ مقرر کیا۔ اور ۱۱۳۹ھ مین باجے راؤ کی (جو ساہو راجہ کا نایب تھا) گوشمالی کا خیال کرکے اوس کی جائے پر سبھا ابن رام راج ابن سیوا کو مامور کیا۔ اور چندرسین کی معرفت سبھا کو طلب کرکے مرہٹون کی سرداری اور سردیسکھی عطا کی ۱۱۴۰ھ مین باجیراؤ جالنہ کے مقام پر مقابلہ کے لئے آیا۔ آپ بھی سبھا کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ جب مقابلہ ہوا تو باجیراؤ بھاگا۔ اور آپنے عضد الدولہ کو اوسکے تعاقب مین روانہ کرکے خود بھی اون کے پیچھے کوچ فرمایا۔

اسنے مین معلوم ہوا کہ باجے راؤ گجرات گیا۔ آپنے برہانپور مین قیام کرکے عمالون کا ردوبدل فرمایا اور وہان سے سورت گئے پھر وہان سے مراجعت کرکے پونا آئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ باجیے راؤ نے تجنتہ بنیاد کیا ہے۔ آپ بھی ادسی طرف کو رخ کئے۔ گانڈاپور و بیضاپور کے مقام پر طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ آخر باجے راؤ نے مصالحت چاہی۔ چنانچہ دو شرطون سے صلح ہوگئی۔ ایک تو راجہ سہنا سے عداوت نکرے۔ اور دوسرا چوتھائی سے زیادہ نہ مانگے۔ اس کے بعد آپ حیدرآباد آئے۔ سنہ ۱۱۴۱ھ مین شہر شاہجہانپور برہانپور کی تعمیر اور نظام آباد کی آبادی کا حکم دیا۔ اور سنہ ۱۱۴۲ھ مین حامد خان نے انتقال کیا۔ عضد الدولہ بہادر بھی سنہ ۱۱۴۳ھ مین راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ اس خبر کے سننے سے آپ بیحد ملول ہوئے۔ اور تجنتہ بنیاد کا ارادہ فرمایا۔ چند عمالون کے ردوبدل کے بعد برہانپور پہونچے اور موہن سنگھ زمیندار ہرولی کی تنبیہ کی توجہ کی۔ اور وہان سے باجے راؤ کی گوشمالی کے لئے خاندیس گئے۔ اور اکلانہ تک اوس کا تعاقب کئے تجنتہ بنیاد داخل ہوئے۔ سنہ ۱۱۴۵ھ مین روشن الدولہ ظفر خان بہادر بخشی سوم بادشاہی کی دختر سے میر احمد خان بہادر نامزد جنگ کے شادی کی تیاری شروع ہوئی۔ غرہ شوال سنہ ۱۱۴۷ھ کو نواب میر نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی تولد ہوئے۔ اور سنہ ۱۱۴۸ھ مین بادشاہ نے باجے راؤ کو مالوہ کی صوبہ داری عطا کی۔ اور اخیر سنہ ۱۱۴۹ھ مین بادشاہ نے آپ کو دارالخلافہ طلب فرمایا۔ چنانچہ آپ نادر جنگ بہادر نظام الدولہ کو بجاے خود صوبۂ دکن مقرر کرکے ۱۱ ذی حجہ کو تجنتہ بنیاد سے کوچ فرمائے۔ اور اواخر ربیع الاول سنہ ۱۱۵۰ھ مین داخل شاہجہانآباد ہوئے۔ بادشاہ نے اکبرآباد و مالوہ کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ آپ صوبجات مفوضہ کے بندوبست کیلئے روانہ ہوئے۔ پہلے اکبرآباد پہونچے۔ اور وہانکا انتظام کرکے اجاڈہ۔ کالپی ہوتے ہوئے بھوپال آئے۔ یہان باجیراؤ سے یکماہ جنگ پیکار ہوتی رہی۔ اتنے مین نادرشاہ کی آمد کی خبر گرم ہوئی۔ آپنے بمصلحت وقت باجیراؤ سے صلح کرکے دارالخلافہ ہوکر ادھر رگھوجی بھونسلا و چاچی نے بیجاپور و برہانپور مین لوٹ مار شروع کردی۔ جب ناصر جنگ بہادر کو خبر ہوئی تو نصیر الدولہ ناظم برہانپور کی کمک کیلئے روانہ ہوئے۔ مگر اسکے قبل ہی صلح ہوگئی۔ لیکن رگھوجی بھونسلہ نے شجاعت خان ناظم برار کو غفلت مین

شہید کر ڈالا۔ کہتے ہین کہ نادرشاہ نے ۱۱۵۰ھ مین علی مراد خان شاملو کو بطریق سفارت ہندوستان بھیجا۔ اور بادشاہ سے استدعا کی کہ میرا ارادہ افغانان قندہار کی تنبیہ کا ہے۔ اور آپ ناظم کابل اور امرائے نواح کے سردارون کو حکم دیجئے کہ افغانون کا راستہ روکین۔ بادشاہ نے انبات مین جواب دیا۔ اسکے بعد نادرشاہ نے سید علی خان قولر آقاسی کو دوبارہ اوس کی یاددہی کے لئے روانہ کیا۔ اسوقت بھی بادشاہ نے وہی جواب دیا کہ ناظم کابل وغیرہ کو تاکید کردی گئی ہے۔ مگر جسوقت کہ نادرشاہ نے قندہار پر حملہ کیا تو افغان کابل کی راہ سے فرار ہوگئے۔ اور بادشاہ کے عمالون مین سے کسی نے اونکو نہین روکا۔ اب نادرشاہ نے محمد جان ترکمان کو بھیجکر وعدہ خلافی کا سبب دریافت کیا۔ اور خود بھی ۱۱ محرم کو سندہ کے راستے ہند کا عازم ہوا اور محمد خان کو نادرشاہ نے تاکید کردی تھی کہ چالیس روز سے زیادہ ہندوستان مین نہ ٹھہرے مگر ہان بادشاہ عیش و طرب مین دن رات مشغول رہتا تھا۔ اسلئے جواب مین تامل ہوا۔ اور ایلچی کو ایک سال کامل گذر گیا۔ اوایل محرم ۱۱۵۱ھ مین قندہار کی فتح کے بعد نادرشاہ نے محمد خان کو لکھا کہ جس طرح ہوسکے اور جو جواب بادشاہ نے دیا ہو وہ اگر فوراً عرض کرے۔ اور آپ غزنین کے جانب متوجہ ہوا۔ شاہزادہ نصر اللہ مرزا کو فاغنہ غور بند و بامیان کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ پھر کابل پر آدھمکا۔ اس اثنا مین محمد خان ترکمان کی عرضی آئی کہ بادشاہ ہند جواب دیتا ہے اور نہ رخصت کرتا ہے۔ آخر نادرشاہ نے مکرر بادشاہ کو لکھا کہ ایلچی کو اس قدر مدت دراز تک جواب کے انتظار مین ٹھہرا رکھنا محبت و مروت سے بعید ہے۔ جسبقاضیہ یہ خط لیچلا تو راستہ مین ایک افغان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور نادرشاہ قلت کاہ و دانہ کے باعث کابل سے کوچ کرکے غندیک آیا۔ اور وہان سے جلال آباد پر قبضہ کرتا ہوا پشاور پہونچا۔ ناصر خان حاکم پشاور نے مقابلہ کیا مگر اسیر ہوگیا۔ اب تو صوبہ کابل نادر کے قبض و تصرف مین آگیا۔ پھر وہان سے دریا عبور کرکے لاہور مین داخل ہوا۔ ذکریا خان ناظم لاہور نے امان چاہی۔ اور بیس لاکھ روپیہ نقد و زنجیر فیل کوہ پیکر وغیرہ پیش کرکے مورد الطاف نادری ہوا۔ اور ناصر خان بھی قید سے رہائی پاکر از سر نو پشاور کی حکومت سے سرفراز

کیا گیا۔ جب نادرشاہ نے لاہور کا پر قبضہ کیا تو بادشاہ ہندوستان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور نواب آصف جاہ بہادر کو ۳۰ لاکھ روپیہ۔ اعتماد الدولہ وزیر کو ۲۰ لاکھ روپیہ۔ صمصام الدولہ بخشی کو ۲۰ لاکھ روپیہ عطا کر کے لشکر کی سرداری آصف جاہ بہادر کے تفویض کی اور ناصر جنگ بہادر کو نظام الدولہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اسنے مین معلوم ہوا کہ نادرشاہ جہان آباد کے قریب آگیا۔ آخر ۱۰ شوال کو بادشاہ مقابلہ کے لئے نکلا۔ طرفین سے سخت ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ امیر الامرا مارا گیا۔ برہان الملک گرفتار ہوا۔ آخر آصفجاہ کی رائے سے صلح کی ٹھہری اور بادشاہ۔ آصف جاہ بہادر و دیگر امرا کو ہمراہ لیکر خیمۂ نادری پر پہونچا۔ شہزادہ نصر اللہ مرزا نے استقبال کیا اور خود نادرشاہ بھی خیمہ کے باہر تک آیا اور نہایت گرمجوشی سے ہاتھ پکڑ کر مسند پر اپنے برابر بٹھایا دونوں بادشاہ ملکر جاشت تناول کئے اسکے بعد محمد شاہ اپنے لشکر مین آئے۔ پھر نادرشاہ وہان سے کوچ کر کے باغ شالیمار مین مقیم ہوا۔ روزانہ طرفین سے تین ہزار لگین اس انتظار مین کسی اوباش نے یہ افواہ اڑادی کہ محمد شاہ بادشاہ نے خانہ سر کے ذریعہ نادرشاہ کو مروا ڈالا۔ پھر کیا تھا تمام لشکر کے لچوں نے لشکر نادری پر دست درازی شروع کی۔ جب نادر کو خبر ہوئی تو اوسکے دوسرے روز بحکم نادر قتل عام کی مسجد مین آگ لگا بیٹھا۔ اور قتل عام کا حکم دیا۔ ہزارون آدمی قتل ہو گئے۔ آخر آصف جاہ بہادر جسارت کر کے نادرشاہ کے روبرو گئے۔ اور امان چاہی نادرشاہ نے کہا کہ "پاس خاطرت امان دادم"۔ چنانچہ امن و امان ہو گیا۔ مورخون کا قول ہے کہ بیس ہزار زن و مرد۔ خرد و بزرگ مارے گئے۔ ۹ مرقومی ۱۱۵۱ھ کو برہان الملک نے انتقال کیا۔ اسکے بعد نادرشاہ نے قمر بیگم دختر محمد کام بخش کا نکاح اپنے بیٹے نصر اللہ مرزا سے بکمال تکلف و اہتمام کیا۔ نہ انجام دیا۔ اور پندرہ کروڑ نقد مع تخت طاؤس نادر کے مذر ہوا۔ اور اکثر ممالک سمت شمالی و غربی داخل ممالک خراسان ہوئے۔ ۷ صفر روز سہ شنبہ کو نادرشاہ محمد شاہ کو تخت نشین کر کے روانہ ہو گیا۔

اب ناصر جنگ بہادر کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ جب باجی راؤ کا انتقال ہو گیا تو آپ نے ملک دکن کو فتنہ و فساد سے صاف سمجھکر بغیر اجازت اپنے پدر بزرگوار (نواب آصف جاہ بہادر) کے تغیر و تبدل کرنا آغاز کیا۔ اور بحکم نخجہ بنیاد سے راہی حیدرآباد ہوئے۔ جب یہ خبر آپ (آصف جاہ بہادر) کو ہوئی تو آپ بادشاہ سے اجازت حاصل

کرکے دکن کے جانب روانہ ہوئے۔ اور سلخ شعبان کو برہانپور پہونچے۔ دو مہینے وہان توقف کرکے غرۂ شوال کو نماز عید کے لئے معہ حشم وخدم سوار ہوئے۔ اور اکثر امرا (جو ناصر جنگ بہادر کے ہمراہ تھے) آپکے خدمت مین حاضر ہوگئے۔ جب ناصر جنگ بہادر نے یہہ تفرقہ دیکھا تو شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین ترک لباس کرکے غزلت نشین ہوئے۔ اسکے بعد آپنے ایک عرضی یہان کے حالات کے متعلق بادشاہ کے خدمت مین ارسال کی۔ اور ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۵۳ھ کو آپ۔ پورنا عبور کرکے خاندیس کے جانب متوجہ ہوئے اور قلعہ جنگم فتح کرکے مخبتہ بنیاد کو مراجعت کی ۱۱۵۴ھ مین بوجہ موسم برسکال حسب معمول تمام فوج کو رخصت کردیئے جب ناصر جنگ بہادر نے دیکھا کہ تمام فوج رخصت پرگئی ہے۔ اور پدر بزرگوار تنہا ہین۔ بعض مفسدون کے بہکانے سے اس موقع کو غنیمت جانکر روضہ سے نکلے۔ پہلے قلعۂ لہر گئے۔ اور وہان سات ہزار کی جمعیت فراہم کرکے ۱۹ جمادی الاول کو بارادۂ جنگ حضرت برہان الدین اولیا کے روضہ کے متصل خیمہ زن ہوئے۔ جب آپنے بیٹے کی اس نوحرکت پر اطلاع پائی تو موجودہ فوج کو جمع کرکے مقابلہ کے لئے کوچ فرمایا۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو طرفین سے ہنگامۂ پیکار گرم ہوا۔ ناصر جنگ بہادر کا فیلبان مارا گیا۔ متوسل خان نے چاہا کہ ایک تیر سے ناصر جنگ کا کام تمام کردے۔ مگر اون کا بیٹا ہدایت محی الدین مانع ہوا۔ الغرض ناصر جنگ بہادر کے ہاتھی کو امرائے آصفی جاہی نے گھیر لیا۔ اور سید لشکر خان نے قریب پہونچکر ناصر جنگ بہادر کو اپنے ہاتھی پر بٹھالیا۔ اسکے بعد اون کی سکونتی حویلی مین نظر بند کردیا گیا۔ آصف جاہ بہادر بفتح وفیروزی داخل مخبتہ بنیاد ہوئے۔ امرانے دو ہری نذرین گذرانین۔ ایک تو فتح کی اور دوسری ناصر جنگ بہادر کے سلامتی کی۔

کہتے ہین کہ نواب ناصر جنگ بہادر کے قلمدان سے ۳۸ عرضیان ارکان دولت کی بہ ثبت مہر نکلین۔ موسیٰ خان نے پڑہنا چاہا۔ آپنے منع کرکے اون سبکو دہوڈالنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ان لوگون نے مصلحت وقت کے لحاظ سے میرے فرزند کی ہمراہی کی تھی۔ نہ کسی غیر کی۔ الغرض چند روز تک ناصر جنگ بہادر کو سلام دوگھڑی کی اجازت ہوئی۔ اور اکثر فرماتے تھے کہ ہم نے ایک دفعہ جب میر احمد کو چھک نکلی تھی تو عورتون کے کہنے

اپنے دامن مین گرہے کو دانا کھلایا تھا۔ جو کہ ہمارے شایان نہ تھا۔ اور اوس کی شفا کے لئے بارگاہ الٰہی مین بکمال الحاح وزاری دعا کی تھی۔ جسکے عوض مین اوس نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ آخر مھر پدری جوش مین آئی۔ اور عفو تقصیر کرکے دربار مین طلب کیا۔ چند روز کے بعد آپنے تسخیر ملک کرناٹک کا ارادہ فرمایا اور ترچناپلی کو مرہٹون سے فتح کیا۔ ملک ارکاٹ کو اہل نوابیت سے حاصل کرکے وہان کی صوبہ داری خواجہ عبداللہ خان کو عنایت ہوئی۔ جب عبداللہ خان کا انتقال ہوا تو انورالدین خان شہامت جنگ ارکاٹ کی صوبہ داری سے سرفراز ہوئے۔ سنہ ۱۱۵۱ھ مین قلعہ بالکنڈہ کو آپنے امرائے دکھن سے فتح کیا۔ اس عرصہ مین احمدشاہ ابدالی کے آمد کی خبر گرم ہوئی آپ اس خبر کے سنتے ہی باوجود علالت وکسلمندی مزاج کے مجتہ بنیاد سے برہان پور تشریف لائے۔ بعدازان معلوم ہوا کہ احمدشاہ ابدالی شکست کھاکر واپس چلا گیا مگر اس لڑائی مین صمصام الدین خان وزیر مارا گیا۔ اور بادشاہ بھی مرض جسمانی سے دارالخلافہ مین انتقال فرمایا ابوالمنصور خان صفدرجنگ نے احمدشاہ کو پانی پت کے مقام پر تخت نشین کیا۔ جب آپکو (آصف جاہ بہادر) یہہ حالات معلوم ہوئے تو سخت ملال گذرا۔ تین روز تک نوبت کا بجنا موقوف فرمایا۔ اور اسی صدمہ مین علالت نے ترقی کی۔ اطباء حاذق نے ہرچند معالجہ کیا۔ بےسود ہوا۔ آخر تبدیل مقام کرکے کرارہ آئے۔ اتنے مین حیدرآباد دنامذیر کے فسادات وشورش کی خبرین پیہم آئین۔ باوجود علالت آپنے ناصرجنگ بہادر کو ہمراہ لیکر کوچ فرمایا اور خجستہ بنیاد پہونچے۔ اب ضعف ونقاہت کا دورہ ہوا۔ اور مرض الموت کے آثار نمودہوئے بتاریخ ۱۴ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ھ ناصرجنگ بہادر کو روبرو بٹھلاکر حسب ذیل چند نصیحتین فرمائین۔ عہد ملک وملت مین جواہر آبدار دگوہر شاہوار

---

۱۲ احمدشاہ ابدالی کے شاہجہان آباد آنے کے وجوہات اور جنگ کی تفصیلی کیفیت اور احمدشاہ بادشاہ کی تخت نشینی کے حالات وغیرہ ہم نے ہندوستان کے حالات مین بخوبی بیان کیا ہے۔ اسلئے یہان سلسلہ کیلئے اختصار سے کام لیا جارہا ہے علاوہ برین ہم کو نواب آصف جاہ کی سوانح عمری لکھنا ہے۔ یعنی حالات کو طوالت دینا بیضرورت ہے۔ ۱۲ مولف۔

سے بھی زیادہ ہین۔

اوّل رئیس دکن کو لازم ہے کہ اپنی سلامتی دائمی ملک کی افزایش و آبادی سے چاہتا رہے۔ اور قوم مرہٹہ سے کہ زمیندار اس ملک کے ہین صلح رکھے۔ اور حتے المقدور از خود اون سے رشتۂ صلح نہ توڑے۔ بصورت ناچاری مجبوری ہے **دوم** اعدام بنیان بنی آدم مین ہرگز جراءت نہ کرے۔ کیونکہ آدم کی بنیاد رب العالمین کی بنائی ہوئی ہے۔ گیہون اور جوار کے مثال بھی ہے جو ہر سال اُگتے۔ مگر مجرم کو قاضی کے تفویض کرے کہ وہ موافق حکم شرع شریف کے سزا تجویز کرے۔ اور ہرگز آپ خود قتل کا حکم نہ دے **سوم** اپنی زندگانی اور انتظام سلطنت کا مدار سفر پر موقوف سمجھنا چاہئے۔ اور ہرگز بنی مسترام بنا دانہ پانی اور خیمہ کے سایہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ قران مجید مین فرماتا ہے **سیروا فی الارض** پس انتظام ریاست سفر پر موقوف ہے۔ مگر بقدر چھاؤنی وقفہ بھی ضرور ہے۔ کیونکہ تمام جانور اور انسان کو ان ایام مین تکلیف ہوا کرتی ہے۔ اور سپاہ کو رخصت دینی لازم ہے۔ تاکہ قطع نسل نہ ہو۔ **چہارم** بادشاہ کو چاہئے کہ تمامی خلایق کے کام صرف خدا ہی کے فضل و کرم سے اپنے متعلق تصور کرکے بعد ادائے فرض و واجب اپنے اوقات عزیز کو امور متعلقہ کے انتظام مین تقسیم کرے۔ اور کبھی بیکار نہ رہے۔ اور واجبات شرعی کو بھی بجا لائے۔ تاکہ عاقبت بخیر ہو۔ **پنجم** بنائے دولت بزرگان دین کے دم سے ہے۔ لہذا اون بزرگوارون سے ہمیشہ استمداد اور استعانت چاہنا چاہئے۔ اور تعظیم کرنی ضرور ہے۔ **ششم** چونکہ زمین و آسمان خدائے عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہین پس اگر کل زمین اپنی تصور کرکے کسی مستحق کا حق تلف نہ کرے۔ اور پاس مورثہ کا ملحوظ رکھے **ہفتم** ریاست دکن کی رعیت صوبون پر منقسم ہے۔ اور تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ ہر ایک صوبہ مین ایک ایک بادشاہ اولوالعزم تھا کہ جسکے پاس کئے لاکھ سپاہ موجود تھی۔ اب کل ملک کا مالک اوس مالک حقیقی نے مجھے فرمایا ہے۔ اور مین نے حتے المقدور نگہبانی خلق مین کوتاہی نہین کی۔ پس اب تمکو بھی لازم ہے کہ تم ہر مقام کی خبر رکھو۔ اور ہر ایک کو خدمات پر بوقت نامور کرو خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ سال بسال اوس کی تبدیل ضرور ہے۔ کیونکہ

دوسرے لوگ محروم نہ رہین۔ اور ان آدمیون کو ہرگز برباد نہ کرو۔ کیونکہ ہم نے اپنی تمام عمر مین ان ہی
پارون کو بڑی محنت سے جمع کیا ہے۔ چاہئے کہ تم ان کو لایق کامون پر مامور کرو۔ ہشتم اپنے چھوٹے بھائیون
کی فرزندون کے برابر پرورش اور ان کی تربیت و افزونی قدر و منزلت مین سعی کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے قوت بازو
ہین۔ نہم اولی کو اعلے کام پر اور اعلے کو ادنے کام پر مامور نہ کرو۔ کیونکہ اس کی نارسائی اور اس کی
بے توجہی کام کو ضایع کرتی ہے۔ دہم حتے المقدور اپنے سے جنگ مین اقدام نہ کرو۔ اور جہانتک ہوسکے جنگ
کے نہ ہونیکی کوشش کرو اور کبھی رد بقبلہ جنگ نکرنا چاہئے۔ یازدہم مردمان بیجاپور و برہان پور سے ہر
حالت مین پرہیز کرو۔ کیونکہ یہ لوگ مثل مردم کشمیر کے ہین۔ حتے الوسع ان کی صحبت سے اپنے کو بچاؤ۔ جب یہہ
تمام نصیحتین آپ فرما چکے تو صدر جنگ کو حکم دیا کہ اب تم جاؤ۔ اور ہر ایک کارخانہ کے آدمی کو اوس کارخانہ پر
مامور کرو۔ اور ہر ایک کو تاکید و تقید کے ساتھ قایم کرو۔ کیونکہ اس وقت دشمن گھڑی سے زیادہ مہلت
نہین ہے۔ اسلئے اب تمکو ہم نے خدائے کریم کو سونپا۔ خدا ہدایت نصیب کرے۔ اور ہر حال مین پروردگار پاک
تمہارا مددگار و یاور رہے۔ الحاصل بہر جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ھ روز یکشنبہ بوقت عصر راہی روضۂ رضوان ہوئے
تاریخ وفات خلد منزلت۔ متوجہ بہشت ہے۔ ۱۱۶۱ھ۔ جسوقت آپ کا جنازہ اوٹھا۔ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ جہان
سے شور و واویلا نہ ہوتا ہو۔ بعد نماز۔ جنازہ مدفونہ مین (جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد کے ہے)
لایا گیا۔ اور پائین مزار حضرت مولانا شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ العزیز کے دفن ہوئے۔ اس وقت
آپ کی عمر (۷۹) سال کی تھی۔ جس مین ۲۰ سال والد بزرگوار کی خدمت۔ ۲۹ سال امارت۔ ۳۰ سال ششم صوبہ دکن
کی ریاست فرمائی۔ بعد انتقال مغفرت مآب لقب ہوا۔

آپ اعلے درجہ کے تجربہ کار اور اولوالعزم فرمانروا تھے۔ ہمت۔ سخاوت۔ بہادری۔ رعایا پروری آپ کی
مشہور آفاق ہے۔ اہل احتیاج کے نام لاکھون روپیہ کا یومیہ اور ماہانہ جاری تھا۔ انعامات شاہی کی تو تعداد
نہ تھی۔ ارباب احتیاج اور اہل استحقاق ہمیشہ اپنی حاجتین پیش کرتے اور مستفید ہوتے۔ کوئی سایل آپکی درگاہ سے

وجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت
ی۔ چنانچہ اکثر علما و مشایخ۔ عرب و ماوراالنہر و خراسان
ستعدد زبانی کا آوازہ سنکر دکن کو آئے۔ اور حسب حوصلہ و لیاقت
صرف جشن کے روز زینت لباس و آرایش خاص و تکلف فرش و مسند کے
باس بے تکلفانہ مثل لباس خلد مکان زیب تن فرماتے تھے۔ شاعری کا
شاکر تخلص تھا۔ پھر آصف رکھا۔ آپ کا طبعزاد مرتبہ ایک ضخیم دیوان اسوقت
درج کئے جاتے ہین اشعار

ن نیست گوارا۔		ای باغ وفا آب و ہوائے کہ تو داری
نظارہ۔		آصف خستہ را نہال کنید
ب دیگر بخیال۔		اینقدر ہست کہ آہو نگہان رم نکنند
وحسن یار آئینہ را		آمد آب تازہ بروئے کار آئینہ را
برق درین عرصۂ خیال		وا سن ز خویش برزدہ یکرہ دویدنیست
پایم ہمتی اے درد دل		تا بر دیلاب اشک آنجا بآسانی مرا

نظام آباد واجبہ کی آبادی۔ مسجد و کارروانسرا۔ دولت خانۂ عالی۔ آپ ہی کے
حیدرآباد کی حصار کنگرہ دار آپ ہی کی تیار کرائی ہوئی ہے۔ دیوان عام جلو
یہ سب آپ ہی نے تعمیر کرایا ہے۔ آپ کے چند مبسوط کتاب دربار آصفیہ مولفہ
ت دکن سے بطور انتخاب اجمالاً ذیل مین لکھے جاتے ہین۔ (۱) کوئی شخص دیوانخانۂ
عالی مین بجز دستخط ہونے فرد
داسم نویسی کے ہنین داخل ہوسکتا تہا۔ جب اوس کی فرد دستخط ہوتی ہر مرد
کو پروانگی اوس کے آنیکی دیجا
باتی۔ اور پھر اوسکو تا مدت العمر بلا کسی وجہ موجہ کے کوئی مزاحم نہوتا۔ (۲)

جس شخص کی دستار خلاف ضابطہ یا دیگر سریخ ہو

(۳) شرف دیوانخانہ اولاً تقسیم پوشاک کی دیتا۔ اور

حسب ضابطہ سرکار دستار باندھا کرے (۴) کوئی شخص بغیر

(۵) تعلقات عمدہ پر حتے المقدور اقربا کو مامور فرماتے تھے

درویش اور تعلقہ پر رخصت کرتے وقت یہ فرماتے کہ ایسا کام کرو کہ

(۶) خلوت مین سوائے پانچ چھ خاص آدمیون کے کسیکو پروانگی نہین

حاضر ہوتا تھا۔ اور دربار عام چار گھڑی سے زیادہ اور دو گھڑی سے کم

کا قریب پہونچتا۔ چوبدار آواز دیتے کہ برخاست دربار کا وقت قریب ہے۔

ہونا چاہئے (۷) ہرکارے نائیک کے ذریعہ خود بدولت تک اخبار عرض کر

شب مین حاضر ہوکر آپسے ملاقات کرتے۔ اور آپ سلام مین سبقت فرماتے۔ شعرا

درمیان ہوتا تھا۔ (۹) آپنے اپنی ۳۰ سالہ ریاست مین کسی شخص کے نام قتل کا حکم

نہایت آہستگی سے جاتی تھی۔ اور شور و غوغا سے آواز نقیب و جانوردن

اور جو گرد کہ سوارون سے آپکے لباس پر پڑتی آپ اوترتے وقت اوس گرد

محفوظ جگہ مین رکھ چھوڑتے اور فرماتے کہ یہ گرد کیا ہے دولت ہے۔ اور ہم

جو حق تعالیٰ نے نصیب فرمائی۔ اور اسی گرد کی وجہ دولت ہماری قایم و دا

کے الطین کی ہے کیونکہ فقرا و صاحب باطن بعض ظاہر و بعض مخفی ہین۔ جو ہمار

اور آپ کو ہر ایک سے خاص رشتہ تھا۔ کہ آپ اون سے ہر ایک شکل ہو

کو چھ صاحبزادے اور چھ صاحبزادیان تھین۔ اول خیر النسا بیگم (جو منو سر

لبن سے ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ پیدا ہوئے۔ دوم بادشاہ بیگم (جو جوا

سے خواجہ عبدالبقا خان تولد ہوئے۔ سوم کریمہ بانو بیگم المعروف بہ کالی بیگم (جو میر کلان خان قیام الملک
بیاہی گئی تھیں) چہارم عجبتہ بانو بیگم عرف خان بہادر صاحبہ (آپ ۱۲۰۳ھ مین لاولد فضا کر گئیں) پنجم محمدی بیگم
ولد انتقال کین ششم مہ بانو بیگم (جو اخلاص خان بن سعد اللہ حفیظ الدین خان بن دلاور جنگ بہرہ
اللہ خان وزیر شاہ جہان سے منسوب تھیں) صاحبزادون کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اول حافظ محمد چاہ (جو ۱۱۲۰ھ مین تولد بقول بعضے ۱۱۱۶ھ مین پیدا ہوئے۔ اور زیب النسا بیگم بنت ذوالمکارم
سے منسوب۔ اور پیشگاہ محمد شاہ بادشاہ سے غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کا خطاب پایا تھا) دوم میر احمد
صر جنگ شہید سوم صلابت جنگ امیر الممالک چہارم میر نظام علی خان بہادر پنجم میر محمد شریف خان بہادر
تجاع الملک ششم میر مغل علی خان ہمایون جاہ (جو ۱۱۵۵ھ مین پیدا ۱۱۷۶ھ مین صوبیداری بیجاپور سے سرفراز
۱۲۱۷ھ مین بعمر ۶۷ سالہ انتقال کیا۔

نواب میر احمد علی خان نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید

آپ کی ولادت ۱۱۶۰ھ مین ہوئی ہے۔ حضرت مغفرت مآب نے آپ کی ولادت کے وقت ایک جشن شاہانہ
مرتب فرمایا تھا۔ جب آپ کا سن چار سال چار ماہ کا ہوا تو حسب رواج سلطنت آپ کی بسم اللہ خوانی ہوئی۔ تھوڑے
عرصہ مین تمام علوم و فنون مین کامل دستگاہ پیدا کی۔ چونکہ حضرت مغفرت مآب ۱۱۷۵ھ مین شاہجہان آباد
تشریف لے گئے تو آپ نے نظم و نسق مملکت اور رفاہ و فلاح خلایق اس قدر تدابیر صایبہ اور مساعی جمیلہ سے
انجام فرمایا کہ از امیر تا غریب ہر ایک فرد بشر آپ کے حسن انتظام کا مداح و ثنا خوان ہوا۔ اوسی زمانہ مین
مرہٹون نے صوبہ جات دکن پر لوٹ مار مچا دی۔ یہان تک کہ صوبۂ مالوہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ آپ نے اون کی
اس قدر سرکوبی کی کہ وہ بھاگتے نظر آئے۔ جب حضرت مغفرت مآب نے معاودت فرمائی تو بعض مفسد و شریر
آدمیون کے اغوا سے آپ نے بگانہ کارزار گرم کیا۔ جسکا ذکر اسکے قبل لکھدیا گیا ہے۔ الغرض پدر بزرگوار کے

انتقال پر بعد ادائے رسم تجہیز و تکفین آپ نے تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ جملہ ارکین دولت و برادران خیر اندیش نے گردن اطاعت خم کی۔ پورن چند کو دیوانی سے معزول کرکے میر عبدالرزاق خان لاری کا ظم خان کو شاہ نواز خان کے خطاب سے سرفراز فرماکر خلعت دیوانی سے ممتاز فرمایا۔ مورو پنڈت کو پیشکاری عطا ہوئی۔ اور ارکین سلطنت کو مناصب و خطابات سے سرفراز فرمایا۔ اسکے بعد آپ نے ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ کو (جو حضرت مغفرت مآب کے زمانہ سے صوبہ داری ادھونی و رایچور پر ممتاز تھے) طلب فرمایا۔ مگر اونہوں نے آنے سے انکار کردیا۔ جس سے آپ بہت آزردہ ہوئے۔ اس اثنار مین احمد شاہ پادشاہ دہلی کا فرمان آپکے طلب مین جاوید خان خواجہ سرا المخاطب بہ نواب بہادر کے ذریعہ صادر ہوا۔ آپ نے بتعمیل حکم شاہی سنہ ۱۱۶۲ھ مین روانگی کا قصد فرمایا۔ اور یہان قاضی محمد دانیم کا فوجداری بکلانہ اور خواجہ قلی خان کو صوبیداری برہانپور محمد ابوالخیر خان کو شمشیر بہادر کا خطاب محمد شریف خان لیالت جنگ کو صوبیداری برار عطاکرکے صمصام الدولہ بہادر کو نیابتاً انتظام امور ریاست تفویض کیا۔ اور وقت رخصت ایک انگشتری اپنے نام نامی کی سپرد کرکے فرمایا کہ یہ مہر سلیمان ہے۔ جو کام کیا جائے اوس منعم حقیقی کی رضا ہیشہ اوس مین ملحوظ رہے۔ بعد ازان ہزار سوار جرار ایک لاکھ پیادے اور توپخانہ و اسباب بیشمار ساتھہ لیکر اورنگ آباد سے روانہ ہوئے۔ اور برہان پور مین چار روز قیام کرکے دریائے نربدا کے طرف چلے۔ جب نربدا پہونچے تو مظفر جنگ بھی یہان سے ادھونی کے طرف راہی ہوئے۔ اس اثنار مین ایک شقہ دستخط خاص کا فتح غنیمت کے لئے پیشگاہ شاہی سے ورود پایا۔ اور نواب مظفر جنگ کے بے اعتدالیون کی خبر معلوم ہوئی۔ اب آپ وہان سے معاودت کرکے اورنگ آباد آئے۔ اور حسین دوست خان عرف چندا صاحب (جو روسا نوایت سے تھے۔ اور سعادت اللہ خان کے پوتے۔ اور علی دوست خان فوجدار دیوان ارکاٹ کے داماد ہوتے تھے) نے مظفر جنگ کو تسخیر کرنا ارکاٹ کی تحریص دلائی۔ اور مظفر جنگ سپاہ بیشمار کے ساتھہ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ بوسی (جو فرانسیسی فوج کا جنرل تھا) کو بھی کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنے ہمراہ لیا۔ اسوقت صوبۂ ارکاٹ پر انوار الدین خان کو پا موی المخا

شہامت جنگ صوبہ دار تھے۔ جب اونھوں نے مظفر جنگ کی آمد دیکھی تو مقابلہ پر تیار ہوئے۔ ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ھ کو بڑے زور و شور سے لڑائی ہوئی۔ انور الدین خان نے سوا کثر رفقا کے جام شہادت نوش کیا اور حسین دوست خان نے ارکاٹ پر قبضہ کرلیا۔ جب ناصر جنگ صاحب کو شہامت جنگ کے شہادت کی خبر ہوئی تو آپ اورنگ آباد کی صوبہ داری محمد ابوالخیر خان بہادر کو تفویض کرکے ۷۰ ہزار سوار و ایک لاکھ پیادہ سے مظفر جنگ کے تادیب کے لئے راہی تلگھاٹ ہوئے۔ حالانکہ محمد ابوالخیر خان و سید لشکر خان نے عرض کیا کہ یہ کام کسی اور کے تفویض فرمایا جائے۔ اور خود بنفس نفیس توجہ نہ ہوں۔ مگر آپ نے منظور نہیں کیا۔ سنہ ۱۱۶۳ھ کو کرناٹک پہونچے۔ مظفر جنگ نے آپ کی آمد سے مخوف ہوکر پھولچری میں پناہ لی۔ آپ بھی وہیں پہونچے۔ ۲۶ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۳ھ کو قلعہ پھولچری کے قریب مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی رہی۔ اور فرانسیس بھاگ کر قلعہ میں محصور ہوئے۔ دوسرے روز آپ نے شاہنواز خان و محمد انور خان کے ذریعہ مظفر جنگ کے پاس کلمات نصائح کہلا بھیجے۔ جس سے مظفر جنگ بلا کسی ردوکد کے حاضر ہوگئے۔ آپ اون کے چلے آنے سے بہت مسرور ہوئے۔ اور فتح و نصرت کے نقارے بجانے کا حکم دیا۔ اور مظفر جنگ پر کمال مہربانی رکھی۔ اس موقع پر بعض خیر خواہوں نے عرض کیا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ ان کا قتل کرنا بہتر ہے کیونکہ آئندہ ان کی ذات سے بہت کچھ شر و فساد کے پھیلنے کا احتمال ہے۔ چونکہ آپ سراپا اخلاق اور مجسم مراحم تھے۔ اسلئے اس امر کو جائز بلکہ یہاں تک کہ مظفر جنگ صاحب ادب کے خاطر داشت کی کہ اون کے ملازمین و مصاحبین جو اس شر و فساد کے بانی تھے اون کو بھی جان و مال کی امان دی۔ مگر افسوس ہے کہ ناسپاسوں نے اس نعمت غیر مترقبہ کی قدر نہ جانی اور بموجب کل یعمل علی شاکلتہ احسان جان بخشی کو طاق نسیان پر رکھا۔ اور بدخواہی پر کمر چست کی۔ آپ حسب معمول برسات کا موسم گذارنے کیلئے ارکاٹ متوجہ ہوئے۔ اور کسیقدر فوج۔ فرانسیسوں کے مدافعت کے لئے مقرر فرمائے۔ گو فرانسیسیوں نے شکست فاحش کھائی تھی۔ لیکن فساد و شر سے باز نہ آتے تھے۔ چنانچہ اب فرانسیس نے لشکر اسلام پر یورش کرکے قلعہ نصرت گڈھ چنجی کو (جو کرناٹک کا تخت تھا) لے لیا۔ جب یہ خبر

ناصر جنگ بہادر کو ہوئی تو باوجود موسم بارش کی سختی کے آپنے ۱۱ شوال سنہ ۱۱۶۳ھ کو ارکاٹ سے کوچ کا قصد کیا۔ اس خبر سے بھی خیر خواہان دولت داغ ہوئے۔ مگر آپنے ایک نہ سنی۔ اور فوج کو بسرکردگی محمد علیخان والاجاہ معہ صفدر خان مجاہد جنگ میر آتش دکن و ترک مہاسپ خاں ظفر یار جنگ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی متعاقب روانہ ہوئے پولیری کے میدان میں چند روز تک لڑائیاں ہوتی رہیں کسیکو بھی غلبہ نہ ہوا۔ اس اثنا میں سرداران افاغنۂ کرناٹک (جو آپکے قدیمی ملازم تھے۔ جن پر آپنے ہمیشہ عنایت و نوازش کی تھی۔ جنکی نمک حلالی و خیر خواہی آپ کو پورا بھروسہ تھا) نے ملک و مال کی طمع سے فرانسیسوں کے ساتھ سازش کرلی۔ اور اپنے جاسوسوں کے ذریعہ افسران فرانسیس کو رائے دی کہ شب کے وقت حملہ کیا جائے۔ تاکہ کامیابی ہو۔ الغرض افاغنۂ کرناٹک کے رائے پر فرانسیسوں نے ۱۰ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ کی شب کو لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ اور توپ خانۂ شاہی سے گذر کے بارگاہ خالی تک پہونچ گئے۔ اور افاغنۂ کرناٹک نے اس موقع پر چشم پوشی کی۔ جب اس ہنگامہ کا شور و غل بلند ہوا تو آپ قریب صبح کے ہاتھی پر سوار ہوکر برآمد ہوئے۔ اور افاغنۂ کرناٹک کے ذریعہ فوج فرانسیس کے شر و فساد کا اندفاع کرنے کے خیال سے فیلبان کو بہادر خان ثانی معروف بہمت بہادر (بن الف خان بن ابراہیم خان مخاطب بہ بہادر خان اول بن نواب جعفر خان بخشی فوجدار قمر نگر کرنول) کے جانب چلنے کا حکم دیا۔ کیونکہ یہہ جماعہ افاغنۂ کرناٹک کا سردار بھی تھا۔ جب آپ کا ہاتھی ہمت بہادر کے ہاتھی کے قریب پہنچا تو آپنے بنظر تواضع دستی اپنا دست مبارک بغیر اوس کے آداب بجالانے کے اپنے سر پر رکھا۔ مگر جب یہ دیکھا کہ ہمت بہادر آداب مجرا ضین بجالاتا تو آپ کو خیال گذرا کہ غالباً یہ غیر معمولی بات۔ بدحواسی یا تاریکی شب کیوجہ سے ہوگی۔ اس لئے ابھی پیرۂ صبح پورا پورا اپنا تسلط نہ کیا تھا۔ اب آپنے کسیقدر عماری سے بلند ہوکر باواز بلند فرمایا کہ اے بھائی یہ کوشش و مردانگی کا وقت ہے۔ بہر طور دشمن کے دفعیہ کی فکر کرنی چاہئے۔ ادہر آپکے زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے۔ کہ ادہر ہمت بہادر کے ہاتھی پر سے بندوق کے دو فیر ہوئے۔ اس میں ایک تو ہمت خان نے چلایا۔ دوسرا فیر اوسکے خواص کے رفیق نے سر کیا۔ افسوس ہے کہ یہ دونوں گولیاں آپکے سینہ میں پیوست

ہوئین - اور اوسیوقت روح نے مفارقت کی - جس سے شور قیامت برپا ہوا - آخر سرداران لشکر نے آپکے جنازہ کو دوش بدوش اورنگ آباد لے گئے - اور حضرت مغفرت مآب کے مرقد کے متصل دفن کیا - اور اس فتح نمایان سے جو خوشی فرانسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے سپہ سالار بوسی کو ہوئی اوس کا اندازہ اوس مینار سے ہوسکتا ہے کہ جسکو فرانسیسون نے اس فتح کی یادگار مین تعمیر کرایا - اور ایک شہر ڈوپلے فتح آباد کے نام سے آباد کیا - آپ (ناصر جنگ شہید) کی مدت سلطنت دو سال ۶ ماہ کچھ روز ہے - اسوقت آپکی عمر ۴۴ سال کی تھی - میر غلام علی آزاد نے یہ تاریخ کہی ہے -

نواب عدل گستر عالیجناب رفت		زصعت مذاد تیغ حوادث شتاب رفت	
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد		تاریخ گفت نوحہ گری آفتاب رفت	۱۱۶۴

ناصر جنگ بہادر انتہا درجہ کے رحم دل - عدل گستر تھے - تقریر نہایت فصیح اور تحریر کمال بلیغ ہوتی تھی - شاعری مین بھی دخل رکھتے تھے - ناصر تخلص تہا - علم موسیقی و تصویر کشی مین بھی اچھی مہارت تہی - ایک دیوان آپ کا طبع ہوا اس وقت موجود ہے - چند اشعار ہدیۂ ناظرین ہین -

اشعار

ای یوسف عزیز در آغوش من درآی		بوئی خوشت رسید تو ہم در وطن درآی	
کدام گل بچمن گوشۂ نقاب شکست		کہ شبنم آئینہ بر روی آفتاب شکست	
ای شوخ ہوائے نگفن تیر نگہ را		این ناوک بیداد بکار جگرے کن	
نمیدانم چہ باشد از گلستان نغمۂ گلچین را		کہ می سازد روان از چشم بلبل اشک خونین را	
ایکہ درآمدن خویش حجابے داری		گر شب ماہ نیائی بہ شب تار بیا	
فرمان بوسہ گرچہ زلبش گرفتہ ایم		حکم جدید از لب خندان آرزوست	
در محفل سپہر ندیدیم امتیاز		مہر آفتاب ماہ زحل را تقدم است	
آہی بگشت از دل مجروح ما بلند		از چینئی شکستہ نگردد صدا بلند	

مکن بد خستر زمہ سال موسم پیری	کہ وقت کار جہان موسم جوانی بود
اگر بوئے آن گل صبا می رساند	بجسم دل ما دوا می رساند
ہر کجا شمشیر آن مغرور مے گردد بلند	گردن نخچیر با از دور می گردد بلند

آپکا ازدواج ۱۱۴۳ھ میں طرہ باز خان المخاطب بہ ظفر جنگ روشن الدولہ کے صاحبزادی سے ہوا تھا۔ اور سوائے ان بیگم صاحبہ کے اور بھی ازواج تھے بیگم مذکور لاولد قضا کر گئیں۔ لیکن دوسرے ازواج سے دو صاحبزادیاں تھیں۔ ایک فرہاد بیگم۔ جو عبدالہادی خان ظہیر الدولہ خلف حوض خان سے منروج ہوئیں اولاد لاولد قضا کیں۔ دوسری سید النسا بیگم عرف حاجی بیگم آپ کا ازدواج میر محمود خان منصور جنگ قطب الامرا قطب الدولہ سے ہوا تھا۔ حاجی بیگم صاحبہ کے بطن سے دو صاحبزادیاں ہوئیں ایک امانی بیگم جو نام آور جنگ فرزند ہمایوں سے منسوب ہوئیں اور دوسری وزیر النسا بیگم جو گل بادشاہ نظامت جنگ سے بیاہی گئیں۔ منصور جنگ بہادر کو دوسری ازواج سے پانچ صاحبزادے۔ سید محمد خان۔ سید حسین خان۔ میر غلام احمد خان۔ میر اعلا عرف میر احمد خان۔ میر احسن اللہ خان تھے جن میں صاحبزادگان اول و دوم و چہارم و پنجم کے اولاد و احفاد اس وقت بکثرت موجود ہیں اور صاحبزادہ دوم میر غلام احمد خان کے دو صاحبزادے میر غوث الدین علی و میر فخر الدین علی اسوقت زندہ اور باقی ہیں۔ میر غوث الدین علی کو ایک صاحبزادہ میر غلام محی الدین اور دو صاحبزادیاں ایک غوث النسا بیگم صاحبہ (جو میر شہامت علی صاحبزادہ تحصیلدار سے منسوب ہیں) دوسری شمس النسا بیگم صاحبہ عرف خواجہ بیگم (جو غلام صمدانی خان گوہر مولف دربار آصف و تزک محبوبیہ سے بیاہی گئیں) ہیں شمس النسا بیگم صاحبہ کے بطن سے دو فرزند خواجہ غلام دستگیر خان اور خواجہ غلام محبوب علی خان تولد ہوئے۔ مسمات اکبر النسا بفضلہ تعالے موجود ہیں۔ لیکن خلف اصغر خواجہ غلام محبوب علی خان نے کم سنی میں انتقال کیا۔ اوسکے چند روز بعد شمس النسا بیگم صاحبہ کا بھی انتقال ہوگیا۔

ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر

آپ متوسل خان بہادر رستم جنگ کے فرزند اور حضرت مغفرت مآب کے نواسے تھے۔ مغفرت مآب نے رستم جنگ بہادر کو ملک ادھونی اور ایجور کی حکومت عطا کی تھی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو مظفر جنگ بہادر جانشین ہوئے۔ جب تک کہ میر محمد خان بہادر (جو رستم جنگ بہادر کے دیوان و مختار کل تھے) زندہ رہے۔ تب تک کام اچھا چلتا رہا۔ مگر اون کے انتقال پر مظفر جنگ بہادر نے شور و فساد مچا دیا۔ اور بغاوت پر کمر باندھی۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ آپ کے حقیقی ماموں ناصر جنگ بہادر شہید ہوئے۔ الغرض نواب ناصر جنگ بہادر کی شہادت پر فرانسیسون نے آپ کو تخت نشین کیا۔ حالانکہ حضرت مغفرت مآب کے ابھی چار صاحبزادے یہان پر موجود تھے۔ ممکن تھا کہ اس ریاست کے لئے آپس مین پھر جنگ و جدال کا بازار گرم ہو جائے۔ لیکن نواب میر نظام علی خان اسد جنگ بہادر نے (جو نہایت دور اندیش و فرض شناس تھے) مصلحت وقت کے لحاظ سے سب بھائیون کو تسلی و تشفی دی۔ بلکہ مظفر جنگ کے تخت نشینی مین مدد و معاون ہوئے۔ اب افغانون نے اس فتح کے صلہ مین بہت سا ملک اور متعدد قلعے مظفر جنگ سے حاصل کئے۔ خصوصاً وہ لوگ کہ جو ناصر جنگ کے شہادت کے مشورہ مین شریک تھے مناصب و خدمات اعلےٰ پائے چنانچہ رام داس ساکن سیکا کول (جو ناصر جنگ شہید کے متصدیون مین تھا۔ اور نواب کے قتل مین بہت کوشش کی تھی) کو رکھناتھ داس کا خطاب حضور دیوانی عطا ہوئی۔ جب ان امور سے فراغت ہوئی تو سرداران افاغنہ کے ساتھہ مظفر جنگ بہادر نے بیجاپور کا ارادہ فرمایا۔ اور وہان کے حاکم سے کسیقدر فرانسیسی سپاہ ہمراہ لیکر حیدرآباد کے جانب روانہ ہوئے۔ چونکہ افغان بہت گستاخ اور مطلق العنان ہو گئے تھے۔ اور اون کے دل مین یہہ خیال سمایا ہوا تھا کہ مظفر جنگ بہادر کی بادشاہت کا باعث ہم ہی ہین۔ پس اسی خیال سے بہت بہادر نے یہ درخواست کی کہ تمام ملک و مال کے دو حصے کر کے نصف حصہ کا اہل ہمکو دیا جائے۔ لیکن مظفر جنگ بہادر مین ان باتون کے سننے کی تاب کہان تھی۔ کیونکہ وہ ایک صاحب عزت اور شجیع رئیس تھے۔ آپنے ان سرکشون کی تنبیہ و تادیب کو مناسب خیال فرمایا۔ اور ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو بمقام کریت پلی جنگ کا آغاز ہوا۔ ایک طرف آپ اور سپاہ فرانسیس تھی۔ دوسرے جانب ہمت بہادر اور تمامی سرداران افاغنہ تھے۔ اس ہنگامۂ جنگ و جدال مین آپ کے

جانب سے یعقوب محمد خان رسالدار اور میر مظفر خان بنگالی قتل اور نعمت خان و جلال الدین حسین زخمی ہوئے ایک تیر نواب نظام علی خان بہادر کے پہرۂ مبارک پر بھی آلگا۔ مگر زخم خفیف تھا۔ جلد اچھا ہوگیا۔ اور اسی معرکہ مین مظفر جنگ بہادر کے حلقۂ چشم مین ایک تیر ایسا کاری بیٹھا۔ کہ آپ کی روح پرواز کرگئی۔ اس موقع پر رکھنا تھا۔ داس نے (جو خواصی مین بیٹھا ہوا تھا) یہ کمال کیا کہ آپ کے جسم کو دونون ہاتون سے تھام کر آپ کو گلوری وغیرہ کی طلبی اور ہر گھڑی سرگوشیان کرتا رہا۔ جس سے فوج پر یہ بھید نہ کھلا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ جس مین بہت سے سرداران افاغنہ مارے گئے۔ اور میر محمد حسین خان نے ضرب بندوق سے ہمت بہادر کو ہلاک کیا۔ اور اپنا ہاتھی قریب لیجاکر سر کاٹ لیا۔ باقی ماندہ افاغنہ بھاگ گئے۔ اور لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ افسوس جن لوگون نے ناصر جنگ بہادر کو شہید کیا تھا۔ اور اپنے آقائے نعمت کے ساتھ دغابازی کی تھی۔ وہ لوگ ایک لحظہ بھی آرام نہ پائے۔ ہمیشہ لڑائی مین گذری۔ اور اسی لڑائی مین سب کے سب قتل ہوئے۔ اور اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ یہ واقعہ نواب شہید کے شہادت کے پورے ۶۰ دن کے بعد واقع ہوا۔ اور ایک آن واحد مین سب کا فیصلہ ہوگیا۔ اور نواب شہید کا تابوت بھی اسی تاریخ ۱۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو روضہ پہونچا۔ مقام غور ہے کہ نواب شہید نے اول اپنے قاتلون کو زیر زمین بھیجا اور اسکے بعد آپنے کنار لحد مین آرام فرمایا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مظفر جنگ بہادر کی شادی سید شاہ بیگم ہمشیرہ ستور جنگ عبدالباری خان بہادر سے ہوئی تھی۔ آپکو دو صاحبزادے ناصر الدین محی الدین خان۔ صدر الدین محی الدین خان تھے۔ مدت سلطنت دو ماہ سے۔ آپ کی عمر کا حال اور مزار کا پتا کسی تاریخ سے نہین چلتا۔ بالاجی مرہٹہ نے آپ ہی کے زمانۂ حکومت مین اورنگ آباد پر حملہ کیا تھا۔ اوسوقت رکن الدولہ دیوان کے ناظم تھے۔ جنہون نے ۱۵ لاکھ روپیہ دیکر سے بلا ٹالی۔

نواب سید محمد خان بہادر وصلابت جنگ آصف الدولہ امیر الممالک

آپ کا اصلی نام سید محمد ہے۔ اور سنہ ولادت مین اختلاف ہے۔ مغفرت مآب کے جیتی حیات آپکو سید محمد خان بہادر صلابت جنگ کا خطاب عطا ہوا تھا۔ احمد شاہ بادشاہ نے اپنے جلوس کے زمانہ مین ظفر جنگ سپہ سالار آصف الدولہ کا خطاب مرحمت کیا تھا۔ عالمگیر ثانی نے امیر الممالک کے خطاب سے عزت بخشی۔ الحاصل جب مظفر جنگ بہادر افاغنہ کے ہاتھ شہید ہوئے تو جملہ اعیان ریاست و مرشد زادگان سلطنت نے بالاتفاق بلحاظ بزرگی سنہ ۱۱۱۴ھ مین بمقام لکریٹ پلی (جہان لشکر کا فرودگاہ تھا) آپ کو تخت نشین کیا۔ رگھناتھ داس کو وکیل مطلق کی خدمت عطا کی گئی۔ اب آپ نے یہان سے حیدرآباد کا ارادہ فرمایا۔ اثنا راہ مین کڑپہ پہونچے۔ اور یہان کا بندوبست کرکے کرنول وارد ہوئے۔ تمام افاغنہ کرنول مخوف ہوکر قلعہ بند ہوگئے۔ رگھناتھ داس نے مصلحتاً میر محب علی خان۔ میر نظر علی خان۔ میر حسین علی خان برادران میر نجف علی خان کو اون کی تسلی و تشفی کے لئے قلعہ مین بھیجا۔ ہر چند ان تینون بھائیون نے اون کی فہمایش کی۔ گمراہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ افسوس ہے کہ ان تینون کو قتل کر ڈالا۔ جب آپ (صلابت جنگ بہادر) کو یہ خبر ہوئی تو آپنے فوج کو حملہ کا حکم دیا خوب لڑائی ہوئی۔ اکثر افغان مارے گئے۔ اور باقی چلے گئے۔ اور اب آپ بفتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے اور اوس کا انتظام کرکے سیدھا حیدرآباد آئے۔ قلعہ محمد نگر کے خزانہ پر قبضہ کیا۔ اور یہان کا بھی قرار واقعی بندوبست کرکے اورنگ آباد کے جانب کوچ فرمایا۔ اور بخوشی و خرمی موسم باران اورنگ آباد مین گذارا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ بالاجی راؤ آمادۂ فساد ہے۔ اس لئے آپ ۱۱ ذی حجہ سنہ ۱۱۶۴ھ کو اوس کی تنبیہ کی غرض سے ۵۰ ہزار سوار ہمراہ لیکر نکلے۔ اور غنیم کو پسپا کرتے ہوئے۔ احمد نگر تک پہونچے۔ پھر یہان سے پونہ کے جانب توجہ فرمائی۔ راستہ مین ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ کو بالاجی اور اوسکے چچازاد بھائی سدہوجی نے مقابلہ کیا۔ بہادران اسلام نے شکست دیکر پونہ تک تعاقب کیا۔ فرانسیسون نے بھی اس لڑائی مین خوب جوانمردی دکھلائی۔ ۱۴ محرم کو چاندگہن تھا۔ بالاجی۔ گنگا کے کنارے پوجا پاٹ مین مشغول ہوا۔ اتنے مین لشکر اسلام نے دھاوہ کیا اور بالاجی سراسیمگی مین پوجا پاٹ چھوڑ ننگے سر بلا زین کے گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا۔ اور اوس کے پوجا کے

تمام اشیاء نقرئی و طلائی اہل اسلام کے ہاتھ آئے۔ اسی ایام میں بذریعۂ فرمان شاہی انکو (صلابت جنگ) نواب ظفر جنگ و آصف الدولہ کا خطاب عطا ہوا۔ آپ اوسیوقت فتح اور وصول خطاب کے مسرت میں اپنے تمام اعزا اور افسروں کو خطابات مرحمت فرمائے۔ چنانچہ میر نظام علی خان بہادر کو اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک میر شریف خان بہادر کو بسالت جنگ شجاع الدولہ شجاع الملک۔ میر مغل علی خان بہادر کو ہمایون جنگ مستقند الدولہ ناصر الملک کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ پھر یہاں سے حیدرآباد کے طرف کوچ فرمایا۔ راستہ میں بالاجی پیشوا لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ اس دفعہ بھی اوسکو شکست ہوئی۔ اب تو لشکر اسلام نے پونہ کے برباد کرنے کا پورا ارادہ کرلیا۔ جب آپ پونہ کے قریب پہونچے تو بالاجی گھبرایا۔ اور اپنے چچازاد بھائی سدہو بھی کو بھیجکر صلح کی درخواست کی۔ الغرض رگھناتھ داس کے سفارش سے صلح ہوگئی۔ مگر یہ صلح دیرپا نہ تھی۔ کیونکہ ہر چندی روز کے بعد بالاجی کے سرکشیان جادۂ اعتدال سے گذرنے لگیں آپنے بالاجی کے رفع فساد کے لئے سید لشکر خان کو اوس کے پاس بھیجا۔ انھوں نے جاکر بہت کچھ فہمایش کی۔ مگر وہ راہ راست پر نہ آیا۔ حالانکہ متعدد بار شکست پاچکا تھا۔ بالآخر دوسرے روز لڑائی ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ لشکر غنیم نے نہایت نقصان اوٹھایا۔ مال غنیمت خوب ملا۔ اب بالاجی راؤ نے جب منہ کی کھائی تو ہوش آیا۔ اور نہایت عاجزی سے صلح کی تحریک کی۔ سید لشکر خان کے سفارش پر صلح منظور کی گئی۔ اسکے بعد آپنے ابوالخیر خان بہادر کو برہانپور اور سید لشکر خان کو موگلی پٹن سے خجستہ بنیاد جانے کا حکم دیا۔ اور خواجہ نعمت اللہ خان ہنور جنگ کو فوج کثیر کے ساتھ منور خان برادر ہمت خان اور مظفر خان کارڈی کے سرکوبی کے لئے (جو قلعۂ کرنول پر قبضہ کرنے کے لیئے ان دونوں سرکشی پر کمر باندھی تھی) روانہ کیا۔ اور خود چہاؤنی کے ارادہ سے حیدرآباد کی سمت رونق افروز ہوئے۔ ۲۴ ربیع الآخر کو قایم جنگ ذوالفقار الدولہ کا خطاب خواجہ قلیخان کو عطا کرکے برہانپور کی صوبہ داری مرحمت کی۔ اور مورو پنڈت (جو ماہ محرم سے قید میں تھا) رگھناتھ داس کے ایما سے قتل کیا گیا۔ ۱۳ جمادی الآخر ۱۱۶۵ھ کو میدان بہالکی میں راجہ رگھناتھ داس سوبہ اپنے بھانجے سیتارام رائے رایان کے پانچ نفر فرانسیسوں کے ساتھ عبد الغفور

جمعدار کے ہاتھہ سے عدم ایصال تنخواہ کی علت مین مارا گیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے سید لشکر خان رکن الدولہ کو اورنگ آباد سے طلب کرکے وکیل مطلق مقرر کیا۔ اس اثنار مین مخبرون نے خبر دی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر امیر الامرا کو پادشاہ دہلی نے نظامت دکن عطا کرکے دکن روانہ کیا ہے۔ آپ یہہ سنتے ہی حیدرآباد سے مخبتہ بنیاد کے طرف کوچ فرمائے۔ ابھی آپ راستہ ہی مین تھے کہ خبر آئی نواب غازی الدین خان بہادر نے سورہمنی کی شکایت سے اورنگ آباد مین انتقال کیا۔ اور میر حشمت خان وغیرہ امرائے اون کی لاش دہلی لیگئے۔ اب آپ (صلابت جنگ بہادر) اورنگ آباد مین داخل ہوئے۔ اور رکن الدولہ کو کرنلہ سے طلب کیا۔ انہین ایام مین رکن الدولہ بہادر نے وکیل مطلق کی خدمت سے سبکدوشی حاصل کی۔ کیونکہ موسی بہوسی (جو فرانسیسون کا افسر تھا) سے طلب تنخواہ کے بارہ مین شکر رنجی ہوگئی تھی۔ ۱۴ ماہ صفر ۱۱۶۶ھ کو شاہنواز خان صمصام الدولہ وکیل مطلق کی خدمت

نوٹ آپ کا اصلی نام حافظ محمد پناہ ہے۔ اور حضرت مغفرت مآب کے خلف اکبر ہین ۱۱۱۶ھ مین پیدا ہوئے۔ اور زینت النسا بیگم دختر ذوالمکارم سے شادی ہوئی۔ محمد شاہ پادشاہ دہلی نے غازی الدین خان فیروز جنگ کا خطاب عطا کیا۔ جب حضرت مغفرت مآب ۱۱۵۳ھ مین عازم دکن ہوئے تو غازی الدین خان کو امیر الامرا کا خطاب دلاکر اپنے طرف سے دارالخلافہ مین نائب مقرر کیا تھا۔ اور آصف جاہ کے انتقال پر نامر جنگ شہید تخت نشین ہوئے۔ پھر ہدایت محی الدین خان کو حکومت ملی۔ اب اون کے بعد صلابت جنگ بہادر سریر آرا ہوئے۔ چونکہ غازی الدین خان بہادر خلف اکبر تھے۔ اس لیئے نامر جنگ کے انتقال پر مستعد ہوا اونہون نے پادشاہ سے صوبہ داری دکن کی درخواست کی۔ مگر پادشاہ مذبذب تھا۔ اس اثنار مین احمد شاہ درانی نے دہلی پر حملہ کیا۔ اور صفدر جنگ وزیر نے ملہار راؤ کو رستم کثیر دینے کے وعدہ سے اپنا طرفدار بناکر احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو لایا۔ اتنے مین پادشاہ نے درانی سے صلح کرلی۔ جب یہ خبر صفدر جنگ کو ہوئی اوس نے پادشاہ سے کہا کہ ملہار راؤ کو جو مین نے رقم کثیر کے دینے کا وعدہ کیا ہے وہ اب کس گھر سے دون۔ اس موقع پر غازی الدین

سے سرفراز کئے گئے۔ اور صف شکن خان کو حیدرآباد کی صوبہ داری عطا ہوئی۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۱۶۵ھ کو ابوالخیر خان شمشیر بہادر امام جنگ بمارضۂ فالج دلقوہ سیاح عالم جاودانی ہوئے۔ اسی سال پورن گاؤں پر گرانڈ یا نائب بہولنڈہ سے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام فتح پایا۔ اور بہولنڈہ نے صلح کرلی۔

فرانسیسوں کے سردار موسیٰ بہوسی نے سیکاکول وراجمندری (جو فرانسیسوں کی تنخواہ میں دئے گئے تھے) پر خود مختارانہ انتظام واہتمام شروع کردیا۔ اور اپنی ذاتی جاگیر تصور کرکے من مانے حکومت چلانے لگا۔ صمام نے کل سپاہ فرانسیس کو برطرفی سنادی۔ برطرفی کا ہونا تھا۔ کہ فرانسیسوں نے بغاوت پر کمر باندھی۔ پہلے قلعہ مہیر پر حملہ کیا۔ لیکن یہاں کے قلعدار نے جرأت وبہادری کرکے اون کو قلعہ کے نزدیک آنے نہ دیا۔ اب وہ یہاں سے ناکام ہوکر حیدرآباد کے جانب چلے۔ اور عبدالرحمن خان المخاطب حیدر جنگ (جو موسیٰ بہوسی کا معتمد علیہ تھا) نے ایک شخص رومی خان نام کو مٹی پڑ پاکر ابراہیم خان (جو شوکت جنگ بہادر کا داماد اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹)۔ نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر بادشاہ مجھے دکن کے صوبے عطا کرے تو میں ملہار راؤ کو ساتھ لیجاکر۔ جو وعدہ کہ اوس سے ٹھہرا ہے دلادیتا ہوں۔ چنانچہ بادشاہ نے غازی الدین خان کی درخواست منظور کی اور دکن کی حکومت کا فرمان لکھدیا۔ ۱۱۶۵ھ میں غازی الدین خان۔ ملہار راؤ کو لیکر دکن چلے۔ آخر شوال میں برہانپور پہونچے۔ قطب الدولہ اور میر علی اکبر خان اون سے مل گئے۔ میر منصور قلعہ دار اسیر نے اطاعت کرلی۔ اب یہ دہان کے امراء کو تسلی وتشفی دیکر۔ ۱۲ ذی قعدہ کو داخل اورنگ آباد ہوئے۔ اور قطب الدولہ کو سید لشکر خان کے پاس (جو اسوقت کرناٹک میں تھا) بھیجکر بغاوت کی تحریک کی۔ اور ملہار راؤ کو صوبۂ خاندیس کی لکھدی۔ بہرحال سب کام بنگیا تھا۔ جب صلابت جنگ بہادر کو خبر ہوئی تو مقابلہ کے لئے حیدرآباد سے روانہ ہوئے اور غازی الدین خان بہادر کو اورنگ آباد میں داخل ہونے کے ستر ہویں روز ۱۷ ذیحجہ کو سوء مزاجی کی شکایت ہوئی۔ اور دفعتاً انتقال ہوگیا۔ اور ساری مسرت وشادمانہ لے گئے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ۴۵ یا ۴۹ برس کی تھی۔ میر حشمت خان دبیر اندازخان بخشی نے غسل وکفن کرکے لاش کو دہلی لے گئے۔ اور آپکے جد کے پہلو میں دفن کیا۔ آپ کو ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادہ کا نام میر شہاب الدین تھا

حیدرآباد کا نائب صوبہ دار رہتا) کے پاس بھیجا۔ اور یہ وہاں جاتے ہی قابو پاکر ابراہیم خان کا کام تمام کردیا اور خود بھی مارا گیا۔ جب ابراہیم خان مارا گیا تو تمام فوج پریشان ہوگئی۔ باغیوں کا کسی نے بھی مقابلہ نہ کیا اور باغی بلا جنگ و جدال کے حیدرآباد میں گھس آئے۔ اور قبضہ کرلیا۔ چارمحل چارمینار پر توپیں نصب کردیں جب صلابت جنگ کو معلوم ہوا تو صمصام الدولہ کو ہمراہ لیکر معہ فوج شائستہ حیدرآباد تشریف لائے۔ اور مقابلہ ہوا۔ ایک چھوٹی سی لڑائی کے بعد فرانسیسیوں نے امان چاہا۔ اور تقصیرات کی معافی مانگی۔ چونکہ آپ رحم مجسم تھے اس لئے اون کے تقصیرات کو معاف فرمایا۔ اور حیدرآباد میں داخل ہوکر موسیٰ لہوسی کو طلب کیا۔ اور سپہ سالار عمدۃ الملک کا خطاب عطا کرکے۔ جو جاگیرات کہ سابق میں بمعاوضہ تنخواہ اون کو دیے گئے تھے وہ پھر بحال کردیے اور اون کے مفوضہ جاگیرات پر بھیجدیا۔ اس کے بعد آپ تخت نشین آگئے۔ ۱۱۶۸ھ میں بادشاہ عالمگیر ثانی نے آپ کو اعلیٰ مراتب سرفراز فرمایا۔ ۱۱۶۹ھ میں آپنے میر نظام علی خان بہادر کو برار کی صوبہ داری اور بسالت جنگ بہادر کو بیجاپور کی صوبہ داری اور منگل علیخان بہادر کو ناندیڑ کی صوبہ داری مرحمت کی۔

۱۱۷۰ھ میں بادشاہ نے تنخواہ کے مطالبہ کے لئے شاہنواز خان صمصام الدولہ بہادر کے مکان پر ہلہ کیا۔ اور صمصام الدولہ شب کو وقت بھاگ کر قلعہ دولت آباد میں پناہ گزین ہوئے۔ اس پر بادشاہ نے اون کے موقوفی کی درخواست کی صلابت جنگ بہادر نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے صمصام الدولہ کو موقوف کرکے اپنے بھائی بسالت جنگ بہادر کو وکیل مطلق کی خدمت عطا کی۔ اور جو سابق میں اون کو شجاع الملک کا خطاب دیا گیا تھا وہ اب بدل کر بہادر الملک کا خطاب مرحمت ہوا۔ چند روز کے بعد صمصام الدولہ نے مرہٹوں سے ساز باز کرکے بخشی بنیاد کے پرگنات و قصبات کو تاراج کرنے کے لئے اون کو ابھارا۔ بالاجی راؤ تو اشارہ کا منتظر تھا۔ فوراً چڑھ دوڑا۔ صلابت جنگ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰)۔ جو بعد میں غازی الدین خان عماد الملک کے خطاب سے سرفراز ہوکر بتقریب وزارت نظام الدولہ خانخانان اور شاہ بادشاہ کے وزیر ہوئے۔ اور ۱۱۹۹ھ میں انتقال کیا۔ ان کے کارنامے ہندوستان کے حالات میں ہم نے بہت کچھ لکھے ہیں۔ ۱۲ مولف۔

نے اوس کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ اور عصام الدولہ کو دولت آباد سے طلب کرکے نظام علی خان بہادر کو بھی امداد کے لئے برار سے بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو اوسیوقت آپنے (صلابت جنگ بہادر) خلعت فاخرہ اور شمشیر ولی عہدی اپنی مصر خاص سے مرحمت فرمایا۔ اور فوج شایستہ ہمراہ دیکر مرہٹون کی تنبیہ کے لئے بھیجا اودہر بالاجی راؤ نے اپنے بیٹے نبواس راؤ کو لشکر کثیر کے ساتھہ مقابلہ کو روانہ کیا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ لشکر اسلام نے فتح پائی۔ مرہٹے شکست کھاکر بھاگے۔ عضد الدولہ اور رام چندر کو (جو مرہٹون کے محاصرہ مین تھے) نجات ملی۔ اس جنگ مین غنیم کے جانب کے تقریباً تین ہزار سوار چار سو سردار مارے گئے لشکر اسلام نے پونہ کے انہدام کا ارادہ کرکے شکست خوردہ فوج کا تعاقب کیا۔ بالاجی گھبرایا اور صلح چاہی مگر نظام علی خان بہادر نے منظور نہین کیا۔ اور برابر تعاقب کرتے ہوئے دریائے کرشنا پہونچے۔ اب بالاجی کے ہوش اڑے۔ گو اسوقت وہ سخت بیمار تھا۔ لیکن مجبوراً ۱۰ کوس کے مسافت طے کرکے نظام علی خان بہادر کے خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اسنے بوعہد و پیمان کیا قسم موکد کھائی۔ اعیان دولت کی سفارش پر آپنے صلح کو منظور فرمایا۔ اسی زمانہ مین عمدۃ الملک اور حیدر جنگ سیکاکول سے آپکے پاس حاضر ہوئے۔ عصام الدولہ نے استقبال کرکے اون کو لایا۔ عمدۃ الملک نے ابراہیم خان کارڈی کو سوال و جواب کی غرض سے طلب کیا۔ آپنے بپاس خاطر عصام الدولہ و نیز بسبب اس کے کہ سابق مین وہ عمدۃ الملک کا نوکر تھا۔ اور سیکاکول کی حکومت بھی اوسپر ثابت تھا۔ اس لئے اوسکو روانہ کردیا۔ اور خود وہان سے مراجعت فرمائی۔ اب عمدۃ الملک اور حیدر جنگ بالاجی راؤ کے ملاقات کو گئے۔ اور میر نظام علیخان بہادر مع الظفر تخت بنیاد پہونچے۔ چند روز کے بعد حیدر جنگ نے صلابت جنگ بہادر کو پٹی پڑہاکر وکالت مطلق کی مہر (جو نظام علیخان بہادر کے پاس تھی) طلب کرالی اور تمامی امور ریاست پر قبضہ کرلیا۔ بظاہر عصام الدولہ کو بھی شریک کرلیا۔ جب نظام علی خان بہادر نے یہ حالت دیکھی تو دربار کا آنا جانا موقوف کردیا۔ حیدر جنگ کو تو یہ لوگی ہوئی تھی کہ کسیطرح نواب میر نظام علی خان بہادر کو ریاست سے علیحدہ کرکے منے اوڑائے۔ چنانچہ مبلغ ۵ لاکھ روپیہ سیاہ کی تنخواہ اپنے پاس سے ادا کرکے اونکو

عدۃ الملک کی فوج مین شامل کرلیا۔ اور بندگان حضرت (میر نظام علی خان بہادر) کے لشکر کو متفرق کرنے لگا
آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ بندگان حضرت کے ساتھ بجز رفقائے قدیم و جان نثار کے کوئی نرہا۔ حالانکہ
یہ سب کچھ ہوا مگر بندگان حضرت نے اسطرف مطلق خیال نہ کیا۔ اب حیدر جنگ نے یہ تجویز کی کہ کسیطرح آپ کو قلعۂ گولکنڈہ
مین نظر بند کردیا جائے۔ چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے صلابت جنگ بہادر سے عرض کی کہ میر نظام علی خان
کو حیدرآباد کے صوبہ داری پر روانہ کردیا جائے۔ صلابت جنگ بہادر نے بھی منظور کرلیا۔ اور میر نظام علیخان
بہادر حیدرآباد جانے پر راضی ہوگئے۔ اس اثنا مین حیدر جنگ و عدۃ الملک نے صمصام الدولہ سے قلعۂ دولت آباد
کے سپرد کی اجازت لیکر قلعہ کو روانہ ہوئے۔ اور بسالت جنگ کو کہلا بھیجا کہ آپ میر محمد حسین خان اور صمصام الدولہ کو
لیکر کسی باغ کے سیر کو جائیے۔ ادہر ہم قلعہ پر قبضہ کرلیتے ہین۔ اور قبضہ کے شناخت کے لئے ایک توپ سر
کیجائے گی۔ آپ اوس کے آواز کو سنتے ہی ان دونون کو قید کرلیجئے۔ بسالت جنگ نے اس امر سے اتفاق
کیا۔ ۲۶ رجب ۱۱۷۱ھ کو بعد نماز عصر صلابت جنگ اور بسالت جنگ رابعہ دورانی کے مقبرہ کو گئے۔ اور فاتحہ
سے فارغ ہوکر اوس کے چبوترہ پر رونق افروز ہوئے۔ صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان معین الدولہ منصور جنگ
بھی ہمراہ تھے۔ ادہر عدۃ الملک نے حسب وعدہ قلعہ پر قبضہ کرکے توپ سر کیا۔ یہان صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان
قید کرلئے گئے۔ صمصام الدولہ کا ایک چھوٹا بیٹا جو ہمراہ تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ اس کے بعد میر عبدالسلام خان
اور میر عبدالنبی خان پسران صمصام الدولہ کو گھر سے طلب کرکے باپ کے ساتھ ایک خیمہ مین نظر بند کیا گیا۔ اور
ہر دو سید مظلوم کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ اور اون کے متعلقین سے جبراً لاکھون روپیہ وصول کیا گیا
اکثر اعزا و متصدی و پیشکار بعلت محاسبہ قید ہوئے۔ جب یہ خبر میر نظام علیخان بہادر کو ہوئی تو آپ نے سخت
افسوس فرمایا۔ اور اپنے رفقا کو طلب کرکے حیدر جنگ کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور کہا کہ اگر اس کا تدارک
نکیا جائے تو آیندہ ریاست کی سنبھال دشوار ہوگی۔ سبھون نے اونکی رائے سے اتفاق کیا۔ اب ۳ رمضان
۱۱۷۱ھ روز پنجشنبہ کو آپنے ایک شقہ اپنے دستخط خاص سے حیدر جنگ کو روانہ کیا۔ جس مین لکھا تھا کہ "مین کل

حیدرآباد جانیوالا ہون۔ معلوم نہین کہ وہان کمقدر مدت تک رہنا ہوگا۔ چند ضروری امور جمعیت کے متعلق ہین وہ تم سے بالمشافہ کہنے کے ہین۔ بہوت سے دنون کے لئے یہان آؤ" حیدر جنگ کو یہان کے مشورہ کی خبر نہ تھی۔ وہ مختصر جمعیت کے ساتھہ دوپہر کے وقت سوار ہوکر آپکے خیمہ مین آیا۔ پہلے مزاج پرسی ہوئی اسکے بعد آپنے اپنے رفقا کے ہاتھہ یکے بعد دیگرے اوس کے ہاتھہ مین دیکر اس طرح ارشاد فرمایا کہ ان کو مین تمہارے سپرد کرتا ہون۔ تم ان کی نگہداشت کرنا۔ اور میرے غائبانہ مہربانی کی نظر رکھنا۔ ان باتون سے حیدر جنگ اور ہی پہولا۔ اب آپ وہان سے تجدید وضو کی غرض سے دوسرے خیمہ مین آئے۔ یہ کیا تھا مقام جنگ نے ہاتون کو گردن مین لپیٹ کر شکنجہ بنایا۔ زبردست خان اور سوار جنگ نے جمدہر لگائے۔ مہراب جنگ نے شمشیر چلائی۔ حیدر جنگ تیورا کر گرا۔ فوراً روح پرواز کر گئی۔ لاش کو چاندنی مین لپیٹ کر خیمہ کے گوشہ مین ڈالدئے۔ محمد غوث خان بہادر کے عرض کرنے سے میر نظام علی خان بہادر پشت خیمہ سے سراپردہ چاک کرکے باہر نکلے۔ اور گہوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ حیدر جنگ کے ہمراہی سپاہ نے جب یہ حالت دیکھی تو آپ پر بندوقون کی باڑ چلائی۔ مگر حافظ حقیقی نے آپ کا ایک بال تک بیکا ہونے دیا۔ آپ ایک میگزین پر پہونچے۔ رفقائے یہان تمار بھی حاضر ہوئے۔ اور دشمنون کے طرف دوبان لیکر چلائے کہ بہاگر نکلی۔ خواجہ نعمت اللہ خان نے بسالت جنگ و صلابت جنگ بہادر کو الماسجہا کر فرانسیسون کے لشکر مین لے گیا۔ میر نظام علی خان بہادر نے رام چندر راؤ کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا۔ مگر وہ بمصلحت وقت کے لحاظ سے خود نہ آیا۔ البتہ مین سونپا آپکے پاس بھیجدیا۔ عمدۃ الملک نے ابراہیم خان کردی کو اسپکا راستہ روکنے کے لئے حکم دیا۔ ادہر آپ نے وفادار خان کے ذریعہ ابراہیم خان کو اپنے ہمراہی پہ آمادہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم خان فرانسیسون کا ساتھ چہوڑکر توپ خانہ اقتبار آپکے ساتھہ ہوگیا۔ عمدۃ الملک نے دیکہا کہ ابراہیم خان ہاتھہ سے گیا تو اوس کے ہوش اڑ گئے مگر ایک امید نے اوسکو سنبہالا۔ یعنے صلابت جنگ و بسالت جنگ اوس کے لشکر مین موجود تھے۔ اب اوس نے سمجہا تہا کہ ان کو حکم دیا کہ فوراً عصام الدولہ اور میر محمد حسین خان کا خاتمہ کردے۔ چنانچہ یہ ظالم دبان جاکر اون دونو

سیدون کو بندوق سے ہلاک کیا۔ اور معصام الدولہ کا چھوٹا بیٹا عبدالنبی خان بھی شہید ہوا۔ عبدالسلام خان اور عبدالحی خان محفوظ رہے۔ اُدھر میر نظام علی خان بہادر چکل ہٹانہ پہونچے۔ اور سیدی عبداللہ خان نے معہ اپنے حبشی سپاہ کے ملازمت حاصل کی۔ اب یہان سے آپ ٹانڈیس کے طرف روانہ ہوئے۔ ۱۳ ربیع الثانی کو برہانپور آئے۔ عالم آرا بیگم کی باغ امرائی میں قیام فرمایا۔ تیغ جنگ بہادر خلف امام جنگ مرحوم نے شرف ملازمت حاصل کیا۔ محمد انور خان قطب الدولہ اور شیخ شمس الدین و شیخ عبداللہ و حافظ محمد حفیظ اللہ نے مکان برہانپور میں پیش کش وصول کی۔ میر علی اکبر خان کو برہانپور کی صوبیداری عطا ہوئی۔ اب یہان سے آپ باہم تشریف لیگئے اسی سال صلابت جنگ۔ بسالت جنگ اور عمدۃ الملک حیدرآباد روانہ ہوئے۔ بالاجی راؤ اور جانوجی بھونسلہ کو لکھا کہ جس طرح ہوسکے نظام علی خان بہادر کو برار میں داخل ہونے دیا جائے۔ اُدھر میر نظام علی خان بہادر نے غلام سید خان سہراب جنگ کو بالاجی راؤ کے پاس بھیجکر اپنے ساتھ اتفاق کرنے کی تحریک کی۔ اتنے میں گرانڈیا نے جانوجی کے اشارہ سے ممالک محروسہ میں شورش مچادی۔ اور رعایا کو اپنی ظلم و زیادتیوں سے پریشان کردیا میر نظام علی خان بہادر نے اوس کی سرکوبی کے لئے باہم سے کوچ کیا۔ راستہ میں اکثر مقامات پر غنیم کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ اور لشکر اسلام کو ہمیشہ کامیابی حاصل رہی۔ الغرض۔ دو ماہ کے عرصہ میں آپ برہانپور داخل ہوئے۔ اور دریائے تپتی پر خیموں کے نصب کرنیکا حکم دیا۔ یہاں پانچ روز قیام رہا۔ اس عرصہ میں جنگ کا سامان تیار و درست ہوگیا اب آپ برہانپور سے روانہ ہوئے۔ اور اسی طرح لڑتے جھگڑتے ناگپور کے طرف چلے۔ گورمٹھون نے ہر ایک مقام پر نہایت سختی اور بہادری سے حملہ کیا۔ مگر آپ غنیم کے لشکر کو پسپا کرتے ہوئے۔ آگے بڑھے۔ جب دریائے پورنا پر پہونچے سیدی عنبر خان اور قادر صاحب نے مع لشکر غنیم پر رات کے وقت دھاوا کیا۔ اکثر غنیم کی فوج بدحواسی کے مارے دریا میں ڈوب مری۔ گرانڈیا اور بھونسلہ گھبراکر بھاگے۔ جانوجی نے دیکھا کہ آپکے سامنے جرات و ہمت کام نہیں دیتی تو پرتاب دنت کے ذریعہ نہایت منت و الحاح سے صلح چاہی۔ آپنے مصلحت وقت کے لحاظ سے صلح کو قبول فرمایا۔ جانوجی نے آپ کی دعوت کی۔ آپ اوس کے خیمہ میں تشریف لیگئے۔ اوس نے بہت سا روپیہ

نذر گزرانا۔ اسکے بعد جانوجی نے دیوگڈھ و چاندہ پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ اس اثنار مین سہراب جنگ بہادر (جو بالاجی کو مطیع و مسخر کرنے کیلئے گئے ہوئے تھے) فایز المرام پونہ سے واپس آئے۔ اور بہت سا جواہر و فیلان کوہ پیکر (جو بالاجی نے بھیجا تھا) ملاحظہ مین پیش کیا۔ قبل ازین جو دیوگڈھ کا ارادہ ہوا تھا وہ سہراب جنگ کے معروضہ پر فسخ کر دیا گیا۔ اب حیدرآباد کے جانب کوچ ہوا۔ جب نزدل دہاہور پہونچے تو صف شکن خان مجاہد جنگ (جو وہان کے قلعدار تھے) نے قلعہ کے کنجیان نذر گذرانین اور اطاعت کی۔

اب کسیقدر حالات صلابت جنگ بہادر کے ملاحظہ کیجئے کہ حیدر جنگ کے مارے جانے کے بعد وہنون نے حیدرآباد کا قصد فرمایا۔ اور عمدۃ الملک ذوالفقار جنگ (برادر حیدر جنگ) کو سیکاکول و راجمندری کے طرف رخصت کیا جب حیدرآباد پہونچے تو تمام مالی اور ملکی انتظام رسالت جنگ کے تفویض کر کے شوکت جنگ کو خانگی وزارت عطا کی۔ اور بشیر جنگ کو وزارت دکن مرحمت ہوئی۔ چندے حیدرآباد مین قیام رہا۔ اور موسم بارش کے گذرنے پر قلعہ بیدر کا عزم فرمایا۔ کیونکہ میر مقدا خان نے بغاوت پر کمر باندہی تھی۔ چنانچہ بیدر پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ ایک ماہ تک یہی حالت رہی۔ پھر صلح ہوگئی۔ اور قلعداری اوہنین کے نام بحال رکھی گئی۔ اب یہان سے سیکاکول کے زمینداروں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ کیونکہ انند راج زمیندار جے نگر نے انگریزون کی اعانت سے ذوالفقار جنگ کو شکست دی تھی۔ اور لچھنا و محمد حسین جمعدار (جو صمصام الدولہ اور اون کے اقربا و رفقا کے قاتل تھے) بھی اس لڑائی مین مارے گئے۔ ذوالفقار جنگ شکست کھاکر مدجواسی اور پریشانی کی حالت مین یہان آیا تھا۔ اور خواجہ رحمت اللہ خان کے ذریعہ نواب صلابت جنگ بہادر کو اپنی امداد و اعانت پر آمادہ کیا تھا۔ الغرض صلابت جنگ بہادر نے اوس طرف کوچ کیا۔ جب قلعہ بھونگیر پہونچے تو نقشبندی خان قلعہ دار نے تمرد و سرکشی کی۔ آپنے اوس کا محاصرہ کر لیا۔ ایک ماہ کے بعد قلعہ پر قبضہ ہوا۔ اور سید محمد خان کے بیٹے (جو صلابت جنگ بہادر کے داماد تھے) کو وہ قلعہ تفویض کیا گیا۔ انہین ایام مین میر عبدالحی خان شمس الدولہ دلاور جنگ (خلف صمصام الدولہ) کو قلعہ گولکنڈہ سے رہا کر کے اون کے باپکا

خطاب صمصام الدولہ صمصام جنگ عطا کیا۔ اور دوسرے بیٹے میر عبد السلام خان کو (جو قلعہ دولت آباد
مین قید تھے) رہا کر کے خطاب و منصب سے سرفرازی بخشی۔ مخبرون نے خبر دی کہ نظام علی خان بہادر حیدر آباد
تشریف لیجا رہے ہین۔ یہ خبر سنتے ہی صلابت جنگ بہادر نے زمینداران سیکاکول کے تنبیہ کا ارادہ
فسخ کر کے حیدر آباد کے جانب واپس ہوئے جب سریاپلہ پہونچے تو معلوم ہوا کہ میر نظام علی خان بہادر حیدر آباد
داخل ہو چکے ہین۔ اب یہان سے بسالت جنگ بہادر اپنی فوج و رحمت اللہ و کریم خان کارڈی کو ہمراہ لیکر
امتیاز گڈہ روانہ ہو گئے۔ اور صلابت جنگ بہادر اپنے ملازمان خاص کے ساتھہ فوراً بلدہ آئے۔ ۱۳ شوال
روز چہارشنبہ کو میر نظام علی خان بہادر نے صلابت جنگ بہادر کا استقبال کر کے شہر مین لائے۔ صلابت جنگ
نے بھی دیکھا کہ بجز میر نظام علی خان کے امداد کے ریاست کی بہبود مشکل ہے تو آپنے کل انتظام مالی اور ملکی کو
میر نظام علی خان بہادر کے تفویض کر دیا۔ انہین ایام مین ابراہیم خان کارڈی کسی بات پر خشیدہ ہو کر بالاجی
کے پاس چلا گیا۔ اور بالاجی نے ابراہیم خان کی کمک پاکر قلعہ احمد نگر پر قبضہ کر لیا۔ اور بہادر گڈہ پر بھی یورش
کی جب میر نظام علی خان بہادر کو معلوم ہوا تو آپ صلابت جنگ بہادر کو ساتھہ لیکر بالاجی کے مقابلہ کو نکلے
اور بالکنڈہ ہوتے ہوئے اودگیر پہونچے۔ ادھر بالاجی بھی دو لاکھہ سوار سے لڑائی کے لئے کوچ کیا۔ قلعہ
اودگیر کے نواح مین طرفین کا مقابلہ ہوا۔ اسوقت آپکے ہمراہ صرف ۱۰ ہزار سوار کی جمعیت تھی۔ اور باقی تمام جمعیت
و منصبداران سرکار معہ اپنی سپاہ کے بوجہ مسدودی راستہ قلعہ دہارور کے اطراف مین فروکش تھے۔ بہرحال
اس قلیل جمعیت نے بالاجی کے ۲۰ ہزار سوار کا مقابلہ کیا۔ ایک جنگ عظیم ہوئی۔ بہت سی سپاہ غنیم کی ماری گئی
گیارہ نشان ابراہیم خان کی فوج کے ہاتھہ آئے۔ ادھر بھی کسیقدر سپاہ کام آئی۔ سہراب جنگ نے اس لڑائی مین
کمال بہادری دکھلائی۔ سید غلام خان اور تنکو پنڈت (جو سریاراؤ کا بہانجا تھا) مارے گئے۔ اور غنیم کے
طرف ابراہیم خان کا بھائی اور اکثر نامی سردار قتل ہوئے۔ الحاصل روزانہ اسیطرح لڑائی کا تار بندھا رہتا تھا
کوئی دن خالی نہ جاتا تھا۔ لیکن ہمیشہ لشکر اسلام کو غلبہ رہتا تھا۔ میر نظام علی خان بہادر نے دہارور کی فوج سے

اپنی یہہ مختصر جمعیت شامل کرنے کے لئے اودگیر سے کوچ فرمایا۔ اور اسیطرح لڑتے جھگڑتے قلعہ اودگیر پہونچے۔ اس مقام پر پھر ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور لشکر غنیم نے شکست پائی۔ اب بالاجی متواتر شکستوں سے بددل ہو گیا اور صلح کرنی چاہی۔ اور رفع مخالفت کے لئے صلح کے ساتھہ چند پرگنہ جات کا بھی مطالبہ کیا۔ صلابت جنگ بہادر تو راضی ہو گئے۔ لیکن نظام علی خان بہادر نے صلح کو پسند نہ کیا۔ بالآخر ۱۵ جمادی الآخر کو موضع مانڈوگیہ پرگنہ انبہ کے مقام پر یکایک لشکر رائے پیشکار دیوانی کے اسباب کا اونٹ زیادتی بار سے تمام اسباب گرا دیا۔ شوکت جنگ بہادر (جو لشکر ساقہ کے سردار تھے) نے اسباب کی فراہمی کے لئے کسیقدر توقف کیا جس سے قلب و چنڈاول مین ایک کوس کا فاصلہ واقع ہوا۔ غنیم نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور ۴۰ ہزار سوار سے فوج ساقہ کو گھیرا جو بگھان لڑائی ہوئی۔ غنیم کے ایکہزار سوار چار سردار مارے گئے۔ اور ادہر قادر صاحب جلال الدولہ۔ حسن منور خان۔ غلام نقشبند خان۔ گوکلچند (برادر بہالیراؤ) بالکشن پنڈت۔ بھونت راؤ مارے گئے شوکت جنگ بھی شہید ہوئے۔ فوج ساقہ تمام کام آئی۔ اسکے بعد مرہٹون نے مست ہاتھیون کے سونڈون مین سیف و پٹے باندہکر خاصہ کے ہاتھیون کے مقابل چھوڑے اور وہ مست ہاتھی اپنے سونڈون کے بندہے ہوئے حربون سے حملہ آور ہوئے۔ واقعی یہہ موقعہ نہایت ہی نازک تہا۔ مگر میر نظام علی خان بہادر نے اس بلا کی مدافعت کے لئے ترکش سے تیر خالی کرنا شروع کئے۔ انشاء اللہ آپ ایسے قادر انداز تھے کہ جو تیر ترکش سے نکلتا۔ فیلبان کے ماتھے پر بیٹھتا۔ یا ہاتھی کے حلقہ چشم مین پیوست ہوتا۔ بہرحال کوئی تیر ایسا نہ تھا جو خالی جاتا اور خطا کرتا۔ اور جو ہاتھی مقابل آتا۔ زخم کہاکر چیختا چلاتا۔ اپنے ہی لشکر کے جانب واپس جاتا اس کارروائی سے لشکر غنیم مین بھگدڑ مچگئی۔ اب مرہٹون نے انبوہ کثیر کے ساتھہ حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے بھی اون کی مدافعت مین کوتاہی نکی۔ اور شام تک خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ ادہر صلابت جنگ بہادر کو بعض بدانديشون نے مرہٹون سے صلح کرنے کی رائے دی۔ اور اونہون نے بھی سرداران ساقہ کی بربادی کا خیال کرکے صلح کے لئے راضی ہو گئے۔ جب یہہ خبر نظام علی خان بہادر کو ہوئی تو آپنے صلابت جنگ بہادر

سے عرض کیا کہ اس وقت اگر مرہٹون سے صلح چاہی جائے گی تو وہ اور دلیر ہو جائینگے - اور ضرور کسیقدر ملک کی بھی خواہش کرین گے - مناسب یہہ ہے کہ آپ چندے تامل فرمایئے - قلعۂ دہارور بہت قریب رہگیا ہے ایک دو کوچ مین اسیطرح لڑتے جھگڑتے وہان پہونچ جاتے ہین - جب وہان کی فوج ہم سے مل جائیگی تو پھر غنیم کی یہہ جراءت و دلیری باقی نہین رہے گی - اور لامحالہ ہمکو کامیابی نصیب ہوگی - لیکن صلابت جنگ بہادر نے آپ کی رائے کے ساتھہ اتفاق نہ کیا - اور سہراب جنگ و راجہ پرتاب ونت کو صلح کے لئے بالاجی کے پاس بھیجا - وہ تو اس بات کو خدا سے چاہتا تھا - خوشی کے مارے بغلین بجانے لگا - اور صلح کے ساتھہ چند قلعہ جات و پرگنہ جات کی فہرست بھی بھیجدی - صلابت جنگ بہادر نے منظور فرمالیا - چنانچہ بالاجی کو ۶۰ لاکھہ کی جاگیر تعلقات حجتہ بنیاد سے عنایت دی گئی - سیوائے اسکے ہر رسول دستارہ اور نصف صوبۂ بیدر و بیجاپور - اور قلعۂ دولت آباد و قلعۂ آسیر بھی حوالے کئے - اور جاگیرات خاصۂ سرکار اور جاگیرات امرائے منصبدار بھی غنیم کے تنخواہ مین دیدئے گئے - اسوقت میر نظام علی خان بہادر نے مقتضائے وقت و مصلحت ملکی کے لحاظ سے خاموشی اختیار فرمائی - اور بالاجی نے صلابت جنگ بہادر کا فرمان دکھلاکر دولت آباد - آسیر - بیجاپور - ان کے قلعون پر قبضہ کرلیا - ادہر صلابت جنگ بہادر و میر نظام علی خان بہادر حیدرآباد کے جانب کوچ فرمائے اثنار راہ مین بعض مغلیون کے بہکانے سے صلابت جنگ بہادر نے میر نظام علی خان بہادر کو ایلور اورنگ آباد کی طرف رخصت کیا - اور خود حیدرآباد داخل ہوئے - اس اثنا مین بالاجی نے بسواسراؤ اور بہاؤ کو لشکر کثیر اور توپخانۂ آلشبار کے ساتھہ ہندوستان روانہ کیا - جسکے واقعات تفصیلی ہندوستان کے حالات مین ہم نے لکھے ہین - یہان صلابت جنگ بہادر کو بعض مصاحبون نے غیر واقعی سمجھا کر ایک جعلی مہر کندہ کرائی - اور حمید اللہ خان کو وکیل مطلق بنایا - جب یہ خبر میر نظام علی خان بہادر کو ہوئی تو آپ فوراً متواتر کوچ کرکے حیدرآباد آئے اور صلابت جنگ بہادر سے عرض کی کہ آپکے مصاحب و ندیم آپکے اور میرے مابین مخالفت پیدا کرنا چاہتے آپ کو چاہئے کہ ان گندم نما جو فروشون سے محترز رہین - اور ان کی ظاہر داریون پر اعتماد نہ فرمائین

اب تک مین نے آپکے خیال سے درگزر کرتا رہا۔ اور یہ مہر جو آپ کی عنایت کردہ چند روز سے میرے پاس جو مستعار تھی وہ حاضر ہے مجھے اس کی ضرورت نہین ہے۔ آپ کی محبت و عقیدت کا نگینہ جو میرے دل پر کندہ ہے وہ کافی ہے۔ الغرض صلابت جنگ بہادر نے اس گفتگو کو سماعت فرماکر بغیر ہر آپ کی بہت کچھ دلجوئی فرمائی۔ اور فہمایش کی۔ مگر باطناً وہ ہین مفسدان ریاست کے صلاح پر کاربند رہے اور بعد ردّ و بدل بسیار۔ میر نظام علی خان بہادر کو قلعہ ایلگندل جانے کا حکم دیا۔ میر نظام علی خان بہادر (قلعہ ایلگندل کے جانب روانہ ہوئے۔ چہاؤنی کا زمانہ ایلگندل مین بخیر و خوبی نہایت مسرت و خوشی سے بسر کیا۔ اس عرصہ مین جاسوسون نے خبر دی کہ بالاجی کا بھائی رگھناتھ راؤ لواح میدک مین مقیم ہے۔ میر نظام علی خان بہادر نے اوس کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا۔ اور ایلگندل سے کوچ کیا۔ راستہ مین میر مغل علیخان بہادر (جو پیشگاہ صلابت جنگ بہادر کے صوبہ داری ناندیڑ پر مامور ہوئے تھے) معہ اسمٰعیل خان نیّ کے ملاقی ہوئے اور۔ بعد مشورہ قرار پایا کہ ابتداءً رگھناتھ راؤ کی شوخیون اور بے اعتدالی کی سرکوبی کیجائے۔ بعد ازان دوسرے معاملات مین قدم رکھا جائے۔ چنانچہ بعد طے منازل قلعہ میدک پہونچے۔ رگھناتھ راؤ بھی مقابلہ پر آیا۔ اتنے مین خبر آئی کہ بھاؤ اور بسواسراؤ و ابراہیم خان نیّ جو ہندوستان کے تسخیر کے لئے گئے تھے۔ معہ اپنی فوج کے دُرّانیون کے ہاتھ ہلاک ہوئے۔ اور اوس مین سے ایک بھی باقی نہ بچا۔ تمام لشکر اجل ہوئے اس دست افزا خبر کے سنتے ہی رگھناتھ راؤ بیحد پریشان ہوا۔ ہوش و حواس جاتے رہے۔ عقل گم ہوگئی۔ لڑائی کو بھولا۔ صلح کا پیام بھیجا۔ آپنے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے منظور فرمایا اسی مابین مین خبر آئی کہ میر مقتدا خان قلعدار بیدر نے فساد و فتنہ برپا کیا ہے۔ اب آپ بیدر روانہ ہوئے۔ قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ چند روز کے بعد قلعہ پر قبضہ اور قلعہ دار گرفتار ہوگیا۔ آپنے سیادت خان کو قلعہ تفویض کیا۔ اور خود حیدرآباد پہونچے۔ گوشہ محل کے مکان مین قیام فرمایا۔ اندنون صلابت جنگ بہادر بلدہ مین موجود نہ تھے۔ بلکہ بعض ارکان دولت کے صلاح سے انا گوندی گئے ہوئے تھے۔ یہان کا انتظام بہادر دل خان کے سپرد تھا۔ چنانچہ بہادر دل خان نے حاضر

بسر کر مذکر گذرانی - اس اثنا مین صلابت جنگ بہادر گلبرگہ گئے - اب میر نظام علی خان بہادر بھی حیدرآباد سے نکل کر گلبرگہ پہونچے - بھائی سے ملاقات کی - حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رح کی زیارت فرمائی - اس کے بعد چھاؤنی کی غرض سے بیدر آئے - فوج و منصبداران شاہی کو دلی جانے کی اجازت دی گئی - محمد صفدر خان بسادر خلف شیر جنگ حیدر یار خان کو منصب چار ہزاری اور خطاب غیور جنگ اشجع الدولہ عطا ہوا - اسی زمانہ مین مالاجی فوت ہوا - اور اسکا چھوٹا بیٹا مادھو راؤ (جو ابھی صغیرالسن تھا) ریاست پر بیٹھا - ملک کا انتظام مالاجی کے بھائی رگھناتھ راؤ کے تفویض ہوا - اور یہی تمام ریاست کے سیاہ و سپید کا مالک ہوگیا - ۱۱۷۳ھ مین رگھناتھ راؤ نے تجنتہ بنیاد پہونچکر لوٹ مار مچادی - اور میر نظام علی خان بہادر کو خبر ہوتے ہی اوس کے سر پر پہونچے - شاہ گڈہ کے میدان مین مقابلہ ہوا - غنیم شکست پاکر بھاگا - آپ اوس کے تعاقب مین قصبہ ٹوکہ گئے - یہان غنیم کے مکانات عالیشان کو مسمار کیا - اب یہان سے قلعہ احمد نگر روانہ ہوئے - نواح چارگڈہ مین راجہ بہادر اور سیف الدولہ - جانوجی بنالکر نے غنیم کا مقابلہ کیا - اور غنیم یہان بھی شکست کھاکر فرار ہوا - لشکر اسلام بھی تعاقب کنان گھوڑندی کے کنارے پہونچا - اس عرصہ مین رام چندر اور مغل علیخان بہادر بعض بدمعاشون کے اغوا سے غنیم کے لشکر مین چلے گئے - مگر آپنے اون کے جانکی پروا نہ کی - اور اسی دلیری و بہادری سے پونہ کے قریب پہونچے - اب پونہ صرف ۷ کوس باقی رگھیا تھا - بالاجی نے گھبراکر صلح کی درخواست کی - جانوجی اور سلطان جی بنالکر کے ذریعہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ کو تمام شرائط صلح کے طے ہوئے - مرہٹون نے ۲۷ لاکھ کا ملک کچھ صوبہ تجنتہ بنیاد سے اور کچھ صوبہ بیدر سے اس صلح کے عوض مین حوالے کیا - صلح کے بعد میر نظام علی خان بہادر یہان سے کوچ کرکے راجہ چندر کے پنج محلہ کو پامال کرتے ہوئے ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو داخل بیدر ہوئے - چند روز کے بعد تمام ارکان دولت کو طلب کرکے ارشاد فرمایا کہ آجکل صلابت جنگ بہادر انتظام ریاست کے جانب مطلق توجہ نہین فرماتے ہین - اور اکثر بدخواہ ریاست دون کے ہم نشین ہوگئے ہین جس سے سلطنت مین طرح طرح کے رخنے پیدا ہورہے ہین - اور رعایا تکلیف و مصیبت اوٹھا رہی ہے - اس سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند روز کے لئے صلابت جنگ بہادر کو گوشہ نشین کردیا جائے - ہر ایک نے بالاتفاق رضامندی

ظاہر کی - اور حسب الحکم تسلیم کو آمادہ ہوئے - چنانچہ ۱۴ مرزی حجہ ۱۱۷۵ھ کو صلابت جنگ بہادر قلعہ بیدر میں خانہ نشین کردئے گئے - اور ایک سال ۳ ماہ ۲ روز کی گوشہ نشینی کے بعد ۲۰ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ روز پنجشنبہ کو ۴۸ سال کی عمر میں صلابت جنگ نے انتقال کیا - مدت حکومت ۱۱ سال ہے - انکا مزار بمقام بیدر حضرت شیخ المشائخ رتناہ شمس الدین صاحب ملتانی قدس سرہٗ کے جوار رحمت میں ہے - میر اولاد محمد ذکا نے رحلت کی تاریخ اسطرح کہی ہے

خدیو دکن روح والا سے او		بہ پرواز از دام محنت شدہ	
رقم کرد تاریخ فوتش ذکا		امیر الممالک بجنت شدہ	

آپ انتہا درجہ کے رحمدل اور منقل مزاج تھے - آپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی - مگر ایک صاحبزادی (بنکا از دواج صولت جنگ بہادر خلف سید محمد خان سپہدار سے ہوا تھا) اور دو صاحبزادے سراج الدولہ و نصیر الدولہ رہتے تھے سراج الدولہ کو ایک صاحبزادی تھی جنکا عقد میر مراد علی خلف نام آور جنگ بن ہمایون جاہ سے ہوا - باقی دونوں صاحبزادوں کے اولاد کی معلوم نہوئی -

گل دوم

نواب میر نظام علی خان بہادر اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ثانی

آپ حضرت مغفرت مآب کے پوتے صاحبزادے ہیں - غرہ شوال ۱۱۴۲ھ کو پیدا ہوئے - انکا اصلی نام میر نظام علی ہے - بقول شاہ تجلی علی صاحب تزک آصفی آپ کا نام نامی حفیظ الدین احمد ہے - طلوع آفتاب از صبح دولت سعید بخت سے تولد کا سنہ نکلتا ہے - حضرت مغفرت مآب کے حین حیات آپ اسد جنگ بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوئے تھے - بچپن ہی سے آثار رشد و فراست چہرہ سے ظاہر تھے - اور زمانہ صغرسنی سے ہی نجیب الطرفین

کے ہمراہ اکثر دفعہ مرہٹون کی تادیب وتنبیہ فرمائی تھی۔ حضرت مغفرت مآب کے انتقال کے وقت آپکا سن ۱۵ سال کا تھا۔ کچھ زمانہ برادر بزرگ ناصر جنگ شہید کے ساتھ گذرا۔ بعدازان بعہد صلابت جنگ ۱۱۶۱ھ درسنہ ۱۱۶۹ھ مین صوبہ داری برار پر مامور ہوئے۔ سنہ ۱۱۷۱ھ مین صلابت جنگ نے آصف جاہ ثانی کا خطاب عطا کرکے اپنا ولیعہد فرمایا۔ متعدد بار آپنے مرہٹون کا مقابلہ کیا اور اون کو ہمیشہ شکست دی۔ حیدر جنگ کے فتنہ پرداز یون کا ذکر تصفیہ کیا۔ جو ناظرین اس کے قبل ملاحظہ کرچکے ہین۔ جب صلابت جنگ بہادر کی عدم توجہی ریاست کے طرف دیکھی تو اون کو خانہ نشین کرکے خود زمام سلطنت کو ہاتھ مین لیا۔ شاہ عالم گیر نے صوبہ داری دکن کا فرمان آپ کے نام صادر فرمایا۔ سنہ ۱۱۷۵ھ مین آپ تخت نشین ہوئے۔ پرتاب دنت کو دیوان مقرر کیا۔ اس اثنا مین مراد خان امیر آبادی کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مادہوراؤ اور رگھناتھ راؤ مین ناچاقی ہوگئی ہے۔ امرا اور ارکان ریاست کے دو گروہ ہوگئے ہین۔ اگر اس موقعہ پر مرہٹون کا استیصال کیا جائے تو مناسب ہے۔ اور اودہر مادہوراؤ کے طرفدارون نے چاہا کہ رگھناتھ راؤ کو قید کرلین۔ رگھناتھ راؤ یہ خبر سنکر ۳ صفر سنہ ۱۱۷۶ھ کو پونہ سے نکل گیا۔ اوس زمانہ مین مراد خان غنیم کی تسلی وتشفی کے لئے اورنگ آباد مین تھا۔ جب اوس کو معلوم ہوا۔ کہ رگھناتھ راؤ نکل آیا ہے تو خود بھی نکل گیا۔ اور اوسکو دلاسا دیا۔ اور آصف جاہ ثانی نے جانوجی اور سلطان جی نمبالکر کو رگھناتھ راؤ کے مدد کے لئے بھیجا۔ جب مادہوراؤ کے طرفداران نے آصف جاہ ثانی کو کمک پر دیکھا تو مادہوراؤ سے کنارہ کشی کرکے رگھناتھ راؤ سے آملے۔ جسکے وجہ سے رگھناتھ راؤ کے پاس ایک شایستہ فوج جمع ہوگئی۔ اب رگھناتھ راؤ جنگ کے ارادہ سے اٹھکر پونہ پہونچا۔ مادہوراؤ بھی مقابلہ کو پونہ سے اٹھکر آیا۔ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۶ھ کو جنگ ہوئی۔ مادہوراؤ نے شکست کھاکر صلح کرلی۔ اور بعد صلح اپنے چچا رگھناتھ راؤ کے پاس آگیا۔

صاحب تزک آصفیہ کا قول ہے کہ رگھناتھ راؤ اور مادہوراؤ مین بوجہ طغیانی دریائے بھیما کوئی جنگ نہین ہوئی دونون لشکر دریا کے دونون کنارون پر بیکار ایک عرصہ تک پڑے رہے۔ اسنے مین مراد خان ایک رات عبور کرکے مادہوراؤ کو اوس کے خیمہ سے گرفتار کرلایا۔ اور ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۶ھ کو مراد خان کے ذریعہ

مادھوراؤ اور رگھناتھ راؤ نے آصف جاہ ثانی کے ملاقات کا فخر حاصل کیا۔ رگھناتھ راؤ اس ملک واغانت کے معاوضہ مین پچاس لاکھ کا ملک اور قلعۂ دولت آباد آصف جاہ ثانی کو نذر گذرانا۔ چونکہ یہ کارروائی مراد خان کے ذریعہ ہوئی تھی۔ اس لئے راجہ پرتاب ونت کے دل مین خلش پیدا ہوئی۔ صلح کو موقوف کرنا چاہا۔ اور آصف جاہ ثانی سے عرض کی کہ رگھناتھ راؤ کو معطل (پرتاب ونت نے جانوجی۔ پسر رگھوبھونسلہ مکاسہ دار برار سے رگھناتھ راؤ کی جگہہ کا وعدہ کیا تھا) کیا جائے۔ جب یہ خبر رگھناتھ راؤ کو ہوئی تو وہ رات کے وقت مع فوج فرار ہوا۔ ۴ شعبان ۱۱۷۶ھ کو مغل علیخان بھی (جو سابق مین نظیم کے پاس چلے گئے تھے) نظیم کی ناقدردانی سے آزردہ ہوکر واپس آئے۔ ادھر لشکر اسلام نے رگھناتھ راؤ کا تعاقب کیا۔ اور رگھناتھ راؤ اورنگ آباد پر آدھمکا۔ مومن الملک سالار جنگ ناظم اورنگ آباد نے باوجود قلت سپاہ کے مقابلہ کیا۔ چند روز تک لڑائی ہوئی لیکن اتنے مین آصف جاہ ثانی کی آمد کی خبر گرم ہوئی۔ رگھناتھ راؤ ناکام واپس ہوا۔ ۲۶ شعبان ۱۱۷۶ھ کو آصف جاہ ثانی

بنہ آپ کا نام درگاہ قلی خان ہے۔ آپ خاندان قلی خان کے بیٹے نوروز قلی خان کے پوتے درگاہ قلی خان کے پڑپوتے ہین۔ آپکے جد اعلی خاندان قلی خان شاہ صفی کے زمانہ مین علی مردان خان کے ساتھہ قندہار مین متعین تھے۔ جب علی مردان خان شاہ صفی کے ناقدردانی سے دل ہوا تو خاندان قتلی خان کو عرضداشت دیکے شاہ جہان کے پاس ہندوستان بھیجا۔ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ کو دربار شاہی مین عرضداشت گذرانی۔ ہزار روپیہ انعام وخلعت عطا ہوا۔ ۱۵ رجب ۱۰۴۸ھ کو علی مردان خان ہندوستان آیا۔ کشمیر کی صوبہ داری سے ممتاز ہوا۔ خاندان قلی خان کو اپنے پاس رکھا۔ جب خاندان قلی کا انتقال ہوا تو اون کا بیٹا درگاہ قلی خان منصب وجاگیر سے سرفراز ہوا۔ علی مردان نے اپنا میر سامان بنایا۔ اور علی مردان کے انتقال پر درگاہ قلی خان زبردست منصبداران سے شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس متعین ہوا۔ اوس کے انتقال پر اوس کا بیٹا نوروز قلی خان قلعہ دار دار دار (جو بیجاپور کے توابعات سے مقرر ہوا۔ اور وہین انتقال کیا۔ اب اوس کا بیٹا خاندان قلی خان منصب وجاگیر سے سرفراز ہوکر اورنگ آباد کا ناظم مقرر ہوا شاہ عالم کے عہد مین سنگیر اور اوس کے برگنا تک فوجداری تفویض ہوئی۔ اسکے بعد سفرت مآب نے اپنے یہان امور کیا۔ چنانچہ نظام آباد

اورنگ آباد داخل ہوئے۔ رگھناتھ راؤ یہان سے نکل کر بڑاگیں۔ آصف جاہ ثانی بھی اوس کے تعاقب مین روانہ ہوئے اوسکو تعاقب کی خبر ہوئی تو وہ وہان سے حیدرآباد کا رخ کیا لشکر اسلام بھی گنگا تعاقب کرکے پونہ پہونچا۔ اور وہان کے عمارات وغیرہ کو تباہ و تاراج کرڈالا حتے المقدور اوس کی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ ادہر رگھناتھ راؤ غرہ ذی قعدہ ۱۱۷۶ھ کو حیدرآباد کے نواح مین داخل ہوا شجاع الدولہ بہادر دل خان اورنگ آبادی ناظم حیدرآباد نے نواب شیخ علیخان بہادر کی اعانت سے قلعہ کو مستحکم و استوار کیا۔ اس عرصہ مین آصف جاہ ثانی پونہ کو تباہ و غارت کرکے حیدرآباد کے جانب کوچ فرمائے رگھناتھ راؤ یہان سے بھی پے نیل و مرام واپس ہوا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ رگھناتھ راؤ نے حیدرآباد کا قصد چھوڑا تو آپ نے حیدرآباد کا ارادہ فسخ کرکے چاندنی کے لئے بیدر کے طرف چلے۔ جب وہان پہونچے تو جانوجی نے عرض کیا کہ امسال تخت نشینی دین چھاؤنی کیجائے تو مناسب ہے کیونکہ پونا اور ناگپور دریا سے بہت قریب ہین۔ آپ نے اوسکے عرضداشت کو قبول فرمایا۔ زاید سامان قلعہ اودگیر مین رکھا۔ اور تخت نشینی کے واسطے روانہ ہوئے۔ دریائے گوداوری پر پہنچکر چند روز ٹھہرنا پڑا۔ اسکے بعد فوج کے دو حصے کئے گئے۔ ایک حصہ ۲۸ محرم ۱۱۷۷ھ کو آپکے ہمراہ دریا پار ہوا۔ اور دوسرا حصہ پرتاب و نت و بیل داس کے ساتھ اوس طرف ٹھہرا رہا۔ جانوجی کو باطن رگھناتھ راؤ سے ساز تھی۔ اس لئے اوس نے اپنے سپاہیون

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۴) بالائی کی مسجد فرد اپور کے تعمیر و بنیاد بھی اسی کے اہتمام سے ہوئی ہے۔ ان کا بیٹا درگاہ قلی ۲۹ رجب ۱۱۲۲ھ کو کشمیر مین پیدا ہوا۔ ۱۴ سال کے سن مین منصرت تا سے منصب و جاگیر سے سرفراز کیا۔ ۲۰ سال کی عمر مین اکثر خدمات سرکاری تفویض ہوئے۔ سنگامہ نادرشاہی مین بڑے بڑے جانفشانیان کین۔ سالار جنگ خطاب پایا۔ ۱۴ سر جنگ شہید کے زمانہ مین بھی اعلے درجہ پر ممتاز رہے۔ صلابت جنگ کے عہد مین منصب شش ہزاری مع تمن جنگ خطاب صوبہ داری اورنگ آباد ہوا ہوئی۔ آصفجاہ ثانی نے ہفت ہزاری منصب۔ ماہی مراتب تمن الملک خطاب کرفراز کیا۔ اور فرد اعناب سے عماری کو دو چار لگنے کا حکم ہوا۔ کچھ عرصہ بعد خاندان کا خطاب ملا ۱۱۶۹ھ مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے مشرول ہوئے۔ اوپر اسی

کی تنخواہ کے تصفیہ کے بہانے ۳ کوس کے فاصلہ پر چلا گیا۔ رگھناتھ راؤ تو موقع کا طالب تھا۔ املنار۔ پرتاب ونت کے سر پر پہونچا۔ اور باوجود قلت سپاہ کے پرتاب ونت نے مقابلہ کیا پہلے دفعہ غلبہ رہا اس اثنا میں ایک تیر سینہ میں ایسا پیوست ہوا کہ جان شیریں رخصت ہوئی۔ بعض مورخوں کا قول ہے کہ مراد خان کے اشارہ پر ایک سپاہی نے بندوق سے ہلاک کیا۔ اب پرتاب ونت کے مارے جانے سے تمام فوج پریشان ہوئی۔ اور بھاگڑ مچگئی۔ ادھر آصف جاہ ثانی داخل اورنگ آباد ہوئے پرتاب ونت کے مارے جانیکی خبر سنکر کمال افسوس فرمایا۔ اتنے میں رگھناتھ راؤ گنگا عبور کر کے خجستہ بنیاد کے گرداگرد ڈیرے ڈالے۔ مگر بعد میں صلح ہوگئی۔ اس صلح کے بعد مادھو راؤ اور رگھناتھ راؤ بھی موافق ہوگئے۔ اب مادھو راؤ نے حیدر علی خان کے مقابلہ پر کمر باندھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حیدر علی خان۔ میسور کے راجہ کو قید کر کے اوسکے تمام ملک و مال پر قابض ہوگیا تھا۔ اور اکثر افغانوں کے مقبوضات مثل سانور۔ بکاپور۔ سونڈا بدنور۔ سرہ۔ مسکوٹہ وغیرہ پر جبراً قبضہ کر کے فوج کثیر جمع کیا تھا۔ چنانچہ مادھو راؤ نے لشکر دکن کو ساتھ لیکر اور باپو راؤ پیشوا لشکر ایک جمعیت بنا بستہ حیدر علی خان کی تنبیہ کے لئے میسور روانہ کی۔ حیدر علی خان کے طرف سے میر محمد ہادی خان خلف فیض اللہ خان نے مقابلہ کیا۔ مرہٹوں کو شکست ہوئی۔ جب مادھو راؤ کو شکست کی خبر پہونچی تو رگھناتھ راؤ کے مشورہ سے ترمبک ماما اور بالونائک نارو شنکر کے ماتحت دوسری فوج میسور بھیجی اور خود بھی اون کے پیچھے چلا۔ ترمبک ماما نے حیدر علی کو شکست دی۔ اور اوس کے اکثر قلعوں پر قابض ہوگیا حیدر علی خان سرینگ پٹن پہونچا۔ ۱۳۰ لکھ روپیہ نقد کئی لاکھ کا ملک مادھو راؤ کے حوالہ کر کے صلح کرلی۔ اس کے بعد مادھو راؤ پونہ واپس آیا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۵) جاگیر نظام آباد میں قیام کیا۔ اب کچھ بیماری کے اسباب جمع ہو رہے تھے۔ کہ ۱۰ جمادی الاول سنہ الیہ کو مرض سرسام سے انتقال ہوا اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔ آپ کو ایک لڑکی اور دو لڑکے تھے۔ شاعری کا بھی اچھا مذاق تھا۔ یہ شعر آپ کے ہیں (کونین شد ایجاد بجائے ایشان ۔ تا شاکہ رسد کسے بجائے ایشان ؛ اسعد بنوت اندہ و عشق ؛ درگاہ قلیت خاک پائے ایشان ۔ ۱۲ مولف۔

آصف جاہ ثانی نے پرتاب ونت کے مارے جانے سے میر موسیٰ خان کو رکن الدولہ کا خطاب عطا کر کے دیوانی کی خدمت عطا کی۔ مولف حدیقۃ العالم کا قول ہے کہ جب پرتاب ونت مارا گیا تو میر موسیٰ خان حالت بیسروسامانی مین حیدر یار خان شیر جنگ کے پاس پونہ پہونچے۔ شیر جنگ نے میر موسیٰ خان کا آنا غنیمت سمجھا۔ کیونکہ یہ مقربان حضور سے تھے۔ بعد شورہ محمد مراد خان کے ذریعہ صلح کی تجویز ٹھہری۔ اور آپس مین یہ قرار پایا کہ میر موسیٰ خان۔ خلعت دار الہامی سے سرفراز ہونے کے بعد شیر جنگ کو پونہ سے طلب کر کے تمام امور ریاست مین دخیل کرین۔ چنانچہ مراد خان شیر جنگ کے اشارہ سے آصف جاہ ثانی کی خدمت مین یہ معروضہ پیش کیا۔ اور بندگان حضرت نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قبول فرمایا۔ اور میر موسیٰ خان کو اپنے دست خاص سے چار پارچہ مرصع اور مالائے مروارید عطا فرما کر خلعت دیوانی سے سرفراز کیا۔ جب میر موسیٰ خان نے دیوانی پائی تو حسب وعدہ شیر جنگ کو پونہ سے بلا کر حضور مین باریاب کرایا۔ شیر جنگ پہلے ہی امور ریاست سے ماہر تھے۔ اور اکثر امراء و ارکان ریاست سے سابقہ شناسائی بھی تھی۔ چنانچہ اونہون نے آتے ہی اپنا رنگ جما لیا۔ اور امور ریاست مین دخیل ہو گئے رکن الدولہ برائے نام دیوان تھے۔ دیوانی کا دارومدار شیر جنگ پر تھا۔ اب دوسری سنئے کہ آصف جاہ ثانی کے مزاج مین غلام سید خان بہت دخیل تھے۔ جو شیر جنگ کے خلاف تھا۔ اس لئے شیر جنگ نے غلام سید خان کو خطاب معین الدولہ کا خطاب حضور سے دلوا کر برار کے صوبہ داری پر بھیجدیا۔ اور اپنے واسطے ہر طرح میدان خالی کر لیا۔ انہین ایام مین صلابت جنگ بہادر نے انتقال فرمایا۔ آصف جاہ ثانی بیحد رنجیدہ و ملول ہوئے۔ تین روز تک نوبت کا بجنا موقوف کیا۔ اس کے بعد آپ حیدر آباد آئے۔ ۲۰ محرم ۱۱۷۸ھ کو مراد خان اور اوس کا خالہ زاد بھائی جہانگیر قلعہ گولکنڈہ مین محبوس کئے گئے۔ آخر ان دونون نے قید ہی مین جان دی۔ اس اثناء مین خبر آئی کہ لالت جنگ بہادر نے فاقنہ کرنول کے بگاڑنے سے بغاوت شروع کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی آپ اوس طرف روانہ ہوئے۔ جب تنگ بھدراچل پہونچے تو لالت جنگ نے قلعہ قمرنگر (کرنول) مین پناہ لی۔ آپنے کلمات نصائح کھلا بھیجے۔ رستم خان قلعہ دار کرنول نے بھی تنگ صلاح دی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ۱۵ صفر ۱۱۷۹ھ

بسالت جنگ بہادر آپ کی خدمت مین حاضر ہوگئے۔ آپنے فرط محبت سے گلے لگایا۔ تمام شوخیون کو معاف کیا۔ اور حسب سابق اضافہ گڈہ کی صوبہ داری بحال رکھی۔ پھر یہان سے آپ محمد علی خان والاجاہ کی تنبیہ کے لئے ترچنی کے جانب متوجہ ہوے۔ اثنار راہ مین موضع کدری کوٹہ کے مقام پر ایک قبر ایسی نظر آئی کہ جس کے دو تعویذ تھے۔ دریافت کرنے پر وہان کے باشندون نے عرض کیا کہ یہ قبر مہیار* و چندر بدن کی ہے۔ الحاصل جب محمد علی خان کو آصف جاہ ثانی کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو وہ ارکاٹ سے پنیاٹین چلا گیا۔ اور سردارن انگریز کی پناہ لی۔ آپنے شیر جنگ کو اوسکے پاس بھیجا۔ شیر جنگ نے اوس کو تسلی و دلاسا دیکر زر تعہد دنمول کر اسکے بعد محمد علی خان حاضر حضور ہوا۔ تحفہ و تحایف گذرانا۔ بندگان حضرت کو جب اس سے فرصت ملی تو وہ نے کوچ کرکے حسن علی خان قطب الدولہ صوبہ دار سیکاکول در اجیندری و ایلور کے تنبیہ کے لئے بجواڑہ کے جانب نہضت افراہوے۔ جب راجیندری پہونچے تو موسیٰ خان بہادر کی وساطت سے قطب الدولہ حاضر حضور ہوا آپنے خلعت فاخرہ عطا کرکے وہان سے کوچ فرمایا۔ اور حیدرآباد رونق افروز ہوے۔ انہین ایام مین انگریزون نے حیدر علی خان کی سرکوبی کے لئے مسٹر جیرارل ہمت کے ذریعہ بندگان حضرت سے امداد چاہی۔ چنانچہ سنہ ۱۱۷۱ھ مین آپ انگریزون کے ہمراہ سریرنگ پٹن روانہ ہوے۔ اور بالاتفاق دریاے کشنا۔ و تنگبھدرہ عبور فرمایا جب یہ خبر حیدر علی خان نے سنی تو سخت گھبرایا۔ محی الدین صاحب کو رکن الدولہ کے پاس بھیجا۔ اور بندگان حضرت

---

* ابراہیم عادل شاہ فرمانروائے بیجاپور کے عہد مین مہیار نامی ایک آزادش اوس نوع کے ایک مزدان کی لڑکی چندر بدن پر عاشق ہوا۔ ایک دفعہ چندر بدن کی پرستش کے لئے دیول آئی۔ اس شریر نے راستہ مین اوس کے قدمون پر گر کر اپنے عشق کا اظہار کیا۔ اوس فراق کے صدمے جتلائے۔ چندر بدن نے بمقتضاے غیرت یہ جواب دیا کہ افسوس کہ ایک تو فراق کے صدمون سے زندہ رہا۔ اس کلمہ کا نکلنا کہ اوس کی روح پرواز کرگئی۔ چندر بدن جلتی بنی۔ اسنے مین ابراہیم عادل کی سواری آئی۔ اس واقعہ کو سنکر تعجب کیا۔ اور دفن کا حکم دیا۔ غسل و کفن کے بعد تابوت لیچلے تو چندر بدن کے مکان کے سامنے تابوت ٹہر گیا۔ ہرچند بڑہانے کی کوشش کی لیکن ایک

استدعا کی کہ قوم نصارا کی اعانت مین اہل اسلام پر فوج کشی کرنا کسیطرح جائز نہین ہے۔ چونکہ یہہ فدوی اس خاندان کا قدیمی نمکخوار ہے۔ اگر حکم ہو تو کمربستہ حاضر ہوتا ہے۔ ادہر بادہو راؤ نے بھی حیدر علی خان کی اعانت و امداد کے لئے بندگان حضرت کو لکہا۔ اور رکن الدولہ بھی ساعی ہوئے۔ مجبوراً بندگان حضرت کو اپنا ارادہ بدلنا پڑا۔ اور انگریزون کی امداد سے ہاتہہ کہینچا۔ جب یہ خبر انگریزون کو ہوئی تو وہ قلعہ بنگلور سے بغیر اطلاع چلے گئے۔ اور راستہ مین حیدر علی خان کا جو گانون اور قلعہ ملا اوسکو تباہ و برباد کیا۔ الغرض انگریزون کے روانگی کے بعد رکن الدولہ۔ راجہ رراؤ۔ محی الدین صاحب وغیرہ نے حیدر علی خان کے پاس جاکر ایک ماہ تک انگریزون کے مقابلہ کے لئے مشورہ کرتے رہے۔ اسکے بعد انگریزون سے کاریری مٹن کے مقام پر کشت لڑائیان ہوئین۔ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۸۱ھ کو بندگان حضرت ساتہہ گڈہ مین رونق افروز ہوئے۔ اتنے مین حیدر علیخان نے حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا۔ رخصت کے وقت آپنے حیدر علی خان کو جغہ الماس کلغی پر سیاہ سرپیچ مرصع۔ مملک مروارید۔ دکہدگی مرصع۔ شمشیر قبضہ سنگ یشب مرصع۔ دست بند مرصع۔ یک قبضہ خنجر مرصع۔ ایک انگشتری الماس و پاندان وغیرہ عنایت فرمایا۔ دو روز بعد حیدر علی خان نے آپکی ضیافت کی۔ اکیاون ہزار روپیہ اور ایک ہزار تلی طلا مذکور گرانی۔ ایک چبوترہ روپیون کا بنواکر اوسپر آپکو بٹہلایا۔ اور تشریف لیجاتے وقت جواہر کے چند خوان۔ اطلس و کمخواب کے تھان۔ دو زنجیر فیل۔ تین ضرب توپ پیش کیا۔ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۱۸۱ھ کو آپ حیدرآباد واپس تشریف لائے۔ حیدر علی خان نے گنگی ورگ کے زمیندار کو ساتہہ لیکر انور گڈہ کا محاصرہ کیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ انگریزون نے شکست پائی۔ اب والاجاہ سراج الدولہ نے رکن الدولہ کے پاس مشیر فتحجنگ کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۸) قدم آگے نہ بڑہا۔ تمام گاؤن مین شور مچگیا۔ جسپر چندر مدن کو بھی ہوئی۔ عشق نے اپنا رنگ دکہایا۔ اور اس عاشق کش نے اسلامی طریقہ سے غسل کرکے کلمہ پڑہا۔ اور چادر اوڑہکر سوگئی جسپر سامان ہوا تو نعش بھی آگے بڑہا۔ قبرستان مین لیجاکر تابوت کہولا گیا تو دونون عاشق و معشوق ہم آغوش پائے گئے۔ علیحدہ کرنیکی کوشش کیگئی۔ مگر وہ دملی کی طرح چپکے ہوئے تھے جدا نہ ہوسکے۔ ناچار ایک ہی قبر مین دفن کرکے قبر پر دو قمقمہ دار کے نشان بنادئے گئے

سیکر امداد کی درخواست کی۔ بندگان حضرت نے اپنے پچھلے وعدہ کے لحاظ سے قبول فرمایا۔ اور مسٹر فنچر کو جیغہ مرصع عطا ہوا۔ ۲۰ رمضان ۱۱۸۱ھ کو رکن الدولہ مصالحت و مشورہ کے لئے چنا پٹن گئے اور ۲۰ شوال ۱۱۸۱ھ کو سراج الدولہ اور مسٹر اولی کو ساتھ لیکر حاضر حضور ہوئے۔ گورنر کے بھیجے ہوئے تحفے۔ (جس مین صندوقچہ مرصع کار۔ عطردان۔ اعلےٰ قسم کے جواہر۔ سقرلاط مشجر کے طاقے۔ طلنچے۔ بندوق۔ اقلمدان ایک زنجیر فیل وغیرہ) پیش کئے۔ آصف ثانی نے مسٹر اولی کو جیغہ اور پیچ مرصع۔ مسٹر بریٹی کو صرف جیغہ عنایت فرمایا۔ گورنر اور دوسرے افسران متعینہ چنا پٹن کے لئے جواہر گرانبہا مرحمت کیا۔ سراج الدولہ کو ایک زنجیر فیل اور پانچ پارچہ کا خلعت و جواہر سرفراز ہوا۔ سراج الدولہ نے رخصت کے وقت فاضل بیگ کو ہمراہ کورکن الدولہ کی خدمت مین پیش کیا۔ اور اوسکے شجاعت و بہادری کی تعریف کرکے بندگان حضرت سے ملازمون مین مامور کرنے کی سفارش کی۔ جب سراج الدولہ اور صاحبان انگریز چنا پٹن رخصت ہوئے تو آپ بھی داخل حیدرآباد ہوئے۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ مادھو راؤ نے رگھناتھ راؤ کو قید کرکے بلاشرکت غیرے زمام ریاست کو اپنے ہاتھ لیا ہے۔ اور قلعہ بیدر و حیدرآباد کے چوتھہ کا خواستگار ہے۔ چنانچہ اسکے استقصاء کے لئے رکن الدولہ بھادر پونہ گئے۔ اور یہان راجہ رتن چند کا لکاداس کو اپنا نائب مقرر کیا۔ واحد علیخان متوطن بنگالہ کو دیوان خانہ کی داروغگی سپرد کی اور بندگان حضرت نے حمید الدولہ کو ناندیڑ کی صوبہ داری پر روانہ فرمایا۔ اور گردھاری لعل کو صدارت کی پیشکاری مرحمت کی۔ میر غازی الدین حسین ایلچی دہلی کی ضلعداری پر مامور ہوئے۔ لچھمن پنڈت کو پیشکاری دیوانی عطا کی۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۱۸۳ھ کو سکندر جاہ بہادر تولد ہوئے ۲۶ شعبان کو محمد علی (یہ ایک مشہور ڈاکو تھا) کے بھتیجے کو توپ سے اڑا دیا گیا۔ انہین ایام مین مسالک کے عرضی آئی کہ ملہاری کا زمیندار آمادۂ فساد ہے۔ بندگان عالی نے ابراہیم بیگ و ہولنہ المخاطب ضابط جنگ ظفر الدولہ کو جمعیت کثیر کے ساتھہ اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اودہر ملہاری کے زمیندار کی کمک پر حیدر علی خان آمادہ ہوا۔ اور محمد علی کمندان کو ظفر الدولہ کے مقابلہ مین گھوسا لقب دیکر معہ فوج شائستہ

بھیجا - طرفین سے خوب جنگ ہوئی - حیدر علی خان کو غلبہ رہا - ظفر الدولہ ناکام واپس ہوئے - صفر ۱۱۸۳ھ
مین مہاراج سوائی پرتھی سنگھ خلف مادھو سنگھ کے مرسلہ بیش قیمت تحائف وہدایا پیش ہوئے - بندگان حضرت
نے شرف قبولیت بخشا - ادھر رکن الدولہ نے پونہ مین مادھوراؤ کے پاس اپنا رنگ جمایا - اتنے مین جانوجی
بھونسلہ نے بغاوت برپا کی - اور مادھوراؤ اوس کی تنبیہ کے لئے نکلا - رکن الدولہ بھی ہمراہ ہوگئے - دو چار
لڑائیون کے بعد مصالحت ہوگئی - ادھر رتن چند نے اکثر جمعدار پیشہ کو اپنا طرفدار بنا کر بندگان حضرت کے
خدمت مین ایک درخواست مبنی بر مضمون پیش کی کہ اگر رکن الدولہ کی جگہہ فدوی کا تقرر فرمایا جائے تو یہہ
فدوی سپاہ کی یک ماہہ تنخواہ تقسیم کر دیتا ہے اور دس لاکھ روپیہ نذرانہ داخل کرتا ہے - بندگان حضرت نے
اوس کی دلیری پر بہت خشمگین ہوئے - اس اثنا مین رکن الدولہ کے واپسی کی خبر آئی - ۱۸ ربیع الاول
سنہ ۱۱۸۳ھ کو خود بندگان حضرت شکار کے قصد سے بیرون شہر رونق افروز ہوئے - اور واپسی مین رکن الدولہ
کو خواہی نخواہی مین بٹھا کر ہمراہ لائے - اور رتن چند کا واقعہ بیان فرمایا - رکن الدولہ نے دوسرے روز رتن چند
اور اوسکے بیٹے کانچند کو قلعہ محمد نگر مین مقید کیا - اور اعظم خان شہر بدر کر دیا گیا - بہرحال جسقدر آدمی اس
کارروائی مین رتن چند کے شریک تھے - اون کا قرار واقعی قلع وقمع ہوا - جگدیو راؤ مناصب بلند سے ممتاز
ہوا - اب رکن الدولہ کے اکثر امور اوسیکے مشورہ و صلاح سے طے ہونے لگے - ۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۳ھ کو
قادر یار خان محتسبی فرخندہ بنیاد سے سرفراز ہوئے - امیر جنگ کو امیر الدولہ کا خطاب چہار ہزاری منصب
محمد اسحاق خان کو یک ہزاری منصب علم و نقارہ - لودیخان بہادر کو داروغگی کچہری پران سنگھ وغیرہ بنکاری
رسالہ اعتقاد الدولہ سے ممتاز کئے گئے - اور ابراہیم بیگ خان ضابطہ جنگ کو ۵۰۰ سوار ۲۰۰۰ پیادہ عطا ہوئے
سرکار درگل کیہم - الیگندل - تنخواہ جمعیت مین تفویض پائے - ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۱۸۳ھ کو نامزد جنگ شہید کے
صاحبزادی - حاجی بیگم کا ازدواج مسفور جنگ کے ساتھہ ہوا - اسکے بعد بندگان حضرت نے کہرکہ کا سفر فرمایا -
ضابطہ جنگ کو ہمراہی کا حکم ہوا - جب آپ وہان پہونچے تو وہان کے زمینداروں اور عاملون کی خوبی کوبی

کی۔ اور تین ماہ کے بعد بلدہ کو واپس تشریف لائے۔ خواجہ اسلام اللہ خان۔ جمال خان۔ میر غلام حسین خان۔ راجہ جگدیو کو خطابات و مناصب عطا فرمائے۔ ۲۹ ذی قعدہ ۱۱۳۳ھ کو قلعہ ایگر روانہ ہوئے۔ اور راجہ رامچندر (جو ہمیشہ فساد کرتا تھا) کو قید کر کے قلعہ محمد نگر روانہ کیا۔ وہاں سے گلبرگہ شریف پہونچے۔ روضۂ مبارک میں فاتحہ پڑھی۔ سجادہ صاحب سے ملاقات کی۔ اسنے میں معلوم ہوا کہ رامچندر کی ماں قلعہ کلیانی میں آمادۂ جنگ ہے۔ بندگان حضرت نے کلیانی جاکر کسیقدر جنگ و جدال کے بعد قلعہ پر قبضہ فرمایا۔ رامچندر کی ماں نے سمانی جاکر بہائی کی جاگیر عطا کی۔ پھر یہاں سے نرمل روانہ ہوئے۔ سرباراؤ زمیندار نرمل کی تنبیہ کر کے نرمل پر عمل دخل اور ضابطہ جنگ کو ظفر الدولہ کا خطاب عطا کر کے نرمل حوالہ کیا۔ ظفر الدولہ نے بندگان حضرت کی دعوت کی۔ جواہر پارچہ ہائے قیمتی۔ یک زنجیر فیل نذر گذرانا۔ آپنے اس حسن خدمت کے صلہ میں ظفر الدولہ کو ۲۰۰۰ ہزار سوار ۲۰۰۰ ہزار منصب و ہاہی مراتب سے سرفرازی بخشی۔ ۱۲ صفر ۱۱۳۴ھ کو وہاں سے کوچ کر کے ۱۰ صفر کو داخل بلدہ حیدرآباد ہوئے۔ اسمٰعیل خان کو ایلچپور۔ و برار کی نظامت عطا کی۔ تالاب میر جملہ کے میدان میں (جو اوسوقت نصف کے قریب خیمہ نشاط ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھا۔ غرہ ذی قعدہ کو رکن الدولہ پہر پونہ گئے۔ اور دو ماہ کے بعد واپس آئے۔ ۲۱ جمادی الاول ۱۱۳۵ھ کو بندگان حضرت معہ امرا و غیرہ عیدگاہ تشریف لیجاکر نماز استسقا ادا فرمائے کیونکہ عدم بارش سے رعایا سخت پریشان تھی۔ اوسی سال ۱۰ جمادی الثانی روز جمعہ کو اس قدر پانی برسا کہ طوفان نوح کا واقعہ یاد آگیا۔ اور رود موسیٰ اس قدر طغیانی پر آئی کہ شہر کی غربی اور جنوبی فصیل بیخ دیوار سے اوکھڑ گئی۔ پانی شہر کے اندر مکانات کی خبر لینے لگا۔ ہزارہا مکانات منہدم ہوگئے۔ رعایا کا سخت نقصان ہوا۔ بندگان حضرت کے حکم سے رعایا کے کل مکانات و فصیل وغیرہ کی تیاری معرفت خاص کے ذریعہ کی گئی۔ ۲۰ ربیع الثانی کو چار محل کے مارو خانہ میں آگ لگی۔ اور ایسا مضبوط و مستحکم مکان آن واحد میں ایسا اڑا کہ پھر اوس کا پتا نہ لگا کہ کہاں گیا۔ اسی زمانہ میں جلد ہی اورنگ زیب خان کو قید کرنے کا حکم دیا۔ ۹ صفر ۱۱۳۶ھ کو جانوجی بھونسلہ نے انتقال کیا۔ اور مرشد زادۂ آفاق عالی بہادر کی شادی شجاع الملک کے صاحبزادی سے عمل میں آئی۔ غرہ جمادی الثانی کو شاہ عالم بہادر کا فرمان آیا۔

اس بابین مین مادھوراؤ پنڈت پردھان نوجوان اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ اوس کا چھوٹا بھائی نارائن راؤ (۱۸) سالہ گدی نشین ہوا۔ گھناتہہ راؤ (برادر بالاجی) اوسی طرح قید رہا۔ ۲۶ ذی حجہ کو جشن نوروز منایا گیا۔ رائے رایان کو خلعت پیشکاری دیوانی عطا ہوا۔ ۷ صفر ۱۱۸۰ھ کو بعض مسلمانون نے قاضی صاحب بلدہ اور مردہ محمد ہاشم کے اتفاق سے بتون پر (جو اوس شبکو دھوندو رام وکیل پنڈت پردھان کے بتخانہ سے اٹھے تھے) حملہ کیا۔ اور توڑ ڈالا۔ دھوندو رام افسردہ ہوکر پونہ جانا چاہا۔ رکن الدولہ نے اوس کی خاطر سے قاضی بلدہ کو بدلدیا۔ محمد ہاشم کا اخراج کیا۔ ۲۸ صفر کو ارسلان جنگ برادر رکن الدولہ کا انتقال ہوا۔ بندگان حضرت تعزیت کے لئے رکن الدولہ کے مکان کو تشریف لے گئے۔ اس اثنا مین ظفر الدولہ نے بوجہ عداوت دیرینہ اسمعیل خان پنی ناظم ایلچپور کے خلاف رکن الدولہ کو اوس کی سرکوبی کے لئے آمادہ کیا۔ چونکہ رکن الدولہ ان دونون کی عداوت سے واقف تھے۔ اور انہین یہ منظور نہ تہا کہ ایسے دو لایق وزبردست رکن ریاست آپس مین کٹ مرین۔ مگر ظفر الدولہ کے خاطر سے معہ جمعیت فاہرہ ایلچپور گئے۔ اودہر سے ظفر الدولہ بھی لشکر کثیر کے ساتہہ ایلچپور آئے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ نارائن راؤ مارا گیا۔ کہتے ہین کہ جب نارائن راؤ گدی نشین ہوا تو ارکان ریاست پونہ مثلاً بالاجی پنڈت۔ مورو پنڈت پٹوردھن۔ ہری پنڈت تاتیا۔ سکارام بابو۔ مادھوراؤ آپا نرسالما۔ اندراؤ وغیرہ نے نارائن راؤ کی کمسنی کے باعث جملہ امور سلطنت پر حاوی ہوگئے۔ اور رگھناتہہ راؤ کو اسطرح قید رکھا۔ اس عرصہ مین وزارت مآب غازی الدین خان عماد الملک۔ ملکہ دکن ہیا کے مشورہ سے ادھو راؤ کے تعزیت کے لئے پونہ آئے۔ نارائن راؤ نے دو لاکھ کی جاگیر نواح کالپی مین عماد الملک کے لئے مقرر کردی اس کے علاوہ دوسری کچہہ آؤ بہگت نہ کی۔ جس سے عماد الملک آزردہ ہوئے۔ اور چلتے چلتے رگھناتہہ راؤ سے ملکر اوسکو وہمارا۔ اب رگھناتہہ راؤ۔ نارائن راؤ کے درپے ہوا۔ شمشیر سنگہ رسالدار محمد یوسف کاردی رسالدار عربی جمعدار۔ تلاجی سنوار۔ ماناجی بنالکر وغیرہ سے سازباز کرکے نارائن راؤ کے گرفتاری کی فکر کی۔ اتفاقاً ۱۳ شعبان ۱۱۸۰ھ کو نارائن راؤ بتون کی پرستش کرکے محل مین تنہا لیٹا ہوا تہا۔ افسوس ہے کہ ان نمکحرامون نے

حملہ کرکے قتل کر ڈالا - اور رگھناتھ راؤ قید سے رہا ہوکر ایک لاکھ سوار و توپ خانہ آستعار کیا تھا بندگان حضرت سے چوتھ لینے کے لئے حیدرآباد کا رخ کیا - جب بندگان حضرت کو معلوم ہوا تو آپنے رکن الدولہ کو اسمٰعیل خان پنی کے مقابلہ سے واپس طلب کیا - اور خود حیدرآباد سے کوچ کرکے بیدر پہونچے - رکن الدولہ بھی موقعہ کے مقام پر مل گئے - ۴ رمضان ۱۱۷۶ھ کو رگھناتھ راؤ سے مقابلہ ہوا - ۱۸ روز تک متواتر جنگ ہوتی رہی بندگان حضرت کو غلبہ رہا - آخر رگھناتھ راؤ نے دمودر رام کے ذریعہ صلح کی درخواست کی - رکن الدولہ کی سفارش سے بندگان حضرت نے صلح کو قبول فرمایا - طرفین سے دو عورتیں ہوئیں - جب آپ رگھناتھ راؤ کے خیمے مین تشریف لے گئے تو اوس نے پارچہ ہائے قیمتی بیش بہا جواہر - دو راس اسپ - دو زنجیر فیل بارہ لاکھ کی سند نذر گزرانی - اسکے بعد رگھناتھ راؤ حیدر علی خان کے سر پر پہونچا - حیدر علی خان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے کئی لاکھ روپیہ دیکر صلح کرلی - اور اوس کے ساتھ ملک سرا اور قلعہ دھارواڑ عنبر کا ۳۲ لاکھ سالانہ پر اجارہ چاہا - رگھناتھ راؤ نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگر احیاناً کسی وقت کارپردازان پیشوا ہنگامہ آرائی کرین تو ملک نہ کیجائے - چنانچہ بعد عہد موثق ملک مطلوبہ کی سند اجارہ لکھکر حوالہ کی - اور وہان سے والاجاہ کے ملک کا رخ کیا - بندگان حضرت قلعہ بیدر سے راہی گلبرگہ تشریف ہوئے - ۱۷ شوال کو شاہ عالم بہادر کا فرمان آیا - پھر وہان سے آپ کوچ کرکے دریا پیمرا آئے - شورا پور و گرگٹہ کے زمیندار نے شرف ملازمت حاصل کیا - شجاع الملک بھی رائچور سے حاضر ہوئے - ۲۵ ذی قعدہ کو جشن شاہانہ مرتب ہوا شجاع الملک کی دعوت کی گئی - بعد ازان آپ وہان سے نکل کر کولہار پہونچے - اس عرصہ مین خبر آئی کہ رگھناتھ راؤ نے نقض عہد کرکے بیدر پر حملہ کیا - اور بہت سا روپیہ لوٹا - ادہر کارپردازان پیشوا نے (جو رگھناتھ راؤ سے ناراض تھے) ترمبک راؤ کے ذریعہ ساباجی بھونسلہ کو اپنا موافق بنالیا - اور راجہ رام پنڈت و بہکن خان کو رکن الدولہ کے پاس روانہ کرکے حضور مین استدعا کی کہ رگھناتھ راؤ کے ظلم و زیادتی کی انتہا نہین رہی اگر حضور ارادہ فرمائین تو ہم بھی ہر طرح حضور کے ساتھ ہین - بندگان حضرت نے رگھناتھ راؤ کے

سرکوبی کا ارادہ فرمایا۔ اور محلات مبارک کو حیدرآباد روانہ کرکے رگھناتھ راؤ کے جانب متوجہ ہوئے
اتنے مین ترمبک پسر ملہار راؤ اور ساباجی بھونسلہ ناندیڑ کے مقام پر آپکے لشکر سے آملے۔ اندون رگھناتھ راؤ
دریائے گنگا پر ٹھرا ہوا تھا۔ جب آپ کی آمد سنی تو گھبرایا۔ اور فرار پر کمر باندہی۔ آپنے بھی تعاقب کیا۔ ۱۲ محرم
۱۱۸۸ھ کو چاندگھن تہا۔ رگھناتھ راؤ ایک جانب مشغول پرستش تہا۔ ترمبک نے مختصر جمعیت سے اوس پر حملہ کیا۔ اوسکے
زخمی ہوکر گرفتار ہوگیا۔ تیسرے روز عدم آباد کا راستہ لیا۔ بندگان حضرت نے ترمبک کے فوج پر ہری پنڈت
پیشکار کو افسر مقرر کیا۔ انھین ایام مین ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ خلف شجاع الملک رادھونی سے بندگان حضرت
کے ملازمت کو آرہے تھے۔ راستہ مین رگھناتھ راؤ نے حملہ کرکے اون کو گرفتار کرلیا۔ جب یہ خبر بندگان حضرت
کو ہوئی تو سخت ملول ہوئے۔ اور رگھناتھ راؤ کے تعاقب مین چلے۔ پرینڈہ۔ کرمالہ ہوتے ہوئے احمد نگر پہونچے
اودہر رگھناتھ راؤ اورنگ آباد گیا۔ اور میر الملک ناظم اورنگ آباد سے مبلغ کثیر کا خواہان ہوا۔ اتنے مین بندگان حضرت
نے اورنگ آباد کا قصد فرمایا۔ رگھناتھ راؤ نے سنا تو چلتا بنا۔ اور برہان پور داخل ہوا۔ اس عرصہ مین کیفیت
آئی کہ نارائن راؤ کی زوجہ حاملہ تھی۔ اوسکو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جسکا نام سوائی نارائن راؤ رکھا گیا۔ آپنے یہ سنتے ہی
اوسکو اپنا پسر خواندہ فرمایا۔ اور ارکان پونہ کے مشورہ سے گدی پر بٹہایا۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار کی جمعیت رگھناتھ راؤ سے
مدول ہوکر لشکر شاہی مین شامل ہوی۔ اور مودہاجی بھونسلہ (جو اپنے بھائی ساباجی کے مخالفت سے رگھناتھ راؤ کے
رفیق ہوگیا تھا) ترک رفاقت کرکے اپنے ملک چاندہ کے جانب راہی ہوا۔ اب رگھناتھ راؤ کے ہمراہ صرف
محمد یوسف کاردی و شمشیر بہادر ہزاری اور تہوڑی سی جمعیت رہ گئی۔ چنانچہ اس حال پریشان کے ساتھ رگھناتھ راؤ
برہانپور سے ہندوستان بھاگا۔ بندگان حضرت بھی تعاقب کنان برہانپور پہونچے۔ اور بعد مشورہ ہری پنڈت کے
فوج لشکر کردگی ملہوتر راؤ و باتفاق ظفر الدولہ رگھناتھ راؤ کے تعاقب مین روانہ کرکے ساباجی کی فوج اودس کے
دیوان ہوائی کالو کے ہمراہ مودہاجی کے تلاش مین بھیجی گئی۔ چندروز آپنے برہانپور مین قیام فرمایا۔ بعدازان
مخبرون نے خبر دی کہ رگھناتھ راؤ ہلکر و سندھیا کی پناہ مین ہے۔ ملہوتر راؤ دریائے نربدا کے اسطرف اور

ظفرالدولہ دریا کے اوس طرف ٹھہرے ہوے ہین - بھوانی کالو - مودہاجی کے لشکر کے قریب ہوگیا ہے - آپ یہ خبر سنکر برہانپور سے نکلے اور خجستہ بنیاد داخل ہوے - اتنے مین مہابت جنگ - رگھناتھ راؤ کے نظربندی رہا ہوکر آئے - اس اثنار مین معلوم ہوا کہ محمد یوسف لشکریان پونہ کے ہاتھ گرفتار ہوگیا - اور سابا جی - مودہاجی مقابلہ مین مارا گیا - اور رگھوناتھ راؤ - ہلکر و سندھیا کے مدد سے فوج کثیر کے ساتھ صوبۂ خاندیس پہونچا ہے ۱۵ شوال کو سکھارام و نانا پٹہ نویس حاضر ہوے - راؤ بہنا نے بھی شرف ملازمت حاصل کیا - ۱۴ ذی قعدہ کو سکھارام و نانا پٹہ نویس - رگھناتھ راؤ کی تنبیہ پہ مامور ہوے - ۲۹ ذی حجہ کو عمدہ بیگم صاحبہ نے انتقال کیا اور سکھارام و نانا نے ہلکر و سندھیا کو رگھوناتھ راؤ کے خلاف کردیا - اب رگھوناتھ راؤ گھبراکر انگریزون کے پاس بندر سورت چلا گیا - ۲ صفر ۱۱۸۹ھ کو فیضو کارڈی نے کنارے رکن الدولہ بہادر کا کام تمام کیا - بندگان حضرت نے شرف الدولہ کے مکان پر تشریف لیجاکر تسلی دی - ۴ ربیع الاول کو مودہاجی بھونسلا اور رگھوناتھ بھونسلہ - ظفرالدولہ کے استصواب سے حاضر حضور ہوے - پیش مصع - خلعت و جواہر سرفراز ہوا - دوسرے روز ظفرالدولہ کی صوبہ داری عالیجاہ بہادر کے نام عطا ہوئی - اسمعیل خان پنی کو حکم ہوا - کہ ایلچپور حوالہ کرے - مگر اوس نے تعمیل کی جنگ پر آمادہ ہوا - ظفرالدولہ نے بحکم مقابلہ کیا - اسمعیل خان پنی مارا گیا - اس کارنمایان کے صلہ مین بندگان حضرت نے ظفرالدولہ کو ایک قبضہ شمشیر با علی بند و منصب ہفت ہزاری - پنجہزار سوار و خطاب مبارز الملک مرحمت فرمایا - اس اثنار مین حیدر یار خان منیر الملک نے وفات پائی - اسکے بعد بندگان حضرت خجستہ بنیاد آئے - اور کاغذواڑی مین تشریف لیجاکر کاغذسازون کو حکم دیا کہ ایک کاغذ ایسا تیار کرین کہ جس کا طول ایک گز و دو گرہ اور عرض پندرہ گرہ - خوش قلم و مہرہ دار ہو تیار کرکے اوس کا نام نظام علی خانی رکھین - بیس اشرفی بھی جیب خاص سے کاغذسازون کو مرحمت ہوے - پھر وہان سے قلعہ دولت آباد کی سیر فرمائی - سانگڑے سلطان قدس سرہ کی زیارت کی - اور نوادرات فرنگ سے گھڑیال و جگلہ و صندوق راگمالہ - دو لاکھ روپیہ کے خرید فرمائے - انہین اجناس مین کاغذات گذاشت گانڈاپور - جالنہ - موتی پٹن - دولت آباد محاصلی ۲۵ لاکھ روپیہ (جو رگھناتھ راؤ کی تنبیہ کی

اعانت مین قرار پایا تھا) مرسلہ سکھارام نظر انور سے گذرا - اور مورو پنڈت پیشوا نویس و بالاجی پنڈت مین
اس قدر مخالفت نے ترقی کی کہ بالاجی نے مورو پنڈت کو قید کر دیا - اسکے بعد ہلکر و سندھیا کو موافق
کر کے رگھناتھ راؤ کی تنبیہ کے لئے انگریزون سے جنگ کی ٹھہرائی - انگریزون نے بھی رگھناتھ راؤ
کی کمک پر مقابلہ کیا - دو چار لڑائیان ہوئین - انگریز فتحیاب رہے - اور قلعہ ساشٹی کو مرہٹون سے لیا - اسکے بعد
بالاجی پنڈت اور رگھناتھ راؤ دونون نے ملکر گورنر کلکتہ کے پاس استغاثہ پیش کیا - اور ہر ایک نے اپنے
اپنے حقوق پر زور دیا - کلکتہ سے ایک صاحب بمبئی آئے - اور بعد دریافت و تحقیقات سوائی مادھو راؤ کے
طرف فیصلہ کیا - رگھناتھ راؤ یہہ خبر سنکر ہولکر و سندھیا سے استعانت چاہی - ان دونون نے کمک کا
وعدہ کیا - اب رگھناتھ راؤ ہلکر و سندھیا کی تحریر گورنر کے پاس پیش کر کے اعانت چاہی - چنانچہ انگریزون نے
پھر رگھناتھ راؤ کے طرف سے مرہٹون کے ساتھہ ہنگامۂ کارزار گرم کیا - ہلکر و سندھیا نے رگھناتھ راؤ سے
جو امداد کا وعدہ کیا تھا - اوسکو ایفا نہ کیا - الحاصل اس دفعہ مرہٹے کامیاب رہے - اور سندھیا نے انگریزون
سے رگھناتھ راؤ کو لے لیا - اور اپنے پاس نظر بند رکھا - انگریزون نے شکست پاکر قلعہ ساشٹی و بندر سورت
کی گذاشت لکھدی - اودھر سندھیا نے بالاجی پنڈت سے کالپی کی سند رگھناتھ راؤ کے لئے سوائی
مادھو راؤ کے عہد سے لکھوائی - اور رگھناتھ راؤ کو ہزار سوار کے ساتھہ کالپی کو بھیجا - لیکن چند روز کے بعد
رگھناتھ راؤ کالپی سے بھاگکر پھر انگریزون کے پاس چلا گیا - سندھیا نے ہر چند مطالبہ کیا مگر انگریزون نے
رگھناتھ کو نہ دیا - اور مرہٹون پر حملہ کر دیا - پہلے گجرات پر قبضہ کیا - پھر پونہ کے طرف چلے - بالاجی گھبرایا - سوائی
مادھو راؤ کو معہ جواہر خزانہ قلعہ پرندہ بھیجا - اور پونہ کو خالی کر کے آگ لگانے کی فکر کی - اس اثنا مین جیسا کہ علیحدہ
کے فساد کی وجہ سے انگریزون کو اوس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہوئی - اسلئے جو فوج کہ پونہ کی بربادی کے لئے
بھیجی گئی تھی - طلب کر لی گئی - جس سے پونہ تباہی سے بچا - اور بالاجی کے جسم مین جان آئی - اسکے بعد بالاجی نے
انگریزون سے صلح کر لی - اور رگھناتھ راؤ کو انگریزون سے لیکر اپنی حفاظت مین رکھا - افسوس ہے کہ چند روز

کے بعد رگھناتھ راؤ نے انتقال کیا۔ اور سوائی مادھوراؤ کی ریاست کا کانٹا نکل گیا۔ اب بندگان حضرت کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ آپ ۶ شوال ۱۱۸۹ھ کو مجستہ بنیاد سے حیدرآباد کے طرف تہضت فرما ہوئے۔ اور تمام ممالک محروسہ کی نسق سپائی۔ میر حبیب بہادر نصیر جنگ کو عظیم الدولہ کا خطاب اور بلدہ کی صوبہ داری عطا ہوئی۔ مدر بیگم صاحبہ کی شادی مہابت جنگ ذوالفقار الدولہ سے بکمال تزک و احتشام عمل میں آئی۔ انہیں ایام میں غلام سید خان قلعہ دارا دسہ حاضر حضور ہوئے۔ اور اکثر امور ریاست میں دخل حاصل کیا۔ جب اس کی خبر مبارز الملک کو ہوئی تو مصلحت وقت کے لحاظ سے اونھوں نے اسکو مناسب تصور کیا۔ اور بندگان حضرت کو لکھا کہ اگر حضور اپنے خدمت سے غلام سید خان کو علیحدہ کرکے اوسے بیجدین تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے۔ چونکہ بندگان حضرت کو مبارز الملک کی خاطر منظور تھی۔ اس لئے غلام سیدخان کو اوسے روانہ کرکے آپ کو طلب کیا۔ اور خود ۱۰ ذی حجہ کو حیدر علی خان کی تنبیہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ کیونکہ حیدر علی خان نے شجاع الملک کے تعلقات میں دست درازی کی تھی راستہ میں مبارز الملک نے شرف ملازمت حاصل کیا۔ بندگان عالی نے اونکو آگے جاکر حیدر علیخان کے نواح کو تاراج کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ مبارز الملک نے قصبہ دون۔ منیرک۔ کنجی کوٹہ۔ پرگنہ ورگ وغیرہ کو تباہ و برباد کیا حیدر علیخان کو معلوم ہوا تو وہ مقابلہ کے لئے نکلا۔ اتنے میں شجاع الملک نے مبارز الملک کو واپسی طلب کرلیا۔ اور حیدر علیخان گتی کے مقام پر ٹھہرا رہا۔ اتنے میں بندگان حضرت نے مبارز الملک کو واپسی کا حکم دیا۔ اور آپ تیغ جنگ و امیر الدولہ بہادر کو خواصی میں بٹھاکر حیدرآباد داخل ہوئے۔ ۴ شعبان کو مدری بیگم صاحبہ نے اسقاط حمل سے انتقال کیا سید دلاور علی خان کو انتظام جنگ اور سیف جنگ کو شمس الدولہ کے خطابات و مناصب عطا ہوئے۔ ۱۰ ذیحجہ ۱۱۹۴ھ کو حیدر علی خان کی تادیب کے لئے بندگان حضرت نے کمر ارادہ فرمایا تھا۔ اس اثنار میں معلوم ہوا کہ حیدر علی خان انگریزوں سے لڑنے پر مستعد ہے اس خبر کے سنتے سے اپنے ارادہ کو فسخ فرمایا ۳ رجب کو نقشبندی بیگم صاحبہ کی شادی ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ سے ہوئی۔ منصور جنگ کو قمر الدولہ کا خطاب عطا ہوا۔ وقار الدولہ نے شش ہزاری منصب چار ہزار سوار و خطاب خانہ دوران سے سرفراز ہوئے

۱۰ ربیع الثانی کو مسٹر ہالکن بطریق سفارت انگریزون کے پاس سے آئے۔ تحایف و ہدایا گذرانا۔ ۹ شوال کو وقار الدولہ مرض جنون مین مبتلا ہوئے۔ چند روز کے بعد انتقال کیا۔ جمادی الاول کے مہینے مین شاہزادہ حسینی میرزندون کے وارد بلدہ ہوئے۔ اور خود بدولت نے ملاقات فرمائی۔ مبارز الملک کے سفارش پر غلام سید خان سہراب جنگ کو بندگان حضرت نے اپنے پاس بلالیا۔ چند ہی روز مین غلام حسین خان نے بندگان حضرت کے دل مین وہ جگہ پیدا کی کہ خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے۔ انہین ایام مین مبارز الملک نے مرض سرطان سے وفات پائی۔ بندگان حضرت نے مرحوم کے بیٹے احتشام جنگ کو سب سے پہلے سرفراز کیا۔ غلام مرتضی خان سید غلام حسین خان کو سپہدار جنگ محمد امجد خان کو سربلند جنگ شمس الامرا کو شمس الملک کے خطابات عطا ہوئے۔ ان خبرون کے معلوم ہوا کہ احتشام جنگ نے بعض معندون کے بہکانے سے سرکشی اور بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بندگان حضرت اوس کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور سہراب جنگ کو مشیر الملک امتیاز الدولہ کو قیام الملک سید رضی علی خان کو ممتاز جنگ کے خطابات و مناصب سے سرفراز فرمایا۔ احتشام جنگ سے دو چار روز تک خوب لڑائی ہوئی۔ آخر احتشام جنگ نے شکست پاکر عفو جرایم کی درخواست کی۔ چونکہ آپ ارادہ مجسم تھے۔ اس لئے اون کا قصور معاف کیا۔ اسی زمانہ مین بسالت جنگ بہادر و صمصام الملک نے انتقال کیا اور سوائی مادھوراؤ کی شادی مین حسب درخواست پنڈت پردہان کے بندگان حضرت نے مرشد زادہ بلند اقبال میر اکبر علی خان اسد الدولہ بہادر کو شرکت شادی کے لئے پونہ روانہ فرمایا۔ محمد مظفر خان کو اشجع الدولہ اشجع الملک کا خطاب اور صوبجات دکن کی دیوانی مرحمت ہوئی۔ اور غلام حسین خان مشیر الملک نے اپنے بیٹے سیف الملک مشیر الدولہ سپہدار جنگ کی شادی اشجع الملک خلف منیر الملک کے صاحبزادی کے ساتھ نہایت تکلف و اہتمام سے ادا کی۔ بندگان حضرت بھی مہمان رہے۔ ۱۱۹۵ھ مین بالاجی پنڈت نے درخواست کی کہ حیدر علی خان کا انتقال ہوگیا۔ اور اوس کا بیٹا ٹیپو سلطان جانشین ہوا ہے۔ اس موقع پر اگر بندگان حضرت کمک فرمائین تو ٹیپو سلطان پر یورش کیجاتی ہے۔ اس جنگ مین جو ملک کہ حاصل ہوگا۔ اوسکی تقسیم بالنصف

کیجائیگی۔ بندگانخضور نے اس امر کو قبول کیا۔ اور لڑائی کو دوسرے سال پر موقوف رکھا۔ اور صاحبزادہ
اکبر علیخان کو ہفت ہزاری منصب وسات ہزار سوار وماہی مراتب آصف الملک کا خطاب عطا کیا۔ صاحبزادہ
میرذوالفقار علی خان کو نصرت الدولہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ اور شمس الملک بہادر کے فرزند ابوالنصر
محمد فخرالدین خان نے (جو اسوقت ۴ سالہ تھے) خورشید الملک خورشید الدولہ امام جنگ محمد بھاؤ الدین خان
بہادر کے خطاب اور ۲۵ ہزار کی ذات جاگیر تعلقہ نرکھیڑہ سے سرفرازی پائی۔ سنہ ۱۲۰۱ھ مین بندگانحضور
نے حسب وعدہ پیشوا کے ساتھہ ٹیپو سلطان پر یورش کرنے کے لئے بلدہ سے کوچ فرمایا۔ راستہ مین
شہریار الدولہ بہادر قلعہ دار اتیکر نے شرف ملازمت حاصل کی۔ چند روز بندگان حضرت نے اتیکر مین
قیام فرمایا۔ میر اکبر علیخان آصف الملک کو سکندر جاہ کے خطاب اور ناصر الملک میر مغل علیخان کو ہمایوں
کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد وہان سے آگے روانہ ہوئے۔ اثنای راہ مین بالاجی پنڈت
ہریرام پٹہ کیا۔ مودہاجی بھونسلہ معہ اپنے اپنے لشکر کے آملے۔ اور یہہ سب بالاتفاق قلعہ بادامی کے
محاصرہ مین مشغول ہوئے۔ اس موقع پر بندگان حضرت نے بالاجی سے بیجاپور کی گذاشت طلب کی۔ اور
اور بالاجی اوسکے دینے مین پس وپیش کرنے لگا۔ اسکے بعد آپنے ۳۰ ہزار سوار اوس کی کمک کو معہ
سرداران نامی کے چھوڑکر خود کشنا عبور کرکے داخل حیدرآباد ہوئے۔ ابھی آپ آرام بھی نہ پائے
کہ جاسوسون نے خبر دی کہ ٹیپو سلطان نے قلعہ ادھونی کا محاصرہ کرکے مہابت جنگ دارا جاہ کو پریشان
کر رکھا ہے۔ اس خبر نے آپ کو سخت متوحش کیا۔ غلام حسین شیر الملک اور شمس الملک نے اس مہم کا ذمہ
لیا۔ اور فوراً معہ لشکر جرار روانہ ہوئے۔ جب ٹیپو کو ہوئی تو محاصرہ اٹھا کر چلتا بنا۔ شیر الملک اور
شمس الملک نے دارا جاہ کو معہ زنانہ قلعہ ادھونی سے قلعہ رایچور مین پہونچا دئے۔ یہہ وہان سے مع الخیر
والظفر حیدرآباد واپس آئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ ہریرام پنڈت اور ٹیپو سلطان کی کیل بھاؤ
بندہ پر غضب جنگ ہوئی۔ اور ٹیپو مجبور ہوکر ۶۵ لاکھہ سالانہ پیشکش پر صلح کرلیا۔ چنانچہ ہری رام

پونہ گیا۔ اور بندگان حضرت کی فوج حیدرآباد آئی۔ ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۰۲ھ کو ٹیپو سلطان کے طرف سے خواجہ بہاء الدین خان و حافظ فرید الدین خان حاضر حضور ہوئے صلحنامہ اور جواہر اعلے۔ پیش کیا اس اسپ و یک زنجیر فیل پیش کیا۔ مقرون اجابت ہوئے۔ اسی سال شہنشاہ دہلی نے بندگان حضرت کو رستم دوراں کا خطاب عطا فرمایا۔ اس خطاب کی مسرت میں بندگان حضرت نے جشن شاہانہ ترتیب دیا۔ اور ذوالفقار الملک کو جہاندار جاہ شمس الملک کو شمس الامرا۔ ممتاز الدولہ کو ممتاز الامرا۔ مشیر الملک کو عظیم الامرا۔ غازی الدین کو فیروز جاہ کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ غرہ رجب ۱۲۰۳ھ کو بندگان حضرت نے ٹیپو سلطان کی تنبیہ کے ارادہ سے پھر سفر فرمایا۔ اسی مابین میں اسد علی خان تاج الدولہ نے کمال دلیری اور بہادری سے اپنا موروثی قلعہ بنگن پلی (جو کسی سبب سے حیدر علی خان کے قبضہ میں چلا گیا تھا) قطب الدین خان طرفدار ٹیپو سلطان سے حاصل کیا۔ ۸ صفر ۱۲۰۳ھ کو اشجع الملک محمد صفدر خان بہادر کو خانخانان کا خطاب عطا ہوا۔ ۲۵ ربیع الثانی کو شمس الامرا نے برمرض سل انتقال کیا۔ بندگان حضرت کو سخت رنج و ملال ہوا۔ فوراً مرحوم کے صاحبزادہ کو بلدیہ سے طلب کیا۔ اور شمس الدولہ شمس الملک شمس الامرا کا خطاب مرحمت کر کے ہمراہ رکھا۔ ۴ جمادی الثانی کو اشجع الملک نے رحلت کی۔ مرحوم کے فرزند حیدر یار خان شوکت جنگ کو صوبہ جات دکن کی دیوانی اور ان کے دادا کے خطاب منیر الدولہ منیر الملک عطا ہوئے۔ اس عرصہ میں معلوم ہوا کہ انگریزوں نے پرسرام بھاؤ سرکردہ پنڈھاریوں کی مدد سے قلعہ بنگلور لے لیا۔ اور خریطہ اس فتح کا بندگان حضرت کے حضور میں روانہ کیا۔ اس مابین میں دارا جاہ نے قلعہ کپل دمؤید الدولہ نے قلعہ سدوٹ کے فتح کی نذریں گذرانیں۔ اس کے بعد بندگان حضرت نے راجہ تجوبت اور اسد علی خان مظفر الملک کو معہ اکثر فوج پائگاہ خاص کے انگریزوں کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ جب لشکر اسلام وہاں پہونچا تو گورنر بہادر نے سرداران فوج کا نہایت تپاک سے استقبال کیا۔ اور یہ سب اکٹھے ہو کر سرینگاپٹن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوئے۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ ٹیپو سلطان اس متفقہ قوت سے بالکل نہ گھبرایا۔ اور نہایت بہادری و دلیری سے مقابلہ کیا۔ حضور ٹیپو سلطان کے اسد اللہی

چیلون نے انگریزون اور مرہٹون کا منہ پھیر دیا۔ لیکن راجہ نیجونت کی جرارت دیکھتے اون کو نیچا دکھایا۔ جب اسد اللہی چیلے بکثرت مارے گئے تو ٹیپو سلطان کی قوت زوال پذیر ہونے لگی۔ آخر ٹیپو سلطان گھبراکر لال باغ دگنجام چلا گیا۔ اس اثنار مین غلہ کی گرانی رفتہ رفتہ وہ ترقی کی کہ تمام فوج الجوع الجوع پکارنے لگی۔ اور فاقہ کشی سے ایک دوسرے کو کھانے کی نوبت آئی۔ جب یہہ خبر بندگان حضرت کو پہونچی تو آپنے میر ابوالقاسم میر عالم بہادر کو روانہ فرمایا۔ اور پنڈت پردہان نے ہری رام پنڈت کو بہت سا غلہ وغیرہ دے بھیجا۔ چنانچہ یہہ دونون متواتر منزلین طے کرتے ہوئے عین موقع پر دہان پہونچے۔ اور غلہ وغیرہ سے مدد کی فی الجملہ فوج کی تسکین ہوئی۔ سنہ ۱۲۰۱ھ مین بندگان حضرت نے سکندر جاہ بہادر کو معہ اعظم الامرا کے انگریزون کی مدد کو بھیجا۔ یہ لشکر کوسکندر جاہ بہادر کورم کنڈہ مین داخل ہوئے۔ وہان سے قلعہ مدورہ پر اترے۔ اور مؤید الدولہ بہادر کو قلعہ کی تسخیر کے لئے معین فرماکر مورس پلی پہونچے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ قلعہ کی تسخیر مین مؤید الدولہ بہادر مارے گئے۔ آپ اس خبر کے سنتے ہی کورم کنڈہ واپس ہوئے۔ اور مسٹر کٹین (جو ملازم سرکار تھا) کو مورچال پر متعین کرکے مظفر الملک کو قلعہ مذکور کی تسخیر تفویض کی۔ جاسوسون نے خبر دی کہ انگریزی درک ہادتیری درک۔ قلعہ ناگری کو انگریزون نے فتح کیا۔ آپ یہہ خبر معلوم کرکے بنگلور آئے۔ مسٹر لنگ سر نیری بہادر نے شرف باریابی حاصل کیا۔ سپاہ انگریزی نے سلامی کی توپین سر کین۔ اعظم الامرا بہادر نے معہ اپنے فرزند کے ہری پنڈت پٹرکیا کا استقبال کیا۔ پنڈت نے بعد ملاقات چند پارچے۔ جقہ و سرپیچ دونون باپ اور بیٹے کو عطا کرکے رخصت کیا۔ لارڈ گورنر صاحب بہادر اور جنرل میڈسن صاحب و مسٹر چرلی صاحب دو ہزار ترپ سوار کے جمعیت کے ساتھہ صاحبزادۂ آفاق سکندر جاہ بہادر سے ملاقات کی عطر و پان کی تواضع کی گئی۔ قریب شام کے ہری پنڈت و آپا پنڈت معہ دیگر سرداران نامی کے صاحبزادہ بہادر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور لارڈ گورنر بھی معہ جنرل میڈسن کے آیا۔ طرفین سے نہایت تپاک کے ساتھہ ملاقا ہوئین۔ رخصت کے وقت سکندر جاہ بہادر نے یک دستہ شمشیر۔ لارڈ صاحب کو تحفہ دیا۔ اسکے بعد تمام سپاہ سرپر

کے جانب متوجہ ہوی۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوئے۔ آخر ٹیپو سلطان نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی۔ بعد قیل و قال یہ طے پایا کہ تین کروڑ روپیہ نقد اور نصف ملک دیا جائے۔ اور تا ادائی قرضہ ٹیپو کے دو فرزند بطور یرغمال رہین۔ چنانچہ وکلاء ٹیپو نے توشجات مہری میر عالم کے حوالے کئے۔ ۱۳ رجب کو ٹیپو سلطان کے دو فرزند عبدالخالق (۱۰ سالہ) و معزالدین (۸ سالہ) نقرئی عماریون مین سوار معہ چند شاگرد پیشون کے سرینگ پٹن کے شرقی دروازہ سے آئے۔ لارڈ گورنر بھادر اور دلاور جنگ نے ڈیڑھ کوس تک استقبال کرکے اون۔ دونون کو لائے۔ ۱۵ رجب کو وہ دونون سکندر جاہ بھادر کے خیمہ مین حاضر ہوئے۔ سیف الملک نے استقبال کیا۔ صاحبزادۂ آفاق نے ہر ایک کو سر پیچ چڑاوی و جیغۂ مرصع عطا فرمایا۔ اب اسکے بعد فرزندان آفاق معہ فوج فیروزی موجی پنڈت پہنچکر و صاحبان انگریز مع الخیر والظفر اپنے اپنے ملک کو واپس ہوئے اور ٹیپو سلطان کے دونون فرزند گورنر صاحب بھادر کے پاس چنیاپٹن مین بطریق یرغمال مقیم رہے۔ اور ٹیپو سلطان کا ملک اس فتح کے بعد اس طرح پر تقسیم ہوا کہ بندگان حضرت کے حصہ مین قلعہ گنج امذر گڈہ معہ قلعہ ملہار رسی و موراوس نواح کے چند پرگنات تا ٹرپتی سے دیم پلی نک اور چتل دروگ سے قلعہ کہم کلان تک۔ اور کنک گیری پیل۔ کچی کوٹہ۔ سدھوت۔ پنڈت پردھان کو ملک دوآبہ دریائے تنگ بھدرا سے دریائے کشنا تک معہ شاہ نور۔ وبنکاپور و دھارواڑ وغیرہ۔ انگریزون کو کنل کرناٹک سے کورک و کوڑیال بندر وغیرہ تک آئے اور ٹیپو سلطان کے حصہ مین سرینگ پٹن۔ ملک بدنور قلعہ گتی تا قلعہ گورم کنڈہ و راجپوٹی باقی رہے۔ سنہ ۱۲۱۲ھ مین سند گاہنجھ نے اعظم الامرا کے مشورہ سے اہل پونہ کی تنبیہ کے لئے ارادہ فرمایا۔ ابھی کوچ نہین ہوا تھا کہ ۱۳ رشعبان کو سیف الملک المشہور بالی میان خلف اعظم الامرا نے انتقال کیا۔ چونکہ اعظم الامرا کو یہ ایک ہی فرزند تھے۔ اس لئے اون کو سخت صدمہ ہوا۔ اور جنون کی نوبت آئی۔ بندگان حضرت نے بکمال عنایت اپنے چھوٹے صاحبزادے میر جھانگیر علی خان مظفر جنگ سلطان الدولہ رئیس الملک سپہ سالار بھادر (جو اوسوقت ۶ ماہ ۴ روز کے تھے) کو سلطان بخش بیگم والدۂ سیف الملک کے آغوش مین دیا۔ جس سے اعظم الامرا کے قلب کو تسکین ہوئی۔ اب بندگان حضرت نے کوچ کیا۔ اور محمد آباد بیدر

داخل ہوئے۔ یہان سکندر جاہ بہادر کو چاندنی بیگم صاحبہ کے بطن سے فرزند ارجمند میر فرخندہ علیخان بہادر تولد ہوئے۔ ۱۱ر جمادی الاول کو آپنے پونہ کے جانب رخصت فرمایا۔ ۱۹ر شعبان کو طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے۔ بندگان حضرت نے قلعہ کھرلہ مین نزول اجلال کیا۔ کشن راؤ وکیل پنڈت پردھان نے صلح کی تحریک کی۔ بندگان حضرت نے منظور فرمایا۔ اسکے بعد اعظم الامرا بہادر جو اس جنگ کے محرک ہوئے تھے اہل پونہ کے حوالے کئے گئے۔ اور آپ پونہ سے معاودت کرکے ۱۰ر شوال کو داخل حیدرآباد ہوئے۔ اس اثنا مین راجہ شاہو مراج (جو اعظم الامر کی عدم موجودگی مین امور سلطنت انجام دیتے تھے) نے رگھوتم راؤ کی رائے سے بندگان حضرت کو تخفیف سپاہ انگریزی کے متعلق مشورہ دیا۔ ہرچند عساکر عالم بہادر نے اختلاف کیا۔ مگر بندگان حضرت راجہ شاہو مراج کے مشورہ پر کاربند ہوئے۔ اور سپاہ انگریزی معرض تخفیف مین آئی۔ جب سپاہ انگریزی یہان رخصت ہوئی تو بعض معاندو شریر النفس اصحاب نے مرشدزادۂ اکبر عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر آمادہ کرکے ۹ر ذی حجہ کو حیدرآباد سے نکلے۔ سدا سیو راؤ زمیندار بھی ان معاندون کے ساتھ ہوگیا۔ اب یہ سب ملکر قلعہ بیدر پہونچے اور قبضہ کرلیا۔ سیدی عبداللہ خان کو بندگان حضرت نے اون کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ سدا سیو راؤ نے غفلت مین سپاہ کو شکست دیا۔ سیدی عبداللہ خان زخمی اور اون کے اہل وعیال گرفتار ہوگئے۔ جب یہہ خبر بندگان حضرت کو پہونچی تو سخت برافروختہ ہوئے۔ اور موسیٰ رحمو سردار الملک گہانسی میان کو معہ فوج شایستہ سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ باغی شکست پاکر بھاگے اور خجستہ بنیاد پہونچے۔ موسیٰ رحمو اور سردار الملک نے تعاقب کیا۔ دو چار لڑائیون کے بعد باغی پریشان ہوگئے۔ اور عالیجاہ بہادر عفو جرایم کی امید مین شکست فیروزی کے ساتھ چلے۔ مگر اثنار راہ مین دفعتاً سیاح عالم جاودانی ہوئے۔ انہین ایام مین سوائی مادھو راؤ بنگلہ پر سے گر کر مرگیا۔ اور باجے راؤ خلف اکبر رگھناتھ راؤ تخت نشین ہوا۔ اس موقع پر اکثر سرداران پونہ کا رد وبدل ہوا۔ اعظم الامرا بہادر نے اپنے حسن تدبیر سے رہائی پائی۔ اور صوبۂ بیدر کے چوتھ کی گذاشت لیکر ۱۱۷۲ھ مین حاضر حضور ہوئے۔ بندگان حضرت کو کمال مسرت ہوئی۔ اور اعظم الامرا کے آمد کی خوشی مین قلعۂ

محمد نگر سے توپین سر کرنے کا حکم دیا۔ پیر ویدار کی نیاز ادا کی۔ سنہ ۱۲۱۲ھ مین بندگان حضرت خلج و لقوہ مین مبتلا ہوئے۔ مگر با فضال الٰہی چند روز کے بعد افاقہ حاصل ہوا۔ اس اثنار مین انگریزون نے ٹیپو سلطان کے استقبال کے لئے ارادہ کیا۔ کیونکہ پھر اوس نے بے اعتدالیان شروع کردی تھین۔ چونکہ بندگان حضرت کا مزاج ابھی کسیقدر ناساز تھا۔ اس لئے انگریزون کے ساتھہ خود بدولت کا تشریف لیجانا نہ ہوا۔ البتہ میر عالم بہادر کو مع ہادی الدولہ۔ بہرام جنگ۔ حیدر نواز جنگ۔ ابوتراب خان ۸ ہزار سوار سے رخصت کیا۔ اور روشن رائے کو چار پلٹنون کے ساتھہ ہمراہ بھیجا۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ آخر اس لڑائی کا یہ نتیجہ نکلا کہ ٹیپو سلطان شکست ہوا اور اوس کی تمام فوج متفرق ہوگئی خزانہ اور جواہر تباہ و تاراج ہوا۔ اور عیال و اطفال انگریزون کے اسیر ہوئے اور فوج شاہی مع الخیر والظفر حیدرآباد آئی۔ انھین ایام مین اعظم الامرا۔ ارسطوجاہ کو پونہ والی بیگم (ارسطوجاہ نے پونہ کے قیام مین ایک نکاح کیا تھا) سے لڑکا پیدا ہوا۔ ارسطوجاہ نے اوس لڑکے کو اپنی دوسری زوجہ سرور افزا بیگم کے آغوش مین دیا۔ چند روز کے بعد وہ لڑکا مرگیا۔ ارسطوجاہ سخت مغموم ہوئے۔ بندگان حضرت نے اپنے فرزند میر بہادر علیخان کیوان جاہ کو (جو اسی زمانہ مین تولد ہوئے تھے) ارسطوجاہ کے حوالے کیا۔ اسی زمانہ مین نیر الملک کی شادی میر عالم بہادر کی صاحبزادی سے عمل مین آئی۔ سنہ ۱۲۱۴ھ مین بندگان حضرت نے سکندر جاہ بہادر کی شادی ارسطوجاہ بہادر کی پوتی (جو بالی میان کی صاحبزادی تھین) جہان پرور بیگم صاحبہ سے نہایت دھوم دھام کے ساتھہ کی۔ اور ریاض النسا بیگم صاحبہ کا ازدواج خان ایران محمد علی خان کے ساتھہ ہوا۔ ۵ محرم سنہ ۱۲۱۵ھ کو سردار الملک گھانسی میان مارے گئے۔ قاتل کا پتا نہ چلا۔ اسی سال شبیر النسا بیگم صاحبہ کا عقد شمس الامرا بہادر سے ہوا۔ جمادی الثانی مین جمال النسا بیگم (صاحبزادی سکندر جاہ بہادر) محمد تاج الدین خان رفیع الدولہ رفیع الملک نواب بندر سورت سے بیاہی گئین۔ اسی زمانہ مین میر سید علی خان جمشید جاہ نے ۱۵ سال کے سن مین انتقال کیا اسکے بعد کمال النسا بیگم کا بیاہ میر معین الدین امتیاز الدولہ خلف ممتاز الامرا سے ہوا۔ سنہ ۱۲۱۶ھ مین جہان پرور بیگم صاحبہ کے بطن سے میر فضل علی خان میر پادشاہ تولد ہوئے۔ الحاصل ایک مدت تک عیش و نشاط کے چرچے رہے بعد ازان

۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ کو بندگان حضرت نواب میر نظام علی خان بہادر نے مرض جسمانی سے رہائی روضۂ رضوان ہوئے۔ مکہ مسجد میں دفن ہوا۔ سنگ مرمر کی جالی نہایت عمدہ تیار کی گئی۔ دروازہ کی پیشانی پر یہ قطعہ کندہ ہے

عمر ۷۰ سال ۶ ماہ ۱۷ دن اور مدت سلطنت ۴۳ سال یا ۴۴ سال ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام		خوانند باوضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زین مصرعۂ عجیب دو تاریخ بالجوان		مستوجب بہشت و باخلاص فاتحہ
		۱۲۱۸ ۱۲۱۸

بعد انتقال مغفرت مآب لقب ہوا۔ آپ کو اٹھ صاحبزادے (۱) میر احمد علی خان عالیجاہ (۲) میر اکبر علی خان سکندر جاہ (۳) میر سبحان علی خان فریدون جاہ (۴) میر ذوالفقار علی خان جہاندار جاہ (۵) میر تیمور علی خان اکبر جاہ (۶) میر انتظام علی خان (جمشید علی خان) جمشید جاہ (۷) میر جہانگیر علی خان سلیمان جاہ (۸) میر جہاندار علی خان کیوان جاہ۔ اور بارہ صاحبزادیاں (۱) بیدری بیگم (محل مہابت جنگ بہادر) (۲) منجھلی بیگم معروف بہ فخر النساء بیگم (محل ظفر یاب الدولہ بہادر پسر زادۂ خواجہ حامد خان) (۳) نقشبندی بیگم (محل مہابت جنگ) (۴) ریاض النساء بیگم (محل خان ایران محمد علی خان بہادر) (۵) فخر النساء بیگم عرف کبو بیگم (محل خواجہ ہاشم خان وزیر الممالک) (۶) فرحت النساء بیگم (محل شہاب الدین خان سپہ دار جنگ بہادر) (۷) ساجدہ بیگم (محل میر قدرت اللہ خان غیرت یار جنگ پسر شجاع الملک) (۸) جہان آرا بیگم (محل میر حمید اللہ خان رستم یار جنگ بن شجاع الملک) (۹) سلیمہ بانو بیگم (محل میر عظیم الدین خان رستم جنگ بن بسالت جنگ) (۱۰) کاہلی بیگم (محل میر مدیع اللہ خان ناظم جنگ ناظم الملک پسر موسیٰ خان) (۱۱) امیر النساء بیگم (محل میر مغل علیخان فخر یاب جنگ پسر ہمایون جاہ) (۱۲) بشیر النساء بیگم (محل امیر کبیر شمس الامرا الجوالفخر محمد فخر الدین خان بہادر)

گل سوم

میر اکبر علیخان بہادر فولاد جنگ اسد الدولہ آصف الملک سکندر جاہ نظام الملک آصف جاہ ثالث

آپ ماہ ذی حجہ سنہ ۱۱۸۲ھ بقول بعضے سنہ ۱۱۸۶ھ مین تولد ہوئے۔ اور بعد انتقال حضرت غفران مآب کے ۱۹۔ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۸ھ کو جلوس فرمایا۔ قبل ازین جو ہر ایک برادر کو ماہانہ تین تین ہزار روپیہ دئے جاتے تھے آپنے بمجرد تخت نشینی کے الضاعف مقرر کیا۔ اور فریدون جاہ بہادر سب مین بزرگ تھے۔ اس لئے اون کی ماہوار سات ہزار روپیہ قرار دیا۔ کیوان جاہ بہادر کی بسم اللہ خوانی کا رسم جو بسبب رحلت حضرت غفران مآب معرض التوا مین تھا اوس کے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ ۹ مرذی حجہ کو صاحبزادگان بلند اقبال میر فرخندہ علیخان کو ناصر جنگ میر شبیر علیخان کو مصام جنگ۔ میر گوہر علی خان کو مبارز جنگ کے خطابات عطا ہوئے ۲۸ محرم سنہ ۱۲۲۹ھ کو ارسطو جاہ بہادر نے تپ محرقہ سے انتقال کیا۔ دو ماہ تک راجہ راجندر رگھوتم راؤ پیشکار نے امورات سلطنت کو انجام دیا۔ آخر الامر ۵ ربیع الآخر کو میر عالم بہادر خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے اس اثنا مین راجہ راجندر کو خدمت پیشکاری سے

* ارسطو جاہ بہادر کی چہیتی بیٹی عالم بہادر ایک مدت تک قلعہ رودرور مین مقید رہے۔ پھر حسب الحکم غفران مآب کے اپنے

موقوف کرکے خانہ نشین کیا گیا۔ اسی سال صاحبزادگان میر منور علی خان و میر ذوالفقار علی خان پیدا ہوئے۔
ربیع الاول ۱۲۲۰ھ کو فرید دن جاہ بہادر نے وفات پائی۔ ماہ رجب بن میر عالم بہادر نے بندگان حضرت کے
سالگرہ مبارک کا جشن اپنے مکان پر ترتیب دیا۔ چنانچہ بندگان حضرت معہ مرشدزادگان و محلات مبارک میر صاحب
کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔ اس جشن میں تقریباً ۷ لاکھ روپیہ کا صرفہ ہوا۔ میر جعفر علی خان بہادر و میر حسن علی خان
بہادر (جو بندگان حضرت کے کوکہ تھے) نے جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ کے خطابات سے سرفرازی پائی۔ نظام یار جنگ
کو حسام الملک، محمد قمر الدین خان (خوشنویس و استاد حضور) کو اکبر یار جنگ، سید منیر الدین خان خلف معین الاسلام خان
(قاضی بلدہ حیدرآباد و استاد حضور) کو سکندر یار جنگ کے خطابات اور شہر یار الملک۔ رفعت الملک۔ جسارت جنگ
نور الامرا۔ بہرام الملک۔ امجد الملک۔ حسام الملک کو جمعیت و جاگیرات عطا ہوئے۔ احتشام الملک دیندار الدولہ
کو منصب بخشی گری و جاگیرات لایقہ، بخشی الملک و افتخار جنگ کو بخشی گری فوج۔ ضیاء الملک اور ضیاء الدولہ کو خدمت
عرض بیگی۔ امین الملک، شرف الدولہ۔ تہور جنگ۔ محکم جنگ۔ نادر الدولہ۔ سکندر الدولہ۔ شہر یار جنگ۔ محتشم الدولہ
غالب الدولہ۔ جلال الدولہ کو جمعیت و جاگیرات۔ طالب الدولہ۔ امیر الدولہ کو عہدۂ خانسامانی۔ سعید الدولہ کو نیابت صوبہ داری
وغیرہ مرحمت ہوئی۔ اس اثنا میں بعض وجوہ سے بندگان حضرت کا مزاج میر عالم بہادر کے طرف سے کسیقدر غبار آلود ہوا
راجہ ہیپت رام خدمت دیوانی کے حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اسی زمانہ میں مسٹر کرک پاٹرک حشمت جنگ زیدہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۸۷) مکان میں خانہ نشین ہوئے۔ چنانچہ اسوقت سکندر جاہ بہادر نے انکو کچھ عزلت سے تحالکر خدمت دیوانی سے ممتاز فرمایا
۱۲ مولف۔ ☆ راجہ ہیپت رام پہلے بزمانہ مرشدزادگی سکندر جاہ بہادر کا دیوان تھا۔ اور ۴ ہزار بارگیر در الدولہ موسی رسید
کی کمالت بھی متعلق تھی۔ چند روز سے ۴۰ ہزار سوار و پیادہ عرب۔ روہیلہ کی جمعیت سے بالاگھاٹ گیا تھا۔ اور دکن انتظام
و انصرام کرکے امور دی حاصل کی تھی۔ جب اس نے سنا کہ آنجل بندگان حضرت کا مزاج میر عالم کے جانب سے کشیدہ ہے تو فرصت
دیوانی کی تمنا میں بلدہ آیا۔ باقی حالات متن میں دیکھو ۱۲ مولف

کا تبادلہ ہوگیا۔ اور کپتان طامس سدنم صاحب بہادر ثابت جنگ رزیڈنٹ ہوکر آئے۔ جب میر عالم بہادر نے یہہ حالت دیکھی تو رزیڈنٹ بہادر کے پاس پہونچے۔ اور سفارش پراون کو آمادہ کیا۔ چنانچہ صاحب عالیشان بہادر دربار مین حاضر ہوکر بندگان حضرت سے میر عالم کی بہت کچھہ تعریف و توصیف کی۔ جسسے بندگان حضرت کا وہ غبار دور ہوا۔ اور حسب سابق میر عالم بہادر پر الطاف و عنایات شاہی مبذول فرمانے لگے۔ راجہ مہیپت رام جو اس موقع پر میر عالم کے خلاف کارروائی کر رہا تہا اوسکو خدمت سے موقوف کرکے خانہ نشین کئے۔ پھر چند روز کے بعد احتیاج کا حکم دیا۔ ایک مدت تک مہیپت رام قلعہ سگر۔ شاہ پور۔ مین غزلت گزین رہا۔ پھر کسیقدر رقم پیشکش کرکے سرکار عالی و صاحبان انگریز کے فوج کا مقابلہ کیا۔ گارڈن صاحب مارے گئے۔ آخر مہیپت رام ملہار راؤ ہولکر کے پاس چلا گیا۔ اسکے بعد وہان سے نکل کر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ ابتک اوس کا پتہ نہ لگا۔ راجہ گوبند بندیلہ برادر مہاراجہ چندو لال بہادر کو مہیپت رام کی خدمت عطا ہوئی۔ انہین ایام مین میر عالم بہادر نے مہاراجہ چندو لال بہادر کو خدمت پیشکاری پر مامور کرنا چاہا تھا۔ مگر راجہ سورج دنت المعروف بہ راجہ شیرل (جو راجہ بہوانی داس دہرم دت کا گماشتہ اور دفتر مال کا مختار۔ دانائے روزگار اور امور دیوانی کو میر عالم کی پیشی مین انجام دیتا تھا) نے ہونے دیا۔ آخر میر عالم نے اپنے اور بندگان حضرت کے فیما بین سوال و جواب کے پہونچانے کے لئے مقرر کیا۔ جب راجہ سورج دنت کا انتقال ہوا تو ۲۲ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ روز چہارشنبہ کو میر عالم بہادر نے مہاراجہ چندو لعل بہادر کو اپنی پیشکاری سے سرفراز کیا۔ ۲۳ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ روز جمعہ کو میر عالم بہادر نے وفات پائی۔ اور بندگان حضرت نے مرحوم کے داماد منیر الملک بہادر کو خدمت دیوانی عطا فرمایا۔ ۲۱ رمضان سنہ ۱۲۲۶ھ کو ایک دمدار تارہ مغرب کی طرف طلوع ہوا۔ اسی زمانہ مین پنڈاروں کا ہنگامہ شروع ہوا۔ اکثر دیہات و قصبات ان کے ظلم و ستم کے آماجگاہ

* گلزار حوض کے پاس مغربیہ کمان جو شیرل کے نام سے مشہور ہے۔ اور اکثر لوگ سحر باطل بھی کہتے ہین۔ جملہ خیال مین وہ دونون نام ہوتے ہین غالباً اوس کمان کا نام شیرل کی کمان ہوگا۔ اور آسمان شیرل کا مکان اوس کے قریب مین ہوگا جسسے یہہ شہور ہوگئی واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مؤلفہ

بنے۔ اور تباہ و برباد ہوئے۔ آخر الامر حاکم صاحب وغیرہ سرداران انگریز نے بانجے راؤ والی پونہ کو اس فتنہ و فساد کے مٹانے کے لئے بہت کچھ کہا۔ مگر وہ نہ مانا۔ آخر پونہ کا محاصرہ کیا گیا۔ ایک دو لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر اس نے اپنے کو انگریزوں کے حوالہ کیا۔ ایک لاکھ روپیہ ماہوار پر کلیانی حضور قصبہ بٹور (متصل بنارس) میں قید و نظر بند کیا گیا۔ اور تمام دولت بیقیاس و جواہر وغیرہ انگریزوں کے ہاتھ آئے۔ اور ہر مہٹوں کی ستو سالہ ریاست ایک آن واحد میں انگریزوں کے ہاتھ چلی گئی۔ ۲۱ رمضان ۱۲۲۹ھ مطابق ۳ سلطان الدین خان بہادر اور ۲۲ رمضان ۱۲۲۹ھ کو محمد رشید الدین خان بہادر پیدا ہوئے۔ انہیں ایام میں ایک شیریں نام مرثیہ خوان نے جہاں دنیا انگریزی کے جیالوں سے جھگڑ کر مبارز الدولہ بہادر کی پناہ لیا۔ صاحب عالیشان بہادر نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ "اگر مرشد زادگان آفاق اس طرح پناہ دیا کریں تو بہت مشکل ہوگا۔" بندگان حضرت نے فرمایا کہ "تم جب مناسب سمجھو بندوبست کرو۔" پھر کیا تھا صاحب عالیشان بہادر نے انگریزی جمعیت مبارز الدولہ کے گھر پر بھیجدی۔ ہنگامہ کشت و خون گرم ہوا۔ اور آئندہ فساد کے بڑھنے کا اندیشہ تھا کہ اتنے میں مہاراجہ چندو لعل بہادر نے صاحب عالیشان کو خواہش کر کے حسب الحکم بندگان حضرت مبارز الدولہ بہادر صمصام الدولہ بہادر محتاز الدولہ بہادر (یہ دونوں حضرات مبارز الدولہ بہادر کے اس لڑائی میں طرفدار بن گئے تھے) کو چند روز کے لئے قلعہ گولکنڈہ کے سیر و شکار کے لئے بھیجدیا۔ جس سے یہ آفت اوپر ہی ٹل گئی۔ پھر ۱۲۳۵ھ میں مبارز الدولہ بہادر وغیرہ بلدہ تشریف لائے اسی سال مہاراجہ چندو لعل بہادر مہاراجہ بہادر کے خطاب علم و نقارہ۔ نوبت مع شش ہزاری ۶۰۰۰ ہزار سے ممتاز ہوئے

سلخ ذی حجہ ۱۲۳۷ھ روز سہ شنبہ کو بعد از نماز عصر افغانان عہدویہ نے حافظ مولوی عبد الکریم صاحب کو میر عالم کی

نامی ۱؎ میر نظام علی خان بہادر نے شمس الامرا بہادر کو جمعیت پالگاہ تقریباً دس ہزار سوار سے سرفراز فرمایا۔ تو اسی جمعیت پالگاہ میں دلدار خان جمعدار عہدوی دو سو سواران ہم قوم سے نوکر ہوا۔ اور چنچل گوڑہ میں قیام رکھا۔ رفتہ رفتہ چند ہی روز میں افغانان عہدویہ بطریق ڈاکہ زنی و ملازمت اس قدر جمع ہو گئے کہ چنچل گوڑہ آباد ہو گیا۔ اور تخمیناً چار ہزار سوار قوم عہدویہ سے ہیں اکثر سردار و جمعدار پیشہ ہے) ارسلوجاہ کے

مسجد واقع منڈی مین شہید کیا۔ دس بیس آدمی طرفین کے مارے گئے۔ شہر مین اس کی شہرت ہوگئی سید نورالا ولیا صاحب برادر سید نورالاصفیا صاحب نے تمام علماء کو افغانان مہدویہ کے خلاف آمادہ کیا۔ قاضی محمد ذوالفقار خان شریعت پناہ بلدہ بھی شریک ہوگئے۔ ایک نشان چارکمان مین کھڑا کیا گیا۔ تقریباً ایک لاکھ آدمی اوس نشان کے نیچے جمع ہوگئے۔ ۳ محرم ۱۳۳۸ھ کو بہادر خان منصور خان۔ صالح محمد خان۔ عبدالرحیم خان پیر احمد خان۔ محمد خان کگیانی وغیرہ (یہ سب زمیندار تھے) نے چنچل گوڑہ پر یورش کی۔ ادھر سے مہدویون نے بھی مقابلہ کیا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے جب یہ خبر بندگان حضرت کو ہوئی تو سخت مشتعل ہوئے۔ اور مہاراجہ بہادر کو حکم دیا کہ جمعیت انگریزی کے ذریعہ مہدویون کا اخراج کیا جائے۔ اور چنچلگوڑہ کو تباہ و تاراج کردین۔ چنانچہ سرداران انگریز پارنٹ صاحب مارٹین صاحب وکیل صدرلین صاحب وغیرہ چار ہزار جوانان بارہ اور دس ضرب توپ ہمراہ لیکر چنچلگوڑہ پہونچے۔ مہاراجہ بہادر کی کوشش سے مہدیون کی تو جان بچ گئی۔ مگر سوا عیال اطفال خارج البلد ہونا پڑا۔ جس کا جدہ رسینگ سمایا۔ ادھر چلتا ہوا۔ البتہ ان مین سے دو صاحب ایک محمد صاحب میان

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۰) رسالہ مین اور دوسرے مہدویان کے ہمراہ مین بھی نوکر ہوگئے۔ جب تک دلاور خان زندہ رہا کوئی فتنہ وفساد برپا نہ ہوا۔ جب اوس کا انتقال ہوگیا تو ایک پیرزادہ سلطان میان نام نے اپنی عقل و فراست سے ارسلو جاہ کے پاس تقرب حاصل کرکے دو ہزار سوار و بارہ پیادہ سے سوا محالات گنگ گیری دنگل وقی مقرر ہوا۔ چنانچہ ارسلو جاہ کے زمانہ مین افغانان مہدویہ کے ساتھ اکثر لوگون کا داد وستد بڑھگیا۔ روزانہ ہنگامے برپا ہونے لگے۔ اور ایک دن تو خود سلطان میان پر یہ حادثہ گذرا کہ سات شخص قوم سلیمان زئی سے اپنے قرضہ کے مطالبہ کے لئے سلطان میان پر حملہ آور ہوئے۔ اور مارے گئے۔ جب افغانان مہدویہ کی کثرت ہوگئی تو چنچل گوڑہ سکونت کے لئے کفایت نہ ہوسکا۔ اسلئے اکثر افغانون نے منیر آباد و بیگم بازار مین سکونت اختیار کی۔ اصل منیر آباد مین ایک افغان مہدوی پیر خان اسپر دلاور خان جمعدار دہان کے بچون کے اوستاد کو جو حنفی المذہب تھا اکثر تبدیل مذہب کے لئے جبراً کہتا تھا۔ ایک دفعہ اوس اوستاد نے کہا کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب تمہارے مذہب کو حق بتلائین تو

المخاطب منصف شکن جنگ خلف سلطان میان (جو مع عیال و اطفال کنٹک گیری و گنگاوتی مین تھے) اور کرار نواز خان المعروف بہ دولہ خان مع اپنے پسر امیر نواز خان بہادر کے (جو قلعہ نلدرگ مین مامور کار تھے) حج گئے سنہ ۱۲۴۰ھ مین عزت یار خان مع الدولہ حکیم الحکما (جو مقرب و مصاحب حضور پر نور تھے) کو گلزار حوض کے قریب چار افغانان مہدویہ نے جمدہر سے مار ڈالا۔ ان مین تین شخص تو مبارز الدولہ بہادر کے کوٹلہ مین مارے گئے لیکن ایک شخص چنیا دروازہ سے بھاگ گیا۔ جب بندگان حضرت نے خبر سنی تو افغانان مہدویہ کے تلاش و قتل کا حکم صادر فرمایا۔ رجب سنہ ۱۲۴۲ھ مین جمادار جاہ بہادر نے انتقال کیا۔ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ روز دوشنبہ کو میر تہمنیت علیخان بہادر اور ماہ رمضان مین میر جعفر علی خان (صاحبزادگان نواب ناصر الدولہ بہادر) تولد ہوئے ۳ محرم ۱۲۴۴ھ کو کیوان جاہ نے رحلت کی۔ افسوس ہے کہ ۱۷ ذی قعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ روز شنبہ بوقت یکپاس روز برآمدہ بندگان حضرت نواب سکندر جاہ بہادر بعمر ۶۲ سالہ راہی خلد برین ہوئے۔ صحن مکہ مسجد مین دفن کیے گئے مغفرت منزل لقب ہوا۔ سنگ مرمر کی جالی کے دروازہ پر یہ تاریخ کندہ ہے۔ **قطعہ**

چون سکندر جاہ از آفاق رفت		ور عشش ہر خانہ شد بیت الحزن	
بر کشیدم آہ گفتم سال او		راہی فردوس شد شاہ دکن	
		۱۲ ۴۴ ھ	

(بقیہ نوٹ صفحہ (۹۱) مین محمدی ہو جاتا ہون۔ اب یہ دونون مولویصاحب کے پاس پہونچے۔ لیکن خانصاحب محمدوی کے فضایل پوچھا مولویصاحب نے کہا کہ ہمارے مہدی تو ابھی آئے نہین اور تمہارے مہدی کے فضایل معرض بحث مین ہین۔ اس گفتگو سے لیکن خان کو غصہ آیا۔ اور کشت و خشت کی نوبت پہونچی۔ اتنے مین اکثر افغانان مہدویہ لیکن خان کی کمک پر جمع ہو گئے اور ہر مولویصاحب کی طرفداری مین دایم خان اور اون کا بھائی حسن خان مندوزئی آ گئے۔ منیر الملک بہادر اور مہاراجہ چندو لعل بہادر نے ہر چند رفع فساد کرنا چاہا۔ مگر ممکن نہ ہو سکا۔ بالآخر طرفین سے جنگ کا آغاز ہوا پہلے عنایت خان مہدوی اور دایم خان مندوزئی اور لیکن خان مسجد مین گھس کر مولویصاحب کو شہید کیا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲ مولف)

مدت سلطنت ۲۶ سال ۶ ماہ ۲۶ روز ہے۔

آپ کو نو صاحبزادے۔ (۱) میر فرخندہ علی خان ناصر الدولہ بہادر (۲) میر شبیر الدین علی خان صمصام الدولہ بہادر (۳) میر گوہر علی خان مبارز الدولہ بہادر (۴) میر تفضل علی خان میر یادشاہ (۵) میر منور علی خان منور الدولہ بہادر (۶) میر ذوالفقار علی خان ذوالفقار الدولہ بہادر (۷) میر محمود علی خان قطب الدولہ بہادر (۸) میر داور علی خان قمر الدولہ بہادر (۹) میر فتح علی خان مظفر الدولہ بہادر۔ اور دس صاحبزادیاں (۱) جمال النسا بیگم (محل محمد تاج الدین خان رفیع الملک) (۲) کمال النسا بیگم (محل حسین الدین حسین خان ممتاز الامرا) (۳) عفور النسا بیگم (یہ تا کنوں انتقال کئے) (۴) نامدار النسا بیگم (محل میر ابوالقاسم خان نصیب الدولہ) (۵) خضر النسا بیگم (محل میر شجاعت علی عرف لگی صاحب خلف منجھلی بیگم صاحبہ) (۶) نجت افروز بیگم (محل میر فیروز علی پسر ساجدہ بیگم صبیہ نظام الدولہ) (۷) سلطانی بیگم (محل محمد سلطان الدین خان محتشم الدولہ خلف امیر کبیر) (۸) نور افروز بیگم (محل میر دلاور علی پسر منجھلی بیگم صاحبہ) (۹) عصمت النسا بیگم (محل قدر الدولہ بہادر خلف امیر کبیر) (۱۰) نور جہاں بیگم (انکی شادی کا حال معلوم نہوا)۔

گل چہارم

افضل الاراکین السلطنت میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر جنگ ناصر الدولہ
نظام الدولہ مظفر الممالک نظام الملک آصف جاہ رابع

آپ ۱۲۰۸ھ مین تولد ہوئے۔ اور بعد انتقال حضرت مغفرت منزل ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ کو تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ مسٹر مارٹین رزیڈنٹ بہادر نے رسم تہنیت ادا کیا۔ مہاراجہ چندولعل بہادر کہ ایک کروڑ روپیہ یا تبہ قرمنہ حضرت مغفرت منزل مساوف فرمایا۔ ہیجڑون کو افعال بد سے باز آنے اور داڑھی نہ منڈانے کی منادی کی گئی۔ دھیڑنیون کو سبز رنگ کی چولی اور چوڑی پہننے کی ممانعت اور عام طور پہ زرد یا سرخ پاپوش نہ بنانے کی سخت تاکید ہوئی۔ سیدھا ملتے بلدہ کے باہر کئے گئے۔ مردون کے دفن ہونے کے اندرون شہر بجز میر مومن صاحب قبلہ کے دایرہ کے دوسرے مقامات پر ممانعت کی گئی۔ ۱۲۴۶ھ مین دریائے موسیٰ کو سخت طغیانی ہوئی۔ پل کے دروازہ کے مازد کی فصیل ٹوٹ گئی۔ اور پانی شہر مین آگیا۔ بازار سیدی عنبر۔ بازار گھانسی میان۔ حوض چاملحل یہہ تمام غرق آب ہوگئے۔ دہلی دروازہ کا ایک برج ٹوٹ کر امین باغ مین جا گرا۔ اور دو سرا پٹ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ پل کے دروازہ کے روبرو ایک خلا عظیم پیدا ہوا۔ اسی سال صفدر شکن جنگ بہادر کو دو شخصون نے مطالبۂ تنخواہ پر مار ڈالا۔ اور خود بھی مارے گئے اس اثنا مین بعض وجوہ سے مبارز الدولہ بہادر قلعۂ محمد نگر بھیجے گئے۔ اور چند روز کے بعد بندگان حضرت نے پھر بلدہ مین طلب فرمالیا۔ جشن سالگرہ مبارک مین شمس الامرا کو امیر کبیر کا خطاب اور جواہر اعلیٰ۔ نیر الملک بہادر کو منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار خطاب امیر الامرا و جائیر عمدہ و جواہر گران بہا عطا ہوئے۔ اور ادن کے صاحبزادون محمد علی صاحب کو شجاع الدولہ عالم علیصاحب کو سراج الدولہ۔ عبد اللہ صاحب کو اشجع الدولہ صفدر صاحب کو اکرام الدولہ پنج پنج ہزاری منصب چار چار ہزار سوار جاگیرات عمدہ و جواہر بیش قیمت۔ نوبت۔ علم۔ نقارہ سے سرفرازی بخشی۔ مہاراجہ چندولعل بہادر خطاب راجایان راجہ بخش ہزاری منصب پنجہزار سوار جاگیر محاصل سالیانہ و جواہر اعلیٰ سے ممتاز ہوئے۔ راجہ بالا پرشاد کو راجہ دھراج کا خطاب اور منصب پنجہزاری۔ جاگیر۔ علم۔ نقارہ نوبت مرحمت ہوئی۔ نانک بخش کو راجہ بہادر میر عباس علی خان عرض بیگی کو ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک کے خطابات دیئے گئے۔ گوبند بخش بہادر کو اورنگ آباد و ایلچپور کی صوبہ داری ملی۔ میر اسمٰعیل خان نے خدمت

دار الانشائی سے سربلندی حاصل کی۔ الحاصل اکثر امرا و اعزا کو خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔ اسی سال مہاراجہ بہادر کے جلوخانہ میں عربوں اور سکھوں کے فیما بین سخت جنگ ہوئی۔ عربوں نے سکھوں پر غلبہ پایا۔ تقریباً دو سو سکھ مارے گئے۔ اور ہزارہا روپیوں کا مال غارت و برباد ہوگیا۔ اسی زمانہ میں امیر الامرا امیر الملک بہادر نے رحلت کی۔ اور اسی سال اکبر شاہ ثانی کا فرمان بنسبت تعزیت مغفرت منزل و تہنیت جلوس بندگان حضرت صاحب ولایت صادر ہوا۔ ناظرین کے معلومات کے لئے صرف القاب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"امارت و ایالت منزلت۔ شوکت و شہامت مرتبت۔ مستدار اکین۔ دولت قاہرہ۔ مؤید سلاطین سلطنت مایہ فخر خاتم اہبت و جلالت۔ مرکز دایرہ حشمت و عظمت۔ فردی خاص الخاص۔ مودۃ الاخلاص الاختصاص شمع محفل صدق و ارادت۔ چراغ نور افروز انجمن فدویت۔ عالی فطنت۔ دانی فطرت۔ متہید سر انجام مہمات سلطانی۔ متکفل انصرام تدبیرات جہانبانی۔ مستوجب العنایات والاکرام۔ مستلزم التفاخر والاحترام۔ مادون التصرف علی الاطلاق۔ مرجع الامراء بالارادت والاستحقاق۔ مؤسس الارکان دولت صاحبقرانی۔ مقوم اعیان دودمان گورکانی۔ فرزند مرتبت بلند۔ جگر گوشۂ جان پیوند۔ مظفر الممالک۔ نظام الدولہ۔ افضل الاکرمین السلطنت آصف جاہ میر فرخندہ علی خان بہادر فتح جنگ سپہ سالار۔ یار وفادار۔ رستم دوران۔ ارسطوزمان۔ عرضداشت مرسلۂ آن فرزند سعادت مند بدرگاہ خواقین سجدہ گاہ کہ مرجع و آب جان و جہانیان است رسید۔"

۱۲۵۱ھ میں مہاراجہ بہادر نے راجہ نرندر بہادر خلف راجہ دھراج بہادر کی شادی نہایت تکلف و اہتمام سے ادا کی۔ ۱۸ محرم ۱۲۵۲ھ میں حسین یار جنگ صاحب کے مکان پر روہیلوں اور عربوں کے فیما بین جھگڑا ہوا۔ لڑائی بعد نے اس قدر طول کھینچا کہ قومی لڑائی شروع ہوگئی۔ ہر ایک مقام پر روہیلوں اور عربوں کی خوب تلوار چلی۔ آخر کار روہیلوں کا اخراج کر دیا گیا۔ اسی سال مولوی ولایت علی اور مولوی سلیم حیدرآباد آئے۔ اور مذہب وہابیہ کا رواج دینا چاہا۔ مسجدوں میں وعظ وغیرہ بیان کیا۔ مولوی سلیم نے مبارز الدولہ بہادر کو ایسا پر چایا کہ وہ اس مذہب وہابیہ کی تائید پر ہو گئے۔ اور بلوۂ عظیم پیدا ہونیکی صورت پیش آئی۔ انگریزوں نے بندگان حضرت کو

متوجہ کیا۔ ہر دو مولوی گرفتار ہو گئے اور ان کے مقلد بھی اسیر ہوئے۔ مبارز الدولہ بہادر قلعہ گوٹی بھیجدیئے گئے۔ اسی جھگڑے میں غلام رسول خان خلف الصدق مرحوم نواب کرنول بھی انگریزوں کا قیدی بنکر اسکندرآباد بھیجدیا گیا۔ اور کرنول پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔ ۱۲۵۳ھ میں خوب ژالہ باری ہوئی۔ اسی سال اکبر شاہ بادشاہ دہلی نے انتقال کیا۔ اور عصمت النساء بیگم صاحبہ کی شادی اقتدار الملک بہادر کے ساتھ کمال اہتمام سے ہوئی۔ ۱۲۵۴ھ میں میر تہنیت علی خان کو افضل الدولہ۔ میر جہانگیر علی خان کو روشن الدولہ۔ صمصام الدولہ کو صمصام الملک بہادر کوسیف الملک کے خطابات عطا ہوئے۔ سراج الدولہ کو سراج الملک کا خطاب ملا۔ غرۂ صفر ۱۲۵۴ھ کو ایک دمدار تارہ جنوب کے طرف سے نکلا۔ تقریباً ایک ماہ تک نظر آتا رہا۔ ۱۰ شعبان کو مہاراجہ چندو لعل صاحب خدمت پیشکاری سے موقوف ہوئے۔ اور تیس ہزار روپیہ اخراجات وخیرات کے لئے ماہانہ بندگان حضرت کے مقرر فرمایا۔ لیکن چند روز کے بعد بعض وجوہ سے دس ہزار ماہانہ کر دیئے گئے۔ اور مہاراجہ بہادر کے بھتیجے راجہ رام بخش پیشکاری پر مامور ہوئے۔ سراج الملک بہادر کو صاحب عالیشان و بندگان حضرت کے فیما بین خدمت وکالت عطا ہوئی۔ ۱۲۶۲ھ میں حسب سفارش رزیڈنٹ بہادر سراج الملک بہادر خدمت دیوانی سے ممتاز ہوئے۔ ۱۲۶۴ھ میں سنی اور شیعہ کا جھگڑا ہوا۔ صدہا آدمی مارے گئے۔ طالب الدولہ کوتوالی سے موقوف ہوئے۔ اور محمد وزیر کوتوال بنے۔ اسی سال سراج الملک بہادر بعض وجوہات کے باعث خدمت دیوانی سے سبکدوش کئے گئے۔ ۴ ربیع الثانی ۱۲۶۵ھ کو شمس الامرا۔ امیر کبیر بہادر دیوان ہوئے۔ مگر پانچ ماہ کے بعد غرہ رمضان کو امیر کبیر بہادر نے دیوانی کی گذاشت داخل کر دی۔ اسی سال راجہ رام بخش بہادر پھر پیشکار ہوئے۔ کیونکہ اسکے قبل موقوف کر دیئے گئے تھے۔ ۱۳ محرم ۱۲۶۶ھ کو بمقام قطبی گوڑہ اہل سنن و اہل تشیع میں پھر جنگ و جدال کی نوبت آئی۔ کوتوال بلدہ نے فوری انتظام کیا۔ اندنون سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ ستر لاکھ روپیہ تک چڑھ گئی تھی۔ آخر راجہ رام بخش بہادر پیشکاری سے موقوف ہوئے ۱۲۶۷ھ میں کمانڈر انچیف بہادر چلے

سے بغرض سیاحت حیدرآباد دکن آئے۔ حسب الحکم حضور پرنور عمدۃ الملک بہادر و اقتدار الملک بہادر نے شمس آباد تک صاحب بہادر کی مشایعت کی چونکہ دیوانی کی خدمت پاس وقت تک کسی کا تقرر نہوا تھا۔ اس لئے بندگانحضرت نے پہلے رونق علیخان بہادر ظفر الدولہ بہادر سیف جنگ بہادر مرزا محمد حسین خان علی یا والدولہ بہادران پانچون امراکو خدمت سترگ کیواسطے منتخب فرمایا۔ من بعد گنیش راؤ بہادر بنیرہ ساحہ پرتاپ گڑھ کے (جو غفرآماب کے دیوان تھے) اون کے گھر سے طلب کرکے خدمت پیشکاری عطا کی۔ اور ایک خلعت مردکی سرپیچ سواشرفیان۔ دوہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔ اور خلعت بیش بہا چوبدار بیس خدمتگار دس مشعلدار۔ چار ہاتھی۔ بہت سے شاگرد پیشہ ہمراہ کردئے۔ امین الملک بہادر کی حویلی سکونت کیلئے عنایت ہوئی۔ شنبو پرشاد کو بھی حکم ہوا کہ بیس ہزار روپیہ اور گنیش راؤ بہادر کو دئے جائین۔ اسکے بعد جب گنیش راؤ بہادر صاحب عالیشان کی ملاقات کو کوٹھی گئے تو معاملہ دگرگون ہوگیا۔ اور خدمت سے علیحدگی ہوگئی۔ اب سراج الملک بہادر پھر دیوان ہوئے۔ ۲۲ رمضان ۱۲۶۷ھ کو رد و سوئی کو دفعتاً طغیانی ہوئی۔ ۹ ذیحجہ کو محمد وزیر خدمت کوتوالی سے موقوف اور ۱۲ ذیحجہ کو فضل الدین خان خلف امام الملک کوتوال مقرر ہوئے۔ بعد ازان ۱۴ صفر کو حسن علیخان طالب الدولہ نے پھر کوتوالی کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ ۲۵ محرم ۱۲۶۸ھ کو گوپید بخش برادر راجہ رامکشن قلعہ گولکنڈہ بھیجے گئے۔ ۹ ربیع الثانی کو اکبر جاہ بہادر نے انتقال کیا۔ ۵ جمادی الاول کو مہدوی مہاجنون نے سراج الملک بہادر کے سواری کو سیدآباغ کے مقبل روکا۔ خوب لڑائی چلی۔ تمام پٹھان مارے گئے سراج الملک کے رخسارہ پر ایک چھرہ لگا۔ جو بعد مین چیر کر نکالا گیا۔ ۱۱ ربیع الثانی امام مین امام مسقط نے چند تحائف رزیڈنٹ بہادر کی معرفت بندگان حضرت کے خدمتین روانہ کئے۔ ۵ محرم ۱۲۶۵ھ کو منور الملک بہادر نے قضا کی۔ ۲۴ ربیع الاول کو طالب الدولہ فوت ہوئے۔ اور اون کا بیٹے لڑکا (۱۱ سالہ) کو توال ہوا محمد سعید حبشی خواجہ سرا کام کو انجام دینے لگا۔ ۲۵ ربیع الاول کو جنرل فریزر متعین ہوئے۔ اور کرنل لو رزیڈنٹ ہوکر آئے اور سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ (جو چڑھی ہوئی تھی) بقایا کا مطالبہ شروع کیا۔ آخر ۵ لاکھ کا ملک اوس کی ادائی کے لئے کار غلمت مدار کے تفویض ہوا۔ ۱۰ شعبان کو سراج الملک نے وفات پائی۔ ۲۲ شعبان ۱۲۶۹ھ کو سالار جنگ بہادر خلف سراج الدولہ (۳۰ سالہ) خدمت دیوانی سے ممتاز ہوئے۔ اور راجہ نریندر پرشاد بہادر ابن بالا پرشاد بہادر (۱۴ سالہ) کو خدمت

پیشکاری عطا ہوئی۔ جس سے سلطنتی امور میں رونق و شادابی نظر آنے لگی۔ اور ریاست کا انتظام بھی ترقی پر ہو گیا۔ بالآخر افسوس ہے کہ نواب ناصر الدولہ بہادر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ ۲۴ غرہ تیر ۱۲۶۶ف کو بعمر ۶۶ سالہ راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ مدت سلطنت ۲۸ سال ۱۰ ماہ (۵) یوم ہے۔ بعد وفات غفران منزل لقب ہوا۔

آپکے دو صاحبزادے نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر اور نواب میر جہانگیر علیخان روشن الدولہ بہادر تھے

گلدستہ

میر تہنیت علی خان بہادر افضل الدولہ نظام الملک آصف جاہ سادس

آپ سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ ۱۲ ر روز شنبہ کو پیدا ہوئے۔ اور ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ ۱۲ ر روز شنبہ قبل نصف النہار تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ امرا و دولت و ارکان ریاست خطابات و مناصب و جاگیرات و جواہر سے ممتاز و سرفراز ہوئے۔ بندگان حضور پرنور نے بجد و تخت نشینی کے تین سو حافظ قرآن شریف اور پچیس اشخاص بخاری شریف و مشکوۃ شریف و صحیحین کے پڑھنے والے گیارہ جماعتیں مولود خوانوں کی۔ پانچہزار جوانان علی غول کے جدید مامور فرمائے۔ اور اکثر عہدہ جات و مناصب دولت بھی شریک ختم شریف ہوتے تھے۔ کسیکو تعظیم کے لئے اوٹھنے کا حکم نہ تھا۔ الغرض بندگان حضور خدا پرست و نیکے موحد۔ خدا ترس۔ درویش دوست تھے۔ علما۔ فضلا۔ حفاظ کی بڑی قدر و توقیر کرتے تھے۔ درویشون اور حاجتمندون کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا۔ کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنا دیا۔ جاگیرین عنایت کین۔ سوا لاکھ کا زر نقد دفعہ واحد میں شخص واحد کو عطا فرمائے۔ اکثرون کو جاگیرین۔ نوتین سرفراز فرمائین۔ جہاز تیار کر کے حجاز

وقف فرمایا۔ عشرہ محرم مین تین لاکھ روپیہ خیرات فرماتے تھے۔ ہر دوازدہم ۱۲ شریف و یازدہم ۱۱ شریف مین بریانی کی دیگین شاہی باورچیخانہ سے مسجدون اور درگاہون مین بھجوائے جاتی ہین۔ چنانچہ اب تک وہی قاعدہ جاری ہے۔ شہر مین ایک بہت بڑا دارالشفا تعمیر کرایا۔ جہان مریضون کو کھانا دیا جاتا ہے۔ اوکی راحت و آسایش کا سامان بھی پورا مہیا کیا گیا ہے۔ کل اضلاع و تعلقات مین دواخانجات و اشاعت علم کیلئے عموماً مدارس قایم فرمائے۔ اور محل مبارک مین ایک چوک محلہ جسکے چارون طرف چار مکان موسوم بہ آفتاب محل ۱ مہتاب محل ۲ ہشت محل ۳ افضل محل ۴ بہت ہی خوشنما تیار کئے گئے۔ دہلی دروازہ پر پل افضل گنج کی بنا ہوئی۔ بازار و مسجد افضل گنج تعمیر ہوئے۔ شہر سے تمام کلال خانے باہر کردئے گئے۔ آپکے آغاز مسند نشینی کے زمانہ مین غدر کی بلا تمام ہندوستان مین نازل ہوئی۔ یہان بھی علاء الدین وطرہ باز خان نے کوٹھی پر حملہ کیا۔ مگر مدبر کارگذار ناصر نے تو بمہ اور سر سالار جنگ اعظم کے حسن انتظام سے حیدرآباد دکن مین امن رہا۔ اور ہندوستان کے باغیون کو زیادہ قوت ہونے پائی۔ ذیحجہ ۱۲۷۳ھ مین سالار جنگ کو رستم شجاع الدولہ فخر الملک کا خطاب چہ رقم جواہر اور امیر کبیر کو صرف چہ رقم جواہر عمدۃ الملک واقتدار الملک کو پانچ پانچ رقمہ جواہر۔ راجہ نرندر بھادر کو راجایان راجہ کا خطاب پنج رقمہ جواہر سے سرفرازی بخشی۔ ۱۵ ذیحجہ کو میر بادشاہ نے انتقال کیا۔ ۱۲۷۴ھ مین سلطنت تیموریہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اور بہادر شاہ رنگون بھیجے گئے۔ اسی سال امیر کبیر بہادر کو موضع الندو گنجوٹی و لوہارہ کی سند عطا ہوئی۔ قصبہ نرمل کی گذاشت عمدۃ الملک بہادر سے لی گئی۔ اسکے بعد نارائن کھیڑہ حسن آباد کی سند عمدۃ الملک کے نام عمل مین آئی۔ ۱۹ محرم ۱۲۷۵ھ کو بہادر شاہ پادشاہ دہلی کا سکہ موقوف ہوا۔ اور سکہ عالی ضرب پایا۔ اسمین ایام مین حکیم ابراہیم۔ محمد باز خان جمعدار محمد چاند خارج البلد کئے گئے۔ اور ماہ ذیحجہ مین بڑی صاحبزادی حسن النسا بیگم کی شادی خورشید جاہ بہادر کے ساتھ کمال تکلف و اہتمام سے عمل مین آئی۔ جب غدر فرو ہوا تو سرکار عظمت مدار نے خیر خواہی اور وفاداری کے صلہ مین راجگی و دوایہ دار اسیون شعور پور کے اضلاع سرکار عالی کو مسترد فرمایا۔ اور خاص حضور پرنور کے لئے ایک لاکھ کا جواہر اور شمس الامرا بہادر و سالار جنگ بہادر کیلئے تیس تیس ہزار۔ مہاراجہ نرندر بہادر کے واسطے ۱۵ ہزار باقی اور امرا و معززین کے لئے حسب اعزاز جواہر

وتحائف روانہ کیا۔ ۲۲ صفر ۱۲۷۸ھ کو ملکہ معظمہ نے آنریبل کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا خطاب بھیجا۔ ۱۲ ربیع الاول

بہادر نے رحلت کی۔ ۱۲۸۰ھ میں ممالک محروسہ پانچ صوبہ اور ستر ضلعوں پر تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک صوبہ پر ایک صدر تعلقہ دار کمشنر

اور ہر ایک ضلع پر ایک اوّل تعلقہ دار (کلکٹر) معہ دو و تین تین ماتحت تعلقداران کے مقرر ہوئے۔ اور ہر ایک تعلقہ پر ایک ایک تحصیلدار

مامور ہوا۔ صیغہ جوڈیشل و صیغہ تعمیرات صیغہ طبابت محکمہ صفائی محکمہ تعلیمات بھی اسی سال قایم کئے گئے۔ بہر حال حضرت مغفرت مکان کی

ریاست بہت ہی خوش اسلوبی سے گزرا۔ اوایل ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ میں بندگان حضرت سے علیل ہوئے۔ اور وجع الاضلاع کی شکایت

ہوئی۔ ابتدا مرض میں حکیم شفائی خاں و حکیم نادر علی معالج تھے۔ آخر وقت جب کچھ افاقہ ہوا تو حکیم محمد اشرف و حکیم فیض اللہ

شریک معالجہ کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ روز بروز مرض کو ترقی ہوتی جاتی تھی۔ اور ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ ۲۶ فروری

روز جمعہ اس سیں حاتم نوال اسطوحصال نے فردوس بریں کی راہ لی۔ محلات و شہر پناہ کے تمام دروازے بند کردئے گئے۔ چار

دن سے مختار الملک بہادر کے حکم سے کھلے۔ اور بمجرد استماع اس خبر وحشت اثر کے رزیڈنٹ بہادر نے معہ چھوٹے صاحب ایلچی

مفاوضات فرمائی۔ بعد مغرب ہمارے آقائے ولی نعمت (نواب میر محبوب علیخان بہادر دام اقبالہ) کے نام نامی و اسم گرامی

سے تمام بلدہ میں منادی کی گئی۔ قریب نصف شب کے نماز جنازہ ادا کر کے مکہ مسجد میں نواب سکندر جاہ حضرت مغفرت منزل کے

پہلو جانب دفن کیا گیا۔ بعد وفات آپکا تابوت بمقبرہ مغفرت مکان ہوا۔ آپنے بارہ سال اکیاہ (۲۰) روز سلطنت کی۔ انتقال کو وقت

سن ۴۲ سال کا تھا۔ وفات کی تاریخیں حسب ذیل یادگار ہیں۔

خان زمین جہان پادشاہ دکن	بفردوس شد پیش رب قلق۔	رقم کرد تاریخ رحلت شہید	بود افضل الدولہ مقبول حق ۱۲۸۵
افضل الدولہ شہ ملک دکن	رفت زین کاخ سپہر سلگوں	سال رحلت گفت رضوان با شہید	او بجنت رفت از دنیا دون ۱۲۸۵
ربی الملک ماح الجنہ	دلسمد وے فاح الجنہ	فلت تاریخ وفات المرحوم	افضل الدولہ لمراح الجنہ ۱۲۸۵

آپ کو پروردگار عالم نے چھ صاحبزادیاں حضرت عزیز النسا بیگم صاحبہ (محل خورشید جاہ مرحوم) حضرت پروین النسا بیگم صاحبا (محل امیر کبیر آسمان جاہ مغفور) حضرت داود النسا بیگم صاحبا (محل سر تعاد الامرحوم) حضرت سرور النسا بیگم صاحبا (محل نواب آصف یار الملک بہادر) حضرت نجیب النسا بیگم صاحبا (محل نواب خورشید الملک بہادر) حضرت منیر النسا بیگم صاحبا (محل نواب مظفر جنگ بہادر) اور ایک صاحبزادہ افضال نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ سلطان دکن مدظلہ العالی سے عطا فرمایا تھا۔

LIBRARY
HYDERABAD-1
۷۸۶

مثنوی

در مدح و تعریف ذات با برکات ظل سبحانی و فیض یزدانی امیر محمد عثمان خان بہادر خلد اللہ ملکہ و زادہ لہ و سلطنتہ

المتخلص بہ نظام

منظور نظر اعلیحضرت آصفجاہ سادس بن فریدون جاہ سابس سلالۂ بنی شہنشاہ دکن

خلد اللہ ملکہ و زادہ لہ و سلطنتہ

عنوان کا نام نامی اور اسم گرامی اوس شہنشاہ ملکوتی صفات کا ہی۔ جسکے عہد میمنت مہد مین مملکت دکن سرسبز و شاداب ہے اور رعایائے دکن مرفوالحال و فارغبال امن چین سے بسر کر رہی ہے یہ وہ شہنشاہ ہے کہ جسکی بذل و عطا کے، و بر و حاتم کی سخاوت ہیچ ہی اور شجاعت و جرأت کے مقابلہ مین رستم کو بھی شک ہی۔ گو اسوقت ہم نے شہنشاہ دکن کے حالات لکھنے کو قلم اٹھایا ہے۔ مگر ممکن نہین کہ پورے پورے حالات تحریر ہو سکین البتہ مشتے نمونہ خروارے اختصار کے طور پر ذیل مین درج کر دئے جاتے ہین۔ لیکن ہمارے معزز ناظرین کے معلومات کیلئے یہ اختصار بھی کافی و وافی ہے۔

گل اول

سلسلۂ عالیہ ولادت مبارک اسمار حطاب القاب تخت نشینی قیام بجنبی اجرائے جریدۂ معلی

و تقرر صدر المہامی تعلیم خوانی تعلیم اتالیق و مصاحبی سواری جلوس عطائے خطابات بابتہ ۱۲۹۱ فصلی

سلسلۂ عالیہ

اعلیٰ حضرت کا سلسلۂ نسب (دو شاخہ) حضرت قطب الاقطاب شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز سے ملتا ہوا حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہونچتا ہے اور سلسلۂ حسب (ننہیالی) سید عبداللہ طباطبائی بہادر وزیر اعظم شاہ جہاں بادشاہ سے ہوتا ہوا سادات آبائی یمیتم تک منتہی ہوتا ہے۔ چنانچہ حسب و نسب کے حالات و مکمل شجرہ حضرت مغفرت مآب (اصفجاہ اول) کے تذکرہ میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

ولادت مبارک

آپکی ولادت باسعادت پانچویں ربیع الثانی ۱۲۸۳ ہجری مطابق سترہ اگست ۱۸۶۶ عیسوی موافق دوسری مہر ۱۲۷۵ فصلی مطابق سات ساون سدی ۱۷۸۸ روز مبارک جمعہ بوقت شب (صبح کو شنبہ تھا) دار السلطنت شاہی (عشرت محل) حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں ہوئی۔ چراغ کہن ۱۲۸۳ تاریخ ولادت ہے۔ اور ولادت باسعادت کا راجچہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بیا اے آسمان سبز رصد بند — نگاہے کن بعقل چرخ پیوند
بجز طالع شاہ دکن بین — سعادت نامۂ مہر دکن بین
تماشا کن درین فرخندہ منشور — سعادت بر سعادت نور بر نور

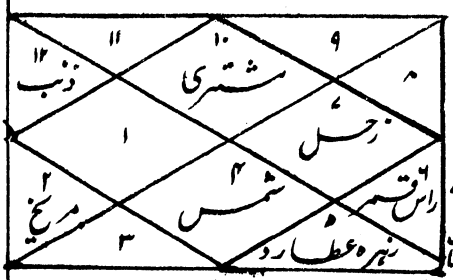

شمس برطانی ۳ درجے افق منطقۃ البروج
۱۶۵ درجے ۔ حیدرآباد دکن طول البلد
۱۸ درجے ۔ عرض البلد ۱۷ درجے ۲۲ دقیقہ

تولد مبارک کے موقع پر اکثر شعرائے ہند نے تاریخین کہی ہیں ۔ تیمناً حضرت میر شمس الدین صاحب فیض علیہ الرحمتہ کے دو تاریخین درج کیجاتی ہیں ۔

قطعہ

در محل افضل الدولہ بہادر وقت شب — جلوہ گر شد ہمچو شہزادۂ عالم پسند
سال تاریخ ولادت عقل کل با فیض گفت — گشت پیدا میر محبوب علی اقبال مند
۱۲ ۸۳

دیگر

در محل افضل الدولہ شہ آصف شکوہ — شد تولد نور عین از فضل بے پایان حق
طبعی ارغیب تاریخ ولادت گفت فیض — گشت پیدا آصف سادس ز ہے احسان حق
۱۲ ۸۳

ولادت مبارک کے روز توپخانۂ شاہی سے اکیس اکیس ضرب توپوں کی سر ہوئیں اور نقارخانوں سے شادیانوں کی صدائیں بلند ہوئیں ۔ حضرت مغفرت مکان (افضل الدولہ بہادر) نے کمال مسرت و ابتہاج خوشنودی فرمایا ۔ ہزار ہا روپئے اور اشرفی مساکین و محتاجون کے نذر ہوئیں ۔

تمام ممالک محروسہ میں اس تولد مبارک کا جشن منایا گیا ۔ امرائے کبار و اعزائے نامدار نے نذرین پیش کیں ۔ تمام رسومات چھٹی ۔ چہلہ کے نہایت تزک و احتشام سے عمل میں آئے ۔ اور حسب رواج

سلاطین مشرقی۔ انائین۔ دوائین۔ آغائین۔ چوچوئین۔ وغیرہ کا تقرر کیا گیا۔ اور میر محبوب علیخان بہادر کا نام

اسماء خطابات و القاب

چند روز کے بعد اپنے خاندانی خطابات۔ فتح جنگ۔ نظام الدولہ۔ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ بہادر سے مخاطب کئے گئے۔ اور اعلیحضرت حضور پر نور سرکار عالی۔ بندگانعالی۔ سرکار نظام حضور نظام آپکے القاب ہیں۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے قدیمی اتحاد و محبت کی یادگار میں اعلیحضرت کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ سے ملقب کیا۔

تخت نشینی

آپ دو سال سات مہینے دس یوم کے سن میں (بعد انتقال نواب افضل الدولہ بہادر) باتفاق ارکان دولت و اعیان سلطنت حسب مشورہ نواب مختار الملک بہادر اولے (وزیر اعظم) شمس الامرا امیر کبیر بہادر حضرت مغفرت مکان کے انتقال کے تیسرے روز ۱۲ عرذی قعدہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۸ فروری ۱۸۶۹ء روز یکشنبہ کو سریر آرائے اورنگ آصفیہ ہوئے تاریخ جلوس مبارک (مع التبرک والتحسین) حسب ذیل ہے۔

آہ از تخت دکن برخاست آہ — افضل الدولہ جہاندار زمن
شکر للہ کرد بر تختش جلوس — میر محبوب علی شاہ دکن

تخت نشینی کے روز منجانب سرکار عظمت مدار سانڈرس صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد صاحب فریزر صاحب ڈاکٹر بالفور صاحب۔ ڈاکٹر فرنڈوصاحب وغیرہ حاضر دولت ہوئے اس موقع پر آپنے سفید جامہ و دامن کا زیب تن فرمایا تھا۔ اور دستار معدہ طرہ طلائی فرق مبارک پر مزین تھی۔ اور بوجہ کمسنی کے آغوش دایہ میں محل سے برآمد ہوئے۔ جب آپنے تخت پر جلوس فرمایا تو فوراً رزیڈنٹ بہادر نے مبارکباد دی پھر تو تمام یوروپین افسر۔ اعیان و ارکان سلطنت نے۔ علاوہ مبارکباد کے

مزین گذرانیں۔

قیام یکنبی

بوجہ ضعیفی اعلیحضرت ایک یکنبی کی سخت ضرورت تھی چنانچہ تاسن شعور اعلیحضرت نواب امیر کبیر امیر الامرا عمدۃ الملک بہادر نائب حضور اور نواب مختار الملک بہادر اعظم سلطنت کے کفیل قرار پائے۔

اجرائے جریدۂ اعلامیہ و تقرر صدر المہامی

۲۶ رجب ۱۲۸۶ھ مطابق غرہ نومبر ۱۸۶۹ء روز دوشنبہ کو جریدۂ اعلامیہ جاری ہوا اور اسی سال چار صدر المہام ریاست نواب مدار المہام بہادر کے ماتحت حسب ذیل مقرر پائے۔

(۱) نواب شمشیر الدولہ بہادر نواب آسمان جاہ مرحوم، صدر المہام امور عدالت وغیرہ۔

(۲) نواب مکرم الدولہ بہادر صدر المہام درستی امور مالگزاری۔

(۳) نواب شمشیر جنگ بہادر اولی صدر المہام انضباط امور کوتوالی۔

(۴) نواب میر یاور علیصاحب (نواب شہاب جنگ بہادر) خلف نواب سراج الدولہ جنگ مرحوم صدر المہام نظم امور تعمیرات وغیرہ متفرقہ اور اجرائے امور متعلقہ دفاتر کیلئے چند دستور العمل بھی ترتیب دئے گئے انہیں ایام میں بماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ نواب مختار الملک بہادر بغرض ملاقات شہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا (خلف ملکۂ معظمہ) کلکتہ تشریف لیگئے۔

تسمیہ خوانی

۱۱ شعبان ۱۲۸۷ھ مطابق ۵ نومبر ۱۸۷۰ء روز شنبہ کو اعلیحضرت کا جشن تسمیہ خوانی نہایت تکلف و طمطراق سے ترتیب دیا گیا۔ نواب مختار الملک بہادر نہایت ہی تکلف کے ساتھ مہندی دیوڑھی مبارک پر لائی جسکے ہمراہ کل ارکین سلطنت و امرا و اعزہ و جمعداران ذی مرتبت موجود تھے۔ اور تمام فوج شاہی جلو میں روان تھی۔ شب میں تمام علما، فضلا، ارکان دولت و جان نثار رعایا حاضر

دولت سرائے شاہی رہے چھ ماہ قبل جوڑوں اور توڑوں کی تقسیم اور انعام واکرام کی سرفرازی ہوتی رہی۔ جملہ اہالیان شہر الوان نعمت سے حسب حصہ سرفراز کئے گئے شب تسمیہ خوانی میں اس کثرت کے ساتھ روشنائی کیگئی تھی کہ رات دن کا مقابلہ کر رہی تھی۔ اور محلات شاہی بقعۂ نور نظر آرہے تھے تمام شہر بزم چراغان بنا ہوا تھا۔ کل دفاتر سرکاری میں جشن منانے کے لئے دو روز کی عام تعطیل دیگئی۔ سورۂ اقرا و جناب حضرت نورالدین شاہ صاحب تمیمی القادری نے پڑھا یا۔

تعلیم

اعلیحضرت کی تعلیم فارسی وعربی کے لئے مولانا مولوی محمد زمانخا نصاحب شہید مقرر ہوئے اور انکی تنخواہ ایکہزار روپیہ ماہانہ قرار پائی۔ مولوی حافظ حاجی انوار اللہ صاحب۔ مولوی اشرف حسین صاحب مولوی حافظ انور صاحب المخاطب محبوب نواز جنگ۔ مولوی محمد مظفر الدینخان خوشنویس المخاطب امیر یار جنگ۔ مرزا نصر اللہ خان اصفہانی المخاطب بہ دولت یار جنگ بھی اعلیحضرت کی تعلیم تربیت میں مولوی محمد زمان خانصاحب کے شریک رہے۔ جب زمان خانصاحب شہید ہوگئے تو انکے بھائی محمد مسیح الزمان خانصاحب (جو اسکے قبل نواب میر لائق علیخان بہادر و سعادت علیخان بہادر فرزندان نواب مختار الملک بہادر کے تعلیم پر مامور تھے) اور مولوی آغا مرزا بیگ المخاطب سرور الملک بہادر مقرر ہوئے۔ اور انگریزی کی تعلیم کیلئے کپتان جان کلارک (جو اسکے پیشتر کسی انگریزی شہزادہ کی تعلیم پر مقرر تھے) اور انکے بھائی لیفٹان کلاڈیس کلارک۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا تقرر ہوا انکے بعد کرو دہن صاحب (جنکو حسن خدمات کے صلہ میں تین سو پونڈ سالانہ وظیفہ حسب الحکم اعلیحضرت ۲۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کو دیا گیا اور ابتک ہر سہ ماہی پر لنڈن بھیجا جاتا ہے) نے تعلیم دینا شروع کیا فن سپہ گری میں۔ نشانہ اندازی۔ شکار۔ کرکٹ پولو وغیرہ کی تعلیم مرزا محمد علی بیگ (کرنل افسر الملک بہادر) نے دی۔ اور میوجان بہادر نے فن شہسواری کی تعلیم میں حصہ لیا۔

اعلیحضرت کی ہم مکتبی کے لئے امراء و اعزائے بلدہ کے لڑکے مثلاً میر حماد علیصاحب المخاطب نواب ممتاز یار الدولہ بہادر خلف حافظ منصب علی مرحوم میر حافظ علیصاحب المخاطب نواب انتخاب جنگ بہادر۔ میر عابد علی صاحب المخاطب عابد یار جنگ خلف میر حسن علیصاحب مرحوم میر حرمت علیصاحب خویش شہسوار جنگ مرحوم۔ غلام حسین خان نبیرۂ فخر النساء بیگم صاحبہ۔ غلام قطب الدینصاحب خلف حافظ عبد الکریم صاحب (بعد بجائے قطب الدینصاحب کے میر حامد علیصاحب خلف حکیم وزیر علیصاحب) ایک ایک سو روپیہ میوہ خوری کے تقرر سے شریک کئے گئے۔

اتالیق و مصاحب

اتالیقی و مصاحبت کے لئے نواب مستحکم جنگ فیاض الملک بہادر۔ محمد معین الدینخان بہادر نواب اقبال یار جنگ اولی الکلیم اللہ خان المخاطب قادر الملک بہادر۔ محمد معز الدینخان المخاطب نواب معز یار الدولہ بہادر۔ محمد فیض الدینخان المخاطب نواب فیروز یار جنگ بہادر۔ نواب اکرام جنگ بدر الدولہ بہادر۔ نواب شہسوار جنگ بہادر۔ نواب خندہ یار جنگ بہادر مقرر ہوئے۔

امراء عظام سے آٹھ امرا کی نشست (مثلاً نواب محتشم الدولہ بہادر۔ نواب بشیر الدولہ بہادر۔ نواب خورشید جاہ بہادر۔ نواب اقبال الدولہ بہادر۔ نواب مکرم الدولہ بہادر و نواب شہاب جنگ بہادر نواب عسکر جنگ مشیر الملک بہادر۔ نواب شمشیر جنگ بہادر اولی) روزانہ دو دو امرا کی باری سے قرار پائی۔

بہرحال اعلیحضرت کی تعلیم و تربیت و مصاحبت کے لئے اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ اشخاص رکھے گئے اور بہت ہی عوز و توجہ سے تعلیم ہوئی۔ کیونکہ ابتدا ہی میں گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے ایک مراسلہ مین (جو غرہ ذیحجہ ۱۲۸۵ھ ۱۰ مارچ ۱۸۶۹ء روز دوشنبہ کو وصول ہوا تھا) اعلیحضرت کو ہر قسم کی تعلیم دینے کی ضرورت دکھلائی تھی۔ تاکہ وہ انہین اپنے بلند رتبہ کے لایق و سزاوار کیا جائے۔ چنانچہ

یہی وجہ ہے کہ اسوقت ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت ہر ایک فن میں یگانۂ روزگار ہیں۔
آپنے فارسی اور اردو میں پوری پوری تعلیم پائی ہے۔ اردو زبان میں آپکا کلام اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے
اور اردو کے موجودہ شعرا میں آپکی شاعرانہ قابلیت اور قادرالکلامی مسلم ہے اصناف سخن پر بخوبی قادر
اور فن شاعری کے پورے ماہر ہیں۔ آصف تخلص فرماتے ہیں اور اصلاح سخن نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی
سے ہے اگر یہ زبان میں بھی آپ نے کافی دستگاہ بہم پہونچائی ہے۔ آپکی انگریزی زباندانی اس پر جملہ
و پُرزور اسپیچ سے مترشح ہے جو ۲۲ شعبان ۱۳۱۷ھ م ۲۶ دسمبر ۱۸۹۹ء روز شنبہ کو بمقام کلکتہ آپنے
(جسوقت حضور وایسرائے لارڈ کرزن بہادر نے اپنی دعوت میں اعلیحضرت کا جام سلامتی و تندرستی
نوش فرمایا تھا) دی تھی۔ اور فنون سپہگری و جوانمردی میں (جنکی مشق باقاعدہ کرائی گئی ہے)
اعلیحضرت کو ید طولیٰ حاصل ہے اور مردانہ کھیلوں میں طاق شہرۂ آفاق ہیں۔ نشانہ بازی میں اہل
فن کے بیان کے موافق تمام دنیا میں لاثانی اور فرد ہیں۔

اسی سال ۱۲۸۵ھ میں حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدرآباد تک ریل کی ابتدا ہوئی۔ اور نواب
مختارالملک اعظم کو حضور ملکۂ معظمہ سے نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ ملا۔
زور اور جنگ بہادر کوتوال بلدہ کے نائب میر عنایت حسین خان مقرر ہوئے اور مدرسۂ تعلیم
فن تعمیرات قائم ہوا۔

شعبان ۱۲۸۹ھ م اکتوبر ۱۸۷۲ء میں نواب مختارالملک اعظم منجانب اعلیحضرت پادشاہ لارڈ
نارتھ بروک بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار میں شریک ہونیکے لیے بمبئی گئے۔ اس دفعہ آپکی ہمراہ نواب
بشیرالدولہ بہادر بھی تھے۔ انہیں ایام میں شہزادہ جارج رونق افروز ہندوستان ہوئے۔

سواری جلوس

۱۲۹۱ھ م ۱۸۷۴ء میں اعلیحضرت کی سواری نہایت تجمل شاہانہ کیساتھ خلوت مبارک سے

آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوئے ۔ جلو مین تمام فوج روان تھی ۔ سوار اور پیادون کی کثرت سے راستہ کا مناد شوار تہا اور دورویہ سڑکون و بنگلون پر تماشا بینون کا ہجوم تھا ۔ ارکان شاہی کے جمگھٹ مین اعلیحضرت کی زرد عماری تھی ۔ خواصی مین نواب فخار الملک اعظم اور نواب عمدۃ الملک بہادر بیٹھے ہوئے تھے ۔ جسوقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تو تمام باقاعدہ فوج سلامی کے لئے دورویہ استادہ تھی میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی اوتاری ۔ اکیس ضرب توپ توپخانۂ شاہی سے ہوئین قریب شام کے سواری مبارک مراجعت فرمائے بلدہ ہوی ۔

۱۷ ربیع الثانی کو محمد عنایت حسین خان بہادر پیشگاہ اعلیحضرت سے کوتوالی بلدہ کے عہدہ پر ممتاز ہوے

عطائے خطابات بابتہ ۱۳۲۹ھ

جشن سالگرہ مبارک کے تقریب مین حسب ذیل امرا کو خطابات سرفراز ہوے ۔

نمبر	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولائی	راجہ بہادر
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	محمد فضل الدین	محمد فضل الدین خان بہادر	سکندر جنگ	اقبال الدولہ	۰
۲	محمد حفیظ الدین	محمد حفیظ الدین خان بہادر	ظفر جنگ	۰	۰
۳	محمد فیض الدین	محمد فیض الدین خان بہادر	امام جنگ	۰	۰
۴	بالگوبند فرزند راجہ رام بخش	۰	۰	۰	راجہ بالگوبند بہادر
۵	کشن پرشاد	۰	۰	۰	راجہ کشن پرشاد بہادر
۰	میر یاور علی فرزند سردار جنگ	میر یاور علیخان بہادر	شہاب جنگ	۰	۰

۷	میر سرفراز حسین	سرفراز الدولہ نظام یار جنگ	میر سرفراز حسین خان بہادر	۰	۰	۰
۸	میر لایق علی		میر لایق علیخان بہادر	۰	۰	۰
۹	میر سعادت علی		میر سعادت علیخان بہادر	۰	۰	۰
۱۰	میر محمد علی	فرزند شجیع الدولہ	میر محمد علیخان بہادر	ذوالفقار جنگ	۰	۰
۱۱	میر غلام عسکری	فرزند عزیز الدولہ مرحوم	میر غلام عسکری خان بہادر	صارم جنگ	۰	۰
۱۲	پرتھی راج		۰	۰	۰	راجہ پرتھی راج بہادر
۱۳	شیو راج		۰	۰	۰	راجہ شیو راج بہادر
۱۴	بجی راج		۰	۰	۰	راجہ بجی راج بہادر
۱۵	مرلمینو ہر		۰	۰	۰	راجہ مرلمینو ہر بہادر
۱۶	میر فضیلت علی	فرزند دلاور الدولہ مرحوم	میر فضیلت علیخان بہادر	سلیمان یار جنگ	۰	۰
۱۷	میر الدین	خویشتیش باور الدولہ	میر الدین خان بہادر	صادق جنگ	۰	۰
۱۸	احمد بیگ خان	فرزند منظم جنگ	احمد بیگ خان بہادر	منظم جنگ	۰	۰
۱۹	محمد عالم علیخان	فرزند دلاور نواز جنگ	محمد عالم علیخان بہادر	دلاور نواز جنگ	۰	۰
۲۰	میر امیر علی	فرزند نصرت جنگ	میر امیر علیخان بہادر	۰	۰	۰
۲۱	فیض محمد	علاقہ دار و قلعہ دار	فیض محمد خان بہادر	۰	۰	۰
۲۲	مرزا حیدر بیگ	صدر مہتمم کوتوالی	مرزا حیدر بیگ خان بہادر	۰	۰	۰
۲۳	میر بیدار علی	نبیرہ اسد نواز جنگ	میر بیدار علیخان بہادر	۰	۰	۰
۲۴	حکیم محمد علی		مسیح دوران خان بہادر	۰	۰	۰
۲۵	سید باقر علی		سید باقر علیخان بہادر	۰	۰	۰
۲۶	سید علی		سید علیخان بہادر	۰	۰	۰

ذیقعدہ ۱۲۹۱ھ مین نواب مختار الملک بہادر کو کلکتہ کا سفر درپیش ہوا۔ نواب صاحب ممدوح کی عدم حاضری مین وزارت کا کام بالاتفاق نواب بشیر الدولہ بہادر و نواب مکرم الدولہ بہادر نے انجام دیا۔

۲۱ رمضان ۱۲۹۲ھ م ۲۲ اکٹوبر ۱۸۷۵ء کو جریدۂ اعلامیہ کے ذریعہ یہ حکم نافذ ہوا کہ پرنس آف ویلز بہادر کی ملاقات کے لئے اعلیحضرت معہ مدار المہام و صدر المہامان کو توالی و متفرقات تشریف لیجائینگے۔ اور امور سلطنت متعلقہ مدار المہام (جو ضروری ہون) نواب مکرم الدولہ بہادر صدر المہام مال انصرام دینگے مگر اتفاقاً بوجہ بدمزگی مزاج مبارک اعلیحضرت۔ نواب مختار الملک بہادر معہ دیگر امرا کے ۲ ر شوال ۱۲۹۲ھ م غرۂ نومبر ۱۸۷۵ء روز دوشنبہ کو راہی بمبئی ہوئے۔ شاہزادہ بہادر سے ملاقات فرمائی۔

اور منجانب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادۂ بہادر کے ملاحظہ مین پیش کئے گئے اور اسی سال ۱۷ ر ذیقعدہ م ۱۶ ر ڈسمبر روز پنجشنبہ۔ نواب مختار الملک بہادر بتقریب شرکت دربار شہزادۂ ولیعہد بہادر (حسب الطلب لیسرائے بہادر) کلکتہ روانہ ہوئے۔ ۶ ر ذیحجہ ۱۲۹۲ھ روز شنبہ کو سید محمد مہدوی نے افضل العلماء مولوی محمد زمان خانصاحب کو بعد نماز مغرب تلاوت قرآن مجید کے حالت مین شہید کیا۔ اس واقعۂ جانگزا کی وجہ سے شہر مین بہت بڑے جوش و خروش پیدا ہوئے قریب تھا کہ ہنگامۂ عظیم برپا ہوکر ہزارون کا کشت و خون ہوجائے۔ اس اثنا مین نواب مختار الملک بہادر کلکتہ سے تشریف لائے۔ اور دریافت مقدمہ کے لئے ایک خاص مجلس علما کی مقرر کی آخر ایام مین لارڈ نارتھ بروک بہادر کی جگہ لارڈ لٹن لیسرائے ہند مقرر ہوکر ہندوستان وارد ہوئے

۷ ر ربیع الاول ۱۲۹۳ھ م ۲ ر اپریل ۱۸۷۶ء روز دوشنبہ کو نواب مختار الملک بہادر نے (منجانب اعلیحضرت) ملکۂ وکٹوریہ قیصرۂ ہند کی ملاقات کے لئے لنڈن کا سفر فرمایا۔ شاہزادہ ہمبرٹ سے بھی ملاقات کی۔ پھر وہان سے چار روز کے عرصہ مین فرانس پہونچے اسی روز شام کیوقت ایک ہوٹل کے زینہ پر سے نواب مختار الملک بہادر کا پاؤن پھسلا۔ ان کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ تقریباً تین روز

پیرس میں قیام کرنا پڑا۔ پھر بسواری جہاز لنڈن روانہ ہوئے جب لنڈن پہونچے تو پرنس آف ویلز بہادر (ملک معظم) نے دعوت کی جسمیں لنڈن کے بڑے بڑے جلیل القدر امرا و عہدہ دار شریک تھے اوسکے دوسرے روز آکسفورڈ یونیورسٹی سے نواب مختار الملک بہادر کو ڈی۔ سی۔ ایل۔ کا اعزازی خطاب ملا۔ دس بارہ روز کے بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکہ معظمہ سے ملاقات فرمائی۔ اور نذر پیش کی۔ اور اسی رات آپ کو قیصرہ ہند کیساتھ طعام تناول فرمانیکا مشرف حاصل ہوا تیسرے روز مارکوئیس آف سالسبری نے انکی دعوت کی۔ دوسرے روز خود نواب صاحب نے پرنس آف ویلز بہادر کو اپنے یہان مدعو کیا۔ پھر آپ اسکاٹلنڈ تشریف لیگئے۔ پندرہ روز کے بعد واپس آکر لارڈ نارتھ بروک کے یہان دعوت کھائی۔ الغرض دو مہینے لنڈن میں رہے بعد ازاں پیرس آکر دو روز قیام کیا وہان سے بسواری جہاز برنڈزی پہونچے۔ اسکے سولہ روز بعد بمبئی داخل ہوئے۔ اور دوسرے روز دارالسلطنت حیدرآباد میں آگئے۔

۱۲۹۳ھ میں دفاتر عدالت کی کارروائی زبان اردو میں کرنیکا مسئلہ چھڑ گیا۔ اور چوک چارمینار و گلزار حوض کی تعمیر و ترمیم ہوئی۔ اکثر مکانات و بازارات چارکمان و چارمینار کے روبرو نہایت خوش وضع بنوائے گئے۔ اور راستوں کی توسیع ہوئی۔ انہیں ایام میں نواب مختار الملک بہادر نے (حسب اجازت سکریٹری آف اسٹیٹ ہند) واگذاشت ملک امانی بیرار کے نسبت گفتگو جنرل ہنڈرسن سے دفتر پر تحریک کی۔ مگر بعض وجوہ سے یہ کارروائی معرض التوا میں رہگئی۔ جسکے واقعات کو ہم نے بیرار کے حالات میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔

ماہ رمضان ۱۲۹۳ھ سے گرانی کے آثار شروع ہوئے۔ رفتہ رفتہ فی روپیہ پانچ سیر چاول کی نوبت آئی۔ اور اسیطرح دو سال تک یہ آفت آسمانی نازل رہی۔ لیکن نواب مختار الملک بہادر نے اس قحط کا انتظام اس خوبی سے فرمایا کہ حیدرآباد میں اموات کی تعداد بہ نسبت بمبئی

اور مدراس کے بہت کم ہوئی۔ چنانچہ ایک خاص مجلس انتظام قحط کے لئے قایم کی مختلف قسم کے امدادی کام بنی نوع انسان کے جان بچانیکے لئے جاری کئے گئے۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کے طرف سے نیمن ڈیلیگیٹ سر رچرڈ ٹمپل ۲۵ ذیحجہ ۱۳۱۰ھ م ۱۱ جنوری ۱۸۹۳ء کو حیدرآباد آئے تو انہوں نے ان تجاویز کو (جو عمل میں لائی گئی تھیں) کافی خیال کیا۔ اور یہ رپورٹ کی کہ جو انتظامات کہ آئیوالی مصیبت کو دور کرنیکے لئے اختیار کئے گئے ہیں اسکے نسبت سرکار نظام کی عاقلانہ دور اندیشی قابل تعریف ہے۔ اور توقع کیجاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار میں بھی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ ہوگا۔ المختصر کارہائے امدادی میں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار ایکسو بائیس روپیہ اور محتاج خانوں کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سو اڑتیس روپیہ اور معافی جمع کے بابتہ تیس لاکھ انسٹھ ہزار ایکسو انہتر جملہ تراسی لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتیس روپیہ سرکار عالی کا اس قحط میں صرف ہوا کہ جس سے غریب رعایا کی جان قحط کے صدمون سے محفوظ رہی۔

اسی سال ستی کا مذموم و وحشیانہ طریقہ (جو ایک مدت سے جاری تھا) موقوف کیا گیا۔

گل دوم

سفر دہلی بغرض شرکت دربار قیصری۔ دورۂ گلبرگہ شریف و ورنگ آباد۔ انعقاد

کونسل آف ایجنسی سفر کلکتہ

سفر دہلی بغرض شرکت دربار قیصری

۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ م ۶ دسمبر ۱۸۹۲ء روز چہار شنبہ کو اعلیحضرت (پہلے پہل) بغرض شرکت دربار قیصری (جسمین ملکہ معظمہ نے قیصرہ ہند کا خطاب اختیار فرمایا تھا) نہضت فرمائے دہلی ہوئے اس سفر مین نواب مختار الملک اعظم معہ اکثر امرائے نامدار کے ہمرکاب تھے۔ ۲۴ ذیحجہ کو اعلیحضرت دہلی پہونچے۔ توپخانۂ شاہی سے سلامی سر ہوئی ۶ ذیحجہ ۱۳۱۰ھ م ۲۳ دسمبر ۱۸۹۳ء روز شنبہ دن کے دو بجے ویسرائے ہند دہلی آئے۔ اسٹیشن پر بنگال و پنجاب و ممالک مغربی و شمالی کے لفٹنٹ گورنران افواج ہند کے کمانڈر انچیف۔ ۶۳ خود مختار رؤسا معہ دیگر بڑے بڑے افسروں لارڈ لٹن و لیڈی لٹن کا استقبال بجالائے۔ ویسرائے بہادر نے تمام رؤسا کے جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ "اے راجگان و نوابان و سرداران و امیران مجھکو کمال مسرت و خوشی ہی کہ آپ سب صاحب ہند کے کل علاقون سے اس رسم ہمایون مین شریک ہونیکے لیے جمع ہوئے ہین جس سے امید کیجاتی ہی کہ حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ اور اُس گورنمنٹ کے بڑے دوستون اور رعیتون کے درمیان بنائے وداد و اتحاد زیادہ تر قائم و مستحکم ہو۔ جس دلی محبت سے آپ صاحبون نے میری دعوت کو قبول کیا ہی۔ مین اسکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور مجھکو امید ہی کہ ہماری کارروائی کا اختتام بھی ایسا ہی مبارک ہوگا۔ جیسا کہ آج اُسکا آغاز ہی۔ سب صاحب میرے طرف سے دلی خیر مقدم قبول کرین"

۹ ذیحجہ کو اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر و امرا، دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کو تشریف لیگئے۔ معًا اکیس ضرب اتواپ کی توپخانۂ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ادا ہوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا معہ ساز و سامان اعلیٰ ویسرائے بہادر کو تحفہ دیا۔

۱۲ ذیحجہ کو ویسرائے بہادر اعلیحضرت کی بازدید کے لیے اپکی قیامگاہ پر تشریف لائے

اسکے بعد ۱۴ ذیحجہ کو مہاراجہ بنارس۔ مہاراجہ رہوان۔ مہاراجہ جے پور۔ مہاراجہ الور۔ نے اعلیحضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

۱۵ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ م یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دربار قیصری منعقد ہوا۔ تمام راجے مہاراجے و روسا ہند زینت دہ دربار قیصر ہوئے۔ اعلیحضرت کی کرسی گورنر جنرل بہادر کی کرسی کے محاذی تھی۔ اور حضور پر نور کے یمین و یسار امرا و دولت سرکار نظام۔ بعد اُنکے تمام نوابان و راجگان و روسا ہندوستان تھے۔ کم سے کم اس جلسہ میں تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا۔ غرضکہ اسپیچ پڑھی گئی۔ جسکا ماحصل یہ تھا کہ "ملکہ معظمہ نے قیصرۂ ہند کا خطاب اختیار فرمایا ہے"۔

۱۹ ذیحجہ کو بیگم صاحبہ بھوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات فرمائی۔ اور جس روز کہ دہلی میں دربار منعقد ہوا تھا اُس شب کو رزیڈنسی حیدرآباد میں جابجا روشنی کیگئی تھی۔ اور تمام دفاترون میں پانچ روز کی تعطیل رہی۔ المختصر اعلیحضرت ۲۲ ذیحجہ کو دہلی سے نکل کر ۲۷ ذیحجہ کو داخل حیدرآباد ہوئے۔ تمام رعایائے ملک نے اُس روز خوشی منائی۔ اور تمام شہر میں روشنی کیگئی۔

۲۱ ربیع الاول ۱۲۹۴ھ م ۶ اپریل ۱۸۷۷ء یوم جمعہ دس بجے رات کو امیر کبیر شمس الامرا عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر عرف منجھلے میاں نائب السلطنت نے ۵۰ سالہ سن میں انتقال فرمایا آپکے فاتحہ سوم کے روز ایک روز کی تعطیل دیگئی۔ وایسرائے بہادر کا مراسلہ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۷۶ء م ۱۵ رمضان المبارک ۱۲۹۳ھ بذریعہ تار بہادر اس مضمون کا وصول ہوا کہ بجائے نوابصاحب مغفور کے امیر کبیر اقتدار الملک وقار الامرا محمد رشید الدینخان بہادر نائب حضور قرار دئے جائیں۔

مراسلہ مذکور کی نقل حسب ذیل ہے۔

"صاحب عالیشان بہادر سر ویچرڈ میڈ صاحب۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ رزیڈنٹ حیدرآباد

برائے اطلاع سرکار دولت مدار اطلاع می نمایند کہ تجویز قرار داد مورخہ دوم مارچ ۱۸۶۹ء

م ۷ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ کہ برائے انتظام وبندوبست امور ریاست حیدرآباد تا زمان صغرسنی نواب آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ مرتب شدہ۔ حسب مسئلہ رجسٹرار فارن سکرٹری صاحب بہادر موسومہ رزیڈنٹ بہادر بنمبر (۴۳۹ مورخہ دسمبر) مکتوبہ بست دوم ماہ مارچ مذکور مطابق ۷ ربیع الثانی بمنظوری ومقبولی سرکار ہند درآمدہ ولہٰذا بر طبق مضمون آن نواب مستطاب معلی القاب ویسرائے بہادر دام اقبالہٗ انچہ تجویز وبندوبست امور سرکاری نسبت بہ فات شمس الامرا امیر کبیر عمدۃ الملک مرحوم ومغفور نور اللہ مرقدہ مرکوز خاطر سرکار دولت مدار بود بنوعے کامل در آوردہ۔ نواب شمس الامرا امیر کبیر اقتدار الملک رشید الدین خان بہادر اکبر برادر مرحوم ومغفور موصوف ہستند۔ بر عہدۂ مشارکت انتظام امور ریاست حیدرآباد مامور ومقرر فرمودند۔ اجلاس کار علاقہ سرکاری حسب معمول بطرف دارالمہام نواب مختار الملک بہادر سر سالار جنگ۔ جی۔ سی۔ یس۔ آئی۔ بصیغہ صدر منتظمی کارگزاری خواہد ماند۔ بہرحال در ہمگی احکامات ومقدمات سترگ اتفاق رائے شارک منتظم ملحوظ ضرور خواہد بود۔"

۱۲۹۵ھ آمین حضرۃ دلاور النساء بیگم صاحبہ قبلہ (جو اعلیحضرت کی دادی صاحبہ تھیں) کو ملکہ معظمہ کے جانب سے امپیریل آرڈر آف دی کرون آف انڈیا کا خطاب (طبقہ شاہی ہند) بواسطت جناب ویسرائے بہادر وصول ہوا۔ اور اسکے ساتھ ایک عنایت نامہ بھی تھا۔ چنانچہ ۲۰ ربیع الثانی کو دربار منعقد ہوا۔ اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت کو وہ تمغہ تفویض کیا۔ اعلیحضرت نے اپنے اور حضرۃ ممدوحہ کے جانب سے شکریہ ادا فرمایا۔ اور بعد برخاست دربار بیگم صاحبہ کو وہ تمغہ دیا گیا۔ بیگم صاحبہ نے بکمال خوشی اوس تمغہ کو زیب تن فرمایا عنایت نامہ کی نقل حسب ذیل ہے "از جانب وکٹوریہ ملکہ قیصر ہند"۔

بخطاب دلاور الدولہ بیگم صاحبہ حیدرآباد۔ بعد شرح مراتب واجب ایکہ چون مابدولت مناسب پنداشتیم
کہ ایشان را رکن امپیریل آرڈر آف دی کراؤن آف انڈیا یعنے طبقۂ شاہی تاج ہند مقرر نمائیم
بنابران مابدولت از روئے عنایت ہذا اکمال استعمال و زیب بدن کرون تمغائے طبقۂ موصوفہ
حصول نمودن ہمگی حقوق متعلقۂ آن بہ ایشان عطا فرمودیم"۔

۱۸۹۷ء میں قحط زدگان آئرلینڈ (یہ قحط زیادتی بارش کے باعث ہوا تھا) کی امداد کیلئے
(۱۰۱۱۱ھ) روپیہ چندہ حیدرآباد سے روانہ کیا گیا۔ جسمیں ۲۰ ہزار سرکار عالی کے تھے
اور باقی باشندگان حیدرآباد نے چندہ دیا تھا۔

اسی سال سید محمد حسین قلعدار کلیانی کو پیشگاہ خسروی سے خطاب خانی و بہادری
فتح جنگ۔ امتیاز الدولہ عطا ہوا۔ اور نمائشگاہ شملہ کو بیدر اور رنگ آباد کے اشیاء دستکاری
بھیجے گئے۔ ۱۸۹۸ء میں جنوبی اضلاع پر قحط کی مصیبت نازل ہوئی تھی مگر سرکار عالی نے
اس تیزی سے انتظام فرمایا کہ بنی نوع انسان کی جانیں بچ گئیں۔

۱۹ محرم ۱۳۱۶ھ م ۱۲ ڈسمبر ۱۸۹۸ء روز دوشنبہ بوقت ۹ ساعت روز شمس الامراء
امیر کبیر محمد رشید الدین خان بہادر نے بعمر ۶۹ سالہ رحلت فرمائی۔ سرکار عالی نے آپکے سوم
کے روز ایک روز کی تعطیل تمام دفاتر کو عطا کی۔

دورۂ گلبرگہ شریف و اورنگ آباد

اعلیحضرت کا سن مبارک ۱۶ سال کا تھا کہ سر سالار جنگ اعظم نے معاملات ریاست میں
آپکی تعلیم شروع کردی۔ معتمد مشی کو حکم تھا کہ روزانہ حاضر ہوکر امور ریاست کے طریقے
عرض کریں۔ اور نیز دوسرے صیغوں کے منتظم بھی ہمیشہ بارگاہ خسروی میں حاضر ہوکر
اپنے اپنے کاموں سے مفصل طور پر واقف کرائیں۔ لیکن خود اعلیحضرت کی طبیعت

کارجہان امورات سلطنت کے طرف ایسا تھا کہ باوجود کم سنی کے ہر ایک معاملہ کے رموز کو
مثل لوحش ظر پر جانچتے تھے۔ چنانچہ آپنے پہلا دورہ اپنی ریاست کے جنوبی (گلبرگہ شریف
و مغربی (اورنگ آباد) حصوں کا فرمایا۔ اس دورہ مین مختار الملک اعظم معہ دیگر ارکان
دولت کے ہمراہ رکاب تھے۔ اس دورہ مین امور ریاست کے متعلق سر سالار جنگ کے
بیش بہا مشورے اعلیحضرت کو آئندہ کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئے۔

۲۶ صفر ۱۲۸۳ھ کو سواری مبارک گلبرگہ پہونچی۔ اور ۲۷ کو قلعہ کے
معاینہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ ہوا۔ مولوی مہدی علیخان نے تفصیلی کارروائی عرض کی
اور بندوبست کیلئے آلات اور انکا طریقہ عمل معہ تاریخی حالات کے نہایت دلچسپ پیرایہ
مین بیان کیا۔ مختلف قسم کے نقشہ جات اعلیحضرت کے ملاحظہ سے گذرانے گئے۔ شام کو اعلیحضرت
حضرت خواجہ بندہ نواز کی زیارت سے فارغ ہوکر بسواری فیل خاصہ جلوسی طور سے شہر
اور محبوب گلشن کی روشنی و آتشبازی کا ملاحظہ فرمایا۔ ۲۸ کو بسواری اسپ (صبح کے وقت)
تالاب بہوسگہ دیکھتے ہوئے مجلس کا معائنہ کیا۔

۲۹ کو تعلقدار ضلع کے دفتر و خزانہ و پہرہ بندی و طریق حفاظت خزانہ پر نظر ڈالی
گئی۔ پھر صدر تعلقدار و صدر عدالت سمت کے دفاتر کا ملاحظہ ہوا۔ چونکہ اس تاریخ آخری چہار شنبہ
تھا۔ اسلئے اعلیحضرت نے محبوب گلشن کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی۔ المختصر
گلبرگہ شریف کے ملاحظہ سے فارغ ہوکر اورنگ آباد کے جانب کوچ ہوا۔ وہان بھی چند
دفاتر وغیرہ کی دیکھ بھال کی گئی۔ اور بزرگان دین کے زیارات سے مستفید ہوکر
مع الخیر موخدم و حشم مراجعت فرمائی حیدرآباد ہوئے۔

ربیع الاول ۱۲۸۴ھ مین ڈیوک آف ایڈنبرگ وارد حیدرآباد ہوئے۔ نواب

مختار الملک اعظم نے دعوت کا اہتمام کیا۔ ۲۰ ربیع الاول کو تالاب میر عالم پر دعوت کا انتظام تھا
وفعتاً اسی شب نواب مختار الملک بہادر کا مزاج مرض ہیضہ سے بگڑ گیا۔ افسوس ہی کہ دوسرے ربیع
۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ ۸ فروری ۱۹۱۹ء روز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کے بعد ۵۶ سال
آپکا انتقال ہوا۔ ۳۰ روز جمعہ کو ۱۰ بجے حضرت میر مومن صاحب قدس سرہ العزیز
کے دائرہ میں دفن ہوئے۔ اس مرگ ناگہانی نے حضور پر نور اور ریاست دونوں کو
اس وفادار وزیر کے خدمات سے ہمیشہ کے لئے محروم کردیا۔ چنانچہ سرکار عالی نے جریدہ عنبریہ
کے ذریعہ کمال وجد اپنے افسوس کا اظہار کیا۔ اور تین روز کی عام تعطیل تمام دفاتر
کو دی گئی۔

انعقاد کونسل آف ریجنسی

ویسرائے بہادر نے ریاست کے ضروری انتظامات کی غرض سے آنریبل سر اسٹوارٹ
بیلی (ممبر سپریم کونسل ہند و سابق رزیڈنٹ حیدرآباد) کو وکالتاً روانہ کیا۔ اور رزیڈنٹ
حیدرآباد سے مشورہ کرنیکی ہدایت دی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کامل غور و فکر کے بعد مہاراجہ نرندر پرشاد
بہادر اور نواب میر لایق علیخان بہادر (سر سالار جنگ ثانی) جائنٹ منتظمان مقرر ہوئے۔
اور ایک کونسل آف ریجنسی قایم کیگئی۔ جسکے صدر نشین خود اعلیحضرت اور سکرٹری نواب
میر لایق علیخان بہادر اراکین نواب شیر الدولہ بہادر شمس الامرا بہادر۔ مہاراجہ نرندر پرشاد
بہادر قرار پائے۔ ہمارے معزز ناظرین کی معلومات کیلئے ذیل میں صاحب عالیشان بہادر کی
افسس رقعہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۱۹ء کی نقل درج کیجاتی ہی جو مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر
کے نام آیا تھا۔

"بوصول منظوری نواب گورنر جنرل بابت تجویزات سر اسٹوارٹ بیلی صاحب خصوص

مورد این ریاست و بقیه زمانه خرد سالی بندگانعالی مناسب می نماید۔ که محض بلا انتظار وصول حکم باضابطه سرکار بندگانعالی بذریعه چٹھی رسیدنیت آن مشفق را بطور سرسری از صورت نجوگر قرار یافته است اطلاع دهند۔

۱ انتظام امور ملکی بازدست آن مشفق نواب میر لایق علیخان بهادر بطور مدار المهامی شریک که ازان میان آن مشفق شریک اول و نواب موصوف شریک دوم خواهند بود اجرا خواهد یافت۔ خلعت دیوانی بالفعل بکسے نخواهد شد۔ مگر امید کرده میشود که همراه تمامی دوستان آن مشفق تے نخواهد گزشت که میر لایق علیخان بهادر خود را لایق خدمتی سنگینی دیوانی خواهند ساخت وقت مسند نشینی حضور پر نور بمد نظر لیاقت خود میر لایق علیخان بهادر بیاد آوری خدمات پے بهائی پدر نام آوری بهادر موصوف خلعت دیوانی به بهادر موصوف خواهند بخشید۔ مگر چنانچه از آن مشفق مخفی نخواهد بود که این امر موقوف بر تمامی تر کوششی که میر لایق علیخان بهادر بنماید تا خود را لایق نشینی پدر بر گوار خود سازند۔

۲ مجلس موسوم بکونسل آف ریجنسی تقرر خواهد شد۔ مرتب از حضور پر نور میر مجلس وارا کین دیل یعنے دو امیر کلان خاندان شمس الامرا و آن مشفق و معتمد میر لایق علیخان بهادر اگر چیکه بندگانعالی میر مجلس خواهند بود مگر عموماً در تجویزات مداخلت نخواهند کرد۔ الا در صورتیکه ارا کین مجلس تخفیف دهند و جانب مساوی باشند البته رائے بندگانعالی پرسیده خواهد شد باین قائم مقامی ریجنسی سابق خواهد بود و همیشه مقدمات خلعت و جاگیر امور متعلقه دیوڑهی و دربار و تمامی امور که از بهبودی بندگانعالی تعلق داشته باشند۔ رائے مجلس گرفته خواهد شد و هر بر مجلس لازم خواهد داشت که کاغذات طلب نماید و از رائے مجموعی خود بحضور پر نور و عدالت مآب عالیشان بهادر اطلاع۔ مگر هیچ اقتدار نخواهند داشت که در تمامی علاقه سرکار بغیر رضامندی

هر دو مدار المهامان شریک یعنے آن مشفق و میر لایق علیخان بہادر جاری این ضابطہ بسیار ضرورست زیرا کہ محال است کہ حکمے از ہیچ جا جاری شود۔ و آن ہم نوشتن لازم است کہ نواب بشیر الدولہ بہادر این خدمت عالی مرتبت را قبول نمایند۔ البتہ ضرور خواہد بود کہ از خدمت صدر المہامی کنارہ کنند۔

۳ برایں امر سر اسٹوارٹ بیلی صاحب بسیار غور نمودند کہ وقار الامرا بہادر در مجلس شریک نمودہ شوند یا نہ چونکہ بحیثیت خاندان و تعلیم و ہمہ وجوہ لیاقت این خدمت دارند وجہ نہ شامل کردن نام بہادر موصوف در مجلس فقط ہمین بود کہ مقرر شدن رکن از یک خاندان نامناسب چنانچہ واضح است اگر کدامی یک ازین دو امیر از رکنیت انکار نمایند نواب وقار الامرا بہادر مقرر خواہند شد۔ بالفعل تقرر مجلس صرف خاص تجویز بندگانعالی خدمتی نفع رسان و ذی مرتبہ بہادر موصوف خواہند داد۔

۴ تجویز کہ خلاصۂ آن بالا گزشت در دربار شنبہ بعرض بندگانعالی رسانیدہ خواہد شد مگر آن مشفق اختیار است کہ قبل آن بطور خانگی با مردمان متعلق اطلاع نمایند۔ سر اسٹوارٹ بیلی صاحب میخواہند کہ قبل از مراجعت خود معلوم شود کہ ہر دو امرائے کلان خاندان تمس الامرا رکنیت مجلس قبول نمی نمایند۔ تا معلوم شود کہ حاجت تقرر نواب وقار الامرا بہادر احدے از امرا موصوف نخواہد افتاد آن ہم اطلاعاً نوشتہ می شود۔ تجویز کہ بالا نوشتہ شد مقرر و معین شدہ است و اختیار کسے از امرا نیست کہ درخواست تبدیل یا تغیر دران نمایند۔ صرف راست کہ قبول نمایند یا انکار کنند۔ در صورت انکار نواب وقار الامرا بہادر در رائے رکنیت گفتہ خواہد شد از حکم تفصیلی سرکار بندہ برادد و صول بہ آن مشفق اطلاع خواہد شد۔ و بعد ازان بہ توجہ اہل انتظام مصروف خواہد شد بجانب تجویزات کہ بوجہ پر افسوس رحلت

مدار المہام متکمل بودہ اند۔

ولادت باسعادت شہزادی نظام النسا بیگم صاحبہ قبلہ

غرہ شوال ۱۲۹۹ھ مطابق ۵ اگست ۱۸۸۲ء کو اعلیحضرت کے شکوے معلی مین صاحبزادی بلند اختر کا تولد ہوا۔ نظام النسا بیگم صاحبہ نام رکھا گیا۔ اس نوید مسرت جاوید مین دن عید رات شب برات تھی۔ امرا و اعزا از خورد و کلان نہایت تکلف کیساتھ بدرگاہ خسروی مین باریابی داخل کئے۔ ابتدائے جلوس اعلیحضرت سے خاندان شاہی مین اس رسم کی نظیر نہین ملتی۔

سفر کلکتہ

۱۶ صفر ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۸۲ء کو اعلیحضرت بغرض ملاقات ویسرائے ہند و غرتمنٹ کے کلکتہ گئے۔ ہمرکاب ظفر انتساب حسب ذیل امرا و اعزا تھے۔

مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب سر وقار الامرا بہادر۔ نواب ظفر جنگ بہادر۔ نواب میر لائق علیخان بہادر۔ نواب شجاع الدولہ بہادر۔ نواب مقصد نواز الملک بہادر۔ نواب قادر الدولہ بہادر۔ نواب قدیر جنگ بہادر۔ نواب اکرام جنگ بہادر۔ نواب سرور جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ راجہ مرلیمنوہر بہادر۔ راجہ گردھاری پرشاد بہادر۔ نواب میر حشمت علیخان بہادر صاحبزادہ نواب میر منور علیخان بہادر صاحبزادہ۔ سلطان الحکما حکیم وزیر علیصاحب۔ ڈاکٹر صفدر علیصاحب مسٹر کی کلارک بہادر۔ مسٹر ولکنسن بہادر۔ مسٹر ڈابس بہادر وغیرہ وغیرہ "

غرضکہ سواری مبارک معہ خدم و حشم باشوکت و شان و جاہ و جلال روانہ ہوئی اور بلدہ مین بوجہ موجودہ اراکین کے ہمراہ جانے سے اجرائے کار کے لئے نواب بشیر الدولہ

بہادر رکن مجلس ایگزیکٹیو میر مجلس سرکار بطور ہنگامی معہ راجہ ہری کشن بہادر مدد گار کے مقرر کئے گئے۔ اعلیحضرت دار السلطنت کلکتہ پہونچتے ہی توپخانۂ شاہی سے ۱۲۱ ضرب توپ کے سر ہوئے۔ لارڈ کرزن وائسرائے جنرل نے نہایت اعزاز و اکرام کیساتھ ملاقات فرمایا۔ اور بعد ختم کلام اعلیحضرت کی طبیعت کو معاملات ریاست کے جانب مائل دیکھکر کہا کہ آپ اب بالاستقلال حکمرانی کے لائق ہین اللہ مبارک کرے۔ اور ۵ فروری ۱۹۰۳ء، ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ کو آپ معہ کامل اختیارات ریاست کے مسند نشین کئے جائینگے۔ جلسۂ تخت نشینی کی تیاری فوری شروع کر دیجائے"۔ اسپر اعلیحضرت نے لارڈ کرزن بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد مین شرکت جلسۂ حکمرانی کی دعوت دی۔ گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول کیا۔ چونکہ اُس زمانہ مین نمایشگاہ کلکتہ کا افتتاح ہوا تھا اسلئے اعلیحضرت نمایش کے معاینہ مین مشغول ہوئے۔ اور نمایشگاہ سے تین لاکھ روپیہ کے قیمتی اشیاء خرید فرمائے۔ اسکے بعد ۹ صفر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حیدر (ممبران خاندان ٹیپو سلطان) اور جہانقدر مرزا محمد واحد علی (ممبر خاندان شاہان اودھ) اور نواب عبد اللطیف خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ نایبان کمیٹی انتظامی معہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ نے ایوان دربار اعلیحضرت مین بوساطت مسٹر ڈابس بہادر باریاب ہوئے۔ اور تہنیت نامہ پڑہا۔ جسکا ملخص یہ تہا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالیان اسلام کی جماعت کے طرف سے کہ جنکی نہایت امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے کرتے آئے ہین۔ اس تہنیت نامہ مجوزہ خاصہ کے ساتھ بتقریب رونق افروزی حضرت رفیع الشان ہمایونی اس شہر نزہت آمیز مین کہ جو گورنمنٹ عالیۂ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت فاخرہ ہند کا دار السلطنت بہی ہے۔ حاضر بارگاہ رفعت پالگاہ ہون حضرت رفیع المنزلت ہمایونی

چونکہ اقلیم ہندوستان کے اعظم ترین ریاستہائے اسلامیہ کے مالک ہین۔ لہذا ذات والا صفات ہمایونی لامحالہ سائر ملجات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کے تعظیم وعقیدت کا مرجع ہین۔ وسعت اشاعت تعلیم وتعلم اور ازدیاد تسہیلات ومسائل وذرائع آمد ورفت و روابط مخصوصاً جو فیمابین دارالسلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے سریر فرمان معدلت توامان جم غفیر ومعدلت کیشر اہل اسلام امنیت شاملہ ورفاہیت کاملہ کے ساتھ بسر کرتے ہین۔ قائم ہین۔

یہ بیساری باتین اُن کیفیات قلبیہ کے مزید خوشی کا باعث ہین۔ اور حضرت رفیع منزلت ہمایونی کے اس شہر فرحت آمیز مین رونق افروز ہونے پر سہارا دلی بہجت وشادمانی کا اظہار کرنا اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کو منصۂ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہی۔ چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے اس شہر لطافت آمیز کو تشریف قدم فیض لزوم سے مشرف فرمایا ہی۔ لہذا رونق افروزی بندگانعالی متعالی کی عظمت وخصوصیت کل رعایائے ہندوستان کے نگاہون مین بہت بڑہی ہوئی ہے۔ اسکے سوا ہم اسبات کو اسوقت اعظم ترین آثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت رفیع منزلت ہمایونی نے اپنی زحمتین اس شہر منیو چھر مین رونق افروزی کے لئے اسواسطے گوارا فرمائے ہین کہ اس دلکش اور دانش آموز نمایش کو ملاحظہ فرمائین گے جو ممالک غیر اور خود اس ملک غیر کے باشندون کے اہتمام سے زیر سایۂ حمایت لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئی

ہم امید کرتے ہین کہ یہ رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس واعلی بندگانعالی متعالی کے ذریعہ تفریح وازدیاد معلومات ہوگی۔ بلکہ یہ نتایج ایسے پیدا کریگی جو علی الدوام

حق میں اس رعایا اور ریاست کے فائدہ مند ہونگے۔ جسکی عنان صلاح وفلاح خداوند مدبر حق نے تفویض بید قدرت قاہرۂ ہمایونی فرمارکھی ہے۔ اور اعلیحضرت اقدس واعلی رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان حکومت نظم ونسق ریاست فرخ بنیاد حیدرآباد بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہیں۔ ہم اس خیال مسرت مالامال سے بحمال شادان وفرحان ہیں۔ اور ہم بسر گرمی تمام امید کرتے ہیں کہ بعد جلوس میمنت مانوس حضرت اقدس واعلی رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذی الاحتشام اور آبا واجداد کرام کے انتظام ملکی کے ساتھ اُن ترقیات وعروج وبہار وزافزون کے جو مبنی ہیں اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی میں ممالک شرق وغرب کے محمود ومسعود سمجھے جاتے ہیں جلوہ گاہ امنیت وراحت کا ایک دائمی مرقع بنا رکھکر ذریعۂ انتعاز ومباہات وابتہاج ومسرت کا کافۂ طبقات مسلمین ہز اعظم ہندوستان ہوگا۔

آخر میں ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی میں بخضوع وخشوع تمام دست بدعا ہیں کہ حضرت ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت بطرف وطن مالوف سالماً وغانماً سیاحت سراپا نزہت وعافیت شامل حال ہو۔ اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا فرماوے۔ اور رعایا ہر فالحال وسعادت انتمال بنام عدل وداد وکمال کامیابی وفیروزمندی کے دیر گاہ ظل گستر عاطفت وکرمت رکھے آمین"

اس موقع پر ایک قصیدہ منجانب مالک ومہتمم گلدستہ نتیجہ سخن وریس پریس کلکتہ۔ اعلیحضرت کے حضور میں پیش کیا گیا۔ جو بوجہ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔

عرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیحضرت اقدس واعلی نے ارشاد فرمایا کہ "آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا"۔

چنانچہ اس ارشاد کے ساتھ ہی منجانب اعلیحضرت ۔ نواب سرور جنگ بہادر نے کہا کہ "بندگان عالی متعالی اعلیحضرت اقدس واعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجھکو اچھی طرح معلوم ہوا ہی کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم واکتساب ہنر مین ہمہ تن گرم ہین ۔ اور اگلے وقتون مین بھی یہ ملک تمدن اور شائستگی مین دیگر ممالک سے کچھ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید وگذشتہ کیفیت لائق تعریف ہو بادب دولت کے نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر کرین تو یہ امر بڑا سرمایۂ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس شہر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار نظام مین روابط مستحکم ومحبت قلبی سلف سے قائم ہے ۔ مرفہ حال وخرم وشاد پایا۔

اور اعلیحضرت اقدس واعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجھکو سیر وسیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اسقدر شوق یہان آنیکا زیادہ ہوتا جاتا تھا ۔ دارالسلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہی اور چونکہ اگلے زمانہ مین اسقدر دور ودراز کا سفر تکلیف دہ وشوار گذار وخطرناک تھا باین وجہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر ادہر بہت کم آتے تھے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین اور اہل دکن کے باشندون مین کسی قسم کی شناسائی

ہنونے پائی ۔ اب سرکار ہند کے فیض عام وحسن انتظام کے باعث نہ کوئی صعوبت راہ کی قسم کا خطرہ باقی رہا ۔ اور اگرچہ اپنے خاندان مین مین ہی پہلے پہل اس ملک مین قدم رکھا ہون مگر مجھکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لائق اور قابل باشندون مین اور میرے ملک کے لوگون مین بھی سلسلۂ آمد ورفت قائم ہوجائیگا ۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کیواسطے بھی مفید ہوگا ۔ یعنے جس قدر تجربہ اور علم مجھکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے ۔ اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کے فلاح مین خرچ کرنگا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تہا ۔ اگرچہ جو وجہ آپ نے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بھی خیال ٹھیک ہی کہ جلسۂ تخت نشینی حصول اختیارات وعنان نظم ونسق جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہی مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت وترقی علوم وفنون مین بدل وجان کوشش کرتا رہونگا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکہا جائیگا کہ تہذیب مشرقی کم نہوجائے ۔ اور تقلید محمود مغربی ہاتھ سے نہ جانے پائے ۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسے مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہائے دراز سے بہ ظلّ حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم وفنون مین بدرجۂ غایت کوشش کررہے ہین اور زیادہ تر مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتائج پر کامیاب بھی ہونگے ۔ اور مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی سرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون ۔ اور جو عمدہ نتایج آپکی کوشش سے کے نسبت بہ تعلیم وتربیت مسلمانان بیگانہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اُنکے سننے کا ہمیشہ مشتاق

ہونگا۔ اور میں بہت خوشی سے آپ کے اڈریس کو قبول کرتا ہوں اور اس دعا کا
شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو آپ صاحبوں نے میری اور میری سلطنت کے نسبت اڈریس
میں مندرج کی ہے"

اعلیحضرت نے قبل از روانگی کلکتہ ۵ ہزار روپیہ خیرات خانون میں تقسیم فرمایا۔ اور
بلدۂ حیدرآباد میں رزیڈنٹ بہادر کا تار نواب بشیر الدولہ بہادر کے نام بدیں مضمون وصول
ہوا "کہ شکریہ خیر اندیشی آن بہادر ادا می نمایم۔ ہیچ عذر نیست کہ فیصلۂ وایسرائے نسبت
مسند نشینی حضور پر نور در جریدہ طبع شود۔ اینجانب ہم بلحاظ این خبر خوش بہ آن بہادر
مبارکباد میرسانم"

چنانچہ حسب الحکم نواب بشیر الدولہ بہادر نوید مسند نشینی کا حکم مورخہ ۲۸ ر صفر ۱۳۱۰ھ
جریدہ اعلامیہ میں حسب ذیل شائع ہوا۔

الحمد للہ علی نعمائہ الکاملۃ والائہ الشاملۃ کہ بہ برکت سبع مثانی
و فضل یزدانی بتاریخ پنجم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ نبوی صلعم سال ہجدہم از ولادت باسعادت
حضرت سند محکا نعالی متعالی مدظلہ العالی بہ اتمام رسیدہ بر وفق رسم و رواج این دولت
ابد مدت و شیوہ مرضیہ سرکار عظمت مدار شاہنشاہی کہ در ہمہ حال مربی و خیر خواہ بلا اشتباہ
حضرت سند محکا نعالی مدظلہ العالی است۔ وارث ملک و مال و رافع مملکت و اہلال و تربیتم عان
مکہ [illegible] دودمان شہریاری حضرت سند محکا نعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان بہادر
تخ جگہ۔ نظام الملک آصف جاہ مدظلہ العالی ہر دو سادہ حکومت آبائی خود جلوہ افروز
نواب سند گردید۔ ہمانا بہ جملہ رعایا و برایا و جاگیرداران و زمینداران و عہدہ داران اہل سیف
و قلم و غیرہم از طرف سرکار عالی مژدہ باد کہ نواب بشیر الدولہ بہادر حالا بعد حصول

عزت اطلاع صدالدکر بہ حیثیت پریسیڈنٹ گورنمنٹ موجودہ وقت اولین فرض خود میدانند کہ شکریہ الطاف وعنایات حضرت قیصر ہند و گورنمنٹ برٹش انڈیا ادا نمایند کہ از بدو امر تاحال در ہمہ حال معین وحافظ ذات اقدس حضرت بندگانعالی وقیام امن و امان ممالک محروسۂ سرکار عالی ماندہ است وبمنونی تمام بدل اعتراف می نمایند کہ جمع صاحبان رزیڈنٹ بہادر کہ درین تمام عرض مدت بحیثیت جانشینی گورنمنٹ انڈیا در حیدرآباد تشریف داشتند ہمواره در اہتمام مقاصد مذکورہ دقیقہ از دقائق فروگذاشتہ اند نیز شکریہ آن ہمہ عہدہ داران وخیرخواہان دولت وخصوصاً کپتن کلارک صاحب آنالیق حضور پرنور ادا می نمایند کہ از ابتدا وصغرسنی حضرت بندگانعالی در حفظ صحت وتندرستی وتعلیم وتربیت حضرت اقدس واعلی مساعی جمیلہ بکامیابی تمام بعمل آورده اند۔ اکنون یقین کلی است کہ چون حضرت بندگانعالی زمام اختیار در قبضۂ اقتدار خود خواہند گرفت صلاح وفلاح ملک ورعیت روز افزون وتری عدل وانصاف از حد بیرون خواہد گشت۔ پس ہمگنان را لازم است کہ درچنین ساعت مسعود زبان محمود دست بدعا شوند۔ کہ خداوند عالم وعالمیان وحاکم علی الاطلاق زمین وزمان در عمر ودولت فرمانفرمائے ما بیفزاید وعہد حکومت حضرت ممدوح ایشان را در حق جمیع رعایا وہرایا مہنا ومبارک گناد آمین ثم آمین بحرمت النبی وآلہ الامجاد"۔

اعلیحضرت مع الخیر والظفر ۸ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ روز شنبہ تین بجے دن کے کلکتہ سے روانہ ہوئے۔ ۹ ربیع الاول روز چہارشنبہ چار بجے دن کے داخل گلبرگہ شریف ہوئے۔ اور ڈائرکٹران مل کی درخواست پر اعلیحضرت نے اپنے دست مبارک سے گلبرگہ مل کا پتھر بنیادی رکھا۔ اور ڈائرکٹران مل کے اڈریس کے جواب میں حسب ذیل

ارشاد فرمایا۔

"مسٹر چیرمین اور لیڈیز جنٹلمین ۔ مین آپ لوگونکو یقین دلاتا ہون کہ مجھے اس بات سے بڑی مسرت ہی کہ مین نے اس مل کے سنگ بنیاد کو قائم کرنیکے لئے جو چند روز کے آگے آپ لوگون نے مجھے دعوت دی تھی اسکے قبول کرنیمین مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی جب یہ مل بنکے تیار ہوجائیگی تو اس ریاست مین دوسری مل ہوگی ۔ تقریباً دو برس ہوئے مین نے بہ ہمراہی ہز اکسلنسی سر سالار جنگ مرحوم حیدرآباد کی کاٹن مل ملاحظہ کی تھی اور وہان جو کچھہ دیکھا اس سے مجھکو بڑی دلچسپی ہوئی ۔ یہ کہنا بیکار ہے کہ ہز اکسلنسی نواب سر سالار جنگ مرحوم نے میرے قلمرو مین کارہائے صنعت و حرفت کے اجرا کے نسبت جو خیالات ظاہر کئے تھے ۔ اور جنکا آپنے اس مشترکہ کمپنی کے زوبر و معقول اشارہ کیا ہی پورے طور پر اتفاق کرتا ہون ۔ مین اس ملک کے وسائل ترقی پر بہت جلد کامل غور کرونگا ۔ کیونکہ مجھے اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ اسکا نتیجہ میری رعایا کی سرسبزی اور کارسائی ہوگا ۔ اور اسوجہ سے مین اس کام کی دلچسپی ظاہر کرتا ہون اور ہمیشہ ظاہر کرتا رہونگا ۔ مین آپکی درخواست کو نہایت خوشی سے منظور کرتا ہون کہ آپ اس کمپنی کا نام گلبرگہ محبوب شاہی مل کمپنی لمیٹیڈ رکھین ۔ اور مجھے صدق دل سے امید ہی کہ یہ مل بہت جلد نفع بخش ثابت ہوگی ۔ اب مین اس خوش آیند خدمت کو جو اس خوبصورت مل کے استقبال سے متعلق ہے ادا کرنیکے لئے آگے بڑہتا ہون ۔ اور گلبرگہ محبوب شاہی کمپنی لمیٹیڈ کا سنگ بنیاد رکھتا ہون۔"

اسکے بعد اعلیحضرت نے بڑی خوش اسلوبی اور خوبصورتی سے مل کا سنگ بنیاد نصب فرمایا

ہز ہائنس اپنی ریاست مین صنعتی کاموں کی ترقی مین جسقدر دلچسپی ظاہر فرماتے ہین اسکی توضیح

کیلئے یہ امر قابل بیان ہے کہ جب حضور ممدوح اپنی دار الخلافہ کو واپس آئے۔ گلبرگہ مل کے حصہ داری کی کتاب طلب فرما کر کئی حصے خرید فرمائے۔ الحاصل ۱۰ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ روز پنجشنبہ کو گلبرگہ شریف سے روانہ ہو کر ۱۱ روز جمعہ دس بجے دن کے حیدرآباد میں داخل ہوئے۔ ۱۰ و ۱۲ کو تمام دفاتر میں تعطیل دیگئی اور جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی۔ اسٹیشن ریلوی خوب سی آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ اور ہزارہا جھنڈیاں سرخ و زرد و سبز و سفید سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئیں تھیں۔ افضل گنج کے شفاخانہ کی روبرو ایک شامیانہ سر تکلف کھینچا گیا تھا۔ اور اہلکاران صفائی کے اہتمام سے خوش وضع کمانیں تیار ہوئی تھیں۔ افضل گنج سے تا بہ محل شاہی دو رویہ قندیلیں روشن تھیں۔ اور جملہ ساکنین بلدہ نے اس تقریب پر اپنے اپنے مقدور کے موافق مکانوں کی آراستگی اور روشنی کا اہتمام کر کے اظہار مسرت و شادمانی کیا تھا۔

گل سوم

نہم حکمرانی یہ اسپیچ و پیسیر ایہا جواب اعلیحضرت اقدس و اعلی بہ عطیہ خطابات و مناصب

یوم حکمرانی یہ رسم علی بندے یہ تقریر تر گوزر جنرل بہا یہ مدار المہامی نواب عماد السلطنت

بہا یہ حکمنامہ خاص اعلیحضرت حضور پر نور

جشن حکمرانی

اعلیحضرت کی واپسی کلکتہ پر فوراً اس دلچسپ رسم فرمانروائی کی تیاریاں شروع ہوگئیں جو لارڈ رپن ادا کرنے والے تھے۔ اور یہ رسم نہایت وقیع تسلیم کیا گیا۔ کیونکہ اس سے قبل کوئی وائسرائے حیدرآباد کو نہیں آیا تھا۔ اور لارڈ رپن پہلے وائسرائے تھے جو حیدرآباد تشریف لائے۔

علاوہ بریں اعلیحضرت بھی ریاست کے اول فرمانروا تھے جسکو ملکہ معظمہ کے نائب السلطنت نے بنفس نفیس مسند نشین کیا۔ الحاصل جشن کی رونق دوبالا کرنیکے لئے گورنمنٹ نظام اور امرار عظام نے پورا پورا تکلف کام میں لایا۔ اور حسب قرارداد ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کو لارڈ رپن معہ لیڈی رپن کے کلکتہ سے جہاز میں سوار ہو کر ۲ ربیع الثانی کو مدراس پہونچے۔ اور وہاں سے ۳ کو ۱۲ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین عازم حیدرآباد ہوئے دارالسلطنت حیدرآباد سے راجا یا راجہ مہاراجہ نذر پرشاد بہادر و نواب امیر لائق علیخان بہادر استقبالاً رائچور تک گئے۔ ۴ ربیع الثانی کو لارڈ ممدوح مع لیڈی و اسٹاف اسٹیشن حیدرآباد پر اترے۔ توپخانہ شاہی سے ۳۱ ضرب کی سلامی ہوئی۔ چونکہ اعلیحضرت معہ ارکان و اعیان سلطنت اسٹیشن پر موجود تھے (اسوقت اعلیحضرت ایک سادہ سیاہ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور سیاہ دستار فرق مبارک پر تھی) اسلئے وائسرائے بہادر کے اترتے ہی آپنے اُن سے شیک ہینڈ (مصافحہ) کیا۔ بعد ازاں یکے بعد دیگرے تمام امرا نے ہاتھ ملایا۔ بہت سے تعارفات کے بعد کل پارٹی کی تصویر لیگئی۔ اور بسواری بگی چوپہ وائسرائے بہادر معہ اپنے بدرقہ یورپین سوار دنکی ملازم کی رزیڈنسی کو روانہ ہوئے اور اعلیحضرت ایوان شاہی کو معاودت فرمائے۔ رسوم حکمرانی کے متعلق رزیڈنسی میں

بہت سے معززین یورپین سرداروں کی دعوت دیگئی تھی۔ جنمین گورنر و راس کمانڈر انچیف ہند۔ کمانڈر انچیف مدراس اور اُن کے ارکان داسٹاف وغیرہ تھے۔ اسیطرح حیدرآباد کے اُن عمائد و دیسی معززین سے بھرا ہوا تھا جو اس دلچسپ رسم مین شریک ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔

ڈیوک آف کناٹ اور کمانڈنگ افواج بمبئی نے اپنے شریک ہو سکنے کا افسوس ظاہر کیا۔ ۵ ربیع الثانی کو یکشنبہ کا روز ہونے سے (یہ روز عیسائیون کی عبادت کا ہے) کوئی کارروائی نہین ہوئی۔ ۶ ربیع الثانی روز دوشنبہ کی صبح کو اعلیحضرت نے دیسرائے بہادر سے تخلیہ کی ملاقات کی۔ پھر دوپہر کے بعد ۴ بجے کوئیس آف رپن ہز ہائینس کی بازدید کو تشریف لائے۔ الوال سے ایوان شاہی تک جو سڑک آئی ہے اوپر کمال انتظام و اہتمام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہ پاتا تھا۔ سڑک کے ہر دو طرف پولیس و جوانان پلٹن اور سواران باقاعدہ آئین فوجی کیساتھ باادب انتظاماً استادہ تھے۔ جسوقت لارڈ بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوئے تو توپخانۂ شاہی سے ۱۴ ضرب سلامی کے سر ہوئے۔ اور شام کو بہت بڑا لیوی دربار منعقد ہوا۔

۷ ربیع الثانی روز سہ شنبہ کو بھی ایک شاندار دربار کا انعقاد ہوا۔ اس دربار کی شان و شوکت کے اظہار کے لئے کافی الفاظ نہین مل سکتے۔ البتہ جو شہنشاہ اکبر و شاہجہان کے دربار کے حالات تاریخ کے صفحون پر ہم کو لکھے ہوئے نظر آئے تھے وہ آجکے روز حیدرآباد مین آنکھون سے دیکھے گئے۔ ایک مدت کی بعد باشندگان حیدرآباد کو یہ تقریب جسمین ایک فرمانروا کو پورے انتظامی اختیارات ملنے والے تھے وہ دیکھنے کو ملی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو جوش اور سرگرمی اس مبارک تقریب مین ظاہر کیگئی تھی وہ معرض بیان مین نہین آسکتی

ہر ایک امیر۔ غریب۔ ہر نا و پیر۔ بلا لحاظ مذہب و ملت اس تقریب میں خلوص دل سے شریک تھا۔ اگرچہ حیدرآباد میں بھی معمولی ایام میں آراستہ و دلہن بنا رہتا ہے لیکن اس غیر معمولی مبارک موقع پر لوگوں کے زرق برق لباس اور آراستگی مکانات نے شہر کو قابل دید بنا دیا تھا۔ گلی اور کوچوں میں لوگوں کی اسقدر کثرت تھی۔ کہ جنہیں دیکھکر وہ لوگ بھی متحیر ہوتے تھے۔ جو شرقی شہروں کے لوگوں کو دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ یا جنہوں نے یہاں کے لوگوں کو تماشائیوں کیساتھ دیکھنا اور بھی دلچسپی کو بڑھا دیتا تھا۔ الحاصل صبح کی سات بجے سے لشکر قاہرہ اور رسالوں وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور اہلکاران کو اس نے اسقدر ناکہ بندی کی کہ سواری بگی۔ میانہ۔ اسپ وغیرہ تو کہاں پیدل بھی ہر طرف رک گئے تھے۔ ہر سمت تماشائیوں کا ہجوم تھا۔ ہر دو جانب سواران باقاعدہ کا انتظام تھا۔ شاہی محل کے داخلہ کے لئے امراء و اعزہ و سرداران سیف و قلم کو ٹکٹ تقسیم ہوئے تھے اور دارالامارۃ شاہی میں ایک جانب جنیوں کا رسالہ اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ بیسم نظام محبوب صف بستہ استادہ تھی۔ غرضکہ دربار کا رعب و داب دیکھکر ناظرینوں کے دپٹ میں لرزہ پڑتا تھا۔ چنانچہ جس جگہ دربار ہوا وہ چوتھا محلہ۔ محلات شاہی میں سب سے زیادہ وسیع اور خوش منظر و ہلا کار ہے۔ اور آفتاب محل۔ مہتاب محل۔ تہنیت محل۔ افضل محل کے نام سے موسوم ہے۔ ایک طرف شامیانہ زربفت کا گنگا جمنی چوبوں پر استادہ تھا اور اسکے نیچے بیچ وسط میں ایک مرصع تخت بچھا ہوا تھا۔ جو مکلل زر دوزی زر و مسند سے آراستہ تھا۔ اسکے اطراف طلائی اور نقرئی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور تخت شاہی کے یمین و یسار امراء و ارکان دولت و اعیان سلطنت راجہ۔ مہاراجہ۔ حاکم۔ امیر وزیر۔ یونیفارم و ڈریس زیب تن کئے ہوئے اپنے اپنے عہدوں پر موجود تھے۔ تمام فرانسیسی

کی آنکھیں زمین پر اور گوش دل اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے ہوئے تھے۔ اور باہر کے درجہ میں عہدہ دار و منصبدار شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے۔ اسکے آگے کے دروں میں تین تین حبشی وردیاں پہنے ہتیاروں میں ڈوبے ہوئے ننگی تلواریں علم کئے ہوئے کھڑے تھے۔ پہران کے برابر خاص شاہی بہادر سپاہی عرب و افغان دائمین۔ بائمین جدا جدا وردیاں پہنے جمے تھے۔ اور وہان سے دروازہ تک سواروں کی پیرے دور استہ صف بستہ موجود تھے۔ جو درباری لوگ آتے۔ پھرہ پر گمٹ سلامی اوزچلے جاتے تھے۔ مگر دبدبہ ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ہوش و حواس کے قدم تھراتے تھے۔ نوبجے کے قبل چاپدار اعظام کا ایکٹیٹیشن ویسرائے بہادر کی خدمت مین بلارم روانہ ہوا۔ اور ایک نوبجے وائسرائے بہادر بہمراہی فارن سکرٹری۔ پریویٹ سکرٹری۔ ملٹری سکرٹری۔ اور فارن ڈپارٹمنٹ کے کل افسر۔ پرنسپل اسٹاف۔ پریکیڈ یر جنرل حیدرآباد و سکندرآباد جنرل کنٹنٹ اور جلو مین چودھوین حضار اور ایک توپخانہ کا رسالہ (جس مین دو سو سوار اور دو مین اور چھ توپین تھین) ایوان شاہی کو روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت حیدرآباد کنٹنٹ کے توپخانہ سے سلامی اتاری گئی۔ جب ایوان شاہی مین داخل ہوئے تو اعلیحضرت نے استقبال فرمایا۔ توپخانہ شاہی سے پہر سلامی ۱۲ ضرب توپون کی سر ہوئی۔

اعلیحضرت اور وائسرائے بہادر مطلا کرسیون پر رونق افروز ہوے۔ اور ارکان دولت و اعیان سلطنت چپ و راست و پس پشت علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے۔ جب توپون کی آواز بند ہوئی تو وائسرائے بہادر نے استادہ ہو کر یہ فرمایا کہ "افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اس کی تمنا مین مرگیا (یہ اشارہ سر سالار جنگ بہادر مرحوم کی جانب تھا) وہ سرکار انگریزی کا محسن اور سرکار نظام کا خیر خواہ تھا"۔

پہر فرمایا کہ "رعایا کو پادشاہ کی اطاعت مین ہر وقت آمادہ رہنا چاہیے"۔

بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتھ رکھتے ہین۔ مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہے"

بعد ازان دیسائی بہادر نے اعلیحضرت کو مخاطب کرکے ایک فصیح و بلیغ تقریر فرمائی۔ جسمین علاوہ تہنیت و تبریک کی آئندہ انتظام ریاست کے متعلق بہت سے نصائح تھے۔ جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہین

ایڈریس لارڈ ریپن و دیسائی بہادر

اے حضور نظام مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ آجکے روز اس موقع پر خصوصاً ملکہ معظمہ قیصر ہند کے طرف سے آپکو ریاست کے اقتدارات و اختیارات سپرد کرنیکی خدمت بجا لانے مین مجھکو کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوئی۔ چند ہفتہ کے پیشتر جبکہ آپنے مجھ سے نہایت خواہش کیساتھ اس رسم کے ادا کرنیکے لئے حیدرآباد آنیکی درخواست کی تو مجھکو بھی آپکی درخواست کے منظور کرنیکی پوری خواہش ہوی۔ کیونکہ۔ آپ کی درخواست سے آپکی وہ محبت و صداقت جو برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہمیشہ ظاہر ہوتی تھی۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا ہی وائسرائے ہون جسے حیدرآباد آنیکا اتفاق ہوا ہے۔ اور میرا یہان آنا صرف اسی بات کو ظاہر نہین کرتا کہ اس ریاست عظمیٰ اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان نہایت مضبوط دوستانہ روابط ہین بلکہ اسبات کو ظاہر کر رہا ہے کہ حضور ملکہ معظمہ کو آپکی خیر خواہی و خوش دلی کا نہایت خیال ہے اور اسمین وہ پوری پوری دلچسپی لیتے ہین۔ آپکے طفولیت کے زمانہ دراز مین آپ کی اور آپکے رعایا کی خوش نصیبی کا باعث تھا کہ ایک ایسا شخص انتظام ریاست پر مامور تھا جو ہندوستان کے منتظمون مین اعلیٰ درجہ رکھتا تھا۔ اوسکی دانائی اور اوسکی لیاقت اور اوسکی وفاداری آپکے ساتھ بہت بڑھی ہوئی تھی۔ آپکے طفولیت کے زمانے مین بہت سی سخت مشکلین اوسکے

درپیش آئین - لیکن باوجود اسکے اُنہ نے اُن پر غالب ہوکر اس کامیابی کے ساتھ امور ریاست کو سرانجام دیا ہے - کہ جسکی وجہ سے وہ آپ کی اور گورنمنٹ آف انڈیا کی شکرگذاری کا بیشتر مستحق ہے سالار جنگ نے آپکے زمانہ طفولیت میں ریاست کے انتظام میں بہت کچھ اصلاحیں کیں - آمدنی کو بڑہایا - اور جان و مال کی حفاظت کا بندوبست کیا - یہانتک کہ اپنے مرنیکے وقت بھی اور اصلاحات کو سوچ رہے تھے - مجھکو امید تھی کہ جب آپ مسند نشین ہونگے تو وہ اپنے کامل تجربہ سے آپکے معین رہینگے - اور سرگرمی کے ساتھ آپکی خدمت بجا لائینگے - لیکن جدائی کو یہ بات منظور نہ تھی - اور ایسے وقت پر اُنہیں دنیا سے اٹھا لیا - جبکہ آپکو اونکی مدد کی ضرورت بلکہ اشد ضرورت تھی - اس مسرت انگیز موقع پر اونکی عدم موجودگی سخت رنج و افسوس کا باعث ہے - اگرچہ وہ خود زندہ نہیں ہیں - لیکن اونکی کارروائیاں باقی ہیں - جنہیں میں امید کرتا ہوں کہ آپکے وزراء وسعت دینگے - اور اُنکی توسیع کو اپنا فرض منصبی سمجھینگے میں چند کلمے نصیحت کے آپکو دوستانہ کہتا ہوں - اور وہ یہ ہیں کہ آپ اپنی مالگزاری کو دیکھیں - کیونکہ مالگذاری کا اچھی طرح نہ ہونا ریاست کی تباہی کا باعث ہے - اگرچہ ہر جگہ کی یہی حالت ہے - لیکن خاص کرکے ہندوستان میں جہاں مالگزاری کا عمدہ انتظام نہیں ہے - اور اوس سے بے پروائی سے کام لیا جاتا ہے - تو سنگین ٹیکس مقرر کرنے پڑتے ہیں - اور بہر رفتہ رفتہ افلاس ٹہرتا جاتا ہے - اور رعایا تباہ ہوتی جاتی ہے - اور اسکے بعد زیادہ سود پر قرضہ لینا پڑتا ہے - اور آخر میں دیوالہ نکلتا ہے - اسلئے مناسب و کفایت شعار منصفانہ ٹیکس لازم ہیں کیونکہ وہ رعایا کی آسودگی اور دولت کی ترقی کا باعث ہیں - مالگزاری کا عمدہ قاعدہ ہندوستان میں عمدہ گورنمنٹ کی بنیاد ہے - اور بغیر اسکے حاکم کو راحت و آرام نہیں رہتا - اور لوگ مفلس و قلاش ہوجاتے ہیں - اسکے بعد میں امید کرتا ہوں کہ آپ

ہمیشہ عدل و انصاف کے پابند رہینگے۔ اور اُنکی پوری پوری نگرانی کرینگے۔ آپکو جاننا چاہیے کہ ریاست مین جو ڈیشل فاسر ایسے ہونا چاہیے۔ کہ جسکا دامن حال بدگمانی سے بالکل پاک و صاف ہو۔ اور وہ بلا کسی کی رعایت کے اپنی خدمت بجالائین۔ ایسے لوگونسے رعایا۔ حاکم کی نسبت وفادار ہوتی ہے۔ اور ہمسائے متعجب ہوتے ہین۔ حقیقت مین عدل و انصاف تاج شاہی کا ایک چمکدار جوہر ہے۔ اور مین امید کرتا ہون کہ آپ اِس جوہر کو ہمیشہ تابان و درخشان رکھینگے۔

اے حضور نظام آپکو ایک بڑا اور سخت کام درپیش ہے۔ کیونکہ آپ تقریباً ایک کروڑ آدمیون کے فرمانروا ہین جنکی فلاح اور بہبودی آج سے آپکی عقلمندی۔ آپکی خبگاہی اور آپکی انکساری پر منحصر ہے۔ مین آپکو عاجزی کیساتھ کہتا ہون کہ آپ ظاہری شان و شوکت کا جو چند روزہ ہے خیال نکرین۔ مال و دولت پر جو چوطرف سے آپ کو گھیرے ہوئے ہین گھمنڈ نہ فرماوین۔ اور لوگونکی چاپلوسی اور خوشامد کی پروا نکرین۔ آپکے ملک نہایت وسیع آپکی آمدنی بہت زیادہ اور آپکی رعایا کثیر التعداد ہے۔ لیکن باوجود اس کے آپ کو چاہیے کہ اِنمین کسی چیز کو آپ اپنے فخر کا باعث نہ ٹھہرائین۔ آپ ہنوز نوجوان ہین اسلئے نوجوانی کی خواہشات چوطرف سے آپ پر زور ڈالینگے۔ لیکن آپکو لازم ہے کہ ان کے مغلوب نہوین اور ہمیشہ ان سے محترز رہین۔ آپکو بہت سے عمدہ کام اور عمدہ اغراض درپیش ہین۔ اگر آپ ایسی رعیتون مین ناموری پیدا کرنا چاہین تو ضرور ہے کہ ریاست کا عمدہ انتظام اور رعایا کی آسودگی کو ہمیشہ مدنظر رکھین۔ آپکی رعایا کی وفاداری کو جو آپکے گھرانے کی نسبت قابل تعریف ہے۔ نہ صرف قائم رکھنا آپکا کام ہے۔ بلکہ بمرور ایام اور اُس کو مستحکم کرتے جائین۔ آپکو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ آپکی رعایا کی حفاظت کچھ اسلئے آپکے سپرد

نہین ہوئی ہے ۔ کہ آپ اس سے بے پروائی کرین ۔ اور اسکو اپنی مفاخرت کا ذریعہ بنائین بلکہ اسلئے سپرد ہوئی ہے کہ آپ ہمیشہ اسکا خیال رکھین ۔ کیونکہ رعایا کی مرفہ الحالی آپکی بھی خوشی کا باعث ہوگی ۔ اور انکی آسودگی مین آپکی حفاظت ہوگی ۔ آپکے آگے کچھ کم کام نہین ہے اسلئے آپکو لازم ہے کہ ایسے لہو لعب مین آپ مشغول نہون جو آپکے شایان نہین ۔ بلکہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر چلین ۔ اور انکی کارروائیون کو اپنا دستور العمل بنائین ۔ اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھین کہ جب آپ اپنے آباؤ اجداد سے متصل ہون تو لوگ آپکی نسبت یہی کہین کہ انہون نے نہایت عمدہ ریاست کی ۔ اور اپنی رعایا کو نہایت آسودہ حال چھوڑا ۔ اور اس اہم کام مین جو قابل امتحان ہوگا مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ آپکو پوری پوری مدد دیگی ۔ کیونکہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کا خاص منشا یہی ہے کہ اس ریاست کو اور نیز دوسری دیسی ریاستون کو عمدہ انتظام اور اچھی آسودگی کی حالت مین دیکھے ۔ جس حد تک ہم آپکو مدد دیسکتے ہین اُسکا حاصل کرنا خود آپکے اختیار مین ہے ۔ اندنون برٹش پالیسی کا منشا یہی ہے ۔ کہ ہندوستان کے دیسی ریاستون کی حفاظت کرے کیونکہ ان ریاستونکا وجود میرے نزدیک انگریزی انٹرسٹ کیلئے نہایت مفید ہے ۔ آپکی گورنمنٹ بہت مضبوط اور باضابطہ ۔ آپکی آمدنی کا انتظام عمدہ ۔ آپکے ٹیکس منصفانہ طور پر آپکے امراء وفادار اور آپکی رعایا آسودہ ہونی چاہیئے ۔

اے خسرو نظام آج مین جس بادشاہ کی طرف سے نیابت کر رہا ہون اُسکی خاص آرزو یہی ہے جو مین نے بیان کی ۔ ملکہ معظمہ نہایت دلچسپی کے ساتھ آپکے نگران حال رہین گے ۔ آپ انہین ناامید نکرین ۔

اب اے میرے دوست جو کام میرے لئے باقی رہا ہے وہ یہ ہے کہ مین آپکو اس مسند پر بٹھاؤن

اور اپنی دلی امید کا اظہار کرون ۔ اور دعا کرون کہ خدا تعالے آپکو مبارک کرے ۔ اور آپکا دیگاری آپکی حکومت کو کامیاب اور آپکی عملداری کو معزز و ممتاز فرماوے ۔ اور وہ اسطرح سے کہ آپکے وعدے تمام سچے ہون ۔ اور آپ کی رعایا کی آئندہ نسلین آپکی حکمرانی کے دن کو آپکی ریاست کی تاریخ مین ایک با فروغ سن کا آغاز سمجھین ۔"

فارن سکرٹری نے وایسرائے بہادر کی اس اسپیچ کا ترجمہ زبان فارسی مین خاص ایرانی لہجہ کیساتھ ادا کیا ۔ اسکے بعد وایسرائے بہادر حضور پرنور کو شاہی تخت تک لے گئے ۔ اور آپکو پورے خطاب سے مخاطب کرکے فرمایا کہ "حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اُنکی گورنمنٹ کے طرف سے اب مین آپکو علی رؤس الاشہاد ظاہر کرتا ہون کہ آج سے آپ کو اپنی ریاست کے پورے پورے اختیارات دئے گئے ۔"

اوسیوقت بیانڈ مین نیشنل انتھم گایا گیا ۔ اور حیدرآباد ۔ سکندرآباد ۔ بلوارم کی توپون سے اکیس اکیس ضرب کی سلامی سر ہوی ۔ اعلیحضرت کو وایسرائے بہادر کا بیش بہا خلعت پہنایا گیا ۔ اور مرصع تلوار خود وایسرائے بہادر نے حضور پرنور کی کمر مین متزین فرمائی ۔ اسکے بعد نواب میر لائق علیخان بہادر مہاراجہ نرندر بہر شاد بہادر ۔ نواب امیر کبیر خورشید جاہ بہادر کو خلاع فاخرہ عطا ہوے ۔ اب اعلیحضرت نے وایسرائے بہادر کی اسپیچ کا یون جواب ادا فرمایا

جواب اعلیحضرت اقدس و اعلی

"اے حضور وایسرائے مین آپکے حیدرآباد تشریف لانیکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون اگر آپ کبھی اس موقع پر تشریف فرما نہوتے تو مجھکو اور میری رعایا کو سخت رنج گذرتا ۔ آپنے جو یہ نوازش فرمائی اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس ریاست کے سچے خیر خواہ اور میرے خاص دوست فرما ہین ۔ مجھکو حال ہی مین اسکی تصدیق ہو گئی ہے اور مین آپکی مہربانی کو کبھی نہ بھولونگا کہ آپ

اس دور دراز مسافت کو طے کرکے یہاں تک تشریف لائے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری گرمجوشی شکرگزاری کو قبول فرمائینگے۔ آپکے ہاتھ سے آجکی کارروائی کا ہونا میری آئندہ گورنمنٹ کے لئے نیک شگون ہے اور دوستانہ روابط برٹش گورنمنٹ اور میرے جانشینان سابق کے درمیان رہے ہیں۔ آج آپکی تشریف آوری سے انکا تازہ ثبوت ملتا ہے آپنے از راہ مہربانی جو اسوقت مجھکو نصیحت کی ہے میں اوسکو کمال صدق دلسے قبول کرتا ہوں۔ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ کل امور میں جو اس ریاست کی رفاہ و بہبودی سے متعلق ہوں۔ میں آپکی اور اس گورنمنٹ کی جسکے آپ معزز افسر ہیں ہمیشہ صلاح و مشورے لیتا رہونگا۔ جس سے میری اور میرے رعایا کی بہبودی مقصود ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بہت جلد۔ میرے اس اتحاد و وفاداری کی خبر قیصرہ ہند کو پہونچائینگے"

اسکے بعد مسٹر گرانڈ ڈف سر ڈانلڈ اسٹوارٹ اور فریڈرک برٹس باری باری سے آگے بڑھے۔ اور اعلیحضرت کو مبارکباد دی۔ اور عطر و پان کی تقسیم کے بعد جلسہ کی کارروائی معمولی سلامی و دیگر تکلفات شاہی کے ساتھ ختم ہوئی۔ اور اسی روز دو بجے کے وقت امرائے عظام و ارکان دولت اور راجاؤں کی نذریں گذرنی شروع ہوئیں۔ اور ہر ایک کو خطاب و ترقی مناصب کے احکام سنائے گئے۔

عطیۂ خطابات و مناصب یوم حکمرانی

واقع ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ روز سہ شنبہ

نمبر شمار	نام	خانی بہادری	خطاب جنگی	خطاب دولتی	خطاب مذہبی	خطاب جاگیر	مراتب و خدمت وغیرہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	نواب امیر لائق علیخان بہادر	.	سالار جنگ	نیر الدولہ	.	.	خلعت خاصہ و شمشیر مرصع و ہفت قلم
۲	نواب امیر سعادت علیخان بہادر	.	غیور جنگ	شجاع الدولہ	.	.	خلعت و جواہر
۳	راجہ راجایان چندو بہا	.	.	.	.	راجہ	اصل و اضافہ منصب ہفت ہزاری ذی و علم و نقارہ و چالکی چہار دار
۴	نواب امام جنگ بہادر	.	.	خورشید الدولہ	.	.	اصل و اضافہ منصب چہار ہزاری ذی و علم و نقارہ
۵	نواب ظفر جنگ بہا	.	.	شمس الدولہ	.	.	اصل و اضافہ منصب چہار ہزاری ذی و علم و نقارہ
۶	ہری کشن	.	.	.	.	راجہ ہری کشن بہادر	دو ہزار پانصدی منصب و یکہزار سوار و علم
۷	میر چاندار علی	میر چاندار علیخان بہادر	.	.	.	.	یکہزار پانصدی منصب و پانصد سوار و علم
۸	آغا مرزا بیگ	آغا مرزا بیگ خان بہادر	سرور جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۹	مولوی حافظ انور	مولوی حافظ انور الدین بہادر	محبوب نواز جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۰	مرزا نصر اللہ	مرزا نصر اللہ بیگ بہادر	دولت یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۱	میر ریاض علی	میر ریاض علیخان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۲	مرزا محمد علی بیگ	مرزا محمد علی بیگ بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۳	مولوی محمد انوار اللہ	مولوی محمد انوار اللہ خان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۴	وحید موسیٰ خان	وحید موسیٰ خان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۵	گردھاری پرشاد	.	.	.	.	راجہ گردھاری پرشاد بہادر	یکہزار و پانصد منصب و پانصد سوار
۱۶	میر غضنفر علی عرف بگی	میر غضنفر علیخان بہادر	موی جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

۱۷	میر حشمت علی	میر سر حشمت علی خان بہادر	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار علم
۱۸	میر سرور علی	میر سرور علی خان بہادر	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار علم
۱۹	حکیم وزیر علی	حکیم وزیر علی خان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب

رسم علی بند

اسی تاریخ متذکرہ صدر مین سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو علی بند کا رسم ادا کیا گیا۔ مولوی عبدالرحیم شاہ صاحب قیصی القادری نے علی بند کو اعلیحضرت کی کمر سے مزین کیا۔ اس تقریب کے نام سے امراء اعزا منصبدار۔ مشائخین و غیرہ کو خلعتین اور خاصے تین ماہ تک سرفراز ہوتے رہے۔ اور اسی شام کو اعلیحضرت نے قصر چوتھی محلہ مین نہایت پر تکلف دعوت دی۔ چوتھی محلہ سے الوان تک روشنی کیگئی تھی دیسرائے بہادر بھی مدعو تھے۔ چنانچہ دیسرائے بہادر نے حضور پر نور کی تندرستی کا ٹوسٹ تجویز کرتے ہوئے ایک مختصر سی اسپیچ دی۔ جسمین اس شاہی ضیافت کی بڑی تعریف کی۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے لارڈ اور لیڈی رپن کا جام صحت تجویز فرمایا۔ اور دیسرائے بہادر کی اسپیچ کا جواب مختصر طور پر ادا کیا۔ الغرض دیسرائے بہادر نے حضور نظام کی شاہی مہمان نوازیونکا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپکی درازی عمر و ترقی دولت و انتظام حکومت کی دعا کی اور حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر گورنر جنرل بہادر

"مین آپکا شکر گذار ہون کہ مجھکو اس عمدہ اور قابل یادگار موقع پر حاضر ہونیکی نہایت خوشی حاصل ہو رہی ہے۔ کیونکہ ملکہ معظمہ کے نائبون مین مین پہلا ہی شخص ہون۔ جسکا

حیدرآباد آنا ہوا ہے۔ اور آج کی کارروائی مجھکو ہمیشہ یاد رہیگی۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جبتک میں اس موجودہ عہدے پر مامور ہوں۔ میری خواہش ہمیشہ یہی رہیگی کہ میں آپ کو اور آپکی گورنمنٹ کو جہانتک مجھسے ہوسکے ہمیشہ مدد دیتا رہوں۔ اور مجھکو یقین ہے کہ وہ رزیڈنٹ مسٹر کاڈوی کے ذریعہ سے آپکو پہونچتی رہیگی۔ مجھکو اس بات کا نہایت افسوس ہے کہ لیڈی رپن بوجہ اس خفیف حادثہ کے جو دو روز کے پیشتر اُن پر گذرا۔ آج رات کو یہاں نہ آسکیں اور وہ میرا یہ اس بات سے اور زیادہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے عمدہ نظارہ سے جسکا دیکھنا مجھے نصیب ہوا ہے۔ وہ محروم رہی ہیں"

اس کے بعد تمام مہمان برآمدہ میں جمع ہوئے۔ اور قابل دید آتشبازی معاینہ کی۔ پھر اعلیحضرت اور دیسرے بہادر تشریف لیجانے کے بعد تمام مہمان رخصت ہوگئے۔

مدار المہامی نواب عماد الملک بہادر

رسم حکمرانی کے ہی روز یعنی ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ھ روز شنبہ کو بوقت چہار و نیم ساعت۔ اعلیحضرت نے میر لائق علیخان بہادر کو خطاب و منصب کیساتھ حذمت وزارت بھی عطا فرمائی چنانچہ وزارت پناہ المہام بہادر نے اس عطیۂ عظمیٰ کا شکریہ و اعلان بذریعہ جریدۂ غیر معمولی مؤرخہ ۲۱ ربیع الثانی ادا کیا۔

اعلیحضرت نے اختیارات حکومت حاصل کرنیکے بعد پہلا کام یہ کیا کہ اپنی عزیز رعایا کے نسبت اپنی حکمرانی کا فرمان شائع فرمایا۔ اور اس انتظامی پالیسی کو بالتفصیل بیان کیا کہ جسکے مطابق امید ہے آپ عمل فرمانا چاہتے ہیں چنانچہ اُس فرمان کے جملہ فقرے ایسے ہیں جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ جس سے اعلیحضرت کی دور اندیشی جید ارمغزی۔ فراست۔ دانائی کا پورا پورا فوٹو نظر آتا ہے۔

حکمنامۂ خاص اعلیحضرت اقدس و اعلی موحی بایں بیع الثانی ۱۳۰۱ھ

دو ہمایون فرجام میمنت انجام - ابواب فرح و شادمانی اسباب امن و امانی بروئے کافہ اعالی و ادانی از تائیدات یزدانی مکشوف و مفتوح و سائر برایا و رعایا بمهد اسایش و آرام آسودہ تمرقب لطیفہ غیبی و فتوح بود کہ بتوفیق یزدانی مراحم ربانی بروز سعید شنبہ ہفتم ربیع الثانی بادولت و اقبال سیر سرای جاہ و جلال شویم - زمام حکومت آبائی را بکف کفایت و ید حمایت خود باستقلال و بلا اظلال گرفتہ برعایت رعایای مملکت و امرا و متنبیان دولت ابد مدت کہ بدون استقلال حکومت با دولت و اقبال و فات خیر خواہ بلا اشتباہ مدار المہام بے نظیر ارسطو تدبیر شجاع الدولہ فخار الملک سر سالار جنگ اعلی اللہ مقامہ مشغول قالب بجان بودند - مصروف و مشغول گر دیدیم - و بفور جلوس برکت مانوس نظر توجہ بر حالت رتق و فتق امور ریاست انداختہ تقرر مدار المہام مستقل الازم و بہبود ملک و رعیت یافتہ میر لایق علیخان بہادر سالار جنگ نیر الدولہ را کہ ہم بحسب وراثت و ہم بحسب لیاقت لائق این منصب جلیل می باشند - و از روئے خدمات عظیمہ و خیر خواہی فخیمہ والد مرحوم و مغفور خود از عہد صبا الی یومنا ہذا امور و عنایات بنہایات بادولت و اقبال بودہ اند باتفاق رائے نواب سلطاب معلی القاب و یسرائے کشور ہند بہادر بعہدۂ مدار المہامی سرفراز فرمودیم - سرکار ین را از مدار المہام موصوف توقع است کہ در خیر خواہی دولتین و حسن سعی و تدبیر و مراعات حقوق سرکار و رعایا یادگار والد مغفور خود خواہند بود - تا چشم زخمی کہ از وفات ایشان بملک و دولت رسیدہ بود محلہ و معدوم گردد - لہذا بہمہ رعایا و کافہ برایا مطیع و منقاد و سراپا اخلاص و اعتقاد دولت آصفیہ مژدۂ این عید و یوم این مسرت جاوید رسانیدن از جملہ محاسنات ملکی متصور شد - از عمدہ اتفاقات تقریب مسرت و بہجت قریب

جلوس میمنت مانوس مابدولت و اقبال این بود که نواب مستطاب معلی القاب وسیر ائے کشور هند
بغایت اشتیاق دعوت ما را قبول فرموده هرفاقت دیگر از اکین دولت علیهٔ انگلشیه درین ایام
وردد نموده روابط سوابق خلت و وداد که فیمابین دولتین از قدیم الایام مربوط و منضبط
راسخ و استوار ترنمودند و انچه از ابواب تهنیت گذاری و صلاح و مشوره و مشفقانه لازمهٔ منصب
جلیلهٔ نائب مناسب دولت علیهٔ قیصر هند بلکهٔ معظمه بود - بتقدیم رسانیدند و هواخواهان
این دولت ابدمدت را از مژدهٔ استقامت و استقلال ارتباط و اتحاد دولت علیهٔ قیصر هند
مسرور و شاد فرمودند - چون وجود با جود ما باستقلال تمام بدقائق بهبود و بهروزی حال
کافهٔ ناس مراعی و مکمل و امر و نواهی - سیاسی - و شرعی در بر عایت رعیت ساعی و راعی خواهد بود
جمله ارکان دولت و منتسبان آستانهٔ عزت و صنوف طبقات انام از خواص و عام چه از امرا و ارکان
و زمینداران و خوشباشیان و چه متصدیان و ملازمان مهام و تجار و زراع و اهل فوج اقطاع بدون
لحاظ دین و ملت و مذهب و مکلت بمهد امن و امان آسوده بسر انجام لوازم دولت خواهی و حق پروری
و راست بازی و صداقت و دیانت و اطاعت احکام ریاست و سیاست خوشحال و فارغبال
بسر برند - و سر کار ما بهر حال مرصد درستی احوال خود دانسته بتقدیم لوازم اطاعت
و انقیاد و امر عدل و داد و نواهی عدالت بنیاد کوشند - و هرگونه آنرا وسیلهٔ بهبودی
و بهروزی حال و مآل خود انگارند - چون اسباب مختلفهٔ مخارج دولت روز افزون و
این معنی خلاف مصالح و بغایت زبون و نامیمون است - نخست همت علیا بتعدیل و تکمیل
این ناموس صغیر مصروف خواهد بود - و مهمات ممکن توجه دلی ما بدرستی حالت خزانهٔ عامره
و مالیات ملکیه و ترقی و تعدیل ابواب مداخل و کفایت مخارج مبذول و مصروف خواهد بود
چون اصل اصول سیاست و ریاست مبنی است بر عدالت - بنابران عمدهٔ همت و توجه

مصروف ایمنی خواهد بود که عدالتهائے سرکاری از قضاة و ولاة بادیانت وسیاست آراسته ومشحون شود - وبترویج قوانین وضوابط نصفت ومعدلت آئین حقوق رعایا وبرایا چه ازادانی وچه از اعالی علی السویه محفوظ ومصئون ماند - تا هیچ کسی را احجال بیتابی وعدول از احکام سرکاری نباشد - دست تعدیه از زیردستان کوتاه وخانهٔ ظلم ولعدی تباه وروزگار کینه‌سیاه وفتنه‌اندیشان سیاه گردد - ملک در مهد آسایش وامن وامان وسکون واطمینان قرار گیرد - ومزاحمت ومخالفتی که فی الحال به تعمیل احکام از خواص وعوام باقدام میرسد - بهیچ وجه از هیچکس پیش نرود - واگر خود ازین عمال وولاة حکمی خلاف آئین وداد مجی بهیچکس صادر شود - یاد رادای لوازم منصبی خود خیانتی راه یابد - همانا بکیفر کردار خود رسیده به آبائے جنس مایهٔ تنبیه واعتبار گردند نفاذ این جمله اصول واحکام از طرف مدار المهام سرکار دولت مدار بیدریغ وبلا تاخیر ورعایت همیشه برقرار خواهد ماند - که درین امر شرگ بمدار المهام موصوف تاکید اکید نموده شد میرت دلی آنست که رعایائے مطیع ومنقاد ما بزیر سایهٔ رافت وظل عاطفت دولت ابدمدت آصفیه مانده باطمینان تمام وامنیت مالا کلام در تهیهٔ جمعگی اسباب ترفه معیشت واستحصال علوم وفنون مصروف باشند - وبه تحصیل فضائل وتنزیه رذایل کوشند که ملک بزیور علم وفضل مجلی واز عار بی‌هنری معرا گردد - ودولت وحکومت را از فهم وفطرت اهل مملکت اعانت وتقویت بهم رسد -

بمدار المهام سرکار عالی وجمله عمال وعهده داران ریاست واجب ولازم است که مابدولت واقبال را پشت وپناه خود شمرده - همواره در احقاق حق وباطل کوشیده باشند ودر همه حال بلا تاخیر ورعایت احدی حقوق رعایا ملحوظ داشته در اجرائے امور انتظامی مصروف شوند -

درخاتمۂ کلام بجملہ امرا دجاگیرداران وراجگان ومتظمان دولت وعہدہ داران سرکاری وجمعداران لشکر وزمینداران وکاشتکاران وتاجران وغیرہم ہدایت شود کہ ہرکس باطمینان کامل بسرانجام مہام خود مشغول ماندہ بدعائے ازدیاد عمر واقبال وترقی وجاہ وجلال وفضل وکمال این دولت مصروف ومنوطف باشند۔ وبمطالب مسطورۂ مذکورہ متوجہ بودہ تقدیم وتعمیل آن کوشند۔"

نواب مدارالمہام سرکار عالی نے بھی ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۱ کو ایک اعلان عام بنسبت انتظام امور ریاست بذریعہ جریدہ غیر معمولی شائع کیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا گیا اور اعلیحضرت نے صرف اسی حکمنامۂ خاص پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ ایک اور فرمان بکمال مراحم خسروانہ بعہدہ داران ومنتسبان ومتعلقان علاقۂ دیوانی وغیرہ کی روزانہ حضوری سلام کیلئے بتوسط نواب مدارالمہام سرکار عالی (بشرطیکہ وہ اس امر کے متمنی ہوں) نافذ فرمایا۔

اس شرط کو خیال کیا جائے کہ کہانتک آپکو اپنے ملازمونکی رعایت پر داخت رہتی ہے۔

فرمان حسب ذیل ہے۔

"بجملہ عہدہ داران ومنتسبان ومتعلقان علاقۂ دیوانی کہ خواستگار شرف آستان بوسی حضرت اقدس واعلیٰ باشند۔ اطلاع دادہ میشود کہ ضرور است کہ بتوسط مدارالمہام سرکار عالی اول استجازت حضوری نمودہ ہر وقتے وساعتے کہ مقرر شود بعنوانیکہ قرار یابد حاضر شدہ شرف یاب ملازمت گردند۔"

اسوقت تک جملہ دفاتر علاقۂ سرکار عالی کی کارروائی جو فارسی میں ہوا کرتی تھی۔ (جسکی تصدیق پچھلے احکامات سے ہوتی ہے) اب وہ قید اٹھا دیگئی۔ اور اردو میں خط وکتابت کرنیکی عام اجازت بذریعۂ گشتی مورخہ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۱ دیدی گئی۔

جس سے انتہا درجہ کی آسانی اور تحریر میں وسعت پیدا ہوگئی۔ گو دفاتر دیوانی میں ابتک یہ عمل جاری ہے کہ بجز اردو کے فارسی کا نام نہیں لیا جاتا۔ مگر صرف فقرہ معتمدی صرفخاص اپنے ہی پہلے رنگ پر قائم ہے۔ جس سے زبان فارسی کا نام و نشان تا ہنوز باقی ہے۔ حالانکہ خود معتمدی صرفخاص بھی اردو میں خط و کتابت کرتے ہیں۔

گل جہام

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ تقریر علیحضرت اقدس و اعلیٰ عطیہ خطاب بنوازی بابت سنہ ۱۳۰۱ء رونق افروزی دربار بابت سنہ ۱۳۰۲ء رونق افروزی آمد مہمان بہنت افزائی عطیہ خطاب عید الفطر بابت سنہ ۱۳۰۲ء رونق افروزی دیگاپلی عطیہ خطاب سالگرہ مبارک بابت سنہ ۱۳۰۲ء

رونق افروزی دربار بتوپہ ان رونق افروزی دربار بچہ پنسفر سالگرہ

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ

انہیں ایام میں اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم فرمائی۔ اور میر مجلس کے چیر (کرسی)

کو خود اعلیحضرت نے زینت بخشی۔ ابتداءً حسب ذیل اراکین دستگاہ قرار پائے۔

(۱) نواب سالار جنگ بہادر (۲) مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر (۳) نواب سر خورشید جاہ بہادر (۴) نواب بشیر الدولہ بہادر (۵) نواب اقبال الدولہ بہادر (۶) نواب شمشیر جنگ بہادر (۷) نواب شہاب جنگ بہادر (۸) نواب میر سر فراز حسین خان بہادر (۹) مولوی سعید الدین صاحب بلگرامی (معتمد)

چنانچہ کونسل آف اسٹیٹ کا پہلا جلسہ سلخ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۵ھ ۲۰ فبروری سنہ ۱۹۲۷ء روز سہ شنبہ دیوڑھی مبارک واقع سرور نگر مین ہوا۔ اعلیحضرت نے کرسی صدارت پر رونق افروز ہوکر تقریر ذیل ارشاد فرمائی۔

تقریر اعلیحضرت اقدس و اعلی

آج شاید حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول روز ہے کہ یہاں کے امرا بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون کی مدد دینے کی غرض سے جمع ہوئے ہین۔ ہندوستان مین ایسے تجویز ونکا بہت کم رواج ہے۔ مگر اب سرکار انگلشیہ کا طور و طریقہ دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھ کچھ شروع ہو چلا ہے۔ میری بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو۔ مجھے امید ہی کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہی انسے مجھکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی۔ اور مین یہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دوگے۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام کروگے آپ لوگ اگر چاہو تو اپنے ملک کی بہبودی کر سکتے ہو۔ اور ملک کی بہبودی میری بہبودی اور عین اپکی اپنی بہبودی ہے اسواسطے مین ہرگز پسند نکرونگا۔ کہ کوئی کن اپنی رائے کے خلاف کسی امر مین میری رائے کی تقلید کرے۔ بلکہ مجھکو یہ امید ہی کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھ آزادانہ رائے دوگے۔ البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہو گیا ہو اُسمین پھر اختلاف کرنا جایز ہو گا۔ خواہ رائے کسی کن کی اُس کے مخالف

ہو یا موافق۔

آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت مدنظر ہے میں نہیں چاہتا ہوں کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہوں۔ میں سرکار اور رعایا دونوں کے حقوق کی یکسان حفاظت کرونگا۔ اور امراکی بھی اسیقدر رعایت کرونگا جسقدر غربا کی۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ کونسل بھی اس طریقہ کو پسند کریگی۔ اور بصلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہیں انکو میں جلد آپ لوگوں کے پاس بھیجدونگا۔ کونسل کی کارروائی بلاکم و کاست قواعد مذکورہ کے موافق چلیگی۔ اور ہر مہینے میں دوبار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی۔ چونکہ آج کا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہیں ہو سکتا۔ آئندہ جلسہ سے کام شروع ہوگا۔"

بعد اختتام تقریر اعلیحضرت ارکان موجودہ میں سے نواب سمیشر جنگ بہادر نے بصول اجازت اعلیحضرت حسب ذیل کلمات عرض کیا۔

"آج بڑا مبارک دن ہے۔ آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان۔ جوہر شناس خدا نعمت کو باریتعالی نے ہمارا سوار کرکے ہمارے سر پر اس کا سایہ ڈالا ہے۔ اب ہماری جوہر کھلینگے اور ہماری قدردانی ہوگی۔"

الحاصل اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

افسوس ہے کہ نصیب دشمنان ۲۰ جمادی الاول ۱۲۸۵ روز پنجشنبہ کو اعلیحضرت کا مزاج سوداوی کی شکایت سے (بمقام سرور نگر) علیل ہوگیا۔ چنانچہ متواتر تین روز تک یہ علالت قائم رہی۔ جس سے عامۂ خلائق میں پریشانی اور انتشار پیدا ہوگیا۔ باسے بفضل ثانی مطلق ۲۰ جمادی الاول روز پنجشنبہ کو مزاج سنبھلا۔ پھر کیا تھا عام طور پر خوشیانی

گئین - اور ندر و نیاز ادا ہوئے -

انہین ایام مین ملکہ معظمہ کے سب سے چھوٹے شہزادے پرنس لیوپولڈ ڈیوک آف البنی کے انتقال پُرملال کی کیفیت بذریعہ تحریر صاحب عالیشان بہادر معلوم ہوئی - چنانچہ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ روز شنبہ کو ایکروز کی تعطیل جملہ دفاتر سرکار عالی کو دیگئی - اور توپخانہ شاہی سے ۳۱ ضرب توپون کے شہزادۂ متوفی کی تعزیت مین سر ہوئین -

عطیۂ خطابات نوروز بابتہ ۱۳۰۱ھ

دو ہفتہ کے نوروز کا جشن نہایت تکلف کیساتھ حسب معمول منایا گیا - اور امرائے دولت و اعیان سلطنت کو بتاریخ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ روز شنبہ حسب ذیل خطابات و مناصب بارگاہ خسروی سے سرفراز ہوئے -

نمبر شمار	نام	عہدہ	خطاب	تلوار	سپر	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	میر وزیر علے	وزیر ریاست جیپور	اقتدار الدولہ		انتظام الملک			ہفت ہزاری منصب ہشت ہزار سوار اور چار ہزار یک اسپہ چار ہزار سوار اور اسپہ علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۲	منیر الدولہ				نخار الملک			ہفت ہزاری منصب چار ہزار سوار علم نقارہ و پالکی جھالردار
۳	شجاع الدولہ				منیر الملک			ہفت ہزاری منصب چار ہزار سوار علم نقارہ و پالکی جھالردار
۴	سعید الدولہ				سدید الملک			سہ ہزاری منصب سہ ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۵	[illegible]	[illegible]						یکہزاری منصب

۶	صمام جنگ نجمی	.	.	عزیز الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و سہ ہزار سوار علم و نقارہ
۷	مستحکم جنگ	.	.	مجنو یار الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار علم و نقارہ
۸	اکرام بیگ	.	.	بدر الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار علم و نقارہ
۹	امیر زادہ دولہ	.	.	.	صمام الملک	.	.	چہار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی
۱۰	میر تیمور علی	پسر غلام حسین خان بہادر	.	فتح یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار علم
۱۱	میر رضا علی خان بہادر	.	.	محبوب یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار علم
۱۲	سردار دلیر جنگ	.	.	.	سراج الدولہ	.	.	سہ ہزاری منصب یکہزار سوار علم
۱۳	مرزا محمد علی	پسر آغا محمد تقی خان بہادر	.	محب یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب پانصد سوار علم
۱۴	مرزا علی محمد	پسر علی محمد خان بہادر	.	ستعد جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار علم
۱۵	میر اکبر علی خان بہادر	.	.	اکبر جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار علم
۱۶	میر محمد علی	پسر میر محمد علی خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۷	اکرام اللہ خان	اکرام اللہ خان بہادر	.	نواب یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب پانصد سوار علم
۱۸	گجانن پرشاد	.	.	.	.	برادر جگا پرشاد	.	دو ہزاری منصب پانصد سوار علم
۱۹	حکیم فضل اللہ	حکیم فضل اللہ بہادر	.	.	.	.	افضل الملک	یکہزار و پانصدی منصب
۲۰	الیسری پرشاد	.	.	.	.	برادر امیر پرشاد بہادر	.	یکہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۲۱	مولوی محمد صدیق	پسر مولوی محمد اسحاق	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب

* مولوی عبد الحق صاحب کو خانی بہادری اور جنگی کے خطابات سنہ گذشتہ میں عطا ہوئے ہیں معلوم نہیں ہوا کہ کیوں حریدۂ اعلا میں شریک نہیں کیے گئے۔ اغلب ہے کہ سہو ہو گیا ہو گا۔ اور خانی بہادری و جنگی کے خطابات اس موقعہ پر سرفراز ہونگے۔ ہم تو یہاں پر جریدہ کی اتباع کرتے ہیں ۱۲ مولف

۲۲	سوامی راؤ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	یکہزاری منصب
۲۳	مرزا علی محمد بیگ خان بہادر	۰	فرخ جنگ	۰	۰	۰	۰	دوہزاری منصب و کمر و سراوعلم
۲۴	حکیم وزیر علی خان بہادر	۰	۰	۰	۰	سلطان الحکما	۰	یکہزار پانصدی منصب
۲۵	حکیم مرزا علی	حکیم مرزا علی خان بہادر	۰	۰	۰	حکیم الممالک	۰	یکہزار پانصدی منصب
۲۶	مولوی سید حسین	علی نواز یار جنگ بہادر	مؤتمن جنگ	۰	۰	۰	۰	دوہزاری منصب پانصدی سوار و علم
۲۷	مولوی مہدی علی	مولوی سید مہدی علی خان بہادر	مختار جنگ مختار نواز	۰	۰	۰	۰	دوہزاری منصب پانصدی سوار و علم
۲۸	سید کلیم اللہ انجاب بہادر	۰	وقار جنگ	۰	۰	۰	۰	دوہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

۳۔ جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ کو عنایت حسین خان بہادر کو توالی بلدہ نے خدمت کوتوالی کا استعفا پیش کیا۔ اور نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال بلدہ مقرر ہوئے جس سے کوتوالی بلدہ کے انتظام میں ایک تازہ روح پھونکی گئی۔

روتوافروزی پاچن پلی

۴۔ رجب ۱۲۹۸ھ م ۴ مئی ۱۸۸۱ء روز یکشنبہ نواب [illegible] نے پہلے پہل شیر کے شکار کی غرض سے پاچن پلی (جو بلدہ سے ۳ میل کی فاصلہ پر سمت شمال واقع ہے) کی جانب ارادہ فرمایا ہمرکابی میں نواب سالار جنگ بہادر ثانی۔ نواب ناصر جنگ بہادر۔ نواب قادر جنگ بہادر

بچہ اعلیحضرت کو نشانہ اندازی کا شوق ایام طفلیت ہی سے تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں صبح کو چوٹی حاضری تناول فرمانے بعد آپ شیشہ کو آسمان کی طرف بلند پھینکوا کر تری سکسٹی نمبر کی چھوٹی رائفل سے نشانہ اندازی کرتے تھے۔ اور کلاس بال دکانچ کا گولہ جسکا دو انداز آتین انچ ہوتا ہے اوپر پھینکوا کر گولی سے توڑ دیتے تھے۔ روپیہ کو بھی

نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر موجود تھے۔ بلدہ سے تو پران تک بگھیوں کی سواری تھی۔ پہروان سے گھوڑوں پر سوار ہو کر مقام معینہ پر پہونچے۔ ہانکہ ہوا۔ شیر نکلا۔ گولی چلائی گئی۔ مگر خالی گئی۔ چار روز قیام رہا۔ کوئی شکار نہوا۔ ۱۲ رجب ۱۳۰۱ھ م ۸ مئی ۱۸۸۴ء روز پنجشنبہ کو اعلیحضرت معہ ہمراہین مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔ اس شکار میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ شکار کے موقع پر شہد کی مکھیوں نے وہ اودھم مچادی تھی۔ کہ اکثر لوگ پریشان اور بعض تو اُن مکھیوں کے کاٹنے سے بیہوش ہو گئے تھے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴) اچھال کر گولی سے اڑا دیتے تھے۔

جسوقت آرچ ڈیوک آف آسٹریا ۱۸۹۴ء میں حیدرآباد آئے تو شام کو پلسپورٹس ہوئی جسمیں بال شوٹنگ (شیشہ کو اوپر پھینک کر گولی سے توڑ دینا) گلاس بال (کانچ کا گولہ اوپر پھینک کر گولی سے توڑنا یا روپیہ اچھال کر گولی سے نشانہ مارنا) سونگ ایگ بال شوٹنگ (شیشہ کو تار میں باندھ کر لٹکانا اور اسکو حرکت دینا اور جھولتے وقت گولی سے توڑنا) کا پروگرام شائع ہوا۔ اور اسمیں بھی مختلف قسم کی شرائط یہ رکھی گئیں تھیں۔

(۱) بال یا گلاس بال یا روپیہ پھینکنے والا آدمی نشانہ لگانے والے سے دس گز کے فاصلہ پر مقابل میں کھڑا ہے

(۲) بال یا گلاس بال یا روپیہ بیس فٹ سے کم اونچا نہ پھینکا جاوے۔ اگر اس سے کم بلند ہو تو اچھا نشانہ شمار کی اجازت نہیں (۳) جبتک کہ بال یا گلاس یا روپیہ پھینکنے والے کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ نشانہ لگانیوالے کو بندوق کا شولڈر میں نہ لاوین (۴) بال یا گلاس بال یا روپیہ میں سے دس فٹ تک پہونچنے کے قبل بندوق نہ سر کریں (۵) بندوق چلانیکی جگہ اگر ریفل میں کارتوس بھریں۔ اور اپنی جگہ چھوڑنے سے پہلے کارتوس بندوق سے نکالیں۔ الغرض ان تمام چستی و چالاکی کے کرتب میں اعلیحضرت سب پر سبقت لیگئے چنانچہ

روتق افروزی اردلہ منجال تعلقہ ابراہیم پٹن

۲۵ رجب ۱۳۰۱ھ م ۲۳ مئی ۱۸۸۴ء روز یکشنبہ کو اعلیحضرت اردلہ منجال (جو ابراہیم پٹن کے قریب سمت شرقی میں بلدہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کے جانب بغرض شکار روانہ ہوئے۔ اس سفر میں شکار کا انتظام نواب عزیز یار بہادر نے شکاریوں کی زریعہ کیا تھا۔ نواب معتمد بہادر۔ نواب امیر بہادر۔ نواب انسر جنگ بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ حکیم المالک بہادر۔ نواب قادر جنگ بہادر۔ نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ نواب مجد یار الدولہ بہادر۔ نواب عزیز الدولہ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۵) ۱۲ شیشوں میں ایک یا دو خطا ہوئے۔ کلاس میں یہی حالت رہی کہ ۱۲ فائر میں چار پانچ اوڑا دئے۔

اب ایک اور تعجب خیز حال اعلیحضرت کے نشانہ کا سنئے کہ ایک روز ۱۲ نمبر کی ریفل کے کارتوس اوپر پہنچ کر حضور نور نے انکی گولیوں میں گولیاں ماریں جنمیں چار نشانہ پر لگیں۔ دوسرا نادر واقعہ یہ ہے کہ ۲۰ گز پر ۱۲ یا ۱۶ نمبر کی بندوق کا لوڈڈ کارتوس کیاپ سامنے کرکے نشانہ کے طور پر رکھا جاتا تھا۔ اور اعلیحضرت اوسکے کیاپ میں گولی مارتے اور اس کارتوس کے کیاپ میں گولی برابر لگتی ہے۔ جس سے کارتوس پھٹ جاتا ہے تیسری۔ اس سے بھی حیرت انگیز کارروائی یہ ہے کہ بیس گز کے فاصلہ پر کاغذ کی گیند اڑا کر کہا جاتا اور اعلیحضرت چھوٹی ریفل کی گولی سے اسکے دو ٹکڑے اسطرح کر دیتے ہیں کہ جیسے کسی نے مقراض سے کاغذ کو کاٹا ہو۔

حیدرآباد میں ایک زمانہ تک بہادر سے ریچھ کے شکار کرنیکا چرچا رہا ہے۔ جب ۱۸۷۵ء میں لارڈ ڈفرن بہادر حیدرآباد آئے تو لارڈ ولیم بیسفرڈ۔ اور دوسرے ممبران اسٹاف والیسرائے کیلئے پانسر اسٹگ لیگ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور گولکنڈہ بریگیڈ کے پریڈ گراونڈ کا میدان بو ریچھ کے چھوڑنے کے لئے تجویز ہوا۔ جسوقت پنجرہ کھولا گیا تو بو ریچھ نکلا۔ اول بہادر لارڈ ولیم بیسفرڈ کا لگا۔ اور بو ریچھ زخمی ہوکر حملہ کیا۔ مگر اسوقت شکار کر لیا گیا۔ پھر دوسرا بو ریچھ چھوڑا گیا۔ اسوقت لارڈ ولیم ایک ایسے

ہندوستان ۔ گو عام خیال یہ ہے کہ شکار کی مشہور گیگی تھی مگر درحقیقت اعلیحضرت کو آپ قلمرو کی حالت معلوم کرنی تھی پچاس دن میں اعلیحضرت نے علاوہ مصروفیت شکار کے رعایا کی فریاد سنی اور داد رسی فرمائی اور بعض جاگیرداروں کو انعام خلعت عنایت فرمایا خانساماں کو حکم دیا ۔ اور جبتک یہاں قیام رہا ۔ برابر دیوانی و صرف خاص کے بھی جملہ کاغذات کو ملاحظہ فرمایا ۔ و نیز اراضیات مزروعہ و افتادہ کے حالات کاشتکاران پٹیل و پٹواریوں سے بذات خاص دریافت

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۶) نہایت تیز ہو بچہ سے نڈر گھوڑے پر سوار تھے کہ جسکا نام عزیز اور رنگ کا سبز تھا جب لارڈ ولیم نے بوربچہ پر بھالا چلایا تو بوربچہ نے انپر حملہ کیا ۔ اور گھوڑے کے پاؤں میں آگیا جس سے گھوڑا گر پڑا اور تینوں ایک جگہ ہو گئے ۔ خیال ہوا کہ ایسا نہو کہ لارڈ ولیم زخمی ہو جائیں ۔ مگر دفعتاً بوربچہ بھاگا ۔ اور ایک گانون والے کے مکان میں گھس گیا ۔ اس مکان میں دو حجرے تھے ایک میں تو دو کم سن بچے سو رہے تھے ۔ اور دوسرا خالی تھی ۔ فضل الٰہی شامل حال تھا کہ وہ بوربچہ خالی حجرے میں گیا ۔ اور ایک گوشہ میں چھپ گیا ۔ آخر شکاریوں نے مار لیا

شکارگاہ سرورنگر ۔ ملک پیٹہ ریس کورس ۔ چنپا پیٹہ ۔ پولو گراؤنڈ کے مقام سیر ہرن ۔ بط ۔ اسناف کا خوب شکار ہوتا ہے ۔ اور کوہ مچھلی کے شکار کے لئے مشہور رہے ۔ منصور آباد میں خرگوش و تیتر بافراط موجود ہیں ۔ جب کوئی عزیز مہمان ولایت سے ہندوستان کی سیر کو آتے ہیں ۔ اور حیدرآباد میں بھی انکا داخلہ ہو جاتا ہے تو پروگرام میں تین کام اول لکھے جاتے ہیں ۔ ایک تو ہاتھی پر سوار ہو کر شہر کو دیکھنا ۔ دوسرا قلعۂ گولکنڈہ کی سیر کرنا ۔ تیسرا سرورنگر کے شکارگاہ میں پیتے سے ہرن کا شکار کرنا ۔ اگر ایک بھی ان میں سے فروگذاشت ہو جائے تو حیدرآباد کا دیکھنا کامل نہیں سمجھا جاتا ۔

جب ۱۸۹۲ء میں لارڈ اور لیڈی لینڈون حیدرآباد تشریف لائے تو بڑے شوق کیساتھ چیتے کے شکار کو دیکھا ۔ لارڈ صاحب کے ساتھ ایک چھوٹا کوڈاک کیا مرا تھا جسکے ذریعہ صاحب ممدوح نے شکارگاہ کے چند فوٹو بھی لے لئے ۔

فرما کر پوری پوری واقفیت حاصل کی۔ اور کاشتکاروں کے پاؤتی بہیان تک معاینہ کیں بعض اتفاقات سے اس موقع پر بھی شیر کا شکار نہ ہوا۔ آخر اعلیحضرت ۱۶ شعبان سنہ ۱۳۰۱ف مطابق یکم جون سنہ ۱۸۹۲ء روز پنجشنبہ کو مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔ اس شکار میں قابل ذکر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک شکاری نے گھاس کو آگ لگادی۔ جس سے تمام گھاس جل گیا۔ بہت سے پرند و چرند جل گئے۔ چونکہ بارہ بجے دن کے گرمی کے موقع پر یہ آگ شروع ہوئی تھی۔ اور ہوا کا بھی زور تھا۔ اسلئے آگ کے شعلے پچاس پچاس فٹ تک بلند ہوئے۔ اور اسکا دھواں اسقدر محیط ہوا کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ چھا گیا

تہنیت افزائے میلاد (گرہ)

۱۵ شعبان سنہ ۱۳۰۱ف ۱۰ جون سنہ ۱۸۹۲ء روز شنبہ اعلیحضرت نے شکار کے قصد سے میلاد یا گمری (جو اللہ پور کے اسٹیشن سے ۱۲ میل پر واقع ہے) کا ارادہ فرمایا۔ اس موقعہ مسٹر سر الیگزنڈر مکنزی مضرم رزیڈنٹ حیدرآباد بھی مدعو تھے۔ اور میجر نویل سکندرآباد اسسٹنٹ رزیڈنٹ نواب مختار الملک ثانی۔ نواب منیر الملک بہادر۔ مسٹر وارڈن انجینر۔ نواب میجر افسر جنگ بہادر

تقیہ نوٹ صفحہ (۵۷) اسکے علاوہ اعلیحضرت کو نیزہ بازی میں بھی کمال حاصل ہے۔ آپ اکثر ایک بہاؤ میں تین تین سنگین لیجاتے ہیں۔ اور وہ تینوں سنگین برابر بہانے میں لگی رہتی ہیں۔ جب ۱۸۸۹ء میں پرنس البرٹ وکٹر حیدرآباد آئے تو حویلی قدیم میں نیزہ بازی اور ٹنٹ پگنگ ہوئی اعلیحضرت اس موقع پر تین تین سنگین لیگئے جو پرنس ممدوح سخت متعجب ہوئے۔ الحاصل اعلیحضرت کو تیراندازی اور نیزہ بازی میں یکتائے روزگار کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اسوقت اعلیحضرت کی اصطبل میں دو سو پچاس نامی گھوڑے سواری کے اور مستعد دیا پولو کے تیز رفتار موجود ہیں اس معمعہ پر نواب افسر جنگ بہادر کی شہسواری کا ایک نادر واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک دفعہ اعلیحضرت بمقام سیرو شکار ہرنوں کے شکار میں مصروف تھے کہ بڑی پیٹھ کے قریب ایک ہرن کا بچہ دوڑتا نظر آیا۔ اعلیحضرت نے اسکے زندہ

نواب معتمن جنگ بہادر۔ نواب قادر جنگ بہادر۔ حکیم الممالک۔ نواب مختار جنگ بہادر۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب۔ نواب سردار دلیر جنگ بہادر۔ میر معمار علیصاحب میر قطب علیصاحب بھی ہمرکاب تھے۔ ۱۷ شعبان روز پنجشنبہ کو دو بجے کے قریب ایک شیر اعلیحضرت کے خیمہ گاہ کے قریب سے نکلا۔ آپنے رائفل کی دونوں نالین اوپر سر کین۔ ایک گولی پہلے پیر میں لگی۔ اور زخمی ہوکر ایک نالہ مین جا چھپا۔ آخر ہاتھیون کے درمیان اُسکو گھیر لیا گیا۔ اور بندوقین سر کیگئین۔ قضا کار ایک عرب جوش بہادری مین اوس جھاڑی کے اندر گیا ہوا تھا۔ کسی کو اُسکی خبر نہ تھی۔ اُن گولیون کی بوچھاڑ مین ایک گولی اُسکے شانہ مین لگی۔ اور پہلی توڑ کر نکل گئی اسکے بعد شیر نکلا اور مار لیا گیا۔ حکیم الممالک کے علاج سے وہ عرب بھی درست ہوگیا۔ یہ شیر طولاً ۹ فٹ ۱۱ انچہ اور ۳ فٹ ۷ انچہ اونچا تھا۔ یہ پہلا شیر تھا جسکو اعلیحضرت نے پہلے پہل شکار فرمایا۔ الحاصل جب اعلیحضرت شکار سے واپس ہوئے تو راستہ مین ایک مقام پر رعایا کے ایک گروہ نے اعلیحضرت کی خدمت مین عرائض پیش کیا۔ اعلیحضرت نے نواب مختار الملک بہادر کو اُنکی دادرسی کے لئے حکم صادر فرمایا۔ شام کے ڈنر پر صاحب عالیشان بہادر نے اعلیحضرت کی سلامتی کا جام نوش فرمایا۔ اور حضور کو پہلا شیر مارنیکی مبارکباد دی کہا کہ "بڑی خوشی کی بات ہی کہ آپ کی محنت بار آور ہوی۔ اور مین اس امر سے بہت خوش ہون کہ آپ شکار کو باہر نکلتے ہین اور شکار کیساتھ اپنے ملک کی رفاہ کیطرف بھی متوجہ ہوتے ہین

تبصرہ صفحہ (۵۸) کرنیکے لئے حکم دیا ڈیڑھ میل تک لوگون نے پیچھا کیا۔ مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ آخر نواب نصر جنگ بہادر نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑا کر اُس ہرن کے بچہ کو پکڑ لیا۔ نواب ممدوح کو گھوڑا تیز دوڑا کر زمین سے لکڑی یا رومال وغیرہ اٹھانا پسند کا اچھا مشق ہے۔ ۱۲ مولف

اور مجھے امید ہے کہ آپ اکثر شکار کو جایا کرینگے۔ اور جسقدر شیر ماریں گے اُسی قدر شکایتیں اور خرابیاں بھی اپنے ملک کی دور کرینگے۔ اور میں بہت شکرگزار ہون باسبات کا کہ میں آپ کی مہمانداری میں آرام سے رہا۔ اور شکار میں شریک ہوا"

اس تقریر کے بعد وہ بیٹھ گئے۔ اور اعلیحضرت نے صاحب عالیشان بہادر کیجانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ "میں آپکا بہت مشکور ہون کہ آپنے اپنی مہربانی سے میری صحت کا پیالہ نوش کیا اور مجھے مبارکباد دی"

۱۸ شعبان روز جمعہ۔ صاحب عالیشان بہادر اور مسٹر نیول حیدرآباد کو روانہ ہوگئے اور اعلیحضرت رعایا کی دادرسی میں مصروف ہوئے۔ بعد ازان سیٹرم اور مدگل کی رعایا نے بھی تحصیلدار وغیرہ کی شکایت پیش کی۔ اسکی بھی کماحقہ دریافت و تحقیقات کے لیے حکم نافذ ہوا اور بعد تحقیقات و دریافت کامل خاطی کے نسبت سزا تجویز ہوئی۔ بہرحال اس شکار میں بھی اعلیحضرت نے رعایا کی دادرسی فرمائی۔ اور چپہ چپہ کے حالات سے آگاہی حاصل کی۔ اور ۲۰ شعبان روز یکشنبہ کو ایک اور شیر شکار ہوا۔ اس اثنار میں تعلقہ شاہپور کی رعایا نے اعلیحضرت کے حضور نقد میں ایک سپاسنامہ چاندی کے خول میں رکھکر پیش کیا۔ سات بجے شام کے اعلیحضرت کی سواری اسٹیشن ناونڈگی کو روانہ ہوئی۔ اور دوسرے روز ۲۱ شعبان روز دوشنبہ کو مع الخیر والظفر داخل حیدرآباد ہوئے۔

۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۱ھ کو حسب گشتی مجلس مالگزاری نشان ۳۰ سال فصلی کا آغاز بجای مہر کے آذر سے کیا گیا اور اسکے آگے تیر اور امرداد سے بھی سال فصلی کا آغاز رہا ہے۔

عطیۂ خطابات عید الفطر بابتہ ۱۳۰۱ھ

دربار عید الفطر کی تقریب میں امراء و اعزاء سلطنت کو بارگاہ شاہی سے حسب ذیل

خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔

نمبر شمار	نام	خانہ زادی	جنگی	رسالی	محکمہ خاصہ	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	اعتماد جنگ	.	صمصام الدولہ	صمصام الملک		سہ ہزاری منصب شش ہزار سوار۔ بجلانی چار ہزار یک ہزار چار سو سوار دو پرچم علم و نقارہ پالکی جھالردار
۲	نظام یار جنگ	.	نظام یار الدولہ	حسام الملک بہادر		چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار۔
۳	میر سرفراز حسین خان بہادر	.	صفدر جنگ	مشیر الدولہ	مخلص الملک	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار
۴	وحید متوخان بہادر	.	مقرب جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۵	احمد یار جنگ	.	.	قمقام الدولہ	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	مسلم جنگ	.	غالب جنگ	لائق الدولہ	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۷	محمد مغرالدین	محمد مغرالدین بہادر	مغرر یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۸	معین الدین	معین الدین بہادر	اقبال یار جنگ			دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم

رونق افروزی یادگار پلی

کچھ دنوں بعد اعلیحضرت یادگار پلی (جو بلارم سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر جانب شرق واقع ہے) کے جانب شکار کے قصد سے روانہ ہوئے۔ نواب مختار الملک بہادر۔ نواب شیر الملک بہادر۔

نوٹ۔ نشان ۵ سے لغایت ۸ جریدۂ اعلامیہ میں صرف خطابات درج تھے۔ اور مناصب کا اندراج نہ تھا۔ مگر ہم نے حسب قاعدہ و ضابطہ مناصب کا تعین کر کے لکھدیا ہے۔ اور یہ کیا گیا کہ دربار میں ضرور خطابات کے ساتھ مناصب بھی پکارے جاتے ہونگے۔ اور جریدہ میں سہواً درج نہیں ہوئے ۱۲ مولف

جگہ دیلکم و مبارکباد کے صاف و جلی حروف اردو اور انگریزی میں نمایاں کئے گئے تھے۔ جملہ دفاتر سرکار عالی کو اس جشن کا لطف اٹھانیکے لئے دو روز کی تعطیل عام دیگئی تھی۔ الحاصل یہ سراسر بہار کی آمد پر ایک عالیشان دربار بھی منعقد کیا گیا۔ اور خاطر خواہ آؤ بھگت کیگئی۔ طرفین سے کمال تپاک کیساتھ حسب قاعدہ ملاقات و بازدید کے رسوم ادا ہوئے۔ اسکے بعد وہ سراسر بہار کمال مسرت کیساتھ حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے۔

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۰۴ھ میں اعلیحضرت نے کرنل مارشل کو اپنا معتمد پیشی مقرر فرمایا۔ اور فرمان قضا شیم نافذ ہوا کہ دیوانی کے جملہ کاغذات وامثلہ کرنل موصوف کے ذریعہ پیش ہوا کرین۔

جمادی الاول ۱۳۰۴ھ میں ملکہ معظمہ کی پنجاہ سالہ گولڈن جوبلی کی تقریب میں تمام شہر آراستہ کیا گیا۔ اور جابجا روشنی ہوئی۔ اور نہایت مسرت و شادمانی کیساتھ جشن منایا گیا۔ جملہ دفاتر سرکار کو دو روز کی عام تعطیل دیگئی۔ مدارس وغیرہ میں خوب کھیل تماشے ہوئے۔ اعلیحضرت نے ایک عظیم الشان دربار منعقد فرمایا۔ اور اپنے جانب سے بغرض شرکت جشن گولڈن جوبلی نواب سر آسمانجاہ بہادر کو لندن روانہ کیا۔

۲۴ رجب ۱۳۰۴ھ کو ایک فرمان خسروی شرف نفاذ فرمایا کہ "نہ اکسلنسی نواب عماد السلطنت بہادر نے بوجہ علالت مزاج خدمت مدار المہامی سے استعفا دیدیا ہے۔ لہذا تا تقرر مدار المہام دیگر خود اعلیحضرت بنفس نفیس وبذات خاص بلا کسی توسط و ذریعہ کے امور ریاست کو انجام دینگے"۔

۱۱ شعبان ۱۳۰۴ھ کو اعلیحضرت نے بفرط مراحم خسروانہ نواب آصف یار الملک بہادر اور نواب سپہ الملک بہادر کو کونسل آف اسٹیٹ کے ارکان مقرر فرمایا۔

انتقال زادۂ اکبر نواب میر فاروق علیخان بہادر

اُسکا حملہ کرنا اور اِدھر آپکا رفیل چلانا دونوں کام ایک ہی وقت میں ہوئے ۔ گولی شیر کے سر میں جا لگی ۔ ۴ فٹ اُچھل کر زمین پر گرا ۔ اور دم دیا ۔ یہ شیر طولاً ۱۰ فٹ اور ۳ فٹ ۱۰ انچ اونچا اور سر کا دور ۳ فٹ تھا ۔ اسکے بعد ایک اور شیر شکار ہوا ۔ اور اعلیحضرت مع الخیر معہ ہمراہیان نہضت افزائے بلدہ ہوئے ۔

۲۹ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۱ھ کو نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی کا سفر گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کیلئے شملہ کی جانب ہوا ۔ اور یہاں نواب میر الملک بہادر نے حضرت مدار المہامی کو مہمانہ انجام دیا ۔

اس سال ملکۂ معظمہ کے طرف سے بذریعۂ گورنر جنرل بہادر ۔ اعلیحضرت کیلئے "گرینڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا" کا خطاب آیا ۔ اور خریطہ بارگاہ عالی میں پیش ہوا ۔

۲۹ صفر سنہ ۱۳۰۲ھ لارڈ ڈفرن بہادر گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر ہندوستان آئے ۔ اور غرہ ربیع الاول کو لارڈ رپن بہادر اپنی مدت ویسرائلٹی کو ختم کر کے راہی ولایت ہوئے ۔ لارڈ رپن بہادر کا زمانہ بوجہ بعض قوانین کی تنسیخ کے اہل ہند کے لئے نہایت مفید و بکار آمد ثابت ہوا تھا اور لارڈ ممدوح ۔ رعایائے ہند کی نظروں میں کمال ہر دلعزیز تھے ۔

۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۲ھ کو معتمدی پولیٹیکل فنانس کا دفتر قائم ہوا ۔ اور سمت کا لفظ صوبہ سے مبدل ہوا ۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ سنہ ۱۳۰۲ھ

۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۲ھ کو بتقریب دربار جشن سالگرہ مبارک حسب ذیل خطابات و مناصب امراء و اعزاء کو بپیشگاہ اعلیحضرت سے عطا ہوئے ۔

نشان شمار	نام	خطابی و عہدہ	جنگی	دیوانی	کفایت و خیرہ	بخشی	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	مولوی جلیل الدین	دلیل الدولہ نجابت جاہ بہادر	احترام جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲	شوکت نسبت	.	.	حسام الدولہ	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۳	حکیم شمس الدین	شمس الدین نجابت بہادر	.	.	شمس الحکماء	.	یکہزار و پانصدی منصب
۴	عوض ما اللیس	جان نثار خان	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵	غالب بن ناصر	غالب جان بہادر	مدار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۶	مولوی مشتاق حسین	مشتاق حسین خان بہادر	استقامت جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۷	محسن	محسن خان بہادر	برق جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۸	محمد ولی الدین	محمد ولی الدین نجابت بہادر	وقار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۹	میر جعفر حسین	میر جعفر حسین خان نجابت بہادر	صف افگن جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۰	میر جہانبار علی	میر جہانبار علی خان بہادر	منور جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۱	خواجہ بہاء الدین	خواجہ بہاء الدین نجابت بہادر	عظام جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۲	میر بہادر علی	میر بہادر علی خان بہادر	سطوت جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۳	میر داور علی	میر داور علی خان بہادر	بہرام جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۴	میر فضل علی	میر فضل علی نجابت جاہ بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۵	حسن بن عبد اللہ	حسن جان بہادر	عماد جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۶	سر نیواس راؤ	.	.	.	.	.	یکہزار و پانصدی منصب و یا پنصدی سوار

خطابات مندرجہ بالا کے سابقہ جریدہ اعلامیہ میں مناصب درج نہیں تھے۔ لیکن ہم نے حسب قاعدہ فضا اعطاء مناصب کا تعین کر دیا ہے کیونکہ خطابات کے ساتھ مناصب کی سرفرازی بھی ضرور ہے ہمارا خیال ہے کہ مناصب بھی پکارے گئے ہونگے جو سہواً جریدہ میں درج نہیں ہوسکا

اس کے بعد اسی جشن سالگرہ مبارک کے تقریب مین ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ کو خاص طور پر صرف چار امراء کو خطابات و مناصب بارگاہ خسروی سے سرفراز ہوئے۔

شمار سلسلہ	نام	عالی دربار	جنگی	دولتی	حکمی	امرائی	جاہی غیرہ	مناصب *
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	بشیر الدولہ بہادر	.	.	.	غدر الملک	اعظم الامرا آسمانجاہ امیر	.	
۲	عسکر جنگ	.	.	افتخار الدولہ	میر الملک	.	.	چار ہزاری منصب و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۳	بندہ علی	بندہ علی خان بہادر	رستم جنگ	سپہدار الدولہ	.	.	.	پنج ہزاری منصب و پنج ہزار سوار و علم و نقارہ
۴	عبد السلام	عبد السلام خان بہادر	صدر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

رفتن آصف دولہ بتہیان تعلقہ امرآباد

۲۳ جمادی الاول ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۸۵۷ء روز چہارشنبہ کو اعلیحضرت شکار کے قصد سے تہیان تعلقہ امرآباد (جو کہ صوبہ بجنوبی مین بلدہ سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کے جانب

* خطابات مذکورہ بالا کے ساتھ جیدہ اعلامیہ مین مناصب کی تفصیل طبع نہین ہوئی۔ مگر ہم خیال کرتے ہین کہ مذکورین خطابات کے ساتھ مناصب بھی ضرور عطا ہوئے ہونگے۔ لہذا حسب قاعدہ ہم یہان پر صرف نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے ساتھ مناصب کے توضیح کر دیتے ہین اور نمبر ۱ کے متعلق معلوم نہین کہ کیا کیا مناصب و اعزاز عطا کئے گئے ہین۔ ۱۲ مولف

روانہ ہوئے۔ ہمراہ رکاب حسب ذیل امرا تھے۔

نواب اقبال الدولہ بہادر۔ لارڈ رانالڈ الف چرچل۔ (جو کہ حیدرآباد دکن کو بتقریب سیر آئے ہوئے تھے)

کرنل گیاٹی کا۔ نواب مختار الملک بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر سر طفیل علی بیگ صاحب۔ میر ممتاز علیصاحب۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ میسہ حافظ علیصاحب۔ نواب قادر جنگ بہادر۔ سید علی صاحب حکیم الممالک۔

الحاصل سواری مبارک میٹیر چل تک بگھی مین گئی۔ اور وہان سے تو پدان تک ٹاگہ مین جانا پڑا۔ پھر وہان سے آگے چار میل تک گھوڑون پر سوار دس بجے کے قریب لشکر فیروزی اثر مین داخل ہوئے۔ ہانکر کیا گیا۔ ایک شیر نکلا۔ اور مار لیا گیا۔

دوسرے روز سواری مبارک بلدہ کو واپس ہوی۔ یہان پر ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ طاؤس کا قاعدہ ہے کہ جب شیر سو جاتا ہے تو اسکی گوچڑیان چن چن کر کہاتا ہی۔ چنانچہ اس شکار مین اس امر کا تجربہ اور دیکھا مشاہدہ ہوا ہے۔

جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۲ھ کو بوجہ مشقدمی زار روس کے لارڈ ڈفرن بہادر گورنر جنرل نے بمقام راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کرکے امیر عبدالرحمن خان بہادر والی کابل کو دعوت دی اور اکثر والیان ریاست کو بھی مدعو فرمایا۔ سرکار نظام کے جانب سے نواب منیر الملک بہادر معہ چند افسرون کے شریک دربار ہوئے۔ بہت سے راجہ بھی اس دربار مین شریک تھے۔ اس دعوت کے انتظام و اہتمام مین برٹش گورنمنٹ کا علاوہ تحائف وغیرہ کے ۴۸ لاکھ ۲۲ ہزار روپیہ نقد خرچ ہوا جسمین امیر کابل کو چار لاکھ روپیہ نقد اکیس ہزار ماہوار کے حساب سے دیا گیا۔ اور باقی روپیہ فوج و سامان کے فراہمی و درستی مین صرف ہوا۔

اہتمام ایام مین حسب الحکم اعلیحضرت - نواب محرر الملک بہادر معین المہام عدالت - اور نواب شہاب جنگ بہادر معین المہام کو توالی و تعمیرات عامہ مقرر ہوئے -

رونق افروزی رائچور

۸ رجب ۱۳۰۲ھ م ۲۴ اپریل ۱۸۸۵ء روز جمعہ کو اعلیحضرت رائچور (مقام حیدرآباد سے ۳۶ میل پر جانب جنوب واقع ہے) کے جانب بغرض شکار رونق افروز ہوئے - ہمراہی مین نواب مختار الملک بہادر - نواب محبوب یار جنگ بہادر - نواب افسر جنگ بہادر - نواب محبوب یار الدولہ بہادر نواب اقبال یار جنگ بہادر - مرزا طفیل علیبیگ صاحب - حکیم الممالک - موجود تھے - سواری بہادر صبح کے پانچ بجے گاڑی کی سوار ہوئی - اور دس بجے رائچور پہونچی - ہانکہ کیا گیا - ایک شیر نکلا - اور مدراجل ہوا - تیسرے دن ۱۰ رجب م ۲۶ اپریل روز یکشنبہ کو اعلیحضرت مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے

سفر نیلگری (اوٹکمنڈ)

۲۳ رجب ۱۳۰۲ھ روز جمعہ کو اعلیحضرت نے بطریق سیر و تفریح کوہ نیلگری کے جانب عزیمت فرمائی - اور رکاب سعادت انتساب مین نواب مختار الملک بہادر - نواب سر آسمانجاہ بہادر نواب عماد نواز جنگ - نواب میر نواز جنگ بہادر - نواب موتمن جنگ بہادر - نواب محبوب یار الدولہ بہادر نواب افسر جنگ بہادر - راجہ سر کیشو پرشاد بہادر - حکیم الممالک - مولوی مہدی حسن صاحب آقا سید علی صاحب بشیر شتری وغیرہ حاضر تھے - تقریباً دو مہینے تک اعلیحضرت کا قیام کوہ نیلگری پر رہا - اس عرصہ مدت مین اعلیحضرت نے دمان کے غربا اور مساکین کو ہزارہا روپیہ تقسیم فرمایا اور اسی مقام پر فیما بین شاہ و وزیر شکر رنجی پیدا ہوئی کہ جسکا نتیجہ آئندہ بالکل ناگوار نکلا اور نواب مختار الملک بہادر ثانی (عماد السلطنت) کو مستعفی ہونا پڑا - اور اس کوفت و رنج مین نواب معز کو بیوقت عین عالم

شباب مین دوہی سال کے اندر اجل کا منہ دیکھنا ہوا۔ الحاصل ۱۶ ماہ رمضان ۱۳۰۲ھ روز شنبہ کو قریب دس بجے دن کے اعلیحضرت کی اسپیشل ٹرین معہ خدم وحشم اسٹیشن نام پلی پر پہونچی مسٹر کارڈی رزیڈنٹ بہادر معہ اسٹاف اور امراء دولت وارکان سلطنت اسٹیشن پر استقبال کے لئے حاضر تھے۔ اعلیحضرت کے اترتے ہی ۲۱ توپون سلامی کی سر ہوئین۔ اور والنٹیر سوارون نے (جو باڈی گارڈ فاخرہ صف بستہ کھڑے تھے) حسب قاعدہ سلامی اتاری۔ پھر اعلیحضرت والنٹر کیمپ مین (جو اوندنون باغ عام مین قائم تھا۔) رونق افروز ہوئے۔ اور وہان سے بدرقہ (والنٹرس) کے ساتھ محل شاہی کو تشریف لیگئے۔ یہ سواری لائق دید تھی۔ کیونکہ اکثر امراء واعزاء کے نوجوان لڑکے (جو والنٹرس مین شریک تھے۔) عمدہ اور نفیس وردیان پہنے ہوئے۔ دائین بائین آگے پیچھے سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔ راستہ کا انتظام پولیس کے جانب سے نہایت عمدہ تھا۔

۲۲ ماہ رمضان ۱۳۰۲ھ کو فرمان خسروی بدیں مضمون صادر ہوا کہ جن جن امراء واعزاء کو سلام کے واسطے حاضر ہونا مطلوب ہے تو وہ جس روز چاہین صبح کے نو بجے راحت محل مین حاضر ہوکر سلام مین شریک ہون۔ اور منصبداران سرکار دولت مدار کو اجازت ہے کہ جس روز سلام کے واسطے حاضر ہونا چاہین صبح کے نو بجے جلوخانہ کے اندر چارخوری کے مکان کے رستے مین حاضر ہوکر سلام بجا لائین۔

اسی سال ۲۴ ذیحجہ ۱۳۰۲ھ م ۱۵ آبان ۱۲۹۴ف کو مجلس آئین وقوانین کی تقرر کے لئے فرمان شاہی نافذ ہوا۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

گل پنجم

ایدۂ مجلس انتظام ضیافت و محاصل سفر در ایں عطیۂ خطاب بہ تزین نور و تتمہ بایستہ ۱۳۰۲ ولادت شہزادہ میر عثمان علیخان و تہنیت عہد دورود لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند بانتقال شہزادہ اکبر میر فاروق علیخان بہادر سرانجام وزارت بواسطہ آنجناب بہادر عطیۂ خطاب جشن سالگرہ مبارکباد بہ ۱۳۰۵ ربیع الثانی جشن سالگرہ مبارکباد ۱۳۰۵ ربیع الثانی تالیف اشعار در دیوان آصفی ربط و تعریف و تنقید بیت افزائے ٹاپلی تعزیت و تسلی در زنانہ بہادر والیہ بہ تعزیت گیری عطیۂ خطاب جشن سالگرہ مبارکباد بتہ ۱۳۰۶

انعقاد مجلس انتظام صرفخاص

۲۰ محرم ۱۳۰۳ھ کو ایک مجلس بابت انتظام صرفخاص منعقد ہوی۔ جسکے میر مجلس مسٹر سی کلارک اور نائب میر مجلس نواب بدر الدولہ بہادر و نواب قدیر جنگ بہادر معتمد میر مجلس مولوی یوسف الدین صاحب تھے۔ اس مجلس سے انتظام محاصل و مداخل تعلقات صرفخاص متعلق تھا۔ مگر تھوڑے ہی زمانہ کی بعد مجلس برخاست کردیگئی اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب (نواب آصف نواز الملک بہادر) پیشگاہ حضوری سے معتمد صرفخاص مقرر ہوئے۔

سفر مدراس

۲۴ جمادی الاول ۱۳۰۳ھ کو صبح کے ۸ بجے اعلیحضرت عازم مدراس ہوئے۔ رکاب سعادت انتساب میں نواب عماد السلطنت مدار المہام بہادر۔ کاغالی مسٹر کارڈیو رزیڈنٹ بہادر۔ نواب معتمن جنگ بہادر۔ نواب لائق جنگ بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ نواب میر نواز جنگ بہادر میر ممتاز علیصاحب۔ مولوی مہدیحسن صاحب۔ مولوی میر محمد علیصاحب۔ حکیم الممالک مسٹر ویڈون بی وغیرہ موجود تھے۔ اور لارڈ ڈفرن بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز مکلایو نامی بھی اسی تاریخ ۱۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ کو ساحل مدراس پر لنگر انداز ہوا۔ شہر مدراس اندرون نہایت آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ شاہ راہ پر جابجا رنگ برنگ کی بیرقین اڑرہی تھین۔ اور متعدد مقامات پر خوش وضع کمانین بنائی گئی تھین۔ وایسرائے بہادر کے جہاز سے اترتے ہی ۲۱ شلک توپونکی سر ہوئین۔ اور وایسرائے بہادر ۱۲ گھنٹہ ۳۰ منٹ پر گورنمنٹ ہوس داخل ہوئے۔ اور اس تب ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر وایسرائے بہادر نے دربار کیا۔ اور اعلیحضرت کی تعظیم کیواسطے پندرہوین مدراس پلٹن کی سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ اسٹیشن پر معہ بانڈ و نشان ایستادہ کیا گیا تھا۔ اعلیحضرت سواری گبھی (جو گورنمنٹ ہوز سے آئی ہوئی تھی) معہ سوارا ن بار یگاڈ گورنری

مونٹ روڈ سے ہوتے ہوئے داخل عمدہ باغ (یہ باغ خیر النسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک مرحوم کی بیگم ہیں) ہوئے۔ آپکے دیکھنے کے لئے ریلوی اسٹیشن سے عمدہ باغ تک ہزارہا مخلوق خدا کا اژدحام تھا۔ دوسرے روز اعلیحضرت ۱۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ پر گورنمنٹ ہوز میں رونق افروز ہوئے۔ اور گورنر بہادر مدراس سے ملاقات فرمائی۔ اسکے تھوڑی دیر بعد مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوئے۔ اسی روز شام کے ۴ گھنٹہ ۳۰ منٹ پر گورنر بہادر مدراس بہمراہم بازدید اعلیحضرت کے لئے عمدہ باغ آئے۔ اسکے بعد انجمن اسلامیہ وہنود مدراس نے بارگاہ خسروی میں اپنے اپنے تہنیت نامے گذرانے کی عزت حاصل کی۔ جسکے جواب میں اعلیحضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ۔

"میں مسرور اور خوش ہوا کہ اہل مدراس نے میرے آنیسے خوشدلی اور اسقدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے اور اپنے اپنے بنگلے اور مہربان خواہشیں جو میری جانب ظاہر کی ہیں۔ میں انکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور یہ امر بھی یقین ہے کہ یہاں کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما یادگار میں اپنے ہمراہ واپس لیجاؤنگا۔"

بعد ازاں اعلیحضرت نے پانچ ہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولیس غربا کو تقسیم فرمائی۔ اور اس شب عمدہ باغ میں کثرت سے روشنی ہوئی۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ خیر النسا بیگم صاحبہ کے جانب سے اعلیحضرت کی ضیافت کمال تکلف کیساتھ انجام پائی۔ الحاصل گورنمنٹ برطانیہ اور اہل اسلام وہنود مدراس نے اعلیحضرت کے خیر مقدم میں تعظیم ومسرت کا کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ اور وایسرائے بہادر تین روز کے قیام کے بعد ۲۰ جمادی الاول ۱۳۰۳ھ کو ساڑھے دس بجے رات کے کلکتہ کے عزم سے جہاز پر سوار ہوئے۔ اور صبح کو کلکتہ کی جانب بخیر وعافیت روانہ ہوا۔ ادھر اعلیحضرت بھی ۲۳ جمادی الاول دوشنبہ کو ۸ بجے دن کے مدراس سے سوئے خدم حشم

دارالسلطنت حیدرآباد کو کوچ فرمائے۔ اور غرہ جمادی الثانی روز دوشنبہ کو حیدرآباد داخل ہوئے

عطیۂ خطابات جشن نوروز باتہ ۱۳۴۰ف

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۴۰ف کو ایوان شاہی میں جشن نوروز کا دربار منعقد ہوا۔ اور ارکان سلطنت واعیان دولت وعہدہ داران مملکت کو حسب اعزاز ومراتب خطابات ومناصب کی سرفرازی ہوئی۔

نمبر شمار	نام	خانوادگی درباری	خطابی	درباری	عطیہ	مناصب
۱	خورشید الدولہ	.	.	خورشید الملک		دراصل واضافہ منصب چہارہزاری چہارہزار سوار
۲	شمس الدولہ	.	.	شمس الملک		دراصل واضافہ منصب چہارہزاری چہارہزار سوار
۳	محمد کریم الدین	محمد کریم الدین خان بہادر شمشیر جنگ	.	.		دراصل واضافہ منصب دوہزاری دوہزار سوار
۴	شہاب جنگ	.	.	مختار الدولہ	افخم الملک	دراصل واضافہ منصب چہارہزاری دوہزار سوار
۵	بہرام جنگ	.	.	بہرام الدولہ	.	دراصل واضافہ منصب سہ ہزاری دوہزار سوار
۶	منیر نواز جنگ	.	.	محسن الدولہ	محسن الملک	دراصل واضافہ منصب سہ ہزار پانصدی دوہزار پانصدی سوار
۷	سروکار الدولہ	.	.	.	سرآدیر الملک	دراصل واضافہ منصب سہ ہزار پانصدی دوہزار پانصدی سوار
۸	معتمن جنگ	.	.	عماد الدولہ	.	دراصل واضافہ منصب دوہزاری دوہزار سوار
۹	منظم جنگ	.	.	لطیف الدولہ	.	دراصل واضافہ منصب دوہزاری دوہزار سوار
۱۰	سید عبدالرزاق	سید عبدالرزاق خان بہادر	اصف نواز جنگ	.	.	منصب دوہزاری دوہزار سوار
۱۱	مدبر جنگ	.	.	سیف الدولہ		دراصل واضافہ منصب دوہزاری دوہزار سوار

۱۲	مولوی عتیق الرحمٰن خان بہادر		عہدہ بخشی			واصل افسانہ منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۳	مولوی مہدی حسین	مولوی مہدی حسین خان بہادر	فتح نواز جنگ			منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۴	منشی محمد صدیق	منشی صدیق حسن خان بہادر	صدیق یار جنگ			منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۵	محمد فصیح الدین	محمد فصیح الدین خان بہادر				منصب یکہزاری
۱۶	احمد حسین	احمد حسین خان بہادر				منصب یکہزاری
۱۷	یاور حسین	یاور حسین خان بہادر				منصب یکہزاری
۱۸	کپتان میر ہاشم علی	میر ہاشم علیخان بہادر				منصب یکہزاری

ولادت باسعادت شہزادہ میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر

۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ مطابق ۵ اپریل ۱۸۸۶ء ۲۹ اردی بہشت ۱۲۹۵ف یکم چیت سدی نل ۱۰ روز دوشنبہ کی شب میں (صبح کو اسکے سہ شنبہ تھا) عزۂ باصرۂ اقبال۔ خورشید افق جاہ و جلال یادگار ظل اللہ ذوالجلال۔ آقائے جہان و جہانیان پرنس میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر تولد ہوئے اور اس مسرت جاوید و بہجت مزید میں ۴ رجب ۱۳۰۳ھ روز دوشنبہ جملہ دفاتر سرکار عالی کو عام تعطیل دیگئی۔ غربا و مساکین کو ہزارہا روپیوں کی خیرات و مبرات تقسیم کیگئی۔

ورود لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر

۲۸ صفر ۱۳۰۴ھ کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر رونق بخش حیدرآباد ہوئے اعلیحضرت نے بکمال مسرت بہجت لارڈ ممدوح کی ضیافت و مہمانداری کا انتظام و اہتمام فرمایا۔ اور ان کے لئے لاکھ روپیہ کی منظوری عطا کی۔ چنانچہ اس تقریب میں تمام شہر (حیدرآباد) و البن بنا ہوا جا بجا رنگ برنگ کے پھریرے لٹکائے گئے تھے۔ اور متعدد مقامات پر خوشنما مکانین تیار کیگئی تھیں۔ اکثر

جگہ دیلکم و مبارکباد کے صاف و جلی حروف اردو اور انگریزی میں نمایاں کئے گئے تھے۔ جملہ دفاتر سرکار عالی کو اس جشن کا لطف اٹھانیکے لئے دو روز کی تعطیل عام دیگئی تھی۔ الحاصل یسرائی بہادر کی آمد پر ایک عالیشان دربار بھی منعقد کیا گیا۔ اور خاطر خواہ آؤ بھگت کیگئی۔ طرفین سے کمال تپاک کیساتھ حسب قاعدہ ملاقات و بازدید کے رسوم ادا ہوئے۔ اسکے بعد یسرائے بہادر کمال مسرت کیساتھ حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے۔

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۰۴ھ میں اعلیحضرت نے کرنل مارشل کو اپنا معتمد پیشی مقرر فرمایا۔ اور فرمان قضا شیم نافذ ہوا کہ دیوانی کے جملہ کاغذات وامثلہ کرنل موصوف کے ذریعہ پیش ہوا کرین۔

جمادی الاول ۱۳۰۴ھ میں ملکہ معظمہ کی پنجاہ سالہ گولڈن جوبلی کی تقریب میں تمام شہر آراستہ کیا گیا۔ اور جابجا روشنی ہوئی۔ اور نہایت مسرت و شادمانی کیساتھ جشن منایا گیا۔ جملہ دفاتر سرکار کو دو روز کی عام تعطیل دیگئی۔ مدارس وغیرہ میں خوب کھیل تماشے ہوئے۔ اعلیحضرت نے ایک عظیم الشان دربار منعقد فرمایا۔ اور اپنے جانب سے بغرض شرکت جشن گولڈن جوبلی نواب سر آسمانجاہ بہادر کو لنڈن روانہ کیا۔

۲۴ رجب ۱۳۰۴ھ کو ایک فرمان خسروی شرف نفاذ فرمایا کہ "چونکہ اکسلنسی نواب عماد السلطنت بہادر نے بوجہ علالت مزاج خدمت مدار المہامی سے استعفا دیدیا ہے۔ لہذا تا تقرر مدار المہام دیگر خود اعلیحضرت بنفس نفیس وبذات خاص بلا کسی توسط و وزیر کے امور ریاست کو انجام دینگے"۔

۱۱ شعبان ۱۳۰۴ھ کو اعلیحضرت نے بفرط مراحم خسروانہ نواب آصف یار الملک بہادر اور نواب میر الملک بہادر کو کونسل آف اسٹیٹ کے ارکان مقرر فرمایا۔

انتقال شہزادۂ اکبر نواب میر فاروق علیخان بہادر

اسی سال ۱۳۱۴ھ میں شہزادہ اکبر نواب میر فاروق علیخان بہادر کا انتقال ہوا۔ اس حادثۂ جانکاہ کے وقوع پر جملہ دفاتر سرکار عالی کو دو یوم کی عام تعطیل دیگئی۔

سرافرازی و ارزانی خطاب آسمانجاہ بہادر

چند روز تک تو اعلیحضرت نے بذات خاص اپنے دست قدرت میں عنان حکومت کو لیکر انتظام کار فرمایا۔ اور پیشی خداوندی میں امورات مدارالمہامی کی پیش کرنیکے لئے مسٹر کرنل مارشل کا گزر رہے۔ مگر ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۱۴ھ کو اعلیحضرت نے بنظر مراحم خسروانہ نواب آسمانجاہ بہادر کو خدمت جلیلۂ مدارالمہامی سے بطور منصرمانہ سرفراز فرمایا۔

جب ۱۳۱۵ھ میں نواب شمشیر جنگ بہادر کے انتقال سے کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت خالی ہوئی تو اعلیحضرت نے بالطاف شاہی و عنایات نامتناہی نواب حسام الملک خانخانان بہادر کو رکنیت مذکور پر مقرر کیا۔

انہیں ایام میں کنٹنجنٹ حیدرآباد کی فوج ملک برہما کی لڑائی میں فتحیاب و کامیاب ہوکے آئی جسکی نسبت اعلیحضرت نے اپنی کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ

۶ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ کو حسب معمول اعلیحضرت حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کا ہمایون رسم ادا ہوا۔ ۱۱ اور ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ کو تقریب مذکور میں ایک عالیشان دربار منعقد ہوا۔ جس میں چند امرائے نامدار و افسران ذی وقار کو خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔

نشان شماره	نام	خانی و بهادری	جنگی	دولتی	ملکی	دفتری	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	محمد نوازالدین خان	محمد فخرالدین خان بهادر	نامور جنگ	اقتدارالدوله	سلطان الملک	.	پنجهزاری منصب و چهارهزار سوار علم و نقاره و پالکی چتردار
۲	شمشیر بهادر	.	بهادر جنگ	.	.	.	سههزاری منصب دوهزار سوار علم و نقاره
۳	میر عنایت حسین	شاه نواز خان بهادر	فتح یار جنگ	.	.	.	دوهزاری منصب یکهزار سوار و علم
۴	سید دار علی	سید سردار علی بهادر	سهراب جنگ	.	.	.	دوهزاری منصب یکهزار سوار و علم
۵	راجه شیوراج بهادر	.	.	.	.	دهرم و نت	چارهزاری منصب دوهزار سوار و علم و نقاره
۶	مختار یار جنگ	.	.	جلال الدوله	.	.	سههزاری منصب دودهزار سوار و علم و نقاره
۷	سلطان نواز جنگ	.	.	شمشیر الدوله	شمشیر الملک	.	سههزار و پانصدی منصب دودهزار و پانصد سوار و علم و نقاره
۸	صمصام جنگ	.	.	صمصام الدوله	.	.	سههزاری منصب دودهزار سوار و علم و نقاره
۹	حاجی سید غلام محمد	سید غلام محمد خان بهادر	آسمان یار جنگ	.	.	.	دوهزاری منصب یکهزار سوار و علم

عطیهٔ خطابات جشن سالگرهٔ مبارک تا ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۰۸

۲۳ ربیع الثانی سنه کو که پهراسی سالگرهٔ مبارک متذکره بالا کی متعلق بارگاه شاهی تهی لهذا اعزاز ذیل کی خطابات و مناصب عطا هوئے

نشان شماره	نام	خانی و بهادری	جنگی	دولتی	ملکی	دفتری	مناصب
۰	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	سلیمان یار جنگ	.	.	علی یار الدوله	.	.	سههزاری منصب دودهزار سوار علم و نقاره

۲	رسول یار خان	رسول یار خان بہادر	.	محی الدولہ	حکیم الحکما	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ	
۳	ہور جنگ	.	.	اشرف الدولہ	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ	
۴	قادر جنگ	.	.	قادر الدولہ	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ	
۵	عالم علی	عالم علیخان بہادر	رستم جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۶	مولوی چراغ علی	چراغ علیخان بہادر	اعظم یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۷	مولوی شیخ احمد	شیخ احمد خان بہادر	رفعت یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۸	محمد فتح الدین	.	منیر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۹	مسیح الدین خان مفتی اول	مسیح الدین خان بہادر	.	محبوب نواز الدولہ	عمدۃ العلما	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ	
۱۰	خواجہ سرور علی	خواجہ سرور علیخان بہادر	اکبر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۱۱	محمد وقار الدین	محمد وقار الدین خان بہادر	بہادر دل جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۱۲	سید باقر علیخان بہادر	.	باقر نواز جنگ	.	عمدۃ الحکما	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۱۳	سید علیخان بہادر	.	حیدر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۱۴	محمد صدر الدین	محمد صدر الدین خان بہادر	شرف یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۱۵	محمد مختار الدین	محمد مختار الدین خان بہادر	ہژبر جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۱۶	محمد امام الدین	محمد امام الدین خان بہادر	.	.	.	یکہزاری منصب	
۱۷	محمد فرید الدین	محمد فرید الدین خان بہادر	.	.	.	یکہزاری منصب	
۱۸	محمد جمال الدین	محمد جمال الدین خان بہادر	.	.	.	یکہزاری منصب	
۱۹	محمد سید علی	محمد سید علیخان بہادر	صفدر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	
۲۰	احمد بن شمس	احمد خان بہادر	انتہا جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم	

۲۱	محمد بہادالدین	محمد بہادالدین خان بہادر	بشیر نواز جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و کمیز اسوار و علم
۲۲	سردہ محمد غفور	اعتماد نواز خان بہادر	.	.	.	.	چہار صدی منصب

۱۴ شوال ۱۲۷۳ھ م ۲۵ جون ۱۸۵۷ء روز دوشنبہ کو ایک عظیم الشان دربار مین (جو خلوت کے صحن مین منعقد ہوا تھا۔ جسمین بڑے بڑے امراء۔ جاگیردار۔ معزز جمعدار۔ اعلیٰ عہدہ دار سیف و قلم حاضر تھے) اعلیحضرت نے بفرط نوازش و مراحم خسروانہ نواب سر آسمانجاہ بہادر کو خلعت دیوانی سے باستقلال سرفراز فرمایا۔ اور خلعت مین حضرت غفران مآب (میر نظام علیخان بہادر) کا ملبوس خاص عنایت ہوا۔ اور سات عدد جواہر بیش بہا۔ سرپیچ۔ طرہ۔ ہار۔ کنٹھی۔ بازوبند۔ بجہبند۔ دست بند۔ اپنے دست مبارک سے سر دربار مرحمت فرمایا۔

۱۶ شوال ۱۲۷۳ھ م ۲۷ جون ۱۸۵۷ء روز چہارشنبہ کو رزیڈنسی مین ایک بہت بڑا شاندار دربار ہوا۔ جسمین خود اعلیحضرت معہ دیگر ارکان و اعیان دولت کے شریک تھے۔ چنانچہ اس دربار مین مسٹر۔ ای۔ پی۔ ہاول رزیڈنٹ بہادر نے ڈاک مغطہ کے طرف سے نواب سر آسمانجاہ بہادر کو مع رتبہ طبقہ اعظم ناٹ کمانڈر سلطنت ہند عنایت کیا۔ اور اس کو اپنے ہاتھ سے نواب ممدوح کے سینہ پر جاب چپکایا۔

۱۲ ذیقعدہ ۱۲۷۳ھ کو نواب سر آسمانجاہ بہادر حسب اجازت اعلیحضرت بعزم تعاقات و سیر اے بہادر شملہ روانہ ہوئے۔ اور یہان نواب سر وقار الامرا بہادر و نواب مشیر الملک بہادر نے باتفاق مدار المہامی کی خدمت کو انجام دیا۔

۱۳۰۶ھ مین اعلیحضرت نے چار ہزار کلدار کا چک یونائٹڈ انڈین پاپیٹ ایسوسی ایشن کی امداد کے لئے سر سید احمد خان کے پاس روانہ فرمایا۔

جس سے ایسی ایشن کی پوری پوری ہمدردی ہوئی۔

تشریف آوری ڈیوک آف کینٹ

انہیں ایام میں ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کینٹ کے تشریف آوری کی خبر گرم ہوئی۔ چنانچہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ روز شنبہ کو پونے سات بجے شام کی اسپشل ٹرین میں نواب مدار المہام بہادر مع ایک عہدہ دار کے استقبال کیلئے تانڈور تشریف لیگئے۔ اور نواب عماد الدولہ بہادر نے منجانب اعلیحضرت گلبرگہ شریف تک استقبال کیا۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ م ۲۳ جنوری ۱۹۱۸ء روز چہارشنبہ دس بجے دن کے اسپشل ٹرین کے ذریعہ ڈیوک آف کینٹ اسٹیشن نام پلی پر اوترے اور اعلیحضرت بھی اپنے معزز میہمان کے استقبال کیلئے وقت مقررہ سے چند منٹ قبل اسٹیشن پر رونق افروز تھے۔ نہایت تپاک و گرمجوشی کیساتھ طرفین سے ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر بلدۂ حیدرآباد عمدہ طور پر آراستہ کیا گیا تھا۔ الحاصل جلسہ نہایت تزک و احتشام کیساتھ انجام پایا اور ڈیوک ممدوح حسب پروگرام رخصت ہوئے۔

کچھ روزوں بعد نواب مدار المہام بہادر۔ ولیسرائے بہادر کی ملاقات کیلئے کلکتہ گئے انہیں ایام میں اعلیحضرت نے عماد الدولہ کو اپنا پریوٹ سکرٹری مقرر فرمایا۔ اور علاوہ اسکے سر رشتہ تعلیم کا بھی تعلق اُنکے لئے بدستور قائم رہا۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی صراحت کردیگئی کہ پریوٹ سکرٹری کا کوئی تعلق اور توسط مدار المہام کے کارہائے متعلقۂ انتظام اور لوازم انتظام ملک سے نہوگا۔

رونق افروزی قاضی پلی

ایک عرصہ سے اعلیحضرت شکار کا قصد نہیں فرمایا تھا۔ اسلئے ۲۷ رجب ۱۳۳۶ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۱۸ء روز شنبہ کو قاضی پلی (ضلع میدک) کے جانب تشریف فرما ہوئے۔ اس دفعہ ہمراہیوں میں میجر گلگریٹ (ملٹری سکرٹری رزیڈنٹ بہادر) نواب شمس الملک بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔

نواب افسر جنگ بہادر۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب (نادر جنگ بہادر) حکیم الممالک۔ میر تمتاز علیصاحب (تمتاز یار الدولہ) موجود تھے۔ دس بجے قاضی پلی پہونچے۔ ایک شیر نر شکار اجل بنا۔ دوسرے دن بلدہ واپس ہوئے۔

نہضت افزائے جٹ پلی

۱۱ شعبان ۱۳۰۶ھ م ۱۲ اپریل ۱۸۸۹ء روز جمعہ کو اعلیحضرت نے شیر کے شکار کے لئے جٹ پلی کا قصد فرمایا۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ سلطان الحکما۔ مرزا طفیل علیبیگ صاحب (نادر جنگ بہادر) مرزا داور علی بیگ (داور الملک بہادر) مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب (اسد یار الدولہ بہادر) میر تمتاز علیصاحب (تمتاز یار الدولہ بہادر) ہمراہ رکاب تھی سواری ۱ بجے منزل مقصود پر پہونچی۔ راپور کے جنگل مین ایک شیر شکار ہوا۔ اسدفعہ اعلیحضرت نے جھاڑ پر مچان بند ہوایا تھا۔ ورنہ ابتک اکثر ہاتھی پر سوار شکار فرماتے تھے۔ یہ شیر ۳ فٹ ۹ انچہ اونچا۔ اور ۱۰ فٹ لانبا تھا۔

دوسرے روز تلاریڈی کے مقام پر ایک شیر بدف اجل ہوا۔ اور واپسی کے موقعہ پر بوجہ تاریکی شب اور ضرائی راستہ کے اعلیحضرت کی گاڑی الٹ گئی۔ خداوند عالم نے اپنا فضل فرمایا۔ کسی قسم کی مضرت نہ پہونچی۔ چونکہ اس موضع کی آب وہوا نہایت خوشگوار تھی اسلئے اعلیحضرت چند روز کے قیام کے بعد مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے۔

رونق افروزی پاکہال آلیر و پربت گیری

حوالی تالاب پاکہال شیر کے شکار کے لئے نہایت مشہور ہین۔ بیشتر بوجہ کثرت جھاڑی وغیر آبادی و قلت آب کیونکہ وہان پر بجز پاک و کچلہ کی جھاڑی کثرت کے ساتھ ہے) انسان کا گذر سخت مشکل تھا۔ لیکن ۱۳۰۴ف مین ورنگل و بجواڑہ کے جانب ریل کی

اجرائی سے پاکہال کا جانا نہایت آسان ہوگیا ہی۔ اور ریل گاڑی بلدہ سے ۹ گھنٹہ مین اسٹیشن تی کنڈہ کو پہونچتی ہی۔ وہان سے پاکہال کا تالاب ۳۴ میل پر واقع ہی۔ الحاصل غرۂ ماہ رمضان ۱۳۱۶ھ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء کو اعلیحضرت نے پاکہال کا ارادہ فرمایا صبح کے وقت اسپشل گہن پورہ پہونچی۔ وہان سے کنڈہ کنڈہ (جو ۲۰ میل ہے) کو گاڑی مین تشریف لیگئے۔ اسی مقام پر اعلیحضرت کے پاؤن مین ایک پہنسی کل آئی جسکی تکلیف اُنکو چند روز تک بیحد رہی۔ چنانچہ ڈاکٹر لاری بلائے گئے۔ علاج وغیرہ ہوا۔ اور امن و امان کی حالت مین اعلیحضرت پالکی مین سوار ہوکر جہاڑ کی مچان پر رونق افروز ہوئے۔ دفعتاً شیر نکلا فاضل بیگ شکاری سے سامنا ہوگیا۔ اُس نے اپنے کو ایک نالہ مین گرادیا۔ اور شیر اُس پر سوار ہوگیا۔ اور اُسکے پنجہ شانہ پر ایسا مارا کہ شکاری کوٹ پھٹ کر دیڑھ انچہ گہرے تین ناخن صوندہے پر لگے۔ اور ایک انچہ گہرا۔ اور تین انچہ لانبا زخم سر مین بھی آیا۔ اسکے بعد شیر چلتا بنا۔ اور فاضل بیگ کا علاج ڈاکٹر سید احمد علی صاحب نے نہایت تجربہ کے ساتھ کیا۔ تقریباً دو مہینے مین صحت حاصل ہوئی۔ ۱۰ رمضان کو اعلیحضرت کنڈہ کنڈہ سے پربت گیری (یہ اسٹیشن تی کنڈہ سے ۶ میل پر ریلوی لین کے جنوب مین واقع ہی) روانہ ہوئے ۱۴ رمضان ۱۳۱۶ھ کو اسی مقام پر خبر آئی کہ مہاراجہ مذہر پرشاد بہادر نے ۱۲ رمضان ۱۳۱۶ھ روز شنبہ کو انتقال کیا۔ اور ۲۳ رمضان کو مرزا طفیل علیبیگ صاحب نے ایک لڑکا مارا۔ اور ایک شیر زخمی ہوا۔ مگر ملا نہین۔ ۲۹ رمضان کو پربت گیری سے ہنمکنڈہ کے جانب کوچ ہوا۔ غرۂ شوال ۱۳۱۶ھ کو عید الفطر کا دربار صوبیداری کی کچہری مین مقرر ہوا۔ نواب اعظم یار جنگ بہادر صوبہ دار اور مسٹر فرامجی اول تعلقدار نے نہایت عمدگی کیساتھ انتظام کیا تہا۔ ۹ بجے کے بعد اعلیحضرت برآمد ہوئے۔ نذرین لین اور چند روز قیام کرنے کے بعد حیدرآباد واپس ہوئے۔

افسوس ہی کہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ کو روز یکشنبہ کو ساڑہے تین بجے دن کے نواب عماد السلطنت انتقال فرمایا۔ اور اعلیحضرت نے کمال درجہ رنج و ملال کا اظہار کیا۔ اور ایک روز کی عام تعطیل تمام دفاتر سرکاری

کو دینے کے لیئے حکم دیا۔

۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ کو اعلیحضرت نے اُن مسلمان طلبا کی اعانت کے لئے دس ہزار روپیہ سالانہ کا عطا کرنا منظور فرمایا۔ جو حیدرآباد کے علاوہ اقطاع ہندوستان مین کالج کلاسوں کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کرنے سے بوجہ اپنی مفلسی کے قاصر رہتے ہین۔ اور یہ اعانت بنام وظائف نظامیہ موسوم ہوئی اور اسکی تقسیم اسطرح قرار پائی کہ (۱) ممالک شمالی و مغربی علیگڈھ کالج (ایک سو کلدار ماہانہ) (۲) بنگالہ بہار پٹنہ کالج کو (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۳) صوبہ بمبئی کے مسلمانونکے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۴) اودھ مین کیننگ کالج کو (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۵) صوبہ مدراس کے مسلمانونکے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۶) صوبہ پنجاب کے مسلمانونکے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ)

انہین ایام مین نواب سر آسمانجاہ بہادر حسب اجازت اعلیحضرت کوئلہ کی کان اور بلسگانہ کے دیگر حالات و دفاتر کی کارروائی دریافت کرنیکی غرض سے روانہ ہوئے۔ اور اس قلیل عرصہ مدت مین نواب اقبال الدولہ بہادر نے مدار المہامی کے ضروری امور کی انجام دہی فرمائی۔

۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ کو صبح کے سوا چھ بجے نواب منیر الملک بہادر نے سفر آخرت کیا اور اعلیحضرت نے اس افسوسناک واقعہ پر اپنا دلی افسوس ظاہر فرمایا۔ اور مرحوم کے خاندان کے نسبت شاہانہ ہمدردی فرمائی۔ اور اس حادثۂ جانکاہ کے یادگار مین ایکروز کی عام تعطیل دیگئی۔

اسی سال بمنظوری اعلیحضرت یہ قرار پایا کہ ہر سال پانچ طالب العلم علوم مفیدہ (مثلاً طبابت و انجنیری وغیرہ) کے حاصل کرنے کے لئے سرکاری خرچ سے ولایت بھیجے جائین۔

۱۴ رجب ۱۳۲۷ھ کو نواب اقبال الدولہ بہادر بارگاہ خسروی سے معین المہامی مال و فوج (جو نواب منیر الملک بہادر کے انتقال کی باعث مامور طلب تھی) کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔

انہین ایام مین نواب سر آسمانجاہ بہادر۔ ڈیوک آف کینائٹ و پرنس البرٹ وکٹر کی ملاقات

الوداعی کے لئے عازم بمبئی ہوئے۔ اور وہاں سے اجمیر شریف و اورنگ آباد ہوتے ہوئے مراجعت فرمائے بارہ ہوئے۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۰۸ھ

جسمیں ۱۱ ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ میں سالگرہ مبارک کا جشن نہایت تکلف کیساتھ منایا گیا اور ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ کو بارگاہ خسروی سے ارکان دولت و اعیان سلطنت کو حسب ذیل خطابات و مناصب عطا ہوئے۔

نمبر شمار	نام	خاندانی	نجی	ردلائی	حکمی	امرائی	راجہ بہادر	منصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	قیام الملک	.	.	.	.	تمنا الامرا	.	منصب ہزاری منصب و شش ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی
۲	رفیع الدولہ	.	.	.	عمید الملک	.	.	چہار ہزاری منصب سہ ہزار سوار علم و نقارہ
۳	فتح یار جنگ	.	.	سہام الدولہ	شجاع الملک	.	.	سہ ہزار پانصدی منصب سہ ہزار سوار علم و نقارہ
۴	مرزا داور بیگ	مرزا ہادی علی خان	داور یار جنگ	داور الدولہ	عماد الملک	.	.	سہ ہزار و پانصدی منصب دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ
۵	عماد الدولہ	.	.	.	عماد الملک	.	.	سہ ہزار پانصدی منصب سہ ہزار سوار علم و نقارہ
۶	آصف نواز جنگ	.	.	آصف الدولہ	آصف نواز الملک	.	.	سہ ہزار پانصدی منصب دو ہزار سوار علم و نقارہ
۷	انتصار جنگ	.	.	وقار الدولہ	وقار الملک	.	.	سہ ہزار پانصدی منصب دو ہزار سوار علم و نقارہ
۸	سید انوار حسین عظام جنگ	سید انوار حسین	قیام جنگ	غضنفر الدولہ	.	.	.	سہ ہزار پانصدی منصب دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ
		.	.	عظام الدولہ	.	.	.	سہ ہزار پانصدی منصب دو ہزار سوار علم و نقارہ

۱۰	حیدر جنگ	.	.	حیدر الدولہ	.	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۱	قوت جنگ	.	.	قوت یار الدولہ	.	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۱۲	مقرب جنگ	.	.	مقرب الدولہ	.	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۳	میر شمامت علی	میر شجاعت علیخان بہادر	آفتاب جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۴	سید محمود علی	میر محمود علیخان بہادر	احتشام جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۵	میر قدرت علی	میر قدرت علیخان بہادر	حشام جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۶	خواجہ ہمایوں علی	خواجہ ہمایوں علیخان بہادر	فخر نواب جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۷	خواجہ بہرام علی	خواجہ بہرام علیخان بہادر	فیضیاب جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۸	سید علیم الدین	سید علیم الدینخان بہادر	عظمت جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۹	مرزا اسمعیل بیگ	مرزا اسمعیل بیگ	اسد یار جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۰	مرزا اشرفعلی بیگ	مرزا اشرفعلی بیگ	مظفر یار جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۱	مرزا اسمعیل بیگ	مرزا اسمعیل بیگ	نادر جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۲	میر محمد علی	میر محمد علیخان بہادر	سردار جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۳	خواجہ کریم الدین	خواجہ کریم الدینخان بہادر	قائم جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۴	خواجہ عباد اللہ	خواجہ عباد اللہ خان بہادر	تیمور جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۵	مراد حسین	مراد حسین خان بہادر	منصف جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۶	غلام محمد تقی	غلام محمد تقیخان بہادر	لشکر جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۷	میر محمد یار	میر محمد یار خان بہادر	اشرف جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۸	میر عابد علی	میر عابد علیخان بہادر	صولت جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم

۲۹	میر حافظ علی	میر خانم علیخان بہادر	انتخاب جنگ	.	.	.	.	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۰	احمد حسین	احمد حسین خان بہادر	ستہوجنگ	.	.	.	.	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۱	مولوی مظہر الدین	مولوی مظفر الدین خانصاحب بہادر	امیر یار جنگ	.	.	.	.	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۲	منشی فرامرجی	منشی فرامرجی صاحب	فرامرجنگ	.	.	.	.	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۳	میر رات علی	میر رات علیخان بہادر	رات جنگ	.	.	.	.	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۴	میر آفتاب علی	میر آفتاب علیخان بہادر	حسین یار جنگ	.	.	.	.	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۵	میر اکبر علی	میر اکبر علیخان بہادر	حمید یار جنگ	.	.	.	.	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۶	مانک پرشاد	.	.	.	.	.	راجہ مانک پرشاد بہادر	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۷	سدا شیو راؤ	.	.	.	.	.	راجہ سدا شیو راؤ بہادر	.	یکہزاری منصب یکصد سوار
۳۸	راجہ شیر راؤ	.	.	.	.	.	راجہ شیر راؤ بہادر	.	یکہزاری منصب یکصد سوار
۳۹	ٹیپو خان	ٹیپو خان بہادر	.	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۴۰	امیر علی	امیر علیخان بہادر	.	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب

اسی سال ۱۳۰۰ھ میں مطلب کی نیوتانی ہر ایک سمت میں کہولے گئے۔ اور پوسٹ کارڈ کا طریقہ بھی نکالا گیا۔

رونق افروزی مانکوٹہ

۱۰ رمضان ۱۳۰۰ھ ۲۰ اپریل ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ کو اعلیحضرت بغرض شکار شیر مانکوٹہ روانہ ہوئے۔ یہاں نادر جنگ کے روبرو ایک شیر آیا اور انہوں نے اسکو مار لیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے ایک مادہ شیر کا شکار فرمایا۔ اور ایک شیر آپکے ہاتھ زخمی ہوکر نکل گیا۔ مگر وہ بہت ہی قریب میں بیٹھ گیا تھا

اتنے مین مسٹر شیفرڈ ملازم ریلوی کا گذر ادھر سے ہوا۔ وفعتاً شیر نے اُن پر حملہ کیا۔ لیکن زخم کے باعث نہایت ناتوان ہوگیا تہا۔ اسلئے اُس سے پورا حملہ نہو سکا۔ الی اصل مسٹر شیفرڈ حملہ کے ساتھ ہی زمین پر گر پڑے۔ اور عجلت کیساتھ شیر کے منہ مین بندوق چلائی۔ شیر اُلٹ کر گرا۔ اگر اسوقت مسٹر شیفرڈ کے حواس درست نہ رہتے تو شیر مرتے مرتے انکا بھی خاتمہ کر ڈالتا۔ دوسرے روز ایک چیتل اعلیحضرت کے ہاتھ شکار ہوا۔ غرہ شوال کو ۱۱ بجے دن کے حیدرآباد واپس ہوئے۔

مقدمہ مسٹر جیکب

صفر ۱۳۲۹ھ مین مسٹر جیکب کے مقدمہ کا وقوع ہوا۔ جسمین ایک بیش بہا الماس کے متعلق اعلیحضرت نے حسب بیعت غرا اپنا اظہار بذریعہ کمیشن قلمبند فرمایا جسکو بعض رعایائے دکن نے اپنی کم فہمی کیوجہ سے اس بات کو کمال رنج کی نظر سے دیکہا لیکن اعلیحضرت نے نہایت دوراندیشی اور دانائی کے ساتھ ایک فرمان کے ذریعہ اُسکے اصلی واقعات کا اظہار فرمایا۔ جو اس کمیشن کے لئے لاحق ہوئے تھے۔ اور رعایا کا رنج دور کرنیکے لئے پوری پوری کوشش کیگئی۔ چنانچہ فرمان مذکور ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

یور اکسلنسی نواب سر آسمانجاہ بہادر المہام مدار المہام سرکار عالی

مجھکو اطلاع ہوئی ہے۔ اور چند عرضداشتین بھی میرے سامنے پیش ہوئے ہین۔ جنمین مجھکو یقین دلایا گیا ہے کہ میری رعایا مین سے بعض لوگ اس کمیشن کو ناپسند کرتے ہین جو الماس کے مقدمہ مین میری شہادت قلمبند کرنیکے لئے جاری ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم وقت کا کسی عدالتی مقدمہ مین گواہی دینا خلاف شان حکومت اور رسم و رواج ملک کے خلاف ہے۔

ف ۲ مین نے جہانتک اس معاملہ پر غور کیا وہانتک معلوم ہوتا ہے کہ میری رعایا کے خیالات کا یہ اظہار چند مختلف وجوہ پر مبنی ہے۔ سب سے اوّل اور مقدم گروہ وہ ہے کہ جسکے دلون مین یہ خیال اپنی فرمانروا کے نسبت محض خیر خواہی اور وفاداری کی وجہ سے جوش زن ہوا ہے۔ اور جسکے واسطے حیدرآباد کی

رعایا ہمیشہ مشہور اور ممتاز رہی ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہی کہ بعض لوگ ایسے مذکرے فقط اس منشا سے بھی کرتے ہین کہ میرے دلمین میرے خیرخواہ عہدہ دارون کے طرف سے جو اس معاملہ مین میرے طرف سے اس کام مین مشغول رہے ہین بے اعتمادی پیدا کرین اور موجودہ انتظام کو بدنام کرین اور شاید معدودی چند ایسے لوگ بھی ہین جنکا اصلی مقصد صرف یہ ہی کہ کمیشن کی موقوفی سے مقدمہ کی غایت فوت ہوجاے۔

ف ۳ مجھکو اس سے پورا اطمینان ہی۔ کہ جن لوگون نے اس مقدمہ پر کچھ بھی غور کیا ہی۔ وہ زیادہ تر اول قسم کے گروہ مین شامل ہین۔ اور مجھے بہت خوشی ہی کہ میری رعایا دل سے مجھکو اسقدر عزیز رکھتی ہی۔ ایک فرمانروا کے لئے البتہ یہ امر افتخار اور مباہات کا موجب ہوتا ہی۔ کہ وہ اپنی رعایا مین اسقدر جہ ہردلعزیز ہو۔

ف ۴ باقی لوگون کے نسبت صرف اسقدر کہنا ضرور ہی کہ میرے عہدہ دارون نے جو کچھ کارروائی اس معاملہ مین کی ہی وہ ہر قسم پر اونہون نے میری علم اور میری منظوری سے کی ہی۔ اور میری عین خوشی ہی کہ اس مقدمہ کی متعلق قانونی کارروائی پوری طرح سے عمل مین آوے۔ گو اُنکا نتیجہ کچھ بھی ہو۔

ف ۵ لیکن میرے دل پر جسقدر اثر ہی وہ اول قسم کے لوگونکے خیالات کا ہی۔ اور اسلیے مین بہت خوش ہونگا اگر آپ میرے اس خط کو جریدہ اعلامیہ مین شائع کرادین۔ تاکہ وہ غلط فہمی رفع ہوجاے جسمین یہ گروہ مبتلا معلوم ہوتا ہے۔

ف ۶ المختصر واقعہ یہ ہی کہ مسٹر جیکب میرے پاس ایک اعلیٰ درجہ کی سفارش کیساتھ حاضر ہوئے تھے۔ اور مجھکو اس سے زیادہ اُن پر اعتماد کرنا پڑا جسکے وہ مستحق تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہون نے اس قسم کا برتاؤ کیا کہ موجداری عدالت مین اونپر تہمت اثر کرنا ضرور ہوگیا۔ اور یہ فرض کرکے کہ یہ مقدمہ یہان کی عدالتون مین بھی دائر ہوسکتا تھا۔ تو بھی قرین مصلحت یہی تھا کہ کلکتہ ہی مین اُسکو دائر کیا جاے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ الماس بھی فوراً دستیاب ہوگیا۔ اور ایک معتدبہ رقم بھی مسٹر جیکب سے بازیافت ہوکر جمع ہوگئی ہے۔ اور خود مسٹر جیکب گرفتار ہوکر تا فیصلۂ عدالت ضمانت پر رہا ہوے ہین۔

خ۔ اور کمیشن کا حال یہ ہی۔ اور شاید حیدرآباد کے لوگون کو معلوم نہین ہی کہ جن درخواست پر کمیشن جاری ہوا ہے وہ ہمارے ہی وکلا کے طرف سے اور خاص میرے علم اور اجازت سے پیش کیگئی ہی۔ ہمارے لائق ترین مشیران قانونی کی رائے یہی تہی کہ میری شہادت کے بغیر مقدمہ کی روداد ناقص رہجاویگی۔ اور بالفرض مقدمہ اگر حیدرآباد مین ہی دائر ہوتا تو اُس صورت مین ہی کمیشن کی ضرورت پیش آتی۔ کیونکہ ہماری عدالتین ہی اب اوس حال مین نہین ہین جو حالت کہ سابق مین کسی وقت اُنکی تہی۔ ہمارے لائق اور راستباز نظمار ہی اب کبھی ایک ایسے مقدمہ کی میری شہادت کے بغیر فیصل نہین کرسکتے تہے۔

خ۔ یہ بہی کہا گیا ہی کہ ممکن تہا کہ بند سوالات بہیجدیے جاتے۔ اور مین اُنکے جوابات یہان قلمبند کرکے روانہ کردیتا۔ مگر یہ خیال صرف قانون اور ضابطۂ عدالت کی ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر انگریزی قانون سے قطع نظر بہی کیجاوے۔ اور اسکا بہی لحاظ چہوڑدیا جاوے کہ میرا عین منشا ہی کہ مسٹر جیکب ہی جو کچہ قصور سرزد ہوا ہو۔ اُسکی جوابدہی کا اور انصاف حاصل کرنیکا اونکو پورا موقع دیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے عالم قضا نے بہی ایسی کسی شہادت کو کسی فریق کے خلاف مین جائز نہین رکہا۔ جو تحریری سوالات کی جواب مین تحریراً ادا کیجاوے۔ بدون اسکے کہ فریق متعلقہ کو اُسپر سوالات جرح کا موقع دیا گیا ہو۔ یہ سچ ہی کہ ایک زمانہ مین حیدرآباد کی عدالتین ایسی شہادت تک محض رقعون پر مقدمات کا فیصلہ کردیا کرتی تہین۔ مگر افسوسناک حالت اسوجہ سے تہی کہ اُسوقت حکومت کی قوت ضعیف تہی اور سرکاری عہدہ دارون کو امرا اور دیگر اعیان ذی وجاہت کے مقابلہ مین تائید نہین دیجاسکتی تہی ونظمار باوجود ہر قسم کی قابلیت اور نیک نیتی کے اپنی آزاد رائے سے کام نہین لیسکتے تہے۔ اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہی کہ حاکمان وقت پر اسکی وجہ سے کسقدر وبال عاید ہوتا تہا۔ اور مجہکو کا ہمیشہ دہسہ ہی کہ میری رعایا اس حقیقت حال پر مطلع ہونیکے بعد کبہی ایک لمحہ کیواسطے بہی جائز نہ کہے گی کہ دنیا مین یا آخرت مین یہ وبال میری ذات خاص پر عائد ہو۔

ف ۹ یہ بھی کہا جاسکتا ہی کہ اس خیالی اور فرضی کسر شان سے محفوظ رہنے کیلئے نقصان گوارا کرنا آسان تھا لیکن تھوڑے غور سے معلوم ہوجائیگا کہ اس قسم کی کارروائی کا نتیجہ اول تو یہ ہوتا کہ دوسرے لوگون کو بھی مسٹر جیکب کے قدم بقدم چلنے کی ترغیب و تحریص ہوتی۔ اور دوم یہ کہ میری رعایا اپنے فرمانروا کے اصلی عزت و شان کے متعلق کبھی اوس غلط فہمی سے نہ نکل سکتی جو عقائد اور سنت اسلام کے خلاف اُنکے اذہان مین مرتکز ہوگئی تھی۔ خداوند تعالیٰ جلّ شانہ خود ارشاد فرماتا ہی۔ ولا یاب الشھداء اذا ما دعوا یعنے شاہدون کو جبکہ اُن سے شہادت چاہی جاوے۔ ادائے شہادت سے پہلوتہی کرنا نہین چاہیئے"۔ مغرور سے مغرور اور جبّار سے جبّار مسلمان حاکم کی گردن بھی اس نظیر کے سامنے نیچی ہوجانی چاہیئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود اپنے زمانۂ خلافت مین فریق مقدمہ کی حیثیت سے عدالت کے سامنے حاضر ہوے۔ اور حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام نے اسی مقدمہ مین عدالت مین حاضر ہوکر شہادت ادا کی۔ مجھکو جو خداوند تعالیٰ جلّ شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے سوا کروڑ رعایا کی فرمانروائی کا مرتبہ بخشا ہی۔ مین ہرگز اسکی جرأت نہین کرسکتا کہ اپنے درجہ کو اہل بیت نبوت کے درجے سے فائق کرنا چاہون جنکی غلامی بھی میرے لئے موجب عزت و افتخار ہی۔

ف ۱۰ زمانہ کی رفتار اور شاہان وقت کے رسم و رواج کا اگر لحاظ کیا جاوے تو صرف یہ نظیر کافی ہے کہ ہز امپیریل ہائنس پرنس آف ویلز نے کئی مواقع پر بنفس نفیس عدالت کے سامنے حاضر ہوکر اظہار دیا ہی۔

ف ۱۱ آخر مین مین چاہتا ہون کہ میری محبوب رعایا کا ہر طبقہ امراء و جاگیردار و سپاہ اور دوسری عام رعایا جنکو مین اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتا ہون بخوبی سمجھ لین اور ہمیشہ کے لئے سمجھ لین کہ سابق مین گو کچھ ہی رسم و رواج رہا ہو۔ اور دوسرے فرمانرواؤن نے اپنے اختیار سے اپنے واسطے گو کیسے ہی حقوق قرار دے لئے ہون لیکن مین اپنی ذات خاص کیواسطے اس سے زیادہ کوئی حق قائم کرنا نہین چاہتا۔ جسکو خدا نے اور اُسکے رسولؐ نے میرے واسطے مقرر کردیا ہی۔ اور مین خدا کی درگاہ مین عاکر تا ہون

روانگی کیسامندرم و مانکوٹہ

۹ رمضان ۱۳۱۱ھ ۲۰ مارچ ۱۸۹۴ء روز شنبہ کو اعلیحضرت نے شکار شیر کے لئے بذریعہ ایشیل ٹرین کیسامندرم کا ارادہ فرمایا۔ یہاں ایک تیندوہ شکار ہوا۔ اور آٹھ روز کے قیام کے بعد مانکوٹہ روانہ ہوئے چونکہ ریل پہاڑوں میں سے جاتی ہے۔ اسلئے دور سے بالکل نظر نہیں آتی۔ اور سرکاری ہاتھی (جنکی تعداد ۲۴ زنجیر ہوگی) کیسامندرم سے نکل کر ریل کی سڑک پر آہستہ آہستہ مانکوٹہ کے طرف جا رہے تھے۔ دفعتاً ریل انکے قریب آ پہونچی۔ جب انجن ڈرائیور نے ان ہاتھیوں کو ریل سے اسقدر نزدیک دیکھا تو اسکے ہوش اڑ گئے۔ ریل تو فوراً رک نہیں سکتی تھی۔ اسلئے اُسنے بہت زور سے سیٹی دی۔ اور چشم زدن میں انجن ہاتھیوں کے بیچ میں ہوگیا۔ اور ہاتھی سیٹی کی آواز سے دائیں اور بائیں ہوگئے۔ لیکن فتح نصیب نامی ہاتھی۔ (جسپر کڑپی بارتھی) سڑک کے بیچ میں چل رہا تھا۔ اب انجن کے اگلے حصہ کی ٹکر اس ہاتھی کے شانہ میں اس زور سے لگی کہ ہاتھی کے پاوں اُٹھ گئے۔ اور ۱۰ فٹ بلند ہو کر ریل کی سڑک کے سیدھے طرف ایک دوسرے ہاتھی علی مدد نامی پر گرا۔ یہ ہاتھی (فتح نصیب) تو وہیں ڈھیر ہوگیا۔ مگر علی مدد کا بھی بایاں دانت ٹوٹ گیا۔ اس حادثۂ ناگہانی سے ڈرایور کی جان خوف کے مارے نکلی ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس گاڑی میں سوا کرٹوڑ رعایا کا حکمران رونق افروز تھا۔ اور اس ٹکر سے ڈرایور کو یہ خوف پیدا ہوگیا تھا۔ کہ کہیں ریل اُلٹ نہ جائے۔ یا انجن۔ ٹیوی لین سے علیحدہ نہ ہو جائے بہر حال یہ دونوں صورتیں بھی نہایت خوفناک تھیں۔ الحاصل ڈرایور نے تھوڑی دور جا کر ریل کو روکا۔ کیا بحمد اللہ و باقبال اعلیحضرت کسی ایک کو بھی بال برابر صدمہ نہ پہونچا۔ اور اعلیحضرت معہ میر مع الخیر ۴ بجے مانکوٹہ داخل ہوئے۔

بتاریخ ۸ اپریل رفیع الدین نامی جوان کو توالی کو (جو خیمۂ شاہی کے قریب پہرہ دے رہا تھا) سانپ نے کاٹا اور کوتوالی کا گارڈ دور ہونے سے کوئی جوان اسکا پہرہ بدلا نہ سکا۔ ہر چند دیگر ملازمان شاہی نے جوان

مذکور کو جانیکے لئے کہا۔ مگر اُسنے پہرہ خالی چھوڑنے سے انکار کردیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب زہر نے اثر کیا تو مجبوراً بیہوش ہوگیا۔ حسب الحکم خسروی لقمان الدولہ بہادر نے اُسکا علاج کیا۔ بفضلہ تعالی صحت حاصل ہوگئی بعد ازاں اعلیحضرت نے اُس جوان کو جمعداری پر ترقی کرکے پانسو روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ دوسرے روز سات بجے میں ایک شیر شکار ہوا۔ الحاصل ۲۰ شوال سنہ ۱۳۱۶ھ م ۱۹ اپریل سنہ ۹۸ء اعلیحضرت مانکوٹہ سے کوچ کرکے بلدہ رونق افروز ہوئے۔

گلدستہ

عطیۂ خطابات حسن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۱ھ

عطیۂ خطابات حسن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۲ھ

عطیۂ خطابات حسن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۳ھ

عطیۂ خطابات حسن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۶ھ

عطیۂ خطابات حسن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۱ھ

۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ کو حسب معمول سالگرہ مبارک کا رسم ہمایون ادا ہوا اور انور تصویر مذکور میں ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ

گو اکثر امرا رسلطنت و عہدہ دار ان ریاست خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	خانہ زادی	جنگی	دربار کی	حکمی	راجہ بہادر	خطاب و منصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	راجہ کشن پرشاد بہادر	.	.	.	.	.	راجگان راجہ	ہفت ہزاری منصب پنج ہزار سوار و علم و نقارہ و ماہی مراتب
۲	چندرا پرشاد	.	.	.	.	راجہ چندرا پرشاد بہادر		دو ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم
۳	راجہ شیوراج دیو پرشاد بہادر	.	.	.	.	.	راجہ جگان	پنج ہزاری منصب پنج ہزار سوار و علم و نقارہ و ماہی مراتب
۴	اشرف الدولہ بہادر	.	.	.	کرن الملک مدار المہام خان	.	.	چار ہزاری منصب چار ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی چہار دار
۵	قادر الدولہ بہادر	.	.	.	قادر الملک	.	.	چار ہزاری منصب چار ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی چہار دار
۶	راجہ لچھمیشور بہادر	.	.	.	.	راجہ راجگان مہاراجہ	نوازش فرمائی	چار ہزار یا پنجاہ ہزاری منصب چار ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی چہار دار
۷	لطیف الدولہ بہادر	.	.	.	لطیف الملک	.	.	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۸	جلال الدولہ بہادر	.	.	.	جلال الملک	.	.	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	نواب سراج الدولہ بہادر	نواب سراج الدولہ بہادر	نائم جنگ	دبیر الدولہ	فصیح الملک بہادر	.	.	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۰	محمد خواجہ شفیع الدولہ بہادر	محمد خواجہ شفیع الدولہ بہادر	حیات جنگ	حیات الدولہ	جانثار الدولہ	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۱	ستمگر جنگ بہادر	.	.	ستمگر الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۲	حکیم محمد حمید	محمد حمید خان بہادر	ظفر جنگ	ظفر الدولہ اشرف الملک	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۳	گوپی سہائے	.	.	.	.	راجہ گوپی سہائے بہادر	.	دو ہزاری منصب پنج ہزار سوار و علم
۱۴	بھگوان سہائے	.	.	.	.	راجہ بھگوان سہائے بہادر	.	دو ہزاری منصب پنج ہزار سوار و علم

۱۵	گردهرایی							راجه گردهرایی بهادر	دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۶	لوچن چند							راجه لوچن چند بهادر	دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۷	اندرکرن							راجه اندرکرن بهادر	دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۸	محمد امام الدین خان بهادر		دائم جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۹	محمد جمال الدین خان بهادر		صاحب جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۰	محمد مرید الدین خان بهادر		شهباز جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۱	محمد داور الدین خان بهادر		داور یار جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۲	محمد سلطان الدین خان بهادر		نظام نواز جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۳	سید الرشید	سید عبدالرشید خان بهادر	سیف جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۴	محمد جهانگیر بیگ	محمد جهانگیر بیگ خان بهادر	شهریار جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۵	سید امرالله	سید امرالله خان بهادر	متصدق جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۶	محمد حسن الدین	محمد حسن الدین خان بهادر	واجد نواز جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۷	محمد نثار الدین	محمد نثار الدین خان بهادر	محمود نواز جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۸	محمد حمید کاظم	سید محمد کاظم خان بهادر	مشیر جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۹	میر جهانگیر علی	میر جهانگیر علی خان بهادر	جهانگیر یار جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۳۰	وزارت علی	وزارت علی خان بهادر	علی یاور جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۳۱	خواجه قدرت الله	خواجه قدرت الله خان بهادر	منصور جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۳۲	میر وزارت علی	میر وزارت علی خان بهادر	خوشحال جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۳۳	محمد ابوالحسن	محمد ابوالحسن خان بهادر	شوکت جنگ						دوهزاری منصب و یکهزار سوار و علم

۳۴	محمد گیسو دراز	محمد گیسو دراز بہادر		مستقیم جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۵	محمد اعظم علی	محمد اعظم علیخان بہادر		کامیاب جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۶	میر محمد علیخان بہادر			مستقیم جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۷	راجہ سومیسر اوبہا							مہابلونت	چہارہزاری منصب و چہزار سوار و علم و نقارہ
۳۸	حسینی مرزا	میرزا حسینی خان بہادر		منظفر یار جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۹	فضل علی بیگمخان بہادر			نور جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۰	میر محمد سعید الدین	میر محمد سعید الدین بہادر		تفضیل یار جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۱	میر یاور علی	میر یاور علیخان بہادر		یاور جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۲	میر کلب حسین	میر کلب علیخان بہادر		محکم جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۳	خانسامان خان بہادر			خانسامان جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۴	میر سلطان علی	میر سلطان علیخان بہادر		نظرت جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۵	میر تہمور علی	میر تہمور علیخان بہادر		منظفر جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۶	میر لیاقت علی	میر لیاقت علیخان بہادر		تحسین جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۷	میر جہاندار علیخان بہادر			ارسطان جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۸	سید سرفراز علی	سید سرفراز علیخان بہادر		فہیم جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۹	میر غلام حسین	میر غلام علیخان بہادر		مصطفی یار جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۵۰	میر تمار علی	میر تمار علیخان بہادر		تمار یار جنگ					دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

* جن ناموں پر ہمنے نشان مذکور کردیا ہی (یعنے نمبر ۲۱-۲۲-۳۹-۴۳-۵۰) پچھلے صفحیں مین انھیں بہادر کا خطاب اعلیحضرت اقدس اعلی کسی ایک سنہ مین بھی خالی و بہادری کا خطاب پاتا یا نہین جاتا اگر جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی مین اسکا نام مین کیا

۵۱	مرزا ولایت علی بیگ	مرزا ولایت علیبیگ صاحب بہادر	عمان جنگ	.	.	.	.	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۵۲	مرزا احمد علی بیگ	مرزا احمد علی بیگ صاحب بہادر		.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۳	مرزا حامد علی بیگ	مرزا حامد علیبیگ صاحب بہادر		.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۴	مرزا محبوب علی بیگ	مرزا محبوب علیبیگ صاحب بہادر		.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۵	میر لطف علی	میر لطف علیخان صاحب بہادر		.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۶	میر حسین علی	میر حسین علیخان صاحب بہادر		.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۷	میر لطیف بیگ	میر لطیف بیگ صاحب بہادر		.	.	.	.	یکہزاری منصب

سرفرازی و ارتقاء نواب سر وقار الامرا بہادر

جب ۶ جمادی الاول ۱۳۱۱ھ کو نواب سر آسمانجاہ بہادر نے بوجہ علالت مزاج ۶ ماہ کی رخصت لی تو اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے بمراحم خسروانہ نواب سر وقار الامرا بہادر کو خدمت مدار المہامی پر تا حکم ثانی بطریق پروپیشن دآزمایش، سرفراز فرمایا۔ اور جملہ اقتدارات و اختیارات عہدۂ مدار المہامی عطا ہوئے ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو مجلس مالگزاری کا انعقاد ہوا۔ اور محکمۂ پولیٹیکل و فنانس کی معتمدی کا عہدہ معتمدی مال کے ساتھ بلقب معتمد مال و فینانس ضم کیا گیا۔ ہوم سکرٹری کا عہدہ تبدیل ہوکر معتمد عدالت

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۶) خانی و بہادری مسجع کیگئی ہے۔ امر لحاظ سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ غالباً۔ سہو کتابت سے ایسا لکھدیا گیا ہے ورنہ اسیال خانی و بہادری کا خطاب بھی عطا ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ شاید خانی و بہادری کے خطابات ان حضرات کو بعہد حضرت مغفرت مکان دنواب افضل الدولہ بہادر عطا ہوے ہوں۔ لیکن یہ قیاس صرف نمبر ۲۱ - ۲۲ - ۳۹ کے نسبت بلحاظ قدیم و سابقہ اغراز خاندانی ہمدردی قائم ہوسکتا ہے۔ اور باقی نمبر ۴۳ و ۵۰ کے نسبت تعینی طور پر کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف

وکو توالی وامور عامہ قرار پایا۔ اور مشیر قانونی سرکار کا عہدہ جو پہلے علیحدہ تہا وہ تخفیف کیا گیا۔ اور جو عدالت کہ اُس سے متعلق تہیں معتمد عدالت وکو توالی وامور عامہ کے تفویض ہوئیں۔ اسسٹنٹ جنرل مال کا عہدہ تخفیف کرکے مسٹر ڈنلاپ ممبر مجلس مالگزاری کے رکن اعلیٰ قرار دئے گئے۔ اور اسسٹنٹ جنرل آبکاری و ممہور جسٹری کا عہدہ تخفیف ہوکر آبکاری کا کام مجلس مالگزاری کے تحت کردیا گیا۔ اور ممہور جسٹری کا کام مجلس عدالت العالیہ کے ایک جج کے تفویض ہوا۔ ناظم زراعت وتجارت کا عہدہ بعد انتقال عہدہ دار سابق کے تخفیف میں لایا گیا۔ اور خدمات متعلقہ مجلس مالگزاری میں انجام پانے لگے۔ کنٹرولر جنرل کا عہدہ جدید قائم ہوا۔ معتمد تعمیرات عامہ کا عہدہ جو قبل ازیں چیف انجنیر کے عہدہ میں شامل تہا وہ علیحدہ کرکے عہدۂ معتمدی پر ایک عہدہ دار متعین کیا گیا۔ اور ریلوی ومعدنیات بہی اُس سے متعلق رہے۔ معتمد انوار کیا تہ ایک جائنٹ سکرٹری (شریک معتمد) مقرر ہوا۔ اور صیرشتۂ امور مذہبی کا ایک جداگانہ معتمد قرار دیا گیا۔ ورنہ سابق میں اس سررشتہ کا تعلق معتمدی عدالت وکوتوالی وامور عامہ سے تہا۔ مگر آئندہ چلکر امور مذہبی کا یہ انتظام قائم نہ رہا۔ بلکہ ۱۳۱۲ف میں جب سابق معتمدی عدالت وکوتوالی وامور عامہ میں مکرر ضم کردیا گیا۔

رونق افروزی گنگوارم (وقار آباد)

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ م ۲۰ مارچ ۱۸۹۴ء کو اعلیحضرت نے بغرض شکار گنگوارم کا قصد فرمایا۔ چنانچہ داما گنڈم کے مقام پر ایک شیر شکار ہوا۔ اور اس مقام پر نواب عثمان ماریجنگ بہادر کو اعلیحضرت نے ایک عمدہ خورنفی اکسپریس رفیل مرحمت فرمائی۔ اسکے بعد غرۂ شوال کو سواری مبارک مراجعت فرمائے بلدہ ہوئی۔

نہضت افزائے تالاب پاکہال*

۲۵ شوال ۱۳۱۱ھ م ۵ مئی ۱۸۹۴ء کو شکار کے لئے طل سبحانی نے پاکہال کے تالاب کے بذریعہ اسپیشل

* کہتے ہیں کہ اس تالاب کو راجہ پرتاب رودر نے تعمیر کرایا تہا ایک تہر (۱۰) فٹ طول ½ ۱ فٹ عرض جسکے چاروں طرف دو فٹ گہرا ہے اس تالاب کے بیچ پر ایک ۱۳۰۰ف میں جب نادر جنگ بہادر اولی پاکہال کے تالاب پر شکار کو گئے تہے تو

ٹرین روانہ ہوئے ہمراہی مین نواب داؤد الملک بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر نواب شرف یاب جنگ بہادر۔ نواب مستحکم جنگ بہادر۔ نواب لقمان الدولہ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر نواب فصیح الملک بہادر۔ نواب جان نثار جنگ بہادر۔ نواب اسد یار جنگ بہادر۔ نواب مظفر جنگ بہادر تھے۔ ۳ بجے اسپشل سکندہ پہونچی۔ یہان سے اعلیحضرت گاڑی مین سوار ہوکر چند راہین پیدل (یہ مقام تالاب پاکہال سے ۱۱ میل پر واقع ہے) رونق افروز ہوئے۔ اور وائی واگ کے نالہ مین ایک شیر شکار فرمایا۔ دوسرا زخمی ہوکر نکل گیا لیکن دیسائی نے اس زخمی کو مار لیا۔ اَلَم بَری مین اور دو شیر شانہ اجل بنے تیسرا زخمی ہوکر چلا گیا۔ دوسرے روز ایک شیر شکار ہوا۔ اسکے بعد کچھ عجیب و نادر اتفاق گذرا کہ تین روز تک متواتر دو دو شیر شکار ہوئے۔ پہر دو ہفتہ کے عرصہ مین اور پانچ شیر مارلئے گئے۔

۱۱ ذیحجہ ۱۳۱۱ھ کو فرودگاہ شاہی مین عید کا دربار منعقد ہوا۔ نذرین وغیرہ پیش ہوئین۔ بعد ازان ۱۶ ذیحجہ کو ایک اور شیر شکار کرکے ۲۵ ذیحجہ کو اعلیحضرت بلندہ* واپس ہوئے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۸) اس پتھر کو ایک چبوترہ پر نصب کرایا تھا۔ اس حرف کی شکل خط تلنگی و سنسکرت سے بہت مشابہ ہی غالباً اس سے پاکہال کے قیاسی کی تاریخ برآمد ہوگی۔ لیکن اس خط کو کوئی پڑھ نہین سکتا ۱۸۷۲ء مین بعہد وزارت سر سالار جنگ اعظم یہان پر چند یورپین شکار کے لئے آئے تھے۔ انہون نے پتھر کا نوٹو لیا تھا۔ اور موم کے بڑے بڑے تختے بناکر اُن حروف کو اٹھا لیا تھا۔ چنانچہ وہ تختے ولایت بھیجے گئے تھے۔ مگر اب تک اس کا نتیجہ معلوم نہین ہوا۔ آیا اُسمین کامیابی ہوئی یا نہین۔ ۱۲ مولف

* اس کے بعد بھی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ متعدد بار سیر و شکار کے لئے مانکونڈ۔ نرسم پیٹہ۔ تالاب پاکہال وغیرہ تشریف لیگئے ہین۔ اور اب بھی اسکا سلسلہ جاری ہی۔ مگر ہم آئندہ صرف چار اہم و شہور دلچسپ سیر و شکار کے واقعات نقل کرینگے اور باقی بلحاظ طوالت قلم انداز کئے جاتے ہین۔ امید ہی کہ ہمارے معزز ناظرین بھی ہمارے رائے کے ساتھ اتفاق کرینگے۔ ۱۲ مولف

چونکہ نواب سرور قارالامرا بہادر نے تقریباً دس ماہ تک نہایت مستعدی اور خوش اسلوبی سے خدمت مدارالمہامی کے آزمایشی زمانہ کو انجام دیا۔ اسلئے نواب ممدوح بارگاہ خسروی سے ۴ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو خدمت مدارالمہامی پر مستقل کیے گئے۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ ہمایون بتاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ

۶ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کو حسب معمول سالگرہ مبارک کا جشن منایا گیا۔ اور بتاریخ ۷ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ اکثر امرا و عہدہ دار خطابات و مناصب سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

نمبر شمار	نام	خانوادہ بہادری	جنگی	دولتی	علمی	راجہ بہادر	وغیرہ	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	سرور جنگ بہادر	.	.	سرور الدولہ	سرور الملک	.	.	منصب چہارہزاری دوہزار سوار و علم و نقارہ
۲	محبوب یار الدولہ بہادر	.	.	.	فیاض الملک			منصب چہارہزاری دوہزار سوار و علم و نقارہ
۳	افسر جنگ بہادر	.	.	افسر الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب دوہزار سوار و علم و نقارہ
۴	محبوب یار جنگ بہادر	.	.	ناظم الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب دوہزار سوار و علم و نقارہ
۵	راجہ راجا نرسنگ راؤ بہادر	.	.	.	.	.	مہاراج نواز بہادر	سہ ہزاری منصب دوہزار سوار و علم و نقارہ
۶	قدیر جنگ بہادر	.	.	قدیر یار الدولہ	.	.	.	منصب سہ ہزاری دوہزار سوار و علم و نقارہ
۷	اسد یار جنگ بہادر	.	.	اسد یار الدولہ	.	.	.	منصب سہ ہزاری دوہزار سوار و علم و نقارہ
۸	شہامت جنگ بہادر	.	.	امیر الدولہ	.	.	.	منصب سہ ہزاری دوہزار سوار و علم و نقارہ
۹	راجہ گردھاری پرشاد	.	.	.	.	.	محبوب نواز دوست	منصب سہ ہزاری دوہزار سوار و علم و نقارہ

۱۰	مظفر یار جنگ بہادر			مظفر الدولہ					منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۱	ثروت جنگ بہادر			حسام الدولہ					منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۲	میر مبارک علی	میر مبارک علی خان بہادر		مظفر جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۳	میر جہانگیر علی	میر جہانگیر علی خان بہادر		جہانگیر جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۴	میر ذوالقدر بیگ	میر ذوالقدر بیگ خان بہادر		ذوالقدر جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۵	مرزا محمد سجاد بیگ	مرزا محمد سجاد بیگ خان بہادر		غفران نور جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۶	مولوی محمد سید اللہ	محمد سید اللہ خان بہادر		سید اللہ جنگ افضل العلما					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۷	میر لطف علی خان بہادر			سرتاج جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۸	میر فیاض الدین علی	میر فیاض الدین علی خان بہادر		قوت جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۱۹	محمد مہدی حسن	محمد مہدی حسن خان بہادر		فتح نواز جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۰	سید سراج الحسن	سید سراج الحسن خان بہادر		امیر یار جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۱	مولوی حافظ احمد رضا	حافظ احمد رضا خان بہادر		سکندر نواز جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۲	مولوی وحید الزمان	وحید الزمان خان بہادر		وقار نواز جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۳	مولوی احمد عبد العزیز	احمد عبد العزیز خان بہادر		عزیز جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۴	محمد افضل	محمد افضل خان بہادر		افضل یار جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۵	محمد علیبیگ	محمد علیبیگ خان بہادر		سردار یار جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۶	محمد وزارت	محمد وزارت خان بہادر		اشرف نواز جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۷	محمد عباد اکبر	محمد عباس خان بہادر		انتظام جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
۲۸	میر عبد الصمد	میر عبد الصمد خان بہادر		فیض جنگ					منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم

۲۹	میر حسن علی	میر حسین علیخان بہادر	مجاہد جنگ	.	.	.	.	.	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۳۰	کسری پرشاد	.	.	.	.	.	راجہ بشیر پرشاد بہادر	.	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۳۱	مرزا محمد حسین میرزا	مرزا محمد حسین میرزا بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۲	مرزا محمد اکبر	مرزا محمد اکبر بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۳	میر محمود علی	میر محمود علیخان بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۴	میر محمد علی	میر محمد علیخان بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۵	لالہ دین دیال	.	منصور جنگ	.	.	.	.	.	منصب دو ہزاری دو یکہزار سوار و علم
۳۶	محمد حماد الدین حسین	محمد حماد الدین حسین بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۷	سید وزارت علی	سید وزارت علیخان بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری

تشریف آوری لارڈ ایلجن وسیسرائے بہادر

۲۴ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ کو نواب وسیسرائے ہند لارڈ ایلجن بہادر رونق افروز حیدرآباد ہوئے۔ اعلیحضرت کے جانب سے کمال درجہ کی آؤ بھگت اور معقول میہمانداری ادا کیگئی۔ تمام شہر آراستہ کیا گیا۔ جابجا کمانین نصب کی گئین۔ دو تین شب تک روشنی کی کثرت رہی۔ تمام دفاتر سرکار عالی مین دو روز کی تعطیل بھی عطا ہوئی۔ بہرحال وسیسرائے بہادر کے تشریف آوری کا خیر مقدم پورا پورا ادا کیا گیا۔ اور اعلیحضرت اقدس واعلی نے اپنے معزز میہمان کی آمد پر بیحد مسرت و کمال شادمانی کا اظہار فرمایا۔

اسی سال معتمدی مالگزاری کو معتمدی فینانس سے علیحدہ کرکے رکن اول مجلس مالگزاری کو تمام امور کا ذمہ دار گردانا گیا۔ اور جملہ کاغذات متعلقہ مالگزاری بالراست عالیجناب مدار المہام بہادر سرکار عالی کی پیشی مین پیش کرنیکے لئے حکم قضا شیم نافذ ہوا۔

انہین ایام مین حضرت ناصرالدین شاہ قاچار والی ایران کے مقتول ہونیکی خبر وحشت اثر معلوم ہوئی چنانچہ اس موقع پر اعلیحضرت نے بلحاظ ہمدردی نہایت غم وافسوس کیساتھ بطور نشان اعزاز کے ۹ اور یعنی ۱۳ تاریخ کو تمام دفاتر سرکاری کے بند ہونیکا فرمان جاری فرمایا۔

عہدۂ انسپکٹر جنرل اسٹامپ جو سابق مین کمشنر آبکاری کیساتھ ضم تہا۔ اور ۱۳۱۳ف مین بجائے خود مستقل ہوکر اسکا کام مجلس عدالت العالیہ کو منتقل کردیا گیا تہا۔ اب ۱۳۱۴ف مین ازسرنو قائم ہوا۔

اور اسی سنہ مین نگرانی کوتوالی اضلاع سے صوبہ داران اسامت کو سبکدوش کرکے اُنکے اختیارات اول تعلقداران اضلاع (جو ناظم کوتوالی کہلاتے ہین) کو منتقل کئے گئے۔

اور اسی زمانہ مین تقریباً پچاس لاکھ روپیہ کے سرکار عالی کے پرامیسری نوٹ جاری ہوئے جنکو رعایائے ممالک محروسہ سرکار عالی نے نہایت خوشی کیساتھ خرید کیا۔

انعقاد جشن ڈائمنڈ جوبلی ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند

۲۰ جون ۱۸۹۷ء م ۹ محرم ۱۳۱۵ف کو ڈائمنڈ جوبلی (کیونکہ ملکۂ معظمہ کو تخت انگلستان پر بیٹھے ہوئے پورے ساٹھ سال ہوئے تھے۔) کی تیاریان نہایت دلچسپی اور خوشی کیساتھ ریاست حیدرآباد مین آغاز گیمین اور ہر دو گورنمنٹ کی رعایا مین جو خلوص و اتحاد ہے۔ اُسکا اظہار کمال مسرت کیساتھ ہوا۔ چنانچہ اعلیحضرت نے اپنی گورنمنٹ و رعایا کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ مین اسموقع پر تہنیت و جشن منانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جائے۔

۲۲ جون کو ایک دربار عالیشان منعقد پایا جسمین صاحب عالیشان بہادر نے وایسرائے بہادر کا خطہ پیش کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ حضور ملکۂ معظمہ کا ارادہ تہا کہ اس عمدہ موقع پر ہندوستان کے تمام رؤسا اُنکی خدمت مین حاضر ہون۔ لیکن طاعون اور قحط سالی کی وجہ سے (جو ہندوستان مین پھیلی ہوئی ہے) ملکۂ معظمہ نے اپنی رائے بدلدی۔ اور جبکہ حضور نظام نے اپنے شہر مین جوبلی کے لئے جشن کرنے کی خواہش

دکھلائی اور مطابق اُسکے فرمان بھیجے تو اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ملکہ معظمہ کے خیالات کو (جو بیکسون اور غیر سونی ہمدردی کے باب مین تھے) گویا حضور نظام نے پہلے ہی سے سونچ رکھا تھا۔ اور یہان کے لوگون کی خوشوقتی سے جو اس موقع پر ظاہر ہوی۔ یہی پایا جاتا ہی کہ تمام ہندوستان مین حیدرآباد کی ریاست سے بڑھکر کوئی وفادار نہین ہے،، الحاصل اس تہنیت مین اکثر جگہ امراؤن کے پاس کئی روز تک جلسے ہوتے رہے اور پُرزور تقریرین کیگئین۔ اور اعلیحضرت نے بہتسے قیدی رہا کئے۔ اور خوشی کی توپین سر کیگئین۔

مزید برآن منجانب اعلیحضرت۔ نواب ظفر جنگ شمس الدولہ بہادر۔ ملکہ معظمہ کی خدمت مین مبارکباد کہنے کی غرض سے لندن بھیجے گئے۔

اسی سال کرنل نیول۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے انتقال کیوجہ سے اعلیحضرت نے بمراحم خسروانہ میجر نواب امیر الدولہ بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کمانڈر انواج باقاعدہ کو منتخب فرماکر افواج امپیریل سروس اور افواج باقاعدہ و گولکنڈہ بریگیڈ کی کمان تفویض فرمائی۔

۲۰ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ کو حسب فرمان خسروی مجلس امرار (فینانشل کمیشن) بلحاظ عدم ضرورت (جسکا انعقاد ۹ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ کو ہوا تھا) برخاست کردیگئی۔

انعقاد جلسہ سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۶ھ اور ایڈریس کی رعایا و تہنیت اعلیحضرت آصف علی

۱۳۱۶ھ مین بتیسوین ۳۲ سالگرہ مبارک کے موقعہ پر حسب تحریک رعایا۔ اکثر تو تمکل اخبارات نے جلوسکے انعقاد و ایڈریس کے پیش کرنیکے لئے رائے زنی شروع کی۔ گو ابتدا ولادت مبارک سے اسوقت تک سالگرہ مبارک کے موقعہ پر ہر سال اکثر امراء و عہدہ داران کے پاس ایٹ ہوم ویٹی پارٹی کے جلسے ہوا کرتے ہین۔ اور عام رعایا بھی حسب مقدور اپنے اپنے مکانات پر روشنی وغیرہ کیا کرتی ہے خاص کر دفتر صفائی بلدہ تو اس مبارک موقع پر ہر سال مسرت و انبساط کا بہت بڑا حصہ لیتا ہی کیونکہ سالگرہ کے روز دفتر صفائی مین ایک بہت بڑا جشن ہوا کرتا ہی جسمین امرار و شعرا مدعو ہوتے ہین۔ اور

ہیبتی قصائد پڑھے جاتے ہین - کمانین اور جھنڈیان لگائی جاتی ہین - روشنی کا انتظام بھی بکثرت رہتا ہے
مگر اس سال کچھ اور ہی سمان بندھا - بلدہ مین گھر گھر تیاریان شروع ہوئین - مختلف جلسے کئے گئے - اور
بلدہ کے علاوہ اضلاع و تعلقات و دیہات وغیرہ مین بھی اس تقریب ہمایون کا عام جشن منایا گیا
الحاصل رعایا دفتری سینس و حکمائی سند یافتہ و شرکائے دکن مڈیکل ایسوسی ایشن کے جلسے باغ عامہ
مین اور باقی تمام جلسے بمقام ملک پیٹہ ادا کئے گئے - اور اعلیحضرت کے خیر مقدم و سالگرہ کی خوشی مین
(جسکو رعایائے دکن نے اپنی جان نثاری اور وفاداری کے ثبوت مین بسر پرستی نواب اکبر الملک بہادر سی
ایس - آئی - کو توال بلدہ منعقد کیا تہا - اور جسمین ساہوکار و جاگیردار و سوداگر وغیرہ کا ۲ ہزار روپیہ
صرف ہوا تہا) ۵ سے ۸ ربیع الثانی تک باغ عامہ باغ ارم بنا رہا - جسکے دیکھنے کے لئے تمام شہر
ٹوٹا پڑتا تہا - صبح سے شام تک فتح میدان مین اسپورٹس اور دن رات باغ عامہ مین جلسہ ہائے رقص
و سرود ہوتے رہے - باغ عامہ کی ہر ایک روش پر جھنڈیان اور پیرقین لگائی گئین - اور اسٹیشن سے
سیف آباد تک پوری پوری آراستگی کیگئی - باغ عامہ کے اندر متعدد خیمے نصب کئے گئے اور باغ کے
عزبر وہ ایک بہت ہی پر تکلف مصنوعی مکان بنایا گیا - جسکے کھمبے فولادی اور چھت ٹین کے بنے ہوئے
تہے - اور اسپر بہت ہی خوشنما روغن کیا گیا تہا - اس مصنوعی مکان یا منڈوی کا رخ شمال سے جنوب
کیطرف رکھا گیا تہا - اور اسکے چپرے است بہت بڑی اور وسیع ماہتابیان تانی گئین - اور جانب
جنوب ایک نہایت نفیس و آراستہ چبوترہ تیار کیا گیا جسپر سرخ بانات منڈہی گئی تہی - اور اسکے اوپر ایک
طلا کار قبہ نصب کیا گیا جسکو تاش و زربفت کی جھالرین لگی ہوئی تہین - اسکے نیچے ایک نہایت خوشنما کام
کی ہوئی ڈنڈا پیسگی لگائی گئی تہی جسکے کھمبے گنگا جمنی کام کے تہے - اور اسکے نیچے دو طلائی کرسیان
اعلیحضرت ظل سبحانی اور شاہزادہ ولیعہد کے جلوہ افروزی کے لئے رکھی ہوئی تہین - ان کرسیون کے
پیچھے ایک باریک پردہ لگا ہوا تہا جسمین طلائی چاندتارے جڑے ہوئے تہے - اور اسی چبوترہ کے

اردگرد موقع موقع پر پھولون کے کونڈے رکھے گئے تھے۔ اور اوپر جھاڑ و فانوس لٹک رہے تھے یہ ایسا سہانا اور خوشنما منظر تھا کہ جسکو دیکھنے سے نظر لگتی تھی۔

یہ وہ مقام تھا جسکو رعایا جانثار نے اعلیحضرت کی رونق افروزی کے لئے بصرف زر کثیر تیار کیا تھا تمام باغ کے روشون پر روشنی کے گلدانون کی چمن بندی کیگئی تھی۔ آبڈکی شاپ سے فتح میدان اور باغ عامہ تک روشنی ہی روشنی تھی۔

۵ ربیع الثانی کو فتح میدان مین تمام دن اسپورٹس ہوتی رہی۔ شب مین اعلیحضرت معہ شاہزادہ والاتبار کامل اسٹاف کے ساتھ رونق افروز باغ عامہ ہوئے۔

معززرعایا اور اعلیٰ عہدہ دارون نے اعلیحضرت کی بگھی سے گھوڑے کھول کر بگھی کو گلپوش بنایا۔ اعلیحضرت پر اسقدر پھول برسائے کہ پھولون کی ڈھیر لگ گئی۔ اسکے بعد بگھی کو وہان (دسٹرک) سے تا دیوان عام امرا جاگیردار و سوداگر رعایا وغیرہ نے بمسرت تمام اپنے ہاتھ سے کھینچ کرلایا۔ فوراً بینڈ بجنے لگا۔ خوشی کے نعرے آسمان پر گونجنے لگے۔ حضرت ظل سبحانی تخت پر رونق افروز ہوتے ہی شہزادہ والاتبار بھی جانب چپ کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور جملہ ایڈیکانگ و مصاحبین اعلیحضرت کے اردگرد مشل ہالہ کے استادہ ہوگئے۔ پہر اعلیحضرت کی فرق مبارک پر سے تصدق اتارا گیا۔ مصوّر جنگ بہادر نے برقی روشنی مین اس جلسہ کا فوٹو لیا۔ جب یہ تمام امور ختم ہوئے تو رعایا وغیرہ کے جانب سے ایڈریس پڑھا گیا جسکا جواب اعلیحضرت نے نہایت فصیح و موثر الفاظ مین ادا فرمایا۔ جسکے ہر ہر فقرہ پر مسرت و خوشی کے چیئرز (تالیان) ہوتے رہے۔ اور رعایا جان نثار کا یہ حال تھا کہ اعلیحضرت کی ہر ایک فقرہ پر اپنی جان اور مال تصدق و نثار کرنیکو آمادہ تھی۔ الحاصل تقریر دلپذیر کے ختم ہوتے ہی مبارکباد کی صدائین بلند ہوئین۔ توپون نے مبارکباد کی صدا بلند کی۔ اور آتشبازی کا خوب نظارہ رہا۔ اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور سواری مبارک ایوان شاہی کو مراجعت کی۔ دوسرے روز سے ملک پیٹہ

مین متواتر و مسلسل جلسے ہوتے رہے۔ متعدد اڈریس پیش ہوئے۔ اعلیحضرت نے بھی ہر ایک اڈریس کا جواب بیش بہا الفاظ مین ادا فرمایا۔ جسکے فقرے آبزر سی لکھنے کے لائق اور پند و نصائح سے مملو تھے۔ چنانچہ اب ہم یہان پر اُن اڈریسون کا خلاصہ (بوجہ طوالت) اور اعلیحضرت کی مکمل اسپیچین ناظرینون کی دلچسپی اور معلومات کے لئے درج کرتے ہین جس سے اعلیحضرت کی رعایا پروری۔ قدر دانی۔ رحم دلی حق رسانی۔ ہر دلعزیزی۔ فراست۔ دانائی۔ اور قادر الکلامی کا پورا اندازہ اور سچا فوٹو نظر آئیگا۔

خلاصۂ اڈریس اول منجانب رعایائے حیدرآباد بمقام باغ عامہ

اے ہمارے بادشاہ عالم پناہ۔ ہم حضور لامع النور کے نمک پروردہ۔ وفادار۔ فرمانبردار۔ رعایا بکمال ادب بارگاہ ابد بنیاد مین اس عجز آگین اڈریس کی وساطت سے پیرومرشد حضور پرنور خلد اللہ سلطنتہ کی تہنیتیون سالگرہ مبارک کی موقع پر قدمبوسی کی جرأت کرتے ہین۔ ہم جان نثار نمک خوار دنیمین ہر کہ و مہ کے دل مین جو جوش عقیدت و اخلاص۔ حضور انور کی عہد معدلت کی وجہ سے موجزن ہے اُسکا نہایت عاجزی کے ساتھ اس تقریب مین اظہار کرتے ہین چنانچہ ہم مختلف فرقے جو حضرت اقدس و اعلے کے زیر نگین ہین۔ ہمکو حضور پرنور کی سرپرستی کا افتخار حاصل ہی۔ جسکے ہم نہایت شکر گزار ہین۔ اے ہمارے رحمدل رعیت پرور بادشاہ چونکہ یہ پہلا ہی موقع ہے کہ حضور انور کی ہزار ہا رعایا نے ایک اڈریس ملازمان بارگاہ پیر و مرشد کی خدمت مین پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔ تیس سال کا زمانہ منقضی ہوتا ہے کہ حضرت اقدس و اعلیٰ اپنے خاندان شاہی کے تخت پر رونق افروز ہوئے ہین اور پندرہ سال سے حکمرانی فرما رہے ہین۔ اس زمانہ حکمرانی مین علے التسلسل عام طور پر امن خلائق مین زیادتی اور حفاظت جان و مال مین ترقی ہوتی رہی ہے۔ اور حضرت کے اقبال و طفیل سے وہ فیض و برکتین نصیب ہوئی ہین کہ جسکے باعث ہم اپنے پچھلے طبقات رعایا سے بدرجہا سبقت رکھتے ہین۔

آپکا نظام انصاف عدل عیب و نقص سے مبرّا ہے۔ طلبا کی اعلیٰ تعلیم۔ اور مذہب کی پوری پوری آزادی بجز ممالک محروسہ کے کہیں نہیں پائی جاتی۔ تمام ملک میں شفاخانہ جات اور دواخانہ جات کے قیام اور حفظان صحت کے تدابیر نے بموقت جانوں کے تلف ہونیکا اعلیٰ درجہ پر انسداد کیا ہے۔ اور ہماری حفاظت جان و مال کے جو اسباب مہیا کئے گئے ہیں وہ ہماری سرسبزی ملک اور ہر قسم کی بہبودی کیلئے پیشین گوئی کر رہے ہیں۔ اور اپنی پیاری رعایا و سلطنت کی حقوق و حفاظت کے لئے جو فرامین کہ قلم خاص سے نافذ ہوتے ہیں وہ ہمارے امن و آسائش کے پورے پورے سامان ہیں۔ اے ہمارے بادشاہ آپکے عہد کے ان نعمتوں اور برکتوں کا تفصیل سے ذکر یا ادائے شکر بجا لانا ہمارے امکان سے باہر ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر ہم رعایا نے صرف وہی ہماری آسائش و آرام کے متعلق کسیقدر حالات کے عرض کرنے پر اکتفا کی ہے۔ اب ہم تمام تمدنی و معاشرتی برکتوں کے لئے اپنے کریم النفس سپاہ منش حکمران بادشاہ عالم پناہ کے واسطے خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ جنکے عہد ہمایون میں ملک ان برکتوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اے بادشاہ گیتی پناہ ہم نہایت مسرت و انبساط و عبودیت و جان نثاری۔ وفاداری۔ دلی جوش و محبت کیساتھ اس مبارک موقعہ پر دست بستہ بارگاہ عرش پایگاہ میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور اس رب العالمین سے دست بدعا ملتجی ہیں کہ ہمارے بندگانعالی متعالی کو عمر خضر عطا فرما۔ تاکہ ملک رعایائے وفادار انکو حضور اقدس کے سایۂ عاطفت میں امن و آسائش سے دست بدعا ہیں آمین ثم آمین۔

(این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد)

اسپیچ مبارک اعلیحضرت بجواب اڈریس رعایا

میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو! تمہارے صدق عقیدت کا کچھ ایسا مقناطیسی اثر ہے کہ آج میں یہاں آیا اور بہت محظوظ و مسرور ہوا۔ کہ میرے ملک کے مختلف قوم اور ملت والے بالاتفاق

اسقدر گرمجوشی کے ساتھ میری سالگرہ کی خوشیان منا رہے ہین - اور اسقدر محبت آمیز الفاظ مین مجھے مبارکبادی کے اڈریس دے رہے ہین -

ہر حکمران کے لئے دنیا مین دو قسم کی خوشی سے زیادہ تر اور بہتر خوشی حاصل نہین ہو سکتی ایک وہ خوشی ہی جو اُسکے دل مین فطرتی طور سے پیدا ہوتی ہی - جب وہ اپنی رعایا کی فلاح اور بہبودی کی سعی مین مصروف رہتا ہی - دوسری خوشی وہ ہے جب وہ اپنی سعی کو شکور پاتا ہی - مین خدائے عزوجل کا شکر کرتا ہون کہ اندنون مجھے ہر دو قسم کی خوشی حاصل ہی - کہ جو کچھ مین اپنی عزیز رعایا کے واسطے کر رہا ہون اس سے وہ رضامند ہین - اور اپنی رضامندی اور اطاعت کا اظہار اس موقع پر نہایت صداقت اور محبت کے ساتھ کر رہے ہین - مین تمہارے اس باہمی اتفاق اور جوش محبت کی بہت قدر کرتا ہون اور مین تمکو (اور تمہارے ذریعہ سے میرے ملک کی تمام باشندون کو) یقین دلاتا ہون کہ تمہاری عام بہبودی کے کامون مین ہمیشہ مجھے خاص طور سے دلچسپی ہی - اور تمہاری آسائش اور آسودگی کو دیکھنے سے مجھے ہر وقت کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوتی ہے - تمہارے باہمی اتحاد و اتفاق مین میری کامل رضامندی و اطمینان ہی - اور تمہاری اطاعت شعاری و سرگزاری سے مجھے اپنی سعی کا معاوضہ ملتا ہی -

پس جبتک کہ میری رگِ جان مثل قلم متحرک رہے اور میری دوات تن مین سُرخی خون باقی رہے مین تمہارے ہر قسم کی ترقی اور بہبودی کے کامون مین ہمہ تن مصروف رہونگا -

---

ز مشکلات طریقت عنان متاب الیل
کہ مرد راہ نیندیشد از نشیب و فراز

اڈریس فخری یسنان حیدرآباد بمقام باغ عامہ

حضور عالی! ہم دستخط کنندگان فیرمینان منجانب ہمہ لاجہائے ممالک محروسۂ سرکار عالی

حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کی موقع پر یہ ادب مبارک باد دیا چاہتے ہین ۔ اور بحیثیت فری میسنان سب سے پہلے ہمارے فرائض سے یہ ایک ہمارا فرض ہے کہ جس ملک مین ہم بود و باش رکھین اُس ملک کے قوانین و احکام کی اتباع کرنے کی ماسوائے جس بادشاہ وقت کی حفاظت مین ہم رہین اُس بادشاہ کے وفادار اور وفا کیش رعایا ہو رہین ۔ اسلئے ہم پر فرض ہی کہ حضور پرنور کی درازی عمر اور اس ملک کی سرسبزی کے لئے دعا مانگین جسکے کرم النفس فرمانروا حضور پرنور ہین ۔

غالباً حضور پرنور کو روشن ہوگا کہ فری میسنی تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے اور ہر مذہب و قوم کے لوگ اسمین شریک ہین ۔ اور بہت سے ممالک مین بادشاہ نفس نفیس ہمارے زمرہ مین شریک ہین گو کہ حضور پرنور کے شرکت کی ہمکو عزت حاصل نہین ہوئی لیکن ہمارے خیالات و فیلنگس فطرتی طور پر ہمکو مجبور کراتی ہین کہ حضور پرنور ہمارے حامی اعلےٰ درجہ مین ہین ۔

بہرحال ہمارا صرف یہ فرض ہی نہین ہے بلکہ ہمکو اس سے خوشی بھی ہوتی ہے ۔ کیونکہ ہم گورنمنٹ سرکار عالی کے صرف حفاظت ہی مین نہین رہتے ہین ۔ بلکہ بہت سے مواقع مین سرکار عالی سے ہم موعود عنایات و سرافراز ہوئے ہین جس کے بابت حضور پرنور کے ہم نہایت شکور ہین ۔ اور ہم مین سے بہت سے ایسے ہین جو حضور پرنور کے نمکخوار اور فیضیاب سے سیراب ہین ۔ اسلئے ہم ہمارے ادب و وفاداری کا اقرار کے ذریعہ سے حضور پرنور کی بارگاہ مین یقین دلاکے ملتجی ہین کہ اس یوم مسعود کے بابت ہماری ناچیز مبارکباد کو شرف قبولیت دیجاوے اور ہمارے اس اظہار کو باور فرماوین کہ حضور پرنور کے ازدیاد عمر و اقبال کے لئے اور ملک و رعایا جو حضرت کے فیض آگین زیر حکومت ہین اُنکی سرسبزی و ترقی کے لئے درگاہ رب الجلیل مین ہم ہمیشہ دست بدعا رہین گے ۔

مناجات فیر میسنان بمقام لاج مورلینڈ پنشلی روڈ مس حیدرآباد دکن

اے خالق قدیر و رفیع اے بادشاہون کے بادشاہ اور سلاطینون کے حاکم ہم تیرے ناچیز بندے

تیرا مقدس و پاک نام لیکر تیری درگاہ مین نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ملتجی ہین کہ تو اس سالگرہ مبارک کے موقعہ پر ہمارے آقائے ولینعمت **میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ دکن** پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرما۔ اُن کو اُس قدرت۔ ثروت اور دانش سے مالامال فرما۔ جو تونے ہمارے سید اعظم حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تہی۔ تاکہ اُنکی حکومت عایا اور ملک کے واسطے جنپر تونے اِن کو حکمران فرمایا ہی باعث برکت و فلاح ہو۔

اے خداوند عالم و عالمیان ہماری یہ بہی دعاہے کہ **اعلیحضرت** کی عمر مین برکت اور سال بسال اقبال و دانش مین ترقی ہو۔

اے احکم الحاکمین تو اعلیحضرت کے دودمان شاہی کو دائم پر قرار فرما اور اون کے خاندان پر اپنی عنایت مبذول رکھ کہ وہ ما ابد تیری رحمت و برکت سے شادان و فرحان رہین۔ کیونکہ بغیر تیری امداد و اعانت کے ہم تیرے بندے بالکل ناچیز و ناکارہ ہین۔ آمین۔

خلاصہ اڈریس منجانب حکمائے سندیاقہ و سرکاری دکن مڈیکل اسوسی ایشن

ظل سبحانی اعلیحضرت قدر قدرت سے کند ذروں کو ہوا حشمت خداوند نعمت سلطان ابن سلطان آصف سادس رستم دوران افلاطون زمان حضور پر نور والی دکن ۔ جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔

ہم جان نثار بصد ادب و عجز و عبودیت کو آستانہ مبارک پر رکھکر سجدۂ شکر منعم حقیقی ادا کرتے ہین کہ ہمارے شاہ دیجاہ نے آج کے دن بمقتضائے فرط خداوندی و قدردانی ہم کو اظہار مسرت و ادائے تہنیت سالگرہ مبارک و سپاس گزاری کی اجازت سے عزت بخشی فرمائی ۔

اے ہمارے پیارے مالک اس حیدرآباد مین یہ پہلا موقع ہے کہ ہماری خوش قسمتی اور بخت رسانے ہماری دلی تمنا کو آج کے دن پورا ظاہر کیا کہ ہمارے اہل فن نے بالاتفاق اپنے شاہ کیتی پناہ کی خدمت مبارک مین بصد ادب تہنیت سالگرہ مبارک کیساتھ اڈریس گذرانے کا افتخار حاصل کیا ہے

اگرچہ رعایا کی طرف سے متعدد سپاس گزاریان جاری ہین۔ مگر بالتخصیص ایسے موقع مین اپنی زبان سے اپنے مالک کو (اے ہمارے بادشاہ) کے لفظ سے مخاطب کرنا اور اُسکے جواب مین اپنے کانون سے (اے ہماری رعایا) سننے کا اشتیاق ہمارے دلون مین ایک عرصہ سے متمکن تہا۔ باین وجہ کہ توجہ خاص خداوندی اس فرقے پر مدام مبذول رہی اور ہے۔

ولولۂ سپاس گزاری جو ہمارے دلو مین نہان ہی اب عیان ہوا جاتا ہی کیونکہ اس سرکار ابد قرار نے ہمکو عہد طفلی اور یتیمی کے زمانہ سے بہتر از مادر و پدر پرورش فرمایا۔ اور ہمکو چھوٹے سے بڑا کیا اور تحصیل علم و فن کا شوق و ذوق دلا کر مدرسہ مین اپنے ذاتی مصارف سے تعلیم فرمائی مزید برآن بہ حکم اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ۔ جہان جہان ہمکو اپنے علم کے تحمد کا خیال ہوا وہان وہان بھیجکر علم حاصل کرانے مین مصارف کثیر سے دریغ نہین فرمایا۔ اور ہمکو اس پیشہ کا رکن بنایا کہ جس کی شرافت مین حدیث شریف نازل ہے۔ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَبْدَانِ وَعِلْمُ الْاَدْیَانِ۔ اے ہمارے سلطان ذیشان آپ کی بدولت ہم عالم علم الابدان ہوئے۔

للہ الحمد جسنے ہمکو اشرف المخلوقات کیا۔ اور اشرف الانبیاء کی امت مین پیدا کیا اور اس فن اشرف کا ماہر بنایا جسکی شان مین مَنْ یُؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ ارشاد فرمایا ہی اور اُس اشرف السلاطین کے زیر سایۂ عاطفت رکھا جسکو القاب ظل سبحانی سے ملقب فرمایا جسکے عہد مبارک مین ہر کہ و مہ فقیر و امیر اور برنا و پیر ملکی غیر ملکی مسلمان غیر مسلمان امن و آسایش سے رہکر اپنے خاقان عظیم و سلطان کریم کا جان نثار اور اُسکی ثنا گوئی اور دعائے تمنی عمر و اقبال و سلامتی تاج و تخت مین رطب اللسان و عذب البیان ہے۔ ہر ایک دل دادہ و جان باختہ۔ اپنی اپنی جگہ عنایات شاہانہ و الطاف خسروانہ سے

اِترایا ہوا ہے۔ کیون نہو کہ اُس کریم کارساز نے ہمکو اُسکی رعایا بنایا کہ جو حق پرست وحق بین۔ عقیدت مند وشریعت پسند شجاعت کیش عالی حشم عاقبت اندیش ثابت قدم مستقل مزاج حلیم الطبع دریا دل کریم النفس سخن گو سخن سنج نکتہ دان ونکتہ فہم۔ منتظم امور مملکت واضع قوانین سلطنت۔ رعایا پرور۔ عدل گستر سخی۔ ابن سخی۔ قدردان وقدرشناس ہمارا بادشاہ عادل وسلطان رحم دل ہے ارباب حق بین ذرا چشم انصاف سے غور فرمائین تو ظاہر ہوگا کہ نصف صدی پہلے کے زمانہ مین ہمارے ملک اور ملکیون کی کیا حالت تھی اور اب کیسی ہے۔ تخمیناً پچاس سال سے پہلے دکن مین عموماً یہ خیال تھا کہ ڈاکٹر اپنے مریض کو غیر ممکن الشفا جاکر اُسکی جان لیتے ہین۔ اور یہ لوگ بیدردی اور بیرحمی مین یکتا سمجھے جاتے تھے۔ اور اِس زمانہ مین ڈاکٹر کو اپنا خیر خواہ ہمدرد جانی دوست اور اپنی جانون کو تکلیفات امراض سے بچانیکی کوشش کرنے والا جانتے ہین۔

اُسوقت دوا اور ڈاکٹر عنقا تھے۔ یہ اگر کہین دکھائی دیتے تو بچشم حیرت مین تماشا بنجاتے تھے اِس عہد مین جابجا اِن ادویات کے چرچے اور انکی جاد واثری کے شہرے ہر زبان پر ہین۔ جہان تازے ادویات ہر وقت موجود رہتے ہین۔ بعض دکانین تو تمام شب کھلی رہتی ہین تاکہ دردمندون کو دوا بروقت ضرورت فی الفور بجایا کرے۔

اس تھوڑے ہی زمانہ مین ان کمپٹ نے اپنی فروخت ادویات مین اِسقدر ترقی کی کہ آج کے دن اسکے بدولت ملک التجار بن گئے۔ اس سے صاف عیان ہے کہ ہمارے ملک مین کسقدر ادویات کی ضرورت تھی۔

اے جہان پناہ آپ ہی کے عہد مین رعایا کو آسایش نصیب ہو۔ اُس دورہ مین فن جراحی دیکھنے کے ذہن تھا۔ اور یہی لوگ جرّاح کہلاتے تھے۔ اور اِسی وجہ سے جرّاح بے وقعت متصور تھا۔ فقط

ذبل پیر نیاز پچھنے مارنا مدہم پٹی کرنا فن جراحی سمجھا جاتا تھا۔

اور اکثر نشتر کا عمل بغیر بیہوش کئے نہایت بیدردی سے ہوا کرتا تھا۔ اسوقت جراحی فن ڈاکٹری مین بہت بڑی اور ذی وقعت شاخ سمجھی جاتی ہے۔ اور جراح کے لقب کو ڈاکٹر کے لقب سے زیادہ افتخار حاصل ہے۔ اندنون جراحی کے بڑے بڑے کسب عمدہ عمدہ نوایجاد آلات سے بیوقت اور بسہولت بیہوش کرکے کئے جاتے ہین۔ اے بادشاہ رحم دل آپنے نہ فقط اپنی رعایا پر احسان فرمایا بلکہ جملہ جہان کو اپنا ممنون کر رکھا۔ درخواست ڈاکٹر لاری صاحب آپنے ہزار روپیہ کلور وفارم کمیشن مین صرف فرمایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ روئے زمین کے اکثر بڑے بڑے ڈاکٹرون کا خیال اس طرف متوجہ ہوگیا۔ اُس زمانہ مین اضلاع و بلاد مین دوا اور طبیب بروقت نہ پہونچنے اور پینے کے پانی اور صفائی کا اہتمام نہ ہونے کے سبب خفیف امراض مہلک ہوجاتے تھے۔ اور امراض متعدی مثل ہیضہ وبائی وغیرہ سے ہزارہا جانین تلف ہوجاتی تھین۔

بفضل خداوند کریم۔ اس زمانہ مین شہر بشہر قریہ بقریہ بلکہ محلہ بمحلہ شفاخانجات کھولدئے گئے۔ اور پینے کے پانی کے نل گھر گھر لگادئے گئے۔ اور تمام شہر مین جابجا صفائی کا اہتمام کیا گیا۔ جسسے خلق اللہ کو امن و آسائش اور ان مہلک امراض سے نجات حاصل ہے۔ جو جو مقامات کہ معدن امراض کے تھے جیسا کہ دارالشفا جو دارالوبا کہلاتا تھا اب دارالامن ہوگیا۔ چیچک براری سے اسوقت ہزارون معصوم سیتلا کے صدمے سے محفوظ ہین۔ اسی دورۂ مبارک مین اکثر اشخاص اپنے آپ ضروری اصول حفظان صحت سے واقف ہوکر اپنی غذا پانی اور صفائی کے نفع و ضرر سے آگاہ ہوگئے۔ مرض طاعون جس سے ہند مین تھوڑے ہی سے زمانہ مین ہزارون مکان بے چراغ ہوگئے آپنے اپنی رعایا کی حفاظت جان کی غرض سے انسداد طاعون کے لئے ہزارہا روپیہ صرف فرمایا۔

افضل گنج کا دواخانہ اسی سرکار ابد پائدار کے عہد مین بہت کچھ ترقی یاب ہوا اور متعدد بیش قرار ماہوار لیڈی ڈاکٹر اور خدمتی نرس بغرض آسایش مریضان پردہ نشین اسی زمانہ مین مقرر کئے گئے۔ اسی دورہ مین متعدد لیڈیز زنانہ معالجہ کے لئے ڈاکٹر بنادی گئین۔ جنکے پاس اکثر پردہ نشین مستورات

بخوشی و بے تکلفی بجوع ہو کر شفا پاتے ہین۔

اے شہنشاہ رعایا پرور آپ ہی کے عہد مین مدرسۂ طب یونانی جاری کیا گیا۔ اور یونانی دواخانے بصرف کثیر شہر مین جا بجا کھولدئے گئے۔ قدیم لائق حکمائے یونانی تعلیم طلبا اور علاج مرضا کے لئے مقرر کئے گئے۔ ادویات یونانی بروقت ان مطبون مین موجود اور تیار ملا کرتے ہین۔ پہلے غیر یافتہ طبیب۔ بدنام کمنہ نکونامے چند کہین دواسازی کرکے یا ایک دوکتا مین پڑکر اپنی شکم پروری کے لئے ہزارون جانین لیا کرتے تھے۔ اس شائستہ انتظام سے خود پسند و غیر معقول خانگی اور عطائی علاجات سے ہر ایک کا دل باطل سے حق کیطرف پھیر اگیا۔ اور اُس کی جان بچانے کا باعث ہوا۔

اے سلطان ذیشان آپکے عہد سلطنت ابدمدت مین وہ کونسا سامان آسائش ہے جو رعایا کو نصیب نہوا۔ جسکی شرح حیطہ تقریر و گنجائش تحریر سے خارج ہے۔

نہ فقط صیغۂ طبابت بلکہ ہر ایک صیغہ سابق سے الحال ہزارگونہ ترقی یافتہ ہے۔

اے آقائے نامدار۔ یہ احسان آپ کا آپکی رعایا کے دل سے بھولا ہے نہ بھولا جائیگا عیان را چہ بیان۔ ظہور آثار شادمانی جو عین مسرت دلی ہے ہر فرد بشر کے چہرہ سے ہر آن و ہر زمان ہویدا ہے۔

اب ہم ادائے تہنیت سالگرہ مبارک اور سپاس گزاری کو اس دعا پر ختم کرتے ہین۔

الٰہی جب تک اس دنیا مین نام حکیم اور شفا باقی ہے اور اس جہان مین جنبت تاثیر دوا باقی ہے۔

الٰہی جبتک کہ نبض عالم متحرک ہو۔ اور تعاقب لیل و نہار جاری ہے۔ اس تاج و تخت دکن کو قائم رکھ اور ہمارے فرمانروا اعظم بہادر کو بصحت عمر عیسیٰ عطا کر۔ اور نونہالان باغ آصفی کو انکے زیر سایہ حشر تک سرسبز اور برومند رکھ

آمین ثم آمین۔

ہم یہی حق سے دعا چاہتے ہین

سب سے آمین سنا چاہتے ہین

اسپیچ اعلیحضرت بجواب اڈریس ارکان سٹی ایسوسی ایشن وحکمائے حیدرآباد وارکان صفائی بلدہ

تم کو یہاں بلاکر تمہارے اڈریس لینے سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی - مین - تم ہر سہ گروہ رعایا کے اڈریس ایک وقت اور ایک جگہ لینا اسلئے مناسب سمجھا کہ تمہارے حقوق وفرائض اگرچہ بادی النظر مین مختلف ہین مگر متحد المقصد ہین - تم سبونکا ایک ہی مقصد ہے یعنے صفائی - سٹی ایسوسی ایشن اخلاق کی صفائی وشائستگی کی طرف متوجہ ہے - حکمائے حیدرآباد انسان کے جسم کو امراض کی کدورت سے صاف کرنے کے لئے مستعد رہتے ہین - اور صفائی بلدہ کے ارکان شہر کی گلی کوچون کو صاف وپاک رکھنے اور شہر والون کو نفیس پانی پہنچانیکی فکر کرتے ہین - پس تم تینون کے مقاصد کے حصول سے میری عزیز رعایا کی بہبودی اور آسایش متصور ہے - لہذا مین تمہاری کوششون کی بہت قدر کرتا ہون - اور مجھے اسکے سننے سے بہت اطمینان ہوا کہ تم اپنے کوششون مین ایک حد تک کامیاب ہوئے - اور کامل کامیاب ہونے کی دلی خواہش رکھتے ہو - مین نے تمہارے ہاتون مین اپنی رعایا کے چند طبقون کی حفاظت ودیعت کی ہے - اور مجھے یقین ہے کہ تم سب اس ودیعت کی ذمہ داریون کو بجا لاتے ہو - اور ان کو پورا کرکے میری خوشنودی حاصل کرنے مین ہرگز دریغ نکروگے دل کا صاف کرنا یا صاف رکھنا آئینہ سے بڑھکر ہے پرائی جان کا خیال اپنی جان سے بہتر ہے -

قطعہ

ہین سرے عہد حکومت مین اطبا حاذق	کسقدر شافی مطلق کا ہے مجھپر احسان
کوئی نعمت نہین صحت سے جہان مین بڑھکر	عمر بھر اسکا طلبگار رہیگا انسان
نہ ہے بقراط نہ سقراط نہ ہے جالینوس	فی زمانہ ہین یہی وقت کے اپنے لقمان

حافظ روح یہی لوگ ہین اس عالم مین — اب زمین پر ہے یہی فرقہ مسیحائے زمان
منقسم چار عناصر پہ ہین چارون اخلاط — جبھین نقصان ہو کرتے ہین یہ اُسکا درمان
مختلف جمع ہون امراض جو ضد ایک کی ایک — ایسی مشکل کو کیا کرتے ہین کیا آسان
فکر بیمار مین رہتے ہین بیمار طبیب — تا بہ صحت انہین تکلیف ہے آرام کہان
بارک اللہ کہ ہے مجمع ارباب کمال — للہ الحمد کہ ایسے ہین ہنرمند یہان
کیون نہ پاکیزہ ہون یہ اہل صفائی کے صفات — ہر گلی کوچہ مین آئینہ کی صورت ہے مکان
وہ خلل آب و ہوا کا کہین ہرگز نہ رہا — ہر جگہ فضل خدا سے ہے بڑا امن و امان
باغبان ازلی کا ہے یہان فضل و کرم — اب گلستان ہے وہی پہلے جو تھا خارستان
شکر صد شکر کہ ہے جوش پہ رحمت اُس کی — شہر تو شہر کہ ہے ملک بھی سب آباد ان
یہی آصف کی دعا تجھ سے ہے یا رب خدا — ہے ہر وقت رعایا مری شاد و خرم جان

اڈریس کایستھ سبھا بمقام ملک پیٹھ

بخدمت لامع النور عتبہ بوسان آستان فلک نشان ملجا و ماوا ر خلامان مرجع و آب شرف و افتخار خانہ زادان رستم دوران ارسطو زمان سلطان ابن السلطان اعلیحضرت قدر قدرت آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و ادام اللہ سلطنتہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔

ہم کایستھ سبھا کے ممبر و رعایا حضرت سکندر شوکت مزیدون حشمت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی حضرت پیر و مرشد پر تینتیسوین سال کی سالگرہ کی مبارکباد ادا کرنے اور ازدیاد عمر و دولت و اقبال کی دعا دینے کے لئے حاضر ہوئے ہین۔

الٰہی در جہان باشی بہ اقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سال

ہماری قومی سپہا کو زیر سپر تو بادشاہ جمجاہ کے قائم ہوکر آج ۱۰ سال کا عرصہ ہوتا ہے اس اثنا میں جو کچھ عنایات خسروانہ ہماری سپہا کے حال پر مبذول رہیں اور سکا شکریہ ادا کرنے کے لئے اگر ہمارا ہر بُن مو زبان ہوجائے تب بھی پورے طور پر سپاس و ستائش ممکن نہیں۔ کوئی الفاظ کوئی لغات میں ایسی نہیں پائے جاتے جس کے ذریعہ سے ہم ٹھیک ٹھیک اپنے مالک کی شکر گزاری ادا کرسکیں صرف زبان قال سے شکریہ ادا کردینا تو آسان ہے مگر ہمارا دل تو یہ چاہتا ہے کہ زبان حالسے نہ صرف شکریہ ادا کریں بلکہ اپنے مالک کے قدموں پر نثار ہوجاویں ہمارے قومی سپہا کی غرض بالکل اپنے بادشاہ کے غرض کے بموجب ہے یعنے ہم جدوجہد کرتے ہیں کہ ہماری قوم کی فضول خرچی مسدود ہوجائے اور علوم و فنون اور حرفت اور دستکاری کو یوماً فیوماً ترقی ہو۔ اور ہماری قوم کا ہر ایک فرد اس قابل بنے کہ اپنے مالک کے خدمتوں کو نہایت امانت اور وفاداری سے ادا کرے چنانچہ ہماری قوم کے جو لوگ کہ اس وقت مختلف سررشتہ جات میں مختلف عہدوں اور خدمتوں پر مامور ہیں۔ اپنے فرائض کو جان نثاری کیساتھ انجام دے رہے ہیں اور ہماری قوم کچھ آجکل سے اس درولت کی جبہ سا نہیں ہے بلکہ ہمکو اسبات کا بھی افتخار حاصل ہے کہ ہمارے آبا و اجداد بھی نواب آصفجاہ نور اللہ مرقدہٗ کے عہد سے سلسلۂ جان نثاروں میں منسلک چلے آتے ہیں۔

اب ہم اور ہمارے اخلاف جو آئندہ ہنوز دنیا میں آنے باقی ہیں اسی آستانۂ فیض نشان کے گرویدہ ہیں اور رہیں گے۔ ہمارے بادشاہ کا عہد سیمنت مہدوہ ہے کہ جسمیں مختلف مذہب کے لوگ ایک ہی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور علے ہذا رعایا کی وہ حالت ہے کہ بلا لحاظ کیش و ملت ہر ایک اپنے مالک کی قدموں پر جان نثاری کے لئے متمنی ہے۔

ہم جان نثار ہر آن مستعد ہیں کہ جو حکم اپنے آقا سے ملے ہم اسکی انجام دہی کو اپنا دین و ایمان

تعبیر کرتے ہین جو اظہار عقیدت اور جوش مسرت کہ اس وقت پبلک کے جانب سے باعث ہر دل عزیزی اس مبارک موقعہ پر ظاہر ہو رہا ہے رعایا کے حلقہ مین ہر کسی حکمران یا فرمانروا کو یہ حاصل نہین ہو سکتا پبلک کے طبقہ مین اپنے بادشاہ جماہ کے نسبت ہر دل عزیزی کا ہونا اپنے بادشاہ کی معدلت اور کریم النفسی اور بیدار مغزی کا بین ثبوت ہے ہر شخص حضرت پیر و مرشد بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کا والا اور جان نثار نظر آتا ہے آخر مین ہم اس ناچیز اڈریس کو بدعائے عمر و دولت و اقبال ختم کرکے اپنے پیشتر سے بصدق دل التجا کرتے ہین کہ جب تک مہر و ماہ مین نور اور دریا مین پانی اور پھولون مین بو اور موتی مین آب قائم ہے ہمارے بادشاہ جماہ کو ہمارے سر پر سلامت یا کرامت رکھے اور حضرت پیر و مرشد بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کے جان نثار خوش اور دشمن پامال اور خوار رہین (آمین ثم آمین) (اسپیچ اعلیحضرت کا جواب کا یستھ سبھا) ارکان کایستھ سبھا۔ جس جوش صداقت اور وفاداری سے تمنے میری سالگرہ کی خوشی مین اڈریس دیے ہین۔ اس سے مین بہت خوش ہوا۔ اور اس کی بہت قدر کرتا ہون۔

ہندوستان کی تاریخ کے ورقون پر اور یہان کے مختلف المذاہب باشندون کی طرز معاشرت کی ضرور تو پر اگر غور سے نظر ڈالی جائے۔ تو صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہمیشہ سے ہندو مسلمانون مین ترقی و تنزع حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کی معاونت اور باہمی میل جول لازم و ملزوم رہے ہین۔ علے الخصوص تمہاری قوم کایستھ کو ہمیشہ مسلمانون سے بحیثیت ملازمت و میل جول۔ ایک عجیب طرح کا غیر منقطع تعلق رہا ہے اور اس وقت تک ہے سلاطین مغلیہ کے دربارون مین اور اسلامی ریاستون مین ہر زمانہ مین اس تمہاری قوم والون نے مالی و انتظامی دفاتر کے ہر قسم کے ملازمتون مین بہت بڑا حصہ لیا ہے اور اپنی حسن کارگزاری اور وفاداری کو اچھی طرح ثابت کیا ہے۔ میری ریاست سے بھی جو تمہارے اہل قلم گروہ کو نسلا بعد نسلٍ بہت عمدہ تعلقات ہے ہین

وہ ظاہر ہین اور مین ہمیشہ تمہارے مخلصانہ خدمات اور تعلقات کو نہایت وقعت اور مسرت کی نظر سے دیکھتا ہون۔ مین اپنے ممالک محروسہ کے ہندو مسلمانون کے باہمی تعلقات اور اتفاق کو بہت ہی پسند کرتا ہون۔ اور اُس کو نہ صرف حسن انتظام کی بلکہ اپنی خوش نصیبی کی عمدہ دلیل سمجھتا ہون اور فرط مسرت سے جناب باری کا شکریہ ادا کرتا ہون۔

دولت وصف جوانسانین ہوا سکے آگے
ہیچ ہین لعل وگہر ہیچ ہین دینار و درم

خیر اندیش وفادار نمکخوار جو ہون
سلطنت کی ہے بنا اونکے ہی دم سے محکم

نہین آسان ہے کچھ منصب قانون گوئی
حاصل ملک کی رکھین خبر بیش و کم

ہو اگر صدر محاسب متدین ہشیار
ساری رقمون سے گر بیش بہا ہے وہ رقم

خیر خواہی ہو کہ سرکار کی بدخواہی ہو
دونون مشہور ہوا کرتے ہین عالم عالم

نہین ٹلتا نہین ٹلتا کبھی نافذ ہو کر
حکم حاکم کا بھی ہے مثل قضائے مبرم

خیر خواہ اہل خزانہ بھی ہون اور اہل حساب
متفق مثل زر و سکہ رہین یہ باہم

آزمودہ ہے یونہین مجھسے ہو رہا یا دلشاد
مجھپہ جیسا ہے خداوند تعالے کا کرم

یون نمکخوار بھی آقا کی محبت رکھے
جیسے قالب مین ہے قلب اور ہے قلب مین دم

دیتے ہین اہل قلم کار ریاست انجام
شرط یہ ہے رہے ملحوظ دیانت ہر دم

اہل تدبیر کو حاجت نہو کیونکر آصف
خط تقدیر کے بھی واسطے ہی لوح و قلم

اڈریس افواج باقاعدہ سرکار عالی بمقام ملکاپیٹہ

یہ خانہ زاد سب اہالیان فوج باقاعدہ کیطرف سے اعلیحضرت قدر قدرت فریدون حشمت دارا شکوہ بہرام شوکت بندگانعالی تعالی مظلہ العالی کی اس عنایت و سرفرازی کا شکریہ ادا

کرتا ہے کہ حضور پر نور دام سلطنتہٗ نے براہ خاوندی وسپاہ نوازی اس جلسہ میں رونق افروزی فرما کر سب اہالیان فوج کی عزت افزائی فرمائی۔

یہ جلسۂ تہنیت سالگرہ مبارک وہ جلسہ ہے جسکو اعلیحضرت کے جان نثار سپاہ سنہ ۱۳۰۲ف سے بجمال خوش دلی وخلوص قلبی ادا کرتے آئے ہیں۔ مگر اجکا جلسہ جو ہمارا پندرہواں جلسہ ہے عجیب بخت یاور اپنے ساتھ لایا ہے کہ ہمارے خداوند نعمت آقائے نامدار بادشاہ جمجاہ نے بذات خاص رونق افروز ہوکر اسکا سر افتخار فلک الافلاک تک پہونچایا ہے۔

حضور عالی کی یہ سال مبارک ہم اہالیان فوج کے لئے نہایت خوشی اور اعزاز کا ہے۔ کہ اعلیحضرت نے اپنی رونق افروزی سے اپنے جان نثاروں کو معزز فرمایا جس خوشی اور اعزاز کی ہم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ جس اعزاز کے ساتھ اعلیحضرت نے اپنی رونق افروزی سے آج ہمیں سرفراز فرمایا ہے۔ ہر سال اسیطرح اس اعزاز وافتخار سے حضور پر نور اپنے جان نثاروں کو معزز ومفتخر فرمایا کرینگے۔

حضور عالی آپ کا عہد مبارک روز افزون ترقی اور تہذیب وشائستگی کا زمانہ ہے۔ خصوصاً ریاست دکن نے جو اسوقت ترقی کی ہے۔ اگر اسکا پچھلے زمانہ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو زمین وآسمان کا فرق معلوم ہوگا۔ آپکے تخت نشینی کا آفتاب جسوقت ملک دکن پر چمکا تو اسکی سیولیزیشن کی شعاعوں نے ملک کے انٹیریر اور اکسٹیریر کو مثل روز روشن کے منور کردیا۔ اور تہذیب کی ترقی ملک کے ہر ایک محکمہ اور ڈپارٹمنٹ میں بلکہ گھر گھر پھیل گئی ہے۔ حضور پر نور کا یہ عہد مبارک تاریخ دکن میں نہایت فخر کے ساتھ یادگار رہیگا۔ ملکی ومالی عدالت دکوتوالی۔ اہل قلم واہل شمشیر ہر علاقہ میں اصلاح ہوئی میونسپالٹی آغاز کیگئی راستوں پر روشنی اور آب پاشی شروع ہوئی۔ دواخانجات اور تعلیمات میں ترقی دی گئی۔ ریلوے کی افزائش سے تجارت کو ترقی اور رعایا کو آسائش ملی۔ خاص بلدہ

اور چارمینار کے اطراف جو خون ہوا کرتے تھے شہر اور گلیون مین جو تلوارین چلا کرتی تہین آپکے عہد سلطنت مہد مین انتظام ہوا کہ فتنہ و فساد بیخ و بنیاد سے جاتا رہا۔ مفسدون کا تمام و کمال استیصال کیا گیا ہر چند کہ فوج باقاعدہ کا آغاز اعلیحضرت کی تخت نشینی سے چندے قبل ہوا لیکن یہ فوج اپنے ملک مین اس اعزاز کی نظر سے نہین دیکھی جاتی تھی۔ جیسا کہ ایک مہذب فوج کو دیکھنا چاہیے۔ جب اعلیحضرت قدر قدرت نے توجہ خاص فوج کی اصلاح کیطرف مبذول فرمائی تو اول یہ اعزاز فوج کو بخشا گیا۔ کہ حضور پرنور نے ۱۳۰۰ھ مین افسران گولکنڈہ بریگیڈ کی آنریری کرنلی قبول فرمائی۔ یہ وہ اعزاز ہے کہ شاہ و شاہزادگان یورپ اپنی فوج کو بخشا کرتے ہین۔

چنانچہ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز مختلف چودہ رجمنٹون مین کرنل ہین۔ اور ہر مواقع اور انسپکشن کے وقت اس رجمنٹ کی یونی فارم پہنتے ہین۔ ہمارے بادشاہ عالم پناہ نے ۱۳۰۶ھ مین گولکنڈہ لانسر کو یہ خطاب ہز ہائینس دی نظامس اون گولکنڈہ لانسر کے مخاطب فرمایا۔ یہ نہ فقط گولکنڈہ لانسر کے واسطے باعث عزت و آبرو ہے بلکہ سب فوج باقاعدہ کا سر افتخار فلک ہفتمی کو پہونچا۔

حضور عالی۔ یہ امر مشہور ہے کہ جب خداوند عالم اپنے بندگان خاص سے کسیکو برگزیدہ کرتا ہے تب اسکو حکومت اور بادشاہت عطا کرتا ہے۔ اور جب اس بندہ خاص کو اور نوازتا ہے تب اسکو حکومت یہ مین صفتین بخشتا ہے۔ عدالت۔ سخاوت۔ شجاعت۔ ہمارے بادشاہ ظل اللہ جہان پناہ آصف جاہ کے وجود با جود کو اللہ تعالے جلشانہ نے ان تمام صفتون کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ عدالت سخاوت۔ شجاعت ان تینون لفظون مین پانچ پانچ حرف ہین جسطرح سے کہ آدمی کو حواس خمسہ کی ضرورت ہے اسیطرح رئیس و ریاست کو ان صفات کی احتیاج ہے۔ اول عدالت (عین سے عدل دوال سے دلداری رعایا دالف سے امن و امان دلام سے لطف کرم دتے سے

تحمل دربار داری۔ یہ سب صفات ہمارے بادشاہ مین موجود ہین۔ سخاوت ہمارے حضور پر نور کی شہرۂ آفاق
اظہر من الشمس ہے شجاعت مین (شین) سے شہسواری (جیم) سے جمعیت خاطر (الف)
سے استقلال (عین) سے عزم۔ اور (ت) سے تدبیر۔ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے اپنی عنایت بے غایت
سے ہمارے حضور پر نور کو ان تمام خوبیون کا مجموعہ بنایا ہے۔ حضور کی شہسواری نہ فقط اس ملک مین
بلکہ تمام یورپ مین مشہور ہے۔ فن سپہ گری اور تفنگ اندازی مین اعلیحضرت یکتائے زمانہ ہین۔
ٹنٹ پک الگ بیٹھ کر حاضرین نے اکثر دیکھا ہوگا کہ ایک بیالہ پر اعلیحضرت تین تین متواتر لیتے ہین۔
تفنگ اندازی مین بڑے بڑے نامور یورپین نشانہ اندازون سے اعلیحضرت سبقت لے گئے ہین۔
روپیہ پیسہ کے گولی سے اڑانا۔ حضور پر نور کے سامنے ادنےٰ بات ہے جمعیت خاطر و استقلال کی
ایک معمولی مثال مین گزارش کرتا ہون جسکو مین نے بارہا بچشم خود دیکھا ہے۔ یعنے جنگل مین شیر کے
شکار کے وقت زخمی شیر کے سامنے حضور پر نور کو ایسی جمعیت خاطر و استقلال سے دیکھا ہے کہ اسوقت
جلۂ مبارک مین دلجمعی و اطمینان سے رونق افروز ہین۔
حضور عالی۔ اس جشن سالگرۂ مبارک مین سب اہالیان فوج کیطرف سے مجھے جو اس وقت
اڈریس پیش کرنیکا افتخار حاصل ہے کاشکے مین ایک بڑا فصیح اور بلیغ اور اعلےٰ درجہ کا مقرر اور گویا
ہوتا۔ تاکہ اس جوش دلی اور خلوص قلبی سے جو کہ اسوقت میرے دل مین موجزن ہے تمام مضامین
کو نہایت فصاحت اور بلاغت سے ادا کرتا۔ لیکن نہ مین فصیح نہ اسپیکر نہ اڈیٹر۔ اس لئے ممکن
ہے کہ یہ مضمون جو مین سرکار عالی کی فوج باقاعدہ کے طرف سے گزارش کر رہا ہون غذب البیانی
اور شیرین کلامی مین دوسرے اڈریسون سے جو گزرانے گئے ہین کم ہو۔
لیکن دراصل اصول اڈریس کا جو اظہار جوش و فاداری و اطاعت شعاری ہے اسمین ہم
جان نثار و کوشش سے زیادہ اعزاز حاصل ہے کیونکہ سپاہ کی خاص ڈیوٹی اور اسکا فرض منصبی ہے

کہ اپنے مالک پر ہر وقت ہر لحظہ جان نثار ہیں اور اپنے خداوند نعمت کے قدموں پر جان نثاری کرنا سعادت دارین سمجھیں آخر میں ہم جان نثار اپنے خوش حالی کیساتھ حضور پر نور کی عمر و دولت و اقبال و صحت کیلئے بارگاہ ذوالجلال میں دعا کرتے ہیں۔ خداوند عالم اپنے حبیب کے تصدق سے ہمارے حضور پر نور کی عمر و دولت و اقبال میں ترقی دے اور حضور پر نور کے خوانان دولت مسرور اور اعدا نامراد و مقہور رہیں۔

این دعا از ما و از جملہ جہان آمین باد

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب افتتاح باقاعدہ

اے میرے جان نثار فوج والو تمہاری وفاداری اور اخلاص دیکھ کر مجھے نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ تمہارے افسروں کے تیاپلیز کے اظہار صداقت کی بھی میں بہت قدر کرتا ہوں۔ اسوقت میری خوشی ایک خاص قسم کی ہے جسکی تصریح ٹھیک طور سے الفاظ میں نہیں کیجا سکتی۔ میری موجودہ خوشی اس قبیل کی ہے جو ہر اہل فن کو اپنے فن کے مشاقوں کے ساتھ کوئی دلچسپی کا کام کرنے یا دیکھنے میں حاصل ہوتی ہے اور تم جانتے ہو کہ فن سپاہ گری میرے آبا و اجداد کی میراث ہے۔ پس جب تمکو میں اس مقدس فن میں ترقی کرتے دیکھتا ہوں۔

اور اس ترقی کے نمایاں آثار تمہاری قواعد و اسپورٹس میں پاتا ہوں۔ تو فرط مسرت سے میرے دلمیں یہ جوش پیدا ہوتا ہے۔ کہ میں تمہارے ساتھ شریک ہو کر محظوظ ہوں۔ اور زبانی بیان کے علاوہ تمہارے اسپورٹس میں شامل ہو کر تم پر عملی طور سے اس امر کو حالی کردوں۔ کہ میں تمہارے فن کو کس وقعت کی نظروں سے دیکھتا ہوں۔ اور تمہاری ترقی اور وفاداری کی کس درجہ قدر کرتا ہوں۔

اوراس قدردانی کے اظہار کے لئے مین نے بہت خوشی کے ساتھ گولکنڈہ برگیڈ کی آنریری کرنل قبول کی۔ اورگولکنڈہ لانسرز کو اپنے نام سے موسوم کرنے کی اجازت دی۔ اوراب تمہارے اسپورٹس مین شریک ہوکر نہایت محظوظ ہوا۔

تمکو یاد ہوگا کہ سب سے پہلے مین نے تحریک کی تھی۔ کہ جناب کرمت مآب قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالے جن کا مین تاریخی دوست ہون انکی تائید مین میری تلوار اور میری فوج (اگر وقت آجائے تو) اپنی مہارت شعاری بخوبی ظاہر کرسکے۔ اوراس تحریک کا خوش اسلوب نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان مین چو طرف امپیریل سرویس ٹروپس قائم ہوگئی۔ اور مجھے آج اس امر کے مشاہدہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی کہ میری امپیریل سرویس ٹروپس بفضلہ تعالے اپنی فوجی تہذیب وشائستگی مین ایسی ترقی کررہی ہے کہ جس سے اُسکے قیام کا اصل منشا عندالموقع حاصل ہونے کی امید قوی کیجاسکتی ہے۔

افسرالدولہ بہادر۔ تم نے اس اڈریس مین اپنی لائلٹی کے اظہار کے لئے چند الفاظ کے حروف سے متفرق معنے نکالے ہین۔ ان کے سننے سے مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؎

اسی اجمال کی تفصیل ہے دفتر دفتر　　چار حرفون کے سوا اور تو قسمت مین نہین

اس سے میرا منشا یہ ہے کہ ہر شخص کی قسمت مین جو کچھ کاتب حقیقی نے لکھا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ نہ کم نہ زیادہ۔ پس جو کچھ کہ مجھکو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ جسکا مین ہر لحظہ شکر گزار ہون۔ ؎

شکر اللہ کا کرتا ہے یہ آصف ہردم　　مجھسے ناچیز کو ایک چیز بنایا اُسنے

اسکو میری عزیز رعایا بوفور محبت میاگنی فیئنگ گلاس سے دیکھتی ہے۔ لیکن مین تم سب کے لئے خدا سے ایسی قسمت عطا کئے جانے کی دعا کرتا ہون جس کے ق سے تمکو ہر طرح کی قوت بدنی ومالی حاصل رہے اور تم مین س سے سلیقہ ایسا پیدا ہوجائے کہ تم م سے محبت

اور ملاپ آپس مین ایک دوسرے سے اور رعایا سے رکھو تاکہ تم سب سے ترقی ہر قسم کی حاصل کرو

قطعہ

اے جان نثار فوج ظفر موج سنکر ہے
جوہر ہین تم مین صورت شمشیر آبدار

رخ رخ سے مرد مرد کی مردانگی عیان
رگ رگ سے فرد فرد کی جرأت ہے آشکار

ایسے سپاہیکی سپاہی کو قدر ہے
تعریف کیون نہ آئے مرے لب پہ بار بار

فخر سپہگری میری میراث جد کی ہے
اسمین ہے میرا نام ہے اس سے ہے افتخار

عزت تمہاری ہے وہ میری عین آبرو
رکھا میرے بزرگون نے تمکو بصد وقار

سرکار دونور رکھتے ہین باہم جو اتحاد
یہ دوستی ہے سارے زمانے پہ آشکار

مجھکو نہین دریغ کبھی جان و مال سے
جانینگے اور جانتے ہین اہل روزگار

اے اہل فوج دل سے اطاعت وہ کم کرو
سمجھین خباب قیصر ہند اپنا جان نثار

تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو
اس سے ہی کامگار ہو اس سے ہی نامدار

تازندگی کرین گے اطاعت بجان و دل
جو ہین نمک حلال سپاہی وفا شعار

طاعت کے بعد جو ہے اطاعت کا پائے بند
دنیا و دین مین وہ نہ کبھی ہوگا شرمسار

ماتحت مانے حاکم اعلےٰ کے حکم کو
یون اہل روزگار کی ہو طرز روزگار

مالک سے کام رکھے نہ رکھے کسی سے کام
اُسکا اسمین نفع اسمین ہے افتخار

لغزش نہو وگرنہ گریگا وہ سر کے بل
تمہارے ہے عنان اطاعت کو استوار

اُسکو بھی ہو یقین عنایت اسیطرح
سرکار کو ہے جیسے سپاہی کا اعتبار

گر قاعدہ سے ہو تو قواعد وہ چیز ہے
کرتی ہے اسکی مشق پیادہ کو شہسوار

اعضا یو ہین ہو چست یو ہین کام ہون درست
محنت سے جی چرائے سپاہی نہ زینہار

کاہل وجود ہو کے نہ غفلت کرے کبھی	ہر دم ہو کیل کانٹے سے اپنے وہ ہوشیار
یہ بات ہے ضرور سپاہی کیواسطے	کب مستقل مزاج کو ہوتا ہے انتشار
مرد و نکا نام صفحۂ ہستی پہ رہ گیا	افسانۂ تہمتن و بیژن ہے یادگار
جو ہیں جری شجاع وہ ایبک ہیں نامور	شہرت پذیر سارے جہان مین ہے انکا وار
کیا علم* ہے حضرت عباس کا علم	نامی ہے کیسی حیدر صفدر کی ذوالفقار
آصف ہزار شکر ہے پروردگار کا	دی مجھکو ایسی فوج وفادار و جانثار

اڈریس منجانب ملازمان صرفخاص بمقام ملک پیٹہ

اے ہمارے شاہ عالم پناہ ظل اللہ فلک بارگاہ ہم جانثاران قدیم دردولت جو بشرف ملازمت صرف خاص مشرف ہین پیشگاہ عالیجاہ حضرت ظل سبحانی مین یہ اڈریس پیش کرنیکا فخر حاصل کرتے ہین اس مبارک و مسعود موقعہ پر جبکہ پیر و مرشد ظل سبحانی نے بتقریب ہمایون جشن سالگرہ مبارک اس جلسہ مین جو خانہ زادان صادق الاعتقاد کے اہتمام سے قایم کیا گیا ہے اپنے قدوم فیض لزوم سے زینت بخشکر اس کو رشک روضۂ رضوان و غیرت دہ بوستان جنان بنایا ہے او خانہ زادان وفا پیشہ و جانثاران اطاعت شیوہ کے فرق اعتبار کو فلک الافلاک عزت اور سدرۃ المنتہاے وقعت تک پہنچایا ہے۔ اس اڈریس کے ذریعہ نہایت ادب و عجز سے اس تقریب ہمیمنت نیب کی مبارکباد ادا کرتے ہین۔ اور اس ارادت و عقیدت کے اظہار کرنے کا شرف پاتے ہین جو مدت سے ہم خانہ زادان کے دل مین جان کیطرح تمکن اور ایمان کیطرح متیقن ہے۔ اے ہمارے آقائے نامدار اے ہمارے ولی النعم گردون وقار اس ناچیز عطایا کو جو محبت و ارادت حضور سے ہے وہ کچھ نمایش

* یہان علم کے معنے مشہور کے ہین ۱۲ مولف

او خوشامدانہ نہین ہے اور نہ آج ہی ہمکو یہ عزت حاصل ہوئی بلکہ نہایت سچے دل سے اور خالص نیت سے
اباعن جد بزرگون کی بیش بہا ملی ہوئی میراث مین یہ دولت جان نثاری و فرمانبرداری شامل ہے
جسکو ہم اپنے دل مین محبت خدا کی طرح محفوظ رکھتے ہین اور نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے ہین اے
ہمارے بادشاہ اے ہمارے دین و دنیا کے پناہ اسوقت زیر سایۂ ظلّ خدا ہم نظارۂ انوار شمس معدلت
واضواء بدر منصفت بمصداق وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ
اُن عیون و بصیرت سے کر رہے ہین جو خود حضرت کے تجلیات ظلّ الٰہی سے منور ہین ہمارے قلب
بمل صحف ایمان شاہد ہین کہ واللہ ظلّ خدا کا لقب ہمارے ہی بادشاہ کے شایان ہے ہم جتنے
جان نثار اسوقت حاضر ہین اور اپنے اپنے مقام پر نزدیک و دور ہونے اعتراف کرتے ہین کہ ہمارے
بادشاہ اعلیحضرت وہی بے بہا نعمت ہین جسکے ذکر و شکر کا خداوند تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے اور
کلام ربانی مین یہ فرمان آیا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم - پس بحکم خدا ہم اپنے آقا کی فرمانبرداری اور جان نثاری و خیر خواہی مین
ہمیشہ حاضر ہین - اگر اُسکا سر مو خلاف ہوا تو جرم نافرمانی حکم خدا صاف ظاہر ہوا جب خدا کی نافرمانی
کی تو نہ ہمارا دین و ایمان صادق رہا نہ کوئی بشر عزت و وقعت کے لائق رہا - ایسی حالت
مین خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہوئے آبائے علوی و امہات سفلی
سے عاق ہے -

اس موقعپر یہ عرض کرنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ حضرت ظلّ سبحانی کی ولادت باسعادت اور
تاریخ جلوہ افروزی مسند ریاست کو دیکھا جائے تو یہ ثابت ہے کہ مسند آرائی کے زمانہ سعادت
پیمانہ مین حضرت ظلّ الٰہی کے سن مبارک کا اکتیسوان مہینہ تھا اور آج زمانۂ حکمرانی کا اکتیسوان
سال ہے - پھر تاریخ مسند آرائی کو زمانۂ حکمرانی سے ملایا جائے تو سو لہوان سال تھا - اور

آج اس سالگرہ مبارک کی تاریخ میں بھی فرمانفرمائی کا سولھوان سال ہے۔ اس (۱۶) سال کی مدت میں حضرت اقدس نے ہر محل و ہر موقعہ پر جو انتظامات ریاست فرمائے ہم نواب وایسرائے گورنر جنرل بہادر کشور ہند جناب لارڈ رپن جیسے مدبر و تجربہ کار کے اسپیچ کے نتائج کو دیکھتے ہیں جنہوں نے حضرت کے جشن حکمرانی کے وقت بیان کیا تھا اور اُسکے ساتھ اس قلیل مدت انتظام کو ملاتے ہیں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے حکمرانوں میں اُسکے نتائج کے مصداق میں حضرت ہی آپ اپنی نظیر ہیں اور خصوص جب اُس اسپیچ کا یہ فقرہ پڑھتے ہیں کہ (آپکی حکمرانی میں اسبات کا پیدا کرنا ہے کہ جس قدر زمانہ گزرتا جائے اُسیقدر رعایا کو آپسے سچی محبت پیدا ہوتی جائے) اور اُسکے ساتھ اس سولہ (۱۶) سالہ عہد حکمرانی کے نتائج پر غور کرتے ہیں اور رعایا کے ہر فرد ہر ماہ ہر سال میں محبت اور وفاداری کی زیادتی اپنے بادشاہ جہان پناہ کے ساتھ جو تمام دنیا کے نظارون میں جلوہ افروز ہی پاتے ہیں تو اس مسعود ساعت پر ہمکو فخر ہے اور اس محمود نتیجہ پر ہم کو ناز۔

انسان تو اشرف المخلوقات ہے اپنے عقل و تدبیر سے ہر کام کو انجام دیسکتا ہے اتفاق باہمی اور اطاعت بادشاہ وقت ایسا امر لازمی ہے کہ انسان کی کوئی تدبیریں اسکے ہرگز حد کمال اور نتائج نیک اعمال کو نہیں پہونچ سکتیں۔

جہانتک اس مسئلہ پر غور کیا گیا تو ثابت ہوا کہ یہ اتفاق باہمی اور اطاعت حاکم ایک فطرتی شئے دلپذیر ہے۔ خدائے یکتا کا ہزار شکر کہ ہمارے خضر راہ ہدایت رہنمائے طریق سعادت یعنی اعلیحضرت کے طفیل و پرورش و عنایت سے ہم لوگون میں بھی باہم وہی پسندیدہ اتفاق ہے۔ اور ہر دل اپنے ولی نعم پر جان نثاری کا مشتاق ہے جبکہ اعلیحضرت نے ہماری آسائش و دام و امن و آرام کے لئے مجموعہ سنگین محنت و افکار کا بار اپنی ذات مجسمہ صفات پر اٹھایا ہے اور سوا کروڑ بندگان خدا اور ہم غلامان باوفا کو بیفکر و تردد اپنے خوان نعمت سے رزق شایان اور اپنی معدلت سے امن و امان

عطا فرمایا ہے تو پھر کیون نہ اپنے جانون کو حضرت پر نثار کرکے جان نثاری کے بہترین خطاب کا مستحق ہو
دین ایسے ہی بادشاہ قالب سلطنت کی روح سمجھے جاتے ہین ایسے ہی فرمانروا ظل اللہ کہلاتے ہین
جسطرح نفس ناطقۂ انسانی کو جسم سے تعلق اور وہ انتظام جسمانی مین مصروف رہتا ہے اسیطرح ایک
قومی بادشاہ جیسے ہمارے اعلیحضرت ہین انتظام مہام سلطنت مین مصروف رہتے ہین جیسا کہ بطبیعۃ
انسان کو بعض اوقات امراض لاحقہ کے دفعیہ کی فکر دامنگیر ہوتی ہے اسیطرح بادشاہون کو علاج
امراض سلطنت کے لئے فکر و تدبیر ہوتی ہے ۔ کوئی قوم یا کسی ملک کے ترقی کے اسباب اگر دیکھے جائین
یہی دو امر پائے جاتے ہین ایکیہ کہ حاکم کا طرز عمل و حکم مدبرانہ ایسے اصول پر مبنی ہو جس سے نظام
اور امن و امان کا قیام پایا جائے ۔ ہمارے ہی حضرت کے عہد مین ہر قوم و ملت کے لوگ آزادی سے
بسر کرتے ہین اور ہزارون ویرانہ و جنگل مین لاکھون روپیہ خلایق نے صرف کیا اور عمارتین تیار کین
جس سے پوری دلیل ثابت ہو کہ کسقدر اطمینان اور امن و امان کو یہان یومًا فیومًا ترقی ہے ۔ کہ
ویرانہ اور جنگل شہر کا نمونہ دکھائی دیتے ہین ۔ دوسرا یہ کہ قوم و رعیت کے جانب سے تعمیل احکام حاکم
باتفاق و طیب خاطر نجو شنودی باطن ظاہر ظہور مین آئے اسکی تصدیق اکثر اوقات یہان ہوتی گئی ہے
چنانچہ رعایائے دکن کے ان حالات کے نظر کرتے کہ جملہ ممالک مین قوانین و ضوابط کے واقف نہونے اور
خلاف عادات احکام کو مکروہ اور قانون کی بظاہر سختی کو دارو ئے تلخ کی طرح ناگوار احساس کرنے سے
ابتداؤن مین رعایا کی جانب سے اوس قانون کے پیش رفت و تعمیل مین مزاحمت و دقتین لاحق ہوئین
اور یہان رعایا ہر ایسے حکم کی تعمیل اور قوانین و ضوابط کے نفاذ مین کسیطرح مزاحم و مخل نہوئی بلکہ بخوشی
تمام قبول کی ۔ لہذا یہ امر قبول کیا جاتا ہے کہ یہان کی رعایا اپنے مالک کی بے انتہا مطیع و فرمانبردار
اور وفادار ہے اور پورا بھروسہ اپنے مالک کے انتظام پر رکھتی ہے جسکا کسیطرح اندازہ نہین
ہوسکتا ۔ اسمین کچھ شک نہین کہ حضرت ظل الٰہی و جناب خلافت پناہی کی ہمت ۔ ملکی رفاہ

ملکی آسایش - ملکی ترقی - ملکی سرسبزی - ملکی آبادی کے طرف بدل مصروف ہے جسکے روشن آثار دنیا کے سامنے شاہد عادل موجود ہین - اس عام رعایا پروری مین خاص ملک دکن کے قدیم سوا کروڑ رعایا ہی ممتاز اور سرفراز نہین ہے بلکہ جب ہم مردم شماری کے تختہ پر نظر ڈالتے ہین تو ہمین ناز کے ساتھ دعوے کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے ظل اللہ کی امن پسند حکمرانی اور ہمارے جہان پناہ کی امان طلب بادشاہت کا شہرہ دور دور دراز ممالک کے رہنے والون کو بھی گرویدۂ مرحمت بنایا ہے - جو اس تھوڑے زمانہ مین ممالک یورپ و ایشیا وغیرہ کے ہر قوم ہر ملت کے اور ہر پیشہ اور ہر کمال اور ہر فن کے لوگ اندازچہ پانچ ہزار اپنے موروثی مولد و وطن کو خیرباد کہکے حضرت ظل الٰہی کے ملک کو مسکن بنائے ہین اور سب کے سب عزت و آبرو اور دولت و ثروت و آرام و راحت کے ساتھ خدام عالی کے سایہ عاطفت مین پرورش پا رہے ہین -

اس موقعۂ جشن سالگرہ مبارک مین کافۂ انام جملہ خاص و عام یعنے عالم و جاہل امیر و فقیر ہندو مسلمان - عیسائی - پارسی - ویسی - پردیسی - نے علے الاعلان بخودانہ جوش طبیعت سے اپنی خوشحالی کو آشکارا اور مسرت کا اظہار کیا - اس عام خوشدلی نے ثابت کر دیا کہ ملک دکن کی خوش قسمتی سے یہ دونون امر میسر ہین یعنے بادشاہ عدل پرور ہے اور اسکی رعایا بجان و دل اسکی نثار اور فرمانبردار -

ہم دیکھتے ہین کہ حضرت کے تصمیم تدابیر سے گلزار دکن سرسبز و شاداب اور الوان توجہ سے چمن سلطنت گلزار ہے - رائحہ انتظام سے دماغ ملک و ملت معطر آبادی عدل و داد سے شجر دولت ثمر و بار ور -

قاعدہ ہے کہ جو عمل بے ریا ہوتا ہے اسمین نمایش نہین ہوتی ہمارے اعلیحضرت ظل اللہ ہین انکو کسی نمایش کی ضرورت نہین ہر کام اُن کا بے ریب و ریا خاص برائے امن و آسایش بندگان خدا ہوتا ہے - اسلیے چمن سلطنت نتایج ثمرات نیک سے جلوہ نما ہوتا ہے - ہمارے ہی آقا

عالی تبار کے اس عہد مبارک حکمرانی شانزدہ سالہ مین چار والیسرائے بہادر سلطنت ہند ہر ایک اپنے زمانہ
حکومت مین یکے بعد دیگرے اور دو شہزادہ جلیل القدر معزز خاندان شاہی حلیہ جناب ملکہ قیصرہ ہند ادام اللہ
اقبالہا واجلالہا تشریف فرمائے حیدرآباد دنیو ہوا دہوکر بخوشی وخرمی تمام مراجعت فرمائے ۔ ہمیشہ دیکھا
اور سنا گیا ہے کہ بادشاہ صرف اصول انتظامات اور کلیات مہام پر نظر غور فرماتے ہین ۔

ہمارے اعلیحضرت نہ صرف انتظام کلیات مہام پر نظر فرماتے ہین ۔ بلکہ بذات خاص ہر کام کے
کامل نتائج کو بھی ملاحظہ مین لاتے ہین کیبنٹ کونسل کی کارروائی کی رپورٹین حضرت کے ملاحظہ مین
پیش ہوتی ہین اور اختلافی مسائل کا فیصلہ اعلیحضرت بذات خاص فرماتے ہین ۔ امرائے جلیل کے
باہمی تنازع کا فیصلہ حضرت ہی کے ذات تقدس سمات سے متعلق ہے ۔ الغرض حضرت کے دربار دولت
سے امیر و غریب صغیر و کبیر مستفید و بہرہ ور اور ہر محتاج و فقیر بابجالی سپر بار و فیضان داد و دہش
سے کامیاب و تونگر ہوتا ہے ۔ ہر مستغیث اپنی داد کو ہر مستند اپنی مراد کو پہونچتا ہے پیر و مرشد
کے مدبرانہ حکمرانی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت نے سوا کروڑ رعایا مختلف المذاہب
کو جو آزادانہ بسر کرتے ہین اپنے حسن جہانبانی کا والہ و شیدا بنا لیا ہے ۔ جو حضرت کے فرق مبارک سے
اپنی جان و مال و اولاد کو تصدق و نثار کرنے اپنا فخر جانتے ہین ۔ اور ہر سر موئے زبان شکر گزار ہے
ہم سب غلامان و جان نثاران صرف خاص ہی بحیثیت رعایا عموماً مساوی ہین ۔ مگر خانہ زادان صرفاً خاص
کو بتصدق قربت نعلین مبارک جو شرف خاص حاصل ہے ۔ اور کسیکو نہین جس صیغہ سے منور و تابان
خاندان شاہی بفراغ البالی و خوشحالی پرورش پاتے ہین ہم سب جان نثارون کو بھی اعلیحضرت اسی
صیغہ سے حسب قدر مراتب پرورش فرماتے ہین بہ نسبت دوسرے صیغہ جات کے ملازمین کے ہمارے
عروج طالع نے یہ اختصاص خاص حاصل کیا ہے کہ حضرت نے اپنے خانہ زادان خاص مین ہمکو شمار
فرمایا ہے اسکے علاوہ اور ہزارون طرح کی پرورشات ہین چنانچہ اس صیغہ مین بیوگان گہرے پر

پاتے ہین بہت سے مفلس محتاج اور یتیم بچے اور وظیفہ خوار آسائش و آرام سے روٹیان کہاتے ہین۔
اگرچہ بادشاہان سلف کے وقت مین اس صیغہ صرف خاص کی ترقی ہوئی مگر ہمارے خداوند نعمت کے
عہد معدلت مہد مین جسقدر تہذیب و آراستگی کی تکمیل ہوئی اُسکے معائنہ سے ہم بدل و جان کہہ سکتے ہین
کہ اللھم زد فزد ولا تنقص۔ اس علاقہ مین جتنے صیغے جو ایک صیغۂ سلطنت کے درکار ہین
سب موجود ہین۔ یعنے۔ عدالت۔ مال۔ تعمیرات۔ طبابت۔ صفائی۔ تعلیمات۔ فوج۔ پولیس
محاسبی۔ مضیب۔ وظیفہ۔ انعام۔ اوقاف وغیرہ وغیرہ۔ ان سب صیغہ جات کی نگرانی علاوہ انتظام
امور سلطنت کے حضرت ہی کی ذات خاص پر ہے اور توجہ خسروانہ سے سب کام کا انتظام بخوبی
جلوہ گر ہے۔

الحاصل جسقدر نعم الٰہی اور مراحم شاہنشاہی ہمپر مبذول ہین اُسکے اظہار کے لئے زبان ناتوان
قاصر ہے اور قلم زبان معذرت اب بحکم فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون
بعد ذکر مختصر متذکرہ ادائی شکر واجب اور ختم اس آڈیس کا فقرات دعائیہ پر مناسب
الٰہی تو اپنے اس سایۂ رحمت کو تا قیام شمس و قمر ہمارے سر پر قائم رکھ۔ اے خدائے دوجہان
آفرینندۂ زمین و آسمان دہندۂ تخت و تاج ہمارے بادشاہ عالی وقار ہمارے آقائے بلند تبار ہمارے
والی نعمت والی ملک و ملت اعلیحضرت قدر قدرت فلک تربت کو تا دوران سپہر سلطنت پر
کامران اور مملکت دکن اس خسرو عادل و باذل کے زیر فرمان رکھ۔ اور اس جشن سالگرہ کو مانند
عمر خضر و مسیح سال بسال جاودان رکھ۔ الٰہی ہمیشہ ستارۂ اقبال و اجلال ہمارے بادشاہ دیندار
پر درانصاف گستر کا یوما فیوما عروج پر رہے۔ اور جو بدخواہ اعلیحضرت سلطنت ہو وہ ہمیشہ
آتش قہر ایزدی مین خاکستر رہے۔ آمین ثم آمین

قطعہ

جلوہ گر چرخ پہ جبتک ہو یہ خورشید سپہ	شاہ کی جتنی مرادین ہون برآئین دل خواہ

شاہ آباد رہے تابہ ابد یا اللہ		حسرو ملک دکن بادشہ ظل اللہ

میر محبوب علیخان نظام آصف جاہ

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب ملازمان صرفخاص

میرے خاص وفادار ملازمین۔

جب تم سب لوگونے یہ جلسہ کرکے مجھے اڈریس دینے کی خواہش ظاہر کی تو مین تمہاری مجھتانہ خواہش کو پورا کرنا اس خیال سے مناسب سمجھا کہ تمکو میری سالگرہ کی خوشیان منانے کا دوسرا تھراہی حاصل ہے۔ کیونکہ تم مین اکثر نہ صرف میری رعایا ہو۔ بلکہ میرے ملازمین بھی ہو اور بھی ایسے ملازمین جن کو زیادہ تر خاص مجھسے تعلق ہے۔ اور نیز تم مین اکثر ایسے ہین جنکے آبا و اجداد کو میرے بزرگون کی ساتھ ایسی ہی خیر خواہی و عقیدت تھی جیسے کہ (مجھے یقین ہے) تمکو میرے ساتھ ہے۔ اس تمہاری خوشی اور جوش صداقت کو دیکھکر مین بہت ہی خوش ہوا۔ کیونکہ ہر انسان مین ایک خلقی عادت ہے کہ جب وہ اپنے آس پاس رہنے والونکو خوش دیکھتا ہے تو خود بھی خوش ہوجاتا ہے۔ اور یہ امر لازم و ملزوم ہے کہ خوش رکھو۔ خوش رہو تمنے اپنے اڈریس مین نواب وائسرائے بہادر کی ایک اسپیچ کا ذکر کیا ہے جسمین انہون نے اپنی امید قوی ظاہر کی تھی کہ میرے عہد حکومت مین میری رعایا کی وفاداری اور رضامندی روز افزون ہوگی۔ اور میری بھی اسوقت یہی امید تھی اور اس سالگرہ کے جلسونکی جوش صداقت سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ (اور محل شکر ہے) کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے فضل و کرم سے ہماری اس امید کو اچھی طرح سے برلایا اور زیادہ تر خوشی مجھے اسوجہ سے بھی ہے کہ یہ جلسہ تمہارے باہمی اتفاق اور دوستی کا نمونہ ہے۔ مین یقین دلاتا ہون کہ میری خوشنودی ہمیشہ اسی مین ہے اور ہر گی کہ میری تمام رعایا اور علے الخصوص میرے تمام ملازمین مین بہر حال باہمی اتفاق رہے۔ جسطرح سے رنگ اور گل توام ہیں اور جسطرح سے مشک اور بو قرابم ہین۔ ہر ایک اپنے اپنے حوصلے

مطابق نیک نیتی کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائی مین مصروف ہے ؎

تو اریکا ہے پانی وہ گر پڑیگا اوٹھ کر	گر سرکشی پہ اپنے سرکش کو ناز ہوگا
باغ جہانمین آصف مانند شاخ مثمر	جو سرفرو کریگا وہ سرفراز ہوگا

اڈریس صفائی چادرگھاٹ بمقام ملک پیٹہ

اعلیحضرت سکندر شوکت جم مرتبت خداوند نعمت خدایگان حضور پرنور بندگانی متعالی مدظلہ العالی

بشرف عرض باریابان۔ میر ساند

حضرت کی جان نثار اور وفادار رعایا جو بشمار زائد از یک لک احاطۂ چادرگھاٹ کے اندر آباد ہے بوکالت و وساطت اراکین مجلس صفائی چادرگھاٹ اعلیحضرت کی چوتیسوین سالگرہ مبارک کے نیک ساعت اور مسعود موقعپر اپنی اس وفاشعاری و جان نثاری کے اظہار کی جو ہمارے دلون مین حضرت کے نفس نفیس اور حضرت کی رعایت و حکومت کے ساتھ راسخ ہین بصد عجز و نیاز اجازت چاہتے ہین۔

حضرت کے پرفیض و برکت و پرجلال و ابہت عہد حکومت مین حضرت کے جان نثار رعایا کا ہر فرقہ اور ہر طبقہ اپنی زندگانی بلاخوف و خطر آرام و آسایش کیساتھ بسر کرتا ہے اور اپنے اپنے مشاغل مین مشغول رہتا ہے کیونکہ ہر کہ و مہ کو معلوم ہے کہ ہمارے سر و پر حضرت کی معدلت کا سایہ ہر وقت موجود ہے اور ہماری نیک و بد پر ہمیشہ اسیطرح حضرت کی نظر رہتی ہے جسطرح پدر شفیق اپنی اولاد پر نظر رکھتا ہے حضرت کی عہد مبارک عہد مین ہم رعایا کی حاجت روائی جسطرح پر فرمائی گئی ہے کبھی ہمارے بزرگون کو نصیب نہ تھی اور نہ نظیر اسکی ہماری تاریخ مین موجود ہے ہمارے لئے عدالتہائے دیوانی و فوجداری مقرر فرمائی گئی ہین جن مین ہمارے قضایا رحم معدلت کے ساتھ فیصل ہوتے ہین ہمارے بیماریون کے لئے شفاخانے اور دواخانے اور ہماری اولاد کی تعلیم کے واسطے مدارس ہمارے معمورات کے حفظ صحت کے واسطے محکمات صفائی اور اسی قسم کے ہزارون وسیلے ہماری

آسایش کے مہیا فرمائے گئے ہین ۔ جیسے ہم جان نثار رعایا شب و روز بلا امتیاز قوم و ملت متمتع ہوتے ہین اور جن نعمتون کے شکریہ مین ہم سب رعایا بیک زبان ہمیشہ خداوند عالم و عالمیان و خالق کون و مکان کی درگاہ مین حضرت کی دولت و اقبال و ازدیاد عمر کی دعا مین مصروف رہتے ہین ۔

آمین یارب العالمین

اڈریس تعلیمات بمقام ملک پیٹہ

اعلیحضرت قدر قدرت سکندر شوکت نوشیروان عدلت خداوند خدایگان حضرت نبدگانعالی

متعالی مدظلہ العالی

بہ شرف عرض اقدس میرساند

ہم تمام کم عمر رعایائے جان نثار جو حضرت کے تصدق سے مدارس ملک مین تعلیم پاتے ہین نہایت ہی عجز و نیاز کے ساتھ اسوقت موقف ادب مین استادہ ہوکر اپنے آقائے نعمت کو سلام اور اُن کے آگے کچھ عرض مدعا کرنے کی اجازت چاہتے ہین ہم جان نثار جو حضرت کے سایۂ عاطفت مین پرورش پاتے ہین آج کے روز حضرت کی ولادت اور حضرت کی مسند ریاست کی خیر خواہی اُن کے دلون مین مثل دریائے مواج جوش زن ہے اور کیون نہو کہ ہر تقریب سالگرہ مبارک مین حضرت کے ہر جان نثار کو اس مسعود روز کا خیال گزرتا ہے جس روز انکی قسمتونکی خوبی سے ایسا کریم و رحیم بادشاہ اُنکے واسطے خداوند عالم نے مقرر فرمایا ۔

ہم جان نثار اگر محامد و مکارم کا شمار کرنا شروع کرین تو نہ وقت اس کے واسطے مساعدت کرسکتا ہے اور نہ کاغذ و قلم کافی ہوسکتا ہے ۔ مگر علاوہ ان تمام عنایتون کے جن سے حضرت کی تمام رعایا متمتع ہوتی ہے ۔ ہم جان نثارون کو ایک خالص نعمت کا شکریہ ادا کرنا اسمو قت ضرور ہے جسمین ہمارا کوئی شریک نہین ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت کی شاملہ رعایا پروری کے

طفیل سے ہم کم عمر رعایا کی اصلاح معاش و معاد کے واسطے جابجا متعدد ذرائع تعلیم و تربیت مہیا ہو گئے ہیں بجز کوئی تعلقہ اور کوئی معمورہ کلان ایسا نہوگا کہ جہاں حضرت کا صدقۂ جاریہ موجود نہو۔ پیر و مرشد کے عہد معدلت مہد میں علوم و فنون کو جسقدر ترقی ہوئی ہے اُسکو صرف تصرفات موجودہ جو دحضرت بادشاہی سمجھنا چاہیے یعنے ہر سال جسطرح مبارکگ ہیں سالگرہ کی شمار میں ترقی کرتی جاتی ہیں اسیطرح نہال علم و فن کو بھی سال بسال نمو حاصل ہوتا جاتا ہے۔

اس امر کا مختصر بیان بے موقع نہوگا کہ گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں خصوصاً حضرت کے جلوس میمنت مانوس کی تاریخ سعید سے اسوقت تک تعلیم نے کسقدر ترقی کی ۱۲۶۴ف میں نواب سالار جنگ مرحوم اول نے ابتداءً اندرون بلدہ دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور مجلس تعلیمات بصدارت نواب علی محمد خان بہادر معتمد الدولہ قائم کی جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو اضلاع سے درخواستیں آنا شروع ہوئیں۔ بناء علیہ ۱۲۶۹ف میں ایک اعلان بدیں مضمون شائع ہوا کہ ہر ایک تعلقہ میں دو اور ہر ایک ضلع میں ایک مدرسہ خفیف اجرت تعلیم کیا تھ زیر نگرانی مجلس موصوفہ کھولے جائیں گے۔ چنانچہ اس طور پر تمام ممالک محروسہ میں تعلیم کی ترویج ہوئی ۱۲۷۵ف میں بذریعۂ جریدۂ اعلامیہ تعلیمات کا تعلق صیغۂ متفرقہ کے معتمد سے کیا گیا اور قواعد منضبط ہوئے اور معتمد و ناظم تعلیمات ملکی مقرر ہوئے۔

۱۲۷۸ف میں انجینیرنگ کالج کا افتتاح تعلیم خاص کی اشاعت کے لئے بصدارت مسٹر ولکنسن ہوا ۱۲۸۲ف میں ایک انگلو ورنیکولر اسکول چادرگھاٹ بصدر مدرسی مسٹر شافر کھولا گیا۔ اور ۱۲۸۹ف میں وہ اول درجے کا کالج بنگیا۔ جسنے رفتہ رفتہ انتہائے تعلیمی ضرورتوں کو پورا کر دیا اور اب اُسے نظام کالج کے نام افتخار حاصل ہے اور سال بسال شمار مدارس اور تعداد طلباء میں ترقی ہے۔

آخر میں ہم جاں نثار طلبۂ مدارس اور ہمارے اساتذہ اور تمام اہالیان سررشتۂ تعلیم اپنے آقائے

نعمت اور اُن کے صاحبزادۂ بلند اقبال کے حق مین تہ دل سے یہ دعا کرتے ہین کہ خداوند عالم و عالمیان جسنے اپنے کلام مجید مین اجابت دعا کا وعدہ فرمایا ہے حضرت کو اور حضرت کے نونہال باغ سعادت و اقبال کو صدہا سال سلامت رکھے اور ہمیشہ حضرت کے مقاصد بر لائے اور ہر مہم اور ہر ارادہ مین کامیاب کرے۔ آمین یارب العالمین۔

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ بجواب ارکان صفائی و طلبا

میرے بہادر طلبار اور ارکان صفائی چادرگھاٹ۔

تم طلبار کا ایڈریس لینے مین مجھے ایک خاص قسم کی خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ تمہاری ترقی علم و فضل مین بمقابل دیگر امور کے مجھے زیادہ دلچسپی ہے مین تمکو اپنے گلشن ریاست کے ہونہار پودے سمجھتا ہون اور جسطرح ہر باغبان اپنے باغ کے بڑے اشجار کی حفاظت سے زیادہ چھوٹے درختونکی نشو و نما کی نگرانی کرتا ہے اُسیطرح میری توجہ اپنے نونہال نوخیز طالب العلم رعایا کیطرف زیادہ تر مائل رہتی ہے تمہاری ترقی علم اور تہذیب اخلاق سے میرے ملک کیلئے بہت کچھ فائدہ کی امید کیجاسکتی ہے۔ اور یقیناً تم مین اکثر ایسے ہین جو آٹھ دس سال کے بعد اس ریاست کے لیئق و کارگزار عہدہ دار خیرخواہ و وفادار رعایا ہوسکتے۔ پس اسوقت تمہارے تعلیم مین جسقدر کوشش کیجائے اُسکا عمدہ اثر نہ صرف تمہاری ذات پر منحصر رہیگا بلکہ اُس سے تجاوز کرکے تمہارے ذریعہ سے ملک کی عام بہبودی و ترقی کو متعلق رہیگا پس تمہارے لئے یہی وقت ہے کہ تم اپنی آئندہ بہبودی کا سرمایہ جسقدر جلد ہوسکے جد و جہد کے ساتھ حاصل کرلین۔ مین نے تم ارکان صفائی کے اڈریس کو بھی بہت خوشی کے ساتھ سنا اور رعایائی وفاداری اور شکرگزاری کا اظہار جو اس مین کیا گیا ہے مین اُسکی بہت قدر کرتا ہون جب تم نے مدار المہام صاحب کے ذریعہ سے اپنے اڈریس کو طلبہ کے اڈریس کیساتھ دینے کی درخواست کی تو مجھے بادی النظر مین گونہ تعجب ہوا کہ طلبار کو صفائی سے کیا تعلق ہے جو دونون اڈریس ایک وقت اور ایک جگہ دئے جاتے ہین

مگر تھوڑے تامل سے واضح ہوا کہ صیغۂ تعلیم رعایا کی قلب کی صحت کے طرف متوجہ ہے۔ اور صیغۂ صفائی رعایا کی جسمانی صحت کا نگران ہے غالباً صفائی کے اڈریس کو طلبار کے اڈریس کیساتھ شریک کرنے سے طلبار کے لئے یہ اشارہ ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے شوق مین اپنی جسمانی صحت سے غافل نہون اپنی دماغی ریاضت کے ساتھ بدنی ورزش کو فروگذاشت نہ کرین مین اس بات کو بہت پسند کرتا ہون اور یہ ظاہر ہے کہ قلب و قالب مین کچھ ایسا تعلق ہے کہ ایک کی تہذیب دوسرے کی شائستگی کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے اور تعلیم کے بھی دراصل یہی معنے ہین کہ انسان کے تمام قوے شائستہ ہوجائین پس جسم ضعیف کے ساتھ پڑھنا لکھنا اچھی طرح حاصل ہونا ممکن نہین اور مجھے بخوبی یاد ہے کہ نظام کالج کے ساتویں پرنسپل مسٹر ہاڈسن (جنکی وفات کا افسوس ہنوز ہم سب کو ہے) اس بات پر بہت زور ڈالتے تھے اور انہین کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ ہمارے کالج اور عام طور سے ہمارے صیغۂ تعلیمات مین طلبار کو علم کے شوق کے ساتھ اسپورٹس کا شوق بھی ہے اور ہمارے کالج کے طلبا جسطرح کہ علم کے امتحانات مین کامیاب ہونیکی خواہش رکھتے ہین اسیطرح کرکٹ و دیگر اسپورٹس مین مشہور ہونا چاہتے ہین مین امید کرتا ہون کہ اساتذہ اپنے طلبار کو ہر دو قسم کے تعلیم کی ہر طرح سے تحریص دلانے مین ہرگز دریغ نہ کرینگے تقریباً چار سال قبل مین نے نظام کالج مین اسپیچ دی تھی اُسوقت مین نے مذہبی تعلیم کی ترغیب دلاکر یہ ریمارک کیا تھا کہ "علم بے پابندی مذہب آئینۂ صیقل ہے" مین بہت خوش ہوا کہ صیغۂ تعلیمات نے اس ریمارک کا لحاظ اپنے موجودہ سلسلۂ تعلیم مین رکھا ہے اور اکثر مدارس مین طلبا کے مذہب و اخلاق کی درستی کی نگرانی کیجاتی ہے تعلیم نسوان کی ترقی جو طلبا کے اڈریس مین تبا دی گئی ہے اُس سے بھی مجھے کامل اطمینان حاصل ہوا۔

مین اخیر مین اپنے ملک کے مدرسون کے ذہن نشین یہ بات کیا چاہتا ہون کہ انکی ذمہ داری طلبا کی تعلیم کی نسبت اس قدر بڑی ہے کہ جسکا اندازہ ممکن نہین۔ دیگر عہدہ دارون کا ذمہ

صرف یہی ہے کہ رعایا کی موجودہ حالت کو درست کرین اسکا اندازہ سردست کیا جاسکتا ہے۔ مگر اساتذہ کا ذمہ یہ ہے کہ آئندہ ہونہار رعایا کے خیالات وعادات کی درستی کیواسطے پیش بندی کرین۔ اسکے حسن وقبح کا اندازہ فی الفور نہین کیا جاسکتا۔ دیگر عہدہ دار ملک کی گھڑی کے کانٹون کو اگر غلط چلین تو یکینچ کہانچ کر درست کر دیتے ہین۔ مگر اساتذہ کا کام گھڑی کے اوزار کے پرزون کو اور رفتار کو درست کرنا ہے تاکہ تمام ملکر گھڑی کو غلط چلنے نہ دین پس اساتذہ کو لازم ہے کہ اپنے اس اہم کام کو بہت دلدہی کے ساتھ انجام دین اور حتی المقدور اپنے طلبا رکی علمی واخلاقی تعلیم مین ایسی کوشش بلیغ کرین کہ وہ اپنے خاندان کے فخر اور اپنی قوم کے ممتاز اور اپنے ملک کے باعث ناز ہوجائین۔ قطرۂ ابر نیسان سے جیسے صدف مین گوہر ہوتا ہے شعاع مہر تابان سے جسطرح کوہ مین لعل احمر ہوتا ہے فیض علم سے اسیطرح انسان صاحب ہنر ہوتا ہے۔

قطعہ

علم کی قدر کرو قدر کرو قدر کرو
سمجھو سمجھو وہ نکات اور وہ اسرار ورموز
علم ہے اسکی دوا اور وہی اکسیر
طالب علم فکی اور ہو استاد شفیق
فہم ودانش کی ترقی کا یہی باعث ہے
قابل صحبت شاہان وسلاطین ہے وہی
دین ودنیا مین جو پہلی تو اسیکی خوشبو
ایسی دولت کیلئے کوشش ومحنت ہے ضرور
یہ جو آصف نے کہا غور سے اسکو سمجھو

سکھو اللہ نے بخشی ہے اگر طبع سلیم
دیکھو دیکھو وہ کتب جو ہین جدید اور قدیم
کہ جہالت بھی ہے منجملۂ امراض سقیم
کیون پسندیدہ نہون ایسے تعلم تعلیم
علم کی وجہ سے تھے حضرت لقمان حکیم
عزت اُسکی ہے زمانمین جو کہلائے فہیم
مشک اذفر کی نہ یہ عنبر سارا کی شمیم
گرچہ تقدیر عطا جسکو کرے رب کریم
علم وہ شے ہے کہ اللہ کا ہے نام علیم

اڈریس رعایائے حیدرآباد دکن بمقام ملک پیٹہ

خسرو اسال نوز عیش مطرب معمور باد — تہنیت گویان عامت قیصر و فغفور باد
تا ازل سال کہن برگشتہ بہر تہنیت — جنگلی ورساحت سال نو تت محصور باد

میر محبوب علیخان آفتاب عزوجاہ
این مبارک نام یار تا ابد مذکور باد

سبحان اللہ سبحان اللہ دصد شکر للہ آج وہ مبارک روز ہے کہ ہم ناچیز بندگان بارگاہ خداوند نعمت کو پیر و مرشد کے قدوم میمنت لزوم کی باریابی کا اعزاز و شرف حاصل ہے اور حیدرآباد کی تاریخ میں پہلا دن ہے کہ غلامان آستان سپہر نشان بذات خود ہا و بہ نیابت عامۂ خلائق اپنے رعایا پرور عدل گستر قدر قدرت فلک شوکت آقائے ولی نعمت بادشاہ جمجاہ کی تقریب سالگرہ مبارک و سعود میں عرض تہنیت کیلئے ہر موئے تن زبان ہو کر نہایت ادب اور کمال عقیدتمندی کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں نہ صرف ہمارا ہر موئے تن اس تہنیت میں تر زبان ہے بلکہ ہم میں سے ہر ایک کا دل عقیدت منزل پرجوش مسرت کے ساتھ بہزار زبان نغمہ خوان ہے اللھم ایدہ بنصرہ واخذل اعدائہ وامدد ظلہ علی مفارقنا یا من بیدہ رقاب الملوک الزمان ہم ناچیز رعایا بمقابلہ اپنے اظہار عقیدت و سپاس گزاری کے اگر ان احسانات بے غایات کا اندازہ کریں جو پیر و مرشد کے عہد میمنت مہد میں عامۂ خلائق ملک و کن پر مبذول ہوئے ہیں تو ہم بلا مبالغہ اس امر کے عرض کرنے سے کسیطرح باز رہ نہیں سکتے کہ ہمارے اظہار عقیدت و سپاس گزاری کو ہمارے مجسم خیر و برکت آقائے ولی نعمت کے احسانات کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو پرکاہ کو نہایت بلند کوہ پرشکوہ کے ساتھ ہو سکتی ہے ہم جان نثار نہایت سچے دل سے عرض پرداز

اڈریس عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد وزارالمہام سرکار عالی نے گزرانا تھا۔ ۱۲ مولف

ہین کہ خداوند نعمت کے تفضلات شاہانہ و مراحم خسروانہ کو تا دم زیست اپنے دلون سے بھلا نہین سکتے اور نہ ہمارے اخلاف حضرت اقدس کی بار احسانات سے اپنے سر اٹھا سکین گے۔ ہمارے جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت ہماری دنیوی بہبودیون اور روز افزون ترقیون کے واسطے جو جو غیر متر قبہ نعمتین عطا فرمائی گئی ہین وہ ہرگز ایسے نہین ہین کہ ہماری زبان انکی شکر گزاری اسمو قعپر ادا کرکے خاموش ہوجائے بلکہ ہمارا ہر سر مو بھی زبان ہوکر ہماری زندگی تک ان نعمتہائے بے پایا نکا شکریہ ادا کرنے مین عذر البیان رہے تو ادائے فرائض مین قاصر ہی شمار کیا جائیگا ؎

شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو ۔۔۔ عذر تقصیر ما چندانکہ تقصیر ما

ہم فرمانبردار و جان نثار اہل ملک بکمال ادب و نہایت معذرت اور انکسار کے ساتھ گزارش کرتے ہین کہ بلحاظ اصول تمدن و بنظر انتظام مملکت سب سے مقدم عدل گستری ہے جو سیاست و انصاف رسانی اور احقاق حقوق کا ایک اہم صیغہ ہے پیر و مرشد کے مبارک زمانہ مین جسقدر ترقی اسمین ہوئی ہے محتاج بیان نہین ہے۔ ہر تعلقہ دہر ضلع ممالک محروسہ سرکار عالی مین منصف صدر منصف ناظمان عدالتہائے صوبہ مددگاران عدالت وغیرہم اور نیز بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین حکام و نظمائے عدالت انصاف رسانی اور عدل گستری کے واسطے مامور و مقرر فرمائے گئے ہین جنکے پر زور اور باقاعدہ دست و قلم سے اجرائے سیاست و احقاق حقوق عمل مین آتا ہے۔ اور مزید برآن مجلس عالیہ عدالت قائم ہے جسمین عدالتہائے ماتحت کے فیصلجات کی اپیلین سلسلہ بسلسلہ ہوتی ہوئی باپندی ضوابط و آئین جاریہ دائر و سماعت ہوتی ہین جنکو بیدار مغز حکام مجلس عالیہ عدالت کافی توجہ اور مناسب حزم و احتیاط کے ساتھ فیصل کیا کرتے ہین۔ پیر و مرشد کی کمال توجہ عادلانہ نے انصاف کو اسی حد تک محدود نہین رکھا ہے بلکہ مقدمات فوجداری جنمین پانچ سال سے زیادہ سزائے قید تجویز کیجاتی اور مقدمات دیوانی جنمین تعین مالیت دس ہزار روپیہ سے زائد ہو انکا انصاف

از روئے قانونچہ مبارک بذریعہ جوڈیشل کمیٹی بقدرت شاہی مین رکھا گیا ہے جس سے عامۂ رعایا کو یہ امید ہوتی ہے کہ انکی قسمتونکا اخیر فیصلہ اُن کے مالک انکے آقائے ولی نعمت کے مبارک ہاتھون سے صادر ہوگا۔

صیغۂ طبابت جو بالکل محافظ جان رعایا ہے کسقدر اُسمین توسع ہوئی ہے ہر محلہ مین شفاخانہ دواخانہ ہی اور یونانی مقرر ہو جود ہے۔ ادویہ کے مصنّاف اور اطبا و عملہ جات کی تنخواہون کا بار خزانہ شاہی اُٹھاتا ہے اور ہر طرح سے حفظ صحت رعایا کا انتظام ترقی پذیر ہے۔

صیغۂ انتظام صفائی سے جو کچھ مفید اور کارآمد تدبیرین کی گئین ہین وہ اظہر من الشمس ہین بلدۂ حیدرآباد مین ہر فرد بشر کو ایسا پاک صاف پانی میسر آتا ہے جو زمانۂ سابقہ مین غیر ممکن تھا۔ قحط زدہ غربا کے مزارع قلوب پر برحمت و رشحات تفضلات شاہی نے وہ جانفزا اثر ڈالا ہے کہ وہ مثل ایک شاداب و سرسبز چمنستان کے تروتازہ ہوگئے۔ اور اُنمین سے ہر ایک مانند بلبل خوش نوا زبان حال سے بجمال شکرگزاری اس طرح نغمہ پرداز ہے۔

مثنوے

اگر ہر موئے من گردد زبانے	زتورانم بہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن	سر موئے زاحسان تو گفتن

پولیس کا انتظام جس حسن و خوبی کے ساتھ ہو رہا ہے اگر اب اُسکا مقابلہ زمانۂ سابق کے ساتھ کیا جاے تو کوئی مناسبت پیدا نہین ہو سکتی۔

فوج ظفر موج سے جو امن و آسائش عامۂ رعایا کو حاصل ہے ابین من الامس ہے۔

باب خیرات ہر وقت کھلا ہوا ہے اسمین ذرا بھی شک نہین ہے کہ خداوند نعمت کی عام فیاضی اور

سخاوت نام حاتم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے والی ہے۔ پیر و مرشد کی دولت ابد مدت مین متعدد ذرائع پر درشن مثل جاگیر و منصب و مستمرات فوج وغیرہ وغیرہ موجود ہین۔ جن صیغون مین لاکھون مرد و زن و اطفال و بیوگان اپنے کریم النفس بادشاہ گردون پناہ کے ظل عاطفت مین امن و آسایش کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین۔

علے ہذا صیغۂ مال اور ہر ایک انتظام ملک جو باوجود عمدہ حالت مین ہونے کے پیر و مرشد کی مدبرانہ توجہ اسکی مزید اصلاح و درستی پر بدرجۂ غایت مبذول ہے جس سے یقین کامل ہے کہ انتظامات آئندہ ایسی قوی حاصل کرینگے کہ اپنے آپ ہی نظیر ہونگے ہر ملک و ہر زمانہ مین دیکھا گیا ہے اور اخبارات سے بھی اسکا پتا چلتا ہے کہ مختلف طبقات رعایا مین سے اکثر طبقات اگر فرمانروائے وقت کے خیر خواہ و موافق ہین تو کوئی نہ کوئی فرقہ مخالف بھی موجود ہے۔ لاکن لاکھ لاکھ شکر خداوند عالم کا ہے کہ اوسکے فضل و کرم سے ہمارے بادشاہ ذیجاہ کی رعایا کا ہر طبقہ ہر فرقہ اور ہر مذہب و ملت کا آدمی تہ دل سے اپنے بادشاہ پر جان نثار ہے اور بتقریب سالگرہ مبارک اظہار مسرت کرنے اور خوشی منانے مین خصوصاً رعایائے ملک کن اور عموماً ایک خاص دلچسپی ہو رہی ہے۔ ان امور سے پورا ثبوت اسکا ملتا ہے۔ کہ ہمارے آقائے ولی نعمت اسقدر ہر دل عزیز ہین کہ ہر خاص و عام کے دلمین خلوص کے ساتھ ایک بحر محبت جوش زن ہے درحقیقت یہ جوش محبت جو اسوقت دیکھا جا رہا ہے ایک قدرتی جوش ہے کسی شخص کے امکان سے باہر ہے کہ ایسا جوش جسکا تعلق صرف قلوب عامۂ خلائق سے ہے خود پیدا کر دے۔

پس بنظر حالات موجودہ ہم جانثاران ملک و دولت پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہین۔ کہ ہم کو ایسے ہر دل عزیز کریم النفس رعایا پرور عدل گستر بادشاہ عالم پناہ کا مبارک عہد

نصیب ہوا ہے

خدایا برحمت نظر کردہ ٭ کہ ایں سایۂ بر ملک گستردہ

اب ہم ناچیز رعایا نہایت ادب کے ساتھ اپنی طول کلامی کی معافی کے خواستگار مخلص عقیدت ہم خود اور پبلک کی جانب سے خدام بارگاہ فلک اشتباہ کے حضور میں اس تینتیس سالگرہ مسعود کی مبارک باد عرض اور اپنی تقریر کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں

مثنوی

جہانت بکام و فلک یار باد ٭ جہاں آفرینت نگہدار باد
بلند اخترت عالم افروختہ ٭ زوال اختر دشمنت سوختہ
غم از گردش روزگارت مباد ٭ ز اندیشہ بر دل غبارت مباد
دل و کشورت جمع معمور باد ٭ ز فلکت پراگندگی دور باد
تنت باد پیوستہ چوں دین و دست ٭ بداندیش را دل چو تدبیر سست
درونت بتائید حق شاد باد ٭ دل و دین و قسمت آباد باد
ہمیشہ پس از کردگار مجید ٭ کہ توفیق خیریت بود بر مزید

بجواب ایڈریس اعلیحضرت اقدس و اعلےٰ رعایا حیدرآباد دکن

مہاراجہ کشن پرشاد بہادر۔

جن رعایا کا ایڈریس آپ کے ذریعہ سے پیش ہوا ہے ان وفادارانہ اظہار خیرخواہی و شکرگزاری کی بہت قدر کرتا ہوں۔ اس ایڈریس میں عدالتی انتظامات کا ذکر مقدم رکھا گیا ہے۔ اور دادرسی کے دروازے جو ہمیشہ چوطرف

کھلے ہوے ہیں ان کی نسبت رعایا کی رضامندی ظاہر کی گئی ہے۔
مجھے اس کے سننے سے کامل اطمینان ہوا کیونکہ میری توجہ ہمیشہ ہر شخص کے
حق رسانی کے طرف مائل رہتی ہے جیسا کہ میرا شعر ہے۔

مجھے ہوگی نہ رعایت کبھی اس موقع پر ترک انصاف کروں یہ میری عادت میں نہیں

ملازم کو لازم ہے کہ جس طرح سے اپنے گھر کی پاسبانی اور آراستگی کرتا ہے اسے
زیادہ اپنے مالک کی خوشنودی اور ملک کی بہبودی ملحوظ رکھے کہ اسی وجہ سے اسکو
بھی صلاح و فلاح حاصل ہے باقی تمام ایڈریس سے یہی ظاہر ہوا کہ عام طور سے رعایا
موجودہ انتظام مملکت کی وجہ سے آسایش و آسودگی حاصل ہے اس سے میرے
دل پر کچھ ایسا ہی اثر ہوتا ہے جیسا کہ ایک باغبان کے دل پر ہوتا ہے جب وہ اپنے گلشن کو
پھولا پھلا پاتا ہے اس وقت اسکی زبان سے بے اختیار اس چمن طراز عالم کا شکر نکلتا ہے
جس نے اپنی عنایت اسکی آبیاری اور چمن پیرائی کو نتیجہ بخش کیا۔ اسی طرح میں اپنی رعایا کو
روش اطاعت و وفاداری پر مستقیم دیکھکر اور اپنے انتظام ملک سے خوش و رضامند پاکر
اس باغبان حقیقی کے جناب میں (جسنے تمام جہان کو آراستہ پیراستہ کیا ہے) بصدق دل
اپنی محنت و کوشش کے بارآور ہونیکا شکر ادا کرتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ تم سب
ہمیشہ میری اس نصیحت کو یاد رکھینگے۔

بہ اطاعت بہ دیانت بہ امانت ہر دم ہو چاہئے پاس نمک سارے نمکخواروں کو

مالک و ملک کا ہر حال میں رہتا ہے خیال ہو خیر اندیش ہوا خواہ وفاداروں کو

عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۶ھ

علیحضرت اقدس و اعلے بے بمراحم خسروانہ نہایت دریا دلی کے جلسوں کے اختتام پر ایک

عظیم الشان دربار منعقد فرما کر اولوالعزم امرا اور اعلے عہدہ داروں کو حسب اعزاز مقامی
دو قعت عہدہ خطابات و مناصب سے ممتاز و سرفراز فرمایا ۔

نشان سلسلہ	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولتی	حکمی	راجہ و بہادر	وقت	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	میر رحمان علی صاحبزادہ شرف الدولہ	میر رحمان علیخان بہادر	کشور جنگ	شرف الدولہ	سیف الملک			منصب سہ ہزار سوار و علم نقارہ پالکی چتر بالدار
۲	میر یوسف علی خلف میر ترین علیخان	میر یوسف خان	سالار جنگ					منصب دو ہزار ذی کہکشار سوار علم
۳	عزت یار خان خلف محمد اللہ	عزت یار خاں بہادر	حکم الحکما محی الدولہ					منصب سہ ہزار ذی کہکشار سوار و علم نقارہ
۴	میر محمد علی بہادر صوبیدار حیدرآباد		سید جنگ	سید الدولہ				اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری سوار علم نقارہ
۵	اکبر جنگ بہادر کوتوال			اکبر الدولہ	اکبر الملک			اصل و اضافہ منصب سہ ہزار پانصدی
۶	لچھمن راؤ					راجہ رایاں بہادر	امانت و نوبت	منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار دو علم نقارہ
۷	سید جنگ بہادر		سید جنگ	سید الدولہ				اصل و اضافہ منصب سہ ہزار پانصدی دو ہزار سوار دو علم نقارہ
۸	مقرب الدولہ				شہور الملک			اصل و اضافہ منصب سہ ہزار پانصدی دو ہزار سوار دو علم نقارہ
۹	کانڈے راؤ					راجہ رایا رنبھا بہادر		منصب دو ہزار پانصدی دو ہزار سوار علم نقارہ
۱۰	غلام دستگیر فرزند نصرت جنگ	غلام دستگیر خان بہادر	نصرت جنگ					منصب دو ہزاری یکہزار سوار علم نقارہ
۱۱	محمد فرزند شمشیر الملک	محمد عالب خان بہادر	جانباز جنگ					منصب دو ہزاری یکہزار سوار علم
۱۲	محمد عمر فرزند شمشیر الملک	محمد عمر خان بہادر	شمشیر جنگ			۱		منصب دو ہزاری یکہزار سوار علم

۵۱	کپتان محمد ہادی	محمد ہادی خان بہادر	دبیر جنگ				منصب دو ہزاری یکہزار سوار علم
۵۲	بنسی لعل سررشتہ دار جمعیت الغمانان مہدوی					راجہ بنسی لعل بہادر	منصب یکہزاری یکہزار سوار علم
۵۳	محمد نوارش علی جمعدار	محمد نوارش علی خان بہادر	جنبیا دور جنگ				منصب دو یکہزاری یکہزار سوار علم
۵۴	مرزا ثابت علی	مرزا ثابت علی خان بہادر					منصب یکہزاری
۵۵	شیو لال سوتی لال					راجہ شیو لعل سوتی لعل بہادر	منصب یکہزاری یکہزار سوار علم
۵۶	نہکوان داس					راجہ بہگوان داس بہادر	منصب یکہزاری یکہزار سوار علم
۵۷	بنسی لال فرزند شیو لال سوتی لال					راجہ بنسی لعل شیو لعل بہادر	منصب یکہزاری یکہزار سوار علم
۵۸	گیان گیر					راجہ گیان گیر بہادر	منصب یکہزاری یکہزار سوار علم
۵۹	نرسنگھ گیر					راجہ نرسنگھ گیر بہادر	منصب یکہزاری یکہزار سوار علم
۶۰	بشیشر گیر					راجہ بشیشر گیر بہادر	منصب یکہزاری یکہزار سوار علم
۶۱	چتر بھوج داس					راجہ چتر بھوج داس بہادر	منصب یکہزاری یکہزار سوار علم

گل ہفتم

قضیۂ نامرضیۂ مسجد جعفری۔ انعقاد جلسۂ سالگرہ مبارک بابتہ سنہ ۱۳۱۷ھ مع خلاصہ ایدریس ہائے اعلیحضرت اقدس واعلی

عطیہ خطابات جشن سالگرۂ مبارک بابتہ سنہ ۱۳۱۷ھ

قضیۂ نامرضیۂ مسجد جعفری

اوائل سنہ ۱۳۱۶ھ سے ایک قضیۂ نامرضیہ فیمابین اہل سنت جماعت و اہل تشیع (مسجد جعفری)

کے متعلق جس کو اہل تشیہ نے محلہ کوٹلہ عالیجاہ میں تیار کی تھی) چلا آتا تھا چونکہ یہ جھگڑا دنیا کے دو زبردست و ہم پلہ مذاہب کے درمیان تھا۔ اس لئے ریاست کے ہر فرد بشر کی نگاہیں اس تنازع کے تصفیہ کی جانب لگی ہوئی تھیں اور اکثر اخبارات مقامی و غیر ممالک میں بھی اس جھگڑے کے نسبت مختلف و متعدد آرٹیکل شایع ہوتے تھے ۔ اور رات دن ایک نئی وضع کے جھگڑے پیدا ہوتے تھے جس سے امن و عافیت رعایا میں بہت بڑا خلل واقع ہو گیا تھا۔

چنانچہ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے بکمال دور اندیشی و فراست بلا طرفداری کسی ایک جماعت کے ایک مختصر مگر مبسوط اور حاوی المطالب فیصلہ صادر فرمایا جس کی وجہ سے یہ آگ جو فیما بین ہر دو مذاہب کے بھڑکی ہوئی تھی کس قدر سرد ہو گئی فرمان مبارک ذیل میں ملاحظہ ہو۔

نواب مدار المہام صاحب۔

آغاز سال رواں سے مسجد جعفری کے مقدمہ کے قابل افسوس حالت پر میری توجہ مائل رہی اور اس بات میں اب تک اپنے امراء و درباری و اعیان ریاست کے اکثر معروضات اور فریقین کے واقعہ عذرات پر غور کرتا رہا۔ اپنی رائے معروضہ ۲۲ شعبان ۱۳۱۶ھ درست ہے کہ اس بات میں قطعی احکام کا صدور مناسب نہیں (۲) میری گورنمنٹ کو اس میں بالفعل کوئی بحث نہیں کہ مسلمانوں کے اذان کے الفاظ کیا ہونا چاہئے یہ ہر شخص کے اعتقاد کی بات ہے جسے فی نفسہ کسی گورنمنٹ کو کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی مہذب گورنمنٹ کی یہ خواہش ہو سکتی ہے کہ کسی قوم یا ملت کے اشخاص کو انکے اعتقاد کے مطابق عمل کرنے سے باز رکھے جب کوئی شخص اپنے اعتقاد پر عمل اس طور سے علانیہ کرے جسے دوسروں کو کسی قسم کی شکایت لاحق ہو تو محض عام امن و امان قایم رکھنے کی غرض سے ہر گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس عمل کو روکدے جو کسی قسم سے رعایا کے امن و امان میں مخل ہو

پس اس مقدمہ میں تصفیہ طلب مسئلہ صرف ایک ہے یعنے۔
جس قسم کی اذاں مسجد جعفری میں دیجانے کے لئے ایک طرف سے اصرار اور دوسرے طرف سے انکار ہے آیا وہ اس طرح اور ایسی جگہ دیجاتی ہے جو وہاں کے باشندوں کے کسی گروہ کو مذہبی اشتعالک ہوسکتی ہے یا کیا۔
مسجد جعفری ایسے محلہ میں اور ایسی جگہ علانیہ واقع ہے جس کے لئے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ صرف محدود سے چند مسلمانوں کے لئے وقف رہ سکتی ہے۔ اور دوسرے مسلمان اس میں عبادت کے لئے آنے سے روکے جاسکتے ہیں اور نہ بات قرین قیاس ہے کہ اس کی تعمیر کی اجازت منجانب سرکار عمداً کسی خاص و جدید مذہبی عمل کے رواج کے لئے یا صرف ایک خاص معبد دوسرے ہمجنس معبد کے خلاف بنانے کی غرض سے دیگئی ہے۔
اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ بلدہ کے تمام مساجد میں جس قسم کی اذاں قدیم الایام سے دیجاتی ہے اس کے خلاف کسی دوسرے عام مسجد میں پنج وقتہ اذاں دیجانے سے اہل محلہ و دیگر اہل بلدہ جو وہاں آتے جاتے ہوں اور جو ایسی اذاں کے عادی نہوں ان کو وہ آواز ناگوار ہوگی اور ایسی خلاف عادت اذاں پر اصرار کسی خاص گروہ کا بالضرور دوسروں کی اشتعالک کا باعث ہوگا اور یہ اشتعالک غیر واجبی نہوگی۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ جس قسم کی اذاں مسجد جعفری میں دیجانے کی کوشش کیجاتی ہے اس قسم کی اذاں عام علانیہ طور سے بلدہ کی کسی مسجد یا مکان میں کبھی نہ رہا۔
(۵) الغرض چونکہ ایسی اشتعالک فی الواقع عام امن و امان میں خلل انداز ہوتی ہے۔ لہذا اس امر کی قطعاً تاکید کیجائے کہ مسجد جعفری میں شہر کے دوسرے عام مسجدوں کی عادتی اذاں کے سوائے کوئی اور قسم کی اذاں ہرگز نہ دیجائے اس حکم کے خلاف ورزی ہر شخص کے

حق میں مستوجب سزا ہوگی ۔ ۱۱

گو یہ مذہبی آگ اس وقت تو ٹھنڈی پڑ گئی ۔ لیکن کچھ روزوں بعد اس نزاع نے عدالتی پہلو اختیار کیا اور پیروی وجوابدہی کے لئے طرفین سے بڑے بڑے لائق و مشہور وکلاء و بیرسٹر مقرر کئے گئے اور روز اپیلیں زور سماعتے ہونے لگے ۔ عدالتوں کا کمرہ تماشبین حضرات سے ایسا بھرا رہتا تھا کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملتی تھی

یہ مقدمہ حسب الحکم اعلیحضرت اقدس اعلےٰ خاص طور پر مولوی محمد یٰسین خاں صاحب رکن مجلس عدالت العالیہ (جو اعلےٰ درجہ کے منصف مزاج و بے لوث حاکم ہیں) کہ تفویض ہوا جنہوں نے اس پولیٹیکل مقدمہ کو نہایت ہی لیاقت اور دانائی سے فصل فرمایا چونکہ اس فیصلہ میں اکثر اشخاص کو سزائیں دیگئی تھیں لیکن ان سزاؤں کے بھگتنے کے قبل ہی ہمارے رحمدل اور ہر دلعزیز بے تعصب دور اندیش آقا نے دلی رحمت نے حسب ذیل حکم صادر فرما کر اُن سزا یافتہ اشخاص کی سزائیں معاف فرمائیں

نواب مدار المہام بہادر

ابھی میں نے سنا کہ مسجد جنفری کے متعلق مقدمہ فوجداری میں زمین کو سزائیں ہوئیں ۔ اگر یہ صحیح ہے تو اب میں اپنے مراحم خاکانہ کو کام میں لاکر تمام ملزمین کو پورے طور سے معاف کر دیتا ہوں حسبہ وہ فوراً رہا کر دیئے جائیں اور میں اپنے عزیز رعایا فریقین سے کامل یقین کرتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے موجودہ باہمی کارروائیاں معاف کر کے بھول جائینگے اور ہمیشہ کیلئے آپس میں مل جل کر مانند شیر شکر کے ہنسی خوشی سے اوقات بسر کرینگے

انعقاد جلسۂ سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۶ف مع خلاصہ ایڈریس ہائے رعایا و جوابات ہائے اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ

جشن سالگرہ مبارک ۱۳۱۶ف کے موقع پر بھی حسب سالگذشتہ ۱۳۱۵ف قلمرو ریاست بلدہ کی آرائش و زینت اور جلسوں کی تیاریاں آغاز کی گئیں عام طور پر خوشی اور مسرت کا بازار گرم ہوا نقش اول کے

مقابلہ میں نقش ثانی کی برتری و بالائی میں سعی بلیغ کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۳۱۶ھ کے جلسے گذشتہ ۱۳۱۵ھ کے جلسوں پر سبقت لے گئے الحاصل دار السلطنت حیدرآباد پر عروس البلاد کی تشبیہ پوری پوری صادق آتی تھی اور ملک پیٹھ تو خصوصاً باغ ارم بنا ہوا تھا جہاں ستعد کمانیں بنائیں گئیں اور جھنڈیاں لگائی گئیں تھیں۔

اور دو طرفہ بازار قایم کیا گیا تھا دن اور رات ایک عام جلسہ اور تماشہ رہا کرتا تھا تماشہ بینوں کی کثرت سے تل رکھنے جگہ نہیں ملتی تھی جب سابق عام رعایا کا جلسہ نواب اکبر الملک بہادر کوتوال بلدہ کے زیر نگرانی بمقام باغ عامہ نہایت جشن و خوبی کے ساتھ منعقد کیا گیا اور باقی تمام جلسے ملک پیٹھ میں انجام پائے اس موقع پر بھی ایڈریس پیش کئے گئے اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ان کے جوابات میں مدلل و معقول نہایت برجستہ اسپیچیں ارشاد فرمائیں اب ہم یہاں پر ان ایڈریسوں کا خلاصہ (بوجہ طوالت) پیش کرتے ہیں اور اعلیحضرت کی اسپیچیں بجنسہ بلا کسی کمی بیشی کے نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین رعایا و باشندگان حیدرآباد کی شاہ پرستی اور محبت و اعتقاد جو ان کو اپنے شہنشاہ کے ساتھ ہے اس کا اندازہ فرما سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی اعلیحضرت کی اس ہر دل عزیزی اور محبت کا جو بلا تفریق قوم و ملت بے تعصبی کے ساتھ آپ کو اپنی تمام رعایا کے نسبت ہے اس کا پورا پورا یقین ثبوت مل سکتا ہے

ایڈریس عام رعایائے بلدۂ حیدرآباد
بمقام باغ عامہ

اے ہمارے شہریار گردوں وقار جس کے اوصاف حمیدہ و خصائل برگزیدہ ممتاز ترین شعبہ رعایا پروری ہے اور جس کی ضمیر منیر میں اپنی رعایا کی محبت ایک ناپید الکنار دریائے نور کی طرح موجزن ہے ایک سال کا عرصہ منقضی ہوا کہ حضور انور کے نمک خوار و فاشعار اور جان نثار رعایا کو ظل سبحانی کی

تینتیسویں سالگرہ مبارک کی مسعود و محمود تقریب پر اپنی عقیدت سے وفادارانہ اور اخلاص طازمانہ کی تاچیہ پیش کش اور عہنت اور مبارکباد کی ہیقدار نذر پیش کرنے کے لئے خدام والا کے متبہ عالی پر جبیں سائی کا فخر و اعزاز حاصل ہوا تھا اب پھر پیر مرشد عقیدت مند و جان نثار رعایا کو اس موقع مبارک کا اعزاز حاصل ہوا ہے کہ اپنے ہر دلعزیز پادشاہ کے لئے درگاہ باری میں ہمتن دبار بار یہی دعا مانگے کہ خدائیتعالےٰ ظل سبحانی کو تاقیام قیامت قایم رکھے اور ہم جان نثار رعایا کو حضور لامع النور کے عہد سعادت مہد کے سایہ میں دینی و دنیوی برکتوں کی فیضان سے متمتع اور بہرہ ور گردان اور ہماری اولاد و احفاد نسلاً بعد نسل اس جشن میلاد مبارک پر پیر مرشد کے تصدق ہوتے رہیں اگرچہ حضور لامع النور کی عقیدت شعار رعایا کو اس بات کا علم الیقین ہے کہ انہیں حضور انور کے ملک پایتخت کے ساتھ جو محبت ہے بضبط تحریر تقریر میں نہیں آسکتی لیکن ہم جان نثاران اخلاص و ثار جامہ میں پھولے نہیں سماتے جبکہ ہمارا یہ علم یقین کے درجہ کو پہونچتا ہے۔ کہ ہماری محبت و جانثاری کو اس بے پایاں محبت و عنایت شاہی کے ساتھ کچھ نسبت نہیں جو ظل سبحانی ہمارے ساتھ مرعی رکھتے ہیں کیونکہ پیر مرشد کا خود یہ ارشاد ہے جبتک میری رگ جان مثل قلم متحرک رہے اور میری دوات تن میں سرخی خون باقی رہے میں تمہارے ہر قسم کی ترقی اور بہبودی کے کاموں ہمہ تن مصروف رہونگا ؎

اے مطرح انوار شہی مصدر رحمت — جسکی رگ لے میں ہے رعایا کی محبت
یوں ظلم و ستم عدل سے جسکے ہے گریزاں — جس طرح سحر سے شب تاریک کی ظلمت

یہہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہہ موتیوں کی لڑی ہم جانثاروں کے دلوں کو وفادارانہ عقیدت و اخلاص کا طوق پہنانے کے لئے ایک ایسی زنجیر کا کام نہ دے جس کا ہر ایک حلقہ فولاد سے زیادہ مضبوط ہو ظل سبحانی کی اس عنایت بے غایت اور لطف بے نہایت کی روشنی ایسی تیز ہے کہ ہم غلاموں کی ممنونیت اور احسان مندی کی آنکھیں بند ہوجاتی ہیں۔ اور سوا سر تسلیم خم کرنے کے اس کے دیکھنے

کی تاب نہیں لاسکتیں

گذشتہ سال جس تاجپوشی دربار کی وساطت سے ہم جانثار بندگان عالی کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرکے

کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید

کا مصداق ہوئے تھے اس میں ہم خانہ زادوں نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضور بامع النور کی معدلت شعار و رعیت پرور، و انتظام سلطنت کے فیض سے ہم بہرہ ور ہیں تعلیم کی برکتوں سے ہم استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ ہم میں سے ہر فرقہ اور ہر گروہ بلا کسی دوسرے گروہ و فرقہ کو رنج و اشتغال دینے کی مذہبی آزادی کی نعمت سے متمتع ہے۔

شفاخانہ جات و زنانہ جات کے قیام سے ہمارے مصائب و آلام رفع ہو گئے ہیں۔ تدابیر حفظان صحت کے تفاذ سے امراض وبائیہ کا وجود ہمارے ملک میں باقی نہیں رہا۔ آب رسانی کے انتظام سے ہمارے لئے چشمۂ حیوان جاری کر دیا گیا ہے۔ اور ریلوی کی توسیع سے اہل ملک کو بے شمار فائدے حاصل ہو رہے ہیں روز افزوں ترقیات جاری و ساری ہیں۔ ان احسانات عظیم الشان عمیم کا ابر اتبکہ ہم پر سایہ افگن ہے۔

اے ہمارے ثریا پایگاہ تاجور! حضور عالی نے گذشتہ سال ہمیں ایسے الفاظ سے مخاطب فرمایا تھا جس کی خوش آیند صدا ہمارے گوش دل کے پردہ میں ابھی تک گونج رہی ہے۔ حضور عالی نے ہمیں مخاطب فرماتے وقت یوں ارشاد فرمایا تھا کہ

اے میری پیاری عزیز رعایا! حضور عالی کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ اس عزیز لفظ سے جو اثر ہمارے دلوں پر ہوا اس کی لذت سے کچھ ہمارے دل ہی آشنا ہیں۔ زبان اور قلم سے اس لذت کی کیفیت ظاہر کرنا ایک امر محال ہوگا۔ اگر حضور اقدس لعل گوہر سے ہمارا دامن بھر دیتے تو ہمکو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی کہ لفظ دو پیاری عزیز رعایا کے سننے سے ہوئی۔ ہم پھر کہتے ہیں اور بڑے دعوے

کہتے ہیں کہ ہماری قسمت اور ہمارا مقدر رسا ہے کہ اس پر ہم جس قدر ناز کریں کم ہے کیونکہ جو نسلیں گذر گئیں انکو یہ دولت کب میسر ہوئی تھی کہ ان کا بادشاہ ان سے مخاطب ہو کر انہیں "غریبو" کے لفظ سے یاد کرے۔

مزید برآں جب ہم خانہ زادوں اعلیحضرت کے ممالک محروسہ کے ساکنین کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں خدا کا اور بھی شکر کرنا واجب ہوتا ہے کہ ہر فرقہ و ملت کے لوگ آپس میں صلح اور رفاقت کے ساتھ اس طرح پر بسر کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک ہی خانوادہ کے افراد ہیں۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پیر و مرشد کا عہد حکومت نہ صرف معدلت و نصفت پر مبنی ہے بلکہ مسلوت و سیاست سے اس کی بنا مستحکم ہے۔ اے ہمارے سالار عالی مقام ہم اگر سوسن کی طرح دہ زبان ہو کر بھی حضور کے لطف و رافت و احسان کا تشکر یہ ادا کرنا چاہیں تو بھی ناممکن ہے کیونکہ ہم کو حضور انور نے جسمانی اور دنیوی نعمتوں سے چشمۂ خورشید مستفیض کیا ہے بلکہ اخلاقی خوبیوں کے بیش بہا اور انمول موتیوں سے حضور نے ہمارے دامن کو بھر دیا ہے۔ چنانچہ ہمارے وفاجو اخلاقی محاسن میں یا عتبار حسن و زاہت کے مشرف و ممتاز ہے حضور عالی نے اپنے وجود باجود میں اسکی زندہ نظیر قایم کر کے ہمکو بتایا کہ ہم ناچیز خادم و فائیش کسطرح پر بن سکتے ہیں۔ گذشتہ سالگرہ کی مسعود و مسرور تقریب پر حضور عالی کی زبان بلاغت نشان یوں گوہر افشاں ہوئی تھی کہ۔

سرکار و دولت رکھتے ہیں باہم جو اتحاد — یہ دوستی ہے سارے زمانہ پر آشکار
مجھکو نہیں دریغ کبھی جاں و مال سے — جانینگے اور جانتے ہیں سارے روزگار
تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو — تمہیں جناب قیصر مند اپنا جاں نثار

دوسرے لوگ جن کا تعلق حضور عالی کی ذات ہمایوں کے ساتھ اس درجہ فوری نہیں اور جن پر ہمیں یہ تفوق حاصل ہیکہ ان کی نسبت ہمکو حضور انور سے عقیدت رکھنے کا زیادہ فخر حاصل ہے ان نادر

مقامات کے اب رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن ہم جان نثاروں نے انہیں اپنے دل کے لوح پر نقش کر لیا ہے اور ہم حضور انور کو یقین دلاتے ہیں کہ جب تک ہیرو مرشد کے ثابت قدم ارادوں کے اظہار کے ساتھ ہم خود مٹ نہ جائیں اس وقت تک کوئی قوت اس نقش کو محو نہیں کر سکتی سلطنت عظمیٰ سے برطانیہ کو حضور عالی کے اس اظہار رفاقت و اخلاص پر بیحد فخر و ناز ہو بجا ہے اور جب حضور اپنے دوستوں پر جان و مال نثار کرنے سے دریغ نہیں فرماتے تو ہم جان نثار بیکار حضور کے ادنیٰ ترین غلاموں میں ہے اسقدر عرض کر سکتے ہیں کہ حضور پر جان و مال تصدق کرنا تو درکنار اگر خدا و رسول کا درجہ مانع نہ ہوتا تو ہم حضور کی پرستش اور عبادت کرنا اپنا فرض عین سمجھتے۔ اس مبارک اور متقدس موقع پر جو حضور انور کی چونتیسویں سالگرہ کا جشن مبارک ہے ہم جانثاران عقیدت شعار رعایائے وفادار بتکلف و بے سے معافی چاہتے کے بارہا تہ دل سے حضور انور کو تہنیت اور مبارکباد عرض کرنیکا فخر حاصل کرتے ہیں اور درگاہ رب العالمین میں ہمہ تن دست بدعا ہیں کہ وہ حضور انور کو تاج و تخت پر اپنے فضل و کرم کا سایہ قایم رکھے اور ہمارے بادشاہ ہمارے ذخیرہ کو داارین کی کامیابی و فتحمندی کی عمر محبت طاقت کی دولت کے ساتھ عطا فرمائے اور ہم اور ہماری آیندہ نسلوں کو اپنے بادشاہ کے جانثاری نمک حلالی و وفاداری خانہ بردار یکی کا افتخار حاصل فرمائے تاکہ سایہ تلے سعوۂ سلطنت دکن آباد رہے اور اسکی روز افزوں ترقی ہو آمین آمین آمین۔

ایڈریس رعایائے سکندرآباد

ترنم سرایان نغمۂ عشرت کو مژدہ ہو کہ ایسے بادشاہ جم جاہ نصفت پناہ ظل اللہ معدلت گستر رعایا پرور کا جشن میلاد مبارک ہے جس کے زمان عدل توامان گرد مسلمان ہنود و نصاریٰ باتفاق و اتحاد بسر کرتے ہیں۔ اور جس کے عہد عطوفت عہد میں امیر و غریب مفلس و توانگر بلا امتیاز مدارج و مناسب یکساں حصہ رافت و نصفت سے متفیض ہوتے ہیں۔ ہم رعایائے جدید آبادی سکندرآباد کو خلوص ارادت اور حسن عقیدت لئے سرکار عالی دقار معدلت پناہی احسان و مرحمتگاہی کے اس حسن سعید و بزم سعید میں بصد دل و جان و بہزار آرزو و ارمان نہایت شادمان و فرحان لایا ہے۔ ایشیائی دنیا میں ایسی بہت کم نظیر اور شاذ و نادر مثیل ملیگی جس میں شاہ مالک الرقاب اور اسکی رعایائے اطاعت انتساب اسقدر جوش دلی مسرت قلبی سے شیر و شکر ہو کر شریک و سہیم بزم محمود ہوں اور ہم جیسے ذرہ ہائے بیمقدار اپنے آقائے نامدار کے جمال جہاں آرا

انوار سے معمور تھے اور فرشتے آسمان سے اتر اتر کر عباسیہ شہریاران خلافت بغداد پر جن کی عظمت
شان وجود و امتنان صفحۂ تاریخ پر منقوش و مرقوم ہے بزعم ہمارے حکمران معدلت نشان کے بے
حجابانہ شاہد جمال سے اپنی رعایا کے تسکین دہ انظار نہ ہوتے تھے ۔

اور بے نقابانہ طلعت جہان آرا کی جلوہ گری سے کافہ برایا کی تشفی بخش ناظر بیقرار نہ ہوتے تھے ۔
پیغمبر آخر الزماں نبی انس جان کو زمانہ معدلت تواماں نوشیروان میں اپنی ولادت سعادت اقتران کا
ناز تھا حالانکہ دائر حکومت مدائن سے یثرب و حجاز پر تھا ۔

اور اہل عرب کا قلادہ اطاعت کسریٰ سے آزاد رہنا ظاہر تھا ۔ باوجود اس قدر مغائرت کے جب
سردار دو عالم و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فخر بجا تھا تو ہم والتگان دولت عالی و
وفاداران بارگاہ معالی ایسے خسرو دین پرور شاہ دادگستر کے دور بے جور پر ہزاراں نازش
کریں تو روا ہے کیونکہ ۔

تفاوت کفر و دیں آمد بمعنیٰ ۔ میاں عدل تو تا عدل کسریٰ

اے شہریار کامگار و اے خسرو نامدار باوصفیکہ خلائق ارض و سما کائن ہر دو سرا نے آپ کو دائرہ
کرۂ مخلوق پر مطاع و فرماں روا بنایا ہے ۔ تاہم ہر فرد بشر اور ہر گوشۂ ملک آپ کے شموس اظلال
و شعاع نوال سے اسی طرح تاباں و منور ہے جیسا کہ لمعات خورشید خاور و سطعات مہر انور سے
بحر و بر میں ہر شے مستفیض اور ہر چیز بہرہ ور ہے ۔ ہمارے حکمران والا تبار فرمان فرمائے ذوالاقتدار کی غیر
محدود اور نامعدود جود و سخا و بذل و عطا کا کہاں تک اور کس زبان سے شکریہ ادا کریں جس نے نہ صرف
آلام جسمانی و امراض ابدانی بمنع مزارعت حول سکندر آباد مصئون و محفوظ رکھا ہے بلکہ ہماری تعلیم روحانی و
تہذیب نفسانی کے خیال سے اس چھاؤنی سکندر آباد کے کالج و مدارس کی امداد وافی و معاونت کافی مبذول
رکھی ہے اور ہمکو ایسے شہود شمائل حمید خصائل قوم کے ہاتھ ودیعت کیا ہے جو ہمارے آرام کے طلب گار اور

آسایش کے خواہاں رہیں۔ ہم اس تقریر کو مجموعہ زبانی و سپاس نامۂ راست بیانی کو ان الفاظ دعائیہ پر ختم کرتے ہیں کہ خداوند عالم دولت عظیم الشان قیصریہ اور سرکار عالی میں رابطۂ قدیم و اتحاد صمیم قایم و دایم رکھے اور ایسے صدہا جشن مولود کا انعقاد سرکار والا تبار کو فرخندہ و سازگار ہو اور ہم رعایائے جان نثار کو سالانہ جشن منانا نصیب ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

ایڈریس فریمیسنان

اے ہمارے سلطان درجے ہمارے آقائے ولی نعمت ہم فریمیسنان دکن سکنہ و خوشباشان ممالک محروسہ سرکار عالی جو جملہ ناجہاے واقع سلطنت ابد مدت کے ممبر ہیں۔ بارگاہ سلطانی میں حاضر اور حضرت خداوند نعمت دام اقبالہٗ کی چوتیسویں سالگرہ کے جشن میں بشمول دوسرے کل خیرخواہ جان نثار و وفادار رعایا کے شرکت کی عزت حاصل کرتے ہیں۔

ہر طبقہ انسان کا یہ جبلی خاصہ ہے کہ اپنے بادشاہ اور اپنے ولی نعمت کی خیرخواہی کو گویا اپنا فرض خیال کرتا ہے۔ لیکن فرقہ فریمیسنان کو یہ خاص فخر حاصل ہے کہ ان اصولوں میں سے جن کے اوپر اس فرقہ کا دارومدار ہے اصول اعظم یہ ہے کہ ہر فریمیسن اپنے سلطان کی وفاداری اور جان نثاری کو اپنا فرض اور اپنا ایمان سمجھتے۔

اس فرقہ کی ابتداء حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں ہوئی تھی۔ اور خود حضرت نے بنفس نفیس فریمیسنوں کی سرپرستی قبول فرمائی تھی۔ اس زمانہ سے ابتک۔ اگرچہ دنیا میں صدہا انقلابات ہوے ہیں لیکن زمانہ کی تیزگیوں کے حضرت رسائی اثروں سے یہ فرقہ ہمیشہ محفوظ رہا ہے۔ اور اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ فرقہ مذکور نے پولیٹیکل معاملات سے قطعاً احتراز رکھا ہے۔ اس کے اعلیٰ اصول خدا یعالے

جلسہ نکی عبادت بادشاہ کی اطاعت برادرانہ محبت مصیبت زدونکی اعانت اور راستبازی مین
حضرت پیر و مرشد ظلہ العالی کے عہد میمنت مہد مین یہ فرقہ خیرخواہ سلطنت نہایت شادمانی اور سرسبزی
کی حالت مین ہے چنانچہ اسوقت گیارہ لاج اور چیپٹر وغیرہ ممالک محروسہ سرکار عالی مین یعنے بلدہ
حیدرآباد سکندرآباد گلبرگہ رایچور مین قایم ہین جنمین ہر موقع پر حضرت خداوند نعمت کی ترقی عمر و
دولت و اقبال کی دعا نہایت صدق دل سے درگاہ باریتعالی مین کیجاتی ہے۔
ہم لوگو کو سالگذشتہ اور سال حال مین تہنیت نامہ پیش کرنیکی عزت ہی عطا نہین فرمائی گئی بلکہ تھوڑا ہی
عرصہ ہوا ہے کہ ہمارے ہردلعزیز بادشاہ نے اپنے مراحم خسروانہ سے ایک میسانک لاج کو جو مقام
رایچور قایم ہوا ہے اپنے نام نامی سے موسوم کرنیکی اجازت صادر فرمائی اور اوسکی سرپرستی قبول
فرماکر فرقہ فرمیسانکو اپنے بخشیون مین نازکرنیکا موقع دیا۔
اب ہم نہایت ادب اور عجز کیساتھ بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوکر حضرت پیر و مرشد کی عنایتون اور
تفقدون کا شکریہ ادا کرتے ہین اور اس تہنیت نامہ کو ایک مشہور دعائیہ شعر پر ختم کرتے ہین۔

آنکہی تا بود باشی باقبال ۔ جوان بخت وجوان دولت جوان سال

اڈریس مالکان اخبارات ورسالہ جات ومطابع

[illegible] جب کہ ملازمان حضرت نے اپنی عمر عزیز کے چونتیس سال بافضال الٰہی پورے کرکے
پینتیسویں سال مین قدم رکھا ہے اور اس تقریب سعید کی خوشی مین امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ غرضکہ
ہر زومرہ اپنے اپنے طور پر اظہار مسرت اور شکرانہ درگاہ رب العزت مین مصروف ہے ہم مالکان
اخبارات ورسالہ جات ومطابع بارگاہ خداوندی مین شرف حضوری حاصل کرکے اپنے دلی جوش
اور خالص خدمات شکرگزاری کا اظہار کرنا چاہتے ہین۔

اے جہان پناہ! یہ شرف ہمیشہ حضرت ہی کے عہد ہمایو نکو شاہان سلف پر حاصل ہیگا کہ رفتار زمانہ کو پوری طرح سمجھکر اور رعایا کے اصلی مفاد کو نظر غائر سے دیکھکر مطابع اور اخبارات کی قیام کی بنیاد قایم کیگئی جنکو ایک زمانہ مین یورپ کے تمام ملک دولت اور مذہب و ملت کا دشمن سمجھتے تھے۔ اور اب بھی بعض تاریک خیال لوگونکا ایسا ہی میلان ہے مگر ملازمان حضرت اقدس کے ضمیر روشن اور عقل خداداد نے حق کو باطل سے جداکر کے سمجھ لیا کہ اخبار ہی علم کی اشاعت اور رعایا کے خیالات مین وسعت پیدا کرنے اور عوام کی فریاد دونکو سرکار تک پہنچانے اور سرکار کے مصالح کو اونکے ذہن نشین کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے یورپ مین جسکا قدم آج روشن خیالی مین سب سے آگے ہے اخبارات کو سلطنت کا سچا مشیر سمجھتے ہین۔

اگرچہ دنیا مین اور بھی سلاطین اسلام ہین۔ لیکن بندگان حضرت کے عہد حکومت کو جسطرح پر کہ دوسرے امور مین اونپر تفوق حاصل ہے اوسی طرح اس امر مین بھی تفوق ہے کہ جیسی آزادی کہ اخبارات کو ممالک محروسہ سرکار عالی مین حاصل ہے ویسی کسی دوسرے خطۂ اسلامیہ مین نہین ہے۔

حضرت اقدس کے بابرکت زمانہ کو غور کے ساتھ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کیطرح ہندو پارسی۔ عیسائی۔ یہودی سب کو کامل آزادی حاصل ہے جو چاہے اپنے رسوم مذہبی کو اس طرح کہ دوسرے کو رنج و اشتعال نہ پیدا ہو کیا کرے۔ اور جسطریقہ سے مناسب ہو خالق برحق کی عبادت مین مصروف ہو۔ یہ فیاضی اسی حد تک محدود نہین ہے بلکہ جسطرح اسلامی مساجد وغیرہ کے لیئے جاگیرین دیگئی ہین۔ نوبت انعامات مقرر ہین اوسیطرح مندرون اور کلیساؤن اور آتشکدونکے لیئے بھی تنخواہین مقرر ہین اور ہر شخص بلا لحاظ ملت و مذہب اپنی قابلیت اور درجہ کے مطابق ملازمت سرکاری مین کامیاب اور مناصب اعلیٰ سے فیضیاب ہوسکتا ہے۔ غرض کہ ملازمان حضرت نے اوسی اعلیٰ بے تعصبی کا جسکی اسلام تعلیم کرتا ہے ایک سچا نمونہ قایم فرمایا ہے۔ مذہب کے بعد جان و مال کا درجہ ہے اور اونکی حفاظت کے لیئے سررشتہ جات کوتوالی و عدالت قایم ہین جو شب و روز مظلوم کو ظالم کے

پنجہ سے بچائے اور جرایم کا انسداد کرنے اور حق دار کے حق دلانے مین مصروف ہین ہماری دینوی ترقی اور آخروی نجات کا راستہ بتانیکے لیئے ایک وسیع سررشتہ تعلیم مقرر ہے جسمین دماغی وجسمانی تعلیم کیساتھ تعلیم دینیات کا بھی خاص طور پر التزام کیا گیا ہے۔

اے ہمارے ہر دلعزیز بادشاہ! اگر ہم ان تمام برکتون کا تفصیل سے ذکر کرنا چاہین جو ہم کو حضرت کے سایۂ اقبال مین حاصل ہین تو شاید اوسکے لیئے ہماری تمام عمر بھی کافی نہوگی مگر مختصر یہ ہے کہ جملہ طبقہائے رعایا حضرت کی بابرکت حکومت مین تمام اون مراعات کے ساتھ جو ایشیائی حکومتونکے ساتھ مخصوص ہین اور اونکی ہر دلعزیزی کا باعث ہے اون ساری نعمتونسے فیضیاب ہین جو یورپین حسن انتظام کو رعایا کے حق مین رحمت الٰہی بتاتے ہین۔

آخر مین ہم ان تمام بیش بہا نعمتون سے سیراب ہوکر دلی جوش اور خلوص قلب سے درگاہ مجیب الدعوات مین دعا کرتے ہین کہ اے خدا تو ہمارے اس ہر دلعزیز رعایا پرور بادشاہ کے سایۂ دولت کو ہمارے سر پر صدہا سال تک قایم رکھ اور اوسکے دلی مقاصد بر لا تاکہ دوست شاد اور دشمن پامال رہین۔ آمین ثم آمین۔

اعلیحضرت بمقام باغ عامہ

میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو۔

تمہارے مذہب عقیدت نے دوبارہ اپنا اثر پیدا کیا کہ مین اس سال بھی خوشی کیساتھ یہان آیا اور تمہارے باہمی اتفاق کے اظہار اور گرمجوشی کی اہار سے نہایت محظوظ و مسرور ہوا۔

مین خداے عزوجل کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے وعدۂ دیدار پر اسطرح ثابت قدم رکھا کہ مین اب تک تمہاری عام صلاح و فلاح کے کامونمین مصروف رہا اور آیندہ

اس سے زیادہ مصروف رہنے کی مین اپنے خدائیتعالی کے فضل وکرم سے ایک قدرتی طاقت پاتا ہون
مجھے اسوقت تمکو اون امور کے یقین دلانیکی ضرورت نہین جنکا مین نے سال گزشتہ تم سے ذکر کیا تھا
کیونکہ تمہارے اڈریس سے ظاہر ہے کہ تم بخوبی یقین کرتے ہو کہ مجھے تمہاری بہبود و آسودگی دل
مطلوب اور تمہاری اطاعت وشکرگزاری بجان مرغوب ہے میری رائے مین رعایا و رئیس مین ایسے ہی
تعلقات ہونے چاہئین جنکا یہ جلسہ ایک عمدہ نمونہ ہے ہر سال رعایا کو ایک وقت معین ملنا چاہیے
کہ وہ اپنے رئیس کے سامنے اپنا دل کھولکر اپنے خیالات ظاہر کرین اور رئیس کی زبان سے اُنکے
خیالات سنین ۔

اللہ جلشانہ جو اپنے بندونکی دلی خواہشات اور واقعی ضرورتون کا دانا بینا ہے اوسکی جناب مین دعا کرنا یا
اوس سے کسی چیز کا مانگنا استجابت کیواسطے شرط ہے مثل مطلع۔ **آصف**

خدا سے مانگو تو کیا کچھہ نہ پہر شتاب ملے　　اثر دعا کا ملے زہد کا ثواب ملے

مگر رئیس جو انسان ہے اوسکو اپنی رعایا کی دلی خواہشات کیونکر معلوم ہو سکتے ہین تا وقتیکہ رعایا کو اپنے
خیالات اپنے رئیس پر ظاہر کرنیکا موقع نہ ملے بقول۔ **آصف**

منہ نہ کھولے بحر مین جبتک صدف　　آب نیسان سے گہر ملتا نہین

کچھہ ایسے ہی خیال سے مین نے اس سال بھی تمہارے اڈریس کو لینا پسند کیا۔

اُے میرے خیرخواہ احباب فرمیسن حو

مین نے تمہارے اڈریس کو بھی خوشی و دلچسپی کیساتھہ سنا تمہاری سوسائٹی کا سلسلہ جو قدیم الایام سے
ابتک جاری ہے وہ یقیناً انہین اصول کی وجہہ سے ہے جو تمنے التزاماً اختیار کیا ہے۔ تمہارے
مقاصد کے حصول کیواسطے ان سے بہتر اصول نہین ہو سکتے کیونکہ جبتک بادشاہ وقت کی اطاعت پر
کامل آمادگی اور پولیٹیکل معاملات سے پورا احتراز نکیا جائے تو تم اپنی باہمی برادرانہ محبت اور مصیبت

زدگی اعانت رائے ہی کیوں نہ ہو اختیار نہیں کر سکتے

[illegible] والک کے بھی خواہ [illegible]

[illegible] دفادار رعایا کی [illegible] قدر کرتا ہوں۔ تمہارا خیال ٹھیک ہے کہ تم رئیس و رعایا کے
درمیان ایک قسم کے آزاد وکیل ہو یہ مجھے یقین ہے کہ تم اس وکالت کے فرایض سی بخوبی واقف ہو
آزادی جو تمہارے معزز پیشہ کے لیے لازم ہے کوئی خلل انداز نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کی
اسکو پورا کرنے کے لیے شرط ہے۔ کہ کوئی تر اپردازی نہ ہونے پائے مجھے کامل امید ہے کہ تم کامل احتیاط
کرتے ہوگے کہ کوئی ایسی خبر مشہور نہونے پائے اور کوئی ایسی بات درج اخبار نہو جسمین رعایا سرکار کی
بدظنی یا سرکار رعایا سے رنجیدہ ہونے یا خود رعایا کے مختلف گروہ مین نفاق پیدا ہونیکا احتمال ہو۔
اگر تم ایسی احتیاط نکروگے تو سچی آزادی جسکے بغیر تم اپنا کام نہین کر سکتے وہ بحال نہین رہ سکتی آجکل مین
دیکھ رہا ہون کہ چند اخبار ونمین میرے سفر کلکتہ کا غلغلہ ہے مین اسموقع پر اپنی عزیز رعایا کے سامنے اسکی
حقیقت بیان کرنیسے باز نہین رہ سکتا۔

ایک عرصہ ہوا کہ میرے عزیز دوست نواب والیسرائے بہادر نے بڑی گرمجوشی و اخلاق کے ساتھ
مجھے دعوت دی کہ اگر ہو سکے تو مین اس سال دسمبر مہینہ مین کلکتہ کی سیر کرون مین نے اس دعوت کو نہایت خوشی
کیساتھ قبول کیا کیونکہ یہ محض اخلاق و مروت کی بات تھی۔

[illegible] میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو!

[illegible] ہر کام کے نتایج اور مآل اندیشی کی کامیابی کے معیار ہین تو پھر جلسہ تمہارا تمہارے باہمی اتفاق و خلوص
محبت کا نتیجہ ہے اور مکو مین بھی اپنی سیر کی کامیابی کا پیمانہ سمجھتا ہون کیونکہ اس سے مجھپر ظاہر ہوتا ہے
کہ میرے ملک کے باشندے ہر قوم و ملت کے کس محبت آمیز نظر سے اور کن صداقت شعار خیالات سے
اپنے رئیس کے کام کو دیکھتے اور سمجھتے ہین مین تمہاری اس اظہار وفاداری و خیر خواہی کی بڑی قدر کرتا ہون

پھر دوبارہ قسم کو یقین دلاتا ہون کہ جبتک لیلائے روح کو میرے محمل جسم سے تعلق رہے تب تک میرا ناقہ فکر تمہاری بہبودی و آسایش کے شاہراہ مین گرم رفتار ہو۔

آصف تو کبھی قول سے اپنے نہین پھرتا وہ اور کوئی ہوگا۔ کہا اور کیسا اور

اڈریس رام گوپال سیٹھ واقع فتح میدان

حضور اقدس کی سالگرہ مبارک کی جشن سعادت انتساب کی تقریب پر حال مین اخلاص عقیدت اور جان نثاری و محبت کا جو اظہار ہر چہار طرف ہوا ہے اور جسمین ہم عبودیت شعار حضور عالی کی رعایا کے جملہ طبقات کیساتھ شریک ہین وہ اسکا محرک ہوا ہے کہ ہم خدام بھی اپنی عقیدت کا ناچیز ہدیہ بارگاہ ملازمان والا مین پیش کرین حضرت کے افواج ظفر امواج کے مفتخر سپہ سالار کے مشورہ سے ہماری پیشکش نے اس عمارت کی شکل اختیار کی ہے۔ ہم غلامونکو امید ہے کہ حضور عالی اس ہدیہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر منجملہ اون شاہانہ صفات کے جن سے خداوند عالم نے حضور عالی کی ذات مستجمع الکمالات کو متصف کیا ہے اپنے شوق تنزہ و تفرج کا تازہ ثبوت دینگے۔ ہم جان نثار اس امید کو اپنے دلمین جگہ دینے کی جرات کرتے ہین کہ یہ عمارت بطور جمخانہ پولیس کے خلایق عامہ کی ضروریات کی متکفل ہوگی اور اوسوقت تک جبکہ حضور عالی کی دار السلطنت کی شان کی مناسبت کے لحاظ سے ایک زیادہ پرشکوہ عمارت نہ تیار ہو جائے میجر افسر الدولہ بہادر کو کھیلون اور شرطونکے خاص خاص جلسونکے انعقاد کے لیئے پبلک کو اوس کے استعمال کی اجازت دینے کا اقتدار حاصل ہوگا۔

ہم ناچیز غلام تہ دل سے اس عنایت بنیایت کیلیئے حضور عالی کا شکریہ ادا کرتے ہین جو خدام والا نے اس عمارت کو اپنے نام سے ازراہ فیاضی خسروانہ اسکے معنون کیے جانیکی اجازت مرحمت فرمائی اور اس تقریب کو اس امتیاز اور افتخار کے زیادہ سے زیادہ رتبہ سے متعلق کرنیسے بھی مبذول فرمائی ہے جس سزاوار بگانگی کا

جس مقصد کے لئے ہم ما جیہ جان نثار وں کے مجمع مین آشریف فرما ہوتا ہین مزین کرسکتا ہے ہم درگاہ رب العالمین مین دست عاجزی بہ خداوند عالم حضور عالی کو اپنی پیاری رعایا کے سر پر صدہا سال قایم رکھے اور جو کھیلین آئندہ فتح میدان ہون اونکی رونق حضور عالی اس عمارت مین تشریف فرما ہوکر بڑہاتون وہ بالا فرمائین۔

اب ہم ما جیہ خدام بصد عجز و نیاز یہ التماس کرتے ہین کہ حضور عالی اس عمارت کے افتتاح کا اعلان فرماکر اسے مہر نواب افسر الدولہ بہادر کے تفویض فرمائین۔

ایڈریس اعلیحضرت

رام گوپال سیٹھ۔

جس صدق دلی کیساتھ تمنے اس عمدہ مکانکو ایسے پر فضا مقام پر تیار کیا اور اوسکو میری سالگرہ کی یادگار مین میرے نام سے موسوم کرکے عامۂ خلایق کی تفریح کیواسطے ہدیہ کیا ہے اسکو مین نہایت پسند کرتا ہون اس کون و مکانین آسایش مکانی سے فرحت روحانی اور قوت جسمانی حاصل ہوتی ہے خصوصاً وہ دلکشا مکان جو چار طرف کی آبادی سے گہرا ہوا ہے۔ مین حق تعالیٰ کا شکریہ کرتا ہون کہ میرے عہد مین رعایا بہ اطمینان تمام کثرت سے تعمیر کی طرف متوجہ ہوئی اور انشاءاللہ تعالیٰ آیندہ بھی ہوگی جب طمانیت ہو تو کیون ایسا کام کرے جس سے اپنے آپکو اور دوسرون کو بھی نفع پہنچے اور رعایا مین یکجہتی قایم رہے اور چونکہ تمنے آجکے دن اسکا افتتاح ہونا مبارک سمجھکر درخواست کی لہذا مین خوشی کیساتھ تمہاری اس خواہش کو بھی پورا کرتا ہون۔

حاضرین محفل

تم سبھون سے پوشیدہ نہین ہے کہ مین اسپورٹس کا کسقدر راغب ہون اور اپنی رعایا مین اوسکی ترقی ہونیکا کسقدر خواہان ہون۔ میرا خیال ہمیشہ یہی رہا کہ مرد کیواسطے بدنکی ورزش سے بہتر کوئی چیز نہین ہے کیونکہ ورزش نہ صرف

[illegible] کرتی ہے بلکہ ہم کو بخوبی سمجھاتی ہے پس عمدہ ورزش کیلئے اسپارٹس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی
[illegible] اسپارٹس کی مشغولیت نہ صرف ایک [illegible] ضرور دل بہلانے کیواسطے ہوتی ہے بلکہ خود بخود زیادہ
[illegible] کرنے اور جسمانی صحت حاصل کرنیکی ترغیب دلاتی ہے پس میں اوس شخص کو بھی اپنی عزیز رعایا کا سچا بہی
خواہ سمجھتا ہون جو ایسے عمدہ طور سے انکی جسمانی ورزش اور تفریح طبع کا سامان مہیا کرتا ہے اسی خیال سے
مین نے رام گوپال سیٹھ کی درخواست کو چند ماہ قبل بہت طیب خاطر سے قبول کیا اب اس گرانڈ اسٹانڈ کا
افتتاح کرکے عملی طور سے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہون اور مین یقین کرتا ہون کہ اس مقام مین ایسا
گرانڈ اسٹانڈ دیکھنے مین تم سب اور تمام باشندگان حیدرآباد و سکندرآباد میری مسرت مین پورے طور سے
شامل ہون مین نے سنا ہے کہ رام گوپال سیٹھ نے علاوہ اس اسٹانڈ کے اور بھی دوسرے تعمیرات ملک
ہال وہرم سالا اور سرائے وغیرہ میرے ملک مین خلایق کی آسایش اور تعلیم کے لیئے تیار کرکے وقف
کیئے ہین مجھے انکی فیاضی کے کامونکی حالت سماعت کرنے سے بڑی خوشی حاصل ہوی کیونکہ اس سے
مجھے قابل تحسین نظیر ملتی ہے کہ میرے ملک کے باشندے بھی ہمیشہ ایک ایسا پاک مذاق پیدا کرتے رہین
جس سے وہ اپنے مال اور دین کی اصلی اور عمدہ مصرف کو پہچانکر اور اوسکو عام بہبودی اور انکی ترقی
کے موقعین خرچ کرکے عند اللہ ماجور ہونگے اور عند اللہ ماجور ہونیکی توقع رکھتے ہین اگرچہ گورنمنٹ کا
کام ہر وقت رعایا کے ہر ایک فرد کی ضرورتون کو پورا کرنا نہین اور کبھی کبھی اسقدر مخصوص ہوا کرتے ہین
کہ بہت سے ذاتی اور عام کام کا بھی گورنمنٹ کی رقم سے ہونا غیر ممکن ہوتا ہے مگر ایسے چھوٹے
بڑے سب کاموں کی تکمیل [illegible] ہم بھی ہوتے ضرور ہین تاکہ رعایا کی ترقی ہر قسم کی ہوا کرے لہذا اس قسم کی
تمام ترقیون کے کام ہونگے واسطے گورنمنٹ کا اور مدار رام گوپال سیٹھ جیسے افراد کی شخصی اور جوری
فیاضیون اور بلکی ہمدردیون پر ہوتا ہے اس لحاظ سے بھی مین بہت خوشی کرتا ہون کہ [illegible]
[illegible] ہون تاکہ اس سے [illegible] رعایا کو ایسے عمدہ کام اور نیکنام کی ترغیب و تحریص ہو

تعمیر عمارت ہے سبب نام ونشان کا	پھر ایسی عمارت کہ جو ہو باعث فرحت
انسان کو دارین مین آرام ہے اس سے	جنت مین نہو قصر تو بیکار ہے جنت

حاضرین محفل سے مین کمال مسرت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتا ہون کہ آج سے یہ محبوب گراند عمارت خلائق کے استعمال کے لیئے کھولدیا گیا۔

اڈریس کایستہ سبھا

اے ہمارے ہر دلعزیز بعد از خدا مہربان رعایا پرور پادشاہ ہم خانہ زادان موروثی وغلامان قدیمی جو کایستہ سبھا کے ممبر ہین بارگاہ حضرت پیر ومرشد ظل سبحانی مین بکمال ادب اس غرض سے حاضر ہوئے ہین کہ چوتیسوین سالگرہ کی مبارک تقریب مین اپنا ناچیز اڈریس پیش کرنیکی عزت حاصل کرین جان نثاران ودودمان آصفجاہی واطاعت گزاران بندگان شاہی کے لیئے اس سے بڑھکر کونسا مبارک اور خوشی کا دن ہوسکتا ہے کہ اس جشن مسعود مین حیات ابدی کی دعا مستجاب دینے کے لیئے پایہ بوس اورنگ سلطانی وپابوس تخت خسروانی ہورہے ہین جو عزت اور شرف آج ہمکو حاصل ہوا ہے سالگزشتہ بھی اس مبارک تقریب مین یہی عزت اور یہی شرف آقاروی نعمت نے عطا فرمایا تھا۔ نہ صرف یہ شرف ہی عطا فرمایا گیا بلکہ ہماری قوم کی خدمات اور وفاداری کے نسبت جن بے نظیر خیالات کو حضرت پیر ومرشد نے ظاہر فرمایا ہے اونسے نہ صرف ہم خانہ زادونکی عزت افزائی فرمائی گئی بلکہ تیئیس لاکھ کایستھونکو جو ہند کے مختلف مقامات اور بلاد مین بستے ہین اپنے مراحم خسروانہ سے سرفراز اور سربلند فرمایا ہے۔ جسکا شکریہ ہم زبان حال وقال سے کسیطرح ادا نہین کرسکتے۔

عہد حکمرانون گوناگون کی وقعت کا اندازہ جو ہمارے ولی نعمت نے بہ اظہار خوشنودی وفاداری ملازمان قدیم فرمایا ہے اور اسکی [illegible] ہدایت دیگئی ہے وہ ہمارے لیئے ایک دستور العمل ہے اور ہمکو

اس امر پر نازہے کہ عہدۂ جلیلہ قانون گوئی سے ہماری سپہا کے میر مجلس راجہ راجان راجہ شیو راج دہرم دت بہادر کو حضرت ظل سبحانی نے سرفراز فرمایا ہے ہم اپنے سے بڑھ کر کسی کو خوش نصیب نہین سمجھتے کہ ہمارے مالک ہمارے آقا۔ ہمارے خداوند مجازی نے ہمارے مطیعانہ خدمات کو وقعت اور مسرت کی نظر سے ملاحظہ فرما کر بہت خوشی سے قدر کی اور منجملہ تمام ترقی خواہونکے خصوصیت کے لفظ سے ہماری عزت افزائی فرمائی۔ یہی ہماری خوش قسمی کی بیّن دلیل ہے۔

جو کچھ جوش مسرت باظہار عقیدت اس سال بتقریب سالگرہ مبارک تمام رعایا اور ہر طبقہ و ہر ملت کی اشخاص کی جانب سے ظاہر ہوا ہے۔ وہ سال گزشتہ سے کہین بڑھا چڑھا ہوا ہے ہر متنفس کی دلی خواہش یہی ہے کہ اپنے مالک اپنے آقا کے قدموں پر نثار ہو جائے محبوب القلوب آقائے ولی نعمت ہی کی یہ ذات مبارک ہے جسپر ہر شخص ہزار جان و دل سے فدا ہے۔

اب ہم جان نثاران دولت اور غلامان سلطنت بارگاہ شہنشاہ حقیقی مین دست بدعا ہین کہ جبتک عقد ثریا سلسلۂ آرائے نور افشان رہے جشن سالگرہ خدام اقدس یادگار حیات جاودانی رہے۔

شعر

حیات آصف جمجاہ مین یارب فزونی ہو خضر کی زندگی جاودان سے عمر دونی ہو

پیام اعلیحضرت

"اے میرے خیر خواہ ارکان کابینۂ سپہا"

مین تمہارے اوڈریس کو اس سال بھی بہت خوشی کیساتھ لیتا ہون اور تمہارے عقیدت کیش جوش و مسرت کی پوری قدر کرتا ہون مین تمہاری قوم کی عمدہ کوششونکو جو چند سال سے ہند مین چوطرف ہوتی رہی نہایت دلچسپی کے ساتھ دیکھتا رہا اور اس بات کی سماعت سے مجھے بہت اطمینان ہوا کہ تم علوم و فنون مین ترقی کرنے اور چند اپنے قومی مراسم اور بیجا مصارف کو دور کرنیکی سعی مین کامیاب

ہوتے جاتے ہو یہ نتیجہ یقیناً تمہارے قومی اتفاق و قومی ہمدردی کا ہے جسکی شاہد خود تمہاری سبھا کی ترقی پذیر موجودگی ہے تمنے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کو اپنے اڈریس کا دیباچہ بنایا ہے اور خلوص قلب کیساتھ اپنے مالک حقیقی کے احسانات کا شکریہ اپنے عام فن و پیشہ کی زبان مین ادا کیا ہے اس سے مجھپر بخوبی ظاہر ہوا۔ کہ تم اپنے معزز پیشہ و ملازمت کے فرایض کی ادائی مین بھی عملی طور سے دیانت کیساتھ اپنے مالک مجازی کا شکریہ بھی ادا کرتے ہوگے۔ کیونکہ وہی لوگ فرمانروائے دنیاوی کے صادق مطیع و فرمانبردار ہو سکتے ہین جو عنایت باری کے سچے شکرگزار ہین۔

قطعہ آصف

کیا مبارک ہے مری سال گرہ کا جلسہ	دیکھتا ایک زمانہ کو ہون خوشدل خوشحال
آج ہین اہل قلم سامنے میرے حاضر	اس حضوری سے نہ کیون دور ہے رنج و ملال
انکے چہرہ سے ہین آثار اطاعت پیدا	نیک ہین ان کے چلن نیک ہین سب انکی خیال
ایسی محنت کا نتیجہ ہے سراسر عزت	آدمی ہو متوجہ طرف کسب کمال
جو نمک خوار ہین دعوی ہے قدامت کا جنہین	مالک و ملک کے ہر آن وہ ہین خیر سگال
اور برعکس کرین اس کے اگر بر تقدیر	اونکا یہ باعث نکبت ہے یہی وجہ زوال
جنکی طینت مین دیانت ہے وہ ہین مستغنی	طمع خام کا کرتے نہین وہ خام خیال
انکی تحریر بھی تقریر بھی ہے مجھ کو پسند	کہ دعاگو ہے ترقی ہین یہ جاہ و اجلال
کیون نہ آصف کو رہین ایسے نمکخوار عزیز	جنکے ہین نیک چلن نیک روش نیک خیال

اڈریس مرشدزادگان

الآئی منت کثیر شرار عنقریب خیر و بصیر کہ باافضال و کرم اپنے حی قدیر نے برناؤ پیر کی پرورش کے لیے

آصف زمان نظام دوران سکندر صولت ناصر مملکت افضل سلاطین روزگار ظل سبحانی شہریار جناب حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو ملک دکن پر مانند آفتاب جہانتاب سایہ گستر کیا۔ کہ جملہ رعایا و برایا متفق الکلمہ مختلف المشارب مہد امن و عافیت میں ہموارہ زندگی اپنی بسر کر رہے ہیں خصوصاً ہم وابستگان دامن دولت جو رشتہ عقیدت نسلاً بانسلاً رکھتے ہیں بجز ذات ستودہ صفات ظل سبحانی کے ملجا و ماوا ہمارا کوئی نہیں۔ بلکہ فخر و مباہات ہے کہ ہماری عزت ہمارا افتخار فقط ذات مخجستہ صفات اعلیحضرت پر ہے کہ ہم آبا و اجداد سے پروردہ اعلیحضرت ہیں ہماری دولت و حشمت و وقعت اعلیحضرت ہیں ہم جان مثابہ منزلہ قالب ہیں روح ہماری اعلیحضرت ہیں۔ ہر چند کہ بخلوص اعتقاد و دعائے عمر و دولت و اقبال میں موظف رہتے ہیں مگر ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ باریابی میں مشرف و مفتخر ہو کر اس شکرانے کا معروضہ پیش کریں۔ اتفاقاً بخت مساعد سے موقع ہمدست ہوا کہ جلیسہ سالگرہ مبارک میں ہماری دلی آرزو بر آئی بفحوائے کل امر مرہون باوقاتہ آج سرفراز ہوئے۔

رباعی

امروز جہان از تو منور گشتہ	اقبال و ظفر ہمدم و یاور گشتہ
آن چیز کہ شہا بدعا خواستمے	صد شکر کہ امروز میسر گشتہ

اعلیحضرت کے اوصاف حمیدہ و خصال ستودہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ اعلیحضرت کی فرمان روائی میں ہم پر ایسے عنایات و احسانات مبذول ہیں کہ والدین کے اشفاق کو ہمنے فراموش کئے۔

رباعی

اے ز الطاف تو لاتے شدہ	ہمسر از اقبال تو کے شدہ
ہم خجل از عدل تو نوشیروان	ہم بساط حاتم طے طے شدہ

اب ہم بصد ادب بہزار عجز و نیاز اس معروضہ کو دعا پر ختم کرتے ہیں۔ الٰہی ہمیشہ حاسدان اعلیحضرت مقہور و رنجور رہیں اور خیر خواہان اعلیحضرت دایماً مسرور رہیں آمین ثم آمین۔

ایپیچ اعلیحضرت

میر تلاوت علیصاحب

مین امید کرتا تھا کہ یہ اڈریس نواب آصف یاور الملک بہادر پڑہین گے مگر نہایت افسوس کرتا ہون کہ وہ علالت مزاج کی وجہ سے نہ آسکے اگر وہ بھی آسکتے تو مجھے بڑی خوشی حاصل ہوتی سال گزشتہ مجھے کسیقدر افسوس ہوا تھا کہ عدم فرصت کیوجہ سے آپ صاحبونکا اڈریس لیکر آپکی عقیدت مندانہ خواہش کو پورا نہ کرسکا مگر آج میرے عزیز قرابتدارونکا اڈریس سننے سے وہ افسوس نہ صرف مبدل بخوشی ہوا - بلکہ مجھے خوشی دوچند سہ چند حاصل ہوئی - مین آپ صاحبونکے اس جوش صداقت کے اظہار کی تہ دل سے قدر کرتا ہون - اور آپکو یقین دلاتا ہون کہ جسقدر آپ صاحبونکو مجھسے رشتہ اتحاد و نسلاً بعد نسل رہنے کا فخر ہے اوسیقدر مجھے بھی آپ سبھونکی ترقی و بہبودی ہمیشہ مدنظر ہے کیونکہ (جیسا آپنے بیان کیا ہے) آپ بجز میرے اور کسی کو اپنا دنیاوی وسیلہ نہین قرار دیتے ہین اور مجھے بھی آپکی اس وابستگی کا ہمیشہ خیال رہتا ہے -

اور اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ مین نے آپکی ذاتی آسایش و بود و باش کے بندوبست کے علاوہ آپکے لڑکون اور نوجوان صاحبونکی تعلیم کے لیئے خاص انتظام کیا ہے - آپ سب اس بات کو بخوبی جانتے ہونگے کہ جو فائدہ اور لطف زندگی انسانکو کاروبار مین مصروف رہنے سے حاصل ہوسکتا ہے وہ بیکار زندگی مین حاصل نہین ہوسکتا - چونکہ مجھے اپنے عزیز قرابتدارونکی سچی بہبودی مرغوب ہے لہذا میری خواہش ہے کہ جہانتک ہوسکے آپ صاحبونکو کاروبار کی زندگی کا موقع دون اسی لحاظ سے مین نے اپنے مدار المہام سے ایک فہرست منگائی تھی جس سے مجھے معلوم ہوسکے کہ میرے قرابتدارونمین سے کون کہان کا راجہ ہے اور کس نے کس درجہ کی لیاقت حاصل کی ہے - اسپر غور کرکے مین انشاءاللہ تعالی عنقریب

ایسے احکام مناسب جاری کرونگا جن سے (مجھے امید ہے) آپ مین سے اکثر کو کسی نہ کسی سودمند کام مین اوقات بسر کرنیکا عمدہ موقع ملیگا۔

اُسے میرے وابستہ عزیزو"

اسمین کوئی شک نہین کہ میری ریاست کے کام مین مصروف ہونیکا اگر کسی کو موروثی حق ہے تو آپ صاحبو کو ہے۔ مگر اس حق سے مستفید ہونیکے لیئے لیاقت حاصل کرنی شرط ہے۔ پس اس شرط کو پورا کیئے بغیر محض حقداری سے کوئی استفادہ نہین ہوسکتا مین یقین کرتا ہون کہ آپ سب اسبات کا بخوبی خیال رکھین گے اور اپنے کو زیور لیاقت سے آراستہ و پیراستہ کرکے اپنی حق رسی کیواسطے کوشش بلیغ کرینگے۔ تاکہ آپ نہ صرف اپنی زندگی کا سچا لطف اوٹھائین بلکہ اپنے خاندان کے فخر ہونیکے علاوہ اپنے مالک کی بہبودی کے باعث اور اپنے مالک کی خوشنودی کا سبب ہون۔

قطعہ آصف

آج کیا روز مبارک ہے کہ اس جلسہ مین — جمع یکجا ہین عزیز اپنے مثال اعضا
راستی انکی ہے طینت سے سراسر اظہر — آشتی انکی طبیعت سے ہویدا پیدا
استقامت ہے انہین مذہب آبائی پر — ہے یہ احسان خدا کیون نکرون شکر خدا
پاس ہر حال مین انکا نہو کیون کر مجھکو — غیر ممکن ہے کہ ہو رنگ کبھی گل سے جدا
ان کا واجب ہے اطاعت تو رعایت مجھکو — دور رعایت کہ نہو عدل سے باہر اصلا
پرورش پاکر ان نیکا نوکی مجھے ہو منظور — جبکہ یہ بچے ہین اولاد سے ہوی ہین اعلیٰ
شرط یہ ہے کہ لیاقت مین ہون یہ اعلےٰ تر — بے دلیل ایک بھی صادق نہین آتا دعوے
شوق ہو نیک عمل کا تو وہ ہے شوق درست — صرف ہو کسب ہنر مین تو وہ ہے صرف بجا
خاندانی جو عمارت ہے ترقی پاوے — صحبت اچھی ہو رہے حفظ مراتب اپنا
دولت آصفیہ کی ہے حفاظت لازم — جانفشانی سے بزرگون نے یہ کی ہے پیدا

ایک نام بھی عجب چیز ہے اس دنیا مین	نام مشہور ہوا نامورون کا کیسا کیا
کیون نہو سلطنت و ملک کی مالک سے بہار	باغ مین باد بہاری سے ہے سب نشو و نما
تم پھلو پھلو اور رہو چال چلن مین اچھے	یہی آصف کی تمنا یہی آصف کی دعا

اڈریس نوجوان امرایان سرکار آصفیہ

ہم جان نثاران بارگاہ خداوندی و غلامان قدیمی جو نوجوان امرار دولت ہین جنکو نسلاً بعد نسلٍ کے خطابات سے عزت حاصل ہے جنکو غلامی کا افتخار اور صدہا سال سے دولت کے جبہہ سائی کا شرف نصیب ہے آج بارگاہ خداوندی مین اس غرض سے حاضر ہوے ہین کہ اپنے آقا و ولینعمت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرین اور چونتیسوین سالگرہ مبارک کے جشن ہمایونی کی تقریب مین اپنا ناچیز اڈریس پیش کرکے حقوق جان نثاری اور خانہ زادی کو ادا کرین۔

اے ہمارے بادشاہ عالیجاہ بندگان عالی حضرت پیر و مرشد کے عہد میمنت مہد مین جو برکتین اور نعمتین عموماً تمام رعایا اور خصوص ہمارے طبقہ کو حاصل ہوئی ہین ہم کو انکے اظہار کے لیے کوئی الفاظ انسانی لغات مین ڈھونڈھے سے نہین ملتے جو بیان کرین۔ کیونکہ یہ ہم دیکھ رہے ہین کہ ہماری ترقی و بہبودی کے لیے جو وسایل کہ ضروری و لازمی ہین اونکو فراہم ہی نہین کیا گیا بلکہ ہمارے آقاے ولی نعمت بہ نفس نفیس ہماری ترقی کے ذرایع کی نگرانی فرمایا کرتے ہین یہ اوسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے طبقہ مین بہت سے لوگ اعلیٰ جوڈیشل کے امتحانات مین کامیاب اور بہت سے ایسے ہین کہ محصول کے کامون مین پوری قابلیت اور بڑی بڑی ذمہ داریونکے کام سے سرفراز ہین۔ یہ اعلیحضرت کی علم دوستی کا نمونہ ہے کہ ہمارے طبقہ مین اعلیٰ درجہ کی تعلیم کیطرف اب بھی بہت سے لوگ رجوع اور بی۔ اے۔ اور ایف۔ اے کلاس مین تعلیم پا رہے ہین۔

اے ہمارے شہریار گردون وقار یہ ہمارے طبقوں کی بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ حضرت پیر و مرشد صرف ہم لوگونکو اعلیٰ درجہ کی تعلیم ممالک محروسہ کے کالجون مین دلانے پر اکتفا نہین فرماتے ہین بلکہ ہمارے زمرہ کے بہت سے نوجوان امرا یورپ مین تحصیل علوم وفنون کے لیئے منجانب گورنمنٹ بھیجے گئے ہین جنکی تعلیم مین لاکھون روپیہ سرکار صرف فرماتے ہین۔ جو بعد فراغ تعلیم نہ صرف وہ ہمارے طبقہ مین معزز اور ممتاز سمجھے جائین گے بلکہ ہماری معزز اور پیاری گورنمنٹ کے اعلیٰ درجہ کی خدمات کو ادا کرکے اپنی جان نثاری اور کارگزاری کا ثبوت دین گے۔

اے ہمارے خداوند مجازی ہم بخجت رسا پر ناز کرتے ہین اور جامے مین پھولے نہین سماتے جب ہم حضرت پیر و مرشد کے اون ارشادات کو جو ترقی تعلیم کی نسبت گزشتہ سال زبان گہرفشان سے نکلے ہین یاد کرتے ہین۔

حضرت پیر و مرشد کا یہ ارشاد کہ ہمکو اپنے گلشن ریاست کے ہونہار پودے سمجھتا ہون اور جسطرح ہر باغبان اپنے باغ کے بڑے اشجار کی حفاظت سے زیادہ چھوٹے درختونکے نشو ونما کی نگرانی کرتا ہے۔ اوسیطرح میری توجہ اپنے نوخیز طالب علم رعایا کیطرف زیادہ مائل رہتی ہے جبکہ ہمارے اعلیحضرت کی توجہ ہم لوگونکی تعلیمی نگرانی مین اسطرح مبذول ہو تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اور آئندہ ہمارے اخلاف کی تعلیم مین ایسی کوشش کرین کہ جو مبارک خیال ہماری نسبت ہمارے آقا کا ہے وہ کہ تعلیم کا عمدہ اثر صرف تمہارے تک محدود نہ رہیگا بلکہ اوس سے تجاوز کرکے تمہارے ذریعہ سے ملک کی عام بہبودی اور ترقی کو تجسس کریگا) اوسکو پورا کرکہ دکھائین اور ہر جان نثار کا حق غلامی یہی ہے کہ اپنے ملک و مالک کی خدمت ایسی بجالائے کہ اوس سے عام بہبودی اور ترقی متصور ہے۔

اے ہمارے جہاندار ذی اقتدار۔ کیا ہم اور ہمارے آئندہ ہونہارون مین سے اوس اعزاز کو فراموش کرسکتے ہین جو حضرت پیر و مرشد نے جاگیرداروں منصبداروں کے اڈریس کے جواب مین

ہم غلاموں کو قوت بازو کے مفرز خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ ہم جہانتک تاریخی صفحات پر نظر ڈالتے ہین پہلے کسی نامور کو پڑھتے ہین کسی رئیس کی پیشگاہ سے اپنے جان نثارون اور نمکخوارونکو جو ہم ادنی درجہ لوگون سے زمرۂ غلامون مین شریک ہوکر دوامی سعادت حاصل کی ہے یہ شرف اور یہ خطاب عطا نہین فرمایا گیا یہ ہماری خوش نصیبی اور خوش اقبالی تھی کہ ہمین یہ فخر پیشگاہ سلطانی سے حاصل ہوا۔ اب ہم اس اعزاز کے مارکے فخریہ یہ شعر عرض کرتے ہین۔ شعر

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ ذرۂ آفتاب تا بانسیم

اور ہم صدق دل سے دست بدعا ہین کہ یارب العالمین ہمکو اور ہماری آیندہ نسلونکو ہمیشہ حضرت پیر و مرشد کی غلامی وجان نثاری مین وفاداری کیساتھ ثابت قدم رکھ۔ اور ہمارے آقائے ولی نعمت کا سایہ ہمپر یہ جبتک مہر مین ضو اور گلو نمین بو اور بو مین مہک اور موتی مین چمک ہے ہمارے اور ہمارے اخلاف کے سر و پر قایم رکھ۔ اور حضرت پیر و مرشد کے دوست اور ہوا خواہ خوش اور دشمن پامال رہین۔ آمین۔ آمین ثم آمین۔

اپنی اسپیچ اعلیحضرت

اے میرے نوجوان معززین

مین نے تمہارے اڈریس کو بھی بڑی دلچسپی کیساتھ سنا۔ علی الخصوص تمہارا یہ بیان میری مسرت کا باعث ہوا کہ تمنے اپنے علم کی ترقی کی نسبت میری نصیحت و رسالہ کو اپنا دستور العمل بنایا ہے۔ اور تمہارے تعلیمی شوق و ذوق کے عمدہ آثار عام امتحانونکے نتایج سے نمایان ہین۔ اس سے مین تمہاری اوس بات کا کامل ثبوت پاتا ہون کہ تمہارے دلونمین میری نسبت عقیدت ایسی جاگزین ہے کہ میری نصیحت بفضلہ تعالی فوراً کارگر ہوئی۔ مین یقین کرتا ہون کہ تم اسبات کو بھی بخوبی جانتے ہوگے کہ انسان کے لیئے وہ قدر و منزلت چندان مفید نہین ہوتی جو اوسکو اپنے خاندان کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ قدر و منزلت

زیادہ ترشایان ہوتی ہے جو ذاتی علم و لیاقت سے ملتی ہے - لہذا تمہاری کوشش ہمیشہ اس امر کی طرف مائل رہنی چاہیئے کہ تم مین سے ہر ایک عرفی شیراز کے مانند ہر وقت یہ فخر کر سکے کہ -

المنتہ للہ کہ نیازم بہ نسب نیست اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را

مگر تحریر مین نیک و بد کا خیال اور احتیاط ضرور چاہیئے - یہی قلم راہ مقصود کیواسطے عصائے موسی ہے ورنہ یہی کاتب کے حق مین تیغ قضا ہے - یہی سیاہی غیرت زلف شبگون ہے - ورنہ یہی تیرگی بخت واژون ہے یہی کاغذ صفحہ پیشانی اقبال ہے ورنہ یہی آسمان ادبار طال ہے -

قطعہ آصف

مجھکو فرصت ہوئی جو دیکھا آج	نوجوانان ملک کا گلشن
نونہالان باغ دہر مین یہ	ان کو شاداب رکھے چرخ کہن
اب وجد سے بھی اپنے ہون لایق	ان کو حاصل ہون وہ ہنر وہ فن
دور ان سے رہے ہمیشہ کو	فتنہ و آفت زمین و زمن
غیر کے دستگیر ہون نہ کبھی	اپنے آقا کا چھوڑ کر دامن
چاہیئے جو امیرزادون کو	وہی ہے انکا چال و چلن
سلطنت کا ہو پاس اوس سے سوا	جسقدر ہے دلون مین حب وطن
اسکا سب باعث فروغ رہین	یہ ریاست ہے آفتاب دکن
یہ ہدایت بھی ہے نصیحت بھی	رکھو آصف کا یاد دل سے سخن

اڈریس برہمنان دکن

جسے ہمارے بادشاہ کہتے ہیں۔

ہم برہمنان ساکنان خوش باشان ریاست ابد مدت حضرت خداوند نعمت مدظلہ العالی متعالی کی حضور مین حاضر ہوکر چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب مین پیشگاہ اقدس و اعلیٰ مین تہنیت نامہ گزرانیکی بدل مثل دیگر بہا عزت حاصل کرتے ہین اور اپنے اعلیحضرت قدر قدرت کی شاہانہ عنایت اور خسروانہ شفقت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ پیر و مرشد نے ہمکو اپنے اظہار جان نثاری اور وفاداری کا موقع خاص عطا فرمایا۔

ہمارے مذہب کے کتب مقدس کی رو سے عبادت الٰہی اور اپنے آقا و ولی نعمت کی ترقی عمر و جاہ و جلال کی دعا گوئی ہمارے اعلیٰ ترین فرایض قرار دیے گئے ہین۔ ہماری قوم کے لکھوکہا اشخاص حضرت کے سایہ عدل و انصاف مین اپنے اُن فرایض کے انجام دہی مین بلا مزاحمت غیرے و بلا مداخلت احدے نہایت امن و آسایش سے سرگرم و مصروف رہتے ہین۔ حضرت نے اونکو دوسرے اشخاص کے دست رس ہی سے محفوظ نہین فرمایا بلکہ اکثر لکھوکہا بیگہ زمین بشکل انعام اگرہار و جاگیر عطا فرمائی ہے اور لکھوکہا سالانہ زر نقد اونکو خزانۂ شاہی سے دیے جاتے ہین تاکہ وہ اون علے فرایض کے انجام دہی مین مصروف رہین۔ اس طور پر فکر معاش سے فارغ البال ہوکر ہماری قوم کے یہ لوگ ہمیشہ خداوند نعمت کی ترقی عمر و دولت و قیام سلطنت کیواسطے بارگاہ ایزدی مین دست بدعا رہتے ہین۔

حضرت کی ریاست ابد مدت مین ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ پارسی۔ وغیرہ کے معبدون اور دیوتونکی بلا امتیاز قوم و ملت زمین و زر سے اعانت ہوتی ہے عدالتون مین ہر فرقہ و ہر قوم کے حقوق کا تصفیہ اونکے خاص قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔ سررشتۂ تعلیم سے مدارس جملہ اقوام کے بچون کی تعلیم و تربیت کیواسطے کھلے ہوئے ہین۔

صیغہ ملازمت مین ہر قوم کے لوگ بلا استثنا صرف بلحاظ حقوق و لیاقت داخل کیے جاتے ہین۔

ایک جانب تو اہل اسلام کی مسجدوں و خانقاہوں اور درگاہوں وغیرہ کیواسطے معاشین مقرر ہین اور دوسری جانب ہنود کے ہزارہا دیولون اور مٹھون کو جاگیرات و انعامات عطا کیے گئے ہین۔

قوم برہمن کا وہ فرقہ بھی جسنے اہل قلم کا پیشہ اختیار کرلیا ہے حضرت کے عہد سعدلت مہد میں اپنے ہمچشمون میں مفتخر و ممتاز ہے۔ حضرت خداوند نعمت کے فرقۂ امرا و جاگیرداروں مین متعدد برہمن شریک ہین لکھو کہا اور ہزار ہا روپیونکی جاگیرین عطا ہوئے ہین اس فرقہ کے متعدد اشخاص اسوقت اعلیٰ ترین خدمات پر سرفراز ہین اور بہت سے لوگون کو خدمات سررشتہ داری جمعیت و منصب وغیرہ بطور میراث آبائی عطا فرمائے گئے ہین اور اونکے سوا ہزارہا آدمی بڑی اور چھوٹی خدمتوپر مامور ہین اور یہ نہایت قوی دلیل اس امر کی ہے کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی نظر انور مین ہر طبقہ کی رعایا یکسان ہے۔

جسطرح قوم برہمن کے ایک فرقہ کا کام یاد آلہی مین مشغول رہکر اپنے بادشاہ کیواسطے دعا کرتا ہے اوسیطرح دوسرے فرقہ کا کام اپنے خدمات کو دیانت و امانت و لیاقت سے انجام دیکر اپنے بادشاہ کی نیکنامی اور ہر عزیز کو ترقی دینا ہے اور اسطور پر دونون فرقون کے اغراض متحد ہین۔ ہم برہمن لوگ عموماً حضرت کی رعایا خاص اور نمکخوار آبائی ہین۔ ہمارے بزرگون نے جو حق نمک ادا کیا اور ناچیز خدمات انجام دین اونکے صلہ مین لکھو کہا روپیہ کے جاگیرات و مناصب عطا ہوئے ہین جو حضرت کے مراحم خسروانہ سے اسوقت تک ہمپر جاری ہین۔

ہم اس موقعپر اون تین اعلیٰ خاندانون کا تذکرہ کافی خیال کرتے ہین جنکے خدمات کی قدرشناسی وقتاً فوقتاً سرکار ابد پائدار سے ہوتی رہی۔

راجہ رائے رایان بہادر امانت دنت کے مورث اعلیٰ مورو پنڈت حضرت مغفرت مآب کے ہمراہ رکاب آئے تھے۔ اوسوقت سے یہ خاندان اپنے اعلیٰ درجہ کی خیرخواہی و جان نثاری و وفاداری کے صلہ مین مورد عنایات شاہان وکن رہا ہے اس خاندان کے متعدد رائگان خدمات پیشکاری کے سرفراز ہوئے

ایک موقعہ پر راجہ شامراج کو خدمت مدار المہامی کے اہم فرایض کے انجام دینے کا فخر بھی عطا فرمایا گیا۔ اور دفتر دیوانی تو پشت ہائے پشت سے اس خاندان میں چلا آرہا ہے غرض کہ یہ خاندان ہمیشہ اقسام کے جاگیرات وخدمات ومناصب ومراتب ولوازمۂ شاہی اور وطن سردیسپانڈیہ گری وغیرہ سے ممتاز وفخر رہا ہے چنانچہ ابتک وہی نوازشات شاہانہ اور وہی مراعات خسروانہ منظور نظر انور خداوند نعمت ہیں رائے ونایک راؤ صاحب خاندان بھی ابتدا سے مورد عنایت شاہی رہا ہے اس خاندان کے مورث اعلیٰ راجہ وٹھل سندر پرتاب وقت راجہ بہادر کے جو بعہد نواب غفران مآب وزارت سے سرفراز تھے۔ جنگ کھڑلہ میں جو اہم خدمات انجام دیں وہ تاریخ دکن میں یادگار رہیں گے۔ دولت ابد مدت نے بھی اس خاندان کے خدمات کو ہمیشہ شاہانہ الطاف کی نظر سے دیکھا ہے چنانچہ دوراجگان یعنے راجہ چمنا راؤ پرتاب وقت بہادر وراجہ گنیش راؤ بہادر خدمت اعلیٰ مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور پیشکاری کی خدمت بھی اس خاندان میں رہی۔

رائے رگھوتم راؤ صاحب کا خاندان بھی ہماری قوم کا ہمیشہ سے مورد عنایت خسروانہ رہا ہے چنانچہ راجہ رگھوتم راؤ بہادر پیشکاری کی خدمت سے بھی ممتاز ہوئے تھے اور راجہ گوپال راؤ بہادر نے زمرۂ امرا میں شریک رہنے کا افتخار حاصل کیا تھا۔

غرض اس مراحم خسروانۂ قدما پروری کا ایک مستقل اثر تمام قوم برہمن پر پڑا ہوا ہے اور ہم لوگ شب وروز صبح وشام حضرت پیرومرشد مدظلہ العالی کی ترقی عمر ودولت وجاہ وجلال کے واسطے دست بدعا رہتے ہیں جس قوم کے ارکان کی اسدرجہ عزت افزائی سرکار ابد پائدار سے ہوئی ہے جن لوگوں کی رگوں میں اون بندگان کا خون جوش زن ہے جنہوں نے بادشاہان نامدار کی خدمت گزاری اور حق نمک ادا کرنے میں اپنی جان تک کو قربان کردیا۔ اونکی اولاد بھی حضرت خداوند نعمت کے تخت سلطنت کی خیرخواہی وجان نثاری ووفاداری میں سربسجود ہمہ تن حاضر ہے اور ہم پیشگاہ خداوندی میں نہایت عجز وادب کیساتھ عرض پرداز ہیں کہ ان امور میں ہم لوگ کسی دوسری قوم کے بھائیوں سے جنکو حضرت اقدس اعلیٰ کی رعایا

ہونیکا فخر ہے پسپا نہیں ہیں اور جسطرح حضرت پیر و مرشد کے ہمارے آبائی و قومی حقوق کے حفظ کا خیال مدنظر رہتا ہے اسیطرح ہم لوگ بھی نمک خواری و اطاعت گزاری ادا کرنے میں ساعی رہتے ہیں۔ اب ہم اس دعانامہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ یاالٰہی ہمارے بادشاہ و بیگاہ کو عمر خضر کی نصیب ہو اور اسکی آل و اولاد شاہان و فرخان رہے اور اسکی دولت و ثروت جاہ و حشمت میں ترقی ہو۔ اور اسکی رعایا سربرآوردہ شاہان رہے۔ اور اوسکی سلطنت تا ابد قایم رہے۔ آمین ثم آمین۔

جواب اعلیحضرت

"اے میری دعاگو قوم برہمن"

میں تمہارے اڈریس کی بھی قدر کرتا ہوں۔ میں اسبات کے سننے سے بہت خوش ہوا کہ تم اپنے آباؤ اجداد کے عمدہ جادہ پر ثابت قدم ہو۔ اور عبادت الٰہی کے بعد اطاعت شاہی کو اپنا فرض عین سمجھتے ہو یہی جادہ تھا جسکی وجہ سے ہند کی اکثر ریاستوں میں تمہاری قوم والے رئیس کے پاس سرفراز رہے اور حیدرآباد کی تاریخ میں بھی اس قسم کی سرفرازیوں کے چند عمدہ نظائر خود تمنے بیان کیے ہیں پس میں طبیب خاطر تمہارے اس صادق دعوے کو قبول کرتا ہوں کہ تم بھی اپنے فرض نمکخواری و اطاعت گزاری میں میری رعایا کے کسی دوسری قوم سے کچھ کم نہیں ہو۔

قطعہ آصف

خوشی کی ہے ساعت خوشی کا زمانہ	برائے خیر خواہوں کا جلسہ ہے بہاری
مسرت سے ہر ایک پابند عشرت	ملالت سے ہر ایک کو رستگاری
مجھے کیوں نہو پاس ملحوظ ان کا	کہ معلوم ہے انکی خدمت گزاری

شریفوں کا شیوہ دیانت ہے بیشک	بغیر اسکے بدنام ہوا ہلکاری ہے
کریں مالک و ملک کی خیر خواہی	رہے خیر خواہوں سے یہ خیر جاری
ہر اک کام میں ہوشیاری ہے لازم	نہیں خوب انجام غفلت شعاری
قلم کیا علم کیا اگر مشق ہوگی	ہنوگی طبیعت کسی فن میں عاری
قلم ہاتھ سے اوسکے کب چھوٹتا ہے	دبیر فلک کا بھی ہے کام جاری
چلو اس طریقہ پر ایسی روش پر	کرے پرورش اور آصف تمہاری

اڈریس پارسیان

حمد و افزونی ثنائے متکاثر و اداریکتا و آفریدگار بے ہمتا و خداوند ارض و سما را بکل حال لایق و سزاوار کہ جمیع موجودات و مکونات ارضی و سماوی را بیک لفظ کن ایجاد از مکن عدم بکلوۂ مشہود و بروز آورد و باقتدرت کاملہ و حکمت شاملہ خویش ملوک عالیشان و سلاطین رفیع مکان را بر مثال روح در قالب و بجائے سر بر فوق بدن قرار داد و ہر جمیع بندگان بر تبۂ سروری و برتری ممتاز و سرفراز فرمودہ۔ در ضمن آن چنین حکمت لطیف بکار بردہ کہ بندگان خدا سر بدائرۂ اطاعت و فرمان برداری نہادہ در زیر سایۂ لطف و معدلت شان پرورش و تربیت پذیرند تا سعادت دینوی و اخروی بحصول انجامد شاہد حال و موید این مقال حال فیروزی مآل ہمایون فال اعلیحضرت قدر قدرت قضا توامان دارا اوربان فریدون حشمت سکندر شوکت کسریٰ معدلت شاہنشاہ جم جاہ سلیمان بارگاہ ملایک سپاہ زینتدۂ تاج و تخت آصفیہ ممالک محروسہ دکن زینت بخش سریر و اقبال بے زوال ملخص کلام اینکہ بافضال آلہی و الطاف ربانی درین زمان راحت افزائے و دلکشائی مسرت اثما جشن ہمایون فال یوم المیلاد با اسعاد دینک نہاد و سعادت اندوز بزم فیروزی توام آنخداوند تاج و تخت ملک و دکن بہر کوئے و برزن و بہر جائے و مسکن ما ہزاران فروزنیت

مرتب گشتہ و بہر گوشہ آوازۂ مدحت و ثنا و تحیت و دعائے این بادشاہ جمجاہ و دولت پناہ باوج مہر رسانیدہ۔ چنانچہ شرح آن بیرون از حوصلۂ قلم و زبانست۔ **بیت**

اندر این جشن مسرت بخش فرحت انتما آفتاب از آسمان گوید مبارکباد ہا

سیاسے طالع و سعادتمندی زمرۂ فارسیان عبودت اقتران امت حضرت زردشتیہ کہ از مدت ممتد و عہد بعید یعنی از زمان معدلت اقتران حضرت مغفرت مآب انار اللہ برہانہ۔ الی این عہد فرخندہ مہد مقدس بندگان اعالی متعالی مدظلہ العالی برمثال ہر گروہ و طایفہ دیگر باارامل و ایتام شان پرورش یافتہ الاخوان احسان و امتنان دولت جاوید مدت آصفیہ میباشد۔ و بعین نوازش سیدیع خسروانی بعہدۂ جلیلہ دولتی و مناصب فخیمہ ملکی سرفراز و کامیاب بودہ ایام ولیالی را بشادکامی و رفاہ تمام مصروف دارند۔ بہرحال این چاکران ارادت سگال ہمگی دم بہواخواہی و فرمانبری و اخلاص کیشی سرکار عالی میزنند و شب و روز دست بدرگاہ اقدس جناب باری بلند و وظائف دعاگوئی و ثناخوانی این خدیو بے مثل و ہمال بر زبان جاری و دائر۔ **بیت**

تاجدار خانۂ دنیا بماند مستقیم شاہ ما محبوب و کن یارب تاجدار

ایپیسیچ اعلیحضرت

اُسے وفاکیش عقیدت اندیش اعیان قوم پارسی۔

بہر طیب خاطر یکہ اڈریس شما را پسندیدہ و بنیران تصور سنجیدہ۔ و درست یا بیدہ ام۔ ازان بر شما خود بخود ظاہر و باہر خواہد بود کہ من این اظہار وفاداری و عقیدت شعاری شما را تا چہ قدر قدر میدانم۔ و مقدار وقع می نہم من میدانم کہ درمان شما علی العموم چنان قابل تحسین و آفرین مادۂ زحمت کشی۔ و ریاضت کیشی موجودہ است کہ بہر طرف رو بے آورد۔ از جد و جہد خود در ہر حرفہ و پیشہ خود را بیش و ممتاز و در اقران سرفراز میسازد۔

ومن بسیار خوشم از نیکه در مملکت من سر برآورده و خاندانی مردمان شما از قدیم الایام مقیم اند و بر جاده وفاگزاری و حق پرستی مستقیم اند گذشته از قومی اتفاق و علاوه بر کثرت وفاق شما با دیگر رعایای من نهایت آسایش و غلط و ملاطمی نمائید ازین جهت من بسیار از شما خوشم و زیاده پسندیده خاطر من است همیشه مرا درین باب اطمینان کامل بود از اد ریس شد امر الیقین شد که در شما فطری با داده محنت و ریاضت جبلی ماده وفاداری و تابعداری نیز موجود است و ازین خصال اربعه بهتری حال شما مشهود است من شمارا یقین میدانم که تا شما باین خصال اربعه و را موصوف دارید همیشه مورد خوشنودی من خواهید بود و ترقیات و بهبودی شما و اتباعدل منظور نظر خواهد ماند۔

اشعار

وفاداری و تابعداری و زحمت ریاضت را	ثمرهائیست در گیتی کز آنها برخوردانسان
گر از پیشینیان خواهی نگر در سیرت ایشان	وگر از همکنان پرسی نظر کن حالت اقران
باین اوصاف مردان خردمند و برومندان	هزاران گوی از سبقت ربودستند از میدان
کسانی را که داده از خواص باطنی بهره	خدا اتمام نعمت کرده بر ایشان به از پیشیان
مرا منظور اوصاف اند گزاوصاف در عالم	شود ممتاز انسانی ز حیوان در همه اکوان
همه اولاد یک کس بوده اما از ریاضت شد	که شد زان در بر یعقوب یوسف یوسف الاخوان
چمن ظاهری نے حسن باطن بین باوصافش	گزین اوصاف شد آخر عزیز خلق در کنعان

ادریس حکماو ڈاکٹران سند یافتہ شرکای دکن ایسوسی ایشن

للہ الحمد کہ بھیرہم جان نثار و نمکخوار حکماو شرکائے دکن میڈیکل ایسوسی ایشن کو اپنے ولی نعمت کی چونتیسویں سالگرہ مبارک کی تقریب میں ادائی تہنیت و ادریس گزرانے کا افتخار حاصل ہوا۔ ای ہماری قدردان پادشاہ ایک مدت کی تمنائی سہا کیا دو سپاس گزاری جو ہمارے دلونمیں ممکن تھی وہ سال گزشتہ اوس حسن و خوبی سے برآئی جس کا ابتک ہمارے

چشم مسرت بین مین جان بلب ہوا ہے۔ وہ جشن شاہانہ وہ الطاف کریمانہ اور وہ ہمارا ایک دل ایک زبان
ہوکر اپنے مالک کی ثناخوانی کرنی اور اوسکے جواب مین کمال مسرت وخوشنودی سے اپنے ہمایون
لہجہ مین ہم ناچیزونکی قدردانی ومنزلت افزائی اور ہم ہیچمدان اطبا کو حاذق ولقمان وقت کے خطاب کی
سرفرازی نے ازبس وارفتہ وشیدا کردیا اوس روز سے آجکے دنکا انتظار بے حد پیدا ہوگیا تھا ہمارے
دیدۂ نادیدہ نے اس موقع خوش منظر سے قطع نظر نہ کرکے اس امتداد زمان کو طرفۃ العین مین طے کردیا۔
اے بادشاہ عدل گستر اس سال بھی اجازت تہنیت وثناخوانی نے ہمکو وہ شرف وافتخار بخشا ہے کہ جسکی
مسرت وشادمانی کا حال نہ فقط ہمارے بشرے سے عیان ہے بلکہ بلفحوائے "الظاہر عنوان الباطن"
ہر ایک دل وجان سے ثناخوان ہے اے سلطان حق مین یہ ستایش وینایش تکلف وتصنع نہین بلکہ وہی ہے
ہرچند آپکی فرمان روائی سے ہر گروہ محظوظ ہے مگر بالتخصیص اس خطہ اودھ پر آپکے افتخار حکمرانی کے ہی حشمت مین ہے
کیونکہ جب ہم نظم ونسق سلطنت پر نظر کرتے ہین تو اوس کو بالکل اوسی انتظام قدرت کے مطابق پاتے ہین
جو حضرت انسان کے جسم مین جاری وساری ہے۔
جیسے کہ روح باعث حیات ذی روح ہے ویسا ہی آپکا مبارک وجود بھی وجہ قیام وثبات مملکت ہے
جسطرح طبیعت مدبر بدن ومعدل مزاج ہے۔
اے سلطان عادل آپکی معدلت بھی اوسی کے ہم پلہ ومنہاج ہے۔ جیسے وجود انسان مین باوجود
اضداد باہمی بامتزاج عناصر اربعہ وہر چہار اخلاط کی فراہمی موجود ہے اوسیطرح آپکے انتظام سلطنت نے
دوست دشمن مین اتفاق یگانہ وبیگانہ مین وفاق اور مختلف اقوام وفریق کو شیر وشکر فرما رکھا ہے سب مین
باہمی ایسی ہمدردی پیدا ہے جیسے کہ ایک عضو کو دوسرے عضو کے ساتھ۔
جسطرح ہر بن موکی پرورش آناً فاناً خون سے ہوا کرتی ہے اوسی طرح اسے رزاق مجازی آپکے
خوان نعمت سے گھر بیٹھے ہر ایک ضعیف ونحیف کو آرام وآسایش کیساتھ نزدیک ودور از تک

بے تکلیف و تعب رزق پہنچکر باعث حیات ہوتا ہے۔ تدبیر مملکت انسانی کے لیے جسطرح حواس خمسہ
یعنی بصارت۔ سماعت۔ شامہ۔ لامسہ۔ ذایقہ ضروری کارخود مامور ہین۔ اسیطرح انتظام سلطنت کیلئے
حکومت۔ عدالت۔ فراست۔ شجاعت۔ سخاوت۔ یہ پانچ چیزین آپکی ذات خجستہ صفات مین موجود ہین
اللہ تعالیٰ نے جسطرح ہم کو بصارت و بصیرت کی دولت دی ہے اسی طرح ہم اپنی نظرون مین آپکے عرصۂ
حکومت کو سنوارتے پاتے ہین۔ چشم مروت و دوربینی و عاقبت اندیشی عین آپ ہی کی ذات مبارک کیلئے
زیبا اور آپ ہی کی حکومت مین پیدا ہے۔ سماعت و عدالت باہمدیگر لازم و ملزوم ہین۔
خداوند نعمت جو کان انصاف و معدن عدل ہین داد خواہ کی فریاد بگوش حق نیوش سماعت فرماتے ہین
انسان قوت شامہ سے ہر ایک شے کی حقیقت ماہیت دریافت کرتا ہے اوسیطرح آپ اپنی قوت
فراست سے ہر امر کو غور و خوض فرماکر حق و باطل کو امتیاز فرماتے ہین۔ شجاعت کو حس لمس سے
اس لیے تعلق ہے کہ شجیع وہی ہے جو احساس نامرغوب و ناگواری گرم و سرد کا متحمل ہوکر اپنے
جسم و جانپر سختی و جفاکشی اوٹھائے اور آرام طلبی سے درکنار رہے۔ نفس کشی جفاکشی عین دلیل دلیری
و بہادری ہے جو اس ذات مبارک مین موجود ہے۔
سخی کے لیے سخاوت طعم خوشگوار ہے۔ زبان بذل کو ذایقۂ کرم ہی متلذذ کرتا ہے۔ بحمداللہ جس طرح
آپکو ان پانچون اوصاف سے بہیئت مجموعی تلذذ حاصل ہے اوسی طرح آپکی رعایا بھی ہر ہر
صفت سے محظوظ ہے۔
خداوند نعمت حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کی تقاریب اور جشن سعید نے اس عالم مین کس حسن و خوبی سے
ہنگامہ پیدا کی ہین کہ ہر ایک کے خون ورگ و پے مین ایک فطرتی مادہ جوش زن ہوگیا جس سے
آسایش خلق اللہ کے اغراض برآمد ہونیکا ذریعہ مل گیا۔ اور ہر کس و ناکس کا خیال ہمدردی انسان
و خوشنودی سلطان مین مصروف ہوگیا۔

علیحضرت قدر قدرت نے گزشتہ سال اپنی مبارک اسپیچ مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ (مین تمہارے کارگذاری کو
قدر کرتا ہون اور مجھے اس کے سننے سے بہت اطمینان ہوا کہ تم اپنی کوششون مین ایک حد تک کامیاب
ہوے اور کامل کامیاب ہونیکی دلی خواہش رکھتے ہو) اور ایک جاے یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ (مجھے
یقین ہے کہ تم اپنی ولیعت کی ذمہ داریون کو پورا کرکے میری خوشنودی حاصل کرنیمین دریغ نکروگے)
اسے سلطان قدرشناس ان جان بخش و روح فزا الفاظ کی مجون نے ہمارے دل و دماغ مین الہا
کچھ مفرح و مقوی اثر پیدا کیا ہے کہ جس سے ہر لحظہ ہماری طاقت و توان کو ترقی نصیب ہے
چونکہ تکلم مطلق نے آپکو ظل سبحانی گردانا ہے تو آپکی ذات مبارک بھی حکمت سے خالی نہین ہے جیسے
کہ آپ حاکم الحکام ہین ویسا ہی حکیم الحکما بھی ہین۔ **شعر**

ہمارے ہر مرض کیواسطے الیشاہ درمان ہو مسیحا کے مسیحا اور لقمان کے بھی لقمان ہو

اسی ارشاد کے اصول پر بغرض بہبودی و آسایش خلق اللہ واندہ علمی و ترقی تجارت آپکی سالگرہ مبارک کی
تقریب پر ماہانہ رسالہ انام (دکن میڈیکل جرنل) ممبران دکن الیسوسی ایشن نے بعنایت شوق جاری
کیا ہے جس مین ڈاکٹری و یونانی تجربات اور اخبارات طبی کے ماخذ اور موسمی کیفیات شامل ہین جو
ہنوز اس گلشن سلطنت کے چمنستان حکمت کا ایک نورستہ نہال ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ
باآبیاری قدرافزائی خسروانہ ایک درخت سرسبز و سربلند مثمر و سایہ دار ہوجائے گا جس سے نہ فقط
ملکی فیضیاب ہونگے بلکہ دوسرے ممالک کے حکما بھی اس سے پھل پائین گے اور احسن نتیجہ
پاکر معذور و درومندونکی خدمت گزاری مین مصروف و عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور رہین گے۔
اے شاہ بندہ پرور آپکے اوصاف اور آپکے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کا زبان و قلم کو یارا نہین
اور یہ مقدور ہمارا نہین۔ **بیت**

از دست و زبانیکہ بر آید ؛ کز عہدۂ شکرت بدر آید

الٰہی جب تک طبیعت مدبّر ابدان ہے اور ترکیب عناصر سے مرکب کالبد انسان ہے۔ آیۂ رحمت فرق عالم پر سایہ گستر رہے۔ اور اعلیحضرت کا آفتاب دولت و اقبال تا ابد منور رہے اور نونہالان حدیقۂ آصفیہ اس نخل سلطنت کے سایہ میں تا قیامت شاداب و مثمر کامیاب رہیں آمین ثم آمین۔

یہی مراد ہماری ہے مدعا ہے یہی　　خدا قبول کرے را تدن دعا ہے یہی

اپیریشیٹ اعلیحضرت

اے میرے حاذق حکمائے دکن۔

تمہاری عقیدت کے پرجوش اڈریس سے میری مسرت بھی جوش زن ہوئی تھی اس اڈریس میں نظام ملکی سے طبع انسانی کی خوش اسلوب مماثلت بیان کی ہے میرا خیال ہے کہ یہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں ہے بلکہ ایک حد تک واقعی حالت ہے۔ اگر انسان انوار الٰہی کا مظہر سمجھا جائے تو اسکے بیرونی تعلقات جو اوسکو اپنے ہمجنسوں کے ساتھ ہوں اونکا اونکے طبعی اتحاد کے موافق ہونا لازم ہے۔

پس ہر فرمانروا کا اصل اصول یہی ہونا چاہیئے کہ انسان کے عام ذاتی صفات پر غور کرکے اون کے باہمی تعلقات (جسقدر سمجھ میں آئیں) اون مطابق (جہانتک ہوسکے) اپنی رعایا کے باہمی تعلقات کا انتظام ایسا کرے کہ کوئی امر اپنی حد سے بڑھ نہ سکے پس بہت خوش ہونگا کہ کوششیں جو میں اپنی عزیز رعایا کی ترقی و بہبودی کے واسطے کر رہا ہوں اونکو تم اپنے فرایض پیشہ کے تجربہ سے کسیقدر انسانی قویٰ کے باہمی تعلقات کے مشابہ پاتے ہو۔

انسانکے واسطے دنیا میں بڑی نعمت صحت ہے اوسکے لیئے مقدم افضال الٰہی شمار ہوتا ہے جسقدر مریض کو پرہیز واجب ہے اوسیقدر معالج کو توجہ اور تشخیص ضرور ہے۔

دوا کی دیکھ بھال اطبا اور ڈاکٹروں کا فرض منصبی ہے دو چیزیں جاکر نہیں آتیں - ایک جان - دوسری آبرو - جان ہے تو جہان ہے - آبرو ہے تو جان ہے - اہل دانش انکی احتیاط عمر بھر کرتے ہیں - مجھے اسبات کی سماعت سے بھی نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ تمنے اپنے فن میں ترقی کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ قایم کیا ہے اور اوسکو میری سالگرہ کا یادگار رہنایا ہے - تمہارا میڈیکل جرنل الیسا رسالہ ہے جسکے ذریعہ سے تم اپنے تجربہ کی باتیں ایک دوسرے پر ظاہر کرنیکے علاوہ عوام الناس کے خیالات کو بھی اپنی رائے کے مطابق بنا سکتے ہیں اور مین بہت پسند کرتا ہون کہ تم اس رسالہ کو اردو اور انگریزی ہر دو زبان مین شایع کرتے ہیں -

اس سے یہ امید کیجاتی ہے کہ ایک فن طبابت کے مشرقی و مغربی دو طریقونکا آپسمین میل جول ایسا ہوگا کہ ایک دوسرے کے حسن و قبح ظاہر ہوکر اصل فن مین ترقی ہوگی اور تمہارے فن مین ترقی ہونا دراصل عام خلایق کی آسایش کی ترقی ہے جو مجھے بدل منظور ہے -

بہرطور تمہارے اڈریس سے ظاہر ہے کہ تم اپنے فن مین طاق ہونیکی اور اس سے میری رعایا کو نفع پہنچانیکی کوششون مین سرگرم ہو -

مین تمہاری ایسی کوششونکی بہت قدر کرتا ہون اور تمکو یقین دلاتا ہون کہ جسقدر تم میری عزیز رعایا کے دکھ درد کیساتھ ہمدردی کرتے رہوگے - اور انکے جسمانی تکالیف کے گھٹانے - اور اونکی صحت کی حفاظت کرنے مین مصروف رہوگے اوسی قدر بدرجۂ کمال میری خوشنودی تمکو حاصل رہے گی اور خدا تعالی سے میری التجا یہی ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمکو تمہاری خیرخواہانہ کوششون مین ہمیشہ کامیاب رکھے - **قطعہ**

درگاہ بے نیاز مین ہے لاکھ لاکھ شکر		صحت کی جابجا سے چلی آتی ہے خبر	
مصروف اپنے کام مین رہتے ہین تا تدن		حاذق جو ہین طبیب تو کامل ہین ڈاکٹر	

یہ ہے اصول طب یہی اکثر سنا کیئے — مفرد دو اہو نسخہ مین یا چند مختصر ؛ پ
اکسیر یون ہے دفع مرض کے لیئے دوا — تیغ اجل کیواسطے جیسے دعا سپر
نخوت کرے کمال پر اپنے نہ آدمی — کیسا ہی باکمال ہو کیسا ہی باہنر
ظنی ہے علم طب مگر ادراک ہو صحیح — لابد ہے یہ کہ چوک بھی جاتے ہین چارہ گر
آصف کا یہ عقیدہ ہے سن رکھین حاضرین — شافی خدا ہے اوسکے کرم پر رہے نظر

اڈریس ارکان صفائی بلدہ وچادر رکھائی

یہ دوسرا سال ہے کہ ہم عرض پرداز ان ذیل اراکین مجلس صفائی بلدہ کو تمام سکنائے بلدۂ حیدرآباد کیجانب سے وکالتاً اپنے آقائے ولی نعمت کی عالی پیشگاہ مین حاضر ہوکر بصد عجز و ادب اپنا ناچیز اڈریس گزرانے کی عزت حاصل ہوئی ہے ہم جان نثار اپنی خوبی قسمت پر جسقدر ناز کرین وہ کم ہے کہ سب سے پہلے بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد مین اس مبارک جلسہ کی بنا اسی مجلس نے ڈالی تھی۔ اے بادشاہ ہمجاہ۔ سالگرہ کے جلسے جس خلوص اور جوش کیساتھ قلمرو دکن مین منائے جاتے ہین ایک بین ثبوت اس امر کا دیرہے ہین کہ اعلیحضرت کی رعایا کے تمام فرقے حسین مسلمان۔ ہندو۔ پارسی عیسائی سب شامل ہین آپکے محبت کے سرور سے سرشار ہین۔ اگر یہ عرض کیا جائے تو مبالغہ نہوگا کہ تمام روے زمین کی حکومتون مین کسی ملک کی رعایا بلاتمیز مذہب اپنے مالک کی جان نثار ہین ہماری اسمری کا دعوے نہین کرسکتی بسوجہ سے کہ خالق ارض وسما نے جو سب شاہون کا شہنشاہ ہے محض اپنے فضل وکرم سے ایسے ظل اللہ کو ہمارے سر و پر سایہ افگن فرمایا کہ جو شفقت رحمدلی سخاوت۔ ہمدردی۔ اور سادگی طبیعت مین اپنا آپ ہی نظیر ہے۔

اے تاجدار مدار وہ تمام برکتین جو کہ حضرت کے عہد مملکت مین ملک اور مملوک کو اوسکی خوش قسمتی سے نصیب ہوئی ہین اگر ہم خانہ زاد اپنے ناقص خیال مین اوسکو شمار کرنا چاہین تو آپکے

بیش بہا وقت کو ضایع کرنا ہے۔ رعایا کی فلاح اور بہبودی کا کوئی صیغہ ایسا باقی نہین ہے کہ جسکے طرف بندگان عالی کی پوری توجہ مبذول نہوئی ہو۔ تعلیم۔ تربیت۔ مال۔ اور عدالت۔ پولیس اور حفظان صحت کے لیئے تمام علاقونمین جسقدر ترقیان ہوئی ہین وہ سب اظہر من الشمس ہین خاصکر جسیغہ پولیس اگر عہد حمایت شاہی مین پرورش نہ پاتا تو یہ ترقی اوسکو میسر نہوتی جو کہ اسوقت حاصل ہے۔ جسوقت کہ محصولات صفائی پہلی دفعہ حیدرآباد مین جاری کیا گیا اگر ملازمان والاشان کی طرف سے صاحبزادون اور امراؤن اور معززون کی فہمایش نہوتی اور یہ ارشاد نہوتا کہ مابدولت واقبال خود اپنی املاک کا محصول ادا کرینگے آیا وہ مین تو ورکا میابی جو کہ اسوقت تکو حاصل ہے ناممکن تھی اے خداوند نعمت۔ بادشاہان سلف نے داد و دہش بہت فرمائی ہے لیکن حاتمندونکے ساتھ وہ سلوک جو پیر و مرشد نے اپنی کریم النفسی سے فرمایا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملک پیٹہ کے ایوان شاہی مین جتنے ہین کا ہجوم جسطرح دیکھا جاتا ہے اوسطرح کہین سنا ہے اور بادشاہونکو یہ تحمل کہان کا ہر روز کی ہزارہا مرد۔ عورت۔ بچے۔ بڈھے۔ اور جوانونکو غل وشور کے ساتھ اپنی خاص فرودگاہ پر بلاکر اپنے ذاتی انتظام اور مبارک نگرانی سے اونکو مدعو فرماوین اور اونکو پیشکش اور پردامن بھاتے واپس کرین کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اور والیان تاج وتخت گدایشون اور دریوزہ گرونکو دعوت دیکے اونکے ہاتھ اپنے متبرک ہاتھ سے دھلاتے ہین۔ رازق عالم نے یہ حصہ آپ ہی کے لیئے مقرر فرمایا ہے۔

اے ہر دلعزیز سلطان۔ حضرت ہی کے ہمایون عہد مین یہ دیکھا گیا کہ امرا۔ فقرا۔ مرد۔ عورت ملکی۔ غیر ملکی سب کے سب دست بدعا ہین اے ہمارے بادشاہ عالیجاہ مختصر یہ ہے کہ وہاب مطلق نے جو انواع واقسام کی خوبیان آپکی طبیعت مین ودیعت فرمائی ہین اون سے وہی پورا آگاہ ہے۔ انسان کا فہم اور ادراک اونکو احاطہ کرنیسے قاصر ہے۔ آپکا قلب تجلی الٰہی کا مظہر ہے آپکو وہی جان سکتا ہے جس کا باطن نور بصیرت سے منور ہے۔

ـــ ایک نرش ہرین پنے سیب کن کے ـــ سے ہمارے والی ملک کو ہمارے سر دن پر
ـــ دوان اللہ تعالیٰ بافیات سلامت رکھے اور ہمکو اسکے مقاصد دلی پر کامیاب و منصور و موفق
آمین کہ آمین

رباعی

ـــ کی ـــ دشاہ دہر ہے	ـــ روز ـــ زندہ تا دہر ہے
ـــ ہے تا قیامت ـــ سال	ـــ کو گردش شمس ـــ دہر ہے

پیام ایلیحضرت

ارکان حضائی بادہ پیادرگھات

ہمارے ـــ اور یہ کون نے ہیں ہوتی کہ ہمارے ـــ اباد اور ـــ ـــ جن اشتدوں ملنے
ـــ ہیں ہمکو مبارکباد دیتے ہوئے انکی اور تمہاری صداقت و ـــ ہماری کی قدر کرتا ہوں
ـــ یقین ہے کہ ـــ ان باشندوں کی ـــ مبارکباد دینے ـــ ـــ اور ـــ انکی حفظ صحت کے
حقوق کی نگہبانی ـــ انکی ـــ ـــ کرتے ـــ اور ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ
ہی ہے کہ تم اسباب و ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ
صحت و آسایش روز افزون ہو۔

قطعہ آصف

راہ ہی ـــ وقو ـــ ـــ ـــ	ـــ کو ـــ رکھتے ـــ ـــ
قدردان اہل ـــ ـــ ـــ آصف	جو صفت کہتے ـــ کرتے ـــ وہی ـــ

اڈریس جان نثاران صرف خاص

ہزار شکر و سپاس نخلبند چمنستان زندگانی و آبیار سرابستان ملکی و جوانی کا ہمارے بادشاہ عادل ہمارے

ظل اللہ بادل کا نونہال عمر لازال بہ نسیم بہار آرائے ذوالجلال چونتیس سال کے خیابان این جلوہ گر ہے اور شجر جہانبانی چونتیس ثمر کامرانی سے بار ور ہے بحساب جمل لفظ دل کے چونتیس عدد ہوتے ہیں گویا ہمارے اعلیحضرت مانند رئیس الاعضا قالب سلطنت کے دل ہیں اور خسرو عادل ہیں دل کو زبان عرف میں قلب کہتے ہیں اور قلب کی ایکسو بیس عدد ہیں جو عمر طبعی انسانی کہی جاتی ہے اور صد و سی سال کی دعا دیجاتی ہے پس ایک ہی لفظ دل اور قلب سے زمانۂ حال و استقبال میں ترقی مدارج عمر شریف کا تفاول ہے اور انفصال عذاب الیم ولازال سے ثبوت عمر طبعی کا متعین بالکل ہی بلکہ ہر دل میں یہ تمنا اور ہر لب پر یہ دعا ہے کہ ہزار عمر طبعی میسر ہو اور ترقی مدارج و اقبال کے مزید افزون ترہوں اللھم زد فزد اللھم ومد ظلال حسنا تہ علی مفارق الناس وطال جمال حیاتہ بطول عمر الحصر والکیاس ۔ ہم خانہ زادان راسخ الاعتقاد نے سال گزشتہ تقریب جلوۂ سال کرہ مبارک میں جو اوریس پیش کیا ہے اوسکے جواب میں ہمارے آقائے دل نعمت نے اپنی زبان الہام بیان سے ہم اوفی خانہ زاد و نکو جوان کلمات سے مخاطب فرمایا کہ "میرے خاص و وفادار ملازمین تمکو یہ سالگرہ کی خوشیاں منانیکا دوہرا حق حاصل ہے کیونکہ تم میں اکثر نہ صرف میری رعایا ہو بلکہ میرے ملازمین بھی ہو اور وہ بھی ایسے ملازمین جنکو زیادہ تر خواص مجھ سے تعلق ہے اور پھر تم میں اکثر ایسے بھی ہیں جنکے آباؤ اجداد کو میرے بزرگوں کے ساتھ ایسی ہی خیر خواہی و عقیدت رہی ہے جسی مجھے یقین ہے کہ تم کو میرے ساتھ ہے ۔

اے آقائے نامدار اے بادشاہ گردون وقار اس تمام جملہ کے ہر ایک حرف کے شکریہ میں اگر ہماری جانیں نثار کردیں اور اپنے خون دل کی مداد اور ہر ایک شریان کا قلم قرار دیکر اوسکے شکریہ میں حیات ابدی کے صفحہ پر تبقائے عالم تک نفسی نفس ناطقہ لکھتا رہے تو فقرے نقطے اور دریا سے قطرہ ادا نہیں ہوسکتا اے ہمارے بادشاہ و وعقیدت و جان نثاری و وفاداری و خیر خواہی و نمک حلالی اس طور سے پشتینی خانہ زادوں کے ہر گز ورثیہ میں خمیر ہائی ہے کہ ہم جیب خانہ زاد بثبت قدمی عرض کرسکتے ہیں کہ اگر

ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین اور اونکو خاکستر بناکر اوڑادین اور پھر جمع کرکے حیات تازہ اللہ تعالیٰ کو حکم مرحمت فرمائے تب بھی حضرت کی جو وفاداری وجان نثاری وخیرخواہی کے ولولے اب ہمین اس سے ہزار چند زیادہ ایک مین پائین گے۔

محبت کے رود گر استخوانم تو تنیا گردد ۔ کہ از سائیدن صندل کجا نقصان شود بورا را

اے ہمارے مالک وآقا ہمارے دل ودماغ مین اون پر اثر فقرات سے جو کیفیتین اور جذبات دلی ومتعلق ہرکام وہر امر مین ترقی پذیر ہوتی جاتی ہے ہمارے ناطقہ کو قدرت نہین کہ ہم اوسکو بیان کرین اور ممکن نہین کہ دلی حالت ظاہر کردین ہمارے دلونکو اگر چیر کر کوئی دیکھے تو ہم بتا سکتے ہین کہ کیا کیفیت ہمارے دلونکی ہے اور کس قدر عقیدت حضرت کی غلامی کی رکھتے ہین جو اب اڈریس کا دوسرا فقرہ مبارک جو ارشاد ہوا ہے کہ اس تمہاری خوشی اور جوش عقیدت اور جوش صداقت کو دیکھکر مین بہت ہی خوش ہوا کیونکہ ہر انسان مین ایک خلقی عادت ہے کہ جب وہ اپنے آس پاس رہنے والونکو خوش دیکھتا ہے تو خود بھی خوش ہوجاتا ہے اور یہ امر لازم وملزوم ہے کہ خوش رکھو خوش رہو"

اے ہمارے خداوند نعمت اے ہمارے پیارے ہردلعزیز بادشاہ یہ پراثر روح کو تازہ کرنیوالا تازہ فقرہ ابتدائے بنائے سلطنت عالم سے آجتک نہین سنا گیا۔ اسوقت تک کسی بادشاہ کی زبان سے اپنے غلامونکی نسبت یہ پراثر قدردانی وعزت افزائی کے ارشادات بیان ہوئے اسکا شکریہ ہم کیونکر ادا کرسکین اور کب کسی جان نثار کو ایسا بادشاہ ملا کہ اونکی خوشی کو اپنی خوشی سے مقابل اور لازم وملزوم قرار دیا ہو۔ اور یہ فرمان اقدس واعلیٰ کہ امر لازم وملزوم ہے (خوش رکھو خوش رہو) خداوندو جہان حضرت کو ہمیشہ خوش رکھے اور یہ سرفروش جان نثار ہمیشہ حضرت کی خوشی کو دولت دوجہانی پر ہزار درجہ زیادہ ترجیح دیتے ہین ہم خدائے واحد کو شاہد کرکے عرض کرتے ہین کہ ہم کیا تھے اور آپکے تصدق مین اب کیا ہین۔ اور ہمیشہ خیرخواہی ووفاداری وجان نثاری واطاعت کا حلقۂ غلامی اپنے گوشۂ دل مین اویزان کیے ہوئے ہین

بعد خوشنودی خدا و خیرخواہی رعایا و برایا ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور اس امر کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ ہم
اور ہمارے اہل و عیال اور ہمارا سب کچھ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور ہم اس کے فضل و کرم سے ہر وقت محتاج ہیں
اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہمیشہ رحم و کرم کا معاملہ فرماتا رہے اور ہم سے کوئی ایسا کام نہ ہو جو اس کی ناراضی کا
موجب ہو اور ہمیشہ اس کی رحمت کے امیدوار رہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں اور ہمیشہ اس کی
طرف رجوع کرتے رہیں اور اس کی عبادت میں مشغول رہیں اور اس کے احکام کی تعمیل کریں اور اس کی
منہیات سے اجتناب کریں اور ہمیشہ اس کی طرف متوجہ رہیں اور اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں
اور اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہوں اور ہمیشہ اس کی رحمت کے امیدوار رہیں اور اس کے عذاب سے
ڈرتے رہیں اور ہمیشہ اس کی طرف رجوع کرتے رہیں اور اس کی عبادت میں مشغول رہیں اور اس کے
احکام کی تعمیل کریں اور اس کی منہیات سے اجتناب کریں اور ہمیشہ اس کی طرف متوجہ رہیں اور اس کی
رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں اور اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہوں اور ہمیشہ اس کی رحمت کے
امیدوار رہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں اور ہمیشہ اس کی طرف رجوع کرتے رہیں اور اس کی
عبادت میں مشغول رہیں اور اس کے احکام کی تعمیل کریں اور اس کی منہیات سے اجتناب کریں اور
ہمیشہ اس کی طرف متوجہ رہیں اور اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں اور اس کے عذاب سے
بے خوف نہ ہوں اور ہمیشہ اس کی رحمت کے امیدوار رہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں اور
ہمیشہ اس کی طرف رجوع کرتے رہیں اور اس کی عبادت میں مشغول رہیں اور اس کے احکام کی

بعد خوشنودی اور فرمانبرداری زبردست رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم حضرت ہی کی خوشنودی و اطاعت و وفاداری اور جان نثاری کو ہر چیز پر مقدم جانتے ہیں اور ہیں

دوسرے بادشاہ جو یا تمن کبرہ ہیں اقتدار کے بل اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ سب صفتیں ہمارے اعلیٰ حضرت میں فطرتی و اراثی مانی گئی ہیں اور ذات شاہانہ اپنی ذات خاص پر گوارا فرمائے ہیں کہ بہ تفتیش اور دریافت مفصلہ اپنی مراد کو پہنچتا ہے اور ہر مظلوم کو ظالم کے پنجہ سے حضرت ہی کی توجہ سے نجات ملتی ہے یہ کہنا بیجا نہ ہے کہ اسوقت تمام ملک میں امنیت حاصل ہے اور رعایا برایا بادین آرام سے بسر کرتے ہیں اور سرکار عالی کے قدیمی تاریخی وقائع کو تازہ کرنا اور اسوپر کاربند رہنا اسکے مستحکم رہنے میں کارگر ہے ہمارا دل اس درجہ اور ہر شکر نعمت پوری کرنے میں اور کوشش میں ہے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت اعلیٰ کے اقبال سے جو کچھ مکمل ترقی دیں گے اور باس اقتدار کا خیال [illegible] اور وہ مدام زبردستوں اور [illegible] زیادہ رہتے ہیں

اب تو دل سے یہ دعا ہے اور [illegible] یہ ہے کہ [illegible] خداوند نعمت کو ہمیشہ اور زیادہ تر اقبال و شیرازہ امن و عدل کسر نہ آوے [illegible] کار بار کرتا رہے اور ہمیشہ ہر امر میں ترقی عمر دولت و اقبال کا زیادہ ہمراہ اور یہ تین ملک و ملک مرحل کو ہمارا دعا بان رہے اور بخوان عاطفت و [illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

ایضاً

آصف کی منادی کا ندائی چیلا	آصف کی طرف سے ساری صدائی پھرتا

سے مشرق سے تا مغرب ہمارا دین ایرب	[illegible] خالد [illegible]

پیام آنحضرت

[illegible] میرے [illegible] وفادار [illegible]

[illegible] ہے کہ میں تمکو میری [illegible] کی خوشیاں [illegible] کے ساتھ [illegible]

[illegible] اور [illegible] [illegible] سے [illegible]

[illegible] اپنی وفاشعاری [illegible] کی کامل ثبوت [illegible]

[illegible] ہے اس سے [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible]

[illegible] ہے اور [illegible] کی آرزو ہے [illegible]

[illegible] چاہیے اور [illegible]

[illegible] تمہاری [illegible]

رباعی

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ [illegible]

[illegible] اور تمہارے [illegible]

[illegible] تمہارے [illegible]

رباعی

اے شرق سے تا غرب جہاں میں یارب	محبوب علی خان کی دعا کی پیرا ہے

پیام آنحضرت

اے میرے مخلص و وفادار لازمین

یہ دوہرا موقع ہے کہ میں تمکو میری سالگرہ کی خوشیاں نہایت شوق و ذوق کیساتھ مناتے ہوئے دیکھتا ہوں اور تمہاری محبت مندانہ اظہار صداقت سے بہت خوش ہوتا ہوں

تمنے اپنی وفاشعاری و جان نثاری کا عملی ثبوت ہر وقت ہر طرح سے دیا ہے پر جوش اظہار میں ظاہر کی ہے اس سے مجھے بخوبی معلوم ہوا کہ تم ارباب کو اپنی طرح جانتے ہو کہ کوئی اثر ہم پر حاصل ہے اور وہی آرزو ہے اور تمہارے خیر خواہانہ دل تمہارے کاموں سے زیادہ لائق ہونا چاہیے اور اسکے لئے تم اپنی نیت نیک اور دل کو خود کرو اور ہمیشہ یہ بات تمہاری مجھے پسند آئی میں اسکی بہت قدر کرتا ہوں

رباعی انعام

ملازم کے لیے واجب ہے یہ اے دلپذیر	لازم ہے کہ اپنی ہو نہ اعتماد کو دیتا
یہ لازم و ملزوم ہمیشہ سے	اقتدار سے کام کرنا ہے

میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ تم ہماری ملازمت کا ایسا ہی اعتماد دل میں رکھتے ہو اور جان مصروف ہو اور ہو سکے اور تمہاری وفاداری کا پورا ثبوت دیتے ہو اور تمہارے کام سے میرے دلمیں جگہ کیونکر پیدا ہوتی ہے اور میرے اعتماد کو تمہاری خدمت کے لئے تمہارے افعال و اعمال کا میرے دل پر بہت اثر ہوتا ہے اور تمہارے کامل ہونے سے میرے قرب کے لحاظ سے اپنی نیت کا اثر ہوتا ہے کہ ہر وقت تمہارے اقوال و افعال صداقت اور خلوص میں یکساں رہیں

رباعی آصف

جشن ہمایونکی مبارکباد ادا کرنے حضور عالی کے قدموںکے نزدیک حاضر ہوئے ہین۔ جب ہم اس گزشتہ مدت پر خیال کرتے ہین۔ تو وہ ہمکو ایک منٹ یا لحظہ تو کہان بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ سال کا جشن مبارک جو اس جگہ اور اس موقعپر ہمنے اپنے مالک اپنے خداوند نعمت کی سلامتی مین منعقد کیا تھا یہ وہی جلسہ ہے۔ اور جو اڈریس کہ ہم جان نثارون نے خدمت ملازمان خداوندی مین گزرانا تھا۔ وہ ہنوز ہماری زبانپر ہے۔ اور ہمارے بادشاہ ظل اللہ عالم پناہ کی تقریر دلپذیر جسمین حضور پرنور نے اپنی جان نثار فوج کو وہ عزت و آبرو بخشی۔ اور اون خطابات سے مخاطب کیا کہ جب سے اس فوج کا وجود ہے اسکو یہ اعزاز کبھی حاصل نہین ہوا تھا۔ اور حضور پرنور کی صدائے نوازش آمیز و کلام عنایت انگیز ہمارے دلونمین ایک عجیب قسم کا جوش محبت اور خروش جان نثاری پیدا کر رہا ہے۔ اور ہمارے بادشاہ ہمجاہ کے ان چند اشعار پر از افتخار کی صدا ابھی تک ہمارے کانونمین گونج رہی ہے۔

اے جان نثار فوج ظفر موج لشکر ہے	جو ہر ہین تم مین صورت شمشیر آبدار
رخ رخ سے مرد مرد کے مردانگی عیان	رگ رگ سے فرد فرد کے جرأت ہے آشکار
ایسے سپاہیونکی سپاہی کو قدر ہے	تعریف کیون نہ آئے میرے لب پہ بار ہا
فن سپہ گری میری میراث جد کی ہے	اس سے ہی میرا نام ہے اس سے ہی افتخار
عزت تمہاری ہے وہ میری عین آرزو	رکھا مرے بزرگون نے تمکو بصد وقار

جس بادشاہ ظل اللہ کے عہد معدلت مہد مین اسکی رعایا اور سپاہ اس امن و آمان و راحت و آسایش سے بسر کرین کہ جسکو ایک سال کی مدت ایک منٹ یا ایک لحظہ سے کم معلوم ہو تو ایسے بادشاہ معدلت پناہ کے عدل و انصاف و رعایا پروری و عدل گستری کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہمارے حضور پرنور کا عدل و انصاف اظہر من الشمس ہے۔ اعلیحضرت کی توجہ خاص جسقدر اپنی رعایا اور تمام باشندگان ملک دکن کی بہبودی اور رفاہ کی طرف مبذول ہے۔ اور اعلیحضرت کا جسقدر

دیش بہادر اور عزیز وقت ناکی کامونین صرف ہوتا ہے۔ اس مختصر مضمون مین اوسکی شرح کرنا گویا آسمان کے ستارے اور ریگ کا شمار کرنا ہے۔

حضور عالی گزشتہ سال جنوری مین ساؤتھ کے اسپورٹس مین جو انگلستان کی حضرت قدرت قدرت نے بکمال عنایت شاہانہ و مرحمت خسروانہ اپنی جان نثار فوجی تواندار اور اسپورٹس مین ترقی ملاحظہ فرماکر خوشنودی خاطر مبارک اظہار فرمائی۔ تو یہ ہر جان نثار سعادت سمجھتا ہے کہ ایسی عنایت و مرحمت کا اظہار ہو۔ دراصل اس سے زیادہ ہم جان نثاروں کو کیا فخر ہو سکتا ہے کہ ہمارے مالک اور ہمارے ولی نعمت ہمارے خدمات کو پسند فرماوے۔ ہم جان نثاران فوج کے اسپورٹس مین جو حضرت نے دست مبارک مین بھالا لیکر نیزہ بازی مین شرکت فرمائی۔ تو سب خاص و عام پر یہ ثابت کر دیا کہ فن پر کری کیسا حضور پر نور کو کتنا پسند ہے۔ اور اپنی عزیز فوجکو کس قدر عنایت کی نظر سے ملاحظہ فرماتے ہین۔

اس وقت پیرزادانہ ادب کمال ادب خدمت ازبان نداردی مین یہ عرض کرنے کی جرات کرتا ہے کہ گزشتہ سال حضور پر نور کی فوج نے اپنے فن سپہ گری مین قواعد و فنون مین ہر طرح ترقی کی کوئٹہ بریگیڈ نیشور بریگیڈ اور ایبٹ آباد بریگیڈ کے افسروان و جوانون مین رابطہ اتحاد و اتفاق روز بروز بڑھتا گیا بینڈ فنی نسبت سال گزشتہ مین کور مارچ کی تعداد بھی بہت کم رہی۔ مارچ پاسٹ بھی نسبت سال گذشتہ مین دس فیصدی کم ہوے ہفتہ واری نیزہ بازی مین فنی سے تمام افسر اور جوان ہر بخشنبہ کی صبح کو جمع ہوکر کثرت کرتے تھے مین نے جہان پندرہ بیس جوان نظر آتے تھے اب وہان سیکڑون کی تعداد تک پہنچ گئی ہے۔ یہانتک کہ نیزہ بازی سیکھنے کا فی وقت مین لگنا یہ امر تمام عالم پر ظاہر ہے کہ ہر مہینے دفعہ اسپرنس کیساتھ اعلیحضرت قدر قدرت کا خلوص اور تمام مورونی ہے ۱۸۵۷ء مین جبکہ تمام ہندوستان ایک حالت تزلزل مین تھا حضور پر نور کے جد امجد والد ماجد دولت برطانیہ کے کیسے مضبوط اور مستقل دوست رہے۔ حضور پر نور کی فوج حیدرآباد کنٹنجنٹ ایام غدر مین برٹش نوجکے دوش بدوش باغیون کے

ساتھ کس جرات اور بہادری سے لڑی۔ اور داد شجاعت دیکر نیکنامی پیدا کی ۱۸۹۸ء مین امپیریل ڈفنس کے بارہ مین سب سے پہلے اعلیحضرت قدر قدرت نے تحریک فرمائی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آجکے روز تمام ہندستان مین بارہ ہزار امپیریل سرویس ٹروپس موجود ہے۔ اور ہر ایک نیٹیو پرنس کی خواہش ہے کہ اونکی فوج تو اعلیٰ درجہ کی اور تہذیب مین اعلیٰ درجہ کی لیاقت حاصل کرے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ یہ فوج اپنے فارمیشن کیوقت سے کچھ بیکار نہین رہی بلکہ اول دفعہ ۱۸۹۷ء مین سرحدی جنگ مثل گلگٹ۔ درگائی۔ وچترال مین برٹش فوجکی ہمراہ سرحدی اقوام کے مقابلہ مین نہایت بہادری اور شجاعت کیساتھ لڑی اور نمنہ نیکنامی حاصل کیا امپیریل سرویس ٹروپس کے قایم ہونیسے نہ صرف یہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کو جنگ کیوقت کمک ملیگی بلکہ پیرامونٹ پاور کو نیٹیو پرنس کے لایلٹی اور اتحاد کا پورا پورا یقین ہوگیا۔ اور خصوصاً نیٹیو پرنس کو اپنی سچی دوستی اور محبت کی اظہار کا موقع ملا اسمو قعپر یہ امر محتاج بیان نہین ہے کہ امپیریل ڈفنس کیلئے سب سے پہلے اعلیحضرت نے آفر کیا۔ اور آفر امپیریل سرویس ٹروپس کے فارمیشن کا باعث ہوا۔ اعلیحضرت نے جو امپیریل ڈفنس کے لئے آفر کیا۔ تو یہ آفر گویا امپیریل سرویس ٹروپس کی عالیشان عمارت کا پایہ اور امپیریل ڈفنس کی کتابکی بسم اللہ ہوئی۔ اعلیحضرت نے ہر مجسٹی دی کوئین امپرس لایلٹی اور وفاداری کی نسبت گزشتہ جشن سالگرہ مبارکمین جو اپنی جان نثار فوج کو مخاطب فرماکر چند اشعار ارشاد فرمائے اون اشعار کو اگر امپیریل سرویس ٹروپس کی کتاب کا رونق دیباچہ کہا جائے تو بجا ہے۔ وہ اشعار یہ ہین۔

اے اہل فوج دل سے اطاعت وہ تم کرو ؛	تعمین جناب قیصر ہند اپنا جان نثار
تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو ؛	اس سے ہی کامگار ہو اس سے ہی نامدار

حضور عالی یہ خانہ زاد اب اس تقریر کو دعائے ازدیاد عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہے۔ آلہی جبتک آسمان و زمین اور جب تک ستارونمین چمک اور آفتاب مین روشنی باقی ہے حضور پر نور کا آفتاب دولت و اقبال چمکتا رہے حضور پر نور کی عمر و دولت مین ترقی ہو۔ آمین یارب العالمین۔ ؛

اسپیچ اعلیحضرت

اُئے میرے جان نثار فوج والو!

مین خدائیتعالی کا شکر کرتا ہون کہ مین تمکو یہان دوبارہ میری سالگرہ کی خوشیان مناتے ہوئے خیرخوبی کیساتھ دیکھتا ہون۔ اور خوش ہوتا ہون جسطرح تمکو فرط خوشی سے ایک سال ایک منٹ سے بھی کم پایا جاتا ہے۔ اوسیطرح مین بکمال مسرت اس جلسہ مین اور اگلے جلسہ مین کوئی حد فاصل نہین پاتا ہون۔ کیونکہ آج مین بفضلہ تعالی شانہ اوسی مقام پر۔ اوسی اپنے عزیز فوج والوکو اپنے سامنے وفاداری وصداقت کا اظہار کرتے ہوئے دیکھتا ہون۔ جو مین نے سالگزشتہ دیکھا تھا۔ تمکو میری سالگرہ کی خوشی ہے۔ مگر مجھے تمکو دیکھنے کی خوشی ہے۔ تمہاری خوشی سے میری خوشی کچھ کم نہین۔ بلکہ دوہری ہے۔ تمکو اسوقت پر خوش صداقت وعقیدت ہے۔ مجھے جوش محبت کے علاوہ جوش قدردانی بھی ہے۔

مین نے تمہارے کمانڈر کے اس بیان کو بہت اطمینان کیساتھ سنا کہ تم سال گزشتہ اپنی فوجی قواعد و ضوابط کے اسطرح پابند رہے کہ تادیب کی کارروائیان سالہائے سابقہ کے مقابل بہت کم ہوئین۔ اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ سال آیندہ ایسی کارروائیان اور زیادہ کم ہوجائینگی جسطرح تمہارے بابا دستونکا پہلا فرض انصاف ہے۔ اوسیطرح تمہارا پہلا فرض اطاعت ہے۔ مگر ان دونون فرایض کی ادائی ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ تم مین سے ہر شخص سپاہی و افسر پوری پوری پابندی فوجی قواعد و ضوابط کی کرے تم جیسے سپاہیونکو تمہارے فن مین طاق ہونیکے لیئے قواعد سے بہتر کوئی چیز نہین۔

یہ تمہاری آئین واطوار کی شائستگی کے لیئے ایسی ہے۔ جیسے تمہاری تلوارونکی زیبایش وصفائی کیلیئے صیقل۔ اور اونسے تمہارے بالادست افسر و پنر تمہاری اصلی حالت ایسی ہی ظاہر ہوتی ہے جیسی کہ تمکو اپنی وردیونکی درستی آئینہ سے پائی جاتی ہے مجھے اسکے سننے سے بھی مسرت ہوئی۔ کہ تم اسپورٹس مین ہفتہ وار بڑی دلچسپی کیساتھ شامل ہوتے ہو۔ اور اسباب مین تمنے قابل تحسین ترقی جو کچھ کی وہ آجکے

اسپورٹس مین نہایت عمدہ طور سے نمایان ہوئی۔ مین اس تمہارے شوق سپاہ گری و ذوق بہادری کو بہت پسند کرتا ہون اور یقین کرتا ہون کہ آپکی کامونمین روز افزون ترقی حاصل کرنیکی کوشش مین کبھی کوتاہی نہ کروگی افسر الدولہ بہادر"

تمنے افسرونکی فیاملیز کیطرف جو کچھ بیان کیا اوسکو مین نے بہت خوشی کیساتھ سنا۔ مین اوسکے اس اظہار خلوص و وفاداری کی قدر کرتا ہون۔ انکی خواہش اپنے بچونکی بہبودی کی نسبت بالکل واجبی ہے۔ مگر اسکی پورا ہونیکے لیئے دو باتین ضرور ہین۔ ایک تعلیم و تربیت۔ دوسرے موقع و جائداد۔ بچونکی تعلیم و تربیت زیادہ تر اونکے ماں باپ کے ذاتی توجہ پر منحصر ہے۔ اور تعلیم یافتہ نوجوان لڑکے کو خدمات دینے کیلیئے میری گورنمنٹ کے لیئے مناسب موقع اور خالی جائدادونکی ضرورت ہے۔ بارہا مین افسرونکی فیاملیز کی درخواست ہمیشہ خیال رکھونگا۔ اور جب تمہارے طرف سے تعلیم یافتہ لڑکے پیش ہون۔ اور میری گورنمنٹ مین مناسب جائدادین نکلین تو مین تمہارے بچونکو دوسرونپر ترجیح دینے مین ہرگز دریغ نکرونگا۔ کیونکہ میری جان نثار فوجوانونکا حق مرجح ہے اے میرے وفادار جان نثار فوجوالو مین تمکو اپنی فوجی قواعد و قوانین کی پابندی کیلیئے تاکید کرتا ہون۔ اور تمہارے آئین و اطوار کی شایستگی دیکھکر اسلیئے خوش ہوتا ہون کہ یہ ذریعہ ہین اوس اصلی مقصد کے جسکو حاصل کرنیکے لیئے مین نے تمکو سالگزشتہ ترغیب دی تھی یعنے مین تمکو اسواسطے تیار و شایستہ رکھنا چاہتا ہون۔ کہ مین تمہارے ذریعہ سے اگر موقع آجاے تو اپنی تاریخی دوستی کا عملی ثبوت بار بار سلطنت برطانیہ کو بخوبی دیسکون۔ مین بہت خوش ہوا کہ تم اسبات کو اچھے طور سے سمجھ گئے ہین اور اپنے کو میری وفاداری۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کی خیر خواہی مین ہمہ تن مصروف رکھنا چاہتے ہو۔

قطعہ آصف

الٰہی تر اشکر ہے یہ سپاہ	دلیر و دلاور شجاع و جری
ہر ایک اپنے گوہر مین عالی گہر	ہر یکسا اپنے جوہر مین ہے جوہری

تہور ہے چہرہ سے ان کے عیان ۔۔۔ بہادر ہے سر شکر و لشکری
وفادار ہو جو نمک خوار ہو ۔۔۔ اسی مین ہے بہبودی و بہتری
جہان تک ہو ممکن کرے میری فوج ۔۔۔ نگہبانی دولت قیصری
رہے ہوشیاری جو مدنظر ۔۔۔ نہو گی کسی کام مین ابتری
جو تدبیر صائب ہے پائے فروغ ۔۔۔ مقدر کی اوسکی ہے نیک اختری
بشر کی طبیعت مین ہو راستی ۔۔۔ خدا دے نہ کجرائی و خودسری
بڑا ہے جو اعلیٰ سے ادنےٰ بنے ۔۔۔ مزایہ ہے پستی سے ہو برتری
ہنرمند ہونے کی خوبی یہ ہے ۔۔۔ سپاہی کرے ہمت افسری
رہین ساز و سامان سے اپنے درست ۔۔۔ جو ہو تیغ بجلی تو گھوڑا پری
کرے مشق اس فن کی جس فن مین ہو ۔۔۔ یہی آدمی کی ہے دانشوری
ہنر ورسے ہے سلطنت کا نمود ۔۔۔ ہنر ہی سے ہوتی ہے نام آوری
بنایا حکیمون نے تھا آئینہ ۔۔۔ ہوئی شہرت صنع اسکندری
جو ہون گے قواعد مین چالاک و چست ۔۔۔ تو پھر کیا نہو گی ہنرپروری
تمہاری طرف سے وفاداریان ۔۔۔ ہماری طرف سے کرم گستری
دعایہ ہے آصف کی اس فوج پر ۔۔۔ رہے سایۂ دامن حیدری

اڈریس مہدویان

البسملہ والحمدلہ کہنے اور سننے کو تو یہ دو لفظ ہین لیکن ان کے معنے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الحمد للہ رب العالمین کہنا اور دوسری خوبی ان دو لفظون کے لکھنے اور زبان سے ادا کرنے مین

سرور کائنات صلوات اللہ علیہ وآلہ کے فرمان "کل امر ذی بال الخ" کی تعمیل بھی ہوجاتی ہے ؎

نعم الالہ علی العباد کثیرۃ واجلہن عدالت السلطان

یعنے جہان خداوند کریم کی اپنے بندونپر بہت سی نعمتین ہین اون سب مین بزرگ ترین نعمت بادشاہ کی عدالت ہے۔

انسان کا خاصہ ہے کہ اپنے عزیز واقارب اور ماں باپ وغیرہم کی سفارش اور کہنے سننے پر غیر کے معاملہ مین جسکا فیصل ہونا یا طے پانا اوسکی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ جابیجا عمل کرجاتا ہے اور باوجود علم کے سفارش کرنیوالوں کے تعلقات کے سبب سے جس کا اثر روحانی اور جسمانی ہوتا ہے۔ اس امر کو وہ مطلق نہین سمجھتا کہ اوسکے اس فعل مین کس حقدار کا حق تلف ہوتا ہے۔ جو تلف نہونا چاہیئے۔ اور کس غیر مستحق کی اعانت کیجاتی ہے۔ جو نہ کیجانی چاہیئے۔ اور اسحالت کو ہم اپنے نفوس کے روزانہ ضروری کاروبار مین محسوس کرتے ہین۔ لیکن ہمنے کبھی نہین سُنا اور کبھی نہین دیکھا کہ حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی نے کسی غیر مستحق کی اعانت کی ہو یا کسی حقدار کو اوسکے حق سے محروم رکھا ہو۔ چنانچہ حضرت کا شعر خود اسبات کا گواہ ہے۔ ؎

مجھسے ہوگی نہ رعایت کبھی اس موقع پر ترک انصاف کرون یہ میری عادتمین نہین

یہ مبارک مہینہ اور اوسکی یہ مبارک (۲۷ ویں) رات بھی کیسی منور اور کیسی فرحت افزا ہے کہ اسکے نور پر ایسے روز روشن کو بھی (اگر اوسکا وجود دنیا مین ہوسکے) ضرور رشک آئیگا۔ جنمین معمولی ایک آفتاب کے سوا بہت سے آفتاب مشرق سے طلوع ہونگے خط نصف النہار پر چمکتے ہون۔ اور اوسکی فرحت افزائی اگر ساکنان خلد برین کو بھی اپنی دائمی خوشی ہیچ معلوم ہونے لگتی ہو۔ تو کوئی تعجب کی بات نہین۔ لیکن یہ معلوم رہے کہ یہ رات ایسی منور اور ایسی مسرت بار صرف اسلیئے ہوئی ہے۔ کہ اس رات آقا ولی نعمت اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی کی چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب کا جلسہ ہم جان نثارون نے نہایت

خلوص و عقیدت کے ساتھ منعقد کیا ہے۔ اور اس جلسہ مین ہمارے آقا و ولی نعمت اعلیحضرت خود بنفس نفیس جلوہ افروز ہین جان نثارونکی یہ عزت افزائی کچھ آج ہی نہین ہوئی۔ کہ اوسکو اتفاق پر محمول کرین بلکہ ہمیشہ سے حضرت پیر و مرشد ظل سبحانی اعلیحضرت قدر قدرت کی نظر عنایت اور سرفرازی ہم نمکخوارونپر مبذول رہی ہے۔ اور حضرت بندگانعالی کے مراحم خسروانہ سے ہمکو یقین واثق ہے۔ کہ حضرت بندگانعالی آیندہ ہم وفاشعارونکی عزت افزائی نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطن اسیطرح فرماتے رہین گے۔ اگرچہ ہمارے بزرگو نیز جیسے کہ میران یار جنگ تدبیر الدولہ و دلدار خان و رسول یار جنگ و شاہ عالم خان۔ وہباً خان و سردار خان۔ وغیرہم پر شاہان سلف کی خاص عنایت تھی جسکا ہمین فخر تھا۔ لیکن حضور انور کی عزت افزائی نے ہمارے دل سے اوس موروثی فخر کو بھلا دیا۔ کیونکہ حضرت کی نظر عنایت اس قوم کے ادنیٰ ادنیٰ سپاہی پر رہے ہمین جو فخر حاصل ہوا ہے۔ ہماری آیندہ نسلونمین قیامت تک قایم رہیگا۔ ہم حضور فیض گنجور کے اوصاف حمیدہ کا بیان کرتے ہین۔ اور اپنے سچے بیانکا ثبوت اسطرح سے دیتے ہین۔ کہ پھر کسیکو اوسکے ماننے مین ذرا بھی تامل نہوگا۔ نواب لارڈ لینسڈون بہادر سابق وایسرائے کشور ہند۔ اپنے زمانہ حکومت مین جبکہ وہ ریاست حیدرآباد مین ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی ظلہ العالی کے مہمان تھے۔ حضرت کے وسیع اخلاق مین لکھتے ہین کہ "مجھکو بعض اون لوگونسے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جنکو اعلیحضرت قدر قدرت سے سرکاری طور پر تعلق رہا اور سب بالاتفاق اون اوصاف کے شاہد ہین جنکی وجہ سے اعلیحضرت اون لوگونکی ہمدردی۔ اور خوشنودیکو گرویدگی بخشتے ہین جن سے اونکو کام پڑتا ہے"۔ اور نیز نواب ممدوح حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت کی عام نوع انسانکی ہمدردی کی نسبت یہ لکھتے ہین کہ "اعلیحضرت ہمیشہ انسانی ہمدردی کے اون دعوؤنکے تسلیم کرنیمین مستعد ہین۔ جنکا اثر صرف ممالک محروسہ پر محدود نہین ہے"۔ مذکورۂ بالا ہر دو فقرونسے ہر ایک شخص اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ کہ نواب وایسرائے بہادر نے ہمارے آقا و ولی نعمت اعلیحضرت کی نسبت

ایسا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ کہ پھر اونکے حسن اخلاق کی وسعت اور نوع انسانی کی ہمدردی کس درجہ پر ہوگی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کے محبوب ہوگئے ہین۔ اور رعایا اونکی ایسی مطیع اور فرمان بردار ہے کہ اونکے ایک گوشہ چشم کے اشارہ پر اپنے کو اور اپنی آل و اولاد کو۔ اور جان و مال کو نثار کرنے پر ہزار دن جان سے آمادہ۔ اور اونکو اپنے لیئے موجب فخر و عزت جانتی ہے۔

حضور لامع النور اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی فیاضیون۔ اور عنایتون کا شکریہ کسطرح ہم سے ادا ہوسکتا ہے۔ صرف اگر ہم اونکی اطاعت اور فرمانبرداری حسب دلخواہ کرلین تو ہم سمجھین گے۔ کہ ہمکو دونو جہانمین سرخروئی ہوئی۔ پس ہمپر واجب ہے کہ ہم حضرت بندگانعالی کی اطاعت کا اظہار زبان قلم سے ہاتھہ سے۔ ذات سے۔ جان سے۔ مال سے کرین۔

تحمل اور صلح کل مین حضور پر نور "والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" کے مورد ہوسکتے ہین۔ جب ہم ظل سبحانی کی تواضع اور انکساری کو دیکھتے ہین۔ تو ہمکو تعجب ہوتا ہے۔ اور ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہین۔ کہ سالہا سال گوشہ اعتکاف مین بیٹھکر ریاضت کیا ہوا اللہ کا طالب اور جذب الٰہی مین ڈوبا ہوا۔ بے لوث خدا کا بندہ بھی ایسا متواضع۔ اور منکسر المزاج نہوگا۔ جیسے کہ حضرت ظل سبحانی بندگانعالی ہین۔ ایک ایڈریس کے جواب مین وہ یہ فرماتے ہین جسکا مضمون یہ ہے۔ کہ یہ میری رعایا کا حسن ظن ہے۔ کہ وہ میرے کامونکو جسمین بہت کم خوبی ہوتی ہے۔ وہ اونکو اپنے مطیعانہ عادات کے میگنی فائینگ گلاس سے دیکھتی ہے جسمین چھوٹی چیز بڑی ہوکر دکھائی دیتی ہے۔ سبحان اللہ اس اقتدار مین کیسا تواضع اور خود بینی سے کتنی دوری ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔

تواضع کند ہوشمند گزین ٭ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین ٭

امیر المومنین ظل سبحانی اعلیحضرت بندگانعالی کی شجاعت اور اونکے عالیحجاعانہ اعمال کی تعریف نہین ہوسکتی اس خاص کام مین اونکو وہ مشق و مہارت ہے۔ کہ ملک دکن مین تو کیا اقلیم ہند مین اونکا کوئی نظیر نہین۔

جیسا کہ نشانہ اندازی اور شہسواری مین فرد فرید اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت کی ذات مبارک کو جامع العلوم والفنون بنایا ہے۔ ظل سبحانی اعلیحضرت بندگا نعالی کے شاہانہ الطاف کی یون تو کن کی تمام رعایا مورد ہے۔ مگر ہم جان نثارونکو ایک اور بھی خصوصیت ہے۔ وہ خصوصیت ہماری جان نثاری اور جان بازی ہے۔ کیونکہ سلطنت مین دو چیزین باوقعت اور اوسکے رکن اعظم ہین۔ اول اہل سیف دوم اہل قلم۔ ہمکو خدا کا شکر گزار رہنا چاہیئے۔ کہ اوسنے ہمکو ایسے صاحب السیف والقلم بادشاہ سرپر حرمت کے طبقۂ اہل سیف مین رکھا۔ اور وفاشعاری۔ اور جان نثاری کو ہمارے اباو اجداد سے وراثت مین ملی ہے اور ہم خداوند عالم سے دعا کرتے ہین۔ (کیونکہ وہ مجیب الدعوات ہے) کہ وہ ہمکو اور ہماری اولاد کو اپنے بادشاہ کی اطاعت اور اوسکے حکم پر جان نثاری مین ثابت قدم اور سرخرو رکھے۔ اب ہم اس مبارک اڈریس کو امیر المسلمین حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت کی درازی حیات کی دعا پر ختم کرتے ہین۔ اور وہ ہماری دعا یہ ہے۔ اے مجیب الدعوات تو ہمارے بادشاہ میر محبوبعلیخان بہادر کو امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اطول العمر کر۔ آمین ثم آمین۔ فآمین بحرمۃ النبی وآلہ واصحابہ الطاہرین۔

اپیچ اعلیحضرت

"میرے جان نثارو جوالو"

تمہارا اڈریس بھی سنکر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اگرچہ مین عام رعایا کا اڈریس لے چکا اور نظم جمعیت کا اڈریس بھی انشاء اللہ متعاقب لونگا۔ بازہم جب تمنے خاص طور سے اڈریس دینے کی خواہش بڑی عقیدتمندی کیساتھ اپنے وزیر صیغہ کے ذریعہ سے ظاہر کی تو مین اسکو پورا کرنا مناسب سمجھا کیونکہ تمکو مجھ سے دوہرا تعلق ہے۔ تم نہ صرف میری رعایا ہو۔ بلکہ اس قدیم الایام کے زمرہ ملازمین مین ہو جو میری ریاست کے موروثی نمکخوار اور جان نثارین۔ مین جانتا ہون کہ تم مین اکثر ایسے ہین جنکے

باپ دادا نے میرے ابا و اجداد کی فرمانبرداری مین کبھی اپنی جان و مال سے ہرگز دریغ نہ کیا۔ تمنے اپنے
اوریس مین اپنے چند مشہور بزرگونکے نام لیے ہین۔ اس سے مجھے وہ بات یاد آئی کہ سابق جمعدار پیشہ اور
پولیس والون نے زمانہ ماضی مین راہزن ڈاکو وغیرہ کی سرکوبی مین کسقدر جانفشانی کی تھی۔ اور غالبًا اسی
جانفشانی کا ایک ثمرہ یہی ہے۔ کہ اب اہل طور سے چوطرف امن و امان قایم کیا گیا ہے۔ تمہارے اوریس سے
صاف ظاہر ہے۔ کہ تمہارا بھی میری نسبت وہی وفادارانہ خیال ہے۔ جو تمہارے سابق سررشتہ دارون
اور جمعدارونکو میرے بزرگون کی نسبت رہا۔ مین تمہارے موجودہ اظہار صداقت و عقیدت کی قدر کرتا ہون
اور میری خوشنودی اسمین ہے۔ کہ تم اپنے آبا و اجداد کے جادۂ اطاعت پر ہمیشہ ثابت قدم رہوگے۔ اور مین تمکو
یقین دلاتا ہون کہ میری کوشش یہی رہیگی۔ کہ ہر وقت تمکو ہر قسم کی آسایش و آسودگی حاصل رہے۔ اور تمہارے
لیے اس نصیحت پر عمل کرنا بہت مفید ہوگا۔

شعر

حافظ طریق بندگی شاہ پیشہ کن ز نہ — وانگاہ در طریق چون مردان راہ باش

قطعہ آصف

سپہگری کے یہ معنے ہین دل قوی رکھنا ہو	جو ہین دلیر و دلاور انہین نے پایا اوج
درست چست رہو ہے یہ خواہش **آصف**	کہ جانتے ہین تمہین ہے یہ فتح جنگ کی فوج

اڈریس برمحہ کہتریان

حضرت پیر و مرشد!

ہم جان نثاران قوم برہم کہتری نہایت عجز و ادب و کمال انکساری و فروتنی سے جو سچے خیرخواہ و جان نثار
رعایا کا شیوہ ہے۔ بذریعہ اڈریس ہذا پائے تخت خداوندی کو بوسہ دینے کا افتخار حاصل کرتے ہین۔
و امید کرتے ہین۔ کہ ہمارے ناچیز معروضہ کو غلعت سماعت سے سرفرازی بخش کر ہم نمکخواران مورونی

وجان نثاران قدیمی کی عزت افزائی فرمائی جائیگی - جہان پناہ پر مخفی نہین - کہ سلف سے سلاطین عظام وشاہان کرام کی تقریب سالگرہ کے محافل عشرت زیب ترتیب باقی رہین - اور ہر طبقہ کے لوگ رسم تہنیت بجالائے اور مبارک باد ادا کرتے رہے - مگر کبھی ایسا نہوا کہ اس مبارک تقریب مین رعایا و ملازمین کو اپنے ولی نعمت کی قدمبوسی کی عزت ملی ہو - اور سلطان وقت کیجانب سے موافق انکے حقوق واعزاز کے اظہار خوشنودی کے ساتھ دلجوئی فرمائی گئی ہو - مبارک ہے وہ محفل جسمین اعلیحضرت ظل اللہ خلیفتہ اللہ فی الارض سریر آرا ہون - اور برگزیدہ ہے وہ مجمع جو آقائے ولی نعمت کے شرف حضوری سے مشرف ہوا ہو - عالیجاہا - ہم لوگ اس مبارک موقع پر اپنی مسرت قلبی اور جوش عقیدت کے اظہار کے ساتھ مختصراً اُن امور کا تذکرہ کرتے ہین - جو حضرت قدس اعلیٰ کے زمانہ مین وبرکت مین - ہمارے سود و بہبود و فلاح - و رفاہ کے لیئے جاری کیئے گئے - ہمارے حضور کے زمانہ مین عدالتین قایم ہوئین - قانون کا رواج ہوا - پولیس نے ہر حصہ ملک مین امن عام قایم کردیا - اور صیغہ صفائی نے صحت عام کی صورت بنادی -

ہمارے حضور کے زمانہ مین ڈاکٹر خانے و شفاخانے ہر حصہ ملک مین قایم ہوئے - ڈاک کا عمدہ انتظام ہوا ریلین جاری ہوئین - آبپاشی کا ایسا انتظام ہوا جس سے جنگل جنگل مزروع اور ہر جگہ لالہ و گل شگفتہ ہوئی ہمارے حضور کے زمانہ مین قومیت و مذہب کے نقطے جو تمدن مین خلل انداز ہوا کرتے ہین - اوٹھ گئے اور بہ حسن نیت و توجہ خداوندی رعایا کے تمام فرقے آپس مین شیر و شکر کی طرح مل گئے - ہم نہایت فخر یہ بات کیساتھ عرض کرتے ہین - کہ بدو ایالت خداوندی سے ابتک حیدرآباد دکن مین کسی قومی و مذہبی لڑائی کا ایک معاملہ بھی پیش نہین آیا -

ہمارے حضور کے عہد ہمایون مین یہ سہ سالہ قحط ہمارے جان نثار اطاعت گزار سرونپر ہنستے کھیلتے گزر گیا - قحط نہ تھا وہ دو کی کمی تھی - جسکو خادمان دولت نے نکالکر پھینکدیا - ہمارے حضور نے نہ فقط ملک دکن کو ترقی یافتہ و مہذب و ہنرور بنایا بلکہ اونکی صفت قدردانی و حق شناسی نے اطراف عالم کے

صناعون وہنروروں کو اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے مصنوعات اور دستکار نکو سیکر صلہ وانعام پانیکا عادی کردیا ہر زبان سے یہی نکلتا ہے۔ کہ دکن مین ہن برس رہے ہین۔ اسکے علاوہ اعلیحضرت کی فیض بخشی دریادلی کے طفیل مین ممالک غیر مین ہزارون ایکڑ مزروع زمین خریدی گئین۔ اور کچھ اسی پر موقوف نہین۔ ہرسال ماکن مقدسہ مین رقم کثیر خرچ کیجاتی ہے۔ اور کچھ مسلمانونکی خصوصیت نہین۔ دیولون۔ وگرجاؤن کے جاگیرات مدد معاش نجات و وظائف مقرر ہین۔ تو اس فیض عام کی کیا حد۔ اور اس جود ونوال کی کیا انتہا۔ اور بادشاہ مصنف پر وہ زمین تو ہمارے حضور جان پرور۔ مصرع یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مرجع عالم۔ گو ہمکو اس بات کا یقین ہے۔ کہ ہماری قوم کے حالات حضرت ظل الٰہی کے ضمیر پر تنویر پر من کل الوجوہ ظاہر ہین۔ تاہم جب ہم خانہ زادون نے پیشگاہ خداوندی مین باریاب ہونیکا شرف حاصل کیا ہے۔ تو ہمپر فرض ہے کہ کسیقدر اونکا ذکر بھی ضرور کرین۔ ہماری قوم اون قدیم برہمن کشتریونکے پس ماندہ یادگار ہے۔ جنہون نے کئی صدی پیشتر اپنی جانین شاہان وقت کے تخت کی حفاظت مین نثار کین تہین اور بالآخر کٹتے مرتے جبا اونکی تعداد بہت قلیل باقی رہگئی سرکار شہنشاہی سے بدین خیال کہ اونکا نام صفحہ ہستی سے منقود نہ ہوجائے قلمدان عطا فرمایا گیا۔ اوس زمانہ سے ہم لوگ سیف وقلم ہر دو خدمات انجام دیتے رہے۔ صوبہ داری دکن کے انتظام کے وقت سے ہماری قوم کا ایک حصہ دہلی سے نواب والا خطاب تضجاہ برداللہ مضجعہ کے ہمرکاب ریاست سرکار عالی مین اگر آباد ہوا۔ اوسوقت سے ابتک ظل عاطفت شاہی مین کنار مادر سے بڑھکر آرام وناز ونعم سے پرورش پائے۔ اور حسب موقع ومحل اپنے آبائی خدمات کو انجام دیتے رہے۔ چنانچہ راجہ مہیپت رام وسری پت رام مقرب بارگاہ سلطانی وسررشتہ دار افواج رائے آسارام بخشی فوج اورنگ آباد۔ جوگی داس دیسائی ضلع خاندیس کے قانون گو تھے۔ راجہ جیشنکر داس تعلقدار گڑوگیری۔ رائے چھبیلا رام ورائے بدری لعل سررشتہ دار۔ بنسی دہر داس۔ مرلیدہر داس معین المہام فدوی آصفجاہی۔ راجہ دلسکھہ رام۔ وراجہ رگھناتھ رام۔ وراجہ سدا شیو رائے۔ وکیشو داس۔ وسروپ چند

وغیرہم خدمات جلیلہ شاہی پر مفخر و ممتاز تھے۔ اور اپنی جان نثاری کا متعدد موقعونپر ثبوت دیا۔
غرضکہ وہی الطاف خسروی و عطایا شاہی ابتک ہم خانہ زادونکے ساتھ مرعی ہین۔ اور تا ایندم ہم جان نثاران موروثی جاگیرات و منصب و سررشتہ داری فوج و دیگر خدمات سے سرفراز ہین۔ ہماری زبانمین اسقدر قوت گویائی نہین۔ کہ ان مراحم خسروانہ کا ایک شمہ بھی شکریہ ادا کرسکین لیکن ع شکر نعمتہائے تو افزون نعمتہائے تو
اور نہ ہمارے قلم مین اتنی طاقت۔ کہ حضرت ظل الٰہی کے اوصاف پسندیدہ و خصایل حمیدہ کی صفت و ثنا ذرا بھی عرض کرسکین۔ مصرع خاموشی ازثنائے تو حد ثنائے تست
بالآخر ہم خانہ زادان موروثی اپنا عین فرض سمجھتے ہین۔ کہ حضرت باریتعالیٰ کی درگاہ بے نیاز مین سربسجود ہوکر اپنے پیر و مرشد برحق حضرت ظل سبحانی و صاحبزادۂ بلند اقبال خجستہ خصال جنکا نمک ہم لوگ پشتہا پشت سے کھاتے آئے۔ اور اب بھی اوسی خوان نعمت کے زلہ ربا ہین۔ اور آیندہ بھی مورد عنایت رہین گے بصدق دل و خلوص عقیدت دعا کرین۔
اے پاک پروردگار آفرینندۂ عالم جبتک شمس و قمر اوج فلک پر قایم رہین۔ ہمارا بادشاہ جمجاہ معہ اپنی پیاری آل و اولاد کے بہ عیش و کامرانی تخت شاہی پر جلوہ گر رہے۔ اور اپنے خیرخواہ و جان نثار رعایا کے سر پر دادودہش کیے تھ سایہ گستر رہین۔ آمین۔ ثم آمین۔

ایڈریس اعلیحضرت

"اُسے میرے عزیز رعایائے قوم برہم کہتریان"۔
تمہارا ایڈریس جو تمہاری موروثی وفاداری کا صداقت نامہ ہے۔ اوسکو مین بہت خوشی کیساتھ سنا۔ میرے خیالات تمہارے نسبت بالکل ویسے ہی ہین جو تمہارے بزرگون کے نسبت میرے بزرگونکے تھے۔ اور مین بہت خوش ہوا کہ تم بھی اسبات کو بخوبی جانتے ہو اور اوسکو اپنا موجب فخر

ناز سمجھتے ہو تھے کہ تمنے بوفور محبت مجھے اپنا محبوب اسم بامسمّٰی قرار دیا ہے۔ مگر مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین بھی تمہارا سچا محب ہون۔ اور جیسے تم وفاداری اور اطاعت گزاری پر ہمہ تن آمادہ ہو۔ اوسی طرح مین بھی تمہاری بہبودی اور شکرگزاری کا بدل خواہان ہون۔

مطلع آصف

وفادار ہو جو نمک خوار ہو کر رہے گا نہ ہرگز کبھی خوار ہو کر

اڈریس فوج بیقاعدہ

ہم جان نثار فوج بیقاعدہ جو حضور پرنور کے نمک پروردہ و فاشعار فرمانبردار رعایا ہین بہزاران عجز و ادب اور دولت سراپا فیض و برکت و استانۂ مبارک پر سر عقیدت خم کرکے قادر ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ کہ ہمارے جہان پناہ شاہ عالیجاہ رستم زمان خاقان کلاہ کی چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب جشن میمنت مین تہ دل سے اظہار مسرت و عقیدت کے لیے ایک سال کے عرصہ سے متمنی تھے اور گھڑیان گن رہے تھے کہ خدایا دن دکھائے کل اھرم ھون باد قاتھا۔ آج کی شب اعزاز و افتخار بخشا گیا۔ للہ الحمد ہر آن چیزکہ خاطری خواست آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

اے ہاتف غیبی یہ کون سال ہمایون فال۔ اور کون ماہ مبارک۔ اور کون مسعود روز ہے کہ جسمین یہ دھوم دھام مچی ہوئی ہے۔ اور ہمارے دلونمین مسرت و انبساط کا جوش و ولولہ ہے۔ اور کون ہمایون تاریخ ہے۔ کہ چو طرفہ شادیانے بج رہے ہین۔ اور صدائین مبارک باد کی۔ و نعرہائے تہنیت بلند ہو رہے ہین اور کون یہ شب ہے جو شب چہاردہم سے بدرجہا پر ضیا ہے۔ ہجوم قنادیل و بہار چراغان مثل ہجوم نجوم فلک نمایان۔ اور روشنی ٹٹیون وغیرہ کی مانند شعاع کہکشان آب و تاب مین لمعان ہے۔ یہ وہی سہرون نیک گھڑی اور روز مبارک ہے۔ کہ ہمارے ولی نعمت آقائے نامدار کا جشن باسعادت سالگرہ مبارک ہے جسمین بادشاہ جہان پناہ ظل اللہ کا مقناطیسی اثر ہم جان نثارون کو یہانتک کھینچکر لایا۔ اور

ہمکو اس عزت و حرمت کیساتھ قدم میمنت لزوم سے سعادت حاصل کرنیکا موقع ملا۔

اعلیحضرت کے ضمیر پرتنور پر روشن ہوگا۔ کہ بفحوائے آیۂ کریمہ۔ لقد کرمنا بنی آدم اللہ تعالیٰ نے انسانکو جامخلوق پر بزرگی دی اور اشرف المخلوقات کے خطاب سے فخر بخشا۔ پھر اس زمرہ سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر شرف و بزرگی دیکر وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین کی خلعت سے مفتخر کیا اسی طرح صحابۂ کبار سے جو بزرگی خلفاء اربعہ کو حاصل ہوئی وہ کسیکو نہیں۔ سلسلہ وار اللہ تعالیٰ نے ظل سبحانی خلد اللہ ملکہٗ کی ذات مجمع الصفات کو اپنے ماتحتین و ممکومین رعایا پر جو شرف و بزرگی دی اظہر من الشمس ہے۔ در اصل یہ بات کیسکی میراث نہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء سچ تو یہ ہے **بیت**

تو در سیرت بادشاہی خویش ؛ سبق بردی از بادشاہان پیش ؛

اے بادشاہ جہان پناہ۔ حضرت کی ذات بابرکات نہ صرف مجمع کمالات و ستودہ صفات ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ وہ خوبیاں عطا فرمائی ہیں۔ کہ ہم خانہ زاد مافتخار اور رعایا بیغ سچ عرض کرتے ہیں۔ کہ اکثر خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف کا آپکے ذات بابرکات میں پرتو ہے۔ چنانچہ منجملہ انکے صرف ایک ایک صفت خوبی تمثیلاً عرض کیجاتی ہے۔ حضرت کے جود و سخا کا یہ حال ہے۔ کہ ہر کہ و مہ آپکی داد و دہش سے مالا مال ہے۔ کوئی شخص اسکا عوض و بدلہ نہیں کرسکتا۔ اور نہ کسی میں اس امر کا یارا ہے۔ یہ صفت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ہے۔ جسکا پرتو حضرت کی ذات میں موجود ہے جنکی شان میں یہ آیت قرآنی نازل ہوئی۔ ما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی۔ حق و باطل کے تمیز کرنے و پہچاننے کا ایسا مادہ قدرتی طور پر آپ میں ہے۔ کہ اسوقت آپ ہی اپنے نظیر ہیں۔ یہ صفت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے انکو دی تھی۔ آپ میں بھی اس صفات کا نور ہے جنکی نسبت یہ آیت نازل ہوئی جعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس۔ خیر جہو کا یہ حال ہے۔ کہ ہم جان نثار اسکو زبان و قلم سے بیان نہیں کرسکتے۔ یہ شان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ہے جنکی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین

ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ۔ آپکی ذات بھی اس صفت سے موصوف ہے۔ ؎

زہے بحر بخش بیش و کان جود کہ مستظہر انداز وجودت وجود

شجاعت اور رحم و کرم کا یہ حال ہے۔ کہ کوئی آپکا مقابل نہیں۔ یہ شان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جنکی نسبت یہ آیت نازل ہوئی۔ الا المودۃ فی القربیٰ۔ بیگانہ خویش کیساتھ حضرت کی صلۂ رحمی و مودت و محبت و شفقت ایسی ہے جنکے باعث حضرت ہمہ وجوہ اس صفت سے متصف ہیں۔ ؎

عدل و انصاف و شجاعت کرم و جود و عطا آنچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

اے بادشاہ عالم پناہ۔ عادل زمان۔ رعایا پرور۔ عدل گستر۔ سکندر شوکت۔ دارا صولت۔ خاقان زمان حضور کی ذات قدسی صفات۔ ستون ایوان شریعت۔ رکن قصر معدلت۔ جوہر شمشیر شجاعت۔ زینت سریر سخاوت۔ شہسوار عرصۂ رسالت۔ معدن صدق و صفا۔ مخزن مہر و وفا۔ کوہ تمکین جبل صبر و تحمل بحر جود و تبذل۔ دُرِ بے بہائے دریائے علم و عقل۔ ساقی سلسبیل ایمان۔ شمع کاشانۂ ایقان۔ مورد انوار الٰہی۔ غواص دریائے نامتناہی معانی۔

؎ زہے دین و دانش زہے عدل و داد زہے ملک و دولت کہ پائندہ باد

حضرت کا محب۔ محب خدا و رسول۔ حضور کا عدو۔ عدو ے خیر البشر۔ حضور کی الفت و اُنست سرمایۂ سعادت۔ حضور کی پیروی و خوشنودی باعث رفع درجات۔ جہان پناہ کی مخالفت مورد ضلالت و شقاوت۔ پیر و مرشد کی اطاعت و فرمانبرداری جملہ رعایا و جان نثاروں پر واجب و لازم ہے۔ جسکے لیے آیۂ قرآنی ناطق ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اے مرجع عالم فی بلاد محروسۃ العلم۔ سرکار کی ذات ان تمام صفت سے کیوں نہ متصف ہو۔ اسلیے کہ سرکار سلالۂ خاندان صدیقی و خلاصۂ دودمان مصطفوی ہیں۔

اے بادشاہ جہان پناہ آپکے عہد ہمایون مہد میں ہم جان نثاران فوج کی حق رسانی و فصل خصومات کیلئے محکمۂ نظم جمیعت مقرر کیا گیا۔ جسکی وجہ سے ہمارے حقوق کی نگہداشت اور خصومات کا اعلیٰ اصول انصاف فیصلہ ہوتا ہے۔ اسکی نگرانی کے واسطے محکمۂ معتدی قایم ہوا۔ اور سب سے بڑکر فخر کی یہ بات ہے

کہ خود بدولت و اقبال بھی سنگین و سنگرگ و انتظامی معاملات ہی کو نہین - بلکہ ہر خفیف معاملہ مین جسکی حق تلفی کا احتمال ہو بنفس نفیس ملاحظہ فرماتے ہین - اور احکام صادر فرماتے ہین - قانونچۂ مبارک مصدرہ غرۂ رجب ۳۱ سنہ ۳۱ مین اہالیان فوج کے حقوق کی حفاظت فرمائی گئی - اور صیغۂ فوج زیادہ باوقعت بنایا گیا - یہ فرقہ سوجیہ کہ جان باز و جان نثار فرقہ ہے - ہمیشہ معزز و ممتاز رہا - بلکہ جسقدر امرائے نامدار و جاگیرداران اولوالعزم ہین فوج ہی کے افسران اعلی مانے جاتے ہین - اور انکے مناصب معاش و جاگیرات فوجی افسریت کے اعتبار سے عطا ہوئے ہین - اور خود بدولت و اقبال نے سالگرشتہ باقاعدہ فوج کے جواب اڈریس مین اپنے سلسلۂ عالیہ کو فوج کے ساتھ خاص خاص خصوصیت ہونیکا اظہار فرمایا ہے - جو ہمارے لیئے ہزارون تفاخر کا موجب ہے - پیر و مرشد کی عام سپاہ نوازی کی وجہ سے ہم جان نثاران دولت کیلیئے وراثت کی قید ملحوظ نہین رکہی گئی ہے - اور ورثہ اپنے آبائی حقوق مناصب پر سرفرازی پاتے ہین - لہوار کی تقسیم دست بدست کا طریقہ اسی ہمایون زمانے مین جاری ہوا - اور اسپر پوری کامیابی ہوئی حق تو یہ ہے کہ ان اعلی درجہ کے نعمتونکی تفصیل - اور آجکے پرجوش مسرتونکے کیفیات کا اظہار جنمین اعلی سے اعلی جادو بیان سحر نگار کے زبان و قلم بھی قاصر رہے ہین - ہم جیسے اہل سیف سے کیونکر ہو سکتا ہے ممکن نہین - اب ہم جان نثاران فوج بقاعدہ نہایت عجز و ادب کے ساتھ اپنے اس طول کلامی کے معافی کے خواستگار ہو کر خدام بارگاہ فلک اشتباہ کے حضور مین اس چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تہنیت عرض اور اپنی تقریر اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ -

اے خالق کون و مکان ہمارے بادشاہ جہان پناہ کو تا قیام گنبد گردون - و چرخ نیلگون جمیع حوادث ارضی و سماوی سے محفوظ رکھ - الٰہی ہمارے رحمدل غریب پرور حضور اقدس کو جبتک کہ قیام مہر و ماہ ہے - اور گل گلزار گیتی شگفتہ ہے - ہمارے سر پر معہ اولاد و احفاد سلامت باکرامت رکھہ اور تخت سلطنت پر عدل گستر و فرمانروا رکھہ - یا الٰہ العالمین جبتک کہ افواج نجوم فلک متراکم ہین ہمارے

سلطان زیشان کے ستارۂ اقبال کو درخشان رکھ۔ یارب العالمین جب تک شمشیر صبح نیام جعلنا اللیل لباسا سے برآمد ہو کر قبضۂ جعلنا النہار معاشا مین فاتح ابواب فتوح ہے۔ ہمارے آقائے ولی نعمت کو منظور و منصور رکھ۔ یاخداوند عالم جبتک سپہر قرص خورشید مانع جنگ آفات سماوی ہے۔ ہمارے شہنشاہ دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن کو جمیع آفات وبلیات سے محفوظ رکھ۔ استجب صن الداعی رب العلمین آمین ثم آمین

ایڈیس ایلیحضرت

"اُے میرے جان نثار فوج والو"

جس دلی خوشی کیساتھ تم میری سالگرہ کی خوشیان مناتے ہو۔ اور جن صداقت آمیز الفاظ مین تمہارا اڈریس مہاراجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج نے پڑہا مین اسکی پوری قدر کرتا ہون۔ تمہارے اس اظہار وفاداری وجان نثاری کا اثر جو مجھپر ہوا وہ ع دل من داند و من دانم و داند دل من۔ مین تمکو اپنے بزرگونکی تاریخی شان و شوکت کے ظاہری آثار۔ اور قدیم بہادری و وفاداری۔ و وفاشعاری کی عمدہ یادگار سمجھتا ہون۔ اگرچہ کیسقدر زمانہ دراز بھی گزر چکا ہو۔ مگر مین تمہارے آباؤ اجداد کی ان جان فروشیونکو کبھی فراموش نہین کرسکتا جو حیدرآباد کے صفحۂ تاریخ مین ہمیشہ کے لیئے زیب نگار ہین۔ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ میرے ایسے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ کہ میری ریاست کیساتھ تمہارے قابل فخر تعلقات نسلاً بعد نسلٍ قرار پاگئے ہین جنکا تمنے اپنے اڈریس مین شکر گزاری کیساتھ ذکر کیا ہے۔ مجھے کامل اطمینان ہے۔ کہ جس سچی وفاداری اور حسن خدمات کے جوہر نے تمہارے بزرگون کو آجتک قابل تحسین و آفرین بنا رکھا ہے۔ اسی بیبہا صفت کو تم بھی اپنا موروثی شعار بنا رکھوگے۔ اور مین بھی مثل اپنے بزرگونکے تمہارے موروثی جوہر وفاداری و خیرخواہی کی ہمیشہ پوری قدر کرتا ہون۔

بہ از گرم گفتن کہ خواہم زدن گہ آیم بہ تو برین و من پرآیم کہ دل از تو بر ندارم۔

قطعہ آصف

للہ الحمد کہ ہے آج مبارک یہ گھڑی — جان نثارونکی جماعت سے ہے بزم عشرت
اہل جمعیت انہین اس لیئے کہنا ہے بجا — کہ رہے پانچون حواس انکے جو باجمعیت
پشتہا پشت سے ہے پرورش انکی اتبک — کہ یہی فوج قدیمی ہے قدیم الخدمت
خدمتی حق نمک اپنا ادا کرتے ہین — یہ مثل سچ ہے کہ خدمت سے ہے بیشک عظمت
شرط یہ ہے کہ ملازم رہے فرمان بردار — نہین کرتے ہین کمی دینے مین عالی ہمت
ظلمت بخت سے اللہ بچائے انکو — مین فروغ انکا سمجھتا ہون چراغ دولت
اپنے افعال کی کردار کی تہذیب رکہین — یہ ہدایت ہے یہ تدبیر ہے آگے قسمت
جو بجا حکم ہو افسر کا بجالائین ضرور — نہ کرین دیر نہ انکار نہ کوئی حجت
دولت آصفیہ دولت برطانیہ سے — یون ہی توام کرہے پھول مین جیسی رنگت
مال کی ملک کی مالک کی نگہبانی مین — رہین مصروف دل و جان سے سب اہل خدمت
یہی آصف کی ہے خواہش یہی آصف کی دعا — رکہے عزت سے ہمیشہ انہین رب العزت

سب سے آخرمین عہدہ داران سرکار عالی اور وکلا کے اڈریس پیش ہوے مگر باوجود تلاش اس مولف کو اڈریس ہاے مذکور بہدست نہوے۔ مجبوری ہے۔ ورنہ مثل دوسرے اڈریسو کے انکا بھی خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا۔ ہان اونکے جواب مین جو اسپیچ کہ حضرت اقدس واعلی نے فرمائی ہے وہ حسب ذیل ہے

اسپیچ اعلیحضرت بجواب اڈریس عہدہ داران سرکار عالی و وکلا

میرے اطاعت گزار عہدہ داران وفاشعار!

تمہارا اڈریس جو فخر الملک بہادر نے پڑہا اوسکو مین نے بہت دلچسپی کیساتھ سنا۔ اور تمہارے اس اظہار صداقت و اطاعت سے بہت خوش ہوا۔ مین تمہاری قدر کسطور سے کرتا ہون۔ اوسکے تم خود مقرر ہو۔

کہ مین نے تمکو بالخصوص میرے اور میری غریب رعایا کے مابین واسطۂ اتحاد قرار دیا ہے۔ مجھے تمہاری راستی و دیانت پر کسقدر بھروسہ ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مین نہ صرف رعایا کی آزادی و آسایش تمہارے سپرد کی ہے۔ بلکہ اونکے جان و مال پر بھی تمکو ایک مدتک قایم کیا ہے۔ مجھے ہمیشہ قوی اُمید تھی۔ اور اب تمہارے اڈریس سے یقین ہوا۔ کہ میری اس قدردانی اور بھروسہ کی وجہ سے اہم فرایض جو تمپر عاید ہوتے ہین۔ اونکو تم بخوبی سمجھتے ہو۔ اور اونکی ادائی مین اچھی طرح ساعی ہو۔ ہر رئیس کیلیے یہ امر کچھ آسان نہین ہے۔ کہ بذات خود عام اصول انتظام پر غور کرنیکے علاوہ نظم و نسق کے چھوٹے چھوٹے امور مین بھی اپنے اوقات کا کوئی زیادہ حصہ صرف کرسکے۔ مگر جس والی ریاست کو اپنی رعایا کی سچی پاسبانی کا دعوی ہو۔ وہ ایسے جزئیات سے بھی بالکل قطع نظر نہین کرسکتا۔ کیونکہ اصول نافذہ جو تمام چھوٹے بڑے امور پر پورے طور سے حاوی نہون وہ محض بیکار ہوتے ہین۔ اسیواسطے امور ریاست کے فروعات وقت پر ٹھیک طور سے معلوم کرلینے کے ذرایع ہر فرمان روا کو نہایت ضرور ہین۔ اور ایسے ذرایع تم جیسے خیر اندیش۔ اور وفادار عہدہ دارونکے سوا کون ہوسکتے ہین۔ پس تمہارے اہم فرایض مین ایک اہم فرض یہ بھی ہے۔ کہ تم میری معلومات کو جزئیات و فروعات تک ٹھیک طور سے توسیع دیتے رہو۔ یا یون سمجھو کہ تمہارا فرض منصبی گویا دو طرفہ ہے۔ ایک طرف تمپر لازم ہے۔ کہ تم احکام و قوانین مجریہ کے عمل و تعمیل مین مصروف ہو۔ اور دوسری طرف تمپر لازم ہے۔ کہ رعایا کی اصلی ضرورتین اور واجبی خواہشین دریافت کرکے اونکے کوائف تم اپنے بالادست کی سامعہ تک پہنچاتے رہو۔ کیونکہ تم میری گورنمنٹ کے نہ صرف ہاتھ پاؤن ہو۔ بلکہ آنکھ کان بھی ہو۔ جیسے ہر شخص کو چلنے پھرنیکے وقت اپنے آس پاس کی چیزونکو دیکھنا بھالنا ناگزیر ہے۔ ویسے ہی تمکو احکام کی تعمیل کرنے کرانے کیوقت رعایا کی حالت دیکھنا۔ اور اونکی خواہشات دریافت کرنا لازم و ضروری ہے۔ مین یقین کرتا ہون۔ کہ تم اپنے فرض منصبی کے اس اہم جزو کی ادائی مین کبھی دریغ نکرتے ہوگے

اور رعایا کی حق رسانی مین کبھی کوتاہی نہ کرتے ہوگے۔ تمنے اپنے اڈریس مین اون ترقیات واصلاحات کا ذکر کیا ہے۔ جو میرے عہد حکومت مین میرے ملک کی آبادی اور رعایا کے امن وآسایش کے باعث ہوئے اگر تم اسکو خدا کے فضل وکرم سے میرے نگرانی کا عمدہ نتیجہ سمجھتے ہین۔ تو مین یہ کہنے سے باز نہین رہ سکتا کہ اس کامیابی وبیکنامی مین تمہارا بھی حصہ ہے۔ کیونکہ میری نگرانی۔ اور تمہاری خیرخواہی۔ میرے اصلاحی احکام۔ اور تمہارے تعمیلی کام لازم وملزوم ہین۔

اے میرے خیراندیش وکلاے عدالت۔ مین تمہارے اڈریس کی بھی بہت قدر کرتا ہون۔ اسکو مین بخوشی اپنے عہدہ دار ونکے اڈریس کیساتھ اسلیئے لیتا ہون۔ کہ مین تمہارے حقوق وفرایض کے لحاظ سے نیم سرکاری عہدہ دار سمجھتا ہون۔ قواعد احکام پر عمل کرنے۔ اور کرانے مین تمہارے اور عہدہ دارونکے فرایض یکسان ہین اگر عہدہ دار میرے عزیز رعایا کے مابین واسطہ دار رسانی ہین۔ تو تم اونکے اور رعایا کے درمیان واسطہ دار خواہی ہو۔ مین اسبات کی سماعت سے بہت خوش ہوا۔ کہ تم اپنے معزز پیشہ کے فرایض ایسے اچھے طور سے جانتے ہو کہ اپنے گروہ مین اون اشخاص کا کوئی شمار نہین کرتے ہو۔ جو نیک روش اور راست باز نہون تمہارا یہ عمدہ خیال مجھے بہت پسند آیا۔ جو یقیناً تمہاری ترقی مدارج کا باعث ہوگا۔ ہمت بلند دار کہ دادار کردگار بر ہمت بلند کند فضل خود نثار۔ شکر ہے کہ بخلاف ماضی میرے عہد مین وکلاے صاحب فہم ودانا امتحان مین پاس شدہ نمبروں کے ذی لیاقت اکثر ہین۔ انکا تقرر محکمہ عدالت مین رعایا کیواسطے بر ضرور سمجھا گیا ہے۔ وکیل کو معاملہ فہمی۔ اور امانت شرط ہے۔ امانت کیساتھ دیانت۔ دیانت کیساتھ پاکی طینت لابد ہے۔ حقدار کا حق پہنچانا اوسکا فرض منصبی ہے جنکے ایمان مین درستی مزاج مین راستی ہے۔ وہ سوچ سمجھکر جھوٹے مقدمہ سے پرہیز کرتے ہین۔ چہ جاکہ معاذ اللہ دروغ کو فروغ دین۔ احکام قانونی کی اشاعت اور برتاؤ اسی فرقہ سے ہے جس سے جہلا بھی اپنا نفع ونقصان سمجھنے لگے۔ اور خطاؤ سزا سے واقف ہوگئے۔ اے میرے عہدہ داران کارگزار وکلاء صداقت شعار۔ اگرچہ رعایا کی صلاح وفلاح مین ہماری کوششونکو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جسقدر کامیابی عطا فرمائی

وہ البتہ قابل ناز ہے۔ باہم اس کامیابی کو کافی سمجھکر ہمین اپنی کوششونکو چھوڑ دینا نہ چاہیئے۔ بلکہ اور زیادہ دل دہی کیساتھ رعایا کی رضامندی بہبودی آبادانی بڑہنے کیلیئے سعی بلیغ کرنی چاہیئے۔ ہنوز ہمارے ملک کے انتظامی امور اور رفاہ عام کے کامونمین بہت کچھ ترقی کی گنجایش باقی ہے۔ ابھی ہمکو بہت کچھ کرنا ہے۔ اور ابھی ہماری گورنمنٹ کے صیغہ جات کے بہت کچھ مدارج طے کرنے ہین۔ بس تمہارے لیئے بہت سی مواقع موجود ہین۔ کہ تم اپنی خیرخواہانہ کوششونسے میرے احکام وقوانین اچھی طریقہ سے جاری کرکے اونسے گورنمنٹ اور رعایا کو پورا نفع پہنچا سکتے ہو۔ اور تم اپنے انصافانہ نظرونسے رعایا کی اصلاح حال اور صیانت مالکی جزئیات دیکھکر اونکی اطلاع وقتاً فوقتاً اپنے بالادست حاکمونکو دیسکتے ہو۔ لہذا مین تمسے امید رکہتا ہون کہ تم سرکاری کام مین کوئی ذاتی غرض۔ یا شخصی خصومت کو دخل نہ دیکر اپنے کو جادۂ خیرخواہی و دیانت و خدا ترسی پر ثابت قدم رکہوگے۔ اور تمسے ہر ایک کی خواہش بھی ہوگی۔ کہ تم حتی الامکان رعایا کی رفاہ کے باعث۔ اور میری خوشنودی کے مورد۔ اور خدا کی بخشش کے مستوجب بنے رہو۔ بقول سعدی علیہ الرحمہ۔

حاصل نشود رضائے سلطان ۔ ناخاطر بندگان نجوئی ۔ خواہی کہ خدائے بر تو بخشد ۔ با خلق خدا کن نکوئی

قطعہ آصف

مجھکو مبارک اور میرے دوستون کو بھی	ہاں جشن عیش ہے فرحت کیواسطے
ہے لاکھ لاکھ شکر کہ سنتا ہون مین یہ بات	سب واہنین کسی کی شکایت کیواسطے
بیکار مین نہین ہون کہ سرگرم کار ہون	بہبودی و فلاح رعیت کیواسطے
رہتی ہے نیک و بد پہ نظر مجھکو رات دن	آنکھین خدا نے دی ہین بصارت کیواسطے
کجرو جو ہو تو لاؤن اوسے راہ راست پر	میری زبان ہے پند و نصیحت کیواسطے
دریا بھی ایک قطرہ ہے کان گہر تو کیا	اہل سخا و صاحب ہمت کیواسطے
بیداد جو کرے گا سزا پائے گا ضرور	ہے میری ذات داد و عدالت کیواسطے
مخدوم کا ہو پاس تو خادم کا بھی لحاظ	سب عہدہ دارین اسی خدمت کیواسطے

بے لوث و بیغرض کرین حکام اپنا کام — یہ تبھی نہین ہین رعایت کیواسطے
واجب ہے صبر و شکر قناعت شریف کو — لازم دیانت اہل شرافت کیواسطے
انسان ہر ایک حال مین ہو مستقل مزاج — ہے روزگار عسرت و عشرت کیواسطے
دولت تو یہ بڑی ہے کہ مجھکو خیال ہے — آسودگی کا اہل قدامت کیواسطے
جنت یہان بھی ہے اگر افعال ہون درست — انسان خواستگار ہے جنت کیواسطے
خوف خدا کیساتھ معالج رہے طبیب — یہ فرض منصبی ہے طبابت کیواسطے
ہے غور شرط اور پھر اوسپر ہو تجربہ — ذہن رسا ضرور ہے حکمت کیواسطے
پروردگار چاہے تو کوئی مرض نہو — سامان سب درست ہین صحت کیواسطے
جو علم دوست ہے وہ خدا کا بھی دوست ہے — یہ دوستی ہے خوبی قسمت کیواسطے
پابندی قواعد و قانون کے ساتھ ہے — حکم نماز کا شریعت کیواسطے
اعلیٰ کو چاہیئے کرے ادنیٰ کی دیکھ بھال — اندازہ ہے ہر ایک طبیعت کیواسطے
کیونکر نہو یتیمون کی منظور پرورش — قرآن مین انکا ذکر ہے شفقت کیواسطے
آصف کو جان و مال سے اپنے نہین دریغ — اگر کام آئے خلق کی راحت کیواسطے

عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۷ف

حضرت ظل سبحانی نے جلسونکے اختتام پر بمراحم خسروانہ صرف چند عہدہ داران پولیس کو خطابات خانی و بہادری سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ مگر مناصب کا تعین کسی خطاب کیساتھ بھی جریدۂ اعلامیہ مین شایع نہوا۔ اور باقی امرا و اعزا و دیگر علاقہ جات کے عہدہ دار وغیرہ اس موقع پر خطابات سے محروم رہے۔ بمصداق اسکے ع رموز مصلحت خویش خسروان دانند۔

نشان سلسله	نام معه عهده	خان وبهادری	مناصب
۱	۲	۳	۴
۱	میر وزیر علی مدوگار دویم کوتوالی بلده وبیرون۔	میر وزیر علیخان بهادر	۰
۲	میر صفدر علی سرکردهٔ اول کوتوالی بلده وبیرون۔	میر صفدر علیخان بهادر	۰
۳	محمد عبدالکریم سرکرده دوم کوتوالی بلده وبیرون۔	محمد عبدالکریم خان بهادر	۰
۴	محمد افضل نورخان افسر خفیه پولیس بلده	محمد افضل نورخان بهادر	۰
۵	غلام احمدخان مدوگار سمت غربی محکمه نظامت کوتوالی اضلاع	غلام احمدخان بهادر	۰
۶	خیرات حسین مهتمم خفیه پولیس اضلاع وحال مقیم بلده۔	خیرات حسین خان بهادر	۰
۷	مبارک علی مهتمم خفیه پولیس اضلاع ضلع اورنگ آباد۔	مبارک علیخان بهادر	۰

گل هشتم

سفر مبارک کلکتہ جنگ برائے انسوال موقوفی جلسہ ہائے سالگرہ مبارک تاجپوشی ۱۳۱۸ھ بوجہ شیوع قحط شالی انتقال ڈیوک آف ایڈمبرا۔ وفات حسرت آیات ملکہ معظمہ قیصرہ ہند انعقاد میموریل فنڈ۔ مدار المہامی مہاراجہ یمین السلطنت بہادر تقرر مسٹر کیاسن واکر برعہدہ معتمدی فنانس

سفر مبارک کلکتہ

اعلیحضرت حضور نظام کا سفر کلکتہ ایک ایسا اہم و تاریخی واقعہ ہے۔ کہ جسکی نظیر تاریخ حیدرآباد میں اسکی مثال نہیں ملتی۔ کیونکہ اسکے قبل جب کبھی فرمانروایان دکن نے اپنے دار السلطنت کو چھوڑا ہے۔ تو فوج کے ہمراہ اور جنگ کرنیکے قصد سے۔ چنانچہ حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر والی دکن نے جب آخری مرتبہ دہلی کا سفر فرمایا تو وہ وقت تھا کہ نادر شاہ والی ایران نے ۱۷۳۹ء میں ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ جسکو (۱۰۰) سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس عرصہ مدت میں کسی والی دکن نے وائسرائے یا گورنر جنرل سے جاکر ملاقات نہیں فرمائی۔ گو ہمارے اعلیحضرت نے کلکتہ اور دہلی کا سفر فرمایا تھا۔ مگر وہ وقت ایسا تھا کہ خود بدولت حکمران نہیں ہوئے تھے۔ اور سفر دہلی کیوقت سر سالار جنگ اعظم ہمراہ تھے۔ البتہ حکمرانی کے بعد اعلیحضرت۔ اوٹکمنڈ تشریف لیگئے تھے۔ مگر وہاں کا جانا بالکل پرویٹ تھا۔ اور لارڈ رپن کے زمانہ سے تمام وائسرائے

یکے بعد دیگرے ہمراہ تشریف لاتے رہے۔ اور سیر کلکتہ کا سفر صرف لارڈ کرزن بہادر کی دعوت پر اعلیحضرت نے قبول فرمایا تھا۔ الحاصل جب ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن بہادر گزشتہ دسمبر ۱۹۰۰ء مین ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ تو بہادر ممدوح نے اعلیحضرت کو ایک محبت نامہ بدین مضمون تحریر فرمایا کہ اگر آئندہ موسم سرما مین حضور پرنور چند روز کے لیئے کلکتہ تشریف لاکر ملاقات فرمائین۔ اور مہمان ہون تو کمال مسرت ہے۔ حضور پرنور نے بکمال خوشنودی اس دعوت کو قبول فرمایا۔ اس لیئے کہ لارڈ مسفر کی خوش اخلاقی۔ وخوش مزاجی وملنساری کا حال اعلیحضرت پہلے ہی سے سماعت فرما چکے تھے۔ اور خود اعلیحضرت کو بھی بہادر ممدوح سے ملاقات کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ قصد سفر سے ایکماہ قبل اعلیحضرت نے نواب افسر الدولہ بہادر کو یاد فرماکر سفر کے متعلق ضروری احکام صادر فرمایا۔ ادہر اس سفر کے متعلق اکثر اخبارات نے ایسے لمبے چوڑے آرٹیکل لکھکر مختلف قسم سے رائے زنی شروع کی۔ کہ جس سے عامۂ خلایق حیدرآباد مین ایک قسم کی پریشانی اور بیچینی پیدا ہوگئی۔ لیکن اس اثنار مین سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۰ف کے جلسے جو آغاز ہوگئے تو اعلیحضرت نے جلسہ منعقدہ عام رعایا واقع باغ عامہ مین بضمن جواب اڈریس اہل اخبار اپنے جان نثار رعایا کے دلون کو تشفی اور تسکین دینے کے لیئے یون ارشاد فرمایا کہ آجکل مین دیکھ رہا ہون کہ چند اخبار ونمین میرے سفر کلکتہ کا غلغلہ ہے۔ مین اسمو قع پر اپنی عزیز رعایا کے سامنے اوسکی حقیقت بیان کرنے سے باز نہین رہ سکتا۔ ایک عرصہ ہوا کہ میرے عزیز دوست نواب واسرائے بہادر نے کمال مجوشی واخلاق کیساتھ مجھے دعوت دی کہ اگر ہوسکے تو مین اس سال موسم سرما مین کلکتہ کی سیر کرون۔ مین نے اس دعوت کو نہایت خوشی کیساتھ قبول کیا۔ کیونکہ یہ محض اخلاق ومروت کی بات تھی۔ ؎ آصف تو کبھی قول سے اپنے نہین پھرتا ۔ وہ اور کوئی ہوگا کہا اور کیا اور۔ الغرض ان تسکین دہ الفاظ نے رعایا کے دلونکو شگفتہ کردیا تھا۔ مگر اس خوشی کیساتھ بھی اعلیحضرت کی چند روزہ جدائی رعایائے دکن کو بیحد ناگوار تھی۔ اور صدق دل سے دعا گو رہے تھے کہ بخیر وعافیت فائز المرام وشاد کام بہت جلد رونق افروز بلدہ ہون۔ چنانچہ اعلیحضرت کی

روانگی کیوقت کا پرجوش نظارہ رعایائے دکن کی دلی محبت درنج مفارقت کا سچا فوٹو پیش نظر کیے دیتا تھا۔

۵ شعبان ۱۳۱۷ھ م ۱۹ دسمبر ۱۸۹۹ء روز سہ شنبہ کو ظل سبحانی آخر شب سے صبح کے آٹھ بجے تک اکثر بزرگان دین کی غرارہائے متبرکہ کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ پھر ٹھیک ساڑھے نو بجے عنان عزیمت اسٹیشن کی طرف منعطف فرمائے۔ دارالامارہ سے اسٹیشن تک دورویہ مخلوق کھڑی ہوئی تھی اور مسٹر آیڈ کی شاپ سے اسٹیشن تک ہردو طرف امپیریل سروس ٹروپس کے جوان صف بستہ ایستادہ تھے۔ اسٹیشن کے اندر گارڈ آف آنر جنرل ٹکر کمانڈر افواج سکندرآباد کے تحت مین اعلیحضرت کی سلامی کے لیئے مودب کھڑا ہوا تھا۔ اور اسٹیشن کے باہر وائسرے کا گارڈ آف آنر ایستادہ تھا۔ اتنے مین اعلیحضرت کی سواری بادبہاری معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر کے آپہونچی گارڈ نے فوراً سلامی اوتاری جب سواری مبارک داخل اسٹیشن ہوئی تو تمام امراد اعزہ نے پھاٹک تک استقبال کرکے آداب بجالائے۔ اور شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ اکثر امرا نے توجوش محبت کی بیخودی مین بستانہ وار اپنے کو اعلیحضرت کے قدمونپر گرادیا۔ مگر اعلیحضرت نے سوار ہوتے وقت اپنے محبت آمیز الفاظ سے اونکے قلب مضطر کو تسکین وتشفی بخشی۔ اور ٹرین جو صبح سے اعلیحضرت کے آمد کی منتظر تھی۔ اس مبارک قدم کے آتے ہی خوشی اور مسرت کے نعرے لگاتی ہوئی روانہ ہوئی۔ اور عام رعایا کی حالت یہ تھی کہ اسٹیشن نام پلی سے بیگم پیٹہ تک دورویہ صف بستہ اپنے شاہ کی جدائی مین خدا حافظ وناصر کے نعرے کرتی کھڑی تھی۔ اور یہ شعر ہر ایک بشر کے ورد زبان تھا۔ ؎ بسفر رفتنت مبارکباد ۔ بسلامت روی و باز آئی۔ جب اعلیحضرت نے یہ صورت دیکھی تو خود ٹرین کے دروازہ کے پاس برآمد ہوکر سب کو ہاتھ کے اشارہ سے روانہ فرمایا۔ یہانتک کہ ٹرین اونکی نظر سے غائب ہوگئی۔

اب ہم یہانپر ہمارے کرم فرما مولوی حکیم سید بادشاہ علیصاحب ضیا معتمد نواب بہرام الدولہ بہادر کا وہ دلچسپ و دلکش توجیع بند اپنے معزز ناظرینکی دلچسپی کیلیئے ذیل مین درج کرتے ہین۔ جو مولوی صاحب

ممدوح نے اسمو تعمیر لکھا تھا۔

ترجیع بند دعائیہ

دعا ہم سب کی یہ مقبول رب ذی المعالی ہو — محب تیرے بڑھیں دشمن کہ تیرے دہر خالی ہو
ہر اک ساعت سوا طبع ہمایون کی بحالی ہو ؛ — ترا اقبالکہ جانا نافع ملکی و مالی ہو ؛ ؛ ؛

بخیر و خوبی انجام سفرائے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

تیرا جانا کٹھن ہے کیونکہ تو جان رعایا ہے — تیرے جلوہ سے پورا ہر دم ارمان رعایا ہے
مگر تسلیم فعل شاہ شایان رعایا ہے — اسی خواہش میں خیر اب حرمت ہر آن رعایا ہے

بخیر و خوبی انجام سفرائے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

بہت گو شاق ہے دم بھر کا جانا بھی ترا شاہا — تیری دعوت ہے روکب اسکا جائز ہی بھلا شاہا
مگر کلکتہ میں وقفہ نہ فرمانا ذرا شاہا ؛ ؛ — رعیت اتنے دن کرتی رہیگی یہ دعا شاہا

بخیر و خوبی انجام سفرائے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

ہر اک چشم بشر ہے آبدیدہ تیرے جانیسے — ہر اک دل ہے رعایا کا تپیدہ تیرے جانیسے
ہر اک کی روح تن سے ہے کشیدہ تیری جانیسے — دعا گو ہے یہ ہر قلب کبیدہ تیرے جانیسے

بخیر و خوبی انجام سفرائے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

کریگا کیا بھلا ہمراہ فوج اے بادشہ لیکر — چلا جا شان و شوکت سے رعایا کی دعا لیکر ؛

تیرا دشمن تصدق تیرے ہو تیری بلا لیکر — دعا گو ہے رعایا تیری یہ نام خدا لیکر

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

ملی جب سے حکومت تجھکو افضال الٰہی سے — رعایا کب رہی ایسی جدا ظل الٰہی سے

لبو پہ جان ہے اک مدت کی اس ہجر شاہی سے — دعا ہر دم یہ اب مانگینگے تیری خیر خواہی سے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہایت ناگوار اتیری اتنی سی بھی فرقت ہے — رعایا کو دل و جان سے زیادہ تیری چاہت ہے

جدائی جان کی دم بھر کے خاطر بھی قیامت ہے — دعا یہ صدق دل سے سب کی پیش رب العزت ہے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

خیال ہجر سے دلگیر سارا شہر ہے شاہا — جدا رہنا تیرا اتنے دنوں تک قہر ہے شاہا

تیرا پھر آنا ہے تریاق فرقت زہر ہے شاہا — دعا یہ دمبدم ورد زبان دہر ہے شاہا

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہ کلکتہ سے تو جبتک بہ زیب و زین آئے گا — نہ پھر جبتک یہ فضل خالق کونین آئے گا

نہ ہر دیدہ جو فرش آستانہ لعلین آئے گا — تو بے صبیونکو کب بلے اس دعا کی چین آئیگا

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

تو پھر جلد آئے یہ ہر روز حق سے التجا کرلین ہمارا فرض جو کچھ ہے ادا سے ویسے ادا کرلین
جدائی کے دنونکا کچھ تو پیدا مشغلہ کرلین ہم اپنی مسجد و نمین یہ تیری خاطر دعا کرلین
بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

مسرت زا ملاقاتین ہون تیری لارڈ کرزن سی تو یون خوش آئے کلکتہ سی بلبل جیسی گلشن سی
کوئی خار ملال اوبجھے نہ اصلا تیری دامن سے رعایا تیری کرتی ہے دعا یہ رب ذی المن سی
بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

کوئی ساعت تیری خالی نہین فکر رعایا سے تو حافظ ہے ہمارا ہر دم آفات و بلایا سے
رعایا ساری راضی ہے تیری حسن سجایا سے تو جاتا ہے دعا کرتے ہین ہم رب برایا سے
بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

سفر مین تیرا اک اک لحظہ شاہ انبیا حافظ تیرے اقبال و شوکت کا علی مرتضے حافظ
ہر ایک تکلیف و زحمت سے رعیت کی دعا حافظ مع الخیر اب سوے کلکتہ راہی ہو خدا حافظ
بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہ رنج و غم کا شایا طبع پر تیرے غبار آئے نہ بھولے سی تیرے نزدیک الم ای شہریار آئے
پھرے تو کامیاب اے شاہ ہم سب کو قرار آئے تیرے قبضہ مین موروثی تیرا ملک برار آئے
بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

الٰہی جلد شہ تشریف بااقبال و فر لائے — نہال آرزوئے ملک گیری برگ و بر لائے
برار آجائے واپس نخل نہضت یہ ثمر لائے — یہ اُمید رضا حاجت برآر خلق بر لائے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

الحاصل حیدرآباد سے اسپیشل ٹرین پارچ ہوکر اسٹیشن تانڈور (جاگیر نواب شمشیر جنگ مرحوم) پر پہنچی۔ نواب عبدالعلیخان بہادر خلف شمشیر جنگ مرحوم نے اپنی جاگیر میں اول ہی سے انتظام کر رکھا تھا۔ ٹرین کے پہنچتے ہی توپوں کی سلامی اوتاری گئی۔ اور نواب صاحب مغفرنے معہ عملہ بارگاہ خسروی میں حاضر ہوکر پیشکاہ اعلیحضرت اور ولیعہد بہادر میں نذر گزرانی۔ دس منٹ کے بعد ٹرین پھر روانہ ہوگئی۔ اور چار بجے گلبرگہ شریف داخل ہوئی۔ مولوی عبدالباقی صاحب صوبہ دار کا انتظام لایق تعریف تھا۔ پھر ۱۶ شعبان روز چہارشنبہ کو گلبرگہ سے روانگی ہوئی۔ ۱۹ شعبان روز شنبہ کو (۵) بجے ہوڑہ اسٹیشن کلکتہ پہونچی۔ اسٹیشن نہایت آراستہ و پیراستہ تھا پلیٹ فارم پر چوتھی انفنٹری کے سو جوان کا گارڈ آف آنر مع بینڈ صف بستہ تھا۔ بیرون اسٹیشن ایک اور دستہ گارڈ آف آنر کا مودب کھڑا تھا۔ اور ریلوے پولیس دو طرفہ ایستادہ تھی پلیٹ فارم پر بہت سارے معززین و عہدہ دار و عمائدین کلکتہ استقبال کو حاضر تھے اسپیشل ٹرین کے پہنچتے ہی گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ اور بینڈ نے سہارکبار اور خیر مقدم گایا۔ شام ہونیکی وجہ سے توپوں کی سلامی ادا نہوسکی بلکہ اوسکے بعد بھی دو روز تک بوجہ اسکے کہ پہلا روز اتوار کا اور دوسرا روز کرسمس ڈے تھا سلامی موقوف رہی۔ البتہ شنبہ کے روز (۲۱) توپ سلامی کی سر ہوئی۔ اون روزون نواب والیسرائے بہادر عید منانے

بلحاظ قواعد فوجی بعد غروب ہونے آفتاب کے سوائے اتواب مقررہ کے فیر ہونیکی ممانعت ہے علی ہذا روز یکشنبہ کرسمس ڈے (جو مذہب نصاریٰ میں روز عید ہے) بھی سلامی اتواب کا قاعدہ نہیں ۱۲ مولف۔

لیے بارگیر تشریف لیگئے تھے۔ اس لیے سواری مبارک کے ہمراہ سٹیشن سے محل فرودگاہ تک نواب وائسرائے بہادر کے دو ملٹن ایڈیکانگ و وائسرائے سکریٹری موجود تھے۔ ۲۰ شعبان روز یکشنبہ کو گیارہ بجے وائسرائے بہادر (منجانب وائسرائے بہادر) ایڈیکانگ حضور والا کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئے۔ اسوقت اعلیحضرت دربار عام میں برجمان تھے۔ اسد یار الدولہ بہادر ایڈیکانگ حضور پرنور دروازہ تک استقبال کر کے ان دونوں کو لائے اور پیشگاہ حضوری میں پیش کیا۔ اعلیحضرت نے شیک ہینڈ مصافحہ کے بعد ان دونوں کو بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی اور چند لحظوں کی گفتگو کے بعد عطر و پان لیکر وہ دونوں رخصت ہوگئے۔ ۲۱ شعبان روز دوشنبہ کو عام تعطیل کی وجہ سے کوئی سرکاری کام انجام نہیں پایا۔ البتہ انجمن ہائے اہل اسلام کی جانب سے اڈریس پیش ہونیکی اجازت چاہی گئی اور سرشام اعلیحضرت معہ صاحبزادہ بلند اقبال ہوا خوری کے لیے رونق افروز ہوئے۔ ۲۲ شعبان روز سہ شنبہ بارہ بجے کیپٹن وڈ (انڈر سکریٹری) دی آنریبل کیپٹن سیرنگ (ملٹری سکریٹری) کیپٹن ہاکس (ایڈیکانگ) معہ اسٹیٹ کیاریج و بارگیر ڈکے ڈیوڑھی مبارک پر پہنچے۔ اور اعلیحضرت اس ڈیپوٹیشن کے ہمراہ گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئے۔ اسوقت اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب (رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد۔ نواب سرو قار الامرا بہادر (مدار المہام سرکار عالی) نواب سر خورشید جاہ بہادر امیر کبیر۔ نواب میجر افسر الدولہ بہادر (ایڈیکانگ) نواب نعمان الدولہ بہادر (اسٹاف سرجن) مولوی احمد حسین صاحب (پریویٹ سکریٹری اعلیحضرت) نواب فصیح الملک بہادر۔ نواب اسد یار الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر۔ نواب افضل یار جنگ بہادر۔ نواب ممتاز یار جنگ بہادر۔ مسٹر برائن ایجرٹن۔ (داوستاد مرشدزادہ آفاق) حکیم مادو شیاہ علی صاحب موجود تھے سواری مبارک گورنمنٹ ہوس میں داخل ہوتے ہی (۲۱) ضرب توپ سلامی کے سر ہوئے۔ اور بارہوین بنگال انفنٹری کا گارڈ آف آنر۔ (جو گورنمنٹ ہوز کے زینہ کے مقابل کھڑا تھا۔) سلامی اوتارا۔ بیانڈ نے سریلی آوازمیں خیر مقدم گایا۔ وائسرائے بہادر کے

فارن سکرٹری اور وائیکانگ۔ اعلیحضرت کی پیشوائی کو گاڑی تک آئے اور اعلیحضرت کو بڑے دربار ہال مین لے گئے۔ نواب وائسرائے بہادر نے مقام جلوس سے لب فرش تک (جو تقریباً چالیس قدم ہوگا) استقبال کیا۔ اور شیک ہینڈ (مصافحہ) کے بعد اعلیحضرت نے صاحبزادہ صاحب کو حضور وائسرائے سے ملایا۔ بعد ازان وائسرائے بہادر اور اعلیحضرت مقام جلوس کی جانب تشریف فرما ہوے۔ وائسرائے بہادر نے اپنے جلیل القدر مہمان کو اپنے سیدھے جانب بٹھایا۔ اور بائین جانب فارن سکرٹری۔ اندر سکرٹری معہ چند عہدہ داران فارن ڈپارٹمنٹ و ہز سپہ ایڈیکانگ وائسرائے بہادر اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے۔ سیدھی جانب اعلیحضرت کے شاہزادہ ولیعہد بہادر اور سپرچل پلوٹون رجمنٹ متمکن ہوے۔ اونکے بعد دیگرے امرا و اعزہ کی نشستین تہین۔ ۱۵ منٹ تک فیمابین اعلیحضرت و وائسرائے بہادر حسب ذیل گفتگو ہوتی رہی۔

وائسرائے بہادر۔ یقیناً اس سفر مین بلحاظ درازی راہ حضور پر نور کے مزاج مبارک پر ضرور کسافت کا بار ہوا ہوگا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ۔ آپکی شوق ملاقات مین ریل کا سفر بہت آرام سے گزرا۔

وائسرائے بہادر۔ گذشتہ وائسرائے نکو جو آنجناب نے اپنا مدعو کیا تھا۔ اون حالات کے سننے سے مجھے آپکی خوش اخلاقی و میہمانداری کا پورا ثبوت ملچکا ہے۔ اور جب ہی سے مین آپکی ملاقات کا شایق ہوکر جناب کو اپنا مدعو کیا۔ پس آپ نے میری دعوت کو قبول فرماکر مجھے بیحد ممنون فرمایا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ۔ جسقدر مین آپکی ملاقات کا خواہان تھا۔ اوس سے زیادہ مسرت مجھکو آپکی ملاقات سے حاصل ہوئی۔

وائسرائے بہادر۔ مین یقین کرتا ہون جو مکانات کہ مین نے حضور کے قیام کے لیئے تجویز کیا ہے۔ یقیناً سب خواہش ہونگے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ "شکریہ کیساتھ مین کہتا ہون کہ وہ مکانات میرے بہت ہی پسند ہین مین معہ اپنے ہمراہیونکے بہ آرام ہون۔

وائسرائے بہادر "ملک دکن مین قحط کے صدمہ سے بڑا افسوس ہے۔ حضور پرنور کے ملک کے کس حصہ مین قحط کا زیادہ اثر ہے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ "مرہٹواڑی خصوصاً اورنگ آباد مین قحط سے زیادہ نقصان پہونچا ہے حتی المقدور قحط کے انتظام مین کوشش کیجاتی ہے۔

وائسرائے بہادر "حضور پرنور نے حیدرآباد مین کتنے وائسراؤنکی مہمانی کی۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ "چار وائسراؤنکی مہمانی کرنیکا مجھے نہایت مسرت سے موقع ملا۔

وائسرائے بہادر "کیا یہ چارون آپکی تخت نشینی کے بعد حیدرآباد آئے تھے۔ یا کوئی قبل از اسٹالیشن (مسند نشینی) کے بھی آئے تھے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ "فقط لارڈ رپن صاحب اسٹالیشن (مسند نشینی) کے وقت تشریف لائے۔ اور تین بعد تخت نشینی کے۔

وائسرائے بہادر "حضور کے صاحبزادے کی عمر کیا ہے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ "چودہ سال۔

وائسرائے بہادر "صاحبزادہ کی تعلیم کی نسبت کیا انتظام کیا گیا ہے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ "ہر علم کے لحاظ سے ایک اتالیق۔

اس گفتگو کے بعد وائسرائے بہادر نے فرمایا کہ شام کو شہر طونین مین حضور سے ملاقات ہوگی۔ یہ کہکر فارن سکرٹری کیطرف اشارہ کیا۔ فارن سکرٹری نے رزیڈنٹ صاحب کو کہا کہ امراؤ اشراف اعلیحضرت کو وائسرائے کی خدمت مین پیش کرین۔ چنانچہ نواب مختار الامرا بہادر اور نواب مخور رشید جاہ بہادر نے معہ دیگر ممبران

اسٹاف کے وایسرائے بہادر کو اشرفیان تقدیم پیش کین۔ پھر وایسرائے نے فارن سکرٹری کو عطر و پاندان لانیکا اشارہ کیا۔ ملازمان توشک خانہ گورنمنٹ ہوز نے ایک بڑا پاندان اور ایک گلاب پاش حاضر کیا۔ وایسرائے نے حضور پرنور کو پاندان پیش کیا۔ اور گلاب آپکے رومال پر ڈالا۔ پھر شاہزادہ بہادر کو پان و گلاب دیا۔ فارن سکرٹری نے نواب مدار المہام بہادر و نواب خورشید جاہ بہادر کو پاندان کی توضع کی۔ اور وایسرائے بہادر کے ایکسائڈ گانگ نے ممبران اسٹاف کو پاندان دیا۔ اور گلاب رومالوں پر چھڑکا۔ اسکے بعد دربار برخاست ہوا۔ وایسرائے بہادر نے لب فرش تک اعلیحضرت کی مشایعت کی۔ اور رخصت کے وقت کہا کہ کلکتہ کے مشہور مقامات و عجائب گھر و کمپنی باغ کو حضور ملاحظہ فرماکر محظوظ ہونگے۔ بعدازان اعلیحضرت رخصت ہوئے۔

ساڑھے تین بجے اعلیحضرت اپنے خاص چوکڑے مین میدان یا شرطگاہ کو تشریف لیگئے سواری بہادر کے آگے دو سوار اور اونکے بعد آٹھ سوار اسکاٹس شاہی کے۔ اور سواری کے سیدہی جانب کپتن عثمان یار جنگ بہادر (فل ڈریس پہنے ہوے) اور بائین جانب لفٹنٹ شاہ مرزا بیگ۔ اور سوار یکے پیچھے آٹھ سوار اور اونکے بعد فاصلہ سے دو سوار اونکے پیچھے مصاحبین کی گاڑیان تھین۔ اعلیحضرت کے بازو مین شہزادہ ولیعہد بہادر رونق بخش تھے۔ اور سامنے نواب افسر الدولہ بہادر مؤدب بیٹھے ہوئے تھے جب سواری بادبہاری شہر کے شاہراہونکو طے کرتی ہوئی چلی تو سبکے سب شرطگاہ کے ناظرین اس سواریکے دیکھنے مین محو ہوگئے تھے۔ اور ہر طرف سے مرحبا کی آواز گونج رہی تھی۔ الغرض شرطگاہ پر پہنچتے ہی رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد نے آپکو گراونڈ اسٹانڈ پر لے گیا۔ اور ایک خاص مقام پر جو آپکے لیئے رکھا گیا تھا آپ جلوہ افروز ہوئے۔ مصاحبین تمام ہمراہ موجود تھے۔ اسوقت وایسرائے کپ کی شرط چھوٹی۔ جسمین نو گھوڑے شامل تھے۔ چرمی نام گھوڑا بازی لیگیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت بنگلہ سے نیچے تشریف فرما ہوکر کلکتہ کلب کے خیمہ کیجانب رونق بخش ہوئے۔ یہان خیمہ مین وایسرائے بہادر

معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے چاء نوشی مین مصروف تھے۔ اعلیحضرت کی تشریف آوری کی خبر پاکر استقبال کو آئے اور خیمہ مین لائے۔ لیڈی صاحبہ سے اعلیحضرت و ولیعہد بہادر کا تعارف کرایا پھر چاء نوشی کی استدعا کی اس مابین مین گھوڑدوڑ کی نسبت کچھ گفتگو رہی۔ بعد فراغ اعلیحضرت معہ ولیعہد بہادر بنگلہ پر تشریف لے گئے جب شرطین ختم ہوئین تو سواری مبارک اوس ترک و احتشام کیساتھ مراجعت فرما ہوئی۔ رات کو گورنمنٹ ہوز مین ڈنر ہوا جسمین (۸۰) معزز مہمان مدعو تھے۔ آٹھ بجے حضور پرنور و ولیعہد بہادر معہ اسٹاف گورنمنٹ ہوز تشریف لے گئے۔ وائسرائے بہادر کے ایڈیکانگون نے گاڑی تک آگر استقبال کیا۔ اور ملاقاتی کمرہ مین پہنچایا۔ اتنے مین رزیڈنٹ بہادر نے حاضر ہوکر چند منٹ تک اعلیحضرت کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا اسکے بعد ایڈیکانگ مذکور حاضر ہوا کہ آپکو دوسرے مقام پر لے گئے۔ جہان جملہ دعوتی جمع تھے۔ تھوڑا عرصہ نہین گزرا تھا کہ لیڈی سانڈرسن صاحب کورنر بمبئی و لیڈی صاحبہ لفٹنٹ گورنر صاحب بنگال و ایڈیکانگ وائسرائے بہادر آپکو معہ ولیعہد بہادر کے ڈنر کی میز پر لے گئے۔ اس ڈنر مین حضور پرنور کے اسٹاف کے صرف نواب وقار الامرا بہادر۔ و نواب خورشید جاہ بہادر۔ و نواب افسر الدولہ بہادر شریک تھے۔ ڈنر کے اختتام پر نواب وائسرائے بہادر نے اپنی کرسی سے اٹھکر ایک دلچسپ و محبت آمیز تقریر (زبان انگریزی) بیان فرمائی اور حضور پرنور کا جام سلامتی و تندرستی نوش فرمایا۔

تقریر نواب وائسرائے بہادر

مجھے اُمید ہے کہ اعلیحضرت کلکتہ کو تشریف فرما ہونیسے ضرور مسرت حاصل ہوئی ہوگی۔ اور مجھے یقین کامل ہے کہ دیگر حاضرین جلسہ کا بھی ایسا ہی خیال ہوگا۔ جیسا کہ میرا ہے۔ یقین ہے کہ جملہ لوگ کی دلی خواہش ہے کہ حضور نظام کا کلکتہ مین قیام اونکے لیے فرحناک ہو۔ شہر حیدرآباد۔ ہندوستان کی کل ریاستونمین سب سے افضل ہے۔ اور یہ وہ شخص ہین جو بہت سے وائسرائو نکو اور نائبان

سلطنت کو خود اپنے دارالسلطنت حیدرآباد مین مدعو کرتے رہے ہین - مین پہلا وایسرائے ہون جسکو اسقدر فخر حاصل ہے کہ نظام حیدرآباد کو مدعو کیا - اور اپنا مہمان بنایا مجھے کامل اُمید ہے کہ حضور نظام کا آیندہ زمانہ سلطنت سراسر شادمانی وخوش حالی سے مملو ہوگا - اور آیندہ نسلونکے لیئے آپکا نام مثل اون لوگونکے نام کے یادگار رہیگا جنہون نے اپنی سلطنت کو نہایت خوشحال بنانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا (چیرز) اس تقریر کے ختم پر بڑے زور سے تحسین کی آوازین گونجنے لگین - اب اعلیحضرت نے اوسکے جواب مین حسب ذیل تقریر (بہ زبان انگریزی) ادا فرمائی -

تقریر اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ

لارڈ کرسلنسی - لیڈیز اینڈ جنٹلمین - جناب نے جس نہایت مہربان طریقہ سے میرا جام صحت تجویز کیا ہے مین اوسکا شکریہ ادا کرنے کھڑا ہون - آپکے پہلے خط مین جو مجھکو آپنے بھیجا تھا سچی دوستی اور دلی اخلاص کا کچھ ایسا اثر تھا کہ مجھکو آپسے حتی الامکان بالمشافہہ ملاقات کی قربت حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا ہوگیا - اسلیئے جیسے ہی کہ آپنے بذریعہ دوسرے خط کے مجھکو دعوت دی - مین فوراً اوس دعوت کو بخوشی منظور کرلیا - مجھے یہ کہنا بہت ضروری ہے کہ جو خیالات الفت آپکے خطوط نے میرے دلمین جاگزین کئے تھے - کلکتہ مین آکر اونمین پختگی پیدا ہوگئی ہے - مین خیال کرتا ہون کہ میرے موروثی خطابون مین کوئی خطاب اوس تاریخی خطاب سے بہتر نہین ہے - جسکے سبب مجھکو نہایت فخر ہے - کہ مین ملکہ معظمہ کا وفادار دوست کہلاتا ہون میری دوستی تین چیزون پر مشتمل ہے میری (دولت) میری (سپاہ) میری (خاص تلوار) مین ان سبکو ہر وقت آپکے قبض وتصرف مین دینے کو تیار ہون - جب کبھی آپ ملکہ معظمہ کی سلطنت کیلیئے مجھکو ہمیشہ (چیرز) خدا ملکہ معظمہ کو ہندوستان پر برکت وفیض جاری رکھنے کے لیئے مدتون تک قایم رکھے - (چیرز) اس پرجوش ومحبت آمیز تقریر پر حضار مجلس کمال مسرت سے اسقدر نعرہ ہاے آفرین بآواز ہاے تحسین

بلند کیے کہ کانون آواز سنائی نہین دیتا تھا۔ جب اس ایسپیچ سے فراغت حاصل ہوچکی تو نواب وایسرای بہادر نے
اپنے معزز مہمان حضور پرنور کو وہان لے چلے۔ جہان ایوننگ پارٹی مین (۷۰۰) معزز یوروپین اور
نیٹو جنٹلمین۔ اعلیحضرت کا شرف ملاقات حاصل کرنیکے لیے مدعو کیے گیے تھے۔ روشنی اور آراستگی
اور انواع واقسام کے لباس قابل دید تھے۔ ہر ملک ہر مذہب کے معزز مہمانونکا عجیب وغریب مجمع تھا
اسوقت اعلیحضرت کا لباس بالکل سادہ ومہذب سیاہ بانات کا تھا جسپر تمغہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا
آویزان۔ سر پر صندلی دستار جسمین ہیرے زرتار طرہ لگا ہوا تھا۔ جسکو جملہ حاضرین نے نہایت پسند کیا۔ رؤسا
ہند سے مہاراجہ کپورتھلہ۔ مہاراجہ دھارانی کوچ بہار۔ مہتر چترال مدعو تھے۔ الحاصل گیارہ بجے شب کے
جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے روز حضور پرنور کا مزاج کسیقدر سست رہا۔ اس لیئے سواری مبارک کہین
رونق افروز نہین ہوئی لیکن تمام دن اعلیحضرت حسب معمول امور ریاست کے کاغذات کو ملاحظہ فرماتے رہے۔
۱۴ شعبان روز پنجشنبہ کو ۱۰ بجے نواب لفٹنٹ گورنر بنگال وسر جان وڈبرن اعلیحضرت کی ملاقات کیلیے
دارالامارہ آئے۔ اعلیحضرت نے دربار والے مکان مین ان صاحبونسے ملاقات فرمائی۔ (۱۵) منٹ تک
محبت آمیز گفتگو رہی۔ اور پھول۔ پان عطر کی تواضع کی گئی۔ بعد ازان اعلیحضرت ان صاحبونکو سمیت اپنے ایڈیکانگ کے
ہمراہ لیکر ریکن کمپنی مین رونق افروز ہوئے۔ تقریباً بیس منٹ تک اس شاپ کا ملاحظہ ہوتا رہا۔ وہان سے
جانسن اینڈ ہاف فوٹوگرافر کے پاس پہونچے۔ یہان اعلیحضرت کا فوٹو سمیت صاحبان مذکور کے لیا گیا۔ (۱۵ شعبان
روز جمعہ صبح کے گیارہ بجے حسب الحکم اعلیحضرت۔ نواب مدارالمہام بہادر۔ نواب امیر کبیر بہادر۔ نواب میجر
افسرالدولہ بہادر۔ بغرض استقبال نواب وایسرائے بہادر گورنمنٹ ہند کو روانہ ہوئے۔ فارن سکرٹری اور
وایسرائے بہادر کے لیڈیکانگ نے ان صاحبونکو گاڑی تک استقبال کیا۔ اور وہان سے لاکر وایسرائے
بہادر کی خدمت مین پیش کیا۔ ایک بجے وایسرائے بہادر۔ ان صاحبونکے ہمراہ معہ اپنے اسٹاف کے
اعلیحضرت کی بازدید کے لیئے دارالامارہ تشریف لائے۔ اسوقت وایسرائے بہادر کے ہمراہ معہ لیڈیکانگ

(فارن سکرٹری) مسٹر لارنس (پریویٹ سکرٹری) مسٹر بینگ (ملٹری سکرٹری) کپتن وڈ (آنریری سکرٹری) کپتن بیکر کارڈ (ایڈیکانگ) کپتن ناکس موجود تھے۔ دارالامارہ شاہی کے دروازہ پر منجانب گورنمنٹ آف انڈیا سوار منٹو انفنٹری کے بغرض ادائے سلامی ایستادہ تھے۔ وائسرائے بہادر کے پہنچتے ہی سلامی اوتار گئی۔ (۳۱) ضرب توپ کے سر ہوئے حضور پرنور نے بالائی سیڑھیون تک وائسرائے بہادر کا استقبال فرمایا۔ اور وہانسے ہاتھ مین ہاتھ ملائے ہوئے مقام اجلاس تک تشریف لائے۔ اعلیحضرت نے اپنے معزز مہمان کو سیدہی جانب جگہ دی۔ اور وائسرائے بہادر کا اسٹاف اپنے اپنے مدارج سے کرسیون پر بائین طرف شہزادہ ولیعہد بہادر و رزیڈنٹ بہادر معہ کل اسٹاف شاہی کے متمکن ہوئے۔ اسکے بعد وائسرائے بہادر اور اعلیحضرت کے مابین بعد مزاج پرسی کے حسب ذیل مکالمہ آغاز ہوا۔

وائسرائے بہادر:۔ "کل کی گھوڑدوڑ آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

حضور پرنور:۔ "ہان مین نے دیکھا واقعی مین اچھی تھی۔

وائسرائے بہادر:۔ "ہر ہفتہ مین کبھی کبھی دخانی کشتی مین بارک پور (جو سمت سمندر ہے) بغرض تفریح مین جایا کرتا ہون۔ اگر حضور بھی سیر فرماوین تو باعث خوشنودی ہوگا۔

حضور پرنور:۔ "مین نہایت خوشی سے بوقت فرصت کسی شام کو بالضرور آپکی کشتی مین سوار ہوکر دریا کی سیر کرونگا۔

وائسرائے بہادر:۔ "منجانب اسٹاف اعلیحضرت ملاحظہ فرماکر عالیجناب کے اسٹاف کا یونیفارم ڈریس اور افسرونکی وردیان قابل تعریف ہین۔ کیا یہ ویوڑہی مبارک کے خیاطون کا تیار کیا ہوا ہی۔ یا یورپین خیاطونکا تیار کیا ہوا ہے۔

حضور پرنور:۔ "بعض نیٹو اور بعض یورپین خیاطونکا تیار کیا ہوا ہے۔

وائسرائے بہادر:۔ "حضور کا اسم مبارک نائے ظام صحیح ہے یا نظام۔

حضور پرنور:۔ "نظام صحیح ہے۔ مگر غلطی سے نائے ظام کہا کرتے ہین۔

وائسرائے بہادر:۔ حضور کو ملازمین کیا کہا کرتے ہین۔

حضور پرنور:۔ حضور یا سرکار کہا کرتے ہین۔

وائسرائے بہادر:۔ حضور نے کلکتہ کے مشہور مشہور مقامات کو ملاحظہ فرمایا ہے۔

حضور پرنور:۔ ابھی تک تو نہین مگر کل عجائب گھر اور کمپنی باغ کو جانیکا ارادہ ہے۔

اس گفتگو کے بعد اعلیحضرت نے اپنے اسٹاف کی طرف اشارہ فرمایا کہ نذرین پیش کرین۔ رزیڈنٹ بہادر نے ہر ایک نذر گزار کے نام وعہدہ کا اظہار کرکے نذر پیش کرانا شروع کیا۔ جب نواب افسر الدولہ بہادر کا نام لیا گیا تو لارڈ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا۔

وائسرائے بہادر:۔ افسر جنگ کو افسر الدولہ کیون کہا کرتے ہین۔

حضور پرنور:۔ دولائی کا خطاب مین نے دیا ہے۔

وائسرائے بہادر:۔ کون خطاب کس خطاب سے بڑھا ہوا ہے۔

حضور پرنور:۔ دولائی کا خطاب جنگی سے بڑھا ہوا ہے۔

وائسرائے بہادر:۔ جنگی کا خطاب شاید پہلے تھا۔ اب دولائی کا دیا گیا۔

حضور پرنور:۔ ہان۔

نذرونکے اختتام پر وائسرائے بہادر رخصت ہونا چاہے۔ تو اعلیحضرت نے دست مبارک سے اپنے معزز مہمان کو پھول۔ پان۔ عطر کی تواضع فرمائی۔ اور ہمراہیونکو نواب مدار المہام نے پاندان وعطر دیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے وائسرائے بہادر کے مشایعت کے لیئے کچھ دور تک ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ رخصتی شیک ہینڈ کے وقت وائسرائے بہادر نے حضور کیجانب متوجہ ہوکر فرمایا کہ جو صاحب لوگ میرے استقبال کے لیئے بھیجے گئے تھے۔ پھر اونکو گورنمنٹ ہوز تک آنیکی تکلیف نہ دیجائے۔ جسکو حضور نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد اعلیحضرت ہوا خوری کے لیئے کمال مسرت کیساتھ دریا کی

کنارے تشریف فرما ہوئے۔ ۲۶ شعبان روز شنبہ کو اعلیحضرت نے وایسرائے بہادر سے پریویٹ ملاقات فرمائی۔ اسموقعپر صرف نواب افسرالدولہ بہادر ہمراہ رکاب تھے۔ مسٹر لارنس (پریویٹ سکرٹری) ساڑھے گیارہ بجے اعلیحضرت کو وایسرائے بہادر کی آفس مین لے گئے۔ نواب افسرالدولہ بہادر اور وایسرائے بہادر کے دونون ایڈیکانگ تو ڈرائنگ روم مین ٹھہر گئے مسٹر لارنس وایسرائے بہادر اور حضور پرنور کی ملاقات کے وقت باریاب تھے۔ کل چونتیس منٹ ملاقات رہی۔ واپسی کیوقت پریویٹ سکرٹری کی خواہش پر اعلیحضرت نے اپنا تخلی فوٹو عنایت کرنیکے لیئے نواب افسرالدولہ بہادر کو حکم فرمایا۔ پھر وہانسے دو بجے سواری مبارک داخل محل شاہی ہوئی۔ اور ساڑھے چار بجے اعلیحضرت معہ اسٹاف شرٹاگاہ کو تشریف لے گئے۔ قریب شام سیر سمندر کے لیئے رونق کش ہوئے۔ اور اسی روز نواب ممتاز یار جنگ بہادر بنارس جانیکا حکم ہوا کہ مہاراجہ بہادر بنارس نے جو مہمانی کا انتظام کیا ہے۔ اوسکو دیکھکر معروضہ کرین۔

۲۷ شعبان روز یکشنبہ نوبت دن کے سواری مبارک میوزیم (عجائب خانہ) کلکتہ کے ملاحظہ کے لیئے روانہ ہوئی۔ اور وہانکے ملازمونکو پانچسو روپیہ انعام عطا کیا گیا۔ قریب ساڑھے دس بجے کے سواری مبارک روانہ جیکل گارڈن (کمپنی باغ) کو روانہ ہوئی۔ مراجعت کے وقت وہانکے ملازمونکو بھی تین ہزار روپیہ انعام سرفراز کیا۔ تین بجے مہاراجہ کوچ بہار معہ اپنے فرزند کے اعلیحضرت کی ملاقات کے لیئے تشریف لائے اسوقت اعلیحضرت دربار والے مکان مین معہ اسٹاف برآمد تھے۔ نواب افسرالدولہ بہادر نے استقبال کرکے مہاراجہ ممدوح کو بارگاہ اقدس مین حاضر کیا۔ ۵ منٹ تک باریابی رہی۔ رخصت کیوقت عطر پھول پان کی توانع کیگئی۔ ساڑھے تین بجے ایک ڈیپوٹیشن (جسمین چار ممبر اور سکرٹری مسٹر عبدالرحمن بیرسٹرایٹ لا تھے) حاضر ہوا۔ اور سکرٹری کو نواب افسرالدولہ بہادر کے ذریعہ اعلیحضرت کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا سکرٹری نے ہر ایک ممبر کو یکے بعد دیگرے اعلیحضرت کے حضور مین پیش کیا۔ اور سکرٹری نے مسلمانونکی جانب سے یہ عرض کیا کہ اعلیحضرت کی کلکتہ مین رونق افروزی سے اس ملک کے

تمام مسلمانونکو ایک دلی خوشی حاصل ہوئی اور سب مسلمان اس ملک کے اعلیحضرت کی ازدیاد عمر کی دعا کرتے ہین۔ اعلیحضرت نے سکرٹری سے فرمایا کہ وہ اعلیحضرت کی طرف سے ممبران سوسائٹی کو کہے کہ "حضور پرنور کو اونکے دیکھنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ اور حضور پرنور امید کرتے ہین کہ اونکی سوسائٹی جس بنیاد پر قایم کی گئی ہے اوسمین اونکو پوری پوری کامیابی حاصل ہوگی"

اسکے بعد دوسرا ڈیپوٹیشن بارگاہ خداوندی مین پیش ہوا۔ جسکے سکرٹری نواب امیر حسن خان بہادر تھے۔ سکرٹری کو نواب افسر الدولہ بہادر نے پیش کیا۔ اور سکرٹری نے ہر ایک ممبر کو نام بنام ملاحظہ مین لایا۔ اور نواب حیات محمد خان صاحب سی۔ آئی۔ ای نے ایک مختصر مضمون اعلیحضرت کے خیر مقدم مین بیان کیا اعلیحضرت نے اوسکے جواب مین اظہار مسرت فرمایا۔ بعد ازان ساڑھے چار بجے علیگڈھ کالج کے ٹرسٹیون کے طرف سے ڈیپوٹیشن پیش ہوا۔ نواب افسر الدولہ بہادر نے نواب محسن الملک بہادر سکرٹری کالج کو خدمت ملازمان خداوندی مین پیش کیا۔ پھر سکرٹری صاحب نے ہر ایک ممبر کو نام نام سے یکے بعد دیگرے روبرو لایا۔ اسکے بعد نواب محسن الملک بہادر نے ایک مختصر مضمون کالج کے متعلق عرض کیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ "علیگڈھ کالج کا باغ خاص اعلیحضرت کا لگایا ہوا ہے۔ اور وہ اس امر کو نہایت خوشی سے عرض کرتے ہین کہ حضور پرنور کا لگایا ہوا باغ سرسبز اور شاداب ہے۔ اور اوسکی آیندہ کی تروتازگی کے لیئے کالج کے ٹرسٹی ہر طرح کوشش کرتے ہین" الحاصل ان امور سے فارغ ہوکر اعلیحضرت معہ مصاحبین کے دریا کی سیر کو روانہ ہوے۔ مرس روکمپنی کی ایک دخانی کشتی مین دریاے ہوگلی کی سیر فرمائی۔ اور پانسو روپیہ مالک کشتی کو عطا کیا۔ ۸ شعبان روز دوشنبہ ۸ بجے صبح کے گھوڑے ملاحظہ فرمانے ہارٹ کمپنی کے طویلہ مین معہ مصاحبین کے رونق افروز ہوے۔ کوک کمپنی کے طویلہ مین تین گھوڑے خرید فرمائے۔ اور وہانسے مہاراجہ کوچ بہار کی مازدید کو علی پور تشریف لیگئے۔ مہارانی اگرچہ ہندوستانی کی بیٹی ہین۔ مگر انگریزی نہایت شستہ بولتی ہین۔ چونکہ وہ مہاراجہ کوچ بہار

چند بار ولایت گئی تہین - لہذا اونکی طرز گفتگو اور اخلاق بالکل انگلش لیڈیونکی طرح ہین - دو بجے کے قریب پھر میوزیم کو گئے - وہان سے جانسن اینڈ ہاف مین کے تصویرخانہ مین جلوہ افروز ہوئے - اور گھوڑا گاڑی سوار دو تین قسم کے فوٹو کھچوائے پانچ بجے وائسرائے بہادر کی کشتی مین معہ مصاحبین سوار ہوکر کئی تک دریائے ہوگلی کی سیر فرمائی - اور کشتی کے کپتان کو پانچسو روپیہ انعام مرحمت کیا - اوس روز دس بجے رات کے اعلیحضرت اسپیشل ٹرین مین سوار ہوکر راہی بنارس ہوے - شہر بھر مین شہرت ہوگئی تھی کہ آج شبکو حضور پرنور کی سواری بادبہاری روانہ ہوتی ہے - باشندگان کلکتہ شام ہی سے راستونپر جمع ہونا شروع ہوے بمجلسرائے اسٹیشن ہوڑہ تک دو رویہ اسقدر لوگ جمع تھے کہ شمار سے باہر - ہرچند پولیس کا بیحد انتظام تھا - مگر اون لوگونکے شوق کے روبرو سب بیکار تھا - ۹ بجے شب کو اعلیحضرت معہ شاہزادہ والاتبار واسٹاف سوار ہوکر اسٹیشن کی طرف روانہ ہوے - راستہ پر لوگونکی کثرت ہونے سے گاڑی مبارک بالکل آہستہ چلانیکے لیے حکم ہوا - اوسوقت عجیب سماں تھا - مسلمانونکے حسرت بھرے دلون سے بیساختہ دعائین اور خدا حافظ و ناصر کے نعرے - امام ضامن کے سپرد کرنیکا زور و شور تھا جس سے ہماری ہر دلعزیز رعایا پرور عدل گستر کی سردلعزیزی کا پورا پورا ثبوت ہویدا تھا - اور بلحاظ ہجوم مردم و کثرت خلایق سواری بادبہاری آہستہ آہستہ قریب دس بجے کے اسٹیشن پر رونق افروز ہوئی - اسپیشل ٹرین تیار تھی حضور پرنور و شہزادہ والا تبار معہ اسٹاف زینت بخش ٹرین ہوے - تقریباً ۱۱ بجے ٹرین مارچ ہوی ۱۹ شعبان روز سہ شنبہ (چونکہ مہاراجہ بنارس نے بنارس مین آنیکی استدعا کی تھی) ۹ بجے شب کے ٹرین بنارس پہونچی - اعلیحضرت گاڑی ہی مین استراحت فرمائے غرہ رمضان روز چارشنبہ صبح مین مہاراجہ بنارس معہ اسٹاف و پولیٹکل ایجنٹ کی بغرض استقبال حضور پرنور حاضر اسٹیشن ہوے - اعلیحضرت برآمد ہوئی مہاراجہ صاحب نے پیشقدمی کرکے دست بوسی کا شرف حاصل کیا - حضور پرنور و شہزادہ والا تبار ایک گاڑی مین رونق افروز ہوے - سواری مبارک محل معینہ پر جلوہ افروز ہوئی - بہت دیر تک راجہ صاحب

اعلیحضرت کی خدمت مین حاضر رہے۔ اور خیر مقدم کا شکریہ ادا فرما کر روانہ ہوئے۔ پانچ بجے بازدید کے لیئے حضور پرنور رام نگر مین (جہان راجہ صاحب کا مسکن ہے) تشریف فرما ہوئے۔ سواری مبارک کے داخل ہوتے ہی راجہ صاحب معہ اپنے فرزند و اسٹاف کے گاڑی تک استقبال کر کے لیچلے اور مسند شاہی پر بٹھلائے۔ تقریباً نصف گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ آٹھ بجے کے قریب رخصت ہو کر کیمپ کو واپس آئے۔ دس بجے بغرض روانگی اسٹیشن پر فائز ہوئے۔ سواری کی رونق افروزی کیوقت جو ہجوم باشندگان بنارس کا تھا۔ علی ہذا واپسی کے وقت پر بھی نہایت اژدہام تھا۔ اسموقعہ میر احمد صاحب مینائی نے ایک مسدس مدحیہ اعلیحضرت کی خدمت مین پیش کیا جسکا ایک بند ہدیۂ ناظرین ہے۔

یہ سخن وہ ہے ہو ہے روح سخن جان سخن — مدح سلطان کی ہے کیون ہو سلطان سخن
شان دربار یہ کہتی ہے بڑھے شان سخن — ہان سخنور یہی گو ہے یہی میدان سخن

ہون سب اشعار رسیلے کہ نبارس یہ ہے
شش جہت مین ہو یہ شہرہ کہ مسدس یہ ہے

۳۰ رمضان روز شنبہ کو ٹرین اسٹیشن ڈون سے روانہ ہو کر قریب دو بجے کے کلالی اسٹیشن پر پہونچی (وہان ٹرین کو توقف کرنا پڑا۔ کیونکہ ابھی جانیوالی میل ٹرین (جو رایچور سے نکلی تھی) ابھی نہین آئی تھی۔ عموماً اسٹیشن پر متعدد لین ہوا کرتے ہین۔ تاکہ ایک گاڑی لین پر کھڑی رہے تو دوسری آنیوالی گاڑی لین پر سے گزر جائے۔ اور ایسا ہی اعلیحضرت کی اسپیشل ٹرین ایک علیحدہ لین پر کھڑی ہوئی تھی اور میل ٹرین جو بمبئی جانیوالی تھی۔ اوسکی گذر کے لیئے علیحدہ لین مقرر کی گئی تھی۔ اور اسکی اطلاع آنیوالی میل ٹرین کے گارڈ کو بھی دیدیگئی تھی۔ چنانچہ اوسکے انجن چلانے والے نے حسب الحکم گارڈ کی ٹرین کو سیدہی لے آنے لگا۔ حتے کہ کلالی اسٹیشن تک وہی پوری رفتار سے انجن چلا رہا تھا۔ اسوجہہ سے کہ اسٹیشن مذکور پر میل ٹرین نہین رکا کرتی تھی۔ سیدہی چلی جایا کرتی تھی۔ اوسی تیز رفتاری

آنے لگا پائنٹ میان (اوس شخص کو کہتے ہین جو ایک لین کی گاڑی دوسری لین پر کرنیکا کام کیا کرتا ہی) سے اور اسٹیشن ماسٹر سے شاید کچھ نا اتفاقی تھی۔ عمداً اوسنے آنیوالی ڈاک گاڑی کو اوسی لین پر لے لیا جس لین پر حضور پرنور کا اسپیشل ٹرین کھڑا تھا۔ مگر فضل خدا شامل حال تھا۔ اور مسلمانونکی دعا کا اثر اور حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ کی مدد سے تصادم ہونے نہ پایا۔ اگر لوگون نے آنیوالی ٹرین کو حضور پرنور کی ٹرین کے مقابل دیکھکر ایک ہنگامہ برپا کردیا تھا۔ اور بہت سارے جوانمرد ریل سے کود پڑے مگر ہمارا تسم دل بادشاہ معہ صاحبزادہ کے والاتبار اون لوگونکے حرکات دیکھکر بھی اپنی جگہ سے جنبش تک نہین فرمایا۔ موجودہ لوگونکے شور وغل اور اسٹیشن ماسٹر کے ہاتھونکے اشارہ پر آنیوالی ٹرین کے ہانکنے والے نے بڑی اوستادی سے بمشکل تمام دس قدم کے فاصلہ پر اپنی گاڑی کو روک لیکر دوسری لین پر واپس لے گیا۔ (خدایا تو اس شاہ وشاہزادہ کی صدوسی سال کی عمر بخش اور ہمیشہ اپنے حفظوامان مین رکھ۔ آمین ثم آمین۔) فوراً اسٹیشن ماسٹر۔ اور پائنٹ مین کو پولیس نے اپنی حراست مین لے لیا۔ اور بعد تحقیقات اسٹیشن ماسٹر کو چھ ماہ کی سزا اور پائنٹ مین کو تین سال قید سخت کی سزا ملی۔ انجن ہانکنے والے کو اس اوستادانہ کارروائی پر حضور پرنور نے بہت کچھ انعام سے سرفراز فرمایا۔ الحاصل اسکے بعد اعلیحضرت کی ٹرین اسٹیشن گلبرگہ شریف پر پہونچی اور نہم روز تک اعلیحضرت کا گلبرگہ شریف مین قیام رہا اور حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مبارک کی زیارت اعلیحضرت نے فرمائی۔ تقریباً (۴۰) پلے بریانی و مزعفر پخت کراکر تمام غربا و مساکینونکو کھلادیا گیا۔ ۲۸ رمضان روز سہ شنبہ کو اعلیحضرت نے حکم صادر فرمایا کہ عہدہ دار و وکلاء و رعایائے گلبرگہ شریف اڈریس پیش کرین۔ چنانچہ صوبہ دار صاحب نے اسکا انتظام اوسیوقت شروع کردیا۔ اور اڈریس ہال بھی بہت کچھ آراستہ کیا گیا۔ چار بجے جملہ عہدہ دار و رعایا فراہم ہوکر تین گاڑی نسروی مین اڈریس گذرانا۔ اب ہم یہان اوس اڈریس کی نقل بلحاظ طوالت درج کرنا مناسب نہین سمجھتے ہین۔ البتہ اوسکے جواب مین اعلیحضرت نے جو ارشاد فرمائی تھی وہ بلحاظ کلام الملک وملک الکلام کے بعینہٖ درج کیجاتی ہے۔

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ بجواب اڈریس

رعایا و عہدہ داران گلبرگہ شریف

اے میرے کارگزار عہدہ داران گلبرگہ شریف! مین نے تمہارا صداقت شعار اڈریس بہت دلچسپی کیساتھ سنا جن ترقیونکا تمنے ذکر کیا ہے۔ مین نے اونکے نمایان آثار جو طرف یہانکے دیکھ کے بہت خوش ہوا اور خدائیتعالیٰ کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون کہ اوسنے اپنے فضل و کرم سے میرے عہد حکومت مین میری ریاست کے اس حصۂ رعایا کو اسقدر خوشحال فرمایا۔ اور اس خوشحالی کے ذرائع تم جیسے عہدہ داران ریاست کی گرانمایہ مجھے تمسے قوی امید ہے کہ تم اس ترقی کو اپنی آیندہ کوششونکی مقدمتہ الجیش سمجھوگے۔ اور جہانتک ہو سکے رعایا کی صلاح و فلاح کے کامونمین اور زیادہ ترقی کرنے اور کرانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرو۔

اے مہاجنان و باشندگان صوبۂ گلبرگہ شریف! مین تمہارے اڈریس کو بہت خوشی کیساتھ لیتا ہون۔ اور تمہارے حسن عقیدت کی بڑی قدر کرتا ہون۔ مجھے اسکے سماعت سے بہت اطمینان ہوا کہ تم میری گورنمنٹ کی قوانین و انتظام کو بہت سود مند سمجھتے ہو۔ اور اس امن و آسایش سے اپنی اوقات بسر کرتے ہو۔

اے میرے ہونہار طلبا گلبرگہ شریف! مجھے تمہارے اڈریس کے سننے سے بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی جیساکہ تمنے بیان کیا ہے۔ مجھے تمسے ایک خاص دلچسپی ہے۔ کیونکہ تمہاری اس عمر مین عمدہ تعلیم ہونے سے آیندہ کے لیے میری ریاست کے بہبودی کی مجھے بہت بڑی امید ہے۔

اے میری عزیز رعایا! اور وفادار عہدہ دارا! اس سال بارش کی کمی کے آثار ادہر اودہر راستہ مین دیکھکر مجھے بہت افسوس ہوا کہ غریب رعایا کو گرانی غلہ کی وجہہ سے غالباً تکلیف ہوگی۔ مگر مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین اور میری گورنمنٹ اس بات سے بے خبر نہین ہے۔ اپنی روانگی کے قبل مین نے غریب رعایا کو کام ملنے اور اونکے کام سے بالآخر ریاست کو عام نفع حاصل ہونیکی غرض سے ذرایع آبپاشی کی تعمیر اور

مرمت چوطرف شروع ہونیکی اجازت دیدی ہے۔ اور خاص خاص مقاموین متفرق شرکین وغیرہ بنانیکی تجاویز بھی منظور کیئے ہین۔ قلیل تنخواہ والے ملازمین کو بھی اضافہ حتی الامکان بطور امداد کے دیا جاتا ہے۔ محفوظ جنگلوین اور میرے خاص شکارگاہونین بھی زراعت کرنے اور مویشی چرانیکی اجازت بھی حتی الوسع دی گئی ہے۔ اور تمام ایسے امدادی کامونکی عام نگرانی کے لیئے مسٹر ڈنلاپ جیسے تجربہ کار عہدہ دار متعین کیئے گئے ہین۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ حیدرآباد واپس جانیکے بعد میری توجہ اس خاص کام کی طرف پورے طور سے مایل رہیگی۔ بہرحال مجھے قوی امید ہے کہ انسان سے جسقدر بدہنگامی کے تکالیف رفع ہوسکتے ہین اونکے رفع کرنیمین اور جسقدر عام آسایش کے ذرایع مہیا کیئے جاسکتے ہین اونکے بہم پہونچانے مین بعونہ تعالیٰ شانہ مجھسے اور میرے عہدہ دارونسے کوئی کوتاہی ہرگز نہوگی۔ ہم اپنی کوششونمین سرگرم رہین گے۔ اور ان کوششونمین کامیاب ہونیکے لیئے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے امیدوار ہین۔ اور اوس کے بزرگان دین سے مدد چاہتے ہین مجھے یقین کامل ہے۔ کہ ہماری کوشش کبھی بیکار نہوگی۔ کیونکہ تمہارے اس متبرک شہرمین ایسے بڑے ولی اللہ کا مزار مقدس ہے جنکی زندہ دلی ایک عالم مین مشہور ہے۔ اور جنکی تایید غیبی کا ہرایک والی امیدوار رہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ کبھی اپنے معتقدین کی خواہش برلانے اور اونکی دعاے دلی کو بارگاہ ایزدی مین مقبول کرانے سے باز نہ رہین گے جیسا کہ میرا مطلع ہے

فیض گستر ہے خواجہ بندہ نواز ؛؛

بندہ پرور ہے خواجہ بندہ نواز ؛؛

اسکے بعد ۲۵ رمضان ۱۳۲۷ھ روز چارشنبہ کو نہایت چار بجے اعلیحضرت کی ٹرین رونق افروز اسٹیشن نام پلی واقع بلدہ حیدرآباد دکن رشک چمن ہوئی۔ فوراً سلامی کی توپین سر ہوئین۔ اور سارے شہرمین ہل چل پڑگئی۔ ہر طرف سے جوق جوق لوگ جوش مسرت سے دوڑ رہے تھے۔ تمام امرا جملہ معتدین وافسران دفاتر وغیرہ اسٹیشن پر حاضر تھے۔ پلیٹ فارم پر نہایت تزک واحتشام کیساتھ اعلیحضرت کے لیئے اجلاس مہیا تھا

چنانچہ اعلیحضرت رونق بخش ہوتے ہی رعایا کا اڈریس پڑہا گیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔
اور اعلیحضرت کی اسپیچ جو اڈریس مذکور کے جواب مین کمال مسرت کیساتھ ارشاد ہوئی درج ذیل ہے۔

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ بجواب اڈریس رعایائے حیدرآباد دکن بمقام ریلوی اسٹیشن نام پلی

میری عزیز رعایا! اور وفادار دوستو امیرے سفر سے خیر و خوبی کیساتھ واپس آنیکی نسبت تمکو خوشیان مناتے ہوئے دیکھکر میرے دل سے بے تحاشا یہی دعا نکلتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمکو اسیطرح ہمیشہ خوش دیکھنے کی خوشی مجھے عطا کرتا رہے۔ اسموقعپر شاید تمکو اسبات کے سننے سے بھی خوشی ہوگی۔ کہ نواب وایسرائے بہادر نے خاص طور سے اور باشندگان کلکتہ نے عام طور سے میری خاطر و مدارات اور میری آسایش و سیر کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکہا۔ اور مین اس سیر و سیاحت سے بہت مسرور و محظوظ ہوا۔ میرے سفر کلکتہ کے متعلق تمہارے ابتدائی اضطراب و اندیشہ نے مجھپر بخوبی ظاہر کیا کہ تمکو میرے ساتھ کیسی کمال درجہ کی محبت و عقیدت ہے۔ کیونکہ یہ محبت کا خاصہ ہے۔ کہ اپنے محبوب کی نسبت ذری ذری بات بھی بہت بڑی سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ تمہارا اضطراب و اندیشہ تمہاری صداقت و وفاشعاری کیوجہ سے مجھے بخوبی جتاتا تھا۔ باز ہم اندیشہ تمہارا کوئی صحیح نہ تھا۔ اسکو دفع کرنیکے لیئے مین نے باغ عامہ مین اپنے سفر کا ذکر چھیڑکر تمکو اطمینان دلایا تھا۔ کہ یہ محض دعوت و مدارات۔ مروت و اخلاق کی بات تھی۔ اب تمہارے اڈریس سے واضح ہے کہ تمنے ٹھیک طور سے معلوم کرلیا ہے۔ کہ میرے سفر کا مآل کیا تھا۔ میری بڑی خواہش تھی کہ مین بطور خود سلطنت برطانیہ کیساتھ اپنی تاریخی وفاداری کا اظہار نہ صرف عملاً کرون۔ بلکہ علانیہ تقریراً بھی ایسے مقام و موقعپر کرون کہ اوسکی شہرت دور دور تک ہونیکی وجہ سے میری دوست گورنمنٹ کی

تائید جو طرف ہوتی رہے - عالیجناب ملکۂ معظمہ سلمہا اللہ تعالیٰ کیساتھ میرا مورونی اتحاد جو ہمیشہ رہا - (اور انشاءاللہ تعالیٰ آیندہ بھی روز افزون رہیگا -) اوسکا اقتضا یہی تھا جبکہ برطانیہ کو افریقہ مین اپنی رعایا کی حفاظت کیلئے شر و فساد مٹانا ضرور ہے - ایسے موقع مین جسقدر ہوسکے مین اپنے اقوال و افعال سے سلطنت برطانیہ کو پوری کمک دینے پر آمادگی و مستعدی علانیہ ظاہر کرون - سچا دوست وہی ہے جو وقت پر کام آوے - مین بہت خوش ہوا کہ تم بھی اسکو اچھے طور سے پاگئے ہو اور اپنے اڈریس مین میری اسپیچ کلکتہ کا ذکر کرکے تم نے نہایت صداقت شعاری کیساتھ بیان کیا ہے کہ جس امداد کا مین نے وعدہ کیا تھا - اسمین تم اپنا حصہ لینے کے لیئے بالکل تیار و آمادہ ہو مجھے تمسے یہی امید تھی - (اور ہے) کہ تم میرے ساتھ ہر امر مین شریک رہوگے - میرے مقصد کو اپنا مقصد سمجھوگے - اور میری خوشی کو اپنی خوشی - مین تمہاری اس بات کی بڑی قدر کرتا ہون - اور تمکو یقین دلاتا ہون کہ جیسے وفادارانہ خیالات تم میری نسبت رکھتے ہو ویسے ہی محبتانہ خیالات مجھے تمہاری نسبت ہین - اور ہمیشہ رہینگے - تمہاری آسایش و عام بہبودی اور ہر حال مین تمہاری خوشی مجھے بدل منظور رہیگی - **قطعہ**

اے میرے خیرخواہ رعایائے ہر جان نثار
مجھکو ہوا تمہین بھی مبارک ہو یہ سفر

مین خوش ہوا اور ایک زمانیکو ہے خوشی
دعوت جو والیسرائے نے کی میری خوب تر

مین کیا کہون کہ کیسی مدارات میری کی
اعزاز و آبرو کا کیا پاس کسقدر

دعوت مین رات کے تھے ہزارون ہی خاص لوگ
ہر سال سے زیادہ یہ جلسہ تھا روپ پر

جو لطف والیسرائے سے ملکر مجھے ہوا
اوس کیفیت کے لکھنے کو زیبا ہے حرف زر

مجھکو رہین گی یاد یہ مہمان نوازیان
کب ایسا میزبان ہو فراموش عمر بھر

جا جا کے سیرگاہونکی مین نے جو سیر کی
میرے گمان سے لطف ملا مجھکو بیشتر

بنگال و بمبئی کے گورنر بھی تھے وہان
اونسے ملا وہ دونون ہین خوش خلق و نامور

جیسا ہون دوست دولت برطانیہ کا مین — میری زبان سے میرے قلم سے ہے مشتہر
کلکتہ والیسرائے کے دم سے ہی فیضیاب — رونق پذیر شہر ہے آباد گھر کے گھر ہوئے
ہوتی ہے قدر کان جواہر سے کوہ کی — کچھ قدر بحر کی نہین جس مین نہون گہر ہوئے
چھپتی نہین کسی کی محبت کسی کے ساتھ — ہر ایک کے ہے دیدۂ و دل پر مجھے نظر
ہوتی ہے ایک کی بھی دعا دل سے مستجاب — لاکھون دعائین جب ہون تو کیونکر نہو اثر
بعد خزان بہار کا آنا ضرور ہے — میری مراجعت سے نہ کیون خوش ہو ہر بشر
آصف کی یہ دعا ہے رعیت میری رہے — خوشحال و خوش قماش و خوش اطوار و خوش سیر

حاصل ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ کی تاریخ بھی حیدرآباد کے لیئے ایک یادگار و مسرت خیز تھی اور یہ دن رعایائے دکن کے لیئے روز عید تھا۔ رعایائے دکن کا جوش و خروش شہر مین چہل پہل۔ روشنی کا جابجا اہتمام قابل دید تھا۔ علاوہ سرکاری انتظام و اہتمام و خوش وضع کمانونکے جان نثاران دولت کے بنگلون کی سجاوٹ اور روشنی کے پرتکلف تیاریان کیا امیر کیا غریب کا اپنے مکانون کی آراستگی مین بجان و دل مصروف رہنا بخوبی تبلا رہا تھا کہ رعایائے دکن اپنے بادشاہ عالم پناہ کی شیدائی اور فدائی ہے حضور پرنور دسرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ بھی کمال درجہ کے رعایا پرور اور عدل گستر بادشاہ ہین کہ جسکا ہمعصر آج برتش انڈیا مین کوئی والی ریاست نہین ہے۔ بہرحال اس مبارک موقعہ جو تیاریان کیگئی تہین اونکا حال اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم دفتر ہوجائے۔ اور ہمارا اصلی مطلب ناتمام رہجائے۔ اب ہم اس مقام پر ہمارے خاص کر مفرما مولوی حاجی محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری کے اوس دلچسپ مسمط مربع کو (جو رسالہ جلوہ محبوب مین شایع ہوا تھا) درج کرکے اس جلسہ کے واقعات کو ختم کرتے ہین۔ واضح رہے کہ ان اشعار مین اوس موقع کے انتظام و اہتمام کا پورا پورا سامان ہمارے کرمفرما نے موزون کیا ہے۔ **وہو ہذا**

آج ہر شخص کے دل مین ہے طرب بکس فگن — قہقہہ بجکے نکلتا ہے زبانون سے مگن
خواب مین بھی نظر آتے نہین اندوہ و محن — کہین نغمہ کی صدا ہے کہین صوت ارگن
گل عشرت سے رعایا کے بھرے ہین دامن — شہر گلہا ہے مسرت سے بنا ہے گلشن

حیدرآباد مین پھر آتے ہین سلطان زمن

جمع ارکان ریاست کے ہین اسٹیشن پر — ریل کی راہ پہ دوڑی ہوئی ہے سب کی نظر
کہتے ہین ختم ہوا خیر سے طوفان کا سفر — اب کوئی دم مین پہنچتے ہین حضور انور
فعل ناریسون سے بچے ریل کے ہین سب افسر — سیٹیان دور سے دیتی ہین خبر ہر ہر

اب قریب آتی ہے نزدیک رہا اسٹیشن

ملک کے مالک و مختار حضور آتے ہین — غل ہے لوگون مین کہ ہشیار حضور آتے ہین
شاہ پھرتے ہین نکھوار حضور آتے ہین — لب سہلاتے ہین تکمہ مار حضور آتے ہین
ریل والونکی ہے گفتار حضور آتے ہین — گارڈ کہتا ہے خبردار حضور آتے ہین

کس قدر تیز چلاتا ہے ڈرایور انجن

شاہ کے چہرہ پرنور کو مین ماہ کہون — دنگ قیصر ہو جو حال حشم و جاہ کہون
بجھکو اے پیک صباحت کا ہوا خواہ کہون — منحرف شاہ سے جو ہو اوسے گمراہ کہون
کچھ کہے کوئی مگر مین یہی واللہ کہون — نامناسب نہین گر شاہ کو نوشاہ کہون

شکل دلہن کی ہے آراستہ ہو کر جنکشن

سرخ مانات کا ہے فرش بچھا کیا نایاب — جھالرین مین کہین لٹکے ہوئے ہوتونکا جواب
روشنی کا بھی ہے موجود بکثرت اسباب — زر خالص کی ہے ولیکم کے ہر اک حرف مین آب
نصب تصویر ہے سلطان کی بصد آب و تاب — کونڈے اشجار کے رکھے ہین نہایت شاداب

چشم نظارہ گیان پاتی ہے لطف گلشن ؛

شہ کے دیدار کو ہے راستون مین بھیڑ بڑی — کوتوالی ہے ہٹاتی لیئے ہاتھون مین چھڑی
نہین ہٹتے ہین گھنسے آتے ہین سنتے ہین کڑی — وقت آمد کیلئے دیکھتے ہین جیب گھڑی
خوشنما فوج کے سردارونمین ہلچل ہے پڑی — پیدلون اور سوارونکی قطارین ہین کھڑی

جابجا فوج کی سڑکونپہ بندہی ہے سکھشن

کہین اسوار زرہ پوش چلے آتے ہین — سب کے باہم ہین سر و دوش چلے آتے ہین
باگین تانے ہوئے باہوش چلے آتے ہین — تیرے رسکے پس آغوش چلے آتے ہین
گھوڑونکے دل مین ہے اک جوش چلے آتے ہین — ہنہناتے نہین خاموش چلے آتے ہین

سبزۂ چرخ بھی ناظر ہے جھکائے گردن

لشکر گوشہ محل کا ہے کسی جا دنگل ؛ — کہین گلگنڈے کی فوجونکے ہین چھائے بادل
میرم کی بھی ہے پلٹن لیئے ہاتھونمین رفل — حبشیونکے ہین رسالہ کے جوان سب کڑیل
توپخانہ سے پڑی گاؤزمین مین ہلچل ؛ — سب کی سب فوج یہ کرتی ہے قواعد پہ عمل ؛

تال پر بیانڈ کے رکھتی ہے قدم ہر پلٹن

سین جنکشن کا تھا یہ آؤ چلین شہر کو ہم — خوش نظر ایک نظر دیکھین وہان کا عالم
وہ کمانین نئی فیشن کی وہ اونکا خم خم — خوشنما جنکا ہے خم صورت ابروئے صنم
موٹے حرفونمین کسی جا پہ لکھا ہے ویلکم — تہنیت کے کہین اشعار ہین برجستہ رقم

جھاڑ لٹکے ہین کہین شب کو جو ہونگے روشن

کہین ہوتی ہے سفیدی کہین استرکاری — رنگسازی کا کہین کام ہوا ہے جاری
روشنی کے لیئے ہوتی ہے کہین تیاری — شیشیان تارونمین آویزان ہین پیاری پیاری

خوب آراستہ ہین آگنہ سے کاری ہے ۔۔۔ اسقدر ساز طرب ہین ہے مسرت ساری

ٹوٹے جاتے ہین ستارونکے طرب سے بندہن

پھر گئی ہے جو سفیدی تو چمکتے ہین مکان ۔۔۔ ریل سے شہر تلک ہمارے ہین آویزان

حسن کیسا قصبے آراستہ ہر اک دکان ہے ۔۔۔ کاغذین باغ سے ہر کہین ہوئی ہین گل افشان

پل سے نزدیک بنائی ہے چکدار کمان ۔۔۔ قابل دید ہے والا نئے پل کا سامان

اور دروازۂ پل پر ہے نرالا جوبن ہے

دونون جانب جو درختونکے دہرے ہین کوٹے ۔۔۔ بعضون مین مختلف الوانون کے ہین عمارتے

بعضونمین پھول لگے اور ہین خوش رنگ لگے ۔۔۔ جنکی خوشبوسے معطر ہوئے ہین سب رستے

جھنڈیان نصب کسی جا ہین کسی جا بوٹے ۔۔۔ آہنی تارونکے ہین جھاڑ بھی اس کثرت سے

رات ہوجائے گی تنویر سے روز روشن

جھنڈیان نصب ہین دو رویہ کی یکجا ہے ۔۔۔ کسی جانب سے ہوا آتی ہے ہوا کا جھونکا

اہل نظارہ مین ہوتا ہے یہ باہم چرچا ہے ۔۔۔ کلمہ ان ملتے ہین جھک جھک کے گلے سے گویا

دونون پہلو مین ہے دروازے نوبت خانا ۔۔۔ دو تلک جس سے پہنچتی ہے مسرت کی صدا

نکے نقارونکی آواز کو ہین مست سہن

شہر کا شہر ہے صہبائے طرب سے سرشار ۔۔۔ ایک عالم ہے خوشی کے ہین عجب نیرنگ زار

خوبی وحسن و لطافت سے بھرے ہین بازار ۔۔۔ خوب چھڑکاؤ ہے کہ کون یہ نہین گرد و غبار

جابجا لگتے ہین کپڑے پہ دعا کے اشعار ۔۔۔ خیرہ کرتی ہے نگاہون کو کمانون کی بہار

جنبشین جھنڈیونکی کھینچ رہی ہین دامن

ریل گھر کا قدم شہ نے بڑھایا رعنا ہے ۔۔۔ شاہ کے آنیسے یہ شہر ہوا ہے ممتاز

کوئی کرتا ہے نیاز مین کوئی پڑھتا ہے نماز — کوئی کہتا ہے خدا سے یہ بصد عجز و نیاز
میر محبوب علی شاہ کی ہو عمر دراز — یہ وہ باجون کے سلامی کی ہے آئی آواز

کوہ نوبت پہ وہ چلنے لگین توپین دن رات

کوئی اس وقت رعایا کی مسرت دیکھو — تازگی جسم کی چہرہ کی بشاشت دیکھو
لب پہ جاری ہے دعا جوش محبت دیکھو — جان و دل سے ہین فدا شہ پہ اطاعت دیکھو
رونقین چھاگئی ہین شہر کی حالت دیکھو — چپکا اٹھے در و دیوار کی صورت دیکھو

آج ہے سب کی طبیعت مین طرب کا مسکن

کوئی کہتا ہے حضور آئے رعایا ہوئی شاد — کوئی کہتا ہے حضور آئے ملی دل کی مراد
کوئی کہتا ہے حضور آئے مسرت ہے زیاد — کوئی کہتا ہے حضور آئے ہوا غم برباد
کوئی کہتا ہے حضور آئے بصد جاہ و رشاد — کوئی کہتا ہے حضور آئے ہوا شہر آباد

کوئی کہتا ہے حضور آئے ہین پھر سوئے وطن

شاہ کے سر پہ ہے ظل کرم رب قدیر — شاہ کے نور فراست سے منور ہے ضمیر
شاہ کا ہاتھ ہے بخشش کے لیے ابر مطیر — شاہ کی ذات سے رونق ہے پہ تاج و سریر
شاہ کے خوف سے خایف ہین ریاست کی شریر — شاہ کی عقل سلیم اور ہے صایب تدبیر

شہ کا بہبود رعایا کیلئے ہے قصد عن

واہ کیا شاہ کے اخلاق ہین ماشاءاللہ — مظہر رحمت خلاق ہین ماشاءاللہ
عدل مین شہرہ آفاق ہین ماشاءاللہ — جاہ مین دبدبہ مین طاق ہین ماشاءاللہ
جود و ایثار مین مشاق ہین ماشاءاللہ — زہر افلاس کے تریاق ہین ماشاءاللہ

غربا کے لیے ہے ذات مقدس کنعان

چشم بد دور زمانے مین سخی ایسا ہو۔ شیر دل ایسا ہو شوکت مین قوی ایسا ہو
مارے تلوار سے شیرونکو جری ایسا ہو نیک ایسا ہو ذمایم سے بری ایسا ہو
رایج حکم خدا حکم نبیؐ ایسا ہو ۔ دوست ہو آل کا محبوب علی ایسا ہو

حسب اصحاب رہا پیسہ کا ہو سینہ فخرن

شاہ کی نخت مبارک ہین پسندیدہ خصال ۔ شاکا فہم خداداد ہے روشن ہی خیال
شاہ کے عہد مین فتنون کا ہوا استیصال شاہ کے رعب سے یکجا ہوے ہین شیر و شغال
شاہ کے خادم دیرینہ ہین جاہ و اقبال شاہ کے عہد مین رہتی ہے رعایا خوشحال

کیون نہو شاہ پہ ہے سایہ رب ذی المن

عفو تقصیر خطا سیرت سلطانی ہے بخشش وجود و عطا خصلت سلطانی ہی
خاکسارون پہ کرم طینت سلطانی ہے دل اعدا پہ رقم سطوت سلطانی ہی
دافع ہر رو جفا نصفت سلطانی ہے دہاک ہے ملک مین کیا صولت سلطانی ہی

عہد مین شاہ کے معدوم ہین آشوب و فتن

شہ کے اوصاف معلی کا ہے مشکل احصا شیفتہ درگہ خالق مین کرو دل سے دعا
شہ کا اقبال ترقی پہ رہے صبح و مسا در پہ مخلوق شب و روز رہے ناصیہ سا
ملک قایم رہے جبتک رہے قایم دنیا حکم جاری رہے جبتک رہے گردش مین سما

داغ دشمن کو ملے ماہ مین جبتک ہو گہن

شہ کے ہاتو نہین ہو مضبوط حکومت کی زمام خون بدخواہ ریاست سے رہے سرخ حسام
یہ ولیعہد سلامت رہین تا روز قیام سایہ شاہ و ولیعہد کے سر پر ہو مدام
خاندان آپکا قایم رہے باعیش تمام دوست سب آپکے دنیا مین رہین شیرین کام

ماتمی دولت و کرہت مین رہین سب دشمن

سہ سلطان پہ حکومت کا مزین رہے تاج — سکۂ حشمت و دولت کا ہو تا حشر رواج
کرو فر جاہ و حشم کا رہے پر نور سراج — ملک و مال مین توسیع و افزون ہو خراج
تیرہ آفات و علالت سے عدو ہون آماج — شاہ باذل کا رہے جاہ و صحت پہ مزاج

سیکڑون سال سلامت رہین سلطان دکن

۱۶ ماہ محرم ۱۳۱۲ھ کو گو کو اور ہی ریلوے کا افتتاح سکندرآباد سے باسہ تک ہوا۔

جنگ ٹرانسوال

اکتوبر ۱۸۹۹ء جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ مین جنگ ٹرانسوال کا آغاز ہوا ابتدا سے جنگ مین بوئرون نے نہایت ثابت قدمی اور بہادری سے افواج برطانیہ کا مقابلہ کیا۔ اکثر مقامات پر شکستین دین۔ اور محاصرہ کر لیا۔ مگر یہ ثابت قدمی اور بہادری چند روزہ تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی زمانہ کی بعد جنرل کرانجی (متعلقہ افواج بوئر) گرفتار ہوگیا۔ اور ایڈی اسمتھ محاصرہ سے مخلصی پایا۔ اسموقع پر حضرت اقدس واعلی نے کمال مسرت و شادمانی کیساتھ ۲۱ - ۲۱ ضرب توپ کے فیر کرنیکا حکم دیا اور صاحب عالیشان بہادر کے ذریعہ ملکہ معظمہ کی خدمت مین تہنیت کا تار روانہ فرمایا۔ اور اون کو گھوڑون کے علاوہ جو امپیریل ٹرو پس سے امداد دیئے گئے تھے۔ اور گھوڑے حسب ضرورت بھی معہ اخراجات دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے علاوہ ۲۵ ہزار روپیہ نقد کی اعانت کی۔ اور امرار بلدہ نے بھی چندہ کر کے ہزار ہا روپیہ بیعیت زدگان جنوبی افریقہ کے لیے روانہ کیا۔ اور میفکنگ کی خلاصی پر وزیر جنگ کو مبارکباد کا تار بھیجا گیا۔ الحاصل جب جون ۱۹۰۰ء مین پریٹوریہ (پایہ تخت ٹرانسوال) فتح ہوا تو اعلیحضرت نے کمال درجہ کی مسرت و خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور ایکسو ایک توپ سر کیگئے تمام وخارجہ ممالک محروسہ سرکار عالی کو تار بھیجے۔ حضور نے ایک دن کی تعطیل عطا ہوئی۔ گو اسکے بعد بھی بوئرون نے

چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر کبتک۔ آخر گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کرنی پڑی۔ اور انجام کار مسٹر کروگر (پریسیڈنٹ) کی مٹی تباہ و برباد ہوئی۔ ملک ٹرانسوال معہ مضافات و کانہای طلا کے ہمیشہ کے لیے برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا۔

اسی سال اخبارات کے لیے پاؤ آنہ کا ٹکٹ (مثل برٹش گورنمنٹ کے) جاری کیا گیا اور امیدواران امتحان وکالت درجہ اول و دوم۔ کے لیے لا کلاس کا افتتاح ہوا۔ اوحسب تحریک ناظم صاحب ٹپہ خانہ سرکارے گرمبند کا وزن (جو انڈیا پوسٹ مین جایا کرتا لاہور) ۱۰ تولہ سے ۱۰ تولہ تک بڑہا دیا گیا۔ اور قدیم طریقہ گھونگرو کا جو تھا وہ موقوف کیا گیا۔ انہین ایام مین حسب تحریک ناظم صاحب کوتوالی اضلاع سکھو چار سرغنے (آسا سنگھ رسالدار۔ ہیرا سنگھ رسالدار۔ کشن سنگھ رسالدار۔ مان سنگھ وفعدار) سرکشی و نافرمانی (احکام سرکاری) کے جرم مین بموجب فرمان خسروی ملازمت سے برطرف و ملک سے بدر کیے گئے۔

موقوفی جلسہ ہائے سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۸ھ ہجری

بوجہ شیوع مرض قحط سالی

اس اثنار مین ۲۴ اثنائی سنہ کا مبارک مہینہ قریب آگیا تو جملہ رعایا و برایا نے اعلیحضرت قدر قدرت اعلیٰ کی پچاسیوین سالگرہ مبارک کا جشن منانے اور اڈریس پیش کرنیکا قصد کیا۔ تو حضور پر نور نے قحط سالی کی وجہ سے بکمال مراحم خسروانہ انعقاد و تیاری جشن کی موقوفی بحکم امتناعی جاری فرمایا۔ اور ہدایت ذیل ارشاد فرمائی

میری عزیز رعایا سے جان نثار و احباب صداقت شعار سے ہر گروہ و طبقہ نے جس عقیدت و صداقت کیساتھ میری سالگرہ کی خوشیان منانے اور مجھے اڈریس دینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اوسکی مین تہ دل سے قدر کرتا ہون۔ مگر چونکہ یہ سال قحط کا ہے۔ اور میری غریب رعایا بہت سی اس افسوس ناک

اثرمین مبتلا ہے۔ میرا دل بحالت موجودہ ہرگز پسند نہین کرتا کہ وہان دوغ و تعب مین رہین۔ اور یہان جلسے ہوتے رہین۔ لہذا مین اپنے تمام خیرخواہون سے یہ امید کرتا ہون کہ وہ جسقدر رقم جلسونمین اور روشنی وغیرہ مین خرچ کرنیکی خواہش رکھتے ہون اوسکو سب محتاج خانونمین دینگے یا اور کسی طور سے خیرات مین صرف کرینگے۔ اسمین بڑا ثواب ہوگا۔ پس جسقدر رقم محتاجونکی امداد مین میری سالگرہ کے نام سے دیجاسکے اوسکی اطلاع کومین امسال اپنی عزیز رعایا و عہدہ داارون کا بہترین آڈیس سمجھونگا۔"

علاوہ برین اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے برائے خسرہ دانہ (بوجہ گرانی غلہ) ایک ایک روپیہ ماہوار مدد خرچ ملازمان کم مواجب (یعنے بارہ روپیہ والے تک) و جملہ مستقل ملازمین ملکی و فوجی کے لیئے منظور فرمایا اور فرمان اقدس کا عام طور پر اثر یہ ہوا کہ جملہ امرا جاگیرداران و عہدہ داران و ساہوکاران وغیرہ نے باتباع فرمان شاہی اپنے اپنے حسب مقدرت بذریعہ خیرات و مبرات غربا و مساکین و معذورین کی امداد و اعانت اپنی طرف سے حتے کہ متوسط الحال اشخاص نے بھی اس کار خیر مین مختلف ذرائع سے دامے درمے محتاجون اور مفلسونکی دستگیری کی۔ بہرحال ایک زمانہ تک بلدۂ حیدرآباد کے ہر ایک محلہ و کوچہ و بازار مین ہزارون بلکہ لاکھون مکانات و دوکانات پر صبح سے شام تک قحط زدہ محتاجونکا میلہ لگا رہتا تھا کہین زر نقد کی تقسیم ہوتی تھی تو کسی جگہ کھانا پکاکر کھلایا جاتا تھا۔ اور کہین خشک غلہ کا دان ہوتا تھا۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ کو ایک جلسہ بمقام بیگم پیٹھ بصدارت نواب مدار المہام بہادر منعقد کیا گیا جسمین اکثر امرا و غرہ نے اپنے حسب مقدور مساکین و معذورین قحط زدہ کی امداد کے لیئے مشمول چندہ دیا چنانچہ اس ایک ہی جلسہ مین مبلغ (للعہ ۱۵۷۶۰) روپیہ کا چندہ جمع ہوگیا۔ اسکے بعد بھی متعدد جلسے کیئے گئے جسمین اور بھی معتدبہ رقم وصول ہوئی اور بالآخر یہ قرار پایا۔ کہ اس رقم وصول شدہ سے ایک بیت المعذورین قایم کیا جائے جس سے معذور و اپاہج آرام و چین پائین۔ حالانکہ قحط کی ابتدا ۱۳۰۷ھ سے ہی ہوچکی تھی۔ مگر یہ زمانہ نہایت سخت قحط سالی کا تھا۔ الغرض اس قحط کے اندیشہ کو

سرکار عالی نے تقریباً ساڑھے چھ لاکھ روپیہ کی معتدبہ رقم صرف فرمائی۔ اور لاکھوں غربا کو امدادی کام پر لگایا جس سے اکثر غربا فاقہ کشی کے صدموں سے محفوظ رہے۔ قحط سالی کے انتظام و اہتمام مین مسٹر اے۔ جے ولاپ سی۔ آئی۔ ای۔ معتمد مالگزاری نے بہت بڑا حصہ لیا۔ اور نہایت کفایت شعاری و خوش اسلوبی سے اس کام کو انجام دیا۔ نواب مدار المہام بہادر وقت نے بھی اس کام مین نہایت دلچسپی اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اس دلچسپی اور حسن انتظام کے صلہ مین نواب مدار المہام بہادر کو تمغۂ قیصر ہند درجہ اوّل۔ اور مسٹر الگزنڈر ہالسٹن ولاپ سی آئی۔ ای کو درجہ دوم کا تمغۂ قیصر ہند اور آنریبل کا خطاب عطا فرمایا۔

اسی زمانہ مین سرکار عالی نے بلحاظ ضرورت واندیشۂ قحط دو کروڑ روپیہ کا قرضہ بشرح سود فیصدی پانچ روپیہ سالانہ گورنمنٹ آف انڈیا سے بدفعات لیا۔ اور اسکے بعد سرکار عالی نے ۲۵ یا ۳۰ لاکھ روپیہ کے پرامیسری نوٹس (قدیمی بہت سالہ) جاری فرمایا جسکو ممالک محروسہ سرکار عالی کی تمام رعایا نے نہایت خوشی سے خرید کیا۔ بلکہ رقم مقررہ سے زائد تقریباً ۲ کروڑ روپیہ کی درخواستین وصول ہوئین جو بوجہ تکمیل و عدم ضرورت رقم مقررہ سے جسقدر زائد درخواستین آئین وہ نامنظور کردی گئین۔ چنانچہ سرکار عالی کے پرامیسری نوٹس کی مقبولیت کی اس سے بڑھکر کیا دلیل و صداقت ہوسکتی ہے۔ کہ اسوقت دوسرے کارخ سب سے (ریلوے شیئرز۔ ڈیبنچرز ریلوی حصص معدنیات۔ کرنسی نوٹس۔ بل آف ایکسچینج پرامیسری نوٹس سرکار عظمت مدار وغیرہ) بڑھا چڑھا فیصدی کے ایکسو اٹھارہ روپیہ ہے۔

جولائی ۱۹۱۴ء ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ مین جنگ یورپین کا آغاز ہوا جسمین تمام دول یورپ فی یورپین پر چڑھائی کر کے اوسکے حصے بخرے کرلینا چاہا تھا چنانچہ انگریزی گورنمنٹ بھی ایک دشمن سمجھی گئی۔ الحاصل اسموقعہ پر اعلیحضرت

خلد اللہ ملکہ نے رزیڈنٹ کو تار دیا کہ میں جنگ چین کے متعلق امپیریل سروس ٹروپس کے خدمات گورنمنٹ ہند کو پیش کرتا ہوں۔ لیکن بہت جلد چین سے صلح ہوگئی۔ اسلئے گورنمنٹ آف انڈیا نے نہایت شکریہ کیساتھ ان خدمات کی عدم ضرورت ظاہر کی۔

انتقال ڈیوک آف ایڈنبرا

۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء مم ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۸ھ کو ہز رائل ہائنس پرنس الفریڈ الگزنڈر ولیم ارنسٹ البرٹ ڈیوک آف سیکس کوبرگ کو تھا۔ اینڈ فرسٹ ڈیوک آف ایڈنبرا۔ کے جی۔ کے ٹی۔ کے پی جی سی۔ ایس آئی جی۔ سی ایم جی (یہ ملکہ معظمہ کے منجھلے صاحبزادے تھے اور انگلستان سرطان نکلا تھا) نے انتقال فرمایا علیحضرت نے اس حادثۂ جانکاہ کے موقعپر بکمال رنج و افسوس قیصرۂ ہند کی پاس تعزیتی تار روانہ فرمایا۔ اور ایک روز کی تعطیل تمام دفاتر ممالک محروسۂ سرکار عالی کو عطا کی۔

اگست سنہ ۱۹۰۰ء مم ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۸ھ کو گورنمنٹ آف انڈیا نے کرنل بارکو (جو سر ٹریور لیوڈن کی شش ماہہ رخصت کے زمانہ میں منصرم رزیڈنٹ ہوئے تھے) حیدرآباد دکن کی رزیڈنسی پر مستقل فرمایا۔ اور سر ٹریور ہیسٹنگ کے لیے یہاں سے رخصت ہوگئے۔

اس اثنا میں معلوم ہوا کہ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۰ء مم جمادی الاول سنہ ۱۳۱۸ھ کو بمقام قسطنطنیہ سلطان المعظم (والی روم) کی ۲۵ سالہ فرمانروائی کی سلور جوبلی نہایت آب و تاب کیساتھ ادا ہوئی۔ چنانچہ اس خبر کے سنتے ہی حیدرآباد دکن میں بھی جملہ عام و خاص مسلمانوں نے بخلوص قلب نہایت مسرت کیساتھ جشن منایا۔ اور شہر کی ہر کوچہ و بازار و مکانات میں روشنی کیگئی۔ اکثر جلسوں میں قصائد خوانی ہوئی۔ آپکی عمر پر مبارکبادیں پڑھی گئیں۔ بہرحال طبقۂ اسلام نے اپنی محبت و خلوص کا ثبوت پورا پورا دیا۔ اور یہ کیا کم ثبوت ہے کہ اسوقت حجاز ریلوے کی تیاری پر ہزارہا روپیہ کا چندہ حیدرآباد دکن سے قسطنطنیہ روانہ کیا جارہا ہے جسمیں اہل اسلام کے علاوہ بعض بعض ہندو اور عیسائیوں نے بھی اس نیک کام میں حصہ لیا ہے۔ اور فراہمی چندہ کی متعلق ہمارے معزز عنایت فرما ملا محمد عبدالقیوم

صاحب دسابق اول تعلقدار سرکار نظام) کی کوشش و جانفشانی نہایت قابل قدر ہی اور یہ امر بھی بیان قابل ذکر ہے کہ رقم مذکور کا
چندہ دینے والے اور فراہم کنندگان چندہ کو قسطنطنیہ سے منجانب سلطان المعظم حسب مقدار رقم خلائی نقرئی یعنی تمغہ مرصع
الحاصل چونکہ ابھی اسوقت تک قحط سالی دکن میں ہوئی تھی اور لاوارث و قحط زدہ یتیم بچے پر قوم و مذہب کی عدالتہائے سرکار عالی کے
ذریعہ یتیم خانہ سرکاری میں داخل ہو رہے تھے۔ یا اگر اشخاص کی درخواستوں پر پرورش کے لیئے دیئے جاتے تھے۔ اون متعینوں کی بقاء ذات
مذہب کی نسبت عام طور پر غلط فہمی پھیلی ہوئی تھی اوسکے رفع کرنیکی غرض سے اور اپنے عدم تعصبی مرحم شاہانہ کا ثبوت دینے
کیلیے اعلیحضرت نے (جسکی نظیر دوسری ریاستوں میں ملنا سخت مشکل و اہم ہے) ۹ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو یہ فرمان صادر
فرمایا کہ لاوارث یا قحط زدہ اطفال جو عدالتہائے سرکاری میں داخل ہوتے ہیں۔ اونمیں مختلف قوم کے اطفال رہتے ہیں
گو ابتک اس امر کا لحاظ رہا ہے کہ جس قوم کا لڑکا ہو وہ اُسی قوم کی اشخاص کی درخواست پر پرورش کیلیے دیا جاتا ہے
اور جو اطفال کہ ورگل آر فنج میں ہیں اونکو اونہی کے مذہب پر رکھا گیا ہے لیکن بعض لوگ جو غلط فہمی سے بلا تفریق قوم و مذہب
پرورش کی درخواست کرتے ہیں۔ وہ آیندہ احتیاط رکھیں۔ کہ جس قوم کا بچہ ہو اوس قوم کا شخص اوکی پرورش کی درخواست کرے
۱۲ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو محمد ابو الحسن خان بہادر المخاطب بشوکت جنگ حسام الدولہ خلف شوکت جنگ
مرحوم کی نسبت اعلیحضرت کا حسب ذیل فرمان نافذ ہوا جسکی رو سے اوکی خدمات و خطابات سب ضبط کر لیے گئے۔ اور افسوس ہے
کہ اوسکے ناشائستہ حرکات و لایعنی گفتو نے ایک علی خاندان کے نام پر ہمیشہ کیلیے کلنگ کا ٹیکہ لگا
میں بہت افسوس کیساتھ لکھتا ہوں کہ محمد ابو الحسن خان شوکت جنگ حسام الدولہ فی بلاد جہہ ذیل درمقولات ناشائستہ و دیگر نالایق حرکت
کی جو کہ آئندہ نسل کے لیئے باعث ننگ و عار ہے۔ تا بحال آئینہ خطیر میں میرے چند امراء و عمائدین کی حقارت کی اور خود میرے اوپر
زیادتی صاحبوں کی نسبت غلیظ باتیں لکھے ہیں۔ حالانکہ میری رعایا میں سے کوئی شخص ایسا کرنا در اصل میرے دربار کی حقارت ہے
چونکہ ان افعال شنیعہ کا دین اسلام کی بنا معاشی اوپر رد ہونا پایا جاتا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ حسام الدولہ بہادر کو ایسی خطرناک
کارروائیوں سے عبرت ہو پس حسام الدولہ بہادر علاقہ و شخص کی ملازمت سے برطرف کر دیئے گئے۔ اگر انکو علاقہ دیوانی میں کوئی
خدمت ہو تو اُس پر بھی فوراً برطرف کیے جائیں۔ اور اوکے خطابات خانی بہادری شوکت جنگ حسام الدولہ جسکے لایق نہونا ثابت

اپنے کو ثابت کر دیا ہے وہ منسوخ کر دئے گئے۔ اگرچہ انکی خطا اس قابل تھی کہ وہ پولیٹکل طور سے قیدی بنا رکھی جائین تاہم مین اونکے خاندانی رحم کرکے اور اُن کے آبا و اجداد کی خدمت کے لحاظ اونکو ایسی سزا دینے سے باز رہتا ہون"

قبل ازین بہت سے امرا و اعزا گواہی عدالت دیوانی سے (محض سفارش و رسوخ کی باعث) مستثنیٰ کئے گئے تھے۔ اور اکثر اس اعزاز سے (جو لایق استثنا تھے) محروم بھی تھے۔ چنانچہ اس تفریق و امتیاز کو اعلیحضرت کی انصاف پسند طبیعت نے ہرگز جائز نہ رکھا کہ چند امرا مستثنیٰ اور چند غیر مستثنیٰ ہون۔ الغرض (باستثنار معدودے چند) اون امرائے عظام کے جو دلتونسے آبائی و موروثی طور پر مستثنیٰ ہین) حضور پرنور نے بذریعہ فرمان مندرجۂ ذیل مورخہ ۵ رجب ۱۳۱۵ھ اُس استثنا کو بالکلیہ اوٹھالیا۔ اور جملہ احکامات سابقہ اس فرمان کی رو سے منسوخ کر دئے گئے۔

نواب مدار المہام صاحب۔ چند معزز اشخاص کو عدالت دیوانی مین بحیثیت گواہ حاضر ہونیسے معافی کرنیکی نسبت آپکی عرضداشت مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ ملاحظہ کیگئی جسمین آپنے عرض کیا ہے کہ "عدالت فوجداری مین کوئی شخص بحیثیت گواہ حاضر ہونیسے معاف کیجانیکی ضرورت نہین۔ اگرچہ ایسا عملدرآمد عدالت نے ظاہر کیا ہے۔ لیکن عدالت دیوانی مین بحیثیت گواہ حاضر ہونیسے چند معززین معاف کیے جائین" مین نے اسپر بخوبی غور کیا۔ مگر میرے نزدیک چند کی معافی اور چند کی نامنظوری درست نہین ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے کو معزز سمجھتا ہے ایسی حالت مین نامنظور شدہ اشخاص کی دلشکنی ہوگی۔ اسلئے مناسب ہے کہ عدالتونکا موجودہ عملدرآمد بحال رہے۔ عدالتونکو اختیار رہے کہ دیوانی اور فوجداری ہر دو مین امتیاز تمیز کی قابل مرافعہ دیا جائے۔ کہ وہ کسی خاص مقدمۂ مرجوعہ مین کسی معزز یا متقدس شخص کو بحیثیت گواہ اپنے اجلاس مین طلب کرنیکی عوض اُنکی شہادت بذریعہ کمیشن قلمبند کرا سکے۔ اور کمیشن کی اجازت دے۔ اگر احیاناً کسی خاص مقدمۂ مرجوعہ مین کوئی عدالت کسی معزز یا متقدس شخص کی حاضری پر اصرار کرے۔ اور مرافعہ مین بھی وہ حکم بحال رہے تو اُسکو آپ بطور خاص فقط اُس مقدمۂ مرجوعہ مین حاضر ہونیسے معاف کرکے اوسکی شہادت بذریعہ کمیشن قلمبند کرانیکے لیے حکم جاری کر سکتے ہین۔ انہین اصول کی بنا پر ڈھائی سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ مین نے بتاریخ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ ایک حکم جاری کیا تھا وہ اُسکی ساتھ مرسل ہے ہر دو شایع کر دیجائین۔ اور اب تک جو قدر احکام چند اشخاص کو عام طور سے حضوری عدالت سے معاف کرنیکے لیے جاری ہوچکے ہین وہ سب اس حکم کیوجہ سے منسوخ ہوگئے" نواب مدار المہام صاحب عرضداشت مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ مین جس فہرست اسماکی آپنے معافی

اگی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ اور دیگر عہدہ دار رسمی علی العموم مخفی نہیں کہ کون میری خاص معتمایا ملازمین ہیں اگر انمین سے کسی کی نسبت کوئی متعدد کی
مین آجائے۔ یا کسی کی شہادت کی ضرورت کسی عدالت کو واقع ہوجائے۔ یا کوئی شخص میری یا میرے حاضر رہنے کی وجہ سے حضوری عدالت سے متعذر ہو تو
اُسوقت اُسکے متعلق آپ میرے ملاحظہ مین معروضہ داخل کرکے مستثنی یا غیر مستثنی کا حکم حاصل کرے یکبیک مین ابھی سے چند ملازمون کی نسبت کوئی
ایسا حکم نافذ کرنا قبل از وقت اور بالکل غیر ضروری ہے۔

وفات حسرت آیات

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

اواسط جنوری ۱۹۰۱ء اواخر رمضان ۱۳۱۸ھ مین ملکہ معظمہ کی علالت کی خبر معلوم ہوئی اعلیحضرت فی الوقت
نواب مدار المہام بہادر کے نام حسب ذیل حکم صادر فرمایا کہ۔

آنریبل رزیڈنٹ صاحب نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ ان دنون ہز مجسٹی کوئین امپرس کے
دشمنو کا مزاج بہت علیل ہے۔ مجھے اس خبر وحشت اثر سے نہایت ہی فکر ہوئی۔ فوراً انتظام
کیا جائے کہ ہمارے ممالک محروسہ مین کوئی مناسب روز (شاید آئندہ عید کا دن مناسب ہوگا
تمام معابد و مدفن عام طور سے ہز مجسٹی کی صحت اور ترقی عمر کی دعائین انگی جائین۔

چنانچہ تمام مساجد کے پیش امام اور دیوتو نکے پجاری۔ کلیساؤ نکے پادری۔ اور آتشکدو نکے
معابدو نکو حکم دیا گیا کہ بلدہ مین عید الفطر کے روز اور اضلاع مین جسروز جریدہ وصول ہو۔ راکر سن
اسکے علاوہ اعلیحضرت نے ایک مجرم کا قصاص (جو اوس روز ہونیوالا تھا) بھی معاف فرمایا
اور عید کے دربار کی موقوفی کا حکم صادر کیا۔ مگر افسوس ہے کہ قضا و قدر سے کسی کو چارہ نہین ہے
اسکے تیسرے ہی روز خبر آئی کہ ملکہ معظمہ ۳۰ رمضان ۱۳۱۸ھ ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کی شام کو (ایک ہفتہ کی
علالت کے بعد) ۶ گھنٹہ ۱۰ منٹ پر (۸۲) سال (۷) ماہ حکمرانی کرکے بعمر (۸۱) سال (۸) ماہ

بعد رخصت فوج اس دارفانی کو الوداع فرمایا۔ معاً حسب الحکم اعلیحضرت ایکسو ایک توپ سر ہوئین۔ اور تواب مدار المہام بہادر نے بلحاظ فرمان خسروی یہ حکم صادر کیا کہ علیا حضرت ملکۂ معظمۂ قیصرہند کے انتقال پر ملال کی خبر وحشت اثر سے ملازمان حضرت اقدس واعلی کو کمال تاسف اور دلی رنج ہوا۔ علیا حضرت ملکۂ معظمۂ قیصرہند کا عہد دولت مہد بلحاظ امن وآسایش وصلاح وفلاح رعایا وعروج واستحکام سلطنت تاریخ عالم مین ہمیشہ یادگار رہیگا۔ دراصل علیا حضرت کی ذات بابرکات بلحاظ انتہاے اقبال مندی موصوف باخلاق اور کمال انسانی ہمدردی کے دنیا مین اپنی آپ ہی نظیر تہین۔ اور بلحاظ اون برکات کے جو علیا حضرت کی ذات مستجمع صفات سے وابستہ تہین۔ اونکے سایۂ عاطفت کا روس وسیع مملکت سے جہان کبھی آفتاب غروب نہین ہوتا اوٹھ جانا ہوا خواہان تاج برطانیہ کے لیے سخت تاسف خیز واقعہ ہے۔ ملازمان اقدس واعلی اس اندوہگین موقعپر بلحاظ اوس قدیمی اتحاد کے جو تاج برطانیہ کیساتھ ہے۔ اور جسکو علیا حضرت کی وفاشعاری وہمدردی نے اور بھی مضبوط کردیا۔ اپنے دلی رنج وتاسف کا اظہار فرماتے ہین۔ اور حکم فرماتے ہین کہ بموجب اس عادۂ عظیم کے تمام ممالک محروسۂ سرکار عالی مین وفاتر سرکاری سات روز تک بند رہین گے

اسکے بعد یہ معلوم ہوا کہ قیصرۂ ہند کے جنازہ کی تکفین ۲ فروری ۱۹۰۱ء کو عمل مین آئیگی۔ چونکہ یہ رسم تمام ہوا خواہان سلطنت کے لیے نہایت رنج وغم کا تھا اسلیئے حضرت اقدس واعلی نے حکم فرمایا کہ۔

(۱) اس روز بھی ایکسو ایک توپین ایک ایک منٹ کے فاصلہ سے بغرض اظہار غم واندوہ سر کیے جائین۔ (۲) تمام دفاتر سرکاری بند رہین۔ (۳) تمام سرکاری اعلام کے پرچم سرنگون رکھے جائین۔ (۴) نوبت ونقارخانی ساکت وصامت رہین۔ (۵) تمام کاروبار تجارت اور بازارات بند رہین۔ (۶) رسوم خوشی و

بوقت مغفرت کے تابوت پر نامینی زبانین جو عبارت کندہ کی گئی تھی اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ یہان نہایت عظیم۔ طاقتور اور نیک ملکہ وکٹوریہ۔ اول حامی دین۔ دہلی والے گریٹ برٹن وقیصر ہند کی لاش رکھی ہوئی ہے۔ ۱۲ مولف

شادی موقوف رہیں۔ (۷) تمام طبقہ جات رعایائے سرکار عالی اظہار ماتم کے مناسب طریقے اختیار کریں۔
چنانچہ اسکی پوری پوری تعمیل ہوئی۔ تمام بازار سنسان تھے اور ہر ایک آدمی کے چہرہ سے حزن و ملال برس رہا تھا۔ ۱۴ شوال ۱۳۱۸ھ کو (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۱۴ شوال ۱۳۱۸ھ) ہز موسٹ گریشس میجسٹی بادشاہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ گریٹ برٹن وایرلینڈ و قیصر ہند کی تخت نشینی کا اشتہار مشتملہ نشان موخہ ۲۹ جنوری ۱۹۰۱ء کا ترجمہ معہ اقرار کے۔ (جو ہز میجسٹی نے اعلان کے بعد کیا) عام اطلاع کے لیے حسب ذیل شایع کیا گیا۔

اعلان

ہرگاہ قادر مطلق نے ہمارے فرمانروائے سابق علیا حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریہ کو جنکی مبارک اور جلیل الشان یادگار ہمیشہ قایم رہیگی۔ اپنے جوار رحمت میں طلب فرمالیا ہے۔ اور جنکی وفات سے سلطنت متحدہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ کا تاج بلا شرکت غیری و از روئے استحقاق عالیمرتبت و رفیع الشان شاہزادہ البرٹ ایڈورڈ کو پہنچا ہے۔ لہذا ہم مملکت ہذا کے لارڈز اسپیریچول و ٹمپرل معہ علیا حضرت مرحومہ کے پریوی کونسل کے ارکان و متعدد دیگر اصحاب ذی مرتبت و الارڈ میر والڈرمن و باشندگان شہر لنڈن اب بذریعہ ہذا ایک صدا ایک زبان اور ایکدل ہوکر اشاعت و اعلان کرتے ہیں کہ ہماری فرمانروائے سابق کی وفات سے صرف عالیمرتبت و رفیع الشان شاہزادہ البرٹ ایڈورڈ ہمارے جائز و حقدار بادشاہ ہوئے ہیں۔ اور بفضل خدا ممالک متحدہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ کے بادشاہ ڈفینڈر آف دی فیتھ و قیصر ہند ہیں۔ اور جنکی اطاعت ہم وفاداری کیساتھ اپنی دلی اور زبردست خیر خواہی ہمیشہ کے لیے قبول کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالے سے (جس سے بادشاہوں کو حکمرانی حاصل ہوتی ہے) ہماری یہ التجا ہے کہ شاہزادہ ایڈورڈ ہفتم سالہائے دراز تک بسرت ہمپر فرمانفرما رہیں (ہز میجسٹی جیمس پیلیس میں بتاریخ ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء یہ اعلان کیا گیا۔)

OSMANIA

اقرار

یور رائل ہائنس - مائی لارڈز و جنٹلمین ۔ آپسے خطاب کرنیکا میرے لیئے اس سے زیادہ دردناک موقع کبھی نہوگا - میرا مقدم اور رنج آمیز فرض یہ ہے کہ مین آپکو اپنی والدۂ ماجدہ ملکہ معظمہ کے انتقال کی اطلاع دون - مین جانتا ہون کہ آپکو اور تمام قوم کو بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ تمام عالم کو اس ناقابل تلافی صدمہ مین جو ہم سب کو ہوا ہے - میرے ساتھ کیسی دلی ہمدردی ہے - مجھے اس امر کے اظہار کی ضرورت نہین ہے - کہ میری ہمیشہ یہ کوشش رہیگی کہ اوس بار عظیم کے اٹھانیمین جو مجھپر اب عائد ہوا ہے - ہمیشہ علیا حضرۃ موصوفہ کی اتباع کرون - میرا مصمم ارادہ ہے کہ مین کونسٹیٹیوشن کو پورے طور پر ملحوظ رکھون - اور جب تک میرے دم مین دم رہے اپنی رعایا کی بہبودی و ترقی کے لیئے کوشش کرون - مین نے ایڈورڈ کا نام اختیار کیا ہے جس نام سے میرے اجداد مین سے چھ موسوم رہچکے ہین - اس نام کے اختیار کرنے مین مین البرٹ کے نام کی وقعت کم نہین کرتا ہون - جو نام مجھے اپنے عظیم الشان و دانشمند والد سے (جنکی وفات کا ہمیشہ رنج باقی رہیگا -) وراثتاً پہنچا ہے - اور جو میرے خیالمین باتفاق انام - البرٹ ڈی گڈ کے نام سے استحقاقاً ملقب ہین - میری خواہش ہے کہ یہ نام اونہین کے لیئے مخصوص رہے خاتمہ پر مجھے پارلیمنٹ اور قوم سے یہ توقع ہے کہ جو فرض عظیم اب مجھپر وراثتاً عاید ہوا ہے - اوسکی انجام دہی مین وہ میری امداد کریگی - اور میرا مصمم عزم ہے کہ اس بقیہ زندگی مین اپنی تمام قوت کو اسی فرض کے پورا کرنیمین صرف کرون "

افسوس ہے کہ انہین ایام مین دفعتاً شہزادۂ ولیعہد بہادر کے ہاتھ مین بندوق کی نالی پھٹ گئی جس سے عام طور پر خلایق مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوگیا تھا - لیکن پروردگار عالم (جو حافظ حقیقی ہے) نے اس حادثۂ عظیم سے شہزادۂ بلند اقبال کو محفوظ و مصون رکھا - چنانچہ اس سے

اظہار اور شکر بدرگاہ رب العزت کیا لانیکے لیئے نواب مدار المہام بہادر نے ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو بمقام بیگم پیٹہ ایک جلسہ منعقد فرمایا تھا۔ اور اس جلسہ مین جو زولیشن منظور ہوا تھا۔ اوسکی نقل سعد رومداد جلسہ پیشگاہ اعلیحضرت مین گذرانی گئی تھی اوسکے جواب مین بارگاہ شاہی سے مراحم خسروانہ حسب ذیل فرمان نافذ ہوا۔

"مین اون تمام صاحبونکے جوش دلی اور خیر خواہی کی بہت قدر کرتا ہون جنہون نے اس جلسہ عام مین شریک ہوکر اپنی محبت کا اظہار کیا۔ جو اونکو میرے اور میرے فرزند کیساتھ ہے۔ اور مین بھی اپنے تمام خیر خواہونکے ساتھ اسکے حافظ حقیقی کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون جس نے میرے لڑکے پر اپنا فضل مبذول فرماکر حادثہ سے محفوظ و مصون رکھا۔ میری اس اظہار خوشنودی کی اطلاع ارکان جلسہ کو کسی مناسب طور سے دیجائے"

انتقال میموریل فنڈ

ملکۂ معظمہ کے انتقال کے چند ہی روز بعد اعلیحضرت اقدس واعلیٰ نے ملکہ معظمہ کی یادگار قایم کرنیکے لیئے نواب مدار المہام بہادر کے نام حسب ذیل فرمان نافذ فرمایا۔

"مین آپکو یہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ کیونکہ خود آپ بخوبی جانتے ہین کہ مرحوم مہربٹی ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند میرے ممالک محروسہ مین کسقدر ہر دلعزیز اور محترم تہین۔ اونکو خصوصاً میری ریاست اور میری بہبودی سے کسقدر زیادہ خلوص کیساتھ دوستانہ دلچسپی تھی۔ اوسکے اندازہ کرنیکے لیئے صرف ایک ہی بات کافی ہے۔ کہ خط بھی مہربٹی براہ عنایت مجھے اکثر بدست خاص تحریر فرماتی رہین۔ اونمین ایک خط یہ بھی ہے جسمین اونہون نے میرے فرزند کی تعلیم کے نسبت براہ کرم اپنی مسرت ظاہر فرمائی ہے۔ غرض ایسی بڑی اور ایسی اچھی ملکہ معظمہ کی وفات سے جو غم ہمارے دلونکو ہوا وہ ہمارے دل ہی جانتے ہین۔

حاجت بیان نہین۔ اگرچہ ہز مجسٹی کا نام اور کام ایسا ہے جو دنیا کے تاریخ مین ایک نہایت درخشان یادگار رہیگا۔ مگر ہمپر بھی لازم ہے کہ اوس تاریخی یادگار کی مسلسلہ تاریخ مین کوئی ایسی یادگار قایم کرین جو اونکے نام نامی سے خیر جاریہ ہی رہے۔ جبانتک مین اپنی عزیز رعایا کے خیالات و خواہشات سے واقف ہون۔ مین کامل یقین کیساتھ کہہ سکتا ہون کہ اسباب مین میری عزیز رعایا میری رائے سے بالکل متفق ہے۔ مین تجویز کرتا رہا۔ اور آپسے اور چند امرا سے بھی رائے لیتا رہا کہ کیا اور کیسی یادگار قایم ہونا مناسب ہے۔ اس اثنا مین جب مجھے معلوم ہوا کہ میرے عزیز دوست وائسرائے ہند نے عام اقلیم ہند کے لیئے ایک نیشنل یادگار (میموریل) کلکتہ مین قایم کرنیکی ابتدا کی ہے تو مین نے فوراً اسموقع کو بھی ہاتھ مین لیکر بطیب خاطر اونس یادگار کا ولین پیٹرن ہونا پسند کیا۔ اور ابتدائی چندہ ایک لاکھ روپیہ دیکر وعدہ کیا کہ آیندہ اسمین اضافہ کیا جائیگا۔ اسکے علاوہ خود ریاست حیدرآباد دکن مین بھی ایک مقامی یادگار قایم ہونا لازم ہے۔ کیونکہ مرحومہ ہز مجسٹی کو یہان سے ایک عمدہ خصوصیت رہی ہے۔ لہذا مین اس مقامی یادگار (میموریل) کا فنڈ کا پیٹرن ہونا بھی پسند کیا۔ تاکہ یہان بھی ایک ایسی مقامی یادگار قایم ہوجائے جو نہ صرف حیدرآباد دکن کے لیئے شایان ہو بلکہ اوس بڑے نام کے لیئے بھی موزون ہو جس سے کہ وہ یادگار نامزد ہوگی جب کہ مین نے آپکو لکھا تھا میرے نزدیک بفضلہ تعالی شانہ یہ بالکل سہل ہے کہ ہر دو یادگارونکو قیام کے واسطے جو کچھ خرچ ضروری ہو اوسکو مین اپنی طرف سے ادا کردون۔ لیکن مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اس خیر و برکت کے کام مین صرف میرا ہی ایک نام ہو۔ اور میری عزیز رعایا جو فرط محبت اور وفاداری سے میری خواہش کو اپنی خواہش۔ میرے کام کو اپنا کام سمجھتی ہے۔ اوسکو اس موجودہ کام مین میرے نام کیساتھ اپنا نام شریک کرنیکا کوئی موقع نہ دیا جائے۔ پس مین نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ کلکتہ کی نیشنل میموریل کے واسطے جو رقم میری ریاست سے دیجائیگی اوسکا ایک حصہ اور میسز حیدرآباد کے

مقامی میموریل کیواسطے جو رقم صرف ہوگی اوسکا ایک حصہ۔ میرے امرا اور جاگیردار اور علی العموم ہر طبقہ کے تمام باشندگان ممالک محروسہ کے چندہ کی رقم کا ہونا بہتر ہے۔ تاکہ ہر شخص اپنے مرضی مطابق اپنے حتی المقدور اس خیریہ اور رفاہ عام کے کام مین شریک ہو سکے۔ اس چندہ کو جمع کرنے اور مقامی میموریل کے تعمیر کرنیکے لیئے انتظامی کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہونیکو واسطے مین نے آپکی اور نیز چند دیگر امرا کی خواہش کے مطابق اپنے دوست آنریبل کرنل باکر کو دعوت دی تھی جسکو اونہون نے براہ کرم بہت خوشی کیساتھ قبول کیا ہے۔ اونکی زیر صدارت انتظامی کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہونگے۔

امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر۔ سر وقار الامرا بہادر۔ آصف یاور الملک بہادر۔ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر۔ خانخانان بہادر۔ میجر جنرل اوڈ نبوز۔ بریگیڈیر جنرل ڈنلپ سمتھ۔ (حیدرآباد کنٹنجنٹ) افتخار الملک بہادر۔ فخر الملک بہادر۔ مسٹر اے جے ڈنلاپ۔ مسٹر ہنکن۔ اکبر الملک بہادر۔ افسر الدولہ بہادر۔ مرلینو ہرآصف نواز جنگ بہادر۔ اس کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ حسب ضرورت چند دوسرے صاحبونکو بھی بہ حیثیت رکن اپنے ساتھ شریک کرلے اور کمیٹی اپنے معتمد اور اپنے خازن بنالے۔ کمیٹی کے ارکان مین سے پریسیڈنٹ صاحب کمیٹی کو نائب پریسیڈنٹ مقرر کرینگے۔ اور اضلاع مین کمیٹیان جو اس چندہ کے واسطے انتظامی کمیٹی قایم کرینگی۔ اوس کے چیرمن بھی پریسیڈنٹ صاحب مقرر کرینگے انتظامی کمیٹی کا پہلا اجلاس سہ شنبہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ م ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کے شام کے پانچ بجے چادرگھاٹ رزیڈنسی مین ہوگا۔ اسکے بعد کے اجلاسونکا انتظام خود پریسیڈنٹ صاحب مقرر کرینگے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ مقامی میموریل کیا اور کیسی ہونی چاہیئے۔ مین اوسکو پورے طور سے میری غریز رعایا اور وفادار دوستونکی رائے پر چھوڑ دیتا ہون۔ جو وہ علی العموم پسند کرینگے۔ اوسکو مین بھی خوشی کیساتھ پسند کرونگا۔ اور عام رائے اور خواہش کے مطابق میموریل کے قیام و تعمیر کا بندوبست انتظامی کمیٹی کریگی۔ چونکہ مین نے

اس چندہ کا موقع میسری رعایا اور دوستونکو محض اس خیال سے دیا ہے کہ اس کارخیر مین میرے نام کے ساتھ وہ بھی شریک ہون - لہذا مین نے یہی تجویز کی - ہے کہ جسوقت حیدرآباد مین حسب مذکور مقامی میموریل قایم ہوجائیگی - اوسکی عمارت مین ایک تقطیع کوئی مناسب جگہ پر لگائی جاے جسمین میرے نام انتظامی کمیٹی کے پریسیڈنٹ - وایس پریسیڈنٹ اور ارکان کے نامونکے ساتھ اون چندہ دہندوں کے نام بھی کندہ کیے جاینگے جن کے لیے بلحاظ تعداد رقم چندہ یا دیگر خدمات خاص انتظامی کمیٹی سفارش کریگی"

چنانچہ فرمان مندرجہ بالا کے متعلق اکثر و بیشتر جلسے ہوے - اور معتدبہ مقدار مین چندہ بھی جمع ہوا اور اس میموریل فنڈ کے لیے اعلیحضرت اقدس واعلی نے اپنا وسیع و رفیع شاہی محل واقع سلطانگر عطا فرمایا - اور رنگل آرفنج کے لڑکے اور لڑکیان بھی اسی آرفنج مین شامل و داخل کردے گئے تھوڑا ہی زمانہ ہوتا ہے کہ اوسکا افتتاح بھی ہوگیا - جسکے تفصیلی حالات اور تصویرین وغیرہ آیندہ موقع و محل پر لکھے جائینگے - انہین ایام مین معلوم ہوا کہ مسٹر ولیم کنلی پریسیڈنٹ امریکہ نے انتقال کیا - اسکا ماتم تمام متمدن ممالک مین برابر ایک ہفتہ تک کیا گیا - اور یہان بھی کل ممالک محروسہ کو ایکہفتہ کی تعطیل ہوگئی -

سرفرازی خلعت وخدمت وزارت جہ راجایان

۱۲ جمادی الاول ۱۳۱۴ھ

سرکشن پرشاد یمین السلطنت بہادر

۱۲ جمادی الاول ۱۳۱۴ھ کو فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت اقدس واعلی بدیں مضمون صادر ہوا - چونکہ نواب وقار الامرا بہادر نے چھ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کی ہے - اور خدمت مدار المہامی کی ذمہ داریان اسی سبکدوشی چاہی ہے لہذا بذریعہ ہذا وہ بسبب رخصت شش ماہہ بلا تنخواہ خدمت مدار المہامی سے سبکدوش کیے گئے - اور چونکہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر بالفعل ہاہوار موجود ہے امتحاناً تا حکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کیے گئے ہین - اور اسکے

مسٹر کنلی کو بغلوکی نمایش مین ایک شخص سی گکوفر نے چھرا مارا - ایک ہفتہ زیر علاج رہا آخر جانبر ہوسکا - ۱۲ مولف

منصرم مدار المہامی کے زمانہ مین ظفر جنگ شمس الملک بہادر استحاناً تا حکم ثانی بانوس دو ہزار روپیہ ماہانہ منصرم معین المہام فوج و رکن کینیٹ کونسل مقرر کیے گیے۔ قانونچہ و قواعد قانونچہ و احکام نافذہ مطابق منصرم مدار المہام کو اور منصرم معین المہام فوجکو وہ تمام اختیارات عطا کیے گیے ہین جو اقتدارات کہ مستقل مدار المہام کو اور مستقل معین المہام فوج کو استعمال کرنیکی اجازت دیگئی تھی۔ تمام امرا و اعزہ۔ جاگیردار۔ و عہدہ دار۔ رعایاے باشندگان ممالک محروسہ کو بذریعہ ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ منصرم مدار المہام (مہاراجہ کشن پرشاد بہادر) کی تابعداری اور اونکے احکام کی تعمیل پورے طور سے کرتے رہین"

اس عمدہ انتخاب سے اعلیحضرت کی مدبری۔ روشن دماغی۔ اور اولوالعزمی کا بین ثبوت ملتا ہے۔ جو لوگ یہانکے پولیٹکل واقعات اصلی اور واردات حقیقی سے باخبر ہین اونپر منکشف ہے۔ کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کے عہد ہمایون مین جو کچھ تبدلات وزارتون مین واقع ہوے۔ کہانتک ناگزیر اور لازمی تھے۔ ہر ایک وزارت کا زوال جداگانہ اسباب سے ہوا جس سے واقفان حال اصحاب پر اعلیحضرت کی مدبرانہ پالیسی اور کمال حلم و تحمل۔ رعایت و حمدلی کا حال کھل گیا ہوگا اسمین شک نہین ہے کہ عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام حال۔ اعلیحضرت کی خیرخواہی و جان نثاری۔ اطاعت و فرمانبرداری مین پہلے ہی سے ثابت قدم مانے جاتے ہین۔ اور پبلک یہ باور کرتی ہے۔ کہ آپکو اعلیحضرت کے ساتھ کمال خلوص و محبت ہے۔ فی الواقع یہ کہنا بیجا نہوگا کہ آپکو بادشاہ پرستی کا شرف حاصل ہے عموماً انہین اوصاف پسندیدہ کی وجہ ہے کہ وزارت دکن کے لیے آپکے انتخاب پر پبلک خوشیان مناتی ہے۔ چنانچہ اسی تشکر و تہنیت کا جلسہ باغ عام جو بصدارت نواب آصف یاور الملک بہادر و پیشکار مجلسی راجہ اندر کرن بہادر ہوا۔ اور جلسہ ٹی پارٹی جو رائے ولسدھر رائے صاحب نبیرہ راجہ راگھورام متوفی نے کیا شاہد حال ہین۔ اونکے علاوہ جو جلسے کہ

نواب غلام جیلانی خان (اعتضاد جنگ بہادر) جاگیردار اور مدرسۂ مفید الانام نے کیئے وہ اس امر کے پورے موید ہین - کچھ بلدہ ہی پر موقوف نہین ہے - اضلاع مین بھی یہی خوشیان - اور سیر تین ہوئین - چنانچہ مولوی آغا شیخ محمد صاحب اول تعلقدار نلگنڈہ (حال اول تعلقدار ورنگل) اور مولوے محمد عزیز مرزا صاحب بی - اے اول تعلقدار بیجاپور (حال متعمد عدالت دکوتوالی و امور عامہ سرکار عالی) نے اپنے اپنے مستقر پر اسی وزارت کی تہنیت و تبریک مین جلسے منعقد فرمائے بلکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے جملہ اضلاع و تعلقات مین ہر ایک عہدہ دار مقتدر نے نہایت خلوص کیساتھ ٹی - پارٹی ایٹ ہوم کی (دعوتین ترتیب دین - اسپیچین پڑہین - الحاصل خوب ہی جشن منائے اور جلسے کیئے - ہم یہان پر ان جلسون کی روئداد اور اسپیچونکی نقلین محض طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کرتے ہین - اگر وہ مکمل لکہی جاوین تو ایک اور ضخیم دفتر ہوجائے -

اب یہان پر ہم کسیقدر مہاراجہ بہادر کے ذاتی حالات کا خلاصۃً بیان کرنا مناسب سمجھتے ہین - آپنے اپنے معزز نانا مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر بکینہٹہ باشی کی نگرانی مین تعلیم و تربیت حاصل فرمائی ہے - اور عربی - فارسی - مرہٹی - تلنگی مین مستند و لایق اساتذہ سے تعلیم پائی ہے - مدتون مدرسۂ عالیہ (نظام کالج) مین انگریزی پڑہی - جبلی جودت اور فطرت و ذہانت کے بدولت آپکا استعداد اور لیاقت روز بروز ترقی پذیر ہے - آپکی بیدار مغزی و بلند خیالی - فہم و فراست و وسعت معلومات منصفانہ تحاہونمین قابل تعریف و اطمینان ہین - شعر و سخن مین بھی آپکو اچھا مذاق ہے - خود اعلیحضرت سرکار نظام سے شرف تلمذ حاصل ہے - آپکا ایک دیوان مطبوعہ اسوقت موجود ہے - شاعری مین بھی اعلیٰ درجہ کا ملکہ رکہتے ہین - چنچل نار وغیرہ نام کی دو چار ناولس بھی آپکے زور قلم کا ثبوت دینے کے لیئے طبع ہو چکے ہین - سنہ ۱۳ ف مین آپ اپنی موروثی خدمت پیشکاری سے ممتاز ہوئے - پھر وزارت افواج سرکار عالی کا اعزاز آپکو ملا - اور آپکے معزز نانا کا موروثی خطاب راجہ راجایان مہاراجہ بہادر - اور

جملہ جاگیرات معہ اختیارات عدالتی کے عطا ہوئے۔ اس سے پہلے بھی آپ دو ایک بار منصرم مدار المہام رہ چکے ہین۔ اور اپنے فرایض منصبی کو نہایت عمدگی اور شایستگی سے انجام دیا ہے عموماً یہ مسلم ہے کہ مہاراجہ بہادر کو اپنے مالک و آقا کی خیرخواہی و اطاعت گزاری۔ مخلصانہ محبت اور وفاداری مین امتیاز و اختصاص حاصل ہے۔ جس سے آپ مختلف المذاہب و صفات کے وفادار و خیرخواہ رعایاے دکن مین ہر دلعزیز ہین۔ اگرچہ آپ نسل و قوم کے اعتبار سے خاندانی ہندو ہین لیکن مثل مسلمانونکے صاف و پاکیزہ کیرکٹر رکھتے ہین۔ اور اسلامی حمیت و غیرت سے بھی شرفیاب ہین۔ آپکو تعصب مذہبی سے سخت نفرت ہی۔ اور وسیع المشربی سے الفت ہی۔ اور ہز ہائس حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے ساتھ آپکو خادمانہ تعلق اور وفادارانہ سچی محبت ہے۔ اور آیندہ بھی امید ہے کہ آپ اپنی اس عمدہ طرز روش اور ملک و مالک کی خیرخواہی اور وفاداری کو اسی مستعدی و جفاکشی کیساتھ انجام دینگے اور ہر حال مین اپنے آقاے ولی نعمت کی فرمان برداری اور خوشنودی کے جویان رہین گے اور ملک و ملت کے فلاح و بہبودی کے لیئے کوشش بلیغ فرمائینگے جس سے یقین کامل ہی کہ مہاراجہ بہادر اپنے فرائض منصبی کی ادائی مین بمقابلہ اپنے گذشتہ اور سابق پیشرو اور جانشینونکے ضرور کامیاب نکلین گے۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو مجلس مالگزاری کے برخاست اور صوبہ دارونکے تقرر وغیرہ کے نسبت حسب ذیل فرمان خسروی مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ نافذ ہوا۔

مہاراجہ مدار المہام پیشکار صاحب۔ صوبہ دارون کے علاوہ مجلس مالگزاری کو بحال رکھنے یا نہ رکھنے کے مسئلہ پر میری توجہ ایک عرصہ سے مائل رہی۔ اور مین نے بہت سے تجربہ کار عہدہ دارونکے آراء ملاحظہ کیئے۔ اور ارکان کابینٹ کونسل کے اور آپکے معروضات (جو میرے استفسارونکے جوابات مین گزرانے گئے تھے) پر کامل غور کرکے مین نے یہ راے قایم کی ہے۔ کہ مجلس

مالگزاری برخاست کرکے حسب سابق صوبہ داریان بھی بحال رکھنے کا حسب ذیل انتظام کیا جائے۔

(۱) ایک معین الہام مال متعاقب مقرر کیے جاوینگے۔ بالفعل تاحکم ثانی آپ خود اپنے موجودہ کام کیساتھ معین الہام کا کام بھی کرتے رہینگے۔ (۲) مسٹر ڈنلاپ حسب سابق انسپکٹر جنرل مال رہینگے۔ اور آپکے ماتحت تمام سررشتہ جات مال کی عام نگرانی کرتے رہنے کے علاوہ خاص طور سے صیغہ بندوبست کا انتظام اور سالار جنگ اسٹیٹ کا انتظام اونکے سپرد رہیگا۔

(۳) صوبہ داران حسب ذیل مقرر کیے جاوین۔

(۱) بشیر نواز جنگ بہادر مستقل صوبہ دار اورنگ آباد۔ بہاہوار موجودہ (۲) معتمد جنگ بہادر مستقل صوبہ دار بیدر بہاہوار موجودہ (۳) رائے مرلیدہر صاحب مستقل صوبہ دار ورنگل بہاہوار موجودہ۔ (۴) مولوی عبدالقادر صاحب منصرم صوبہ دار گلبرگہ شریف بہاہوار منصرمی (جو اب پاتے ہین) صوبہ دار بیدر کا مستقر آئندہ بلدۂ حیدرآباد ہونا چاہیئے سابق مین جو مستقر تھا وہی رہنا چاہیئے۔ تاکہ صوبۂ بیدر کی رعایا کو مالی مقدمات کیواسطے حیدرآباد آنیکی تکلیف حتے الامکان نہونے پائے۔

(۴) تمام صوبہ دارونکو وہی مالی اقتدارات دئے جائین۔ جو اونکو مجلس مالگزاری کے تقرر کے قبل حاصل تھے صوبہ دارونکی تنخواہ آیندہ پندرہ سو روپیہ سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ مگر مذکور صوبہ دارون مین سے جنکو اس پندرہ سو روپیہ سے زیادہ ماہوار ملتی ہے۔ وہ حسب حال بحال رہے۔ کسی صوبہ دار کو کوئی لوازمۂ صوبہ داری کے الونس دینے کی ضرورت نہین ہے۔

(۵) مولوی سید غلام رسول صاحب۔ بالفعل تاحکم ثانی امتحاناً منصرم معتمد مال مقرر کیے جاوین۔ مستقل معتمد مال کی خدمت کی ماہوار پندرہ سو روپیہ ہوگی۔ اوسکے حساب سے اونکو منصرمی کی ماہوار حسب قاعدہ دیجائے۔

(۶) احکام متذکرۂ بالا کے ملحوظ علہ جات وغیرہ مین جو تخفیف ہوتی ہے۔ اوسکے متعلق عہدہ داران مذکور سے رائے لیکر اپکی رائے کیساتھ ایک مکمل تختہ پیش کرکے منظوری لیجائے۔"

افسوس ہے کہ اس اثنار مین امیر عبدالرحمن خان والی کابل کے انتقال کی کیفیت معلوم ہوئی - سرکار عالی نے ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو ایک یوم کی تعطیل تمام دفاتر ممالک محروسہ کو عطا فرمائی - اور ۵ رجب ۱۳۱۹ھ کو اعلیحضرت نے بمراحم خسروانہ کپتان نواب عثمان یار جنگ بہادر کو علاقہ باریگارڈ مین اعزازی کپتان کا عہدہ اور شاہ مرزا بیگ سب لفٹنٹ کو علاقہ باریگارڈ مین اعزازی لفٹنٹی کا عہدہ اور محمد کیسو درانی صاحب اعزازی لفٹنٹ کو رسالہ گول کنڈہ کے اعزازی کپتان کا عہدہ مرحمت فرمایا - ۷ رجب ۱۳۱۹ھ کو حسب فرمان خسروی مصدرہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مولوی سید علیصاحب بلگرامی معتمدی تعمیرات عامہ کی خدمت سے وظیفہ پر ہٹائے گئے اور خدمت معتمدی پر مولوی کاظم علیصاحب صدر مہتمم صفائی مقرر ہوئے - اور اسی ماہ مین آنریبل کرنل بارر زیڈنٹ کی مدت ملازمت مین (جبکہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۱ء کو اونکی عمر ۵۵ سال کی ہوگی) دو سال کی توسیع سکریٹری آف اسٹیٹ ہند نے بسفارش گورنر جنرل بہادر منظور فرمائی - ۹ نومبر ۱۹۰۱ء مطابق ۲ رجب ۱۳۱۹ھ کو جب ملک معظم قیصر ہند نے ساتھ سال بخیر و خوبی ختم کرکے اکسٹھوین سال مین قدم رکھا تو اعلیحضرت نے اس تہنیت و مسرت مین تمام دفاتر ممالک محروسہ سرکار عالی کو ایک روز کی تعطیل عطا فرمائی - اور اسی تاریخ شب مین صاحب عالیشان بہادر نے کوٹھی مین بتقریب سالگرہ قیصری ایک عظیم الشان جلسۂ ڈنر مقرر کیا جسمین تقریباً (۶۰) معزز و ممتاز مہمان مدعو تھے - اعلیحضرت ظل سبحانی بھی اس دعوت مین مع ولیعہد بہادر و اشاف و معزز امرا و عہدہ دار رونق افروز ہوئے تھے - کہانیسے فارغ ہوتے وقت صاحب عالیشان بہادر نے پہلے ملک معظم کا نام صحت مسرت بار الفاظ مین تجویز کیا - اور اسکے بعد مندرجۂ ذیل تقریر کیا تھا اعلیحضرت ظل سبحانی کا نام صحت تجویز کیا

نہ یورپین مہمانونکے علاوہ اعلیحضرت کے اشاف و امرا وغیرہ جو اس جلسہ مین شریک تھے اونکے نام یہ ہین - مہاراجہ مدار المہام بہادر - نواب فخر الملک بہادر - نواب شمس الملک بہادر - نواب سر خورشید جاہ بہادر - نواب سر وقار الامرا بہادر - نواب مجیر افسر الدولہ بہادر - نواب ناظم الدولہ بہادر - نواب اسعاد الدولہ بہادر - نواب ناصر نواز الدولہ بہادر - مسٹر فریزر - بخشی جوشیہ جی - مسٹر اے - جے - ٹاپ وغیرہ وغیرہ ۱۲ مولف -

تقریر آنریبل کرنل بارر ریذیڈنٹ بھادر

"جنرل وو ڈیہاؤس۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمین"۔ مین اپنے معزز اور ممتاز مہمان ہز ہائنس حضور نظام کا جام صحت نوش کرنیکے لیئے آپ صاحبونکی خدمت مین آپکو اپنے ساتھ شریک کرنیکی درخواست پیش کرنے وقت چند وہ باتین بیان کرنیکی اجازت چاہتا ہون جو غالباً سامعین کے لیئے خالی از دلچسپی نہونگے۔ اور آپ مجھکو معاف کرینگے۔ اگر مین پہلے اپنے ہی نسبت ذکر کرون۔

گورنر جنرل باجلاس کونسل کی سفارش اور سکریٹری آف اسٹیٹ ہند کی منظوری سے اُس تاریخ سے میری مدت ملازمت مین توسیع فرمائی گئی ہے کہ جس تاریخ کو مین ۵۵ سال کی عمر کو پہنچونگا۔ اور اسطرح پر دو سال تک مجھکو حیدرآباد مین بحیثیت رزیڈنٹ اور رہنا ہوگا۔ گورنمنٹ سے میری نسبت جو اعتماد ظاہر کیا گیا ہے۔ اوسکے لیئے مین اظہار فخر اور شکرگزاری سے باز نہین رہسکتا۔ اور میرا یہ فخر اور میری یہ شکرگزاری اوسوقت اور بھی بڑہجاتی ہے۔ جبکہ مجھکو اسبات کا اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ میرے وہ گذشتہ خدمات جو مین نے ہندوستان مین انجام دئے ہین اون کو اس بڑی ریاست کی ترقی اور خوشحالی سے جسپر حضور نظام حکمران ہین۔ امیاز اور وقعت حاصل ہوگی۔ اور ان خوشگوار آیندہ نتایج کے حاصل ہونیکے لیئے میری نظر اون کوششون پر نہین ہے کہ جو مین کرسکونگا۔ بلکہ میری نظر اوس استقلال پر ہے کہ جس سے کام لیکر اعلیحضرت حضور نظام بذات خود ریاست کے انتظامی امور انجام دینگے اور نیز میری نظر ہے تمام پارٹیونکی اُس خیرخواہانہ اور وفادارانہ متفقہ کوشش پر جو اونکی طرف سے ریاست کے انتظامی امور مین عمل مین آئیگی۔ گذشتہ (۲۰) مہینے کے عرصہ مین مجھکو حضور نظام کی قابلیت حکمرانی کا اندازہ کرنیکے بہت سے موقع ملے ہین۔ اور مجھکو حضور نظام کا اعتبار اور بھروسہ حاصل کرنیکی عزت حاصل ہوئی ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ حضور نظام مجھکو یہ کہنے کی اجازت دینگے۔ کہ مجھکو اونکی دوستی حاصل کرنیکا بھی فخر حاصل ہوا ہے۔ میرے خیال مین اس بڑی کام کو کامیابی کیساتھ انجام کو پہونچانا

حضور نظام کی طاقت اور قابلیت کی حد امکان مین ہے - مین حضور نظام کو اسبات کا یقین دلاسکتا ہون کہ تمام کارروائیان جو حیدرآباد کے نظم ونسق کی ترقی اور اصلاح کی غرض سے اختیار کی گئی ہین اون سب کو حضور وایسرائے ہند پسند فرماتے ہین - اور وہ اون سب سے ہمدردی رکھتے ہین - اور مین حضور نظام کو اونکی اوس دانشمندی اور فہم وفراست پر مبارکباد دیتا ہون کہ جس نے اونکو گورنمنٹ ہند سے اوسکے ایک عہدہ دار کے خدمات اپنے ہان معتمدی فنانس کے لیئے مستعار طلب کرنے پر آمادہ کیا - اور نہز اکسلنسی وایسرائے ہند نے اس امر کی پوری توقع رکھکر کہ حکومت حیدرآباد نے بغرض اصلاح اور ملک کے ذرائع آمدنی کو ترقی دینے کی نظر سے اصلاح مصارف کا عزم بالجزم کرلیا ہے - حضور نظام کی درخواست کو جب کے حب منظور فرمایا - اور اونہون نے اس خدمت کے لیئے مسٹر کیاسن واکر سویلین کا انتخاب کیا - اور ہم کو یقین ہے کہ جس شخص کو نہز اکسلنسی حضور وایسرائے ہند نے نامزد فرمایا ہے وہ ایسا شخص ہے کہ اوس سے بہتر کوئی دوسرا شخص ہندوستانین نہین مل سکتا تھا - مسٹر واکر کو پورے اور مناسب اقتدارات عطا کیئے جائینگے - اور وہ حضور نظام کے مدار المہام کے تحت مین رہینگے اور اونکی ماتحتی مین رہکر وہ کام انجام دینگے کہ جنکا ذکر مین اوپر کرچکا ہون یعنے اسٹیٹ کی فنانشل حالت کو قابل اطمینان بنانا - اصلاحین کرنا - اور آمدنی کے ذرایع ترقی کی تدبیرین سوچنا چو کام مسٹر واکر کے سامنے ہے وہ کوئی خفیف اور آسان کام نہین ہے - اگر اونکو حضور نظام کا اعتبار - مدار المہام اور دیگر عہدہ داران ریاست کی دلی امداد اونکو حاصل ہوگی تو حضور وایسرائے کی امید رائیگان نہین جائیگی - یہ حیدرآباد اوسکے حکمران اور اوسکی رعایا کی آیندہ سربلندی اور بہبودی کا پراسپکٹ ہے جو مجھکو اون فرایض کی انجام دہی کے لیئے خوشی خوشی جرأت دلاتا ہے - جو آیندہ دو سال کے عرصہ مین مجھکو انجام دینے پڑینگے - مین اسٹیٹ کے فنانس کو مضبوط ومستحکم اور یقینی بنیاد پر مبنی

دیکھنا چاہتا ہون - مین حیدرآباد کے ذرائع آمدنی - اوسکے معاون آبپاشی کی اسکیم - ریلوے - تجارتی کارخانونمین ترقی - اور اوسکے ذریعہ سے ریاست کے خزانہ اور نیز رعایائے دکن کے اون تمام لوگونکو فائدۂ کثیر حاصل ہوتے دیکھنے کا مشتاق ہون کہ جو صنعت و حرفت مین حصہ لیتے ہین یا اوس سے کچھ تعلق رکھتے ہین - مین فی الحقیقت اپنے لیے یہ امید نہین کرسکتا ہون کہ مین اپنی خدمت کے بقیہ زمانہ مین اوس جدید زمانہ کی تکمیل دیکھ سکونگا کہ حیدرآباد کے لیے جسکے آغاز ہونیکی مجھکو قابل وثوق امید ہے - لیکن اوس زمانہ کے نتائج یہی متبع ہونیوالے ہین تو مین اپنی خدمت سے علیحدہ ہوتے وقت سمجھونگا کہ ریاست کی "استحکام اور ترقی" کی مستحکم بنیاد پڑگئی ہے - اور میری ہمدردانہ امدادمین میں نے صرف اپنا فرض سمجھکر نہین بلکہ دلی مسرت کے طور پر جس سے حضور نظام واقف ہین ہر وقت حضور نظام کو دینے کے لیے تیار رہتا ہون رائیگان اور بیکار نہین گئی -

جنرل وڈ ہاؤس - لیڈیز اینڈ جنٹلمین - مین آپسے درخواست کرتا ہون کہ آپ حیدرآباد کی فلاح و بہبود - حضور نظام کی صحت اور خوشی و مسرت کا جام نوش فرمائین "

چنانچہ جام صحت نہایت گرمجوشی کیساتھ قبول کیا گیا - اسکے بعد اعلیحضرت ظل سبحانی نے تقریر بالا کا جواب حسب ذیل ارشاد فرمایا جسپر سامعین نے بار بار نہایت گرمجوشی کیساتھ چیرز دئے -

جواب اعلیحضرت ظل سبحانی

فرسٹ بار - لیڈیز اینڈ جنٹلمین " مین آپ صاحبونکی اوس مہربانی کا تہ دل سے شکر رہون کہ جس مہربانی سے میرا جام اس خوشی کے موقع پر تجویز اور قبول کیا گیا - اور کرنل بار مین آپکی اوس ہمدردانہ امید کا بہت شکور ہوا کہ جسکا اظہار آپنے میری ریاست کے پراسپکٹس کے متعلق کیا ہے - مجھکو یہ کہنے کی ضرورت نہین ہے میرے اوپر میری رعایا کے بہت بڑے فرائض عاید ہین - اور مین اون فرائض کی انجام دہی مین

حتے المقدور ہمیشہ کوشان رہتا ہون۔ اگر میری سعی مشکور ہوئی تو مین اوسکی تعریف مین اپنے تمام ہمرا
سمیت حصہ لونگا۔ مین اسموقعہ پر پبلک طور پر کرنل بار کی اوس امداد کا اعتراف کرتا ہون کہ جو وہ اپنی
مہربانی سے مجھکو ہمیشہ ہز اکسلنسی وایسرائے ہند کے قائم مقام کی حیثیت سے سرکاری طور پر اور
میرے وفادار دوست اور خیرخواہ ریاست ہونیکے لحاظ سے خانگی طور پر دیتے رہتے ہین۔ اگر
بار تو یہی کہتے ہین کہ اونہون نے میری دوستی اور میرا اعتبار حاصل کیا ہے۔ اور مین اوسمین اضافہ
ایزاد کرتا ہون کہ اونہون نے اسیطرح میری شکرگزاری اور میری قدر و محبت بھی حاصل کی ہے۔ یہی وجہ
کہ مین اپنے دربار مین اور دو سال تک اونکے رزیڈنٹ رہنے کی خبر کو سنکر کچھ کم خوش اور مسرور نہین ہو
مین ہز اکسلنسی وایسرائے ہند کا ممنون ہون کہ اونہون نے ہندوستان کی بہترین افسرونمین سے
ایک افسر کی خدمات مجھکو میرے مستعار طلب کرنیکے ساتھ ہی اپنی مہربانی سے عنایت کین۔ مجھکو
یقین ہے کہ کرنل بار کے رزیڈنٹ اور مسٹر واکر کے معتمد فائنس ہونیکی صورت مین مجھکو اور میرے
مدار المہام کو اون امیدونکے بہت جلد پورا کرنیکا موقع ملیگا جو کرنل بار نے اپنی مہربانی سے میری
ریاست کی آئندہ فلاح و بہبود کے متعلق ظاہر کی ہین۔

"لیڈیز اینڈ جنٹلمین"۔ مین نہایت خوشی کیساتھ آپ صاحبونسے اپنے معزز میزبان اور مسز بار کی صحت
مسرت کا جام نوش کرنیکی درخواست کرتا ہون"۔

اسکا صل جام صحت نہایت گرمجوشی کیساتھ نوش کیا گیا۔ اس کے بعد کرنل بار نے موزون اور مناسب
الفاظ مین اس جام صحت کی تجویز کا شکریہ اپنے اور مسز بار کیجانب سے ادا کیا۔ اور جلسہ کے اختتام
جلسہ مہمان رخصت ہوگئے۔ اور اسی تقریب سالگرہ قیصریکے موقع پر گورنمنٹ آف انڈیا نے ڈاکٹر
کلنٹ اور مسٹر ڈنلاپ کو۔ سی۔ آئی۔ ای کے معزز خطاب سے ممتاز کیا۔

۲۰ رجب ۱۳۱۹ھ کو والی ریاست جادرہ حیدرآباد تشریف لائے۔ صاحب عالیشان بہادر نے

اسٹیشن پر آپکا استقبال کیا - دوسرے روز اعلیحضرت ظل سبحانی نے چو محلۂ مبارک مین نواب صاحب جاورہ سے ملاقات فرمائی - پھر دو تین روز کے بعد نواب صاحب حیدرآباد سے رخصت ہوگئے اس اثنا مین حسب فرمان خسروی عریضۂ ۱۲ شعبان ۱۳۱۹ھ بمصلحت انتظامی انسپکٹر جنرل مال کا عہدہ برخاست کردیا گیا - کیونکہ اوسکے وجود سے صوبہ دار و بخشی کے ذمہ داریون مین فرق آتا تھا - اور معتمدی مال کا عہدہ فضول ہوجاتا تھا - اور فرایض انسپکٹر جنرل مال کے تعین مین بہت سی علمی دقتین پیش آتی تھین چونکہ صیغۂ مالگزاری مین کام کی کثرت کیوجہ سے ایک معتمد کافی نہ تھا - اسلئے مسٹر ڈلاپ بہادر و الونس موجودہ معتمد مال مقرر کیے گیے - اور مولوی غلام رسول صاحب شریک معتمد مال قرار پائے - اور سررشتۂ بندوبست و اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر کا تعلق بھی حسب سابق معتمدی مال سے رکھا گیا - اور صیغۂ کورٹ آف وارڈز جو اب تک معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ مین شامل تھا وہ اوس سے علیحدہ کرکے (حسب فرمان خسروی) معتمدی مالگزاری مین ضم کردیا گیا -

تقرر مسٹر جی کیاسن واکر ای سی ایس بر عہدۂ معتمدی فنانس

قبل ازین مسٹر واکر کے معتمدی فنانس پر مقرر ہونیکی کیفیت رزیڈنٹ بہادر کی تقریر مورخہ ۲ ماہ رجب ۱۳۱۹ھ سے ظاہر ہوچکی ہے - چنانچہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۹ھ کو مسٹر واکر نے (جو اسی ہفتہ مین حیدرآباد آچکے تھے) نواب عماد جنگ بہادر مشیر معتمد فنانس سے معتمدی فنانس کا چارج (حسب فرمان خسروی) حاصل کیا - چونکہ مسٹر موصوف کے خدمات خاص اعلیحضرت کی خواہش پر گورنمنٹ آف انڈیا نے براہ مہربانی مستعار دی تھی - اسلیے اونکے اقتدارات و تقرر کے قواعد بلحاظ مصلحت ملکی بہت کچھ وسعت کیساتھ حسب ذیل قرار پائے -

قواعد متعلقۂ تقرر معتمد فنانس منظورۂ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ

(۱) گورنمنٹ آف انڈیا نے فنانس سکرٹری کی خدمت کے لیئے تین سال کی مدت کے واسطے جس عہدہ دار کا انتخاب کیا ہے۔ اوسکو سرکار عالی قبول کرتی ہے۔ (۲) گورنمنٹ آف انڈیا نے عہدہ دار منتخب کے لیئے جو تنخواہ مقرر کی ہے اوسکو سرکار عالی دینے پر رضامند ہے۔ معہ اوس رقم کے جو عہدہ دار مذکور کی رخصت و وظیفہ کے الونس کی بابتہ ادا کرنیکی ضرورت ہو۔ (۳) فنانس سکرٹری کے لیئے ایک مناسب دفتر نیچہ سے آراستہ مکان بغیر کرایہ کے مہیا کیا جائیگا۔ اور اونکے استعمال کے لیئے ایک گاڑی اور اسپ کی جوڑی رکھی جائیگی۔ (۴) سول سروس رگیولیشن کے بموجب معمولی شرح سے وہ سفر کا بتہ لیا کرین گے۔ (۵) فنانشل سکرٹری بحیثیت سرکاری صرف مدار المہام اعلیحضرت کے ماتحت رہینگے۔ اور کسی عہدہ دار کو اونپر کوئی اختیار نہوگا۔ (۶) بماتحتی حکومت مدار المہام اعلیحضرت فنانشل سکرٹری کو ریاست کے فنانس پر کامل اور کافی ضبط حاصل رہیگا۔ اور انہین اختیار دیا جائیگا کہ حسابات کی تنقیح کرین۔ اور ریاست کے موجودہ فنانشل حالت سے بخوبی واقف ہوجائین۔ اور اونکو اختیار دیا جائیگا کہ موازنونکو ترتیب دین۔ اور ریاست کے ہر سررشتہ کے لیئے اونہین بمنظوری مدار المہام اعلیحضرت مقرر کرین۔ اور جملہ عہدہ دارونسے حساب طلب کیا کرین۔ (۷) ریاست کی ہر ایک سررشتہ کے لیئے جنمین مصارف ہوا کرتے ہین فنانشل سکرٹری ہی قواعد منضبط کرین گے جنکی تعمیل سررشتہ مذکور کو کرنی ہوگی جب ان قواعد کو مدار المہام پسند اور اعلیحضرت بندگانعالی منظور فرمالینگے تو فوراً اونکا نفاذ ہوگا۔ اور اونکی بالکلیہ پابندی کیجائیگی۔ (۸) فنانشل سکرٹری ریاست کی فنانشل حالت کو تفحص کیساتھ جانچکی بعد تجاویز بھی پیش کرینگے۔ اور اصلاحین بھی دینگے جو انہین تخفیف مصارف و ترقی محاصل کے لیئے ضروری معلوم ہون۔ اور اصلاحات جاری کرینگے۔ جب یہ تجاویز اور اصلاحین مدار المہام کے پسند ہون اور اعلیحضرت بندگانعالی منظور فرمالین تو بطور قواعد و ضوابط مرتب ہوکر ریاست کے موازنون مین تعمیل ہوگی۔ (۹) مدار المہام اعلیحضرت بندگانعالی ریاست کے جملہ سررشتون اور

عہدہ داروں کو حکم دیجئے کہ فنانشل سکرٹری جو قواعد وضوابط بمنظوری مدار المہام جاری کریں اونپر عمل کریں۔ اور ریاست کے بداخل اور مخارج کے جملہ ابواب کے متعلق اونہیں مکمل اور صحیح کیفیت دیا کریں۔ (۱۰) ریاست کے ذرایع آمد کے انکشاف وتوسیع کے لیئے جو معاملات ہوں مثلاً حقوق معدنیات کا عطا کرنا۔ ریلوے کی تعمیر۔ کارخانجات کا قیام۔ روئی کی گرینو کا بنانا وغیرہ۔ اور موجودہ کمپنیوں اور اجروں جنکو ریاست سے عہد پیمان ہے۔ جو کچھ کاروبار ہوں اور آیندہ اس قسم کے جو معاملات پیش آئین ان تمام میں فنانشل سکرٹری سے مشورت کیجائیگی۔ اور اونکے خیالات اور آرا قلمبند کیے جائینگے۔ اور بغیر علم فنانشل سکرٹری کے اور جبتک وہ سرکاری طور سے اپنی رائے اور اصلاح کو ہر ایک اسی قسم کے معاملہ یا معاہدہ کی نسبت تحریراً ظاہر نکریں اوسوقت تک کسی معاہدہ کا آغاز نہوگا نہ تکمیل اور نہ کوئی تبدل ہوسکیگا۔ (۱۱) فنانشل سکرٹری کا مرتبہ سرکار عالی کے عہدہ داروں سے بڑھکر اور معین المہامون یا کینٹ کونسل کے اراکین کے بعد ہوگا۔ اور اونکی یہ حیثیت ومرتبت بحکم مدار المہام اعلیحضرت بندگانعالی محفوظ وقایم رہیگی۔ (۱۲) قواعد ہذا کے کسی بات کا اثر قانونچہ اور اوسکے قواعد پر نہوگا۔"

اسی زمانہ میں دفتر پریوپٹ سکرٹری میں ضم کردیا گیا۔ اور چونکہ اکثر شکایات اس قسم کی پیش آتی تھیں کہ امرا واعزا کی سواریکیساتھ جو سوار اعزازی طور پر رہتے ہیں جب وہ شارع عام پر گذرتے ہیں تو جنکی گاڑیاں بالمقابل گذرتی ہیں اونکے ساتھ بہت سختی اور بدتہذیبی سے پیش آتے ہیں۔ خواہ وہ دوسرے اعزا یا جاگیردار یا صاحبان انگریز یا مستورات پردہ نشین کی گاڑیاں اور لیڈیاں جو بلا سوار رہتے ہیں تنگ گلی کوچوں میں نہیں بلکہ عام راستوں پر جو اپنا تزک واحتشام بتلانیکی غرض سے ایسا نامہذب طریقہ استعمال کرتے ہیں جسکو ہمارے رحمدل اور غریب پرور حضور پر نور نے ناپسند اور خلاف آئین ونصفت تصور فرماکر اونکے لئے بذریعہ فرمان مرقومہ ۱۲ شوال ۱۳۱۹ھ مناسب ہدایات نافذ فرمایا جس سے اوس شکایت کا سدباب ہوگیا۔

۱۷ شوال ۱۳۱۹ھ کو یونی فارم ڈریس کے متعلق (جو سرکاری و رسمی تقاریب مین استعمال کی جاتی ہین) اطلاع و ہدایت کے لیے حسب ذیل قواعد اجرا ہوے۔

رسمی و سرکاری تقاریب مین لباس کے قواعد

(۱) تقاریب ذیل مین مدعو امرا و عہدہ داران و اعزا جو یونی فارم پہننے کے مجاز ہین اونپر لازم ہوگا کہ ہر تقریب کیواسطے جس قسم کے لباس یونی فارم کی صراحت کی گئی ہے وہی لباس یونی فارم پہنین۔ (۱) بینکوئٹ یا ڈنر جو بتقریب سالگرہ ہز مجسٹی قیصر ہند یا بتقریب سالگرہ اعلیحضرت حضور پر نور یا بتقریب اعزاز نواب وائسرائے بہادر۔ ڈیوڑہی مبارک مین یا رزیڈنسی مین ہو۔ **فلڈریس بانانی**۔ (۲) متذکرۂ بالا تقاریب کے سوا دوسری تمام تقاریب ڈنر جو ڈیوڑہی مبارک یا رزیڈنسی مین ہون **مس یونی فارم**۔ اگر کسی ایسی تقریب مین بھی فلڈریس پہننے کے لیے منجانب اعلیحضرت حضور پر نور یا رزیڈنٹ صاحب۔ ایما بطور خاص ہوا ہو۔ (جو فوجی عہدہ دار نہین ہین وہ مس ڈریس کے موقع مین اپنا فلڈریس پہننگے (۳) دعوت برکفسٹ۔ جو ڈیوڑہی مبارک مین یا رزیڈنسی مین ہو جسمین اعلیحضرت حضور پر نور شریک ہون تمام فوجی عہدہ دارونکے لیے۔ **ریویو یونیفارم سفید** امرا و اسٹاف اعلیحضرت اور رزیڈنسی اسٹاف کے لیے **انڈریس یونیفارم** (۴) لنگر مبارک کی تقریب مین تمام فوجی عہدہ دارونکے لیے **ریویو یونیفارم** (سفید یا بانانی حسب موسم و عادت) اور امرا و اسٹاف اعلیحضرت کے اور اسٹاف رزیڈنسی کے لیے۔ **انڈریس یونیفارم** (۵) بیاریڈ۔ ریویو وغیرہ جو ہز مجسٹی قیصر ہند کی افواج کا یا اعلیحضرت کی افواج کا ہو۔ تمام فوجی عہدہ دارون کے لیے وہی یونیفارم ہوگا۔ جنکے لیے کمانڈنگ افسر حکم دیا ہو۔ (۶) رسمی ملاقاتین۔ (اسٹیٹ وزٹس) جو اعلیحضرت سے ڈیوڑہی مبارک مین ہون یا جنکے واسطے رزیڈنسی مین تشریف فرما ہون۔ **فلڈریس**۔

(۲) عہدہ دارون و رعایا سرکار عالی مین سوائے اشخاص ذیل کے کوئی مجاز نہوگا کہ کسی قسم کا لباس یونیفارم حسب نمونہ جات منظورہ اعلیحضرت کبھی پہنے۔

(۱) مرشد زادگان و امرائے دربار اعلیحضرت جنکو اعلیحضرت یونیفارم پہننے کی اجازت عطا فرمائین وہ سی قسم کا فلڈریس اور انڈریس یونیفارم پہننگے جسکا نمونہ اعلیحضرت نے منظور فرمایا ہو۔ (مذکور اجازت اور نیز نمونہ یونیفارم کی منظوری بذریعہ افسر الدولہ بہادر ایڈیکانگ اعلیحضرت حاصل کیجاسکتی ہے) (۲) مدار المہام معین المہامان وارکان کینیٹ کونسل اسٹاف اعلیحضرت۔ اسٹاف مدار المہام۔ معتمدین سرکار عالی۔ صوبہ داران وارکان عدالت العالیہ اس قسم کا فلڈریس اور انڈریس یونیفارم پہننگے۔ جسکے نمونہ جات حسب مراتب بمنظوری اعلیحضرت مقرر ہونگے۔ (۳) عہدہ داران افواج اعلیحضرت کے فلڈریس یونیفارم کی وضع مین کوئی تغیر و تبدل بلا منظوری اعلیحضرت نہوگا۔ مگر مذکور فوجی عہدہ داران اپنے اپنے فوجی عادت اور کمانڈر کے حکم کے مطابق مس ڈریس اور انڈریس یونیفارم حسب موقع پہن سکتے ہین (۴) عہدہ داران کو توالی دو پگ صیغہ جات جنپر حسب عادت مستمرہ یونیفارم یا وردی پہننا لازم ہے۔ وہ اپنے اپنے بالادست کے حکم کے مطابق یونیفارم یا وردی پہنکر (۵) جن صاحبونکو حسب قواعد بالا کسی قسم کا یونیفارم پہننے کا حق نہین ہے وہ تمام مواقع متذکرہ فقرۂ یکم ہین۔

(الف) اگر انگریزی وضع کا لباس پہنین تو ایوننگ ڈریس سوٹ پہننگے۔ (ب) اگر مغلائی وضع کا لباس پہنین تو عمدہ سیاہ بانات کی شیروانی (سفید کف و کالر والی قمیص پر) معہ شکپہ و گلوبند پہننگے

۲۴ شوال ۱۳۱۹ھ کو حسب فرمان خسروی وفاتر کا محذمہور و دار الضرب کا تعلق معتمدی عدالت سے علیحدہ کر کے معتمدی فنانس کے متعلق کیا گیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ نواب سرور قار الامرا بہادر لی ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو (اپنے علاقہ کے ایک تعلقہ مین جبکہ وہ دورہ و سیر و شکار مین مصروف تھے)

دفعتاً مرض فالج سے انتقال فرمایا۔ چنانچہ آپکی نعش بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد لاکر دفن کیگئی۔ چونکہ آپ اس ریاست کے رکن اعظم اور متانت۔ مروت۔ تواضع۔ حلم اور رحم مین بےنظیر تھے اعلیحضرت تاجدار عالی نے نہایت افسوس کیساتھ اظہار رنج وغم کے لئے تمام دفاتر واقع بلدہ واضلاع کو دو یوم کی تعطیل عطا فرمائی۔

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو کرنل بارر زیڈنٹ بہادر کی دختر نیک اختر ایولن کانسٹنس بار کی شادی کیپٹن ایچ۔ والکن متعلقۂ چوتھی حضار سے بمقام بلارم کلیسائے ہولی ٹرنٹیس مین ہوئی۔ چنانچہ اس شادی مین اعلیحضرت اقدس واعلیٰ معہ شاہزادۂ ولیعہد بہادر ونیز دیگر مصاحبین رونق افروز ہوئے اور عروس کو ایک نہایت عمدہ بیش قیمت تصویر کا فریم۔ (جسمین اعلیحضرت کی تصویر نصب تھی) تحفہ دیا۔

گلِ نہم

رونق افروزی لارڈ کرزن وایسرائے بہادر۔ تقریر اعلیحضرت اقدس واعلیٰ ایسلیچ ہز اکسلنسی لارڈ کرزن بہادر وایسرائے ہند۔ تقرر مسٹر کیاسن واکر بخدمت معین المہامی فنانس۔ دائمی مفارقت ٹراڑ از علاقۂ سرکار نظام مستقلی مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی۔ رونق افروزی اعلیحضرت ظل سبحانی بغرض شرکت دربار تاجپوشی دہلی۔ فہرست عطیہ خطابات عید الضحیٰ بابت سنہ ۱۳۲۰ھ طغیانی رود موسیٰ۔ سفر بمبئی اعلیحضرت اقدس واعلیٰ۔ جلسۂ دعوت رزیڈنسی تقریر کرنل بارر زیڈنٹ بہادر۔ ایسلیچ اعلیحضرت اقدس واعلیٰ۔ جلسۂ ضیافت قصر فلک نما تقریر اعلیحضرت اقدس واعلیٰ ایسلیچ کرنل بارر زیڈنٹ بہادر افتتاح

وکٹوریہ میموریل فنڈ تقریر کرنا ریزیڈنٹ بہادر۔ اسپیچ اعلیحضرت اقدس واعلی۔ سکہ چارمیناری (جدید) کی تسکیک وترویج۔

رونق افروزی لارڈ کرزن وایسرائے بھادر

ہز اکسلنسی لارڈ کرزن بہادر ۲۰ پانچ بجکر ۱۸ منٹ ۸ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ روز شنبہ کو صبح کے ساڑھے نو بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین رونق افروز حیدرآباد ہوئے اعلیحضرت معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر واشاف امرائے عظام وعہدہ داران اعلی اسٹیشن پر استقبال کی لئے موجود تھے چنانچہ مہمان ومیزبان کی نہایت تپاک کیساتھ ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد وایسرائے بھادر معہ اپنے اشاف کے کوٹھی بین تشریف فرما ہوئے۔ اور اسی تاریخ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے اعلیحضرت اقدس واعلی نے رزیڈنسی مین جاکر وایسرائے بھادر سے ملاقات فرمائی۔ پھر اسی روز مغرب کے ساڑھے پانچ بجے وایسرائے بھادر نے چومحلہ آکر اعلیحضرت کی بازدید کا رسم ادا کیا۔ شب کو ۹ بجے رزیڈنسی مین ڈنر ہوا جسمین اعلیحضرت اقدس واعلی معہ امرا وعہدہ دار رونق افروز ہوئے۔ اور پونے دس بجے دربار لیوی منعقد ہوا۔ دوسرے روز بوجہ یکشنبہ (اتوار) کوئی رسوم ادا نہین ہوئی۔ البتہ شام مین بمقام رزیڈنسی ڈنر ہوا۔ تیسرے روز صبح کے آٹھ بجے لیڈی کرزن صاحبہ نے شفاخانۂ افضل گنج کا زنانی حصہ ملاحظہ فرمایا۔ اور شام کے پانچ بجے سے سات بجے تک وایسرائے بھادر اور لیڈی صاحبہ نے معہ اپنے اشاف کے ایوان فلک نما اور تالاب میر عالم کی سیر فرمائی۔ شب کے آٹھ بجے چومحلہ مبارک مین اسٹیٹ ڈنر ہوا جسمین لارڈ کرزن بھادر معہ لیڈی صاحبہ واشاف کے تشریف لائے جملہ مہمانون کی تعداد (۱۸۲) تھی۔ تمام شہر مین کوٹھی تک دو رویہ روشنی کیگئی تھی۔ الحاصل اعلیحضرت اقدس واعلی نے اس دعوت کے موقعپر وایسرائے بھادر ولیڈی صاحبہ کا جام صحت تجویز فرماتے وقت حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر اعلیحضرت اقدس واعلی

یور ایکسلنسیز لیڈیز اینڈ جنٹلمین - بہت بڑی خوشی کیساتھ مین یور ایکسلنسیز کو اپنے ملک اور اپنی دارالسلطنت مین خیر مقدم کہتا ہون - جب سے کہ مین کلکتہ گیا تھا مین اس خوشی کا خواہان تھا - وہان میری مہمانی اس گرمجوشی اور مہربانی سے ہوئی تھی جو فراموش نہین ہوسکتی - میرے دلمین قدرتی طور پر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مین بھی یور ایکسلنسیز کی مہمانداری کرکے یور ایکسلنسیز سے از سر نو تعارف پیدا کرون - میری موجودہ خوشی مین اسوجہ سے کچھ بھی کمی نہین آئی ہے - کہ وہ جلد نہین پوری ہوسکتی -

لیڈیز اینڈ جنٹلمین - جام صحت جسکی مین تحریک کیا چاہتا ہون اوسکی سفارش آپسے کرنیکے لیئے کوئی زیادہ الفاظ کی ضرورت نہین - ہز لارڈشپ کی عام ذکاوت وسیع ہمدردی - پختہ مدبری کے نسبت مجھے کچھ کہنا نہین ہے - انکے ایسے عمدہ آئین اوطوار کو تمام دنیا جانتی ہے - اور سراہتی ہے - مین اس موقعپر ہز اکسلنسی کا شکریہ ادا کرتا ہون - کہ وہ میری ریاست کی اور میری بہبودی مین ہمیشہ اپنی بڑی دلچسپی ظاہر کرتے رہے - ہز لارڈشپ براہ راست و بنز میرے دوست کرنل بار کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً جو نہایت مہربانہ مشورہ و کمک مجھے دیتے رہے - اوسکا مجھے صدق دل سے اعتراف کرنا چاہیئے - مین یقین کرتا ہون کہ تمام ہندوستان ہز اکسلنسی لیڈی کرزن کا شکر گذار ہے - جنکی مصروفیت عام بھلائی و خیراتی کامونمین وہ بالکل اوس مصروفیت کے مساوی ہے - جو ہز لارڈشپ کو امور ملکی اور عدہ انتظام مین ہے - مجھے ہر لیڈی شپ کا شکریہ خاص طور سے ادا کرنا چاہیئے کیونکہ اونہون نے اسقدر مہربانی سے موسم گرمی کا خیال نکرکے میرے ممالک مین چند دن بسر کرنیکے لیئے آنیکی تکلیف گوارا کی - مین صدق دل سے امید کرتا ہون کہ ڈیر ایکسلنسیز میرے ملک مین قیام کرنیکے چند مسرت بخش خیالات اپنے ساتھ لیجائینگے -

لیڈیز اینڈ جنٹلمین - اب بڑی خوشی کیساتھ مین اپنے معزز مہمان لارڈ کرزن کا جام صحت نوش کرنیکی تحریک کرتا ہون - اور اوسکے ساتھ ہی لیڈی کرزن کا نام بھی شریک کرتا ہون -

اسپیچ ہز اکسلنسی لارڈ کرزن بہادر وایسرائے ہند

یور ہائنس - لیڈیز اینڈ جنٹلمین مختلف مواقع جنمین سے میرے خیال مین غالباً یہ پانچوان موقع ہے
ہز ہائنس نے وایسرایان ہند کو اپنے پایہ تخت مین مدعو کیا ہے - اور نہایت خوش آیند اور مختصر و
معنی خیز الفاظ مین اپنے اون مہمانونکا جام صحت تجویز فرمایا ہے - وایسرائونکو ہز ہائنس کے برابر
اپنے جوابون کے اختصار مین ہمیشہ کامیابی نہین ہوئی ہے - اور آجکی رات غالباً مین بھی اونکا
ساتھ نہ دیسکونگا - ایسے موقع پر کہ جیسا یہ ہے اور ایسے مجمع کے سامنے اور ایسے مہمان کی
روبرو بہت سی چیزین ایسی ہوتی ہین - کہ جنکے کہنے کو ہر ایک کا جی چاہا کرتا ہے - تاہم مین اس
اس بڑے مجمع کی توجہ کہ جسکو ہز ہائنس نے یہان لیڈی کرزن اور مجھسے ملنے کے لیئے مدعو
کیا ہے - اور جسنے بڑے تپاک سے اوس جام صحت کو قبول کیا جو کہ ہز ہائنس نے تجویز کیا تھا
زیادہ دیر تک مصروف نہین رکھونگا (چیرز) مین بیان کرچکا ہون کہ مین سلسلہ سے پانچوان وایسرائے
ہون - جو حیدرآباد آیا ہون - اور مجھکو ایک وہ امتیاز حاصل ہے کہ میرے پیشرؤن مین سے
کسیکو حاصل نہین ہوا تھا - یعنے یہ کہ یہان آنیسے قبل مین نے ہز ہائنس سے تعارف پیدا کرنے
اور اونکی دعوت کرنیکی عزت حاصل کی (چیرز) ہز ہائنس نے اپنی تقریر مین اوس ملاقات کا ذکر
نہایت مسرت خیز الفاظ مین فرمایا ہے کہ جو میرے مہمان کی حیثیت سے اونہون نے اب سے
کچھ اوپر دو سال کے پیشتر کلکتہ مین مجھسے لی تھی مین ہز ہائنس کو یقین دلاتا ہون کہ اوس موقع کی
ہماری ملاقات اور گفتگو کی دوستانہ یاد جسطرح اونکے دلمین ہے اوسی طرح میرے دلمین بھی ہے
(چیرز) مین نے اونکی اوس ملاقات کی نسبت صرف یہی نہین خیال کیا تھا کہ اوس سے مجھکو
اوس مسلسل تاریخی اور موروثی دوستی کی تصدیق کا موقع ملیگا کہ جو گورنمنٹ ہند اور ریاست حیدرآباد
کے درمیان قائم ہے - ایسی دوستی جو ہر ایک عملی فوائد پر اسیطرح مبنی ہے جیسا کہ زمانۂ قدیم مین تھا اور

ایک مساوات اوٹھانے پر مبنی تھی (چیرز) بلکہ اوس ملاقات سے مجھکو یہ فائدہ بھی حاصل ہوا - کہ مین نے ہنرہائنس سے تعارف پیدا کیا - اور مین اونکے ذاتی دوستونمین شریک ہونیکی توقع کرسکا - (چیرز) ہنرہائنس نے اوسوقت سے اس وقت تک اس امید کو کامل طور پر پورا ہونے دیا ہے - مین سچ کہتا ہون کہ مین نے ہنرہائنس کو کبھی ایسا نہین پایا کہ وہ کسی معاملۂ زیر بحث پر اپنی عنایت مہربانی اور صاف دلی سے غور کرنیکے لیئے مستعد نہ پائے گئے ہون - (چیرز) اور ہنروہ ہمیشہ اوس صلاح منظور کرنیپر مستعد دیکھے گئے ہین - کہ جو اونکے اسٹیٹ اور اونکے انتظام کے فائدہ کے لیئے اونکو دیگئی ہے - (چیرز) ہنرہائنس سے تعلقات پیدا کرنیکے اشارمین دو چیزون نے مجھکو اور بھی حیرت مین ڈالا مین امید کرتا ہون کہ اگر مین اونکا ذکر ہنرہائنس کے روبرو کرون تو وہ مجھکو معاف فرمائین گے - اول اونکی وہ دلی خواہش کو کہ جو کام اونکی ریاست اور اونکی رعایا کے فائدہ کا ہو - (چیرز) بلا لحاظ اسکے کہ دلچسپی رکھنے والے یا تشنگی لوگ جو چاہین سمجھین یا جو چاہین کہین کیا جائے - (چیرز) دوسرے اونکی وہ انتہا درجہ کی راست بازی و وفاداری کہ جس سے ہنرہائنس اپنے قول و قرار کو پورا کرتے ہین - (چیرز) اگر وہ کسی بات کا وعدہ کرتے ہین تو اوسکا بدرجۂ غایت خیال رکھتے ہین (چیرز) ان تجربون سے مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہنرہائنس اپنے کیرکٹر (خصوصیات) اور اپنی فہم و فراست کے باعث اپنے مین اپنی ریاست کی اعلیٰ خدمت کرنیکی طاقت رکھتے ہین - (چیرز) جسقدر ہنرہائنس ذاتی طور پر ریاست کے نظم و نسق سے تعلق رکھین گے - اوسیقدر ریاست اور رعایا کا حق مین بہتر ہوگا - (چیرز) اور دوسری جگہ کیطرح حیدرآباد مین بھی اسکی ضرورت سمجھی جاتی ہے کہ ایک نگران آنکھ سب کے اوپر رہے - ہنرہائنس کو بڑا اقتدار اور بڑی عزت حاصل ہے - مین اُنسے التجا کرتا ہون کہ اپنی ذمہ داریونکی ادائی مین وہ اُنمین سے کسی ایک کو نظر انداز نہ کرین - یہ دونون چیزین ایسی ہین کہ جو ان لکھو کہا لوگونکے لیئے بڑے بڑے فائدے پہنچا سکتی ہین - کہ جنپر ہنرہائنس حکمرانی فرماتے ہین

(چیرز) حیدرآباد کو گذشتہ سالون مین مالی دقتین بوجہہ سختی قحط اور اون دوسرے مصائب کے باعث برداشت کرنے پڑے ہین کہ جو دوسری دیسی ریاستون پر بھی نازل ہوئی تھین - بہت سی جگہ تخفیف کی قیمتی کی ضرورت ہے - قرضہ کی ادائی ہونی چاہیئے - مالگذاری کے موجودہ ذرائع محتاج کفایت شعاری ہین - اور نئے ذرائع آمدنی مین ترقی دینے کی حاجت ہے - ہنرہائمس نے مجھکو اپنے اس قصد کے متعلق یقین دلایا ہے - کہ جن لوگونکے سپرد یہ ذمہ داری کا کام کیا گیا ہے وہ انکی بھی طور پر مدد فرمائین گے - اور مین اون سب کے لیئے اونکی کوششون مین کامیاب ہونیکا خواہان ہون - (چیرز) مین نے نہایت خوشی کیساتھ اوس ترقی کو دیکھا کہ جو ہنرہائمس کے صاحبزادہ کی تعلیم مین ہوئی ہے - ہم سب کو یقین ہے کہ نوجوان صاحبزادے اون اعلیٰ سے اعلیٰ امیدونکو پورا کرکے رہینگے کہ جو اونکے والد کی خواہشات نے اونکی نسبت پیدا کی ہونگی - اور ایک دور دراز زمانہ مین وہ اپنے کو ناقابل جانشین نہین ثابت کرینگے (چیرز) ہنرہائمس نے اپنی فرط عنایت سے اپنے جام صحت مین لیڈی کرزن کا نام بھی شریک کیا ہے - اور ہنرہائمس نے اپنی مہربانی سے موزون ومناسب الفاظ مین اوس رفاہ عام کے کام کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ جسمین لیڈی کرزن نہایت دلچسپی رکھتی ہین - یہ اون حقوق مین سے ایک حق ہے - کہ جو وائسرائے کی بیوی کے اوپر عاید ہوتے ہین - کہ وہ ڈوفرن فنڈ اور ہندوستانکی غریب اور مصیبت زدہ عورتونکے لیئے کچھ کرینگے متعلق اور دوسرے انتظامات سے بھی تعلق رکھتی ہین (چیرز) اور مجھکو معلوم ہے کہ لیڈی کرزن اس حق کی بڑی قدر کرتی ہین - اور یہ اس حق کو جس ایمانداری سے ادا کرتی ہین مین خیال کرتا ہون کہ اوس سے بھی دوسرے لوگ پورے طور پر یکسان واقف ہین - (چیرز) خاتمہ پر مجھکو یہ خیال کرنیسے خوشی حاصل ہوتی ہے - کہ جو دوستانہ تعلقات گورنمنٹ ہند اور ہنرہائمس درمیان قایم ہین - انکی نگہبانی موجودہ رزیڈنٹ کرنل بار کے لایق ہاتون مین ہے - (زور سے چیرز)

جب سے مین نے اونکو یہان بھیجا ہے۔ اونہون نے میرا اور میرے ہزہائنس کا اعتبار حاصل کرنیکے لیئے بہت کچھ کوشش کی ہے۔ مین یقین کرتا ہون کہ ہم دونون مین سے کسی ایک کو بھی اس سے بڑھکر کسی دوسرے لایق و میانی واسطہ کی خواہش نہین ہوسکتی۔ (چیرز) اور اسے لیڈیز اور جنٹلمین مین آپسے اپنے معزز میزبان کا جام صحت نوش کرنیکی درخواست کرتا ہون۔ اگرچہ اونکو جانشین ہوکر ۳۲ اور مسند نشین ہوکر ۱۸ سال کا زمانہ گزر چکا ہے لیکن ہنوز وہ ایک نوجوان آدمی ہیں اور اونکے سامنے پبلک مین شہرت اور امتیاز حاصل کرنیکے بہت سے موقع ہین۔ (چیرز) میری دعا یہ ہے کہ اونکو برٹش گورنمنٹ سے جو دوستی اسوقت ہے اسمین کمی نہ آئے اور وہ اپنی رعایا کے محسنون مین شمار ہونیکے لیئے زندہ رہین۔ (چیرز) مین آپ سبکو ہزہائنس کا جام صحت پیش کرتا ہون۔" چنانچہ حاضرین نے نہایت گرمجوشی کیساتھ نوش کیا۔ اور تقریباً ۱۲ بجے یہ جلسہ برخاست ہوا۔ چوتھے روز ۲۱ ذیحجہ ۱۳۱۹ھ کو صبح کے آٹھ بجے وایسرائے بہادر و لیڈی کرزن کے قلعہ گولکنڈہ کا معاینہ کیا۔ اور ساڑھے گیارہ بجے اعلیحضرت نے رزیڈنسی مین وایسرائے بہادر سے پریوٹ ملاقات فرمائی۔ شب کے آٹھ بجے رزیڈنسی مین ڈنر ہوا۔ اور ساڑھے دس بجے وایسرائے بہادر معہ لیڈی کرزن صاحبہ کے اسپیشل ٹرین کے ذریعہ شکارگاہ (نرسمپیٹہ) کو تشریف لیگئے۔ شکارگاہ مین حفاظت کا انتظام مسٹر ہنکن کے تفویض تھا اور نواب امنراالدولہ بہادر بھی ہمراہ رکاب تھے۔ چنانچہ وایسرائے بہادر کا قیام شکارگاہ نرسمپیٹہ و مانکوٹہ مین بارہ روز تک رہا۔ اور ۱۳ اپریل ۱۹۰۲ء م ۴ محرم ۱۳۲۰ھ کو حیدرآباد مراجعت فرما ہوئے اور لیڈی کرزن صاحبہ تو گرمی کی وجہ سے تین روز قبل ۳ اپریل کو ہی حیدرآباد آگئی تھین۔ وایسرائے بہادر نے قیام شکارگاہ کے زمانہ مین پانچ شیر ایک چیتل اور ایک بارہ سنگھے کا شکار فرمایا لیکن افسوس ہے کہ اس شکار کے موقعپر ایک زخمی شیر نے قدیم شاہی شکاری فاضل بیگ کا کام

تمام کردیا۔ الحاصل دوسرے روز ۵ محرم کو وایسرائے بہادر معہ لیڈی کرزن صاحبہ کے لنگر مبارک کا ملاحظہ مہاراجہ مدار المہام بہادر کے ایوان سے کیا جہاں اعلیحضرت اقدس واعلیٰ معہ شاہزادۂ ولیعہد بہادر کے رونق افروز تھے۔ دو ڈھائی گھنٹہ تک لنگر کا سلسلہ جاری رہا۔ اسکے بعد جملہ معززین مہمان میزون پر کھانے بیٹھے۔ جنکی تعداد تقریباً (۲۵۰) تھی اور بعد فراغ وایسرائے بہادر اور اعلیحضرت ایوان وزارت سے رخصت ہوئے۔ اور دوسرے روز شام کے ساڑھے پانچ بجے وایسرائے بہادر معہ لیڈی صاحبہ کے حیدرآباد سے پریویٹ طور پر بذریعۂ اسپیشل ٹرین رخصت ہوگئے۔ کہتے ہین کہ وایسرائے بہادر کی مہمان داری اور آرایش و آتشبازی وغیرہ کے لیئے ۲ لاکھ روپیہ کی منظوری دیگئی تھی۔

تقرر مسٹر کیاسن واکر بر خدمت معین المہامی فنانس

ابتک تو مسٹر واکر معتمدی فنانس پر مامور تھے جسکو تقریباً ۶ ماہ سے کچھ ہی دن زائد گذرے ہونگے۔ اس مختصر زمانہ کے ہی کارگزاری نے اونکو معین المہامی فنانس کے لایق بنادیا۔ لیکن اس جدید خدمت کے وضع کرنیکے لیئے قانونچہ مانع تھا۔ چنانچہ مدار المہام بہادر کی عرضداشت مورخہ ۲۱ محرم ۱۳۲۰ھ کے بناپر فرمان خسروی مصدرہ ۱۴ صفر ۱۳۲۱ھ کی روسے قانونچہ اسقدر ترمیم کی گئی کہ دفعہ ۱۴ مین الفاظ (سیرو رینگے اور) کے بعد الفاظ (بجز اسکے جیساکہ دفعہ ۱۸ مین بتایا گیا ہے) بڑہادیے گیے۔ اور دفعہ ۱۸ کے اخیر مین یہ فقرہ ایزاد کیا گیا کہ "لیکن ہنگامی طور سے اوس مدت تک جسکو اعلیحضرت پسند فرمائین مدار المہام کو ایک فنانشل عہدہ دار سے مدد ملتی رہیگی۔ جو اگرچہ کمیٹی کونسل کے رکن نہونگے۔ لیکن معین المہام فنانس کیلئے اور صیغۂ فنانس مین ایسے انتظامی اقتدارات استعمال کرینگے جو اونکو مدار المہام بمنظوری اعلیحضرت

بہر حال زمیمات مذکورہ کے مدنظر مسٹر جارج کیاسن واکزمین الہام فنانس مقرر کر دئے گئے۔ اور انکی اقتدارات کا ایک دستور العمل بھی مرتب ہو گیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ روز پنجشنبہ شام کے ۷ بجے نواب سر خورشید جاہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ دوسرے روز جمعہ کو تجہیز و تکفین ہوئی۔ چونکہ نواب صاحب موصوف اس ریاست کے رکن اعظم تھے۔ فیروت صاحب حلم و تواضع اور قدیم امرار سے تھے۔ اس لیئے سرکار عالی نے اظہار رنج و غم کے لیئے تمام دفاتر بلدہ و اضلاع کو دو روز کی عام تعطیل عطا فرمائی۔

دایمی مفارقت برار از علاقہ سرکار نظام

یون نومبر ۱۸۵۳ء ۱۲۶۹ھ کو گورنمنٹ آف انڈیا کا برار پر (بطور رہن) قبضہ تھا۔ لیکن اس اثنار مین لارڈ کرزن وایسرائے بہادر کے حیدرآباد آنے سے قبل ہی آنریبل کرنل بارر ریذیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت کی خدمت مین برار کے دوامی پٹہ کی نسبت یہ تجویز پیش کی تھی "کہ حیدرآباد کنٹنجنٹ توڑ دیجائیگی۔ اور اسوقت جو ساڑھے سات ہزار فوج ہے۔ (جسکا خرچ ۳۵ لاکھ روپیہ ہے) وہ آیندہ ساڑھے چار ہزار رکھی جائیگی۔ اور ابتک سرکار نظام کو جو بالاوسط سالانہ نو لاکھ روپیہ ملتا رہا ہے آیندہ ۲۵ لاکھ کی رقم سالانہ مدامی طور پر خزانۂ آصفیہ مین داخل کیجائیگی۔ اور اوسکے ساتھ یہ شرط بھی ضروری ہے کہ سرکار نظام کو اپنی بیقاعدہ فوج گھٹاکر تقریباً دس ہزار یا بارہ ہزار کر دینا ہوگا۔ اور پچھلے قحط مین گورنمنٹ آف انڈیا نے جو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ کی رقم برار مین خرچ کی ہے۔ اور دو کروڑ روپیہ کا قرضہ جو پچاس سال ۱۳۱۸ھ مین قحط سالی کے موقعہ پر سرکار نظام کو دیگیا ہے۔ پس یہ دونون رقمین ابتداً اوس ۲۵ لاکھ سالانۂ مدامی سے وضع کر لیئے جائینگے۔ جسکی کامل ادائی تقریباً چودہ سال مین ہوگی۔ اسکے بعد وہ (۲۵ لاکھ روپیہ) برابر خزانۂ آصفیہ مین داخل ہوا کرینگے"۔ اسکا مختصر جواب اعلیحضرت نے یہ ارشاد

سلسلہ

فرمایا تھا کہ میرے اجداد کرام ٹرار سے قطعاً دست بردار ہو جائیں ہمیشہ مخالف رہے ہیں اب بھی آپکی اس تجویز کو پسند نہیں کرسکتا علاوہ بریں جب کنٹریکٹ توڑ دیجاتی ہے تو پھر ٹرار کیون رکھا جاتا ہے جو صرف اوسکی کفالت مین تھا" گو اس معقول ارشاد نے رزیڈنٹ بہادر کو اوسکے خلاف جواب دینے مین سخت متردد کردیا تھا۔ لیکن اونہون نے اسکا جواب یہ دیا کہ اس مجوزہ کارروائی مین ریاست کو تین فائدے ہونگے۔ اول یہ کہ ریاست آصفیہ کی اس سے بڑھکر کیا عزت ہوسکتی ہے۔ کہ سرکار انگریزی جیسی جلیل القدر سرکار اوسکی موروثی آسامی ہو۔ دوم ریاست کو جو ابتک صرف ½ ۹ لاکھ روپیہ ملتے رہے ہین۔ اب آیندہ اس تجویز سے ۲۵ لاکھ روپیہ ملینگے۔ سوم ممکن ہے کہ سرکار انگریزی کو دو کروڑ روپیہ کے قرضہ مین ساری رقم مجرا کرتے رہنے کے عوض صرف ½ ۸ لاکھ روپیہ سالانہ تا بیباقی وضع کرتی رہے۔ اور باقی ½ ۶ لاکھ سالانہ ابھی سے ریاست کو ملنا شروع ہو جائے" الغرض رزیڈنٹ بہادر کی یہ چیٹھی چھاڑ ٹرار کی نسبت جاری ہی تھی کہ اتنے مین وائسرائے بہادر کی رونق افروزی حیدرآباد مین ہوئی۔ اور حین قیام حیدرآباد۔ وائسرائے بہادر نے اعلیحضرت اقدس واعلیٰ سے دو چار تخلیہ کی ملاقاتین بھی کین جس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس مدعی پیشہ کا تصفیہ بھی فرمالیا ہوگا۔ لیکن طرفین کے سوال وجواب کی کیفیت مطلق کسی پر ظاہر نہین ہوئی۔ اور اب اوسکے ۶ ماہ بعد ۳ شعبان ۱۳۲۰ھ کو اضلاع اماتی ٹرار کی دایمی اجارہ کی کارروائی آخر مکمل ہوکر پبلک کی نظرون مین آگئی۔ چنانچہ ہم ذیل مین معزز ناظرینکی معلومات کیلئے صرف رزیڈنٹ بہادر کے دو چیٹھیونکے نقول معہ عہدنامہ کی نقل کے درج کرتے ہین۔ اور باقی کارروائی محض طوالت کے کاٹنا سے قلم انداز کردیجاتی ہے۔

(۱) منجانب آنریبل لفٹننٹ کرنل سر ڈیوڈ ڈبلیو۔ کے۔ بار۔ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ رزیڈنٹ حیدرآباد۔ بخدمت فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند۔ نشان (۶۷) حرف (سی) مقام حیدرآباد۔ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۲ء۔ اپکی چیٹھی نشان (۴۲۹۳) حرف (ڈی ڈبلی) مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء موصول ہوئی۔ جسکے ساتھ

آپنے اوس باضابطہ عہدنامہ کی دو کاپیان میرے اور مدار المہام کی تعمیل کے لیئے ارسال کی تھین کہ جسمین برٹش گورنمنٹ کے نام ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ پرانامی اضلاع برار کے دایمی اجارہ کی آخری تصفیہ شدہ شرایط درج تہین۔ اب مین اوس عہدنامہ کی دونون کاپیان اپنی اور مدار المہام حضور نظام کی تعمیل کے بعد آپکی خدمت مین واپس ارسال کرتا ہون۔ آجکے روز مینے اس عہدنامہ پر ہواجہ اپنے فرسٹ اسسٹنٹ میجر ہیگ اور مدار المہام کے پریویٹ سکرٹری مسٹر فرید وبخی کے دستخط کیے۔ اور اسکے ساتھ اپنی چٹھی نشان (۵۴) حرف (سی) مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کی نقل بھی ارسال خدمت کرتا ہون۔ جو مین نے مدار المہام کو بہیجی تھی۔ اور آپکی ہدایت کے مطابق جسکے ساتھ مین نے آپکی چٹھی نشان (۴۲۹۳) حروف (آئی۔ بی) مورخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۲ء مطبوعی کی نقل حضور نظام کی اطلاع کی غرض سے راز کے طور پر روانہ کی تھی"

(۲) منجانب آنریبل لفٹننٹ کرنل سر ڈی۔ ڈبلیو۔ کے ہمار۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ رزیڈنٹ حیدرآباد بخدمت مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام حضور نظام۔ نشان (۵۴) حرف۔ (سی) مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء۔

مین نے گورنمنٹ ہند کے غور کے لیئے آپکی چٹھی نشان (۴) حرف (سی) مورخہ ۴ر جولائی ۱۹۰۲ء کی نقل بہیجنے کی عزت حاصل کی تھی جسمین حضور نظام کیجانب سے آپنے اون تجاویز کو باضابطہ منظور کیا تھا۔ جو میری چٹھی نشان (۴) حرف (پی) مورخہ ۶ر مئی ۱۹۰۲ء کے فقرہ (۶) مین اضلاع امانی نزاڑ کے برٹش گورنمنٹ کے نام ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ معاوضہ مین دایمی اجارہ کے متعلق درج تہین۔ اور اب مین بطور راز کے حضور نظام کے اطلاع کی غرض سے گورنمنٹ ہند کے فارن سکرٹری کی چٹھی نشان (۴۲۹۳) حروف (آئی۔ بی) مورخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۲ء مین کی نقل جو میرے نام آئی ہے۔ مع ملفوفہ جات یعنے اوس عہدنامہ کی نقل کہ جسکا ذکر چٹھی مذکو

کیا گیا ہے اور نتیجہ قرضہ بڑار متعلقہ قحط ارسال خدمت کرتا ہون - آپکو تکلیف دیجاتی ہے کہ یہ کاغذات حضور نظام کے ملاحظہ مین پیش فرما دیجئے - اور اونکا حکم حاصل کرکے مجھکو اطلاع دیجئے کہ کون تاریخ آپ میرے ساتھ اوس باضابطہ عہدنامہ کی تکمیل کر سکینگے کہ جسمین اوس تصفیہ کے شرائط درج مین کہ جو آخری طور پر طے ہو چکا ہے "

(۳) یادداشت عہدنامہ مابین برٹش گورنمنٹ و گورنمنٹ نظام جسکی تکمیل ایک طرف تو لفٹننٹ کرنل سر ڈیوڈ ولیم کیتھ بار - کے - سی - ایس - آئی - آئی - ایس - سی - نے کی جنکو اسکے لئے وائسرائے و گورنر جنرل ہند باجلاس کونسل نے اختیار دیا تھا - اور دوسری طرف ریاست حیدرآباد کیجانب سے مہاراجہ پیشکار کشن پرشاد بہادر مدار المہام حضور نظام نے کی -

از انجاکہ اون عہدنامجات کی رو سے جو ۲۱ مئی ۱۸۵۳ء و ۲۶ دسمبر ۱۸۷۰ء کو برٹش گورنمنٹ و ریاست حیدرآباد کے درمیان ہوے تھے - اضلاع بڑار برٹش گورنمنٹ کو کنٹنجنٹ حیدرآباد اخراجات کے لیئے بطور امانی دئے گئے تھے -

بدین شرط کہ اگر اضلاع امانی سے کچھ رقم فاضل رہے تو وہ حضور نظام کو ایصال کیجائے -

اور از انجاکہ برٹش گورنمنٹ و حضور نظام اس انتظام مین اصلاح کے خواہان ہین -

اور از انجاکہ بنظر کفایت شعاری یہ خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے - کہ اضلاع امانی کا انتظام مثل جداگانہ حکومت کے یا کنٹنجنٹ حیدرآباد کو مثل ایک جداگانہ فوج کے بدستور جاری رکھا جائے -

اور از انجاکہ یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضور نظام کو اضلاع امانی سے بجائے غیر معین اور کم و بیش آمدنی کے ایک معین رقم ایصال کیجائے - مندرجہ ذیل شرائط پر بذریعہ ہذا مابین وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند باجلاس کونسل اور نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام حیدرآباد معاہدہ کیا جاتا ہے -

(اول) ہز ہائس (ی نظام) کو اضلاع امانی پر جنکی فرمانروائی کا اقرار ثانی کیا جاتا ہے۔ دایمی طور پر برٹش گورنمنٹ کو اون اضلاع کا اجارہ دیتے ہین۔ جسکے معاوضہ مین برٹش گورنمنٹ اونکو ہمیشہ کے لیئے ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ کی معینہ رقم دیتی رہیگی۔

(دوم) برٹش گورنمنٹ اضلاع امانی پر پورے عدالتی اختیارات اور کامل اقتدارات رکھنے کے ساتھ جو عہد نامجات ۱۸۰۳ء اور ۱۸۰۴ء کی رو سے وہ رکھتی چلی آتی ہے۔ اون عہد نامون کے کسی چیز کے خلاف ہونیکی صورت مین بھی وہ اسبات کی مجاز ہوگی کہ اضلاع امانی کا حسب ونحواہ طریق سے انتظام کرے۔ اور نیز یہ کہ جو افواج اب حیدرآباد کنٹنجنٹ مین شریک ہین اونکو عہد نامہ ۱۸۰۳ء کے دفعہ (۳) کے عہد وپیمان کے مطابق ممالک محروسہ سرکار عالی کی حفاظت کے لیئے اونہین مناسب گنجایش نکالکر وہ حسب مناسب پھر سے ترتیب دے۔ کم کرے جسطرح چاہے اور پھر حکومت کرے اور جسطرح چاہے اونکی تقسیم کرے۔

تاریخ ۵ نومبر ۱۸۵۹ء مطابق ۳ شعبان ۱۲۷۶ھ شرح دستخط ڈبلیو کے بار شرح دستخط کشن پرشاد

منظور و مصدق گورنمنٹ ہند حسب الحکم شرح دستخط نوٹس۔ ڈبلیو۔ ڈین۔ قایم مقام فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند۔ فورٹ ولیم۔ اس کے علاوہ ازروے عہد نامہ یہ قرار دادبھی ہوا تھا کہ فوج بقاعدہ مین تخفیف ہو۔ اور بجاے ۱۹ ہزار کے ۱۲ ہزار کی جمعیت باقی رکھی جاے۔ جسکے نسبت اعلیحضرت نے بتدریج تخفیف کرنیکا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ بعد مین اکثر کمیشان ہوئین۔ اور ایک بسیط رپورٹ مرتب کی گئی۔ آخر بامضاء رزیڈنٹ بھادر و منظوری اعلیحضرت تخفیف فوج بقاعدہ کی نسبت مقدمی افواج سے ۵ ہزار جسکو ۱۳۲۲ف کو احکام ذیل نافذ ہوے جس سے علاوہ نظم جمعیت مین ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا تھا۔ جو رفتہ رفتہ رفع ہوا

ف سر سالار جنگ مرحوم اولے کے زمانہ مدار المہامی مین یعنے ۱۸۵۳ء (۱۲۶۹ھ) کے

تخفیف فوج بقاعدہ کے احکام اور سوبرار کے الحاق کے واقعات سال ۱۳۲۲ف کے بابت ہین مگر بوجہ تعلق سال ۱۳۲۳ف کے سالانہ مین لکھدیئے گئے ہیں مولف

قبل کے اجرا شدہ حسبقدر امتیازیان و ملازمان متفرق ہیں وہ سب بلحاظ انکے حقوق کے منصب مین منتقل کیے جائین۔

ف ۲ امتیازیان اور ملازمان متفرق جو سالار جنگ ثانی (عماد السلطنت) اور سر آسمانجاہ مرحوم و سر وقار الامرا مرحوم کے زمانۂ مدار المہامی کے اجرا شدہ ہین۔ اور بیکار تنخواہ یاب ہین۔ اون سب کو حسب قابل وظیفہ دیا جائے۔

(۱) ملازمان زمانۂ مدار المہامی سر سالار جنگ ثانی کو ماہوار موجودہ کا نصف حصہ (۲) ملازمان زمانۂ مدار المہامی سر آسمان جاہ مرحوم کو ماہوار موجودہ کا ثلث حصہ (۳) ملازمان زمانۂ مدار المہامی سر وقار الامرا مرحوم کو ماہوار موجودہ کا ربع حصہ۔

منجملہ اشخاص بالا فوج مین صرف وہی اشخاص رکھے جائین جو سرکاری خدمات انجام دے رہے ہین۔

ف ۳ فرقہ ہاے پیدل کے فرقۂ عروب ولین و غیرہ جو ضعیف اور ناقابل ملازمت اشخاص موجود ہین بذریعہ ایک خاص کمیٹی کے انکا انتخاب کیا جائے۔ اونکی حیات تک اونکو اونکی نصف ماہوار کا وظیفہ دیا جائے

ف ۴ بعد کارروائی بالا جو نفری کہ فرقۂ عروب مین تخفیف شدنی نفری کے منجملہ باقی رہجائے وہ جمعیت نظام محبوب کے خالی شدہ جابڈاو پر وقتاً فوقتاً مامور کیے جائین۔ اور ان سب کی ماموری تک اونکا تعلق نظم جمعیت سے ہی رہے گا اور یہ حسب دستور محکمۂ نظم جمعیت مین رہکر تنخواہ پائینگے۔

ف ۵ ہر فرقہ کے سن اطفال کے بعد مت عیوض موقوف کیے جائین۔ اور اصل ملازمونکو تنخواہ صرف اوسیقدر حصہ جو پاتا ہے اٹھارہ سال تک اونکو ایصال ہونا چاہیئے۔ پس ایسے اطفال کا اسمواری تختہ بقید تنخواہ یافت مرتب کر کے بھیجدیا جائے اگر وہ اوس عمر کے بعد قابل ملازمت ہونگے تو فرقہ ہاے متعلقہ مین کسی خالی شدہ جابڈاو پر اونکا تقرر کیا جائیگا۔

ف ۶ علاقۂ نظم کے اکتالیس رواہل ناظم صاحب کو توالی کے علاقہ مین منتقل کیے جائین۔

ف ۷ فرقۂ لین مین بعد عطاے وظیفہ جو لوگ باقی رہجائین وہ لوگ فوج باقاعدہ و کوتوالی بلدہ

واضلاع کے خالی شدہ جائداد پر مامور کیئے جائین اسبارے مین عہدہ داران علاقہ جات مذکور کو سرکاری ہدایت کیجاتی ہے۔

ف ۸ ہر کارگان موجودہ کے بنجلہ ایکسٹو نفری جو اسوقت دوسرے دفاتر پر موجود و متعین اور کارگزار ہین وہ اونہین دفاتر پر منتقل اور اوسکے نام فوج بقاعدہ سے خارج کردیے جائین گے۔ اور بحالہ ردا اور برچھی بردار و نقباء غیرہ سرشتہ متفرقات مین منتقل کیئے جائین۔

ف ۹ جو لوگ شکارگاہ خاص و شکارگاہ دیوانی مین متعین ہین وہ اونہین علاقہ جات مین منتقل کردی جائین تخفیف مذکورہ بالا کی کارروائی جلد کیجائے۔ اور اوسکے متعلق تنخواہ جات بلا تعویق مرتب کرکے دفتر ہذا پر بھیجدیے جائین۔ مذبورہ تخفیف و منتقلی بارہ ہزار فوج بقاعدہ رہنے تک عمل مین لائی جائیگی

ہان یہ امر بھی یہان قابل اظہار ہے کہ جس معاہدہ کے ذریعہ پٹہ دوامی برار کا عملدرآمد ہوا ہے اوسمین گورنمنٹ انگریزی نے صرف دو باتین اپنی خوشی سے قبول اور تسلیم کی ہین کہ پہلی شرط یہ ہے کہ سالگرہ مبارک اعلیحضرت اقدس والا کے موقع پر برار کے صدر مقام پر حضور نظام کا فلاک (جھنڈا) اوڑایا جایا کریگا۔ چنانچہ ایک خوبصورت و شاندار فلاک (بادنا جہان) (حیدرآباد دکن) سے تیار کراکے روانہ کیا گیا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ہر سال بتاریخ ۲ ربیع الثانی (جو سالگرہ مبارک کا روز ہے) اکیس توپونکی سلامی دیجایا کریگی۔ ۲۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو ہنگولی۔ جالنہ۔ مومن آباد۔ راجپور کی کنجنٹ چھاؤنیان اوٹھالیگین اور اوسی تاریخ تین دنون کی صدوکا کال جو سنڈکشن حضور نظام کو واپس دیا گیا اور دفتر تحریر بمبئی ناگپور کو منتقل کیا گیا۔ اور یکم ستمبر ۱۹۰۵ء ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ کو صوبہ برار کا الحاق ممالک متوسط مین کردیا گیا۔ اور سابق مین برار کے جو چھے اضلاع (امراوتی۔ اکولہ۔ بلڈانہ۔ ایوت محل۔ ایلچپور۔ باسم) تھے اونمین سے اول الذکر چار اضلاع قایم رکھکر باقی دو اضلاع (ایلچپور۔ باسم) شکست کردیے گئے۔ اور ایلچپور امراوتی مین ضم کردیا گیا۔ باسم کے تین تحصیلات مین باسم و کمرول کو ضلع اکولہ مین اور تحصیل پوسہ کو ضلع ایوت محل مین

شامل کر کے تحصیل مرزاپور کو امراؤتی سے نکالکر ضلع اکولہ مین اور کہام گاؤن وجل گاؤن ضلع اکولہ سے خارج وبلدانہ مین ملحق کیگئے جس سے اب امراؤتی اور اکولہ مین چھ چھ تحصیلات اور بلدانہ وایوت محل مین پانچ پانچ تحصیلات ہوگئے۔ بہرحال حسب سابق (۲۲) تحصیلات قایم وبحال رکہی گئے ہین قبل ازین برار مین ایک کمشنر اور سات ڈپٹی کمشنر واسسٹنٹ کمشنر مقرر تھے۔ اب عدالت سشن کے اعتبار سے دو ڈویژن ہین ایک امراؤتی دوسرا اکولہ یعنے ایک مشرقی دوسرا مغربی قرار دیگئے ہین اور صیغۂ عدالت کو صیغہ مال سے بالکل جدا کر کے صیغۂ عدالت کا تعلق راست طور پر چیف کمشنر مالک متوسط سے قایم کیا گیا ہے۔ اور ایک سول وسشن جج کی جگہ اب دو مقرر کیگئے ہین۔ علاوہ اسکے ان دونون عہدہ دارونکو دیوانی کام کی امداد کے لیے دو ایڈیشنل جج دیے گئے ہین اور صاحب جوڈیشل کمشنر برار (جنکی عیثیت عدالت العالیہ کی تھی) کی عدالت ناگپور مین منتقل کر دیگئی۔ جو آیندہ یہ عالیجناب صاحب جوڈیشل کمشنر بھاد رناگپور کے اجلاس مین بحیثیت اڈیشنل جج برار کام کو انجام دینگے۔

اب ہم آخر مین اسقدر ضرور کہینگے کہ یہ کارروائی منصفانہ نہین ہوئی۔ بلکہ اس کارروائی نے گورنمنٹ انگلشیہ کے بے لوث وامن پرجو فیاضہا و دریادلی سے مملو ہے۔ ایک بدنما دہبہ لگادیا ہے کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کی فیاضی اور دریادلی کی سیکڑون نظیرین اس قسم کی ملینگین۔ چنانچہ یورپ مین جزائر الیونین۔ کئی سال کے قبضہ کے بعد یونان کو واپس دیے گئے۔ اور ہندوستان مین ٹیپو سلطان کو غارت کرنیکے بعد وہان کے کسن راجہ کو جو بالکل کس مپرسی کی حالت مین پڑا ہوا تھا میسور کی ریاست دیگئی۔ جو ابتک قایم وبحال چلی آرہی ہے۔ اور اگر وہ نہ دیجاتی تو بھی کوئی مدعی اوسکا نہین بنتا تھا اسکے علاوہ گورنمنٹ انگلشیہ نے کابل کو ہزارون جانون کے اتلاف اور کروڑہا روپیہ کے اصراف سے تین دفعہ فتح کیا۔ لیکن آخرمین وہان کے امیر کو واپس دیدیا۔ لیکن یہان برار کی صورت تو بالکل جدا گانہ

تھی کیونکہ ایک تو گورنمنٹ انگلشیہ کے پاس وہ بطور امانی تھا۔ دوسرا بڑا ڈر کا مالک (سرکار نظام) موجود اور مستعد دبار ایک زمانہ دراز سے اوسکی واپسی کا مطالبہ جاری تھا۔ تسیہ جو تنخواہ کنٹنجنٹ کے معاوضہ مین لیا گیا تھا۔ اوسکا وجود خود اسوقت بیکار و بیضرورت تھا۔ چنانچہ اسوقت خود گورنمنٹ انگلشیہ نے کنٹنجنٹ کو بیضرورت سمجھکر برخاست کر دیا۔ پس بلحاظ صورت ہائے بالا اگر بڑا سرکار نظام خلداللہ ملکہ کو بلا کسی عہد و پیمان کے واپس دیدیا جاتا تو کوئی خلاف انصاف و منافی مصلحت نہ تھا۔ مگر نہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی اسمین کیا مصلحت پنہان تھی۔ (رموز مصلحت خویش خسروان دانند) اصل بات یہ ہے کہ زور شمشیر کے سامنے زور قلم کے کچھ پیش نہ گئی۔ اور زمانہ کو فقیہ عمارہ یمنی کے قول (شعر) السیف اصدق من القلم کا چشم دید ثبوت مگیا۔

مستقلی مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالے

۱۵ شعبان ۱۳۲۲ھ کو خلوت مبارک مین اعلیحضرت نے ایک عظیم الشان دربار منعقد فرماکر مہاراجہ بہادر کو بالاستقلال مدار المہامی کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز فرمایا اور ۱۶ شعبان ۱۳۲۲ھ کو اسی مستقلی کی نسبت فرمان مورخہ ۱۶ رجب ۱۳۲۲ھ جریدہ اعلیٰ مین شایع ہوا جسکی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

ایتک جس خوبی و صداقت و لیاقت کیساتھ آپنے عہدہ جلیلہ مدار المہامی کے اہم فرایض کو ادا کرتے رہے اوس سے مجھے کامل اطمینان ہوگیا کہ آپ آیندہ بھی ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرایض کو ادا کرتے رہکر میری خوشنودی کے اپنے کو ہمیشہ مورد بناتے رہینگے۔ لہذا اب مین آپکو میری ریاست کی عہدۂ مدار المہامی پر باضابطہ طور سے مستقل کیا چاہتا ہون اور بالکل یقین کیساتھ امید کرتا ہون کہ آپ اسکا شکریہ صدق و وفاداری کیساتھ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے کامونمین مصروف رہکر ہمیشہ ادا کرتے رہینگے۔"

رونق افروزی اعلیحضرت ظل سبحانی بغرض شرکت دربار تاجپوشی دہلی

یون تو اعلیحضرت ظل سبحانی کو ملک معظم نے ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کی تاجپوشی مین بمقام لنڈن مدعو فرمایا تھا۔ مگر آپکا لنڈن جیسے دور دراز مقام پر تشریف لیجانا کوئی آسان امر نہ تھا۔ کیونکے رعایاے حیدرآباد و کن کو آپکا اسقدر طول طویل سفر سخت شاق اور ناگوار گذرتا۔ جیساکہ اسکے قبل کلکتہ کے سفر کے متعلق تجربہ ہوچکا ہے۔ پس اسی لحاظ سے ظل سبحانی نے لنڈن کا جانا ملتوی فرمادیا تھا۔ اسکے بعد جب لارڈ کرزن بھاورد یکم ۱۹۰۳ء مین حیدرآباد تشریف لاے تو دربار تاجپوشی دہلی (جو یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو ہونیوالا تھا) کی دعوت (زبانی) مکرر سکرر بلحاظ اتحاد نہایت تاکید کے ساتھ دی تھی پھر تحریری طور پر بھی مدعو فرمایا تھا۔ اسلیئے آپکا دہلی تشریف لیجانا نہایت ضروری تھا چنانچہ اعلیحضرت قبل از قبل تاریخ جشن تاجپوشی کے آٹھ مہینے پیشتر صفر ۱۳۲۱ھ مین نواب فرزند الدولہ بہادر اور مولوی میر لیاقت علیصاحب (نواب لیاقت جنگ بہادر) جو تعلقدار راجپور کو دہلی روانہ کرکے اپنے خاص اقامت کیلیے ایک خوشنما اور وسیع کوٹھی لڈلو کیسل نام (جو عکس دوسرے والیان ریاست کے جو تاجپوشی دربار دہلی کے موقعپر جمع ہوئے تھے) ۵۵ ہزار روپیہ کرایہ (صرف دربار دہلی کی چند روزہ عرصہ کیلیے) تجویز فرمایا تھا اور اس مقابلہ رقم کرایہ کے علاوہ اور ۲۵ ہزار روپیہ کے صرفہ سے اوس کوٹھی کی تعمیر و مرمت حسب خواہش و ضرورت کرائیگئی تھی۔ الغرض صرف مکان رہائش کیلیے ۸۰ ہزار کی کثیر رقم خرچ ہوئی تھی۔ اور باقی آبدوزفت و آرایش و زینت و خورونوش کے اخراجات کی رقم اس سے تین حصہ زائد تھی۔ اور اعلیحضرت کے مصاحبین اور امرا کی قیام کیلیے لڈلو کیسل کے اطراف و جوانب کی دوسری کوٹھیان بھی کرایہ سے لیگئی تھین۔ اور ایوان شاہی (لڈلو کیسل) کا انتظام و اہتمام نواب فرزند الدولہ بہادر سے متعلق تھا۔ الحاصل ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ کو حسب فرمان خسروی مرزبان ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ عام اطلاع و اجراے کاروبار ریاست کیلیے یہ اعلان کیا گیا کہ اعلیحضرت ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ کو بغرض شرکت دربار کارونیشن (تاجپوشی) ہفت فرمائے دہلی ہونگے۔ چونکہ مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی بھی اعلیحضرت کے ہمراہ کلکتہ مین گئے تھے لہذا اوسکی غیر حاضری کے زمانہ مین نواب افتخار الملک بہادر نگران کار مدار المہام مقرر کیے جانے مین پس و پیش کیا کل امور ضروری معمولی نواب ممدوح کے سامنے پیش کیے جائین اور معاملات اہم و مترقب مستقل مدار المہام کی واپسی تک ملتوی رہین وغیرہ۔ وغیرہ۔ اسکے بعد ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ م ۲ دسمبر ۱۹۰۳ء روز شنبہ کو اعلیحضرت معہ ولیعہد بہادر اسپیشل ٹرین مین سوار ہوکے

آپکے ہمراہ رکاب جو ذیل امرا و مصاحبین وعہدہ دار تھے۔ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار مدارالمہام سرکار عالی۔ نواب آصف یاور الملک بہادر۔ نواب خورشید الملک بہادر۔ نواب فخر الملک بہادر۔ نواب حسام الملک خانخانان بہادر۔ نواب فرزند الدولہ بہادر۔ نواب غالب الملک بہادر۔ راجہ آصف دانت بہادر۔ راجہ رائے رایان امانت دانت بہادر۔ راجہ رامیشر راؤ (ثانی) مہاراجہ بہوپال بہادر والی ستان پنہ آنریبل مسٹر ولیم میکسویل مسٹر کیاسن ڈاکر معہ لیڈی صاحبہ۔ نواب عماد الملک بہادر۔ مسٹر فریدونجی جمشیدجی۔ نواب لقمان الدولہ بہادر۔ نواب فصیح الملک بہادر داغ۔ نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ نواب اسد یار الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ نواب صادق جنگ بہادر۔ نواب افضل نواز جنگ بہادر۔ نواب [illegible] یار جنگ بہادر حکیم عبدالرزاق صاحب مولوی احمد حسین صاحب چیف سکرٹری مولوی امیر الدین صاحب نواب فیض جنگ بہادر سردار پرکم سنگھ صاحب شریف الدین احمد بہادر مسٹر کربٹ آئی سی ایس نواب سیف نواز جنگ بہادر۔

بہرحال اعلیحضرت مع الخیر والظفر دہلی پہونچے۔ اور یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دربار جشن تاجپوشی میں شریک ہوئے۔ دربار گاہ میں آپکی نشست (کرسی) تمام والیان ریاست سے اول نمبر پر تھی۔ جب وایسرائے بہادر نے دربار کے روز اپنی تقریر ختم کی تو سب سے پہلے اعلیحضرت (معہ ولی عہد بہادر و مدارالمہام صاحب عالی) اپنی جگہ سے اٹھکر جہاں وایسرائے کے پاس گئے۔ اور حضور وایسرائے ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ سے مصافحہ کرنیکے بعد حسب ذیل فقرات سے اظہار مبارکباد فرمایا۔

اس قابل وقعت تقریب سعید کی شمولیت سے جسقدر بیحد و غایت خوشی مجھے حاصل ہوئی ہے غالباً

نہ نواب نظام جنگ خورشید الملک بہادر بوجہ ناسازی مزاج مجبوراً قبل از اختتام اسم تاجپوشی دہلی سے حیدرآباد واپس گئے ۱۲ مولف

نہ نواب فخر الملک بہادر بھی بوجہ علالت طبع دربار کو لطف نہ اوٹھا سکے اور مجبوراً دہلی سے مراجعت فرمائی حیدرآباد ہوئے ۱۲ مولف

نہ دراصل نواب سلطان نواز جنگ شہزادۂ مکرم کو بہراہ رکاب اعلیحضرت قدر قدرت والی بھیجنے کا حکم ہوا تھا۔ چونکہ آپکو گورنمنٹ کی طرف سے تاجپوشی سلطان شہنشاہ دربار تاجپوشی کی دعوت نہ ہوئی تھی۔ اس لیئے آپنا بھیجنا پسند نہ کیا تو نواب سیف نواز جنگ بہادر کو اپنے معاوضہ میں اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب بھیجا۔ اور خود بشخصیت سلطان شہنشاہ شریک دربار ہوئے ۱۲ مولف

نہ دربار جشن تاجپوشی کے تفصیلی حالات کو ہم آئینہ ہندوستان کے شمارہ عید میلاد میں درج کیا ہے۔ لہذا بیان اختصار ملحوظ رہا ۱۲ مولف

خود بدولت اس سے ناواقف نہو سکے۔ کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کیساتھ مین نے جس عملی طور پر آجتک وفاداری اور جان نثاری کا ثبوت دیا ہے۔ اور جسطرح سرکاری خدمات کی بجاآوری کو ہماری خاندان نے اپنا باعث اعزاز سمجھا ہے وہ آپ سے کچھ پوشیدہ نہین۔ اور اب بھی اوسی خلوص اور ارادت کے اقتضا سے میری خواہش ہے کہ براہ مہربانی آپ شہنشاہ عالیجاہ کی خدمت عالی مین میرے طرف سے عرض مبارکباد کیساتھ یہ بھی یقین دلائین گے کہ مین اور میری اولاد ہمیشہ بدستور شہنشاہ عالیجاہ کی وفاداری مین ثابت قدم رہیگی"۔

اسی دربار کے موقعپر اعلیحضرت کو نشان ملک معظم آرڈر آف دی بانہہ۔ نائٹ گرانڈ کراس سول ڈیویژن یعنی جی۔ سی۔ بی کا معزز خطاب دیا گیا۔ اور مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار نظام کو انڈین امپائر۔ نائٹ کمانڈر یعنے کے۔ سی۔ آئی۔ ای مسٹر فریدونجی جمشیدجی پریویٹ سکرٹری مدار المہام سرکار عالی کمپانین مہینے سی۔ آئی۔ ای کے خطابات ملا ہوئے۔

۱۴ جنوری کو اعلیحضرت اقدس و اعلی نے لڈلو کیسل مین چند چیدہ اور منتخب والیان ریاست و بعض عہدہ دار و نوکر گارڈن پارٹی کی تقریب مین مدعو فرمایا۔ اسکے بعد ۹ جنوری ۱۹۰۳ء تک جسقدر مراسم جشن تاجپوشی کے ادا ہوئے اوسمین آپ برابر شریک رہے۔ جب ۱۰ جنوری کو وائسرائے بہادر اور ڈیوک آف کناٹ دہلی سے رخصت ہو گئے اور تمام والیان ریاست و معزز مہمانون کو رخصتی اجازت دیدی تو ہمارے اعلیحضرت اقدس و اعلی تقریباً چار ہفتے اور دہلی مین قیام پذیر رہے۔ اور اکثر بزرگان دین کے مزارات کی زیارت فرمائی۔ پھر وہان سے اجمیر شریف بمبئی وغیرہ (جو نامی اور قابل دید شہر ہے) مین پانچ چھے ہفتے رونق افروز رہکر ۱۰ ذیحجہ ۱۳۲۰ھ روز چہارشنبہ کو (۲۰ یوم کے بعد) مع الخیر والظفر مسرت و شادمانی مراجعت فرمائے دار السلطنت حیدرآباد ہوئے۔ چنانچہ اس مراجعت کی خوشی مین عام طور پر دو روز کی تعطیل تمام دفاتر کو دیگئی۔ اور ۱۱ ذیحجہ روز پنجشنبہ کو شب مین بمقام باغ

۱۹۰۲ء کے دربار قیصری مین اعلیحضرت کو تمغہ و نشان قیصری و خطاب فرزند خاص دولت انگلشیہ عطا ہوا تھا ۱۲ مولف

عالیجاہ علیحضرت نے رعایائے دکن کا اڈریس قبول فرماکر عزت بخشی - اب ہم یہان پر لحاظ طوالت رعایا کا اڈریس قلم انداز کرتے ہین اور اعلیحضرت اقدس و اعلی کا جواب حسب ذیل ہے -

میری عزیز رعایا وفادار دوستو مجھے اسوقت یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہین کہ تمہاری صداقت عقیدت جو اس جلسہ والے اڈریس سے پائی جاتی ہے - اوسکی مین کسقدر قدر کرتا ہون - تم خود میری خوشنودی کا اندازہ اپنے دلو مین جوش عقیدت سے کر سکتے ہو - کیونکہ خدائے تعالی کا شکر ہے کہ تمہاری اور میری ہمدلی اور ہمدردی ایک دوسرے کی راحت و فلاح کا متکفل و ضامن رہا ہے - **آصف**

کہدی سے ہی ایک گھر بنتے ہوتے ہین ایک ہوجاتے ہین دو دل بھی اگر ہوتے ہین

اگرچہ مین نے یہان سے ہولی کو روانہ ہونے سے قبل قصد مصمم کر لیا تھا کہ جس سفر یا سفر کے بعد کوئی پبلک ایڈریس نہ لونگا - مگر تمہارے مہاراجہ بہادر الہام پرشاد صاحب نے اس ایڈریس کو لینے کے لیئے اسقدر پر اثر معروضہ کیا کہ اونکا افسوں بخوبی کار گر ہوا - اور میرے دل مین تمہاری محبت کچھ ایسی جوش مین آئی کہ مین نے اپنے قصد کو فقط اس پبلک ایڈریس کیواسطے فسخ کر دیا - اور مین نے مہاراجہ بہادر الہام کو کہدیا کہ اگرچہ مجھے ایسا ایڈریس لینے کی کوئی خواہش نہین - لیکن اگر اسی مین میری عزیز رعایا کی خوشی ہے تو مجھے اونکی خوشی کو اپنی ذاتی خواہش پر ترجیح دینے مین کوئی عذر نہین - **آصف** تم خوش رہو ہر حال مین مطلب تو یہی ہے ہر آزردہ ہونے کو بھی مذہب تو یہی ہے - تم نے اپنے ایڈریس مین ایک طور سے ظاہر کیا ہے کہ میرا اپنے ملک سے باہر سیر و سیاحت کو جانا تمہین چندان پسند نہین ہے - واقعی یہ تمہاری محبت کا تقاضا ہے کہ تمکو اپنے محبوب کی مفارقت ناگوار ہوتی ہے - اور مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مجھے بھی اپنی پیاری رعایا سے ایک عرصہ تک دور رہنا پسند نہین کرتا - مگر تاہم یاد رکھنا چاہیئے کہ السفر وسیلۃ الظفر - اور علی الخصوص رؤسا کے لیئے (تفریح و تفریح کا باعث ہی کیون نہو) بہت مفید ہے - کہ اسمین وہ گرم و سرد زمانہ سے واقف ہو کر تغیرات قوم و ملت کے آئین و اطوار کے معائنہ سے بہت کچھ تجربہ حاصل کر سکتے ہین - جو میری رائے مین تمکو اکثر

نہایت ضرور ہے کہ احکام کا اثر عامۂ خلایق پر کیا ہوگا۔ اوسکا اندازہ حتی الامکان ٹھیک طور سے قبل از قبل کرلیا جا سکے۔ اذنون پٹہ ٹیلیگراف اور ریلوے نے ہندوستانیون کو طرف سفر کرنا اسقدر آسان کردیا ہے اگر چند ماہ کے لیئے کوئی رئیس سیر کیواسطے اپنی ریاست سے دور رہے تو اوسکو اپنی رعایا کی حالت سے واقف رہنے اور دور سے اپنی ریاست کا کام چلاتے رہنے مین چندان دشواری نہین ہوتی بہرحال (جیسا کہ تمنے بیان کیا ہے) حال کا سفر محض تفریح و سیر کے لیئے نہ تھا۔ اور نہ اوسمین مجھے کوئی ذاتی نمایش مقصود تھی۔ جیسا کہ تم بخوبی سمجھتے ہو۔ اور جیسا کہ مین نے اپنے آگے کی ایک اسپیچ مین کہا تھا کہ راست بازی و سپہ گری میرا آبائی پیشہ ہے۔ لہذا مجھے اس سفر مین بڑی خوشی یہ حاصل ہوئی کہ اعلیحضرت قیصر ہند دام کرمہ کے دربار تاجپوشی مین شریک ہوکر اپنے اباواجداد کی عادت کے مطابق بالکل سیدھے سادے سپاہیانہ طور سے اپنی تاریخی دوستی و وفاداری کا اظہار عملاً و تقریراً کرنیکا موقع ملا۔ آصف تمہی بزرگونکی جو اپنے نمایش مطبوع ہ مین نے چھوڑا نہ اب وجد کا طریقہ زنہار ہ

خدائے تعالیٰ عزوشانہ کے فضل و کرم سے مجھے سفر مین ہر طرح کی خوشی اور صحت حاصل رہی۔ دہلی مین اگرچہ سردی یہانکی موسمی سردی سے زیادہ تھی مگر کسی طور سے گران نہین پائی گئی۔ جو برداشت نکرسکے کوئی شخص نکل کھڑا ہو۔ اور مین اپنے سفر کو مبارک شگون سمجھتا ہون کہ دہلی مین۔ میرے ہمعصر رؤسا اور اعلیٰ عہدہ دارونسے ملاقات ہوئی مگر اس سفر کی سب سے زیادہ خوشگوار یادگار یہ ہوئی (جسکی خوشی تم بھی مناتے ہو) کہ مجھے ہز مجسٹی کنگ امپرر نے اپنی ہند کی تاجپوشی کے روز جی۔ سی۔ بی۔ کا اعلیٰ تمغۂ امتیاز مرحمت فرمایا۔ جو کسی رئیس کو اب تک نہین ملا۔ مین اسموقعپر علانیہ طور سے نواب وائسرائے بہادر کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ اونہون نے براہ مہربانی میرے لیئے اس تمغہ کی تجویز کی۔ اور اعلیحضرت قیصر ہند کا بھی بدل شکرگزار ہون کہ اونہون نے براہ کرمت میرے واسطے پسند فرمایا۔ اور یہ بھی میرے لیئے کچھ کم خوشی کی بات نہوئی کہ مدار المہام پیشکار صاحب جو اپنے اہم فرائض کی ادائی مین میری خوشنود

خواہان وساعی ہین - اونکو بھی میرے ساتھ تمغۂ کے - سی - آئی - ای - ملا - مین امید قوی رکھتا ہون کہ
اس سے اور بھی زیادہ میری مرضی کے مطابق تمہاری ترقی وبہبودی کے کاروبار مین بدل مصروف رہینگے
آج بفضلہ تعالیٰ تم اور مین یکسان خوش ہین تمکو میرے سفر سے مع الخیر واپس آنے کی خوشی ہے -
لہذا تمہاری اور میری دلی دعا خدائے لایزال سے یہی ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہماری باہمی
خوشی ہمیشہ بحال رکھے - **آصف**

اے رعایائے وفادار دکن ہے یہ دعا ۔۔ شاد و آباد خدا رکھے تمہین لیل و نہار
ایڈریس یہ جو دیا تمنے خلوص دل سے ۔۔ جان نثاری کا کیا اپنے نہایت اظہار
جانتا ہون کہ وفادار و فا کیش ہو تم ۔۔ زر خالص کے لیے چاہیے کیا ہے معیار
گرو سے سب سر سے اللہ نے مجھپر آسان ۔۔ اس سفر مین نہ کوئی مرحلہ آیا دشوار
مجھکو اللہ تعالےٰ نے بصحت رکھا ۔۔ اس سے بڑھکر نہین آفاق مین نعمت زنہار
عزت افزا جو ہوے خسرو ہند و انگلینڈ ۔۔ اس عنایت کا تہ دل سے مین ہون شکر گزار
لارڈ کرزن نے کیا جلسہ نہایت اچھا ۔۔ واقعی دید کے قابل تھا یہ دربار
جن رئیسون سے ملاقات ہوئی دلی مین ۔۔ ہین وہ پاکیزہ منش صاحب اعزاز و وقار
سیر کو اونکے بہت مین نے مقدم جانا ۔۔ نظر آئے کئی نامی جو مجھے شہر و دیار
غور سے خوب عمارات جدید و دیکھین ۔۔ اور شاہان گذشتہ کے بھی دیکھے آثار
بے سفر کے نہین ہوتا کبھی حاصل ہرگز ۔۔ کہ ہر انسان کو ہے تجربہ بیشک درکار
نیک و بد جبکہ نہ دیکھے تو بڑھے کیون کر عقل ۔۔ آدمی کا ہے فقط عقل ہی پر دار و مدار
اچھے ایکا دوجا تمنے مجھکو پسند آئے بہت ۔۔ اچھے انسان جو تمنے آکے ملے سب کبار
اس سفر مین بھی بہت مجھکو تمہارا تھا خیال ۔۔ ایک ساعت بھی کسی دن نہ رہا مین بیکار

کیون نہ آباد رہے ملک و رعیت جور ہے	نیک خو نیک چلن نیک روش نیک اطوار
ملک و مالک کی جو تم چاہو صلاح اور فلاح	پرورش سے نہیں آصف کو ذرا بھی انکار

فہرست عطیۂ خطابات عید الضحیٰ باتہ ۱۳۲۰ھ

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے ۱۱ ذیحجہ ۱۳۲۰ھ کو دربار عید الضحیٰ کی تقریب مین صرف منتخب پانچ امرا کو خطابات و مناصب سے سرفراز فرمایا

نمبر شمار سلسلہ	نام	خانہ زادی و بہادری	خطابی	دولانی	حسبی	تنخواہ	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	راجہ راجایان کشن پرشاد	.	.	.	.	یمین السلطنت	از اصل و اضافہ نہ ہزاری منصب
.	مہاراجہ بہادر دالہام	.	.	.	.	.	و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالروا
.	مہرکارعالے	.	.	.	.	.	
۲	نواب افسر الدولہ بہادر	.	.	.	افسر الملک	.	از اصل و اضافہ سہ ہزار و پانصدی منصب
.	.	.	.	.	.	.	دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۳	نواب ناظم الدولہ بہادر	.	.	.	ناظم الملک	.	از اصل و اضافہ سہ ہزار و پانصدی منصب
.	.	.	.	.	.	.	دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۴	نواب عثمان یار جنگ بہادر	.	.	عثمان الدولہ	.	.	از اصل و اضافہ سہ ہزاری منصب دو
.	بہادر	.	.	.	.	.	ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	نواب ممتاز یار جنگ بہادر	.	.	ممتاز یار الدولہ	.	.	از اصل و اضافہ سہ ہزاری منصب
.	.	.	.	.	.	.	دو ہزار سوار و علم و نقارہ

چونکہ صرفخاص کے حساب وکتاب کی ابتری اور خرابی روز افزون ترقی پر تھی (چنانچہ قبل ازین حسب الحکم اعلیحضرت صرف خاص کے حسابات کی چیلنج پڑتال مسٹر کروی کنٹرولر جنرل کے سپرد ہونیوالی تھی۔ لیکن پھر کیا وجہ پیش آئی کہ یہ کارروائی ہونے نہ پائی۔ اور مسٹر کروی بھی چلتے ہوئے) اس لئے ۳ صفر ۱۳۲۰ھ کو اعلیحضرت نے نواب عزیز الدولہ بہادر سے ناظم مخارجی کی خدمت لیکر نواب داور الملک بہادر کو اسی خدمت سے سرفراز فرمایا۔ اور اسی ضمن مین نواب سید الدولہ بہادر خلف نواب آصف نواز الملک مرحوم (جو منصرم معتمد صرفخاص تھے) بھی خدمت معتمدی صرفخاص سے موقوف ہوئے۔ اور نواب منہور الملک بہادر معتمدی پر مامور ہوئے۔ بہرحال اسی تاریخ اور ماہ مین دو چار خدمات صرفخاص کا تغیر و تبدل (حسب فرمان خسروی) عمل مین آیا۔

قبل ازین سال ۱۳۱۹ھ مین لباس یونیفارم پہننے کے نسبت (حسب منظوری اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ) جو قواعد نافذ ہوئے تھے۔ اوسمین صرف تمام فوجی عہدہ دارونکے لیئے یہ بات تبلائی گئی تھی۔ کہ کس کسوقت یونیفارم سفید پہننگے۔ اب ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ کو بمنظوری اعلیحضرت مرشد اوگان و امرا و اعزا و جاگیرداران و جمعداران و ملازمان سوا کے یہ بھی حسب ذیل صراحت کی گئی ہے۔

(۱) سفید یونیفارم فقط موسم گرما یعنے فبروری۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی۔ اور دو مہینے برسات کے یعنے جون و جولائی مین پہنا جاوے۔ باقی چھ مہینے بانا تی لباس یونیفارم استعمال کرین (۲) سفید یونیفارم سے غرض سفید ڈرل کے کپڑے کا فراک کوٹ موافق نمونہ بانا تی انڈریس کوٹ کے اور اسی کپڑے کا پین ٹراوزر ہے۔ باقی سب اسباب یونیفارم کا مثل تلوار۔ بگلوس۔ کمربند۔ گرگابی۔ ہیلمٹ وغیرہ جو بانا تی یونیفارم کام مین لایا جاتا ہے۔ وہی سفید کے ساتھ استعمال کیا جاوے (۳) اگر کسی خاص تقریب مین فلڈریس پہننے کی ضرورت ہوگی تو حسب الحکم اس امر کی اطلاع دیجائیگی (۴) سفید یونیفارم فراک کوٹ مین شہری گلٹ کی گنڈیان موافق مقررہ نمونہ کے کام مین لاوین۔

بیگم جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو چومحلہ مبارک مین انگریزی دربار ہوا جسمین صاحب عالیشان بہادر نے ملک معظم صاحب سے خاص اعلیحضرت اقدس واعلی کے لیئے دربار دہلی کے متعلق ایک طلائی تمغہ اور مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی وبعض دیگر امرا کے واسطے پانچ نقرئی تمغے ملاحظۂ اقدس مین پیش کیا۔ چنانچہ اون نقرئی تمغون سے اعلیحضرت نے ایک شاہزادہ ولیعہد بہادر۔ دوسرا مدار المہام سرکار عالی نبیرہ آصف یاور الملک بہادر۔ چوتھا نواب خانخانان بہادر۔ پانچوان مہاراج آصف نواز وشت بہادر کو مرحمت فرمایا۔

۱۱ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو اضلاع ممالک محروسہ کے لیئے متہمان لوکلفنڈ کا تقرر عمل مین آیا اور ۱۵ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو مدرسۂ جنگلات کا افتتاح ہوا۔ اور حضرت بسم اللہ بیگم صاحبہ صاحبزادی نواب صمصام الملک مرحوم ومحل نواب غلام محمد غوث خان بہادر نجم الہند پرنس آف ارکاٹ کو جو بتقریب دربار تاجپوشی دہلی تشریف لیگئی تھین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب بیگم کا خطاب عطا فرمایا تھا وہ اسی ماہ مین اطلاع عام کے لیئے شایع کیا گیا۔ دفتر دیوانی کا جائیزہ جو قبل ازین راجہ رائے رایان بہادر کو دیدیا گیا تھا وہ پھر حسب الحکم اعلیحضرت اقدس واعلی واپس لے لیا گیا۔ اور مولوی حاجب الحق صاحب متہمم دفتر دیوانی کے سپرد ہوا۔ اور رسوم سردیسپانڈیہ گری وسیرمایت بھی حق سرکار کرلی گئین۔

غرہ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو (حسب منظوری اعلیحضرت) اون امرا کی ایک فہرست حسب ذیل شایع ہوئی جو تمام دفاتر سرکار عالی کو اونکے معتمدین کے نام سے مراسلت کرنی چاہیئے۔ گو اسکے قبل بھی ۱۴ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو ان امرا کے نام درج ہوے تھے۔ لیکن اب اون نامون مین تغیر وتبدل ہو گیا ہے۔ لہذا مکرر درج کی گئی۔

(۱) نواب سر حنوشید جاہ بہادر۔ (۲) نواب سر وقار الامرا بہادر۔ (۳) نواب سر آسمان جاہ بہادر۔ (۴) مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر۔ (۵) نواب سالار جنگ بہادر۔ (۶) نواب افتخار الملک بہادر (۷) نواب فخر الملک بہادر۔ (۸) نواب خانخانان بہادر۔ (۹) نواب مشیر الملک بہادر۔ (۱۰) نواب سید عبد العلیخان خلف

نواب تیمور جنگ بہادر مرحوم - (۱۱) راجہ راؤ فہا جیونت بہادر -

نوٹ عابدالنسا بیگم صاحبہ - راجہ بلیسور راؤ بہادر - راجہ تانک پرشاد بہادر - احمد اللہ صاحب قادری - نواب منتظم جنگ بہادر - وقار النسا بیگم صاحبہ ہمراہ محمد عبدالغفور صاحب - نواب کلب علیخان صاحب - نواب محسن علیخان صاحب - دادی بیگم صاحبہ -

۷ - جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو محلہ گولی گوڑہ کا نام محبوب پورہ سے موسوم کیا گیا - اور کشنری انعام کا دفتر (بوجہ تبدیلی کمشنری انعام) معتمدی مالگذاری مین منتقل ہوا -

۷ - جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۱۴ - صفر ۱۳۲۱ھ) یہ حکم نافذ ہوا کہ جو عہدہ داران کو توالی اپنے خدمات وفرایض کو لیاقت و دیانت کے ساتھ بجالائین گے اونکو بطور صلہ کے تین درجہ کے تمغے - طلائی - نقرئی - مسی - بلحاظ خدمات خود ملازمان اقدس اعلیٰ اپنے دست مبارک سے عطا فرمائین گے -

طغیانی رود موسی

۱۲ - رجب ۱۳۲۱ھ کو نصف شب کے وقت رود موسی مین سخت طغیانی آئی جو ۷۰ سال آگے بھی کبھی نہین آئی تھی - کیونکہ اکثر معمر اشخاص نے اس امر کی تصدیق کی کہ ایسی سخت طغیانی ہمنے کبھی نہین دیکھی نہ اپنے بزرگون سے کسی وقت سنی - الحاصل اس طغیانی کے مختصر واقعات یہ ہین کہ دو تین روز سے لگاتار بارش ہو رہی تھی - کہ یکایک ۱۲ - رجب کو آدہی رات مین ندی کو طغیانی ہوئی کوسبہ والی - والمنڈی - پٹیلہ برج - کاروان ساہوان گلبل گوڑہ - عثمان شاہی وغیرہ کی محلون مین پانی بھر گیا ہزارون مکانات پختہ اور رسفالی منہدم ہو گیے - ہزارہا آدمی غافلان برباد - آدہی رات کیوقت اپنی عورتون اور بچون کو لیکر دوسرے محلون کی مسجدون اور مندرون مین پناہ گزین ہوئے - اور یون وقتاً آدہی رات کے وقت پانی کے آجانے سے سوائے جانون کے بچانے کے ایک تنکا بھی اسباب کا

کسی سے لیجانا نہوسکا۔ تمام اسباب ہزارون روپیہ کا تباہ وبرباد ہوگیا۔ چنانچہ یہ طغیانی تین روز تک مسلسل رہی جس سے اون تباہ شدہ محلونمین تین روز تک چہاتے کے برابر پانی کھڑا رہا۔ افضل گنج کے پل کی نہایت مخدوش حالت تھی۔ کوتوالی تک آدمیون کی آمد ورفت پل پر بالکل بند کردی تھی۔ المختصر اعلیحضرت اقدس واعلیٰ نے اس آفت آسمانی پر بکمال درجہ تاسف فرماکر اون خانمان برباد ونکے مکانات کی تیاری کے لیئے براہم خسروانہ دو لاکھ روپیہ کی منظوری صادر فرمائی جس سے اون بیچارونکے تن مردہ مین جان آئی اور رہنے کا سہارا مل گیا۔

۱۷ رجب ۱۳۲۱ھ کو نواب مشیر الملک بہادر کی وہ ماہوار (الف) جو بطور ردوخرچ امیر کبیر مرحوم کی سفارش سے مختار الملک اعظم نے ۱۲۹۹ھ مین اجرا کی تھی حسب فرمان خسروی مسدود کردیگئی۔ اور اسی ماہ مین اعلیحضرت نے مدار المہامی کی تنخواہ مہاراجہ بہادر کے نام دس ہزار روپیہ اجرا فرمائی۔

۲۵ شعبان ۱۳۲۱ھ کو دستور العمل اقتدارات معین المہام فنانس (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۲۲ شعبان ۱۳۲۱ھ) شائع ہوا۔ اور قواعد قانونچہ مبارک کے دفعات ۱۴۔ و ۱۵۔ کی ترمیم (حسب الحکم شاہی مصدرہ ۱۴ صفر ۱۳۲۱ھ) عمل مین آئی۔ چنانچہ دستور العمل مذکور کا ملخص یہ ہے کہ ابتک صیغۂ فنانس مین کوئی معین المہام نہ تھا۔ اور یہ صیغہ بالراست مدار المہام کے ماتحت تھا۔ اب اسمین بھی معین المہام کا تقرر ہوا ہے۔ اور دفاتر فنانس۔ محاسبی خزانۂ عامرہ۔ کاغذ مہور۔ دار الضرب۔ ریلوے۔ معدنیات۔ افزایش نسل چوپایہ دفتر تنقیح حسابات ریلوے ومعدنیات ودفتر دیوانی (ہنگامی طور سے) معین المہام فنانس کے ماتحت کیئے گئے ہین۔ پس اون دفاتر کی نسبت اونکو ڈھائی سو روپیہ تک کے عہدہ داروں کا تقرر۔ ترقی۔ جرمانہ۔ تنزل۔ تعطل۔ تبدیل۔ موقوفی کے اقتدارات دیے جاتے ہین۔ اور اس سے زاید کی صورت مین اونکو چاہیئے کہ مدار المہامی مین تحریک کرین۔ ۲۷ اسی ماہ شعبان مین بنظر اصلاح فنانس بہرام الدولہ بہادر کی ماہوار (الف) جو مد متفرقات سے اونکو ملتی تھی بند کردیگئی۔

سفر بمبئی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ

۷ شوال ۱۳۲۱ھ کو اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ معہ محل محترمہ کے عازم سفر بمبئی ہوئے اور آپکے عارضی قیام بمبئی کے لیئے والکشور مین کوسی کا رنبگلہ نہایت آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ ہفتہ عشرہ گلبرگہ تشریف مین قیام فرمانیکے بعد رونق افروز بمبئی ہوئے۔ ہز اکسلنسی لارڈ لیمنگٹن گورنر بمبئی۔ اور ہز اکسلنسی انگلس وکس بحری کمانڈر انچیف نے اعلیحضرت کے قیام گاہ پر آکر ملاقات کی۔ اور اعلیحضرت نے بھی اونکی بازدید فرمائی۔ ۱۹ ذیقعدہ کو حضور پرنور نے معہ زنانہ مسٹرس تیفرکمپنی کے جہاز گوداوری مین سوار ہوکر بندرگاہ کی سیر کی۔ اور مہالکشمی کی گھوڑدوڑ دیکھی نیو الفریڈ اور وکٹوریہ ہیریکل کمپنی کے تماشونکا ملاحظہ فرمایا۔ ۲۰ ذیقعدہ کو مدرسۂ انجمن اسلام بمبئی کے ملاحظہ کے لیئے تشریف لیگئے۔ انجمن کی عمارت آپکی تشریف آوری کی مسرت مین اعلیٰ درجہ پر سجائی گئی تھی۔ اور وسط عمارت مین جو بڑا ہال ہے وہان اعلیحضرت کے لیئے ایک خوبصورت کرسی رکھی گئی تھی جب آپ وہان پہونچے تو آنریبل مسٹر بدرالدین طیب جی۔ اور آنریبل مسٹر ابراہیم رحمت اللہ خان بہادر وغیرہ نے خیر مقدم کیا۔ اور قاضی کبیرالدین صاحب بیرسٹر نے کل حضرات کو اعلیحضرت سے انٹرڈیوس کرایا۔ انجمن اسلام کے بعض طالبعلمون نے خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھکر سنایا۔ اور چند طلبا گجراتی اور انگریزی کے مضامین پڑہے۔ انجمن اسلام کے ڈرائنگ ٹیچر نے جو بہت خوبصورت شبیہہ اعلیحضرت کی تیار کی تھی وہ انجمن کی طرف سے پیش کی۔ اسکے بعد قاضی صاحب نے اعلیحضرت کی تشریف آوری کے شکریہ مین ایک لمبی چوڑی تقریر کی (جو بوجہ طوالت قلم انداز کی گئی) جسکا جواب اعلیحضرت نے مختصر الفاظ مین یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے انجمن مین آنے اور اوسکے معزز رکنون سے ملکر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ انجمن اسلام کی اس عالیشان عمارت اور اوسکے طلبہ جنکو شکر مین بہت محظوظ ہوا۔ یہ ایسی چیزین تہین کہ جو خود اونکے دیکھنے کا مجھے شوق تھا۔ میرے بمبئی آنیکا سبب قاضی صاحب نے آپکو کہہ سنایا ہے۔

مگر مجھے یہ نہین معلوم کہ وہ کیا چیز تھی کہ جسنے مجھے کھینچکر انجمن تک پہونچایا تعلیم سے مجھے دلچسپی ہے۔ اور اسکی ترقی کے لیے جہانتک ممکن ہوگا مین کسی بات سے دریغ نکرونگا" (چیرز) اعلیحضرت کی تقریر ختم ہوتے ہی آپکو پھولونکا ہار پہنایا گیا۔ اور معہ ممبران کمیٹی فوٹو لیا گیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت وہانسے مرخص ہوئے اعلیحضرت نے اپنے قیام بمبئی کے زمانہ مین (۲۵) گھوڑے نہایت عمدہ قیمتی (للعہ ما صہ) روپیہ مین خریدفرمایا۔ اور ایک خوبصورت ریلوی سیلون (جو جھانسی سے آپکے ملاحظہ کے لیے لایا گیا تھا۔ اور سابق مہاراجہ دھولپور کی ملکیت سے تھا) اسی ہزار روپیہ مین خرید کرکے اپنی اسپیشل ٹرین مین لگایا۔ اسطرح تقریباً دو ماہ کے قیام کے بعد اعلیحضرت ۱۲ ذیحجہ ۱۳۲۱ھ کو رخصت فرماے حیدرآباد دکن ہوے۔

اسی سال اعلیحضرت نے وکٹوریا میموریل فنڈ مین چار لاکھ کا چندہ عطا فرمایا۔ اور حسب فرمان خسروی دارالضرب کی جدید عمارت واقع سیف آباد کی تعمیر کے لیے چار لاکھ روپیہ۔ اور ضرب سکہ کی مشین کی خریدی کی واسطے چار لاکھ روپیہ منظور ہوے۔

یکم محرم ۱۳۲۲ھ کو (حسب فرمان خسروی مرینہ ۲۰ شوال ۱۳۲۱ھ) ملازمان علاقہ صرفخاص و دیوانی کو اس امر سے تنبیہ کیا گیا کہ اگر کوئی چیز سرکار کے واسطے سرکاری رقم سے خریدی جاے تو بائع سے کوئی کمیشن یا تحریر اپنے واسطے لیا جاے۔ اگر اجیانا کسی عادت کی وجہ سے کمیشن یا ڈسکونٹ مقرر ہو تو وہ داخل خزانۂ سرکار کیا جاے۔

۲۰ محرم ۱۳۲۲ھ کو (حسب فرمان شاہی) دفتر فنانس سے یہ اعلان شایع ہوا کہ قبل ازین کسی منصبدار کے انتقال پر اوسکی ماہوار سے کسیقدر حصہ مرحوم کی زوجہ کے نام جو اجرا ہوتا تھا وہ مشروط تا عقد ثانی ہوا کرتا تھا۔ اور مرحوم کی دختر کے نام اجرائی ہوتی تو اوسکے لیے شادی کی قید رہتی تھی۔ لیکن اب اعلیحضرت بمراحم خسروانہ بیواؤنکے منصب کی نسبت بلا قید نکاح ثانی اونکی زندگی بھر کے لیے جاری رہنے کا حکم فرمایا۔ اور ناکتخدا لڑکیون کے واسطے یہ رعایت کی کہ شادی ہونیکی صورت مین منصب تو موقوف ہو۔

لیکن شادی کیوقت بطور جہیز کے سرکار کی طرفسے دو سال کی تنخواہ کی مساوی نقد رقم دیجائے ۔ بہرحال یہ فرمان خسروی جن مصلحتون اور ضرورتون سے نافذ ہوا ہے۔ اوس سے اعلیحضرت کے رحمدلی و فیاضی و دوراندیشی تشریح ہوتی ہے۔ اسی ماہ محرم ۱۳۲۲ھ مین مولوی محمد عبدالرحیم صاحب مہتمم بندوبست حیدرآباد کا تقرر (حسب فرمان خسروی) شریک معتمدی مال پر ہوا۔ اس اثنار مین مسٹر ڈنلاپ معتمد مال نے سات مہینے کی رخصت والایت جانیکے لیگئی تو مولوی محمد عبدالرحیم صاحب منصرم معتمد مقرر ہوے۔ اور مسٹر پسٹن جی منصرم کمشنر کرڈوگیری کو وظیفہ دیگیا۔ مولوی امجد علیخان صاحب ڈپٹی کمشنر کرڈوگیری کمشنری کرڈوگیری پر مامور ہوئے۔ اور مسٹر کرنل بارر زیڈنٹ بہادر کی مدت ملازمت مین گورنمنٹ ہند نے ایک سال کی توسیع فرمائی۔ راجہ رائے رایان ارانت ونت بہادر نے ایک زنجیر فیل بارگاہ خسروی مین نذر گزرانا۔

۲۹ صفر ۱۳۲۲ھ کو حسب فرمان شاہی (مصدرہ غرہ صفر ۱۳۲۲ھ) مسٹر واکر معین المہام فنانس (بوجہ انضمام صیغہ ریلوے و معدنیات) ریلوے بورڈ کے آفیشل ڈائرکٹر بھی مقرر ہوے۔ اور اسی ماہ صفر کے اوائل مین بلدہ اور اوسکے اطراف وکناف کے اکثر حصونمین ٹڈیونکا دل اس کثرت کے ساتھ آیا کہ تمام درخت پے برگ و بار ہوگئے۔ اور تقریباً ایک ہفتہ سے زیادہ یہ ٹڈیون کا دل بلدہ کے اندر و باہر روزانہ چکر لگاتا رہا۔ عربون نے تو خوب عید منائی۔ اور ہزارہا بلکہ لاکھون ٹڈے سیخون پر چڑھا کر بھونا اور ہضم کر گئے۔

کرنیل نواب فخر الملک بہادر کو حضور پرنور نے اونکی کوٹھی پر فلاک اسٹاف (باؤتا) کھڑا کرنیکی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور قصر فلک نما پر بھی مثل حویلی قدیم کے ایک فلاک اسٹاف لگایا گیا۔

۳ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کو اعلیحضرت معہ خدم و حشم شکار شیر کے لیے زسم پیٹہ روانہ ہوے۔ اور ۲۱ ربیع الاول کو انجمن علم و عمل نے ایک روزنامہ اخبار علم و عمل کے نام سے جاری کیا۔

۵ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ کے جریدۂ اعلامیہ میں یہ اعلان شایع ہوا کہ برنہائے تحریک سرکار عالی۔
گورنمنٹ آف انڈیا نے اعلان نشان ۲۹۲۹ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۰۳ء م ۱۹ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ بذیل مضمون جاری کیا ہے کہ علاقۂ سرکار عالی کے امرائے پیگاہ اور جاگیرداران کلان (جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔) کی عہدہ دار جب سرکار عالی کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کو اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی کے لیے سفر کریں تو اپنے ساتھ ہتیار لیجا سکتے ہیں۔ لیکن ہر ملازم علاقۂ ذیل کو رزیڈنسی کا پروانہ قبل از روانگی بتوسط محکمۂ معتمدی عدالت حاصل کرنا چاہیئے۔

مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر۔ نواب سروقار الامرا بہادر۔ نواب سرخورشید جاہ بہادر۔ نواب سرآسمان جاہ بہادر۔ نواب سالار جنگ بہادر۔ نواب فخر الملک بہادر۔ نواب افتخار الملک بہادر۔ نواب آصف یاور الملک بہادر۔ نواب تہانگامان بہادر۔ نواب مظفر الدولہ بہادر۔ راجہ ستیارام بھوپال بہادر والی سمستان گذا راجہ رامیشر راؤ مہابھوپال بہادر والی سمستان وشپرتی۔ نواب بہرام الدولہ بہادر۔ نواب سعید الدولہ بہادر راجہ راؤ رنبا جیونت بہادر۔ راجہ رائے رایان امانت ونت بہادر۔ راجہ شیوراج وہرم ونت بہادر۔ راجہ مرلیدھر آصف نواز ونت بہادر۔ نواب مشیر الملک بہادر۔ نواب تمشیر الملک بہادر۔ نواب مکرم الدولہ بہادر۔ نواب عبد العلیخان بہادر۔ نواب عزیز الدولہ بہادر۔

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ کو حسب فرمان ہنسہ وی مزینہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ۔ وبانفاق رائے گورنمنٹ آف انڈیا یہ حکم شایع ہوا کہ ۷ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ سے نقرۂ خام واشیا نقرہ کی درآمد پر بجائے پانچر پیہ کے فیصدی پچیس روپیہ محصول لیا جائے گا۔ لیکن آیندہ چلکر پھر وہی فیصدی پانچر وپیہ محصول کر دیا گیا۔ غرہ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ کو بنظر شرف صدور فرمان اعلیحضرت مزینۂ غرہ صفر ۱۳۲۲ھ معتمدی عدالت سے یہ حکم نفاذ پایا کہ اگر کسی مرشد زادہ کی نسبت کوئی الزام فوجداری عاید ہو تو عدالت اور کوتوالی کو چاہیئے کہ پہلے اوسکی رپورٹ معتمدی عدالتین کیجائے۔ تاکہ معتمد صاحب صرفخاص سے

دریافت کرکے ملزم کی خاندانی وقعت اور الزام کی اہمیت کے لحاظ سے باطلاع اعلیحضرت اوسکی تحقیقات کے متعلق کسی معمولی عدالت یا خاص عدالت وکمیشن کے تقرر کے لیے حکم دیا جائیگا"

۲۹ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ کو حیدرآباد دکن سے حسب فرمان شاہی دو یوروپین اشخاص مسمیان ٹیپلٹن ایڈیٹر حیدرآباد کرانکل۔ و مسٹر نیوٹن وکیل کا اخراج (بغاوت آمیز مضامین شایع کرنیکے جرم میں) کیا گیا جسکی نظیر گذشتہ زمانہ میں ایک صدی تک نہیں ملتی۔ اسی ماہ جمادی الاول میں جبکہ اعلیحضرت رسم پٹہ کے شکارگاہ میں رونق افروز تھے۔ ایک روز معہ محلات شاہی گاڑیوں میں سوار ہوکر نمکندہ تشریف لیجاتے وقت راستہ میں ایک گاڑی کے گھوڑے (جسمیں حضور کی والدہ معظمہ سوار تھیں) چمک کر ایسے بھاگے کہ کوچمین کے قابو میں نہ رہے۔ مگر اسوقت نواب تمکین یار الدولہ بہادر کی دلیری کیوجہ سے خدا نے خیر کردی۔ چنانچہ آپنے اپنے گھوڑے کو دوڑا کر جب گاڑی سے متصل ہوگئے تو اپنے گھوڑے سے چھلانگ مارکر گاڑی کے ایک گھوڑے کی گردن پر ہو رہے۔ اور اونکو روکا۔ اعلیحضرت آپکی اس بہادری سے بیحد مسرور ہوکر ایک مرصع گھڑی اور پانچ ہزار روپیہ کی اوسیوقت مرحمت فرمائے۔

سکۂ محبوبیہ (جدید چارمیناری) کی تسکیک و ترویج

سکۂ محبوبیہ کی تسکیک (جسکے ایکجانب چارمینار کا نقشہ ثبت ہے) ایک عرصہ سے ہی تھی جب معتدبہ طور پر تیار ہوچکا تو ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ کو صیغہ خالصہ سے یہ اعلان شایع ہوا کہ سکۂ جدید ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ م ۲۶ ستمبر ۱۹۰۴ء روز پنجشنبہ سے رواج پذیر ہوگا۔ اور اسکو محبوبیہ سکہ عالی۔ کے نام سے تعبیر کیا جائیگا

زمانۂ پیشین میں ممالک محروسہ سرکار عالی میں مختلف نام کے سکے رائج تھے۔ چنانچہ مومن پیٹہ۔ گدوال۔ سگور۔ دھلی۔ بستی ملکاپور وغیرہ۔ وغیرہ۔ لیکن خاص حیدرآباد میں سکہ صنعی کا رواج بیت تھا چنانچہ نالہ خال جگہ ابھی رائج ہے۔ اور اکثر امرا بلدہ کو یہاں حساب کتاب وغیرہ اسی سکہ چلنی کا معمول آمد ہے۔ اصل اسکی سنہ بعہد وزارت سر سالار جنگ اعظم سکہ عالی کی تسکیک و ترویج ہوئی۔ اور اب بعہد سعادت عہد اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر سکہ محبوبیہ جو بتوفیق ایزد متعال ہمیشہ تا آئندہ کسی موقعہ ان سکوں کے نقشے وغیرہ بتلائینگے ۱۲ مولف

اور جنبک کہ دوسرا اعلان باری ہو اس مجوبیہ سکہ کے ساتھ ساتھ دوسکۂ مالی بھی بالفعل رائج رہیگا جو ۱۲۷۲ھ مایسا لیا
مابعد میں مسکوک ہوا ہو۔ الغرض اس سکۂ مجوبیہ کا رواج اسطرح ہوا۔ کہ ۱۹ جمادی الثانی کو پانچسو روپیہ اعلیحضرت کے
فرق مبارک پر نثار کرنیکے لیے خزانہ عامرہ سے روانہ کیے گئے۔ اور ۲۰ تاریخ کو ۱۲ لاکھ روپیہ خزانۂ صرفخاص
مین بھیجے گئے۔ اور یہ حکم دیا گیا کہ ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ کو یہ جدید روپیہ خزانۂ عامرہ سے نہ نکالا جاے تاکہ
اولاً اسکا رواج علاقۂ صرفخاص مین ہو جاے۔ اسکے بعد ۲۵ تاریخ سے عام طور پر سکۂ مجوبیہ خزانۂ عامرہ سے
دیا جاے۔ ۱۴ رجب ۱۳۲۲ھ کو ایک دوسرا اعلان یہ شایع ہوا کہ ۱۶ رجب ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۲ آبان ۱۳۱۳ف ۲۸ ستمبر ۱۹۰۴ء
روز سہ شنبہ سے جدید پیسہ جسکے ایک جانب آصف جاہ نظام الملک جاہ بخط طغرا اور دوسری جانب بلوس
میمنت مانوس ضرب فرخندہ بنیاد حیدرآباد و قیمت یعنے دو پائی کے الفاظ نقش ہین جاری کیا جاے گا۔
چنانچہ تاریخ مقررہ پر یہ جدید پیسہ بھی رواج پایا۔

۱۴ رجب ۱۳۲۲ھ کو راجہ صاحب ہمتان دوم کنڈہ نے تین بچے شیر کے بارگاہ خسروی مین نذر گزرانی
جو بعد ملاحظہ باغ عامہ مین بھیجدیے گئے اور ۲۵ رجب کو حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قیصی القادری نے
انتقال فرمایا۔ ۴ شعبان کو حضرۃ بسم اللہ بیگم صاحبزادی صاحبہ نواب عصمام الملک مغفور و محل نواب غلام محمد خان
بنسۂ عظیم جاہ پرنس آف ارکاٹ نے بگذاشت یک دختر رحلت کی۔ اور درگاہ حضرت شاہ خاموش مین دفن ہوئین
۵ شعبان ۱۳۲۲ھ کو منجانب سرکار عالے حسب فرمان شاہی بربنا تحریک صاحب عالیشان جاہ علاقہ داران چھاؤنی
و سواضعات (کیونکہ یہ مواضعات اندرون حدود چھاؤنی سکندرآباد واقع ہین) پٹہ تو کٹلا چینا تو کٹلا توائی بابو
کاگاگوڑہ مریڈپلی۔ موضع بکھان ترل گیری۔ رسول پور۔ بالمرائی۔ سیتارام پور جنگل گوڑہ مین باستثنار
اختیارات دیوانی کامل اختیارات فوجداری و کوتوالی دیے گئے۔

اعلیحضرت ظل سبحانی کی چہل سالہ جوبلی کی کارروائی کا آغاز

چونکہ اعلیحضرت اقدس و اعلی کو ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ مین تخت نشین ہوئے پورے چالیس سال ہونیوالے تھے

اسینے اوسکے جلسون کی کارروائی کا آغاز اور فراہمی چندہ کی کمیٹیون کا اقتتاح ڈہائی ماہ قبل کیا گیا۔

چنانچہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ روز پنجشنبہ کی صبح کو ایوان وزارت کے خاص باغ مین بصدارت وزارت پناہی ایک جلسہ انتظام سالگرہ مبارک کے متعلق منعقد ہوا جسمین کمال عقیدتمندیکے ساتھ رعایا ہر طبقہ کے لوگ یعنے جاگیردار منصب دار عہدہ دار جمعدار - ساہوکار - وکلا وغیرہ شریک ہوئے عالیجناب مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی نے ذیل کی تقریر ارشاد فرماکر حاضرین کے دلونکو گرمایا اور اونمین اعلیحضرت کی محبت و جان نثاری کی تازہ روح پھونکی - اور نواب کرنل افسر الملک بہادر نے برجستہ تقریر فرماکر ایک پروگرام کامسودہ جوبلی کے مراسم کے متعلق پیش فرمایا - اور اوسی جلسہ مین یہ قرار پایا کہ ہر ایک طبقہ کی ایک ورکنگ کمیٹی منعقد کیجائے - اور ہر طبقہ کی کمیٹی اپنے طبقہ کے لوگونسے فراہمی چندہ کی کوشش کرے - اور صدر کمیٹی کے معتمد مولوی محمد عبد الرحیم صاحب منصرم مہتمہ مال مقرر ہوئے - اور پہلے ہی جلسہ مین ۴۰ ہزار کے وعدہ ہوئے -

تقریر مہاراجہ مدار المہام سرکار عالی متعلق بجشن جوبلی

حاضرین! اسوقت آپ صاحبون نے جس لیئے تکلیف کی ہے - اور مین نے تکلیف دی ہے اوسکی غرض ایک مبارک اور نیک تقریب ہے - جسکے ابتدائی انتظامات کی اصلاح اور تجاویز قرار پانیکی ضرورت ہے - یہ تقریب چونکہ کوئی معمولی تقریب نہین ہے - بلکہ یون سمجھیئے کہ تقاریب مسرت کے زمرہ مین یہ دفعہ اسی جشن ہمایونکا نام رہیگا - جو ابدالآباد آفتاب بنکر چمکیگا - قبل اسکے کہ اوسکی تفصیل و تشریح کے دروازے کھولے جائین اور مقصود کے متعلق مضبوطی کیساتھ اپنی رائے کا اظہار کیا جائے مین ایک مختصر سی تمہید جو بطور جملہ معترضہ کے ہے بیان کرنا چاہتا ہون - اللہ تبارک تعالے اپنی کتاب مین اپنے بندونکی طرف خطاب کرکے فرماتا ہے "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم"

لیکن یہ جلسہ منعقد نہ ہوسکا بلکہ کامل ایک سال سولہ روز بعد ان جلسون کا آغاز ۱۵ شوال کو ہوا ۱۲ مولف

اس آیہ کریمہ کا اقرار کرنا اور حکم کے مان لینے میں جتنے مسلمان اسوقت جمع ہیں اونکو ایک سے ایک کے لیئے بھی تامل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ ایسا امر ہے اور مستحکم حکم ہے کہ کسی مذہب و ملت کا کسی فرد کو اسکی اصلی مطلب اور معنی سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اسلیئے کہ سب اوسکو مانتے ہیں۔ اور اوسکے حکم پر سر جھکائے ہوئے ہیں۔ اور میرا تو یہ ایمان ہے کہ کوئی خدا کا منکر نہیں ہے۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ؎ زاہد نے صنم میں جلوہ پایا تیرا + آتش پہ سمان نے راگ گایا تیرا + دہری نے کیا دہ تعبیر تجھے + انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا + جب یہ مان لیا گیا کہ کسی کو بھی خدا کی وحدانیت یا اوسکے واجب الوجود ہونیسے انکار نہیں ہوسکتا۔ پس اول اوسی معبود مطلق کی طاعت ہم سب پر فرض ہوگی۔ بعد ازاں اوسکی حکم کے مطابق اوسکے رسول برحق کا اتباع لازم ہوا۔ اور یہ ضرور ہے کہ خداوند عالم نے ہر قوم کے لیئے ایک رہنما بھیجا ہے۔ خواہ اوسکو نبی کہیں یا رسول یا پیغمبر یا بالفاظ دیگر اوتار دیوتا وغیرہ سے مخاطب کریں اسیطرح ہر قوم کے لیئے ایک سرتاج حاکم بادشاہ شہنشاہ جو چاہیئے کہیئے۔ ابتدائے عالم سے ضرور ہوتا آیا ہے جسکی فرمانبرداری کا بھی خدا نے حکم فرمایا ہے۔ پس ان تینوں کی اطاعت ہر قوم و ملت کے لوگوں کے لیئے فرض اور واجب کیا بلکہ فرض عین اور عین فرض ٹھہری۔ مگر ہاں ایک غور طلب امر یہ ہے کہ اطاعت دراصل کیا معنی ہیں۔ بظاہر یہی معنے سمجھے جاتے ہیں۔ کہ اللہ کی طاعت نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج یا پوجا پاٹ۔ دھرم کرم وغیرہ ادا کرنا ہے۔ اور رسول کی اطاعت اسکی سنت کی پیروی اور بادشاہ کی اطاعت جو خدمت تفویض کیجائے۔ اوسکو انجام دینا اور اپنے کو لفظ خانہ زاد جان نثار۔ فرمانبردار فدائی سے مخاطب کرنا یا فیم سے برسر جنگ ہو کر جان نثار کہلانا۔ مگر بفضلہ تعالیٰ انگریزی گورنمنٹ اور ہماری گورنمنٹ میں وہ دلی اتحاد و ارتباط ہے۔ اور ایک دوسرے کی مدد و معاون ہے۔ اور دونوں گورنمنٹیں ایسی متفق ہیں کہ یک جان و دو قالب کہنا کچھ بیجا نہیں۔ اس لیئے یہانکے جان نثار و نکو جو اوبھی بنے ہوئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں۔ یہ تو یقین ہے کہ قیامت کا آنا برحق مگر جنگ کی بنا دور۔ اسکی ہولناک صورت کبھی نظر نہ آئیگی۔ الغرض ان امور کے علاوہ اگر کسی نے اور بھی اطاعت شاہی کو

کچھ سمجھا ہے تو یہ سمجھا ہے ؎ اگر شہ روز را گوید شب است این + بباید گفت اینک ماہ و پروین + مگر حاضرین مجھے اس کہنے پر معاف کرین کہ طاعت و اطاعت کے صرف یہی معنی نہین ہین بلکہ یہ معنی ہین کہ ہمہ تن اوسکے ہو جانا۔ اور اوسکے دل مین راہ پیدا کرنا شعر تو در دل گم شو دمال این است و بس + تو مباش اصلا کمال این است و بس + اپنی دولت۔ اپنی عظمت و عزت۔ جان۔ ایمان۔ سب کو اوسی کی عطا سمجھنا اور بلا دریغ دے دے۔ سونپنے۔ قدمے۔ مالک کی راہ مین کام آنا اسی کا نام اطاعت ہے اسلئے کہ ہم جس سے عبارت ہے ہم کوئی چیز نہین نہ دولت ہماری۔ نہ جان ہماری۔ نہ عزت ہماری۔ کوئی چیز ہماری نہین سب اوسکی ہے۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ؎ این ہستی تو ہستی مست است و گر است + این دست تو آستین دست است و گر است + سر را بگریبان تفکر در کن + کین ہستی تو ہستی مست است و گر است + دیگر ؎ باز تو سینہ از تو دل و جان ہمہ از تو + از من چہ بود راست کہ سازم فدائے تو + اب رہا بندے کو مالک کے دل مین جگہ کرنا چاہیئے۔ کسی شاعر نے کیا اچھا لطیفہ کہا ہے۔ اسکا پڑھنا بھی اسمجگہ لطف سے خالی نہین ؎ طاعت از دست نیاید بگذار + در دل دوست مرا جا بدہ کر + بگذار بدہ کر کو ناظرین دونون طرح نہ سمجھین اور یہ کسی قانونی دفعہ سے اسکو تعبیر کرین یہ صرف شاعرانہ مبالغہ ہے۔ اور مقصود وہی ہے۔ جو بیان کیا گیا۔ معاف کیجئے مجھے کہنا کیا تھا اور کیا کہہ گیا ع کجا بود مرکب کجا ختم + آدم بر سر مطلب۔

ذکر رشید کے بیان سے میرا یہی مقصود تھا کہ ہمارے (محبوب) بادشاہ ظل اللہ کے ساتھ جیسی خاص دلی عقیدت رعایا کو ہے۔ اور جسے دل سے اطاعت گذار ہے کہین اسکی نظیر نہین ملسکتی اپنا تو یہی خیال ہے الا ماشاء اللہ چنانچہ اس دلی عقیدت کا حال اور آپ لوگونکی اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر ہا تھا ہوئی جو وقتاً فوقتاً آپنے بہت سے مواقع پر ظاہر کی۔ چونکہ بعونہ کرمہ سال آیندہ ہمارے ظل اللہ کی چالیسوین سالگرہ ہوگی۔ حاضرین آمین کہنے کے لیئے مستعد ہو جائین۔ ؎ ہر فرد پہ واجب ہے کہ یہ دعا دے + اے ظل خدا عمر تیری تجھکو خدا دے + آمین (شاباش) اسلئے عقیدت مندان ازلی

فہرست مضامین گلزار انجم دربار آصف متعلق بہ حالات نظم ونسق ممالک محروسہ حیدرآباد دکن اصانہا اللہ عن الشر والفتن

نمبر	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
	مقدمہ	
۱	موقع - صور طبعی -	۱
۲	رقبہ - حدود - معدنیات -	۲
۳	دریا - جھیل اور تالاب -	۳
۴	نہر و نالہ - آب گرم کے چشمے - رود گھاٹ	۴
۵	پہاڑ - گھاٹیان - جنگلات -	۵
۶	ریلوی -	۶
۷	سڑکین - مسافر خانے - پیداوار -	۷
۸	جنگلی جانور - پالو جانور - پرند -	۸
۹	اشیائے درآمد - اشیائے برآمد - صنعت وحرفت ودستکاری -	۹
۱۰	آب وہوا - قحط -	۱۰
۱۱	آبادی -	۱۱
۱۲	مذہب - جنگلی اقوام - زبان -	۱۲

نمبر	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
۱۳	عمر - پیشہ - مکانات -	۱۳
۱۴	قدیم حالت سلطنت - اصلاح ریاست	۱۴
۱۵	کونسل آف اسٹیٹ -	۱۵
۱۶	فرمان خسروی ونفاذ قانونچۂ مبارک	۱۶
۱۷	کیبنٹ کونسل - اختیارات مختص بذات اقدس اعلیحضرت -	۱۷
۱۸	اختیارات صدارالمہام -	۱۸
۱۹	امور متعلقۂ ارالمہام سرکار عالی -	۱۹
۲۰	امور متعلقۂ وزیر افواج - امور متعلقۂ وزیر عدالت - امور متعلقۂ وزیر کوتوالی - امور متعلقۂ وزیر فنانس - امور متعلقۂ وزیر مال -	۲۰
۲۱	مجلس وضع قوانین -	۲۱
۲۲	معتمدین سرکار - ملگزاری - پیمایش	۲۲

نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
	وسبدوبست - انتظام -	
۲۲	جنگلات - کمرڈ گیری - سررشتۂ فنانس	۲۳
	سررشتۂ عدالت - کوتوالی ومجالس اضلاع	
	کوتوالی بلدہ - سررشتۂ تعلیمات	
	کاغذ مہر ورود الصدر -	
۲۳	ٹپہ خانہ - سررشتۂ طبابت - سررشتہ	۲۴
	تعمیرات - سررشتۂ کورٹ آف وارڈ	
	سررشتۂ ریلوی ومعہ ریاست سدرن گرینڈ	
	ہائیکورٹ -	
۲۴	جوڈیشل کمیٹی - دارالقضا عدالت	۲۵
	دیوانی بلدہ - عدالت فوجداری بلدہ	
	جوڈیشل انتظام اضلاع - نوعیت اراضی	
۲۵	اراضی خالصہ - مرفخاص - پائیگاہ وجاگیر	۲۶
۲۶	راجایان خراج گزار -	۲۷
۲۷	تحصیل ممالک -	۲۸
۲۸	اخراجات سلطنت -	۳۰
۲۹	فوجی قوت -	۳۳

نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
۳۰	فوج باقاعدہ - رسالۂ جبوشس -	۳۴
	امپیریل سروس -	
۳۱	گولکنڈہ بریگیڈ - نظام خیوب -	۳۵
۳۲	فوج بیقاعدہ -	۳۶
۳۳	جمعیت پولس - کوتوالی اضلاع -	۳۸
۳۴	کوتوالی دیہات - جمعیت مرفخاص	۳۹
	جمعیت پائیگاہ - فوج کنٹنجنٹ -	
۳۵	امور مذہبی -	۴۱
۳۶	کتب خانہ جات - تصنیف وتالیف	۴۳
۳۷	اخبارات ورسالہ جات تقسیم ممالک	۴۴
	گل اول	
۳۸	صوبہ اورنگ آباد سمت غربی	۵۴
۳۹	حدود - رقبہ -	۵۵
۴۰	پہاڑ - دریا - آب وہوا - زبان -	۵۶
	آبادی پیداوار صنعت تقسیم اضلاع	۵۶
۴۱	**ضلع اورنگ آباد**	۵۷
۴۲	تقسیم تعلقات -	۵۷

نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
۴۳	**ضلع بیڑ**	۶۰
۴۴	پہاڑ۔ دریا۔ اب وہوا۔ آبادی۔	۶۱
	زبان تقسیم تعلقات۔	
۴۵	**ضلع پربھنی**	۶۲
۴۶	تقسیم تعلقات۔	۶۳
۴۷	**ضلع ناندیڑ**	″
۴۸	تقسیم تعلقات۔	۶۵
	گل دوم	
۴۹	صوبۂ گلبرگہ شریف سمت جنوبی	۶۶
۵۰	حدود۔ رقبہ۔ دریا۔ آب وہوا	۶۸
	زبان آبادی۔	
۵۱	تقسیم اضلاع۔	۶۹
۵۲	ضلع گلبرگہ تقسیم تعلقات۔	″
۵۳	**ضلع بیدر**	۷۰
۵۴	پہاڑ۔ دریا۔ زبان تقسیم تعلقات۔	۷۱
۵۵	**ضلع عثمان آباد**	۷۲
۵۶	پہاڑ۔ دریا۔ زبان۔ آبادی	۷۳
	تقسیم تعلقات۔	
۵۷	**ضلع رائچور**	۷۴
۵۸	دریا۔ زبان۔ آبادی تقسیم تعلقات	۷۵
	گل سوم	
۵۹	صوبۂ ورنگل سمت شرقی	۷۹
۶۰	تقسیم اضلاع۔ ضلع ورنگل۔	۸۱
۶۱	تقسیم تعلقات۔ ضلع کریم نگر۔	۸۲
۶۲	تقسیم تعلقات۔	۸۳
۶۳	ضلع عادل آباد تقسیم تعلقات	۸۴
	گل چہارم	
۶۴	صوبۂ گلشن آباد۔ میدک سمت شمالی	۸۵
۶۵	تقسیم اضلاع۔ ضلع میدک۔	۸۷
۶۶	تقسیم تعلقات۔ ضلع نظام آباد۔	۸۸
۶۷	تقسیم تعلقات۔ ضلع محبوب نگر	۸۹
۶۸	تقسیم تعلقات۔	۹۰
۶۹	ضلع نلگنڈہ تقسیم تعلقات۔	۹۱

نمبر	تفصیل مضامین	نمبر
۱	۲	۳
	گل پنجم	
۷۰	علاقہ صرفخاص	۹۲
۷۱	ضلع اطراف بلدہ - حدود - رقبہ	۹۴
	پہاڑ - دریا - تقسیم تعلقات -	
۷۲	سکندرآباد - گولکنڈہ	۹۵
۷۳	حیدرآباد دکن - پل کہنہ -	۹۶
۷۴	پل چادرگھاٹ - پل افضل گنج -	۹۷
	پل چنچلگوڑہ دروازہ - کوہ مولا علی -	
۷۵	کوہ قدم رسول - سرورنگر -	۹۸
۷۶	سلطان نگر جامع مسجد مکہ مسجد شاہی مشتوری	۹۹
	نعل صاحب حسینی علم -	

نمبر	تفصیل مضامین	نمبر
۱	۲	۳
۷۷	علم بی بی - لنگر - چشمہ بی بی -	۱۰۰
۷۸	فلک نما بم رکن الدولہ باغ جہان نما	۱۰۱
	باراوری مہاراجہ چندولعل -	
۷۹	باغ عامہ - پہاڑی حضرت	۱۰۲
	بابا شرف الدین صاحب رح -	
	پہاڑی حضرت سید شاہ محمود رح -	
۸۰	جاترا ارکشن باغ - جاترا رام باغ	۱۰۳
	گل ششم	
۸۱	ملک مفوضۂ بڑاڑ -	۱۰۴
۸۲	بڑاڑ - حدود - رقبہ -	۱۱۹

۸۶ء

مقدمہ

موقع

جزیرہ نماے ہند مین نربدا کے جنوب کے ملک کو دکن کہتے ہین۔ اور حیدرآباد کے پایہ تخت ہونے کے واسطے سے ممالک محروسہ سرکار عالی کو ریاست حیدرآباد کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔ دیسی ریاستون مین (رقبہ و آبادی و محاصل کے) یہ سب سے بڑی (مسلمانون) ریاست ہے۔ اور یہ ریاست تقریباً ۱۷۱۴ء سے خاندان آصفیہ (سرکار نظام) کی تحت حکومت ہے۔

صورت طبعی

یہ ملک ایک مسطح وسیع خطّہ ہے۔ جسکی اوسط بلندی سمندر کی سطح سے (۱۲۵۰) فیٹ ہے گو بعض بعض مقامات کی بلندی (۲۵۰۰) فیٹ تک بھی ہے۔ چنانچہ قلعہ گولکنڈہ (جو مغرب مین حیدرآباد سے ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) سمندر کی سطح سے تقریباً (۲۰۲۴) فیٹ بلند ہے۔ یہ ملک بلحاظ تقسیم اراضی (جیالوجی) و تقسیم قومی (اتھنالوجی) دو بڑے اور تقریباً مساوی حصون پر منقسم ہے۔ اور دریاے گوداوری و وانجرا۔ اِن دونون کے درمیان حد فاصل ہین۔ اِس کے حصۂ شمال و مغرب مین سبزی مایل سیاہ پتھرون کے ٹیلے ہین۔ اور حصۂ جنوب و مشرق مین سُرخی مایل اور چونے کے پتھرونکی زمین ہے۔ پہلی قسمت مین

اقوام مرہٹہ اور کنڑا سکونت پذیر ہین- دوسری قسمت تلنگون کا مسکن ہے-

رقبہ

یہ ملک درمیان ۱۵-۱۰- اور-۲۱-۵۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۴۷-۴۵- اور-۸۱-۳۵ شرقی طول بلد کے واقع ہے- یعنے ممالک محروسہ سرکار عالی کا رقبہ (باستثنائے ملک مغوضہ برار) ۸۲۶۹۸ مربع میل ہے- اسمین علاقہ جاگیر اور دیوانی دونون شامل ہین-

حدود

شمال- خاندیس- علاقہ صوبہ بمبئی- ملک اماتی برار- اور ممالک متوسط ہند **جنوب** دریائے تنگ بھدرا و کرشنا جو بطور حد فاصل اضلاع کرنول- بلہاری- کرشنا اور احاطہ مدراس کے درمیان واقع ہین- **مشرق** دریائے وردہا- وگوداوری- **مغرب** صوبہ بمبئی کے اضلاع- دھارواڑ- کلاڈگی- شولاپور- احمدنگر-

معدنیات

اس ملک کی ارضی تحقیقات از روئے قواعد علم جیالوجی نہین ہوئی ہے- البتہ دسمبر ۱۸۸۶ء سے ممالک محروسہ کے مختلف اضلاع مین تحقیق معدنیات کا کام جاری ہے- اس ملک کی معدنیات کا ٹھیکہ دکن مائننگ کمپنی کو دیا گیا ہے- رائچور و لنگسگور کے تعلقات مدکل- شوراپور- سگور- ضلع دھارواڑ کے موضع کلوڑ- غیرہ پیدا ہین- سیلانی پتھر- پرتیال- ٹین پاڑ- انکور- کڈ- ٹکال- اوستاپلی- میتلی وغیرہ مین ہیرا- ضلع لنگسگور کے مواضع بودینی- توپدور- توپل ڈودی- دنڈلی مین- سونے کی قدیم کان برآمد ہوئی ہین- صرف ہیرے اور سونے کی قدیم کانون مین کمپنی کوئی ساڑھے تین ہزار مزدور کو اجرت دیتی ہے- اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کام کس زور شور سے چل رہا ہے-

آہنی دہات داوی دریائے گوداوری کے اون رقبون مین بکثرت موجود ہے- جہان سرخ رنگ کے اور ریگ آمیز پتھر ہین- کویلے کا مشہور معدن بنگارپلی پر واقع ہے- اور سال بسال اسکی پیداوار مین

ترقی ہوئی جارہی ہے۔ تقریباً چار ہزار سے زیادہ مزدور روزانہ اس معدن مین کام کرتے ہین۔ اور کویلہ اس افراط سے برآمد ہوتا ہے کہ اکثر ریلون متعدد گرنیون اور کارخانون کو اسی معدن کا کویلہ بھیجا جاتا ہے۔ الغرض جمادات مین لوہا۔ تانبا۔ سونا۔ پتھر مین جیسے ہیرا۔ یاقوت وغیرہ۔ ابرق۔ کوئلہ۔ سرخ کہربا۔ مختلف حصون سے اس ملک کے نکلتے ہین۔

دریا

ممالک محروسہ سرکار عالی مین دریاؤن کی تعداد بہی معقول ہے۔ مشہور اور بڑے دریا اس ملک مین گوداوری۔ کرشنا اور ادن کے شعبے تنگبھدرا۔ پورنا۔ پائین گنگا۔ مانجرا۔ بہیما اور پائیرہین۔ موسی۔ ونیڈی۔ منیر۔ یہ تینون دریاے کرشنا کی چھوٹی چھوٹی شاخین ہین علاوہ ان دریاؤنکے اس ملک مین بہت سی ایسی چھوٹی ندیان ہین کہ جنپر ٹھیک طور سے دریاؤنکا اطلاق نہین ہوسکتا۔ کل دریا اور ندیون کی تعداد پچاس ہے۔ جنمین ہر ایک کا طول ۵ میل سے ۲۴ میل تک ہے۔

جھیل اور تالاب

گو ممالک محروسہ سرکار عالی مین کوئی اتنا بڑا تختہ قدرتی پانیکا نہین ہے جو جھیل کہا جاسکے۔ تاہم اکثر ایسے تختہ جات ہین کہ جو تالاب کے نام سے زبان زد عام ہین۔ اور یہ اسطرح حاصل کئے گئے ہین کہ وادی کے نشیبی حصہ مین آڑا بند باندہ لیا گیا ہے۔ جسمین مختلف چھوٹی چھوٹی پہاڑی ندیون اور نالون سے پانی جمع ہوتا رہتا ہے۔ یا پست مقامات مین یا دو پہاڑیونکے درمیان کے نشیبی حصہ مین بند باندہ لینے سے اطراف وجوانب کے وسیع رقبے کا پانی یک جا کیا جاتا ہے مشہور اور بڑے تالاب۔ پاکہال۔ ابراہیم پٹن۔ مان صاحب۔ میر ساگر۔ (میر عالم) حسین ساگر۔ عمدہ ساگر۔ میر جملہ۔ سرور نگر ہین۔ آخر الذکر پانچ تالاب تو دارالسلطنت حیدرآباد دکن سے بالکل ملحق و متصل و قریب ہین حسین ساگر و میر عالم کے تالابون مین تفریح و سیر کے لئے مناسب سرکار کشتیان چھوڑی گئی ہین۔ پاکہال کا

تالاب (جو تعلقہ پاکہال ضلع ورنگل مین واقع ہے) سب مین بڑا ہے۔ اس کے بند کا طول (۲۰۰۰) گز اور وہ خود (۸۰۰۰) گز طویل اور (۶۰۰۰) گز عریض ہے۔ تالاب بہر جانے کی حالت مین اس کا عمق قوم کے قریب (۳۶) فیٹ اور پانی کی سطح (۱۳) مربع میل۔ محیط کم از کم (۳۰) مربع میل ہے۔ باقی سب چھوٹے بڑے تالاب اس ممالک محروسہ مین (۲۰۴۷۶) ہین۔

نہر و نالہ

اس ملک مین بڑی نہرین اور ایسے دریا کہ جنمین کشتی چل سکے معدوم ہین۔ بعض مقامات پر بسبب بار برداری کے عمدہ زراعتی مہم نہ پہونچنے کے معدنی قیمتی پیداوار نہین نکالی جاتی۔ کشتیان دریائے گوداوری مین چلتی ہین۔ اور ملک کی پیداوار لے جاتی ہین بہت کام دیتی ہین۔ لیکن دریائے کرشنا مین بسبب اوسکی تیزی اور تہرے دہارے کے کشتیان نہین چل سکتین۔ نہر ابراہیم پٹن جسکا طول ۵۶ میل ہے۔ بصرف (۱۰۵۶۰۰۰) روپیہ یزدانی نواب مختار الملک امیر الامرا وزیر اعظم حیدرآباد دکن۔ ابراہیم پٹن کے تالاب مین پانی لانے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اور نالۂ ملکاپور جسکا طول ۳۲ میل ہے۔ اس نالہ سے موسلی ندی کا پانی تالاب حسین ساگر کو آتا ہے۔

آب گرم کے چشمے

یہ چشمے ہوٹہ ڈنڈہ کالس۔ ہیورا۔ وغیرہ مین شمالی پہاڑیون سے کچھ فاصلے پر پائے جاتے ہین۔ اور نیز بولہا شمع کنم اور بہدرا چل کے قریب دریائے گوداوری کے دہارے مین بھی اس قسم کے چشمے موجود ہین۔ بہدرا چل کے چشمے اسوقت ظاہر ہوتے ہین۔ جبکہ دریائے مذکور اترتا ہے۔ ان چشمون کے پانی مین سوڈا اور چونے کے نمک شریک رہتے ہین۔

رود گہاٹ

دریائے گوداوری کے خاص گہاٹون کے نام ٹوکہ۔ پٹہن۔ شاہ گڈہ۔ خیر۔ ناندیڑ۔ نرل۔ چنور سرونچہ ہین۔ اس دریا مین عموماً چوڑے پیندے کی کشتیان استعمال کیجاتی ہین۔ دریائے کشنا

اور تنگ بھدرا مین جو کشتیان چلتی ہین عموماً مدّور اور بانس سے بنے - اور چمڑے سے منڈھی ہوتی ہین - مشہور گھاٹ - ہمپی ساگر - اناگندی - بٹیال - ولار شیوارم - دروہا پلی مین - فیروز آباد افضل پور - نیکٹ - اور نیز ان دوسرے مقامات مین کہ جو دریاے بھیما کے کنارے پر واقع ہین اس قسم کی کشتیان استعمال کیجاتی ہین - جنکو اہل دکن کی اصطلاح مین ٹوکرا کہتے ہین -

پہاڑ

ممالک محروسہ کے پہاڑون کے خاص بڑے سلسلے یہ ہین - سلسلہ بالاگھاٹ - سلسلہ شاہ ری پرت جالنا کے پہاڑ - سلسلہ یمی گڈہ - سلسلہ کندیکل گٹہ - سلسلہ راکہی گٹہ - اور باقی چھوٹے چھوٹے پہاڑون کی تعداد بہت زیادہ ہے - جو سلسلے کی تعریف مین نہین آسکتے -

گھاٹیان

اس ملک مین اجنٹا کا گھاٹ اور آنبہ کا گھاٹ سب سے زیادہ مشہور ہین - زمانہ قدیم مین ہندوستان اور دکن کی باہمی تجارت انہین کی راہ سے ہوتی تہی - غلّہ کی بار برداری کا کام عموماً بنجارے یا لمبارے بیلون کے ذریعہ سے کرتے ہین -

جنگلات

اس ملک مین محفوظ جنگلون کا کہین نام و نشان بہی نہین ہے - البتہ دروڑ کے قریب ایک چھوٹا سا قطعہ محفوظ جنگل کا ضرور نظر آتا ہے - اصل مین یہہ ریل کے ایندہن کے لئے محفوظ کیا گیا تہا - آجکل ریل مین کویلہ جلتا ہے - اسلئے اب اس لکڑی کی ضرورت باقی نہین رہی - اور جن جنگلات کے محفوظ رکہنے کی تجویز کیگئی ہے وہ حسب ذیل ہین -

(۱) امرآباد ضلع محبوب نگر (۸۰۰) رقبہ مربع میل (۲) مادہاپور ضلع ایلگندل (۷۵۰) رقبہ مربع میل (۳) پاکہال ضلع ورنگل (۱۹۲۰) رقبہ مربع میل (۴) کنی گہیری ضلع ورنگل (۱۲۸) رقبہ مربع میل

ممالک محروسہ کے جنگلون مین خاص خاص لکڑیان کثرت سے پائی جاتی ہین - مثلاً - ایپا - آبنوس - سٹین - بجاسال - نلمدی - شیشم - ساگوان - بھنکوس - اندوکا -

ریلوی

ممالک محروسہ سرکار عالی مین تقریباً ۴۵۸ میل ریلوی ہے - جسمین سے ۳۱۲ میل واڑی سے لیکر ایرہ پلیم سے کچھ فاصلے تک اس گورنمنٹ کی - اور رایچور سے تنگبھدرا تک قریب ۲۳ میل کے مدراس ریلوی کمپنی ہے - تقریباً ۱۱۹ میل واڑی سے گوڈور اور رایچور تک جی آئی پی ریلوی ہے - ۱۵ جولائی ۱۸۷۶ء مین ایک چھوٹی پٹری کی لائن سکندرآباد حیدرآباد گودا وری ویلی ریلوی کی بنیاد ڈالیگئی جو ممالک محروسہ کے اضلاع نظام آباد (اندور) ناندیڑ - پربھنی - اورنگ آباد وغیرہ پر سے ہوتی ہوی گئی ہے - جسکے افتتاح کی رسم ۱۹۰۲ء مین ادا ہوئی -

۱۸ - اکتوبر ۱۸۷۶ء کو جبکہ ریل واڑی سے سکندرآباد - حیدرآباد - اور نیز ایک چھوٹی سی شاخ سرکیرگی کی چھاونی کو جاری ہوئی تو اس موقع پر حیدرآباد مین بیحد خوشی منائی گئی ۳ - اپریل ۱۸۸۶ء کو سکندرآباد سے ورنگل تک ۸۷ میل ریلوی کا افتتاح حضور پرنور مظلالعالی نے اپنے دست مبارک سے فرمایا - بعدازان ۱۸۸۸ء مین ورنگل سے تورن گل اور بیندا پہاڑ تک کوئلے کی تجارت کے لئے ریل جاری کیگئی - پھر ۱۰ - فروری ۱۸۸۹ء کو بجواڑہ تک اور بڑہائی گئی - ممالک محروسہ مین اجرائی ریل کے بانی نواب سر سالار جنگ اول ہین -

واڑی سے حیدرآباد تک کی لائن بحساب فی میل (۱۰۵۰۰) روپیہ افسران انگریزی کی نگرانی مین تیار ہوی - اور کل خرچ ایک کروڑ ۲۳ لاکھ روپیہ ہوا افتتاح کے پہلے سال آمدنی بہت کم ہوئی - لیکن بعد مین بہت کچھ آمدنی مین ترقی ہوئی - جب سرکار عالی نے بحساب پانچ روپیہ فیصدی ۲۰ سال تک سود کا دینا منظور فرمایا تو کمپنی نے دو کروڑ ۱۸ لاکھ روپیہ کو موجودہ لائن خرید کی

اور یہ قرار کیا کہ بجواڑہ اور چاندہ تک ۳۷۰ میل ریل جاری کر دیجائیگی۔

سڑکین

پیشتر اس ملک مین پختہ سڑکین مطلق نہ تہین۔ سوائے اون کے جن کو سرکار عظمت مدار نے اپنی فوج کی آمد و رفت کے لئے تیار کیا تہا۔ شمالی ہندوستان سے تجارت بذریعہ اجنٹا گہاٹ کے ہوتی تہی۔ جہان سے ایک سڑک اسقدر چوڑی تہی۔ کہ گاڑیان چل سکین۔ مگر اب نہایت ہی وسیع سڑکین دارالسلطنت کو دوسرے حصص مملکت سے ملاتے ہین۔ اور اکثر ندیون کے مقامات پر پل بھی تیار کئے گئے ہین تاکہ مرور عبور مین آسانی ہو۔

مسافرخانے

سکندرآباد۔ تروره۔ حیدرآباد۔ بہونگیر۔ گلبرگہ۔ پدروڑہ۔ دیوگانون۔ اورنگ آباد۔ جالنہ۔ موسن آباد۔ شیخنتہ۔ سلوڑ۔ پہلمالی۔ فرداپور وغیرہ مقامات مین مسافرخانے موجود ہین۔ اورنگ آباد۔ آنبہ۔ بیدر مین اور نیز اُن سڑکون پر کہ جو حیدرآباد سے پچہلی بیدر اور پونا کو جاتی ہین ہر ایک پڑاؤ کی جگہ پر بڑے بڑے مسافرخانے یا سرائین۔ دیسی مسافرون کے آرام کے لئے بنے ہوئے ہین یہ مسافرخانے اور سرائین اس عیسوی صدی کے اوائل مین میر عالم مرحوم نے تعمیر کرائی تہین۔

پیداوار

اس ملک کی پیداوار تل۔ جوار۔ سانوا۔ کدرو۔ منڈوا۔ ماش (اُڑد) مسن۔ تور۔ روی۔ کلتہی۔ لاکہہ۔ ارنڈی۔ مسور۔ مٹر۔ السی۔ کڑدی۔ چانول۔ نیشکر۔ پان باجرا۔ مونگ موٹہہ۔ نلگا۔ گیہون۔ کنگنی۔ مکا۔ لوبیا۔ تنباکو۔ کرڑ۔ حیثا۔ رائی۔ رالہ۔ ہلدی۔ مرچ۔ آلو۔ سولی۔ گاجر۔ بیگن۔ سنگہاڑا۔ آم۔ شفتالو۔ جام۔ جامون۔ بیر۔ سیتاپہل۔ انجیر۔ انگور۔ تربز۔ خربوزہ۔ کہیرا۔ رام پہل۔ منجل۔ گینگل۔ حرفہ ریوڑی۔ وغیرہ ہین۔

علاوہ ان کے اور بہت سے خوردنی جڑین - بارآور نباتات اور اقسام ساگ - اور نیز مختلف اقسام کے میوہ جات مثل گٹھلی دار - مغز دار گورے وار - سخت چھلکے اور نرم چھلکے والے - اور نارنگی کی بھی بہت سے اقسام پیدا ہوتے ہین - ملک تلنگانہ مین قابل خوردنی اجناس جو پیدا ہوتے ہین وہ (۳۲) اقسام سے کم نہین ہوتے -

جنگلی جانور

سیولئے میسور کے شاید ہندوستان مین اور کہین بھی اس قسم کے حیوانات اور پرند نہونگے - جیسے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی مین پائے جاتے ہین - اس ملک کے ہر حصے مین شیر اور چیتا موجود ہے - اور پاکہال کے جنگل مین ہاتھی - ارنا - بھینسا - پایا جاتا ہے - سکوٹا کے پہاڑیون اور ضلع ایلگندل مین بھی ہاتھی پیدا ہوتا ہے - بلند مقامات پر نیل گاے - ہرن - سانبھر - چکارے - پہاڑہ - بارا سنگا - سور - جنگلی سور - ترس - بھیڑیا - ساہی ریچھ - سارس - خرگوش - شغال وغیرہ بکثرت پائے جاتے ہین -

پالو جانور

فوجی اور دوسرے اغراض کے لئے ایک زمانہ مین گھوڑے اسی ملک سے بھیجے جاتے تھے مگر اب عزنی - اسٹریلین وغیرہ گھوڑون نے دکن کے گھوڑون کی وقعت گھٹا دی ہے - برین ہم مالے گانون ضلع بیدر کی جاترا مین ہزارون گھوڑے اور یابو فروخت ہوتے ہین - ہر ضلع اور تعلقہ مین ہفتہ وار یا ماہانہ مویشی اور گھوڑون کا بازار لگتا ہے - الغرض اس ملک مین گاے - بھینس - بیل - گدہا - کھلگا - بکری - بھیڑ اور نیز دوسرے اہلی جانور بکثرت پائے جاتے ہین -

پرند

پرند بھی مختلف اقسام کے تیتر - بٹیر - لوا - گٹور - کبوتر - ہریل - دھنیچڑی - مور - مرغابی -

مرغی - قاز - بط - مینا - طوطا - ہزار داستان - سرخاب - لقق - خرخرا - بگلا - کلنگ - کالی - اجلی - بیا - پدا - مینا - لال - شکرخورا - کبود - بانوا - شکرا - باز - ترمتی - بہری - شاہین وغیرہ کثرت کے ساتھہ موجود ہین -

اشیاے درآمد

شکر - نمک - صندل سپید - شیشہ - آلات اور دوسری ولایتی چیزین - کافی - چائے - مشک - شورہ - پارہ - کافور - افیون وغیرہ -

اشیاے برآمد

بیل پہل - قالین - غلہ - ارنڈی - روئی - شہد - موم - کمبل - بیدری برتن وغیرہ -

صنعت وحرفت دوستکاری

چونکہ آجکل یورپ کی ساخت کے کپڑے - اور نیز دوسری اشیا بکثرت استعمال کیجاتی ہین اسلئے حیدرآباد دکن کی دستکاری کی چندان وقعت باقی نہین رہی چنانچہ ورنگل کے قالین اورنگ آباد کے عام پسند زر نفت بیدر کے خوشنما برتن - ناندیڑ کے سیلے - پٹن کا ریشمی کپڑا - یہ سب چیزین تنزل مین ہین اگر چندان اور یہی حالت رہی تو بالکل معدوم ہوجائینگے -

الغرض اب بہی یہان کی دستکاری مین ململ وباریک سوتی کپڑا ایلگندل وناندیڑ مین ورنگل مین قالین - (اونی - ریشمی - سوتی) کمخواب - زربفت - مشروع - ہمرو - تاشش - باولہ - اورنگ آباد پٹن بیضاپور - زرین و ریشمی ساڑیان - ریشمی وٹسری پارچہ - ورنگل - نارائن پیٹہ - کوسگی - گدوال - ٹھوڑہ امرچنتہ - مرناپور - ایلگندل مین - بیدر مین چاندی کے پہولدار برتن - تیار ہوتے ہین - علاوہ ان مقامات کے حیدرآباد وگلبرگہ شریف کے جیلون مین شطرنجی - قالین - کہادی - عمدہ چارخانے - پردے - ڈیرے وغیرہ قیدیان بناتے ہین - کمبل تو ہر دیہات مین بُنے جاتے ہین - اونی قسم کا نیل ہنگنڈہ - ایلگندل - میدک اور دوسرے مقامات پر بنتا ہے - اس ملک کے بعض حصون مین شورا بہی بنایا جاتا ہے - اور مختلف قسم کے کاغذ کہ جو عموماً اردو مراسلات مین استعمال کئے جاتے ہین - اندور - میدک -

حیدرآباد- گلبرگہ- اورنگ آباد مین تیار ہوتے ہین- نمک تمام ملک مین دستیاب ہوتا ہے- اور ایک اعلیٰ قسم کا نمک تیار کیا جاتا ہے- چونکہ ذایقہ مین کسیقدر تلخ ہوتا ہے- علاوہ بریں عموماً تمام اضلاع مین مختلف اقسام کے مٹی کے برتن اور مختلف وضع کی چوڑیان اور لاک کے زیور بنتے ہین- ناریل- سرسون- ارنڈی- کہاسی- سیاہ تل- سیم کی پھلی- السی- کرڑ وغیرہ سے تیل نکالا جاتا ہے- اکثر مواضعات مہوہ کے پھول سے شراب کھینچی جاتی ہے- چمڑے کو دباغت دیکر دیسی جوتے اور اعلیٰ قسم کے چھاگل بنائے جاتے ہین- گونا سمودرم مین فولاد اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے- کولاپور- جگدیو پور وغیرہ مین تلوار خنجر- بندوق- جیلے- ڈھال- قرابین- پستول- بکثرت تیار ہوتے ہین- چندراپور گنٹہ مین بارود سازی کا کارخانہ موجود ہے-

آب وہوا

اس ملک کی آب وہوا بالکل صحت بخش تو نہین ہے- مگر خوشگوار تو ضرور ہے- سال کے اکثر حصے مین موسم اعتدال پر رہتا ہے- گرمی اور سردی مین سختی نہین ہے- آندہی- امس- پالا- وغیرہ جو شمالی ہند وغیرہ مین ہوتے ہین یہان مطلق نہین ہین-

قحط

قحط کے اسباب خشک سالی- جنگ- بارش کی کثرت ہین- قحط کا سب سے بڑا سبب خشک سالی ہے باقی جنگ وکثرت بارش کے قحط بہت کم وقوع پذیر ہوتے ہین- البتہ جنگ مین بمقابلہ خشک سالی وکثرت بارش کے مقامی نقصان بے انتہا پہونچتا ہے- اب ہم ممالک محروسہ کے گذشتہ اڈہائی سو سال کے قحط کی تفصیل واسباب تواریخ سے اخذ کرکے ایک نقشہ مین تبلاتے ہین-

۱	خشک سالی	۱۶۲۹ء- ۱۶۳۰- ۱۶۵۹- ۱۶۸۵- ۱۷۱۳- ۱۷۴۷- ۱۷۸۷- ۱۸۰۴- ۱۸۱۳- ۱۸۱۹- ۱۸۳۳- ۱۸۴۶- ۱۸۵۴- ۱۸۶۲- ۱۸۶۶- ۱۸۷۱- ۱۸۷۶- ۱۸۷۷-
۲	جنگ	۱۲۳۱- ۱۲۵۰- ۱۲۸۲- ۱۲۸۳-
۳	کثرت بارش	۱۸۰۲- ۱۸۲۵-

نقشہ بالا مین ستر ہوین اٹہار ہوین - انیسوین صدی کے قحطون کی تفصیل تھی - مگر اس بیسوین صدی مین بھی دو تین سال قحط کی بلا ممالک محروسہ پر نازل رہی ہے -

آبادی

بموجب مردم شماری ۱۸۹۱ء کل ملک کی مجموعی آبادی ایک کروڑ پندرہ لاکھ سینتیس ہزار چالیس ہے - جسمین مردون کی تعداد (۵۸۷۳۱۲۹) اور عورتون کا شمار (۵۶۶۳۹۱۱) ہے جملہ آبادی ملک مین ملکیون کی تعداد مجموعی (۱۱۱۵۱۳۶۷) ہے جنمین (۵۶۷۸۴۳۴) مرد اور (۵۴۷۳۳۳۳) عورتین ہین - اور بقیہ آبادی (۳۸۵۲۷۳) مین غیر ملکی لوگ داخل ہین - جو کہ ہندوستان کے دوسرے صوبجات یا ممالک غیر سے آکر آباد ہوے ہین - غیر ملکیون مین مردون کی تعداد بقدر (۱۹۴۶۹۵) اور عورتون کی تعداد (۱۹۰۵۷۸) ہے - خاص شہر کی آبادی مین غیر ملکیون کی تعداد (۲۸۵۰۹) ہے جسمین مدراس کے (۲۱۵۸۰) ممالک مغربی و شمالی و اودہ کے (۷۴۹۱) ریاست ہاے راجپوتانہ کے (۶۱۷۳) میسور کے (۴۱۱۱) بمبئی کے (۳۸۶۳) یورپ (۳۳۷۰) عرب (۲۷۰۵) ممالک متوسط ہند (۲۵۰۹) پنجاب (۲۳۰۶) برار (۲۳۰۴) آبادی کی تقسیم بلحاظ مذہب کے حسب ذیل ہے

نمبر	قسم		مجموعہ	نمبر	قسم		مجموعہ	نمبر	قسم		مجموعہ
	مرد	عورت			مرد	عورت			مرد	عورت	
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
ہندو	۵۱۶۱۸۴۳	۵۱۸۱۵۳۶	۱۰۳۶۲۴۹	سکھ	۲۵۵۶	۲۰۸۱	۴۶۳۷	گونڈ	۰	۰	۲۸۶۲۰
مسلمان	۷۸۱۴۹۶	۵۵۷۱۷۰	۱۱۳۸۴۶۶	پارسی	۶۲۸	۴۳۰	۱۰۵۸	بھیل	۰	۰	۴۷۰
عیسائی	۱۶۳۰	۸۷۹۹	۱۰۴۲۹	جین	۱۴۹۶۲	۱۲۸۷۹	۲۷۸۴۵	یہودی	۱۰	۱۶	۲۶

مذہب

ہندو - مسلمان - عیسائی - جین - سکھ - پارسی - یہودی - گونڈ - بھیل - وغیرہ -

جنگلی اقوام

گونڈ - بھیل - کویا - چنچوڑ - آندہ - اوڑہ - ان کے شعبے حسب ذیل ہین -

گونڈ = راج گونڈ - پردہان - کورکو - کولم - ڈھاروے - کوئلا بھوٹ

بھیل = بھیلالا - کھلے میدان کے رہنے والے - پہاڑون اور جنگلون کے رہنے والے - مخلوط اقوام -

کویا = راجہ کویا - مانا کویا - انی کویا - ٹوٹو کویا -

چنچوڑ = بھیم - اڈری - ڈیوا - اناڈی - گونڈو - انگی - کریا - راجہ - ادرا -

زبان

اس ملک مین جسقدر زبانین بولی جاتی ہین اونکی تفصیل حسب ذیل ہے -

خاندان زبان	شعبۂ خاندان	زبان	شعبۂ زبان
۱	۲	۳	۴
آریہ	ایرانی	پشتو - بلوچی - فارسی - ارمنی -	
	ہندی	کشمیری - پنجابی - سندھی - ہندی - ہندی یا گڑی زبان - گجراتی - مرہٹی - بنگالی - اڑیہ - ہندی - ہندی اور اردو - بہاری - آسامی	
	ایطالیائی	ایطالیائی - فرنچ - پرتگش -	
	جرمنی ٹیوٹانک	جرمن - انگریزی - ڈچ -	
	اسکینڈینوین	ڈینش -	
	سلاو ایتک	پولیش - بوہیمین -	
دراوڈیری	جنوبی	تامل - تلنگی - کنڑی - ملیالم - تیجو -	
	شمالی	گونڈ -	
کولاری		کور	
سیتھیک اور تبتی برمی		عربی - حبشی -	
منگولین (ترکش)	تاتاری	ترکی -	غلجائی چغتائی
	چینی	چینی -	

ملکی زبان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

نام زبان	نام شجرہ
کنڑی	کنڑی۔ بڑبڑکی۔ بیڈر۔ سوارا۔ کروانی۔
مرہٹی	مرہٹی۔ کوکنی۔ گوانیز۔ (گومنتکی) بابوورہی۔ (بشمول پراکرت شمہی)
تلنگی	تلنگی۔ جولائی۔ منیواری۔
اردو	مسلمانی۔ دکھنی۔ ہندوستانی۔

زبان ہائے ملکی مین تلنگی کے بولنے والے (۵۰۳۱۰۶۹) مرہٹی (۳۴۹۰۸۵۸) کنڑی (۱۴۶۱۰۴۶) اُردو (۱۰۹۶۳۸۲) ہین۔ اور ہندوستان کے دوسری زبانین اس ملک مین بولنے والے بھی ہین۔ بگڑی ہندی (۱۵۶۱۹۳) ہندی (۷۷۵۵۸) گونڈ (۳۶۱۵۷) اڑیا (۲۹۲۶۶) گجراتی (۲۲۹۹۴) کرگ (۵۷۵۴) پنجابی (۲۴۳۹) ملیالم (۱۲۴۳) چنچو (۴۲۱) اڈیا (۱۸۰) سنتھی (۶۲) بنگالی (۳۸) کشمیری (۲۱)۔

عمر

سب سے بڑے اور چھوٹے کی اوسط عمر (۲۴٫۹۷) ہے جس سے ظاہر ہے کہ آبادی عملاً قریب قریب ایک ہی حال پر قایم ہے۔

پیشہ

پیشون کی تعداد (۴۷۸) ہے۔ تفصیل کا تبلانا محض طوالت دبیضرورت ہے اسلئے قلم انداز کیگئی۔

مکانات

ممالک محروسہ کے مکانات کی تفصیل ضلع واری حسب ذیل ہے۔

بارہ (۲۱۰۰۸) بیرون بلدہ (۷۵۶۰۶۰) جملہ (۷۷۷۰۶۸) اطراف بلدہ (۷۵۸۷۷) محبوب نگر (۱۳۱۱۷) نلگنڈہ (۱۰۸۸۴۸) ورنگل (۱۵۶۴۰۳) ایلگندل (۱۹۶۹۸۷) نظام آباد (۱۲۸۴۶۱) میدک (۷۴۹۳۹) جملہ میزان تلنگانہ (۹۶۹۲۵۴) اورنگ آباد (۱۶۳۹۴۰) بیڑ (۱۲۸۶۱۴) ناندیڑ (۱۴۴۱۱۰۷) نلدرگ (۱۳۰۲۲۹) بیدر (۱۸۰۲۹۰) پربھنی (۱۶۰۲۲۸) سرپور تانڈور (عادل آباد) (۴۱۵۹۷) جملہ میزان مرہٹواری (۹۴۹۰۰۵) گلبرگہ شریف (۱۳۶۴۶۹) رائچور (۱۰۲۳۹۲) لنگسگور (۱۲۴۹۹۴) جملہ میزان کرناٹک (۳۶۳۸۵۵)۔

اب ذیل میں اختصار کے طور پر صوبہ واری تفصیل بتلائی جاتی ہے۔

صوبہ شمالی (۶۲۲۲۷۴) صوبہ شرقی (۳۹۶۴۲۲) صوبہ غربی (۵۹۶۸۸۹) صوبہ جنوبی (۴۹۴۰۸۴) اطراف بلدہ (۱۷۲۵۴۵) ریلوے (۱۵۷۳) جملہ صدر میزان (۲۲۸۳۷۸۷)۔

قدیم حالت سلطنت

ہز اکسلنسی نواب سر سالار جنگ اول کے عہد مدار المہامی کے قبل اس ریاست کا رقبہ صرف ۴۶ ہزار مربع میل تھا۔ اور باقی حصہ ملک کا بعوض تنخواہ عموماً جمعداران (افسران فوج) کے پاس تھا۔ آمدنی کی حالت بھی بہت ہی غیر مطمئن۔ اور اخراجات وضروریات کو بھی ناکافی تھی۔

اصلاح ریاست

جب ہز اکسلنسی نواب سر سالار جنگ بہادر کا زمانہ وزارت آیا تو آپ نے پہلے جمعدارون کے پاس سے وہ تمام حصہ ملک کا واپس لے لیا۔ اور ان جاگیرات کو بھی ضبط فرمایا کہ جو جاگیردارون کے شرعی وارث نہ تھے۔ مگر جاگیرات پر کسی نہ کسی حیلہ سے قابض ہو گئے تھے۔ اسکے بعد باضابطہ تدوین قوانین۔ اور مختلف سررشتون کے اصلاح کے جانب توجہ فرمائی چنانچہ ۱۲۸۷ف میں ایک خاص کمیٹی منتخب قانون دان مسلمانونکی اس غرض سے منعقد کیگئی کہ سرکار عظمت مدار کے

علاقۂ ہندوستان مین جو قوانین منضبط ہوئے ہین اوسی طرز پر یہان کے ممالک محروسہ کے لئے بھی مرتب کئے جائین۔ جسکی مختون کا خاتمہ اسی پر ہوا کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا فارسی مین جو اسوقت یہان عدالت کی زبان تھی غیر مکمل ترجمہ کیا گیا۔ ۱۸۷۵ء مین ہندوستان سے ایک مسلمان وکیل اسی کام کے لئے بلایا گیا۔ جس نے ایک دو چھوٹے ضوابط کی ترتیب دی۔ اسکے بعد بشرکت اور دوسرے چار مسلمان عہدہ دارون کے اوس نے چند ضوابط اور گشتیات اور ہر فرقہ کے متعلقہ ذاتی قوانین و دساتیر کی ترتیب دہی مین کامیاب ہوا۔ بعد ازان عمدہ قوانین کے ترتیب کی غرض سے انگلستان کے تربیت یافتہ قانون دان اشخاص کو بلانیکا خیال ہوا۔ چنانچہ مسٹر ٹریور اور مسٹر محمود بلائے گئے گران کے تقرر سے کوئی اچھا نتیجہ نہ نکلا۔ خاص کر اس وجہ سے کہ یہ تمامی حالات اور ضرورتون سے یہان کے محض ناواقف و نابلد تھے۔

کونسل آف اسٹیٹ

اعلیحضرت کی مسند نشینی کے زمانہ سے اس بارہ مین باقاعدہ کوششین کیگئین۔ چنانچہ لعہد وزارت نواب عماد السلطنت بہادر کونسل آف اسٹیٹ (جسکے ارکان امرائے عظام ریاست اور صدر نشین خود اعلیحضرت تھے) کا انعقاد ہوا۔ اور اس کام کے وسیع کرنے کے لئے ایک کمیٹی ناظمان عدالت کی اس غرض سے قایم کیگئی کہ وہ اسکے بحث و تجویز کے لئے قانون کے مسودات تیار کرکے پیش کیا کرین۔ چنانچہ اس کمیٹی نے قانون ضابطہ دیوانی مرتب کیا۔ جس کی اشد ضرورت تھی۔ اور فوراً وہ اوسوقت تک کے لئے جاری بھی کر دیا گیا۔ جبتک کہ مکمل قانون تیار ہو۔ آخر کار اس قانون ضابطہ دیوانی کو کونسل آف اسٹیٹ اور اعلیحضرت نے بھی پسند فرمایا۔ اور نافذ کیا گیا۔ خاص قانون جو کونسل آف اسٹیٹ سے صادر ہوا وہ قانون میعاد سماعت ہے اسکا نام حضرت اقدس اعلیٰ کے نام مبارک کی نسبت سے قانون محبوبیہ رکھا گیا۔ مگر اب یہہ قانون منسوخ

ہوگیا ہے۔ اور ایک دوسرا قانون میعاد سماعت مقدمات کے بابتہ سنہ ۱۳ف مرتب ہوا ہے۔ جو آجکل نافذ العمل ہے
ایک خاص قانون روہیلون کے اخراج اور نگرانی کے متعلق نافذ کیا گیا۔ جسکے باعث ملک کو ایسے لوگون سے
نجات ملی جو بدچلن تھے۔ محصولات صفائی و محصولات مقامی کے وصول کی بھی تجاویز منظور ہوئین۔
اور بعہد نواب سر آسمانجاہ بہادر کونسل آف اسٹیٹ کا اجلاس ہونا موقوف ہوگیا۔

فرمان خسروی و نفاذ قانونچہ مبارک

اقدس اعلیٰ نے ۸ امرا سفندار سنہ ۱۳۱۲ف م ۲ رجب سنہ ۱۳۱۱ھ کو
اصلاح مملکت و انتظام ریاست کے متعلق اعلیحضرت
ایک فرمان نافذ فرمایا۔ جسکا ملخص حسب ذیل ہے۔

رعایا کی بہبودی اور اطمینان اور خزانہ کی افزونی ہی پر انتظام کی بھلائی اور برائی کا دارومدار ہے۔ مگر موجودہ
انتظام مین پہلا اصلی مقصود ناپید ہین جسکی نقائص کی اصلاح ضروری ہے۔ اول چونکہ زیادہ تر ہمدردی
اہل ملک ہی کرسکتے ہین اسلئے زیادہ تر اونہین کو انتظام ملک مین موقع ملنا چاہئے۔ جس سے
وہ اب تک محروم کئے گئے ہین۔ دوم اب تک کل ذمہ داری مدارالمہام پر تنہا منحصر رہی ہے۔
اب اوسکو کم کرنا چاہئے۔ سوم وزرا و ماتحت اب تک بیکار رہے۔ اب وہ با اختیار کئے جائین۔
تاکہ اونکے وجود سے ریاست کو فائدہ پہونچے۔ مدارالمہام اور وزرا و ماتحت کے اختیارات ایک
دستورالعمل کے شکل مین منضبط کئے جائین۔ کونسل آف اسٹیٹ برخاست کرکے ایک مجلس
شوری (کبنیٹ کونسل) منعقد کیجائے جس مین اہم مسائل متعلقہ عام اصلاح و فلاح ریاست
و رعایا و مسائل مختلف فیہ پیش ہوا کرین۔ اور مجلس سے طے ہونیکے بعد تصفیہ آخر کے لئے بادب
روبرو پیش ہو۔ پیشکاری کی خدمت پر راجہ کشن پرشاد بہادر (حال مدارالمہام سرکار عالی) کا تقرر
کرکے صیغہ فوج باقاعدہ و بقاعدہ بہی سپرد کیا جائے اور وزیر فوج کی کمک کے لئے ایک تجربہ کار
یوروپین معتمد اور ایک تجربہ کار انیٹو جائینٹ سکرٹری مقرر ہون۔ صیغہ مالگزاری نواب معین دقار الدولہ بہادر

تفویض ہو۔ نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت معہ دفاتر ماتحت معتمدی عدالت اور نواب افتخار الملک بہادر پبلک ورکس کو توالی مقرر کئے گئے۔

مدار المہام کی اعانت کے لئے حسب ذیل معتمدین رکھے گئے۔

(۱) فینانشل سکرٹری (۲) معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ (۳) معتمد مالگزاری (۴) پرایویٹ سکرٹری (۵) معتمد تعمیرات مجلس وضع آئین و قوانین (لیجسلیٹو کونسل) کا نوری انعقاد ہو۔ اور مجلس عالیہ عدالت مین ایک میر مجلس چار رکن ایک مفتی اور ایک شاستری مقرر ہو۔ اور تا قیام جوڈیشل کمیٹی ما بدولت از روئے اختیارات شاہی۔ مقدمہ منقصلۂ اجلاس کامل مین اپنے شاہی اقتدارات استعمال کرینگے۔ زراعت و بندوبست و انعام کے صیغے حسب سابق انسپکٹر جنرل مال کے ماتحت رہین۔

عام حسابی حالت کی درستی کے لئے ایک لایق کنٹرولر جنرل آف اکونٹس (حسب انتخاب گورنمنٹ آف انڈیا) تین سال کے لئے مستعار طلب کیا جائے۔ اور بشرکت راجہ مرلیمنوہر بہادر محاسب کام انجام دے۔" اس کے بعد ۲۹ر اسفندار ۱۳۰۲ف مطابق ۱۳ر رجب ۱۳۳۱ھ کو فرمان اولی الاقتدار حصۂ دوم موسوم بہ تجویز جدید نافذ ہوا۔ جسمین سابقہ فرمان کی کسیقدر ترمیم اور باقی طرز کارروائی بڑے بڑے عہدون کی تنخواہ ہونمین کمی وبیشی وغیرہ سے بحث کیگئی ہے۔

۸ تیر ۱۳۰۲ف مطابق ۸ر ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ کو قانونچہ مبارک شایع ہوا۔ اس مین مجلس کی ترتیب۔ طریق کارروائی مجلس۔ امور قابل پیشی کونسل۔ اقتدار و فرایض ارکان۔ قواعد متفرق بتلائے گئے ہین۔ بعد ازان قانونچہ کا دوسرا حصہ ۱۹ر تیر ۱۳۰۲ف مطابق ۹ر ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ نافذ کیا گیا۔ جسمین مدار المہام بہادر معین المہامان۔ اور پیشکار صاحب کے اقتدارات عام و خاص کی تفصیل منضبط ہے۔ بتاریخ آبان ۱۳۰۷ف قانونچہ مبارک متضمن اختیارات وزرا۔ و کیبنٹ کونسل مین کسیقدر ترمیم و تنسیخ بھی کیا گیا۔ مگر بہت بڑا حصہ اوس قانونچۂ مبارک کے مطابق قایم رہا۔ جو تا ہنوز انتظام

حکومت اوسی طرز وروش پر چلا آرہا ہے۔

کینبٹ کونسل

کینٹ کونسل ریاست کی سب سے اعلیٰ ترین مجلس شوریٰ ہے۔ اس کے میر مجلس مدارالمہام ہین اور وہ اعلیحضرت کے پاس اس امر کے ذمہ دار ہین کہ کونسل سے اچھی طرح کام لیا جائے۔ اور کسی اہم اور اشد ضروری مقدمہ مین مدارالمہام مجاز ہین کہ اپنی ذمہ داری سے کسی تجویز کے نسبت جو کونسل نے اپنی اجلاس مین منظور کی ہو اوسکو منسوخ کرکے اپنی رائے کے مطابق احکام جو ضروری متصور ہون جاری کرین۔ بشرطیکہ اپنی کارروائی کی مفصل رپورٹ فوراً اعلیحضرت کے ملاحظہ مین داخل کرین۔ اعلیحضرت نے یہ اقتدارات اپنے لئے محفوظ رکھا ہے۔ کہ کسی وقت کونسل کی کسی کارروائی مین حکم کو ملتوی یا اسکی اصلاح۔ ترمیم یا تنسیخ فرمائین لیکن کونسل کے تمام احکام و کارروائیان جو باضابطہ طور سے ملاحظہ اقدس مین داخل ہو چکے ہون وہ قطعی متصور ہون گے۔ تاوقتیکہ اعلیحضرت ان کے خلاف کوئی صریح حکم صادر نفرمائین یعنے درحالیکہ کوئی تغیر و نامنظوری صادر نہو۔ یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ کارروائی مذکورہ منظور ہوگئی اور پھر باضابطہ منظوری کا انتظار نہین رہتا۔ امور ذیل کینٹ کونسل مین پیش ہونا چاہئے۔

(۱) ہر آیندہ سال کا موازنہ (اندازہ فنانس) (۲) کوئی ایسا مقدمہ جسمین مدارالمہام نے کسی معین المہام کی رائے یا حکم کو نامنظور یا منسوخ کیا ہے۔ اور اُس معین المہام نے اُس کو کینٹ کونسل مین پیش کرنیکی خواہش ظاہر کی ہے۔ (۳) ہر امر جو اعلیحضرت بالخصوص کونسل مین غور کئے جانیکے لئے روانہ فرماوین (۴) اور دوسرے کل امور جنکو مدارالمہام کونسل مین پیش کرنا ضروری سمجھین۔

اختیارات مختص بذات اقدس اعلیحضرت

(۱) معین المہامون کا تقرر۔ (۲) عہدہ ہائے درجۂ اول جنکی ماہوار ایکہزار پانسو روپیہ یا اس سے زاید ہو۔ (۳) عہدہ ہائے درجہ دوم جنکی ماہوار پانسو روپیہ یا اوس سے زیادہ مگر ایکہزار پانسو روپیہ سے کم ہون اون پر کسی کا تقرر مدار المہام کرسکتے ہین بشرطیکہ بلا حصول منظوری اعلیحضرت کوئی ایسا جدید عہدہ قایم نہ کیا جائے جسکی ماہوار پانسو روپیہ یا زیادہ ہو اور نہ کسی موجودہ عہدہ کی ماہوار پانسو روپیہ سے بڑہائی جائیگی (۴) کسی یوروپین کا تقرر کسی عہدہ پر بجز مدار المہام کے اور کوئی عہدہ دار نکر سکیگا اور اگر اوس عہدہ کی ماہوار پانسو روپیہ سے زائد ہو تو قبل تقرر مدار المہام پر لازم ہوگا کہ اوسکی منظوری اعلیحضرت سے حاصل کرین۔ (۵) اعلیحضرت کی فوج مین کوئی شخص بطور کمشنر افسر عہدۂ سب لفٹنٹ یا عہدہ ہائے مافوق پر بلا حصول منظوری اقدس مقرر نہین ہوسکتا (۶) کوئی جدید ماہوار منصب یا ماہوار خاص یا کوئی خاص الاونس کسی قسم کا بلا حصول منظوری اعلیحضرت کسیکو نہین دیجاسکتی۔ اور نہ کسی عہدہ دار یا دیگر شخص کو اوسکے خانگی استعمال کے لئے (باستثنا رتقاوی) بلا منظوری اعلیحضرت کسی قسم کا قرضہ خزانۂ سرکار سے دلایا جاسکتا ہے۔

ان امور کے علاوہ اعلیحضرت کو جملہ اہم امور سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور اعلیحضرت بہ نفس نفیس اکثر امور کے نسبت احکام نافذ فرماتے ہین۔

اختیارات مدار المہام

مدار المہام سرکار عالی کو اعلیحضرت نے ریاست مین (باستثنا و صرفخاص) صدر حکومت دے رکھے ہین اور وہ کل سرکاری صیغہ جات کے مناسب انتظام کے لئے اعلیحضرت کے پاس کامل ذمہ دار ہین۔ اور اون کا فرض ہے کہ وہ اعلیحضرت کو تمام اہم امور ریاست سے جو کچھ ہون اچھی طرح پوری طور سے مطلع رکھین۔ وزیر اعظم کے ماتحت چار وزرائے علاقہ ہین۔ جو معین المہام کہلاتے ہین (معین المہامی مال پر کوئی مامور نہین ہے۔ مگر اب ایک جدید معین المہام فنانس مسٹر کیاسن وا کر

مقرر ہوئے ہین) وزرا کے تفویض اسقدر دوسرے صیغہ جات ہین جسقدر کہ مدارالمہام بمنظوری اعلیحضرت وقتاً فوقتاً اون کے سپرد کرین۔ صیغہ جات پولٹیکل و فنانس خاص مدارالمہام کے سپرد ہین۔

امور متعلقۂ مدارالمہام سرکار عالی

(۱) سررشتۂ فنانس (۲) سررشتۂ مال (۳) سررشتۂ کاغذ مہور (۴) دارالضرب (۵) وہ امور جو افتیارات معین المہامان سے خارج ہون۔

امور متعلقۂ وزیر افواج

(۱) امپیریل سروس ٹروپس (۲) فوج باقاعدہ (۳) فوج بیقاعدہ۔

امور متعلقۂ وزیر عدالت

(۱) عدالت (۲) مجالس (۳) رجسٹری (۴) طبابت (ڈاکٹری ویونانی) (۵) تعلیمات (۶) ٹپہ خانہ (۷) امورات مذہبی (۸) مطابع و رجسٹری حفاظت حقوق کتب وغیرہ۔

امور متعلقۂ وزیر کوتوالی

(۱) کوتوالی (۲) تعمیرات عامہ (۳) صفائی (۴) حفظان صحت۔

امور متعلقۂ وزیر فنانس

(۱) ریلوی (۲) معدنیات (۳) دارالضرب (۴) مہور۔

امور متعلقۂ وزیر مال

(۱) مالگزاری (۲) پیمایش و بندوبست (۳) انعام (۴) کروڑگیری (۵) آبکاری (۶) جنگلات (۷) لوکل فنڈ (۸) کورٹ آف وارڈز۔

معین المہام مال کی خدمت پر تاہنوز کسیکی ماموری نہین ہوئی۔ معتمد مال بالراست مدارالمہام سرکار عالی کے ماتحت ہین۔

(۱) افزایش نسل چوپایہ (۲) سررشتہ زراعت وتجارت یہہ دونون سررشتے تخفیف کردئے گئے۔ اب اوسکا کام بتوسط صوبہ داران معتمدی مال سے ہوتا ہے۔

مجلس وضع قوانین

سنہ ۱۸۹۰ء مین ایک کمیشن قانونی منعقد ہوئی۔ جسکے صدر نشین مولوی اقبال علی اور رکن نواب فتح نواز جنگ اور معتمد مستقل ماہوار یاب سید محمد علی مقرر ہوئے۔ اس کمیشن کے ماتحت ایک جداگانہ عملہ بھی مقرر کیا گیا۔ ابتداً یہہ حکم دیا گیا تہا کہ اسکے صدر نشین تمام ممالک محروسہ کا دورہ کرین اور اپنی تنقیحی رپورٹین اس کمیشن کے غور کے لئے پیش کرین۔ اور کمیشن اُن قوانین کے مسودے جنکی ضرورت ہے اس طور سے مرتب کرکے پیش کرے کہ بالآخر اون سے ایک مجموعہ تیار ہوسکے۔ ان مسودات کیساتہہ ایسی رپورٹین بھی پیش کیجاوین جنمین موجودہ قوانین پر مفصل بحث ہو۔ کہ اونکے عمل درآمد مین کیا نقایص ہین۔ اور اونکی اصلاح کسطرح ہونی چاہئے۔ مجلس عالیہ عدالت کو یہہ ہایت بہی ہوئی تہی کہ وہ کل مسودات قانون جو اسکے زیر غور ہون اور وہ کل معاملات جنکے واسطے اسکے خیال مین نئے قوانین کی یا قوانین موجودہ مین ترمیم کی ضرورت ہو کمیشن کی اطلاع کے واسطے پیش کرے۔ دوسرے عہدہ دارون کو بھی لکہا گیا تہا کہ اگر اون کے نزدیک موجودہ قوانین مین کسی اصلاح کی ضرورت ہو تو اپنی رائے سے دفتر ہوم سکرٹری کو مطلع کرین۔ چنانچہ چند عہدہ داران ماتحت کے پاس سے ایسی رائین وصول ہوئین اور وقتاً فوقتاً اون پر غور کیا گیا۔ میر مجلس صاحب کو اپنے معمولی کام سے دورہ پر جانیکی فرصت نہین ملی۔ اور یہ قرار پایا کہ متعدد مسودات قانون مطلوبہ مرتب کرکے کمیشن کے روبرو پیش کرے مگر کام شروع ہوتے ہی وہ مستعفی ہوگئے۔ اور رائے حکم چند ناظم عدالت بلدہ معتمد اور ممبر کمیشن مقرر ہوئے۔ کامل مسودات ضابطہ فوجداری و ڈسٹرکٹ ایکٹ کے اور ایک مسودہ ترمیم دستور العمل میعاد سماعت فوراً ہی مرتب ہوگیا۔ رائے حکم چند کے

انتقال پر مولوی نظام الدین احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی بیرسٹرایٹ لا نائب معتمد مقرر ہوئے پنانچہ اسوقت تک خدمت موصوفہ پر صاحب موصوف ہی کارگزار اور ہر سال دس پانچ قانون کے مسودے تیار اور پاس ہوجاتے ہین۔ بھرحال قانون مین بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے۔ اور متعدد قوانین ودساتیر مرتب ہوچکے ہین۔

معتمدین سرکار

(۱) معتمد خزانہ (۲) معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ (۳) معتمد تعمیرات (۴) معتمد فوج (۵) پریوی کونسل سکریٹری مدارالمہام سرکار عالی (۶) معتمد مالگزاری۔

انتظام علاقہ جات

مالگزاری

ایک معتمد باتحت مدارالمہام سرکار عالی جملہ علاقہ جات مال پر مقتدر ہے۔ بنظر اغراض انتظامی ملک چار صوبون پندرہ ضلعون پر منقسم ہے۔ ہر صوبہ مین ایک صوبہ دار ہے۔ جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کمشنری کے مساوی ہے۔ ہر ضلع مین ایک اول تعلقدار ہے۔ جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کلکٹری یا ڈپٹی کمشنری کے برابر ہے۔ ان تعلقداروں کے مددگار بھی ہین جنکو دوم وسوم تعلقدار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ہر تعلقہ یا حصہ ضلع مین ایک تحصیلدار ہے۔ اور بیٹیات یا حصص تعلقات مین نائب تحصیلدار ہین۔ عہدہ داران سررشتہ مال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

صوبہ دار (۴) اول تعلقدار (۱۵) دوم تعلقدار (۲۲) سوم تعلقدار (۳۸) تحصیلدار۔ (۱۰۱)

پیمایش وبندوبست

سررشتۂ پیمایش وبندوبست مین مہتمم (۱۷) مددگار مہتمم (۱۵) نائب مددگار مہتمم اور چار مددگاران جمعبندی ہین

انعام

کمشنری انعام توڑ دیگئی - اور ڈپٹی کمشنر برخاست کردئے گئے - اور تھوڑا سا عملہ دفتر مالگزاری مین ضم کیا گیا باقی انعام وغیرہ پر علیحدہ کردئے گئے -

جنگلات

سررشتۂ جنگلات ایک ناظم کے ذمہ ہے - جسکے چار مددگار ہین -

کروڑگیری

اس سررشتہ مین ایک کمشنر اور چار ڈپٹی کمشنر ہین -

سررشتہ فنانس

اس سررشتہ مین ایک صدر محاسب ہے - سابق مین جو کنٹرولر جنرل تھا وہ برخاست کردیا گیا -

سررشتہ عدالت

اس سررشتہ مین ایک میر مجلس اور پانچ ارکان ہین -

کوتوالی ومحابس اضلاع

ناظم کوتوالی سررشتۂ کوتوالی اور محابس اضلاع پر مقتدر ہین - لیکن اس اقتدار مین جہان تک کہ محابس کا تعلق ہے - صوبہ داران اور اول تعلقداران اضلاع بھی شریک ہین - لیکن ۱۳۰۶ف سے صوبہ داران کا تعلق کوتوالی سے جاتا رہا ہے - البتہ اول تعلقدار اب بھی ناظم کوتوالی ضلع ہین -

کوتوالی بلدہ

کوتوالی بلدہ - کوتوال کے تحت مین ہے -

سررشتہ تعلیمات

ناظم تعلیمات کے سپرد سررشتہ ہے - جن کے ماتحت پانچ انسپکٹر ہین -

کاغذ مہور ودارالضرب

یہہ دفتر ایک یوروپین مہتمم کے سپرد ہے۔ **ٹپہ خانہ**

ٹپہ خانہ پر بھی ایک یوروپین ناظم ہے۔

سررشتہ طبابت

سررشتہ طبابت اور اوسکی نشاخین رزیڈنسی سرجن کی سپردگی مین ہین۔ جسکا عہدہ سرکار عالی مین ناظم دواخانجات کا ہے۔ اور اون کے تحت مین ہر دو صوبون کے لئے ایک ایک ناظر دواخانجات بھی ہے۔ سررشتہ طبابت کی شاخ یونانی ایک عہدہ دار کے تفویض ہے۔ جو افسر طبا کہلاتا ہے۔

سررشتہ تعمیرات

سررشتہ تعمیرات دو شاخون یعنے عامہ اور آبپاشی پر منقسم ہے۔ جنکے لئے ایک ایک چیف انجنیر مع عملہ معین ہے۔

سررشتہ کورٹ آف وارڈز

یہہ سررشتہ مالگزاری کے ماتحت ہے۔ اور سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز کے ذمہ انتظام سپرد ہے

سررشتہ ریلوی ومعدنیات

ریلوی اور معدنیات متعلقہ سرکار عالی علاقہ فنانس کے تحت مین ہین۔

عدل گستری

ممالک محروسہ سرکار عالی کے عدالتون کا شمار اور حاکمون کی تعداد حسب ذیل ہے۔

مجلس عدالت العالیہ (۱) عدالت ہائے دیوانی (۱۲۲) عدالت ہائے فوجداری (۱۹۵) دارالقضائے بلدہ

(۱) جج ہائے دیوانی (۱۳۹) مجسٹریٹ ہائے فوجداری (۲۱۵)

ہائی کورٹ

مجلس عالیہ عدالت ایک میر مجلس چار ارکان اور ایک مفتی سے (قاضی شرع محمدی) مرکب ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء ایک شاستری (جج قانون ہنود) بھی تھا۔ مگر جبکہ ایک رکن اہل ہنود سے مقرر ہوگیا۔ تو عہدہ شاستری

تخفیف کیا گیا۔ اس مجلس مین تین اجلاس ہین (۱) ابتدائی (۲) متفرقہ (۳) کامل۔

جوڈیشل کمیٹی

معین المہام عدالت کے پاس وہ درخواستین آتی ہین۔ جنمین اعلیحضرت کے مراحم خسروانہ کی درخواست کیجاتی ہے۔ یا جنمین استدعا کیجاتی ہے کہ ملازمان بندگانوالی کو جو اقتدارات مرافعہ بمقدمات ذیل حاصل ہین۔ اون کا برتاؤ کیا جاے۔

(الف) سزاے قید پانچ یا زاید از پانچ سال جو مجلس عالیہ سے دیگئی ہو۔

(ب) مرافعہ بخلاف فیصلجات اجلاس کامل مجلس عالیہ عدالت اون کل مقدمات مین جنکی مالیت دس ہزار سے زاید ہو

دار القضا

اس محکمہ مین مقدمات متعلق بہ ازدواج وطلاق و وراثت (جو اہل اسلام سے نسبت رکھتے ہین) فیصل پاتے ہین۔

عدالت دیوانی بلدہ

عدالت دیوانی بلدہ کے ناظم کو اختیار ہے کہ پانچہزار روپیہ تک کے مقدمات سماعت کرین اور اونکے دو مددگارونکو ایکہزار تک اختیار ہے۔ علاوہ ان کے آنریری جج بھی ہین۔

عدالت فوجداری بلدہ

مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات ناظم عدالت اور اون کے دونون مددگارون کو حاصل ہین۔ یہان بھی بعض اعزازی مجسٹریٹ ہین جنکو درجہ دوم وسوم کے اختیارات حاصل ہین۔

جوڈیشل انتظام اضلاع

چارون اسمات مین چار صدر مددگار عدالت اور ہر ایک ضلع مین ایک مددگار عدالت اور بعض تعلقات مین منصف موجود ہین۔ علاوہ برین اکثر تحصیلدارون کو اختیارات دیوانی و فوجداری حاصل ہین۔

نوعیت اراضی

اراضی ممالک محروسہ سرکار عالی کی - چار اعلیٰ قسمین ہین - (۱) خالصہ (۲) صرفخاص (۳) پائیگاہ (۴) جاگیر -

اراضی خالصہ

وہ اراضی ہے جسکی مالگزاری سرکار مین وصول ہوتی ہے - اور جو کسی شخص کو بطور جاگیر یا انعام نہین دیگئی ہے - اس مین وہ اراضیات بھی شامل ہین - جو زیر انتظام سرکار ہین -

صرفخاص

شاہی اراضیات کو کہتے ہین جنکا اعلیحضرت کی ذات سے تعلق ہے - اور جنکا محاصل خاص اعلیحضرت کے تصرف مین آتا ہے -

پائیگاہ

پائیگاہ کے لفظ کو بعضون نے بحذف یا - پاگاہ سے بھی تعبیر کیا ہے - اور پاگاہ کے معنے طویلہ کے ہین - پس لفظ پاگاہ کا استعمال بغیر یا اس موقع پر صحیح نہین ہے - اسلئے کہ غیر مناسب ہے - اور مقصود عطا کے اعتبار سے لفظ پائیگاہ ہی صحیح متعمال کیا جاتا ہے - جس کی معنی فراغت کے ہین چونکہ یہہ عطا مخصوص ترین عطا ہے - اور افراد خاص سے اوسکی تخصیص رہی ہے - اور معزز ترین قسم جاگیر یعنے آل تمغا سے بھی زیادہ فضیلت کا اظہار معطی کو مقصود رہا ہے - لہذا یہ عطا اس نام سے موسوم کیگئی بعضون نے پائیگاہ کے الفاظ سے اس عطا کو متعلق بہ فوج سمجھا ہے - جو باعتبار مناسبت کے کسیقدر صحیح بھی ہو سکتے ہین -

جاگیر

جاگیر ایک عطیہ ہے جو امراکو اونکے حسن خدمات و کارگذاری کے صلہ مین دیا جاتا ہے - اسکے تین اقسام ہین - (۱) آل تمغا یا انعام آل تمغا - یہہ جاگیرین موروثی اور دائمی ہوتی ہین (۲) ذات جاگیر - یہ جاگیرین ذاتی پرورش کے لئے دیگئی ہین - (۳) تنخواہ جاگیر - یہہ جاگیرین

اون رقمون کے معاوضہ مین دیگئی ہین) جنکا دینا سرکار پر واجب تھا۔

علاوہ برین حسب ذیل مقبوضات بھی قابل ذکر ہین۔ جنکا وجود ممالک محروسہ سرکار عالی مین موجود ہے۔ (۱) انعام۔ وہ اراضی ہے جو وسعت مین ایک موضع سے کم ہو۔ اور جو کسی شخص کی پرورش یا کسی ادائے خدمت یا کسی کار خیرات کیلئے دیگئی ہو۔ جسپر کلتہً محاصل معاف ہو۔ یا کچھ پن مقرر ہو۔ (۲) پیش کش وہ رقم ہے جو بعض بڑے زمینداروں یا ستانوں سے لیجاتی ہے۔ اسمین خرابی ہنگام کے باعث کوئی معافی نہین دیجاتی ہے۔ اور اس قسم کی اراضی کا انتظام خود زمیندار کرتا ہے (۳) سرسبتہ یا بالمقطعہ۔ پیش کش سے کم درجہ کی اراضی ہے۔ مگر اور صورتون مین ہر طرح اوسکے مشابہ ہے۔ اسکا پن دوامی طور پر مقرر ہوتا ہے اور خرابی ہنگام کے باعث کوئی معافی نہین دیجاتی (۴) پن مقطعہ۔ سرسبتہ کے مانند ہے۔ مگر اوسمین اراضی کا رقبہ کم ہوتا ہے۔ اور اوس سے جو آمدنی ہر سال وصول ہوتی ہے اوسمین سے ایک معین حصہ بطور پن لیا جاتا ہے اور کوئی سالانہ رقم مقرر نہین ہے۔ (۵) اگرہار۔ وہ اراضیات ہین جو صرف برہمنون کے قبضہ مین دیول وغیرہ کی مدد کے لئے دیگئی ہین۔ اُن کا پن دوامی طور پر مقرر ہے (۶) مکاسا۔ وہ اراضیات ہین جنکے بابتہ پیشوا کے زمانہ مین آمدنی کا ایک معین حصہ سرکار مین وصول کیا جاتا تھا۔ (۷) اُلی۔ اراضی مکاسا کے مشابہ ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ وہ صرف وطنداران پر گرکو دیگئی ہے۔

راجایان خراج گزار

ممالک محروسہ کے اضلاع متوسط اور جنوبی شرقی کنارے پر خراجگزار راجہ ہین۔ جو سرکار نظام کو پیشکش دیا کرتے ہین اور اپنے ملک کا انتظام بحکم سرکار عالی خود کرتے ہین خراج کی تخمینی رقم ۲۵ ہزار سے ایک لاکھ روپیہ تک ہے۔ اور جملہ رقم خراج کی پانچ لاکھ روپیہ کے قریب ہے چند مشہور ستان کے نام ذیل مین ہین

(۱) ستان گدوال (۲) ستان ونپرتی (۳) ستان اناگندی (۴) سگور (۵) جٹپول (کولاپور)

(۶) گوپال پیٹہ (۷) امرچنتہ (۸) ودم کنڈہ (بالنواڑہ) (۹) بھدراچلم (۱۰) چنچولی (۱۱) گرگنٹہ (۱۲) نارائن پور (۱۳) راجہ پیٹہ (۱۴)

علاوہ ان کے اور بہت سے سررستہ مقطوعہ دار - سردیسمکھ - دیسمکھ - سردیسپانڈیہ - دیسپانڈیہ وغیرہ کے نام سے مشہور ہین

تحصیل مملکت

علاقہ دیوانی کی آمدنی چار کروڑ چھتیس لکھ بائیس ہزار آٹھ سو چودہ روپیہ سالانہ ہے - ہر ایک باب کی آمدنی علیحدہ علیحدہ ذیل کے نقشہ مین ملاحظہ فرمائیے -

نمبر شمار	مد	ذیلی مد	رقم	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	مالگزاری	مالگزاری رعیت واری - تعلقہ یا سررشتہ پیشکش امرائی - نجرائی متفرقات جاگیرات منضبط جرمانہ مالی -	دو کروڑ ۳۱ لاکھ ۴۲ ہزار اکیس روپیہ	مالگزاری کی حالت ہر ایک موسم پر بدلتی رہتی ہے - اگر ابتدائی بارش اچھی ہوی تو فصل خریف و آبی زیادہ ہوتی ہے - اگر آخیری بارش اچھی ہوی تو فصل ربیع اور نہانی زیادہ ہوتی ہے -
۲	کروڑگیری	وآمد برآمد - پیداوار متفرقات	۴۲ لاکھ ۷۸ ہزار اکیسو ستانوے -	اکثر امرا و جاگیردار و عہدہ داران سرکار کو معمول معاف ہے - اور افواج علاقہ سرکار انگریزی کو تنخواہ اور پرورش فصل بھی محصول سے مستثنی ہین - درآمد غلہ پر بھی کوئی محصول نہین لیا جاتا -
۳	آبکاری	شراب دیسی - سیندہی - گھمسوہ - شراب ولایتی -	۴۲ لاکھ ۶ ہزار اٹھہتر روپیہ -	حیدرآباد دکن مین ایک شکر کا کارخانہ ۱۳۰۶ف مین جاری کیا گیا تھا - جسمین اسپرٹ وغیرہ تیار ہوتی ہیں مگر اب کل بند ہے -
۴	افیون		۵ لاکھ ۹۲ ہزار آٹھ سو چالیس روپیہ -	تمام افیون مالوہ سے درآمد کیجاتی ہے - ممالک محروسہ سرکار عالی مین خشخاش کی کاشت ممنوع کر دیگئی ہے -

※ اس مین صرفخاص - پائیگاہ - جاگیرات - وغیرہ کی آمدنی شامل نہین ہے - اگر اون سب کو ملایا جائے تو اس ریاست کا محاصل تقریباً سات کروڑ روپیہ ہوگا اور یہ آمدنی جو تبلائی گئی ہے وہ موازنہ ۱۳۰۶ف کے باعتبار ہے - ۱۲ مولف -

۵	چوبینہ	.	تین لاکھہ ۹۹ ہزار تین سو پندرہ روپیہ۔	
۶	ڈاکخانہ	کاغذات ممہور۔ ٹکٹ بھاؤنہ ممہور۔ ٹکٹ ٹیپہ لفافہ نشان ٹیپہ۔ پوسٹ کارڈ۔ ٹکٹ زر طلبانہ ٹکٹ رسید۔ کاغذات ہنڈی۔ ٹکٹ ہنڈی۔	۸ لاکھہ ۸۷ ہزار پانچسو پچپن روپیہ۔	
۷	معدنیات	کوئلہ سنگاریني۔ طلائے راجکوٹ	ایک لاکھہ دس ہزار ننانوے روپیہ۔	معدن طلا کا پٹہ ۹۹ سال کیلئے دیا گیا ہے۔
۸	رجسٹریشن	.	۴۴ ہزار نو روپیہ	
۹	رقم تہبڈ براڈ	.	۲۵ لاکھہ روپیہ	۲۵ لاکھہ الاپیدا می پٹہ دیدیا گیا ہے۔ ورنہ قبل ازین بعد وضع اخراجات جو کچھہ بچت ہوتی تھی وہ آتی تھی۔
۱۰	ٹیپہ خانہ	.	ایک لاکھہ ۴۰ ہزار آٹھہ سو اٹھاسی روپیہ	.
۱۱	دارالضرب	.	دس ہزار آٹھہ سو ننانوے روپیہ۔	.
۱۲	عدالت	.	ایک لاکھہ ۴۴ ہزار آٹھہ سو اکیانوے لاکھہ	.
۱۳	محابس	.	۶۵ ہزار ایکسو روپیہ	صدر محبس بیدر میں ہے۔ اورنگ آباد۔ اندور۔ گلبرگہ۔ ورنگل کے چار سنٹرل جیل کہلاتے ہیں۔ باقی ۱۲ محابس اضلاع میں ہیں۔
۱۴	کوتوالی	.	تین لاکھہ ۳۷ ہزار چار سو اڑتیس روپیہ	
۱۵	تعلیمات	.	۲۷ ہزار چار سو سینتیس روپیہ۔	
۱۶	دفاتر جداگانہ	.	۳۷ ہزار پانچسو چھتیس روپیہ	
۱۷	دارالطبع	.	تین ہزار آٹھہ سو دس روپیہ۔	

۱۸	متفرقات	۰	۶۱ لاکھہ ۹۹ ہزار آٹھہ سو تریانوے روپیہ۔	
۱۹	آبپاشی	۰	۴۰ ہزار تین سو اکیانوے روپیہ۔	
۲۰	مکانات راستہ وغیرہ	۰	۳۳ ہزار آٹھہ سو اکتیس روپیہ۔	
۲۱	جمعیت	۰	۲۲ ہزار نو سو چھتیس روپیہ۔	
۲۲	ریلوی	۰	۳۱ لاکھہ ۹۲ ہزار نو سو اسی روپیہ۔	

اخراجات سلطنت

※ اخراجات سلطنت کی تعداد چار کروڑ تیئیس لاکھہ بائیس ہزار چھہ سو اٹھتر روپیہ ہین۔ جسکی تفصیل نقشۂ ذیل مین ہدیۂ ناظرین ہے۔

نمبر شمار	صیغہ	ذیلی مد	رقم	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	مالگزاری	انتظام اضلاع - پیمایش بندوبست انعام - دیہہ صادر	۳۳ لاکھہ ۳۹ ہزار تین سو باون روپیہ	انتظام اضلاع - پیمایش دبندوبست - انعام دیہہ صادر۔
۲	کرڈگیری	بلدہ محصولخانہ جات اضلاع چھاونیات۔	۲ لاکھہ ۶۳ ہزار دو سو اکیس روپیہ	بلدہ - محصولخانہ جات اضلاع - چھاونیات ۱۵۱۸۶۳ - ۴۲۸۸۲۵ - ۴۲۵۵۳ -
۳	آبکاری	۰	۱۵ ہزار پانچسو تائیس روپیہ۔	یہہ اخراجات گتہ کے زمانہ کے ہین - ورنہ

۴	افیون	۰	۴ ہزار سات سو چوبیس روپیہ۔	امانی کے زمانہ میں ۳، ہزار دو سو ستائیس روپیہ تھا۔
۵	چوبینہ	۰	ایک لاکھ ۲۶ ہزار تین سو اٹھارہ روپیہ	
۶	کاغذ مہور	۰	۳، ہزار سات سو سینتالیس روپیہ۔	
۷	معدنیات	۰	۲۹ ہزار چھ سو تیس روپیہ۔	
۸	رجسٹریشن	۰	۴۴ ہزار تین سو بیالوے روپیہ۔	
۹	ٹپہ خانہ	۰	۲ لاکھ ۹۹ ہزار آٹھ سو چوبیس روپیہ	
۱۰	دارالضرب	۰	۴۹ ہزار پانچسو پچہتر روپیہ۔	
۱۱	عدالت	۰	۸ لاکھ ۲۷ ہزار ایک سو ستر روپیہ	
۱۲	مجالس	۰	۴ لاکھ ۷۰ ہزار اکیسو انہتر روپیہ	
۱۳	کوتوالی	۰	۲۶ لاکھ ۱۳ ہزار تین سو سولہ روپیہ	

* یہ موازنہ اخراجات بابتہ ۱۳۰۵ف ہے۔ ۱۲ مولف۔ نوٹ متعلق صفحہ ۳۰

۱۴	تعلیمات		۷ لاکھہ ۶۲ ہزار دوسو پچانوے روپیہ۔	ممالک محروسہ سرکار عالی مین (۳) کالج (۱۵) ہائی اسکول (۴۹) مڈل اسکول (۷۰۷) ابتدائی (۶۷) زنانہ اسکول (۴۷) مدارس نسوان (۱۷۰۹) خانگی مدارس ہین۔
۱۵	طبابت		۵ لاکھہ ۶۰ ہزار چھہ سو اکسٹھ روپیہ	ممالک محروسہ سرکار عالی مین (۸۶) دواخانجات انگریزی اور (۹) شفاخانجات یونانی ہین۔
۱۶	دفاتر جداگانہ		۳ لاکھہ ۱۹ ہزار ۶۵ روپیہ۔	
۱۷	امداد صفائی		۴ لاکھہ ۵۵ ہزار تین سو بیاسی روپیہ	
۱۸	آب رسانی			بلدہ مین آب رسانی کی ابتدا۔ امداد ۱۳۰۵ف مین ہوی اور ۱۳۰۶ف مین کام ختم ہوا۔ اس لاکھہ چوبیس ہزار چھ سو چوبیس روپیہ صرف ہوے۔
۱۹	داخل حضور پرنور۔		۶۵ لاکھہ ۲۷ ہزار تین سو بچانوے روپیہ۔	جمعیت علاقہ مرفحاص۔ تنخواہ مطلات مبارک ۱۹۳۵۹۲ — ۱۶۱۵۶۳۲۔ ملازمان ذاتی و اخراجات معمولی۔ ۱۴۳۲۲۲۱ اخراجات غیر معمولی۔ ۳۳۲۵۳۵۰
۲۰	منصب		۱۴ لاکھہ ۱ ہزار تین سو انچالیس روپیہ۔	
۲۱	رسوم		۲ لاکھہ ۸۳ ہزار دوسو ستاون روپیہ۔	
۲۲	وظائف		۸ لاکھہ ۱۳ ہزار چار سو سینتیس روپیہ	جاگیر پنشن — وظائف و انعام ۱۰۷۸۱۸ ۵۱۶۱۱۹
۲۳	خاص ہولات		۴ لاکھہ ۳۳ ہزار تین سو چالیس روپیہ۔	

۲۴	یومیہ معمول	۰	۵ لاکھ ۹۷ ہزار دو سو اکتالیس روپیہ	اخراجات مذہبی و یومیہ و معمول میں عقد ہیں۔
۲۵	خلعت و تواضع		۵ لاکھ ۸۲ ہزار آٹھ سو بہتر روپیہ	
۲۶	دارالطبع	۰	۴۵ ہزار سو ترپن روپیہ	
۲۷	متفرق	۰	۱۰ لاکھ ۲۵ ہزار بیانوے روپیہ	
۲۸	آبپاشی و تیرات	۰	۲۶ لاکھ ۳۸ ہزار تین سو تیرہ روپیہ	انتظام۔ آبپاشی۔ مکانات دراستہ ۱۹۹۳۱۱۰ ۱۲۰۱۵-۳۳۰۹۱-
۲۹	جمعیت		۶۹ لاکھ چار سو چھیالیس روپیہ۔	اسٹاف انتظامی۔ امپریل سروس ٹرولس ۵۹۰۰۸۵ ۱۲۰۷۷۳ بیقاعدہ۔ باقاعدہ۔ گولکنڈہ برگیڈ ۴۲۵۱۱۴ - ۱۲۹۲۵۹۱ - ۴۴۴۸۸۸۵ کارخانہ باروت۔ ۲۳۱۷۷-
۳۰	ریلوی	۰	۳۰ لاکھ ۶۹ ہزار آٹھ سو چھیالیس روپیہ	

واضح ہو کہ رقوم تصفیہ طلب و پیشگیات کا حساب بوجہ عدم ضرورت نہیں بتلایا گیا۔ اس آمدنی و خرچ ریاست کے حساب سے باقیہ جمع و خرچ ۱۳۰۰ف کے تیس لاکھ اکتالیس ہزار تین سو چار روپیہ (بچت جمع) رہی۔

فوجی قوت

چونکہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ تمام رؤسا ہندوستان میں درجۂ اول رکھتے ہیں۔ اسلئے بہ نسبت دیگر رؤسا ہند تقریباً ایک لاکھ فوج کی تعداد ہوگی۔

فوج باقاعدہ

فوج باقاعدہ کی تعداد چھ ہزار آٹھ سو چھ ہے۔ جسمین (۳) توپخانے (۵) رجمنٹ سواران (۲) رجمنٹ پیدل ہین جسکا خرچ سالانہ ۱۴ لاکھ ۴۷ ہزار تین سو ستر روپیہ ہے۔ امپیریل سروس ٹروپس۔ گولکنڈہ برگیڈ۔ نظام مجوب فوج بھی اسمین شامل ہے۔ کل افواج باقاعدہ کرنل نواب افسر الملک بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای کے زیر کمانڈ ہے۔

رسالۂ حبوش

اس رسالہ کے بانی راجہ صاحب دنپرتی تھے جنہون نے اپنے زرخرید سدی اور اُنکی اولاد کو بڈھجی تعلیم دیکر رسالہ بنایا تھا۔ جس نے ۱۲۷۴ھ مین راجہ صاحب کی مرتب کی ہوئی فوج کے ساتھہ شامل ہوکر معرکہ آرائی کی تھی۔ جب یہ رسالہ حیدرآباد کو واپس آیا تو اسکو حضور نظام خلداللہ ملکہ کے بارگیارڈ کا کام دیا گیا۔ جس زمانہ مین سر سالار جنگ اولیٰ اعلیحضرت کے جانب سے دکالتاً پرنس آف ویلز (حال شہنشاہ انگلنڈ) کے استقبال کو گئے تھے تو یہ رسالہ اون کے ہمراہ تھا۔ اور دہلی کے شاہی دربار مین یہی رسالہ اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب رہا۔ تمام ہندوستان مین اس رسالہ کی بہت تعریف ہوی۔ اس رسالہ کی تعداد (۳۰۲) ہے اور ایک لاکھ ۳ ہزار ۸ سو چھیاسٹھ روپیہ سالانہ خرچ ہے۔

امپیریل سروس

جبکہ ۱۸۸۶ء مین ہندوستان پر روسی حملہ کا خوف تھا تو سرکار عالی نے سرحدی انتظام کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا کو ۲۰ لاکھ روپیہ دینے کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن گورنمنٹ نے زر نقد لینے کے عیوض باقاعدہ فوج تیار کرنے اور غنیم کے حملہ کیوقت انگریزی فوج کے ساتھہ لڑنے کی رائے دی۔ بناءً علیہ یہہ رسالہ تیار کیا گیا۔ جنکی

تعداد (۸۱۶) ہے اور ایک لاکھ ۱۸ ہزار چھپین روپیہ سالانہ خرچ ہے۔

گولکنڈہ برگیڈ

کل تعداد ملازمین گولکنڈہ برگیڈ کی ایکہزار ایکسو اکتالیس ہے۔ جن مین لیسنر رجمنٹ کی تعداد (۳۰۰) ہے اور پیدل رجمنٹ کا شمار (۶۹۵) ہے۔ اور ایک توپخانہ بھی ہے۔ اور سیوائے ان دو رجمنٹون کے ایک رسالہ آفریکین سوارون کا بھی ہے جسکی چھاؤنی ملک پیٹہ مین ہے۔

اور جو دو سو سوارون کا نیزہ دار رسالہ قاسم علیخان مرحوم کے تفویض تہا سنہ ۱۲۹۳ف مین گولکنڈہ لانسرز کردیا گیا۔ بعد ازان نواب دلاور نواز جنگ مرحوم اور نیز دوسرے امراؤن کے پیتاعدہ سوار بہی بھرتی کئے گئے اور سنہ ۱۲۹۳ف مین گولکنڈہ برگیڈ اور گوشہ محل لانسرز سے دو سو جوان اور اون کے افسر حیدرآباد کے امپریل سروس فوج مین بہیجے گئے۔ اس برگیڈ کا خرچ سالانہ دو لاکھ ۳۵ ہزار تین سو سینتالیس روپیہ ہے۔

نظام محبوب

پیہہ رجمنٹ میسرم کی جمعیت کہلاتی ہے۔ اور اُسکے کپتان عوض باللیل المخاطب بہ ابراہیم جنگ بہادر تھے۔ اور پیہہ رجمنٹ۔ اعلیحضرت کے محلات شاہی کے پہرونپر متعین رہتی ہے۔ اس رجمنٹ کا باجہ قابل تعریف ہے۔ اسمین اکثر عرب شامل ہین جسکی تعداد (۱۰۷۹) اور خرچ دو لاکھ ۶۴ ہزار ۴ سو چھپین روپیہ ہے۔

تفصیل دستہ افواج باقاعدہ		تعداد	خرچ سالانہ
۱		۲	۳۰
توپخانہ فوج باقاعدہ	اسٹاف۔	۶	[illegible]
	باٹری نشان ۱	۱۱۱	[illegible]
	باٹری نشان ۲	۱۱۱	[illegible]

توپخانہ گولکنڈہ بریگیڈ-	۱۲۰	
امپریل سروس ٹروپس نمبر اول-	۴۰۸	
" " نمبر دوم-	۴۰۸	
رسالۂ جوشن فوج باقاعدہ-	۳۰۲	
لانسر رجمنٹ فوج باقاعدہ-	۳۰۲	
گولکنڈہ لانسر رجمنٹ فوج باقاعدہ-	۳۰۱	
رجمنٹ $\frac{1}{1}$ شان پیدل فوج باقاعدہ-	۶۹۹	
رجمنٹ $\frac{2}{1}$ شان پیدل فوج باقاعدہ-	۶۹۹	
رجمنٹ $\frac{3}{1}$ شان پیدل فوج باقاعدہ-	۶۹۹	
رجمنٹ $\frac{4}{1}$ شان پیدل فوج باقاعدہ-	۶۹۹	
گولکنڈہ رجمنٹ پیدل-	۶۹۵	
رجمنٹ میرم پیدل-	۱۰۸۶	
بیانڈا اعلیحضرت فوج باقاعدہ-	۵۷	
" سواران "	۲۷	
" گولکنڈہ "	۲۵	
جملہ میزان	۶۷۹۸	

فوج بیقاعدہ

یہہ وہ فوج ہے کہ جسمین ہر قوم کے لوگ مثلاً عرب - پٹھان - سندھی - سکھہ وغیرہ شامل ہین

اور یہہ وہ قدیمی فوج ہے کہ جو حضرت مغفرت مآب وغفران مآب کے ہمراہ رکاب ہمیشہ جنگ مین شریک رہی ہے۔ اور ان کے استحقاق ایسے ہین کہ ابتک دراثتاً وہ جائداد اونکی اولاد پر چلی آتی ہے۔ جسکی نظیر دوسری دیسی ریاستون مین بہت سخت مشکل ہے۔ اس کا خرچ ۴۴ لاکھ ۸۰ ہزار ۸ سو پچاسی روپیہ سالانہ ہے۔ فوج بیقاعدہ کے کل امور کا انتظام محکمۂ نظم جمعیت سے متعلق ہے اُسکے ناظم نواب وزیر یاورالدولہ بہادر ہین۔ فوج بیقاعدہ کی تعداد (۱۹۴۲۵) ہے اور جو سکھون کی فوج (۱۸۲) تہی وہ پولس اضلاع مین منتقل کردیگئی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قسم	تعداد	قسم	تعداد	قسم	تعداد	قسم	تعداد
۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲
سواران	۳۳۴	رواہل	۴۱	برندانہ	۲۷۷	متفرق	۷۰۷
بارگیران	۵۴۵	جوانان بار	۶۵۸۶	راٹھور	۱۴۶	سوار التقرر	۲۲۳
عروب	۶۲۰۶	سندہی	۹۲۹	کھاٹی وغیرہ	۱۰۹	جملہ میزان	۱۹۴۲۵

علاوہ بین اسپان (۲۷۰۵) آسامی (۷۴) زنجیر فیل (۴۳) مہار شتر (۲۴) نرگاوان (۴۶) میانہ و پالکی (۸۲) جملہ (۳۰۱۴) ہین۔

افواج بیقاعدہ کی زیادہ تعداد اضلاع پر متعین اور مختلف خدمات پر مامور ہے۔ جنکی تعداد (۵۳۷۷) ہے منجملہ ان کے (۱۴۱۵) سوار۔ باقی پیدل ہین۔ جمعیت سکھان زیر حکم ناظم کوتوالی ہے اور تحتہ جات افواج بیقاعدہ مین وہ شریک نہین ہے۔

اس جمعیت مین کل (۱۰۸۷) سکھہ اور (۱۴۲) اسپ ہین۔ منجملہ ان کے (۹۷۹) پیادے اور

(۱۰۳) سوار (۷۶۶) سکہ اضلاع مین اور (۳۲۱) بلدہ مین متعین ہین۔

نوٹ فوج بیقاعدہ کی جو تفصیل و تعداد اوپر بتلائی گئی ہے وہ سابق کی ہے۔ کیونکہ آجکل تو اضلاع مصارف کے لئے اس فوج بیقاعدہ سے تقریباً ۱۲ ہزار کے تخفیف کے احکام نافذ ہوچکے ہین۔ جنکی تعمیل وقتاً فوقتاً ہو رہی ہے۔ لاوارث و جدید اجرائی خدمت عہوض یک لخت موقوف ہے۔ اور کل ممالک محروسہ سرکارعالی مین بنظر پرورش ان تخفیف یافتون کی ماموری کے لئے اعلیحضرت اقدس والا بمراحم خسروانہ فرمان نافذ فرماے ہین۔

جمعیت پولس

کوتوالی بلدہ و بیرون بلدہ کے جملہ ملازمین کی تعداد (۳۰۹۲) اور (۴۳۹۴۸۰) روپیہ سالانہ خرچ ہے۔ اور نواب میر وزیر علیخان سلطان یار جنگ بہادر منصرم کوتوال ہین۔ جمعیت پولس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عام پولس (۲۵۹۱) عہدہ داران (۳۴) جوانان (۲۵۵۷)

سوارلن (۵۰) عہدہ داران (۲) جوانان (۴۸)

تفتیہ پولس (۳۰) عہدہ داران (۲) جوانان (۲۸)

رواہل (۳۲۵) عہدہ داران (۵۸) جوانان (۲۲۷)

عروب (۱۰۰) عہدہ داران (۱۰) جوانان (۹۰)

کوتوالی اضلاع

کوتوالی اضلاع کی تعداد ۱۰ ہزار ۲ سو اکنٹھ ہے۔ جسکے اخراجات ۱۴ لاکھ ۲۶ ہزار ۴ سو روپیہ ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مہتمان (۱۲) مددگار مہتمم سرحدات (۱) امین تعلقات (۱۰۷) نائب امین (۹) پیدل

(۹۴۷۱) سواران (۳۸۹) کورٹ انسپکٹران (۱۲) عملہ مہتمان (۹۲) عملہ امین ونائب امین (۱۱۴) عملہ بدرقہ (۱) متفرق (۳۹) جملہ (۱۰۲۵۹)

کوتوالی دیہات

ان کی تعداد جسمیں پٹیلان کوتوالی شامل ہین (۲۸۲۲۵) ہے اور خرچ سالانہ (۶۷۵۱۵۸) روپیہ ہے۔ کوتوالی دیہات کو حقیقتاً ایک کارآمد جمعیت بنانے کیلئے بہت سی اصلاحون کی ضرورت ہے۔ باستثنار اون مقامات کے جہان کہ راموسی مقرر ہین یہ لوگ دیہات کی کوتوالی کہلاتے ہین۔ بہت کم کوتوالی کا کام کرتے ہین۔

جمعیت صرفخاص

اسکی تعداد تخمیناً (۱۸۰۰) ہے۔ ملازمان امتیازی۔ منصبداران رکاب اور ملازمان دیگر کارخانہ جات کا شمار اسکے علاوہ ہے۔

جمعیت پایگاہ

اس کی تعداد تخمیناً (۶۰۰) ہے جسمین سے نواب سلطان الملک بہادر کے علاقہ مین تخمیناً ۱۵۰ ہوگی اور اس سے کچھہ زیادہ کا تعلق نواب شمس الملک بہادر سے ہے۔ اور نواب محمد معین الدینخان بہادر کے علاقہ مین ان ہر دو علاقہ ہائے متذکرۂ صدر سے کسیقدر تعداد زیادہ ہے۔ اور نواب خانخانان بہادر۔ نواب مشیر الملک بہادر اور نواب شمشیر جنگ ونواب بشاہ یار جنگ بہادر کے علاقون مین بھی فوج پایگاہ کا کچھ حصہ ہے۔ بہرحال ان کل علاقون کی جمعیت پایگاہ کا جملہ وہی تخمیناً چھہ ہزار ہوگا۔

فوج کنٹنجنٹ

حیدرآباد کنٹنجنٹ کو قایم ہوئے ایک سو برس سے زیادہ زمانہ گذرتا ہے۔ اسکی ابتدا ۱۷۹۹ء میں

گورنمنٹ نے ٹیپو سلطان کے ملک پر چڑھائی کی تو سرکار نظام نے ایک فوج غیر قواعد دان سپاہیونکی گورنمنٹ کی امداد کے لئے روانہ کی جسکا نام نظام کنٹجنٹ تہا۔ اور کپتان ملکم کی ماتحتی مین کام کرنا پڑا۔ اوس زمانہ مین ملکم صاحب حیدرآباد مین اسسٹنٹ رزیڈنٹ تھے۔ مگر میر عالم بہادر کی درخواست پر اسمین شریک ہوے تھے۔ اس لڑائی مین اس فوج نے نہایت عمدہ کارروائیان کین۔ اور اس لڑائی مین فتحمندی کا بڑا حصہ اسی فوج نے لیا۔ اور یہی فوج سرینگ پٹن کی لڑائی مین انگریزی تیسوین رجمنٹ کے ساتھہ لارڈ ولزلی (جو بعد مین ڈیوک آف ونگٹن ہوے) کے زیر کمان تھی۔ سرینگ پٹن کی فتح کے بعد کمانڈر انچیف نے اس کنٹجنٹ کی خدمتونکی بڑی تعریف کی ۱۸۰۰ء کے عہدنامہ کے مطابق (جو نظام اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے درمیان ہوا تہا) سرکار نظام نے اس فوج کے اخراجات کے لئے بعیوض روپیہ کے ایک بڑا علاقہ سپرد کیا۔ اور نیز اسی عہدنامہ کے رو سے سرکار نظام پر لازم یہ ہوا کہ ہنگام وقوع جنگ نو ہزار سوار اور چھہ ہزار پیدل امداد کمپنی کو دیا کرین۔ حضرت غفران منزل کے عہد اور سراج کے دیوانی مین کرنل کیو رزیڈنٹ کے ہاتھہ پر سرکار نظام اور کمپنی کے درمیان ایک عہدنامہ ہوا جسکی رو سے بیڑار اور دوسرے اضلاع جنکی سالانہ آمدنی پچاس لاکھہ روپیہ کی اوسوقت تھی کمپنی کے حوالے کیگئے کہ اسکی آمدنی سے کنٹجنٹ کے اخراجات وضع کرلئے جائین۔ اور باقی داخل سرکار نظام ہو۔ اس تاریخ سے اس فوج کا نام حیدرآباد کنٹجنٹ ہوا اور قرار پایا کہ اس مین ۵ ہزار پیدل دو ہزار سوار اور چار توپخانون سے کم نہون۔ اس کنٹجنٹ نے ایام غدر مین جو خدمات کین وہ تاریخ مین قابل یادگار ہین۔ غدر کے زمانہ مین اسی فوج نے باغیونکی سرکوبی کرکے اور قلعہ گوالیار کی فتحیابی وغیرہ کے بعد دیڑہ مہینے کے عرصہ مین حیدرآباد آکر کو واپس آئی۔

حیدرآباد کنٹنجنٹ بولارم - اورنگ آباد - ایلچپور - رایچور - ہنگولی - موسن آباد - جالنہ پر متعین ہے۔ اور برٹش انڈیا مین یہہ دیسی رجمنٹ ایک نہایت مستند اور جری پائی گئی ہے۔

امور مذہبی

سرکار عالی کی ہمیشہ اس باب مین شہرت رہی ہے کہ اسکے اصول مذہبی تعصب سے عاری ہین اور اپنے مسلک آزادہ روی سے بلا تخصیص ہندو و مسلمان وقتاً فوقتاً اوقاف مذہبی اپنی رعایا کے واسطے قایم کئے ہین - ممالک محروسہ سرکار عالی مین بڑا حصہ آبادی ہنود کا ہے پس نتیجہ لازمی یہہ ہے کہ اس ملک مین اہل ہنود کے دیولون اور مٹھون کی تعداد (جنکا صرف سرکار سے دیا جاتا ہے) بمقابلہ اہل اسلام کے مساجد اور درگاہون کی زیادہ ہے - بعض مدارس اور کلیسا کے نصاریٰ اور معابد پارسی کو بھی سرکار سے امداد ملتی ہے مگر سررشتۂ امور مذہبی کو صرف اون اوقاف سے تعلق ہے جو معابد ہنود و مسلمانان کے واسطے مقرر ہین - اور اوس ۶ ہزار سالانہ سے بہی تعلق ہے - جو چرچ آف انگلنڈ واقع چادرگھاٹ اور رومن کیتھولک چرچ کے ہر ایک پادری کو دیا جاتا ہے - جن مختلف معابد مذہبی کی اس ریاست سے امداد کیجاتی ہے - اور معافیات جو اونکو عطا ہوے ہین اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے -

مقام	جملہ تعداد مٹھ	جملہ تعداد دیول و مساجد و خانقاہ	جملہ تعداد دیول و مساجد سررشتہ	جملہ تعداد دیول و مساجد	کتنے نصاریٰ امدادی ریاست	عطیہ اراضی انعام و جاگیرات
بلدۂ حیدرآباد	۲۷۰	۲۸۶	۷	۹۱	۲	۵۳ ہزار ۶ دو چوبیس روپیہ -

لارڈ کرزن گورنر جنرل ہندوستان کی تشریف آوری حیدرآباد دکن کے موقع پر بیرار کا فیصلہ اور تصفیہ ہوگیا اور ہمیشہ کے لئے سرکار نظام کی عملداری سے جدا کیا گیا - اور گورنمنٹ آف انڈیا کو مدامی پٹہ دیدیا گیا - اور سالانہ ۳۰ لاکھ روپیہ سرکار نظام کو دینا قرار پایا - اور فوج کنٹنجنٹ مین بھی بہت کچھ تخفیف کرکے اورنگ آباد و جالنہ وغیرہ کی چھاؤنیان اوٹھاڈالی گئین ۱۲ مولف

صوبہ اورنگ آباد	۲۹۴	۶۲۷	۵۱	۲۶۴۱	۰	ایک لاکھ ۶۸ ہزار ۴ سو تیس روپیہ۔
صوبہ گلبرگہ شریف	۵۱۰	۱۲۷۸	۳	۶۴۰۴	۰	ایک لاکھ ۱۴ ہزار ۷ سو چار روپیہ۔
ضلع بیدر (مسید)	۴۱۲	۱۲۶۹	۲۱	۴۸۳۳	۰	نو ہزار ۸ سو اکتیس روپیہ۔
صوبہ ورنگل	۹۳	۱۴۵۷	۱۷	۱۵۸۴	۰	۹۷ ہزار اٹھاون روپیہ۔
متفرقات	۹	۰	۰	۰	۰	نو سو بہتر روپیہ۔
جملہ	۱۵۶۲	۵۳۱۷	۱۰۴	۲۱۵۲۵۳	۲	۵ لاکھ ۴۴ ہزار چار سو ننانوے روپیہ۔

بلدۂ حیدرآباد مین (۸۳) مساجد (۷۲) درگاہین (۱) سرائے (۲) دیول ہنود (۲) کلیسائے نصاریٰ ہین جو سرکار عالی سے نقدی عطیات جنکی مجموعی تعداد (۵۳۶۲۴) روپیہ ہے پاتے ہین۔

بلدہ مین (۷) ایسے مساجد ہین جنکا خرچ خود انکی آمدنی سے ہوتا ہے۔ انکو سرکاری طور سے کچھ امداد نہین ملتی اور انکی سالانہ آمدنی ۳ ہزار ۶ سو چھیاسی روپیہ کرایۂ دوکانات وغیرہ سے جو اُن کی ملک ہین وصول ہوتی ہے۔ صرف ملازمین کہ مسجد کا خرچ سالانہ ۴ ہزار ۳ سو تہتر روپیہ ہے اور ۲ ہزار ۴ سو چھبیس روپیہ تقریبات مثل عیدین وغیرہ کے واسطے دیا جاتا ہے اخراجات مرمت کہ مسجد کا سالانہ اوسط زاید از دس ہزار روپیہ ہے۔ بعض اخراجات محرم شریف بلدۂ حیدرآباد کے واسطے ۱۰ ہزار ۶ سو پچاس روپیہ اور اضلاع اورنگ آباد بیڑ۔ ناندیڑ۔ گلبرگہ۔ ورنگل کے واسطے دو ہزار آٹھ سو روپیہ نقد سرکار عالی سے مقرر ہین۔ اضلاع مین ایسے بہت سے عاشور خانجات ہین جو اراضیات انعام وغیرہ پاتے ہین۔

حجاج مکہ معظمہ کی روانگی کا انتظام۔ سررشتۂ امور مذہبی کے تفویض ہے۔ ہر سال سیکڑون آدمی سرکار عالی کے اخراجات سے حج کو جاتے ہین اور حفظان صحت کے متعلق ایک ڈاکٹر بھی

ساتھہ رہتا ہے۔ چنانچہ امسال ۱۳۲۴ھ مین عازم حج کے ہمراہ افسر اعظم نواب تفضل جنگ۔ فیاض الدولہ بہادر اسشاف سرجن مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی ہین۔

کتب خانہ جات

ممالک محروسہ مین پبلک کتب خانہ اور لائبریری کی ضرور کمی ہے۔ البتہ ایک کتب خانۂ آصفیہ منجانب سرکار قایم ہے۔ مگر اوسمین کتابون کا ذخیرہ بہت کم ہے۔ بعض شوقین طبیعتون نے دو تین لائبریریان کھولے ہین۔ جنمین فیس مقرر ہے۔ چھل سالہ۔ سالگرہ مبارک کے موقع پر بمقام باغ عالیہ ٹون ہال کا بنیادی پتھر رکھا گیا ہے۔ مگر تا ہنوز اوسکی تکمیل نہین ہوی مطبع دائرۃ المعارف جسمین نادر و مفید کتابین عربی اور انگریزی۔ فرانسیسی وغیرہ کا ترجمہ ہوتا تھا بند کر دیا گیا۔ اور مدرسۂ علوم و فنون کا دفتر برخاست ہوگیا۔ اگر یہہ دونون قایم رہتے تو چند سال مین بہت کچھہ علمی ذخیرہ جمع ہوجاتا۔

تصنیف و تالیف

اشاعت علم و تصنیف و تالیف کا اصلی فائدہ ملک کی علمی ترقی پر منحصر ہے۔ ۲۰-۲۵ برس پیشتر یہان تعلیم کا درجہ بہت گھٹا ہوا تھا۔ اوز بجز دو تین انگریزی پریس کے جو حدود رزیڈنسی مین تھے۔ کوئی دوسرا اردو مطبع نہ تھا۔ البتہ ایک سرکاری دار الطبع موجود تھا اوسکا بڑا سبب یہی تھا کہ کسیکو تالیف و تصنیف کا شوق نہ تھا اگر کسیکو یہہ شوق ہوا بھی ہے تو فطرتاً اونکی نظر ہندوستان پر پڑتی تھی۔ جہان وہ اپنی کتابین چھپوا کر شایع کرتے تھے نواب سر سالار جنگ ثانی کے عہد وزارت مین خاص توجہ تدوین قوانین و تہذیب پیشہ قانون و اشاعت علوم و ادب مغربی کے طرف ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ایکدم ملک مین بہت سے چھاپے خانے قایم ہوگئے۔ اور اکثر کتابین قانون اور دوسرے

مضامین کی طبع ہوکر شایع ہوئین - بعد ازان ملازمت کے لئے امتحان کی قید لگائے جانے سے اور بھی اس تصنیف کتب کے شوق کو ترقی ہوی - اور رفتہ رفتہ تھوڑے ہی عرصہ مین اس فن نے اسقدر ترقی کی کہ اکثر علم ادب کے متعلق ایسی کتابین تصنیف ہوئین جنکو وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے ۱۲۹۹ف مین حقوق تصنیف و تالیف کے محفوظ کرنے کا ایک دستور العمل ہوم آفس سے جاری ہوا -

اخبارات و رسالجات

پہلے اخبار و رسالہ کے اشاعت کے لئے کوی ضابطہ یا قید نہ تھی - مگر ۱۳۰۰ف مین مالکان اخبار و رسالہ جات سے ایک قسم کا اقرارنامہ لینا قرار پایا - اور ۱۳۱۵ف مین اس سابقہ حکم مین علاوہ اقرارنامہ کے اور بھی سخت شرائط جاری کئے گئے - اور یہی سے اخبارات کی آزادی چھین لیگئی - اسوقت خاص حیدرآباد دکن سے جو اخبار نکلتے ہین اونکے نام یہ ہین - مشیر دکن روزانہ - جلوہ محبوب - المحبوب ہفتہ وار - شوکت الاسلام مہینہ مین دو بات اسکے علاوہ ملک و ملت - آفتاب دکن - نظام عالم - ہزار داستان - عزیز الاخبار اخبار آصفی - جام جمشید - دکھنی - جو اخبارات نکلتے تھے وہ موقوف ہوگئے - ماہواری رسالہ جات کے نام یہ ہین و بدیع آصفی - محبوب الکلام - تشریح القوانین - آئین دکن - متفنن دکن ان کے سیوائے بھی اور رسالے نکلتے ہے - مثلاً افسر - معلم النسوان تکمیل الاحکام - نسیم دکن - ناظم التعلیم - مگر بند ہوگئے - گلبرگہ شریف مین ایک اخبار گلبرگہ سماچار اور ایک رسالہ رفیق الطلبا شایع ہوتا ہے اورنگ آباد کا خبیر دکن - بیڑ کا مرہٹی اخبار کسی زمانہ مین نکلتے تھے - مگر ناموافقتی آب و ہوا کے چکر مین آگئے -

تقسیم مملکت

قدیم زمانہ مین ملک سرکار نظام خلد اللہ ملکہ صوبہ - سرکار - محال مین تقسیم کیا گیا تہا - اور تعلقات کا گنتہ دیا جاتا تہا - بعض خرابیان واقع ہونے سے سر سالار جنگ مرحوم نے ۱۲۷۵ف مین تمام علاقہ کو اسمات - اضلاع - تعلقات - اور تحصیل مین تقسیم کیا - اس زمانہ کو ضلعبندی کے زمانہ سے موسوم کرتے ہین - بعد وفات مرحوم موصوف کے سمت کے عوض صوبہ قرار دیا گیا - اور صدر تعلقدار سمت - صوبہ دار کے نام سے موسوم ہوے - اقتدارات مین بھی توسیع ہوئی - چنانچہ ممالک محروسہ بنظر اغراض انتظامی چار صوبون (۱۶) ضلعون (ضلع اطراف بلدہ اسمین شامل ہے) اور ایک عملداری پر منقسم کیا گیا - اور کل اضلاع مین (۱۱۷) تعلقات (۱۹۷۶۳) مواضعات (۲۸۹۹) جاگیرات تھے صوبہ غربی (اورنگ آباد) صوبہ شرقی (ورنگل) صوبہ شمالی (محمد آباد بیدر) صوبہ جنوبی (حسن آباد گلبرگہ) -

اکراب حسب ضلع بندی جدید - رزولیوشن نشان ۱۰ واقع ۱۶ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ ۱۶ تیر ۱۳۱۴ف دو ہی کا یا پلٹ ہوگئی ہے - چنانچہ ایک عرصہ سے یہ تجویز درپیش تھی کہ ضلع لنگسگوڈہ ضلع رایچور مین ضم کرکے صرف ایک ہی ضلع قایم کیا جائے - جس سے سرکاری آمدنی (۱۷ لاکھ) روپیہ سالانہ بتلایا گیا تہا - چونکہ یہہ ایک اہم معاملہ تھا - اور اوسکا اثر صرف مالی انتظامات پر محدود ہو سکتا تہا - بلکہ سررشتہ جات عدالت وکوتوالی - وآبپاشی وغیرات بھی متاثر ہوتے تھے - لہذا عہدہ داران سررشتہ جات مذکورہ سے رائے لینے کے بعد ایک کمیٹی مین یہہ معاملہ پیش کیا گیا - ارکان کمیٹی کی یہہ رائے ہوئی کہ موجودہ ضلعبندی ہوکر ایک عرصہ گذرا ہے اور بہت سارے تبدیلات کیوجہ سے اوسپر نظر ثانی کی محتاج ہے - ایسی حالت مین نہ صرف دو ہی ضلعون کے متعلق غور ہونا

چاہیئے - بلکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام اضلاع کی ضلعبندی پر نظر ڈالنی مناسب ہوگی درحقیقت ابتدائے ضلعبندی سے اسوقت تک جسکو چالیس سال کا عرصہ ہوتا ہے تقسیم اضلاع و تعلقات مین تغیرات عظیم واقع ہوئے ہین - یعنے موجودہ زمانہ مین اکثر اراضیات کی پیمایش اور بندوبست ہوا ہے - اور بہت سا رقبہ زمین افتادہ و بنجر کا مزروع ہوگیا ہے - اور کئی مواضعات جاگیری خالصہ مین اور بعض خالصہ کے مواضعات بوجہہ بحالی جاگیر مین داخل ہوگئے ہین جس سے کسی تعلقہ کے مواضعات کی تعداد کہین کم ہے تو کہین بڑہگئی ہے - اور ریلوی وغیرہ کی ہوتو سے مقامی حالات بھی بدل گئے ہین چنانچہ کمیٹی نے اس اہم مسئلہ پر غور کرنیکے لئے متعدد اجلاسین کین جسمین بلحاظ اغراض انتظام مالی و عدالتی وغیرہ ہر ایک تعلقہ مین مواضعات کی منم - وبیا کسم کی تعداد قایم کی - اور ہر ایک تعلقہ و ضلع کی حد قایم کرنیمین موجودہ قدرتی حدود اور اوسکے جغرافیہ کا بھی خیال رکھا - اور کفایت کا یہہ اندازہ بتلایا کہ خاص سررشتۂ مال ہی مین (بلالحاظ دیگر سررشتہ جات کے) بہ علاقۂ دیوانی (للہ ٹکہ) اور بعلاقۂ صرف خاص (۴ عدد لاکھ) بچت ہوگی - ممالک محروسہ سرکار عالی علاقہ خالصہ (۱۵) اضلاع اور ایک عملداری پر مشتمل ہے جنمین (۱۰۰) تعلقات (۵) پٹیات ہین - تعلقات پر تحصیلدار اور پٹیات پر نائب تحصیلدار مامور ہین - تحصیلات اورنگ آباد - وناندیڑ مین بغرض امداد تحصیلداران ایک ایک نائب تحصیلدار بھی مقرر ہے علاوہ تعلقات بالا اضلاع خالصہ مین صرفخاص کے ۱۳ تعلقات شریک ہین جنمین سے (۸) تعلقات زیر انتظام دیوانی ہین اور (۵) تعلقات تعلقداردن کی نگرانی ہے - جسکے متعلق مقدمات صرفخاص سے راست کارروائی ہوتی ہے اب اس جدید انتظام سے صرف (۱۵) اضلاع قایم ہوئے ہین اور ایک عملداری (۱۶) تحصیلات اور ایک پٹی تخفیف مین آئی ہے اور بجائے محمد آباد بیدر کے گلشن آباد

سیدک صوبہ قرار پایا ہے اور بعض اضلاع مین تعلقات کا اور بعض تعلقات مین سے اضلاع کا ردوبدل کیا گیا ہے۔ یعنے اس ضلع کا تعلقہ اوس ضلع مین اور اس تعلقہ کا موضع اوس تعلقہ مین شریک ہوا ہے۔ علاوہ برین بعض اضلاع کا بھی صوبجات مین تغیر و تبدل عمل مین آیا ہے۔

اب ہم ذیل مین ایک نقشہ حسب ضلعبندی جدید صوبہ جات اضلاع تعلقات مواضعات تعداد رقبہ مزروعہ غیر مزروعہ وغیرہ کا دیتے ہین جس سے ناظرین ضلعبندی جدید کے تغیر و تبدل کو بآسانی سمجھ جائینگے۔

نمبر شمار	تعلقہ و ضلع		رقبہ و رقم مالگزاری بموجب ضلعبندی جدید				کیفیت
	نام ضلع	نام تعلقہ	تعداد مواضع	رقبہ مزروعہ	رقبہ غیر مزروعہ	مالگزاری	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	اورنگ آباد	اورنگ آباد	۱۷۴				
۲	"	انبڑ	۱۹۲				
۳	"	بہوکردن	۱۷۵				
۴	"	پٹن	۱۶۹				
۵	"	جالنہ پور	۱۵۹				
۶	"	کنڑ	۱۹۲				
۷	"	گنگاپور	۲۰۴				

۸	اورنگ آباد	دیجاپور	۱۳۹						
۰	۰	میزان	۱۴۰۴						
۹	۰	حلڈ	۵۲						علاقۂ صرفخاص
۱	۰	خلد آباد	۳۴						۰
۰	۰	میزان	۸۶						
۰	۰	میزان کل	۱۴۹۰						
۱	پرینی	پرینی	۱۵۰						
۲	۰	پاتھری	۱۵۴						
۳	۰	بسمت	۲۱۲						
۴	۰	کلمنوری	۲۱۴						
۵	۰	ہنگولی	۲۰۷						
۶	۰	جنتور	۲۸۶						
۷	۰	پالم	۱۲۳						علاقۂ صرفخاص
۰	۰	میزان	۱۳۴۲						
۱	بیڑ	بیڑ	۱۶۷						
۲	۰	منجے گاؤں	۱۵۶						
۳	۰	سومن آباد	۲۰۱						
۴	۰	رکشٹی	۱۲۵						
۵	۰	گیورائی	۱۳۶						

۶	بیٹر	پاٹودہ	۷۱					علاقہ مرفاص
۰	۰	میزان	۸۵۵					
۱	ناندیڑ	ناندیڑ	۱۹۷					
۲	״	حدگاؤن	۱۸۰					
۳	״	مدہول	۱۹۸					
۴	״	بلولی	۱۲۰					
۵	״	دگلور	۱۷۱					
۶	״	قندہار	۱۹۸					
۰	۰	میزان	۱۰۶۴					
۱	گلبرگہ شریف	گلبرگہ	۱۹۵					
۲	״	چنچولی	۹۸					
۳	״	سیڑم	۹۳					
۴	״	کرگل	۱۳۱					
۵	״	اندولہ	۱۲۱					علاقہ مرفاص
۶	״	شاہ پور	۱۱۵					״
۷	״	شورا پور	۱۴۴					״
۸	״	یادگیر	۱۲۵					علاقہ خالصہ (دیوانی)
۰	۰	میزان	۱۰۲۲					
۱	رایچور	رایچور	۱۷۱					

۲	رائچور	دیودرگ	۱۸۴					
۳	″	مانوی	۱۶۳					
۴	″	عالم پور	۴۷					
۵	″	منگسگور	۱۴۰					
۶	″	سندہنور	۱۳۹					
۷	″	گنگاوتی	۱۱۸					
۸	″	کشتگی	۱۷۶					
۰	۰	میزان	۱۱۳۸					
۱	عثمان آباد	عثمان آباد	۷۰					علاقۂ ہر فرخاص
۲	″	تلجاپور	۱۳۰					
۳	″	کلم	۱۳۹					علاقۂ ہر فرخاص
۴	″	پرینڈہ	۱۲۱					″
۵	″	اوسہ	۱۱۰					″
۰	۰	میزان	۵۷۰					
۱	بیدر	بیدر	۹۱					
۲	″	راجورہ	۱۹۰					
۳	″	اودگیر	۱۲۳					
۴	″	نلنگہ	۱۳۲					
۵	″	کلاموگی	۱۱۷					علاقۂ ہر فرخاص

۰	۰	میزان	۶۵۳					
۱	گلکنڈہ آباد کیمپ	میک	۱۰۰					
۲	"	اندول	۱۳۱					
۳	"	کلیگور	۸۱					
۴	"	بافات	۸۱					
۵	"	سدی پیٹہ	۱۳۴					
۰	۰	میزان	۵۲۷					
۱	نظام آباد	نظام آباد	۷۸					
۲	"	بودھن	۹۷					
۳	"	آلمور	۱۳۴					
۴	"	کامارڈی	۱۱۸					
۵	"	یلارڈی	۹۵					
۰	۰	میزان	۵۲۲					
۱	نلگنڈہ	نلگنڈہ	۱۵۷					
۲	"	ویدرکنڈہ	۱۸۷					
۳	"	بھونگیر	۱۲۰					
۴	"	مریال گوڑہ	۱۵۳					
۵	"	سوریاپیٹہ	۱۷۳					
۶	"	جنگاؤں	۱۵۴					

۷	نلگنڈہ	پسہم چرلا	کودار مستقل	۱۰۰						
۰	۰	میزان		۱۰۲۴						
۱	محبوب نگر	محبوب نگر		۱۳۲						
۲	۰	کلواکرتی		۹۹						
۳	۰	ناگرکرنول		۱۱۲						
۴	۰	پرگی		۱۱۴						
۵	۰	کمتہل		۱۴۰						
۶	۰	امرآباد		۶۷						
۰	۰	میزان		۶۶۴						
۱	ورنگل	ورنگل		۱۲۳						
۲	۰	کھم		۱۳۳						
۳	۰	محبوب آباد		۱۳۸						
۴	۰	مہبوہ (کلعد)		۱۳۵						
۵	۰	پاکہال		۱۴۰						
۶	۰	ایلندپلی		۴۴						
۷	۰	پالونچہ		۵۲						
۸	۰	تاڑواڑی		۱۵۵						
۰	۰	میزان		۹۲۰						
۱	کریم نگر	کریم نگر		۱۴۳						

۲	کریم نگر	سرسلہ	۱۵۴						
۳	〃	جمی کنٹہ	۱۱۷						
۴	〃	جگتیال	۱۷۸						
۵	〃	سلطان آباد	۱۲۰						
۶	〃	مہادیوپور	۱۳۷						
۷	〃	پرکال	۱۳۹						
۰	۰	میزان	۹۸۸						
۱	عادل آباد	عادل آباد	۳۹۰						عدالتی کا قدیم بہت وسیع (۱۱۷۶) مربع میل - نصف مزروعہ - نصف افتادہ ہے - ذرایع آبپاشی کثرت ہیں لہذا اسکو ضلع بنایا گیا - اور نظام آباد
۲	〃	سرپور	۳۹۱						
۳	〃	راجورہ	۱۱۰						کے تعلقات نرمل و نرسا پور اور ایلگندل کے تعلقات جنور و کاغذ نگر میدک اسمیں شریک کئے گئے نرمل نرسا پور کے شمالی دیہات جب نقشہ ہو پڑتی میں فہم ہو کر جدید تحصیل ہو وقایم ہو
۴	〃	نرمل	۱۴۱						
۵	〃	چنور	۱۲۰						
۶	〃	نرسا پور	۱۵۶						بقیہ قصبات نرمل و نرسا پور باہم ضم ہو کر تحصیل نرمل قایم کیجاوے
۷	〃	لکشٹی پیٹ	۱۲۷						اور لکشٹی پیٹ کے درمیان ایک جدید تحصیل قایم ہو جسکا بستقر جنگاؤن ہوگا - آیندہ ضلع کا بستقر
۰	۰	میزان	۱۴۳۵						
۰	۰	صدر میزان	۱۴۲۲۲						جنگاؤن یا کوئی دوسرا تعلقہ ہوگا مگر اصل ایدہ آباد رہیگا یہ ضلع غیر بسندیدہ شدہ ہے حدود وغیرہ کی کارروائی تعلقدار کی رپورٹ پر منحصر رکھی گئی ہے

نقشہ مندرجہ میں ضلع اطراف بلدہ اور اوس کے تعلقات و دیہات مندرج نہیں ہیں - صرف دیوانی کی

فہرست دیگئی ہے - ہر صوبہ مین ایک صوبہ دار ہے - جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کمشنر کے مساوی ہے - اور ہر ضلع مین ایک اول تعلقدار ہے - جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کلکٹری یا ڈپٹی کمشنری کے برابر ہے - تعلقدارون کے مددگار بھی ہین - جنکو دوم و سوم تعلقدار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے - ہر تعلقہ یا حصہ ضلع مین ایک تحصیلدار ہے اور پٹیون یا حصص تعلقات مین نائب تحصیلدار ہین -

کل اول

صوبۂ اورنگ آباد

سمت غربی

اورنگ آباد مجسّتہ بنیاد کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے - اور یہ شہر دریائے کام پر واقع ہے جو کہ قریب کی پہاڑیون سے نکلکر گوداوری مین گرتا ہے - ۱۶۱۰ء مین اسکی بنیاد ملک عنبر حبشی (جو نظام شاہی سلطنت کا سپہ سالار اور مختار کل تھا) نے قایم کی تھی - اور کھڑکی نام رکھا تھا - اورنگزیب نے اپنی صوبہ داری دکن کے زمانہ مین اسکا نام اورنگ آباد رکھا - اور حضرت آصف جاہ بہادر کے عہد حکومت مین تمام مملکت شستن صوبۂ دکن کا یہی شہر دارالخلافہ (پایتخت) رہا ہے - اورنگ آباد معمولی بلندی کی پختہ دیوار سے محصور ہے - جسکی تیاری مین ۳ لاکھ روپیہ کا صرفہ ہوا تھا - مگر اب جابجا شکستہ ہوگئی ہے باغات اور مکانات قدیم کے معاینہ سے (جو اب بالکل ویران ہین) ثابت ہوتا ہے کہ پیشتر اسکی آبادی کثیر اور باشندے نہایت مرفہ الحال تھے - منجملہ اون کے

اورنگ زیب کا تعمیر کیا ہوا محل ہی اسوقت بالکل ویران اور تباہ ہو چکا ہے - اورنگ آباد مین سب سے زیادہ دلچسپ اور عمدہ عمارت وہ مقبرہ ہے جو مقبرۂ رابعہ دورانی کے نام سے مشہور ہے اور اوسمین اورنگ زیب کی چاہتی بی بی مدفون ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ یہہ روضہ آگرہ کے تاج محل سے ملتا جلتا ہے - شہر سے جانب شرق تہوڑے ہی فاصلہ پر پچاس ارمنی قبرون کا مجمع نظر آتا ہے - جنپر عبرانی زبان مین کتبے کندہ ہین - اور اورنگ آباد سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ایک عمارت روضہ کے نام سے واقع ہے جسمین ایک گنبد کے نیچے ملک عنبر بانی اورنگ آباد پڑا خواب عدم کے لطف اوٹھا رہا ہے - اور جانب غرب ایک میل کے فاصلے پر کنٹونمنٹ کی چھاؤنی تہی جسمین رسالے پلٹنین - توپخانے - موجود تہے - مگر اب برخاست ہو گئے ہین اورنگ آباد کے غار جو سچل پہاڑیون مین واقع ہین وہ جانب شمال شہر سے قریب قریب (۲) میل کے فاصلے پر ہین مسٹر برجس نے اونکا بیان "آرکیولاجیکل سروے آف ریسٹرن انڈیا" مین نہایت واضح طور پر کیا ہے - اورنگ آباد مین ایک بڑا گنج بہی بنا ہوا ہے - اور آب رسانی کے عمدہ ذرایع موجود ہین - جو کہ ملک عنبر اور اورنگ زیب کی توجہہ سے بنائے گئے تہے - سطح زمین کے نیچے پتھر کی چٹانون مین ایک آبگیر بنایا گیا ہے - سنہ ۱۸۸۶ء مین آب رسانی کے ذرایع شکستہ ہونیکی وجہہ سے قحط آب کا اندیشہ تہا - سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے فوراً ہی اسکی معقول مرمت کرائی -

حدود - رقبہ

شمال - ناسک اور اضلاع برار - جنوب نلدرگ اور بیدر - مشرق سرپور تانڈور - اور اندور مغرب اضلاع خاندیس اور احمد نگر - یہہ صوبہ درمیان ۱۸ - ۲۸ - اور ۲۰ - ۵۰ شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۴ - ۷۶ - ۳۶ - اور ۸ - ۷۸ شرقی طول بلد کے واقع ہے - اور رقبہ تخمیناً (۱۵۴۲۷) میل مربع

پہاڑ۔ دریا۔

شاہدری پربت۔ اجنٹا گھاٹ۔ جالنہ کے پہاڑ۔ انکے سیوا چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جابجا جیسے سچل اور ستارہ کی پہاڑیان واقع ہین اور دریاے تاپتی۔ گوداوری۔ پورنا۔ کنکالی۔ کہام ندی وغیرہ

آب وہوا۔ زبان آبادی

تمام ممالک محروسہ مین اس صوبہ کی آب وہوا نہایت نفیس ہے۔ مگر چند سال سے طاعون کے دورے نے تہ وبالا کردیا ہے۔ کل صوبہ کی آبادی (۳۱۴۲۶۷۸) ہے۔ منجملہ اسکے مسلمان تقریباً (۲۳۴۰۰۰) مابقی ہندو اور دوسرے توین قریب فیصدی (۸۰) کے مرہٹی بولتے ہین۔ بڑے مقامات پر فارسی اور اردو کا رواج ہے۔ تلنگی۔ گجراتی۔ مارواڑی۔ وغیرہ زبانین بھی بولی جاتی ہین۔

پیداوار۔ صنعت وحرفت

گیہون اور روئی یہان بکثرت ہوتی ہے۔ جوار۔ باجرا۔ السی۔ مکئی۔ نیشکر۔ وغیرہ بھی پیدا ہوتے ہین۔ دستکاری یہان کی مشہور ہے۔ کمخواب۔ مشروع۔ ہمرو۔ زربفت۔ تاش۔ بالوچ کا کام عمدہ ہوتا ہے۔

تقسیم* اضلاع

اس صوبہ مین چار ضلع اورنگ آباد۔ بیڑ۔ پربھنی۔ ناندیڑ ہین۔

ضلع اورنگ آباد

یہہ ضلع ممالک محروسہ کے شمال وغربی گوشہ مین واقع ہے۔ درمیان ۱۹-۱۷-۳۰ اور ۲۰-۴۰-۱۰ شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۴-۳۹-۳۰ و ۷۶-۴۰ شرقی طول بلد کے۔ شمال

* ہم جملہ اضلاع وتعلقات کی تفصیل اس موقع پر نہ لکھینگے وہ سب ضلعبندی جدید کے مطابق ہوگی۔ ضلعبندی قدیم کی رو سے تبدیل ہوگئی ہے۔ ۱۲ منہ

ومغرب مین احمد نگر ناسک اور خاندیس - مشرق اضلاع برار - کسیقدر حصہ ضلع پربھنی کا جنوب دریاے گوداوری - بقیہ حصہ ضلع پربھنی و بیڑ و احمد نگر - رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور آبادی کی تعداد (۳۳۸۸۷۰۷) ہے دستکاری مین آلات حرب - لکڑی کا کام خاص کر کھڑاوین - چوڑیان - ریشمی اور سوتی کپڑے - کمخواب ساڑی - مشروع - کلابتو - بادلہ - نیدہ - کاغذ بہت مشہور اور دلپسند جانے ہین -

تقسیم تعلقات

ضلع اورنگ آباد مین (۸) تعلقات اورنگ آباد - جالنہ پور - پٹن - انبٹر - بھوکردن - کنڑ - گنگا پور - دیجا پور - سلوڑ - خلد آباد - ہین ایمن (۶) اول الذکر علاقہ دیوانی - اور (۲) موخر الذکر علاقہ صرفخاص ہین ضلعبندی جدید مین اس ضلع کے تعلقات مین کوئی ردو بدل نہین ہوا ہے - ضلع اورنگ آباد کے بعض تعلقات و قصبات قابل ذکر ہین - جنکے مختصر واقعات و حالات ذیل مین درج کئے جاتے ہین -

دولت آباد - یہہ ایک مشہور پہاڑی قلعہ ہے - اسکا اصلی نام دیوگڈہ تہا - سنہ ۱۲۹۴ء مین علاء الدین نے یہان کے راجہ رام دیو پر چڑہائی کی - اور راجہ کو شکست دیکر (۶۰۰) من سونا (۷) من موتی (۲) من اور جواہرات (۵۰۰۰) تہان ریشمی اور زرین وصول کیا - اور ایلچپور پر قبضہ کر کے راجہ سے سالانہ خراج مقرر کیا - جب راجہ مرگیا تو اوسکے بیٹے نے مخالفت پر کمر باندہی - اور علاء الدین نے ملک کافور کے ذریعہ گوشمالی دی سنہ ۱۳۲۹ء مین سلطان محمد تغلق نے دہلی سے دار السلطنت کو دیوگڈہ منتقل کر کے اسکا نام دولت آباد رکھا - اور پھر دیوگڈہ سے دہلی کو حسب سابق منتقل کیا - اس ردو بدل مین ہزارون جانین تلف ہوئین - دہلی اور دولت آباد دونون تباہ ہوئے سنہ ۱۷۰۷ء مین بعد انتقال اورنگ زیب کے حضرت آصف جاہ بہادر کا قبضہ ہوا - یہان علاء الدین کا منارہ ابتک موجود ہے - اور چینائی محل جسمین تاناشاہ کو اورنگ زیب نے قید کیا تہا وہ بہی شکستہ حالت مین ہے - قلعۂ دولت آباد کی تفصیلی

کیفیت کو ہم نے ہندوستان کے حالات مین درج کردیا ہے۔

غارہائے ایلورا۔ اورنگ آباد سے ۱۵ میل پر شمال غربی جانب مین واقع ہین۔ راجہ کرن کی بیٹی دیول دیبی (جو نہایت شکیلہ اور جمیلہ تھی) کو علاءالدین کے لوگ ہیم دیو کیساتھ لڑکر اسی مقام سے لیگئے تھے۔ جسکی شادی علاءالدین کے بڑے بیٹے خضر خان سے ہوی۔ ان غارون کی تعداد تقریباً (۲۹) ہے قصبہ ایلورا۔ جسکو ان غارون کی وجہ سے شہرت ہوی اورنگ آباد سے ۷ میل اور غارون سے ایک میل پر ہے۔ یہان ایک بزرگ کا مزار ہے جو سلب امراض کیا کرتے تھے۔ قصبہ اور غارون کے درمیان اہلیہ بائی رانی اندور کا مندر مشہور ہے۔ اسکے قریب راجہ یلو کا تالاب ہے جسکا پانی شفا بخش سمجھا گیا ہے۔

خلدآباد۔ اورنگ آباد سے ۱۴ میل شمال وغرب مین واقع ہے۔ چونکہ یہہ مقام سمندر کی بلندی سے (۲۰۰۰) فیٹ ہے اسکی آب وہوا نہایت لطیف ہے۔ یہان اورنگزیب اعظم شاہ۔ آصف جاہ۔ ناصر جنگ۔ ملک عنبر کی قبرین ہین۔ کل ۱۵ یا ۲۰ گنبد اور (۱۵۰) قبرین ہین۔ اورنگ زیب کا مقبرہ بہت وسیع اور عمدہ عمارت ہے۔ جسمین نقارخانہ۔ مسجد۔ مدرسہ موجود ہے۔ مگر قبر نقش ونگار سے بالکل معرّا ہے۔ چونکہ اورنگ زیب کو خلد مکان کہتے ہین۔ لہذا اس مقام کا نام خلدآباد ہوا۔ اورنگ زیب واعظم شاہ کے قبرون کے درمیان سید زین العابدین کا مزار نہایت مکلف ہے۔ اوسکے قریب ایک حجرہ مین جُبّۂ شریف آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقفل رہتا ہے۔ ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو زیارت کرائی جاتی ہے۔ آصف جاہ بہادر کا مقبرہ بھی اورنگ زیب کے مقبرہ سے کم نہین ہے۔ یہان حضرت برہان الدین اولیا زرّی زربخش قدس سرہ العزیز کا مزار بارک ہے۔ جسکا عرس ماہ ربیع الاول مین نہایت تکلف سے ہوتا ہے۔ دور دور سے لوگ آتے ہین

اجنٹا - قلعۂ اجنٹا اسی نام کی پہاڑی پر واقع ہے - اور یہہ سر سالار جنگ بہادر کی جاگیر ہے - سنہ ۱۱۴۰ھ مین نواب آصف جاہ بہادر نے اسکو بنا کیا تہا -

جالنہ پور - دریاے کینڈلیکا کے داہنے کنارے پر قصبۂ قادر آباد کے محاذی واقع ہے ایسٹ انڈیا کمپنی کی چھاؤنی رہتی تہی - اس شہر کی تعمیر کو رام سے منسوب کرتے ہین - کہتے ہین کہ یہان رام - لچھمن - سیتا - رہتے تہے - اوسوقت اسکا نام جانکی پور تہا - یہان صرف ایک سنگین سرا اور ایک مسجد ہے جسکو حمید خان نے سنہ ۱۵۶۸ء مین بنایا تہا - قلعۂ جالنہ کو قابل خان نے سنہ ۱۷۲۵ء مین تعمیر کرایا تہا - اور اکبر کے دور حکومت مین یہ تعلقہ ایک مغل جنرل کی جاگیر مین شریک تہا - سنہ ۱۸۰۳ء مین مرہٹون کے مقابلہ مین کرنل اسٹیونس نے اسی جگہہ قیام کیا تہا - تین مندر ہنود کے بہی یہان موجود ہین - یہان کے قلعہ مین ایک عجیب و غریب صنعت کا کنوان بنا ہوا ہے - اُسکے سب اطراف کہوکہلے ہین - اور اونمین کمرے اور خانے بنے ہوئے موجود ہین - غربی جانب مین اس تعلقہ کے ایک خوبصورت تالاب ہے جسکو موتی تالاب کہتے ہین - یہان کے باغات نہایت شاداب ہین - اور فواکہات نہایت عمدہ اور کثرت سے پیدا ہوتے ہین - جو بمبئی اور پونا وغیرہ کو جاتے ہین -

پٹن - یہ قصبہ دریاے گوداوری کے بائین کنارہ پر جانب جنوب اورنگ آباد سے (۳۰) میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اسکو مونگی پٹن - اور برہمپوری پراتہستان بہی کہتے ہین - ایک زمانہ مین یہ مستاکی یا اندہرا بہرتیا خاندان کا پایہ تخت تہا - جنکا دور حکومت دکن مین سنہ ۱۳۰ قبل مسیح سے سنہ ۱۸۰ء تک تسلیم کیا جاتا ہے - اور اون کی وسعت مملکت ایک وقت مین سوپارا (تہانہ) سے لیکر دہرنی کوٹ تک پہونچ گئی تہی - پٹن کے نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ وہی پٹن ہے کہ جسکا ذکر بطلیموس اور نیز

مصنف پری پلوس نے کیا ہے۔ کہتے ہین کہ پہلے اسکو اسوکا راجہ نے فتح کیا۔ بعد ازان راجہ سالیواہن نے قبضہ کیا۔ پھر یہہ شہر مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔ قدیم زمانہ مین بڑی تجارت گاہ تہی۔ عمارات قدیم اب بالکل شکستہ اور خستہ ہین صرف ایک درگاہ شاہ مولانا صاحب کی ہے۔ اس قصبہ مین ہنود کے چند مندر ہین۔ اونمین کندہ کی ہوئی لکڑی کا کام ہے۔ ان مندرون مین اکناتہہ کی ایک دیول کہلاتی ہے۔ جسکی آمدنی بیس ہزار سالانہ ہوگی۔ اسکی جاترا ہر سال ۱۵ روز تک ہوتی ہے جسمین روزانہ پچاس ساٹھہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے ہزار ہا روپیہ کا مال بکتا ہے۔ کرشنا بہاٹ جو کہ وہان چودہوین صدی مین ایک راجہ کا مذہبی مشیر تہا اوس نے گوسائیون کے ایک فرقہ نانکبہاؤ کی بنیاد ڈالی۔ پٹن کا ریشمی کپڑا تمام دکن مین مشہور تہا۔ مگر اب گھٹاؤ پر ہے۔

ضلع بیڑ

اسکا تاریخی حال بہت ہی کم معلوم ہے۔ لیکن یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ کسی ہندو راجہ کی راجدانی تہا۔ جو کہ اول تو کلیانی کے راجہ چلوکیون کا باجگذار رہا۔ اور پھر دولت آباد (دیوگڈہ) کے راجہ یادہون کا خراجگذار ہوگیا تہا۔ یہان ایک بڑا مقبرہ ہے۔ جو ۱۳۴۲ء مین محمد تغلق نے تعمیر کراکر اپنا دانت بڑے تزک و احتشام کیساتہہ دفن کیا تہا۔ ویسی مورخ اکثر بیڑ کا نام اوس لڑائی کیساتہ بیان کرتے ہین کہ جو شاہجہانی عہد کے شروع مین نظام شاہی شاہان بیجاپور اور بادشاہ دہلی کے درمیان لڑی گئی تہی

ضلع بیڑ کہ جسکا مستقر تعلقہ بیڑ ہی واقع ہے درمیان ۱۸-۲۷- اور ۹۹-۳۰ شمالی عرض

بلد کے اور ۷۵-۱۸- اور ۷۶-۴۲- شرقی طول بلد کے - اسکے شمال مین دریاے گوداوری جنوب مین دریاے مانجرا مشرق مین تعلقات راجورا اور پالم - مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑ پالکہہ ڈونگر ہے - اسکا رقبہ ۳۸۹۵ میل مربع شرقاً - غرباً ۱۰۸ میل اور شمالاً جنوباً ۷۸ میل ہے -

پہاڑ - دریا

ایک سلسلہ پہاڑیون کا پاتر ور ضلع بیڑ سے شروع ہوکر احمد نگر کے طرف چلا جاتا ہے - دوسرا سلسلہ گوداوری - اور مانجرا کی گہاٹیون مین ہوکر - بیڑ - دہارور - مومن آباد - اودگیر گذرتا ہے - تیسرا سلسلہ مانجرا اور سینا کی گہاٹیون کو جداکرتا ہے اور آشٹی سے شروع ہوکر گذرکر گلبرگہ تک پہونچتا ہے - بالاگہاٹ کا سلسلہ تعلقہ آشٹی مین ختم ہوتا ہے -

دریاے سینا اور نیز اوسکے بائین کنارہ کی باج گزار ندیان تعلقہ آشٹی کو سیراب کرتی ہین - باقی ضلع مین گوداوری - سنفنا - مانجرا - موہ اپنی خراجگزار ندیونکے بہتی ہین - مثلاً پنڈ سورا - کہنڈکا - سرسی - وان -

آب وہوا - آبادی - زبان

آب وہوا ایسی عمدہ نہین ہے - کل ضلع کی آبادی (۶۱۹۲۶۳) ہے منجملہ اسکے تقریباً ۴ لاکھ مسلمان باقی ہندو جسمین برہمن - کنبی - چمار - اور نیز عیسائی - یہودی - سکھہ وغیرہ دوسرے اقوام شامل ہین - زبان مرہٹی ہے - اکثر مسلمان اردو بولتے ہین -

بیڑ مین چمڑے کا کام اچھا بنتا ہے - یہان کے چھاگل دشکیزہ گرمیون کے لئے نہایت عمدہ ہین

تقسیم تعلقات

ضلع بیڑ مین (۶) تعلقات - بیڑ - منجلے گاؤن - مومن آباد - آشٹی - گیورائی - پاٹودہ - ہین انمین پانچ مقدم الذکر علاقۂ دیوانی (خالصہ) اور ایک موخرالذکر علاقہ صرفخاص ہے -

ضلع بندی قدیم مین (۷) تعلقے تھے - چنانچہ ایک تعلقہ کیچ شکست کر دیا گیا -
مومن آباد - یہان کنجنٹ کا ایک رسالہ رہتا تہا - مگر جب بڑاڑ کا مدامی پٹہ گورنمنٹ انگریزی کو دیدیا گیا تو گورنمنٹ نے یہان کے رسالہ کو برخاست کر دیا -
آنبہ جوگائی - یہ قدیم شہر ہے - سابق مین جیت پال راجہ کا دار السلطنت تہا - شاہجہان اورنگ زیب کے زمانہ مین اس شہر کے بہی عمارات تباہ و برباد ہوگئین - اسکی قدامت ۱۱۳۲ھ تک تو کتبہ وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے -

ضلع پربہنی

اس ضلع کے تاریخی حالات ہم کو کسی تاریخ مین بہی نہین ملے - بہت کچہ تلاش کیگئی - مگر بیسود ہوئی - حالانکہ ہم نے مولوی سید امیر حسن صاحب اول تعلقدار پربہنی کو اس ضلع کے حالات بہیجنے کے لئے بہت کچہ لکہا - مگر مولوی صاحب موصوف نے بالکل توجہ نفرمائی - بلکہ جواب تک ندیا -
ضلع پربہنی درمیان ۱۹-۶ اور ۲۰-۱۱ شمالی عرض بلد اور ۷۵-۵۸ - اور ۷۸-۶ شرقی طول بلد کے واقع ہے -
اسکے شمال مین دریائے پائین گنگا اور اضلاع مغوضہ بڑاڑ - جنوب مین دریائے گوداوری مشرق مین ضلع ناندیڑ مغرب مین ضلع اورنگ آباد ہے رقبہ (۴۳۲۵) میل مربع ہے -
اس ضلع کی شکل دل کی سی ہے - زمین اکثر ہموار - شاہدری پربت کا پہاڑ - اس ضلع سے گذرتا ہے شمال و جنوب پائین گنگا اور گوداوری سے سیراب ہوتا ہے اور وسط ضلع پورنا اور ڈڈنا کا پار - اور بیل گنگہ بہی اس ضلع مین ہین -
آب و ہوا گرم و خشک - آبادی کل ضلع کی (۷۹۲۸۹۵) ہے منجملہ اسکے تقریباً پچاس ہزار

مسلمان ۶ لاکھ سے زیادہ ہندو - ۲۰۰ عیسائی - ۲۰۰۰ - اقوام دیگر مثل یہودی - سکھ وغیرہ ہین - اکثر لوگونکی زبان مرہٹی - مسلمان بیشتر اردو بولتے ہین -

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات پربھنی - پاتھری - بسمت - کلمنوری - ہنگولی - جنتور - پالم - ہین - صرف ایک تعلقہ موخرالذکر علاقہ حرخاص ہے - باقی چھہ تعلقے علاقہ دیوانی ہین - ضلعبندی جدید مین اس ضلع کے تعلقات مین کوئی ردو بدل نہین ہوا ہے -

ہنگولی - یہ روئی کی بڑی تجارت گاہ ہے - پیشتر حیدرآباد کنٹجنٹ کا مقام بھی تہا ۱۸۳۳ء مین کپتان سلیمن نے یہان سے متعدد ٹھگون کو گرفتار کیا تہا - اسکے جانب جنوب و مغرب (۱۴) میل کے فاصلہ پر موضع ہنڈا واقع ہے - جسمین مہادیو کے عظیم الشان مندر کے کھنڈر پڑے نظر آتے ہین - آبادی (۱۴۸۹۹) نفوس کی ہے -

حدگانون - یہان ہندوی لوگون کا بڑا میلہ دو روز تک ہوتا ہے - تقریباً (۲۰۰۰) آدمی جمع ہوتے ہین -

ضلع ناندیڑ

چودہوین صدی کے اواسط مین جو راجہ تلنگانہ یہان حکمران تہا - ناندیڑ اوسکا دارالحکومت تہا یہ حیدرآباد اور ہنگولی کے درمیان سڑک پر دریاے گوداوری کے بائین کنارہ پر واقع ہے - کسیوقت مین اسکے گرد ایک مضبوط شہرپناہ تہی - لیکن اب وہ شکستہ اور ریختہ پڑی ہے - ناندیڑ کا مندر (گردوارہ) گرو گوبند کی یادگار کے طرز پر بنایا گیا تہا - جوکہ گرو نانک بانی سکھہ مذہب کی دسوین پشت مین ہے - کہتے ہین کہ گرو گوبند

بہادر شاہ کے ساتھہ دکن کے سفر مین ہمراہ تہا اس گرو گوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بہیجا۔ بابا بندہ قوم کا راجپوت تہا۔ پہلے اسکا نام نراین داس بیراگی تہا۔ جب وہ ناندیڑ مین گرو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکہا۔ گرو گوبند کے پیٹہہ مین اوسکے ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا۔ جس سے وہ جانبر نہ ہوا۔ چنانچہ کاتک سدی پنچمی سمنہ ۱۷۶۷ مین اس دنیا سے چل بسا۔ سکہون کے حالات ہم نے بالتفصیل ہندوستان کے حالات مین تحریر کردئے ہین۔ الغرض ناندیڑ مین زیادہ تر سکہہ مذہب کے لوگ آباد ہین۔

ضلع ناندیڑ درمیان ۱۸- ۲۹- ۱۹- ۴۵- شمالی عرض بلد اور درمیان ۷۶- ۲۹- ۷۸- ۱۳- شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

اسکے شمال مین ضلع پربہنی۔ جنوب مین ضلع بیدر۔ جاگیر کراخیر (علاقہ راجہ رائے رایان امانت دنت بہادر) مشرق مین دریائے مانجرا اور گوداوری۔ اور ضلع اندور مغرب مین ضلع بیڑ ہے رقبہ کل (۴۱۲۲) میل مربع ہے۔ اس ضلع کی شکل مربع سے مشابہ۔ بالاگہاٹ کا سلسلہ اس ضلع مین گذرتا ہے۔ جنوبی حصہ دریائے لیندی اور مانجرا سے تروتازہ اور وسط دریائے گوداوری سے سیراب ہوتا ہے۔ سندی۔ آسنا۔ سادنا۔ نام کے ندیان بھی اس ضلع مین ہین۔

آب وہوا کے نسبت مشرقی حصے بہ نسبت شمالی حصون کے مرطوب ہین۔ گرمیون کا موسم اچہا ہوتا ہے۔ لیکن گرمی اور سردی شدت کی ہوتی ہے۔

کل آبادی (۶۲۳۶۸۰) اوسمین سے تقریباً ۶۰ ہزار مسلمان (۵۶۲۰۰) ہندو (۳۰۰) اقوام دیگر۔ زبان اکثر مرہٹی ہے۔ مسلمان اردو بولتے ہین۔ یہان روئی کثرت سے

پیدا ہوتی ہے اور ناندیڑ کے سیلے مشہور ہین۔ علی العموم پارچہ بافی اچھی ہوتی ہے۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۲) تعلقات۔ ناندیڑ۔ حد گاؤن۔ مدہول۔ بلولی۔ دگلور۔ قندہار۔ ہین یہہ کل دیوانی تعلقات ہین۔ صرفخاص کا ایک بھی نہین ہے۔ ضلعبندی جدید مین اس ضلع کے دو تعلقے ہینسہ اور عثمان نگر شکست ہوگئے۔ اور ایک تعلقہ مدہول ضلع نظام آباد کا اسمین شریک کیا گیا۔ اور بیشتر تحصیل قندہار کا مستقر کمیٹر تہا۔ اور اب خود قندہار قرار پایا ہے۔ گر کچھ عمارات تعمیر ہوئے تک کمیٹر ہی مستقر رہیگا۔ یہہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ اکثر تعلقات کے مواضعات دیہات کا ردو بدل ضلعبندی جدید کی رو سے بہت کچھ ہوا ہے۔ جسکی تفصیل باعث طوالت و محض بیکار ہے۔ اسلئے قلم انداز کیگئی۔

مدہول۔ مسلمانون کی بستی ہے۔ خوب آباد ہے۔ مکپد۔ مین ہر سال ایک روز جاترا ہوتی ہے

قصبۂ ہوا۔ مین اٹھوا کی جاترا مین ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین **قصبۂ سداوا**۔ مین بادشاہ مہدوی کا میلہ ہوتا ہے۔

قندہار۔ یہہ نہایت قدیم شہر ہے۔ جسکو راجہ پانڈو کی اولاد مین سے راجہ کنہر نے بسایا تھا۔ اسی کا نام کنہار تہا۔ اسکے بعد راجہ نندو دہاور کے ایک بیٹے سوما دیو راج نے قندہار کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ پھر محمد تغلق کے زمانہ مین مسلمانون کا قبضہ ہوا اسکے بعد خاندان بہمنیہ کے تصرف مین رہا۔ اور محمود شاہ بہمنی نے قندہار کو بطور جاگیر قاسم برید کو دیا تہا۔ بعد ازان خداوند خان ثانی حاکم ماہور کے حملے نے قندہار کو تاراج کردیا۔ جب خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا تو قندہار برید شاہیون کا پایہ تخت بنا۔ پھر نظام شاہیون کا قبضہ ہوا۔ وہان سے بیجاپور والون کے تصرف مین آیا۔ اسکے بعد شاہجہان کے علاقہ مین گیا۔ اور اکثر قلعدار مامور ہوتے رہے۔ جب آصف جاہ بہادر نے شش صوبۂ دکن کو فتح کیا تو قندہار مملکت

آصفیہ مین داخل ہوگیا - بہرحال اسکی تفصیلی کیفیت اگر ناظرینون کو ملاحظہ کرنا ہو تو تاریخ قندہار دکن مولفہ منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار محکمۂ نظامت ٹپہ خانہ جات سرکار عالی مین ملاحظہ کرسکتے ہین - صاحب موصوف نے نہایت شرح و بسط کے ساتھہ قندہار کے حالات کو تحریر فرمایا ہے

دوسرا گل دوم

صوبۂ گلبرگہ شریف

سمت جنوبی

سابق مین یہ ایک ہنود کا بڑا شہر تھا - اور اسلامی فتح کے قبل راجگان ورنگل کی تحت حکومت تھا بعد مغلوب ہوجانے یادہون کے مسلمانون نے ریاست ورنگل کو بھی تاراج کیا ۱۳۲۱ء مین شاہزادۂ الغ خان (جو بعد مین سلطان محمد تغلق ہوا) کو اوسکے باپ غیاث الدین تغلق نے راجہ رودر پرتاب (لدرویا) والی ورنگل سے خراج وصول کرنیکے لئے بھیجا تھا - جس نے ورنگل پر قبضہ کرکے گلبرگہ اور بیدر پر بھی تصرف کیا - بیس برس بعد امیران صدہ علاقہ دکن نے سلطان محمد تغلق کے خلاف شورش کرکے اپنے طرف سے اسمعیل فتح کو ناصرالدین شاہ کا خطاب دیکر اپنا پادشاہ بنایا - اسکے بعد ناصرالدین نے حسن کانگو بہمنی کو اپنے حقوق شاہی منتقل کردیا - چنانچہ حسن کانگو نے سلطان علاءالدین حسن کانگو

بہمنی کے خطاب سے ۷۴۸ھ مین بمقام گلبرگہ تخت نشین ہوا- اور گلبرگہ کا نام حسن آباد رکھا گیا- گلبرگہ ایک مدت تک سلاطین بہمنیہ کا دارالخلافہ رہا- پہر اسی خاندان بہمنی سے سلطان احمد شاہ بہمنی نے ۸۲۴ھ مین حصار بیدر کو آباد کر کے احمد آباد نام رکھا اور قلعہ وغیرہ بہی تعمیر کرایا اور اپنا دارالخلافہ مقرر کیا- جب دارالخلافہ گلبرگہ سے بیدر کو منتقل ہوا تو عمارات شاہی اور مساجد پر تباہی آئی- اور وہ منہدم ہو چلے- اسوقت تو بہمنی بادشاہون کے محل دباغات بالکل ویران اور تباہ ہین- قلعہ مین ایک عالیشان مسجد ہے جو مسجد قرطبہ واقع ملک سپین (اندلس) کے نمونہ پر تیار کیگئی تہی- اس مین مخصوص بات یہہ ہے کہ اس کی سطح اندرونی جو ۱۶۰- ۳۸- مربع فیٹ ہے کل مسقف ہے اسوقت اس مسجد کی حالت بہی عدم تعمیر و ترمیم کیوجہ سے متزلزل ہو رہی ہے-

شاہان بہمنی کے گنبدون کے تہوڑے فاصلہ سے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حسینی کا مزار ہے- آپ کا اصلی نام میر سید محمد گیسو دراز تہا- اور آپ ۸۱۵ھ مین بعہد سلطنت فیروز شاہ بہمنی گلبرگہ تشریف لائے تہے- جب ۸۱۸ھ مین فیروز شاہ نے اپنے بیٹے حسن خان کو ولیعہد کیا- اور آپ سے دعا چاہی تو آپ نے کہا کہ مشیت ایزدی مین تیرے بہائی احمد خان کو تاج و تخت ملنا ہے- پہر اسکو تو ولیعہد کرنے سے کچھہ بہی فائدہ نہین ہے سید صاحب کی اس بیباکانہ گفتگو سے فیروز شاہ سخت مشتعل ہوا-

اور حکم دیا کہ شہر چہوڑ کر چلے جائین- چنانچہ آپ نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی- اور شہر سے نکل کر اوس مقام پر مقیم ہوئے کہ جہان آپکا مزار ہے- بالآخر فیروز شاہ کے بعد احمد خان تخت پر بیٹہا- اور احمد شاہ بہمنی لقب ہوا- اس اثنار مین سید صاحب نے انتقال فرمایا- اور احمد شاہ نے گنبد وغیرہ تعمیر کرایا- آپ کا عرس ہر سال نہایت

تکلف و اہتمام سے ہوتا ہے ہزارہا آدمی دور دور سے آتے ہین۔ (۵) روز تک خوب چہل پہل رہتی ہے۔ اورنگ زیب نے یہان پر ایک مسجد و مدرسہ و سرا تعمیر کرائی ہے نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے گلبرگہ کو تعمیر عمارات و بازارات و سرا وغیرہ سے بہت کچھ رونق دی ہے۔ اور حیدرآباد کے نمونہ پر شہر کے اندر ایک حوض مثل گلکنڈہ حوض بنایا گیا ہے۔ چاردن طرف پختہ بنگلے ہین۔ آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوی کا ایک اسٹیشن بھی ہے۔ اسٹیشن سے آبادی تک دو طرف سڑکون کے کنارے درخت نصب کرائے گئے ہین۔ محبوب گلشن اور چند عمارتین بھی نئی تیار کیگئی ہین۔ شہر مین داخل ہونیکے آگے ایک شان دار دروازہ بھی بنایا گیا ہے۔ جو محبس کے قریب ہے۔ محبس مین قالین۔ شطرنجیان اعلیٰ اور اونی قسم کی بنتی ہین۔ مختلف قسم کا پارچہ۔ خیمے وغیرہ بھی تیار ہوتے ہین۔ پارچہ بافی کی۔ ایک کل موسوم بہ محبوب شاہی مل بھی قایم ہے۔ مگر اسکی حالت ترقی پذیر نہین۔ روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے۔

حدود و رقبہ

یہہ صوبہ درمیان ۱۵-۳-۱۷-۴۲ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۵-۴۷-۷۸-۱۵ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

اسکے شمال مین دیہات بھالکی (جاگیر پائیگاہ) جنوب مین تنگبھدرا۔ اور ضلع کرنول مشرق مین ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال و تعلقہ پٹلور۔ مغرب مین اضلاع دھارواڑ و کلادگی (علاقہ بمبئی) ہین۔ رقبہ (۱۲۶۳۲) مربع میل ہے۔

دریا۔ آب و ہوا۔ زبان۔ آبادی

بڑے دریا کرشنا۔ تنگبھدرا۔ ہیما۔ کا گنا ہین اور اونکی خراجگذار ندیان اور تالاب کم ہین مگر باولیان ہین۔

آب وہوا گرم ہے۔ بارش کا کچھ تعین نہین۔ آبادی کل اس صوبہ کی (۲۴۲۴۷۲۹) ہے زبان اکثر کنڑی اور مرہٹی۔ کہین ٹامل (اردو) بہی بولی جاتی ہے مسلمان اکثر اردو بولتے ہین

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین چار ضلع۔ گلبرگہ۔ بیدر۔ شان آباد۔ [illegible] ضلع بندی قدیم مین ضلع لنگسگور شریک۔ تہا مگر اب ضلع لنگسگور شکست کردیا گیا۔ اور اسکے ۷ تعلقے اور اسکے ضلع بیدر شریک کیا گیا۔

۱ ضلع گلبرگہ

یہ ضلع درمیان ۱۶-۴۳- ۱۷-۴۱- شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۶-۱۹- ۷۷-۵۲- شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین ضلع بیدر۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور حیدرآباد جنوب مین دریائے ہیما۔ مغرب مین کلاڈگی۔ شولاپور ہے۔ اسکا رقبہ (۳۲۰۰) مربع میل۔ شمالاً جنوباً ۶۶ میل۔ شرقاً غرباً ۸۸ میل ہے۔ اسکی مردم شماری (۲۸۲۰۰) ہوئی ہے۔ گلبرگہ بسبب ریل کے بڑی تجارتگاہ ہوگیا ہے۔ اور آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

تقسیم تعلقات

ضلع گلبرگہ مین (۷) تعلقات۔ گلبرگہ۔ چنچولی۔ سیڈم۔ کڑگل۔ یادگیر۔ شوراپور۔ شاہپور۔ اندولہ مین تعلقۂ اندولہ صرفخاص کا ہے۔ اور باقی تعلقات دیوانی کے ہین۔ ضلعبندی قدیم مین دو تعلقے مہاگانون اور گرمکال تہے۔ جو ضلعبندی جدید مین شکست کردئے گئے اور شاہپور۔ وشوراپور تعلقات ضلع لنگسگور و یادگیر تعلقہ ضلع رایچور اسمین جدید شامل کئے گئے ہین

ضلع گلبرگہ کے بعض تعلقات و دیہات قابل ذکر کی تفصیل ذیل مین ملاحظہ ہو۔

کلیانہ۔ یہ چلوکیا خاندان کا پایہ تخت تہا۔ جب سلاطین بہمنیہ گلبرگہ پر مسلط ہوے تو کلیانہ اونکے قبضہ مین آیا۔ بعدہ عادل شاہیون کے قبضہ مین گیا ۱۶۳۵ء مین مغلون نے تاراج کردالا ۱۶۵۶ء مین اورنگ زیب نے محاصرہ کیا۔ یہان سے تہوڑی دور پر نارائن پور ہے جو چلوکیا خاندان مین نہایت متبرک تہا۔ بہت سے بت اور کندہ کئے ہوئے پتھر حسب اجازت سرکار انڈین میوزیم کو بہیجے گئے ہین۔ اسکو ۱۶۳۵ء مین خاندوران نے تباہ کیا۔

سیڈم۔ یہان کا پتھر نہایت نرم ہوتا ہے۔ اس چہوٹے سے قصبہ مین تقریباً تین سو مکے مساجد ہونگے۔

چیتاپور۔ ۱۸۶۵ء مین بادشاہ دکن اور راجۂ بیجانگر کے مابین اس قصبہ کے نواح مین ایک لڑائی ہوئی تہی جسکو ملکوٹ کی لڑائی کہتے ہین۔ یہان کا تبنا کو نہایت نفیس عمدہ ہوتا ہے

ضلع بیدر

یہ شہر قدیم گودادری کی ایک حزا جگذار ندی مانجرا پر واقع ہے۔ اسکا قدیم نام دورابہا اور قدیم سلطنت کا پایہ تخت تہا۔ دمن (جونل دمن کا قصہ مشہور ہے) یہین کے راجہ بہیم سین کی لڑکی تہی ۱۴۳۰ء مین سلاطین بہمنیہ کا دارالسلطنت ہوا۔ چنانچہ احمد شاہ بہمنی علاالدین شاہ بہمنی ہمایون شاہ بہمنی۔ نظام شاہ بہمنی وغیرہ نے اسی دارالسلطنت مین تخت شاہی پر قدم اور سر پر تاج رکہا۔ برید شاہیون نے اس پر مختلف اوقات حکومت کی۔ اور بیدر ہمیشہ معرکہ آرائیون کا مرکز بنا رہا۔ سلاطین بہمنیہ کے تعمیر کئے ہوئے مساجد۔ حمام خانے دارالضرب۔ سلح خانہ۔ باغات وغیرہ اسوقت خراب و خستہ حالت مین ہین۔ جانب شمال و شرقی ۵ یا ۶ میل کے قریب احمد شاہ کا مقبرہ نہایت خوبصورت ہے یہہ وہی

احمد شاہ بہمنی ہے جس نے پایہ تخت کو گلبرگہ سے بیدر مین منتقل کیا۔ برید شاہیون کے مقبرے بہی اسی شہر کے باہر موجود ہین۔ یہان کے بیدری برتن زیادہ تر مشہور ہین جو ایک پچرس دہات سے بنتے ہین جسمین تانبا۔ سیسہ۔ ٹین اور جست ملاتے ہین۔ اور ظروف پر سونے اور چاندی کے گل و بوٹے نہایت پاکیزہ نقش کرتے ہین۔

ضلع بیدر ۱۸ بین ۱۷-۳۱-۱۸-۵۲- عرض بلد اور ۷۶-۱۳-۷۷-۵۲- طول بلد کے واقع ہے شمال مین جاگیرات راجہ رائے رایان بہادر اور مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی و بعض تعلقات ضلع ناندیڑ۔ جنوب مین تعلقۂ بہالکی (جاگیر پائیگاہ) اور تعلقہ دہارا سیون مشرق مین ضلع اندور و میدک مغرب مین ضلع بیڑ ہین۔ رقبہ (۲۲۳۱) مربع میل اور آبادی (۸۷۷۳۲۷)

پہاڑ۔ دریا۔ زبان

بیدر کے شرقی۔ جنوبی۔ شمالی۔ حصے پہاڑی ہین۔ ایک سلسلہ پہاڑ کا بیدر سے شروع ہوکر تعلقۂ ہمناباد کو جاتا ہے۔

شمالی حصہ مین مانجرا کی خراگذار ندیان۔ منّاڈا۔ لیندی۔ مغرب مین تہرتا۔ الیریا۔ توراج۔ وسط مین مانجرا اور نرنجا۔ جنوب مین کئی چہوٹی پہاڑی ندیان ہین۔

اکثر لوگ مرہٹی بولتے ہین۔ تلنگی۔ عربی۔ بنجارہ زبانین بہی بولی جاتی ہین۔ بیدر کی آب و ہوا نہایت نفیس و خوشگوار۔ پانی شفاف اور ہاضم ہے۔

تقسیم تعلقات

ضلع بیدر مین (۵) تعلقات بیدر۔ راجورہ۔ اودگیر۔ نلنگہ۔ کارامونگی ہین۔ جسمین کارامونگی علاقۂ مخاص اور باقی تعلقات دیوانی ہین۔ سابق مین تعلقۂ کوہیر اور اودہی اسکے تعلقات چنانچہ ضلع بندی جدید مین تعلقۂ کوہیر (علاقۂ دیوانی) شکست کرکے اوسکے دیہات بیدر مین

شامل کئے گئے۔ اور تعلقۂ اوراد (علاقۂ مرفخاص) شکست کرکے اوسکے دیہات کارامونگی مین شریک کئے گئے ہین۔ ضلع بیدر کے بعض قصبات وتعلقات قابل ذکر حسب ذیل ہین۔

اودگیر۔ یہ تعلقہ حیدرآباد وجالنہ کی سڑک پر واقع ہے۔ اسکی آبادی (۲۷۳۲) ہے یہ قصبہ دیوار سے گہرا ہوا ہے۔ اسمین ایک قلعہ بھی ہے۔ بادشاہان دہلی اور بیجاپور کی لڑائیون اودگیر سلطنت بیجاپور کا قلعہ تہا۔ اور اسیوجہہ سے اکثر محاصرہ کیا جاتا تہا ۱۶۳۵ء مین شاہ جہان کے سردار اعظم نے اسکو محاصرہ کرکے فتح کرلیا اور ۱۷۶۰ء مین سرکار نظام اور مرہٹون کے مابین ایک جنگ عظیم اسی مقام پر ہوئی۔ اور مرہٹے فتحیاب ہونے سے چھ لاکھ روپیہ کی آمدنی کا ملک مصالحت مین دینا پڑا تہا۔

مالے گاؤن۔ نومبر یا ڈسمبر مین یہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہے جسمین چار پانچ ہزار گھوڑے اور یابو آتے ہین۔ قدیم زمانہ مین پچاس ہزار گھوڑون کا تحفیہ تہا۔ مگر اب محصول کی وجہ سے گھوڑونکی آمد کم ہوگئی۔ گومدار المہام سرکار نے بعد مین محصول معاف بھی کردیا۔ مگر وہ سابقہ حالت باقی نہین رہی بہرحال گھوڑون کی بہت بڑی تجارت گاہ ہے۔

کوہیر۔ یہان آم کے لاکھون جھاڑ ہین اور شیرینی وذائقہ مین یہان کے آم بہت مشہور ہین۔ بلدۂ حیدرآباد کو اسی مقام سے آم بکثرت آتا ہے۔

ضلع عثمان آباد

پہلے یہ ضلع نلدرگ کے نام سے موسوم اور ضلع کا مستقر دہارا سیون تہا۔ تہوڑا ہی زمانہ ہوتا ہے کہ بجاے نلدرگ کے عثمان آباد نام رکہا گیا۔ افسوس ہے کہ اس ضلع کے تاریخی حالات بہی ہمکو دستیاب نہ ہوے۔ گو ہم نے مسٹر ابو رضا صاحب

بیا رسٹراٹ لا (جو اوسوقت ضلع عثمان آباد کے تعلقدار تھے) کو توجہ دلائی تھی۔ مگر اونہون نے شہ کار کی اجازت کا عذر کرکے ٹالدیا۔ اور نہ ہم کو ایسی فرصت ملی کہ خود وہان جاکر تحقیقات کرتے بہر حال ہم انہین اسباب سے اس ضلع کے تاریخی حالات لکھنے سے معذور ہین۔

ضلع نلدرگ درمیان ۱۷-۴۲-۱۸-۴۳- شمالی عرض بلد کے اور باین ۷۵-۱۸-۷۶-۴۰- شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین دریائے مانجرا اور ضلع بیڑ۔ جنوب مین جاگیر پائیگاہ اور ضلع شولاپور (علاقہ بمبئی) مشرق مین تعلقۂ بھالکی۔ (جاگیر پائیگاہ) اور تعلقہ دہارامیون۔ اور ضلع بیدر مغرب مین دریائے سینا۔ ضلع احمد نگر (علاقہ بمبئی) ہے رقبہ (۳۲۷۱) میل مربع ہے۔

پہاڑ۔ دریا۔ زبان۔ آبادی

بالاگھاٹ کے پہاڑ دریائے مانجرا کی گہاٹی کے برابر مشرق کیطرف واقع ہین۔ دریائے مانجرا اور اوسکی خراجگزار ندیان۔ ایسرپا۔ نرنجا۔ توراج۔ پترنا۔ بھاگوتی ضلع مین پھیلی ہوئی ہین آب و ہوا بالکل گرم۔ مگر تندرست۔ بارش کا تعین نہین۔ آبادی کل (۶۴۹۸۴۰) ہے زبان یہانکی بیشتر مرہٹی اور تلنگی۔ اردو مسلمان بولتے ہین۔ کنڑی۔ مارواڑی۔ گجراتی۔ بنجارہ زبانین بھی بولی جاتی ہین۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۵) تعلقات عثمان آباد۔ تلجاپور۔ کلم۔ پرینڈہ۔ اوسہ ہین۔ جنمین صرف تلجاپور علاقہ دیوانی اور باقی علاقہ صرفخاص ہین اس ضلع مین اور دو تعلقات۔ واسی اور نلدرگ بھی تھے۔ مگر ضلع بندی جدید مین تعلقہ واسی (علاقہ صرفخاص) شکست ہوکر

تعلقہ کلم مین ضم ہوا اور تعلقہ نلدرگ (علاقۂ دیوانی) شکست کرکے اوسکے تعلقات تعلقہ تلجاپور مین شامل کئے گئے۔

ضلع عثمان آباد کے قابل تذکرہ قصبات و تعلقات حسب ذیل ہین۔

تلجاپور — یہ تعلقہ بالاگھاٹ کے دامن مین واقع ہے۔ یہان تین مشہور عمارات ہین اول مہادیو کا مندر دوسرا جسمین تلجادیبی کے کپڑے۔ خزانہ اور زیور رہتا ہے۔ تیسرا تلجا کا مندر کہ جسکے نام سے خاص وعام مین یہ مقام مشہور ہے۔ یہہ دیبی بہت سے نام سے مشہور ہے کالی بہوانی بھی اسیکا نام ہے۔ قصبہ سے مندر تک پہونچنے مین صدہا سیڑہیان اترنی پڑتی ہین۔ مشہور ہے کہ اسی مقام پر بہوانی نے اسورا یا مہیشا کو قتل کیا۔ جو بھینسے کی شکل مین لڑنے آیا تھا۔ ۱۶۵۷ء مین افضل خان نے اس مندر کو بہت تاراج کیا۔ جب سیواجی نے افضل خان کو قتل کیا تو لوگون نے سمجھا کہ وہ اپنی سزا کو پہونچا

دہاراسیون — یہ مقام بسبب متعدد غارون کے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ یہہ غار ۱۶۵۰ء مین کھودے گئے ہین۔ اس قصبہ کی مردم شماری (۱۰۵۱۱) نفوس ہے۔

پرینڈا — احمدنگر کی سرحد پر یہہ ایک قدیم قلعہ ہے۔ اسی مقام پر سلاطین دہلی اور نظام شاہیون عادل شاہیون سے اکثر لڑائیان ہوی ہین جب ۱۶۰۵ء مین مغلون نے احمدنگر پر قبضہ کیا تو نظام شاہیون نے اسکو اپنا پایہ تخت بنایا تھا۔ بہرحال دکن مین یہ نہایت مشہور قلعہ ہے۔ جو کسی زمانہ مین ناممکن الفتح سمجھا جاتا تھا۔

ضلع رایچور

اس ضلع کی تاریخی حالات بہی ہم کو میسر نہوے حالانکہ ہم نے نواب فرامرز جنگ بہادر اول تعلقدار ضلع کو (جو اوسوقت اس ضلع پر مامور تھے) توجہ دلائی تہی۔ مگر اونہون نے

جواب تک ندیا۔

ضلع رایچور واقع ہے درمیان ۱۵-۴۲-۱۲-۳۲- شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۶-۳۸-۷۸-۱۵- شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین دریائے کرشنا۔ جنوب مین دریائے تنگبھدرا اور ضلع کرنول (علاقہ مدراس) مشرق مین دریائے کرشنا اور ضلع محبوب نگر۔ مغرب مین ضلع لنگسگور۔ اور سمستان گدوال ہے۔ رقبہ (۷۹۷۹) میل مربع ہے۔ یہہ ضلع پہاڑی ہے۔ پہاڑ مسلسل نہین ہین۔ چونکہ یہہ ضلع دو دریاؤن کے بیچ مین واقع ہے۔ اسلئے اسکو رایچور دوآب کہتے ہین۔ ضلع بندی جدید مین اضلاع رایچور و لنگسگور کا انضمام کردیا گیا۔ اور ضلع لنگسگور ہمیشہ کے لئے شکست ہوا۔ اور اوسکے اکثر تعلقات ضلع رایچور مین شریک ہوگئے۔ تقسیم تعلقات مین ہم اوسکی تفصیل بتلائنگے۔

دریا۔ زبان۔ آبادی

اس ضلع کے بڑے دریا۔ کرشنا۔ تنگبھدرا۔ اور انکی خراجگذار ندیان۔ کوان واگ۔ سکڈیواگ۔ نواگ۔ پلیا مواگ وغیرہ ہین۔ اور آبادی (۵۰۹۲۵۵) ہے۔ اب ضلع لنگسگور کے انضام سے آبادی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ زبان مرہٹی۔ تلنگی۔ کنڑی بولی جاتی ہے۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین۔ یہان کے ظروف گلی۔ اور لنگوش دیسی بہت مشہور ہین۔ آب وہوا نہایت گرم ہے۔ اکثر قحط و گرانی کا سامنا ہے۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۸) تعلقات رایچور۔ دیودرگ۔ مانوی۔ عالم پور۔ لنگسگور۔ سندہنور۔ گنگاوتی۔ کشتگی۔ ہین قبل ازین اسمین صرف (۲) تعلقات رایچور۔ عالم پور۔ دیودرگ۔ مانوی۔

یادگیر۔ یرگرہ۔ تھے۔ ضلع بندی جدید مین۔ یرگرہ شکست کرکے اوسکے دیہات تعلقات رایچور۔ مانوی۔ دیودرگ مین شریک کردئے گئے۔ اور تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ مین شامل کیا گیا باقی چار تعلقات حسب سابق اس ضلع مین قایم ہے۔ اور ضلع لنگسگور مین پیشتر (۶) تعلقات لنگسگور۔ گنگاوتی۔ کشتگی۔ سندہنور۔ شاہپور۔ شوراپور تھے۔ جسمین سے شاہپور وشوراپور ضلع گلبرگہ مین شامل کئے گئے۔ اور باقی تعلقات لنگسگور۔ گنگاوتی۔ کشتگی۔ سندہنور۔ ضلع رایچور مین ضم کردئے گئے۔ چونکہ لنگسگور سرکار انگریزی کی سرحد سے ملحق ہونے سے بغرض انتظام سرحد اور خصوصاً باغراض انتظام کوتوالی ایک خاص ڈویژن ضلع قایم کرکے ایک دوم تعلقدار (جسکو اختیارات نظامت درجہ اول حاصل رہینگے) رکھا گیا ہے۔ اور ایک سب جیل بھی قایم ہے۔ اور کوتوالی کا ایک عہدہ دار (جسکا درجہ مددگار مہتمم کا ہوگا) بھی مقرر ہے۔

ضلع رایچور و لنگسگور کے مشہور تعلقات و قصبات کا حال ذیل مین لکھا جاتا ہے۔

رایچور۔ اس تعلقہ سے بہت قریب ریل کا اسٹیشن ہے۔ جو جی آئی پی ریلوی۔ اور گریٹ انڈین پینن شولا ریلوی کا جنکشن کہلاتا ہے۔ بموجب عہدنامہ ۱۸۵۳ء سنہ ۱۲۷۰ف رایچور گورنمنٹ انگریزی کے تفویض کیا گیا تھا۔ لیکن ہندوستان کے غدر کے بعد ۱۸۶۰ء سنہ ۱۲۷۸ف مین سرکار نظام کو مسترد ہوا۔ اسکا قلعہ ۱۲۹۴ء سنہ ۶۹۴ف مین تعمیر ہوا ہے۔ اسکی بندش بہت نادر ہے۔ اور اسکی فصیل دوسری نہایت مستحکم و استوار ہے۔

قلعہ کے غربی دروازہ کے تھوڑے فاصلہ پر ایک مضبوط اور پائدار محل کا ٹوٹا پھوٹا حصہ باقی رہگیا ہے۔ جسمین اب جیل خانہ ہے۔ اور شہر کے شرقی دروازہ کے باہر اب

پتھر کا تراشا ہوا ہاتھی ایستادہ ہے۔ مگر اوسکی سونڈ ٹوٹ گئی ہے۔ ایک باغ موسوم بہ محبوب باغ نہایت سرسبز و شاداب ریلوی اسٹیشن کے قریب ہے۔ رایچور مین حضرت شمس عالم صاحب کا عرس نہایت تکلف سے ہوتا ہے۔ اوسکے بعد ایک جاترا بھی بہت دھوم دھام سے ہوتی ہے۔

اناگندی۔ یہ ایک قدیم اور مشہور ستھان ہے۔ یہان کے راجاؤن کا سلسلہ بیجاپور کے راجاؤن سے ملتا ہے۔ عبدالرزاق (جو ۱۴۴۲ء م ۸۴۶ھ مین شاہ ایران کے جانب سے سفارت پر آیا تہا) اپنی تاریخ مطلع السعدین مین لکہا ہے۔ کہ "اسکے فصیل کی سات دیوارین یکے بعد دیگرے ہین"۔ اب یہان کا راجہ سرکار نظام خلداللہ ملکہ کا خراجگذار ہے۔

دیودرگ۔ رایچور سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر شمال و غرب کے جانب تین طرف پہاڑیون سے محصور۔ راجہ پولی گار کا مسکن تہا۔ اسکی فصیل کو شوراپور کے راجہ نے برباد کیا۔ کہتے ہین کہ یہان کے اخیر راجہ نے اپنی حالت تنگ دیکہکر ایک تودہ بارود جمع کرکے مع خاندان جل گیا۔ یہہ پولیگار ایک زمانہ مین بڑا صاحب قوت تہا۔

الپور۔ یہ ایک دیوستان ہے۔ جہان جنگلون مین ہزارہا بت نہایت خوبصورت موجود ہین۔ راجہ رامچندر نے اس مقام پر بن باس کیا تہا۔

مدگل۔ یہ لنگسگور کا قصبہ ہے ۱۲۴۹-۵۰ء تک یادہو کا دارالسلطنت رہا ہے۔ مگل کا قلعہ نہایت مستحکم ہے۔ یادہوؤن کے بعد راجگان ورنگل نے اس پر قبضہ کیا۔ اور چودہوین صدی کے اوائل مین مسلمانون نے فتح کیا۔ یہان ایک زرگر کی لڑکی پر تہال ثانی نہایت حسین تہی جسکے لئے فیروزشاہ بہمنی اور بیجانگر کے راجہ مین سخت لڑائی ہوئی۔ اور فیروزشاہ نے اوس لڑکی کا عقد اپنے بیٹے حسن خان سے کیا۔ گلبرگہ بیجاکر بڑی دھوم دھام سے کیا۔ بہمنیون کے بعد مدگل بیجاپوریون کے پاس رہا۔ اور اونکے بعد اورنگ زیب کے

تصرف مین آیا - یہان رومن کیتھولک عیسائیون کی ایک چھوٹی بستی ہے -

جلدرگ - مدگل سے ۱۶ میل شمال مین ایک پرانا قلعہ ہے - دریاے کرشنا مین ایک بڑا جزیرہ ہے - اوسکی پہاڑی پر یہہ قلعہ بنایا گیا ہے - شکم دریا سے (۳۰۰) فیٹ بلند ہے کتبہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہوین صدی کے آخر مین یادہوون کے راجاؤن مین سے کسی نے بنایا تہا -

کپل - لنگسگور مین اس نام کا ایک پرانا قلعہ اور قصبہ ہے - یہہ خاندان نواب سراج جنگ کی جاگیر ہے - جو کہ سرکار نظام نے سابق مدار المہام کو مرتضی پور واقع بڑاڑ کے تبادلہ مین اوسوقت عطا کی تہی کہ جب ملک بڑاڑ ۱۸۵۳ء کے عہدنامہ کی رو سے سرکار انگریزی کے تفویض ہوا تہا - لوگون کا خیال ہے کہ چند صدی آگے ایک پولیگار نے پہاڑ پر یہہ قلعہ بنایا - جسوقت ۱۷۸۶ء مین ٹیپو سلطان نے اسپر قبضہ پایا تو اوسوقت اوسکے فرانسیسی انجنیرون نے حصار کے زیرین حصہ کو از سر نو تعمیر کیا تہا - ۱۷۹۰ء مین انگریزون نے اوسکا محاصرہ کیا - جسکا سر کرنا بہت دشوار معلوم ہوا - اسکی قلعبندی مین دو قلعے شریک ہین - ۱۸۵۷ء مین ایک باغی ہیم راؤ اسپر قابض ہوگیا تہا - کپل کی آبادی (۶۹۹۱) ہے اسکے محاصل سے پلٹن بہرتی کیگئی تہی - جو کپل رجمنٹ کے نام سے مشہور ہے -

اٹکلی - کپل سے شمال و مغرب مین ایک قصبہ ہے جسمین ہنود کا دیول نہایت نفیس وجود ہے - سنگتراشی کا کام ایسی صنعت کا ہے کہ لوگ سیکھنے کی غرض سے آتے ہین - یہان ایک کتبہ ہے - جسکا مضمون یہہ ہے کہ ایک ہندو راجہ کے دیوان نے اس مندر کو اس غرض سے بنایا کہ تمام دوسرے معابد پر سبقت لیجائے - اس سے ایک میل پر قصبہ کولور ہے - جسمین بہت پرانا لنگایت کا دیول ہے -

یلبرگہ - ایک قدیم شہر کپل سے ۲۱ میل ہے - کہتے ہین کہ کسی زمانہ مین سیندیا کا پایہ تخت رہا ہے -

شورا پور - دراصل سورپور تہا - اسمین زیادہ تر آبادی ہیڈر لوگون کی تہی - جو نہایت جاہل وبدتمیز مگر جفاکش وجوانمرد مشہور ہین - یہ لوگ میسور کے طرف سے آئے تہے - اور راجہ گولکنڈہ وبیجاپور کے پاس ملازم ہوئے - انکے بڑے سردار کا نام پیم نائک تہا - اسکی اولاد ۱۸۵۸ء مین سرکار نظام کی مطیع ہوی - ۱۸۵۱ء تک ریاست ہیڈر کا یہ شہر پایہ تخت تہا - یہانکی روئی اور جوار مشہور ہے -

سندہنور - پہلے یہہ قصبہ زمانہ سلف مین سندہو بلہال نامی راجہ نے آباد کیا تہا - کثرت استعمال کیوجہ سے (ن - ر) بڑہا دیا جاکر سندہنور کے نام سے موسوم ہوا - اس علاقہ مین ہرن کثرت سے ہین - یہان کے قلعہ مین ایک سفید پوش صاحب نے آثار شریف رکھے ہین - جنکو سرکار سے کچہہ زمین انعام بہی ہے - محرم شریف مین تعزیہ بہی بیٹہتا ہے - اور آبادی اس قصبہ کی (۶۶۴۸) ہے - پیداوار مین پیلی جوار - باجری مونگ - تور - لوبیا - کنگنی وغیرہ ہوتی ہے - اس تعلقہ کی کل آمدنی (۱۱۴۳۱۱ روپیہ) ہے گہانس وروئی کا بیوپار زیادہ ہوتا ہے -

گل سوم

صوبۂ ورنگل

سمت شرقی

یہ ایک قدیم قلعہ اس نام کے ضلع مین واقع ہے - اگرچہ مستقر ضلع قصبہ ہنکنڈہ مین ہے لیکن اسکے قریب کیوجہ سے حال مین کل آبادی کو شہر ورنگل کے نام سے موسوم کردیا ہے ورنگل زمانہ سابقہ مین تلنگانہ ریاست کا پایہ تخت تہا - جسکی بنیاد راجا اندھرون سے منسوب کیجاتی ہے - اور دیو راجہ ورنگل کے عہد مین خراج نہ داخل کرنیکی وجہ سے ۱۲۱۲ء مین سلطان علاءالدین خلجی نے بنگالہ کی راہ سے ورنگل پر لشکر جرار بہیجا - مگر ناکامیابی ہوئی پھر ۱۳۰۹ء مین دوبارہ ملک کافور نے لشکر جرار سے چڑہائی کی - آخر صلح ہوگئی - اور غیاث الدین تغلق کے عہد مین اوسکے بیٹے محمد تغلق نے ورنگل پہ حملہ کیا - اور شیخ زادہ دمشقی وجیہ شاعر کے بیجا حرکت سے فتح مکمل نہوی - اور مقہور مضمحل قلعہ واپس دینے پڑے لیکن جب دوبارہ محمد تغلق نے حملہ کیا تو قندہار و بیدر پر قبضہ کرکے ورنگل کو بہی لیا - اور سلطان پور نام رکہا - اسکے بعد سلاطین بہمنیہ کا عروج ہوا تو احمد شاہ نے ۸۲۸ھ مین خان اعظم عبداللطیف کو بہیجکر ورنگل و گولکنڈہ پر قبضہ کیا - ہزارون ہندو مارے گئے بیشمار خزانہ ہاتہ آیا - اور راجہ کا بیٹا اسیر ہوکر مارا گیا - اسکے بعد خاندان قطب شاہیہ سے ورنگل کا تعلق ہوا - جب اورنگ زیب نے ابوالحسن تانا شاہ کو قید کیا تو ریاست گولکنڈہ کے ساتہہ ورنگل بہی تخت دہلی کا ماتحت بنا - آخر مین خاندان آصفیہ کے قبضہ و تصرف مین آیا -

صوبہ ورنگل درمیان ۱۵ - ۵۵ - ۱۸ - ۴۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷ - ۱۲ - ۸۱ - ۲۲ - شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین صوبہ شمالی - جنوب مین دریاے کرشنا - مشرق مین دریائے گوداوری اور اضلاع کرنول (علاقہ مدراس) مغرب مین ضلع اطراف بلدہ اور صوبہ بیجنوبی -

کل رقبہ اس صوبہ کا (۲۰۴۰۷) میل مربع ہے - آب وہوا نہایت مرطوب وناقص ہے - ایک سلسلہ پہاڑ کا نلگنڈہ اور ناگرکرنول مین گزرتا ہے - اور کندیکل گٹہ کا سلسلہ قریب ۵۰ میل کے ہے - اس صوبہ کے بڑے دریا گوداوری - کرشنا ہین - آبادی (۱۸۱۵ ۲۱۶) نفوس کی ہے - اکثر تلنگی - مرہٹی - کنڑی بولی جاتی ہے -

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین (۳) ضلع - ورنگل - کریم نگر - عادل آباد ہین - سابق مین ضلع نلگنڈہ اس صوبہ مین شریک تہا مگر ضلع بندی جدید مین ضلع نلگنڈہ صوبہ گلشن آباد میدک مین شامل کیا گیا - اور علداری سرپور تانڈور کو ضلع عادل آباد کے نام سے موسوم کرکے ضلع مذکور اس صوبہ مین داخل کردیا گیا -

ضلع ورنگل

یہ ضلع درمیان ۱۶-۴۰-۱۸-۴۰ شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۸-۴۵-۸۱-۲۶ شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین ضلع کریم نگر - جنوب دریاے کرشنا - اور ضلع گنٹور - مشرق دریاے گوداوری وضلع مچھلی بندر - مغرب اضلاع کریم نگر ونلگنڈہ ہے - ان حدود مین پرگنہ بانڈگاؤن علاقہ انگریزی بھی شامل ہے - رقبہ (۹۷۷۹) میل مربع - آب وہوا مرطوب - دریا ڈون مین کرشنا - مینرا - دایرا - گوداوری - یدلاوار - موارار رہتے ہین - پاکہال کا تالاب جو سب سے بڑا اور قدرتی ہے اس ضلع کے بیچ مین ہے - یہان کے قالین

وشطرنجیان - لٹھری پارچہ مشہور مصنوعات سے ہین -

تقسیم تعلقات

ضلع ورنگل مین (۸) تعلقات ورنگل - کھم - محبوب آباد - مدھرہ (کلور) پاکھال ایلندا پھاڑ - پالونچہ - تاڑوائی - ہین - سابق مین (۱۱) تعلقات ورنگل - چریال - وردنا پیٹہ - محبوب آباد - پرکال - کھم - پٹی ایلندا پہاڑ - پٹی کوداڑ - مدھرہ - پالونچہ - پاکھال - تھے ضلع بندی جدید مین چریال مستقر جگتاون اور پٹی کوداڑ ضلع نلگنڈہ مین شریک کردئے گئے - اور پرکال ضلع کریم نگر مین شامل کیا گیا - وردنا پیٹہ کے تعلقات دوسرے تعلقون مین ضم ہوئے شمالی حصہ کے (۱۵۵) دیہات پٹی ایٹونا گارم کی ایک تحصیل مستقر تاڑوائی قایم کرکے ضلع ورنگل مین شریک کئے گئے ضلع ورنگل کے قابل ذکر قصبات و دیہات کی تفصیل ذیل مین ملاحظہ کیجے -

ہنمکنڈہ - یہ صوبہ ورنگل کا مستقر ہے - یہان قالین وشطرنجیان - تلوار و پیش قبض چاقو وغیرہ کی تجارت معقول طور پر ہوتی ہے - سوتی ریشمی - کپڑا بھی نہایت عمدہ بنتا ہے

پاکھال - اسکا مستقر نرسایم پیٹہ ہے - یہان کی آب و ہوا بارش مین نہایت زہر آلود رہتی ہے - کوسون کچلہ کی جھاڑی چلی گئی ہے -

مٹھواڑہ - اسوقت یہ مقام تجارت مین سب جگہ سے بڑھا ہوا ہے - یہان دو چار گرنیان روئی کو صاف کرنے اور گٹھے باندھنے کی بھی قایم ہوگئی ہین - یہان کے ساہوکار نہایت متمول اور مالدار ہین - ریشمی پارچہ نہایت عمدہ تیار ہوتا ہے -

ضلع کریم نگر

اس ضلع کا نام سابق مین الگندل تھا - گر مستقر ضلع کریم نگر تھا - اسلئے ضلع بندی جدید مین

کریم نگر کے نام سے ضلع موسوم کیا گیا۔ یہ ایک قدیم شہر ہے۔ کہتے ہین کہ ایگندل تلنگانہ کا پایہ تخت تہا۔ یہان ایک قلعہ بیضاوی شکل کا موجود ہے۔ لیکن اسوقت شکستہ و ریختہ ہوگیا ہے۔ اطراف مین خندق اور بیچ مین ایک چھوٹی پہاڑی جسپر ایک خوبصورت مسجد ہے۔

یہ ضلع درمیان ۱۷-۴۲-۱۹-۲۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۸-۲۰-۸۰-۱۹ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین ضلع عادل آباد۔ جنوب مین اضلاع ورنگل و اطراف بلدہ۔ مشرق مین دریائے وردہا۔ ضلع سرونچہ۔ مغرب مین اضلاع میدک و اندور واقع ہین۔ رقبہ (۸۴۸۰) میل مربع۔ آبادی کل ضلع کی (۱۰۷۴۳۲۲) ہے۔

دریائے وردہا اسکے مشرقی حصہ کو سیراب کرتا ہے۔ مانجرا بالکل وسط سے آر پار گذرتی ہے۔ آب و ہوا مرطوب۔ گوداوری کی گہائی مین متفرق پہاڑ ہین۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات کریم نگر۔ سرسلہ۔ جمی کنٹہ۔ جگتیال۔ سلطان آباد۔ مہادیوپور۔ پرکال ہین۔ سابق مین یہان (۹) تعلقے کریم نگر۔ جمی کنٹہ۔ سلطان آباد۔ جگتیال۔ سرسلہ۔ سدی پیٹہ۔ مہادیو پور۔ چنور۔ لکشٹی پیٹہ تہے۔ ضلع بندی جدید مین چنور و لکشٹی پیٹہ ضلع عادل آباد مین منتقل کئے گئے۔ اور سدی پیٹہ ضلع میدک مین شریک کیا گیا۔ اور ضلع ورنگل کا تعلقہ پرکال اس ضلع مین شامل ہوا۔ چند قابل ذکر تعلقات دیہات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ملنگور۔ ضلع ایگندل مین پہاڑی پر واقع ہے۔ اسکے قلعہ کو راجہ ورنگل نے بنایا تھا

اور قطب شاہ اول نے اسپر قبضہ کیا تھا۔

گجویل - چھوٹی سی بستی - آباد و سرسبز - مسلمان قریب دو ثلث کے اکثر مشائخ رہتے ہین اور ہندو ایک ثلث لیکن اکثر متمول - لکڑی - تانبا - پیتل کا کام یہان عمدہ ہوتا ہے۔

جگتیال - یہان پولاس کا قلعہ بہت مشہور ہے - اور یہہ قلعہ سرکار عالی کو محصل کا کام دیتا ہے۔

ضلع عادل آباد

اس ضلع کے بہی تاریخ حالات ہم کو معلوم نہو سکے - یہ ضلع درمیان ۱۸ - ۵۹ - ۲۰ - ۴ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷ - ۴۹ - ۷۹ - ۵۳ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین دریائے وردہا اور پائین گنگا - جنوب مین اضلاع کریم نگر و اندور - مشرق مین دریائے وردہا - مغرب مین دریائے پائین گنگا - واقع ہین - رقبہ (۵۰۲۲) میل مربع کوئی مشہور پہاڑ اس ضلع مین نہین ہے - دریاؤن مین پائین گنگا - اور وردہا زیادہ مشہور ہین - آب و ہوا یہانکی بالکل ناقص ہے - زبان اکثر تلنگی - اور مرہٹی ہاڑواڑی بولی جاتی ہے۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات عادل آباد - سرپور - راجورہ - نرمل - چنور - نرسا پور لکشٹی پیٹہ ہین - سابق مین صرف تین تعلقے ایدلاباد - راجورہ - سرپور تانڈور تھے - ضلع بندی جدید مین ضلع ایلگندل سے تعلقات چنور و لکشٹی پیٹہ اس مین شامل اور ضلع نظام آباد سے نرمل و نرسا پور خارج کرکے اس ضلع مین داخل کئے گئے۔

نرمل و نرسا پور کے شمالی دیہات حسب نقشۂ ماہور پٹی مین ضم ہوکر جدید تحصیل ماہور قایم کیگئی - بقیہ دیہات نرمل و نرسا پور باہم ضم ہوکر تحصیل بنام نرمل قایم ہوی۔

سرپور اور لکشٹی پیٹہ کے درمیان ایک جدید تحصیل قایم کرکے اوسکا مستقر جنگاؤں مقرر کیا

اس ضلع کے مشہور و نادر قصبات و دیہات کے تفصیلی حالات ذیل میں

گنگاپور- تعلقہ سرپور مین راماسامی کی جاترا (۱۵) روز تک بڑی دھوم سے

ہوتی ہے- جسمین ہزارہا آدمی جمع ہوتے ہین-

ایدلاباد- اس تعلقہ مین مولیشی بکثرت ہین- جنگل اور جھاڑی بہت گھنی ہے-

نرمل- زمانۂ قدیم مین یہ شاہان گولکنڈہ کا باجگزار تہا- اور اوسکے بعد سرکار نظام کا خراجگذار رہا- اسکی قلعبندی خستہ و بوسیدہ ہوکر اب بالکل ابتر حالت ہے- اسکی مبسوط تاریخ موسوم بہ ضرب نرمل ہم نے چھپوائی ہے- اگر شایقین تفصیلی حالات دیکھنا چاہین تو اوسکو ضرور دیکھین-

گل چہارم

صوبۂ گلشن آباد میدک

سمت شمالی

سابق مین گلشن آباد میدک صوبۂ محمد آباد بیدر کا ایک ضلع تہا- مگر ضلع بندی جدید مین صوبۂ بیدر کو شکست کرکے صوبۂ میدک قرار پایا- گو اوسوقت بہی برائے نام بیدر صوبہ کہلاتا تہا- لیکن مستقر صوبہ پٹن چرو (جو ضلع میدک کا ایک تعلقہ ہے) تہا- میدک

زمانۂ سلف مین زیر حکومت راجگان ہنود تہا سنہ ۱۲۹۴ء مین علاء الدین خلجی نے دولت آباد کے قلعہ کو فتح کیا۔ سنہ ۱۳۳۴ء مین سلاطین بہمنیہ کی عملداری شروع ہوئی۔ اسکے بعد سلاطین قطب شاہیہ کا قبض و تصرف تمام ملک تلنگ پر ہوگیا۔ تو میدک بہی قطب شاہیہ سلطنت مین داخل ہوا جب اورنگ زیب نے گولکنڈہ فتح کیا تو یہہ تمام ملک سلطنت دہلی کے ماتحت ہوگیا سنہ ۱۷۴۳ء مین نواب آصف جاہ بہادر نے شش صوبۂ دکن پر اپنا رنگ جمایا۔ چنانچہ اوسوقت سے اب تک خاندان آصفیہ کے زیر نگین ہے۔ یہان کے اکثر تعلقات مین پردے۔ دسترخوان جاجم۔ نہایت عمدہ رنگے جاتے ہین۔ کہادی اور کل بہت صاف و باریک ہوتے ہین۔ ریشمی کپڑا بہی عمدہ تیار ہوتا ہے۔ تانبے پیتل کے برتن رانامیم پیٹہ کے زیادہ تر مشہور ہین چمڑے کی دباغت کا کام بہی اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے۔

میدک کا قلعہ بہت بڑی بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ اسکو درنگل کے کسی راجہ نے بنایا تہا۔ اس قلعہ کے چہہ دروازے ہین۔ ایک دروازہ پر چوکہٹ کے بازو مین دو شیر پتہر پر کندہ ہین۔ جسکے باعث اوسکو شیر دروازہ کہتے ہین۔ اسی دروازہ کے قریب برج پر ۱۴ فٹ لانبی توپ ہے۔ جسکے منہہ کا قطر ایک فیٹ ہوگا۔ اس توپ پر رام نایک کا نام کہدا ہوا ہے۔ اور اوسکے سامنے بزبان اردو لکہا ہے کہ کارکردۂ فرنگی باتبہ زنگمان یہان ایک چور دروازہ اور ایک سرنگ قصبہ مین جانے کے لئے موجود ہے۔ اور ایک مسجد بہی ہے جسپر یہہ قطعہ لکہا ہوا ہے۔ قطعہ درآن وقتیکہ مسجد ساخت سیدؒ بہ ہجرت یکہزار پنجاہ و یک بودؒ کدامی سیدے یعنے عرب خانؒ کہ کز اسلام تیغش دین بیفزودؒ زبیخ افگند بتخانہ بجایش ؒ بنا فرمود مسجد را خودش خودؒ بگفتا آفرین برجان پاکش ؒ حدیث حیرت زد ہر کہ بشنودؒ

بگفت این قطعہ مظہر فی البدیہہ بتکلیف عرب خان مرد محمود۔ یہاں ایک ہندو کا مندر تہا۔ جسکو گرا کر عرب خان نے ۱۰۵۱ھ مین مسجد بنائی۔ ایک جامع مسجد قطب شاہیہ زمانہ کی جسکو (۲۵۹) سال کا عرصہ ہوتا ہے موجود ہے۔ پنچمکھی ہنومان۔ دیول گوپالاسامی۔ دیول بالاجی شنکر سامی۔ دیول وینکٹیش سوامی۔ وغیرہ بھی بنے ہوئے ہین۔ ایک عیسائی مشنریون کا گرجا بھی تیار کیا گیا ہے۔

یہ صوبہ درمیان ۱۷۔ ۲۹۔ ۲۰۔ ۳۰۔ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۶۔ ۳۰۔ ۸۰۔ ۱۹ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین پائین گنگا اور وردہا۔ اضلاع مفوضہ بڑاڑ۔ جنوب اطراف بلدہ ضلع ورنگل۔ مشرق دریائے گوداوری۔ وردہا۔ مغرب پرہنی۔ ناندیڑ۔ دریائے مانجرا ہے۔ رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع۔ آب وہوا مرطوب۔ دریاؤن مین وردہا۔ پائین گنگا۔ گوداوری مانجرا۔ مانیرا۔ ہین۔ آبادی کل صوبہ کی (۲۹۲۴۵۶۸) ہے اکثر زبان تلنگی۔ مرہٹی۔ کنڑی بولی جاتی ہے۔

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین (۴) ضلع۔ میدک۔ نظام آباد۔ محبوب نگر۔ نلگنڈہ ہین۔ سابق مین بیدر وعلداری سرپور تانڈور کا بھی اسی صوبہ سے تعلق تہا۔ لیکن ضلع بندی جدید مین بیدر صوبہ گلبرگہ مین شامل اور علداری کو ضلع قرار دیکر صوبۂ ورنگل مین شریک کیا گیا اور ضلع نلگنڈہ جو سابق مین صوبۂ ورنگل سے تعلق رکھتا تہا۔ اس صوبہ مین داخل ہوا۔

ضلع میدک

یہہ ضلع درمیان ۱۷۔ ۲۹۔ ۱۸۔ ۱۹ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷۔ ۴۷۔ ۷۸۔ ۳۲

شرقی طول بلد کے واقع ہے۔ شمال مین ضلع کریم نگر۔ ضلع اندور۔ جنوب ضلع اطراف بلدہ۔ مشرق حیدرآباد دکن۔ مغرب ضلع بیدر و نارائن کھیڑہ (علاقہ پائیگاہ) واقع ہین۔

اس ضلع مین اکثر پہاڑ ہین۔ اور خاص میدک مین ایک بہت بڑا پہاڑ میدان مین واقع ہے دریاؤن مین مانجرا۔ پسپوایر (بلدی ندی) بہتی ہین۔ اور آبادی (۳۹۳۹۲۹) ہے۔ آب وہوا مرطوب رہتی ہے۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۵) تعلقات میدک۔ اندول۔ کلبگور۔ باغات۔ سدی پیٹہ ہین۔ سابق مین رامایم پیٹہ وٹیکال بھی تھے۔ ضلع بندی۔ جدید مین دونون تعلقے شکست کردئے گئے اور سدی پیٹہ ضلع کریم نگر سے اسمین شریک کیا گیا۔

مشہور و نادر قصبات و دیہات کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

اندول۔ یہان قطب شاہیہ وقت کی بنائی ہوی ایک پختہ مسجد موجود ہے۔ اور ایک پختہ دیول بھی ہے۔ مگر اوسکے بنانیوالے کا پتا نہین ملتا۔

مشیرآباد۔ علاقہ باغات مین ایک مسجد پختہ بنی ہوئی ہے۔ مگر بانی کا پتا نہین چل سکتا۔

ضلع نظام آباد

اسکا پہلا نام اندور تھا۔ تھوڑا ہی زمانہ ہوتا ہے کہ نظام آباد سے موسوم کیا گیا۔ یہ ضلع درمیان ۱۸-۱۵-۱۹-۲۷ شمالی عرض بلد اور درمیان ۷۷-۳۰-۷۹-۳ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

اسکے شمال مین ضلع عادل آباد۔ جنوب مین ضلع میدک۔ مشرق مین ضلع کریم نگر۔

مغرب مین دریائے مانجرا۔ گوداوری اور اضلاع ناندیڑ و پربھنی واقع ہین۔
رقبہ (۴۷۰۴) مربع میل۔ آبادی ضلع کی (۲۴۷۷۲۴) ہے۔ آب و ہوا مرطوب۔ اہلی بن
کثرت سے ہین۔
مشہور پہاڑ بالاگھاٹ کا سلسلہ تعلقۂ بلولی مین واقع ہے۔ شاہدری پربت کا پہاڑ تعلقۂ نرمل سے
شروع ہوکر ضلع پربھنی مین چلا جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑ متفرق طور پر ہین۔
مانجرا۔ اور گوداوری اسکے بڑے دریا ہین۔ زبان علی العموم تلنگی ہے۔

تقسیم تعلقات

ضلع نظام آباد مین (۵) تعلقات۔ نظام آباد۔ بودھن۔ آرمور۔ کامارڈی۔ یلاریڈی۔ ہین
قبل ازین (۱۱) تعلقات تھے۔ یعنے تعلقات متذکرۂ صدر کے علاوہ نرمل۔ نرسا پور۔ بانسواڑہ
ہیمگل ٹپی۔ مدہول۔ یہی اسی ضلع مین تھے۔ مگر ضلع بندی جدید مین تعلقات نرمل و نرسا پور کو
ضلع عادل آباد مین شامل کیا گیا۔ اور مدہول ضلع ناندیڑ مین ضم ہوا۔ باقی بانسواڑہ و
ہیمگل ٹپی شکست کرکے اونکے دیہات دوسرے تعلقات مین شریک کردئے گئے۔
قابل ذکر تعلقات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ہیمگل ۔ یہان ہر سال (۱۲) رجب کو ناوار شاہ ولی کا عرس (۳) روز تک ہوتا ہے
اور نارائن سامی کی جاترا بہی تکلف سے ہوتی ہے۔

اندور ۔ اس تعلقہ مین خاصکر نیشکر موٹے اور شیرین ہوتے ہین۔ یہان کا سرکا
مصالح۔ تیل۔ اور عطر مشہور ہے۔ اور ہر سال وینکاتاش کی جاترا بڑی دھوم سے ہوتی ہے۔

ضلع محبوب نگر

سابق مین اس ضلع کا نام ضلع ناگرکرنول تہا۔ ایک زمانہ ہوتا ہے کہ ضلع محبوب نگر سے

موسوم ہوا۔

یہ ضلع درمیان ۱۵-۵۵-۱۷-۲۷ شمالی عرض بلد کے اور باین ۷۷-۱۵-۷۹-۲۲ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین ضلع اطراف بلدہ۔ جنوب مین دریائے کرشنا۔ مشرق مین ضلع نلگنڈہ۔ اور مغرب مین ضلع گلبرگہ۔ شوراپور اور رایچور واقع ہے۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع۔ آب و ہوا مرطوب گرمی شدت کی پڑتی ہے۔

تحصیل کے شمال مین یادگیر و کویل کنڈہ کی زمین تمام کہسار اور نیز کرشنا کی گہاٹی مین ابراہیم پٹن۔ ملکاپور۔ قاسم پٹہ کے پاس چاریون کے جھنڈ ہین۔

دریائے کرشنا۔ وٹدی۔ دیواگ۔ پداواگ اور دوسرے چھوٹی ندیان تمام ضلع کو سیراب کرتی ہین۔ اور تالابون کا جال تمام ضلع مین بچھا ہوا ہے۔ انمین ابراہیم پٹن۔ چرلاپلی۔ پالم بڑے تالاب ہین۔ آبادی (۶۷۹۵۵۰) نفوس ہے۔ تلنگی یہان کی خاص زبان ہے۔ گرکنڑی۔ مرہٹی۔ بنجارہ بھی بولی جاتی ہے۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین۔

تقسیم تعلقات

ضلع محبوب نگر مین (۶) تعلقات محبوب نگر۔ ناگرکرنول۔ کلواکرتی۔ پرگی۔ کمتھل۔ امرآباد ہین۔ قبل ازین (۱۰) تعلقات تھے۔ جنمین تعلقات متذکرہ صدر کے علاوہ نارائن پیٹہ۔ کویل کنڈہ۔ جڑچرلہ ابراہیم پٹن بھی تھے۔ مگر ضلعبندی جدید مین یہ چاردن تعلقات شکست کرکے اونکے دیہات دوسرے تعلقات مین شامل کردئے گئے۔ اور جو امرآباد دیرگی پٹیات کہلاتے تھے اونکو تحصیل بنایا گیا۔ قابل ذکر قصبات و دیہات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ابراہیم پٹن۔ یہان کا مشہور تالاب ابراہیم قطب شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔ جسکے بہر نیکے سے

۵۶ میل کی نہر قصبہ سند نالا کے قریب سے دریائے الیسائی سے لائی گئی ہے۔

کوئل کنڈہ - یہان کا پہاڑی قلعہ پختہ اور مضبوط ہے۔ چند خستہ و شکستہ مساجد و معابد نظر آتے ہین۔ یہان ہفتہ واری بازار لگتا ہے۔

نارائن پیٹہ - ۱۲ میل سیدا پور ریلوی اسٹیشن سے بڑی تجارتگاہ ہے۔ آبادی قریب ۷ ہزار کے ہے۔ اسمین بنجارہ لوگ زیادہ رہتے ہین۔ ریشم کی تجارت کثرت سے ہوتی ہے۔

ضلع نلگنڈہ

یہ ضلع درمیان ۱۶- ۲۱- ۱۷- ۴۷ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۸- ۳۸- ۷۹- ۵۵ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔ نلگنڈہ کی بستی دو طرف پہاڑون سے اور دو طرف مٹی کے پشتون سے گہری ہوئی ہے عرض مین بہت تنگ اور سراسر لمبی ہے۔ ان پہاڑونمین سے ایک کا نام نلّا۔ اور دوسرے کا گنڈا ہے۔ اور یہی اس بستی کی وجہ تسمیہ ہے۔ یہان بچھوؤنکی سخت کثرت ہے۔ اسکے شمال مین ضلع ورنگل۔ جنوب مین دریائے کرشنا۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور تعلقات صرفخاص مغرب مین اضلاع اطراف بلدہ محبوب نگر۔ واقع ہین۔

اس ضلع مین اکثر کہسار ہین۔ مگر پہاڑ مسلسل نہین ہین۔ اور دریاؤن مین صرف کرشنا۔ اور اوسکی خراجگذار ندیان موسی۔ ویلیٹر وندی۔ پدا واگ وغیرہ بہتے ہین۔ تالاب قریب (۲۰۰) کے ہین۔ انمین دیول پلی۔ چیرو پلی۔ گوکا وارم۔ مدارم۔ من کنڈہ۔ اندووتی کے تالاب بہت بڑے ہین۔ آب و ہوا مرطوب۔ گرمی شدت کی ہوتی ہے۔ آبادی کل (۷۲۷۲۹۹) ہے۔ زبان تلنگی۔ مرہٹی۔ بنجارہ بولی جاتی ہین۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات نلگنڈہ۔ سوریاپیٹہ۔ مریال گوڑہ۔ دیور کنڈہ۔ بھونگیر چیریال

مستقر حکمرانون) کو دائر مستقر (بوہم چرلہ) ہین قبل ازین صرف مقدم الذکر پانچ تعلقات تھے۔ اب ضلعبندی جدید مین موخر الذکر دو تعلقات اور شریک کئے گئے ہین۔ کودار و چریال پہلے ورنگل کے تعلقات تھے۔

مشہور و قابل ذکر قصبات حسب ذیل ہین۔

میسرم۔ حیدرآباد سے ۱۰ میل پر ایک قصبہ ہے۔ جہان میسرم کی فوج رہتی ہے۔ یہان اورنگ زیب نے ایک بتخانہ توڑ کر مسجد بنائی تھی۔

دیلور کنڈہ۔ یہان پہاڑی قلعہ ہے۔ جسکے دامن مین محصور بستی ہے۔ یہان کے رومال نہایت عمدہ ہوتے ہین۔ گوسوت اونکا موٹا ہوتا ہے۔ لیکن رنگ اور مضبوطی مین اعلیٰ اور بہتر ہین۔

بھونگیر۔ یہان غلہ اور تنباکو کثرت سے پیدا ہوتا ہے خافی خان نے لکھا ہے کہ یہان ایک مشہور ڈاکو پاپارائے نامی ایک گروہ جمع کر کے قصبہ شاہپور کو اپنا مسکن بنایا تھا بھونگیر اور ورنگل وغیرہ مقامات کو تاراج کیا۔ آخر کار قتل ہوا۔ اوسکا سر اور ہاتھ پاؤن حیدرآباد کے دروازہ پر عبرت کے لئے آویزان کئے گئے تھے۔ بھونگیر مین حضرت شاہ جمال بہار صاحبؒ کا عرس ماہ جمادی الاول مین نہایت تکلف و اہتمام سے ہوتا ہے۔ ہزارہا آدمی دور دور سے جمع ہوتے ہین۔

جاگیرات صرفخاص جو بجائے نقد روپیہ دینے کے اخراجات متعلقہ خاص حضور پرنور کے واسطے علیحدہ کئے گئے ہین جنمین بعض تعلقات کا انتظام خود حضرت اقدس و اعلیٰ بذریعۂ معتمد صاحب صرفخاص انجام فرماتے ہین - اور چند تعلقات کا انتظام بتوسط تعلقدار اضلاع علاقۂ دیوانی ہوتا ہے اسمین ایک ضلع (جسکو اطراف بلدہ کہتے ہین) اور چند تعلقات ہین - اسکے علاوہ دو تین پیات منضبط جاگیرات کے بھی صرفخاص مین شریک ہین - مثلاً تحصیل جوکل (جاگیرات نواب میر حیات علیخان اعتصام الدولہ مرحوم عرض بیگی) و پٹی عطاپور (جاگیر حضرتہ ولاور النسا بیگم صاحبہ مغفورہ) وغیرہ - اور حال ہی مین وہ تعلقات و باغات علاقۂ صرفخاص بھی جنکو حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نے شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے تفویض فرمائے تھے - علاقۂ پائگاہ سے بحکم اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ صرفخاص مین شامل و منتقل ہو گئے ہین - جنکی تفصیل حسب ذیل ہے -

از علاقۂ نواب سر خورشید جاہ مرحوم	از علاقۂ نواب سر وقار الامرا مرحوم
۱ تعلقہ کھڑکہ باراہلی - ۲ پٹی ساستور - ۳ موضع حیات نگر ۴ موضع حیدر گوڑہ - ۵ موضع ناچوارم - ۶ موضع لالہ گوڑہ - ۷ باغ حیات نگر - ۸ باغ لالہ گوڑہ - ۹ باغ بیرن علی آباد ۱۰ باغات سردونگر -	۱ تعلقہ اوپل - ۲ تعلقہ ہمنا آباد - ۳ موضع ناگورا - ۴ باغ منصور آباد - ۵ باغ مالے میان -

علاقۂ صرفخاص کے صدر اعلیٰ کو معتمد صاحب صرفخاص کہتے ہین جنکے دو مددگار ہین اور ناظم تقسیم تنخواہ محلات و ناظم صاحب مخارج و مہتمم جمعیت صرفخاص بھی معتمد صاحب صرفخاص کے تحت مین ہین - ضلع اطراف بلدہ کا انتظام ایک اول تعلقدار کے سپرد ہے اور امداد کیلئے

ایک دوم تعلقدار ایک سیوم تعلقدار - ایک مددگار عدالت - ایک مددگار مال - ایک ناظم عطیات ایک مددگار آبپاشی وصفائی وتعمیرات ایک مہتمم کوتوالی مقرر ہین - علاوہ ان کے تعلقات سرکار پنج احدہ تحصیلدار اور صیغہ کوتوالی مین چار پانچ امین بھی معین ہین - صرفخاص کے جملہ مواضعات کی آمدنی تخمیناً ۴۲ لاکھ روپیہ ہے - اور حال مین جو تعلقات و باغات تا تیکاہ سے متعلق ہوئے ہین اونکی آمدنی علاوہ برین ہے -

حدود و مساحت اطراف بلدہ

ضلع اطراف بلدہ درمیان ۱۱-۴۷- اور ۱۷-۴۵ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷-۳۰- اور ۷۹ شرقی طول بلد کے واقع ہے -

حدود - رقبہ - پہاڑ - دریا

شمال مین بیدر - میدک - ایلگندل - جنوب مین ناگرکرنول - مغرب مین گلبرگہ - مشرق مین ناگنڈہ اور کچھ حصہ ناگرکرنول کا ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع - چھوٹی پہاڑیان ایسی واقع ہین کہ گویا ایک طوفان عظیم نے اس سرزمین کو دہوڈالا ہے اور موسی ندی سوائے ہولے مغربی حصہ کے سراسر شرقاً - غرباً اس ضلع مین واقع ہے - اور اوسمین ایک اور ندی پرگی شمال ہوکر غربی - جنوبی حصہ کو سیراب کرتی ہے - تانڈور کے نزدیک ایک چھوٹی ندی ہے جو خود ہی اسی نام سے مشہور ہے - تالاب اس ضلع مین بڑے اور وسیع ہین - آب وہوا ہمیشہ مرطوب اور آبادی تقریباً ۸ لاکھ ہے -

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین چار تحصیلین ہین - تحصیل ۱ سمت شمالی (مستقر تعلقہ مڑپل) تحصیل ۲ سمت جنوبی (مستقر تعلقہ مکال) تحصیل ۳ سمت شرقی (مستقر تعلقہ باغ عنبرپیٹہ) تحصیل ۴ سمت غربی

(مستقر تعلقہ آصف نگر) ہے ان کے علاوہ تعلقہ ٹپلور۔ پٹی بدالپور۔ تحصیل جوکل۔ پٹی عطاپور۔ تعلقہ املکاپور۔ کا تعلق بھی ضلع اطراف بلدہ سے متعلق ہے۔ اور وہ تعلقات دیہات جو علاقۂ پائیگاہ سے مرفحاص مین منتقل ہوئے اونکی تفصیل ہم نے اوپر بیان کردیا ہے جو مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ضلع اطراف بلدہ کے قابل ذکر مقامات و آثار قدیمہ کی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

سکندرآباد۔ بلدۂ حیدرآباد سے ۶ میل شمال و شرق کی جانب سب سے بڑی چھاؤنی (۱۸۲۰) فیٹ سمندر سے بلند آبادی تقریباً ۷۶ ہزار نواب سکندرجاہ مغفور کے نام سے موسوم ہے اسمین مدراس کی فوج اور امدادی فوج رہا کرتی ہے۔ اس کے تھوڑے فاصلہ پر ترنل گیری واقع ہے۔ یہان سولجرس کے لئے نہایت نفیس دومنزلہ بارکس بنی ہوئین ہین۔ اسکے شمال مین بلارم ہے جسکو الوال بھی کہتے ہین یہان پر انگریزی اور کنٹجنٹ کی فوج رہتی ہے۔ یہان کی سالانہ جاترا مہاراجہ مدارالمہام بہادر سرکار کی جانب سے نہایت دھوم دھام کیساتھہ ہوتی ہے۔

گولکنڈہ۔ حیدرآباد سے ۵ میل غرب کے جانب ایک پہاڑی پر یہہ قلعہ واقع ہے۔ ابتدا مین یہہ ایک چھوٹا سا قلعہ پانگل نام تھا۔ بعد مین گولکنڈہ سے موسوم ہوا جسکو راجۂ ورنگل نے بناکر ۱۳۶۵ء مین محمد شاہ بہمنی کو دیا تھا۔ بعد مین قطب شاہیون کا پایۂ تخت ایک مدت تک رہا۔ جنہون نے اسکو مستحکم و وسیع کیا اور قلعۂ محمد نگر نام رکھا۔ اور بھدا ابراہیم قطب شاہ نو مہینے کے عرصہ مین ۲۰ لاکھ کے صرفہ سے قلعہ کا حصار تیار ہوا۔ اسکے حصار و حدود اسقدر وسیع ہین کہ اسکو ایک شہر کہنا چاہئیے۔ قلعہ کے اندر نومحل۔ نقارخانہ۔ عاشورخانہ۔ بہت سے شاہی مکان اسوقت بھی شکستہ حالت مین موجود اور قلعہ کے باہر سلاطین قطب شاہیہ کے متعدد گنبد ایستادہ ہین۔

حیدرآباد دکن - تاریخ قطب شاہی مین لکھا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ نے ۹۹۸ھ مین شہر حیدرآباد کی بناڈالی - اور فرشتہ لکھتا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ نے اپنی معشوق بھاگمتی کے نام بھاگ نگرآباد کیا - اور ۷ سال کے بعد پہلے نام کو بدل کر حیدرآباد سے موسوم کیا بعض مورخون کا یہہ قول ہے کہ یہہ شہر ۱۰۰۰ھ مین بنایا گیا جسکی تاریخ بنا - یا حافظ ۱۰۰۰ اور تاریخ اختتام مفرخندہ بنیاد ہے - جب خاندان قطب شاہیہ کا خاتمہ ہوا - اور اورنگ زیب ۱۰۶۸ بادشاہ دہلی کے قبضہ مین آیا تو اوس نے میر بھادر دل خان سبزواری المخاطب بہ جان سپار خان کو حیدرآباد کا صوبہ مقرر کیا ۱۱۱۳ھ مین جان سپار خان کے انتقال پر اوسکا بیٹا رستم دل خان مامور ہوا جسکو شہزادہ کام بخش نے سیکڑون تکلیفین دیکر مارا - اسکے بعد شاہزادہ کام بخش بہادر شاہ سے جنگ کرکے مارا گیا تو بہادر شاہ نے یوسف خان روزبہانی کو صوبہ داری دی جب یوسف خان مرگیا تو فرخ سیر نے خواجہ محمد المخاطب مبارز خان عماد الملک کو حیدرآباد کا صوبہ بنایا اس نے حیدرآباد کی حصار بنوائی - مگر ناتمام رہگئی - چنانچہ اُس کے عہد مین صرف دروازہ چادرگھاٹ و دبیرپورہ کے جانب فصیل بلا کنگرہ تیار ہوئی - بعدازان آصف جاہ بہادر کا قبضہ ہوا تو آپ نے باقی فصیل کنگرہ دار تعمیر کروائی - جسکا دور ۷ میل - رقبہ ۲ مربع میل ہے -

پل کہنہ - سلطان ابراہیم قطب شاہ نے دولاکھہ ہون کے صرفہ سے تعمیر کروایا جسکی تاریخ صراط المستقیم ہے اس پل کے تعمیر کے نسبت یہہ قصہ مشہور ہے کہ سلطان ابراہیم ۹۸۱ھ کا بیٹا محمد قلی ایک طوائف بھاگ متی (جو موضع چچلم مین رہتی تھی) پر عاشق تہا - اور اوس کی آمد و رفت روزانہ طوائف کے پاس رہتی تہی - ایک روز حسب عادت جانا چاہا تو موسیٰ ندی طغیانی پر تھی - مگر اوسکی ملاقات کے شوق مین گھوڑا ندی مین ڈالا

اور پار ہوگیا۔ جب سلطان ابراہیم کو معلوم ہوا تو فوراً اس پل کی تیاری کا حکم دیا۔

پل چادر گھاٹ ۔ یہہ پل بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر ۱۲۴۶ھ میں تیار ہوا اسکی تاریخ یہہ ہے ؎ ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ ؎ کہ عدیمش گھے ندیدہ نگاہ ؎ شد چو حکمش تمام راجہ چندو پل ؎ زود ساز ند پل بنام و نگاہ ؎ بامسہ عقل سیجر اسٹورٹ ؎ پل بنا کرد مثل ہمر وماہ ؎ ۔

پل افضل گنج ۔ یہ پل حسب الحکم نواب افضل الدولہ بہادر ۱۲۷۶ھ میں تعمیر ہوا۔ تاریخ حسب ذیل ہے (بعہد افضل الدولہ بہادر ؎ نظام الملک آصف جاہ دوران ؎ الٰہی تا بود تابان مہ و خور ؎ بود خورشید اقبالش درخشان ؎ نکو دیوان او مختار ملک است ؎ کہ نیکی را بود ہر حال خواہان ؎ بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر ؎ سفیر نیکدل ذی شوکت و شان ؎ صراط مستقیم رہ و اندیسی ؎ ز معنی مصرعۂ تاریخ برخوان ؎ ۔

پل چنپا دروازہ ۔ اس پل کو نواب غالب الملک مرحوم نے رفاہ عام کے لئے بصرف زر ذاتی ۱۳۱۸ھ میں تعمیر کرایا۔ اور رسم افتتاح میں حضرت اقدس و اعلیٰ مدظلہ العالی تشریف فرما ہوئے تھے اسکی تاریخ مولوی سید عبد القادر صاحب قانع نے یہہ کہی ہے (بعہد مین حضرت آصف کے بنایا غالب الملک کا پل موسیٰ پر ؎ اسکی تاریخ کہی قانع نے ؎ واہ کیا خوب عمارت بہتر ؎

کوہ مولا علی ۔ حیدرآباد سے ۸ میل پر ہے ۔ ۱۶ ۔ ۱۷ ۔ رجب کو ہر سال عرس ہوتا ہے ہزارون آدمی آتے ہین ۔ ۱۸ رجب کو پہاڑ کے واپسی پر لنگم پلی مین ایک بہت بڑا میلہ ہوتا ہے ۔ تزک قطبیہ مین مرقوم ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کا خواجہ سرا یاقوت نام بغرض تبدیل آب و ہوا لالہ گوڑہ مین مقیم تھا ۔ خواب مین ایک عرب سبز پوش نے اوسکو کہا کہ حضرت علیؑ نے تجھے یاد کیا ہے ۔ اور یہہ حضرت کے روبرو گیا تو آپ اوس جگہہ کہ اب کوہ شریف پر آستانہ ہے ۔ تشریف رکھتے تھے ۔ جب اسکی آنکھہ کھلی تو اوس نے

پہاڑ پر جاکر اشجار صحرائی کو صاف کیا۔ دیکھا کہ جس پتھر کو آپ تکیہ کئے ہوئے تھے اوس پر دست مبارک و پھاوے شریف کا نقش اوٹھا ہوا تھا۔ الغرض اوس نے معماروں کو طلب کرکے چھوٹا سا رواق سنگ و آہک سے بنواکر اون نشانات کو اسمین نصب کیا۔ اور ابراہیم قطب شاہ نے اوسکے روبرو مسجد تعمیر کروائی۔ جو تا الی الآن موجود ہے۔ محبوب السلاطین مین لکھا ہے کہ ایک رات سلطان ابراہیم گولکنڈہ کے بالاحصار پر تفریحاً ٹہل رہا تھا۔ شمال کے جانب روشنی نظر آئی پوچھا کہ یہہ روشنی کیسی ہے رائے راؤبرہمن مصاحب نے عرض کیا کہ مولا علی کا علم ہے۔ اسلئے روشنی کیگئی ہے۔ سلطان نے جانیکا ارادہ کیا۔ کہتے ہین کہ وہان دراصل بت تھا اس برہمن نے فوراً اوسکو نکال کر علم استادہ کرادیا۔ جب پادشاہ گیا تو وہان جشن حیدری ترتیب دیا۔ اور غربا کو کہانا کھلوایا۔ اوس روز سے اتبک ہر سال عرس ہوتا ہے۔

کوہ قدم رسول۔ کوہ مولا علی کے محاذی ایک پہاڑی ہے جو قدم رسول کے نام سے مشہور ہے۔ محمد شکر اللہ خان خانہ زاد سرکار آصفیہ نے بعہد حضرت غفرانمآب آثار شریف کو عمارت کہنہ قطب شاہیہ سے نکالکر یہان رکھا تہا۔ اور موضع ترملگیری وہان کے مجاورون کے اخراجات کے لئے جاگیر مقرر ہوئی۔ اسی پہاڑی کے متصل ایک اور پہاڑی ہے۔ جہان ایک پتھر بالائے پتھر برابر مینار کے رکھا ہوا ہے۔ کہتے ہین کہ زمانہ سابق مین کسی راجہ کا یہہ قلعہ ارجن کے نام سے مشہور تہا۔ تا حال بنیاد دیوار و پتھر کا دروازہ موجود ہے۔

سرور نگر۔ حیدرآباد سے ۴ میل جانب شرق واقع ہے۔ یہان کی آب و ہوا نہایت مفرح و صحت بخش ہے۔ ۱۲۰۸ھ مین سرور افزا بائی منکوحہ نواب ارسطو جاہ مرحوم مدارالمہام سرکار آصفیہ نے بنا کیا تھا۔ اوس زمانہ مین یہان ایک بازار نہایت تکلف کا ہوتا تھا جسمین ہاتھی۔ جواہر وغیرہ فروخت ہوتے تھے۔

سلطان نگر- یہ پرانے قلعہ کے نام سے مشہور اور سمندر نگر کے متصل ہے- سلطان محمد قطب شاہ نے ۱۰۳۰ھ مین اسکی بناڈالی تھی- مگر ناتمام رہگئی- اب بھی ویران قلعہ کے نشانات باقی ہین-

جامع مسجد- یہ مسجد باہتمام الف خان (جو امرائے قطب شاہیہ سے تہا) دو لاکھ روپیہ کے صرفہ سے ۱۰۰۱ھ مین تعمیر ہوئی- اسکے متصل- خانقاہ- مدرسہ- حمام بھی تیار کئے گئے-

مکہ مسجد- سلطان محمد قطب شاہ نے اپنے ہاتھ سے ۱۰۲۳ھ مین اسکی بنیاد کا پتھر رکھا- اور مسجد کا نام بیت العتیق رکھا گیا- جب اورنگ زیب نے گولکنڈہ فتح کیا تو یہ مکہ مسجد کے نام موسوم ہوئی- اور اس عہد مین حصار- حوض- دروازہ- برج- کلس وغیرہ تیار ہوئے- اور خانہ دسطے متصل منبر کے (جو وسیع تھا) دیوار کھینچ دیگئی- اسکا طول (۷۰) درعہ عرض (۴۳) درعہ- بلندی معہ کلس (۴۹) درعہ ہے-

شاہی عاشور خانہ- بعہد حکومت سلطان محمد قلی ۱۰۳۲ھ مین ساٹھ ہزار روپیہ کے خرچ سے تیار ہوا- اور سلطان عبداللہ کے زمانہ مین چین کی نقاشی کیگئی-

نعل صاحب- کہتے ہین کہ آنحضرت کا خود مبارک جو معرکۂ کربلا مین جناب سید الشہدا کے سر مبارک پر تہا- اوسکی بنی کا ٹکڑا میدان کارزار مین گر پڑا- کسی زردار نے پایا- اور وہ رفتہ رفتہ عادلشاہون کے ہاتہہ آیا- سلطان عصر نے اوسکو نقرئی تعویذ مین بند کرکے اور اوپر صندل لپیٹ کر لفظ اللہ کی صورت علم بنواکر بمقام بیجاپور عشرہ شریف مین استادہ کرتا تھا- جب وہ سلطنت مغلون کے ہاتہہ آئی تو وہ علم حیدرآباد لایا گیا- اور ابتک عشرۂ شریف مین غرہ کو استادہ ہوتا ہے اور نوین کو شب عاشورہ اوسکی سواری نہایت تزک و احتشام کیساتہہ اوٹہتی ہے-

حسینی علم- ایک شخص آغا علی نام نے ایک آہنی علم بنواکر ایک تلوار جو مدینہ منورہ مین

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب تھی اوسکو اوس علم کے وسط مین نصب کرکے
بزمانۂ قطب شاہیہ حیدرآباد لیکر آیا۔ پادشاہ نے اوسکا استقبال کیا۔ اور اوسکو طلا کاری نشان
کرکے عشرہ شریف مین استادہ کرنیکا حکم دیا۔

علم بی بی۔ بی بی حیات ماصاحبہ ایک علم پنجتن پاک کے اسامہ متبرکہ کا طغرا بنواکر حیدرخدمتگار کے
ذریعہ محرم شریف مین شہر کے باہر استادہ کرواتی تہین۔ اسلئے عوام مین اوسکا نام بی بی کا
علم مشہور ہوگیا۔ چنانچہ تاحال اوس رسم قدیم کے موافق بروز عاشورہ نہایت ہی طمطراق سے
ہاتھی پر سواری نکلتی ہے تماشہ بین و معتقدین ہزارون ساتھہ رہتے ہین۔ کسیقدر سرکاری
فوج بھی انتظام کیلئے ساتھہ رہتی ہے۔

لنگر۔ کہتے ہین کہ سلطان عبداللہ ۱۳ ذیحجہ کو من مورت ہاتھی پر سوار ہوکر نکلا تہا۔ دفعتاً ہاتھی
مست ہوکر جنگل کو نکل گیا۔ سلطان کی والدہ نے بیقرار ہوکر درگاہ ایزدی مین التجا اور
یہہ نذر کی کہ شہزادہ سلامت آوے تو ایک لنگر (زنجیر) سونیکا ہاتھی کے لنگر کے ہموزن
ہوکر حسینی علم بھاؤنگی۔ پھر اوسکے ٹکڑے کرکے محتاجون مین تقسیم کرونگی۔ چنانچہ شہزادہ
صحیح وسالم آیا۔ بی بی نے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ اور اوس روز سے لنگر کا رسم شہر حیدرآباد
مین رواج پایا۔ محرم شریف مین اتبک ہزارون لنگر امیر و غریب کے گھرون سے
نکلتے ہین۔ یہانتک کہ خاندان آصفیہ مین بہی یہہ رسم جاری ہے۔ اور ۵ محرم کو جو لنگر
مشہور ہے وہ صرف شاہی فوج کا داخلہ ہے۔

چشمہ بی بی۔ بخشی بیگم عرف حیات بی بی ماصاحبہ مادر سلطان عبداللہ قطب شاہ شہر کے
جنوب ایک صحرائے پرفضا مین جہان ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک چشمہ تہا ہر پنجشنبہ سیر کو
جایا کرتی تہین۔ اوس زمانہ سے اس چشمہ کا نام بی بی کا چشمہ مشہور ہوگیا۔ چونکہ ایک

اسم جسکا اطلاق کثیر پر آتا ہے اور وہ مطلق کہا جاوے تو ذہن سامعین کا فرد کامل کے طرف جاتا ہے
پس بدین لحاظ بی بی کے نام سے جناب سیدۃ النساء مراد لیکر مخلوق نے وہان جمعہ بنایا
فی زماننا اکثر کنواری لڑکیون کو وہان لیجاکر نہلاتے ہین - اور یہہ منت جلد شادی ہونیکے لئے کیجاتی ہے

فلک نما - بی بی کے چشمہ کے متصل جو پہاڑی ہے - اوسپر ایک عالیشان محل نواب سر وقار الامرا بہادر نے بنوایا تھا - جسکا نام فلک نما مشہور ہوا - اب یہہ مکان حضرت اقدس واعلیٰ کی ملک ہے - کیونکہ نواب صاحب موصوف نے اپنی زندگی مین یہ عالیشان محل حضرت بندگانعالی کو فروخت کر ڈالا تہا -

بم رکن الدولہ - بلدہ سے ڈیڑہ کوس پر بھیہ پانی کا چشمہ واقع ہے - جسکو نواب رکن الدولہ مدار المہام سرکار آصفیہ نے ۱۲۳۳ھ مین تعمیر کرایا تہا - جسکی تاریخ یہہ ہے (چون آن رکن دولہ بنام حسین ؛ بنا کرد این چشمۂ فیض عام ؛ پئے سال تاریخ گفتا خرد ؛ بخور آب سرد و بیاد امام ؛ اس چشمہ کا پانی نہایت خوشگوار و لطیف ہے - چنانچہ ابتک سلاطین آصفیہ اسی چشمہ کا پانی نوش فرماتے ہین - اور چشمہ پر ایک پہرہ ہمیشہ متعین رہتا ہے اور کمال حفاظت کیساتھ سے بھرپانی آتا ہے -

باغ جہان نما - بیرون دروازہ علی آباد بعہد نواب مغفرت منزل ۱۲۳۸ھ مین نواب مشیر الامرا امیر کبیر بہادر نے ایک دلچسپ و پر فضا باغ تیار کرا کر متعدد مکانات بطرز جدید وضع عجیب بنوائے تھے کہتے ہین کہ باغ و مکانات کی تیاری مین تقریباً پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوئے

بارہ دری مہاراجہ چندو لال - دروازہ کے باہر مہاراجہ چندو لال نے ایک بہت بڑا باغ اور بارہ دری بصرف زر کثیر تعمیر کرایا تھا - جو تا حال موجود ہے - اکثر اشخاص سیر و تفریح کے لئے وہان جاتے ہین -

باغ عامہ - جسکو محبوب باغ اور پبلک گارڈن بھی کہتے ہین شہر سے ۲ میل کے فاصلہ پر ایک نہایت وسیع باغ بہد (نواب سر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ بہادر) بصرف زر کثیر تیار کیا گیا اور اس باغ مین اقسام اقسام کے چرند و پرند موجود ہین - شیر چیتے بوزنے - وغیرہ بھی رکھے گئے ہین اور عین وسط مین ایک مختصر سا مکان جسکی دیوار و چھت و دروازے وغیرہ لوہے کے ہین بنایا گیا ہے اور اسی باعث وہ لوہے کے مکان سے موسوم بھی ہے حال ہی مین یادگار جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک حضور پرنس آف ویلز کے تعمیر کا بنیادی پتھر بھی رکھا گیا ہے غالباً عنقریب مین تیار ہو جائیگا اور چہل سالہ سالگرہ مبارک کا جشن بھی اسی باغ مین انجام پایا تھا - چنانچہ اوس جشن کے لئے ایک دربار ہال مکان ایمفی تھیٹر کی طرز و روش پر تیار کیا گیا تھا جو ہنوز موجود ہے - اور پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے موقع اور چہل سالہ سالگرہ مبارک کی یادگار مین - یہان ایک بہت بڑی نمایش گاہ قایم کیگئی تھی اس باغ کو مجموعی حیثیت سے اگر حیدرآباد کا عجایب خانہ کہین تو سزاوار ہے کیونکہ یہان پر سیر و تفریح کے کل اسباب مہیا اور موجود ہین اور حیدرآباد مین کسیوقت پر جو نامکون کا ورود ہوتا ہے تو اونکا ٹھیرنا اکثر اسی باغ مین قایم کیا جاتا ہے -

پہاڑی حضرت باباشرف الدین صاحب قدس سرہ العزیز - یہ پہاڑی شہر سے تقریباً ۱ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے اور حضرت کا مزار اس پہاڑی پر واقع ہونے سے آپ ہی کے نام سے موسوم ہے چنانچہ ہر سال ۲۰ شعبان کو حضرت کا عرس نہایت تکلف و اہتمام سے ہوتا ہے ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین -

پہاڑی حضرت شاہ محمود صاحب قدس سرہ العزیز - یہ پہاڑی شہر سے تقریباً ۵ میل کے

فاصلہ پر ہوگی اور حضرت موصوف کی مزار کے لحاظ سے یہ پہاڑی حضرت کے ہی نام سے موسوم ہے ہر سال عرس نہایت دھوم دھام سے ہوتا ہے۔

جاترا کشن باغ - یہ باغ میر عالم کے تالاب کے متصل ہے اور راجہ راگھورام متوفی کا یہ باغ ہے اور یہ جاترا بھی راجہ صاحب موصوف کی بنا کردہ ہے اب ان کی اولاد میں راجہ گیانی لعل بہادر اور راجہ دیسدیو رائے صاحب موجود ہیں جنکے حسن انتظام سے یہ جاترا ہر سال دھوم دھام کیساتھ ہوتی ہے ہزاروں ہنود جمع ہوتے ہیں۔

جاترائے رام باغ - اس جاترا کے بانی راجہ درگا پرشاد متوفی اشرف محلات مبارک تھے اور ہر سال بصرف زر کثیر یہ جاترا انجام پاتی ہے ہزاروں ہنود جمع ہوتے ہیں۔

اب ہم یہاں پر شہر حیدرآباد کے مشہور مقامات و آثار قدیمہ وغیرہ کی تفصیلی حالات کو ختم کرتے ہیں اور ذیل میں اجمالاً بعض بعض مقامات کے اعراس و میلے و جاترا وغیرہ کے صرف نام لکھدیتے ہیں کیونکہ اگر تفصیل سے کام لیا جاتا تو ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی۔

اعراس	حضرت بندہ نواز شاہ صاحب قادری حضرت حسین شاہ ولی قادری حضرت مکہ شاہ صاحب حضرت نواب صاحب حضرت شاہ خاموش صاحب حضرت درگا پرشاد صاحب حضرت نور الدین شاہ صاحب حضرت یوسف شریف صاحب حضرت محمد حسن صاحب حضرت آغا داؤد صاحب حضرت ادرکے شاہ صاحب حضرت فرید صاحب حضرت میر مومن صاحب حضرت حبیب علیشاہ صاحب حضرت بہار علیشاہ صاحب عرس اعلیٰ بر درست خان حضرت موسیٰ صاحب قادری
چشمے	راد ہا باغ - لچھمن باغ - جلال گوڑہ - چندرائن گٹہ - الوال - باغ مرلیدہر - سیتارام باغ -
تالاب	تاڑبن - منکی کی باولی - سرور نگر - عنبر پیٹہ - چنا پیٹہ - رامتالپور - سلطان باغ - باغ ٹولی چوکی - پیرا دیگوڑہ - چشمہ
مساجد	مسجد چوک - مسجد دار الشفا - مسجد افضل گنج - مسجد عبا گاہ - موتی مسجد - مسجد ٹیپو خان - مسجد الماس - مسجد قطب عالم صاحب - مسجد کاروان -
باغات	کنگ کوٹھی - باغ عدن - باغ لنگم پلی - سرائے ٹیپو خان - کوٹھی محسن الملک -

ملک مفوضہ پر

جب ۱۷۹۹ء مین سرنگ پٹن مفتوح ہوا۔ اور ملک میسور کا تقسیم کرنیکی تجویز سرکار عظمت مدار نے سرکار عالی سے یہہ اقرار کیا تہا کہ وہ اس سرکار کو ہمیشہ پائیدار کو اونکے نہایت خوفناک دشمنون سے بچانیکے لئے ایک مستقل فوج دس ہزار پیدل اور ایک ہزار سوار کی یہان رکہیگی۔ واقعی یہہ وہ زمانہ تہا کہ سلطنت آصفیہ اپنے چند طبائع و نفسہ پرستون سے گھری ہوئی تہی۔ یعنے پیشوا۔ سندیہا۔ ہولکر۔ بھونسلہ۔ یہ چاروں مرہٹے اس کشمکش مین تہے کہ سلطنت آصفیہ کے حصے کرلین یا کم سے کم ریاست کا بہت بڑا حصہ اپنے لین۔ الغرض ۱۸۰۰ء مین ایک عہدنامہ ترتیب پایا۔ اور اوسکے رو سے سرکار عالی نے سرکار عظمت مدار کو بہت بڑا حصہ ریاست میسور کا جو اون کے حصہ مین آگیا تہا بدین وعدہ عطا فرمایا کہ اس عطیہ کے معاوضہ مین وہ اپنے ذاتی خرچ سے کم از کم نو ہزار فوج ہر طرح مسلح اور مستعد یہان رکہا کرین۔ یہی اس فوج کی ابتدا اور بنیاد ہے۔ جسکو حیدرآباد سبسڈیری یا کمکی فوج حیدرآباد کہا کرتے ہین اس فوج کی ایجاد سے صرف یہی مطلب تہا کہ فقط بیرونی دشمنون کے لئے کام آئے۔ چنانچہ عہدنامہ کے یہہ فقرے صاف تہے کہ یہ فوج نہ سلحداری اور پولیس کا کام دیگی اور نہ محاصل کے وصول کرنیمین مدد کریگی

آخر سنہ ۱۸۰۵ء مین یہہ فوج قایم کیگئی مگر جب ایک بار دو وقت علاقۂ برار مین چند مفسد امرا کے مقابلہ مین بھیجی گئی تو ایسی بغاوت ظاہر کی کہ آیندہ کے لئے انتظام مکرر ضرور معلوم ہوا۔ اور مسٹر سرسی رسل صاحب رزیڈنٹ نے یہہ کام اپنے ذمہ لیا۔ اور سنہ ۱۸۱۲ء مین کئی پلٹین قایم کرکے اون پر یورپین افسر مقرر فرمائے۔ سال بسال اس فوج کی تعداد بڑہتی گئی اور رسل برگیڈ کے نام سے مشہور ہوئی سنہ ۱۸۱۷ء سے سنہ ۱۸۱۹ء تک اسکا شمار ۷ یا ۸ ہزار کے درمیان رہا ہے۔ اور جنگ پنڈارون مین اس فوج نے نہایت دلیری سے کام کرکے اپنے کو اسم دلیر ثابت کیا۔ اس زمانہ مین اس چھوٹی سی فوج کا سالیانہ خرچ ۳۰ لاکھ روپیہ تھا جو سرکار نظام دیتی تہی۔ مگر فوج صاحب عالیشان کے تحت کہلاتی تہی۔ اور تقررات بہی وہی کرتے اس فوج کے خرچ کا مالی انتظام دلیم پامر اینڈ کو کی بڑی دوکان سے متعلق تہا۔ جنکے لوگ اورنگ آباد کے اطراف واکناف کے بڑے بڑے اضلاع کئے گئے تہے۔ کیونکہ وہ اس فوج کا مستقر قرار دیا گیا تہا۔ اگرچہ اس طریقہ سے اور خصوصاً اس وجہ سے کہ پامر اینڈ کمپنی کے سود کی شرح ۱۲ فیصدی سے چوبیس روپیہ فیصدی سالانہ تھی سرکار پر زیادہ بار پڑتا تھا مگر جمعیت کی تنخواہ برابر دیجاتی تہی سنہ ۱۸۲۰ء مین مسٹر رسل کا تبادلہ ہوا اور مسٹر چارلیس مٹکاف (جو بعد لارڈ ہوے) اونکے قایم مقام قرار پائے۔ جب یہہ رزیڈنٹ ہوے تو انہون نے اس ساہوکار کے کو بُری نظر سے دیکہا اور خیال کیا کہ اگر فوری تدارک نکیا جائے تو آگے چلکر یہہ لوگ ریاست مین ایک خوفناک پولیٹکل طاقت پیدا کرینگے۔ چنانچہ اس خیال سے انہون نے اس دوکان کے مالی تعلقات کو جو ریاست کے ساتہہ تہے منقطع کردیا اور ۷۰ لاکھ کا قرضہ جو اس دوکان نے اوندنون سرکار کو دیا تہا۔ معہ دوسرے ذمہ داریون کے سرکار عظمت مدار کے ذمہ کرادیا۔ غرض کہ جملہ رقم قرضہ ایک کروڑ ساٹہہ لاکھہ روپیہ سرکار

عظمت مدار نے اپنے ذمہ لی اور اوسکی ادائی مین رقم خراج سرکار شمالی جو سرکار عظمت مدار سے بحساب ۶۰ لاکھ سالیانہ اس سرکار کو ملا کرتی تہی ہمیشہ کے لئے معاف کر دیگئی اس کارروائی کے دو سال بعد پامر اینڈ کو نے دیوالہ نکالا یہہ زمانہ مہاراجہ چندو لال بہادر کے مدار المہامی کا تہا۔ مہاراجہ بہادر نے صاحب عالیشان کو کنٹجنٹ مین مداخلت کرنیکا پورا حق دیدیا اسلئے اب پانچ بریگیڈیر رکھے گئے۔ ہر ایک کے ساتہہ کامل اسٹاف مقرر کیگئی اور افسرون کو بہی خاص و معقول تنخواہ دیجانے لگی جس سے کنٹجنٹ کا ماہانہ خرچ تین لاکھ سے بہی زیادہ ہوگیا چونکہ مہاراجہ بہادر کو سرکار عالی کی ضرورت کے کنٹجنٹ کی تنخواہ کی ادائی کے لئے قرض لینے کی لامحالہ ضرورت واقع ہوتی تہی جو ہمیشہ بڑہتے ہوئے سود پر ساہوکارون سے لیا جاتا تہا۔ اور ادائی مین متفرق اضلاع اون کے نام منتقل کر دئے جاتے تہے اس کارروائی کا ضروری نتیجہ یہہ تہا کہ محاصل ریاست مین رفتہ رفتہ کمی واقع ہوتی گئی۔ اور مہاراجہ بہادر کو سال بسال کنٹجنٹ کی فوج کا روپیہ دینے مین دقت واقع ہونے لگی۔ کنٹجنٹ کے خرچ کا کیا پوچہنا وہ تو بتدریج ۴۰ لاکھ تک بڑہ گیا مگر تنخواہین علی حالہ زیر باقی مین پڑتی گئین آخرش نوبت یہانتک پہونچی کہ [illegible] مین سر کار عظمت مدار نے ۵۰ لاکھ کا دعوے ہی کر دیا ۱۳ سال تک اسکی ادائی کے لئے منعقد جھگڑا چلتا رہا۔ یہانتک کہ ۱۸۴۳ء مین مہاراجہ بہادر کی دیوانی ختم ہوئی اوسکے بعد ریاست مین مدار المہامون کا متواتر تغیر و تبدل ہوتا رہا۔ کئی مہینون تک تو بالکل کوئی مدار المہام ہی نہ رہا اور مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تہی۔ ایک طرف سے روپیہ کا تقاضا دوسرے جانب سے اقرار و حیلہ کیا جاتا تہا کبہی یہ ہی ہوتا تہا کہ کچہہ روپیہ علی الحساب دیدیا جاتا اور پہر وہین ابتدائی حالت ہو جاتی یہ تو سب کچہہ ہوتا تہا مگر کنٹجنٹ یا اوسکے خرچ مین تخفیف کرنیکی کوشش نہین کیجاتی تہی اور نہ طرفین سے اس فوج کے توڑنیکی خواہش ظاہر ہوئی ۱۸۵۱ء تک یہی

حالت رہی اور سرکار عظمت مدار کا قرضہ شش لاکھ تک پہونچ گیا اس زمانہ مین لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل ہوے انہون نے جنرل فریزر کو لکھا کہ سرکار عالی پر اس قرضہ کے نسبت دباؤ ڈالا جائے، اور یہہ تجویز ہوی کہ بعض اضلاع علاقہ برار چند سال کے لئے تا ادائی قرضہ گورنمنٹ کو سپرد کئے جائین مگر یہہ بات حضرت بندگانعالی کو ناگوار گذری اور خزانہ صرفحاص سے نصف رقم قرضہ یکمشت ادا کر دیگئی اس سے کچھہ عرصہ تک امن رہا لیکن شدہ شدہ پھر حالت بد سے بدتر ہوگئی پھر لارڈ ڈلہوزی نے لکھا کہ اگر ۱۸۵۲ء کے ختم تک مناسب انتظام ہوگا تو اس قرضہ اور آیندہ کے خرچ کے نسبت کوئی معتدبہ ضمانت درکار ہوگی اب تمکو دیکھنا یہہ ہے کہ قرض کی حالت اور نوبت یہانتک پہونچ گئی مگر فوج کے تخفیف کے نسبت کوئی تجویز پیش نہ کیگئی چنانچہ ۱۸۵۲ء کے آخر مین قرضہ ۵۰ لاکھہ کے حد کو پہونچ گیا اس دفعہ لارڈ ڈلہوزی نے متعلق رعایت نکرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور یہہ ٹھان لی کہ خواہ کچھہ ہو اون اضلاع پر جنہین پہلے بتا دیا گیا تھا قبضہ کر لیا جائے وہ تحریر جسمین گورنر جنرل نے اسکی تکمیل کا بیڑہ اوٹھایا ایک عجیب بلکہ حیرت انگیز کاغذ ہے چنانچہ گورنر جنرل لکھتے ہین کہ "ایک ایماندار شخص ہونیکی حیثیت سے مین خیال کرتا ہون کہ کنٹجنٹ کا وجود کسی عہدنامہ کے رو سے درست نہین ہے ۱۸۰۰ء کے عہدنامہ کے مطابق ہم صرف زمانۂ جنگ مین ۶ ہزار پیدل اور نو ہزار سوارون کی مدد کے مستحق ہین لیکن برخلاف اسکے صلح اور جنگ دونون زمانہ مین پانچہزار پیدل دو ہزار سوار اور چوبیس توپین ہمیشہ رکھی گئی ہین ہمارا حق ہز ہائنس کی فوجون سے کبھی کبھی کام لینے کا ہے مگر علاہم نے انہین بالکل اپنی فوج کی طرح رکھا ہے گذشتہ ۳۵ برس کے عرصہ مین نظام کی فوجین معاہدہ کی رو سے کبھی طلب نہین کیجا سکتی تہین کیونکہ گورنمنٹ ہندوستان اور نظام دونون

بلکہ کبھی اس عرصہ مین کسی فریق سے جنگ نہین کی لیکن اس تمام زمانہ مین کنٹجنٹ
مختلف قوتون کے ساتھہ برابر برابر رکھی گئی ہے فی الواقع کنٹجنٹ کے اخراجات
غیر معمولی اور غیر ضروری طور سے بھاری رہے ہین لیکن بحیثیت ہندوستان کے گورنر
جنرل ہونے کے یہ میرے امکان سے باہر ہے کہ مین یہہ قرضہ آپ پر معاف کردون
اگر آپکو کنٹجنٹ کا رکھنا منظور نہین تہا تو یہ بات سرکاری طور پر صاف صاف کہدینی چاہیے تھی
لیکن ایسا آپ نے کبھی نہین کیا لہذا ہم کنٹجنٹ کے خرچ کے بابت ایک ایک پائی آپ سے
پانیکے مستحق ہین اور اسکے لئے ایک نئے معاہدہ کی ضرورت ہے جس سے فوج کی تنخواہ
ماہ بماہ ملنے کا معقول انتظام ہوجائے۔ اور وہ اسطرح کہ چند اضلاع ہمیشہ کے لئے برٹش
قبضہ مین لیئے جائین اگر ہز ہائنس منظور کرلینگے تو چالیس لاکھہ کا قرضہ معاف کردیا
جائیگا اور اگر اسکی منظوری سے انکار کیا گیا اور آیندہ کنٹجنٹ کے قیام سے نارضامندی
ظاہر کیگئی تو فوج علیحدہ کردیجائیگی لیکن یہہ رفتہ رفتہ ہوسکتا ہے کیونکہ گورنمنٹ ہندوستان
انتظام کے اقرار کے بہروسہ پر اون افسرون اور سپاہیون کی نوکری کی ذمہ دار ہوچکی ہے
لیکن اضلاع کی تفویض کا دعوے اس صورت مین ہی قایم رہیگا تاکہ فوج کی استوقت
تک کی باقاعدہ تنخواہ کا جنتک کہ وہ علیحدہ کیجانے کا انتظام ہوسکے اور اگر اوسکا کوئی
خیال نہ کیا گیا تو گورنمنٹ کو اون اضلاع پر فوجی قبضہ کرلینا لازمی ہوجائیگا" الحاصل اس
مطلب برآوری کے لئے گورنر جنرل نے جنرل لو کو (کیونکہ جنرل فریزر اندنون حیدرآباد
مین نہ تہے) ۱۸۵۳ء مین حیدرآباد روانہ کیا اور جنرل لو ۳ اپریل ۱۸۵۳ء کو ہز ہائنس
نواب ناصرالدولہ بہادر سے ملاقات کی اور عہدنامہ پیش کیا جسمین علاوہ برار اور
دوسرے اضلاع رائچور دوآبہ وغیرہ دوام دینے کی تحریک تہی جسکے معاوضہ مین

قرضہ کا مطالبہ منسوخ اور کنٹنجنٹ قایم رکھنے کا وعدہ کیا گیا تہا مگر بندگانعالی نے اسبات کو بالکل نامنظور فرمایا اور بہت کچھہ زوردار باتین کین اور اوس تقریر کا پہلا فقرہ یہہ تہا کہ خدا مجھے اس بیعزتی سے بچائے" اور خاتمہ کے الفاظ یہہ تہے کہ "مین کسی قسم کا کوئی نیا معاہدہ خواہ اوسمین تم میرا کتنا ہی فائدہ بتاوین کرنا نہین چاہتا۔ اور امید ہے کہ گورنر جنرل آیندہ کسی قسم کا نیا معاہدہ کرنیکی بیعزتی پر مجھے مجبور کرینگے" مگر اسکا اثر رزیڈنٹ پر کچھہ بہی نہوا۔ اور معاہدہ کرنیکے لئے برابر زور ڈالا گیا۔ اور اسی دوران مین ۱۴ مئی کو کپتان کنہہ برت ڈیوڈسن صاحب نے (اول مددگار رزیڈنٹ) نواب سراج الملک بہادر کو لکہہ بہیجا کہ صاحبجایشان نے اونہین یہ اطلاع دینے کے لئے طلب کیا ہے کہ "سرکار عالی کیساتہہ عہدنامہ کے متعلق کارروائی موقوف کردیگئی۔ اور یہ کہ اسی روز کے ٹپہ مین نواب گورنر جنرل بہادر سے فوج کی حرکت دینے کے لئے درخواست کیجاتی ہے" اور اسی خط مین کپتان ڈیوڈسن نے یہ بہی لکہا کہ اونکے بہتیجے نے پونہ سے لکہا ہے کہ "وہان کے گورون کو حیدرآباد پر چڑہائی کرنیکے لئے مستعد رہنے کا حکم دیدیا گیا ہے"۔ اب اسکے بعد مجبوراً حضور پرنور نے ۲۱ مئی ۱۸۵۳ء کو اوس نئے عہدنامہ پر دستخط فرمادی جسکے رو سے برار کے چند اضلاع رایچور دوآب اور اضلاع شلہ پور و اتمنگر کے حدود علاقہ نظام سے نکل کر برٹش مقبوضات مین شامل ہوگئے جسکی خالص آمدنی ۵۰ لاکہہ سالانہ تہی البتہ اوس معاہدہ مین اسقدر ترمیم کیگئی کہ استمراری کا لفظ اوڑادیا گیا اور امانی کا لفظ داخل ہوا اور اس عہدنامہ مین ایک فقرہ یہ بہی تہا کہ جو کچہہ رقم بعد وضع خرچ بہاگیگی وہ واپس دیجائیگی اور اسکا سالانہ حساب بہی پابندی کیساتہہ پیش ہوگا اور رزیڈنٹ بہادر نے ہز ہائنس کو معاہدہ کے وقت یہ بہی یقین دلایا کہ یہہ انتظام عارضی ہے مگر حقیقتاً یہہ انتظام ہمیشہ کے لئے تہا اور اس عہدنامہ کے تعمیل کے پہلے ہی سال

کنٹنجنٹ کے خرچ مین گورنمنٹ نے تخفیف کرنی اور جو خرچ کہ ۱۸۵۳ء مین قریب (۴۰) لاکھ کے تھا
دو سال کے بعد (۲۴) لاکھ تک گھٹا دیا گیا اور یہ تخفیف اسکے قبل نہین کیگئی اگر کبھی ایسی نوبت آتی
اسکے بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے تقریباً پورے اضلاع مقبوضہ کی واپسی اس شرط پر چاہی کہ خواہ
ماہ دینے کا معقول انتظام کر دیا جائیگا گورنمنٹ نے ہمیشہ نامنظور کیا اس اثنا مین نواب
ناصر الدولہ بہادر نے ۱۸۵۷ء مین انتقال فرمایا اور اسی سال ہندوستان مین غدر کا منحوس
چہرہ نظر آیا اور چاردن طرف سے بغاوت و سرکشی کے آثار پیدا ہو گئے گورنمنٹ انگریزی
طرح طرح کے جان گسل مصائب مین پھنس گئی مگر اس بُرے وقت مین سرکار نظام کے
جانب سے سر سالار جنگ اعظم نے گورنمنٹ کی اس خوبی کے ساتھہ امداد و اعانت کی
کہ ہر ایک دوست و دشمن کی زبان سے صدائے احسنت و مرحبا نکلی۔ اور حیدرآباد گورنمنٹ نے
بھی بلوہ کے فرو کرنمین نہایت دلیری اور جرأت سے کام لیا۔ چنانچہ کرنل ڈیوڈسن
لکھتے ہین کہ نظام کے وزیر نے جس مستعدی و استقلال اور بیغرضی کیساتھہ برٹش
گورنمنٹ کی مدد کی وہ تعریف سے باہر ہے" سر رچرڈ ٹیمپل کے الفاظ یہہ ہین کہ نظام
اور اونکے وزیر کے خدمات لاجواب تھین" الحاصل شروع مین اپنی مشکوری ظاہر کرنیکے واسطے
کورٹ آف ڈائرکٹرس نے گورنمنٹ ہندوستان کو لکھا کہ نظام کی خدمات کا سب سے
اچھا معاوضہ کسطرح ہو سکتا ہے لیکن اس قسم کے خیالات عرصہ تک قایم نرہے ۳۱- دسمبر ۱۸۶۰ء
کو غدر سے دو برس بعد سرکار نظام کی خیر خواہی کا معاوضہ اسطرح دیا گیا کہ پچاس لاکھہ کا
قرضہ معاف کر کے ایک نئے معاہدہ کی رو سے اضلاع رایچور دوآبہ و نلدرگ (عثمان آباد)
محاصلی بارہ لاکھہ روپیہ مسترد کر دئے گئے اور ایک چھوٹا سا سمستان شورا پور کا (جو بغاوت
کی وجہہ سے شریک گورنمنٹ انگریزی ہو گیا تھا) کامل اقتدارات کے ساتھہ حوالہ کیا گیا۔

اور انکے عیوض مین ایسے اضلاع جو برار مین انگریزی مقبوضہ اضلاع سے ملے ہوئے تھے لیلئے گئے جنکی خالص آمدنی ۳۲ لاکھ روپیہ کلدار سالانہ تہی غرض اس کارروائی مین سرکار نظام کو کچھہ بھی نہین ملا۔ چنانچہ کرنل ڈیوڈسن رزیڈنٹ کو اقرار کرنا پڑا کہ "اگر دیکھا جاوے تو ہم نے کچھہ ہی واپس نہین کیا" علاوہ اسکے اس جدید معاہدہ کے ذریعہ وہ سابقہ شرط جو برار کی حساب سالانہ تبلا نیکے متعلق تہی یک لخت اوڑا دیگئی اور ۱۸۵۳ء سے ۱۸۶۰ء تک برار کی محاصل مین تبدیج ترقی بھی ہوتی گئی اور اس سات سالہ مدت مین بعد وضع اخراجات (۲۵ لاکھ ۵۰ ہزار) بچت ہوئی جو سرکار نظام کو ملنی چاہیئے تہی مگر معاملہ برعکس نکلا کیونکہ صدر محاسب جنرل سرکار عظمت مدار نے دو ابواب غیر متفصلہ ملکی اور فوجی اخراجات کا بقایا (۳۵ لاکھ ۷۰ ہزار پانچسو چالیس) نکالکر اوسن بچت کی رقم کا جو خرچ کر لیا اور جو کمی رہی وہ دوسرے سال کی بچت سے وصول کیگئی بہر حال سرکار نظام کو کچھہ بھی نہ دیا اسکے علاوہ ۱۸۱۲ء سے ۱۸۵۳ء تک (جو ۴۱ سال کا زمانہ ہوتا ہے) چاندنی سکندر آباد و جالنہ کی آبکاری کا محاصل بھی سرکار عظمت مدار کے قبضہ مین تہا جو سالانہ ایک لاکھ روپیہ کے حساب سے اکتالیس لاکھ روپیہ ہوتا ہے وہ بھی سرکار نظام کو واپس نہین کیا گیا اور نہ اوسکا کبھی حساب تبلایا چنانچہ ۱۸۵۳ء کے عہدنامہ کے دو سال قبل جب سرکار عالی نے کہا کہ وہ رقوم بہ تصفیہ رقم بقایا منہا کر دیے جائین تو جنرل فریزر صاحب نے یہہ کہکر انکار کر دیا کہ "ایک مشتبہ دعوے کو اصل رقم کے تصفیہ مین دخل نہین دیا جا سکتا" مگر آیندہ یہہ اونکا انکار قائم نرہا اور ۱۸۵۳ء کے عہدنامہ کے بعد کرنل ڈیوڈسن نے لکہا ہے کہ "سرکار عالی پر جو ۴۳ لاکھ بقایا کا دعوے کیا جاتا ہے وہ صحیح نہین ہے کیونکہ سکندر آباد و جالنہ کے بچت آبکاری کی رقم بحساب سالانہ ایک لاکھ روپیہ کے ۴۱ سال کے اکتالیس لاکھ روپیہ جو سرکار نظام کے نام جمع ہوئے ہیں

ہم نے اونکو اپنے یہان جمع کرلیا ہے وہ لایق واپسی ہیں اگر اونکا سود لگایا جائے تو رقم اور بھی زیادہ ہوجاتی ہے کیونکہ کہ ہم نے اوس رقم کا جو کنٹنجنٹ کی ماہوار مین دیگئی ہے فیصدی چھہ روپیہ سود لگاکر سرکار نظام سے وصول کیا ہے" مزید برآن برار کے محاصل مین آمدنی کڑوڑگیری بھی شریک تھی جسکو سرکار عظمت مدار نے باین خیال کہ علاً یہ ضلع سرکار ہند کا ایک حصہ ہے موقوف کردیا جس سے ۷ سال کے عرصہ مین سرکار عالی کے اٹھارہ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوگیا حالانکہ یہہ بھی ازروئے عہدنامہ ۱۸۵۳ء سرکار نظام کے نام جمع ہونا تھا اب ایک اور امر یہان قابل ذکر ہے کہ جنرل لو نے مدارالمہام وقت کو یہہ یقین دلایا تھا کہ انتظامی خرچ فی روپیہ دو آنہ کے قریب یا تخمیناً ساڑھے بارہ روپیہ فیصدی ہوگا اور ۱۸۶۰ء مین جب دوسرا عہدنامہ لکھا گیا اس خرچ انتظامی پر بحث چھڑی گورنمنٹ آف انڈیا نے کہا کہ اگر یہہ خرچ ساڑھے بارہ روپیہ فیصدی سے زیادہ ہوجائیگا تو وہ اپنے جیب سے دیگی مگر حضور پرنور کو یہہ بات ناگوار گذری اور اپنی دریادلی کو کام فرماکر ارشاد فرمایا کہ ایسی سخت پابندی کی ضرورت نہین ہے" پھر کیا تھا تھوڑی اور گفت وشنید کے بعد یہ مسئلہ قطعی طور پر طے ہوگیا اور کرنل ڈیوڈسن نے اوسیوقت بتاریخ ۱۲- اکتوبر ۱۸۶۰ء گورنمنٹ آف انڈیا کو بذریعہ تار اطلاع دیا کہ "خرچ انتظامی پچیس روپیہ فیصدی (یعنے فی روپیہ چار آنہ) مقرر کیا جاسکتا ہے لیکن ہمکو عہد کرنا چاہیے کہ اس فیصدی سے آیندہ تجاوز نکرین" مگر اسکی پابندی بالکل نہین کیگئی اور خرچ انتظامی پچیس روپیہ فیصدی سے بھی بڑھتے بڑھتے پچاس روپیہ فیصدی (یعنے آٹھہ آنہ فی روپیہ) بلکہ بعض سنین مین باون روپیہ چوپن روپیہ فیصدی (یعنے آٹھہ آنہ فی روپیہ سے بھی زیادہ) ہوگیا لیکن ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۳ء مین پچاس روپیہ فیصدی رکھا گیا اس تمام کارروائی کا نتیجہ یہہ نکلا کہ سرکار عالی کو جو بچت

یجاتی ہے اوسمین کمی ہوتی گئی اور ۱۸۶۲ء سے تو محاصل برٹراڈ مین جلد جلد ترقی ہونے لگی اور ہر سال بچت کی رقم
بڑھتی گئی مگر جہانتک دیکھا جاتا ہے اسبات کا کہین پتا نہین ملتا کہ ۱۸۶۷ء و ۱۸۶۸ء تک سرکار آصفیہ کو
اصل رقم بچت دیگئی ہو بلا انکار اوسوقت رقم بچت ۲۵ لاکھ سے کم نہ تھی لیکن اسی سال پہلے پہل سرکار عالی کو
صرف ۵ لاکھ روپیہ دئے گئے اسکے بعد سات سال تک ہر دوسرے سال مین رقم بچت دیگئی ہے یعنے
تین وقت کرکے ۱۰ لاکھ روپیہ دئے بھر حال کسی سال بھی پوری بچت نہین دیگئی ۱۸۷۷ء مین ۱۲ لاکھ
روپیہ اور ۱۸۸۰ء مین ۱۲ لاکھ روپیہ بچت کی رقم ملی اسکے دوسرے سال ۱۸۸۱ء مین صرف ایک لاکھ پچاس
ہزار روپیہ بچت سرکار عالی کو وصول ہوئی اور رقم بچت کی تعداد ہمیشہ متفاوت المقدار رہی ہے
حالانکہ ۱۸۹۵ء سے برٹراڈ کی آمدنی ایک کروڑ سے زیادہ ہو گئی مگر سرکار عالی کو جو بچت وصول ہوئی
اوسکی مقدار ایک لاکھ، دو لاکھ، پانچ لاکھ، چھ لاکھ رہی چنانچہ ۱۸۵۲ء سے ۱۸۹۵ء تک سرکار عالی کی
رقم بچت کے باقیہ بتیس لاکھ چالیس ہزار ستائیس پونڈ وصول ہوئے اب واپسی برٹراڈ کے متعلق جو کاروائی
گیگئی وہ قابل ملاحظہ ہین ۲۷ اکتوبر ۱۸۶۲ء کو سر سالار جنگ اعظم نے ایک خط ریزیڈنٹ کو لکھا کہ حسین
برٹراڈ کی واپسی کنٹریکٹ کی تنخواہ باقاعدہ ماہ بماہ ادا کرنیکا معقول انتظام کردینے کے معاوضہ مین نہین چاہئی
بلکہ اون حقوق کے عوض مین جو گورنمنٹ کے ذمہ نظام کے واجب تھے وہ یہہ ہین کہ تیسری جنگ میسور کے
خاتمہ پر ۱۷۹۹ء مین ہندوستانی خاندان کا ایک شخص میسور کی ریاست کا مالک کر دیا گیا تھا جو ۱۸۶۱ء
مین ضعیف ہو گیا چونکہ اوسکا کوئی وارث نہ تھا اسلئے برٹش گورنمنٹ نے اوسکے الحاق کا ارادہ
کیا اور اسس تجویز پر سوائے راجہ کی رعایا کے کوئی اعتراض کرنیوالا بھی نہین تھا لیکن اس معاملہ مین
آپ سمجھ سکتے ہین کہ کہانتک اوسکی شنوائی ہونیکی امید کیجا سکتی تھی صرف نظام سے ۱۷۹۹ء کے
معاہدۂ تقسیم کے بموجب روپیہ کی صورت مین حصہ پانیکے مستحق تھے جنکی تعداد سات لاکھ تیس ہزار
روپیہ سالانہ ہوتی تھی علاوہ برین ۱۸۰۱ء کے معاہدہ کی تیسری پوشیدہ شرط کے مطابق ضلع

گمسور کی نصف آمدنی اور کرنول کی پوری آمدنی (اس رقم کو منہا کرنیکے بعد جو نظام گورنمنٹ کو بطور پیشکش کے دیتے تھے) جسکی تعداد ساڑے اٹھارہ لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔ پانیکے مستحق تھے اس سے سر سالار جنگ نے ان دعوؤں کی تکمیل مین جو ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پر پہونچتے تھے۔ برار واگذاشت کئے جانیکی جو ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ کے معاوضہ مین گورنمنٹ کے قبضہ مین تھا درخواست کی سر سالار جنگ کی یہہ درخواست بالکل درست تھی لیکن چونکہ ریاست میسور کا ملحق ہونا ابھی دقت کی بات تھی اسلئے سر سالار جنگ باقی ۸ لاکھ روپیہ کا جو گمسور و کرنول کا لگان منہا کرنیکے بعد ہی کنٹنجنٹ کی تنخواہ کے بابت نظام کے ذمہ باقی رہتے تھے نہایت معقول انتظام کرنیکو تیار تھے لیکن ہر دو درخواست نامنظور ہوئی اور نظام کو آیندہ سے دربار حیدرآباد کی تحریر مین زیادہ سنجیدہ اور درست ہونی پڑی اور جن دعوؤں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اونہین محض باطل قرار دیا گیا۔ البتہ گورنر جنرل نے رزیڈنٹ کے ذریعہ یہہ لکھا کہ درخواست اوسوقت تک قابل پذیرائی نہین ہوسکتی جبتک کہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کی تنخواہ کا دوسرے ذریعہ سے قابل اطمینان انتظام نہ کردیا جائے۔ اب سر سالار جنگ نے دوسرا انتظام کرنا شروع کیا۔ اتنے مین ۱۸۶۵ء مین نواب افضل الدولہ بہادر نے وفات پائی اور حضور پرنور کی کمسنی کی وجہ سے سر سالار جنگ اور امیر شمس الامرا اسکجنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۲ء مین ریجنٹون نے (۹۰) لاکھ پونڈ کی رقم جسکے سود سے کنٹنجنٹ کی تنخواہ نکل سکتی تھی۔ گورنمنٹ کو پیش کی اور برار کی واپسی چاہی لیکن گورنمنٹ نے ایک سال غور کرنیکے بعد یہ جواب دیا کہ ۱۸۵۳ء و ۱۸۶۰ء کے معاہدہ کا اصل اصول ملکی گارنٹی ہے اور نیز یہہ کہ انگریزی یا دوسرے مہاجنون سے اتنا بڑا قرضہ لینا سخت قابل اعتراض بات ہے لیکن سرکار عالی نے اس خیال کی زور سے تردید کردی اب لارڈ سالسبری

وزیراعظم نے اس مقدمہ کی پوری پوری کیفیت طلب کی اور یہان سے مکمل رودیداد پیش کیگئی
اور اوسمین صاف صاف تبلادیا گیا کہ اگر یہ ضمانت قبول نہ ہوگی تو یہ ریاست گورنمنٹ کے
اوس وعدہ کے بموجب جو کرنل لو کے ذریعہ کیا گیا تہا کنجنٹ کو علیحدہ کردیگی تاکہ برار کی
واپسی ہوجائے کیونکہ بجز اسکے کوئی دوسرا علاج باقی نہین رہا اسکے جواب مین وزیر ہند نے
وہی اپنا پرانا خیال (کہ یہ انتظام منظور نہین ہوسکتا) ظاہر کردیا اور مسٹر سی۔ بی سنڈرسن
رزیڈنٹ نے ریجنٹون اور دیگر امرا دولت کو مدعو کرکے دعوت کے ختم پر کہا کہ چونکہ حضور ملکہ معظمہ کی
گورنمنٹ نے برار واپس نہ ہوسکنے کا قطعی فیصلہ کردیا ہے اسلئے مین آیندہ سے کوئی مراسلہ
اس بارہ مین روانہ کرنیکے لئے نہ لونگا اور یہہ بہی کہا کہ وقار الامرا (جو سر سالار جنگ سے
ہمیشہ برسر پرخاش تہے) گورنمنٹ کی رائے سے متفق ہین اس سے رزیڈنٹ صاحب کا
یہہ منشا تہا کہ سر سالار جنگ اپنے ارادہ سے باز آجائینگے لیکن سر سالار جنگ اس قسم کے
آدمی ہی نہ تہے کہ ایسی ذرا ذرا سی باتون کی پروا کرتے ایک ہفتہ کے بعد ریجنٹون نے
رزیڈنٹ کے نام ایک مراسلہ بہیجا جسمین اونہون نے منجملہ اور باتون کے ایک بات
یہہ بہی لکہی کہ موجودہ جواب محض دعوؤن کے جا دبیجا ہونے پر بحث کرنیسے انکار کے
برابر ہے حالانکہ انکی واجبیت مین مطلق اعتراض کی گنجایش نہین ہے مگر رزیڈنٹ
یہہ کہکر واپس کیا کہ وائسرائے کی صریح ہدایتین مجہے اس تحریر کو آگے بہیجنے سے روکتی
ہین اب ریجنٹون نے کہا کہ اسکو سکرٹری آف اسٹیٹ کے پاس بہیجدیا جائے لیکن رزیڈنٹ نے
پہر واپس کرکے یہہ لکہا کہ ان باتون سے سوائے اسکے کہ آپ اور امیر کبیر دونون کے
اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات مین جنہین نظام کی نابالغی کے زمانہ مین قایم رہنیکی
گورنمنٹ نہایت آرزومند ہے فرق آجائے ریاست کو کچہ فائدہ نہوگا اس پر سر سالار جنگ

اور اونکے ہم منصب نے وہ کاروائی کی جو اب اگر کوئی راجہ یا نواب وہ ہرانیکی جرأت کرے تو
اس سے نہ صرف انگلو انڈین بلکہ ہر ایشیائی چل پڑے بلکہ کرنیوالے کو اسکا خمیازہ اچھی
طرح بھگتنا پڑے لیکن سر سالار جنگ کے جی سے لگی ہوئی تھی کہ وہ اوس دھبہ کو دھو ڈالیں
جو اونکے چچا کی وزارت کے آخری دور میں برار کے معاملے کیوجہ سے اونکے خاندان پر
پڑ گیا تھا دو برس قبل اونہوں نے نرد کرنل لمسڈن سے بیان کیا تھا کہ میں اس عرض کو
تکمیل کے لئے ہر ایک کام کرنیکو تیار ہوں خواہ اوس سے میرے اور برٹش گورنمنٹ کے
دوستانہ تعلقات بھی کیوں نہ منقطع ہو جائیں چنانچہ اب براہ راست وزیر ہند کو لکھا اور
سوصوف نے اسپر کوئی اعتراض ہی نہیں کیا اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پرنس
آف ویلز (موجودہ ملک معظم) غرض سیاحت ہندوستان تشریف لائے مگر پروگرام
میں حیدرآباد کی سیاحت نہیں رکھی گئی تھی جب سر سالار جنگ نے سرکار نظام کو شہزادہ
بہادر سے کلکتہ پہنچکر شرف ملاقات حاصل کرانا چاہا تو رزیڈنٹ بہادر نے بجائے کم سنی کمزوری
(اوسوقت نصیب اعدا علیحضرت کی طبیعت علیل تھی) وہاں جانیکی اجازت نہ دی اور ڈاکٹر ونڈو
رزیڈنسی سرجن نے بھی ممانعت کی اب صرف سر سالار جنگ شہزادہ بہادر سے ملنے
گئے اور شہزادہ ممدوح نے سر سالار جنگ کو انگلستان آنیکی دعوت دی چنانچہ سر سالار جنگ
۱۸۷۶ء میں انگلستان گئے اور اپکا استقبال وہاں پر نہایت دھوم دھام سے کیا گیا
اور محل بکنگھم میں ملکہ معظمہ کے ساتھ کھانا کھانیکا شرف بھی حاصل ہوا انگلستان کے سربرآوردہ
اخبارات ٹائمز سیاٹرڈی ریویو سرلڈ نے مسئلہ برار کو نہایت زور شور سے اوٹھایا
اور جلد واپس کر دینے کی سفارش کی جسکا فوری اثر یہ ہوا کہ وزیر ہند نے سر سالار جنگ بہادر
کو ہندوستان واپس جانے پر برار کے متعلق از سر نو تحریک کرنیکی اجازت دی

دسمبر ۱۸۷۶ء مین جب سر سالار جنگ وامیر کبیر نے برار کے متعلق ایک درخواست دی تو رزیڈنٹ نے
اوسکے لینے سے انکار کیا اس اثنا مین جنوری ۱۸۷۷ء مین ایک دربار دہلی مین منعقد ہوا
جسمین تمام رؤسا ہندوستان مدعو کئے گئے اور اعلیحضرت وسر سالار جنگ بہی اوس
دربار مین شریک ہوئے اور لارڈ لٹن وایسرائے ہند کو برار کے واگذاشت کے متعلق
درخواست دی جسکو وایسرائے بہادر نے وزیر ہند کی خدمت مین روانہ کردیا اور لارڈ
سالسبری وزیر اعظم انگلستان نے ۱۸ مہینے تک اوسکو بیکار ڈال رکھا اور یہان ۴ اپریل ۱۸۷۷ء
کو امیر کبیر شمس الامرا نے وفات پائی سر رچرڈ میڈز رزیڈنٹ نے نواب سر وقار الامرا کو انکی
جگہہ نامزد کیا اور ۲۹ ستمبر ۱۸۷۷ء کو نواب وقار الامرا ریجنٹ دوم مقرر ہوگئے اور رزیڈنٹ
نے ایک معاہدہ یہہ تیار کیا کہ ریجنٹ نظام کے سن بلوغ کو پہونچنے تک برار کے
معاملہ مین خاموش رہین چونکہ وقار الامرا بہادر پہلے ہی اوس پر دستخط کر چکے تھے
اسلئے اب سر سالار جنگ کو بھی اونکی اتباع مین دستخط کرنا پڑا اور اپریل ۱۸۷۸ء کو
وزیر ہند کا یہہ مراسلہ آیا کہ نظام کی نابالغی کے زمانہ مین برار کے مسئلہ پر غور نہین کیا
جاسکتا۔ اس سے برار کے معاملے کا ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہوگیا اسکے بعد ۱۸۸۰ء و
۱۸۸۱ء مین مسٹر رابرٹ نائٹ نے اخبار لنڈن اسٹیٹس مین حیدرآباد کی طرفداری
مین برار کے متعلق بہت پرزور مضامین لکھے جس سے ہندوستان اور انگلستان مین
کھلبلی سی پڑگئی۔ اور حکام یہی چونک اوٹھے اور وزیر ہند نے اسکی تحقیقات و
دریافت کا بہی وعدہ فرمایا۔ مگر چند روز کے بعد وہ تمام حالات رفت وگذشت ہوگئے
اور حیدرآباد کو اس سے بہی کوئی نفع نہین پہونچا اور برار بدستور برٹش گورنمنٹ کے
قبضے مین رہا۔ ۱۸۸۳ء مین خود سر سالار جنگ اعظم ہز اعالی جاہ دانی ہوئے اور اپنے

دن کی آرزو دل ہی مین رہگئے ان کے ساتھہ ہی برار کی واپسی کے امید کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ گو اوسکے دوسرے ہی سال سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو گورنمنٹ نے پوری اختیارات سلطنت عطا فرمائے اور مکرر رسم مسند نشینی بھی عمل مین آئی۔ اور اسکے بعد نواب عماد السلطنت نواب سر اسمانجاہ۔ نواب سر وقار الامرا جہارا جہ بہادر یمین السلطنت یکے بعد دیگرے خدمت وزارت سے سرفرازی پائے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ کسی ایک زمانہ مین برار کے واپسی کے لئے کوشش بھی کیگئی اور سر سالار جنگ اعظم کے قدم بقدم چلنے اور اونکے ارادون کے تکمیل کا ارادہ بھی کیا گیا یا نہین۔ الحاصل ۱۹۰۲ء مین جب لارڈ کرزن وائسرائے بہادر حیدرآباد تشریف لائے تو برار کی امید ونکا پورا پورا خاتمہ ہوگیا اور جو کسیقدر امید وابستہ تھی وہ بھی نسیاً منسیاً ہوگئی اور نئے معاہدہ کے رو سے برٹش گورنمنٹ نے برار کا استیجار مہیکہ لے لیا۔ یکم نومبر ۱۹۰۲ء سے انگریزی مقبوضات مین شمار ہونے لگا۔ اور سرکار نظام کے برار کے متعلق حسب ذیل حقوق باقی رکھے گئے ہین۔

(۱) ۳۲ لاکھہ روپیہ سالانہ کی آمدنی سرکار نظام کو اوسوقت دیجائیگی جبکہ کوئی آیندہ وائسرائے اوسے ناقابل عمل خیال کرے۔

(۲) عید کے موقعہ پر سال مین ایک مرتبہ سرکار نظام کا جھنڈا اوڑایا جائے گا۔

اب تو برار ممالک وسطی اور ناگپور مین ضم کردیا گیا ہے اور مستقر برار مین جو کچھ عملہ تھا وہ موقوف کردیا گیا کنٹنجنٹ کی چھاؤنیان جو مومن آباد۔ جالنہ۔ بولارم وغیرہ مین تھین وہ برخاست کردیگئین بہرحال تخفیف وکفایت شعاری کے تمام کارروائیان عمل مین لائے گئے ہین۔

اب ہم بھی یہان پر برار کی جغرافیائی حالت وغیرہ کی صراحت کرکے اس مضمون کا خاتمہ کر دیتے ہین۔

برار

برار درمیان ۱۹-۲۶- اور ۲۱-۴۶ شمالی عرض بلدار مابین ۷۵-۵۸- ۴۵-۹-۷۱-۱۱-۱۳ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

حدود۔ رقبہ آبادی

شمال و مشرق مین ملک متوسط (سنٹرل پراونسیز) جنوب مین ملک سرکار عالی مغرب مین احاطۂ بمبی ہے۔ رقبہ (۱۷۷۱۷) آبادی (۲۸۹۷۰۴۰) نفوس کی ہے۔

ست پڑیے کے پہاڑون کا سلسلہ شمال مین اور اجنٹا کے پہاڑ جنوب مین واقع ہین۔ ست پڑے کے دامن کو پائین گہاٹ اور اجنٹا کے کہار زمین کو بالا گہاٹ کہتے ہین۔

پورنا۔ تاپتی۔ وردہا۔ پائین گنگا بڑے دریا ہین۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑی ندیان بھی شمال و جنوب کے پہاڑیون سے نکلی ہین۔ قدرتی جھیل صرف ایک لونار ہے جسکا پانی بہت مشہور ہے۔ پیداوار مین جوار۔ تل۔ روئی۔ معدنیات مین کوئلہ اور لوہا نکلتا ہے۔ آب و ہوا اعتدال پر ہے۔ برار کے دو حصے کئے گئے ہین۔ شرقی اور غربی۔ ہر ایک حصہ مین

ایک کمشنر رہتا ہے اسمیں چھ ضلع ہیں جنکے رقبہ وغیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ضلع	تعداد تعلقات	رقبہ میل مربع	تعداد دیہات	آبادی	جملہ مداخل	جملہ مخارج	بچت
امراوتی	۴	۲۷۵۹	۱۰۱۵	۵۷۵۳۲۸	ایک کروڑ نو لاکھ پچاسی ہزار روپیہ گلدار	پانسو سے لاکھ اکتیس ہزار روپیہ گلدار	سترہ لاکھ چھیانوے ہزار روپیہ گلدار
اکولہ	۵	۲۶۲۰	۹۷۰	۵۹۲۷۹۲			
ایلچپور	۳	۲۶۲۳	۷۳۳	۳۱۳۸۰۵			
بلدانہ	۳	۲۸۰۴	۸۸۷	۴۳۹۷۶۳			
وَن	۴	۳۹۰۷	۱۱۳۹	۳۹۲۱۰۲			
باسم	۳	۲۹۵۸	۸۴۱	۳۵۸۰۰۳			
جملہ	۲۲	۱۷۷۱۱	۸۵۸۵	۲۶۷۲۶۷۳			

مقدمہ

دیسی ریاستین

ی ریاستون کا انتظام براہ راست انگریزی افسرون کے اختیار مین نہین ہے - بلکہ اس مین
یم گورنمنٹ کی رائے اور ہدایت لینی پڑتی ہے - اور یہ ہدایت حسب موقع اور حسب محل ہوتی ہے
الیان ریاست کو اختیار نہین ہوتا کہ وہ ایلچی ایک دوسرے کے پاس یا باہر کی ریاستون مین
ج سکین - فوج ان کی نہایت محدود ہوتی ہے - ان کے دربار مین یوروپین بلا اجازت
رنمنٹ نہین رہ سکتا - درصورت بدانتظامی سپریم گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ والی ریاست کو
وف یا معطل کردیوے - بعض ریاستین باجگذار ہین - اور بعض خراج نہین ادا کرتین عام طور پر
ی والیان ریاست اپنی ریاست مین حکمران ہین - اور اون کے وزیر و مدار المہام مشیر
تے ہین - اور وہ اوس انگریزی افسر (رزیڈینٹ) کی رائے لیتے ہین جو اون کی
ست مین گورنمنٹ کے طرف سے مقرر ہوتا ہے ان ریاستون مین ایک خاص بات یہہ
تی ہے کہ وہان انگریزی قانون جو علاقہ گورنمنٹ مین رائج ہے نافذ العمل نہین ہوتا - اور اوپر

ہائیکورٹ یا چیف کورٹ کا کچھ اختیار نہین ہوتا - برار و بنگلور اور قلات ابھی تک دیسی ریاستین سمجھی جاتی ہین - اور افغانستان و نیپال اور بھوٹان خود مختار ریاستین ہین - اگرچہ ان مین سرکاری رسوخ کو دخل ہے -

ہندوستان کی جملہ دیسی ریاستون کا رقبہ (۷۹۳۰۰۰) میل مربع ہے (۷۰۰۰۰۰۰) آدمیون کی آبادی ہے - اور تمام ریاستون کی فوجی طاقت (۴۰۰۰۰۰) ہے - کل آمدنی یا محاصل تمام ولایات ریاست کا (۲۰۵۰۰۰۰۰) ہے - اس مین مبلغ (۷۵۰۰۰۰۰) سالانہ گورنمنٹ کو بطور خراج دیا جاتا ہے - ریاستون کی حیثیت ایک دوسرے کے مقابلہ مین بہت کچھ فرق رکھتی ہے - حیدرآباد دکن کی ریاست سلطنت انگلشیہ کے برابر ہے - کاٹھیاوار (جہان تقسیم ہوگئی ہے) مین کئی راجہ ایک ایک گاؤن کے مالک ہین - چھوٹی بڑی ریاستون کی تعداد (۶۹۰) ہے مگر دو سو ریاستین واقعی قابل لحاظ ہین - یہ ریاستین (۱۴) اقسام پر منقسم ہین -

نمبر	اقسام	نمبر	اقسام
۱	ہندوستان کی جملہ ریاستین جن مین سے تین ریاستین	۸	صناع متوسط کی ریاستین
۲	ریاست ہائے راجپوتانہ و مالوہ و راجپوت	۹	گجرات اور کاٹھیاوار کی ریاستین
۳	ہمالہ کی ریاستین جن مین تبت بھی شامل ہے	۱۰	جنوبی مرہٹون کی ریاستین
۴	ریاستہائے دکن و تلنگی	۱۱	بڑودہ کی ریاست
۵	ریاستہائے کرناٹک	۱۲	حیدرآباد دکن کی ریاست
۶	ریاستہائے گنگا	۱۳	میسور کی ریاست
۷	ریاستہائے راجپوتانہ	۱۴	ٹراونکور و کوچین کی ریاستین

ریاستون کی قدر و منزلت اونکی سلامی القاب سے ظاہر ہے۔ جن راجاؤن کی سلامی گیارہ توپون کی یا اس سے زیادہ ہے۔ وہ اس بات کے مستحق ہین کہ اون کے نام کے ساتھ ہز ہائنیس کا لفظ لگایا جاوے۔ بعض راجاؤن نے کسی خاص امر کے باعث خاص عزت حاصل کی ہے اور اون کی سلامی ٹرہائی گئی ہے۔ مگر یہ عزت ذاتی ہے۔ جو اونکی وفات کے بعد اون کے جانشین کو حاصل نہین ہو سکتی۔

کل اوّل

طبقۂ اسلام

رامپور

ہز ہائنس فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ آنریبل میجر نواب محمد حامد علی خان بہادر

ستر ہوین صدی کے آخر مین دو افغان بھائی شاہ عالم اور حسین خان ہندوستان وارد ہوئے شاہ عالم کو دو فرزند داؤد خان اور رحمت خان تھے۔ داؤد خان نے محاربات مرہٹہ مین بڑی ناموری حاصل کی۔ جنکو بدایون کے متصل ایک سیر حاصل جاگیر ملی۔ اون کے فرزند متبنّٰی

علی محمد خان نے بارہہ کے سیدون کے خلاف شاہی خدمات انجام دین - جس کے صلہ مین نواب کا خطاب عطا ہوا - اور جاگیر کی توثیق ہوئی - انتزاع سلطنت مغلیہ کے کچھ زمانہ قبل اون کی زندگی راجہ کمایون - نواب وزیر اودہ اور کبھی کبھی شاہی افواج کے مقابلہ و مقاتلہ مین بسر ہوئی - آخران کو اپنے علاقہ سے دستکش ہونا پڑا - لیکن جب شہنشاہ دہلی اور نواب وزیر کی توجہ احمد شاہ درانی کے حملہ کو روکنے پر مصروف تہی تو علی محمد خان نے اپنے سابقہ علاقہ پر قبضہ کرلیا - اور چند سال کے عرصہ مین خوب ترقی کی - آخر ۱۱۶۱ھ مین انتقال ہوگیا مرحوم کو آٹھ لڑکے تھے - جن مین سے دو (عبداللہ خان اور فیض اللہ خان) تو احمد شاہ کے قید مین تھے - اور باقی چھ لڑکے ریاست مین موجود تھے - مگر خرد سال ہونیکی وجہ سے علاقہ کا انتظام علی محمد خان کے چچا حافظ رحمت خان کے سپرد تھا - اسکے بعد جب عبداللہ خان اور فیض اللہ خان رہا ہوکر آئے تو تمام علاقہ آپس مین تقسیم کیا گیا - فیض اللہ خان کو رامپور کٹھر کی جاگیر ملی - جس کی آمدنی ۶ لاکھ روپیہ سالانہ تھی - گو علاقہ آپس مین تقسیم تو ہوا مگر حافظ رحمت خان کی نگرانی اور ہدایت بحال رہی - اتنے مین مرہٹے مغربی سرحد مین گھس پڑے اور سرداران روہیلکھنڈ کو اودھ کی مدد تلاش کرنی پڑی - چنانچہ انگریزون کی رضامندی سے سرداران اور نواب وزیر مین ایک حفاظتی اتحاد ہوا - اور مرہٹون کو چالیس لاکھ روپیہ کے وعدہ پر روہیلکھنڈ خالی کر دینے کی ترغیب دی گئی - حافظ رحمت خان بالآخر کٹھر کے جنگ مین ہلاک ہوئے اور ۱۷۷۴ء مین فیض اللہ خان اپنے علاقہ رامپور پر اس شرط سے قابض کئے گئے کہ وہ ضرورت کے وقت نواب وزیر کو فوجی امداد دین - جو بعد کو ۵ لاکھ روپیہ کی نقد ادائی مین منتقل ہوئی - جب فیض اللہ خان نے انتقال کیا تو اون کے دو بیٹون مین سے بڑے بیٹے محمد علی خان کو چھوٹے بیٹے غلام محمد خان نے ہلاک کرڈالا - اور ریاست پر قبضہ کرلیا - مگر نواب وزیر نے

انگریزون کی مدد سے غلام محمد خان کو خارج کرکے مقتول کے خرد سال بیٹے احمد علیخان کو علاقہ تفویض کیا - اور سنہ ۱۸ء مین نواب وزیر نے روہیلکھنڈ کو معہ رامپور کی انگریزون کے حوالہ کیا جس سے احمد علی خان انگریزون کے باجگزار قرار پائے - اور سنہ ۱۸۴۰ء مین قضا کی - اب قاتل بھائی (غلام محمد خان) کے فرزند محمد سعید خان وارث ہوئے جن کا انتقال سنہ ۱۸۵۵ء مین ہوا - پھر مرحوم کے فرزند اکبر نواب سر محمد یوسف علی خان (جو غدر مین انگریزون کے بڑے خیرخواہ مانے گئے ہین) مسندنشین ہوئے - اور حسن خدمات کے صلہ مین گورنمنٹ آف انڈیا سے - کے - سی - ایس - آئی کا خطاب اور ۱۴۶ موضع عطا ہوئے - اور انواب سلامی مین بھی اضافہ ہوا - جب سنہ ۱۸۶۵ء مین ان کا انتقال ہوگیا تو نواب سر کلب علیخان بہادر جانشین ہوئے - جی - سی - ایس - آئی - سی - آئی - ای - کے خطاب پائے - آخر ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۸۷ء مین سفر آخرت کیا - اور مرحوم کے بیٹے نواب شفاعت علی خان ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۸۸ء کو سریر آرا ہوئے - ۲۵ فروری سنہ ۱۸۸۹ء کو ان کا بھی انتقال ہوگیا اور مرحوم کے فرزند نواب محمد حامد علی خان بہادر تخت نشین کئے گئے -

آپ (نواب حال) ۳۱ اگست سنہ ۱۸۷۵ء عہد ۱۱ اور ۲۷ فروری سنہ ۱۸۸۹ء کو نواب مشتہر ہوئے - ۴ اپریل سنہ ۱۸۹۴ء کو مسندنشین اور یکم جون سنہ ۱۸۹۶ء کو حکومت کے پورے اختیارات آپ کے تفویض کئے گئے - ۶ فروری سنہ ۱۸۹۵ء کو ہز مجسٹی کی بری افواج کے آنریری کپتان اور ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۷ء کو آنریری میجر قرار پائے - ریاست کا رقبہ ۹۴۱ مربع میل - آبادی تقریباً ۶ لاکھ - آمدنی تخمیناً تیس لاکھ ہے - برٹش گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیا جاتا - ۱۳ ضرب انواپ کی سلامی مقرر ہے - فوجی قوت مین ۲۰۷ توپچی ۴۷۰ سوار ۱۹۰۰ پیدل - موجود ہین -

بہاولپور

نبرہ ہفتم نواب سید بہاول خان عباسی رکن الدولہ نصیر جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک بہادر

اس ریاست کے حکمران داؤد پوتہ کے لقب سے مشہور ہین - جس کے ماخذ داؤد خان ثانی ہین - جو سلطان احمد دوم عباسی کے نسل سے تھے - امیر صادق محمد خان (مورث اعلیٰ) نے اس مقام کو آباد کیا - اور ریاست قایم کی - جنکا انتقال ۱۷۴۶ء مین ہوا - اون کے فرزند محمد بہاول خان اول جانشین ہوئے جنہون نے بہاولپور کو ۱۷۴۰ء مین آباد کیا تہا - ۱۷۴۹ء مین اون کی وفات پر اون کے بھائی مبارک خان تخت پر بیٹھے - ۱۷۵۲ء مین مبارک خان نے رحلت کی - اور اون کے بھتیجے بہاول خان ثانی سریر آرا ہوئے شاہ عالم شہنشاہ دہلی نے رکن الدولہ نصیر جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک خطاب عطا کیا - اور یہی خطاب اب تک خاندان مین چلا آتا ہے ۱۸۰۸ء مین گورنمنٹ انگلشیہ سے رسم و راہ آغاز ہوئی - اور ۱۸۰۹ء مین بہاول خان ثانی عدم کو سدہارے - اونکے بیٹے صادق محمد خان جانشین ہوئے - اور ۱۸۲۵ء مین خانہ جنگیون کی بدولت جانبہ گنوائی - بہاول خان ثالث نے تخت پر قدم رکہا - اتنے مین سکہون کے پورش کی خبر گرم ہوئی - جو لارڈ ولیم بنٹنگ کی امداد سے روکی گئی - اور گورنمنٹ انگلشیہ سے عہدنامہ ہوگیا چنانچہ اس عہدنامہ کے باعث اس ریاست نے ضرورت کیوقت گورنمنٹ کو فوج و سامان حرب سے اکثر مدد دی - جسکے صلہ مین قطعات ملک عطا ہوئے - ایک مرتبہ نواب بہاولخان نے جنگ ملتان مین گورنمنٹ کو بڑی بیش قیمت مدد دی تہی - جب گورنمنٹ کا پنجاب پر قبضہ ہوگیا تو اوس بیش قیمت مدد کے معاوضہ مین ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی پنشن نواب صاحب کے نام

تاحین حیات جاری کی گئی - آخر ۱۸۵۲ء مین ان کا انتقال ہوگیا - اور مرحوم کے خلف اصغر سعادت یار خان حسب وصیت صادق محمد خان ثالث کے خطاب سے جانشین ہوئے - لیکن اون کے بڑے بھائی فتح خان نے اونکو داؤد پوتروں کی مدد سے بیدخل کردیا اور گورنمنٹ نے نواب فتح خان کی جانشینی تسلیم کی - غدر کے زمانہ مین فتح خان نے گورنمنٹ کو بہت مدد دی اور ۱۸۵۸ء مین انتقال کیا اب اون کے بیٹے نواب بہاول خان رابع مسند نشین ہوئے اور ۸ - سالہ حکومت کے بعد ۱۸۶۶ء مین سفر آخرت کیا - اون کے بیٹے صادق محمد خان رابع (جو ۴ سال ۵ ماہ کے تھے) ۱۸۶۶ء مین باختیارات کامل تخت پر بٹھائے گئے - جنکا انتقال ۱۸۹۹ء مین ہوا - اور اونکے فرزند نواب بہاول خان خامس (نواب صاحب حال) ۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء کو جانشین ہوئے - آپکا تولد ۲۲ - اکتوبر ۱۸۸۳ء ہے - اور ابتدائی تعلیم لاہور چیفس کالج مین ہوئی - ۱۹۰۰ء مین مڈل اسکول اسٹینڈرڈ اور ۱۹۰۱ء مین انٹرنس کے امتحان مین کامیاب ہوئے - ۱۷ ضرب توپ کی سلامی ہے - اور رؤسا پنجاب مین آپکا تیسرا درجہ ہے ریاست کی آبادی (۲۰۶۶۲۷) رقبہ (۱۵۹۱۸) مربع میل - مجموعی محاصل ۲۲ لاکھ - فوج بشمول پولس (۵۱۶) ہے اس ریاست مین ۳۲ - ابتدائی اور ۱۷ اینگلو ورنیکلر مدرسے - ایک ہائی اسکول ایک صنعتی کالج ہے - گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیا جاتا - بلکہ خود گورنمنٹ دوستانہ امداد کرتی ہے

بہوپال

ہز ہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کراون آف انڈیا پائیندہ لاوارث اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند

اس خاندان کے فرمان روا دوست محمد خان (افغان میرازئی خیل) کے نسل سے ہین - جو اورنگ زیب

کے عہد مین ضلع بیرسیہ کے ناظم تھے۔ جب اورنگ زیب کی وفات پر انقلاب وتغیرات واقع ہوئے تو وہ بھوپال اور اوس کے قرب وجوار کے ملک کے مالک ہوگئے۔ اور ۱۷۲۳ء مین انتقال کیا اوکے نابالغ فرزند سلطان محمد خان کو افغان سردارون نے تخت پر بٹھایا۔ مگر نظام الملک آصف جاہ بہادر والی دکن نے یار محمد خان کو (جنکو دوست محمد خان نے اپنی زندگی مین آصف جاہ بہادر کے ساتھ کردیا تھا) خلعت وماہی مراتب ونقارہ ونشان وغیرہ۔ سامان امارات دیکر لشکر جرار کیساتھ بھوپال بھیجا جس سے سلطان محمد خان کو تخت شاہی سے کنارہ کشی کرنی پڑی اور یار محمد خان سریر آرا ہوئے۔ ان کو چار بیٹے تھے۔ جب ۱۷۶۰ء مین یار محمد خان کا انتقال ہوا تو بڑے بیٹے فیض محمد خان قایم مقام ہوئے۔ اس موقع پر سلطان محمد خان نے پھر تخت حاصل کرنیکے لئے جنگ پر کمر باندھی اور آخر شکست کھاکر ایک جاگیر پر قناعت کرنا پڑا اس اثنا مین باجے راؤ پیشوا نے بھوپال پر حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند قصبات کے سوا مالوہ کے تمام مقبوضات بھوپال سے جاتے رہے۔ اور ۱۱۔ ذی قعدہ ۱۱۹۱ھ کو فیض محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ لاولد تھے اسلئے اون کے بھائی یٰسین* محمد خان جانشین ہوئے۔ مگر چند روز مین ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور اون کے بھائی حیات محمد خان تخت پر بیٹھے۔ اٹھارھوین صدی کے اواخر مین پنڈارون اور راگھوجی بھونسلہ نے علاقہ بھوپال کو تباہ وتاراج کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اس موقع پر وزیر محمد خان خلف شریف محمد خان (جو نواب کے بھتیجے اور

* اختر اقبال (تاریخ بھوپال) مولف محمد رفیع رضوی صاحب مین بعد فیض محمد خان کے انتقال کے حیات محمد خان تخت نشین لکھے ہے۔ اور یٰسین محمد خان کا نام اور تذکرہ بالکل نہین ہے۔ ۱۲ مولف

* صاحب اختر اقبال نے یہ لکھا ہے کہ حیات محمد خان کے بعد اون کے بیٹے غوث محمد خان تخت پر بیٹھے اور سنہ ہیا جب بھونسلہ نے بھوپال کو لوٹنا شروع کیا تو وزیر محمد خان نے اپنی جوانمردی سے اونکو شکست دی۔ اور غوث محمد خان کو معزول کرکے خود تخت پر بیٹھے ۱۲ مولف

وزیر ریاست کی مخالفت سے فرار ہو گئے تھے) نے اپنی شجاعت و مردانگی سے اس دستبرد و غارت گری کو روکا - اور جو قطعات کہ نکل گئے تھے اون کو مرہٹون سے پھر واپس لے لیا اس کے بعد حیات محمد خان کو حکومت سے معزول کر کے خود تخت نشین ہوئے - اور گورنمنٹ انگریزی سے اتحاد و دوستی پیدا کی - آخر ۱۸۱۶ء مین وفات پائی - اور مرحوم کے دوسرے بیٹے (کیونکہ امیر محمد خان جو خلف اکبر تھے اونہون نے ریاست کے جانب توجہ نہ کی) نذر محمد خان (نظیر محمد خان) قایم مقام ہوئے - اور غوث محمد خان کی بیٹی قدسیہ بیگم (گوہر بیگم) سے شادی کی - پندار دن کے استیصال کے وقت جب جنرل اوم صاحب ہوشنگ آباد آئے تو آپنے فوج درقم سے بہت کچھ مدد دی - جسکے صلہ مین گورنمنٹ نے پانچ پرگنے اور قلعۂ اسلام نگر کی سند آل تمغا کے طور پر عطا کی - ایک عہد نامہ ترتیب دیا گیا اور قصبہ سیہور مین پولیٹکل ایجنٹ کا تقرر ہوا - جسکے ماتحت بھوپال کی فوج سے ۶۰۰ سوار اور ۴۰۰ پیادے کئے گئے - مگر افسوس ہے کہ ۲۲ محرم ۱۲۳۵ھ کو نذر محمد خان نے تپینچہ کے چل جانے سے سفر آخرت کیا - چونکہ نواب کو صرف ایک صاحبزادی سکندر بیگم کے کوئی اولاد نہ تھی - اس لئے گورنمنٹ کی منظوری سے یہہ طے پایا کہ قدسیہ بیگم کے رجنسی (تولیت) مین منیر محمد خان خلف امیر محمد خان سکندر بیگم سے عقد کر کے تخت نشین ہون - چنانچہ منگنی کا رسم بھی ہو گیا - مگر منیر محمد خان کی خانہ جنگیون نے

---

* ان کی تنخواہ ماہوار ریاست سے دیجاتی تھی - مگر قدسیہ بیگم صاحبہ کے زمانہ مین ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ سالانہ دینا قرار پایا - پھر نواب جہانگیر محمد خان کے عہد مین ۱۰ ہزار کی زیادتی ہوئی - اور سکندر بیگم صاحبہ کے وقت مین دو لاکھ روپیہ سالانہ کا تقرر ہو گیا - جو تا ہنوز برابر دیا جاتا ہے - ۱۲ مولف

† کہتے ہین کہ نواب نے اپنے کان کو تپینچہ سے کھجلایا - اور وہ چل گیا - گولی سر سے نکل گئی - دوسرا قول یہ ہے کہ اپنی بیٹی سکندر بیگم کو زانو پر کھلا رہے تھے کہ نواب کا سالا فوجدار محمد خان آیا اور جو تپینچہ کہ بازو مین رکھا تھا اوسکو اوٹھا لیا - اتنے مین وہ چل گیا - اور نواب کا کام تمام ہوا ۱۲

اون کو ناکام رکھا - اور اون کے چھوٹے بھائی جہانگیر محمد خان سے سکندر بیگم کی شادی ہوگئی
اسکے بعد چند روز پھر خانہ جنگیون کا بازار گرم ہوگیا - آخر گورنمنٹ نے قدسیہ بیگم کو پنشن کردی
اور جہانگیر محمد خان کو اختیارات ریاست عطا کی - ۹ مرڈسمبر ۱۸۴۴ء کو جہان گیر محمد خان کا لگذاشت
یک دختر شاہجہان بیگم (جو سکندر بیگم کی بطن سے تھین) انتقال ہوگیا - اب سکندر بیگم ولیعہد اور
شاہجہان بیگم والیہ جوبال قرار پائین - چند روز تک فوجدار محمد خان نے امورات ریاست کو انجام
دیا - پھر گورنمنٹ نے ریاست کا تمام انتظام سکندر بیگم کے تفویض کردیا ۱۸۵۵ء مین شاہجہان بیگم
کی شادی بھی باقی محمد خان نصرت جنگ سے کی گئی - جب غدر کے موقعہ پر سکندر بیگم نے گورنمنٹ کی
عمدہ خدمات بجالائین تو اوس کے صلہ مین اسٹار آف انڈیا (ستارۂ ہند) کا خطاب اور
پیرسے کی گورنمنٹ کے جانب سے عطا ہوئی - اور ۱۸۵۹ء مین سکندر بیگم باضابطہ طور پر مسند نشین
کی گئین - دختر شاہجہان بیگم ولیعہد تھین - ۱۸۶۰ء مین باقی محمد خان نے لگذاشت یک دختر
سلطان جہان بیگم (جو شاہجہان بیگم کے بطن سے تھین) انتقال کیا - اور اوسکے دو سال
بعد ۱۸۶۲ء مین دوسری لڑکی بھی انتقال کرگئی - اور سکندر بیگم نے بھی وفات کی - ۱۶ مرنومبر ۱۸۶۸ء کو شاہجہان بیگم
مسند نشین ریاست ہوئین - اور ۱۸۷۱ء مین مولوی محمد صدیق حسن خان امیر الملک والا باد سے
عقد ثانی کیا - شاہجہان بیگم کے دو لڑکیان ہین - شفاخانے خیرات خانے - زنانہ اسپتال
وغیرہ تعمیر ریاست اور بہت سی عمدہ باتین ہین - صلاحیت مآب - اور سلطان جہان بیگم کی شادی
نظام الملک حاجی نواب احمد علی خان سے مسال گذشتہ کے ساتھ عمل مین آئی - آخر
شاہجہان بیگم نے ۱۸۶۰ء مین انتقال کیا - اور سلطان جہان بیگم (بیوہ حال) مسند ریاست

بعد صدیق حسن خان صاحب مالک ملک والیہ ریاست بھوپال ہوئین جو سی - آئی - ای - درج ہے ۱۲ مولف

پر متمکن ہوئین - آپ (رئیسۂ حال) ۲۰ ذی قعدہ ۱۲۷۴ھ مین پیدا ہوئین - اور ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ کو تخت نشین کی گئین - آپ بھی مثل اپنی مادر گرامی قدر کے نہایت شائستہ اور علم دوست خاتون ہین - اور نہایت ریاست کو بنفس نفیس انجام دیتی ہین - افسوس ہے کہ آپ کے شوہر ۱۳۱۸ھ مین انتقال کیا - آپ کو تین صاحبزادے نواب نصر اللہ خان (سعید) نواب عبد اللہ خان نواب حمید اللہ خان ہین - ریاست کا رقبہ (۸۰۵۹) مربع میل - آبادی (۴۰ لاکھ) ہے اور ۱۹ ضرب توپ کی سلامی مقرر ہے -

ٹونک

ہز ہائینس امین الدولہ وزیر الملک نواب محمد ابراہیم علیخان بہادر مولبت جنگ جی سی آئی ای

ہز ہائینس قوم افغان فرقہ نیر سے تعلق رکھتے ہین - اور امیر محمد خان کی اولاد مین ہین جنکے دادا طالع خان نے ملک نیر سے آکر محمد شاہ غازی کے عہد مین روہیلکھنڈ مین ملازمت اختیار کی تھی - طالع خان کے بیٹے حیات خان نے مراد آباد مین ایک زمینداری پیدا کی اور اون کے فرزند امیر خان افواج ہلکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے - ۱۸۰۶ء مین مہاراجہ ہلکر سے ریاست ٹونک حاصل کی جب مالوہ مین سطوت انگریزی قایم ہوئی تو امیر خان نے گورنمنٹ سے حمایت کی درخواست کی اور گورنمنٹ نے اون مقبوضات پر جو ہلکر سے ملے تھے حق فرمانروائی تسلیم کر لیا - اور زائد فوج کی برخاست کی ہدایت کی - نومبر ۱۸۱۷ء مین ایک عہد نامہ ترتیب پایا - اور ضلع رامپورہ مع

* صحیفہ زین مرتبۂ منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع نولکشور مین - جی - سی - آئی - ای - درج ہے - ۱۲ مولف

قلعہ کے ریاست کو عطا ہوا۔ اس کے بعد ضلع پلول بطور جاگیر عین جاتی اون کے بیٹے کو گورنمنٹ نے عطا کی۔ آخر ۱۸۳۴ء مین امیر خان نے رحلت کی۔ اور بعد اون کے فرزند وزیر محمد خان جانشین ہوئے۔ جنہون نے ایام غدر مین گورنمنٹ کے ساتھہ حق وفاداری ادا کیا۔ مے ۱۸۶۲ء مین سند جانشینی حاصل ہوئی۔ ۱۸۶۴ء مین وزیر محمد خان نے بھی سفر آخرت کیا۔ اور مرحوم کے فرزند محمد علیخان تخت نشین ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ بعض ناشدنی وجوہ سے ۱۸۶۷ء مین معزول کئے گئے۔ اور ۶۰ ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہوئی۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۷ء کو اون کے فرزند نواب سر محمد ابراہیم علیخان (رئیس حال) جن کی ولادت ۱۸۴۹ء ہے مسند نشین ہوئے تین سال تک کونسل آف ریجنسی کے ذریعہ ریاست کا انتظام ہوا۔ ۱۸۷۰ء مین نواب صاحب کو گورنمنٹ نے کامل اختیارات عطا کئے۔ اور ۱۸۹۱ء مین جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب بھی ملا۔ ریاست کا رقبہ (۱۱۱۴) مربع میل۔ آبادی تخمیناً (۱۴۳۰۰۰) آمدنی تقریباً (۱۵ لاکھ) روپیہ ہے۔ یہہ ریاست گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیتی اور نہ ریاست کے روپیہ سے کوئی مقامی کنٹجنٹ قایم ہے۔ ۱۷ ضرب توپ سلامی مقرر ہے۔

ROMANIA ... LIBRARY ... NY DELHI

جاورہ

ہز ہائینس نواب افتخار علی خان صولجنگ فخر الدولہ بہادر

اس ریاست کے مورث اعلے غفور خان (نواب امیر خان کے برادر نسبتی) تھے۔ جنکو مہاراجہ ہلکر نے یہہ ملک عطا کیا تھا۔ ۶ جنوری ۱۸۱۸ء کو جب مندسور کا عہد نامہ مرتب ہوا تو گورنمنٹ نے نواب غفور خان کو مالک ریاست تسلیم کیا۔ اور اون کے انتقال پر ۱۸۲۵ء مین غوث محمد خان

تخت نشین ہوئے - جب اون کا بھی پیمانۂ عمر لبریز ہوا تو ۱۸۶۵ء مین نواب میجر محمد اسماعیل خان احتشام الدولہ فیروز جنگ مسند آرا ہوئے - جن کا انتقال ۱۸۹۵ء مین ہوا - اور مرحوم کے فرزند نواب افتخار علیخان بہادر (نواب حال) جانشین ہوئے رقبہ ریاست (۵۶۸) مربع میل - آبادی (۸۴۲۰۲) محاصل تخمیناً (۹ لاکھ) روپیہ اور سلامی ۱۳ ضرب توپ مقرر ہے -

ہز ہائینس سر محمود خان - جی - سی - آئی - ای

خان قلات قوم عرب قبیلہ میرواری سے ہین - اس قبیلہ نے قدیم الایام مین اس ملک کو بزور شمشیر فتح کیا تھا - پندرہوین صدی کے اواسط مین فرقہ میرواری نے قلات مین سکونت اختیار کی - اور اس خاندان کے سرسلسلہ ناصر خان کو نادر شاہ نے ۱۷۳۹ء مین خطاب بیگلربیگی عطا کیا - اور خان موصوف احمد شاہ ابدالی کے معتمد علیہ اور سپہ سالار تھے - جب ۱۷۹۵ء مین ناصر خان نے انتقال کیا تو اون کے بڑے بیٹے محمود خان تخت نشین ہوئے - محاربۂ اول افغانستان کے زمانہ مین محراب خان والی قلات اپنے وزیر کے بیجا اتہام کے باعث ناکردہ گناہ مقتول ہوئے - ۱۸۴۱ء مین اونکے فرزند ناصر خان کو گورنمنٹ نے تخت پر بٹھایا - اور ۱۸۵۴ء مین گورنمنٹ و خان قلات کے مابین ایک عہد نامہ مرتب ہوا - اس کے بعد ۱۸۵۶ء مین ناصر خان نے سفر آخرت کیا - اور اون کے بھائی سر محمد خداداد خان سریر آرا ہوئے - اس اثنا مین عہد نامہ کی

تجدید ہوئی - اور ۱۸۷۷ء کے دربار قیصر ہین - جی - سی - ایس - آئی کا خطاب مرحمت ہوا ۱۸۷۹ء مین جنگ افغانستان کے موقع پر خان قلات نے گورنمنٹ کو جان و مال سے امداد دی اور حق وفاداری ادا کیا - نومبر ۱۸۹۳ء مین محمد خداداد خان نے ریاست سے کنارہ کشی کرکے اپنے فرزند میر محمود خان (خان حال) کو تخت نشین کیا -

آپ (خان حال) ۱۸۶۴ء مین پیدا ہوئے - اور ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء کو جی - سی - آئی - ای کا خطاب حاصل کیا - ریاست کا رقبہ (۹۰ ہزار) مربع میل - آبادی (۴۷۴۷۲۰) محاصل (۹۲۵۰۰۰۰) روپیہ - فوجی قوت ۲۹ ضرب توپ دوسو پچاس سوار - پانچسو پیادے - سلامی انیس ۱۹ ضرب توپ ہے -

مالیر کوٹلہ

ہز ہائینس نواب محمد ابراہیم علی خان بہادر

اس ریاست کا فرمانروا خاندان شیروانی افغان سے ہے جو کابل سے ۱۴۶۵ء مین داخل ہندوستان ہوا تھا - اور اس خاندان کے مورث اعلے شیخ صدرالدین کو ۶۸ مواضع لدہیانہ کے متصل سلطان بہلول لودہی نے (اپنی بیٹی کا نکاح اون سے کرکے) عطا کیا تھا - ۱۶۵۷ء مین بایزید خان (جو شیخ کے پانچوین پشت مین تھے) کو عالمگیر نے نوابی کا خطاب مرحمت کیا اور انہین کے عہد مین مالیر کوٹلہ کی بنیاد پڑی - انیسوین صدی کے آغاز مین نواب مالیر کوٹلہ نے لارڈ لیک کی شرکت کی - اور ۱۸۰۵ء مین نواب سکندر علیخان اپنے والد محبوب علی خان کے جانشین ہوئے - جب ۱۸۷۱ء مین سکندر علیخان

نے رحلت کی تو نواب محمد ابراہیم علی خان (رئیس حال) تخت نشین ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ دماغی امراض میں مبتلا ہیں۔ جسکے باعث گورنمنٹ نے انتظام ریاست کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا ہے۔ رقبہ ریاست (۱۶۵) مربع میل۔ آبادی (۷۰۵۰۶) محاصل (۱۵۱۰۰۰) روپیہ اور فوج بشمول پولیس (۳۶۸) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔ اور صاحبزادہ احمد علی خان ولیعہد ریاست ہیں۔

باؤنی

ہز ہائینس اعظم الامرا فخر الدولہ معین الملک صاحب جاہ بہادر نواب ریاض الحسن خان مظفر جنگ بہادر

یہ ریاست ملکانہ یلکھنڈ میں واقع ہے۔ آپکے جد اعلےٰ نواب غازی الدین خان (جو نواب آصف جاہ اوّل کے پوتے تھے) نے پیشوا سے ۵۲ مواضع کا ایک علاقہ کالپی کے متصل حاصل کیا تھا۔ جب ہند یلکھنڈ پر گورنمنٹ کا قبضہ ہوا تو نواب نصیر الدولہ فرزند نواب غازی الدین خان کے قبضہ میں ۴۹ مواضع تھے۔ ۱۸۰۶ء میں اس ریاست نے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا۔ نصیر الدولہ کے بعد ۱۸۱۵ء میں اون کے بیٹے امیر الملک اور اون کے بعد ۱۸۳۳ء میں اون کے فرزند نواب محمد حسین خان مسند نشین ہوئے جب ۱۸۵۹ء میں اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند نواب مہدی حسین خان تخت نشین ہوئے۔ اور ۱۸۶۲ء میں سند وراثت حاصل کی۔ بعد ازاں ۱۸۸۳ء میں ریاست سے کنارہ کشی کرکے اپنے فرزند محمد حسین خان کو جانشین کیا۔ اون کی وفات پر نواب ریاض الحسن خان (نواب حال) سریر آرا ہوئے۔ ریاست کا رقبہ (۱۲۴) مربع میل

آبادی (۱۹۷۸۰) آمدنی تقریباً (ایک لاکھ) روپیہ۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

خیرپور

ہز ہائینس میر فیض محمد خان جی سی آئی ای

آپ پانچ برس کی عمر مین ۸ مرا پریل ۱۸۹۴ء کو اپنے والد میر علی مراد خان ٹالپر کی وفات پر تخت نشین ہوئے۔ آپ اوس تاریخی بلوچ خاندان کے قایم مقام ہین جس نے ۱۷۸۳ء مین سندہ فتح کیا تھا۔ اور اسی سال میر فتح علی خان ٹالپر نے اپنے کو رئیس سندہ قرار دیا۔ بعد ازان اون کے بھتیجے میر سہراب خان ٹالپر نے معہ اپنے دو بھائون میر رستم اور میر علی مراد کے ٹالپر کے فرمانروایان سندہ کی شاخ خیرپور کی بنیاد ڈالی۔ آخر الذکر خیرپور کے سابق فرمانروا تھے۔ میر سہراب خان نے رفتہ رفتہ مشرق مین صحرائے جیسلمیر سے مغرب مین کچھ۔ گنڈاوا واقع بلوچستان تک اپنی حکومت کو وسعت دی۔ اور ۱۸۱۲ء مین افغانستان کو خراج دینا موقوف کیا۔ ۱۸۳۲ء مین گورنمنٹ کے ساتھ معاہدہ ہوگیا۔ اور خیرپور ایک جداگانہ ریاست قرار دی گئی۔ ۱۸۹۷ء مین آپ کو (میر حال) جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۶۱۰۹) مربع میل۔ آبادی تخمیناً (سوا لاکھ) آمدنی تخمیناً (۲۴ ہزار) روپیہ۔ پندرہ توپ کی سلامی مقرر ہے۔

جوناگڈھ

ہز ہائینس نواب محمد رسول خان بہادر کے سی ایس آئی

آپ کے مورث اعلےٰ حضرت ہمایون شہنشاہ ہند کے زمرۂ امرا مین بڑے شجاع سردار تھے - اور شاہ جہان کے عہد مین آپ کے اجداد مین محمد بہادر خان شہنشاہ کے مقرب خاص اور معتمد علیہ تھے - کہتے ہین کہ ایک دفعہ انہون نے بادشاہ عالیجاہ کی جان بھی بچائی تہی - اُنکے تین بیٹون جعفر خان - صلابت خان - شیر خان کو جو جاگیرات تخت دہلی سے عطا ہوئی تہین اون مین جوناگڑہ بھی تہا - صلابت خان نے اپنے زور بازو کے ذریعہ روساء کاٹہیاواڑ سے خراج لینا شروع کیا تہا - ۱۷۳۱ء مین اونکا انتقال ہوگیا اور اون کے بڑے بیٹے بہادر خان عرف محمد شیر خان بہادر (بانی ریاست) نے مرہٹون کے حملون کے وقت تخت دہلی کو بہت کچہہ مدد دی تھی - اور بڑودہ کو دہلی کے مضافات مین شامل کردیا تہا - جسکے صلہ مین بادشاہ نے نوابی کا خطاب عطا کیا - ۱۷۵۸ء مین جب اونہون نے رحلت کی تو اونکے فرزند اکبر نواب محمد مہابت خان اول تخت پر بیٹھے - اور بعالم شباب ۱۷۷۵ء مین انتقال کیا - پہر اونکے فرزند نواب حامد خان اول بعمر ۱۳ سالہ سریر آرا ہوے - اور ۱۸۱۱ء مین قضا کی - اونکے بیٹے بہادر خان ثانی فرمانروا ہوے - اور ۱۸۱۶ء مین گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا جسکے ذریعہ یہ طے پایا کہ ہر سال جو فوجکشی کرکے خراج وصول کیا جاتا ہے وہ بتوسط گورنمنٹ وصول ہوکر داخل ریاست ہوگا - پہر ۱۸۲۱ء مین دوسرا معاہدہ یہ قرار پایا کہ وصول خراج کے مصارف مین اوس خراج کا ربع حصہ گورنمنٹ لیا کرے گی" ۱۸۴۰ء مین بہادر خان ثانی کے رحلت پر اون کے فرزند نواب محمد مہابت خان ثانی قایم مقام ہوئے - جب اون کا بہی انتقال ہوگیا تو مرحوم کے خلف الرشید نواب محمد رسول خان بہادر (نواب صاحب حال) ۲۳ جنوری ۱۸۹۲ء کو سریر آرا ہوئے - آپ ۳۰ جولائی ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوئے - ۳ جنوری ۱۸۹۶ء کو کے - سی - ایس - آئی کا خطاب

حاصل کیا۔ آپنے مشہور و معروف امصار و بلاد ہند کی خوب سیاحت کی ہے اور کمال درجہ کے فیاض ہین۔ مذہب کی پابندی بھی بہت ہے۔ رفاہ عام کے کامون مین بیحد دلچسپی رکھتے ہین۔ لاکھون روپئے کے صرفہ سے آپنے زنانہ اسپتال و کالج قائم کیا ہے ۶۷ میل تک ریاست کے رقم سے ایک ریل بھی نکالی گئی ہے۔ آپ کو تین صاحبزادے ہین۔ جن مین محمد شیر زمان خان بہادر ولیعہد ریاست ہین۔ رقبہ (۳۲۸۳) مربع میل آبادی (۳۹۵۴۲۸) محاصل (۱۵ لاکھ) روپیہ اور فوجی قوت ایک ہزار نوسو اٹھاسی و ۱۳ ضرب توپ ہے۔ حدود ریاست کے اندر ۲۱ ضرب کی سلامی اور باقی حصص ہندوستان مین ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

کھمبایت

ہز ہائینس نواب جعفر علیخان نجیم الدولہ ممتاز الملک مومن خان بہادر دلاور جنگ

اس خاندان کے بانی مرزا جعفر نظام ثانی ہین۔ جو مومن خان کے نام سے مشہور اور گجرات کے صوبہ دار تھے۔ اون کے داماد نظام خان کھمبایت کے حکمران تھے۔ جب ۱۸۴۲ء مین مومن خان نے قضا کی تو اون کے بیٹے مفتخر خان عرف نور الدین نے نظام خان کو ہلاک کرکے کھمبایت پر قبضہ کرلیا۔ نور الدین کے انتقال پر اون کے داماد محمد قلی قائم مقام ہوئے۔ اور اون کے بعد اون کے بیٹے فتح علی والی ریاست قرار پائے معاہدہ بین کی رو سے نواب فتح علی نے پیشوا کی چوتھہ اور تمام حقوق (جو کھمبایت کے متعلق

تھے۔ برٹش گورنمنٹ کے حوالے کئے۔ چنانچہ یہ چوہتہ اب بھی بطریق خراج گورنمنٹ کو دیجاتی ہے۔ ۲۸ اکتوبر ۱۸۲۳ء کو نواب فتح علی نے انتقال کیا اور اون کے بھائی نواب بندہ علی خان نے زمام حکومت ہاتھ مین لی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو اون کے بھتیجے نواب حسین یاور خان ۱۸۴۱ء مین مسند نشین ہوئے۔ اپریل ۱۸۸۰ء مین حسین یاور خان کے وفات پر نواب جعفر علی خان (نواب صاحب حال) تخت پر بیٹھے۔ ہز ہائینس (نواب صاحب حال) ۱۲۴۸ھ مین پیدا اور ۳۱ مئی ۱۸۸۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کے عہد مین علاوہ دیگر ترقیات کے تارہ پور سے کھمیایت تک ایک ریلوی تعمیر ہوئی ہے۔ رقبہ (۳۵۰) مربع میل۔ آبادی (۷۵۲۲۵) آمدنی (۵ لاکھ) روپیہ ہے۔ فوجی قوت مین (۲۵) سوار (۲۱۱) پیدل اور گولندار ہین۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

رادھن پور

ہز ہائینس نواب محمد شیر خان جی بابی

اس خاندان کے بانی بہادر خان (قوم افغان) اصفہان سے ہندوستان آئے تھے جن کو شاہجہان نے شہزادہ کا فوجدار مقرر کیا تھا۔ اور اون کے بیٹے نواب شیر خان شاہزادہ مراد کی کمک کے لئے گجرات کے گورنر مقرر ہوئے۔ اور اون کے بیٹے جعفر خان بابی کو ۱۶۹۳ء مین رادھن پور اور دیگر اضلاع کی فوجداری ملی اور صفدر خان کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۷۰۴ء مین بیجاپور اور ۱۷۰۶ء مین پٹن کے گورنر مقرر ہوئے۔ اسکے

بیٹے خان جہان کو شہنشاہ دہلی نے جوانمرد خان کا خطاب اور رادھن پور معہ دیگر اضلاع کی جاگیر مرحمت کی۔ اون کے بعد اون کے بیٹے کمال الدین خان بابی اس خطاب و منصب سے مستفید رہے۔ جب اورنگ زیب کا انتقال ہوا تو انہون نے صوبہ احمد آباد پر قبضہ کیا مگر مرہٹون کی حکومت مین یہ صوبہ جاتا رہا۔ البتہ باقی مقبوضات قایم رہے۔ اور ۱۸۲۰ء مین باقرار امداد فوجی و ادائے خراج گورنمنٹ کی ظل حمایت مین داخل ہوئے۔ نواب شیر خان کی وفات پر ۱۸۲۵ء مین نواب زور آور خان اور اون کے انتقال پر ۱۸۷۴ء مین نواب بسم اللہ خان جانشین ہوئے۔ جب اون کا بھی انتقال ہوگیا تو نواب محمد شیر خان (نواب صاحب حال) سریر آرا ہوئے۔ رقبہ (۱۱۵۰) مربع میل آبادی تقریباً (۹۸۰۰۰) محاصل تخمیناً (۵ لاکھ) روپیہ۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

پالن پور

ہز ہائینس زبدۃ الملک دیوان سر شیر محمد خان جی بہادر جی سی آئی ای

ہز ہائینس لوحانی پٹھان ہین جو اپنے تئین بنی (پٹھان) نامی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سپہ سالار فوج اور حضرت خالد بن ولید کی نسل سے بیان کرتے ہین۔ اس خاندان کے مورث اعلے غور اور بلخ خراسان سے صوبۂ بہار مین آئے۔ اور سلاطین تغلق کے عہد مین کمال عروج پایا۔ مگر ملک حرم خان (بانی ریاست) بہار سے جالور مارواڑ مین چلے آئے اور اپنی حکمت عملی سے جالور پر مسلط ہوگئے۔ ان کی چوتھی پشت مین ملک عثمان خان تھے جنکو ہم

قلعہ اسیر گڈھ کے قابل قدر خدمات کے صلہ مین سلطان محمود والی گجرات نے ۱۵۰۷ء مین زبدۃ الملک کا خطاب عطا کیا۔ انہین کے زمانہ مین حضرت سید محمد مہدی موعود جونپوری جالور آئے۔ اور ملک عثمان خان نے مذہب مہدویہ اختیار کیا۔ چنانچہ اب تک تمام والیان ریاست مذہب مہدویہ کے پیرو ہین۔ زبدۃ الملک کے آٹھوین پشت مین غزنی خان ثانی تھے۔ جن کو شہنشاہ اکبر نے مع گجرات دکنگ کے صلہ مین منصب چار صدی ذات کے علاوہ دیوان کا خطاب بھی مرحمت فرمایا تھا۔ جب غزنی خان نے اکبر کی رضاعی بہن بانو بیگم سے شادی کی تو بارگاہ شاہی سے علاوہ موروثی ریاست کے پالن پور۔ ڈیسہ دانتی واڑہ چراگاہ تلوارہ۔ بطور جہیز عطا ہوئے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد مین کمال خان عرف کرن کمال کو جالور کے عوض مین پالن پور کی مستقل حکومت سرفراز ہوئی۔ ہز ہائینس کے دادا فتح خان نے ۱۸۱۰ء مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ تعلق حاصل کیا۔ اور ادن کی وفات پر دیوان زور آور خان مسند نشین ہوئے۔ غدر کے موقع پر وفاداری اور خیر خواہی ظاہر کی۔ جب ادن کا بھی انتقال ہوگیا تو شیر محمد خان (نواب صاحب حال) ۱۸ اگست ۱۸۷۷ء کو سریر آرا ہوئے۔

آپ کی ولادت ۲ جنوری ۱۸۵۲ء ہے۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۷۷ء کو مسند نشین ہوئے۔ جنگ افغانستان کے موقع پر گورنمنٹ کو قابل قدر مدد دی۔ محکمہ حفظان صحت عدالت ہائے انصاف وغیرہ کے اجرا سے رعایا مین ہر دل عزیزی پیدا کی۔ گورنمنٹ عالیہ نے ۱۸۷۷ء مین علم شاہی ۱۸۸۸ء مین ہز ہائینس کا لقب۔ ۱۸۹۳ء مین کے۔ سی۔ آئی۔ ای ۱۸۹۸ء مین۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے معزز خطاب سے سرفراز کیا۔ آپ کو دو صاحبزادے ہین۔ بڑے صاحبزادے سردار طالع محمد خان (ولیعہد) ریاست۔ علم دوست بیدار مغز

امپریل کیڈٹ کور مین شریک ہین - چھوٹے صاحبزادے یاور حسین خان تحصیل علم مین مصروف ہین - رقبہ ریاست (۳۱۷۷) مربع میل - آبادی (۲۲۲۶۲۷) آمدنی ساڑھے چار لاکھ روپیہ سلامی گیارہ ضرب توپ ہے -

سچین

نواب سیدی نجف علی خان بہادر

یہ خاندان حبشی سیدیان ڈنڈا راجہ پور اور جنجیرہ کے نام سے مشہور ہے - اس خاندان کے بزرگ شاہان احمدنگر اور بیجاپور کے بیڑہ جہازات کے امیر البحر تھے - سنہ ۱۶۶۰ء مین شہنشاہ اورنگ زیب نے بھی ان کو اوسی عہدہ پر ممتاز فرمایا - سنہ ۱۷۸۴ء مین بالو میان سیدی وارث ریاست جنجیرہ کو اسی خاندان کی ایک چھوٹی شاخ نے ملک سے جلاوطن کر دیا - جن کے پاس اب بھی جنجیرہ کی ریاست ہے پیشوا نے ان کو حقوق ریاست جنجیرہ کے عوض مین سچین عطا کیا - لیکن پیشوا اُن حقوق کو کبھی کام مین نہ لا سکے - اور وہ ملک اب تک سیدی خاندان مین ہے - بالو میان نے سنہ ۱۸۰۲ء مین قضا کی اور اون کے بیٹے ابراہیم محمد یاقوت خان وارث ہوئے - جب سنہ ۱۸۵۳ء مین اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند اکبر سیدی عبدالکریم خان مسند ریاست پر بیٹھے - اور سنہ ۱۸۶۸ء مین سفر آخرت کیا - اون بیٹے ابراہیم محمد یاقوت خان کو گورنمنٹ نے جانشین تسلیم کیا - جن کا انتقال سنہ ۱۸۷۳ء مین ہو گیا - اور اونکے بیٹے عبدالقادر خان سریر آرا ہوئے - اور اون کی رحلت پر اون کے فرزند نواب سیدی

نجف علی خان (نوابصاحب حال) فروری ۱۸۸۷ء مین مسند نشین ہوئے۔
آپ (نوابصاحب حال) کی ولادت ۱۸۸۶ء ہے۔ رقبہ (۴۲) میل مربع۔ آبادی ۱۱ ہزار
ایک سو پچاس۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

شحر و مکلا

ہز ہائینس سلطان عوض بن عمر القعیطی سلطان نواز جنگ شمشیر الملک شمشیر الدولہ بہادر

ہز ہائینس سلطان عوض کے والد عمر بن عوض قبیلۂ قعیطی کے ایک رکن تھے۔ قبیلۂ قعیطی دراصل قبیلۂ یافعی کی ایک شاخ اور عرب کے مشہور قبائل مین سے ہے۔ اون کا وطن شام تہا جو فی الحال ریاست شحر و مکلا کا ایک حصہ ہے۔ اوائل صدی گزشتہ مین وہ حیدرآباد دکن آئے۔ اور تمام عمر یہین رہے۔ ۱۸۶۵ء مین انتقال کیا۔ مرحوم کو سرکار نظام سے جانباز جنگ شمشیر الدولہ کا خطاب ملا تھا۔ اور پانچسو عرب ولایتی منجانب سرکار نظام آپکے ماتحت تھے اونہون نے گوتن حضرموت مین بہت سی جائداد پیدا کی تہی۔ جسکو بذریعۂ وصیت نامہ کے اپنے پانچ فرزندون پر تقسیم کردیا۔ منجملہ پانچ فرزندون کے تین کو اپنا وصی قرار دیا کارخانہ اور ثلث جائداد اپنے اوصیاء کو دی۔ اور باقی جائداد علی اور محمد دو بیٹون پر تقسیم ہوگئی۔ بنادر شحر و مکلا کے علاوہ بہت سا ملک قبیلۂ یافعی کے قبضہ مین تہا۔ مگر ۱۸۵۵ء مین اون کے دشمن قبیلہ کاثری نے اون کو ملک مقبوضہ سے باہر نکال کر قبضہ کرلیا۔ صرف گوتن قبضہ مین رہ گیا۔ آپ سلطان نواز جنگ بہادر) نے بذات خود اپنے قبیلہ کو

لیکر شبام اور حورا کو فتح کیا۔ بعدہ آپ اپنے بھائی عبداللہ کو اپنا قایم مقام کر کے خود ہندوستان چلے آئے۔ ۱۸۶۶ء مین شحر کو غالب بن حسن کاثری نے افواج ترک متبعۂ مکہ معظمہ کی مدد سے علی بن نازی گورنر سے چھین لیا۔ اوسوقت آپ کا وہان جانا ضرور ہوا۔ آپ خود مکلا تشریف لے گئے۔ اور وہان سے جبل یافعی پر فوج جمع کی اور ۱۸۶۷ء مین شحر پر گولہ باری کر کے اوسے فتح کر لیا۔ اوس کے بعد آپ ۱۸۶۹ء مین ہندوستان کو واپس آئے۔ اور اپنے بھائی عبداللہ کو مثل سابق حکومت گوتن شبام اور حورا پر بطور اپنے قایم مقام کے چھوڑا۔ ۱۸۷۷ء کے دربار دہلی مین آنیکے لئے ۱۲ ضرب توپ سلامی مقرر ہوی۔ جس مین تین ضرب بطور ذاتی اعزاز کے ہے۔ عبداللہ نے ۱۸۸۸ء مین انتقال کیا۔ اس واقعہ پر ماتم پرسی کا ایک خط رزیڈنٹ عدن کے طرف سے آپکے نام آیا۔ اور آپ سے استفسار کیا گیا کہ عبداللہ کی جگہہ کس کو مقرر کیا جائے آپنے اوس مراسلہ کے جواب مین جو خط تحریر کیا اوس مین ظاہر کیا کہ عبداللہ کے بجائے آپکے ایک فرزند حسین بمقام شحر و مکلا نائب مقرر ہون اور دوسرے فرزند منا صر شبام وغیرہ مین نائب کئے جائین اسکے بعد دسمبر ۱۸۸۸ء مین ایک مراسلہ رزیڈنٹ عدن کے جانب آپکے نام آیا۔ اور دریافت کیا گیا کہ صلحنامہ ۱۸۸۲ء کے موافق جو رقم بطور مشاہرہ عبداللہ کو دیجاتی تھی۔ اب کسکو دیجائے۔ آپنے تحریر کیا کہ وہ میری جانب سے میرے نایب حسین کو دیجائے۔ چنانچہ اسی تحریر کے موافق عملدرآمد ہوا۔ مگر بعدہٗ ثابت ہوا کہ دونون نایب سرتابی کے طرف مائل ہین۔ اور آپکے دشمنون سے سازش کرتے ہین۔ لہذا آپ خود عرب تشریف لے گئے۔ اور اون دونون کو معزول کر دیا۔ اور اپنے بڑے فرزند عبدالقادر بن عوض جانباز جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ اور اون دونون باتونکی بھی اطلاع رزیڈنٹ عدن

کو دیگر ہندوستان واپس آئے۔ جون ۱۹۰۲ء مین آپنے ایک ایڈریس عربی زبان مین ایک طلائی صندوقچہ مین رکھ کر گورنمنٹ کے توسط سے قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی خدمت مین ارسال کیا۔ اب تک آپ جمعدار شحر و مکلا کے لقب سے مشہور تھے مگر بلحاظ آپکے قدر و منزلت کے منجانب گورنمنٹ یہہ اعلان کیا گیا کہ آیندہ آپ ہز ہائینس سلطان شحر و مکلا کے لقب سے مخاطب کئے جائین اور سلطان نواز جنگ شمشیر الدولہ شمشیر الملک کے خطاب گورنمنٹ نظام کے عطیہ ہین آپکے دو صاحبزادے ہین۔ ایک پرنس غالب بن عوض جانباز جنگ (ولیعہد و قایم مقام سلطان شحر و مکلا) دوسرے پرنس عمر بن عوض شمشیر نواز جنگ بہادر

جنجیرہ (علاقہ مغربی ہند)

نواب سیدی احمد خان سیدی ابراہیم خان کے سی آئی ای

یہ ریاست سابق مین احمد نگر کے نظام شاہی بادشاہون کی سلطنت کا ایک جزو تھی سنہ ۱۶۰۰ء مین مغل احمد نگر پر قابض ہوئے۔ اور ہر چند ملک عنبر اعظم نے بہت جلد اپنے بادشاہ کا علاقہ واپس کر لیا۔ مگر مقامی کاغذات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۶۱۸ء تک مغلون کے جانب سے جنجیرہ کے گورنر مقرر ہوا کرتے تھے۔ سنہ ۱۶۱۸ء مین سیدی سرلخان منصب گورنری پر مامور ہوئے۔ سنہ ۱۶۲۰ء مین سیدی یاقوت خان اور دوسرے سال سیدی عنبر حبشی کے نام سے مشہور تھے جانشین ہوئے۔ سیدی عنبر سنک ہی نے اپنی

آزادی قایم کی جو اس خاندان کے بانی تھے۔ اس خاندان کے فرمانروا نواب کہلاتے ہیں۔ اور یہ خطاب شہنشاہ اورنگ زیب نے ان کو عطا کیا تھا۔ سیدی عنبر سنک نے ۱۸۴۲ء تک حکومت کی۔ اون کی وفات کے بعد سیدی یوسف خان۔ سیدی فتح خان سیدی خیرات خان۔ سیدی یعقوب خان۔ سیدی سرل خان۔ سیدی سنبل خان۔ سیدی عبدالرحمن جمال خان سیدی حسن خان۔ سیدی سید خان۔ سیدی ابراہیم خان۔ سیدی محمد خان۔ سیدی جوہر خان سیدی جمرود خان۔ سیدی محمد خان۔ سیدی ابراہیم خان کے بعد دیگرے مسند نشین ہوئے ۱۷۶۶ء میں شنیج جی صوبہ دار جنجیرہ نے پیشوا سے سازش کرکے سیدی سرداروں کی ریاست کو بہت کمزور کردیا۔ اور از روئے معاہدہ پیشوا کو گیارہ محال سے ساڑے چار محال دینے پڑے۔ دسمبر ۱۷۳۳ء میں گورنمنٹ انگریزی سے معاہدہ ہوا۔ اور ۱۷۵۹ء میں ریاست جنجیرہ نے جعفرآباد پر قبضہ حاصل کیا۔ ۱۸۳۴ء میں اس ریاست کے محصول کو گورنمنٹ نے بند کرادی۔ الغرض یہ ریاست خود مختار ہے۔ گورنمنٹ کو کوئی خراج وغیرہ نہیں دیتی۔ اور گورنمنٹ سے اسکے تعلقات محض دوستانہ ہیں۔ ۱۸۴۸ء میں نوابصاحب کے دادا سیدی محمد خان نے ۲۲ سال تک نہایت نیک نامی سے حکومت کرکے انتقال کیا اور اون کے فرزند سیدی ابراہیم خان مسند نشین ہوئے۔ چند سال کے بعد ان میں اور جنجیرہ کے سرداروں میں جھگڑا ہوا۔ اور گورنمنٹ نے انتظام کی خرابی معلوم کرکے ۱۸۶۹ء میں فوجداری اختیارات چھین لی۔ اور رزیڈنٹ کو یہ اختیارات عطا کی۔ ۱۸۷۰ء میں سیدی سرداروں نے نواب کے عدم موجودگی میں (جو اُدنون بمبئی میں تھے) اون کو معزول کرکے نوابصاحب حال کو بحالت نابالغی گدی پر بٹھادیا۔ بالآخر نوابصاحب سابق چند شرایط کے ساتھ گدی پر بٹھادیے گئے۔ اور ۱۸۷۳ء میں سیدی سرداروں نے نوابصاحب کی اطاعت

قبول کی۔ سنہ ۱۸۷۹ء مین نواب سیدی ابراہیم خان نے قضا کی۔ اور تین بیٹے چھوڑے سیدی احمد خان منکوحہ بی بی (فاطمہ بی بی) سے ہین۔ الغرض نواب کی وفات پر جانشینی کے لئے جھگڑا ہوا۔ اور گورنمنٹ نے سیدی احمد خان کو جایز وارث قرار دیکر بڑی دھوم دھام سے مسند نشین کیا۔

آپ (ذالبعاحب حال) ۳۱ اگست سنہ ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوئے۔ اور راج کمار کالج مین تعلیم پائی۔ انگریزی۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ فارسی۔ اردو مین اچھی دستگاہ ہے۔ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء کو گورنمنٹ نے آپ کو ریاست کے پورے اختیارات عطا کردئے۔ سنہ ۱۸۹۵ء مین گورنمنٹ نے کے سی۔ ائی۔ ای کا خطاب عطا کیا۔ آپ کی شادی خاندان طیب جی مین مسٹر حاجی حسن علی فیضی کی دختر سے ہوئی ہے۔ رقبۂ ریاست (۳۲۴) مربع میل۔ آبادی (۵۰۳۹۲) محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

بالاسنور (علاقۂ مغربی ہند)

نواب منور خان جی بابی

یہ خاندان سردار محمد خان پسر کلان بہادر خان (جو شیر خان بابی کی نوین پشت مین تھے) کی نسل سے ہے۔ سترہوین صدی مین آپ کے بزرگ شہنشاہ دہلی کے دربار مین حاجب الباب کی خدمت پر مامور تھے۔ اور یہی وجہہ اس بابی لقب کی ہے۔ بہادر خان جی کے چھوٹے بیٹے مہابت خان جی کی نسل سے۔ ایک دوسری شاخ والیان ریاست جوناگڈہ کی مورث

اعلےٰ تھی۔ سردار محمد خان کے بعد بالاسنور اور سہرپور کے مسند ریاست پر اون کے بیٹے جمعیت خان متمکن ہوئے۔ اون کے بعد صلابت خان جانشین ہوئے۔ صلابت خان نے ۱۸۲۰ء مین انتقال کیا۔ اور اون کے چچازاد بھائی عابد خان تخت پر بیٹھے۔

بالاسنور کی ریاست سرکار پیشوا اور گیکواڑ کی باجگزار تھی۔ جب پیشوا کے حقوق گورنمنٹ انگریزی کے طرف منتقل ہوئے تو یہہ ریاست بھی گورنمنٹ کے زیر حمایت آگئی۔ سنہ ۱۸۲۲ء مین عابد خان ریاست سے علیحدہ کئے گئے اور اون کے بھائی عبدل خان سریر آرا ہوئے۔ سنہ ۱۸۳۱ء مین اون کا انتقال ہوا تو زور آور خان تخت نشین ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۸۲ء مین اون کی وفات پر اون کے فرزند اکبر منور خان جی (نواب صاحب جال) تخت حکومت پر بیٹھے آپ (نواب صاحب جال) کی ولادت سنہ ۱۸۴۴ء ہے۔ اس ریاست کا رقبہ (۱۷۹) میل مربع آبادی (۵۳۲۴۹) محاصل ایک لاکھہ بیالیس ہزار سات سو پچاس روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔ یہ ریاست گورنمنٹ کو بطور خراج بارہ ہزار چھہ سو چھانوے روپیہ دیتی ہے۔

فضلی
(علاقۂ مغربی ہند)

سلطان احمد

سنہ ۱۸۳۹ء مین قبضۂ عدن کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے اس ریاست سے معاہدہ کیا۔ جو نواح عدن کی ایک زبردست اور جنگجو قوم ہے۔ سلطان لاہج عرصہ تک قرب وجوار کے اون قومون کو (جن مین فضلی بھی شامل ہے) جن کی عملداری مین اہل لاہج تجارت کرتے تھے

کچھ روپیہ سالانہ بطور مدد کے دیا کرتے تھے۔ ابتداً گورنمنٹ بھی یہ وظائف اونکو دیتی رہی۔ لیکن جب سلطان فضلی کا برتاؤ قابل اطمینان نہ دیکھا تو وظیفہ بند کردیا۔ آخر احمد بن عبداللہ جانشین ہوئے۔ اور ۱۸۰۷ء مین اون کی وفات پر اون کے بیٹے حیدر تخت پر بیٹھے۔ جو اگسٹ ۱۸۱۳ء مین ہلاک کرڈالے گئے۔ قبیلۂ فضلی نے اونکے بیٹے احمد کو اپنا سردار مقرر کیا۔ اور گورنمنٹ نے بھی یہ جانشینی منظور کی۔ سلطان فضلی کی آمد ہی معہ اوس وظیفہ کے جو گورنمنٹ دیتی ہے دس ہزار ڈالر سالانہ اور سلامی توپ ہوئے

سلطان فضل بن محسن

لاہج عدن کا ایک ضلع ہے۔ جسکے باشندے ابدالی کہلاتے ہین۔ ان کے سردار کا لقب سلطان لاہج ہے۔ سرداران عدن کے ساتھ اوّل پولیٹکل تعلقات ۱۷۹۹ء مین قایم ہوئے یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے جب گورنمنٹ برطانیہ نے ایک بحری فوج ہندوستانی افواج کا ایک دستہ لیکر جزیرۂ پیرم پر قبضہ کرنے اور بحیرۂ ہند مین براہ بحر قلزم مصر کے فرانسیسون کی آمد و رفت کے روکنے کے لئے بھیجی تھی۔ جزیرۂ پیرم انواج کیلئے ناموزون ثابت ہوا۔ اور سلطان لاہج نے کچھ دنون تک فوج کو عدن مین مقیم رکھا

بہ ڈالر دو روپیہ آٹھ آنہ کا ہوتا ہے (عباس) ۱۲ مولف

اونہون نے معاہدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی - اور عدن کو بطور ایک مستقل اسٹیشن کے دینا چاہا - مگر گورنمنٹ نے اوس کے لینے سے انکار کیا - آخر ۱۸۰۲ء مین گورنمنٹ کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا - اس وقت سے ۱۸۳۷ء تک عدن کے ساتھ کسی قسم کی راہ ورسم نہ تھی حتیٰ کہ گورنمنٹ کی توجہ ساحل عدن پر برٹش جہازات کے لوٹے جانے اور ملاحون کے ساتھ بدسلوکی ہونے پر مائل ہوئی - کپتان ہنس صاحب کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس کا جواب حاصل کرین - اسکے ساتھ ہی اون سے چاہا گیا تھا کہ وہ ہندوستان اور بحیرۂ قلزم کے بیچ آنے جانیوالے جہازون کے کوئلہ کا ڈپو بنانے کے لئے عدن کو خرید لین - سلطان محسن نے جو ۱۸۲۷ء مین اپنے چچا سلطان احمد کے جانشین ہوئے - اولاً لوٹ کی شرکت سے انکار کیا - اور نقصان مال کا کچھ حصہ دینے اور باقی کا معاوضہ ادا کرنے پر راضی ہوگئے حوالگی عدن کے بارے مین ایک مسودۂ معاہدہ سلطان کے روبرو پیش کیا گیا جس کو انھون نے زبانی منظور کیا - اور وعدہ کیا کہ باقاعدہ منظوری اپنے سردارون سے منظور لیکر دینگے اس مسودہ مین زرمعاوضۂ عدن کی تعداد غیر متخص تھی - لیکن بعد کو طے پایا کہ اسکے متعلق ۸ ہزار ۷ سو روپیہ سالانہ ادا کیا جائے - ۲۲ جنوری ۱۸۳۸ء کو سلطان محسن نے ایک خط بھیجا جس مین دو مہینے بعد عدن کو انگریزون کے حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا - مگر اہل عدن پر سلطان کی حکومت قایم رہنے کی شرط کی - برٹش ایجنٹ نے یہ شرط نامنظور کی - اس موقع پر سلطان کے فرزند احمد کی نازیبا کارروائیون کی وجہ سے سلطان کو دھمکانیکی تیاریان کیگئین آخر ۱۹ جنوری ۱۸۳۹ء کو عدن گولون سے اڑا کر شہر پر قبضہ کر لیا گیا - اور سلطان معہ خاندان کے لاہج کو چلے گئے ۲ فروری کو سلطان کے داماد نے سلطان کے نام سے صلح کا معاہدہ کیا - اور ۱۸ جون کو سلطان نے خود ایک دستاویز پر دستخط کئے جس کی رو سے انہون نے

برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ صلح و دوستی رکھنے کا اقرار کیا۔ اور گورنمنٹ نے اون کو اور اون کے وارثون کو چھہ ہزار پاونڈ الرے سالانہ دینے اور اسیطرح اون وظائف کو ادا کرنیکا ذمہ لیا۔ جو سلطان لاحج۔ فضلی۔ قبائل۔ یافعی۔ حوشابی۔ اور عمیر کو دیا کرتے تھے۔ سنہ ۱۸۳۹ء مین چونکہ سلطان محسن نے عدن پر مکرر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ جس کی وجہہ سے روپیہ کی ادائی موقوف کردی گئی۔ اونہون نے دومرتبہ اور کوشش کی۔ مگر تیسرے حملہ کے بعد سنہ ۱۸۴۳ء مین سلطان محسن نے عدن مین آکر صلح کی درخواست کی۔ ۱۱ر فبروری سنہ ۱۸۴۳ء مین ایک معاہدہ ہوا۔ جس کی رو سے پانسو اکتالیس ڈالر کا ماہواری وظیفہ بحال کیا گیا۔ اور ایک سال کی بقایا بھی دی گئی سلطان محسن نے سنہ ۱۸۴۷ء مین قضا کی۔ اور اون کے بڑے بیٹے احمد جانشین ہوئے۔ سلطان احمد نے ۱۸ر جنوری سنہ ۱۸۴۹ء مین وفات پائی۔ اور اون کے دوسرے بھائی علی بن محسن مسند نشین ہوئے انہون نے سنہ ۱۸۶۳ء مین قضا کی۔ اور اون کے بیٹے فضل بن علی۔ سلطان ہوئے۔ لیکن خاندان اور لوگون نے ان کو تخت سے اوتارنے کی سازش کی۔ اور آخر سلطان محسن کے چوتھے بیٹے فضل بن محسن مسند نشین ہوئے۔ اون کو سنہ ۱۸۶۵ء مین سرکاری اعانت کے صلہ مین پانچہزار ڈالر عطا ہوے لاحج کی آبادی ۲۰ ہزار اور آمدنی ۵۰ ہزار روپیہ سال سلامی نو ضرب توپ ہے۔

قشن وسقوطرا (علاقۂ مغربی ہند)

سلطان علی بن عبد اللہ

اس جزیرہ کی فرمان روائی عربون کے قبیلہ محری کے خاندان اہل مقبریکو حاصل ہے۔ جو قشن

مین آباد مین سقوطرا کے ساتھہ گورنمنٹ کا تعلق ۱۸۳۴ء مین قایم ہوا۔ جس کی رو سے اونہون نے برٹش گورنمنٹ کے اس جزیرہ مین اترنے اور کوئلہ جمع کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ ۱۸۷۶ء مین سلطان سقوطرا کے ساتھہ ایک عہد نامہ ہوا۔ جس کی رو سے تین ہزار ڈالر کے معاوضہ اور تین ہزار ساٹھہ ڈالر کی سالانہ ادائی پر سلطان نے اپنے اور اپنے وارثون اور جانشینون کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ سوا برٹش گورنمنٹ کے اور کسیکو اپنے جزیرہ یا اس کے کسی ماتحت حصے پر قبضہ نہین دینگے۔ نہ بیع و رہن کرینگے۔ ۱۸۸۸ء مین بھی اسی قسم کا ایک معاہدہ سلطان علی بن عبد اللہ کے ساتھہ منعقد ہوا اور اکیسو بیس ڈالر کا سالانہ وظیفہ ان کو بحیثیت سردار قبیلہ محری کے عطا کیا گیا۔ رقبہ ایک ہزار مربع میل آبادی (جس مین زیادہ تر بدو ہین) تقریباً پانچہزار۔ محاصل (جو زیادہ تر جنس مین وصول کیا جاتا ہے) علاوہ برٹش امداد کے تین سو بیس ڈالر۔ نو ضرب توپ سلامی مقرر ہے۔

کوروائی (علاقہ

ہز ہائینس نواب محمد منور علی خان بہادر

یہ ریاست افغان اور کزی کے خاندان سے ہے۔ اسوقت نواب محمد منور علی خان رئیس ہین۔ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے

کیمبے (علاقہ بمبئی)

ہز ہائینس نواب جعفر علی خان بہادر

یہ ریاست احاطہ بمبئی مین واقع ہے۔ اور خاندان افغان سے متعلق ہے۔ اسوقت نواب جعفر علیخان مسند نشین ہین۔ یہہ ریاست گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیتی۔ رقبہ (۳۵۰) مربع میل۔ آبادی (۱۷۵۰۰۰) آمدنی تین لاکھ پچاس ہزار۔ سلامی گیارہ ضرب توپ مقرر ہے۔ سنہ ۱۷۶۱ء مین گورنمنٹ انگریزی سے اس ریاست کے باین عہدنامہ ہوا ہے۔

وہ رؤسا اہل اسلام جنکو گورنمنٹ برطانیہ نہر ہائنس کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ اور حسب وجاہت دوقت خاندانی توپون کی سلامی کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ اون کے حالات مختصر طور پر نیچے اور لکھدئے ہین۔ اب ذیل مین چند اسلامی ریاستونکا ایک نقشہ اختصار کی غرض سے دیا جاتا ہے یہ وہ ریاستین ہین کہ جنکے رئیسون کو نہر ہائنس کا خطاب اور توپون کی سلامی گورنمنٹ برطانیہ کے جانب سے حاصل نہین ہے۔ مگر صاحب اعزاز دوقت ضرور ہین۔

نمبر شمار	نام ریاست	نام رئیس معہ خطاب والقاب	تاریخ ولادت	تاریخ مسند نشینی	رقبہ بمربع میل	آبادی	حاصل	فوجی قوت	ملاحظہ
۱	لسبیلہ	جام سر کمال خان صاحب بہادر	سنہ ۱۸۶۹ء	سنہ ۱۸۹۶ء ۱۹ توپی	۱۲۰۰	۵۶۱۰۹	۳۰۰۰۰۰	پولیس سوار ۱۵۰ پیادہ ۲۴۶	
۲	دیر صوبات ہندوکش	نواب محمد شریف خان صاحب بہادر	سنہ ۱۲۶۶ھ	سنہ ۱۳۰۱ھ	.	.	.	پیادہ سوار ۳۵۰۰	آجکل پانچ برادرون مین
۳	لوہارو	آنریبل نواب سر امیر الدین احمد خان فخر الدولہ کے سی۔ آئی۔ ای۔	سنہ ۱۸۶۰ء	.	.	.	۷۲۰۰۰	.	
۴	خاران	سردار روز خان نوشیروانی۔ کے۔ سی آئی۔ ای۔	.	سنہ ۱۸۸۶ء	۱۵۰۰	۴۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	.	گورنمنٹ خود ۲۵ ہزار سالانہ کی امداد کرتی ہے
۵	دوجانہ	نواب تمیز جلیخان بہادر جلال الدولہ مستعفی خانک	سنہ ۱۸۶۲ء	سنہ ۱۸۸۹ء	۸۹	۲۵۰۰۰	۷۸۰۰۰	.	

۶	پاٹودی	نواب محمد مظفر علی خان	۱۸۶۰ء	۰	۵۳	۲۳۰۰۰	۸۵۰۰۰	۰	۰
۷	سادونور	مہربان نواب عبدالمجید خان دلیر جنگ	۱۸۹۱ء ۷ر اکتوبر	۱۸۹۲ء ۲۶ جولائی	۷۰	۱۰۴۴۶	۸۸۰۰۰	۰	۰
۸	مدوت	نواب قطب الدین خان	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۹	محمود آباد	نواب راجہ علی محمد خان بہادر	۱۸۸۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱۰	جہانگیر آباد	آنریبل محمد تصدق رسول خان سی۔ ایس آئی	۰	۰	۰	۰	۱۳۰۹۶۴	۰	۰
۱۱	نان پارہ	راجہ محمد صدیق خان	۱۸۷۰ء	۰	۰	۰	۱۶۶۹۱۳	۰	۰
۱۲	پاسو	نواب محمد فیاض علیخان ممتاز الدولہ	۱۸۵۱ء	۱۸۹۴ء	۰	..	۰	۰	۰
۱۳	بلہرہ	نواب راجہ کاظم حسین خان بہادر	۰	۱۸۷۱ء	۰	۰	۰	۰	ایک صاحبزادہ
۱۴	سلیم پور	حاجی سید راجہ تنبان علی خان بہادر	۱۸۵۹ء	۱۸۶۹ء	۰	۰	۰	۰	ایک صاحبزادہ

اب ذیل میں چند معزز اور کمین اور زی وقعت امراء مندوستان کا بھی ایک نقشہ ہمارے معزز ناظرین کے معلومات کیلئے درج کیا جاتا ہے

نمبر شمار	نام مع خطاب و القاب	ولدیت	تاریخ ولادت	سکونت	اولاد
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	شہزادہ سلیمان قدر مرزا محمد حسن علی خان بہادر	محمد امجد علی شاہ منفور چہارم شاہ اودھ	۱۰ دسمبر ۱۸۳۹ء	لکھنؤ	
۲	نبیرہ بانس آغا سلطان محمد شاہ آغا خان کے سی آئی ای جی سی آئی ای	نبیرہ بانس آغا علی شاہ	۲ر نومبر ۱۸۷۷ء	بمبئی	
۳	سر محمد مسور علیخان بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای امیر ارکاٹ	خان بہادر معزز الدولہ	۱۸۵۹ء	امیر محل مدراس	چار صاحبزادے ہیں
۴	نواب سید حسین علیخان خان الملک کئیل الدولہ امیر الامرا مہابت جنگ جی سی آئی ای	نواب سید منصور علیخان بہادر نصرت جنگ معز الدولہ مظفر الملک فرزند دوئم نواب ذوالفقار الدولہ	۵ر اگست ۱۸۶۰ء	مرشد آباد	پانچ صاحبزادے ہیں
۵	سلیم اللہ خان نواب ڈاکہ	خواجہ سر احسن اللہ خان		ڈاکہ	
۶	آنریبل پرنس محمد مختار شاہ۔ سی۔ آئی۔ ای نبیرہ ٹیپو سلطان	شہزادہ محمد انور شاہ	۱۸۶۲ء	مالی گنج کلکتہ	
۷	مرزا شجاعت علی بیگ بہادر مدار المہام و داماد بیگم مرشد آباد	مرزا سلامت علی بیگ	۱۸۶۰ء	مرشد آباد و کلکتہ	

گل دوم

فرقہ جموں و کشمیر

میجر جنرل ہز ہائنس مہاراجہ سر پرتاب سنگھ اندر مہندر بہادر سپر سلطنت جی سی ایس آئی

علاقہ جموں و کشمیر کے مشہور حصے۔ جموں۔ لداخ۔ بالتستان۔ کشمیر۔ گلگٹ اور اسکردو ہیں۔ جموں ایک زمانہ نامعلوم سے ڈوگرا راجپوتوں کے خاندان کا دار السلطنت رہا ہے۔ اٹھارہویں صدی کے آخر راجہ رنجیت دیو کے عہد میں جموں نے کسیقدر نمود اور شہرت حاصل کی۔ گرد و نواح کا ملک۔ مختلف چھوٹی چھوٹی

ریاستون مین منقسم تہا۔ جو آپس مین ایک دوسرے سے لڑا کرتی تہین۔ لیکن گذشتہ صدی کے آغاز مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کی گورنمنٹ کی کم وبیش مطیع ہوگئین۔ اوس زمانہ مین رانا رنجیت دیو کے پردے گلاب سنگہ۔ دہیان سنگہ اور سوچیت سنگہ اون کے شریک ہوئے۔ اونہون نے بہت جلد اوج عروج حاصل کیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گلاب سنگہ کو راجہ کے خطاب کے ساتہہ یہ ریاست عطا کی۔ اسی طرح دہیان سنگہ اور سوچیت سنگہ نے قرب وجوار کے علاقے حاصل کئے۔ غرض پندرہ برس کے عرصہ مین تینون بہائیون خصوصاً گلاب سنگہ نے اطراف کے تمام کوہستانی ریاستون کو مطیع کرلیا۔ جب ۱۸۴۳ء مین دہیان سنگہ و سوچیت سنگہ نے انتقال کیا تو اون کا کل علاقہ باستثناء پونچھ کے (جو راجہ دہیان سنگہ کے فرزند راجہ جواہر سنگہ کے قبضہ مین رہا) راجہ گلاب سنگہ کو ملا۔ ۱۸۴۶ء مین جب گورنمنٹ نے لاہور پر قبضہ کیا اور سکہہ مطیع ہوئے تو راجہ گلاب سنگہ مصالحت کے کام پر مقرر ہوئے اور اوس کا انجام یہ ہوا کہ لاہور کے ساتہہ پہلا معاہدہ ہوا۔ ان خدمات کے صلہ مین راجہ گلاب سنگہ کو گورنمنٹ نے جمون اور کشمیر کا کوہستانی علاقہ مرحمت فرمایا۔ اور ایک جداگانہ معاہدہ مرتب کیا گیا۔ ۸ مارچ ۱۸۴۶ء کو دسپر دستخط ہوئے۔ اور اس معاہدہ کے رو سے یہ قرار پایا کہ وہ پچہتر لاکھ روپیہ نذر کرکے اوس حصہ ملک پر متصرف رہین۔ جسپر سکہون کے عہد مین قابض تھے۔ راجہ گلاب سنگہ نے یہ اقرار کیا کہ ہنگام ضرورت گورنمنٹ کو فوجی مدد دین گے۔ اور ہمسایہ ریاستون کی نزاعات کا تصفیہ گورنمنٹ کرے گی چنانچہ غدر ۱۸۵۷ء کے موقع پر راجہ نے اپنی فوج دو توپخانہ سے گورنمنٹ کی بیش بہا مدد کی۔ اگست ۱۸۵۷ء مین مہاراجہ گلاب سنگہ نے قضا کی۔ اور اون کے بڑے بیٹے مہاراجہ رندہیر سنگہ مسند نشین ہوئے۔ اور جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب حاصل کیا۔ اور گورنمنٹ سے ایک کوہی توپخانہ بھی ملا۔ ۱۸۷۷ء مین دربار دہلی کے موقع پر مہاراجہ۔ افواج انگلشیہ کے جنرل اور قیصر ہند کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ ستمبر ۱۸۸۵ء کو مہاراجہ رندہیر سنگہ کا انتقال ہوا تو متوفی کے بیٹے نرمائس مہاراجہ سرپرتاپ سنگہ (رئیس حال)

مسند آرا ہوئے۔ آپ ۱۸۵۳ء مین پیدا ہوئے۔ اور آپ کے عہد مین ایک رزیڈنٹ مقرر ہوا۔ ۱۸۶۹ء مین مہاراجہ نے ریاست کے انتظامی حالت درست کرنے کے لئے انتظامی امور سے کنارہ کشی کی۔ اور گورنمنٹ نے ریاست کے نظم ونسق کو ایک کونسل کے سپرد کیا۔ جس مین مہاراجہ کے دونون بھائی اور کچھ چیدہ انگریزی افسر شریک کئے گئے۔ اور یہ قرار پایا کہ کونسل اہم کام مین رزیڈنٹ کا مشورہ لیا کرے۔ نومبر ۱۸۷۱ء مین مہاراجہ کو (اون کی خواہش پر) اقتدارات حاصل ہوگئے۔ اور سابقہ کونسل مہاراجہ کے زیر صدارت ہوگئی۔ لیکن رزیڈنٹ کے صلاح ومشورہ کی شرط قایم رہی۔ جسکو مہاراجہ نے بھی بخوشی منظور کیا۔ ۱۸۷۲ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب آپکو عطا ہوا۔ اور برٹش فوج کے آنریری سیجر جنرل کے عہدہ سے ممتاز کئے گئے۔ جمون اور کشمیر کا رقبہ ۸۰ ہزار میل۔ اور آبادی بشمول گلگٹ وغیرہ تخمیناً پچیس لاکھ۔ محاصل ۴۷ لاکھ فوج تخمیناً دس ہزار سلامی ۱۹ اضرب توپ۔ مگر حدود ریاست مین ۱۱ شلک ہے۔

پٹیالہ

ہز ہائنس فرزند خاص والا نگینہ منصوران امیر الامرا مہاراجہ دھراج راجیشوری مہاراجہ جن جگا ہیوا مہندر سنگھ جی

پنجاب مین یہ سب سے بڑی سکھ ریاست ہے۔ ہز ہائنس سکھون کے فرقہ سدھو جاٹ سے تعلق رکھتے ہین۔ ریاست کی بنیاد ۱۷۵۲ء مین سردار آلا سنگھ نے ڈالی تھی۔ وہ چودھری پھول کے دوسرے بیٹے رام کی اولاد سے تھے چودھری پھول کے بڑے بیٹے کی اولاد مین راجگان نابھہ وجیند ہین۔ آلا سنگھ۔ احمد شاہ درانی کے ہمعصر تھے جنکے جانشینون نے بہت کچھ فتوحات حاصل کین۔ اور ریاست کی شان قایم کردی۔ ۱۸۱۴ء مین مہاراجہ کرم سنگھ (جو آلا سنگھ کی چوتھی پشت مین تھے) نے جنگ گورکھا مین جنرل اکٹرلونی صاحب کو مدد دی

کیونتھل وبگہاٹ کے کچھ قطعات اون کو صلۂ خدمت مین دئے گئے۔ گورنمنٹ نے ۱۸۳۳ء مین سشلہ کا کوہی علاقہ پرگنہ بڑولی کے تین مواضع کے عوض مین حاصل کیا۔ اور سکھون کی اول جنگ مین مہاراجہ کے حق خدمات کے صلہ مین ایک دوسرے راجہ کا منضبطہ علاقہ گورنمنٹ نے مرحمت کیا۔ ۱۸۴۷ء مین ایک سند کے ذریعہ اون کے قدیم و جدید علاقے کے مع اوس کے حقوق کے توثیق کی گئی۔ مہاراجہ کرم سنگھ کے بعد اون کے بیٹے مہاراجہ نریندر سنگھ گدی نشین ہوئے۔ انھون نے غدر مین گورنمنٹ کے خدمات انجام دین۔ جسکے صلہ مین علاقہ جھجہ کا حصہ نامزد نزل عطا ہوا۔ جس کی آمدنی ۲۔ لاکھ روپیہ تھی ۱۸۶۱ء مین فرمانروایانہ اختیارات اور ۱۸۶۲ء مین اختیار تبنیت کی سند عطا ہوئی۔ انھون نے ۱۸۶۲ء مین وفات انتقال کیا۔ اور مہاراجہ مہندر سنگھ جانشین ہوئے۔ اور اون کے زمانۂ نابالغی مین چھ برس تک کونسل آف ریجنسی کا انتظام رہا۔ اور ۱۸۷۰ء مین اختیارات عطا ہوئے۔ اور دوسرے سال جی۔ سی۔ ایس آئی سے سرفرازی پائی۔ اور ۱۴ اپریل ۱۸۷۶ء کو قضا کی۔ متوفی بڑے فیاض تھے۔ چنانچہ ہرمندر کی تعمیر مین ایک کروڑ روپیہ لاکھ روپیہ دیا۔ الغرض مہاراجہ مہندر سنگھ کی وفات پر مہاراجہ راجندر سنگھ مالک ریاست ہوئے۔ اور ۱۸۸۹ء مین اختیارات ریاست عطا کئے گئے۔ ۱۸۷۸ء مین جنگ افغانستان کے موقعہ پر آپنے گورنمنٹ کو فوج سے مدد دی۔ مگر افسوس ہے کہ راجندر سنگھ نے عین عالم شباب مین ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو انتقال کیا۔ اور ہز ہائینس مہاراجہ بہوپ اندر سنگھ بہادر (رئیس حال) جانشین ہوئے آپکی ولادت ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۱ء ہے۔ ریاست کا رقبہ (۵۴۱۲) مربع میل۔ آبادی (۱۵۸۶۰۳۰) فوج بشمول پولیس (۶۰۷۹) محاصل ۶۶ لاکھ روپیہ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

بڑودہ

ہز ہائینس مہاراجہ سیاجی راؤ گیکواڑ فرزند ماں دالنگلشیہ خاص خیل شمشیر بہادر جی سی ایس آئی

ہز ہائس مغربی ہندوستان کے طبقۂ والیان ملک مین رئیس اعظم ہین - آپ اوس نامی مرہٹہ سردار داماجی گیکواڑ کی نسل سے ہین جو ستر ہوین صدی کے آخر بلاپور کے جنگ مین بمقابلۂ افواج مغلیہ داد شجاعت دی تہی - اور اوس کے صلہ مین ساہو راجہ والی ستارہ نے شمشیر بہادر کا خطاب عطا کیا تہا سنہ ۱۷۲۱ء مین داماجی کا انتقال ہوا - اور اون کے (بھتیجے) متبنیٰ پیلاجی گیکواڑ جانشین ہوئے جب پیشوا کے ساتہہ جنگ کا خاتمہ ہو چکا تو ساہو راجہ نے پیلاجی کو سینا خاص خیل کا خطاب عنایت کیا مگر افسوس ہے کہ سنہ ۱۷۳۱ء مین پیلاجی مارے گئے - اور داماجی دوم مسند نشین ہوئے - یہ چالیس برس تک جدال و جنگ مین مصروف رہے - اور انھین کی ہمت و جوانمردی سے گجرات کے سارے علاقہ اور مغربی ہند کے متصلہ اضلاع مین گیکواڑ کی حکومت قایم ہوئی - اور بڑودہ دارالامارت گجرات مغلیہ صوبہ دار سے فتح کر کے مستقر ریاست قرار دیا گیا - سنہ ۱۷۶۱ء کے جنگ پانی پت مین آپ ایک فوج کے سپہ سالار تھے - چنانچہ کاٹھیاوار پر آپ نے یلغار کر کے اکثر راجاؤن کو خراج ادا کرنے پر مجبور کیا تھا اور قدیم شہر انہلواڑا پٹن اور احمد آباد قدیم پایہ تخت گجرات کو فتح کر لیا - اون کے بعد اون کے دو بیٹے گوبند راؤ اور فتح سنگہ یکے بعد دیگرے مسند آرائی پر متمکن ہوئے - اور فتح سنگہ کے بعد گوبند راؤ کے بیٹے انند سنگہ مسند نشین ہوئے - سنہ ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ کے ساتہہ ایک عہد نامہ ہوا جس کے رو سے دربار بڑودہ مین رزیڈنٹ مقرر کیا گیا - اور یہ شرط قرار پائی کہ دربار بڑودہ ایک جرار معاون فوج قایم رکہے - انند سنگہ کے بعد سیاجی راؤ اول گدی نشین ہوئے - اون کے بعد اون کے تین بیٹے گنپت راؤ - کہانڈے راؤ - ملہر راؤ یکے بعد دیگرے ریاست پر بیٹہے - ان مین سے کہانڈے راؤ نے عذر کے زمانہ مین گورنمنٹ کی بیش بہا خیر خواہی کی - لیکن ملہر راؤ کا انجام اچھا نہوا معزول ہوئے - اون کے بعد ۲۷ مئی ۱۸۷۵ء کو ہز ہائنس مہاراجہ سیاجی راؤ (حال مہاراجہ) مسند نشین ہوئے - اور بوجہ نابالغی کچہہ روزون گورنمنٹ کا انتظام رہا - سنہ ۱۸۸۱ء مین کامل

اختیارات حاصل ہوئے۔ آپ کا تولد ۷ مارچ ۱۸۶۳ء ہے ہزہائینس تعلیم یافتہ روشن خیال رئیس ہین۔ مبذول فیاض نے آپ کو قابلیت دعالی دماغی۔ معدلت وعدل گستری۔ وقار وتحمل کے بیش بہا جواہر عطا کئے ہین جس سے رعایائے بڑودہ نہایت مرفہ الحال اور کمال آسودہ رہتی ہے آپ نے اپنی ریاست مین رعایا کی آسودگی اور فلاح کے لئے صدہا مفید ذرائع جاری کئے ہین چنانچہ ایک کالج (جس مین بمبئی یونیورسٹی کے جملہ امتحانات کے متعلق تعلیم دیجاتی ہے) (۱۲۹۳) مدرسے قایم ہین۔ اور صنعت وحرفت کی تعلیم کے لئے بھی ایک مدرسہ موسوم بہ کالا بھون جاری ہے علاوہ برین ۶۲ زنانہ مدارس بھی ہین۔ اور رسل ورسائل۔ آمد ورفت کی سہولت کے لئے ملکی ریلون کا جال بھی بچھایا گیا ہے۔ حفظان صحت کے متعلق ایک عمدہ لیڈی ڈفرن ہسپتال کھولا گیا ہے۔ ۱۸۷۵ء مین آپکے فرزند خاص دولت انگلشیہ کا خطاب عطا ہوا۔ اور ۱۸۷۷ء مین آپنے معہ مہارانی صاحبہ یورپ کا سفر کیا۔ اور لنڈن مین علیا حضرت ملکہ مرحومہ کی مہمانی کا شرف حاصل ہوا۔ اور جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا تمغہ آپ کو خاص علیا حضرت نے اپنے دست مبارک سے مرحمت فرمایا۔ اور اپنی ایک شبیہ مرصع بجواہر عنایت کی۔ اور مہارانی صاحبہ کو کرون آف انڈیا کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اسکے بعد بھی آپنے تین چار مرتبہ یورپ کا سفر کیا ہے۔ ۱۸۸۰ء مین تانجور کی ایک شہزادی سے جو آپنے بیاہ کیا تھا ایک فرزند فتح سنگھ ۱۸۸۵ء مین اور انکا انتقال ہوگیا۔ پھر اوس سال آپنے دوسری شادی دیوکی کے ایک مشہور خاندان مین کی جن سے دو صاحبزادے جے سنگھ راؤ شیواجی راؤ اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین۔ رقبہ ریاست (۸۵۷۰) میل مربع۔ مردم شماری (۲۴۱۵۳۹۶) آمدنی تقریباً ایک کروڑ ترپن لاکھ روپیہ سالانہ۔ فوج مین (۳۵۶۲) سوار (۴۹۰۸) پیدل (۳۸) توپین اور سلامی اکیس ضرب تو ہے۔

میسور

ہز ہائینس مہاراجہ سری کرشن راج ودیار بہادر

ہز ہائینس راجپوت چہترون کے خاندان سے ہین۔ آپکے اجداد دوارکا کے واقع کاٹھیاوار سے آئے تھے۔ چنانچہ دو بھائی بچے راج اور کرشن راج چودھوین صدی کے آخر مین قلمرو میسور کے حصۂ اسٹ گرام مین تولمن پذیر ہوئے۔ ایک بھائی نے موضع ہدتارو کے رئیس کی دختر سے شادی کی۔ اور اس ذریعہ سے صوبہ جات میسور مین اپنا علاقہ قایم کیا۔ اون کی اولاد مین ایک شخص جادو رائو نے سنہ ۱۳۹۹ء سے سنہ ۱۴۴۲ء تک حکومت کی۔ اوسکے بعد اون کے بیٹے ہرپتو دیو چمراج گدی پر بیٹھے۔ ان کے پوتے راجہ ہیر (یا ارہیرل) چمراج تھے۔ انکی چچے انگلیان تین اسلحی ہیر سے موسوم ہوئے۔ ان کے بیٹے ہیر ہرپتو دیو چمراج ثانی کے زمانے مین قلعہ میسور اوس مقام پر تعمیر ہوا تھا جو سابق مین پراگر کھلاتا تھا۔ میسور کے مہاراجہ دودیار کھلاتے ہین۔ اودیار۔ اودیا کی جمع یا لفظ تعظیم ہے۔ جسکا معنے کناری زبان مین۔ لارڈ۔ مالک۔ آقا کے ہین۔ ہیر ہرپتو دیو چمراج کی گدی پر یکے بعد دیگرے ان کے دو بیٹے تخت پر بیٹھے۔ چھوٹے بیٹے کا نام یول چمراج تھا۔ ان کے پوتے راج ودیار اپنے پیشرو راجاؤن پر حکومت مین سبقت لے گئے تھے۔ چنانچہ یہ سنہ ۱۵۷۸ء سے سنہ ۱۶۲۶ء تک برسر حکومت رہے۔ سنہ ۱۶۰۹ء مین قلعۂ سرنگاپٹم پر قبضہ کر کیا۔ جو سابق مین راجگان بچے کے ایک نائب کی حکومت مین تھا۔ راجہ دودا کرشن راج کی وفات کے بعد سنہ ۱۷۳۱ء مین بالواسطہ نصب ریاست کا سلسلہ جاتا رہا۔ اور اوس زمانے سے اصلی قوت افواج کی موروثی جنرلون کے ہاتھ مین رہی۔ جو میسور کے راجاؤن کا انتخاب کرتے تھے۔ راجہ دودا کرشن کے تبنی صاحبزادہ

بوسنت نگمال چمراج تھے۔ جنھوں نے ۱۳۳۳ء مین قضا کی۔ اون کے بتنے بیٹے پچا کرشن راج نے ۱۳۳۴ء سے ۱۷۶۵ء تک حکومت کی۔ لیکن اون کی سلطنت برائے نام تھی۔ کیونکہ پیشوا اون دنون حیدر علی کی دھاک بندہی ہوئی تھی۔ جو بعد کو میسور کے فرمانروا بھی ہوگئے۔ برٹش گورنمنٹ اور میسور کے مابین پہلی راہ ورسم اوسوقت ہوئی جب کرناٹک کی حکومت کے لئے جھگڑا ہورہا تھا اور حیدر ہمہ دفرمانروا اون کے تحت مین تھا۔ مہاراجہ پچا کرشن راج کے دو بیٹون مین ایک بیٹے کو جو برائے نام اوس کا جانشین تھا۔ سلطان ٹیپو نے ہلاک کرڈالا۔ دوسرا بیٹا لاوارث مرا۔ اسپر حیدر علی نے ہندو نسل کا سایہ قایم رکھنے کے لئے پچا کرشن کی تیسری بیوی کو ایک کمسن رشتہ دار چمراج کو بتنے کرنے کی اجازت دی۔ جب برٹش گورنمنٹ نے ٹیپو سلطان کو شکست دی اور ۱۷۹۹ء مین سرنگاپٹم کو فتح کیا تو اوس سے چندروز پہلے مہاراجہ چمراج قید مین مرگئے تھے اوس وقت برٹش گورنمنٹ نے میسور کو اوس کے قدیم فرمانروا کو واپس دینے کا قطعی عہد کرلیا۔ چنانچہ کرشن راج گدی نشین ہوئے۔ اور ان کی نابالغی کے زمانہ مین ۱۷۹۹ء سے ۱۸۱۰ء تک سلطنت کا کام اچھا چلتا رہا۔ ۱۸۶۵ء مین انھون نے چمراج چندر ودیار کو بتنے کیا۔ جو پچا کرشن اراسو کے تیسرے بیٹے تھے ۱۸۶۸ء مین مہاراجہ کرشن راج کی وفات پر گدی نشین ہوئے۔ اور ۱۸۹۵ء مین انتقال کیا۔ اون کی وفات پر مہارانی صاحبہ ریجنٹ اور مہاراجہ صاحب حال والی ملک قرار پائے۔ اور انتظام ریاست کے لئے بصدارت سرشیشادری آئر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای ایک کونسل مقرر ہوئی۔

آپ (مہاراجہ حال) ۴ جون ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۴ جون ۱۹۰۲ء مین کاٹھیاواڑ کی ایک شاہزادی سے شادی ہوئی۔ ۸ اگست ۱۹۰۲ء کو ریاست کے پورے اختیارات حاصل ہوئے رقبہ تقریباً ۲۸ ہزار مربع میل۔ آبادی ۵۴ لاکھ۔ آمدنی تقریباً ایک کروڑ اکاون لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ

سالانہ - فوجی قوت (۹۵۹) سوار (۲۲۰۲) پیدل (۲۵) آرٹلری - سلامی ۲۱ ضرب توپ

گوالیار

ہز ہائینس مختار الملک عظم الاقتدار رفیع الشان والاشکوہ محتشم دوراں عمدۃ الامرا مہاراجہ سر جیاجی راؤ

حسام السلطنت مہاراجہ مادھو راؤ سیندیا بہادر جی سی ایس آئی

انگلستان جی سی ایس آئی

ہز ہائینس کے آبائے کرام کا وطن اصلی مضافات پونا مین تھا - اس ریاست کے بانی رانوجی جو قدیم الایام مین پیشوا کے باڈی گارڈ کے جنرل تھے - اٹھارہوین صدی عیسوی کے اوایل مین وسط ہند مین آئے اور ملک مالوہ کے ایک حصہ پر بحیثیت جاگیرداری قابض ہوکے اجین کو اپنا دارالریاست مقرر کیا رانوجی کے فرزند مادھوجی عرف مادھوراؤ نے ریاست کو بہت بڑی ترقی دی - اس بہادر جنرل نے جنگ پانی پت کے بعد پیشوا سے اپنی آبائی جاگیر کو حاصل کیا - اور تھوڑے ہی عرصہ مین ایک مستقل وسیع ریاست قایم کردی - غیر منظم طریقہ جنگ کو ترک کرکے باقاعدہ رسالے اور پلٹنین تیار کین اگرچہ ابھی تک پیشوا کی نیابت برائے نام باقی تھی مگر درحقیقت ایک وسیع قطعہ مین ان کی حکومت قایم ہوچکی تھی - جس مین ملک وسط ہند کا بہت بڑا حصہ اور دریائے چنبل کے شمالی مغربی اضلاع شامل تھے - جو دہلی تک پھیلے ہوئے تھے - ۱۷۹۴ء مین اون کا انتقال ہوا تو دولت راؤ جانشین ہوئے

ان کے زمانہ مین بعض وجوہ سے وہ قطعات ملک جو دریائے چنبل کے شمال اور کوہستان اجانتی کے جنوب مین واقع تھے ہاتھ سے نکل گئے - اور صرف اوس حصۂ ملک پر قبضہ رہا جو آج تک باقی ہے - ۱۸۱۸ء مین یہ ریاست گورنمنٹ کے ظلِ حمایت مین آئی - یہ وہ زمانہ تھا کہ پیشوا کا خاتمہ ہوچکا تھا - اور پنڈارون کا زور گھٹ چکا تھا - سلطنت مغلیہ ہنگامے لگ چکی تھی - اور مرہٹون کے باہمی تنازعات نے وسط ہند مین بدعملی پھیلا رکھی تھی - مہاراجہ دولت راؤ نے ۱۸۲۷ء مین لاولد قضا کی - اور حسب وصیت ایک لڑکا گیارہ سالہ گود لیا گیا - جو بعد مین عالیجاہ جنکوجی راؤ سندیا کے نام سے مسند نشین ہوا - ۷ فروری کو ان کا بھی انتقال لاولد ہوگیا - مہاراجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ایک ۸ سالہ لڑکے بھاگیرتھ راؤ کو گود لیا - جو عالیجاہ جیاجی راؤ سندیا سے ملقب ہوئے - مہاراجہ جیاجی راؤ نے غدر کے زمانہ مین گورنمنٹ کی بہت بڑی مدد کی جسکے صلہ مین اضلاع نیمچہ اور اجمیر اعطا ہوئے - جب اون کا انتقال ہوا تو سرمادھو راؤ (مہاراجہ حال) ۳ جولائی ۱۸۸۶ء کو مسند نشین ہوئے - آپ کا تولد ۱۸۷۷ء ہے آپ نہایت لایق اور ہوشیار رئیس ہین - فوج انگریزی مین آپ کو کرنل کا عہدہ ہے - مہاراجہ صاحب آپ بنفس نفیس موجود تھے - آپنے اس موقع پر ۱۵ لاکھ کی لاگت کا ایک جہاز گورنمنٹ کے نذر کیا تھا ہز ہائنس اپنی ریاست مین متعدد مدارس اور ہاسپتال وغیرہ رفاہ عام کے لئے قایم کئے ہین - آپ کی فوجی قوت تخمیناً ۱۱ ہزار ۴۰ پیادے - اور ۵ ہزار ۵ سو چار سوار ہے - رقبہ ۳۵ ہزار مربع میل آبادی ۲۹ - لاکھ آمدنی ایک کروڑ ۳۰ - لاکھ - ۸۰ ہزار - سلامی ۱۹ ضرب توپ - اور اپنے علاقہ مین ۲۱ شلک ہے -

اندور

ہز ہائنس مہاراجہ مہراج راج راجیشور سوائی سری شیواجی راؤ ہلکر بہادر جی سی - ایس - آئی

اس ریاست کے بانی ملہر راؤ ہلکر ۱۶۹۳ء مین بمقام موضع ہول (جو ملک دکن مین دریائے نیرا کے کنارے واقع ہے) پیدا ہوئے تھے جنہون نے اوّل اوّل مرہٹون کی سرکار مین فوجی ملازمت اختیار کی اور چندہی روز مین پانچسو سوارون کے افسر ہوگئے۔ اس کے بعد اوس قطعۂ اراضی کو بطور انعام حاصل کیا جو زمانۂ حال کی وارالریاست کے گرد و نواح مین ہے۔ انہون نے ۱۷۳۲ء مین بحیثیت سپہ سالاری پیشوا صوبہ دار مالوہ کو شکست دی۔ اور اوس قطعۂ ملک کا ایک بڑا حصہ فوجی مصارف کے واسطے بطور جاگیر اون کو دیا گیا ۱۷۳۵ء مین افواج مرہٹہ متعینۂ شمالی دریائے نربدا کے کمانیر مقرر ہوئے۔ اور ۱۲ سال تک مختلف فوجی خدمات مین مصروف رہے۔ پانی پت کے مشہور معرکہ آرائی کے بعد وسط ہند مین واپس آئے۔ اور اپنے متصلہ ملک کا انتظام کیا۔ ۱۷۶۶ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ اون کے پوتے مالی راؤ جانشین ہوئے۔ جنکا مین شباب مین انتقال ہوا۔ اور راؤ متوفی کی والدہ اہلیہ بائی کے ہاتھہ مین عنان حکومت آئی۔ چنانچہ مہارانی صاحبہ نے ۳۰ برس فرمان روائی کرکے ۱۷۹۵ء مین انتقال کیا۔ اور تکاجی راؤ سپہ سالار مالک ریاست ہوئے۔ مگر بہت جلد وفات پائی۔ اسکے بعد خاندانی جھگڑے پیدا ہوئے۔ مگر تکاجی کے بیٹے مہاراجہ جسونت راؤ نے ریاست کو سنبھالا۔ اور رقیب ریاستون سے مقابلہ کرکے حیثیت کو قائم رکھا۔ جب ۱۸۱۱ء مین جسونت راؤ نے تضا کی تو ملہر راؤ نابالغ جانشین ہوئے۔ اور مہارانی تلسی بائی امور ریاست کو انجام دیتی رہین اور مہارانی نے گورنمنٹ کے ظل حمایت مین آنا چاہا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ ریاست کو پیشوا سے جنگ ہونیکا احتمال ہے۔ یہ خبر سنکر امیر خان نے بھی مخالفانہ رویہ اختیار کیا۔ ممکن تھا کہ گورنمنٹ سے معاہدہ ہوجاتا مگر باغی فوج نے ایک اور انقلاب پیدا کردیا۔ آخر تلسی بائی مرہٹون کی فوج کے ہاتھہ مقتول ہوئین اور اسکے قتل کے بعد ۱۸۱۸ء مین مندسور کا عہدنامہ ہوا جسپر آجتک عمل درآمد ہے۔ ملہر راؤ نے ۱۸۳۳ء مین لاولد انتقال کیا۔ بیوہ رانی نے مرتند راؤ کو متبنّی کیا۔ چونکہ یہ تبنیت عام رائے کے خلاف تھی لہذا

مرتندر اوگدی سے علیحدہ کئے گئے۔ اور راجہ متوفی کے چچازاد بھائی مہاراجہ ہری راؤ برسر حکومت ہوئے۔ ان کا انتقال ۱۸۴۳ء مین ہوا اون کی وفات کے اکیال بعد اون کے بیٹے کھانڈے راؤ نے بھی نابالغی مین قضا کی۔ پسر ہزہائنس مہاراجہ دھراج شاہجی راؤ ہلکر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی خلف ثانی بھاؤ راؤ ہلکر جانشین ہوئے۔ مسند نشینی کے وقت اون کی عمر صرف گیارہ سالہ تھی۔ ۱۸۵۲ء مین اختیارات حکومت اون کے سپرد ہوئے ۱۸۵۷ء مین اندور کی فوج باغی ہوگئی۔ مگر ہزہائنس خیرخواہ رہے۔ انھون نے ۱۸۸۶ء مین وفات پائی۔ اور سیوا راؤجی ہلکر (مہاراجہ حال) ۱۲ جولائی ۱۸۸۶ء مین مسند نشین ہوئے۔ آپکی ولادت ۱۸۶۰ء ہے۔ آپ تعلیم یافتہ ہین۔ بلاد یورپ کی بھی سیاحت فرمائی ہے فوجی قوت (۳۲۰۳) سوار (۶۱۲۸) پیدل (۶۰) توپین۔ رقبہ (۸۰۷۵) میل مربع۔ آبادی ۱۵۰۶۹۰ محاصل تقریباً (۵۶ لاکھ) روپیہ۔ سلامی ۱۹ ضرب توپ ہے۔

کولھاپور

ہزہائنس مہاراجہ سر ساہو چھترپتی جی سی ایس آئی

ہزہائنس۔ راجہ رام خلف اصغر سیواجی اعظم بانی سلطنت مرہٹہ کی اولاد مین ہین۔ راجہ رام نے ۱۷۰۰ء مین قضا کی۔ اون کی بیوہ نے اپنے بیٹے سیواجی کو کولہاپور مین تخت نشین کیا۔ لیکن ۱۷۱۰ء مین جب ساہو خلف سنبھاجی فرزند اکبر سیواجی قید سے رہا ہوا تو اپنے دادا کے تمام مقبوضات پر استحقاق حکومت ظاہر کیا۔ اور ستارہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ ساہوجی اس خاندان کے اصلی بانی ہین۔ عرصہ خاندان کی دونون شاخون مین تنازع رہا۔ آخر ۱۷۳۱ء مین ایک معاہدہ ہوا جسکی رو سے خاندان کولھاپور

نے ساہو کی سرداری منظور کی۔ اور ساہو نے کولھاپور کو ایک خود مختار ریاست تسلیم کیا۔ ۱۷۶۰ء مین جبکہ ایام کے بیٹون کی وفات پر سیواجی کی نسل معدوم ہوگئی۔ اور سیواجی ثانی کے نام سے خاندان بھونسلہ کا ایک لڑکا متبنےٰ لیا گیا۔ آخر کار ۱۷۶۵ء اور ۱۷۹۲ء مین انگریزون کو کولھاپور پر جو خراج گزاری کرنی پڑی ۱۸۱۲ء مین گورنمنٹ و کولھاپور کے مابین ایک عہدنامہ ہوا۔ جس کی رو سے چند قلعہ گورنمنٹ کو دئے گئے۔ اور گورنمنٹ نے بیرونی حملون کی ذمہ داری لی جب باجی راؤ پیشوا سے گورنمنٹ نے جنگ کی تو کولھاپور نے سامان حرب سے گورنمنٹ کو بہت مدد دی۔ سیواجی ثانی کے بعد ملک مین بدنظمی پھیلی۔ اور ۱۸۲۲ء اور ۱۸۲۹ء مین انگریزون کو پھر فوجکشی کرنی پڑی۔ سیواجی ثالث کے زمانہ مین نظم ونسق ریاست کے لئے ایک کونسل آف ریجنسی قایم ہوئی لیکن اندرونی نااتفاقیون کے سبب یہ کونسل ناکامیاب رہی۔ اور گورنمنٹ نے ایک مدارالمہام ریاست مقرر کیا جسکے انتظام سے عام ناراضی اس حد تک پھیلی کہ شورش برپا ہوگئی۔ گورنمنٹ نے یہ ہنگامہ فرو کیا۔ ریاست کے سارے قلعہ مسمار اور فوج برخاست کرکے ایک مقامی جمعیت قایم کردی۔ ۱۸۶۲ء مین سیواجی ثالث اور گورنمنٹ کے مابین پہلا عہدنامہ ہوا۔ یہہ ایسا مبارک عہدنامہ ہوا کہ پھر نئے عہدنامہ کی ضرورت نہ پڑی۔ ۱۸۶۶ء مین سیواجی ثالث نے انتقال کیا۔ اور متوفی کے بھانجے مہاراجہ راجہ رام (جو متبنےٰ تھے) مسندنشین ہوئے۔ ۱۸۷۶ء مین آپ نے انگلستان و یورپ کی سیاحت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور بوقت مراجعت فلارنس مین دفعتاً انتقال کیا۔ آپ کی مہارانی نے ایک بچہ متبنےٰ لیا جو سیواجی رابع کے نام سے تخت نشین ہوئے۔ گورنمنٹ نے آپ کو دربار قیصری مین رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلےٰ ستارۂ ہند (جی سی آئی ایس آئی) سے سرفراز فرمایا۔ مگر آپ مین نقص دماغی تھا اس لئے کونسل آف ریجنسی قایم ہوئی۔ اور جیا سنگھ راؤ اباصاحب گھٹکے (رئیس کاگل) جو سیواجی رابع کے برادر عزاد ہین کونسل کے ریجنٹ منتخب ہوئے۔ دسمبر ۱۸۸۳ء مین سیواجی رابع کا انتقال ہوگیا۔ اور سرسلہو چھترپتی (مہاراجہ حال) مسندنشین ہوئے۔ آپ اباصاحب گھٹکے کے فرزند ہین۔ آپ ۱۸۷۴ء مین پیدا ہوئے۔ اور دہاڑہ واڑ مین تعلیم پائی۔ تین بار ہندوستان و سیلون کا بھی آپ نے

سفر کیا ہے۔ آپ نہایت عالی دماغ اور رعیت پرور رئیس ہین۔ جسمانی ورزشون مین آپنے بڑا نام پیدا کیا ہے۔ اشاعت علوم کا کمال شوق ہے۔ گورنمنٹ سے (جی۔سی۔ایس۔آئی) کا خطاب بھی ملا ہے یکم اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو آپ کی شادی مہاراجہ گنپت راؤ متوفی گیکواڑ بڑودہ کی بھن کی پوتی لکشمی بائی کے ساتھ ہوئی ہے

تنبیہ کا اختیار بھی حاصل ہے۔ رقبہ (۲۸۲۵) مربع میل۔ آبادی تخمیناً (۹۱۳۱۳۱) آمدنی (۲۳۰۲۰۹۰) روپیہ ہے جس مین سے ۸ لاکھ اون جاگیرداروں کے ہین جو خود مختار نہین ہین۔ ۱۹ ضرب سلامی مقرر ہے فوجی قوت معہ ریاست ہائے باجگذار ۱۴۷ توپ۔ ۵۱ توپچی۔ ۲۵۵ سوار۔ ۵۳۰۰ پیدل۔ ۱۳۷۲ پولیس ہے اس وقت تک بہت سی بڑی بڑی جاگیرین ریاست کے قدیم وزرا کے جانشینون کے قبضہ مین ہین۔ جنکو وہ عطا ہوئی یہ جاگیردار بروقت دربار نذرانہ واتعداد زر معینہ پیش کرتے ہین۔

میواڑ اودیپور

ہز ہائینس مہاراناد ہراج مہراج فتح سنگھ بہادر جی سی ایس آئی۔

خاندان اودیپور راجپوتون کے ۳۶ قرقون کا سرغنہ ہے۔ اور فرمانروایان ریاست راجہ رام چندر کے جانشین سمجھے جاتے ہین جن کی اولاد مین کنک سین نے سنہ ۲۴۴ء مین اس خاندان کی بنیاد ڈالی تھی سنہ ۱۴۵۵ء مین رنک سین نے لوہ کوٹ (لاہور) سے ترک وطن کرکے سوراشٹر (سورت) مین سکونت اختیار کی اون کی اولاد دو تون تک بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال کے ساتھ بھی پور مین حکومت کرتی رہی سنہ ۶۵۲۴ء مین وہ شہر تاخت وتاراج ہوگیا۔ اور راجہ سلادت اور اون کے تمام آدمی ہلاک کرڈالے گئے۔ صرف ایک حاملہ رانی بچ رہی۔ جو اوس زمانہ مین بھوانی جی کے مندر کی زیارت کو گئی تھی۔ یہہ رانی

راجپوتون کے پرمار فرقہ کی شہزادی تھی - ملیا کے پہاڑون مین اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا
رانی نے اپنے بچے کو ایک برہمن کی دختر کملاوتی کے سپرد کیا - اور یہہ ہدایت کی کہ جب بچہ بڑا
ہو تو کسی راجپوتنی سے شادی کر دے اسکے بعد رانی اپنے شوہر کی چتا پر جل گئی - اسی طرح
چند رونسی نسل قایم رہی - اس ہی لڑکے نے جسکا نام گوہا تھا ایدر کی نہایت قدیم ریاست کی بنیاد
ڈالی - اس کی آٹھوین پشت مین ناگ دت تھے - جنکو بھیلون نے مار ڈالا - اور راج ایدر درہم
برہم کر دیا - لیکن اون کے خرد سال بچے باپا کو وفادار کملاوتی کی ایک اولاد نے بچا لیا
یہہ لڑکا ایک بھیل خاندان مین پلا - اور بعد کو چیتوڑ کا فرمانروا ہوا - چنانچہ آجتک جب اودیپور
مین مسند نشینی کی رسم ادا کی جاتی ہے تو رانا اوگونا پنورا جو ایک بھومیا - بھیل ہے اپنے انگوٹھے
سے شہزادے کی پیشانی پر خون کا ٹیکا لگاتا ہے - اور اوس کا ہاتھ پکڑ کر گدی پر بٹھاتا ہے چیتوڑ
مین باپا راول کے قبضہ اور تسلط کی تاریخ سنہ ۷۲۰ء ہے شہاب الدین غوری کے حملہ کے وقت باپا
جانشین سمرسی چیتوڑ کی راول تھے - اونھون نے پرتھی راج آخری ہندو راجہ دہلی کی ہمشیرہ سے
شادی کی تھی - اور اون کے خاص معین و مددگار رہے چند شاعر کے بیان کے موجب چوہانون
نوررون اور گھلوت راجپوتون کی متفقہ افواج نے شہاب الدین کو شکست دی لیکن سنہ ۱۱۹۲ء مین
شہاب الدین نے سمرسی - اور اون کے بیٹے کلیان اور پرتھی راج اور تمام بہادر راجپوتون کو
ہلاک کیا - رانی پرتھا سمرسی کی چتا پر جل گئین - لیکن سمرسی کی ایک دوسری رانی کرم دیوی نے جو پٹن
کے سولنکی راجپوتون کی شہزادی تھین اپنے بیٹے کرن کی نابالغی مین ریاست چیتور کا انتظام کیا -
اور سمرسی کے بڑے بیٹے نے ترک وطن کر کے ڈونگر پور کی ریاست قایم کی - کرن سنہ ۱۱۹۳ء مین
گدی پر بیٹھے - مگر اون کے بیٹے مہوپ چیتور چھوڑ کر اپنے ننہیال مین رہنے لگے - اور کرن کے چچا
بھائی رہوپ چیتور کے حکمران ہوئے - اونھون نے مندور کے پرہار رانا موکل کو زیر کیا - اور رانا بنا

مہارانا کا لقب اختیار کیا۔ جو اوس زمانہ سے اب تک چلا آتا ہے رہوپ کی نویں پشت مین رانا لکھ منسی ہوئے۔ جو ۱۳۵۸ء مین تخت نشین ہوئے۔ ان کے عہد حکومت مین چتور پر علاء الدین کا مشہور حملہ ہوا تھا کہتے ہین کہ بھیم سنگھ کی جو ہان رانی پدمنی کا دلفریب حسن اس جنگ کا باعث ہوا۔ لیکن پدمنی اور چتور کی کل عورتین ایک عظیم الشان آگ کے کنڈ مین جلکر مرگئین۔ اور اون کے بھائیون و شوہرون نے لڑکر جان دی اس قتل عظیم مین صرف رانا اجے سنگھ زندہ رہے۔ ۱۳۰۳ء مین ان کے بھتیجے رانا ہمیر اون کے جانشین ہوئے ہمیر نے چتور پر پھر قبضہ کرلیا۔ اور ساٹھ سال کی طولانی حکومت سے اپنے خاندان کی جاہ و ثروت کو پھر بحال کردیا۔ اسکے بعد ریاست وقتاً فوقتاً بیرونی جنگون اور اندرونی تنازعون مین مبتلا رہی۔ آخر ۱۸۱۷ء مین برٹش گورنمنٹ کیساتھ ایک معاہدہ ہوا۔ جس نے ان تمام جھگڑون کا خاتمہ کردیا مہارانا بھیم سنگھ کے زمانہ سے اودے پور مین کامل امن و امان ہے۔ مہارانا سجھو سنگھ نے ۱۸۷۴ء مین انتقال کیا۔ اور اون کے چچازاد بھائی مہارانا سجن سنگھ گدی نشین ہوئے۔ اور ۱۸۸۴ء مین قضا کی اب اون کے متبنیٰ فرزند مہاراجہ فتح سنگھ (مہارانا حال) ۴ مارچ ۱۸۸۵ء کو مسند نشین ہوئے اور اگست ۱۸۸۵ء مین ریاست کے پورے اختیارات حاصل ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۸ء ہے۔ فروری ۱۸۷۷ء مین آپنے جی سی۔ ایس آئی۔ کا خطاب حاصل کیا۔ اسی سال مہارانی کو تمغہ ارڈر آف دی کرون آف انڈیا عطا ہوا۔ ریاست ہائے ڈونگرپور۔ بانسواڑہ۔ پرتاب گڈھ۔ اور سروہی اسی خاندان کی شاخین ہین۔ اور بہولسلہ اور سیواجی بانی حکومت مرہٹہ بھی خاندان اودیپور کی نسل مین ہین۔ رقبہ (۱۲۷۵۳) مربع میل آبادی (۱۰۳۰۰۰۰) آمدنی (۳۸ لاکھ) روپیہ فوجی قوت (۵۵۶۰) سوار (۲۹۳۴۴) پیدل (۴۶۴) توپ سلامی ۲۱ ضرب توپ جن مین دو ذاتی باقی ۱۹۔ اعزاز ریاست کے ہین۔

اڑاونکور

ہز ہائینس مہاراجہ مہارانا بھاین سوجی سر رام ورما والا شان کھا اکرت پتی منی سلطان مہا راجہ رام مہا راجہ بھادر شمشیر جنگ جی سی ایس آئی

ہز ہائنس اوس چیتری خاندان سے تعلق رکھتے ہین جس کی حکومت جنوبی ہند مین غالبًا اوس وقت سے شروع ہوئی ہے جب بلیبار کے راجہ چیرامن پیرومل ۳۵۳ء مین اپنا تخت چھوڑ کر بنارس چلے گئے اور علاقہ اپنے معاونون کو تقسیم کر دیا تھا۔ ان مین سے ریاست کے بانی کو وہ جنوبی حصہ ملا جس کا دارالریاست تردوان کوڈ و یعنے موجودہ ٹراونکور تھا ۱۶۸۴ء تک ٹراونکور مین فرمانروایون کا ایک طولانی سلسلہ حکومت کرتا رہا۔ آخر راجہ رام ورما پیرومل کی نوبت آئی جنھون نے ۱۸۱۵ء تک حکومت کی۔ ان کی اولاد مین راجہ دنجی مارتنڈ اپیرومل اور راجہ دنجی بالا پیرومل نے ٹراونکور کی ریاست کو پہلے انتہا وسعت دی ٹیپو سلطان کی جنگون مین راجہ ٹراونکور نے انگریزون ہی کا ساتھہ دیا اور ۱۷۹۵ء مین راجہ ٹراونکور اور برٹش گورنمنٹ کے مابین ایک معاہدہ منعقد ہوا۔ اور گورنمنٹ نے ٹراونکور کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔ ۱۷۹۹ء مین راجہ رام ورما پیرومل۔ دنجی بالا پیرومل کے جانشین ہوئے۔ اونہون نے ۱۸۱۱ء مین قضا کی۔ اور خاندان ٹراونکور کے دستور کے موافق لچھمی رانی نے زمام ریاست اپنے ہاتھہ مین لی انھون نے ۱۸۱۴ء تک حکمرانی کی لچھمی رانی کا جانشین اون کا لڑا بیٹا ہوا۔ اور اون کی نابالغی کے زمانہ مین اون کی ہمشیرہ نے بطور ریجنٹ کے ریاست کا انتظام کیا۔ ۱۸۲۹ء مین راجہ بالغ ہو کر مسند نشین ہوئے انھون نے ۱۸۴۶ء مین قضا کی۔ اور اون کے بھائی مارتنڈ راؤ جن کی وفات ۱۸۶۰ء مین واقع ہوئی ان کے جانشین قرار پائے۔ اسکے بعد ریاست ان کے دوسرے ہمشیرہ زادہ راجہ رام ورما کو ملی۔ اور اون کو ۱۸۶۶ء مین جی۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب عطا ہوا۔ اور گورنمنٹ نے مہاراجہ کے لقب سے مخاطب کیا۔ ۱۸۶۲ء مین سند نیابت بھی ملی۔

ریاست ٹراونکور مین وراثت کا قانون عجیب و غریب ہے۔ ساحل مغرب کے نائرون کے دستور کے مطابق بیٹی کی اولاد وارث ہوتی ہے مثلاً ایک راجہ کی وفات پر ریاست اوسکے بیٹون کے ہاتھہ مین نہ جائیگی (وہ کسی حالت مین وارث ریاست نہو سکینگے) بلکہ اُن کے ایک اخیافی بہائی کو ملے گی۔ اگر کوئی اخیافی

بھائی نہ ہوگا تو اوس کی وفات پر اوس کی بہن کے بیٹے مالک ریاست ہون گے۔ اگر بہن کے بھی کوئی بیٹا نہ ہوگا تو بہن کی بیٹیون کے بیٹے وارث ہون گے۔ وقس علی ہذا۔ اگر بالواسطہ نسل اناث کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے تو خاندان کے اون بالواسطہ رشتہ دارون کی دو یا زیادہ تعداد متنخب اور بتنے کیجائینگی۔ جو ٹراونکور مین ایک خاص مقام پر رہتی ہین۔ جو عورتین اس طرح بتنی کیجاتی ہین وہ تنبورنی یا اٹنگا کی رانیان کہلاتی ہین۔ اور ٹراونکور کے قوانین و دستورات کے موافق اونکے متاز درجہ مقرر کیا جاتا ہے جس سے صرف وہی ریاست کے وارث پیدا کرنے کے مستحق ہوتے ہین اور اون کو بہت سے مفید حقوق اور مراعات حاصل ہوتے ہین۔ اسی قسم کی ایک تبنیت ۱۸۷۷ء مین اوسوقت ہوئی تھی۔ جب دو بہنین بطور اٹنگا کی رانیون کے منتخب اور بتنے ہوئی تھین۔ چھوٹی بہن لالہ مرگئی۔ ٹراونکور کی موجودہ نسل بڑی بہن سے ہے۔ کیونکہ مارتنڈ ورما ان کے نواسے تھے۔ اور راجہ رام ورما اون کی نواسی کے بیٹے تھے۔ ۱۸۸۰ء مین مہاراجہ رام ورما نے قضا کی۔ اونکے جانشین اون کے ہمنام بھائی ہوئے۔ انہون نے بھی ۱۸۸۵ء مین قضا کی۔ اون کی جگہ نہ پائین مہاراجہ بلرام ورما (مہاراجہ حال) مسند ریاست پر جلوس فرما ہوئے۔ ولادت ۱۸۵۸ء مسند نشینی ۴ اگست ۱۸۸۵ء ہے۔ ۱۸۸۸ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب ملا۔ آپ بہت بڑے منتظم اور روشن دماغ۔ رعایا پرور رئیس ہین رقبہ (۶۷۳۰) مربع میل۔ آبادی (۲۵۵۵۰۷۴) آمدنی (۷۸۴۰۰۰۰) روپیہ۔ فوجی قوت (۴۴۲۰) پیدل (۶۱) سوار (۳۰) گولہ انداز (۵) توپین ہین جو صرف سلامی کی غرض سے کام مین لائی جاتی ہین۔ سلامی ۲۱ ضرب توپ جس مین ۲ ذاتی۔ ۱۹ ریاست کے ہین۔

بوندی

مہاراجہ سر رگھبیر سنگھ بہادر کے سی ایس آئی جی سی ایم آئی ای

ہز ہائینس مہاراؤ راجہ جوہان راجپوت کے فرقۂ ہاڑا سے تعلق رکھتے اور راؤ دیوسنگہ کی نسل مین ہین
سنہ ۱۷۴۲ء مین راؤ بخت سنگہ دیو خلف راؤ دیوسنگہ نے اس ریاست کی بنا ڈالی تھی سنہ ۱۸۰۴ء مین
برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا - اس زمانہ مین مہاراؤ امید سنگہ فرمانروا تھے جنہون نے کرنل مالکن صاحب
کی فوج کو قابل قدر مدد دی - ہز ہائینس مہاراؤ سر رگھبیر سنگہ (مہاراجہ حال) ۲۸ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین
ہوئے - ولادت سنہ ۱۸۶۸ء ہے - گورنمنٹ نے کے سی - ایس - آئی - اور جی - سی - آئی - ای کے خطابات
عطا فرمائے - رقبہ (۲۳۰۰) مربع میل - آبادی (۱۷۱۲۲۷) آمدنی تخمیناً ۸ لاکھ روپیہ سلامی ۷ اضرب توپ

بھرت پور

ہز ہائینس مہاراجہ شری برجندر سوائی رگھبیر سنگہ بہادر بھاد رجنگ

ہز ہائینس جاٹ قوم سے ہین - اس خاندان کے بانی براج تھے جو موضع سنسنی پرگنہ ڈیگ کے مالک تھے
خاندان مغلیہ کے زوال کے زمانہ مین اس خاندان نے خاصکر ترقی کی - اور بانی خاندان کے پڑپوتے
سورج مل نے اراضی مقبوضہ کو وسعت دی - سورج مل سنہ ۱۷۶۳ء مین مقتول ہوئے - اون کے ۵ لڑکے تھے
جن مین سے تین یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے - تیسرے بیٹے نول سنگہ کے عہد مین بخت سنگہ جو تھے
بیٹے نے بغاوت کر کے نجف خان سے مدد طلب کی - نجف خان تمام مقبوضات پر خود متصرف ہو گئے
صرف قلعہ بھرتپور بخت سنگہ کے قبضہ مین رہا - لیکن سورجمل کی بیوہ رانی کی کوشش سے نجف خان نے
۹ لاکھ کی آمدنی کا علاقہ واپس دیا - نجف خان کی وفات کے بعد مہاراجہ سیندھیا تمام علاقہ پر جس مین
بھرتپور بھی شامل تھا قابض ہو گئے - مگر سورج مل کی بیوہ کی سعی سے دس لاکھ روپیہ کی آمدنی کے

۱۱ پرگنے رنجیت سنگھ کو واپس دئے گئے۔ اور بعد کو بجلد دئے اُن خدمات کے جو انھون نے جنرل لیرن کے حق مین انجام دین ۴ لاکھ کا ملک اور اضافہ ہوا۔ اتنک وہی ۱۴ پرگنے اس ریاست مین شامل ہین ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔ اور اسی سال اضلاع کشن گڈھ۔ کٹھ وہ۔ ریواڑی کو کل سامہ عطا ہوئے۔ ڈیگ کی لڑائی کے بعد مہاراجہ ہولکر سے بہرتپور مین پناہ لی۔ لارڈ لیک نے مہاراجہ کے حوالگی چاہی۔ لیکن رنجیت سنگھ نے دینے سے انکار کیا۔ قلعہ کا محاصرہ ہوا۔ دو چار لڑائیون کے بعد بالآخر قلعہ حوالہ کر دیا ۱۸۰۵ء مین ایک جدید معاہدہ ہوا رنجیت سنگھ کو ۲۰ لاکھ ہرجانہ دینا پڑا جس مین ۷ لاکھ نقد کو معاف ہوئے۔ اور تمام علاقون پر قبضہ دیدیا گیا۔ پھر گورنمنٹ نے رنجیت سنگھ کے پوتے بلونت سنگھ نابالغ کو مسند نشین کیا۔ اور انتظام ریاست پولیٹکل ایجنٹ کے زیر نگرانی رہا ۱۸۳۵ء مین مہاراجہ بلونت سنگھ کو کامل اختیارات عطا ہوئے ۱۸۵۳ء مین اون کا انتقال ہوا اور اون کے بیٹے مہاراجہ جسونت سنگھ تخت پر بیٹھے۔ اور بوجہ نابالغی انتظام ریاست کونسل کے سپرد ہوا ۱۸۷۳ء مین کامل اختیارات عطا کئے گئے۔ مگر ۱۹۰۰ء مین بعض ناشائستہ امور سے ہز ہائینس معزول کئے گئے۔ اور اون کے خرد سال فرزند مہاراجہ کشن سنگھ (مہاراجہ حال) مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ ہے۔ رقبہ (۱۹۰۲) مربع میل۔ آبادی (۵۶۲۶۶۰) محاصل (۳۶۵۴۳۲۷) روپیہ سلامی، اضرب توپ ۱۷۔ اس ریاست سے کوئی رقم بطور خراج یا مصارف کنٹنجنٹ نہین لیجاتی۔

بیکانیر

میجر ہز ہائینس مہاراجہ راج راجیشور نرندر شرومنی مہاراجہ سر گنگا سنگھ جی بہادر جی سی آئی ای

ہز ہائینس راٹھور راجپوت ہین۔ اس ریاست کے بانی بیکا سنگھ فرزند راجہ جودھ سنگھ والی جودھپور تھے

جنہوں نے اس ملک کو فتح کیا تھا۔ انہوں نے اس قطعۂ ملک میں قدم جمانے کے بعد باگڑ کو جیسلمیر کے بھاٹیوں سے فتح کر کے بیکانیر کی بنیاد ڈالی۔ بیکا سنگھ نے ۱۵۸۵ء میں انتقال کیا۔ اون کی چوتھی پشت میں رائے سنگھ ۱۷۷۳ء میں مسند نشین ہوئے۔ اس زمانہ میں شاہان دہلی سے بیکانیر کا تعلق قایم رہا۔ آکبر بادشاہ کے رسالہ کے افسر مقرر ہوئے۔ اور دربار شاہی سے ۵۲ پرگنوں کی معافی عطا ہوئی جس میں ہانسی حصار بھی داخل تھا۔ ۱۸۰۸ء میں جب جودھپور اور دیگر ریاستوں نے بیکانیر پر حملہ کیا تو مہاراجہ صورت سنگھ نے جو اس زمانہ میں برسر حکومت تھے گورنمنٹ کی امداد چاہی۔ ۱۸۱۸ء میں بلا کسی معاوضہ کے گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔ ۱۸۲۸ء میں صورت سنگھ نے قضا کی۔ اون کے فرزند رتن سنگھ تخت پر بیٹھے۔ رتن سنگھ کے بعد ۱۸۵۲ء میں اون کے فرزند سردار سنگھ جانشین ہوئے۔ انہوں نے غدر کے موقع پر باغیان ہانسی حصار کے استیصال میں گورنمنٹ کی فوجی اعانت بہت کچھ کی کہ جسکے صلہ میں ۱۴ مواضع بطور معافی مرحمت ہوئے۔ مہاراجہ سردار سنگھ نے مئی ۱۸۷۲ء میں لاولد وفات پائی۔ مہارانی نے ڈونگر سنگھ کو (جو صورت سنگھ کے بھائی چتر سنگھ کی اولاد میں تھے) جانشین کیا۔ اگست ۱۸۷۴ء کو ڈونگر سنگھ نے بھی لاولد قضا کی۔ اور اون کے حقیقی بھائی گنگا سنگھ (مہاراجہ حال جنکو متوفی نے تبنے کیا تھا) مسند نشین ہوئے آپ کی ولادت ۱۸۸۰ء ہے۔ میو کالج اجمیر میں آپنے تعلیم پائی۔ چونکہ آپ ابھی نابالغ ہیں (اسلیے ریاست کا انتظام کونسل کرتی ہے۔ چین کی فوج کشی میں آپ بھی اپنی فوج لیکر شریک ہوئے تھے اور شہنشاہ ایڈورڈ کے تاجپوشی کے موقع پر لنڈن میں آپ موجود تھے۔ رقبہ (۲۳۳۱۱) مربع میل۔ آبادی (۵۸۴۶۲۷) محاصل (۱۴۳۰۰۰۰) سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

بیکانیر

ہز ہائینس راجہ سری رام ورما کے سی آئی ای

راجگان کوچن چھتری الاصل اور چیرامن پیرومل کی اولاد مین ہین۔ جو اوس حصۂ ملک کے آخری فرمانروا تھے۔ جو گوکارو اقع شمالی کنارہ سے کیپ کمورن تک پھیلا ہوا تھا۔ سنہ ۱۷۶۶ء مین حیدر علی نے کوچن پر حملہ کرکے اوس کو اپنا باجگزار بنایا۔ سنہ ۱۷۹۲ء مین یہہ ریاست گورنمنٹ کی حمایت مین آئی۔ سنہ ۱۸۰۹ء مین برٹش سلطنت کے خلاف ایک بغاوت ہوگئی۔ جسکے فرو ہونے پر ایک جدید معاہدہ ہوا۔ جس کی رو سے علاوہ ایک لاکھ کی سالانہ رقم کے ایک بٹالین فوج کا مصارف اور اضافہ کیا گیا۔ جس سے راجہ کوچن کو دو لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ گورنمنٹ کو دینا پڑتا تھا۔ بعدازان یہ رقم گھٹا کر دو لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ کردی گئی۔ جو ابتک قایم ہے۔ ہز ہائینس روی ورما سابق راجہ کوچن نے جو سنہ ۱۸۵۳ء مین اپنے بھائی کے وفات پر حکمران قرار پائے تھے۔ سنہ ۱۸۶۲ء مین حق تبنیت حاصل کیا۔ انھون نے سنہ ۱۸۶۴ء مین قضا کی۔ اور بجائے اون کے راجہ رام ورما مسند نشین ہوئے۔ راجہ رام ورما نے سنہ ۱۸۸۸ء مین انتقال کیا۔ اور اون کے بھائی راجہ ویر کیرال ورما تخت پر بیٹھے۔ اور اون کی وفات پر اون کے فرزند راجہ سری رام ورما (راجہ حال) سنہ ۱۸۹۵ء مین تخت نشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۵۲ء مین آپ پیدا ہوئے۔ ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۷ء کو (ملکۂ معظمہ کے جوبلی مین) کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۱۳۶۸) مربع میل۔ آبادی (۷ لاکھ) آمدنی (۱۷ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

جیپور

ہز ہائینس مہاراجہ ہندوستان اج راجندر سری مہاراجہ سوائی سر مادھو سنگھ بہادر جی سی ایس آئی جی سی آئی ای

ہز ہائینس راجپوتون کے فرقۂ کچھواہہ کے سردار ہین۔ جو راجہ رامچندر جی والی اجودھیا کے بیٹے کش کی اولاد

سے ہین - آپکے بزرگون نے اجودھیا سے نقل وحرکت کرکے اول گوالیار مین حکومت کی بنیاد ڈالی - اور تقریباً آٹھ سو برس تک اس ملک مین حکمرانی کی رمن بعد اس ملک کے اس حصہ سے نکل کر امبر پر قبضہ کرلیا - جو مینو کا ایک زبردست مقام تھا - اور وسکو اپنا دارالحکومت قرار دیا ۱۷۲۸ء تک امبر جے پور کا دارالریاست رہا - حتےٰ کہ راجہ جے سنگھ نے شہر جے پور اپنے نام پر آباد کیا - راجہ جے سنگھ علم وہنر کے بڑے قدردان تھے - خصوصاً علم ہیئت مین بڑا نام پایا تھا - چنانچہ ایران کے مشہور شاعر قاآنی کا یہہ مصرعہ اوس کی تصدیق کرتا ہے ع چون خط جداول بر صدخانہ جے سنگھ

ہز ہائینس (مہاراجہ حال) سابق مہاراجہ رام سنگھ کے عزیز اور بیٹے ہین - آپ ۱۸۶۱ء مین پیدا اور ۱۸۸۰ء مین مسند نشین ہوئے - ریاست کا انتظام ایک کونسل بخوبی دیتی ہے - آپکے زمانہ مین ریاست نے نمایان ترقی کی ہے - ۱۸۸۸ء مین جی - سی - ایس - آئی - اور ۱۹۰۰ء مین جی - سی - آئی - ای کے خطابات گورنمنٹ نے آپ کو عطا کی - ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کے قحط مین آپنے رعایا کو بہت کچھہ مدد دی - اور قحط کے دفعیہ کے لئے ایک مستقل فنڈ قایم کرنے کی تجویز کرکے ۱۲ لاکھہ روپیہ مرحمت کیا اور گورنمنٹ کے اعانت کی غرض سے آپنے ایک ڈیفنس فورس کو بھی قایم کی ہے - ریلوی کی شاخ بھی زیر تعمیر ہے - مہاراجہ کالج - البرٹ ہال - زندہ یادگار ہین - رقبہ (۱۵۵۷۹) مربع میل - آبادی (۲۶۳۸ ۲۵۶۵۵) محاصل تخمیناً (۴۷۵۰۰۰۰) سلامی ۲۱ ضرب توپ ہے جسمین (دو ذاتی باقی ۱۹ ضرب ریاست کے ہین -

دوقرولی

ہز ہائینس مہاراجہ سر ہنوپ سنگھ دیو بہادر جد وکل چندراوت کے سی آئی ای جی سی ایس آئی

ہز ہائینس چندربنسی راجپوتون کے فرقہ جادون کے راس الرئیس ہین - اس خاندان مین مدت مدید سے

مہاراجہ کا لقب چلا آتا ہے۔ خاندان کے مورث اعلےٰ مہاراجہ بچے پال تھے۔ جنھوں نے ۶۹۵ء
مین قلعہ بیانہ تعمیر کیا تھا۔ مہاراجہ ارجن دیو نے ۱۳۴۸ء مین ریاست قایم کی۔ اور قرولی کو اپنا دارالحکو
بنایا۔ مہاراجہ دہرم پال ۱۶۴۴ء مین فرمانروا ہوئے۔ پہلے یہ ریاست پیشوا کی خراجگذار تھی۔ اور
۲۷ ہزار سالانہ رقم دیتی تھی۔ جب عہدنامہ ۱۸۱۷ء کے موافق حقوق باج ستانی گورنمنٹ کے جانب
منتقل ہوئے تو وہ مواضع جو بالعوض رقم خراج پیشوا کے انتظام مین دیدیے گئے تھے۔ سرکار انگریزی
نے واگذار کرکے ریاست کو اپنے حمایت مین لیا۔ اور بالعوض رقم کے قرار پایا کہ عند الحاجت فوج سے
مدد دیجائے۔ اوسوقت مہاراجہ بہرنجش پال فرمانروا تھے۔ مہاراجہ بہرنجش پال نے ۱۸۳۸ء مین قضا کی
اور ان کے بیٹے پرتاب پال مسند نشین ہوئے۔ انھون نے ۱۸۴۸ء مین انتقال کیا۔ یہ لاولد تھے
وراثت کے بسبب تنازعات پیدا ہوئے۔ آخرالامر خاندانی انتخاب سے نرسنگھ پال تخت پر بٹھائے گئے
انہون نے ۱۸۵۲ء مین وفات پائی۔ انھون نے انتقال کے ایک روز قبل ایک دور کے رشتہ دار
بہرت پال کو متبنیٰ کیا تھا۔ اولاً تجویز ہوئی کہ ریاست منقضی سمجھی جائے۔ مگر ایک قریب تر رشتہ دار مدن پال
کے حقوق کی۔ ایک بڑی ذی اثر جماعت نے تائید کی آخر مدن پال ۱۸۵۴ء مین فرمانروا ہوئے
انھون نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کو بہت کچھ مدد دی۔ اسکے صلہ مین وہ قرضہ جو ریاست پر ایک
عرصہ دراز سے چلا آتا تھا معاف کردیا گیا۔ اور ایک خلعت گران بہا بھی عطا ہوا۔ اور ۱۵ ضرب کی
سلامی مین ۲ ضرب کا اضافہ کرکے ۱۷ ضرب سلامی مقرر ہوئی۔ ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت بھی عطا ہوئی۔
مہاراجہ نے ۱۸۶۹ء مین انتقال کیا۔ اون کے بتنے بھتیجے مہاراجہ لچھمن پال وارث ہوئے۔ لیکن وہ
قبل از مسند نشینی فوت ہوگئے۔ اور جے سنگھ پال جو مہاراجہ دہرم پال کے اولاد مین تھے تخت پر بیٹھے
۱۸۷۵ء مین ان کا انتقال ہوا۔ اور ارجن پال راؤ ہاڑتی کی جانشینی گورنمنٹ نے تسلیم کی۔ مہاراجہ جے سنگھ
کے دوسرے عزادر برادر سجن پال نے پہلے قرولی کی حکومت اور بعد کو ہاروٹی کی ریاست پر اپنا استحقاق

ظاہر کیا۔ مگر بالآخر حسب رائے ٹھاکران ریاست بہیم پال برادر زادۂ راؤ ارجن پال ریاست ہاردوئی کے راؤ مقرر ہوئے۔ مہاراجہ ارجن پال نے ۱۸۸۶ء مین رحلت کی۔ اور اون کے بھتیجے ہز ہائینس مہاراجہ بہنور پال راؤ ہاردوئی (مہاراجہ جسال) مسند نشین قرار دیے ہوئے ۱۸۸۹ء تک پولیٹکل ایجنٹ کی نگرانی مین اسٹیٹ کونسل نے ریاست کا انتظام کیا۔

آپ (مہاراجہ جسال) ۲۴ فروری ۱۸۶۴ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۴ اگست ۱۸۸۶ء کو مسند نشین کیے گئے ۱۸۹۴ء مین کے سی۔ آئی۔ ای۔ اور ۱۸۹۷ء مین جی سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات سے ممتاز ہوئے رقبہ (۲۴۲) مربع میل۔ آبادی (۱۵۶۷۸۶) محاصل ۴ لاکھ ۶۵ ہزار سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

کوٹہ

ہز ہائینس مہاراؤ امید سنگھ بہادر کے سی ایس آئی

ہز ہائینس چوہان راجپوت فرقۂ ہاڑا سے تعلق رکھتے ہین۔ اس ریاست کو قایم ہوئے تقریباً ۲۵۰ سال گزرے۔ خاندان کوٹہ کے مورث اعلیٰ مادھو سنگھ راؤ رتن فرمانروائے بوندی کے دوسرے فرزند تھے انہون نے ۱۶۲۵ء کے قریب دربار جہانگیری سے حسن خدمات کے صلہ مین یہ ریاست بطور جاگیر حاصل کی تھی۔ اٹھارہوین صدی کے اوائل مین ریاست ہذا کی حالت عمدہ نہ تھی۔ مگر وزیر ریاست ظالم سنگھ کی غیر معمولی قابلیت نے سنبھال لیا۔ ظالم سنگھ نے اپنے عہد وزارت مین جو ۴۸ سال رہا۔ ریاست کو بہت ترقی دی۔ ظالم سنگھ کی اولاد کو ایک علیحدہ ریاست عطا ہوئی۔ اور اس طرح ریاست جھالاوار کی بنیاد قایم ہوئی۔ ۱۸۱۸ء مین ریاست کوٹہ اور گورنمنٹ کے مابین ایک ضمنی معاہدہ ہوا جسکی رو سے

انتظام حکومت ظالم سنگھ اور اون کی اولاد کے اور سرداری والی کوٹہ اور اون کے جانشینون کے سپرد کی گئی - مہاراؤ امید سنگھ کے بعد اون کے بیٹے مہاراؤ کشور سنگھ اور اون کے بعد اونکے بھتیجے مہاراؤ رام سنگھ فرمانروا ہوئے - اون کے زمانہ مین مدن سنگھ نبیرہ ظالم سنگھ وزیر تھے مدن سنگھ اور مہاراؤ رام سنگھ مین اتفاق نہ تھا - اور اسلئے منظوری والی کوٹہ یہ تجویز ہوئی کہ ریاست جھالاوار کوٹہ سے علیحدہ قایم کیجائے - مہاراؤ رام سنگھ کو ۱۸۶۲ء مین سند اختیار تبنیت عطا ہوئی انہون نے ۱۸۶۶ء مین انتقال کیا - اور اون کے فرزند بھیم سنگھ (جنہون نے خاندانی نام ہمیر سنگھ اختیار کیا تھا) جانشین ہوئے - مہاراؤ چھتر سال نے ۱۱ جون ۱۸۸۹ء کو وفات کی - اور اون کے بیٹے فرزند اودے سنگھ جنہون نے خاندانی نام امیر سنگھ اختیار کیا جانشین ہوئے -

ہز ہائنس حال ۱۸۸۳ء مین پیدا اور ۱۱ جون ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے - رقبہ (۵۶۸۴) مربع میل آبادی (۵۴۴۸۷۹) محاصل ۳۴ لاکھ ۵۰ ہزار - سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے -

کچھہ

ہز ہائنس مہاراؤ سری مرزا راجہ سوائی کیسنگھ جی بہادر جی سی آئی ای

آپ اون جاریجا راجپوتون کے سردار ہین جو اوائل چودھوین صدی مین سندھ سے بسرغبائی اپنے مورث جام لاکھا پھلانی کے کچھہ کو آئے تھے - جام لاکھا پھلانی جاما کے فرزند تھے - بیان کیا جاتا ہے کہ جام نے ۱۳۲۰ء مین کچھہ کو بخوبی فتح کر لیا تھا - اون کی اولاد مین ایک چھبیس سالہ لڑکے کیسنگھ نے شکار مین اپنی تلوار سے ایک شیر کو ہلاک کیا - اوس کی اس دلیرانہ کارروائی سے شاہ احمد آباد

اِس قدر خوش ہوئے کہ اونہون نے نوجوان شہزادہ کو موروثی کا علاقہ اور راؤ کا خطاب عطا کیا۔
اِسکے بعد راؤ کھنگار نے نام کچھ پر قبضہ کرلیا۔ اور ۱۵۴۸ء مین ہوج کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ کھنگار
کے چچا جام راول نے کاٹھیا وار مین بھاگ کر نوانگر کی ریاست قایم کی۔ جسکے فرمانروا جام کہلاتے ہین
اون کے جانشین راؤ بھرمل اوّل کے عہد مین گجرات شاہان احمد آباد کی حکومت سے نکل کر مغلیہ شہنشاہ
کے قبضہ مین آیا۔ ۱۸۰۹ء مین راؤ کچھ نے گورنمنٹ سے امداد طلب کی۔ اس زمانہ مین راؤ رائے دھن
ثانی گدی پر بیٹھے۔ لیکن ریاست کا انتظام وزیر فتح محمد کے سپرد تھا۔ اسی سال ایک معاہدہ ہوا۔ ۱۸۱۲ء
مین دوسرے معاہدہ پر دستخط ہوئے۔ ۱۸۱۳ء مین درنیرا اور راؤ دونون نے قضا کی۔ راؤ بھرمل ساہی کے
عہد مین بوجہ بدنظمی کے برٹش قوت کو مداخلت کرنی پڑی۔ اور راؤ موصوف گدی سے اوتار دیئے گئے
اور اون کے بیٹے راؤ ویسل جی ثانی اون کے جانشین ہوئے۔ انہون نے چالیس سال ۱۸۴۰ء تک
نہایت امن وعافیت سے حکومت کی۔ اون کے جانشین مہاراؤ پراگ مل جی ہوئے۔ انہون نے
۱۸۷۶ء مین قضا کی۔ اور ہز ہائینس سر کھنگار جی (راجہ حال) ۱۸۷۵ء مین جانشین ہوئے۔ آپکی ولادت ۱۸۶۲ء سے
۱۸۸۴ء کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ اور ۴ نومبر ۱۸۸۴ء کو مسند نشین کئے گئے۔ دوسرے سال
سوائی بہادر کا خطاب گورنمنٹ سے عطا ہوا۔ ۱۸۸۷ء مین جوبلی کے موقع پر آپ انگلستان تشریف لیگئے
ملکۂ معظمہ کی حضوری مین باریابی کا فخر حاصل ہوا۔ اور علیا حضرت نے جی۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطاب سے سرفراز فرمایا
رقبہ (۶۵۰۰) مربع میل۔ آبادی (۵۵۸۴۱۵) فوجی قوت (۳۴۵) سوار (۱۴۲۵) پیادہ (۱۶۴) توپین۔ محاصل
تقریباً ۱۳ لاکھ روپیہ اور سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

جودھپور

ہز ہائینس راجیشور مہاراجہ مہاراج سر آمد راجگان ہندوستان سپہر دارنگہ صاحب بھادر جی سی۔ ایس آئی

اس ریاست کے فرمانروا قوم راجپوت۔ فرقہ راٹھور سے ہیں۔ جن کا نسب بواسطہ تقیم راجہ رام چندر جی سے ملتا ہے۔ یہ خاندان مثل سیسودیہ اودیپور و کچواہہ جے پور کے سورج بنسی ہے۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ جو دور راجہ فرمانروایان قنوج سے تھے۔ انہوں نے ۱۴۵۹ء میں اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اور ۱۸۰۳ء میں گورنمنٹ سے تعلقات پیدا ہوئے۔ سر جسونت سنگھ نے ۱۸۹۵ء میں قضا کی۔ اور مہاراجہ سردار سنگھ (مہاراجہ حال) ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپکی ولادت ۱۱ فروری ۱۸۸۰ء ہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپکے عم نامدار جنرل مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ بہادر جی سی ایس آئی۔ سی ایس۔ آئی۔ سی۔ بی کے زیر نگرانی انجام پائی ہے۔ آپ کو فنون سپہ گری خصوصاً شہسواری میں کمال حاصل ہے۔ ۱۸۹۸ء میں آپ کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ ۱۸۹۹ء کے قحط میں آپنے رعایا کو لاکھوں روپیہ صرفہ کرکے فاقہ کشی سے نجات دلوائی۔ امپیریل سروس ٹروپس کا رسالہ مع پلٹن پیدل ہمراہ لیا اور ایک رسالہ شاہی مغربی سرحد پر ہم مذہب و تبار کی شرکت کے لئے روانہ کیا۔ ریاست کی ٹکسال کو موقوف کرکے انگریزی روپیہ کو رواج دیا۔ ۱۹۰۱ء میں ممالک فرانس جرمنی۔ اٹلی۔ آسٹریا وغیرہ کی سیر کی۔ شہنشاہ معظم کی حضوری کا بھی شرف حاصل کیا۔ پولو کے کھیل میں آپ کو بڑا شوق ہے۔ چنانچہ کرسٹل پیلس کے مقام پر آپ نے آپکے ہمراہیوں نے بمقابلہ لنڈن ٹیم نمایاں کامیابی حاصل کی۔ رقبہ (۳۴۹۶۳) آبادی (۱۹۳۵۶۵) محاصل (۴۵۸۵۰۰۰) روپیہ۔ فوجی قوت (۷۵) توپ (۲۵۶) توپچی (۳۱۶۲) سوار (۳۶۵۳) پیادہ۔ امپیریل سروس کے ۶۰۰ سوار۔ ۱۷ ضرب توپ سلامی ہے۔

ریوان

ہز ہائینس سری مہاراجہ فتح سنگھ بہادر جی سی ایس آئی

آپ چولکیا دیو کی نسل سے ہین۔ جن کی نسبت روایت ہے۔ کہ اون کو برہما نے ظالم راجہون کے ہلاک کرنے کے لئے خلق کیا تھا۔ اون کی اولاد چولکیا راجپوت کے نام سے موسوم ہے۔ اسی نسل مین بیاگ دیو نے جو گجرات کے سولنکی شاہی خاندان مین پیدا ہوئے تھے ریاست ڈیان کی بنیاد ڈالی۔ اور بانسوارہ کو دارالریاست قرار دیا۔ ایک دو موقع پر والیان ڈیوان نے سلاطین مغلیہ کو بھی پناہ و امداد دی تھی ۱۶۱۲ء مین بکرماوت گدی پر بیٹھے۔ انہون نے دریائے بیجا پور کے اقبال پر شہر ڈیوان کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک عالیشان قلعہ تعمیر کیا۔ بکرماوت کی تیسری پشت مین بہان سنگھ ہوئے۔ جن کی یادگار جگدیش جی کا مندر۔ موتی محل اور قلعہ امرگڑھ ہے۔ اون کے جانشین انردھ سنگھ ہوئے۔ لیکن ۵ سال کے بعد ایک ناگہانی حادثہ سے انتقال ہوگیا۔ اون کی وفات پر ریاست مین سخت بدنظمی پھیلی۔ وارث ریاست اودھوت سنگھ ایک شیرخوار بچے تھے۔ راجہ پنا نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ڈیوان پر یورش کی۔ اور رانی اپنے بچہ کو لیکر میکے چلی گئین۔ محمد بہادر شاہ عالمگیر ثانی شہنشاہ دہلی نے رانی کی اعانت کی۔ اور ایک بہت بڑی فوج پنا کو روانہ کرکے حکم دیا کہ ریاست پنا بھی ہمین کر اودھوت سنگھ کو دیدیجئے مگر اس خبر کے سنتے ہی بندیلہ سردار (پنا والے) ڈیوان سے بھاگ گئے۔ اور اودھوت سنگھ مسندنشین ہوئے۔ اون کے بعد اجیت سنگھ جانشین ہوئے۔ ۱۷۹۶ء مین پیشوا کے ایک پوتے علی بہادر نے جسونت راؤ کی سرغنائی مین ایک بہت بڑی فوج ڈیوان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ لیکن رانی کنول کنواری کی ہمت و جرات نے حملہ آورون کو شکست دی۔ جسونت راؤ مارا گیا۔ پھر ۱۸۰۸ء مین خود علی بہادر نے ڈیوان پر لشکرکشی کی۔ مگر ایک لاکھ روپیہ تاوان دینے سے یہ بلا اوپر کا اوپر ٹل گئی۔ ۱۸۰۹ء مین اجیت سنگھ نے وفات کی۔ اور جے سنگھ جانشین ہوئے۔ اسی زمانہ مین گورنمنٹ سے راہ و رسم پیدا ہوا۔ چند روز کے بعد معاہدہ بھی ہوگیا۔ ۱۸۳۵ء مین مہاراجہ نے انتقال کیا۔ اور بشونا تھ سنگھ سریر آرا ہوئے۔ ۱۸۴۳ء مین انھون نے خلع حکومت کی اور اپنے بیٹے رگھوراج کو ریاست سپرد کردی

رگھوراج نے لشکر راج کی سیاحت کرکے وہان کے سرداروں سے دخترکشی کے مذموم رسم کو چھوڑنے کے لئے حلف لی۔ اور اپنے ریاست سے ستی کے رسم کو اوٹھا دیا۔ اور غدر کے موقع پر گورنمنٹ کی بہت مدد کی۔ جسکے صلہ مین اضلاع سھاگ پور دامرکنٹک عطا ہوئے۔ سنہ ۱۸۶۴ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا اور سنہ ۱۸۷۷ء مین بجائے ۱۷ ضرب کے ۱۹ ضرب توپ کی سلامی مقرر ہوئی آخر مہاراجہ نے بعمر ۵۶ سالہ سنہ ۱۸۸۸ء مین وفات پائی۔ اور اون کے بیٹے مہاراجہ وکٹٹ رمن سنگھ (مہاراجہ جھال) اکٹوبر سنہ ۱۸۸۸ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء کو ہوئی گدی نشینی کے وقت نہ بائیس کی عمر تین برس کی تھی۔ پولیٹکل ایجنٹ بندیلکھنڈ منتظم ریاست مقرر ہوئے۔ اور ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء مین آپ کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ گورنمنٹ سے جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ کو سیر و سیاحت کا بھی بہت شوق ہے۔ اکثر مشہور مقامات آپکے نظر سے گذر چکے ہین۔ رقبہ (۱۳۰۰۰) مربع میل۔ آبادی (۱۳۲۶۴۵۴) آمدنی ۲۳ لاکھ) سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے فوجی قوت مین (۷۵۹) سوار (۲۱۴۹) پیدل (۷۳) توپخی۔ (۵۷) توپین ہین۔ ریوان مین کوئلہ کی کانین بکثرت ہین سنہ ۱۸۸۸ء مین معاون واقع امرپاربرٹش گورنمنٹ کو پیداوار پر کسی قدر حق مالکانہ لیکر تفویض کردی گئین تھین۔ لیکن یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو ریاست نے پھر واپس لے لین۔ اور ریاست خود اون سے کوئلہ برآمد کراتی ہے جس کی وجہ سے محاصل ریاست مین معقول ترقی ہوگئی ہے۔

الور

ہز ہائنس مہاراجہ سوائی بجے سنگھ بہادر

یہ خاندان فرقہ نروکہ قوم راجپوت سے ہے۔ اس خاندان کے بانی راؤ پرتاب سنگھ تھے۔ اونکے بعد

اون کے بیٹے راؤ بجتاور سنگھ مسند نشین ہوئے - اونھون نے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا - اور ۱۸۰۳ء مین ایک معاہدہ ہوا - ۱۸۱۵ء مین ان کا انتقال ہوگیا - جانشینی کے متعلق نزاع پیدا ہوئی - راجپوت سابق مہاراؤ کے برادر زادہ اور منّی بیٹے سنگھ کے طرفدار تھے - اور مسلمان ارکان ریاست بہیر غنائی نواب احمد بخش خان رئیس لوہارو بلونت سنگھ کے جانب تھے - آخر یہ فیصلہ ہوا کہ منّے سنگھ کو خطاب راجگی - اور بلونت سنگھ کو انتظام ریاست سپرد ہو - دونون وارث نابالغ تھے آخر باہمی نزاع اس حد تک پہونچی کہ ریاست تقسیم ہوگئی - مگر بلونت سنگھ نے لاولد انتقال کیا - اس لئے ریاست منّے سنگھ کی اولاد کے طرف منتقل ہوئی - ۱۸۵۷ء مین منّے سنگھ نے قضا کی - اور انکے بیٹے شیودان سنگھ تخت پر بیٹھے - انھون نے ۱۸۷۴ء مین وفات پائی - مگر بوجہ لاولدی باتفاق اراکین خاندان مہاراؤ راجہ منگل سنگھ منتخب ہوئے - ۲۲ مرے ۱۸۹۲ء کو ان کا انتقال ہوگیا - اون کے اکلوتے بیٹے سوائی جے سنگھ (مہاراجہ حال) سریر آرا ہوئے - بوجہ نابالغی ریاست کا انتظام کونسل کے سپرد ہے

رقبہ (۱۴۱۳۱) مربع میل - آبادی (۸۲۸۴۸۷) محاصل (۳۰ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ اضرب توپ ہے -

بانسواڑہ

ہز ہائینس رائے رایان مہاراول سری لچھمن سنگھ بہادر

یہ ریاست ابتداً ریاست میواڑ کا ایک جزو تھی - لیکن سلطنت برطانیہ کے تعلقات سے پہلے خود مختار ہوچکی تھی - ۱۸۱۲ء مین اس ریاست کے والی نے گورنمنٹ کا باجگزار ہونا اس شرط کیساتھ منظور کیا کہ مرہٹون کو اس ملک سے خارج کردیا جائے - چنانچہ ۱۳ فروری ۱۸۱۹ء کو گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا -

ہز ہائینس (مہاراول حال) مہاراول بہادر سنگہ متوفی کے بیٹے ہین جو سابق مہاراول بھوانی سنگہ کے بیٹے تھے۔ مہاراول سوائی سنگہ مہاراول امید سنگہ کے بیٹے اور جانشین تھے۔ جن کے ساتھ ۱۸۱۸ء مین عہد نامہ منعقد ہوا تھا۔

ہز ہائینس (مہاراول حال) ۱۸۳۵ء مین پیدا۔ اور ۱۸۵۳ء مین سنگھاسن نشین ہوئے۔ ۱۸۶۲ء مین اختیار تنبیت عطا ہوا۔ رقبہ (۱۶۰۰) مربع میل آبادی (۱۲۰۰۰۰) محاصل تقریباً (تین لاکھ) روپیہ سالانہ

۱۵ ضرب توپ سے

دیتا

ہز ہائینس مہاراجہ لوکندر بھوانی سنگہ بہادر کے سی ایس آئی

ہز ہائینس بندیلہ راجپوت ہین۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ راجہ بیر سنگہ تھے۔ اس خاندان سے والیان اورچھہ اجیگڈھ اور پنا وغیرہ مین اکبر و جہانگیر کے عہد مین مہاراجہ بیر سنگہ دیو فرمانروائے اورچھہ تھے۔ اور اون کے دوسرے بیٹے ہمکوان راے دتیا کے اوّل فرمانروا ہوئے۔ عہد نامہ سنہ (۱۸۰۳ء) کے بعد یہ ریاست بھی مثل اور ریاست ہائے بندیلکھنڈ کے گورنمنٹ کے حمایت مین آئی اوس زمانہ مین راجہ پرجیت والی تھے ۱۸۰۴ء مین گورنمنٹ سے ایک خاص معاہدہ ہوا۔ اور محاربات مرہٹہ مین یہ ریاست گورنمنٹ کی طرفدار و معاون رہی۔ اس حسن خدمت کے صلہ مین راجہ پرجیت سے ۱۸۱۷ء مین ایک جدید معاہدہ ہوا۔ اور جاگیر مین اضافہ کیا گیا۔ اون کے وفات کے بعد ۱۸۳۹ء مین اون کے بیٹے راجہ بجے بہادر اور اون کے انتقال پر ۱۸۵۴ء مین اون کے بیٹے بھوانی سنگہ

(مہاراجہ حال) فرمانروا ہوئے۔

ہز ہائینس ۱۸۵۴ء مین پیدا ہوا۔ اور ۲۰ نومبر ۱۸۵۶ء کو مسند نشین ہوئے۔ ۱۸۷۷ء مین مہاراجہ ادر کو کنڈ اور ۱۸۹۸ء مین کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات عطا ہوئے۔ رقبہ (۹۱۱) مربع میل۔ آبادی ۷۳۷۶۰ محاصل (۱۰ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

ایدر

ہز ہائینس مہاراجہ مہراج کرنل سر پرتاب سنگہ بہادر جی سی ایس آئی کے سی بی ایل ایل ڈی

آپ اوس مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ جو راجہ رام چندر جی کی اولاد مین تھے اور اودیپور کے سسودیون اور جے پور کے کچواہون کی طرح سوریج بنسیون کی شاہی نسل کے قایم مقام ہین۔ ۱۷۲۹ء مین جب مشہور اجے سنگہ والی جودہپور شہنشاہ محمد شاہ کے عہد مین گجرات کے صوبہ دار تھے اور اون کے بھائی تخت سنگہ نے ناگر فتح کیا تھا تو انند سنگہ اور رائے سنگہ راٹھوراون کے دو دوسرے بھائیون نے بزور شمشیر ایدر پر اپنی حکومت قایم کی۔ پشوا اور گیکواڑ نے ریاست کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ راجہ شیو سنگہ خلف انند سنگہ کو اپنے علاقہ کے کچھ حصے سے دست کش کرنا اور گیکواڑ بڑودہ کو خراج دینا پڑا۔ یہہ خراج والی ایدر کو اب بھی دینا پڑتا ہے۔ اوراون کو خود دوسری چھوٹی ریاستون سے خراج ملتا ہے شیو سنگہ کی جگہ اون کے بیٹے بہون سنگہ وارث ہوئے۔ اوراون کے انتقال پر راجہ کیسر سنگہ نابالغی کے زمانہ مین مسند نشین کئے گئے۔ اون کی وفات پر مہاراجہ جوان سنگہ کے سی۔ ایس۔ آئی (جو بمبئی کے لیجسلیٹو کونسل کے ممبر تھے) جانشین ہوئے جنھون نے ۱۸۹۸ء مین قضائی

اُدراون کے فرزند کیسری سنگھ سریر آرا ہوئے۔ جب مہاراجہ کیسری سنگھ نے لاولد انتقال کیا تو گورنمنٹ نے مہاراجہ سر رنابہادر سنگھ (مہاراجۂ حال) کو ایدر کی ریاست مرحمت کی۔ آپ مہاراجہ جودھپور کے چچا ہین۔ اس سے پہلے جودھپور کے وزیر اعظم تھے۔ آپنے اپنے فرایض کو اس خوبی سے انجام دیا کہ مہاراجہ اور گورنمنٹ دونون خوش رہے۔ آپ کو سپہگری مین ید طولےٰ حاصل ہے۔ پولو مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ گورنمنٹ کے بہت بڑے خیرخواہ ہین۔ جنگی موقعون پر آپنے گورنمنٹ کو اکثر مدد دی ہے۔ چنانچہ جنگ تراہ و ہم چین مین آپنے نمایان خدمت انجام دی ہے۔ آپ کی ہر دلعزیزی اور قدر و منزلت ہندوستان و انگلستان دونون مقامات پر یکجا کیجاتی ہے۔ ملکۂ معظمہ کے ہر دو جوبلیون اور ملک معظم کی تاجپوشی کے جشن مین آپ شریک تھے۔ حال مین لارڈ کرزن نے جو امپیریل کیڈٹ کور قایم کی ہے۔ آپ اوسکے کمانڈر ہین۔ رقبہ (۱۹۰۰) مربع میل۔ آبادی (۳ لاکھ) محاصل (۶ لاکھ) فوجی قوت ۱۴ جنگی اور تین دیگر توپین (۴۷) سوار (۱۱۵) پیدل۔ اکیس ۲۱ توپون کی سلامی ہے۔

نیپال

ہز ہائینس مہاراجہ ہراج پرتھوی بیر بکرم جنگ بہادر شاہ انابھاد شمشیر جنگ

ہز ہائینس سسودیہ راجپوت اور اوس خاندان سے متعلق ہین جو مین اودیپور کے فرمانروا ہین۔ گورنمنٹ کے ساتھ نیپال کے تعلقات اوّل ہی سے محض تجارتی تھے۔ پولیٹکل روابط اوس زمانہ سے قایم ہوے کہ جب رانا پرتھی نرائن نے اپنی گورکھا فوج سے کھٹمنڈو پر چڑھائی کی۔ ۱۷۶۷ء مین جب کھٹمنڈو کے نواڑ راجہ کو گورکھون نے ستایا تو اونھون نے گورنمنٹ سے مدد چاہی۔ کپتان کنلاک عین ریاست مین ایک مختصر فوج لیکر روانہ ہوے

مگر ترائی کے مہلک رطوبت سے واپس آنا پڑا۔ اور گورکھا سردار نے نیپال پر قبضہ کرلیا۔ اور خاندان نواڑ کو تباہ کردالا جسکو بعد ازان گورنمنٹ نے نیپال کا راجہ تسلیم کیا۔ چونکہ گورکھون نے مکھوان پور کا کوہستانی ملک فتح کرلیا تھا۔ اسلئے انھون نے مزروعہ نشیبی ملک پر بھی اوسی ادائے خراج کیساتھ اپنا استحقاق ظاہر کیا۔ جو راجہ مکھوان پور گورنمنٹ کو دیتے تھے۔ گورکھون کا یہ دعوے منظور ہوا اور وہ ۳۰ سال تک ایک رجیم وقد آور ہاتھی خراج کے طور پر دیتے رہے۔ من بعد معاہدہ ۱۸۱۴ء کے روسے یہ خراج چھوڑ دیا گیا۔ کپتان کنلاک کی ناکامی کے بعد نیپال کے ساتھ پھر کوئی تعلق قایم نہین ہوا جبکہ لارڈ کارنوالس کا زمانہ آیا اور گورکھون نے بنارس کے رزیڈنٹ مسٹر ڈنکن کی معرفت گفتگو کی جس کا انجام ایک تجارتی معاہدہ ہوا جو ۲ مارچ ۱۷۹۲ء مین دستخط ہوئے۔ اس سے کئے برس پہلے سے گورکھے اپنی حکومت تبت کی جانب بڑہا رہے تھے۔ ڈگرچے مقدس مندرون مین گورکھون کی لوٹ مار سے غضبناک ہوکر قیفور چین نے راجہ نیپال کی تنبیہ وتادیب کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ اس فوج کی مدافعت کے لئے والی نیپال نے گورنمنٹ سے فوجی مدد چاہی۔ لارڈ کارنوالس نے باہم مصالحت کرانے کا وعدہ کیا۔ گنر گرتل اس کے کمیشنر کرک پٹرک (جو اس کام پر متعین ہوئے تھے) سرحد نیپال پہونچین۔ گورکھون نے حملہ آور چینی جنرل سے عہد وپیمان کرلیا۔ اوس زمانہ سے ۱۸۱۴ء تک نیپال کے ساتھ گورنمنٹ کے تعلقات گاہ گاہ دوستانہ خطوط اور خراج مکھوان پور پر محدود رہے۔ اسی سال مہاراجہ رن بہادر نوجوان والی نیپال کو (جو ۱۷۹۵ء مین حکمران ہوئے تھے اور اپنے چاچا بخت کو قتل کرکے پانچ برس تک ظالمانہ حکمرانی کی تھی) اپنے فرزند مہاراجہ گردن جودھ بکرم کے حق مین تخت چھوڑ دینا پڑا۔ اور اپنی ایک رانی کو ایجنٹ مقرر کرکے بنارس چلے آئے۔ جہان ایک پولیٹیکل ایجنٹ ان کی حاضرباشی کے لئے مقرر ہوا۔ گورنمنٹ نے ان کی بہت بڑی تعظیم وعزت کی۔ اور اون کے اخراجات کے لئے بھی زر کثیر دیا۔ کیونکہ برٹش علاقہ مین اون کی موجودگی دربار نیپال کے ساتھ زیادہ قریبی تعلقات پیدا ہونیکا ایک عمدہ موقع خیال کی گئی

معزول مہاراجہ کے معاملہ کے تصفیہ اور برٹش تعلقات کی ترقی کی غرض سے ۱۸۰۱ء مین ایک معاہدہ ہوا اور کپتان نکس اول رزیڈنٹ مقرر ہوکر وہان بھیجے گئے۔ رانی ریجنٹ نے رزیڈنٹ کا نہایت پناک سے استقبال کیا۔ مگر مہاراجہ رن بہادر کی بڑی رانی (جو اون کے ساتھ بنارس کو آئی تھین) دفعتاً کھٹمانڈو کو واپس گئین۔ نوجوان راجہ یکجہتی کو توڑکر ریاست پر قابض ہوگئے اور رزیڈنٹ کو وہان سے چلا آنا پڑا۔ ۲۴ جنوری ۱۸۰۴ء کو لارڈ ولسلی نے باضابطہ دربار نیپال کے تعلقات فسخ کردئے۔ اس تنسیخ سے رن بہادر کو بنارس سے نیپال جانے کی اجازت ملگئی۔ اور یہہ نیپال جاکر اپنے مخالف جماعت کے سرغنہ کو ہلاک کرکے تخت پر پھر قبضہ کرلیا۔ اور بھیم سین تنہا پا۔ (جو آپ کی جلاوطنی مین آپکے ہمراہ تھے) رن بہادر کی خاص رانی کے ایما سے وزیر ہوگئے۔ ۱۸۱۱ء مین گورکھون نے برٹش سرحد عبور کرکے بٹول اور بتیا کی سرحد کی بعض اراضیات پر قبضہ کرلیا۔ اس لئے گورنمنٹ نے یکم نومبر ۱۸۱۴ء کو جنگ کا اعلان کیا۔ اس جنگ مین گورکھے خوب لڑے۔ اور انگریزون کو کالی کی مغربی پھاڑیون تک قابض چھوڑکر صلح کے خواہان ہوئے۔ ترائی کے قبضہ سے دست کش ہونے سے دو دفعہ گورکھون نے مدافعت کی۔ لارڈ ہسٹنگس نے ترائی کی تخمینی سالانہ قیمت دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد اور چند مراعات بھی کین۔ جنسے نیپال کے کمشنرون نے ۲۸ نومبر کو سگولی کے معاہدہ پر دستخط کئے۔ اور بعد ازان ۲ دسمبر ۱۸۱۵ء کو باقاعدہ معاہدہ سگولی پر راجہ کے بھی دستخط ہوگئے۔ اس معاہدہ کی رو سے نیپال مین اول رزیڈنٹ مسٹر گارڈنر مقرر ہوئے۔ انہون نے بھیم سین تھاپا کو برسرحکومت پایا۔ مہاراجہ گرون جودھ بکرم مرچکے تھے۔ وہ ۱۸۳۰ء تک نیپال پر پورے طور سے قابض و متصرف رہے مہاراجہ رن بہادر اور وزیر کے مابین مخالفت کا جوش روز بروز بڑھتا گیا۔ ۱۸۳۷ء مین مہاراجہ رن بہادر کے سب سے چھوٹے بیٹے نے دفعتاً قضا کی۔ اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ بھیم سین یا اون کے طرفداروں مین کسی نے زہر دیا۔ اس لئے بھیم سین اور اون کے بھتیجے پانزنجیر قید مین ڈال دئے گئے۔ مگر بعد

کو رہائی مل گئی - سقدم الذکر نے گوشہ نشینی اختیار کی اور اخر الذکر پنجاب کو روانہ ہوئے
اور دربار لاہور مین ملازم ہوگئے - دو برس بعد وزیر کے خاندان کے ساتھ پھر مخالفت بڑہی سادر
انجام کار ادہنون نے خودکشی کرلی - ۱۸۴۳ء مین ہیرا سنگہ پنجاب سے بلوا کر وزیر اعظم مقرر کیے گئے
مگر ۱۸۴۵ء مین مہارانی کے اشارہ سے ہلاک کیے گئے - ان کی ہلاکت نے وزارت کے لئے راجہ جنگ بہادر
کی ترقی کا رستہ کھول دیا - رانی نے اون کی ہلاکت کی بھی کوشش کی تھی - لیکن اس مین ناکامی ہوئی
اور اسے اپنے فرزندون کے ملک سے نکال دی گئین - اور بنارس مین آکر سکونت اختیار کی
مہاراجہ بھی اون کے ہمراہ آئے - اور دوسرے سال نیپال کو واپس گئے - لیکن ۱۲ اپریل ۱۸۴۷ء
کو اپنے ولیعہد مہاراجہ بکرم شاہ کے حق مین تخت چھوڑ دینا پڑا - ۱۸۵۰ء مین مہاراجہ جنگ بہادر کے
سفر ولایت سے انگریزون کے ساتھ زیادہ دوستانہ مراسم پیدا ہوئے - مہاراجہ جنگ بہادر اپنی
وفات تک جو ۱۸۷۷ء مین واقع ہوئی نیپال کے وزیر اعظم رہے - اون کو فرمانروائے نیپال نے مہاراجہ
کا خطاب اور دو اضلاع کی حکومت بھی عطا کی تھی - اسکے علاوہ اہنون نے اپنے ایک لڑکے اور دو لڑکیون
کی شادیان بھی نیپال کے حکمران خاندان مین کی تہین - غدر ۱۸۵۷ء مین اہنون نے برٹش گورنمنٹ کو بہت
بڑی مدد دی جسکے صلہ مین اون کو جی سی بی کا خطاب عطا ہوا - اور یکم نومبر ۱۸۶۰ء کے ایک معاہدہ کے
بموجب سرحد نیپال بہیت و مغربی اودہ کا علاقہ جو ۱۸۱۵ء مین گورنمنٹ نے لیا تھا نیپال کو واپس کردیا گیا
علاوہ اسکے دیگر خطابات اور اعزاز بھی اون کو عطا کئے - اون کی وفات پر اون کے بھائی سر مدھو سنگھ
کے سی - ایس - آئی - کو فرمانروائے نیپال نے بستہ وزارت عنایت کیا - ترلوک بیر بکرم شاہ ولیعہد نے
جو مہاراجہ جنگ بہادر کے داماد تھے ۱۸۷۷ء مین قضا کی - ان کی وفات کے بعد ۱۸۸۱ء مین اون کے والد
مہاراجہ دہیراج سریندر بکرم شاہ نے وفات پائی - اسی سال سابق مہاراجہ دہیراج راجیندر بکرم شاہ
نے انتقال کیا - اور ہز ہائینس مہاراجہ سریندر بکرم شاہ کے پوتے موجودہ فرمانروا ہز ہائینس پرتھوی بیر بکرم شاہ

(جن کی ولادت ۱۸۷۵ء ہے) ۱۷ مئی ۱۸۸۱ء کو جانشین ہوئے۔ اور یکم دسمبر ۱۸۸۱ء مین مسند نشین کئے گئے ۲۲ نومبر ۱۸۸۳ء کو سر مندیب سنگھ کو اون کے مخالفون نے مار ڈالا۔ اور سر شمشیر جنگ پسر اکبر دہیر شمشیر جنگ نے وزارت اور خطابات حاصل کئے۔ ۲۳ نومبر کو مہاراجہ نے اون کی وزارت کا اعلان کیا۔ جب کوئی جدید وسیرائے ہندوستان مین آتا ہے تو دربار نیپال کے جانب سے ایک اعلے درجہ کا نیپالی سردار پیغام وتحائف لیکر کلکتہ کو بھیجا جاتا ہے۔ ریاست کا رقبہ (۵۴۰۰۰) مربع میل۔ آبادی کی کوئی صحیح تعداد نہین معلوم ہوسکتی۔ مگر تخمیناً پچاس لاکھ ہے۔ سالانہ آمدنی ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ اور سلامی ۲۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

دیواس پانتی کلان

ہز ہائینس راجہ تکاجی راؤ پنوار بابا صاحب

یہ خاندان اور خاندان دادا صاحب فرمانروائے پانتی خرد دونون ایک جدی پنوار راجپوت ہین راجہ کالوجی کے دو لڑکے تھے۔ تکاجی اور جیواجی۔ دونون نے اس ریاست کی مشترکہ سند پیشوا سے حاصل کی۔ تکاجی کی اولاد سے پانتی کلان کے راجہ اور جیواجی کے نسل سے پانتی خرد کے راجہ ہوتے چلے آئے ہین۔ تکاجی کے بعد اون کے بیٹے کرشناجی اور اون کے بعد اون کے بیٹے تکاجی دوم مسند نشین ہوئے۔ انھون نے رگھناتھ راؤ کو تبنے کیا۔ جو خاصے صاحب کے لقب سے مشہور اور ۱۸۲۴ء مین اون کے جانشین ہوئے۔ ۱۸۶۰ء مین اون کا انتقال ہوا۔ اون کے بیٹے راجہ کرشناجی پنوار وارث ہوئے۔ انھون نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کے نمایان خدمات انجام دئے۔ اون کے بعد

ہزہائینس راجہ تکاجی (مع والی حال) مسند آرا ہوئے۔ رقبہ (۴۰۲) مربع میل۔ آبادی (۶۲۳۱۲) محاصل تخمیناً (۶۱۱۸۹۰) روپیہ سلامی ۱۵ اضرب توپ ہے۔

ریاست دیواس پانتی خرد

ہزہائینس راجہ مہرراؤ پنوار دادا صاحب

آپ پنوار راجپوت ہین۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ ساگوجی تھے۔ جنکے بیٹے راجہ کالوجی کے دو بیٹے تھے۔ تکاجی اور جیواجی۔ انھون نے بلاجے راؤ پیشوا سے ریاست دیواس بالاشتراک پائی تھی۔ تکاجی کے اولاد سے فرمانروایان پانتی کلان۔ اور جیواجی کے اولاد سے فرمانروایان پانتی خرد ہوئے۔ ۱۸۱۸ء سے یہ دونون ریاستین برٹش حمایت مین داخل ہوئین۔ اوس زمانہ مین تکاجی راؤ اور انندراؤ فرمانروا تھے۔ زمانۂ غدر مین دونون راجاؤن نے سرکار انگلشیہ کو کماحقہ مدد دی۔ دونون راجہ شہر دیواس مین رہتے ہین۔ لیکن ہر راجہ کی حکومت اپنے اپنے حدود مین الگ الگ ہے۔ ریاست دیواس پانتی خرد کا رقبہ (۴۴۰) مربع میل آبادی (۵۴۹۰۴) محاصل تقریباً ۱۸۹۰۱۱ روپیہ سلامی ۱۵ اضرب توپ ہے۔

دھار

ہزہائینس اوداجی راؤ پنوار

ہزہائنس اوس مشہور پنوار راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین - جنکے موا ثون مین راجہ دکرماد
اور راجہ بھوج گزرے ہین - اوایل حکومت مرہٹہ مین اس خاندان نے بڑی ناموری اور شہرت حاصل
کی تھی سب سے اوّل پنوار راجہ بھوج دہار کو آئے - لیکن انندراؤ پنوار علے العموم بانی ریاست سمجھے جاتے ہین
جن کو باجے راؤ پیشوا نے ریاست دہار اور چند اضلاع ملحقہ کا مالک اور والی تسلیم کیا تھا - سنہ ۱۷۴۹ء مین
اون کا انتقال ہوا - اون کے بیٹے جسونت راؤ پنوار جانشین ہوئے - مگر یہہ بمقام پانی پت مرہٹون کے
جنگ مین مقتول ہوئے - اون کے بیٹے کھانڈے راؤ تخت پر بیٹھے - اون کی جگہہ اون کے بیٹے انند راؤ
پنوار سریر آرا ہوئے - ان کا انتقال سنہ ۱۸۱۰ء مین ہوا - اون کے فرزند راجہ مچندر راؤ پنوار (جو باپ کے
انتقال کے بعد پیدا ہوئے) وارث ہوئے مگر انتظام ریاست رانی مینا بائی کے ہاتھہ رہا - چند روز بعد راجہ مچندر
انتقال کیا - رانی نے ہمسایہ سردارون کے رضامندی سے اپنی بہن کے بیٹے راجہ مچندر راؤ پنوار کو متبنے
کیا - سنہ ۱۸۱۹ء مین گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا - اور بہت سے اضلاع جو سابق مین اوس کے قبضہ سے نکل
گئے تھے - واپس دئے گئے - راجہ راجہ مچندر کے بعد اون کے متبنّٰی راجہ جسونت راؤ پنوار ہوئے جن کا
انتقال سنہ ۱۸۵۷ء مین ہوا - اور مہاراجہ سر انند راؤ پنوار مسند نشین ہوئے - سنہ ۱۸۵۷ء مین بغاوت کی علت مین
یہہ ریاست ضبط کر لی گئی - مگر مہاراجہ کے بلوغ پر واپس دی گئی - انند راؤ نے ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء کو رحلت کی
اور اون کے متبنّٰے اودا جی راؤ پنوار (والی حال) جو مہاراجہ متوفی کے سوتیلے بھائی تمبا جی راؤ پنوار کے
فرزند ہین - ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء کو مسند نشین کئے گئے - آپ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے - ڈیل کالج
اندور مین تعلیم پائی - شکار و شہسواری پدطولی ہے - رقبہ (۱۷۷۵) مربع میل - آبادی (۱۴۲۱۱۵) محاصل
(۱۰ لاکھہ) روپیہ - کل فوجی قوت (۷۷۸) سلامی ۱۵ ضرب توپ مقرر ہے -

ڈونگرپور

ہز ہائینس مہاراول بجے سنگھ بہادر

یہ خاندان اودیپور کی ایک شاخ ہے۔ زوال سلطنت مغلیہ کے بعد یہ ریاست بھی راجپوتانہ کی اور ریاستوں کیطرح مرہٹون کی باجگزار تھی۔ عہدنامہ ۱۸۱۸ء کے بموجب حقوق باج ستانی گورنمنٹ کے جانب منتقل ہوئے اس زمانہ مین راول جسونت سنگھ فرمانروا تھے۔ جو ۱۸۲۵ء مین ریاست سے علیحدہ کئے گئے۔ اور اون کے بیٹے دلپت سنگھ والی ریاست قرار پائے۔ راول دلپت سنگھ فرمانروائے پرتاب گڈھ کے پوتے تھے جب ریاست پرتاب گڈھ پر اون کی فرمانروائی کا زمانہ آیا تو یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ آیا یہ ریاست ہذا اور پرتاب گڈھ متحد کردئے جائین۔ یا ریاست ڈونگرپور کے لئے ایک جدید تنبیت عمل مین آئے۔ یا ریاست پرتاب گڈھ گورنمنٹ کے قبضہ مین دیدیجائے۔ آخر یہ تصفیہ ہوا کہ دلپت سنگھ ریاست ڈونگرپور کے مسند نشینی کے لئے اودے سنگھ فرزند ٹھاکر سبلی کو بیٹے کرین۔ راول اودے سنگھ اوس زمانہ مین نابالغ لہذا یہ قرار پایا کہ راول دلپت سنگھ فرمانروائے پرتاب گڈھ اودے سنگھ کے ولی ہین لیکن دلپت سنگھ پرتاب گڈھ مین رہتے تھے۔ اس لئے یہ عہد عملی ظہور مین آئی۔ آخر ۱۸۵۲ء مین حلیہ حقوق فرمانروائی دلپت سنگھ سے لیلئے گئے۔ اور ریاست تا زمانہ بلوغ اودے سنگھ ہندوستانی ریجنٹ (مقررہ گورنمنٹ) کے زیر انتظام رہی۔ اون کی وفات پر مہاراول بجے سنگھ (والی حال) مسند نشین ہوئے آپ نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی ہے۔ رقبہ (۱۴۴۷) مربع میل۔ آبادی (۱۰۰۱۰۳) محاصل (۱۵۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۵ اضرب توپ ہے۔

ریاست جیسلمیر

مہارانی مہاراول سالباہن بہادر

یہ خاندان جدوبنسی راجپوت اور براہ راست سری کرشن جی کی نسل تک منجر ہوتا ہے۔ یہ خاندان بھی مثل اودیپور کے قدیم ہے۔ اس خاندان مین سب سے پہلے دیوراج نے جو ۸۳۶ء مین پیدا ہوئے راول کا لقب اختیار کیا۔ اور شہر دیوراول کی بنیاد ڈالی۔ اون کی اولاد مین راول جیسل نے شہر جیسلیر کو آباد کیا۔ اور ۱۱۵۶ء مین ایک مستحکم قلعہ تعمیر کرایا۔ ۱۲۹۴ء مین سلطان علاء الدین کی تخت نشینی کے وقت راول مولراج اور اون کے جری سپاہی اپنے بیوی بچون کو قتل کرکے مخالفین پر جا پڑے اور بیشمار آدمیون کو قتل کرکے خود بھی میدان جنگ مین کام آئے۔ بالآخر راول سبل سنگھ کے عہد مین بہادر بہٹون کو شاہجہان کا خراجگذار ہونا پڑا۔ ۱۸۱۸ء مین یہہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی۔ فتح سندھ کے بعد ۱۸۴۴ء مین قلعہ جات شاہ گڈھ و گرسیہ و کھوٹڑو جو اس ریاست کے قبضہ سے نکل گئے تھے گورنمنٹ کے حکم سے واپس دئے گئے۔ راول گج سنگھ کی وفات پر بیوہ رانی نے رجنیت سنگھ کو تبنے کیا۔ جنہون نے ۱۸۶۴ء مین انتقال کیا۔ اور اون کی رانیون نے حسب صوابدید سلطنت علمی راول شام سنگھ (والی حال) کو تبنے کیا۔ اور خاندانی نام سالباہن سے موسوم کیا۔ آپ ۱۸۸۶ء مین پیدا اور ۱۲۔ اپریل ۱۸۹۱ء کو مسند نشین ہوئے۔ ہز ہائنس میو کالج مین تعلیم پا رہے ہین اور ریاست کے دیوان راؤ بہادر جگمون جیون ہین۔ رقبہ (۱۶۰۶۲) مربع میل۔ آبادی (۷۳۳۷۰) محاصل تقریباً (ایک لاکھ روپیہ۔ سلامی ۱۵ ضرب توپ۔

کشن گڈھ

ہز ہائینس مہاراجہ مہاراج مہاراجہ مدن سنگھ بہادر

کشن گڈھ خاندان جودھپور کی ایک شاخ ہے۔ ریاست کے بانی مہاراجہ کشن سنگھ فرزند ثانی مہاراجہ اودے سنگھ والی جودھپور تھے۔ جنھوں نے اپنے وطن مالوف سے نکل کر اس قطعۂ ملک کو فتح کیا جو فی الحال کشن گڈھ سے متعلق ہے۔ سنہ ۱۸۰۴ء مین شہنشاہ اکبر نے اسکے متعلق ایک فرمان عطا فرمایا سنہ ۱۸۱۸ء مین مہاراجہ کلیان سنگھ اور گورنمنٹ کے بین ایک عہد نامہ ہوا۔ ازان بعد بحکم سنگھ پھر مہاراجہ مدن سنگھ یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ ان کے بعد مہاراجہ سمردل سنگھ جانشین ہوئے۔ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء مین ان کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۸ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو انتقال ہوا۔ اور اون کے فرزند مہاراجہ مدن سنگھ (والی حال) فرمانروا ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء ہے۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو امپریل کیڈٹ کور مین شرکت کی اجازت لارڈ کرزن نے آپ کو عطا کی۔ اس ریاست مین عقیق کی عمدہ کانین ہین۔ رقبہ (۵۸۵) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) محاصل تقریباً (۱۳ لاکھ) سلامی پندرہ ضرب توپ ہے

سروہی

ہز ہائینس مہاراؤ سیر کیسری سنگھ بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی

آپ راجپوت چوہان فرقۂ دیورہ سے ہین۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ دیوراج پرتھی راج دہلی کے

نسل سے تھے۔ کوہ آبو جسکو راجپوت بنایت مقدس خیال کرتے ہین۔ اس ریاست مین واقع ہے۔ اس پہاڑی پر ساتق مین کسی راجہ کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ مگر ۱۸۳۸ء مین برٹش پولیٹکل ایجنٹ کی درخواست پر مہاراناؤ دیپور کو متبرک مناظر کی زیارت کی اجازت دی گئی۔ اسکے بعد اور فرمانرواؤن نے ان کی زیارت کی۔ ۱۸۴۵ء مین اس پہاڑ کا ایک حصہ اغراض دار الصحت کے لئے سرکار انگریزی کو دیا گیا۔ ۱۸۱۳ء مین اس ریاست کے تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ پیدا ہوئے۔ اوس زمانہ مین راؤ شیو سنگھ فرمانروا تھے۔ انہون نے ایام غدر مین گورنمنٹ کی بہت مدد کی۔ جسکے صلہ مین نصف خراج معاف کیا گیا اول (۱۳۷۶۲) روپیہ لیا جاتا تھا۔ اب (۶۸۸۱) روپیہ دینا پڑتا ہے۔ ۱۸۱۲ء مین اختیار تبنیت عطا ہوا اور ۱۸۶۵ء مین مہاراؤ شیو سنگھ کے بعد مہاراؤ امید سنگھ فرمانروا ہوئے۔ انھون نے ۱۸۷۵ء مین انتقال کیا۔ اور ہز ہائینس سیدی سنگھ (مہاراؤ حال) مسند آرائے ریاست ہوئے۔

ولادت ۲۰ مرجون ۱۸۵۸ء اور مسند نشینی ۱۶ ستمبر ۱۸۷۵ء ہے ۱۸۸۹ء مین مہاراؤ کا خطاب عطا ہوا۔ اور ۱۸۹۵ء کو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ رقبہ (۱۹۶۴) مربع میل آبادی (۱۵۴۵۴۴) محاصل (سوا لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ مقرر ہے۔

پرتاب گڈھ

ہز ہائینس مہاراؤ کھنا تھہ سنگھ بہادر

ہز ہائینس کا خاندان سیسودیہ راجپوت اودیپور کی ایک چھوٹی شاخ ہے۔ ملک مالوہ مین حکومت پیشوا کے قایم ہونے کے زمانہ سے فرمانروایان پرتاب گڈھ ریاست ہلکر کے باجگزار تھے۔ ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ سے

تعلقات پیدا ہوئے۔ اوسوقت مہاراوت ساونت سنگھ فرمانروا تھے۔ اونہون نے ۱۸۴۴ء مین قضا کی اور اون کے پوتے دلیپت سنگھ وارث ہوئے۔ ۱۸۶۴ء مین اِن کا انتقال ہوگیا۔ اونکے بیٹے اودے سنگھ مسند نشین ہوئے۔ اونہون نے ۱۵ فروری ۱۸۹۰ء کو لاولد انتقال کیا۔ اور مہاراوت رگھناتھ سنگھ (فرمانروائے حال) جو سابق فرمانروائے پرتاب گڈھ کے سب سے قریبی رشتہ مین تھے۔ جانشین منتخب ہوئے ۱۵ فروری ۱۸۹۰ء کو جانشین۔ ۱۰ جنوری ۱۸۹۱ء مین کامل اختیارات عطا ہوئے۔ رقبہ (۶۸۶) مربع میل آبادی (۲۵۰۵۲) آمدنی تین لاکھ روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

دھولپور

ہز ہائینس رئیس الدولہ پیشوا الملک مہاراجہ سپہر جری سائی مہاراج رانا رام سنگھ کوکند بہادر جنگ دھولپور

ہز ہائینس خاندان جاٹ سے تعلق رکھتے ہین۔ آپکے مورث اعلےٰ اگیارہوین صدی مین دہلی کے پنوار راجاؤ کے ماتحت تھے۔ بعد ازان اونھون نے چمبل کے کنارے ایک قطعۂ ملک حاصل کیا۔ دھولپور کے اول رئیس رانا لوکندر سنگھ معروف بہ رانا گوہڈ تھے جن سے گورنمنٹ نے پولیٹکل تعلقات پیدا کئے۔ رانا کا لقب موروثی ہے لیکن ۱۸۷۹ء مین گورنمنٹ نے بجائے رانا کے مہاراج رانا کا لقب تسلیم کیا۔ پانی پت مین مرہٹون کی شکست کے بعد رانا لوکندر سنگھ کے چچا نے قلعۂ گوالیار پر قبضہ کر لیا۔ اور جنگ مرہٹہ مین جس کا انجام صلح نامہ سلبائی تھا گورنمنٹ نے لوکندر سنگھ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ جس کا مقصد برٹش علداری پر بیرونی حملون کا سدباب تھا۔ مہاراج رانا نے اس جنگ مین برٹش افواج کی شرکت کی۔ معاہدہ ۱۸۱۸ء کے مطابق لارڈ کارنوالس نے گوہڈ اور گوالیار مہاراجہ دولت راؤ سندھیا کو منتقل کر دیا۔ اور دھولپور باڑی۔ راج کھیڑا۔

رانا کھرک سنگھ کو عنایت ہوئے۔ اس طرح دریائے چمبل سندھیا اور دھولپور مین حد فاصل بنا۔ کھرک سنگھ نے ۱۸۳۶ء مین قضا کی۔ اور رانا بھگونت سنگھ جانشین ہوئے۔ انہون نے غدر مین گورنمنٹ کو بخوبی مدد دی۔ مگر اون کے وزیر دیونس ضلع آگرہ کے مواضع مین لوٹ مار کرنے کے باعث گورنمنٹ کے عتاب مین آئے۔ بھگونت سنگھ کو ۱۸۶۲ء مین حق تبنیت اور خطاب جی۔ سی۔ ایس۔ آئی عطا ہوا۔ انہون نے فروری ۱۸۷۳ء مین قضا کی۔ اور اون کے پوتے نہال سنگھ (جنکے والد ۱۸۷۰ء مین فوت ہو چکے تھے) جانشین ہوئے۔ جب جولائی ۱۹۰۱ء مین ان کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند رام سنگھ (والی حال) ۲۰ جولائی ۱۹۰۱ء کو مسند پر بیٹھے۔ مگر بوجہ نابالغی ریاست کا انتظام گورنمنٹ کرتی ہے۔ آپ کی ولادت ۲۶ مئی ۱۸۸۳ء ہے۔ رقبہ (۱۱۵۵) مربع میل آبادی (۲۷۰۹۳) محاصل (۹۹۳۶۶۳) روپیہ فوجی قوت (۱۵۲۳) سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

اورچھہ

ہز ہائینس مدار المہام بندیلکھنڈ مہاراجہ مہندر سوائی سپر تاب سنگھ بہادر جی سی آئی ای

اس ریاست کے فرمانروا۔ خاندان گرمہوار بندیلہ راجپوتون کے راس الرئیس ہین۔ والیان دیتا۔ اے گڈہ چرکھاری۔ اس خاندان کی شاخین ہین۔ اگلے وقتون مین گرمہوار راجپوت بنارس کے فرمانروا تھے جب اس ملک پر مسلمانون کا تسلط ہوا تو خاندان کے سرگروہ ہیم کرن عرف ہیم نے مغربی سمت سے نقل حرکت کی اون کے بیٹے ویر سنگھ نے بندیلہ کا لقب اختیار کیا۔ اس وقت سے یہ ملک بندیلکھنڈ کے نام سے مشہور ہے اونھون نے تیرھوین صدی مین بمقام مہوبہ دارالریاست قایم کی۔ بعدہ اس خاندان نے سو برس کے اندر

جنوب کیجانب سے علاقہ کو وسعت دی۔ حتے کہ راجہ چمپت نے چودھویں صدی مین کروڑ تک قبضہ کرلیا جو جھانسی کے مشرق مین ہے۔ ۱۵۳۲ء مین راجہ رودر پرتاپ نے جو اون دنون بندیلون کے سردار تھے اورچھہ کو آباد کیا۔ اون کے چھوٹے لڑکے اودے جیت کی اولاد سے مشرقی بندیلکھنڈ کے اکثر فرمانروا پیدا ہوئے۔ ستکر شاہ بڑے بیٹے ریاست اورچھہ۔ دتیا اور دیگر مغربی ریاستون کے مورث اعلےٰ تھے۔ اون کے بیٹے راجہ بیر سنگھ دیو نے اکبر اعظم اور جہانگیر کے عہد مین بہت بڑی ناموری اور شہرت پیدا کی۔ جب بندیلکھنڈ مین گورنمنٹ کی عملداری ہوئی تو اوسوقت راجہ بکرماجیت مہندر اورچھہ کے فرمانروا تھے۔ ۱۸۱۲ء مین عہدنامہ ہوا۔ اونہون نے ۱۸۳۴ء مین قضا کی اور راجہ سچن سنگھ جانشین ہوئے۔ اور اون کی وفات کے بعد رانی نے نمبھر سنگھ کو متبنی کیا جو اسی خاندان مین تھے۔ اون کے بعد ۱۵ مارچ ۱۸۷۴ء کو اون کے چھوٹے بھائی سرپرتاپ سنگھ (فرمانروائے حال) مسند نشین ہوئے۔ ۱۸۵۴ء مین آپ پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۲ء مین سوائی کا خطاب حاصل کیا۔ اور ۱۸۸۶ء مین سرآمد راجہائے بندیلکھنڈ کا معزز خطاب یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ اور بعد کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے خطابات عطا ہوئے۔ رقبہ (۲۰۸۰) مربع میل۔ آبادی سوا تین لاکھ محاصل (نو لاکھ روپیہ) سلامی ۱۷ ضرب توپ جن مین دو ذاتی باقی ۱۵ ریاست کے مقررہ ہین۔

آپ کا تعلق تبت کے اوس خاندان سے ہی جو قدیم الایام مین بہاسا کے فرماں روا تھے اگر کنٹوک مین تو طن پذیر

ہوا تھا۔ سولھوین صدی کے اواسط مین نیچو نام گیل نے تین تبتی راہبون کی مدد سے جو بودھون کے فرقہ دیکا (یعنے سرخ کلاہ والے) کے پرو فیسر تھے۔ سکم کے لوگون کو بودھ مذہب کے تبلیغ کی اور خود وہان راجہ بن بیٹھے۔ سترھوین صدی مین نیپال کے گورکھے دو مرتبہ سکم پر حملہ آور ہوئے۔ مگر دوسرے حملہ مین تبتیون اور چینیون نے ایک مشہار فوج کی مدد سے گورکھون کو صرف نکال ہی نہین دیا بلکہ اونہون نے نیپال پر حملہ کیا۔ اور عین کٹھمانڈو کے پھاٹک پر اون سے اپنے مفید مطلب معاہدہ پر دستخط کرا لئے۔ جنگ نیپال مین راجہ سکم نے گورنمنٹ کو مدد دی۔ جسکے صلہ مین ۱۸۱۶ء مین عہدنامہ جنگ نیپال کے بموجب نیپال کے منضبط علاقہ کا ایک بہت بڑا حصہ دیدیا۔ اور برٹش نے اون کی محافظت کی ذمہ داری کی۔ ۱۸۴۱ء مین راجہ سکم نے دارجلنگ کا پہاڑ گورنمنٹ کو دیدیا۔ جسکے معاوضہ مین گورنمنٹ ابتدا مین تین ہزار روپیہ سالانہ دیتی رہی۔ لیکن ۱۸۴۶ء سے اس کی تعداد ۶ ہزار روپیہ ہوگئی ہے۔ بعض ناگوار وجوہ سے یہ معاوضہ بند ہوگیا تھا۔ مگر ۱۸۶۲ء مین پھر جاری کردیا گیا۔ اور ۱۸۷۱ء مین اوسکی تعداد بارہ ہزار روپیہ کردی گئی۔ ۱۸۷۴ء مین راجہ سکیونگ تھوتب کی وفات پر مہاراجہ تھوتب نام گیل (مہاراجہ حال) مسند نشین ہوئے۔ آپکی ولادت ۱۸۵۱ء اور مسند نشینی اپریل ۱۸۷۴ء ہے رقبہ (۲۸۱۸) مربع میل۔ آبادی ۳۰ ہزار۔ آبادی تقریباً (۴ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ اضرب توپ ہے۔

نابہہ

ہزہائینس راجہ اجگان فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولت انگلشیہ راجہ ہیرا سنگھ بہادر جی سی ایس آئی

ہزہائینس سدھو جاٹ کے خاندان سے ہین۔ جو اپنے بانی پھول کے نام سے پھولکیان مشہور ہے۔ والیان پٹیالہ

وجہ یہ اسی خاندان سے ہین۔ سردار ہمیر سنگھ نے اس کی بنیاد ڈالی تھی جو اٹھارہوین صدی کے اواخر مین اپنے بھائی بندون کے ساتھ ہنیر پر قابض تھے۔ اس کے صلہ مین ان کو پرگنہ الموہ ملا۔ گر انھون نے متروکہ جدی جائداد مین بھی بہت سے گانون اضافہ کئے۔ اور کچھ عرصہ تک خود مختاری کے ساتھ بسر کی۔ سنہ ۱۸۰۹ء مین یہہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی۔ اوس زمانہ مین نابہہ کا محاصل ڈیڑھ لاکھ سالانہ تھا۔ جنگ گورکھا مین والی نابہہ نے اکثر لوائی کو سرپہونچائی اور سنہ ۱۸۳۶ء کی مہم کابل کے اخراجات مین ۶ لاکھ روپیہ دیئے سنہ ۱۸۴۰ء مین جیونت سنگھ کے بیٹے دیوندر سنگھ مسند نشین ہوئے۔ گر زمانے نے اون کے ساتھ موافقت نہ کی اور اون کے بجائے اون کے بیٹے بھرتور سنگھ (جو اوسوقت نابالغ تھے) مسند نشین ہوئے۔ غدر مین انہون نے گورنمنٹ کی سپاہ و رسد سے قابل قدر مدد دی۔ جسکے صلہ مین گورنمنٹ نے جھجر کے ضلع مین ایک وسیع علاقہ مرحمت کیا جس کی آمدنی ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ تھی۔ سنہ ۱۸۶۳ء مین اون کی وفات پر اون کے بھائی بھگوان سنگھ سریر آرا ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۱ء مین اون کا انتقال ہوا۔ اور بوجہ لاولدی راجہ سر ہمیر سنگھ (راجہ صاحب حال) جو ایک چچیری رشتہ دار ہین۔ ۱۰ اگست سنہ ۱۸۷۱ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۴۳ء ہے۔ آپنے جنگ افغانستان مین اپنی فوج سرکار بھیجی۔ اور امپیریل سروس کے لئے ایک سو پچاس سوار اور چھ سو پیدل کی فوج تیار کی۔ سنہ ۱۸۷۹ء مین آپ کو رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارۂ ہند کا خطاب عطا ہوا۔ اور سلامی مین بھی اضافہ ہوا۔ رقبہ (۹۲۸) مربع میل۔ آبادی (۲۹۰۷۹۴) محاصل تیرہ لاکھ پچاس ہزار روپیہ فوجی قوت بشمول پولیس (۱۵۱۲) سلامی پندرہ ضرب توپ ہے۔ آپکے صاحبزادے اور ولیعہد کا نام ٹیکہ روپ دمن سنگھ بہادر ہے جو مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے ہین

ہز ہائینس مہاراجہ سپر پرہوتن سنگھ بہادر جی سی آئی ای۔ کاشی نریس دیو بنارس
بنارس میں مہاراجہ سپر پرہوتن سنگھ بہادر جی سی آئی ای۔ کاشی نریس دیو بنارس

مہاراجہ صاحب بھوئہار برہمن ہیں۔ اس خاندان کے بانی راجہ منارام شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ کے زمانہ میں بنارس کے نائب مقرر ہوئے۔ ۱۷۳۱ء میں اون کا انتقال ہوا۔ اور اون کے بیٹے بلونت سنگھ جانشین ہوئے۔ انھون نے بہت بڑا علاقہ فتح کیا۔ جسکو جنگ بکسر کے بعد لارڈ کلایو نے قائم رکھا۔ راجہ صاحب نے انگریزون کو فوجی مدد دی تھی۔ بلونت سنگھ کو شجاع الدولہ نے بھی ایک فرمان عطا کیا تھا۔ ۱۷۷۰ء میں بلونت سنگھ کی وفات پر اون کے فرزند چیت سنگھ فرمانروا ہوئے۔ مگر انھون نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت سے انحراف کیا۔ اس وجہ سے وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے راجہ بلونت سنگھ کے نواسے راجہ مہیپ نرائن کو برسر حکومت کر دیا۔ لیکن صوبہ کا انتظام فوجداری اور شہر بنارس کا انتظام دیوانی فوجداری اور اختیار مرسبہ اون سے لے لیا گیا۔ ۱۷۹۵ء میں اونھون نے اپنے علاقہ کا بیشتر حصہ نرپت گور کو اس شرط حوالہ کر دیا کہ وہ توفیر اون کو دیا کرے۔ مفوضہ علاقہ میں اضلاع بنارس مرزا پور۔ غازی پور بلیا اور جونپور شامل ہیں۔ باقی علاقہ راجہ صاحب کے اختیار میں خاندانی علاقہ کے نام سے موسوم رہا اور اب بھی مہاراجہ بنارس کے قبضہ میں ہے۔ راجہ مہیپ نرائن سنگھ نے ۱۸۳۷ء میں وفات کی۔ اور اون کے بیٹے راجہ اودت نرائن سنگھ جانشین ہوئے۔ ان کا انتقال ۱۸۳۵ء میں ہوا اور اون کے بھتیجے و متبنیٰ فرزند راجہ الیشوری پرشاد نرائن سنگھ جانشین ہوئے۔ راجہ نرائن سنگھ کو غدر کی خیر خواہانہ خدمات کے صلہ میں مہاراجہ بہادر کا خطاب اور سلامی میں دو توپ کا اضافہ کیا گیا۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا ہوا انھون نے ۱۸۸۹ء میں وفات پائی۔ اون کے بھتیجے اور متبنیٰ سر پربھو نرائن سنگھ (والی حال) ریاست بنارس۔ ہز ہائینس کا لقب اور مہاراجہ بہادر کا خطاب بھی گورنمنٹ سے عطا ہوا۔ آپ ۲۶ نومبر ۱۸۵۵ء کو تولد اور ۱۳ جون ۱۸۷۷ء کو مسند نشین ہوئے۔ غدر کے موقع پر نمایان خدمات آپ سے سرزد ہوئے اون کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب مرحمت کیا۔ رقبہ (۹۰۵) مربع میل۔ آبادی (۱۵ لاکھ) آمدنی تقریباً (۱۵ لاکھ) روپیہ فوجی قوت (۱۵۰) سوار (۵۰۰) پیادہ (۵۰) توپچی سلامی تیرہ ضرب توپ ہے

ڈونگرپور

ہز ہائینس مہاراول بجے سنگہ بہادر

یہ خاندان اودیپور کی ایک شاخ ہے۔ زوال سلطنت مغلیہ کے بعد یہ ریاست بھی راجپوتانہ کی اور ریاستوں کیطرح مرہٹوں کی باجگزار تھی۔ عہدنامہ ۱۸۱۸ء کے بموجب حقوق باج ستانی گورنمنٹ کے جانب منتقل ہوئے اس زمانہ مین راول جسونت سنگہ فرمانروا تھے۔ جو ۱۸۲۵ء مین ریاست سے علیحدہ کئے گئے۔ اور اون کے بیٹے دلپت سنگہ والی ریاست قرار پائے۔ راول دلپت سنگہ فرمانروائے پرتاب گڈہ کے پوتے تھے جب ریاست پرتاب گڈہ پر اون کی فرمانروائی کا زمانہ آیا تو یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ آیا ریاست ہذا اور پرتاب گڈہ متحد کردئے جائین۔ یا ریاست ڈونگرپور کے لئے ایک جدید تمبنیت عمل مین آئے۔ یا ریاست پرتاب گڈہ گورنمنٹ کے قبضہ مین دیدیجائے۔ آخر یہ تصفیہ ہوا کہ دلپت سنگہ ریاست ڈونگرپور کے مسندنشینی کے لئے اودے سنگہ فرزند ٹھاکر سبلی کو بیٹے کرین۔ راول اودے سنگہ اوس زمانہ مین نابالغ لہذا یہ قرار پایا کہ راول دلپت سنگہ فرمانروائے پرتاب گڈہ اودے سنگہ کے ولی ہین لیکن دلپت سنگہ پرتاب گڈہ مین رہتے تھے۔ اس لئے یہان بدعملی ظہور مین آئی۔ آخر ۱۸۵۲ء مین حلہ حقوق فرمانروائی دلپت سنگہ سے لیلئے گئے۔ اور ریاست تا زمانۂ بلوغ اودے سنگہ ہندوستانی ریجنٹ (مقررہ برٹش گورنمنٹ) کے زیر انتظام رہی۔ اون کی وفات پر مہاراول بجے سنگہ (والی حال) مسندنشین ہوئے آپ نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی ہے۔ رقبہ (۱۴۴۷) مربع میل۔ آبادی (۱۰۰۱۰۳) محاصل (۱۰۰۰۰۰) روپیہ سالانہ۔ ۱۵ ضرب توپ ہے۔

ہوا کہ ریاست سنبھلی جائے۔ موجودہ مہاراجہ کے نابالغی مین کمشنر کوچ بہار دراج شاہی منتظم ریاست تھے

ہز ہائینس نے ابتداءً وارڈ انسٹیٹیوٹ بنارس مین۔ پھر مسٹر اے جے ملز سے تعلیم پائی۔ اور کلکتہ مین قانون

کی تحصیل کی۔ ۱۸۷۸ء مین کلکتہ کے مشہور رفارمر بابو کیشب چندر سین کی دختر سے شادی کی۔ اسکے بعد

تکمیل تعلیم کے لئے ولایت کو گئے۔ جون ۱۸۸۴ء مین گورنر جنرل بہادر نے مہاراجہ بہادر ہز ہائینس اور

یوبھا در کے خاندانی خطاب والقاب کو موروثی قرار دیا۔ ۱۸۷۷ء کی جوبلی مین آپ معہ مہارانی اور

فرزندون کے ولایت تشریف لے گئے۔ جہان ہز مجسٹی اور خاندان شاہی نے بڑے تپاک سے

ملاقات کی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا اعزاز بھی عطا کیا گیا۔ اور مہارانی کو کرون آف انڈیا کا تمغہ مرحمت کیا

مہاراجہ صاحب بنگال رسالہ کی چٹی جنبٹ کے آنریری لفٹنٹ کرنل اور ہز امپیریل مجسٹی شاہ انگلستان کے

ایڈکانگ بنگال نیرشن لانچ کے ڈسٹرکٹ ماسٹر ہین۔ کمپانین آف دی بابتہ (جو ہندوستان و ولایت مین

صرف معدودے چند کو ملتا ہے) کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ۱۸۸۸ء مین آپنے اپنی ریاست مین برہمو سماج

کی بنیاد ڈالی۔ اور وکٹوریہ کالج قایم کیا۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی جشن تاجپوشی مین ولایت گئے جہان

آپ کا بہت بڑا احترام ہوا۔ رقبہ (۱۳۰۷) مربع میل۔ آبادی (۶ لاکھ) محاصل (دس لاکھ) روپیہ سلامی

تیرہ ضرب توپ مقرر ہے۔ یہ ریاست (۶۷۷۰۰) روپیہ پندرہ آنہ مالگزاری ادا کرتی ہے۔ جو ۱۷۸۰ء مین

ہمیشہ کے لئے مقرر ہوئی تھی۔

پیرہ

ہز ہائینس راجہ راد ہاکشور دیپ برمہا مانیکیا

ہز ہائینس راجپوت خاندان سے ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا خاندان تاریخی زمانہ سے پہلے پیرہ

حکمران تھا۔ چندرا کی اٹھائیسویں پشت میں راجہ براج تھے۔ جنھوں نے پٹرہ کا سمبت جاری کیا۔ جو راج مالا یعنے راجگان پٹرہ کی تواریخ پٹرہ کی تواریخ میں استعمال ہوتا ہے۔ اس تاریخ کا پہلا حصہ دھرما مانکیا کے عہد میں تالیف ہوا۔ جو ۱۴۰۰ء میں گدی نشین ہوئے۔ اور چندرا کی اکیسواڑ تالیسویں پشت میں بیان کئے جاتے ہیں۔ ابتداً عرصۂ دراز تک ایک بہت بڑا اور وسیع رقبہ اس خاندان کے ماتحت رہا ہے اور سولھویں صدی میں اس کی وسعت مغرب میں دریائے ہگلی سے مشرق میں برہما اور شمال میں کامروپ تک تھی۔ ۱۵۱۲ء میں راجہ نے چاگلاؤں کو فتح کیا۔ اور اون کے جانشینوں نے اپنی آزادی اور خود مختاری قایم رکھی۔ ۱۶۲۰ء میں جہانگیر کے عہد میں نواب فتح جنگ نے پٹرہ پر حملہ کیا۔ اور راجہ جسو کو گرفتار کر کے دہلی لے گئے۔ اسکے تھوڑے ہی دنوں کے بعد افواج مغلیہ ایک عالمگیر وبا کی وجہ سے راجہ کلیان مانکیا کے زمانہ میں جو راجہ جسو کے جانشین تھے۔ ملک چھوڑ دینے پر مجبور ہوئی۔ اگرچہ مسلمانوں نے آخر میں اس ریاست کے نشیبی علاقوں پر جو اب برشش پٹرہ واقع بنگال کے نام سے موسوم ہے قبضہ کر لیا۔ مگر پہاڑی ملک راجاؤں ہی کے تصرف میں رہا۔ ۱۷۶۵ء میں گورنمنٹ نے بنگالہ کی دیوانی حاصل کی۔ اور معمولی مذر حاشینی ادا کرنے پر ان راجاؤں کو نسلاً بعد نسل یہ اختیارات دیتی رہی۔ ۱۸۵۷ء میں چٹگاؤں کے باغی گرزن فوج نے اس ریاست کے دارالصدر اگرتلا پر قبضہ کر لیا۔ مگر راجہ ایشان چندرا مانکیا نے گورنمنٹ کو مہا امکن امداد دی ۱۸۶۲ء میں راجہ ایشان چندرا نے اپنے بھائی راجہ بیر چندرا مانکیا کے جانشین ہوئے۔ وہ اپنے بھائی کے حیات ہی میں جبراج کے لقب سے ملقب تھے۔ خاندانی قانون وراثت یہ ہے کہ راجہ اپنے خاندان میں جس شخص کو چاہے نامزد کر سکتا ہے۔ ولیعہد کا لقب جبراج ہوتا ہے۔ اور جبراج کا قائم مقام بڑا اتھاکر ہوگا۔ اگرچہ راجہ کا اصلی وارث بھی ہو لیکن وہی حکومت پاتا ہے۔ اگر کوئی شخص نامزد نہیں ہوتا تو بڑا بیٹا وارث ریاست ہوتا ہے راجہ ایشان چندرا کی وفات پر بجز ۱۸۶۲ء میں واقع ہوئی۔ جانشینی کی بابت تنازع ہوا۔ مگر بالآخر ۱۸۷۰ء میں راجہ مرحوم کے بھائی راجہ بیر چندر مانک کے حق میں قصفیہ ہوا۔ ۱۸۷۱ء میں ایک پولیٹکل ایجنٹ ہز ہائینس کی دارالریاست

اگرتلہ مین رہنے کے لئے مقرر ہوا۔ ۱۸۹۷ء مین راجہ بیر چندر مانک کا انتقال ہوگیا۔ اور راجہ راد ہاکشوردیب (راجہ صاحب حال) مسندنشین ہوئے۔ آپ ۱۸۵۷ء مین پیدا اور ۲ فروری ۱۸۹۷ء کو مسندنشین ہوئے۔ پٹرہ کے ساتھہ گورنمنٹ کا کوئی معاہدہ نہین ہے۔ اور نہ وہ کوئی خراج دیتا ہے صرف جانشینی کے وقت نذرانہ دینا پڑتا ہے۔ رقبہ (۴۰۸۶) مربع میل۔ آبادی دو لاکھہ۔ آمدنی دس لاکھہ روپیہ سلامی ۱۳ ضرب توپ مقرر ہے۔

ہز ہائینس راجہ راجگان فرزند دلبند رائخ الاعتقاد دولتانگلشیہ راجہ بریندر کشور بہادر

ہز ہائینس بھی اسی خاندان سے ہین۔ جس مین مہاراجگان پٹیالہ ناہہ ہین۔ مگر آپ کا تعلق شاخ کلان سے ہے اس خاندان کے بانی راجہ گجپت سنگہ تھے۔ جنکے نواسے مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور تھے۔ ۱۷۷۲ء مین شاہ عالم کے دربار سے اون کو راجہ کا خطاب مرحمت ہوا تھا۔ اون کے مرنے پر اون کے بیٹے راجہ بہاگ سنگہ مسندنشین ہوئے۔ جنکو لارڈ لیک نے ابد الخیر خواہی ریاست گوہنا پر بحال رکھا۔ اور دیگر عطایا سے بھی سرفراز کیا۔ ۱۸۱۹ء مین بھاگ سنگہ نے اور ۱۸۲۲ء مین اونکے جانشین فتح سنگہ نے قضا کی۔ اون کے قایم مقام راجہ بشن سنگہ ہوئے۔ مگر وہ بھی ۱۸۳۴ء مین لاولد فوت ہوگئے۔ ان کے بجائے راجہ بھاگ سنگہ کے بھائی بہوبت سنگہ کے پوتے سروپ سنگہ مسندنشین ہوئے۔ لیکن اس انتظام مین صرف دو لاکھہ ۳۶ ہزار کے محاصل کا ملک راجہ گجپت سنگہ کی میراث قرار پایا۔ اور رئیس کو ملا۔ اور ایک لاکھہ ۸۲ ہزار سالانہ کا ملک گورنمنٹ نے لیا۔ سکھون کی اول جنگ مین راجہ سروپ سنگہ نے گورنمنٹ کی مدد کی۔ جس کے صلہ مین گورنمنٹ نے تین پرگنہ

سالانہ کی جاگیر عطا کی اور ایک ہزار روپیہ سالانہ کی ایک رقم واجب یافتنی معاف کردی ۱۸۴۶ء مین ایک سند کے ذریعہ گورنمنٹ نے وعدہ کیا کہ خراج یا مذراند یا فوجی اخراجات کے نام سے کوئی رقم کبھی نہ لیجائے گی - اور راجہ صاحب نے ہنگام جنگ جان و مال سے مدد کرنے کا اقرار کیا - غدر کے موقع پر انھون نے اعلیٰ درجہ کے خدمات گورنمنٹ کے انجام دئے - کمانڈر انچیف نے ایک توپ مرحمت کی - گورنمنٹ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین داوری کا علاقہ عطا کیا - گیارہ ضرب سلامی مقرر ہوئی - سند تبنیت ملی - بعد چندے رئیس دلاور اعظم ملقبہ اعلائے ستارۂ ہند مرحمت ہوا - انھون نے ۱۸۶۴ء مین انتقال کیا - اون کے بیٹے راجہ رگبیر سنگھ مسند نشین ہوئے - انہون نے جنگ افغانستان مین سات سو سپاہی گورنمنٹ کی مدد کو بھیجے ۱۸۸۳ء مین انہون نے قضا کی - چونکہ اون کے بیٹے بلبیر سنگھ اون کے حین حیات قضا کر گئے تھے - اسلئے اون کے پوتے راجہ رنبیر سنگھ (راجۂ حال) ۱۸۸۳ء مین جانشین ہوئے آپ کی ولادت ۱۸۷۹ء ہے - آپ کی نابالغی کی وجہ چندے ریاست کا انتظام کونسل کے نگرانی مین رہا - ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء کو آپ کے بلوغ پر اختیارات کامل عطا ہوئے - رقبہ (۱۲۷۸) مربع میل - آبادی (۲۸۲۰۵۱) محاصل تیرہ لاکھ پچیس ہزار روپیہ فوج شمول پولیس (۱۷۲۶) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے

کپورتھلہ

ہز ہائینس راجہ جگتجیت سنگھ فرزند بلند ارجمند راسخ الاعتقاد ولیعہد انگلشیہ مہاراجہ سر جگجیت سنگھ صاحب کے سی ایس آئی

کپورتھلہ کی بنیاد نواب جسا سنگھ نے ڈالی تھی جن کی ساتوین پشت مین مہاراجہ صاحب حال ہین - نواب جسا سنگھ موضع بلووال ضلع لاہور کے اصلی باشندے تھے - اسیوجہ سے اس خاندان کا نام اہلووالیہ ہوا

ہوا۔ آپ کا سلسلۂ نسب راجگان جیسلمیر سے ملتا ہے۔ زوال سلطنت مغلیہ کے وقت جب سکھوں نے ملک گیری شروع کی تو انھوں نے دریائے راوی سے جمنا تک بہت سا حصہ ملک فتح کرکے دوآبۂ جالندھر میں قصبہ کپورتھلہ کو اپنا مستقر حکومت بنایا۔ ان کے بعد سردار بھاگ سنگھ ۱۷۸۴ء سے ۱۸۰۱ء تک ان کے بعد مہاراجہ فتح سنگھ ۳۶ سال تک فرمانروا رہے ۱۸۰۶ء میں گورنمنٹ نے جو پہلا عہدنامہ سکھوں سے کیا تھا۔ وہ لارڈ لیک اور سردار رنجیت سنگھ و فتح سنگھ اہلووالیہ کے مابین ہوا تھا۔ ۱۸۳۴ء میں راجہ نہال سنگھ مسند آرا ہوئے۔ جنگ ملتان کے امداد کے صلہ میں گورنمنٹ نے ۵ دسمبر ۱۸۴۹ء کو خطاب راجہ بہادر کی سند عطا کی۔ اون کے بیٹے رندھیر سنگھ (جو ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے تھے) نے غدر کے موقع پر بسر کردگی اپنی فوج کے ملک پنجاب سے اودھ تک گورنمنٹ کے خدمات انجام دیں۔ اسکے صلہ میں ان کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب اور وسیع علاقہ بوندی۔ بٹھولی بطور استمراری جاگیر و علاقہ جات اکونہ و درگاپور بطور زمینداری دوام و حمیت ہوئے تھے ۱۸۷۰ء میں وہ ملکۂ معظمہ کی ملاقات کے لئے لنڈن روانہ ہوئے لیکن اثنائے راہ میں بمقام عدن انتقال کیا۔ اون کی یادگار میں بمقام ناسک ایک سمادھ اور کپورتھلہ میں ایک ہسپتال تعمیر و قایم کئے گئے۔ اون کے بعد اونکے فرزند اکبر مہاراجہ کھڑک سنگھ ۱۸۷۱ء میں مسند نشین اور ۱۸۷۷ء میں انتقال کئے۔ اون کے بعد ہز ہائنس سر جگت جیت سنگھ بہادر (والی حال) جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت نومبر ۱۸۷۲ء اور رسم نشینی ۱۸۹۰ء ہے۔ آپنے مختلف السنہ و علوم میں تعلیم پائی ہے چنانچہ آپ علاوہ فارسی و اردو کے زبان انگریزی و فرانسیسی میں بھی بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہیں ۱۸۹۴ء میں آپنے قاہرہ۔ اٹلی۔ لنڈن۔ امریکہ۔ پیرس وغیرہ کی سیاحت کی۔ اس سفر میں بمقام فلارنس ملکۂ معظمہ کی شرف حضوری بھی حاصل ہوئی۔ امپریل انسٹیٹوٹ کی رسم افتتاح میں آپنے شرکت کی نمائش گاہ شکاگو ملاحظہ فرمائی۔ ۱۹۰۰ء میں شاہ اٹلی۔ شاہ الجیم۔ شہنشاہ آسٹریا سے ملاقاتیں کیں۔ دوبارہ ۱۹۰۱ء

مین آپ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکت کے لئے لنڈن گئے۔ ملکہ معظمہ نے اپنے دست مبارک سے کے سی۔ ایس۔ آئی کا تمغہ آپ کو پہنایا۔ اور ایک طلائی تمغہ جوبلی مرحمت فرمایا۔ روم مین بادشاہ اٹلی نے آپ کو کھانے پر مدعو فرمایا۔ ہز ہائینس برلن ہوتے ہوئے سنٹ پیٹرسبرگ تشریف لے گئے اور شہنشاہ روس سے ملاقات کی پھر ہیلسنگ فورس۔ اڈیسہ۔ قسطنطنیہ۔ ویانا۔ میونک دیکھتے ہوئے واپس آئے تیسری بار ۱۸۹۷ء مین پھر آپ نے انگلستان کا سفر کیا۔ اور ملکہ معظمہ کی ملازمت حاصل کی۔ علیا حضرت کے ارشاد کے بموجب ان کے مصور خاص نے آپ کی رنگین تصویر دستی تیار کی۔ جو بطور یادگار ڈائمنڈ جوبلی مہمان آویزان کی گئی۔ اس سفر مین آپ نے سوئزرلینڈ اور شمو کی سیر کی۔ اور پیرس ہوتے ہوئے واپس تشریف فرما ہوئے۔ ۱۸۸۱ء کے ہنگامہ کابل مین آپ کی ریاست کی فوج چیدہ افسرون کی ماتحتی مین بھیجی گئی اور کامیاب و نیکنام واپس آئی۔ مہم تیراہ مین بھی آپ نے فوج روانہ کی۔ چنانچہ مہم مذکور مین کیپٹن کمانڈنٹ کا ایک دستہ ایک صوبہ دار کے زخمی ہونے سے گھر گیا۔ اور کام آیا۔ علیا حضرت نے اس موقع پر بذریعہ تار برقی آپ کے ساتھ اظہار تاسف فرمایا۔ ان جانباز سپاہیون کی یادگار مین بمقام کپورتھلہ ایک سنگین مینار تعمیر کیا گیا ہے۔ جبکہ جنوبی افریقہ کے موقع پر بھی ریاست نے (۵۰) گھوڑے نذر کئے۔ ہز ہائینس کو ۱۸ مئی ۱۸۹۲ء مین ایک فرزند تولد ہوا۔ کل ریاست پنجاب و ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا رقبہ (۱۳۵۲) مربع میل۔ آبادی (۵ لاکھ) حاصل (۲۰ لاکھ) فوج بشمول پولس (۱۵۴۲) ہے ہز ہائینس کی سلامی گیارہ ضرب توپ ہے۔

والیان چمبہ راجپوت ہین - جو ابتداً اس ملک مین مارواڑ سے آئے تھے - ریاست کی بنیاد راجہ اوگر سنگھ نے ڈالی تھی - جنہون نے ۱۷۳۵ء مین وفات پائی - ۱۷۴۶ء مین ملک کا کچھ حصہ غلطی سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر کے ہاتھہ مین چلا گیا تہا - لیکن ایک سال بعد راجہ بہری سنگھ جو حقدار تھے دیا گیا - انہون نے ۱۷۹۷ء مین لاولد انتقال کیا - اون کے بھائی گوپال سنگھ مسند نشین ہوئے اسوقت اون کے چھوٹے بھائی سوچیت سنگھ نے ریاست کا دعوی کیا - لیکن صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ نے اون کا دعوے باطل کردانا - ۱۸۴۳ء مین راجہ گوپال سنگھ نے کنارہ کشی اختیار کی اور راجہ شام سنگھ (راجہ حال) جانشین ہوئے - آپ ۱۸۲۶ء مین پیدا - ۷ جولائی ۱۸۴۴ء کو مسند نشین ہوئے - اور ۱۱ نومبر ۱۸۴۴ء کو کامل اختیارات عطا ہوئے - رقبہ (۳۱۲۶) مربع میل - آبادی (۱۲۸۰۰۰) محاصل (۵۰۰۰۰) روپیہ فوج بشمول پولس (۳۸۶) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے -

سرمونا ہن

ہز ہائینس مہاراجہ سر بنیدر بکرم پرکاش بہادر کے سی ایس آئی

ہز ہائینس ایک راجپوت خاندان سے تعلق رکہتے ہین - سلطنت اسلامیہ کے پہلے یہ ریاست خود مختار تہی مگر اوسوقت کا کوئی تفصیلی حال معلوم نہین ہے - شاہجہان کے زمانہ سے اس ریاست کا تعلق سلطنت مغلیہ سے ہوا - اوسوقت یہان کے رئیس راجہ اور قدوۃ الامثال کے خطاب سے لکہے جاتے تھے ۱۸۱۵ء مین راجہ کرم پرکاش کے وقت مین گورکھے اس حصۂ ملک سے باہر نکالے گئے - ۲۱ ستمبر ۱۸۱۵ء کو گورنمنٹ نے اون کے فرزند اکبر فتح پرکاش کو مسند نشین کیا - ۱۸۵۶ء مین اون کے

خلف اکبر راجہ شمشیر پرکاش جانشین ہوئے۔ اونہون نے ریاست کو رونق دی۔ اور جنگ افغانستان مین دو سو پیدل گورنمنٹ کی مدد کو بھیجے۔ جسکے صلہ مین رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائے ستارۂ ہند عطا ہوا۔ اور ذاتی اعزاز مین اضافہ ہوکر ۱۳ توپ سلامی مقرر ہوئی۔ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء کو اون کے خلف اکبر راجہ بکرم پرکاش (مہاراجہ حال) مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۹۱ء ہے آپ کو انگریزی مین اچھی لیاقت ہے۔ اور ریاست مین رفاہ عام کے کامون کو ترقی دی ہے۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء مین آپ کو خطاب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ عطا ہوا۔ اور آپکے بھائی میجر بکرم سنگھ بہادر کو (جو افواج سرمور کے کمانڈر انچیف اور بگال سائپرس مین آنریری کرنل ہین) سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔ آپ کی شادی راجہ صاحب سکیت کی دختر سے ہوئی ہے۔ جسکے بطن سے ٹیکہ امر سنگھ تولد ہوئے۔ رقبہ (۱۰۴۷) مربع میل۔ آبادی (۱۳۶۶۶۸) محاصل (۵۱۳۰۰۰) روپیہ فوج بشمول پولس (۵۵۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

فرید کوٹ

ہز ہائینس مہاراجہ بلبیر سنگھ بہادر فرزند سعادتمند حضرت قیصر ہند برانبس

والیان فرید کوٹ فرقۂ برار جاٹ سے تعلق رکھتے ہین۔ ان مین ایک صاحب بہلن نامی سنے شہنشاہ اکبر کے زمانہ مین کمال عروج پایا تھا۔ سولھوین صدی کے وسط مین چودہری کپور فرید کوٹ کے حکمران خاندان کے بانی ہوئے۔ اون کا مسکن کوٹ کپور تھا۔ ایک صدی بعد اون کے پوتے سردار ہمیر سنگھ نے خود مختاری حاصل کی اور فرید کوٹ کو اپنا دار الحکومت قرار دیا۔ سنہ ۱۸۲۶ء مین سردار بیاڑ سنگھ کے زمانہ مین ریاست کو بہت ترقی ہوئی۔ جب سنہ ۱۸۴۶ء مین دربار لاہور سے جنگ چھڑی تو اونھون نے گورنمنٹ کو رسد و باربردار

سے مدد دی - اسکے صلہ مین راجہ کا خطاب اور کچھ حصۂ ملک حاصل کیا - اسی کے ساتھ کوٹ کپور کی ریاست بھی واپس پائی - ۱۸۴۹ء مین چھاڑ سنگھ کے جانشین اون کے بیٹے وزیر سنگھ ہوئے - انہون نے غدر مین گورنمنٹ کو مدد دی - اسکے صلہ مین سلامی کا اضافہ اور خراج موقوف ہوا - اون کے بعد اون کے فرزند راجہ بکرماسنگھ مسند نشین ہوئے انہون نے جنگ ثانی افغانستان مین ڈھائی سو سوار و پیدل سے گورنمنٹ کی مدد کی - جسکے صلہ مین فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند کا خطاب عطا ہوا - اون کے بعد مہاراجہ بلبیر سنگھ (مہاراجہ حال) ۱۶ ستمبر ۱۸۹۰ء کو تخت پر بیٹھے - آپ کی ولادت ۱۸۶۹ء ہے - آپنے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی ہے - رقبہ (۶۴۳) مربع میل - آبادی (۱۱۵۰۰۰) محاصل (۴۲۵۰۰۰) روپیہ فوج بشمول پولیس (۵۰۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے -

منڈی

ہز ہائینس راجہ صاحب منڈی

ہز ہائینس چندر سینی منڈیال راجپوت ہین - تیرہوین صدی کے آغاز مین سرداران منڈی موجودہ حکمرانان سکیت کے گھرانے سے الگ ہوئے - اور گیارہ پشتون کے بعد بالآخر دریائے بیاس کے ساحل پر منڈی کے متصل ایک مقام پر اقامت گزین ہوئے - ۱۵۲۷ء مین اصبر سین نے موجودہ ریاست کی بنیاد ڈالی - منڈی کے اول راجہ یہی تھے - ۱۷۰۹ء مین البیر سی سین اپنے باپ راجہ شب مان سین کے جانشین ہوئے ان کے عہد حکومت مین یہ ریاست گورکھون اور سکھون وغیرہ کی جولانگاہ رہی - بالآخر معاہدہ لاہور منعقدہ ۱۸۴۶ء کی رو سے یہ ریاست انگریزون کے قبضہ مین آئی - اور ۲۴ اکتوبر ۱۸۴۶ء کو گورنمنٹ نے راجہ

بہیر سین۔ کو مسند حکومت اور اختیارات کامل عطا فرمائے۔ ریاست کے جانب سے ایک لاکھ سالانہ خراج اور ہنگام جنگ سامان حرب و ضرب اور معافی محصول راہداری کا اقرار کیا گیا۔ انفصال مقدمات مین صرف یہہ شرط کی گئی کہ سزائے موت کا نفاذ منظوری صاحب کمشنر قسمت جالندہر ہوگا۔ ۱۸۵۱ء مین راجہ بلبیر سین کے وفات پر اون کے بیٹے راجہ بجے سین تخت پر بیٹھے۔ اوسوقت ان کی عمر ۴ سالہ تھی۔ اس زمانہ مین طوائف الملوکی کا عالم تھا۔ مختلف نزاعات و خصومات پیدا ہو گئے تھے۔ آخر کار ۱۸۵۳ء مین ایک کونسل مقرر ہوئی جس سے شورش دبی۔ ۱۸۶۶ء مین راجہ نے زمام حکومت ہاتھ مین لی۔ لیکن مصلحتاً گورنمنٹ نے نظم و نسق ریاست مین مدد دینے کے لئے ایک یورپین عہدہ دار مقرر کیا۔ جس سے راجہ صاحب کو حکومت سنبھالنے اور کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ شروع ۱۸۸۹ء مین پھر ایک انگریزی عہدہ دار (حسب درخواست راجہ صاحب) گورنمنٹ نے مقرر کیا۔ ۱۸۷۸ء مین ہز ہائینس نے دریائے بیاس پر منڈی کے قریب ایک جھولے کا پل بنوایا۔ اور کئے سڑکین تعمیر کین۔ اب منڈی سے برٹش انڈیا تک تار و ریلوے کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا ہے۔ راجہ بجے سین نے ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۲ء مین انتقال کیا۔ رقبہ (۱۱۳۱) مربع میل۔ آبادی (۱۷۴۰۴۵) حاصل (۲۲۸۱۹۹) روپیہ فوج بشمول پولس (۶۶۷) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

سکیت

ہز ہائینس راجہ دشت نکندن سین

ریاست ہائے منڈی و سکیت موجودہ حکمرانون کی مشترک مورث اعلیٰ کی ملکیت تھین۔ شروع متیرھوین صدی سے راجہ منڈی کے مورث اعلیٰ نے جن کی اولاد اکبر کی نسل مین والیان سکیت مین علیحدگی

اختیار کرلی۔ اور اوس وقت سے دونون ریاستین ایک دوسرے سے جدا ہوگئین۔ یہ قدیم ریاست بھی معاہدۂ لاہور کی رو سے گورمنٹ کے قبضہ مین آئی۔ اور ۱۸۴۶ء کے سند کے رو سے راجۂ الگرسین کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ اس سند کے شرائط بجنبہ ریاست منڈی کے موافق تھے۔ ۱۸۶۲ء مین سند تبنت بھی عطا ہوئی۔ ۱۸۷۵ء مین راجہ کی وفات پر اون کے بیٹے رودرسین تخت پر بیٹھے لیکن ۱۸۷۸ء مین بدنظمی کے باعث معزول ہوئے۔ اور ریاست کا انتظام کونسل کے تفویض ہوا۔ چونکہ اس معزولی کے بعد بھی اون کے بڑے بیٹے میان اری مردن سین نے قضا کی۔ اس لئے چھوٹے بیٹے راجہ دشت نکندن سین (راجہ حال) ۲۹ مارچ ۱۸۷۹ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۶۵ء ہے ۱۸۸۴ء مین کامل اختیارات عطا ہوئے۔ آپکے معزول والد نومبر ۱۸۸۶ء مین انتقال کئے۔ رقبہ (۴۲۰) مربع میل۔ آبادی (۹۴۶۷۶) محاصل (۱۳۲۶۹۷) فوج بشمول پولس (۴۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

کھلور یا بلاسپور

ہز ہائینس راجہ بجے چند

ہز ہائینس ایک راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین جو ملک دکن سے آیا تھا۔ ہری ہرچند کے بیٹون مین سے ایک نے بانی خاندان کی چودھوین پشت مین چمبہ کا علاقہ فتح کیا۔ دوسرے بیٹے بیرچند نے بلاسپور کی بنیاد ڈالی۔ بیرچند کی بارھوین پشت مین اجیت سنگھ ریاست نالاگڈھ کے بانی ہوئے۔ اونہون نے اپنی ریاست اپنے بھائی رجے چند کو دیدی۔ راجہ صاحب کھلور کا علاقہ ستلج کے دونون جانب تھا لیکن ۱۸۱۵ء مین راجہ مہاچند کو جو سند دی گئی اوس مین وہ صرف شرقی حصہ کے مالک قرار دئے گئے۔ راجہ

کھرک چند نے ۱۸۳۹ء مین قضا کی - اون کے یکسالہ عزیز جگت چند وارث ہوئے ۱۸۵۰ء مین راجہ جگت چند کی درخواست پر ریاست اون کے پوتے راجہ ہیرا چند کے حوالہ کی گئی - غدر کے خدمات کے صلہ مین ہیرا چند کو گورنمنٹ سے ۱۵ ہزار کا خلعت، ضرب توپ کی سلامی عطا ہوئی ۱۸۶۷ء مین ۱۱ ضرب کردئے گئے - ۱۸۸۳ء مین اون کے جانشین راجہ امر چند ہوئے - جب ۲ فبروری ۱۸۸۹ء کو ان کا انتقال ہوا تو اون کے بیٹے راجہ بجے چند (راجہ حال) جون ۱۸۸۹ء مین تخت پر بیٹھے - انتظام ریاست کیلئے کونسل مقرر ہے - آپ کی ولادت ۱۸۷۶ء ہے - رقبہ (۴۵۱) مربع میل - آبادی (۹۰۸۷۳) محاصل (۱۵۷۰۰۰) روپیہ خسراج (۸۰۰۰) روپیہ فوجی قوت معہ پولس (۱۰۲۱) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے

ٹھری گڑھوال

ہز ہائینس راجہ کرتی ساہ سی ایس آئی

اس راجپوت خاندان کے پہلے سردار کنک پال تھے جو گجرات سے آئے تھے - اور دہارا نگر واقع گجرات کے پنوار خاندان کے ملازم تھے - وہ اون بھاٹ لوگون کو زیارت کیلئے آئے تھے - راستہ مین ایک گڑھوالی سردار سے جس کا نام بہانو پرتاب تھا ملاقات ہوئی - بہانو پرتاب کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی - الغرض بہانو پرتاب شہزادہ سے اس قدر خوش ہوئے کہ اپنے لڑکی کی شادی کردی اور پرگنہ چاندپور جہنر مین دیا - کنک پال کے چوبیسوین پشت مین سون پال تھے - اون کی اولاد اجے پال نے گڑھوال فتح کرنے کی پہلے بار کوشش کی - اس سے پہلے گڑھوال مختلف چھوٹے چھوٹے

راجاؤن مین منقسم تھا۔ اجے پال نے اپنا خاندانی مسکن چاندپور چھوڑکر دیول گڈھ کو دارالریاست قرار دیا۔ مگر ہیت ساہ نے اوسکو سری نگر منتقل کردیا۔ گڑھوال کی قوت بتدریج ڈیرہ ڈون پسہارنپور ٹہری تک پہونچگئی۔ اور دیپ چند راجۂ کمایون سے اکثر جنگ ہوا کی۔ سنہ ۱۷۹۱ء مین گورکہون نے کمایون پر حملہ کرکے المورہ پر قبضہ کرلیا۔ اور راجہ پردمن ساہ والی گڑھوال پر اون کی قوت کا ایسا زبردست اثر پڑا کہ وہ نیپال کو ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ خراج دینے پر مجبور ہوئے۔ سنہ ۱۸۰۲ء مین نیپالیون نے گڑھوال تک اپنی فتوحات بڑہالین۔ اور پردمن ساہ کو نکال دیا۔ پردمن ساہ نے ۱۲ ہزار آدمیون کی جمعیت سے ایکمرتبہ پھر اپنی سلطنت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس مین اوسکو ناکامی ہوئی۔ اور کھورہ بڑہ کی جنگ مین معہ اپنے ہمراہیون کے ہلاک ہوئے۔ اون کے بیٹے سودرشن شاہ نے گورکہون سے بچکر گورنمنٹ کے شریک ہوئے جب گورنمنٹ نے گورکہون کو شکست دی اور کمایون کا الحاق ہوا سنہ ۱۸۱۶ء مین مغربی گڑھوال راجہ سودرشن ساہ کو دیدیا گیا۔ اونہون نے ٹہری کو اپنا مستقر بنایا اور سنہ ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا۔ اون کو کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ان کا ملک گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا۔ لیکن گورنمنٹ نے راجہ سودرشن ساہ کی وفادارانہ خدمات غدر کے صلہ مین علاقۂ مذکور بھوانی ساہ کو دیدیا۔ اور سنہ تبنیت بھی عطا کی۔ سنہ ۱۸۷۲ء مین اونہون نے قضا کی۔ اون کے بیٹے پرتاب ساہ وارث ہوئے اون کے بعد راجہ کرتی ساہ (راجہ حال) ۲ فروری سنہ ۱۸۸۶ء مین جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۷۲ء ہے۔ آپکے نابالغی کے زمانہ مین کونسل آف ریجنسی بہ صدارت رائی جگرپا قایم کی گئی۔ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا ہوا سنہ ۱۹۰۲ء مین آپنے یورپ کا سفر کیا۔ رقبہ (۴۱۸۰) مربع میل آبادی (۲۵۰۰۰۰) آمدنی (۱۵۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپیں۔ گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیا جاتا۔ مگر ہنگام ضرورت امداد کا اقرار ہے

جھالاوار

ہز ہائینس راج رانا بھوانی سنگھ

جھالاوار کا فرمانروا خاندان راجپوت فرقہ جھالا سے تعلق رکھتا ہے آپکے مورث اعلیٰ مقام ہلواڈ واقع جھالاوار (کاٹھیاوار) کے حکمران تھے۔ سرغنہ خاندان کے ایک چھوٹے فرزند بہاؤ سنگھ اپنے وطن سے کوٹہ آئے۔ جہاں اون کے بیٹے مادھو سنگھ نے ترقی کرکے عہدۂ فوجداری حاصل کیا مادھو سنگھ کے فرزند مدن سنگھ اور اون کے جانشین مشہور ظالم سنگھ ہوئے۔ اس زمانہ مین اون کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ کچھ دنون بعد راؤ کوٹہ اور ظالم سنگھ کے مابین کشیدگی پیدا ہوئی۔ ظالم سنگھ کوٹہ سے اودیپور چلے آئے۔ جسوقت مہاراؤ بستر مرگ پر تھے۔ تو اونہون نے ظالم سنگھ کو بلایا اور اپنے بیٹے امید سنگھ اور ریاست کوٹہ کے انتظام کو اون کے تفویض کیا۔ چنانچہ ظالم سنگھ نے ۴۳ سال ریاست کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ اون کی وفات پر اون کے بیٹے مادھو سنگھ وزیر ہوئے۔ مگر آیندہ یہ انتظام قایم نہ رہا ۱۸۳۹ء مین کوٹہ سے جھالاوار کا ملک علیحدہ کرکے ظالم سنگھ کے اولاد کے لئے ایک جداگانہ ریاست قرار دی گئی۔ اور رانا مدن سنگھ (جو ظالم سنگھ کے پوتے تھے) اوسکے اول فرمانروا ہوئے اون کے بعد رانا پرتھی سنگھ تخت پر بیٹھے۔ اونہون نے عذر مین نمایان خدمات انجام دین۔ اون کے بعد ۱۸۷۶ء مین اون کے متبنیٰ نجت سنگھ مسند نشین ہوئے۔ اور اپنا نام ظالم سنگھ رکھا۔ مگر اونہون نے ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے حسب منشا نہ کیا۔ اسلئے ۲ مارچ ۱۸۹۶ء کو معزول ہوئے۔ اب اون کا قیام بنارس مین ہے۔ اس کے بعد گورنمنٹ نے حکم دیا کہ جھالاوار کی ریاست قایم کرنے کے لئے جو کوٹہ نے علاقہ دیا تھا

دہ کوٹہ کو مسترد کیا جائے۔ اور باقی اضلاع سے ایک جدید ریاست قایم کیجائے۔ جس سے اول راج رانا ظالم سنگھ کے خاندان کی پرورش ہو۔ چنانچہ ۱۱ نومبر ۱۸۹۹ء کو اسی خاندان کے ٹھاکر جتیندر سال کے فرزند کنور ہوانی سنگھ (راجہ حال) جدید ریاست جھالاوار کے فرمانروا نامزد کئے گئے۔ اور ۲ فروری ۱۸۹۹ء کو آنریبل انسجنٹ گورنر جنرل بہادر نے آپ کو تخت نشین کیا۔ اور اختیارات کامل بھی عطا ہوئے۔ آپکی ولادت ۴ ستمبر ۱۸۷۶ء ہے آپنے اپنی ریاست کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر کیا ہے۔ کتب بینی کا آپ کو بہت شوق ہے۔ رقبہ (۸۱۰) مربع میل۔ آبادی (۹۰۱۷۰) محاصل تقریباً (۱۶ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے

سیتامؤ

ہز ہائینس راجہ رام سنگھ جی

آپ اوس مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین جو راجہ رام سنگھ والی رتلام کے چھوٹے بیٹے کشور داس کے نسل سے ہے۔ سنہ ۱۶۳۱ء مین راجہ رتن سنگھ رکن اعظم خاندان جودھپور نے شاہجہان سے راجہ کا لقب اور ریاست رتلام حاصل کی جس مین اس زمانہ مین سیلانہ اور سیتامؤ بھی شامل تھے۔ راجہ رام سنگھ والی رتلام کی وفات پر اون کے چھوٹے بیٹے کشور داس سیندھیا کے خراجگزار ہوئے۔ اسکے بعد یہ ریاست گورنمنٹ کے تحت آئی۔ ہز ہائینس رام سنگھ (راجہ حال) راجہ بہادر سنگھ کے وارث ہوئے رقبہ (۳۵۰) مربع میل آبادی (۸۳۸۷) محاصل (۱۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے

بجاور

ہز ہائینس سوائی مہاراجہ بہادر بجاور

فرمانروایان ریاست بجاور مثل فرمانروایان چمپہ کھاری و اجیگڑہ کے راجہ جگت راج کی نسل مین ہین جو مہاراجہ چترسال کے دوسرے بیٹے تھے۔ جگت راج کے دوسرے بیٹے بیر سنگہ دیو بجاور کے بانی اور فرمانروا ہوئے۔ اون کے فرزند کمیری سنگہ نے اوس زمانہ مین جب سندیلکھنڈ گورنمنٹ کی عملداری مین شامل ہوا۔ سرکار سے توسل پیدا کیا۔ ان کا انتقال سنہ ۱۸۱۰ء مین ہوا۔ ان کے فرزند رتن سنگہ مسند نشین ہوئے سنہ ۱۸۱۱ء مین سند عطا ہوئی۔ ۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۳۳ء کو انھون نے قضا کی۔ اون کے بیٹے نرپت سنگہ فرمانروا ہوئے۔ اون کے بعد سنہ ۱۸۴۵ء مین اون کے فرزند بہان پرتاپ سنگہ تخت پر بیٹھے انھون نے غدر مین عمدہ خدمات کین۔ لہذا خلعت عطا ہوا۔ اور ۱۱ ضرب توپ کی سلامی مورونی قرار دی گئی۔ سنہ ۱۸۶۲ء مین مہاراجہ کا خطاب بطور موروثی ملا۔ و بار قیصری سنہ ۱۸۷۷ء مین سوائی کے خطاب کا اضافہ ہوا۔ رقبہ (۱۲۵) میل۔ آبادی (۸۰۸۷۹) محاصل (۲۲۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے

مہاراجہ

مہاراجہ مہاراجہ گوپال سنگہ

آپ راٹھور راجپوت ہین اور مہاراجہ جودھپور کے خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ سلطان علاءالدین شاہ دہلی نے اس خاندان کے مورث اعلےٰ کشن داس کو راجہ کا خطاب عطا کیا تھا جنہون نے محاربات بنگالہ مین کارہائے نمایان انجام دئے تھے۔ راجہ بھیم سنگہ بوجہ بدنظمی حکومت سے کنارہ کش ہوئے۔ اس لئے انکے بیٹے پرتاب سنگہ جانشین ہوئے۔ پہلے یہ ریاست اندور کی باجگزار تھی۔ مگر اب گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ رقبہ (۱۳۳۶) مربع میل۔ آبادی (۸۰۸۷۹) محاصل (۲۲۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

رتلام

ہز ہائینس راجہ سجن سنگھ بہادر

راجگان رتلام سورج بنسی راٹھور راجپوت ہین۔ آپ کا سلسلۂ نسب سری رام چندر جی سے ملتا ہے ہز ہائینس مشہور خاندان جودھپور کے ایک رکن کی اولاد مین ہین۔ جب آپکے مورث اعلیٰ دلپت سنگھ کے برادر اکبر سورج سنگھ مارواڑ کی گدی پر متمکن ہوئے تو انہون نے اپنے بھائی دلپت سنگھ کو ایک بہت بڑی جاگیر عطا کی جس مین جالور۔ بلہرہ وغیرہ شامل تھے۔ راجہ دلپت سنگھ کے بیٹے مہیش داس سمت ۱۶۶۵ مین مسند نشین ہوئے۔ یہ مستقل مزاج اور بہادر شخص تھے۔ شاہجہان نے ان کی جاگیر مین اضافہ کیا تھا۔ سمت ۱۷۰۱ مین ان کا انتقال ہوا۔ اون کے بیٹے رتن سنگھ جانشین ہوئے۔ اور دربار شاہی مین اعلےٰ درجہ کا رسوخ حاصل کیا تھا ایک دفعہ انہون نے شاہجہان کے روبرو ایک پیل وان کو کٹار سے زخمی کیا۔ وہ کٹار اب تک رتلام کے سلاح خانہ مین موجود ہے۔ شاہجہان نے اس دلیری کے صلہ مین علاوہ منصب سہ ہزاری و دیگر اعزاز و مراحم خسروانہ کے الوہ مین ۳۵ لاکھ کی جاگیر بھی عطا کی۔ اسکے بعد انھون نے رتلام کی بنیاد ڈالی۔ اسکے بعد راجگان رام سنگھ شیو سنگھ جیسال کیسری سنگھ۔ مان سنگھ۔ پرتھی سنگھ۔ پدم سنگھ۔ پرتپ سنگھ۔ نے یکے بعد دیگرے فرمانروائی کی۔ قبل الذکر راجہ کے زمانہ مین مرہٹون کے سخت حملے شروع ہوئے۔ اسی عہد مین گورنمنٹ سے تعلق قایم ہوا۔ سنہ ۱۸۱۹ء مین معاہدہ ہوگیا۔ راجہ پرتپ سنگھ کے بعد جسونت سنگھ اور بھیرون سنگھ نے حکمرانی کی۔ ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۶۴ء کو بھیرون سنگھ نے وفات پائی۔ اون کے دو سالہ فرزند راجہ رنجیت سنگھ جانشین ہوئے۔ اور عالیجاہ شہامت علی سی۔ ایس۔ آئی۔ سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ جن کے باعث ریاست مین نمایان ترقی ہوئی۔ آخر رنجیت سنگھ

کے سی۔ آئی۔ ای۔ سنہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء کو قضا کی۔ اون کے جانشین راجہ سجن سنگھ (راجہ حال) ہوئے آپ کی ولادت سنہ ۱۸۵۸ء اور مسند نشینی ۱۵ ڈسمبر سنہ ۱۸۹۸ء ہے۔ ہز ہائینس نے ڈیلی کالج اندور مین تعلیم پائی ہے انتظام ریاست مین بہت دلچسپی ہے۔ رقبہ (۹۰۲) مربع میل۔ آبادی (۸۳۷۷۳) آمدنی (۱۳ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

چھتر پور

ہز ہائینس مہاراجہ وشنا ہنہ سنگھ بہادر

آپ پنوار راجپوت کنور سونی ساہ کی اولاد مین ہین جب بندیلکھنڈ مین برٹش گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو کنور سونی ساہ چھتر پور کی ریاست پر قابض تھے۔ سنہ ۱۸۰۶ء مین سند عطا ہوئی۔ اون کے بعد اون کے بیٹے پرتاب سنگھ جانشین ہوئے۔ ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۲۶ء کو راجہ بہادر کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۸۵۴ء مین اون کا انتقال ہوا اور جگت راج (جو اون کے چھوٹے بھائی کے پوتے تھے) متوفی کے متبنے جانشین ہوئے۔ اور مہاراجہ کا خطاب حاصل کیا۔ انہون نے سنہ ۱۸۶۷ء مین قضا کی۔ اور مہاراجہ وشنا ہنہ سنگھ (مہاراجہ حال) ۳ فروری سنہ ۱۸۶۷ء کو جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۹ اگست سنہ ۱۸۶۶ء ہے۔ آپکے نابالغی کے وجہ سے ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے ذمہ رہا۔ ہز ہائینس کی شادی سوائی مہندر مہاراجہ پرتاب سنگھ بہادر سرآمد راجہائے بندیلکھنڈ کی دختر سے ہوئی۔ اور ۱۹ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو اختیارات ریاست اور ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کو جایم سنگین کے انفصال کے اختیارات عطا ہوئے۔ ۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۵ء مین مہاراجہ کا خطاب حاصل کیا۔ آپنے ریاست کو بہت ترقی دی اور رعایا کو نہایت امن و چین مین رکھا ہے۔ رقبہ (۱۱۱۸) مربع میل۔ آبادی (۱۵۶۶۱۳۹) محاصل (۱۲۵۰۰۰۰)

سنگ گڈھ

ہز ہائینس راجہ ارجن سنگھ

اس ریاست کے حکمران پنوار ہین جس کی ابتدا راجہ پرد راسے ہے۔ جو راجہ بکرماجیت سے چند پشت پہلے گذرے ہین۔ اس خاندان نے تین سو برس تک امٹ واڑی مین حکومت کی تھی۔ جب مسلمانون کے عہد مین چوہان راجپوتون نے غلبہ پایا تو وہ ملک ان لوگون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ راجہ سارنگ سین اس خاندان سے پہلے راجہ تھے جنہون نے بعہد سلطان غیاث الدین محمد تغلق مالوہ مین اکر دہار مین اپنی راج دہانی قایم کی۔ اور بعد حسن خدمت درباری سے راوت کا خطاب حاصل کیا۔ سترہوین صدی کے اواخر مین اس ریاست کے دو حصے ہو گئے۔ راجہ ارجن سنگھ نے سنگ گڈھ کے قلعہ کی بنیاد ڈالی جب مغلیہ سلطنت مین ضعف پیدا ہوا تو انہون نے ملک کو خراج دینا شروع کیا۔ ۱۸۰۸ء مین موہن سنگھ مسند نشین ہوئے۔ ان کے عہد مین سر جان ملکم کی وساطت سے ۱۸۱۸ء کے عہد نامے ہوئے۔ ۱۸۲۵ء تک چھپیر کی چھاؤنی مین وکیل ریاست رہنے لگا۔ ۱۸۲۶ء مین ٹھاکر ہنوت سنگھ بجائے گڈھ کے گورنمنٹ نے مسند نشین کیا۔ انہون نے ریاست کو ترقی دی۔ اور غدر مین نمایان خدمات بجا لائے۔ جسکے صلہ مین ۱۱ ضرب توپ کی سلامی اور راجہ کا خطاب عطا ہوا۔ ۳۱ مارچ ۱۸۷۳ء کو ان کا انتقال ہوا۔ اون کے بیٹے بہنور پال پرتاپ سنگھ جانشین ہوئے۔ ان کو ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین نشان عطا ہوا اور ۱۸۸۰ء مین لندن جاکر ملکہ معظمہ کی باریابی کا اعزاز حاصل کیا۔ وہان۔ ڈی۔ سی۔ ایل کا خطاب ملا۔ ۲۳ مارچ ۱۸۹۱ء کو لاولد وفات پائی۔ گورنمنٹ نے اونکے چچا راجہ جہتاب سنگھ کو مسند نشین کیا۔ ۶ نومبر ۱۸۹۶ء مین انہون نے

بھی لاولد فضا کی۔ اون کے چچازاد بھائی راجہ ارجن سنگھ (راجہ بہال) بعمر ۹ سالہ ۱۶ جنوری ۱۸۹۶ء کو مسند نشین کئے گئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۷ء ہے۔ آپ فی الحال ڈیلی کالج اندور مین تعلیم پا رہے ہین۔ ریاست کا انتظام سپرنٹنڈنٹ و پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کے زیر نگرانی ہے۔ رقبہ (۷۲۰) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) محاصل (۷ لاکھ) روپیہ گیارہ ضرب توپ سلامی مقرر ہے۔

راجگڈھ

ہز ہائینس مہاراجہ سوائی سر رنجور سنگھ بہادر کے سی آئی ای

آپ بندیلہ راجپوت خاندان سورج بنسی سے تعلق رکھتے ہین۔ آپ کا سلسلہ نسب راجہ رام چندر جی کے جا ملتا ہے۔ اس ریاست کے بانی چتر سال تھے۔ پہلے اسکے فرمانروا راجہ بانڈہ کے لقب سے مشہور تھے راجہ بجت سنگھ بانجت بلی۔ نبیرۂ جگت راج کے وقت مین علی بہادر نے اس ریاست کو تاراج کیا۔ جب بندیلکھنڈ کی حکومت گورنمنٹ کے قبضہ مین آئی تو یہہ ریاست پھر سرسبز ہوئی ۱۸۰۷ء مین سند عطا ہوئی راجہ بجت بلی نے ۱۸۳۰ء مین انتقال کیا۔ اون کے بڑے بیٹے مادھو سنگھ جانشین ہوئے۔ اون کا انتقال ۱۸۴۹ء مین ہوا اون کے بھائی جیت سنگھ تخت پر بیٹھے۔ انہون نے ۱۸۵۳ء مین قضا کی۔ اون کے بیٹے بجے سنگھ بعمر ۱۱ سال سریر آرا ہوئے۔ مگر ۱۸۵۵ء مین انتقال ہوگیا۔ اسلئے مین غدر ہوگیا۔ چنانچہ غدر کے موقع پر اس ریاست نے (بحضور صاحبہ جیت سنگھ متوفی کی رانی) گورنمنٹ کو بہت مدد دی جس کے صلہ مین گورنمنٹ نے سر بجور سنگھ (والی حال) کو جانشین کیا۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۶ء اور مسند نشینی ۱۸۶۸ء ہے۔ آپ کی نابالغی کے زمانہ مین رانی موصوفہ بحیثیت وزیر حکمرانی کین۔ مگر ۱۸۷۶ء مین رانی صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ اور مہاراجہ صاحب کو اختیارات ملے

عطا ہو گئے۔ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصر ہین سوائی کا موروثی خطاب بھی ملا۔ ۱۸۸۷ء مین فوجداری کے اعلےٰ اختیارات مرحمت ہوئے۔ آپنے ریاست کو قرضہ سے سبکدوش کیا۔ ریاست مین متعدد مدارس۔ شفاخانے قائم کئے مرکین بنوائین۔ باغات لگائے۔ قحط سالی مین رعایا کی پرورش کی۔ اس خوش نظمی کے صلہ مین کے سی آئی ای کا خطاب پایا۔ اس وقت آپ کو چار فرزند ہین۔ رقبہ (۸۰۲ مربع میل۔ آبادی (۷۸۲۰۰) محاصل (۱۲۵۰۰۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

پٹنا

ہز ہائینس مہاراجہ مہندر سوائی جدوندر اسنگہ بہادر

اس ریاست کے فرمانروا بندیلہ راجپوت اور اودے جیت پسر دوم رودر پرتاپ بانی ریاست اور چھتر کی نسل سے ہین۔ اودے جیت کے پوتے چھتر سال نے خود مختار رئیس تھے۔ اون کے بیٹے چھترسال نے شمالی اور شرقی ملک بندیلکھنڈ مین وسیع ریاست حاصل کی۔ اون کے بڑے بیٹے ہردی شاہ فرمانروائے پنا ہوئے۔ دوسرے بیٹے خاندانہائے جگدیشپور۔ چرکھاری۔ بجاور اور سرید کے مورث اعلےٰ تھے۔ تیسرے بیٹے والی ریاست جگنی۔ اور چوتھے بیٹے فرمانروایان جاسو کے بزرگ تھے۔ جب بندیلکھنڈ مین گورنمنٹ کا قبضہ ہوا تو راجہ کشور سنگہ اس ریاست کے فرمانروا تھے۔ انہون نے ۱۸۰۷ء مین سند ریاست حاصل کی۔ ۱۸۳۴ء مین انہون نے قضا کی۔ اون کے لڑکے راجہ ہرونس رائے (جو اپنے والد کے زمانہ سے حکمران تھے) جانشین ہوئے انہون نے ۱۸۴۹ء مین لاولد انتقال کیا۔ اون کے بھائی راجہ نرپت سنگہ مسند نشین ہوئے۔ ان کے عہد مین ستی کی رسم ممنوع ہوئی۔ ۱۸۶۲ء مین سند قنبت اور ۱۸۶۹ء مین مہندر کا خطاب عطا ہوا۔ اور یہ خطاب

۱۸۵۸ء مین موروثی ہوگیا۔ انہون نے جون ۱۸۱۸ء مین وفات پائی۔ اون کے فرزند مہاراجہ دیو پرتاب سنگھ تخت پر بیٹھے۔ انہون نے لاولد قضا کی۔ اون کے بھائی مہاراجہ لوکھان سنگھ سریر آرا ہوئے۔ اون کے مرنے پر مہاراجہ مادھو سنگھ مسند نشین ہوئے۔ مگر اپنے چچا راجہ راؤ کہان سنگھ کی زہر خورانی کی علت مین معزول ہوئے۔ اور اونکی جگہ راؤ راجہ کہان سنگھ کے فرزند اکبر مہاراجہ دیدار سنگھ بہادر مسند نشین ہوئے۔ (مرقع ۲۴۹)

آبادی (۲ لاکھ) محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ اضربا توپ مقرر ہے۔

ہرائیں

مہاراجہ راوت بنے سنگھ بہادر

ہرائیں اومت راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ اور مشہور راجہ بیوج اور بکماجیت کی اولاد مین ہیں۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے زمانہ مین ملک اومت واڑہ کو جس مین ریاست ہائے راجگڈہ اور نرسنگڈہ شامل ہین اومت راجپوتون نے فتح کیا تھا۔ ۱۴۴۸ء مین والی اومت واڑہ نے خطاب راوت حاصل کیا۔ ۱۶۸۱ء مین حکمران راوت کے بیٹے نے جو اوسکے دیوان اور وزیر اعظم تھے۔ ریاست کو دو حصون مین تقسیم کرالیا۔ چنانچہ دیوان ریاست نرسنگڈہ کے مالک ہوئے۔ جو اوسوقت سے ایک جداگانہ ریاست ہے جب مرہٹون نے ملک مالوہ فتح کیا تو راجگڈہ گوالیار کی باجگزار ہوئی۔ اور نرسنگڈہ اندور کے تحت مین آئی۔ ۱۸۱۸ء مین راوت نول سنگھ راجگڈہ پر حکمران تھے۔ جب وسط ہند پر گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو اس ریاست سے ایک عہد نامہ ہوگیا۔ نول سنگھ نے ۱۸۳۱ء مین لاولد قضا کی۔ اون کے بھتیجے راوت موتی سنگھ جانشین ہوئے جنہون نے ۱۸۵۱ء مین مذہب اسلام قبول کیا۔ اور باجازت گورنمنٹ نواب کا خطاب اور عبدالواسع خان

عطا ہو گئے۔ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصر ہین سوائی کا ئسروئی خطاب بھی ملا۔ ۱۸۸۷ء مین فوجداری کے اعلےٰ اختیارات
رحمت ہوئے۔ آپنے ریاست کو قرضہ سے سبکدوش کیا۔ ریاست مین متعدد مدارس۔ شفاخانے قائم کئے
سرکین بنوائین۔ باغات لگائے۔ قحط سالی مین رعایا کی پرورش کی۔ اس خوشنطقی کے صلہ مین کے سی آئی ای
کا خطاب پایا۔ اس وقت آپ کو چار فرزند ہین۔ رقبہ (۸۰۲) مربع میل۔ آبادی (۷۸۲۰۰) محاصل (۱۲۲۵۰۰)
سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

ہز ہائینس مہاراجہ مہندر سوائی جدوندر اسنگہ بہادر

اس ریاست کے فرمانروا بندیلہ راجپوت اور اودے جیت پسر دوم رودر پرتاب بانی ریاست اورچہہ کی نسل سے
ہین۔ اودے جیت کے پوتے جیت رائے خودمختار رئیس تھے۔ اون کے بیٹے چھتر سال نے شمالی
اور شرقی ملک بندیلکھنڈ مین وسیع ریاست حاصل کی۔ اون کے بڑے بیٹے ہردی ساہ فرمانروائے پنا
ہوئے۔ دوسرے بیٹے خاندانہائے لبے گڈہ۔ چرکھاری۔ بجاور اور سرلیہ کے مورث اعلےٰ تھے۔ تیسرے
بیٹے والی ریاست جگنی۔ اور چوتھے بیٹے فرمانروایان جاسو کے بزرگ تھے۔ جب بندیلکھنڈ مین گورنمنٹ کا قبضہ
ہوا تو راجہ کشور سنگہ اس ریاست کے فرمانروا تھے۔ انہون نے ۱۸۳۴ء مین سندر ریاست حاصل کی۔ ۱۸۳۴ء مین
انہون نے تقنا کی۔ اون کے لڑکے راجہ ہرمن سہائے (جو اپنے والد کے زمانہ سے حکمران تھے) جانشین ہوئے
انہون نے ۱۸۴۹ء مین لاولد انتقال کیا۔ اون کے بھائی راجہ نرپت سنگہ مسند نشین ہوئے۔ ان کے عہد
مین ستی کی رسم ممنوع ہوئی۔ ۱۸۶۲ء مین سند قبنیت اور ۱۸۶۹ء مین مہندر کا خطاب عطا ہوا۔ اور یہ خطاب

۱۸۷۵ء مین مورونثی ہوگیا۔ انہون نے جون ۱۸۷۶ء مین وفات پائی۔ اون کے فرزند مہاراجہ دیر پرتاب سنگھ تخت پر بیٹھے۔ انہون نے لاولد قضا کی۔ اون کے بھائی مہاراجہ لوکھان سنگھ سریر آرا ہوئے۔ اون کے مرنے پر مہاراجہ مادھو سنگھ مسند نشین ہوئے۔ مگر اپنے چچا راجہ راؤ کہان سنگھ کی زہر خورانی کی علت مین معزول ہوئے۔ اور اونکی جگہ راؤ راجہ کہان سنگھ کو فرزند اکبر مہاراجہ جدونڈ اسنگھ جانشین ہوئے مرجع اصل آبادی (۲ لاکھ) محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔ (۲۴۹۲)

ہرجان گڈھ

ہزہائینس راجہ راوت بینے سنگھ بہادر

ہزہائینس اومت راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ اور مشہور راجہ بھوج اور بکرماجیت کی اولاد مین ہین سلطنت مغلیہ کے زوال کے زمانہ مین ملک اومت واڑہ کو جس مین ریاست ہائے راجگڈھ اور نرسنگڈھ کہ شامل ہین اومت راجپوتون نے فتح کیا تھا۔ ۱۴۴۸ء مین والی اومت واڑہ نے خطاب راوت حاصل کیا ۱۶۸۱ء مین حکمران راوت کے بیٹے نے جو اوسکے دیوان اور وزیر اعظم تھے۔ ریاست کو دو حصون مین تقسیم کرالیا۔ چنانچہ دیوان ریاست نرسنگڈھ کے مالک ہوئے۔ جو اوسوقت سے ایک جداگانہ ریاست ہے جب مرہٹون نے ملک مالوہ فتح کیا تو راجگڈھ گوالیار کی جاگیر ہوئی۔ اور نرسنگڈھ اندور کے تحت مین آئی۔ ۱۸۱۸ء مین راوت نول سنگھ راجگڈھ پر حکمران تھے۔ جب وسط ہند پر گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو اس ریاست سے ایک عہدنامہ ہوگیا۔ نول سنگھ نے ۱۸۳۱ء مین لاولد قضا کی۔ اون کے بھتیجے راوت موتی سنگھ جانشین ہوئے جنہون نے ۱۸۳۸ء مین مذہب اسلام قبول کیا۔ اور باجازت گورنمنٹ نواب کا خطاب اور عبدالواسع خان

نام اختیار کیا۔ سنہ ۱۸۱۱ء میں اون کے انتقال کے بعد اون کے بیٹے راجہ راوت مل بہادر سنگھ مسند نشین ہوئے اہنوں نے سنہ ۱۸۱۳ء میں لاولد قضا کی۔ اور راوت بینے سنگھ (راجہ حال) جو راوت موتی سنگھ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ مالک ریاست ہوئے۔ رقبہ (۸۸۰) مربع میل۔ آبادی (۱۰۸۳۷۶) محاصل (۳۵۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

ستھرا

ہز ہائینس مہاراجہ بیر سنگھ دیو

اس ریاست کے فرمانروا قوم گوجر ہیں۔ اور اس خاندان کے مورث اعلےٰ نوابی شاہ ریاست دتیا دیوان تھے۔ اون کو دتیا سے ایک جاگیر ملی تھی۔ اور سمتھر اوس کا ایک جزو تھا۔ جب وسط ہند میں گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو راجہ نرپت سنگھ ثانی فرمانروا تھے۔ سنہ ۱۸۱۸ء میں عہدنامہ منعقد ہوا۔ سنہ ۱۸۳۷ء میں اونکا انتقال ہوگیا۔ اون کے بیٹے راجہ ہندوپت مسند نشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۵۵ء میں داغی امراض کے سبب سے راجہ موصوف کی رانی صاحبہ ولیہ ریاست مقرر ہوئیں۔ راجہ ہندوپت کے دو لڑکے تھے۔ راجہ جیتر سنگھ اور راجہ ارجن سنگھ (عرف علی بہادر) سنہ ۱۸۶۴ء میں راجہ جیتر سنگھ نے ریاست کا دعوے کیا۔ اور اون کے جانشین تسلیم کئے گئے۔ راجہ جیتر سنگھ کو خطاب مہاراجہ بطور اعزاز ذاتی مرحمت ہوا تھا۔ اون کے بعد مہاراجہ بیر سنگھ دیو (مہاراجہ حال) ۱۸ جون سنہ ۱۸۹۶ء میں مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۸ نومبر سنہ ۱۸۶۵ء ہے۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں مہاراجہ کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۱۰۸) مربع میل۔ آبادی (۳۳۴۰۷۲) محاصل (۴۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

چھاری

ہز ہائینس مہاراجہ دھراج سپھہ دارالملک ملکھان سنگھ

اس ریاست کے فرمانروا بندیلہ خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ جس کی بنیاد بیر سنگھ نے تیرھوین صدی مین ڈالی تھی یہ پہلے شخص تھے۔ جنہون نے بندیلہ کا لقب اختیار کیا۔ ان کی نسل سے اکثر نامور والیان ملک ہوئے مان فرمانروایان اورچھہ۔ پنا۔ دتیا۔ اجے گڈھ۔ بجاور۔ سریلہ۔ جگنی۔ جاسو۔ لگھاسی۔ اسی نسل سے ہین فرمانروا بندیلہ مین بجے بہادر نے سب سے پہلے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا۔ سنہ ۱۸۰۴ء مین سند ریاست حاصل کی۔ راجہ کے فرزند گوبند داس نے جنکو بیٹ اور فرزندون کے ترجمی حق وراثت حاصل تھا۔ سنہ ۱۸۲۲ء مین انتقال کیا اوس وقت راجہ نے اپنے پوتے رتن سنگھ کو (جو رنجیت سنگھ کے بیٹے تھے) انتخاب کیا۔ سنہ ۱۸۲۹ء مین جب راجہ نے انتقال کیا تو خاندانی تنازعات برپا ہوئے۔ مگر بالآخر رتن سنگھ جانشین ہوئے۔ اور ہمدی اقربا کے گزارے مقرر ہو گئے۔ راجہ رتن سنگھ نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کو بہت مدد دی۔ جسکے صلہ مین ۲۰ ہزار سالانہ کی جاگیر موعلمت فاخرہ و سند تبنیت عطا ہوئی۔ اور مورونی سلامی نو ضرب قرار دی گئی۔ سنہ ۱۸۶۰ء مین انہون نے وفات پائی۔ اون کے بیٹے جے سنگھ دیو جانشین ہوئے۔ اور بوجہ نابالغی اون کی والدہ رانی بخت کنور ولیہ مقرر ہوئین سنہ ۱۸۶۱ء مین راجہ نے لاولد انتقال کیا۔ رانی نے ملکھان سنگھ (راجہ حال) فرزند جو جہار سنگھ کو (جو اونکے ایک رشتہ دار تھے۔) تبنی کیا۔ اور ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۶۱ء کو رسم مسندنشینی ادا ہوئی۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۵۲ء ہے چونکہ راجہ نابالغ تھے۔ اس لئے چوجہار سنگھ منتظم مقرر ہوئے۔ آخر جنوری سنہ ۱۸۹۲ء مین راجہ صاحب کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ سنہ ۱۸۹۴ء مین گورنمنٹ نے سپھدارالملک کا خطاب تسلیم کیا۔ رقبہ (۷۰۰۳) مربع میل۔ آبادی

(۱۲۳۹۰۴) محاصل (۶ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

سیلانہ

ہز ہائینس راجہ دولہ سنگہ

آپ راجہ جے سنگہ کے سلسلہ سے جو راجہ مان سنگہ والی رتلام کے چھوٹے بھائی تھے مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے متعلق رکھتے ہیں سنہ ۱۶۳۱ء میں راجہ رتن سنگہ نے جو شاہی خاندان جودھپور کے ایک رکن تھے شاہجہان سے راجہ کا خطاب اور ریاست رتلام حاصل کی۔ جس میں اوسوقت ریاست ہائے سیلانہ اور سیتامئو بھی شامل تھیں۔ جب راجہ سبھاگی سنگہ والی رتلام نے سنہ ۱۸۰۹ء میں انتقال کیا تو اون کے بڑے بیٹے مان سنگہ راجہ رتلام اور اون کے چھوٹے بیٹے جے سنگہ راجہ سیلانہ ہوئے۔ جے سنگہ کی اولاد سندھیا کی باجگذار ہوگئی مگر بعد میں گورنمنٹ کے حمایت میں آئی۔ الغرض راجہ دولہ سنگہ سنہ ۱۸۵۱ء میں مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۴۱ء ہے۔ رقبہ (۵۰۰) مربع میل۔ آبادی (۲۵۷۳۱) محاصل (۱۲۱۴۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

گونڈل

ہز ہائینس سر بھگوت سنگہ جی جی سی آئی ای ایم ڈی ایف آر سی پی ایف بی یو ایل ایل ڈی ڈی سی ایل

گونڈل ایک اول درجہ کی دیسی ریاست ہے۔ جو مغربی ہند میں سوراشٹر کے صوبہ وسط میں واقع ہے۔ ہز ہائینس

سر بھگوت سنگھ جی (موجودہ فرمانروا) جاریجہ راجپوت ہیں۔ اور اس وجہ سے اوس چندربنسی خاندان سے تعلق ہے۔ جس کی بنیاد سری کرشن جی نے ڈالی تھی۔ خاندان گونڈل کے بانی گمبھوجی اول تھے۔ جنہوں نے اپنے بھائی صاحب جی سردار راجکوٹ سے اپنے موروثی علاقہ کا ایک حصہ ترک میں پایا۔ اور لیاقت وقابلیت سے علاقہ کو بے انتہا وسعت دی۔ موجودہ ٹھاکر صاحب اون کی بارہویں پشت میں ہیں۔ ٹھاکر صاحب کی عمر صرف چار برس کی تھی جب اون کے والد ٹھاکر سگرام جی نے انتقال کیا۔ چنانچہ آپ کی ولادت ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۶۰ء اور مسندنشینی ۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۶۹ء ہے۔ ہز ہائینس کو ابتدا سے تحصیل علم کا بے انتہا شوق تھا۔ ۹ برس کی عمر میں آپ راجکمار کالج میں داخل ہوئے۔ اور تعلیم کا سلسلہ پورے ۹ برس جاری رہا۔ آپ نے ہر درجہ میں سربرآوردہ اور سالانہ انعام پاتے رہے۔ علم انگریزی میں اچھا ملکہ حاصل کیا۔ اسکے بعد آپ انگلستان گئے اور تقریباً چار مہینے انگلستان واسکاٹلنڈ میں رہے۔ کچھ دنوں براعظم کی بھی سیر کی۔ اس اثنا میں۔ سپرس برڈسلس۔ ہمبرگ۔ لیوسرن۔ سوئزرلینڈ۔ وینس۔ فلورنس۔ روم۔ پیرس۔ وغیرہ کی سیاحت کی۔ اور ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۸۳ء کو بمبئی کی راہ ہندوستان آئے۔ اور ایک سفرنامہ اپنے تجربات ومشاہدات کا قلمبند فرمایا اور انگریزوں کے عادات رسم ورواج سے معقول واقفیت حاصل کی۔ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۸۴ء کو اپنی ریاست کا پورا انتظام واہتمام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اسی سال بمبئی یونیورسٹی کے فیلو نامزد ہوئے۔ سنہ ۱۸۸۹ء کے اوائل میں مکرر انگلستان کو تشریف لے گئے۔ اور اڈنبرا یونیورسٹی میں بحیثیت طالبعلم کے پندرہ مہینے سائنس کی تعلیم پائی۔ اور اسکاٹس یونیورسٹی نے آپ کو ایل ایل ڈی۔ کی امتیازی ڈگری عطا کی۔ ہز ہائینس ملکہ معظمہ کی جوبلی کی تقریبات میں بطور اوسس ڈیوٹیشن کے ممبر کے ولایت میں موجود تھے۔ جو کاٹھیاواڑ کے سرداروں کے جانب سے انگلستان کو بھیجا گیا تھا۔ اس موقع پر آپ نے ہز میجسٹی کے ہاتھ سے نائٹ کمانڈر آف دی موسٹ ایمی نٹ آرڈر آف دی انڈین امپائر کا تمغہ حاصل کیا۔ پھر ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو ہندوستان واپس آئے۔ اسی سال متبرکہ وکشورینی ارزاد خوشنودی گونڈل کو بجلدے حسن انتظام درجہ اول کی ریاست قرار دیا

اور ۱۱ ضرب توپ کی سلامی کا اعلان دیا۔ سنہ ۱۸۹۰ء مین اپنی رانی صاحبہ کی صحت کی غرض سے پھر ولایت تشریف لے گئے۔ اور دو برس قیام کرنا پڑا۔ رانی صاحبہ کی صحت مین نمایان ترقی ہوئی۔ اور اس عرصہ مدت مین آپنے بحیثیت ایک مستعد طالب العلم کے انڈیسٹریز یونیورسٹی مین شریک رہے۔ اور تمام لضاب پڑھکر پہلے ایم بی اور سی۔ ایم کے امتحانات پاس کئے۔ اسکے بعد ایم ڈی کا درجہ حاصل کیا۔ اور انڈسٹریز کے رایل کالج اطبا کی ممبری کا امتحان بھی پاس کیا۔ اب آپ اوس کے فیلو ہین۔ جون سنہ ۱۸۹۲ء مین یونیورسٹی آف اکسفورڈ نے اپنی سالگرہ کے موقع پر آپ کو ڈی۔ سی۔ ایل (ڈاکٹر آف سول لاز) کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ اسکے بعد آپ سنہ ۱۸۹۳ء کے آغاز مین۔ امریکہ۔ جاپان۔ چین۔ آسٹریلیا۔ لنکا ہوتے ہوئے ہندوستان آئے رانی صاحبہ کو بھی نصیب مرحومہ لے کر دن آف انڈیا کی ممبری عطا فرمائی۔ آپنے ایک کتاب ہسٹری آف دی ارین ڈکل سائنس تصنیف کی۔ جوبلی کے موقع پر آپ کو مہر مجسٹی کوئین کے ہاتھ سے۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا اعلیٰ تمغہ حاصل ہوا۔ آپنے اپنی ریاست مین ایک گرد آور ڈاکٹر کا عہدہ قایم کیا ہے جو گاؤن والون کو (جو بڑے شہرون سے دور رہتے ہین) طبی امداد پہونچاتا ہے۔ آپنے اپنی عقلمندی سے بہت بڑا سرمایہ بہاؤنگر۔ گوندل اور گونڈل۔ پوربندر کے ریلون کے تعمیر مین لگا رکھا ہے۔ اور ریاست مین بہت کچھ اصلاحین فرمائی ہین۔ اور بہت تو فیر آمدنی در فاہ عام کی کوشش و تجویز مین رہتے ہین۔ آپ کو بومبے لیجسلیٹو کونسل کی آنریری ممبری کا عہدہ عطا ہوا ہے۔ آپ انڈین نیشنل کانگرس آف میچین اور ڈیموگرافی کی منتظم کمیٹی نے ایک مفید شاخ کا آنریری پریسیڈنٹ مقرر کیا تھا۔ آپ انڈین مڈیکل اسوسی ایشن کے وائس پریسیڈنٹ بھی ہین۔ آپ کو چار بیٹے اور بیٹیان ہین ولیعہد ہز ہائینس جام سری جسونت سنگہ جی (جو ۱۴ سال کے ہین) ولایت مین تعلیم حاصل کر رہے ہین۔ رقبہ (۔۔۔) آبادی کی تعداد معلوم نہین۔ آمدنی حاصل (۸۸۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے

نوانگر

ہز ہائینس جام سری جسونت سنگہ جی

آپ جاریجہ راجپوت اور اوس خاندان سے تعلق رکھتے ہین - جس مین والیان ریاست کچھ - دھرول گوندل - راجکوٹ وغیرہ ہین - جام راول نے جو اوس زمانہ کے جام کچھ کے بڑے بھائی تھے - کچھ سے آکر ۱۴۴۲ء مین نوانگر کی بنیاد ڈالی - ۱۸۰۷ء مین گورنمنٹ سے اول معاہدہ ہوا - اوس زمانہ مین جام جی حکمران تھے - اونہون نے ۱۸۱۴ء مین انتقال کیا - اون کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی - اونہون نے جام وبھاجی سانتا فرمانروائے ریاست نوانگر کے والد جام رنمل جی کو متبنے کیا - جام رنمل جی کی وفات پر جام وبھاجی مسند نشین ہوئے - ۱۸۶۴ء مین مسند نشینی ہوئی - ۱۸۶۹ء مین اونہون نے کنور رنجیت سنگہ کو جو ولایت مین کرکٹ بازی مین یکتا اور فرد سمجھے جاتے ہین - منظوری گورنمنٹ متبنے کیا - مگر ۱۸۸۴ء مین جام جسونت سنگہ (راجہ جال) پیدا ہوئے - اور گورنمنٹ نے اون کو وارث ریاست قرار دیا - جام وبھاجی کے وفات پر جسونت سنگہ مسند نشین ہوئے - آپ کی ولادت ۱۸۸۲ء ہے - رقبہ (۳۷۹۱) مربع میل - آبادی - (۳ لاکھ آمدنی (۲۴ لاکھ) روپیہ ہے - آپ گورنمنٹ کو (۵۰۳۱۲) روپیہ - گیکواڑ بڑودہ کو (۶۴۹۲۴) روپیہ اور جوناگڑھ کو (۴۸۵۷) سالانہ خراج دیتے ہین - سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے -

نوروی

ہز ہائینس ٹھاکر صاحب سر واگھہ جے راواجی - جی - سی - آئی - ای

آپ جاریجہ راجپوت اور اوس خاندان سے تعلق رکھتے ہین جس مین راؤ صاحب کچھ - جام نوانگر مین مگر آپ کا نسب اوس قوم کی بڑی شاخ سے ملتا ہے - علاوہ اس ریاست کے آپ علاقہ امروی واقع کچھ کے جاگیردار بھی ہین - ایک مشہور بندرگاہ موسومہ جنگی آپ کی جاگیر مین واقع ہے - جوبلی ملکہ معظمہ کی تقریب مین

آپ کی ریاست درجۂ اول قرار دی گئی ۱۸۹۰ء مین سند بتبنیت عطا ہوئی - آپ کی ولادت ۱۷ اپریل ۱۸۵۵ء اور مسند نشینی ۱۷ فروری ۱۸۷۶ء ہے - آپنے راجکمار کالج مین تعلیم پائی ہے اور بلاد یورپ کی سیر و سیاحت بھی کی ہے - آپنے اپنی ریاست مین ایک ریلوی شاخ نکالی ہے - اور ۱۹۰۹ء مین ایک شاخ راجکوٹ تک بڑہائی - یہ ریاست پر دہ اور جوناگڈہ کی خراجگزار ہے - رقبہ (۸۲۱) مربع میل آبادی (۳۲۵۰۵۰) محاصل سالانہ (دس لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے -

راؤ بھاؤنگر

نہر ہائینس مہاراجہ بھاؤسنگہ جی تخت نشین گہ جی کے سی - ایس آئی

آپ گہیل راجپوت ہین - اس خاندان کے مورث اعلےٰ سیکاجی تھے جنہون نے تقریباً ۱۲۰۰ء مین اس ملک مین توطن اختیار کیا تھا - والیان بہاؤنگر - لاکھی اور پالیتانہ اون کے تین بیٹون کی اولاد مین ہین جن کے نام رانوجی - سارنگ جی - اور شاہ جی تھے - راول کا خطاب اوس زمانہ سے چلا آتا ہے جب علاء الدین خلجی سے جنگ ہوئی تھی - اس سے قبل آپکے بزرگ سنور اتھر (سورت) کے حکمران تھے ۱۷۴۳ء مین بہاؤسنگہ نے بہاؤنگر کی بنیاد ڈالی تھی - جنکے پوتے تخت سنگہ جی ۱۸۷۲ء مین حکمران تھے - بہاؤسنگہ اور اون کے بیٹے اور پوتے نے اپنے ملک کی تجارت کو خوب ترقی دی تھی - بحری لٹیرون کو بیخ و بن سے نابود کیا تھا ۱۸۵۹ء مین گورنمنٹ نے بندرگاہ بہاؤنگر کی چنگی کا حصۂ چہارم سیدی سورت سے حاصل کیا تھا جنکو بہاؤسنگہ نے ان خدمات کے بدلہ مین عطا کیا تھا - جو اونہون نے نواب کمبایت کی مخاصمت کے مقابلے مین کی تھین ۱۸۷۱ء مین مدول باکراج سنگہ جی نے گورنمنٹ بمبئی کو تلاجا اور مہوروا کے زیر کرنے مین مدد دی

جس پر سجری لیٹرے قابض تھے ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ نے ڈکیتی اور لوٹ مار کے انسداد کے متعلق کاٹھیاوار کے تمام حکمران روسا سے ایک عام معاہدہ کیا تھا۔ مگر چونکہ بھاؤنگر کا دربار ان تعزاقون کا ایک مشہور مخالف تھا۔ لہذا اس سے کوئی معاہدہ منعقد نہین ہوا۔ تخت سنگھ نے کاٹھیاوار کے بندوبست کے قبل اس ریاست کی حدود کو مختلف ذرایع سے بہت کچھ وسیع کر لیا تھا۔ تخت سنگھ نے ۱۸۱۶ء مین فضا کی۔ اون کے بیٹے بجے سنگھ تخت پر بیٹھے ۱۸۲۸ء مین اون کا انتقال ہوا تو اکھیراج سنگھ مسند نشین ہوئے۔ انہون نے ۱۸۵۴ء مین انتقال کیا۔ اون کے بھائی جسونت سنگھ وارث ہوئے۔ گورنمنٹ سے سند تبنیت ملی ۱۸۷۰ء مین ان کی رحلت ہوئی اون کے فرزند سر تخت سنگھ جی سریر آرا ہوئے۔ اس ریاست کی سلامی ۱۱ ضرب تھی مگر ان کی ذاتی اعزاز مین ۱۵ ضرب کی گئی۔ یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو مہاراجہ کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۸۹۶ء مین انہون نے فضا کی۔ اون کے فرزند بھاؤ سنگھ تخت سنگھ جی (راجہ حال) ۱۰ فروری ۱۸۹۶ء مین مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۶ اپریل ۱۸۷۵ء ہے۔ دسمبر ۱۸۹۶ء مین کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب حاصل فرمایا۔ آپ نے قحط کے موقع پر غرباء مساکین کی بہت کچھ مدد کی۔ رقبہ (۲۸۶۰) مربع میل۔ آبادی (۴۶۵۰۰۰) محاصل (۴۰ لاکھ) روپیہ ہے آپ برٹش گورنمنٹ کو (۱۲۸۶۰) روپیہ اور گیکواڑ بڑودہ کو (۳۵۸۱) روپیہ آٹھ آنہ اور نواب جوناگڈھ کو (۲۲۸۵۸) روپیہ سالانہ خراج دیتے ہین۔ آپ کی سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

دھرنگدرہ

ہز ہائینس مہاراجہ سری اجیت سنگھ جی

ہز ہائینس سری اجیت سنگھ جی جھالا راجپوت ہین۔ جنکے اسلاف ابتداً ناگر پار کر وارع سندھ مین حکمران تھے

آپ اپنی خاندان سپرپال دیوجی کی نسل مین ہین۔ جو تیرہوین صدی مین اپنے والد کیسردیو کی ہلاکت پر جو والی سندھ کے ساتھ ایک جنگ مین واقع ہوئی مین واقع گجرات کے فرمانروا کرن سولنکی کے دربار مین چلے آئے راجہ کرن نے ان کی خدمات کے صلہ مین ان کو اٹھارہ موضع عطا کئے۔ جو بعد کو ریاست جھالاوار کے نام سے مشہور ہوئے۔ دارالریاست جو پہلے پاٹڈی مین تھا ۱۸۸۲ء مین دہرنگدرہ کو منتقل ہوا۔ کرنل واکر کے بندوبست کے زمانہ مین امرسنگہ جی دہرنگدرہ کے رئیس تھے۔ انہون نے ۱۸۴۳ء مین قضا کی۔ اونکے بیٹے رنمل سنگہ جی جانشین ہوئے۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب حاصل کیا۔ اور ۱۹۰۵ء مین قضا کی۔ اون کے فرزند مہاراجہ مان سنگہ جی تخت پر بیٹھے۔ ان کو بھی کے سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب ملا۔ اور ۱۵ ضرب توپ سلامی قرار پائی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو اون کے پوتے مہاراجہ سری اجیت سنگہ جی (مہاراجہ حال) یکم دسمبر ۱۹۱۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸ جنوری ۱۸۷۲ء ہے۔ آپنے علاوہ انگریزی تعلیم کے فوجی تعلیم بھی اعلےٰ پیمانہ پر حاصل کی ہے۔ تمام ہندوستان کی بھی آپنے سیر فرمائی ہے۔ آپکو مین صاحبزادے ہین۔ رقبہ (۳۱۰۷) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) محاصل (۷ لاکھ روپیہ سے نو لاکھ روپیہ تک ہے) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

راج پیپلا

ہز ہائنس مہاراناسری چھترسنگہ جی

آپ گہیل راجپوت ہین۔ یہ خاندان راجہ سالباہن کی نسل مین ہے ۱۴۱۴ء مین چھوکارانا فرزند سداوت راجہ اودے مین اپنے والد سے کسی بات پر آزردہ ہوکر راجدھانی سے نکل آئے۔ اور مقام پیپلا مین آکر قیام کیا

اور ایک جدید راج کی بنیاد ڈالی - اون کی اکلوتی لڑکی کی شادی جزیرۂ پریم واقع کھبات کے ایک گھیل راجپوت کھمی راج سے ہوئی - اس ازدواج سے دو لڑکے ہوئے - ایک ڈونگر جی بانی ریاست بہاؤنگر دوسرے جیمر سنگ جی جو بانی راج پیپلا کے بعد فرمانروا ہوئے - انہین کی اولاد سے اس راج کے رانا اور مہارانا ہوتے چلے آئے ہین اور اوس وقت سے اب تک وہی خاندان فرمانروا ہے - یہ ریاست زمانۂ اکبر اعظم مین سلطنت دہلی کی خراج گزار تھی - سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد یہ ریاست فرمان فرمائے گیکواڑ کی معاون اور خراجگزار ہوئی - ۱۸۱۷ء سے گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات پیدا ہوئے - اور مہارانا گورنمنٹ کی توسط سے گیکواڑ کو ۶۵ ہزار روپیہ خراج دینا منظور کیا - ۱۸۲۱ء مین گورنمنٹ نے مہاراما دیرسیال جی کو مسند نشین کیا - ۱۸۶۸ء مین اون کا انتقال ہوا - اون کے فرزند مہاراما گمبیر سنگھ تخت پر بیٹھے اون کی وفات پر مہاراما سری جیتر سنگھ (مہاراما حال) ۲۰ مئی ۱۸۹۶ء کو سریر آرا ہوئے - آپکی ولادت ۱۸۶۳ء ہے - رقبہ (۱۶۰۰) مربع میل - آبادی (۱۱۷۰۵) محاصل تقریباً (۸ لاکھ) روپیہ - سلامی ۱۱ اضرب توپ مقرر ہے

پور بندر

ہز ہائینس راناسری بہاؤسنگھ ماد ہو سنگھ جی

والی ریاست جیٹھوا راجپوت ہین - آپکا سلسلۂ نسب سری ہنومان جی سے ملتا ہے - اس خاندان مین پانچہزار ستر برس کی صحیح تاریخ موجود ہے - ۱۸۰۸ء مین یہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی - اور معاہدہ منعقد ہوا - ۱۸۹۱ء مین سند تبنیت بھی عطا ہوئی - ہز ہائینس راناسری بھائی سنگھ جی ایک روشن ضمیر اور بلند خیال رئیس ہین - آپکے عہد مین ریاست بہت کچھ ترقی پائی ہے - رقبہ (۶۳۶) مربع میل - آبادی (۵۰۷۸۵)

حاصل (۶ لاکھ) روپیہ سے زیادہ ہے جس میں ۲۱ ہزار بطور خراج گورنمنٹ کو اور ۷ ہزار ایک سو
چیالوے روپیہ گیکواڑ بڑودہ کو اور پانچ ہزار ایک سو چھ روپیہ جوناگڈہ کو دینا پڑتا ہے سلامی ۱۱ ضرب توپ

پڈوکوٹہ

ہز ہائینس راجہ مارتنڈ بھیرو ٹونڈمین بہادر

ہز ہائینس ایک قدیم کلر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کے مورث زمانہ نامعلوم سے ٹونڈمین راجہ کے
خطاب سے ممتاز اور پڈوکوٹہ کے فرمانروا تھے ۱۸۰۵ء میں محاصرۂ ترچناپلی کے وقت گورنمنٹ سے اس ریاست کے
معاہدہ ہوا۔ اسکے بعد انہوں نے حیدر علی کے جنگوں میں گورنمنٹ کی بڑی رفاقت کی ۱۸۰۳ء میں اس
خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے قلعہ و ضلع کیلاسیلی واقع جنوبی تنجور عطا کیا۔ اس کی آمدنی ۳۰ ہزار سالانہ ہے
عطیہ کے شرط میں ایک باجگی کا نذرانہ داخل ہے۔ گو اسپر بھی کبھی زور نہیں دیا گیا ۱۸۳۶ء میں وہ باقاعدہ طریق سے
معاف کر دیا گیا۔ اور یہ ریاست خراج سے بھی معاف ہے۔ ۱۸۰۸ء میں راجہ وجے رگھوناتھ تونڈمان نے قضائی
اون کے بیٹے فرزند راجہ وجے رگھوناتھ تونڈمین جانشین ہوئے۔ انہوں نے ۱۸۲۵ء میں
انتقال کیا۔ اون کے چھوٹے بھائی راجہ رگھناتھ تونڈمین وارث ہوئے۔ ان کی وفات ۱۸۳۹ء میں ہوئی
ان کے بیٹے راجہ تونڈمین جانشین ہوئے۔ جب ۱۸۶۶ء میں ان کا انتقال ہوا تو راجہ مارتنڈ بھیرو تونڈمین
(راجہ صاحب حال) ۱۵ اپریل ۱۸۶۸ء کو سریر آرا ہوئے۔ آپکی ولادت ۱۸۵۰ء ہے۔ رقبہ (۱۳۰۰) مربع میل
آبادی (۳۷۳۰۰۰) آمدنی (۶ لاکھ) روپیہ۔ فوجی قوت (۱۳۶) پیدل۔ (۱۶) سوار (۶) توپیں (۵) گولنداز
سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

منی پور آسام

ہز ہائینس راجہ چوراچند

آپ ایک چھتری خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ اور راجہ چورا سے روہیائی ۲۰ ویں پشت مین ہین۔ جنہون نے اس ریاست کو اوائل اٹھارہوین صدی مین حاصل کیا تھا۔ سنہ ۱۷۱۴ء مین راجہ پورا سے روہیا کے بعد بیٹے راجہ غریب نواز کے لقب سے والی منی پور ہوئے۔ انہون نے ملک برہما پر کئی حملے کئے جن مین اون کو نمایان کامیابی حاصل ہوئی۔ اون کے پوتے راجہ جے سنگھ کے زمانہ مین برمیون نے منی پور پر حملہ کیا۔ اوس وقت اون راجہ نے گورنمنٹ سے مدد طلب کی۔ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۷۶۲ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی سے معاہدہ ہوا۔ اور گورنمنٹ نے فوجی امداد دی۔ سنہ ۱۸۲۴ء مین گمبھیر سنگھ کے زمانہ مین برمیون نے پھر منی پور پر حملہ اور ہوئے اور ملک کو تاراج کر دیا۔ مگر برٹش فوج کی مدد سے نکال دئے گئے۔ اور سنہ ۱۸۲۶ء مین جب صلح ہوگئی تو گمبھیر سنگھ نے اپنے علاقہ کو بہت وسعت دی۔ اور وادی کیوبو کو اپنے مقبوضات مین شامل کیا۔ مگر یہ حصہ سنہ ۱۸۳۴ء مین اہل برہما کو واپس دیدیا گیا۔ اوسی سال گمبھیر سنگھ نے انتقال کیا۔ اور اون کے نابالغ بیٹے چندر کرتی سنگھ جانشین ہوئے۔ ان کے زمانہ مین خانگی جھگڑون اور ملکی فسادات مین بہت ترقی رہی۔ جس سے ریاست کو سخت نقصان پہونچا۔ اون کے بعد بہت سے ناقابل برداشت واقعات پیش آئے۔ گورنمنٹ نے مجبور ہوکر سنہ ۱۸۹۰ء مین اون جھگڑون کی بیخکنی کا قصد کرلیا۔ پہلی کوشش مین ناکامی ہوی۔ اوس مین بہت سے فوج اور اعلے حکام مقتول ہوئے۔ مگر دوسری مرتبہ بلوائیون اور قاتلون کو بہت سزائین دی گئین۔ اور مہاراجہ سورچند سنگھ معزول ہوئے۔ اور ہز ہائینس راجہ چوراچند (راجہ حال) ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو مسند

نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۶ء ہے۔ گدی نشینی کے وقت آپ بہت صغیر سن تھے۔ اس ریاست مین گیارہ توپون کی سلامی موروثی ہے۔ اور اولاد اکبر کو گدی ملتی ہے۔ رقبہ (۷ ہزار ۱ در ۴ ہزار مربع میل کے درمیان ہے) مردم شماری کے کاغذات زمانۂ غدر مین نیست و نابود ہو گئے۔ ۱۸۸۱ء مین ریاست کی آبادی (۲۲۱۰۷۰) محاصل (۵۰۰۰۰) روپیہ ہے۔

کروندیا کالا ہانڈی

راجہ صاحب کروند

آپ کی عمر ابھی صرف پانچسال کی ہے۔ آپ ایک قدیم ناگ بنسی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین جو مادری جانب کروند کے اصلی گنگا بنسی اور پدری جانب ستر نگڈہ واقع چھوٹا ناگپور کے راجگان کی نسل سے ہین۔ سابق راجہ اودت پرتاب دیو کو اون کی عمدہ خدمات کے صلہ مین گورنمنٹ نے نو ضرب توپ کی سلامی مقرر کی تھی۔ جو آپ کو بھی حاصل ہے۔ آپ سے پہلے راجہ رگھوبیر دیو۔ راجہ اودت پرتاپ دیو کے متبنیٰ تھے۔ اونہون نے جبلپور راجکمار کالج مین تعلیم پائی تھی۔ رقبہ (۳۴۵) مربع میل۔ آبادی تین لاکھ سے زیادہ) آمدنی تقریباً سوا لاکھ روپیہ ہے۔ زمندبت بھی حاصل ہے۔

کھلیجی پور

راؤ راجہ سری بھوانی سنگہ جی بہادر

یہ خاندان اگنی بنس چوہان ہے۔ بانی خاندان چتر بھج چوہان کی نسل مین راجہ کھر پربھان نے نبھل مراد آباد سے اپنا توطن موضع اجیا پوری مین منتقل کیا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی اجے پال کے نام سے اجمیر آباد کیا اور اوسیکو اپنا راجدھانی بنایا۔ ان کی نسل مین راجا دگر سین شیر شاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین کھیڑ پور کی جاگیر سے سرفراز اور دیوان کے خطاب سے ممتاز ہوئے جسکے بعد اونہون نے اسکا نام کنچنی پور رکھا جو آب کثرت استعمال سے کملچی پور کے نام سے زبان زد ہے۔ ان کے پوتے راجہ کرن سنگھ نے شاہی دربار مین رسوخ حاصل کیا۔ اور سمت ۱۶۹۶ مین مہم بنگالہ پر بھیجے گئے۔ اور کامیاب آئے دوبارہ جب گئے تو راجہ بنگالہ نے اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کردی۔ اور خراج شاہی بھی ادا کیا۔ چند روز کے بعد ان کا انتقال بنگالہ مین ہوگیا دربار شاہی نے اظہار تاسف کیا۔ ان کے فرزند راجہ بھیڑ سنگھ جی تخت نشین ہوئے۔ اور شہر کا کوٹ بنوایا۔ ان کی کئی پشتون کے بعد راجہ شیر سنگھ جی خلف راجہ درجن سال سے شہر کی آبادی اور رقبہ مین ترقی دی۔ اور عدالت گورنمنٹ کا ساتھ دیا۔ ان کے فرزند راجہ امر سنگھ جی سمت ۱۹۲۶ مین تخت نشین ہوئے۔ اور جدی خطاب راؤ بہادر حاصل کیا۔ اور ریاست کے نو ضرب سلامی مین ذاتی دو ضرب کا اضافہ ہوا۔ آپ مذہب کے نہایت پابند تھے اون کے بڑے فرزند سری نہوانی سنگھ (راجہ حال) سمت ۱۹۵۶ مین تخت نشین ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت سمت ۱۹۲۲ ہے۔ آپ کو سنسکرت فارسی۔ گجراتی۔ انگریزی مین مہارت تامہ حاصل ہے۔ سپہگری۔ موسیقی شہواری مین بھی کامل دخل ہے۔ ریاست کو بہت کچھ ترقی دی ہے۔ رقبہ (۲۷۲) مربع میل۔ آبادی (۳۱۱۲۵) محاصل (۱۷۵۰۰۰) روپیہ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

اس ریاست کا فرمانروا خاندان سسودیہ کی شاخ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے مورث اعلےٰ بینی حضوری جو راجہ چتوڑ کے یہاں ایک ممتاز عہدہ پر مامور تھے۔ اونکو جاگیر سیسرا اور رئیس کا خطاب عطا ہوا۔ سنہ ۱۸۰۲ء میں جب ملک بندیلکھنڈ پر گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو اوسوقت درجن سنگھ کے چھوٹے بیٹے برسر حکومت تھے پھر سنہ ۱۸۰۶ء میں اور دوسری سنہ ۱۸۱۴ء میں عملداری ہوئی۔ اون کی وفات پر اون کے دو بیٹوں میں ریاست تقسیم ہوگئی۔ بشن سنگھ بڑے لڑکے کے حصہ پر اور پرتاب دوسرے لڑکے راجہ گوگڈہ پر قابض ہوئے دوسرا حصہ سنہ ۱۸۵۷ء میں بوجہ بغاوت سے جو پرشاد ولد پرتاب دوم ضبط ہوگیا۔ بشن سنگھ نے سنہ ۱۸۵۸ء میں وفات کی۔ اون کے بیٹے موہن پرشاد جانشین ہوئے۔ یہ بھی سنہ ۱۸۵۸ء میں فوت ہوگئے۔ اون کے بیٹے راجہ لکھیر سنگھ (راجہ حال) سنہ ۱۸۵۲ء میں متبنیٰ ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۴۳ء ہے۔ سنہ ۱۸۶۵ء میں آپکو گیارہ توپ کی تسلیمات عطا ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۷ء میں راجہ کو خطاب ملا۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو بطور اعزاز دوازدہ توپ کی سلامی مقرر ہوئی۔ رقبہ (۴۰۰) مربع میل آبادی (۶۳۷۰۲) حاصل (۷۴۰۰۰) روپیہ ہے۔

علی راجپور

رانا پرتاب سنگھ

ابتدائے عہد تسلط گورنمنٹ برطانیہ میں یہ ریاست مسافر مکرانی کے تحت میں تھی۔ رانا پرتاب سنگھ کے انتقال پر اون کے بھتیجے کیسری سنگھ نے پرتاب سنگھ کے بیٹے جسونت سنگھ کو جو اون کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تھے محروم الارث کرنا چاہا تھا۔ مگر مسافر مکرانی نے کیسری سنگھ کو پسپا کردیا۔ اور جسونت سنگھ کے زمانہ نابالغی میں پرتاب سنگھ منتظم رہے۔ کیونکہ سابق میں بھی یہی منتظم تھے۔ ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء کو جسونت سنگھ نے قضا کی

اور ایک وصیت کے رو سے ریاست کو دو بیٹوں میں تقسیم کیا لیکن گورنمنٹ نے اس وصیت کو منظور نہیں کیا اور اون کے بڑے بیٹے گنگا دیو جانشین ہوئے جب اونہون نے بھی انتقال کیا تو رانا پرتاب سنگھ (والی حال) ۱۸۹۱ء مین سریر آرا ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۱ء ہے رقبہ (۸۳۶) مربع میل۔ آبادی (۵۰۱۵۰) محاصل (۲۰۰۰۰۰) روپیہ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

ناگود

راجہ جدو بندر اسنگھ

فرمانروایان ریاست پرہار راجپوت ہین۔ یہ خاندان گذشتہ نو سو برس سے حکمران ہے۔ سابق مین یہ ریاست پنا کے ماتحت تھی۔ مگر ۱۸۰۹ء مین راجہ لال شیو راج سنگھ نے گورنمنٹ سے سند حاصل کی۔ اور اونکے بعد اون کے بیٹے بلبھدر سنگھ ۱۸۱۸ء مین جانشین ہوئے۔ بعد ازان اون کے بیٹے رگھبندر سنگھ ۱۸۳۸ء مین قایم مقام ہوئے۔ اونھون نے غدر مین گورنمنٹ کی بہت خدمت کی۔ اس کے صلہ مین گورنمنٹ نے ۱۸۵۹ء مین جاگیر منضبط بجے راگھوگڈھ سے ۱۱ مواضع عطا کئے۔ ۱۸۶۲ء مین سند نیابت بھی ملی۔ جب ۱۸۷۴ء مین اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند جدو بندر اسنگھ (والی حال) ۱۲ مرجون ۱۸۷۴ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۳۰ دسمبر ۱۸۵۵ء ہے۔ فروری ۱۸۸۲ء مین کامل اختیارات مرحمت ہوئے رقبہ (۵۰۱) مربع میل۔ آبادی (۶۷۰۹۲) محاصل (۱۵۰۰۰۰) روپیہ منجملہ اس کے ستر ہزار جاگیرات و معافیات مذہبی مین وضع ہوتے ہین۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

رونڈھہ

راجہ ٹھاکر پرشاد سنگھ

آپ گوہی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ آپکے مورث اعلیٰ گوری چند رونڈھہ کے فرمانروا تھے جنھون نے ۱۷۴۹ء مین انتقال کیا۔ اون کی اولاد مین راجہ موہن سنگھ نے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا اور ۱۸۰۸ء مین سند ریاست حاصل کی۔ ۱۸۲۷ء مین اونھون نے قضا کی۔ اون کے بیٹے بہتیجے وارث قرار پائے۔ ۱۸۶۷ء مین ان کا انتقال ہوا۔ اور راجہ جیتر پال سنگھ جانشین ہوئے۔ جب ۱۸۷۲ء مین اونکی وفات ہوئی تو راجہ گمبیر دیال سنگھ سریر آرا ہوئے۔ ان کو راجہ بہادر کا خطاب اور نو ضرب توپ کی سلامی کا اعزاز حاصل ہوا۔ دوسرے سال یہ سلامی مورونی ہوگئی۔ جولائی ۱۸۸۶ء مین اونھون نے انتقال کیا۔ اور راجہ ٹھاکر پرشاد سنگھ (راجہ حال) گورنمنٹ نے منتخب کیا۔ جانشینی کے وقت اونکی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ رقبہ (۲۱۷) مربع میل۔ آبادی (۷۲۴۱۱) آمدنی (۱۶ ہزار) روپیہ سلامی نو ضرب توپ کی

ہرسانی

فرمائیں رانا رنجیت سنگھ

آپ سسودیہ راجپوت اور فرمانروایان اودیپور کے رشتہ دار ہین۔ آپکے مورث اعلیٰ نے تقریباً

۷۴	جھنڈہ	جاگیردار ستارہ	رام راؤ امرت راؤ عرف ابا صاحب ٹھٹھیر	۰	۰	۰	۸۰۰۰۰		۱۲۰۱۸	(۱۰۴۴) روپیہ گورنمنٹ کو خراج دیا جاتا ہے۔ علاوہ اسکے اور بھی اضلاع میں چھوٹی چھوٹی رقمیں دیتے ہیں۔
۷۵	پھلٹن	//	مادھوجی راؤ جان راؤ عرف بابو صاحب نائک نمبالکر	۰	۰	۱۰۸۳	۶۰۰۰۰	۲۳ ۵۹۲۱		سنہ ۱۸۶۲ء میں ارنت پروہی کو چندگانون کی مانگزاری ادا کرتے ہیں۔
۷۶	رائگلی	سفرای ہند جاگیردار	جسونت بائی صاحبہ بیوہ جیتا من راؤ ابا صاحب پٹوارد ہن							+
۷۷	ایلچ پور کلان	//	گنگا دھر راؤ گنیش عرف بالا صاحب پٹوردہن	سنہ ۱۸۶۲ء	۶ جون سنہ ۱۸۰۰ء	۳۲۰	۶۵۰۰۰	۲۷ ۴۲۶۷		گورنمنٹ کو (۱۰۸۸) روپیہ خراج دیا جاتا ہے۔
۷۸	ایلچ پور خود	//	مادھو راؤ ہری ہر عرف بابا صاحب پٹوردہن	۰	۰	۲۰۷	۳۰۰۰۰	۱۵ ۱۹۸۸		
۷۹	جکھنڈی	//	پرشرام راؤ اچند عرف بابا صاحب پٹوردہن	۰	۱۸ فروری سنہ ۱۸۹۰ء	۵۵۵	۱۰۰۰۰۰	۳ ۹۷۴۱۲		
۸۰	کلان کرنداڈ	منفرای ہند	جیتا من راؤ رگھوناتھ عرف بابا صاحب پٹوردہن	سنہ ۱۸۵۰ء	سنہ ۱۸۷۶ء	۱۷۴	۴۷۰۰۰		۱۸۰۰۰	قسمت میں ۱۲ گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے۔
۸۱	خرد کرنداڈ	//	ہری ہر راؤ وٹھایک عرف واجی صاحب پٹوردہن مادھو راؤ گنپت راؤ عرف بادا صاحب	۰	۰	۱۳۴	۳۰۰۰۰		۱۱۰۰۰	یہ دونوں ریاست کے حصہ دار ہیں۔
۸۲	رام درگ	//	وٹکٹ راؤ یوگی راؤ عرف راؤ صاحب پٹوارے	۰	۰	۱۶۹	۳۵۰۰۰		۱۰۹۶۲	
۸۳	مدھول	//	مانوجی رام وٹکٹ راؤ راجیجا عرف نانا صاحب گھورپڑے۔	۰	۰	۳۶۱	۶۰۰۰۰	۱۹ ۷۳۲۶		
۸۴	اچلکرنجی	//	نراین راؤ گووند عرف بابا صاحب گھورپڑے	۰	۸ اکتوبر سنہ ۱۸۷۵ء	۲۰۷	۶۵۰۰۰	۲ ۴۱۱۴		دو ہزار روپیہ خراج گورنمنٹ لیتی ہے
۸۵	وشالگڈھ	//		۰	۰	۱۲۱	۳۰۰۰۰	۱ ۳۰۹۲		اس رئیس کا لقب پنت پرتندھی ہے (۵۹۷۵) خراج ہے۔
۸۶	بولوا	//		۰	۰	۱۳۷	۴۳۰۰۰	۸ ۷۴۳		اس رئیس کا لقب پنت امیتیہ ہے (۳۴۲۰) خراج ہے۔
۸۷	کاگل	//		۰	۰	۱۲۸	۵۲۰۰۰	۱۰ ۱۰۱۵		اس رئیس کا لقب گھاٹگے راؤ وزارت ہے دو ہزار روپیہ خراج ہے۔

۸۸	کالپشی	مغربی ہند	۰	۰	۰	۳۵	۱۳۰۱۰	۴ ۹۷۹	اس ریئس کا لقب ناپتی ہے۔ ۱۴۰۰ خراج ہے
۸۹	تورگل	〃	۰	۰	۰	۱۲۰	۱۳۰۰۰	۴ ۵۸۲۶	اس ریئس کا لقب سنیا خاص طلب ہے
۹۰	دتواڈ	〃	۰	۰	۰	۴۰	۱۹۰۰۰	۹۰۰۰۰	(۴۲۵۰) خراج ہے۔ اس ریئس کا لقب سپہ سالار ہے اس حصہ زمین پر ٹیکا لقب سپہ سالار ہے اور اس کا خواجہ بخت بہادر چار ہزار سوار رکھتا ہے
۹۱	کاگل خرد	〃	۰	۰	۰	۵۰	۶۰۰۰۰	۱۰۲۰۰۰	اس ریئس کا لقب سرفراز خان ہے اس زمین پر ۱۰ ہزار سوار رکھتا ہے۔ (۲۰۲۶) خراج
۹۲	سندور	مدراس	راجہ کرشن دیو راجہ ہندو راجہ کی طرف سے نیابتی	۱۰ جولائی ۱۸۹۲ء	۲۳ دسمبر ۱۸۹۲ء	۱۶۴	۱۱۲۰۵	۰	
۹۳	سورہ ہنچ	بنگال آسام باجگزار ہیں	راجہ سری رام چندر نیچ دیو۔	جنوری ۱۸۰۳ء	۰	۴۲۴۷	۶۱۰۲۰۶	۱۰۰۰۰۰۰	۱۰ لاکھ گورنمنٹ خراج لیتی ہے
۹۴	ناگپور	مدراس	راجہ کشور چند سریر بری چندن مہاپاتر	۰	۰	۳۹۹	۵۶۷۴	۳۱۶۳	
۹۵	اٹھ گڈہ	〃	راجہ سری کرن انشومان جوانا پٹ نائک	۱۲ اگست ۱۸۹۲ء	۱۸۹۲ء	۱۶۸	۲۲۶۰۲	۲۵۰۰۰	۱۰ لاکھ سکہ
۹۶	اچھلک	〃	راجہ بہبود ہندر دیو سنت	۰	۰	۷۲۰	۳۱۲۰۵	۲۲۰۰۰	
۹۷	برسا	〃	راجہ بشمبر سریر مگراج مہاپاتر	۱۸۰۰ء	۱۵ اگست ۱۸۹۱ء	۱۳۴	۳۲۵۲۹	۲۸۰۰۰	۱۰ لاکھ سکہ
۹۸	بوڈ	〃	راجہ جوگندر دیو	۱۸۰۰ء	۱۸۷۹ء	۱۲۶۴	۹۵۰۱	۳۲۰۰۰	۱۱ لاکھ
۹۹	دس پلا	〃	راجہ نراین دیو نیچ	۱۸۶۰ء	۱۸۹۰ء	۵۶۸	۴۵۹۷	۱۸۰۰۰	۱۰ لاکھ
۱۰۰	دھنکانال	〃	راجہ سدرشن مہندر بہادر	۱۸۰۴ء	۱۸۸۵ء	۱۴۶۳	۳۰۲۵	۱۲۵۰۰۰	۱۰ لاکھ
۱۰۱	ہندول	〃	راجہ جگادیو مہاراج جگدیو۔	۱۸۰۵ء	۱۸۹۷ء	۳۱۲	۳۷۹۳	۲۹۶۹۲	۱۰ لاکھ
۱۰۲	کیونجھر	〃	مہاراجہ دھنورجی نراین نیچ دیو۔	۱۸۴۹ء	۱۸۶۱ء	۳۰۹۲	۲۴۸۱۰۱	۸۶۵۳	۱۰ لاکھ
۱۰۳	کھانڈپارا	〃	راجہ نتو بر مردراج بہر مر بر رائے	۱۸۳۷ء	۱۸۷۶ء	۲۴۴	۶۲۲۸۵	۲۵۰۲۰	۱۰ لاکھ ۸۰ ہزار
۱۰۴	سرنگپور	〃	راجہ سادھو چرن سنگھ ہری چندن مہاپاتر	۱۸۰۲ء	۱۸۸۴ء	۱۹۹	۳۵۸۰۰	۳۴۹۵	۱۰ لاکھ ۹۰ ہزار
۱۰۵	سنگھ گڈہ	〃	راجہ نراین سنگھ ماندھاتا	۰	۱۸۹۵ء	۵۸۸	۱۰۸۶۲	۲۳۲۳	۱۰ لاکھ ۳ ہزار
۱۰۶	سنگھری	〃	راجہ کرشن چندر مہاراج ہری چندن	۱۸۰۲ء	۲۳ نومبر ۱۸۳۶ء	۲۷۸	۶۷۱۹۰	۴ ۵۹۵	۱۰ لاکھ ۸۰ ہزار

۱۰۷	پل مہارا		راجہ گنیشور پال	۱۸۹۴ء	۱۸۹۴ء	۱۰-۳۰ اگست	۴۵۲	۲۹۷۰	۱۷۴۳۷	تا ۱۹۲۰ء گورنمنٹ خراج لیتی ہے
۱۰۸	پنچیت	"	راجہ سریر کرشن چندر سنگھ بجر دھرمندر مہاپاتر				۲۰۳	۴۰۱۱۵	۳۰۶۴۱	الف ۱۹۲۱ء " "
۱۰۹	ٹمگریا	"	راجہ بنمالی کھیترپاسیر برجیتی منگ مہاپاتر	۱۸۵۷ء	۱۸۵۷ء	۸ اپریل	۴۶	۲۰۵۴۶	۸۴۹۲	لاعدد " "
۱۱۰	لونائی	"	راجہ صاحب لونائی				۳۴۹	۳۲۰۰۰	۴۵۰۰	۱۹۲۰ء " "
۱۱۱	چنگ بھاکر	"	بھیا بھاپیر سنگھ دیو بھیا چنگ بھاکر	۱۸۷۹ء	۱۸۹۶ء	۱۷ جون	۹۰۶	۱۸۰۰۰	۹۰۰۰	سالانہ " "
۱۱۲	گنگ پور	"	راجہ رگھوناتھ سکر دیو	۱۸۴۹ء	۱۸۵۵ء	۲۸ نومبر	۲۵۱۸	۹۱۴۴۰	۱۰۰۰۰	حماء " "
۱۱۳	جنس پور	"	راجہ بشن پرشاد سنگھ دیو				۱۹۶۳	۱۱ ۳۶۳۶	۱۵۰۰۰	۱۹۱۸ء " "
۱۱۴	کھرسون	"	ٹھاکر مہندر نارائن سنگھ دیو	۱۸۶۹ء	۱۸۸۴ء	۲ مارچ	۱۴۵	۳۵۴۷۰	۱۸۰۰۰	کوئی خراج نہیں دیا جاتا۔
۱۱۵	کوریا	"	راجہ سیو منگل سنگھ				۱۶۲۵	۳۶۲۴۰	۶۰۰۰	۱۹۱۸ء گورنمنٹ خراج لیتی ہے
۱۱۶	سرائے کالا	"	راجہ اودت نرائن سنگھ دیو بہادر	۱۸۴۷ء	۱۸۸۳ء	۲۵ نومبر	۴۳۸	۹ ۳۸۳۹	۱۷۰۰۰	کوئی خراج نہیں دیا جاتا۔
۱۱۷	سرگجا	"	مہاراجہ رگھوناتھ سرن سنگھ دیو	۱۸۶۰ء	۱۸۶۱ء	۲۵ مارچ	۶۵۵	۳۶ ۴۵۵۲	۳۶۰۰۰	الف ۱۹۲۱ء گورنمنٹ خراج لیتی ہے
۱۱۸	چھوٹا اودے پور	"	راجہ چندر سیکھر پرشاد سنگھ دیو				۱۵۵	۳۰۵۳۶	۷۰۰۰	حماء " "
۱۱۹	آسام	"								اس کوہستانی حصہ آسام میں ۲۶ ریاستیں ہیں جن میں (۴) خودمختار سوئیرہ، چیرہ، کھرچم، ناگ ستی اور باقی ۲۲ چھوٹی ہیں۔
۱۲۰	بھوٹان	"	ہز ہائینس پنگ سنگے دوزری دیب		۱۸۸۵ء	۱-۳۳ اگست			ہنیں صحیح اندازہ	
۱۲۱	بلرام پور	"	مہاراجہ بھگوتی پرشاد سنگھ	۱۸۶۹ء	۱۸۹۰ء	۱۹ جنوری	۱۳۰۰	۶۲۰۰۰	۲۲۰۰۰۰	
۱۲۲	اجودھیا	"	مہاراجہ سر پرتاب نارائن سنگھ بہادر کے سی آئی ای		۱۸۸۶ء	۱۳ جنوری				
۱۲۳	درہنگہ	"	مہاراجہ سر رامیشر سنگھ بہادر کے سی آئی ای						۲۶۰۰۰۰	

ذیل مین ایک اور نقشہ چھوٹی چھوٹی مینوڈ کے ریاستون کا دیا جاتا ہے
اس مین صرف رئیس اور جاگیر کا نام لکھدینا ہمنے کافی تصور کیا ورنہ بہت کچھ طوالت ہوجاتی

نمبر سلسلہ	نام رئیس	نام ریاست	نمبر سلسلہ	نام رئیس	نام ریاست	نمبر سلسلہ	نام رئیس	نام ریاست
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	راجہ نروتم سنگھ	ایلکا تمام لکھنؤ اگرہ	۱۴	راجہ اودے پرتاپ سنگھ سی ایس آئی	دربہنگہ	۲۷	راؤ گرراج سنگھ	کچیسر
۲	راجہ شیام سنگھ	تاجپور	۱۵	راجہ کیہری سنگھ جودیو	بہرٹیہ	۲۸	رانی دہرم راج کنور	بازار ریاست
۳	راجہ بھوپیندر بہادر سنگھ	کنشت	۱۶	رانی بدیسرن کنور	اگوہی ہیر	۲۹	راجہ سردار سنگھ بہادر	کشہرہ
۴	راجہ بھوپ اپدیہ بکرم سنگھ سی ایس آئی تعلقدار	چہاگپور	۱۷	درگا پرشاد دستندار	سندیلہ	۳۰	راجہ اودت سنگھ	تروا
۵	راجہ بختاور سنگھ	پرینڈا	۱۸	راجہ پرتاب بہادر سنگھ	کروارا	۳۱	راجہ رد پشاہ دیوجو	بگجر پور
۶	راجہ بیشنو بخش سنگھ	قاضپور	۱۹	مہاراؤ راجہ بنس پت سنگھ	بابکوٹہ	۳۲	راجہ مادو موہن سنگھ تعلقدار	بہراون
۷	راجہ بشن دت سنگھ	اودیل	۲۰	رانی مہوت کنور تعلقدار	کہیری گڈہ	۳۳	راجہ مہندر مان سنگھ	بہلدہ
۸	راجہ بھوان بخش	اونی	۲۱	راجہ نرپت سنگھ	امتہر	۳۴	راجہ گوبند سنگھ	بیونا
۹	رانا شیوراج تعلقدار	ہندوی و کھیڑا گان	۲۲	راجہ بشیو درشن سنگھ	گوپال پور	۳۵	راجہ بکرم جیت سنگھ	شاہ پور
۱۰	راجہ رام سنگھ جودیو	رام پورہ	۲۳	راجہ راپھال سنگھ تعلقدار	کالاکانکر	۳۶	راجہ مہیش پرتاپ سنگھ	آنولا
۱۱	رانی کشن کنور	رامپور	۲۴	رائے بچ نمائن رائے	ٹپدونہ	۳۷	راجہ رام سنگھ	بانسی
۱۲	رانی جانکی کنور	پرسور	۲۵	راجہ پرتاپ بہادر سنگھ تعلقدار	پرتاپ گڈہ	۳۸	راجہ رودر پرتاپ	دیورہ
۱۳	رانی جے نیس کنور	کیتہولہ	۲۶	راجہ پرپل پرتاپ سنگھ	ملہانجی	۳۹	راجہ لوگ سنگھ	جنجھنی

۴۰	راجہ شیوپال سنگھ	مراٹھہ	۵۲	راجہ مہاراجہ ونکٹ سوتیا	جنیلی	۶۲	راجہ واد پتاکودی الاگم راجہ رامیا	پیپاڈ
۴۱	راجہ بھگوان بخش سنگھ	اٹھی		چلاپتی رنگراؤ بہادر		۶۳	مہاراجہ آنریبل شری شیوپرشاد سنگھ سی ای ای	گڈمور علاقہ بنگال
۴۲	راجہ نرمدر سنگھ	ہردوئی		کے۔ سی۔ آئی۔ ای		۶۴	مہاراجہ سر پدمپت زراین سنگھ بہادر	سونپرسا
۴۳	راجہ رامیشور بخش سنگھ	سیرسنگہ پور	۵۳	راجہ شنکر دیال پور لشکری	کرتمانڈ	۶۵	مہاراجہ گرجا ناتھ رائے	دیناج پور
۴۴	رانی دیا دت کنور	کھیمپور	۵۴	راجہ دیپ دیال راجہ	کورم پرانت	۶۶	راجہ پرمو تھو بھوشن دیب رائے	مدنگھ
۴۵	راجہ جگمہن سنگھ سی آئی۔ ای	اٹراجیڈ پور	۵۵	راجہ بہاسکر سنتوشی اور گل	رامنڈ	۶۷	راجہ بدمانند سنگھ بہادر	فیلی
۴۶	راجہ بلونت سنگھ سی آئی ای	اوا	۵۶	راجہ بیدیا کودی لگھنتہ	کالی کٹ	۶۸	مہاراجہ ستیش چندر رائے بہادر	ندیا
۴۷	راجہ اودت نراین سنگھ	رام نگر		ویرا راین راجہ دوم		۶۹	راجہ نرپت سنگھ دیو	پوڑا ہاٹ
۴۸	راجہ پرتاب بہادر سنگھ	کٹیاری	۵۷	راجہ ونکٹ پیرل بوماراز و کما	کارونٹ نگر	۷۰	راجہ رنجیت سنگھ بہادر	نتی پور
۴۹	راجہ بجے رام گج پت راج	ڈریانگرم	۵۸	راجہ ونکٹ کما پیسپتی سوریا راؤ	پتاپور	۷۱	راجہ ٹھکرائی ہگوت دیال سنگھ	چین پور
	مرزا راجہ سری لیسوتی بجے رام میہ سلطان بہادر گاروڑ	علاقہ مدراس	۵۹	راجہ سرگوپال کرشن یاچیندر	ونکٹ گری			ہرہرگنگا
				راجہ سری بہادر دلیگوڈی		۷۲	راجہ سر بندر نراین سنگھ	برواری
۵۰	مہاراجہ دکرما دیتیہ سری	جیپور		کے۔ سی۔ آئی۔ ای		۷۳	راجہ اجیہ نراین دیب	سدلی
۵۱	کیرالہ ورما ولیا کوئل تھمبوران سی ایس آئی	ٹراونکور	۶۰	راجہ ڈمرکار اگلپا نیم بہادر	کالاہستی	۷۴	رانی اہیشوری دیبی	بجنی
			۶۱	رانی سیتو پاروتی بائی	اردگل			

اس کے قبل ہمنے چند رؤسا اسلام کا نقشہ جو درج کیا تھا اوس میں چند رؤسا اسلام کے نام سہواً باقی رہگئے تھے اب ذیل میں اونکی تفصیل لکھکر تکمیل کردیجاتی ہے

نمبر شمار	نام ریاست	علاقہ	نام رئیس وخطاب والقاب	تاریخ دادوستد	تاریخ سند تشفی	رقبہ بحساب مربع میل	آبادی	حاصل	کیفیت خراج وغیرہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	جنجیرا	مغربی ہند	نواب جنجیرہ	.	.	۴۲	۱۲۳۸۹	۶۰۰۰۰	یہ ریاست جنجیرہ سے متعلق ہے
۲	منٹوا	کاٹھیاواڑ	بابی فتح دین خان جی	.	.	.	۴۲۱۰۵	۱۵۱	اس ریاست کے دو حصہ دار ہین
۳	سچانا	″	ملک سچانا	.	.	.	۱۶۰۲۷	۱۰۰۰۰۰	لہا مت ہے گورنمنٹ خراج لیتی ہے
۴	گدار	″	″	.	.	.		۱۱۴۳۰۰	اس ریاست کے مالک بابی مسلمان ہین - انکی آبادی مجموعہ میں شامل ہے
۵	تروارہ	پالنپور بمبئی	ٹھاکر صاحب تروارہ	.	.	۱۲۵	۸۸۴۶	۱۲۰۰۰	یہ ٹھاکر مسلمان ہین اور یہ ریاست پالنپور کے ماتحت ہے
۶	ورئی ادرا	″	ملک	.	.	۲۳۰	۲۱۳۷۶	۶۷۰۰۰	اس ریاست کے رئیس جاٹ مسلمان ہین
۷	بیگن بی	مدراس	نواب فتح علی خان بہادر سی - ایس - آئی -	۱۸۴۹ء	۱۸۶۵ء	۲۵۵	۳۵۰۰۰	۲۷۲۲۵	اس میں سے بہت بڑا حصہ ارکان خاندان کے جاگیرون مین نکل جاتا ہے - مگر اب یہ ریاست قایم نہین رہی کیونکہ گورنمنٹ نے نواب کی ظلم وزیادتیون سے اپنا قبضہ کر لیا - اور نواب معزول وبیدخل کر دئے گئے -
۸	بہادر گڑھ	حال آگرہ	فرزند ارجمند بیگم صاحبہ	.	.	.	.	.	
۹	جہانگیر آباد	داودہ	زیب النسا بیگم صاحبہ	.	.	.	.	.	
۱۰	باسدہ گڑھ	″	نواب امانت فاطمہ بیگم صاحبہ	.	.	.	.	.	

چودھویں صدی مین ریاست جودھپور سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس ریاست کے قلعون شہرون اور کارخانجات آبپاشی کے کھنڈرد یکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم الایام مین یہ ریاست نہایت سرسبز و شاداب ہوگی۔ اٹھارھویں صدی کے ابتدا مین مرہٹون نے اس ریاست کی طاقت کو کمزور اور اسکی وسعت مین بہت کچھ کمی کردی لیکن اس ریاست کے فرمانروا سردار مالوہ کے باجگزار رہے۔ ۱۸۶۰ء مین جسونت سنگھ حکمران تھے۔ انہون نے ۱۵ اگست ۱۸۸۰ء کو انتقال کیا۔ اون کے بھائی اندر جیت سنگھ مسند نشین ہوئے۔ جنکے انتقال پر رانا رنجیت سنگھ (والی حال) سریر آرا ہوئے۔ رقبہ (۱۱۷۸) مربع میل۔ آبادی (۷۶۱۳۶) محاصل (۸۷۰۰۰۰) روپیہ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

پالیتانہ

سرمان سنگھ جی سورسنگھ جی کے سی ایس آئی

آپ گوہیل راجپوت شہاجی کے نسل سے ہین۔ جنکو رائے جونا گڈھ کاٹھیاوار کی ہمشیر ولم کنور یہ کی شادی کی تقریب مین مانڈوی کا ایک ضلع عطا کیا تھا۔ شہاجی اس ریاست کے بانی اور ٹھاکر سورسنگھ جی کے فرزند اکبر تھے ۱۸۸۳ء مین اون کا انتقال ہوا۔ اور سرمان سنگھ جی (والی حال) ۳ دسمبر ۱۸۸۳ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۶۲ء ہے۔ آپنے پرایویٹ اتالیق سے تعلیم پائی ہے انگریزی مین بخوبی مہارت ہے۔ فن سپاہ گری اور فوٹوگرافی مین نہایت مشاق ہین۔ ولیعہد ریاست کا نام کنور سری بہادر سنگھ جی ہے ۱۸۹۶ء مین آپ کو کے سی ایس آئی کا خطاب عطا ہوا۔ کوہ ستر نجے جو جینون کی رفیع و عالیشان مندر کے لئے مشہور ہے وہ اسی ریاست مین واقع ہے۔ رقبہ (۲۷۹) مربع میل

آبادی (۲۸۵۶ء) حاصل (۴ لاکھ پچہتر ہزار روپیہ) ہے۔ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

دھرول

ٹھاکر صاحب شری ہری سنگھ جی

قدیم روایت کے مطابق اس حکمران خاندان کو نسبتاً خاندان جام نگر سے تعلق ہے۔ جسکو جام اول جی برادر ہردو جی نے آباد کیا تھا۔ یہ دونوں نبرد آزما بھائی اوائل سولھویں صدی میں قسمت آزمائی کے لئے گھر سے باہر نکلے۔ اور برسوں شہر دور یاستیں قایم کیں۔ جنپر دونوں جداگانہ طور پر حکمران ہوئے۔ ہردو جی کے بعد ان کے بیٹے جسوجی جانشین ہوئے۔ جن کی پانچویں پشت میں کالوجی گذرے ہیں۔ جو شجاعت و بہادری میں مشہور ہیں۔ ۱۸۴۳ء میں جے سنگھ گدی پر بیٹھے۔ اون کے بعد ہری سنگھ جی (والی حال) ۴ نومبر ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپکی ولادت ۲۴ جون ۱۸۴۵ء ہے۔ آپ نے ریاست میں بہت کچھ اصلاحیں کیں۔ ۔ ۔ ۔ میں کلاک ٹاور۔ زنانہ اسکول۔ اسپتال۔ تار گھر وغیرہ قایم کئے۔ ولیعہد کا نام کمار شری دولت سنگھ جی ہے۔ رقبہ (۲۰۳) مربع میل۔ آبادی (۲۱۹۰۶) آمدنی (۱۵ لاکھ) روپیہ سلامی نو ضرب توپ ہے

سونہٹہ

مہاراناشری زورآور سنگھ جی

آپ پنوار راجپوت ہیں۔ آپ کا اصلی وطن آبو تھا۔ آپ اُس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں

راجہ بکرماجیت اول صدی مین اور راجہ بھوج والی اجین گیارھوین صدی مین پیدا ہوئے تھے۔ اس خاندان نے دسوین صدی مین اجین سے نکل کر جہالور مین سکونت اختیار کی۔ پھر تیرھوین صدی مین رانا ناگلم سنگھ کے بیٹے سونٹھہ نے اپنے نام سے اس ریاست کی بنیاد ڈالی ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ سے توسل پیدا ہوا ۱۸۱۹ء مین سندھیا نے سونٹھہ پر حملہ کیا تھا۔ مگر گورنمنٹ نے مداخلت کی۔ جہارانا بھون سنگھ نے ۱۸۷۲ء مین لاولد انتقال کیا۔ رانی نے حسب اجازت گورنمنٹ پرتاب سنگھ کو منتخب کیا۔ گورنمنٹ نے منظور کر دی۔ ایک سال کا محاصل بطور نذرانہ تجویز ہوا۔ ۱۸۹۰ء مین سند تبنیت ملی۔ اون کی وفات پر زور آور سنگھ جی (والی حال) ۳۱ اگست ۱۸۹۶ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۴ مارچ ۱۸۸۱ء ہے۔ رقبہ (۳۹۴) مربع میل۔ آبادی (۷۴۲۰۸) محاصل (۲ لاکھ) روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

راجکوٹ

ٹھاکر لکھاجی راج باواجی

آپ جاریجہ راجپوت ہین۔ اور اپنے والد ٹھاکر صاحب باواجی کے وفات پر ۱۶ اپریل ۱۸۹۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۶ء ہے۔ گورنمنٹ نے سند تبنیت بھی عطا کی ہے۔ آپ کا دارالریاست اکثر شہزادگان مغربی ہندوستان کی تعلیم گاہ ہے۔ کیونکہ راجکوٹ مین راجکمار کالج ہے۔ اور اسی کالج مین آپنے بھی تعلیم پائی ہے ۱۸۹۰ء مین آپنے راجکوٹ کے سول اسٹیشن کے لئے ایک تالاب تعمیر کیا ہے۔ جسکے معاوضہ مین کاٹھیاوار ایجنسی سے آپکو پانچہزار روپیہ ملتے ہین۔ رقبہ (۲۸۱) مربع آبادی (۷۵۰۰۰) محاصل (۲ لاکھ) روپیہ ہے۔ برٹش گورنمنٹ کو (۱۸۹۱) روپیہ اور نواب جوناگڈھ کو

(۲۳۳۰) روپیہ سالانہ خراج دیا جاتا ہے۔ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

لمڑی

ٹھاکر صاحب سر جوہت سنگہ جی کے سی آئی ای

آپ راجپوتون کے فرقۂ جھالا سے تعلق رکھتے ہین۔ آپ کا سلسلۂ نسب منگوجی خلف ثانی ہرپال دیو سے ملتا ہے جنھون نے دسوین صدی کے آغاز مین پٹادی مین حکومت کی تھی۔ منگوجی نے جھبو کو اپنا مستقر قرار دیا۔ اور خاندان لمڑی کی بنیاد ڈالی۔ سر جوہت سنگہ جی۔ (والی حال) منگوجی کے چوبیسوین پشت مین ہین۔ جب آپ تین برس کے تھے تو آپکے والد نے ۱۸۶۲ء مین قضا کی۔ اور آپکی نابالغی کے زمانہ مین ریاست کا انتظام گورنمنٹ نے انجام دیا۔ انگریزی۔ سنسکرت۔ فارسی۔ وغیرہ مین آپنے بخوبی مہارت حاصل کی ہے۔ آپ یکم اگسٹ ۱۸۷۷ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۳ مئی ۱۸۵۹ء ہے پرنس آف ویلز نے آپ کو ایک موقع پر تمغۂ عطا کیا۔ اور فرمایا کہ مین ان نوجوان مہاراجہ کو کبھی نہ بھولونگا۔ ۱۸۷۶ء مین آپنے انگلستان کا بھی سفر فرمایا۔ اور ہز امپریل میجسٹی امپریس جرمنی سے ملاقات کی۔ ۱۸۸۴ء مین مجلس واضعان آئین و قوانین کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور ۱۸۸۷ء مین جوبلی اول کے موقع پر آپ بھی بمجلا ون تین رئیسون کے جو دوسائے کاٹھیا وار کے قایم مقام بنکر انگلستان گئے تھے تشریف لیگئے۔ علیا حضرت نے انکو باریابی کا شرف بخشا۔ اور اپنے دست مبارک سے کے سی۔ آئی۔ ای۔ کا تمغہ عطا کیا۔ اور اپنی ایک شبیہ خاص بھی مرحمت کی۔ اس سفر مین آپنے۔ اسکاٹلنڈ۔ آئرلنڈ۔ ممالک متحدہ امریکہ کی بھی سیر فرمائی۔ پھر واشنگٹن۔ نیویارک۔ بوسٹن۔ چکاگو۔ نیاگرا۔ سین فرانسسکو ہوتے ہوئے

ہندوستان آئے۔ آپنے اپنی ریاست کو بہت کچھ ترقی دی ہے۔ اور مفید اصلاحین جاری کی ہین۔ رقبہ (۳۴۳) مربع میل۔ آبادی (۳۱۲۸۷) محاصل (۵ لاکھ) روپیہ۔ سلامی نوضرب توپ مقرر ہے۔

بانسدہ

مہاراول سری پرتاب سنگہ جی گلاب سنگہ جی

آپ سولنکھی راجپوت اور مدیو جی کی نسل مین ہین۔ یہہ ریاست پیشوا کو بجاب چوتھ ۷ ہزار روپیہ ادا کرتی تھی۔ عہدنامہ بسین کے بعد یہ حق گورنمنٹ کو حاصل ہوا۔ گورنمنٹ ۷ ہزار تین سو اکاون روپیہ بطور خراج اس ریاست سے لیتی ہے۔ ۱۸۲۹ء مین مہاراول ہمیر سنگہ مسند نشین ہوئے۔ اور سند تبنیت بھی حاصل کی ۱۸۶۱ء مین مین اون کا انتقال ہوا۔ اور مہاراول گلاب سنگہ (جو یکجدی رشتہ دار تھے) وارث ہوئے۔ ۱۸۷۷ء اونھون نے وفات پائی۔ اور اون کے بیٹے مہاراول پرتاب سنگہ (والی حال) ۲ مارچ ۱۸۷۶ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۰ دسمبر ہے۔ رقبہ (۲۱۵) مربع میل۔ آبادی (۴۱۳۷۳) محاصل (۴۵۹۲۶) روپیہ۔ سلامی ۹ ضرب توپ مقرر ہے۔

دہرم پور

مہارانا سری موہن دیو جی نارائن دیو جی

آپ سورج بنسی سیسودیہ راجپوت ہین۔ اس خاندان مین مہارانا کا خطاب ایک معلوم وقت سے چلا آتا ہے

اس خاندان کے بزرگ ابتدائے عہد انگریزی سے قبل سوراشٹر میں حکمران تھے۔ سنہ ۱۸۰۷ء میں اس ریاست سے نو ہزار روپیہ چوتھ لیتے تھے۔ جو معاہدہ کے بموجب گورنمنٹ کو منتقل ہوا۔ راجہ صاحب کو بیعت بھی حاصل ہے۔ آپ کے والد راجہ ہرایان دیو کو جنہوں نے ۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو انتقال فرمایا۔ مہاراؤ کے لقب سے مخاطب کئے جانے کی عزت حاصل تھی۔ راجہ ہرایان دیو کے بعد سری موہن دیو جی (والی حال) سنہ ۱۸۹۱ء میں مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۶۳ء ہے۔ رقبہ (۹۴) مربع میل۔ آبادی (۱۲۰۴۹۰) محاصل (۲۶۰۸۱) روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

لونا واڑہ

مہاراناشری سر سجبت سنگہ جی دلیل سنگہ جی کے سی آئی ای

مہاراناسولنکھی راجپوت ہیں۔ اور سدراجے سنگہ فرمانروائے انہلواڑہ پٹن کی نسل سے ہیں۔ مہاراناکے بزرگوں نے سنہ ۱۲۲۵ء میں ریاست سریپور کی بنیاد ڈالی تھی۔ مگر سنہ ۱۴۳۴ء میں رانا ہمیم سنگہ نے اوس ریاست کو ترک کرکے لونا واڑہ کو جو پاٹی کے اس پار واقع ہے اپنا دارالریاست بنایا۔ پہلے یہ ریاست بڑودہ اور گوالیار کے ماتحت رہی۔ سنہ ۱۸۰۳ء میں گورنمنٹ سے توسل پیدا ہوا۔ سنہ ۱۸۶۱ء میں معاہدہ ہوگیا۔ سنہ ۱۸۶۲ء میں دلیل سنگہ کو اختیار بیعت عطا ہوئے۔ دلیل سنگہ۔ دلیپ سنگہ کے ہم جدی تھے۔ جنکو گورنمنٹ نے منتخب کیا تھا۔ دلیل سنگہ نے سنہ ۱۸۶۷ء میں قضا کی۔ اور اون کے بعد مہاراناسر سجبت سنگہ جی ۷ مر اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۱ مر اگست سنہ ۱۸۶۰ء ہے۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں کے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں سند بیعت حاصل کی۔ رقبہ (۳۸۸) مربع میل۔ آبادی (۹۰۱۵۳) محاصل (۲۲۱۳۰۰) روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

بریہ

مہاراول شری مان سنگھ جی

یہ خاندان والیان چھوٹا ناگپور کے مشترک مورث اعلےٰ کی چھوٹی شاخ سے ہے ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ انگریزی سے تعلقات پیدا ہوئے۔ اوس زمانہ مین جیونت سنگھ والی ریاست تھے۔ اونکے بعد اونکے فرزند مہاراول گنگا داس حکمران ہوئے عہد مین مرہٹہ فوج نے ملک کو تباہ و تاراج کیا۔ مگر دوامی خراج کا کوئی حق اونہون نے قایم نہین کیا۔ انکی قوت ایک زبردست وزیر نے غصب کرلی جس نے امیر فوج کے ذریعہ سے قرب وجوار کے علاقے برباد کیے۔ حتےٰ کہ ۱۸۱۹ء مین گورنمنٹ سے مداخلت کی درخواست کیگئی۔ اور بحیثیت عمل مین آیا۔ اگست ۱۸۱۹ء مین گنگا داس نے قضا کی۔ اور روپ جی دیوان ریاست نے حکومت جین کر لی جنھین ہرتھی راج کی ولادت کے قبل ایک رانی نے بیٹی کیا تھا گدی پر بٹھا دیا۔ آخر گورنمنٹ کی اعانت سے بھیم سنگھ علیحدہ کیے گئے اور ہرتھی راج کو جنھین ہرتھی راج کی ولادت کے قبل ایک رانی نے بیٹی کیا تھا گدی پر بٹھا دیا۔ آخر گورنمنٹ کی اعانت سے بھیم سنگھ علیحدہ کیے گئے اور ہرتھی راج فرمانروا ہوئے اونکے بعد اونکے بیٹے شری مان سنگھ جی (والی حال) ۵ مارچ ۱۸۶۴ء کو تخت نشین ہوئے۔ انکی ولادت ۴ اکتوبر ۱۸۵۵ء ہے اور سند تبنیت بھی انکو عطا ہوئی ہے۔ رقبہ (۷۰۴۳) مربع میل آبادی (۱۱۰۶۸۸) محاصل (۲۴۹۴۸۰) روپیہ سلامی نو توپ

ودھوان

ٹھاکر صاحب بری پل سنگھ جی

آپ اوس جہالا راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین جس کی نسل سے والیان دھرنگدرہ اور دنگا سیرا ہین آپ چندیا سنگھ جی کے خلف نامی اور راجہ سنگھا جی کے پوتے ہین۔ آپ کی ولادت ۱۸۶۵ء ہے آپ نے

راجکمار کالج راجکوٹ مین تعلیم پائی ہے۔ جب ۱۸۸۱ء مین آپنے کالج چھوڑا تو آپکے برادر معظم نے مختلف خدمات ریاست آپ کو تفویض کین۔ کچھ دنون بعد آپ دونون بھائی انگلستان اور برادر اعظم یورپ کی سیاحت کو روانہ ہوئے۔ ۱۸۸۵ء کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ آپکے بھائی واجی راج نے لاولد انتقال کیا۔ اور آپ مسند نشین ہوئے۔ ۲ نومبر ۱۸۸۸ء کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ آپنے اپنی ریاست کو بہت کچھ ترقی دی ہے۔ رقبہ (۲۳۶) مربع۔ آبادی (۴۲۴۳۸) محاصل (۱۴۱۷۹۴) روپیہ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

ونکانیر

راج صاحب امرسنگہ جی بنسی سنگہ جی

آپ جھالا راجپوت ہین۔ اور والیان ریاست دھرن گدرہ۔ لری۔ ودھوان وغیرہ کے ایک جد امجد ہین۔ سابق راج صاحب کا نام بنسی سنگہ جی تھا۔ جب ۱۸۸۱ء مین اون کا انتقال ہوا تو ۱۲ جون ۱۸۸۱ء کو آپ (والی حال) مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۷۹ء ہے۔ زمانہ نابالغی مین انتظام ریاست ایک کاربارہ کے سپرد رہا جو گورنمنٹ کے جانب سے مقرر تھا۔ ۱۸۹۶ء مین آپ کو سند تبنیت عطا ہوئی۔ رقبہ (۴۱۴) مربع میل۔ آبادی (۳۹۳۲۹) محاصل (۲۳۱۰۰۰) روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

چھوٹا اودیپور

مہاراول شری فتح سنگہ جی

فرمانروایان ریاست چوہان راجپوت ہین - جو سابق مین پاوا گڈہ کے فرمانروا تھے - والیان ابربیان اسی خاندان کی نسل مین ہین - یہہ ریاست گیکواڑ کی خراجگزار تھی - مگر از روئے معاہدہ ۱۸۲۳ء تمام حقوق گورنمنٹ کے جانب منتقل ہوئے - صرف ایک رستم معینہ گیکواڑ کو بطور خراج ادا کیجاتی ہے - پرتھی راج کے بعد جنکے ساتھہ معاہدہ ہوا تھا - ٹھاکر کیہان سنگہ مسند نشین ہوئے - اون کے بعد اون کے بھتیجے ٹھاکر جیت سنگہ وارث ہوئے - جولائی ۱۸۱۱ء مین اون کا انتقال ہوا - اون کے بیٹے موتی سنگہ جانشین ہوئے - ۱۸۹۱ء مین اختیار تبنیت عطا ہوا - جب ۱۸۹۸ء مین انھون نے قضا کی تو مہاراول فتح سنگہ (والی حال) ۲۹ فروری ۱۸۹۸ء کو سریر آرا ہوئے - آپ کی ولادت ۲۲ اکتوبر ۱۸۸۲ء ہے - رقبہ (۸۷۳) مربع میل - آبادی (۱۳۴۲۰) محاصل (۲۰۵۵۰۰) روپیہ - سلامی نو ضرب توپ ہے -

ساونت واڑی

سردیسائی رگھناتھہ ساونت بہونسلے راجہ بہادر

آپ مرہٹہ خاندان بہونسلا کی ایک شاخ سے تعلق رکھتے ہین - آپکے مورث منگ ساونت تھے جنہون نے ۱۵۵۴ء کے قریب سلطنت بیجاپور سے انحراف کرکے تاحین حیات آزادی قایم رکھی - ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین بھی سلطنت بیجاپور کے باجگزار ہوگئے - مگر کھیم ساونت بہونسلی نے جو ۱۸۲۷ء سے ۱۸۴۰ء تک فرمانروا رہے - ساموجی جانشین سیواجی سے اپنے مقبوضات پر پوری فرمانروائی کی تصدیق کرالی اون کے بیٹے سورن ساونت نے ۱۸ مہینے حکومت کی - اور اونکے جانشین اون کے بھائی لکھم ساونت ہوئے جنہون نے سیواجی کی اطاعت قبول کی سیواجی نے ان کو جنوبی کونکن کا مالک قبول کیا جس مین ساونت واڑی بھی شامل تھا - لکھم ساونت کے بھائی پھوند ساونت نے ۱۷۰۹ء مین برخلاف گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا - پھوند ساونت کے بعد رام چندر ساونت کھیم ساونت - پھوند ساونت - کھیم ساونت - یکے بعد دیگری فرمانروا ہوئے - راجہ کھیم ساونت نے اکتوبر ۱۸۶۲ء مین قضا کی - اون کے بیٹے پھوند ساونت عرف اھاصاحب مسند نشین ہوئے - جب ۱۸۶۹ء مین انہون نے انتقال کیا تو اون کے فرزند رگھناتھ ساونت (والی حال) ۲۰ اگست ۱۸۷۰ء کو سریر آرا ہوئے - آپکے ولادت ۲۰ ستمبر ۱۸۶۲ء ہے - رقبہ (۹۲۶) مربع میل - آبادی (دو لاکھ) محاصل (۲۵۰۰۰۰) روپیہ سلامی نو توپ توپ مقرر ہے

وہ رؤسا و اہل ہنود جو ہز ہائنس کے لقب سے یاد کئے جاتے ہین اور جنکو قعت و اعزاز خاندان توپون کی سلامی مقرر ہے - اونکے حالات تو اوپر بیان ہوچکے ہین - اب ذیل مین چند معزز ہندو ریاستون کا ایک نقشہ اختصار کے طور پر درج کیا جاتا ہے فقط

نمبر شمار	نام ریاست	نام رئیس مع خطاب و القاب	سنہ جلوس	توپون کی سلامی	فوجی سوار	فوجی پیادے	سنہ ۱۸۷۱ء	کیفیت خراج وغیرہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	سیلوگی	ٹھاکر رگھوناتھ چند بہادر	۱۸۶۲ء	۰	۵۳	۱۰۰۰۰			بانی خاندان ناباہری چند تھے

۲	بانگیل	راجپوتانہ	راجہ دیبان سنگھ بہادر	۱۸۴۷ء		۱۲۴	۶۷۹۴	۱۰۰۰۰	توپچی فوج ۵۰ پیدل ایک توپ
۳	بگیٹ	"	راجہ دلیپ سنگھ بہادر سی۔ آئی۔ ای	۱۸۶۰ء	۰	۲۳	۹۰۰۰	۳۰۰۰۰	۳۳ روپیہ خراج گورنمنٹ کو دیتے ہیں
۴	بشہر	"	راجہ شمشیر سنگھ بہادر	۱۸۳۹ء	۰	۳۵۰۰	۸۰۰۰۰	۸۵۰۰۰	سمری کشن جی کے نسل سے ہیں۔
۵	بنڈ دریا	بانگڑ دھ	راجہ ایشوری سنگھ		۰	۲۵۰	۵۲۰۰۰	۱۲۵۰۰۰	گورنمنٹ کو دو ہزار خراج دیا جاتا ہے
۶	کیتھل	"	راجہ بھجے سین	۱۸۵۴ء	۰	۲۸۶	۲۲۰۰۰	۶۶۰۰۰	مورث اعلےٰ بھوپ سین تھے۔
۷	کلسیہ	"	سردار رنجیت سنگھ	۱۸۸۱ء	۰	۱۲۹	۷۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	سردار گربخش سنگھ مورث اعلےٰ۔
۸	جوبل	"	رانا گیان چند	۱۸۶۱ء	۰	۲۵۰	۲۰۰۰۰	۱۵۲۰۰۰	۲۵۲۰ روپیہ خراج گورنمنٹ کو دیتے ہیں
۹	بھجی	"	رانا درگا سنگھ	۱۸۴۲ء	۰	۹۴	۱۳۰۰۰	۲۵۰۰۰	رانا رودرل مورث اعلےٰ۔
۱۰	کھارسین	"	رانا ہیرا سنگھ	۱۸۵۱ء	۰	۹۴	۱۲۰۰۰	۲۵۰۰۰	کرت سنگھ باقی ریاست۔
۱۱	بلسن	"	رانا بیر سنگھ	۱۸۶۱ء	۰	۵۱	۷۰۰۰	۹۰۰۰	بجے سنگھ مورث اعلےٰ۔
۱۲	کوٹھار	"	رانا جگجیت سنگھ	۱۸۷۶ء ۱۱ اپریل	۰	۱۹	۴۰۰۰	۱۱۰۰۰	راجپوت فرزند رانا جے سنگھ
۱۳	دھمی	"	رانا ہیرا سنگھ	۱۸۶۷ء	۰	۲۹	۴۵۰۵	۱۵۰۰۰	راجپوت۔
۱۴	کہنیا	"	ٹھاکر ٹیک سنگھ		۰	۷	۲۰۰۰	۴۰۰۰	اولاد بھوج دیو۔ راجپوت۔
۱۵	مانگل	"	رانا ملوک سنگھ		۱۸۹۲ء	۱۴	۱۲۰۰	۹۰۰	رانا بہادر سنگھ مورث اعلےٰ۔
۱۶	بیجہ	"	ٹھاکر اودے چند		۰	۴	۱۱۰۰	۵۰۰	گورنمنٹ کو (۱۰) خراج دیا جاتا ہے
۱۷	کیرٹی	"	رام سرن سنگھ		۰	۵	۶۰۰	۸۰۰	باقی رانا بلرام۔ خراج معاف۔
۱۸	دیتی	"	ٹھاکر راجب دیتی		۰	۰	۰	۶۰۰	بشہر کے زمیندار ہیں (۱۵۰) روپیہ ریاست بشہر کو دیتے ہیں۔
۱۹	ترونج	"	ٹھاکر کدار سنگھ		۰	۷۰	۴۰۰۰	۴۰۰۰۰	یہ ریاست سابق میں ہر مرد کی ایک بیگھ و
۲۰	سانگری	"	راسے		۰	۱۶	۲۷۷۴	۲۴۰۰	راجپوت

۲۱	کانتی	پرحدہ پنجاب	ٹھاکر صاحب کانتی	.	.	.	۲۵۰۰	۴۰۰	نبھر کے ذیلدار ریاست کو نوسو خراج دیتے ہیں۔
۲۲	کوٹی	〃	راناکوٹی صاحب	.	.	۳۶	۷۹۰۰	۲۵۰۰	کیونتھل کے ذیلدار ہیں۔
۲۳	بھیونگ	〃	ٹھاکر صاحب بھیونگ	.	.	۱۰	۶۰۰۰	۵۰۰۰	〃
۲۴	مدہن	〃	ٹھاکر صاحب مدہن	.	.	۱۳	۴۰۰۰	۲۰۰۰	〃
۲۵	کیونڈ	〃	ٹھاکر صاحب کیونڈ	.	.	۳	۲۰۰۰	۲۰۰۰	〃
۲۶	رتیش	〃	ٹھاکر صاحب رتیش	.	.	۹	۴۴۹	۶۰۰	〃
۲۷	راون	〃	ٹھاکر صاحب راون	.	.	.	۸۲۳	۳۰۰	جوبل کے باجگزار ہیں۔
۲۸	دہی	〃	ٹھاکر صاحب دہی	.	.	.	۲۴۷	۱۴۰۰	〃
۲۹	کہیرا گڈھ	ملک مستقل	راجہ کمل نراین سنگھ	.	.	۹۳۱	۱۸۱۸۴	۳ بانگہ	ناگ بنسی چہری۔
۳۰	لنگے گڈھ	〃	راجہ بھوپ دیو سنگھ	۱۸۶۰ء پریل	.	۱۴۸۶	۷۴۹۱۱	۲۰۰۰۰	گونڈ خاندان سے ہیں۔
۳۱	نندگاؤں	〃	راجہ صاحب نندگاؤں	.	.	۸۷۱	۸۳۶۶۲	۳۰۰۰۰	ستر ہزار روپیہ گورنمنٹ کو خراج دیتے ہیں۔
۳۲	پرہ پھول	〃	راجہ گوری چرن سنگھ دیو	.	.	۸۳۳	۴۰۳۲۵	۴۳۲۹	گورنمنٹ کو چار ہزار روپیہ خراج دیتے ہیں۔
۳۳	گونگا	〃	مہنت دیجے کشن داس	.	.	۱۵۴	۸۲۲۰۸	۵۷۰۰	ستاسی ہزار خراج گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے۔
۳۴	کوردہ	〃	ٹھاکر پرتپال سنگھ	.	.	۷۹۸	۹۱۸۱۲	۹۳۰۰	کوردہ پنڈاری کی شاخ ہے۔
۳۵	بستر	〃	راجہ رودر پرتاپ دیو	.	.	۱۳۰۱۲	۳ ۱۰۸۴	۱۰۳۲۸	گورنمنٹ کو دس ہزار روپیہ خراج دیا جاتا ہے۔
۳۶	کنکر	〃	مہاراج ادھراج نرہر دیو	۱۸۵۰ء نسنہ	۱۸۵۰ء نسنہ	۱۳۲۹	۸۲۳۷۹	۶ ۵۰۸۸	۱۷ ہزار خراج گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے۔
۳۷	کمرئی	〃	راجہ صاحب کمرئی	.	.	۱۵۵	۱۰۸۴۸	۲۸۰۰	
۳۸	سکتی	〃	راجہ روپ نراین سنگھ	.	.	۱۳۰	۵۲۶۴	۲	۱۳۰۰ روپیہ خراج گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے۔
۳۹	سارنگڈھ	〃	راجہ لال جگدیش سنگھ	۱۸۵۸ء نسنہ	۱۸۵۸ء ۳ اکتوبر	۵۴۱			۳۵۰۰ روپیہ خراج گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے۔

	مغربی سنگھ		ٹھاکر سورسنگھ جی بہادر سنگھ جی۔	۱۸۷۴ء	۱۸۷۵ء	۸۰۰۰	۸۰۰۰	۱۵۰۰۰۰	خاندان سارنگ جی۔
	سولی	"	ٹھاکر سلطان سنگھ جی پرمار۔	۱۸۳۲ء	۱۸۷۰ء	۱۳۳	۱۲۷۶۳	۱۰۰۰۰۰	برٹش گورنمنٹ و جوناگڈھ دونوں کے خراجگزار ہیں۔
۸	دیسرپور	"	ٹھاکر سمدا جی	.	.	۲۹	۷۳۰۶	۴۱۰۰۰	ایضاً
۵۹	کوٹڑا ساگنی	"	ٹھاکر لمواجی	۱۸۶۳ء	۱۸۸۷ء	۷۴	۱۰۲۲۱	۹۵۰۰۰	
	جیت پور	"	.	.	.	۷۳۴	.		
	تیتری	"	دیسائی سمیچ مل جی زور آور سنگھ جی	۱۸۴۷ء	۱۸۸۴ء	۴۰	۱۴۳۵	۱۵۰۰۰	قوم کنبی
	دادوا	پالیٹانہ ایجنسی	ٹھاکر صاحب تہراد دمرداڑا	.	.	۹۴۰	۶۵۹۴	۹۳۰۰۰	چھیلار راجپوت۔
		"	راناصاحب داؤ	.	.	۳۸۰	۲۷۷۳۵	۵۷۰۰۰	چوہان راجپوت۔
		"	ٹھاکر صاحب سوگھم	.	.	۲۲۰	۱۱۵۲۱	۱۰۰۰۰	" "
			ٹھاکر صاحب دیودار	.	.	۴۴۰	۲۴۰۶۱	۲۵۰۰۰	یہ ریاست پالنپور گجرات کی پولیٹکل ایجنسی کے ماتحت ہے
۶۶	اسپاہیر	"	ٹھاکر صاحب بہاہیر	.	.	۸۰	۲۵۰۰	۷۲۲۲	" " "
۶۷	پالنپور	"	.	.	.	۴۴۰	۲۱۰۰۰	۳۰۴۶۶	اس ریاست میں متعدد حصہ دار ہیں جو پالنپور ایجنسی کے ماتحت ہیں
۶۸	کانکریج	"	.	.	.	۵۳۰	۵۱۶۲	۳۴۰۰۰	یہ ۲۶ ریاستوں کا مجموعہ پالنپور ایجنسی کی ۱۱ ریاستوں میں سے بڑا علاقہ رکھتا ہے۔
۶۹	منڈوا	ریواکانٹھا ایجنسی	بھلا ناسری جیت سنگھ جی کہان سنگھ جی	۱۸۶۲ء اگست ۱۳۱	۱۸۹۶ء ۱۹ اکتوبر	۷	.	۳۵۷۰۰ خراج ۲۳۰۱۵	یہی کانٹھا ایجنسی کی چھوٹی ریاستوں میں بڑا کانٹھا ایجنسی کی چھوٹی ریاستوں ۵۲ ہندو ۳ مسلمان جملہ ۵۵ = ۴۶ ہندو ۹ مسلمان جملہ ۵۵۔
۷۰	جھبر	ایجنسی سوپرنٹنڈنٹ	راجہ ٹپنگ شاہ چاوڑا	۱۲۶ اپریل ۱۸۶۴ء	.	۳۱۰	۴۵۵۳۸	۲۰۰۰۰	...خراج دیا جاتا ہے ہر جدید مسند نشینی پر نذرانہ
۷۱	اکلکوٹ	ایجنسی کاٹھیاواڑ	شری مت راجہ صاحب سنگھ جی عرف باپو صاحب بہادر	۱۸۶۹ء	.	۴۹۹	۸۲۰۰۰	۲۲۵۰۰۰	+
۷۲	بھور	"	خشکر راؤ چمناجی پنت سچیو	۱۸۵۳ء	.	۱۴۹۱	۵۵۴۰۸	۴ ۲۲۲۳۶	+
۷۳	اوندہ	"	پنت پرتندھی	.	.	۴۴۷	۶۵۰۰۰	۳۰۰۰۰	آٹھ مختلف ریاستیں ہیں۔ ۹

۴۰	بامرا	ملک متوسط	راجہ سرسدھال دیو کے سی۔ آئی۔ ای۔	۰	۱۲ اپریل ۱۸۶۹ء	۱۹۸۸	۱۰۳۶۷	۹۵۷۶	۱۵۰۰ روپیہ خمن	
۴۱	سونپور	″	راجہ بیرمترودیا سنگھ	۰	۰	۹۰۶	۹۵۲۴۵	۶۲۴۴	۹۰۰۰ روپیہ ″	
۴۲	پٹنہ	″	مہاراجہ دگبجن سنگھ دیو	۱۸۵۷ء	۳ ستمبر ۱۸۹۵ء	۲۳۹۶	۳۲۱۹۷	۹۲۲۲	۸۵۰۰ روپیہ ″ ″	
۴۳	امری و پاسپرور	گوالیار وسط ہند رزیڈنسی	راجہ پرتھوی سنگھ بہادر	۱۸۶۰ء ۲۸ جنوری	۲۸ فروری ۱۸۹۶ء	۰	۲۴۶۹	۰	گوالیار رزیڈنسی مین اور سی دی چھوٹی چھوٹی ہندو ریاستین اور ایجنسی مین (۸) راجہ مین۔	
۴۴	سوہاول	ہیلکھنڈ ایجنسی	مہاراج شیوسنگھ جی	۱۸۹۶ء ۵ مارچ	۰	۴۶۲۸	۲۰۰۰۰ ۳۲۰۰۰ خرچ		سوہاول ایجنسی کی چھوٹی ریاست ہیلکھنڈ ایجنسی کی چھوٹی ریاست ۱۰ مسلمان، ہندو جلہ ۱۰ ہندو ریاستین۔	
۴۵	علی پورہ	بندیلکھنڈ ایجنسی	راؤ بہادر چترپتی جودیو سی آئی ای	۱۸۵۲ء	۳ نومبر ۱۸۷۱ء	۸۴	۱۴۵۹۲	۰	بندیلکھنڈ ایجنسی کی ۱۳ ہندو ریاست	
۴۶	باگلی	اندور ایجنسی	راجہ رنجیت سنگھ جی بہادر	۰	۱۸۹۶ء	۳۰۶	۱۴۰۹۱	۱۱۵۰۰۰	اندور ایجنسی کی ۲ ہندو ریاست مالوہ ایجنسی ۸ ہندو ریاست	
۴۷	پہاری	وسط ہند	راوت اوکار سنگھ	۱۹۴۱ بکرمی	۱۹۵۱ بکرمی اگست	۲۰	۱۲۳۶	۰		
۴۸	شاہپورہ	راجپوتانہ	راجہ دھراج ناہر سنگھ	۱۸۵۵ء	۲ نومبر ۱۸۶۹ء	۴۰۵	۵۰۰۰۰	۰	یہ ریاست گورنمنٹ انگریزی اور اودیپور دونون کی خراجگزار ہے	
۴۹	لاوا	″	ٹھاکر صاحب لاوا	۰	۰	۱۹	۱۵۰۰۰	۰	کچواہہ راجپوت ہین۔	
۵۰	لمبیا	ایجنسی ہاسپاچار ہندی	ٹھاکر مودہ جی مالوجی	۱۸۴۶ء	۲۳ جون ۱۸۸۵ء	۱۰۲	۱۳۵۰۹	۶۰۰۰۰	جاریجہ راجپوت۔	
۵۱	لکھتر	″	ٹھاکر صاحب لکھتر	۰	۰	۰	۲۵۲۰۳	۸۰۰۰۰	جھالا راجپوت۔	
۵۲	سیالا	″	ٹھاکر بخت سنگھ جی کیسری سنگھ جی	۱۸۴۶ء	۱۸۸۱ء	۰۴۲	۱۵۰۹۱	۲۵۰۰۰	″	
۵۳	والا	″	ٹھاکر بخت سنگھ راحل	۱۸۵۲ء	۱۸۸۰ء	۱۰۹	۰	۱۵۰۰۰۰	برٹش گورنمنٹ اور برودہ دونون کے خراجگزار ہین۔	
۵۴	چوڑا	″	ٹھاکر بھیرسنگھ جی سالے سنگھ جی	۱۸۴۰ء	۱۸۴۳ء	۰	۲۳۱۲۳	۱۳۶۰۰۰	برٹش گورنمنٹ اور جوناگڈھ دونون کے خراجگزار ہین۔	
۵۵	جوبن	″	کھیما لاکھیلا۔ سی۔ آئی۔ ای	۱۸۳۳ء	۱۸۵۲ء	۲۰۳	۲۲۰۵۷	۱۰۰۰۰۰	برٹش گورنمنٹ اور جوناگڈھ دونون کے خراجگزار ہین۔	

اعلان

ہمارا کتب خانہ آج کئی سال سے کام کر رہا ہے
اور کام جس دیانت اور خوش معاملگی سے ہو رہا ہے
وہ قدر دان حضرات پر پوشیدہ نہیں ہمارے
کتب خانہ میں درسی کتب کے علاوہ نایاب اور
قلمی کتب کا کافی ذخیرہ موجود ہے فقط

خادم العلماء

ملا مراد